

ناول: روح ادا

مکمل ناول

تحریر: ایس مروہ مرزا

(موسٹ ڈیمانڈنگ ناول پی ڈی ایف ♥)

یہ ناول ہے نوح اور نامہ کا، جسے پڑھ کر آپ بہت سی محبت سیکھیں گے محبت کے درجوں کی تقسیم، محبت، مان، اور مہربانی کے جیتے جاگتے پیکروں کی قربانیاں اور داستانیں، ترکی میں مکیم ایک دل والے خاندان کی کہانی۔ ناول کا کوئی کردار آپکو بور نہیں کرے گا بلکہ آپ کو ہنسائے گا، گد گدائے گا اور جذبات کی شدتوں سے شاید آنکھیں بھی نم کر دے گا۔ ناول ایک خوشگوار اختتام رکھتا ہے اس لیے کمزور دل والے بلا جھجک پڑھ سکتے ہیں۔ ناول میں کیا

اچھا لگا کیا برا، ضرور بتائیں، املا کی اگر کوئی غلطی ہے تو درگزر کیجئے، اور اس خوبصورت سفر کے ساتھ محفوظ ہونے کے بعد ان کرداروں اور اس رائٹر کے لیے کچھ کہنا مت بھولیں، اچھا برا آپ کی رائے قابل احترام ہے۔

ایس مروہ مرزا!

ستمبر کا مہینہ گزرنے کو تھا اور ہر گزرتے سال کی طرح اسے اس سال کے آخر میں بھی اپنے آبائی گھر کی قیمت سے جڑی بڑی انسٹالمنٹ ادا کرنی تھی مگر سال کے نو مہینے کئی جا بزا اور اوور ٹائم کے باوجود ابھی تک اتنے پیسے اکٹھے نہیں ہوئے تھے کہ وہ مطمئن ہوتی، بس دو انسٹالمنٹس کے بعد اسکے اپنے ذاتی گھر کو واپس پانے کا خواب پورا ہو جاتا مگر اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی نامہ کی راہ میں کچھ سال سے ذمہ داریوں نے بھرپور روڑے اٹکانے کی قسم کھا رکھی تھی، اپنے بابا کی اکلوتی بیٹی تھی جس نے بچپن پورا بابا

کی آغوش میں اچھے اور بے فکری والے حالات میں گزارا مگر کہتے ہیں وقت کبھی بھی بدل جاتا ہے، یہی نامہ کی زندگی میں بھی ہوا کہ بابا کے کئی کار شو روم کچھ ہوتے بزنس کے خسارے اور کندھوں پر چڑھتے قرضے کے سبب بک گئے، یہاں تک کہ انکا کئی کڑور کی مالیت رکھتا سلطان ولا بھی گروی چلا گیا، بابا اتنے صدموں کو نہ سہتے ہوئے دل کے عارضے میں مبتلا بستر پر لگ گئے اور نامہ نے اپنی پڑھائی کچھ وقت کے لیے چھوڑی اور ایک آخری بیچ چکی بابا کی فیورٹ Rolls-Royce کو ہی اپنی گزر بسر کا وسیلہ بنایا۔

وہ پچھلے چار سال میں استنبول شہر کے بڑے بڑے بزنس مینز، منسٹرز کی آفیشل موسٹ ایکسپینسیو ورک ڈرائیور رہ چکی تھی مگر جب نامہ کا دل ان لوگوں کی نظروں میں کمینگی دیکھتا تو وہ ریزائن کر دیتی، تبھی تو نوبت اس حد تک آگئی کہ جتنا پیسہ جمع ہوا اس میں آدھا بابا کے مہنگے علاج پر لگ جاتا اور بقیہ بچی رقم "سلطان ولا" کی انسٹالمنٹ کے پہاڑ میں جذب ثابت ہوتی۔

کبھی کبھی تو نامہ سوچتی کہ وہ گھر کا خواب چھوڑ دے پر اسکا دل نہ مانتا، وہ بابا کو انکے شور و مہ تو واپس نہیں کر سکتی تھی لیکن چاہتی تھی انہیں انکا گھرانہ کی زندگی میں لوٹا دے، نامہ کی مدر نے مسٹر فیروز سلطان سے ڈائورس لے کر نامہ کے بچپن میں ہی دوسری شادی کر لی تھی، اور نامہ تک کو کبھی مڑ کر نہ پوچھا۔

آج وہ جاب چھوٹنے کی وجہ سے ملی فراغت کو کام لگانے بابا کے ساتھ تھوڑی اونٹنگ کے لیے انکے بڑی کی طرف آئی تھی جو از میر کے ایک پر فضا مقام پر بہت حسین سے فارم ہاوس میں رہتے تھے۔

فیروز اور خرد کی دوستی بہت گہری تھی تو جب بھی نامہ کو بابا اداس لگتے تو وہ انہیں یہاں لے آتی اور کبھی کبھی تو یہیں ہفتہ چھوڑ جاتی کیونکہ خرد قریشی کو بھی انکی زوجہ چھوڑ کر جا چکی تھیں۔ ملازمین تھے تو فکر والی بات نہ تھی کہ دونوں بڑھوں کا خیال کون رکھے گا اور ویسے بھی جب تک سلطان والا کی پیمنٹ پوری نہ ہوتی ان دو کو وہاں شفٹ ہونے کی پر میشن نہیں تھی، نامہ

یہاں اس لیے بھی آتی کیونکہ خرد صاحب ایرانی گھوڑوں اور ایشین ایگلز کا کاروبار بھی کرتے تھے اور یہ دونوں ہی نامہ کی کمزوری تھے، اسے ایگل پالنا پسند تھا اور گڑ سواری کا جنون کی حد تک شوق، اور وہ اپنے دونوں شوق یہیں پورے کرتی تھی کیونکہ پچھلے چار سال سے وہ مسلسل جابز میں بزی رہی تھی، چھبیس سال اوہ لڑکی اپنی رہی سہی شوخیاں، شوق اور بچپنا تو چار سال پہلے ہی کھو چکی تھی، اسکی اور فیروز سلطان کی ملکیت میں صرف ایک Rolls-Royce تھی اور یہی ان دو کے جینے کا سبب بنی ہوئی تھی۔

"پہلے تو آپ تھکن مٹائیں پھر آپکو ہر چیز کرنے کی موج ہے۔ اٹھ کر مزے دار ڈنر کریں گے۔ تب تک میں زرا آپکے بڈی کو کمپنی دیتی ہوں"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

نامہ نے فیروز سلطان کے لیے نرم بستر پر رکھی مخملی چادر کھولی اور انکے نیم

دراز ہوتے ہی انکے اوپر کرواتے نرم مسکراتے لہجے میں تاکید اکہا تو ان

شفیق ہستی کی آنکھیں نامہ پر انسیت سے جم گئیں، وہ زیادہ سفر سے خود بھی

تھک گئے تو نامہ کے دیکھتے ہی دیکھتے انکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔

از میر تک اتنے لمبے سفر کی تھکن کے سبب بابا کو روم میں سونے کا کہے وہ خود
 خردانگل کے ساتھ انکے اسطبل چلی آئی تھی، وہ بہت ہوش رہا یا بہت ہی
 آپسراہ نہیں بلکہ ہر بناوٹی حسن سے پاک اک سادہ اور با اعتماد نامہ تھی، زرا
 گندمی رنگ تھا پر اسکی بھوری آنکھوں کی کشش کسی کو بھی اپنی مٹھی میں بھر
 سکتی تھی، اوپر سے نامہ کی مسکراہٹ کسی کا بھی دل گروی کر سکتی تھی، وہ
 سمارٹ اور پرکشش فکر کی مالک تھی، اسکے بال بہت گھنے اور لمبے تھے، نامہ
 کی مہذبہ بہت فنیئر کملیکیشن والی تھی پر بابا سانولی رنگت کے مالک تھے اور
 انکے پیرنٹس میں علیحدگی کی ایک وجہ یہ حسن پرستی بھی تھی کیونکہ نامہ کی
 والدہ سوہا ایک انتہا درجہ کی حسین عورت تھی جس نے محبت کے بخار میں
 خود سے کم پیارے فیروز سے شادی تو کر لی پر حسن پسند تھی تو جلد اکتا
 گئی، ہاں نامہ لمبی بہت تھی کہ اکثر ہیلز پہن کر بابا سے بھی اونچی لگتی، ابھی
 محترمہ نے فلیٹ چیل پہنی بس تبھی خرد صاحب جیسے جنٹل مین دراز قامت
 انسان کے برابر لگ رہی تھی جو گھوڑوں اور عقابوں کے شوقیہ بزنس کے

ساتھ ایک آرٹ سکول کے پرنسپل تھے، سادہ سی میروں کرتی کے نیچے
ٹائیٹ جینز پہنے، بالوں کو ڈھیلی سی پونی میں قید کیے وہ ٹھنڈی ہوا میں چلتی
نک سک پینٹ شرٹ پر باریک بٹن آپ پہن کر اچھے لگتے خردانگل کے
پالتو گھوڑوں سے مل رہی تھی، جو کئی ایرانی تھے اور چند ایک مصری پرنامہ
کی چوائز ہمیشہ سے ہسک تھا، اسکا گھوڑا۔

"اسے ہفتہ میرے پاس ہی چھوڑ دو، اکیلا گھبرا جاتا ہے، اوپر سے دل کے
عارضے بھی دم گھوٹنے آئیں تو عذاب میں ڈال دیتے ہیں۔ تم بتاؤ گھر کی سیکنڈ
لاسٹ انسٹالمنٹ ہوئی پوری؟"

نامہ چلتے چلتے خردانگل کے سوال پر اپنی منتشر سوچیں سمٹے رکی، وہ ادا اس
نہیں ہوتی تھی، اسکے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ رہنا اسکی ذات کا
جاذب ترین حصہ تھا۔

"نہیں کوشش جاری ہے۔ اگین جاب چھوٹ گئی۔ ہفتہ دس دن اسی میں لگ جائیں گے کہ اب نیو کہاں کرنی ہے۔ کبھی کبھی دل چاہتا ہے یہ ایک بچ چکی Rolls-Royce کو بیچوں اور اک چھوٹا سا گھر لے لوں۔ اپنی سٹریز پوری کروں۔۔۔ پر پھر بابا کی "سلطان ولا" سے محبت مجھے روک لیتی ہے۔ وہ آدھے بیمار تو اسی وجہ سے ہیں کہ جس گھر کو تنکا تنکا خود سجایا اور بنایا وہ بینک والوں کے قبضے میں چلا گیا"

نامہ نے "ہسک" نامی گھوڑے کی گردن تھپک کر پُر امید لہجے میں بتایا مگر وہ اختتام تک یہ سب بولتی بولتی اداس محسوس ہوئی جس پر خرد کسی سوچ میں پڑ گئے۔

"تم کہو تو ایک جاب کا بتاؤں؟ تھوڑی ر سکی ہے پر سیلری تمہاری سوچ سے کئی گنا ہوگی۔"

خرد صاحب کی اگلی بات پر نامہ حیرت سے ہسک سے توجہ ہٹا کر انھیں دیکھتی مسکرائی۔

"ڈرائیونگ جاب ہے؟"

وہ متجسس و فکر مند تھی۔

"ہاں فل ٹائم۔ تم پتا نہیں جانتی ہو اسے یا نہیں، از میر کا فینس کینسر سپیشلسٹ ہے۔ نوح ادا دوغان۔۔ اسے ڈرائیور کی اکثر ضرورت رہتی ہے۔ اچھے ڈرائیور کی۔ اماٹل اسی کے ساتھ کام کر رہا، وہی بتا رہا تھا۔ اسے نئے کاہل اور کام چور نہیں بلکہ تمہاری طرح پیشینیت ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ جو اسے کبھی بھی ہو سپٹل پہنچا سکے۔ اور ہاں ر سکی اس لیے کہ وہ از میر کے سب سے بڑے کار ریسنگ گینگ کا حصہ ہے تو اسکا ڈرائیور وہاں بھی ہر ماہ کے فیسٹیول میں پارٹ لیتا ہے اور ناجیتے تو نوح اسے جاب سے نکال دیتا ہے۔ اس ریس سے جیتے گئے پیسے کیسز کے ان پیشنٹس کے علاج پر لگتے

ہیں جو انورڈ نہیں کر سکتے۔ اپنے اس اسٹائیل کی وجہ سے وہ از میر میں آئے دن میگزین میں کسی ایکٹر ماڈل سے زیادہ نظر آتا ہے۔ وہ خوبصورت بھی ہے"

نامہ اب بھی حیرت کا شکار تھی، ستم کہ اتنی تعریفوں کے بعد بھی اسے زرا دلچسپی نہ تھی کہ اس دیو مالائی حسن اور یونیک اوصاف کے مالک شخص کو دیکھے، اسے بس اپنے کام سے مطلب رہتا تھا، یہ سچ تھا اسے جاب کی بلکہ اچھی جاب کی ضرورت تھی۔

"لیکن وہ خود ڈرائیونگ کیوں نہیں کرتا۔ اور میں فی میل ہوں، کیا فی میل ڈرائیور بھی چلے گی؟"

نامہ کی توجہ خردانگل پر ہنوز جمی تھی جب وہ اپنے سوال پوچھ رہی تھی۔

"ہاں کوئی بھی۔۔ ایکچولی کچھ سال پہلے اسکا ایک برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس وجہ سے اسکے اٹے ہاتھ کی کلانی ٹوٹ گئی اور وہ ہے بھی لیفٹی، اب تو ٹھیک

ہے پر دو تین بار ڈرائیونگ کے بیچ اسکا ہاتھ کام کرنا چھوڑ گیا تھا اور گاڑی کنٹرول سے نکل گئی اور اسکے بعد سے اس نے اکیلے ڈرائیونگ کا رسک نہیں لیا"

اس بار نامہ نے زخمی سی مسکراہٹ دیتے گھوڑے کی پیٹھ تھپکی، اسے پتا تھا بہت زیادہ آسودہ اور مسرور لوگ بھی مکمل جہاں نہیں رکھتے، کچھ حسرتیں زندگی میں ہونی اہم ہوتی ہیں تاکہ ہمیں غافل نہ کر سکیں کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے کو بھول نہ جائیں۔

"اگر سرجری کے بیچ اسکا ہاتھ کام کرنا چھوڑ گیا کبھی انکل؟ مار دے گاناں بچارے پیشنٹ کو۔ ایسے ڈاکٹر کو ریزائن دے کر گھر بیٹھنا چاہیے۔ مجھ سی کوئی پیشنٹ ہوئی ناں تو سرجری سے زیادہ اسکے ہاتھ کانپنے پر ہی لڑھک جائے"

نامہ سراسر مزاق کے موڈ میں تھی، ابھی واقف نہیں تھی ناں وہ آدمی کیا چیز ہے، کس درجہ جان لیوا شخص ہے، اور کتنا بڑا مسیحا بننے والا ہے، اسکا روح ادا بننے والا ہے۔

"وہ اپنے کام کو لے کر بہت ماہر ہے، سر جری کے بیچ ویسے بھی اسکی چھ رکنی ٹیم اسکے ہمراہ ہوتی ہے۔ وریام کینسر ہو سٹپل کی جو پورے از میر شہر میں ساکھ ہے وہ صرف اسی کی وجہ سے ہے۔ تم بتاؤ اگر جاب چاہتی ہو تو میں اسکا کارڈ دوں تمہیں؟"

نامہ بے دلی سے مسکرائی مگر پھر جاب کی آفر مناسب سمجھتے سر ہلا دیا۔

"اوکے دے دیں۔ آزمائیتی ہوں قسمت۔ دیکھنے میں بڈھا نکل یا بابا تو نہیں ہے؟"

خرد نے اپنے والٹ سے کارڈ نکالتے ہوئے نامہ کے سوال پر ہنس کر اسے دیکھا۔

"نہیں، کافی ہنڈ سم اور ینگ ہے، بتیس سال کا ہے۔ اور کہتے ہیں کافی شریف ہے تو خدا کے لیے میرا بچہ اگر جاب مل گئی تو ٹک کر رہنا۔ تین مہینے میں ہی تم اس لائق ہو جاو گی کہ یہ سیکنڈ لاسٹ انسٹالمنٹ بھر سکو۔ چند ماہ کی بات ہے اگر گھر کا خواب پورا چاہتی ہو تو تھوڑا سمجھو تھا کرنا ہو گا"

خرد صاحب نے نامہ کو تمہیداً سمجھایا کیونکہ جانتے تھے بچی تھوڑی سر پھری ہے، وہ کارڈ لیتے کچھ خوش نہ تھی پر گھر کے لیے وہ اتنا رسک لے ہی سکتی تھی۔

"بتیس سال کا بڈھا ہی ہو اناں انکل"

کارڈ لیتے وہ شرارت سے بولی تو خرد اسکی گال ویسی ہی جوابی شرارت سے تھپکا گئے۔

"مرد پچاس کا بھی جوان ہے اگر اسے سنبھالنے والی کوئی ہو۔ میں اور تمہارے بابا تو وقت سے پہلے اس لیے بوڑھے ہو گئے کیونکہ ہمیں سنبھالنے

والی خود غرض نکلیں اور اپنا ہی سوچا ہمیشہ اور بیچ راہ میں چھوڑ کر نکل لیں
اپنے نئے راستوں کی طرف۔ لیکن تم ایسی مت بننا۔ اپنے مرد کی من پسند
عورت رہنا۔ ویسے اماٹل کو بلا لوں؟ کمپنی دے گا تمہیں؟ ہم بڈھوں میں بور
ہو جاو گی"

وہ لوگ گڑسواری کے موڈ میں تھے، موسم بھی بہت حسین اور ٹھنڈا تھا
ایسے میں یہ جسم کو قوت و حرارت دینے والی بیسٹ ایکٹیوٹی تھی، اماٹل کا
سنے نامہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"سوری لیکن آپکا لاڈلہ بیٹا بہت بولتا ہے انکل، اور جب نامہ جاب لیس ہو تو
وہ سننے کا سٹیمنا کھودیتی ہے۔ زرا اکل نوح صاحب سے مل لوں، جاب مل گئی
تو کل بلوا لیجئے گا اس باتونی شے کو۔"

وہ کچھ بھی کہنے سے ہچکچاتی نہیں تھی تبھی تو خرد صاحب کو وہ بہت پیاری
تھی، اپنے اماٹل کے لیے وہ بارہا فیروز سے نامہ کا ہاتھ مانگ چکے تھے پر پچھلے

چار سال سے تو نامہ نے اپنے بابا کے سوا کسی کا نہ سوچا نہ سوچنے کا ارادہ کیا مگر اب کا کچھ کہنا مشکل تھا۔

جب تک وہ لوگ گڑ سواری کیے واپس خرد صاحب کے فارم ہاؤس لوٹے، فیروز صاحب نیند لے چکے تھے اور تینوں نے ہنستے مسکراتے ماحول میں ضیافت اڑائی اور نامہ نے جاب کے بارے بتا کر بابا کو کچھ تسلی بھی فراہم کر دی حالانکہ وہ کہہ چکی تھی کہ جب تک جاب مل نہ جائے، خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔

"مجھے خطروں کا کھلاڑی نہیں، ایک ڈرائیور چاہیے۔ بکو اس ہیں یہ سب۔ ختم کرو آج یہ انٹرویوز۔۔۔ میرے ٹائپ کا کوئی نہیں امائل۔"

وہ اپنے سٹڈی میں پیرسپارے بیٹھا تھا جہاں اسکے رائٹ ہینڈر امائل نے اسے اپنے جاننے والے چھ لوگوں سے ملوایا پر سب ہی بہت باتونی تھے، اور نوح کو

"او کے ڈاکٹر ادا۔ کچھ بتانا تھا۔ میرے بابا کے دوست ہیں فیروز سلطان انکی بیٹی۔ استنبول میں پروفیشنل ورک ڈرائیور رہ چکی ہے۔ بابا کی کچھ دیر پہلے کال آئی تھی۔۔۔ جب لیس ہے تو انہوں نے اسے آپکا کارڈ دیا ہے۔ کہہ رہے ہیں وہ کل آئے گی یہاں۔ فی میل ہے لیکن بہت ماہر اور استنبول کی ایکسپینسیو ترین ڈرائیور"

امائل نے نوح کا غصہ مد نظر رکھتے بہت نرمی سے یہ ساری بات کہی جو مضبوط ہاتھ کی دو انگلیوں سے کن پٹی مسلتا ہوا دھیان امائل پر دیے کسی سوچ میں ڈوبا لگا، ہاں بلاشبہ وہ ایک خوبصورت اور دیکھنے لائق مرد تھا جسکی ہیزل آنکھیں اسکے پورے دیو مالائی حسن پر طاری تھیں۔

وہ اچھی جسامت اور مضبوط فکر کا مالک ایک سنجیدہ مزاج اور حقیقت پسند آدمی تھا۔

"عورتوں کے ساتھ گزارہ مشکل ہوتا ہے لیکن پھر بھی بلوالو اسے، اگر پروفیشنل ہے تو میرے کام کی ہوگی۔ لیکن پلیز چیک کر لینا زیادہ بولتی نہ ہو۔ اب جاسکتے ہو تم، تمہاری مدد کے لیے تھینکیو امائل"

نوح نے اکتائے لہجے میں کہتے ہی امائل کو چلتا کیا جبکہ خود بھی وہ اپنے سٹڈی سے نکل کر باہر آیا تو اسکے پیر بے اختیار کسی آواز پر تھمے۔

نوح کی ممی کی ڈیٹھ کے بعد میکائیل دوغان نے ایک بزنس ڈیل کے تھرو دیشا کریزی سے دوسری شادی کی جسکی ایک بیٹی پہلے ہی تھی، صارم دوغان جو دیشا اور میکائیل کی اولاد تھا مگر بیٹی مانہ، دیشا کے پہلے شوہر سے اسکی بیٹی تھی اور دیشا پہلے طلاق یافتہ تھی، جب اس نے میکائیل دوغان سے شادی کی تو اسکے ساتھ ہی تین سالہ مانہ بھی اس گھر میں تشریف لائی، اور دیشا کے

بزنس میں کافی انوالو و ہونے اور میکائیل پر مسلط ہونے کا اثر کے اس نے
 بہت چالاکی سے مانہ کی اس ولا میں جگہ بنائی، وہ ہوشیار لڑکی تھی پر نوح اسے
 بچپن سے پسند کرتا تھا پھر دیشا کو ڈر تھا اگر مانہ یہاں سے گئی تو اسکا پہلا شوہر
 اسے دیشا سے چھین لے گا اور اسی وجہ سے اس نے مانہ کو بھی اس گھر میں
 گھسانے کے لیے بہت کم عمری میں ہی اسکا اور نوح کا نکاح کروادیا جو سراسر
 میکائیل صاحب کے پریش کی وجہ سے نوح نے تسلیم کیا کیونکہ وہ مانہ کی کچھ
 حرکتوں کے لیے مشکوک تھا بھلے وہ اسے پسند تھی، اور نوح کے بقول ہر
 پسندیدگی، شادی بنے یہ ضروری نہ تھا، وہ کمٹمنٹ سے ہمیشہ کتراتا تھا، اس
 فیصلے میں دیشا کا ایک مقصد نوح کے نام لگی پر اپنی بھی ہتھکانا تھا کیونکہ نوح
 کے نام جتنی اپنی اور بابا کی جائیداد تھی وہ اسکی بیوی کو شادی کے بعد آدھی
 آٹومیٹکلی مل جانی تھی مگر جب سے نوح پر دیشا کی حقیقت کھلی اسے لگنے لگا
 تھا کہ مانہ بھی صرف چالاک ہی نہیں خوبخو اپنی ماں جیسی سفاک اور مطلبی
 ہے، وہ ڈانورس کے سپرزنوا کر بیٹھا تھا کب موقع ملے اور ان ماں بیٹی کو ہاتھ

پکڑ کر ولا سے چلتا کرے، ہاں وہ صارم کے لیے تھوڑی فکر رکھتا تھا کیونکہ وہ جیسا بھی ہوتا، دونوں کے باپ ایک تھے۔

جبکہ مانیہ کو نوح میں بالکل دلچسپی نہیں تھی، یہ سب ماں کی وجہ سے کر رہی تھی کیونکہ اسکے نزدیک نوح اس دنیا کا یوز لیس اور بورنگ انسان ہے، اسے تو چار منگ اور ہاٹ لڑکے پسند تھے پر فی الحال وہ خود پر جبر کیے ماں کی گیم کا حصہ بنی نوح کے ساتھ اک ناپسند رشتے میں جڑی تھی۔

"نوح کو بزنس میں کوئی انٹرسٹ نہیں، اسکا ہو سہیل۔ اسکی فاؤنڈیشن ہی اہم ہے اسکے لیے تو آپ ساری پر اپرٹی صارم کے نام کر دیں جان۔ صارم اپنا بزنس سٹارٹ کرنا چاہتا ہے، میرے بچے پاکٹ منی پر خوش نہیں ہیں۔ انکی ضروریات بڑھ چکی ہیں"

یہ تھیں نوح میکائیل کی سٹپ مدر دیشا جو مسٹر میکائیل کو ہمیشہ اپنے بچوں کے لیے مانل کر کے نوح کے لیے اکساتی تھیں اور آج بھی یہی کرتی سنائی

دیں، یہ جانتے ہوئے کہ میکائیل دوغان کے تمام اون لائن کام نوح ہی سنبھالتا ہے۔

نوح کی بیزاریت بڑھی، کیونکہ اسکا سوتیلا بھائی ایک نمبر کا خبیث تھا، منکوحہ آئے دن کلبوں میں نشے میں دھت نئے نئے بوائے فرینڈز کے ساتھ نظر آتی تو بھائی از میر کے عیاش لوگوں کا سربراہ جانا جاتا تھا، کوئی بری عادت نہ تھی کہ جو ان دو بہن بھائیوں میں نہ پائی جاتی ہو، لیکن ابھی نوح اس سب سے صرف پانچ فیصد واقف تھا تو اسکی احتیاط و گریز بڑھ گئے۔

"ہاں آپکے بچوں کے نام یہ اپنا بزنس کر دیں تاکہ آپ تینوں مل کر انھیں سڑک پر لے آئیں؟ میکائیل صاحب کا ابھی دماغ یقیناً اتنا فارغ نہیں ہوا ہو گا۔ ہے ناں بابا؟"

وہ ان دو میں آنا نہیں چاہتا تھا پر یہ معاملہ اسے بولنے پر مجبور کر گیا، اسکی توبہ شکن موجودگی منظروں کو سکوت دیتی تھی، وہ ٹھہرا ہوا سمندر تھا پر یہی

سمندر جب طغیانی کی زد میں ہوتا تو اس سے خوفناک کوئی دوسری شے نہ تھی۔

"ایسے ہی کہہ رہی ہے۔ تم چل کرو"

میکائیل نے نوح کے تنے جھڑے اور سنگلاخ سنجیدگی دیکھتے رسان سے ہی سمائیل دی جبکہ دیشا کو لگتی آگ کسی سے مخفی نہ تھی۔

"ہاں۔ بہت چل کرنے لائق جو ہوں بابا۔۔۔ جو دل آئے کریں پر یاد رکھیے گا جان بوجھ کر سڑک پر آنے والے کو پھر یہ بیٹا بھی پناہ نہیں دے گا تو خود کو ان تینوں سے بچا کر رکھیں اگر اپنا بڑھا پا عزت دار اور یوں ہی عیاشی میں چاہتے ہیں۔ ڈسٹرب کرنے کے لیے معذرت"

وہ اس گھر میں سے کسی کو پسند نہیں کرتا تھا، بس بابا کی منتیں تھیں جو اسے اس گھر میں روکے تھیں ورنہ یہاں لوگ نہیں، چلتے پھرتے قاتل تھے، وہ جاچکا تھا پر دیشا کو لگی آگ بجھنے پر نہ آئی۔

"مسئلہ کیا ہے اسکا؟ ہمیشہ بھڑکاتا رہتا ہے آپکو۔ کسی دن مار ڈالوں گی اسے"

دیشا مٹھیاں بھینچتے میکائیل پر چینچی۔

"مار تو میں نے اسے کافی سال پہلے ہی دیا تھا۔ تم سے شادی کر کے اور پھر اسکو مانیہ سے نکاح کرنے پر جب مجبور کیا۔ اسکی ماں جب مری تھی ہم نے پراسمس کیا تھا کہ کبھی نہیں روئیں گے۔ اس نے بھی لیا کہ میں کبھی اسکی ماما کی جگہ کسی کو نہیں دوں گا تو وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا، لیکن تمہاری ضد کے آگے میں سب کرتا گیا۔ دیکھ لو دیشا، میں نے پراسمس اور اسے توڑ دیا پر وہ مجبور بے کس میرا بچہ اب بھی اپنے وعدے پر اٹکا ہے صرف اس لیے کہ اسے پتا ہے میں اسکے بنا نہیں جی سکتا۔ مر جاؤں گا"

میکائیل کے رونے اور پچھتاوے سے دیشا پھنکارتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ میکائیل! بڑے ہو جاؤ پلیز۔ اور اسے بھی گرواپ ہونے دو۔ وہ یہاں ہے تو تمہاری جائیداد وجہ ہے۔ کوئی پیار نہیں ہے اسے تم سے"

دیشا کی بات سنے شوہر نامدار نیوز پیپر سمیٹے تلخ ہنسے۔

"اسے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ وہ مجھ سے زیادہ کماتا ہے۔ اسے محبت ہی روک سکتی ہے ناپسند جگہ پر، وہ میرا بیٹا ہے میں اسکی رگ رگ سے واقف ہوں۔ ٹھیک کہا نوح نے، صارم اور مانیہ بہت لاپرواہ اور بگھڑے ہیں۔ جب تک اپنی حرکتیں ٹھیک نہیں کرتے، میں انھیں پر اپرٹی یا بزنس میں کوئی حصہ نہیں دوں گا۔ جاؤ مجھے نیوز دیکھنے دو"

میکائیل کو وہ جتنا بھڑکاتی، نوح کا ایک جملہ ہی دیشا کی محنت غارت کرتا، جبکہ وہ کیا کرتی صارم اسے دھمکاتا تھا کہ اسے میکائیل کی جائیداد کا پیسہ دلوائے، پتا نہیں اسکے پاس ماں کی کونسی کمزوری تھی، اور اسی وجہ سے کچھ سال پہلے دیشا نے نوح کا ایکسیڈنٹ بھی کروایا پر خدا کی کرنی کہ ایک کلائی ٹوٹنے کے سوا اسے آنچ بھی نہ آئی، وہ سب جانتا تھا پر اسکی عادت تھی چپ رہنے کی، وقت پر بولنے کی اور لوگوں کو انکے حال پر چھوڑ دینے کی۔

وہ نوح ادا دوغان تھا، اسے اب اپنے فیصلے خود لینے کی عادت سیکھنی تھی اور اب اسکی زندگی میں نامہ کا آنا کیا کوئی رخ بدلنے والا تھا یہ تو وقت ہی بتاتا۔

اپنے کمرے کا رخ کرتے اسکے قدم رکے کیونکہ مانیہ، نہایت نازیہ لباس میں کسی پارٹی کے لیے تیار ہوئے وہیں فون میں مصروف نہایت خباثت بھرا مسکراتی چلی آرہی تھی، اپنی ہی دھن میں یکدم ارد گرد پھیلے سناٹے پر رکی، نوح کو دیکھتے ہی اسکی آنکھوں میں بیزاریت چھلکی، اس سے بے نیاز کہ وہ اپنی ہیزل آنکھوں میں جلتے انگارے لیے کھڑا تھا۔

"اف اب اسکی بک بک سن کر موڈ خراب کرنا ہو گا۔" مانیہ کے چہرے کے زاویے کچھ دیر پہلے کے نازیبا سکھ سے محروم ہوئے۔

"اپنا نام تمہیں اس لیے دیا تھا کہ تم اسکی دھجیاں اڑا سکو، یہ کیا پہن رکھا ہے؟ شرم تو تم نے سٹرکوں اور کلبوں میں ہی کہیں پھینک دی ہے"

صرف مانیہ کی خفیف سی جو پچی فکر تھی اس کے تحت وہ خود پر قابو نہ رکھتے
 غصہ کرتا اور بولتا تھا، اپنا حق استعمال کرتا تھا پر مانیہ کو یہ گوارا نہ تھا، وہ ڈیپ
 ٹینک ٹاپ کے ساتھ شارٹ سکرٹ پہنے گلے میں اک ناہونے کے برابر کا
 اسکارف لپیٹے کھلے گلے کو چھپانے کی ناکام کوشش کیے ہوئے تھی، ہیلز
 پہنے، فل میک آپ کیے ڈائے بالوں کی لفوفروں کی طرح منڈیاں بنائے، اپنی
 lip piercing، بلی سنیک ٹیٹو سے ویسے ہی اپنا ستیاناس کروا چکی تھی کہ
 نوح کو لگتا جس مانیہ کو وہ پسند کرتا تھا یہ تو اسکا وحشی ورژن بن چکی ہے، سب
 وہی کرتی تھی جو نوح کو نا پسند ہو۔

"بہت شرم ہے مجھ میں، مجھے پر چار کا کوئی شوق نہیں تمہاری طرح۔۔ میں
 شرم اتاروں یا پہنوں تمہیں کیا۔ اور فار یور کا سنڈ انفو، یہ کپڑے ہیں۔ نظر
 نہیں آرہا۔ سب ایسے ہی پہنتے ہیں پارٹیز میں۔ پر تم جیسے بورنگ ڈاکٹر کو بس
 لیکچر ہی دینا آتا ہے۔ اور دوسری بات اپنے نام کی اتنی پرواہ ہے تو واپس لے
 لو، میں بھی شوق سے اس بوجھ کو نہیں اٹھا رہی۔"

بے مروتی اور بد لحاظی سے کہے اس سے پہلے وہ ٹکاسا جواب دیے پاس سے گزرتی، نوح نے اسے بازو سے دبوچتے روک کر اپنے سامنے بے دردی سے گھسیٹا۔

"میں نے سوچا تھا تمہیں ڈائورس دے دوں گا، پر اب تمہیں انسان کی بچی بنانے سے پہلے ایسا کوئی فیصلہ لینے کا ہر گز موڈ نہیں۔ تمہیں ایسے ہی چھوڑ دیا تو پتا نہیں کس کس کو برباد کرو گی۔ جا کر چینج کرو ورنہ یہ رہے سہے کپڑے بھی اتار دو اور پھر اچھے سے اپنی عزت نیلام کرو۔ اس طرح کے گندے لباس میں تم دوغان ولا سے قدم بھی باہر نہیں نکال سکتی اب۔۔۔ یہ بات اپنی اس کھوپڑی میں بٹھالو۔ گیٹ آؤٹ"

اسے اسی بے دردی سے پرے دھکیلتے نوح نے اپنا رستہ لیا اور ساتھ ہی فون نکال کر گیڈ کے تمام گارڈز کو سمجھا بھی دیا، وہ کچھ وہیں کھڑی رہی اور پھر اپنے بال کو نوچتی چینی، اسکی چینج میں بے بسی تھی۔

"کہاں پھنسا دیا آپ نے مام۔۔۔ منحوس آدمی"

پیڑ بیٹھے وہ باہر تو گئی پر چینختی چلاتی جیسے ہر شے تباہ کر دے گی، امائل ابھی تک گیا نہیں تھا، یہاں کا ایک گارڈ امائل کا دوست تھا تو اسی کے ساتھ گپ شپ لگانے رک گیا پر مانیہ پر نظر پڑتے ہی امائل نے اپنے ساتھ کھڑے طاہر کو جانے کا اشارہ کیا اور مانیہ کے غصے میں اپنی گاڑی کی طرف جاتے جاتے اپنی طرف پلٹ آنے پر ٹھٹکا۔

وہ سرخ بھبھول ہو رہی تھی جیسے نجانے کتنا ضبط کر رہی ہو۔

"کیا تم مجھے دس منٹ کی دوری پر ڈراپ کر دو گے مسٹر امائل۔؟"

مانیہ بھلے نرمی سے بولی پر امائل کو اسکی آنکھیں دیکھ کر عجیب وحشی وائبرز آئیں اور اوپر سے وہ لڑکی اتنی تمیز سے تو کبھی نہیں بولی تھی۔

"تمہاری گاڑی خراب ہے کیا؟"

اماٹل کا سوال مانہ کے سر پر ہتھوڑا بنا برسا پر ابھی دوغان ولا سے نہ نکلتی تو کسی کا سر پھاڑ دیتی۔

"سوال کیے بنا ڈراپ کر دو گے؟"

مانہ چڑ گئی تو اماٹل نے سر ہلاتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے فرنٹ سیٹ کے لیے ڈور کھولا مگر وہ خاموشی سے جا کر پیچھے بیٹھ گئی، اماٹل نے محسوس کن انداز میں ڈور بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، اماٹل کی گاڑی جیسے ہی گیڈ سے کراس کی وہ جان بوجھ کر نیچے ہوئی تاکہ گارڈز دیکھ نہ سکیں، اور گھر سے نکلتے ہی مانہ نے اسے گاڑی روکنے کا کہا۔

"یہیں اترنا تھا؟"

وہ پیچھے سے نکل کر باہر آئی تو اماٹل بھی اسے پیچ سٹرک اتارنے پر زرا بد تہذیبی محسوس کرے باہر نکلا۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔ اسکے ہو سپٹل کے انٹرنی ہو تو ہو سپٹل رہا کرو۔ ہمارے گھر میں گھسنے کی ضرورت نہیں۔ جب دیکھو منہ اٹھا کر یہیں پڑا ہوتا ہے"

کچھ دیر پہلے کی تمیز بھاڑ میں جھونکے وہ احسان فراموشی کی حد کرے کچھ دور جاتے ہی وہاں رکتی فراری میں جاسوار ہوئی جہاں دودا واداش لڑکے اور ایک لڑکی پہلے ہی سوار تھے، اما نل وہیں کھڑا شذر تھا کہ یہ لڑکی چیز کیا ہے۔

"جب بھی یہ لڑکی تمیز سے پیش آئے، محتاط ہو جایا کر اما نل۔۔ پتا نہیں ڈاکٹر ادا کے کس گناہ کی سزا ہے انکی ایسی بیوی۔۔۔ پر مجھے کیا۔ بھاڑ میں جائے"

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے جناب واپس اپنی گاڑی کی طرف لپکے پرمانیہ پر دو حرف بھیجنا نہ بھولے، گاڑی میں بیٹھے ہی نوح کی کال پر اما نل نے ریسو کی۔

"وہ تمہارے ساتھ گیڈ سے نکلی ہے؟ کہاں گئی؟"

نوح کے سوال سپاٹ تھے۔

"اپنے دوستوں کے ساتھ چلی گئی ہے ڈاکٹر ادا، مجھے لگا واقعی لفٹ چاہیے
اسے"

امائل کو نوح کچھ غضبناک لگا۔

"آئیندہ سے جو لگے، اس بارے ایک بار کنفرمیشن کر لینا مجھ سے
امائل۔ ٹیک کئیر"

اپنے غصے پر قابو رکھتے نوح نے کال ڈسکنٹ کی تو امائل نے گہرا سانس یوں
خارج کیا جیسے نوح سے بات کرتے روک رکھا ہو۔

"کب سوچا تھا امانل خرد قریشی جیسے اتنے ہنس مکھ oncologist کو اتنے کھڑوس ایکسپرٹ نوح ادادو غان کے انڈر کام کرنا پڑے گا۔ آہ میری قسمت۔۔۔ کبھی کبھی تو یہ ڈاکٹر سانس سوکھا دیتا ہے اپنی سرد مہری سے"

جناب کاموڈ بگھڑا، وہ خوش شکل ہونے کے ساتھ کافی ذہین اور ہنس مکھ تھا، ماما کی بابا سے بے وفائی کے بعد اس نے ماں کے بجائے بابا یعنی خرد قریشی کے ساتھ رہنے کا فیصلہ لیا اور آج تک اپنے فیصلے پر خوش تھا، زندگی کا مقصد بس oncologist بننا اور نامہ کے دل میں اترنا تھا اور بابا کو اپنی وجہ سے پراوڈ فیل کروانا بھی، فون سکرین آف کرنے سے پہلے اسے بابا کا پھر سے میسج ملا تو جناب کے ہاتھ تھمے۔

"نامہ کے ساتھ آکر وقت گزارناں نکمے، کیریئر سیٹل کرتے کرتے کڑی ہتھ سے نکل جانی ہے۔۔۔ آجا وہ لان میں اکیلی واک کر رہی ہے۔ اب میں بڈھا اسے کتنی ہی کمپنی دے سکتا ہوں۔ ہری آپ"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی بابا کی بات پڑھے ہنسا۔

"اوہ میرے جینٹل مین ڈیڈی! اڑ کر آرہا ہوں"

موصوف نے ریلوائے کیا اور واقعی یوں گاڑی بھگائی جیسے اڑ کر ہی نامہ تک پہنچنا چاہتا ہو۔

.._____..

رات میں دیشا اور میکائیل کے بزنس فرینڈز سب لان میں کسی پروموشن پارٹی میں بڑی تھے، یہ سب تماشا آئے دن دوغان ولایت میں ہوتا اور اکثر راتوں کو لان کسی ناکسی پارٹی سے سجا ملتا اور تبھی نوح کی کوشش ہوتی وہ رات لیٹ ہی گھر آئے، آج اس نے ہو سپٹل سے ریست لی تھی تبھی چاروناچار اپنے روم سے جڑے ٹیرس پر کھڑا ریلنگ پر ہاتھ رکھے نیچے چلتے تماشے اور

رنگوں سے بے نیاز ابر آلود سے آسمان پر بادلوں کے اندر چھپے چاند کو دیکھ رہا تھا، تبھی اسکے فون پر کچھ نوٹیفیکیشن آئے۔

نوح نے اپنے ٹراؤزر کی پاکٹ سے فون نکالا تو سامنے اسی کے مانہ کے پیچھے چھوڑے آدمی کا ویڈیو میسج تھا۔

نوح کے ماتھے پر شکنیں اتریں، اور جب اس نے وہ ویڈیو اوپن کی تو اس میں مانہ اپنے تھرڈ کلاس دوستوں کے ساتھ کلب کے نہایت بیہودہ ماحول میں ناچ رہی تھی، جسم میں دوڑتے آخری لہو کا قطرہ بھی جل گیا۔

"تم یہ سب کرو گی اور میں اب برداشت کروں گا مانہ، تمہاری بھول ہے"

حقارت سے فون سکریں آف کرے نوح نے زرا تر چھا ہوتے فون قریب ہی پڑے کاؤچ پر پھینکا تبھی کسی پکار پر وہ نیچے دیکھنے لگا۔

دیشا، میکائیل کے ساتھ زبردستی ڈانس کر رہی تھی، سب ہی کپلز باہوں میں باہیں ڈالے میوزک پر تھڑک رہے تھے مگر نوح کی یادداشت میں تو اسکی ماں

بسی تھی، جو ہمیشہ میکائیل کو چھوڑ کر نوح کے ساتھ ڈانس کرتی تھی، وہ گہری سوچوں میں اترا مسکرا دیا۔

"Hey Son! join us -"

کیا وہاں کھڑے ہو کر بورہور ہے ہو۔ آجا نیچے"

میکائیل کو وہ اکیلا کھڑا کچھ اچھا نہ لگا تو وہیں سے آواز لگائی پر بابا سمیت انکے کسی دوست کو نوح پسند نہیں کرتا تھا تبھی سپاٹ تاثرات سے یوں بابا کو دیکھا کہ میکائیل دوغان اپنی آفر پر متذبذب ہوئے۔

"مجھے اپنی بوریت بہت پسند ہے۔ آپ انجوائے کریں"

وہ کہہ کر فون اٹھائے پلٹ گیا پر میکائیل کے چہرے کی چمک بھی اپنے ساتھ لے گیا، لان کو عبور کرتے وہ جب تک باہر آیا، گیڈ کے باہر بجتے ہارن پر اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے قدم روکتے ٹھیک گیڈ کے سامنے رکا جہاں سے دو منٹ بعد مانیہ داخل ہوئی مگر اس سے پہلے وہ گیڈ کر اس کرتی، نوح اسکی

طرف بڑھا، آنکھوں میں تپش لیے، مانیہ نے گھبرا کر قدم پیچھے بڑھائے تو گئیڈ سے باہر آرکی اور اسے گئیڈ سے باہر کرتے ہی نوح نے سیکیورٹی کو گئیڈ بند کرنے کا اشارہ کیا۔

مانیہ کا اہانت سے چہرہ دہکا۔

"آج پوری رات باہر ہی رہو تم۔ پھر شاید تم قابل ہو سکو اس ولا میں داخل ہونے کی"

نوح نے لوہے کی جالیوں کے پار سے سفاکیت سے فیصلہ سنایا تو وہ وحشیوں کی طرح گئیڈ کی سلاخیں پکڑتی پھنکاری۔

"Open the Door"

میں تمہاری جان لے لوں گی نوح"

وہ ہلکے نشے میں بھی تھی تبھی حلق کے بل چلائی پر وہ لا پرواہی سے کھڑا تھا جیسے کان پر جوں بھی نہ رینگے ہو۔

"مجھے مارنے کے لیے شریف اور حیا دار بن جاؤ، وعدہ کرتا ہوں صدمے سے مر جاؤں گا"

وہ اب بھی اسے سلگانے کے موڈ میں تھا۔

"دیکھو مجھے واش روم جانا ہے، تم مجھے اس طرح ٹارچر نہیں کر سکتے"

اب کی بار وہ منت پر اتری، وہ اسے گھر میں گھسانے کے کسی موڈ میں نہ تھا۔

"ہو کے آتی ناں مس مانہ، کلبر میں واش رومز کی فیسلیٹی موجود ہوتی ہے۔"

مانہ کا صبر اس اڑیل آدمی کے دروازے میں جمے ہونے پر جواب دے رہا تھا۔

"ماما کو بتاتی ہوں وہ خود تمہارا کچو مر نکال دیں گی"

مانیہ نے اسے دھمکاتے فون اپنے چھوٹے سے بیگ سے نکالا جیسے نوح تو بڑا
ڈرتا تھا کسی کے باپ سے بھی۔

"آج دیکھتا ہوں تمہاری وہ ماما کیا کرتی ہے۔ تم مجھے دھوکہ دو اور میں تمہیں
بخش دوں؟ مانیہ اب ایسا نہیں ہو گا"

وہ کال ملاتے ملاتے کرب سے نوح کا چہرہ تنکنے لگی جسکی خوبصورتی وہ اپنے
نیلز سے نوچ کر تباہ کرنے کا سوچ رہی تھی، پھر دفعتاً شیطانیت سے بھر سی
گئی۔

"ت۔۔ تمہیں تو پیار ہے مجھ سے۔ اور محبوب کو تو خون بھی معاف ہوتا
ہے۔ اک دھوکہ کیا چیز ہے۔ آنے دو ناں پلیز۔ میں اپنی عادتیں اور دوست
تمہارے لیے نہیں چھوڑ سکتی یار۔ دم گھٹتا ہے تمہارے آس پاس میرا"

وہ جانتی تھی نوح کی مرضی چلتی ہے یہاں تو کال کرنے کو ملتوی کرے وہ
دروازے کے ساتھ جا لگتی اسے قائل کرنے لگی جو آگے سے تمسخرانہ
مسکرایا۔

"جس نے تمہیں یہ خوش فہمی ڈالی ہے کہ مجھے تم سے پیار ہے اسے کسی پاگل
کتے نے کاٹا ہو گا یا وہ دماغی بیمار ہو گا۔ اپنے آپ کو دیکھو تم کسی کا پیار ڈیزرو
نہیں کرتی۔ ترس کی مستحق ہو اس وقت یقین مانو"

وہ اسکی ساری جلی کٹی سن رہی تھی کیونکہ سچ میں بہت شدید واش روم یوز
کرنے کی ضرورت تھی تبھی وہ اس سے بے نیاز کے وہ کیا بک رہا ہے، بس
آمادہ مسکین نظر آئی۔

"ت۔۔ ترس ہی کھالو۔ اچھا پلیز اندر آنے دو۔ واش روم یوز کر لوں پھر
دے لینا سزا۔۔۔"

مانیہ کی گڑ گڑانے کی حرکت پر وہ زرار حم دل ہوا اور سیکیورٹی کو جب اشارہ کیا تو اس نے گیڈ کالاک ہٹایا اور جیسے ہی وہ اندر آئی، اپنا بیگ اس زور سے نوح کی طرح اچھالا کہ اگر وہ بروقت نہ روکتا تو اسکی ہک نوح کو لگ جاتی۔

"فطرت کبھی نہیں بدلتی۔ تمہارے تو منہ پر پھیلتی نحوست بھی اب یہ اعلان کرنے لگی ہے۔ آج تو تم نے مجھ پر یہ کچھ دے مارنے کی جرات کر دی، آگے کے ٹارچر اس سے سخت ہوں گے تو اپنے آپکو کنٹرول کی عادت ڈال لو، ورنہ مجھے لگام ڈالنی بھی آتی ہے اور بگھڑی گھوڑیوں کو سیدھا کرنا بھی آتا ہے"

اسکی گردن دبوچتے نوح نے اسکے اندر اپنے غضب سے سنسنی اتارتے اسے اندر کی طرف دھکیلا تو وہ جاتے جاتے پلٹی، آنکھیں آگ اگل رہی تھیں۔

"اللہ کرے تم مر جاو نوح"

حلق کے بل وہ چلائی اور یہ یہاں کا معمول تھا تبھی اندر چلتی پارٹی پر اس چیخ و پکار، للکار و غضب سے کوئی فرق نہ پڑا۔

"تمہاری جو حرکتیں ہیں، مرنے کا ہی دل چاہتا ہے۔"

وہ افسوس سے سر جھٹکتا گیڈ کر اس کر گیا کیونکہ اس گھر میں رہنے سے بہتر تھا وہ کچھ چہل قدمی کر لے، جبکہ مانیہ منہ ہی منہ میں گالیاں بکتی خود بھی ولا میں گھس گئی۔

جبکہ نوح ابھی گیڈ سے نکلا ہی کہ کسی کال پر اسکے قدم رکے، کچھ ایسا دوسری جانب سے سنائی دیا کہ اسے واپس آ کر گاڑی لیے مجبور انکلنا پڑا۔

دس منٹ تک وہ تھانے میں موجود تھا، امتاب مہمت نام کا پولیس آفیسر از میر کے تھانے کا انچارج تھا اور نوح کا یونی فرینڈ بھی تبھی یہ خبر اس نے ایف آئی آر کاٹنے سے پہلے نوح تک پہنچائی۔

اور خبر یہ تھی کہ صارم دوغان کچھ لوگوں کے ساتھ ہاتھ پائی کرنے اور مشتعل ہو کر ہوائی فائرنگ کرنے کے جرم میں ملوث تھا، اسکے چھ ساتھیوں

سمیت سبکو گرفتار کیا گیا تھا مگر صارم کے لیے نوح کو یہاں بلوایا گیا کیونکہ یہ روز کا معمول تھا۔

"میں نے لاسٹ ویک اسے وارننگ دے کر چھوڑا تھا نوح پر ایسی ڈھیٹ ہڈی ہے، کوئی اثر نہیں۔ اب تم بتاؤ کب تک اسے رعایت دوں۔ کل کو کسی کی جان لے آیا تو کیا عزت رہ جائے گی دوغان خاندان کی۔ تم سمجھاتے کیوں نہیں ہو اسے یار آخر کونسے غلط کاموں میں الجھا ہے۔ انیس سال کا ہے پر اسکی حرکتیں منجھے غنڈوں اور موالیوں والی ہیں۔ ایک بار ایف آئی آر کٹ گئی تو اسکی ضمانت ناممکن ہوگی۔ جس ایریا میں یہ اور اسکے لوگ سینہ تان کر غنڈا گردی کر رہے تھے وہ سیاسی بندے کی پر اپرٹی ہے اور تم جانتے ہو انکے ہاتھ کتنے اونچے ہوتے ہیں۔"

امتاب کی ہر بات میں فکر تھی، وہ نوح کو ہر چیز کھل کر ہی بتاتا تھا، نوح نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"آج کر دو کچھ امتاب، میں سمجھاتا ہوں اسے۔"

وہ اس بھائی کی وجہ سے شر مندہ ہو کر رہ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اسکی کلاس لو۔ کہو کہ پڑھائی پر فوکس کرے۔ چائے پیو گے؟"

امتاب نے اپنے ساتھی اہل کار کو اشارہ کیا کہ صارم کو لائے اور ساتھ ہی ریسور اٹھائے الجھے ہوئے نوح کو مخاطب کیا۔

"نہیں! تھینکیو امتاب۔"

نوح نے تکلف برتا۔

"تمہارے لیے رعایت دیتا ہوں اسے ورنہ ان اجکل کے لونڈوں کی ساری گرمی امتاب مہمت کے ایک گھونسے سے باہر ان گرے۔ میرا مقصد تمہیں شر مندہ یا پریشان کرنا نہیں تھا بس مجھے پرواہ ہے تمہاری، تم سے جڑے ہر معاملے کی"

امتاب کی تسلی آمیز نظریں ممنونیت سے وصول کرے نوح نے سر ہلایا اور مسکرا نے کی ناکام کوشش کی، اسکی ہیزل سی آنکھیں بے چینی میں ڈوبی تھیں، آہٹ پر وہ دونوں ہی انٹرنس کی جانب متوجہ ہوئے جہاں صارم مسکراتا ہوا اٹھ کر کھڑے ہوتے نوح سے لپٹا تو نوح مضطرب ہوا، صارم نے جلدی سے پرے ہوتے امتاب کو سلگتی نظروں سے گھوری دی جیسے کہہ رہا ہو دیکھو میرا بھائی آگیا مجھے چھڑوانے۔

"اگلی بار یہ پکڑا جاتا ہے تو اسکے حساس مقامات پر تشدد کرنا امتاب، تمہیں کھلی اجازت ہے"

نوح نے چٹانی سنجیدگی سے اک اک لفظ کہتے ہی قدم آفس سے باہر بڑھائے اور صارم کے چہرے کی رنگت اڑی جبکہ امتاب کو تمسخرانہ مسکراتا دیکھے صارم نے زیر لب گالی بکی اور پیچھے ہی باہر نکلا جہاں نوح کا رخ پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف تھا۔

"آپ مجھے ڈی گریڈ کیوں کرتے رہتے ہیں؟"

صارم کی عقب سے شکایت سننے نوح نے ایک ہی جھٹکے سے صارم کی گردن اپنے مضبوط ہاتھ کے شکنجے میں لی، صارم ایسا ہی کچھ امید کر رہا تھا۔

"میں کرتا ہوں ڈی گریڈ، یا تم نے مجھے اور بابا کو زلیل کروانے کا ٹھیکا اٹھا رکھا ہے۔ اگر تم بابا کا خون نہ ہوتے تو تمہاری خود سپاری دے آتا کسی کو کہ تم جیسی منحوسیت سے جان چھوڑتی۔ تم نے سدھرنا ہے یا میرے ہاتھوں مرنا ہے صارم؟ بولو۔۔۔ کونسا کاروبار کرنا چاہ رہے ہو جس کے لیے بابا کی پراپرٹی میں حصہ مانگا؟ پوری تفصیل بتا دو ورنہ آج تمہیں میرے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا"

اس لمحے جب صارم دکھی تھا، نوح کے اس درجہ ظالمانہ سلوک پر اور غمزہ ہوا اوپر سے نوح نے گردن بھی کچھ شدید جکڑ لی تھی۔

"آپ کو مجھ سے ہمیشہ نفرت ہی رہے گی تو میں اچھے کام کر کے کیا کروں گا بھائی؟ بابا کو میرے کسی اچھے برے کام سے فرق نہیں پڑتا۔ انکا بیٹا تو صرف نوح ہے۔ رہی بات بزنس کی تو میں اب بڑا ہو چکا ہوں۔ جو دل چاہے بزنس کر سکتا ہوں"

صارم نے اپنی گردن نوح کے ہاتھ سے چھڑواتے اپنی ہڈ دھرمی جاری رکھی، نوح کی کن پٹیاں تنی۔

"تم یہ سب صرف مجھے ستانے کو کرتے ہو۔ کیونکہ تمہیں پتا ہے تم پر آئی آنچ مجھے فرق دیتی ہے۔ لیکن اب کی بار تم مرویا جیو میری جوتی کو بھی پرواہ نہیں ہوگی اس لیے دوبارہ اگر مشکل میں پھنسو تو مجھے مت پکارنا۔"

نوح نے بھی سارے رشتے لمحے میں بھاڑ میں جھونکے۔

"میں ستاتا نہیں، آپ کو بابا کا چہیتا ہونے کی تھوڑی سزا دیتا ہوں تاکہ آپ دو کی توجہ صارم نامی وجود کی طرف بھی آئے۔"

نوح نے اسکی بات سنے اس بار بازو دبوچی، صارم کراہا، تھا ہی سمارٹ دبلا سا، نوح جیسے مضبوط آدمی کی پکڑ تک بہت ہیوی تھی۔

"کل آکیڈمی کے بعد ہو اسپٹل آو گے تم اور مجھے بزنس کی ڈیٹیل دو گے۔ اگر مجھے مناسب لگا تو جتنی پیمنٹ ہے میں دوں گا تمہیں۔ اب ڈرائیو کرو۔۔۔"

نوح نے اسکے ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھمائی اور منہ پھیرتا آگے بڑھا، صارم ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا، پر مسکراہٹ میں زخمی پن تھا۔

"آتے وقت ڈرائیو کیسے کر لی، آپکا ڈرائیور تو تین دن پہلے ہی جاب سے اوٹ ہو گیا تھا ناں؟ آج ڈر نہیں لگا"

صارم نے اسکے بیٹھتے ہی خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی مگر نوح نے منہ پھیر لیا، جواب دینا ضروری نہ سمجھا اور صارم جانتا تھا یہ نوح نے اسی کے لیے کیا کہ جب بھی صارم پر آنچ آتی تھی وہ اپنی فکر سائیڈ کر دیتا تھا۔

پورا دوغان ولاتک کا فاصلہ صارم نے خوش فہمیوں کے پہاڑ پر بیٹھ کر کاٹا، اور جب گھر کی طرف گامزن ہوتے چابی نوح کے سپرد کی تو نوح کو جاتے جاتے پکار بیٹھا۔

"میرا گٹار ٹوٹ گیا ہے بھائی"

صارم نے خجالت سے سر کھجایا۔

"نیولے دوں گا۔ پر اس شرط پر کہ جلد اپنے کانسرٹ کی ٹکٹ گفٹ کرو گے۔ منظور ہے"

وہ سنجیدہ تھا پر صارم کی آنکھیں خفیف سی خوشی کی زیادتی سے دھندلائیں اور اس سے پہلے وہ پھر نوح سے چمٹتا، نوح نے ہاتھ اٹھاتے روکا۔

"آپ نہ ہوتے تو میں مر چکا ہوتا نوح ادا دوغان، کیونکہ حسرت سے بڑا قاتل روح زمین پر نہیں اور وہ حسرت ہمیشہ آپ کی آس پاس موجودگی پر مجھ سے کوسوں دور چلی جاتی ہے۔ اسکے بعد بھی مجھے آپ تھوڑے ناپسند

ہیں۔ کیونکہ آپ میرے بابا کے حصے کا سارا پیار چھینتے آئے ہیں۔ پھر بھی
 آئی لو ویو تھوڑا سا۔۔۔ دعا ہے آپ کو نیا ڈرائیور جلدی مل جائے۔ کل ملتا
 ہوں آکیڈمی کے بعد"

نوح کو لا جواب وافر دہ کیے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اچھلتا ہوا دوغان ولا میں
 گھس گیا پر نوح وہیں کھڑا رہ گیا، آنکھوں میں چنگاری اور سر کی شریانوں کے
 آس پاس ٹیس ایک ساتھ اٹھی تھی۔

کافی دیر واک کرنے کے بعد نامہ فارم ہاوس کی طرف ہی قدم بڑھانے کا
 سوچ رہی تھی جب گاڑی کے فارم ہاوس انٹرنس میں داخل ہونے پر ہونٹوں
 پر نرم مسکراہٹ لیے پلٹی، گاڑی امانل کی تھی تبھی نامہ کے سنجیدہ تاثرات
 بدلے۔

"پہنچ آیا ہے منجر"

خود کلامی کرے نامہ کی نظریں گاڑی سے نکل کر اسے لاک کرے مسکرا کر
 اپنی طرف آتے امانل پر تھیں جو دور سے ہاتھ ہلاتا مسکراتا ہوا اسی کی
 طرف چلا آ رہا تھا، وائیٹ پیٹ اور لوز سی وائیٹ ہی شرٹ میں بوٹس
 پہنے، بالوں کا میسی اسٹائل لیے، کلین شیو چمکتا چہرہ، وہ کافی اسٹائلش اور
 چارمنگ oncologist تھا۔

"ہے نامہ! تم تب سے یہیں واک کر رہی ہو؟"

پاس رکے جناب خوشی خوشی میں اپنے منبر کا بھانڈا پھوڑ گئے، تبھی تو نامہ کے
 مسکرانے میں شریر پن عودا تھا۔

"تو خردانگل نے خبر پہنچادی کہ نامہ تمہارے شہر آئی ہے"

وہ مسکرا کر اسکے ساتھ ہی واک کرنے لگی، محترم بھی فٹافٹ ہمقدم
 ہوئے، چہرے سے خوشی چھلکی کہ نامہ آئی ہے۔

"شہر آئی ہی نہیں، اسی شہر میں بس بھی جائے گی۔ کہتے ہیں یہ شہر جب کسی کو ایک بار اپنے پیار میں ڈال دے پھر کہیں بسنے نہیں دیتا۔ جاب تو تمہاری پکی ہے، تم ڈاکٹر ادا کو پسند آ جاو گی۔ یہ انکے ٹیسٹ کو سمجھنے کی وجہ سے کہہ رہا ہوں"

وہ بھی شائستہ نرم انداز میں پر یقین تھا، نامہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"لٹس سی! مجھے بس سلطان ولا حاصل کرنا ہے اور پھر اپنی سٹڈی پوری کروں گی۔ اگر تو تمہارا یہ ڈاکٹر واقعی شریف ہو تو مے بی یہ میری آخری جاب ہو۔۔۔"

وہ سنجیدہ ہی پلٹی تو امانل نے رک کر نامہ کو بھی شانوں سے پکڑے اپنے مقابل روکا، اس لڑکی کی بھوری آنکھوں میں امانل کے ہولڈ کرنے پر بے چینی سی ابھری پھر وہ نگاہیں سرد ہوئیں۔

"سب کر لو گی نامہ، گھر نہیں بساو گی؟"

وہ اسکے سوال پر رسان سے اسکے ہاتھ ہٹا گئی اور آگے بڑھی، اما نل اپنے ہاتھوں کو آس سے دیکھنے لگا، ان میں ایسا کچھ نہ تھا کہ انھیں نامہ سلطان کے ہاتھ چھوتے، وہ مہربان اور دردمیں ڈوبے دل کے لیے بنی تھی، خوش باش آدمی نامہ کا مقدر نہ تھا بلکہ وہ نامہ کو پانے کے بعد خوشی سے ملنے والا شخص تھا، شاید نوح ادا دوغان!

"گھر بستے ہی ٹوٹنے کے لیے ہیں، تو ایسی ناپائیدار چیزوں سے مجھے الرجی ہے۔ ویسے بھی کیا پتا پڑھائی پوری کرتے ہی میں مر جاؤں۔ کچھ کرنے کی مزید مہلت نہ ملے"

اس لڑکی کی بے نیازی نے اما نل کو چاروشانے چت کیا کہ جناب کو چپ سی لگادی۔

"واٹ نان سینس؟"

وہ پھر سے اسکی بازو پکڑے اپنے سامنے گماگیا، نامہ کو اسکی یہ حرکت بری لگی
جوان بھوری آنکھوں کی خفگی سے عیاں بھی تھا۔

"جیسا چل رہا ہے چلنے دو ناں اما نل۔ میرا فوکس ہٹے تو میں ہر چیز خراب کر
دیتی ہوں۔ میری یہ بری عادت ہے"

وہ اس بار سچ میں معصومیت سے بولی۔

"سلطان ولا واپس ملنے کے بعد مجھ پر فوکس کرو گی؟"

وہ اما نل کو سوالیہ انداز پر سرد نظروں سے گھوری۔

"میرا وہ فوکس خراب ہے جو تم سے جڑا ہے۔ تم میرے بھائی جیسے ہو پاگل"

نامہ نے عاشق ناتواں پر بمب پھوڑا۔

"جب اللہ نے بہن نہیں دی تو تم کیوں زبردستی بننے پر تلی ہو۔ نامہ تم ہر معاملے میں جان لیوا حد تک سنجیدہ رہتی ہو، بس میرے معاملے میں ہی سب ہلکا لے رکھا ہے۔ بتا رہا ہوں، دل ٹوٹ جائے گا میرا"

وہ نرم انداز میں آگ بگولا ہوئے گلابی گلابی ہوتا نامہ کو مسکراہٹ دے گیا۔

"آجکل ایسی ایسی الفیز آگئیں کہ ٹوٹے دل بھی جڑھ جاتے ہیں۔ چلو صبح تمہارے ڈاکٹر کے آفس جانا ہے تو میں سوتی ہوں۔ نیند آرہی ہے"

وہ سراسر دل جلانے والی مسکراہٹ کے سنگ ٹال رہی تھی۔

"نامہ! میں تمہارے لیے آیا تھا گھر"

یقین دلاتے وہ افسردہ ہوا۔

"میرے لیے ہی سو جاو جا کے"

وہ حل پیش کرتی اخیر ظالم لگی۔

"انسان ایک چائے ہی پوچھ لیتا ہے کہ اماٹل کیا تم میرے ہاتھ کی سپیشل چائے پیو گے؟"

وہ دل کے ارمان بتاتا اس سے پہلے دکھی روح بنے جاتا، نامہ عقب سے پکاری۔

"میرے ہاتھ بھی نیند میں ہیں تو سوری اماٹل۔ تم ایسا کرو آج پانی پی لو۔ چائے تمہیں کل پلا دوں گی۔ چلو کل ہو سپیشل میں ملتے ہیں۔ سی یو"

وہ اسے کبھی بھی امید نہ دلاتی تھی اور آج بھی امیدوں پر پانی پھیر کر خود میں ہی گم سی چلی گئی اور اماٹل چند لمحے اسی زاویے پر ساکت رہا پھر بالوں میں ہاتھ پھیرے گھر اسانس بھر گیا۔

"کس قسم کی اریٹیک چیز بنتی جا رہی ہے یہ، اماٹل بیٹا تمہاری دال یہاں گلنے والی نہیں۔ ٹھیک کہا ہے ڈیڈی نے، کیرئیر کے چکر میں کڑی کھودی میں نے۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت۔"

اتنا قیمتی سرمایہ جسکی چاہ و طلب دل کے دھاگوں سے جڑی ہو، جب خطرے میں ہو تو دل کانپتا ہے پر امانل کو تو کبھی نامہ نے ایسا کوئی راستہ دیا ہی نہ تھا جس پر چل کر وہ اس لڑکی تک رسائی پاتا اور وہ جانتا تھا ایک طرفہ جذبات یو نہی ردی کے مول بکتے ہیں، تلخ مزاج نہیں تھا وہ، پر پھر بھی نامہ کے رویے اسے کچھ دیر اداس کر دیتے تھے۔

.._____..

اک نئی صبح از میر کے خوبصورت شہر میں اتر چکی تھی، کہا جاتا تھا اکتوبر کے قریب قریب کی صبحیں یہاں کسی کو بھی اپنا دیوانہ کر سکتی تھیں۔

"اچھا سا انٹرو دینا اپنا، تاکہ جاب فوری مل جائے۔ خرد نے بتایا کہ آدمی اچھا ہے۔ اگر شریف بھی ہے تو میری تو دعا ہے تمہیں پسند بھی کر لے"

بابا کی شرٹ کے بٹن لگاتی وہ انکی ہدایات پر چونکی پھر اختتام تک مسکرائی۔

"بس کریں بابا، مجھے کوئی پسند کر ہی نہ لے۔ ویسے بھی سنا ہے یہ سر جن کافی سخت مزاج ہوتے ہیں۔ میں خود سخت مزاج بندی ہوں، کوئی نرم نازک گل اندام سے دل والا ہی میرے نخرے اٹھا سکتا ہے نا۔"

وہ انکی شرٹ کا کالر جماتی بس ٹال رہی تھی، اندازہ نہ تھا بابا گھورنے لگیں گے۔

"یہ ساری کوالٹیز امانل میں ہیں پر اسے تو تم کسی کھاتے میں نہیں رکھتی، جتنا مجھے سلطان ولا پیارا ہے اتنا ارمان تمہاری شادی کا بھی ہے۔ امانل میں برائی کیا ہے نامہ؟"

شرٹ سیٹ کیے وہ بابا کے کندھے پر روائتی شال لپیٹے اسکا پلو ٹھیک کرتی اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو بابا کے رخساروں سے جوڑ گئی۔

"کوئی برائی نہیں یہی اسکی سب سے بڑی برائی ہے بابا۔ وہ ایکسٹر اگراین فلیگ ہے۔ ممکن ہے اسکی منتظر کوئی مجھ سے بھی انٹنس ریڈ فلیگ لڑکی

ہو، میں خواہ مخواہ کسی کے حق پر نہیں قبضہ جمانا چاہتی۔ اور دوسرا میری لائف میں ابھی بہت کچھ ہے کرنے والا۔ شادی فارغ لوگوں کا کام ہے، اور میں ممکن ہے آخری سانس تک ایسے ہی بزی رہوں۔ خردانگل کے ساتھ انکے سکول جاتو رہے ہیں آپ پر تھکانا نہیں خود کو، اپنی تھری ہارز والی میڈیسن لیتے رہے گا، اور ڈی ہانڈیٹ رکھے گا۔ پتا ہے اب موسم اچھا ہے تو پیاس نہیں لگتی آپکو لیکن پھر بھی اپنی کثیر کرنی ہے"

بابا کے بالوں میں ہیر برش پھیر کر انھیں سنوارتی وہ انکوریسٹ واچ پہنانے تک ہزاروں تاکیدیں کر گئی، فیروز سلطان سرد سانس بھر کر رہ گئے، یہ سب کام انکی بیوی کے کرنے والے تھے پر کئی سالوں سے نامہ کر رہی تھی۔

"یہ سب سوہانے حق رکھتے بھی نہیں کیا کبھی، تم میری عادتیں کیوں اتنی بگاڑ چکی ہو نامہ کہ میرا تمہارے بنا اک لمحہ نہیں گزرتا"

نامہ کے سنجیدہ چہرے پر بابا کا شکوہ بے رنگ تبسم جگا گیا۔

"آپکے پاس بیٹی ہے تو آپکو کسی کی کوئی ضرورت نہیں ہونی چاہیے، ایسی کوئی حسرت جو مس سوہا سے جڑی ہے، اب دفنادیں دل میں کیونکہ وہ بہت سالوں پہلے ہی ہماری زندگی سے نکل چکی ہیں۔ خود غرض لوگوں کی نامہ اور فیروز کی زندگی میں رتی برابر جگہ نہیں۔"

انھیں نامہ کسی حسرت میں رہنے دیتی ہی کب تھی، وہ اتراتے تھے کہ انکے پاس ایسی بیٹی ہے جو بابا کے ٹوٹے خواب کو جوڑنے کی پچھلے چار سال سے کوشش کر رہی ہے۔

"میری ساری حسرتیں تبھی مر گئی تھیں جب میں تمہاری ماں اور باپ دونوں بنا تھا نامہ، لیکن میں چاہتا ہوں تم اپنی زندگی آسان کرو۔ ہمسفر ہمیشہ برا ہو یہ ضروری نہیں، میں تمہارے لیے بہت دعائیں مانگتا ہوں وہ قبول ہوں گی۔ جاب مل جائے تو اجازت ہے کہ اپنے لیے کوئی لڑکا بھی ڈھونڈ لو۔ کیونکہ مجھے تم پر آنکھ بند کرے یقین ہے کہ میری بیٹی کا دامن و کردار کتنا اجلا ہے۔ کوئی تو ہو گا جو تمہیں بھی تمہارے ہر گرے کلر سمیت قبول

کرے گا۔ باقی میں سلطان ولا کو واپس پانے کی امید تمہارے لیے خوشی خوشی قربان کرنے کو تیار ہوں آج بھی کہہ رہا ہوں۔ تم باونڈ نہیں ہو"

نامہ نے بابا کی ہر بات سنتے اپنا بیگ اور فون لیا کیونکہ وہ بھی نکلنے والی تھی، لوز لیڈیز پینٹ کے ساتھ اس نے بٹن اپ شرٹ پہنی تھی اور گلے میں اسکارف ناٹ تھی، بال کھلے چھوڑے تھے جبکہ نامہ ہیلز ہی پہننا پسند کرتی تھی، اسے مزید لمبا لگنا پسند تھا، میک آپ بہت لائٹ تھا جو اسکی پرکشش رنگت و صورت کے حساب سے مرج اور ایڈ جسٹ تھا۔

"لیکن میں تیار نہیں ہوں۔ میرا دل جلتا ہے اسے بینک کے ہاتھوں میں دیکھ کر۔ اس گھر کے اک اک کونے میں ہماری ہزاروں یادیں موجود ہیں۔ وہ گھراہم نہیں بابا، اس گھر کا احساس اہم ہے۔ آپ نے کبھی باونڈ نہیں کیا، پر یہ میری حسرت ہے آپکو آپکا گھر لوٹاؤں۔ آپ اس گھر میں دوبارہ جا کر رہیں نہ رہیں لیکن اس پر آپکو ملکیت ملے۔ آپ نے بچپن سے میرے لیے بہت کچھ کیا، اب مجھے بھی یہ ایک فرض نبھالینے دیں پھر آپ جس سے کہیں گے

شادی کر لوں گی بلکہ ایسا کروں گی اپنے ان سمیت آپکے پاس ہی شفٹ ہو جاؤں گی"

وہ ساری باتیں سمیٹے اختتام تک مسکرائی اور بابا کو بھی مسکراہٹ بخشی۔
"میرا بچہ۔ جیسی تمہاری خوشی"

وہ مان گئے کیونکہ جب وہ جاب کے لیے جاتی تو وہ بعث کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے۔

وہ لوگ جب تک باہر آئے، میڈ سبکناشتہ لگا چکی تھی مگر امانل کا پھولا منہ دیکھتے نامہ نے بیگ اور فون سائیڈ رکھے اسکے لیے پیشل چائے بنائی، ہاں وہ جانتا تھا وہ زیادہ دیر اداس یا خفا رہنے نہیں دیتی پر وہ جلتا تھا، وہ نامہ کو سنبھالنا چاہتا تھا پر نامہ خود مختار بننے کو ہی بہتر سمجھتی آئی تھی، اسے سہارہ دینے کی عادت تھی نہ کہ لینے کی، امانل نے چائے والی رشوت پر اپنی ناراضگی چھوڑ دی، کیونکہ وہ پسند بعد میں تھی پہلے اسکی بچپن کی سہیلی تھی۔

خرد اور فیروز دونوں یاروں نے آج آرٹ سکول جانا تھا تو ان دو کو سی آف کرے نامہ بھی امائل کے ساتھ وریام ہو سپٹل کے لیے نکل گئی اور امائل کے پورا رستہ چہک کر بولنے سے مطمئن بھی تھی کہ وہ ناراض نہیں۔

.._____..

نوح اپنے پیشنٹ کے روم سے اپنے سحر سمیت باہر نکلا اور Oncology ڈیپارٹمنٹ کو عبور کرے اپنے سرجری سکائے بلوڈریس کو چینج کرنے اپنے ریسٹ روم کی طرف ہی بڑھ رہا تھا جب امائل کو اپنی طرف آتا دیکھے رکا۔

"ڈاکٹر ادا، نامہ آگئی ہے"

امائل نے پاس رکتے اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے میرے آفس بٹھا واسے، میں چینج کر کے ملتا ہوں۔"

وہ مصروف انداز میں امائل کا شانہ تھپکے آگے بڑھا تو امائل بھی
 Oncology ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھا جہاں گھستے ہی اندر کھڑی نرس
 نے سائل پاس کی تو وہ بھی مسکرایا، یہاں کی ساری نرسیز ان انٹرنی کی کافی
 فین تھیں پر امائل کام کے وقت صرف ایک پروفیشنل ہوتا۔

نامہ کو اس نے نوح کے مین آفس پہنچایا جو کافی خوبصورت اور آرگنائزڈ جگہ
 تھی، ملحقہ واش روم اور ریسٹ روم بھی تھا جس سے واضح تھا کہ ہو سپٹل
 والے واقعی ڈاکٹر نوح کی کارکردگی سے اتنے مطمئن ہیں کہ پورا لکٹری
 پروٹوکول دے رکھا ہے۔

"یہ آدمی معمولی ڈاکٹر تو نہیں لگ رہا"

نامہ نے اپنا بیگ کندھے سے اتارتے سامنے والی چئیر پر جھکے رکھا خود
 ارد گرد نظریں دوڑائیں جہاں کئی ایورڈز اور سرٹیفیکیٹس دیواری شلف میں
 شان سے سجے تھے، وہ کئی طرح کی اعزازی سند تھیں، کئی طرح کے

کار گردگی ایوارڈ، کچھ سوشل سروسز کے میڈلز، ترکی کی بڑی بڑی آرگنائزیشنز کی ٹرافیئر، اگر کہا جائے کہ یہی جگہ دیکھا دینے سے وہ لوگوں کو امپریس کر لیتا تھا تو غلط نہ ہو گا۔

امائل، نامہ کی دلچسپی اور غور و فکر پر مسکراتا پاس ہی آرکا۔

"ہم جب اپنی ہاوس جاب کی تیاری کر رہے تھے، اور اپنا میڈیکل فائنلٹیشن پراجیکٹ کر رہے تھے تو ہمارے پروفیسرز نے ہمیں جانتی ہو کیا دعادی کہ تم لوگ نوح ادا دوغان کے انڈر انٹر نشپ پاؤ۔ بلاشبہ یہ آدمی ماہر ہے لیکن سچ بتاؤں بہت بورنگ اور سپاٹ ہے۔ ایک مشورہ بھی ہے، اگر میرا دل ٹھکرا رہی ہو تو اس آدمی سے بھی دل مت لگانا ورنہ"

وہ سب باتیں مسکرا کر سننے کے بعد آخری پرزرا گھوم کر امائل کی طرف پلٹی۔

"دھمکی دے رہے ہو تم مجھے نکلے؟"

نامہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے استفسار کیا۔

"نہیں دھمکی نہیں پر اس سے دل لگانا سیدو نہیں۔ وجہ تمہیں وقت پر بتاؤں گا۔ احتیاط بتادی ناں، اسے جیلسی نہیں فرض سمجھو میرا جو میں نے نبھایا۔ اب ویٹ کرو۔ میں نے کچھ پیشنٹس دیکھنے ہیں۔ چائے بھجواؤں یا کوو فی؟"

نامہ اسکی باتیں سمجھ نہ سکی، عجیب الجھا اور ہیر پھیر تھا امانل کے لفظوں میں۔

"کچھ نہیں، آئی ایم فائن"

وہ اسکے رساں سے منع کرنے پر سر ہلاتا مسکرا کر ہائے فائے کرے آفس سے نکلا تو نامہ عجیب بے چین سی واپس پلٹی اور پورے آفس کا پھر جائزہ لیتی لیتی اس اعزازی شیلف کے پاس جارکی۔

وہ سچ میں کافی کچھ اچیو کر چکا تھا اپنی بتیس سالازندگی میں۔

"ایسکیوز می!"

وہ بھاری نرم پکار پر ہوش میں آتی اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کرے
 پر اعتمادی سے پلٹی تو سامنے کھڑے اس مضبوط اور نہایت پرکشش آدمی کو
 دیکھتے نامہ کی پلکیں لرزیں اور یہ مومنٹ بہت سپیڈی ہونے کے باوجود کسی
 کی یادداشت میں ٹھہر گیا تھا۔

"نامہ سلطان"

وہ زرا پاس آکر رکی اپنا تعارف دیتے رہا مسکرائی تو نوح نے تائید اسر
 ہلاتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ستیتھو سکوپ جو گردن میں لٹکایا تھا اسے
 نکال کر گلاس میز کی سطح پر رکھے خود بھی آرام دہ انداز میں اپنی رولنگ چئیر
 سنبھالی۔

"ویلکم نامہ! مجھے اماٹل نے بتایا تم پروفیشنل ورک ڈرائیور ہو۔ یہ بھی کہ
 تمہیں ساری ڈیٹیل بھی بتادی گئی ہے۔ تمہیں کیسے کام کرنا ہے، ویلکی اور

منتہلی ایک ریس اٹیمینٹ بھی ایڈڈ ہے۔ تو بتاؤ کیا تم یہ سب بیچ کر لوگی بنا زیادہ بولے اور ڈسٹرب کیے؟"

نوح اسکے سرتا پیر جائزے کو لمحے میں لیتے ہی مدعے پر آیا اور نامہ خود بھی کام کی بات ہی امید کر رہی تھی۔

"ہو پ سو! میں زیادہ بولنا اور ڈسٹرب کرنا خود بھی پسند نہیں کرتی۔ آپکو میرا انداز سیو فیل نہ ہوا تو آپ باختیار ہیں ہر فیصلے کے لیے۔ پرو فیشنل کا مطلب تو سمجھتے ہوں گے آپ؟"

نامہ کی ٹودی پوائیٹ پر اعتمادی نوح کو دلچسپ لگی، اس کا اظہار جناب نے بھنوتیں اک خوبصورت انداز میں حرکت دے کر کیا جو نامہ کو کلک کیا۔

"بالکل سمجھتا ہوں۔ انفیکٹ میرا اسی سے پالا پڑا آج تک۔ سیلری ڈیٹیل، سپیڈ ٹیسٹ اور ریس کی ایڈٹس تمہیں میری ایپ کے تھرمل جایا کریں گے۔ انسٹال دس۔۔۔ تمہارا نمبر۔۔۔ لکھو یہاں"

وہ پہلی بار کسی کے اتنی پروفیشنلی اور بے تکلفی سے نمبر مانگنے پر حیران تھی، ناں بھی نہ کر سکی۔

نوح نے جو کی پیڈ سامنے رکھا اور پین دیا، نامہ نے اپنا نمبر لکھا اور پھر کچھ دیر میں نوح نے اسے اپنی آفیشل ایپ کالنگ دیا جسے نامہ نے اپنے فون میں انسٹال کیا۔

جس میں پہلا ہی نوٹیفکیشن سیلری کا تھا جو دس ہزار لیر اشور ہی تھی جو پاکستانی اسی ہزار بنتا تھا۔

"یہ ابتدائی سیلری ہے جو میرے ہر ڈرائیور کو ملی ہے۔ لیکن اگر تمہارا کام مجھے پسند آیا تو تین ماہ میں ڈبل۔ کل چھ بجے تم مجھے دوغان پیلس سے پک کرو گی۔ گھر کا ایڈریس۔ ہر چیز تمہیں اس ایپ سے ملے گی وڈ آ لارڈ نوٹیفکیشن۔ اور جب میرا کام ختم ہوا کرے گا میں تیس منٹ پہلے اس ایپ پر

تمہیں انفارم کروں گا اور تم بیس منٹ بعد مجھے پک کرنے نکل آنا۔ یہ ابتدائی ایڈیٹس ہیں تاکہ تمہارے مائنڈ میں سیور ہیں۔ کوئی سوال؟"

نوح نے ہر چیز بہت تفصیلی بتائی اور پھر بھی وہ نامہ کی خاموشی پر کھتا سوال کرنے کی اجازت بھی دے رہا تھا۔

"سب کافی ایزی ٹوانڈر سٹینڈ ہے، میں سمجھ گئی۔ ایپ کا آئیڈیا کافی کول ہے۔ باقی سیلری بھی بہتر ہے۔ میں کل وقت پر پک کر لوں گی آپکو"

نامہ نے اپنا فون واپس اٹھاتے یہی سوچا کہ گفتگو ختم ہو گئی تبھی اٹھنے لگی۔

"بیٹھ جاو نامہ!"
وہ بے ساختہ نوح کو دیکھنے لگی جسکی نرم نگاہوں میں جانے کیسا اثر تھا کہ وہ فوراً واپس بیٹھی۔

"کچھ رہ گیا کیا مسٹر نوح؟"

نامہ کو الجھن ہوئی۔

"چوزون"

نوح نے اسکے سامنے تین اپنی گاڑیوں کی فوٹوز رکھیں جسے دیکھتے نامہ نے انکو اتر اہٹ کے سنگ سمیٹ دیا۔

"میرے پاس اپنی Rolls-Royce ہے، میں اسی کے ساتھ کمفرٹبل ہوں"

نوح نے مسکرا کر وہ پکچرز سمیٹیں، یہ لڑکی اتنی مہنگی گاڑی کی اونر تھی تبھی تو اتنا اعتماد و نخرا تھا۔

"ڈیٹس گریٹ! بس اسی لیے روکا تھا۔ مجھے جیسمین فلاور سے الرجی ہے تو

پلیز اس کی فریگرنس اگر تم یوز نہ کرو تو بہت فیور ہو جائے گا"

اب جا کر میٹنگ مکمل ہوئی اور نامہ نے بھی تائید اسرہلاتے الرجیک جناب کی ریکوسٹ سنتے اجازت لی اور اپنا بیگ اٹھایا تو خود نوح بھی اپنی جگہ سے اٹھا، کسی کال پر متوجہ تھا۔

"ہیو آگڈ ڈے نامہ!"

جناب مصروف انداز میں اپنے ریسٹ روم کی طرف پلٹے ہی کہ نامہ کی پکار قدم روک گئی۔

"سنیں!"

اپنی جگہ سے آگے بڑھنے کے بعد نامہ پلٹتی نہیں تھی پر یہ اعزاز پہلی ہی ملاقات میں نوح ادا دوغان کے حصے آیا، وہ خوشگوار سنجیدگی میں مبتلا پلٹا۔

"مجھے سگریٹ کے دھوئیں سے الرجی ہے تو۔۔۔"

وہ اپنی الجھن پر اعتمادی سے بتا رہی تھی جب دونوں کی نظریک وقت ایش
ٹرے میں بجھی راکھ پر پڑی۔

"میں صرف اکیلے میں پیتا ہوں۔"

جناب نے بات سمیٹ دی، نامہ اسکی ڈارک ہیزل آنکھیں ٹھیک سے دیکھ نہ
پاتے نظریں جھکا کر واپس پلٹ گئی۔

"کل ملتے ہیں مسٹر نوح، ہیو آگڈ ڈے"

نامہ نے اسکی طرف سرسری سارک کر دیکھتے ڈور ناب گمایا اور آفس سے
نکل گئی جبکہ نوح وہیں کھڑا فرصت سے کسی کے جاچکے ہونے کو بھی فیل کر
رہا تھا، وہ جاچکی تھی، حیران و پریشان کر کے۔

"She is strong, stylish and unique"

وہ ارد گرد امن پسند ساتھیوں کو پسند کرنے والا کچھ زیادہ ہی امپریس لگ رہا تھا۔

خدا خیر کرے!

.._____..

"چھوڑوں گی نہیں اس ہیزل آنکھوں والے بلے کو، رات تو ہوش نہیں رہی پر آج مزہ چکھاؤں گی اسے"

رات نہ ہی مانیہ کو ہوش رہا نہ پارٹی کے اینڈ کے بعد دیشا کو فرصت ملی کہ اپنے بچوں کو بھی دیکھ لیتی، دو بجے تک مانیہ کو زبردستی آکر جگایا تو تب جا کر رات کی کارستانی معلوم ہوئی، دیشا اسکے پاس ہی بیٹھی مانیہ کے چہرے میں گھلتی ضد کی سرخیاں دیکھ رہی تھی۔

"مانیہ! ایک بار تم دوکان کا آفیشیلی رجسٹر ہو گیا تو نوح کی آدھی پر اپرٹی تمہاری۔ پھر بھاڑ میں مل کر جھونکیں گے اسے میری گڑیا لیکن ابھی پر ہیز بر تو۔ دیکھو وہ میکائیل سے زیادہ جائیداد رکھتا ہے، عیش ہو جائیں گے ہمارے۔ میکائیل کے آگے پائی پائی کا محتاج نہیں رہنا پڑے گا حالانکہ بزنس میں دیشا کریزی اسکے ساتھ کام کر رہی ہے پر فطرت کا بخیل ہے یہ دوغان خاندان۔۔۔۔۔ میری پری! تم تھوڑا ایڈجسٹ کرو۔ اسے مجبور کرو وہ جلد یہ نکاح رجسٹر کروائے یہاں کے کورٹ کے لازم کے مطابق جب تک رجسٹریشن نہیں ہوگی، اگلا پراسیس نہیں ہو سکتا"

دیشا نے بہت قائل کرتے انداز میں مانیہ کے بالوں کو سنوارتے سمجھایا پر وہ جمائیاں لیتی سخت بیزار چہرہ لیے ماما کو دیکھ کر اپنا جوس پی رہی تھی ساتھ فون پر اٹھتے ہی مصروف تھی۔

"رجسٹریشن کے بعد اسے مجھے چپڑنے پھاڑنے کا بھی لائسنس مل جائے گا ماما، اسکا ابھی بس نہیں چلتا میرے ٹکڑے کر دے۔ میں مزید اپنا آپ

آپکے لیے کیوں قربان کروں جبکہ آپ ہی مجھے اس عذاب میں پھنسانے کا سبب ہیں۔ ڈیڈی مجھے لے لیتے، اس ڈر سے آپ نے مجھ پر ناگ مسلط کر دیا۔ اف میرا تو دل چاہتا اسے زہر دے دوں"

سلگتے اکتائے لہجے میں ہی وہ جب بولی تو دیشادھیماسا مسکراتی زبردستی ہی مانیہ سے لیٹی۔

"کہا ہے ناں۔ وقت آئے گا جب ہم اسے سارے مظالم کی سزا دے سکیں گے۔ بس یہ کر دو۔ تم اتنی ہاٹ ہو، بہکاتی کیوں نہیں ہو اسے؟ عورت کی قربت بڑے بڑے سوراخوں کو سیدھا کر سکتی ہے۔ وہ رجسٹریشن بس تبھی کروائے گا جب اسے تمہارے ساتھ اچھا لگے گا۔ پر تم تو اسے ہر وقت زچ کرنے پر لگی ہو۔ ایسا کیسے چلے گا میری جان؟"

دیشا کی تقریر کا مانیہ پر کوئی اثر نہ تھا، اسے جب ساری جسم کی ضرورت اور ستائش اپنے لفنگے دوستوں سے مل جاتی تو انا کیسے گوارا کرتی کہ وہ اک ناپسند مرد کی قربت پانے کے جتن کرتی۔

"تو کیا چاہتی ہیں آپ ماما؟"

فون اک طرف رکھتے مانیہ نے تنگ آتے پوچھا۔

"میں چاہتی ہوں تم اسکے لیے کچھ سپیشل کرو اور جب وہ خوش ہو تو نکاح رجسٹریشن کی ڈیمانڈ رکھ دو سامنے کہ پر اپر شادی کر لیتے ہیں۔ تاکہ بیچ کے یہ جھگڑے ختم ہوں۔ زیادہ دن میں تمہیں اسکے رحم و کرم پر نہیں چھوڑوں گی۔ جیسے ہی تمہارے نام پر اپرٹی لگے گی تم اسے میرے حوالے کر کے ڈائورس کا کیس کر دینا۔ اس کے لیے بھی سب سوچ رکھا ہے"

مانیہ کے اندر تنفر پیدا کرنے والی دیشا ہی تھی، گھر بسانے کے بجائے پہلے ہی اس نے مانیہ کے مائنڈ میں خباثت بھر دی۔

"او کے ماما۔ کیا سپیشل کروں؟۔ میرا تو اسکی شکل بگھاڑنے کا دل چاہ رہا جس طرح اس نے رات ستایا مجھے"

مانیہ کا غصہ پھر دہکا۔

"اسکے ساتھ واک پر جاؤ، ساتھ کوونی پی لینا اور اگر وہ نرم پڑے تو اسکے تھوڑا قریب ہو جانا۔ مت بھولو وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔ مٹھی میں آنا مشکل نہیں"

دیشاب بھی اسکے بال سنوار کر اکسانے پر لگی تھی۔

"ماما، میرا دل اسے دیکھنے کو نہیں چاہتا۔ چھونا دور کی بات ہے۔ کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ یہ ظلم! میں کئی سالوں سے اسکے نام کے طوق میں گھٹی ہوں۔ مجھے یہ سب آزادی نہ ملی ہوتی ناں تو مر چکی ہوتی۔۔۔ مجھے جیسے لڑکے پسند ہیں انکی کسی بگھڑی کیٹیگری میں بھی نوح نہیں آتا۔۔۔"

مانیہ کا دل کرب میں تھا، وہ اسے سچ میں بالکل پسند نہیں کرتی تھی، دل کو ہر کوئی نہیں بھاتا پھر وہ جتنا بھی خوبصورت اور کامیاب کیوں نہ ہو۔

"بس تھوڑے دن۔ میں تمہاری آزادی کو ایفیکٹ نہیں ہونے دوں گی۔ تم جو مرضی کر سکتی ہو پر تب جب ہمارا مشن مکمل ہو لے۔ اس سے پہلے کسی لڑکے کے ساتھ فزیکل ریلیشن نہیں بنانا"

دیشا آخری تاکید کرے اٹھی تو مانیہ نے نظریں سی چرائیں، کیا بتاتی کہ اسکے میلز فرینڈز تو بات ہی گلے میں جھول کر کرتے تھے اور یہ سب مانیہ کو اچھا بھی لگتا تھا۔

"اب اٹھ کر ریڈی ہو جاو، شام میں وہ آئے تو کل کا بدلہ لینے کے بجائے گھر سے نکلنے پر سوری کرنا۔ بریک فاسٹ لگوا کر جا رہی ہوں تمہارا۔ کر لینا۔ ویک ہوتی جا رہی ہو۔"

دیشا جیسی بھی تھی، مطلبی اور سفاک مگر مانیہ اور صارم سے پیار کرتی تھی ہاں صارم کو وقت نہ دے پانے کی وجہ سے وہ اسکی فیورٹ نہیں تھی اور مانیہ کو اسکے وقت کی کبھی طلب ہوئی ہی نہیں تھی تو اسے انکے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا تھا، بس ماں ہونے کے ناطے وہ قدر کرتی تھی۔

خیر کچھ دیر مزید پڑے رہنے کے بعد مانیہ نے شاور لیا تو گردن سے نیچے سینے کی طرف عجیب سے ہلکے کھنچاؤ کو محسوس کیا، یہ اسے ایک ویک سے محسوس ہو رہا تھا پر وہ ہلکا لے لیتی، خود کے لیے لا پرواہ رہنا اسکی گندی عادتوں میں شمار تھا۔

شاور لینے کے بعد وہ باتھ روم میں ہی روم سے نکلتی اپنا بریک فاسٹ کرنے ڈانگ ہال پہنچی، مسلسل فون یوز کرتی رہی۔

اور پھر واپس روم میں جا کر اپنے لیے کوئی شریفانہ لباس تلاش مگر کوشش کے بعد بھی سلیو لیس جوڑے ہی ملے، تبھی پھر جینز اور ٹاپ ہی چوز کی اور ریڈی

ہوئی، بٹن آپ ٹاپ کے اوپر والے اکھٹے لگے پانچ بٹن کھول کر گلے کی گہرائی عیاں کی، اور پھر اپنے فرینڈز کے ساتھ چیٹنگ میں بڑی ہو گئی۔

نامہ کا باقی دن از میز گھومنے میں گیا، پھر وہ آرٹ سکول گئی اور لپچ وہیں بابا اور خردانگل کے ساتھ کیے انکے ساتھ ہی واپس فارم ہاوس لوٹی تو شاور لینے اور نماز پڑھنے کے بعد کچھ دیر سو گئی۔

صارم کالج کے بعد آکیڈمی گیا اور جب تک واپس آیا، میکائیل نے نوح کو بھی ہو اسپتال سے پک کر لیا تھا، دوغان والا سے وریام ہو اسپتال کا راستہ لمبا تھا تبھی میکائیل اسکے ڈرائیور ہائیر ہونے تک خود ہی اسے ڈراپ اور پک کر رہے تھے۔

صارم، اپنے دوستوں کے ساتھ جانے کے بجائے نوح کے روم میں بیٹھا اپنے ٹوٹے گٹار کو فکس کرنے کے ساتھ اسکا انتظار کر رہا تھا۔

"ڈرائیور ہائیر کر لیا ہے۔ کل سے وہی پک کرے گی مجھے۔ تھینکیو بابا پک اینڈ
ڈراپ سروس کے لیے"

نوح نے خاموشی سے ڈرائیو کرتے بابا کی طرف دیکھتے بتایا تو میکائیل کی
توجہ "کرے گی" نے سلب کی، یہ اخیر حیران کن نقطہ تھا۔

"Anytime, Available for you son.."

پر یہ فی میل ڈرائیور کا خیال ور سک کیسے سو جھا؟

وہ سراسر شرارت کے موڈ میں تھے۔

"خیال تو ٹھیک؟ آپ نے رسک کیوں کہا؟"

وہ ٹھٹکا اور بے چین مٹی ایسی کہ پوچھ بھی لیا، میکائیل دوغان کھل کر ہنسنے۔

"ارے لڑکیوں کی ڈرائیونگ پر کتنے میمز بنے ہیں تمہیں نہیں پتا، وہ خود چلتی پھرتی خطرہ ہوتی ہیں تو انکی ڈرائیونگ! باپ رے باپ۔ بس تم پر آیت الکرسی پھونکنی پڑے گی اب سے"

وہ دھیماسا مسکرایا، میکائیل کی ایسی محبت کا وارث وہ اکلوتا تھا اس پر نوح کو شک نہ تھا۔

"مما کے بعد سے کسی کا خود پر آیت الکرسی پھونکنا بہت مس کیا میں نے، بہت دیر کر دی یہ خیال سوچنے میں بابا"

میکائیل کے ہاتھ کیا، اس حسرت زدگی بھری بھاری سانس پر دل بھی کانپا جو نوح نے لیا۔

"تمہیں بتا کر تھوڑا کرتا ہوں۔ تم جب بھی نظر سے او جھل ہوتے ہو، میری دعاؤں کا حصار سنبھالتا ہے تمہیں۔ اس دنیا میں سب سے زیادہ انس مجھے تم

سے ہے نوح، یہ صرف دعویٰ نہیں۔ میری حقیقت ہے بچے۔ تم میرے پاس عنایہ کی آخری نشانی ہو جس کے سہارے میں سانسیں بھر رہا ہوں۔"

میکائیل نے ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ سنبھالتے دوسرے ہاتھ سے نوح کا وہ ہاتھ دبایا جو اکثر سن ہو جاتا تھا، اتنا کہ نوح حرکت دینا ناممکن جاننے لگتا۔

"جانتا ہوں پر صارم کو توجہ دیا کریں، میں نے کبھی جلن عیاں نہیں کی آپ کے بٹوارے پر تو بے فکر رکھیں اس معاملے میں خود کو۔ جب اسے پیدا کر لیا ہے تو پھر محبت و توجہ بھی دے دیا کریں۔ برا نہیں لگے گا، جتنا لگنا تھا اسکے پیدا ہونے پر لگ چکا ہے۔ اب یہ حس ہی مفلوج ہے۔ وہ مس کرتا ہے آپکو، جوان ہو رہا ہے۔ ممکن ہے اسکے آدھے بگاڑ کی وجہ آپ کی اور مسیز میکائیل کی لا پرواہی ہی ہو۔"

میکائیل نے مسکرا کر گردن گمائی، پل پل یہ بیٹا فخر کرنے لائق تھا ان کے لیے، میکائیل دو غان کے لگژری ہوٹلز کا کاروبار پورے ترکی میں پھیلاتا تھا مگر

آدھے سے زیادہ نوح ہی سارے بڑے پر ا جیکٹس ڈیل کرتا تھا، گھر کو
 سنبھال رکھا تھا اپنے دبدبے سے، المختصر وہ اس گھر کا حقیقی معنوں میں بڑا
 تھا۔

"صارم بس دیشا جیسی اک مجبوری اور سمجھو تھا ہے میرے لیے، مطلب کے
 لیے لیے گئے میرے چند بے کار فیصلوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسے پاس رکھا
 ہے اسکی ہر ناقابل برداشت حرکت کے یہی کافی ہے"
 اس ایک معاملے کے سوانوح کو بابا سے کبھی اختلاف نہ تھا اب۔

"وہ سنے تو مر جائے بابا، مت بولے گا دوبارہ، اول تو پیدا ہی نہ کی جائے ایسی
 اولاد جسے بعد میں ہیدا ہونے کی سزا دی جانی ہو۔ رحم دل بنیں پلیز۔ دل
 ٹوٹنے کے بعد کچھ نہیں جڑتا، یہ ٹوٹ پھوٹ کسی مرہم کو نہیں مانتی اور جسم
 تک منتقل ہو جاتی ہے۔ مجھے اب صارم کے لیے دکھ ہوتا ہے اور ممکن ہے
 کسی دن میں اسکے لیے آپ سے لڑ پڑوں"

وہ بابا کو سفاک ٹھہراتے کرب کا شکار تھا پر میکائیل اپنے موقف پر پہاڑ سے جمے تھے، نہ تو انکے دل میں اب دیشا کے لیے کوئی مہربان احساس تھا نہ صارم کے لیے۔

"تم مجھ سے لڑے تو میں خود کے ساتھ کچھ کر دوں گا۔"

وہی گھسی پٹی دھمکی جسے سنے نوح کا بس خون کھولتا۔

"مما آپکو سدھارے بنا اس دوسرے جہاں چلی گئیں اس پر ہمیشہ دکھ رہے گا مجھے"

وہ سخت دکھی تھا جبکہ اس آزر دہ ماحول کو میکائیل اب حسین کرنے والے تھے۔

"ہاں شادی کے پہلے ماہ ہی تو تمہارے ٹپکنے کی نیوز آگئی تھی، پھر عنایہ کو بس

اپنا بچہ نظر آتا۔ جب تک زندہ رہی تمہارے ہی ارد گرد گھومتی اور ناز

نخرے اٹھاتی رہی، میرا نوح میرا ادا۔۔ میرا بچہ! ہنہ!۔ مجھے سدھارنے کا تو تم

نے اسے ٹائم ہی نہیں دیا۔ اب شکایت مجھ سے کر رہا ہے بچے۔ الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے؟"

بچگانہ انداز میں وہ کبھی کبھی بابا کی چھپی اذیت فیل کرتا جو وہ عنایہ کو مس کرتے تھے تو اندر سے نکلتی، دیشا کے ہونے کے باوجود انکے پاس عنایہ جیسا سکون نہیں تھا۔

"بس کر دیں بابا! اس الزام سے بور ہو چکا ہوں"

نوح نے گردن ہی پھیر لی جبکہ اک پل میکائیل نے جس حسرت سے اس موڑے چہرے والے کو دیکھا وہ نظر زمین کی کئی تہوں کو لرزا سکتی تھی۔

وہ اتنی دردناک تھی۔

اسکے بعد دونوں میں اک طویل تر خاموشی کا راج رہا، نوح نے حسب وعدہ بیک سیٹ سے نیوگٹار اٹھاتے اپنے روم کا رخ کیا جبکہ میکائیل، دیشا کے

ساتھ ایک بزنس ڈنر پر مدعو تھے تو وہ انکے دو منٹ انتظار کرتے ہی سبھی سنوری پورچ میں آگئی جسکے بعد انکی گاڑی دوغان والا کا گیڈ کر اس کر گئی۔

نوح اپنے روم کا ڈور ناب گمائے اندر جھانکا ہی تو نظر صارم پر پڑی جو ٹوٹے نوٹس سمیٹتا ہوا گٹار پر اتری اک بگھڑی دھن سنوار رہا تھا، نوح کے روم میں آنے کے باوجود صارم کو اسکے آنے کی خبر نہ ہوئی۔

"آئی تھنک یہ دھن اس پر بگھڑی نہیں لگے گی"

صارم نے فوراً سے چونک کر دروازے کو دیکھا جہاں نوح، گٹار پکڑے کھڑا تھا، صارم نے اپنا ٹوٹا گٹار وہیں پھینکا اور مسکراتا اترا تا نوح کے سامنے آرکتے اس خوبصورت راک سٹار گٹار کو مچلتی للچائی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"اب یہ مت کہیے گا کہ میرا گفٹ ہے؟"

صارم کی خوشی اور یقین اسکی آنکھوں سے چھلکا پر نوح سنجیدہ تھا۔

"ہاں میں تم پر یقین رکھ رہا ہوں کہ تمہارے کانسرٹ کی پہلی ٹکٹ مجھے ملے گی۔ ایڈوانس گفٹ ہے"

صارم نے بے یقینی سے دیکھتے فوراً بھائی سے گٹار لے کر اسے پرو فیشنلی پکڑا کیونکہ صارم بہت تباہی آواز رکھتا تھا اور پڑھائی اور تمیز سے تو دور دور تعلق نہ ہو پر اس میں سنگنگ کے جراثیم بہت پاور فل تھے، وہ اپنے کالج کا ایوارڈ ہولڈر راک سٹار تھا۔

"پہلی دو آپکو دوں گا تاکہ اپ اپنی مسیر سمیت آئیں۔ تھینکیو! لیکن پھر بھی سدھرنے نہیں والا میں"

صارم نے گفٹ پر قبضہ بھی جمایا اور ہڈ دھرمی بھی دیکھائی، نوح نے شرٹ کے کفس کھولتے فولڈ کیے اور شرٹ کے دو بٹنز کھولے رنکس ہوئے کاوچ پر بیٹھا۔

"ہاں ڈھیٹ ہڈیاں اتنی جلدی نہیں سدھرتیں، بزنس کا بتاؤ کیا سوچا ہے؟"

اول میٹھی میٹھی کرتے ہی نوح مدے پر آیا پر صارم تو نئے گٹار کے سوا سب بھول چکا تھا۔

"گاڑیوں کا شور و م۔۔۔۔"

وہ اپنی دھنیں کسی راک سٹار کی طرح بکھرنے کے بیچ اونچی آواز سے بولا، ابھی نوح تھکا تھا تبھی یہ گٹار کی آواز بھی دماغ میں بج رہی تھی۔

"اتنا فضول کام؟ تم انجینئرنگ پڑھ رہے ہو تو اسے کام لاؤ۔۔۔ یہ فضول کا کام کر کے کیا ملے گا؟"

نوح کو صارم کا خیال زرا پسند نہ آیا۔

"آپکو میرے ہر آئیڈیا میں نقص نکالنے کا شوق ہے، پیسے دینے ہیں تو دے

دیں ورنہ بابا سے انگلی ٹیڑی کروا کے گھی نکال لوں گا۔ میں تو چلا۔۔۔۔"

گٹار ملتے ہی ساری اچھائی بھی وہ بد تمیزی کیے چولہے میں جھونک گیا، جبکہ نوح حیرت کا مجسمہ بنا رہ گیا، ایسی احسان فراموشی بس دیشا اور اسکی اولاد کا ہی خاصا تھی۔

اپنا سر ہاتھوں میں گرائے وہ اپنا ماتھا ہی مسل رہا تھا جب اسکو سر کے بالوں میں سرسراتی ملائم انگلیاں چونکا گئیں، جھٹکے سے نوح نے اپنے بالوں کو چھوتے ہاتھ کو پرے جھٹکا تو مانیہ دھیماسا ایسی بے دردی پر کراہی۔

الٹا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا تکلیف ہے۔ کتنی بار کہوں میرے کمرے میں آنے سے پہلے ناک کیا کرو"۔

وہ اسے کمرے میں برداشت تک نہ کر سکا، مانیہ کہنا تو چاہتی تھی وہ کب شوق سے آئی پر چپ ہو گئی۔

"تم نے ناک کیا تھا؟ میری زندگی میں بنا اجازت منہ اٹھا کر گھستے وقت۔ دیکھو مجھے تم پر غصہ تھا پھر بھی میں یہاں دوستانہ موڈ بنا کر آئی ہوں پر تمہارے ہاتھ جھٹکنے اور اس اکڑنے میرا پارہ ہائی کر دیا ہے"

مانیہ کی انا مجروح ہوئی تھی، نوح الٹا اسکی دیدہ دلیری پر بھڑکتا محسوس ہوا۔
 "اپنے سارے دوستانہ احساسات براہ مہربانی خود تک رکھو۔ مجھ تک ستمگرانہ اور دشمنانہ ہی ارسال کیا کرو جسکی تمہیں عادت ہے۔ اب جاو یہاں سے"

نوح نے اسکی کسی بات کو اہمیت نہ دیتے منہ ہی پھیرا پر اس سے پہلے وہ جاتی، نوح نے اسکی بازو دبوچ کر اپنے سامنے گھسیٹا، وہ اس آدمی کی پکڑ پر پھر کراہ اٹھی، حقارت سے دیکھنے لگی۔

"تم میں صرف تمہاری یہ خوبصورت آنکھیں ہی اچھی تھیں مانیہ جو مجھے مائل کرتی تھیں، پسند بنالوں تمہیں اس پر اکساتی تھیں پر اب ان میں اپنے لیے حقارت دیکھتا ہوں تو دگنی حقارت فیل ہوتی ہے۔ تم نے اپنا آپ جان بوجھ کر

میری نظروں میں گرایا ہے، ورنہ دنیا دیکھتی نوح ادا دوغان اپنی پسند کو کیسے سر پر بٹھاتا۔ ممکن تھا تم سے ہی محبت ہو جاتی پر اب سوچتا ہوں شکر ہے نہیں ہوئی اور وہ مستحق عورت کے لیے اب بھی محفوظ ہے۔"

مانیہ اسکے کسی لفظ پر ساکن نہ ہوئی کیونکہ یہ سب مانیہ کو نوح کی طرف سے کبھی چاہیے ہی نہ تھا، پھر وہ جتنا خود کو مجبور کرتی سب بیکار تھا۔

"مجھے تمہارے سر پر بیٹھنا بھی نہیں ہے یقین کرو۔ میرا دل چاہتا ہے تمہاری گردن پر پاؤں رکھوں اور کچل دوں۔"

مانیہ نے اسکی مضبوط گرفت سے اپنی بازو بھی چھڑوائی اور ممکن تھا آج ہمیشہ کے لیے دامن بھی چھڑوالیا تھا، نوح کتنے لمحے ہل نہ سکا، بس خود پر افسوس تھا کہ اپنی پسندیدگی بھی ایسی عورت پر کیوں ویسٹ کی۔

"گردن دبانے کا موقع دے رہا ہوں، ڈواٹ۔ مزاحمت نہیں کروں گا۔ کل کو کوئی پچھتاوانہ رہے تاکہ کہ تمہیں کیوں چھوڑ دیا"

وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑے اسے کھینچ کر قریب کرے مانیہ کے دونوں ہاتھ اپنی مضبوط گردن سے لپیٹ گیا اور مانیہ کی آنکھوں میں اب تھوڑی دہشت ہلکوری پر چھوڑنے والی بات اک تسکین جیسی محسوس ہوئی کیونکہ اس لڑکی نے کبھی اس تعلق کو گھٹن کے سوا کچھ سمجھانہ تھا، ہاں ممکن تھا نوح کو کھو کر اسے کبھی خیال ضرور آتا کہ اس نے کیا کھویا ہے۔

"میں دبا بھی دوں گی"

وہ تنبیہ کر رہی تھی اور نوح نے خود ہی جب اسکے ہاتھوں پر دبا دیا تو مانیہ کے چہرے کی رنگت سپید پڑنے لگی، وہ پھڑپھڑائی، یہ آدمی پہلے ناپسند تھا، اب تو سائیکو بھی محسوس ہوا۔

"دباؤ! ہیلپ بھی کر رہا ہوں۔ ثابت کرو کہ کتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے تاکہ میں بھی اس عذاب سے مکمل خود کو چھٹکارہ دلا سکوں کہ تم میری کبھی تھی

ہی نہیں۔ نہ تمہیں میرے لیے بنایا گیا نہ تمہیں میرا کبھی ہونا ہے۔ ایک بار دباؤ، احسان ہو گا تمہارا مانیہ۔ تمہاری نفرت کا ایسا ہی ثبوت درکار ہے مجھے "

وہ وحشی پن پر اتر اسکے ہاتھوں پر دباؤ بھی بڑھا رہا تھا جبکہ مانیہ اسکی پتھر جیسی گرفت کو جھٹکتے لرزے پر آگئی اور جب نوح کو لگا وہ اسکے قریب مرنے والی ہو گئی بس تبھی اسے آزاد کیا جس سبب مانیہ کچھ دور ہوتی بمشکل گرنے سے خود کو بچا پاتی لڑکھڑا کر سنبھلی، نوح کی ہیزل آنکھیں کرب کی سرخی سے اٹی مانیہ کو خوف و ہراس بخش رہی تھیں۔

"تم انسانوں میں رہنے کے لائق نہیں رہے۔ دوڑاؤ رس مجھے وحشی

آدمی۔ بھاڑ میں گئی ماما کی ہر پلاننگ، نہیں دلا رہی میں انکو تمہاری پر اپرٹی۔ اب تم بالکل قابل قبول نہیں۔ چھوڑ دو مجھے ورنہ اب تمہیں سچ میں جگہ جگہ زلیل کروں گی۔"

وہ بپھرتی اپنا بگھڑا سانس سنبھالتی چینیخی پر نوح خاموشی سے کھڑا اسے دیکھ
اور سن رہا تھا۔

"کر کے دیکھ لو جگہ جگہ زلیل تم خود مختار ہو آج سے، نکل جاو میرے روم
سے مانیہ"

وہ اسے اپنے کمرے سے اچھوت کی مانند نکال رہا تھا اور مانیہ نے بھی سر
ہلاتے لعنت برساتی نظریں لیے پیڑ بیٹھے اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"ہمیشہ زلیل ہی ہو تم۔ ان شاء اللہ۔۔۔ سائیکو آدمی۔"

جاتے جاتے بھی وہ نوح کے دل پر قہر ڈھا کر گئی لیکن نوح نے سب برداشت
کر لیا، اک آنکھوں کے سوا کہیں کوئی اثر نہ ہوا۔

اور شاید آج کے بعد دل پر بھی اثر ہونا ختم ہو جاتا کیونکہ اس شخص کی
تکلیف، آثار کچھ ایسے ہی رکھتی نظر آرہی تھی۔

.._____..

"ارے! مجھے کسی نے جگایا ہی نہیں۔ رات کے نو بج گئے؟"

کافی دیر سونے کے بعد جاگ کر وہ کمرے سے نکلی تو فیروز صاحب، خرد صاحب گپیں لگا رہے تھے اور امائل، شیف بناچن میں گھسا دونوں بڈھوں کی فرمائش پر پائے بنا رہا تھا، جنھیں گلا تو لیا پر اب مصالحہ بننے اور لگنے کی باری تھی جبکہ ڈنر پر سب نان کھانے والے تھے، جو یہاں پاکستان جیسے نہیں بلکہ ایک راوتی بریڈ جیسے ملتے تھے۔

نامہ کے اٹھ کر آنے اور پوچھنے پر بابا اور خرد انکل کسی نیوز پر تبصرہ کرتے ہی مسکرائے، وہ کچن کی طرف ہی جارہی تھی تاکہ پانی پیے۔

"ہم نے سوچا کل سے ہمارے بچے کی ڈیوٹی سٹارٹ ہے تو ریسٹ کرنے دیتے ہیں۔ زرا اس امائل کے بچے کو دیکھنا نامہ، کچن بگاڑ نہ دیا ہو۔"

خردانگل کے پیار بھرے جواب پر مسکراتی وہ آخری تاکید پر حیرت کا شکار
کچن میں گھسی، وہ حیرت امانل کو اپرن پہن کر کھانا بناتا دیکھے خوشگوار نیت
میں بدلی۔

"یہ تو پرو فیشنل کلک بن گیا ہے ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ خردانگل۔۔۔ امپریسو
امانل"

وہ اول جملہ باواز بلند کہے آخری ستائشی انداز میں امانل سے بولی جو ٹماٹروں
کی گریوی بنا کر ایڈ کرنے کے بیچ مصروف سے انداز میں تعریف وصول
کرتے ہنسا۔

"دیکھ لو ایسی کو الٹی ہر لڑکے میں نہیں ہوتی۔ مارکٹ میں اب نخریلے اور
سرٹیل لونڈے آرہے ہیں جو اٹھ کر پانی پینا بھی اپنی شان میں توھین سمجھتے
ہیں تو میرا پیار ٹھکرانے سے پہلے میں وہ پاکستانی فاحہ مصطفیٰ کی طرح کہتا
ہوں، سوچ لو۔۔۔"

کسی ہیر و کی طرح بازو پھیلا کر پوز مارے وہ نامہ کو خفا کرنے کے بجائے اپنی شرارتی طبیعت کے سبب مسکراہٹ دے گیا پر وہ لڑکی کھل کر شاید اپنے ان کے ساتھ مسکرا نے کی قسم اٹھا کر بیٹھی تھی کیونکہ نامہ مسکرا نے میں بہت کنجوس تھی۔

"میں بھی کہتی ہوں، سوچ لیا فاحد بھائی"

نامہ نے ڈسپنسر کی طرف بڑھتے پانی کا گلاس بھرے کسی کو جی بھر کر بھائی کہے آگ لگائی پر موصوف بس منہ ہی بنا کر رہ گئے۔

"ویسے بھی میں اپنے کام کرنا خود پسند کرتی ہوں تو جسے میرے ساتھ رہنا ہو گا وہ بھی یہی رولز فالو کرے گا۔ نولاڈ۔ کچھ اچھا بنا رہے ہو تو مجھے بھی دے دینا، ٹیسٹ کر کے بتا دوں گی"

نامہ نے گلاس فنشن کیا اور اب اسکا موڈ بابا اور خردانگل کے ساتھ جا کر گپیں لگانے کا تھا، اما نل نے آواز دی تو وہ مسکرا کر پلٹی۔

"بکرے کی ٹانگیں اور پیر بنارہا ہوں۔ چلیچلی سی"

امائل کے بتانے کا انداز بہت برا تھا، نامہ کی تو بھوک ہی مر گئی۔

"ہائے! تم لوگ کیا کیا کھاتے ہو۔۔۔ بابا سے دور رکھنا اپنی ہی سندر تا والی

ڈش۔ میں پاستہ آرڈر کر لوں گی، مجھے مت دینا"

نامہ کے منہ بنانے پر امائل کا قہقہہ باہر تک گونجا، کیونکہ یہ فرمائش ہی فیروز صاحب کی طرف سے آئی تھی۔

"یہ انہی کی فرمائش ہے اور فکر مت کرو ساری ٹیبلٹس پاس ہیں

میرے۔ طبیعت انکی بگھڑنے نہیں دوں گا"

وہ تسلی دیتے نامہ کا صدمہ کم کرنے کو بولا کیونکہ جب نامہ کو فرمائش کا علم

ہوا تو بچاری دل تھام گئی، امائل یہ ڈشیز بہت اچھی بناتا تھا تو آج اس نے خود

ہی مہمان نوازی کے جذبات سے چور ہوتے میڈ کوریسٹ دیے کچن خود

ہینڈل کیا۔

خیر نامہ نے تو پاستہ آرڈر کیا ساتھ کچھ سی فوڈ مگر ان تین لوگوں کو مٹن پایا کے ساتھ لڑتے جھگڑتے اور مقابلہ کرتے دیکھ کر وہ پاستہ اور سی فوڈ بھی گلے سے اتارنا مشکل ہوا پر کمپنی کے لیے وہ مجبوراً سب کے ساتھ ہی ڈانگ پر بیٹھی پر سب فنشن نہ کر سکی اور اپنے لیے گرین ٹی بنانے چلی گئی، جبکہ ان تین ہٹے کٹے جوان پلس دو بوڑھوں نے دو کلو مٹن پائے کا صفایہ کر کے دم لیا اور نامہ سوچ سوچ کر دم دیتی رہی کہ یہ لوگ کیسے کھا گئے۔

نوح سے الجھ کر اسکا موڈ خراب تھا پھر بھی وہ اپنے دوستوں کے ساتھ نکل گئی تھی جو سب مانیہ سے تبھی چپکتے تھے کیونکہ ایک تو وہ پیسوں کے معاملے میں سب سے تنگڑی تھی دوسرا تھی بھی ایسی کہ کوئی بھی لڑکا زرا تعریف کرے پھانس لیتا اور ٹائم پاس کو ساتھ لیے لیے پھرتا۔

وہ کلبنگ کرتی، جیم جاتی، پارٹیز اٹینڈ کرتی، نہ تو کبھی اپنے جسم کے واضح ہونے پر ملال تھا اسے نہ اپنے مسلمان ہونے کا کوئی احساس، ارد گرد کا ماحول کچھ کم عقلوں پر بری طرح اثر انداز ہوتا ہے، صارم کی حرکتیں بدلنے والی نہ تھیں، وہ اتنا بگڑ چکا تھا کہ اب نوح کی کوئی کوشش دیر پا اثر نہ رکھتی۔

آخر وہ بچارا بھی کس کس کو سنبھالتا، اپنی جاب، ہو سپٹل اور فاؤنڈیشن کی اتنی ذمہ داری تھی کہ اسے سانس نہ لینے دیتی، وہ اتنا تھک جاتا کہ اکثر دو دن کی لیو لینی پڑتی کیونکہ نیند کی اس قدر واٹ لگی رہتی تھی، پھر بابا کے بزنس کے جھیلے، گھر کی بھاگ دوڑ اک ناپسند عورت کے ہاتھ میں دیکھنا، بابا کی خود غرض طبیعت، صارم کی حرکتیں اور مانیہ جیسا عذاب۔

کبھی کبھی تو وہ نیند کی کئی گولیاں لے کر بھی سونہ پاتا، دل چاہتا کس فٹ پاتھ پر جالیٹے، اک یہ اپنا پیشہ جینے کا سبب تھا جو اسے زندگی کے ساتھ متحرک رکھتا تھا ورنہ نوح کو زندگی نے کچھ خاص دلچسپاں نہیں دے رکھی تھیں۔

وہ اس قدر تکلیف میں تھا کہ ڈنر کیے بنا ہی نیند کی گولی کھائے سو گیا ورنہ کسی کا قتل کر دیتا اور دیشا صاحبہ میکائیل کے ہمراہ لیٹ نائیٹ واپس آئیں، مانہ اپنے دوستوں کی طرف سے دیر سے آئی اور صارم تو کمبائن سٹڈی کا کہے جانے کہاں راتوں کو غائب رہتا۔

نوح جانتا تھا اسکی بے خبری کی نیند مہلک ہے، لمحے میں کیا سے کیا ہو سکتا ہے پر آج سچ میں وہ سب پر لعنت بھیجے غصے سے سویا تھا کہ نہ تو مانہ کے پیچھے موجود آدمی کی کال ریسو کی نہ ہی صارم کے بارے اطلاع دینے والے کی۔

جبکہ دوسری طرف نامہ نے تینوں حضرات کو سپیشل مصالحے والی پتھر ہضم چائے بنا کر پلائی کیونکہ وہ تین تو مٹن پاپا ہضم کر لینے کے دعوے کر رہے تھے پر اسے فکر تھی کہ کسی کو کچھ نقصان نہ ہو تبھی چائے میں جو مصالحہ اور پیٹ کو افادیت دینے والی چیز ملی سب ٹھوک دی۔

خود بھی وہ جلدی سونے چلی گئی کیونکہ چھ بجے اس نے نوح کو دوغان ولا سے پک کر ناکھو اور وہ فریش لگنا چاہتی تھی۔

دیشا سے مانیہ بلکل کچھ دن فرار کرنے والی تھی کیونکہ ماں کی ساری پلاننگ کھول کر وہ نوح کے آگے اگل چکی تھی اور جانتی تھی ماما اس پر چھترول بھی کر سکتی ہیں، تھوڑا واپس آ کر برا بھی لگا کہ اپنی تو جان چھڑوا لیتی، ماما کو نوح کی پر اپرٹی سے بھی محروم کر بیٹھی ہے، یقیناً نوح اب ہر گز نکاح رجسٹر کروانے کے بارے سوچنے والا نہ تھا۔

مانیہ سونے سے پہلے نوح کے روم میں آنے کی نیت سے آئی پر وہ ہمیشہ کی طرح روم لاک کر کے سو رہا تھا تبھی خود بھی وہ سونے چلی گئی۔

ازمیر میں اک نئی صبح سچ میں بادلوں کی لپیٹ میں اتری تھی، ٹھنڈی ہوا موسم کے بدلاؤ کا عندیہ لیے آئی تھی، اکتوبر کی پہلی تاریخ تھی اور موسم ابھی سے بدلنے کے تیوروں میں تھا۔

وہ پانچ بجے ہی اٹھ گئی تھی، بلیک ہیوی بٹن ڈاون شرٹ کے ساتھ نامہ نے ڈنیم جینز سلیکٹ کی تھی اور ہیلز بھی بلیک ہی چنی، ساتھ میں بلوسلک اسکارف اسکا گردن پر ایڈجسٹ تھا، بال نامہ نے دھیمے کناروں سے کرل کیے اک چھوٹے سی کیچڑ کے ساتھ جکڑ لیے تھے، اور بیگ کے بجائے اک ہینڈ کلچ لیا بلیک جس میں اسکے کریڈٹ کارڈز اور گاڑی کے سپر زرتے تھے جبکہ فون بھی وہیں تھا۔

پہلے تو نامہ کارواش گئی کیونکہ استنبول سے ازمیر وہ اور فیروز صاحب گاڑی پر ہی آئے تو تھوڑی دھول جمی تھی، اپنی Rolls-Royce سے زیادہ محترمہ خود چمک رہی تھیں پر دھلنے کے بعد اسکی گاڑی ہاٹ اور شائنی ہو گئی، وہ تھی

بھی ڈراک گرے جو Rolls-Royce میں سب سے فیورٹ اور ریج کلر مانا جاتا تھا اور اندر سے بلو تھی اور گولڈن لائننگ تھی۔

کارواش والے سپیشل گاڑیوں کے لیے کاروڈ جیل پر فیوم دیتے تھے جو نامہ کی گاڑی آل ریڈی فکسڈ تھی اور اس میں سے عود کی خوشبو چھلکتی تھی جس سے گاڑی میں اک مدھم اور حواسوں کو سہلاتی سوندھی مہک رچی رہتی۔

نامہ ٹھیک چھ بجے دوغان والا کے باہر پہنچ کر ہارن دے چکی تھی جس پر سیکورٹی نے گیڈ اوپن کیا، چونکہ نامہ سلطان کے لیے پر میشن آلاؤڈ تھی تبھی اسے بنا چیکنگ کے پورچ تک جانے کی اجازت دی گئی۔

نامہ کی گاڑی رک چکی تھی اور نوح بے دلی سے آئینے سے سامنے کھڑا اپنے بالوں کو ہاتھوں سے ہی بٹھانے کی کوشش کے ساتھ اپنے شوز پہن کر فون اٹھانے سائیڈ ٹیبل جھکا، ڈارک گرے شرٹ جو اسکے مسلز والے جسم پر

بہت اچھی فٹ تھی، ساتھ بلیک نیرو پیٹ تھی، شوز کلاسی جبکہ اپنا بلیک بلیزر اٹھائے وہ روم کی مین لائٹ آف کرے باہر نکلا۔

سب سوئے تھے اور نوح اسی وقت ہو سپٹل نکلتا تو ناشتہ اکثر ہو سپٹل میں ہی کرتا تھا۔

نامہ نے فون نکال کر ڈیش بورڈ پر رکھا تا کہ وقت دیکھ سکے، ٹھیک پانچ منٹ بعد اسے نوح دوغان ولا کی بلڈنگ سے نکل کر فون کان سے لگائے اپنی طرف آتا نظر آیا، نامہ نے اپنی نظریں اس پر سے ہٹائے سٹیرنگ پر دونوں ہاتھ جمائے تھے، پھر جیسے ہی وہ قریب آیا، نامہ کارڈور کھولتی باہر نکلی تو نوح لمحہ بھر اسے دیکھنے کو رکا۔

"گڈ مارنگ مسٹر نوح"

وہ پروفیشنل انداز میں مسکرائی پر نوح کا موڈ بہت گندا ہو رہا تھا۔

"گڈ مارنگ! کیسی ہو نامہ؟"

وہ فون آف کرے متوجہ ہوا۔

"آئی ایم فائن۔ آگے بیٹھنا پسند کریں گے یا کمفرٹبل ہو کر پیچھے؟"

نامہ نے واپس ڈور کھولتے پوچھا تو نوح اسکے ساتھ ہی بیٹھا، نامہ نے بھی اپنی سیٹ سنبھالی اور سیٹ بیلڈ فکس کرتے سر سری سانوح کو دیکھا جو سیٹ بیلڈ فکس کرتے ہی گردن دوسری طرف گما گیا، نامہ کی نظر اسکے ہاتھ پر گئی، عجیب سادل میں ہمدردی کا احساس جاگا۔

"زیادہ سپیڈ نہیں رکھنی، اور احتیاط سے ہر چیز کرنا۔ ڈرائیونگ ہمیشہ محتاط ہو کر کرنی چاہیے۔"

نوح نے اسے ہدایات کیں جس پر نامہ دھیماساسا منے دیکھتی مسکرا دی کہ وہ ایک پروفیشنل ڈرائیور کو محتاط ہونے کا کہہ رہا تھا۔

نامہ نے گاڑی دوغان ولا سے نکال کر مین روڈ پر ڈالی تو نوح نے بھی اپنا دھیان اپنے فون پر لگایا، وہ اسکی سموتھ ڈرائیونگ سے امپریس تو پہلے پانچ منٹ میں ہی ہو گیا، اک دوبار اس نے نامہ کو ڈرائیونگ کرتے دیکھا بھی تھا۔

"اس کے علاوہ کیا کرتی ہو نامہ؟"

نوح کے نرمی سے مخاطب کرنے پر وہ متوجہ ہوئی۔

"Its Full Time job..."

باقی اپنے بابا کا خیال رکھتی ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے بتانے لگی۔

"ہابیز؟"

نوح اس سے بات کرنے میں دلچسپی رکھتے مزید سوال کر گیا۔

"ایگل پالنا پسند ہے، گڑ سواری کا شوق ہے۔ اور کبھی کبھی ریلز بنا کر انسٹاگرام پر ڈالتی ہوں۔ سستی موٹیویشنل سپیکر بن کر"

اس بار وہ ناصر ف اختتام تک مسکرائی بلکہ نوح بھی اس درجہ خود کے ظالمانہ ایکسپوز پر مسکراتا ہوا نظریں دوسری طرف گماتا نظر آیا۔

"تو کس قسم کی موٹیویشن دیتی ہو؟"

وہ حیرت سے گردن گما کر دیکھنے لگی جہاں وہ باہر ہی متوجہ گزرتے منظروں کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈسپینڈ کرتا ہے کونسا ٹاپک ٹرینڈنگ ہے۔"

نامہ نے کندھے اچکائے، وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوا۔

وہ بہت انجوائے کرتی ہوئی ڈرائیونگ کر رہی تھی، ایک کان میں ایئر بڈ لگا رکھا تھا جس میں میوزک کی آواز بہت مدہم تھی تاکہ اسے نوح کی آواز بھی سنائی دیتی رہے۔

"آجکل کیا ان ہے؟"

وہ مزید بات کرنے پر آمادہ تھا۔

"آجکل ایک طرفہ محبت کے روگ ان ہیں۔ اور محبوب کی بے وفائی"

وہ مسکرائی، اس نے تھوڑی سپیڈ بڑھائی تھی۔

"تم نے اس بارے کوئی ریل لگائی ہے تو میں دیکھنا چاہوں گا"

نوح کا تجسس دیکھتے نامہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"روح نام کا اکاونٹ ہے میرا انسٹا پر حالانکہ میرے لیکچر سن کر سب کہتے ہیں روح سے بد روح رکھ لوں نام، سرچ کر لیں۔ لیسٹ ریل دو دن پہلے لگائی تھی۔"

وہ سنجیدہ رہ کر مسکراہٹ دینے کا ہنر جانتی تھی اور نوح نے کبھی کسی کی کمپنی میں اتنی جلدی کمفرٹبل ہونا فیل نہیں کیا تھا، ایون وہ آج نامہ کے ساتھ خود باتونی ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

خاموشی پر جب نامہ نے گردن گمائی تو وہ سچ میں اسکا اکاونٹ سرچ کرے فالو کر چکا تھا اور اب جناب لیسٹ ریل ڈھونڈ رہے تھے۔

اور نوح کو وہ مل گئی اور وہ نامہ کی آواز سے امپریس پہلے جملے سے ہوا۔

"محبت اگر محبت رہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر یہ او بسیشین بن جائے یعنی محبت

میں کچھ جنون شامل ہو جائے تو ایک انتہائی منفی صورت حال ہو

گی۔ یہاں آپ خود غرض بن کر صرف اپنے لیے سوچ رہے ہیں۔ کچھ کچھ

خود ترسی میں بھی مبتلا ہو سکتے ہیں اور انتقامی خیالات بھی دماغ میں گھس سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی جنگ ہے جو آپ خود سے لڑ رہے ہیں اور ہار بھی آپ ہی کی ہوگی۔ اپنی شخصیت کا احترام کیجئے اسے توڑ پھوڑ سے بچائیے۔ اب اگر آپ کا دل ٹوٹ ہی گیا ہے اور آپ مان بھی چکے ہیں تو خود کو کچھ وقت دیجئے اس کا غم منائیے اور پھر آگے بڑھ جائیں، کوئی بھی دکھ کوئی بھی درد دائم نہیں ہوتا"

ریل ختم ہوئی تو نامہ نے ہچکچاتے ہوئے داد دہی کی صورت گردن نوح کی طرف گمائی پر وہ صاحب جان تو کہیں اور ہی غرق تھے۔

"اس کی بہت ضرورت تھی۔ تھینکیو۔ سستی موٹیو لیشنل سپیکر نہیں ہو تم ویسے۔ گڈ جاب۔"

آخر وہ اپنے حواسوں میں لوٹا تو نامہ کو اسکی سٹائش امپریس تو نہ کر سکی پر اچھی لگی۔

"آپ کمفرٹبل ہیں مسٹر نوح؟"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد نامہ نے کچھ زیادہ ہی سناٹے کو محسوس کیے توڑا۔

"ایس نامہ!" Feeling Relax

وہ نامہ کو مطمئن کر چکا تھا، باقی کار راستہ خاموشی سے کٹا، نامہ نے اسے ٹھیک چھ اٹھائس پر وریام ہو سپٹل پہنچایا اور باہر خود بھی نکلی جہاں وہ جاتے جاتے رک کر پلٹا۔

"تمہاری گاڑی کافیول، گیس اور جتنی مینٹیننس ہوگی وہ میری طرف سے ہوگی اس جاب کے بیچ۔ اسکا کیش تمہیں ویکلی مل جائے گا۔ بتانا بھول گیا تھا۔ رات کو ملتے ہیں۔"

وہ اپنی بات کہے اپنی شخصیت کے سحر بکھیرتا ہو سپٹل کے اندر جا چکا تھا پر نامہ وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی، وہ اتنا سوفٹ سپوکن تھا کہ نامہ کو پہلی بار کسی کے ساتھ کام کر کے اتنی اچھی وائز آرہی تھیں، پر در حقیقت وہ پہلی ہی

ملاقات میں نوح سے امپریس ہو چکی تھی لیکن ابھی سمجھنا اور ماننا زرا مشکل تھا۔

.._____..

"اس سے پہلے ماما میرا کچھ مر بنا دیں، کچھ بھی کر کے نوح کا غصہ ہٹانا ہو گا۔ اف کیا کیا کرنا پڑتا ہے منحوس منحوس لوگوں کے لیے۔ ایسا کرتی ہوں جا کر کوئی گفٹ لیتی ہوں اور اسکی فیورٹ لین پیسٹری بھی اور ہو سپٹل جا کر مناتی ہوں، تھوڑا لحاظ کرے گا وہاں"

گیارہ بجے تک اٹھ کر وہ ریڈی ہوئی، سلک کی بلیک بولڈ لک شرٹ کے ساتھ ٹائیٹ بلیک ہی جینز پہنے، بال کھولے، ہیلز پہن کر خود پر بے دریغ پرفیوم کا سپرے کرنے کے ساتھ وہ خود کلامی کیے بڑبڑا بھی رہی تھی، کل تو اس نے

معاملہ ہکا لیا پر آج اپنا پھیلا یا راستہ سمیٹنے کا سوچے وہ نوح سے ایک بار پھر بات کرنے کا فیصلہ کر رہی تھی۔

خیر پہلے تو مانیہ سیدھا مال گئی، اسے نوح کا فیورٹ برینڈ بھی اسکے روم میں جا کر ڈھونڈنا پڑا اور وہ جس مال میں آئی وہاں لفٹ کے تھرو اوپر جانا تھا، اور لفٹ سے وہ بہت ڈرتی تھی، مگر پھر بھی کچھ دیر رک کر مانیہ نے ویٹ کیا کہ کچھ لوگ ہوں ساتھ تاکہ وہ بنا ڈرے اوپر جاسکے۔

پانچ منٹ وہیں کھڑے وہ اکتا گئی، غصہ بھی آرہا تھا نوح پر، خیر پانچ منٹ ہی اسکی انتظار کی کیسی سیٹی تھی۔

"بھاڑ میں جائے نوح اور اسکے لیے سوچی گئی میری ہر اچھی چیز۔ قدرت ہی نہیں چاہتی میں اس نک چڑھے کے لیے کچھ کروں۔ ہنہ"

خوا مخواہ بگھڑنے کے دوران وہ پلٹتے پلٹتے رک کی کیونکہ لفٹ میں ایک میل انٹر ہوا، مانیہ نے جلدی سے لفٹ کی طرف قدم بڑھائے مگر جب اندر گھسی تو

امائل کو دیکھتے منہ ایسا بنایا جیسے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو، خود امائل جو اپنے سیل فون کے ساتھ بڑی تھا، مانیہ کو دیکھ کر سنجیدہ ہوا۔

اس سے پہلے مانیہ بند ہوتے لفٹ گیڈ سے نکلتی، اسے لگا کسی نے اسے عقب سے اپنی طرف کھینچا ہے، مانیہ کے اندر ہوتے ہی لفٹ کا گیڈ بند ہوا اور وہ چل پڑی مگر امائل نے جس طرح اسے بچانے کی نیت سے کھینچا تھا وہ اس کے سینے سے آگئی۔

دونوں طرف سانس تھمی تھی، شرطیہ تھمی تھی، مانیہ کے گداز چہرے میں گھبراہٹ گھلی اور امائل اپنی حرکت پر الجھا کہ جب وہ جا ہی رہی تھی تو کیا ضرورت پڑی اسے کھینچ کر اندر کرنے کی، جانے دیتا۔

پر ان دو کے پاس اس وقت دیکھنے کے سوا کوئی کام نہ تھا، یکدم ہی لفٹ میں لگتے جھٹکے پر مانیہ نے زور سے اسکی سینے سے شرٹ مٹھیوں میں بھینچتے خوف سے امائل کی گردن میں چہرہ چھپایا جو خود لفٹ کے اچانک رک جانے پر

متفکر ہوا، اوپر سے لفٹ کی لائیٹ بھی جلنے بجھنے لگی، گردن میں گھسیڑے مانہ کے چہرے کی عجیب ہی تپش تھی کہ وہ جو سانس بھرتے چینخ رہی تھی امانل کو رگوں میں گھلتی محسوس ہو رہی تھی۔

"مانہ! رنکلس"

امانل نے کچھ لمحوں کے توقف کے بعد تھوک سانگتے اس کانپتی لڑکی کو خود سے دور کرنا چاہا تو وہ گہرے سانس لیتی گردن گما کر لفٹ کی روشنی کو دیکھتے اور ڈری۔

"پ۔۔۔ پلیز۔۔۔ اسے کھلو او۔۔۔ میرا دم گھٹ جائے گا امانل۔۔۔ پلیز"

وہ لفٹ کی دیواریں یکدم خود میں گڑھتا فیل کرے جب چلائی تو امانل اسکی حالت سے اتنا توجان گیا کہ یہ لڑکی کسی فوبیہ کا شکار ہے۔

"شش! ابھی کھل جائے گی۔ گہرے گہرے سانس لو"

وہ مانیہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اپنی طرف پلٹا گیا تا کہ وہ جلتی بجھتی روشنی یا بند جگہ کے خوف کے بجائے اس چیز کو محسوس کرے کہ یہاں گھٹن نہیں ہے، اس کے ساتھ کوئی موجود ہے۔

"ن۔۔ نہیں آرہا سانس۔۔ پ۔۔ پلیز اس دن بد تمیزی کی تھی تم سے۔۔۔ بدلا ہے یہ کیا؟ دیکھو آئی ایم سوری۔۔۔"

مانیہ کے ذہن میں امائل کے اندر کھینچنے کی بات بسی تھی تبھی وہ یہی سمجھ رہی تھی یہ سب امائل نے کیا، جبکہ امائل کتنے ہی لمحے پلکیں نہ جھپکا سکا۔

"بدلا! میں تم سے بدلا کیوں لوں گا۔ تم نے کونسا جان لے لی تھی میری۔ میں نے تمہیں اندر کھینچا تھا کہ بند ہو تا ڈور تمہیں لگ نہ جائے، مجھے بالکل آئیڈیا نہیں تھا لفٹ خراب ہو جائے گی۔ پر سکون ہو جاؤ پلیز۔ ایسے پینک نہیں کرو"

وہ عام طور پر بد تمیز لوگوں کو منہ لگانا پسند نہیں کرتا تھا پر مانیہ ابھی جس حالت میں ملی، امائل کے اندر کی خفگیاں دم توڑ گئیں، ایون وہ اسکے ڈرنے، کانپنے اور رونے پر پریشان بھی محسوس ہوا۔

"م۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"

وہ مزید امائل کے سینے میں سمٹنے لگی تو اس نے بھی فی الحال سچویشن کے مطابق اسکو اپنے گلے لگنے دیا کیونکہ امائل کے بقول یہ گھبراہٹ و کمفرٹ دلانے کا بیسٹ طریقہ ہے۔

"آئی ایم سوری میں اپنے سینٹر کی وائف کو ہگ کر رہا ہوں پر تمہیں رٹلکس ہونا ہو گا اور مجھے بس ڈاکٹر سمجھ لو۔ تمہیں پتا ہے ایسے پینک ہونے سے ہارٹ اسٹروک بھی ہو جاتا ہے۔ ٹیک اٹ ایزی گرل"

وہ بند ہوتی روشنی سے زیادہ ڈر رہی تھی، اسے لگ رہا تھا اسکے خوابوں کے بگھڑی شکلوں والے لوگ آس پاس سے آجائیں گے، وہ امائل کو سن رہی

تھی پر اسکے دل کی آواز وہ پہلا ساز تھی جو اس سفاک لڑکی کے دل تک گئی، بھاگئی۔

وہ اسکی پشت پر ہاتھ سہلائے بار بار اسکے چہرے کی طرف دیکھتا کہ وہ پر سکون ہوئی یا نہیں پر وہ یکدم بے جان سی گڑیا بنی اس سے لپٹی کھڑی تھی جیسے سانس بھی لینا چھوڑ گئی ہو۔

"مانیہ!"

وہ اسکی متفکر پکار پر چونکی، اسکے سینے سے زرا دور ہوئے اس نے امان کی آنکھیں دیکھتے دم سادھا۔

"اب کیسا فیل کر رہی ہو؟"

وہ بہت زیادہ پریشان لگا یہ مانیہ نے اب زرا ہوش میں آتے محسوس کیا۔

"ا۔۔۔ اسے کھلو اونٹاں پلینز۔۔۔"

وہ پھر سے روتے سسکی، اور تبھی امانل نے زور سے اپنا بوٹ والا پیر جیسے لفٹ کے دروازے پر مارا، مانیہ اب کی بار امانل سے ڈرتی زرا دور ہوتی دیوار سے لگی۔

وہ پوری قوت لگائے دروازے کو پیٹ رہا تھا اور مانیہ کا ڈر جیسے لمحے میں زائل ہوتا گیا۔

"کوئی ہے۔۔۔! کوئی سن رہا ہے؟"

امانل نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لفٹ کے دروازے میں انگلیوں کی مدد سے پھنسائے جب قوت لگائے کھولنے کی کوشش کی اور لفٹ کا دروازہ جب زرا سا کھلا تو مانیہ نے جلدی سے اپنی ہیل اتاری اور اس لفٹ ڈور کی کھلتی درز میں پھنسا دی، امانل نے خوشگوار حیرت سے مانیہ کو دیکھا جو خود بھی دھیماسا مسکرائی کیونکہ اس آئیڈیا پر امانل کافی امپریس ہوا۔

"تمہاری ہیل ٹوٹ جائے گی۔۔۔ منظور ہے؟"

جناب زور آزمائی کرے زرا اک آخری زور لگانے سے پہلے مانیہ کی طرف پلٹے۔

"ٹوٹے دو پلینز۔ بس اسے کھولو"

وہ کسی طرح اس گھٹن سے نکلنا چاہتی تھی اور مانیہ کی مسکراہٹ تب گہری ہوئی جب امانل نے مزید زور لگاتے پہلے اس درز میں اپنا شوز پھنسا یا، پھر پیر اور پھر ٹانگ جسکی وجہ سے ڈور کا آٹومیٹک لاک فنکشن ہی خراب ہوا اور دروازہ جب جھٹکے سے کھلا تو امانل اس سے پہلے گرتا، مانیہ نے جلدی سے اسکی بازو دبوچی، جناب سنبھل کر سیدھے ہوئے تو آگے مینٹیننس ٹیم بھی پہنچ چکی تھی جو تکلیف کے لیے معذرت کرتی دونوں کا شکریہ کہے کام لگ چکی تھی جبکہ وہ دو بھی باہر واپس نکلے۔

مانیہ نے اپنی ہیل زمین پر رکھے پہننی چاہی اور اسکی شرٹ کے ڈیپ گلے پر سرسری نظر ڈالتے ہی امائل نے اسے روکا اور اسکے ہاتھ سے ہیل لیتے سنجیدہ سا خود جب اسکے قدموں میں بیٹھا تو مانیہ پتھر اسی گئی۔

پھر جب امائل نے اسکا پیر اٹھایا تو بے اختیار اس نے دونوں ہاتھ جھک کر امائل کے کندھوں پر ٹکائے۔

وہ اسے ہیل پہناتے ہی اٹھ کھڑا ہوا، مانیہ نے نظریں جھکاتے امائل کے ہاتھ کو دیکھا، وہ جو نظریں تھیں بیان کرنے لگو تو دیوان کم پڑ جاتا۔

"تم بہت اچھے ہو"

وہ اسے دیکھتی تھیں کیونکہ کہنے کے بجائے یہ جملہ کہہ گئی پر امائل کے تاثرات بے حد خوبصورت اور شانت تھے۔

"مجھے پتا ہے۔ تم بھی ہو جاؤ۔ ڈاکٹر ادا کو بھی سکون کی بہت ضرورت، سڑے رہتے ہیں۔ تم انکو تنگ مت کیا کرو۔ مجھ سے زیادہ اچھے اور ڈیسنٹ ہیں

وہ۔ چھ ماہ ہوئے مجھے انٹر نشپ شروع کیے، ان چھ ماہ میں تم دو کے رشتے کا کچرا ہوتا ہی دیکھا ہے۔ سوری یہ پر سنل ہے پر مجھے پتا نہیں کیوں لگا کہ یہ کہنا چاہیے مجھے۔ میں ڈاکٹر نوح کو پر سنلی پسند کرتا ہوں، مجھے اپنی فیملی کہتے ہیں وہ تو اس لحاظ سے مجھے فکر ہے انکی"

مانیہ نے ساری بات سنی اور تحمل کا مظاہرہ کیا حالانکہ وہ اسکی عادی نہ تھی۔
 "تم اچھے ہو کیونکہ مدد کی میری۔ حالانکہ مزاق بھی اڑا سکتے تھے۔ بس مدد کی تم نے، میں نے اعتراف کیا۔ اس سے آگے فری ہونے کی ضرورت نہیں مجھ سے سمجھے۔ جاو کام کرو اپنا۔"

اپنے راستے کو ناپیتی وہ آنکھیں ماتھے پر رکھ کر اپنی کار کی طرف بڑھی پر امانل وہیں کھڑا سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ یہ مشورہ اچھا تھا پر دے کر وہ خود کو من ہی من میں کو سنا کیوں چاہتا ہے آخر۔

وہ چلی گئی تھی پر امانل اپنے دھڑکتے دل کی لپک پر حیرت زدہ وہیں کھڑا تھا، کوئی تیز دھاری تیر سا تھا جو سینے میں گڑھا محسوس ہونے لگا، یہ کیفیت اتنی عجیب تھی کہ امانل کو اس سے جان چھڑوانے کو سر جھٹکنا پڑا اور راستہ بھی۔

مانیہ نے بیکری کا رخ کیا پر سارا راستہ اسکا دھیان امانل خرد قریشی کے اس دل سے الجھا تھا جسے اس نے دل کے پاس محسوس کرے کچھ دیر سب محسوسات کو مرتا فیل کیا تھا۔

وہ لیمن پیسٹری لینے آئی، ساتھ کچھ نمکین کوکیز بھی آرڈر کیں کیونکہ اسے یاد تھا نوح اکثر میٹھی چائے کے ساتھ نمکین کوکیز کھاتا ہے۔

وہ دھیان یکجا کر رہی تھی، اور پھر گفٹ کو لینے کا خیال ترک کیے وریام ہو سپٹل کا رخ کیا۔

مقصد ذہن میں بس ماما کی حسرت بنی پر اپرٹی کی حفاظت تھی اور اسکے لیے وہ نوح کا موڈ ٹھیک کرنے آئی تھی۔

وہ ہو سپٹل پہنچ آئی تو سب سٹاف اس سے واقف تھا، نوح کسی پیشینہ کی کیمو تھراپی میں بڑی تھا تبھی مانیہ کو اسکی سیکرٹری اسکے آفس میں لے آئی جہاں مانیہ کے لیے انتظار بہت مشکل تھا پر فون تھا تبھی وہ فون پر بڑی ہو گئی۔

وہ فون پر سوشل ایپس کھولے اما نل خرد کو سرچ کر رہی تھی، پھر اسے فالو بھی کیا، سنیپ چیٹ پر بھی وہ اسے پہلی کلک پر ہی مل گیا کیونکہ ملین سے اوپر فالورز تھے اسکے جس میں زیادہ تر ریلز ہو سپٹل ورک کی تھیں، اور اکا دکا وہ ہٹ سانگ پر لپسنگ بھی کرتا نظر آ رہا تھا۔

وہ آئی نوح کو منانے تھی پر اسکا دھیان آما نل پر اٹکا تھا۔

نوح چالیس منٹ تک فری ہوا تو کسی نرس کے تھرو اسے مانیہ کے آنے کا پتا چلا تو سنجیدہ چہرے میں عتاب سا گھل آیا۔

نوح اپنے آفس انٹر ہو اتو مانیہ کو فون پر بزی دیکھتے وہ بنا آواز اس کے عقب میں
 آر کا جہاں وہ امانل کی پکچر کو زوم کر کے دیکھ رہی تھی، نوح نے اپنی مٹھی
 غضب سے کسی، اپنے ہاتھ کو مانیہ کی گردن دبوچنے سے روکتے جب پاس
 سے گزرتا اپنے ٹیبل کی طرف گیا تو مانیہ نے جلدی سے فون سے توجہ ہٹائی
 اور اٹھ کر اپنی رولنگ چیئر سنبھال کر لیپ ٹاپ کھولتے نوح کے پاس
 آر کی۔

"تمہارے لیے تمہاری فیورٹ لیمن پیسٹری لائی ہوں۔ سالی کو کیز
 بھی۔۔۔ چائے منگو اوناں۔ مل کر کھاتے ہیں"

مانیہ نے پیسٹری باکس اوپن کرے سامنے رکھا تو نوح نے اس کی طرف دیکھا
 جو یہ سب صاف صاف جبر کرتی نظر آر ہی تھی۔

"اب سے لیمن پیسٹری بالکل پسند نہیں رہی مجھے اور اب سے چائے پھسکی
 جبکہ کو کیز میٹھی کھاؤں گا"

وہ دگنا سنجیدہ تھا، مانیہ کے دانتوں کو کچھ ہوا کہ اس آدمی کے ناک کو چبا جائے، بچاری کا غصہ دبے پر نہ آ رہا تھا۔

"تم نے ہمیشہ مجھے ٹیس ہی کرنا ہوتا ہے۔ دیکھو ماما میری جان کے لیں گی نوح اگر انکو پتا چلا پر اپرٹی والی بات میں نے اگلی ہے۔ تم مجھے اپنی کچھ چیزیں دے دو ناں پر اپرٹی میں بنا نکاح رجسٹر کیے ہی، ماما کو بیوقوف بنالوں گی وہ مجھ پر چھوڑ دو۔"

وہ رشتہ توڑ چکی تھی اور نوح کو لگ رہا تھا شاید سچ میں منانے آئی ہے۔

"ایک بار مجھے بھی بنالیتی بیوقوف! کیا پتا آدھی کے بجائے اپنی پوری جائیداد تمہیں دے دیتا۔ تم نے ایسی والی غلط ایفرٹ بھی نہیں کی مجھ پر، صحیح کی تو بات ہی چھوڑ دو۔"

عجیب کرلاہٹ تھی نوح کے لفظوں میں پرمانیہ سمجھنے سے قاصر و بیزار۔

"ہم دوپزل کے پیسیز نہیں ہیں نوح، تم مشرق ہو اور میں مغرب۔"

وہ اکتا کر بولی تو نوح نے چیئر زرا اسکی طرف گمائی۔

"تو تم یہاں میری خود کے لیے رہی سہی پسندیدگی کا جنازہ نکالنے آئی ہو؟ کسی اور سے شادی کرنا چاہتی ہو؟ بتاؤ۔۔۔؟"

نوح نے اماٹل کی تصویر پر مانیہ کا غور دیکھا تھا یہ تپش اسی مومنٹ کی نکلی تھی۔

"میرے پاس چواڑ کی کمی نہیں ڈر لنگ! گلی گلی میں مجھے میرے ٹائپ کا لڑکا پڑا مل جائے گا۔ مجھے تو تمہاری فکر ہے۔ جس طرح تم نے خود کو بنا لیا، کوئی پاس بھی نہیں بھٹکے گی، منہ لگانا تو دور کی بات ہے۔۔۔۔۔ خیر چائے نہیں پلا رہے تم تو میں چلی۔۔۔ پر اپرٹی والی بات مان لو، بدلے میں تمہیں کوئی بہکی لڑکی لا دوں گی دو راتوں کے لیے۔۔۔ ڈیل سمجھ لینا"

آخری بات پر وہ آنکھ مارے خباثت سے ہنسی اور دروازے کی طرف بڑھی جب نوح کی پکار پر رک کر پلٹی۔

"اپنی آدھی جائیداد، اثاثے، بینک بیلنس تمہارے حوالے کرنے کو تیار ہوں۔ ڈائورس کے پیپرز پر تمہارے سائن شرط ہیں"

نوح کے چہرے سے وہ اندازہ نہ لگا سکی وہ کس کیفیت کا شکار ہے۔

"میں خوشی خوشی کروں گی سائن اور تم سے جان چھوٹنے پر اپنے سب دوستوں کو از میر کی سب سے مہنگی جگہ پارٹی بھی دوں گی۔"

وہ خوشی سے چمکتے بولی، نوح کا اک ہاتھ ٹیبل کے کنارے کو تھامے ہوئے تھا، یہ بالکل ایسا احساس تھا جیسے جسم میں قطرہ قطرہ اذیت اتاری جا رہی ہے اور ہر لمحہ اسکی شدت بھی بڑھ رہی ہے۔

"مجھ سے جان چھوٹنے پر مانیہ!"

وہ شاید اپنے کانوں پر یقین نہ کر سکا تو دل چاہا دوبارہ پوچھ لے۔

اس سے بے نیاز کے وہ نوح پر کیسا قہر ڈھا رہی ہے، ہنستی ہوئی چلی گئی اور نوح نے اپنے آپ کو سنبھال تو لیا پر اس سنبھلنے میں وہ اندر سے کتنا راکھ ہوا یہ بس اسکا اللہ جانتا تھا۔

وہ پلٹا اور ساتھ ہی پیون کو اپنے آفس بلایا جو اگلے دو منٹ میں نوح کے آفس میں داخل ہوا۔

"یہ سب اٹھالو"

نوح کے سپاٹ حکم پر پیون نے وہ پیسٹری اور کوکیز کا پیک اٹھایا اور سر ہلاتے ہی آفس سے نکلا جبکہ نوح اپنی کن پٹی مسلتا ہوا اپنے روم میں انٹر ہو گیا۔

"کل ڈائورس پیپرز و دسائن مل جائیں گے تمہیں۔ پر اپر طلاق ہونے میں کتنے دن لگیں گے؟"

اپنا فون نکال کر اپنے وکیل کو کال ملائے پوچھا۔

"ایک دن نوح سر، آپ دو کونج صاحبان کے سامنے پیش ہو کر ساتھ نہ رہنے کی وجہ دینی ہے بس۔ طلاق رجسٹر ہو جائے گی ویسے بھی آپکا اور مانیہ کا نکاح آل ریڈی ادھورا ہے، نان رجسٹر ہے"

وکیل نے کچھ تفصیل فراہم کی۔

"بتا دینا پہنچ جائیں گے۔ حق مہر کی رقم کے ساتھ میری ہاف پر اپرٹی اسے جائے گی۔ اسکے پیپرز بھی کل تک بنوالو"

نوح نے اس بار حکم دے کر دوسری طرف حیرانگی اتاری۔

"مگر نان رجسٹر نکاح کے لیے یہ ہاف پر اپرٹی کی شرط لاگو نہیں ہوتی۔ اگر نکاح بنار رجسٹر ہوئے ختم ہو جائے تو آپکی جائیداد سے مانیہ کو حق مہر کے سوا کچھ نہیں ملے گا"

وکیل کی بات سنے نوح نے بیڈ کی پائنٹی کی جانب بیٹھے سانس کھینچا۔

"جو چیز اس سے کسی بھی طرح منسوب ہو گئی تھی وہ میں پاس نہیں رکھ سکتا۔ تم پیپرز بناؤ"

نوح کا فیصلہ حتمی تھا۔

"ٹھیک ہے سر، یہ کام بھی کل ہی ہو جائے گا"

وکیل نے مطمئن کرتے ہی اجازت طلب کی اور نوح نے کال ڈسکنٹ کرے فون میٹرس پر اچھالا اور خود فریش ہونے بڑھ گیا، چال میں لڑکھڑاہٹ تھی، سنبھلنے کی اور اہانت برداشت کرنے کی ان تھک کوشش کا کرب اس شخص کے وجود پر طاری تھا۔

.._____..

نامہ کی مصروفیت یہ رہی تھی اس نے کچھ کمپوٹر کروسیز کے لیے یونی کا چکر لگایا کیونکہ وہ چاہ رہی تھی جب تک سٹی دوبارہ شروع کرتی ہے، کچھ بیسکس سکلز دہرا لے اور تبھی اسے دو کوسیز مناسب لگے، دن سارا وہیں گزرا پھر وہ تھوڑا سا لائبریری جا کر بکس وغیرہ کو دیکھنے گئی کیونکہ کوسیز کی بکس خریدنا ویسٹ ہی جاتا تبھی اس نے لائبریری ہی چنی۔

جب تک وہ گھر آئی، چار بج گئے تھے۔

خرد اور فیروز صاحب لان میں ریکٹس کھیل رہے تھے اور نامہ خوشگوار حیرت سے دونوں جنٹل مینز کی گیم سر اہتی وہیں پاس آر کی اور کلیپ کی۔

جس سے دونوں کا حوصلہ بڑھا، فیروز سلطان کا زر اسانس پھول گیا تو گیم روک دی گئی۔

پھر نامہ نے بابا کو آرام دہ چیئر پر بٹھا کر پانی گلاس میں ڈال کر دیا اور خود شرٹ کے آستینیں چڑھاتی میدان میں کودی۔

خرد قریشی ایکساٹڈ ہوئے اور اسکے بعد جو گیم لگی وہ ساری نامہ نے جیتیں۔

وہ جیتنے پر جب کھل کر مسکراتی مسکراتی واپس اپنے خول میں قید ہو جاتی تو اس لمحے فیروز سلطان نامہ کی طرف حسرت بھری نظریں جمالیتے، انکا بس نہیں چلتا تھا اس مسکراہٹ کو ہنسی بنا دیں۔

"لگتا ہے کھیلتی رہتی ہو"

خرد پاس آتے نامہ کو دیکھتے مسکرائے تو وہ سر نفی میں گما گئی۔

"آپ کے ساتھ ہی لاسٹ ٹائم کھیلا تھا انکل۔ نامہ پیدا نشی پروپلئیر ہے جناب"

وہ اپنے کالر جھاڑتی غرور سے بولتی دونوں یاروں کا کلیجہ ٹھنڈا کر گئی۔

"ایسی پیدا نشی پروپلئیر تو اللہ سبکو دے آمین۔ میں نے لوفیٹ میٹ بالز بنوائے ہیں سنیکس میں اہلی کی سانس کے ساتھ۔۔ میں لے کر آیا۔ ویسے بھی تمہارے ابا حضور کا جب سانس پھولتا ہے اسکا مطلب انکو کچھ تگڑا کھلانا چاہیے"

خرد صاحب کے شوق تو بس کھانوں سے جڑے تھے، وہ مسکراتی سر ہلائے خود بھی بابا کی طرف آئی جو مسرت خیز نگاہوں سے اپنی طرف آتی نامہ کو ہی دیکھ رہے تھے۔

وہ لاڈ سا آنے پر انکے مضبوط ہاتھوں میں اپنے ملائم ہاتھ تھماتی جھکی اور بابا کا ماتھا چوما، جس پر فیروز سلطان آسودہ ترین مسکرائے۔

"بابا! میں سوچ رہی ہوں اب جاب یہاں ہے تو یہیں کوئی گھر دیکھ لوں۔ اس طرح آپ بھی اپنے بڑی کے پاس رہ لیں گے۔ مجھے ناں یہاں رہ کر تھوڑا عجیب لگ رہا ہے۔ یہ لوگ تو ہمیں جانے نہیں دیں گے نہ میں خود کو اور آپ کو بوجھ بننے دوں گی کسی پر لیکن پھر بھی اپنی پلیس تو از میر میں لینی پڑے گی ناں"

وہ وہیں بابا کے قدموں میں متفکر سی بیٹھی بولی تو فیروز صاحب کے چہرے پر بھی سنجیدگی کی پر چھائیاں عودنے لگیں۔

"بہت خرچہ ہو جائے گا نامہ۔ یہاں پر اپرٹی بہت مہنگی ہے میری جان۔ کرائے بہت زیادہ ہیں۔ تم کیوں فکر کرتی ہو، میں خرد کے اکاونٹ

میں کچھ اماونٹ بھیج دوں گا تاکہ تمہاری یہ عجیب والی فیلنگ ختم ہو۔ میرا
نیوز میں آرٹیکل کل چھپ جائے گا، اچھی خاصی پیمٹ آجائے گی"

وہ بابا کی ہر بات سر آنکھوں پر رکھتی تھی پر وہ کیا کرتی کہ بابا نے اسکی تربیت
ہی ایسی کی کہ کسی کا احسان کسی صورت نہ لیا جائے بھلے سامنے والا دوست
ہی کیوں نہ ہو۔

"بابا وہ ہرٹ ہو جائیں گے۔ استنبول میں بھی تو کرایہ دیتے تھے ہم۔ یہاں
بھی دے دیں گے۔ اچھی سیلری پر جاب ملی ہے مجھے، امیر نامہ سمجھیں مجھے
اور ویسے بھی بابا جان بھولیں مت میرے پاس Rolls-Royce ہے جو
ریمیسوں کے پاس بھی نہیں ہوتی۔ وہ بھرم رکھتی ہے ہماری سفید پوشی کا کہ
کوئی ہمیں لوو ویلو نہیں سمجھتا"

اس بار فیروز سچ میں کھل کر ہنسنے، ایک انکی نامہ اور ایک اسکی-Rolls
Royce، دونوں لاڈلے تھے انکے۔

"یہ گاڑی تمہارا سپیشل گفٹ تھی جب تم اٹھارہ سال کی ہوئی تھی۔ میں اپنی جان دے دوں پر اسے کبھی بکنے نہ دوں، یہ تم سے جڑی ہے تمہاری فیورٹ ہے تبھی مجھے ہمارے گھر سے ہزار گنا پیاری ہے۔ اسے بیچ کر ہم کئی عرصہ بنا کچھ کیے عیش کر سکتے ہیں لیکن بات وہی کہ کچھ چیزیں قیمت نہیں، ہائی احساسات سے جڑی ہوتی ہیں جیسے نامہ سلطان کی "Rolls-Royce" بابا کے ماتھا چومنے پر نامہ کی آنکھیں خفیف سی دھندلائیں۔

"یہ مجھے پراوڈ فیل کرواتا ہے، آپ اور یہ گاڑی۔ بس ان کے علاوہ نامہ کا ہے کیا۔۔ آہ ہسک بھی ہے میرا۔ آپ خردانگل کو کسی بھی طرح پیسے دینے کی کوشش مت کیجئے گا کیونکہ وہ اور انکا بیٹا جتنے پیور ہیں، پیسہ اس خلوص کی توہین کرے گا۔ ویک اینڈ پر میں جاؤں گی استنبول، اپنا اور آپکا واڈرب سامان بھی لے آؤں گی اور گھر کا فائنل کرایہ بھی دے آؤں کہ ہم شفٹ کر رہے ہیں از میر۔ اور یہاں بھی قریب کوئی اچھا اپارٹمنٹ ملتا ہے تو میں

فورالے لوں گی۔ بس آپ اپنے بڈی کے ساتھ بہت خوش ہیں اسکا دگنا سکون ہے مجھے، آپکی مسکراہٹ مجھے انرجی دیتی ہے"

نامہ کا فیصلہ بہترین تھا، جبکہ فیروز مسرت کے جذبات سے اٹے تھے کہ انکی بیٹی فیلنگز کو اہمیت دینا جانتی ہے اور خود غرضی اسے چھو کر بھی نہیں گزری۔

"اور تم۔۔ پوری میری انرجی ہو۔۔ اچھا بتاؤ صبح تو تم میرے اٹھنے سے پہلے ہی چلی گئی۔ کیسا ہے باس۔۔ خرد بتا رہا تھا کافی ہینڈ سم ہے۔ شادی شدہ تو نہیں ہے؟ کیا تمہیں اچھا لگا پتر؟"

بابا کا سہیلیوں کی طرح سوال جواب نامہ کو پر اسرار مسکراہٹ لیے اٹھنے پر مجبور کر گیا۔

"بابا جان! ایک تیس منٹ کی ملاقات میں آپکی بیٹی کو کوئی سمجھ نہیں آ سکتا تو اچھا کیسے لگ سکتا ہے؟"

وہ ہاتھ کمر پر رکھتی اصولی سوال کر رہی تھی جس پر فیروز ہنس دیے، بات تو
بھئی سولا آنے سچ تھی۔

"او پس! میں تو بھول ہی گیا کہ میں تو نامہ سلطان جیسی کھڑوس کا بابا
ہوں۔ اوہ گاڈ"

بابا کی ڈرامائی اداکاری پر نامہ کی آنکھیں، حسین بھوری آنکھوں کی پوری دنیا
مسکرائی۔

"اف بابا! بڈی کے پاس آتے ہی آپ کی ایکٹنگ شروع۔۔۔"

وہ لاڈ سے گھوری اور پیچھے وہ ایکٹر صاحب بھی پہنچ آئے، میڈ کو وہیں لان
میں ہی سنیکس میں بنی چیزیں لگانے کا کہے ان دو باپ بیٹی کی پرائیویسی تباہ
کرنے سر پر پہنچے۔

"ہاں تو میں ایکڑاکیلا کیوں رہوں۔ یہ میرے ساتھ ہی رہے گا آخر کو میرا اکلوتا یار ہے۔ آجاو انجوائے کرتے ہیں۔ یہ میڈ بہت مزے کے میٹ بالز بناتی ہے۔۔۔"

خرد صاحب کی توجہ بس سچی میز پر تھی، نامہ نے بابا کو ہاتھ تھماتے اٹھنے میں مدد دی۔

"آپ دونوں کھائیں میں زرا ہسک سے مل کر آتی ہوں۔ آئی ایم فل۔ بابا بد پرہیزی نہیں کرنی پلیز۔ خرد انکل انکو زیادہ کھانے مت دیجئے گا بھلے آگے سے پلیٹ ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے"

وہ دونوں کو کھانے میں مصروف کرتی خود اسطبل نکلی پر جاتے جاتے ایسی پیاری تاکیدیں کر کے گئی کہ خرد اور فیروز مسکرا دیے۔

"اب دیکھ وہ یہیں جاب کر رہی ہے تو تم دو میرے پاس ہی شفٹ ہو جاو پکے۔ میں نے اماٹل سے بھی کہا یہ۔ استنبول سے کچھ منگوانا ہوا تو بتانا اماٹل جا

کر لے آئے تم لوگوں کی چیزیں پر جانے کی بات نہ کرنا فیروز۔۔۔ یہ میں
قبل از وقت وارننگ دے رہا ہوں۔ تم دو کی وجہ سے میری تنہائی دور ہوئی
کیونکہ تجھے پتا ہے اماٹل کتنا بڑی رہتا ہے "

یہ بات فیروز کی زبان سے یار نے کھینچ ہی اتنی خوبصورتی سے لی کہ وہ بس
مسکراتے ہی رہ گئے، ہاں خرد کا سینہ ضرور پیار سے تھپکا تھا۔

جبکہ ہسک اسے دیکھتے ہی اسطبل گراؤنڈ میں اپنے دواگلے پیراٹھائے
پر جوش ہوا تو ہسک اور باقی گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتے لوگ بھی
مسکرائے۔

"اسکی خوشی دیکھو جیسے میرا بوائے فرینڈ یہی ہو۔۔۔"

نامہ خود کلامی کرتی ہسک تک آئی اور اسکی رسی وہاں کے ملازم سے لیتے ہی وہ
اسے آگے اوپن فارم ہاؤس کی طرف لیے بڑھی، اسکی گردن پر سلکی

بھورے بال سہلاتے وہ ہسک کو دیکھ رہی تھی جو قد میں نامہ کی طرح اپنی نسل کا کافی اونچا اور توانا گھوڑا تھا۔

"مجھے اسکا ہاتھ دیکھتے ترس سا آیا، لیکن وہ اس کے سن ہوتے ہاتھ کی الجھن برقرار ہے اب تک۔ تمہیں پتا ہے ناں ہسک میں کتنی منہ پھٹ ہوں، کیا کہتے ہو اس سے رات کو پوچھ لوں کہ کبھی سرجری کے بیچ ہاتھ سن ہو گیا تو؟ لیکن کہیں انسلٹنگ وے میں نہ چلا جائے۔"

وہ ہسک سے مشورے لیتی اپنی ہی دھن میں تھی، یہ از میر کے کھلے علاقوں اور پر فضا مقامات کی شام کسی جنت کے ٹکڑے سے کم نہ تھی، بلند و بالا پہاڑ، تاحد نگاہ پھیلا سبزہ، بادلوں کے آسمان پر جھول اور ٹھنڈی ہوا، پھر نامہ جو دل کے موسم بھی وہ اچھے رکھتی اسے تو فطرت دگنا اپنی طرف کھینچتی تھی۔

ہسک گردن ہلا رہا تھا اور نامہ اسے دیکھتے پہلے حیران ہوئی پھر مسکرائی۔

"چلو ٹرائے کروں گی آج۔ لیکن ایک بات ہے میں اپنے کسی باس کے ساتھ اتنا کمفرٹیبیل نہیں ہوئی حالانکہ وہ مجھ سے بہت زیادہ بڑے اور سینیر تھے سب لیکن یہ تو زیادہ بڑا بھی نہیں۔ عمروں کا زیادہ فرق بھی نہیں پروائز اچھی ہیں اسکی۔ سمو تھ۔ بولتا کافی سو فٹ ہے یا شاید پہلے دن امپریشن جھاڑ رہا ہو۔۔۔ کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہوں فضول میں"

نامہ کو فیل ہوا چلتے چلتے کہیں نوح پر سوچوں کی کتاب ہی نہ لکھ دے تبھی اختتام تک سر جھٹکتے خود کی سرزنش کی اور ہسک پر سوار ہوئی کیونکہ اپنا دل و دماغ جھٹکنے کا اسکے پاس ابھی گڑ سوار ہی بہترین آپشن تھا۔

اور اسکے بعد اونچی نیچی چھلانگیں مارتا ہسک آگے بڑھ رہا تھا اور نامہ کسی پروفیشنل ہارس رائڈر کی طرح ہسک کو راستوں کی رہنمائی دیے جا رہی تھی، وہ قدرت کا خود بھی اک حصہ لگ رہی تھی کیونکہ وہ ان موسموں کی طرح خالص تھی۔

.._____..

اما نکل کا دماغ ہو سپٹل میں پورا دن الجھا رہا، اسے مانیہ کی سانسیں اسکا لمس اپنی گردن پر کبھی بھی محسوس ہونے لگتا تو وہ اپنا کام کرتے کرتے گھبرا جاتا، اور یہ چیز اسے پورا دن تنگ کرتی رہی۔

جبکہ مانیہ کا کام بس دوستوں کے ساتھ مزے کرنا تھا جو اس نے پورا دن کیے پھر گھر آکر بے فکری کی نیند سو گئی، اسکے سینے کا درد اب اسے سینے کے بل سونے میں پر اہلم کر رہا تھا جو اس نے فیل کیا پر حسب توقع خاص توجہ نہ دی۔

جبکہ نوح کو ہو سپٹل میں کچھ سوچنے کا وقت نہیں ملتا تھا، ہر وقت ایمر جنسی نافذ رہنے والی صورت حال تھی، تبھی شاور لینے کے بعد وہ نارمل ہو گیا اور اپنے پیشنٹس کو بھرپور توجہ سے ٹائم دیا۔

اس نے ایپ پر جو ٹائم دیا نامہ حسب توقع دس منٹ مزید پہلے نکل گئی کیونکہ وہ اپنے کام میں وقت کی قدر دان اور پابند تھی۔

نامہ نے ہو اسپٹل پارکنگ میں گاڑی روکتے ہارن دیا پر جب نوح کے بڑی ہونے کا ایپ پر نوٹی ملا تو وہ گاڑی سے نکل کر ہو اسپٹل کے اندر چلی آئی، یونہی وہ ارد گرد نظریں گمانے لگی، وٹینگ روم نوح کا آفس ہی تھا جہاں وہ کچھ دیر گھومنے کے بعد جب آکر بیٹھی تو دو منٹ بعد وہاں کے پیون نے سپیشل چائے کا کپ نامہ کے سامنے رکھا۔

وہ خوشگوار حیرت سے مسکرائی کیونکہ یہ چائے بہت اچھی طرح پکی لگ رہی تھی اور نامہ جیسے کم دودھ اور کم شکر والی پیتی سیم وہی۔

"نوح سر نے بھجوائی ہے۔ آپ ڈنر کریں گی؟"

وہ نامہ کے فاصلے پر رک کر ادب سے بولا۔

"نہیں چائے کافی ہے"

وہ رسان سے منع کر گئی جس پر وہ آدمی باہر نکل گیا، نامہ نے چائے کا پہلا سیپ لیا ہی کہ زائقے کی پسندیدگی کا اثر اسکے چہرے پر گھلا۔

"گڈ چوائز"

وہ خوش ہوئی، اس نے مزے سے نوح کے آفس میں چائے انجوائے کی اور پھر فون پر وقت دیکھے وہ مزید یہاں بور ہونے کے بجائے پھر باہر نکل گئی۔ کسی ایمر جنسی کیس میں ہی نوح بڑی تھا کیونکہ نر سیز بھی بھاگ دوڑ کرتی نامہ دیکھ رہی تھی۔

"تم کتنی لمبی ہو لڑکی! ہو کون تم ویسے؟"

لیلی نامی نرس نے اچانک ہڑبڑی میں ٹکمرانے پر خود سے لمبی لڑکی دیکھتے صدمے سے پوچھا جوا بھی اسے خود سے ٹکمرانے سے بچائے کھڑا کرتے ہی پیچھے ہٹ چکی تھی۔

"میں نامہ سلطان ہوں، نوح دوغان کی ڈرائیور"

لہجے میں کڑک اور پر اعتمادی تھی، لیلیٰ کامنہ حیرت سے کھلا۔

"آہاں! انھیں یاد اسر کہا جاتا ہے یہاں یا ڈاکٹر دوغان۔ تم ڈرائیور ہو کر انکا نام کیسے لے سکتی ہو۔ انھیں بلکل پسند نہیں کوئی انکا نام لے"

نامہ کی دلچسپی سامنے کھڑی نرس کے بھاشن سے زیادہ وقت پر تھی کہ اسے نوح کو گھر پہنچانا ہے۔

"یہ نوح اور ادا دوغان بھی انہی کے نام ہیں۔ انکو پسند نہ ہوا تو وہ خود کہہ دیں گے، آپ مریضوں کو دیکھیں ڈئیر، مجھ سے زیادہ آپکی توجہ وہاں درکار ہے"

نامہ کو منہ توڑ تہذیب یافتہ جواب دینے اچھے آتے تھے، ابھی وہ لوگ ساتھ ہی کھڑی تھیں جب نوح اپنے کچھ ساتھی سر جنر کے ساتھ وہیں آتا دیکھائی دیا، نامہ کو دیکھ کر اس نے اپنے سٹاف سے اجازت لی اور نامہ بھی اسے یوں

سر جیکل خلیے میں دیکھے تھم سی گئی، وہ کافی پیارا لگ رہا تھا، اپنا ماسک بھی اس نے پاس آکر رکھتے ہٹایا۔

نرس تو اسے دیکھ کر ہی ادھر ادھر ہو گئی، وہ ٹھیک نامہ کے سامنے رکا، وہ بالکل ایک جتنے پر اعتماد اور حقیقت پسند لوگ سبج رہے تھے۔

"میرا آدھے گھنٹے کا کام مزید ہے۔ تم ڈنر کر سکتی ہو میرے آفس میں، یا کوئی کام ہے تو کر لو جا کر"

نامہ نے رسان سے نفی میں گردن ہلائی، وہ نرس کی بات سے تھوڑی برہم تھی۔

"میں ویٹ کر رہی ہوں۔ سی یو"

اس سے پہلے نامہ جاتی، نوح نے اپنی عادت کے خلاف گلا کھنکا کر نامہ کو روکا اور وہ رکی بھی اور پلٹی بھی۔

"میرے ساتھ ڈنر کر سکتی ہو تم"

آفر بہت خوبصورت تھی۔

"نو تھینکس مسٹر ادا، میں کر چکی ہوں"

وہ پھر پلٹی تو اس بار وہ بے چینی سے پکارا۔

"نامہ! تم نے مجھے مسٹر ادا کہا۔ کچھ اچھا نہیں لگا مجھے"

وہ بکھڑا۔

"مجھے ابھی پتا چلا آپ کو اپنا نام کسی کے منہ سے سننا پسند نہیں"

سنجیدہ وجہ دی گئی، پر سنلر کا خیال رکھا گیا۔

"فائن!"

شاید یہ وجہ ان جناب کی نازک طبیعت پر گراں گزری تھی جو آگے ہی ہر

چیز سے اکتایا ہوا مشہور تھا۔

"مسٹر نوح!"

اب کی بار وہ پکار پر پلٹا تھا پر قدم کیا جناب کا دل بھی رک گیا۔ اف ان ہونٹوں پر مسکراہٹ چلی آئی جن کا خاصانہ تھی۔

"ایک سوال پوچھ سکتی ہوں آپ سے؟"

وہ پلٹا تو مسکراہٹ اسکے خوب و سنجیدہ چہرے سے رخصت ہو کر تجسس کا تاثر رکھ گئی تھی۔

"ہاں پوچھو"

وہ جاننے میں دلچسپی، عام سے زیادہ رکھے بولا۔

"جب انکل خرد نے بتایا کہ آپ ڈرائیونگ کے بیچ ہاتھ کے کام نہ کر پانے پر ڈرائیو کار سک نہیں لیتے تو تب ان سے بھی پوچھا تھا یہ۔ کہ اگر کبھی کسی

سرجری کے بیچ ایسا ہوا؟"

وہ تھوڑی جھجک کا شکار تھی۔

"تو اسی دن اس پیشے سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ بے فکر رہو کسی کی جان نہیں لوں گا۔ مجھے لگتا ہے سرجری کے بیچ اضافی دھیان رکھنے کا اتنا عادی ہوں کہ اس معاملے میں رسک نہیں"

اسے مطمئن کرنا آتا تھا اور وہ ہو بھی گئی۔

"اب میرے ساتھ ڈنر کرو گی یا کھا چکی ہوں والا بیان قائم ہے؟"

نامہ کی مدد ہم مسکراہٹ کسی دوا جیسی محسوس کرے نوح نے سنجیدہ رہتے ہی محترمہ کو شرمندہ کرنے کو آفر دہرائی۔

"کر لیتی ہوں"

نامہ نے آفر قبول کی تو وہ ساتھ ہی ڈاکٹرز کے لیے سپیشل بنے ہوئے سپیشل فوڈ میس کی طرف روانہ ہوئے جہاں ڈاکٹرز کے لیے بہترین ناشتے، لچ اور ڈنر کا انتظام ہوتا تھا۔

وہ جگہ کسی ریسٹورنٹ جیسی تھی، یہ ہو سپیشل از میر کے ساتھ ساتھ پورے ترکی کا فینس اور لگژری ہو سپیشل مانا جاتا تھا۔

نوح نے اسکے لیے کرسی پیچھے کی جو ایک جینٹل مین مینر تھا، نامہ نے تکلفانہ مسکان کے ساتھ شکریہ کہا جس پر جناب بھی اپنے رعب سمیت سامنے بیٹھے۔

"کچھ ڈسکس بھی کرنا تھا مجھے۔ میں چاہتا ہوں تم میرے ساتھ جب تک جاب کر رہی ہو۔ میرے ہی ولا میں تب تب موجود رہو جب میں موجود ہوتا ہوں۔ میرا ڈرائیور میرے ساتھ ولا میں رہے تو مجھے آنے جانے میں مزید آسانی رہتی ہے کیونکہ کبھی کبھی آدھی رات اٹھ کر آنا پڑتا ہے اور

میں بابا اور کسی اور کو ڈسٹرب کرنا پسند نہیں کرتا۔ مجھے تھوڑی ہچکچاہٹ ہے تمہارے فی میل ہونے کی وجہ سے کہ شاید تمہارے بابا تمہیں یوں میرے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دیں اس لیے میں کانٹریکٹ میرج کا ایک خیال سوچا ہے۔ تم ان سے پوچھ لو۔ خود سوچ لو پھر مجھے بتا دینا۔ چھ ماہ کا کانٹریکٹ ہو گا پھر یہ میرج ایزورک میرج کے طور پر معینہ مدت کے بعد ختم ہو جائے گی۔ مجھے یہ تمہارے فی میل ہونے اور بابا کی فکریں دور کرنے کو بہترین حل لگا۔ کیا خیال ہے؟"

نامہ نے ہر چیز سننے کے بعد نوح کے چہرے پر نظریں جمائیں کیونکہ وہ الجھ گئی۔

"اور اگر میں پہلی ہی ریس ہار گئی۔ تو چھ ماہ تک یہ کانٹریکٹ ہم دونوں کو لٹکائے رکھے گا فضول میں۔ کیونکہ آپ تو جاب سے نکال دیں گے ریس ہارنے پر۔ آپ فکر مت کریں میں میج کر لوں گی۔ لیٹ نائیٹ تک ولا کے آس پاس رہوں گی۔ گھر مے بی ولا کے پاس ہی لے لوں جب تک جاب

ہے۔ بابا میرے بہت انڈر سٹینڈنگ ہیں۔ آپ جب کہیں گے میں آپکو پک کرنے پہنچ جاؤں گی۔ میری ہائی سپیڈ میری فائیل میں چیک کیجئے گا جہاز سے زیادہ ہے"

نامہ نے بہترین سوچا تھا کیونکہ کوشش میں کوئی حرج نہ تھا، نوح نے مسکرا کر تائید کی جیسے وہ یقین دلارہی تھی میسر رہنے کا۔

وہ ایسی آفر کسی اور لڑکی کو دیتا تو کوئی لینے سے پہلے سوچتی ہی نہ کہ اتنے بڑے دلارہنے کا موقع ملے گا، نامہ کی یہ اچھائی بھی پہلے ہی دن نوح پر کھلی کہ وہ بہت زیادہ سوبر ہے۔

"اتنی سپیڈی ہونے کا دعویٰ کر رہی ہو تو ریس ہار نامت کوئی۔ برا لگے گا مجھے"

نوح کی بات سنے وہ بھی پر اعتماد مسکرائی۔

"لٹس سی! آپکا ہاتھ ٹھیک ہے؟"

وہ نوح کے ویٹر سے فری ہونے پر نرمی سے مخاطب ہوئی۔

"زیادہ تر ٹھیک ہی رہتا ہے، کبھی کبھی ہی صدمہ اترتا ہے اس پر"

وہ اپنے اندر کے سناٹے کو چھپانے کے جتن کر رہا تھا یوں زبردستی مسکرا کر اور نامہ ایسے ہر شخص کو آنکھوں سے پہچان لیتی تھی۔

خاموشی کا راج اب گفتگو سے اہم تھا۔

نامہ نے نوح کو کافی لیٹ دوغان ولا ڈراپ کیا، کیونکہ آج کچھ ایمر جنسی کیسیز تھے جبکہ نوح وہاں روم ہونے کے باوجود سو نہیں پاتا تھا ورنہ ہو سپٹل رکنے کا آپشن بھی بیٹ تھا، اسے نیند اپنے ولا اور اپنے بستر پر ہی آتی تھی۔

"تمہیں کافی ویٹ کرنا پڑا، مجھے برا لگ رہا ہے اب تمہیں جانے کا کہوں اتنی رات۔ کانٹریکٹ میرج کے بارے میں سوچنا۔ تاکہ اتنی رات تم میرے گھر میں رکنے کی پوری اتھارٹی پاسکو۔ یہ فلرٹ مت سمجھنا، مجھے فلرٹ کرنا نہیں آتا"

موصوف کار سے باہر نکلے اور جاتے جاتے جس طرح اپنی سچویشن کلئیر کی وہ نامہ کو بھی زرا گاڑی سے اترنے پر مجبور کر گئی اور مسکراتے پر بھی۔

"دیکھائی دے رہا ہے مسٹر نوح کے فلرٹ کی گلیوں سے تو آپ گزرے بھی نہیں کبھی۔ پہلا پہلا ایکسپریس ٹینس ہے"

نامہ نے منہ ہی منہ میں مسکراتے کہا اور شکر کہ موصوف سن نہ سکے ورنہ خوا مخواہ آکر ڈسچویشن میں پھنس جاتے۔

"کچھ کہا تم نے؟"

نوح نے اپنا بلیزر وہیں کھڑے اتارنے کے بیچ یو نہی وہم کے ناطے ہو چھا تو
نامہ اپنی مسکراہٹ قابو کرے جلدی سے سنبھال گئی اور سر بھی معصومیت
سے نفی میں ہلایا۔

"چلو اب دھیان سے جاو گھر"

وہ سر ہلاتا ہی اسے بائے کہے گھر کی طرف بڑھا تو نامہ بھی مسکراتی واپس اپنی
Rolly میں آکر بیٹھی اور نوح کو ولا میں انٹر ہو تا دیکھتے ہی وہ گاڑی بھگالے
گئی۔

اندر پہنچتے ہی دوغان ولا کے سناٹے سے ملاقات کرے نوح کی طبیعت سی
بیزار ہوئی، خیر وہ تھکا تھا تبھی سیدھا اپنے بیڈ روم کی طرف سے گیا۔

بستر تک پہنچتے ہی فون اور بلیزر رکھتے شرٹ کے دو بٹن کھولتے وہ بیڈ پر گرا
تھا جیسے اب کسی چیز کی ہمت نہ ہو۔

ساتھ ہی فون کے بجنے نے ثابت کیا کہ اسے سکون راس نہیں اور حسب توقع مہمت کی کال تھی۔

"کہو مہمت!"

اکتایا ہوا اتھکا لہجہ جو اس دوست نے بھی بھانپا۔

"لگتا ہے ٹوٹ کر گرے ہوئے ہو۔ پھر بری خبر نہیں سناتا۔ جاگ کر بتانا"

امتاب نے یہ ہیر پھیر کیے مزید تپ چڑھائی۔

"امتاب جس بات کے لیے کال کی وہ کروپلیز۔ آئی ایم فائن"

سر دمہر حکم آیا تھا جبکہ امتاب مجبور تھا بتانے کو۔

"مجھے شک ہے کہ صارم گاڑیاں چوری کرنے کے دھندے میں ملوث

ہے۔ وہی گینگ جو آجکل از میر میں سب کا جینا حرام کر رہا ہے اور پکڑ میں

نہیں آ رہا۔ یہ لوگ مختلف مہنگی گاڑیاں چراتے ہیں پھر انکی نمبر پلیٹس اور

گاڑی کے پارٹس بدل کر بلیک میں گاڑی کو آگے فروخت کر دیتے ہیں۔ پچھلے تین ماہ سے کئی لوگ پکڑے گئے ہیں پر لگ رہا ہے یہ پورے شہر پر قابض ہیں۔ ایک فوٹیج ملی ہے جس میں صارم کو سٹرک کنارے کھڑی گاڑی سے چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھا گیا ہے آج"

امتاب کی بات سنتے ہی نوح گھبرا کر اٹھ بیٹھا، دماغ میں صارم کی شوروم والی بات بھی جیسے سلگ کر بجھی۔

"کیا فوٹیج میں اس نے گاڑی بھی چرائی امتاب؟"

نوح کا لہجہ سخت تھا۔

"نہیں۔ بس چھیڑ چھاڑ۔ تبھی میں نے اسے پکڑا نہیں ابھی، سوچا تمہیں

انفارم کروں کہ اگر اپنے تئیں بروقت کچھ کرنا چاہتے ہو تو کر لو ورنہ اس بار اگر وہ کسی پنگے میں ملوث ملا تو ایف آئی آر پکی ہے"

امتاب نے تنبیہ کی، نوح نے کنپٹی کی رگیں انگلیوں کی پوروں سے مسلیں۔

"میں دیکھتا ہوں۔ تم ہاتھ ہلکار کھو فی الحال"

نوح نے اٹھ کر روم سے قدم نکالنے کے بیچ امتاب سے ریکوسٹ کی پروہاں وہ حکم تھا۔

"جو حکم! زرا جلدی دیکھ لو"

امتاب نے زور دینے کے انداز میں کہا جس پر نوح نے کال آف کی اور صارم کے کمرے کی طرف بڑھا۔

"میرے بیٹے سے دور رہا کرو۔ اپنے جیسا بنادو گے اسے"

دیشا جو صارم کے روم سے نکل رہی تھی، نوح کو دیکھتے راہ میں رکتی تنفر سے بولی، نوح رکا، چہرے پر سنگلاخ چٹانوں سی سختی گھل آئی۔

"فی الحال آپ دو فٹ دور سے ہوتی ہوئی گزر جائے یہاں سے مسیر میکائیل، ہم بھائیوں کے بیچ بولنے یا آنے کی جرت میں نے بابا کو باپ ہو کر بھی نہیں دے رکھی تو آپ بہت بعد میں کہیں آتی ہیں۔ ایکسیوزمی"

بہت سنجیدگی سے وہ دیشا کو انگاروں میں گاڑتا ہوا صارم کے روم میں چلا گیا اور دیشا مٹھیاں ہی بھینچتی رہ گئی پھر پیر پٹنے وہاں سے چلی گئی۔

صارم جو مزے سے کانوں میں ہیڈ فون ٹھوسے سو رہا تھا، نوح نے اس کے کانوں سے پہلے تو ہیڈ فون کھینچے پھر اسے پکڑ کر جھٹکے سے لیٹے سے بٹھا دیا، لمحہ بھر سوئے مست صارم کو بھی لگا جیسے پتا نہیں کونسی قیامت آگئی ہے۔

"کیا تکلیف ہے آپکو۔ ابھی تو سویا تھا۔ ایسے کون جگاتا ہے یار"

کچی نیند کا خمار لیے وہ سخت بد تمیزی سے پیش آیا پر نوح کو ابھی اس چیز کی پرواہ ہی کہاں تھی۔

"آنکھیں اور دماغ مکمل کھولو اپنا صارم۔ میری طرف دیکھو! گاڑیاں چوری کرتے ہو؟"

نوح اسکے پاس ہی بیٹھا اسکا جبرے سے چہرہ نرم ہو لڈ کرے ہوش دلانے کے ساتھ ہوش اڑا بھی گیا، صارم کی نیند بھک سے اڑی۔

"نہیں، آپکو کس نے کہا یار۔ میں کیوں چوری کروں گا؟"

وہ صاف ہکلاتے مکر، نوح کو یقین نہ آیا۔

"سچ بتاؤ! تمہیں کسی کی گاڑی سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی پھر؟"

نوح نے مزید تفتیش کی تو صارم کا ڈر لمحے میں غصہ بنا۔

"ایک تو میں آپکے اس دوست سے تنگ ہوں، مجھ سے پتا نہیں کونسی دشمنی

ہے اسکی ہر وقت نظر رکھتا ہے اور شکایتیں لگا کر آپکو بھڑکاتا ہے۔ میں

چھیڑ چھاڑ نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنے شوروم میں وہ گاڑی رکھوں گا اس لیے دیکھ رہا تھا یار "

نوح کے منہ پر وہ دیدہ دلیری سے جھوٹ بول رہا تھا، کیونکہ بار بار نظریں بھی چرا رہا تھا اور آواز ٹوٹ بھی رہی تھی، مگر نوح اسے مزید آنکھوں میں دھول جھونکنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔

"جب منع کیا ہے تم کار شوروم نہیں کھولو گے تو اس فائنل۔ دوبارہ تمہیں کسی گاڑی کے آس پاس نہ دیکھوں صارم۔ سمجھ آگئی؟"

نوح نے اسکا جبر اکسا تو صارم خفیف سا کراہا، آنکھیں غصے سے اٹھیں۔

"تو کیا قید رکھیں گے اپنی مرضی کے فیصلے تھوپ کر مجھے۔ انجینئرنگ میں نے آپکے کہنے پر رکھی پر مجھے نہیں پسند۔ کم از کم کچھ بزنس تو مرضی سے کرنے دیں"

وہ اسکا ہاتھ جھٹکے اٹھ کر بیڈ سے اتر ا، پھر اہوا تھا، نوح بھی اٹھا۔

"تمہیں میوزک کی اجازت دی ہے شوق ہے وہ تمہارا۔ اس سے زیادہ تمہارے کسی فضول شوق کو قبول کرنے کا سٹینا نہیں مجھ میں۔ میری یہ وارننگ آخری سمجھنا صارم دوغان ورنہ بھول جانا کسی نرمی کو جانتا ہوں میں"

نوح اسے صاف لفظوں میں قہرنا کی سے پابند کرے کمرے سے نکلا تو صارم کے ہاتھ پیر پھولے تھے جس کے ساتھ ہی وہ فون تک پہنچا اور آتی کال ریسیو کی۔

"بھائی کو شک ہو گیا ہے۔ میں کل تم لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ نیکسٹ میں سہی۔ بائے"

صارم نے فون کہہ کر بند کیا پر وہ سخت مضطرب تھا یہ دیکھا جاسکتا تھا۔ جبکہ نوح کی زندگی میں سکون ہوتا ایسا ممکن نہ تھا، جب وہ اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا تبھی اسے اک کال اور موصول ہوئی۔

"سرمانیہ میم اپنے کسی دوست کے ساتھ ہوٹل روم میں آئی ہیں۔ وہ لڑکا ہے"

یہ سنتے ہی نوح کے چہرے پر عتاب کی سرخیاں گھلیں، وہ بنا کچھ سوچتا باہر نکلا، اسکا ہاتھ در دیں تھا ہلکے پھر بھی اس نے کچھ نہ سوچا اور گاڑی لیے نکل گیا۔

وہ ایڈریس زیادہ دور نہ تھا۔

مانیہ کے دوست ایمر نے اسے اپنی گرل فرینڈ سے ملوانا تھا تبھی ہوٹل لایا تھا، لیکن مانیہ کو وہاں جا کر پتا چلا کہ کوئی گرل فرینڈ نہیں تھی۔

"تم مجھے کچھ غلط کرنے لائے ہوناں؟"

مانیہ نے ایمر کی بدلی آنکھیں دیکھتے بے خوفی سے پوچھا۔

"نہیں بس اک کس تک رہوں گا۔ اچھا بچہ ہوں۔ یار دوست ہو تم میری، ویسے بھی تم ایک بار والی چیز نہیں ہو۔ میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ والی مل جاؤ۔ خوب مزے ہوں گے پھر"

ایمراسکی برہنہ بازوؤں پر اپنے ہاتھ پھیرتے اسے بہلا رہا تھا پر مانیہ کے کبھی کسی لڑکے سے اتنے گہرے مراسم نہ رہے تھے کہ وہ کس بھی کرنے دیتی، ہاں وہ اپنے دوستوں سے فریابی گلے ملتی تھی۔

"کس نہیں کر سکتی۔ ہائی جین پر اہلم۔ تم اس منہ سے نجانے کیا کیا کر چکے ہو گے۔ جیسے میں تمہیں جانتی نہیں ایمر۔۔۔ اگر تمہاری سچ میں گرل فرینڈ نہیں آرہی تو میں جاتی ہوں۔۔۔۔ مجھ سے پنگاہ کیا تو تمہارا مردانگی والا سسٹم ہی جسم سے الگ کر دوں گی۔۔ تم جیسوں کے بیچ اٹھتی بیٹھتی ہوں، اپنا دفاع بھی سولڈ رکھتی ہوں ڈیر"

وہ اسکے ہاتھ ہٹاتی جا کر مزے سے کاوچ پر بیٹھی تو ایمر ہنستا ہوا پاس ہی آکر
ڈھیڑ ہوا۔

"میں تو تمہیں معصوم سا سمجھتا تھا۔ تمہیں تو بہت پتا ہے اس منہ سے کیا کیا ہو
سکتا ہے۔ اور ان چاہی مردانگی گلے پڑے تو کونسا ویک پوائنٹ ہے حملے کے
لیے"

ایمر کی ٹون بہکی تھی، وہ مانیہ کو اریٹ کر رہا تھا۔
"میں جاتی ہوں"

مانیہ نے اسکا منہ پکڑے خود سے دور کیا اور اٹھی پر ایمر نے اسکی بازو پکڑے
روکا، مانیہ کو اب تھوڑا ڈر لگا۔

"ون کس پلزز۔۔۔۔"

ایمر بلاشبہ بہت ہنڈ سم تھا کہ کوئی بھی لڑکی اس پر مر مٹی پر مانیہ کے اندر
ابھی بھی تھوڑی شرم باقی تھی۔

"نومیز نو۔۔۔"

وہ اپنی بات پر ڈٹی تھی۔

"پلیز ناں۔ جسٹ جنٹل ٹچ۔۔۔۔"

وہ اسے اپنے ساتھ جوڑے بے بس کرنے کی پوری کوشش میں تھا اور مانیہ
نے اسکو ہلکا ہلکا جھٹکنے کی کوشش کی پر وہ ایمر کو خود کے قریب آنے سے
روک سکتی تھی پر رک گئی کیونکہ کسی کی موجودگی جان گئی اور یہ سب روم
کے ڈور میں کھڑے نوح نے جب دیکھا تو وحشی بننے ہوئے اندر لپکتے مانیہ کو
ایمر سے کھینچ کر پرے کیے اس زور سے ایمر کے منہ پر تماچا مارا کہ ایمر جیسا
بھاری بھر کم لونڈا کئی قدم لہراتا پیچھے کا وچ پر کراہتا ہوا جاگرا۔

"زندہ رہنا چاہتے ہو تو گیٹ لاسٹ۔۔۔ اوٹ!"

ایمر کی آنکھیں خوف سے زرد پڑیں اور نوح کے چلانے کی دیر تھی کہ وہ اٹھا اور اپنی جیکٹ اٹھائے گال مسلتا ہوا روم سے نکل گیا جبکہ مانیہ سراسر خوفزدہ تھی پر ڈری نہیں یہ ثابت کیے بے خوف لگی، ایون جب نوح نے اسکی طرف سرخ آنکھوں سے دیکھا تب وہ یوں تھی کہ زمین میں گرٹھ گئی ہو۔

"میرے نکاح سے نکلنے کا ویٹ تو کر لیتی اپنی ہوس کو آرام دینے کے لیے۔ تمہیں زرا احساس نہیں کہ ابھی تم میرا نام لیے گھوم رہی ہو مانیہ۔ تم تو مجھ سے نفرت کرتی ہو لیکن مجھے خود سے نفرت پر کیوں اکسار ہی ہو؟ کیا اسے پسند کرتی ہو۔ کس کس کو کرتی ہو مجھے لسٹ چاہیے"

وہ اس وقت سخت کرب میں تھا، اس لڑکی کو زرا بھی احساس نہیں تھا کہ انکا رشتہ کس دہانے ہے، ستم کہ وہ زرا اثر مندہ بھی نہیں تھی۔

"لسٹ لمبی ہے۔ تم پڑھتے پڑھتے تھک جاو گے۔ اچھا ہے تم آگئے اور تم نے دیکھ لیا۔ اب تو میری جان چھوڑ دو گے۔ کہا ناں تمہارے جیسی نہیں ہوں میں نوح۔ تم پارسا اور میں گناہ گار سی۔۔۔"

مانیہ اس سے جان چھڑوانے کو اتنا گرا کام کر سکتی ہے یہ نوح نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

"نہیں۔ گناہ گار تو میں ہونے والا ہوں کل۔ تم اب کوئی بھی گناہ کرتی پھر و، دیکھائی نہیں دے گا مجھے۔ اگر جسم کی بھوک سنبھالی نہیں جا رہی تھی تو مجھ سے کہتی، میں اپنے اصول توڑ کر تمہاری طرف قدم بڑھا دیتا۔ اتنا تو ان آنکھوں کے لیے کر ہی دیتا مانیہ۔ لیکن تم نے ہر گری حرکت کرنی ہمیشہ فرض سمجھی"

وہ اسکے کسی لفظ پر نہ سلگی، بہت شانت تھی۔

"کیا کروں نوح! ہوں ہی ایسی۔ جو پسند نہیں اسے نکل نہیں سکتی۔ اپنے بارے بتانا پسند نہیں کرتی میں کہ کیسی ہوں۔ میں جو کرتی ہوں ڈنکے کی چوٹ پر کرتی ہوں پھر وہ گناہ ہو یا ثواب اور آگے بھی یہی کروں گی۔ کل تم مجھے چھوڑنے کی نیکی کر دو پلیز۔ پھر کرتے رہنا جتنے گناہ کرنا چاہو۔۔۔۔۔ کہو تو یہیں کوئی ہاٹ لڑکی بھجوا دوں۔۔۔۔۔ ماحول گرم ہے۔۔۔۔۔ میں تو جا رہی ہوں، تمہیں غش پڑ سکتے ہیں سو کوئی سنبھالنے والی ہونی چاہیے ناں۔۔۔۔۔ ویسے بس غصے میں ہاٹ لگتے ہو تم یہ ہاٹنس کیش ہونا ڈیزرو کرتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن میرے ٹائپ والے ہاٹ نہیں ہو تم بے بی ورنہ اک گڈ بائے کس ہی کر دیتی تمہارے ان بد قسمت ہونٹوں کو جسے اتنے سال کی بیوی نے دیکھا بھی نہیں غور سے۔۔۔۔۔"

مانیہ کا لفظ لفظ نوح کو اپنے اندر تیر کی طرح پیوست محسوس ہو رہا تھا، وہ لڑکی آگ لگا رہی تھے اور پھونکیں بھی وہی مار رہی تھی۔

نوح نے اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت کسا تو مانیہ مسکرا کر اس پر ہنسی اور اسکے مٹھی بنے ہاتھ پر ہاتھ پھیرتی تمسخرانہ مسکرائے ہوٹل روم سے نکل گئی اور نوح وہیں کھڑا رہا، دھواں حلق تک اس زلت پر بھرا تھا۔

وہ گھر نہیں لوٹا تھا، اسکا ہاتھ کام کرنا چھوڑ گیا تو سچ میں فٹ پاتھ پر بیٹھے رات گزارنے کا سوچ چکا تھا اور شاید کل کے فیصلے کے لیے بھی اسے ایسی ہی دردناک تنہائی درکار تھی۔

وہیں نامہ بھی فارم ہاوس آگئی پر اتنی رات کسی کی بے چینی وہ وجہ بنی جو نامہ کو کمرے میں جانے کے بجائے فارم ہاوس کے لان میں کھینچ لائی۔

"کیا بات ہے، اتنی رات اکیلے کیوں ٹھل رہے ہو۔؟"

نامہ کی آواز سننے بے چین مائل چلتا چلتا رکا اور ساری توجہ نامہ پر مرکوز کی، نامہ کو وہ کافی بدحواسی سے پلٹتا محسوس ہوا تو فکر بڑھی۔

"نامہ! نیند نہیں آرہی۔ بے چینی سی ہے"

وہ بے حد مضطرب ہو کر بولا کہ نامہ بھی پریشان ہوئی۔

"ہیں! تم سے خوش باش آدمی کو بھی نیند نہیں آتی کیا، ہم سے دل جلے تو پھر یو نہی بدنام ہوئے کہ رت جگوں کے عادی ہیں"

وہ اسکی فکر بھگانے کے چکر میں بری طرح ناکام ہوئی۔

"نامہ! میں نے کسی کو گلے لگایا ہے"

وہ اسی بے چینی و روانی سے بولا تو نامہ کے ماتھے پر بل پڑے۔

"واٹ! کسے۔ اور کیوں۔ تم تو ہگ پر سن بھی نہیں پھر۔۔۔؟"

نامہ کے سوال اور نظریں فیل کرے وہ اور مضطرب ہوا۔

"ہے اک پاگل سی لڑکی، ہم لفٹ میں پھنس گئے تھے۔ وہ میرے گلے لگ

گئی ڈر کر، اسکے ہونٹوں نے میری گردن کو ہلکا سا پریس کیا۔ ایسا فیل ہوا

مجھے۔ وہ کانپ رہی تھی، سنبھالنے کے لیے اپنا آپ دیا اسے"

وہ کرسی پر بیٹھا تو نامہ بھی اسے سنتی ساتھ ہی بیٹھی جیسے وہ کوئی فیری ٹیل سنا رہا ہو، بات یا حادثہ عام تھا پر اماٹل کے سنانے کا انداز حسین تھا، تڑپا ہوا۔

"پھر؟"

نامہ اسکے منہ کو دیکھتی اشتیاق سے بولی تو اماٹل اسے آگے سے گھورا۔

"نہیں بتا رہا تم ہنس لو"

وہ منہ بنا گیا۔

"ارے بتاؤ۔ کافی دن ہو گئے کوئی رومنٹک مووی نہیں دیکھی۔ سن لیتی ہوں ناں"

وہ اب بھی چھیڑ رہی تھی اور اماٹل اتنا سامنے لے کر رہ گیا۔

"نامہ! بی سیریس"

وہ چڑ گیا تو نامہ نے بھی مزاق اک طرف کیا۔

"او کے ٹیل می! ہمہ تن گوش ہوں"

وہ پھر متوجہ ہوئی اور امانل نے اپنی گردن کو چھو کر نامہ کو جیسے بتایا وہ ساکت کرنے والا لمحہ تھا۔

"جب سے وہ حادثہ ہوا، مجھے لگ رہا ہے وہ یہیں ہے میرے پاس۔ میرے سینے سے لپٹی ہوئی۔ عجیب طرح حواسوں میں تیر بنا ہے اسکا وہ قریب آنا۔ میں اسے بالکل پسند نہیں کرتا آئی سویر تو پھر یہ سب کیا ہے نامہ۔ تم جانتی ہو میں نے ہمیشہ تمہیں اپنے لیے سوچا ہے۔ پھر یہ عجیب سا میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

نامہ اسکی باتوں پر نہیں، اسکی سچائی پر مسکرائی کہ یہ آدمی سچ میں کسی کو سنوارنے ہی دنیا میں اتر اہو گا، اتنا پیور کہ ہر فیل سچ سچ اسے بتائی جسے چاہتا تھا کیونکہ نامہ ممکن تھا بہتر حل بتاتی، وہ اسے خود سے چھوٹی ہونے کے باوجود زیادہ سمجھدار سمجھتا تھا۔

"کیا ناپسند لوگوں میں اتنی قوت ہوتی ہے امانل کے وہ ہمارے حواسوں کو چھو بھی سکیں؟"

نامہ کا سوال بہت سادہ تھا، امانل کی آنکھیں دھواں سا ہونے لگیں۔

"نہیں۔ انھیں تو ہم سوچنا بھی دل و دماغ کا نقصان جانتے ہیں"

وہ پوری سچائی سے جواب دیے بولا۔

"میں نے تمہارے دل کو کبھی ٹیس نہیں پہنچائی، بچپن سے تمہیں بتا دیا تھا

میں تمہاری نہیں۔ اسے کبھی نہیں توڑا کیونکہ کبھی جھوٹی امید نہیں دلائی

وجہ یہ کہ میں ہمیشہ سے دل والے معاملات سے کوسوں دور رہ کر جی

ہوں۔ کچھ محبتیں صرف آ بسیشن یا خواہش ہوتی ہیں، دل کی حقیقت

نہیں۔ یہ حادثہ بلا وجہ نہیں ہوا، سوچو کیا واقعی نامہ محبت ہی ہے تمہاری یا کچھ

اور جذبہ ہے۔ پہلے اس سوال کا جواب ڈھونڈو۔ پھر ہی تمہیں اپنی اس

بدحواسی کے جواب ملیں گے۔ تم میرے بھائی جیسے ہو، میں کبھی نہیں

چاہوں گی اما نل کہ تم دو کشتیوں میں سوار ہو جاؤ۔ اس لڑکی کے لیے تمہارے یہ احساسات اگنور کرنے والے نہیں۔"

وہ اما نل کے لیے پریشان تھی، وہ خود بھی بوکھلایا ہوا تھا، نامہ کی ہر بات دل کو بھاری کرتی گئی۔

"مجھے اس سے محبت تو نہیں ہے باخدا یقین کرو"

وہ کرب سے بولا اور نامہ کو دکھ ہوا کہ وہ اتنی دردناکی سے یقین دلا رہا ہے۔

"میں نے کب کہا محبت ہے نکلے۔ ممکن ہے یہ عشق کا معاملہ ہو۔۔۔۔ تمہیں

عشق ہو! خدا کرے"

وہ نظم کا بس پہلا جملہ ہی کہہ سکی جب اما نل کو دیکھ کر رکی۔

"اس نظم کے باقی ہر جملے میں بد دعائیں ہیں نامہ"

وہ دکھی ہوا۔

"میں نے وہ تو بولی ہی نہیں۔ میں نے یہ جملہ دعا کی طرح کہا تمہیں سچی"

وہ معصومیت سے یقین دلانے لگی تو امانل زخمی سا مسکرایا۔

"وہ شادی شدہ ہے"

امانل نے گہرا سانس بھرا۔

"واٹ! گئی بھینس پانی میں۔ تم واقعی نکلے ہو۔ جارہی ہوں میں۔"

نامہ نے اپنا سر پیٹا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جارہی ہو نامہ"

وہ بے چینی سے پکارا۔

"نماز پڑھ کر دعا کرنے کہ اس لڑکی کی شادی ٹوٹ جائے۔۔۔ نامہ سلطان

کی دعائیں اور انکی سپیڈ پر بھروسہ رکھ کر سو جاو تم بھی۔ اب تمہیں عشق

ہونے کی دعا دی ہے اسکو سچ کرنے کے لیے ساری الٹی سیدھی دعائیں مانگوں
گی دیکھنا۔ چلو جاو چل کرو، پریشان مت ہو۔"

وہ ہوا میں اڑاتی کہہ کر چلی گئی پر اماں نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا، قدرت
کا ابھی تو اسے یہ مزاق لگ رہا تھا جو اسکے احساسات تھے آگے کیا ہوتا یہ بتانا
ابھی قبل از وقت تھا۔

..

ہاتھ میں جب درد ختم ہوا تب سحر پھیل گئی اور تب نوح کو محسوس ہوا وہ ہاتھ
ہلا سکتا ہے، تب جا کر وہ اٹھا اور بہت سلو سپیڈ میں گاڑی ڈرائیو کرے دوغان
ولا پہنچا۔

انکی آج کورٹ میں ڈائورس کی ہیرنگ تھی اور وکیل نے یقین دلایا تھا کہ
ایک ہی ہیرنگ میں طلاق رجسٹر ہو جائے گی، رات ہی نوح نے وکیل کو کہہ
کر پراپرٹی کے پیپرز میں ایک اور شرط بھی ایڈ کروائی۔

جب نامہ نوح کو پک کرنے آنے والی تھی تبھی نوح نے اسے منع کیا کہ آج وہ اسے چھ کے بجائے بچے پک کرے وہ بھی کورٹ کے لیے تو نامہ نماز پڑھ کر پھر ساڑھے نو کا آلازم لگائے سو گئی۔

جبکہ تب تک مزے سے نیند لیتی مانیہ بھی جاگ گئی، وکیل نے اسے بھی کال کی۔ دونوں نے طلاق کے بارے فی الحال نہ میکانیل کو بتایا نہ ہی دیشا کو۔

وہ اپنے لیے کچن میں کوو فی بنا رہا تھا نامہ کے ویٹ تک تبھی سچی دھجی جینز ٹاپ میں لپٹی مانیہ جو کورٹ کے لیے نکل رہی تھی، نوح کے پاس ہی کچن میں آئی۔

"ہونٹوں والی بات کچھ زیادہ کر دی میں نے، مجھے رات افسوس ہوا تھا"

مانیہ وہیں زرا فاصلے پر رکے بولی پر نوح نے کوئی توجہ نہ دی۔

"اٹس اوکے۔ افسوس کا وقت گزر گیا۔"

وہ اسے دیکھے مسکرایا پر اس مسکراہٹ میں خوشی کی جھلک نہ تھی، جانے کیا تھا اس مسکراہٹ میں جو اگلے کو زندہ نگل لے پر مانیہ پر فی الوقت اثر نہ ہوا۔

"تو پھر ڈانورس ہو رہی ہے ناں ہماری، اگر گڈ بائے کس چاہیے تو بتاؤ۔۔۔۔۔ میں بہت سخی"

مانیہ نے اسکی طرف زرا جھکتے جان بوجھ کر نوح کے خون کو رہا سہا بھی راکھ کیا اور آنکھیں پٹیائیں۔

"مجھے مجبور نہ کرو کہ میں تمہاری آنکھیں تمہارے چہرے سے اکھاڑ دوں مانیہ۔"

اک دہشت ٹپکی تھی نوح کی تنبیہ سے۔

"دہشت گرد آدمی۔ جارہی ہوں کورٹ۔۔۔ پہنچ جانا تم بھی۔ ہاتھ سن ہو گیا یہ بہانہ بنا کر فلم نہ ڈال دینا کیونکہ اک لمحہ بھی برداشت نہیں ہو۔ کہو تو میں لفٹ دے سکتی ہوں کورٹ تک؟"

وہ لڑکی اسکو قطرہ قطرہ مار رہی تھی، زلیل کر رہی تھی، اسکا مزاق اڑا رہی تھی اور نوح کو خود پر لعنت بھیجنے کا دل چاہ رہا تھا کہ اتنے عرصے اس لڑکی کو نکاح میں رکھا۔

"تم پہنچو! مجھے تم سے زیادہ جلدی ہے اس طوق کو گردن سے ہٹانے کی"

نوح نے اپنی کافی کاگ لیا اور کہہ کر چلا گیا جبکہ مانیہ نے بھی منہ بسورتے باہر کی راہ لی۔

مانیہ چلی گئی جبکہ دس منٹ تک نامہ بھی پہنچ آئی۔

وہ اسکے گاڑی کا ڈور کھولنے پر کچھ بولتے بولتے رہ گیا اور سوار ہوا، نامہ بھی آ کر بیٹھی، آج پر پل کلر کی ٹاپ اور جینز پہنے وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی، نوح نے اسے آج گڈ مارنگ کا جواب بھی نہ دیا بس سر ہلا دیا۔

دونوں کا سفر خاموشی سے کٹا تو نامہ اسے کورٹ ڈراپ کرے وہیں رکی کیونکہ نوح کو یہاں کے بعد ہو سپٹل ڈراپ کرنا تھا۔

اندر ڈائورس ہیرنگ کی ساری تیاری ہو چکی تھی۔

وہ دو بھی آکر سامنے بیٹھ گئے۔

"آپ دونوں ساتھ کیوں نہیں رہنا چاہتے۔ طلاق کی مین وجہ بتائیں"

نج نے دونوں کے چہروں کے سرد اور سپاٹ تاثرات دیکھتے طلاق رجسٹر کرنے سے پہلے سوال کیا۔

"یہ آدمی مجھے زہر لگتا ہے، بالکل پسند نہیں۔ اب تو نفرت بھی ہونے لگی ہے"

بنانوح پر نگاہ ڈالتی وہ فوراً بولی۔ ایسی اہانت اور تضحیک تو وہ ڈیزرو نہیں کرتا تھا۔

"مسٹر نوح ادا دوغان! کیا آپ وجہ بتائیں گے؟"

جج کی نظروں کا تعاقب اور سوال نوح کو سوچوں کی کر بنا کی سے نکال کر متوجہ کر گیا۔

"میں اسے پسند نہیں، زہر لگتا ہوں اور نفرت بن چکا ہوں۔ اس کے بعد اس سوال کی ضرورت تھی کیا؟"

نوح کے سنجیدہ جواب پر جج متذبذب ہوتے پہلو بدل کر سنگنیچر کرنے لگا پر مانیہ بے تکلفی سے نوح کی بازو سے لپٹی سلگتا مسکرائی۔

"آ!۔۔ سو کیوٹ۔ میں اچھی ہوتی تو اس دریا دلی پر تمہیں اپنا دل اور جان دے دیتی پر وہ کیا ہے ابھی ابھی تو مجھے رہائی ملنے والی ہے۔ سیلبریشن کا موقع ہے۔ پارٹی بنتی ہے۔ کاش میں تمہارے لیے کچھ کر پاتی۔ چیچ چیچ"

وہ نوح کا مزاق اڑا رہی تھی اور وہ بھی کورٹ میں بیٹھ کر، چہرہ مگوئیوں میں کیا کہا جا رہا تھا، نوح سے مخفی نہ تھا، اس نے بازو بری طرح جھٹکی۔

"اتنا کر دینا کہ کبھی مجھے اپنی یہ شکل مت دیکھانا۔ تمہارا عمر بھر احسان مند رہوں گا، میں خوش ہوں کہ تمہیں آج تک چھو اتک نہیں۔ یوڈیز رودس!"

یہ تیر کی مانند اک منت اور اطلاع تھی جو نوح نے اسکے سینے میں اتاری اور اس سے پہلے مانہ کچھ کہتی، انکی طلاق رجسٹر ہونے کی اطلاع حج نے سنا دی۔

"آپ دو کی طلاق ہو چکی ہے، نوح دوغان کی آدھی پر اپرٹی آپکے نام ہے اب مس مانہ مگر آپ یہ سب کچھ کسی اور کے نام نہیں کر سکتیں اسکے لیے آپکو نوح ادا دوغان کی پر میشن درکار رہے گی۔ آپ دو کی اگلی زندگی لیے گڈ لک"

حج نے فائلز مانہ کو دیں تو وہ صدمے سے نوح کو دیکھنے لگی جو اٹھ کر اپنے کھلے بلیزر کے دو بٹن بند کرتا باہر نکل چکا تھا، مانہ نے تھینکیو کہتے ہی پیچھے قدم بڑھائے اور باہر آتے ہی نوح کو بازو سے پکڑے روکا۔

"اب کیا تکلیف ہے، دے دی آزادی۔ مجھے چھونے کی دوبارہ ہمت مت کرنا"

نوح کو اسکا ہاتھ لگانا آگ لگا گیا۔

"میں کونسا مری جا رہی ہوں تمہیں چھونے کو پر یہ کیا فلم چلائی ہے، جب میں یہ سب پر اپرٹی ماما کو دے ہی نہیں سکتی تو مجھے بھی مت دیتے۔ کس قسم کا احسان ہے یہ نوح؟"

وہ سخت برہم ہوئی، نوح کے اس فیصلے کی ہرگز سمجھ نہ آئی۔

"یہ سب میں دیشا کریزی کے پاس برداشت نہیں کر سکتا اس لیے"

وہ صاف گوئی سے بولا، مانیہ کے دل میں اک ٹیس سی جگی۔

"اور میرے پاس؟ اپنی محنت کی کمائی تم مجھ جیسی لڑکی کے پاس برداشت کر

لو گے؟"

وہ چینی، اسکا دماغ معاف ہو گیا تھا۔

"تمہیں بھی عرصہ دراز برداشت کیا ہے، یہ بھی سہہ لوں گا۔ اس پیسے کو صرف تم استعمال کر سکتی ہو۔ خود کے لیے۔ یہ تمہاری ان آنکھوں کا صدقہ دے رہا ہوں جو مجھے پسند تھیں مانیہ اور اب ان سے پناہ چاہتا ہوں، اللہ مجھے اس شر سے بچائے۔ میرے سامنے آنے سے گریز کرنا کیونکہ میں اپنا دل مزید جلانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ اور یہ سب نہیں چاہیے پر اپریٹی تو تم جلا سکتی ہو یہ سب۔۔ کیونکہ اس سے میں دستبردار ہو گیا"

اپنے بھاری لفظوں سے مانیہ پر کورٹ کی چھت گرا تا وہ پیچھے ہٹا اور دیکھتے ہی دیکھتے مانیہ کی نظروں سے او جھل ہو گیا اور مانیہ ان ڈائورس اور پر اپریٹی کے پیپر ز کو بے دلی سے دیکھے وہیں وٹینگ ایریا میں لگی کر سی پر لڑھک گئی۔

"ماما میرا جینا حرام تو ایسے بھی کر دیں گی، کیا ملا مجھے ڈائورس لے کر۔ اور کر لے جذباتی فیصلے مانیہ کی بچی۔ یہ کمینہ پورا مینا ہے، نہ اپنا بھلا ہونے دے گا

ساری عمر نہ کسی کا۔ اف! اب میں اس پر اپرٹی کا کیا اچار ڈالوں؟ اس پیسے کو یوز کرتے بھی دکھ ہو گا کہ کہیں نوح مسکین کی آہ نہ لگ جائے۔۔۔۔۔ اپنے دل کی فکر ہے اور میرا دل، جو ایسی گیم کھیل کر بھسم کر گیا یہ ہیزل آنکھوں والا بلا۔۔۔۔۔ مانیہ اب چپ کر کے یہ پیپر ز اپنے بینک لا کر میں رکھوا دے بیٹا اگر ماما سے بچنا ہے کچھ دن مزید"

وہ وہیں بیٹھی صدمے سے بڑبڑاتی اپنا لائحہ عمل ترتیب دے رہی تھی جبکہ نوح پارکنگ تک آیا تو نامہ وہیں موجود کسی لڑکی کے ساتھ کھڑی اسکے بے بی کی گال سہلارہی تھی، وہ لڑکی نامہ کی کوئی پہچان کی نکل آئی تھی، نوح جسکا موڈ سخت برا تھا، نامہ کو اس بے بی کے ساتھ دیکھتے وہ ہیزل آنکھیں کچھ الجھن و درد سے نکل آئیں، نامہ کو جیسے ہی خود پر جمی نظروں کا احساس ہوا تو وہ گردن گماگئی جہاں نوح گاڑی سے لگے کھڑا اسی کی طرف فرصت سے دیکھ رہا تھا۔

نامہ نے اس لڑکی اور اسکے بے بی سے اجازت لی اور گاڑی کی طرف لپکی۔

"سوری آپکو انتظار کرنا پڑا۔ مجھے میری کالج فیلو مل گئی تھی تو میں باتیں کرنے لگی۔ آپکا کام ہو گیا مسٹر نوح؟"

نامہ پاس فاصلے پر آرکی، نوح نے اسکے چمکتے چہرے اور تروتازہ لہجے کو گہرائی سے فیل کیا۔

"ہاں ہو گیا۔ مجھے ہو سیٹل ڈراپ کر کے تم رات تک فری ہو اب۔"

نوح نے سنجیدگی سے ہی جواب دیا جس پر نامہ نے سر ہلاتے تائید کی اور کار ڈور نوح کے لیے اوپن کیا، دونوں کی نظریں ملیں۔

"تم ہر باس کے لیے کار ڈور اوپن کرتی تھی؟"

نامہ نے اسکے سوال پر نا سمجھی کا تاثر دیا۔

"یس! کیونکہ یہ میری جاب کا حصہ ہے۔ کیوں اس میں کوئی برائی ہے؟"

نامہ نے فوراً پوچھا، لہجے میں بے کلی سی تھی۔

"اب سے مت کھولنا نہ یہاں سے کبھی جانے کے بعد کسی اور باس کے لیے۔ اس سے تمہارا اعتماد اور ویلیو بلکل Rolls-Royce جیسی ہو جائے گی؟ دوسروں کو رشک میں مبتلا کرنے والی۔ یہ ایک ٹپ ہے، جو تمہیں ہر کوئی نہیں دے گا نامہ۔"

وہ اپنی مضبوط آواز اور ملائم لہجے سے اپنی بات مکمل کرتا ہی خود کار ڈور کھولے بیٹھا تو نامہ کو اس ٹرانس سے نکلنے میں کچھ لمحے لگے، وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے کے بیچ بھی بوکھلاہٹ کا شکار محسوس ہوئی۔

"لیکن کچھ باس بہت برے ہوتے ہیں مسٹر نوح، ڈور اوپن نہ کرو تو ناراض ہو جاتے ہیں"

نامہ نے اپنی بوکھلائی کیفیت درست کرتے گاڑی سٹارٹ کی، وہ سامنے دیکھتا آرام دہ انداز میں بیٹھا مسکرایا۔

"باس، خدا تو نہیں کہ انکی ناراضگی کی پرواہ ہونا مہ سلطان۔ تمہیں پتا ہے میں وریام ہو سپٹل کا ایک دوسرے ڈاکٹر کی طرح امپلائے ہی ہوں لیکن وہاں کے اونر سے زیادہ اہمیت ہے میری۔ ایون ہر ڈیپارٹمنٹ میں چلتے معاملات میرا ایگری ہونا مانگتے ہیں۔ اس لیے کہ میں نے عزت ضرور دی ہے اس ہو سپٹل کے اونر کو پر اپنی عزت نفس گروی نہیں رکھی۔ میرا کام میرا غرور و فخر ہے اور تبھی تمہیں کہا یہ۔ تم ڈرائیونگ ایکسپرٹ ہو، عام ڈرائیور نہیں ہو تو کوشش کرو کبھی عام مت لگو۔ تمہارا کام بہت نفیس ہے تو اس کام پر غرور کرو۔ بنا کسی ڈر اور جھجک کے"

نامہ کے لب مسکراتے چلے گئے، ایسا نامہ کو آج تک کسی نے نہیں کہا تھا۔
 "ٹھیک ہے! آپ کے لیے بھی ڈور اوپن نہیں کروں گی اب میں۔"

نامہ نے گردن سرسری گمائی تو نوح نے بھی اسے اسی سرسری انداز میں دیکھا۔

"یہی چاہتا ہوں، میں اپنے ساتھیوں کے وقار میں نہ کمی ہونا برداشت کرتا ہوں نہ اسکا خود سبب بنتا ہوں۔ چھ دن بعد ریس ہے، ابھی سے تیاری شروع کر دو۔ تمہیں جیتنا ہے ہر صورت"

وہ اب کی بار سنجیدہ ترین تھا، نامہ بھی ہوئی۔ تھوڑی ایکسائیڈ بھی تھی لیکن یہ سب اتنا آسان نہ تھا جتنا نامہ کو لگ رہا تھا۔

اس ریس پر اتنا پیسہ لگا ہوتا ہے کہ جب وہ لوگ ہار جائیں تو اشتعال میں آکر ڈرائیورز پر حملہ آور بھی ہو جاتے تھے اور نوح کو تبھی تھوڑی فکر تھی کہ نامہ یہ سب کیسے ہینڈل کرے گی۔

"ہو پ سو۔ سپیڈ تو اچھی ہے۔"

وہ پر امید تھی۔

"سپیڈی ہونا کافی نہیں ریس جیتنے کے لیے، تھوڑا خود غرض اور بہت سا سفاک ہونا پڑے گا"

نامہ نے گردن گمائی، وہ اسے ڈرانے کی کوشش میں تھا پر نامہ ڈرنے والوں میں سے نہ تھی۔

"آپ خود غرض اور سفاک ہیں کیا؟ کیونکہ ہاتھ ٹھیک تھا جب تب تو اس ریس میں آپ خود پارٹ لیتے ہوں گے؟"

نامہ اتنی سمجھدار ہی نوح نے امید کی تھی، ایسے سوال کوئی اناڑی کر ہی نہیں سکتا تھا۔

وہ پھر سے ونڈو کی جانب گردن و چہرہ گما گیا، نامہ کو اپنی چپ سے بے چین کرنے کی کوشش کی گئی۔

"میں خود غرض بھی ہوں اور سفاک بھی، ہر اس معاملے میں جہاں ان جذبات کی ضرورت محسوس ہو۔"

ایسے جواب بھی عام لوگ کہاں دے سکتے تھے، نامہ حیران تھی کہ وہ اتنا خاثر جواب کیسے ہے حالانکہ نامہ کو لگتا تھا اس لسٹ میں وہی ٹاپ پر ہوگی۔

"تو سفاک اور خود غرض ہونے کے لیے سب سے پہلے مجھے کیا کرنا ہو گا یہ بھی بتائیں"

یہ سچ تھا کہ جب وہ آس پاس موجود گی رکھے ہوئے بھی چپ ہو تو نامہ کو بے چینی گھیرنے لگتی تھی اور یہ آج نامہ نے دوسری یا تیسری بار محسوس کیا۔

"زیادہ کچھ نہیں۔ بس اپنا سوچنا ہے۔ کسی کو اپنی بینڈ بجانے نہیں دینی۔ مجھے امید ہے تم آل ریڈی ایسا ہی کرتی ہو گی"

وہ مسکرا کر پر امید ہوا پر نامہ نفی کر گئی۔

"نہیں! اب سے کروں گی۔"

وہ سادگی سے اپنی ذات کا اعتراف کر گئی اور نوح نے کچھ لمحے تسلی سے نامہ کو دیکھا، وہ آس پاس ہو کر کچھ تو نوح کے موسموں میں بدلاؤ لاتی تھی۔ بے رنگ ہوں تو بے رنگ نہیں رہتے تھے، اداس ہوں تو اداسی کے حصار میں نہیں رہتے تھے۔

"صرف بابا ہیں فیملی میں؟"

نوح اسی زوایے میں نظریں جمائے بولا۔

"جی۔ میں اور بابا"

وہ دھیما سا مسکرائی۔

"اماٹل دوست ہے تمہارا؟"

یہ اک ذاتی سوال تھا، نامہ کو جواب دینا کچھ مناسب تو نہ لگا پر پھر بھی وہ دینا چاہتی تھی۔

"بچپن کا ساتھی کہہ سکتے ہیں۔ ہم ساتھ پڑھے ہیں میٹرک تک۔ اسکے بابا اور میرے بابا روح کے ساتھی ہیں ناں بس یہ کنکشن میرے اور اماٹل میں نہیں آسکا اس طرح باقی ہم فیملی کی طرح ہیں۔"

وہ نظریں پھیر گیا پر اس روح کے ساتھی پر نوح کی کیفیت کچھ بدلی تھی، آنکھیں مسکرائی تھیں۔

"روح کے ساتھی پر بھی اک ریل بناو ناں مس روح۔۔۔ مجھے جاننا ہے"

فرمائش سنجیدگی کے باوجود اک عجیب سے انس کے سنگ آئی، نامہ کے چہرے کے رنگ بدلے۔

"مجھے پہلے سرچ کرنی پڑے گی مسٹر نوح"

اتنا مشکل کام تکلف ہی تو تھا۔

"خود کسی کی روح کا ساتھی نہیں بنی تم ابھی تک؟ جو سرچ کرنی پڑے گی؟"

یہ آدمی کچھ زیادہ ہی فری ہو رہا تھا، نامہ کو سچ میں اس لمحہ لگایہ آدمی فلرٹ کرنے کی کوشش میں ہے پر نوح یہ جو کر رہا تھا آٹومیٹکلی تھا، کچھ بھی فیک نہ تھا تبھی اسے خود بھی اندازہ نہ ہوا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

"میری ابھی عمر ہی کیا ہے مسٹر نوح"

وہ ٹال گئی۔

"واٹ! اس کے لیے عمر کہاں سے آگئی بیچ میں؟"

نوح کی حیرت دیدنی تھی، دیکھنے لائق۔

"روح کا سا تھی تو عمریں بیتانے کے بعد ہاتھ آتا ہے، یہ پل دوپل کا افسانہ نہیں۔"

وہ نوح ادا دوغان کو لا جواب کرنے والی پہلی لڑکی تھی، وہ اسے دیکھتا رہا

گیا، وہ ڈرائیونگ کے وقت سامنے ہی دھیان رکھتی تھی۔

"ویسے ایک اور چوائز ہے کہ روح کے سا تھی کوڈھونڈنے کے بیچ ہی ساری

عمر لگانے اور اسکے بنا ہی عمر بیتانے کے بجائے ہمیں چاہیے جو اچھا مخلص ملے

اسے پکڑ کر کھینچ تان لیں اور تھوڑی مرمت کر کے روح کا سا تھی بنالیں"

اپنی بات سے چھائے فسوں کو دور کرنے وہ خود ہی زرا مزاق بھرے لہجے میں مشورہ دے گئی، نوح نے چہرہ وندو کی طرف پھیر لیا، اس شخص کا انداز فیصلہ کن تھا۔

"(اب وہ مخلص خود مجھ تک آئے گی، میں اک غلطی کر چکا ہوں خود اپنے لیے کسی کو چن کر۔ غلطیاں دہرانا مجھے پسند نہیں)۔ پکڑ کر رکھنے کے باوجود بھی وہ لوگ زندگی سے چلے جاتے ہیں جنہیں جانا ہونا مہ سلطان۔۔۔"

اول جملے سوچتے وہ اختتام والا کہہ دے گا یہ خود بھی نوح نے نہ سوچا تھا، نامہ کے چہرے کے تاثرات بھی افسردہ سے ہوئے کیونکہ ایسا ہی اس نے اور فیروز نے سوہا کے لیے کیا تھا، وہ دکھی ہوئی تھی۔

"ایگری کرتی ہوں۔ تو حل یہ ہے مسٹر نوح کہ ہمیں اپنے ارد گرد موجود کسی کو پکڑنا ہی نہیں چاہیے، کوئی ہمارا مکمل ہو گا یہ صرف ہمارا وہم ہے۔ کھلی اجازت دینی چاہیے کہ تم جارہے ہو تو بھی وہ رہا راستہ خوشی سے جاو۔ یہ دنیا

کا بچھڑنا تو معمولی چیز ہے۔ جنکا کوئی مر جائے اصل رمز سے تو وہ واقف ہوتے ہیں"

وہ افسردگی سے ہی بولی اور اب کی بار نوح منتفق تھا، زندگی سے مانیہ کا جانا سچ میں چھوٹا سا اک سانحہ تھا، چھوٹا اس لیے کیونکہ وہ بہت پہلے جب کمزور سا بچہ تھا، اپنی مضبوطی، اپنی پاور یعنی اپنی ماں کھو چکا تھا۔

اور کہتے ہیں جنگی مائیں مرجائیں پھر وہ کسی کو کھونے سے نہیں ڈرتے، اتنے بہادر ہو جاتے ہیں۔

"مما کہاں ہیں تمہاری؟"

نوح کے سوال ذاتیات میں ڈھلے اور نامہ اب مزید کچھ بتانے پر دل بھاری محسوس کر رہی تھی۔

"میں آپ کے ساتھ آل ریڈی کافی فری ہو چکی ہوں۔ کیا اسکو کنٹرول کریں؟"

وہ نوح کی طرف دیکھتے سرد مہری سے بولی جو سمجھ گیا وہ ماں کے بارے بات کرنا نہیں چاہتی اور اس بارے نوح کے منہ پر بولی ہے۔

"میری دی ٹپ مجھی پر مت آزماؤ۔ استاد ہمیشہ استاد ہی رہتا ہے"

وہ برا منائے منہ ہی پھیر گنا اور نامہ نے پوری کوشش کی برہم ہونے کی پر آجا کر ہونٹوں پر مسکراہٹ ہمکنے لگی۔

"باتونی انسان"

نامہ نے دل ہی دل میں سوچا جبکہ اگلے بیس منٹ اسے اپنے خیال کی نفی کرنی پڑی کیونکہ نوح کے بولنے تو دور سانس لینے کی آواز بھی نہ آئی۔

نامہ نے اسے ہو سپیٹل ڈراپ کیا اور نکل گئی۔

جو باتیں دونوں میں ہوئیں وہ بھولنے والی نہ تھیں۔

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

رات تک نامہ نے پورا وقت بابا کے ساتھ گزارا، استنبول کے گھر کی پیمینٹ کے ساتھ اس نے وہاں والے گھر کے اونر کو بھی انفارم کر دیا کہ وہ از میر شفٹ ہو گئی، بس وہ ایک دو دن میں جا کر اپنا اور بابا کا سٹف بھی لانے والی تھی۔

اسکے بعد شام وہ اپنی کورس کی کلاس لینے گئی اور پھر از میر میں ہی دوغان والا کے آس پاس کوئی گھر ڈھونڈا مگر وہاں کرائے، اک پورے گھر کی پیمینٹ جتنے تھے کیونکہ وہ لگژری علاقہ تھا لیکن نامہ پر امید تھی کوئی اچھا سا گھر اسے کچھ کوشش کے مل جائے گا۔

خیر رات ہوئی تو وہ وریام ہو سپٹل پہنچی اور آج بھی بیس منٹ پہلے آئی تھی، نوح کو فری ہونے میں کافی وقت تھا تو نامہ نے پہلے تو اسکے آفس میں بیٹھ کر چائے پی پھر وہ یونہی ہو سپٹل گھومنے نکل آئی، وائیٹ کلر کی peasant پلین ٹاپ کے ساتھ اس نے بلیک کار گو پیٹ پہن رکھی تھی اور آج بھی ہیلز بلیک تھیں جو نامہ پر بہت سوٹ کر رہی تھیں۔ بالوں کو آج بھی کھول رکھا تھا اس کا ر ف اسکا گلے میں سائیڈ بوناٹ کے سنگ ایڈ جسٹ تھا جو بلیک اینڈ وائیٹ تھا۔

وہ ہو سپٹل کے کوریڈور میں ہی گھومتی مسٹر نوح کو تلاشنے کے چکر میں تھی جب کسی چینخ پر نامہ ہڑبڑا کر پلٹی، سامنے والے روم میں کوئی پیشینٹ تھا جو در د سے بلبلا رہا تھا، نامہ نے اس طرف سے توجہ ہٹائی اور واپس آفس روم کی طرف ہی جانے لگی جب اسے لگا سر بری طرح معاف ہونے کے ساتھ بے جان ہوا ہے۔

نوح وہیں کوریڈور کی طرف آتا اپنے راوند کا سکیجول نرس سے لیے چیک کر رہا تھا جب یونہی بے ساختہ نظر اٹھائی تو اسے کچھ فاصلے پر نامہ اپنا سر تھامے ہو اسپتال لاؤنچ کے بیچ و بیچ کھڑی دیکھائی دی تو نوح نے نرس کو وہ نوٹس فائل تھمائی اور نامہ کی طرف گیا مگر اس سے پہلے وہ اسی رفتار سے نامہ تک آتا، نامہ کے لڑکھڑانے اور زمین بوس ہونے پر نوح کے قدموں کی رفتار خود بخود بڑھی اور وہ گرنے سے قبل ہی نوح کی مضبوط بازوؤں میں قید ہوتی اسکے سینے کے سہارے سے سنبھال لی گئی مگر نوح کا دماغ ایک تو اس چینیختے مریض کی طرف تھا پر لگتا دل تو اس لڑکی پر اٹکا ہے جسکی سنبھالنے کے باوجود بند آنکھیں ہر طرف لمحہ بھر اندھیرا کر گئیں۔

نوح نے اسکی گال تھپکی پر وہ بے جان تھی، سانس دھڑکن سب بہت مدھم جو ڈرانے والا تھا، نوح نے اسی بوکھلاہٹ میں سا تھی جو نئیر ڈاکٹر کو آواز دی۔

ایک نرس اور ایک Murse وہیں تھے، ایک ڈاکٹر بھی آس پاس تھا کہ نوح کے بلانے پر وہ لوگ فوراً نامہ کی طرف ریسکیو کی غرض سے آئے،

نوح نے اسے ہوش میں نہ آتا دیکھے اپنی بازوؤں میں اٹھایا اور اسی سامنے والے روم کی طرف بڑھا، اسے ہو اسپتال کے میٹرس پر لٹائے فوراً پیچھے ہوا تاکہ مخصوص ڈاکٹر اسے ایگزامن کر سکے، نرس اسکی پلس دیکھنے لگی اور مرس یعنی میل نرس نے بلڈ پریشر چیک کرنا شروع کیا، نوح وہیں کھڑا فکر مندی سے نامہ کو دیکھ رہا تھا جسکی ہارٹ بیٹ ڈاکٹر ماوی دیکھ رہے تھے جو یہاں کے بہت اچھے General Practitioner تھے جسکا مطلب تھا وہ ہر طرح کے مرض کو جانچ سکتے تھے اور وہ وریام ہو اسپتال میں ویسے بھی پرائمری کیئر فزیشن کے طور پر جانے جاتے تھے۔

"کیا ہوا ہے اسے ڈاکٹر ماوی!"

نوح نے ماوی کے چہرے کے فکر بھرے تاثرات دیکھتے بے قراری سے

پوچھا۔

"بہت لوو بلڈ پریش اور ہارٹ بیٹ بھی ابنار مل! ایسے لگتا ہے اسے شدید صدمہ پہنچا ہو۔ کسی ڈر کاشکار ہے کیا آپ کی ڈرائیور؟"

ماوی نے نرس کو انجکشن کا کہے رخ نوح کی طرف پھیرا، نوح کیا بتاتا ابھی وہ اسے اتنا نہیں جان پایا تھا۔

"مجھے لگتا تو نہیں۔ مے بی کھانا نہ کھایا ہو۔"

نوح نے نفی کرتے اندازہ لگایا۔

"ہو سکتا ہے۔ Vasopressors دیتا ہوں تھرو ڈرپس، اگر کنڈیشن سٹیبل ہوتی ہے تو پتالگ جائے گا کیا ایشو ہے۔ ڈونٹ وری، شی ول بی فائن ان ون ہار"

ماوی کو نوح کی پریشانی کچھ شدید لگی تبھی اسے آخری جملہ کہنا پڑا جبکہ نوح نے کوئی خاص توجہ نہ دی ماوی کے جتانے پر بس اسکی نظریں نامہ پر جمی تھیں، نرس نے اسکی ہیلز بھی اتار دی تھیں اور تبھی نوح کی نظر اسکے

خوبصورت پیروں پر گئی تو کتنے لمحے وہ نظر نہ ہٹا سکا، وہ سچ میں اتنے خوبصورت تھے کہ انکو چھونے کا من چاہتا، اس کھوئے نوح نے کتنے لمحے تو ماوی کی بات کا جواب بھی نہ دیا پھر جیسے خود کو ملامت کی کہ کیا کر رہا ہے۔

"امید ہے۔ تھینکیو"

نوح نے سر جھٹک کر اسکا کندھا تھپکایا تو ماوی نے انجکشن کے بعد نرس کو دس منٹ کے ساتھ ڈرپ لگانے کی تاکید کی اور وہاں سے چلا گیا، نوح وہیں سر پر کھڑا رہا جب تک نامہ کو دونوں ڈرپس لگیں، نرس وہیں رکی تھی تاکہ اسکی ہارٹ بیٹ اور بی پی دیکھے اور جیسے جیسے وہ فلوئیڈ نامہ میں اترا، اسکی ہارٹ بیٹ بھی ٹھیک ہوئی اور بلڈ کا پریشر بھی بہتر ہونے لگا جس نے نوح کو تھوڑی فکر سے آزاد کیا، اتنی دیر سے وہ کھڑا تھا تبھی اسکے پاس ہی زرا دیر بیٹھا جہاں نامہ کے ہاتھ پر کینولا لگا تھا، اس پر الاسٹک فلنگ ٹیپ نسب تھی اور وہ اتنی سختی سے لگی تھی کہ نوح کو لگا اسکے ہاتھ کی سکن بہت زیادہ ٹائیٹ ہے، نوح نے اسی نیت سے اسکا ہاتھ پکڑا اور بہت نرمی سے اس ٹیپ کو نامہ کے ہاتھ

سے دھیرے دھیرے سے اتارا، حالانکہ یہ ڈاکٹر زاتنی نرمی سے پیش نہیں آتے، پر وہ نامہ کے نزدیک کچھ الگ تھا، اس ٹیپ کو اتارتے ہی کینولا اتارے نوح نے چھوٹا سا راؤنڈ بینڈ تاج نرس سے لیے اس جگہ لگا دیا جہاں کینولا کی نیڈل نسب تھی کیونکہ ٹیپ اتارنے سے اس سے بلڈ کے قطرے نکلنے لگے تھے۔

نرس نے ڈاکٹر نوح کو سینٹیٹائزر دیا تاکہ وہ ہاتھ صاف کر لے پر نوح نے نفی میں سر ہلایا، اس لڑکی کا ہاتھ اب بھی تھا ہوا تھا اور اسی لمحے نامہ کی پلکیں حرکت کیں، وہ انرجی بحال ہوتے ہی حواسوں میں لوٹ رہی تھی، پھر یکدم اپنے ہاتھ کو کسی نامانوس لمس سے جڑا دیکھے آنکھیں کھول بیٹھی، پہلا چہرہ ان بجھی آنکھوں میں جو جاگ کر نظر آیا وہ نوح کا تھا، نامہ کی آنکھیں گھبراہٹ کے رنگ سے بھریں۔

"کیا ہوا تھا مجھے مسٹر نوح؟"

خود کو ہو اسپتال بیڈ پر دیکھنے سے زیادہ اپنا ہاتھ نوح کے ہاتھ میں دیکھ کر وہ اپنے ہوش میں لوٹے ہی اٹھ بیٹھی، ہاتھ کھینچنا چاہا، نوح نے ہاتھ چھوڑے فوراً اسکے پاس سے اٹھے فاصلہ بنایا کہ وہ خود پر برہم تھا کہ ہاتھ چھوڑا کیوں نہیں۔

"تم بے ہوش ہو گئی تھی۔ مس روح! ماہر ڈرائیور کیا تم نے کھانا نہیں کھایا آج، تمہارا بلڈ پریشر اور شکر لیول اتنا گرا ہوا تھا کہ تمہیں دو ڈرپس لگائیں تب جان بچی تمہاری۔ اتنی لا پرواہی"

سامنے ہی چئیر پر بیٹھتے وہ اسے سراسر ڈانٹ رہا تھا جبکہ نامہ جلدی سے بیڈ سے اترتی پیر نیچے لٹکائے زرا نوح کے قریب ہوتے سرگوشی کی نیت سے جھکی کیونکہ کچھ فاصلے پر نرس بھی کھڑی تھی۔

"نہیں نہیں مسٹر نوح! ایسا نہیں ہوا۔ دراصل مجھے یاد آیا وہ پیشینٹ چینج رہا تھا اور اسے دیکھ کر کچھ ہوا مجھے، مجھے کچھ دیکھائی دینا بند ہو گیا۔

کھانا کھایا تھا سچی۔۔ کیا میں ٹھیک ہوں اب؟"

وہ بچوں کی طرح رازداری سے جب اپنے ڈرنے کا بتا رہی تھی تو نوح ادا دوغان کی ہیزل آنکھیں ایسے رنگ سے نہائیں جو دنیا میں ڈھونڈنا مشکل تھا، ناقابل بیان حد تک حسین!

"تمہیں دو لوگوں کا کھانا ہڑپ کرنا ہو گا تب جا کر تمہیں میں ٹھیک ڈیکلئر کروں گا، اور تب کہہ سکوں گا نامہ سلطان ٹھیک ہے"

وہ ڈر زائل ہوتے ہی مسکرائی، بھوک تو اسے لگ رہی تھی پر تکلف تھا جو اب آڑے آیا، وہ پہلے ہی یہ سیاپا کر کے نوح کو زحمت دے چکی تھی۔

"آپکو ولا ڈراپ کر کے میں پکا کچھ کھالوں گی"

نامہ نے اپنی ہیلز تلاشنے کے ساتھ ہی رسان سے نوح کو دیکھا جس نے اپنی ٹانگ ہٹائی تو اس کے شوز کے ساتھ ہی نامہ کی ہیلز پڑی تھیں۔

"مجھے ابھی آدھے گھنٹے کا کام ہے۔ تم فوڈ میس جا کر کھانا کھاؤ، ایسے تمہارا ڈرائیو کرنا، میرے سن پڑتے ہاتھ سے زیادہ ر سکی ہے۔ ہیلز پہن لو گی یا کسی ہیلپر کو بلاؤں؟ حالت دیکھو اپنی لہر ار ہی ہونا مہ۔۔"

وہ اٹھا اور چئیر بھی پیچھے کی تو نامہ نے اٹھ کر کھڑا ہونے کی کوشش کی، وہ لڑکھرائی تو نوح نے اسکو بازوؤں سے فاصلے سے ہی ہولڈ کیا۔

"ایسا تو کبھی نہیں ہو امیرے ساتھ۔ سوری میں ٹھیک ہوں۔ کھا لیتی ہوں کھانا ٹھیک ہے"

وہ اسکے ہاتھوں سے نکلنے کو بے قرار ہوئی تو نوح نے اسے آزاد کیا اور کچھ قدم سائیڈ ہوا تو نامہ نے اپنی جھک کر، ہیلز اٹھائیں اور واپس کاؤچ پر جا کر بیٹھی، سامنے میز تھا پر اسے وہاں پیر رکھنا مناسب نہ لگا تبھی جھک گئی۔

اسے اتنی مشکل میں مبتلا دیکھے نوح دروازے میں رک کر کھڑا اپنا ماتھا تشویش سے کھجا رہا تھا۔

"ٹیبیل پر پیر رکھ لو، وہ گھس نہیں جائے گا۔ میں فوڈ میس میں تمہارا کھانا لگوا رہا ہوں آجاؤ۔"

نوح نے محسوس کیا وہ اسکی موجودگی کی وجہ سے تھوڑی کنفوز ہے تبھی کہہ کر محترم رکے نہیں اور ڈور اوپن کرتے نکلے تو نامہ نے یوں سانس لیا جیسے پہلے روکا تھا، فوراً سے اپنی سیلز پہنیں، اور اٹھی، سر ابھی بھی بھاری تھا تبھی دونوں ہاتھوں سے سر تھام گئی، نرس پہلے ہی جاچکی تھی، نامہ نے سائیڈ ٹیبیل پر رکھا اپنا فون اٹھایا اور بال ٹھیک کرتی وہ باہر نکلی تو امانل کو وہیں آتا دیکھے تھوڑا حوصلہ ملا، وہ ایک پشینٹ کے ساتھ بڑی تھا، جیسے ہی سنا دوڑ آیا۔

"نامہ! ٹھیک ہو۔ کیا ہو گیا۔؟"

وہ اسکے چہرے کی رنگت سے فکر مند و پریشان ساتھ ہوا، دونوں ہاتھ اسکی بازوؤں پر رکھے۔

"ڈر گئی تھی۔ چیخ نہیں برداشت ہوتی مجھ سے تمہیں تو پتا ہے۔ وہ پیشینٹ بہت دردناک چیخ رہا تھا امائل، لگ رہا تھا درد سے پھٹ جائے گا وہ۔ میں اپنے حواس کھو بیٹھی۔ مجھے بہت اکورڈ فیل ہو رہا ہے"

نامہ نے اسکو دیکھتے ہی آزر دگی سے بتایا تو وہ مسکرا دیا، نامہ سلطان بھی کسی شے سے ڈرتی تھی، وہ سخت اور سنگین لہجوں سے خوف کھاتی تھی یہ بات امائل بچپن سے جانتا تھا۔

"یہاں تو اکثر لوگ درد سے چلاتے ملیں گے تمہیں نامہ، بہادر ہو جاؤ۔ یا ایسا کرو اب سے جب بھی آو میرے یا ڈاکٹر ادا کے روم میں ہی ویٹ کیا کرو۔ گھومتی پھرتی رہو گی تو سو طرح کے مریض دیکھائی دیں گے۔ تمہارا ڈاؤن ہونا فورڈ ایبل نہیں۔ بتاؤ اب کیسا فیل ہو رہا ہے۔ کچھ کھاو گی؟"

امائل کی ہر بات سننے وہ یکدم ہی سامنے دیکھنے لگی جہاں نوح کچھ ڈاکٹر ز کے ساتھ کھڑا انکی ڈسکشن سن رہا تھا پر توجہ اسکی نامہ پر تھی، اسکی آنکھوں کی فکر

دور سے ہی نامہ کو محسوس ہوئی، امائل نے جب گردن نامہ کے تعاقب میں گمائی تو ان دو کا آئی کانٹیکٹ عجیب سا احساس دے گیا، آل ریڈی اسکے بیہوش ہونے پر جس طرح نوح نے اسے پروٹوکول دلوایا وہ بھی امائل کو سوچ میں ڈالنے والا نقطہ تھا۔

"مسٹر نوح نے فوڈ میس جا کر کھانا کھانے کا کہا ہے مجھے، تم کمپنی دو گے؟" نامہ واپس امائل کو دیکھنے لگی تو وہ مسکرا کر سر ہلا گیا۔

"آفلورس نامہ! یہ بھی پوچھنے والی بات ہے۔ آجا مجھے بھی ڈنر کرنا تھا۔ تمہارے ساتھ تو مزہ دو بالا ہو جائے گا۔ پہلے بتاؤ ٹھیک ہو؟"

امائل اسکے چہرے کی رونق کے بحال ہونے تک فکر مند رہنے والا تھا، وہ اب کی بار مسکرائی۔

وہ دونوں ساتھ ہی فوڈ میس پہنچے تو نامہ کا ڈنر میز پر پہلے ہی لگا تھا، اسکے لیے مٹن سٹیک آرڈر کی گئی تھی وولیمین ہنی ساس کے ساتھ، ایک کارن چکن

سوپ بھی تھا اور تھوڑے بوائے رائس اسکے علاوہ ایک بلیک سپردہی سے
 بنی ساس بھی تھی جبکہ سوئیٹ ڈش میں از میر کی سب سے مشہور ڈش
 Lokma تھی اور دو عدد Torpil بھی تھے، Lokma جو دراصل ایک
 بہت ہیلتھی میل سمجھا جاتا تھا، جس میں آٹے کے چھوٹے چھوٹے گول
 ٹکروں کو آئل میں فرائے کر کے شیرے یا کسی فلیورڈ سیرپ میں ڈالا
 جاتا، جیسے ہمارے ہاں رس گلے، گلاب جامن یہ بھی اسی طرز کی اک ڈش
 ہے مگر کھانے میں بہت مزیدار ہوتی تھی۔

جبکہ Torpil کریم رول جیسی چیز تھی جو آٹے ہی کی اندر سے ہول والی
 رول بنی تھی اور اسکے سنٹر میں گرین کلرڈ کوکونٹ اور فریش بیٹ کریم فل
 تھی۔

اتنا ریسانہ ڈنر دیکھ کر امانل نے مسکرا کر نامہ کو دیکھا جو صدمے میں جا چکی
 تھی۔

"مسٹر نوح پاگل ہیں کیا، اتنا سب میں بس سو نگھ سکتی ہوں اما نل۔ کھانا ناممکن ہے"

وہ صدمے سے ہی کرسی سنبھالے بیٹھی، اما نل جو ویٹر کو بلا چکا اسے واپس بھیجا کیونکہ یہ ڈنر دونوں کے لیے کافی تھا۔

"میں ہوں ناں بھوکا بھیڑیا۔ تمہاری مدد کرتا ہوں۔ ویسے ڈاکٹر کے ارد گرد رہو گی تو ایسے ہی ٹھسوائیں گے وہ تمہیں۔ صحت کے معاملے میں ہم بہت چچی ہوتے ہیں۔ بھئی جان ہے تو جہان ہے۔ ہمارا تو ایک ہی اصول ہے"

اما نل نے نامہ کی پلیٹ میں مٹن گرل سٹیک کا پیس رکھے اسکے لیے سوپ بھی باول میں ڈالا، کیونکہ نامہ کو سوپ بہت پسند تھے، اپنی پلیٹ اس نے گریوی سٹیک اور تھوڑے سے رائس والی بنائی کیونکہ جناب کو سوپ ہرگز پسند نہ تھا۔

نامہ نے پہلے سوپ ہی ٹرائے کیا جو اتنا می تھا کہ زبان میں گھلتے ہی مزہ دے گیا، پھر اس نے سٹیک ٹیسٹ کی، مٹن بہت اچھے سے اندر تک کک تھا، حالانکہ وہ میٹ بہت کم کھاتی تھی وہ بھی ستھر والا، فیٹ سے پاک اور یہ ایسا ہی تھا۔

"تم لوگ دنیا میں کھانے آئے ہو گے ناں۔ میں تو جینے کے لیے کھاتی ہوں۔ یہاں کا کھانا اچھا ہے کل بھی کھایا میں نے۔ اگر مجھے یہاں کے کھانے کی عادت پڑ گئی اور جاب چھوٹ گئی پھر میں کہاں سے یہ عیاشی ڈھونڈوں گی؟"

نامہ کو نئی فکر نے گھیرا، اما نل نے ہنس کر ان فکروں سے بھری مس کو نہارا۔

"میں لے آیا کروں گا تمہیں، اسی ہو سپٹل میں جاب کرنے والا ہوں ان فیوچر بھی۔ تمہیں عادت بنانے کے بارے ٹنشن فری ہو جانا چاہیے۔ اپنا ہو سپٹل سمجھو"

وہ اسکی طرف دیکھتی مسکرائی اور کھانے سے ہاتھ روکے اشتیاق سے امائل کو میز پر کہنیاں ٹیکے دیکھنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ اچھا مجھے بتاؤ کیا وہ پاگل لڑکی یہاں کام کرتی ہے؟"

نامہ نے جب پوچھا تو امائل پہلے تو سمجھا نہیں پر جب مفہوم پلے پڑا تو ہنس کر نفی میں گردن گما گیا۔

"نہیں نامہ! وہ کام وام نہیں کرتی بس دوسروں کے ناک میں دم کرتی ہے۔ امیرزادی جسے زندگی نے فل موج دے رکھی ہے۔ نان سیریس اور لا پرواہ"

اتناسب اما نل سے سنے نامہ کی حسرت ہی بھر گئی اس پاگل کو دیکھنے کی، یہ آدمی تو اسکی خیالی تصویر لیے بیٹھا تھا۔

"تم سیریس ہوتے جارہے ہو ہر لمحہ، اتنی سپیڈ بھی اچھی نہیں نکمے"

نامہ نے واپس سے سوپ کی سپون پیتے ڈانٹا۔

"توبہ توبہ! تم نے پوچھا مجھ معصوم نے بتا دیا۔ سیریس ہونے کا وقت نہیں میرے پاس نامہ"

وہ پانی پیتے ٹیک لگاتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا اور تبھی نامہ کی نظر پھر سے فوڈ میس کے باہر سے گزرتے نوح پر گئی جو کچھ فارن سر جنز کو ہو سپٹل کے گیڈ تک سی آف کرنے آیا تھا اور اب واپس جاتے ہوئے وہ نامہ کو کھانا کھاتے دیکھ کر گیا تھا، ہاں رکا نہیں تھا۔

"وہ کیا دیکھ رہے ہو؟"

نامہ نے اپنی توجہ واپس امانل پر ڈالی۔

"کل تم میری الجھن دگنی کر گئی، نامہ میں نے ساری رات بہت سوچا۔ مجھے کوئی سرا نہیں ملا اپنی بے قراری کی وجہ کا"

وہ تھکن خود رہ تاثرات لیے نامہ کو دیکھنے لگا جو خود بھی سنجیدہ ہوئی۔

"اچھا تم ایک بار مل لو اس سے پھر، کسی بھی بہانے سے۔ بھلے وہ ملاقات راہ چلتے ہی کیوں نہ ہو کچھ سیکنڈز کی۔ اگر آپکو سمجھ نہ آئے محبت ہے یا وہم تو اس شخص کا اک جذباتی سادیدار کریں، روح کی آنکھوں سے دیکھیں اسے پل بھر کو۔ شاید جواب مل جائے"

وہ گہری باتیں جب بھی کر دیتی تھی فوراً اسکی ریل بنادیتی اور ابھی بھی وہ جیسے جلدی سے اپنا فون نکال رہی تھی، امانل نے اپنا سر تھام لیا۔

"کیا ظالم لفظ کہہ دیے امانل۔ اسکی تو ریل بنتی ہے۔ واہ واہ ہوگی اس سستی موٹیویشنل سپیکر کی"

وہ ہنستا ہوا اسے دیکھنے لگا جو جب تک ریل بنا کر ڈال نہ چکی اسکا اگلا نوالہ حلق سے نہ اترے۔

وہ اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا جو سنجیدہ اور حقیقت پسند ہونے کے باوجود بھی بورنگ نہ تھی، وہ زندگی سے بھری تھی تبھی اماٹل کو اچھی لگتی، پھر جیسے عجیب سادل کو کچھ ہوا۔

اچھا اور پیارا لگنے میں فرق ہوتا ہے، اسکے دل نے اک نقطہ اتارا۔

ابھی نامہ نے ریل لگائی اور ادھر Oncology ڈیپارٹمنٹ میں روانڈ لگاتے نوح کو نوٹیفکیشن ملا، زرارک کر جینز کی پاکٹ میں پھنسا فون نکالا تو روح کی آئی ڈی کا نوٹیفکیشن تھا۔

"میں کھانا کھا رہی تھی تو مجھے ایک پتے کی بات کی آمد ہوئی۔ سوچا اکیلے کیوں سہوں، اپنے فالورز کو بھی تو تنگ کروں اپنے خیالات بتا کر۔

اگر آپکو سمجھ نہ آئے محبت ہے یا وہم تو اس شخص کا اک جذباتی سادیدار کریں، روح کی آنکھوں سے دیکھیں اسے پل بھر کو۔ شاید جواب مل جائے۔ واہ واہ کرنی ہے سب نے۔۔۔ اچھا تو گائیز آجکل جیسے محبت بڑی ٹرینڈ پر ہے تو لوگ کنفوز ہوتے ہیں کہ یہ محبت ہے یا پسند۔ تو روح کے نزدیک بات پتا کیا ہے، پسند بہت سی ہو سکتی ہیں، پر محبت وہ ہے جس پر ہمارے جذبات کی لپک کا سٹاپ آجائے، فل سٹاپ پیارو۔ اسکے بعد کچھ بھی نہ رہے، کوئی طلب کوئی خواہش باقی نہ رہے۔ وہ سٹاپ جس شخص پر ہے وہی آپکی محبت ہے۔ جبکہ آخری کا سین یہ ہے کہ اگر کسی کو چاہنے کے بعد بھی ہم کسی دوسرے کی طرف چاہت لیے چل پڑیں تو سمجھیں وہ محبت تھی ہی نہیں جس کے پاس سے ہمارا جانا ممکن ہوا۔ کیونکہ جو محبت ہے ہم تو اس سے دور ہو کر بھی دور نہیں ہوتے، وہیں پڑا وڈال کر ٹھہر جاتے ہیں۔ میرا ایک دوست ہے! اسے کسی لڑکی کے لیے کچھ فیل ہوا پر یہ پہلے بھی کسی کو پسند کرتا ہے، پر اسے لگتا ہے وہ اسے بری لگتی ہے اور اسکی پسند پہلی والی ہی

ہے پر پھر دوسری کا خیال کیوں آیا؟۔ اب آپ لوگ کمنٹ سیکشن میں بتائیں کہ ایک ہی فرد دل کو اچھا اور برا ساتھ لگ سکتا ہے کیا؟ اور اگر محبت کے بعد محبت ہوتی محسوس ہو تو آپ کس کو اصل والی مانیں گے "

نوح اسکی ریل سننے اور اسکی ڈنر ٹیبل اور ہو سپٹل کے میس کے نظارے دیکھنے کے بعد کمنٹ سیکشن میں مسکراتا آیا جہاں سولوگوں نے خیالات عیاں بھی کر دیے تھے۔

"محبت کے بعد محبت ہو تو یہ میرے خیال میں ہمارے موو آن ہونے کا انعام ہے مس روح۔ کہ ہمیں ممکن ہے اک سراب سے نکال کر اللہ نے راہ راحت بخشی ہو۔ وہی راہ راحت ہماری محبت بننا ڈیزرو کرتی ہے۔ مس روح ایگری و دیو کہ روح کو ایفیکٹ کرتا اس خاص کا دیدار بہت سے فیصلوں میں مددگار ہوتا ہے۔ لیکن روح کے ساتھی والی ریل ابھی تک نہیں آئی مس "

وہ جو امانل کو مزے مزے کے کمنٹس سنارہی تھی، نوح ادادوغان کی آئی
ڈی کمنٹ پر ٹھٹھکی، پھر دھیماسا مسکرائی۔

"اگلی وہی ہوگی مسٹر نوح"

نامہ نے اس کے کمنٹ کے نیچے جواب دیا۔

نوح بڑی ہو گیا تبھی دیکھ نہ سکا، امانل بھی ڈنر کے بعد کسی کال پر چلا گیا
کیونکہ اس کی آج نائٹ شفٹ تھی مگر نامہ وہیں واک کرتی رہی جب تک نوح
فری ہوا، نامہ کا ڈنر بھی ڈاجیسٹ ہو گیا۔

وہ ساتھ ہی پارکنگ میں آئے، نامہ اب قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی۔

"آپ نے میری ریل پر کمنٹ کیا تو ریلز کے لائکس سے زیادہ لائک آپ کے

کمنٹ کو مل گئے۔ یہ کیا بات ہوئی"

نامہ اسکے خود ہی ڈور کھول کر سوار ہونے کی منتظر تھی تبھی نوح جب بیٹھا وہ بھی سوار ہوتے ہی اسکی طرف دیکھتے بولی۔

"میں معافی چاہتا ہوں اپنی اور جنل آئی ڈی سے کمنٹ کیا اس میں کافی لوگ ایڈ ہیں، تمہیں دکھی یا ڈس ہارٹ کرنے کو نہیں کیا۔ ڈیلیٹ کر دوں؟"

وہ اسکے لہجے سے سمجھا وہ اداس ہے پر وہ اداس نہیں تھی بس ایسے ہی شکوہ کر گئی۔

"نہیں تو۔ ایسا بھی نہیں کہا۔ رہنے دیں۔ میں بس تھوڑی جل گئی تھی"

نامہ نجل سی ہوئی اور نوح نے کچھ سوچتے مسکرا کر اپنے فون پر اگلے دس منٹ کچھ کیا تھا، خیر نامہ پر سکون انداز میں ڈرائیونگ کر رہی تھی جبکہ نوح کی نظر روح نامی اکاونٹ پر تھی جسکی فالورز دس منٹ میں کئی ہزار بڑھے اور وجہ یہ تھی کہ ایک سوشل سیلبرٹی نوح ادا دوغان نے ایک پروفائیل اپنے انسٹا پر شئیر کی اور سبکو ریکمنڈ کیا کہ اسے وزٹ ضرور کریں اور وہ تھی نامہ کی

روح نامی پرو فائیل، وہ بلوٹک اکاؤنٹ ہولڈر تھا جسکے سٹائیس ملین فالورز تھے وہ بھی بس اکاؤنٹ کا پوسٹس کے ساتھ جو کچھ ریس اور سوشل ورک سے ریلٹیڈ تھیں پر دنیا اسکی فین تھی، اسکے یونیک کام کی۔

نوح نے نامہ کے سپیڈ سے بڑھتے فالورز دیکھتے اک دھیمی سی سمائیل دی اور اپنا فون واپس اپنی پاکٹ میں رکھتے وہ باہر دیکھنے لگا۔

"گھر جا کر پراپر ریسٹ کرنا۔ ابھی طبعیت میں کوئی بو جھل پن ہے کیا؟"

نامہ نے اول تاکید پر فرما برداری سے سر ہلایا جبکہ اگلی فکر بھی نفی کی کیونکہ وہ کافی بہتر تھی۔

"گڈ!"

وہ مسکرایا اور پھر سے باہر دیکھنے لگا، نامہ نے اسے دوغان ولاڈراپ کیا تو وہ کچھ دیر باہر نگلی۔

"گڈ نائٹ نامہ۔ ٹیک کئیر"

وہ اسکی طرف دیکھتے ہی اپنی پروقار چال لیے اپنے ولا کی طرف بڑھا تو نامہ نے بھی اسے جاتا دیکھ کر خود بھی پلٹ کر جب یو نہی فون دیکھا تو نامہ کو لگتا جھٹکا سچ میں اسکا چہرہ سفید کر گیا۔

اسکا روح نامی پچیس ہزار فالورز والا اکاونٹ 700k تک پہنچ چکا تھا اور جس ریل پر کچھ دیر پہلے ہزار لائکس تھے اب اس پر نووے ہزار لائکس دیکھے نامہ نے صدمے سے گاڑی کا سہارہ لیا۔

"ی۔۔۔ یہ کیا؟ کیا میری ریل وائرل گئی پر اتنی سپیڈ؟ اوہ مائی گارڈ اتنے فالورز بس تیس منٹ میں۔"

نامہ ابھی تک گاڑی سے لگ کر کھڑی ششدر تھی مگر پھر نجانے کیا سوچھی کہ وہ کمنٹ سیکشن میں گئی اور نوح ادا دوغان کی آئی ڈی کھولی اور اسکی

آنکھیں پتھر اگئیں، جو پوسٹ نوح نے لگائی نامہ کے اکاونٹ والی اسے ملین لوگ لائک کر چکے تھے۔

نامہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

پھر ساتھ ہی نوح کا اسے میسج موصول ہوا۔

"میرے کمنٹ کے لائکس تو تمہاری ریل کے لائک کے آگے قطرہ ہو گئے نامہ، میں بھی جل رہا ہوں تو سوچا بتا دوں تمہیں۔"

نوح کا میسج پڑھے نا جانے کیا ہوا کہ نامہ نے اپنا دل تھاما، عجیب سا احساس جاگا، اچھا بھی اور برا بھی۔ وہ آدمی کیسے کر گیا یہ، چھوٹی سی چیز تھی نوح کے نزدیک پر نامہ کے لیے بہت بڑی تھی، وہ کتنی دیر اس کے میسج کو دیکھتی رہی پھر گاڑی میں بیٹھی اور دوغان والا سے کچھ دور گاڑی لائے روکی، فون نکالا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا مسٹر نوح؟"

پانچ منٹ سوچنے کے بعد اس نے ایپ کے بجائے نوح کو اسکے نمبر پر میسج کا جواب دیا۔

وہ پانچ منٹ میں شور لے چکا تھا، باہر اسے بابا بلارہے تھے تبھی وہ انہی کے پاس جاتے جاتے میسج پڑھے رکا۔

"کیسا نامہ؟"

وہ انجان بنا۔

"یہی میری پروفائل شئیر کیوں کی؟"

وہ اداس تھی، اسے لگ رہا تھا اس نے نوح کا احسان لے لیا ہے، وہ عجیب احساسات میں گری تھی۔

"کیونکہ مجھے مس روح نے امپریس کیا ہے، میں نے اسکا اکاونٹ اپنے فالورز سے شئیر کیا کہ اچھی چیز پھیلانا تو نیکی ہے۔ تم مجھ سے میری نیکی پر سوال کرو گی کیا؟"

وہ اسکے جواب پر اور الجھی، دل دھڑک کر رکنے لگا۔

"نہیں۔ لیکن مجھے اچھا نہیں لگا۔ آپ سبکو کہیں اب کہ روح کو ان فالو کریں۔"

وہ بضد تھی، نوح سوچ میں پڑا، پھر میسج ٹائپ کیا۔

"میرے فالورز میں ایک مسئلہ ہے نامہ، میں جو کہتا ہوں کرو، صرف وہی کرتے ہیں۔ جس کا کہوں کہ مت کرو وہ نہیں کرتے۔ انھیں اچھی چیز ملی ہے تمہاری پروفائیل کی صورت جہاں تم بنا اپنا چہرہ دیکھائے اپنا آس پاس کا ماحول دیکھاتی اپنے جذبات بتاتی اور لوگوں کے سوالوں کے جواب دیتی

ہو۔ وہ بھلا میرے کہنے پر اب اس اچھے اکاونٹ کو ان فالو کیسے کریں گے خود سوچو۔"

نامہ اسکے ہیر پھیر پر چکر اگئی، یہ آدمی نامہ کی سمجھ سے باہر تھا۔

"میں سوری کر لیتا ہوں نامہ، میری نیت تمہیں ڈاون فیل کروانا نہیں تھی۔ یہ میں نے بس اپنی پسند میں کیا۔ تمہاری جلن بہت کیوٹ تھی" نامہ نے زرا زبردستی مسکرا نے کی کوشش کی۔

"آگے سے ایسا کچھ نہیں کریں اور اپنی پوسٹ ڈیلیٹ کریں فوراً۔ میں نے تو بس یو نہی رینڈ ملی کہا، مجھے بہت امیر سمٹ ہو رہی ہے"

وہ نامہ کی کیفیت سمجھ رہا تھا تبھی موصوف نے پوسٹ ڈیلیٹ کی پر اب نامہ

کی پروفائیل اس نے سٹوری پر ڈال دی جہاں نامہ ہر گز جلدی نہ پہنچ سکتی تھی۔

"ایسی کوئی بات نہیں نامہ غلط مت سوچو۔ میں نے بھی رینڈ ملی کیا یقین مانو۔ کردی ڈیلیٹ۔ اور کچھ؟"

وہ دو تین منٹ بعد میسج کرے نامہ کی اداسی دور کرنے کا سبب بنا پھر بھی نامہ نے اسکی پروفائل کھولے چیک کیا پر نامہ کے دو ملٹین فالورز ہو چکے تھے اور ہنوز بڑھتے جا رہے تھے۔

"اتنے سارے آگئے مسٹر نوح، اف"

وہ اداس تھی اب بھی، نوح مسکرایا، یہ لڑکی تو ڈیجیٹلی بھی بڑی خوددار نکلی تھی اسکی نوح کو الگ ہی درجے کی مسرت محسوس ہوئی۔

"ایک بورسی ریل ڈالنا خود ہی بھاگ جائیں گے"

سمائیل فیس کے ساتھ محترم نے بونگا مشورہ دے کر ثابت کیا کہ وہ ہنسانے کا فن رکھتا ہے۔

"ڈن! اینڈ گڈ نائٹ۔۔۔"

وہ بھی بات ختم کر گئی تو نوح بھی مسکراتا فون وہیں چھوڑتا ٹاول سے اپنے بال ڈرائے کرتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آرکا۔

بال ڈرائے کرتے کرتے اسکا ہاتھ رکا، ذہن کے درتچے میں اپنی پریشانی ابھری جو نامہ کو گرتے دیکھ کر ہوئی، پھر جس طرح اس نے نامہ کو خود اٹھا کر روم میں لے جا کر لیٹایا، یہ فکریں وہ ہر ڈرائیور کی کرتا تھا کیونکہ وہ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو بہت سراہتا، انکا حوصلہ بڑھاتا پر نوح کو لگا جیسے اسکا نامہ کے لیے انداز کچھ مختلف ہے۔

یہ بات اسے سوچ میں ڈال گئی۔

"نوح! ہماری ڈائورس کا پتا چل گیا ہے ماما اور میکائیل بابا کو۔ بلارہے ہیں وہ تمہیں"

روم کے دروازے میں بیزارسی رکتی مانیہ نے اسے خود میں کھویا دیکھے اندر آنے کے بجائے وہیں رکے بتایا تو نوح نے ٹاول ہینگ کرے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"تم نے بتایا ہے؟"

نوح سرد مہری سے پوچھتا باہر ہی دروازے میں رکا تو وہ آگے سے بیزارسا چہرہ لیے دیکھنے لگی۔

"تمہیں لگتا ہے تم اتنے اہم ہو کہ تمہاری باتیں کرتی پھروں؟"

مانیہ نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے زچ کرنے کی کوشش کی۔

"مجھے کچھ نہیں لگتا، ہٹو یہاں سے۔"

وہ غصے سے کہے گزرا تو مانیہ کو خفیف سادھکیل گیا پر آج اسے برانہ لگا کیونکہ شام سے طبعیت بو جھل تھی، تبھی تو دوستوں کے پاس بھی نہیں گئی تھی۔

"کیوں سر پر سوار کر رہی ہو دیشا! لڑتے ہی ریتے تھے، اچھا ہے الگ ہو گئے۔ اب ہر کوئی بد زبان بیوی تھوڑا برداشت کر سکتا ہے، میرا نوح ویسے ہی بہت کالم انسان ہے۔ وہ ہر معاملے میں اخیر تک موقع دیتا ہے، اسکی بس کروادی ہوگی تمہاری بیٹی نے یقیناً"

ٹی وی پر کوئی فٹ بال میچ دیکھتے میکائیل نے اضطرابی انداز میں چکر کاٹی دیشا کو مخاطب کیا تو وہ رکی اور اچھٹی نگاہیں میکائیل پر جمائیں، اب میکائیل کو کیا پتا دیشا کی الجھن تو نوح کی پر اپرٹی تھی جو وہ آدھی کے بجائے پوری ہتھیا نے کے چکر میں تھی مگر بیوقوف اولاد نے سارے کیے پر پانی پھیرا اوپر سے بنا نوح کی پر میشن اس ساری جائیداد اور پیسے کو مانہ کسی کو دے بھی نہیں سکتی نہ کسی پر استعمال کر سکتی تھی۔

"میں بد زبان ہوں؟ بھولو مت تمہارے بزنس کی کئی ڈیلز میری وجہ سے ہوتی ہیں۔ شادی کے وقت تو بڑے مرے جارہے تھے"

دیشا کو آگ لگی۔

"ہاں وہ سب ٹھہر کی ہیں جو ڈیل تمہاری وجہ سے کرتے ہیں، اب تو بیس سال گزر گئے دیشا اس غلطی کو۔ کاش مجھے سدھارنے کا موقع مل جائے اس مرے جانے میں ہی میری آسانی تھی کیونکہ تب مرنے سے خود کو بچایا اور اب تک مر رہا ہوں۔ مجھے اچھے سے پتا ہے تم نوح کو حلق کا کاٹنا سمجھتی آئی ہو پر تمہیں بھی یہ بات اچھے سے بتاتا رہتا ہوں کہ وہی مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے"

میکائیل کا لہجہ سفاک ہوا تو دیشا نے بھی رتی برابر اثر نہ لیتے دو حرف بھیجے اور رہی سہی آگ دیشا کو نوح کے وہیں آنے پر لگی۔

پچھے پچھے مانہ بھی آئی اور میکائیل کے ساتھ ہی بیٹھی۔

"ڈائورس کا تم دونوں نے پوچھا دور، بتایا بھی نہیں۔ کس قسم کی آگ لگی تھی؟ تمہیں تو پسند تھی مانیہ! پھر کیا باپ پر چلے گئے نوح کہ جس کا پیار محبت کوئی پختہ دین ایمان نہیں؟"

دیشا اول تو اس طرح حساب لینے کا حق رکھتی نہ تھی پر اب لے لیا تو نوح کیسے اسے بنا جواب رہنے دیتا جبکہ مانیہ کی نظریں نوح پر تھیں، اسکے کرارے جواب کے لیے شدید منتظر تھی۔

"بابا کا ایمان کس نے خراب کیا اب یہ پوچھ کر آپ میرا منہ کھلوادیں گی مسیز میکائیل تو اچھا ہے پردہ رہنے دیں۔ دوسری بات ڈائورس کی تو یہ میرا اور مانیہ کا انتہائی ذاتی اور خود مختار معاملہ تھا جو ہم نے خود ہی سیٹل کیا۔ آپ کو مین پر اہلم کیا ہے؟ وہ بتائیں تاکہ کھل کر آپ کی تشفی کروا سکوں؟"

میکائیل کے کرارے جواب پر مانیہ جس کا شام سے دل بو جھل اور موڈ خراب تھا، محظوظ سی ہوئی ساتھ میکا نکل تو باقاعدہ دبا دبا مسکرائے۔

"مجھے میری بیٹی کی تذلیل برداشت نہیں سمجھے، ایک مرد نے اسے پسند ہونے کے باوجود چھوڑ دیا۔ یہ غصہ نہیں دلائے گا مجھے کیا؟"

اس بار نوح سمیت وہ دو بھی سنجیدہ ہوئے، لختہ بھر نوح نے مانیہ کی طرف دیکھا جو خود بھی بے تاثر ہو گئی تھی۔

"اس مرد نے پسند کے صدقے ہی آپکی اس بیٹی کو اسکی مرضی پر چھوڑا۔ آپ کو غصہ کیوں آئے گا خوا مخواہ۔ جو لوگ ساتھ ایک راستے پر چل نہ سکیں انکو الگ الگ راستہ چننا چاہیے تاکہ نہ دل تھکیں نہ پیر۔ بھرم قائم رہ جاتا ہے کیونکہ جب نفرت ہو جاتی ہے پھر زیادہ دکھ ہوتا ہے۔ بابا! آپکو برا لگا میرا یہ سب نہ بتانا؟"

اول ہر جملہ وہ ان ماں بیٹی کو باور کروائے مطمئن میکائیل کی طرف گھوما جو آگے سے رشک بھرا مسکرائے کہ نوح واقعی ان جیسا نہیں کہ اک اذیت دیتے تعلق سے بندھا رہے۔

"ہرگز نہیں! مجھے خوشی ہے تم دونے بروقت ایک بہترین فیصلہ لیا اس سے پہلے کہ معاملات ایک دوسرے کی جان لینے پر آتے۔ اور تم فکر مت کرو، بہت اچھے اور تمہارے ٹائپ کے لڑکوں کے رشتے ہیں میرے پاس"

میکائیل کامانیہ کی گال سہلا کر کہنا اسے منہ پھلانے پر مجبور کر گیا۔

"ابھی تو اس ہٹلر سے جان چھوٹی میکائیل بابا، کیا آپن تھوڑی آزادی ڈیزرو نہیں کرتی کیا۔ مجھے نہیں کرنی شادی بربادی۔ جسٹ چل"

اس وقت دیشاکا بس نہ چلا اس چل اولاد کو زمین میں گاڑ دے البتہ میکائیل آگے سے ہنس کر مانیہ کے فوراً ساتھ ملے جس پر نوح کو تھوڑا اچھا لگا کہ مانیہ اپنے فیصلے پر پچھتائی نہیں ورنہ وہ دگنا پچھتاتا۔

"ہاہا! چلو ہم مل کر اوٹنگ پر نکلتے ہیں پھر۔ تمہارا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ کیا خیال ہے؟"

میکا نکل کو مانیہ کے ساتھ گھلتے دیکھ کر نوح نے اک سرد سی نظر اندر ہی اندر سے گھلتی دیشا پر ڈالی اور چلا گیا کیونکہ نیند آرہی تھی جبکہ دیشا بھی پیڑ پٹخ کر وہاں سے چلی گئی جسکا جانا میکا ٹیل اور مانیہ دونوں نے محسوس کیا اور چہرے لمحہ بھر تاریک سے بھی پڑے۔

"صارم کو بھی لے چلیں؟"

مانیہ نے جھٹ سے آفر میں صارم کو شامل کیا تو میکا ٹیل کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"اس نکمے کو اپنی آوارگی سے فرصت ہوگی تو ہمیں جوائن کرے گا۔ دفع کرو اسے۔ میں بس تمہارا موڈ اچھا چاہتا ہوں۔ نوح نے یہ جو فیصلہ لیا یقین کرو اس میں نووے فیصد تمہاری بھلائی ہوگی۔ وہ اپنا نہیں سوچتا مانیہ تو کوئی دل میں میل رکھنے کی ضرورت نہیں۔"

میکا ٹیل نے نرمی سے مانیہ کو سمجھایا تو وہ آگے سے مسکراتی ہوئی اٹھی۔

"چل کریں میکائیل بابا! یہ فیصلہ میری ہی مرضی سے لیا اس نے تو میں کیوں دکھی آتما بنوں گی۔ آپکا بیٹا کسی ایلین یار بوٹک لڑکی کو ہی راس آنا۔ بلکہ دونوں بیٹے۔۔۔ سوری ٹو سے"

وہ جھٹکے سے بال لہراتی کہہ کر رکی نہیں جبکہ اسکے موڈ کو دیکھتے میکائیل کو بھی طمانیت ملی کہ نوح کا خیر سے اس خاندان سے پالا چھوٹا اور شکرانے کے نفل بنتے تھے اس پر۔

مانیہ روم میں آئی تو آگے دیشا آنکھوں میں انگارے لیے کھڑی تھی۔

"تمہارا وہ ماڈرن جواری سگا باپ تمہارے جسم کا اک اک حصہ جوئے میں ہار دیتا، اس سے خود کو اور تمہیں بچا کر میں نے اس خفاظتی باڑ میں تمہیں قید کیا اپنی عزت نفس مجروح کر دی۔ تمہارے لیے ایک فیصلہ لیا، جس سے نفرت تھی، جس بچے نے مجھے میکائیل سے ہمیشہ کو سوں دور پٹھا اس کے حوالے اپنی بیٹی کی اور تم نے یہ صلہ دیا کہ میری محنت غارت کرتے لمحہ نہ

سوچا۔ میں آدھی نہیں نوح سے اسکی زندگی کی ہر آسانی چھیننا چاہتی تھی کیونکہ وہ میرے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے پچھلے بیس سال سے، تم نے اسکی لائف سے نکل کر اسے سب کچھ لوٹا دیا نکمی جو میں چھیننے کی کوشش کر رہی تھی۔ تم اتنی بے وقوف کس پر چلی گئی مانیہ، مجھ پر تو نہیں گئی۔

مانیہ کا غصہ اسکی جلن اسکا تڑپنا دیکھے وہ تحمل سے پاس آرکی۔

"وہ اتنا کچھ مجھے دے تو چکا ہے، اک سٹری جان ہے اسکے پاس، میں کیا کرتی اسکا، کسی کے نخرے اور رعب سہنا میرے لہو میں نہیں۔ آپ ٹنشن نہ لیں ماما، آپکو جتنے پیسے چاہیں ہوئے بس آرڈر لگانا۔ میں آپکے نام کوئی چیز نہیں کر سکتی پر آپکو کیش میں تو بہت کچھ دے سکتی ہوں۔ جیولری پسند ہے ناں ڈائمنڈ کی آپکو، وہ بھی دلا دوں گی۔ بس مجھے خوش رہنے دیں اس عذاب سے نکل آئی میں یار۔ آپ اپنی بیٹی کے سکھ سکون کو اہم جانیں ناں۔ کیا کریں گی اتنے پیسے کا۔ رہی بات میرے سگے ڈیڈی کی تو اتنی ظالم بات نہ کریں۔ مجھ سے پیار کرتے ہیں بہت، من چاہی چیزوں کو داو پر لگانا آسان

نہیں ہوتا۔ آپ نے بابا سے ڈائورس اس لیے لی تھی کہ انکا بزنس کا دیوالیہ نکل گیا اور آپ نے سوچا اب یہ شخص مجھے کیا دے گا جو خود پائی پائی کا محتاج ہو گیا حالانکہ وفادار عورت وہ ہوتی ہے جو ہر حال میں اپنے ہمسفر کا ساتھ دے، اتنے کمزور وقت آپ نے انکو چھوڑا تو وہ آپ سے کیونکر نہ نفرت میں مجھے چھیننے کی ہر حد پار کرتے؟۔ آپ نے پہلا پہلا دیکھائی دیتا بکرا پکڑا اور ڈائورس لیے شادی کر لی۔ ایک باپ اور اسکے بیٹے کے بیچ آپ آئیں تو اس نوح کو حلق کی ہڈی کہنا سراسر آپکا حسد ہے یا۔ میرا سب کچھ لے لیں پر جلنا سلگنا بند کریں۔ آپکے چہرے کا گلو چلا گیا تو میں اپنی پرٹی ماما کہاں سے ڈھونڈوں گی؟"

وہ بہت لا پرواہ تھی، وہ ہر برا کام کرتی تھی پر اسکا دل سیپ کے اندر چھپے اس موتی سا تھا جسکی رسائی بس مانیہ کی آنکھیں دیا کرتیں، گہری آنکھیں، جھیل سی، بڑی بڑی اور نوح نے یہی تو غلطی کی کہ اسکے دل کے برانہ ہونے کا یقین کر بیٹھا تبھی تو آخری حد تک اسے روکنے کی کوشش اپنے تئیں کرتا رہا لیکن

شاید مانیہ اپنے دل تک اسے رسائی نہیں دینا چاہتی تھی، ممکن تھا وہ دل، وہ اسکی جھیل سی آنکھیں کسی اور کی چاہت کے لیے بنی تھیں، اور قدرت جو ہمارے لیے چنتی ہے اس سے بہترین کچھ بھی نہیں یہی مان کر نوح نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے بھی لگا جیسے یہ جنکشن اسکا نہیں، اسے اس سٹیشن پر نہیں اترنا، اسکی منزل ابھی مزید مسافت چاہتی ہے۔

دیشا کا غصہ وہ آخر تک ماما کو مسکا لگا کر کم کر گئی پر دیشا ماں ہو کر بھی سمجھ نہ سکی کہ اسکی تمام کوشش کے باوجود بھی مانیہ اس جیسی کہیں سے بھی نہ تھی، اسکے جسم میں اسکے غیرت مند جی دار باپ کا خون دوڑ رہا تھا جو اپنی انا کی چوٹ نہیں سہہ سکا تھا، مانیہ کے لیے بھی لوگوں کے آگے جھکنا مشکل تھا، وہ لوگوں کے لیے حسرت نہیں پالتی تھی، اسے اپنا آپ سکون میں سب سے زیادہ اہم لگتا۔

اور یہ سب نوح سن چکا تھا، اس نے مانیہ کے حوالے اپنی آدھی پر اپرٹی کی اسکا ملال مانیہ کی باتیں سنے رہا سہا بھی مٹ گیا، اور وہ مطمئن تھا کہ وہ لڑکی

اسکے زندگی سے نکلنے پر سکون میں ہے، بس یہی وہ نقطہ بنا جب نوح ادا
 دوغان پر کھلا کہ اسکا سکون اب شرطیہ کوئی اور لکھی جا چکی ہے، وہ جب اپنے
 کمرے میں لوٹا تو تصور کے پردے اک ہی چہرہ دیکھا رہے تھے جسے وہ جھٹک
 گیا تھا ابھی، تھوڑے دن پسند کی آنکھوں کو ناپسند اور بے اثر بنانے کے
 لیے، خود کو نئے راستوں کے لیے تیار کرنے کے لیے اسے شدت سے درکار
 تھے۔

مانیہ نے ماما کو قدرے منالیا وہ اس پر بہت خوش تھی، اسکی خوشی دیکھ کر دیشا
 سلگ گئی، وہ پیار لاڈ میں ماں کو آئینہ دیکھا جاتی تھی اور اسے پتا ہی نہ چلتا پر
 ممکن تھا اک دن یہ بوند بوند گرتے قطرے دیشا کریزی کے سنگدل پتھر دل
 پر بھی شگاف ڈال دیتے، اس وقت کا انتظار تھا۔

"تم اپنا ہمیشہ نقصان کرتی رہنا بیوقوف لڑکی۔ ہٹو پیچھے۔ زہر لگ رہی ہو
 ابھی"

اپنے گلے سے وہ مانیہ کی باہیں جھٹک کر گئی تو مانیہ اداس ہوئی پر زیادہ دیر پا کوئی سرد گرم اسے متاثر نہ کرتا، مانیہ نے بے اختیار اپنے سینے پر ہاتھ رکھے دبایا، وہ درد جو لیٹے میں محسوس ہوتا آج اسے لگا بھی بھی ہوا، وہ ہاتھ دباتی وہیں بیڈ کی پائنٹی کی جانب بیٹھی۔

اسے درد اچھے نہیں لگتے تھے، اور یہ مقدر بڑا ظالم ہوتا ہے، اسی چیز سے آزماتا ہے جو ہمیں اچھی نہیں لگتی۔ یہ ابھی معمولی درد تھا پر مانیہ کے حلق سے مسکراہٹ کا قطرہ تک سلب کر لیتا، وہ انگفر ٹیبل تھی اس ہلکے درد سے، اور درد کا پوائنٹ اور ناقابل برداشت تبھی اداس سی پیچھے کو گرتے لیٹ گئی۔ زندگی مکمل نہ سہی اس پر نیند بہت پوری طرح عاشق تھی کہ محترمہ وہیں لیٹے سو گئی۔

زندگی نے ان چاروں کے لیے بہت کچھ لکھا تھا، کچھ دردناک، کچھ دلفریب۔!

اگلے پانچ دن گزر گئے، سب معمول پر آگیا، نوح ادادوغان اپنی پسند کو بھلانے میں کامیاب تھا، نامہ کے ساتھ اسکی اسٹینڈنگ بہتر ہونے لگی اور خود نامہ بھی فراغت کو کام لائے کوورسیز اور اپنی جاب میں اتنی مصروف ہوئی کہ اب تک "روح کے ساتھی" والی ریل پنڈنگ تھی اور نوح اسے روز یاد دلاتا پر وہ ہمیشہ بھول جاتی کیونکہ ریس کی تیاری کے لیے بھی اب وہ دو گھنٹے لگا رہی تھی، نوح کی انسٹاسٹوری کا نامہ کو علم نہ ہو سکا پر اسکا اکاؤنٹ پانچ دن میں چھ ملین تک پہنچ گیا، اب وہ چھوٹی سی کسی ٹرویل، ہسک یا اپنی کوئی رینڈم ریل بھی ڈالتی تو کئی لوگ آکر اس روح کو سراہتے اور نوح دیکھتا وہ سبکے کمٹس لائک کرتی تھی، خود نامہ کی بتائی گھوڑوں اور ایگلز کی دیوانگی نوح اسکی ریلز میں دیکھتا جب وہ ہسک کے ساتھ اپنی کوئی رینڈم ریل ڈالتی، وہ فیس نہیں دیکھاتی تھی پھر بھی لوگ روح کے لفظوں کے فین ہو رہے تھے خاص کر وہ سب جو نوح ادادوغان کی طرف سے آئے۔

وہ اسکا دن بدن عادی ہو رہا تھا، جبکہ نامہ اپنی زندگی سے ہمیشہ خوش رہنے والی بابا کے سامنے مسکرا نے لگی، اور اسکی یہ مسکراہٹ خرد، فیروز اور امانل تینوں کے لیے قیمتی تھی۔

مانیہ اپنی زندگی میں گم تھی، کچھ جسم کے کمفرٹ میں کمی لمحہ بہ لمحہ ہو رہی تھی اور کچھ دل اکیلا پڑنے کی وائبرز کے علاوہ وہ بالکل ٹھیک تھی لیکن جس درد کو اس نے سینے یا دل یا گردن یا کمر کا درد سمجھ کر ہلکا لے رکھا تھا دراصل وہ اسکے اندر بریسٹ ایریا کے آس پاس بنتے کچھ ٹیومرز کی وجہ سے تھے، دنیا میں سالانہ ہزاروں لاکھوں عورتیں اور لڑکیاں بریسٹ کیسنر سے مر جاتیں صرف لا پرواہی، شرم اور جھجک کے مارے یا پھر مانیہ کی طرح درد کو ہلکا لے کر مگر یہ شروع میں تشخیک ہونے پر بالکل ایک عام بیماری ہے جسے انور کرنے پر ہی آپ سنگین نتائج پاتے ہیں، جیسے اپنے بریسٹ سے ہاتھ دھو بیٹھنا اور اینڈو پریشن اور کیمو تھرپیوز کے خوف سے موت، شاید مانیہ بھی اس درد کے بڑھنے پر ہی ہوش میں آتی۔

وہ مزے میں تھی ابھی تو، میکائل دوغان کے ساتھ دو دن سیر سپاٹے بھی کر آئی تھی اور صارم یہ پانچ دن زرا محتاط تھا کیونکہ نوح کے غضب سے وہ بہت ڈرتا تھا تو ہر مشکوک ایکٹیوٹی کچھ دن سے روک رکھی تھی جبکہ امائل، اسکی بے چینیاں علاج یافتہ ہونے سے کوسوں دور تھیں، ابھی تک ہو اسپتال میں کسی کو مانیہ اور نوح کے نکاح ختم ہونے کا علم نہ تھا تو امائل نے اپنی مانیہ کی طرف لپکتی سوچوں کو قابو کر رکھا تھا، وہ بھی امائل کا سوچتی تھی کبھی کبھی، جب سوشل ایپس یوز کرتی تو وہ سامنے آجاتا جب پھر مانیہ سکروول نہ کر پاتی، اسے دیکھتی، اسے امائل کو دیکھنا اچھا لگ رہا تھا، اسے امائل کو دیکھنا اپنے کمفرٹ میں اضافے کا سبب محسوس ہو رہا تھا، اور جب دو طرفہ ایسی نے نام مگر شدید کشش بڑھنے لگے تو ڈرنا چاہیے کہ دھواں دار محبت منتظر ہے پر جوان کے لیے لکھا جا چکا تھا وہ محبت نہیں تھی، وہ عشق تھا جس میں جنون شامل تھا، اک ٹھہرے مزاج والے مہربان امائل خرد قریشی کو

قدرت جنون خیزیاں عطا کرے برا چھیڑنے کے ارادے بنا رہی تھی خدا خیر کرے۔

.._____..

اک نئی صبح روح آفتاب کے روبرو آچکی تھی، کل ریس تھی تبھی نامہ آج اپنا کافی کام سمیٹنے کے موڈ میں تھی ورنہ کام ادھورے پڑے ہوں تو اسکا فوکس خراب ہو جاتا ہے۔

"آج میں استنبول نکلوں گی مسٹر نوح کو ہو سپیٹل ڈراپ کر کے بابا۔ گھر سے سٹف بھی لینا ہے اور سلطان ولا کو بھی باہر سے دیکھ کر آؤں گی۔ اسے بتاؤں گی گھبرائے ناں، جلد اسے واپس پالوں گی"

Floret peplum

ٹاپ کرتی کے ساتھ نامہ نے وائیٹ ٹائیٹ جینز پہنی اور چونکہ ہیلز پہن کر وہ پانچ گھنٹے کی استنبول جاتے اور پانچ گھنٹے کی واپس آنے تک ڈرائیونگ نہیں کر سکتی تھی تو آج لیزیز سنیکرز پہنے وہ کول اور ہاٹ وائبرڈے رہی تھی اور اک شال بھی رکھ لی کیونکہ جب سے اکتوبر ختم ہوا تھا موسم اچانک سرد محسوس ہونے لگا۔

اور استنبول میں تو شدتیں موسموں کی ہوں یا لہجوں کی نامہ کو ہمیشہ متاثر کرتی تھیں۔

"خیر سے جاؤ، اور زیادہ تیز ڈرائیونگ مت کرنا۔ وہاں سے میرے لیے منہاس بیکرز کے ہاں سے Baklava لانا مت بھولنا۔ سخت کریونگ ہو رہی ہے"

بابا بھی نہا کر نکلے کیونکہ آج وہ اپنی نیوز چینل کے اسٹیکل کی پیمٹ لینے جا رہے تھے اور کچھ زمین کے حوالے سے کام تھا، جب سے انکے شوروم کی

گاڑیاں بکیں تب سے اس جگہ کو لے کر انہوں نے ایک حاکمیت کا کیس کیا تھا کہ جتنا پیسہ قرض تھا ان میں گاڑیاں آجاتیں مگر بینک والوں نے شوروم کی ایکسپینسز جگہ بھی لے لی جو پچھلے کئی سالوں سے وہ واپس پانے کی کوشش کر رہے تھے اسی سلسلے میں انہیں کچھ کام تھے، وہ جگہ اتنی مالیت کی تھی کہ نامہ کی ساری مشکلات حل کر دیتی پر مسئلہ یہ تھا کہ تنازعہ زمین تھی جسے مکمل ملنے کے بعد ہی فروخت کرنا ممکن تھا۔

"آپ اور آپکی یہ میٹھے کی کریونگ۔ لے آؤں گی۔ بس اپنا خیال رکھیں دس بارہ گھنٹے تک آپ کے آس پاس نہیں ہوں گی اس لیے فکر رہے گی شدید۔ اب میں نکلتی ہوں"

نامہ نے بابا کے بس بال ڈرائے کیے، انکی شرٹ بھی پریس کر دی، شوز نکال کر چمکائے، باقی وہ جناب اب خود کرنے والے تھے کیونکہ نامہ کو اپنے بقول دیر ہو رہی تھی حالانکہ دس منٹ بعد بھی وہ جاتی تو بیس منٹ پہلے ہی پہنچتی اور بچارے نوح کو نامہ کے جلدی آنے پر کئی چیزیں کرنی ترک کیے جلدی

روم سے نکل کر آنا پڑتا تھا جیسے پر فیوم بھول جاتا لگانا، ایک دن تو بلیڈ فکس کرنا روم سے باہر آ کر یاد آیا، اور کل کی بات تھی وہ شوز کے ساتھ ایک ہی موزا پہن کر نکل آیا یہ تو وہ لیدر chukka shoes پہنتا تھا کہ ایک ناپہنا موزا دیکھائی نہ دیا ورنہ اس جلدی آ جاتی ڈرائیور کو ڈانٹ پڑ جاتی کہ لودیکھو تمہاری وجہ سے میں پر اپر آگ لگانے والی تیاری نہیں کر پاتا، خیر آگ لگانے کے لیے تو بس نوح کا منظر میں ہونا ہی کافی تھا۔

اسے انتظار کروانے سے شدید الجھن تھی پر آج اس نے بندوبست کر لیا تھا اس کچھ زیادہ ہی ایکٹیو ڈرائیور کا۔

حسب توقع وہ پورے پندرہ منٹ ایپ کی ٹائمنگ سے پہلے پہنچ کر پورے پانچ بجکر پینتالیس منٹ پر دوغان والا کے پورچ میں اپنی Rolls-Royce کے ساتھ آچکی تھی، نوح جو اپنی شرٹ کے سٹڈ لگا رہا تھا، زراروم سے نکل کر ٹیرس پر آئے نظر پورچ میں ڈالی تو ہونٹوں کو اک زچ سی مسکراہٹ چھو گئی۔

"یہ جلدی آنے کی بیماری کا شکار ہے شاید، ابھی تو مجھے کافی فٹش کرنی تھی اپنی۔ آہ نامہ! کیا کروں میں تمہارا اچھی ڈرائیور"

جناب واپس پلٹ کر آئینے کے سامنے آر کے، آج نوح نے پلین پیٹس وائیٹ ڈریس شرٹ کے ساتھ گریش بلو chinos چوز کی تھی اور دراز قامت وہ شخص جب پیروں میں Leather Chukka پہن لیتا تو اسکی شخصیت کو اک مزید ستارہ لگ جاتا، بلیزر بھی گریش بلو تھا جسے محترم پہننے کے بجائے بازو پر رکھتے کچھ بھول سا جانے پر پلٹے اور ڈریسنگ ڈراکھول کر اس کے اندر رکھی bulgari برینڈ کی سٹین لیس سٹیل واچ اٹھا کر دیکھی اور اپنے خوبصورت لگژری روم کی مین لائٹ آف کرے باہر نکلا۔

دومنٹ تک محترم پورچ میں تھے جہاں وہ پیاری سی نامہ فریش اور تروتازہ سی باہر نکل چکی تھی، آج تو وائیٹ کمبو کے ساتھ دونوں ہی میچنگ کرتے نظر آئے۔

"گڈ مار ننگ مسٹر نوح"

وہ اسکے چمکتے سراپے کو دیکھ کر مسکراتی بولی۔

"گڈ مار ننگ! ایسا نہیں ہو انا مہ کہ کبھی تم رات سو جاو اور پھر تمہاری آنکھ صبح نہ کھلی ہو؟"

نامہ اسکے سوال سے سمجھ تو گئی پر اب اسی جیسا جواب دینا تو فرض تھا جو دبا دبا مسکرائے جواب کا منتظر تھا۔

"کیسے ہو سکتا ہے۔ دس آلا رم لگے ہیں میرے سیل فون پر"

وہ شوخ سی مسکراتی، ہلکے رنگوں میں اسکا لائٹ گندمی رنگ چاند سی کشش چھوڑتا پھر اس لڑکی کے فیشنل خدو خال بہت جاذب اور معصوم تھے، وہ

گہری بھوری آنکھیں لازوال ہمکتا جہاں لیے ہوئے اور اس لڑکی کا دراز

قامت ہونا، ایک پرفیکٹ شیڈ فگر، خاص کر اسکے پاؤں!

"اوہ گارڈ! دس آلازم بچارے"

نوح نے پس لب بڑبڑاتے ہی اپنے ہاتھ میں پکڑا خوبصورت سا واچ کیس
نامہ کی طرف بڑھایا تو وہ حیرت زدہ ہوئی۔

"یہ کیا ہے؟"

وہ اس کیس کو لیے بنا بولی۔

"یہ میری معصوم التجاء ہے"

نوح اسے واچ دیے اسکے پکڑتے ہی جا کر بیٹھ گیا اور جب نامہ نے اسی
مسکراتی دلچسپی کے سنگ واچ کیس اوپن کیا تو ایک خوبصورت سلور لیڈیز
واچ اسکے سامنے آگئی، اور ویسے ہی نامہ کی مسکراہٹ کچھ دیکھ کر ہونٹوں پر
ہمکی، وہ اپنی جگہ سنبھال کر بیٹھا نامہ کو ہی باہر کھڑے نہار رہا تھا جو کھوئی
کھوئی تھی۔

ایسا نہیں تھا ان میں پیار محبت جیسا کچھ تھا، ابھی ان دو کو ملے چند دن ہوئے پر نامہ محسوس کر رہی تھی وہ اسکا کیسے عجیب طرح خیال رکھ رہا ہے، وہ باتونی لوگوں سے گریز برتنے والا، ہجوم سے گھبرانے والا اسکے ساتھ ہر بات تفصیلی کر رہا تھا، اسکے اچانک گرنے کی وجہ سے ہو سپٹل کی میڈیکل ٹیم کو ایک پیر پر کھڑا رکھ چکا تھا، وہ ماہر ڈرائیور تھی پھر بھی ہمیشہ گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے وہ اسے احتیاط کی ترغیب دیتا، توجہ بھرپور رکھنے کی ہدایت کرتا۔ وہ اسے انتظار کروانے کے بجائے اپنا کام جلدی ختم کر دیتا، وہ اسکے لیے وہ سپیشل چائے ویٹنگ روم میں بھجواتا جو خود نوح کی فیورٹ تھی، کھانا لگوادیتا اور اس سے لا پرواہ نہ ہوتا۔ اور آج جب نوح نے اسے واپس دی تو وہ حیران تھی، وہ بیس منٹ پہلے آ جاتی تھی اور نوح اسے یہ کھل کر کہہ نہیں پایا تھا کہ وقت پر آئے کہ کہیں اسے شرمندہ نہ کر بیٹھے، انتظار نہ کرے تبھی یہ خاموش طریقہ اختیار کیا اور نامہ نے محسوس کیا گھڑی بیس منٹ پیچھے

یہی نوح ادا دوغان کی التجاء تھی، نامہ بھی واپس پلٹی تو نوح نے نظر ہٹائی جبکہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی نامہ نے گھڑی پکڑے نوح کی طرف گردن گمائی۔

"یہ میں نہیں لے سکتی، لیکن آپکی التجاء پر عمل ہو گا مسٹر نوح"

وہ اسکا اتنا مہنگا تحفہ نہیں لے گی وہ جانتا تھا۔

"التجاء پر عمل بس التجاء سے جڑی اس چیز کو قبول کرنے سے ثابت

ہو گا۔ تمہارے فون کی کبھی بیٹری ڈیڈ ہوئی اور تم پھر سے جلدی آگئی

تو۔۔۔ اسے تب تک رکھ لو جب تک میرے ساتھ ہو۔ جب جاو گی کہیں تو

اسے لوٹا دینا"

نوح کو قائل کرنے کا ہنر آتا تھا، وہ جانتا تھا نامہ کس مزاج کی ہے تبھی ویسے

ہی اسے ٹریٹ کر رہا تھا۔

"آپ منہ سے کہہ دیتے کہ بیس منٹ جلدی مت آیا کرو۔"

نامہ نے اسکی دی واچ رکھ لی، پر شکوہ کرنا نہ بھولی۔

"میں منہ سے سب نہیں کہہ سکتا۔ تھوڑا سا بیکالو جکلی اور ٹیکنیکلی فالٹ ہے"

نامہ مسکرائی کیونکہ وہ مزاق کر رہا تھا۔

"حیرت ہے۔ فالٹی لوگ بھی Oncologist Surgeon بن جاتے ہیں
آجکل"

وہ بھی شریر ہونے لگی تھی، شاید نوح اسے ہر طرح کھل کر رہنے کا پورا
موقع دیتا تھا۔

"تم ایسا کہہ سکتی ہو نامہ"
وہ اسکے نام کو ہمیشہ لینا پسند کرتا تھا۔

"آپکو دس بارہ گھنٹوں کے بیچ کہیں جانا تو نہیں؟"

نامہ نے موضوع بدلا کیونکہ بیچ کی خاموشی تھوڑی جان لیوا بنتی تھی۔

"کیوں تم اوپیل نہیں ہو؟"

نوح نے الٹا سوال دہرایا۔

"نہیں۔ ایکجولی مجھے آج استبول کچھ کام ہے۔ دس بارہ گھنٹے لگ جائیں گے واپسی پر۔ تبھی پوچھا کہ میں جاسکتی ہوں کیا؟ آپکو میری ضرورت تو نہیں"

نامہ نے اسکی طرف سرسری دیکھتے بتایا۔

"کیا اتفاق ہے۔ میری بھی آج استبول کی فلائیٹ تھی، ایک گھنٹے کا کام ہے وہاں۔ اگر تم جارہی ہو تو میں فلائیٹ کینسل کر دیتا ہوں۔ تمہاری ڈرائیونگ اس اڑن طشتری سے کافی سیو ہے"

وہ فوراً سے پلین ترتیب دے گیا، اڑن طشتری پر نامہ مسکرائی۔

"اب یہ مت کہیے گا آپکو جہاز سے ڈر لگتا ہے"

نامہ نے اسے پرو فیشنلی چھیڑا۔

"نہیں۔ وہاں کی ایئر ہو سٹس سے لگتا ہے"

جناب مزے سے بتاتے نامہ کو جھٹکا دے گئے، وہ ہنسنا چاہتی تھی مدت بعد پر مسکرا نے پر اکتفا کیا۔

"پر کیوں؟ کیا آپ کے حصے کوئی کھڑوس والی آتی ہے سروس میں؟"

نامہ اس لیول تک نہ سوچ پائی جس پر نوح نے جواب دیا تبھی چہرہ موڑے جان لیوا مسکراتا نظر آیا۔

"میرے حصے کھڑوس والی کبھی نہیں آئی۔ یہی ڈر کی وجہ ہے"

جناب کا ڈھکے لفظوں میں اظہار نامہ کو اب سمجھ آیا، تبھی تو محترمہ مسکرائیں پر گال گلابی ہوئے۔

"آپ فلائیٹ کیوں کینسل کریں گے؟ سو ایک گھنٹے کی بات ہے آپ پہنچ جائیں گے استنبول۔ میرے ساتھ کہاں پانچ چھ گھنٹے خوار ہونا چاہ رہے ہیں بائے روڈ؟"

یہ سوال وہ کر تو گئی پر جب خاموشی پر اس نے نوح کو دیکھا تو محترم پھر سے چپ ہوئے گردن دوسری طرف گمائے کچھ سوچوں کا جہاں لیے بیٹھے تھے۔

"کبھی کبھی ہم اتنے سٹیبل جی رہے ہوتے ہیں کہ بوریت دور کرنے کے لیے خواری کی سخت ضرورت درکار ہوتی ہے۔"

نامہ اسکے جواب پر سر ہلاتی اسے دیکھنے لگی جو بہت ہی آسودہ انسان دیکھائی دیتا تھا۔

"اوکے تو ہو سپٹل نہ ڈراپ کروں آج؟"

نامہ نے اگلا سوال کیا۔

"دو گھنٹے کے لیے جاؤں گا۔ تم مجھے دو گھنٹے بعد پک کر لینا"

نوح نے نرمی سے تفصیل دی جس پر نامہ نے سر ہلایا کیونکہ تب تک وہ اپنی کلاس بھی لے لیتی، اور یہی ہوا، اس نے نوح کو ہو اسپٹل ڈراپ کیا پھر وہ کورس سینٹر سکول گئی جہاں ون ہار کی کلاس تھی۔

وہاں سے فری ہو کر اس نے قریب ہی کے کیفے میں بریک فاسٹ کیا، اور اس بار پورے ٹائم پر نوح کو آٹھ بجے تک ہو اسپٹل سے پک کیا۔

وہ ہمیشہ کی طرح اسکے آنے پر کارڈ اور اوپن کر باہر نکل آئی۔

"آریوشیور مسٹر نوح کہ آپ فلائیٹ کینسل کرنے پر پچھتاہیں گے نہیں؟"

وہ ابھی بھی تروتازہ لگ رہی تھی، ایک دم مہکتے خوشبودار دار پھول سا اسکا لہجہ اور اعتماد تھا جبکہ نوح چیلجنگ نظروں سے دیکھتے نامہ کو، ماتھا کجھانے لگا جو سراسر اک شرارت تھی۔

"تمہارا ہاتھ تو نہیں تھکے گا اور پیر۔۔۔۔"

وہ نفی کرتا ہی فکر سے بولتے پیروں پر جب نامہ کے شوز دیکھ کر رکا تو تھوڑی مسکراہٹ گہری ہوئی کہ لڑکی واقعی ایکسپرٹ ہے۔

"آپ بیٹھ کر تھک نہ جائیں۔ میں عادی ہوں ڈرائیونگ کی۔"

نامہ مسکرائی، جبکہ نوح نے متاثر کن نگاہوں سے تائید کی اور ان دونوں کا از میر سے استنبول کا سفر شروع ہوا۔

پہلا ایک گھنٹہ تو وہ اپنے فون کے ساتھ بزی رہا، نامہ بھی پہلے ایک گھنٹے تک بہت فریش تھی۔

"آپ استنبول کیا کرنے جا رہے ہیں مسٹر نوح؟ اس سے زیادہ چپ تھوڑی

ڈینجرس ہوگی کیونکہ میں اپنے ایربڈز لانا بھول گئی ہوں تو سوال کر رہی

ہوں۔ اگر پرسنل ہے کچھ تو آپ میرا سوال اوائیڈ کر سکتے ہیں"

نامہ کی سموتھ ڈرائیونگ انجوائے کرتے نوح نے فون سے مکمل توجہ ہٹائی۔

"میری ماما کی قبر ہے وہاں۔ ایکچولی میرا ننھیال وہیں استنبول میں ہے تو ماما کی

ڈیٹھ کے بعد انکے ماما بابا نے انکی تدفین وہیں کروائی تھی۔ آج انکی

بائیسویں برسی ہے۔ میں ان سے ملنے جا رہا ہوں۔ nostalgic

feelings ہمیں ہمارے چاہنے والوں کے پاس لے جاتی ہیں نامہ

سلطان"

اک دم جیسے نامہ کو لگا اسکا دل ٹکڑے کر دیا گیا ہو، وہ بہت زیادہ اداس

ہوئی۔

"آئی ایم سوری مسٹر نوح، آپکو دکھی کر دیا"

وہ سچ میں آزرده ہوئی پر وہ سامنے دیکھتا ٹیک لگائے بیٹھا مسکرایا۔

"ان سے ملنے جا رہا ہوں۔ یہ بتاتے میں دکھی نہیں ہوتا۔"

خوبصورت جواب دینے میں ماہر، نامہ کا دکھی دل لمحے میں مسرت سے بھر
دینے والا وہ آدمی کہیں اندر تک اس کے لیے خاص ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا انھیں؟"

نامہ کو زرا اہمیت ملی تو نوح نے گردن و چہرہ گما کر نامہ کی طرف دیکھا۔

"یہ بتاتے دکھی ہو سکتا ہوں۔ بتا دوں؟"

نامہ اسکی خود کی طرف توجہ پر بدحواس ہوتی محسوس ہوئی تو نوح نے نظریں
ہٹا کر جھکا لیں، نامہ پر اسکا سوال بہت بھاری تھا۔

"نہیں۔ مت بتائیں۔ مجھے دکھی کرنا پسند نہیں"

نامہ نے فوراً اپنے دل کو تقویت دینے کو سانس بھرا۔

"تمہاری پسند کی داد دیتا ہوں۔"

وہ خاموش اداؤں سے کسی کو بھی مار سکتا تھا، پھر سے کئی گھنٹے کی خاموشی عود آئی، منظر بدلتے رہے، گھنٹوں کے گزرنے پر فضاؤں میں تغیر آنے لگا، استنبول تک پہنچنے میں انھیں ڈیرھ بج گیا۔

ہلکی ہلکی پر حدت دھوپ نکلتی پر پھر بادلوں میں دھت ہو جاتی، استنبول کے بارے کہا جاتا تھا اسکا ہر کونہ اک کہانی سناتا تھا، اس شہر سے ہی نامہ اور نوح کی کمزوریوں کے واسطے جڑے تھے۔

یہ شہر ان دو کا مسکن تھا۔

"اس بار موسم کچھ نامناسب ہے ورنہ اس شہر میں گزرے کچھ خاص دن بہت میجیکل ہوتے ہیں نامہ۔"

Sunkissed days and moonlit nights in Istanbul

attracts me"

وہ لوگ اک خوبصورت شہر آگئے تھے، نامہ اسکی خاموشی توڑنے کے لمحے گن رہی تھی اور وہ آگئے۔

"Yes! every sunrise and Sunset in Istanbul is a masterpiece..."

لیکن میں یہاں کبھی کھل کر سانس نہیں بھر سکی

وہ آخری جملہ کہنا نہیں چاہتی تھی پر کہہ بیٹھی، نوح نے اسکی طرف دیکھا جسکی کیفیت یوں تھی جیسے یہ شہر نہیں اس سے جڑی تلخ یادیں نامہ کو گھوٹی ہیں۔

"میں بھی"

نامہ نے گاڑی روکی تھی، اسے مطلوبہ جگہ ہی نوح کو ڈراپ کرنا تھا، نامہ نے اداسی کے سنگ گردن گمائے اس "میں بھی" پر نوح کو دیکھا، دل چاہا پوچھے پر مناسب نہ لگا۔

"تم مجھے یہاں سے چار بجے پک کر لینا۔ تب تک اپنے کام نمٹاؤ۔ سانس زیادہ بھاری لگنے لگے تو سوچنا اس جگہ آکر بہت سے دل اپنی لے اور دھن حاصل کرتے ہیں۔ آزمودہ ٹرک ہے، یہ سوچ سانسیں آسان کرتی ہے۔ سی یو نامہ سلطان"

وہ گیا اٹھ کر پر جو کہہ گیا اس سے ہمیشہ نامہ سلطان کے پاس ہی ٹھہر گیا، وہ اسے جاتا دیکھتی رہی جس نے او جھل ہو کر بڑا ستم حاوی کیا۔

اس بار تو وہ بالکل آکیلی تھی، بابا کے ساتھ کی تسلی بھی از میر چھوڑ دی اور اب نوح بھی چلا گیا۔

خیر وہ اپنے کام نمٹانے نکلی، اسکی پہلی منزل اسکا گھر تھی جہاں وہ چار سال سے رینٹ پر مقیم تھے، وہ استنبول کے آخری کنارے آباد اک ٹاون میں بنا گھر تھا جہاں اس شہر کی سنگین ہوائیں کم و بیش ہی پہنچتی تھیں۔

وہ گھر آئی اور اپنا اور بابا کا وارڈب خالی کیے دو سوٹ کیس پیک کیے، انھیں گاڑی کی ڈگی میں رکھا اور اس گھر کو لاک لگائے کیڑا اس نے کوریئر آفس جا کر وہاں کے اونر کو بھیجوا دی، بابا کی فرمائشی مٹھائی لی۔

بھوک لگی تو سٹریٹ فوڈ پوائنٹ سے اس نے ون simit بریڈ کے ساتھ ایک چائے کا کپ لیا، کیونکہ ڈرائیونگ ابھی باقی تھی تو نامہ نے کھانے پینے میں خاصی کمی رکھی۔

اسکے بعد وہ اپنے سلطان ولا کو دیکھنے لگژری ایریا میں آئی جو اسٹینبول کی مہنگی ترین پراپرٹیز میں شمار تھا مگر اس وقت اسکے گیڈ پر بینک والوں کا آدمی تھا جبکہ گیڈ پر لاک تھا، انسٹالمنٹ پوری ہونے تک یہ بند رہنا تھا کیونکہ صرف گروی رکھا گیا تھا جبکہ آدمی ملکیت اب بھی فیروز سلطان کے پاس تھی پر جب تک اس ولا کے پیپرز وہ بابا نہ دیتی پر سکون نہ ہونے والی تھی۔

وہ جب ولا کو دیکھ رہی تھی اسکی آنکھوں کے کنارے لال پڑے، جانتی تھی زیادہ دیکھے گی تو رو پڑے گی تبھی بس باہر سے ہی اپنے بابا کی خواہش کو دیکھے وہ لوٹ گئی، چار تک کچھ چھوٹے چھوٹے کام نمٹالیے، کچھ بینک سے جا کر پیسے بھی نکلوائے، Rolls-Royce کو سروس سٹیشن لے جا کر leaded fuel ڈلوایا جو کافی ایکسپینسivہ ہوتا تھا تبھی نامہ کو کیش نکوانا پڑا۔ جبکہ نوح نے یہ سارا وقت قبرستان گزرا، ماما کی قبر پر پھول ڈالے، وہ اپنے ننھیال سے زیادہ اٹیچمنٹ تھا پر نوح کی آمد کا سننے وہ لوگ بہت خوش ہوئے، برسی کی تقریب وہیں تھی، خوب او بھگت ہوئی، اسے لپچ بھی کروایا۔ جبکہ وہ لوگ نوح سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے کے ساتھ اپنی مشکل زندگی بھی بتاتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نوح وہاں کافی ہیوی چیک اپنی ماما کے چھوٹے بھائی کی جیب میں ڈال آیا، ہاں اسکا فرض نہیں تھا پر ماما کے لیے وہ ان لوگوں کا ہمیشہ خیال رکھتا آیا تھا بھلے وہ لوگ مطلبی سے تھے، بس وہ اس لیے اہم تھے کہ اسکی ماں ان لوگوں کی نظروں کے سامنے مدفون ہے، اس حوالے سے

وہ لوگ اسے لکی لگتے، جبکہ نوح کبھی بھی کچھ دے کر یاد نہیں رکھتا تھا، اسے لگتا تھا اسے جتنا عطا ہوا ہے اس میں ان سب کا حصہ ہے جو اس رزق سے حصہ پاتے تھے، اسکی سوچ مہربان اور سیدھی تھی۔

خیر چار تک نامہ اسی ہوٹل کے باہر پہنچ چکی تھی جہاں اس نے نوح کو ڈراپ کیا، وہ پانچ منٹ لیٹ ہوا پر نامہ نے تب تک ونڈو شاپنگ کر لی۔

اسے ایک شاپ پر Off Shoulder Frock top بہت اچھی لگی اور تبھی وہ اس شاپ کے باہر رک کر اسے دیکھنے لگی، وہ بلیک کلر کی تھی جسکی ٹھنیوں تک لمبائی تھی، لیکن بولڈ لک میں تھی، نوح جو دس منٹ سے ایک جیولری شاپ میں رکا تھا، وہاں سے بے دھیانی میں نکلا تو نظر نامہ پر جا اٹکی جو اس ٹاپ فرائک کو بہت پیار سے دیکھ رہی تھی۔

"جسے تم اتنا دیکھ چکی ہو وہ کوئی اور لے گیا تو یہ بالکل اچھی بات نہیں نامہ!"

نوح نے سنجیدگی سے خود کلامی کی اور اس شاپ میں انٹر ہوا، کچھ دیر میں نامہ کے سامنے گلاس وال کے اندر شاپ گرل نے وہ ٹاپ اتار لی تو نامہ کا دل دکھی ہوا، وہ اسے لینا چاہتی تھی پر ابھی انسٹالمنٹ کے پیسے جمع کرنا اہم تھا تبھی یہی سوچ رہی تھی اندر جا کر کہے کہ یہ کسی کو کچھ ماہ سیل نہ کریں پر جب وہ لڑکی اسے اتار کر لے گئی تو نامہ نے اپنا دل مضبوط کیا اور چپ چاپ اپنی گاڑی کی طرف پلٹ آئی، کچھ منٹس گزرے جب نامہ کو نوح آتا دیکھائی دیا تبھی وہ فون سے توجہ ہٹائے باہر نکل آئی اور مسکرا کر اسے ویکم کیا۔

نوح سے وہ یہ گفت نہیں لے گی وہ جانتا تھا پھر بھی اس نے اس آف شولڈر پر نسیرز فراک ٹاپ کو خرید لیا تھا، اسکے ہاتھ میں شاپنگ برینڈ کا بیگ تھا جسکی وہ سپیشل اور لمیٹڈ ایڈیشن ٹاپ تھی۔

"میری ماما کو Off Shoulder Frock top بہت پسند تھیں۔ آج بہت وقت بعد ان کی پسند دیکھی تو لے لی۔ اب لے کر سوچ رہا ہوں خود تو پہننے سے رہا۔ کیا کروں اسکا نامہ؟"

وہ اسکے پاس رکے نہایت چالاکی اور معصومیت کا مظاہرہ کرے نامہ کو بھی حیرت میں ڈبو گیا، جسکا دل مانوسینے میں دھڑک کر رہ گیا۔

"آپکے گھر کوئی اور لیڈی نہیں ہے کیا؟ کوئی سسٹر کوئی کزن۔۔ کوئی اور ریلیٹیو؟"

نامہ نے جلدی سے حل پیش کیا، وہ نامہ کی آنکھوں کی کئی پردوں میں ڈھکی تڑپ و بے قراری بھانپنے والا پہلا مرد تھا۔

"نہیں! کوئی اس خوبصورت ڈریس کے لائق نہیں نہ ایسا مکمل لباس کسی کو اچھا لگتا ہے میرے آس پاس کی کمیونٹی میں"

نوح نے افسوس سے بتایا تو نامہ نے اسکے ہاتھ میں پکڑے اس بیگ کو دیکھا، وہ ایسی نہیں تھی پر آج پہلی بار دل چاہا یہ اسے مل جائے، یہ سراسر اک جان لیوا حسرت تھی نامہ کے لیے۔

"تو پھر آپ اپنی فیوچر وائف کے لیے سنبھال لیں"

نامہ نے جبراً مسکرا کر حل دیا جو نوح کے نزدیک خوبصورت ترین تھا جو وہ دے سکتی تھی۔

"کیا گارنٹی ہے کہ وہ ایسا ڈریس پہنے گی میرے لیے نامہ؟ آجکل کی لڑکیاں اور سپیشلی یہاں کی بہت بولڈ ہو گئیں۔ اب ہر کوئی تم جیسا بھی نہیں ہے کہ باسانی مل سکے ہر جگہ۔ اسکے اگنور ہونے پر دل افسردہ ہو گا میرا۔"

نوح نے افسوس کیا پر نامہ اب لا جواب تھی کیونکہ سارے حل دے چکی تھی سوائے نوح کی چوائز کے۔

"اوہ! پھر میں کیا کہہ سکتی ہوں مسٹر نوح۔"

وہ نظریں جھکا گئی۔

"اگر کبھی فیوچر میں تم کانٹریکٹ میرج کے لیے راضی ہوتی ہو تو اسے پہنو گی میرے لیے؟ بھلے کچھ دیر ہی سہی۔؟"

وہ جو بجھ سی گئی، ایسے سوال پر فوراً سے نوح کو دیکھنے لگی، پتا نہیں کیا تھا اسکی ہیزل آنکھوں میں کہ بنا مول دیے ہی وہ خرید لیتا تھا۔

"م۔۔ میں؟"

وہ بوکھلائی، اول تو وہ اس کانٹریکٹ سے کوسوں دور رہنے کو مسلسل از میر میں گھر ڈھونڈ رہی تھی ولا کے پاس اور اوپر سے یہ شخص اک کاروباری معاہدے کے ساتھ جو "میرے لیے" کہہ گیا وہ نامہ کو دہلا کر رکھ گیا، میرے لیے اسکے نزدیک ایسا لفظ نہ تھا جو وقتی تعلق کے ساتھ چچا۔

"ہاں تم نامہ!"

وہ اپنی بات مکمل کر چکا تھا پر نامہ کی سانس سچ میں بھاری ہو گئیں۔

"چلو اس سوال کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ میں اسے رکھ رہا ہوں سنبھال کر بس اسی امید پر جو تم سے کہی۔ باقی اسکی قسمت۔۔۔ چلتے ہیں نامہ"

وہ اسے بدحواس کیے جا کر اپنی جگہ سنبھال گیا پر نامہ کو لگا اسکے پیروں میں جان نہیں رہی، جس ہمت کو لگاتے وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال پائی وہی جانتی تھی۔

اور باخدا آپسی کا سفر پانچ گھنٹے کا نہیں، دونوں کی چپ سے لگا صدیوں پر محیط ہے، وہ چپ تھا کہ کیا کر اور کہہ بیٹھا ہے جبکہ وہ چپ رہی کہ کچھ کہہ کیوں نہ سکی۔

ان دو کی آپسی کشش، کشش ثقل کو مات دے رہی تھی۔

بچھلے دو سال سے استنبول کے کینسر ہو اسپتال میں انٹرنشپ کے بعد امانل کئی

ماہ سے نوح ادا دوغان کے انڈروریام ہو اسپتال میں Oncology

Surgeon کی انٹرنشپ کر رہا تھا اور وریام ہو اسپتال کے ایکسپرٹ اگلے

ویک ہی اسے فل جاب آفر کرنے کا فیصلہ کرنے والے تھے اور تبھی اسے اسکا پہلا کیس ہینڈ اوور کیا جاتا جسے وہ نوح کی ہیلپ کے بنا ہینڈل کرتا۔

آج بھی اونر "رحمان تبریز" نے اسے اسی وجہ سے اپنے آفس بلایا تھا، اپنی تیس سال کی زندگی میں اس نے یہ سب اچھو کیا تھا اسکی اسے کبھی توقع نہ رہی تھی، اپنی میڈیکل ڈگری اور رجسٹریشن کو کیے دو سال کی انٹرنشپ کے بعد وہ ایک ماہر کینسر ٹیومر سرجن بن چکا تھا مگر مزید نکھار اس میں پچھلے کچھ ماہ سے آیا جب وہ وریام ہو اسپتال آیا۔

جہاں کے Oncologist اور Surgical Oncologist نوح ادا

دوغان کے ساتھ کام کر کے اسے بہت کچھ سیکھنے کو ملا تھا۔

"ہم نیکسٹ ویک تمہیں انٹرنشپ کو خوش اسلوبی اور بنا کسی مسٹیک پورا

کرنے کے بعد یہیں فل امپلائمنٹ دینے کا فیصلہ کر رہے ہیں امانل

قریشی۔ امید ہے تم نوح ادا دو غان ہی کی طرح ایک اچھا اضافہ ثابت ہو گے "

وہ اونر کے سامنے ہی براجمان تھا جو اسکی قابلیت نوح کے بعد اسکے قریب قریب کے لیول کی سمجھتے ہوئے یہ فیصلہ لے رہے تھے جس پر امانل خوش تھا، اسکا یہی تو خواب تھا۔

"مجھے خوشی ہے اس بات کی۔ وریام کے لیے کام کرنا خوش قسمتی ہے کہ یہ کئی سالوں سے لوگوں کو زندگی کے وسیلے دے رہا ہے اور پھر ڈاکٹر نوح ادا دو غان کا از میر میں اک بڑا نام ہے "

امانل کا مسکراتا چہرہ رحمان تبریز کے لیے بھی مسرت کا سبب تھا۔

"بلکل بچے! خیر اب تم فل بزی ہونے کی تیاری کرو کیونکہ پہلا کیس بہت جلد تمہیں ملے گا اس بارے میری نوح سے بھی کل بات ہو چکی ہے۔ وہ بھی

یہی کہہ رہا تھا کہ اب تم پرو فیشنلی کام کرنے کے لیے تیار ہو۔ تمہارا پہلا کینسر کیس اور پہلی سرجری ہی تمہارا فائنل ٹیسٹ ہو گا۔ وش یو آگڈ لک "

وہ اٹھے تو امانل بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور رحمان صاحب نے اسکا کندھا شفقت سے تھپکا جسکے بعد امانل نے مسکرا کر جانے کی اجازت لی، ہاں تبریز رحمان اپنے کریو سے واقعی مطمئن لگ رہے تھے۔

امانل کے ارادے آج کچھ الگ تھے تبھی ہو اسپتال میں اسکا کام ختم ہو گیا۔

"نامہ نے ٹھیک کہا تھا، مجھے اک سرسری سی ملاقات کی ضرورت ہے ان دھند لکوں کو ہٹانے کے لیے جو پسند و محبت سے جڑے میرے حواسوں پر چھائے ہیں"

ہو اسپتال سے وہ آٹھ بجے تک فری ہو گیا تھا اور آج نیت کچھ خاص تھی کہ فارم ہاوس لوٹا اور شاہور لے کر اپنی فیورٹ براؤن شرٹ پہنی، ساتھ بلیک فٹ جینز جو گھٹنوں سے پھٹی تھی، ساتھ بلیک شوز جبکہ شرٹ کے سٹڈ بلیک

اور گلے میں ڈالا گیا اک ہیلپ سائن پینڈٹ بھی بلیک تھا، وہ اجلت میں نکلا تو باہر جاتے خرد صاحب سے ٹکراتے بچا، بڑی مشکل سے جوان نے اپنے خود سے بھی ڈیشنک بابا کو ہیر وئن پوز میں سنبھالا تو دونوں ہنس دیے۔

"ایک تو گھر کم ملتا ہے اور جب مل جائے تیری سیریں ختم نہیں ہوتیں۔ نامہ بھی آج لیٹ آئے گی، یار میرا خراٹے بھر رہا ہے، اب سپوت بھی نکل رہے ہیں پتا نہیں کہاں سچ دھج کر۔ میں بور ہو جاؤں گا یار"

خرد قریشی اس تنہائی سے بڑا خار کھاتے پر اب تو فیروز اور نامہ کے آجانے سے قدرے انکی تنہائی کا توڑ ہو گیا تھا پھر بھی اپنی اولاد کی بات اور ہوتی ہے، وہ اسکی موجودگی اور وقت بھی چاہتے تھے۔

"مجھے ایک ڈیرھ گھنٹہ دیں ڈیڈی! میں یوں گیا اور یوں آیا۔ کام تھوڑا ضروری ہے۔ آپکی بوریت آکر مٹاتا ہوں پر امس"

اماں کی مکھن سے لبریز بات وہ فوراً مان گئے کیونکہ وہ اپنے وعدے کا بہت پکا
تھا پر تھوڑا لڑ جتنا بھی فرض تھا۔

"ٹھیک ہے، تیرے لارے پر بیٹھا ہوں"

وہ اجازت دیتے بھی شرارت پر اترے۔

"اوہ ڈیڈی! آپ کو لارا لگانے کی جرت بھی نہیں کر سکتا میں۔ آپ ایسا کریں
تب تک فیروز انکل کے بغل میں جا کر سوئیں اور تھوڑے خراٹے بھر لیں"

ایسا مشورہ دیتے ایک بار پھر باپ بیٹا ہنسے، اپنی جاب کا وہ بابا اور خرد انکل کو
واپس آ کر سر پر انز دینے والا تھا۔

"جاو خیر سے"

وہ مزاق ترک کرتے دعا دیتے اپنے پیارے بچے کا گال تھپک کر پلٹ گئے تو امانل نے بھی آدھے چہرے کی بے رنگ سی مسکراہٹ اس لفظ "خیر" پر دیے گھر سے باہر کی راہ لی۔

اسے مانیہ جہاں جاتی تھی اس کلب کا پتا تھا کیونکہ ایک دوبار امانل بھی دوستوں کے ساتھ گیا تو اسے وہاں دیکھا تھا۔

تبھی امانل نے اس وقت مانیہ سے ملاقات کو وہی کلب چنا کیونکہ اس لڑکی کی شامیں اور راتیں ایسی جگہوں پر ہی گزرا کرتی تھیں۔

وہ بیس منٹ تک پہنچ گیا تھا، اسکے کچھ یونی فرینڈز بھی جمع تھے تبھی امانل پہلے وہیں گیا، کلب میں خوب رونق لگی تھی، لڑے اور لڑکیاں مست و بے فکر ہوئے ناچ رہی تھیں، کلب میں بہت تیز میوزک چل رہا تھا، لیر نکس ترکش ڈسکو سانگ کے تھے، جبکہ اتفاق سے مانیہ بھی اپنے دوستوں کو آزادی

کی پارٹی دینے آج یہیں آئی تھی، ان لوگوں نے آدھا کلب صرف اپنے لیے ریزرو کر رکھا تھا۔

امائل اپنے دوستوں کے ساتھ ہی تھا جو ڈرنکس بہت مزے سے پی رہے تھے پر وہ واحد بندہ تھا جو کلب آکر بلیک کافی پیتا تھا، اسکی یونی کی کئی لڑکیاں اسے نہار رہی تھیں پر اسکی تلاش مانیہ تھی اور پھر کچھ تک و دو کے بعد اسے مانیہ نظر آئی جو پہچان میں نہیں آرہی تھی تبھی تو امائل کو اتنا وقت لگا اسے ڈھونڈنے میں۔

وہ اسٹائلس گولڈن لیر ڈ اور بلیک بیس ون شولڈر ٹاپ کے ساتھ بلیک جینز پہنے بال کھولے اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑی ڈرنک پی رہی تھی، اسکے ڈریس کی ایک بازو برہنہ تھی جبکہ کافی پیٹ اور کمر بھی دیکھائی دے رہی تھی، امائل اس ماحول کا عادی تھا پر مانیہ کے جسم پر یہ لباس آنکھوں کو چبھا۔

وہ وہیں کاؤنٹر کے پاس چیئر پر بیٹھا اور مانیہ کو دیکھ کر اپنی کافی پی، مانیہ نشے میں لگ رہی تھی اور اسکے دوست بھی اس کے آس پاس ناچتے ساتھ چپکنے کی کوششوں میں لگے تھے، امائل وہیں بیٹھا رہا، اسکی نظر اک لمحہ بھی مانیہ سے ہٹنے پر نہ آئی۔

آدھے گھنٹے بعد جب وہ لوگ ناچ ناچ کر تھک گئے تب مانیہ اپنی ڈرنک لینے جب کاؤنٹر کی طرف آئی تو امائل نے اپنا چہرہ چھپانے کو کرسی گمانی چاہی پر وہ لڑکھڑائی اسکی گود میں آگری، امائل اس جھٹکے کے لیے تیار نہ تھا، وہ بھی کہاں تھی، پہلے گھبرائی پھر ہنس دی اور گلاس ہاتھ میں پکڑے ہی اپنی بازوؤں کو جب امائل کی گردن میں پرویا تو وہ اسے کمر سے ہولڈ کرے گھبراتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ت۔۔ تم بھی کلبنگ کرتے ہو۔ تم امائل ہونا۔۔۔۔۔ وہی جسے لیچکر دینے کی بیماری ہے ہا۔۔۔ وہی ہونا جو پھنسی لفٹ کھول لیتا ہے اپنی بازوؤں کی طاقت سے"

وہ اسکے چہرے سے اک انچ پر آتی بہکے انداز میں ہنستی اسے یاد دلائے پہچان گئی۔

بہت شور اور رش کے سبب اماٹل کو سخت و ہشت محسوس ہوئی، اوپر سے مانیہ بھی چپک رہی تھی۔

اماٹل نے اس سے گلاس چھین کر کاؤنٹر پر رکھا اور اسی طرح ہولڈ کیے ہی کلب سے باہر لایا۔

مانیہ ابھی ابھی اسکے حصار میں جھولتی کندھے پر اپنا پرس لٹکائے، اماٹل کے کندھے سے لگی مسکرا رہی تھی۔

اماٹل نے اسے باہر لاتے ہی وہاں بنے اوپن کیفے کی کرسی پر بٹھایا تو مانیہ نے جلدی سے ٹیک لگاتے آنکھیں پٹیٹاتے سر پر کھڑے اماٹل کا ہاتھ پکڑا، اماٹل نے اسکی کھلتی بند ہوتی آنکھیں دیکھتے مانیہ کو اپنا ہاتھ پکڑا رکھنے

دیتے دوسری کرسی گھسٹ کر اسکے پاس کی اور بے قرار ہوئے بیٹھا، اسکے ہر مو سے بے چینی چھلک رہی تھی۔

"تم یہ بری عادتیں چھوڑ دو تو ڈاکٹر ادا تمہیں کبھی نہ ڈانٹیں۔ کپڑے دیکھو اپنے۔ اور یہ جو تم پی رہی تھی حرام ہے یہ"

امائل اسکی حالت پر کرب زدہ تھا جو بہت زیادہ نشے میں تھی، پر اسکے پاگلوں کی طرح ہنسنے پر وہ بھی تشویش زدہ ہوا کہ کہیں ہوش میں تو نہیں۔

"و۔۔ وہ تو کچھ بھی کرو ڈانٹے گا۔ اسکا نام ہی نوح نہیں ہٹلر ہونا چاہیے تھا۔ میں نے کونسی گندی عادت شوکی، دیکھو میں نے اچھے کپڑے پہنے آج تو۔ میرے وارڈرب میں یہی سب سے شریفانہ ٹاپ تھی۔۔۔ ہی ہی۔۔ ایکجولی آج پارٹی تھی تبھی میں فل مستی کرنے آگئی۔۔۔"

ساری باتیں کہتی وہ آخری کرنے کو ٹیک چھوڑے امائل کے کان میں جھکی بولی، امائل نے آزرده نظروں سے پیچھے ہٹے مانہ کو دیکھا۔

"کیسی پارٹی!"

امائل نے اسکے چہرے کی مسکراہٹ اور خمار میں گھلی معصومیت تکتے سوال کیا تو وہ پھر سے اس کے پاس جھول کر آتی اپنا دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھے چہرہ بہت قریب کیے مسکرائی، اتنے قریب سے وہ ہنستا مسکرا رہی تھی کہ امائل سے نظریں ہٹانا ممکن تھا، سانس لینی دو بھر تھی۔

"ڈائورس کی اور کس کی۔۔۔ تم کو پتا ہے۔۔۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا یا ہوو!۔ اس نے کہا جاجی لے اپنی زندگی مانیہ۔ مجھے اب کوئی نہیں ڈانٹے گا۔ تم بھی آجاو ناں پارٹی کرتے ہیں۔ مجھے باہر کیوں لائے تم۔۔۔ دیکھو یہاں سب بورنگ ہے"

امائل کا دماغ لمحہ بھر سن پڑا، جیسے کسی نے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی ہو۔ چہرہ سفید لٹھے کی شکل ہوا، دل سینے میں ڈوبنے لگا۔

"واٹ! لک ایٹ می مانیہ۔ انہوں نے واقعی طلاق دے دی تمہیں۔ کب ہوا یہ؟"

وہ جانتا تھا نشے میں ہے تبھی پوچھتے وقت ہچکچایا نہیں اور ناں ہی اسکا جبر اہولڈ کر کے اسکا چہرہ اپنی طرف کرتے۔

"کچھ دن پہلے ہوا۔ ہمارا رشتہ کچھ بھی نہیں تھا سچی۔۔۔ جسٹ سر درد تھا۔ اسکا بھی اور میرا بھی۔۔۔ چھوڑ دناں۔۔۔ میں تمہیں سوشل ایپس پر دیکھتی ہوں۔ تم اچھے لگتے ہو وہاں۔ تم مجھے مائیکل مورون کی طرح لگتے ہو بس اگر داڑھی رکھ لو اس جیسی۔ تم پر بہت سوٹ کرے گی"

اول جملے کہے وہ جب امانل کی گال پر ایک انگلی رکھ کر دباتی اسکے فیشنل خدو خال پر کھے گال پر لکیر بناتی اسکے سامنے راز کھول رہی تھی، اپنی پسند بتا رہی تھی، امانل کی آنکھیں نا جانے کیوں بہت مختصر مسکرائیں، پھر اس نے مانیہ کی انگلی نچلے لپ سے مس ہونے پر اپنے ہاتھ میں دباتے ہاتھ سمیت

نیچے کی، مانیہ نے نظریں جھکا کر اپنے پورے ہاتھ کو جب امائل کے خوبصورت ہاتھ میں دبتا دیکھا تو سرور سے آنکھیں بند کیے گردن اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے آنکھیں کھولیں، وہ منظر دونوں کے لیے خوشنما ترین تھا۔

"تم نے مائیکل مورون کی موویز دیکھ رکھی ہیں کیا؟"

امائل نے اسکی طرف دیکھتے زرا لہجہ واپس ہلکا کیا تو آگے سے وہ شرارتی مسکرائی، اسکی آنکھیں ویسے ہی جان لیوا حد تک گہری تھیں پر جب وہ شرارت سے مسکراتی تو مزید گہری کھائی بن جاتیں۔

"کئی بار۔۔۔ مجھے وہ بہت پسند ہے۔ اسکے برے برے منہ بنانا۔ تمہیں بھی سیکھنا چاہیے اسکی طرح سب کچھ۔ بھاشن دیتے رہتے ہو۔ سچی یہ لڑکیوں کو بور کرتا ہے"

وہ اسے تاکید کرے ہوش و حواس سے یکسر نکلی بول رہی تھی اور امانل کو امید نہ تھی سرسری ملاقات کی امید میں اسے مانیہ اتنی ساری مل جائے گی کہ سارے سوال حل کر دے گی۔

"سب کچھ؟"

وہ بھی جیسے ٹیک لگائے بیٹھا پر وہ اپنی چیئر پر آگے کو کھسک آتی امانل کا ہاتھ تھامے شریر مسکرائی۔

"سب کچھ"

اسکی مٹھاس بھری مسکراہٹ اک ایسا زائقہ رکھتی تھی جو ناقابل بیان تھا۔
 "تم یہ ڈرنک کرنا چھوڑ دو۔ کلب آنا بھی اور ایسے کپڑے پہننا بھی۔ میں لیچکر دینے چھوڑ دوں گا۔ یہ بتاؤ ڈائورس ر جسٹ بھی ہو گئی؟ کیا تم دونوں کا رشتہ اتنا خراب ہو گیا تھا؟ زرا بھی گنجائش نہ تھی ساتھ رہنے کی"

وہ اسکے ہوش میں نہ ہونے کا بھرپور فائدہ اٹھا رہا تھا، اور وہ بھی سچ اگلتی جا رہی تھی، اس بار زرا اس ہوئے امانل کے ہاتھ کی پشت پر اپنے نیلز سے لکریں لگانے لگی، پھر اپنی انگلیوں کی پوروں سے جیسے وہ اسکا ہاتھ چھو رہی تھی، اس لمس پر وہ حیران تھا، بارہا اپنے ہاتھ کو مانہ کے ہاتھوں میں دیکھتا رہا۔

"رشتہ تو تھا ہی نہیں۔ ہم تو جنگی طیارے رہے کئی سالوں سے۔۔ اسکا نام مت لو۔ میں بور ہو جاتی ہوں۔ تم میرے ساتھ پارٹی کرو ناں۔۔۔ میں تمہیں اپنے دوستوں سے ملواؤں؟"

وہ ٹھیک سے مزید قریب ہوئے بیٹھی کہ زرا اور کھسکتی تو امانل کے اوپر چڑھ آتی، ابھی بھی حواس قائم نہ تھے اسکے۔

"مجھے جس سے ملنا تھا مل لیا۔ تم جانا چاہتی ہو تو جاو۔ میں بھی جا رہا ہوں گھر۔۔۔"

امائل نے اٹھنے کی غرض سے اجازت لی پر مانیہ نے اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لیے جب تھا تا تو امائل کے سینے تک اسکے ہاتھوں کی گرفت کی تپش اتری۔

"ت۔۔ تم رک جاؤ ناں۔۔۔"

وہ لاڈ سے روک رہی تھی، امائل کچھ سوچتے ہوئے واپس بیٹھا کیونکہ مانیہ نے اسکا ہاتھ جکڑ لیا تھا۔

"تمہیں اس دن کچھ ہوا تھا؟ جب ہم لفٹ میں ملے؟ یاد ہے؟"

وہ اسکو دیکھتی مسکرا رہی تھی، مدہوش ہو جیسے، لفٹ کے حوالے پر وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی پھر سر ہلاتے مسکرائی جو واپس پاس بیٹھے ٹیک چھوڑتا ہوا اسکے چہرے کو گہرائی سے کھوج رہا تھا۔

"تھوڑا تھوڑا یاد ہے۔ کچھ ہوا تھا۔ تھوڑا سا کچھ ہوا تھا پر یاد نہیں کیا ہوا تھا"

وہ اسکی ابھی ہوئی منہدم یادداشت کو جان گیا پر مانیہ جیسے بدحواسی سے آڑھا ترچھا بتا رہی تھی وہ جناب کو مسکراہٹ دے گیا۔

"میرے ذہن سے وہ ملاقات نکل نہیں رہی۔ کیا کروں مانیہ؟"

وہ مانیہ کی بڑی بڑی آنکھیں دیکھ رہا تھا جو سچ میں عشق کے لائق تھیں، بڑی گھنی پلکوں کی چلمن میں چھپی سیاہ دبیز آنکھیں جنکی سیاہی سامنے والے کو اپنے اندر سمو لے۔

"دعا کر لو۔۔۔ وہ قبول ہو جاتی ہے پکا"

مانیہ نے اسکے ہاتھوں کو دباتے مشورہ دیا تو امانل اسکو دیکھتے سوختہ جگر مسکرایا۔

"تمہاری ہوتی ہیں؟"

وہ نرمی سے پوچھنے لگا پر مانیہ کا چہرہ لمحے میں تاریک ہوا، وہ آنکھیں اٹھائے
اماٹل کو دیکھنے لگی، ان میں درد تھا۔

"م۔۔ میں نے آج تک کسی کے لیے دعا ہی نہیں مانگی۔"

اماٹل کا دل مانو کر چیاں ہو گیا۔

"اب مانگو ناں۔ میرے لیے۔ کہ جس شر کا شکار ہوں اس سے مجھے نجات
ملے۔ کیا تم کرو گی؟"

وہ اس کے پوچھنے پر بچوں کی طرح سر ہلا گئی کہ مانگے گی۔

"گھر جا کر اچھی بچی بن کر مانگوں گی۔ ابھی بیڈ پارٹی گرل ہے مانیہ۔۔۔۔۔ تم
میرے دوست بنو گے اماٹل۔ تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو۔ میں تمہیں دیکھنے
سے بور نہیں ہوتی"

وہ کچھ بھی دل میں نہ رکھ پائی، اور اماٹل کے لیے اب صرف سننا مشکل ہوا، دل میں کچھ ہلچل مچی۔

"نہیں! میں مزید کسی کا دوست نہیں بننا چاہتا۔ تمہیں گھر ڈراپ کر دوں؟" وہ اٹھا تو مانہ بھی لڑکھڑا کر اٹھی، گرنے لگی جب اماٹل نے بازوؤں میں حصار کر سنبھالا کہ دونوں حد درجہ قریب آ گئے۔

"تم میرے قریب رہو ناں۔ مجھے کبھی کسی کے ساتھ اتنا اچھا اور سیوفیل نہیں ہوا۔"

وہ اپنے بازو دھیرے سے سرکائے پھر اماٹل کے گلے کا ہار بنا گئی اور اسکی گردن کے پاس جھکی اور اماٹل کے پرفیوم کی خوشبو انہیل کی، اسکا انداز کسی بھی اچھے بھلے آدمی کا دماغ خراب کر دیتا۔

"مجھے ایسا کچھ فیل نہیں ہو رہا ابھی۔ نہ اچھا نہ سیو۔۔۔۔۔ اچھا سنو تم میری سمجھائی باتیں ہوش میں آتے ہی بھول گئی تو؟"

وہ اسکے بازو کھولنے لگا پر وہ ایسا نہیں چاہتی تھی، جکڑنے لگی پر اماٹل کا سوال سنے چپ سی بھی ہوئی۔

"توت۔۔ تم بھی میری یہ ہوش سے باہر کی بد تمیزی بھول جانا ناں"

وہ بھاری سرگوشی میں بولی۔

"تم مانو گی نہیں یعنی؟"

وہ برہم ہوا پھر یاد آیا ایسا کوئی حق نہیں رکھتا۔

"میں مانی ہوئی ہوں"

یہ چار لفظ نہیں تھے، یہ وہ حرف مقدم تھے جو پارسا بھی نہیں کہہ پاتے، جو

سنورے لوگوں کی زبانوں پر کسی جبر ساٹک سکتا ہے پر وہ دنگ تھا مانیہ کی

روانی پر، اسے لگا جیسے جو محسوسات اسے لاحق ہیں یہ لڑکی بھی انہی میں لپٹی

ہے، کیسے ممکن تھا عشق کی آگ یکطرفہ رہتی۔

وہ لڑکی جو اک پاک رشتے میں ہونے کے باوجود ایک باکردار اور خوبصورت
 حواسوں کے مضبوط مرد کی نہ ہو سکی، شرطیہ وہ کسی اور ہی کے لیے بنی
 تھی، کسی اور کے ہاتھوں سنورنے کی قسمت لکھوا کر لائی تھی ورنہ کوئی
 عورت نوح ادا دوغان کے ساتھ کچھ لمحے گزارے اور اسکی رغبت میں مبتلا
 نہ ہو، ایسا ممکن نہ تھا۔

"مجھے تمہاری فکر کچھ دن سے شدید ہے، تم اپنا خیال رکھنے کا وعدہ کر لو
 بس۔ میں مان لوں گا کہ تم مانی ہوئی ہو"

اس لڑکی کے چہرے سے نظر نہ ہٹ رہی تھی اور دل سے دل جڑنے کو تڑپتا
 محسوس ہو رہا تھا پر وہ اپنی حدیں جانتا تھا، ہوش میں وہ نہیں تھی پر امانل کے
 سارے حواس یکجا و سلامت تھے۔

"م۔۔ میں اپنا بہت خیال رکھتی ہوں پاگل۔۔ دیکھو میں کتنی پیاری لگ رہی
 ہوں، تمہاری کوئی گرل فرینڈ نہیں تو میں بن جاؤں؟"

وہ اسکی بات سمجھنے سے قاصر بس اپنا آپ ہی حاضر کیے ہوئے تھی۔

"میں نہیں چاہتا ایسا مجھے معاف کر دو۔ اب جاوا اپنے دوستوں کے پاس۔"

امائل نے اسے کلب انٹرنس کے قریب لائے خود سے، اپنے سینے اور دل سے دور کیا تو جب وہ ہاتھوں کی دسترس سے بھی نکل کر دور ہوئی امائل اسکی آنکھوں کی تڑپ پر تھما، اس بارمانیہ نے اسکا ہاتھ نہیں تھاما تھا بلکہ اس شخص کو سرتا پیر ایسی نظروں سے دیکھ کر تباہ کر دیا جو کہہ رہی تھیں مت جاو۔

"امائل"

وہ پلٹی لڑکھڑا کر رکی تو امائل اسکی پکار پر پہلے ہی وہیں جما تھا، مڑی تو وہ تھی اسکی طرف۔

"کبھی کبھی مل لیا کرو ناں مجھ سے۔"

امائل اپنی جگہ دھنس سا گیا، وہ لڑکی اسکا دل مٹھی میں لے کر مسل گئی تھی، سارے جذبات گڈمڈ ہونے لگے تھے۔

"دیکھوں گا۔ سی یو"

امائل نے اس پر سے نظر ہٹالی اور اب کی بار ایسا پلٹتا کہ چند لمحوں میں وہ مانہ کی آنکھوں سے او جھل ہو گیا، وہ بھی افسردہ سی کلب کے اندر چلی گئی پر اب دل ہر شے سے اچاٹ تھا تو اک کو نے میں جا کر بیٹھ گئی جبکہ امائل بہت تیز ڈرائیونگ کرے واپس فارم ہاوس روانہ تھا، نامہ کامیج بھی آیا تھا کہ وہ کچھ دیر میں پہنچ جائے گی، فون ڈیش بورڈ کی جانب رکھے امائل نے سامنے سیدھی سڑک پر نظریں جمائیں کہ اسے لگا اسکی آنکھیں دھندلانے لگی ہوں، بروقت گاڑی کے بے قابو ہونے سے پہلے بریک لگا کر روکی۔

عجیب ہانپ ڈھل گئی تھی اسکی سانسوں میں، وہ سٹیئرنگ پر دونوں ہاتھ سختی سے جمائے سامنے دیکھنے لگا، سٹریٹس لائٹس کے سبب سڑک اندھیرے

سے پاک تھی، ساتھ سے گزرتی گاڑیاں سناٹے کو بھی چپڑ رہی تھیں، آگے باہر اور ستم کہ اسکے اندر ہلچل مچی تھی۔

"میرا دل اتنے درد میں کیوں آگیا تمہیں دیکھ کر مانیہ! تم سے دور آتو گیا ہوں پر لگتا ہے تم عفریت بنی اب سے میرے ہر راستے میں حائل رہو گی۔ ہر جگہ دیکھائی دینے لگو گی تو میری زندگی اور میرا وقار داؤ پر لگ جائیں گے۔ یہ کس قسم کی اذیت ہے میرے مالک۔ یہ کس قسم کی منافقت ہے کہ میں تو نامہ کے ساتھ بہت سکون کی زندگی سوچتا آیا تھا۔ پھر ایسی کیا خطا ہوئی کہ مجھے اس پاگل لڑکی کے لیے بے سکون کر رہے ہیں آپ۔ یہ مجھے مار رہا ہے۔"

وہ خود سے پوچھ رہا تھا اور کچھ سوال اس تاریک رات کے پیدا کرنے والے سے، جسکے ہاں بڑا فیصلہ ترتیب دیا جا چکا تھا، پہلے تو اسے مانیہ کا لمس، اسکی

جان فرسا موجودگی بس گردن کے پاس محسوس ہوتی تھی اب اسکے پورے جسم سے مانیہ سے جڑی، لپٹتی منہ زور خواہشیں تھیں جو امانل کا دم گھوٹ رہی تھیں، اور مانیہ کی آخری حسرت۔۔

"کبھی کبھی مل لیا کروناں" اسے جلا کر بھسم کر رہی تھی، دل لہو ہو رہا تھا، بے بسی پر تھکاوٹ سی امانل کے جسم میں اتر رہی تھی۔

..

اتنے گھنٹے کی چپ فائنلی دوغان ولا کے پورچ میں گاڑی رکنے پر ٹوٹنے کی دونوں کو پوری توقع تھی، رات کے دس بجنے والے تھے، واپسی اتنی دیر سے ہوگی نامہ نے سوچا نہ تھا پر بابا اور امانل دونوں کو انفارم کیے وہ مطمئن تھی۔

نوح کے باہر نکلتے ہی وہ بھی باہر نکلی۔

"نامہ!"

وہ اپنے ہی خیال میں محو تھی جب جاتے جاتے پلٹ کر رکتے نوح نے اسے پکارا۔

"جی مسٹر نوح؟"

وہ بدحواس نہ ہونے کی پوری کوشش میں تھی۔

"کیا تمہیں میری کوئی بات بری لگی ہے، تم مجھ سے کہہ سکتی ہو۔ میں بھی کہہ دوں گا کبھی کچھ برا لگا تو"

نامہ اسے کیا سمجھاتی کہ اسے کیا ہوا ہے، بولنے کا بالکل من نہ تھا۔

"نہیں کچھ بھی برا نہیں لگا مسٹر نوح"

وہ اسے بھرپور مطمئن کرنے کی کوشش میں تھی تبھی نوح نے وہیں آتے ملازم کو وہ ڈریس بیگ تھمایا۔

"اسے میرے روم میں رکھو اور اندر کہو ہمارا ڈنر لگائیں"

نامہ بے چین ہوئی کیونکہ خدشہ تھا کہیں اب یہ آدمی کھانے پر نہ روک لے، نامہ کی حالت اس وقت خراب تھی ڈرائیونگ کر کر کے اور وہ جا کر اپنے بستر پر بس گر جانا چاہتی تھی، وہ ملازم وہاں سے گیا تو نامہ بھی رنچو چکر ہونے کے ارادوں میں تھی پر نوح کی آواز پر اسے قدم تھمے۔

"تم میرے ساتھ ڈنر کرو گی؟"

نامہ کا تھکن سے حال برا تھا اوپر سے یہ آدمی جان چھوڑنے پر آمادہ نہ تھا۔
 "نہیں مسٹر نوح! میں اب گھر جاؤں گی بابا تب تک سوئیں گے نہیں جب تک مجھے دیکھ نہ لیں۔"

نامہ نے سولڈ بہانہ لگایا تاکہ گنجائش نہ بچے رکنے کی۔

"دس منٹ کے لیے رک جاؤ، فریش ہو جاؤ۔ بیٹھ بیٹھ کر برا حال ہو چکا ہو گا نامہ۔ مزید ڈرائیو کرنے کے لیے تھوڑی انرجی مل جائے گی۔ اب کیا تم میرے ساتھ ضد کرو گی؟"

نامہ اسکا منہ ہی تکتی رہ گئی، سخت قسم کا غصہ بھی آرہا تھا اس آدمی پر جو رلانے کے درپر اتر ا تھا، وہ کیسے بتاتی اسے اچانک کچھ ہو گیا ہے، نوح کی موجودگی بھاری محسوس ہو رہی ہے۔

"ویسے بھی تمہیں میری فیملی سے ملنا چاہیے۔ کل کو اگر تم میری وائف بن کر آتی ہو تو سب کا پتا ہو گا تمہیں"

نوح نے دانستہ وہی ذکر کیا جو اس وقت نامہ کا حلق گھوٹ رہا تھا، وہ رحم طلب نظروں سے نوح کو دیکھنا چاہتی تھی پر وہ کچھ غلط نہ سمجھے تبھی آنکھیں پھیر لیں۔

"میں جلد آپکے ولا کے آس پاس گھر ڈھونڈ لوں گی مسٹر نوح"

نامہ نے تحمل کے سنگ بناتے جواب دیا تو وہ اسکے لیے راستہ چھوڑے سائیڈ ہوتے مسکرایا۔

"پھر روز ساتھ ڈنر کریں گے، کتنی اچھی کمپنی مل جائے گی تمہیں میری صورت"

نوح اسکی برداشت سے کھیل گیا پر اب خود لگا جیسے زیادہ ہو گیا تبھی اپنے ستم سمیٹنے کا فیصلہ لیا۔

"م۔۔ مجھے؟۔۔ پلیز۔ مسٹر نوح میں جاسکتی ہوں"

اخیر اکتا کر نامہ نے پوچھا، اب تو وہ اتنی نڈھال تھی کہ پیر پکڑنے کو بھی تیار تھی کہ اسے جانے دیا جائے۔

"ہاں میرے گھر کے اندر۔ آجا و شتاباش۔۔۔"

نوح نے بڑے پیار سے کہے جب قدم آگے بڑھائے تو نامہ نے زور سے اپنے بال مٹھیوں میں دبوچے پر نوح کے پیچھے دیکھنے پر وہ جبر اسامسکرائی اور بالوں کو سہلانے لگی۔

"ہیری آپ"

وہ اندر گیا تو نامہ نے ڈور کے پاس رکے نرمی سے اپنا سر دروازے پر مارا جیسے
نجانے کتنی بے بس ہو، خیر میکائیل کے علاوہ گھر میں کوئی نہ تھا اور تبھی نوح
اسے سیدھا وہیں لایا، نامہ نے چہرے سے تھکن خوردہ اثرات بھرپور مٹانے
کی کوشش کی۔

میکائیل دوغان جو نیوز دیکھنے میں مگن تھے، آہٹ پر پلٹے تو نوح کے ساتھ
پیچھے پیچھے تھکی ٹوٹی نامہ کو دیکھتے خوش دلی سے مسکرائے۔

"بابا! یہ نامہ سلطان ہے۔ مائی ہینڈ"

وہ جو تھکی ٹوٹی تھی، تب تھمی جب اپنے لیے استعمال ہوئے نوح کے تعارفی
لفظ سنے، اور گھبرا ئی تب جب میکائیل نے آگے لپک کر نامہ کا سر چوم لیا، یہ
ایسا مومنٹ تھا کہ نوح نے بابا کو اتنے زیادہ لاڈ پر آنکھیں نکالیں، اور

ایکٹینگ کانگ مانا جبکہ نامہ گھبرا کر نوح کو دیکھنے لگی جیسے پوچھ رہی ہو یہ کیسا تعارف تھا اور یہ بیٹی جیسا پر وٹو کول کیوں دیا گیا۔

"اوہ نامہ! اپنے نام کی طرح حسین و خوبصورت ساتھ ماہر۔ نوح نے بتایا تھا تمہارے بارے۔ نوح کا ہاتھ ہی ہو تم بلکل ٹھیک کہا اس نے۔"

نوح بابا کو گھور رہا تھا پر میکائیل صاحب شفقت کا جہاں لٹاتے چلے گئے، ایون نامہ کی جو تھکن تھی وہ کچھ انکی شوخ طبیعت پر زائل ہوئی، ڈنر بھی پانچ منٹ میں لگا۔

"تم فریش ہونا چاہو گی؟"

نوح جو خود بھی کچن میڈ کی برتن لگانے میں ہلپ کر رہا تھا، وہیں سے پکارا تو نامہ گردن گما کر اسے دیکھنے لگی جو پتا نہیں کب چینیج کر آیا تھا، اور فل بلیک میں بے ترتیب خلیے میں کھانے کی پلیٹس سیٹ کر رہا تھا۔

"جی مسٹر نوح! مجھے ہاتھ دھونے ہیں"

وہ جلدی سے بولی تو میکائل بھی مسکرائے۔

"آ جاو"

نوح اسے کہے روم کی طرف بڑھا تو نامہ نے پلٹ کر اک نظر میکائل دوغان پر ڈالی جیسے جانے کی پر میشن چاہ رہی ہو، انھیں نامہ کی یہ ادا بہت پیاری لگی۔

"جاو میرا بچہ، دھولو ہاتھ اور آکر ہمارے ساتھ ڈنر کرو"

وہ پیار سے بولے تو نامہ جلدی سے جبراً مسکراتی ہچکچاتی ہوئی اس طرف بڑھی جہاں وہ پہاڑ آدمی جاگم ہوا، نامہ نے احتیاط سے قدم بڑھائے پر سمجھ نہ آئی وہ اس سے آگے کہاں گیا ہو گا جبکہ وہ موصوف زینوں پر کھڑے نامہ کی ادھر ادھر دوڑتی چوکنی نظروں پر مسکرائے۔

"او ہیلو مس روح! یہاں ہوں میں"

نامہ ہڑبڑا کر گردن اٹھائے دیکھنے لگی جہاں وہ سسڑھیوں پر کھڑا ہاتھ ہلا رہا تھا۔

"یہ کیوں جونک کی طرح چمٹ گئے مجھے۔ غش پڑ جائے گا مجھے اب انکو دیکھ کر"

نامہ نے حلق سے تھوک نکلا اور اسکے پیچھے ہی سیڑھیاں چڑھی تو نوح نے آگے آتے پہلے ہی روم کا ڈور نامہ کے لیے کھولا جبکہ اسے اندر کی طرف کھڑا دیکھے نامہ نے وہیں جمنا بہتر سمجھا اور جب نوح کو خود شرم آئی تب وہ سنجیدہ سا باہر آیا اور نامہ اندر داخل ہوئی۔

"آپ جائیں مسٹر نوح! میں آتی ہوں"

نامہ نے رسان سے دروازہ آگے کرنا چاہا پر نوح نے ہاتھ رکھے رکاوٹ بنائی۔

"اس روم کا یہ ڈور خراب ہے تو تم قید ہو جاو گی۔ کھلا رہنے دو"

نامہ کا پارہ اب اوپر چڑھا، دل کیا کہہ دے کہ خراب دروازے والا روم ہی ملا تھا میرے لیے۔

"اچھا آپ جائیں"

نامہ نے منت کی تو نوح اسکی اخیر ضبط والی حالت سے محظوظ ہوئے سر ہلاتے ہی وہاں سے گیا تو نامہ نے گہرا سانس خارج کرتے ہی زرا اسی دروازے میں درز تک ڈور آگے کیا اور اتنا نرم بیڈ دیکھتے ہی نامہ جا کر دھرم سے گری، مانو جنتی سکون ملا تھا کمر سیدھی ہوتے ہی جو تختہ ہوئی پڑی تھی، اسے بیڈ پر بازو کھول کر شوز سمیت گرا دیکھتے واپس اس درز میں آرکتے نوح صاحب کا کلیجہ منہ کو آیا کہ شوز اسکے بیڈ پر تھے نامہ کے۔

کیونکہ یہ روم نوح کا تھا اور دروازہ بالکل خیر و عافیت سے تھا، نوح نے وہیں کھڑا ہوتے سینے پر ہاتھ باندھے جبکہ نامہ کو جسم کی تھکاوٹ پر آرام اُسا آیا

کہ اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں، وہ لاکھ خود کو جگانے کی کوشش کر رہی تھی پر تھکن حاوی ہوئی اور دو منٹ گزرے کے نامہ ٹن ہو چکی تھی۔

وہ اسے دیکھتے مسکرایا اور اندر آتے نامہ پر لحاف کھول کر کروائے اسکا وہیں ہاتھ کے پاس رکھا فون اٹھا کر سائلنٹ کیا اور پلٹا وہیں سے ڈور بند کرتا پلٹا، نیچے جا کر اس نے بابا کو یہ بتایا کہ نامہ کسی لمبی کال میں اٹکی ہے، اسے گولیاں دینی آتی تھیں جبکہ خود اس نے بابا کے ساتھ آدھے گھنٹے میں گپ شپ کرتے ڈنر کیا، جس بیچ وہ بزنس کی بات کرتے رہے، صارم گھر نہیں تھا جبکہ دیشا پارٹی سے آئی تھی تو تھک کر سو چکی تھی جبکہ مانیہ بارہ سے پہلے کم ہی آتی تھی، ڈنر کے بیچ امائل کی کال پر نوح نے اسے بابا کے سامنے ہی رسیلائے کیا کہ نامہ ایک گھنٹے تک آجائے گی تو وہ اور اسکی فیملی پریشان نہ ہوں۔ خود وہ مزے سے ڈنر کے برتن سمیٹ کر کچن میں رکھنے کے بعد بابا کے لیے اور اپنے لیے چائے بنائے لاونچ میں بیٹھ کر پینے کے بعد اٹھا۔

"حد ہے، کتنی لمبی کالز کرتی ہیں یہ لڑکیاں۔ میں بتاتا ہوں اسے کہ رات کافی ہو گئی۔ آپ بھی جا کر سو جائیں اب۔ میں بھی نامہ کو سی آف کر کے سوتا ہوں"

بہت ہوشیاری سے نوح نے بابا کو بھی چلتا کیا جبکہ ڈیڑھ گھنٹے کی پرسکون نیند لینے کے بعد خود ہی نامہ سینے کے بل لیٹ کر تھک جانے پر پلٹی تو آنکھیں کھلیں مگر اگلے ہی لمحے سچویشن سمجھ کر وہ اٹھ بیٹھی، ہڑبڑا کر اپنے فون کو اٹھایا جہاں ساڑھے گیارہ بجنے والے تھے۔

"اوہ میرے خدا! میں یہیں سو گئی۔ نامہ یہ کیا کر دیا تم نے؟۔ میں کیسے جاؤں اب نیچے۔۔۔ اف میری یہ نیند مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔"

نامہ کا ماتھا خوف و شرمندگی سے بھیکا کہ یوں کسی کے گھر وہ کیسے بے فکری سے سو گئی، خیر جیسے تیسے کیے وہ کمرے سے نکلی پر کسی کے پیروں کی آہٹ پر دروازے کے ساتھ جا لگی۔

نوح کا چہرہ نظر آتے ہی نامہ اسکی طرف لپکی۔

"مسٹر نوح! آئی ایم ریلی سوری میں۔۔۔ میں بہت زیادہ شرمندہ ہوں یوں سونے پر۔ میں آپکے بابا سے بھی ایکسیوز کر لوں گی۔"

نامہ پینک کرتے بولی تو نوح نے اسکے دونوں بازوؤں پر ہاتھ جب رکھے تو وہ لمحے میں شانت ہوئی پر آنکھیں ابھی بھی افسردہ تھیں۔

"نیند کچھ پوری ہوئی تمہاری اور تھکن اتر گئی۔ سمجھ لو تمہارا ایکسیوز قبول ہو گیا کیونکہ اب تم اپنے گھر تک ڈرائیو کر سکو گی، فکر مت کرو تمہارے پیچھے بابا کا ڈرائیو جائے گا کیونکہ رات زیادہ ہے تو تمہاری سیکورٹی اہم ہے۔ اماں کی کال آئی تھی اسے بھی بتا دیا تھا کہ نامہ آجاتی ہے۔ اور یہ بالکل بری بات نہیں لگی مجھے نہ بابا کو سورٹکس۔ آجاو کچھ کھا لو پھر تم آزاد ہو"

نامہ اسکے ہاتھ ہٹانے پر بہت کرب سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"مسٹر نوح! پلیز مجھے کچھ نہیں کھانا۔ مجھے جانے دیں۔ آپکے زبردستی روکنے کے چکر میں پہلے ہی میں بہت بڑا بلند کر چکی ہوں"

وہ اسکی طرف ناراضگی سے دیکھتی منہ پھیرے نیچے گئی تو نوح بھی پیچھے ہی زینے اتر ا، وہ اپنے کہے کی پکی تھی، دوغان ولا سے نکل کر پورچ تک آگئی تب بھی نہ رکتی اگر پیچھے ہی بھاگ کر آتا نوح اسے پکار کر نہ روکتا۔

"مجھے نہیں سمجھ آئی یہ کیا تھا، پر میں آپ سے کسی قسم کی میرج نہیں کروں گی۔ سو اگر آپ کو ایسا کچھ لگ رہا ہے میں یہ کبھی چاہوں گی تو غلط لگا۔ میں ڈرائیور ہوں اور میری جگہ آپکے گھر کا پورچ ہے۔"

وہ ہرٹ ہو گئی تبھی تو نوح نے اس تک کا فاصلہ سمیٹا، وہ منہ پھیر گئی۔

"آئی ایم ریلی سوری۔ میں چاہتا تھا تم تھوڑا رنلکس ہو جاؤ۔ شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بابا سے کہا تم کسی لمبی کال پر بزی ہو، جھوٹ بولا۔ یہ بات صرف مجھے پتا ہے کہ تم سوئی۔ اور مجھے لگتا ہے یہ میں نے بس تمہارے کمفرٹ کے

لیے کیا۔ جو مجھے قریبی لوگوں کو دینا اچھا لگتا ہے۔ پلیز نامہ دکھا دل لے کر
مت جاو۔ کل کا دن اہم ہے تمہیں سٹریس نہیں لینا۔ میں دوبارہ ایسا کچھ
نہیں کروں گا"

وہ بہت نرمی سے معذرت کر رہا تھا جبکہ اسکے سونے کا میکاٹیل دوغان کو
نہیں پتا یہ سن کر نامہ تھوڑی پر سکون ہوئی ورنہ یہی سوچ رہی تھی وہ کیا
سوچ رہے ہوں گے کیسی لڑکی ہے، زرا شفقت کیا دی یہ تو اپنا ہی راج سمجھ
بیٹھی۔

"پکا کہ انکو کال ہی کا کہا آپ نے؟"

نامہ اس سے یقین دہانی کو بولی، کیونکہ ابھی اسے نوح پر اعتبار نہیں آیا
تھا، اعتبار کے معاملے میں وہ بہت ویک لڑکی تھی۔

"میں کبھی کبھی جھوٹ بول لیتا ہوں، یقین کرو۔"

نوح کی الگ نوعیت کی ذات ہو یا یقین دہانی سب اپنی ویلیو بنار ہی تھی، جس طرح یہ شخص کمفرٹ دینے کے طریقے اختیار کر رہا تھا، نامہ کوڈر تھا بہت جلد ایسا وقت آئے گا وہ اس شخص کے کھینچے گئے ہالے میں قید ہو جائے گی۔

"یہ بالکل اچھی بات نہیں ہے مسٹر نوح، کہتے ہیں جھوٹ جب ہماری زندگی میں گھل جائے تو ہماری فخر ہاتھوں سے نکل جاتی ہے۔ پھر وہ معمولی سے معمولی جھوٹ ہی کیوں نہ ہو۔"

وہ اسے ایک بہت گہری بات بتا رہی تھی اور نوح ادا دوغان اس بات پر ایمان رکھتا تھا، لیکن پھر بھی وہ اللہ سے ایسی رعایت ضد کر کے مانگنے والا انسان تھا کہ کبھی کسی ایسی جگہ جھوٹ بول لوں جو کسی انسان کو دوپل سکھ دینے کا لمحہ ہو، اللہ تو ستر ماووں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے، جیسے ہم اپنی ماں سے ضد کر کر بات منواتے ہیں، وہ بھی ایسے منانے سے مان جاتا ہے یہ نوح کا وہ یقین تھا جسکی بنیاد ہی معصومیت سے بھری تھی۔

اور جب بنیادیں معصوم ہوں، ان پر کبھی گناہوں اور منافقت کی منزلیں نہیں کھڑی ہوتیں۔ ایسی بات نوح کو امید نہ تھی وہ نامہ سے سنے گا۔

"میں کوشش کروں گا اسے اپنی زندگی سے نکال دوں، بائے داوے میں کبھی کبھی چھوٹے موٹے ہیر پھیر بھی کر لیتا ہوں۔ اس سے کیا چھوٹ سکتا ہے نامہ؟"

جناب کی دلچسپی تو نامہ کو یہیں روکنے پر تلی تھی پر نامہ کی ہمت آخری دہانے پر تھی۔

"ممکن ہے بہت پیاری کوئی چیز، دھوکے اور ہیر پھیر سہنے کا ظرف اب بہت کم ہو گیا ہے تو احتیاط برتا کریں۔ اب میں جاؤں مسٹر نوح؟"

وہ کھڑی کھڑی گرنے والی تھی، دل چاہا اب ہاتھ جوڑ بیٹھے۔

"روح کے ساتھی کی ریل کب آئے گی، یہ تو بتاتی جاو"

نامہ نے اسے اس بار رحم طلب نظر سے دیکھا بھلے وہ جو بھی مطلب لیتا۔

"اگر میں کل ہار گئی تو جانے سے پہلے لگا دوں گی"

وہ پلٹی تو نوح کی پکار پر رکی، وہ اس کے جانے پر ناچاہتے ہوئے بھی چپ نہ رہا۔

"کہاں جانا ہے نامہ؟"

نوح کے سوال کی کشش نے نامہ کے دل کی گردش لمحہ بھر روکی، کہاں وہ اسے روکنے کے ہر عجیب و غریب جتن کر رہا تھا اور کہاں یہ لڑکی جانے کے ارادے ہتھیلی پر رکھے پھر رہی تھی۔

"کچھ سوالوں کے جواب نہیں رکھتی ہوں۔ آپ اچھی نیند لیجئے گا پلیز۔ سی یو"

محترمہ اچھی نیند کی تاکید اس لیے کر کے گئیں کہ اسے نوح آج زرا حواسوں

سے باہر محسوس ہوا، اس بار نوح نے اسے نہ روکا، وہ اپنی Rolls-

Royce میں سوار ہوئے چلی گئی اور وہ کسی ٹھہر جاتے موسم سا ہو گیا۔

وہ ٹھہرے موسموں کا ہر گز دلدادہ نہ تھا پر نامہ کے لیے بننے میں اسے

قباحت محسوس نہ ہوئی، جب محبت دل کے در پر دستک دیتی ہے تو ہر چیز

رقص میں دیکھائی دے کر دماغ خراب کرنے لگتی ہے، یہاں بھی ایسا لگ رہا

تھا۔

کچھ ہی دیر میں گیڈ کھلا تو مانیہ کے اندر آنے پر نوح اپنی سوچوں کو جھٹک

گیا، وہ قریب آ کر رکی، ڈرنک تھی پر ہوش میں محسوس ہونے کی حد تک

جاگ رہی تھی۔

"اب نہیں ڈانٹو گے؟"

مانیہ کی اداس آنکھوں میں چمک اتری۔

"نہیں! اب تم میں رہی سہی بھی دلچسپی ختم۔"

وہ سپاٹ تھا، مانہ کادل جیسے سانسیں بھرنے لگا ہو۔

"شکر ہے۔ ورنہ مجھے لگا تھا آنکھیں پسند تھیں تو ممکن ہے دور ہونے سے پہلے

انکو اکھاڑ دو گے۔ تمہیں سچ میں میری آنکھیں پسند تھیں، کیا اگر ان

آنکھوں کی پسند کے بدلے میں تم سے کچھ مانگوں تم دو گے نوح"

وہ ناجانے کیوں اداس لگ رہی تھی، وہ اپنا چین قرار سب داو پر لگا آئی تھی۔

"کیا چاہیے؟۔۔ مزید پر اپریٹی؟"

نوح کے اندازہ لگانے پر وہ کرب سے مسکرائی، اسے آنکھیں چاہنے والا
نہیں، آنکھیں چومنے اور ان میں اترنے والے کو پانا تھا جو مانہ نے ڈھونڈ

لیا۔

"میں اس سے پیار کرنے لگی ہوں"

مانیہ کی آنکھیں سرخ پڑیں، نوح نے ان گہری آنکھوں کا درد دیکھا۔

"کس سے؟ امانل خرد سے"

وہ کرب سے ہی مسکرائی کیونکہ نوح کا اندازہ اب کی بار غلط نہ تھا۔

"پتا نہیں وہ پر مجھے لگتا ہے مستقبل میں وہ صرف میری آنکھیں چاہے گا

نہیں انکو چومے گا بھی اور یہاں گھر بھی بنائے گا اپنا۔ اک پار سا کی دعا

چاہیے مجھ گناہ گار کو۔۔۔ دو گے؟"

مانیہ اس کی زندگی سے نکلی تھی پر دعاؤں سے نہیں کہ اس لڑکی کو مانگنا پڑتا۔

"نہیں دے رہا۔ جو کرنا ہے کرو۔۔۔۔"

نوح نے منہ پھیرا پر وہ اسے عقب سے پکاری، وہ حواسوں میں ابھی بھی نہ

تھی۔

"مجھے معاف کر دو نوح! میں نے بہت تذلیل کی تمہاری۔"

وہ حیرت سے پلٹا، حیرانگی سے لبریز تھیں وہ ہیزل آنکھیں۔

"تم نشے میں ہو تبھی ایسی باتیں نکل رہیں تمہاری مانیہ۔۔۔ ہوش میں آنے کی دیر ہے تم وہی بن جانا جو بن بن کر سب کو دیکھاتی پھرتی ہو۔"

وہ سرد مہری سے بولا تو وہ پاس آرکی۔

"یہی تو۔ تم ان باتوں کو اول فول سمجھ رہے ہو۔ وہ میری اول فول کو بھی باتیں سمجھ کر گیا ہے۔ دعا کر دو تمہارا کیا جائے گا نوح، تم اتنے سنگدل کیوں ہو۔ اک دعا ہی تو مانگی ہے۔ جان تھوڑا مانگی ہے"

وہ ٹوٹنے سی لگی، وہ اندر سے مسمار ہو رہی ہے یہ اسکی آنکھیں بتا رہی تھیں جنھیں پڑھنے کی اب نوح کو کسی قسم کی طلب نہ باقی تھی۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں اتنا پار سا ہوں کہ تمہارا سکھ میری دعا کا محتاج ہے

مانیہ؟"

وہ سنجیدگی سے اسکی درد میں لپٹی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

"کیونکہ اس پوری دنیا میں جسے میرے سدھرنے کی فکر ہے وہ تم ہو۔ میری اصل اماں تو تم بنے ہو اتنے سالوں سے۔ مانیہ یہ نہ کرو۔ یہ نہ پہنو۔ ایسے سانس نہ لو۔ ایسے نہ چلو۔۔۔ تو دعا کے لیے بھی میں اپنی اس اماں کو ہی کہوں گی ناں۔۔۔۔۔ پارساتو میں نے تمہیں چھیڑنے کو کہا"

وہ آنکھوں میں فوراً سے معصومیت جو لے آتی اس پر سامنے والا اہل سا جاتا، نوح نے گال سے پھلا کر منہ موڑا تو مانیہ کی بھیگتی آنکھیں مسکرائیں۔

"مجھے بھی تب تک تمہاری فکر ہے جب تک تمہاری زندگی میں تمہیں ذیروز کرتی وہ لڑکی نہیں آتی جو تمہارے لیے بنی ہوگی۔ اب تو دعا کر دیں میری اور جنل ماما"

وہ اول مکھن لگائے اختتام تک اپنا مطلب لیے بھی معصوم تھی، وہ کچھ نہ بولا وہاں سے چلا گیا تو مانیہ نے اسے دیکھ کر پھیکی سی سائیل دی۔

"شاید میں ہی اسکے قابل نہ تھی۔ ایسے چپ چاپ جانے کے لیے وہ حوصلہ چاہیے مانیہ جو سبکے پاس نہیں ہوتا۔ میری اچھی آنکھوں کا کیا فائدہ کہ میں اسکی اک دعا بھی نہ پاسکوں۔ شاید تم مجھ سے دور ہی اچھے ہو اماں، اسکی دعا نہیں ملتی جب تک میں تمہیں پا نہیں سکتی۔ ہمارے کچھ سکھ واقعی خاص دعاؤں کے محتاج ہوتے ہیں۔ میں نے یہ دعاؤں والا جہاں اپنے ہاتھوں گنوا یا ہے اب چل کر مانیہ بیٹھ کر۔۔۔۔۔ یا مکھیاں مار"

وہ بھی پیچھے ہی اندر بڑھی اور نوح کہیں نہیں تھا تو وہ بھی روم میں آگئی، چنچ کیا پر درد کی ٹیس نے وہ سکون لے لیا جو مدہوش مشروبات کا اثر دبائے ہوئے تھا، وہ سونے لیٹ گئی، اب تو سانس لینے پر بھی گردن اور سینے کی طرف کھنچاؤ تھا پر مانیہ کو ابھی بھی لگا جیسے دل کا کوئی حصہ گل گیا ہے تبھی یہ درد آن لگے ہیں۔

جب درد بڑھا تو وہ اٹھ بیٹھی کہ دیکھے آخر درد سچ میں کہاں ہے، وہ ہمت کیے اٹھی اور واش روم جا کر اپنی شرٹ اتاری، اسکی انروئیر نے اسکو اب بھی

کافی کوور کر رکھا تھا پر پھر بھی مانیہ کو لگا درد کہیں اندر ہے، اس نے نڈھال سی آدھے ہوش والی کیفیت میں ہی اپنے درد کے پوائنٹ تک ہاتھ اندر کے جاتے جب پریس کیا تو اسے فیل ہوا جیسے کوئی مسل ناٹ سی ہے، لیکن وہ درحقیقت اک بریسٹ کی گلی تھی جو ثابت کر رہی تھی اسکا بریسٹ کینسر پہلی سٹیج پر ہے اور بافتوں کو آزاد نہ طور پر نقصان دینا شروع ہے، یہ درد جسم کی بھرپور تھکاوٹ کا بھی سبب بن رہا تھا۔

مانیہ نے اس جگہ پریس کیا پر وہ یوں تھا جیسے درد میں مزید درد گھلا ہو، تبھی مانیہ نے ہاتھ نکالتے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا جیسے سمجھ نہ پائی ہو، بس خدشہ سا آنکھوں میں اتر ا کہ کہیں یہ وہی کینسر تو نہیں جو عورتوں میں پھیلتا جا رہا ہے، وہ یونہی بیڈروم میں آکر بیٹھی، انرٹاپ اچھی کوورڈ تھی بس بازو اور پیٹ دیکھائی دے رہا تھا، مانیہ نے وہیں بیٹھ کر اپنا فون کھولا اور سرچ میں بریسٹ کینسر لکھا اور اسکے بعد اسکی ساری علامات آگے کھل آئیں، وہ پڑھنے لگی۔

"بریسٹ کینسر کی پہلی سٹیج میں چھاتی میں گلی بنتی ہے جس کا سائز چھوٹا ہوتا ہے اور اس میں درد ہوتا ہے۔" مانیہ کا دل تھما، عجیب سا خوف آنے لگا پر وہ رکی نہیں۔

"پہلی سٹیج یہ تعین کرتی ہے کہ اب کینسر بافتوں کو آزادانہ طور پر نقصان پہنچا رہا ہے۔ دوسرے مرحلے میں یہ گلی نہ صرف بڑی ہوتی ہے بلکہ جڑیں بھی پھیلتی ہیں، یہ لف نوڈز میں داخل ہو جاتی اور اس کا سائز ایک اخروٹ یا لیموں جتنا بڑھتا ہے۔ جس کے بعد یہ تیسرے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔ تیسرے مرحلے میں کینسر کم از کم نو لف نوڈز میں آ جاتا ہے جو گردن کی ہڈی اور بغل تک کا حصہ ہے۔ یہ سینے میں بیرونی جلد کے قریب ہے"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

یہ پڑھے وہ وہیں ٹیک لگا گئی۔

"چوتھے اور آخری مرحلے میں کینسر لف نوڈز سے نکل کر بریسٹ کے گرد دیگر حصوں تک پھیل جاتا ہے، یہ سب سے زیادہ ہڈیوں، پھیپھڑوں، جگر

اور دماغ تک آجاتا ہے۔ اور چوتھی سٹیج میں عورت کی جان بچانا مشکل ہو جاتا ہے"

مانیہ نے سخت ڈیپریس ہوتے فون سائیڈ رکھا اور تکیے پر سر گرائے لیٹی۔

"جتنا بیماری کے بارے پڑھیں اتنا سر پر سوار ہوتی ہے، میں خواہ مخواہ سوچ رہی ہوں الٹا سیدھا۔ مے بی کوئی مسل چڑھ گیا ہو۔ میں مرنے کو فورڈ نہیں کر سکتی پلینز اللہ، مجھے امائل کو پانا ہے۔ یہ سب مجھے نہیں چاہیے۔ اگر خدا نخواستہ م۔۔۔ مجھے ایسی کوئی بیماری ہوئی تو سب مجھ سے نفرت کریں گے۔ کتنی انسلیٹنگ ہوگی یہ۔۔۔ نہیں۔ میں نے کسی کے لیے دعا نہیں مانگی پر خود کے لیے مانگنا بھی مشکل ہے پر آپ سن لیں۔ امائل کو کھودوں گی۔۔۔ میں کل ہی جا کر اس ناٹ مسل کا بندوبست کرتی ہوں۔ بالکل مجھے ایسی کوئی بیماری نہیں ہو سکتی۔۔۔"

مانیہ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھے خود سے ناجانے کیا کیا سوچا، ہاں ہر اس عورت کی طرح جو سمجھتی ہے کہ بریسٹ کینسر خدا نخواستہ کوئی اچھوت ہے یا شرمندگی والی بیماری ہے، وہ عورتیں ایسی ہی نفسیات کا شکار ہو کر اس بیماری سے لڑنا چھوڑ کر موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں پر ممکن تھا مانیہ کو یہی بیماری اسکا سب لوٹا دے، کیونکہ کبھی کبھی اللہ بہت زیادہ تبھی آزماتا ہے جب بہت ساعطا کرنا چاہتا ہو، مانیہ ابھی تو پریشان تھی اور جتنا خود کو بہلا لیتی، اسکا سکون ان وہم و خدشات نے سلب کر لیا تھا۔

جبکہ اماٹل، سو نہیں پارہا تھا، وہ مانیہ کو فراموش نہیں کر پارہا تھا، پہلو میں دھڑکتا دل مانو بغاوت پر آمادہ تھا۔ نوح روم سے ملحقہ ٹیرس پر کھڑا تھا، آنکھوں میں رات کیسے کاٹی جاتی ہے یہ کوئی نوح ادا دوغان سے پوچھتا۔

وہ گھنٹوں چپ رہنے والا، لگتا رکئی گھنٹے اک ہی سمت میں دیکھ بھی لیتا تھا، جب اسکا دل سکون میں نہ ہو۔ نامہ بھی آتے ہی سو گئی تھی رات کیونکہ سب اپنے رومز میں تھے تو اس نے کسی کو ڈسٹرب نہ کیا، پر فجر کے وقت

جاگی تو دماغ اب تک سن سی کیفیت کا شکار تھا، نماز پڑھنے کے بعد تک بے چینی کا جسم و جان پر بسیرا تھا، امائل بھی سونہ سکا تو فجر کے بعد ہی نامہ کو لان میں ٹہلتا نظر آیا تو وہ خود بھی نکل کر وہیں آگئی۔

وہ جیسے ہی لان ایریا کی طرف آئی، امائل پلٹا اور نامہ کی طرف آیا۔
 "میں ملا اس سے نامہ"

نامہ جو شال گرد لپیٹے سرد سی لہر کو محسوس کرے مسکرا رہی تھی، امائل کے کہنے پر وہ مسکراہٹ لبوں سے ہٹا گئی۔

"وہ پوسٹ یاد تمہیں جو میں نے پانچ دن پہلے ڈال کر اپنے فالورز سے تمہارے بارے سوال کیا تھا، کل کمنٹس دیکھے تو سب کا جواب یہی تھا لگ بھگ کہ تمہاری محبت دوسری والی ہے۔ اب تم بتاؤ ملاقات کے بارے جو میں نے تمہیں کہا وہ سچ ثابت ہوا؟"

نامہ متجسس تھی کہ آیا بنا محبت کی رمز سے واقف ہو کر بھی اگر وہ یہ فیلنگز سمجھتی ہے تو پھر یقیناً سستی موٹیویشنل سپیکر نہیں ہے اب۔

"وہ میرے لیے فیلنگز رکھتی ہے نامہ۔ اور اسکی ڈائورس بھی ہو گئی۔ بنا رخصت ہوئے۔ وہ خوش تھی کہ وہ آزاد ہوئی۔ ڈائورس پر کسی کو اتنا خوش پہلی بار دیکھا۔"

نامہ کی آنکھیں مسکرا دیں۔

"نکے! اسکی فیل کو چھوڑو، اپنی بتاؤ"

نامہ کے لیے تو وہ اہم تھانہ کہ کوئی پاگل لڑکی ابھی اہمیت کے دائرے میں آئی ہو۔

"وہ لگا چاہتی ہے مجھے"

وہ نامہ کو غضب دلا گیا۔

"ماروں گی اب، اپنی بتاوناں کیفیت امانل"

جبکہ وہ نامہ کی چڑپر مسکرایا۔

"میں! مجھے تو اپنا آپ محسوس اور دیکھائی نہیں دیا اس کے سامنے کہ میں کچھ سمجھ سکتا۔ نامہ اسکو چھو کر مجھے نا جانے کیا محسوس ہوا کہ میں وہ لفظوں میں اتارتے اتارتے ہی مر جاؤں۔۔۔ اتنا مشکل ہے اس احساس کو بیان کرنا۔ وہ مسکراتی آنکھیں لیے لگتا رچھ سے سات منٹ مجھے دیکھتی رہی۔ نامہ میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا تھا با خدا! تم تو جانتی ہو میں جھوٹ نہیں بولتا"

سب کہنے کے بعد اختتام تک جب امانل کی آواز بھاری پڑی تو نامہ نے ہاتھ بڑھا کر اسکی بازو پر ہتھیلی سہلائی جو اک دلاسا اور دل جوئی سا تھا کچھ۔

"تم جھوٹ نہیں بولتے تبھی تو میرے دوست ہو امانل۔ مجھے جانتے ہو کل اک فیل آئی۔ کہ ہم جس چیز سے بھاگتے ہیں وہی ہماری ڈیسٹنی بن کر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ ہم نئے نئے جذبات

ایکسپرنس کریں۔ تمہیں ایک بات بتاؤں،؟۔۔ کچھ دن سے مجھے بھی لگ رہا ہے میں نے ویسا نہیں چاہا جو میرے ساتھ ہو رہا ہے۔"

وہ اپنی فکر بھول گیا، نامہ کے لیے فکر کا جہاں بنا۔

"دل لگا بیٹھی ہو مسٹر نوح سے۔ مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتی تم تو کوشش بھی مت کرنا"

وہ آزدگی سے اماٹل کو دیکھنے لگی جیسے سنائی نہ دیا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

"تم میرے لیے کوئی اور جاب ڈھونڈ سکتے ہو؟"

نامہ کا سوال اماٹل کا جواب دے چکا تھا۔

"مگر تم ریس جیت جاو گی مجھے یقین ہے نامہ"

وہ پر امید تھا۔

"مجھے نہیں جیتنی ریس ویس ایسی جو مجھے ہی ہر ادے۔ کیونکہ یہ ریس ہی میری زندگی کا ویک ٹرنگ پوائنٹ ہوگی۔ مجھے ایسے کسی راستے پر نہیں چلنا۔ تم جاب ڈھونڈنا شروع کر دو کل۔ میں جلد از جلد انسٹانٹس پوری کیے بابا کو لے کر استنبول واپس چلی جاؤں گی۔ مجھے لگتا ہے از میر مجھے راس نہیں آئے گا۔ کوئی سوال مت کرنا۔ یہ والا تو ہر گز نہیں کہ دل لگا بیٹھی ہوں۔۔۔۔۔ باقی تمہارے لیے یہی کہنا ہے کہ تم اسے جلد پالو اب سے میری ساری دعائیں تمہارے لیے"

وہ اسے بہلاتی ہوئی چلی گئی پر امانل وہیں کھڑا رہ گیا، اک پل کو لگانا نہ اور وہ ایک سی شدت و کیفیت والے لہجے کا شکار ہیں، جس راستے پر چلنا نہیں چاہتے وہی مقدر بنتا جا رہا ہے۔

ساری رات سرد ٹیرس پر گزارنے کے بعد جب وہ روم میں آیا تو نظر اپنے میٹر س پر پڑی کچھ سلوٹوں سے جا ابھی، کچھ سلوٹیں حقیقت میں دل تک سل اتار دیتی ہیں، کچھ سلوٹیں یادداشت رکھتی ہیں اور کچھ لمس، اور کچھ مقدر، ایسا نوح دوغان کو لگتا تھا۔

پھر یکدم ہی جیسے اسکے فون پر نوٹیفیکیشن آیا، نوح نے اپنے میٹر س سے نظریں ہٹائے اپنا سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھایا تو نامہ کی نئی ریل کا نوٹیفیکیشن تھا، وہ فٹس باول کے پاس بیٹھی تھی اور اس کا خوبصورت ہاتھ اس باول کو اس ریل میں چھو رہا تھا، وہ لگ بھگ چالیس سیکنڈ کی ریل تھی۔۔۔ نوح کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں بھرا، آج نامہ کا صرف ہاتھ دیکھ کر اسے لگا جیسے وہ اسکے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔

"ہم جس چیز سے بھاگتے ہیں وہی ہماری قسمت بن کر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ ہم نئے نئے جذبات ایکسپریمنس کریں۔ میں بہت سی وہ باتیں جو یہاں کرتی ہوں، باخدا زندگی میں کبھی ٹرائے نہیں

کیں۔ جیسے محبت، جیسے تڑپ، جیسے حفاظت، جیسے انتظار اور جیسے

حسرت۔۔ اور رازیہ کہ میں ان کو کبھی ایکسپرنس کرنا بھی نہیں چاہتی، بنا کیے بہت نانج آجاتی ہے مجھ تک آسمان کے کسی خفیہ کونے سے۔ آپ لوگ ہنسیں گے روح کو کیا ہو گیا آج اتنی سیٹی کیوں ہو رہی ہے اور فش کو بھی کر رہی پر یہ یونہی اک احساس ہے بس سوچا آپکو بھی بتاوں، بائے داوے یہ ٹینا ہے۔ ہیلو کرو ٹینا سبکو۔۔۔ آپ سبکو روح کی طرف سے گڈ مارنگ "

نوح اسکے الفاظ کی ساری چھپی شدتیں، اداسیاں اور اذیت سمجھ گیا، کہ وہ سخت الجھی اور پریشان ہے، مسلط ہوئی نامحرم توجہ اسے گھبراہٹ دے رہی ہے پر وہ کیا کرتا یہ سب وہ نیت بنا کر نہیں کر رہا تھا۔

نوح نے دیکھا اسکا اکاونٹ دن بدن گرو کر رہا ہے، سات ملٹین کر اس کرنے والے ہیں، جبکہ چند منٹس میں اسکی پوسٹ ہزاروں کمینٹس اور لائنکس سے بھر گئی، نوح کو لگا اب وہ کمینٹ کرے بھی تو شاید نامہ اسے اتنی بھیڑ میں ڈھونڈ نہ پائے پر پھر بھی اس نے کمینٹ لکھنا شروع کیا۔

"جو چیز قسمت بن جائے اس سے ڈرنا نہیں چاہیے، قبولیت ہی واحد جائے پناہ ہے۔ مس روح! آپ نے میری "روح کے ساتھی" ڈیمانڈ کو آج پورا کرنے کا کہا تھا۔ بھولیے گامت"

نوح اسکی پوسٹ پر کمنٹ ڈراپ کرے فون وہیں نامہ کی موجودگی کے لمس تکتار کھے وہاں سے چلا گیا مگر نامہ نے کسی بھیڑ کو توجہ نہ دی، خود بخود اسکی آنکھوں کے سامنے نوح کا کمنٹ آیا اور کئی لوگ اس کمنٹ کو لائک کر چکے تھے، اور سب ہی نوح کے کمنٹ میں گھس کر ہاں ہاں کر رہے تھے، کچھ نوح کو مینشن کر کر اسے بتا رہے تھے وہ اسکے فین ہیں، کچھ یہ تک کہہ رہے تھے کہ کیا مس روح آپکی سپیشل ون ہیں، کچھ تو وائف تک ہونے کی پیشین گوئی کر چکے تھے، نامہ کو خواہ مخواہ تکلیف اور جلن ہوئی تو اس نے نوح کے کمنٹ کے رپلائے میں آئے سب کمنٹس کو ڈیلیٹ کرنا شروع کر دیا۔

"کتنے فضول لوگ ہیں۔ مار دوں گی میں سب کو"

نامہ انکوڈیلیٹ کرتی جس طرح ہیجانی کیفیت میں بڑبڑائی، لمحہ بھر اپنے کہے اور کیے پر ٹھٹھکی، فون ایسے کاوچ پر پھینکا جیسے وہ اچھوت ہو اور نظریں ہٹا گئی، سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

جبکہ نوح کی پانچ منٹ بعد جب واپسی اور فون تک رسائی ہوئی تو اسکی سکرین فون کی اوپن تھی اور اپنے رپلائے پر لائنکس اور پچاس رپلائے دیکھے وہ وہیں بیٹھ کر جب رپلائے میں آیا تو جو باہر پچاس لگے وہ اندر دیکھنے پر بیس تھے، نوح نے سکرین ریفریش کی تو اب باہر سے بھی بیس نظر آئے جسکا مطلب تھا نامہ نے کچھ کمسنٹس ڈیلیٹ کیے جبکہ خود بھی رپلائے نہیں کیا تھا۔

"مجھے کیوں لگ رہا ہے آج تم بھی کوئی ہیرا پھیری کرنے اور کوئی جھوٹ بولنے والی ہو نامہ"

نوح نے اضطرابی کیفیت میں سوچا۔

جبکہ وہ سچے ابہام کا شکار تھا کیونکہ نامہ اس کیفیت سے جو اسکی جان لے رہی تھی، رہائی پانے کا فیصلہ لے کر بیٹھی تھی، اسکی کمزوری بس جذبات کا بہاؤ تھا، منہ زور مگر خاموش بہاؤ جو دل سے پورے جسم کی طرف گامزن تھا۔

"اگر میں ریس ہار گئی، تو نہ تو جواب رہے گی نہ مجھے میرج کانٹریکٹ کی ٹنشن لینی پڑے گی۔"

میں ہار جاؤں گی آج بس اسٹس فائنل۔"

وہ فیصلہ کر چکی تھی جبکہ نوح ادا دوغان بھی کچھ سوچ چکا تھا، اس نے ٹیرس پر آتے پھر سے کسی کو کال ملائی، ریس کر یو ممبرز میں سے ہی وہ ایک لڑکا تھا جو ہیوی بانیک ریس رائیڈر تھا کیونکہ کارز کے علاوہ ایک ریس بانیکس کی بھی ہوتی تھی۔

"جی دوغان سر؟"

اس طرف کسی لڑکے نے گراونڈ میں ہوتی تیاریوں پر نظر جمانے کے بیچ جواب دیا، ریس جس جگہ ہونی تھی یہ از میر کاریس پوائنٹ تھا جہاں یہ از میر کی سب سے بڑی ریس کا اہتمام ہوتا تھا اور کراوڈ اتنا تھا کہ لگتا پورا از میر آگیا ہے۔

"ایک گاڑی کا نمبر بھیجا ہے، Rolls-Royce۔ اس گاڑی کو آج ہر صورت جیتنا چاہیے۔ میں نے آج تک کسی ریس میں کوئی ہیرا پھیری نہ کی نہ کرنے دی لیکن آج تم میرے کہنے پر کچھ کرو گے۔ مے بی نہ کرنا پڑے لیکن کچھ کنڈیشنز ہیں۔"

وہ جی نامی لڑکا حیرت سے یہ سن رہا تھا کیونکہ سب سے زیادہ یہ ریس اگر شفاف طریقے سے ہوتی تو اسکا کریڈٹ نوح ادا دوغان کو جاتا تھا اور آج وہ خود ہی چیٹنگ کی بات کر رہا تھا۔

"جی دوغان سر آپ حکم کریں"

جمی نے بھرپور یقین دلایا۔

"اگر اس گاڑی کی ڈرائیور خود ہارنے کی کوشش کرے تو باقی سب گاڑیوں کے ٹائیرز اڑا دینا، شوٹ ون ٹائر ایٹ لیسٹ اس سے انکی سپیڈ ہاف ہو جائے گی۔ اور یہ سب کام بہت رازدارانہ ہونا چاہیے۔ اگر تم اُسا کرتے ہو تو ریس اینڈ ہوتے ہی تمام گاڑیوں کے دس منٹ میں ٹائرز بدلنے بھی ہوں گے کیونکہ ریس اینڈنگ سے گاڑیوں کی جانچ کے بیچ تمہیں اتنا ہی وقت ملے"

جمی تمام انسٹرکشن سن کر سر ہلا چکا تھا۔

"اور اس جیتی ریس سے ملتا پیسہ پھر آپ کیسز پشٹنس کے لیے تو نہیں لگا سکیں گے دوغان سر، وہ تو چیٹنگ سے حرام ہو جائے گا"

جمی اس کے ساتھ کئی سالوں سے تھا تبھی جانتا تھا نوح کے اصول بھی اور اس کے کام کرنے کا طریقہ بھی۔

"ہم اس پیسے کو جلا دیں گے اس بار، اور جو ہماری ہر ریس پر ایک ہیوی
اماونٹ ڈونٹ ہوتی ہے اسکی جگہ میں اپنی Renault بیچ دوں گا جو چھ لاکھ
لیرا کی ہے۔ بیچ ہو جائے گا اس پیسے میں بہت کچھ"

نوح کا فیصلہ سنے جمی کا چہرہ لٹھے کی مانند ہوا۔

"دوغان سر! آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟ ریپوٹیشن کا ایشو ہے یا کوئی اور
معامہ ہے۔ مجھے بتائیں پلیز میں پریشان ہو گیا ہوں"

جمی کا دل تھما ہوا تھا۔

"یہ سب میں کیوں کر رہا ہوں اسکا تعلق ریپوٹیشن سے ہر گز نہیں جمی۔ جتنا
تمہیں کہا ہے وہ کرو"

نوح نے کہہ کر کال کاٹ دی پر جمی کتنی دیر اپنی جگہ سے ہل نہ سکا، ترکی میں
Renault گاڑی لینا اک خواب ہوتا ہے اور یہ آدمی اسے اتنے آرام سے
بیچنے کی بات کر رہا تھا۔

"یہ آدمی ایسے بیوقوفانہ فیصلوں سے اک دن سڑک پر آجائے گا یار۔ کون کرتا ہے ایسا۔ ہے کیا اس ڈرائیور میں کہ اسکی ہارنے کی کوشش پر سزا کے بجائے یا اپنا سب کچھ لٹانے پر تلے ہیں۔"

نوح کے فیصلے کم عقلوں کی عقل و فراست میں آنے ممکن نہ تھے، جمی کا غصہ دیکھ کر لگ رہا تھا وہ شرطیہ کوئی گڑبڑ ہی سوچ رہا ہے جبکہ نوح دنیا جہاں سے مطمئن شخص تھا اس وقت جسکی ہیزل آنکھیں آسمان پر جمی تھیں۔

"مجھے لگتا ہے میں اب تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں نامہ سلطان۔"

وہ اسے فیل کر سکتا تھا اب، اسکے لفظوں کے بعد اب اسکی غائبانہ موجودگی تک، نامہ پر مشکل وقت آچکا تھا، حصار تنگ کیا جا رہا تھا، قسمت لکھی جا رہی تھی، کچھ سنگین سانحہ ہو گیا تھا۔

"رات سو گئے تھے ناں آپ۔ تبھی نہیں ملی۔ تھک گئی تھی بہت۔ آج میں ریس میں بزی ہوں گی تو اپنی دن کی میڈیسن لازمی لیجئے گا۔"

وہ لوگ آج لان میں ٹھنڈے موسم کے ساتھ بریک فاسٹ کر رہے تھے، امائل آج جلدی ہو سپٹل نکل گیا تھا کیونکہ نوح کی اسے کال آئی تھی کہ آج کچھ پیشنٹس کی کیمو کرنی تھیں اور نوح آج اوبلیبل نہ تھا دوسرا کچھ اور بھی اہم کام تھے جو اسکے صرف امائل کر سکتا تھا۔

جبکہ خرد، فیروز صاحب اور نامہ اک حسین صبح سے لطف اندوز ہوئے ناشتہ کر رہے تھے، رات جو وہ بابا کی فیورٹ مٹھائی لائی وہ بھی ناشتے کی میز پر ایڈ تھی۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"ہم بھی آئیں دیکھنے؟"

خرد صاحب نے اشتیاق ظاہر کیا پر نامہ نے جو ارادے بنا رکھے تھے جاب سے نکلنے کے وہ نہیں چاہتی تھی ان دونوں پیاروں کو دکھی کریں۔

"آپ دونوں تھک جائیں گے سچی"

نامہ نے آنکھیں سی چرا لیں۔

"ریس تم نے کرنی ہے پتر ہم نے نہیں۔ ہم مسٹنڈے کیسے تھکیں گے
بھلا؟"

خرد صاحب نے مسکرا کر نامہ کو مسکان بخش دی جبکہ فیروز صاحب تو نامہ کی
محسوس کن چپ سے الجھے تھے۔

"چلیں آپ آجائے گا، میں اب نکلتی ہوں۔ ایک دوسرے کا خیال رکھیے
گا"

نامہ نے دونوں کو تاکید اکھا اور دونوں بڈھوں نے بھی پوری یقین دہانی
کروائی تو نامہ واپس اندر آئی، آج نامہ نے lounge پینٹ کے ساتھ بلیک
Blouson ٹاپ پہنی جو اسے فل کورڈ بھی کر رہی تھی اور وہ سٹف بھی ایسا

تھا جو موسم کی شدت کو کنٹرول کرتا، گولڈن کلر کے مون شیپ ایئر رنگز پہنے اور کلائی پر وائچ پہنے کاوچ پر بیٹھ کر اپنی بلیک ہیلز پہنیں۔

وہ ہنوز افسردہ تھی۔

"مجھے کبھی نہیں بتانا کہ مجھے کیا ہوا ہے، یہ راستے مجھے کوئی منزل نہیں دیں گے۔ آج زندگی میں پہلی بار اپنے بچاؤ کے لیے میں کچھ ہیر پھیر کروں گی، مجھ سے میرے بابا یا میرا گھر مت لیجئے گا باقی جان بھی اس ہیرا پھیری کے لیے لٹانے پر تیار ہوں"

اپنے فیصلے سے اس نے صرف اللہ کو آگاہ کیا تھا، وہ آج ساڑھے نو تک پہنچی تھی کیونکہ نوح نے یہی وقت بتایا تھا، ڈارک گریمیش بلیک ڈریس پینٹ کے ساتھ نوح نے بلیک گورجنین linen شرٹ پہنی جبکہ ڈریس بلیزر بھی ڈارک گریمیش بلیک تھا۔

پیروں میں لیدر Brougue شوز پہنے نوح نے آئینے کے سامنے ر کے اپنا جاذب النظر عکس دیکھا، وہ اک خوبصورت مگر بے ترتیب ہیر کٹ کے ساتھ چہرے پر مناسب دھاڑی کے سنگ ایک بلاشبہ خوب و شخص تھا، بڑی گہری ہیزل آنکھیں راز جاننے میں ماہر، جنہیں پر کھنے میں مہارت تھی۔

پھر گردن گما کر نوح نے اپنے بستر کی ان مانوس سلوٹوں کو دیکھا، وہ کیا اہمیت رکھتی تھیں اسکے دل نے اسے بتانے کی کوشش کی پر ابھی وہ نامہ سلطان پر اسکے جذبات پر توجہ دینا چاہتا تھا۔

نوح نے اپنا فون اٹھا کر نامہ کی ریل پر دیے اپنے کنٹ کو دیکھا جہاں دنیا جہاں کے ریپلائے تھے بس نامہ کا نہیں تھا۔

جبکہ وہ باہر پورچ میں آچکی تھی، اپنی گاڑی سے نکل کر گالز آنکھوں سے ہٹائے اسکی نظر لان ایریا کی طرف پھرتے مور پر گئی تو نامہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی، اسے مور بھی بہت پسند تھے اور وہ اکثر مور پالنے کا سوچتی تھی پر

اسے ہمیشہ کہا جاتا یہ پہاڑوں پر بسیر کرنے میں خوش رہتا ہے تبھی تو وہ حیران تھی کہ وہ یہاں کس طرح خوش ہے۔

"گفٹ ملے تھے یہ دونوں۔ تو میں نے یہیں رہنے کی عادت ڈال دی انکو۔"

نامہ گھبرا کر پلٹی تو آنکھیں اس ہلکی ہلکی صبح کی مخملی دھوپ میں کھڑے اس سے بھی چمکدار نوح ادا دوغان پر گئی، نامہ کی نظریں اسکے روپ سروپ کی دلکشی پر سمٹنے لگیں۔

"ظلم ہے۔ انکو پہاڑوں پر اور کھلی جگہوں پر رہنا پسند ہوتا ہے۔ قید کرو تو انکے پروں کے رنگ مدھم پڑ جاتے، چمک چلی جاتی ہے اور یہ انکی اداسی کا ثبوت ہوتا ہے"

نوح نے خوشگوار حیرت سے گردن گما کر ان دو کی طرف دیکھا جو سچ میں پہلے تو نہیں، نامہ کے بتانے کے بعد سے شریہ نوح کو پھیکے لگے۔

"میں انکو جلد خوش کر دوں گا۔ تم ٹھیک ہو؟"

نامہ اول جملے پر مسکرائی پر جب نوح نے اسکا حال پوچھا تو وہ جو کرنے والی ہے یہ سوچ کر چہرہ تاریک پڑا اور تبھی نوح کی نظر اسکے پیروں پر گئی جہاں آج ہیلز ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ ریس جیتنے نہیں آئی کیونکہ انکے ساتھ ڈرائیونگ ممکن تھی، تیز سے تیز بھی پر جس سپیڈ کی آج ڈیمانڈ تھی وہ ممکن نہ تھی۔

نوح کی نظر واپس نامہ کی آنکھوں تک آئی، بے رنگ لگیں آج وہ بھوری زمانے بھر کی حسین آنکھیں۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں مسٹر نوح! چلیں؟"

وہ اپنے بارے میں پر یقین نہیں تھی، پھر نوح کو کیسے دلاتی اور اس سے پہلے نوح دو قدم اسکی طرف بڑھاتا وہ یوں پیچھے ہٹی جیسے اس شخص کا سایا بھی نامہ کو جھلسا دے گا۔

"ہمیں دیر ہو رہی ہے مسٹر نوح۔ ہلیز ہیو آسیٹ"

بھلے وہ ڈور اوپن کرنا چھوڑ چکی تھی پر وہ نوح کے بیٹھنے کے بعد بیٹھتی، نوح اسکی آنکھوں کے عجیب سے گریز سے الجھتے ہوئے بھی مطمئن دیکھائی دیتا اپنی جگہ سنبھال گیا تو نامہ نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سیٹ بلیڈ فکس کیا، نوح اسکی طرف دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھوں میں آج عجیب سی کپکپاتی لہر تھی، نوح اسکی باڈی لینگویج کا جائزہ ریس پوائنٹ تک لیتا رہا، وہ بھی ریس وینیو آنے اور وہاں پہنچنے تک چپ رہی۔

لگ بھگ سات ماہر ڈرائیور تھے آج جو ریس میں حصہ لینے والے تھے اور ٹوٹل ریس جیتنے کی اماونٹ کئی لاکھ لیرا تھی۔

"کیا تم ریڈی ہو؟"

وہ گاڑی سے اترنے لگا پر پھر نامہ کی فکر کے ہاتھوں مجبور ہوئے رکا، نامہ اسے دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

"میں ریڈی ہوں مسٹر نوح، آپ بھی ریڈی رہیں"

نامہ کا جواب سنے نوح کے ماتھے پر پہلی بار اک بل نمودار ہوا جو سراسر وقتی کیفیت تھی، جیسے اسے شدید برا لگا ہو۔

"مجھے کس چیز کے لیے ریڈی رہنا ہے نامہ سلطان؟"

وہ پوچھے بنانہ رہ سکا تو نامہ نے اسکی طرف دیکھ ہی لیا، نظریں، زبان سے زیادہ بول اٹھیں۔

"ہر چیز کے لیے۔"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہی سیٹ بیڈ کھولتی باہر نکل گئی جبکہ نوح نے بھی ڈور اوپن کیا اور باہر نکلا، از میر کے بڑے بڑے بزنس میسنز، کچھ امیرزادے اور چند منسٹرز آج اس ریس میں اپنے ڈرائیوز کے ساتھ آئے تھے، کراؤڈ ایک دم کھچا کھچ تھا، نامہ نے لیڈیز واش روم یوز کرنے کے بہانے نوح سے کچھ لمحہ دوری چاہی کیونکہ ریس شروع ہونے میں ایک گھنٹہ تھا، اس سے پہلے تمام ڈرائیوز کی گاڑیوں کی جانچ ہونی تھی۔

نامہ ریست روم کی طرف آئی اور اپنا فون سنک کے پاس رکھے اس نے ہاتھوں کو گیلایے اپنی گردن اور رخساروں پر لگایا، آنکھیں عجیب سی تکلیف کا شکار تھیں۔

"تم نامہ سلطان ہو؟"

کسی آواز پر نامہ پلٹی تو سامنے ہی جمی، اسے اچھٹی نگاہوں سے دیکھتا گھورتا ملا۔

"ہاں، کیا چاہیے تمہیں؟"

نامہ نے سر دلہجے میں استفسار کیا۔

"مجھے سچ بتاؤ کیا چل رہا ہے تم دو کے بیچ ہاں، نوح ادا دوغان کیوں چاہتے ہیں کہ تم کچھ بھی کر کے ریس جیتو۔ تم ریس کو ہارنے کی کوشش کس لیے کرو گی؟۔۔۔ وہ تمہارے ہر صورت جینے کے لیے اس قدر پاگل ہو رہے ہیں کہ پہلی بار چیٹنگ تک کا سوچ لیا۔۔۔۔ مجھے ہر چیز سچ بتاؤ؟ کیا تم

انھیں قابو کرنے کے چکر میں ہو۔۔۔ اچھے سے جانتا ہوں تم جیسی تھرڈ کلاس لڑکیوں کو، امیر زادوں کو پھانسنے کے ہزار حربے جیب میں لیے گھومتی ہو۔ اوپس جیب میں نہیں، بلاوز میں۔۔۔۔"

اس سے زیادہ نامہ نے نہیں سنا اور ایک زوردار تھپڑ جمی کے منہ پر دے مارا، پورے ریسٹ ایریا میں اس تھپڑ کی گونج اٹھی تھی، اس آخری حوالے پر نامہ کا دل چاہا اسکا گلا دبا دے پر یہ اسکا حوصلہ تھا کہ تھپڑ پر بس کر گئی۔

"تھرڈ کلاس لڑکیاں منہ نہیں توڑتیں، آئینہ اگر تم نے کسی لڑکی سے اس طرح بات کی تو تھپڑ تک معاملہ نہیں رہے گا بلکہ تمہاری موت بھی ہو سکتی ہے۔ میں کون ہوں، تم جیسے گھٹیا ججمنٹل لوگوں کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔ سمجھ گئے"

نامہ نے اسے حقارت سے پرے دھکیلا اور جانے لگی پر جمی کی نخوت بھری پکار پر رکی۔

"وہ تمہاری خاطر اپنی وہ گاڑی داؤ پر لگا رہے ہیں جس سے انھیں خود سے زیادہ پیار ہے۔ تاکہ چیٹنگ سے جیتی ریس سے ملا پیسہ جلا کر اسکی جگہ اپنی گاڑی بیچ کر ڈونیشن پوری کریں۔۔۔۔۔ اب بھی تم یہی کہو گی کہ میں بلا وجہ شک کر رہا ہوں۔ اس شخص نے ایسا کبھی نہیں کیا زندگی میں تم سمجھ رہی ہو نامہ سلطان۔ تم ریس ہارنے کی کوشش نہیں کرو گی۔ یہ ایز آ امپلائے تمہارا فرض ہے۔ اگر تم جان بوجھ کر ہاری تو وہ آئینہ کسی پر بھروسہ نہیں کر سکیں گے۔ تمہارا تھپڑ صرف اس لیے سہا ہے کہ یقیناً تم خاص ہو"

وہ تھپڑ کی اہانت بھولے چلایا تو نامہ کے پیروں سے زمین کھینچ گیا۔

"تم کون ہو ہاں؟"

نامہ غصے سے بولی۔

"آئی لو وہیم۔۔ انکا نقصان برداشت نہیں۔۔ نہ اپنا۔ کیونکہ ریس سے جیتے پیسے سے بہت سا پیسہ میں نکالتا ہوں۔ جوئے کی بری لت ہے نامہ اور مجھے وہ

پیسہ چاہیے جو دو غان سر جلا دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ گاڑی بیچ کر جو پیسہ آئے گا وہ بمشکل ڈونیشن بنے گی اور اس میں سے کچھ نکالا تو انھیں شک ہو جائے گا۔"

جمی نے بے بسی سے اپنی مجبوری کہے نظریں جھکائیں تو نامہ کا دل چاہا اک اور شدید تھپڑ دے مارے۔

"انکو پتا ہے ان باتوں کا؟"

نامہ نے جمی کو گریبان سے دبوچا۔

"گولی مار دیں گے مجھے۔"

جمی کی آواز دبی۔

"لڑکی نہیں ملی تمہیں کوئی منحوس آدمی۔ اور دوسرا ان کے ساتھ کام کر کے

انکو ہی دھوکہ"

نامہ کا خون کھول گیا۔

"ابھی یہ اہم نہیں نامہ۔ تم انکو ہرٹ نہیں کرو پلینز۔ مجھے اسکا بھی دکھ ہے"

جمی کا منت کرنا نامہ کا لہو اور ابال گیا، حقارت سے وہ جمی کو خود سے دور دھکیل گئی۔

"ان کے قریب بھی گئے تو میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں سمجھے"

نامہ نے انگلی دیکھا کر اس جمی کو دھمکایا۔

"میں اپنی حد جانتا ہوں۔ توڑی تو ان کو دیکھنے تک سے محروم ہو جاؤں

گا۔ اب تو تم ریس ہارنے کی کوشش نہیں کرو گی۔۔۔ بس اتنا بتا دو"

جمی کی اچھی شکل تک سے نامہ کو کراہت محسوس ہوئی۔

"یہ تمہارا سر درد نہیں۔ تم وہ کرو جو میں نے تمہیں کہا ورنہ دیکھنا دور تم نوح ادا دوغان کو سوچنے لائق بھی نہیں رہو گے۔ گھٹیا آدمی۔ گندے آدمی۔ ہٹو۔"

وہ جمی کو حقارت سے دیکھتی اپنا فون لیے چلی گئی جبکہ جمی اپنا راز کھول بیٹھنے پر لمحے بعد ہی پچھتا یا کیونکہ نامہ کے وہاں سے ہٹتے ہی نوح کو اپنے سامنے دیکھے جمی کی ٹانگیں کپکپا گئیں۔

تو کیا وہ انکی باتیں سن چکا تھا۔

"یہ ریس ختم ہو تو باہر ملو مجھ سے، تمہارا حساب کتاب کرنے کا وقت آ گیا ہے جمی"

نوح کی آنکھیں انگارے لیے تھیں جبکہ جمی کا حلق خشک پڑا، وہ نوح کے پیچھے ہی نکلا۔

"دوغان سر! سر پلیز میری بات سنیں۔ مجھے معاف کر دیں"

جہی نے اسے روکنا چاہا مگر نوح نے رکتے ہی پلٹ کر جہی کا گریبان دبوچتے
اک قہرناک نگاہ ڈالی۔

"تم نے میرا راز اس لڑکی کے آگے عیاں کیا، مجھے دھوکہ دینے کی ہمت کی
تم نے۔ مجھ پر غلیظ نظر لگا کر بیٹھے ہو جانے کب سے۔ کس کس کے لیے
معاف کروں؟۔۔۔ لگتا ہے اپنے ارد گرد کے لوگوں کے چناؤ میں مجھے اب
دگنا محتاط ہونا ہو گا۔ گند بڑھتا جا رہا ہے دنیا میں، اختیاط ضروری ہے۔ جو کہا
ہے وہ کرو اور ریس کے بعد ملو مجھے"

جہی کو خود سے دو قدم دور جھٹکتے نوح نے انہی خون آشام نظروں سے اسے
دیکھا اور وہاں سے جب گیا تو جہی اپنا سر ہاتھوں میں تھام گیا۔

"تمہیں چھوڑوں گا نہیں میں نامہ۔ تمہاری وجہ سے میرا یہ نقصان جو ہونے
والا ہے اسکی بھرپائی تم ہی کرو گی۔ اچھا بھلا پیسہ بٹورتا ہوں میں ہر ریس
سے"

جمی کی آنکھوں سے آگ ٹپک رہی تھی جبکہ نوح، اسکا بس نہیں چل رہا تھا جمی کو زمین میں گاڑ دے، نامہ کے سامنے اس آدمی نے اسے گرا کر رکھ دیا تھا۔

کراؤڈ وی آئی پی کارنر میں ہی نوح کو بیٹھنا تھا جبکہ نامہ، باقی ڈرائیورز سے مل رہی تھی، سبکی گاڑیوں کی چیکنگ شروع ہو چکی تھی پر اب یہ ہوا کہ نوح اس سے آنکھیں ملاتا تو وہ چرا نہیں رہی تھی، بہت کچھ تھا ان بھوری آنکھوں میں، خود میں اتار لینے کی قوت، کشش، تڑپ۔

"وہ مجھے اپنے ساتھ باندھنے کے چکر میں اتنا سب کیسے کر سکتے ہیں میرے اللہ! میں پاگل ہو جاؤں گی"

بظاہر وہ ریسنگ گینگ اور کریو کے بیچ کھڑی تھی پر سارا دھیان بس وی آئی پی کراؤڈ ایریا میں بیٹھے مضطرب نوح ادا دوغان پر جما تھا۔

"پلیز نامہ! ریس ہارنے کی کوشش مت کرنا"

وہ اسے شدت سے کہنا چاہتا تھا، اور شدت سے جڑی تڑپ ان دلوں تک تیر سی ارسال ہوتی ہے جنہیں چاہنے کی طلب کی جا چکی ہو۔

.._____..

وہ جلدی جاگ گئی تھی کیونکہ ساری رات درد سے نیند نہیں آئی تھی، شاور بھی بے دلی سے لیا اور آج ٹاپ کے بجائے ٹی شرٹ اور جینز پہنی، جب سے مانیہ جاگی تھوڑا فیور فیل ہو رہا تھا جسکے سبب اسے ٹھنڈ کچھ زیادہ محسوس ہو رہی تھی تو اوپر اک باریک سوئٹر بھی پہن کر اسی کے ساتھ نیوی بلو میچنگ ہیلز پہنے وہ دس تک روم سے باہر آئی تو دیشا اور میکائیل ناشتہ کر رہے تھے، مانیہ کو اتنی جلدی اٹھتا دیکھے وہ دونوں حیران تھے، مانیہ کا سر بہت دکھتے انداز میں اسے تکلیف دے رہا تھا تبھی وہ چپ چاپ بنا گڈ مارنگ کہے ہی کر سی گھسیٹ کر بیٹھی۔

"مانیہ کا ناشتہ لاؤ"

دیشا نے میڈ کو آواز لگائی پر وہ بس اپیل جو س لے گی اشارے سے بتاتے منع کیا۔

"ٹھیک ہونے کے؟"

دیشا تو توجہ نہ دے سکی پر میکا نکل کو اس کا چہرہ اتر اگا تو پوچھ بیٹھے تو وہ بس سر سری سا سر ہلا گئی، صارم بھی آج گھر تھا تو وہ بھی میز پر آیا جس نے دیشا میں چمک بھری جبکہ میکا ٹیل سخت بد مزہ ہوئے جب وہ بیٹھتے ہی بھوکوں کی طرح ناشتے پر ٹوٹا۔

"بھائی کہیں گئے ہیں آج؟ ہو سپٹل تو نہیں گئے بابا۔ آپ بتا سکتے ہیں وہ کہاں ہیں؟"

صارم نے ناشتہ عجیب طرح بنا پلیٹ میں ڈالتے ہی ہر جگہ سے ٹھوسنے کے بیچ میکا ٹیل کو مخاطب کیا۔

"اسکی ریس ہے آج۔ تمہیں کیا کام ہے اس سے؟"

میکائیل نے سنجیدگی سے بتاتے سوال زرا کریدتی نگاہیں ثبت کرے پوچھا تو صارم کی آنکھوں میں سرور ہمکا، ریس کا مطلب تھا آج نوح کا انسپکٹر دوست بھی ریس وینیو پر ہونے والا تھا سیکورٹی کے لیے اور آج صارم کو موقع مل چکا تھا بڑا ہاتھ مارنے کا۔

"ہو گیا میرا کام تھینکیو۔۔۔"

صارم نے جو س جگ سے گلاس میں انڈیلا اور گٹاگٹ پیے اٹھا تو دیشانے اسے گھوری دی۔

"آں ہاں! بیٹھ کر ناشتہ کرو صارم"

دیشانے اسے ٹوکا تو وہ ہوا میں اڑائے می کے گلے جھولتا انکے بالوں سے ہاتھ صاف کرتا بظاہر گال چومے گیا تو دیشالاڈ سے مسکرائی جبکہ صارم کی اس کے بالوں سے ہاتھ پونجھنے کی حرکت بس میکائیل اور مانیہ نے دیکھی تبھی تو وہ دو

شریر مسکراتے نظر آئے اور جب دیشانے دونوں کی مسکراہٹ دیکھی تو
دونوں کو گھوری اور دونوں لاعلم بنے۔

"میں بھی چلتی ہوں۔ کچھ کام ہیں۔ اچھا سنیں میکائیل بابا! نوح نے نیا ڈرائیور
رکھ لیا کیا؟ لاسٹ ریس اسکا ڈرائیور ہار گیا تھا ناں؟"

مانیہ بھی جاتے جاتے رکی تو میکائیل کو رات نامہ سے ہوئی ملاقات یاد آ کر
مسکراہٹ دے گئی۔

خود مانیہ اور دیشانے اس خاص مسکراہٹ کو محسوس کیا۔

"وہ لڑکی ہے۔ بہت پیاری۔ میری تو دعا ہے میرا نوح اسی کے ساتھ سیٹ ہو
جائے۔ تمہارے لیے بھی کوئی لڑکا دیکھوں؟"

یہ بات دیشا کو تلوں لگی سر پر بجھی پر مانیہ اپنا درد بھول کر میکائیل بابا کے
سائیڈ والی کرسی سنبھالے بیٹھی اور اشتیاق سا آنکھوں میں بھر لائی۔

"واٹ؟ سچی وہ لڑکی ہے۔۔ واہ پہلی بار اس کھڑوس نے ایک لڑکی ڈرائیور رکھی۔ بی۔۔۔ آپ ملے اس سے؟"

مانیہ کی خوشی پر دیشا کا خون سلگا البتہ میکائیل کی روح سرشار ہوئی۔

"ہاں ناں۔ کل آئی تھی کچھ دیر۔ تم باہر تھی۔ نامہ سلطان نام ہے۔ کہوں گا نوح کو تم سے بھی ملوائے۔ چھوڑنے آئے گی اسے تو تب مل لینا۔ تم مجھے اپنا بتاؤں گے؟"

میکائیل کی فکریں مانیہ سے جڑی تھیں کیونکہ وہ نوح کے بسنے سے پہلے مانیہ کا بھی گھر آباد چاہتے تھے۔

"میں نے اپنا کمفرٹ چن لیا ہے۔ ابھی یوں ہی بہت خوش ہوں میکائیل بابا۔ پریشان نہ ہوں میرے لیے۔ نامہ سلطان سے جلد ملنا ہو گا تاکہ اس بیچاری کو بتا سکوں اس ہٹلر کو کن چیزوں سے چڑھے، تاکہ نامہ وہ سب نہ کرے۔ چلیں میں شام جلدی آنے کی کوشش کروں گی"

وہ مطمئن تھی اور لگ بھی رہی تھی پر میکائیل کی فکریں جوں کی توں تھیں، دیشا نے اپنی سپون پٹنی اور ان دو کو چونکاتی ہوئی اٹھی اور پیر پٹح کر وہاں سے گئی جس پر ماحول میں لمحہ بھر سناٹا چھا گیا۔

"ڈونٹ وری اباوٹ ہر۔ چلیں سی یو"

مانیہ نے ماں کا یہ انداز نظر انداز کیا اور میکائیل سے اجازت لیے چلی گئی جبکہ دیشا روم میں پہنچ کر "نامہ سلطان" نام کو سفاکیت سے سوچ رہی تھی، جس کھیل کو وہ مانیہ کے ذریعے کھیل کر جیتنا چاہتی تھی وہ اک انجان لڑکی لے اڑے ایسا ہونے دینا دیشا کے لیے کربناک تھا، خیر ابھی اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

مانیہ قریب ہی کہ ہو سپٹل گئی تھی کیونکہ وہاں کی گائنی ڈاکٹر اسکی اچھی دوست تھی تو اسے لگا وہ اسے اپنی پر اہلم زرا کھل کر بتا سکتی ہے پر گائنا کالو جسٹ تھی۔

مانیہ کو اسکی وجہ سے جلدی اندر آنے کی اجازت ملی تو کرن نے اسکا خود چیک آپ کیا، مانیہ نے شرٹ اتاری تھی تاکہ وہ اسکے بریسٹ میں بنے اس مسل ناٹ کا معائنہ کر سکتی اور اس دوست کے سامنے بھی مانیہ کو سخت شرمندگی اور خوف کے احساس گھیرے تھے۔

"کب سے درد ہے؟"

کرن نے اس گلٹی کو پریس کیا تو مانیہ کراہی تبھی سوال کیا۔

"دو ہفتے ہو گئے، پہلے ناہونے کے برابر تھا پر اب کھنچاؤ سے میں سانس نہیں لے پارہی"

مانیہ نے اسکے ذرا پیچھے ہوتے ہی فوراً اپنی انزویئر ٹھیک کرتے شرٹ کے بٹن بند کیے جبکہ کرن نے اسکے بعد اسکا فیور اور بی پی چیک کیا اور وہ دو بھی ابنار مل تھے۔

"کیا ہوا ہے کرن؟ کچھ سیریس ہے؟۔ پلیز چپ مت رہو"

کرن کو شک ہو چکا تھا پر وہ بنا ٹیسٹس کے مانہ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی، میں تمہیں سکینگ اور الٹرا ساونڈ لکھ کر دے رہی ہوں۔ یہ تمہیں وریام ہو سپٹل میں جا کر کروانا ہے۔ اور تمہیں مسٹر نوح ادا دوغان کی طرف ریفر کر رہی ہوں۔۔۔۔"

کرن کی بات سنے مانہ نے گھبرا کر اسکا ہاتھ جکڑا۔

"م۔۔ مطلب بریسٹ کینسر؟"

مانہ کی آنکھیں بھیگیں۔

"مانہ! مجھے لگتا ہے تمہاری پہلی سیٹیج ہے اور یقین کرو پہلی سیٹیج پر اسکی تشخیص ہونا اک نعمت ہے کہ اسکو چند ماہ میں ہی ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے پینک نہیں کرنا۔ اول تو میری دعا ہے میرا شک صرف شک ہو لیکن اگر ایسا ہے بھی تو دعا کرو سیٹیج پہلی ہی ہو۔"

مانیہ نے اپنی بھگی گال رگڑتے گہر اسانس لیا۔

"کیا وہاں ک۔۔ کوئی فی میل ڈاکٹر نہیں ہے کرن؟"

مانیہ کا دل بیٹھ رہا تھا کیونکہ اماں بھی وہیں تھا۔

"ابھی تک تو نہیں ہے۔ مسٹر نوح اور انکی چھ رکنی سپیشلسٹ ٹیم بہت ماہر ہے۔ آج تک وہاں سے کسی کینسر پیشینٹ کی موت کی خبر نہیں آئی۔ اس لیے پریشان مت ہو۔ یہ ٹیسٹ جتنی جلدی ہو سکے کروالو۔ دیر مت کرو"

مانیہ نے کرن کی تاکید پر سر ہلایا اور اٹھی، کرن نے اسے فائیل تھمائی جس میں مانیہ کی بلڈ پریشر اور فیور رپورٹ تھی ساتھ میں سکینگ اور الٹر اساونڈ پر سیکپشن پیپر۔

"ک۔۔ کرن! تم نہیں آسکتی وہاں۔۔؟"

مانیہ پھر پلٹ کر روتی بولی تو کرن نے اسے لپک کر اپنے گلے لگایا، مانیہ کو شاید اس وقت اسکی بہت ضرورت تھی۔

"تمہارے لیے آجاؤں گی اگر کبھی تم بہت برا محسوس کرو تو کال می۔ لیکن ٹنشن فری ہو جاؤ کیونکہ یہ بالکل ابتدا ہے کینسر کی اور تمہیں ایک بات بتا دوں کینسر بس اک ٹیو مر ہے، اسکو لے کر رومرز سارے صحیح نہیں۔ بس اگر ہم اپنی بروقت کئیر کر لیں تو اس سے بہت آسانی سے لڑ سکتے ہیں۔ باقی تمہیں وریام ہو سپٹل کے سپیشلسٹ بہت اچھا گائیڈ کریں گے۔ وہ سب بہت ہمبل اور سوئیٹ ہیں"

کرن نے بہت حوصلہ بڑھایا تھا اسکا، کرن دراصل مہمت کی وائف بھی تھی، تو یونی فرینڈز کے ساتھ ساتھ فیملی فرینڈز کہنا زیادہ بہتر تھا۔

"پر وہ سب میلز ہیں کرن، میں انکو کیسے خود کو ٹچ کرنے دے سکتی۔۔۔"

مانیہ کا دل گھٹ رہا تھا سوچ کر۔

"ڈاکٹر اور مریض کا کوئی پردہ نہیں ہوتا میری جان۔ سوچو جب ایک عورت بچہ پیدا کر رہی ہوتی ہے تب اس پاس میلز ڈاکٹرز بھی ہوتے ہیں جو ایز آ ایکسپرٹ وہاں موجود ہوتے ہیں کیونکہ فی میلز ڈاکٹرز کے پینک کرنے کا خطرہ ہمیشہ رہتا ہے۔ کچھ عورتیں اتنا چلاتی ہیں لیبر پین اور ڈیلوری کے وقت کہ فی میلز ڈاکٹرز کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور پھر مین کام بچارے میلز ڈاکٹرز کو کر کے بے بی صاحب کو دنیا میں کھینچنا پڑتا ہے۔ تب بھی تو پیشینٹ لیڈی برہنہ ہوتی ہے، لیکن سب نارمل ہے۔ کیونکہ مریض اور طبیب کا رشتہ ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آ رہا ہے، مہربان اور ہر گندگی سے پاک۔ اور تمہیں پتا ہے ہمارے ساتھ بھی ایک میل ڈاکٹر ہوتے ہیں، انہوں نے ایک بار بتایا کہ جب وہ کسی فی میل پیشینٹ کے ساتھ ہوتے ہیں تو ایک قدرتی پاؤر آ جاتی ہے جو سب عیاں ہونے کے باوجود اک مہربان پردہ حائل رکھتی ہے۔ تو تم وریام ہاسپٹل کے ڈاکٹرز سے بالکل مت گھبراؤ وہ سب ویسے ہی بہت مہربان مقبول ہیں"

کرن نے بہت حد تک ڈری مانیہ کی کاؤنسلنگ کی اور فائدہ یہ ہوا کہ مانیہ میں کچھ ہمت آگئی۔

"تھینکیو سو میچ کرن۔"

مانیہ مشکور ہوئی تب بھی آنکھیں نم پڑیں۔

"اب جاو اور جلدی کرو الینا دونوں ٹیسٹس۔ مجھے ابڈیس دیتی رہنا"

کرن نے اسے حوصلہ دے کر روانہ کیا، وہ وریام ہو سپٹل آ بھی گئی پر اس نے اپنی فائیل اندر آتے ہی عجیب سی گھبراہٹ ہونے پر بیگ میں فولڈ کرے دھنسا لی۔

اسکا دل آس پاس عجیب طرح کے مریض دیکھ کر ہونے لگا، پھر وہ بریسٹ کینسر والے ایریا کی طرف گئی تاکہ وہاں کی پیشینٹس کو دیکھ سکے۔

وہ ductal & lobular carcinoma یونٹ میں آئی کیونکہ بریسٹ کینسر کا میڈیکل نام یہی تھا، یونٹ کے اندر جانے کی پرمیشن نہیں تھی پروہ گلاس ڈور سے اندر دیکھ سکتی تھی۔

یہاں کئی طرح کے Oncologist ڈیپارٹمنٹ تھے جو الگ الگ طرح کے طریقے سے کینسر کا علاج کرتے تھے، جیسے radiation Oncology میں کینسر کے مریض کا علاج ریڈییشن سے کیا جاتا تھا جبکہ Medical Oncology میں کمیو تھراپی، ہارمون تھراپی اور ایمونو تھراپی استعمال کی جاتی تھیں اور اس یونٹ میں کچھ ٹریٹمنٹس جو لیسٹ ارلی سٹیج پر تھے وہ ہائی میڈیسن سے بھی ریکور ہوتے تھے۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"تم یہاں؟"

عقب سے کسی مانوس آواز پر مانیہ ڈر کر پلٹی، سانس بے ترتیب ہوا پر امانل کو دیکھتے ہی سانس کیا، دھڑکنیں بھی توازن پا گئیں، مانیہ کو کل کی ملاقات کے

بارے بس اتنا یاد تھا وہ اماٹل سے ملی، اسکی خوشبو انہیل کی پر اس سے زیادہ کچھ یاد نہ تھا، پر وہ تو اس لڑکی کی ہر آتی جاتی سانس بھی ازبر کیے بیٹھا تھا۔

"ہاں! وہ کسی کام سے آئی تھی میں۔ چلتی ہوں"

اماٹل کو دیکھتے وہ سب بھول گئی تبھی جانے لگی پر وہ اسے پکار کر روک گیا۔

"کام ہوا؟"

مانیہ نے گردن گمائی، وہ اس کے جواب کا منتظر تھا۔

"ہو جائے گا۔"

وہ جبراً مسکرا کر واپس پلٹی پر پھر کچھ سوچتے رکی، گردن گمائی تو وہ ابھی تک منتظر کھڑا تھا۔

مانیہ اس کے نزدیک چلی آئی۔

کہنے تو یہی آئی کہ اسے چاہتی ہے پر اپنی بیماری کے خدشے مانہ کو قید کر چکے تھے۔

"کل میں نے کیا کہا یاد نہیں لیکن تم سے ملی تھی۔ تم نے ضرور لیکچر دیا ہو گا اور میں نے آگے سے اکتا کر دیکھا یا ہو گا۔ یہی تو کنکشن ہے بورنگ سا ہمارا کچھ سالوں سے۔ تو مجھے یہ کہنا تھا کہ میں نے اگر کچھ الٹا سیدھا کہا ہے تو سچ مت سمجھنا اسے۔"

مانہ اسکی آنکھیں دیکھ رہی تھی جو براؤن تھیں، نرم تاثرات سے اٹی ہوئیں پر انکا سایہ فگن ہونا مانہ کے لیے مزید مہربان تھا۔

"میں بدحواس حالت میں کہی باتوں کو اہمیت نہیں دیتا۔ رٹکلس۔"

وہ اسے ابھی کوئی محبت بھرا تاثر دینے سے گریز برت گیا، مانہ مسکرائی۔

"بہت اچھا کرتے ہو۔ میں اکثر بدحواس حالت میں ہی لوگوں سے ملتی جلتی ہوں۔ تو میری کسی بات پر تو سرے سے کان مت دھرنا"

وہ اسکے اندر تک جھانک سکتا تھا، مانیہ نے حلق میں بڑھتے درد پر بس ملاقات ختم کی پر دل آمادہ نہ تھا وہ امائل کو دیکھنے سے خود کو محروم کر دے۔

"تمہاری ڈائورس کاسن کر افسوس ہوا"

مانیہ نے جھکی پلکیں اٹھائیں، اپنی کالی سیاہ آنکھیں امائل سے یوں ملائیں جیسے جاننا چاہتی ہو وہ کیا سوچ رہا ہے۔

"یہ بھی بتا دیا میں نے۔۔ اف!"

وہ پریشان ہوئی۔

"بلکل! نہیں بتانا چاہیے تھا۔"

وہ کھل کر چاہتا ہی نہ اگر نہ بتاتی وہ پر اب امائل کے دل کے آگے کوئی جبریا مجبوری نہ پڑی تھی کہ وہ رکتا۔

"تمہاری جاب یہاں کب تک ہوگی امائل؟"

وہ اسے چپ دیکھے بولی تو امانل اس کے سوال کی نوعیت سے زیادہ مانیہ کی عجیب سی تکلیف پر مرکوز ہوئیں۔

"کیوں؟ کیا ہوا ہے؟"

امانل کے سوالوں پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں کچھ خاص نہیں۔ یونہی پوچھا کہ کب تک انٹرنشپ کرنی ہے مزید"

مانیہ نے بات ٹالی۔

"انٹرنشپ ختم ہو گئی ہے، پر اپر تین چار دن تک امپلائمنٹ سٹارٹ

ہو گی۔ ابھی میں یہاں کامیڈیکل Oncologist ہوں۔"

مانیہ جاتے جاتے پلٹی۔

"تین چار دن بعد آؤں گی۔"

مانیہ سنجیدہ تھی۔

"لیکن کیوں؟ یہاں کیا کام ہے تمہارا۔۔۔"

اب کی بار وہ سچ میں گھبرا یا۔

"تب بتاؤں گی"

وہ کہہ کر چلی گئی جبکہ امانل وہیں تھا رہ گیا۔

جسم و جان میں وہ لوٹ کھسوٹ کرتی تڑپ چھوڑ گئی تھی، یہ تین چار دن عذاب ہو گئے تھے یعنی۔

.._____..

ریس شروع ہونے میں چند منٹس باقی تھے، تمام گاڑیاں جن میں Rolls-

Royce بس نامہ کی تھی، ریس کورس پر آکر ترتیب سے رک چکی

تھیں، یوں لگ رہا تھا پورا از میر ہی اس مقابلے کو دیکھنے چلا آیا ہے۔ ریسنگ

لائن لگ بھگ 305 کلو میٹر تھی اور ریسنگ ٹائم نووے منٹ تھا، نووے

منٹس میں جو ڈرائیور 305 کلو میٹر کے اس ریسنگ ٹریک کو عبور کرتا وہی آج کا ورنر تھا۔

نامہ نے کبھی فل سپیڈ کے ساتھ اتنے دیر ڈرائیونگ نہیں کی تھی، پھر وہ بری طرح ڈسٹرب تھی، وہ جمی کی باتوں سے اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ نوح اس سے ایک ور کر کی طرح ہر گز اٹچ نہیں، اور یہ مشکل نامہ کے لیے اپنے جذبات کے ادراک سے کہیں زیادہ بنی تھی۔

نوح ادا دوغان اس وقت سپاٹ تھا، اسے ابھی بھی لگ رہا تھا نامہ اس سے نجات کو ریس ہارنے کا بھرپور فیصلہ کر چکی ہے، جمی اپنی زلت ہونے کے باوجود ٹریک پر پہنچ چکا تھا، اسکے پاس ایسی مشین سناپیر گن تھی جس سے نکلتے نوکیلے گیس تیر گاڑی کے ٹائیر کو بہت رازداری اور بنا آواز کے ناکارہ کر سکتے تھے، جمی نے اپنی پوزیشن ریسنگ اینڈ لائن کے قریب، ملحقہ بلڈنگ پر لی جہاں لگ بھگ سیدھا دو میل کا ٹریک تھا۔

ریس شروع ہو چکی تھی، نامہ نے اپنی سیلنز پہن رکھی تھیں اور وہ بنا کچھ سوچے اپنی Rolls-Royce کے ساتھ وفاداری نبھائے لگ بھگ چھ کی چھ گاڑیوں کو کراس کر چکی تھی، کراوڈ ایریا میں بڑی بڑی سکریز لگی تھیں جہاں ہر گاڑی کا الگ الگ وڈیو اور سب کی کمائن ریس کی لائیو فوٹیج تمام کراوڈ کو دیکھائی جا رہی تھی۔

وقت گزر رہا تھا، کچھ گاڑیاں نامہ کو کراس کرتیں پر وہ دس منٹ کے اندر اندر اوور ٹیک کر لیتی، کراوڈ میں Rolls-Royce کی ہوٹنگ بنا غور سنی جا سکتی تھی، یہ نوے منٹ ہر کسی کی دھڑکن تھی تھی جبکہ پانچ گاڑیاں کئی میل پیچھے اٹک کر رک چکی تھیں اور میدان میں بس Rolls-Royce اور fait پنج چکی تھیں، لگ بھگ چند سیلنز کا مزید سفر باقی تھا مگر وہ دونوں گاڑیاں ایک ساتھ جا رہی تھیں، دو گاڑیوں کا مقابلہ اب میدان میں آگ لگانے کا سبب تھا، ہوٹنگ سوچ سے زیادہ بڑھ چکی تھی۔

جمی کے اینڈنگ ٹریک کے پاس اپنی جگہ سنبھالتے ہی نوح کو لائن پر لینے کا وقت آگیا، جمی نے اپنا ٹارگٹ فوکس کیا کیونکہ کچھ دیر میں دونوں گاڑیاں اینڈنگ لائن میں انٹر ہونے والی تھیں، دونوں ڈرائیورز میں سے ایک کی بھی زرا سی غلطی اسے ریس ہر اسکتی تھی۔

نوح کی حقیقت میں سانس تھمی تھی۔

اور فائنلی دو میل کا فائنل ٹریک شروع ہو چکا تھا۔

"دو خان سر! نامہ کی گاڑی کی سپیڈ کم ہو گئی ہے۔ شوٹ کروں؟"

جمی کی آواز نوح کو ایر بڈ سے اپنے کان میں پگھلا سیسہ انڈیلتی محسوس

ہوئی، نامہ کی آنکھیں آخری وقت دھندلائیں، اس سے سپیڈ دینا حرام

ہونے لگا۔

"کردو"

نوح نے بڑے کرب سے اجازت دی، fiat کارنامہ کی سپیڈ کم ہوتے ہی اینڈنگ لائن کی طرف نکل گئی۔

"نہیں نامہ! تم کچھ گنوانے کی پوزیشن میں نہیں، تم ہیر پھیر نہیں کر سکتی۔ میں اس ریس کو تبھی ہارنا چاہتی تھی کیونکہ میں نہیں چاہتی

تھی نوح ادا دوغان کے ساتھ مزید رہ کر وہ میرے سارے راز جان جائیں۔ یہ سراسر میری نجات کا فیصلہ تھا پر نجات ممکن نہ ہوئی۔"

وہ فیصلہ بدل گئی، جس ریس کو اب جیتنا ناممکن تھا نامہ اسے جیت کر دیکھانے والی تھی۔

"پلیز نامہ۔ ڈونٹ ڈو دس"

نوح کا دل نامہ کی ایسی ہیر پھیر پر دکھا۔

اور اس سے پہلے جمی شوٹ گن فائیر کرتا، پورے از میر کے کراؤ نے دیکھا کہ کس طرح Rolls-Royce ایک دم سے شیر کی طرح واپس پہلے سے دگنی سپیڈ پکڑ کر روانہ ہوئی، نامہ نے پیروں سے اپنی ہیلز اتاریں اور گاڑی کو آخری نقطے تک سپیڈ دی، کراؤ اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر! سپیڈ بڑھ گئی ہے"

جمی کی آواز نوح کے کانوں میں پڑی، گویا نوح نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا تھا، نامہ کی گاڑی نے اینڈنگ لائن تک اک اینارمل سپیڈ کے ساتھ پہنچ کر ناصرف اس fiat کو ہرایا بلکہ اینڈنگ لائن بھی کر اس کی اور گاڑی اسی اینارمل سپیڈ سے اینڈنگ لائن سے کچھ آگے جا کر رکی۔

پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا، fiat کا ڈرائیور ہانپتا ہوا باہر نکلا تو جیسے پچھتاوا اسکے چہرے پر رقم تھا، جب نامہ نے سپیڈ کم کی اس نے یہی سمجھا تھا کہ وہ جیت گیا پر قبل از وقت اپنی جیت کا یقین کرنے والے کس طرح پل میں

شکست فاش کھاتے ہیں یہ آج نامہ نے اچھے سے بتا دیا تھا یقیناً اب کوئی
ڈرائیور اینڈنگ لائن کر اس کرنے تک جیت گیا ہے، یہ سوچنے سے گریز
کرنے والا تھا۔

نامہ نے گاڑی کو قابو کیے روک تو لیا پر سٹیرنگ پر ہاتھ جمائے وہ سامنے اٹھے
مٹی کے دھوئیں کو دیکھتی اندر تک خود بھی دھواں ہو کر رہ گئی۔
آنکھیں پلوں میں بھیگیں۔

"آج جو نامہ بری طرح خود سے ہاری ہے، ممکن ہے وہ ہمارا اس بظاہر دیکھائی
دیتی جیت تلے دب جائے اور کسی کو نظر نہ آ سکے۔ یہی چاہتی ہوں میں کہ
میری تکلیف اور میری ذات کے دکھ بس میری ملکیت رہیں۔ میں اس میں
کسی کو شامل نہیں کرنا چاہتی"

نامہ نے اپنے آنسو صاف کیے وہ وہیں سر پیچھے کوٹکا گئی، جبکہ نوح کی آنکھوں
میں دنیا جہاں کی آسودگی لوٹ آئی۔

وہ ہارنے کے لاکھ جتن کر کے بھی جیتنے والی، بتا گئی کہ نوح اس کے لیے کیا ہے۔

"تم نہیں چاہتی تھی میں ہیر پھیر کر کے کچھ کھودوں، ایسا میرے لیے ماما کے بعد تم نے سوچا۔ میں خوش فہم آدمی نہیں پر میں محبت کی ہر شکل پہچانتا ہوں نامہ سلطان۔ تمہیں لگا ہو گا تم ہار گئی۔ پر تمہیں اب کوئی ہار چھو نہیں سکتی یہ میں نے اللہ کی مرضی کے بعد طے کیا خود تمہارے لیے۔ تم ریس ہارنا چاہتی تھی کیونکہ تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے، ایسی محبت جو تم مرتے دم تک چھپاؤ گی۔ ایسی محبت جو کچھ نہیں مانگتی بس لٹاتی ہے۔ تمہاری آنکھیں کل سے وہ نہیں، تمہارے لفظ کل سے پہلے جیسے نہیں۔ تمہارا گریز بھی شدید ہے۔ تمہاری پوری ذات خوفزدہ ہے مجھ سے، دل دماغ۔۔۔ میں محسوس کرنے میں بہت اچھا ہوں۔ مس روح! تمہارا روح ادا بننے کا وقت ہوا چاہتا ہے"

وہ اس مجمعے میں کھڑا کچھ الگ ہی فیصلے کر رہا تھا، پر کھنے کا سلسلہ ختم، اب بات کچھ اور تھی۔

اب بات اپنانے پر چلی آئی تھی۔

نامہ نے اپنی گاڑی کچھ سنبھلتے ہی موڑی اور واپس فاصلہ عبور کرے اینڈنگ لائن تک پہنچی جہاں باقی گاڑیاں بھی آچکی تھیں، ہوٹنگ بدستور جاری تھی۔

نامہ نے کارڈور اوپن کرنے سے پہلے اپنی سیلز پہن لیں اور بال سہلا کر بٹھائے وہ باہر نکلی ہی کہ آنکھیں وہیں ایکسپریٹ ٹیم کے ہمراہ آتے نوح ادا دوغان سے ملیں، وہ سب لوگ نامہ کو سراہنے لگے پر نامہ کی توجہ اس ستائش پر اٹکی تھی جو وہ ہنزل آنکھیں کر رہی تھیں۔

"ریس میں چیٹنگ کرنے کا سوچا اس کے لیے سوری نامہ سلطان"

نوح نے اسکی بے رنگ آنکھوں میں کچھ رنگ بھرنے کی کوشش کی۔

"ہارنے کی کوشش کی اس کے لیے سوری مسٹر نوح"

وہ بھی اسی بے تاثر لہجے میں بولی، نوح نے نظریں نیچے کی تو نامہ کی ہیلز کی اک اک کھلی سٹریپ دیکھتے واپس اسکی آنکھوں میں جھانکا، وہ چاہتا تھا خود اسکی ہیلز کی میگنٹ سٹریپس بند کرے پر ابھی ایسا کرنا کچھ نامناسب تھا، سوچنا بھی پر سوچوں پر کوئی پہرا کب ہوتا ہے۔

"اگلی ریس ایک ماہ بعد ہے، تین گھنٹے کی ہوگی وہ۔ تب تک تم میری ڈرائیور رہو گی یعنی۔ اس جیت سے یہی ڈیسیڈ ہوا"

نامہ نے نوح سے نظریں ہٹائیں، وہ بھی جیت سمجھ رہا تھا۔

"جیسا آپ کہیں مسٹر نوح"

وہ خوش نہیں تھی۔

"اپنا فون دوگی؟"

نامہ نے واپس نوح کو نا سمجھی سے دیکھا۔

"مجھے "روح کے ساتھی" والی ریل لگانی ہے میں نہیں دے سکتی"

نامہ نے فوراً منع کیا۔

"اس سے پہلے کچھ امپارٹنٹ ہے۔ دو مجھے"

نوح اسے الجھن میں ڈال کر محفوظ تھا، وہ الجھ بھی گئی، نامہ کی آج صبح والی ریل پر ہوئے نوح کے کمنٹ پر اتنے روزمرہ ہو چکے تھے کہ روح اب صرف روح ہونا ڈیزرو نہیں کرتی تھی، سبکو جواب دینا اہم تھا۔

"ہم۔۔۔ یہ لیں"

نامہ نے بے دلی سے اپنی پینٹ کی جیب سے اپنا فون نکال کر جیب کی زیپ بند کی تو نوح نے نامہ کا فون اسکے ہاتھ سے لیتے ہی اس کا انسٹا اکاؤنٹ اوپن کیا، روح کی آئی ڈی کھلی تھی، نامہ کی توجہ دوسری طرف اسے مبارک دیتے لوگوں کی طرف ہوئی اور نوح نے اسکے اکاؤنٹ کا نام روح کے بجائے روح

ادا کرتے سیو کر دیا، اور ریفریش کرتے اک مسکراتی نظر اس پر ڈالے نامہ کے سامنے کیا، کم از کم چودہ دن تو نامہ نام نہیں بدل سکتی تھی۔

"اب تم "روح کے ساتھی" والی ریل لگا کر مجھے ٹیک لازمی کرنا۔ میں ملتا ہوں کچھ دیر بعد تمہیں"

وہ کہہ کر جان لیو الہجے سے نامہ کو بے قرار کرے اسے مجمعے میں چھوڑ کر چلا گیا اور نامہ نے بالکل بھی اس شخص کی طاری کی بدحواسی میں نہ دیکھا کہ وہ اسکے اکاونٹ کے ساتھ کیسی روح فرسا چھیڑ چھاڑ کر گیا۔

نوح وہاں نکلاتو جمی پارکنگ میں ہی شرمسار واداس کھڑا تھا، نوح نے اسکی طرف اک چیک بڑھایا جس میں اچھی رقم تھی، جمی نے تھام لیتے ہی نیچے گرا دیا۔

"اب تم میرے بانیک ریسنگ گینگ اور میری زندگی دونوں سے آوٹ ہو جمی۔ نامہ نہ ہوتی تو تمہاری اصلیت اور گندگی کے ساتھ دھوکہ دہی کبھی نہ

کھلتی، تم اس پیسے میں خیانت کرتے رہے ہو جو مجبوروں کا حق تھا۔ اس پر تمہاری کوئی معافی نہیں۔ گیٹ لاسٹ"

نوح نے اسے صاف صاف چلتا کیا پر جمی کی آنکھوں میں یکدم ہی سفاکیت چھلک آئی۔

"اس سب کا خمیازہ نامہ بھگتے گی۔ اگر آپ نے مجھے نکالا جاب سے"

جمی نے بہت غلط بندے کو دھمکی دی تھی، نوح زچ سی مسکراہٹ کے سنگ پلٹا جیسے جمی کی بات بہت مزاحیہ لگی ہو پر جب جمی کو اپنے کان اور رخسار پر اسی مسکراتے آدمی کا بھاری ہاتھ پڑا تب جمی مضبوط لونڈا پٹخ کر مار بل کے اس سخت فرش پر جا گرا۔

"مرد ہوتے تو یہ بات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچتے، تمہیں تو اب از میر کیا کہیں بھی جاب نہیں ملے گی۔ یہ سزا بس نامہ سلطان کو نقصان پہنچانے کی سوچ پر ہے تمہاری۔ سوچو جس دن تم نے اسے نقصان پہنچایا، میں تمہاری

بذات خود کیسے اک اک ہڈی تیزاب میں ڈال کر گلاؤں گا۔ تو اپنی چڑھتی
جوانی پر رحم کھاو جمی اور اپنی غلاظت سمیت دفع ہو جاو"

جمی کے کان کا پردہ ضرور شریہ ڈیمج ہوا تھا کیونکہ تھپڑ کا درد دماغ تک
چڑھتا محسوس کرے وہ کراہتا اٹھا اور ڈرتے ہوئے وہ گراچیک اٹھایا۔

نوح اسکی خصلت پر دو حرف بھیجتا وہاں سے گیا تو جمی نے وہی چیک ہی فی
الحال کافی سمجھا ورنہ ابھی کچھ کرتا تو اس سے بھی جاتا۔

انعام دینے کی تقریب کچھ دیر میں تھی اور نوح وہیں جا رہا تھا جب فون پر
آتے نوٹیفکیشن پر رکا۔

خود نامہ نے اکاونٹ کے نام پر غور کیے بناریل اپلوڈ کی تھی، اپنی-Rolls
Royce کی آخری فائنل پوائنٹ پر جانے کی فوٹیج بڑی سٹیڈیم سکرین سے
اور ساتھ ہی ہاتھ اپنی گاڑی پر پھیرتے ہوئے پر ریل کا ٹاپک "روح کا

ساتھی "دیکھتے نوح کے قدم، دھڑکن اور دل سب تھا۔ افرک گئی
کائنات میں حرکت کرتی ہر شے۔ قیامت خیز!

"روح کے ساتھی کی کہانی عام نہیں ہے۔ عالم ارواح میں جو روحیں ایک
دوسرے کے قریب ہوتی تھیں وہ ہی روحیں جب اس دنیا میں ایک
دوسرے کو دیکھتی ہیں تو انہیں محبت ہو جاتی ہے۔ شاید اس محبت کے اور
بھی کئی روپ ہو سکتے ہیں لیکن روح کا ساتھی تو ایک ہی ہوتا ہے، کچھ خوش
نصیب تو اس ساتھی کو پا لیتے ہیں اور پرسکون ہو جاتے ہیں اور کچھ ساری
زندگی اسکی تلاش میں بھٹکتے رہتے ہیں اور انکی ملاقات نا آشناؤں اور بے
وفاؤں کے ساتھ ہوتی رہتی ہے یہ شاید ہماری بہتری کے لیے ایسا ہو سکتا ہے
اور جب ہم اپنی متلاشی روح کو دنیاوی جسم کے ساتھ ملنے کے لیے پوری
طرح تیار ہو جاتے ہیں تو رب بھی ہمیں ملو ادیتا ہے، یہ خود کو چھوڑ کر میں
سب کے لیے ٹھیک سمجھتی ہوں۔ آپکو اپنا روح کا ساتھی مل گیا؟"

نامہ کی ریل آچکی تھی، نوح کی آنکھیں آج ہونٹوں کے ساتھ مسکرائی تھیں جبکہ نامہ نے جیسے ہی ریل ڈالی، کچھ غیر محسوس سے کمنٹس پر نظر ڈالے تھے کیونکہ وہاں اک کمنٹ ایسا تھا جس نے نامہ کے جسم سے جان سی کھینچی۔

"مجھے تو نہیں ملا پر آپ کو مل چکا ہے مس روج! بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے ہم سب کا تجسس ختم کرے مسٹر نوح ادا دوغان کے ساتھ اپنی وابستگی پبلک کی۔ ہم آپ دو کو ساتھ دیکھ کر بہت خوش ہیں۔ امید ہے وہ اپنی سپیشل ون کو جلد ہمارے سامنے پبلک کریں تاکہ ہم آپ دو کو ساتھ دیکھ کر مزید دیوانے ہو جائیں"

یہ دل کی دھڑک نوچتا ہوا کمنٹ پڑھتے ہی جب نامہ کی نظر اپنے اکاؤنٹ نیم پر گئی تو اسکی آنکھیں پھٹنے کی حد تک پھیلیں، کرنٹ سا پورے جسم میں اتر گیا۔

"اوہ میرے خدا! یہ نام۔ کس نے بدلا۔ نوح۔۔۔"

اسی ہیجانی کیفیت میں جب وہ خونخوار اور نڈھال ملے جلے تیوروں سے پلٹی تو بمشکل نوح سے ٹکرانے سے خود کو بچایا، وہ اسکو بازو سے پکڑے سنبھال تو گیا پر نامہ کے ہونٹوں سے نکلتا "نوح" وہ اک لفظ ضرور بنا جو اس شخص کے اندر تک ہلچل برپا کر گیا۔

وہ اپنے آپ کو سنبھال گئی پر اسکی آنکھوں کی محسوس کن تکلیف نے نوح کی ہیزل آنکھوں سے سارا سرور چھین لیا۔

"آپ نے کس کی پر میشن سے میرے اکاؤنٹ کا نام بدلا؟ بولیں، یہ کس قسم کی حرکت ہے مسٹر نوح"

وہ اپنی بازو نوح کے ہاتھ سے چھڑواتی سنبھل کر دور ہوئے غصے سے بولی، قربان جائیں اس غصے میں جسکی نرماہٹوں میں اک احترام مخفی تھا۔

"سب تمہیں میرے کمٹ کی وجہ سے آل ریڈی مجھ سے جوڑ رہے تھے
نامہ، اور ویسے بھی نام ملنے سے ہم تھوڑا ایک ہو جائیں گے۔"

نوح نے ڈھیٹ بنے اعتراف جرم کیا پر بنا کسی احساس ندامت کے۔

"مجھے نام بھی نہیں ملانا۔ میں آپ کی امپلائے ہوں یہ بات آپ سمجھیں مسٹر
نوح۔ آپ کیسے کر سکتے ہیں یہ۔ بالکل اچھا نہیں لگا۔ یہ سب لوگ روح کو آپکا
سمجھ رہے ہیں۔ غیر حقیقی فینٹسی سے سخت نفرت ہے مجھے"

وہ اسے اپنا فون دیکھا رہی تھی جہاں ہر کوئی ان روح ادا کا ورد کر رہا تھا، سب
کاپیار مل رہا تھا دونوں کو پر نوح کی توجہ تو نامہ کے لفظوں میں گم جاتی تھی۔
"چودہ دن تو نام نہیں بدل سکتا۔ اسکے بعد بدل لینا۔ لیکن پلیز اس چیز کو لے
کر ٹنشن مت ڈالو خود کو۔ انھیں سمجھنے دو کہ روح میری ہے۔ ہم دونوں تو
جانتے ہیں کہ تم میری نہیں ہو۔ رنکلس"

یہ سارے لفظ نامہ کو مطمئن نہیں کر رہے تھے، دکھ دے رہے تھے، وہ نظریں پھیر گئی۔

"میں یہ نہیں برداشت کروں گی۔ شاید روح کا سفر یہیں تک تھا۔ چودہ دن انتظار ناممکن ہے"

نامہ نے پھر سے جب نظر اٹھا کر نوح کی طرف دیکھا تو وہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ اکاونٹ ڈیلیٹ کر دے گی۔

اور جب نامہ نے سچ میں اپنا اکاونٹ ڈیلیٹ کرنے کو پریس کیا اور آگے سے آریو شیور کا آپشن دیکھتے اس سے پہلے وہ پریس کرتی، نوح نے اسکے ہاتھ سے اسکا فون کھینچ کر وہ سیٹنگ پیچھے کی۔

"تم پاگل ہو گئی ہو نامہ۔ اتنا گرو اکاونٹ ڈیلیٹ کرتے تمہارا دل نہیں

کانپا۔ تم اسے ڈیلیٹ نہیں کرو گی یہ میرا آرڈر ہے"

نوح نے سختی سے اسے باور کروایا۔

"آپکے آرڈر مجھ پر صرف کام کے معاملے تک لاگو ہیں۔ میری پرسنل صرف میری ملکیت ہیں۔ دیں مجھے فون۔ میں جھوٹ کو برداشت نہیں کر سکتی تو اک جھوٹا رشتہ کیسے برداشت کروں۔ میرا فون دیں۔"

وہ اسکے ہاتھ سے فون چھین رہی تھی، کئی لوگ انکی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ نامہ اپنی بات سے انچ بھی ہلنے پر راضی نہ تھی۔

"نامہ! یہ اکاونٹ اب صرف تمہارا نہیں"

نوح کو ایک ہی طریقہ سمجھ آیا اب اس کے بچاؤ کا، نامہ کی مزاحمت تھی۔

"م۔۔ مطلب!"

وہ بے یقین نظروں سے نوح کو دیکھنے لگی۔

"دیکھو میں نے اسے پر موٹ کیا تو اصولا اب یہ میری ملکیت بھی ہے، تم یہ

سمجھو کہ میں نے اپنا نام جو ایڈ کیا وہ اس پر موشن کی قیمت لے لی۔ تم غصہ

ہوئی تھی جب تمہارا اکاونٹ شئیر کیا۔ دیکھو قیمت لے لی اپنی ملکیت جما کر مجھ مطلبی نے۔ اب پچھلے سمیت یہ والا غصہ بھی ہٹاؤ۔ کیونکہ میری مرضی کے بناتم اس اکاونٹ کو ڈیلیٹ نہیں کر سکتی۔ اسے سچ کرنے کا آپشن ہمیشہ ہے لیکن اسے ختم کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے تمہارے پاس نامہ "

وہ اب بھی افسردہ اور خفا تھی، نوح کی باتیں سراسر جان لے رہی تھیں۔
 "س۔ سچ سے کیا مراد ہے آپ کی مسٹر نوح؟ کیوں آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ فون دیں پلیز"

وہ پہلے ہی بہت دکھی تھی اور یہ آدمی اب چاہتا تھا نامہ رو دے۔

"سچ مطلب روح ادا کے اس جھوٹے رشتے کو سچ کرنے کا آپشن ہے
 تمہارے پاس، کانٹریکٹ میرج۔ لیکن ختم نہیں ہو گا یہ اکاونٹ۔ اگر تم نے
 ایسا کیا میں تمہاری Rolls-Royce چرالوں گا"

نامہ نے آخری بات پر کرب سے سانس کھینچتے چہرہ پھیرا، یہ نوح نے اسے ہنسانے کی کوشش کی جو اسے بھی لگا کہ بری طرح ناکام ہوئی ہے۔

"میں کوئی میرج نہیں کروں گی آپکو بار بار بتا چکی ہوں۔ یہ اکاونٹ آپ ہی رکھ لیں۔ مجھے زرا بھی اس کی ملکیت سے ہاتھ دھونے پر دکھ نہیں ہوگا کیونکہ میں نے بس یو نہی اسے بنالیا تھا جب میرے پاس باتیں سنانے کو بس دیوار تھی، بابا ہو سپٹلائز تھے اور دوست احباب اپنے دھندوں میں بزی۔ نامہ کے پاس تب بات کرنے کو یہی تھا۔ لیکن آپ میرا نام ہٹا کر اپنا رکھ لیں۔ تب شاید آپ تھوڑے مطلبی ثابت ہو جائیں میرے آگے۔"

وہ کہہ کر جانے لگی مگر نوح نے اسے پکارا تو وہ رکی۔

نوح نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکا فون جب نامہ کی ہتھیلی میں تھمایا تو نامہ اسکے لمس پر اپنے اندر مزید گڑھ گئی کہ یہ چھونا، یہ ہاتھ کو لمس کرتی نوح کی بھاری انگلیاں اور ان سے نکلتی حدت تو نامہ کو کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔

"مجھے دکھ ہے میں نے یہ کر کے تمہاری دکھی یادیں کرید دیں"

نامہ اسکی طرف صدمات کی گہرائیوں میں دھت ہوتی گھومی۔

"مطلب آپکو اپنا نام ایڈ کرنے پر دکھ نہیں؟"

نامہ کا دل اب غصہ ہو رہا تھا۔

"ہرگز نہیں۔ میں نے کبھی ایسا کچھ کیا ہی نہیں جس پر پچھتنا پڑے۔ میرے ساتھ رہو اور تھوڑے جھوٹ بولنے سیکھو جب تک تم میری آفر قبول نہیں کرتی۔ فخر کی فکر ہے ناں تمہیں۔ میں تمہیں کال کر کے جگا دیا کروں گا، ضائع نہیں ہونے دوں گا تمہارے دن کی پہلی عبادت"

سب رکامحسوس ہو رہا تھا، یکدم جیسے موسم کی ساری تیزیوں میں سکوت آگیا، وہ بے ربط جملے کہنے والا اپنے جملوں کا مفہوم نہ سمجھتا ہو ایسا تھوڑی ممکن تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی مسٹر نوح؟"

بے جان لہجہ لیے وہ بس یہی کہہ سکی۔

"بس یہی بات رہ گئی ہے، چلو مان جاو اب"

نامہ نے چہرہ پھر پھیرا، یہ فیصلہ کن لمحے تھے، وہ مفلوج ذہن کے ساتھ کھڑی تھی۔

"نہیں مان رہی۔ اس پرائز سرمنی سے فری ہو جائیں تو آجائیے گا۔ میں باہر گاڑی میں ویٹ کر رہی ہوں"

نامہ نے فاصلہ سمیٹا اور چپ چاپ وہاں سے چلی گئی، باہر جہاں اسکی Rolls-Royce کے ساتھ کچھ من چلے پکس لے رہے تھے تبھی نامہ

وہیں باہر لگے بیچ پر جا بیٹھی، چہرے میں دفعتاً سختی گھلنے لگی۔

نامہ نے اپنا فون دیکھتے پھر سے وہ ریل اوپن کی، چند لمحوں میں نوح اور نامہ، روح ادا ٹرینڈ بن کر رہ گئے، ہر کوئی یہی دو ٹیگ لگائے روح کو پیار دے رہا تھا، اسے پسند نہیں تھا جو، وہی اسکی زندگی کا حصہ بنتا جا رہا تھا۔

نوح کی توجہ پر انٹرنیٹ سٹریمیشن کے بیچ بھی نامہ سے الجھی رہی، وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتا تھا، خیر کئی لاکھ لیر کی بڑی اماونٹ پانچ بجے تک نوح ادا دوغان کے اکاونٹ میں ٹرانسفر کر دی گئی تھی تو یہ تقریب بھی ختم ہوئی۔

وہ اپنے کچھ مزید وفادار لوگوں کے تھرو یہ رقم جلد سے جلد ڈونیشن اکاونٹ میں ٹرانسفر کروا چکا تھا، ہر بار ڈونیشن میں وہ اپنا نام دیتا تھا پر آج اس نے یہ ڈونیشن نامہ سلطان کے نام پر دی تھی۔

وہ باہر نکلا تو نظر زینے اترتے ہی باہر بیٹھی نامہ پر پڑی جو قریب ہی ٹاون کے بچوں کو کھیلتا دیکھ رہی تھی، وہیں دوسری طرف اک فلاور شاپ تھی جہاں

گارڈن کے فریش پھول ایک گھریلو عورت جمع کر کے بیچتی تھی، وہ سڑک پر کھلتے بچے بھی اسی عورت کے تھے۔

وہ کچھ دیر کھڑا نامہ کو دیکھتا رہا پھر اس شاپ کی طرف بڑھا۔

"اس بار پھر ریس جینے پر مبارک کباد وصول کریں نوح بیٹا۔ میرے شوہر کا علاج ہو رہا ہے وریام ہو سہیل وہ بھی مفت۔ اللہ آپکو اجر دے ہم غریبوں کی زندگی کا بچاؤ بنے آپ"

وہ ضعیف عورت اپنی شاپ کی طرف آ کر رکتے نوح کو دیکھتے خوشی سے کپکپاتی آواز میں بولیں تو نوح نے نرم مسکرا کر انکی طرف دیکھا پھر نوح کی نظر پینک روزز کے ساتھ pink Gladiolus اور Aster پر گئی، پھر نوح نے گردن پھیر کر نامہ کو دیکھا جیسے ان پھولوں کے کنبو کے ساتھ نامہ کی پر اسرار ذات کو مل رہا ہو۔

"یہ تینوں ایک خوبصورت سے گلدستے میں سجادیں، اور کانٹے چھیل کر
پلیز۔۔۔"

نوح کی فرمائش سنے وہ لیڈی دلفریب مسکرائیں۔

"پھول، بنا کانٹوں کے خود تک کو پیارے نہیں لگتے تو کسی اور کو کیسے لگیں
گے۔ پھر بھی میں چھیل دیتی ہوں"

نوح اس عورت کی بات پر کسی سوچ میں ڈوبا، نامہ کاناں ناں کرنا لمحہ بھر نوح
کو وہ کانٹا ہی لگا، اپنی بچکانہ سوچ پر دل سمٹنے لگا پھر وہ مبہم سا شوخ مسکرایا
کیونکہ اسکی چواڑ کا گلدستہ بن کر تیار تھا۔

یہ لیجئے "WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM"

گلدستہ پیش کرے وہ لیڈی بے حد خوش تھیں۔

"کتنی پیمٹ ہوئی؟"

نوح نے اپنا والٹ نکالا پر وہ مسکرا کر ہاتھ سے نوح کو ایسا کرنے سے روک گئیں۔

"جس شخص کی وجہ سے ہمارے کنبے کا سہارہ زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے، اس پر یہ تو کیا میں اپنے باغ کا ہر پھول لٹا سکتی ہوں۔ یہ رکھ لیجئے۔ آپ کی نیکی اللہ قبول کرے گا، بس یہ اس ماں کی طرف سے ادنیٰ سا شکر یہ ہے۔ دعا ہے آپ اپنے نام سمیت چمکتے رہیں تا عمر"

دعائیں بہت خاص ہوتی ہیں، انکی قیمت نہیں ہوتی، پھر خلوص بھری محبتیں تو وہ دامن میں سمیٹنے کا شوقین تھا، مان گیا۔

نوح نے اس ماں کو مسکرا کر دیکھا اور والٹ واپس رکھتے اس گلہ سے اک پھول کی ٹہنی نکال کر انکی طرف واپس بڑھائی۔

"چلیں پھر یہ رکھ لیں، اللہ آپکے رزق اور کام میں برکت دے"

اس لیڈی نے خوشی خوشی وہ پھول لیا جیسے وہ بے جان پڑتی چیز نہیں، قارون کا خزانہ ہو۔

"آمین۔ جیتے رہے"

نوح نے ان سے اجازت لی پر اس جگہ کو اچھے سے دیکھ لیا تاکہ اس خوبصورت تحفے کا جلد صلہ یہاں تک پہنچا سکے۔

وہ پلٹا تو نامہ اب تک گال پھلائے زرا دائیں کروٹ پر بیٹھی تھی، اسکی توجہ اب تک کھیلنے بچوں پر تھی۔

"پہلی باریہ کرنے والا ہوں۔ ہوپ سو کوئی گڑبڑ نہ کر دوں۔ خود دار لڑکی کا روٹھنا بھی بڑا خود دار ہوتا ہے۔ مجھے یہ سمجھنا ہو گا"

نوح نے مسکراتے ہوئے نامہ کی طرف قدم بڑھائے، اور کیسے ممکن تھا اسکے قدموں کی چاپ وہ سننے سے پہلے محسوس نہ کرتی، سمجھ گئی تھی وہ آرہا ہے پر جان بوجھ کر توجہ نہ دی، نامہ کے سامنے لے جا کر گلہ ستے کو کیے وہ نامہ کی

ساری جبر اچھیری توجہ سلب کر گیا، وہ لمحہ بھریوں ہوئی جیسے مان گئی ہو پر فوراً واپس سخت دل بنی۔

"مجھے پھول نہیں چاہیں مسٹر نوح"

گلابی پھولوں میں ڈھیڑا اور پھولوں کی آمیزیش والا گلہ ستہ وہ نامہ کے پاس آرکتے اسکی طرف بڑھا رہا تھا، آنکھیں اسکی نامہ کے انکار پر ہرگز آمادہ تاثر نہ دے پائیں، پھول اب بھی سامنے پیش تھے، کہ نامہ انکو چھو کر مہکدار کرے، نوح کی زندگی سمیت!

"مجھے تو چاہیے۔ تم۔ تمہارے مان جانے سمیت، لے لو نامہ سلطان۔ ہر کسی کو پھول دینے کا دل نہیں چاہتا میرا"

انکار کی گنجائش ہی کہاں چھوڑی گئی تھی۔ نامہ کی آنکھیں اپنے اس "نوح ادا دوغان" نامی آسمان پر اٹک کر رہ گئیں۔ وہ نظریں ہٹا بھی کہاں سکتی تھی بھلا۔ آسمان کے بنا، زمین کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

"میں قید سے ہمیشہ فرار کرنے والی نامہ سلطان، آجا کر محبت کے معاملے میں بھی اسی نوعیت کے جبر میں پھنس گئی۔ یہ انسان بظاہر سب پر سکون رکھنے اور کرنے کا عادی ہے پر کیا اسے گماں بھی ہے کہ اس نے میرے دل کے اندر کیسی قیامت برپا کر دی۔ یہ شخص جسکی ذات کی پذیرائی کرنے کو لوگوں کی کمی نہیں، یہ جو اپنی برائیوں پر بھی ہنس کر ناز کر گزرتا ہے، مجھ سے قطرہ قطرہ وہ سب چھین رہا ہے جو میں کسی کو نہیں دینا چاہتی تھی۔ میں۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ سوچوں کے طلسم میں گر جاتی، وہ اسے ہوش کی دنیا میں کھینچ لایا۔

"اتنا سوچو گی کیا ان معصوموں کو قبول کرنے کے لیے؟ دیکھو ناں ہم مل کر روح ادا بن کر لوگوں کے دلوں پر راج کریں گے۔ کتنا مزہ آئے گا"

اب کی بار وہ ساتھ ہی بیٹھا تو جس طرح نامہ اس سے زرا دور سر کی، یہ گریز نوح کو سچ میں کہیں اندر کلک کیا، ہارٹ بیٹ مس کر گیا پر نامہ نے اس پیچھے سرکنے کی حدت کم کرتے اسکے ہاتھ سے پھولوں کا بکٹ لے لیا۔

"ایک دوسرے کے دلوں اور زندگی پر مسلط نہیں ہوں گے کبھی۔ یہ پر امسس کرنا ہو گا بس اسی شرط پر چودہ دن میں اس نام کو برداشت کروں گی"

وہ دل پر اور زندگی دونوں پر قابض ہے یہ نوح جان چکا تھا پھر بھی نامہ کی شرط ماننے کا دل چاہا۔

"چودہ دن! اتنی بڑی تمہید کے بعد تو پھر ساری عمر کا یہ نام والا ساتھ بنتا ہے نامہ سلطان"

وہ اسے سراسر پریشان کر رہا تھا، وہ اتنے پاس بیٹھ کر نامہ کو کچھ سو جھائی دینے میں روڑے اٹکا رہا تھا۔

"پرامس می"

وہ بضد تھی۔

"او کے چودہ دن تو ڈن ہیں ناں۔ یہ پرامس بھی چودہ دن تک ہی ہے۔ پہلے بتا رہا ہوں۔ بعد میں مت کہنا کہ نوح ادا دوغان تو بہت وعدہ فراموش شخص ہے۔ اب اگر آپکا موڈ بہتر ہے مس روح تو مجھے ولا ڈراپ کر دیں۔ نیند سے برا حال ہے بندہ ہلکان کا"

نامہ نے اسکی ہر بات فی الحال برداشت کی اور بکے سنبھالے اٹھ کھڑی ہوئی اور باخدا نوح کا دل چاہا پکڑ کر نامہ کو واپس پہلو میں بٹھا دے، اس شخص پر حاوی ہوتی یہ سوچ بہت شدید تھی۔

"آجائیں مسٹر نوح"

وہ بنانوح کو دیکھے ہی پھولوں کو اٹھائے اپنی گاڑی کی طرف گئی تو نوح وہیں پیرپسار کر بیٹھے فرصت سے جاتی نامہ کو دیکھنے لگا، وہ اس بکے کو بیک سائیڈ

رکھتے آگے آئی اور کارڈور کھولتے سے نظر ابھی تک وہیں بیٹھے نوح پر گئی تو اس پاگل آدمی کو تو کچھ نہ کہہ سکی، ڈور زور سے بند کیے منہ پھیر گئی جس پر نوح نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ حلق میں گھوٹی اور مزید نامہ کا دل نہ جلاتے ہوئے وہ اٹھ کر اسکی طرف بڑھا، شرافت ادھار مانگتے اپنی جگہ سنبھالی تو نامہ نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے سیٹ بلیڈ فکس کیا، جبکہ نوح اب تک اسی کو دیکھ رہا تھا، باز آنے والی ہڈی نہ تھا۔

ولا تک دونوں میں بات چیت نہ ہوئی نہ نامہ نے اسکے دیکھنے پر توجہ دی۔

گاڑی دوغان ولا پہنچی تو چھ بجنے میں تھوڑا ہی وقت تھا۔

وہ آج نوح کے باہر نکلنے پر خود باہر نہ آئی تو نوح نے بری طرح محسوس کیا۔

"باہر نہیں آرہی تم؟"

نوح اپنی والی سائیڈ کے نیچے ہوئے مرر سے اندر جھانکا۔

"باہر کیا رکھا ہے؟"

نامہ نے بگھڑتے پوچھا تو نوح مسکرایا پر محترم مسکرا کر بھی مسکراہٹ چھپا گئے۔

"باہر نوح ادا دوغان کھڑا ہے جسکی دنیا فین ہے"

اب زرا شوخ ہوتے وہ کچھ پھیل رہا تھا، نامہ کا غصہ تو کہیں کھو گیا تھا جیسے، وہ کارڈور کھولتی باہر نکلی اور جب تک گھوم کر نوح تک پہنچی وہ ونڈوسے واپس اوپر اٹھے اسکے سامنے جم گیا تھا۔

"میں نہیں ہوں۔ سچ میں۔ اس جاب سے پہلے آپ کو جانتی بھی نہیں تھی نہ نام سنا تھا۔ سواک مجھ سے لوگوں کا طبقہ باقی ہے مسٹر نوح جو آپ کا فین نہیں۔"

وہ سنجیدہ تھی، نوح اسکے لفظ لفظ سے بس اس لڑکی کو کھونج رہا تھا، وہ عام لڑکیوں جیسی نہیں تھی۔

"اس طبقے والوں کو اپنا فین کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا ہو گا نامہ سلطان؟"

نامہ نے الجھ کر ان ہیزل آنکھوں کو دیکھا جو الجھانے کے پیمانے لیے ہوئے تھیں۔

"ہر چیز دنیا میں ممکن نہیں"

وہ بضد تھی، گاڑی کا ہارن سنتے ہی مانیہ بھی زراروم سے نکل کر باہر آئی کیونکہ دم تو اس کا تب سے گھٹا تھا جب سے وہ لوٹی تھی تو دل چاہا نامہ سلطان سے ملے۔

"رک جاو۔ ڈنر تک"

نامہ کے چہرے پر گھبراہٹ گھلی، یہ آفر اچانک تھی پر وہ سراسر شرارت کے موڈ میں تھا۔

"زندگی میں یہ غلطی دوبارہ کبھی نہیں کروں گی"

وہ منہ پھٹ سی ہونے لگی۔

"اور جو خطاء کر بیٹھی ہو، نہ بخششی جاتی؟"

یہ آدمی سانس لینے کے راستے ہی بند کر دینا چاہتا تھا۔

"ک۔۔ کونسی؟"

وہ ہکلائی مگر اس سے پہلے کچھ کہتی، مانیہ کی آمد و موجودگی پر چہرے کے تاثرات شانت کر گئی۔

خود نوح بھی کچھ شرارت سے نکلا۔

"نامہ سلطان! ہے ناں"

مانیہ نے مسکرا کر ہاتھ بڑھایا جسے نامہ نے جبر اسی سmail دیتے تھا۔

"جی"

وہ سر ہلا گئی۔

"مجھے بہت انتظار تھا تم سے ملنے کا۔ اس کھڑوس ہٹلر نے ایک فی میل ڈرائیور رکھی یہ ناقابل یقین تھا۔ ویسے اگر یہ تمہیں تنگ کرے تو بتانا میں نوح کو اچھی بھلی سنا دیتی ہوں آسانی سے اسکی بہت پیاری رشتہ دار جو ہوئی۔ یہ کریڈٹ بس میرے پاس ہے۔ ورنہ دنیا کی ساری لڑکیاں تو اس سے دور ہی بھاگتی ہیں کہیں ہمیں کھا ہی نہ لے"

مانیہ بظاہر خوش دلی سے اپنے انداز میں باتیں کر رہی تھی پر نامہ نے کھڑے کھڑے یہ تک سوچ لیا ضرور یہ لڑکی نوح کی سپیشل ہوگی، جبکہ نوح نے مانیہ کو آنکھیں نکالیں کہ منہ بند کر لو۔

"میں تنگ نہیں ہوتی، اٹس مائی جاب"

نامہ نے بات مختصر کی۔

"اسکے ساتھ تنگ نہ ہونے میں ہی بھلائی ہے۔ بہت پکاتا ہے سچی"

مانیہ نے مزید ٹانگ کھینچی تو نامہ نے جن نظروں سے نوح کو دیکھا وہ نوح کو بے چین کر گئیں۔

"یہ مانیہ ہے، میرے ڈیڈ کی دوسری وائف کی بیٹی"

نوح نے خود ہی تعارف دیا تو جہاں نامہ نے سر ہلایا وہیں مانیہ نے نامہ کے سامنے ہی نوح کی بازو سے بازو مس کی اور شریر ہوتے بھی دیکھا۔

یہ بندہ ایسا تعارف دے رہا تھا تبھی مانیہ سمجھ چکی تھی دال میں کچھ لڑکی پٹانے سا کالا ہے۔

"بلکل بہن ہوں میں اسکی دور کی"

مانیہ نے بھی آنکھیں پٹیٹائیں تو نوح نے سرد نظروں سے مانیہ کی بتیسی دیکھی جبکہ نامہ ان پیچیدہ بھائی بہن میں الجھ کر اپنا دماغ خراب کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"خوشی ہوئی مل کر۔ اب میں چلتی ہوں مسٹر نوح"

نامہ وہاں بے سکون ہے یہ صاف عیاں تھا تبھی نوح نے اسے نہیں روکا، نامہ چلی گئی جبکہ مانہ مسکرا کر نوح کے سامنے ہاتھ سینے پر باندھے آرکی۔

"بہن نہیں ہو تم میری سمجھی"

وہ مانہ کو دیکھتے غصے سے چلایا۔

"اب تو بنا لویار، کڑی بھی مل گئی تمہیں۔ ویسے اتنی جلدی موو آن ہو جاو

گے یہ دیکھ کر دلی سکون ملا کہ تمہیں خود سے بروقت آزاد کرنے کا فیصلہ

درست تھا۔"

مانہ کے لہجے پر وہ اور تپا۔

"جل رہی ہو یا خوش ہو رہی ہو"

نوح سمجھ نہ پایا۔

"پاگل! جلی ہوتی تو اسے بتاتی کہ ایکس وائف ہوں تمہاری۔ لوو سٹوری شروع ہونے سے پہلے ہی پھس ہو جاتی۔ میں تم سے جڑی کسی لڑکی سے کیوں جلوں گی جب میں تمہارے لیے یا تم میرے لیے بنے ہی نہیں ہو۔ تمہاری طرح دو کشتیوں میں سوار ہونے کا سٹیمنا نہیں مجھ میں۔ میری پسند ہی میری محبت بنے گی تم دیکھنا"

نوح اسکے لفظوں میں پھر سے اپنے لیے طنز و تضحیک محسوس کر رہا تھا اور یہ مانیہ کی پرانی عادت تھی۔

"اچھی بات ہے۔ جو محبت نہ بن سکے اسے کبھی پسند کرنا ہی نہیں

چاہیے۔ غلطی ہے میری زندگی کی سب سے بڑی۔ میں اس پر بچھتا چکا ہوں۔ اب میری زندگی "پسند" کے لفظ سے محروم ہے۔ اتنا برا لگنے لگا ہے

یہ حرف کہ اب مجھے یا صرف نفرت ہوتی ہے یا محبت۔۔ پسند والا کوئی سین

نہیں۔ یہی سننا چاہتی ہوں ناں تم۔۔ تو لو کہہ دیا۔ نہیں ہوں اب میں کسی

دوسری کشتی میں سوار، ایک ہی راستہ ہے جسکی ایک ہی منزل ہے۔ رہی

بات میری لو و سٹوری شروع ہونے سے پہلے ہی فلاپ کرنے کی تو کر لو
کوشش یہ، تمہیں کامیابی نہیں ملنے والی۔"

وہ غصہ ہو جائے گا اس پر مانیہ زرا اداس ہوئی حالانکہ وہ جو کہنا سمجھانا چاہتی
تھی اس میں ناکام ہو گئی۔

"میری اور جنل ماما، لڑیں تو مت۔ میں کیوں کوشش کرنے لگی۔ بس اتنا
چاہتی ہوں کہ پسند و محبت سب ایک ہی سے جوڑ لو۔ تم سے جو بھی جڑے گی
تمہیں سر سے پیر، دل سے دماغ تک پورا ڈیزرو کرتی ہے نوح۔ بس اتنا سا"
وہ نرم پڑی تو نوح بھی سمجھنے کے انداز میں قائل ہوئے نرم پڑتا نظر آیا۔
"ہو گیا تمہارا تو جاسکتا ہوں؟"

نوح نے اب بھی کوئی پیار سے بات کرنا ضروری نہ سمجھا، مانیہ کا دل چاہا اسے
بریسٹ ٹیو مر کا بتائے پر ہمت نہیں پڑ رہی تھی، جب وہ نوح کے سامنے ایسی
تھی تو امانل کے سامنے تو جان نکلی فطری تھی۔

"ن۔۔نوح"

وہ اسے پکاری تو نوح نہ صرف رکالکے مانیہ کی آنکھوں میں بھی جھانکا۔

"تم میری سچ میں پکی مامان جاوناں، مجھے تم سے کچھ پرسنل شئیر کرنا ہے"

اک حسرت تھی مانیہ کی آنکھوں میں جبکہ نوح یہی سمجھ رہا تھا وہ اسے امائل کے بارے بتانا چاہتی ہے۔

"میں جانتا ہوں وہ پرسنل۔ تم بتا چکی ہو"

وہ بے رخی دیکھائے جانے لگا جب مانیہ نے اسکی بازو پکڑے روکا۔

"مطلب! میں نے تو بتایا ہی نہیں تمہیں"

مانیہ کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"اچھا بتاؤ۔ بن گیا اور جنل ماما تمہاری"

وہ سرد لہجے میں مقابل آہنا تو مانیہ کا دل کانپا، وہ ایسے سپاٹ انسان کو اپنا درد کیسے بتا سکتی تھی، یہ درد تو وہ کسی لاڈ کرتے انسان سے ہی فریلی بانٹ سکتی تھی۔

"نہیں بنے تم۔ پلیز سہی والا بنو ناں۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں انتظار کا"

مانیہ نے جو کہا اس کے بعد رو پڑے گی تبھی وہاں سے جب گئی، نوح کتنی دیر وہیں کھڑا رہ گیا۔

"کیا کہہ کر گئی ہے یہ؟"

نوح نے زرا حواس یکجا کیے تو جیسے مانیہ کے الفاظ کرب کا جہاں محسوس ہوئے، اس سے پہلے وہ کچھ کر تا یا سوچتا، امتاب مہمت کی کال پر نوح کے چہرے کے زاویے بگھڑے، یقیناً کوئی بری خبر ہی تھی، امتاب کا کال کرنا بے سبب نہ تھا۔

"ہاں امتاب! اب کیا ہوا"

نوح شدید الجھاتا تھا۔

"صارم! غائب ہے۔ ایک منسٹر کے گھر کے پاس ہی اسکے پرانے گیراج سے کچھ گھنٹے پہلے گاڑی چوری ہوئی ہے اور وہاں کا سیکورٹی مین شدید زخمی ہے، کب مر جائے کچھ خبر نہیں۔ اس میں صارم کو دیکھا گیا ہے۔ میں ابھی پہنچا ہوں پولیس اسٹیشن مگر میرے لوگوں نے فوٹیج حاصل کر لی ہے"

نوح نے اپنا ماتھا بری طرح مسلتے سانس کھینچی۔

"تو اب امتاب! کیا تم ایف آئی آر کاٹنا چاہتے ہو بولو۔۔۔؟"

نوح بد لحاظ نہیں تھا ہر اس وقت امتاب کو لگا۔

"غصہ کرنے سے کچھ نہیں ہو گا، اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کرو اور کہو سرینڈر کرے بیچ جائے گا۔ اگر وہ سیکورٹی مین مرتا ہے تو صارم لمبا پھنسے گا۔ بہت جلد یہ گینگ ہماری حراست میں ہو گا۔ میں نہیں چاہتا اس میں صارم بھی شامل ملے۔"

امتاب نے ہر تفصیل مہیا کی جبکہ نوح اس وقت نیند لینا چاہتا تھا پر اس بھائی نے سکون غارت کر دیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اسکے دو تین لفنگے دوستوں کے بارے جانتا ہوں۔ میں پتا کرتا ہوں۔ مجھے اس زخمی آدمی کا بھی بتاؤ کس کنڈیشن میں ہے"

نوح نے تاکید کرتے ہی کال کاٹی جبکہ اس سے پہلے Renault کی طرف بڑھتا جو پورچ کے شیڈ ڈھسے میں کھڑی تھی، نوح رکا اور نامہ کو کال ملائی۔ وہ گھر نہیں گئی تھی، بلکہ کلاس لینے سینٹر جا رہی تھی، نوح کی کال پر اس نے گاڑی سڑک کنارے روکی اور کال پک کی۔

"سب ٹھیک ہے، کال کیوں کی؟"

نامہ گھبرا گئی تھی کیونکہ نوح نے اسے پہلی بار کال کی تھی۔

"دو تین جگہوں پر جانا ہے مجھے، کسی کو ڈھونڈنا ہے۔ کیا تم آسکتی ہو
واپس۔ ابھی میرے ہاتھ میں ہلکا سا درد ہے تو میں گاڑی ڈرائیو نہیں کر سکوں
گانامہ"

نوح کی ہاتھ کے درد والی بات پر نامہ کو حلق تک درد بھرتا محسوس ہوا۔
"ج۔۔ جی میں ابھی آئی"

وہ کہہ کر کال کاٹ گئی اور فوراً گاڑی واپس موڑی، نامہ کو خود سمجھ نہ آیا وہ
اسکے ہاتھ کے درد پر اتنا کیوں تڑپ اٹھی ہے، دراصل جمی پر ہاتھ اٹھانے
کے سبب جو طاقت لگائی اس سے درد ہڈیوں کے اندر تک اتر جاتا تھا، اور تھا
بھی سیدھا ہاتھ، نوح کو پتا تھا اس ہاتھ سے وہ نہ وزن اٹھا سکتا ہے زیادہ نہ ہی
کسی کو جھانپڑ دے سکتا ہے پر موصوف باز نہیں آتے تھے، جہاں تھپڑ درکار
ہوتا ٹھوکتے اور وزن کی تو کیا بات کریں جناب باقاعدگی سے جم جانے والے
کیڑے بھی رکھتے تھے۔

حالانکہ اسے جینٹک طور پر اچھا لگتا تھا، کہ بنا کسی ایکر سائز یا جم کے بھی وہ پرکشش دھانچے کا مالک نظر آ سکتا تھا۔

نامہ نے پندرہ منٹ کا فاصلہ پانچ منٹ میں طے کیا، نوح نے اس بیچ بس شاور لیا، اور ابھی وہ بال ڈرائے کیے روم میں نکلا ہی کہ نامہ کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا، وہ حیرت سے ٹیس پر آیا جہاں وہ گاڑی سے نکل کر کھڑی منتظر نگاہوں سے کسی کو تلاش رہی تھی، وہ اتنی دور سے بھی اس لڑکی کی اپنے لیے فکر دیکھ سکتا تھا۔

"یہ ہاتھ اتنا قیمتی ہے تمہارے لیے کہ تم اتنی سپیڈ لگا کر پہنچی۔ نہیں صرف ہاتھ نہیں، میں پورا۔ نجانے کیا ڈر تمہیں روک رہا ہے۔ زمانے کا ڈر یا پھر تم بھی میری طرح اک اداس ماضی رکھتی ہو۔ جن بچوں نے تلخ بچپن گزارا ہو وہ پتا ہلنے پر بھی خوف سے کانپ جاتے ہیں، یہ تو پھر محبت نامی بگولا ہے، جو سب بکھیرنا ضرور ہے۔ میں چاہتا ہوں تمہارے ڈر اپنے ہاتھوں دور کروں نامہ۔ اسکے لیے تمہارا میرے آس پاس ہر وقت رہنا ضروری ہے"

وہ اسے دیکھتے دیکھتے پلٹا اور پرکشش وجود پر بلیک شرٹ چڑھائی، گارگو
 پیسٹ جوڑا اور کی مانند تھی اس کے ساتھ فل سیلوز ٹی شرٹ پہنے وہ کافی کول
 اور پیارا لگ رہا تھا، پیروں میں وائیٹ سنیکرز پہنے گیلے بال ڈرائے کرے ان
 میں بس ہاتھ کی انگلیاں پھیریں، پرفیوم کا اک ہلکا سا سپرے کیے وہ اپنا فون
 لیے تیزی سے باہر نکلا۔

نامہ سے انتظار مشکل تھا، اور جب وہ باہر آتا نظر آیا تو وہ اسکی طرف بے
 تابی سے بڑھتے بڑھتے رکی، خود پر جبر کیا۔

وہ پاس آکر رکا تو نامہ نے ہچکچائی سی نگاہ نوح پر ڈالی۔

"ہاتھ ٹھیک ہے اب پر تمہاری کمپنی چاہیے تاکہ دماغ نہ گھومے

میرا۔ چلیں۔ ایڈریس بتاتا ہوں تمہیں"

نامہ اسکی بات نہ سمجھی پر کچھ پوچھ بھی نہ پائی، وہ نوح کو تین چار گھروں میں
 لے کر گئی جہاں نوح کو لگتا تھا صارم چھپ سکتا ہے اور جب آخری صارم

کے ندیم نامی دوست کے فلیٹ پر آیا تو صارم نے ندیم کے گھر چھپے رہنے کی پوری کوشش کی پر نوح نے ندیم کے چہرے کی اڑی ہوائیاں بھانپ لیں اور زبردستی اندر گھسا تو آگے کا منظر یہ تھا کہ وہاں دو بالکل برہنہ کے قریب کال گر لڑنا چ رہی تھیں اور صارم فل نشے میں دھت انکو دیکھ کر فلائنگ کسيز کر رہا تھا، یہ دو خبیث لمبا ہاتھ مارنے پر یہاں عیاشی اور پارٹی کر رہے تھے۔

صارم نے جب کمرے میں گھستے نوح کو دیکھا تو یوں تھا جیسے جسم کا سارا خون سوکھ گیا ہو۔ جبکہ وہ دو لڑکیاں بھی ماحول کی سنگینی سمجھتیں اپنے جالی دار گاؤں اٹھاتیں باہر دوڑیں جبکہ نوح نے ایک ہی جھٹکے سے درد والے ہاتھ سمیت ہی صارم کو پکڑ کر اٹھایا اور پکڑ اتنی شدید تھی کہ صارم کی گردن دبنے پر وہ دلخراش کر اہا۔

"یہ دن دیکھنے سے پہلے میں تمہیں سچ میں زمین میں گاڑ دیتا تو بہتر تھا صارم۔ اب تمہیں اپنے ہاتھوں امتاب کے حوالے نہ کیا تو میرا نام نوح ادا

دو غان نہیں۔ اور تم۔۔۔ تمہیں بھی دیکھتا ہوں زرا اسکی ہوس اور گرمی اتر لے پہلے"

ندیم تو دروازے میں بھیگی بلی بنا تھا جبکہ نامہ کی نظر جب اس بلڈنگ سے باہر نکلتی ان لڑکیوں پر گئی تو وہ بے چین ہوتی باہر نکلی، دل عجیب سا ہوا۔

لیکن اگلے ہی لمحے اسکی نظر نوح پر گئی جس نے صارم کو گردن سے دبوچ رکھا تھا اور باہر لا رہا تھا جو نشے میں مکمل دھت تھا پر مزاحمت بھی کر رہا تھا۔
"مسٹر نوح آپکا ہاتھ۔۔۔ چھوڑیں اسے"

نامہ نے آگے بڑھ کر صارم کو اس سے چھڑوایا مگر نوح کے عتاب بھرے شکنجے سے صارم نکلتا ایسا ممکن نہ تھا۔

"ہٹو نامہ۔ لگ جائے گی تمہیں۔"

نوح نے اسے بازو سے پرے کیا اور صارم کو دھکیل کر پچھلی سیٹ پر بکے بیک پلیس پر رکھے شدید دھکا دیا جو گردن مستقامت مسلسل کراہ رہا تھا جبکہ خود وہ ہانپتا غصے سے بھرا جب باہر آتے نامہ کے مقابل آیا تو نامہ کو اسکی سرخ پڑتی آنکھیں دیکھے خوف آیا، وہ اپنا ہاتھ مٹھی بنائے درد زائل کرنے کی ناکام کوشش رہا تھا جو ناممکن تھا جبکہ نامہ کبھی نوح کا چہرہ دیکھتی کبھی انہی بے چین نظروں سے اسکا ہاتھ۔

"بابا کا دوسری وائف سے بیٹا۔ صارم۔ بد قسمتی سے باپ ایک ہیں تو فکر ہوتی ہے اسکی۔ اور اس نے مجھے اور بابا کو زلیل کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔ اسے تھانے لے جا کر انسپکٹر کے حوالے کرنا ہے۔ تم چلو گی پولیس سٹیشن؟"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

اپنے لیے پریشان نامہ کو مخاطب کیے وہ اب بھی اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ سے دبار ہا تھا، نامہ کا دل چاہا اسکے ہاتھ کو پکڑ کر خود دبانے لگ جائے۔

"اسکے بعد ہو سپٹل چلیں؟"

نامہ کی آواز بیٹھ سی گئی۔

"کیوں۔۔ تم ٹھیک ہو نامہ سلطان؟"

وہ لڑکی اسکے فکر بھرے سوال پر تھم سی گئی، دل رک گیا۔

"آپ ٹھیک نہیں۔ یونیڈ آپین کلر مسٹر نوح۔ ایسے دبانے سے درد بڑھے گا"

وہ نظریں اسکے ہاتھ سے ہٹانہ پار ہی تھی مگر نامہ کی آنکھیں تب ٹھہریں جب وہ اپنا ہاتھ نامہ کی طرف کھول کر ہتھیلی پھیلا گیا۔

"میرے دبانے سے بڑھتا ہے، کوئی اور دونوں ہاتھوں سے دبائے تو درد کم ہو سکتا ہے۔"

وہ اسکے ہاتھ کو دیکھنے کے بعد نا سمجھی سے ان ہیزل آنکھوں میں جھانکی، کیا وہ نوح کا ہاتھ چھونے کے بعد اپنی محبت و نرمی چھپا پائے گی، جو اس شخص پر لٹنے

کو بیقرار تھی، تب سے جب سے اس نے نوح کے چہرے پر درد کا اثر دیکھا تھا۔

"م۔ میں کیسے چھو سکتی ہوں۔ یہ آپکے پر سنلڑ ہیں"

نامہ نے نظریں نیچی کیں پر اسکے ہاتھ سے ہٹنی ممکن نہ تھیں۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر تم میرے پر سنلڑ میں زرا سدا داخل ہو جاؤ۔ یقین کرو پین کلرز سے آرام آنا ہوتا تو میں خود ڈاکٹر ہوں۔ درد ہونے یا بڑھنے ہی کیوں دیتا۔ یا پھر ہو سپٹل جا کر کسی نرس سے دبوالتا ہوں اگر۔۔۔۔۔"

وہ ہاتھ پیچھے کھینچنے لگا پر نامہ نے گھبرا کر دیکھا ہی ایسے کہ وہ ہاتھ واپس نامہ کی طرف پھیلا گیا جو جناب مٹھی بنا گئے تھے۔

"اندر بیٹھیں میں دباتی ہوں"

نامہ نے نظریں سی چراں تو نوح اک نظر پیچھے منحوسیت پھیلاتے صارم پر
ڈالتا اپنا غصہ قابو کرے بیٹھا تو نامہ نے گہرے چند سانس یوں لیے جیسے ابھی
وہ تھمنے والے ہیں۔

وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر بیٹھی ہی تھی کہ نوح نے اپنا خوبصورت ہاتھ
اسکے آگے پھیلا یا اور زرا اسکی طرف کھینچ کر دہرا ہوئے بیٹھا کیونکہ سیدھا
ہاتھ نامہ سے دور تھا۔

"مجھے کچھ اچھا دانا نہیں آتا"

وہ ابھی بھی بدحواس تھی کہ کس طرح سے کرے جبکہ نوح نے اسکی
بدحواسی کو دل میں اتار لیا، ویسا ہی محبوب بنا لیا جیسے وہ بستر کی سلوٹیں جنھیں
نوح نے کسی ملازم کو بھی ابھی تک جھاڑنے نہیں دی تھیں، وہ ایسی کشش
رکھتی تھی کہ اسے خود بھی علم نہ تھا۔

"براہی دبادو"

نوح کسی صورت ٹلنے پر نہ آیا تو نامہ نے ہچکچاتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما اور اس کے منجلی ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس نوح کو ورطہ حیرت میں ڈال گیا، اس لڑکی کے ہاتھ کی اک اک پور جب نوح کی کلائی، ہتھیلی اور انگلیوں پر سرک رہی تھی، وہ مزید گہری محبت آنکھوں میں بھرتا نامہ کو دیکھ رہا تھا جسکی نظریں اپنے اور نوح کے ہاتھ پر تھیں۔

وہ بہت نرمی سے ہاتھ کے وہ مسلز دبا رہی تھی جو ہڈیوں سے دور تھے، اپنے آپ کو محبت و نرمی لٹانے سے روکنے کے باوجود لٹا رہی تھی، اسکا اسے نہیں، نوح کو اندازہ ہو رہا تھا۔

"ایسے کبھی کسی کا ہاتھ دبایا تم نے؟"

نوح کے سوال پر وہ سرسری دیکھنے کو نظریں تو اٹھا بیٹھی پر وہ ہیزل اور بھوری آنکھیں جب ملیں تو حرکت کرتی ہر شے تھم گئی، نامہ اسکی خوبصورتی پر دنگ تھی وہ اتنا پرکشش تھا، جتنا کوئی ہو نہیں سکتا۔ اکثر اوقات فیئر

کمپلکشن والوں میں اللہ کشش کی کمی رکھتا ہے اور ڈارک کمپلکشن والوں کو کشش کا جہاں بخشتا ہے تاکہ اسکی بنائی ہر صورت چاہے جانے کی وجہ رکھے پر نامہ کو وہ ہر طرح مکمل لگا۔

"ب۔۔ بابا کا۔ اکثر انکے ہاتھ پیر سو جاتے ہیں۔ یہ جینٹل بیماری ہے تو میں اکثر رات سونے سے پہلے انکے ہاتھوں اور پیروں کو مساج دیتی ہوں"

وہ فوراً نظریں جھکا گئی، نامہ نے اتنے زور سے پریس کیا کہ نوح کا سپید ہاتھ سرخی مائل دیکھتے وہ گھبرا کر اسکا ہاتھ دبانا روک گئی۔

"میں نے زیادہ زور سے دبا دیا نا۔۔۔۔؟"

وہ پریشان ہوتی واپس نوح کو دیکھنے لگی جو یوں تھا کہ نامہ سے نظریں ہٹانے میں ناکام ہو گیا ہو، وہ ہیزل آنکھیں ہٹا حرام جان رہی ہوں پر نا جانے کونسا خیال نوح کو نظریں ہٹانے پر مجبور کر گیا۔

"بہت پر فیکٹ تھا سب، تھینکیو سو میچ نامہ"

وہ اپنا ہاتھ واپس ہٹائے ٹھیک سے بیٹھا اور نظریں ونڈو کے باہر پھیر لیں۔

"پولیس اسٹیشن کے بجائے مجھے ولاڈراپ کر دو نامہ۔ اور کل تم ریٹ کرنا۔ ہو سپٹل نہیں جاؤں گا میں۔ اگر کوئی ایمر جنسی جانا ہوا تب میں تمہیں کال کر دوں گا"

نامہ نے شکر کا سانس بھرا کے وہ دور ہوا اور کل نہ ملنے کی پوری دعا کی کیونکہ اسے نوح سے کچھ ایسی ہی دوری درکار تھی۔

"جی مسٹر نوح"

وہ گاڑی اسٹاٹ کر چکی تھی جبکہ ولایتک پہنچنے تک وہ اس سے بے نیاز بن کر بیٹھا رہا جو نامہ نے بھی محسوس کیا۔

"کل کچھ بھیجوں گا اماٹل اور تمہارے فارم ہاؤس پر۔ ایکسیپٹ پلینز۔ اور ہاں تمہیں سپورٹس میں کیا پسند ہے نامہ سلطان؟"

وہ باہر نکلا تو نامہ کے نکتے ہی پوچھا جو غائب دماغی کا شکار تھی، نوح نے دو گارڈز کو اشارہ کیا کہ صارم کو گاڑی سے نکال کر اسکے کمرے میں پھینکیں۔

"سکیٹنگ! لیکن میں مزید کوئی گفٹ نہیں لوں گی مسٹر نوح"

وہ بتاتے ہی فوراً ناراض ہوئی۔

"اگر اس سے کسی معصوم کی خوشی جڑی ہو پھر بھی نہیں۔ میری خوشی نہیں ہے وہ یقین کرو کیونکہ ایک تو میں معصوم نہیں دوسرا۔ میری خوشی کے لیے تمہیں بنا کسی سولڈ تعلق کے کچھ کرنے کی ضرورت بھی نہیں نہ کبھی میری ڈیمانڈ ہوگی۔"

وہ اسے پھر الجھا گیا، نامہ کے ماتھے پر شکنیں سی اٹھی۔

"اگر واقعی وہ کسی معصوم کی خوشی ہے پھر کر لوں گی قبول۔ اب میں چلتی

ہوں"

نامہ مان گئی کیونکہ بعث کا کوئی سٹیمنا نہ بچا تھا۔

"اب تو ڈنر کا وقت ہے نامہ سلطان۔ مجھے سچ میں برا لگے گا تمہارا اس وقت جانا۔"

وہ سخت عاجز آتی پلٹی، وہ آسودہ ترین انداز میں اسے نہار رہا تھا۔

"میں ڈنر کرنا ہی چھوڑ دوں گی اگر مزید آپ نے ایک بار بھی یہ آفر دوبارہ کی۔"

وہ غصہ بھی کرتی تھی، اور اتنا نرم لگیں غصہ کہ وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"اوپس! مس روح غصہ کر گئی ہیں۔ چلو میں اپنی خوبصورت آفر واپس لے رہا ہوں۔ کانٹریکٹ میرج کے بعد ہی دوں گا اب"

وہ مزے سے کہے گھر کی طرف گیا تو نامہ کے لفظ منہ میں دبے رہ گئے، کچھ کر نہیں سکتی تھی تو اپنے ہاتھوں میں بال جکڑ لیے، پورا دن اس آدمی کے چکر

میں چلا گیا، اس وقت نامہ کسی کا قتل بھی کر سکتی تھی اس قدر وحشی محسوس ہوئی جب اس نے کارڈور اوپن کیا اور بیٹھی، Rolls-Royce کو تیز وہ نارمل حالت میں کہاں بھگاتی تھی۔

جبکہ نوح نے آج کے لیے امتاب سے پر میشن لی کیونکہ صارم کا نشہ چھٹتے ہی وہ خود اس سے ہر چیز کی تفتیش کرنے والا تھا جبکہ اسکے روم کو باہر سے نوح نے لاک لگا دیا تاکہ آج صارم کہیں بھاگ نہ سکے اور خود بھی سخت نیند کی وجہ سے وہ اپنے روم میں آگیا، بھوک بھی لگ رہی تھی پر نیند کی شدت زیادہ تھی تبھی موصوف آتے ہی کاوچ پر گر گئے، بستر کی سلوٹیں آج بھی نہ چھوئیں، اب تک وہی بیڈ شٹ تھی حالانکہ اسکے روم کی روز بیڈ شٹ بدلتی تھی پر نوح نے سب کو منع کر دیا تھا کہ کوئی ملازم اسکے میٹرس یا بیڈ کے آس پاس بھی نہ بھٹکے۔

نامہ کا گلدستہ انتہائی بیک میں رکھا تھا جب صارم کو لٹایا اور تبھی جب وہ اسے نکال کر دیکھ رہی تھی تو تھکن اور چڑ کے باوجود مسکرائی۔

خرد صاحب اور فیروز آج کہیں اور نکل گئے تبھی ریس دیکھنے نہ آ سکے، ابھی بھی وہ لوگ ڈنر کر چکے تھے، امانل کی آج رات کی شفٹ تھی۔ خرد صاحب سو رہے تھے جبکہ فیروز صاحب بھی اپنے بستر میں دبکے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے جب نامہ مسکراتی کمرے میں گلدستے کے ساتھ آئی اور اسے بابا کی سائیڈ واس میں سجایا۔

فیروز صاحب اپنی کتاب اک طرف کرتے نامہ کو دیکھنے لگے جو اک اک پھول کی ٹہنی الگ الگ واس میں لگاتے بابا کے پاس ہی بیٹھی۔

"نوح نے دیے؟"

وہ نامہ کی مسکراہٹ سے سمجھ گئے کہ ان گلابی پھولوں سے کسی خاص کا حوالہ جڑا ہے۔

"جی بابا"

وہ سنجیدہ ہوئی۔

"شادی کر لے اس سے"

فیروز صاحب کی بات سنے وہ تمام پھول سجانے تک چپ رہی پھر بابا کے سینے پر سر رکھے وہیں دہری ہو گئی، فیروز سلطان کو اپنی نامہ آج اداس لگی۔

"وہ خاص نہیں بلکہ عام سی کانٹریکٹ میرج چاہتے ہیں جو میرے لیے ناقابل قبول ہے اور دوسرا میں نہیں چاہتی جو مئی نے آپ کے ساتھ کیا، میرے ساتھ بھی وہ ہو۔ آپ اپنا درد تو سہہ گئے، میرا نہیں سہہ سکیں گے بابا۔ وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت انسان ہے، وہ دنیا میں بہت کامیاب ہے۔ میں اس جتنی خوبصورت نہیں نہ کامیاب، میری تو تعلیم تک ادھوری ہے۔ میں اپنا گھر واپس پانے کی کوشش کرتی اک عام سی ڈرائیور ہوں۔ کل کو یہی شکل چھنے لگی انھیں پھر؟ جیسے مئی کو آپکی چبھی حالانکہ کوئی مجھ سے پوچھے میرے بابا اس دنیا کے سب سے خوبرو انسان ہیں۔ ہم ایک سی نظریں رکھتے ہیں بھلا لیکن زاویے مختلف ہیں۔"

فیروز صاحب نے پیار سے اسکا سر چوما۔

"تیرا یہ ہلکا گندمی رنگ کسی چاند کی چاندنی سا ہے نامہ، اس پر بھوری آنکھیں جیسے کسی شیرنی کا گماں دیتی ہیں، یہ حسین بال جیسے کوئی بے قابو آبشار، یہ لمبا قد جیسے تناور درخت جسکی شاخیں اتنی مضبوط ہیں کہ کوئی آندھی ہلانہ سکی تجھے۔ تو جیسے میرے لیے دنیا جہاں کی حسین بیٹی ہے، ممکن ہے اس کے لیے حسین عورت ہو۔ مرد کسی عورت کو پھول ایسے ہی نہیں دیتا نامہ۔۔۔"

اتنی تعریف سننے وہ مسکرائی اور سر اٹھایا، اور اوپر اٹھتے اس نے بابا کا ماتھا چوما۔

"پر میں آج دل بھاری محسوس کر رہی ہوں ان پھولوں اور انکے دینے والے کی وجہ سے"

فیروز صاحب کی آنکھیں نامہ کے اپنا درد بتانے پر سرخ پڑیں بلکل ویسے جیسے بچپن میں وہ رو پڑتے تھے۔

"اپنے بھاری دل کو ہلکا کر اب۔۔۔۔ تیرے لیے بہت سے سکھ منتظر ہیں"

وہ نامہ کو اپنے سینے لگا گئے، تو وہ بھی کچھ سکون پا گئی ورنہ بھاری دل کا بوجھ نہ آنکھیں اٹھا سکتی ہیں نہ جسم۔

سلوی اور فیروز کو اللہ نے شادی کے پہلے سال ہی اک خوبصورت سی بچی دے دی، کتنے مقدر والے ہوتے ہیں وہ جوڑے جنکو اولاد کے لیے زیادہ تر پنا نہیں پڑتا، وہ دو بھی ایسا ہی جوڑا تھے کہ محبت بھری دھواں دار شادی کے بعد اللہ نے انکو پیاری سی نامہ دی کہ وہ شکر کریں کہ وہ کتنے خوش قسمت ہیں، سلوی الگ بزنس وومین تھی اور فیروز صاحب کا اپنا استنبول پورے میں پھیلا کاروبار تھا۔

لیکن نامہ شاید ان دو کے لیے شکر کا سبب بن کر نہ آئی، چار سال تک اس بچی نے ماں باپ کا صرف شور سنا، سلوی چینختی کہ اسے اس تعلق سے گھن آنے لگی ہے اور فیروز چیختا کہ وہ مر جائے گا پر اسے چھوڑے گا نہیں۔ آیا

کے ہاتھ دے دی گئی نامہ نا سمجھی کی عمر میں جیتی رہی، وہ آیا سلوی اور فیروز صاحب کے جاتے ہی نامہ کو ایک کمرے میں نیند کی دوا پلا کر سلا دیتی اور گھنٹوں اپنے فون پر لگی رہتی، ٹی وی دیکھتی، فرج میں جو اچھا ہوتا کھا لیتی، سلوی کے کمرے میں جا کر اسکی چیزیں استعمال کرتی۔ اور نامہ اول تو آدھا آدھا دن بھوک پیاسی سوئی رہتی اور جب جاگتی تو اسکے آس پاس صرف اندھیرا ہوتا، وہ بند کمرے میں روتی رہتی، کوئی اسکی آواز نہ سنتا۔

یہ سب نامہ نے پانچ سال تک برداشت کیا اور پھر سلوی نے فیروز سے جان چھڑوانے کو اک رات اپنے عاشق کے ساتھ گزاری اور نشے میں دھت اپنے جسم پر مختلف نشان لیے لوٹی کہ شاید اسی طرح وہ اس ناپسند شخص سے نجات پائے گی، نجات تو ملی لیکن نامہ کی زندگی میں اسکے ماں باپ کی نجات اک طوفان لے آئی۔

وہ صرف پانچ سال کی تھی جب اس نے اپنے ماں باپ کو ایک دوسرے کو مارتے دیکھا، وہ لوگ وحشیوں کی طرح چینخ رہے تھے۔ فیروز اس بے وفائی

کوسہ نہیں پائے تھے، انہوں نے سلوی کو بے انتہا مارا کہ وہ لہو لہان ہو گئی اور جب وہ نامہ کی یاد آنے پر کمرے میں پہنچے تو نامہ کہیں نہ ملی۔

وہ ماں باپ سے ڈر کر ننگے پیراں پیلے فرائیو پہنے چھوٹی سی گڑیا کو اپنے سینے لگائے گھر سے نکل گئی، سلوی تو ہسپتال پہنچ گئی پر فیروز جیتے جی زندہ درگور کیونکہ ان پر تشدد کا کیس بنا تو پولیس نے اٹھا کر جیل ڈال دیا۔

نامہ کا کوئی اتنا پتا نہ تھا اور وہ باپ اندر سلاخوں کے پیچھے تڑپ تڑپ کر التجاء کر رہا تھا کہ اسے اپنی بچی کو ڈھونڈنے کی مہلت دو پھر بھلے جان لے لو، جب یہ بات سلوی تک گئی تو اس سفاک کی ممتا جاگی، اور اس نے اگلے ہی دن اپنے شوہر کی ضمانت اس شرط پر کروائی کہ اسے طلاق دے، بس فیروز صاحب نے نامہ تک پہنچنے کے لیے اس بے وفا اور ظالم عورت کو جسے وہ اپنی رگوں میں اتار چکے تھے طلاق دے دی، پر اس سب کے سمٹنے تک نامہ کو کھوئے کئی گھنٹے بیت گئے تھے۔

وہ کہاں تھی، کس حال میں تھی وہ باپ نہیں جانتا تھا، خیر تلاش شروع ہوئی۔ پورا استنبول اس باپ نے ایک پیر پر کھڑا کروایا، اپنی ساری طاقت لگا دی۔ اپنی کئی چیزیں گروی رکھ دیں، بے دریغ پیسہ بہایا کہ کسی طرح انکی نامہ ملے۔

وہ ملی پر تین ہفتے بعد، ایسی حالت میں جو فیروز سلطان کو جیتے جی ایک بار پھر مار گئی۔

اس کے جسم پر تین ہفتوں میں بھی وہی پیلی فراک تھی اور ہاتھ میں گڑیا کی بازو، جیسے کسی نے اس بے دردی سے چھینی ہو کہ اس نازک گڑیا کو تو نامہ بچا نہ سکی پر اسکی بازو ہاتھ میں رہ گئی، وہ ایک ایسی سسنان جگہ ملی جہاں آس پاس آبادی نہ تھی، نامہ زندہ تھی فیروز صاحب کی سانس قائم رہی تو بس اس وجہ سے۔

اسے ہسپتال بھرتی کیا گیا، نامہ کے جسم پر بظاہر کوئی نشان نہ تھا مگر اسکے بالوں میں گھوڑے کے بال ملے، ناخنوں میں مٹی اور سیب کے کچھ زرات جیسے وہ بس سیپ کھاتی رہی ہو مگر مسلسل بھوک پیاس، رونے اور ڈر کے شدید غلبے کی وجہ سے وہ اٹھتیس دن کومہ میں رہی، اتنے دنوں کے بیچ فیروز سلطان بس روئے، تڑپے، محبت کرنے پر پچھتائے کہ انکی وجہ سے انکی نامہ اسی سے ڈر گئی جو اسکا اس دنیا میں سب سے بڑا محافظ ہے۔

خیر اٹھتیس دن بعد نامہ ہوش میں آئی پر وہ ویسی نہ رہی جیسی کھونے سے پہلے تھی، اس نے بولنا اور رونا چھوڑ دیا، دنیا جہاں کے ڈاکٹرز کنسلٹنٹس فیروز سلطان نے گھنگالے کہ کسی طرح انکی نامہ بولے، وہ آہٹوں پر ڈرنے لگی، فیروز تک اسکا ہاتھ پکڑتے تو وہ یوں دیکھتی جیسے ابھی وہ اسے ماریں گے، وہ انھیں اپنا ماتھا چومنے نہ دیتی، وہ سکول گئی پر سپیشل بچوں کے، فیروز صاحب کی اس جنرینی میں سلوی کابس اتنا حصہ تھا کہ اس نے پہلے تو نامہ کی

کسٹڈی فیروز کے نام کی پھر کبھی کبھی شروع میں فون کرتی اسکی خیریت کو لیکن پھر دھیرے دھیرے رابطہ توڑ گئی۔

کچھ عرصے بعد اس جگہ کی جانچ کے بعد پتا چلا کہ وہاں ایک بچوں سے کام کروانے کرنے والا گینگ تھا جو بہت سے چھوٹے بچوں کو اغوا کرتا اور پھر اس اسپتال میں رکھا جاتا جہاں گھوڑے بندھے رہتے تھے، نامہ انکے کام کی نہیں تھی کیونکہ وہ بہت چھوٹی تھی، صرف روتی تو وہ لوگ اس پر تین ہفتے بس چلاتے رہے، اسے مارتے، اسے چپ کرواتے اور نامہ اگر زندہ تھی تو وہاں بندھی اک گھوڑی کی وجہ سے جو اپنا سبب ہر روز نامہ کی طرف پھینک دیتی اور نامہ صرف اس سبب پر تین ہفتے زندہ رہی، یہ جان لیوا تعلق ایسا تھا جو اسی گینگ کے پکڑے جانے کے بعد ایک آدمی نے اعتراف جرم میں بتایا۔

فیروز صاحب نے جب اس گھوڑی کی شناخت کروائی تو وہ وہاں کسی کیڑے کے کاٹنے سے بیمار نکلی، پر وہ اسے نامہ کے لیے اپنے سلطان والا لے

آئے، دس دن اس شگف نامی گھوڑی کی دیکھ بھال اور اسے چرائیموں کے اثر سے مکمل نکالے وہ اسے نامہ کے لیے لائے۔

وہ دن تھا جب نامہ نہ صرف مسکرائی بلکہ شگف نامی گھوڑی کی ٹانگ سے لپٹ گئی، جو بہت جوان اور چھوٹی عمر کی تگڑی گھوڑی تھی جس کو روتی تڑپتی نامہ سے اتنا پیار تھا کہ وہ اپنے کھانے سے اک سیب اسے دیتی رہی۔

بس جو کام مہنگے مہنگے طبیبوں نے نہ کیا وہ شگف کرنے لگی، نامہ بڑی ہونے لگی تو اسے ڈر دور ہوئے پر اونچی آوازیں اور تنہائی اسے رلا دیتی تھی۔

فیروز صاحب نے اپنی زندگی سلوی کے بعد صرف نامہ کے لیے وقف کی اور بزنس پر توجہ نہ دینے پر کچھ غدار لوگ ان سے انکی جائیداد اور شوروم نکلوانے پر لگے رہے، سلطان والا کے سوا سب بکنے لگا، نامہ سکول کے بعد کالج آئی تب جا کر وہ پھر سے بابا سے اٹیچ ہوئی، زندگی کی طرف لوٹی کیونکہ اسے بابا کی قربانیوں کا احساس تھا، لیکن پھر کچھ سالوں پہلے شگف اک پیار سا

بچہ دے کر مر گئی، اور وہ بچہ پیدا ہوتے ہی بیمار تھا، جسے نامہ نے بابا کے دوست خرد صاحب کے پاس بھجوایا اور وہ تھا ہسک۔ تبھی نامہ کو اپنی شگف کے بچے سے اتنا پیار تھا کہ وہ اسے اس لیے اسطبل چھوڑ گئی کہ وہ اسے توجہ نہیں دے پاتی، شگف یاد آتی تو وہ کئی کئی دن اداس رہتی، اور بھی گھوڑے تھے، گھوڑیاں تھیں پر شگف کی جگہ آج تک ہسک بھی نہ لے سکا تھا، نامہ آج بھی نیند سے ڈر کر اٹھ جاتی تھی جب اسے وہ وحشت ناک لوگ یاد آتے، اور خود فیروز خوف کھاتے تھے کہ انکی نامہ پھر کبھی ان سے نہ کھوئے۔

آج وہ دونوں ہی اداس تھے، نامہ کی زندگی کے سارے ڈر مٹانے کی اس باپ کو حسرت تھی اور انھیں محسوس ہو رہا تھا اب انکی نامہ کے بقیہ ڈر شاید نوح دوغان ہی ہٹائے گا۔

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

رات کٹ گئی تھی، کچھ راتیں کٹنی بہت مشکل ہوتی ہیں، جیسے گزشتہ شب بہت سوں پر بھاری رہی، بابا کے سینے لگ کر ہی سو جاتی نامہ پر جس کا دل سچے رشتے میں نوح کو چاہ رہا تھا پر ایسا ممکن نہ تھا، جبکہ فیروز سلطان جنگی حسرتوں کا الف بھی نامہ کی خوشی تھی اور بے بھی۔

مانیہ جسے اپنے درد بانٹنے کے لیے مہربان دوست کی ضرورت تھی، اما نیل جو مانیہ کے کہے الفاظ اور اسکے درد سے نکل پانا مشکل جان رہا تھا اور نوح ادا دوغان جسے اپنے جذبات کی آگاہی سے پہلے نامہ کے جذبات کا علم بخشا گیا تاکہ وہ نامہ کا مرہم بنے۔

فجر کے بعد نوح اپنے روم سے نکلتا کہ صارم کی چمڑی ادھیڑ سکے مگر جب اسکے قدم صارم کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے تبھی اسے کرن کی کال آئی، کرن یونیورسٹی میں نوح کے ساتھ پڑھی تھی اور پھر امتاب کی وائف بھی تھی، کرن ویسے کبھی کال کرتی نہیں تھی تبھی آج اسکی کال کا آنا نوح کو فکر مند کر گیا۔

وہ اسی وقت اپنے گھر کے گیراج میں آئی تھی تاکہ گاڑی باہر نکال سکے۔

"نوح بھائی! مرحبا"

کال اٹھائی گئی تو کرن نے فوراً سلام کیا۔

"کرن! کیسی ہو۔ صبح بخیر۔ خیریت؟"

نوح کو فکر مند دیکھے کرن نے کارڈور واپس بند کیا اور پلٹی۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی۔ دراصل کچھ اہم بتانا تھا آپکو۔ مجھے نہیں پتا مانیہ نے آپ سے ڈسکس کیا یا نہیں لیکن وہ میرے کہنے پر وریام ہو سپٹل گئی پر بنا ٹیسٹس کروائے ہی لوٹ آئی۔ تو مجھے لگا آپکو یہ بتانا ضروری ہے"

کرن کی تمہید تھوڑی جان لیوا تھی، نوح کے چہرے پر پھیلی تکلیف بنا غور دیکھی جاسکتی تھی۔

"وہ وہاں کیوں گئی؟ اور کیسے ٹیسٹ کرن۔ کھل کر بتاؤ مجھے؟"

نوح وہیں سے لاونچ ایریا کی طرف آیا، چہرہ تشویش دہ اثر سے بھرا تھا۔

"مجھے شک ہے اسے بریسٹ ٹیومر ہے، سکریننگ اور الٹراساؤنڈ لکھ کر دیا تھا اسے۔ لیکن وہاں کی لیب انچارج سے پتا چلا مانیہ نام کی کسی پیشینٹ کے آج کوئی ٹیسٹس نہیں ہوئے۔ مے بی وہ گھبرا گئی ہو۔ میں نے اسکی کاؤنسلنگ تو کی تھی پر وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔ پلیز آپ اس کو ہینڈل کر لیں۔ آفٹر آل وائف ہے آپکی وہ"

کرن کا آخری جملہ نوح کو چبھا۔

"وائف نہیں ہے۔ ہماری طلاق ہو گئی ہے۔ تھینکیو سو میچ کرن یہ سب بروقت بتانے کے لیے۔ میں دیکھتا ہوں اسے۔"

یہ طلاق والی بات وہ بعد میں بھی کلئیر کر سکتا تھا پر نوح نے ضروری سمجھی جبکہ خود کرن کو بھی شک لگا کیونکہ امتاب نے اسے نہیں بتایا تھا، اب اسے کیا پتا نوح نے یہ نیوز ابھی سوشل نہیں کی تھی۔

"جی۔ نرمی سے ہینڈل کیجئے گا"

کرن نے کال کاٹنے سے پہلے گزارش کی۔

نوح نے رابطہ توڑا تو کل رات مانیہ کی تکلیف یاد کیے غمزدہ ہوا، صارم پر دو حرف بھیجے پہلے مانیہ کے روم کا رخ کیا جو اپنے ٹیرس پر یوگا کرنے میں بزی تھی، اسکے روم کا ڈور کھلا تھا تبھی نوح اندر آیا تو نظر ٹیرس پر ٹینک ٹاپ کے

ساتھ سلم فلیکسیبل ٹراؤز پہن کر اپنے یوگا میں منہمک مانہ کو دیکھے خود بھی اسکے عقب میں ٹیرس میں آرکا۔

"تمہیں کیسے لگے گا کہ میں تمہاری اور یجنل ماما بن گیا ہوں؟"

مانہ جو سرد ہی صبح اور سحر کے دامن کی خوبصورتی محسوس کر رہی تھی، نوح کی آواز سننے بند آنکھوں سے مسکرائی پھر گردن گما کر آنکھیں کھول کر سر پر کھڑے نوح کو دیکھنے لگی جو ٹراؤز کی جیبوں میں ہاتھ دھنسائے خود بھی سامنے آسمان کی خوبصورتی دیکھ رہا تھا۔

"جب تم مجھ سے لاڈ کرو گے"

وہ اسکی طرف گھومتی ہی اٹھ کھڑی ہوئی، سینے میں اٹھتے درد کو مہارت سے گھوٹا گیا۔

"تمہاری اصل ماں نے کیا لاڈ تم سے آج تک؟"

یہ سراسر نرم سوال تھا پرمانیہ کی مسکراہٹ نوچ گیا۔

"تبھی تو حسرت ہو رہی ہے تم کرو لاڈ۔ میں نے بچپن سے بہت تکلیف دی ہے تمہیں۔ تنگ کیا ہے لیکن میں تم سے اک الگ طرح کا پیار ضرور کرتی ہوں نوح کے تمہیں دلدل میں دھنستا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ تمہارا میرے ساتھ رشتہ صرف تباہی تھی۔ میں بہت خوش ہوں تم نے مجھ سے نجات پائی اور اپنی زندگی میں نامہ کو جگہ دی۔ میں تم سے پراس کرتی ہوں کہ اسے ہمارے ایکس ہسبنڈ وائف ہونے والی سچائی اول تو کبھی پتا نہیں لگنے دوں گی اگر کبھی بتانی بھی پڑی تو ایسے کہ اسے فرق نہ پڑے گا۔۔۔۔۔ جب وہ تم سے محبت میں پڑ جائے گی۔ پھر ہمارے پاس ایڈونا ٹیج ہو گا یہ سب کلئیر کرنے کا۔ کیونکہ محبت میں یقین ہوتا ہے اور جہاں یقین ہو وہاں کچھ بگھڑ نہیں سکتا"

وہ نوح کی آنکھوں میں جھانکے یہ سب بولتی گئی، وہ نرم پڑتا گیا، اک ہمدردی اور مہربانی کا عنصر ہی بچا تھا جواب وہ مانیہ کے لیے لٹا سکتا تھا، اب پسند اور محبت کے حصار سے وہ نکل گئی تھی۔

"یہ سب چھوڑو۔ مجھے بتاؤ کیا شئیر کرنا تھا تمہیں۔ میری طرف دیکھو۔ میں لاڈ سے پوچھ رہا ہوں سی"

وہ اسکے پہلے دو جملوں پر پہلو بدلنے لگی پر نوح نے اسے بازوؤں سے پکڑے روکا تو مانیہ کی سیاہ آنکھیں سچ میں ملتے لاڈ پر لال سی پڑنے لگیں۔

"پکاناں! تم سچی والی ماما بن گئے ہو میری؟"

وہ اب بھی بے یقین تھی۔

"ہاں۔ بن گیا ہوں۔ اب بتاؤ کیا بتانا تھا؟"

وہ اسکے منہ سے سچ سننا چاہتا تھا۔

"مجھے سکرینگ اور الٹراساؤنڈ کے لیے تمہارے ہو سپیٹل جانا ہے، بریسٹ

ٹیو مر ہے شاید"

مانیہ کی آنکھیں ہنوز جھکی تھیں، نوح کو تکلیف سی ہوئی، اس نے مانیہ کا ایسا درد تو کبھی نہیں چاہا تھا پھر وہ اسے جتنا بھی تکلیف دے لیتی۔

"کب سے درد ہے؟"

نوح نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر اوپر کی تو مانیہ کی شرمندگی اور تکلیف سے آنکھیں نم دیدہ ہوئیں۔

"کافی دن۔۔۔ ہو گئے۔ تم میرے لیے کوئی فی میل آرہج کر دو
نوح۔۔۔ پلیز"

وہ منت کر اٹھی، اسکا ٹھوڑی سے لگا ہاتھ پکڑ کر درخواست کی۔

"میں دیکھتا ہوں اگر کچھ بندوبست ہوتا ہے۔ تم جا کر امائل سے ملو فی

الحال۔ وہ ہینڈل کرے گا تمہارا کیس۔۔۔۔۔ اسے میں انفارم کرتا ہوں۔"

نوح نے اسکی مزید جان نکال دی۔

"ن۔۔ نہیں پلیز۔۔ مجھے مارنا چاہتے ہو۔ اس کو مت دو مجھے۔۔ تم خود دیکھ لینا"

وہ تڑپ کر گڑ گڑائی۔

"یولو وہیم؟"

نوح کے سوال پر مانیہ کی سانسیں مزید تنگ پڑیں۔

"میں تمہارا کیس ہینڈل نہیں کروں گا۔ اس ناٹ کمفرٹیبیل فارمی مانیہ ویسے

بھی تین کیس ہینڈل کر رہا ہوں آل ریڈی۔ وہ Oncologist ہے اب

تمہیں ٹھیک کرے گا تبھی ماہر ثابت ہوگا۔ تم دس بجے چلی جانا۔ نرس ہوگی

وہاں سور نکلس۔"

مانیہ نے پھر خاموش آنکھوں سے التجاء کی پر نوح نے رد کر دی، شاید وہ خود

بھی جان گیا تھا کہ قسمت نے کچھ عجیب ہی ہیر پھیر ان چاروں کی زندگی میں

لکھ دیے ہیں۔

"میں اسکے ساتھ کفر ٹیبل نہیں۔ تمہیں تو ماما بنا کر بتا دیا۔ اسے کیا بنا کر بتاؤں گی؟ پلیز نوح ایسا نہیں کرو میرے ساتھ۔ تم ایسے بد لامت لو۔ اسکے سامنے کمزور بے بس اور بیچاری بن کر رہ جاؤں گی"

مانیہ نے اسکی آخری بار پھر سے منت کی پر نوح زخمی نظروں سے مانیہ کی خود اذیتی دیکھ کر رہ گیا۔

"اسے وہی بنا جو وہ بن چکا ہے۔ محبت۔۔۔ تمہیں لاڈ مانگنے نہیں پڑیں گے

اسکے معاملے میں اگر اسے بھی تم سے محبت ہو گئی۔ تو حوصلہ لاواپنے

اندر۔ یہ بالکل کوئی موذی بیماری نہیں جو تم ایسے ہمت چھوڑے بیٹھی روئے

جار ہی ہو۔ بی بریو۔ ویسے بھی وریام ہا سپٹل کے ڈاکٹرز بہت پرو فیشنلز

ہیں۔ وہ شرمندہ نہیں کرتے، انھیں نظریں بھی سنبھالنی آتی ہیں اور حواس

بھی۔ سمجھ گئی"

وہ پیار سے ڈانٹ رہا تھا تبھی تو وہ روتے روتے مسکرائی تو نوح کو کچھ حوصلہ ملا۔

"پ۔۔ پھر بھی۔ تمہیں پتا ہے میں پینک ہو کر بد تمیز ہو جاتی ہوں۔ اسکے ساتھ کوئی بد تمیزی کر بیٹھی تو فیوچر میں بدلے لے گا مجھ سے رومنٹک والے"

نوح نے عتاب خیز نگاہ مانیہ پر ڈالی جسکی بات نوح کے دماغ کی چولیس ہلا گئی، دل یہی کیا کہ دکھتے ہاتھ کا ایک تھپڑ اس لڑکی کو بھی لگا دے۔

"تم اور تمہارا گند ادماع کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ دس بجے چلی جانا۔"

نوح نے غصے سے وارن کیا اور وہاں سے واک آؤٹ کر گیا جبکہ مانیہ نے اسے ویسے ہی اداس مسکراہٹ سے جاتے دیکھا پھر گہرا سانس بھرنے لگی کہ نجانے کیسے امائل کو فیس کرے گی۔

جبکہ نوح وہاں سے سیدھا لان میں آیا تھا، اس نے نامہ سلطان کے لیے کچھ بھیجنا تھا، جس بارے اس نے پراسراری کے سنگ اپنے کچھ گارڈز کو بریف کیا کہ وہ تحفہ نامہ اور امانت جس فارم ہاؤس پر رہ رہے ہیں وہاں پہنچا کر آئیں۔

خود وہ یہ سب کام کروائے واپس ولا میں آیا تو سیدھا صارم کے روم کا رخ کیا، اسکے کمرے کا لاک اوپن کیا اور ڈور زور سے بند کرے اندر داخل ہوا پر صارم ابھی تک گدھے کی طرح پڑا تھا۔

نوح کا عتاب سوانیزے پر پہنچا۔

نوح نے لحاف میں مزے سے دبکے صارم کو دیکھتے سائیڈ ٹیبل پر پڑی شیشے کی بوتل دیکھی جس میں پانی تھا، پھر نوح نے کچھ سوچتے صارم کی کبرڈ جا کر کھولی، کل رات اگر یہ خبیث اتنی پی سکتا ہے تو یقیناً یہ نئی نئی عادت نہیں تھی اور جب نوح نے اسکا وارڈرب گھنگلاتا تو الکو حل کی مہنگی بوتل برآمد ہوئی۔

نوح واپس باہر نکلا اور چہرے کا عتاب جبر کرتے اس نے وہ الکو حل کی بوتل کھولی اور دوسرے ہاتھ سے صارم پر سے لحاف کھینچے وہ ٹھنڈی بوتل صارم پر انڈیلنی شروع کی ساتھ ہی اپنی جیب سے سلور کلر کا ڈریگن بنا لاسٹر بھی نکالا۔

صارم کی نیند اسکی شرٹ اور پتلون گیلی ہونے پر ٹوٹی مگر اس سے پہلے وہ آنکھیں کھولے، ہوش میں آتے ہی نوح پر چلاتا، نوح نے وہ الکو حل کی بوتل نیچے مارتے ٹکڑے کی اور سر پر آکر رکتے لاسٹر جلایا، صارم کا حلق تک سوکھا۔

کیا وہ اسے آگ لگانے والا تھا۔

"ک۔۔ کیا کر رہے ہیں یار۔۔۔۔۔ مار نہیں سکتے آپ مجھے۔ اگر ڈرار ہے ہیں تو یہ بہت گ۔۔ گھٹیا طریقہ ہے۔۔۔ دور کریں بھائی آگ لگ جائے گی"

صارم ہکلاتا ہوا بیڈ کی پشت سے جا لگتے گڑ گڑایا پر نوح کی آنکھوں میں رتی برابر رحم نہ تھا۔

"اس آگ کا کیا صارم جو تم نے میرے دل کو لگائی۔ گاڑی چوری کی تم نے۔ کس لیے؟ میں نے کہا تھا جتنا پیسہ چاہیے میں دوں گا پھر کیوں کی تم نے یہ حرکت۔۔۔ یہ زلیل حرکت۔۔۔ کیا کمی رہ گئی تمہاری پرورش میں کہ تم ہمارے منہ پر کالک ملنے نکل گئے۔ کس چیز کی کمی ہے تمہیں ہاں؟"

وہ لائٹر بالکل گیلے ہوئے صارم کے قریب سلگ رہا تھا کہ اس سے نکلتا دھکتا شعلہ صارم کی خوف سے بھری آنکھوں میں دیکھا جاسکتا تھا۔

"مجھے محبت کی کمی ہے، مجھے اپنی مرضی سے جینے کے ملے اختیار میں کھوٹ ملا ہے، میرا دم گھٹتا ہے اک اک روپیہ مانگتے ہوئے جیسے میں کوئی فقیر ہوں۔ جلادیں مجھے، وہ دو جو مجھے پیدا کر کے بھول چکے ہیں، انکو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپکا ہی دل خون ہو گا مجھے مار کر"

صارم نے سارا خوف اک طرف کیا، نوح کو لگا تھا وہ تھوڑی غیرت کھائے گا
پر شاید ایسا ممکن نہیں رہا تھا۔

"کیا کروں صارم کہ تم انسان بن جاؤ؟"

نوح حلق کے بل چلایا تھا کہ پورا کمرہ اسکی آواز کی دہشت سے گونجا، خود
صارم کی آنکھیں سرخ ہوئیں۔

"مار دیں مجھے۔ مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ میرے پاس میرے جینے کا کوئی
مقصد نہیں۔ مجھ سے کچھ گایا بھی نہیں جاتا اب۔ گٹار روٹھ گیا مجھ سے۔ وہ
گاڑی اس لیے چوری کی کیونکہ یہ کر کے ملتا پیسہ مجھے یہ احساس دلاتا ہے کہ
یہ میرا ہے، میری ملکیت ہے۔ کچھ تو میرا ہے۔۔۔۔۔ تبھی"

صارم کے سسکنے پر نوح نے اپنے غصے کو قابو کیا اور جلتا لائٹریک جھٹکے سے
بند کرے اس بدبودار چیز کو پھر سے گریبان سے پکڑ کر بستر سے نکالتے کھڑا
کیا، صارم نے مزاحمت کی پر ناکام ہوا۔

"میں تمہارا ہوں صارم۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔ تمہیں میوزک آکیڈمی جانا ہے تو بتاؤ مجھے۔ ہر چیز کروں گا۔ تمہیں جو بھی پیسہ دوں گا وہ تمہاری ملکیت ہو گا۔ تم مت سمجھنا میں نے دیا۔ لیکن دوبارہ تم کوئی گاڑی چوری نہیں کرو گے۔ تم جانتے ہو وہ گینگ پکڑا گیا تو دس بارہ سال جیل میں کاٹے گا۔ کیوں تم مجھے اتنی بڑی سزا دینے پر تلے ہو۔ ہاں وہ دو تمہاری تکلیف پر کچھ دن ہی تڑپیں گے پھر بھول جائیں گے پر میرا اک اک لمحہ جس اذیت سے گزرے گا تم سوچ بھی نہیں سکتے"

نوح نے وہ لائٹرواپس ٹراؤز کی جیب میں دھنساتے اس شرمندہ، تڑپے اور احساس کمتری کے شکار بھائی کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے مان دے رہا تھا، یہ تک کہ اپنا آپ دے دیا تبھی تو صارم کی آنکھوں میں اب درد تھا، پر غصہ نہ رہا۔

"و۔۔ وہ دونوں مجھ سے پیار کیوں نہیں کرتے؟ بابا۔۔۔ انہوں نے آج تک گلے نہیں لگایا۔ ماما ویسے تو بہت پیار کرتی ہیں پر گلے تو نہیں لگاتیں کیا میں ان

چاہا بچہ تھا ان دو کا جسے وہ مارنا چاہتے ہوں پر مار نہ سکے ہوں۔ میرے سب دوستوں کے پیرنٹس ابھی تک انکو گلے لگاتے ہیں بھائی۔ میری اتنی عمر گزر گئی بس یہ سوچتے سوچتے کہ میں بھی ک۔۔ کہوں انکو مجھے بھی گلے لگنا ہے۔۔۔ میں آپکو جان بوجھ کر تکلیف دیتا ہوں کیونکہ پھر آپکا تھوڑا سہی پیار ملتا ہے۔ توجہ ملتی ہے۔ آئی ایم سوری"

یہ سب اذیت وہ اندازہ جانتا تھا پر آج صارم کے منہ سے سنے نوح کو لگا اسکا دل سچ میں پھٹ کر رہ گیا ہے۔

آنکھیں کناروں تک لال تھیں کہ وہ اتنا بڑا ہو کر بھی بچوں کی طرح اپنے ماں باپ کے لیے تڑپ کر رہ رہا تھا۔

"آج کے بعد تم ان دو کے لیے کوئی حسرت نہیں رکھو گے۔ خود کو اتنا اچھا اور مضبوط بناؤ کہ وہ دو خود تم تک واپس آئیں۔ تم سے معافی مانگیں۔ خود گلے لگائیں۔ رہی بات میری تم جتنا مرضی تنگ کر سکتے ہو لیکن اتنی بڑی

غلطی بلکہ گناہوں کی اجازت نہیں دے رہا۔ اگر امتاب نہ ہوتا تو نجانے اب تک تمہارا کیا حشر ہو چکا ہوتا۔ یہ شراب نوشی، بدکاری، چوری۔۔۔ صارم خود بتاؤ کیا یہ انسانیت ہے۔؟"

صارم کا رو رو کر چہرہ بھیگا تھا اور آنکھیں شرمندگی سے اب اٹھنے سے قاصر، وہ بمشکل نظریں اٹھاسکا تو نوح کے سوال پر زمین میں گر گیا۔

"بھائی میں نے گندا کوئی کام نہیں کیا وہ ندیم کی دوستیں ہیں دونوں۔ قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔"

صارم نے صفائی دی تو نوح نے اسکے چہرے کے آنسو صاف کیے۔

"ندیم کو تو ایسی جگہ گاڑوں گا نکلنے لائق نہ رہے گا۔ تم وعدہ کرو صارم۔ جو

دل میں ہو گا مجھ سے کہو گے آکر۔ ابھی میں امتاب سے تمہیں بچالوں گا

لیکن یہ آخری چانس دیا ہے اس دوست نے مجھے۔ آخر کتنی بار وہ رعایت

دے اس پر بہت پریش ہے۔ پر اس می نہ تم کسی حرام چیز کو ہاتھ لگاؤ گے نہ

کسی کام کو کرو گے۔ تم مجھ سے ہر چیز حق سے لینا۔ میں تمہیں شوروم کی اجازت بھی دوں گا لیکن پڑھائی کے بعد۔ اور آج کے بعد تم مس دیشا اور مسٹر میکائیل کے لیے اک آنسو نہیں بہاؤ گے۔ اگر ان کے لیے تم اہمیت نہیں رکھتے تو تم بھی اہمیت دینی چھوڑ دو دیکھنا کیسے بھاگے آئیں گے۔"

صارم نے کی تو دل سے توبہ تھی پر نوح کو ابھی بھی اس پر پورا اعتبار آیا ہو ایسا ممکن نہ تھا۔

"بھائی! تھینکیو۔۔۔ میں کوشش کروں گا آپکو ستانا چھوڑ دوں۔۔۔ میں گلے لگ لوں آپکے؟"

صارم کی حسرت معصومانہ تھی، نوح ہر گز ہگ پر سن نہ تھا پر صارم کی اس وقت جو رو کر حالت تھی، نوح نے مسکرا کر اجازت دی اور اسکو بھینچا بھی۔

"میرے گلے لگ لینا۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں برداشت کر لوں گا یہ
 ٹارچر۔۔۔ اب اٹھو فریش ہو اور میرے ساتھ آکر ناشتہ کر کے کالج
 نکلو۔ اپنے سب فضول دوست چھوڑ دو ورنہ مجھے تمہارا کالج بدوانا بھی پڑ سکتا
 ہے۔ تمہارے کمرے کی حالت ٹھیک کرو اتا ہوں۔ آئینہ اگر یہ حرام چیز
 مجھے تمہارے کمرے میں یا ہاتھ میں ملی تو ننگا کر کے درخت سے الٹا باندھ
 دوں گا۔ اور تمہیں پتا ہے میں یہ کر بھی سکتا ہوں۔ بچپن میں دی تھی تمہیں
 ایک باریہ سزا جب تم نے میرا لیپ ٹاپ جان بوجھ کر ہتھوڑے سے توڑا
 تھا۔ پتا ہے ناں دس دن تمہیں گندی والی الرجی رہی تھی۔۔۔۔۔ تو سوچ لینا
 ابھی ننگا ہونے میں کتنی شرم اور زلت کی بات ہوگی"
 نوح نے اسے پرے کرتے کان کھینچ کر جو دھمکی لگائی اس پر صارم تو سوچ
 کر ہی گلابی ہو گیا، خیر لگ تو رہا تھا نوح کی نرمی اور محبت نے اسے تھوڑی
 عقل دی۔

خیر صارم کو سمجھانے کے بعد نوح باہر لان میں چلا آیا تاکہ امتاب سے زرا لین دین ہو سکے، امتاب کو منانا اسکے لیے مشکل نہ تھا۔

"میں تو لوگ بھیجنے لگا تھا صارم کو اٹھوانے۔۔ ندیم کو پکڑ لیا ہے۔ کار بھی برآمد ہو گئی ہے۔ یہ ندیم اس گینگ کا اہم حصہ ہے جبکہ میرے لوگوں کی ہلکی ٹھکانی سے بتایا کچھ لوگوں کا نام۔ اب خدا کا نام ہے نوح، اس منحوس کو رسیاں ڈال کر رکھو۔ میری ناک میں دھواں بھر چکا اب تمہارے رشتہ دار کی وجہ سے"

امتاب کی تپش بھری باتوں پر نوح صاحب مزے سے سگریٹ سلگائے لان کے بیچ و بیچ بیٹھے مسکرا دیے، مورنہ دیکھائی دینے کی وجہ سے اسکا لان سنسان ہو گیا تھا کیونکہ وہ تو اس نے نامہ کو بھیجوا دیے تھے، اسے مور بہت پسند تھے تبھی انھیں لان میں رکھا تھا پر جب سے نامہ نے بتایا نوح کو اپنی پسند پر ان موروں کی خوشی اور آزادی اہم لگی، امتاب بھی محسوس کر رہا تھا جیسے دیوار سے بات کر رہا ہے۔

"کیا بات ہے نوح؟ سب ٹھیک ہے۔ میں کیا کسی دیوار سے بات کر رہا ہوں؟"

امتاب کے زرا اونچا بولنے پر نوح اپنے خیالات سے نکلا تو دیکھا سگریٹ بھی بنا پیے ہی سلگ رہا تھا، وہ کیا تھا آج سگریٹ سے زیادہ کوئی اور طلب تھی اور وہ تھی نامہ کی مور ملنے کے بعد سنائی دیتی خوشی بھری آواز۔

"یہیں ہوں امتاب"

نوح نے اپنی کیفیت پر مسکرا کر سر جھٹکا۔

"مجھے تو نہیں لگ رہا۔ خیر کہیں اوٹنگ کا پلین کریں؟ مجھے لگ رہا تم کسی الجھن میں ہو تو نکالتا ہوں ٹائم تمہارے لیے۔ اور تم نے مانیہ کو ڈانورس دے دی پر کیوں؟ بتایا تک نہیں۔ پسند تھی ناں وہ تمہیں"

ابھی اس وقت نوح کو بس نامہ کی کال کا انتظار تھا تبھی وہ چاہتا تھا امتاب جلدی سے کال بند کرے، ہاں یہاں نوح خود کو تھوڑا مطلبی لگا پر اب سب جائز تھا۔

"امتاب! یقین کرو میں کسی الجھن میں نہیں ہوں۔ پھر بھی جلدی پلین بناتے ہیں۔ تمہارا جتنا شکریہ کہوں کم ہے۔ صارم کے حوالے سے نرمی دیکھاتے رہے۔ یہ احسان ہے تمہارا مجھ پر"

نوح کی جلدیوں پر خود امتاب کو لگا جیسے وہ جان چھڑوا رہا ہے اور ایسا اب سے نہیں بچپن سے تھا، امتاب بس ایک ہی دوست تھا نوح کا وہ بھی امتاب کی کوششوں سے یہ دوستی سلامت تھی ورنہ نوح دوست بنانے اور دوستی نبھانے میں بہت گندا تھا، وہ کالز میسجیز کرنا پسند نہیں کرتا تھا، دوست کے ساتھ بھی انٹرورٹ رویہ، اب تو عمر گزری تھی کہ امتاب سمجھ جاتا وہ کس کیفیت میں ہے۔

"اچھا کال بند کر رہا ہوں۔ تمہارے منہ سے یہ شکریہ وغیرہ سننا بالکل قتل کی دھمکی سا ہے۔ فضول آدمی۔ بائے"

وہ ایسے ہی برا مناتا تھا پر پھر خود مان جاتا کیونکہ نوح ادا دوغان نے کبھی کسی کو منایا نہیں تھا نہ عادت تھی پر ابھی بیٹھے بیٹھے بچ چکے سگریٹ کا کش لگاتے جب اس نے اپنے بدلنے پر غور کیا تو پتا چلا محترم نامہ کو کئی بار منا چکے ہیں، اور منانے میں نوح ادا دوغان کا کوئی ثانی نہیں یہ سوچ کر وہ اپنی خوبصورت ہیزل آنکھوں سمیت مسکرایا کہ جو بے رونقی موروں کے جانے سے تھی اسکی کمی اس حسین مسکراہٹ نے پوری کر دی۔

WWW.MIRZANOVELS.COM

"ہے نامہ! آج تم اس وقت گھر کیسے؟"

نامہ کولان میں خرد صاحب کے گملوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا دیکھے اماٹل اسکی موجودگی پر حیران ہوا کیونکہ نامہ صاحبہ بزی لیڈی کہاں گھر کو اعزاز بخشی تھیں اب۔

"آج مجھے عیاشی ملی۔ یعنی چھٹی۔ تم کہاں ہوتے ہو۔ یہ وریام ہو سپٹل والے جلد تمہیں ہم سے پکا چھین لیں گے۔ صبح شام تم سے کام کروا تے ہیں نکے" نامہ نے گلاب کے گملے کو دیواری باڑ کے ساتھ جوڑ کر لگاتے ہی اٹھ کر ہاتھ جھاڑے تو وہ وہیں ہی چلا آیا، نائیٹ شفٹ سے موصوف تھکے ہوئے تھے۔

"کیا کروں۔ پروفیشن ہی ایسا چن بیٹھا ہوں۔ ایکچولی کل سے میری جاب شروع ہو گئی ہے۔ پراپر پارٹی مجھے سب ویک اینڈ پر دیں گے امپلائمنٹ کی۔ کام کالوڈ بہت تھا تو سب ایکسپرٹس نے فائل کر دیا مجھے"

یہ خبر سنے نامہ بہت زیادہ خوش تھی، تبھی تو قریب آتے اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے ڈرامائی شا کڈ ہوئی جو سراسر شرارت تھی، اماٹل بھی مسکرا دیا۔

"اوایم جی۔۔ مطلب ہمارا امائل خرداب ایک پروفیشنل میڈیکل Oncologist ہے۔ ہو اسپٹل والے تو بچو بعد میں پارٹی دیں گے۔ پہلے ہمیں دو آج رات۔۔۔ بہت مبارک ہو، سچی دل سے خوش ہوں میں تمہاری اس کامیابی پر"

وہ نامہ کی خوشی کے آگے تھوڑا داس تھا اور وجہ تھی مانہ جسکی باتیں ابھی تک سکون چھینے ہوئے تھیں۔

"ضرور۔ رات تم سبکو ڈنر کرواؤں گا تم سبکی فیورٹ جگہ کا۔ نامہ یہاں آؤ کچھ بات کرنی ہے"

امائل نے اسکا بازو پکڑا تو وہ مسکراتی اسکے ساتھ ہی لان ایریا کی طرف چلی آئی پر اپنا ہاتھ نرمی سے چھڑوا لیا، امائل اسکے سامنے ہی بیٹھا۔

"کیا ہوا۔ اتنی بڑی اچیومنٹ پر تمہارا چہرہ کیوں اتر رہا ہے امائل"

نامہ کو وہ پریشان لگا۔

"اسکی ڈائورس ہو گئی ہے بنا کسی رشتے یا رخصتی کے۔ وہ بہت خوش تھی۔ اپنی طلاق پر کوئی اتنا خوش پہلی بار دیکھا میں نے۔ وہ کل ہو اسپتال آئی تھی بہت پریشان لگی۔ ادھوری سی باتیں کر کے چلی گئی۔ میں بہت اپ سیٹ ہوں اسکے لیے نامہ۔ کیا میں اسے کال کروں؟"

امائل کی بے چینی کا اس سے پہلے نامہ کوئی جواب دیتی، فارم ہاوس کے انٹرنس گیڈ سے کسی گاڑی کا اجازت مانگنا دیکھتے وہ دونوں ہی متوجہ ہوئے، امائل نے چوکیدار انکل کو اشارے سے اس گاڑی کو آنے دینے کا کہا جس پر نامہ اور امائل دونوں ہی اس گاڑی کے لیے اٹھے جو انکے پاس آکر رکی اور اندر سے ایک آدمی نکلا جسکے ہاتھ میں دو لفافے تھے۔

"صبح بخیر نامہ میڈم! یہ نوح سر نے آپکی ویلگی گاڑی کا خرچہ بھیجا ہے۔ اور آپکے لیے دو تحفے۔۔ اجازت ہو تو آپکے فارم ہاوس چھوڑ دوں انکو؟"

وہ گارڈ نامہ اور امانتوں کو حیرت زدہ کر گیا، نامہ نے وہ پیمینٹ تولی پر وہ تحفوں کے لیے کچھ بے چین تھی۔

"ہے کیا گاڑی میں بھائی؟ کوئی موزی جانور نہ ہو۔ وہاں ہمارا اسبٹل ہے۔ ایگلز بھی ہیں"

امانت کو بابا کے گھوڑوں اور ایگلز کی فکر ہوئی۔

"یہ انہوں نے آپ کے فارم ہاوس کے لیے مور بھیجے ہیں۔ اپنے پسندیدہ۔ انہوں نے کہا ہے یہ کھلی جگہ رہنا پسند کرتے ہیں تو آپ کا فارم ہاوس بیسٹ ہے"

مور کا سنہ نامہ کی پلکیں تھم گئیں خود امانت شذر رہ گیا کیونکہ اسے پتا تھا وہ مور نوح کو کتنے پسند ہیں۔

"انہوں نے اپنے پالتو peafowl بھیج دیے؟ سچ میں"

اماٹل حیرت سے گاڑی کی طرف گیا جہاں وہ دو سپیشل مور دیکھتے اماٹل کی مسکراہٹ گہری ہوئی جبکہ وہ آدمی نامہ کو دوسرا کارڈ تمہارا تھا جو صدمے کی سی کیفیت میں تھی۔

وہ دونوں peafowl بہت بڑے بڑے سفید پر رکھتے تھے جنکے پروں میں ہیروں سی چمک تھی، جب وہ گاڑی سے اتر کر اپنے پنکھوں کو پھیلانے نامہ کے آس پاس منڈائے تو وہ صدمے سے نکلتی مسکرائی اور وہ کارڈ کھول کر اپنے سامنے کیا۔

"ایک جھوٹ بولا تھا کہ یہ گفٹ ہیں۔ یہ میرے اپنے پالے ہوئے ہیں۔ سوری فار دس۔ جب سے تم نے بتایا مجھے لگا یہ سچ میں مر جھائے ہیں۔ اک شہری گھر کالان انکی آزادی اور خوشی نہیں بن سکتا۔ انھیں قبول کرو کہ تمہارے گھوڑے اور تمہارے ایگل سے جلد گھل مل جائیں گے۔ یہ بہت سپیشل نسل ہے۔ مہربان اور محبوب۔۔۔۔"

تمہارا تھوڑا بگھڑا باس "

نامہ نے وہ کارڈ واپس فولڈ کیا تو امائل نے ان موروں کو فارم ہاوس کی طرف شفٹ کرنے کا کہے خود نامہ تک فاصلہ سمیٹا۔

"اب تو پوچھنا بنتا ہے نامہ، دل لگا بیٹھی ہو ان سے یا وہ لگا بیٹھے ہیں؟"

امائل کی دھیمی مسکراہٹ پر نامہ کے چہرے پر گھبراہٹ اتری۔

"ایسا کچھ نہیں ہے امائل۔۔ میں ابھی واپس بھجواتی ہوں یہ تحفہ۔ یہ اتنے

یونیک مورو کتنے مہنگے ہوں گے اوپر سے انکے فیورٹ۔۔۔۔۔"

نامہ کی بات پر امائل نے فیصلہ نامہ پر چھوڑا۔

"چلو تم کو شش کر لو۔ میرا نہیں خیال وہ واپس لینے کے بارے کوئی بات

سنیں گے بھی۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں۔ پھر ناشتے میں کمپنی دو مجھے "

امائل نے مسکرا کر نامہ کو اسکے فون اور جذبات کے ساتھ چھوڑا اور مین گھر کی طرف چلا گیا اور نامہ اس سے نوح کا نمبر ملانا اتنا مشکل تھا کہ ہاتھ کپکپا سے گئے۔

چہرہ رنگ بدل گیا، جیسے دھنک ہو۔

نوح نے صارم کے ساتھ ناشتہ کیے اسے کالج روانہ کر دیا جبکہ اب باقی سب ناشتہ کر رہے تھے مگر نوح اپنے گارڈن ایریا میں کھڑا مالی کے سر پر کچھ تاکیدیں کر رہا تھا کہ وہ توجہ نہ دے تو یہ لوگ گارڈن کو گلنے سڑنے کو چھوڑ دیتے ہیں۔

نوح نے آج ہو سپٹل سے آف بھی تبھی لیا کیونکہ جب بھی اسے لگتا اسکی ضرورت دوغان والا کو ہے تو وہ ہمیشہ کام سے لیو لے لیتا۔

اسکا فون تھوڑے فاصلے پر پڑی چیئر پر تھا جسکے بجنے کے انتظار نوح کو کب سے تھا اور جب رنگ کیا تو وہ چاند سا چمکتا چہرہ فاتحانہ مسکراہٹ سے لبریر ہوا۔

نوح پلٹ کر فون تک آیا جہاں نامہ سلطان شان سے چمک رہا تھا۔
 "پہلی بار مجھے کال تم نے بھی کر لی۔۔۔۔۔ اب میں تمہاری وہ آواز سنوں گا
 نامہ جو مجھے نشے کی طرح درکار ہے ابھی۔ کیسا پاگل پن ہے۔"
 محترم اپنی اس کیفیت پر مسکراتے بھی کچھ منفرد تھے، یہ وہ مسکراہٹ تھی
 جو نامہ کا نام سنتے ہی نوح میں جاگ جاتی تھی۔
 "یس نامہ سلطان"

تروتازہ سا فون اٹھاتے ہی حکم طلبی سا لہجہ کہ کہو سب منظور ہے۔

"آپ نے جھوٹ بولا کہ وہ گفٹ ہیں۔ وہ آپکے تھے۔ کیوں بھیج دیے مسٹر نوح۔"

وہ اپنا کانپتا لہجہ بھرپور سنبھال کر بھی ناکام تھی۔

"کہا تھا تھوڑے جھوٹ بول جاتا ہوں نامہ۔ اللہ سے بھی معافی مانگ لی ہے تم سے بھی مانگ لی۔ اور یہ اب جہاں خوش رہیں گے دونوں وہیں کے ہیں اور جسکے آس پاس مسکرائیں گے اسکے ہیں"

وہ نرمی سے نامہ کا ہر اعتراض رد کر گیا۔

"مسٹر نوح! یہ تحفہ نہیں رکھ سکتی پلیز۔ یہ بہت قیمتی ہے۔ یہ آپ واپس منگوالیں۔ یہ بہت بڑی چیز ہے میرے لیے۔ یہ یہاں جب جب خوشی سے جھومیں گے میں۔۔۔۔"

نامہ کی آواز مزید کانپتی اس سے پہلے ہی نوح بول پڑا، وہ نامہ کی بکھری بھاری آواز نا جانے سہہ نہ پایا۔

"تم تب بس اتنا یاد کرنا کہ نوح ادا دوغان کے لیے خوشی کی قیمت وہی کیفیت ہے جو تمہیں محسوس ہوگی۔ تم نے کہا تھا انہیں آزاد اور کھلی جگہوں پر رہنا پسند ہے، میں نے انکو نامہ سلطان بھی دے دی۔ وہ مورخ خوش نہیں مست رہیں گے وہاں"

نامہ کی آنکھیں دفعتاً بھگنے لگیں، وہ جانتی تھی ان دو کے بیچ رشتہ بنا بھی تو اک عام کانٹریکٹ ہی بن سکتا ہے پر وہ ہر لمحہ نوح کو خاص چاہنے لگی تھی، اسکے ہر عمل سے متاثر ہو رہی تھی، وہ آدمی چاروں طرف سے نامہ کو گھیرتا جا رہا تھا۔

"مجھے دکھ ہے آپ نے اپنی پسند کی پرواہ نہیں کی"

نامہ بہت دیر بعد کچھ بول سکی پر نوح نے اسکی چپ بھی سنی۔

"خوشی اور آزادی کے آگے پسند اہمیت نہیں رکھتی نامہ سلطان۔ وہ خوش رہیں تو مجھے اچھا لگے گا۔ ویسے آؤں گا ملنے ان سے کچھ دن بعد۔ تمہارے بابا

سے بھی ملوں گا کہ ایسی اچھی ڈرائیور کیسے پیدا کی۔ تمہارے ہسک سے کہ اتنا پیارا کیسے ہے تمہیں۔ اور اس سکارپیو نامی خونخوار ایگل سے جو تمہارے ہاتھ پر بیٹھ جاتا ہے، تمہیں کیوں کچھ نہیں کہتا۔ حالانکہ اسکا منہ اتنا ہے کہ بندے کا پورا ناک چپا جائے۔"

یہ سب مسکراتی باتیں وہ نامہ کو اس تکلیف سے نکالنے کو کر رہا تھا جو اس نے فون کے اس پار بھی نامہ کی کانپتی آواز میں محسوس کی تھی۔

"یہ سب تحفے ہر ڈرائیور کو دیتے ہیں آپ؟ یہ ساری توجہ اور انس بھی؟"

اب بھی وہ بہت دیر بعد بول پائی، نوح نے وہیں گارڈن میں ہی لگی کرسی سنبھالی اور نظریں گلابی پھولوں پر جمائیں جو اسکے ریڈ سے زیادہ فیورٹ تھے۔

"تحفہ آج تک کبھی کسی کو نہیں دیا کیونکہ محبت بڑھتی ہے اور مجھے محبت بڑھانی کچھ پسند نہیں۔ تمہیں بھی کوئی تحفہ نہیں دیا۔ گھڑی ادھار

ہے، اکاونٹ بچا راسک پر ہے۔ یہ مور بھی انکی خوشی کی وجہ سے بھیجوائے
تو تم کچھ ایسا ویسا مت سوچو میں بہت شریف آدمی ہوں۔ توجہ اور انس کا کیا
بتاؤں۔ ہوں ہی اتنا اچھا کہ میری ذات سے یہ خود ہی چھلکتے رہتے ہیں۔"

نامہ کی مسکراہٹ بڑھی، وہ بہت مہارت سے نامہ کی بوکھلاہٹ مٹا گیا
تھا، اک تکلف کی فضا بھی جیسے دم توڑ گئی۔

"تھینکیو سو مچ! میں خیال رکھوں گی دونوں کا"

نامہ نے مسکرا کر قدم ملحقہ فارم ہاوس سے جڑی اراضی اور اسطبل کی
طرف بڑھائے جہاں وہ دونوں ہی پنکھ پھیلانے کھلے سبزے والے میدان
میں جھوم کر ابھی سے بتا رہے تھے وہ نامہ سلطان کے پاس خوش ہیں۔

"وہ بھی تمہارا خیال رکھیں گے نامہ سلطان"

نوح کے جملے پر نامہ نے اپنے دل پر بے ساختہ ہتھیلی رکھی، دل کی دھڑک
کانوں تک بلند ہوئی تھی۔

"میں اپنا خیال خود رکھ سکتی ہوں"

وہ براسا منا گئی، نوح اسکی شکل تک امیجن کر رہا تھا کہ وہ کتنی پیاری لگی ہوگی یہ کہتے۔

"نہیں نامہ! یہ ہمارا وہم ہے۔ ہمیں ہر عمر میں اک خیال رکھنے والا چاہیے ہوتا ہے۔ تمہیں گھر ملا ولا کے آس پاس؟"

نوح کا سوال سنے نامہ سنجیدہ ہوئی۔

"ڈھونڈ لوں گی"

وہ پر امید تھی۔

"تیرہ دن ہیں۔ اسکے بعد میرج پروپوزل میں تمہارے سامنے نہیں مسٹر

فیروز سلطان کے آگے رکھنے آؤں گا۔"

نامہ کا دل مزید تیز دھڑکا کیونکہ آج نوح نے کانٹریکٹ کا لفظ یوز نہیں کیا تھا، وہ مسکرائی۔

"میرج پروپوزل؟"

نامہ بے ربط بڑبڑائی۔

"ہاں کیا کچھ غلط کہہ دیا؟"

نوح نے دانستہ انجان بنے پوچھا۔

"کانٹریکٹ۔۔"

نامہ بے جان سی ہوئی۔

"ہاں۔ میں بھول گیا تھا۔ سب بہت پیور اور یونیک ہے ہمارے نیچے توفیک ہر

چیز ذہن سے نکل گئی تھی میرے"

وہ نامہ کو بہت کچھ جتا رہا تھا پر وہ اس وقت کچھ سوچ سمجھ نہ پائی، ذہن مفلوج سا تھا۔

"میں رکھتی ہوں فون"

نامہ نے گھبرا کر کال کاٹنی چاہی۔

"رکھ دو بھئی۔ بہت بھاری ہو گیا ہو گا یقیناً"

جناب مسکین سے لگے تو نامہ نے پھر بھی مسکراتے کال کاٹ دی لیکن وہ دل کی دھڑکنیں توازن میں کیسے لاتی اب یہ مشکل تھا۔

وہیں اماٹل شاور لیے نکلا ہی تو نوح کی کال دیکھتے جلدی سے ٹاول رکھا اور فون تک پہنچا۔

"جی سر"

کال اٹھاتے ہی اس نے فکر سے پوچھا۔

"اب سرور نہیں، ڈاکٹر ادا کہو۔ پہلے تو پریکٹس کے مکمل ہونے کی مبارک قبول کرو۔ تمہارے کل کے دن کی رپورٹ دی گئی ہے مجھے۔ میں امپریس ہوا۔ امید ہے تم وریام ہو اسپتال کو یونہی اپنا وقت اور صلاحیتیں مہیا کرو گے"

نوح کی آواز میں خوشی تھی تبھی تو امائل کا حوصلہ بڑھا۔
 "تھینکیو سوچ ڈاکٹر ادا"

امائل نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا جبکہ اس جانب سنجیدگی سی چھا گئی۔

"مانیہ کچھ دیر میں ہو اسپتال آئے گی، اسکی سکریٹنگ اور اسٹراٹاؤنڈ اپنی نگرانی میں کروانا۔ اسے میں نے تمہاری طرف ریفر کیا ہے۔"

امائل کو لگا اسکا دل کسی نے کچل کر رکھ دیا ہو۔

"واٹ! لیکن کیوں؟ آئی مین اسے یہ سب کیوں کروانا ہے"

ناچاہتے ہوئے بھی امانل اپنے سینے کی ابھرتی تکلیف کو لہجے میں اترنے سے روک نہ پایا۔

"شک ہے کہ اسے بریسٹ ٹیومر کا پین ہو رہا ہے، لیکن کنفرم نہیں ہے کچھ۔ میں آج تھوڑا لیٹ آؤں گا تو تم اسے پریشان مت ہونے دینا۔ وہ معائنے کے لیے کمفرٹبل نہیں ہے تو پرو فیشنلی ہینڈل کرنا اسے۔ مجھے ابڈیٹ دو"

امانل کے لیے یہ سب برداشت کرنا تھوڑا مشکل تھا، لیکن پھر بھی اس نے نوح کو مطمئن کیا اور چینیج کرتے ہی وہ اجلت میں نکلا جہاں نامہ سبکا ناشتہ لگوا چکی تھی، امانل کو جاتا دیکھے وہ پریشان ہوئی۔

"ناشتہ نہیں کرو گے؟"

نامہ نے فکر سے پوچھا۔

"نہیں نامہ کچھ ارجنٹ ہے آکر بتاتا ہوں"

وہ نامہ کو بھلے مطمئن کر گیا ہو پر نامہ اسکے چہرے کی پریشانی بھانپ چکی تھی تبھی مکمل طمانیت نہ پاسکی۔

خرد انکل اور بابا کے ناشتے کے لیے آجانے پر وہ زرا بہل گئی۔

"آپ دو کو سر پرانزدینے آیا تھا وہ بچا را پھر کال آگئی۔ اسکی پریکٹس پوری ہو گئی۔ کل سے جناب پروفیشنل Oncologist کا عہدہ سنبھال چکے ہیں"

نامہ نے دونوں کو صبح صبح گویا یہ نیوز سنا کر نہال کر دیا۔

"میرا بچہ۔ مجھے اس پر فخر ہے"

خرد قریشی کا مانوسینہ چوڑا ہوا۔

"ماشاء اللہ! اللہ ہزاروں کامیابیاں عطا کرے میرے بچوں کو"

فیروز صاحب بھی خوشی سے دعا میں بولے تو سب نے بیک وقت آمین کہا۔

وہ لوگ ناشتہ شروع کر چکے تھے۔

"تو آج آپ دو کا کیا پلین ہے؟"

نامہ نے دونوں خاص حضرات کی جانب باری باری دیکھتے ناشتے سے ہاتھ روکا۔

"آج ہمارا بچہ گھر ہے تو ہم بڑھے بھی گھر۔ اماٹل کے لیے مل کر کچھ پلین کرتے ہیں۔ پارٹی وغیرہ"

خرد صاحب کا خیال نامہ اور فیروز صاحب کو بھی شدید پسند آیا۔

"میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ بہت ہلٹک روٹین ہو گئی اسکی اچانک تو اس سے کافی ریلیف اور سکون پائے گا وہ۔ خیر اسکے لیے آپ دو فرینڈز کو اپنے پلینز خراب کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں سب انتظامات اکیلے کروالوں گی۔ آپ دونوں جائیں پرانے دنوں کی طرح گھوم کر آئیں۔"

نامہ نے دونوں کو مکمل آزادی دی جس پر وہ دونوں ہی مسکرائے جبکہ نامہ آج دل سے خوش تھی تو جو تھوڑی بہت بیکنگ آتی تھی وہ بھی کرنے کا پلین کر چکی تھی۔

وہیں دوسری طرف ہو اسپتال جانے سے پہلے مانیہ نے دیشا اور میکائیل کے ساتھ ناشتہ کیا اور پھر زرا مال گئی تاکہ اپنے لیے کوئی ڈھنگ کی ٹاپس خرید سکے اور تبھی اس نے وہاں سے کچھ ریگولر فل سیلیوز ٹاپ لیں، کچھ فل جینز، اور واپس ولا آئی اور ہو اسپتال کے لیے ریڈی ہونے چنچ کرنے گئی۔

مانیہ نے بلیک پلین جینز پیٹ کے ساتھ Buckle Black tulip back ٹاپ چوز کی، بال ڈھیلے سے ربر بینڈ میں ٹائے کیے اور گہرا سانس بھرتی بیگ اور فون لیے روم سے نکلی۔

نوح ابھی تک گارڈن کی صفائی ہی کروانے پر لگا تھا، مانیہ کو وہیں آتا دیکھے سرسری سی توجہ مانیہ کی تیاری پر دیے ٹھٹکا۔

"ولیمہ ہے تمہارا؟"

نوح کی زبان کو کھجلی ہوئی، مانہ بہت زیادہ پریشان اور کنفوز تھی پر نوح کے ساتھ منہ ماری کر کے اسے یقینا سکون ملنا تھا۔

"وہ بھی ہو جائے گا۔ میں نے یہ ٹاپ اس لیے پہنی کہ کوئی مجھے پوری شرٹ اتارنے کا نہ کہے۔ تم نے کہلو ادیانوں کہ کوئی مجھے ایسا ویسا ٹچ نہ کرے؟"

مانہ کی اول شرارت کے بعد لہجے میں تکلیف اتری تو نوح نے نظریں اس پر سے ہٹاتے اپنے گارڈن ایریا کی چھانٹ پر توجہ مرکوز کی۔

"ایسا ویسا ہر طرح ٹچ ہو گا۔ ابھی تک ہوائی علاج دریافت نہیں ہوا مانہ صاحبہ کہ بنا چھوئے تمہارے درد اگلے کو معلوم ہو جائیں۔ جاو جہاں جا رہی ہو غصہ مت دلاؤ"

نوح کو اسکی فکر تھی اور تبھی سختی سے پیش آیا کہ اک اک لمحہ قیمتی ہے، بریسٹ ٹیومر کے بڑھنے کی رفتار کبھی کبھی خواتین میں اتنی ابنا رمل ہوتی ہے کہ اسے پہلی سٹیج سے دوسری طرف جانے میں چند دن لگتے ہیں۔

"نرس ہوگی ناں؟"

وہ جاتے جاتے پھر رکی، بس رو دینے کو تھی، نوح نرم پڑا۔

"ہوگی۔ اما نل دیکھے گا تمہیں۔۔۔۔۔ بد تمیزی سے پرہیز کرنا کیونکہ وہ لگتا

نرم ہے بس لیکن ہے بہت سخت مزاج۔ اب جاؤ ٹائم ویسٹ مت کرو"

مانیہ نے اس کٹھور نوح کو رحم طلب نظر سے دیکھا اور بہت ہمت کے بعد وہ وریام ہو سپٹل کے لیے نکلی۔

ڈرائیونگ تک مشکل تھی پر ہمت نہ ہارتے اس نے کی، وہ اپنی فائیل ساتھ

لائی تھی، ہو سپٹل انٹر ہوتے ہی اسکا دل پھر سے گھبرانے لگا، جو درد سینے

میں تھا وہ پورے جسم میں ڈورتا محسوس ہوا تبھی اس سے پہلے وہ

مڑتی، سیدھا امانل سے جا ٹکرائی، فائیل فرش بوس ہوئی پر امانل نے اسے بروقت سنبھال لیا، مانیہ کی آنکھیں اسے دیکھتے ہی رنگ بدل گئیں۔

"چھوڑو مجھے"

وہ یکدم ہی امانل کو جھٹک گئی تو امانل کے ماتھے پر ایسے جھٹکنے پر صاف بل پڑے۔

"مجھے تمہیں پکڑنے کا شوق بھی نہیں۔ گرنے لگی تھی تم۔۔۔ کم و دمی"

امانل نے برہمی سی عیاں کرتے فائیل اٹھاتے اسے اپنے ساتھ چلنے کا کہا مگر تب رکا جب وہ ارد گرد ہجوم سے خوف کھاتی وہیں رکی محسوس ہوئی، وہ رک کر پلٹا۔

"کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے؟"

مانیہ نے ڈرتے پوچھا۔

"تمہاری سکرینگ اور الٹراساؤنڈ ہے، ڈاکٹر ادا نے تمہیں میرے پاس ریفر کیا ہے۔ آجاؤ۔۔۔۔"

وہ نرمی برتنے کی کوشش میں بولا تو مانیہ نے سر ہلایا اور پیچھے ہی گئی۔

سب تیاری پہلے ہی کی جا چکی تھی، اندر سکیننگ روم میں نرس کو دیکھے مانیہ کی جان میں جان آئی جبکہ امائل نے transducer نامی ڈیوائس کو سیٹ کرتے کمپیوٹر سکریں پر اسکی ریٹنگ دیکھنے کے بیچ نظر مانیہ پر ڈالی جو نرس کے اک اوپن گاؤں تھمانے پر صدمے میں جا چکی تھی۔

"ان کپڑوں میں تم یہ ٹیسٹ نہیں کروا سکتی۔ چینج کرو۔ صرف گاؤں ہونا چاہیے تمہاری باڈی پر"

مانیہ نے ہوش میں آتے گردن موڑی تو وہ روڈ ڈاکٹر بنا اپنے کام لگ چکا تھا، مانیہ شاید لاڈ کی توقع لے کر آئی تھی پر یہ تو بہت روڈ ہو رہا تھا، یا شاید پریشان تھا۔

"او کے لاؤ۔۔۔"

مانیہ نے اپنا بیگ اور فون میٹرس پر رکھا اور وہ گاؤن لیے منہ بناتی اٹیچ واش روم میں جا گھسی اور اس بیچ امائل نے نرس کو بریفنگ دی۔

مانیہ نے اس گاؤن کو پہن تو لیا پر دل چاہا شرم سے ڈوب مرے، وہ بھلے بہت کھلاتھا پر جسم کی نمائش کرنے میں پیش پیش، مانیہ نے اپنے بال کھول کر سینے پر پھیلائے تو کچھ باہر جانے کا حوصلہ ملا۔

وہ ہچکچاتی ہوئی مین روم میں انٹر ہوئی تو نرس نے مسکرا کر قریب جاتے مانیہ کا ہاتھ پکڑا جس سے اسے کچھ حوصلہ ملا، امائل کو دیکھا تو وہ نظریں ہٹائے ہی اسے پاس بلا رہا تھا اور اب مانیہ کا دل چاہا نرس کہیں چلی جائے بس امائل موجود ہو۔

"اسکی تھوڑی آواز ہے، بہت ہلکا اور سپیڈی سامان سرد رہو گا ایک سیکنڈ کے لیے جب ساؤنڈ ویو پکچر ز کلک کریں گی۔ ڈونٹ پینک۔۔۔ لے ڈاؤن"

اماٹل نے اسے سیدھا لیٹنے کا کہا تو مانیہ نے گھبرا کر نرس کو دیکھا جو قریب آئی اور مانیہ کو ہلپ کروائی، مانیہ نے لیٹنے کے بعد بھی اپنے بال اچھے سے خود پر بچھائے تو نرس نے ڈاکٹر اماٹل کی نظروں کی خفت بھانپنے خود ہی مانیہ کے بال جب ہٹائے تو مانیہ نے نرس کا ہاتھ جھٹکا۔

"میرے بالوں کو مت چھونا"

مانیہ نے سینے پر جلدی سے بازو لپیٹے جبکہ اماٹل نے اس بار مانیہ کو گھورا جو آگے سے معصومیت اور مسکینیت کی مورت بنی اماٹل کو دیکھنے لگی۔

"الٹر اساونڈ تمہارے بالوں اور بازوؤں کا نہیں کرنا، تم مجھے میرا کام کرنے دو گی یا نہیں۔ ہٹاؤ ہاتھ"

اماٹل اسے ڈانٹ گیا تو مانیہ کی بس آنکھیں بھگنے کو تیار تھیں۔

"مجھے شرم آرہی ہے"

وہ منمنائی۔

"نرس تم جاو۔۔۔"

امائل نے نرس کو چلتا کیا تو مانیہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

"اس سے نہیں تم سے شرم آرہی ہے۔ یہ گاؤں بہت گندا ہے"

وہ خوف سے پیلی پڑی جب نرس کو روم سے نکلتے دیکھا تو بھیگی آنکھوں سے
امائل کو دیکھنے لگی۔

"مانیہ! اک اک لمحہ امپارٹنٹ ہے سو رنکلس۔ مجھے میرا کام کرنے دو۔ لیٹ
جاو۔"

امائل نے کہا ہی اتنی نرمی سے کہ وہ چار و ناچار مزید تنگ نہ کرتی لیٹی بھی اور
اپنے بال بھی ہٹائے جس پر امائل نے اسکی آنکھیں میچنے پر پھیکی سی سمائیل
دی ورنہ دل تو مانیہ کے لیے کانپ سارہا تھا۔

بریسٹ الٹراساؤنڈ پندرہ منٹ میں ہو گیا تھا جس میں سکن پر وہ ڈیوائس پھیر کر بریسٹ کی ہر طرح سے جانچ کی گئی تھی جبکہ سکریننگ کے لیے فی میل mammographer رینج کی گئی تھی جس نے مانیہ کا وہ گاؤں بھی اتروا کر چار ایکس رے لیے تھے، اس بیچ امانل روم سے نکل گیا تھا اور یہ سکریننگ کافی پین فل تھی اور شرمندہ کرنے والی بھی جس نے مانیہ کے آنسو نکال دیے، اس ڈس کمفرٹ کی وجہ مانیہ کے بریسٹ میں موجود پین تھا اور مکمل برہنہ ہونا بھی۔

تمام ٹیسٹ ہونے کے بعد مانیہ نے جا کر اپنے کپڑے پہن لیے تھے، اسکی رپورٹس کل شام کو آنی تھیں۔

وہ اتنے سے سیشن پر بہت زیادہ مرجھا اور تھک گئی تھی، ڈپریشن کا شدید حملہ محسوس ہو رہا تھا۔

وہ روم میں ہی بیٹھی تھی جب امانل واپس آیا، مانہ رو رہی تھی اور اسے روتا دیکھے امانل کے دل کو دھکا سا لگا۔

"Everything will be ok"

مانہ نے آنکھیں اٹھا کر شکوہ کناں نظر امانل پر ڈالی۔

"چھوڑ کر کہاں گئے تھے مجھے۔ وہ فی میل بہت بری تھیں۔ بہت روڈ۔ میرا دل چاہ رہا تھا زمین پھٹے میں اندر چلی جاؤں۔ تم اور نوح دونوں ظالم ترین انسان ہو۔"

مانہ کو بس یو نہی سب روڈ لگ رہے تھے حالانکہ اس فی میل نے بہت پیار سے مانہ کو ٹریٹ کیا ہاں بس وہ زرا سنجیدہ مزاج تھی، مانہ کے رونے پر وہ ساتھ ہی آکر بیٹھا۔

"یہ نیچرل ہے۔ تمہیں پیار بھی ابھی ترس لگے گا اور نرمی بھی سختی۔ اگر سچ میں مجھے غصہ آیا تم پر تو تم سہہ نہیں سکو گی۔ کل یہ کیوں نہیں بتایا سب مجھے مانہ؟"

وہ اسکے لیے پیار سے بھر گیا، محسوس ہوا جیسے ابھی مانہ کو کسی ایمو شنل ہیلپ کی ضرورت ہے۔

"کیوں بتاتی؟ ہو کون ہو تم میرے؟"

وہ گردن گما کر امانل کو دیکھتی غصے سے بڑبڑائی، آنکھیں لال تھیں۔ امانل کو اسکی روتی آنکھیں ہر گز اچھی نہ لگیں۔

"پھر یہ کیوں پوچھا کہ میں کب سے جاب پر لگوں گا؟ تم یہی چاہتی تھی میں تمہیں ٹریٹ کروں؟"

وہ اسے براستا گیا، ابھی مانہ اپنی کسی کمزوری پر کوئی حملہ نہیں سہہ سکتی تھی۔

"خوش فہمی۔ میں ایسا کیوں چاہوں گی بھلا؟"

وہ لڑنے پر اتری۔

"تمہیں پتا ہو گا۔ کل شام چار تک تمہاری سکرینگ اور الٹرا ساؤنڈ کے رزلٹ آ جائیں گے۔ تم آ جانا ہو سپٹل۔ میں خود ڈریٹ کروں گا تمہیں۔ کسی روڈ نرس یا فی میل کی انٹری ممنوع ہوگی۔ ابھی تم گھر جاو اور ریسٹ کرو
پر اپر"

وہ پاس سے اٹھا تو بے اختیار مانیہ نے اسکا ہاتھ تھاما، اما کل بے اختیار پلٹا، اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا جو مانیہ نے تھام رکھا تھا۔

"کیا واقعی کینسر ہے مجھے؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"سب سے بڑا کینسر تو بری فطرت ہے۔ بری حرکتیں اور بے قابو نفسیاتی خواہشات ہیں مانیہ۔ انکو قابو کرنے والا باقی ہر سرکان کا مقابلہ باسانی کر سکتا ہے۔ ڈونٹ وری۔ پرسکون ہو کر گھر جاو"

وہ اسکی تشفی کروا کر گیا پر مانیہ کا دماغ اس وقت نیگٹیو ہو رہا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی یہ سب امائل اسے کہہ کر گیا ہے حالانکہ وہ تو اک جنرل بات کہہ کر گیا تھا، مانیہ وہاں سے نکلی تو یوں تھی جیسے ہر شے کو آگ لگا دے گی۔

"ہمم۔ ٹھیک ہے۔ فیور بھی تھا اسے؟"

اپنے روم میں کاوچ پر بیٹھ کر لیپ ٹاپ یوز کے بیچ نوح کال پر امائل سے ہی ابڈیٹ لے رہا تھا۔

"جی مانسر۔ وہ پہنچ گئی ہے ولا؟"

امائل کو شدید فکر ہوئی۔

"ابھی تک تو نہیں، خیر میں آتا ہوں ہو سپٹل"

نوح نے کال کاٹنی چاہی تو امائل کا دل چاہا آج نامہ کو مکمل ریٹ ملے تبھی
اک خیال سو جھا۔

"میں آؤں پک کرنے؟"

امائل کی اس آفر پر نوح پہلے حیرت زدہ ہوا پھر سنجیدہ۔

"تم کیوں پک کرو گے بھئی، میرے پاس میری پرسنل ڈرائیور موجود ہے"

نوح کے لہجے کا استحقاق اک لمحہ امائل کو فکر میں ڈال گیا۔

"ڈاکٹر ادا میں آپ سے کچھ ذاتی سوال پوچھ سکتا ہوں نامہ کے متعلق؟"

اماٹل نے رولنگ چئیر سے اٹھتے قدم گلاس وال کی طرف لے جا کر روکتے
 باہر اک سر سری نگاہ دوڑائی، خود نوح نے بھی زرا پیچھے رٹلکس ہو کر بیٹھتے
 اماٹل کی طرف مکمل توجہ مبذول کی۔

"ایسا کیا پوچھنے کی ضرورت پڑی تمہیں؟ پوچھو"

نوح کی سنجیدگی برقرار تھی۔

"نامہ عام لڑکیوں کی طرح نہیں ہے، وہ ایکسٹرا سینسیٹو ہے۔ اگر آپ اسکی
 طرف بڑھ رہے ہیں کسی بھی طرح تو میک شیور یہ قدم واپس نہ مڑیں۔ وہ
 ٹروماز اور دھکچوں کو سہنے کی ایلٹی نہیں رکھتی۔ وہ ایمو شنلی بہت ویک
 ہے، اس وے میں کہ اگر کسی سے اٹیچ ہو تو وہ بھی لاسٹ بریٹھ تک اور
 بدزن ہو وہ بھی آخری سانس تک۔ مے بی یہ میرا وہم ہو لیکن آپ نے آج
 جو peafowl بھیجے، میں یہ سب سوچنے اور کہنے پر مجبور ہوا۔ اسے بالکل

جلن یا ناپسندیدگی نہ سمجھیے گا بس ہم سبکے لیے ہماری نامہ بہت مشکلوں سے واپس ملی ہستی ہے"

نوح نے امائل کی ہر بات سنی پر آخری جملے نے ایسی بے قراری بخشی کے نوح اپنی جگہ سے اٹھا اور روم سے ملحقہ ٹیرس کی طرف بڑھا، وہ اک پل ایسے تھا جیسے کمرے کی فضا سانس لینے میں دشواری دے گئی ہو۔

"ایسا کیوں کہا تم نے مشکل سے ملی؟ کیا تم بتا سکتے ہو اسکے بارے مجھے؟"

نوح کے سوال میں تڑپ کا عنصر بھلے مدھم سا تھا پر امائل ہر طرح کے جذبات کو سمجھتا تھا۔

"میں سیکرٹس رکھنے میں بہت اچھا ہوں"

امائل نے مسکرا کر نوح کو بھی خفیف سی مسکراہٹ دی پر فکر میں بسی ہوئی۔

"مطلب نہیں بتاؤ گے۔ ٹھیک ہے مجھ سے بھی توقع مت رکھنا میں مانیہ کے بارے بتاؤں گا تمہیں"

نوح کے پاس یہ اچھا موقع تھا امانل کے دل میں مانیہ کی فکر پر کھنسنے کا جبکہ وار کام کیا تھا، امانل کے چہرے کی رنگت بدلی۔

"یہ اچھی بات نہیں ڈاکٹر ادا"

امانل نے شکوہ کیا۔

"چلو ایک ڈیل کرتے ہیں، تم مجھے نامہ کے متعلق سب کچھ بتاؤ بدلے میں

مجھ سے مانیہ کے وہ سچ جان لو جو کسی کو نہیں پتا۔ ایک تو تم سے بھی جڑا

ہے۔ چلو سیو۔۔۔۔۔"

نوح نے کال کا ٹنی چاہی پر امانل نے روکا۔

"ڈاکٹر ادا! میں پک کر لوں۔۔۔؟ وہ ریسٹ کر لے گی تھوڑا۔ رات میں آپ اسے بلا لیجئے گا ہو سپٹل سے پک کرنے کو۔"

امائل کے اتنے اصرار پر نوح کو اب سچ میں امائل جو نک ہی لگا اور تھوڑا تھوڑا اپنے اور نامہ کے بیچ اک و لن بھی۔

"اچھا ٹھیک ہے چار تک پک کر لینا مجھے، بہت ہی چمکی مخلوق ہو تم امائل۔ آج پتا چلا"

نوح نے جان چھڑوائی جبکہ امائل مسکرایا۔

"تھینکیو ڈاکٹر ادا! میں بس چاہ رہا تھا وہ تھوڑا خود کو وقت دے۔"

امائل نے مسکراہٹ کی وجہ بھی کہہ دی۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے"

نوح نے رابطہ توڑا تو صبح کی روشنی کو دھیرے سے دن میں بدلتا دیکھنے لگا، پھر نوٹیفکیشن پر اسکا دل دھڑک کر رکا، اسے امید نہیں تھی نامہ پھر سے اکاونٹ پر کچھ پوسٹ کرے گی مگر اس نے کر دیا تھا، وہ بلینگ میں کچھ اٹالین پائی بنا رہی تھی اور اسی کی وڈیو کے ساتھ نامہ کی وہ آواز جو نوح کے ارد گرد سب روک دیتی تھی۔

"آپ سب نے جو روح اور ادا کو ساتھ میں پیار دیا، اسکے لیے تھینکیو۔ میں نے کمنٹس پڑے۔ سب ہمارے جڑنے پر متجسس اور جڑے رہنے کے لیے دعا گو ہیں یہ دیکھ کر بھی اچھا لگا۔ لیکن میں بس اتنا کہوں گی کچھ تعلق بس نام جڑنے تک ہی سیٹیسفائے اور خوش کرتے ہیں، ورنہ دو لوگ بس لوگ نہیں دو الگ دنیا میں اور جہاں ہوتے ہیں۔ ہم کسی کا مکمل جہاں نہیں بن سکتے، ہم اتنے پرفیکٹ نہیں ہو سکتے۔ بائے داوے آج میں بہت وقت بعد بلینگ کر رہی ہوں۔ یہ میرے وقتی سیٹیسفائے اور خوش ہونے کی نشانی ہے۔"

ریل ختم ہو گئی تھی، پر نوح کی سوچیں تو اب شروع ہوئی تھیں۔

"تو گویا ہمارا نام جرناتمہیں خوشی اور سیٹسفیکشن دے رہا ہے، لیکن تم اسے وقتی سمجھ کر غیر اہم لے رہی ہو نامہ۔ میرا تو پتا نہیں لیکن تم پر فیکٹ ضرور ہو کہ میرا جہاں بن سکو۔ میں تمہارے بارے میں جب سے تم سے ملا ہر لمحہ سوچ رہا ہوں۔۔۔ اب کیا ہے یہ؟ میرے خوش اور مطمئن ہونے کی نشانی یا پاگل پن؟"

وہ یہ سب لکھ کر مٹا گیا، اپنے دل کی کیفیت یوں کیسے بتا دیتا، ابھی تو اسے نامہ کو بہت سا جانتا تھا، سمجھنا تھا۔

پھر وہ کمٹ سیکشن میں آیا، نامہ بلینگ ٹائمر لگائے وہیں کچن میں کرسی گھسیٹ کر بیٹھی اس کئی ہزار ویوز سے اٹ جاتی ریل کے کمٹس میں بس نوح کو ڈھونڈ رہی تھی اور یہ بات نوح اچھے سے جانتا تھا۔

نوح نے ٹائپ کرنا شروع کیا۔

"میں سیم سیٹیفکیشن اور خوشی محسوس کر رہا ہوں بٹ آئی ہیٹ
بکنگ، اس کے علاوہ کیا جاسکتا ہے روح۔۔۔؟"

آج اس نے اسے مس روح کے بجائے سب کے بیچ روح کے نام سے
مخاطب کیا، نامہ جب تک کنٹ تک پہنچی، اسکے تین ریلپائے بھی آچکے تھے
اور کئی لائنکس، نامہ ان تین کنٹس کو گھورنے لگی جو مفت کے مشورے لیے
اسکی جگہ پہنچ آئے تھے حالانکہ نوح نے تو اسے پکارا تھا۔

"کیوں آتے ہیں یہ لوگ انکے کنٹس میں۔"

نامہ نے خواہ مخواہ کی جلن میں آتے سوچا پر انکے کنٹس ڈیلیٹ کرے ٹھٹکی
کیونکہ نوح انکے جواب بھی دے چکا تھا۔

"یولوو مس روح؟ کیا آپ ان سے میرج بھی کریں گے یا یہ روح اور ادا بس
سوشل لوو کیل بن کر رہ جائے گا؟ پلیز مسٹر نوح ہم بہت متجسس ہیں آنسر
کریں"

نامہ نے اس کمنٹ کو پڑھتے ہی آنسر پر کلک کیا۔

"کیا پتا ہم آل ریڈی ریل میں بھی لو وکیل ہوں۔۔۔ آپ لوگوں کے تجسس کو تیرہ دن بعد بریک کیا جائے گا۔ تھوڑا ویٹ کریں"

نامہ کی آنکھیں پتھر اگئیں، فون میز پر رکھے اس نے اٹھ کر اپنی گالوں کے ساتھ ٹھنڈی ہتھیلیوں کو جوڑا جو دھک اٹھی تھیں، نامہ کو سمجھ نہ آئی اسکا پورا وجود سن کیوں پڑ گیا ہے۔

پھر سے ہمت کیے وہ واپس فون تک آئی تو وجہ اب کی بار نامہ کے نمبر پر آیا میسج تھا۔

نامہ نے اسی کیفیت کے سنگ اسے اوپن کیا۔

"تمہیں سکیٹنگ پسند ہے ناں واقعی؟"

نامہ نے جلدی سے فون اٹھا کر ریپلائے کیا۔

"جی۔"

مختصر جواب۔

"امم۔۔ اور کیل سکیٹنگ"

نوح نے مسکراتے دوسرا سوال ٹائپ کیا۔

"وہ بس دیکھنی پسند ہے، کافی رٹلکسنگ ہوتی ہے"

نامہ نے اپنی گھبراہٹ پر مکمل قابو پایا۔

"میرے ساتھ کرو گی؟"

نوح نے یہ سوال کرتے اک بار نہ سوچا، نامہ کی گھبراہٹ بڑھنے لگی۔

"آپکے ساتھ کیسے کر سکتی ہوں مسٹر نوح، وہ جسٹ کیپلز ہی کر سکتے ہیں۔ کافی

فزیکل ہو جاتی ہے ناں"

نامہ نے اس سر پر طاری ہوتے شخص کو سر سے اتارنا چاہا اور نوح پر اسرار سا مسکرایا، یہ چڑھتا دن بھی نوح کی مسکراہٹ پر فدا ہوئے جا رہا تھا۔

"اسکے کچھ ڈسینٹ سٹنٹس بھی ہیں جو سب کر سکتے ہیں"

نوح کے پاس ہر جواب تھا۔

"لیکن کہتے ہیں اسکے بعد ان دو لوگوں کے پاس ایک دوسرے کو لے کر زیادہ چوائسز نہیں رہتی۔"

نامہ نے اپنی بات ڈھکی چھپی بتانے کی کوشش کی تو اپنے ٹیس پر اکیلا کھڑا نوح ہنس پڑا، سمجھ گیا تھا وہ کیا کہنا چاہتی ہے، محبت ہو جاتی ہے ان دو لوگوں کو یا اتنے قریب سے دیکھ لینے کے بعد وحشت۔۔۔ دو ہی چوائسز تھیں۔

"قریب سے اتنا ڈراؤنا نہیں ہوں میں یقین کرو۔۔۔"

وہ دانستہ شرارت کر گیا حالانکہ جانتا تھا نامہ کا مطلب دوسرا والا تھا۔

"مسٹر نوح مجھے کچھ کام ہے"

وہ جلدی سے اسکو مزید میسجیز سے روک گئی۔

"اوکے۔ میں ہو اسپٹل جا رہا ہوں۔ تم مجھے رات نوبے پک کر ناہم آج آرٹی فیشنل آئیس سکیٹنگ ہال جا رہے ہیں۔ صرف کپل سکیٹنگ دیکھنے۔ اوکے؟"

نامہ کی دھڑکن سی تھی۔

"آپ کس کے ساتھ ہو اسپٹل جائیں گے؟ میں آؤں پک کرنے؟"

وہ سب بھولے بس فکر مند ہوئی، اور نوح پچھتا یا کہ کس لیے اس امائل نامی جونک کو کہہ بیٹھا ہے، دل تو بس نامہ کے ساتھ سفر قبول کرتا تھا اب۔

"میرے اوکے کا جواب دو نامہ"

جناب کی تڑپ اس جملے میں بھی گھلی۔

"او کے۔۔۔ ہم چلیں گے۔ میں آؤں پک کرنے؟"

وہ دھیماسا مسکرائی۔

"کاش کہہ سکتا کہ آؤ بٹ ایک جونک چپکی ہے مجھے جو ڈراپ کرے گی، نو بجے ملتا ہوں تم سے۔ انجوائے بیلنگ۔ اگر کچھ میٹھا بنا رہی ہو تو آتے ہوئے لے آنا۔ تمہیں آنے سے منع کر کے منہ کڑوا فیل ہو رہا ہے"

اس آدمی کی ہر بات میں اک شرارہ چھپا تھا، وہ کتنی دیر نوح کے میسج کو پڑھنے کے بعد سانس نہ بھر سکی، جبکہ نوح تو مانیہ کی گاڑی دیکھ کر توجہ ہٹانے میں کامیاب ہوا۔

واپس کمرے میں پہنچتے ہی اپنا لپ ٹاپ بند کر کے فون اٹھایا اور کمرے سے نکلنے سے پہلے لائیٹ آف کرتے نظر اپنے بیڈ کی سلوٹوں پر گئی تو اپنے کمرے سے پیار سا محسوس ہوا، خیر وہ اجلت میں سیڑھیاں اترتا نیچے پہنچا تو مانیہ نا جانے اتنے غصے میں دیکھائی دی کہ وہ فکر مندی سے رکا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟"

اسے لگا جیسے مانیہ روئی ہے تبھی اسے بازو سے پکڑے روکا۔

"مرنے کا دل چاہ رہا ہے۔ اسے لگتا ہے میں بد کردار اور گھٹیا لڑکی ہوں۔۔۔ میری محبت اسکے لیے دو کوڑی ہوگی نوح۔ میں کبھی نہیں بتاؤں گی کہ اس سے کتنا پیار کرتی ہوں۔ آئی ہیٹ مائی سیلف"

مانیہ کے سسک اٹھنے اور یہ سب بولنے پر نوح کے چہرے کی رنگت سپید پڑی۔

"واٹ نان سینس! وہ ایسا سب کیوں کہے گا تمہیں۔ وہ تو تمہاری فکر میں آدھا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ لک ایٹ می۔ کیا کہا ہے بتاؤ مجھے؟"

وہ مانیہ کے پاگلوں کی طرح رونے پر پریشان ہوا۔

"پتا نہیں نوح۔ پر ایسا لگا مجھے کہ اس نے برا کہا مجھے۔۔۔۔ میں اچھی لڑکی نہیں ہوں۔ بننے کی کوشش بھی کروں تو میرے وجود کا میل نہیں ا۔۔ اتر سکتا اب۔۔۔ پلیز لیومی"

وہ اپنی بازو چھڑواتی بری طرح تڑپ رہی تھی جبکہ نوح کو اسکی حالت سچ میں تشویشناک لگی۔

"بات سنو! جو بھی ہو اس حالت میں ڈرنک مت لینا مانہ جبکہ تمہیں آل ریڈی پین ہے۔ اول تو تمہارے اس ری ایکشن کی سمجھ نہیں آئی نہ امائل ایسا بد لحاظ ہے کہ تمہیں یہ سب کہے۔ اس لیے اپنے روم میں جاو۔ فریش ہو کر کچھ دیر نیند لو۔ پھر ٹھنڈے دماغ سے اسکی کہی بات سوچو۔۔۔۔ اوکے؟"

مانہ کے رونے میں کمی تو آئی پر اب تک وہ سر تا پیر آبلے کی طرح درد میں محسوس ہو رہی تھی۔

"او۔۔ کے۔۔"

وہ روتے روتے ہی بولی پرمان گئی۔

"چلو جاو شاہاش"

نوح نے اسے چلتا کیا اور خود وہ اماٹل کا ویٹ باہر ہی کرنے کا سوچتا نکلا پر اماٹل سوچ سے زرا جلدی ہی پہنچ آیا، نوح نے آج بلیک پینٹ اور شرٹ بھی بلیک ہی پہنی تھی، خلیہ بھی زرا بے ترتیب تھا، جیسے وہ ریڈی ہونے میں آج کچھ دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔

اماٹل اسے ہو سپٹل ہی ڈراپ کرنے جا رہا تھا جب نوح مزید چپ نہ رہ سکا۔
 "تم نے مانہ کو کچھ الٹا سیدھا کہا؟"

اماٹل نے نوح کے سوال پر گھبرا کر سر سری نظر نوح پر ڈالی۔

"ہرگز نہیں۔ کیا ہوا؟"

امائل نے لا عملی عیاں کی پر پریشان بھی ہوا۔

"پتا نہیں وہ کہہ رہی تھی تم نے اس کے کردار پر کوئی بات کی۔ دیکھو امائل مانتا ہوں وہ ڈرنک کرتی ہے۔ کافی بکواس دوست بھی رکھتی ہے لیکن مجھے اس پر اتنا یقین ہے کہ وہ بد کردار نہیں ہے۔ وہ تھوڑی بولڈ ہے۔ مے بی اگلی زندگی اسے رہا سہا بھی سنوار دے اور یہ جو درد جاگے جسم کے کبھی کبھی تو یہ بھی ہدایت دینے آتے ہیں۔ تو پلیز آج کے بعد کسی طرح بھی اسکو ایسا ویسا مت کہنا۔ کوئی اور کہے ایون میں بھی تو اسے گھنٹہ فرق نہیں پڑتا پر میں نے دیکھا آج اسے پڑتا فرق۔۔۔۔۔"

نوح کی ساری تمہیدیں ہو سپٹل پارکنگ تک پہنچنے تک ختم ہوئیں کیونکہ نوح یہ بات کرنے کے لیے سارا سفر سوچتا رہا۔

امائل اب بھی سمجھ نہ پایا کہ ایسا اس نے کیا کہا کہ اس لڑکی کو اتنی تکلیف پہنچ گئی۔

"ڈاکٹر ادا یقین کریں میں نے ایسا کہنا دور کبھی سوچا بھی نہیں"

اما نل کو دیکھ کر لگ یہی رہا تھا وہ سچ کہہ رہا ہے پر نوح نے مانیہ کو بھی تو دیکھا تھا۔

"او کے مجھے وہ ورڈز بتا سکتے ہوا اگر کچھ پر سنل نہیں تو؟"

نوح کے تفتیش کرنے پر اما نل کچھ بے چین ہوا۔

"جی کیوں نہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا واقعی کینسر ہے اسے تو میں نے کہا سب

سے بڑا کینسر تو بری فطرت ہے۔ بری حرکتیں اور بے قابو نفسیاتی خواہشات

ہیں مانیہ۔ انکو قابو کرنے والا باقی ہر سرکان کا مقابلہ باسانی کر سکتا ہے۔ میں

نے باخدا یہ اسے طنزیہ نہیں کہا ڈاکٹر ادا۔۔۔ ایک تو یہ منحوس فلسفہ بھی

غلط جگہ جھاڑ بیٹھا۔۔۔ اومائی گارڈ۔۔ یعنی اس نے سوچا یہ سب میں اس پر

بولا۔۔۔۔۔ وہ ایسا کیسے سوچ بیٹھی؟"

امائل خود ہی اپنے کہے پر اپنا سر تھام بیٹھا جبکہ نوح پس لب امائل کی اس کیفیت و حالت پر مسکرایا کیونکہ معاملہ یہاں بھی کافی تشویشناک تھا۔

"دیکھو امائل! ابھی وہ جس ٹروما میں ہے۔ وہ ایسا سب کیا اس سے بھی منفی سوچ سکتی ہے۔ تمہیں اس کے جسم کا ہی نہیں، دل کا درد بھی مٹانا ہے۔ سمجھ گئے؟"

نوح کی اس تمہید میں بہت کچھ تھا، دلا سے سا پر امائل کا دل اس وقت شدید کرب میں ڈوبا تھا۔

"پوری کوشش کروں گا"

امائل نے نظریں چرائیں تو نوح نے اسکا ہاتھ شفیق انداز میں دبایا اور اپنے مخصوص سحر سمیت گاڑی سے نکلتے ہی ہو سپٹل سیکورٹی سے حال احوال دریافت کیے بلڈنگ میں داخل ہو گیا پر امائل، اسکا دم گھٹ گیا تھا، وہ واپس گھر ہی جا رہا تھا کیونکہ رات تک اسکی ریست تھی اب۔

لیکن فارم ہاؤس پہنچ کر گاڑی پارک کیے وہ باہر نکلا اور کہیں کو نٹیکٹ لسٹ
میں سیومانیہ کا نمبر ڈائل کیا، پر وہ نیند کی دو گولیاں لیے سو گئی تھی تو فون بھی
بند کر دیا تھا۔

امائل کی بے چینی بڑھ گئی، نامہ جو باہر لان کی طرف آرہی تھی، انٹرنس ایریا
کی طرف گارڈن لائن کے پاس کھڑے امائل کو دیکھے رکی۔

"تم جلدی آگئے۔۔۔ کم ہیر۔۔۔ میں نے katmer بھی بنائی ہے ملٹی فروٹ
پائی کے ساتھ"

نامہ نے اتنی ساری بکنگ کی یہ بتاتے وہ خوش تھی پر جب امائل تک پہنچی تو
اسکے چہرے کی تکلیف بنا اسکے کہے سمجھ گئی۔

"وہ روٹھ گئی نامہ۔۔۔ ان فیکٹ ہرٹ ہو گئی۔ میں اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا
تھانہ نیت تھی۔ وہ میرے لفظوں کو بہت غلط لے گئی۔ میں خود کو بہت گرا
ہوا فیل کر رہا ہوں۔ دم گھٹ رہا ہے میرا"

نامہ اسکی بات مکمل سمجھ نہ سکی تبھی اسے بازو سے پکڑے وہیں لان کی چٹیر پر بٹھائے خود بھی سامنے بیٹھی۔

"پر سکون ہو جاو پہلے، اب بتاؤ۔ کیسے ہرٹ ہوئی۔ تم کہاں ملے؟"

نامہ نے تسلی سے سوال کیے تو امانل نے اسے ساری تفصیل کافی کرب سے بتائی۔

"واقعی ہر کوئی فلسفہ سمجھے یہ ضروری نہیں۔ مے بی اسے تمہارا پیار چاہیے تھا تب۔۔ اور تم دے بیٹھے گہرا فلسفہ"

نامہ کو بھی مانیہ بے قصور لگی۔

"میں اسے ایسے کیسے پیار دے دیتا نامہ۔۔۔؟"

امانل نے سخت رنجیدگی سے سوال کیا تو نامہ خجل مسکرائی کہ کیا اول فول بک بیٹھی۔

"ارے پیار مطلب لفظوں سے ڈھارس بندھانا۔ اسے اتنا کہہ دیتے کہ تم اسکے ساتھ ہو۔"

نامہ نے اپنی بات سمجھائی تو امانل نے فون میز پر رکھے سر پیچھے کوٹکالیا۔

"اسے پتا ہونا چاہیے نامہ کہ میں اسکے سائے سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ یہ

لڑکیاں اتنی بونگی۔۔۔ آئی مین تمہیں چھوڑ کر۔۔۔ کیوں ہوتی ہیں"

بچار ابو کھلاہٹ میں بول تو بیٹھا پر نامہ کی گھوری نے جناب کو اچھی طرح لائن پر لایا کہ دونوں ہی مسکرا دیے۔

"اس لیے کہ انھیں اپنی بونگیوں میں بہت سکون ملتا ہے۔ اچھا بیٹھو تم میں

katmer لاتی ہوں۔۔۔ تھوڑی کڑواہٹ کم کرو موڈ کی"

نامہ اٹھی تو وہ اسکو پیچھے سے پکارا۔

"تمہارے ہاتھ سے تو زہر بھی میٹھا لگے"

یہ جناب نے مکھن لگایا اور نامہ سمجھ گئی۔

"زہر میٹھا ہی ہوتا ہے ڈاکٹر امانل خرد۔۔ اسے میٹھاس کی اضافی ضرورت نہیں ہوتی۔۔ یاد رکھیے گا نامہ کا یہ فلسفہ بھی۔"

وہ کچھ زیادہ ہی خوش تھی اور امانل بس نامہ کی اس خوشی کے لیے بہت خوفزدہ تھا۔

وہ اسکے لیے katmer لائی جو دراصل ایک ترکش پستہ پیسٹری تھی، پین کیک کے جیسی تھی جسکی ڈو میں پیسہ ہوا پستہ بہت بھر بھر کر بھرا جاتا ہے اور اس میں ایک کریبی چیز بھی شامل کی جاتی ہے جسے kaymak کہا جاتا ہے۔ نامہ نے اسے اچھے سے ڈیکوریٹ بھی کیا تھا اور نوح کے لیے بھی پیک کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

"نامہ! تمہیں کسی نے بتایا نہیں کیا کہ تمہارے ہاتھ کا زائقہ جنتی ہے۔ اوہ مائی گارڈ، اب تک کاسب سے یی، سو فٹو کرچی فلیور کھا رہا ہوں۔ مزہ آگیا"

وہ پہلی ہی بائیٹ پر فدا ہوا تو نامہ یہ سوچ کر مسکرائی کہ جب امائل نے ایسی تعریف کی تو نوح کیا کہے گا، وہ جانتی تھی یہ سب بچگانہ ہے پر اسے نوح کے ری ایکشن کا شدت سے انتظار تھا۔

"زیادہ لمبی مت چھوڑو۔ کچھ دیر ریٹ کرو اسکے بعد اور اپنی اس پاگل لڑکی کو کل مل کر منالینا۔ آج ہم تمہیں پارٹی دیں گے تو گھر میں منڈلا کر ہمارا سر پرانز خراب نہ کرنا"

نامہ نے اسے انجوائے کرتے دیکھ کر عافیت سے کھانے کی دعادی اور اختتام تک دھمکا بھی گئی، اس لڑکی کی معصوم سی دھمکی پر کون نہ لٹ جائے۔

بھلے چین و قرار لٹ گیا ہو پر امائل نے سچ میں اسکے بعد کچھ نیند لی اور نامہ نے کچھ ڈیکوریشن کا سامان منگوایا تھا اور شام تک اس نے مین لاؤنچ کی تھوڑی ڈیکوریشن کی، ڈنر سارا باہر سے ہی آرڈر تھا اور سب کی فیورٹ جگہوں

سے آیا تھا، جب امانل سات بجے اٹھا تو اسے سچ میں سب نے سر پر انز کر دیا۔

خرد صاحب، فیروز صاحب نے تو گلے لگا کر اپنے بچے کو مبارک کے ساتھ ڈھیر کامیا بیاں سمیٹنے کی دعائیں دیں جبکہ نامہ نے امانل کو ایک بہت ہی خوبصورت پین دیا۔

"اب اس سے مریضوں کا پریسکپشن لکھنا پر کیڑے مکوڑے بنانے سے گریز کرنا ورنہ ماروں گی۔"

سب ہی نامہ کے انوکھے گفت اور تاکید پر ہنسے، یہ سچ تھا کہ امانل کا موڈ اس فیملی ٹائم سے بہت ہی اچھا ہو گیا۔

دونوں بڑھے یار تو زرا نماز کے لیے مسجد اور بہت سا ٹھوسنے پر اوٹنگ کے لیے نکلے، جبکہ خود نامہ بھی ساڑھے آٹھ تک ریڈی ہوئی، نامہ نے آج سی گرین ٹیونک ٹاپ جو لوز سی تھی کہ ساتھ سلم فٹ بلیک جینز پہنی اور ہائی ہیلز

جونامہ کی جان تھیں، بال آج فرینچ برئیڈ ((french braid کے سنگ بنا کر پیچھے سے کھلے چھوڑ کر کروویوز دیے جونامہ کو بہت سوٹ بھی کر رہے تھے۔

اس نے نوح کے لیے پیک کی پستیچو پین کیک پیسٹری بھی گاڑی میں رکھ لی تھی پر ابھی بھی آدھا گھنٹہ تھا تبھی وہ امانل کے پاس آگئی جولان میں ہی واک کر رہا تھا۔

امانل کی بھی دس بجے واپسی تھی نائیٹ ورک تھا آج تبھی اتنی لمبی ریسٹ ملی تھی۔

"تمہیں پتا ہے مانیہ، مسٹر نوح کی سٹیپ مدر کی بیٹی ہے"

نامہ واک کرتے کرتے حیرت زدہ ہوئے رکی۔

"واٹ! میں مل چکی ہوں اس سے۔ وہ بہت زیادہ پیاری تو ہے لیکن تھوڑی شوخی لگی مجھے۔ نازک چھوٹی موٹی بھی۔۔۔۔۔ جیسے اکثر امیرزادیاں ہوتیں۔۔ فرینک بھی"

نامہ نے دل کھول کر رائے دی جس پر اماٹل رک کر گردن گمائے اپنی شیریں دوست کو گھورا۔

"تم سے بڑی ہے"

اماٹل نے گال پھلائے۔

"اچھا یعنی مجھے ادب کرنا تھا؟"

نامہ نے مسکراہٹ چھپائی تو اماٹل بھی مسکرایا، نامہ کی یہ خوشی نوح سے ملنے پر ہے یہ سوچے اماٹل کو پھر سے نامہ کے لیے ڈر لگا۔

"اب ایسا بھی نہیں۔ نامہ! کیا تم نوح ادا دوغان کے لیے سنجیدہ ہو؟"

وہ چلتے چلتے رک کر اسکی طرف گھوما تو نامہ نے نظریں چرائیں۔

"اُسا کچھ بھی نہیں۔ میں جب تک اپنے گھر کو واپس نہ پالوں اس بارے سوچ بھی نہیں سکتی۔ بابا کی ایک واحد خوشی لوٹانے کا موقع ملا ہے مجھے، وہ اپنی کسی بھی وجہ سے گنوا دیا تو ساری عمر اس تکلیف سے نہیں نکل سکوں گی۔"

وہ سراسر سنجیدہ تھی۔

"نامہ! کوئی نیارشتہ تمہیں اس فرض سے روکنے تھوڑی والا ہے۔ بلکہ وہ تو تمہیں انکرتج ہی کریں گے۔ بہت سپورٹیو انسان ہیں۔ اور مینٹلی ایمو شنلی جب ہم سٹرونگ ہوں، فرض زیادہ اچھے سے پورے کر سکتے ہیں"

وہ نامہ کو اکسار ہاتھ جو وہ ابھی ہر گز اچھا نہ جان رہی تھی۔

"میں آل ریڈی مینٹلی اور ایمو شنلی مضبوط ہوں اما نل۔ دماغ خراب مت کرو میرا۔ فوکس خراب ہو تو میں سب بگاڑ دیتی ہوں"

نامہ نے ہنوز نظریں چراتے اپنا روایتی جملہ دہرایا، اماٹل مسکرا دیا۔

"اف آپ اور آپکا یہ فوکس مس نامہ۔۔۔"

اماٹل نے ٹھنڈی آہ سی بھری تو وہ مسکراتا گھوری۔

دونوں دس منٹ تک واک کرتے رہے اور دوسری طرف مانیہ اتنا سونے کے بعد بھی اذیت سے نہ نکلی، اس نے جو بدلنے کی کوشش کی سب ترک کی اور ایک واہیات سالباس پہنے وہ گھر سے اپنے دوستوں کے ساتھ کلب نکل گئی۔

نامہ اور اماٹل واک ہی کر رہے تھے جب اماٹل کے فون پر ہو سپٹل کی میڈیکل لیب سے پری میچور رپورٹ ڈیلور ہوئی، جس پر چار بجے تک مزید ایکورٹی ٹیسٹس ہونے تھے پر وہ پہلی اویلبیل رپورٹ اماٹل کہہ کر آیا تھا کہ اسے فوراً آتے ہی بھیجی جائے۔

نامہ بھی رکی کیونکہ اماٹل اپنے فون کو دیکھے کرب زدہ ہو گیا تھا۔

"سب ٹھیک ہے امائل؟"

نامہ اسکے تاثرات دیکھے پریشان ہوئی۔

"مانیہ!۔۔۔"

امائل کی آواز کا پی تو نامہ کا دل۔

"کیا ہوا اسکی رپورٹ آگئی کیا؟"

نامہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"اسے بریسٹ کینسر diagnose ہوا ہے"

یہ خبر نامہ سلطان پر کسی بھب جیسی گری تھی، اسکالان سے اتارے پھول کو
سہلاتا ہاتھ تھا۔

واٹ! اوہ مائی گارڈ۔۔۔۔ which stage امائل

نامہ نے امائل کی طرف دیکھتے دکھ و تکلیف کی ملی جلی کیفیت میں پوچھا۔

"فسٹ لیسٹ۔ ٹریٹمنٹ شروع نہ ہو اتو جلد دوسری سٹیج تک منتقل ہو جائے گا کیونکہ ٹیومر کا سائز بڑھ رہا ہے۔ ابھی چند کیمو تھراپی کے بعد ایک آپریٹ سے اسکی روک تھام بہت آسان ہے"

وہ پریشان نہیں تھا، وہ اندر تک ہلا ہوا تھا، اسکی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

"تو دیر کس بات کی ہے۔ شروع کر دو ناں علاج۔ وہ تمہارے لیے باقی پیشنٹس کی طرح ہی ہے ناں ابھی۔ یہی سمجھو۔"

نامہ بے قراری سے اماٹل کا چہرہ تک رہی تھی۔

"میں اسکا یوں ٹریٹمنٹ نہیں کر سکتا۔ وہ میرے لیے باقی پیشنٹس جیسی نہیں ہے نامہ۔"

I want to marry her"

یہ ڈاکٹر امانل خرد کا نہیں، اس شخص کا فیصلہ تھا جس نے مانیہ سے شدید چاہت جوڑ لی۔

"واٹ! یہ تم اس لیے کہہ رہے ہو کہ وہ تمہاری سیدھی سی بات بھی منفی لے گئی یا واقعی اتنی محبت ہو چکی ہے جسے اب شادی میں بدلنا ضروری ہے" نامہ نے فکر و نرمی سے امانل کے جذبات کریدے۔

"نہیں نامہ! میں اسے اپنی محبت کا یقین صرف حق سے ہی دلا سکتا ہوں ورنہ وہ یونہی چھوٹی چھوٹی بات پر دل جلانے لگی۔ اپنا بھی اور میرا بھی۔"

امانل کا فیصلہ بہترین تھا اور ابھی نامہ کچھ کہتی کہ پھر سے امانل کا فون رینگا۔
WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"اب کون ہے؟"

نامہ نے بیقراری سے پوچھا، جبکہ امائل اپنے فون پر مانیہ کی تصویر اور خلیہ دیکھے اندر تک مانو پھٹ گیا ہو، اسکی ٹاپ اسکے کافی جسم کو عیاں کر رہی تھی اور وہ نشے میں دھت تھی، یہ تصویر اسے امائل کے کسی کلاس فیلو نے بھیجی جس نے پچھلی بار بھی امائل کو مانیہ کے ساتھ دیکھا اور نیچے لکھا تھا کہ امائل تیری بلبل تو مست ہو رہی ہے، تو کدھر ہے۔

نامہ نے ایک ہی وقت میں امائل کے چہرے پر ہزاروں تاثرات محسوس کیے۔

"وہ مجھے ایسے تکلیف دے گی میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔"

نامہ نے جب اس سے فون لے کر دیکھا تو امائل سے زیادہ تکلیف نامہ کو ہوئی۔

"اف! یہ کیسی ظالم لڑکی ہے امائل"

نامہ کو سخت افسوس ہوا۔

"میں کلب جا رہا ہوں۔۔۔ اسکی مستی نکالنی ضروری ہے"

امائل غصے میں تھا پر نامہ نے اسکو آواز دیتے روکا۔

"نرمی سے بات کرنا۔ ابھی غصے کا حق نہیں رکھتے۔ کل آؤ تو تمہاری شادی کی بات بابا اور خردانگل کے آگے رکھتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کیا مناسب لگتا ہے ان دو کو۔۔۔ گڈ لک"

نامہ کی رحم طلب نظروں پر امائل نے اپنے عتاب کو اسی وقت سنبھالا، وہ نامہ کو مشکور اور آمادہ سی نظروں سے دیکھتے ہی اپنی گاڑی کی طرف بڑھاتا تو نامہ نے بھی اپنی گھڑی پر وقت دیکھا، دس منٹ تھے مگر وہ روانہ ہو گئی کیونکہ انتظار بہت مشکل ہو چکا تھا۔

.._____..

نامہ بیس منٹ تک پہنچ چکی تھی پر ابھی بھی دس منٹ جلدی آگئی پر کیا کرتی، اپنے دل کے ہاتھوں بے بس ہو رہی تھی۔ نامہ نے خود کو نوح کی

نظروں سے دس منٹ بجائے رکھا اور فوڈ میس جا کر ایک سٹرونگ سی چائے پی۔

ویسے تو اوٹ سائیڈرز کو یہاں کچھ بھی کھانے پینے کی پر میشن نہیں تھی پر نامہ سلطان کو وہاں وی آئی پی انٹری ملی تھی جس کا اسے بھی علم نہ تھا مگر جب چائے پی رہی تھی تبھی کسی پیشنٹ کی فیملی ممبر نے دوسرے پبلک کیفے ٹیریا کے بجائے جب ڈاکٹرز کے فوڈ میس کا رخ کیا تو وہاں کی سیکورٹی نے اسے آنے نہ دیا۔

"یہاں صرف سٹاف آسکتا ہے سر، آپکے لیے دوسرا فوڈ میس موجود ہے"

سیکورٹی مین جب اسے بھیج کر واپس آیا تو نامہ اپنی چائے فنش کرے اٹھ کر انکی طرف آئی جو نامہ کو دیکھتے ہی مودب ہوئے رکے۔

"آپ نے انکو روکا پر مجھے کیوں آنے دیا پھر؟ میں بھی اوٹ سائیڈر ہوں۔ کسی ڈاکٹر کے ساتھ آوں تو ٹھیک پر رولز کے مطابق میں یہاں اکیلی نہیں آسکتی ناں۔۔۔ کیوں آنے دیا پھر؟"

نامہ کو بے چینی سی ہوئی، محترمہ نا انصافی برداشت جو نہیں کرتی تھیں۔

"کیونکہ آپ کے لیے ڈاکٹر نوح ادا دوغان نے یہاں لائف ٹائم انٹری کروا دی ہے۔ ان فیکٹ وہ اس ہو اسپتال رہیں نہ رہیں آپ کو یہاں آنے کی ہمیشہ پر میشن رہے گی یہ ہمارے ریکارڈ میں بھی درج کر دیا گیا ہے"

وہ سیکورٹی مین مسکرا کر کہے چلا گیا پر نامہ کو لگا وہ وہیں دھنس گئی، اس روز جب نامہ نے امائل کو کہا تھا کہ وہ یہاں کا کھانا ہمیشہ کھانا چاہے گی تبھی ویٹر نے یہ بات سنی تھی اور نوح کو بتادی اور اسی دن نوح نے یہ فوڈ میس نامہ کے لیے ہمیشہ کے لیے آلا و کر وادیا۔

وہ جانے کتنی دیر وہیں کھڑی رہی، یہ تو نوح کی آواز نے اسے ہوش میں لایا۔

"نامہ سلطان! کیا ہوا؟ کھڑے کھڑے سو رہی ہو؟"

وہ چونک کر گھومی تو آگے وہ سیاہ میں بے ترتیب سے خلیے کے ساتھ مخصوص انداز میں مسکراتا کھڑا دیکھائی دیا، تھوڑی ان ہیزل آنکھوں کے آس پاس تھکاوٹ سی بھی تھی۔

"ن۔۔ نہیں۔ آپکا ویٹ کر رہی تھی"

وہ نظریں جھکا کر بمشکل بولی۔

"آگے سے کھڑے ہو کر مت کرنا ویٹ۔ بیٹھ کر ایزی ہو جایا کرو۔۔۔ لٹس گو سکیٹنگ دیکھنے کو بہت بے چین ہوں۔ کافی ٹائم بعد شوق ہوا۔ وہ بھی جب تم نے بتایا کہ تمہیں پسند ہے"

وہ آگے بڑھنے لگا پر نامہ کو وہیں تھما دیکھے رک کر پلٹا، وہ اسکی طرح آزرده نظروں سے دیکھتی ملی، پل بھر وہ نظر نوح کے اندر تک گڑھ گئی، وہ چلنے لائق نہ رہا۔

اپنے اور نامہ کے بیچ کا فاصلہ سمیٹا۔

"تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

نوح کا سوال فکر سے لبریز تھا۔

"میرے لیے اس فوڈ میس کو آلاؤ کیوں کروایا آپ نے ہمیشہ کے لیے؟ جبکہ آپ جانتے ہیں ہمارا یہ ساتھ ہمیشہ کا نہیں۔ میں ایک بار اس جاب کو چھوڑ کر گئی تو پیچھے پلٹ کر دیکھوں گی بھی نہیں مسٹر نوح۔ پھر یہ سب؟ ایسے وقتی ساتھ میں ایسی مستقل چیزیں بہت ان فٹ اور عجیب لگتی ہیں۔ مجھے اچھا نہیں لگا"

وہ اب تک سنجیدہ تھا پر آخری جملے پر نظریں سی چراتا مسکرایا، اس لڑکی کو کچھ اچھا کب لگے جناب کی حسرت ہی بن گئی تھی۔

"یہ فوڈ میس ریسٹورنٹ مجھے بھی آلاؤ وہ تاعمر کے لیے۔ بھلے میں اس ہو سہٹل رہوں نہ رہوں۔ آئی فیل کہ ان فیوچر ہماری کبھی از میر میں

ملاقات ہوئی، تو ہم اپنی میٹ آپ ڈیٹ اسی میس میں کریں گے۔ اب اس کے لیے ضروری ہے ناں ہم دو کو یہاں آنے کی پر میشن ہو۔ اب مے بی تب نوح ادا دو غان یہاں کام نہ کرتا ہو تو تمہیں ساتھ کیسے لائے گا، لیکن جگہ یہی درکار ہوئی تو ہم دو کو میسر یہ اجازت مفت کے کھانے پینے کا انتظام کر دے گی ناں۔۔۔ ملنا بھی ہو جائے گا اور کھانے پینے کی بچت بھی۔۔۔ سمجھا کرو نامہ سلطان۔۔۔ یہ کفایت شعاری کہلاتی ہے "

وہ اتنی خوبصورتی سے ہیر پھیر کرتا کہ سامنے والا سمجھ ہی نہ پاتا کہ اس شخص نے کیا کر دیا جیسے اس وقت نامہ سلطان مسکرائی، وہ اتنی جلدی نامہ کو بہلا دے گا سوچا نہ تھا تبھی دل میں ٹیس جگی کہ کس ظالم طریقے سے نامہ کو چکر دے گیا ہے حالانکہ وہ تو نامہ کی پسند پر مر مٹ رہا تھا اور اسے خود بھی اس کا پتا نہیں تھا۔

"ایسی کفایت شعاری کے کیا کہنے! میں غصہ ہو گئی تھی سن کے۔"

وہ بہت ہی ہلکی پھلکی ہو گئی پر نوح کا دل یوں تھا کہ سل آگری ہو۔

"تم اتنی معصوم ہو کہ تمہاری آنکھوں میں جھانک کر جب میں اپنا آپ دیکھتا ہوں تو اپنی مطلبی ذات سے ڈر جاتا ہوں۔ اپنے جذبات سے تمہیں لاعلم رکھ کر میں تمہیں کتنی دیر مزید دھوکہ دینے والا ہوں نہیں جانتا پر ہاں میں تمہارے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں نامہ۔ یہ محبت ہے، عشق ہے۔ یا وقتی کشش نہیں جانتا پر ایسا پہلی بار ہوا کہ میں کسی کے لیے اک پل غافل ہونا بھی حرام جان رہا ہوں۔۔۔۔"

وہ نامہ کی مسکراہٹ دیکھتے دیکھتے بہت کچھ سوچ گیا، نامہ اسکی نظروں سے بے چین ہو گئی اور خود ہی پہلو بدل بیٹھی۔

"آجائیں ویٹ کر رہی ہوں گاڑی میں"

وہ گئی تو نوح نے کتنی دیر تک اسے جاتے دیکھا پھر اپنے بکھرے بے ترتیب بالوں میں ہاتھ پھیر کر انھیں سنوارنے کی کوشش کرے پیچھے ہی لپک گیا۔

نامہ ابھی تک اپنی Rolls-Royce کے پاس کھڑی تھی، نوح کے بیٹھتے ہی خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور جلدی سے مسکرا کر وہ چھوٹا سا باکس جس میں اس پیسٹری کے دو پیسیز تھے، ڈیش بورڈ سے اٹھا کر اس نے نوح کی طرف بڑھائے، وہ دھیماسا اس منی کارٹون شپ باکس کو دیکھے مسکرایا حالانکہ نوح کو پستہ بالکل پسند نہ تھا پر نامہ کا جب نام آئے اسے زہر بھی پسند اور قبول تھا۔

"تم نے بنایا اسے؟"

نوح نے اس کارٹون باکس کو اوپن کرتے پوچھا تو وہ سٹیرنگ سنبھالتی سر ہلا گئی پر طلب تو نوح کی ستائش کی تھی کہ وہ کچھ کہے۔

"اگر اچھا نہ ہو ایہ katmer تو تمہیں آج میرے ساتھ کیل سکیٹنگ کی سزا ملے گی"

نامہ نے فخر یہ سر ہلایا کیونکہ ایسی کوئی سزا اسکی بنائی ریسپی پر ملنے سے رہی
جبکہ نوح کو اسکا کانفیڈنس بہت بھایا۔

"آپ کو بہت پسند آئے گا"

وہ پر یقین تھی، نوح نے اس پیسٹری کا پیس اٹھا کر اپنے منہ میں لے جاتے
ایک بائیٹ تو چھوٹی سی لی کیونکہ وہ پستہ فلیور سے زرا دور بھاگتا تھا مگر یہ
katmer سچ میں نوح نے اتنی لذیذ اور مزیدار نہیں سوچی تھی، نوح نے
اس ایک بائیٹ کو ہی بھرپور انجوائے کیا، نامہ کا دل سست پڑا اسے ایک ہی
بائیٹ سے اتنا لطف لیتے دیکھ کر۔

"آئی وش ہم کپل سکیٹنگ کرتے، لیکن تم نے اسے ناممکن بنا دیا آج کے
لیے۔ یہ بہت پیور ٹیسٹ ہے، مہربان اور میٹھا۔ میں پستیچو ہیٹر تھا نامہ لیکن
اسکی ایک بائیٹ بتا رہی ہے میں نے یہ نفرت کر کے گھائے گا سودا کیے رکھا

چاہے "۱۱

وہ جانتی تھی نوح کی تعریف الگ ہوگی پر اتنی الگ کہ سانس روک دے یہ نہ سوچا تھا اوپر سے اس آدمی کی معصومیت، کہ وہ پوچھا رہا تھا کھالے، نامہ کو لگا اسکے ارد گرد نادیدہ حدت جاگ گئی ہو۔۔

"سب کھالیں۔ واپس بس یہ باکس چاہیے"

نامہ نے اپنے جذبات، نظریں اور کیفیت سب سنبھالنے کو گاڑی اسٹارٹ کی
پر نوح کو تو وہ کارٹون بادل بھی پسند تھا۔

"میں یہ بھی رکھ لوں؟ یہ بہت کیوٹ ہے"

نوح نے کھاتے ہوئے مزید فرمائش کی تو نامہ ڈرائیونگ کرے سامنے دیکھتی ہی مسکرائی اور سر ہلایا۔

"یہ باکس دے کر تو خرید لیا تم نے مجھے نامہ سلطان۔۔"

وہ جان بوجھ کر بچاری کا فوکس خراب کرنے پر تلا تھا، نامہ یہی دعا کر رہی تھی کہ بس اب یہ سکیٹنگ ایریا تک بندہ چپ رہے اور خدا کی کرنی کہ ایسا ہی ہوا۔

وہ لوگ فینس از میر آکس سکیٹنگ گراؤنڈ پہنچ آئے تھے، ویسے تو موسم کافی سرد تھا پر اس ایریا کے اندر ارٹھ فینشل سنوفالنگ کی جاتی جس میں سکیٹنگ کا اپنا مزہ تھا، چونکہ از میز میں برف گرنا شدید ٹھنڈ میں بھی ناممکن تھا تبھی یہ غیر حقیقی سیٹ آپ ہی ریل فیل کروانے کو بنایا گیا تھا۔

جب وہ لوگ اندر آرہے تھے تو انھیں وہاں گرم ٹریک سوٹس اور گرم ٹوپی، گلوں اور موزے پہننے پڑے کیونکہ اندر کا ٹمپریچر بہت لو تھا۔

نوح نے تو خود کو پیک کر لیا پر نامہ سے زرا دیر لگی بھالو بننے میں، اسے بھالو بنا دیکھے وہ ہنسا تھا جس پر نامہ گھور کر رہ گئی۔

خیر وہ وہ لوگ مین گراؤنڈ آئے تو وہاں کپلز سکیٹنگ کا الگ ٹورنامنٹ جاری تھا، اور نوح نے اسی کی ٹکٹ لی تھی، دونوں کے لیے گراؤنڈ باؤنڈی کے ساتھ والی جگہ خالی تھی تو وہ لوگ وہیں آکر رہے۔

سکیٹنگ کپلز بہت ہر و فیشنلی ایک دوسرے کی باڈی کو ہینڈل کرتے تھے اور فلیکسیبل طریقے سے سکیٹنگ کرتے ڈانسنگ اور مووونگ سٹیپ کرتے، اس پیچ کچھ کپلز کس بھی کرتے جو وہاں کا ایک ٹریڈیشن ونگ پوائنٹ تھا۔

نامہ بس اس پوائنٹ کو نوح کے ساتھ کھڑے ہو کر دیکھنے میں نروس تھی پر کچھ دیر بعد ہی نامہ کو محسوس ہوا وہ ان کپلز کو کلوز بھی نہیں دیکھ پار ہی حالانکہ لوگ بہت انجوائے کرتے ہوٹنگ کرتے ان لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔

"کس سب سے بیسٹ پارٹ ہے ناں؟"

نوح کو نامہ کی گھبراہٹ بڑھانے کی شرارت سو جھی، نامہ نے مہارت سے یہ وار روکا۔

"ہر گز نہیں۔ سب سے فضول اور واہیات پارٹ۔۔۔۔"

وہ فوراً بول اٹھی، نوح نے اسکی طرف حیران ہوتے دیکھا تو نامہ نے فوراً آنکھیں چرا لیں۔

"اگر تم نیکسٹ ٹائم میرے ساتھ کیل سکیٹنگ کرو تو یہ پارٹ یقیناً مس ہوگا۔ ویسے بھی اس ایڈیشنل۔ ویری چیپ پارٹ"

نوح کے فوراً بیان بدلنے پر نامہ چکر اگئی۔
 "آپ دیکھ نہیں رہے کس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہو رہا ہے وہاں۔۔ میں

بس اکیلے سکیٹنگ کرنے میں کمفرٹیبیل ہوں مسٹر نوح"

نوح تو اسکی پہلی بات پر اٹک گیا، گردن گما کر کیپلز پر غور کیا کہ نامہ کو اور کیا ایسا دیکھائی دیا جو وہ اپنے اور اسکے بیچ نہیں چاہتی۔

"کیا ہو رہا ہے نامہ۔۔۔ مجھے سچ میں نہیں سمجھ آئی"

نوح نے انجان بننے کی اعلیٰ قسم کی اداکاری کی۔

"دیکھیں اس میل کا ہاتھ فی میل کو کیسے چھو رہا۔ پھر وہ دو ایک دوسرے کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہے ہیں مسلسل۔"

نامہ نے بوکھلاہٹ کے سنگ سمجھایا تو نوح نے اب جا کر اتنی گہرائی نوٹ کی۔

"تم میری آنکھوں میں مت دیکھنا ناں"

نوح نے حل پیش کیا، نامہ مزید بے چین ہوئی۔

"اور جو ہاتھ گناہ کمائے گا وہ؟"

نامہ نے گال پھلائے۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا اسکے بعد ہم اللہ سے معافی مانگ لیں اس گناہ کمانے کی"

نامہ اسکے سوال پر سر تا پیر گھومی، آخر چیز کیا تھائے آدمی۔

"جب معافی ہی مانگنی ہے تو گناہ ہی کیوں کرنا۔ قبل از وقت ہی پرہیز کر لینا چاہیے"

وہ بھی ٹھیک ہی بولی پر وہ کیا کرتا کہ نامہ کے معاملے میں کچھ ٹھیک نہیں بچا تھا۔

"کیا ایک بچہ شرارت سے پہلے سوچتا ہے نامہ کہ اگر اسے پیرنٹس سے معافی مانگ کر اس شرارت سے توبہ ہی کرنی ہے تو وہ شرارت کرے ہی کیوں؟"

نامہ اسکے سوال پر الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں کیونکہ وہ بچہ ہے۔ وہ ایسا سب نہیں سوچ سکتا۔ وہ جو بھی کرے ماں باپ معاف کر ہی دیتے ہیں۔ لیکن اللہ جان بوجھ کر کیے گناہ معاف نہیں کرتا"

نامہ نے اپنی طرف سے بہترین جواب دیا۔

"اس ستر ماں سے بڑھ کر چاہنے والے سے ہم کیسے معافی نہیں لے سکتے نامہ، اپنی ہر لرزش و خطا کی لاڈ سے معافی لے سکتے ہیں یہ اس نے ہمیں حق دیا ہے۔"

وہ اب کی بار سچ میں پریشان ہوئی۔

"ایسے تو اسکا ڈر ختم ہو جائے انسانوں پر جب سب کو یہ لگے گا کہ وہ تو ہر شے بخش دے گا مسٹر نوح"

نامہ کی معصومیت کا وہ پھر قائل ہوا۔

"اس سے محبت، ڈر سے بڑی ہونی چاہیے۔ اس پر یقین بھی اس ڈر سے بڑا ہونا چاہیے۔ ڈر بس اس چیز کا ہو کہ وہ روٹھے نہ، وہ کھونہ جائے، وہ ہم سے عاقل نہ ہو جائے۔ وہ ہمیں سننا نہ چھوڑ دے، وہ ہمیں پاس بلانا نہ ترک کرے۔ ہم لوگوں نے اسکے ڈر کو غلط معنوں میں لے لیا نامہ، ورنہ ہمارا رب تو مہربان ہے، قہار تو وہ بس ظالموں کے لیے ہے، وہ محبت اور یقین کرنے والوں کے لیے محبت اور یقین ہی ہے، لاڈ کرنے والوں کے لیے لاڈ۔۔۔ تبھی چھوٹی موٹی خطاؤں کو وہ کسی کھاتے میں نہیں رکھتا۔ اک بار اسے پکار کر کہنے کی دیر ہے کہ سنیں! یہ جو آپ نے میرے سینے میں دل نامی فتنہ رکھا یہی قصور وار ہے اس خطاء کا۔ اب دیکھیں سزاوار یہ دل ہوا یا میں۔۔۔ تم بتاؤ اللہ کا کیا جواب ہو گا پھر؟"

وہ مبہوت ہوئے اس بلندی کو دیکھ رہی تھی جس پر نوح بیٹھا تھا، اس اللہ کی موہنی تعریف بیان کرنے والا وہ سچ میں منفرد شخص تھا جبکہ وہ یہ بھی جتا چکا

تھا کہ وہ یہ خطا دل کے ہاتھوں بے بس ہو کر کرنا چاہتا ہے، نامہ کا سانس تھم سا گیا۔

"کیا جواب ہو گا؟"

وہ رو ہانسی ہوئی۔

"یہی کہ میں تمہارے دل کو ٹھیک کر دوں گا بہت بگھڑ گیا ہے اور تمہیں بھی بگاڑ رہا ہے"

وہ مسکرایا تو نامہ کی بھیگتی آنکھیں بھی مسکرائیں۔

"جس دل میں اسکی محبت ہو وہ تا دیر بگھڑا رہی نہیں سکتا۔ پھر بھی یہ خطا کرنے کا پلین کینسل۔۔ تیرہ دن بعد ہی اب ہم یہاں واپس آئیں گے۔ مے بی تب کچھ ایسا تعلق بن جائے کہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھونا اور ہاتھ کا گناہ کمانا جائز بن جائے"

وہ بہت سے جذبات نامہ تک پہنچا گیا، مسکراتے مسکراتے اس شخص نے نامہ کی روح چھولی، اسے بنا چھوئے، بنا کسی مطلب کی نگاہ ڈالے اپنا اسیر کر لیا اور اسیری کسی بشر کی ہو تو سنو اسب کچھ اک بار بگھڑتا ضرور ہے۔

نامہ اسے دیکھتی رہی جواب سامنے نظریں جمائے فرصت سے اس باونڈری دیوار پر بازو ٹکائے کپلز کو دیکھ رہا تھا، جبکہ نامہ سلطان کے لیے دنیا جہاں کی دلچسپیاں اپنی موت مر کر رہ گئی تھیں۔

اما نل کلب پہنچا تو انٹر ہوتے ہی جو پہلا نظارہ تھا وہ مانیہ کو اپنے دوست کے ساتھ ناچتے دیکھنا تھا اور جس طرح وہ لڑکا مانیہ کی کمر جکڑے اسکی تھائیز تک ہاتھ پھیر رہا تھا، اما نل سے برداشت کرنا مشکل تھا اوپر سے اما نل کے اپنے کلاس فیلوز چیپ گھٹیا جملے کس کر اما نل کو سر سے پیر آگ میں بدل رہے تھے۔

مانیہ نے امانل کو جب دیکھا تو وہ اس لڑکے سے مزید فزیکل ہونے لگی اور تبھی امانل نے اس تک بھری موج بنے فاصلہ سمیٹا اور اس چپکتے غلیظ آدمی کو اس زور سے پیچ مارا کہ وہ لہراتا ہوا زمین بوس ہوا، اسکا سر بری طرح زمین سے پٹکا کہ اٹھنے کی ہمت نہ تھی دوسرا نشے میں تھا۔

"آئیندہ اسے چھونے کی کوشش کی تو ہاتھ کاٹ دوں گا تمہارے۔ تم سب سن لو۔۔۔ یہ لڑکی میری ملکیت ہے۔۔۔۔۔ کوئی اس پر گندی نظر ڈالنے سے پہلے سوچ لے اسکا حال کتنا بدتر ہو گا۔ یہ گری غلاظت ابھی ٹریلر تھا"

امانل نے غرا کر اس گرتے لڑکے کے باقی پھنکارتے دوستوں کو بھی

وارننگ دی اور اپنا بلیڈز اتار کر وہ مانیہ کے گرد پہنائے اسے زبردستی

ناصر ف باہر لایا بلکہ مانیہ کے ہچکولے کھاتے نازک وجود کو سنبھالتے اپنی

گاڑی میں منتقل کرے پہلے تو گاڑی اس گندگی کے اڈے سے کچھ دور

بھگائی، مانیہ نے اس پیچ گردن پھیرے نظریں ونڈو سے باہر کر رکھی تھیں پر

اماٹل کے پہنائے کوٹ کو بری طرح جکڑ رکھا تھا، وہ رو رہی تھی پر بس بس
آنکھیں نم تھیں۔

اماٹل نے کچھ فاصلہ سمیٹتے ہی گاڑی روکی تو مانیہ کو لگا اب وہ اس پر توجہ دے
گا تبھی وحشی بنی وہ کوٹ اتار کر اسکی گود میں پھینکے ڈور کھولنے کی کوشش
کرنے لگی پر وہ لاک تھا، اماٹل نے پہلے تو اسکی بازو پکڑنے سے خود کو روکا پر
جب وہ مسلسل گاڑی کا ڈور کھولنے کو دھکیل رہی تھی تو اماٹل کی جیسے بس
ہوئی، بازو سے دبو چتے اس نے مانیہ کو نا صرف اپنی طرف کھینچا بلکہ دوسرا
بازو اسکی کمر میں لپیٹے ہلنے لائق بھی نہ چھوڑا، وہ ڈرنک تھی پر بری طرح
کرب سے بھری تھی۔

WWW.MIRZANOVELS.COM

"میں نے تمہیں جس دن برا کہا یا سمجھا تم میری جان لے لینا مانیہ"

بظاہر تو اتنا قریب کرے ایسے الفاظ میں یقین دلانا کافی تھا پر مانیہ کے لیے یہ
تکلیف اور ضد کے آگے بے شمار کم تھا، ہاں یہ ضرور ہوا کہ اس نے کچھ پل

مزاحمت اور آنسو دونوں اس شخص کو دیکھتے روکے تھے جب اسے امائل کی
پھر سے خوشبو سانسوں میں اترتی محسوس ہوئی۔

"مجھے نہیں لینی تمہاری جان۔ چھوڑو مجھے۔ تم کیوں آجاتے ہو ہر بار میرے
راستے میں۔ تم نے مجھے برے کردار کی کہاناں۔ اب قائم رہو اس بات پر"
وہ پھر سے مزاحمت کرتی امائل کو جھٹکنے لگی پر اس وقت مانیہ کے نازک سے
جسم میں قوت کا فقدان تھا۔

"میں نے نہیں کہا۔ کیسے یقین دلاؤں تمہیں؟ بتاؤ کیا کروں کہ تم اس تکلیف
سے نکلو۔ میں نے وہ ایک جنرل بات کی کہ ایسی چیزیں لا اعلان ہیں ورنہ ہر
بیماری کی شفاء اللہ اس بیماری سے پہلے بناتا ہے۔ مان جاو میری بات"

امائل اسے قریب رکھے ہی یہ سب سمجھانے پر لگا تھا جبکہ مانیہ نے اسکی
آنکھیں ہی دیکھیں بس، سنا کچھ نہ تھا۔

"نہیں م۔۔ مانوں گی"

وہ پھر ہچکی سی بھر گئی، اسکی بھیگی سانسیں شدید گرمائش میں ڈوبی تھیں۔

"رو نہیں۔ تمہیں آل ریڈی فیور ہے۔ تم نے میری بات نہیں مانی۔ اتنے گندے کپڑے پہن کر پھر ان واہیات دوستوں کے پاس آئی۔ یہ حرام چیز پی۔ تم نے کہا تھا مل لیا کروں تم سے پر جب تک تم ایسے کرو گی میں نہیں مل سکوں گا مانیہ۔ کیا چاہتی ہو بتاؤ"

وہ اسکے بالوں کو ہاتھ سے سمیٹے بس کسی طرح مانیہ کے آنسو روکنا چاہتا تھا جو اماٹل سے برداشت نہیں ہو رہے تھے۔

"ک۔۔ کچھ نہیں"

وہ ضدی ہوئی۔

"مجھ سے شادی کرو گی؟"

مانیہ کی جھکی بھیگی پلکیں دفعتاً اٹھیں تو وہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں کروں گی۔ تم نے مجھے گندا کہا۔ چھوڑو مجھے اماٹل مجھے درد ہو رہا ہے"

وہ شدید کرب سے بولی کہ اماٹل نے ناصر ف سے آزاد کیا بلکہ فاصلہ بناتے ہی کارڈور اوپن کیا اور دوسری طرف آکر سسکیاں بھرتی مانیہ کی طرف ہاتھ بڑھایا، وہ اسکے ہاتھ کو دیکھ کر جھٹک گئی۔

"باہر آ مانیہ۔"

اماٹل نے اپنی بات دہرائی مگر وہ منہ پھیر گئی جس پر اماٹل نے زبردستی اسکا ہاتھ پکڑے باہر نکالا، مانیہ نے پھر سے ناراض نظروں سے اماٹل کو دیکھا جیسے کرب ختم ہو رہا ہو اس لڑکی پر۔

"م۔۔ میں روز آؤں گی ادھر۔۔ اس سے بھی گندے کپڑے پہنوں

گی۔ گندے گندے دوستوں سے چپکوں گی۔ تم بہت برے ہو۔ تم نے

ہرٹ کیا ہے مجھے۔ تم نے اکیلا فیل کروایا ہے مجھے۔ تم روڈ ہو۔ تم ظالم ہو۔ تم

بس لگتے اچھے ہو، اور کچھ اچھا نہیں ہے تم میں۔ کبھی نہیں بتاؤں گی کہ تم پیارے لگتے ہو مجھے۔ بس کبھی نہیں بتاؤں گی دیکھنا تم"

وہ اسکے سینے پر مکے برساتی بولتی گئی اور امانل نے اول سارے اپنے ستم تو سن لیے پر آخری چند جملوں پر وہ اسکی بازوؤں کو اپنے ہاتھوں میں دبوچ گیا، مانہ نے سانس سارو کا۔

"مت بتانا۔ لیکن اکیلا نہیں چھوڑا تمہیں۔ دیکھو میرے ہاتھ خالی ہیں ابھی۔ کوئی حق نہیں ہے۔ تم دینا بھی نہیں چاہتی تو بتاؤ کیا کروں؟ کیسے خود پر لگے ان الزامات کو مٹاؤں؟ ٹیل می مانہ۔۔۔"

وہ غم زدہ تھا اور مانہ کو اسکی دکھی آنکھیں برداشت نہیں تھیں۔

"ت۔۔ تم مجھے ہرٹ کرتے ہو"

وہ اسکے سینے میں چھپتی پھر رو پڑی جبکہ اماٹیل نے ہاتھوں سے اسکی بازوؤں کو آزاد کیا اور مانیہ کو اپنی بازوؤں میں بسا لیا کہ وہ اسکے سینے لگی سکون سا پانے لگی تھی۔

"نہیں کرتا۔ میں بس غصہ کنٹرول نہیں کر پاتا لیکن تم پر تو وہ بھی نہیں کیا۔ پھر بھی آئی ایم سوری کہ تم ہرٹ ہوئی۔"

وہ اسکی پشت سہلاتا اس سے معافی طلب کر رہا تھا جو غلطی اماٹیل نے کی ہی نہیں۔

"نہیں کر رہی معاف"

وہ اس سے دور ہوئی اور وہاں سے لڑکھڑا کر جانے لگی جب اماٹیل نے اسکا ہاتھ پکڑے واپس اپنی طرف کھینچا۔

"غصہ مت دلاؤ۔"

وہ سمجھ نہ پایا اب کیا کرے اور وہ اسکے زرا سے اونچا بولنے پر بھی سہم گئی۔

"یوہرٹ می آگین۔۔۔ دیکھنا تم کل چھوٹے چھوٹے زرا زرا کپڑے پہن کر آؤں گی"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی آنکھوں میں گلابی آنکھیں گاڑے دھمکار ہی تھی اور امانل اس وقت کس قدر تکلیف میں تھا یہ اسکی بدلی بدلی رنگ والی آنکھیں بتا رہی تھیں۔

"میں تمہاری جان لے لوں گا ایسا سوچا بھی۔ جو بات تمہیں سمجھا رہا ہوں تم الٹائیوں کر ناچا ہتی ہو؟ کس قسم کی ضد ہے یہ؟"

وہ اسکی بازوؤں کو پکڑتا چڑ کر بول اٹھا کہ یہ لڑکی اسے آخر مارنے پر کیوں تلی ہے۔

"کیونکہ تم چاہیے ہو مجھے"

وہ اپنی بازوؤں کو بری طرح جھٹکتے بولی تو اسکی آواز سلوٹوں میں بدلی، اماٹل کا دل رکا تھا۔

"تبھی تو کہہ رہا ہوں شادی کر لو مجھ سے۔ کیوں ضد کر رہی ہو؟ میں ایسے تمہارے قریب آ کر گناہ گار ہو رہا ہوں۔ یہ تکلیف دہ ہے مانیہ۔ میرے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ ہے۔ تم میری تکلیف اور اپنی دونوں بڑھا کر کونسی تسکین پار ہی ہو۔ میں سنبھال لوں گا تمہیں۔ آئی پر امس"

وہ اب کی بار اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر گیا، لہجہ یوں ٹوٹ رہا تھا جیسے اماٹل کے اندر سب بکھر رہا ہو جبکہ مانیہ جانے کیوں خود اذیتی کی حدوں کو چھو رہی تھی۔

"اپنا ترس مت لٹاؤ مجھ پر۔ سمجھے۔۔۔ چھوڑو مجھے گھر جانا ہے"

وہ اسکے ہاتھ جھٹک کر منہ موڑ گئی۔

"میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ میرے ساتھ آؤ"

امائل نے اسے پکڑ کر زبردستی جب بٹھایا تو وہ گال پھلائے گھوری اور اس سے پہلے نکلتی وہ چینٹا۔

"بہت برا ہو گا اب تم ہلی یہاں سے"

مانیہ پھر سے سہم کر دم سادھ گئی جبکہ وہ چلا کر خود پر ملامت اگلے ہی لمحے کرتے دوسری طرف سے آکر بیٹھا تو مانیہ نے پھر سے منہ پھیرا، جبکہ امائل اسکی طرف دیکھ بھی نہ پایا کہ وہ اتنے نیم عریاں لباس میں تھی اوپر سے اسے اپنا کوئی ہوش بھی نہ تھا۔

دو غان و لاتک وہ لڑکی منہ پھیرے رہی، اسے امائل پر رتی برابر ترس نہ آیا۔
"گیٹ اوٹ۔۔۔"

وہ اب بھی وہشتاک موڈ میں تھا، اور اس سے پہلے مانیہ جاتی، امائل نے ڈور واپس لا کر کیا، وہ امائل کو گردن گما کر گھوری جو پتھریلی نظروں سے مانیہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"گلے لگنے کے بعد پھر جو تم نے میرا لہو جلایا، اسکا حساب دیے بنا جاو گی؟"

وہ اسکے سوال پر مزید آزرده ہوئی۔

"تو کیا جان لو گے اب میری تم۔۔۔؟ جانے دونوں۔ کیوں لاک کیا ہے بری ظالم لڑکی کو اب"

وہ اسی افیت سے اک اک حرف امائل کو آگ لگاتا بولی۔

"مانیہ۔۔۔"

وہ نرم پڑا تو وہ منہ پھیر گئی۔

"لاک کھول رہے ہو یا اپنے یہیں مر جانے کی دعا مانگوں؟"

وہ پوری قوت سے چلائی کہ اسکی آواز پھٹ گئی۔

"خیال رکھنا اپنا"

اماٹل نے چپ چاپ لاک کھول دیا اور اس پر بھی وہ دکھی ہوئی، آخر کیوں جانے دے رہا تھا وہ اسے جب وہ اماٹل کے پاس سے ہلنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"نہیں رکھوں گی۔ آگ لگا دوں گی خود کو"

وہ اسے اکساتے چینخی تو اماٹل نے اسکا منہ جبرے سے دبوچتے اپنے نزدیک کیا، مانیہ خوف سے ساکن ہوئی۔

"پھر میں بھی یہی کروں گا۔ تم جو خود کے ساتھ کرو گی، میرے ساتھ ہوتا سہنے کی برداشت بھی اکھٹی کر لینا"

وہ اسے صاف صاف اسکی کمزوری پر دھمکا گیا، مانیہ اسے اتنا ظالم کہاں سمجھتی تھی۔

"جب میں مر جاؤں گی پھر نہ تو مجھے دنیا میں کسی کے مرنے کی خبر ہو گی نہ کسی کے جلنے کی۔ میں اپنی جہنم میں مزے کر رہی ہوں گی"

وہ سفاکیت سے بولی، اسکا جبر انرم پکڑ کے سنگ اب تک امائل کے ہاتھ کی گرفت میں تھا۔

"تمہیں جہنم میں جلنے کا اتنا شوق ہے تو میری می۔۔ چوانز کی جہنم دوں گا تمہیں یقین کرو۔ ایک بکواس کرو گی تو تین سنو گی یاد رکھنا"

وہ اس سے دگنا وحشی ثابت ہوا، مانیہ نے اسکا ہاتھ جھٹک کر اپنے جالائن کو سہلایا جیسے امائل کی انگلیاں گالوں میں گڑھ گئی ہوں۔

"بک بک ہی کرنا بس۔۔ پیار نہ کرنا۔۔"

وہ بھی چلائی جبکہ امائل کو لگا مزید اس لڑکی کے ساتھ رہا تو نارمل انسان نہیں رہ سکے گا۔

"نگلو میری گاڑی سے"

امائل کی برداشت ٹوٹی تو وہ بھی لاک کھلتے ہی انازادی بنی باہر نکلی اور اپنی ہیل سے امائل کی گاڑی پر اچھی سکر پیچ ڈال کر گئی جس پر وہ جب باہر نکلا تو گاڑی کی سائیڈ پیٹی پر بنے نشان پر پلٹا تو وہ دروازے سے اندر جانے سے پہلے گزبھر لمبی زبان نکال کر گئی اور اس سے پہلے وہ اس تک جاتا وہ جلدی سے ولا کے گیڈ کے اندر گھسی، امائل اپنی مٹھیاں بھینچتا ضبط ہی کرتا رہ گیا۔

"یا اللہ مجھے صبر دے"

امائل نے اپنے ماتھے پر آڈھلکے بالوں کو ہاتھ پھیر کر سنوارا اور گاڑی میں بیٹھے ہی گاڑی سٹارٹ کی جبکہ مانیہ سیدھی اپنے روم میں گئی اور بیگ وہیں دروازے میں پھینکتی مسکراتی ہوئی میٹرس پر جا کر گری، اسکی آنکھیں ہولے سے بند ہونے لگیں۔

"تم صرف میرے ہو"

وہ نیند میں ہی بڑبڑائی جبکہ اماٹل سے باخدا ڈرائیونگ کرنا محال ہو چکا تھا، بلکہ سانس بھرنا بھی۔

.._____..

"کافی تھکا دیا میں نے تمہیں؟"

وہ لوگ ساڑھے دس تک واپس آچکے تھے، گاڑی دوغان والا کے پورچ میں جیسے ہی رکی، دیشا جو ڈریسنگ میز کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی، جلدی سے برش وہیں میز پر چھوڑے وہ اپنے روم سے باہر جانے والے وال گلاس تک آئی جہاں اسکی نظر پورچ میں رکی Rolls-Royce پر جا جمی۔

"نہیں ایسا نہیں، بس آپ نے جو اللہ کی تعریف بتائی آج مجھے اس نے چپ لگا دی۔"

نامہ نے گردن موڑے نوح کے پر سکون چہرے کو دیکھا۔

"پہلے کسی نے نہیں بتایا تمہیں؟"

وہ گہری ہیزل آنکھیں نامہ کے اندر تک اتر رہی تھیں۔

"ایسا نہیں بتایا، آپ کو یہ سب کس نے سیکھایا؟"

نامہ کو تجسس تھا جس کے تحت وہ پوچھ بھی بیٹھی، نوح نے گہرا سانس اس مہکتی کار کی فضا میں لیا، اب تو نامہ کو اپنی Rolls-Royce میں خود سے زیادہ نوح کی خوشبو رچی محسوس ہوتی۔

"میری ممانے، شی وازویری پیور سول۔ اچھی روحیں تبھی چلی جاتی ہیں جلدی تاکہ اچھی ہی رہ سکیں۔ یونویہ دنیا ہے نامہ سلطان، یہ سیاہ کرنے میں دیر نہیں کرتی۔ تمہاری ماما کہاں ہیں؟ تم نے ابھی تک انکا ذکر نہیں کیا؟"

آج نوح کو لگا کہ شاید وہ اسے اپنی یہ تکلیف بتادے گی پر نامہ کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔

"میری کوئی ماما نہیں ہیں۔"

وہ سپاٹ تھی، نوح اسکی اذیت فیل کر سکتا تھا، وہ سمجھ گیا کہ یہ نامہ کی زندگی کا سب سے ویک پوائنٹ ہے۔

"کبھی کمفرٹیبیل ہو تو تم بتا سکتی ہو"

نوح نے اسکے دونوں ہاتھوں کو دیکھا جنھیں وہ آپس میں الجھاتی اپنی تکلیف دبانے کی کوشش کر رہی تھی، نوح انکو تھام کر دبانا چاہتا تھا پر جانتا تھا نامہ ناراض ہو جائے گی۔

"میں انکے بارے بابایا امائل سے بھی بات نہیں کرتی مسٹر نوح تو آپ سے کیسے کروں۔ آپ سمجھ لیں یہ ناممکن ہے میرے لیے"

وہ خود کو خود ہی سنبھال گئی، اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ بھی مدھم پڑی تو نوح نے مزید کوئی سوال نہ کرتے کارڈور اوپن کیا تو نامہ بھی سیٹ بیلڈ کھولتی باہر نکلی۔

"باہر کیوں نکل آئی۔۔۔ جاوناں نامہ سلطان"

وہ شرارت سے بولا تو نامہ نے آنکھیں سی نکالیں۔

"باہر آپ جو کھڑے ہیں۔ آپکے بقول آپکی تو دنیا فین ہے ناں"

وہ منہ بسور کر بولی، حالانکہ نوح اچھے سے جانتا تھا وہ اسے سی آف کرنے گاڑی سے اتری ہے، جبکہ دیشا کی نظر جب نامہ سلطان پر گئی تو اس عورت کی آنکھیں پتھر اگئیں، جس بچی کو پاگل اور سائیکو سمجھ کر فراموش کر رکھا تھا وہ اتنی بڑی اور پر اعتماد ہو کر سامنے آئے گی اس سفاک نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

"پر آپکا تعلق تو اس دنیا سے نہیں نامہ سلطان"

وہ مسکرا کر گاڑی سے لگ کر کھڑا جتا ہوا بولا تو نامہ بوکھلاتی سامنے آرکی۔

"میں بس چاہ رہی تھی آپکو اندر جاتا دیکھوں پھر جاؤں۔۔۔ آپ کہتے ہیں تو آگے سے گاڑی میں ہی بیٹھ جاؤں گی"

نامہ نے فوراً سچائی سے جواب دیا تو نوح خفیف سا مسکرایا، اسکی گہری نظریں نامہ کو آنچ دے رہی تھیں۔

"ڈنر کرو گی؟"

وہ جان بوجھ کر ستانے کو بولا تو نامہ نے رحم طلب نگاہ ڈالی۔

"آپ نے کہا تھا اب میرج کے بعد ہی آفر دوں گا"

وہ اتنی شدید بوکھلائی اور اکتائی کہ سمجھ نہ آئی کیا کہہ بیٹھی اور جب احساس

ہوا کھڑے کھڑے رخ پلٹ کر اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئی جبکہ دل چاہا

پیچھے پلٹنے کے بجائے زمین پھٹے اور اندر سما جائے، نوح اس سے جو اگلو انا چاہتا

تھا، وہ کر گیا اور اب جناب کو جنتی نیند آنی تھی۔

"اسکا مطلب ہے میرج والی بات کو تھوڑا سہی پر مس روح منہ لگا رہی ہیں۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟"

وہ گاڑی سے ٹیک چھوڑے نامہ کے عقب میں رکا کہ نامہ زرا بھی ہلتی تو اس مضبوط پہاڑ سے ٹکرا جاتی تبھی تو اس ٹکراؤ سے بچنے کو سانس بھی روکے کھڑی تھی۔

"آپ عجیب آفرز کرتے ہیں کہ منہ سے غلط نکل جاتا ہے۔ میں ایسی کسی فضول بات کو بالکل اہمیت نہیں دے رہی۔ میں جارہی ہوں پلیز ادھر منہ کریں"

نامہ سے اب اسے دیکھنا مشکل تھا اور ستم وہ کہنے سے ہچکچائی بھی نہیں، دیشا کی نظریں ان دو کے بیچ کے کچھ خاص کنکشن کو بڑی گہرائی سے جانچ رہی تھی کیونکہ نوح کو اس نے تو ہنستا بہت کم دیکھا پر جب نامہ نے کہاناں منہ ادھر کرنے کا، وہ اپنا قہقہہ نہ روک سکا۔

"میرے ادھر منہ کرنے سے کیا ہو گا نامہ سلطان؟"

وہ نامہ کو اپنے ہنسنے سے زیادہ پریشان نہ کرتے دلچسپی سے بولا تو وہ اپنا بگھڑا
اعتماد واپس یکجا کرے پلٹی پر نوح سے آنکھیں نہ ملا سکی۔

"میں جاتی ہوں مسٹر نوح"

نامہ نے سائیڈ ہوتے نکلنا چاہا جب وہ پھر سامنے ہوا تو نامہ نہ ٹکرانے کی
بھرپور کوشش کرتی بمشکل سنبھل کر پیچھے ہوئی اور نوح کو شاکی خفا نظروں
سے گھوری۔

"کبھی کبھی بات مکمل بھی کیا کرو۔ ہر بار بھاگ جانا مسائل کو بڑھاتا ہے"

وہ اسے نرمی سے اکسارہا تھا جبکہ نامہ نے پھر سے نظریں جھکا لیں۔

"سب میں برائیاں ہوتی ہیں۔ جیسے آپ کبھی کبھی جھوٹ بولتے ہیں، میں

کبھی کبھی بھاگ جاتی ہوں۔"

وہ پھر سے بھوری آنکھیں اٹھا کر ان ہیزل آنکھوں کو دیکھ کر بولی۔

"بھاگنا، جھوٹ سے کہیں درجے نقصان دہ ہے۔"

وہ اک سیدھی دھمکی تھی، نامہ نے پہلو بد لنا چاہا پر وہ ہنوز سامنے جما تھا۔
 "میں جاؤں؟"

وہ بات نہ کر پار ہی تھی۔

"جاو۔ روک نہیں سکتا تمہیں نامہ سلطان۔"

نوح نے خود ہی فاصلہ سمیٹا اور گھر کی طرف چلا گیا جبکہ نامہ اسکے جملے کی بازگشت کتنی ہی دیر اپنی ذات کے گنبد میں محسوس کرتی رہی۔

جبکہ نامہ کو لگا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے اور جب اسکی نظر گلاس وال پر گئی تو
 دیشا فوراً اندر کی طرف دیوار کے پیچھے چھپ گئی، نامہ نے اپنا وہم سمجھ کر

جھٹکا اور اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہی جب گیڈ کھلنے پر نکلی تبھی صارم پاس سے گزر کر اندر آیا مگر جب اسکی نظر نامہ کی گاڑی پر گئی تو وہ ٹھٹک کر رہا۔

"کیا گاڑی ہے یار۔۔۔۔۔ لاکھوں کی لاٹری"

صارم کو نوح کی کسی ڈانٹ یا پیار کا اثر نہ تھا کیونکہ وہ گاڑی جس طرح وحشی نظروں سے دیکھ چکا تھا وہ اسکے ارادے بتانے کو کافی تھیں۔

"سنو! یہ کسکی گاڑی ہے؟"

صارم نے سیکورٹی مین کو مخاطب کیا۔

"نامہ سلطان کی۔ وہ نوح صاحب کی ڈرائیور ہیں"

صارم نے امپریس ہوتے سر ہلایا اور اندر کی طرف لپکا جبکہ اسکی آنکھوں کی شیطانیت بتا رہی تھی کہ صارم کے ارادے نامہ کی Rolls-Royce کے لیے کافی گندے ہیں، وہیں نوح واپس روم میں پہنچا تبھی ڈور کھولتے ہی نظر

ملازم پر پڑی جو نئی بیڈ شیٹ نکال کر دوسری اتارنے ہی لگا جب نوح نے دروازے میں کھڑے ہی چلا کر اسے روکا۔

"ہٹو! منع کیا تھا ناں میرے کمرے سے دور رہو۔۔۔۔؟"

نوح نے اس کو پکڑے پیچھے کیا کہ وہ بچا را ملازم بھی پریشان ہو گیا۔

"سر بیڈ شیٹ تو روز بدلتے ہیں ناں سب رومز کی۔ گندی ہو رہی ہو گی"

وہ منمنانا۔

"میرے بیڈ روم کی شیٹ کو تم لوگ ہاتھ مت لگانا کیا لکھ کر دوں۔ میں جب

اسے یوز ہی نہیں کر رہا تو کیا بھوت آکر اسے گندی کریں گے؟"

نوح تو لڑنے پر اتر آیا۔

"پر سر اسے ٹھیک تو کرنے دیں"

ملازم نے وہ سلوٹیں دیکھتے، بکھر الحاف دیکھتے پھر سے چھونا چاہا جب نوح نے اسے بازو سے پکڑے کمرے سے باہر نکالا۔

"میرے روم کی ڈپلیکیٹ کی مجھے دو"

نوح نے اسکی طرف غصے سے دیکھتے ہاتھ پھیلا یا تو ملازم کو نوح کی دماغی حالت پر شبہ گزرا، فوراً سے چابی نوح کے ہاتھ پر رکھی۔

"اب نکلو شاہاش۔ باقی گھر چمکاؤ۔ میرے روم کو بخش دو اسکے حال

پر۔۔۔۔۔"

نوح نے ٹھک سے اسکے منہ پر دروازہ بند کیا جبکہ تکیے والی سائیڈ پڑی دوسری بیڈ شیٹ اور اسکے تکیے اٹھا کر لے جاتے واپس کمرے کے بیڈ شیٹس والے

کارنر میں رکھے اور واپس روم میں آیا، بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنا غصہ قابو کیا پر ان سلوٹوں کو دیکھتے جیسے غصے میں کمی آنے لگی ہو۔

"میں تم سے ہی یہ بیڈ شیٹ ٹھیک کروانا چاہتا ہوں نامہ، میری سادگی دیکھو کہ کیا چاہتا ہوں۔۔۔۔"

نوح نے مسکرا کر اپنی خرافاتی پلاننگ پس لب دہرائی اور جناب زرافریش ہونے بڑھے جبکہ تیسری جانب دیشاواپس ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے عکس پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔

دیشا نے کبھی نہیں سوچا تھا قسمت اسے یوں اسکی بیٹی سے ملائے گی، وہی بیٹی جسے استعمال کر کے اس نے فیروز سلطان سے طلاق لی تھی، یہ کہانی تب شروع ہوتی ہے جب سوہا کریزی ایک بہت بڑے بزنس مین جہانگیر عالدین سے شادی کے بندھن میں بندھی، بچپن تنگ دستی میں گزارنے والے اکثر بچے تو سنور جاتے ہیں مگر کچھ سوہا جیسے تھے جنکی خواہشات کا گڑھا بہت بڑا

ہوتا ہے، دنیا پوری نکل سکتا ہے۔ سوہا بچپن میں اک غریب اور سخت

گھرانے میں پیدا ہوئی کہ والد اسے اور اسکی ماں دونوں کو باقاعدہ پٹیا

کرتے، سانس کھل کر لینے پر پابندی تھی بس سوہا نے فیصلہ لیا کہ وہ اپنی ماں

کی طرح گھٹ گھٹ کر نہیں جیے گی تبھی وہ اک دن گھر سے اکیلی ہی فرار ہو کر از میر چلی آئی، پھر یہاں سیٹل ہونے کے لیے اسے درکار تھی موٹی آسامی جو سوہا کی قسمت اچھی کہ اسے دنوں میں ہی مل گئی۔

وہ جہانگیر عالدین کی سیکرٹری تھی، بس پھر نئی نئی جوانی کو چھوتے جہانگیر کو اپنی ادائیں دیکھا کر قابو کیا اور شادی رچالی، تب تک وہ سوہا تھی، وہ بہت خوش تھی کہ ایک کڑورپتی مل گیا اب تو راج ہوں گے مگر سوہا کو شادی کے ایک ہفتے بعد ہی پتا چلا کہ جہانگیر عالدین جو درحقیقت ایک کڑورپتی ہے اندر سے بالکل دیوالیہ ہو گیا، سوہا کے تو جیسے سارے خواب چکنا چور ہوئے، وہ تو بس پیسے اور عیاشی کے چکر میں آئی تھی، بس وہ دن تھا کہ اس نے جہانگیر سے اپنا رشتہ خراب کرنا شروع کیا، آئے دن جھگڑتی، طلاق کا مطالبہ کرتی، وہ بھلے خود غرض اور مطلبی تھی پر جہانگیر نے اسے سچے دل سے چاہا، وہ اسے سمجھاتا کہ کچھ وقت صبر سے اسکا ساتھ نبھائے وہ سب حالات درست کر لے گا، اسی بیچ اللہ نے دونوں کو بیٹی مانیا دی، مگر سوہا کو عزت و

خوشی نہیں بلکہ عیاشی اور دنیا درکار تھی، اس نے مانیہ کو تو پیدا کر لیا پر جہانگیر کو ناک تک عاجز کیے اس سے طلاق لے لی، وہ اس سے مانیہ کو چھین کر کسی کو بیچ دینے کا بھی سوچ چکی تھی، کسی بے اولاد جوڑے کو مگر جہانگیر نے قسم کھائی کہ وہ مانیہ کی کسٹری نہیں دے گا، طلاق ہوئی تو سوہا کو اب نئی آسامی درکار تھی، بھوک پڑی تو جیسے نئے بکرے کی تلاش شروع ہوئی، اس بیچ اسے خبر ملی کہ اسکے باپ نے اسکی ماں کو دھکا دے کر مار دیا اور خود پولیس کے ڈر سے سولی لٹک گیا، سوہا اتنی بے حس تھی کہ اسے اپنے ماں باپ کے مرنے پر بھی کوئی افسوس نہ ہوا کیونکہ ماں تو اسکے بقول مری ہوئی ہی تھی جبکہ جتنا ظلم باپ نے اس پر ڈھایا اسے لگا باپ اسی لائق تھا۔

خدا نے سوہا کریزی کو حسن کی بے شمار دولت دے رکھی تھی تبھی تو کوئی بھی اسے اک بار دیکھتا تو دیوانہ ہو جاتا۔

طلاق کے سات ماہ بعد سوہا اک نئے بکرے سے ملی جسکا نام تھا فیروز سلطان، استنبول میں شور و مز کا پھیلا بزنس، ایک کھاتے پیتے گھرانے کا اکلوتا

وارث، بس مانیہ کی کسٹڈی کو جہانگیر سے لینا فی الحال چھوڑے اس نے فیروز کو پھنسیا، سوہا کا یہی پلین تھا کہ کچھ ماہ اس آدمی کو الو بنائے گی پھر اس کا پیسہ بٹور کر نکل لے گی اور مانیہ کی کسٹڈی کے لیے جو رقم درکار ہے اس کا بھی بندوبست ہو جائے گا مگر سوہا جس نے چند ماہ کا پلین سوچا تھا، مقدر نے اسے ساڑھے پانچ سال تک فیروز سلطان کی قید دے دی، فیروز اس فراڈن سے سچ میں عشق کر بیٹھا، پہلا سال تو سوہا بھی مزے سے رہی، عیش کیے، اللہ نے اس بد بخت کو یہاں بھی بیٹی یعنی نامہ عطا کی مگر دولت کی ہوس تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی، فیروز زیادہ خوبصورت نہیں بلکہ گندمی رنگت کا مالک ایک سیدھا آدمی تھا اور جو سوہا نے انجوائمنٹ سمجھا وہ اس کی قید بن گیا، جیسے تیسے کیے ساڑھے پانچ سال بعد اپنی ہی بیٹی کی گمشدگی پر اس نے فیروز کو جیل سے چھڑوانے کی شرط طلاق رکھی کیونکہ وہ فیروز کو اتنا تو لوٹ چکی تھی کہ اب مزید کی ضرورت نہ تھی، سوہا نے کچھ دن تو نامہ کی خیریت دریافت کی پھر اسے اک تیسرا بکرا مل گیا، اور وہ تھا میکائیل جس نے نشے میں آکر اسی سوہا

کے ساتھ ایک رات گزار لی اور پھر میکائیل کو وہ بلا مسلسل جھیلنی پڑی، یہاں دیشا نے میکائیل کو فیروز سے شادی کا تو نہ بتایا پر اپنی پہلی شادی اور بیٹی کا ضرور بتا دیا کیونکہ خود میکائیل بھی شادی شدہ اور بیٹے کا باپ تھا تو دیشا کو اپنی وہ بیٹی ہتھیانی اور استعمال کرنی آسان لگی، کیونکہ نامہ تو اس کے بقول آدھی پاگل ہی ہو چکی تھی اور اپنے باپ کی طرح سائیکو کسی کام کی نہ تھی دیشا کے لیے، یہ یاد رہے کہ فیروز سے طلاق کے بعد ہی سوہانے اپنا نام دیشا سے بدل لیا، آئی ڈی کارڈ تک کیونکہ وہ اپنی پچھلی زندگی سے خوفزدہ تھی، خاص کر فیروز کے ساتھ گزرے گھٹن بھرے دن کیونکہ وہ اس کے لیے بہت وحشی حد تک جنونی تھا، اب جب دیشا، دلہن بن کر میکائیل کے ساتھ دوغان ولا آئی تو میکائیل کا بارہ سال کا بیٹا تھا جبکہ خود دیشا کی پہلے شوہر سے جو اولاد تھی وہ تب تک بڑی ہو چکی تھی، مانہ ویسے تو تب چھ سال کی تھی پر وہ کمزور سی لگتی تین چار سال کی تھی، دیشا کو جب پتا چلا کہ میکائیل کے بیٹے کے نام اسکی ساری پر اپرٹی ہے بس تبھی دیشا نے جہانگیر سے ایک بار پھر کیس

لڑا اور مانیہ کی کسٹڈی ہتھیالی جو اس وجہ سے ممکن ہوئی کہ جہانگیر فائنشلی بہت ویک تھے کہ وہ مزید کیس نہ لڑ سکے اور مانیہ کو ہار گئے۔

تو اپنی دو بیٹیوں میں سے اچھی والی کو اپنے پاس لائے دیشانے اپنے سیکور فیوچر کا لمبا پلین بنایا تھا جو اسی اولاد نے برباد کر دیا۔

مگر آج نامہ سلطان کو یوں دیکھے اس سفاک کی ممتا تو نہ جاگی پر فلاپ ہوا کھیل ضرور واپس کھیلنے کی ہمت لوٹ آئی۔

"جو کچھ مانیہ نہیں کر سکی، اب تم کرو گی نامہ سلطان۔ آخر میرے تمہیں پیدا کرنے کا کوئی تو صلہ ملنا چاہیے۔ تمہاری بڑی بہن تو بالکل ہی نکمی نکلی۔ اور جسے نکما سمجھا تھا یعنی تم، تم تو سونے کے انڈے کے اوپر بیٹھی ملی ہو۔ نوح کی قسمت بہت خراب ہے۔ میری ایک بڑی بیٹی سے بچ گیا، پر چھوٹی سے نہیں بچے گا۔۔۔۔۔ نامہ دے گی مجھے اب تمہارے نام لگی ہر ایک چیز نوح ادا دوغان کیونکہ جس مرد سے مجھے فائنلی محبت ہوئی وہ میکائیل ہے جسے تم نے

میرا کبھی ہونے نہیں دیا۔۔۔ نامہ کو کرنا پڑے گا جو میں کہوں گی ورنہ اس ایمو شنل باپ کی ایمو شنل بیٹی کو دھمکانا کیسے ہے میں اچھے سے جانتی ہوں"

دیشا اپنی پلاننگ کیے اپنے ہی عکس کو دیکھے قہقہہ لگا گئی جبکہ دوسری طرف صارم اپنے روم میں کسی سے کال پر مخاطب تھا۔

"گھر کا مال سمجھ۔۔ میں نے جو پیسے جوئے میں ہارے ہیں تمہیں چوگنا ملے گا اس گاڑی کو بیچ کر۔ میں سچ کہہ رہا ہوں Rolls-Royce کا سب سے ایکسپینسواڈل ہے۔ ہاٹ اور سسیکسی گاڑی ہے۔"

صارم کی باتوں سے کچھ اچھی وائبرز نہیں آرہی تھیں، یعنی یہ لڑکا جوئے میں بھی پھنسا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ پتہ دے دینا۔ کل ہی اٹھواتا ہوں۔ آجکل پولیس گاڑیاں چوری کرنے والے گینگ کے پیچھے پڑی ہے کہیں میرے لوگ بھی نہ دبوچے جائیں۔ پیسہ چاہیے ورنہ ڈیلے کر دیتا۔ لوکیشن بھیج دینا مجھے کل"

وڈیو گیمنز کلب کے مالک نے بد لحاظ لہجے میں صارم کو مخاطب کرے کال کاٹی تو صارم نے شکر کا سانس بھرے خود کو صوفے پر لڑھکا دیا، پھر جیسے خرافاتی دماغ میں خیال سو جھا تو وہ اٹھ کر کمرے سے نکلا اور نوح کے کمرے میں گیا۔

نوح اسی وقت نہا کر نکلا تھا، صارم کو آتا دیکھے نرم شفیق مسکرایا۔

"بھائی! ایک کام تھا آپ سے۔ بلکہ آپ کی ڈرائیور سے"

صارم شرافت کے سنگ نوح کے پاس جا رکھا، نوح نے ٹاول سائیڈ رکھتے توجہ صارم پر ڈالی۔

"کیسا کام؟"

نوح نے متفکر ہوئے پوچھا۔

"بھائی دراصل کل نوبے میری پرفامنس ہے کالج فالن کمپس ہال میں تو آپ اپنی نامہ کو کہیں گے مجھے ڈراپ کر دے وہاں، میری گاڑی تھوڑا مسئلہ

کر رہی ہے تو دن کو ورک شاپ بھیجوادی تھی۔ ڈرائیونگ کا بھی موڈ نہیں تو نامہ کو کہیں مجھے کل ڈراپ اورپک کر لے۔۔ بس دو گھنٹوں کی بات ہے"

صارم منجھا دکار تھا اور نوح کو اسکی بات تو عجیب لگی پر نوح کو لگا کہ یقین کرنا چاہیے بھائی پر، ویسے بھی یہ صارم کا آخری موقع تھا۔

"ویسے تو وہ میری ڈرائیور ہے لیکن میں کہہ دوں گا تمہیں ڈراپ اورپک کر لے لیکن فضول اس سے کسی قسم کی بات یا مزاق کیا تو تمہارا منہ توڑ دوں گا صارم"

نوح کو اپنے بھائی کی فطرت پتا تھی اور نامہ کا مزاج بھی تبھی قبل از وقت وارن کیا، صارم مسکینت سے مسکرایا۔

"اوکے بھائی نہیں کرتا یار۔ تھینکیو۔۔ اچھا تھوڑے پیسے تو دے دیں کل چاہیں ہوں گے"

صارم نے شرم اور غیرت سائیڈ کرتے بے تکلفی سے ڈیمانڈ کی تو نوح نے خود کو کوسا کہ کس لیے اس چیز کو فری کر دیا ہے، چند ہزار لیر انکال کر نوح نے چمکتی آنکھوں والے بھائی کی ہتھیلی میں رکھے۔

"یہ دو ہفتے چلانا۔ پیسے درختوں پر نہیں اگتے یہ سوچ کر خرچ کرنا۔ اب جاو"

نوح نے بڑے بھائی کی طرح سمجھانا فرض سمجھا جبکہ صارم ابھی اتنی فرما برداری دیکھا رہا تھا کہ یہ نوح کو سچ میں ہضم نہ ہو پار ہی تھی، شک ہو رہا تھا جیسے صارم پھر سے کچھ کرنے والا ہے۔

نامہ واپس آ تو گئی پر دل نامی چیز کا دھیان آج سچ میں نوح ادا دوغان پر اٹک چکا تھا، وہ جب تک لوٹی، فیروز صاحب بھی واپس آ چکے تھے، کچھ زیادہ ہی واک کر لینے کی وجہ سے انکے پیروں میں کچھ تھکاوٹ تھی تو نامہ نے انکو مساج دیا، وہ نامہ کے نرم نرم ہاتھوں کا لمس اور اسکے پیار سے پیردبانے پر

مسرور انداز میں آنکھیں بند کیے لیٹے تھے، نامہ نے بابا کی آسودہ صورت
تکتے سمائیل دی۔

"مور تو بڑے پیارے ہیں"

فیروز صاحب جیسے کچھ یاد سا آنے پر فوراً سے آنکھیں کھول گئے تو نامہ نے
دانستہ نظر سی چرائی۔

"بابا وہ کھلی جگہ پر رہتے ناں تبھی بھیجوائے مسٹر نوح نے"

نامہ نے آنکھیں چراتے جیسے بتایا، بابا کی دلچسپی بڑھی، وہ تکیہ مزید ایک کھینچ
کر کمر کے پیچھے رکھتے زرا تھوڑی اور توجہ نامہ کی طرف مبذول کر گئے۔

"مجھے تو لگتا ہے انکے پروں میں اپنا دل لپیٹ کر بھیجا ہے نوح نے، تجھے

دھڑکتے پر دیکھائی اور سنائی نہیں دیے ان peafowls کے؟"

نامہ کے ہاتھ تھمے، وہ گھبرا کر بابا کا منہ تکتے لگی۔

"بابا میں ان باتوں سے پریشان ہوتی ہوں۔"

وہ انکے پیروں کی طرف سے سرک کر وہیں قریب آتی بابا کے سینے پر سر رکھے بیٹھے بیٹھے دہری ہوئی۔

"نامہ! مجھے لگتا ہے وہ تجھے چاہنے لگا ہے۔"

وہ بابا کی ایک سی بات پر سر اٹھائے ناراضگی سے تکتے لگی۔

"وہ کیسے؟"

نامہ نے گال پھلاتے پوچھا تو فیروز سلطان اپنے دونوں ہاتھ اسکی گالوں سے لگاتے شفقت سے مسکرائے۔

"اگر اس نے مزید کچھ بھی تیرے لیے کیا تو یہ ثبوت ہو گا۔ کچھ بھی۔ اور تو

مجھے بتانا کیا وہ نارمل تھا۔۔۔۔"

وہ بابا کی تمہید پر ابھی۔

"کیا مطلب بابا؟"

نامہ کا دماغ پہلے ہی سیٹ نہ تھا۔

"ابھی سو جا۔ کل ڈیسا نڈ ہو گا یہ"

وہ اسکی نا سمجھی پر جی بھر کر نثار ہوئے۔

"نماز پڑھنی ہے ابھی۔ آپ سو جائیں بابا۔ گڈ نائٹ"

وہ جھک کر بابا کا ماتھا چومتی مسکرائی تو فیروز صاحب نے خوشی خوشی اجازت دی جس پر نامہ ان پر لحاف کروائے پاس سے اٹھی اور کمرے سے نکلی، اپنے

روم میں جا کر وضو کرے نماز کی نیت کی جبکہ دوسری طرف نوح کو امانل نے کال کر کے مانیہ کے بارے تو نہیں بتایا تھا بس نوح سے اسکی خیریت

پوچھی تھی، نوح کو اسکا لہجہ کچھ بکھرا لگا تبھی سونے سے پہلے وہ مانیہ کے روم

میں آیا مگر یہ دیکھ کر مطمئن ہو کر گیا کہ وہ تو سو رہی تھی، کسی کی نیندیں

حرام کیے یہ لڑکی کس مزے سے سو رہی تھی خدا کی پناہ۔

نوح نے اک نظر جا کر صارم کو دیکھا، وہ بھی سوچکا تھا، نوح اس بھائی کے اندر اٹھتے زہر سے ناواقف ابھی یہی سمجھنا چاہتا تھا کہ وہ سدھر گیا ہے، خیر نوح اپنے روم ہی کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسے بابا کے سٹڈی روم کی لائٹ آن دیکھائی دی۔

وہ فکر مند سا وہیں بڑھا پر جب ڈور اوپن کیا تو میکا ٹیل صاحب کسی گہری سوچ میں ڈوبے بیٹھے تھے، نوح کی نظر کتھی میز پر پڑے واٹن گلاس پر گئی تو دل تک جھلس گیا، جب باپ صاحب ایسے تھے تو نوح، صارم کو کیسے ٹھیک کرتا۔

"اس وقت یہ کیا کر اور پی رہے ہیں آپ؟"

نوح نے انکے ٹیبل پر رکھے گلاس کو اٹھانا ہی چاہا جب میکا نکل پہلے ہی گلاس اچک کر پیچھے کر گئے، نوح کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تمہاری ماں یاد آرہی تھی"

نوح کی آنکھیں پہلے ناراض تھیں، اس ایک جملے پر غصے سے اٹ گئیں۔

"انکی موت کو چند ماہ گزرے تھے اور آپ نے ایک منحوس قسم کی عورت کے ساتھ رات گزار لی تھی، اس ایک رات کی وجہ سے وہ اب تک ہم پر مسلط ہے۔ پھر ایک بیٹا بھی پیدا کیا۔ اتنا سب کرنے کے بعد آپ ماما کو یاد کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے بابا"

وہ شدید غصہ تھا کہ کن لوگوں میں آکر پھنسا ہوا ہے، ایک کو سیدھا کرتا ہے دوسرا ٹیڑھا ہو چکا ملتا ہے، نوح اپنی اس طرز کی زندگی سے سچ میں عاجز آچکا تھا، میکائیل دوغان کی سرخ پڑتی آنکھوں کو دیکھتے اور انکی تکلیف بڑھنے کا احساس کرے وہ زرا نرم پڑا، ٹیبل کر اس کرے بابا تک پہنچا اور گلاس انکے ہاتھ سے چھین کر سائیڈ رکھا، جو بھی تھا وہ بابا کے دل سے ناراض نہیں تھا کیونکہ اس میں صرف عنایہ بستی تھی۔

نوح نے بابا کو بچوں کی طرح خود سے لپٹ کر جب سسکتے دیکھا تو اس کا دل زرا
 رحم دل ہوا، وہ یہ سب دیکھ دیکھ کر تھک چکا تھا، نوح نے اپنے پیٹ اور کمر
 سے لپٹتے بابا کے بالوں کو سہلاتے جیسے حوصلہ دینے کی کوشش کی پر بہت دیر
 لگی میکا نکل دوغان کو سنبھلنے میں۔

"مجھے پتا ہے آپ دیشا سے پیار نہیں کرتے پر صارم کا کوئی قصور نہیں اسکی
 ماں کے کرتوتوں میں۔ وہ بچہ آپکا پیار ڈیزرو کرتا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ اسکے
 بگاڑ سنبھالنے مشکل ہو چکے ہیں۔ بابا اوپر سے آپ کی ایسی حالت، کیا آپ
 میرا دماغ خراب کرنا چاہ رہے ہیں۔۔۔ باپ اپنے بیٹوں کو سنبھالتے ہیں، اور
 ادھر تو سین ہی الٹا ہے"

وہ حوصلہ دے کر بھی منہ بسورے جارہا تھا جس پر میکا ٹیل نے اسے آزاد
 کرے آنکھیں اٹھائے شکوہ کناں نگاہ ڈالی جیسے کہہ رہے ہوں لے اپنا
 احسان واپس لے لے۔

"حوصلہ دے کر، دلا سے بھر کر اور کمزور پڑتے کسی فرد کو اپنا سہارا دینے کے بعد جتاتے نہیں ہیں نوح"

میکائیل دوغان جب اٹھ کر دلخراشی سے بولے، نوح کے دل میں ٹیس سی جگی، تو گویا اب وہ اپنے اندر کا غبار بھی نہیں بانٹ سکتا کیا؟ کیا اسے اپنی گھٹن اب اندر ہی رکھنی پڑے گی، یہ سوچے وہ خود پر مسکرا دیا۔

"آپکو یہ میرا جتنا لگا بابا؟"

نوح کی آنکھیں حقیقتاً درد میں آ گئیں۔

"ہاں تو۔ محبت بھی تو سب سے زیادہ میں تم سے کرتا ہوں نوح۔ تو اگر تمہیں میری تکلیف اور اذیت دیکھنی پڑ جاتی ہے تو تم جتنا دیتے ہو۔ پھر تکلیف دیتے ہو۔ پھر میں دکھی ہو جاتا ہوں"

یہ بابا کی غیر دماغی اس حرام چیز کی بدولت تھی ورنہ اتنے لاڈ تو نوح اپنے نہ اٹھاتا تھا کسی اور کے تو ناممکن تھے۔

"جا کر دیشا کی باہوں میں سو جائیں یار، دل مت جلائیں میرا"

وہ جانے لگا جب میکا نکلنے اسکی بازو پکڑے روکا۔

"مجھے تمہاری بازو چاہیے"

میکا نیل کی فرمائش پر نوح کے دماغ کی چولیس ہل گئیں۔

"کیا میری معشوقہ ہیں آپ یار، کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ تبھی کہتا ہوں یہ گند نہ پیا کریں۔ میرا پارہ ہائی کرتے ہیں پھر آپ ایسی حرکتوں سے"

نوح کی چڑشید پیاری تھی، باپ کو سنبھالنا واقعی اس وقت اجیرن لگا۔

"جب تک اصل معشوقہ نہیں آتی، میں ہی ہوں میرے شیر۔ ویسے بھی عنایہ کی خوشبو میرے چار سو سے خفا ہو کر چلی گئی بہت پہلے۔ بس تم سے آتی

ہے۔ میں اسے اور کہیں نہیں ڈھونڈ پاتا۔ تمہارے پاس ملتی ہے وہ

نوح۔۔۔ آئی رینی مس ہر۔۔۔ تم تو ظالم نہیں تھے ناں"

بابا کی آنکھوں کا درد، نوح کے سینے میں سلاخ سا اترا، وہ حسرت جو سینے کا درجہ حرارت بڑھا کر تپش میں اضافہ کر گئی۔

"آپ سب کی حرکتیں دیکھ دیکھ میرا دل کرتا ہے ظالموں میں سے ہو جاؤں یا۔"

نوح نے خود سے چپکتے بابا کو پرے کرتے سخت تپ کر کہا تو میکائیل دبا سا نوح کی چڑپر مسکرائے۔

"ایسا ناممکن ہے۔ تمہیں ظالم بننا نہیں آسکے گا پھر بھلے بڑھے ہو جاؤ۔"

بابا کے یقین پر نوح نے آزر دگی سے انکو دیکھا۔

"اسی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں آپ؟"

نوح کی آنکھوں میں ناراضگی تھی۔

"چھوڑو بھی خفگی۔ مجھے اپنی گود میں سر رکھنے دو ناں نوح۔۔۔"

نوح کی جیسے بس ہو گئی، وہ بے بسی سے جا کر کاوچ پر فون نکال کر سائیڈ آرم پر رکھے بیٹھا تو میکائیل درد انگیز نگاہ اس بچے پر ڈالے فوراً سے پاس ہی بیٹھے اور اپنا سر نوح کی گود جہاں وہ بابا کے لیے کشن رکھ چکا تھا، پر رکھتے ہی نوح کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے چوم گئے، یہاں اسے غصہ نہیں، بابا پر ترس آیا۔

"تم اس دنیا کے سب سے پیارے بیٹے ہو ورنہ مجھ سے باپ ہوں، بیٹے انھیں پاگل خانے چھوڑ آتے ہیں۔ یا پھر زندان میں ڈال دیتے ہیں"

میکائیل کا درد جیسے کھل کر انکی ذات پر حاوی تھا اور نوح کے پاس برداشت کے سوا کوئی حل نہ تھا، وہ بابا کی نجانے کون کون سی باتیں سنتا رہا کہ انکی تکلیف تو مٹادی خود کو ڈپریشن فیل ہونے لگا۔

ابھی نوح نے سر ہی پیچھے ٹکایا کہ فون نوٹیفکیشن پر بجا، نوح کا شدت سے دل چاہا یہ نوٹیفکیشن نامہ سے جڑا ہوا اور ایسا ہی ہوا۔

"میرے لیے مزید کچھ مت کیجئے گا مسٹر نوح"

نوح پہلے تو اسکے میسج کو دیکھ کر مسکرایا، جب پڑھا تو پھر پہلے سے زیادہ خوبصورت مسکرایا۔

"میں نے پہلے کیا کر دیا تمہارے لیے نامہ سلطان؟"

نوح نے اسی روانی سے جواب لکھا، وہ نماز پڑھے آکر میٹرس پر لیٹی بابا کی بات سے خوف کھاتی یہ میسج کر بیٹھی تھی۔

"بہت کچھ کیا، آپ کو اچھے سے پتا ہے"

وہ معاملہ نوح پر ہی چھوڑ گئی، نوح کو لگا سا راڈ پر لیشن دوا میں بدلنے لگا ہو۔

"مجھے اچھے سے آجکل جو پتا ہے تمہارے بارے وہ میں بتا نہیں سکتا

ابھی۔ کیا میں تمہیں وڈیو کال کر سکتا ہوں۔ تمہیں اپنا ایک سیکرٹ دیکھانا

چاہتا ہوں"

نامہ اسکے میسج پر گھبرا کر اٹھ بیٹھی، یہ آدمی وڈیو کال کا کہے نامہ کو فطری سے
ڈر میں ڈال گیا۔

"اس وقت؟"

نامہ کا گھبراہٹ سے سوال پہنچا۔

"میسج بھی تو اسی وقت کیا تم نے، کال میں کیا مسئلہ ہے؟"

نوح اسکے اعتراض کی بینڈ بجا گیا۔

"اوکے کر لیں پر بس پانچ منٹ۔ مجھے بہت نیند آرہی ہے"

نامہ نے اجازت دی اور تبھی کال آئی جسے اٹھانے سے پہلے نامہ کا دل بری
طرح دھڑکا، پروہ ہمت کیے کال اٹھا گئی۔

"سوئی شکل نامہ سلطان"

کال لگتے ہی وہ نیند میں ڈوبی نامہ کو چڑا گیا، خود نامہ کو ایسی بے تکلفی پر کرنٹ سالگا۔

"مسٹر نوح! تمیز سے بات کریں۔ بولا تو ہے نیند آرہی ہے۔ سوئی شکل ہی لگوں گی ناں رات کا ایک بج رہا ہے"

نامہ تو برا ہی منا گئی، پر باخدا دنیا کی پہلی ہستی تھی وہ جو برا مناتی ہی اتنا پیارا تھی کہ اسے منانے کا دل چاہتا، نامہ کی نظر سکریں کے ہلنے پر نوح کی گود میں سوئے کسی وجود کے سر پر گئی تو نامہ کے اندر آگ سی اٹھی، کیونکہ نامہ بس زرا سے بال ہی دیکھ پائی تھی۔

"کسی کے ساتھ ہیں آپ؟"

نامہ نے اپنے غصے کو بھرپور سنبھالے پوچھا تو نوح اسکی چھپی چھپی جلن پر جی بھر کر مخطوط ہوا۔

"ہاں ناں۔۔۔ میری گرل فرینڈ"

نوح نے زچ کرنے کو دانت دیکھائے، نامہ کے گال دھواں ہوئے پر بچاری خود پر قابو کرنے پر مجبور تھی۔

"تو مجھے کال کیوں کی۔ اس کے ساتھ وقت گزاریں ناں۔ میں رکھتی ہوں مسٹر نوح"

نامہ نے کال بند کرنی چاہی تبھی نوح نے سکرین نیچے کی تو نامہ میکائیل دوغان کو مزے سے سوتا دیکھے کال کاٹتے رکی، پھر خفیف سا مسکرائی پر جب تک نوح نے اپنی شکل تک کیمرہ لایا، محترمہ نے وہ خوبصورت قاتلانہ مسکراہٹ چھپالی۔

"اٹس سوسوئیٹ"

وہ نوح کو دیکھتی مسکرائی تو نوح کو لگا تھکاوٹ بھی جسم سے غائب ہو گئی ہو، اور ستم کہ ابھی بھی نوح کو یہ سمجھ نہ آئی کہ وہ نامہ سے زیادہ خود محبت اور عشق کی بیماری میں پڑ چکا ہے۔

"ایکچولی یہ والی میری گرل فرینڈ تو میری فیوچر وائف کو بھی تنگ کرنے والی ہے نامہ سلطان، کیونکہ بیویاں اپنا ٹائم سسر کے لیے کہاں قربان کر سکتی ہیں۔ ہاں کوئی تم سی ہو تو یہ قربانی دے بھی دے"

نوح کی جتنی لتاڑتی نظریں جہاں دل جکڑ رہی تھیں وہیں لفظ کام تمام کر گئے۔

"مجھ سی ہزار مل جائیں گی، دعا ہے آپکی فیوچر وائف آپکے اور آپکے بابا کے بیچ کبھی نہ آئے۔ مجھے لگتا ہے ہمارے پیرنٹس کو ہماری سب سے زیادہ توجہ اور محبت درکار ہے۔ ہم لوگ نئی جنریشن عشق پیار میں پڑ جاتے ہیں فضولیات کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا اصل فرض یہ ہے کہ ہم اصل محبتوں کا خیال رکھیں جو ہمیں حاصل ہیں۔ میں خود اپنے بابا کو کبھی اکیلا فیل ہونے نہیں دیتی، انہوں نے میرا بھیانک بچپن اکیلے سہا۔۔۔۔"

نامہ کہتے کہتے بے اختیار رکی، یہ سب تو وہ اپنے سائے تک سے نہیں کہتی تھی تبھی پریشان ہوئی کہ نوح سے کیسے کہہ بیٹھی، وہ بھی بابا کے سر اختیاط سے کاوچ پر کشن رکھ کر اس پر رکھے اٹھا اور فون لیے گلاس وال کے پاس آرکا۔

"بھیانک بچپن؟"

نوح کے سوال میں بے چینی تھی، نامہ مزید کچھ بولنے لائق نہ رہی۔

"میں سوتی ہوں"

وہ کال بند کرنے لگی جب نوح کی بات اسکا ہاتھ روک گئی۔

"نامہ! مجھ سے کچھ بھی کہتے کہتے دوبارہ کبھی مت رکنا۔ یقین مانو یہ بہت

ہرٹنگ ہے"

نامہ نے اسکی طرف تکلیف سے دیکھا، یہ کہتے وہ نامہ سے زیادہ پریشان لگا۔

"اور کہہ دینا اگر زیادہ ہر ٹنگ ہو جائے تو؟"

نامہ کا سوال اصولی تھا۔

"مجھے ہرٹ ہونے کی عادت ہے"

وہ رساں سے بات ہی سمیٹ گیا، نامہ نے نظریں سی جھکائیں۔

"مجھے ہرٹ کرنے کی عادت نہیں رہی اب"

وہ بھی تو نامہ سلطان تھی، نوح نے اس کے جواب کو ایسا ہی شاندار سوچا تھا۔

"ٹھیک ہو؟"

وہ بے اختیار نامہ کا دل مٹھی میں بھر گیا، اسکی ہیزل آنکھیں فکر سے بھری

نامہ پر مرکوز تھیں۔

"جی۔۔۔ میں سو جاؤں اب؟"

نامہ نے تھکن خوردہ سے لہجے میں منت تو نہ کی پر نوح کو ایسا ہی محسوس ہوا۔

"سو جاو۔۔۔۔ تھینکیو اس وقت میری کال پک کرنے کے لیے۔ صبح ملتے ہیں۔"

وہ اسے اجازت دینے میں بہت سخی واقع ہوا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ محبت کرتی ہے یہ نامہ کی تین لفظ نوح کو یقین دلا گئے، پہلی بار نوح ادا دوغان سے کسی نے یہ اس وقت پوچھا تھا جب وہ واقعی کسی کو کہنا چاہتا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں۔

"ہو رہا ہوں۔۔۔۔"

نوح کے تین لفظ مقابلے کے جان فرسا۔

"ٹیک کئیر"

نامہ نے رابطہ توڑا جبکہ نوح کو لگایہ کال کٹنے کے باوجود جاری ہے، آنکھیں
 نامہ سے بھری تھیں اور دل بھی، سب بدل رہا نہیں تھا، بلکہ نوح ادو غان
 کے اندر سب بدل چکا تھا۔

.._____..

اک نئی صبح راحت و سکون کے ساتھ سردی کی شدت بڑھانے از میر پر اتر
 آئی تھی، موسم آج فجر سے ابر آلود تھا اور بادلوں کی دبیز تہہ بتا رہی تھی
 اکتوبر کی بارشوں نے جلد تباہی مچانی ہے موسم سحر انگیز بنا دینا ہے۔ رات
 نوح بابا کے سامنے والے کاوچ پر نیم دراز ہوئے ہی سویا تھا، نجانے کیوں
 جیسے میکائل دو غان کی رات حالت تھی، اسکا دل نہ مانا وہ انھیں اکیلا چھوڑ کر
 جائے۔

فجر کی ادائیگی کے بعد نوح نے جیم کار گیولر چکر لگایا، وہ آتے ہوئے جہاں جہاں سے گزرتا آنے جانے والے رک کر احوال پوچھتے اور نوح انکو بہت محبت سے جواب دیتا۔

"ایک تو میرا دل پہلے ہی بے ایمان ہے اوپر سے موسم کے تیور واللہ! ایسے میں نامہ کو دیکھ کر جو میرے اندر سے ٹھڑکیوں والی بکواسیات نکلے گی اسے روکنا کسی مائی کے لال کے بس کا روگ نہیں۔ بس مولا یہ اچھا موسم دیا ہے تو عزت بھی اچھی والی سلامت رکھنا"

موصوف دل ہی دل میں اس بھگے موسم سے پناہ مانگتے ہوئے واپس ولا پہنچے تو اپنے سلجھے سنورے لان کی بہار دیکھ کر موڈ کچھ زیادہ ہی خوشگوار ہوا۔
 خیر اسے پتا تھا نامہ آتی ہوگی تبھی وہ سیدھا اپنے کمرے میں پہنچا، پہلے تو شاہور لیا پھر زراٹاؤں گلے میں ہی ڈالے وسل سی بجاتے موصوف اپنے وارڈ روم کا رنر پہنچے اور موسم کی نسبت سے کچھ میٹھا میٹھا تلاش کیا۔

خیر اسکی وارڈرب کسی رئیس کی وارڈرب جیسی تھی، ہر چیز ایسی آرگنائز تھی کہ دیکھنے والے کو شرطیہ رشک آتا یا پھر وہ نوح ادادوگان کے سکھڑپن کی داد دیے بنانہ رہتا۔ خیر بہت تگ و دو کے بعد نوح نے سٹیل بلوکلر کی ڈریس پینٹ چوز کی ساتھ بہت ہی ایکواکلروائٹ میں نادیکھائی دیتی بلوگھلے شیڈوالی شرٹ اٹھائی اور ڈریس پینٹ کے ساتھ آفلورس میچنگ بلیزر جو کہ آج موسم کی بھی ڈیمانڈ تھا جبکہ شوز براون brogue، بلیک ساکس کے ساتھ چڑھائے سمارٹ وایچ پہنے وہ آئینے کے سامنے رکے اپنی شرٹ کے دو بٹنز کھلے چھوڑے کف لنک لگانے کے بعد اپنے بالوں کو برش کرتے نہ جانے کیا سوچتا مسکرا دیا۔

خیر اپنی نیک سائیڈ دو سپرے پرفیوم کے کیے محترم آئینے سے زرا دور ہٹ کر اپنا کسرتی شاندار دراز قامت چمکتا سراپا تکتے تھوڑے خفیف سے مغرور ہوئے کہ دل چاہا خود کو ہی کہہ دیا جائے "اف کیا تراشی ہوئی مورت ہو تم"۔۔۔

جب خدا کی کرنی کہ آج نامہ نے بھی سٹیل بلو کلر کی photinia ٹاپ اور فٹ جینز جو بلیک میں تھی وہ پہنی، اور ہیلز بھی بلیک جبکہ آج ڈھیلا سا میسی بن بنا کر دو لٹیں آگے لہرا دی گئیں، نامہ بلاشبہ بہت اسٹائلش تھی پر آج تو محترمہ تباہی لگ رہی تھیں، اسکی ٹاپ کانیک اور بازو کے کارنر پر بہت سی سلوٹیں جمع تھیں جو اسکی ٹاپ کو لوز اور بہت ایلگینٹ پیش کر رہی تھیں، نامہ ایک طرف سے تھوڑی سی شرٹ اپنی پینٹ میں اندر اٹکائی تھی جس سے لک اور تباہی لگ رہی تھی۔

باقی میک آپ کے نام پر بس ہلکا سا نادیکھائی دیتا پارٹی میک آپ کرتی تھی جو اسکی سکن ٹون کے ساتھ بہت ہی خوبصورتی سے مرج ہو جاتا جبکہ لپ سٹک وہ نوڈ پینک کلرز کی ہی استعمال کرتی تھی۔

نامہ نے اپنی فائنل لک دیکھی اور اپنا باریک سا بلیک ہی لوز سوئٹر لیے وہ گاڑی کی کیز اور فون لیے کمرے سے نکل گئی۔

"جی تو آپ دونوں آگئے۔ مجھے کچھ بات کرنی تھی۔ ہمہ تن گوش ہو جائیں
زرا"

نامہ باہر آئی تو آج ناشتہ اندر ڈاننگ پر ہی میڈ نے لگا دیا تھا جبکہ فیروز اور خرد
دونوں ہی کسی نیوز پر گفتگو کر رہے تھے، نامہ آکر بیٹھی تو دونوں معززین
نے توجہ نامہ کی طرف مبذول کی۔

"ہو گئے ہم ہمہ تن گوش"

خرد صاحب نے مسکرا کر شرارتا کہا تو نامہ بھی خفیف سا مسکرائی اور فیروز
صاحب بھی۔

"اما نل! کسی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ اسکی پیشنت ہے اور ڈاکٹر نوح ادا
دوغان کی سٹپ مدر کی بیٹی بھی۔ آئی مین مجھے پتا ہے آپ دو حیران ہیں کہ
اما نل تو مجھے پسند کرتا تھا لیکن میں پسند تھی گائیز، محبت نہیں۔ اور میرے
طویل سجدوں کا ثمر دیکھیں کہ اسے پیار ہو گیا فائنلی یا ہووو"

یہ مختصر قصہ بتائے وہ ان دو حضرات کو حیران، پریشان اور اختتام تک
مسرور کر گئی، اسکا یاھو صدقے لائق تھا۔

"تمہارے سجدوں پر قربان جاؤں۔ لیکن یہ گدھا گھر ٹکے تو ہم اس پر کچھ
آگے سوچیں ناں بچے۔ تم ملی ہو اس لڑکی سے؟ ہم بڈھوں کے ساتھ
ایڈ جسٹ ہو جائے گی ناں ہماری بہو؟"

خرد صاحب کو بے شمار فکریں لاحق تھیں جبکہ نامہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی
ہوئی کیونکہ وہ امانل کورات جلدی آنے کا کہہ چکی تھی، اور اسی نے کہا کہ
دونوں محترمین کے کان میں زرا بات ڈال دے تاکہ رات معاملہ فورانمٹ
جائے۔

"اسے ایڈ جسٹ کروانا امانل کا کام ہے ناں خردانگل۔ ویسے میں ملی
ہوں، ہنس مکھ اور گھلنے ملنے والی لگی مجھے۔ ایڈ جسٹ کر لے گی۔ اور آئی تھنک

وہ ہمارے اماٹل کو پسند بھی کرتی ہے۔ شام کو اماٹل آئے گا۔ بس آپ دو
نے کہنا ہے آپ دوراضی ہیں۔"

وہ سارا کچھ سمجھاتی آخر تک مسکرائی کیونکہ دونوں بڑھے نامہ کو آبرو
اچکائے گھورے۔

"یہ تم حکم دے رہی ہو یا ریکوسٹ تھی میری جان؟"

اس بار فیروز صاحب میدان میں کودے تو نامہ مسکرائی۔

"بابا یہ حکم والی ریکوسٹ سمجھیں۔ چلیں نکلتی ہوں۔ خیال رکھیے گا ایک
دوسرے کا۔ آج میں شام تک آؤں گی واپس۔ کچھ کام ہیں مجھے۔ تو فکر مت
کیجئے گا میری"

وہ جاتے جاتے دونوں کو تاکیدیں کرنا نہ بھولی جبکہ خرد صاحب کی خوشی
دیکھتے فیروز صاحب کا دل بھی ٹھنڈا ہوا۔

"میری تو خواہش تھی اس گھر کا آنگن میری نامہ سے پر ہو پر چلو جیسا ان بچوں کی خوشی، نامہ اگر اس سے خوش ہے۔ اماں خوش ہے تو ہم بڈھوں کو بھلا کیا اعتراض۔ بس نامہ کو بھی کوئی اس جیسا پیارا ملے پھر میں بھی مکمل پر سکون ہو جاؤں۔ جہاں جائے گی بخت ہی جگائے گی وہ دیکھنا تو"

خرد صاحب کے الفاظ میں بے حد محبت تھی، اک معذرت کا عنصر بھی تھا، جبکہ آج فیروز سلطان تو کسی اور ہی خوش سوچ میں محو تھے، نامہ بھلے ابھی اتنی سمجھدار نہ تھی جتنے فیروز کیونکہ وہ نوح سے ملے بنا بھی اسکا نامہ کی جانب التفات بھرا رویہ بھانپ چکے تھے اور اب انکی دعائیں یہی تھیں کہ انکی نامہ، نوح کی ہو جائے۔

"ان شاء اللہ! میری تو ہر سانس میری نامہ کے لیے دعا کرتے نکلتی ہے خرد۔ اسکے نصیب پر اسکی بد بخت ماں کا سایہ بھی نہ پڑے۔ میں اس عورت کا سایہ بھی نہیں برداشت کر سکتا نامہ پر۔"

فیروز صاحب کے خدشے واقعی دلخراش تھے، خرد نے انکے ہاتھ کو دباتے دلا سادتی نظریں ڈالیں تو جیسے دل کو قرار سا ملا۔

خیر نامہ اپنے وقت پر ولا پہنچ چکی تھی، آج اس نے نوح کو ساڑھے چھ پک کرنا تھا تبھی وہ پورے وقت پر ہی پہنچی تھی، اپنی گاڑی سے نکل کر وہ خوبصورت سے لان کے کنارے آر کی جہاں دنیا جہاں کے پھول اپنی بہار دیکھانے لگے تھے، اکتوبر شروع کیا ہوا کہ ہر پودے پر نئی کوئلیں، پتے اور بہار سچی دیکھائی دینے لگی۔

"تم نے میرے ساتھ میچنگ کی نامہ سلطان؟"

نامہ جو ایک خاص قسم کے لان میں لگے گلابی پھول کو دلچسپی کے ساتھ دیکھنے کے بعد چھونے والی تھی، عقب سے نوح کی آواز پر اپنا ہاتھ روک گئی اور سیدھی ہوئے پلٹی تو اسکی نظریں نوح کے دلکش سراپے پر کسی مرتی نقطے سی

ٹھہر گئیں، یہ دونوں میٹھے کلر اس پر قیامت لگ رہے تھے پر نامہ خود نہیں جانتی تھی آج وہ نوح سے کہیں زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔

"یہ سراسر اتفاق ہے"

وہ بوکھلا کر نظریں ہٹا گئی، سر سری سی پلٹ کر اس پھول پر نگاہ کی۔

"Foxglove"

ہے یہ نامہ سلطان، شہد کی مکھیاں جن پھولوں کا رس چننے میں خوشی محسوس کرتیں ان پھولوں میں سر فہرست ہے لیکن یہ دھوکہ اور بے وفائی کی علامت بھی ہے"

وہ حیرت سے مسکرا کر نوح کو تنکنے لگی، مطلب موصوف کہنا چاہتے تھے وہ مکھیوں پر بھی مہربان ہیں، میچنگ کا سوال ٹالنا ہی تو نامہ کا مقصد تھا۔

"اور یہ؟"

نامہ نے ساتھ ہی کھلے گلابی blossoms کی طرح کے پھولوں کی طرف دیکھتے پوچھا تو نوح اسکی شرارت بھانپ گیا، وہ اسکے پاس رکا تو نامہ اسکے بہت قریب چلے آنے پر چہرے کے رنگ نہ چھپا سکتی گھبراتی محسوس ہوئی۔

"Carnation

کہتے ہیں انھیں۔ انکی خاصیت یہ ہے کہ کہ انکے بہت سے رنگ اور شکلیں ہیں نامہ۔ کرہ ارض پر ابھی بھی اسکی شکلیں مکمل دریافت نہیں ہوئیں۔ یہ devotion, love اور Fascination کی علامت ہے"

نامہ نے اسکی پھولوں پر جمی نظروں کے تعاقب میں دیکھا، پھر احساس نہ ہوا کب مسکرا دی ہے۔

"پھولوں کی بہت پہچان ہے آپکو، کانٹوں سے احتیاط و گریز بھی برتنا سیکھیں"

نوح نے نامہ کی اس بات پر اسے حیرت بھری نظر میں لیا، کہیں یہ لڑکی کانٹا خود کو تو نہیں کہہ رہی تھی۔

"کانٹا کون ہے میری لائف میں؟"

نوح نے دو بھنوں میں سے ایک کو اچکاتے دلچسپی سے پوچھا تو نامہ کندھے اچکاتی زر احصار سے نکلتی سائیڈ ہوتی اپنی گاڑی کی طرف جاتے جاتے پلٹی، وہ دنیا جہاں کی توجہ نامہ سلطان پر دیے نا سمجھی کی مورت بنا کھڑا تھا۔

"کیا پتا کون ہو۔ دیکھیں زر امیچنگ کی ہوئی اس نے۔۔۔ آجائیں لیٹ ہو رہے ہیں"

وہ مسکراتی جا کر اپنی سائیڈ کا کارڈور اوپن کرے رکی تاکہ جناب بیٹھیں تو وہ بھی سوار ہو۔

نوح بھی اپنی سائیڈ کا ڈور کھولتے رکا۔

"تم کانٹا نہیں ہو نامہ سلطان! بلکہ اچھا اضافہ ہو میرے احباب میں"

وہ اتنی سچائی سے بولا کہ نامہ کچھ پل نوح سے نظریں نہ ہٹا سکی۔

"نہیں! حب مطلبی رشتوں میں نہیں ہوتا۔ جبکہ یہاں ہم دونوں مطلب

سے جڑے۔ مجھے اس جاب سے ملتے پیسے چاہیں اور آپکو پک اینڈ ڈراپ

سروس۔ تو پھولوں کی ہر شکل واقعات پہچان جانے والوں کو اپنی زندگی کے

کانٹے اگنور نہیں کرنے چاہیں۔ یہ انھیں سیور کھے گا"

وہ شاید کل سے ڈری تھی، بابا کی بات کہیں سچ نہ ہو جائے تبھی آج کڑواہٹ

لہجے میں انڈیل لائی، نوح کو اچھانہ لگا پر وہ سہہ گیا، اپنی جگہ خاموشی سے

سنجھال لی کیونکہ نامہ کو اندازہ نہیں تھا کہ نوح جانتا ہے وہ اس کو چاہنے لگی

ہے۔

نوح نے اسے یو سپٹل تک مخاطب نہ کیا، نامہ کو جلد ہی لگا جیسے اس نے کوئی بکو اس کی ہے پروہ بھی نہ بولی۔ وریام ہو سپٹل کے پار کنگ ایریا میں گاڑی روکے وہ نوح کے جانے کی منتظر تھی۔

"میں کوشش کروں گا تم سے دوبارہ کبھی بے تکلف نہ ہوں، مجھے لگتا ہے تم میری بے تکلفی برداشت نہیں کر پائی۔ ہاں کل اتنی لیٹ کال کر دی۔ آگے یہ بگھڑا باس نجانے کیا کیا کر دے، بہت اچھی ہو تم نامہ سلطان کہ معاملہ بگھڑنے سے پہلے ہی احتیاط و گریز کا اپنے گرد دائرہ کھینچ گئی۔ آئی لائنک اٹ"

نامہ کا دل بہت افسردہ تھا پر جب وہ جاتے جاتے یہ سب بول کر بنا نامہ کی سنے گیا وہ رنجیدہ ہو کر رہ گئی، ایسا نہیں ہے یہ تین لفظ اسکی زبان میں ہی قید رہ گئے۔

"کیا بکو اس تھی یہ نامہ!"

وہ خود پربرہم ہوئی اور گاڑی بھی موڑ لی پر نوح آج پہلی بار ہو سپٹل انٹر ہوتے مسکرا نہیں رہا تھا ورنہ اسکے چہرے پر اک سکون بھرا تبسم ہمیشہ رہتا، آج وہ سچ میں اداس تھا، اسکے آتے ہی امائل نے ڈاکڑ ادا کے روم میں جھانک کر اجازت لی۔

"آجا و امائل"

نوح نے اجازت دی، توجہ اسکی کچھ پیشینٹ فائلز کے ساتھ رکھی مانیہ کی فائل پر بھی مرکوز تھی۔

"ٹریٹمنٹ شروع کر دو۔ سٹارٹنگ میں کچھ انجکشن دوتا کہ پہلے اگر سونلنگ یا پین ہے اسے ریلیز کیا جائے۔ اگر ضرورت پڑتی ہے تو اسے ایڈمٹ کرو اور وائز وہ ٹکنے والی چیز نہیں تو زیادہ پریشرازت مت کرنا۔ کچھ فی میل سٹاف کو اریج کیا گیا ہے، ایک دو دن تک وہ ٹیم بھی تمہیں جوائن کرے گی"

نوح کی نظریں فائل پر تھیں جبکہ امائل نے محسوس کر لیا کہ نوح آج زرا کچھ برہم ہے۔

"اوکے ڈاکٹر ادا! آپ ٹھیک ہیں"

امائل نے نرمی سے پوچھا تو نوح نے گہرا سانس بھرے امائل کی طرف دیکھا۔

"نامہ! اسکے بارے سب جاننا چاہتا ہوں۔۔۔"

امائل نے دھیماسا مسکراتے فائل اٹھائی۔

"اسکے بدلے اب مجھے مانیہ کے بارے کچھ نہیں جاننا، بلکہ کچھ ایکسٹرا چاہیے ہو گا ڈاکٹر ادا"

یہ وہی صاحب تھے جو کل تک کہہ رہے تھے وہ سیکرٹس رکھنے میں ماہر ہیں پر اب اپنا اور نوح دونوں کا معاملہ کچھ تشویشناک محسوس کرتے جناب کو یہی حل مناسب لگا۔

"تم جو کہو"

نوح تو جان بھی لٹانے کو تیار تھا۔

"میں مانیہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سادگی سے، چند لوگوں کے بیچ یہیں ہو جائے ہو سپٹل تو بھی چلے گا۔ اور یہ مجھے بنا کسی رکاوٹ چاہیے۔ اس کے بدلے میں آپ کو نامہ کے بارے سب کچھ بتا دوں گا"

امائل کی ایسی ڈیمانڈ اتنی جلدی آئے گی، نوح نے سوچا نہ تھا تبھی تو جناب کو چھوٹا سادھچکا لگا، نوح نے چیئر ٹیبل کے بیچ سے نکل کر امائل کی طرف قدم بڑھائے تو وہ بھی مقابل آتا زرا نوح کے ری ایکشن سے فطری ڈرا محسوس ہوا۔

"اسکی ماں اجازت نہیں دے گی اتنی جلدی جتنی تم چاہتے ہو سو آئی ریکمنڈ کے جہانگیر عالدین سے ملو۔ کافی ہیلپنگ انسان ہیں۔ انکی اجازت لے لو۔ میں تم دوکا یہیں خاموشی سے نکاح کروادوں گا"

نوح کی خاموشی اقرار پر ٹوٹی پر یہ اقرار قدرے سرد تھا جو فطری شے تھی۔
 "آپکی اجازت؟"

امائل کی آنکھوں میں نرمی واداسی ٹھہر گئی، نوح نے نظریں ہٹاتے پلٹ کر کسی غیر مرئی نقطے کو نظر کا محور چنا۔

"میرا کہنا کافی نہیں کیا امائل؟"
 نوح کے سوال پر امائل نے نفی میں سر ہلایا جسے نوح نے گردن موڑ کر

دیکھا۔

"میرا کہنا ہی میری اجازت ہے اما نل۔ مانیہ کافی کمپلیکیٹڈ پرسن ہے۔ اسکی ذات اسکی ماں باپ کی ڈائورس، پھر علیحدگی پھر دونوں کی عدم توجہ سے کافی بگھڑی ہوئی ہے۔ تم بس اس ذمہ داری کو اگر محبت سمجھ کر اٹھاؤ تو ویل اینڈ گڈ۔ اور کچھ نہیں چاہیے۔ مانیہ اور مسٹر جہانگیر کی اجازت لے لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ کچھ کام ہے۔ اور کوشش کرو یہ زرا جلدی سمٹ جائے۔ مجھے نامہ کے متعلق سب کچھ جلدی جاننا ہے"

نوح نے اپنی بات مکمل کی اور اپنے روم سے نکلا پر اما نل اس سب کے باوجود بھی تھوڑا اپ سیٹ ہوا، اجازت ملنا کافی نہ تھی بلکہ اصل مسئلہ مانیہ کو منانے کا تھا، اما نل کا دو گھنٹے کا آف تھا اور تبھی اس نے ان دو گھنٹوں میں جہانگیر عالدین سے جا کر ملاقات کا فیصلہ کیا۔

وہیں نامہ کا اکیڈمی میں بھی دل نہ لگا تو وہ وہاں سے ہاف کلاس لیتے ہی نکل گئی، کچھ دیر از میر کی گلیوں میں گھوم کر وقت برباد کیا پھر وہ واپس دوغان ولا پہنچی جہاں اس نے صارم کو پک کر ناکرنا تھا۔

صارم نے اپنی پرفارمنس دیکھانے کو پہلے ہی پر تول لیے تھے، وہ پر جوش سا باہر آیا تو سنجیدہ سی نامہ کو دیکھتے اپنی بتیسی سنبھالی۔

"ہے نامہ"

وہ پاس آئے بے تکلفی سے بولا تو نامہ نے سر تا پیر اس لفنگے سے پر نظر ڈالی، نامہ بھولی کہاں تھی اس نشئی کو۔

"نامہ آپیا!"

نامہ نے اسے ٹوکا تو صارم نے کندھے اچکائے۔

"سوری سوری برو! نامہ آپیا۔ پہلے تو تھینکیو کہ بھائی کی ڈرائیور ہو کر آپ نے میرے کام کو اہمیت دی۔ اچھا سنیں! اتنا برا نہیں گاتا تو آپ ہال رک

جانا۔ بس آدھے گھنٹے میں میرا کام مکمل ہو جائے گا۔ کیا آنے جانے کا اتنا

تکلف کریں گی۔۔۔۔ ہے ناں"

صارم کے اصرار پر نامہ نے یوں سر ہلایا جیسے کہہ رہی تھی دیکھوں گی۔

"بیٹھو گاڑی میں"

نامہ کا موڈ کچھ خراب تھا تو وہ آج جبراً بھی مسکرا نہ سکتی تھی، خیر صارم نے لپٹائی نظر اک Rolls-Royce پر ڈالتے اندر سوار ہو کر ایک بار پھر غضب ناک لگتی نامہ کو دیکھا جو گاڑی اسٹارٹ کرتے ہی اسے ولا گیڈ سے نکالے سٹریٹ روڈ پر ڈال چکی تھی، صارم نے اس کلب کے اونر کو میسج کیا جو اسے نامہ کی گاڑی کی چابی ہتھیا نے کا کہہ رہا تھا۔

"بھائی جیسی ہی ہو تم۔"

نامہ نے صارم کی الزام تراشی جیسی بات پر سرسری گھور کر اسے دیکھا۔

"مطلب؟"

نامہ سرد مہری سے بولی۔

"میرا مطلب سڑو۔۔"

صارم نے مسکینی سے دانت دیکھائے تو نامہ کی سنجیدگی کچھ کم پڑی۔

"اپنی حرکتیں ٹھیک کرو، لوگ سڑے نظر نہیں آئیں گے تمہیں۔ اتنی سی عمر میں شراب نوشی کرتے شرم نہیں آتی ویسے تمہیں؟"

صارم نے گردن گما کر برا سا منہ بنایا، بھائی کم تھا کیا کہ بھائی کی چہیتی بھی شروع۔

"ویسے تو شرم آتی ہے پر مجھ تک آتے آتے اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ آپ ایسے کریں گی تو میرے منہ سے کوئی بد تمیزی نکل آئے گی سو پلیز نو لیکچر دیدم۔ پھر میرا منہ ٹوٹے گا کیونکہ بھائی نے کہا تھا نامہ کے ساتھ کوئی بک بک کی تو وہ میرا منہ توڑ دیں گے"

صارم نے سارا کچھ ہی اگل دیا، اور نامہ کا دل گویا مزید بھاری ہوا، اب تو نوح سے بے اعتنائی برتنا آنکھوں میں اور سر میں درد بننے لگا۔

"چپ ہو رہی ہوں میں۔ ویسے بھی مجھے کیا جو مرضی کرو"

نامہ نے اسے اسکے حال پر چھوڑا پر صارم اسے دیکھے خفیف سا مسکرایا۔

"پرفیکٹ جوڑی ہے، ایک سڑا ہوا ہے یعنی بھائی دوسرا سڑ کر بھسم ہو چکا ہے
یعنی یہ روڈ ڈرائیور۔۔۔ ہا ہا"

صارم نے دل ہی دل میں مخطوطہ ہوتے سوچا، خیر ہال تک نامہ نے اسے
دوبارہ مخاطب نہ کیا ویسے بھی اسے بدتمیز لوگ زرا پسند نہ تھے۔

"آپیا جانو! آئیں ناں میری پر فارمنس دیکھنے"

صارم نے گاڑی سے اترتے ہی بچگانہ انداز میں نامہ کے آگے تن کر رکے
اس کو پیشکش کی۔

"مجھے کام ہیں"

وہ زرا بھی رکنے کا سٹیمنا نہ رکھتی تھی۔

"پلیز ناں۔۔۔۔"

صارم نے جب مزید اصرار کیا تو نامہ نے سر ہلاتے کارڈور کھولا اور چابی نکال کر گاڑی کو اندر اور پھر باہر سے ریموٹ سے لاک کرتی صارم کے ساتھ ہی بڑھی، صارم کی نظر نامہ کے ہاتھ میں موجود کیز پر تھی، اندر ہال پہنچ کر صارم نے سکونامہ کا ایز آ آپیا انٹروڈیا تو نامہ اسی پر ٹھٹک گئی، خیر اتنا شک کرنا اچھی بات نہیں یہ سوچے اس نے وہیں آڈینس میں جگہ سنبھالی تو دس منٹ بعد صارم مسکراتا دانت دیکھاتا آیا۔

"آپیا آپ نے گاڑی غلط جگہ پارک کی ہے، وہ سیکورٹی والے کہہ رہے زرا ہٹانی پڑے گی"

صارم اس صفائی سے آکر جھوٹ بولا کہ نامہ سچ میں جھانسنے میں آتی اٹھ بھی کھڑی ہوئی پر صارم نے بڑی فراغ دلی سے نامہ کو پکڑ کر بٹھایا۔

"رٹلکس دیدم آپیا جاناں! لائیں کیز میں کر دیتا ہوں سائیڈ۔ آپ ریسٹ کریں"

صارم کی یہ ایکسٹرا چیچھی مٹھاس پر نامہ کو شدید شک ہو رہا تھا پر بس یہ نوح کا بھائی ہے اسی وجہ سے وہ سر جھٹک گئی اور اپنی کیز اس نے صارم کی ہتھیلی میں دیں۔

"دھیان سے، ایک کھروچ بھی آئی میری گاڑی کو تو منہ ٹوٹنے سے پہلے تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی"

نامہ نے دھمکی لگاتے صارم کو سچ میں ڈرایا۔

"او پس! دہشت گرد آپیا۔ ہی ہی"

پہلے صارم ڈرا پھر مظلوم سی بتیسی دیکھائے وہ نامہ کی آگ پھینکتی آنکھوں سے فرار ہوا، نامہ کچھ دیر تو اندر بیٹھی، صارم نے اسکی کار کی کیز اسی کلب

کے مالک کے بھیجے آدمی کو تھما کر ایک مزید ٹوکن لیا جبکہ وہ آدمی نامہ کی گاڑی بھگالے گیا۔

جبکہ صارم نے اپنا سانگ گایا اور نامہ کو اسکی آواز سچ میں اچھی لگی، پر فارمنس کے بعد صارم نہایت اعلیٰ پائے کی ڈرامہ بازی کرتے نامہ تک آیا۔

"آپیا جاناں! میرا تو ابھی یہاں دو تین گھنٹے کا کام ہے۔ اور میرے دوست مجھے ولاڈراپ کر دیں گے اس لیے اب آپ چلی جائیں۔ میں مینج کر لوں گا" صارم کہہ کر اس سے پہلے جاتا، نامہ نے اس کے پلٹتے ہی گریبان سے دبوچا۔

"میری گاڑی کی کیز؟"

نامہ نے اسے ایک ہی جھٹکے سے پلٹایا تو صارم نے حلق تر کرتے غصے سے دیکھتی نامہ کو دیکھا۔

"و۔۔ وہ تو میں پتا نہیں کہاں رکھ کے بھول گیا"

صارم کی مری آواز نکلی، پہلے تو نامہ سمجھ نہ پائی پر جب بات کو غور سے سنا تو دونوں ہاتھوں سے اس نے صارم کا گریبان دبوچا، ارد گرد کے کئی سٹوڈنٹس نے گھبرا کر غضبناک نامہ کے ہتھے لگے اس کالج کے بد معاش کو دیکھا، سب کے لیے نامہ مانو فرشتہ تھی۔

"واٹ! تمہیں اپنی زندگی پیاری نہیں جو یہ بکواس کی۔ کہاں ہیں کینز صارم؟"

نامہ کی آواز بلند اور سخت ہوئی، صارم کو لگا اسی بہانے پر ڈٹنا ہی عقل مندی ہے ورنہ یہ لڑکی قتل کر ڈالے گی۔

"س۔۔ سچی آپیا! میں نے گاڑی پارک کی پھر مجھے پر فار منس کال آگئی۔ اف اسی بیچ کہیں کینز رکھیں۔ میں ڈھونڈتا ہوں۔۔۔۔۔"

صارم نے کراہتے ہوئے اپنی گردن چھڑوانی چاہی تو نامہ نے اسے جھٹک کر
دور دھکیلا۔

"ڈھونڈو جا کر ورنہ میں تمہارا خلیہ بگاڑ دوں گی"

نامہ نے اسے غصے سے وارن کیا اور خود وہ دوڑ کر باقاعدہ باہر پہنچی تو یہ دیکھ کر
نامہ کے پیروں سے زمین سرکی کے پارکنگ ایریا میں کہیں بھی اسکی
Rolls-Royce نہیں تھی، نامہ نے اپنے بالوں کو جکڑتے ٹھہری نظریں
ارد گرد دوڑائیں مگر ہر طرف جیسے گاڑی نہ پائے تاریکی سی چھا گئی ہو۔

"میری گاڑی کہاں ہے؟ کہاں گئی میری گاڑی۔۔۔ سیکورٹی"

نامہ نے وہاں موجود سیکورٹی کو پکارا تو دو گارڈ نامہ کی طرف آکر رکے۔

"کونسی گاڑی تھی؟"

گارڈ نے متفکر ہوئے پوچھا۔

"ڈارک گرے" Rolls-Royce phantom

نامہ نے اپنی آواز ٹوٹنے سے بمشکل بچائی۔

"پر وہ تو کافی دیر پہلے ہی نکل گئی تھی۔"

نامہ کا دل دوسرے گارڈ کی بات پر تھما، اسی لمحے صارم بھی دوڑتا باہر آیا۔

"آپنا چاہی تو کہیں نہیں ملی"

صارم کے کہنے کی دیر تھی کہ نامہ نے لپک کر صارم کا گریبان دبوچا، صارم اسکی قہرناک آنکھوں سے لمحہ بھر کانپ سا گیا۔

"لے گئے اسے تمہارے رشتہ دار، سچ بتا صارم۔ کیا تم نے میری کار کسی کو

دی؟ کیز دیں۔ ابھی سچ بتا دو ورنہ اگر تفتیش کے بعد مجھے پتا چلا تم ملوث ہو

میں تمہیں وہاں گاڑ کے آؤں گی کہ تمہارا بھائی بھی نکال نہیں سکے گا تمہیں

اس کھڈے سے"

نامہ کی آنکھیں سرخ ہونا شروع تھیں، صارم اتنا ڈرا کہ اک دل چاہا بتادے
پر پتا تھا بتانے پر یہ چڑھیل تو گاڑے گی، بھائی اوپر سے مٹی ڈال آئے گا تبھی
صارم کو چپ رہنے میں ہی عافیت لگی۔

"س۔۔ سچی کینز غلطی سے رکھ دی تھیں۔ کسی منحوس نے اٹھالیں۔۔۔ اوہ
مائی گارڈ۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ پلینز۔ جان بوجھ کر کیوں کرتا
میں۔۔ غلطی ہو گئی"

صارم نے ساتھ ہی روپیٹ کر معافی مانگی تو نامہ نے ناگوا می سے اسے پرے
جھٹکا، سیکورٹی والے بھی متحرک ہو گئے کیونکہ نامہ نے ان سے باہر کے تمام
کیمروں کی ریکارڈنگ منگوائی تھی، کسی نے نوح کو بھی کال کر دی حالانکہ
نامہ اپنی مشکلات خود حل کرنا جانتی تھی۔

وہ ایک اہم میڈیکل سٹاف میٹنگ میں تھا مگر جیسے ہی کال آئی اس نے
ہو سپٹل ہی کی گاڑی لی اور وہ ہال پہنچا اور نوح نے ہاتھ کی کوئی پرواہ نہ

کی، جب تک نوح پہنچا، نامہ نے تمام فوٹیج دیکھ لی تھی، جو آدمی گاڑی لے کر گیا اسکی پکچر بھی نکلوا لی گئی تھی اور اب وہ تھانے نکل رہی تھی پرائٹرنس پارکنگ میں جب اس نے نوح کو گاڑی سے نکلتا دیکھا تو نامہ کے قدم بھی تھمے اور دل بھی، وہ بے چین لگ رہا تھا، اس تک آکر رکا تو نامہ نے آنکھیں چرائیں، عقب سے صارم بھی بھائی کو دیکھتے ادھر آیا اور اپنا وہی پیٹنا دہرایا اور باخدا صارم کی کسی بات پر نوح کو رتی برابر یقین نہ آیا۔

"اگر اس سب میں تمہارا ہاتھ ہو صارم تو اپنی قبر کی جگہ چن لینا"

نامہ کی موجودگی کے باوجود نوح نے انگلی اٹھا کر صارم کو دھمکایا اور وہ نامہ سے دگنا غصہ تھا۔

"آؤ نامہ۔۔۔"

نوح نے جب نامہ کی بازو پکڑی تو وہ روہانسی ہوتی رکی، نوح بھی رکا۔

"ک۔۔ کہاں؟"

ناچاہتے ہوئے بھی نامہ کی آواز بکھری۔

"پولیس اسٹیشن! اس آدمی کا کرمنل ریکارڈ نکلو اتا ہوں۔ یوڈونٹ
وری، Rolls-Royce کوڈھونڈ لیں گے۔ تمہیں بالکل اپ سیٹ ہونے
کی ضرورت نہیں"

وہ اسکی بازو پھر پکڑنے لگا جب نامہ نے پھر سے تکلیف بھری نگاہ ڈالے نوح
کو روکا۔

"آپ نے ڈرائیونگ خود کیوں کی۔ جب آپ کو اچھے سے پتا ہے کہ یہ ر سکی
ہے؟"

وہ خفا تھی۔

"اس وقت مجھے بس Rolls-Royce کی فکر ہے"

وہ یہ نہ کہہ سکا اس وقت اسکی جان نامہ کی سرخ آنکھوں پر اٹکی ہے، وہ تکلیف اگر آنسو بنی تو نوح ادا دوغان کو پورا لے ڈوبے گی تو وہ اسکے آنسوؤں سے پہلے ہی اسکی گاڑی ڈھونڈنا چاہتا تھا۔

اور وہی ہوا جسکا ڈر تھا، نوح نے دیکھا وہی تکلیف جو نامہ کی آنکھوں میں تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے آنسو بنی، نوح کے دل کو آگ لگی۔ وہ اسکے بالکل قریب آرکا۔

اس سے پہلے وہ بے خودی کے ہاتھوں نامہ کا وہ اک آنسو مٹاتا، وہ رو پڑی، اسکی اک اک بھیگی سانس نوح کا حلق تنگ کرنے لگی، نوح کے ہاتھ پیر زندگی میں دوسری بار پھولے کہ اسے لگا سب مفلوج ہے، یہ آنسو اسکی پوری دنیا ہلانے کو کافی تھے۔

"نامہ! تم گاڑی کے لیے رو رہی ہو؟"

وہ بدحواسی سے بڑبڑایا جبکہ نامہ نے اپنا رونا بمشکل روکتے نوح کو دیکھا۔

"مسٹر نوح! گاڑی نہیں جان ہے وہ میری"

ان بھیگی آنکھوں نے تڑپ کر دیکھا اور نامہ کی سرگوشی نوح کے اندر تک سب رنجیدہ کر گئی۔

"گاڑی کو کون جان کہتا ہے نامہ، مجھے بننا تھا تمہاری جان۔ اب مجھے کیا یہ وبال جان کا درجہ دے گی؟ Rolls-Royce تم اسی لائق تھی کہ نامہ سے دور ہو جاو۔ جب تک تم اسکے پاس ہو، میں پاس ہونے کے بس خواب دیکھ سکتا ہوں۔۔۔ آہ"

وہ سلگ کر رہ گیا، سوچا نہ تھا ایک گاڑی سے کبھی اتنا جلے گا کہ یہ تک سوچ لیا کہ اچھا ہے نہ ہی ملے یہ ولن کی بچی۔

"وہ میری زندگی کا آخری سہارہ ہے، میرے گھر کی واپسی اسی پر ٹکی ہے۔ آپ نہیں سمجھیں گے وہ میرے لیے کیا ہے۔"

وہ اس سے پہلے پھر روتی پاس سے گزرتی، نوح نے اسکو بے اختیار بازوؤں سے پکڑتے روکا، نامہ رونا تو کیا، روبرو ہوئے سانس بھی روک گئی۔

"تم نے کبھی بتایا ہو مجھے اپنے بارے تو پتا چلے مجھے۔ لیکن اسکے باوجود میں جانتا ہوں وہ قیمت سے نہیں ویلیو سے پیاری ہے تمہیں۔ آئی پر اس میں کچھ بھی کر کے چند گھنٹوں میں اسے واپس لاؤں گا نامہ۔"

نامہ کو یہ صرف اک جھوٹی امید لگی تبھی تو اسکا دل جیسے پھٹنے لگا، وہ بابا کے گھر کو کھو بیٹھی ہے یہ تک سوچ لیا اور بس اسی سوچ نے نامہ سلطان کو رلا دیا۔

"ا۔۔ اور اگر وہ نہ ملی مسٹر نوح؟"

وہ بہت زیادہ تکلیف سے بولی، سانس سی اٹکی۔

"تو میری جان تم رکھ لینا"

نامہ کی دنیا مانو تھی، وہ سچ میں جان سمجھی تھی اور باخدا نوح نے اپنی جان ہی کا حوالہ دیا پر صبح نامہ کا گریز یاد آیا تو اسے لگایہ مناسب نہیں۔

"Renault..."

وہ جان ہے میری"

نوح نے نظر چرائی تو نامہ نے بھی آنکھیں جھکالیں لیکن آنکھوں اور دل نے تو بہت سے اعتراف کیے تھے۔

"مجھے صرف میری Rolls-Royce چاہیے، ورنہ ممکن ہے میں کبھی

ڈرائیونگ نہ کر سکوں۔ اور کبھی دیکھائی نہ دوں۔۔۔"

وہ وہیں گاڑی سے لگ کر کھڑی بالکل ہار سی گئی اور نوح کے لیے جیسے یہ ہلا

دینے والی اذیت تھی کہ نامہ ڈرائیونگ چھوڑ دے یا دیکھائی دینا بند ہو

جائے، وہ وہیں سے قریب آیا اور نامہ کے ہاتھ سے اس آدمی کی فوٹو

کھینچی، اسکی تصویر اس نے امتاب کو ارسال کی جسے وہ پہلے ہی سارا معاملہ بتا چکا تھا۔

"یہ کام جلدی کرو امتاب! پلیز۔۔۔ اس گاڑی کو اک خراش بھی نہ آئے۔ اس سے پہلے اسے بلیک میں سیل کر دیا جائے۔ اسے ڈھونڈو۔"

امتاب تو پہلے ہی نوح کی وجہ سے اس معاملے کو سنجیدہ لے رہا تھا پر پولیس والا تھا، نوح کی تڑپ جناب کو ایسا فسانہ سنار ہی تھی جواب وہ بھی فرصت سے چھیڑنے کا سوچ چکا تھا۔

خیر امتاب نے اس آدمی کا جب کر منل ریکارڈ چیک کر دیا تو وہ آدمی ایک چھوٹا موٹا چور نکلا، بس امتاب نے اگلے چند گھنٹوں میں اپنے خبریوں کو کام لگاتے نہ صرف اس آدمی کا پتا لگوایا بلکہ یہ تک ڈھونڈ لیا کہ Rolls-

Royce اس وقت اسی کلب کی پارکنگ میں گیراج کے اندر موجود ہے۔

نامہ اور نوح کو وہیں ہال پارکنگ میں رکے کئی گھنٹے ہو چکے تھے، خود ہال کا مالک اور سیکورٹی سب ہی نوح ادا دوغان سے شرمندہ تھے، سب ہی گاڑی ملنے تک افسردہ تھے جبکہ صارم کو جب پتا چلا کہ معاملے میں پھر سے امتاب گھس آیا ہے، اسے جان کے لالے پڑتے محسوس ہوئے، خیر وہ بھی اک طرح ہال میں سٹک تھا۔

نامہ کو دیکھ دیکھ کر نوح کا خون جلا کہ وہ اسے گلے بھی نہیں لگا سکتا، اپنی بے بسی پہلی بار شدید قاتل لگی، فون کال پر نوح نے نامہ سے توجہ ہٹائی اور کال پک کی۔

"مل گئی ہے Rolls-Royce، میرے لوگ نکل گئے ہیں اسے پک کرنے۔ اس آدمی کا کہنا ہے کسی نے خود چابی اسکے حوالے کی تھی۔ ایک گھونٹے پر اگل دیا پر نام نہیں بتا رہا منحوس۔ ویسے مجھے کہنے کی ضرورت تو نہیں لیکن تم سمجھ گئے ہو گے کہ ایسا خبیث تمہارے ارد گرد کون ہو سکتا ہے۔ میرا آدمی گاڑی کو دوغان ولا ڈراپ کر دے گا چار تک۔ اور ہاں اس

سب کو سمیٹ کر مجھ سے ملو نوح۔ چوں چاں کی توادھر آکر ماروں گا تمہیں۔"

امتاب نے بنا کچھ سنے حکم صادر کیے اور نوح کو صارم کا حوالہ دے کر دھواں دھواں کر دیا، صارم وہیں کچھ فاصلے پر ہی اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا تھا جو نکلنے کا ہی ویٹ کر رہے تھے۔

"صارم! کتے کی دم کہیں کے۔ آج تمہیں مجھ سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچائے گی۔ تمہیں تو بعد میں دیکھتا ہوں۔"

نوح کی نظریں صارم کو اچھے سے باور کروا چکی تھیں کہ آج وہ ختم! جبکہ اس وقت نوح کا دل دہلا ہوا تھا وجہ تھی نامہ کی سرخ بھیگی سو جھبی آنکھیں۔

"اگر وہ نہ ملی تم واقعی مجھے چھوڑ دو گی؟"

نوح نے اس کے ساتھ ہی گاڑی سے لگ کر سوال کیا تو نامہ نے گردن گما کر نوح کو دیکھا جو سراسر دکھی ہوئی۔

"آئی مین جاب"

نوح نے جلدی سے درستی کی کہ زبان سلپ ہونا بھی محترم برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

"جی"

نامہ نے فوراً سے نظریں جھکائیں۔

"اب ضرورت نہیں مجھے چھوڑنے کی، آئی مین یہ جاب۔۔ مل گئی ہے

تمہاری جان"

وہ پھر سے سب کہہ گیا پر نامہ نے ان سنا کیا کیونکہ آخری جملے پر وہ ٹیک چھوڑتی جس طرح نوح کے سائے کے حصار میں رکتی بے چینی و خوشی کا ملا جلا جہاں بنی اسکی تعریف پر وہ دیوان لکھتا تب بھی کم تھے۔

"کیا میری گاڑی مل گئی؟"

وہ اب بھی رونے کو تھی۔

"رو نامت بس تبھی تصدیق کروں گا"

نامہ نے آنسوؤں کو روکتے سر ہلایا۔

"مل گئی ہے۔"

وہ مسکرائی، بھگی نم آنکھوں سے مسکرا کر اس نے نوح ادا دوغان کے سارے موسم خرید لیے تھے۔

"تھینکیو سوم۔ مچ۔۔۔ میں بہت ڈر گئی تھی۔ میں اسے کھونا فورڈ نہیں کر سکتی ابھی مسٹر نوح۔ مجھے اپنے لیے نہیں، اپنے بابا کے لیے جینا پڑتا ہے اور جینے کے لیے بہت کچھ چاہیے ہوتا ہے"

وہ پھر سے جذباتی تھی، اسکا اک اک گرتا آنسو اس لڑکی کا مول بڑھاتا جا رہا تھا جبکہ نوح اس کے لہجے کے درد پر دکھ کر رہ گیا۔

"میں چاہتا ہوں تم اپنے لیے جیونامہ۔ مجھے حق چاہیے اس چاہت کا"

وہ بہت شدت سے چاہتا تھا نامہ سے یہ کہنا پر اس لڑکی کی روتی ہوئی آنکھیں ساری ہمت ختم کر رہی تھیں، دنیا میں جتنا درد تھا وہ سالم ان بھوری دو آنکھوں میں آکر قید ہو گیا تھا، کم از کم نوح کو تو ایسا ہی لگا۔

"وہ چار تک دوغان ولا ڈراپ کر دی جائے گی۔ تمہاری جان۔ تب تک تم یہ گاڑی یوز کر سکتی ہو اگر اہم ہے کہیں جانا۔ ورنہ ایک آفریہ بھی ہے کہ مجھے ہو سپٹل ڈراپ کر دو۔ اور وہیں منگو لینا اپنی جان۔ اتنے گھنٹے سے بھوکا پیاسا رہ کر میری تو انرجی ڈاون ہو رہی ہے۔ کسی اور کی بھی ہو رہی ہو گی یقیناً۔ فوڈ میس میں آجکل لچ مینو کافی اچھا اور یہی ہے۔۔۔ بس ایسے ہی سوچا ایز آ انفارمیشن بتا دوں"

یہ جو دوبار جان کہہ کر نوح نے اسے چھیڑا، نامہ سب سمجھ رہی تھی تبھی تو نوح کے لہجے پر مسکرائی جو صاف صاف آج اسے لچ کی آفر کر رہا تھا اور

جناب جیسے خود کو فرینک نہ ہونے پر مجبور کر رہے تھے وہ بھی دیکھائی دے رہا تھا۔

"صبح کے لیے سوری! میں کچھ عجیب بول گئی۔ معاف کر دیں"

وہ جانے لگا جب نامہ نے اسکو پکارا تو نوح رکا، چلو شکر اس لڑکی کو بھی احساس ہوا۔

"ایک شرط پر۔ خود کو کانٹا نہیں کہو گی دوبارہ۔۔۔ پر امس می"

وہ اپنا وہ خوبصورت ہاتھ نامہ کی طرف پھیلا گیا جسے دیکھنا تک لوگوں کو خوش قسمتی لگتا، نامہ کو تو تھا منے کو ملا تھا، وہ مہربان نظروں سے نوح کو دیکھنے لگی۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM
"بنا ہاتھ ملائے پر امس"

نامہ نے تکلف برتا پر وہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ہلاتا کہہ رہا تھا جیسے کہ ہاتھ جب تک نہیں ملے گا کوئی یقین نہیں کرنے والا۔

"ہاتھ ملائے بنا بھی کوئی وعدہ ہوتا ہے کیا۔ چلو جلدی کرو تا کہ نکلیں۔۔۔ کھڑے کھڑے کمر اکڑ گئی ہے میری"

وہ ہاتھ اب بھی منتظر تھا، نامہ نے کچھ سوچتے ہچکچاتے ہوئے اپنا ہاتھ جیسے ہی تھمایا، نوح نے فوراً اسے اسکا ہاتھ دبا لیا کہ نامہ کو لگا دل بھی ایسے ہی دب گیا ہو اوپر سے نوح کی التفات بھری وارفتہ نگاہیں، وہ ہیزل آنکھیں جو دنیا جہاں کی دلکشی کو مات دیتی تھیں۔

"میرے لیے اتنا سب کچھ کرنے کے لیے تھینکیو آگین"

وہ اسکے قریب کی گئی پر اب بھی نوح نے اک جنٹل مین فاصلہ برقرار رکھا پر اب وہ نامہ کی پرفیوم اور اسکے جسم کی اک سوندھی ملی جلی خوشبو ضرور ان ہیل کر سکتا تھا، پہلے یہ لڑکی کم حواسوں ہر سوار تھی کہ اب یہ قہر بھی ڈھل گیا۔

"ویلکم نامہ سلطان"

وہ مسرور، پراسرار اور دلکش آدمی آج کچھ ایسا مسکرایا کہ نامہ نے یہ
 مسکراہٹ اب سے پہلے نہ دنیا میں دیکھی نہ ہی نوح کے ہونٹوں پر لیکن آج
 وہ تسخیر ہوئی، وہ تھی محبت کے رنگ میں رنگی مسکراہٹ جس نے آج نامہ
 سلطان کو بھی خرید لیا۔

زہ نصیب!

اماٹل مسٹر جہانگیر سے ملنے گیا پر وہ کسی اہم میٹنگ میں تھے تورات سات
 بجے کا دوبارہ آنے کا کہے وہ واپس ہو سپٹل آگیا، مانیہ کا دن درد سے شروع
 ہوا اور جب اس نے شاور لیتے وقت اپنی باڈی کا جائزہ لیا تو اسے اپنے بریسٹ
 کے گرڈریڈنس اور سوجن محسوس ہوئی جسے دیکھے وہ بہت پریشان ہوئی اور
 دوبجے ہی وہ ہو سپٹل پہنچی، اماٹل کو اسکے آنے کی خبر مل گئی تھی پر اس نے

ایگزامن کے لیے نرس بھیجوائی کہ اسے انجکشن دے، مگر مانیہ اسے اپنا آپ دیکھانے سے پہلے بضد تھی کہ امائل سے ملے۔

اور جب امائل آیا تو وہ نرس کی وجہ سے بے چین ہوئی، اور جب نرس کو امائل نے بھیجا تو وہ امائل کے اکیلے ہونے کی وجہ سے دگنی مضطرب ہوتی اپنا آپ چھپانے لگی۔

امائل نے انجکشن نکال کر رکھا مگر پہلے وہ ریڈنس اور سو جن دیکھنا چاہتا تھا مگر وہ مسلسل اس کے کام میں رکاوٹ ڈال رہی تھی، کیا بتاتی شرمندگی سے مر رہی ہے۔

"تمہیں اپنی شرٹ نیچے کرنی ہوگی۔ میں تبھی ایگزامن کر سکوں گا کہ بگھاڑ کی موجودگی کس کس جگہ ہے"

امائل نے خود ہاتھ لگانے کے بجائے پروفیشنل انداز اپنایا کیونکہ وہ دیکھ سکتا تھا وہ لڑکی کانپ رہی ہے۔

"پلیز امائل۔"

آنکھیں نیچی کرے کرب سے وہ اسے پکاری۔

"تمہیں تو اپنا جسم دیکھانے کا بہت شوق ہے، مجھے یاد پڑتا ہے تمہارے جسم پر کپڑے کافی قلیل ہوتے ہیں پارٹیز میں۔ وہ والی مانیہ جگاوشا باش۔ ویسے بھی میں تمہارا اس وقت ڈاکٹر ہوں۔" وہ اسکی طرف دیکھنے لگی جو سنجیدہ تھا پر ہنر جانتا تھا کیسے گھبراہٹ مٹانی ہے، نظریں سنبھالنے کا سلیقہ بھی رکھتا تھا۔

"میں اب وہ مانیہ نہیں رہی، ابھی ہوش والا ورژن اور ہے، تم پلیز کسی فی میل ایگزامنر کو بھیج دو"

وہ منہ پھیر گئی۔

"اسی کو بھیجا تھا جسکے سامنے بھی تمہیں صدمہ لگا تھا، مجھے خود تمہاری ہر تکلیف کی گہرائی پر کھنی ہے۔ کیونکہ تمہارا اعلان میرے پاس ہے مس مانیہ۔ ٹائم ویسٹ مت کرو میرا"

خفگی تھی وہ پر نہیں وہ مانہ کے لیے پریشان تھا۔

"تم میرا علاج کر رہے ہو یا مجھے مزید ذہنی بیمار کرنا چاہتے ہو؟"

مانہ نے اسکا ہاتھ غصے سے پرے جھٹکا۔

"اوکے تمہیں میں کسی اور Oncologist کو ریفر کر دیتا ہوں۔ کیونکہ میں

تو اسی طرح تمہارا ذہنی توازن بگاڑوں گا۔ یہی چاہتی ہو تم"

وہ سخت غصے میں بولا، پاس سے جانے بھی لگا۔

"کون ڈاکٹر ایسے غصہ کرتا ہے، ہرٹ کرتا ہے؟"

وہ اسکے منہ موڑنے پر روہانسی ہوئی تو امانل رک کر پلٹا۔

"جب تک شادی نہیں کر لیتی، غصہ بھی کروں گا، تکلیف بھی دوں گا اور طنز

بھی کروں گا۔ سوچ لو جسم کے درد کے ساتھ میری بے رخی اگر سہہ سکتی ہو

تو کر دو انکار شادی سے۔ میں بھی امانل خرد قریشی ہوں۔ جان دینے کے

حوصلے رکھتا ہوں تو تمہاری جان لینے کا ہر طریقہ بھی آتا ہے مجھے مانیہ
عالدین"

وہ انوکھا شخص شادی کے لیے پرپوز بھی اس انوکھے طریقے سے کر رہا تھا کہ
مانیہ جو اپنی حرکتوں سے امائل کا سانس روک چکی تھی اب خود دم سادھے
اس سنگی ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی جس نے نرمی اور شفقت کی قیمت مانیہ کے
اختیارات سلب کرنا رکھی تھی، اف آگ لگادی تھی آگ۔

"کیوں کروں شادی۔ زبردستی ہے کیا؟"

وہ نظریں چراتی بولی تو امائل نے دستک پر فی میل ایگزامنز کو اجازت دی
جسے انجکشن لگانا تھا وہ بھی بریسٹ میں اور مانیہ نے جب نرس کو دیکھا وہ
چینختی ہوئی اٹھتے امائل کی شرٹ سینے سے مٹھیوں میں لیتی اس میں جا
چھپی۔

"امائل مجھے انجکشن لگا کر مارنے آئی ہے یہ لڑکی"

مانیہ کے لپٹنے کو دیکھے جہاں نرس کی آنکھیں اس ناحق الزام پر بیچارگی سے باہر ابلیں وہیں امانل اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر سامنے لایا تو مانیہ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی گہری پرت دیکھے نرم پڑا۔

"اس انجکشن سے جو سکن ریڈنس اور سونلنگ ہے وہ کم ہوگی۔ رنکس۔۔۔ بیٹھو"

وہ ہنوز سنجیدگی سے مانیہ کو سمجھانے لگا پر وہ ویسے ہی انجکشن سے اتنا ڈرتی تھی یہ تو لگنا بھی بہت نازک جگہ تھا۔

"ا۔۔ امانل درد ہو گا۔۔۔ پلیز"

وہ روتی ہوئی امانل کے بٹھانے پر اسکا ہاتھ جکڑ گئی، آنکھیں لمحے میں سو جھیں۔

"میرا ہاتھ پکڑ لو"

اماٹل نے اسكے ہاتھ كو جب اپنے ہاتھ ميں دبايا تو مانيہ نے اپنے آنسو سنبھالتے اسے ديکھا پھر نرس كو جو خود بهي مانيہ كے رونے پر اداس سي ڈاكٲر اماٹل كي طرف لگانے يا نہ لگانے كے بارے اجازتي نظروں سے ديكنھنے لگي۔

"تمہاراہ۔۔ ہاتھ پکڑنے سے اگر درد فيل نہ ہوا تو ميں تم سے تھوڑی سي شادي كر لوں گی"

مانيہ نے آنسوؤں سے بھري آنکھوں سے اماٹل كو ديکھا تو وہ تو نہ مسكر ايا پر نرس ضرور مسكرائي، اس نے مانيہ كي جب شرٹ ہٹائي تو اماٹل نے نظريں ہٹا كر مانيہ كے ہاتھ پر ڈالي جسے وہ دونوں ہاتھوں سے تھامے كانپ سي رہي تھي، انجكشن بہت پين فل تھا مگر نرس كا ہاتھ ہلكا ہونے كے سبب وہ سہہ گئي بس اماٹل كو محسوس ہوا مانيہ كے نيلازاسكي ہتھيلي ميں گر گئے، نرس نے اسكي انر اور شرٹ ٹھيك كي اور مسكر اكر ٹيبل كي طرف گئي تو مانيہ نے جب اپنا ہاتھ ڈھيلا كيا، اسكي نظر اماٹل كي ہتھيلي پر گئي جو ساري سرخ ہو چكي تھي۔

"سر جری سے پہلے تمہاری کیموسٹارٹ ہوگی لگ بھگ تین سے چار سیشن تاکہ ٹیومر کے سر اوئڈنگ سیلز کل کیے جاسکیں اور سر جری کو بریسٹ سیور

بنایا جاسکے۔ اس بیچ the cerebrospinal fluid or CSF ایڑ آ سیفیٹی دیا جائے گا جو دماغ اور سپائنل کارڈ کو پروٹیکٹ کرے گا، مزید کچھ ڈرگز میڈیسن لیکوڈ جنکو لینے کے بعد دو گھنٹے تم چلنے پھرنے لائق نہیں رہو گی یعنی بن پیے چکراتی پھرو گی۔ یہ سب ہمیں جلد شروع کرنا ہے تاکہ ٹیومر کا سائز نہ بڑھے۔ جب تم ایک انجکشن میرے بنا نہیں لگو سکتی مانیہ تو اتنا سب کیسے اکیلے ہینڈل کرو گی؟"

یہ سب باتیں تو مانیہ کو خوفزدہ کر گئیں پر آخری سوال پر اسے لگا جیسے سارے خوف مر گئے، مانیہ نے امائل کی سرخ ہتھیلی پر ہاتھ کی انگلیاں سہلاتے اپنے آنسو روکنے کے ساتھ سر اٹھائے پھر نظر امائل پر ڈالی۔

"تم میرے ہمیشہ ساتھ رہو گے؟ اگر خدا نخواستہ میری باڈی کو اس ٹیومر نے نکل لیا پھر بھی؟ میں نے بریسٹ کھو دیا تب بھی"

وہ سراسر ڈری تھی۔ اسکی بھیگی اٹکتی سانسیں، اسکے بے قابو آنسو اسکے ڈر کے ترجمان تھے۔

"فضول سوچنے کی ضرورت نہیں، ٹیو مرتماہارے بریسٹ ایریا کے سیو پارٹ میں ہے ابھی۔ میں ہوں ناں، تمہیں اپنے جسم کا کوئی حصہ کھونا پڑا تو لعنت ہے میری ڈگری پر۔ میری می پلیز۔۔۔۔۔"

I want to save you"

وہ اس بار بہت پیار سے اسے منارہا تھا اور اب مانیہ کے پاس انکار کی طاقت نہ بچی۔

"اوکے۔ میں تیار ہوں۔۔۔ میں تم پر بھروسہ کروں گی اماں"

وہ کہتے ہی نظریں جھکا گئی، جبکہ اسکی آنکھ سے گرا آنسو اماں کی سرخ ہتھیلی میں جذب ہوا تھا جو مانیہ کے چھتے ناخنوں سے رنگ بدل گئی تھی۔۔

"لیٹ جاو۔ انجکشن کا آفر پین ہو گا جلن جیسا۔ نرس کو کہتا ہوں تمہیں پین کلر دے گی۔"

مانیہ نے اسکی بات سنے اپنے آنسوؤں کو رگڑا تو امانل نے خود ہی اٹھ کر اسکا تکیہ درست کیا اور لیٹنے کی دیر تھی کہ مانیہ نے آنکھیں بند کیں جبکہ امانل بھی نرس کی طرف بڑھا، نرس کو بریفنگ دیتے اک نظر مانیہ پر ڈالے وہ روم سے نکل گیا پر مانیہ کی آنکھیں کھلی تو ان میں بے حد سکون اتر ا ہوا تھا، وہ امانل کا ہونے کے لمحے گن رہی تھی اف!

.._____..

صارم کو جان کے لالے پڑ چکے تھے کیونکہ اب کچھ دن تو وہ گھر کا رخ کرتے کانپنے والا تھا، لیکن جو بھی تھا کلب کا مالک تو اپنا پیسہ اب ڈبل کر کے نکلوانے کا سوچ چکا تھا کیونکہ ایک تو گاڑی بھی چلی گئی دوسرا اپنے آدمی کی ضمانت میں

جو پیسہ لگا وہ الگ، اسے صارم پر الگ تپ تھی پر صارم اس وقت اپنے ایک اور دوست کے پاس جا کر چھپ چکا تھا پر نوح کے لوگوں نے ایڈریس نکلو لیا تھا، نامہ جتنا بابا کی بات سے بھاگ رہی تھی، قسمت نے اسے اتنا سب کھول کھول کر دکھایا، آج نامہ کے لیے جو نوح نے کیا، وہ نہ سمجھنے کی چاہت کے باوجود اتنا تو یقین کر چکی تھی کہ وہ نوح کے لیے خاص ہے، وہ آدمی اسکے لیے ہارٹ ہیکر بن چکا تھا۔

پھر لنچ میں نامہ نے جب سی فوڈ واراٹی دیکھی تو وہ دگنی حیران تھی کہ نوح کو کیسے پتا آج کا لنچ نامہ کو پسند آئے گا۔

"تم کسی سی فوڈ سے الرجک تو نہیں؟"

نامہ کی پہلی فٹ بائیٹ پر نوح نے اس سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلاتی اپنا بائیٹ لے گئی اور نوح اسے یوں ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا کہ وہ بائیٹ تو نامہ نے کھالی، نگلی مشکل ہوئی۔

"او پس! میں نظریں ہٹا لیتا ہوں۔ یہ بد تمیزی ہے۔"

نامہ کو مشکل میں دیکھتے نوح نے مخطوط ہوتے اپنا دھیان بھی لپچ اور فون سکریں پر ڈالا، نامہ نے بائیٹ نگلنے کو پانی کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا اور جس سپیڈ سے وہ پورا گلاس پی رہی تھی، نوح نے پھر سے اسے دیکھتے سمائیل دی۔

"اتنا پانی پیو گی تو فش زندہ ہو جائے گی اندر پہنچتے ہی، اتنی پیاس کیوں لگ رہی ہے تمہیں؟"

موصوف سامنے بیٹھے تھے اور ستم کہ پیاس کا سبب بھی پوچھا جا رہا تھا، نامہ کو دہرا ستم گر لگا وہ آدمی۔

"مجھے گھبراہٹ میں پیاس لگتی ہے"

وہ بے ارادہ بڑبڑائی، نیپکن سے اپنے ہونٹوں کو صاف کرتے مزید کھانے سے ہاتھ روک بھی گئی۔

"گھبراہٹ کس لیے؟ تمہاری Rolls-Royce آتی ہوگی۔ کھانا کھاؤ، چائے پیو مزے کی پھر گاڑی آتے ہی نکل لینا اپنے کام کرنے؟ کیا میرا یہاں بیٹھنا سبب ہے گھبراہٹ کا؟"

نامہ نے نفی میں سر ہلاتے نوح کو دیکھا اور اس سے پہلے پھر سے کچھ سمجھ نہ آنے پر پانی کا گلاس اٹھاتی، وہ اٹھا اور جھک کر اس کے ہاتھ سے گلاس چھین لیا، نامہ بوکھلاہٹ سے اسے تکتے لگی۔

"بس، اس سے زیادہ پانی پیو گی تو تمہیں دیکھ کر میں بن پانی پیے ہی ہانڈ ریٹ ہو جاؤں گا۔ جاو تھوڑی واک کر لو پھر آ کر جوائن کرو مجھے"

نامہ نے فوراً سے سر ہلایا، بھاگنے کو غنیمت سمجھتی وہ فوڈ میس سے زرا باہر کی راہداری میں آئی جو گارڈن ایریا تھا، نوح اس پیچ مسکرا کر اپنا لچ کرنے کے ساتھ کچھ میلز دیکھ رہا تھا، پھر یکدم ہی خود پر جمی نظروں کی تپش پر وہ ہیزل

آنکھیں اٹھیں تو نامہ جو چھپ کر اسے دیکھ رہی تھی، فوراً واپس باہر نکل گئی۔

"وہ نظر چھپ کر مجھے دیکھ رہی ہو جیسے۔۔"

نوح زیر لب گنگناتے ہوئے ہنسا، یہ کیفیت کہ وہ اسے چھپ کر دیکھ رہی تھی، موسم سے زیادہ اسے نشیلا کر گئی۔

نامہ نے باہر راہداری پر واک کرتے بابا کا نمبر نکال کر ڈائل کیا جو آرٹ سکول کے گارڈن میں کھڑے وہاں کے سٹوڈنٹس کو اور یگامی بنانا سیکھا رہے تھے۔

جو کاغذ یا کمپیوٹر پیپر سے بنی بٹر فلائز، فلا اور مختلف کھلونے تھے۔

"بابا"

وہ روہانسی ہو کر پکاری تو فیروز صاحب کا دل تھما۔

"کیا ہوا میری جان!"

فیروز صاحب زراپچوں کو کام لگائے سائیڈ ایریا میں آئے۔

"آج Rolls-Royce چلی جاتی میرے ہاتھوں پر انہوں نے اسے بچا لیا، وہ میرے لیے ہو سبٹل سے بھاگے چلے آئے۔ انہوں نے یہ کیا میرے لیے آج بہت سی باتیں، یقین، انس تھا لہجے میں"

یہ سب بتا کر وہ فیروز صاحب کو حسین مسکراہٹ بخش گئی ورنہ انکا تودل دہل اٹھا تھا۔

"بس تو ثابت ہوا کہ وہ بھی میری نامہ کو چاہتا ہے، مرد کی دی محبت یہی تو ہوتی ہے کہ وہ اسے پتا بھی نہیں لگنے دیتا اور اپنے حصار میں کھینچ لیتا ہے۔"

فیروز صاحب تو بچی کی اور جان نکال رہے تھے، نامہ ہر گز ٹھیک نہ تھی، پھر سے وہ واپس آئی اور اب بھی چھپ کر نوح کو دیکھا، فوڈ میس کے انٹرنس گیڈ پر چھپ کر کھڑی تھی۔

"اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے پوچھ اس سے کیا چاہتا ہے وہ؟"

نامہ نے دیوار سے لگتے سچ میں لمحہ بھر آنکھیں بند کیں تو نوح ہی نظر آیا کہ گھبرا کر کھول لیں۔

"بابا میں۔۔۔۔۔"

وہ پھر سے بھیگی سانس بھرتے کچھ کہنے لگی جب فیروز صاحب نے نامہ کو روکا۔

"بس نامہ! دل کی سننی ہے اب پتر۔ میں نہیں چاہتا دماغ سے سوچ سوچ کر تو ختم ہو جائے۔ دل کو بھی مہلت دے میرا بچہ کہ دھڑک سکے، کھل کر۔ میں تیرے لیے تیری فیورٹ بٹرفلے بناؤں؟ گلیٹرز کلر پیروالی؟"

نامہ بابا کی بات پر مسکرائی۔

"بابا نامہ بڑی ہو گئی ہے آپکی"

وہ درد بھرا مسکرائی۔

"میرے لیے وہی پانچ سال کی گڈی ہے جو کھو کر ملی تھی، تیرا دل دھڑکا ہے سمجھ تو پھر سے کہیں کھونے کے بعد ملی ہے مجھے۔"

سارے اعتراض تو بابا نے سمیٹ دیے تھے، اس بار نوح نے اسکی طرف دیکھنے سے گریز کیا حالانکہ وہ جانتا تھا وہ بھوری آنکھیں اسی پر جمی ہیں۔

"یہ ایسے دیکھ دیکھ کر مار ڈالے گی مجھے"

وہ بری طرح اپنی ای میلز چیک کرتے مضطرب ہوا پر دل میں جولوڈ و پھوٹ رہے تھے انکی لذت تو سامنے پڑے کھانے سے کہیں زیادہ تھی۔

"تو میں کیا کروں اب بابا؟"

اف اس معصومیت پر لٹ ہی نہ جائیں تو کیا کریں، اس جانب فیروز صاحب کا دل بھی جیسے خوشی مسرت اور نجانے کس کس سکھ سے بھرا۔

"اسکے پرپوز کرنے کا ویٹ"

اس بار بابا شرا ت سے مسکرائے تو وہ منہ پھلا گئی۔

"وہ مجھے کانٹریکٹ میرج کے لیے کرتے ہیں، میں منہ پرناں کر دوں گی جب بھی ایسا کہا"

نامہ نے واپس نظر ہٹا کر سامنے جمائی، وہ روٹھی لگ رہی تھی۔

"اچھا تو مطلب نوح تک خبر پہنچانی پڑے گی کہ نامہ سلطان کو وقتی اور بے جان تعلق پسند نہیں۔"

وہ جو سوچ رہے تھے جب بول بھی پڑے تو نامہ کے چہرے پر ہزاروں رنگ آکر لہرا گئے۔

"بابا آپ نے ایسا کچھ کیا تو روٹھ جاؤں گی"

وہ شدید قسم کی خوفزدہ ہوتے بڑبڑائی جبکہ اسے کیا خبر تھی وہ کرسی سے اٹھ کر دل کے ہاتھوں مجبور ہوئے اسی دیوار اور باڑ کی دوسری طرف آکر رکنا نامہ کی باتیں سن رہا تھا، مسکراتے ہوئے۔

"روٹھنا مت، میں نہیں کروں گا۔ اگر وہ تجھ سے محبت کرنے لگا ہے تو تیری یہ خواہش خود سمجھے اور جانے گا۔ لکھوالے مجھ سے"

وہ بابا کے یقین پر سامنے ہی دو بچوں کو کھیلتا دیکھے مسکرا دی، یہ سننے میں بہت خوبصورت جو تھا۔

"کیا سچ میں انکو پتا چل جائے گی یہ بات بابا؟ لیکن وہ مجھ سے کانٹریکٹ کے بجائے ریل شادی کرنے کے لیے کونسا بہانہ لگائیں گے؟ اور مجھے کونسے والے بہانے پر ماننا ہے کونسے پر نہیں"

وہ یہ سب سننے بہت مشکل سے اپنا قہقہہ روک پایا ورنہ نامہ نے یہ بابا سے اس معصومیت سے پوچھ کر نوح کو ہنسانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

"نامہ سلطان! میں بہانے باز ہوں، تمہیں کیسے پتا چل گیا۔ تم مجھے مجھ سے زیادہ کیسے جان گئی۔ او گا رڈ! یہ لڑکی تو میرے سارے چھپے راز سمجھتی جا رہی ہے"

جناب کی خوشی اس وقت ایسے چہرے سے چھلک رہی تھی کہ کوئی نوح ادا دوغان کو یوں بلش دیکھتا تو پاگل ہو جاتا، یہ تو موصوف نے فون کی سکرین آگے کھول رکھی تھی کہ دیکھنے والا اسے دماغی مریض نہ سمجھ لے کہ ڈاکٹر ایسا ہے تو علاج کیسا کرتا ہو گا۔

اس طرف فیروز صاحب کو بھی اپنی ہنسی روکنے میں کافی وقت لگا اور نامہ پریشان ہو رہی تھی، دونوں ظالم بچاری کی حالت پر ہنس رہے تھے۔

"اگر بہانہ لگائے نوح وہ بہانہ مجھے بتانا میرا بچہ، زیادہ منجھے عاشق تو نہیں تیرے بابا لیکن کبھی تھوڑا دھواں دار عشق کیا تھا تو کچھ حد تک رہنمائی کر دوں گا"

نامہ کو لگا بابا ابھی بھی مسکرا رہے ہیں، وہ بھی تھوڑا بلش کی کہ یہ اچانک بابا سے کیسی باتیں کرنا شروع ہو گئی ہے، تھوڑی فطری شرم محسوس ہونے پر دل چاہا اب بس کال کاٹ دے۔

"بابا میں رکھتی ہوں فون، اینڈ سوری یہ سب عجیب سوال کیے۔ فوکس خراب ہو رہا ہے میرا اور میرے پاس ابھی بس آپکا آپشن تھا"

وہ تھوڑی شرمندہ تھی پر فیروز صاحب کو سچ میں نامہ پر ٹوٹ کر پیار آیا کہ وہ کتنی کیوٹ لگ رہی ہے ایسے بوکھلائی، گھبرائی۔

نوح نے جلدی سے واپس رخ کیا اور ڈرامے باز آدمی بالکل ویسے جا کر بیٹھا جیسے دنیا کا سب سے بے نیاز شخص وہی ہو۔

"میں قربان، چلو مل کر باقی ڈسکشن کرتے ہیں۔ خیال رکھو بابا کی جان اپنا۔ سی یو"

وہ ان سے اجازت لیتی کچھ دیر تو اپنی حالت درست کرنے کو وہیں کھڑی رہی۔

"تو تم نہیں چاہتی مجھ سے اگر تعلق جڑے تو وہ کبھی بھی ٹوٹے، اومائی گارڈ! میں اتنی خوش کنٹرول کیسے کروں۔ یہ آکر سامنے بیٹھی تو ہنسی نکل جانی ہے میری۔ پھر اسکے سو سوال۔۔۔۔ او میری اچھی ڈرائیور تم نے میری لائف کو آکر یہ کیسا ہلا دیا"

نوح نے فون سامنے رکھا جبکہ پانی کی اب موصوف کو شدید طلب تھی کہ پورا گلاس ہونٹوں سے لگا کر نگل لیا اور تب گلاس ہٹایا جب وہ پر اعتماد سی واپس آتی دیکھائی دی۔

"اسے پتا چلے کہ میں نے اسکی باتیں سنی ہیں، نیلی پیلی ہو جائے۔ تم اتنی کیوٹ کیسے ہو سکتی ہو نامہ سلطان۔ تمہاری یہ کیوٹنس میرا کام تمام کر چکی ہے"

نوح کو لگا جیسے گلاسو کھ کر بنجر صحرا ہو گیا ہے، اب اسے سمجھ آئی تھی کہ دو ایک دوسرے کے لیے جذبات چھپا کر پھرتے لوگ ایک دوسرے سے کیوں نظریں نہیں ملا پاتے۔

وہ بہت زیادہ رنکس ہو گئی تھی، اپنی چٹیر سنبھالتے ہی نوح کے چہرے کی بدلی بدلی حالت پر زیادہ غور نہ دیتے اس نے اپنا لچاگلے دس منٹ میں فنشن کیا اور پھر سے اپنے لپس صاف کرتی وہ اپنی چائے اٹھا چکی تھی، نوح کو بہت جبر سے گزرنا پڑا، اندر شہنائی اور پٹا کے پھوٹ رہے ہوں اور چہرے پر سکون سجانا بس نوح جیسے مضبوط اعصاب والے ہی کر سکتے تھے۔

"میں اکیڈمی نکل رہی ہوں۔ کیپ لے لوں گی۔ چار تک واپس آ کر اپنی گاڑی پک کر لوں گی۔ مجھے بتادیں مسٹر نوح کے آج آپکورات کتنے بچے پک کروں؟"

وہ چائے پینے تک بھی پر اعتماد رہی اور پھر اپنا فون اٹھائے وہ چیئر پیچھے کرتی اٹھی۔

"ہو سہیل کی گاڑی لے جاو، کیپ نہیں لے سکتی۔ اجازت نہیں دے رہا۔ اور چار بجے اپنی گاڑی پک کرنے کے بعد آج تم ایزی ہو جانا۔ میں آج لیٹ نائٹ تک ہو سہیل ہی رکوں گا۔"

نوح نے اسی نرمی سے بتایا تو نامہ دھیماسا مسکرائی۔

"لیٹ نائٹ اگر ایک یا دو ہے تو کال می، میں ڈراپ کر دوں گی"

وہ اپنی نیند بھی لٹانے پر تیار تھی، نوح کے لیے اب سب سنبھالنا زرا مشکل ہو رہا تھا، خوشی و جذبات بے قابو ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

"اگر رات تین چار بجے تک فری ہوا؟"

وہ پراسرار ہیزل آنکھیں نامہ کو بیقرار سا کر گئیں۔

"اتنالیٹ تو میں سو کر اٹھنے بھی والی ہوتی ہوں۔ یہ مشکل ہو گا۔ پر آپ کر دینا کال۔۔ خود درائیو کرنے کی ضرورت نہیں۔"

وہ فوراً سے مان گئی، نوح بھی ٹشو جس سے اس نے ہاتھ اور لپس صاف کیے وہیں رکھے اٹھا تو نامہ نے بے چین سا ہوتے نوح کی یہ راز دان سی چپ محسوس کی۔

"ایسے سوئے میں جگانا مجھے پسند نہیں بنا کسی حق کے۔ تبھی کہا ہے میرج کر لیتے ہیں، تب حق ہو گا میرے پاس۔ تمہیں کال کر کیا خود آ کر جنجھوڑ کر جگا لیا کروں گا کہ آؤ مجھے پک کرو ہو سپٹل سے"

اس بار پر پوزل پر تو نہیں پر نوح کی بات سننے وہ ضرور گھبرائی۔

"اتنی زخمت کریں گے آکر مجھے جنجھوڑنے کی، پر پھر تو آپ آچکے ہوں گے۔ میری نیند خراب کر کے پھر آپ کہاں بچ کر جائیں گے مسٹر نوح"

وہ بھی جیسے گھورنے لگی، اف اس لڑکی کا یہ سب کہنا کچھ کچھ کر دینے کے در پر تھا۔

"میں بچ کر کہاں کہاں جاسکتا ہوں، ابھی آئیڈیا نہیں پر جاننے میں بہت دلچسپی رکھتا ہوں۔ تو کیا خیال ہے کل آؤں تمہارے بابا سے ملنے؟"

نامہ نے فوراً سے نظریں پھیریں، نوح اسکے کان میں پہننے بہت ہی چھوٹے سے ایر پیس کو دیکھتا نامہ کی گال، اس سے مس ہوتی وہ اک لٹ، گردن تک نظر لے گیا پر پھر خود کی سرزنش کی۔

"مجھے دو دن دیں میں آخری کوشش کر لوں گھر ڈھونڈنے کی ولا کے آس پاس۔ اسکے بعد آپ بابا سے جو کہنا ہوا کہہ لیجئے گا۔ سی یو"

وہ جلدی سے کہہ کر پلٹی لیکن پلٹتے ہی نامہ کے گال گلابی اور ہونٹ مسکرائے، خود کو اپنی خوشی کو چھپائے وہ بھاگ نکلی پر نوح اسکے ہر سکھ کو اپنے دل تک ناچتا محسوس کرے دھیرے سے مسکرایا۔

نوح نے خود کو ٹوکا کہ جناب اتنے سینسیبل ہو کر یہ کیا دیوانہ بچگانہ انداز اپنائے ہوئے ہیں پر ان موصوف کو کون بتاتا کہ عشق ہے جاناں، یہ چھپائے چھپے گا نہیں، مشک کی طرح پھیل کر زمانے بھر کو خبر کر کے رہے گا۔

اماٹل ساڑھے تین بجے جہانگیر عالدین کے سیکرٹری کی انفارم کال پر نکلنے سے پہلے مانیہ کو دیکھنے آیا جو انجیکشن کے بعد سو گئی تھی، وہ سیدھا جہانگیر

عالدین کے گھر ہی پہنچا، انکے ملازم نے اسے بہت عزت سے ڈرائنگ روم میں لے جا کر بٹھایا، اور جہانگیر نے اسے زیادہ انتظار نہ کرنے دیا اور پانچ منٹ بعد ہی جب روم میں داخل ہوئے تو امانل اپنی جگہ سے انکے احترام میں اٹھا، بلاشبہ وہ بہت ہی زیادہ چارمنگ انسان تھے پر اب بال پورے سفید سیاہ تھے، لیکن یہ انکی پرسنالٹی کے گریس میں اضافے کا باعث تھا۔

"ہیلو امانل خرد قریشی! کیسے ہو بر خوردار"

وہ امانل کا کندھا شفقت سے تھپک کر بولے تو وہ رسما مسکرایا۔

"I am good!"

آپکو ڈاکٹر ادا نے کال کی ہوگی میرے بارے؟"

دونوں بیٹھے تو امانل نے مدعے پر آنا ہی ضروری سمجھا، کچھ دیر پہلے ہی انھیں نوح کی کال موصول ہوئی تھی۔

"ہاں اس نے بتایا مجھے کہ تم مانہ سے شادی کرنا چاہتے ہو، یہ بھی کہ وہ ہو سہلا تڑو ہے۔ بریسٹ ٹیو مر۔ مجھے بس تم سے ایک سوال کرنا ہے امائل"

وہ یکدم ہی افسردہ ہوئے، امائل نے انھیں سوال کرنے کی اجازت دیتی نظروں سے دیکھا۔

"میری بیٹی نے بہت کچھ سہا پھر بھی آج تک اس نے کسی حسرت کو اپنے پاس آنے نہیں دیا، اس نے نوح کو چھوڑا تو تب بھی مجھ سے پر میشن لی۔ وہ وجہ تم تھے یہ اس نے صاف تو نہیں پر ڈھکے الفاظ میں بتایا کہ شہی چوزہر مین۔ اور اب وہ جس کنڈیشن میں ہے اسے کسی کی ایمو شنل ایچمنٹ کی ضرورت ہے۔ تو کیا یہ شادی تم بھی محبت کے لیے کرنا چاہتے ہو یا صرف ہمدردی یا ترس سا ہے کچھ۔۔۔ کیونکہ محبت کی اجازت دوں گا۔ ترس کی نہیں کیونکہ وہ میری بیٹی ہے۔ مرتی مر جائے گی، کسی کا احسان و ترس قبول نہیں کرے گی"

امائل نے انکی ہر بات بہت توجہ سے سنی پھر انکی طرف دیکھتے مسکرایا، اس مسکراہٹ میں اک درد مخفی تھا۔

"میں اس سے آل ریڈی ایمو شنلی اٹیچ ہو گیا ہوں، محبت کا علم نہیں لیکن میں اسے اکیلا پڑنے نہیں دوں گا۔ نہ چھوڑوں گا کبھی۔ اسے کوئی حسرت چھونہ سکے تبھی میں اس پر سارے حق چاہتا ہوں مسٹر خالدین۔ مجھے مانہ اور آپکی اس رشتے میں اجازت کے سوا کچھ طلب نہیں"

وہ ایک حسرت زدہ باپ کے سینے میں سکھ ہی سکھ بھر گیا، وہ اٹھے تو امائل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"اجازت ہے پھر اسے اپنا لو لیکن اسے کبھی چھوڑنے پر مجبور ہو بھی جاؤ تو مجھے لوٹانا۔ اسکی ماں کو نہیں"

بہت درد تھا اس شخص کی آنکھوں میں، جو امائل کو بھی رنج دے گیا۔

"میں اسے چھوڑے بنا بھی آپکو لوٹا سکتا ہوں۔ بھروسہ کریں مجھ پر۔ ساری مائیں اچھی نہیں ہوتیں، میری بھی بہت بری ہیں۔ سو میں آپکا سپورٹیو ہوں مسٹر خالدین۔ میرے ساتھ چلیں۔ ہم مانہ کو آج ہی یہ خوشی دیتے ہیں"

جہانگیر خالدین اس وقت جانا نہیں چاہتے تھے، کیونکہ وہ مانہ کو ہو سہیل برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے لیکن بات اس وقت انکی اکلوتی بیٹی کے سکھ کی تھی۔

"ٹھیک ہے تم تیاریاں کرو جا کر۔ میں پہنچ آؤں گا۔ اسکے لیے کوئی گفٹ خریدنے کا وقت دو مجھے بچے۔ میرا دامن اکثر اسکی زندگی کے اچھے موقعوں پر خالی رہا ہے۔ کم از کم آج تو بھرا ہونا چاہیے۔ اور تم مجھے اسکی طرح ڈیڈ کہہ سکتے ہو۔ آباد رہو۔ اسکا ہمیشہ خیال رکھنا۔ وہ محبت سے زیادہ یہ پسند کرتی ہے کہ کوئی اسکے پاس رہے، اسے سنبھالنے کو۔ اسکی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا خیال رکھنا۔ ویسے تو وہ بڑی بڑی فرمائشیں نہیں کرتی، لالچ تو اسے کسی چیز کا نہیں لیکن ہاں اپنے پیشل ونز سے لاڈ چاہیے ہوتا ہے اسے۔ تم اس میں کمی

نہ کرنا۔ اور تھینکیو کہنا نوح کو۔۔۔۔۔ اس نے اجازت دی تمہیں۔ کیونکہ میری اجازت سے زیادہ اسکی اجازت اہم تھی"

امائل کو یہ بندہ بہت پسند آیا، جہا نگیر نے گرم جوشی سے اپنی بیٹی کی خوشی کو اپنے گلے لگا کر بھینچا تو امائل کا دل یوں تھا جیسے کند چھری سے کٹ گیا ہو پر وہ مسکرا دیا کہ آج اسکی زندگی کا بہت خوبصورت دن تھا۔

وہ جب تک ہو سپٹل پہنچا، نامہ اپنی Rolls-Royce لینے پہنچ چکی تھی۔

ساڑھے چار بج چکے تھے، امائل کو جب نامہ کی گاڑی چوری ہونے کا پتا چلا تو وہ بھی کافی اپ سیٹ ہوا، نوح کی وجہ سے وہ اور نامہ کی خوشی لوٹی اس پر نوح کو اس نے بہت مشکور نظروں سے دیکھا تھا۔

"مسٹر جہا نگیر مان گئے، ہم آج ہی یہ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ میں گھر جا کر بابا

اور فیروز انکل سے بات کرنا چاہتا ہوں کیا تب تک آپ دونوں میرے

آفس روم کو نکاح سر منی کے لیے سجوا سکتے ہیں؟"

وہ لوگ ہو اسپتال کی پارکنگ میں ہی کھڑے تھے جب امانل نے نوح اور نامہ کو مزید ساتھ وقت گزارنے پر مجبور کرتے بڑے پیار سے فرمائش کر ڈالی۔

"لیکن ہم یہ سرمنی فارم ہاوس میں بھی کر سکتے ہیں ناں؟"

نامہ جلدی سے اعتراض لیے میدان میں اتری۔

"نہیں۔ اسکی طبیعت سٹیبل نہیں۔ پی بی بار بار ڈراپ ہوتا ہے۔ یہاں ابھی اسکی ایگزامنیشن ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے امانل کا آفس کسی ویڈنگ ہال سے کم نہیں لگے گا جب سچ گیا۔"

نوح فوراً ہی بیچ میں کودا جبکہ امانل دھیمادھیماسکرایا ان دو کی کمیسٹری امانل کو بے حد پیاری لگ رہی تھی، ایک ساتھ میں سجاوٹ کرنا چاہتا تھا اور دوسری بس فرار کے موقعے تلاش کر رہی تھی۔

"چلیں میں جا کر پھر ڈیسنٹ سی سجاوٹ کی چیزیں لے آتی ہوں۔ تم بابا اور انکل کو منا کر لے آؤ یہاں۔ ویسے میں نے انکو منالیا تھا صبح تمہارے بحاف پر۔ مسٹر نوح تب تک آپ اسکے آفس روم کی چئیر ز اور ٹیبل ز راہٹوا دیں۔۔۔۔ اوکے؟"

نامہ نے کسی ٹیم لیڈر کی طرح دونوں محترمین کو کمانڈ دی اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی، نامہ کو جاتا دیکھتا نوح اور امانل اسے دیکھنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرائے۔

امانل نے نوح ادا دوغان کو دیکھتے سہائیل دی۔

"آج رات تم مجھے سب بتاؤ گے۔ اور اب یہاں ویڈنگ رنگ پہننا"

نوح نے آئبر و اچکا کر نرم سی دھمکی لگائی جبکہ ساتھ ہی امانل کے ہاتھ میں موجود خاص پتھر کی رنگ بھی بے تکلفی سے اتار لی جو نوح کا ایک کیوٹ عمل تھا۔

"وعدہ کیا تھا۔ مکروں گا نہیں۔ سب بتاؤں گا۔ تھینکیو سو میچ ڈاکٹر ادا، یومیک
مائی لائف"

بہت سانس تھا امانل کی آنکھوں میں جبکہ نوح اسکا گال تھپک کر خفیف سا
مسکرائے وہاں سے ہو اسپتال کی طرف چلا گیا کہ کتنی دیر امانل کی دعا کی
طرح لگتی نظروں نے اس شخص کا تعاقب کیا، پھر وہ گھر کے لیے نکلا۔

نامہ نے بہت سی ڈیسنٹ چیزیں خریدیں، وہ امانل کے ساتھ ساتھ نوح کے
جذبات جاننے پر بہت خوش تھی، کچھ ویڈنگ بلونز اور تھوڑی بہت سجاوٹی
چیزیں لیے وہ کچھ کیش نکوانے گئی تاکہ کپلز کے خود بھی کوئی گفٹ لے سکے
مگر اس سے پہلے ہی نوح نے اسے کافی ہیوی اماونٹ بینک کے تھرو
بھیجوائی، وہ اکاونٹ ڈیلٹیل نامہ نے اسے سیلری کی وجہ سے دیا تھا، نامہ نے

جب ہیوی اماونٹ نوٹیفکیشن دیکھا تو وہ برہم ہوئی اور نوح کو کال ملائی جس
نے ہو اسپتال اونر کی پر میشن کے بعد آج کے لیے امانل کے آفس روم سے

ایکسٹرافرنیچر نکوادیا تھا، بس چئیرز اور ڈیکورٹیو ٹیبل ایڈ کروائی تھی، وہ تین لوگوں کو اس کام پر لگائے خود نامہ کی کال کا ہی ویٹ کر رہا تھا۔

"آپ نے یہ پیمٹ کیوں بھیجی۔ ابھی تو میری سیلری کا ٹائم بھی نہیں"

نامہ تفتیشی آفیسر بننے لمحہ نہ لگاتی۔

"میں بڑی ہوں نامہ سلطان تو تمہیں برائیڈ اور گروم کی رنگ لینی ہے یہ اسی کی اماونٹ بھیجی ہے، سائز ٹیکسٹ کیا ہے تمہیں اندر اور باہر کا، تم جیولر کو وہ دیکھاو گی تو وہ تمہیں ایگزیٹ سائز کی دو گولڈ رنگز دیں گے، میل والی رنگ وائیٹ گولڈ میں ہے بس گولڈ واٹر چڑھا ہے میچنگ کے لیے۔ آرڈر کر دی ہیں۔ تمہیں بس اس شاپ پر پیمٹ کرے پک کرنی ہیں۔"

نامہ نے گہرا سانس اتنی تفصیل پر بھرا۔

"لیکن رنگز میں لینے کا سوچ رہی تھی۔ یہ کیا بات ہوئی؟"

وہ منہ پھلائے بول بھی بیٹھی، نوح بے اختیار مسکرایا۔

"ہم کہہ دیں گے کہ یہ سجاوٹی اور سپورٹو کپل کی طرف سے کمائن گفٹ ہے۔ تمہاری طرف سے بھی ہو جائے گا"

نامہ بھلے ایسی آفر پر بلش کی پر دیکھنا بھی تو تھا کہ ایسا نہیں۔

"لیکن ہم کیسے کپل ہو گئے؟"

اف اس نازک حالت والے آدمی سے نامہ کے ایسے نازک سوال۔

"دیکھو ہم مل کر سجاوٹ کر رہے ہیں، دونوں کو سپورٹ بھی کر رہے

ہیں۔ مخالف جنس بھی ہیں تو اہل سخن ایسے کنکشن کو کپل ہی کہہ گئے مس

روح"

ایسی وضاحت اک عاشق ہی دے سکتا تھا، نامہ کے لیے اب یہ بند جگہ اڑنے

کو ناکافی تھی، اسے اب اڑان کو آسمان درکار تھا۔

"ہمم۔۔ اوکے۔ میں آتی ہوں مسٹر نوح"

نامہ نے کوئی بعث نہ کی اور نوح یہی چاہتا تھا وہ آجائے بس، نامہ نے جب پیمینٹ کی تو وہ ساری پیمینٹ جو نوح نے بھیجی وہ پوری رنگز کی قیمت تھی جسے ادا کرنے کے بعد نامہ کو کچھ سکون ملا، لیکن پھر بھی اس نے مانیہ کے لیے ایک ہیر کلپ لیا تھا اور امانل کے لیے بہت ہی پیارے رائن سٹون کف لنکس لیے تھے، انھیں ایک ہی جیولری کیس میں پیک کروائے نامہ نے اسے چھوٹے سے گفٹ باکس میں ریپ کروا کے ریڈ ولوٹ شیٹ سے کوور کروایا اور واپس وریام ہو اسپتال کے لیے نکل گئی۔

جبکہ دوسری طرف امانل فریش ہوئے بلیک چینوز کے ساتھ وائیٹ پولو شرٹ پہنے کافی ہینڈ سم لگ رہا تھا، جناب کی ہلکے پھلے مسلنز والی بازو شرٹ کی ہاف سیلوز سے ٹائٹلی چھلک رہی تھیں، بہت ہی کلاسی بوٹس پہنے بالوں کو برش کیے بس پر فیوم سپرے کرنے کے بعد مونچر انڈر لیے اس نے ہتھیلیوں میں لگا کر مر ج کیے نیک اور ہلکی ہلکی بیئر ڈوالے چہرے پر ہاتھ

پھیرتے خود کو اک مغرور سی نگاہ میں لیتے اپنی جیکٹ اٹھائی اور روم سے باہر نکلا کیونکہ آج تیز ہوائیں تھیں اور موسم بھی ابر آلود تھا، اسکے بعد دونوں ہنڈ سم بڈھوں کو بٹھا کر جناب نے جھٹ پٹ نکاح کی نیوز سنا کر شاک کر دیا۔
ہاں یہ خوشی والا شاک تھا۔

"نکاح تو ٹھیک ہے یار، پر ہو سپٹل ہی ملا تھا تجھے نکمے؟"

خرد صاحب کو اب یہ فکر تھی بہو کو تحفے میں کیا دیں گے، فیروز صاحب کو تو پتا تھا نامہ نے ضرور کچھ لے لیا ہو گا تو وہ بس ایونٹ میں خاضری دینے کو بالکل ریڈی بیٹھے مسکارہے تھے۔

"ابھی اسکو ہو سپٹل کئیر کی ہر وقت ضرورت ہے، لیکن میں اسے ایک دو دن بعد لاؤں گا یہاں ایک دن کے سٹے کے لیے۔ بس آپ دونوں ایک گھنٹے تک پہنچ جائیے گا۔ اور ہاں میری اس خوشی کو اتنی جلدی قبول کرنے کے لیے تھینکیو آپ دونوں کو"

اماٹل نے ایک ایک ہاتھ بڑھائے بابا اور فیروز انکل دونوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے دبایا تو ان دو جیسے نامہ کی بات پر واقعی یقین آیا کہ لمبے سجدوں کا ہی ثمر ہے۔

"تھینکیو کر نامہ کو جس نے پہلے ہی تیرا کام اور راہ آسان کر دی ہے صبح۔ ہم پہنچ آئیں گے"

خرد صاحب نے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر چوما تو فیروز صاحب نے بھی بے حد شفقت لٹاتے وہ ہاتھ دبایا، اماٹل گہرا خوشی بھرا سانس لیے خود بھی دونوں کو جلدی پہنچے کا کہے ہو سپٹل روانہ ہوا مگر راستے میں ہی اس نے مانیہ کو کال کی۔

جونرس کے بقول جاگ تو گئی تھی پر درد پھر شروع تھا، اماٹل کو ہو سپٹل نکاح کا فیصلہ بہترین لگا کیونکہ مانیہ کی ہیلتھ یہیں سیو تھی۔

"کچھ دیر میں ہمارا نکاح ہے۔ تم ریڈی ہو۔ بتاؤ ڈریس لاؤں تمہارا یا ہو سپٹل ڈریس پہنے گی میری نک چڑی بیوی؟"

وہ جو لیٹی تھی، تکیے درست کرتی اٹھ بیٹھی، آنکھیں بے یقینی سے بھر گئیں، تو کیا واقعی آجکی شام مانیہ کی زندگی بدلنے والی تھی۔

"ہو سپٹل ڈریس پہنے میری دشمن! مجھے بہت اچھا ڈریس چاہیے سن لو۔ بھلے نکاح ہو سپٹل میں ہے لیکن فیل تو پرستان کی شہزادی والی آنی چاہیے مجھے۔ تم کیا پہن رہے ہو۔ وہی کلر لے آؤ میرا بھی۔"

وہ اسے اتنے پیار سے فرمائش کرنے پر رہا سہا بھی لٹ گیا۔

"بلیک لاؤں یا وائٹ؟ سنپل ساویڈنگ فرائڈ چلے گا؟ زیادہ ہیوی ڈریس

پین دے گا تو بتاؤ مجھے؟"

وہ اسکی ابھی سے اتنی فکر کر رہا تھا کہ مانیہ کے گال دھک رہے تھے، وہ یہی سوچ رہی تھی جب یہ شخص اسکا ہو گیا تو کیا کیا نہ لٹا دے گا۔

"وائیٹ لے لو، فیل آئے کہ تمہاری دلہن ہوں۔ آئی مس یو"

وہ جب سے جاگی تھی امانل کو دیکھنا چاہتی تھی، سات بجنے والے تھے، یعنی بہت دیر ہو گئی تھی دونوں کو ملے۔

"ہمم۔۔ آتا ہوں۔"

وہ اسکو کہتے ہی کال کاٹنے کے ساتھ سمائیل کیا، پہلے تو جا کر اک ایگنٹ سا ویڈنگ ٹاپ ڈریس لیا جسکی بازو اور کندھے بہت گھنے نیٹ سے بنے تھے اور باقی وہ پیروں تک لیرڈ وائیٹ ڈریس تھا، اسکے نیچے فٹ ٹراوز تھا جو اس ڈریس کے نیچے نظر نہیں آنے والا تھا، چھوٹے چھوٹے پرل ایئر رنگز کے ساتھ بس، سیلز لیے وہ واپس روانہ ہو گیا اور امانل خوش تھا آج وہ مانیہ کو اپنی پسند کے ڈریس میں دیکھے گا۔

نامہ واپس پہنچ آئی تھی، آفس روم بلکل نامہ کی ڈیکوریشن کے لیے ریڈی تھا، خرد صاحب نے ایک ویڈنگ کیک کے ساتھ پورے ہو سپٹل سٹاف کا ایک فائوسٹار ریسٹورنٹ سے سارا کھانا آرڈر کروایا کیونکہ ڈنر سارے سٹاف کا آج انکی طرف سے تھا تو فوڈ میس کی ٹیم کو آج ریلیف دے کر انھیں بھی آج فائوسٹار میل کی عیاشی دی جانی تھی۔

نامہ نے سب کے آنے سے پہلے ڈیکوریشن کروانی شروع کر دی تھی۔

ویڈنگ بلونز جو کہ سلور، ریڈ، گولڈ اور وائٹ میں تھے، انہی سے پورا روم سج گیا تھا، اور ایک امانل مانیہ نام کالا مٹنگ کلپ تھا جسے وہ دیوار پر لگانے والی تھی، جس میں چھوٹے چھوٹے ایل ای ڈی بلبز تھے، نامہ نے چئیر کو سیٹ کیا اور اپنی ہیلز اتار کر وہ کرسی پر چڑھی، دو لوگ اسکی ہیلپ کے لیے موجود تھے پر وہ ہر بار اسے ٹیڑھا لگا دیتے تبھی نامہ نے خود ٹھیک کرنے کی کوشش کی۔

"آپ دونوں مجھے کہیں سے وال گلوپتا کر کے دیں۔ اپنے سامان میں دیکھیں۔ یہ تھوڑا ٹیڑھا ہی بنا ہوا ہے۔ ہمیں گلو سے اسے ٹکانا ہو گا"

نامہ نے دونوں کو گردن موڑے ہدایت دی تو وہ سر ہلاتے باہر نکلے اور اسی لمحے نوح اندر آیا پر نامہ کو وہ لائٹنگ کلب لگا تا دیکھے فکر سے زرا فاصلہ سمیٹے رکا کیونکہ چمیر ہل رہی تھی۔

"یہ سب گھر میں کرنا ہوتا تو میں فوراً کر دیتی، خردانگل کے پاس ساری گلوڑ ہوتی ہیں۔ بس مل جائے گلو۔۔۔ ورنہ یہ ٹیڑھا بہت برا لگے گا۔ میں نے بھی پتا نہیں کیا سوچ کر یہ خرید لیا، ویسے اچھا کیا۔ اس سے واقعی تھوڑی ویڈنگ فیل آئے گی"

وہ خود سے باتیں کرتی اسے وہاں لگے وال کیل سے ایڈجسٹ کرتی روم کی فضا میں مخصوص مانوس خوشبو پھیلتا محسوس کیے جیسے ہی گھبرا کر پلٹی، چمیر کے بری طرح ہلنے پر اس سے پہلے گرتی، وہ جو فرصت سے نامہ کو دیکھے

مسکرا رہا تھا، ایک لمحے میں لپک کر اس لمبی ترنگی مگر کافی ہلکی نامہ کو کچھ کیے
 بری طرح گرنے سے بچا لیا، وہ وال کلپ کیل کی وجہ سے دیوار پر اٹک گیا
 ورنہ وہ نامہ سے پہلے گرتا، نامہ جو کہ نوح کی بازوؤں میں تھی، گرنے کے ڈر
 کے سبب اسکی گردن میں بازو حائل کرے اس کی گردن میں جیسے چھپ
 چکی تھی، نوح کی مسکراہٹ غائب کر گئی۔

جتنا وہ دو دور ہو رہے تھے، دور رہنے کی کوشش کر رہے تھے یہ قسمت انکو
 پہلے سے زیادہ قریب کر دیتی، نامہ کو جب ہوش سا آیا اور احساس ہو اوہ
 کہاں ہے، پورے جسم سے جان لمحے میں کیسے نکلتی ہے یہ کوئی نامہ سلطان
 سے پوچھتا۔

"اگر تم گر جاتی، سر لگتا تمہارا اس فرش پر۔ دھیان کہاں ہے

تمہارا۔۔۔؟ اور جب دو لوگ دیے ہیں ہلپ کو تو خود بندر کی طرح اوپر

چڑھنے کا کیا مقصد تھا نامہ۔؟"

وہ اسکی گردن سے چہرہ نکالے گھبرانے کے بجائے ایسی ڈانٹ پر افسردہ ہوئی، باخدا یہ نوح نے اسکے جسم کی کپکپاہٹ مٹانے کو کیا۔

"و۔۔ وہ ان سے ایڈجسٹ نہیں ہو رہا تھا یہ لائٹنگ کلپ۔۔۔ پلینز نیچے اتاریں مجھے"

وہ سخت مضطرب ہوتی نوح سے دور ہونے کی کوشش میں اس سے پہلے یہاں سے بھی پھسل کر گرتی، نوح نے خود ہی نامہ کے پیرزین پر لگاتے کھڑا کروایا تو وہ جلدی سے اپنے بال سمیٹے رخ موڑ کر اپنی ہیلز کی طرف بڑھی۔

"جتنی تم لمبی ہو، میں نے کافی ویٹ امید کیا تھا تمہارا۔ تم تو بہت ہی ہلکی پھلکی ہونا مہ۔ کیا ہوا کھاتی ہو۔۔۔؟"

وہ اسکو ہیلز پہننا دیکھے خود چٹیر پر چڑھا تو نامہ نے گھبرا کر چٹیر کو دیکھا جو اسکے چڑھنے پر کافی ظلم کا شکار لگی، اوپر سے نامہ کو یہ بھی فکر کہ وہ تو کیچ کر لی گئی تھی، وہ کیسے اس پہاڑ کو پکڑے گی جو تو ڈابن کر اوپر ہی گر سکتا ہے بس۔

"نہیں میں ہوا نہیں کھاتی بس میری جینز میں ہی کافی لائیٹ باڈی سٹر کچر ہے۔ آپ اتریں۔ وہ لوگ خود کر لیں گے۔ آپ گرے تو میں بچا بھی نہیں پاؤں گی۔"

نامہ کی نظریں خوفزدہ ہو کر ہلتی چٹیر پر تھیں جو کسی بھی وقت ٹوٹنے والی لگ رہی تھی، نوح نے اس لائننگ کلپ کے نیچے لگا وال گلو ہینڈل کھولا تو وہ اب اچھے سے دیوار سے چپک گیا، موصوف مسکرا کر کھڑے کھڑے نامہ کی طرف گھومے تو وہ اب بھی شدید خوفزدہ تھی کبھی کرسی کو دیکھ رہی تھی کبھی نوح کے شوز کی طرف۔

"بچا ناپڑ گیا کبھی تو کیا بھاگ جاو گی؟"

نوح کی نظریں بدلتے دیکھ کر نامہ نے غصے سے دیکھا، ادھر وہ ڈر رہی تھی اور اس آدمی کو مستی سو جھ رہی تھی۔

"ہاں۔ دیکھنی ہے میرے بھاگنے کی سپیڈ؟"

گال پھلائے تپ کر پوچھا تو وہ جیسے چھلانگ مارے اتر، نامہ ڈر کر دو قدم پیچھے سرکی، یہ آدمی بس ہر وقت تنگ کیوں کرتا ہے، نامہ کو شدید شکوہ محسوس ہوا۔

"یہ میسی بالوں کے جوڑے کے ساتھ دو لٹیں نکال کر غصہ نہ کیا کرو نامہ سلطان، heavy to handle ہو جاتا ہے ایسے تمہارا غصہ۔ دیکھو نہیں گرا۔ نہیں بچانا پڑا تمہیں۔ اب خوش؟"

وہ کچھ بولنا دور ہلنے لائق بھی نہ بچی کہ نوح نے اسکی جو تعریف کی وہ نبض پر دباو تھی، وہ دل کو اتنا تیز دھڑکتا محسوس کر رہی تھی کہ ڈر گئی یہ دھڑک جسم سے باہر نہ سنائی دینے لگے۔

"آ۔۔ آپ باہر جائیں؟"

جب کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ جلدی سے منہ پھیرتے بڑبڑائی۔

"کیوں؟ (اس نے پھر شرمانا ہو گا یقیناً)"

نوح کو حیرت و پریشانی ساتھ ہوئی، اور اندر کے کیڑے کی سوچ بھی اعلیٰ تھی بھئی۔

"ہیلز پہننی ہیں۔"

نامہ کا جواب سنے نوح کا دل کیا اکیس توپوں کی سلامی دے نامہ کو۔

"لوگ کپڑے بدلتے ہیں، یا کوئی پرسنل جانو مانو والی کالز کرتے ہیں تب بنتا بھی ہے اگر وہ کسی کو روم سے نکال دیں۔ یہ ہیلز پہننا کونسا شرم والا کام ہے کہ تمہیں پر ایسی چاہیے ہوتی ہے؟"

نوح کو یاد تھا جب نامہ بیہوش ہوئی اس دن بھی اس سے نوح کے سامنے ہیلز پہننا دو بھر تھا، آج تو وہ اسکے پیر خود دیکھنا چاہ رہا تھا۔

"اصل وجہ بتاؤں گی تو آپ ہنسیں گے"

نامہ کا چہرہ سا اتر ا۔

"نہیں ہنستا نامہ۔ ٹیل می"

جناب کی بے قراری سوانیزے پر گئی۔

"دراصل میرے پیروں کو نظر لگ جاتی ہے"

نامہ نے ہچکچاتے ہوئے بتایا تو نوح نے ننگے پیر کھڑی جب نامہ کو دیکھا، باخدا

اسے لگا وہی آج ان پیروں کو بری نظر لگا دے گا، وہ اتنے حسین تھے کہ

نوح کی نظر نامہ سے زیادہ ممکن تھا ان فیوچر بھی اسکے پیروں پر ہی اٹکنے والی

تھی۔

"بہت اچھا کرتی ہو تم پھر۔۔۔ نظر نہ لگے۔ پہن لو، سیلنز۔۔ میں ادھر دیکھ رہا ہوں"

نوح نے مسکرا کر جب ادھر دیکھنے والی بات کی تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس پڑتی اسی چیئر پر بیٹھی اور اپنی بلیک، سیلنز پہنے انکی سٹریپ جب بند کر رہی تھی، نوح نے چیٹنگ کی اور زراپلٹ کر اسکے پیروں کو دیکھا جنہیں نامہ جلدی سے، سیلنز میں چھپا چکی تھی۔

"اب ادھر دیکھ لیں"

وہ اٹھ کر کھڑی نوح کے برابر ہوئی تو نوح نے اپنے اور اسکے روبرو ہونے پر اک ہارٹ بیٹ مس کی، مزید نہ آنکھوں کا واصل نہ ہو سکا کیونکہ گیسٹ آچکے تھے، مانہ کو بھی نامہ ہی امائل کالایڈریس دے کر آئی اور اپنی زندگی میں مانہ نے ایسا پورا ڈریس پہلی بار پہنا، بال اسکے پہلے ہی گولڈ ٹیچ کے ساتھ

کرل تھے، میک آپ بھی تھا، بس ہلیز، ایئرنگنز اور ڈریس نے اسے بھرپور دلہن بنا دیا۔

خرد صاحب اور فیروز بھی پہنچے، ہو سپٹل کا مین سٹاف بھی ڈاکٹر امائل کی اس یونیک ویڈنگ میں شریک تھا، اونر بھی اور چار چاند لگے جہانگیر عالدین کی شرکت سے، مانیہ نے جب بابا کو دیکھا وہ بھاگ کر انکے پاس آئی اور روتی ہوئی انکے سینے لگی۔

"ڈیڈ! آپ۔۔؟"

وہ روہانسی ہوتی انکے روبرو ہوئی تو جہانگیر نے تڑپ سا اٹھتے مانیہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چوما۔

"تمہاری زندگی کی خوشی ہو اور میں نہ آؤں۔ میرا بچہ خوش رہے۔ یہ تمہارا اور امائل کا دو ماہ بعد کا، منی مون یورپ پیکیج ہے۔ اسکا مطلب جانتی ہو؟ تمہیں دو ماہ کے اندر اندر ٹھیک ہو کر اسکے ساتھ جانا ہے گھومنے۔"

مانیہ نے بھیگی آنکھوں سے ہنستے وہ انولپ لیا، وہ گفٹ نہیں تھا، وہ ایک باپ کی طرف سے بیٹی کے مشکل وقت میں بہت بڑی امید تھی، نامہ، امائل اور نوح سمیت باقی سب بھی اس تحفے پر نثار محسوس ہوئے۔

"ان شاء اللہ"

امائل نے یہ جب کہا تو سب نے رشک سے اسکی طرف دیکھ کر مسکراہٹ پاس کی جبکہ مانیہ نے پیار بھری نظر سے امائل کو دیکھا۔

نکاح ہو گیا تو سب کے چہرے جیسے خوشی سے بھرے، ہاں نوح کچھ سنجیدہ رہا، اس نے مانیہ اور امائل کو رنگز گفٹ بھی کیں اور دونوں نے نکاح کے بعد ایک دوسرے کو پہنائیں بھی۔

"یہ میرے اور نامہ کی طرف سے گفٹ ہے"

نوح کے اس ایک جملے پر نامہ جو اپنا گفٹ دینے کا سوچ چکی تھی اسے واپس بابا کے بلیزر کی جیب میں ڈال بیٹھی، اگر وہ خود بھی گفٹ دیتی تو شاید نوح

کے دل کو اچھانہ لگتا، نامہ نے اپنا گفٹ کچھ دن بعد دینے کا فیصلہ کیا جب امائل، مانہ کو لے کر فارم ہاوس آتا، اور نامہ گفٹ جب بابا کی جیب میں ڈال رہی تھی، نوح نے دیکھا تھا، وہ بھی اور باپ بیٹی کی پر اسرار سائیل بھی۔

ناجانے آج کے دن میں اسے نامہ سے جڑے کتنے رشک ملے تھے کہ گننے ناممکن ہو گئے۔

وہ مسٹر خرد اور فیروز سے آج بس اتنا پر اپری نہ مل سکا کیونکہ آج امائل اور مانہ کا دن تھا تو نوح نے ویسے بھی نامہ کو دو دن دیے تھے اسکے بعد وہ مسٹر فیروز سے اک تفصیلی ملاقات کا سوچ چکا تھا۔

"یہ تو واقعی کافی ڈیشنگ ہے نامہ اور بہت اچھی نیچر کا بھی لگا"

فنکشن کے بعد جب سب سمٹا اور مانہ کو امائل واپس اسکے روم میں لیے نکلا تو نامہ بابا اور خرد کو سب سے ملنے کے بعد سی آف کرنے گئی تو فیروز صاحب

بولے بنانہ رہ سکے، خرد صاحب آگے گاڑی میں جا کر بیٹھ چکے تھے اور باپ بیٹی کی سرگوشیاں فل پیک پر تھیں۔

"جی بابا بہت اچھے ہیں۔ آپ اس گفٹ کو میرے روم میں رکھ دیجئے گا۔ انہوں نے اپنے گفٹ میں مجھے بھی ایڈ کیا تو مجھے لگا میں الگ سے اپنا دوں گی تو انکو لگے گا مجھے انکا یہ کرنا برا لگا ہے اور میں نے ضد میں اپنا گفٹ دیا۔ ٹھیک کیا ہے ناں میں نے بابا؟"

وہ بہت زیادہ گھبرائی تھی پر جب بابا نے اپنی نامہ سے اس درجہ عقل مندی کی بات سنی تو اسے اپنے سینے لگا گئے۔

"بہت ٹھیک کیا ہے، اس سے اسے لگے گا تو اسکی محبت کو اہمیت دے رہی

ہے۔ میری جان۔ جاتے ہی جائے نماز بچھا کر بیٹھتا ہوں۔ میری نامہ کا

نصیب بن جائے وہ جلدی سے"

وہ بابا کی خود سے زیادہ ایکسائٹمنٹ پر آج مدت بعد ہنسی تو فیروز کا دل جکڑ گئی، وہ ترسے ہوئے تھے نامہ کی ہنسی کی کھنک سننے کو اور اس ہنسی کا سبب انھیں بس نوح لگا، ہر سانس کے ساتھ نوح کے لیے اب دعا نکلنے والی تھی۔

"نظر نہ لگے تیری ہنسی کو۔ ہم نکلتے ہیں۔ ڈنر پر ملتے ہیں"

وہ نامہ کا ماتھا چومتے چلے گئے پر خود نامہ صدمے میں چلی گئی یہ سوچ کر کہ کیا وہ واقعی ہنسی ہے۔

وہیں اماٹل نے مانیہ کو روم میں لایا تو وہ بہت زیادہ پیاری لگنے کے ساتھ مسکرا بھی رہی تھی۔

روم میں بھی سائیڈ ٹیبلز پر وائیٹ روز رکھے گئے تھے تاکہ برائیڈ کو زرا سپیشل فیل ہو، اماٹل نے جیکٹ اتار دی تھی اور وہ کافی ہاٹ لگ رہا تھا، لیکن مانیہ سے کم۔

جہانگیر کافی دیر مانیہ کے پاس رکے تھے، سب نے دونوں کو کچھ ٹائم اکیلے پر ایسی بھی دی اور تبھی مانیہ کچھ زیادہ خوش تھی۔

"میں نے آج تمہاری چوائز کی مانیہ بننے کی کوشش کی ہے۔ اچھی لگی ہوں تمہیں؟"

وہ میٹرس کے پاس آکر رکتی امانل کی طرف پلٹی جس نے مسکرا کر سر ہلایا۔
 "اب تم مجھے ڈانٹنا مت"

وہ اس کے غصے سے ڈری سہمی، امانل کا ہاتھ کپکپاتے ہاتھ سے چھو رہی تھی اور امانل حیرت زدہ تھا کہ جب حق نہ تھا یہ سانسوں میں گھل رہی تھی اور اب اتنی محتاط، اتنی جان لیوا!

"اب مجھ سے ڈانٹا نہیں جائے گا۔ جب بھی ایسا کروں، جیسے چاہے مجھے روک دینا۔ کسی بھی حق سے"

بہت نرمی سے اس نے مانیہ کی جگہ اپنی گود میں بنا کر اسے مان بچشتا تھا، وہ حیران ہوئی تھی جب وہ اسے اپنی بازو میں بھرے خود بیٹھے ہی اسے اپنی تھائی پر منتقل کر گیا۔

ایسا مان جو مانیہ کی آنکھوں کی تکلیف مٹانے کے ساتھ ہونٹوں پر مسکراہٹ لایا جو اس لڑکی کے لیے میڈیسن سے زیادہ ضروری تھی۔ وہ اسکی گود میں بیٹھے شرم رہی تھی یہ محسوس کن لمحہ تھا۔

"تمہاری وجہ سے میں بابا سے اتنی دیر تک ملی، باتیں کیں"

مانیہ کی پلکیں آنکھوں پر گریں کیونکہ یہ کر کے اس نے اپنے آنسوؤں کو روکا تھا، امائل کا ایک بازو اور ہاتھ تو مانیہ کو ہولڈ کیے تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں وہ مانیہ کا ہاتھ دبائے بیٹھا یکدم ہی دھیان ان جھکی آنکھوں تک لے گیا۔

"تم نہیں ملتی ان سے؟ کیوں؟"

امائل کو دگنی تکلیف مانیہ کی حسرت دے گئی۔

"مما نہیں ملنے دیتیں، کہتی ہیں بابا مجھے بیچ دیں گے اتنی بھوک پڑی انکو۔ لیکن وہ میرے بابا ہیں، انکی میرے سوا کوئی اولاد نہیں، نہ انہوں نے دوبارہ شادی کی۔ یہ کافی تھا انکی وفا اور مخلصی ثابت کرنے کو پر ممما کو آج تک میں کچھ سمجھا نہیں سکی۔ وہ بہت ظالم ہیں"

اک اک جملہ بتاتی وہ اماں کو افسردہ ہی تو کر گئی، بروکن فیملیز کے بچے اور انکی شخصیت کیسے تباہ ہوتی ہے یہ وہ خود بھی جانتا تھا۔

"میری ممانے بابا کو کسی دوسرے مرد کے لیے چھوڑ دیا، وفا اور مخلصی بہت ویلیور کھتی ہے۔ میرے پاس بھی اس عمر میں فیصلے کا اختیار تھا ماں یا باپ چننے کا جب میں دونوں کے بنارہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا، لیکن پھر بھی میں نے ایک ٹھیک فیصلہ لیا۔ جانتی ہو کیا چیز تھی وہ جس نے مجھے بابا کو چننے پر مجبور کیا؟"

مانیہ کو اندازہ نہ تھا وہ بھی بروکن فیملی کا چائلڈ ہے تبھی تو وہ اسکی طرف دیکھتی آنکھیں سرخ کر بیٹھی۔

"کیا چیز؟"

آواز ڈوب کر ابھری۔

"تب میں نا سمجھ تھا پر ممائی آنکھوں میں تب مجھے حاصل کرنے کا جنون ہلکور رہا تھا اور بابا کی آنکھوں میں مجھے کھودینے کا دکھ۔ میں نے سوچا یہ خمار والی ہستی اگر مجھے پالیتی ہے تو کسی ڈیکوریشن پیس سا کسی کو نے سجادے کی جلنے سلگنے کو پر یہ جو تڑپتا ہوا شخص ہے یہ مجھے پا کر سینے سے لگائے گا۔ میں نے جلنے سلگنے کے بجائے ڈیڈی کے سینے لگ کر زندگی گزارنے کا فیصلہ لیا اور میں آج تک اس فیصلے پر پچھتا یا نہیں۔ تم بتاؤ، تم نے ماں کو کیوں چنا جب وہ اتنی ظالم تھیں؟"

وہ اتنے پیار سے اس سے بات کر رہا تھا کہ مانیہ کو اپنی قسمت سے پیار ہو گیا جو
اماٹل سے جڑی تھی، وہ اسکے ہاتھ کی ہتھیلی کو مسلسل یہ سب بتاتے دباتا
رہا، اسکے اک اک حرف کی اذیت مانیہ نے بہت گہرائی سے محسوس کی۔

"کیونکہ تب ڈیڈ کے پاس گھر بھی نہیں رہا تھا، وہ ایک ہوٹل میں مقیم تھے وہ
بھی نہایت برا۔ جس دن کورٹ کی لاسٹ ہیرنگ تھی اس سے پہلے وہ مجھ
سے ملنے سکول آئے اور کہا کہ تم اپنی ماں کو چن لینا کیونکہ میں تمہیں
سنجھانے کے لائق نہیں مانیہ۔ وہ بہت زیادہ پریشان تھے۔ میں کیسے کہتی کہ
بابا مجھے آپکے ساتھ رہنا ہے؟ وہ اور اپنی بے بسی پر تکلیف سے بھر جاتے
ناں۔ وہ ایسے قرضوں اور پریشانیوں میں جکڑے کے ان سے آج تک نہیں
نکل سکے۔ میں نے اپنے تئیں ہوش سنبھالتے ہی کئی بار ڈیڈ کی فائننشلی مدد
کرنی چاہی لیکن انہوں نے کرنے نہیں دی۔ ان فیکٹ وہ میرے لیے ہر
سال برتھ ڈے کا مہنگا ترین گفٹ بھیجتے ہیں اور میں بس اسی گفٹ کے لیے

لاپچی ہوں کیونکہ وہ میرے ڈیڈ دیتے ہیں اور اس میں انکو نوور عایت۔۔۔ جو
چند بچپن کے سال میں ڈیڈ کے ساتھ رہی وہ بیسٹ تھے۔۔۔۔"

وہ امائل کو دیکھتی سب بتاتے بارہا مسکرائی پر آنکھیں نمی کی تہہ میں ڈوب
ڈوب جا رہی تھیں، امائل کی نظریں خود کو میسر ہونا مانیہ کے لیے بہت
آسودگی کا سبب تھا، وہ اسکا تھا اب، پورا جسے وہ اپنے سارے دکھ بتا سکتی
تھی، درد دیکھا سکتی تھی۔

"تم بہت اچھی بیٹی ہو انکی۔ تبھی انکو کسی اور اولاد کی ضرورت ہی محسوس
نہیں ہوئی۔ اب تم ان سے جب چاہو ملنا۔ تمہاری ماں کے آگے میں کھڑا
ہوں۔"

امائل نے اس لڑکی کی آنکھیں یہ کہہ کر ساکن کیں، کہ انھیں ٹھہراؤ سمیت
جی بھر کر دیکھا۔

"س۔۔۔ سچ! انکے پاس جا کر رہ بھی سکتی ہوں؟"

بہت حسرت تھی مانیہ کے ٹوٹے لہجے میں۔

"ہاں! انکے پاس اب اچھا گھر ہے۔۔۔ لیکن تمہاری کمی چار سو بکھری ہے انکے ارد گرد۔ یہ چیز انکے گھر اور انکو اچھا رہنے کیسے دے سکتی ہے۔ تمہیں اپنی ماما سے اس معاملے میں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اب تمہیں انکی نہیں، میری اجازت کافی ہے"

وہ دھیماسا مسکرائی، اسکے ڈپریشن کا علاج اسے اس شخص کی صورت مل گیا تھا، مانیہ کے اعصاب بہت ہلکے تھے اس وقت، وہ تکلیف کا اظہار کرتی کبھی اتنی شانت نہیں ہوتی تھی جتنی اس وقت۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی جو تمہیں ہرٹ کرے اماں"

وہ اسکے ہاتھ کے دباؤ کو اب بھی محسوس کرتی بے انتہا مان سے بولی تو اماں کی آنکھوں میں خفیف سے سرور کی لکیر ابھری۔

"اور ایسا تم کیوں کرو گی؟"

محترم اس لڑکی کے ہر جذبے سے واقف ہونے کے باوجود کچھ چاہتے تھے، کہ وہ کہہ دے اسے امانل پیارا ہے۔

"کیونکہ میں بہت اچھی اور پیاری ہوں"

امانل بھول گیا تھا کہ ابھی محترمہ کسی نشے اور غنودگی میں نہیں ہیں، مسکرایا، مانہ کے ارد گرد سب روک دیا اس مسکراہٹ نے۔

"یہ خود فریانی تمہیں کچھ آئینے نے دی اور کچھ مجھ سے نکاح نے۔۔۔۔۔ ہنہ"

وہ بھی کہاں ابھی سے کمزور پڑنے کے موڈ میں تھا، ابھی تو اسے مانہ کو سنبھالنا تھا۔

"تم سے نکاح میری زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ تھا، خود فریبی کیا اور

بہت سی خود نامی بلائیں چمٹیں گی ابھی۔۔۔۔۔"

وہ بھی شرارت سے بولی، ایسی خوش وہ بہت ہی پیاری لگتی تھی۔

"مجھے اندازہ ہے اس بات کا۔ گھر ڈراپ کر دوں تمہیں یا تم ہو سپٹلر کو گی؟ ویسے یہاں تمہیں گھر سا آرام تو نہیں ملے گا پر میں آتا جاتا دیکھائی دیتا رہوں گا۔"

وہ مانیہ کی تھکن اور نیند کو محسوس کر رہا تھا جو واقعی سونا چاہتی تھی۔

"تم دیکھائی دیتے رہو گے یہاں تو بھاڑ میں گیا پھر گھر"

وہ اسکی گود اور حصار دونوں سے نکلتی اٹھی تو امانل بھی اسکے اٹھتے ہی کھڑا ہوا، وہ کافی پرسکون تھی اور امانل کو اسکا سکون میں ہونا اچھا لگ رہا تھا۔

"گڈ چوائسز"

محترم کی آنکھیں کیوں نہ اس اہمیت پر خمار سے بھرتیں، مانیہ نے بال کان کے پیچھے اڑساتے نظریں سی ان نگاہوں سے چرائیں کیونکہ وہ سچ میں شرما رہی تھی اور قیامت کی طرح امانل پر ڈھلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ریسٹ کرو۔ نیند نہ آئے تو انفارم می۔ اور کسی قسم کی ٹنشن لینے کی بلکل ضرورت نہیں۔"

وہ اسکے شرمانے کو سمجھتے خود بھی سنجیدگی اور نرمی سے تاکید کرے ڈور کی طرف بڑھا جب مانیہ نے اسکا ہاتھ پورے حق سے پکڑ کر امانل کو روکا اور اسکے گردن گما کر دیکھتے ہی وہ اسکے پھر حصار میں جا کھڑی ہوئی۔

"تھینکیو امانل۔ تمہاری وجہ سے پہلی بار لگ رہا ہے کہ میرے پاس بھی ذہنی سکون جیسا کچھ ہے۔"

Don't ever leave me alone"

شاید یہ ڈر مانیہ کو تا عمر رہتا پر امانل اپنی پوری کوشش کرنے کے ارادے رکھتا تھا کہ خود کی ذات کو مانیہ کے لیے مٹا دے۔

"یہ سب سوچنے کی بھی ضرورت نہیں تمہیں، ہمیشہ تمہارے لیے موجود ہوں۔ بس ایک چیز کا دھیان رکھنا، جب میں تم سے دور جا رہا ہوں تو کچھ دن ہاتھ پکڑ کر مت روکنا"

امائل کے آخری جملوں پر مانیہ نے مسکرا کر جب نظر جھکائی تو اپنے ہاتھ کو دیکھا جو امائل کے ہاتھ کو بہت جان لیوا انداز میں جکڑے ہوئے تھا۔

"پھر کیسے روک سکتی ہوں؟"

وہ سیاہ آنکھیں واپس اٹھ کر امائل کی آنکھوں سے جا ملیں۔

"جاتے ہوئے امائل کو کچھ بھی کہہ کر روک لینا لیکن ہاتھ پکڑ کر نہیں، ایسے روکنا کافی روئٹک ہو جائے گا"

وہ شیر ہو تا محسوس ہوا تو مانیہ نے گال پھلاتے اس بات کو سنا سہا اور جواب دینے کو زرا زرا مسکراہٹ دبائی۔

"تو گود میں بٹھانا رومٹک نہیں تھا کیا؟"

وہ گھوری، امانل نظر سی پھیرے شریر مسکراتا نظر آیا۔

"وہ تو میں دیکھ رہا تھا میری بیوی زیادہ بھاری تو نہیں، تمہیں بازوؤں میں اٹھانا پڑا تو کہیں گرانالوں اس لیے تمہارے ویٹ کا اندازا لگا رہا تھا۔ معصوم سا سمارٹ آدمی ہوں، بہت کچھ دیکھنا پڑتا ہے"

وہ بہت ہوشیار تھا یہ تو مانہ سمجھ گئی، پر وہ موصوف اسکی پھولی گالوں کا اچھا بینڈ بجا گئے۔

"تو پھر ہوا اندازہ؟ اٹھالو گے مجھے؟ یا گرا دو گے؟"

وہ بھی شرارت سے بولی۔

"گراؤں گا تو کبھی نہیں"

بہت کچھ تھا ان مسکراہٹ روک کر وارفتہ ہوتی آنکھوں میں کہ مانیہ کا دل جیسے سست پڑنے لگا۔

"ہاتھ پکڑ کر اندھیرے سے نکالنے والے گرا سکتے بھی نہیں امانل قریشی۔ میں تمہیں جاتے ہوئے اب تبھی روکوں گی جب مجھے تم رومنٹک موڈ میں چاہیے ہوئے۔ ڈن؟"

وہ اسکی طرف دیکھتی اک خطرناک ڈیل کر رہی تھی۔

"رومنٹک موڈ آن بھی خود ہی کرنا۔ میں سنجیدہ آدمی ہوں کافی"

موصوف نے تو سارے اختیارات ہی مانیہ کو تھما دیے تھے۔

"کر لوں گی۔"

وہ مسکراتی ہوئی پر یقین تھی۔

"لٹس سی! اب ریٹ کرو۔"

وہ اسکے ہاتھ کو دباتے بولا تو مانیہ نے سر ہلاتے وہ خوبصورت ہاتھ چھوڑا اور میٹرس کی طرف بڑھی، بیٹھی اور امائل کے روم سے نکلتے ہی وہ تکیے پر سر رکھے آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ لیٹ گئی، انگ انگ میں اتراسکون، ہر درد سے بیگانہ کر رہا تھا، روم سے نکلتے امائل کی مسکراتی آنکھیں بھی کسی کوہ نور سے کم نہ تھیں، ملکیت کا احساس ہی ایسا ہے، خمار طاری کر دینے والا۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

نامہ کی گاڑی چار بجے تک آگئی جسے دیکھ کر وہ سچ میں جی اٹھی تھی جبکہ نوح اس سب سے فری ہوئے مانیہ کو دیکھنے آیا، جو کافی مسرور تھی۔

آہٹ پر آنکھیں کھولیں تو اپنے پاس آکر بیٹھتے اس وجہہ اور نہایت سنجیدہ نوح کو دیکھتے ہی وہ پھر سے آنکھیں کھولتی خوبصورت مسکرائی۔

"اب یقین آگیا کہ تم سچ میں میری اور یجنل ماما ہو۔ یہاں دیکھو میری طرف؟"

مانیہ نے اسکو پکارا ہی اتنے پیار سے کہ وہ ساری سنجیدگی بھلائے اسکی طرف گردن گما کر دیکھنے لگا۔

"ہاں لاڈھی تھا یہ کہ تمہیں اماں کے حوالے کر دیا۔ ماں ہی بن گیا ہوں کہ تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھتے دکھ نہیں ہو رہا۔ جذبات اتنی جلدی بدل سکتے ہیں کبھی سوچا نہ تھا۔ اب اپنی بری حرکتیں چھوڑ دینا، اماں میری طرح کھڑوس نہ بنے کوشش کرو۔ اور ہاں رات تک گھر جاو اور ممی اور بابا سے سب ڈسکس کرو۔ بابا کو تو میں بتا چکا ہوں، لیکن تمہاری ماں بھی یہ سب جاننا ڈیزرو کرتی ہے۔ انکے ری ایکشن کی فکر مت کرنا۔ چل کرو بس۔ کل سے

ویسے بھی تمہارا ٹرٹمنٹ شروع ہے تو ہو سپٹل ایڈمٹ ہونا ہو گا تو میں چاہتا ہوں اس سب کا تمہاری ماں کو علم ہونا ضروری ہے۔ تم اس عورت کو ہینڈل کرنا جانتی ہو آئی نو۔۔۔۔۔"

مانیہ اسکی ہر بات سے متفق تھی، تبھی مسکرائی، اپنا ہاتھ اس نے نوح کے ہاتھ میں پکڑاتے دبا یا۔

"تھینکیو سو مچ نوح! میری اتنی سنگدلی اور سفاکی کے باوجود تم نے میرا ساتھ دیا۔ مجھ سے نفرت نہیں کی۔ آئی پر امس خود تمہاری دلہن سجاو گی۔ بس موقع دینا مجھے یہ۔۔۔ تمہارے لیے ہر سانس کے ساتھ دعا ہے تم بہت سی محبت پاؤ۔ تھینکیو آگین بڈی"

وہ اسکے ہاتھ کو دیکھے اسکی ہر بات سنے سر ہلائے رسا سا مسکراتا اٹھ گیا، پتا نہیں پر اسے مانیہ کے ہاتھ کا لمس آج کسی صورت قبول نہ تھا، بے چینی بخش رہا تھا یہ مانیہ نے بھی فیل کیا۔

"مجھے خوشی ہے تمہاری خوشی سے مانیہ! آرام کرو۔"

وہ اسے مسکرا کر تسلی دیے کمرے سے نکلا تو مانیہ نقاہت بھرا ہنسی۔

"یہ تو کسی کے لیے لٹ چکا لگ رہا ہے، بس خیر والا ہو یہ لٹنا"

وہ شیر سا ہوتی پھر سے آنکھیں موند گئی تو نوح کے باہر نکلتے ہی اسکی نظر نامہ اور امانل پر گئی جو نامہ سے مبارک وصول کر رہا تھا۔

کسی کال پر نوح کچھ دیر رکا پھر نامہ کی طرف بڑھا۔

"مجھے دو گھنٹوں کے لیے ولا جا کر کچھ کام نمٹانے ہیں۔ نامہ ہم چلیں؟"

نوح کے پوچھنے پر نامہ نے جلدی سے توجہ نوح پر ڈالی، امانل بھی سنجیدہ ہوا۔

"جی مسٹر نوح۔ آجائیں میں باہر ویٹ کر رہی ہوں"

نامہ مسکرا کر باہر نکلی تو نوح نے جاتے جاتے امانل کا کندھا تھاما۔

"میں آکر سب سننا چاہوں گا وہ بھی تفصیل سے"

نوح نے یاد دہانی کروائی۔

"جو حکم باس"

امائل کی چہک پر نوح مسکراتا ہوا خود بھی نکلاتو امائل نے بھی زرا یہ بے قابو خوشیاں سنبھالتے اپنی ذمہ داریوں کو توجہ دی۔

"آج تو اسے دو گھنٹے روک کر رہوں گا۔ بابا کو کام لگاتا ہوں۔ پر ان کے پھر سو سوال۔۔۔ اف!"

نوح نے نامہ کو باہر پار کنگ میں آتا دیکھے پھر سے دماغ کو کام لگایا کہ کسی طرح نامہ بس کچھ دیر نظروں کے سامنے رہے۔

"کوئی نہیں۔ سوالوں کی خیر ہے"

نوح نے اپنی جگہ سنبھالی تو نامہ بھی بیٹھی، نوح کو فون میں بزی دیکھے نامہ نے اسے مخاطب کرنا ضروری نہ سمجھتے گاڑی سٹارٹ کی۔

"بابا۔ نامہ آرہی ہے اسے روک لیجئے گاڈنر کے لیے"

نوح نے اپنے پہلے سے فری والد کو یہ کہہ کر مزید شہہ دی، وہ دیشا کے ساتھ پارٹی پر جارہے تھے پر نوح کا میسج ملتے ہی پیٹ کے درد کا بہانہ کرے بنا ریڈی ہوئے ہی کمرے سے نکل کر لاونچ میں آگئے، نامہ کو نوح کی چپ بہت چھ رہی تھی، شاید اب عادت جو نہ رہی تھی۔

"تھینکیو۔ جو آپ نے امانل اور مانیہ کے لیے کیا۔ سب بہت اچھا ہو گیا"

خود ہی نامہ نے گفتگو چھیڑی، نوح نے فون کی سکرین آف کرتے نامہ کو دیکھا۔

"تم کب میرے ہاتھ آو گی۔۔۔ دو دن خود دے کر اب لگ رہا ہے ظلم خود

پر ہی ڈھالیا۔ اگر گھر مل گیا تمہیں تو میں تو بہانہ بھی نہ لگا پاؤں گا۔ آہ نوح

بہانے باز آدمی تمہارے بہانے فلاپ ہونے کے دن قریب ہیں"

نوح کو چپ محسوس کیے وہ اب بھی، آخر یہ بندہ نہ بولتا برداشت تھانہ چپ، نامہ
کو خود پر غصہ آیا۔

"چپ کیوں ہیں؟"

آخر بے چینی بڑھی تو وہ پوچھے بنانہ رہ سکی۔

"تم نے چپ لگا رکھی ہے کب سے مجھے"

جناب پھر دل مسوس کر رہ گئے، اف کیا ستم کہ کہہ بھی نہ پار ہے تھے اور رہا
بھی نہ جارہا تھا۔

"پتا نہیں کیا ہوا ہے انھیں، گفٹ والی بات پر اعتراض کیا ہوتا تو ناراضگی بنتی
بھی تھی۔ واللہ علم۔ مجھے کیوں پڑی ہے انکی ناراضگی کی۔ نامہ خواہ کچھ
فیل مت کرو او کہ تمہیں انکی فکر ہے"

نامہ نے خود ہی منہ بند کر لیا اور بھرپور بیگانے پن کی حد کی کہ اک لمحہ سچ میں نوح کو لگایہ لڑکی جذبات سے عاری اک بت ہے، اسے آخر نوح سے زیادہ اپنی فیئنگز کنٹرول کرنے کا ہنر کیسے آگیا تھا، جناب کو اس سے بھی جلن ہوئی۔

خیر ولاتک دونوں میں بات چیت ناں ہوئی۔

نوح سے پہلے ہی وہ گاڑی سے باہر نکلی۔

"میں دو گھنٹے تک آپکو پک کر لوں گی مسٹر نوح"

اس سے پہلے نامہ کہہ کر پلٹتی، میکائیل صاحب کی پکار پر چار و ناچار رکی۔

"کوئی نہیں جارہی تم نامہ! ادھر آؤ شہاباش ہمارے ساتھ ڈنر کرو پھر اسے

واپس ہو سپٹل چھوڑ کر چلی جانا گھر۔۔۔"

میکائیل پاس رکے نوح کو آنکھ ونگ کرتے ہی نامہ کو بازو کے حصار میں لیے نوح کو بھی سلگا گئے، اتنی زیادہ فرینکنس دیکھ کر چراغوں میں روشنی نہ رہی ہو جیسے۔

"پر انکل۔۔۔ میرے بابا ویٹ کر رہے ہوں گے ڈنر پر"

نامہ نے تاسف سے نوح کو دیکھا جیسے منت کر رہی ہو کہ میری جان چھڑوائیں پر وہ میسنا تو خود ہی ساری پلاننگ کیے بیٹھا تھا نامہ کو نظروں کے سامنے رکھنے کا تو ایسے آنکھیں طوطا چشتی سے پھیریں کہ نامہ کو شدید دھچکا لگا۔

"بابا کو کہنا ایک منہ بولے بابا کے ساتھ ڈنر کر لیا آج انکی نامہ نے۔ آجاویمی ڈنر بنا ہے۔ پسند آئے گا تمہیں۔ اور تم بھی آجاؤ لاڈلے"

میکائیل صاحب نے تو نوح کو چاروشانے چت کیا، اسکی نامہ کو ایسے ساتھ لگا کر لے گئے کہ بچارا احتجاج بھی نہ کر سکا۔

"لاڈلے کو آنے جو گا چھوڑا ہے جو آؤں۔ ایکسٹر اسمارٹ باپ مل گیا مجھے
میرے خدا یا۔۔ میرے سوا دنیا کی ہر ہستی کو نامہ پر حق جتانے کا سرٹیفکیٹ
ملا ہوا ہے۔ حد ہو گئی ہے"

چلتے سلگتے وہ پیچھے ہی بڑھا پر دونوں کو لاونچ ایریا میں بھرپور اگنور مارتے
اپنے روم کی طرف چلا گیا۔

ابھی نامہ کمفرٹیل ہو کر میکائیل انکل کے ساتھ ٹی وی لاونچ میں بیٹھی ہی
تھی کہ پھر سے ملازم نوح کے کمرے سے بے عزت ہو تا سیدھا میکائیل
صاحب کے پاس آرکا۔

"سر آپ سے شکایت لگانی تھی۔"

ملازم کا منہ لٹکا تھا، میکائیل صاحب فوراً متوجہ ہوئے اور نامہ بھی۔

"ارے بھئی کسکی بر خور دار!"

میکا ٹیل کچھ مضطرب ہوئے۔

"نوح سر کی۔ کہ کچھ دن سے وہ اپنے بیڈ کی نہ شیٹ بدلنے دے رہے ہیں نہ اسے چھونے دے رہے ہیں۔ لحاف بھی بکھرا پڑا ہے۔ مطلب مجھے لگتا ہے لڑکی کا چکر ہے تبھی کچھ چھپایا جا رہا ہے۔ شاید لڑکی کی زلفیں۔ یا اسکی کوئی اور نشانی، خوشبو۔ سمجھے آپ؟"

یہ سب سنے جیسے نامہ کا سر چکرایا، میکا ٹیل اس ملازم لڑکے کے سر پر چپت مارے ہنسے۔

"تم میرے بچے پر ایسا دلنشین الزام کیسے لگا سکتے ہو قمر۔ ہائے کاش وہ دن جلدی آئے جب اسکے بستر سے زنانہ زلفیں نکلیں۔ لیکن ابھی کوئی چانس نہیں۔ اگر وہ منع کر رہا ہے تو تمہیں کیا تکلیف ہے۔ اپنا کام کرو۔ چھوڑو اسے۔"

میکائیل صاحب نے تو قمر کی اور ستھری کردی پر نامہ کو لگا اس ولا کی چھت ضرور سر پر آگری ہے، شک کی تو گنجائش ہی نہ تھی۔

اسکے بعد میکائیل جو کچھ بولے، نامہ کو کچھ سنائی نہ دیا بس وہ موقع واردات پر پہنچ کر اپنے آپ کو مطمئن کرنا چاہتی تھی، نوح کو واپس آتا دیکھے نامہ نے میکائیل انکل کی طرف دیکھا۔

"انکل میں ہاتھ دھو آؤں؟"

نامہ نے جبر اسی سائیل دی تو میکائیل آگے سے ہنسے۔

"پھر سے لمبی کال پر بزی نہ ہو جانا۔ جاو جلدی آ جاو"

وہ میکائیل انکل کی بات نہ سمجھی پر اس وقت اسے جو دیکھنا تھا اسکی جلدی تھی تو اٹھ کر آتے نوح کی طرف بڑھی جسکا موڈ اب قدرے اچھا لگ رہا تھا۔

"مجھے ہاتھ دھونے ہیں۔ اسی بیڈ روم کا واش روم

یوز کرنا ہے مجھے جہاں میں غلطی سے سوئی تھی"

نامہ کے اٹھ کر کھڑا ہو کر ساتھ چلنے پر وہ جو مسکرا رہا تھا لمحے میں موصوف کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"وہ روم نہیں۔ اس کا واش روم تمہیں پسند نہیں آئے گا"

نوح نے جلدی سے بہانہ تراشا، نامہ رک کر گھوری۔

"میں نے ہاتھ دھونے ہیں۔ واش روم سے سیٹنگ نہیں کرنی"

اف اس لڑکی کی حاضر جوابی سر آنکھوں پر لیکن ابھی تو نوح ادا دوغان صاحب کی پول کھلنے کے سبب ہوا ٹائیٹ تھی، وہ لوگ سیڑھیاں چڑھتے نوح

کے کمرے کی طرف ساتھ بڑھ رہے تھے، اتنے خوبصورت اور مکمل لگ

رہے تھے کہ منظر دیوانے ہوئے جا رہے ہوں جیسے!

"دیکھو میں کہہ رہا ہوں وہ واش روم چھوڑو۔ میں تمہیں اس سے اچھا روم دیکھاتا ہوں آؤ"

نوح نے گھبراہٹ میں نامہ کی بازو بہت زور سے پکڑے کھینچتے یوٹرن لیا تو وہ بمشکل لڑکھڑا کر سنبھلتی نوح کو دیکھنے لگی، مطلب میکائیل اور ملازم کی بات سچ تھی، وہ اک لمحہ تھم کر رہ گئی۔

"اگر وہی روم نہ دیکھایا تو جاب چھوڑ دوں گی۔"

نامہ کے پاس بس آخری چوائزر رہی کہ دھمکی لگائے اور ایسی دھمکی نوح کیسے برداشت کرتا۔ ہارمانتے اسکی بازو چھوڑی اور کمرے کا جیسے ہی روم کھولا، نامہ کی نظر پہلے گئی ہی ان سلوٹوں اور بکھرے لحاف پر تھی جو نامہ چھوڑ کر گئی تھی۔

سانس لمحہ بھر اس لڑکی کا رک گیا تھا۔

"لگ گئی واٹ۔۔ نوح جلدی سے دماغ لڑا اور نہ یہ جان جائے گی کہ معاملہ یہاں بھی بہت بگھڑچکا ہے"

نوح نے اپنے دماغ کو چلانے کی کوشش کی پر اس وقت نامہ کے پیچھے کھڑے اسے کوئی خرافاتی خیال بھی نہ سوجھ رہے تھے، اس لڑکی کے مہکتے بال اپنی خوشبو سمیت سر پر سوار تھے، باخدا انھیں ہاتھ سے سہلانے کی تمنا منہ زور تھی جو دماغ کے چلنے میں رکاوٹ تھی، پھر نامہ پوری ہی ہوش اڑانے کا سامان ہو چکی تھی۔

"و۔۔ وہ نیچے آپکے گھر کا ورکر مسٹر میکائیل سے کہہ رہا تھا آپ اس بیڈ کی شیٹ نہیں بدلنے دے رہے۔ شکایت کر رہا تھا وہ آپکے بابا سے اور یہ بھی کہ بیڈ شیٹ پر کچھ ہے تبھی آپ چھپا رہے ہیں۔ وہ کچھ الٹا سوچ رہا ہے۔۔۔ آپ س۔۔ سمجھ رہے ہیں مسٹر نوح۔۔۔"

نامہ کو اچھے سے یاد تھا وہ اسی بیڈ شیڈ اور اسی لحاف کو رر کے بیچ سوئی تھی اور ستم کہ وہ جس طرح ہڑبڑا کر اٹھی وہی بے ترتیب سلوٹیں اب تک تھیں جو کسی کے جلدی سے اٹھنے کو ہی عیاں کر رہی تھیں۔

"غلط مطلب؟۔۔ میں ایکجولی صوفے پر سوتا ہوں تو یہ لوگ خوا مخواہ میرے بستر کو ہاتھ لگا رہے تھے بس تبھی۔ کچھ بھی نہیں ایسا جو چھپانے والا ہو۔ تم جاو ہاتھ دھو لو نامہ۔۔۔"

نامہ اسکی ساری بات سنے بہت مشکل سے گھومی، جہاں وہ سچ میں گھبراتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"جب آپ میٹرس پر سوئے ہی نہیں تو ایسا کیوں لگ رہا ہے یہاں کوئی دیر تک آرام فرماتا رہا ہے۔ اور دوسری بات اگر آپ یہاں نہیں سوتے تو لحاف یوں کھلا کیوں پڑا ہے، چادر پر بھی سلوٹیں ہیں۔ مسٹر نوح! کیا آپ نے اس دن سے بیڈ شیڈ کو چھوا بھی نہیں؟"

وہ جس سوال سے ڈر رہا تھا یہ لڑکی وہی کر بیٹھی اور نوح کی سچ میں زبان اس وقت قفل ہو چکی تھی، خوبصورت چہرہ پیلا سا دیکھائی دیا۔

"پتا نہیں کیا کہہ رہی ہو تم۔۔۔ جاو ناں ہاتھ دھو۔ میں ٹھیک کرتا ہوں پتا نہیں کون سویا پڑا تھا میرے روم میں"

اس سے پہلے وہ بوکھلاہٹ میں بیڈ کی طرف بڑھتا نامہ کی پکار پر جناب پھر دانت کچکچاتے رکے۔

"ویٹ! آپکاروم۔۔۔ آپ نے مجھے اپنا روم دیا تھا؟"

نوح نے خود کو اکیس توپوں کی سلامی دی کہ جو راز رہ گیا وہ بھی پھوٹ دے، عزت کا فالودہ بن گیا تھا۔

"ہاں نامہ! مجھے اپنا روم یاد نہیں رہتا۔ اس لیے۔"

جناب کا جواب بتا رہا تھا دل و دماغ ٹھکانے پر نہیں اور نامہ مدہم سا مسکرائے
فورا سنجیدہ ہوئی۔

"اوہ! تو اب میں سمجھی۔ میں آپ کے میٹرس پر سو گئی تبھی آپ نے اسے چھونا
یا ٹھیک کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اچھوت نہیں ہوں نہ مجھے کوئی سکن انفلکشن
ہے جو آپ کو لگ جاتا۔ اتنا پر اہم تھا تو دیتے مجھے میں دھلوا کر بھیج دیتی۔ ایک
ملازم ہی ہوں ناں آپ کی اور آپ کو اچھا نہیں لگا میرا یوں آپ کے بستر پر سو
جانا۔ ہٹیں میں خود ہٹاتی ہوں بیڈ شیٹ۔۔۔۔۔"

نامہ نے نوح کو پرے کیا اور اس سے پہلے یہ عقل مند خاتون نجانے کیا کیا
سوچتیں، نوح نے اس کی بازو دبوچتے برداشت ختم ہونے پر اپنی طرف
کھینچا، وہ جو جان بوجھ کر نوح کو تنگ کرنے میں لگی تھی، ان ہیزل آنکھوں
کی شکایت پر دم سادھ گئی۔

"تم اتنا نیگیٹو کیسے سوچ سکتی ہو نامہ سلطان۔ کچھ بھی پازیٹیو دماغ میں نہیں آیا تمہارے۔"

وہ شدید ناامید تھا، اسے افسوس تھا نامہ نے اس بستر کی سلوٹوں کو سنبھالنے والے جذبے کو اتنا بری طرح سمجھا۔

"پازیٹیو کیا آسکتا ہے۔ ایک ڈرائیور سو گئی آپکے بستر پر تو آپ کو یہ نامنظور ہو گیا بستر"

وہ اب بھی ستم گر بنی تھی، وہ ہیزل آنکھوں کا شکوہ بڑھا۔

"اگر نامنظور ہوتا تو اٹھا کر بیڈ سمیت یہ بستر پھینکو اچکا ہوتا۔ کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیا نامہ۔ تمہاری اپنے کمرے میں موجودگی کو سپائل نہیں ہونے دیا۔ کیا تمہیں اب بھی نیگیٹو سوچنا ہے؟"

نامہ کی آنکھوں کی رنگت بدلی، وہ اسے اپنے دل کی کیفیت انجانے میں بتا بیٹھا، کیا وہ اتنی اہم تھی نوح کے لیے، یقین کرنا مشکل ہوا۔

"م۔۔ مجھے ہاتھ دھونے ہیں"

وہ اسکے ہاتھ سے بازو چھڑواتی مچلی تو نوح نے بھی نظر چراتے نامہ کو آزاد کیا جس پر وہ بھاگتے انداز میں واش روم جاتے ہی ڈور لاک کر گئی۔

جبکہ نوح نے اپنے بال نوچ لیے کہ کیا کہہ بیٹھا ہے۔

"وہ سب سمجھ گئی ہوتی تو ایسے بھاگتی نہیں۔ پتا نہیں کیا بکو اس کر تاجار ہا ہوں اسکے سامنے۔"

نوح نے جھک کر میٹرس کو اٹھائے تہہ لگائی اور بہت تکلیف کے سنگ وہ شیٹ بھی ٹھیک کی جبکہ یہ کرتے اسے بہت دکھ ہوا، جس کے لیے یہ سب کیا وہ تو جان کر بھی انجان بنی جابند ہوئی۔

"کر دیا سب سپائیل۔ نکے نوح! اب اس پر وہ ناراض ہو گئی تو۔۔۔ یا خدا میں پاگل ہو جاؤں گا۔ یہ کوئی سوچنے والی باتیں ہیں جو مجھے زندگی اور موت کا مسئلہ لگ رہی ہیں۔"

جناب اب ساری سلوٹیں مٹا کر دگنے ڈپر لیس تھے جبکہ اندر نامہ سلیب پر ہاتھ ٹکائے آئینے میں اپنا عکس دیکھتی ہنس پڑی، اف دل بہت تیز دھڑک رہا تھا، کسی نے یہ والا محبت کا احساس پہلی بار جو دلا یا تھا۔

"وہ بھی مجھ سے پیار کرنے لگے ہیں۔ انکی میرے سامنے حالت ٹائیٹ ہو گئی تھی۔ مطلب یہ کتنا کیوٹ ہے۔ اف نامہ! اب یہاں سے نکلو گی کیسے۔"

نامہ نے ہاتھ منہ دھو لیا پر چہرہ بلش کر نارک ہی نہیں رہا تھا، نامہ نے ارد گرد نظر گمائی تو اسکی نظر مرمر پر گئی تو نامہ کو جواب کا اک طریقہ سوچائی دیا۔

نامہ نے سلیب پر دونوں ہاتھ جماتے آگے کو جھک کر مرمر پر اپنے لپس رکھے تو وہاں ہلکا مگر دیکھائی دیتا لپ سٹک سائن چھوٹ گیا، جو بس قریب آ کر غور کرنے سے ہی دیکھائی دیتا اور پھر نامہ نے وہیں ہینگ ہینڈی ٹاول اٹھا کر اپنا چہرہ، گردن اور ہاتھ ڈرائے کیے اور اسے واپس ہینگ کرتی وہ مسکرا کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

"یہ بہت ہی فضول حرکت کی ہے میں نے"

نامہ کو وہ لپ سٹک سائن شدید برا لگا تبھی اس نے آگے بڑھتے مٹادیا، چہرہ سرخیاں اگل رہا تھا، اپنے آپ کو اس حرکت پر ملامت کرتی وہ جلدی سے فون اٹھائے باہر نکلنے کو بڑھی مگر ڈور اوپن کر کے پہلے کن اکھیوں سے اس نے باہر نوح کو دیکھنا چاہا جو وہیں دیوار سے ایکشن مار کر کھڑا انتظار کر رہا تھا۔

وہ باہر نکلی تو نوح نے توجہ فون سے ہٹاتے نامہ کو دیکھا جو جلدی سے روم سے باہر نکلنے لگی جب نوح کے پیچھے ہی لپک کر روکنے سے پہلے ہی رکی، پلٹ کر نظر تہہ لحاف اور سلوٹوں سے پاک بیڈ شیٹ پر ڈالے وہ نوح کی طرف دیکھنے لگی، جو پہلے ہی اس ڈر میں تھا کہ کہیں نامہ اس پر ناراض نہ ہو۔

"میں نے آپکا ٹاول یوز کر لیا ہے غلطی سے۔ آئی ایم سوری"

نامہ کہتے ہی تیزی سے کمرے سے نکلی مگر نوح کو جو یہ سلوٹیں کھونے کا دکھ تھا، خوشی میں بدل گیا، وہ تو نیچے جا چکی تھی پر نوح واپس اٹیچ واش روم میں

انٹر ہوا تو پہلے تو پورے واش روم میں نامہ کی پرفیوم کی سوندھی مہک ملی اور پھر نوح نے مسکرا کر ٹاول تک قدم روکے، اسے اٹھا کر اپنے ہاتھوں کو جکڑتے ناک کے قریب لاتے اسکی خوشبو ان ہیل کی جس میں نامہ کی ہلکی پھلکی مہک بسی تھی۔

نوح کی نظر آئینے پر ٹھہرے اپنے مسرور عکس پر گئی اور تبھی غور کرنے پر اسے لپ سٹک کا مٹا مٹا نشان آئینے پر دیکھائی دیا۔

نوح نے ٹاول واپس رکھے جب بہت غور سے دیکھا تو وہ ہونٹوں کا مدھم نشان اب بھی باقی تھا۔

"کیا اس نے میرے مرر کو کس کی؟ نہیں اس نے اپنے آپ پر پیار آنے پر خود کو کس کی ہوگی۔ اب اتنا پیار تو بنتا ہے خود کے لیے نامہ، آخر تم میرے لیے خاص ہوئی ہو۔۔۔۔۔۔ چلو جب تک تم یہاں نہیں آتی، اس ہینڈی ٹاول پر گزرا کر ناہو گا مجھے۔۔۔۔۔۔"

نوح کی سوچیں سب ہی جب نامہ سے جڑتیں وہ چاہے جانے کے لائق ہو جاتیں، نوح بھی روم میں واپس آیا، اک نظر بیڈ شیٹ پر ڈالے مسکرایا۔

"سلوٹیں گئی ہیں، تمہاری موجودگی اور جسم کی سرد پڑچکی گرامہٹ ابھی بھی یہاں جذب ہے نامہ سلطان۔ بدلوانی تو ابھی بھی نہیں ہے یہ شیٹ میں نے۔ کافی ڈھیٹ ہوں میں تمہارے معاملے میں جسکا مجھے بھی علم نہ تھا کہ یہ کوالٹی بھی ہے میرے اندر"

خود کی اس ہار پر بھی رشک کرے وہ گردن اٹھائے فخر سے روم سے نکلا تھا، نامہ جسکی خوشی چھپائے نہ چھپ رہی تھی، یکدم ہی دیشاکو دیکھتے رکی جو اسکے راستے میں اچانک آئی تھی۔

نامہ جب بیمار پڑی تھی اور فیروز صاحب نئی نئی سوہا کی سنگدلی میں ڈوبے تھے تو انہوں نے سوہا اور اپنی ہر تصویر جلادی تھی تبھی نامہ کو اپنی ماں یاد نہ تھی، کیونکہ پانچ سال تک اس نے جو زندگی جی وہ اس حادثے کے بعد

دھندلی ہو گئی تھی، شکل بھلے وہ بھول گئی ہو لیکن کہتے ہیں اولاد اپنے ماں باپ کی خوشبو کبھی نہیں بھولتی۔

جانے کیوں پر نامہ کو لگا وہ عورت کوئی اجنبی نہیں جو آنکھوں میں چمک لیے کھڑی نامہ سلطان کو دیکھ رہی تھی۔

"نامہ سلطان! میں نوح کی سٹیپ مدر۔۔۔ مل کر اچھا لگا"

دیشانے اپنا ہاتھ نامہ کی طرف بڑھایا پروہ اپنی جگہ جیسے جامد پڑی محسوس ہوئی، عقب سے نوح کو آتا دیکھے دیشانے جیسے ہی ہاتھ ہٹانا چاہا، نامہ نے تھام لیا، جبکہ نوح پاس رکے اک سرد سی نظر دیشا پھر اسکے ہاتھ میں نامہ کے ہاتھ پر ڈالتے رکا۔

"خوشی ہوئی مل کر۔"

نامہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور وہاں سے چلی گئی، دیشا انھیں ڈنر پر جوائن نہیں کرنے والی تھی وہ کہیں پارٹی پر جا رہی تھی پر نامہ میکائیل انکل کے سبب رکی تھی تبھی انکے پاس چلی گئی۔

"نامہ سلطان سے دو فٹ دور رہیں"

نوح نے دیشا کو وارن کرنا چاہا جسکی نظریں کسی چیل کوئے کی طرح اسے نامہ کا محاصرہ کرتی محسوس ہوتے چھیں۔

دیشا نے نوح کی بات پر زہر خند مسکراتے نظریں اس پر جمائیں۔

"ہاں جو فرد تمہیں ہنسانے اور مسکرا نے پر مجبور کر رہا ہے اس سے میں کیسے دور رہوں۔ تمہارے روم میں کیا کر رہی تھی یہ؟ کیا مانیہ کو اتنی جلدی بھول گئے کہ ایک غیر لڑکی چند دن میں تمہارے کمرے تک پہنچ گئی؟"

دیشا کی ٹون بہت انسلیٹنگ تھی، نوح کو شدید ناگوار گزری۔

"میں کسے بھول گیا اور کسے یاد رکھ رہا ہوں، یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اور مجھے نہیں یاد پڑتا میں نے اس گھر میں کسی کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ وہ میری ذاتیات میں دخل دے۔ آج تو آپ نے ہاتھ ملا لیا اس سے، آگے سے ایسا نہ ہو۔ ورنہ آپ مجھے بہت اچھے سے ان بیس سالوں میں جان چکی ہوں گی کہ ناپسندیدہ اخلاقیات سے نمٹنا بہت اچھے سے آتا ہے مجھے مسیٹر میکائیل"

اک اک لفظ سے وہ دیشا کا سکون غارت کرتا ہوا خود بھی بابا اور نامہ کی طرف بڑھا جبکہ دیشا کو مانو آگ لگی، کوئی اسے اسکی بیٹی سے ہی دور کرنے کی ہمت کیسے کر سکتا ہے، ہاں یہ سوچ وقتی سہی پر بہت مضبوط تھی۔

نامہ کی پر اعتمادی، میکائیل دو غان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتے ہی لوٹ آئی، دیشا بھی باہر نکل آئی اور مانو کو کال ملائی جو پورا دن اسے دیکھائی نہ دی تھی اور اب رات ہونے کو آگئی تھی۔

اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے کال ملائے دیشا کی۔

فون کی بیل جارہی تھی پروہ ماما کا نام دیکھتے ہی کال آف کر گئی اور جو ابابیسج چھوڑا۔

"میں ٹھیک ہوں ماما۔ آجاؤں گی تھوڑی دیر تک"

کال پک کے بجائے مانیہ نے بیسج چھوڑا تو دیشا کو تھوڑا برا لگا پروہ فی الحال کچھ بھی نہ سوچتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

مانیہ کو ڈرپ لگی تھی، کل اسکی پہلی ہار مون اور کیمو تھراپیز تھیں جسکے لیے اسکی باڈی کو بوسٹ آپ کیا جا رہا تھا، لیکن وہ ابھی اداس کسی اور وجہ سے تھی۔

نکاح تو کر لیا اب دکھ ہو رہا تھا کہ ماما جیسی بھی تھیں اسے انکے بنا اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

"جو بھی ہے انہوں نے میرا برا کبھی نہیں کیا۔ انکو میرے نکاح کی نیوز ہرٹ کرے گی۔ جیسی بھی ہیں، وہ ماما ہیں میری۔ یہ کیا کر دیا میں نے"

اس وقت جب اسے ہر ٹنشن سے آزاد رہنا تھا، وہ نیم دراز ہو کر بیٹھی یہ سب سوچتے آنکھیں لال کر بیٹھی، نرس کو لگا شاید مانیہ کو پین ہے تبھی وہ قریب آئے نرمی سے مانیہ کے کندھے کو سہلانے لگی۔

"کیا پین ہو رہا ہے آپکو۔ بس فلوئیڈ ختم ہونے والا ہے۔ یہ باڈی میں انٹر ہو کر ریڈی ایشن کے لیے باڈی کو بوسٹ کرتا ہے تبھی جلن جیسا فیل ہوتا ہے۔ اسکے ختم ہوتے ہی آپکو بہت کمی والی نیند آئے گی، ویسے انجکشن نے کام دیکھایا ناں۔ بریسٹ کی سو جن قدرے کم ہو گئی۔ وہ انجکشن کل صبح بھی لگے گا آپکو چھ بجے تو اگر آپ گھر جاتی ہیں تو چھ تک ہو سہیل پہنچ جائیے گا۔"

نرس بہت پیار سے مانیہ کو سب سمجھاتی مسکراتی تو مانیہ نے سر ہلایا، وہ ایک بار گھر جا کر ماما اور میکائیل بابا کو سب بتانا چاہتی تھی، کیونکہ نوح نے ایسا کہا، وہ خود بھی چاہتی تھی کیونکہ اب ان دو سے یہ سب کچھ چھپانا احساس جرم میں مبتلا کر رہا تھا۔

"میں پانچ بجے ہی پہنچ جاؤں گی، تھینکیو"

مانیہ نے ممنون ہوتے اس پیاری چھوٹی سی نرس کو دیکھا جسکے ہونے کی وجہ سے مانیہ کافی کفر ٹیبل تھی، اس ڈرپ سے پہلے ہی اس نے مانیہ کو ڈنر بھی کروادیا تھا۔

"چلیں زبردست! دو گھنٹے آپکو نیند لینی ہے اس کے بعد۔ گیارہ تک میں آپکو جگا دوں گی"

نرس نے پیشہ وار نہ انداز میں تاکید کی اور پانچ منٹ میں واپس آنے کا کہہ روم سے نکلی، اما نل نے ڈاکٹر ادا کے دو پیشنٹس کو دیکھا جن میں ایک کی ٹانگ کی سوجن تھی جسے کچھ الرجک اینٹی بائیوٹک دی گئیں جبکہ دوسرا پیشنٹ لنگز کینسر کا شکار تھا جسکی کل سرجری تھی، لنگز کا کچھ پارٹ ریموو کرے ٹیومر ریمول پر اسیس تھا اور تبھی نوح کچھ ریٹ کرنے گھر گیا تھا، اور کچھ ڈاکو منٹس بھی درکار تھے۔

ان سے فری ہوئے وہ مانہ کو دیکھنے نوبے تک روم میں آیا تو وہ سر بیڈ کر اون سے لگائے تکیے سے کمر جوڑے بیٹھی تھی، آنکھیں کبھی بند کبھی کھل رہی تھیں، فلیوئڈ ختم ہوتا دیکھے امائل اس سے پہلے وہ ڈرپ اتارتا، نرس اپنے وقت پر واپس آئی تو امائل رکا، نرس نے خود ہی ڈرپ اور اسکی وائر کو الگ کرتے سمیٹا اور امائل کو ریڈنگ اور مانہ کے فیور اور بی پی کے ساتھ ہارٹ بیٹ کی رپورٹ دیکھائے چلی گئی۔

مانہ اس پیچ آدمی نیند میں ڈوبی امائل کو ہی دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

نرس کے جاتے ہی جب وہ پاس ہی آتے وہ کینولا ایڈجسٹ کرنے کی نیت سے مانہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بیٹھا تو مانہ مزید ٹھیک سے بیٹھتی ساری توجہ امائل کی جانب مبذول کر گئی۔

"کیا تم اداس ہو؟"

اماٹل اسکی رنگ بدلی آنکھوں پر فکر مند ہوا تو مانیہ نے سر کو فوری اثبات میں ہلایا۔

"وجہ بتاؤ گی؟"

وہ ہاتھ سے توجہ ہٹائے اسکی مر جھائی آنکھوں پر جمائے بولا۔

"ہوش آئے تو بتاؤں گی۔ ابھی بس تمہیں دیکھ سکتی ہوں۔ بول رہی ہوں تو اپنی آواز خود کو نہیں آرہی ٹھیک"

وہ اپنی کیفیت اٹک اٹک کر سمجھائے اماٹل کو مسکراہٹ دے گئی، جبکہ وہ اسکے ہاتھ کی انگلیوں کو چھوتا، ہتھیلی کی سرخی انگوٹھے کی پوریں دبا کر بڑھا رہا تھا، مانیہ کو اپنے ہاتھ میں جو درد تھا وہ زائل ہوتا محسوس ہوا، کچھ منٹس بعد جب اماٹل نے مانیہ کے سو جانے کی امید میں اسے واپس دیکھا تو وہ اب تک جاگی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو مجھے مانیہ!"

امائل کا ہاتھ اسکی ڈرپ نوزل ایڈجسٹ کرتا توجہ کے سنگ رکا جو مانیہ اسے
بھرپور دیکھتی غنودگی میں نیم دراز لیٹی تھی۔

"I Am Fall in love with a pair of your Eyes"

وہ جو اپنی سیاہ گہری خوبصورت آنکھوں سے چاہی جاتی تھی۔ خرد امائل
قریشی کی دگنی حسین آنکھوں پر مر مٹی۔ بہت پیار سے اسکا وہی اک ہاتھ پکڑ
کر ہونٹوں سے لگا کر چومتے دبی مدہوش آواز میں کہا تھا۔ کسی کی حرکت
کرتی کائنات، دل دھڑکن سب رکا تھا۔

"تم ہوش میں ایسا کہو پھر مانوں گا"

امائل نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا پر وہ دونوں ہاتھوں سے اسے جکڑے اپنے سینے
لگا گئی، مسکرا بھی رہی تھی بھلے آنکھیں بند ہونے پر آگئی ہوں۔

"تمہارے لیے میں بے ہوش ہو کر بھی ہوش میں ہوتی ہوں۔ تمہارا دل

گواہی دینا چاہیے کہ میں کیا سوچتی ہوں تمہارے بارے میں امائل"

امائل کی توجہ تو اس سینے میں دھڑکتے اس دل نے کھینچی جو امائل کا ورد کر رہا تھا، مسحور کن کیفیت تھی جس سے امائل سرشار ہوا، ہتھیلی میں دل دھڑکنا کسے کہتے ہیں آج سمجھ آئی۔

"دل گواہی دیتا ہے۔ دل نے ہی گواہی دی تو تمہیں گواہوں کی موجودگی میں اپنا بنایا۔ ورنہ کسے پڑی تھی تمہاری؟"

وہ جو نیند میں بس ڈوبنے والی تھی، جب امائل نے اس کے چہرے پر جھکتے اپنے منہ زور ارادوں کا رخ بدلتے اسکا ماتھا چوما تو وہ پھر سے جاگنے کی کوشش کے ساتھ دلخراش مسکرائی۔

"تمہیں پڑی تھی میری۔ میں چاہوں یا نہ چاہوں۔ تمہیں ہمیشہ بس میری ہی پڑی رہے گی۔ یقین ہے مجھے۔"

وہ اتنی یقین سے بھری ہوگی امائل نے کبھی نہیں سوچا تھا، اس کے ہر درد کو جڑ سے اکھاڑ دینے کی آرزو امائل میں شدت پکڑنے لگی۔

"اتنا یقین کرو گی تو میں سمجھوں گا محبت کرتی ہو"

وہ اب تک اسکے چہرے کی اور جھکا تھا کیونکہ مانیہ اب سرگوشیوں پر اتر آئی تھی، وہ امائل کی گرم سانسوں میں سانس بھرے سکون کے ناجانے کس درجے پر تھی کہ امائل خود دنگ تھا۔

"محبت! وہ تم کروناں مجھ سے۔ میں تو ہر لمحہ کرتی رہتی ہوں اب"

فلوئیڈ اپنا اثر کر رہا تھا، مانیہ سے مزید جاگے رہنا مشکل ہو رہا تھا پر وہ امائل کی جان لینے پر اتر آئی تھی۔

"کس سے کرتی رہتی ہو؟"

امائل نے اسکے بالوں کو سہلاتے ان جاگتی کھلتی آنکھوں کو دیکھے پوچھا تو اس بار وہ کچھ بولی نہیں بس ہاتھ اٹھائے انگلی کی ٹپ اس نے جھکے امائل کے سینے پر رکھے سمائیل دی اور آنکھیں موند گئی، امائل مغرور مسکرایا اور مانیہ کا گال پر محبت سے ہونٹوں کو سہلاتے پیچھے ہوا، وہ سوچکی تھی اور ستم کہ امائل کے

جذبات اس بندہ بشر کی جان لینے پر اتر آئے تبھی وہ زیادہ وہاں رک نہ سکا اور روم سے نکل گیا۔

جبکہ دوسری طرف نامہ نے میکائیل دوغان کے ساتھ بہت سی باتیں کیں، لگ نہیں رہا تھا انکی دوسری ملاقات ہے، ڈنر کے بیچ بھی نامہ کو خود پر نوح کی توجہ محسوس ہوئی، پر وہ گریز برتنی رہی، نامہ کو گیارہ تک نوح کو واپس ڈراپ کرنا تھا تبھی وہ دو گھنٹے میکائیل انکل کے پاس ہی رکی جب تک نوح ایک اور کام نمٹانے نکلا، امتاب کو کال کر کے تھانے سے گاڑی منگوائی کیونکہ اب اس آدمی سے مجرم کا نام وہ خود ہی اگلا سکتا تھا۔

خود امتاب گھبرا گیا جب نوح کو پولیس اسٹیشن آتے ہوئے غصے سے بھرا دیکھا۔

"ابھی مجھے بس سچ جانا ہے امتاب! تم سے کل شام تک ملتا ہوں۔ کہاں ہے وہ آدمی؟"

نوح نے امتاب کو دیکھتے ہی سر دمہری سے کسی پر سنل ٹاک کو چھیڑنے سے قبل از وقت ہی روکا تو امتاب نے برہم ہوتے اپنے آدمی کے ساتھ نوح کو بھیجا۔

وہ وڈیو کلب کے مالک کا خاص آدمی امتاب کے لوگوں کی مار کے آگے تو کچھ نہ بولا پر نوح کو دیکھ کر ہی اسکے پسینے چھوٹے۔

"کیا نام تھا اسکا جس نے گاڑی حوالے کی تمہارے؟ اور کیوں؟"

نوح نے اس آدمی کو گریبان سے دبوچتے بری طرح دیوار سے لگایا کہ زرا دباو پڑتا تو وہ آدمی دیوار میں دھنس جاتا، نوح کو اپنے ہاتھ کی کوئی پرواہ نہ تھی بھلے بعد میں وہ جان نکالنے سادر دیتا۔

"م۔۔ میں نام نہیں جانتا"

اس نے منمنانے کی کوشش کی پر نوح نے دوسرے ہاتھ کا مکا اس زور سے اس آدمی کے منہ پر برسایا کہ ناصر ف اسکا جبر الہو لہان ہوا بلکہ آنکھوں میں جو خوف اتر ا وہ الگ۔

"نام تو تمہارے اچھے بھی بتائیں گے۔ بک ورنہ یہیں گاڑ دوں گا تجھے"

امتاب بھی باہر پہنچا تو نوح کو اس طرح وحشی وہ بھی پہلی بار ہوتا دیکھے پریشان ہوا۔

"ص۔۔ صارم! جوئے میں کئی لاکھ لیر اہارا وہ۔ تو تبھی اس نے کہا باس کو کہ یہ گاڑی اٹھوا کر پیسہ پورا کریں۔"

مزید اس آدمی میں سکت نہ تھی تبھی سب اگل گیا، امتاب مہمت بھی امپیریس مسکرایا کہ جو اسکی ٹرینڈ جلاڈ ٹیم نہ کر سکی وہ نوح کے ایک مکے نے کر دیا۔

"اب کچھ اچھا کھا کر اپنا خون پورا کرنا۔ تیرے باس کی چٹری ادھیڑ نامیرا کام ہے۔"

نوح لمحے میں شانت ہوا اور اسکا لہو لہان جبرٹا دیکھے گال تھپکتا باہر نکلا جہاں امتاب، خشمگین نگاہوں سے یار کے بے حال روپ کا سبب جاننے کو بیقرار کھڑا تھا۔

"یہ سب نارمل نہیں ہے شہزادے! کیا مسئلہ ہے۔؟"

امتاب کے کسی سوال کی ابھی سنوائی ممکن نہ تھی، نوح نے اسکو نظر انداز کیا اور اسکے آفس آتے ہی اٹیچ واش روم میں جا کر پہلے تو اپنے ہاتھ دھوئے، امتاب دروازے میں رکنا نوح کی حرکات و سکنات کو بڑی گہرائی سے جانچ رہا تھا۔

"اپنے مسئلے بتانے کا ابھی وقت نہیں۔ کہا ہے ناں کل شام ملتا ہوں۔ اسکے باس کا جوئے کا اڈا بند کر اوتا کہ مجھے ان کے منہ میں کئی لاکھ لیرا نہ ٹھوسنے

پڑیں۔ اتنے فضول پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔ یہ کام کرو کل شام تک اور بد لے میں میرے دل کا حال جان لو پیارے دوست۔۔۔۔۔ سی یو"

امتاب ششدر کھڑا تھا کہ نوح اسے کچھاڑتا ہوا یہ جاوہ جا۔

"کس قسم کی عجیب شے دی ہے مالکا اس کی صورت۔ مطلب یہ دل کا حال بتانے کو احسان سمجھ رہا ہے میری جان پر۔ آہ نوح! میں تمہاری ان حرکتوں سے پک کر گل بھی چکا ہوں۔ پر کیا کروں تمہارے علاوہ کوئی دوست بھی تو نہیں بنا سکا۔ تو تمہارے مطلب، ستم اور ظلم سب سہنے پڑیں گے۔۔۔ (خود کلامی کے بعد اپنے لوگوں کو گھورا)۔۔۔ سنا نہیں تم لوگوں نے، اس جوئے کے اڈے کو کل شام تک بند کروانا ہے۔۔۔ لگو کام پر۔ آخر کو امتاب مہمت کو کل شام یار کے دل کا حال بھی تو جانتا ہے"

امتاب نے شدید دل جلاتے پھپھولے پھوڑے اور اپنے سٹاف کو بھی نوح کے حصے کار گڑ ڈالا، امتاب کے ڈرائیور نے اسے واپس ولا کے پاس ڈراپ کیا۔

صارم کے دوست کا گھر دس منٹ پیدل چلنے پر تھا تو جناب نے پیدل ہی جانے کا فیصلہ لیا تھا۔

صارم اس ہر مین نامی لڑکے کے گھر چھپا تھا جسکے پیرنٹس دو تین دن سے گھر نہ تھے۔

نوح وہاں پہنچا تو چوکیدار نے اسے اندر آنے کی اجازت تو دی پر اندر جانے سے پہلے ہی ہر مین ہڑبڑاتا باہر نکلا۔

"نوح بھائی! آپ۔۔۔ خیریت ہے؟"

ہر مین کی لاعلمی پر نوح کو اس پر بھی غصہ آیا۔

"کہاں ہے وہ خبیث! اب یہ مت کہنا وہ یہاں نہیں ہر مین۔ اسے یہیں گھستے دیکھا ہے میرے لوگوں نے۔ اسے کہو شرافت سے باہر نکل آئے ورنہ آج میں اسکی سچ میں قبر کھود دوں گا"

نوح نے بہت نرمی روار کھتے منہ سے سمجھایا پر ہر مین کو صارم نے سختی سے منع کیا تھا کہ بھائی کو اسکا نہ بتائے ورنہ وہ اسکے افیر کے بارے ہر مین کے پیرنٹس کو بتادے گا، صارم صاحب ایسے ہی سبکی انگلیاں ٹیرھی کرے گی نکالتے تھے۔

"بھائی آپکے لوگوں نے جھوٹ بولا ہے۔ ہاں صارم آیا تھا پر چلا بھی گیا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"

ہر مین کے منہ پر لکھا تھا کہ جھوٹ بول رہا ہے اور اب نوح کی برداشت ختم ہو چکی تھی، ہر مین کو ایک ہی دھکا دیتے نوح نے پرے کیا اور جیسے ہی اندر گھسا، صارم جو وہیں کان لگائے کھڑا تھا، دم دبا کر بھاگا پر نوح نے اسے ایک

ہی جھٹکے سے گردن سے دبوج کر پکڑا، صارم کی دلخراش دھاڑ پر ہر مین پر اندر ہانپتا دوڑا پر نوح نے اپنا قیدی دبوجتے ہی باہر کا رخ کیا۔

"بھائی۔۔۔ پلزیار چھوڑ دیں۔۔۔"

صارم نے حلق پھاڑتے رحم طلب کیا مگر نوح نے کسی رحم کی درخواست قبول نہ کرتے ہر مین کو بیچ میں نہ گھسنے کی خشونت بھری آنکھوں سے وارننگ کی اور صارم کو لیے گھر سے نکلا اور باہر نکلتے ہی سڑک کے بیچ دھکیلا۔

"آخری وارننگ دی تھی ناں تمہیں صارم! لیکن تم نے میرے سر میں خاک ڈالنے کی پراپر پلاننگ کی۔ آج میں تمہیں گاڑ ہی دیتا ہوں زندہ تاکہ قصہ ہی ختم ہو۔"

صارم کی خوف سے آنکھیں ابلیں جب سچ میں وہ صارم کو یوں دبوجتا آگے بڑھا جیسے سچ میں گاڑنے جا رہا ہو۔

"بھ۔۔ بھائی سچ میں گاڑنے لگے ہو۔۔ یار بات تو سنو۔ میں جانتا ہوں میں نے نامہ سلطان کی گاڑی کو چوری کروایا پر قسم سے یہ کرنے کے بعد مجھے بہت گلی فیل ہوا۔ وہ ایسا ڈیزرو نہیں کرتی تھیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں بھائی۔ میں مجبور تھا۔ وہ کلب کا مالک مجھے مارنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ میری گاڑی تو ٹھک ٹھک کر آدھی قیمت کی ہو گئی تو اسے کیسے دیتا، وہ پورے پیسے نہ بھر سکتی تھی۔ میں نے نامہ کی گاڑی دیکھی تو دل میلا ہو گیا، اپنی جان چھڑوانے کو کیا یار۔۔۔ ڈر گیا تھا"

صارم نے گڑ گڑاتے منتیں کیں پر نوح کا غصہ اس وقت بہت زیادہ تھا اور ستم کے ہاتھ میں درد بھی ہو رہا تھا۔

"تم جانتے بھی ہو وہ گاڑی اسکے لیے کتنی اہم ہے، پر تم کیا جانو احساسات کی ویلو صارم۔ تمہیں کبھی کچھ خود کمانا نہیں پڑا، تم پر کسی کی ذمہ داری نہیں پڑی۔ تم کیا جانو کہ کسی کا ڈوبنا دل اور بے بسی سہنا کتنا بھاری ہے۔ وہ روئی تھی، ممکن ہے زندگی میں پہلے کبھی نہ روئی ہو۔ صرف تمہاری اس خبیث

حرکت کی وجہ سے۔ تم کیسے سمجھ سکتے ہو یہ مارل ویلیوز۔ تمہیں بس ایک چیز آتی ہے، بزدلوں کی طرح رونا اور جہاں جان پھنسی لگے وہاں سے کسی کو بھی یوز کر کے بھاگ جانا۔ میں تھک چکا ہوں تم سے صارم۔ خدا گواہ ہے میرا دل تمہارے لیے پتھر ہونا شروع ہو گیا ہے اور جس دن ہو گیا تم کہیں کے نہیں رہو گے۔"

بہت کرب سے نوح نے پلٹ کر صارم کو خود سے دور کرنے کی وارننگ دی جس پر وہ نوح کے قریب آرکا، شر مندہ تھا۔

"پلیز بھائی! ایسا تو مت کہیں۔ میں نامہ سے معافی مانگ لوں گا۔ مجھے وہ بہت اچھی لگیں۔ تبھی تو گلٹ ہوا کہ انکا کیا قصور کہ میں نے اتنی تکلیف پہنچا دی۔ مجھ سے دل پتھر نہیں کرنا۔ میں ختم ہو جاؤں گا پھر اور آپکو گاڑنا بھی نہیں پڑے گا۔"

صارم کی اب تو سرخ آنکھیں بھی نوح کو فریب لگتیں، وہ شیر کی کہانی کی طرح جو دوسری بار دھوکہ دینے پر اپنا اعتماد کھو بیٹھتا ہے اور موت اسے آگھیرتی ہے۔

"تم نامہ سے کچھ نہیں کہو گے۔ ابھی اسے شک ہے لیکن یقین ہوا تو کیا سوچے گی کیسا خاندان ہے میرا۔ کس قسم کے پیچ بھائی ہو تم میرے۔ میری عزت کا مزید جنازہ نکالنے کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے کلیر بتا دو صارم کہ تم نے سدھرنا ہے یا میں فاتحہ پڑھ لوں تم پر؟"

نوح کی تکلیف صارم کو بھی محسوس ہو رہی تھی پر وہ کیا کرتا کہ برائیوں کی دلدل میں ایسا دھنسا تھا کہ نکلنا چاہتا تو مزید دھنسنے لگتا۔

"ب۔۔ بھائی میں کوشش کر رہا ہوں"

صارم نے شرمندگی سے نظریں جھکائیں۔

"ہاں دیکھائی دے رہی ہے تمہاری اعلانیہ کوشش، تم اپنی ان حرکتوں سے مجھے بہت اذیت دیتے ہو صارم۔ میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا لیکن تم مجھے مجبور کرتے ہو۔ یوریلی ہرٹ می۔ دو دن دے رہا ہوں۔ مجھے اپنا حتمی فیصلہ دو کہ ٹھیک ہونا ہے یا یہ سب جاری رکھنا ہے تاکہ پھر تم مرو یا جیو مجھے تو فرق نہ پڑے ناں۔۔۔۔۔ اب مرو اپنے ہر مین کے پاس ہی۔ گھر گھسے دو دن تو ٹانگیں توڑ دوں گا"

نوح نے اسے خود سے پرے دھکیلتے واپسی کا رخ کیا ہی کہ صارم کی عقب سے پکارا اسے روک گئی۔

"آپ نامہ سے پیار کرتے ہیں؟"

نوح بے اختیار پلٹا اور قہرناک نظریں صارم پر ڈالیں۔

"اپنے کام سے کام رکھو ورنہ دانت توڑ دوں گا"

نوح نے اسے وارن کیا تو صارم پھیکا سا مسکرایا۔

"میری بہن کو چھوڑ کر آپ اتنی جلدی موو آن ہو جائیں گے سوچا نہ تھا، اپنی حرکتیں بھی دیکھ لیں۔ اس لڑکی کے لیے مرنے مارنے پر اتر آئے ہیں۔ ہے کون یہ نامہ سلطان"

صارم کو شدید جلن ہوئی تھی کہ نوح نے نامہ کو اتنی اہمیت کیوں دی تبھی وہ یہ بکواس کر بیٹھا۔

"نامہ سلطان کون ہے جلد سب جان جائیں گے جس جس کو کھجلی ہو رہی ہے۔ اور رہی بات اپنے پر سنلر کی تو میں تم سے ڈسکس کرنا ضروری نہیں سمجھتا بھی۔ تم اپنے کرتوت سنبھالو پھر قابل کرو خود کو کہ بڑا بھائی کچھ شنیر کر سکے۔ تب تک ہو امیں فائر چھوڑنے اور بکواس سے گریز کرنا یہی تمہارے لیے بہتر ہے"

نوح کے چہرے پر سنجیدگی اور سختی در آئی، نوح نے اسے اچھے سے وارن کیے واپس قدم بڑھائے۔

"میں جیلس ہوا ہوں۔ جب آپ مانیہ کے تھے تب بھی اور اب جب آپ نامہ کے لیے پوزیسو ہو رہے ہیں تب بھی"

نوح پھر سے رکا، جوتا ہوتا تو سیدھا صارم کے منہ پر برساتا پر شوز اتارنے کی زحمت زرا مشکل لگی۔

"کیا محبوبہ ہوں میں تمہاری؟"

نوح نے اچھٹی نگاہیں صارم پر جمائیں۔

"محبوب بھائی تو ہیں۔ میرا فرض ہے آپکو دنیا کی چڑیلیوں سے بچاؤں"

صارم نے ڈھیٹ بنے دفاع کیا، نوح کی چڑرا تھمی۔

"پہلے تو میں تم جیسے جن سے بچ جاؤں یہی بہت ہے۔ چڑیلیں تو بس خون

پیس کی تم مجھے زندہ جیتے جی گاڑنے پر تلے ہو۔ بکو اس آدمی"

نوح بڑبڑاتا ہوا اس بار گیا تو رکنے کی کوئی کوشش بھی نہ کی۔

"آئی لوویو بھائی۔۔"

صارم نے پیچھے سے ہانک لگائی تو نوح نے بناپلٹے ہی لعنت کی طرح ہاتھ دیکھایا جس پر صارم وہیں کھڑا کھڑا ہنس پڑا لیکن جلد ہی ہنسی کی جگہ افسوس نے لی کہ وہ سچ میں نوح کی بہت تکلیف بنتا ہے پر ابھی بھی غیرت و شرم کے مادے کی کمی تھی تبھی محترم چپکے سے واپس ہر مین کے گھر گھسے۔

جبکہ نوح واپس دوغان والا کے گیڈ میں انٹر ہوا، نامہ کو بابا کے ساتھ گارڈن ایریا میں واک کرتا دیکھے وہ اندر جاتے جاتے رکا۔

"چلیں نامہ؟"

وہ فوراً پلٹی تو میکائل صاحب بھی مسکراتے گھومے جنہیں نوح نے آنکھوں سے ہی برہمی سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو نامہ سے اتنا فرینک ہونے کی آپ نے بھی کیسے جرت کی۔

"جی مسٹر نوح۔ آپ کے کام ہو گئے؟"

نامہ نے فوراً سے سنجیدگی کے سنگ پوچھا۔

"یس۔ گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں۔ مجھے ہو سپٹل ڈراپ کرے تم بھی جاو گھر۔ کافی لیٹ ہو گیا ہے۔ کم آن"

نوح وہیں سے واپس پلٹا تو نامہ کو اسکی ٹون کچھ برہم لگی۔

"یہ ہمیشہ ٹھنڈا گرم ہوتا رہتا ہے چل میرا بچہ، بہت مزہ آیا تم سے باتیں کر کے۔ خاص کر تمہاری کمپنی بہت ہی میٹھی ہے۔ دوبارہ کب آو گی اس بابا کے ساتھ ڈنر کرنے؟"

وہ نامہ کو نوح کے لیے سوچ رہے تھے تبھی نامہ سے اتنی ساری ایٹچمنٹ بھی شو کر رہے تھے، وہ نرم مسکرائی۔

"روز نہیں آسکتی انکل۔ آکورڈ لگتا ہے۔ آج بھی آپکے اصرار پر آئی۔ آپ ہمارے فارم ہاوس آئیے گاناں۔ میرے بابا اور خردانکل دونوں سے مل کر بھی آپکو بہت اچھا لگے گا۔ تو پھر اگلا ڈنر آپکا میری طرف؟ ڈن"

نامہ کی آفراس سے زیادہ پیاری تھی۔

"اوہ میرا بچہ۔ ڈن ہو گیا۔ آنے سے پہلے تمہیں بتاؤں گا ان شاء اللہ۔ اب جاوور نہ وہ ڈریگن کی طرح آگ ہی نہ پھینکنے لگے۔ خوش رہو۔ اللہ تمہارا نصیب اچھا کریں"

نامہ نے خوشی خوشی انکی مسکراہٹ دیکھتے خود بھی سہمائل کرتے شرارت سے سر ہلایا اور ان سے سر پر ہاتھ پھیرواتی پورچ کی طرف کھڑی اپنی Rolls-Royce کی طرف بڑھی، ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی نامہ نے سیٹ بیلڈ فکس کرتے سر سری سی نظر نوح پر ڈالی جو بظاہر فون پر بزی تھا پر اپنا ہاتھ سیدھا مٹھی کی صورت کساتھا، نامہ کو فکر سی ہوئی پر بولنا مشکل ہو رہا تھا۔

"درد ہے ہاتھ میں؟"

نوح نے فون سے نظریں ہٹائے نامہ پر جمائیں جسکی بھوری آنکھوں میں فکر رقصاں تھی۔

"ہاں لیکن آج دونوں ہاتھوں سے دبائے پر بھی درد نہیں جائے گا، اسے کسی کی کس چاہیے"

نامہ نے گھبراہٹ و برہمی سے ایسی بے تکلفی کو ہضم کرتے ہی آنکھیں اور گردن سامنے گمائی۔

"مجھے ہی کیڑے نے کاٹا جو ان سے یہ سوال کر بیٹھی۔ بد زبان سے پتا ہی نہیں لگتا انکو کیا کہنا ہے اور کیا نہیں"

نامہ نے جھٹکے سے گاڑی سٹارٹ کی تو نوح کو ڈور پر ہاتھ رکھنا پڑا، اور حیران ہو کر اس نے نامہ کا غصہ بھی دیکھا۔

"سیٹ بیلڈ کیا میں فکس کروں اب انکا۔ اچھا ہوا جھٹکا لگا۔ انکو بجلی کے جھٹکے کی ضرورت ہے"

نامہ کو کہاں پرواہ تھی کہ جناب گھور رہے ہیں، وہ تو گاڑی بھگانے کے چکر میں تھی۔

"کیا تم تھوڑا آہستہ سوچ سکتی ہو۔ یہاں تک آواز آرہی ہے"

نوح کے پھر ٹوکنے پر نامہ پہلے تو سمجھی نہیں پھر جب بات کو کچھ پرکھا تو سرسری سا اسے دیکھتی گھوری جو منہ و نڈو کی طرف پھیر گیا۔

"مسٹر نوح آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تو گھر ہی رہ جائیں۔ کیوں پیشنٹس کی جان رسک میں ڈالنی ہے۔ ہاتھ آپکا درد کر رہا۔ شاید موڈ بھی سپائیل ہے۔ تو ایسے میں آپ کام کیسے کر سکیں گے؟ مریض پہلے ہی کافی دکھی ہوتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر ز بھی کاٹ کھانے کو پڑیں تو انکوڈ پریشن ہو سکتا ہے"

نامہ نے گاڑی مین روڈ پر ڈالے اس نیت سے سپیڈ کم کی کہ شاید واپس نہ جانا پڑے، نوح نے و نڈو کی طرف دیکھتے ہی اپنی بے قابو مسکراہٹ روکی۔

"تم مجھے ڈپریشن دینے والا ڈاکٹر کہنا چاہ رہی ہو نامہ؟"

میسنے نے مسکراہٹ کی جگہ صدمے کو دیتے گردن گمائی تو نامہ فوراً سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"ن۔۔ نہیں میں کہنا نہیں چاہ رہی بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر ایسا کہہ رہی ہوں مسٹر نوح"

نامہ کو آج تک سچ کہنے سے کچھ روک سکا تھا کیا، بھلے پھر نوح کی توبہ شکن موجودگی ہی کیوں نہ ہوتی۔

"ہاتھ دبا دو یار۔۔۔"

نوح نے بے اختیار اپنا ہاتھ سامنے پھیلا یا تو نامہ نے گاڑی کو بمشکل بریک لگائی اور غصے سے نوح کو دیکھنے لگی۔

"پہلی بات میں یار نہیں آپکی دوسرا آیا بھی نہیں۔ تیسرا بھی تو آپ نے کہا تھا دبانے سے آرام نہیں آئے گا پھر؟"

وہ لڑنے لگی اور باخدا اسے غصہ دلا کر موصوف نامہ کو جی بھر کر دیکھنا چاہتے تھے، وہ چاہت پوری ہوئی تو دل میں تسکین و لذت کے چراغ جل گئے، دھپک راگ چھڑ گیا۔

"میں اپنا ابتدائی بیان، یار نامی بکو اس سمیت واپس لے لوں تو تم تھوڑی دیر میرا ہاتھ پکڑ لو گی، دبانے کو؟"

وہ جو غصہ تھی، بے اختیار نوح کے ہاتھ کو دیکھنے لگی، جسے نہ تھا منے کا نامہ کے پاس کوئی جواز نہ تھا۔

"میرے ساتھ اس ٹون میں دوبارہ بات نہیں کریں گے آپ پر اس مے۔ پھر سوچتی ہوں"

نامہ نے بھی اپنا فیصلہ سنایا۔

"میں وعدوں میں بہت برا ہوں۔ پھر بھی لینا چاہتی ہو وعدہ تو لے لو۔"

نوح نے اس پر سارے حق چھوڑے، نامہ نے دیکھا وہ مایوس ہو کر ہاتھ کھینچنے لگا ہے تبھی نامہ نے اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں بھر لیا، نوح نے اس کے چہرے کی بدلتی رنگت محظوظ ہوتے دیکھی۔

نامہ نے پھر ویسے ہی دبایا، بہت نرمی اور ملائمت لیے۔

"نامہ تم نے میرا ٹاول یوز کیا جو۔۔۔"

وہ نوح کی بات مکمل نہ ہونے دے سکی۔

"پھینک دیجئے گا"

نامہ نے ظالم مشورہ تھمایا، نوح کا منہ بنا، بات ہی ایسی سفاک تھی۔

"یہ انجان پن کیوں نامہ؟"

وہ اپنے درد کرتے ہاتھ میں نامہ کے دونوں ہاتھ دبا کر جب اسے شکایت

کرتے انداز میں پکارا تو نامہ نے گردن دوسری طرف گمالی۔

"میں ایسی باتوں اور معاملات میں اچھی نہیں۔ ہاتھ چھوڑیں میرے۔ دبانے دیں۔"

نامہ کے لہجے سے گریز ٹپک رہا تھا اور نوح نے اسکے ہاتھ چھوڑتے اپنا ہاتھ بھی چھڑوا لیا، نامہ نے نے چین ہوتے نوح کو دیکھا جو اس سے منہ موڑ چکا تھا۔

"تھینکیو۔۔۔۔"

وہ تکلف برت گیا تو نامہ نے واپس گاڑی سٹارٹ کی اور ہو اسپٹل تک بیچ میں بس چپ حائل رہی۔

"آج میں تمہارے بارے سب جان جاؤں گا نامہ۔ اس لیے تمہارے گریز پر ابھی ناراض نہیں ہو رہا ورنہ سب کچھ جان کر تمہارا انجان بننا مجھے بہت ہرٹ کر گیا۔"

وہ گاڑی سے اتر گئی تو نوح نے اسکی طرف آزدگی سے دیکھ کر سوچتے خود بھی کارڈور کھولا اور باہر نکلا، دونوں کی نظریں اضطرابی کیفیت میں آ ملیں۔

"گھر جاو اور ریٹ کرو نامہ۔ جو کچھ ہوا اسے بھول جاو۔ بلکل اہم نہیں

تھا۔ یوز لیس فیلنگز ایسے ہی اگنورنس ڈیزرو کرتی ہیں"

وہ کہتے ہی پلٹنے لگا جب نامہ گھوم کر سامنے آرکی۔

"میں نے کچھ اگنور نہیں کیا سوائے اپنے آپ کے۔"

وہ اسے ہرٹ کر گئی یہ سوچتے نرم پڑی۔

"اور تمہیں نہیں لگتا یہ بہت بڑا جرم ہے؟"

وہ پریشان لگا، وہ لڑکی خود سے اپنے جذبات سے آخر کیوں بھاگ رہی تھی۔

"میرا فوکس خراب مت کریں"

یہ پہلی بار تھا وہ کچھ بول نہ پا رہی تھی تو یہی جملہ کہہ کر جان چھڑوائی۔

"زرا غور کرو وہ آل ریڈی خراب ہو چکا ہے۔ کل تمہارے فارم ہاوس آرہا ہوں میں بابا کے ساتھ۔ کیوں یہ بتانے کی ضرورت نہیں مجھے۔ ٹیک کئیر۔ کل شام کو ہی ملیں گے۔ تب تک میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں نامہ سلطان"

وہ کہہ کر رکا نہیں جبکہ نامہ نے لڑکھڑاتے ہوئے گاڑی کا سہارہ لیا ورنہ باخدا صدے سے گر پڑتی۔

"م۔ طلب میرا ہاتھ مانگنے آئیں گے یہ؟"

نامہ بڑبڑائی اور ساتھ ہی اسکا فون بجا، میسج نوٹیفیکیشن تھا۔

"نہیں تم سے نکاح کرنے"

نامہ سر تا پیر کانپ گئی، نظریں گما کر چار سودیکھا پر وہ تو جا چکا تھا پھر اس شخص نے نامہ کی سوچ کیسے پڑی، وہ اس قدر خوفزدہ تھی کہ جس طرح گاڑی میں بیٹھے روانہ ہوئی لگ رہا تھا نامہ کو ابھی سے پکڑے جانے کا ڈر تھا۔

جبکہ ہو اسپتال انٹرنس میں کھڑا نوح اپنے ہی بھیجے میسج پر ہنستا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اف یہ جان لیوا سے دو لوگ کیا کل واقعی ایک ہونے والے تھے؟؟؟ زہے نصیب!

.._____..

"وہ ڈرتی ہے محبت سے، محبت کرنے والوں سے، محبت کے بھیانک انجام سے، اس نے دردناک بچپن جیا، اتنا دردناک کہ قدرت نے اس پانچ سال کی ساری اذیت نامہ کی یادداشت سے منہدم کر دی۔ ہم سب اس پر خدا کے شکر گزار ہیں۔ وہ ساری عمر محبت سے بھاگے تب بھی عجیب بات نہیں ڈاکٹر ادا، اس نے جو جھیلا ہے یہ سب ذات کا حصہ بننا فطری تھا"

کچھ پیشینہ سے فری ہوئے وہ دونوں فوڈ میس میں آکر بیٹھے موسم کی سختی سے بے نیاز نامہ سلطان کی اذیتوں کی کہانی لیے بیٹھے تھے۔

امائل نے مانیہ کو جانے کی اجازت بہت مشکل سے دی تھی، وہ بھی اسکی ضد پر کہ وہ ٹھیک ہے لیکن پھر بھی امائل نے اسے ہو سپٹل کے ہی ڈرائیور کے ساتھ دوغان ولا بھیجا تا کہ مانیہ ڈرائیونہ کرے۔

اس پر وہ مان گئی تھی اور صبح پانچ تک واپس آنے کا کہہ چلی گئی۔

نوح کو سب حقیقت امائل نے وعدے کے مطابق بتادی تبھی تو اس شخص کا دل اس لمحہ جل رہا تھا، موسم کی سختی خنکی اور شدت بھی اس آگ کا توڑ کرنے میں ناکام تھی۔

"اسکی ماں اتنی سفاک کیسے ہو سکتی ہے امائل، بیٹی گم تھی اور اس نے اسے بھی یوز کیا اور فیروز نامہ سے کس سنگدلی سے جان چھڑوالی۔ یہ کیسی عورتیں ہیں امائل؟ میری ماما بھی تو تھیں۔ وہ تو میرے لیے بابا کو بھول جاتی تھیں۔ اتنی قیمتی تھی انکو اپنی اولاد۔ میں بہت تکلیف میں ہوں کہ نامہ کو اتنی بری ماں ملی۔ حالانکہ ماں جیسی بھی اسے برا نہیں کہنا چاہیے"

اما نکل نے اذیت سے نوح کو دیکھا۔

"ماؤں کے معاملے میں نامہ اور میں بہت ان لکی رہے، لیکن ہمارے فادرز دنیا کے بیسٹ فادرز ہیں۔ یہی اللہ کامر ہم تھا۔ نامہ جن لوگوں کی قید میں رہی وہ اس بچی پر چینختے اور ہاتھ اٹھاتے رہے جسکی وجہ سے وہ ہمیں بہت بری حالت میں واپس ملی۔ جیسے بالکل مر گئی ہو۔ مجھے آج بھی یاد ہے وہ اپنے ہی بابا سے سہم جاتی تھی کہ یہ بھی ماریں گے۔ زرا اونچا بولنے پر کانپ جاتی اور یہی ڈر آج تک اس میں جذب ہیں۔ وہ غصہ نہیں سہہ سکتی، بھلے وہ بہت بہادر اور مضبوط لڑکی ہے۔ وہ اونچی تلخ آوازیں برداشت نہیں کر سکتی، وہ دردناک چینخیں سن بھی نہیں سکتی۔ وہ اندر سے اتنی زیادہ خوفزدہ ہے اس دنیا سے۔ اگر فیروز انکل نہ ہوتے تو نامہ نہ ہوتی۔ فیروز انکل نے نامہ کے لیے اپنی پوری زندگی اور اپنا پورے استنبول پر پھیلا کاروبار داو پر لگا دیا، تبھی نامہ کچھ بھی کر کے اپنے بابا کو سلطان ولا لوٹانا چاہتی ہے۔ اس نے اپنے تعلیم ادھوری چھوڑ دی صرف اس گھر کو پانے کے لیے۔ یہ سب میں کبھی نہ بتاتا

اگر مجھے آپکی آنکھوں اور دل میں اس کے لیے محبت نہ دیکھائی دیتی۔ اس سب کے بعد بھی خیال رکھیے وہ دنیا کی سب سے بڑی خوددار لڑکی ہے۔ کبھی اسکی مشکلات جان چکے ہیں یہ اس پر عیاں نہ کیجئے گاتب تک جب تک وہ خود نہ بتائے۔ بتانے میں بہت بری ہے لیکن پلیر اسکی خوداری کو ٹھیس مت پہنچنے دیجئے گا کبھی۔ یہ اسے مار سکتا ہے"

امائل نے بہت سے وعدے توڑے تھے کیونکہ وہ چاہتا تھا نامہ کی خوشیاں بھی اسے گلے لگائیں اور نوح کی سرخ آنکھیں بتا رہی تھیں وہ یہ سب سنے کتنی اذیت میں ہے۔

اس نے امائل کے ٹیبل پر رکھے ہاتھ پر اپنا خوبصورت ہاتھ رکھتے امائل کو دلا سادہتی نظروں سے دیکھا۔

"میری ممی زندہ ہوتیں تو میں تم سے اور نامہ سے ضرور شئیر کرتا انھیں۔ لیکن سبکو مکمل جہاں کب ملا کرتا ہے۔ میں اس لڑکی کی خوداری اپنی

جان سے زیادہ عزیز رکھوں گا اماں، وعدہ کرتا ہوں حالانکہ وعدے کرنا بالکل پسند نہیں۔ کل ہی اسے اپنے نکاح میں لوں گا۔ اسکے ڈر کیسے دور کرنے ہیں دعا ہے سیکھ لوں جلد۔ تم نے یہ سب مجھے جو بتایا میں اس راز کی حفاظت کروں گا تا عمر۔ تھینکیو سوچی۔ تم بہت ہی اچھے ہو، میرے چھوٹے بھائی جیسے۔ ہمیشہ تم سے راضی اور خوش رہوں گا۔ اور دعا ہے تم مانیہ کے درد دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ اللہ اجر دے گا تمہیں۔ وہ ادھار نہیں رکھتا اماں خرد قریشی۔ وہ نیکی کا بدلا سوچ سے بڑھ کر دیتا ہے اور تم خود بھی نہیں جانتے تم نے میرے ساتھ کتنی بڑی نیکی کی۔"

نوح کی آنکھوں کی تکلیف برقرار تھی پر اب مسکراہٹ نے اماں کو زرا حوصلہ دیا، دونوں ہی جذباتی ہو رہے تھے لیکن مسکرا دیے۔

"وہ ایسی ہی محبت ڈیزرو کرتی ہے جیسی آپ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ ہم تو تھک چکے تھے اسکے ڈر دور کرتے کرتے ڈاکٹر ادا"

اما نل کا دل بے حد آسودہ ہوا اور نوح کی آنکھیں واپس ہیزل دیکھائی دیں۔

"ارادہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی مجھے، میں تمہیں منجھا عاشق نہیں لگ رہا؟"

نوح کا سوال اس سے زیادہ خوبصورت تھا۔

"لگ رہے ہیں تبھی تو آپکو اور نامہ کو کل ساتھ دیکھنے کے لیے سب سے زیادہ ایکسائٹڈ ہوں"

اما نل کی خوشی چھلکی، اب اسکے پاس مانیہ تھی تو کسی بچھتاوے افسوس یا خسارے کی مجال جو اما نل کو چھو پاتا۔

"اچھا سنو! تم نے اور مانیہ نے سارا انتظام کرنا ہے کل۔ اسے سرپرائز

طریقے سے اپنا بناؤ گا۔ اور ہاں یہ بتاؤ مجھ سے تو نہیں ڈرے گی؟"

اماٹل كو حيرت تھی كیا یہ وہی اكرٹو ڈاكٹر ہے جو كبھی مسكرایا نہ تھا اور اب بیٹھا بس نامہ كا ورد كیے جارہا ہے۔

"ڈرنا تو نہیں چاہیے اتنے پیارے دلہے سے"

اماٹل كو شرارت سوچھ رہی تھی، نوح نے اسے آئبر واچكائے گھورا۔

"پیارا دلہا اسے صدمے میں ہی نہ پہنچا دے بس اس كے لیے ڈر رہا ہوں۔ تم میری حالت پر مسكراومت۔ میں غصہ بھی ہو سكتا ہوں"

نوح نے گال سے پھلائے اور یہ كرتے وہ سچ میں پیارا لگا، اماٹل نے معذرت زدہ سمائیل دی تو دونوں ہی مسكرا دیے، جبكہ نامہ جب سے آئی تھی ڈر دبك كر بابا كے سینے لگی تھی۔

"و۔۔ وہ كل آئیں گے بابا كے ساتھ"

فیروز صاحب كی آنكھیں مسكرائیں گویا وہ یہ وزٹ ہی چاہ رہے تھے۔

"تجھے مانگنے؟"

وہ جلدی سے سراٹھا کر روہانسی ہوتی بابا کو دیکھنے لگی۔

"آپ سے چرانے۔ پتا نہیں مزاق کیا یا سچ پر کہا نکاح کرنے۔ بابا میں نہیں چاہتی۔ یہ رشتہ جڑنے کے بعد ٹوٹا میں مر جاؤں گ۔۔۔۔"

وہ نامہ کے منہ پر بروقت ڈر کر ہاتھ رکھ گئے، ایسی بات وہ سن بھی کہاں سکتے تھے۔

"میں تیرے دشمن۔ کیوں ٹوٹے گا؟ ایسا فضول کیوں سوچ رہا ہے میرا بچہ۔ ہم جس چیز سے ڈریں وہی ہوتی ہے۔ میں بہت ڈرتا تھا سوہا کو کھونہ دوں اور دیکھ کھو دیا پر تو مت ڈرنا نامہ۔ یہ ڈر ہی تو ہوتے ہیں ہمیں نگلنے والے۔ اگر کل ایسا کچھ ہوتا ہے تو تجھے یہ سوچنا ہے کہ یہ رشتہ اس دوسرے جہاں بھی نہیں ٹوٹے گا۔ وہ تجھ سے معمولی پیار نہیں کرتا نامہ"

وہ اب بھی روپڑی تھی، اس کا رونا فیروز صاحب کا خون پیتا تھا۔

"ب۔ بابا آپ کامی کے لیے پیار بھی تو معمولی نہ تھا پھر وہ بھی تو اجر گیا
 ناں۔۔۔"

وہ کانپ سی رہی تھی کہ فیروز کو اسے اپنے سینے لگا کر بھینچنا پڑا۔

"لیکن پتر ہمارے معاملے میں اک طرف کھوٹ تھا۔ اس عورت نے مجھ
 سے کبھی پیار کیا ہی نہ تھا پر تیرے معاملے میں ایسا نہیں ہے۔ تو ایسا اچھا
 سوچ نامہ۔ ناں رو میری جان۔۔۔ میں تیرے آنسو نہیں سہہ سکتا۔ میں تجھے
 کبھی روتا نہیں دیکھنا چاہتا"

وہ خود رو پڑے پر نامہ کا دل بہت کانپ رہا تھا، حالانکہ اس نے ہارٹ بیٹ
 نارمل کرنے والی ٹیبلٹ بھی لی تھی پر کوئی اثر نہ ہوا، نیند کی بھی لی تھی

"ب۔۔ بابا یہ سب بہت مشکل ہے۔ میں آپکے لیے بہت مضبوط نامہ بن
 چکی تھی، کبھی نہ رونے والی پر اس انسان کے میری زندگی میں آتے ہی
 دیکھیں میرا حال۔۔۔۔۔ یہ ڈر میری جان لے رہے ہیں۔ اگر یہ سب ان کا وقتی

جذبہ ہوا؟ پھر میرا کیا ہو گا۔ میں تو آپکی طرح بہادر نہیں ہوں سچی۔۔ میں بس بنی ہوئی ہوں۔ کہ کوئی تکلیف مجھ ڈھال کو باسانی چیر کر آپ تک نہ پہنچے۔۔۔ بابا میں نکاح نہیں چاہتی۔ یہ بہت مشکل ہے۔ لیکن میں بری طرح جکڑ چکی ہوں ان میں۔۔۔ کیا کروں گی؟"

وہ ہچکیوں کی زد میں کبھی نہیں روئی تھی جس سے صاف عیاں تھا وہ اس سب سے کتنی ڈری ہوئی ہے، فیروز صاحب نے اسکا ماتھا چوما، کئی بار چوما، اسکے سر پر بوسے دیے، اسے اپنے سینے سے لگائے رکھا کہ کسی طرح نامہ کا سانس بحال ہو، وہ کچھ دن سے سچ میں بہت کمزور محسوس ہو رہی تھی انکو، آج تو وہ خود ڈر گئے۔

"بھروسہ کرنا ہو گا۔ رسک تو اٹھانے پڑیں گے۔ اس دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہم اپنے بڑے بڑے نقصان کرنے والی ہی مخلوق ہیں۔ میں نے اپنے دل کے اجرٹنے پر بس اس یقین کی وجہ سے صبر کیا تھا نامہ کہ اللہ میری بیٹی کی قسمت میرے جیسی سیاہ نہیں لکھے گا۔ تجھے اپنے بابا کے اس یقین پر

بھروسہ کرنا ہو گا نامہ، یہ یقین ہی تجھے سنبھالے گا۔ اللہ تو نام ہی یقین کا ہے۔ تجھے اپنے ڈر یہیں میرے سرہانے چھوڑ کر اسکی دنیا روشن کرنے جانا ہی ہے، محبت کی میرا ج ہوتا ہے نکاح۔ خود کو بہادر بنا۔ میں تجھے نوح کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ سیاہ دنیا میں چمکتا نظر آیا ہے۔ تیرے بابا محبت کے دور میں اندھے تھے، پر اب یہ آنکھیں اور دل سامنے والے کو بہت اچھے سے جان لیتے ہیں۔ میرا بچہ مجھ پر بھروسہ کرے گا؟"

نامہ کے آنسوؤں میں وقتی کمی آگئی پر وہ اپنا ڈر چھپا گئی، اسکے بابا کی سانس اسکے ساتھ رکی جو تھی۔

نامہ نے بھیگی آنکھوں سے بابا کو دیکھتے سر ہلایا۔

"صرف آپ پر ہی تو بھروسہ کرتی ہوں۔ بابا آ۔۔ آپ ان سے اور کچھ مت کہنا بس اتنا کہ نامہ جتنا تنگ کر لے اس پر چینخنا نہیں۔۔ کہیں گے؟"

وہ نامہ کی اس منت پر قربان ہو گئے، اسکا پھر ماتھا لاڈ سے چوما۔

"اوہ میرا بچہ تجھ پر کون ناہنجار چینخ سکتا ہے۔۔۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر بھی اگر کل وہ تجھے اپنا بنانے آیا تو میں اس کے کان میں سختی سے یہ وارننگ ڈالوں گا تو دیکھتی جا۔ زرا اونچی آواز میں جس دن تیرے ساتھ بولا، منہ بنا کر آ جانا اپنے بابا کے سینے سے لگ جانا۔ تجھے سمیٹ لوں گا۔ اپنے پروں میں"

وہ روتی روتی ہنس پڑی، یہ پر اسے اپنی جان سے پیارے تھے۔

"میں ان پروں سے کبھی نکلنا ہی نہیں چاہتی۔ میرا سکون بس یہیں قید ہے۔ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں بابا۔"

وہ یہ اعتراف بہت کم کرتی تھی، یہ بھی نامہ کے بکھرنے کا ثبوت تھا، خود فیروز صاحب کی آنکھیں بھیگ بھیگ کر تھک سی گئیں۔

"میں تو بس تجھی سے پیار کرتا ہوں۔ میرا بہادر بچہ۔ اب نہیں رونا۔ روتی ہوئی چڑیل لگتی ہے"

فیروز بلکل بچپن کی طرح اسکی ناک سے ناک مس کرتے لاڈ سے چراگئے تو نامہ نے فوراً گال پھلائے اور زور سے بابا سے لپٹ گئی۔

"چڑیل لگوں یا بھوتی۔ آپکی ہی بیٹی ہوں۔ بس"

تھوڑا بابا سے دل کا درد بانٹ کر وہ سکون میں آگئی تھی تو فیروز سلطان کا دل بھی زرا اٹھیک دھڑکنے کے دائرے میں آیا۔

"بس بھئی اور کچھ نہیں رہتا اس کے آگے۔ چل آجا میری گود میں سر رکھ کر سو۔ تیرے سارے درد اور ڈر دور ہونے کی دعا آج میری سانس سانس کرے گی میرا بچہ۔"

یہ گود اسے جب تک میسر تھی وہ دنیا کی مضبوط لڑکی تھی، فوراً سے سر بابا کی گود میں رکھے وہ اپنا حق جماگئی، کیونکہ اسے آج بابا کی ہر سانس کے ساتھ دعا ہی تو درکار تھی۔

وہیں دوسری طرف مانیہ نے میکائیل بابا کے ساتھ تو اپنی تکلیف بانٹی پر دیشا کافی دیر انتظار کے بعد بھی نہ لوٹی تو مانیہ کی تھکاوٹ سے آنکھیں درد کرنے لگیں۔

"وہ کتنی لا پرواہ ہیں اپنی اولاد سے، کہ مجھے انکو اپنا درد بتانا پڑے گا۔ صارم بھی گھر نہیں آتا۔ میں اب دکھی نہیں انکی لا پرواہیوں پر تشویش زدہ ہوں۔ آپ کا دل بہت بڑا ہے میکائیل بابا کہ آپ نے مئی کو بیس سال برداشت کیا"

وہ میکائیل کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی انکی طرح اداس تھی، وہ صارم سے بہت زیادہ انس مانیہ کے لیے محسوس کر رہے تھے جب سے وہ نوح کی زندگی سے نکلی تھی۔

"کیونکہ وہ محبت کرتی ہے مجھ سے"

میکائیل دوغان کی بات پر مانیہ نے تھکی سی مسکراہٹ کے سنگ میکائیل بابا کو دیکھا۔

"اور آپ؟"

مانیہ کی آنکھوں میں بہت آس تھی۔

"میں عنایہ سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ دیشا جیسی بھی سفاک ہو اس نے مجھ سے سچ میں محبت کی۔ اور میرے خالی دامن میں صلہ تو نہیں تھا بس اک برداشت تھی جو میں آج تک کر رہا ہوں۔ اسی برداشت کا نتیجہ ہے مانیہ کہ مجھے صدمہ تک سے انس محسوس نہیں ہوتا۔ میں بے بس ہوں۔"

وہ مانیہ کو بہت تکلیف میں لگے۔

"میں بھی تو دیشا کریزی کی اولاد ہوں۔ انکے پہلے شوہر کی نشانی بھی۔ آپ نے مجھ سے کبھی نفرت نہیں کی نہ کبھی اپنا کندھا اور شفقت دینے میں کمی کی۔ آج مجھے اسکی وجہ بتائیں ناں میکائیل بابا؟"

وہ بے اختیار مانیہ کو دیکھنے لگے، وہ بہت زیادہ مرجھائی تھی نہ دیکھ کر میکائیل صاحب کے دل کو دھکا لگا۔

"کیونکہ تم پیور سول ہو، جیسی اندر سے ویسی باہر سے۔ مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا تم میری سگی بیٹی ہو یا نہیں لیکن تم بیٹی ہو یہ اہم اور حسین ہے۔ اپنی ماں کی فکر مت کرو۔ اپنے ٹرمینٹ پر فوکس کرو۔ امانٹل کے ساتھ خوش رہا کرو۔ ہم دیشا کی ہدایت کے لیے مل کر دعا کرتے رہیں گے۔ ابھی تمہیں سٹریس نہیں لینا۔ میں کل رات دیشا سے خود ڈسکس کروں گا زرا تحمل سے تمہاری کنڈیشن۔ تم پر سکون رہو۔ اور جاو سو جاو۔ وہ تورات گزار کر آئے گی پر تمہارے لیے اتنا جاگنا اچھا نہیں"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

مانیہ کو مسرت ہوئی کہ اسے اندر تک ماں نہ سمجھی ہو پر اور بہت سے اپنے تھے جو اسکی روح کی شفافیت پر ایمان رکھتے تھے۔

مانیہ نے میکائیل بابا کا ہاتھ پکڑ کر بہت پیار سے اسکی پشت چومی۔

"میں نے ہمیشہ آپکو اپنے بابا جیسا پیار دیا۔ لیکن ریکوسٹ ہے کہ صارم کے لیے زبردستی ہی سہی سوچا کریں۔ وہ معصوم ہے۔ وہ بڑوں کی خود غرضی اور سفاکی کی بھینٹ چڑھنا ڈیزرو نہیں کرتا۔ اور کوئی گلہ یا شکایت آپ سے نہیں ہے۔ میں سوتی ہوں۔ پانچ بجے ہو سپٹل نکلنا ہے مجھے۔ آپ ماما کو اب یہ سب خود بتا دیجئے گا۔ کہیے گامانیہ بتانے آئی تھی پر وہ ایو لیبل نہیں تھیں"

مانیہ کا ٹوٹا بکھرا لہجہ اور التجاء سب بھاری تھی، وہ چلی گئی تو میکائیل کا دل بہت بھاری کر گئی۔

روم میں پہنچ کر تھک کر جیسے میسٹرس پر گری اور آنکھیں بھگنے لگیں وہ دلخراش تھا۔

"میں آپکے جب جب گلے لگنا چاہتی ہوں آپ کو سوں دور کر لیتی ہیں خود کو ماما۔ میں آپکی گود میں سر رکھ کر آپکو بتانا چاہتی تھی مجھے کتنی تکلیف ہے، اور یہ بھی کہ امائل کی وجہ سے مجھے وہ تکلیف محسوس ہونا ختم ہو جاتی ہے۔ آپ

میری کسی خوشی کسی تکلیف کو سننے کو میرے پاس کبھی پوری نہیں موجود
ہوئیں۔ مجھے اسکا بہت دکھ ہے ماما"

وہ بری طرح سسک پڑی، کبھی یوں ماں کی حسرت بھی نہیں کی تھی پر آج
دل درد میں تھا تو یہ حسرت زدہ حال ہو گیا، روتے روتے ہی اس نے میسج ٹون
سنی تو جلدی سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھے ہی وہ آنسو گرگرتی دہری ہوئی اور اپنا
وہیں میٹرس پر رکھا فون اٹھا کر وہ نوٹیفکیشن دیکھا۔

"روتو نہیں رہی؟"

اماٹل کا میسج تھا، وہ باخدا روتے روتے مسکرائی تو پوری دنیا کھل گئی، اس نے
اماٹل کے اس میسج کو ہارٹ ری ایکٹ کیا۔

"تم ہو میرے پاس، روئیں میرے دشمن"

وہ جو راونڈ پر تھا، یہ جواب ملتے تھکا سا مسکرا دیا اور رکا۔

"یہی ریمانڈر دینا چاہتا تھا کہ میرے ہوتے رونا نہیں، نیند آرہی ہے؟"

پھر سے مانہ مسکرائی، وہ اسکی فکر جتنا اسے پاگل ہی تو کر رہا تھا۔

"آجائے گی پہلے بتاؤ تم مجھے مس کر رہے ہو؟"

مانہ کی نیند اس جواب پر ٹکی ہے امانل جانتا تھا۔

"بہت مس کر رہا ہوں، ہر طرف اپنی نک چڑی بیوی دیکھائی دے رہی

ہے۔"

وہ بے ساختہ کھکھلا دی، جس ویران چار دیواری میں کچھ دیر پہلے سسکیاں

تھیں وہاں ہنسی کا راج ہوا تو سبب امانل تھا۔

"میں تمہیں ہمیشہ آس پاس دیکھائی دینا چاہتی ہوں۔ میں رہوں نہ رہوں

امانل۔"

پھر سے جیسے اس ہنسی کو نظر لگ گئی ہو اور امانت کی مسکراہٹ نوچ لی گئی تھی، فوراً کال بیک کی۔

"تم رہو گی تبھی دیکھائی دو گی، اتنا اچھا نہیں ہوں میں تو مسلط رہنا پڑے گا تمہیں مجھ پر آخری سانس تک۔ سمجھی؟"

ان حکم دلاتے لفظوں سے اس لڑکی کی ڈوبتی نبض کو آرام ملا۔

"سمجھ گئی۔ تم مجھے بہت پیارے ہو"

وہ بنا ڈر بول گئی، وہ بنا سانس لیے سن بیٹھا۔

"تم بھی"
 WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

وہ بے حد پیار سے مسکرائی پر وہ شخص تو جان لیوا حالت میں تھا۔

"میں بھی کیا؟"

وہ تھوڑی تسکین چاہ رہی تھی۔

"پیری"

اور وہ کیسے ترساتا اسے اس معمولی سی راحت کے لیے، ہاں یہ الگ بات کہ
اماٹل سے جڑا کچھ بھی معمولی نہ رہا تھا مانیہ کے لیے۔

"اب میں سو جاؤں گی۔ صبح ملتی ہوں۔ وہ بھیانک انجکشن تم لگا دو گے کل
مجھے؟"

وہ تھوڑی ڈری لگی۔

"میرا ہاتھ بھاری ہے مانیہ"

وہ تکلیف سے انکار کر گیا۔

"ہممم۔۔ جیسا تمہیں ٹھیک لگے۔ گڈ نائٹ۔"

وہ کال کاٹنے لگی جب اماٹل کی بات سنے مسکراتی رکی۔

"لگا دوں گا۔ پرچینخنا مت۔"

وہ تھوڑا گھبرا یا۔

"تمہیں دیکھ لوں گی، چینختے جیسی ہوش چھن جائے گی۔"

اس بار وہ رابطہ توڑ گئی تو امانل نے بس اک آزدہ نظر اپنے ہاتھ پر ڈالی۔

"پلیز اسے درد مت دینا"

اپنے ہاتھ سے ریکوسٹ کرتا وہ منظروں کی جان لے گیا جبکہ مانیہ کوچ میں اس سے بات کر کے درماں مل گیا ہو جیسے۔

.._____..

اک نئی صبح روح زمین پر اتری تھی اور آج مقدر نے نامہ کی خوشیاں اسے دینے کا فیصلہ لیا تھا، نوح کی رات اپنے پیشنٹس کے ساتھ بزی رہی تھی اور فجر کے بعد ہی اسکی سرجری تھی، بابا کو اس نے آج سارے نکاح کے پلین کا بتا دیا تھا جو بالکل تیار ہر چیز کرنے پر نکل چکے تھے، دیشا چونکہ دیر سے آئی

اور آتے ہی سو گئی تو اسکے دیر تک پڑے رہنے کا بھی میکائیل کو پتا تھا تبھی خود مانیہ کو وہ پانچ تک ہو سہیٹل ڈراپ کرے کچھ ضروری انتظامات میں لگے، نکاح کے لیے نامہ کو دینے والے تحائف جو دوغان ولا کی روایت تھے، جبکہ مانیہ نے نیند تو اچھی لی تھی پر وہ لمحہ بہ لمحہ مر جھا رہی تھی۔

امائل نے اسکا آتے ہی فیورچیک کیا جو ہائی تھا۔

"تم روتی رہی ہو؟ آنکھیں کیوں سو جھی ہیں۔ ادھر دیکھو!"

نرس وہیں انجکشن ریڈی کر رہی تھی جب وہ مانیہ کا چہرہ اوپر اٹھائے پریشان ہوئے بولا۔

"تم یاد آرہے تھے ناں"

امائل کو شدید دہلانے والا جواب وہ بھی نرس کی موجودگی میں دیے بھی وہ معصوم تھی۔

"انجکشن مجھے دو، تم کیمو سیکشن میں جا کر سسٹم ابڈیٹ کرو"

نرس نے فرمانبرداری سے انجکشن اماٹل کے حوالے کیا تو سر ہلاتی نکلی تو مانیہ کا دل سا بیٹھا۔

"کیا کیمو پین فل ہوگی اماٹل؟"

وہ اسکے ساتھ بیٹھتے ہی گھبرائی۔

"نہیں صرف ہڈیوں اور جوائنٹس پر زرا کھنچاؤ پڑتا ہے، پھر بھی درد اگر زیادہ ہو تو پین کلردی جائے گی تمہیں۔ بس اس سب سے تم بہت تھک جاو گی تو ہم باقی آدھا دن مستی کریں گے تاکہ تمہاری تھکن بھاگے۔ نوح اور نامہ کا شاید آج سر پر انز نکاح ہے۔۔۔۔"

وہ ڈر تو رہی تھی پر اس نکاح پر سچ میں پھول سا کھل اٹھی۔

"سچ میں"

وہ چہک سی گئی۔

"جی سچ میں"

اماٹل نے بازو اسکے گرد حصار تے بے حد پیار سے مانہ کا ماتھا چوما تو وہ مسکراہٹ لمحے میں رشک و تڑپ بنی۔

"یہ ٹریٹمنٹ کتنا لانگ ہے اماٹل؟"

وہ اس سب کا خاتمہ جلدی چاہتی تھی۔

"تمہاری ہر دو ہفتے بعد کیمو تھراپی ہوگی جبکہ ہارمون تھراپی ابھی سکپ کر دی گئی اور یہ تین ہونے کے بعد ہم ٹیومر کا دوبارہ سکین کریں گے۔ امید ہے اسی سے تم ریکور ہو جاؤ لیکن پھر بھی اگر ٹیومر چھ ہفتوں بعد بھی باقی ہوا تو ہم چھوٹی سی سرجری کریں گے تمہاری۔ اس ٹیومر کو نکالنے کے لیے۔ جیسا کہ تمہارے بابا نے کہا کہ دو ماہ میں ٹھیک ہونا ہے۔ پھر ہم گھومنے جائیں گے۔ اوکے؟"

وہ اسکے بالوں کو سہلاتے بے حد پیار سے مانیہ کو دلا سے دے رہا تھا اور وہ سچ میں سنبھل بھی رہی تھی۔

"میں بہت ایکسائٹڈ ہوں اس ٹور کے لیے، تمہارے ساتھ"

امائل کو سکون آیا کہ وہ مسکرائی تو سہی۔

"میں بھی۔ لگا دوں انجکشن۔۔۔ یہ بس کل ایک آخری لگے گا۔ تھوڑا درد سہہ لو یہ شفا بنے تمہاری"

وہ اسکے کمفرٹیبل ہونے کو دیکھتے بولا تو مانیہ نے سر کو ہلایا جس پر مانیہ نے خود ہی اپنی شرٹ کے بٹن بکھولتے اسے اتارا پر وہ کمفرٹیبل مزید نظر نہ آئی۔

"نرس کو بلا لوں اگر تم ایزی نہیں تو؟"

امائل نے اسکی جھکی آنکھیں دیکھتے پوچھا تو وہ نظریں جھکائے ہی سرنفی میں ہلائے اپنی انر بھی تھوڑی نیچے کر گئی۔

"تمہاری اس ہمت اور حوصلے کو کبھی نہیں بھولوں گا، یو آرویری بریو گرل۔۔۔ پین زیادہ ہو تو میرے شولڈر پر زور سے بائیٹ کر لینا پر چینخنا مت۔ میرا ہاتھ کانپ جائے گا۔ تمہیں درد دینا بہت مشکل ہے"

مانیہ تو اسکے چہرے کو دیکھتی ہی مسکرا دی، وہ مانیہ سے زیادہ سرخ رو ہوتا کتنا پیارا لگ رہا تھا خدا کی پناہ۔

مانیہ نے اسکے شولڈر پر ہاتھ رکھا اور تبھی امانل نے اسکے بریسٹ کی ابتدائی زرا ابھری جلد میں وہ انجکشن لگایا، مانیہ نے بس انر زرا اسی نیچے کی تھی وہ پوری کور تھی اب بھی۔

مانیہ نے اسکے کندھے پر بائیٹ نہ کیا بس آنکھیں زور سے بند کرتے ہاتھ اسکی گردن کے گرد دبا یا وہ زرا امانل کی مسکراہٹ ضرور بنا۔

"تمہارا ہاتھ نرس سے بھی ہلکا ہے۔ تم ایسے جھوٹ نہ بولنا دوبارہ۔۔ میں تم سے ڈرنا نہیں چاہتی کبھی امانل"

وہ روبرو ہوتی خوشی سے بولی کہ اسے بالکل درد نہ ہوا، اماں نے اسکی انر ٹھیک کی اور اسکی بازوؤں میں انکی شرٹ بھی مانیہ کو واپس پہناتے اسی مسکراتے انداز میں گال سے گال جوڑتے مانیہ میں کرنٹ سا اتارا۔

"نہیں بولوں گا۔ تھوڑا ہچکچار ہا تھا بس۔۔۔ لیکن تم بہت کول پیشنٹ ہو میری۔ پیشنٹ بھی۔ آگے سے نہیں ہچکچاؤں گا۔ ابھی آدھا گھنٹہ لیٹ جاو۔ پھر تمہارا کیمو سیشن سٹارٹ کرتے ہیں۔ وہی گاؤں پہننا ہو گا۔ اوکے ہے ناں؟"

وہ اسکے پاس سے اٹھا تو وہ وہیں دہری ہوتی تکیے پر لیٹی۔

"گند اگاؤں۔۔۔"

وہ منہ پھلا گئی۔

"تم پر سجتا ہے سچی۔۔۔"

امائل نے آنکھ دبائی تو مانیہ نے شرمنا کر ہاتھ منہ پر رکھے، سچ میں دل بن کر
امائل میں یوں کرے دھڑک گئی۔

"بیویاں اپنے شوہروں کے لیے ساڑھیاں، بکنیز، نائٹی پہنتی ہیں اور میں
دیکھو کیا پہن رہی ہوں۔۔ گندا ہو سپٹل گاؤں"

مانیہ نے ہاتھ ہٹائے اک آنکھ سے پار امائل کو دیکھتے کہا تو وہ جاتے جاتے ہنسا۔
"بکنیز اور نائٹیز کو دفع کرو۔ ساڑھی تمہیں خود پہنالوں گا جب تم ٹھیک ہو
گئی۔ چلو اب شوہر کی فکر چھوڑو، اور مائنڈ پر سکون کرو۔ ملتا ہوں ہاف ہار
بعد"

وہ مسکراتا ہوا بھلے باہر نکلا ہو پر باخدا دروازے کے باہر آر کے امائل کی
حالت ٹائیٹ تھی، کان سرخ ہو رہے تھے، اور جب کیوٹ ڈاکٹر نے اپنے
گال سہلائے تو وہ بھی آگ ہوتے محسوس ہوئے، اف امائل کی یہ حالت کر
کے بھی وہ لڑکی کتنی پر سکون تھی۔

خیر آدھے گھنٹے بعد وہ واپس آیا، مانیہ کی پہلی کیمو تھراپی اسکے لیے بہت پین کا سبب رہی تھی کیونکہ اسکے بریسٹ ایریا کا پین ریزالو وکیا گیا تھا اور ریڈی ایشن کا اثر ٹیومر پر ڈائریکٹ ہونا دردناک تھا، وہ کیمو تھراپی کے بعد دو گھنٹے نیند کے اثر میں رہی تھی اور امانل اس بیچ اسے دیکھتا رہا تھا، نوح کی سرجری بھی مکمل ہوئی جب تک مانیہ بھی جاگ چکی تھی، لیکن امانل نے ٹھیک کہا تھا تھکاوٹ اتنی تھی کہ اسے لگ نہیں رہا تھا وہ نوح کی شادی انجوائے کر پائے گی لیکن کچھ بھی ہو جاتا وہ نوح کی یہ خوشی کسی بھی طرح انجوائے کرنا چاہتی تھی تو شام اسکا بھی سب کے ساتھ جانے کا پورا ارادہ بن گیا اور خود امانل نے اسے اجازت دی کیونکہ مانیہ کا سب میں گھلنا ملنا ہی تھکاوٹ کا توڑ کر سکتا تھا۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"کیا؟۔۔ تمہارا نکاح؟"

صبح صبح ابھی امتاب بستر سے بھی نہ نکلا کہ نوح کی کال اور انویٹیشن پر جناب کی پوری انکھیں باہر اگلیں، نوح ابھی بابا کے ساتھ ولا آیا تھا اب یہیں سے ریڈی ہوئے وہ نکلنے والے تھے پر نوح کو اپنے دوست کو اس باریاد کرنا ضروری لگا، گواہ کے گواہ اور روٹھے یار کا شکوہ بھی لگے ہاتھوں دھل جاتا۔

"ہاں۔ تم اور کرن پہنچو۔ ایڈریس بھیج دیا ہے۔ اسی کو میرے دل کی بات سمجھ لو ابھی امتاب۔ پھر فرصت ملی تو تفصیلی بھی سب بتاؤں گا"

نوح نے بات زرا جلدی سمیٹی، امتاب بھی لحاف پڑے کر تاصدمے میں دھت پیر نیچے اتارے اٹھ کر بیٹھا۔

"اچھا اتنا تو بتا دو نوح کیا پیار کا معاملہ ہے، تھوڑی تو میرے دل کی آگ سرد کرو ظالم انسان"

امتاب کی حسرت کافی معصومانہ تھی، آئینے میں ٹاول گلے میں لٹکا کر کھڑے وہ حسین جناب مسکراتے بھی قیامت تھے۔

"عشق کا معاملہ ہے امتاب مہمت، گواہان بننا ہے تمہیں اور کرن کو۔ اس لیے پہنچ جاؤ۔ وہیں ملتا ہوں تمہیں"

نوح نے اپنی خوشی سنبھالنے کے ساتھ امتاب کی جو بے قابو کی وہ دلنشین تھا۔

"اف! زہے نصیب۔۔ ساری ناراضگی دور ہو گئی۔ پہنچتے ہیں ہم جگر۔ سی یو"

امتاب کی یہی بات بہت اچھی تھی کہ وہ خود ہی مان جاتا تبھی نوح کے آج تک ساتھ تھا، خود کرن کو بھی جب امتاب نے بتایا وہ بھی ویسی ہی خوش تھی البتہ نوح نے فون نکال کر اک نظر تو پہلے روح کے اکاؤنٹ پر ڈالی جو آج سنسان تھا۔

جبکہ نامہ بھی میڈز کے ساتھ نوبے ہی لٹچ کی تیاری شروع کروا چکی تھی، رات بابا کے سمجھانے کا اثر ابھی تو یہی لگ رہا تھا کہ وہ ٹھیک تھی۔

"میں نکاح کے لیے آرہا ہوں نامہ۔ تم نے بابا کو بتا دیا؟"

نوح نے سوچا تھا اسے میسج نہیں کرے گا پر دل کے ہاتھوں کر بیٹھا، نامہ جو کھانے کا انتظام دیکھ رہی تھی، باہر ڈائنگ ہال میں بجتی اپنی فون ٹون پر وہ باہر نکلی اور نوح کا نام دیکھتے ہی دل کی رفتار بڑھی پھر رہی سہی کسر اس شخص کے سوال نے پوری کی۔

"جی۔"

وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

"ٹھیک ہو؟"

نوح کے سوال پر نامہ کی ہمت جیسے پھر بکھرنے لگی، آنکھیں سرخ اور جسم کانپنے لگا۔

"جی۔"

وہی مطمئن نہ کر پاتا جواب، نوح سمجھ گیا تھا اسکی حالت تبھی پھر میسج نہ کیا۔

آج محترم نے بلیک فٹ ڈریس پینٹ کے ساتھ اپنی فیورٹ وائٹ پلیٹس شرٹ پہنی اور بلیڈر بھی بلیک کلاسی تھا جبکہ شوز وہی جو ہمیشہ نوح پہنتا مگر آج بلیک بوٹس ٹائپ تھے جو اسے کافی سوٹ کر رہے تھے، جبکہ نامہ نے بلیک لوز پلازو کے ساتھ ابھی تو بلیک ہی لوز جرسی اور سیلپرز پہنے تھے، محترمہ کے بال بھی بے ترتیب اور بکھرے تھے مگر نوح مکمل تیاری میں آگ لگ رہا تھا، دہکتی ہوئی آگ۔

اور فائنلی پھر بابا کے ساتھ محترم نکل گئے، بہت سے تحائف کے ساتھ، نکاح خواں اور نکاح رجسٹرار کو بھی وہیں سیدھا انوائٹ کر دیا گیا تھا تاکہ دونوں طریقے یعنی شرعی اور ترکش روایات کے مطابق قانونی طور پر بھی نکاح ہو سکے۔

نامہ نے بہت بے دلی سے اپنے لیے کچھ پہننے کو نکالا، وہ ایک سنپل بنا کسی ایما براڈری کے ایک ایگنٹ سی لانگ میکسی فرائک تھی مگر تبھی ڈور بیل کی

نامہ کو آواز سنائی دی، خردانگل کا ڈرائیور تھا جسکے ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس تھا۔

"یہ کیا ہے بھائی؟"

نامہ نے انکے وہ باکس میٹرس پر رکھتے ہی بیقراری سے پوچھا۔

"یہ مسٹر نوح ادا دوغان نے بھجوایا ہے۔"

اس تحفے سے جس کا حوالہ تھا، نامہ نے دل پر ہاتھ بے اختیار رکھا، وہ رکھ کر جا چکے تھے پر نامہ کے قدموں میں جان نہ رہی تھی۔

اس باکس کے اوپر ایک کارڈ بھی تھا، نامہ کی جان ہولے ہولے پھر نکلنے لگی، اس نے کپکپاتے ہاتھ کے ساتھ وہ کارڈ اوپن کیا۔

"یہ Off Shoulder Frock top میں نے تمہارے لیے ہی لیا

تھا، اسے پہنو گی تو مجھے تمہاری بھی ہاں مل جائے گی۔ جوہرٹ کر کے گئی تھی

اسکا ازالہ بھی ہو گا۔ تھوڑی سی شارٹ لینتھ ہے پر آج سب سے گی تھوڑی بولڈ
 لک تم پر، ساتھ، سیلز اور معمولی سائیک پیس ہے جو اس ڈریس کے ساتھ اچھا
 لگے گا تم پر۔ یہ سب چیزیں معمولی ہیں۔ خاص بس ان کے بیچ اٹکی تم ہو گی
 نامہ سلطان۔۔۔ سی یو"

نامہ نے اسی تکلیف کے سنگ اس کارڈ سے نظریں ہٹائیں اور اسے میسٹرس پر
 رکھتے جلدی سے وہ باکس کھولا تو یہ وہی ڈریس تھا جو نامہ کو پسند آیا تھا، وہی
 بوٹ شیٹ نیک والا فل سیلوز ہاف شولڈر فرائڈ ڈریس جسکی خوبصورتی کو
 لگتا تھا نامہ کے پرفیکٹ فگر کے لیے ہی بنایا گیا ہے اور جسے وہ معمولی نیک پیس
 کہہ رہا تھا وہ خالص تر کش موتیوں اور ہیروں سے جڑھا خاندانی ملٹی کلر نیک
 پیس تھا جو اس خالی گلے کو اس طرح کوور کرتا کہ جتنی گردن، کندھے اور
 سینے کی چوڑائی اس ڈریس سے چھلکتی اسے وہ کوور کرتا۔

"یہ بہت خوبصورت ہے۔ مجھے یہ ڈریس بہت پسند تھا، میں اسے ضرور
 پہنوں گی۔"

ہیلز پر بھی ملٹی موٹی جڑھے تھے پر وہ ویسے پوری بلیک ویلوٹ کے میٹرل سے بنی تھی۔

نامہ نے جب بالوں کو میسی بن بنائے دو لٹیں پھر لٹکائیں، اسے نوح کی تعریف یاد آکر سنہرا کر گئی۔

باہر سب لوگ پہنچ آئے اور نوح نے پہلے تو بابا کے ساتھ آکر باقاعدہ نامہ کا رشتہ مانگا پھر انکی اور خرد صاحب کی ہاں کے بعد نکاح خواں، رجسٹرار اور باقی مہمان پہنچے۔ باہر لان میں ہی ہلکی پھلکی کپل کے بیٹھنے کی جگہ اور گیسٹس کے لیے سجاوٹ ہوئی، نامہ اس پیچ ریڈی ہوئی بس، ہیلز اور وہ نیک پیس رہ گیا تھا جب وہ روم میں انٹر ہوئی، وہ ایک خوبصورت حسینہ تھی اس وقت جسکی اک جھلک کسی کو بھی دیوانہ کر دے، یہ بلیک ڈریس اسکی نہ تو کسی رعنائی کو عیاں کر رہا تھا نہ اسکے حسن و خوبصورتی پر غلاف بنا تھا، بس ایسا تھا کہ سب پر فیکٹ اور ڈیسنٹ ہو۔

جب وہ ہار کو دیکھ رہی تھی تبھی مانیہ نے دستک دی، نامہ نے گھبرا کر ہار کو چھوڑ دیا۔

"اف تم ریڈی ہو گئی۔ میں نے بہت کوشش کی تھی جلدی جاگنے کی پر دیر ہو گئی پھر مجھے لپچ بھی وقت پر کروا کے اماٹل نے میڈیسن کھانے کے بعد آنے دیا۔ سوچا تھا نوح کی دلہن خود سجاوے گی۔ تم بہت حسین ہو نامہ، رکویہ ہار میں پہنا کر حصہ ڈال لیتی ہوں"

نامہ دھیماسا مسکرائی کیونکہ یہ فیل سچ میں بہت نئی تھی جیسے مانیہ نے اسے اپنے پن سے بلایا، اسکو سراہا، پھر وہ ہار پہنا کر تو وہ کھکھلا سی دی، نامہ کو اپنا آپ خود بھی آج حسین لگا۔

"میری کوئی بہن نہیں پر ہوتی بھی تو میں اسے ایسے نہ دیکھتی نہ سجاتی پیار سے۔ تم خاص ہو کیونکہ تم نوح کی زندگی میں بہار بن کر آئی ہو۔ بہار بن کر ہی رہنا۔ سیلز پہن لو پھر ہم باہر چلتے ہیں۔ سب تمہارا ہی ویٹ کر رہے ہیں"

مانیہ نے اس ڈری گھبرائی نامہ کی گالوں کو پیار سے سہلاتے کہا تو نامہ نے حلق تر کرتے بیٹھ کر اپنی ہیلز پہنی، مانیہ نے اسکی لمبی لمبی ٹانگیں دیکھتے سہائیل پاس کی۔

"تم بہت لمبی ہو۔ بس ان لمبی ٹانگوں سے ہی اسے کوٹنا اگر تنگ کرے۔"

وہ نامہ کی گھبراہٹ ساتھ بیٹھتے ہی ہنس کر مٹا گئی۔

"آپ ٹھیک ہیں مانیہ؟ آج آپکی کمیو تھی ناں۔۔۔؟"

نامہ نے دونوں خوبصورت پیروں پر ہیلز پہنتے مانیہ کے تروتازہ چہرے کے باوجود مرجھائی آنکھوں کو دیکھتے فکر جتائی تو مانیہ کو اچھا لگا۔

"اماںل تھاناں پاس۔ تو اتنا فیل نہیں ہوا۔ دعا کرو میرے بال نہ گریں
بس۔ ویسے اماںل نے کہا ہے تین سیشن سے بال ایفیکٹ نہیں ہوتے۔ مجھے
اپنے بال بہت پسند ہیں۔"

مانیہ کو پریشان دیکھتے نامہ نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ دباتے تسلی آمیز نظروں سے دیکھا۔

"ان شاء اللہ انکو کچھ نہ ہو۔"

مانیہ نے اسکی دعا پر جلدی سے نامہ کو اپنے گلے لگایا جسکے لیے نامہ بالکل تیار نہ تھی تبھی گھبرا گئی، خود مانیہ بھی بلیک ہی ڈریس میں تھی بس مانیہ کا ڈریس تھوڑا فینسی لک دے رہا تھا جبکہ نامہ کا سنپل اسکی پرسنالٹی پر آگ بنا دھک رہا تھا۔

"چلو آ جاؤ۔ نکاح کر کے سیاپامکائیں۔ ویسے تھوڑی لپ سٹک ڈارک کر دوں تمہاری؟"

مانیہ نے اسکا ہاتھ پکڑے اٹھایا تو نامہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا، اسکے اپنے لپس اتنے پیارے اور پنک تھے کہ نیچرل کلر کے ساتھ لپ سٹک لائٹ ہی سمجھتی۔

"چلو نہیں کرتی۔ ایسے ہی پٹاکہ لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ یہ ہار تواف۔۔ مجھے لگتا تھا ایسے ہار بس ہیر و سنز پے ہی سجتے ہیں۔ بٹ میں غلط تھی۔ پٹا کی تم سی ہو تو سب سچ سکتا ہے۔۔۔۔۔ آجاو آجاو بہت ایکساٹڈ ہوں میں"

اگر مانیہ نہ ہوتی تو نامہ کے پیروں سے اب تک جان نکل چکی ہوتی، نامہ زندگی میں اتنی کنفوز کبھی نہ ہوئی تھی جتنی اس وقت، جب کہ روم سے نکلتے ہی فیروز سلطان کو دیکھتے مانیہ نے مسکرا کر اسے بابا کے حوالے کیا اور خود وہاں سے گئی جبکہ اپنی حسینہ کو بازو کھولتے ہی جس طرح انہوں سے بسا کر رونے سے منع کیا، وہ منظروں کو حسین کر گیا۔

"ایویں تو وہ میری نامہ پر نہیں مر مٹا، کئی شاہزادیاں ایک طرف کھڑی ہوں اور دوسری طرف میری نامہ تو پلڑا میری نامہ کا بھاری پڑے۔ ماشاء

اللہ۔ ساری بد نظریں دفع دور ہوں تجھ سے۔۔۔۔۔ چاند کا ٹکڑا۔۔۔۔۔ پر یہ کیا

اس ٹکڑے کی آنکھیں اتنی خوفزدہ۔۔۔۔۔ بس کر دے ناں نامہ۔۔۔۔۔ ہو جا

اسکی۔ وہ بہترین انتخاب ہے تیرے لیے"

بابا نے ماتھا چوما تو جیسے بلکتے دل کو لمحہ بھر قرار ملا تھا، وہ وقتی سنبھلی، خرد انکل اور اما نل نے بھی حسینہ کی لاڈلوں سے نظر اتاری مگر وہ بابا کے ساتھ باہر آنے کے باوجود جب نوح کے سامنے گئی، پھر سے جیسے جان ہوا ہوئی، وہ جو بابا اور امتاب کے ساتھ ہی شعلہ بنا کھڑا تھا، اپنی بے قابو وارفتہ نگاہوں کو نامہ پر جانے اور وہیں اٹکنے سے روک نہ سکا۔

"یہ اس ڈریس میں ہمیشہ مجھے مار ڈالا کرے گی، طے ہوا"

یہ نوح نے نہیں اس کے دل نے اعتراف کیا، وہ نظریں نامہ کی جان پر بن رہی ہیں بس یہی سوچ کر نوح نے ہٹائیں ورنہ آج دھیان، نظریا خود نوح کا اس سے ہٹنا ممکن نہ رہا تھا۔

خیر نامہ کی حالت بگھڑتی جا رہی تھی پر اس نے زندگی بھر کی ہمت جمع کیے نکاح ہونے تک خود کو سنبھالا، نوح کو ہوش حواس میں قبول کیا۔

نکاح رجسٹرار نے ان دو کو نکاح نامہ کی منی سی فائیل بھی تھادی پر جب فارہیڈ کس کی رسم کے لیے نوح اٹھا اور نامہ وہ نکاح نامہ پکڑتی اٹھ رہی تھی بس تبھی اس کے ہاتھ سے وہ چھوٹا، نوح نے جھک کر وہ اٹھائے بابا کی طرف بڑھایا کیونکہ نامہ کے چہرے کی رنگت میں سفیدی گھلتی سب سے پہلے نوح نے دیکھی، نامہ کو کسی کی شکل دیکھائی دینا بند ہو گئی، اسکا سانس اٹکنے کے ساتھ جب وہ لڑکھرائی تو نوح نے اسے بروقت سنبھالا ہر کوئی نامہ کی طرف دوڑا پر وہ نوح کی شرٹ کو سینے سے جکڑے اسکی طرف اک درد بھری نگاہ ڈالتے ہی اسکی بازوؤں میں جھول گئی، نوح کا دل لمحے میں ان نظروں سے پھٹا، ان نظروں میں بہت سا خوف اور درد تھا، سب بہت پریشان ہو گئے پر نوح نے اماٹل کو اشارہ کیا کہ سب کو دیکھے، اور خود بھی نوح نے فیروز سلطان کو تسلی دی اور نامہ کو بازوؤں میں اٹھاتے ہی پہلے تو وہ ہار اسکی گردن سے نکال کر وہیں ٹیبل پر چھوڑا اور اسے لیے ہو سپٹل نکلا، فیروز صاحب کو نامہ کے ڈر کرب دے گئے تھے پر وہ حوصلے میں تھے کہ نوح اب اسکے ساتھ ہے۔

.._____..

نوح اسے قریب ہی کہہ ہو سپٹل لایا، وہ بالکل بے جان تھی، وہ اٹکتے سانس لیتی کانپ رہی تھی، نوح نے ہو سپٹل آتے ہی گاڑی روکی اور نامہ کی طرف آکر ڈور کھولتے پہلے تو اسکے پیروں پر پھنسی وہ ہیلز اتاریں، اپنے دونوں ہاتھوں سے اس نے اسے پیروں کو دبایا تھا، حالانکہ دل چاہا وہ انکو ہونٹوں سے چھوئے، ہیلز کی سٹر پیس ان نرم پیروں پر نشان چھوڑ گئی تھیں جو نوح سے برداشت نہ تھیں۔

وہ اسے بازوؤں میں بھرتا اندر لے کر پہنچا، آدھے گھنٹے تک اسکی کنڈیشن سٹیبل ہوئی تو نوح نے پیچھے جو سب پریشان تھے انکو بھی انفارم کیا جبکہ ڈاکٹر کے بقول نامہ کو پینک اٹیک آیا تھا۔

"میں نے تمہیں سکون دینے کی کوشش کی پر تم پھر بھی ڈر گئی نامہ۔ میں بہت پریشان ہوں تمہارے لیے"

نامہ کو ڈرپ بھی لگی تھی کیونکہ گھبراہٹ کی وجہ سے نامہ نے ناشتہ بھی نہ کیا تھا، وہ اسکے پاس ہی بیٹھا شدید کرب سے ان آنکھوں سے ہمکلام تھا جو بند تھیں اور پھر شاید نامہ نے اسے سن لیا کہ وہ جاگی اور پہلی نظر نوح کو دیکھتے ہی جیسے اپنا وہ سب دھندلا پڑتا جہاں یاد آنے پر زرا تکیے سے لگے اٹھ بیٹھی۔

"پینک اٹیک تو اکثر ان لڑکیوں کو ہوتا ہے نامہ جنگی زبردستی شادی ہو رہی ہو۔ یہاں ایسا نہیں تھا یا را"

وہ اسے ہو سپٹل پہنچا کر قدرے غمزہ تھا۔ جبکہ نامہ شرمندہ تھی کہ یہ کیسی جان لیوا کیفیت میں آ پھنسی ہے۔ اب تو وہ اسکا ہاتھ بھی ڈر سے پکڑ نہ رہا تھا۔

"زبردستی نہیں پر Heavy To Handle تو تھا"

نامہ کی حالت کچھ سنوری لگی تو نوح نے اسکی مرجھائی آنکھیں زرا فرصت سے دیکھیں۔ وہ سنجیدہ محبت بھری نظریں واللہ!

"کون۔ میں یا یہ رشتہ۔۔؟"

جناب کا چین و قرار لٹا تھا، جب تک وہ اس صدمے سے نکل نہ جاتی، نوح سے سانس لینا بہت مشکل تھا۔

"روح ادا کا سچ ہو جانا۔ جسے میرے نزدیک کبھی سچ نہیں ہونا تھا نوح"

وہ ٹھیک ہے۔ شاید اسکا یقین دلانے کے لیے اسے نوح ادا دوغان کو صرف نوح پکارنا ضروری لگا، وہ اسکے ہاتھ کو اجازتی نظروں سے دیکھ رہا تھا، جیسے شدت سے اسے پکڑنے کا دل مچلا ہو۔ اف! ان ہیزل آنکھوں کی تڑپ پر نامہ کے دل کی بڑھتی رفتار!

"پکڑ لیں پر لے کر بھاگیے گامت میرا ہاتھ، ایک ڈرائیور کی دولت ہوتے ہیں اسکے ہاتھ"

کافی بہتر مسکرائی لیکن ستم کے نوح کے ہاتھ پکڑنے کی دیر تھی کہ نامہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی کیونکہ وہ اسکے ہاتھ کو اب پورے حق سے چھو رہا

تھا، گناہ اور ناجائز لمس کی کہانی یہیں ختم ہو چکی تھی۔ نامہ نے آنکھیں نوح پر سے ہٹالیں۔

"تمہارا کچھ بھی لے کر بھاگنے کا کوئی ارادہ نہیں نامہ سلطان یقین کرو۔ آریو اوکے؟ سر کا پین کم ہوا؟ تمہاری ہارٹ بیٹ بہت تیز تھی، سانس رک رہا تھا۔ اور تمہارے یہ ہاتھ یکدم برف۔۔۔۔ ڈرا دیا تم نے"

وہ اسکے چہرے کو دیکھتے ابھی بھی فکر مند تھا، نامہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا جسے وہ انگلیوں میں انگلیاں الجھائے جکڑے بیٹھا ساری توجہ نامہ کے چہرے پر جمائے بیٹھا تھا، نامہ کے ہاتھ میں اتنے زور سے جکڑنے پر نمی آرہی تھی، وہ جب بھوری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی، یقین کرنا مشکل تھا کہ وہ اسکی ملکیت بن چکا ہے۔

"آپ بھی یقین کر لیں کہ میں ٹھیک ہوں۔"

آنکھوں سے نرم مسکراتے ہی وہ پھر نظر جھکا گئی۔

"ہم۔۔۔ تو مس روح آپ اب ٹھیک ہیں۔۔۔ آفیشلی انا ونس کر دو پھر کہ روح اور ادا ایک ہو گئے"

آنکھوں سے مستی ٹپکائے وہ نامہ کی گھبراہٹ کو مزید بڑھا گیا، نامہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا، کیا اس نے ایک ہونے کی ہی بات کی تھی، وہ دیکھ پانا اور اب یہاں اکیلے نوح کے ساتھ ہونا بھی مشکل جانے لگی۔

"ا۔۔۔ اسکی کیا ضرورت ہے؟"

وہ منمنائی پر جب نوح نے سائیڈ میز پر رکھا نامہ کا سیل فون اٹھا کر ہاتھ چھڑوایا تو نامہ نے مضطرب نظروں سے اپنے ہاتھ کو نوح کے ہاتھ سے چھوٹا دیکھتے رنجیدگی محسوس کی پر نامہ کو امید نہ تھی وہ سامنے سے اٹھے ساتھ آکر بیٹھے گا، اسکے کندھے کے گرد بازو حائل کر لے گا، یہ سب اتنا اچانک تھا کہ نامہ کے چہرے کی رنگت سفید ہونے لگی، دل تیز تیز دھڑکنے لگا، دوسرا میٹرس پر پڑا ہاتھ مٹھی کی صورت بیڈ شیٹ کو دبوچ بیٹھا۔

"ہر کام ضرورت کے لیے نہیں ہوتا نامہ سلطان! کیا میں اپنے اور تمہارے ہاتھ کی پکچر لے سکتا ہوں۔ سب کو پاگل کرنا ہے"

وہ اسکے حصار میں یکدم سن کر دی گئی، نامہ نے ہچکچاتے ہوئے نظر اٹھا کر نوح کو دیکھا، اتنے قریب سے اس نے نوح کو دیکھنے کے بارے کبھی نہیں سوچا تھا، جس ہاتھ نے نامہ کے اطراف جکڑ کر اسے ہولڈ کیا تھا نامہ نے اسی ہتھیلی میں اپنا ہاتھ تھمایا جسکے بعد نوح نے اس ہاتھ کی فون میں پکچر لی، اور ان ہاتھوں کی گرمائش، حلاوت تو اک طرف، وہ تصویر میں قید ہو کر اور جان لیوا ہو گئے، دونوں کی ویڈنگ رنگز بھی دیکھائی دے رہی تھیں۔

"ہاتھ ہٹالیں اب پلیز"

نامہ نے بے چین ہوتے کہا ہی کہ نوح نے اپنا ہاتھ ہٹایا اور ساتھ سے اٹھتا جا کر سامنے کا وچ پر بیٹھا، نامہ نے اسے یوں دیکھا جیسے جاننا چاہ رہی ہو وہ ناراض

تو نہیں پر وہ مزے سے اس پکچر کو اپلوڈ کرنے میں لگ گیا تھا اور نامہ نے تکیے سے ٹیک لگاتے نوح کو دیکھتے آنکھیں جھپکنا چھوڑ رکھی تھیں۔

نوح نے وہ پکچر اور نکاح کی نامہ اور اپنی بنانا مہ کے فیس ریویل کی دونوں پکچرز روح کے اکاؤنٹ پر لگاتے کیپشن کے لیے اپنی نظریں اٹھا کر نامہ سلطان پر ڈالیں، وہ جو فرصت سے اسی کو دیکھ رہی تھی، گھبرا کر نظریں چرا گئی، نوح سے آنکھیں ہٹانا مشکل ہو گیا پر موصوف کافی شریف بننے کے جتن کرتے جلد نظریں واپس فون سکرین پر جما گئے۔

"Finally Rooh & Ada Got Married..."

آپ سبکی دعائیں چاہیے، آپ کی پیاری روح مجھ سے جڑھ کر تھوڑی صدے میں ہیں۔ دعائیں اسکے لیے ڈبل چاہیں۔ میں سنگل پر ہی گزارہ کر لوں گا۔ اور آپ سب کا پیار بڑی وجہ بنا روح اور ادا کو ایک کرنے میں۔ اگلی ریل شاید ہماری ساتھ میں آئے۔ تو کیا آپ سب ایکساٹڈ ہیں؟"

نوح نے مسکرا کر یہ خوبصورت کپشن ڈالتے ہی اپنی آئی ڈی کو ٹیگ بھی کیا تاکہ شوشل سارے دوست احباب اور فینز بھی نوح ادا دوغان کی اس خوشی میں شریک ہوں، گویا پوسٹ لگنے کی دیر تھی کہ لائکس اور کمنٹس کی برسات ہونے لگی، نوح نے ایکسائٹمنٹ کے سنگ نظر اٹھائی تو نامہ اب کی بار اسے دیکھ نہیں رہی تھی۔

نوح اپنی جگہ سے اٹھا اور فون نامہ کی طرف بڑھایا۔

"نامہ! تم اب تک اداس کیوں لگ رہی ہو۔ تمہارا فون۔۔۔"

نامہ نے اس کے ہاتھ سے فون لیا اور لحاف پرے ہٹاتی وہ اپنی مکمل ہو چکی ڈرپ اس سے پہلے خود ہی اتارتی نوح واپس پاس بیٹھتے اسکے ہاتھ کو پکڑے اسے برہمی سے گھورا۔

"کیا ڈرائیونگ کر لو گی اس چکراتے سر کے ساتھ؟"

نوح نے وہ ڈرپ وائر بہت نرمی سے الگ کی اور فکر سے نامہ کے چہرے کو دیکھا جس نے سر کو پر اعتمادی سے ہلایا۔

"میرا کام ہے ڈرائیونگ، ویٹ! مجھے ہو سپٹل آپ لائے؟ ڈرائیو کر کے؟"

وہ یکدم ہی جیسے پریشان ہوئی تو نوح کا ہاتھ پکڑے استفسار کیا، جناب نے نظریں سی چراتے خفیف سا مسکرا کر نامہ کو مزید لوٹ لیا۔

"جب بات جان پر بنے تو میں کر لیتا ہوں ڈرائیونگ بنا ڈرے۔ تم دوبارہ مجھ سے یا ہمارے اس جڑتے رشتے سے مت ڈرنا۔ میں یقین دلاتا ہوں تمہیں کہ اس میں کچھ بھی خوفناک نہیں۔"

وہ ڈرپ کینولا ہٹائے نوح نے چھوٹا سا گول بینڈج اسکے ہاتھ کے پیچھے لگانے کے بعد بھی نامہ کا ہاتھ نہیں چھوڑا، وہ سر تو ہلار ہی تھی پر ٹھیک نہیں تھی یہ عیاں تھا، نوح نے اس کو لے کر جان کا حوالا دیا یہ نامہ سے سانس چھیننے کی کوشش کر گزرا تھا۔

"میرے ڈر میرے قریبی لوگوں کا بہت دل دکھاتے ہیں"

نامہ نے بے بسی سے اعتراف کیا، وہ اسی پر خوش تھا کہ نامہ نے اسے قریبی تو مانا۔

"جنہیں تم اپنے قریب آنے کی اجازت دیتی ہو یہ والا دکھی ہونا انکی خوش قسمتی ہے کہ انکے ہاتھ میں ہی تمہارے درد دور کرنا بھی درج ہے۔"

وہ آنکھیں ہیزل سے کوئی اور رنگ بدل گئیں، جیسے ان میں دنیا جہاں کی محبت اور نرمی اتر آئی ہو، نامہ نے حیران ہو کر نوح کو دیکھا۔

"پر ڈر تو کوئی دور نہیں کر پاتا۔ میں خود ہی سنبھل جاتی ہوں"

وہ یہ اعتراف کرتے معصوم سی لگی، اور چاہے جانے کے لائق بھی کیونکہ
نوح نے اسکا ہاتھ دبایا تھا، نامہ کو احساس دلایا تھا کہ وہ اسکے کتنے پاس
ہے، اور اتنے پاس اسکے ڈر ہی مٹانے آیا ہے۔

"جس دن میں تھوڑا سا بھی تمہارا ڈر دور کر پایا، مجھے بتاؤ گی نامہ سلطان؟"

بہت سامان، بہت سی محبت اور بہت سی عقیدت تھی نوح کی اس چاہت میں
کہ نامہ اسے کتنی دیر بنا آنکھیں جھپکائے دیکھتی رہی، نوح کو گماں سا گزرا کہ
وہ سانس بھی روک چکی ہے تبھی وہ شرارت سے ہلکی سی پھونک نامہ کے
چہرے پر مارتا اسے ہوش میں لے آیا، اف یہ ہوش میں لانے کا نوح کی
طرح حسین طریقہ نامہ کو کپکپا کر رکھ گیا، اس لڑکی کے وجود میں اترتی
لرزش نوح کو محسوس ہوئی تھی تبھی جناب شرارت چھوڑے سنجیدہ ہوئے۔

"بتا پائی تو ضرور بتاؤں گی"

وہ سنبھل تو گئی پر نوح کو اتنا تو پتا چل گیا دوبارہ یہ پھونک والی حرکت کرے
نامہ کا خون نہیں سوکھانا، وہ یہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

"ابھی تم مجھے بھول کر بابا کے ساتھ رات تک ریٹ کرو، پھر میرے ساتھ
ولاشفٹ ہو جانارات۔ ایسی گھبرائی ڈری کیفیت سے نکل جاو گی ناں رات
تک؟"

وہ اس سے پوچھتے بہت نرمی برت رہا تھا جبکہ نامہ نے شفٹ والی بات پر نظر
جھکالی۔

"تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟ پر مجھے تو تمہیں اپنے ساتھ رکھنا
ہے۔ آئی مین میری پرسنل ڈرائیور چوبیس گھنٹے ایو لیبل رہے گی یہ سوچا تھا
میں نے۔۔ میرا مطلب سوچا تو بہت کچھ ہے لیکن جو سوچ ابھی بتائی جاسکتی
ہے وہ یہی ہے۔۔ باقی بتانے والی نہیں ہیں نامہ"

وہ اول باتیں روانی سے بول تو گیا پر پھر بولتے خیال آیا کہ نامہ کا دل دکھ رہا ہے ڈرائیور کو پر سنل کرنے والی بات پر تبھی نا جانے کیا بڑبڑانے لگا، نامہ خفیف سا مسکرائی ان ساری نابتائی جاتی سوچوں پر، نوح کو وہ دولحے کی مسکراہٹ کہیں کانہ چھوڑ سکی تھی۔

"نامہ! بہت بکو اس کرتا ہے ناں تمہارا باس"

وہ اسکی طرف دیکھے بدحواس اور دکھی ساتھ ہوا تو نامہ کی اس بار بس بھوری آنکھیں مسکرائیں، وہ اسکے ہاتھ سے ہاتھ چھڑواتی دوسری سائیڈ سے اٹھ کر پیر نیچے لٹکائے اپنی ہیلز ڈھونڈنے لگی۔

"ابھی سچ بولنے کا موڈ نہیں میرا، آپکو ہو سپٹل ڈراپ کر دیتی ہوں۔ پھر میں گھر جاؤں گی بابا کے پاس۔ میری ہیلز کہاں ہیں؟"

وہ اٹھ کر نامہ کی طرف آیا تو اسکے پیر دیکھ کر نیت بگھڑنے لگی، نامہ کا دل گھبرا یا تو فوراً دھر دھر نظریں گمائیں۔ وہ اسکے پیروں پر رہا سہا بھی لٹ چکا تھا۔

"گاڑی میں۔ دراصل میں نے تمہارے پیروں کو ریلیف دینے کو انھیں وہیں اتار دیا تھا۔ میں لے کر آؤں؟"

نوح نے نظر سے چرائی تو نامہ اس سے پہلے اٹھتی نوح نے آگے بڑھ کر نامہ کو کسی گڑیا کی طرح بازوؤں میں اٹھایا، کہ وہ خود شاکی گھبرائی ڈری نظروں سے نوح کو دیکھ کر رہ گئی۔

"میرے جیتے جی یہ پیر زمین کی مٹی کو نہیں چھو سکتے، تم اسے میرا آرڈر سمجھنا"

وہ سختی سے جتا گیا۔

"آپ بھی میرے جیتے جی میری ہیلز کو چھونے کی کوشش نہیں کریں گے۔ بہت برا لگ رہا کہ آپ نے انکو اتارا۔ مجھے نیچے اتاریں پلیز سب لوگ دیکھیں گے۔ پھر سے پینک اٹیک دلو انا چاہتے ہیں؟"

وہ سخت پریشانی سے منمنائی جیسے نوح نے اٹھایا نہیں بلکہ جان نکال لی ہو۔ جبکہ اسے ننگے پیر چلنے دینا ایسا ممکن کہاں تھا۔ وہ اسکے پیروں سے اتنی محبت کرتا تھا کہ نامہ کو اندازہ ہی نہ تھا۔

"میں تمہارا باس ہوں۔ تم نہیں ہو تو حکم صرف میرا چلے گا۔ رہی بات پینک اٹیک کی، اگر میرے ہوتے ہوئے اب تمہارے ساتھ کچھ بھی برا ہوا نامہ تو نہیں جانتا خود کے ساتھ کتنا دگنابرا کر بیٹھوں تو اپنے حواس سنبھال لو یہی بہتر ہے۔ اگر تم مجھے ہیلز لانے کی اجازت نہیں دے رہی تو میں تمہیں تمہاری جان یعنی Rolls-Royce تک ایسے ہی اٹھا کر چھوڑ کر آؤں گا"

وہ اسکی کسی بات سننے کے موڈ میں نہ تھا اور نامہ کی جان نکل رہی تھی نوح کے اتنے قریب اوپر سے وہ اسکی گردن میں بازو نہ جماتی تو گر پڑتی، حالانکہ یہ بس نامہ کو لگا لیکن ایسا نہ تھا، وہ نامہ کو بہت ایزلی ہولڈ کیے ہوئے تھا اور کبھی اسے گرنے دیتا ایسی نوبت نہ آسکتی تھی۔

"اسے میری جان مت کہیں ابھی"

نامہ نے روتی سی آواز میں بازو آخر نوح کی گردن میں حائل کر ہی لیا، اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی کہ کسی کایوں سامنا جان اور نکالتا، نوح نے اسکی خوشبو کے ساتھ ساتھ منت بھی خود میں اترتی محسوس کی۔

"پھر کسے کہوں تمہاری جان؟"

وہ اسے ٹیس کرتا اسی طرح بازوؤں میں اٹھا کر لیے روم سے نکلا تو نامہ نے مزید زور سے نوح کو جکڑا کیونکہ وہ جانتی تھی پورے ہو اسپتال نے یہی نظارہ دیکھنا ہے اور وہ ہر گز کسی کو چہرہ دیکھانے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

ابھی تو شکریہ وریام ہو سپٹل نہ تھا، نوح کو نامہ نے کوئی جواب نہ دیا، سب نے ہی نوح ادا دوغان کی بازوؤں میں اس لڑکی کو سمٹا دیکھے رشک آنکھوں میں بھرا تھا اور وہ اب زمانے کی پرواہ کیوں کرتا جب اس نے نامہ سے جڑھ کر ویسے ہی دنیا سے اک طرح کنارہ کر لیا تھا۔

وہ بری طرح کانپ رہی تھی، شاید پینک ہو رہی تھی، پہلے ہی دن نوح کا اس پر یہ ظلم کہاں برداشت ہو سکتا تھا، نوح نے اک ہاتھ سے کارڈور اوپن کرتے جھک کر نامہ کو بہت مہارت سے ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھایا تو وہ اپنی سرخ آنکھیں اور منہ پھیر گئی۔

"ویسے تمہارے پاس ایک آپشن اور تھا کہ تم میرے شوز پہن لیتی اور میں ننگے پیر آجاتا، ایسے تمہیں میرے گلے نہ لگنا پڑتا۔ جان نکل رہی ہے اس سے تمہاری توفیو چر کے لیے یہ ٹرک یاد رکھنا۔ مجھے ننگے پیر چلنا ویسے بھی بہت اچھا لگتا ہے"

وہ اسکے کان سے لگ کر نامہ کے اندر اپنی سرگوشی اور نزدیکی سے لرزا اتار گیا، بھلا نامہ کیسے برداشت کرتی کہ وہ ننگے پیر چلتا۔

"ہیلز پہن لو۔"

وہ اسے دیکھتے اسکے پیروں پر سرسری سی نظر ڈالے دور ہوا اور ڈور بند کرتے گھوم کر جب تک ساتھ آکر بیٹھا، نامہ نے سیٹ پیچھے سرکاتے اپنی ہیلز پہن لیں اور دل بن کر دھڑکتی رہی کیونکہ وہ اسے دیکھ جو رہا تھا، ہیلز پہنتے ہی نامہ نے سٹرنگ سنبھالا پر نوح کو نہ دیکھا۔

"مجھے ہو سپٹل ڈراپ کر کے تم گھر پہنچتے ہی بس اک خیریت کا میسج کر دینا نامہ۔ آج اس کے علاوہ مجھے تم سے کچھ بھی نہیں چاہیے۔ یہ جواب بھی نہیں کہ آج تمہاری جان کون ہے۔ اس لیے پر سکون ہو جاو پلیز"

وہ اسکا فون اسکے حوالے کرتے ہی نظریں اور چہرہ دونوں پھیر گیا تو نامہ نے کچھ دیر نوح کو دیکھتے ہی گاڑی اسٹارٹ کی، ہو سپٹل تک دونوں ہی چپ

رہے اور اس سے پہلے نامہ باہر نکلتی، نوح نے اسکا ہاتھ پکڑتے روکا، نامہ دم سادھے نوح کو دیکھنے لگی۔

"باہر مت نکلو، بس جاو گھر اور بابا کے پاس۔ تمہیں مزید نظر لگنا فورڈ ایل نہیں۔ سب کو یہاں پتا ہے تم میری وائف بن چکی ہو تو سب گھیر لیں گے تمہیں۔ اور میں ابھی تمہاری کسی بے سکونی کو نہیں چاہتا نامہ۔ سکون کی نیند لینا، آئی ریکوسٹ۔۔۔"

وہ بالکل ساکن تھی، نوح کی ہر بات سنے سر ہلاتی گئی پر خدا گواہ تھا وہ اس سے دور جانا نہیں چاہتی تھی۔

"گڈ بائے"

وہ آمادہ نظروں سے دیکھتی چہرہ پھیر گئی۔

"دھیان سے ڈرائیو کرنا۔ مجھے فکر رہے گی تمہارے میسج ملنے تک۔ سی یو نامہ سلطان"

وہ اسے انس، فکر اور محبت بھری نظروں میں بسائے ہی سیٹ بلیڈ کھول کر
 ڈور بھی اوپن کرتا باہر نکل گیا اور نامہ کی نظریں اسکا دور تک تعاقب کرتی
 رہیں، یہ تو فون کا نوٹیفکیشن تھا جو نامہ کو ہوش میں لایا، فوراً اسے اسے اوپن کیا
 جہاں نوح کی اسکے اکاؤنٹ پر لگائی پوسٹ آدھے گھنٹے میں ملین لائنکس سے
 اٹ چکی تھی جبکہ نامہ کی نظریں اور دل تو کیپشن پر اٹک گیا، اک آنسو لکیر سی
 بناتا نامہ کی گال پر رینگا، وہ دردناک ہچکی بھرتی منظر سو گوار کر گئی۔

"مجھے اگر محبت کرنے کی ہمت دی ہے تو اسے ظاہر کرنے کا تھوڑا حوصلہ بھی
 تو دیں اللہ، ورنہ یہ شخص ہمیشہ میری ذات سے دکھ ہی پاتا رہے گا۔ نوح
 آپ نے مجھے کسی لائق نہیں چھوڑا سوائے اپنے"

وہ ان گنت پیغامات کو چھوڑے بس نوح کے لفظوں پر ہی سمٹ گئی، خدا گواہ
 تھا ان دھندلی آنکھوں سے وہ ڈرائیونہ کر سکتی تھی پھر بھی گاڑی سٹارٹ کر
 لی، چلی گئی، اس حسرت کو ساتھ ہی لیے کہ کاش اک جملہ وہ بھی ایسا کہہ دیتی
 کہ وہ شخص سکون پاتا، یہی کہ نامہ کی جان اب Rolls-Royce میں

نہیں، بلکہ نوح ادا دوغان میں آچکی ہے۔ اف نامہ کی بے بسی پر موسم افسردہ ہو گیا تھا۔

.._____..

فارم ہاوس میں سب ہی افسردہ تھے، پر نامہ کی خیریت کی اطلاع پر جیسے سب کے ڈوبتے دل جگہ پر آئے۔ مہمان رخصت ہوئے تو بس اما نل اور مانیہ ہی رہ گئے، خرد صاحب نے اپنی بہو کو اپنے پاس بیٹھا رکھا تھا، جبکہ اما نل سامنے والے کاوچ پر فیروز انکل کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"اب سے یہ گھر تمہارا ہے پتر، میرے اما نل کے ساتھ ساتھ۔ جلدی سے ٹھیک ہو کر آ جاؤ۔ اللہ نے تمہاری صورت رونق دی ہے ہمیں"

مانیہ نے مسکرا کر خرد انکل کا ہاتھ پکڑے چوما، وہ سامنے بیٹھے اما نل کو دیکھے بلش کی تھی۔

نامہ کی اسی لمحے بابا کو کال آئی۔

"بابا میں ٹھیک ہوں۔ گھر آرہی ہوں، پریشان نہ ہوں؟"

سبکی توجہ فیروز صاحب کے فون پر آتی نامہ کی کال پر تھی۔

"آ جاو بابا کی جان! نوح رخصت نہیں کرے گا تجھے"

وہ تھوڑے فکر مند تھے جبکہ ڈرائیونگ کرتی نامہ تھکا سا مسکادی۔

"رات کو شاید۔۔۔ ڈارپ کرنے جاؤں گی تو مے بی وہ اور انکے بابا روک

لیں۔ لیکن ابھی مجھے آپ چاہیں"

نامہ نے تھکے سے لہجے میں بتایا۔

"ٹھیک ہے میرا بچہ، مانیہ اور اما نل بھی یہیں رک رہے ہیں آج۔۔۔ آ جا تو

بھی میرے پاس"

وہ بابا کو مسکرا کر اوکے کہتی کال ڈسکنٹ کر گئی جبکہ فیروز صاحب نے سبکو

نامہ کے آنے کا بتایا تو سبکی افسردہ صورتیں بحال ہوئیں۔

"اماٹل! مانیہ کو اپنا روم تو دیکھاؤ۔ اوپس اسکا روم۔۔ میرا بچہ تھوڑا ریٹ کر لے۔ یا بھوک لگی ہے تو بتاؤ، تمہارا یہ مسٹر بہت اچھا شیف ہے"

مانیہ کو بھوک تو سچ میں لگی تھی، اور شیف والی بات پر وہ سچ میں امپریس ہوئے اماٹل کو دیکھنے لگی۔

"کیا سچی؟ مجھے بنا کر کھلاؤ گے کچھ؟"

وہ فوراً سے فرمائش کرے مسکرائی تو بندہ ناچیز نے فوراً سر خم کیا، دونوں بڈھوں نے بھی آنکھوں آنکھوں سے حوصلہ بڑھایا جیسے کہہ رہے ہوں جا بیوی کے دل تک پیٹ کے راستے پہنچ جا ہمارے شیر۔

اماٹل نے اٹھ کر مانیہ کی طرف ہاتھ پھیلا یا تو وہ شرمناک ہاتھ تھماتی اٹھی تو خرد اور فیروز دونوں محترمین نے نظر اتاری۔

وہ اسے لیے پہلے اپنے بیڈ روم آیا، بہت ہی خوبصورت روم تھا جسکے کھلے رنگ مانیہ کو دیکھتے ہی مسکراہٹ دے گئے۔

"پہلے تم چینیج کر لے ایزی ہو جاؤ، اندر وارڈرب میں کچھ ٹراؤزر شرٹس ہینگ ہیں۔ رینڈ ملی لیے تھے کیجول۔ اچھے لگیں گے تمہیں۔ پھر ہم ساتھ کچن میں چلتے ہیں۔ تمہیں جو کھانا ہے بتاؤ میں تمہیں خود کک کر کے دوں گا۔ اسکے بعد میڈیسن لے کر سونا ہے تمہیں۔۔ اوکے؟"

وہ اسکی انسٹرکشنس سنے پلٹ کر مسکرائی۔

"یہ تو بالکل آرمی والی روٹین ہے، کھاؤ پیو اور سو جاؤ۔ تم سے باتیں کب کر سکتی ہوں؟ یہ والا تھوڑا ٹائم بھی رکھوناں"

وہ اسکے شکوے پر مسکرایا، مانیہ اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے تھامے آنکھیں پیٹتا رہی تھی۔

"تم سونے تک مجھ سے بہت سی باتیں کر سکتی ہو۔ نامہ آئے تو اس کے ساتھ بھی گپ شپ بھی لگا لینا۔ کچن میں مجھے کمپنی دے سکتی ہو۔ اسکے بعد بھی تمہیں الگ سے ٹائم چاہیے؟"

فکر کے ساتھ وہ مانیہ کے لیے سب ترتیب دیتے بھی اختتام تک جب وہی سوال دہرا رہا تھا، مانیہ نے پھر سے سر کو اثبات میں ہلایا، امائل اسکی آنکھوں کی ستائش میں اب کیا کہتا جو امائل پر جب بھی آکر جمتیں حسین ترین ہو جاتیں۔

"ٹھیک ہے تمہیں نیند آنے تک تمہارے پاس رہوں گا۔ یہ بہتر ہے کچھ؟"

وہ اسکے ہاتھ کو چھوڑتے خوشی سے بھری امائل کے سینے پر سر ٹکا کر اسکو دونوں بازوؤں سے تھامے امائل میں اک سپارک سا جگاتی اپنی نرم شدت سے خود بھی سینے سے جا لگی کہ دونوں کے دل کی دھڑک اک دوسرے میں منتقل ہوتی بھی محسوس کی گئی۔

"تھینکیو امائل"

وہ جیسے اس ممنونیت پر ہوش میں آیا۔

"لیکن کس چیز کے لیے؟"

وہ حیران تھا، وہ اس کو بازوؤں میں بسائے ہی زرا چہرہ دور کرتی اما نل کو دیکھنے لگی جسکی سیاہ آنکھیں مضطرب تھیں۔

"کل جب تم نے کال کی، میں ایسی تکلیف میں تھی کہ میرا دل پھٹ جاتا۔ شدت بہت زیادہ تھی۔ لیکن میرے روم کی ہر ہر چیز اس سکھ کی گواہ ہے جو تم سے بات کرتے مجھے ملا۔ اور کل مجھے بہت اچھی نیند بھی آئی۔"

وہ ابھی اعتراف کر رہی تھی تب بھی آنکھوں میں خفیف سی سرخی جگی، اما نل نے بازو اسکی اطراف لے جاتے خود بھی باندھے، اسکے ماتھے پر جھک کر تا دیر اپنے ہونٹوں کی حرارت بخش کر مانیہ کے وجود سے جڑے، ذات سے وابستہ اور روح تک اترے ہر سرد پن کا توڑ کر دیا، مانیہ کی آنکھوں کی سرخ لکیریں کچھ اور پھیلنے لگیں۔

"میں تمہارا یو نہی خیال رکھنا چاہتا ہوں۔ بس تم یہ حق مجھ سے کبھی مت لینا"

وہ اسے دیکھتی دیکھتی اس گزارش پر واپس اسکے سینے سے جا لپٹی۔

"آؤڈریسز دیکھاؤں تمہیں، فیورٹ کلر تو مجھے پتا نہیں تمہارا لیکن تمہیں بلیک بہت پہنتے دیکھا تو میں نے دوڈریس بلیک بھی لیے۔ کیا تمہیں پسند آئیں گے؟"

وہ اسکو مزید اداس نہیں برداشت کر سکا تبھی مانیہ کو متوجہ کیا جسکا فیورٹ کلر اب سے باخدا بلیک ہی تھا، ہاں اس لمحے سے جب سے وہ اماٹل کی آنکھوں پر عاشق ہوئی تھی۔

"بہت آئیں گے۔"

وہ اسکے ساتھ ہی چینجنگ روم میں گئی جہاں اسکے لیے سچی چھوٹی سی واڈرب ریج خود اماٹل نے اسے دیکھائی، سب بہت ہی کیجول اور بنا کسی ریلوئنگ ڈیزائن کے ڈریس تھے جنہیں مانیہ منہ نہ لگاتی تھی آج یہی سب سے پیارے لگے۔

"تمہیں میں سر سے پیر کو راجھی لگتی ہوں کیا؟"

مانیہ نے پلٹ کر نرم نظریں امائل پر ڈالیں۔

"ہمم۔ تمہیں دیکھنے کا حق صرف میرا ہے"

ناچاہتے ہوئے بھی امائل کے لہجے سے استحقاق چھلکا جسے وہ مانیہ کے ٹرٹمنٹ کے بیچ تو کبھی شو نہیں کرنا چاہتا تھا پر جب وہ سامنے ہوتی تھی تو امائل کا دل اپنی ہر ترتیب بھلانے لگا تھا۔

"کسی نے اتنا خوبصورت حق مجھ پر آج سے پہلے نہیں جتایا ہو گا۔"

وہ رشک میں لپٹی تھی، امائل نے اپنی آنکھوں کی بے خودی اور شدت زائل کرنے کی کوشش کی پر ہونہ سکا تو وہاں سے کچھ بھی کہے سنے جانے لگا تو مانیہ لپک کر اس تک پہنچی پر امائل کا ہاتھ پکڑنے کے بجائے اس نے بس اسے مدھم سا پکارا اور وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"مجھ سے دور جا رہے ہو یا دور بھاگ رہے ہو؟ بس اس کنفوزن کو دور کر

دو۔"

وہ روبرو آرکی، امائل نے اسکی آنکھوں سمیت پورے چہرے کو فرصت سے دیکھا اور مانیہ کی ٹھوڑی پر پکڑ جماتے مسکرایا۔

"یہ دونوں نہیں کر سکتا، باخدا نہیں کر سکتا۔ ہوگئی کنفوژن دور؟"

وہ اتنے مان، یقین اور چاہت پر کیسے نہ بہار ہوتی، اس لڑکی کے رخساروں میں پھول سے اترے۔

"ہوگئی اور مجھے سپیشل بھی فیل کرواگئی۔ تم کچن پہنچو میں چینیج کر کے آتی ہوں۔"

وہ کہتے ہی پلٹی تو امائل نے اپنے قدموں کو بڑی دقت سے مانیہ کے پیچھے جانے سے روکتے کمرے کا رخ کیا اور وہاں بھی چند لمحے گزرتے ہی مانیہ کی خوشبو چار سو رچی فیل کرتے وہ کمرے کی حد بھی عبور کر گیا، وہ مانیہ کی مہک و موجودگی سے خود دور رکھ رہا تھا اپنے آپ کو، وہ اسکے لیے مہربان روپ میں چنا گیا تھا ورنہ اسے بتاتا اسکے بناب سانس بھی نہیں لے پارہا۔

امائل نے جب تک چکن وغیرہ نکال کر واش کیا، لاونچ میں نامہ کی آواز پر وہ ہاتھ دھوئے باہر آیا تو وہ بابا کے سینے لگ کر بیٹھی آنکھیں بند کر چکی تھی۔

"سوئی صورت"

امائل کی شرارتی مگر لاڈ بھری پکار پر وہ بند ہوتی آنکھیں کھولتے ہی تھکاسا مسکرائی۔

"ایسی تھکی مسکراہٹ تم ڈاکٹر ادا کو بھی دے کر آئی ہو؟ خدا کی پناہ انہوں نے اسے ٹھیک کیے بنا تمہیں آنے کیسے دیا لڑکی"

وہ خرد صاحب کے ساتھ ہی آکر بیٹھے نامہ کو چھیڑ گیا، وہ گھوری بھی پر امائل نے کہاں باز آنا تھا۔

"انکو بھی ممکن ہے اس مسکراہٹ نے تھکا دیا ہو؟"

نامہ کا جواب ان تینوں کو تھوڑا سنجیدہ کر گیا۔

"تھکنے والے لگتے ہیں کیا وہ تمہیں نامہ؟"

امائل کی آنکھوں میں سوال تھا اور زبان پر بھی وہی اتر ا۔

"میں تھکانے والی لگتی ہی نہیں ہوں بھی۔ کچھ اچھا نہیں لگ رہا مجھے"

وہ افسردہ ہوئی تو وہ تینوں بھی ہوئے پر امائل جانتا تھا نامہ کو کیسے ٹھیک کرنا ہے۔

"ہاں اب اپنے ان کے بنا نامہ میڈم کو ہم سب پرانے لوگوں میں آکر کیسے اچھا لگے گا۔ کیوں ڈیڈ انکل ٹھیک کہاناں۔ ہماری نامہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔۔۔ اوہ گارڈ!"

وہ ڈرامائی انداز میں دہائیاں دیے نامہ سمیت ان دو کی بھی مسکراہٹ بنا جو نامہ کی اداسی پر خود بھی اداس ترین کیفیت میں تھے۔

"نکے! نامہ ہوں میں، یہ بھولو مت۔ میرے لیے میرے یہی پرانے لوگ ہمیشہ نئے رہیں گے۔ بابا اسے منع کریں یہ مجھے تنگ کرنے کی کوشش کر رہا ہے"

نامہ نے لاڈ سے چہرہ فیروز صاحب میں جب چھپایا تو فیروز سلطان نے محبت بھری نظر امانل پر ڈالی جیسے کہہ رہے ہوں اسے مسکراہٹ دینے پر تم پیار کے مستحق ہو۔

"دیکھیں تو! ہماری میچور اور ڈیسنٹ سی نامہ کو لاڈیاں بھی آتیں ہیں۔ کیا کیا دیکھنا پڑ رہا ہے میری گناہ گار آنکھوں کو؟"

وہ اب بھی کہاں باز آنے والی شے تھا، سب کو ہنسا کر ہی دم لیا۔

اور پھر مانیہ نے آکر مزید حلقہ احباب وسیع کیا، امانل نے مانیہ کی فرمائش پر ہی پاستہ بنایا تو سب چونکہ ہلکی پھلکی ہی بھوک رکھتے تھے تو سب نے چار بجے تک پاستہ ہی انجوائے کیا۔

پھر نامہ کو سلانے کے بعد فیروز اسکے سرہانے ہی کتنی دیر بیٹھے رہے، آج نامہ ان کے پاس سے جا رہی تھی یہ تھوڑا دل کو رنجیدہ کر رہا تھا۔

فیروز صاحب کی توجہ نامہ کا ہاتھ پکڑ کر چومتے ہی اسکے بجتے فون پر گئی تو وہاں نوح ادا دوغان لکھا دیکھے اس باپ کے کلیجے تک ٹھنڈک اتری۔

انہوں نے نوح کی کال پک کی۔

"میں فیروز سلطان ہوں میرے بچے، نامہ ابھی سوئی ہے مجھ سے باتیں کرتی"

فیروز صاحب کی نظریں اپنی نامہ کی آسودگی پر جمی تھیں جبکہ اس بار چائے بریک لیتے بڑی ڈاکٹر صاحب کا دل نامہ کی نیند کا سننے سرور پا گیا۔

"بس یہی جاننا تھا، اسے ریسٹ کی ضرورت ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں فیروز انکل۔"

وہ نرمی برتتے بے حد مہربان لگا۔

"نہیں ہوں بس اداس ہوں۔ کیا تم اسے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو نوح؟"

وہ انکی بات پر چائے کا کپ اپنے آفس ٹیبل کی سطح پر رکھے وال گلاس تک آ کر رکا، فکر مند تھا۔

"جی۔ لیکن اگر آپ ایسا نہیں چاہتے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ نامہ پر مجھ سے زیادہ آپ کا حق ہے۔ وہ جہاں خوش رہے رہ سکتی ہے"

فیروز صاحب کا دل اس بچے کے لیے مزید شفقت سے بھرا، انھیں نامہ کی خوشی چاہتا انسان ہی تو چاہیے تھا۔

"یہ تمہارے پاس خوش رہے گی، بس خیال رکھنا اسکا۔ کبھی کبھی نیند میں ڈر کراٹھ جاتی ہے پھر اسے کسی کے گلے لگنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ دوسرا اس پر کبھی مت چینخنا۔ میں جانتا ہوں تم ایسے نہیں لیکن مردوں کا کچھ پتا نہیں چلتا اس سے واقف ہوں۔ تم نامہ پر نہ خود چینخنا نہ کسی کو چینخنے دینا۔ وہ کچھ

چائلڈ ہوڈ ٹروماز کا شکار ہے۔ اسکے علاوہ مجھے اک سوال اور کرنا ہے۔۔ بس
اسے اک باپ کی تسلی سمجھ لو"

نوح کا دل تک مسکرایا، کیونکہ نامہ کی باتیں کرتا ہر بشر اب اسے پیارا تھا۔
"پوچھیں انکل"

وہی نرم شائستہ سی اجازت۔

"کیا تم نامہ سے محبت کرتے ہو؟ اسے جب بھی بتاؤ لیکن مجھے یہ چھوٹی سی
تسلی دے دو۔ اسکے ڈر کہیں میرے یقین نہ دھندلا دیں یہ خوف مجھے
جکڑے ہوئے ہے بچے"

وہ اس باپ کی ہر افیت جانتا تھا تو کیسے نہ تسلی دیتا۔

"یہ ہمارا سیکرٹ رہے گاناں؟"

نوح کی مسکراتی تمہید پر وہ جیسے تڑپ سے اٹھے۔

"بلکل میرے بچے، لیکن سچ بتانا۔"

وہ انکی تڑپ پر جان نثار سا مسکرایا۔

"میں اسے جیتے جی کبھی نہیں چھوڑنا چاہتا نہ ایسا کروں گا، کیا یہ خواہش میرے جذبات کو محبت کا نام دے سکتی ہے؟"

اف اس سادگی پر مر ہی نہ جائیں، اس باپ کا سینہ شہنائیوں سے گونجتا تھا۔

"بے شک! اسکی خوداری سنبھال کر رکھنا۔ باقی یہ خود کو اور تمہیں سنبھال

لے گی، میں نے نامہ کی تربیت میں ہر وہ جذبہ باندھا ہے جو اسے چاہنے کے

لائق بنادے، تم سے بات کر کے یقین ہو گیا کہ میں کامیاب ٹھہرا۔ باقی نامہ

کے متعلق تمہیں کچھ بھی جاننا ہوا میں حاضر ہوں نوح"

وہ بہت مشکور تھا ایسی شفقت و محبت کے لیے۔

"ضرور لیکن میں اسے دیکھ کر ہی سارا جان گیا تھا، پھر بھی کبھی وہ مجھے پزل لگی تو آپ کی چوکھٹ پر الجھنیں لے کر پہنچ جاؤں گا۔ اسے پریشان ہو کر نہیں دیکھاؤں گا"

نوح کے لہجے کی مٹھاس پر اس باپ کا سینہ مانو خوشی و سکھ سے اٹ سا گیا۔
 "جیتے رہو۔"

دل سے دعا نکلی اور نوح کو تو ویسے ہی اپنا آپ آج فاتح لگ رہا تھا۔
 "وہ سکون سے سو رہی ہے؟"

نوح کے بے قرار سوال پر ابھی سے اس باپ کو اپنی لخت جگر کے مقدر پر
 رشک سا آیا۔

"ہاں۔ بہت سکون سے۔"

نوح نے گہرا پر سکون سانس لیا اور کچھ دیر بعد رابطہ توڑے وہ باہر روڈ پر موجود ٹریفک دیکھتا رہا۔

پھر کچھ سوچتے وہ پھر سے کسی کال کو ملانے لگا۔

"نیکسٹ ویک کے کسی دن بھی کیل سکیٹنگ کے لیے آئیں گے ہم، تو میرے اور میری وائف کے لیے وی آئی پی پاس ہر دن الگ رہنا چاہیے۔"

وہ وہی کے مینجر سے کال پر مخاطب تھا۔

"اوکے سر ہو جائے گا"

جواب پائے وہ دھیماسا مسکرایا اور کال بند کی، ہیزل آنکھیں کچھ زیادہ ہی مسرور تھیں۔

"تھوڑا سنبھل لو تم پھر اپنے جذبات تم پر نچھاور کرنے کی ابتدا کروں گا نامہ سلطان! تمہارے بنا کسی کام کو منہ لگانے کا دل نہیں چاہ رہا، دل چاہ رہا ہے اڑ

کر آجاؤں تمہارے پاس اور تمہاری نیند میں تھوڑا حصہ دار بن جاؤں۔ اب تمہارے تکیے سے بھی جلن ہو رہی ہے جس سے لیٹ کر سو رہی ہو گی تم"

موصوف کو فارغ رہ کر بس یہی سب سوچتا تبھی ارادہ کیا کہ جا کر فرض ہی نبھالے مگر دوسری طرف جیسے ہی فیروز صاحب نامہ کے کمرے سے نکلے، نامہ نے نیند میں ہی تکیہ خود سے دور کیا اور بنا تکیے کے ہی کروٹ بدل کر پھر سو گئی، لگ رہا تھا نامہ کا دل دماغ اور اسکے سوئے جاگے سارے حواس بس نوح کے طرف دار ہو گئے ہیں۔

وہیں اماٹل نے مانیہ کے سونے تک اسے کمپنی دی، وہ اسکے گھٹنے پر سر رکھے کیا کیا کہتی رہی اس بارے تو علم نہیں پر اماٹل نے اسکا سکون ضرور پل پل بڑھتا محسوس کیا۔

.._____..

"یہاں آؤ۔۔۔"

دیشا کافی لیٹ اٹھی تھی، مانیہ کے روم میں آئی پر اسے نہ پائے وہ تھوڑی بے چین سی واپس اپنے روم میں آئی تو میکائیل جو کاوچ پر بیٹھے کچھ لیپ ٹاپ پر کام کر رہے تھے، نظریں دیشا پر ڈالے اسے مخاطب کر گئے۔ دیشا حیران سی پاس آکر رکی بھی اور میکائیل کے پاس بیٹھ بھی گئی۔

"تم نے مجھے اس طرح تو کبھی نہیں پکارا میکائیل! کیا سب ٹھیک ہے؟"

دیشا کی فکر دیکھتے میکائیل نے لیپ ٹاپ اٹھا کر سائیڈ رکھا اور دیشا کی آنکھوں میں جھانکنے لگے۔

"کیا تمہیں کبھی بریسٹ ٹیو مرکا ایشو ہوا لائف میں؟"

دیشا انکے سوال پر مزید پریشان ہوئی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا؟"

وہ صدمے میں تھی۔

"بتاؤناں"

وہ اصرار پر بضد تھے، دیشا کو جہانگیر سے شادی کرنے سے پہلے بریسٹ کینسر ہوا تھا مگر چار ماہ میں ہی اس نے اس کینسر سے مکمل چھٹکارہ پالیا تھا اور یہ بات تو اس نے کبھی کسی کو نہیں بتائی تھی۔

"ہاں شادی سے پہلے، لیکن یہ تو میں نے کبھی نہیں بتایا تمہیں"

وہ بہت ہی مضطرب تھی۔

"تبھی مانیہ کو اتنی کم اتج میں یہ ایشو ہوا، وہ ابھی بس ستائیس سال کی ہی ہے۔ یہ اسے تم سے ملا کیونکہ اگر ماں اس سے گزری ہو تو بہت چانسز ہیں کہ بیٹی میں بھی یہ منتقل ہو جائے"

دیشا کی آنکھوں میں سرخی کی لکیر سی جاگی۔

"واٹ! مانہ کو بریسٹ ٹیو مر ہوا۔۔۔ ت۔۔۔ تمہیں کس نے کہا۔ اس نے مجھے تو نہیں بتایا"

دیشا کی بے یقینی عروج پر تھی۔

"اس نے نکاح بھی کیا ہے، تمہیں بتانے کو شاید تڑپ بھی رہی تھی۔ کل آئی تھی پر تمہیں خود سے اور اپنی عیاشیوں سے فرصت ملے تو اسکے دل میں جھانکو۔ ابھی اسکی کنڈیشن ایسی نہیں کہ اسکے نکاح پر تم کوئی تماشا لگاؤ۔ اسکی اجازت نہیں دوں گا۔ ہاں جب وہ ٹھیک ہو کر واپس آئی پھر تم اس سے اسکا حساب لے لینا۔"

دیشا کی آنکھوں میں مانوا نگارے جل اٹھے تھے۔

"واٹ! کس سے نکاح کیا۔ مجھ سے پوچھے بنا مجھے بتائے بنا اس لڑکی نے ایسا سوچا بھی کیسے۔ بولو میکائیل تم نے کروایا یہ؟"

دیشا غرائی۔

"جہانگیر عالدین کی اجازت سے ہوا یہ سب"

میکائیل دوغان نے اٹھ کر کھڑا ہوتے دیشا پر اک اور بمب گرایا۔

"ہمم۔۔ اسے بھی دیکھ لوں گی اور تمہیں بھی۔ یاد رکھنا۔"

دیشا نے حقارت سے اسے پرے کیا اور اس جہانگیر عالدین کی طبیعت صاف کرنے کا ارادہ کیے نکلی تھی جبکہ میکائیل کو ناجانے کیوں دیشا کو اکسا کر کمینی سی خوشی ملی ہاں اس پر وہ خود کو ملامت بھی کرتے نظر آئے پر اوپر اوپر سے لیکن یہ سچ تھا وہ دیشا کو سلگا کر سکون محسوس کرتے نظر آرہے تھے، شاید اس عورت نے ستایا ہی اس قدر تھا۔

.. WWW.MIRZANOVELS.COM ..

نامہ نے چہنچ نہیں کیا تھا بس بال کھول لیے تھے، وہ نوبے اٹھی تھی۔ عشاء پڑھنے کے بعد ریڈی ہوئی، مانہ کے کمرے میں جا کر اسے اک نظر دیکھا

کیونکہ اما نل چھ بجے ہی واپس ہو سہٹل چلا گیا تھا۔ اسکے بعد نامہ خود بھی بابا کے روم میں آئی تاکہ اجازت لے سکے۔

"بابا میں مسٹر نوح کو گھر ڈراپ کر کے آتی ہوں۔ آپ میڈیسن لے لیجئے گا سونے سے پہلے۔"

وہ پاس آئی اور جھک کر بابا کا ماتھا چومتے بولی۔

"روکے تورک جانا۔ اب اسکے پاس حق ہے"

وہ بابا کو دیکھتی جبر اساسر ہلا گئی، کیا بتاتی کہ ابھی حق بھی بہت بھاری ہیں۔

"اگر میکائیل انکل نے روکا تو سوچوں گی"

وہ فوراً بولی، آنکھیں سی چرائیں۔

"وہ روکے گا تو نہیں رکے گی؟"

بابا بھی نامہ کو چھیڑنے کی کوشش میں تھے۔

"وہ مجھے مشکل میں نہیں ڈالیں گے"

نامہ کی آواز بھاری ہوئی۔

"اسکے پاس رہنا مشکل ہے نامہ؟"

وہ افسردہ تھے۔

"ابھی تو ہے بابا۔ بہت بڑی مشکل لگ رہا ہے"

وہ ٹوٹی آواز بکھرنے لگی تو فیروز نے نامہ کی ہتھیلی پکڑے چومی۔

"اگر رک گئی تو کل کا بریک فاسٹ دونوں یہاں کرنا۔ مجھے ایک میسج کر

دینا۔ کل تیرے بابا کچن میں اپنی کوالٹیز کے جوہر دیکھائیں گے۔ اب جاو
میرے دل کی ٹھنڈک اسے بھی احساس دو کہ تم اس رشتے سے سکون میں

ہو"

وہ حیرت سے بابا کا منہ تک رہی تھی۔

"پر بابا۔۔۔"

نامہ نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"بس نامہ! پرسکون ہو جا پتر۔"

بابا کے حوصلہ تھمانے پر وہ سر ہلاتی بڑی مشکل سے روم سے گئی پر فیروز صاحب ہنس پڑے، نامہ کی حالت پیار کے قابل تھی۔

نامہ نے اپنی حالت درست کی اور وہ ٹھیک ساڑے دس تک وریام ہو سپٹل پہنچ گئی۔

پہلے تو آکر سپیشل چائے انجوائے کرے دماغ کو سیٹ کیا، اپنے کام سے فری ہوتا جب نوح فوڈ میس میں آیا تو نامہ کو ابھی تک اسی بلیک ڈریس میں دیکھے جناب کے قدموں کے ساتھ دل بھی رکا۔

"اس لڑکی نے چینیج کیوں نہیں کیا، نظر لگوا کر رہے گی"

وہ تیزی سے اسکی جانب آیا تو نامہ اسے پاس دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"تم نے چینیج کیوں نہیں کیا؟"

ایسے سوال کی نامہ کو توقع نہ تھی۔

"چینیج! مجھے لگا۔ یہ ٹھیک ہے۔ نہیں ایکچولی مائنڈ میں نہیں رہا چینیج کرنا"

وہ بے اختیار گھبرائی جیسے نجانے کیا ہو جائے گا اگر کہہ دے گی اسکے لیے

نہیں چینیج کیا لیکن اف نوح نے پہلی بار اسکی یہ لڑکھڑاتی ٹون دیکھی کہ

مسکراہٹ دبائے نہ دب سکی، جبکہ نامہ اسکی نگاہوں کی حدت پر مزید

گھبرائی۔

"آپ دونوں کو نکاح کی بہت مبارک ہو۔ وہ روح نامی اکاونٹ آپکا ہے نامہ

سلطان۔۔ اس پوسٹ نے تو تباہی مچار کھی۔ بہت مبارک ہو آپ دونوں کو

زندگی کا یہ نیا سفر"

یہ وہیں فوڈ میس کا اونر تھا جس نے دونوں کے بیچ کافسوں بری طرح توڑا، نامہ کو لگا تھا نوح کی بات ایویں ہوگی پر سچ میں سب نے ہی انھیں گھیر لیا، ڈاکٹر زسٹاف، یہاں تک کہ اونر بھی، اور اس سب کے سمٹنے تک ساڑھے گیارہ ہو گئے۔

نامہ کی پریشانی دیکھے ہی نوح نے جبر اسب سے معذرت لی اور اس بھڑوے سکونی سے نکلا اور نامہ بھی پارکنگ میں آکر کچھ پر سکون ہوئی۔

"کہا تھا اندر مت آنا، اوپر سے چینج بھی نہیں کیا۔ اب تمہاری نظر اتروانی پڑے گی، کتنی مشکل میں ڈال دیتی ہو تم مجھے۔ تم نے دیکھا نہیں سب کیسے تمہیں دیکھ رہے تھے، بتاؤ دیکھا نہیں کیا؟"

نامہ کی گھبراہٹ نوح کے قریب آکر پریشان ہونے پر دگنی بڑھی، وہ کسی طرح چاہتا تھا نامہ کو خود میں چھپالے پر محترم کا بس نہ چل رہا تھا۔

"ن۔۔ نہیں دیکھا۔ میں گھر جاتے ہی چہنچ کر کے بابا سے نظر بھی اتر والوں گی۔ لیکن مجھے نظر نہیں لگتی آپ ایزی رہیں"

نامہ کے ہاتھ پیر پھولے، جس طرح وہ آدمی بے چین تھا خود ہی نامہ کو فکر لاحق ہونے لگی۔

"تمہیں نظر نہیں لگتی؟ تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو۔ وہ بتا کے نہیں لگتی۔ تم جو ڈر کر اتنے سپیشل دن گری، وہ نظر تھی ناں۔ خود کو میرے لیے چھپاؤ پلیز۔۔۔ آئی مین سچ کریوں پبلک نہ آنا۔۔۔ نہیں یہ بالکل کوئی حکم نہیں نہ زبردستی ہے۔ نہ آرڈر ہے۔۔۔ پتا نہیں کیا بک رہا ہوں۔۔۔ تم ڈرو مت پلیز"

نامہ اسکی بدحواسی سے سخت پریشان ہوئی تو نوح نے محسوس کیا اسکی آواز کی ٹون زرا تیز ہوئی تبھی آخری جملہ پھول سی نرمی سے کہے اس نے جس طرح

ڈرتے ڈرتے نامہ کے رخساروں سے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو جوڑا، وہ لڑکی اپنی جگہ پتھر سی ہو گئی۔

"میں سچی ہوئی تو نہیں ہوں، میک آپ بھی اتار دیا تھا۔ جیولری بھی۔ بس یہ ڈریس اور ہیلز ہی ہیں۔ اور میں ڈر نہیں رہی ابھی"

نامہ نے اسکے ہاتھوں پر ہاتھوں کو رکھا تو انھیں ہٹانے کی نیت سے تھا پر وہ نوح کی پریشانی کو لے کر فکر مند تھی تو نہ ہٹا سکی۔

"میرا دماغ ہل گیا ہے۔ مجھے تم بس ہیلز اور اس ڈریس میں ہی سچی لگ رہی ہو۔ تم عجیب مت سوچنا کہ تمہارے لباس کو کیا ہوا اچھا بھلا آدمی تھا۔ آئی ایم سوری لگتا ہے پینک اٹیک اب مجھے آنے والا ہے"

وہ نوح کی بڑبڑاہٹ اور ہاتھ ہٹا کر گاڑی کی طرف جانے پر منہ زرا پھیرتی تمام تر فکر کے مسکرائی، نوح نے خود کو بیٹھتے ہی کو سا، کیا بک بک کر رہا ہے

ملا مت بھی کی پر جب نامہ ساتھ آکر بیٹھی تو موصوف نے گردن دوسری طرف گمائی۔

"نوح!"

وہ بے چین تھی کہ نوح اسکی وجہ سے پریشان ہے تبھی پکاری۔

"تم میرے ساتھ رکو گی نہیں؟ مطلب تم نے کہا ناں ڈراپ کر کے گھر جا کر بابا سے نظر اتر واو گی۔۔ یہ سن کر کچھ ہوا ہے مجھے۔ آئی مین جیسے وہ ہوتا نہیں کہ کبھی کبھی کوئی بات سرے سے برداشت نہ ہو۔ آئی نو یہ بہت عجیب ہو گا سننے میں لیکن ہے نامہ۔۔۔۔۔"

ساری بات اڑے ترچھے گھبرائے لہجے میں مکمل کیے جب وہ نامہ پکارا تو نوح نے اسکی طرف دیکھ لیا، نامہ کی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی۔

"میں کل آپکو ہو سپٹل ڈراپ کر کے بابا سے جا کر نظر اتر والوں گی۔ یہ کہا تھا میں نے"

نامہ کی آنکھیں خفیف سا مسکرائیں اور نوح سچ میں اپنی خوشی ان ہیزل آنکھوں سے ہونٹوں تک اترنے سے روک نہ سکا۔

"ت۔۔ تو کلئیر کرنا چاہیے تھا۔ میں خوا مخواہ اونچا بول گیا۔۔۔ تم ڈرنا مت بس"

وہ اسکے بار بار ڈرنے کی بات پر اب کی بار گھوری۔

"ایک پینک اٹیک کیا آگیا زرا سا، آپ نے مجھے بہت ہی چھوٹی موٹی سمجھ لیا۔ ہر وقت تھوڑا ڈرتی رہتی ہوں۔ وہ تو یہ رشتہ جیسے جڑا کوئی بھی لڑکی ہوتی تو سٹریس میں آ جاتی۔ دوبارہ نہیں کہیے گا کہ مت ڈرو۔۔۔ میں اپنے ڈر ظاہر کرنا پسند نہیں کرتی اور یہ بھی نہیں کہ کوئی مجھے خوفزدہ سمجھے"

نوح کی حالت لمحے میں اس شیرنی سی ٹون پر سنبھلی، اسے نامہ کا یہی اعتماد تو لوٹ گیا تھا۔

"نہیں کہوں گا۔"

وہ کہہ کر نظریں اور گردن پھیر گیا اور نامہ کو سچ میں اب سمجھ نہ آئی کہ نوح کو کیا ہوا۔

وہ لوگ ولا تک خاموشی سے پہنچے پر نامہ نے پہلی بار نوح کی چپ میں ناراضگی کے بجائے تکلیف محسوس کی۔

گاڑی، دوغان ولا کے پورچ میں رکی تو نامہ اس سے پہلے نکلتی، نوح نے اسکی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں جکڑتے روکا، نامہ کے چہرے پر رنگ سے لہرائے۔

"آئی ایم سوری نامہ"

وہ اس سے بہت دل سے معذرت کر رہا تھا۔

"کس لیے؟"

وہ الجھ سی گئی کہ یہ آدمی کس چیز کی معافی طلب کر رہا ہے۔

"ایک تو اپنی عجیب حرکتوں پر دوسرا تمہیں ڈراڈرا کہنے کے لیے"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی نرم سا مسکرائی۔

"اٹس اوکے، یہ بہت معمولی چیزیں ہیں ان پر مجھ سے سوری مت کریں۔ آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے ہاتھ پکڑا تو دل چاہا وہ اس سے پوچھے کہ اتنا بے چین کیوں ہے۔

"ہاں میں ٹھیک ہی ہوں شاید۔۔۔۔۔ پورا ٹھیک ہوں"

وہ اسکے پھر سے نظریں چرانے پر مسکرائی۔

"کوئی مسئلہ ہے۔ میرے یہاں رہنے کو لے کر؟"

نامہ نے مزید پوچھا تو نوح نے جلدی سے اسے دیکھتے رحم طلب نظریں یوں جمائیں جیسے کہہ رہا ہو سارا مسئلہ ہی تمہاری دوریاں ہیں اب۔

"اگر کہتے ہیں تو یہیں سے واپس۔۔۔۔۔"

وہ اسے بات بھی پوری کرنے نہ دے سکا۔

"نہیں (اسکے اس تڑپتے نہیں میں نامہ کی جان اٹکی پر وہ جلد سنبھل گیا)۔۔۔ آئی مین رات بہت ہو گئی ہے۔ میں تمہیں گھر جانے کی پر میشن نہیں دے رہا۔ نکلو باہر"

وہ اسکا ہاتھ چھوڑے سیٹ بیلڈ کھولتا نکلتا تو نامہ نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو ناک کے قریب کیا جہاں سے نوح کے ہاتھ کی خوشبو آرہی تھی، وہ اسے اتنا زور سے پکڑتا تھا کہ نامہ نے اپنی ہتھیلی کی سرخی دیکھے گہری سانس کھینچی اور خود بھی باہر نکلی۔

"اوہ میرا بچہ آیا ہے۔ خوش آمدید۔ جی آیاں نوں۔۔۔ اپنے گھر میں ویلکم میری جان۔ شکر ہے تمہاری بہار واپس آئی۔ ہم تو دنکو ڈر گئے تھے"

اس سے پہلے نوح اسکے قریب ہوتا، میکائیل صاحب کی غلط انٹری پر جبرے بھینچ کر نامہ سے دور ہٹا جو خود اتنے وارم ویلکم پر بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی جب میکائیل نے اسے اپنے سینے لپٹا لیا۔

"مجھ سے نامہ کے گلے لگنے سے پہلے ہی آگئے یہ حق جمانے ایکسٹرا چالاک والد گرامی۔ میں یہ دیکھتا رہا تو میری آنکھیں خون چھوڑ دیں گی۔ یا اللہ مجھے صبر دے۔ یہ میری کیسی ملکیت ہے جب گلے اسے میرے سوا سب لگا رہے ہیں۔۔ آگ لگ گئی ہے میرے اندر"

نوح نے سیخ پا ہوتے والد صاحب کو لاکھ گھوریاں دی پر وہ آئے اور نامہ کو ساتھ لگائے ایسا نوح کو انکسور مار کے گئے کہ نوح کی آنکھوں کے آگے سچ میں اندھیرا سا آگیا۔

"اب بس یہیں آکر بس جاؤ تم۔ اس گھر میں تمہاری کمی تھی جو پوری ہو گئی۔ آ جاؤ بیٹھ کر گپ شپ کرتے ہیں"

وہ بھی پیچھے آیا اور بابا کی بات سننے لمحے میں سر پر پہنچا۔

"بابا وہ تھکی ہے، پتا ہے ناں طبعیت بگھڑ گئی تھی۔ کل کر لیجئے گا باتیں۔ چلو نامہ یہ ریسٹ ٹائم ہے"

نوح کو لگتی آگ دھواں سا چھوڑنے لگی، نوح کسی بھی طرح نامہ کے ساتھ کچھ وقت چاہتا تھا پر اپنے ہی بابا ولن بنے ہوئے تھے۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تھکن نہیں ہے"

نامہ نے مسکینیت سے نوح کے ارمانوں پر دگنا پانی پھیرا، بچا را اب کچھ نہ کر سکتا تھا کیونکہ نامہ کو اٹھا کر لے جانا اب کچھ اور آئیڈیا تھا۔

نامہ کی نظر نوح کے زچ تاثرات پر جمی تو اسے لگا ابھی وہ چینخ نہ پڑے تبھی خود ہی ارادہ بدلا۔

"مجھے یاد آیا میں نے میڈیسن تولائی ہی نہیں گاڑی سے، وہ کھا کر جلدی سونا ہو گا ورنہ صبح سر بھاری رہے گا"

میکا نکل صاحب جہاں فکر مند ہوئے وہیں نوح جلدی سے واپس پلٹا۔

"تم روم میں چلو میں لے کر آتا ہوں تمہاری میڈیسن۔۔۔ جاو شاباش"

نامہ نے فوراً سے سر ہلاتے میکائیل انکل سے اجازت لی اور جیسے ہی زینے چڑھی، نوح آکر بابا کے سر پر کھڑا ایسے گھورا جیسے کھا جائے گا، میکائیل صاحب نے انکو رمارتے مسکراہٹ دبائے سائیڈ سے نکلنا چاہا جب وہ بابا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے روک گیا۔

"مسٹر میکائیل! وہ میری بیوی ہے۔ آپکی بیٹی بعد میں۔۔۔ تو یہ چپکنے کی اور قبضہ مافیہ والی حرکتیں کر کے میرا پارہ ہائی کیا تو بہت برا ہو گا"

نوح نے بہت تحمل و تمیز سے بابا کو دھمکایا اور وہ بھی تو نوح کے والد تھے، مہا ڈھیٹ۔

"اچھا کیا کرے گا تو پھر؟ بول"

بابا کے سینہ تاننے پر نوح کچھ دبا۔

"م۔۔ میں آپکی عنایہ کی خوشبو کے لیے ترساؤں گا آپکو"

جلدی سے لڑکھڑاتی زبان سنبھالے دھمکی لگائی تو اب کی بار جو نوح کا رعب تھا مانو شیر وہی ہو اور سامنے بھیگی بلی۔ یہ سب سیڑھیوں کے تیسرے سٹیپ پر کھڑی نامہ سن اور دیکھ کر سٹیچو بنی۔

"اوہ میرے باپ۔ میری توبہ۔ میں چلا سونے۔"

میکائیل صاحب کے دم دبا کر بھاگنے پر جس طرح نوح ہنسا، نامہ ہوش میں آتی ابھی سنبھل ہی پائی کہ نوح کی ہنسی، نامہ کو سیڑھیوں پر کھڑا دیکھے گل ہوئی، مطلب اب کی بار آنکھوں کے آگے ستارے سے ناچے تھے۔

"یہ د۔۔ دھمکی بس ایسے ہی دی میں نے۔ تمہارے ریسٹ کے

لیے۔۔ ت۔۔ تم جاوناں روم میں۔ میڈیسن لے کر آیا۔"

نوح نے اٹکتی ٹوٹی آواز میں اپنی سچو لیشن کلیر کی اور جلدی سے وہاں سے بھاگا تو اب کی بار وہ مدھم سا ہنسی پر جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا پھر اوپر چلی گئی۔

گاڑی سے میڈیسن لانے وہ جب نامہ کی جگہ بیٹھا، گہرا سانس اسکی خوشبو میں بھرے اپنی حرکتوں پر پھر ہنس پڑا، نامہ اسی نوح والے ہی روم میں گئی اور جیسے ہی ڈور اوپن کیا، پورا کمرہ گلابی پھولوں کی مختلف اقسام سے سجا تھا جبکہ ایک بھی سرخ گلاب کہیں نہ تھا۔

نامہ کو ہر گز امید نہ تھی وہ اسکے لیے یہ سب سجا چکا ہو گا۔

"ہماری شادی نارمل ہے، ثابت کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ بے خودی بے سبب نہیں طاری ہوتی، بابا کی بات یقیناً سچ ہے۔ وہ مجھ سے سچ میں محبت کرتے ہیں پر میں انکو نہیں سمجھا سکتی کہ میں کن خوف کا شکار ہوں۔ کاش آپ خود سمجھ جائیں نوح"

وہ کمرے کی خوبصورتی سراہتی خود سے ہی باتیں کر رہی تھی، نوح بس آخری جملہ سن سکا جو اس لڑکی نے نوح کو پکار کر ادا کیا، جب جب وہ یوں پکارتی، نوح کو کہیں کانہ چھوڑتی۔

مجھے کیا سمجھنا ہے نامہ؟"

اسی تھی کیفیت میں جب وہ اسکے پیچھے رکابولا تو نامہ جو سائیڈ ٹیبل پر پڑا
واس اٹھا کر دیکھ رہی تھی، وہ اسکے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر اس بری
طرح گر کر بھیانک آواز دیتے ٹوٹا کہ نامہ نے گھبرا کر اپنے کانوں پر ہاتھ
رکھے تھے، اسکے کراہنے اور ڈرنے پر نوح کے قدم بے اختیار نامہ کی طرف
بڑھے اور نوح ننگے پیران کانچ کے ٹکڑوں اور گرے پھولوں پر چڑھ گیا۔

"تم ٹھیک ہو۔۔ نامہ ہٹو۔ کانچ لگ جائے گا"

نوح نے اسے لپک کر ان ٹکڑوں سے اٹھا کر صاف زمین پر کھڑا کروایا پر
نوح کے لہو لہان پیروں اور ان سے چسکی پھولوں کی پتیوں کو دیکھے نامہ کی
آنکھیں سرخ ہو کر رہ گئیں کہ نوح کے ہاتھوں کی انگلیوں کا کمر میں اٹھاتے
وقت دھنسنا اسے محسوس ہی نہ ہو سکا، یہ بھی نہیں جب اس نے نامہ کو بے

دھیانی میں اپنے چہرے سے لگایا، ان کانچ کے ٹکڑوں سے بچانے کو البتہ وہ تو ہیلز پہنے کھڑی تھی، اسے کیسے کوئی کانچ لگتا پر یہ خود رو جذبہ تھا جو خدشوں پر بھی عیاں ہو گیا۔

جبکہ نوح نے نامہ کی پتھرائی شکل دیکھتے جب نیچے دیکھا تو فرش پر بکھرے خون کو دیکھ کر پیروں میں درد کا بھیانک احساس جاگا۔

"آپ۔ آپ کا دماغ خراب ہے۔ یہ کیا کر دیا۔ اپنے پیر دیکھیں۔ شوز کہاں ہیں آپکے۔ اوہ میرے خدا۔۔ ہٹیں ان پر سے نوح۔ ہوش کہاں ہے آپکا۔ ہٹیں"

وہ لمحے میں ان کانچ کے ٹکڑوں کو ہیلز سے پرے کرتی نوح کو پکڑ کر میٹرس پر دھکیل گئی جس سبب وہ گرنے کے انداز میں سنبھلتا ہوا بیٹھا اور نامہ اپنا سر پکڑتی اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"شوز باہر اتار دیے تھے۔۔۔ میں ٹھیک ہوں نامہ"

نوح نے اپنے دائیں پیر کو اپنے دوسرے گھٹنے پر اٹھا کر رکھتے وہاں دھنسے کانچ کو دیکھتے نامہ کی طرف دیکھا جو بہت تکلیف میں تھی جبکہ نامہ نے وہیں اسکے پاس نیچے بیٹھے نوح کو دیکھا جو اس کانچ کو نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اتنا خون ن۔۔ نکل رہا ہے۔ فسٹ ایڈ با۔۔ باکس ہو گا۔۔ بتائیں۔۔ آرام سے نکالیں اسے یہ بہت بری طرح اندر گھسا ہے۔ مجھے معاف کر دیں میں اس واس کو آخر اٹھایا ہی کیوں۔ پلیز نوح آرام سے"

وہ ہاتھ بھی لگاتا تو نامہ اسکا ہاتھ پکڑ کر روک دیتی کہ ہمت نہ پڑ رہی تھی وہ لہو ہوتے پیر کے تلوے سے وہ کانچ کھینچے جبکہ نوح درد بھولے نامہ کی بھیگی آنکھیں دیکھنے لگا۔

"وہاں کبرڈ کے نچلے ڈرامیں فسٹ ایڈ باکس ہے۔ جاو لے آؤ"

نامہ کے یوں پاس بیٹھے رہنے پر وہ ہر گز کانچ کو نکال نہ سکتا تھا تبھی اسے وہاں سے بھیجا، بس پھوٹ پھوٹ کر رونے کے دہانے پر تھی پر جلدی سے

سنبھل کر اٹھتے کبرد کی طرف گئی اور کانپتے ہاتھوں سے ڈرا کھولا، نوح نے وہ کانچ بڑے ضبط سے پیر کے تلوے سے کھینچ لیا، ابھی شکر کہ نوح کے بس ایک پیر تلے کانچ تھا، دوسرا کافی حد تک بچ گیا تھا لیکن دائیاں پیر بری طرح زخمی تھا، فرش پر بھی کانچ، خون اور بکھری مسلی پھولوں کی کلیاں بھیانک منظر پیش کر رہی تھیں۔

نوح کی نظروں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر لہرایا۔

(نوح جب نامہ کی میڈیسن لیے واپس آ رہا تھا تو محترم اتنے نامہ میں گم تھے کہ پہاڑ سا گارڈ نظر نہ آیا تھا۔

"سوری سر۔۔ میرا دھیان نہ تھا"

گارڈ نے فوراً ہی معذرت کی تھی تبھی نوح نے رک کر سر ہلاتے نظر اس کے پیروں پر ڈالی جس کا ایک شوز آگے سے بالکل پھٹا تھا۔

"یہ تمہارے شوز کو کیا ہوا؟ پیر بھی زخمی لگ رہا ہے؟"

نوح نے رک کر پوچھا تھا تو گارڈ نے فوراً مسکرا کر دیکھا۔

"وہ سر اس سامنے والے درخت پر شہد کی مکھیوں کا چھتے تھے۔ میکائیل سر نے کہا تھا آج رات لازمی اتار دوں کیونکہ آس پاس شہد کی مکھیاں بہت بھنبھار ہی تھیں۔ بس وہی اتارتے پیر پھسل گیا۔ لیکن خالص شہد حاصل کر لیا"

گارڈ نے پھرتی دیکھاتے بتایا تو نوح نے امپیریس ہوتے دیکھا، کافی سارا شہد اتر اٹھا۔

"یہ تو ٹھیک ہے پر پیر دیکھو زخمی لگ رہا۔ یہ شوز پھینک دو یہ تو پھٹ گیا۔ ریپئر بھی نہیں ہو سکتا۔ ابھی یہ میرے رکھو۔ مزید پیر پر کچھ لگ نہ جائے"

نوح نے وہیں کھڑے کھڑے اپنے شوز اتارے اور دان کرے نکلنے لگے اور اس سے پہلے جاتا گارڈ نے آواز دی۔

"پر سر آپ؟"

گارڈ نے فکر مندی سے پوچھا۔

"میں اندر ہی جا رہا ہوں ڈونٹ وری۔"

نوح نے مڑ کر اسکا کندھا تھپکا جبکہ نوح نے ساکس بھی وہیں اتار کر روم میں جانے سے پہلے واشنگ کلا تھز لانڈری روم میں جھانکے انکو وہیں سے اندر پھینک دیا اور پیر دھوئے پھر ننگے پیر ہی وہ اپنے روم کی طرف بڑھنے کو سیڑھیاں چڑھا تھا، اور اب جناب کو لگ رہا تھا مصیبت کو دعوت بلکل نہیں دینی پڑتی، وہ تاک میں ہی ہوتی ہے۔)

نوح نے نامہ کو واپس آتا دیکھے نرم سی مسکراہٹ دی جس پر نامہ نے اسے پیر اوپر کرنے کا اشارہ کیا، وہ بھیگی آنکھوں سے اشارتا اس سے مخاطب ہوتی زیادہ آفت لگی۔

"میں کر لوں گا۔ تم کسی کو بلاؤ نیچے سے یہ سب سمیٹ دے"

نوح نے باکس چھیننا چاہا پر نامہ نے نفی میں گردن ہلاتے اسے باکس دینے سے انکار کیا۔

"تم کرو گی؟"

نوح نے اشتیاق سے پوچھا تو نامہ نے بچوں کی طرح سر ہلایا۔

"درد مت دینا۔ ورنہ چیخ نکل جائے گی"

وہ نامہ کی روئی روئی اداس آنکھوں میں شرارت سے مسکراہٹ لانا چاہتا تھا پر ابھی وہاں بس رنج تھا۔

نوح نے اوپر کو ہو کر لیٹے اپنی بیک کے پیچھے میٹرس کے چاروں تکیے پھنسائے اور اپنا زخمی پیر سیدھا کیا، پیر گیلے تھے اس وجہ سے پھول کی پتیاں بھی اس کے خوبصورت سپید پیر تلے مسلی اور چپکی تھیں۔

"کانچ پر چڑھتے جب نہیں چینے آپ تو اب کیوں، اب تو مرہم لگے گا۔ مجھے میرے حواسوں کو قائم رکھنے کا کہہ رہے تھے، اپنا پتا ہی نہیں۔"

وہ اسکے پیر کے پاس ہی ہچکچاتی بیٹھی، کاٹن پیس کو اسکی ایری کے نیچے رکھا کیونکہ بلڈ نکل کر بیڈ شیٹ پر لگنے کا خطرہ تھا۔

وہ روٹھے لہجے میں جتاتی بولی تو نوح کی آنکھوں میں مزید پیار سمٹا۔

"میں خود کر لیتا ہوں۔ میرے پیر کو اتنے پیارے ہاتھ نہ چھوئیں"

جان بوجھ کر نوح نے پیر جب کھینچا تو وہ نظریں غصیلی کرے نوح کو دیکھنے لگی، وہ سچ میں چڑبیل کی طرح دیکھ رہی تھی۔

"چپ! ایک دم چپ۔ جب تک یہ ڈریسنگ نہ ہو اُدھر دیکھیں اور منہ بھی

بند ایک دم۔"

وہ ڈانٹتے ہوئے بولی، آواز بھی اونچی اور سخت رکھی اور نوح صاحب اور لٹ گئے، ویسے اب لٹنے والی کپیسٹی بھی فل ہو چکی تھی۔

"منہ بند کر لیتا ہوں۔ مگر اُدھر نہیں دیکھ سکتا۔"

نوح نے آنچ دیتی سرگوشی کی تو نامہ خوا مخواہ سرخ رو ہوئی، یوں میٹرس پر پیر تھا تو نامہ کو ڈرینگ کرنے کو زخم کو صاف کرنے میں مسئلہ تھا تبھی وہ اسکا پیر اٹھائے زراٹھیک سے بیٹھی اور اسے گود میں رکھا۔

"ہے کیا کر رہی ہو۔ تمہارے کپڑوں پر بلڈ لگ جائے گا"

وہ پھر بولا تو نامہ نے خونخوار نظروں سے نوح کو دیکھا کہ موصوف منہ پر

غائبانہ زیپ جماتے کیوٹ سا مسکرا دیے، نامہ کی اپنی آنکھیں بھی

مسکرائیں، وہ گود میں جناب کے پیر کو رکھے دائیں طرف زرا جھک کر بہت

ہی دھیان سے اس کٹ پر سپرٹ لگا کر اسے صاف کرنے لگی تبھی اک نظر

نوح کو دیکھا جو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے نظر لگائے گا۔

"یا اللہ مجھے صبر دیں کیا چیز ہے یہ انسان"

نامہ نے اپنے بکھرتے حوصلے کے لیے دعا کی جبکہ وہ ایسے ملائمت سے ہاتھ لگا رہی تھی کہ نوح کو تکلیف کم گدگدی زیادہ ہو رہی تھی پر ڈھیٹ دانت دیکھا رہا تھا جسے نامہ پہلی فرصت میں توڑنا چاہتی تھی۔

"اتنے پیار سے مرہم لگاؤ گی تو پیر کو مرہم سے نہیں مسیحا سے پیار ہو جائے گا اور پھر یہ آئے دن زخم کھاتا رہے گا۔ تمہارے ان ہاتھوں کی عادت میرے جسم کے کسی بھی حصے کو فوراً ہوجانے کا شدید خطرہ ہے کیونکہ اب سب حلال ہے نامہ سلطان تو زرا احتیاط کرو"

وہ پھر طویل تر جان لیوا بولا اور اب کی بار نامہ نے اسکے پیر کا انگوٹھا پکڑ کر دہرا کیا کہ دانت نکالتے، نہارتے جناب خفیف سا کراہ اٹھے۔

"نامہ! تم میرا انگوٹھا توڑو گی کیا"

اف وہ کراہتے ہوئے التجاء کرتا نوح ادا دوغان کتنا پیارا لگایا دیکھنے اور محسوس کرنے کی حق دار اکلوتی نامہ تھی۔

"اب تو نہیں ہو گاناں مسیحا سے پیارا سے، انگلیاں بھی مڑوروں یا اتنا درد کافی ہے؟"

وہ دبا دبا غصہ ہوئی، نوح کے چہرے پر اب شرارت و درد کا ملا جلارنگ تھا جیسے جناب کو درد بھی چاہیے اور چھیڑنا اور ستانا بھی ضروری ہے۔

"میرا دل چاہ رہا ہے میں تمہیں چڑیل کہوں۔"

وہ منہ بسورتا شکوہ کر گیا تو نامہ نے جیسے ہوا میں بات اڑائی۔

"کہہ دیں مجھے کونسا فرق پڑے گا۔ اب مہربانی فرما کر صبح تک یہیں ٹک کر

بیٹھیں۔ اسے گیلانا ہونے دیجئے گا۔ ستیاناس کر دیا پیر کا۔ دوسرا بھی

دیکھائیں میں دیکھوں اسے تو کچھ نہیں ہوا"

نامہ کو اسکا دوسرا پیر بھی دیکھنا تھا تبھی نوح نے زرا تکیوں میں کمر دھنساتے پیچھے کو ہوتے ٹانگ کرس کراس کرے پیر دیکھایا تو وہاں بس ہلکی سی سرخی تھی، نامہ نے پھر بھی اپنی شفاف ہتھیلی اسکے پیر پر پھیری تاکہ اگر کوئی کانچ ہے تو محسوس ہو، نوح نے اپنا پیر ہٹاتے نامہ کا وہی ہاتھ پکڑتے اٹھ کر بیٹھے پیر نیچے رکھتے کھینچا تو وہ کھینچی اسکے قریب ہو کر بیٹھی، چہرے پر گھبراہٹ کے آثار اترے۔

"جاو ہاتھ دھو کر آؤ۔ منہ بھی۔ آنکھیں پتا نہیں غصے سے لال ہیں یا میری تکلیف دیکھ کر پر مجھ سے برداشت نہیں ہیں۔ تب تک میں یہ سب سمیٹتا ہوں۔"

وہ اسکی اک اک تاکید پر سانس سست پڑتا محسوس کر رہی تھی، وہ اتنا قریب تھا کہ اسکی ہیزل آنکھوں کے سارے ستارے چھو رہی تھی۔

"خ۔۔ خود مت سمیٹے گا۔ کسی کو بلا لیں"

وہ ڈرتے ہوئے سانس لینے پر قابو پائے زمین پر بکھرے کانچ، خون اور مسلے پھولوں کو دیکھتے ٹوٹی آواز میں بولی تو نوح کی آنکھیں خمار سے بھریں۔

"فائر بریگیڈ کو بلا لوں؟"

وہ بے خودی سے بڑبڑایا، اسکے نوز کی ٹپ بس نامہ کی نوز کو چھونے والی تھی تبھی تو وہ سانس بھی کھل کرنے لے رہی تھی کہ یہ نزدیکی بڑھ نہ جائے، اوپر سے نوح کا فتنہ خیز سوال۔

"ک۔۔ کہاں آگ لگی ہے۔۔؟"

نامہ نے نظریں سی پھیرتے سانس لینے کی کوشش کے ساتھ بوکھلاہٹ میں پوچھا۔

"غور کرو نظر آجائے گی۔ چھپی ہوئی آگ ہے"

وہ اس سے پہلے سانس لینا بالکل چھوڑ دیتی، نوح نے اسکا ہاتھ چھوڑا تو وہ واپس پیچھے ہو کر بیٹھی پر آزادی ملتے ہی وہ وہاں سے اٹھ کر بھاگ گئی جبکہ نوح نے ہنس کر آئینے میں اپنی خرافاتی شکل دیکھی تو فوراً ہنسی سائیڈ کرے موصوف سنجیدہ ہوئے۔

جبکہ نامہ اندر واش روم آ کر گہرے سانس بھرتی سنک کے پاس رک کر جلدی سے نل کھولے اپنے ہاتھ دھونے لگی، پھر اس نے ہتھیلیوں میں پانی بھر کر اپنے چہرے پر پھینکا، پر سانسیں بے ترتیب تھیں وہ روانی نہ پاسکیں۔

نوح نے کسی سیلپر کو بلوا کر وہ سب صاف کروایا تو اس پر پانچ منٹ لگ گئے، نامہ نے باہر سے آتی آہٹوں پر خود کو وہیں کھڑا رکھے بہادر بنانے کی کوشش کی پر جتنا وہ خود کو سنبھال رہی تھی، اتنا دل بیٹھ رہا تھا۔

نامہ نے ہمت کرے آخر باہر قدم نکالے تو نوح کو میٹرس کے پاس رکے جھک کر تکیوں کو ٹھیک کر تا دیکھے نامہ جلدی سے دروازے کی طرف

بڑھئی، نوح نے لمحہ لگائے اسکے پیچھے ہی زرا لنگڑا کر جاتے دونوں ہاتھوں سے روکتے اپنے سامنے کیا تو نامہ کے چہرے کی اڑی ہوائیاں دیکھتے سنجیدہ ہوا۔

"مجھے ک۔۔ کوئی اٹیچ روم دے دیں، آپ بھی ریٹ کریں۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی"

نامہ نے بے بسی سے نظریں جھکائیں۔

"پر کیوں؟ یہاں کیا ہے نامہ سلطان؟"

وہ شدید بے چین ہوا۔

"آپ"

اک لفظی معصومانہ الزام، وہ ہیزل آنکھیں ان بھوری آنکھوں میں پوری شان سے گڑھی تھیں۔

"کل روم ٹھیک کروانا پڑے گا، ایسے کوئی بھی روم نہیں دے سکتا تمہیں۔ تم یہاں سو جاو گی کیونکہ سوچکی ہو۔ ہر بستر سے ہم مانوس نہیں ہو پاتے۔ میں کاوتچ پر سو جاؤں گا تم ایزی ہو کر یہاں سو جاؤ۔ الگ کمرہ کیوں چاہیے تمہیں؟ نامہ اسٹناٹ گڈ۔۔۔ آئی مین یہ سننے میں بھی اچھا نہیں تو سہنے میں تو بالکل ہی ناممکن ہو گا۔۔۔"

وہ اپنی اداسی و بے چینی چاہ کر بھی چھپانہ سکا، نامہ نے پھر سے وہ آنکھیں جو نوح کے سامنے بار بار جھک رہیں تھیں، انھیں اٹھا کر نوح کی بے قراری دیکھی۔

"آپ کی باتیں۔۔۔"

وہ شکوہ کناں ہوئی، اس شخص کی باتوں سے تو موسم دیوانے ہوتے تھے اور اس لڑکی کو یہی باتیں نہیں چاہیں تھیں، نوح کو وہ تھوڑی ستم گر لگی۔

"کیانہ کیا کروں؟"

اسے پکڑ کر واپس روم میں لاتے ہی چھوڑا اور خود بیڈ کی پائنتی کی طرف اٹک کر بیٹھا کیونکہ پیر درد میں تھا۔

"آپ یہیں سوئیں۔ میں کاؤچ پر بہت ایزی رہوں گی۔ آپکا پیر ٹھیک نہیں" وہ ٹالنے والی تھی پر نوح نے اسکی ہتھیلی کو آہستگی سے اپنے ہاتھ میں لیتے روکا۔

"پہلے جواب دو، باتیں کرنا چھوڑ دوں تم سے؟"

وہ اب تک اپنے سوال کو لیے سوالیہ نظروں سے نامہ کو دیکھ رہا تھا جو بہت کنفوز اور پریشان تھی۔

"ن۔۔ نہیں"

نامہ نے گردن دوسری طرف پھیرتے ان چاہا ہوا جواب دیا اور نوح نے اسے پکڑ کر ساتھ ہی بٹھایا، نامہ بوکھلا کر نوح کو دیکھنے لگی جو ساری توجہ اس پر ٹکائے الو کی طرح پورا ایکٹیو ابھی تو سونے کے کسی موڈ میں نہ تھا۔

"مطلب پھر آج ساری رات باتیں کرتا ہوں تم سے، تمہیں پسند ہیں"

نوح کے لہجے کی شوخی پر نامہ کی ہارٹ بیٹ سکپ ہونا فطری تھا، لیکن وہ نامہ تھی، فوراً سرنفی میں ہلا گئی۔

"اتنی زیادہ برداشت کہاں سے لاؤں گی میں؟"

اس قدر معصومانہ ظلم کہ نوح نیچ و تاب ہی کھاتا رہ گیا۔

"جتنی تم سے ایزلی برداشت ہوں بس اتنی سن کر روک دینا مجھے"

وہ خفیف سا سنجیدہ ہوا ہی کہ نامہ نے چہرہ پھیرا، وہ نوح کی سنجیدگی سے خوف کھاتی معلوم ہوئی۔

"آج آپکی سٹیپ ممانظر نہیں آئیں؟"

نامہ نے پھر سے بات بدل دی اور بات بھی کڑوی کہ نوح کا موڈ بگھڑ کر رہ گیا۔

"آؤ تمہیں انکے روم میں چھوڑ آؤں۔ خود پوچھ لینا آپ کیوں نظر نہیں آئیں۔ روم بھی دیکھتا ہوں تمہیں دوسرا"

وہ اٹھ کر کھڑا دروازے کی طرف بڑھا تو نامہ ہقا بقا سی اسے دیکھنے لگی پھر نوح کو بھرپور اگنور مارے اٹھ کر میٹرس کی سائیڈ بیٹھے اپنی ہیلز اتارنے لگی، نوح نے کھولا ہوا ڈور واپس بند کیا اور نامہ جب ہیلز اتارنے کے بعد بستر میں گھسنے لگی تب ٹھٹھکی کیونکہ وہ اسکے پیروں کو ٹکٹکی باندھے سر پر پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ دیے کھڑا دیکھ رہا تھا۔

"میں سو رہی ہوں۔ مجھے دیکھنا بند کریں ناں"

نامہ نے پیروں کو جلدی سے باریک سے لحاف میں چھپایا تو نوح اسکی حرکت پر مسکرایا جیسے نامہ کو اپنے پیروں کی آبرو اجڑنے کا خطرہ تھا وہ صاف نظر آیا۔

"میں سوتا ہوں نامہ۔ نہیں دیکھ رہا"

محترم وہیں کھڑے ٹس سے مس نہ ہوتے بڑبڑائے تو نامہ سے لیٹنا بھی دو بھر ہوا۔

"دیکھ رہے ہیں وہ بھی سر پر کھڑے ہو کر"

نامہ نے بے چینی سے اسکی شکایت اسی کو لگائی۔

"نہیں میں تو نیچے زمین پر کھڑا ہوں۔۔۔ سی"

نوح نے اسکی توجہ پیروں پر دلائی تو نامہ کو پھر سے دکھ گھیرا۔

نامہ نے اپنی ٹانگ کو لحاف سمیت زرا سائیڈ کرے نوح کے بیٹھنے کی جگہ اپنے سامنے بنائی۔

"کیا یہ جگہ میرے لیے بنائی تم نے؟"

نوح کا سوال صدے میں ڈوبی آواز کے سنگ آیا تو نامہ نے اپنا سائیڈ میز پر پڑھا فون اٹھایا۔

"ہاں۔ آئیں پوسٹ کے کمنٹس پڑھتے ہیں۔ کھڑے مت رہیں پیر پر دباؤ پڑ رہا ہے"

نامہ نے اپنی فکر دیکھائی تو نوح ہاتھ پا کٹس سے آزاد کرے اسی جگہ آکر بیٹھا اور نامہ کو مسکراتی حدت انگیز نظروں میں بسا گیا۔

"آج تو آپ ہسک سے نہیں مل سکے، کل آپ کو ملواؤں گی۔"

وہ پوسٹ کے کمنٹس کھولتی روانی میں بولی اس سے بے خبر کہ نوح کو اس سے جڑی ہر چیز سے جلن کا مسئلہ لاحق ہے، ہسک بھی انہی میں شامل تھا پر پیارا تھا اسکی ماں کی وجہ سے۔

"میں تھوڑی جلن کا شکار ہوں۔ ملنا مشکل لگ رہا ہے"

نامہ نے فون سکریں سے یکدم نظریں اٹھائیں۔

"میرے ہسک سے؟"

وہ دکھی ہوئی اور اس "میرے" پر تو نوح کو سچ میں تکلیف ہوئی جو نامہ نے اسکی آنکھوں میں پڑھ بھی لی۔

"مطلب ہسک سے؟"

وہ جلدی سے سوال کو ٹھیک کر گئی، نوح کو یہ چھوٹی سی بات اندر تک شادمانی سے بھر گئی۔

"اب نہیں ہے، کل ملتے ہیں اس سے۔"

وہ نوح کی زرا مسکراتی صورت پر طمانیت سے بھری، پھر کمنٹس دیکھنے لگی جہاں وہ سب ہی دل و جان کی ساری محبت و انس روح اور ادا پر لٹاتے نظر آرہے تھے، اتنی ساری و شیرز جو نامہ نے کبھی سوچی نہ تھیں، وہ یہ سب دیکھ کر ہی جذباتی تھی تو پڑھنا بہت مشکل لگا۔

"دو میں پڑھتا ہوں"

نوح نے اسکے ہاتھ سے فون کھینچا اور زرا سا نامہ کی بینڈ ٹانگوں سے ٹیک لگائے بیٹھ کر فرصت سے وہ کمنٹس دیکھنے لگا، نامہ نے شرارت سے اپنی بینڈ ٹانگیں سیدھی کیں تو نوح کی ٹیک بری طرح ناکام ہوئی جس پر جناب فوراً سے اپنے سہارے پر واپس بیٹھٹے، نامہ نے مسکراہٹ کو بہت مشکل سے روکا۔

"آپ نے روح کو پریوز کیا مسٹر ادا یا انہوں نے آپ کو؟"

نوح نے کمٹ پڑھتے ہی نامہ کو دیکھا جس نے دم سادھ کر ان آنکھوں کو دیکھا۔

"اسکا جواب کیا بنے گا نامہ سلطان؟"

وہ ہلکی ہلکی خماری میں مبتلا نامہ کے گھبرائے تاثرات دیکھنے لگا۔

"کہہ دیں آپ نے کیا تھا"

وہ نظریں سی جھکا کر فوراً بولی۔

"جھوٹ بلواو گی؟"

نوح کے سوال پر نامہ کا دل سارکا۔

"آپ نے نہیں کیا تو میں نے شادی کیوں کر لی، یہ تو میں نے سوچا ہی

نہیں۔۔۔ اف"

نامہ نے خود کو سنبھالتے خفا ہو کر جتایا تو نوح واپس نظریں پھیرتا ہی ہنسا اور رپلائے دینے لگا، نامہ اسکی ہنسی سے آبسید ہو کر رہ گئی۔

"ہمیں ایک دوسرے سے ملنے کے بعد پرپوز کرنے کی ضرورت نہیں پڑی، وہ ازل سے میری تھی اور میں ازل سے اسکا"

نوح نے رپلائے دینے کے بعد نامہ کی طرف فون بڑھایا جسے پڑھتے ہی نامہ نے آزدہ نگاہوں سے نوح کو دیکھا جو فرصت سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"اب مجھے آپکو فجر کے وقت جگانا پڑے گا، بہت لمبی چھوڑ دی ہے آپ نے یہ"

نامہ نے فون سکریں آف کرتے سائیڈ رکھ کر جتایا تو نوح نے اسکی طرف زرا ہوتے بیٹھے ہی نامہ کے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر دبائے، نامہ سلطان کا دل دبے لگا تھا۔

"یہ جھوٹ نہیں تھا نامہ سلطان۔ خیر کیا تم یہاں کفر ٹیبل ہو، میرے ہونے سے زرا بھی بے چینی ہے تو ٹیل می۔ میں دوسرے روم میں چلا جاؤں گا۔"

وہ اسکا بس سکون چاہتا ہے نامہ یہ محسوس بھی ہوا، اس شخص کا ہاتھوں کو دبانا نامہ میں اک تحفظ کا احساس اتار رہا تھا۔

"آئی ایم اوکے! بٹ میرے ہاتھ کچھ دیر مت چھوڑیں"

نامہ نے آنکھیں جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا جنہیں اس اجازت کے بعد مزید حلاوت سے تھا ماگیا، اتنی کہ نامہ نے جب آنکھیں اٹھائیں اسے نوح کی مسکراتی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ نوح کو اک چھوٹا سا سہی پر سکھ دینے میں کامیاب ہے۔

"تم چاہو تو میں ساری رات ان ہاتھوں کو پکڑ کر تمہارے پاس بیٹھا رہ سکتا ہوں"

جان نثاری سے اعتراف کرتے وہ زرانہ کانپا کہ اس لڑکی کو بھی یہ کر کے
پاگل کر ڈالے گا۔

"آپ گھبرا یا نہ کریں نوح"

وہ اسے دیکھتی ہوئی سابقہ نرماہٹ سے بولی۔

"تمہیں فیل ہوا ایسا؟ اچھا نہیں لگتا میں گھبراتے ہوئے ہے ناں؟"

وہ اس سے بڑی دلچسپی و محبت سے پوچھ رہا تھا پر نامہ کچھ نہ بولی، اسے وہ
گھبراتے بہت اچھا لگتا تھا اور نامہ کو ڈر تھا اس پیار کے آنے پر وہ پیار کرنے
پر نہ اتر آئے۔

"تم سے کچھ پوچھوں نامہ؟"

وہ اس کے چپ ہو کر دیکھنے پر جیسے کچھ یاد آنے پر بے چین سا ہوا۔

"جی۔ پوچھیں"

فورا اجازت دی گئی اور نامہ کی یہ مضطرب سی اجازت سامنے والے پر بڑی بھاری تھی۔

"میں اپنے کہے سے تھوڑا مکر رہا ہوں کہ مجھے تم سے جواب نہیں چاہیے تو بتاؤ آج پورا دن تمہاری جان Rolls-Royce کے بجائے کون ہے؟"

نامہ اسکے سوال کو ایسا خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی، نوح ادا دوغان جیسا شخص جسے منظر رک رک کر سانسیں روک روک کر دیکھتے وہ نامہ کے اتنے پاس بیٹھا اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے یہ سوال کر کے نامہ کو بہت مشکل میں ڈال گیا، اور نامہ اسکا نام تو مر کر بھی نہیں لے سکتی تھی۔

"آپ نہیں ہیں"

وہ فوراً بولی، نوح کی آنکھوں میں خمار چھلکا۔

"تو بتاؤ ایسا اور کون ہے جس نے یہ جرت کی۔؟"

وہ تھوڑا سلگتا نظر آیا۔

"نامہ پلیز جواب دے دیا کرو، صبر کی شدید کمی ہے مجھ میں"

نامہ کو بدحواس وچپ دیکھے وہ متانت خیزی پر اترا۔

"یہ نکاح"

وہ جانتی تھی جب تک کچھ نعم البدل نہ کہے گی وہ شخص موضوع کو بدلنے نہ دے گا، جبکہ نوح نے اسے کوور کرنے کی دل ہی دل میں خوب ستائش کی۔

"مجھ سے نکاح۔۔ جان ہے تمہاری؟"

نوح کا دل شدت سے چاہا اس طرز کے نعم البدل پر وہ نامہ کے دونوں ہاتھوں کو چومے کہ وہ کتنی پیاری لگی یہ اعتراف کرتے۔

"ج۔جی۔۔ پر کل سے پھر Rolls-Royce بھی بن جائے گی جان"

وہ فوراً سے سنجیدہ ہو کر بولی پر مقابل خمار تھا کہ اب چھٹنے کے دن گئے۔

"یہ" بھی "لفظ بہت پسند آیا مجھے۔ اب تم Rolls-Royce کو فیورٹ کہہ لو۔ جان تو یہ نکاح ہے اب تمہاری۔ اکلوتی جان۔۔۔۔۔ اومائی گارڈ!۔ مکر نے نہیں دوں گا تمہیں آخری سانس تک"

وہ بچوں کی طرح خوشی سے مسکایا تو نامہ کو اسکی مسکراہٹ بے حد پیاری لگی پھر اسکا اختتام تک کیا عہد نامہ کے دل کو دہلا گیا، نوح اسکے اتنے قریب تھا کہ نامہ کے رخسار پر ابھرتے گلابی پسینے، تیز دھڑکن اور دھیماسا احساس حیا کسی روح افزاء منظر سادیکھ سکتا تھا، نوح کے قریب آنے پر اتنا سب نامہ پر بیت گیا وہ دنگ تھا کہ وہ لڑکی کس قدر ہر طرز کے جذبات کا جہاں ہے۔

وہ بہت پر اعتماد، لک وائز بولڈ اور بیوٹی فل تھی، پر اس نے خود کو کبھی عیاں نہ کیا تھا، وہ ہمیشہ ایک گریس فل ڈریس اپنے لیے چنتی کہ وہ فیشن میں ان ہو جاتا، وہ چہرے کے پرکشش خدو خال، ہلکی گندمی رنگت، بھوری آنکھوں، دلکش ہونٹوں کے سنگ اک تراشہ ہوا پیکر تھی جسکے اندر سینے میں چھپے دل سے نوح ادا دوغان کو سیدھا عشق ہو گیا تھا۔

"کیا تمہیں اپنا باس کبھی کبھی رومنٹک قبول ہے؟"

وہ اپنی طرف سے نامہ کی حالت بحال کرنے کو بولا پر وہاں تو سانسوں کی راہ میں یہ سوال حائل ہو گیا تھا۔

"اگر کہوں کے نہیں؟"

وہ ڈرتے ڈرتے بولی تو موصوف نے نیند سی حاوی محسوس کرتے انگڑائی لی اور نامہ کے ہاتھ اپنے گرم ہاتھوں سے آزاد کرے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو یہ کہ ابھی مجھے بہت نیند آرہی ہے اس لیے اسکا جواب کل رات ملے گا نامہ سلطان۔ تم بھی مزے سے سو جاو"

نوح نے کمینی سی مسکراہٹ دباتے پہلے تو زرا واش روم کا اک چکر کاٹا پھر واپس آکر کاوچ کا رخ کیا تو نامہ نے اسے بے تاب نظروں سے جا کر کاوچ پر گر پڑتے دیکھا اور جناب نے لیٹتے ہی کشن کو سر اور کاوچ کی بازو سے ٹکا کر گردن نامہ کی جانب گمائی جو ابھی تک بیٹھی تھی۔

"تکیہ اور بلینکٹ نہیں لیں گے؟"

نامہ نے فکر سے پوچھا کیونکہ روم میں ہلکی ہلکی ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی۔

"آپکو دیکھ اور چھو کر ہماری ٹھنڈک کا توڑ ہو گیا ہے محترمہ! اب بس نیند کی تمنا ہے کہ بگھڑے حواس جگہ پر آئیں اور آپکو ہماری کوئی ادا پریشان و بے قرار نہ کرے۔ گڈ نائٹ نامہ سلطان"

وہیں لیٹے لیٹے جی بھر کر نامہ کو دیکھ کر کہتے وہ اک بازو دہری کرے کشن میں لپیٹ کر دوسرا ہاتھ سینے پر رکھے گردن واپس سیدھی کرے سوتا بنا اور نامہ اسے کچھ دیر یونہی بیٹھی دیکھتی رہی پھر مسکرا کر خود بھی لیٹی، نوح نے گردن اوپر اٹھا کر دیکھا تو وہ تکیوں کے بنا ہی سو رہی تھی۔

"نامہ کو میرا اتنا خیال ہے ناں، میں نہیں تو تکیہ بھی نہیں۔۔۔ اف میری خوش فہمیاں"

نوح کو اخیر والی خوشی ہوئی نامہ کو ایسے ہی سوتا دیکھ کر اور جناب نے جلدی سے کروٹ بدل کر نامہ کی طرف رخ کیا، پھر وہیں سے اٹھ بیٹھا۔

"اگر اب آپ نے مجھے ایسے بیٹھ کر دیکھا تو میں روم سے ہی نہیں ولا سے بھی چلی جاؤں گی۔ مطلب حد ہے۔ پیر زخمی ہے، آرام کے بجائے اس پر کب سے ظلم ڈھا رہے ہیں۔ آپ کو اپنی کوئی فکر ہے یا نہیں۔؟"

وہ جو فرصت سے نامہ کو دیکھ کر رہا تھا، اسکی آنکھیں کھلنے پر سچ میں ڈرا جو پھر چڑخیل کی طرح گھورے اٹھ بیٹھی اور ڈانٹا بھی اس بار سخت۔

"میں تمہیں پیروں سے تو نہیں دیکھ رہا نامہ۔ یقین کرو۔۔ اور تمہیں دیکھنا شاید میری خود کے لیے فکر میں شمار ہوتا ہو۔"

اف اس معصومیت پر کون نہ لٹ جائے، نامہ کی ساری گھبراہٹ و خفگی کی بینڈ بچی، اسے مسکراہٹ چھپانے کو منہ پھیرنا پڑا پر جب تک وہ چہرہ واپس لائی وہ پھر سے اسکے پاس آکر اب دوسری طرف بیٹھ گیا۔

نامہ کی آنکھیں شکوہ کناں ہوئیں کہ نوح کو کیسے سمجھائے، کیسے سلائے۔

"کیا چاہتے ہیں آپ؟"

وہ سچ میں نیند اور بھاری آنکھوں سے بھری تھی، تھکن سی اسکی سرگوشی جیسی آواز میں اتر آئی۔

"اک راز"

وہ اسے سنسنی خیز لہجے میں بولا تو نامہ کو الجھن سی ہوئی۔

"ک۔۔ کیسا راز؟"

وہ ہکلا گئی۔

"تم اس دن پیشنت کے چینخنے پر جب بے ہوش ہو گئی تھی، یہ پہلے بھی ہوتا

ہے کیا؟ تم مجھے بتا سکتی ہو اپنی کوئی بھی کمزوری، اپنا ڈر، اپنی الجھن۔ ویسے تو

لڑکا لڑکی دوست نہیں ہوتے لیکن جب بیچ میں ہمارے جیسا رشتہ جڑا ہو تو

بننے میں کوئی پر اہلم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تم اس بگھڑے باس کو تھوڑا سا اپنا دوست بنالو۔ کہ ہماری ایک دوسرے کی موجودگی میں یہ گھبراہٹ تو ٹھکانے لگے۔ اور تم کچھ بھی کہہ سکو مجھے "

اس بار نوح نے اسکا ہاتھ بھی نہ تھاماس ان مر جھائی بھوری آنکھوں میں دیکھتے زرا اسکی طرف جھکے اپنی خواہشوں کو اس سال کیا۔

"میں اونچی آوازوں سے ڈر جاتی ہوں وہ جیسی بھی ہوں مجھے بہت بھیانک ہو کر سنائی دیتی ہیں، مجھے لگتا ہے یہ کان کے پردے پھاڑ دیں گی، اور جان لے لیں گی۔ ہاتھ پیر پھول جاتے ہیں۔ میں نے اسکا بہت ٹرٹمنٹ بھی کروایا پر سبھی نے تھوڑا تھوڑا علاج کر کے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ یہ فوبیہ جیسا ہے، جسکا علاج مکمل آج تک نہیں ایجاد ہوا۔ اسی لیے میں اس چیخ پر۔۔۔۔۔"

نامہ نے نظریں جھکا لیں جبکہ نوح کس قدر خوش تھا صرف اس بات پر کہ نامہ نے اس سے کچھ تو بانٹا۔

"ہم سب انسان کسی نہ کسی فوبیہ میں ہیں یہ بات سمجھ لو نامہ، اس لیے یہ کوئی بیماری یا عجیب چیز نہیں۔ ہم انسان ناقص عقل اور نا سمجھ یادداشت کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں جو اچھی چیزیں بھول جاتا ہے پر ناگوار چیزوں کو اپنے دماغ میں گھسائے رکھتا ہے۔ حالانکہ ہمیں ہمیشہ اپنے آپ کو میسر سکھ، خوشی اور راحت کو اہمیت دینی چاہیے۔"

وہ اسکی باتیں سنتی سر ہلائے مسکرائی۔

"آپکو بھی ہے کوئی فوبیہ!"

نوح اسکے سوال پر نظریں جھکائے نامہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں انگلیوں سمیت جکڑ کر اس لڑکی کی دھڑکنیں بھی جکڑ گیا۔

"ہاں پہلے تو کسی اپنے کو کھونے کا تھا پر اب ان ہاتھوں کی ملکیت سے محروم نہ ہو جاؤں اسکا محسوس ہو رہا ہے"

نامہ کی پلکیں سی لرزیں، وہ اسے اتنا معتبر کر گیا کہ نامہ کی آنکھوں کے کنارے سرخ پڑنے لگے۔

"نوح!"

وہ انہی رنگ بدلی آنکھوں کے آنسو سنبھالے اسے پکاری اور نوح کی سانس سے تیز ہو جاتی جب جب وہ اسے ایسے بلاتی۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں نامہ پھر ہم بھلے ایک گھریا کمرے میں رہیں نہ رہیں۔ ایسے میرا نام لے کر تم مجھے جنگ سے بھی واپس بلا سکتی ہو۔ تمہارا مجھے ایسے پکارنا اتنا سٹرونگ ہے۔ اور رہی بات میں پریشان کروں تو مجھے کہہ سکتی ہو کہ نوح شٹ آپ! بنا مینڈ کیے چپ ہو جاؤں گا"

وہ اسے سنتی، دیکھتی اور اختتام تک مسکراتی رہی اور نوح نے ایک ہی چہرے پر اس لڑکی کے مزاج کے سارے موسم جیسے تھے۔

"کہہ بھی دوں گی۔ ہچکچاتی نہیں ہوں سچ کہنے سے"

بھگی سی آنکھیں مسکرائیں تو نوح نے بے ارادہ ہی جھک کر نامہ کا ماتھا چوما تھا، اسکی رہی سہی سانس بھی گھوٹ دی۔

"یہ ہماری شادی کی پینڈنگ فار ہیڈ کس تھی، میرے سے سنبھالی نہیں جا رہی تھی مزید۔ کچھ ایسا ویسا مت سوچنا"

نوح اپنی دیرینہ خواہش کو پورا کرنے کا سکھ پائے دور ہوا تو نامہ نے پھولتی سانسوں کے بیچ نوح کو دیکھا، وہ اس جیسے محبت بھرے لمس پر بھلا ایسا ویسا کیا سوچتی سوائے اس کے کہ وہ دو جسموں سے نہیں، روحوں سے ایک ہو گئے ہیں۔

"آپ کا جواب ابھی دے دوں؟"

وہ بے حد پر سکون ہو گئی تھی اور اسکا یہ سوال اسکے اندر کی آسودگی کا ترجمان تھا۔

"رومنٹک ہونے والے سوال کا؟"

نوح صاحب اپنے مطلب کہاں بھولتے تھے، نامہ کی آنکھیں حیا سے لبریز ہوئے جھکیں۔

"آپکو رومنٹک باتیں کبھی کبھی کرنے کی اجازت ہے۔ بس"

وہ حدیں بنا رہی تھی یہ جانے بنا کہ بہت جلد وہ خود نوح کے ساتھ اتنی گھل مل جائے گی کہ یہ حدیں ٹوٹنے کا گماں بھی نہ پاسکے گی۔

"وہ تو میں تمہاری اجازت کے بنا کب سے کر رہا ہوں۔ تمہیں فیل نہیں ہوئیں ناں اف۔ میں نے تو رومنٹک ہونے کی اجازت مانگی تھی نامہ سلطان"

وہ اپنے حق کے لیے میدان میں اتر ا تو نامہ کو لگا اسکے دل کی دھڑکن شور کرنے لگی ہو، بہت نئی کیفیت تھی یہ، وہ نوح ادا دوغان اک نئے روپ میں اسکے سامنے بیٹھا تھا جو واجب العشق تھا۔

"اب بولو بھی"

وہ اسکی چپ پر بے چین ہوا۔

"سو جائیں"

نامہ نے پہلو بدلنا چاہا۔

"ٹھیک ہے نامہ سلطان، سو جاتا ہوں۔ تم پہلو بدل لو ہنہ۔۔۔"

وہ اٹھ کر گیا تو نامہ نے اسکے ناک جھٹکنے پر ہنسی سنبھالی، موصوف جا کر پھر کاوچ پر اس بار سینے کے بل جالیٹے پر دیکھ وہ اب بھی نامہ کو رہا تھا۔

"میں نے بہت جھوٹ بولے تو فجر کے لیے جگا دیجئے گا مسٹر نوح"

وہ آنکھوں میں شرارت بھرے نوح کا ایمان ہی تو ڈگمگا رہی تھی، کتنی حسرت تھی نوح کو اس لمحے کی جب وہ بھی اسے تنگ کرتی۔

"ہاہ! تم نے جھوٹ بولے۔ اب تو نہیں جگاؤں گا۔ خود ہی ایسے ہی سر پھاڑ خلیے میں تمہاری Rolls-Royce لے کر ہو سپٹل جاؤں گا اور پیشمنٹس

کو کاٹ کھانے کو پڑوں گا بھی۔ جب کسی نے جواب مانگا کہوں گا نامہ سلطان نے مجھے چھیڑا ہے۔"

وہ لیٹے دبے دبے ہی بڑبڑایا تو نامہ مسکرائی، بس ہنسنے والی تھی لیکن کنٹرول کر گئی۔

"میں تو چھیڑنے والے کام نہیں کرتی، میں تو بہت معصوم سی ہوں۔"

نامہ نے فوراً سے ناحق الزام سے خود کو بری کیا اور اس جانب بھی مریض عشق کو آرام سا آیا۔

"وہ تو ہو"

نوح کے لہجے میں استحقاق و یقین ساتھ اترتا تو نامہ نے نظریں فوراً ان ہیزل

سے آتشی رنگ پکڑتی نگاہوں سے پھیریں۔

"گڈ نائٹ"

وہ کہہ کر خود بھی لیٹی تو نوح نے بھی بلش پڑتا چہرہ کشن میں چھپاتے کروٹ بدل لی، محترم کو نیند بہت مزے کی جو آرہی تھی جبکہ نامہ، چھت سے لٹکتے سنہری فانوس کو دیکھتی خوشی سے بھری مسکرائی کیونکہ اسکے ماتھے کو نوح نے جس پیار سے چوما نامہ اسکی حلاوت و تسکین کو کسی پیمائش کے پیمانے میں نہ رکھ پارہی تھی، نیند اس پر بھی مہربان ہو رہی تھی پر دھیرے دھیرے!

ابھی دس منٹ ہی گزرے کہ نوح کو اپنی پینٹ کی جیب میں دھنسی ٹیلیٹ چبھی تو یاد آیا میڈلسن تو نامہ کو دی نہیں، فوراً سے پھر اٹھ بیٹھتے نامہ کو دیکھا اور اٹھ کر اسکے واپس سر پر آرکا، وہ بہت ہی سکون سے آنکھیں موندے ہوئے تھی، ابھی بس چند منٹ ہی گزرے تھے تو نوح کو اندازہ تھا وہ سو تو نہیں رہی ہوگی۔

"نامہ!"

دھیرے سے جھک نے نوح نے اس کے سلکی بالوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے سہلایا تو اس بار وہ سچ میں پریشان ہوئے جاگی بھی اٹھنے بھی لگی جب نوح نے اسے اشارے سے لیٹے رہنے کا کہا۔

"اب کیا ہوا مسٹر نوح! کیوں مجھے سونے نہیں دے رہے آپ؟"

نامہ نے شکوہ کیا ہی کہ وہ سائید میز پر رکھی پانی کی بوتل کھولے اس کے لیے پانی گلاس میں ڈالے وہ ٹیبلٹ نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ گیا۔

"میڈیسن تو رہ گئی۔ اس کے بنا میں تمہیں سونے تھوڑی دوں گا۔ اور یہ بتاؤ کچھ کھایا تھا یا بس چائے پر بیٹھی ہو؟"

نوح نے اس کے چہرے کی تھکن کا بغور جائزہ لیتے سوال کیا تو نامہ نے جلدی سے ٹیبلٹ لیتے اسے نکال کر لیا اور نوح نے پہلے جواب چاہا تبھی اپنا پانی والے گلاس والا ہاتھ پیچھے کھینچا۔

"پہلے میرا جواب چاہیے مجھے نامہ"

وہ سنجیدہ اور برہم تھا، نامہ نے اسکے سینے پر انگلی پوائنٹ کی تو نوح ہنسا۔

"کیا کہہ رہی ہو کہ مجھے کھایا ہے؟"

وہ اسی ہنستے انداز میں بولا تو نامہ نے بھی شرارت سے گردن اثبات میں ہلائی۔

"پھر ٹھیک ہے۔ یہ لو پانی۔ بہت سخی ہوں میں۔ ہاتھ پیچھے کرو میں پلا رہا ہوں ناں"

وہ شکر کا سانس بھرتی گلاس تھا منے لگی جب وہ حق جھاتا اسکے ہاتھ ہٹائے خود ہی اسے پانی پلانے لگا، نامہ کو لگا سچ میں حلق میں پھندا لگے گا جس طرح یہ آدمی ٹریٹ کر رہا ہے۔

"میں چھوٹی بچی نہیں ہوں مسٹر نوح"

ٹیبلیٹ نگلتے ہی وہ نوح کو گلاس واپس رکھتا دیکھے بولی تو نوح نے اس کے پاس سے اٹھ کر ہاتھ بڑھائے نامہ نے نچلے لپ پر اٹکے پانی کے قطرے کو انگوٹھے کی پور میں جذب کرتے نامہ کی نیند سکون اور چین اڑانے کی اک نئی سازش کی پھر ایسے دیکھا کہ وہ نظریں فسون طاری کر گئی۔

"آئی نو۔ تم میری وائف ہو۔ اب سچ میں گڈ نائٹ۔ سکون سے سونا۔ اب تنگ نہیں کروں گا"

محترم کہہ کر زرا چیخ کرنے بڑھے کیونکہ سونے کے لیے کچھ شرٹ اور پیٹ ٹائٹ تھی جبکہ نامہ نے اس بارتکیے پر سر بھی رکھا اور گھبرا کر لحاف بھی سر تک تان گئی، یہ تو ٹیبلیٹ نے رحم و کرم کیا کہ نامہ کو سچ میں نیند آگئی اور نوح جب چیخ کیے لوٹا تو اس نے بس شادماں سا سانس اپنے کمرے کی قسمت چمکنے پر کھینچا کہ آج پہلی رات تھی کہ اسکی دسترس میں اک ستارہ دیر تک رہا۔ زہے نصیب!

.._____..

"کون آیا ہے؟"

جہانگیر کو انکی نیند سے جگایا گیا تبھی وہ اٹھتے شدید برہم ہوئے۔

"دیشامیم آئی ہیں"

جہانگیر کا سنتے ہی موڈ بگھڑا، نیند بھی تباہ ہو گئی ورنہ اسکی شکل نہ دیکھتے اور واپس سو جاتے۔

"ٹھیک ہے"

جہانگیر نے اپنے شب خوابی کے ٹر اور شرٹ پر اسکا گاون پہنا اور اٹھ کر کمرے سے نکلے، وہ لاونچ میں ہی کھڑی آگ بگولا ہو رہی تھی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی؟"

عقب سے ناراض و خفا آواز سنائی دی تو دیشا پلٹی اور آنکھوں میں انگارے لیے ٹھیک جہانگیر عالدین کے روبرو آن رکی۔

"اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی ماننیہ کی ایسے منہ اٹھا کر کہیں بھی شادی کر دینے کی، میری بیٹی ہے وہ سنا تم نے۔ کس نے حق دیا تمہیں یہ بولو عالدین"

وہ منتفر ہوتی باقاعدہ چینی جبکہ جہانگیر اسکی ناراضگی پر جواباً زہر خند ہنسے۔

"میری اولاد ہے وہ، اسکی رگوں سے تم نہ میرا خون نکال سکتی ہو نہ دل سے پیار۔ بہت کوششیں کرنے کے باوجود دیشا کریزی وہ میری بیٹی اب بھی تم

سے زیادہ ہے۔ اور رہی بات اسکی شادی کی، اول تو شکر وہ تم پر نہیں گئی دوسرا اسے اسکی روح کا ساتھی ملا جسکے لیے تم تا عمر بھٹکتی ہی رہ گئی۔ لہذا اگر

تم نے ماننیہ کی زندگی میں زہر یا بے سکونی گھولی تو میں تمہیں اسکی مرتے دم تک صورت دیکھنے نہیں دوں گا۔ حق جمانا تو بہت دور کی بات ہے"

جہا نگیر عال دین نے بہت قہر بھرے الفاظ میں دیشا کو اسکی ویلیو سمجھائی، کہ وہ اک ناکام عورت ہے۔

دیشا ایسی تضحیک کیسے سہتی، اسکا مزاج تھا ہی ضدی، جب تک وہ اپنی مرضی کا سکھ پانہ لیتی تھی سکون نہ ملتا۔

"گوٹو ہیل۔۔۔ کس سے شادی ہوئی ہے۔ ایڈریس چاہیے مجھے۔"

دیشا کے غصہ ضبط کرنے پر جہا نگیر منہ پھیر گئے۔

"جا کر ڈھونڈ لو خود ہی۔ نہیں دے رہا کوئی پتا۔ در در بھٹکتی رہو ہمیشہ کی

طرح۔ آئندہ میری نیند غارت کرنے مت آنا۔ تمہیں برداشت کرنا اجیرن ہے اب میری ان آنکھوں کے لیے بھی۔ جاسکتی ہو تم"

وہ اہانت بخشتے سخت غصے سے وہاں سے گئے تو دیشا نے اپنے عتاب کو یوں دبایا کہ آنکھیں پتھر یلی اور رنگت سپید پڑنے لگی۔

وہ واپس تولوٹ آئی پر تب تک میکائیل بھی میڈیسن لیے سونے لیٹ گئے تھے، اب مانیہ کا پتا وہ میکائیل سے ہی اگلواسکتی تھی۔

"میکائیل۔۔۔ میکائیل بات سنو۔ مانیہ کی کس سے شادی ہوئی۔ یہ تو بتادو جان"

وہ اسکے پہلو میں ہی آکر بیٹھی میکائیل کے سینے پر ہاتھ سہلانے لگی۔

"ڈاکٹر خرد قریشی! نوح کے ساتھ ہی کام کرتا ہے۔"

وہ نیند میں بڑبڑائے تو دیشانے جھک کر میکائیل کا ماتھا چوما جسے انہوں نے ناگوریت سے برداشت کیا اور خود وہ آنکھوں میں شعلے بھرے اٹھ کر چینیج کرنے چلی گئی، صبح صبح جا کر تماشا کرنے کا پورا پلین بناتی دیکھائی بھی دے رہی تھی۔

اک اور رات بیت گئی اور سحر کی نیلگوں روشنی از میر کی سرزمین پر اسے
 لائق عشق بنانے اتر آئی، موسم ہر گزرتے پل کے ساتھ سہانا ہوتا جا رہا
 تھا، سردی کی شدت بڑھ رہی تھی، موسم کی ادائیں حشر برپا کرنے کا موجب
 بنتی دیکھائی دے رہی تھیں اور ایسے میں من پسند روحوں کا ساتھ موسم کو
 چار چاند لگانے لگا تھا۔

فجر کی آذانیں بلند ہو کر مدھم ہو چکی تھیں، نوح کی نیند ٹوٹ چکی تھی اور وہ
 فجر کی ادائیگی کے بعد زرا جیم جانے کو ٹریک سوٹ پہنے کاوچ پر بیٹھا شوز کی
 لیسیز لگاتے نظریں نامہ کے سوئے پر سکون وجود پر ڈالے مسکرا دیا۔

"میرے کمرے کو تمہاری موجودگی نے سجا دیا ہے نامہ۔ یہ کتنی بڑی خوش
 بختی ہے کاش میں بنا بو کھلائے اور پاگل ہوئے تمہیں بتا سکتا"

وہ اسے کچھ دیر دیکھنے کے بعد اٹھا، اور جا کر ڈریسنگ میز کے سامنے رک کر
 پرفیوم کھولتے رکا۔

گردن گمائی تو وہ کسمسار ہی تھی، شاید روم کی لائٹ اسے بے چین کرنے کا موجب تھی اور نوح نے تبھی آن کی تاکہ وہ اٹھے اور نماز پڑھ لے۔

"نامہ! جاگ جاو"

وہ اسے دھیرے سے پکارا تو نامہ نے فوراً سے آنکھیں اس نرم سی نیند کی تہہ پر دستک دیتی پکار پر کھولیں۔

"اوہ! آپ اٹھ گئے۔۔۔ فجر نکل تو نہیں گئی میری؟"

وہ جلدی سے گھبرا کر اٹھ بیٹھی، فون اٹھا کر دیکھا تو وہاں بابا کاریمانڈر میسج دیکھتے نامہ کی آنکھیں مسکرا دیں اور نوح اسکی مسکراہٹ ہی دیکھ رہا تھا فوراً سے پاس بیٹھا۔

"نیند اچھے سے آئی؟ میرے بستر پر؟"

وہ شدید خوشی سے نامہ کو دیکھ رہا تھا جو سوئی سوئی بے حد حسین لگ رہی تھی۔

"بہت۔ پر افسوس بھی ہوا کہ آپکو کاوچ پر سلا یا۔ نوح آپکا پیر؟ وہ درد میں تو نہیں۔۔۔ آپ اسے ایک بار میڈیکل ایگزامن کروالیجئے گا کیونکہ کٹ ڈیپ تھا"

وہ اسے اپنی فکر میں دیکھ کر پاگل ہی تو ہو رہا تھا، فوراً اسے نامہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں دبایا۔

"کروالوں گا۔۔ یہ بتاؤ کتنی اچھی نیند آئی۔ تفصیلی بتایا کرو نامہ سلطان"

نامہ نے بدحواس ہوتے نوح کے ہاتھوں کو دیکھا پھر نظر اٹھا کر آنکھوں کو۔

"اتنی کہ میں کروٹ بھی بدل نہیں سکی۔ یہ میری پرسکون نیند کا ثبوت

ہے۔ آپ کہاں جا رہے ہیں ابھی تو کافی وقت ہے ہو اسپتال کے لیے؟"

تفصیل بتائے وہ رک جاتی یہ چاہتا تھا پر سوال کر کے نوح کو افسردہ کر گئی۔

"جیم جارہا ہوں۔ آدھے گھنٹے تک آجاؤں گا۔ تم بتاؤ ایک اور بات۔ میرے ساتھ رہنا کفر ٹیبل ہے؟ تم میرے ساتھ شفٹ ہو رہی ہو؟ ہمیشہ کے لیے"

وہ اسی بات پر اٹکا تھا کہ نامہ کو اضطراب سا گھیرنے لگا۔

"کبھی کبھی بابا کے پاس رہ لوں؟"

وہ حکم دینا کل ہی ترک کر گئی، اسکا اجازت مانگنا ہی محبت تھی یہ نوح کا دل گدگدا گیا۔

"بلکل! خوشی خوشی۔ تم نے یہ اجازت لی مجھ سے، سپیشل فیل ہو انا نامہ۔ اٹھ جاؤ نماز نکل رہی ہے"

وہ ہاتھ بڑھا کر نامہ کا رخسار چھو گیا تو وہ مبہوت سی ہوئی پھر سر ہلایا، وہ اٹھ کر بقیہ اپنی سجاوٹ کرنے لگا تو نامہ نے پھر اجازت لینے کا سوچا۔

"میرے ساتھ بریک فاسٹ کریں گے نوح! بابا نے خود ناشتہ بنایا ہے ہمارے لیے۔ کیا آپ کے پاس ہو سسپٹل سے پہلے ٹائم ہے"

وہ اسے مخاطب کرے بولی جس بندہ بشر کا سارا دھیان ہی اسی پکار پر اٹکا تھا، اف محترم کا سجتے سجتے پلٹ کر انکار کرتے کرتے ہاں کرنا۔

"اک کنڈیشن ہے۔ ہاتھ پکڑنے کی اجازت ہوگی مجھے"

وہ مسکراہٹ کو خود میں ہی چھپائے زرا پاس آکر رکا۔

"بریک فاسٹ کرتے ہوئے بھی؟"

اف اس سادگی پر مر ہی جائیں۔

"بریک فاسٹ کرتے، چلتے پھرتے، سانس لیتے، جیتے جی ہر لمحہ!"

وہ جو دم سادھے بیٹھی نوح کے چہرے کو تک رہی تھی، یکدم سے اسکے رخساروں میں سرخیاں گھلی، وہ گردن گما کر چہرہ چھپا گئی۔

"ایسے بلش کرنے کو اجازت سمجھوں یا کچھ بولو گی بھی نامہ سلطان"

وہ لحاف پرے کرتی اٹھ کر بیٹھی تو نظر بہت سو فٹ وئیرز پر گئی، اتنا سافٹ تو نامہ نے کبھی بلیسٹ بھی یوز نہیں کیا تھا، نامہ نے اسکو پھر چہرہ پیچھے کرتے دیکھا، اس بلش چہرے کی خیر مانگی گئی ان ہیزل آنکھوں کی طرف سے جو اہمیت کا اک لمحہ بھی پا کر بہار نظر آتا۔

"فٹ وئیرز کے لیے تھینکیو"

نامہ نے مسکرا کر جوتے پہنے اور اٹھی، ساڑھے پانچ بج چکے تھے، نوح ابھی جم نکل رہا تھا، آدھے گھنٹے بعد واپس آکر وہ ہو سپٹل کے لیے ریڈی ہوتا تھا اور آج تو فل عیاشی تھی، ڈرائیور صاحبہ پاس تھیں۔

"میری حسرت کو بھی کوئی سکھ عنایت کرو"

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی پھر یاد آیا وہ کوئی بات بھولتا نہیں ہے، ابھی بھی اجازت کے لیے آنکھیں سوالی بنی نامہ پر جمی تھیں۔

"ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر رہنا اچھا نہیں لگتا پر آپ کو اجازت دے رہی ہوں
تھوڑی سی"

وہ اپنے بال کان کے پیچھے اٹکاتی سر نیچے کیے کھڑی تھی اور نوح کے بلکل
برابر پہنچ رہی تھی، اتنی کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے جیسے قد کا پا کر بھی ایکسٹرا
خوش تھا۔

"تھوڑی سی! اسے ایکسپلین کرو"

وہ پھر پکار بیٹھا کہ وہ اسے دیکھ کر بات کرے، بات بڑھائے۔

"سب کے سامنے نہیں، بس جب آپ اور میں ہوں۔ مجھے تو نظر نہیں لگے
گی پر آپ کے ہاتھ کا میرے ہاتھ میں ہونا دنیا کے لیے توجہ طلب بننے دیر نہیں
لگائے گا، نظر لگ گئی تو میں کیا کروں گی؟"

نوح نے بس اسکا پہلا جملہ ہی سنا، باقی تو کچھ سنائی نہ دیا۔

نوح نے ہاتھ بڑھا کر نامہ کے اٹھے بکھرے بالوں پر اسی مسرور کیفیت میں ہتھیلی پھیرے انکو سہلایا۔

"تو تب بتاؤں گا جب نظر لگی۔ تم نماز پڑھ کر باہر جا کر گھوم پھر سکتی ہو۔ بابا اس وقت لان کے بہت سارے پودوں کو پانی دیتے ہیں، میری غیر موجودگی میں انکو وقت دے سکتی ہو ورنہ میں ان سے انکی عنایہ کی خوشبو چھیننے پر مجبور ہو جاؤں گا"

کل بھی نامہ پوچھنا چاہتی تھی پر دماغ سے نکل گیا پر آج وہ شدید خواہش لیے اسے دیکھتی مسکرائی۔

"آپ وہ خوشبو کیسے چھینتے ہیں؟ ممتھیں ناں وہ آپکی۔؟"

نامہ کے دونوں سوال بہت حسین تھے۔

"ہاں ممتھ۔ بالکل تمہارے طرح لمبی دہلی، بھوری آنکھوں، لمبے بالوں والی، ہلکے گندمی رنگ والی حسینہ! تمہیں پکچرز دیکھاؤں گا انکی، بس شکل الگ

کہہ سکتے ہیں باقی اگر تم پلٹ کر کھڑی ہو تو وہی لگتی ہو۔ بابا بہت زیادہ فیئر تھے
 پر ماما کا فیس کمپلکشن تھوڑا سا و تھ انڈین تھا، تبھی مجھے ایک مکی فیئر سا
 کمپلکشن ملا، زیادہ بابا پر گیا پر واللہ عادتیں اور غصہ ماما والا ہے۔ (ہاں
 موصوف اپنی خزانے جیسی دنیا کھولے بیٹھے مسکرائے تو نامہ کی آنکھوں نے
 اس مسکراہٹ کو تا عمر ان ہونٹوں پر سجا رہنے کی دعا دی تھی)
 بابا کو لگتا ہے جب انہوں نے بیس سال پہلے دیشا سے شادی کی، ان سے عنایہ
 کی خوشبو کھو گئی۔

انکی خوشبو اب صرف مجھ میں بسی ہوئی ہے انکے بقول اور میں دھمکی دے
 کر انھیں کبھی کبھی تنگ کرتا ہوں"

نوح کی ساری باتیں سنے نامہ کا اعتماد جیسے بہت زیادہ بڑھا، وہ باتوں ہی باتوں
 میں اسے بتا گیا کہ وہ نامہ کے ہلکے گندمی رنگ سے لے کر ہر صلاحیت کو

سراہ رہا ہے، وہ اترانے لگی، من ہی من میں مسکرائی کہ نوح نے اسے خوبصورت کہنے سے پہلے اسکا احساس دلایا ہے۔

"آپ اپنے بابا سے اس خوشبو کو مت چھینا کریں، مزاق میں بھی نہیں۔ میرے بابا نے مجھے تکلیف نہ ہو اس کی وجہ سے ماما کی ہر تصویر ہر چیز جلادی پر اک اسکارف چھپالیا۔ وہ بھلے بے وفا ہوں، میرے بابا آج بھی انکی خوشبو سے چھپ چھپ کر وفانہا رہے ہیں اور دل کے مریض بن گئے۔ عورتیں اللہ کی بنائی بہت حسین مخلوق ہیں پر انہی کے بھیانک روپ سے زمین کانپ جاتی ہے۔"

وہ روانی میں اپنی ماں کا ذکر کر بیٹھی، بہت سا قلق، دکھ اور محرومی کا جذبہ تھا نامہ کے اک اک حرف میں۔

"تمہاری ماما کو اک دن اپنے کیے ظلم کا احساس ضرور ہو گا۔ جو زندگی سے چلا جاتا ہے اسکے لیے خوش یاد کھی ہونا چھوڑنا پڑتا ہے ورنہ ہم دوسرا سانس بھی نہ لے پائیں۔"

وہ اسکو دیکھتی اپنے دل کی بات کہہ بیٹھنے پر جو بے چین تھی، اس بے چینی کو نوح کے دونوں ہاتھوں کے لمس نے دور کیا، جو نامہ کے ہاتھوں کو تھام چکے تھے، دباؤ بخش رہے تھے، ٹھنڈک جو دل تک گئی، حدت جو جسم و جان سے لپٹ گئی۔

"میں انکو یاد بھی نہیں کرتی۔"

نامہ نے یقین دلایا اور ایسا کیسے ہوتا وہ اسکے دل بہلانے کا مان نہ رکھتا۔

"یاد کرنے اور یاد آنے میں فرق ہوتا ہے، میں تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ میں تمہاری نماز لیٹ کروا رہا ہوں۔ سورج بس نکلنے والا ہے۔ پڑھو ورنہ قضا ہو جائے گی۔ آدھے گھنٹے تک ملتا ہوں"

وہ وقت پر حیران تھا کیسے نامہ کے پاس پر لگاتے اڑتا تھا، جبکہ نامہ نے اس کے ہاتھ چھوڑ کر روم سے نکلتے ہی اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو کھول کر دیکھا پھر ناک کے قریب لائے سونگا، نوح اپنے ایکسٹر اسافٹ اور گلابی ہو جاتے ہاتھوں کی نمی کنٹرول کرنے کے لیے بہت ہی پیاری خوشبو والا ڈرائے موچر ائریوز کرتا تھا جسکی بہت روح پرور خوشبو تھی، پھر کچھ ہاتھوں کے لمس کی مہک بھی وجود رکھتی ہے۔

اب نامہ اپنے مہکے ہاتھ کیسے دھو ڈالے، بہت بڑی مشکل لگی پھر بھی اس نے اس خوشبو سے اجازت لیتے جا کر وضو کیا اور آکر کبر ڈکھولی تاکہ کوئی چادر یا اسکارف ڈھونڈ سکے اور تبھی اسکی نظر بلیک کلر کے گرم اسٹالر پر گئی جسکے کنارے ملٹی کلر کے موتیوں کا دونوں طرف کام تھا۔

"بہت پیارا ہے یہ۔ کہیں انکی مماکا تو نہیں۔۔۔ پر اور یہاں کوئی ہے بھی تو نہیں"

نامہ نے اسے چھوتے چھوتے ہاتھ ہٹالیے کہ کہیں وہ نوح کی کسی یاد یا لمس کو نہ بگھاڑ دے پر تبھی اسکی نظر وہیں رکھی ایک بلیک چٹ پر پڑی۔

"اسے اوڑھ سکتی ہو تم، یہ مجھے جتنا عزیز ہے، تم ایک رات میں اس سے دگنی عزیز لگ رہی ہو۔ یہ اجازت میں نے کسی کو نہیں دینی تھی پر تمہارے لیے کچھ بھی نامہ سلطان"

نامہ نے اس کارڈ کو اٹھائے سلور کلر سے لکھی تحریر پڑھی اور بہت ہی پیار سے اس اسٹالر کو نکالے نامہ نے اسے وہاں سے ہٹ کر مرر کے سامنے رکے اوڑھا، پھر اسکے دونوں پلو دائیں بائیں لپیٹے اور یوں وہ اسٹالر اوڑھے وہ چاند کا ٹکڑا سا لگنے لگی جیسے سیاہ آسمان پر دمکتا چاند اپنی ساری روشنی دان کر رہا ہو۔

نامہ کی سانسیں بھاری پڑنے لگیں، اسکی آنکھوں کے کناروں تک آنسو اترے، جنھیں وہ بہہ کر رخساروں پر اترنے سے روک نہ سکی، نامہ نے بہت

کوشش کی نہ روئے پر نوح کا ساتھ اسے اس سخت خول سے نکالنے پر تلا تھا جو نامہ نے اپنی کمزوریوں کے گرد حاوی کر رکھا تھا۔

"میں نے آپ سے مما کو کبھی نہیں مانگا اللہ، نہ میں انکو معاف کروں گی کبھی۔ بھلے آپ کہتے ہیں معاف کرنے والا آپکا پسندیدہ ہے۔ مجھ میں یہ اہلیت نہیں، اگر ہوتی تو مل جاتی اب تک مجھے۔ لیکن میں نوح کے لیے آپ سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں۔ میں انکے ساتھ آدھی سے پوری ہو رہی ہوں۔ زیادہ پوری بھلے مت ہونے دیں کیونکہ مکمل ہونے کے بعد ہر چیز کو زوال آجاتا ہے لیکن مجھے اتنا سا پورا کر دیں کہ ہم دونوں ہر بچھڑنے کے درد سے محفوظ رہیں۔ وہ بہت اچھے ہیں، میں یہ اچھا انسان کسی صورت کسی کو واپس لوٹانا نہیں چاہتی۔ میں ان سے یہ کہوں نہ کہوں، میں آپ سے ہر سانس کے ساتھ بس یہی کہوں گی۔"

وہ اپنے آنسو اپنی اس دعا اور اس سے بندھے یقین کے ساتھ ارسال کر کے سکون پا گئی، پھر سورج نکلنے سے پہلے نماز ادا کیے نامہ وہ اسکارف بھولے سے

اوڑھے ہی کمرے سے نکل کر نیچے آگئی، میڈز اور ملازموں کے علاوہ کہیں کوئی نہ تھا، نامہ کو نوح کی بات یاد تھی تبھی وہ لان میں آئی، نوح کے لاڈلے گارڈن اور پھولوں کو پانی دیتے میکائیل دوغان کے مسکرا کر پلٹے پر انکی نظر اس حسین لڑکی پر رکی اور خاص کر نامہ کے اسٹالر پر۔

انکے ہاتھ سے sprinkler Can بے اختیار چھوٹا تو نامہ جلدی سے ان تک پہنچی کہ کہیں پیر پر نہ لگا ہو۔

"آپ ٹھیک ہیں ناں میکائیل انکل؟"

نامہ نے پریشانی سے انکے پیر کو دیکھا۔

"نامہ، یہ نوح نے دیا تمہیں؟"

وہ جذباتی ہوتے نامہ کو دیکھتے بولے تو وہ اسٹالر سمیت آگئی ہے یہ خیال آتے ہی پریشان سی ہوئی۔

"اوہ! سوری میں اسے اوڑھے ہی نکل آئی۔ یہ انہوں نے نماز کی ادائیگی کے لیے دیا تھا۔ میں اسے رکھ کر آتی ہوں، آپکا پیر تو ٹھیک ہے؟"

نامہ نے اسے اتارنا چاہا پر میکائیل دوغان نے نامہ کے ہاتھ پکڑتے اسے روکا۔

"میں ٹھیک ہوں میرا بچہ پر اسے مت اتارو نامہ، اسے نوح کسی کو ہاتھ لگانا دور دیکھنے بھی نہیں دیتا۔ اسکی ماں جب لنگز کینسر سے مری تھی ناں تب یہی اوڑھا ہوا تھا ہماری عنایہ نے۔ یہ جان سے پیاری نشانی ہے جسے نوح نے مجھ تک سے نہیں بانٹی۔ اس نے اسے تمہارے حوالے کیا ہے، اسکا مطلب سمجھتی ہو تم؟"

نامہ نے دیکھا وہ شخص ٹوٹ کر بکھرنے کے باوجود اس خوشی سے بھرا تھا کہ انکے بچے نے اپنی اذیت، تنہائی، اپنے اکیلے پن کو دور کرنے کو کسی کو سچ میں چنا ہے۔

"ک۔ کیا مطلب ہے؟"

نامہ کی اپنی آواز کپکپائی۔

"یہی کہ اس نے تمہیں اپنی ذات کی گہرائی تک رسائی دی ہے۔ تم کون ہو نامہ؟ تم اچانک سے کیسے اسکی زندگی میں آئی کہ نوح کا وہ خوبصورت ورژن سامنے لائی جسے دیکھنے کو یہ باپ ترس گیا تھا۔ تم بلاشبہ خاص ہو۔ تم مرہم ہو نوح ادا دوغان کا"

نامہ کا دل اتنی بڑی باتوں پر خوفزدہ تھا، بھلا وہ زخم زخم دل و دماغ والی اس شخص کا مرہم کیسے ہے، یہ سمجھنے میں بہت مشکل تھا۔

"میں خیال رکھوں گی انکا"

نامہ کے پاس شاید میکائیل دوغان کی تڑپ کے لیے یہی چند لفظ تھے، میکائیل نے بے حد شفقت سے نامہ کا چہرہ ہاتھوں میں لیے ماتھا چوما۔

"وہ بھی رکھے گا تمہارا خیال"

وہ دگنا خوشی و یقین سے بولے پردیشا کی صبح صبح اس خوبصورتی میں دخل اندازی اچھا سا اُن نہ تھی۔

"بڑا پیار ہو رہا ہے نوح کی ڈرائیور سے؟"

دیشا کی آواز میں پھیلی کڑواہٹ پر نامہ نے زرا فاصلہ بنایا تو دیشا دونوں کو ہی خفگی سے دیکھ رہی تھی۔

"نوح کی ڈرائیور تھی یہ، اب تو میرے نوح کا حصہ ہے۔ بیوی ہے یہ میرے بچے کی۔ نامہ سلطان۔ کل ہی نکاح کیا ہے نوح نے اس سے"

میکائیل نے فخر سے بتایا جس پر دیشا کی خفگی لمحے میں سرور سا بنی۔

"ارے واہ! میری ناک تلے اتنا کچھ ہو جاتا ہے اور مجھے خبر ہی نہیں۔ نہ سگی اولاد کچھ بتاتی ہے نہ سوتیلی۔ ویسے اس طرح تم نے میرا ماتھا تو کبھی نہیں چوما میکائل۔"

دیشا کے لہجے کی حسرت ہی تھی جو نامہ نے محسوس کی، ناجانے کیا تھا کہ نامہ نے جب پہلی بار دیشا کو دیکھا تو اک فطری کشش نے اسے میٹھی سی وائبرز دیں، اب بھی وہی کیفیت تھی کہ نامہ کو اس عورت کی ہر بات طنز نہ لگی بس تکلیف میں ڈوبی آس لگی۔

"تم نے اسکی طرح نوح کے لیے کچھ کیا بھی تو نہیں دیشا۔ خیر تم کہاں اتنی صبح جاگ گئی۔ مرنے والی تو نہیں ہو؟"

میکائل کے لہجے سے نامہ بھی مایوس ہوئی جبکہ نظر اسکی دیشا کریزی پر تھی جو نامہ کو دیکھ رہی تھی، اپنی ہی اولاد سے وہ حسد میں مبتلا تھی۔

"میں میرے دشمن! کچھ کام ہیں۔ نامہ سلطان! ایسا کیا کر دیا تم نے نوح کے لیے کہ میکائیل کو اتنی پیاری ہو گئی تم؟"

دیشا نے اول جواب واپس پھولوں کی کثیر کرتے میکائیل کو دیا اور بقیہ سوال نامہ کے سامنے آرکتے پوچھے۔

"میں نے کچھ بھی نہیں کیا، میکائیل انکل بہت سوئیٹ ہیں۔ میرے بابا جیسے ہیں۔ آپ برا فیل نہ کریں پلیز۔"

نامہ نے بہت نرمی سے دیشا کو تسلی دی، اہانت سے نکالا جبکہ دیشا کا موڈ کچھ بحال سا ہوا۔

"ہمم۔ مجھے نوح بہت برا لگتا ہے۔ پر تم اچھی لگی۔ خوش رہو۔ یہیں رہو گی اب تم؟"

نامہ کو انکے منہ سے پہلا جملہ سن کر دکھ پہنچا پر اسکا دل چاہا وہ اس عورت سے باتیں کرے۔

"جی ہوپ سو۔ یا شاید کبھی کبھی۔"

نامہ نے غیر واضح جواب دیا تو دیشا من ہی من میں مسرور ہوئی، یہ تو سارا کام خود ہی ہو گیا تھا اب بس بیٹی کے اندر کی حسرت و ممتا کی تڑپ استعمال کر کے دیشا نے اپنے مطلب نکالنے تھے۔

"گریٹ! چلو ملتے ہیں پھر"

دیشا جلدی میں تھی تو نامہ نے رسان سے سر ہلایا پر نامہ نے اسکا پورچ تک نظروں سے تعاقب کیا۔

"یہ اچھی ہیں ناں۔ پھر کیوں دور ہیں آپ ان سے میکائیل انکل؟" نامہ نے پلٹ کر میکائیل کی طرف دیکھا جو نامہ کی بات سننے ہنس پڑے۔

"اس ناگن کو اچھا بس وہی کہہ سکتے ہیں جنکو اس نے ڈسا نہیں، اس سے تو اسکی اولاد بھی دکھی ہے نامہ۔ لمبی کہانی ہے بچے۔ اس سے دور ہی رہو تو بہتر

ہے۔ نوح کو پسند نہیں کرتی تو تمہیں بھی پسند نہیں کرنا چاہیے اسے، اگر تم سے نرمی و محبت سے پیش آئے تو نرمی دیکھانے یا پگھلنے کی ضرورت نہیں اسکا ضرور اس پیچھے مقصد ہوتا ہے ہر اچھے روپ کے "

نامہ حیرت سے کھڑی میکائیل انکل کی باتیں سن رہی تھی کہ وہ کس ظالم طریقے سے اپنی بیوی کو برا کہہ رہے تھے۔

"مجھ سے کیا مل سکتا ہے انھیں میکائیل انکل، میرے دامن میں تو زیادہ کچھ ہے بھی نہیں"

وہ افسردہ ہوئی، نا جانے کیوں اسے میکائیل کا دیشا کو برا کہنا دکھی کر گیا، میکائیل حیرانگی سے نامہ کو دیکھنے لگے، انھیں تو اسکا دامن ہر گز خالی نہ لگا پھر اٹھ کر نامہ کے پاس آ کر کے۔

"تمہارے پاس نوح کی خوشی ہے جو اس ظالم عورت کو کھٹکتی ہے۔ میں صرف عنایہ سے پیار کرتا ہوں۔ آج بھی۔ دیشا کے لیے میرے دل میں

محبت کی بھیک بھی نہیں نامہ اور تبھی یہ اس شخص کو برا جانتی ہے جو مجھے پیارا ہے۔ خاص کر نوح کیونکہ وہ میرے دل کا ٹکرا ہے۔ اور آج کے بعد ایسا نہ کہنا کہ تمہارے دامن میں زیادہ کچھ نہیں۔ اللہ نے تمہیں بھرا ہے نوح کی زندگی میں لا کر اور میرے بیٹے کی شرارت تمہاری وجہ سے لوٹی ہے جو عنایہ کے جانے کے ساتھ رخصت ہو گئی تھی"

ایک بار پھر آسودگی سے میکائیل دوغان نے نامہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، اسے ڈھیر سی اہمیت جتاتے اک سرور سی کیفیت میں مبتلا کیا، بیک وقت نامہ کی بھوری آنکھیں دھندلا بھی گئیں۔

"میں انکی شرارت کا بھی خیال رکھوں گی"

وہ پورے یقین دلاتے لہجے سے میکائیل کو مسرور و شادماں کر گئی۔

"میرا بچہ!"

وہ قربان سے ہوئے۔

"میکائیل انکل! میں ان کو بریک فاسٹ پر گھر لے جاؤں؟ وہ آپکے ساتھ ناشتہ کرتے ہیں کیا؟"

نامہ کے سوال کی خوبصورتی و اجازت پر میکائیل کا دل ٹھنڈا ہوا، مطلب نامہ کے مطابق وہ بابا کے ساتھ ناشتہ کرتا ہو گا تبھی اجازت چاہ رہی تھی کہ ان سے آج نوح کی کمپنی ہتھیالے یا نہیں۔

"نہیں وہ جیم سے واپس آتے ہوئے بس انرجی ڈرنک لیتا ہے، ناشتہ ہمیشہ ہو سپیٹل جا کر کرتا ہے۔ تم اسے خوشی خوشی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ بابا اور خرد صاحب کو میرا ہائے کہنا۔ بہت اچھا ہے اسے ساتھ لے کر جایا کرو۔ ہو سپیٹل کا ہی ہو کر رہ گیا تھا سچ میں، زر باقی معاملات میں بھی گھساو اسے۔ باقی میری دعائیں تم دو کے کپل کو ہر نظر سے بچانے کو ہمیشہ ساتھ ہیں"

وہ بے حد محبت سے پیش آئے تھے نامہ سے اب تک تبھی وہ انکی بہت فکر و احترام سے بھر گئی تھی کیونکہ محبت و خلوص کے بدلے نامہ کے پاس بہت سی محبت آٹومیٹک آجاتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تھینکیو۔ آپ کو میری ہیلپ چاہیے؟"

وہ انکے پھر سے پھولوں میں بڑی ہونے پر زرا خود بھی اشتیاق ظاہر کر گئی۔
 "تم یہاں سے پنک گلاب توڑو بڑی بڑی ٹہنیاں اور نوح کے روم کے واس کے لیے لے جاؤ"

نامہ نے انکی طرف مایوسی سے دیکھتا، کیا بتاتی واس تو توڑ چکی ہے۔

"جی میں اتارتی ہوں"

نامہ نے یہی سوچا کہ وہ بس پھول سائیڈ میز پر رکھ دے گی تبھی سات کھلے جو بن پر سب سے پھول اس نے اتارے اور انکو اکٹھے کرتے اسے ہتھیلی میں اک

دوکانٹا لگا پر نامہ نے انکو نیل سے ٹہنیوں سے وہیں چٹیر پر بیٹھے اتارا، میکا نکل نے جب نامہ کو یہ کرتے دیکھا تو وہ اپنی رشک انگیز کیفیت چھپانے میں بالکل ناکام ہو گئے اور باخدا اسکو ڈھیڑ سی دعائیں تک دے ڈالیں۔

.._____..

رات کی ٹف ذمہ داریاں نبھائے اما نیل واپس آیا تو بابا لان میں ہی یوگا کرتے نظر آئے، اما نیل کو گاڑی سے اتر کر وہیں آتا دیکھے شرارتی مسکرائے۔

"اوئے ہوئے! اس ٹائم کہاں آگئی یہ وی آئی پی سواری۔ ضرور بیوی کی یاد کھینچ لائی میرے بچے کو"

ڈیڈی کا چھیڑنا جناب کو ہنسا گیا، وہ پاس آ کر انکے قریب ہی رکا جواب کچن میں یار کی ہلپ کو نکلنے والے تھے وہ بھی فیروز صاحب کے سختی سے منع کرنے کے باوجود کیونکہ آج سلطان صاحب میں جوانی والا شیف جاگا تھا۔

"بابا اسکی فکر تھی مجھے یہ سچ ہے"

اف اس سعادت مندی و اعتراف کے صدقے!

"میں قربان! تو اسکے ساتھ آباد و خوش رہ۔ جیسی تیرے ماں باپ کی زندگی تھی اسکا سایہ بھی نہ پڑے تیری خوشیوں کو۔ وہ لڑکی آخری سانس تک تجھ سے وفادار رہے میرے شیر۔ ویسے مجھے مانیہ بہت پسند آئی ہے، لگتی بھی با وفا و خلوص والی ہے۔ بہت شانت سی روح بھی لگی، مطلب بس غرض ایک ہی ہو کہ جو اسکا ہے وہ اسکا ہی رہے۔ اما نل خوش ہوناں؟"

اتنی ساری اما نل کی راحتیں بیاں کرنے بعد بھی بابا کا اسکی خوشی کا سوال ماحول اور یہ سحر سے جڑی صبح اور حسین کر گیا۔

"جی ڈیڈی! میں اسکے ساتھ بہت خوش ہوں۔ بہت زیادہ۔ وہ خوبخو ایسی ہی ہے جیسی آپکو لگی۔"

اماٹل كا اعتراف اس باپ كے لیے مزید سكون كا باعث بنا تبھی اپنے بچے كو وہ اپنے سینے بھینچ گئے، اتنے پیار سے كه اماٹل كے هونٹوں پر مسكراہٹ همك گئی۔

"ماشاء اللہ! نظر نہ لگے تم دو كو۔ چلو میں اور فیروز زرا ناشتے كو فائنل كرتے ہیں، وہ تو دو گھنٹوں سے كچن میں گھسا ہے آج خیر ہی هونچوں كو اپنے ہاتھ كا ناشتہ كروانے والا ہے۔ جب تك ہم سب كممل كرتے ہیں نامہ اور نوح بھی آجائیں گے اور تم دو بھی آجانا باہر۔ آج سب مل كر بریک فاسٹ كريں گے۔ جاو میرا بچہ كچھ وقت مانیہ كے ساتھ گزارو۔"

اماٹل كو شیف صاحب كا سنے شك بھی لگا پھر اس چیز نے مسرت دی كه وہ نامہ كے لیے شك رہے سكون میں آئے ورنہ خرد اور اماٹل دونوں نے فیروز سلطان كو ہمیشہ فكروں و پریشانیوں میں ڈوبا ہی ديكھا تھا۔

وہ بابا سے اجازت لیے روم میں گیا، مانیہ دوسری طرف کروٹ بدلے، لحاف کندھے تک اوڑھے اسی کروٹ پر لیٹی تھی جہاں وہ رات اسے سلا کر گیا تھا۔

امائل نے چنچ کیا، اپنی کلین شیو کی جو کچھ دن سے چھوڑ رکھی تھی اور ٹراوزر شرٹ پہنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوارف سے مگر کافی ڈیشنگ حلے میں واپس روم میں آیا اور مانیہ کے پاس ہی آکر بیٹھا، اسکی سکون کی نیند امائل کو بے حد راحت دے رہی تھی۔

امائل نے ہاتھ بڑھا کر مانیہ کے کان پر ڈھلکے بالوں کی لٹیں ہٹائے جھک کر اسکی کن پٹی کو چوما ہی کہ وہ کسمسا کر جاگتی کروٹ فوراً امائل کی طرف پھیر گئی، آنکھیں کھولتے ہی خود پر جھکے امائل کے چہرے سے چھوٹی آفرشیو کی خوشبو پر وہ اپنی ہتھیلیوں کو اسکے چہرے سے جوڑے روٹھ کر دیکھنے لگی۔

"تم اتنے پیارے کیوں لگ رہے ہو، تم یہ فیشل ہیر زرنے کیوں نہیں دیتے۔ دیکھو ایسے تمہیں نظر لگے گی ناں۔ خود کو چھپا رہے دیتے میرے لیے امان۔"

مانیہ کی اٹھتے ہی لاڈ بھری شکایتیں سننے وہ مدہوش کن مسکرایا اور مانیہ کی کمر میں دونوں ہاتھ ڈالے اسے لیٹے سے بیٹھایا کیونکہ اس پر بالکل بینڈ تھا۔

"ایکچولی مجھ پر دھاڑی یا بڑھی شیوسوٹ نہیں کرتی۔ ورنہ تمہیں یہ فیشل ہیر زچھیں گے یہ فکر تھوڑی کی میں نے"

وہ جواباً انسیت بھری نگاہوں سے مانیہ کی نیند میں ڈوبی آنکھیں تکتا سے جس جتاتے لہجے میں بولا وہ جاگتے ہی مسکرائی اور ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ مانیہ کی صبح اتنی حسین ہوتی۔

"یہ فکر کرتے تو معافی مل بھی جاتی پر اب نہیں، دوبارہ انکو مت ہٹانا
 امانل۔ تم پر سب سوٹ کرتا ہے۔ غصہ بھی پیار بھی۔ تم مسکراتے بھی اچھے
 لگتے ہو اور گھورتے ہوئے بھی۔"

وہ تھوڑی گھبرا کر بولی، اسے امانل کی نرم نظروں کی کچھ ہی دن میں عادت
 تھی پر اس وقت ان سیاہ آنکھوں میں بے شمار سکھ غالب تھا۔

"ٹھیک ہے! پہلے جب تم نے دھاڑی رکھنے کا کہہ دیا تھا تب تم نامحرم
 تھی۔ تبھی میں مان نہیں سکا، اب تو ماننا پڑے گا۔ نیند ٹھیک لی تم نے؟ پین تو
 نہیں ہے"

وہ اسکی آنکھوں میں اب بھی تھکاوٹ محسوس کر سکتا تھا، مانیہ نے اسکا رخسار
 سے جڑا ہاتھ پکڑے سر ہلایا پھر اسکی ہتھیلی پکڑے ہی اپنے دل پر
 رکھی، امانل کی آنکھوں کا خمار اک تڑپ میں بدلا۔

"یہاں سب اچھا ہے تمہاری وجہ سے"

وہ ہر سانس کے ساتھ امانل کو خاص ہونے کا احساس دلارہی تھی جسکی وجہ سے امانل کو لگا اسے بھی یہ کرنا چاہیے۔

"اور یہاں؟"

وہ اسکی گردن میں ہاتھ جکڑ کر اپنے قریب کرے مانیہ کی دونوں آنکھوں کو اس اجلت میں چوم گیا کہ مانیہ نے جس لمحے کے بہت سا ٹھہرنے کی آرزو کی وہ بہت ہی تیزی سے بسر ہو کر مانیہ کے پورے وجود کو جکڑ گیا۔

"تم نے میری آنکھیں چومیں یا بس مجھے لگا امانل؟"

وہ صدمے سے بڑبڑائی، امانل کو اس کی بدحواسی پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"میرے خیال میں ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی ہے میں نے، تھکن سے

بھری مجھ پر جمی مجھے بھی تھکا رہی تھیں"

اور وہ امانل خرد تھا، کیسے اظہار نہ کر کے بھی اظہار دینے کا سکھ مانیہ میں بھر کر رہ گیا۔

"تم کبھی مت تھکنا! کبھی بھی نہیں۔ مجھے سنبھالتے ہوئے تو ہر گز نہیں۔ میں تمہارے ساتھ بہت خوشی سے بھری ہوں۔ تم کبھی تھکے لگے تو یہ خوشی مر جائے گی۔ مجھے خود سے اٹیچ کر رہے ہونا تو وعدہ کر لو مجھ سے اکتاؤ گے نہیں۔ میں تمہیں اپنی زندگی، اپنے دل اور اپنی رگوں سے نکالنے کا سوچتے ہی مر جاؤں گی امانل"

وہ اسکی آنکھوں میں ہلکوری تکلیف پر اسے یہ سب باتیں دوبارہ نہ کہنے کی تمہید میں اپنی بازوؤں کے ہالے میں قید کرے اپنے سینے سے لگا گیا، ان بازوؤں کے حصار میں وہ تڑپ سسک بھی رہی ہو تو مسکرا دے، وہ اتنی محبت سے گلے لگاتا کہ گلے لگنا بھی اک آگ جیسی قربت میں بدل جاتا، ماحول میں رومان پرور خاموشی کا رقص ہوتا جو بظاہر چپ تھی پر اس میں ڈھیڑ گیت چھپے تھے۔

"تمہیں یہ سب سوچنا ممنوع ہے۔ تمہیں ہر سٹریس اور ڈر سے دور رہنا ہے۔ مجھے بتاؤ تمہارا لفٹ میں دم کیوں گھٹا تھا۔؟"

وہ اسے پکڑے روبرو لایا تو وہ اب بھی تڑپی لگی تو امانل نے اسکا ماتھا چومے اسکے بلکتے تڑپتے دل کو سکون پہنچانے کی کوشش کی تھی۔

"میں نے بچپن سے خود کو بہت اکیلا پایا، جب یہ اکیلا پن بڑھنے لگا اور میں بڑی بھی ہونے لگی تو میں کچھ ٹائم ڈرگ ایڈکٹ بن گئی۔ جن لوگوں سے ڈرگ لیتی تھی انکا تعلق کچھ کرمنل گینگز سے تھا۔ ایک بار میں انہی کے کلب تھی تو پولیس کا چھاپہ پڑا، ان لوگوں نے مجھے کنٹینر میں بند کر دیا، تیرا گھنٹوں تک میں وہاں بند رہی جب تک کلب سے پولیس کی سیل نہ ہٹی، کیونکہ میں پکڑی جاتی تو ان لوگوں پر ڈرگ کا ایک نیا کیس کھل

جاتا۔ اس کنٹینر میں چھید تو تھے، پر وہ قبر جیسے تیرا گھنٹے مجھے کبھی نہیں بھول پاتے، میں اندھیرا دیکھتے ہی خود کو اسی بند قبر میں محسوس کرتی ہوں۔ ڈونٹ

وری میں نے اسکے فوراً بعد ڈرگنز چھوڑ دیں اور اپنا تین ماہ کا ٹرمینٹ بھی لیا تھا"

وہ یہ سب بتاتی بتاتی آخری جملے پر جبراً مسکرائی کیونکہ اسے لگا امانل کو بہت پریشان کر دیا ہے۔

"اب کبھی اکیلا فیل مت کرنا۔ اندھیرے سارے بھیانک نہیں ہوتے۔ دیکھنا چاہو گی؟"

وہ امانل کے دور ہو کر سوال کرنے پر مسکرائی۔

"ہاں۔ کیا کرنے لگے ہو؟"

وہ اسکے پاس سے اٹھا اور جا کر کھڑکیوں پر پردے ڈال دیے جبکہ مانیہ تب

زر اڈری جب امانل نے روم کی مین لائیٹ آف کرے بالکل روم میں

اندھیرا کیا، مانیہ نے ڈر کر آنکھیں بند کیں اور اس سے پہلے اٹھ کر

چینختی، امانل نے اسے اپنے گلے لگاتے روکا، مانیہ نے اپنا چہرہ امانل کے

کندھے میں چھپاتے اسکو زور سے جکڑا، وہ بے ترتیب سانس لیتی نڈھال ہونے لگی پر جب امائل نے اسکی پشت پر ہتھیلیوں کو پھیرا تو وہ دھیرے سے پرسکون ہوئی۔

"یہ اندھیرا بھیانک ہے کیا؟"

وہ اسکے کان میں بولا، دیکھائی تو دونوں کو کچھ نہ دے رہا تھا، لیکن مانیہ کی اکھڑتی سانسیں سنورتی سنائی ضرور دیں۔

"ن۔۔ نہیں۔ اس اندھیرے سے پیار ہونے کا خطرہ ہے"

وہ اسکی گردن میں چہرہ سرکاتے چھپاتی بے حد رغبت سے بولی اور محسوس کیا امائل نے اسے اپنے سینے کی ساری راحت دے دی ہے۔

"کبھی مت ڈرنا ان تار کیوں سے، میں اب سے ساتھ ہوں۔ کبھی ناراض

بھی کر دیا تم نے مجھے تو خود کو تم سے دور نہیں کروں گا۔ مجھے تمہاری بہت فکر ہے مانیہ۔ تمہاری اک اک سانس کی پرواہ ہے۔ تمہارے مسکرانے کی

طلب ہے، تمہارے نارمل ہو کر زندگی جینے کا ارمان ہے۔ ت۔۔ تم قیمتی ہو میرے لیے"

وہ اسے بہت سا سکون پہنچا رہا تھا، نہ سب مانیہ پر کسی میڈیکل ڈرگ سے زیادہ اثر انگیز تھا۔

"مجھ سے ایسے پیار کیا کرو، بول کر کہا کرو امان۔ یہ بہت خوبصورت ہے۔ مجھے اسکی ضرورت ہے۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے"

وہ اپنی خواہش کتنی آسانی سے کہہ دیتی تھی، امان نے اسے وہیں روکا اور زرا سا پیچھے ہٹے سوئچ بورڈ سے پورا کمرہ روشن کرتے وہ واپس مانیہ تک پہنچا جو بے حد خوش تھی۔

"بول کر کہوں گا اب سے کہ تم قیمتی و نایاب ہو میرے لیے۔ کیا اس سے تمہیں سکون و خوشی ملے گی؟"

وہ محبت بھری نظروں سے مانیہ کو جکڑ گیا۔

"تمہاری سوچ سے زیادہ ملے گی۔"

وہ اعتراف کرے نظریں جھکا گئی جبکہ اماں نے اسکا جھکا چہرہ اوپر اٹھاتے دیکھا ہی کچھ ایسی چھیڑتی، اکساتی نظروں سے مانیہ کا دم سانس لگنے لگا، وہ اپنی نظروں کی حدت سے اک بولڈ لڑکی کو شرماتے پر مجبور کرنے والا یقیناً انوکھا ہی شخص تھا۔

وہ مانیہ کو اپنے قریب کیے اس سے پہلے کچھ مزید قریب ہوتا، باہر بلند ہوتی عجیب و غریب آوازوں پر وہ دونوں فکر مند ہوئے کیونکہ خرد صاحب کے چلانے کی آواز آئی تھی۔

"کیا لینے آئی ہو تم۔ خبر مل گئی کیا کہ یہ باپ بیٹی کچھ سکھ پا گئے۔ آگئی تم ان دو کی خوشیاں اجاڑنے سوہا"

جب تک اماں اور مانیہ باہر آئے آگے کا منظر دیکھے تھم گئے، فیروز سلطان اذیت و نفرت سے سوہا کو ناجانے کتنے سالوں بعد دیکھ رہے تھے اور خرد

صاحب کا غصہ سوانیزے پر پہنچا تھا جبکہ ماما کو دیکھتے ہی مانیہ نے خوفزدہ ہوتے اماٹل کو دیکھا۔

"ی۔۔۔ یہ سوہا نہیں ہیں۔ یہ میری ماما ہیں۔ دیشا کریزی۔۔۔ ماما آپ یہاں۔۔۔"

مانیہ نے آگے بڑھتے دیشا کا دفاع کرنا چاہا پر خرد سمیت فیروز صاحب کے چہرے بھی پتھر اگئے جبکہ خود اماٹل بھی پتھر ہو گیا۔

"ہاں تمہیں لینے آئی ہوں۔ ختم کرو یہ تماشہ"

دیشا نے مانیہ پر غصے سے دیکھتے بمب گرایا۔

"ویٹ آمنٹ! کس لیے لینے آئی ہو تم۔۔۔ پہلے تم نے میرے یار کا دل

اجاڑا اب تم میرے بیٹے کا سکھ چھیننے آگئی ڈائن۔۔۔ نام بدلنے سے، یہ

پلاسٹک سر جریاں کروالینے سے تم اچھی نہیں ہو جاو گی سوہا۔ تم وہی رہو گی

بیچ اور گھٹیا"

خرد صاحب کے اندر کا بہت غصہ بھڑاس بن کر نکلا تھا جبکہ امائل کی پتھرائی حالت میں جنبش فیروز ائکل کو دیکھ کر ہوئی، جو سینے میں اٹھتے درد پر لڑکھڑائے تھے جبکہ امائل انکی طرف دوڑا۔

"میرے منہ مت لگو خرد! اپنے اس سائیکو دوست کو دیکھو مرنے جائے۔۔ اور تم چلو۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہاں مجھ سے پوچھے بنا کسی سے بھی رشتہ جوڑنے کی"

دیشانے روتی مانیہ کے کسی درد کی پرواہ کیے بنا اسے کھینچ کر وہاں سے لے جانا چاہا، جبکہ فیروز صاحب کو بس ہلکا سا پین تھا تبھی انہوں نے اشارے سے امائل کو مانیہ کے پیچھے دوڑایا۔

"م۔۔ ماما۔۔ چھوڑیں مجھے میں نہیں جاؤں گی گھر۔۔۔ یہ میرا گھر ہے"

مانیہ نے کرب کے سنگ سسکتے اپنی کلائی جھٹکنی چاہی پر دیشا اسے گھسٹنے پر تلی تھی، امائل نے اس سفاک عورت کا راستہ روکتے ہی دیشا کے ہاتھ سے مانیہ کا ہاتھ چھڑواتے اسے اپنے سینے لگایا۔

"اسے اسکی اجازت کے بنا کوئی چھو نہیں سکتا بھلے پھر وہ اسکی ماں ہی کیوں نہ ہو۔ مانیہ کس کنڈیشن میں ہے جانتی بھی ہیں آپ؟ اسے ایسے جانوروں سا سمجھ کر گھسٹنے کا کیا مقصد ہے۔ کیا بتانا چاہتی ہیں بہت پرواہ ہے آپکو اسکی۔ اسکی زندگی میں آتی اچھی بری چیزوں کی پہلے کب فکر و خبر رکھی آپ نے جو آج اس سے سوال کر رہی ہیں۔ میری بیوی ہے اب یہ۔ پوری دنیا سے زیادہ حق ہیں میرے اس پر"

وہ بہت زیادہ ڈری سہمی کانپ رہی تھی اگر امائل نے اسے خود میں چھپایا نہ ہوتا تو اپنی ماں کا دہرا روپ سنتے ہی مر جاتی۔

"یہ تمہاری بھول ہے امائل کہ میری اولاد پر کسی کا بھی مجھ سے زیادہ حق ہو سکتا ہے کبھی۔ یہ میرے ساتھ جائے گی۔ اسکا ٹرمٹنٹ میں خود کرواؤں گی۔ اسے تمہارا تجربہ گاہ نہیں بنے دوں گی۔ تمہارا کیا بھروسہ اسے مار ہی ڈالو۔ کتنے مریض ٹھیک کیے ہیں اب تک امائل صاحب۔۔۔ نوح کو اسکی کوئی پرواہ نہیں کہ خود کے بجائے اسکا کیس تمہیں تمہا دیا کہ لو کرو ایکسپیرٹمنٹ۔۔۔ واٹ دا ہیل۔۔۔"

دیشا کی زہر بھری ٹون پر امائل نے بہت خود کو برداشت سے گزرا، خود دمانیہ تکلیف کے سنگ اپنی ماں کو دیکھنے لگی۔

"اگر کسی اور ڈاکٹر نے مجھے چھوا بھی تو میں اپنی ساری نیسیں خود کاٹ دوں گی ماما، یہ مجھے مارے یا زندہ چھوڑے اسے سارے حق دیے ہیں۔ پ۔ پلینز جائیں یہاں سے اور حوصلہ جمع کر لیں خود میں جب میں آپ سے دیشا اور سوہا کا سوال کروں گی۔۔۔ جائیں خدا کے لیے۔۔۔ نامہ کے بابا کی حالت

دیکھیں، انھیں کچھ ہوا تو نامہ کو کوئی سنبھال نہیں سکے گا۔ اتنی بے رحم نہ بنیں۔ پلیز میں ہاتھ جوڑتی ہوں آپکے آگے"

مانیہ نے اس عورت کے سامنے آکر جس طرح للکار کر جواب دینے کے ساتھ ساتھ باندھے، دیشا کی انا گوارانہ کی اب وہ مزید رکے۔

"مجھ سے ولا آکر ملو مانیہ۔۔۔۔۔ یہ سب جائیں بھاڑ میں"

وہ غرا کر مانیہ کو کہے وہاں سے گئی پر جیسے پیچھے بھونچال سا چھوڑ گئی، فیروز صاحب کو اس عورت کی سفاکی بھولی ہی کب تھی کہ آج پھر اسکا یہ ظالم روپ سارے زخم بلکل ہرے کر گیا، جبکہ مانیہ نے پلٹ کر بھیگی آنکھوں سے اماٹل کو دیکھا، وہ فوراً اپنے بازو کھول گیا جس میں وہ روتی ہوئی آکر بس گئی۔

"میں تمہیں مرنے یا تڑپنے نہیں دوں گا۔ تم تجربہ گاہ نہیں، زندگی بن چکی ہو میری۔ میں تمہیں ٹھیک کروں گا آئی پراس"

وہ بھی ہرٹ تھا، مانہ نے اس کے سینے کو ہونٹوں کی راحت دی کہ وہ ایسا سب نہ سوچے۔

"مجھے خود سے زیادہ یقین ہے تم پر۔ ماما کی باتوں کو اگنور کرو۔۔۔۔۔ فیروز انکل۔۔"

وہ دونوں یکدم پلٹے جہاں خرد صاحب نے سہارہ دے کر فیروز کو کاوچ پر بٹھا کر پانی پلایا تھا اب وہ بہتر تھے۔

وہ دو بھی لپک کر ان کے پاس جا رکے، مانہ تو ان کے قدموں میں بیٹھ گئی، وہ فیروز سلطان کی آنکھوں کا درد نہ جھٹلا پائی۔

"پلیز مجھے بتائیں فیروز انکل، ماما کو کیسے جانتے ہیں آپ؟ خرد انکل۔۔ ٹیل می۔ آپ انھیں سوہا کیوں کہہ رہے تھے؟"

مانہ کی تڑپ نے ان تینوں کو غمزدہ کیا خود امانل کو اندازہ نہ تھا مانہ کی ماں ہی سوہا نکلے گی کیونکہ وہ بھی اسکی شکل بھول چکا تھا۔

"سوہا ہی تھی وہ۔ فیروز کی ایکس وائف۔ نامہ کی ماں ہے وہ"

فیروز صاحب تو نہ بولے پر خرد صاحب کے جواب نے مانیہ کو ضرور کاٹ کر رکھ دیا۔

"کیا؟۔۔۔ کب شادی ہوئی آپ سے۔ مجھے تو لگا ماما نے بابا سے ڈائورس کے بعد بس میکائیل بابا سے شادی کی تھی، کیا ان چھ سالوں کے بیچ ہوئی آپ دو کی شادی فیروز انکل؟"

وہ شدید بے چین تھی پر جب فیروز صاحب نے سر ہلایا تو مانیہ کی آنکھیں بھیک گئی، وہ سب کرب میں تھے۔

"مطلب نامہ میری ماما کی طرف سے بہن ہوئی۔۔۔۔۔ وہ تبھی اتنی قریبی لگی مجھے دل کے۔ ماں جائی جو تھی۔ آپ پلیز اداس نہ ہوں۔ نامہ کے لیے بہت قیمتی ہیں آپ۔۔۔ ماما نے کیا بہت تکلیف دی آپ دو کو؟ پلیز ٹیل می"

وہ بہت زیادہ تکلیف سے بھری تھی اور چاہتی تھی جو اسکی ماں اذیت دے کر گئی اسکا ازالہ کرے۔

"پانچ سال تک وہ فیروز کی ہی بیوی رہی پر باوفا نہ تھی۔ کسی غیر مرد کے ساتھ رات گزار آئی صرف فیروز سے طلاق لینے کو کیونکہ یہ بہت پیار کرتا تھا، جان لٹاتا تھا۔ بہت مارا فیروز نے کہ ہو سپٹل پہنچ گئی۔ اک باوفا شخص کو کوئی عورت ایسے زروں میں بدلے تو یہی ہوتا ہے۔ نامہ ان دو کے جگھڑے کو دیکھتے ڈر کر بھاگ گئی اور کڈنیپ ہو گئی۔ سوہا ہو سپٹل پہنچ گئی اور فیروز پر کیس کر دیا، اس باپ پر جو اپنی گمشدہ بچی کو در در بھٹکے تلاش کر رہا تھا۔ اور پھر اس سفاک عورت نے فیروز کی ضمانت طلاق کے بدلے کروائی کیونکہ وہ جیل میں رہ کر نامہ کو تلاش نہیں کر سکتا تھا تو اپنی ضمانت کے لیے سوہا کے پیر پڑا تھا۔ وہ نامہ اور فیروز پر ایسے خاک ڈال کر گئی مانیہ۔"

یہ سب سچ میں ناقابل برداشت تھا، مانیہ کی تکلیف بے حد بڑھی، اسے ماما سے بہت شکایت تھی پر آج دکھ ہوا کہ وہ ایسی بے درد عورت کی بیٹی کیوں ہے۔

"م۔۔ ماما نامہ سے پیار نہیں کرتی تھیں کیا؟۔ کیسے چھوڑ آئیں اس کھوئے جگر کے ٹکڑے کو۔؟ آپ کیوں پیر پڑے۔۔۔ ہاں۔۔۔ ایسی ظالم عورتوں کے سر کاٹتے ہیں پیر نہیں پکڑتے۔ آئی ایم سوری نہ میں یہاں آتی نہ ماما تماشا کرتیں، نہ آپکے زخم ہرے ہوتے۔ مجھے معاف کر دیں پلیز"

وہ فیروز انکل کا ہاتھ تھامے اسے چومتی سخت شرمندہ تھی پر وہ اسکا سر سہلاتے اسے ایسا بولنے سے روک رہے تھے۔

"تم اس گھر کا بخت بڑھانے آئی ہو۔ خود کو الزام نہ دو میرا بچہ۔ وہ فساد برپا کرنے والوں میں سے تھی اور رہے گی۔ تمہارا کوئی قصور نہیں بلکہ تم تو اس مکان کی ٹھنڈک ہو۔ میرا ہی دل دغا دے گیا، مجھے لگا یہ اسکے لیے پتھر ہو چکا ہے پر یہ دل پتھر نہیں ہوتے جب اک بار انکو موم بننے کی لت لگ جائے۔ میں نے تم سبکو پریشان کر دیا۔ نامہ اور نوح آتے ہوں گے۔ تم سب ٹھیک کرو اپنے چہرے۔۔۔ میں بھی ٹھیک ہوں۔ کچھ نہیں ہوا۔ وہ ہماری خوشیوں کو اب مٹی نہیں کر پائے گی۔۔۔ مجھ سے وعدہ کرو تم سب"

فیروز سلطان کی آواز کانپ رہی تھی اور سینہ دکھ رہا تھا پھر بھی ان سے خرد، امائل اور خاص کر مانیہ کی تکلیف سہنا محال تھا۔

"وعدہ کرتے ہیں۔ آپ پلینز خود کو سنبھالیں۔ نامہ آپکا مر جھایا چہرہ دیکھ کر سب سمجھ جائے گی انکل"

امائل نے بھی دائیں طرف بیٹھے یقین دلاتے سمجھایا تو فیروز جبراسہی پر مسکرائے۔

"اسے گلے لگاؤں گی۔ وہ میری بہن ہے۔ جو پیار مجھے اور نامہ کو ماما دینا بھول گئیں وہ میں نامہ کو ضرور دوں گی۔ آپ نامہ کی فکریں چھوڑ دیں اب۔۔۔ ٹھیک ہے ناں؟"

مانیہ کی بات سبکو ترپا گئی، خاص کر فیروز سلطان کو۔

"تم سچ میں بہت پیاری ہو مانیہ۔۔۔۔۔ امائل اسے ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھنا۔"

اول جملہ وہ مانہ کا ہاتھ چومے بولے اور دوسری تاکید اپنے بغل میں بیٹھے
سپوت کو کی تو ماحول میں جیسے اک سکون گھلنے لگا۔

"ان شاء اللہ۔۔ ٹھیک ہے ناں تو؟"

خرد صاحب کی تو اب تک جان سینے میں اٹکی تھی اور اب کی بار فیروز اس یار
کو نثار نظروں سے دیکھ کر رہ گئے اور مشکور بھی ہوئے کہ وہ انکی جگہ
بولا، چپ نہیں رہا، آج بھی انکا ساتھ نہیں چھوڑا

جبکہ مانہ کی بھیگی مسکراتی آنکھیں جب امانل سے ملیں تو وہ اسے دیکھ کر ہی
بتا چکا تھا کہ اس وقت اسے مانہ پر کس قدر پیار آرہا ہے۔

"نامہ کامیج آیا ہے، کہہ رہی ہے نوح آتے ہیں تو وہ انکے ساتھ آتی ہے
یہاں۔ آپ سب ایزی ہو جائیں۔ وہ عورت کچھ بھی برا نہیں کر سکے گی
کیونکہ ہم سب ایک ہیں۔ ان شاء اللہ"

وہ سب ہی قدرے سنبھلے جبکہ مانیہ نے بھی ہاتھ منہ دھونے اور فریش ہونے کی نیت سے واپس روم میں قدم بڑھائے تو امانل دونوں محترمین کو حوصلہ دیتی نظروں سے دیکھے خود بھی مانیہ کے پیچھے ہی گیا۔

مانیہ نے چلیج کیے بلیک فٹ پینٹ کے ساتھ لوز سی گرے جرسی پہنی تھی اور بالوں کو ویسے ہی کھلا چھوڑا، ہاتھ منہ دھوئے وہ تازہ دم ہوتی باہر نکلی ہی کہ اسے امانل آتا دیکھائی دیا۔

"یہاں آؤ تم"

امانل نے اسے جس طرح ہاتھ پکڑ کر اپنی بازو کے حصار میں لا کر کھڑا کیا وہ گھبرا سا گئی۔

"ک۔۔ کیا تم غصہ ہو۔ کیا ہوا ہے؟ ماما کی کسی بات سے ہرٹ ہو گئے۔ ایسے لگ رہا ہے چلاو گے"

وہ یہ سب ڈرے ڈرے کہتی امانل کو مسکراہٹ بخش گئی۔

"ہرٹ ہو بھی جاؤں تو کیا میں تم پر چلانے کی جرت کر پاؤں گا؟ آج کے بعد تو کبھی نہیں۔ جو تم نے آج مجھے مان دیا ہے میں تا عمر اسکا مقروض رہوں گا۔ میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ بگھڑی شرابی نوابی لڑکی میری بیوی بنتے ہی اتنی بدل جائے گی کہ پل پل پیار چھینے گی مجھ سے۔"

یہ سب مانیہ کو آسمان پر بٹھانے اور اڑانے کو کافی تھا۔

"میں نہ تو اب بگھڑی ہوئی ہوں، نہ شرابی ہوں نہ نوابی۔۔۔ میں بس امائل کی مانیہ ہوں۔ اور تمہارا پیار جب سارے کا سارا میرا ہے تو میں اسے مانگوں یا چھینوں یہ مجھ پر ہے۔ اوکے ناں؟"

وہ رعب جماتی ہوئی امائل کی دھڑکنوں کے راستے میں حائل ہوئی، وہ اسکے رخسار پر جھک کر بے حد مان و شدت سے ہونٹوں کو جوڑتے پیچھے ہوا تو مانیہ کی آنکھوں میں سکھ سا ٹھہر گیا۔

"اوکے۔ تھینکیو۔ مجھ پر بھروسہ کرنے کے لیے مانیہ"

وہ بہت زیادہ خوش تھا، مانیہ کو پا کر۔

"تھینکیو مجھے اپنی زندگی میں سپیشل جگہ دینے کے لیے۔"

وہ بھی کہاں ادھار رکھتی تھی، شاید اب واماٹل کے تھوڑے سے استحقاق کی
 حقدار تھی، وہ نیاپن جو مانیہ کے اندر مزید مان اتارتا تھا کہ اماٹل کو کتنی
 پیاری ہے۔ زہے نصیب!

..

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب سائٹ وزٹ کریں۔

WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

www.smerwamirzanovels.com

نامہ نے پھول لا کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھے پھر وہ وہیں بیٹھے نوح کا ویٹ
 کرنے لگی اور اپنا اکاؤنٹ اوپن کیا، سبکے پیار اور وٹینز کو لائیک کرنے میں نامہ

کو دس منٹ لگے، دستک پر وہ متوجہ ہوئی تو گھر کی فی میل میڈ ایک خوبصورت سا واس اندر رکھنے کی اجازت مانگ رہی تھی۔

"آ جاو"

نامہ نے اسے پر شوق نگاہوں سے تکتے اجازت دی۔

"یہ نوح سر نے صبح آرڈر کیا تھا، میں اسے یہاں رکھ دوں؟"

نامہ نے اسے مسکرا کر اجازت دی جس پر وہ سلور گلاس واس جو کے گرے کمرے کے فرنیچر تھیم سے میچ تھا، اسے رکھے چلی گئی پر نامہ کے ہونٹوں پر ضرور مسکراہٹ بکھر کر رہ گئی۔

"تمہاری بہت کمی تھی"

نامہ نے اٹھ کر وہ ساری گلابی گلاب کی ڈنڈیاں اس واس میں لگائیں جس سے سائیڈ میز کی خالی جگہ کو ر ہو گئی، دستک پر وہ پھر پلٹی تو نوح کو دیکھے چہرہ سرخ رو سا ہوا۔

"یہ تو بڑی جلدی آگیا، اب پھر توڑ سکتی ہو تم"

وہ فریش سی سائیل دیتا پاس آرکا، لگ رہا تھا جم کے بعد بھی کہیں سے ہو کر آئے تھے محترم کیونکہ کسرت کی تھکاوٹ تو اعصاب و چہرے پر کہیں بھی دیکھائی نہ دے رہی تھی۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں توڑا تھا"

وہ تھوڑی افسردہ ہوئی۔

"تو اب جان بوجھ کر توڑ دو پر اپنے اور میرے پیروں کی خیر مانگ کر۔ بائے

داوے میں نے پیر کو دیکھا دیا ہے ڈاکٹر کو، دو سٹیچیز لگے ہیں کٹ واقعی

ڈیپ تھا۔"

نامہ نے اسکے اتنے آرام سے بتانے پر تکلیف کے سنگ نوح کو دیکھا جیسے شکایت کر رہی ہو ظلم کی۔

"تبھی اتنی دیر لگادی آپ نے، ابھی بہتر ہے پیر۔ چلنے میں مشکل تو نہیں؟"

وہ غیر ارادہ اسکے پاس آرکی تو نوح نے فرصت سے وہ بھوری آنکھیں دیکھیں، کھوجیں، ٹٹولیں جن میں فکر کے بادل ہلکور رہے تھے۔

"ہے تو سہی، ویسے میں نامہ تھوڑی ہوں کہ چلنے میں مشکل ہوئی تو نوح مجھے بازوؤں میں اٹھالے گا۔ جیسے تیسے سہی برداشت کرنی ہوگی یہ تکلیف"

وہ شرارت میں بھی اپنے اور نامہ کو ساتھ جوڑنا نہ بھولا جس پر نامہ آنکھیں ہی حیا کی زیادتی اور تھوڑی افسردگی سے جھکا گئی، جبکہ نامہ وہ اسکارف اتار کر واپس اسے اسی پیار سے نوح کی وارڈرب میں رکھ آئی تھی۔

"تم نے اسٹالریوز کیا؟"

نوح نے پاس ہی کھڑے اسکے کھلے بالوں کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے مس کرتے پوچھا، ناجانے کیوں وہ خود کو نامہ کے روبرو روک نہیں پاتا تھا، کبھی اسکے ہاتھوں کی کشش پاس بلاتی کبھی اسکی مہک اور اب تو وہ سنہری مائل سیاہ گھنے اور لمبے بال بھی نوح کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔

"جی، بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے آپ نے مجھ پر اسے استعمال کروا کے"

نامہ نے ان ہیزل آنکھوں کی بے چینی دیکھتے پریشان سا ہوتے شکوہ کیا۔

"تم اپنے آپ کو ایزی رکھو، میں نے ذمہ داری نہیں ڈالی، بس بے دھیانی

میں تمہاری ذات سے کچھ ارمان باندھے ہیں۔ تمہیں اچھا نہیں لگا نامہ

سلطان؟ کہ میں نے تمہیں اپنی رازدان بنایا؟"

وہ اسکی باتوں کو بہت زیادہ ٹچی ہو کر سنتا کم محسوس زیادہ کرتا تھا، نامہ نے

اسے دیکھتے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں نوح، یہ سب بہت خوبصورت ہے۔ میری سوچ سے کہیں درجے اوپر۔ آپ کی ماما کی اچھی یادوں میں رہتی ہیں تو وہ مجھے بھی عزیز لگیں۔ پر میں اتنی ویلیوز۔۔۔۔"

وہ الجھ کر سمجھانے لگی پر نوح نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے نامہ کی زبان پر قفل لگایا، جب جب وہ ہاتھ تھامتا، نامہ کو خاموشی اختیار کرے دل کو کان بنا کر اسے سننا پڑتا تھا۔

"تم میرے ساتھ ہو تو یہ ویلیوز تو تمہیں سنبھالنی ہوں گی۔ یہ اتنا مشکل بھی نہیں ہے نامہ۔ تمہیں ہمت کرنی ہے۔"

وہ پھر سے مسکرا دیا، اسکی مسکراہٹ میں اک پر اسرار شرارت چھپی تھی۔

"آپ کی ایسی آنکھیں ڈیمانڈ ہیں"

نامہ کو اسکی شرارت دیکھتے بہت پیار آیا۔

"کیسی۔ بہکی ہوئی"

فوراً سے موصوف بڑبڑائے تو نامہ کے گال دھک گئے، یہ آدمی سب اپنے مطلب کہتا سنتا تھا۔

"ن۔۔ نہیں۔۔ شرارت بھری"

وہ کہہ کر پہلو بدل کر پلٹنے لگی پر نوح نے اسے دونوں بازوؤں میں حصار تے اپنے نزدیک کیا اور اسکے کان کے پاس جھکا، نامہ اسکے یوں جکڑنے پر اپنے سینے میں شور کرتے دل سے سر اسر بدحواس لگی۔

"میں تمہیں ایسے ہی گھیرنا چاہتا ہوں کہ تم اک قدم بھی میرے بنانہ چل سکو۔ پوچھنا چاہتا ہوں یہ کسی طرح کے ظلم میں شمار تو نہ ہو گا نامہ سلطان؟"

اب اس لڑکی نے شرارتی آنکھیں سر اہی تھیں تو جناب کے سر پر خمار و شرارت کیسے نہ چڑھتی۔

"یہ واقعی ظلم ہی ہو گا۔ ایسا حصار ہٹنے کے بعد سب لوگ پہلے کی طرح چل نہیں پاتے۔ لڑکھڑا کر گر جاتے ہیں، گر کر مر جاتے ہیں"

نوح کو اسکے منہ سے مرنے کی بات کبھی منظور نہ تھی، یہ آج بھی اسکے ماتھے پر پڑے بل بتا گئے۔

"یہ حصار اور گھیر ادا نمی ہے۔ تمہیں یقین نہیں تو اسکی آزمائش لے لو نامہ"

وہ اسکی بازوؤں کے حصار سے نکلتی اسکے روبرو ہوئی، کچھ کہنے کی کوشش میں ہونٹوں نے بس چپ اوڑھی اور آنکھیں اضطراب کی حدوں کو چھوئے ناکام سی ہو کر جھک گئیں، وہ نامہ کی اس کیفیت سے اندر تک دہل گیا۔

دستک پر وہ دونوں متوجہ ہوئے، میڈکچھ شاپنگز بیگز نوح کی اجازت ملتے آکر میٹرس پر رکھے چلی گئی جبکہ نامہ نے سوالیہ نظروں سے نوح کو دیکھا، جہاں مسکراتے موسم لوٹ آئے تھے۔

"تم چینج کر لو۔ میں نے کچھ خریدا ہے تمہارے لیے، جو پسند آئے پہن لو باقی وارڈرب میں سیٹ کروادوں گا"

نامہ کو نرم سی ہدایات دیتے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جب نامہ نے نفی میں گردن ہلائی۔

"نوح ان نئے کپڑوں کی ضرورت نہیں تھی۔

میں گھر جا کر چینج کر لیتی"

اس درجہ صاف تکلف و انکار پر نوح نے اس بوکھلاہٹ میں مبتلا نامہ کی ٹھوڑی پکڑ کر جب چہرہ اپنی طرف کیا تو وہ ساری باتیں بھول گئی، بس نوح دیکھائی دیا۔

"اس بلیک ڈریس کو یہیں چھوڑ دو۔ یہ تم بس میرے سامنے پہنو گی۔ میں اسے اپنی نگرانی میں واش کرواؤں گا اور اسے تمہیں بس میرے لیے پہننا

ہے۔ یہ لکی ہے، اسے پہن کر تم نے مجھے قبول کیا۔ میں اسے تمہیں ہر کسی کے سامنے پہننے نہیں دے سکتا۔ میری مجبوری سمجھو"

وہ جان لیوا انداز میں تکلف مٹا گیا کہ نامہ نے بہت کٹھن سانس لی۔ اس کی مجبوری پر جان واری، دل قربان، اور نامہ پوری فدا! یہ لٹایا استحقاق نامہ کی دھڑکنیوں کی رفتار سے کھیل گیا تھا۔

"تمہیں بھرپور دھڑکنے کی اجازت وپرائیوٹی دے رہا ہوں اور میرے آنے تک بلش بھی کر لو سارا۔ میں شاور لے کر آتا ہوں"

وہ نامہ کی رحم طلب کیفیت سے سرشار پاس سے کسی خوشبو کے جھونکے سا گزر گیا اور نامہ جلدی سے میٹرس پر جا بیٹھی، ناٹکیں سچ میں کپکپائیں تھیں، وہ دل بنی دھڑک کر نوح کی توقع کے عین مطابق بلش کرتی رہی پھر اٹھ کر اس نے ان ڈریسز کو دیکھا جن میں جینز پینٹس، پلازوز، اور نامہ کی

چوانز کی بہت ساری فل کور تچ، ڈیسنٹ اور موسم کی شدت کے مطابق
ٹاپس تھیں۔

نامہ نے ڈارک براون بہت ہی خوبصورت پلیٹس پلین نارمل سائز فل سیلو
شرٹ ٹاپ چنی جسکی بازو کھلی کھلی نیٹ اور بھاری براون ہی دھاگے کی
کڑھائی سے بنی تھیں، ساتھ بلیک high Waisted ڈنیم، اسکے ساتھ
ایک بہت ہی ڈیسنٹ سا اسکارف بھی تھا اور نامہ حیران و پریشان تھی کہ
سب ڈریسز بالکل ویسے تھے جیسے نامہ پہنتی تھی اور دیکھنے سے لگ رہا تھا وہ
اسکے سائز کے لے کر آیا ہے۔

نامہ نے اپنا ڈریس اٹھایا اور ڈریسنگ روم گئی، تاکہ وہیں چنچ کر سکے، وہ بلیک
ڈریس اس نے وہیں تہہ لگائے شیف پر چھوڑا اور خود وہاں فرشی رکھے مرر
کے سامنے رکی، نامہ اس high-waisted ڈنیم جینز کی وجہ سے مزید لمبی
لگ رہی تھی اوپر سے جو ٹاپ تھی وہ بہت ہی خوبصورت فٹنگ کے ساتھ

نامہ پر سچی تھی، نامہ کا فکر بہت ہی پرکشش تھا کہ کوئی بھی ٹاپ پہنتی وہ اسکی رعنائیوں کو چھپانے کے ساتھ اسکی خوبصورتی میں اضافہ کرتی۔

"ہیلز کی کمی رہ گئی"

نامہ نے وہ فٹ ویرز دیکھتے مسکرا کر خود کلامی کی اور اپنے بالوں کو کندھوں پر ڈالتی وہ باہر روم میں آئی اور بیڈ کے قریب ہی رکھی اپنی مٹی نگوں والی بلیک ہیلز پہنے ڈریسنگ مرر کے سامنے آرکی، نظر نوح کے ڈریسنگ ٹیبل کی سطح پر رکھی بے شمار بیوٹی اور کثیر پراڈکٹس پر گئی۔

"اتنی چیزیں تو میرے پاس بھی نہیں"

نامہ مسکرا کر ان آرگنائزڈ چیزوں کو دیکھتی سب پر ہاتھ پھیرتی یکدم رک کر اپنی فنگر کی رنگ دیکھنے لگی، یہ رنگ اسے نکاح سے پہلے رسامی کائیل انکل نے نوح کی طرف سے پہنائی تھی اور نوح کو فیروز صاحب نے جو چھوٹی سی انگیجمنٹ کی رسم نبھائی گئی، نامہ کا دل چاہا کاش یہ رنگ اسے نوح پہناتا، نوح

نے شاہور لے کر بال اندر ہی ڈرائے کیے جبکہ وائیٹ پیٹ اور وائیٹ ہی
 ویسٹ پہنے وہ شرٹ نامہ کے ساتھ میچ کرنا چاہتا تھا تبھی بنا شرٹ کے ہی
 ٹاول گلے میں لٹکائے وہ باہر آیا تو نامہ کو خیالوں میں گم دیکھتے دبے پیر ہی
 وارڈرب کارنر کی طرف بڑھا اور ڈارک براؤن ڈریس شرٹ کے ساتھ ہینگ
 بلیزر بھی کھینچ کر نکالا جبکہ باہر نکل کر نامہ کو سر تا پیر پورے حق سے
 نہارتے اس نے شرٹ بازوؤں پر چڑھاتے جب بلیزر میٹرس کی طرف
 اچھالاتا تب نامہ نے اسکی طرف دیکھا جو اپنی شرٹ کے بٹنز بند کیے زرا مرر
 کے سامنے جگہ کا خواہش مند تھا۔

نامہ فوراً ہی اسکے لیے جگہ بنائے زرا سائیڈ ہوئی تو نوح نے اسکے چہرے کی
 آلوہی سی چمک دیکھتے آنکھوں ہی آنکھوں سے اس خوشی کا صدقہ اتارا جو
 نامہ اپنے اندر چھپائے ہوئے تھی۔

"پلیز ہلپ می"

نوح نے اپنی بازو نامہ کے سامنے کی تو نامہ نے نا سمجھی و گھبراہٹ کے سنگ
 نوح کے چہرے و آنکھوں کو دیکھا پر پھر خود ہی سمجھ گئی وہ کیا چاہتا
 ہے، ڈریسنگ میز پر رکھی نوح کی کف لنکس ریچ سے اس نے وائٹ پلین
 سٹون والے کف لنکس چنے اور نوح کو اجازتی نظروں سے دیکھنے لگی جیسے
 پوچھ رہی ہو یہ ٹھیک ہیں۔
 "یہ میرے فیورٹ ہیں"

نوح اسے ہی فرصت سے دیکھے اقرار کر گیا، نامہ نے سر ہلاتے بہت ہی
 مشکل سے دوچار ہوئے اسکی شرٹ کی بازوؤں میں کف لنکس لگائے اور یہ
 نامہ کے لیے بالکل پہاڑ سر کرنے سا تھا۔

"میں اس ڈریسنگ میز پر تمہاری چیزیں بھی سیٹ کرواتا ہوں۔ بتا دو کیا کیا
 پسند ہے۔ کونسی پرفیوم؟ لپ سٹک کلرز اور برینڈ، چہرے کو سجا سنوار کر
 رکھتی چیزیں۔۔۔ ایوری تھنگ؟"

نامہ نے اسکی طرف شکوہ کناں نظروں سے دیکھا کہ اب یہ بہت زیادہ ہو رہا تھا۔

"چلو پر فیوم اور لپ سٹک تو مسٹ ہے ناں۔۔ وہی بتا دو"

نوح کہاں باز آنے والا تھا۔

"نوح! یہ سب بہت زیادہ ہو رہا ہے اب۔۔۔۔"

وہ تھکے سے لہجے میں منت کر اٹھی جبکہ نامہ کے پورے وجود میں کرنٹ تب دوڑا جب نوح نے اسکے شانوں پر بکھرے بالوں کو ہٹاتے دونوں ٹھنڈے ہاتھ نامہ کے چہرے کے جالا سنز پر ٹکائے کہ گردن، گال ہر جگہ تک ان ہاتھوں کی نرم ٹھنڈک اترتی محسوس ہوئی، وہ اک لمحہ لرزی جواک مومنٹ تھا پر نوح کی بہت سی سانسوں پر بھاری تھا۔

"تمہیں پریشان کرتا ہوں کیا بولو؟۔ میں تو تم سے کچھ مانگ بھی نہیں

رہا۔ پھر یہ سارے گریز کس لیے؟ ہم ایک دوسرے کے قریب رہنا فورڈ

نہیں کر سکتے کیا؟ کم از کم اتنا قریب کہ کسی ایک کی سانس بھاری پڑے تو دوسرا اسے آسان کرنے موجود ہو۔۔۔۔۔ مجھے تمہاری عادت ہو گئی ہے۔ مجھ سے پریشان مت ہوا کرو۔ میں تمہیں جبراً گھیرنا نہیں چاہتا، میں چاہتا ہوں تم بھی میری طرح برابر راحت محسوس کرو۔۔۔ بس اتنا سا نامہ۔۔"

وہ اسے دیکھ کر یہ سب کہے آخر تک ہاتھ ہٹانے لگا جب نامہ نے انہیں پکڑے واپس انکی جگہ جوڑے نوح کی کیفیت ہی بدل دی۔

"انہیں کون سمجھائے یہ اتنا سا نہیں ہے، یہ سارے کا سارا ہے"

وہ اسے دیکھتی سوچنے لگی جسکے چہرے کی بہار نامہ کے خود تک روک لینے پر لوٹ آئی تھی۔

"نجانے تم مجھے دیکھ کر کیا سوچتی ہو نامہ پر میرا دل چاہتا ہے ان سوچوں میں
 بھی گھس کر جان لوں تمہاری ہر کیفیت۔ تم سے پہلے سب سمجھوں
 تمہارے اندر کا حال"

وہ بھی ان خاموش آنکھوں کو دیکھ کر بہت کچھ سوچ رہا تھا، جلن اس پر بھی
 تھی کہ اسے اب تک نامہ کی سوچوں پر رسائی کیوں نہ دی گئی ہے۔

"ہاتھ ہٹالوں؟ ورنہ انکا تمہیں چھوئے بنا گزارہ مشکل ہو جائے گا۔ کام پہلے
 ہی انکے کچھ اچھے نہیں ہیں۔ پریشان کر رہے ہیں لمحہ لمحہ تمہیں"

نامہ نے فوراً اسے اسکے ہاتھوں پر رکھے اپنے ہاتھ ہٹائے اور چہرہ بھی نوح کے
 الفاظ کی سختی پر پھیر گئی اور جا کر اپنا فون اور گاڑی کی چابی جھک کر اٹھانے
 لگی، نوح نے اس پر سے نگاہ بڑی مشکل سے ہٹائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے خود
 کو آئینے میں دیکھا پر باخدا اسکی نظروں میں اب نامہ بسی تھی تو اک پل اپنا
 آپ عکس ہی دھندلا گیا۔

"میں گاڑی میں ویٹ کر رہی ہوں آجائیں"

وہ کہہ کر روم ڈور کی طرف قدم بڑھا گئی، جبکہ نوح نے آئینے سے ہی جاتی نامہ کو دیکھا جو ڈور کے پاس جا کر رکی تھی پھر اس نے جب گردن گما کر نوح کو دیکھا تو نوح نے اس پر سے دھیان چپکے سے ہٹالیا۔

"نوح!"

نوح جو پورا خود کو لا تعلق پیش کر رہا تھا، اس پکار پر انہی پیروں پر گھوما۔

"جی"

بے اختیار ان ہونٹوں سے پھسلا، جبکہ نامہ کی آنکھیں اور ہونٹ اک ساتھ یہ وارفتگی و بوکھلاہٹ دیکھتے مسکائے۔

"اب کچھ سکھوں کو اپنے دامن میں جگہ دینا واقعی اتنا مشکل نہیں رہا میرے لیے"

نوح اسکی طرف بڑھا اور بے چینی سے اسکے پاس جا رکا۔

"ان سارے سکھوں میں کہیں بھی میرا نام ایڈ ہو سکتا ہے نامہ سلطان جنکو تمہارے دامن میں جگہ مل رہی ہے؟"

وہ اپنے ہاتھوں کو روک نہ سکا، اسکے بالوں کے کنارے انگلیوں کی پوروں سے پکڑتے، مسلتے، انکی ملائمت فیل کرتے پوچھا۔

"سوچوں گی۔ میرے بال چھونے اتنے پسند ہیں تو کناروں سے کٹ کر کے دے دوں آپکو؟"

نامہ کا دھیان نوح کے ہاتھوں کی جانب ہوا تو نوح نے اپنی اس بے خودی پر دانت پیسے۔

"اُن کناروں میں کیار کھا ہو گا؟"

وہ مبہوت کرتے فسوں کے سنگ بولا۔

"تو ان کناروں میں کیا رکھا ہے؟"

وہ بھی اسکے جیسا سوال لائی۔

"تم، تم سے وابستگی کا احساس۔ تمہاری جان، تمہاری حرارت، تمہاری اتنے قریب موجودگی بس ان کناروں کو چھونے پر ممکن ہے"

نامہ کی مسکراہٹ چھین کر وہ اسے پاگل کرنا چاہتا تھا، اور ابھی وہ ایسا نہیں چاہتی تھی، وہ آنکھیں جھکاتی کچھ سوچنے کے بعد اپنی ہتھیلی اٹھا کر نوح کے سینے پر ٹھیک دل کے اوپر رکھ کر دبا گئی تو نوح نے بے ارادہ اپنا مضبوط ہاتھ نامہ کے ہاتھ پر رکھا۔

"اس دل کو نامہ سلطان کے لیے کبھی دکھنے مت دیجئے گا نوح"

وہ افسردہ ترین لگی پر کوئی نوح سے پوچھتا محبوب جب سینے ہر ہتھیلی رکھ دے تو شفا میں پورے جسم میں اترتی ہیں، افسردگی کی ہر قسم کی موت واقعی ہو جاتی ہے۔

"اور دھڑکنے؟"

وہ اک اجازت چاہتا تھا اور نامہ اسے دینا چاہتی تھی۔

"اسکی اجازت کی ضرورت ہی کہاں ہے آپکو۔

Already Happened"

وہ نوح کے سارے جذبات بے نقاب کرتی چلی گئی اور نوح ادا دوغان صاحب اس ہتھیلی کے دل سے دور ہونے کے باوجود اپنا سینہ سہلاتے رہ گئے، آہ یہ ادراک رگ رگ پر سرور برپا کر گیا تھا۔

وہ جب تک نک سک سا ہوش و حواس سنبھالے رہڈی ہوئے پورچ تک آیا، نامہ اسکے لیے آج بھی گاڑی سے لگ کر کھڑی موسم کی فتنہ خیزیاں انجوائے کر رہی تھی، نوح کے آتے ہی وہ گاڑی سے ٹیک ہٹا گئی پر آج آنکھیں نہ چرا سکی کیونکہ آج یہ فریضہ نوح ادا دوغان ہی بھرپور نبھانے کے ارادوں میں تھے۔

.._____..

"آج پین ہوا ہے۔ بہت زیادہ امائل"

امائل نے بریک فاسٹ سے پہلے اسے انجکشن لگایا مگر مانیہ کی حالت، آنکھوں میں نمی اور کراہنے پر وہ خود بھی تشویش میں مبتلا محسوس ہوا۔

"اٹس اوکے! بس یہ لاسٹ تھا۔ ابھی بریک فاسٹ کے بعد ہو سپٹل چلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کیا مسئلہ ہے۔ آریو اوکے؟"

وہ مانیہ کے پیلے پڑتے چہرے پر فکر سے بھرا ہوا جبکہ مانیہ نے سر کو اثبات میں ہلاتے اپنی آنکھیں رگڑیں، وہ اسکے بچوں کی طرح آنسو صاف کرنے پر خود بھی اٹھا اور مانیہ کے لیے بھی مسکرا کر ہاتھ پھیلا یا۔

"کیا جلدی سے سرجری نہیں ہو سکتی اما نل، کیو سے اب تک میری باڈی پوری تھکی ہوئی ہے۔ اور مجھے نیند بھی آرہی ہے۔ کیا یہ سب جلدی سے ختم نہیں ہو سکتا؟"

اتنے سے درد پر وہ گھبرا گئی تھی کیونکہ دل و دماغ کا تو بہت درد سہا تھا پر جسم کے درد سے پہلی بار سامنا ہوا تھا۔

"اگر ہم نے ابھی سرجری کی تو ٹیومر کی جڑیں بریسٹ تک پھیلی نکلیں تو بریسٹ نکالنا پڑ سکتا ہے، اور میں نے وعدہ کیا ہے تم سے ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ کیمو کی ریڈی ایشن سے وہ جڑیں ویک ہوں گی اس سے اس نقصان کو روکا جاسکتا ہے۔ تھوڑی ہمت رکھو۔ میں ہوں تو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم اپنی ماما کی کہی باتوں سے ڈر گئی ہو؟"

ساری تفصیل دینے کے بعد بھی جب وہ اسکا ڈر مکمل زائل نہ کر سکا تو اپنا خدشہ کہہ دیا جس پر مانیہ نے فوراً سرنفی میں ہلاتے اسے دیکھا۔

"کبھی نہیں۔ بس میں تمہاری نارمل وائف بننا چاہتی ہوں"

آنکھوں میں یکنخت ہی یقین اترتا تو امانل کے دل کو بھی کچھ حوصلہ پہنچا۔

"ابھی کیا کچھ ابنارمل ہے ہمارے بیچ"

امانل کا اسکی آنکھوں میں جھانک کر آنچ دیتا سوال مانیہ کی پلکیں زیرک کر گیا۔

"میں کوشش کروں گا اس پورے ٹرمینٹ کے سفر میں تمہیں ہمارے بیچ کچھ ابنارمل نہ لگے"

اپنے بازوؤں کے ہالے میں سموتے امانل نے اسکی کمر میں بازو سنبھال کر رکھتے ماتھے سے ماتھا ٹیکے اسکے درد کرتے وجود کو راحت دی تو مانیہ نے وہیں

سے سر الگ کرتے اپنے ہونٹوں کو امانل کی ٹھوڑی پر رکھتے چوما اور بلش کرتی چہرہ واپس محترم کی گردن میں چھپا گئی۔

"ابھی تم کہہ رہی تھی نارمل وائف بننا ہے، یہ تو کچھ زیادہ ہی نارمل ہے مانیہ، بس تھوڑا بھٹکنے اور بہکنے کی دیر ہے سب ایکسٹرانارمل ہو جائے گا"

وہ اسکی بے باک باتوں سے جان نکالنے کے در پر تھا تبھی مانیہ نے اسکی بازوؤں سے خود کو نکالا اور مسکراہٹ چھپاتی روم سے نکلی، جبکہ اماٹل کے کان تو نہ گلابی ہوئے پر آنکھیں لمحہ بھر رنگت بدل گئیں۔

خیر وہ بھی باہر آیا تو نامہ کی گاڑی کا ہارن سنائی دینے پر وہ خود گھر سے باہر نکلا۔

"پورا راستہ بات نہیں کی مجھ سے، اجازت تو ہاتھ پکڑ کر رکھنے کی لے رہے تھے؟"

نامہ نے گردن گمائی جہاں وہ سیٹ بیلڈ کھولتا ٹھٹک کر نامہ کو دیکھنے لگا، کیا اس لڑکی نے واقعی جل کر شکوہ کیا ہے یا صرف نوح کو سنائی دیا، لمحے میں یہ

مدہوش اثر زائل ہوا اور وہ ان گہری ہیزل آنکھوں سے دیکھنے لگا کہ نامہ کو اپنے سوال پر پچھتا کر خود ہی کارڈور کھول کر باہر نکلنا پڑا۔

"خوش آمدید نامہ! بہت حسین لگ رہی ہیں نئی نویلی دلہن صاحبہ"

نامہ نے امائل کو دیکھتے آنکھوں سے گھورا کہ اتنا بھی ویلکم نہ کرے جبکہ امائل کہاں باز آنے والی چیز تھا، لپک کر نوح کی طرف بڑھا۔

"ویلکم ڈاکٹر ادا"

نوح نے گرم جوشی بھرے اس خوش آمدید کو بہت دل سے سراہا اور امائل کا سینہ تھپک کر آگے بڑھا جہاں وہ محترمہ گھر کی طرف بڑھ چکی تھیں۔

"سب ٹھیک رہا؟ یہ ٹھیک ہے؟"

امائل کی سرگوشی کافی بے تکلف و دوستانہ تھی پر نوح کو اچھی لگی کیونکہ امائل سے کچھ ہی دنوں میں بہت سے دلی وابستگی والے ناطے جڑھے

تھے، ایک تو وہ رازدان تھے، پھر دوسرا وہ مانیہ کے لیے خاص تھا، تیسرا وہ ایک بہترین انسان تھا اور نوح صلاحتیوں و خلوص ہر چیز کا قدردان تھا۔

"یس! تھوڑی مشکل سی ہے بٹ آئی ول ہینڈل"

نوح کے جواب پر امائل نے خوشی بھرا تاثر دیا کہ اسے یہی سننا تھا۔

جبکہ نامہ اندر پہنچی تو سب سے پہلے لاونچ ایریا کی طرف بیٹھے بابا تک پہنچی۔

"میرا بچہ آگیا"

فیروز صاحب کے بازو پھیلانے کی دیر تھی کہ وہ پاس بیٹھتے ہی بابا کے سینے سے لگ گئی، اتنے سالوں سے کبھی بابا سے رات دور نہیں رہی تھی تبھی لگ رہا تھا بہت گھبرائی ہوئی ہے، جبکہ سب نے کچھ دیر پہلے جو تماشا ہوا اسکے ہر اثر کو چہرے سے زائل کرنے کی پوری کوشش کی تھی پر وہ نامہ سلطان تھی، اسے موسم بگھڑنے و سنورنے کی خبر دیتے تھے۔

نوح اور امانل بھی اسی وقت گھر میں داخل ہوئے تو نوح کی نظر گئی ہی نامہ پر تھی جو بابا سے لپٹی سکون میں اچھی لگ رہی تھی۔

"میں نے بہت مس کیا آپکو۔ دل گھبرا رہا تھا میرا۔ جیسے اپنے پیچھے اپنا سب چھوڑ آئی ہوں۔ آج آپکے پاس رہوں گی۔ آپکی آنکھوں کو کیا ہوا۔ یہ مر جھائی کیوں ہیں بابا؟۔ آپ نے کچن میں گھس کر خود کو تھکا لیا کیا؟"

نامہ انکے شفیق حصار سے نکلتے ہی فیروز سلطان کا وہ سارا درد جان گئی جو وہ بھرپور چھپائے بیٹھے تھے، خود نوح نے مانیہ کو دیکھ کر اس کے ٹھیک ہونے کی بھی تسلی کی پھر وہ مسٹر خرد اور فیروز انکل سے بھی ملا اور ٹھیک نامہ اور فیروز صاحب کے سامنے والے کاوچ پر بیٹھا پر سبکی نظریں نامہ اور فیروز پر جس طرح تڑپ کے سنگ جمی تھیں، نوح کو بھی غیر محسوس انداز میں کچھ گڑبڑ والی واٹس آرہی تھیں۔

"میں نہیں تھکا میری جان! بس نیند نہیں لی ناں تبھی۔ دیکھ ہٹے کٹے ہیں
تیرے بابا۔ کیوں بھی کچھ ہوا ہے مجھے کیا؟ بتاؤ سب اسے"

فیروز صاحب کی یہ والی حرکت تو نامہ کاشک یقین میں بدل گئی پھر جب نامہ
نے سکے چہرے باری باری دیکھے تو لگا سب ہی کچھ چھپا رہے ہیں۔

"بلکل نہیں ہوا۔ یہ فجر سے کچن میں گھسا تھا بس تبھی۔ بھی ناشتہ لگاؤ بچوں
کو دیر ہو رہی ہے"

خرد صاحب نے زرا خاموش سے ماحول میں اپنی شوخ آواز سے ہلچل مچاتے
ساتھ میڈز کو ناشتہ لگانے کا کہا، نامہ نے پھر سے بابا کو دیکھا۔

جبکہ نوح بہت خاموشی سے ہر کسی کا جائزہ لے رہا تھا۔

"آپ کہتے ہیں تو مان لیتی ہوں۔ میں فون چارج لگا کر آتی ہوں۔ پھر ناشتہ
کرتے ہیں"

نامہ نے بابا کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اجازت لی اور اٹھ کر روم کی طرف بڑھی تو سب نے جس طرح نامہ کو جاتے دیکھا، نوح مزید چپ نہ رہ سکا۔

"کیا بات ہے؟ آپ سب کچھ چھپا رہے ہیں۔ نامہ سے زیادہ تو مجھے شک ہے کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ فیروز انکل آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟"

نوح اٹھ کر اسی جگہ آ کر بیٹھا جہاں نامہ بیٹھی تھی جبکہ سبکی آنکھیں چرانے کی کوشش نوح کا شک بھی یقین میں بدل گئی۔

جبکہ مانیہ کی طرف سب نے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں کہ تم ہی بتا سکتی ہو۔

"نوح! ماما ہی نامہ کی ممی ہیں۔ میرے بابا سے ڈائورس لینے کے بعد وہ فیروز

انکل کی پانچ سال وائف رہیں پھر دونوں کو چھوڑنے کے بعد انہوں نے

میکاٹیل بابا سے دیشابن کر میرج کی۔ وہ آئی تھیں مجھے لینے۔ بہت غصہ کر

کے گئیں۔ تبھی فیروز انکل کی بھی طبیعت بگھڑتی بگھڑتی پچی ہے۔"

مانیہ نے بہت تکلیف کے سنگ یہ سب نوح کو بتایا جسکے لیے یہ شاک ان سب سے زیادہ سنگین تھا، وہ سچ میں پورا ہل کر رہ گیا اس عورت کی سفاکیوں پر، اما نل کا بتایا نامہ کی ماں کو لے کر اک اک حرف دماغ میں ہتھوڑے سا برسنے لگا۔

"اوہ مائی گارڈ! یہ سچ میں بھیانک ہے۔ وہ عورت کس کس کو ڈس چکی ہے۔ کیا ہم یہ نامہ کو نہیں بتا سکتے؟"

نوح نے فیروز انکل کی طرف گھومتے تاسف سے گزارش کی پر وہ نامہ کی جان پر اتنا بڑا رسک لینے سے خوفزدہ تھے۔

"وہ اپنی ماں کو لے کر بہت تڑپی ہے، بتاتی نہیں پر میں گواہ ہوں۔ ایسے بھی اسے یہ پتا چلا کہ وہ یہاں آئی تھی، نامہ کو تکلیف پہنچائے گا۔ اور جو مجھے تکلیف ہوئی وہ نامہ کبھی نہیں بخشے گی۔ وہ سلگتی رہے گی پھر۔ تڑپتی رہے گی

اس عورت کے لیے۔ میں اسکا سایہ بھی نامہ پر نہیں پڑنے دینا چاہتا اور ستم دیکھو نوح وہ عورت اسی کے گھر موجود ہے"

فیروز صاحب کی آنکھیں پھر سرخ ہونے لگیں تو نوح نے انکا ہاتھ پکڑ کر دباتے دلا سہ سادیا۔

سب ہی پریشان نظر آئے۔

"پہلی بات وہ گھر دیشا کریزی کا نہیں بلکہ میرا ہے تو وہاں رہتا کوئی فردا اگر میری بیوی کی تکلیف بنائیں اسے رہنے نہیں دوں گا وہاں، باقی اسے اس عورت سے دور رکھنے کی کوشش کیا نامہ کو مزید اذیت نہیں دے گی؟ کچھ دل کے درد تو ماں ہی دور کر سکتی ہے۔"

نوح کا سوال جیسے ہر کسی کو مزید تکلیف دے گیا۔

"پر وہ عورت اپنی کسی اولاد کے لیے رحم دل نہیں نہ مرہم ہے۔ تم تو گواہ ہو گے۔ صارم اور مانہ کی تکلیف تمہارے سامنے ہو گی۔ پھر بھلا وہ نامہ کے

دل کی تکلیف دور کرنے میں کیسے معاون رہے گی نوح؟ وہ عورت نامہ کے لیے زہر ہے بچے"

اس بار خرد صاحب بولے، انکی آواز جیسے ٹوٹی معلوم ہوئی۔

"ٹھیک ہے اس پر ہم نامہ کی غیر موجودگی میں تفصیلات کریں گے ابھی آپ لوگ پلیز سنبھالیں خود کو۔ اس نے کچھ ادھور اسن لیا تو زیادہ اپ سیٹ ہوگی۔ دیشا کریزی کے زہر سے اسے محفوظ رکھنا میرا کام ہے آپ لوگ بے فکر ہو جائیں"

نوح کے حوصلے نے جیسے ہر فرد کو کچھ سکون دیا پر مانیہ کا دل دکھا، شدت سے دل چاہا کہ ماما اچھی ہوتیں تو آج وہ انکے دفاع میں کچھ بولنے لائق ہوتی۔

"وہ نامہ سے پیار نہیں کرتی نوح۔۔۔ اسے تو میرا بچہ چاہیے ہی نہیں تھا۔ اس نے دوبار ابارشن کروانا چاہا تھا، لیکن میری نامہ کی زندگی لکھی تھی۔ وہ صارم اور مانیہ سے بھلے پیار کرتی ہوگی پر میری نامہ کے وجود سے اسے کوئی لگاؤ

نہیں۔ وہ جب کھوئی تھی تو اس عورت کی ممتا کو تڑپ تڑپ کر مر جانا چاہیے
تھا ہر نہیں اس نے اپنی عیاشیوں اور آزادیوں کو فوقیت دی۔ تبھی میں ڈرتا
ہوں وہ میری نامہ کو ایموشنلی یا مینٹلی کوئی ایسا نقصان نہ دے جو میں سہہ نہ
سکوں۔ نہ وہ سہہ سکے جواب تک بس میرے لیے جی رہی تھی"

فیروز صاحب کے اک اک حرف نے نوح کا دل چیرا۔

"وہ آپکے ساتھ ساتھ اب میرے لیے بھی جیے گی۔ جتنی دیر وہ ولا موجود
ہوا کرے گی میں ساتھ رہوں گا۔ جب میں ولا نہ ہوا اتنی دیر وہ آپکے پاس
رہے گی۔ پوری نظر رکھوں گا۔ پلیز آپ رٹلکس ہو جائیں اتنا سٹریس ٹھیک
نہیں آپکے لیے"

نوح نے انکے ساتھ ساتھ سبکو تھکی سہی پر مسکراہٹ دی تھی، اپنے مان کے
ساتھ۔

"کیا باتیں ہو رہیں ہیں؟"

نامہ نے نوح کو بابا کا ہاتھ پکڑے دیکھ کر مشکوک ہوتے پوچھا تو سب نے ہی اپنے تاثرات سنبھالے جبکہ نوح نے دیکھا ہی نامہ کو اتنی بے چینی و تکلیف سے کہ وہ سوال بھی بھول گئی اور یہ دیکھنا بھی کہ سب کے چہرے کس اجالت میں درد بھرے تاثرات سے نکل کر بحال ہوئے ہیں۔

"میں نوح کو ڈانٹ رہا تھا کہ نامہ کو تنگ مت کرنا۔"

نامہ نے بابا کی آواز اور جواب پر نوح کی آنکھوں سے بہت مشکل سے آنکھیں ہٹائیں۔

"اور میں انکی ڈانٹ سے ڈر گیا نامہ"

نوح نے بھی زرا نامہ کے دہلتے دل کو تقویت دی زرا شوخ ہونا بھی بہت ضروری تھا۔

نامہ نے مسکرا کر سر ہلایا اور کچن کی طرف بڑھی جہاں مانیہ میڈ کو بتا رہی تھی کہ پلیٹس کے ساتھ سپون کیسے رکھنی ہے، جبکہ اتنے پیارے طریقے سے وہ میڈ کو سمجھا رہی تھی کہ نامہ کو مسکرا نا پڑا۔

"آپ بہو اور بیٹی کی پہلے ہی دن جگہ سنبھال چکی ہیں، دیکھ کر خوشی ہوئی۔ فائنلی اس گھر میں بھی اب ڈسپلن ہو گا۔"

مانیہ پلٹی تو نامہ کی بات پر ہنس کر پاس آرکی۔

"ارے مجھے کہاں آتی ہیں یہ سب چیزیں، بس تھوڑا بہت جو پیتا انھیں بتا رہی تھی۔ تمہیں مزے کی بات بتاؤں میں تو زندگی میں کبھی کچن میں گھسی بھی نہیں۔ کھانا بن کر ہمیشہ ٹیبل پر لگا ملا، ایسی پھوہڑا لف گزار آئی ہوں۔"

وہ نرم اور مسکراتے لہجے میں بولتی نامہ کو اچھی لگی، ایون جس طرح نکاح کے وقت مانیہ نے اسے اک ساتھ ہونے کی تسلی دی وہ نامہ کبھی بھول نہیں سکتی تھی، ہمیشہ یہ دل میں رہنے والا تھا۔

"اب ٹھیک ہو جائیں کیونکہ امانل ہفتے میں دوبار کچن میں گھس کر کوئی آئٹم ضرور بناتا ہے۔ تو اسکی فری میں کمپنی دے کر بورنہ ہو جائیں تو تھوڑی بہت ہلپ کروانی پڑے گی۔ ویسے بھی انسان جیسی مرضی لائف جی کے آیا ہو، جب اسکے ساتھ کسی فرد کی ذمہ داری جڑتی ہے تو وہ خود احساس کرنے لگتا ہے، لا پرواہی ترک کر دیتا ہے۔ جیسے بابا نے پہلے میرے لاڈ اٹھائے اور جب میں سنبھل گئی تو میں نے انکے لاڈ اٹھائے"

نامہ اتنا سارا کہاں بولتی تھی پر مانیہ کو لگا وہ سچ میں اسکے ساتھ بہت فریلی اور خوشی سے یہ سب باتیں کر رہی ہے، مانیہ کاشدیت سے دل چاہ رہا تھا اسے گلے لگائے پر دل میں یہ بھی کھٹکا تھا کہ نامہ براہی نہ منا جائے کہ یہ کیا ہر وقت چپکتی رہتی ہے۔

"خیر کتنا بول گئی میں۔ آپکی طبیعت ٹھیک ہے مانیہ؟۔ رات کو آپ مزے سے سو رہی تھیں۔ کچھ بھی ایسا جو امانل سے بھی نہ کہہ سکیں، مجھ سے کہہ سکتی ہیں۔ میں ہوں آپکو سننے کے لیے"

اور پھر مانیہ کی حسرت اللہ نے بہت خوبصورتی سے پوری کی کہ نامہ کی ایسی آفر پر اگر وہ اسے اپنے گلے لگاتی تو نامہ کو ہر گز عجیب نہ لگتا۔

"تھینکیو سو میچ نامہ۔ اتنا اپنا پن دینے کے لیے۔ ہمیشہ نوح کے ساتھ آباد رہو"

مانیہ نے اسے گلے لگایا تو نامہ تھوڑی بے چین ہوئی لیکن اسے مانیہ کا خلوص، اسکا لگاؤ بالکل بے چین کرنے کا موجب نہ تھا تو اس نے مانیہ کی اس کوشش میں ساتھ ڈالا۔

"آپ بھی اماٹل کے ساتھ۔ آجائیں ناشتہ کرتے ہیں"

وہ دونوں مسکراتیں باہر آئیں تو مانیہ نے خوشی سے سبکو دیکھا جیسے بتانا چاہ رہی ہو وہ چپکے سے اپنی بہن سے مل لی ہے۔

خیر سب اپنی اپنی جگہ سنبھالے ڈاننگ کے آس پاس لگی کر سیوں پر بیٹھ گئے
جبکہ نامہ کے لیے نوح کے ساتھ والی چئیر ہی بچی تھی کیونکہ ٹوٹل چھ ہی
کرسیاں تھیں۔

نامہ کا یہاں بھی دل اوپر نیچے ہوا، اس بندے کے ساتھ بیٹھ کر کچھ حلق سے
اترنا مشکل لگا۔

ناشتے میں کافی ورائٹی تھی اور لگ رہا تھا دو گھنٹے لگا کر ہی کسی نے دل سے ہر
بریک فاسٹ ریجن تیار کی اور اس پر سب نے ہی فیروز سلطان کو امپیریس
کرتی نگاہوں سے دیکھتے سراہا۔

نامہ گھبرا رہی تھی پھر بھی وہ بیٹھی تو نوح نے اسکی طرف دیکھتے بے شرمی
سے آنکھ ماری، نامہ نے گھبرا کر باقی چاروں کی طرف دیکھا جو اپنا اپنا ناشتہ
شروع کر چکے تھے۔

"ہاتھ پکڑنے کی اجازت یہاں کے لیے مانگی تھی، اب اپنے چہرے کا بلش چھپا کر دیکھاو"

نوح نے نامہ کو اپنے لیے ایک ہاف بوائے ایگ دو سپون نٹس سیریل اور ہاف گلاس اونج جو س لیتا دیکھتے ہی نامہ کا دوسرا گود میں رکھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے انگلیوں میں انگلیوں کو جکڑتے سرگوشی کی، سب ہلکی پھلکی باتوں میں لگے تھے، امائل کوئی قصہ سن رہا تھا وہ کافی دلچسپ تھا پر نامہ کو حرام تھا کوئی لفظ سنائی دیا ہو۔

نامہ نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی بہت کوشش کی مگر نوح اپنے لیفٹ ہاتھ سے بآسانی اپنی چائے ہولڈ کیے سیپس لے رہا تھا کیونکہ وہ لیفٹی بھی بہت اچھا تھا۔

"ن۔ نوح! پلیز ہاتھ چھوڑیں"

نامہ نے ایک ہاتھ سے بمشکل ایگ کا منی سا بائٹ فورک پر چڑھا کر منہ میں لیتے سرگوشی کی جبکہ وہ مکمل امائل کے سنائے قصے کی طرف توجہ کیے بظاہر امائل کی بات پر مسکراتا نظر آیا پر وجہ تو اپنے ہاتھ میں موجود وہ ہاتھ تھا جو اس وقت نامہ کی جان بن کر ہی نوح کی ہتھیلی میں قید تھا۔

نوح کوٹس سے مس بھی نہ ہوتے دیکھ کر نامہ نے اپنا پیر اسکے شوز پر مارا پر یہ وہی پیر تھا جو زخمی تھا، نوح نے بے اختیار نامہ کا ہاتھ چھوڑا جبکہ نامہ نے خود کو سخت ملامت کی کہ کیا کر بیٹھی ہے۔

"بس ہاتھ ہی تو پکڑا تھا، کیا یہ میری جان لے گی اس جرم میں۔ ظالم نامہ"

جناب دل ہی دل میں سوچتے گردن سرسری سے موڑے نامہ کو دیکھنے لگے جو معصوم سی شکل بنائے سوری کرتی محسوس ہوئی پر نوح کو تسکین دے گیا اسکا یہ اشارے میں سوری کرنا۔

آنکھوں سے "جامعاف کیا" کا اشارہ کرے وہ چہرہ واپس سبکی طرف گما گیا پر اب سہی معنوں میں نامہ سے اپنے چہرے کے بدلتے تیور چھپانے مشکل ہوئے۔

ناشتہ سب نے پرسکون ماحول میں کیا، پھر نامہ اسے فارم ہاوس اوپن یارڈ کی طرف لے کر گئی جہاں وہ مور اپنے سفید پنکھوں کو پھیلائے، آسمان پر چھائے ان گنت بادلوں پر خوبصورتی میں سبقت لے گئے تھے، مانیہ نے امائل کو کچھ کہا تھا تو وہ سب سے اجازت لیے اسے لے کر نکل گیا، شاید وہ ولا جانے والی تھی پھر اسکے بعد ہو سہیٹل۔

"تم ماما سے کیوں ملنا چاہتی ہو؟"

امائل گاڑی میں بیٹھا تھا، مانیہ کو فون لے کر آتا اور ڈور کھول کر بیٹھا دیکھے ہی پریشانی سے پوچھنے لگا۔

"میں انکو کہنا چاہتی ہوں وہ نامہ کے ساتھ کوئی گیم کھیلنے کی جرت نہ کریں کیونکہ آگے میں کھڑی ہوں۔ یہ میرا سیکرٹ ہے اماں جو تم سے کہنے لگی ہوں، ماما نے میری نوح سے شادی صرف اسکی پراپرٹی کے لیے کروائی تھی مگر نوح کو اسکے بارے پتا تھا۔ اس نے میری غلط اور اوجھی حرکتیں جو میں نے اس سے جان چھڑوانے کو کیں معاف کرتے اپنی ہاف پراپرٹی پھر بھی میرے نام کی لیکن میں وہ نوح کی اجازت کے بنا کسی کے نام نہیں کر سکتی صرف میں استعمال کر سکتی ہوں۔ لیکن اگر انہوں نے نامہ کے حصے آتی پراپرٹی پر نظر رکھ کر کوئی گیم کھیلنی ہے تو میں انہیں پہلے ہی وارن کرنے جا رہی ہوں۔ دوسرا میں نہیں چاہتی نامہ کو کہیں سے بھی یہ پتا چلے کہ نوح اور میرا بے نام سا نکاح ہوا تھا۔ ابھی انکا نیا رشتہ جڑا ہے۔ یہ حقیقت کوئی غلط فہمی نہ لے آئے۔ تو ماما کو منع کرنا ہے کہ وہ بھول کر بھی نامہ کے سامنے ایسا کچھ نہ کہیں"

مانیہ نے بہت روانی سے ساری فکریں جتا دیں اور امانل اسے سننے کے بعد اسکی طرف ہاتھ پھیلا گیا، مانیہ نے فوراً سے اپنا خوبصورت ہاتھ امانل کے مضبوط ہاتھ میں تھمایا۔

"یہ سب ٹھیک ہے پر تمہاری ماما، تمہاری بات سن تو لیں گی پر مانیہ کی کیسے؟ کافی ضدی خاتون ثابت ہو چکی ہیں آج وہ۔"

مانیہ کو یہ خدشہ بھی درست لگا پر وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ نہیں سکتی تھی۔

"میں انکو ہینڈل کرنا جانتی ہوں۔ بس تم میرے ساتھ رہو"

وہ پر امید تھی تبھی چہکی۔

S MIRZA NOVELS
WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

"ہمیشہ"

بس یہ ایک لفظ بھی مانیہ کا پورا سفر مہرکانے والا تھا، اس لفظ میں مان یقین محبت بھرے کئی عہد چھپے تھے، دونوں کی منزل "دوغان ولا" تھی۔

نوح نے ہو سپٹل کال کر دی تھی وہ ایک دو گھنٹے لیٹ آئے گا، وہ نامہ کی دنیا سے مل رہا تھا اور اسے فرصتیں درکار تھیں۔

"ٹھیک ہے۔ تم پیر زمرے آفس میں رکھ لو۔ میں آکر سائن کرتا ہوں۔ لیکن ایک چیز کا دھیان رکھنا۔ اس بارے میری وائف کو پتہ نہ چلے، بس یہ لیگل پر اسس ہے اسے نمٹانا واجب ہے، ڈھنڈورے کی ضرورت نہیں۔"

نوح کچھ فاصلے پر کھڑا نامہ کو دیکھ رہا تھا جو وہاں کام کرنے والے لوگوں کو ہسک کو کھول کر لانے کا اشارہ کر رہی تھی جو نامہ کو دیکھے اصطبل میں ہی اچھلنا شروع تھا، نوح نے اپنی ہاف پر اپرٹی اور کچھ پلاٹس نامہ کے نام ٹرانسفر کروائے تھے اسی حوالے سے وکیل کی کال تھی جبکہ نوح نے اس لیے نامہ کو ناپتا لگنے پر زور دیا کہ وہ نامہ کی کسی صورت خوداری کو ایفیکٹ نہیں کرنا چاہتا

تھا، لیکن وہ اسے اپنے ہر اثاثے کا برابر حقدار لیگلی ڈیکسیر کرنا چاہتا تھا، نوح کو اسکی ماں کی طرف سے بھی بہت سے قیمتی اثاثے ملے تھے کیونکہ عنایہ خود مختار تھی اور بہت ہی ایکسپینسیو Orthodontist تھی، آر تھوڈونٹسٹ ایسے مریضوں کے ساتھ کام کرتے ہیں جن کے دانت ٹیڑھے یا جڑے غلط ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دانتوں کے مسائل کو حل کرنے اور ان کی صحت اور اعتماد کو بہتر بنانے میں مدد کرنے braces، retainers اور دیگر اوزار استعمال کرتے ہیں۔ از میر میں Orthodontist منتھلی ایک ریج امانٹ کماتے ہیں اور عنایہ نے دس سال یہ جاب کی تو وہ سب کچھ صرف نوح کے لیے سیو کرتی رہی۔

اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ وہ میکائیل کو بھی سپورٹ کرتی تھی، تبھی تو نوح آج تک ماما کے گھر والوں کو سپورٹ کر رہا تھا کیونکہ عنایہ نے جاتے ہوئے اسے کہا تھا جب تک اسکے ماں باپ میں سے ایک بھی زندہ ہے تم انکو

سپورٹ کرو گے، وہ چلی گئی تھی پر نوح آج بھی اپنی ماں کے بہت سے فرض نبھارہا تھا۔

فون پر سے نظریں ہٹائے اس نے ہسک کو دیکھا جو ایک تگھڑا اور توانا گھوڑا تھا، ستم کہ وہ تھا ہی اتنا خوبصورت کہ کسی کو بھی اس سے انس ہو جاتا پھر وہ جس ماں کا بچہ تھا وہ نامہ کی زندگی بچانے کا وسیلہ ہے یہ سوچتے نوح کی وہ جلن کم ہوئی جو نامہ کو ہسک کے ساتھ دیکھ کر ہوئی۔

"یہاں آئیں نوح۔ آپکا انٹر و کرواؤں ہسک سے"

یہ لڑکی ایسے بلا کر جناب کو بے قابو ہی تو کر گزری تھی۔

"کر لیا انٹرو۔ ہلکی پھلکی جان ہے یہ بھی تمہاری"

وہ زرا چلتا ہوا پاس آیا اور ہسک کی گردن پر موجود سلکی بالوں کو سہلاتے جتا گیا، نامہ نے گردن اچھنبے سے گمائی۔

"ہر کسی کو جان نہیں بناتی ہوں۔ ایسے مت تنگ کریں مجھے۔"

وہ برا منا گئی، چہرے پر لہو سمٹنے لگا۔

"ایک بار مجھے سچ سچ جان کے بارے بتادو، تنگ نہیں کروں گا۔ یہ نکاح تمہاری جان ہے، دل بہلانے والی بات تھی نامہ سلطان جو میں نے کڑوا گھونٹ بھرے سہہ لی تھی شوق شوق میں۔ میرے اندر کچھ ارمان ہیں، اطمینان کی کمی ہے"

وہ اسکے بالکل ساتھ جڑا کھڑا تھا اور نامہ کے کندھے سے نوح کا سینہ مس ہو رہا تھا، وہ جتنا پرے ہو رہی تھی نوح مزید آگے ہو جاتا۔

"آپکے ارمان اور اطمینان کے لیے میں کچھ نہیں کر سکتی۔ چلتے ہیں

ہو اسپتال۔ آپکو آپکے مریضوں کے پاس چھوڑنا بہت ضروری ہے اب۔ اسکی سواری پھر کبھی"

نامہ نے وہاں سے بالکل ہی پرے ہو کر کھڑا ہوتے اپنے سارے ہی ارادے بد لے پر نوح کو برا لگا۔

"نامہ تم میرا دل توڑ رہی ہو، وہ بھی چنے منے ٹکڑوں میں۔ یہ موسم، یہ ماحول۔۔ یہ جیتا جاگتا مائل آدمی کچھ بھی تو اثر انداز نہیں ہو رہا تم پر۔ اوہ گارڈ!"

وہ آسمان کی طرف دیکھ کر دہائی دے اٹھا، جہاں سفید بادلوں کے غلاف میں یکدم ہی سیاہی گھلنے لگی، نامہ نے بھی سر اٹھا کر دیکھا تو اک بارش کا قطرہ اسکی گال پر آگرا جس پر وہ جلدی سے چہرہ نیچے کر گئی پر نوح اب تک آسمان کی طرف گھلتی سفیدیوں میں جمع ہوتی تار کیوں کا ملاپ دیکھ رہا تھا۔

"وہاں دیکھو نامہ۔۔ جب بادلوں کی سفیدی اور تاریکی مل جائے تو اک روح پرور نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ آسمان ایسی شکل اختیار کرنے لگتا ہے جو زمین زادوں کو اسکے عشق میں مبتلا کر دے۔ وہ اتنا دور موجود آسمان صرف روشن

یا تاریک ہوتا تو اسے کوئی نہ دیکھتا، بس ان ہلکے اور گہرے رنگ کے ملاپ کے بعد ہی یہ خود کو دیکھنے لائق بناتا ہے۔۔۔۔۔ یہاں آؤ"

وہ اسکے بلانے پر پاس آئی، کہ شاید جس جگہ نوح کھڑا ہے وہاں سچ میں ایسی خوبصورتی ہو جو اسے دیکھائی دے رہی ہے۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑتی پاس رکی اور نوح کی طرح سر اٹھا کر دیکھا وہاں اک تیسرا رنگ تھا جو بہت ہی خوبصورت تھا۔

"بلکل ایسے ہی کچھ تمہاری ذات تاریک ہے کچھ میری، کچھ روشنی تمہارے قبضے میں ہے کچھ میرے۔ تبھی ہم جب بھی پاس آئے، اک روح پرور منظر بن گیا۔"

وہ نظریں نیچی کرتی نوح کو دیکھنے لگی جو خود بھی اب نامہ کو دیکھ رہا تھا، اسکی دھاڑی میں بارش کی اک دو بوند پھنسی بہت کیوٹ لگی کہ وہ ہنس پڑی، ہاتھ

بڑھا کر اسکی بئیرڈ کو سہلاتے سہلاتے فوراً اپنی ہنسی دبا گئی کیونکہ آنکھیں ان وارفتہ ہیزل نگاہوں سے چار ہو گئیں تھیں۔

"آنکھیں بند کرو"

نامہ نے جلدی سے آنکھیں بند کیں، اتنی فرما برداری پر کون ناں قربان ہو جائے۔

"فیل کرو۔۔ کیسا لگ رہا ہے؟"

وہ اسکے قریب چہرہ لے جاتے سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں بولا، جبکہ نامہ آنکھیں بند کیے گہرے سانس لیتی خوابناک کی سی کیفیت میں تھی۔

"اچھا ہے سب"

وہ نامہ کے پر سکون چہرے کو فرصت سے دیکھتا محترمہ کے شدید نان رونٹک جواب پر پھیکا سا مسکرا دیا۔

"اور اب۔۔۔"

وہ اس سے دور ہوا، جبکہ نامہ کے ہاتھ سے جیسے ہی نوح کے ہاتھ چھوٹے، نوح نے محسوس کیا وہ بند آنکھوں والا چہرہ تاریک پڑا۔

"ابھی بھی سب ٹھیک ہے"

نوح اسکے لفظوں سے کیسے مس گائیڈ ہوتا کہ اسے تو نامہ کے چہرے کی زبان سمجھ آنے لگی تھی۔

"کیا تم اپنی زندگی میں سب ٹھیک چاہتی ہو یا اچھا؟"

وہ اسکے سوال پر جلدی سے آنکھیں کھول گئی، سمجھنا مشکل تھا کہ نامہ سلطان کس کیفیت کا شکار ہے۔

"جو بھی مل جائے"

نامہ نے کندھے اچکائے، نوح نے واپس اس تک قدم بڑھائے اور ہاتھ نامہ کی طرف پھیلا یا۔

"میرے معاملے میں تو قناعت چھوڑ دو نامہ۔ کہوناں سب چاہیے۔ کب کہو گی میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہ نوح آپ ہیں میری جان"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے ہسک کی گردن سہلائے اجازتی نگاہوں سے دیکھتا فارم ہاوس اوپن ایریا سے نکلتے ہوئے اپنی طرف دیکھتی نامہ کی آنکھیں کھو جے خود سے ہمکلام تھا۔

"آپ ہیں میری جان"

آنکھیں تو ڈالی تھیں پر ابھی یہ اعتراف بس نامہ کے دل تک قید تھا۔

وہ لوگ گاڑی تک پہنچے تو نوح کی آواز پر وہ اپنی سائیڈ جاتے جاتے رکی۔

"ایک سوال کروں۔ تم اسکا جواب مجھے نوح ادا دو غان سمجھ کر نہ دینا بلکہ آئینہ سمجھ لینا مجھے۔ میرا یقین مت توڑنا کہ تم اس سوال کے جواب میں زرا بھی غلط بیانی سے کام لو گی"

نامہ تو اتنی جان لیوا تمہید پر ہی آنکھوں میں رحم کی طلب لے آئی کہ وہ اسے کیوں مشکل میں ڈال رہا ہے۔

"نوح! آپ مجھے بہت پریشان کر رہے ہیں"

وہ شکوہ کرنے میں سچی اور معصوم تھی، بارش کی تیزی پر اس نے نامہ کے لیے دور اوپن کیا اور خود بھی دوسری طرف بیٹھا۔

"جانتا ہوں۔ ادھر دیکھو۔ میری تمہید کا جواب دو نامہ۔ پریشان کر رہا ہوں اسکی سزا دینے میں خود مختار ہو تم۔۔ لیکن پہلے میری بات سنو"

نوح کی بے قرار یوں کو دوام تھا یہ وہ جانتی تھی پر ہر لمحہ نوح کی کشش جیسے وہ اسے خود میں گھولنے کا طلب گار تھا۔

"ٹھیک ہے سوال کریں"

وہ جلدی سے سنبھل گئی پر نوح نے پھر سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دباتے نامہ کی مشکلات بڑھا دیں، وہ گہر اسانس بھر کر رہ گئی۔

"تم اپنی ماما کے بارے کیا سوچتی ہو۔ انھیں کبھی معاف کرنے کا سوچا؟ ان کی محبت واپس ملے تو کیا لوگی اسے؟ اوپر اوپر سے دھتکاروگی یا اندر تک یہ والا پیار ممنوع مان چکا ہے تمہارا دل۔۔۔ آئی مین مجھے پتا ہے تمہارے بابا اور تمہیں تکلیف دی تمہاری ماں نے لیکن اولاد کا دل پتھر نہیں ہوتا۔ کبھی ان فیوچر یہ پتھر لگتا دل اس ماں کے لیے پگھلنے کے چانس ہیں؟ انکے مرنے"

اس سے زیادہ نوح کو بولنے نہ دے سکی اور اپنی ہاتھ کی نرم پوری اس نے نوح کے ہونٹوں پر رکھے بہت دردناک انداز میں نوح کو اسکے دل سمیٹ روک دیا، ہاں اس نے یہ بے اختیار کیا کہ اس نے نوح کے ہونٹوں کو فیل کرتے اپنے اندر اک نشاط کی سی لہر اترتی محسوس کی، شاید یہ دو طرفہ ہو پر

ابھی سچویشن دردناک تھی تو اس طرح فیل نہ کیا جاسکا جیسے اسکی شان بان بنتی تھی۔

"میں ان سے نفرت نہیں کرتی نوح۔ اس لیے انکی موت کے بارے نہیں سن سکتی۔ میرے بابا میری پوری دنیا ہیں لیکن اگر میں آپکو آئینہ سمجھ کر کچھ بتاؤں تو میں چاہتی ہوں وہ کم از کم ایک بار ضرور میرے سامنے آئیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں میرے بابا اور میرا کیا قصور تھا۔ میں انکی محبت واپس نہیں چاہتی، جو چیز وجود ہی نہیں رکھتی نوح میں اسے مانگ کر صرف خود کو تھکاؤں گی۔ میں نفرت نہیں کر سکتی، نو مہینوں کا ایک بہت بڑا قرض ہے انکا مجھ پر۔ دوسرا انکی موت کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ میری آئینے سے باتیں کچھ ایسی ہی دردناک ہوتی ہیں، ٹنشن دینے والی، افیت و وہشت ناک، آپکی آنکھوں کا رنگ بدل گئیں یہ میری سفاک باتیں تو آگے سے آئینہ مت بنیے گا میرا۔ میں آپکو اپنی وجہ سے متاثر نہیں دیکھ سکتی"

وہ اپنے انگلیوں کی پوریں ہٹائے اپنی کہانی سمیٹتے ہی نظر جھکا گئی، ہاں اسکی گھنی گھنی پلکوں پر اٹکی شبنم نوح کا دل سچ میں ٹکڑے کر رہی تھی۔

"میری آنکھوں کا رنگ تو تمہیں دیکھتے ہی بدل جاتا ہے"

نامہ نے بہت کوشش کے بھی اس بار اسے نہ دیکھا اور منہ پھیرے سٹرنگ سنبھالے سامنے دھندلائے منظر دیکھنے لگی، اسکی گردن کی ابھرتی رگوں تک سے نوح کو تکلیف پہنچ رہی تھی۔

"انہیں سمجھائیں یہ گہرے جذبات کا آغاز ہوتا ہے"

وہ اب بھی پتھر بنی سامنے دیکھ رہی تھی۔

"سمجھنے سمجھانے والی کہانی ختم ہو گئی نامہ"

نوح نے بھی گہرا سانس لیتے چہرہ نامہ کی طرف اور آنکھیں اسکے چہرے سے ہٹالیں۔

"تو اب کیا سوچا ہے پھر؟"

وہ اسکی طرف دیکھتے اپنی تکلیف مہارت سے ہضم کرے بلکل نارمل ہو گئی۔

"دوبارہ آئینہ بننے کے لمحے گنوں گا اس کے سوا کوئی سوچ باخدا میرے
کو سوں دور تک نہیں بچی۔۔۔ میں تم سے اور تمہارے نام سے آخری حد
تک متاثر ہوا بیٹھا ہوں نامہ سلطان۔ سو اس بارے فکر ہی نہ کرو۔ اب چلا لو
گاڑی۔ ورنہ تمہارے دونوں ہاتھ پکڑ لوں گا اور خود بھی موسم انجوائے
کروں گا تمہیں بھی کرواؤں گا۔ وہ بھی تمہاری Rolls-Royce میں بیٹھ
کر۔ پھر اسے آگ لگتی رہے جتنی لگنی ہے۔ تمہیں بھی چھپی نظر نہیں
آتی۔ اب کے اچھے سے نظر آنے والی آگ ہوگی"

نوح نے اپنے اندر کی ساری کچھڑی ملا جلا کر کہتے ہی چہرہ وندو کی طرف پھیرا
جبکہ نامہ کان کی لو تک ایسی بے تکلفیوں پر سرخ ہو کر رہ گئی، جھٹکے سے

گاڑی سٹارٹ کی کہ نوح نے سیٹ بیلڈ بروقت فکس نہ کیا ہوتا تو غصیلی بیوی سیدھی ڈیش بورڈ پر بچارے کا سر مرواتی۔

پھر وہ نوح ادا دوغان ہوتا جہاں مرضی کا۔

ہاں اب باقی کا سفر وہ بس نامہ کی چپ پر ہی گزارہ کرنے کا سوچ چکا تھا کیونکہ بولنا اب ر سکی ترین تھا کیونکہ نامہ میں اس نے کرنٹ چھوڑ دیے تھے جو بچاری گاڑی کا ڈور کھولے "میں نہیں جاؤں گی آپکے ساتھ" کہہ کر نکل بھی نہ سکتی تھی، اف یہ نامہ سلطان کی دلکش مجبوریاں۔

..-----..
S MIRZA NOVELS
WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

"تم اسکے ساتھ کیوں آئی ہو؟"

غصہ سے زیادہ ناگوربت تھی جو دیشا کے لہجے سے اماٹل کے لیے ٹپک رہی تھی، میکائیل کو مانہ نے پہلے ہی کال کر کے ولارکنے کا کہا تھا کیونکہ اسے لگتا تھا ماما کی موجودگی میں کچھ لحاظ کریں گی۔

"کیونکہ میں آپکو اماٹل کے ساتھ دیکھائی دینے کی عادت ڈالنا چاہتی ہوں"

وہ ماما کے پاس رکتے لہجے کی توڑ پھوڑ چھپانہ سکی اور دیشا کی آنکھوں میں حد درجہ شکایت دیکھتے مانہ نے اپنے حساب کتاب لینے کو کسی اور وقت پر رکھا۔

"ایسی کوئی عادت نہیں اپنانے والی ہوں، تم نے نہ مجھے اپنے ٹیو مر کا بتایا نہ

اس اتنے بڑے فیصلے کا۔ تمہیں اپنے ساتھ رکھا، پیار دیا، کتیر کی۔ کیا کوئی

ایک لمحہ بھی ایسا پیور نہیں لگا تمہیں مانہ کے ماں کو ویلیو دے پاتی؟"

دیشا نے بہت مہارت سے اپنی آنکھوں میں نمی لائی کہ مانہ جو بہت لڑنے

آئی تھی، اسکے ماما کو تکلیف میں دیکھے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔

"میں بتانے آئی تھی ماما۔"

مانیہ نے آگے بڑھ کر دیشا کا ہاتھ تھامنا چاہا پر وہ بے دردی سے جھٹک گئی، مانیہ کا دل سا بیٹھنے لگا۔

"سب کچھ کر کے بتانے آئی تھی تم مجھے مانیہ! تمہارے باپ نے آخر کیا ہی کیا ہے تمہارے لیے؟ اسے تو اپنے دیوالیہ ہونے کے غم نے ہی کسی اور طرف ہونے نہیں دیا اور تمہیں لگتا ہے وہ میرے اور تمہارے لیے بیٹھا ہے؟ نہیں کوئی کسی کے لیے نہیں بیٹھتا۔ تمہیں کیا لگتا ہے پوری دنیا رحم دل اور تمہاری ماں ظالم ہے؟"

مانیہ کی آنکھیں دفعتاً بھگیں۔

"ڈیڈ نے میرے لیے جو کیا وہ آپ کبھی نہیں سمجھیں گی ماما۔ رہی بات آپ کے ظالم ہونے کی۔ آپ نے نامہ پر تو ظلم ڈھایا تھا ناں؟"

اک درد کی تیز لہر تھی جسکی مانیہ لپیٹ میں تھی، دیشا کو جب لگا بازی الٹنے لگی ہے، وہ اپنے دفاع کی چال چلنے کا ارادہ بنا گئی۔

"کیسا ظلم ہاں! وہ فیروز پیٹتا تھا مجھے۔ ہاتھ اٹھاتا تھا۔ وہ سائیکو آدمی تھا۔ میں تنگ آ گئی تھی۔ میرے جسم پر اسکی مار پیٹ کے نشان آج بھی موجود ہیں۔ میرے پاس میری بیٹی ہی واحد حل تھی اس وحشی سے نجات کو اور شاید اگر میں نامہ اور فیروز کے ساتھ رہتی تو وہ بچی اس سے بری حالت میں بچپن گزار کر آئی ہوتی، اپنے ماں باپ کو جانوروں کی طرح لڑتا دیکھ کر بچے پاگل ہو جاتے ہیں، نامہ تو پھر بھی ٹھیک ہو گئی۔ نامہ کو بھلے چھوڑ آئی تھی پر اسکی خبر لینا کبھی نہیں بھولی۔ فیروز نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اس سے اور نامہ سے دور چلی جاؤں۔۔۔ بتاؤ میں کیا کرتی؟"

دیشا کی آنکھوں کے آنسو بھلے جھوٹے ہوں پر مانیہ کا دل بری طرح کٹ گیا۔

"کیا آپ سچ کہہ رہی ہیں ماما؟"

مانیہ کی آواز سی کانپی۔

"ہاں ناں۔ مجھے اپنے بچوں سے بڑھ کر اور کچھ عزیز نہیں۔ نامہ کے دماغ میں فیروز نے میری نفرت بھر رکھی ہے، میں نے تمہیں سچائی بتائی ہے اب تم بھی نفرت جاری رکھنا چاہو تو تمہاری مرضی۔ الگ تو ویسے بھی مجھے تم نے خود سے کر دیا مانیہ"

دیشا نے اپنے ٹپکتے آنسوؤں کو پونجھا تبھی مانیہ جلدی سے دیشا کے گلے لگی، وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی، جبکہ دیشا کو اپنی ایمو شنل فول پچی سے ایسے ہی جکڑے جانے کی توقع تھی۔

"ماما۔ مجھے معاف کر دیں۔ میں کیسے ایک طرفہ باتوں کو مان گئی۔ اف!۔۔۔ یقیناً تالی ایک ہاتھ سے نہیں جیتی۔ لیکن آپ نے کیا سچ میں فیروز انکل کے نکاح میں ہوتے کسی اور کے ساتھ رات گزاری تھی؟ بس ی۔۔۔ یہ بتادیں"

مانیہ کو بھرپور قابو میں آتا دیکھے دیشا کو اپنی خصوصیات اور قابلیت پر رشک آیا، نامہ کو قابو کرنے سے پہلے مانیہ کو قابو کرنا ضروری تھا کیونکہ دیشا اچھے سے جانتی تھی کہ مانیہ، نامہ سے اب کس کدھر اٹیچ ہو جائے گی اور تبھی وہ نامہ کو ورغلانے والے کم از کم ایک فرد کو اپنی سائیڈ کرنے میں بھرپور کامیاب تھی۔

"ن۔۔ نہیں مانیہ! وہ تو ڈرامہ کیا میں نے۔ اپنے جسم پر خود زخم دیے۔ کیونکہ فیروز جیسا بھی سائیکو، وحشی اور پاگل ہوتا، وہ بے وفائی سے ہی زیر ہو سکتا تھا۔ میرے پاس یہی حل بچا اور نہ اس کے ساتھ رہتی تو لاش بنتے دیر نہ لگتی۔ میں نے تو نامہ کی بہتری سوچی۔ جب تک وہ مل نہ گئی میں دور بیٹھ کر تڑپی۔ اسے دوبار ہو اسپٹل بھی دیکھنے گئی جب وہ خود سے بالکل ناواقف ہو چکی تھی۔ میں نامہ کی بہتری کے لیے اس سے دور چلی گئی جیسے تمہاری بہتری کے لیے میں نے تمہیں والدین سے لیا کیونکہ وہاں تم گھٹ جاتی۔ وہ اپنے بزنس کو لے کر وحشی آدمی ہے۔ تمہارے بابا کو میں نے دیوالیہ ہونے کی

وجہ سے نہیں چھوڑا تھا بلکہ آج تمہیں یہ سچ بھی بتا دیتی ہوں تاکہ تمہیں اپنی ماں پر رحم آئے۔"

مانیہ کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ وہ سٹریس لیتی پر یہ عورت اسے شاک پر شاک دے رہی تھی۔

"ک۔۔ کیسا سچ؟ بولیں ماما۔۔ کیا قصور تھا میرے ڈیڈ کا؟"

مانیہ گڑ گڑا سا گئی، آخر کس خطا پر اسکے ڈیڈ اتنی اذیت پا گئے۔

"ایک تو جہانگیر لاہر واہ تھا، میرا خیال نہیں رکھتا تھا دو سہرا ہر وقت اپنے بزنس کو لے کر بڑی رہتا۔ میں نے کچھ وقت تو اسکی بے اعتنائی سہہ لی پھر وہ راتوں کو بھی گھر سے باہر رہنے لگا۔ اور جب مجھ سے یہ سب مزید برداشت نہ ہوا تو میں نے اسکا پیچھا کیا، اور میں نے تمہارے بابا کو ایک لڑکے کو کس کرتے دیکھا۔۔۔۔"

دیشا کے اس بہتان پر مانیہ اس سے پہلے لڑکھڑا کر گرتی، دیشا نے بروقت اسے سنبھالا، مانیہ کی آنکھ سے چند آنسو اس بھیانک بات پر ٹوٹ گرے۔

"میرے ڈیڈ ایسن۔۔ نہیں ہیں آپ جھوٹ بول رہی ہیں"

مانیہ نے کرب سے انکار کیا۔

"مجھے بھی یہی لگا وہ اتنا گرا نہیں ہو سکتا پر میں نے پوری تفتیش کروائی جسکے بعد پتا چلا کہ وہ اچانک سے مردوں میں دلچسپیاں لینے لگا ہے تبھی اسے گھر بیٹھی بیوی سے کوئی سروکار نہیں رہا۔۔ میں نے سوچا تھا یہ سب تمہیں کبھی نہیں بتاؤں گی پر دیکھو آج تمہاری ماں مجبور ہے۔ میں نے اپنے دونوں پہلے شوہروں کو بہت بے بس ہوئے چھوڑا مانیہ۔۔۔ یہ تو میکائیل کی زندگی میں آکر مجھے کچھ سکون ملا پر یہاں بھی میری قسمت خراب! نوح نے کبھی مجھے میکائیل کی محبت بننے نہ دیا۔ میں میکائیل سے سچ میں محبت کر بیٹھی تھی۔ چاہتی تھی اب کچھ سکون پاؤں پر میکائیل کی زبان پر صرف عنایہ اور

نوح رہا۔۔۔ ہمیشہ۔۔۔ میں جب جب میکائیل کے قریب ہونے کی کوشش کرتی، وہ لڑکا میرے شوہر کو میرے لیے زہر سے بھر دیتا کہ اس سے برداشت نہ تھا کوئی عورت اسکی ماں کی جگہ لے لیکن اس بار میں نے سب سہا۔ کیونکہ فیروز اور جہانگیر کے معاملے میں میرا دل انووالو نہیں تھا، میکائیل سے دل جڑا ہے تو مجھے نوح کے یہ خاموش ظلم سہنے پڑے۔۔۔۔۔ نوح سے نفرت مجھے تبھی ہے، جب صارم کی گڈ نیوز آئی اس لڑکے نے اپنا چینج چینج کر کرہ اجاڑ ڈالا، میکائیل اسکے آگے گڑ گڑاتے رہے، وہ دھمکی لگاتا کہ وہ چھوڑ کر چلا جائے گا تو میکائیل کی حالت قابل رحم ہو جاتی۔۔۔۔۔ تبھی تو میں نوح کو تکلیف دیتی ہوں اور یہ اسکی دی تکالیف کا ایک فیصد بدلا بھی نہیں ہے۔۔۔ اب میرے پاس اپنی گواہی کے لیے کچھ نہیں، تمہیں یقین کرنا ہے مجھ پر تو کرو ورنہ جس طرح تم نے مجھے اپنی خوشی اور تکلیف سے دور رکھا، ویسا ہی کرتی رہو مانیہ۔۔۔۔۔ میری تو اولاد بھی میری نہ ہو سکی۔۔۔ اسکا آخری سانس تک افسوس رہے گا"

دیشا نے اپنا بھرپور زہر مانیہ میں اتارا کہ وہ لڑکی شدید قسم کی انگڑائی اور ڈپریشن میں مبتلا محسوس ہوئی، اس نے سسک کر روتی کا وچ پر جا بیٹھتی ماں کے قدموں میں بیٹھے کانپتے ہاتھوں سے دیشا کے ہاتھ کو تھاماتھا۔

"میں اگر آ۔۔ آپ پر یقین کر لوں ماما تو کیا اسکے بدلے آپ مجھ سے اک وعدہ کریں گی؟"

مانیہ کی حالت بگھڑتا دیکھے دیشا کو کچھ فکر ہوئی کہ اپنے دفاع کے چکر میں وہ مانیہ کی طبیعت پر رسک نہ ڈال دے۔

"کیسا وعدہ؟"

دیشا نے اسکے دوسرے ہاتھ سے آنسو پونجھے۔

"نامہ کو کبھی مت بتائیں کہ آپ اسکی ماما ہیں اور نہ اسے نوح سے دور کرنے کی کوشش کریں۔ کیا آپ میرے لیے یہ کر سکتی ہیں؟ اس میں نوح کا مت سوچے گا کہ اسے سکھ دیں گی آپ بلکہ نامہ کا سوچیں۔ وہ یہ سب برداشت

نہیں کر سکتی۔ وہ بس اوپر سے جاندار اور سخت ہے۔ اندر سے یوں ہے کہ
 اک جھونکے کی دیر ہو اور اسے تنکا تنکا بکھیر دے۔ نہ یہ ساری سچائیاں جو
 مجھے اسکے بابا کے بارے بتائیں، اسے کبھی بھی مت بتائیے گا۔ اسکا یقین ٹوٹا تو
 وہ ہمیں دیکھائی نہیں دے گی۔ وہ اپنے بابا پر جان چھڑکتی ہے۔۔۔۔۔ مجھ
 سے وعدہ کر لیں ماما"

دیشانے کرب بھری نظروں سے مانیہ کو دیکھا اور پھر اسکی گال سہلاتی سر ہلا
 گئی، مانیہ نے روتے ہوئے دیشا کا ہاتھ پکڑے چوما۔

"مجھے بھی معاف کر دیں ماما۔ میں نے آپ کو تکلیف دی۔ پلیز معاف کر
 دیں۔ اما نل کے ساتھ خوش ہوں۔ جیسے آپ کو میکائییل بابا سے پیار ہے مجھے
 بھی اس سے ہو چکا ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑنا چاہتی۔ وہ میرا ٹرٹمنٹ کر رہا
 ہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے وہ مجھے ٹھیک کرے گا۔ آپ مجھے اما نل سے واپس
 تو نہیں لیں گی ناں؟"

مانیہ کی آواز کے ساتھ وہ خود بھی کانپتی محسوس ہوئی۔

"نہیں لوں گی پر خرد بھی کچھ کم نہیں ہے۔ دونوں دوست و حشی درندے

ہی تھے تبھی بیویاں لعنت بھیج کر چلی گئیں۔ وہ اما نل بھی تو اسی خرد کا بیٹا

ہے۔ میں بس ڈری ہوئی ہوں کہ کس خاندان میں گھس گئی ہو

تم۔۔۔۔۔ اگر اما نل کی وجہ سے تمہارے ساتھ کچھ ہوا تو انہی ہاتھوں سے

مار کر آؤں گی اسے۔۔۔۔۔ اب رونا بند کرو تمہاری طبعیت بگھڑ جائے گی"

مانیہ کو اپنی جھوٹی ماں پر بظاہر یقین آ گیا تھا پر اسکا دل نا جانے کیوں دیشا کی

کسی بات کی گواہی نہ دے سکا تھا، اسے دیشا کے ہر جملے سے جھوٹ کی باس

محسوس ہوئی تبھی تو مانیہ کی تکلیف دگنی تھی۔

"ماما! نامہ کو نوح کی تکلیف کبھی مت بنائیے گا پلیز۔۔۔۔۔ میری اس التجاء کو

میری آخری خواہش سمجھ لیں۔ میں نامہ کو تکلیف میں نہیں برداشت کر

پاؤں گی۔ چلتی ہوں۔۔۔۔۔"

وہ اٹھی تو مانیہ کو لگا اسکا سر درد سے پھٹ جائے گا، دیشا نے یہ ساری من گھڑت دفاعی کہانیاں گڑھتے اس بیٹی کی کسی تکلیف کا احساس نہیں کیا تھا کہ وہ یہاں سے نکلتے بھلے مر ہی کیوں نہ جائے۔

"مانیہ!"

دیشا نے اٹھ کر پکارنا چاہا پر مانیہ نے ہمت پکڑی اور روم سے نکل گئی جبکہ دیشا کی ساری اذیت لمحے میں سرور و تسکین بنی۔

"اوہ میری معصوم سی مانیہ! نامہ تم سے دو درجے زیادہ ایمو شنل فول ہے۔ ایسا کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے کسی دشمن کو جلدی بخش دوں۔ نامہ کو نوح کی تکلیف بنانا ہی تو میری زندگی کا آخری مقصد ہے۔ میں اس نوح کو اتنی آسانی سے نہیں بخشوں گی"

دیشا نے یہ سب جو کچھ کہا، اپنی طرف سے بہت سی باتیں ایسی سچ تھیں جو واقعی دیشا پر برا اثر چھوڑ کر گئیں جیسے نوح کی اسکے لیے ناپسندیدگی اور

ناگواری تو بلاشبہ سچ تھی مگر دیشانے ان ساری باتوں میں بے پناہ جھوٹ کی ملاوٹ کی تھی۔

وہیں مانہ لاونچ تک پہنچی تو اس کی سو جھی آنکھیں دیکھے امانل اور میکائیل دونوں اٹھ کر اسکی طرف آئے پر وہ ٹھیک نہ تھی تبھی وہاں سے روتے ہوئے بھاگ گئی۔

ان دو کا دل کٹ سا گیا۔

"اسے دیکھو جا کر امانل۔ پتا نہیں اس عورت نے کیا کہا ہے"

میکائیل نے امانل کا کندھا تھپکا تو وہ فوراً مانہ کے پیچھے ہی بھاگا جبکہ میکائیل سخت پریشان نظر آئے۔

وہ باہر پورچ تک آتی بہت مشکل سے چل سکی تھی اور گاڑی تک پہنچے اسکا سہارہ لیے وہ رو پڑی، اسکا پورا جسم اذیت سے کانپ رہا تھا۔

"مانیہ!"

وہ عقب سے آتے اسے اپنی بازوؤں میں بھرتے خود سے لگا گیا کہ کسی کا بھی ایسا دردناک رونا جان لے لیتا پھر یہ تو اسکی محبت تھی، وہ مانیہ کو ایسے بے بسی سے سسکتا کیسے برداشت کرتا۔

"ا۔ امانل۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔مجھے لگتا ہے مرنا میری بہت سی تکلیف کا علاج ہے۔۔۔۔۔مجھ س۔۔۔۔۔سے اور تکلیف نہیں سہی جارہی۔۔۔۔۔ا۔ ایسے لگ رہا ہے کسی نے میرے اندر سے میرا دل نکال ل۔۔۔۔۔لیا ہو۔"

وہ روتی تڑپتی، بھیگی سانسوں کو کھینچے اس قدر ٹوٹ جائے گی کہ امانل کی آنکھوں میں بھی تیرگی اتار لائے گی کب اس نے سوچا تھا۔

"کہا تھا یہاں مت آؤ۔ وہ عورت اپنی اولاد کے لیے مہربان نہیں ہے
مانیہ۔ مارڈالے گی وہ تمہیں"

اما نل نے اسے اپنے سینے سے لگانا چاہا پر وہ روتی ہوئی اما نل کو خود سے دور کر گئی۔

"تم بھی مت ہو مہربان مجھ پر پھر۔۔۔۔ ایسے میری تکلیف بڑھانے سے تم بھی مارنے میں کسر نہیں چھوڑ رہے۔ وہ ماما ہیں میری اما نل۔۔۔۔ میں انکے بارے برا نہیں سن سکتی"

وہ اس سے اپنا آپ جھٹک کر اما نل کے سینے میں تیر ہی تو گاڑ گئی۔

"لیکن میں حق کہنے سے خود کو روک نہیں سکتا مانیہ! مجھے تمہارے لیے جو زہر لگے گا میں تمہیں اس کے سائے تک سے دور کروں گا۔ آج کے بعد تم نہ یہاں آؤ گی نہ اس عورت سے ملو گی"

وہ مانیہ کے وجود سے رہی سہی جان بھی کھینچ گیا، اگر وہ اپنے سہارے پر کھڑی ہو پاتی تو شرطیہ اس ظالم کے ہاتھ جھٹک دیتی پر ابھی مانیہ کی پوری کائنات ہچکولوں کی زد میں تھی۔

"پ۔۔ پھر کہاں جاؤں گی۔ ک۔۔ کس سے ملوں گی۔۔۔ تم بھی انکی طرح میرا سینہ آگ سے بھر دینا چاہتے ہو تو کر دو مجھے سب سے دور۔ تمہیں تو میں نے الگ سمجھا ہے اما نل۔۔۔ پر تم بھی سنگدل ہو۔ تمہیں میری تکلیف پر مرہم رکھنا تھا"

وہ اسکی بازوؤں کو جھٹکنے لگی پر اما نل نے اسے سینے سے جوڑے ہی کارڈور اوپن کرتے اندر بٹھایا تو وہ اٹکتے سانس بھرتی سر سیٹ سے ٹکا کر گہرے گہرے سانس لینے لگی، اسکی ہچکیوں و سسکیوں میں کرب تھا، وہ ساتھ آکر بیٹھا تو مانیہ نے اس کی طرف سے چہرہ پھیر لیا۔

"کیوں تم میری جان لینا چاہ رہی ہو؟ مانیہ"

اسکا منہ پھیرنا اما نل سہہ نہ سکا، وہ جس فیز سے گزر رہی تھی اس لمحہ اسے اپنا آپ ناگوار لگا تو اما نل کیسے نظر آتا۔

"جان میری جائے گی۔ تبھی سب ٹھیک ہو گا۔۔۔ تم بھی خوا مخواہ ٹائم ویسٹ مت کرو۔ زہر ہی چاہیے مجھے ابھی"

اس سے زیادہ امانت سن نہ سکا، اسکی بازو کھینچے اپنی طرف سر کا یا جو بے درد نظروں سے امانت کی سرخ آنکھیں دیکھنے لگی۔

"بکو اس بند کرو ورنہ کچھ برا ہو جائے گا میرے ہاتھوں۔ مرنے والی یہ بات تمہارے منہ سے نہ سنوں مانیہ۔ میں سب برداشت کر لوں گا۔ مجھ پر چلا اور چیخ لینا، پر مجھے موت کی دھمکی مت دینا کہ میں بہت بزدل ہوں تم سے جڑے اس معاملے میں۔ ہو سپٹل چل رہے ہیں ہم۔۔۔"

وہ ضبط کے جانے کس مقام پر تھا کہ مانیہ اس کا ادراک نہ کر سکتی تھی، اس لڑکی کو تو ابھی بس اپنا دکھ ہی پہاڑ لگ رہا تھا۔

"ہر جانب تکلیف اور درد ہی میرے لیے، تم کہاں تک مرہم کا بندوبست کرو گے۔ اندر سے ہی جب سب کٹ گیا ہے تو باہر کی تعمیر کچھ اثر نہیں کرے

گی۔ میں تھک جاؤں گی۔ اک اک لمحہ مجھے ہر ارہا ہے اماں۔۔ میں نے تمہیں خود سے باندھ کر غلطی کر دی۔۔۔۔۔"

وہ پھر چہرہ ہاتھوں میں بھرتی سر جھکائے رو پڑی، اسکی آواز میں اسکے اندر کا سارا درد اتر گیا تھا اور یہ آخری جملہ اماں کے لیے برداشت کرنا بہت بھاری تھا کہ اسکے سارے لفظ لمحہ بھر اپنی موت مر گئے۔

وہ ضبط سے اسکی بازو آزاد کرے واپس ٹھیک سے بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی، جبکہ مانیہ کو اس نے رونے سے روکا نہیں یہ اس لڑکی کو اور زیادہ پستی کی حد تک ڈپرئس کر گیا، لیکن ممکن تھا جب مانیہ کی تکلیف کم ہوتی تو اسے اماں کی یہ دردناک چپ سمجھ آتی جسکی آنکھیں مانیہ سے زیادہ بگھڑ چکی تھیں، ان میں بے بسی والا خزن اتر چکا تھا۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے رکھ لو ڈنر۔ پر زیادہ پرسنل ہونے کی میں کسی کو اجازت نہیں دیتا امتاب"

نامہ نے بھرپور خود کو لا پرواہ و بے نیاز ثابت کیا جب نوح، کال پر امتاب سے مخاطب تھا، وہ اور کرن آج رات نامہ اور نوح کے لیے ڈنر رکھنا چاہ رہے تھے پر امتاب اس سے نامہ کو لے کر زیادہ ذاتی سوال جواب نہ کرے اسی بارے محترم نے سر دلہجے میں حکم دیا تھا۔

"ہاں جانتا ہوں۔ پر نامہ کو دے دینا۔۔۔"

امتاب مہمت نے جناب کی تڑی ہو امیں اچھالے شرارت کی تولحہ بھر نوح کی آنکھوں نے نامہ کے بے نیاز عکس کو چھوا، آنکھوں سے اسکے چہرے کو آنچ سی دی۔

"سب دے دیا ہے"

بہت کچھ تھا ان چار لفظوں میں جو نا سمجھتے بھی نامہ نے سمجھا بھی اور گاڑی منزل مقصود پر پہنچائے روکی۔

"چلو ملتے ہیں۔ میں تمہیں رات گھر جاتے پک کر لوں گا۔ نامہ کو کہنا تمہیں پک کرنے یہیں آجائے۔ کیونکہ تم سے تھوڑی ڈسکشن کرنی ہے مجھے ایک اہم ٹاپک پر"

امتاب کی تمہید پر نوح نے سر ہلایا اور کال ڈسکنت کی، نامہ بس گاڑی روکنے والی تھی۔

"سنو نامہ! مجھے رات کو ہو اسپٹل سے پک کرنے مت آنا۔"

گاڑی وریام ہو اسپٹل کے پار کنگ میں رکی تو نوح نے جرت کرتے نامہ کو پکارا، سارا رستہ کس طرح وہ گاڑی چلا کر آئی تھی، نوح کو جتنا بھی نہ سکتی تھی۔

"پھر کہاں سے پک کرنا ہے؟ کو قاف سے"

نامہ نے لہجے میں خفیف سی حدت بھرے پوچھا، جواب خاصا تیز تھا کہ نوح مسکراہٹ کو حلق میں دباتا نظر آیا۔

"اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو نامہ سلطان، تم کہو تو آگے سے لفظوں کو کہنے میں احتیاط کروں گا۔ مجھے لگایہ میرا حق ہے"

وہ جو اسے ناراضگی سے سن رہی تھی، پلکیں جھکا کر نوح کے ہاتھ کو دیکھنے لگی جو اسکی کلائی کے گرد جما حرکت کرتے سرور کی سی کیفیت طاری کر رہا تھا، نامہ نے اپنے آپ کو بہت روکا پھر وہ نوح کو گردن پھیرے تنکنے لگی، کیا کچھ نہ تھا ان ہیزل آنکھوں میں، معذرت، ندامت اور بے جاحق استعمال کرنے پر ادا سی!

"کہاں سے پک کروں؟"

وہ حق والی بات دانستہ دبا گئی۔

"انفارم کر دوں گا تب تک مت آنالینے۔ اور ہاں اگلے ویک میں کیا تم میرے ساتھ ایک دن کے لیے استنبول چلو گی۔ اس بار فلائیٹ لیں گے پکا؟"

نوح کے پوچھنے پر نامہ کی ناراضگی مدھم پڑی، استنبول کا سننے وہ کچھ فکر مند ہوئی۔

"وہاں کیوں جانا ہے،"

وہ فکر سے پوچھنے لگی۔

"مما کے چھوٹے بھائی کا نکاح ہے۔ ان سب کو پتا چلا جب سے کہ میں نے شادی کی، وہ سب چاہ رہے ہیں ہم ایک دن وہاں رکیں انکے پاس۔ تم چلو گی میرے ساتھ؟"

وہ اس کے ساتھ کہیں بھی جانے کے لیے راضی تھی، لیکن یکدم ہاں کرنے سے ہچکچا رہی تھی۔

"میں چلوں گی۔ فلائیٹ زیادہ بہتر ہے۔ پچھلی بار کی طرح جو بلنڈر کیا، میں نہیں چاہتی دوبارہ۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی نوح بولا۔

"فلائیٹ کینسل! ہم Rolls-Royce میں ہی جائیں گے"

نامہ نے کرنٹ لگے انسان کی طرح نوح کے چہرے کو دیکھا جیسے سچ میں ذہنی دھچکا لگا ہو، مطلب وہ بندہ نامہ کو پھر تھک کر ٹوٹا دیکھنا چاہتا تھا۔

نوح کے چہرے پر پھیلی شرارت پر نامہ کو شدید افسوس ہوا۔

"کیا؟۔ میں تھک کر ٹوٹ جاؤں گی۔ آپکو میرا تھوڑا احساس کرنا

چاہیے۔ ابھی تو حق کی بات کر رہے تھے آپ"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ احتجاج کر اٹھی جبکہ نوح نے سیٹ سے سرٹکائے آنچ
دیتی نظروں سے نامہ کو زیر کرنے کی کوشش کی، اس لڑکی کے دل کی
دھڑک روک کر وہ تسکین پاتا تھا۔

"پچھلی بار جب تم تھک ہار کر میرے میٹرس پر گری تھی، وہ منظر، وہ
مومنٹ میں ابھی تک بھول نہیں سکا۔ تب اس مومنٹ کو پورے حق سے
دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن اب پورے حق سے انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔"
ہولے ہولے وہ سانس روکنے لگا، اپنے استحقاق بھرے لفظوں سے۔

"میں پھر آپکے ماموں کی شادی میں انجوائے کرنے کے بجائے سوئی ہوئی ہی
ملوں گی آپکو"

نامہ نے چہرہ پھیرتے صاف صاف دھمکی دی۔

"ہاں میرے کندھے پر سر رکھ کر سولینا"

وہ اسکا چہرہ نظروں کے حصار میں پھر اچانک بھر گئی، آنکھیں چغلی کھاتی دیکھائی دیں۔

"جائیں آپکے پیشنٹس راہ تک رہے ہوں گے۔ مجھے بتا دیجئے گا میں پک کر لوں گی"

نامہ نے سیٹ بیلڈ کھولا، نوح نے اسکی بازو پکڑے روکا۔

"بیٹھی رہو نامہ۔ باہر بارش ہے۔ پگھل جاو گی"

شوخی مسکراہٹ لیے وہ نامہ کو جاتے جاتے بھی شرارے سے مسکان دے کر گیا، نامہ نے اسے ہو سپٹل انٹرنس تک دیکھا اور ہنس پڑی۔

پھر وہ سیدھی واپس فارم ہاوس ہی پہنچی تو پتا چلا کہ بابا کو اچانک شدید فیور ہو گیا

ہے۔

"کچھ ہوا تھاناں میرے پیچھے؟ مجھ سے اب تو جھوٹ مت بولیں۔ کیا بات دل کو لگائی آپ نے بابا۔ میں سب برداشت کر سکتی ہوں آپ کی طبیعت پر نو کمپر وائرز"

خرد بھی آج سکول نہیں گئے تھے، اس وقت وہ فیروز کی سچو لیشن زرا بھاری کرنے تھے بھی انکے کمرے میں ورنہ انکو پتا تھا نامہ سب اگلو الے گی۔

"موسم دیکھا ہے تو نے، زرا اسی بوند اباندی سے ٹھنڈ بڑھ گئی۔ اسی کا اثر ہوا ہے میرا پتر۔ خرد سمجھا واسے یہ ایسے پریشان ہو کر میرا دل دہلا رہی ہے"

جب وہ نامہ کی تشفی کروانے میں ناکام ہوئے تو انکے پاس خرد قریشی کی سفارش کے بنا کوئی چارہ نہ رہا۔

"آپ کو مجھے مطمئن کرنے کے لیے ایسی سفارشیں تو نہیں دلوانی پڑیں کبھی بابا، ٹیل می۔ کیوں نہیں بتا رہے اس اندر کی آگ کی وجہ جسکا دھواں آپ کی آنکھوں میں اتر رہا ہے؟ بولیں۔ تب نوح کی وجہ سے کچھ نہیں کہا، آپ

نے ٹالا میں ٹل گئی۔ لیکن ابھی مجھے یقین نہیں آرہا۔ کیا یہ تکلیف سوہا صاحبہ کی وجہ سے ہے؟ نوح بھی مجھ سے انکا پوچھ رہے تھے۔ جب میں فون چارج لگا کر آئی وہ ایسے آپکا ہاتھ پکڑ کر بیٹھے پریشان تھے جیسے میں ہوتی ہوں آپکے لیے۔ بولیں۔ آپ مجھ سے چھپ جائیں گے ایسا سوچنا بند کریں۔"

نامہ کے اک اک لفظ پر ان دو کو لگا حسیں سی ساتھ چھوڑ رہی ہوں، نامہ نے کبھی اس طرح تفتیش نہیں کی تھی پر آج وہ بہت زیادہ حساس ہونے کا ثبوت دے کر فیروز کا دل اور ڈرا گئی کہ یہ حساسیت کہیں نامہ کو نگل نہ بیٹھے۔

"نامہ! اتنا سارا ٹچی کیوں ہو رہی ہونچے۔"

اس بار خرد صاحب نے پاس رکے اپنا ہاتھ نامہ کے سر پر رکھا تو وہ کرب سے آنکھیں بابا سے ہٹائے انکے اس ہاتھ پر ڈال گئی جسے نامہ نے دونوں ہاتھوں سے تھاما تھا۔

"سب انکا قصور ہے۔ نہ یہ میرا ہاتھ نوح کے ہاتھ میں دیتے نہ میں اتنی کمزور ہوتی۔ دیکھیں کچھ بھی برداشت ہونے کی کیپیسیٹی ختم ہو رہی ہے۔ جو اندر ہے وہ چھپا نہیں پارہی۔ سب اگل دیتی ہوں۔"

نامہ کے روپڑنے کے باوجود اسکے لفظ ایسے تھے جو خرد اور فیروز صاحب کو عجیب سا سکھ دے گئے، یعنی نوح نے نامہ کو ہیل کرنا شروع کر دیا تھا، اور نامہ کا کمزور پڑنا، اسکی بہتری کی جانب گامزن ہونے کا ثبوت تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے نامہ یہ کمزوری ہے؟ اپنا آپ عیاں کرنا گناہ ہے؟ کیا یہ تمہاری کسی بھی طرح ہار ہے؟"

خرد صاحب کے ہاتھ سہلانے پر وہ بہت مشکل سے سر اٹھائے انکی طرف دیکھ پائی۔

"ہاں میں سنبھالنے والی بن کر رہنا چاہتی ہوں۔ جس دن مجھے لگا مجھے خود کو سنبھالنے والے کی ضرورت پڑ رہی ہے وہ میری ہار کا ہی دن ہو گا خرد

انکل۔ اوپر سے یہ مجھے کچھ بتاتے بھی نہیں ہیں۔ گھٹتے رہتے ہیں۔ انکو مجھ پر بلکل ترس نہیں آتا"

نامہ کی گھٹن دھیرے دھیرے اسکے اندر سے

باہر نکل رہی تھی، وہ اظہار کرنا سیکھ رہی تھی پھر بھلے ابھی وہ اظہار درد بھرا ہی کیوں نہ ہوتا، فیروز نے اسکے ملائم سے کپکپاتے ہاتھ کو اٹھا کر ہونٹوں کے پاس لاتے چوما، نامہ کی شاکی نظریں بابا پر جمی ابھی تک ناراض تھیں، انکا بھیگا اثر کسی کی بھی جان پر بن سکتا، باخدا وہ آنکھیں بس مسکرانے کے لیے ہی بنی تھیں۔

"اب کیا ہلکا پھلکا بیمار بھی نہ پڑا کروں؟"

بابا کا معصومیت سے کیا سوال نامہ کی بھیگی پلکوں کے حصار میں چھپی آنکھوں میں بھی ہنستا سا اثر سمیٹ لایا۔

"نہیں۔ میں جانتی ہوں ماما کی یاد تک آپ کے جسم و دل پر خراش چھوڑ کر جاتی ہے پر کیا کروں بابا۔ میرے پاس آپ کا یہ مرہم نہیں نہ دنیا میں کہیں ہے۔ ہوتا تو میں اپنی جان دے کر لے آتی۔ یہی وجہ ہے ناں آپ کی دکھی ہوئی ذات کی؟"

سرخ ڈوروں سے بھری وہ بھوری آنکھیں فیروز سلطان پر جمی تھیں تو انکو سر ہلانا پڑا اور نہ نامہ کبھی سکون نہ پاتی۔

"کاش میں انکو جا کر چینخ کر بول سکتی کہ وہ بہت بری ہیں۔ آپ کو میرا سوچنا چاہیے۔ ہر بار دل تک اثر لے جاتے ہیں اور میں آپ کی بھاری سانسوں کے کرب جھیلی رہتی ہوں۔ مجھے نوح کے حوالے کر کے آپ یہ مت سمجھیں کہ مجھ سے جان چھوٹ جائے گی آپ کی۔ میں آپ کو اکیلا نہ کرنے والی ہوں نہ

میرے جیتے جی آپ اکیلا پڑیں گے۔ نہیں جارہی میں نوح کے پاس اب۔۔۔۔ ایک رات میں آپ کا یہ حال ہے تو میں یہ ظلم ہر گز نہیں ڈھاؤں گی

دوبارہ"

نامہ کے ضد پکڑنے پر خرد تو مسکرائے اور اب فیروز صاحب نے سچ میں
اسے برہمی سے گھورا۔

"اور جو ظلم اس پر ڈھائے گی تو، دیکھائی نہیں دے رہا کہ کتنا پیار کر رہا ہے وہ
تجھ سے۔ اسکا بس نہیں چلتا تجھے آنکھوں سے او جھل تک نہ ہونے
دے۔ خبردار میری وجہ سے تو نے نوح کو کسی قسم کی اپنی جدائی دی
نامہ۔ میں اس بچے کی آہیں نہیں لے سکتا"

وہ بابا کے سینے لپٹی ہنوز منہ بگھاڑے تھی، سر بھی جھٹک رہی تھی۔

"وہ آپکو آہ لگا کر تو دیکھیں۔ میں چھوڑوں گی نہیں انکو"

نامہ کے اندر کا بچہ بس یہیں اس آغوش میں ہی ظاہر ہوتا، فیروز کو لگا ساری
طبعیت کی تھکاوٹ رفع ہو گئی ہو۔

"کبھی چھوڑنے کا سوچنا بھی ناں، تجھ سے بڑے دل سے جڑا ہے وہ یہ اسکی
ذات سے عیاں ہے۔ تجھ سے ہی نہیں، تیرے لیے جو جو اہم ہے اس سب

سے انس باندھے ہوئے پھر رہا ہے۔ مرد کو کہہ کر بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ محبت کر رہا ہے، اسکا تیرے بدترین لمحوں میں ساتھ دینا یہ ثابت کرتا رہے گا کہ تو اسکے لیے اچانک سے کتنی قیمتی ہو گئی ہے۔ لکھ لے میری بات۔ آج بھی میرے پاس رکنے کی ضرورت نہیں۔ تیری جگہ اب نوح کے پاس ہے"

وہ بابا کی آخری بات پر فوراً سے رو برو ہوئی۔

"آج آپکے پاس ہی رکوں گی۔ انکو بتا چکی ہوں۔ پلیز بابا روز روز نہیں رہ سکتی ان کے پاس۔ ڈر لگتا ہے مجھے"

نامہ کے دل میں تند سی لہر اٹھی، وہ سچ میں بھیانک تھی، فیروز سلطان کا دل مانو کسی نے ہتھیلیوں میں لے کر پیس دیا ہو۔

"ڈر! کیسا ڈر۔۔۔؟"

وہ رنجیدہ ہوئے پر نامہ بے بسی سے نظر جھکا گئی، کیا بتاتی اسے کون سا ڈر ہے، اسے ڈر تھا وہ نوح کے بنا بہت جلد سانس لینے کے قابل بھی نہیں رہے گی۔

"آپ ریٹ کر بیٹے گا۔ میری کلاس ہے۔ پھر سیلون جاؤں گی۔ تھوڑا خود کی گرومنگ کرواؤں گی۔ پھر ہم ڈاکٹر کے پاس چلیں گے۔ اگر تو موسمی اثر ہوا شام تک ٹھیک ہو جائے گا۔ اور نہ ٹھیک ہو اتو اپنی شامت منالیں۔ از میر کے بیٹ ہارٹ سپیشلسٹ سے رابطہ ہے میرا۔ اور وہ کافی کھڑوس ہیں۔ ایسا انجکشن لگائیں گے دیکھیے گا کیسے آپ لائن پر آتے ہیں"

وہ جلدی سے دور ہوئی، اپنے آپ کو واپس ظالم نامہ بنا لیا جبکہ فیروز سلطان معصوم سی شکل لے کر رہ گئے۔

"تم مجھے انجکشن لگواؤ گی۔ میں نوح سے شکایت کروں گا تمہاری"

نامہ کو پاس سے اٹھتا دیکھے وہ جلدی سے نامہ کی کمزوری جکڑ گئے، ہاں نوح کا نام سنتے ہی نامہ کے اندر اک سکون اترنے لگا تھا جو فیروز کو دیکھائی بھی دیا۔

"کر لیجئے گا۔ میں ان سے ڈرتی نہیں ہوں۔ آکر ملتی ہوں آپ

سے۔۔۔ میری عقابی آنکھیں آپ پر ہیں"

وہ جھک کر بابا کا ماتھا چومے لاپرواہی سے کہے دروازے کی طرف بڑھی اور

جاتے جاتے دو انگلیوں کو اپنی آنکھوں اور بابا کی آنکھوں کی طرف باری

باری پوائنٹ کیا تو فیروز سلطان کھل کر ہنسنے لگا۔

"یہ آنکھیں سلامت رہیں اور انکا نور بھی۔ بال بھی زرا شائنی سپرے اور

سیرم سے ٹریٹ کروالینا۔ تھوڑے ڈرائے ہو رہے ہیں میرا بچہ"

بابا کی بات سننے وہ منہ پھلا گئی۔

"ابھی ڈرائے بالوں کو وہ چھوڑ نہیں رہے۔ انکو زرا چمکالیا تو نوح میرے بالوں کے سائے میں ہی نہ شفٹ ہو جائیں۔ میری توبہ ایسے چونچلوں سے جو خطرے کو دعوت دیں۔"

نامہ نے جلدی سے نوح کے ہاتھوں کو سوچا جو بس بالوں سے ہی جھولتے رہے تھے آج۔

"مشورے کا شکریہ بابا۔ اسکی ضرورت آپکو ہے۔ آکر کرتی ہوں آپکا مساج"

وہ ضدی کھڑوس نامہ بنی نکل لی جبکہ فیروز صاحب کو سچ میں تکلیف کا مرہم محسوس ہو رہا تھا، جو صرف نامہ تھی، دونوں یاروں کی مسکراہٹ! اف حسین تر واللہ!

.._____..

مانیہ کی سانس اکھڑنے کے سبب اسکے کچھ ضروری ٹیسٹ دوبارہ ہوئے تھے، دوا انجکشن پین ریلیز کے ساتھ اسے فوری فلوئیڈ کی ڈرپ لگائی گئی

تھی، لیکن اس سب کے بیچ امانل نے مانیہ کے نہ چہرے کی طرف دیکھنا بات کی۔

نوح نے خود رپورٹس کو ایگزامن کیے امانل کو کچھ نئے سٹپس کے بارے بریف کیا کیونکہ اسکاٹو مرکیمو کے باوجود زرا بھی ایفیکٹ نہیں ہوا تھا، یہ بات تشویشناک تھی ورنہ کیمو کا ایک سیشن کینسر سیلز کی کافی طاقت کو لوڑ کر دیتا ہے۔

اوپر سے وہ مسلسل دماغی پیچیدگی کا شکار تھی کہ اسکاٹی پی کنٹرول تھا نہ ہارٹ بیٹ۔

پورا دن امانل اور نوح اس کیس میں ہی پریشان رہے تھے، صارم کے دوست کو نوح نے کال بھی کی اور وہاں سے پتا چلا تھا صارم شام ہی وہاں سے نکل گیا ہے، نوح نے اسے کال کر کے سختی سے وارن کیا کہ آج وہ اپنا فائنل فیصلہ سوچ لے۔

خود نوح کو کسی اہم ڈسکشن کے لیے وریام ہو سپٹل کے اونر "رحمان تبریز" نے اپنے آفس بلوایا تھا۔

"آو نوح۔ بیٹھو"

نوح کو انکا بلانا کچھ تشویشناک کر رہا تھا، نوح نے کرسی سنبھال کر بیٹھے سوالیہ نظروں سے فکر مند سے رحمان تبریز کو دیکھا۔

"سب خیریت ہے رحمان سر؟"

نوح نے انکی چپ محسوس کرتے سوال کیا۔

"خیریت نہیں ہے نوح۔ کچھ وریام ہو سپٹل کے لوگ ہی ہمارے ہو سپٹل کو لے کر غلط رومرز (افواہیں) پھیلا رہے ہیں کہ یہاں کے ڈاکٹر زلا پرواہی

برت رہے ہیں۔ اور یہ سب یہاں کا ہی کوئی ڈاکٹر کر رہا ہے۔ بہت سے

ہو سپٹلز ہمارے ساتھ مقابلے بازی پر اتر کر ہماری بہت کاپی کرتے آرہے

ہیں لیکن اب بات حسد اور جلن تک پہنچ گئی ہے۔ تمہیں پتا ہے آج ایک دھمکی خیز لیٹر بھی ملا ہے۔"

نوح کی تشویش بے جا نہ تھی، بات سچ میں فکر کی تھی، رحمان صاحب نے وہ لیٹر ڈراسے نکال کر نوح کی طرف بڑھایا۔

"وریام ہو اسپتال کا بہت نام سہی پر جب پورے از میر والوں کو پتا چلے گا اندر کیا ہو رہا ہے تو کوئی نہیں آئے گا یہاں مرنے۔ جب کوئی آئے گا ہی نہیں پھر تم لوگ مفت علاج اپنا کر لینا۔ اس جگہ کو بہت جلد ہتھیالیں گے۔ بیکار اداروں کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وریام ہو اسپتال، ہو اسپتال کم، مشہوری کا اڈا زیادہ بن چکا ہے۔ مفت علاج کے نام پر تم لوگ مریضوں کو ادھر ادھر سے دگنالوٹ لیتے ہو۔ یہ نا انصافی مزید نہیں چلے گی"

یہ سب کافی ڈسٹر بنگ تھا، یہ سراسر وریام ہو اسپتال کی ساکھ کو خراب کرنے کی بڑی سازش دیکھائی دے رہی تھی۔

"کس قسم کی بکو اس ہے یہ، ہر میڈیسن سے لے کر ہر انجکشن پر ریلیف ہے۔ جو فورڈ نہیں کر سکتے انکے لیے سب فری ہے پھر ایسی بیہودہ افواہیں آخر پھیلانے کا مقصد کیا ہے۔۔۔ یہ سراسر دشمنی ہے رحمان سر۔ آپکو قانونی ایکشن لینا چاہیے اس دھمکی پر۔ صرف از میر ہی نہیں پورے ترکی کی امیدیں اس ہو اسپٹل سے جڑی ہیں تبھی یہ اتنا مقبول ہوا۔ لوگوں کا یقین اور بھروسہ ان افواہوں سے متاثر ہو گا۔ آپ جو سٹیپ لیں گے میں اور میرا سٹاف آپکے ساتھ ہیں۔"

نوح کے یقین دلانے پر رحمان تبریز کو کافی حوصلہ ملا۔

"کچھ بھی ہو جائے نوح! تم یہ ہو اسپٹل کبھی مت چھوڑنا۔ یہ اس لیٹر میں جو مقبولیت کا ذکر کیا گیا اسکا اشارہ تمہاری طرف۔ تم ٹارگٹ ہو سکتے ہو انکا کیونکہ جب بھی تمہارا نام لیا جاتا ہے ساتھ وریام ہو اسپٹل کا تصور جاگتا ہے اور جب بھی وریام ہو اسپٹل کی بات ہو، ذہن میں بس نوح ادا دوغان آتا ہے۔ اس عمارت کو بنانے اور از میر کا سب سے بڑا ہو اسپٹل ثابت کرنے

میں میری دو پیڑیوں کا خون ہے۔ میں اسے کبھی بھی نقصان میں نہیں دیکھ پاؤں گا"

نوح نے انکے اٹھ کر کھڑا ہونے پر خود بھی کرسی چھوڑی، جبکہ وہ آنکھوں میں امید لیے نوح کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ایکسیڈنٹ کے بعد میں نے سوچا تھا یہ جاب چھوڑ دوں گا پر میرا دل نہیں مانا۔ میں رسک کے باوجود جڑا رہا تو یہ میری اس جگہ سے محبت ہی ہے تبریز سر۔ جتنی عزت اور مرتبہ مجھے وریام ہو سہیل سے جڑے ملا، اتنا کسی اور جگہ نہ ملتا تو آپ کم از کم میرے ہمیشہ ساتھ کھڑا رہنے کا یقین رکھیں۔ باقی یہ ڈاکٹر زکون ہیں انکا پتالگانا میرا کام ہے۔ آپ ٹنشن نہ لیں۔ میں اس جگہ کو صرف ورک پلیس نہیں سمجھتا، گھر مانتا ہوں۔ آپ نے جو مجھے ہمیشہ مان دیا، اک رتبہ دیا۔ مجھ سے ہر معاملہ ڈسکس کرتے آئے ہیں، یہ میرے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ سورٹکس"

وہ ہر معاملے میں بہت متحمل تھا، تبھی تو رحمان تبریز نے اتنی بڑی پریشانی اس سے بانٹی اور باخداوہ پر سکون ہو چکے تھے۔

"تم جب تک یہاں ہو۔ مجھے وریام کی ٹنشن نہیں ہے۔ تھینکیو نوح۔ پہلے لوگ وریام ہو سہیٹل کی وجہ سے تمہارے پاس آتے تھے لیکن اب تمہاری وجہ سے وہ اس ہو سہیٹل میں آتے ہیں۔ کہ انکو یہاں سے صرف شفاء ملے گی۔ انکا یہ مان سلامت رہنا چاہیے ورنہ زندگی تو اللہ دیتا ہے، تم سب اس زندگی کو بچانے کے وسیلے ہو اور بہت اہم ہو۔ جیتے رہو۔ میرے سر اور دل پر بہت بوجھ تھا۔

You are very good listener, and also very kind person.."

وہ دھیماسا اس شفقت پر مسکرایا جو رحمان صاحب نے ہاتھ اسکے گال سے تھپکا کر لٹائی۔

"جسکے لیے گڈ لسر اور کانسٹپرسن بننے کا طلب گار ہوں، جس دن وہ اعتراف کرے گی تب مانوں گا۔ میرے لیے اسکے علاوہ پوری دنیا کا کہا غیر اہم سا ہو گیا۔ میں دنیا جہاں کے لیے مہربان، اچھا اور نرم بن کر رہوں تو کیا فائدہ۔ یہ سب کچھ تم تک محدود چاہتا ہوں، کوئی اتنی جلدی کسی کو اتنا پیارا نہیں ہو سکتا جیسے تم مجھے ہو گئی نامہ سلطان"

وہ ہر خیال کو نامہ سے جڑنے میں بے بس محسوس ہو رہا تھا، اب بھی جب رحمان تبریز کی آنکھوں میں ممنونیت تھی۔

"تمہاری شادی کیسی جا رہی ہے۔ ہنی مون کے لیے چھٹی چاہیے تو حکم کرو"

رحمان صاحب کو مسکراتا اور یہ آفر کرتا دیکھے وہ بھی مسکرا دیا، پر سنجیدہ سا۔

"وہ پرسنل ڈرائیور ہے میری، ہنی مون کے لیے چھٹی کی ضرورت نہیں۔ چلیں سی یو۔ نیکٹ ویٹ ایک رات استنبول کا سٹے ہے تب کی چھٹی درکار ہوگی آپ سے۔ ہوپ سو ملے گی"

وہ اتنے رعب سے مانگ رہا تھا کہ رحمان صاحب کو شدید پیارا لگا نوح کا انداز۔

"دو کر لینا۔ فل اجازت ہے"

وہ خوش دلی سے مسکرائے۔

"تھینکیو سو مچ۔ سی یو"

وہ مسکرا کر انکے کمرے سے نکلا تو رحمان صاحب بھی بے حد حسین

مسکرائے جبکہ نوح کا رخ مانیہ کے روم کی طرف تھا، اما نل ابھی موجود نہ تھا

جبکہ مانیہ کو بھی دواؤں کے اثر میں رکھا گیا تھا پر وہ ہوش میں تھی۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM
"ٹھیک ہو؟"

وہ اسکے پاس جا کر رکا تو مانیہ نے انگوٹھے سے فٹ ہونے کا اشارہ کیے نوح کو

پھیکی سی سمائیل دی۔

"تمہاری سرجری دوسری کیمو کے بعد ڈیساٹیڈ کی ہے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

You will be fine"

وہ اسے مایوس نہیں دیکھ سکتا تھا جو اس وقت مانیہ لگ رہی تھی۔

"Hope so..."

اما نل کہاں ہے۔ وہ مجھے نہ دیکھ رہا ہے نہ بات کر رہا ہے۔ میں نے غلط باتیں کہہ دیں اسے"

نوح نے خفا نظروں سے مانیہ کے پشیمان چہرے کو دیکھا، اس لڑکی کی الٹی حرکتوں سے اب وہ بس تنگ ہو سکتا تھا۔

"تو بھگتو پھر۔ غلط کرنے کے بعد منایا جاتا ہے۔ کہا تھا وہ غصے کا بہت برا ہے۔ مجھ سے بھی زیادہ۔ آتا ہے تو سوری کرو۔ تمہارے لیے وہ صبح سے کیا

کیا کر رہا تم یہاں بیڈ پر لیٹی کبھی امیجن نہیں کر سکتی۔ باتیں کروالو بس تم سے۔ اپنے جذبات زرا کنٹرول میں رکھنا سیکھو"

وہ اسے سچ میں اور یجنل ماما بناؤ انٹ گیا، وہ آگے سے اور دکھی ہوئی۔

"اسکے سامنے بھی اگر مجھے کچھ کنٹرول کرنا ہے تو پھر کیا فائدہ اس رشتے کا؟"

وہ انتہائی منفیت کے درجے پر ناراض ہونے لگی۔

"بک بک مت کرنا اسکے سامنے یہ"

نوح کی آواز تیز ہوئی، وہ آگے سے رونے کو تیار تھی۔

"ک۔۔ کر دی۔"

وہ آنکھیں جھکائے ہی بولی، آواز رند گئی۔

"افسوس ہے تم پر مانیہ۔۔۔ بات کرتا ہوں اس سے۔ ریٹ کرو"

وہ سخت برہم ہو کر گیا جبکہ مانیہ کی نظریں بے چینی سے اماٹل کی راہ تک رہی تھی، لگ بھگ رات کے آٹھ ہونے والے تھے، نامہ نے آج پورا دن اپنے کافی کام سمیٹے جبکہ بابا کی طبعیت پوری تو نہیں پر کافی سٹیبل تھی تو انہوں نے نامہ کو اچھے مسکے وغیرہ لگا کر ڈاکٹر کے وزٹ سے روک لیا لیکن وہ پورا دن انکے سر پر ٹیچر کی طرح سوار رہی تھی۔

نوح نے کچھ کوریڈور کا وزٹ کرتے اماٹل کو تلاش کیا تو اسے وہ کچھ ریسرچ ایکسپرٹ کے لیب میں ملا، نوح نے اسے دروازے سے باہر آنے کا اشارہ کیا۔

"کیا کہا ہے مانیہ نے تمہیں؟"

نوح اسکے چہرے کی سفیدی پر مزید افسردہ ہوئے بولا۔

"ابھی سے میرے ساتھ پر پچھتا رہی ہے۔ وہ ولا گئی تھی۔ دیشا صاحبہ نے پتا نہیں کیا کہا کہ تب سے اس لڑکی کی طبیعت بحال نہیں ہو سکی۔ جتنا ریکور کر رہی تھی سب غارت ہو گیا۔"

امائل کی آواز لہجے سمیت درد سے بھاری تھی کہ بے اختیار ہی نوح نے اس کے کندھے پر ہتھیلی کی گرفت جمائی، انداز اپنے ساتھ کا یقین دلانے سا تھا۔

"دیکھو امائل، وہ عورت کسی بھی درجے تک گر سکتی ہے۔ مانیہ کو وہ اپنی سائیڈ کرنے کو جو سچ جھوٹ ہے سب بول کر اس کا دماغ خراب کرے گی۔ تمہیں ہی سمجھداری اور تحمل کا ثبوت دینا ہے۔ جاو اسکے پاس۔ اپنی محنت کو غارت مت ہونے دو۔ اسکے ان بدترین لمحوں میں اپنا آپ دور مت عیاں کرو۔ جاو شتاباش۔"

نوح کی تاکید پر امائل نے بڑا کر بناک سانس کھینچا تھا پر بات ٹالی نہیں، نوح کو خوشی تھی کہ امائل اپنی انا سائیڈ کر دیتا ہے۔

"جی۔ جاتا ہوں۔ آپ کہیں نکل رہے ہیں؟"

اما نکلنے جاتے جاتے پوچھا۔

"ہاں ایک دوست کی طرف میں اور نامہ ڈنر پر انوائٹڈ ہیں۔ پھر وہاں سے گھر جاؤں گا۔ صبح ایک سرجری ہے تو نیند مسٹ لینا پڑے گی۔ کچھ بھی ہو مجھے کال کر دینا۔ اسکے ساتھ رہو میں بھی نامہ کو کال کرتا ہوں۔ ایک دو کام نمٹا کر نکل جاؤں گا"

نوح نے اسے اپنی شام سے رات کی روٹین بتائی تو وہ نرمی سے مسکرا کر سر ہلاتے وہاں سے چلا گیا جبکہ خود نوح نے چلتے اپنی جینز کی پاکٹ میں پھنسا فون نکال کر نامہ کو ریمائنڈر میسج دیا ساتھ امتاب کے گھر کا ایڈریس بھی کہ آج وہ لوگ پہلے وہاں جا رہے ہیں۔ امتاب کو کچھ کام تھا تبھی نوح نے اسے کہہ دیا تھا وہ وہیں رکے، وہ نامہ کے ساتھ آ رہا ہے۔ ویسے بھی کرن آج سارا کھانا خود بنا رہی تھی تو اسے کچن میں امتاب کی ہلپ چاہیے تھی۔

نامہ اس وقت بابا کے ساتھ انکی کوئی فیورٹ پرانی ترکش مووی دیکھ رہی تھی جو اس نے ممکن تھا سو بار بابا کے ساتھ ہی دیکھی تھی پر پھر بھی اف تک نہ کرتی کیونکہ یہ اسکے بابا کو پسند تھی، مسکراہٹ دیتی تھی۔

نامہ نے تھوڑا خود کو گروم کروایا تھا تبھی بہت ہی فریش اور نکھری لگ رہی تھی، گندمی رنگ کھلا کھلا لگ رہا تھا، اور اس پر کھلے گھنے بال اور وہ بھوری آنکھیں، اسکے خوبصورت پیر اور ہاتھ، نامہ کو اور آل بہت الگ ڈیسنٹ اور پرکشش پیش کرتے جو حسین حسین لڑکیاں بھی کبھی نہیں لگ سکتی ہیں۔

اللہ نے ہر چہرہ بہت ہی پیار سے بنایا ہے، پر کچھ کو بہت ہی سنوار دیا کہ وہ دیکھتے ہی دلوں میں بسنے کی اہلیت پالیتے ہیں پھر انکا تعلق اس سے نہیں ہوتا کہ وہ گورے ہیں یا سانولے، گندمی ہیں یا سپید۔۔ بس وہ خوبصورت کہلاتے ہیں۔

نامہ نے نوح کا میسج اوپن کیا، ایڈریس کے ساتھ لکھی لائنز پڑھتے دھڑکتا سا مسکرائی۔

"میں تمہاری باتیں اپنے اکلوتے دوست سے بھی کم کم ہی کروں گا، حالانکہ آج اس نے مجھ سے اس ایمر جنسی شادی کے سارے اندرونی راز اگلونے کا پلین کر رکھا ہے پر جب تک تمہیں نہیں بتاتا، کسی اور کو بھی میرے اندر کی ہاپل کو جاننے کا حق نہیں۔ تم کفر ٹیبل رہنا، میں ساتھ رہوں گا۔ کرن جو امتاب کی وائف ہے وہ کافی باتونی ہے، تھوڑی برداشت کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ اور ہاں اگر بے چین یا پریشان ہو جاؤ تو بتانا ہم جلدی وہاں سے نکل جائیں گے۔ اب دس منٹ بعد نکل آؤ مجھے پک کرنے۔ جتنا تمہیں صبح تنگ کیا، مجھے لگ رہا ہے تم خفا اب تک ہو گی اور ایسی گھوری ڈالو گی کہ میں کام کی ساری باتیں بھول جاؤں گا تبھی ہوش و حواس قائم رکھے ابھی سے میسج کر رہا ہوں۔ سی یو نامہ"

نامہ کے دل کی رفتار بڑھ گئی، یہ لفظ لفظ نامہ کے دل میں سرایت کر گیا، کیا وہ اسکو اپنی ہلچل سب سے پہلے بتانا چاہتا ہے، کیا وہ اظہار محبت ہو گا۔ کیا وہ اتنی پیاری ہے نوح کو کہ وہ اس کے روبرو سب بھلا دیتا ہے۔ یہ سب نامہ سوچ کر بلش کر رہی تھی جب ایل سی ڈی سے دھیان ہٹا کر فیروز نے نامہ کا اکیلے اکیلے فون سکرین دیکھتے مسکرا نا دیکھا۔

"میری بیٹی کی اس خوشی کی حفاظت کرنا میرے اللہ، نظر بد دور ہو نامہ تیرے اس سکھ سے۔"

وہ کہہ نہ پائے جانتے تھے وہ جلدی سے یہ خوشی گھوٹ لے گی پر نامہ کی کیفیت اس کے بابا کا سیروں خون بڑھا رہی تھی۔

"تم مجھ سے ناراض ہو؟"

وہ اسکے پاس کھڑا اسکے ماتھے سے ہاتھ پلٹا کر جوڑے حرارت دیکھ رہا تھا جب مانیہ نے اسکو کھڑے کھڑے دیکھتے اسکا دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بھینچتے لیا۔

"نہیں"

وہ اب بھی اسکے چہرے اور آنکھوں میں دیکھ نہ سکا۔

"تو مجھے دیکھ کیوں نہیں رہے۔ دیکھو میری طرف اس سے پہلے سانس بند ہو جائے میری۔"

امائل نے اپنا ہاتھ چھڑواتے اسکی گردن کی حرارت چیک کی پھر سینے کی جگہ شرٹ میں ہلکا سا ہاتھ داخل کرتے باڈی کے ہر پارٹ کا الگ شدت سے تپنا محسوس کیے بڑے کرب سے اسے دیکھا جو سچ میں یہ التجا کرتے تکلیف میں تھی۔

"نہیں ہو گا تمہارا سانس بند۔ میں بس چپ ہوں۔ تم وجہ نہیں ہوا سکی۔"

وہ اسکی گال سے ہتھیلی جوڑے مر جھائے لہجے میں سمجھاتے جتاتے بولا تو
مانیہ نے اسکا ہاتھ کھینچ کر پکڑ کر سامنے بٹھایا۔

"پھر کیا وجہ ہے امائل؟"

وہ اسکا چہرہ چھوئے سخت بکھری معلوم ہوئی، خزن سے اٹی ہوئی۔

"تم مجھے خود کو سنبھالنے کا موقع دیے بنا اپنے فیصلے پر کیسے پچھتا سکتی ہو۔ میں

نے تمہیں اپنی زندگی کہا ہے مانیہ، زندگی سے بڑھ کر کچھ ہوتا ہے کیا؟"

وہ اتنا دکھی تو زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا۔

"نہیں ہوتا پر میری ماما اتنی بھی بری نہیں ہیں امائل۔ اگر میں تم سے کہوں

کہ وہ سچ جو فیروز انکل اور خرد انکل نے تمہیں اور نامہ کو بتائے ان میں سارا

سچ نہیں تو؟"

مانیہ کی آنکھوں میں تاسف و آس ہلکور رہی تھی، یہ ایسی بات تھی کہ امانل کا غصہ بڑھتا محسوس ہوا۔

"تو یہ صرف اک بکو اس ہے۔ وہ عورت صرف تمہارے ایموشنز سے کھیل رہی ہے۔ پگھل گئی ہو تم؟ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟ تمہارے دل دماغ سے چھیڑ خانی کر رہی ہے اپنی آنکھیں کھولو۔ تمہاری ماں نے کیا کہا ہے تمہیں بولو؟ تم نے سنی تھی ناں فیروز انکل کی باتیں۔ انکی حالت دیکھی تھی ناں۔۔۔ مانیہ آنکھوں دیکھا حال تم کیسے جھٹلا سکتی ہو؟"

وہ اسکے ہاتھ سے ہاتھ چھڑوائے اسکی دونوں بازوؤں کو ہاتھوں میں بھرے اصولی سوال کر رہا تھا پر مانیہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھنے کے بجائے بھیگی سانس بھرتے آنکھیں جھکا لیں۔

"نظریں نیچی مت کرو۔ میرے سوال کا جواب دو؟"

اسے مانیہ کی چپ سخت ناگوار گزری، وہ جلدی سے ڈری نگاہوں سے اسے
تکئے لگی جو اسکی طرح اسکے درد میں برابر جل کر مر جھا رہا تھا۔

"تم نہیں سمجھ رہے۔ نہ میں سمجھا سکوں گی۔"

وہ مایوس ہو گئی، اسکی حرکتیں بہت عتاب دہکانے والی تھیں پر امانل کو اپنے
شدید جذبات پر بندھ باندھنا آتا تھا۔

"تم کچھ بھی کہہ سکتی ہو۔ مجھ سے ہر طرح کی بعث کر لو اس معاملے میں ہر ا
دوں گا تمہیں کہ تمہاری ماں ٹھیک ہے۔ لیکن کبھی ہمارے اس رشتے کو لے
کر پچھتا نامت، مانیہ اگر تم میری موجودگی کے باوجود خود کے مرنے کی
حسرت کرو تو میرے لیے زندہ دفن ہونے کا مقام ہے۔ میں اس بات کو
برداشت نہیں کر سکتا کہ تم ہمارے ساتھ پر افسوس کرو۔ تم پر میرا خون
بھی معاف ہے پر یہ معاف نہیں ہے۔ آج دل بڑا کر رہا ہوں۔ پھر سے ایسا
مت کرنا"

وہ اسکی حالت پر رحم کرنے پر مجبور تھا ورنہ وہ لڑکی امانل کو ایک جملے سے جھلسا گئی تھی۔

"تم تھک جاو گے مجھ سے۔ ابھی سے دھمکیاں دے رہے ہو۔ ابھی دن ہی کتنے ہوئے بولو۔۔ گنتی کے گھنٹے بیتے ہیں اس رشتے کو بنے ہوئے۔ اور دیکھو میں نے تمہیں ہرٹ کر دیا۔ میری ذات ایسی ہی کانٹا ہے، تم زخمی ہوتے رہو گے۔۔۔۔ تم ایسے ہی مجھ سے کھو جاو گے جیسے اچانک کسی خزانے کی طرح ملے۔ سب کچھ نیگیٹو ہو رہا ہے امانل۔۔۔۔"

وہ سسکتی ہوئی بہت ہی رحم طلب حال میں آتی امانل کو مزید دکھ دے رہی تھی۔

"میں ایسے تو نہیں دور ہونے والا لیکن اگر ایک بار مزید تم مجھ سے جڑنے پر پچھتائی تو ضرور دور کر دوں گا خود کو تم سے۔ جب میرے ہوتے ہوئے بھی تمہاری اذیت تکلیف اور رنج ویسے کے ویسے رہیں تو میرا تمہارے پاس

ہونے کا جواز ہی نہیں بنتا۔ اس بات کو ذہن نشن کر لو۔ میرے پاس تمہیں یقین دلانے کو سب کچھ ہے کہ میں ہمیشہ تمہارا ہوں۔ بتاؤ کیا چاہیے؟"

اما نل نے انہی ہاتھوں سے اسکا چہرہ تھامتے اپنے ہونے کا دلاسا دیا تو وہ اما نل کو دیکھتی انہی ڈری آنکھوں سے مسکرائی۔

"وہ جس سے میرا بھاری حلق آرام پا جائے"

وہ معصوم سی کالی آنکھیں اما نل کو اسکی خوشی میں آمادہ کر رہی تھیں تبھی تو وہ آگے بڑھا تھا، بے اختیار ان اٹکتی بھیگی سانسوں کو آرام دیتے مرہم سے چھوا، وہ اک استحقاق سے اٹالحو ہی تھا پر مانیہ کے پورے وجود کو اپنی مضبوط سوندھی مہک و گرفت میں لپیٹ گیا، وہ اما نل کے چھوتے ہی انگ انگ تک شفا یاب آرام پا گئی، سرخ ڈوروں والی آنکھیں حیا سے لبالب اما نل کے دور ہوتے اسکے مسکراتے گلابی ہونٹوں پر جمیں پھر وہاں سے ان کالی آنکھوں تک جا رکیں، وہ اتنی خوبصورتی سے چھوئی گئی کہ لگا ہی نہیں کوئی قربت کا

بے باک لمحہ گزرا ہے، وہ خوشبو جیسا تھا اسکے لیے، اسے درد و آزمائش سے
ابھی ہر گز گزارنا نہیں چاہتا تھا۔

"آرام ملا ہو گا یقیناً۔؟"

وہ نظریں جھکنے لگیں تو امانل نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر مانیہ کے دھکتے گالوں کو
تکتے، گلابی پڑتی آنکھوں تک جھانکتے سوال کیا تو وہ شرمیلے انداز میں
آنکھوں سے اثبات کا اشارہ کرتے جلدی سے امانل کے سینے میں چھپ
گئی، امانل کے بازو اسے خود میں سمٹنے کو پہلے ہی بیقرار تھے۔

"زندگی سے آگے کچھ نہیں ہوتا۔ تم اپنی ویلیو کو سمجھو۔ تمہارے آگے
صرف اندھیرا رہ جاتا ہے اب میرے لیے۔ تمہاری ماں کیسی ہے کیسی
نہیں، ابھی اس کو بھول جاؤ۔ تمہیں سٹریس نہیں لینا ورنہ تم مجھے ہر ادو
گی۔ تمہیں جیتنا چاہتا ہوں سنا تم نے؟"

اسکے وجود کو خود میں بسائے ہی وہ سنبھال رہا تھا اور مانیہ اپنی پوری کوشش کرنے کا یقین دلا چکی تھی، کیونکہ اسکے ہاتھوں کی امانت کے اطراف بڑھتی گرفت اس عہد کا ثبوت تھا۔

.._____..

نامہ ٹھیک دس منٹ بعد ہی فارم ہاوس سے نوح کو لینے نکلی تھی، جب تک وہ پہنچی، نوح نے اپنے کچھ ضروری کام سمیٹ لیے تھے، نوح نے اسے میسج کیا تھا وہ گاڑی کے پاس ہی رکے تبھی نامہ وہیں پارکنگ میں گاڑی کے ساتھ لگ کر کھڑی نوح کا ویٹ کرنے لگی۔

وہ زیادہ انتظار نہ کروا تے تیسرے منٹ ہی نامہ کو ہو سسپٹل سے نکلتا دیکھائی دیا تو نامہ نے جلدی سے ٹیک چھوڑی، نوح کسی کال پر بزی تھا پر نامہ کو دیکھتے ہی بے خودی کے سنگ وہ کال کاٹ گیا، اسکے نامہ کی طرف آتے قدموں کی رفتار لمحہ بھر سست پڑی، وہ دیکھ سکتا تھا محترمہ پوری تیاری کیے ہوئے

ہیں، آج اس نے بالوں کو سمیٹ کر پیچھے ہیڈ بینڈ لگا کر زرا تھوڑے بال اٹھا کر ٹائے کیے نیچے سے کھلے چھوڑ رکھے تھے، وہ ہیڈ کلپ ویلو اٹ بوو بنا تھا۔

"اس لڑکی کو مجھ پر رحم بھی نہیں آتا"

فون پر آئی کال آف کرے وہ نامہ کی طرف بڑھا، وہ اسکی سائیڈ سے ہٹی تو نوح نے بہت مشکل سے اپنا رخ و نظریں نامہ سے ہٹا کر جب ڈور کھولنا چاہا تب نامہ اسکے پاس سے گزرتی اسکی فضا میں پھیلتی خوشبو ان ہیل کرے آگے بڑھنے لگی جب نوح نے ڈور واپس بند کرتے نامہ کو بازو سے پکڑے واپس پیچھے دھکیلتے اپنے سامنے کھڑا کیا جو نوح کے ایسے کھینچنے پر ساکت پھٹی نظروں سے اسے گھورنے لگی۔

"کیا تم نے مجھے smell کیا نامہ؟"

وہ ابھی سنبھلی ہی نہ تھی کہ نوح کا شدید خمار و سنجیدگی سے کیا سوال نامہ کو بدحواسی بخش گیا، اس آدمی کو کیسے سب پتا چل جاتا ہے، نامہ نے شدید سلگ کر سوچا۔

"کیا آپکے ساتھ ہوتے اسکی ہوش ہے مجھے؟"

اسکے جوابا اس بے اختیار سوال پر نوح نے اسکو پھر سے زرا اچھے سے پکڑ کر اپنے سینے سے جوڑنے تک قریب لایا، نامہ کی ایسی بو کھلاہٹ اور سوال پر اسکا دل قابو سے باہر ہوا تھا۔

"میرا مطلب۔۔۔"

وہ ہاتھ نوح کے سینے پر بے اختیار ہتھیلی کے سنگ جماتے اسے مزید قریب ہونے سے روکتی اپنی بات کلیر کرتے ٹوٹتی آواز سے ہکلائی۔

"بنا تمہاری وضاحت کے بھی تمہارے مطلب سمجھ سکتا ہوں اتنی عقل ہے مجھ میں"

نامہ کی ہتھیلی اپنی پوری شان سے جہاں نوح کے سینے میں حدت اتار رہی تھی وہیں نامہ کو نوح کے ہونٹوں سے نکلتی بھاری معطر سانس اپنے چہرے کو چھوتی محسوس ہو رہی تھی، اور چھو کر مکمل منجمد ہونے پر مجبور کر رہی تھی۔

"سچ میں ایسا کوئی مطلب نہیں تھا، میں بس کہنا چاہتی تھی میں نے smell نہیں کیا۔"

نامہ نے ہاتھ کا دباؤ بڑھانے کے سبب نوح کو خود سے دور کر دیا اور جلدی سے نوح اور Rolls-Royce کے بیچ میں سے نکلتی اپنی سائیڈ لپکی اور کار ڈور اوپن کرتے رکی، دونوں کی نظریں ملیں، کیا کچھ نہ تھا ان آنکھوں میں، ایک دوسرے کے لیے چھپائی گئی انسیت بے قابو ہوتا اثر، نرمیاں، مہربانی، محبت۔

"اپنا حق نہ بھی لیا ہو تو کہہ دینا چاہیے لے لیا ہے، سامنے والے کا دل ممکن ہے ایسے آپ رکھ لیں"

وہ نظریں جھکاتی سن تو گئی پر اسکے چہرے کے بدلتے رنگ نوح کو بتا رہے تھے کہ اگر اس نے ٹاپک اور نظریں نہ بدلیں تو وہ شرطیہ گر پڑے گی۔

"دل رکھنے کی کوئی کوشش نہیں کرتی میں۔ پلیز ہیو آسیٹ مسٹر نوح!"

وہ چاہتی تھی نوح پہلے بیٹھے پر نوح کا دل چاہا کہ "لیڈیز فسٹ"، نامہ اسے اس ہیر اسٹائل کے ساتھ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی کہ محترم کی ہیزل آنکھیں ضد پر ڈٹی تھیں کہ بس اسی شرط پر مسکرائیں گی جب انکا محور نامہ ہوئی۔

"ہاں پتا جو ہے میرا دل رکھے بنا بھی تمہارا اسیر ہو رہا ہے۔ غرور تو بنتا ہے نامہ سلطان"

وہ نامہ کو کہہ نہ سکا اور اپنی آنکھیں مسکراہٹ سے محروم ہی چھوڑے نامہ سے ہٹائیں اور اپنی جگہ سنبھالی تو نامہ نے بھی آس پاس موجود درجہ حرارت کو اچانک سے بڑھتا محسوس کرتے گہری سانس بھری اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

"میج پڑھ لیا تھا تم نے؟"

نوح نے نامہ کی طرف فرصت سے دیکھتے پوچھا تو نامہ نے بنا اسے دیکھے ہی سر کو خفیف سی مثبت جنبش دی، سیٹ بیلڈ فکس کرے نامہ نے اپنا دھیان نوح سے ہر ممکنہ بھٹکا یا پروہ جب دیکھ ہی مسلسل نامہ کو رہا تھا تو وہ کیسے دھیان کو سنوار سنبھال کر رکھ سکتی تھی۔

"بابا ٹھیک ہیں تمہارے؟"

نامہ نے گاڑی ہو سپٹل کے پارکنگ سے نکال کر روڈ پر ڈالی تو نوح نے مزید بات بڑھانے کو پوچھا۔

"فیور تھا دن میں، ابھی بہتر تھے۔ آپ سے بابا نے کچھ کہا صبح؟"

نامہ نے سر سری سا نوح کی طرف دیکھتے سوال کیا، جبکہ نوح فرصت سے نامہ کی بے قراری جانچ رہا تھا جو سوال کرتے نامہ کے چہرے پر درج تھی۔

"کچھ مطلب؟"

نوح انجان بنا، فکر مند بھی کہ نامہ سب جان تو نہیں گئی، نوح کا ہاتھ خود ہی نامہ کے کھلے لہراتے بالوں تک جا ٹھہرا، وہ مبہوت ہوئے دیکھ تو نامہ کو رہا تھا پر اسکے اپنے بالوں سے مس ہوتے ہاتھ کا اثر نامہ کو اپنے ہی سوال سے بے خبر کر رہا تھا۔

"کچھ مطلب کچھ بھی۔ ماما کو لے کر شاید وہ اپ سیٹ تھے، کھل کر بتایا نہیں مجھے بھی۔ آپ نے بھی شاید تبھی صبح مجھ سے انکے بارے بات کی۔"

نامہ کے اندازے پر نوح متاثر ہوا کہ یہ لڑکی تو بہت خطرناک ہے، آنکھوں میں جھانک کر سارے حالات سمجھ جاتی ہے، پھر خفیف سی جلن ہوئی کہ وہ نوح کے اندر کا حال کیوں جان کر بھی جھٹلا رہی ہے۔

"ہاں ہم رینڈ ملی ذکر چھیڑ بیٹھے تھے باتوں باتوں میں، اتنا مت سوچا کرو نامہ"

نوح نے کہا ہی اتنے پیار سے کہ نامہ کو اس بار تسلی سے اسے دیکھنا پڑا، وہ کسی معصوم بچے کے جیسے ہر غرض سے بے نیاز بنا اسکے بالوں کی ٹپس سے ہاتھ کی انگلیاں الجھا رہا تھا، نامہ کی آنکھوں سے وہ ہیزل آنکھیں ملنے کی دیر تھی کہ وہ جلدی سے نگاہیں پھیر گئی۔

"میرے بالوں کو چھوڑ دیں ابھی، میری توجہ ڈسٹرکٹ ہو رہی ہے۔"

نامہ پر اسکے چھونے کا گہرا اثر تھا، وہ حواسوں پر چھا جاتے نوح ادا دوغان سے مخاطب تھی کہ اسے کچھ آسانی دے۔

"ہاتھ کا اور بالوں کا ذاتی معاملہ ہے، میری اس میں نہیں چلتی۔ ہوتی رہے
توجہ ڈسٹرکٹ"

وہ اسے زچ کرتا آنکھوں کی حدود تک مسکرایا۔

"اگر حادثہ ہو گیا تو؟"

تیکھی نگاہیں جمائے نامہ نے کوفت بھرے انداز میں کہا تو وہ اسکے
خوبصورت پرکشش چہرے کو گہری نظروں سے تکتا کچھ قریب ہوا تو نامہ
کے ہاتھ سٹرنگ پر مضبوطی سے جم گئے، ساری گھبراہٹ و بوکھلاہٹ کا اثر
ہاتھوں اور گردن کی رگوں تک منتقل ہو گیا۔

"اب اور کس حادثے کی منتظر ہو تم نامہ سلطان؟"

اسکا سوال نامہ پر بہت بھاری تھا یہ نوح نے بھی محسوس کیا تبھی بنائی گئی
قربت سمیٹے وہ دوسری جانب چہرہ پھیر گیا، نامہ نے گہرا سانس لیا، لینا نہیں

چاہتی تھی، نوح تک آہٹ دیتی ہر کیفیت سے بے نیاز رہنے پر بضد تھی پر اسکا کھٹن سانس کسی کے دل کی دھڑکتی کیفیت میں حلل لایا تھا۔

اس کے بعد امتاب مہمت اور کرن کے گھر تک نوح نے خاموشی ہی اختیار رکھی، وہ اپنے فون پر ہی بزی رہا۔ گاڑی مطلوبہ گھر کے پورچ میں رکی تو نامہ نے گردن پھیرے نوح کو بے تاثر سی نظروں سے دیکھا۔

"نوح!"

نامہ کے پکارنے پر نوح کے سیٹ بیلڈ کھولتے ہاتھ رکے، وہ اسے دیکھنے لگا، جوابی نامہ کو دیکھتی نظروں میں نرمی نہیں کچھ اور ہی بسا ہوا تھا۔

"آج بابا کی طرف ہی رکوں گی۔ یاد ہے ناں آپکو؟"

نامہ نے ڈرتے ڈرتے بتایا، نوح نے تاثرات لمحے میں بدلے، یہ سننے میں بالکل اچھا نہ تھا پر وہ کوئی ایسا تاثر دینے سے گریز کر رہا تھا کہ نامہ کو محسوس ہو وہ اسے اب اک رات بھی کہیں اور نہیں چاہتا۔

"ٹھیک ہے، نو ایشو۔ یاد نہیں تھا اچھا کیا یاد دلادیا"

نوح نے بظاہر تو بہت ہی سموتھ انداز میں جواب دیا پر نامہ کا دل بے چین ہوا، اس سے پہلے وہ نوح سے کچھ کہتی، وہ کارڈ اور اوپن کرتے نکل گیا اور نامہ کو پھر بات کی مہلت نہ ملی کیونکہ امتاب اور کرن دونوں کو ریسو کرنے باہر پورچ تک آچکے تھے۔ کرن نے مسکرا کر پہلے نوح کا ویکم کیا پھر بوکھلائی نامہ تک پہنچے گلے لگی جسکی نامہ کو کافی الجھن ہوئی۔

"خوش آمدید نیولی ویڈ کیل۔۔۔"

امتاب نے بھی مسکرا کر خوش آمدید کہا جبکہ نامہ تو جبراً بھی مسکرا نہ سکی، اسکا دل تو نوح کی نظروں میں اٹک گیا تھا۔

خیر وہ لوگ ساتھ ہی اندر بڑھے، کرن ناصر ف باتونی تھی بلکہ وہ بہت ہی کیرنگ بھی تھی، اس نے نامہ کو بہت جلد اپنی کھٹی میٹھی باتوں سے کمفرٹبل کر دیا کہ نامہ اسکے ساتھ کچن تک چلی گئی، جبکہ اب میدان میں نوح تھا، اسکی

نامہ پر جمی توجہ تھی اور امتاب مہمت تھا جسکی نظریں یار پر جمی تھیں، ابھی بھی امتاب کو اس ٹیڑھی شے سے کچھ اگلوانے کی توقع نہ تھی۔

"محبت یا پسند!"

امتاب کے سوال پر نوح نے خیالات کے تسلسل کو توڑے غائب دماغی سے امتاب کو دیکھا۔

"جب کرن میکے جاتی ہے تو تمہیں کیسا فیل ہوتا ہے؟"

نوح کے عجیب سے جوابی سوال پر امتاب نے خشکیوں سے نوح کو گھورا، وہ کیا سوال کر رہا تھا اور یہ آدمی کیا جواب دے رہا تھا۔

"آزادی فیل ہوتی ہے۔ کھل کر سوتا ہوں۔"

امتاب نے منہ کے زاویے بگاڑے تو نوح کو اس کے جواب پر مایوسی و حیرت ساتھ ہوئی۔

"پر تم نے تو کرن سے دھواں دار محبت کے بعد شادی کی تھی، اسکی غیر موجودگی سہنا کیسے آسان ہو گیا تمہارے لیے؟ اسکے بنانیند آنے کی جرت کیسے کرتی ہے؟"

نوح کو خفا دیکھے امتاب مسکرایا۔

"آج میری نہیں۔ تمہاری بات کرنی تھی ہم نے۔ تم مجھے ٹوپی کروانے کی کوشش میں ہو یہ سب کہہ کر تاکہ میں تم سے اس لڑکی کے بارے سوال کرنے جو گانہ رہوں"

امتاب نے آئبر واچکائے۔

"پہلے میرے سوال کے جواب دو امتاب! کیا تم نے کرن سے واقعی محبت کی شادی کی تھی؟"

نوح اب تک وہیں اٹکا تھا۔

"ہاں یار محبت ہی تھی کہ ہم ایک دوسرے کے بنا ادھورے تھے، ساتھ ہوئے تو سکون آیا۔ اب وہ پاس رہے یا دور، یقین ہے کہ میری ہی ہے۔"

امتاب کی محبت عجیب تھی، نوح کے ساتھ تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا، وہ یہاں بیٹھا حیرت میں ڈوبا تھا کہ امتاب اپنی محبت سے دوری پر سو کیسے لیتا ہے وہ بھی کھل کر۔

"اگر محبت یہ ہے میں تو پھر محبت نہیں کرتا اس سے، میرے ساتھ تمہارے جیسا کچھ نہیں امتاب۔ یہی تھا تمہارے سارے سوالوں اور تجسس کا جواب۔"

امتاب کو پہلے جھٹکا لگا پر نوح کی کیفیت اتنی دلاری فیل ہوئی کہ اختتام تک وہ مسکراتا زرا آگے جھکے نوح کا سینہ زور سے تھپک گیا۔

"پھر کیوں کی اس سے شادی؟"

امتاب کی گہری نظروں کے ارتکاز کے باوجود نوح کی نظر بھٹک کر اوپن کچن کی طرف گئی جہاں نامہ کھڑی تو کرن کی باتیں سننے تھی پر اس لڑکی کے دھیان کا محور بھی بس نوح تھا۔

"اسکا محرم بننے کے لیے۔ محرم کے سارے حقوق حاصل کرنے کے لیے۔ اسے دیکھنے اور سننے کے لیے۔ کبھی کبھی وہ مناسب سمجھے تو اسے چھونے کے لیے۔ بہت سی وجوہات تھیں چھوٹی چھوٹی"

یہ چھوٹی وجوہات کسی کی پوری کائنات ہلانے کے در پر اتری تھیں، امتاب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"نظر نہ لگو اب بیٹھنا، اپنی آنکھوں کو سنبھال لے ڈاکٹر صاحب۔ زمانہ بہت خراب ہے"

وہ مشورہ دے بیٹھا کہ نوح تو سارے جذبوں کو سمیٹے نامہ سلطان کے قدموں میں ہی بیٹھا لگ رہا تھا، نوح نے نظروں کا زاویہ امتاب کے چہرے اور آنکھوں پر جمایا۔

"انہیں سنبھال کر بھی نہ جذبہ بدلے گا نہ کیفیت، بے چینی و بے تابی بڑھے گی۔ ڈاکٹر ہوں پر یہ مرض میرے لیے بھی افورڈ ایبل نہیں۔ تم بتاؤ جب تمہاری کرن سے شادی نہیں ہوئی تھی۔ تب کیا فلینگز تھیں تمہاری؟"

اتنا پرسنل نوح کبھی نہیں ہوا تھا تبھی تو امتاب کو نوح پر پیار آیا کہ محبت بھرے موسم کے اس سرد دل میں ٹھہرنے کی دیر تھی کہ اسکا کولڈ مین اب بس بے خودی میں مبتلا بہکی باتیں کر رہا تھا۔

"ویسے یہ چیٹنگ ہے نوح! مجھے تو تمہاری اور نامہ کی سٹوری جان کر چسکے لینے تھے۔ تم الٹا مجھی سے سب اگلوار ہے ہو۔ پر خیر تم پر سب معاف"

امتاب کا شکوہ معصومانہ تھا جس پر نوح مدھم سا مسکرا بھی دیا پر کندھے بھی اچکائے جیسے کہا ہو ہم تو ایسے ہی ہیں بھئی۔

"اسے دیکھنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا، اس سے بات کرنے کی جستجو سر پر سوار رہتی، وہ اگنور کرے تو برداشت نہیں ہوتا تھا۔ میں چاہتا ہر لمحہ وہ بس مجھے سوچتی رہے۔ کافی پاگل اور بچگانہ سوچیں تھیں لیکن شادی کے بعد دونوں کی لائف اتنی بڑی ہے نہ اسے اظہار محبت کا وقت ملتا ہے نہ مجھے۔ وہ اپنے پیشین کو لے کر جنونی ہے، میں اپنی جاب کی وجہ سے باونڈ۔۔۔۔۔ اب تمہاری باری"

نوح نے امتاب کی باتیں تو سنی پر ناجانے کیوں مزہ نہ آیا، یہ بالکل عام سی باتیں تھیں جو دنیا کا ہر عاشق کرتا پھرتا تھا لیکن نوح ادا دوغان جب نامہ کو دیکھتا، وہ کچھ اور ہی کیفیت میں ڈھل جاتا تھا، وہ اسے صرف دیکھتے رہنے پر خوش نہیں تھا، وہ چاہتا وہ بھی اسے انہی مدھ بھری (نشیلی) آنکھوں سے دیکھتی ملے۔ وہ اپنا ہر دکھ سکھ بانٹنے نوح کے پاس آئے، وہ درد میں ہو تو نوح

کو کہے مجھے تکلیف ہے اسے دور کرو، وہ کوئی سکھ پائے تو اس سے بانٹے مت
 پر بتائے وہ سکھی ہے۔ وہ ہنستی نہیں تھی، وہ چاہتا تھا نامہ اتنا ہنسے کے اسکے
 اندر کی ہر وحشت، ہر مہیب سناٹا اپنی موت مر جائے، اسکی روح میں گھلی
 تکلیف کا مرہم بننا چاہتا تھا وہ۔ عام عاشق کی طرح تین لفظوں کے ساتھ وقتی
 اور چند پل کی بے قراری، بے تابی و طلب لے کر نہیں چلنا چاہتا تھا، وہ اب
 کی بار ایسی محبت چاہتا تھا جسکے بچھڑتے ہی سانس نوح کے جسم سے اسکے
 ساتھ چلی جائے۔

"تمہارا تجربہ کام نہیں آیا دوست! میرا مسئلہ اور ہے"

نوح نے سب چھپا لیا، اس نے اپنے اور نامہ کی تعلق کی ساری
 سچائیاں، دلکشی اور نشاط میں کسی کو راز دان نہ بنایا، اسکی حق دار صرف نامہ
 تھی۔

"دعا کرتا ہوں تمہیں تمہارا مسئلہ جلد سمجھ آ جائے۔ لیڈیز۔۔ کھانا لگوادیں پلیز"

امتاب نے مسکرا کر یہ قصہ سمیٹا جبکہ کرن نے میڈ کو کھانا لگانے کا کہا اور خود وہ نامہ سے ہلکی پھلکی باتیں کرتی باہر آئی تو نوح نے اسکی طرف اشارے سے دیکھتے آئبر واٹھائے جیسے پوچھ رہا ہو کہ وہ ٹھیک ہے، اور اسکے اشارے پر نامہ نے دونوں آنکھیں میچ لیتے سر کو ہلایا تھا، یہ بتانے کو کہ وہ اسے جب تک دیکھتی رہے گی، ٹھیک رہنا طے ہے۔

کرن بھلے بہت بولتی ہو پر وہ بہت ہی سوئیٹ تھی، نامہ کو اسکا اخلاق بہت پسند آیا تھا، ڈنر لگا تو وہ چاروں ساتھ ہی ڈانگ ٹیبل کی طرف بڑھے، کرن اور امتاب آگے تھے تبھی نوح نے نامہ کا ہاتھ چلتے ہوئے اپنے ہاتھ میں لے کر دباتے نامہ کے چہرے کے رنگوں میں بدلاؤ لاتے ہی وہ ہاتھ چھوڑ دیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کرن یا امتاب ان ہاتھوں کو ایک ساتھ دیکھ کر نظر لگا دیں۔

وہ لوگ ڈنر کے بیچ بھی نرم مسکرا کر باتیں کرتے رہے، نوح اور نامہ دونوں ہی کم گو تھے تو زیادہ بات چیت کرن ہی کرتی نظر آئی، مانیہ کی ہیلتھ کو لے کر بھی سب نے دعائیہ انداز میں گفتگو میں حصہ لیا۔

وہیں مانیہ کو سلانے کے بعد اما نل وہیں اسکے پاس بیٹھا اپنے ہاتھ کو مانیہ کے سر پر ٹکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا، جسکے درد بڑھ رہے تھے پر اما نل کی زرا سی قربت اسے دنیا جہاں کا سکون بخش گئی تھی، اما نل نے جھک کر مانیہ کا ماتھا چوما، بے حد آسودگی کے سنگ، آنکھیں اس جبین کو چومتے خود ہی عقیدت و چاہت کے احساس سے بند ہوئیں۔

وہ واپس اٹھا پر مانیہ کی کہی ساری باتیں اک اک کر کے دماغ میں سلگنے لگیں۔

"میرا بس چلے تو میں تمہیں اس ماحول سے ابھی نکال کر لے جاؤں
مانیہ! تمہارا سٹریس کیسے دور کروں سمجھ سے باہر ہے۔ اب تمہیں ہو اسپتال

ہی ایڈمٹ رکھنا ہو گا تا کہ تم میرے سوا کسی سے مل ہی نہ سکو۔ تمہاری جان پر رسک نہیں لوں گا۔ مجھ سے پیار کرتی ہو تو میری بات مانو گی۔ ورنہ تمہیں اپنے لیے تڑپا کر سزا دینی پڑے گی۔ تمہاری جان بچانے کے لیے مجھے تھوڑا خود غرض بننا ہی ہو گا اور ظالم بھی۔ تکلیف تمہیں ہے پر محسوس مجھے ہو رہی ہے، مجھے تمہیں تمہاری ماں سے بھی خود ہی بچانا ہو گا۔"

اس وقت امائل جو بھی سوچ رہا تھا یہ سب سے بہترین سٹیپ تھا جو وہ مانیہ کے لیے اٹھا رہا تھا، جب تک مانیہ کا سٹرپس کم نہ ہوتا کسی کیمو، کسی میڈیسن کا کوئی فائدہ نہ تھا، سٹرپس کینسر سیلنز کو طاقت دیتا ہے تبھی وہ درد میں خود بھی تھی اور امائل کو بھی اسی اذیت میں مبتلا کیے ہوئے تھی۔

"تم میرے سرہانے بیٹھے رہو گے تو نیند کو کیسے گلے لگاؤں گی۔ اب تم آزاد ہو امائل۔ اپنے کام دیکھ لو۔ یا سو جاو، ایسے بیٹھے رہو گے تو تھک جاو گے"

کب امائل کے خیالات توڑتی وہ سچ میں جاگی، امائل کو خبر نہ ہوئی، وہ سنجیدہ ہوا، پھر اسکی سیاہ آنکھیں رغبت سے مزید سیاہ پڑتی دیکھے مانہ زرا تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھی۔

"واک کریں۔۔۔؟ مجھے اپنی نہیں اب بس تمہاری تھکن محسوس ہوتی ہے۔"

وہ اسکے دل کی بات سمجھ گیا تھا، وہ سچ میں واک کرنا چاہتی تھی بھلے چلنے پھرنے کی قوت کی شدید کمی ہو، مسکرا کر اپنا ہاتھ امائل کی ہتھیلی میں پکڑا دیا جسکے بعد وہ اسے ہو اسپتال کے اس لان میں لایا جو عام پیشنٹس کے لیے آلاؤڈ نہیں تھا بلکہ یہ ڈاکٹر زسٹاف کے ہو سٹل کا وی آئی پی ایریا تھا، یہاں خاموشی، سکون اور پرائیویسی تھی، یہاں ٹھنڈ سے بچنے کو اسکے پاس امائل کی مضبوط گرفت و حصار تھا، ویسے بھی وہ شال لپیٹے ہی امائل کے ساتھ آئی کہ اس بھیگی سرد رات میں امائل کے ہوتے پر سکون رہے گی۔

آسمان پر گاہے بگاہے جمع بادل چمکتے تورات کی تاریکی لمحے کے لیے اجل کر حسین منظر دیتی۔

"تم بہت ہی پیور ہومانیہ! تبھی کوئی بھی سرد گرم اثر جسم سے پہلے تمہارے دل تک جاتا ہے۔ بعض اوقات سب ویسا نہیں ہوتا جیسا دیکھائی دیتا ہے۔ تم کچھ دن صرف میرے ساتھ رہنے کا عہد کرو۔ نیکسٹ کمیونٹک تمہارا ڈپریشن کنٹرول کر لوں گا۔ تمہارا درد چلا جائے گا۔ کیا تم میرا ساتھ دو گی؟" وہ چلتی چلتی رکی، اس نے گردن اٹھا کر امانل کے چہرے کو دیکھا۔

"اور اگر نہ دوں ساتھ؟"

وہ زرا اپنی اہمیت جاننے کے موڈ میں تھی۔

"تو میں پھر بھی تمہیں ہر طرح سنبھالنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔"

مانیہ کو یہ احساس محبت دلا کہ وہ لمحہ بہ لمحہ اس کے دل میں گھر کر جا رہا تھا۔

"میں دوں گی ساتھ۔ تم میرے لیے پریشان اچھے نہیں لگ رہے۔ جب سے ہمارا نکاح ہوا۔ تمہیں ایک بار بھی سپیشل فیل نہیں کروا سکی۔ میرا دل چاہتا ہے تمہیں وہ سب بتاؤں جو میرے دل میں تمہارے لیے چھپا ہے"

اما نل نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، اسکی نظروں میں وارفتگی گھلی۔

"مجھے موقع دو۔ وہ چھپا ہوا خود باہر نکالنے کا۔ تم خود کو میرے حوالے کر دو بس۔ تمہارے دل اور تمہارے جذبات سب کا پتا لگو لوں گا۔ اور رہی بات سپیشل فیل کروانے کی، تم جب جب مجھے دیکھتی ہو یہ میرے لیے خاص ترین لمحہ ہی ہے۔ تمہیں ابھی صرف اپنا دھیان رکھنا ہے۔ مجھ سے تمہیں اپنی محبت نبھانے اور جتانے کے لیے پوری زندگی ملے گی مانیہ"

گردن جھکا کر اپنے خوبصورت ہونٹوں کو مانیہ کے ماتھے پر رکھ کر وہ مانیہ میں موسم سے زیادہ حسین مدہوشی اتار گیا جو اما نل کے وجود سے اٹھتی آسودگی اپنے انگ انگ تک پہنچتی محسوس کر سکتی تھی۔

"تھینکیو سوچ امانل"

سیاہ چشمان پر پلکیں گرائے وہ اپنی اور امانل کی خوشبو کو ایک ساتھ محسوس کرنے کو اسکے گلے لگی بھی اور اس خوشبو کو جیاور نہ ہو سپٹل کے روم میں تو اسے کچھ فیل ہونا ہی ختم ہو جاتا تھا۔

"یا اپنی بن کر گلے لگا کر ویاجنہ کی طرح تکلف برت کر تھینکیو کہہ لیا کرو۔ مجھے کنفیوز کر دیتی ہو۔ میں سادہ سا آدمی ہوں یار"

امانل کی دبیز سانسیں گردن پر ریختی محسوس کرے مانیہ کی دھڑکنیں منتشر سی ہوئیں رہی سہی کسر اسکے لفظوں کی سادگی مار کر پوری کر گئی۔

"تمہاری سادگی ایسی ہے توفنتہ خیزی کیا ہوگی؟"

وہ بے حد سکون میں مبتلا ہی اسکی گردن میں چہرہ چھپائے منمنائی تو امانل نے بازوؤں کی گرفت مزید مضبوط کی۔

"اسے دیکھنے کے لیے ٹھیک ہونا پڑے گا تمہیں۔ وہ تبھی ایکٹیویٹ ہوگی جب تمہارا جسم ہر پرانے درد سے آزاد ہو گا۔ تبھی تو یہ سادہ آدمی کچھ پیار بھرے اپنے درد دے سکے گا تمہیں"

وہ اسے روبرو لا کر شرمانے پر مجبور کرنا چاہتا تھا تبھی تو اپنی گال مانیہ کی گال سے سہلائے مانیہ کی ٹھوڑی پر بنا بہت ہی باریک تل چومتے بے خود لہجے میں بولا کہ وہ زندگی میں جو سب سے پیارا مسکرائی، آج انہی میں سے ایک رات تھی۔

"تم۔۔ تم بہت بے شرم ہو"

وہ لرزہ بر اندام کیفیت میں پھر سے اسکے سینے سمٹی، اس سے یکدم اماٹل ایسا برداشت نہ تھا، بھلے وہ جتنی بولڈ ہوتی، جب بات محبت کی آئے، چاہت کی آئے تو عورت کی شرم و حیا اڑے آنا ہی اسکی ذات کا حسن بنتا ہے اور اماٹل

کومانہ میں ایسا ہر سکھ ملا تھا، وہ اس کے لیے سنبھالی گئی تھی، وہ اس کے لیے بے پناہ جذبات سے بھری تھی۔

"میں نے تو ابھی ان ہیل بھی نہیں کیا تمہیں پوری طرح، بے شرمی کا ٹیگ لگا دیا۔ چلو اسے جلدی سچ کروں گا بس تم سکون میں رہو۔ میرے پاس رہو۔ میری آنکھوں کے سامنے۔ اگلے پانچ چھ دن بہت اہم ہیں مانہ۔ پلیز میرا ساتھ دو"

وہ اسے پیار سے کہے پھر سے یقین ماننے لگا تو اس بار مانہ نے کہہ کر یقین دلانا ضروری سمجھا۔

"دو گئی ساتھ۔"

وہ روبرو ہوئے مسکرائی اور اس پر امانل خوش ہوا اور جس خوشی کو وہ لٹانا چاہتا تھا اسکی طلب سی امانل کی آنکھوں میں دیکھتے وہ بری طرح گھبرائی۔

"بس۔ زیادہ نہیں واک کر سکتی۔ مجھے نیند آرہی ہے امانل۔ واپس چلیں؟"

وہ سمجھ گیا کہ مانیہ کی حالت کیا ہے، تبھی اسکی چاہت میں ڈھلتے لمحہ نہ لگائے وہ اسے لیے واپس چلا گیا پر اب خود بھی پر سکون تھا کہ اگلے کچھ دن وہ مانیہ کو بہت بہتر ہوتا دیکھنے والا ہے۔

جبکہ امتاب اور کرن نے ڈنر کے بعد سوئیٹ ڈش تک کے لیے بھی دونوں کو روکا مگر یہ باتوں کا سیشن خود ہی نوح نے مختصر کیا کہ اسے نامہ کی آنکھوں میں پھیلی تھکاوٹ چھنے لگی، خود نوح کو بھی شدید نیند آرہی تھی کہ بس گھر جاتے ہی گر پڑے، نامہ کی طرح۔

خیر دونوں کو وہاں سے نکلنے میں رات کے دس بج گئے تھے، موسم بھی شدید طوفانی ہو رہا تھا، لگ رہا تھا جو صبح سے ہلکی پھلکی بوند اباندی ہو رہی تھی اب وہ کھل کر سب جل تھل کرنے والی ہے۔

نوح نے ونڈو سے باہر دیکھا جہاں آسمان، گھنے بادلوں کے جھنڈ میں چھپا گا ہے بگا ہے لائننگ شو کر رہا تھا، مغرب کی جانب سے آتے سیاہ بادل آسمان

کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے، نامہ نے گرین ٹی لی تھی تبھی وہ کافی فریش تھی ورنہ نیند تو اسے بھی کھانے کے بعد بہت آرہی تھی۔

"بارش ہوگی آج، تم میرے پاس رک جاؤ۔ مل کر دیکھیں گے، انجوائے کریں گے۔ ونٹر کی پہلی بارش ہے"

نامہ نے ڈرائیونگ پر ہی توجہ رکھے مبہم سی سمائیل دی، وہ اسے روکنے کے بہت بہانے کرے گا نامہ اس کے لیے پہلے ہی تیار تھی۔

"آپ ولا سے کر لیجے گا، میں فارم ہاؤس سے۔ ہو جائے گی مل کر انجوائے"

نامہ سلطان، ہاتھ نہ آنے کی پوری تیاری اور خاصہ جوابی کے ہر ہتھیار سمیٹ ڈٹی نظر آئی، وہ اسکے ساتھ شرماتے گھبرانے یا بوکھلانے کے بجائے تکرار

کرتی تو ڈاکٹر صاحب کا روم روم اش اش کر اٹھتا۔

"مل کر رین بود دیکھیں گے ناں، صحیح والا مل کر"

وہ اب بھی اسی کی طرف آنکھیں جمائے چھیڑ خانی میں مصروف تھا۔

"رات میں رین بو آپ انسٹال کریں گے آسمان پر؟"

وہ مسکرا کر انا چاہتی تھی پر سنبھل گئی، خواہ مخواہ نامہ کی مسکراہٹ کا بھی عاشق ہو گیا تو، نامہ کافی محتاط تھی۔

"تم دیکھنے کی ہامی بھرو، وہ بھی کر دوں گا۔ ٹیکنالوجی کا دور ہے"

نامہ نے مسکرا کر ایسے پاگل پن پر اسی طرح غیر سنجیدگی سے سر ہلایا۔

"ابھی تو آپ وہاں دیکھیں۔ باہر کتنا حسین موسم ہے"

نامہ نے سر سری سے چمکتے آسمان کی طرف جناب کی توجہ دلانی چاہی کہ وہ سچ میں ڈر رہی تھی کہ کسی بھی لمحے گاڑی کا کنٹرول کھودے گی۔

"تمہیں میرے خود کو دیکھنے سے زیادہ موسم حسین لگا؟"

نوح کے گہرے سوال پر نامہ نے خاموشی سے مسکرا کر بات ختم کی، لیکن بات تو ایسی اداوں سے بڑھتی ہے۔

"کیا آپ ببل گم کھائیں گے مسٹر نوح؟"

نامہ نے ڈیش بورڈ کا ڈرا کھولتے منٹ فلیور کی لانگ لاسٹنگ ٹیسٹ ببل اسی خوشی بھری سنجیدگی کے سنگ نوح کی طرف بنا دیکھے بڑھائی، شٹ آپ کرنے کا ایسا طریقہ نوح نے سوچا ہی کہاں تھا، اف نوح صاحب کی کیفیت، کہ نامہ کو کچھ کہہ بھی نہ سکتے تھے۔

"کھاتا تو نہیں ہوں پر تم کھلانے پر تلی ہو تو دے دو، ویسے تم کہہ سکتی ہو نوح چپ کر جائیں۔ میں چپ ہونے میں زیادہ تنگ نہیں کرتا۔"

نوح نے اس کے ہاتھ سے وہ گم لیتے جس طرح پورا نامہ کا ہاتھ دبوچ کر چھوڑا، وہ جلدی سے ہاتھ کھینچ گئی، نوح کے ہونٹوں پر یہ ایک مومنٹ مسکان بکھیر گیا۔

"میں چپ ہونے کا کہوں گی تو آپ بالکل ہی لا تعلق ہو جائیں گے۔ یہ بیچ کی راہ سوٹ ایبل ہے"

نامہ نے کمپوز ہوتے سچائی سے اعتراف کیا، ہاں یہ سچ تھا نوح خاموشی کو پسند کرتا تھا، پر یہ اب نامہ کے معاملے میں تھوڑا مشکل تھا۔

"تم نہیں چاہتی خود سے میری لا تعلق؟"

نوح نے وہ منٹ فلیور بیل بات کے بیچ ان ریپ کی، اسے منہ میں لے جاتے ہاف دانتوں سے کٹ کرے نامہ کے ہونٹوں تک بقیہ پکڑے سرکائی تو نامہ کے لیے سچ میں گاڑی پر کنٹرول قائم کرنا لمحہ بھر مشکل ہوا، ایک تو نوح کا سوال، پھر نظروں کا محور، اوپر سے یہ ہاف دانتوں کے نشان والی بیل جو وہ اسے خود کھلانے والا تھا۔

"آپ کھائیں نوح، مجھے اپنی Rolls-Royce بہت پیاری ہے۔ کہیں ٹھوک بیٹھی تو بہت دکھی ہوں گی میں"

نامہ نے ایسی حرکت نہ کرنے کی منت سی کی کہ اسے بخش دیا جائے پر نوح نے اس کے منہ میں وہ زبردستی ڈالے اسکے ہونٹوں سے انگوٹھے کو جان بوجھ کر دباو دیتے نامہ کے کنٹرول کھونے سے پہلے ہی ہاتھ ہٹالیا، نامہ کو اس بندے کی ایسی اچانک بہکی حرکتیں ہی کسی قابل نہ چھوڑ رہی تھیں۔

"تمہیں سب پیارا ہے میرے سوا، چپ ہو رہا ہوں نامہ۔"

وہ تھوڑا روٹھ سا گیا، توجہ سچ میں وندو سے باہر کی جہاں ہوا بھی زرا چلنے لگی تھی، درختوں کے پتے پھڑپھڑاتے نظر آرہے تھے جبکہ نوح نے اپنے انگوٹھے کو دیکھا جہاں نامہ کی لپ سٹک لگی دیکھے من میں چنگاری سے جگی، نامہ نے اسکی یہ فسوں خیز چپ برداشت نہ کرتے گہرا سانس لیا، نوح نے انگوٹھے کی ٹپ کو منہ میں لے جاتے وہاں لگی لپ سٹک اور بیل گم کی فلنگ زبان لگاتے سک کی، یہ کرے اک دبی پر اسرار مسکراہٹ لیے وہ باہر دیکھنے لگا، نامہ نے یہ سب نہیں دیکھا پر اسکی چپ کے آگے ہار سی گئی۔

"چپ مت ہوں"

نامہ نے بیل چباتے جان بوجھ کر شریر ہوتے نوح کو پکارا پر وہ تھوڑا زیادہ روٹھ گیا، زرارخ بھی ونڈو کی طرف کیا تو نامہ آنکھوں تک مسکراتی سچ میں بے حد پیاری لگی۔

خیر و لا تک اسکے بعد ایک روٹھا ہی رہا اور دوسری مسکراتی چلی گئی۔

گاڑی روکے نامہ نے تسلی سے مسکرا کر نوح کو دیکھا جو سیٹ بیلڈ کھولتا باہر بارش نہ ہونے کا یقین کرنے لگا، پھر ڈور کلپ پر ہاتھ جمایا اور کھول کر باہر نکلا تو نامہ بھی جلدی سے دوسری طرف سے باہر نکلی، دونوں نے بیک وقت آسمان کی طرف دیکھا، لگ رہا تھا بس اک باریک جھلی ہے اسکے پار جل تھل کرتی شدید بارش اٹکی ہے، جو آج پورے از میر کی روح تک میں خنکی سرایت کر ڈالے گی۔

"جانا ہے تو جاو نامہ، موسم خراب ہونے والا ہے۔ ایسا نہ ہو تمہیں مجبوراً میرے ساتھ رکنا پڑ جائے۔"

وہ اس سے ناراض ہو کر بھی فکر کر رہا تھا، نامہ اسکے پاس رکی، بغور نوح کے چہرے اور آنکھوں کو دیکھنے لگی، اسکی نوح پر یہ توجہ نوح کو سلگانے لگی، ہاں وہ اچھے موڈ میں ہوتا تب بہک سکتا تھا۔

"مجھے ک۔۔ کچھ کہنا تھا"

نامہ نے ہچکچاتے ہوئے ہونٹوں کو حرکت دی، نوح پہلے ہی ساری توجہ اسے دیے کھڑا تھا۔

"ہاں کہو۔ سب ٹھیک ہے نامہ؟"

وہ بے خود سا فاصلہ سمیٹے قریب ہوا اور نامہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں بھرے تو نامہ نظریں جھکائے اسکا یوں ہاتھ تھا مناد یکھتی فوراً سے نوح کی آنکھوں میں پھیلی بے قراری بتکنے لگی۔

وہ ناراض تھا پر اب لگ رہا تھا وہ ہر طرح سے نامہ پر قربان ہوا ہے۔

"ہے۔۔ جانو بھابی"

صارم کی تیز و شوخ پکار پر نامہ نے گھبرا کر اپنے ہاتھ نوح کے ہاتھوں سے چھڑوائے اور وہیں کھڑے گھومی، نوح نے جبرے کستے اس جانو بھابی کے سکے کو خود بھی گھومتے سرد نظروں میں لیا، صارم کو نوح اور نامہ کے نکاح کا آتے ہی پتا چلا تھا اور وہ خوش تھا کہ بھائی کا موڈ اچھا ہو گا اور نامہ سے بھی وہ سوری کرنا چاہتا تھا۔

جو بھی تھا، صارم اسے رلا کر کافی بے چین تھا۔

"تمہیں کس نے اجازت دی اسے ایسے پکارنے کی، تمیز نہیں ہے تمہارے

اندر؟"

نوح کا غصہ دہکا پر صارم ہوا میں اڑائے ٹھیک نامہ کے سامنے آرکا، کچھ دیر پہلے جو ہاتھ نوح کے ہاتھوں میں تھے، وہ اب صارم نے بے تکلفی سے پکڑے، نوح کو سہی معنوں میں آگ تو اب لگی۔

"نامہ آپو! میں نے جب سے سنا آپ میری بھابھی بن گئیں، میں بہت خوش ہوں۔ میں آپکو سوری بھی کرنا چاہتا تھا۔ میری وجہ سے Rolls-Royce کچھ دیر سہی پر کھوئی۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آئے۔ پلیز مجھے چھوٹا بھائی سمجھ کر معاف کر دیں ناں"

نامہ اسکے ہاتھ تھامنے پر ہی حیران تھی اوپر سے صارم کا اتنے پیار سے منانا دیکھے نامہ نے ہاتھ بھی نہ چھڑوائے کہ صارم اسکے لیے سچ میں چھوٹے بھائی سا ہی تھا۔

"ہاتھ چھوڑو اسکے صارم!"

نوح نے گرجتے صارم کو تنبیہ کی تو صارم نے ڈر کر ہاتھ چھوڑے۔

"میں آپکی نامہ کو بھگانے تھوڑی لگا ہوں بھائی۔ اتنی بھی کیا جیلسی۔ دیکھ نہیں رہے میں بھائی بن کر ہاتھ پکڑے تھے۔ سڑو۔۔۔ انھیں چھوڑیں آپو جانو پلیز کہیں ناں مجھے معاف کر دیا۔ آپکو پتا ہے دو دن بعد میرا گین بڑا سنگنگ میڈیٹیشن ہے۔ آپ پھر چلیں گی ناں۔ آئی سویرا اس بار آپ سے کتیز لے کر گم کرنے کی غلطی نہیں کروں گا؟"

صارم کی بکو اس نوح نے بس نامہ کی وجہ سے برداشت کی جبکہ نامہ نے گردن گما کر نوح کو دیکھا جسکی آنکھیں غصے سے شرارے چھوڑ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے صارم چل لوں گی۔ ایزی ہو جاو۔"

نامہ نے معاملہ بگھڑنے سے پہلے ہی ہامی بھری جبکہ نوح اس سے پہلے جاتا، نامہ کی آواز اسکے قدموں کو روک گئی۔

"چلو جاو تم اندر۔ تمہارے بھائی سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ مجھے بتا دینا لے جاؤں گی تمہیں لیکن اس دن میرے ہاتھوں اس غلطی پر پینچ گئے آگے سے نہیں بچو گے"

نامہ نے جان بوجھ کر نوح کو ان ڈائریکٹری روکا، جبکہ صارم بے حد خوشی سے نامہ سے دونوں بازوؤں کو گرد باندھ لیتا لیٹا تو نامہ کی آنکھیں اس چپکی مخلوق کی بے تکلفی پر پھیلیں اور نوح کا بس نہ چلا صارم کو اس جرت پر وہیں گاڑ دے، اس سے پہلے نوح کی برداشت ختم ہوتی، نامہ نے ہی پوری قوت لگاتے صارم کو خود سے دور کیا۔

"دیکھو صارم مجھے یہ بالکل پسند نہیں آیا"

نامہ کو اسکی نہیں نوح کی ٹنشن تھی جو سرخ بھبھول چہرہ لیے دونوں کو کھا جاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اوہ سوری آپو۔ بس آپ مجھے اچھی ہی بہت لگتی ہیں۔ میں دوبارہ نہیں کروں گا۔ چلیں پھر میں آپکو کال کروں گا۔ آپ کا نمبر میں مانیہ آپی سے لے لوں گا۔۔۔"

صارم نے نوح کی گھوریوں کو چنداں اہمیت نہ دی اور جاتے جاتے نوح کے سامنے سینہ تانے سے جان بوجھ کر آگ لگا کر گیا، نامہ کو سچ میں ٹانگیں کانپتی محسوس ہو رہی تھیں، نوح کی سر دچپ اور ضبط کیا غصہ دیکھنے میں اتنا بھیانک تھا تو اگر وہ اس پر چیخ پڑتا تو وہ شرطیہ صدمے سے گر پڑتی۔

نوح اسکی طرف لپکے اس سے پہلے کچھ بولتا، نامہ نے دونوں ہاتھوں کو اسکے رخساروں سے جوڑتے جس طرح ڈرتے دیکھا، نوح کے سارے لفظ حلق کے پار ہی دب گئے، وہ اسکے چلانے کی توقع میں اتنی قریب آگئی کہ خود نامہ کو محسوس نہ ہوا کہ اسکے ہاتھوں کا یہ لمس اس شخص کو پاگل کر رہا ہے۔

"میں آپکا غصہ دیکھنے کے بعد ڈرائیو نہیں کر پاؤں گی۔ اور آپکے پاس رہ بھی نہیں سکتی روز روز۔ آئی ایم سوری نوح۔ مجھ پر چینخے گامت۔ دوبارہ ایسا نہیں ہو گا۔ وہ بہت ہی بے تکلف سا بچہ ہے، مجھے خود بھی بہت برا لگا۔"

نامہ نے اپنے ہاتھوں کو سہلاتے اک اک لفظ سہم کر کہتے دم سادھا کہ وہ کچھ بولے، پر نوح کچھ کہنے لائق ہی نہ بچا تھا، اپنے گالوں سے جڑی ان ہاتھوں کی مخملی گرم ہتھیلیوں نے نوح ادا دوغان کو چپ لگادی تھی۔

"تم مجھ سے کیوں ڈرتی ہو۔ میں تم پر کبھی نہیں چینخ سکتا۔ ہاں اینگر ایشو ہے مجھے اپنی ملکیت کو لے کر بہت جنونی ہوں۔ لیکن تمہارا ایسے مجھ سے ڈرنا تکلیف کا باعث ہے۔ پرایٹ داسیم ٹائم تم نے جو میرے غصے کی بینڈ بجائی ابھی۔ ان بیلو ایل!"

وہ اسکے ہاتھوں پر اپنے دونوں مضبوط ہاتھ جماتے بولا تو نامہ نے جلدی سے ہاتھ ہٹائے پر وہ نوح کے ہاتھوں میں پہلووں میں گرنے کے باوجود دبے تھے، پوری نامہ کو دھڑکار رہے تھے۔

"م۔۔ مطلب غصہ دور ہو گیا؟"

وہ بے یقینی و معصومیت سے بولی۔

"ہاں! ت۔۔ تم اپنا عکس بھی کسی کو چھونے مت دینا دوبارہ۔ چاہے وہ جو بھی ہو۔ بہت ضروری ہوا تو میرے سامنے نہیں جیسے ہمارے بابا ہو گئے، پتا نہیں اتنے چپکوفادری کیوں ہیں ہم دو کے۔ (سلگ کر بولا جیسے اس پر بھی بہت تپا ہو، نامہ مبہم بے خود مسکرائی کہ نوح کو تو نامہ کے سائے کو چھوتی ہو اسے بھی مسئلہ تھا)۔ پتا نہیں یہ دیکھنے تک میں بہت ہی برا ہے، پھر یونو واٹ دیکھنے میں جو چیز تکلیف دے وہ سہتے ہوئے بھی پریشان کرتی ہے۔"

وہ نامہ کو بہت کچھ چھپا کر بھی سب کہہ بیٹھا، یہ صرف نامہ کے ساتھ نہیں تھا کہ وہ سب اگل دیتی ہے، یہ نوح کے ساتھ بھی تھا۔

"میں سمجھ رہی ہوں آپکی بات۔ آگے سے نہیں ہو گا ایسا۔ آپ ٹھیک ہیں؟ پیر میں اب بھی درد ہے؟"

وہ اسکی مینٹل ہیلتھ کو اہمیت دیتی بہت پیاری لگی، کہہ کر نہیں بتاتی تھی پر عیاں کر رہی تھی وہ شخص اسکے اندر کتنی گہرائی تک بسا ہوا ہے۔

"نہیں ہے درد وہاں، کہیں اور ہے جو بتانا نہیں چاہتا، تم جاو ورنہ روک لوں گا تمہیں۔ اور عجیب مت سوچنا میری عکس والی فضول بات پر۔ ی۔۔ یہ سب کچھ خود ہی ہو جاتا ہے، بک بک کرنے لگتا ہوں۔ ہو پ سو تم یہ بھی سمجھ جاو"

وہ اسکے ہاتھ آزاد کرے نامہ سے گریز برتا دے اور ہوا تو نامہ نے آنکھیں زور سے جھپکتے اقرار بھرا اشارہ کیا تھا، وہ اتنا خوبصورت مسکرائی کہ اسکی مسکراہٹ نوح کے ہونٹوں تک جا رہا تھا۔

"میں نے عکس والی فضول بات سیریس لے لی ہے، میں بھی اتنا تو بنا وضاحت سمجھ ہی سکتی ہوں نوح۔ کہ وہ درد جو بتائے نہیں جاتے، وہ کہاں ہوتے ہیں۔"

وہ اسکے دور ہٹنے پر زرا پاس رکی اور اپنا ہاتھ اس نے نوح کے سینے سے بلیذر کو ہٹاتے ہتھیلی اسکے ٹھیک دھڑکتے دل پر رکھی جسکی حدت موسم کی ہر سرد لہر کو اپنے اندر لپیٹ گئی۔

"تبھی تو ایسی باتوں کی تفصیل نہیں دی کبھی۔"

تم سے چھپانے والی ہر بات تمہارے سامنے ہی اگل دیتا ہوں۔ تمہیں برا تو نہیں لگتا نامہ؟"

وہ ایسی سادگی پر مر مٹی، وہ کھوئے بوکھلاہٹ کے مارے نوح پر سارا دل
ہارے کھڑی تھی۔

"پھر کبھی بتاؤں؟"

وہ بچ نکلنے کے موڈ میں تھی۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن یہ پھر کبھی میں ہی ڈیسا ایڈ کروں گا؟ ڈن"

وہ بھی اس ہاتھ پر ہاتھ جمائے عہد کرنے لگا۔

"فائن! جاتی ہوں۔ ٹیک کئیر"

وہ اسکے ہاتھ تلے دبے ہاتھ کو کھینچنے لگی پر وہ نوح کی گرم ہتھیلی تلے دبا تھا۔

"ہاتھ یہیں چھوڑ سکتی ہو؟"

اف یہ فرمائش۔

"میرے ساتھ آجائیں آج فارم ہاوس"

نامہ کی آفر دگنی حسین تھی، یہ ایسی پیشکش تھی جو نوح کا دل بہار کر گئی۔

"کل اک امپارٹنٹ سرجری ہے۔ مجھے نیند کی ضرورت ہے۔ تم چھین لو گی نیند۔ میں تم سے دوبارہ یہ ہاتھ کبھی بھی مانگ سکتا ہوں۔ کیا ہر بار تم ایسا ہی جواب دو گی ناں؟"

وہ سر ہلائے فوراً مسکرائی۔

"ہاں کر رہی ہوں۔"

مسکراہٹ گہری ہوئی، نوح کے جذبات بے قابو کرتی دلکش مسکراہٹ۔

"تھینکیو سو مچ! میں مس کروں گا تمہیں۔ پہنچ کر انفارم کرنا۔ اب جاو دیر ہو گئی ہے کافی"

نامہ کے ہاتھ کو آزادی ملی تھی پر نامہ کو اس شخص نے آج پورا قید کر لیا تھا، پھر وہ بھلے یہیں رکا تھا اور وہ چلی گئی تھی لیکن سب کچھ جڑا رہ گیا تھا، تا عمر کے لیے۔

نوح اپنے دھیان سمیٹ کر ولا میں آیا تو میکائیل لاونچ میں ہی بیٹھے لیپ ٹاپ کھولے کچھ کام کر رہے تھے، نوح کو دیکھتے ہی انکی سمائیل بہت حسین تھی پر وہ بابا کو آنے کا اشارہ کرے پہلے صارم کے روم کی طرف بڑھا۔

اپنے روم میں فرشی بلون کا وچ پر بیٹھے وہ وڈیو گیم کھیل رہا تھا جب دمک کے ساتھ ڈور روم کھلنے پر اسکے جوئے سٹک پر جمے ہاتھ تھے۔

"کیا بکو اس حرکتیں تھیں یہ، ہاں"

نوح نے لپک کر اسکے ہاتھ سے جوئے سٹک چھینی اور گریبان سے دبو چتے صارم کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔

"اپنی حرکت کے بارے کیا کہیں گے؟ ایسے کون شادی کرتا ہے۔ میں جل
 سلگ گیا ہوں۔ نہ شادی پر بلایا نہ ہی اپنے کسی پر سنل کی ہوا لگنے دی۔ اوپر
 سے معاملہ اتنا بڑھ گیا کہ نامہ کو میرا بھائی کی طرح چھونا بھی چھ رہا
 ہے۔ آپ جو سمجھیں پر نامہ آپ سے جو سوری کیا وہ دل سے تھا"

صارم نے بھی سارے دکھ گلا پھاڑ کر کہے، نوح کی پر تپش نظروں میں کچھ
 رحم بھری نرمی اتری۔

"پہلے مجھ سے سوری کرو پھر کسی اور سے کرنا۔ اور تمہیں وارن کیا تھا دو دن
 گھر مت گھسنا۔ اب گھسے ہو تو

Tell me your final decision"

اب تک نوح کی آواز میں سرد مہری تھی، صارم جس کلب میں پیسے ہار کر آیا
 تھا وہ کل ہی سیل ہو چکا تھا مگر اسکا اونر فرار تھا اور وہ جانتا تھا یہ سب صارم کی
 وجہ سے ہوا تو صارم کی جان سراسر خطرے میں تھی جسکا نوح کو بھی علم تھا۔

"میں کچھ الٹا نہیں کروں گا۔ لیکن یوہرٹ می بھائی۔ آپ مجھے کیا ساری عمر اپنی کسی خوشی میں شامل نہیں کریں گے؟ آپ کو علم نہیں لیکن یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں مار بھی سکتی ہیں۔ نامہ اچھی نہ ہوتیں تو میری آپ سے اس پر ایسی جنگ ہوتی کے آپکو میں ستا ستا کر مار ڈالتا۔ پروہ دل سے جڑی فیل ہوئیں جب بھی بات کی ان سے۔ اگر مجھے مزید جیلس یا تنگ کیا تو میں انکو کڈنیپ کر کے آپ سے دور لے جاؤں گا"

صارم کا لفظ لفظ اسکے اندر کی محرومی کو عیاں کر رہا تھا، نوح کو واقعی لگا کہ صارم کو ہرٹ ہوا ہے تبھی اسکا گریبان چھوڑ دیتے وہ اسے سنجیدگی و نرمی سے دیکھنے لگا۔

"پر اپر شادی نہیں ہوئی ابھی، بس نکاح ہوا تھا۔ اس میں تمہاری شرکت اہم نہیں لگی مجھے اس لیے۔ اتنا رو میو کیوں ہو رہے ہو جیسے تمہاری جو لیٹ چرالی کسی نے۔ بکو اس آدمی۔ کسی دن اس جلن کے چکر میں بہت برا پٹو گے تم۔"

صارم نے ہنوز منہ بنائے ہی دیکھا۔

"کیا نامہ جانتی ہیں آپکا پہلے بھی اک نکاح ہو چکا ہے؟"

صارم کے سوال پر نوح کے چہرے کی رنگت میں بدلاؤ سا آیا، اب نوح کو ایسا گماں سا گزرا کہ کہیں یہ صارم اس چیز کو لے کر اسے دوبارہ بلیک میل نہ کرے۔

"Its non of your business..."

نوح کی سختی سے وارننگ پر صارم نے منہ بسورا۔

"مانیہ آپنی نے بھی نکاح کر لیا۔ یار تم دونوں ہی بے وفا ہو۔ میری تو کوئی ویلیو ہی نہیں۔ میں بھی کسی راہ چلتی سے نکاح کر لاؤں گا دیکھیے گا"

صارم کی ایسی بکو اس پر نوح نے اس بار اسکی گردن دبوچی۔

"پہلے زمین سے اگ لو پھر ایسی بات کرنا۔ اب اگر صارم مجھے کچھ بھی غلط پتا چلا میں تمہیں گاڑنے میں اک لمحہ نہیں لگاؤں گا۔ میری پل پل نظر ہے تم پر۔ اور جس طرح تم نے آج نامہ سے زبردستی لیٹ کر اسے انکفر ٹیبل کیا ہے، دوبارہ ایسا ہوا تو میں تمہارا پھر جیسے سکون برباد کروں گا یہ سوچ ہے تمہاری۔"

اسی دبوچے انداز میں نوح نے صارم کو اسکے میٹرس پر دھکیلا اور ساتھ انگلی اٹھا کر وارن بھی کیا، نوح کے کمرے سے پھرتے ہوئے نکل جانے کے باوجود صارم وہیں میٹرس پر پڑا کمینگی سے ہنسا۔

"تو بھائی جانو کی جان نامہ میں آچکی ہے۔ کبھی کبھی جو مجھے آپکو ہلکا پھلکا ستانے کی کریونگ ہوتی ہے اب بڑے مزے سے پوری ہوگی۔۔۔ ہاہا۔ کاش نامہ مجھے مل جاتیں۔ ان کھڑوس کے ساتھ تو جلتی بھسم ہوتی رہیں گی۔۔۔ آہ صارم تمہاری قسمت۔۔۔"

صارم نے ٹھنڈی سی آہ بھرے ہنس کر جھپ مارتے انداز میں لیٹے سے خود کو بٹھایا اور جا کر اپنی رکی گیم واپس کھیلنے بیٹھا۔

وہیں نوح واپس آیا تو عجیب سی تھکن لیے وہ بابا کے پاس ہی کاوچ پر لڑھکا اور سر بھی انکے کندھے پر ٹکایا جس پر میکائیل دوغان نے گھبرا کر نوح کو دیکھا، یہ تھکن اتارنے والی انکی خوشی آج اداس لگ رہی تھی یہ میکائیل کے لیے تشویشناک تھا۔

"نامہ نہیں آئی؟"

وہ فکر مندی سے بولے تو نوح نے سراٹھائے شکایت بھری نگاہوں سے بابا کو دیکھا۔

"جب وہ نظر نہیں آرہی تو سمجھ جائیں نہیں آئی بابا، اسے جیب میں چھپانے سے تو رہا"

جلے کٹے جواب سے نوح کی تھکن کی وجہ معلوم ہونے نے میکائیل کو شریر مسکراہٹ بخشی۔

"اوہ! اتنے حسین موسم میں سپیشل ون ساتھ نہیں۔ میں تمہارا دکھ سمجھ سکتا ہوں میرے جگر گوشے۔ چل بابا کے ساتھ کر لے رو مینس"

ایک تو وہ پہلے تپا کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا اوپر سے بابا کی ایسی غصہ چڑھاتی باتیں۔

"وہ دیشا ہے ناں۔ اسی سے کریں رو مینس۔ باپ بیٹے کا رو مینس تو اس نے بیس سال پہلے ہی تباہ کر دیا تھا۔ میں سونے جا رہا ہوں"

نوح نے اکتائے لہجے میں جتنا تے اٹھ کر کھڑا ہوتے کمرے کی راہ لینی چاہی۔

"اتنے حسین موسم میں سوئے گا تو؟"

بابا کے سوال پر نوح نے گردن گما کر بابا کو دیکھا، جو نوح کو مزید آگ لگانے کو جان بوجھ کر چھیڑ رہے تھے۔

"جب تک وہ دوبارہ یہاں نہیں آتی۔ کوئی موسم حسین نہیں ہے میرا۔ پڑ گئی ٹھنڈ آپکے سینے میں۔۔۔۔ گڈ نائٹ"

روٹھے روٹھے لہجے میں کہے وہ تو چلا گیا پر میکائیل کتنی دیر مسکراتے رہے، یہ تو دیشا کو دیکھ کر مسکراہٹ کا قتل کرتے منہ پھیر گئے جو آج گھر تھی تبھی ساتھ ہی آکر بیٹھتے میکائیل کی بازو سے آگئی۔

"موسم بہت رونٹک ہو رہا ہے میکائیل"

دیشا کی بہکی مسکراتی ٹون پر میکائیل سپاٹ ہوتے اپنا کام کرنے لگے۔

"تو کیا کروں؟"

نہایت پھیکا جواب، وہ صبح سے دیشا سے سخت ناراض تھے کہ پتا نہیں مانہ کو کیا کہہ کر بھیجا تھا۔

"بہت دن ہو گئے ہمیں ساتھ وقت گزارے، تم پورا دن بڑی رہتے ہو۔ رات کو بھی کوئی کاوچ سنبھال کر الگ تھلک کر لیتے ہو خود کو۔ اور کبھی میٹرس پر سو بھی جاؤ تو نیند کی ٹیبلٹ لے لیتے ہو۔ تمہیں نہیں لگتا یہ میرے ساتھ تمہاری نا انصافیوں کی بے جا ڈوز ہے؟"

دیشا کی ہر بات سننے کے باوجود بھی میکائیل نے کوئی خاص توجہ دینی مناسب نہ سمجھی۔

"تم نے مانہ کو ایسا کیا کہا کہ وہ صبح روتی ہوئی گئی؟ تمہیں زرا بھی اندازہ ہے کہ اسکا اک اک آنسو اسکی صحت کو گراتا جائے گا۔ تم نے ایسا کونسا کام کیا کہ میں تمہارے ساتھ وقت گزار کر خوشی محسوس کروں؟ بولو۔ کیا تم نے کبھی اپنے سوا کسی کا سوچا ہے دیشا؟"

صبح تو وہ نہیں پوچھ سکے تھے کیونکہ انکو لگایہ ماں بیٹی کا ذاتی معاملہ ہے پر ابھی آتے ہوئے جب انکو انکے خاص گارڈ نے صبح مانیہ کے پورچ میں کھڑا ہو کر رونے کا بتایا وہ تب سے دیشاپر بہت غصہ تھے۔

"ہاں سوچا ہے۔ بس تمہارا۔ میں جیسی بھی ہوں۔ کیا تمہیں اپنے لیے میری محبت میں ان بیس سالوں کھوٹ ملا؟"

میکائیل نے اسکی طرف دیکھتے سر دھری میں اضافہ کیا۔

"میں اس محبت کا اچار ڈالوں؟ جب تم سب کی آہیں لیتی رہو گی تو تم بھی

خوش نہیں رہ سکتی۔ مجھے تم سے نہ بیس سال پہلے محبت تھی دیشانہ آج ہے، میں لکھ کر دینے کو بھی تیار ہوں۔ لیکن میں تمہاری محبت کی قدر ضرور کر سکتا ہوں وہ بھی اس صورت کہ تم اپنے بچوں کو ویلیو دو۔ انکے ایمو شنز کو سمجھو۔ میں خود بھی صارم سے اپنا برتاؤ ٹھیک کرنے کا فیصلہ کر رہا ہوں بھلے اس میں میرا کتنا ہی لہو نہ جل جائے۔ تمہاری وجہ سے میں نے پہلے ہی اس

سے بہت زیادتی کر دی ہے۔ نوح ہمیشہ مجھے اسکا احساس دلاتا رہا ہے اور یہ فیصلہ بھی بس نوح کی وجہ سے لیا میں نے۔ اور جو میرے بیٹے نوح کا نہیں، وہ میرا نہیں دیشاہ بات تمہیں بیس سال پہلے ہی بتادی تھی"

دیشاہ کی آنکھیں اداس اور دل میں یہ سب سنے کڑواہٹ بھرنے لگی، نفرت میں اضافہ ہوا کہ اب نوح کو صرف تکلیف نہیں دینی اب اسے مارنا ضروری لگا۔

"سب اچھا تمہاری لائف میں نوح کی وجہ سے ہی ہے ناں، میں میری محبت، میری تمہیں دی اولاد کچھ بھی ویلو نہیں رکھتا میکائیل۔ تم نے میری محبت کی قدر بھی نہیں کی آج تک۔ تم ان لمحوں میں بھی میرے نہیں ہوئے آج تک جن میں شوہر، بیوی کے سوا کچھ بھی سوچنا حرام جانتا ہے۔ تمہیں تب بھی عنایہ یاد رہی۔ تم نے میرے ساتھ بھرپور ظلم کیے ہیں پھر بھی چاہو کہ میں نوح کو سر پر بٹھاؤں گی تو یہ غلط فہمی ہے تمہاری۔ ہم دو کے بیچ کا یہ خلاء نوح ہے۔ نفرت کرتی ہوں میں اس سے اور اسکا ڈنکے کی

چوٹ پر اعلان بھی کرتی ہوں۔ سوچا تھا آج ہم ساتھ وقت گزاریں گے، اپنی محبت کا یقین دلاؤں گی تمہیں پر لعنت ہے میری اس سوچ پر۔"

دیشا نے اسکی بازو آزاد کرتے حقارت و تکلیف سے میکائیل کو دیکھا اور اسکے پہلو سے اٹھی، میکائیل کے اندر وہ اپنے لیے رہی سہی نرمی بھی ختم کرنے پر تل چکی تھی اور یہ دیشا کی سب سے بڑی ہار بننے والا تھا۔

"یہ لعنت تم نے اپنی سوچ پر نہیں، مجھ پر بھیجی ہے۔ اسکے سائیڈ ایفیکٹس کا ویٹ کرنا"

میکائیل کی آنکھوں سے انگارے سے ٹپکے پر دیشا کے اندر کا تنفر پہاڑ سا ہوتا محسوس ہوا۔

"مجھے تم سے ہر طرح کی سفاکی کی امید ہے۔ ڈونٹ وری۔ آئی ایم ریڈی ڈارلنگ! گڈ نائٹ"

وہ میکائیل کی وارننگ کو ہوا میں اڑاتی وہاں سے گئی تو انکے جبرے بھیج گئے، زندگی میں بے سکونی کی وجہ سمجھ آئی کہ بیس سال پہلے ہی اس عورت کو ٹھوکر مار کر خود سے دور کر دیتے تاکہ رہی سہی مروت و فکر بھی مر جاتی۔

جبکہ نوح نے عشاء پڑھنے کے بعد جائے نماز تہہ کیا اور اپنے سنسان سے روم کو اک بھر پور نظر میں لیتے اپنے آپ کو مدت بعد پھر اکیلا محسوس کیا تھا، وہ یہاں نہیں تھی پر پھر بھی نوح کو لگا اب وہ شاید اسکے پاس سے کہیں جا کر بھی جانہ سکے گی۔

پیر کا درد قدرے کم تھا، نیند بھی آرہی تھی پر نوح کو آرام و سکون میں زرا دلچسپی نہ محسوس ہو رہی تھی اور نوح کی یہ کیفیت اگلے پانچ دن رہی۔ لگتار بارشوں نے از میر کو سردی کی اصل لپیٹ میں لے لیا تھا۔

نامہ بظاہر تو اسکے بہت پاس رہی لیکن ہر رات وہ کچھ نہ کچھ بہانہ کرے نوح کے ساتھ رکنے سے معذرت کرتی رہی، مانہ اگلے پانچ دن ہو سپٹل ایڈمٹ

رہی اور اسکو ہر ذہنی ٹنشن سے دور رکھنے میں امانل اسکے ہر وقت ساتھ رہا، جہاں مانیہ کو سکون کی ضرورت ہوئی، وہ اسکے سائے سے بھی قریب ملا اسے اور یہ پانچ دن مانیہ کی ہیلتہ بہت حد تک سنبھلتی بھی دیکھائی دی کیونکہ امانل نے اسی میں مانیہ کا بچاؤ دیکھا تھا۔

وہیں وریام ہو اسپتال کے سٹاف میں موجود غداروں کا پتالگانا جتنا نوح نے آسان سوچا، یہ ویسا سیدھا نہ تھا، اس پر ابھی مزید وقت درکار تھا، خود تبریز رحمان نے کچھ قانونی ہلپ بھی لی تاکہ ان مشکوک نامعلوم لوگوں تک اک خاموش وارننگ بھیج سکیں۔ نوح اور نامہ کی آج دن میں استنبول روانگی تھی، نامہ نے خود کو بہت سے دن نوح سے دور رکھ لیا تھا، وہ یہ سارے دن اپنے کورس میں بزی رہی۔ صارم کامیوزک ڈے انجوائے کیا، بابا کے ساتھ وقت گزارنے کے علاوہ اپنی نیچر کی دنیا میں خود کو بزی رکھا اور نوح نے اس سے ایک بار بھی شکایت نہ کی کہ وہ نوح کو آخری حد تک آزما بیٹھی ہے، ہاں کر کے بھی ہاتھ نہیں آرہی لیکن مقدر میں اب نوح کی نہیں، اس محبت نامی

باہمی سفر میں چلتی ہوئی نامہ کی آزمائش لکھی تھی کیونکہ وہ جتنا بھاگ لیتی، اب اسے بہت سے گھنٹے بس نوح کے ساتھ گزارنے تھے، نامہ سلطان کا فرار بس یہیں تک تھا۔

.....

وہ صبح صبح جاگتی نہیں تھی پر درد کے سبب رات ٹھیک سے سونہ سکی تھی، امائل فجر کے وقت اسکے روم میں آیا تو مانیہ کو جاگا پائے خوشگوار سی حیرت سے مسکرایا، پچھلے تین دن سے مانیہ کے لگتا کمیو سیشن ہو رہے تھے، آج پہلے کیموراؤنڈ کا آخری سیشن تھا پھر دو دن کا گیپ، مسلسل کیمو سے اسکی باڈی بہت ہی تھکن، پین اور کپکپاہٹ کا شکار تھی، اسے پچھلے تین دن سے کیمو کی ڈوز انٹراوینس (IV) راستے سے دی جا رہی تھی جس سے ایلو پیسیا یعنی بالوں کا گرنا شروع ہو چکا تھا، اسکے علاوہ مانیہ کے پیٹ میں درد

تھا، کیمو تھراپی میں استعمال ہونے والی دوائیں کینسر سیل سائیکل اور خلیوں کے بڑھنے اور تقسیم ہونے کی صلاحیت کو متاثر کرتی ہیں اس طرح غیر معمولی خلیوں کی نشوونما کو کنٹرول کرنے میں مدد دیتی ہے، لیکن یہ جسم کے دوسرے کئی مسائل کو پیدا کرنے کا باعث بھی بنتی ہے کیونکہ اس میں موجود دوا صرف ایفیکٹ پارٹ کو ٹارگٹ کرنے کا کام کرتی ہے۔

کیمو تھراپیٹک دوائیں ایسے مادوں سے بھری ہوتی ہیں جو خاص طور پر خود کو ٹیومر یا کینسر کی جگہ پر لے جاتی ہیں، ٹیومر کو سکڑنے میں مدد دیتی ہیں۔ ان مادوں میں پروٹین، ریسپٹرز، یا اینٹیجنز خاص طور پر کینسر کے خلیات پر کام کرتے ہیں اس طرح کیمو تھراپی کو مکمل اثر دکھانے کی اجازت ملتی ہے۔ اس طرح قریبی ڈھانچے میں عام خلیات متاثر نہیں ہوتے ہیں اور مریض کو کم ضمنی اثرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ریڈی ایشن تھراپی سے ٹیومر پر اثر نہ دیکھتے ہوئے ہی مانیہ کو IV کے تھرو یہ ٹریٹمنٹ دیا جا رہا تھا جس سے وہ کم

پین سے گزرتی تھی مگر بعد میں تھکاوٹ، یادداشت کا لمحہ بھر مدھم پڑنا، مختلف جسم کے حصوں میں درد ہونا عام تھا۔

"آج لاسٹ سیشن ہے پہلے راونڈ کا، پھر ہم گھر چلیں گے۔ بور ہو گئی ہو ناں؟"

وہ اسکے عقب میں آرکٹانرمی سے مانیہ کے بالوں کو سہلاتے بولا جو پہلے بھی کافی کمزور تھے پر اب ہاتھ لگانے سے ہی امائل کی ہتھیلی میں آرہے تھے، مانیہ پلٹی تو امائل نے انکو مٹھی میں دباتے ہاتھ نیچے کر لیا۔

"بور نہیں ہوئی۔ لیکن ابھی شاور لیتے بال ٹوٹے ہیں۔ تم نے تو کہا تھا یہ نہیں ہو گا امائل۔"

وہ آنکھوں میں آنسو بھرے اپنے نم نم بالوں میں ہاتھ پھیر کر ہتھیلی پر چند بال آتے دیکھا رہی تھی۔

"کیمو تھراپی کا میتھڈ بدلا ہے شاید اس لیے، پوریں باڈی کی اس سے لوز ہو جاتی ہیں۔ پر تم یقین رکھو۔ یہ اس سے زیادہ نہیں گریں گے۔ ہوپ سو آج لاسٹ سیشن ہو۔ اسکے بعد سر جری کر کے ہم ٹیو مر کو ریموو کر دیں گے۔ پھر صرف ڈیرھ ماہ تک تمہیں دو ٹیبلٹس لیننی پڑیں گی۔"

امائل نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر ماتھا چوما اور نرمی سے مانیہ کے بال سمیٹ کر میسی بن کی شکل دی۔

"میرے بال بہت ٹوٹ رہے ہیں۔ میں انکو کھونا نہیں چاہتی۔ میں بد صورت ہو جاؤں گی"

وہ شدید کرب سے ہچکی بھر گئی، امائل کا دل اسکی خود اذیتی سے لمحہ بھر کٹ سا گیا۔

"بد صورت صرف دل ہو سکتے ہیں مانیہ، شکلیں تو انکا عکس ہوتی ہیں۔ ڈونٹ بی اپ سیٹ! انکو زیادہ واش کرنے اور برش کرنے سے منع کیا تھاناں میں نے تمہیں، اتنی صاف تو ہو تم۔ کیوں نہائی بولو"

وہ اسکی آنکھوں کی سرخی برداشت نہ کر پایا۔

"مجھے لگا تم سوچو گے تین تین دن نہیں نہاتی کتنی گندی ہوں"

وہ ہچکیوں سے ہی بولتی معصومیت بھرے لہجے سے اماٹل کو مسکراہٹ بخش گئی۔

"میرے ہاتھوں کا لمس تا دیر تم پر قائم رہا ہے، یہ تو ایکسٹرا روٹنگ چیز ہے، خبردار اسے گندا کہا۔"

وہ اسے بہت پیار سے ڈانٹ گیا تو مانیہ سچ میں ایسی بات پر مزید دکھی نہ رہتے ہنس پڑی۔

"بنابالوں کو گیلایے تم شاور لیا کرو اگر پھر بھی ہائی جین ایشو ہے میری مسیز کو۔ بس تھوڑے دن ہیں۔ یہ سب ختم ہو جائے گا مانیہ۔ تمہاری یہ قربانی ہمیشہ یاد رکھ کر پیار کیا کروں گا تم سے۔ اور یاد دلاتا رہوں گا کہ تم کتنی بہادر ہو۔ ہمارے بچوں کو بھی بتاؤں گا انکے پاس ایک سپر مام ہے"

یہ ساری امید بھری کرنیں تھیں جو مانیہ کو مایوسی اور افسردگی سے کھینچ کر سویرا کر سکتی تھیں۔

"ب۔۔ بچے!"

وہ ہکلائی، چہرہ دھنک ہوا۔

"ہاں۔ تمہیں نہیں چاہیں؟"

وہ دلچسپی سے مانیہ کے چہرے کے رنگ دیکھتے مسکایا، اسے لاج دلانے کی بھرپور کوشش کی۔

"ڈر لگتا ہے مجھے۔ جیسا میرا بچپن تباہ ہوا، ایسا انکانہ ہو"

وہ اسے دیکھتے پھر مایوس ہونے لگی۔

"تمہارے ساتھ میں ہوں۔ تمہیں بھی سیٹ کر کے رکھوں گا اور خود تو میں

بہت اچھا ہوں آل ریڈی۔ جب مام ڈیڈ نہیں بگھڑیں گے تو بچوں کا کوئی

نقصان بھی نہیں ہو گا۔ تم یہ سب فیوچر تھائس مجھ پر چھوڑ دو"

وہ ہر جواب میں تسکین رکھتا تھا، مانیہ کے قریب کسی نیگیٹو سوچ کو آنے ہی

نہیں دے رہا تھا تبھی تو مانیہ کی باڈی امپروومنٹ دیکھا رہی تھی۔

"میں تم پر سب کچھ چھوڑ کر تو نہیں بیٹھ سکتی ناں۔ تم بھی معصوم سے ہو۔"

وہ اتنی فکر جتا گئی کہ لمحہ بھر امانل سے کچھ بولا نہ جاسکا۔

"صرف تمہارے حق میں بنا ہوا ہوں۔"

لہجہ جتانے والا تو وہ سیاہ آنکھیں، روح تک کو گھیرنے کی اہلیت لیے تھیں
جب وہ مانیہ کے کان میں جھکتے سر گوشیانہ بولا۔

"بہت اچھا کر رہے ہو"

وہ بے خود سا اسکو رو برو ہو کے تکتے مسکرائی۔

"ایسے مسکرا کر مجھے معصوم رہنے نہیں دینا چاہتی تم۔۔۔؟"

وہ بہت قہر بھری بے بسی سے گزرا، اس اک لمحے جب وہ مسکرائی پر اسکی
طبعیت کے سبب وہ کچھ بھی استحقاق لٹانے سے باز رہا۔

"نہیں تم پر سب سجتا ہے۔ اچھا سنو مجھے مووی بھی دیکھنے جانا

ہے۔ سینما۔ اور تمہارے ساتھ کو کنگ بھی کرنی ہے دو دن۔ اور میرے

فرینڈز بھی ہم دونوں کے لیے پارٹی رکھنا چاہ رہے ہیں۔ ڈونٹ وری الکو حل

فری پارٹی کا سختی سے کہا ہے میں نے انکو"

دوستوں کے ذکر پر امانل کچھ ناراض ہونے لگا تو مانیہ نے فوراً سے تمہید باندھی، جانتی تھی امانل کا موڈ خراب ہو سکتا ہے۔

"مجھے تمہارے دوست بالکل پسند نہیں ہیں مانیہ"

وہ اپنی ناگورنیت چھپانہ سکا۔

"آئی نو۔ پران میں سب دو غلے نہیں ہیں۔ کچھ تو بہت اچھے ہیں۔ میں اچانک کٹ آف نہیں ہو سکتی۔ وہ ہرٹ ہو سکتے ہیں۔ آئی پر امس دھیرے دھیرے سبکو چھوڑ دوں گی"

وہ بھرپور یقین دلانے لگی، کیونکہ مانیہ ایک دم سے اپنی پرانی زندگی کو بھلا نہیں سکتی تھی، یہ کسی بھی باشعور انسان کے لیے آسان نہیں ہوتا۔

"اگر یہ دھیرے دھیرے جلدی نہ ہو تو میں ہرٹ ہو سکتا ہوں۔ تمہیں میں کافی نہیں ہوں؟ بنا لو مجھے کافی تاکہ تمہیں سب میرے پاس ہی مل جائے۔ کیوں دنیا کو ہمارے بیچ گھسنے کا موقع دے رہی ہو؟"

وہ لب و لہجے کو بے حد مضطرب بنائے اپنی خواہشوں کو کہتا گیا اور مانیہ نے دونوں باہیں پیار سے اماٹل کی گردن میں حائل کیں، وہ اب بھی حرارت میں تھی، اسے ہلکا بخار مسلسل تین دن سے تھا، اسکے منہ سے نکلتی سانس بھی پر تپش تھی، بس یہاں آکر اماٹل کا دل افسردہ پڑا کہ اسکا باہیں پر ولینا بھی سکون نہ لینے دے سکا، اسکے دھڑکتے دل کی آنچ جسم میں اتری پر مکمل راحت نہ بن سکی۔

"جب تمہیں مجھ سے سچ میں محبت ہو جائے گی اسی لمحہ سب کچھ چھوڑ دوں گی۔"

یہ تھا تو محبت بھرا عہد پر اماٹل کو اسکے الفاظ سے ان کہا خوف محسوس ہوا، سب چھوڑنے میں اگر دنیا بھی شامل ہوئی، اس نے اپنے بیہودہ خیالات کو فوراً جھٹکا، وہ مانیہ کو منفی چیزوں سے روکے خود وہی کام کر رہا تھا۔

"میرے اور میری دنیا کے سوا۔۔۔ ہے ناں؟"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے اندر کا خوف چھپانہ سکا، وہ اتر اہٹ میں مبتلا مسکائی۔

"آفلورس! تم پر یہاں اور وہاں کا پر منٹ قبضہ جمالیا۔ ہر جہاں کے لیے۔ ہر دنیا کے لیے"

وہ یقین دلاتے انداز میں بولتی مسکرائی۔

"اب سننے میں کچھ اچھا لگا۔ ادھوری باتیں مت کیا کرو۔ ادھوری زندگی جی کر آنے والوں کے لیے نہ ادھوری باتیں کہنی سیوہیں نہ سہنی۔ چلو کچھ دیر سو جاو پھر تمہارا کیمو سیشن ہے۔ اسکے بعد دو دن بس تمہاری چلے گی۔ نو ہو سپٹل، نوا نجلشن، نو پین"

وہ اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھے اسکا ماتھا پھر چومتے نرمی سے سمجھانے لگا اور نیند نہ آنے کے باوجود بھی وہ سر ہلا گئی کہ وہ اسکی کوئی بات ٹال نہیں پاتی تھی۔

.._____..

"اف کسے آرام نہیں۔ چین سے شاور بھی لینے نہیں دے رہا۔ جب پتا ہے کالز نہیں اٹھا رہا کوئی تو بڑی ہو سکتا۔۔۔۔۔"

نامہ نے شاور لینا شروع ہی کیا تبھی سے فون بجنا شروع ہوا پروہ بھی تسلی سے نہا کر بال ڈرائے کیے ہی بیڈ روم میں اس کال والے کی بیتابی پر صدماتی سا بڑبڑاتی فون تک پہنچی تو نوح کی گیارہ مس کالز دیکھے نامہ کی زبان کو قفل لگا، آخر وہ کیسے بھول گئی تھی دنیا میں ایک ہی بے چین ہستی ہے اسکے لیے۔

"ابھی تو چھ بجنے میں اتنا وقت ہے۔ انکو کیا ہو گیا۔ اتنی کالز"

نامہ نے پریشانی کے سنگ فون اٹھا کر مس کالز نوٹیفکیشن سوائپ کیے اور کال بیک کی، نوح اس وقت اپنے ہو سپٹل آفس میں موجود تھا، دو عدد سٹاف ڈاکٹر اس وقت اسکے سامنے کھڑے تھے جنکے چہروں پر تشویش تھی۔

"میں بابا کے ساتھ کچھ جلدی ہو سپٹل نکل آیا تھا۔ تم مجھے اب ڈائریکٹ بارہ بجے ہی پک کر لینا یہاں سے استنبول جانے کے لیے۔ اور ہاں تب تک سو کر ریسٹ کر لینا"

نوح شاید جلدی میں تھا، نامہ کو یہی لگا پر محترم جواتنے دن سے صبر و جبر کیے جا رہے تھے اب لمبا سفر تھا تو ٹھان لی تھی کہ نامہ کو خوب ستانا ہے۔
"او کے لیکن آپ نے میرا نام نہیں لیا آج"

وہ نوح کے ایسے ٹودی پوائنٹ حکم کی عادی کہاں تھی، وہ تو نامہ کہہ کر بات شروع کرتا تھا یا کم از کم ختم اسی پر کرتا۔
"بڑی ہوں۔ میٹنگ میں"

نوح کو راحت سی ملی کہ نامہ نے یہ چیخ فوراً محسوس کیا ہے، نامہ نے او کے تو کہا پر دل نہ مانا۔

"سیو"

نامہ نے رسان سے کہتے کال آف کی پروہ کچھ اداس تھی تبھی روم سے باہر نکلی، بابا جاگ کر لان میں ہی واک کرتے نظر آئے تو وہ بھی مسکراتی وہیں چلی آئی۔

"شکر ہے نوح کو کچھ خیال آیا پرائیوٹی کا ورنہ میں سوچ رہا تھا اب تمہیں خود نوح کے گھر چھوڑ آؤں۔ بہت ستالی تو اسے نامہ۔"

نامہ مسکراتی مسکراتی بابا کی دہائیوں اور خفگی پر ٹھٹکی۔

"کونسی پرائیوٹی بابا؟ ہم شادی اٹینڈ کرنے جارہے ہیں مطلب خوب میلانگا ہو گا وہاں۔ اور آپ کیوں چھوڑ کر آئیں گے ولا۔ کیا میں بوجھ بن گئی آپ پر۔۔۔ انکا موڈ بھی پہلے سنجیدہ ہوا، پھر سرد۔۔۔ اب تو سوئچ آف فیل ہو رہا ہے"

وہ منہ پھلاتی شکایت کرنے لگی تو فیروز نے اسکی گال زرا زور سے جان بوجھ کر تھپکی۔

"آہہ! بابا لگی ہے"

نامہ نے گال سہلاتے شکوہ کیا۔

"ماری ہے تو لگی ہے ناں۔ بوجھ ہوں تیرے دشمن پر بس نامہ۔ ہر روز بہانہ کر کے تو آ جاتی ہے گھر واپس۔ اب اسکے ساتھ جا اور یہ تکلف، گھبراہٹ والی دوریاں ختم ہو جانی چاہیں۔ استنبول سے واپس آ کر تو نوح کے ساتھ شفٹ ہو جانا پتر۔۔۔ نوح کو مجھ پر غصہ آ جائے گا اب کہ میری وجہ سے اسے اسکی بیوی نہیں مل رہی"

جاگنگ کرتے ابا جان کی باتیں سنے نامہ کی آنکھیں گھوم کر رہ گئیں۔

"ادھر دیکھیں۔ رشوت دی ہے انہوں نے آپکو مجھے ایمو شنل بلیک میل کرنے کی؟"

نامہ نے آئبر و اچکاتے بابا کی گال سے ہتھیلی جوڑ کر چہرہ اپنی طرف گماتے
گھورتے پوچھا تو وہ آگے سے دگنا گھورے کہ نامہ نے فوراً مسکینت سے
سمائیل دی۔

"ہاں اسے دینی چاہیے اب۔ بلکہ میں جا کر کہتا ہوں نوح مجھے رشوت دوتا کہ
نامہ کو ایمو شنل بلیک میل کروں"

بابا کے منہ بسور نے پر نامہ بے ساختہ مسکرا کر بابا سے لپٹ گئی، پہلے تو خود
بھی فیروز، نامہ کے دوغان ولا رکنے پر فکر مند تھے کہ دیشا کوئی سازش نہ
کرے لیکن اب انہوں نے خود کو سمجھا لیا تھا کہ نوح کے ہوتے انکی نامہ
محفوظ ہے۔

"اف بابا! او کے ٹھیک ہے چلی جاؤں گی۔ آپ تو موڈ خراب نہ کریں۔ میں
کل واپس آ جاؤں گی۔ اپنا پورا ادھیان رکھنا ہے۔ کوئی میڈیسن سکپ نہ ہو"

وہ اسے اپنے سینے لگائے نامہ کی تاکیدوں پر اسے اپنے سینے میں بھینچتے
مسکرا دیے۔

"نہیں کرتا کوئی لا پرواہی میری ماں"

فیروز صاحب نے اسکے دور ہوتے ہی نامہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے لاڈ سے
اسکا ماتھا چوما، خفیف سا ہنسی تھی پر بہت مختصر۔

"ڈیسٹس لائٹ مائی بابا! چلیں میں اکیڈمی نکل رہی ہوں۔ تھوڑی شاپنگ
بھی کرنی ہے پہلے۔ پہلی بار نوح کے ننھیال جا رہی ہوں، سوچ رہی ہوں جینز
ٹاپ کے بجائے کوئی ڈیسٹ سائڈریس لوں یا لانگ سکرٹ وغیرہ۔ نکاح
سرمنی ہے تو جینز ٹاپ تھوڑی عجیب لگے گی۔ ویسے بھی وہ گاؤں کے سادہ
لوگ ہیں، ان جیسا لگنا چاہیے ناں"

نامہ سے انکو اسی سمجھداری کی امید تھی۔

"میرا بچہ! میں چلتا ہوں ساتھ۔ پیارا سا ڈریس چوز کر کے دوں گا"

یہ آفر بہت کم آتی تھی تبھی تو نامہ صدماتی سا مسکرائی۔

"آریو شیور بابا! یہ آپ ہی ہیں ناں؟"

وہ شرارت پر اتری تو وہ نامہ کی گالوں کو دباتے ہنسے۔

"جی یہ ہم ہی ہیں، میں چینیج کر کے آیا۔ آج تجھے تیرے بابا بتائیں گے کہ استنبول کے گاؤں کی نکاح سرمنی کے لیے کیسا ڈریس پرفیکٹ ہونا چاہیے"

وہ بابا کی شوخیوں پر متاثر ہوئی، یہ جناب کی خوشی اسی لیے تھی کہ انکی نامہ ممکن ہے بہت سا سپیشل فیل کرنے اور مسکرائے والی ہو۔

"اللہ خیر ہی کرے آج از میر کی مالز خطرے میں"

وہ پیچھے سے ہانک لگانا بھولی پر جو بھی تھا، وہ بابا کو ایسے کھلا دیکھ کر بہت خوش تھی۔

جبکہ نوح کافی سنجیدہ انداز میں رولنگ چئیر سنبھالے بیٹھا دونوں محترمین کو دیکھ رہا تھا، وہ خود بھی نوح کی سرد سی چپ پر پریشان ہو رہے تھے۔

"سب ٹھیک ہے ڈاکٹر ادا؟"

ان میں ایک سائیکسٹرس کبیر تھے دوسرے برین ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ڈاکٹر معراج تھے، ان دو کی سرگرمیاں پچھلے پانچ دن سے مشکوک تھیں تبھی نوح جانے سے پہلے دونوں کو اک خاموش وارنگ دینا چاہتا تھا۔

"ہمارے ہو اسپتال کو لے کر کچھ یہیں کے لوگ غلط افواہیں پھیلا رہے ہیں، رحمان سر نے لیگل ایکشن لیا ہے پر میں چاہتا ہوں آپ دووریام کے موسٹ سینئر ڈاکٹرز بھی آس پاس نظر رکھیں تاکہ ہم ان لوگوں کو ڈھونڈ سکیں۔"

نوح نے باری باری دونوں کے چہروں کے تاثرات جانچے، دونوں جزبہ کی سی کیفیت میں مبتلا فوراً سے نوح کے ساتھ کی ہامی بھر گئے۔

"ہم پوری نظر رکھیں گے ڈاکٹر نوح! بہت اچھا کیا آپ نے ہمیں بتا کر"

نوح نے رسان سے تائید کی جبکہ انکے جانے کے بعد امائل نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو نوح نے فوراً سر ہلایا۔

"لگتا تین دن کیمو سیشن ہو گئے ہیں۔ یہ دیکھیں لیٹسٹ رپورٹ۔ ان تین دنوں میں کینسر سیلز کی گروتھ ستر فیصد کم ہوئی ہے۔ آج فورڈے ہے ڈاکٹر ادا، ہفتے اور اتوار کی ریٹ۔۔۔ سرجری منڈے کو رکھ لیں ناں؟"

نوح نے اٹھ کر امائل کے ہاتھ سے رپورٹس فائیل لیں، پچھلے تین دن سے مانیہ نہ صرف کیمو تھراپی سے گزری تھی بلکہ اسکا فیور، ہارٹ بیٹ اور مینٹل ہیلتھ بھی پرفیکٹ دیکھی جاسکتی تھی، یہ کیمو سیشن لگتا کرنے کا مقصد یہی تھا کہ مانیہ کی پہلی ہی سرجری کو فائنل بنایا جاسکے، پہلا کیمو کاراؤنڈ مکمل ہو چکا تھا۔

"اسکی کنڈیشن ہو سپٹل رہنے سے سٹیبل ہو گئی ہے۔ بالکل منڈے کو سرجری رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ کامیاب ہو گئی۔ اگر پھر بھی ٹیومر کا ایفیکٹ باقی رہتا ہے پھر دوسرا کمیو سیشن شروع کریں گے۔ آج اسے ہو سپٹل سے لے کر نکل جانا، گھر لے جانا۔ تاکہ تھوڑا ماحول بدلے۔ دودن خوب لاڈ اٹھانا سکے، بہت درد سے گزری ہے وہ تین چار دن"

نوح نے تمام تر لائحہ عمل ترتیب دیے ہدایت کی، اما نل خود اسے گھر لے کر جانا چاہتا تھا، خود مانیہ کی برداشت کا لیول پار ہونے کو تھا۔

"میں نے اس سے پراسس کیا تھا کہ کیمو کے پہلے راونڈ کے بعد اسے سینما لے کر جاؤں گا۔ محترمہ کی کوئی فیورٹ فلم آئی ہے۔ بس دودن ہمارا کیل ڈے اوٹ ہو گا، کچھ فرینڈز نے پارٹی وغیرہ بھی دی۔ آپ دونوں بھی خوب انجوائے کیجئے گا۔۔۔"

اماٹل نے مسکرا کر کہتے ہی اجازت لی جبکہ انجوائے پر نوح کو پھر سے ہلکا سا غصہ آیا، لیکن تبھی اسکامیز کی سطح پر رکھائیل فون وائبریٹ کیا۔

فیروز سلطان نے نامہ کے لیے جوڈریس لیا تھا نامہ نے اسی کی پکچر بھیجی تھی، نوح کا غصہ لمحے میں سرور بنا۔

نامہ نے دو پکچرز بھیجی تھیں۔

پہلی Button-Down Shirt کے ساتھ Georgette Linen Skirt تھی، سکرٹ فل بلیک تھی جبکہ شرٹ ہاف وائیٹ بہت میٹھے سے کلر والی تھی، نوح نے فوراً اس کو ہارٹ ری ایکٹ کیا۔

جبکہ دوسرا ڈریس دیکھتے ہی نوح کی آنکھیں مسکرائیں، وہ براؤن لیڈر بٹن آپ سکرٹ کے ساتھ منی فل سلیوز اور بہت ہی کیوٹ سی ٹاپ تھی جس کا کلر بھی ہاف وائیٹ تھا۔

اس پر نوح نے ڈبل ہارٹ ری ایکٹ کیا۔

"جلدی بتائیں کونسالوں؟"

نامہ نے ری ایکٹ دیکھ لیے تھے، فیروز صاحب تو اک تیسرا بھی پسند کر رہے تھے اور نامہ کو خدشہ تھا بابا کہیں شادی کا جوڑا بھی نہ لے لیں۔

"مجھے تو دونوں پسند آگئے ہیں۔ پیمینٹ میں بھیجتا ہوں۔ دونوں لے لو"

نامہ نے جلدی سے جواب ٹائپ کیا۔

"میرے پاس پیسے ہیں مسٹر نوح! ویسے بھی یہ بابا گفٹ کر رہے ہیں۔ لوٹنے دیں مجھے انکو بھی"

نامہ نے فوراً سے نوح کو روکا، وہ پہلے ہی اتنے سارے ڈریسز خرید چکا تھا۔

"تم مجھے بھی لوٹ سکتی ہو، میں انتظار میں ہوں"

نامہ کے گال بلش کراٹھے، لوٹ تو وہ سب ہی چکی تھی، نوح کا قرار، اسکا دل، اسکا اختیار۔

"ضرور! میں کنفرم کر کے بتاؤں؟"

وہ یہ سوال کیے دم سادھے وہیں گلاس ڈور کے ساتھ لگی مسکائی، پھر اندر جھانکا جہاں فیروز صاحب ایک بلیک ریڈ ڈریس بھی لے چکے تھے۔

"مطلب تم چاہتی ہو ہم میچنگ کریں؟ میں ریڈی ہو کر آیا تھا نامہ"

نوح کے مسکرا نے کی حدت اس پار بھی پہنچی تھی۔

نامہ سچ میں یہی چاہتی تھی۔

"اوپس! تو کیا پہنا ہے آپ نے آج"

نامہ نے جلدی سے لب دانت میں دباتے ٹائپ کیا اور شدت سے جواب کی منتظر ہوئی۔

"ڈارک براؤن اینڈ ہاف وائٹ۔۔ یہ بالکل ایک اتفاق ہے"

نوح نے اتراتے ہوئے ٹائپ کیا تو نامہ کے گالوں میں مانو گلاب اتر آئے۔

"میرا بھی براون اینڈ ہاف وائیٹ ڈن۔ اچھا اتفاق ہے۔۔ آئی لائک

اٹ۔۔ سی یو"

وہ ٹائپ کرتی سکریں آف کیے شاپ کے اندر گھسی تو تیسرا ڈریس پارٹی وئیر تھا، نامہ ہر گز لینا نہیں چاہتی تھی پر آج بابا کا موڈ اپنے بچے کو بہت سی شاپنگ کروانے کا تھا تو نامہ بھی خوشی خوشی وہ سب خریدتی رہی جو جو بابا نے دلایا،

نامہ جب تک اپنے تمام کام سمیٹے واپس آئی، گیارہ بج گئے تبھی وہ ریڈی ہوئی، لیڈر بٹن آپ سکرٹ اسکے بانکے وجود بھی اتنی حسین لگ رہی تھی کہ نامہ خود حیران تھی، جو ٹاپ تھی اسکی بازو کہنیوں تک تھیں اور وہاں پلیٹس تھیں جو اسکے نازک کندھوں کے سبب بہت ہی پرفیکٹ سج رہی تھیں، جبکہ نامہ، ہیلز بھی ڈارک براون لائی تھی، ایک گرم اسٹالر بھی اپنے بیگ میں رکھا، فون کا چارجر، ایئر بڈز، اور کچھ چاکلیٹس، ببلز اور سالٹڈ روسٹڈ نٹس جو نامہ کو اکثر رات میں کریونگ ہوتی تھی، اسکے علاوہ ایک لپ

بام، مسکارہ، لائٹ اور ایک منی پرفیوم، نامہ نے اپنے بیگ کو بند کیا اور ایک

ہیر کیچر بیگ کی ہک سے لٹکا دیا کہ ویسے تو وہ بال سٹریٹ اور نیچے سے کرل کر چکی تھی پر باندھنے پڑے تو کچھ ہونا چاہیے۔

مرر کے سامنے کھڑی وہ بہت ہی ہاٹ وائبرڈ رہی تھی، نو میک آپ لک نے اور تباہی مچا دی کیونکہ نامہ کی سکن ایک تو سپاٹ لیس تھی دوسرا بہت کلئیر کیونکہ وہ اوٹ پٹانگ کچھ نہیں کھاتی تھی اور پانی بھی بہت پیتی تھی تبھی اسکے پاس گلاس سکن کی نعمت تھی، لائسنر، مسکارہ، لپ بام بس یہی تھا جو اسکے چہرے پر اپلائے تھا، باقی وہ تھوڑا بلش، لپ سٹک کو یوز کر کے ہی لگا لیتی تھی۔

"چلو نامہ! مشکل وقت شروع"

اپنے اندر سے اٹھتی سرد لہروں کو قابو کرے وہ اپنا بیگ، فون اور گاڑی کی چابیاں لیے روم سے نکلی، کمرہ پیچھے مہکتا چھوڑ گئی جو یقیناً نامہ کو آج مس کرنے والا تھا۔

"چشم بد دور! پٹاکہ"

باہر نکلتے ہی بابا کا شوخ کمٹ سنے نامہ نے سائیل بڑی مشکل سے روکی۔

"خردانکل! پلیز بابا کو دیکھتے رہیے گا۔ پہنچتے ہی کال کروں گی۔ اور ہاں بابا کوئی بد پرہیزی نہیں"

نامہ نے حسب توقع تعریف پر خفیف سا شرماتے آرڈر جاری کیے جبکہ خرد صاحب سر خم کر چکے تھے بھلے بعد میں فیروز سلطان جو مرضی منوالیتے۔

نوح کو ہو سپٹل سے پک کرنے سے پہلے وہ فیول فل کروانے گئی اور کار لگے ہاتھوں واش بھی کروائی، فریگرنس بدلی کیونکہ لمبا سفر تھا تو اکثر فریشر پرانا ہو تو گھٹن ہونے لگتی ہے۔

نامہ ٹھیک دو منٹ پہلے ہی وریام ہو سپٹل پہنچ گئی تھی، اپنا بیگ بیک سائیڈ پھینکتے وہ کارڈور کھولے باہر نکلی، نوح نے ٹھیک بارہ بجے ہی ہو سپٹل سے سائن اوٹ کیا، وہ باہر آیا تو نامہ کو دیکھتے محترم پہلے تو میچنگ کونین کو بنا خبر

دیے خوب ساٹاڑتے رہے، پھر پچھلے کچھ دن کا نامہ صاحبہ کا گریز یاد کرتے
 ذرا اپنی خفگی واپس لائی۔

نامہ نے آج اپنی بنا فیس کے پکچر روح کے اکاونٹ پر ڈالی تھی، اسی ڈریس
 میں جو اس نے پہنا تھا، محترمہ اسی کے کمنٹس پڑھ رہی تھیں جہاں سب ہی
 روح کو فیس ریویل کا کہتے دیکھائی دے رہے تھے پر نامہ نے ایک کمنٹ
 کرے سب کو جواب دے دیا کہ ایسا صرف نوح ادا دوغان کی خواہش کے بعد
 ممکن ہے اور اب سب فینز وہاں نوح کو مینشن کر کے سفارشیں کر رہے
 تھے، نوح خود بھی بہت ہی وجیہ لگ رہا تھا، ڈارک چاکلیٹی جو بلیک کا ہی گماں
 دے رہی تھی، فٹ پیٹ کے ساتھ ہاف وائیٹ پلیٹس شرٹ جبکہ بلیزر بھی
 سیم ڈارک چاکلیٹی، لیڈر ڈک سلاٹڈرز پیروں میں چڑھائے، دائیں کلائی پر
 برانڈر گھڑی، رنگ فنگر میں گولڈ رنگ پہنے وہ کسی کو بھی اک جھلک میں
 مدہوش کر دینے کی حد تک حسین تھا، اوپر سے آج تو ہیزل آنکھیں بھی
 میچنگ کرتی دیکھائی دے رہی تھیں۔

نامہ نے فون سکرین سے نظریں ہٹائیں تو نوح کو دیکھے فوراً اپنی مسکراہٹ قابو کی، وہ خود بھی تاڑنے کا سیشن ختم کرے نامہ کو دیکھتے ہی سنجیدہ ہوئے اسکی طرف بڑھا اور فرنٹ ڈور کے بجائے بیک ڈور کھولنے لگا۔

"آج آگے فرنٹ سیٹ پر نہیں بیٹھیں گے مسٹر نوح"

نامہ کو جو صدمہ نوح کے بیک ڈور کھولنے پر لگا، وہ پوچھے بنانہ رہ سکی، ہاں لہجہ بھرپور بے نیاز رکھا گیا، نوح نے کارڈور اوپن ہی چھوڑتے نامہ کی طرف روکھی سی توجہ مبذول کی۔

"جب تک تم مجھے مناتی نہیں، نہیں بیٹھوں گا تمہارے ساتھ"

جناب کے مزاج خاصے برہم و ناراض لگے، پر یہ لاٹ صاحب ناراض کا ہے کو تھے نامہ جھنجھلائی، ابھی یہ محترم کچھ گھنٹے پہلے میچنگ ٹاک میں برابر کے حصہ دار تھے۔

"کیا آپ ناراض ہیں۔ (نوح نے سرد نظروں سے گھورا تو نامہ گڑبڑائی) چلیں گڈ۔ ایکسیڈنٹ ہوا تو آپکو نہیں بس مجھے نقصان ہو گا۔"

نامہ نے مسکراہٹ دباتے پاس سے گزرنا ہی چاہا جب نوح نے اسکی بازو پکڑے غصے سے اپنی طرف کھینچا۔

"کیا بول رہی ہو، تمہیں آنچ بھی آئی تو برداشت جیسا کچھ نہیں ہے میرے پاس"

شدید انگلیوں کی بازو کے گرد گرفت نے نامہ کی بازو کی جلد گلابی کی، بے اختیار سہی پر وہ نامہ کو اپنی دیوانگی دیکھا گیا۔

"ن۔۔ نوح! مزاق کر رہی تھی۔ آپ بھی تو اچانک ناراض ہونے کا کہہ کر شک کر رہے تھے مجھے"

نامہ نے پر سکون ہونے سے زیادہ ایسا لہجہ اختیار کیا جو نوح کو پر سکون کرتا۔

"ہم۔! لیکن سوچ سمجھ کر بولا کرو۔ میں ناراض ہوں تم سے اس لیے نہیں کہ ہرٹ کیا تم نے۔ اس لیے کہ مجھے برا لگ رہا ہے یہ تم نے فیل نہیں کیا اتنے دن"

نامہ کا سر سا چکر ایا کہ یہ بندہ آخر کہنا کیا چاہتا ہے۔

"کیا فیل نہیں کیا؟"

وہ سچ میں سمجھ نہ پائی تھی۔

"یہی کہ تم ایک دن میرے پاس رک کر ہی مجھ سے ڈر گئی، دوبارہ رسک نہیں لیا۔ حالانکہ میں نے تو تمہیں اس رات دیکھا بھی احتیاط سے تھا۔ پھر کیوں بھاگتی رہتی ہو مجھ سے۔ کیا تمہیں میرے گھر سے بھی میری طرح ڈر لگتا ہے؟"

نامہ نے کوئی جواب سمجھ نہ آنے پر نظریں ہی بے بسی سے جھکا لیں، اب وہ کیا کہتی نوح کو کہ وہ کیوں اسکے پاس رات رکنے سے ڈرتی ہے۔

"اب نہیں بھاگ رہی ناں۔ بابا نے بھی جواب دے دیا کہ جاور ہو نوح کے پاس۔ انکو یہ سر پر سوار ٹیچر مزید نہیں چاہیے۔ میں رہوں گی اب سے آپکے ساتھ۔ آپکو برا لگتا رہا ہے میں محسوس کرتی رہی ہوں۔ اس لیے ناراضگی چھوڑ دیں۔"

یہ ساری تفصیل دینے کے بیچ نامہ نے گہرے سانس لیتے اپنے پھولتے سانس کو بھی سنبھالا کہ لمحوں کی سانس پھول گئی۔

"ایسے مناو گی؟"

نوح نے اسکے نازک سے سراپے کو بے تکلفی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے نامہ میں سنسنی سی سرایت کی۔

"میرے پاس لفظ ہی ہیں بس نوح! مان جائیں۔۔۔"

وہ اسکے سینے پر ہتھیلی جمائے بلش چہرہ جھکا گئی جہاں گھبراہٹ کے اثرات بھی درج تھے۔

"مان کر کیا فائدہ! ببل گم پکڑا کر چپ کر وادو گی۔ پیچھے میں بور ہو گیا تو کم از کم چوڑا ہو کر سوتولوں گا۔ کوئی ایک فائدہ بتاؤ آگے بیٹھنے کا"

خمار آلود ہیزل آنکھوں میں بلا کی شرارت بھرے وہ نامہ کا سراسر امتحان ہی تو بن رہا تھا۔

"ہے ناں! آپ میرا چہرہ دیکھ سکیں گے۔ اور ایک اور بھی ہے، ہاتھ پکڑ سکتے ہیں"

وہ شرمیلی ادا لیے نوح کو رشوت دیتی اسکے دل کی دھڑکنوں سے کھیل گئی، وہ سچ میں پورا دھڑک سا گیا، اس وقت وہ نوح کے بہت سے پیار کو پانے کی مستحق تھی، نوح کے حصار میں نو خیز کلی کی طرح مہک وڈر رہی تھی۔

"تم ان فائدوں کی کوالٹی اور کوانٹیٹی بڑھاؤ اب، ان پے گزارہ نہیں ہو گا میرا اگلی بار۔ بیٹھ رہا ہوں ساتھ پر خبردار اگر مجھ سے تنگ ہوئی یا ایسے فیل کروایا کہ اریٹیٹ ہوئی ہو"

وہ پہلی بار دھمکی لگا رہا تھا، نامہ کیسے پیچھے رہتی۔

"ورنہ کیا کریں گے؟"

سیاہ آنکھوں میں رعب و بے باکی کا جہاں آباد تھا، نوح کے ہونٹوں کو دلفریب مسکان چھو کر گزر گئی۔

"نامہ! میں کچھ کر نہیں رہا تو اس کا یہ مطلب نہیں کچھ کر نہیں سکتا۔ لیکن بتا دیتا ہوں تمہاری انفارمیشن کے لیے۔ ورنہ میں تھوڑی زیادہ بلش کروانے والے بک بک کر بیٹھوں گا"

نامہ کو اب تک اپنی کمر سے جکڑے نوح کے ہاتھ کا دباؤ محسوس ہو رہا تھا، وہ اسے ہولڈ کیے کھڑا تھا، ان انگلیوں کے بھاری لمس، مدہوش پڑتی سانسوں کی تپش، خود سے لا پرواہ وہ دلکش آدمی، نامہ پر ہر طرح بھاری تھا۔

"ایک بات سن لیں نوح، جو آپ کی بات مجھ سے جڑی ہوگی اب سے وہ بک بک نہیں ہے۔ ایسا کہیں گے تو ہرٹ ہو سکتی ہوں میں"

یہ سنجیدگی، مقابل کی مدہوشی کو ہوش و حواس کا لمس بخش گئی، یہ خوشی بھی کہ نامہ نے کچھ تو منوانے کی پہل کی ہے۔

"ہو جاو، میں منانا چاہتا ہوں۔ دیکھنا چاہتا ہوں روٹھی نامہ کیسی لگتی ہے۔ اور یہ بھی دیکھنا چاہتا ہوں میں منانے کے ساتھ ساتھ دکھے دل کو ٹھیک کرنے میں بھی اچھا ہوں یا نہیں"

نامہ نے گھبرائی سی مسکراہٹ سمیت نوح کو دیکھا اور اپنا ہاتھ اسکے دل پر رکھتی نظریں جھکا گئی۔

"آپ بہت سپیشل ہیں۔ آپکی ہر ایفرٹ بھی سپیشل ہے تو مان لیں آپ ہر چیز میں اچھے ہیں۔ اب چلیں۔ اتنی تعریف کافی ہے یا اور لمبی چھوڑوں"

نامہ ساری دل کی بات کہے اختتام تک نوح کو بہکنے سے بہت اچھے سے روک بھی گئی۔

"تم جھوٹ نہیں بولتی نامہ۔ چلتے ہیں"

آنچ دیتی نظریں، لہجہ نامہ پر کھڑے کھڑے بہت کچھ عیاں کر گیا جبکہ نامہ نے جلدی سے آکر ڈائیونگ سیٹ سنبھالی۔

چہرہ خوا مخواہ دھنک رنگ ہونے لگا تھا جو ساتھ بیٹھے موصوف نے فرصت سے دیکھتے بہت مشکل سے بے قابو ہوتی مسکراہٹ کو حلق کے پار دبایا تھا۔

نامہ نے گاڑی سٹارٹ کرتے دریا م ہو سپٹل کی پارکنگ سے نکالتے روڈ پر ڈالی اور اس بیچ سرسری سی نظریں دائیں طرف بیٹھے نوح پر ڈالیں جو اپنا بلیڈر اتار کر بیک سیٹ پر رکھتے زرا کمفر ٹیبل ہو کر بیٹھا، شرٹ کے کف لنکس کھولتے جب سٹڈ نکال کر دیش بورڈ پر رکھے تو نامہ کا حلق سوکھنے لگا کہ یہ آدمی کیا کرنے لگا ہے۔

اور جب نوح نے اپنی شرٹ کے گریبان کا اک مزید بٹن کھولا تو نامہ کا دل اچھل کر حلق میں آن اٹکا۔

"کیا کر رہے ہیں نوح! سب کچھ کیوں کھول رہے ہیں؟"

گھبراہٹ کو چھپائے نامہ نے کمال تحمل سے دریافت کرنا چاہا، نوح نے فوری نامہ کو دیکھا جسکی حالت اتنے سے پرٹائیٹ ہو گئی تھی۔

"اچانک سے ہیٹ فیل ہو رہی ہے، پہلو میں چنگاری جل رہی ہے تبھی۔"
اسکے کے برعکس نوح کے لہجے کا سکون، مدہوشی اور ٹھہراؤ نامہ کو آنچ دے گیا۔

"آپ نے مجھے چنگاری کہا؟"

نامہ نے بنادیری الزام دھرا، وہ خود کو چنگاری مان کر زرا برہم ہوئی۔

"نہیں نامہ! میں نے تو پہلو میں دھڑکتے دل کو چنگاری کہا تھا۔"

اف اس معصومیت پر کون نہ لٹ جائے، نامہ نے دوسری طرف چہرہ پھیرے بے اختیار اڈتی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا۔

"اپنی شرٹ کا بٹن بند کریں نوح"

نامہ نے زرا سنبھلتے ہی نوح کو کہا جس پر نوح نے ہاتھ اپنے سینے پر جماتے نامہ کی طرف فرصت سے نظریں جمائیں۔

"یہ حکم ہے یا التجاء؟"

جناب نامہ سے گن گن کر بدلے لینے کے پورے ارادوں کے ساتھ آئے تھے۔

"یہ میری خواہش ہے، آپکو نہیں لگتا آپ Rolls-Royce کا ٹمر پچر بڑھا رہے ہیں۔ بول اور اس طرح کفر ٹیبل ہو کر۔ پھر شکایت کرتے ہیں کہ میں ببل گم پکڑا دوں گی۔ اب آپ کریں گے مجھے تنگ تو میں ایسے ہی کروں گی ناں۔"

معصومیت کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑے نامہ نے اپنی بے بسی سی گوش گزار کی، جبکہ نوح کی بے باک و پر تپش نگاہوں کی لپک سے وہ فطری طور پر بوکھلائی بھی۔

"تنگ ہوتی تم پیاری لگتی ہو۔۔۔ مجھے نہیں Rolls-Royce کو"

نوح نے ہاتھ بڑھا کر نامہ کی گال کھینچتے دل کی بات اگل کر ملبہ نامہ کی جان پر ڈال دیا۔

"ہاں مجھے پتا ہے میں اپنی جان کو ہی پیاری لگ سکتی ہوں بس"

تھوڑی جلن کا احساس ہوا کہ اگر پیاری کہا تو آگے والا جھوٹ نہ بولتا وہ، پر کیا کہہ بیٹھی تھی جب محسوس کن لگا تو اپنی بولتی حرکت اور نوح کی بے باک مسکراتی آنکھوں کے لمس سے گھبراتے سختی سے لب بھینچ گئی۔

"وہاں دیکھ لیں ناں"

نامہ سے اسکی توجہ مزید ہینڈل کرنا مشکل تھی تو منت سی حلق سے ابھر آئی۔

"وہاں کیا ہے نامہ۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو تم نے اپنا چہرہ دیکھنے کی آفر کی

تھی۔ ہاتھ تو پکڑنا باقی ہے ابھی"

ہنوز وہی دل جلاتا مخصوص لہجہ، آگ بھڑکتا زاویہ نظر، دیوانگی میں دھت
آواز۔

"نوح پلیز!"

حیا و بے بسی کے احساس سے نامہ کی پلکیں بوجھل ہوئیں پر نوح کو اسکی ایسی
پسپائی کہاں منظور تھی۔

"کافی بری کمپنی ہے میری، تم پانچ منٹ میں ہی تنگ آگئی۔ میں چپ رہوں
گا نامہ"

نوح نے حتمی فیصلہ کرتے نظریں اور توجہ نامہ سے ہٹالیں، جبکہ نامہ نے بنا
سوچے اپنا ہاتھ بڑھا کر نوح کے مضبوط ہاتھ کو چھوا تھا، اسکے چھونے کے ملائم
مگر گہری تاثیر رکھتے لمس پر نوح نے حیران ہوتے نامہ کو واپس دیکھا۔

"اگر آپ چپ ہوتے ہیں آج تو یہ میرا لائف کاسب سے برا سفر ہو گا۔ کبھی نہیں نوح پلینز۔ آپ نے کہا تھا آپ کو میری عادت ہو گئی ہے، مجھے بھی ہو گئی ہے۔ آپ کی آواز کی، باتوں کی۔ چپ نہیں رہیں گے ناں؟"

وہ بہت ہی پیار سے بات کرتی کہ نوح جب بھی ناراضگی کا پلین کرتا، سرے سے فلاپ ہو جاتا۔

"پھر تم ایسے شو کیوں کرتی ہو جیسے میں تم پر مسلط مصیبت ہوں؟"

اب جب نامہ پگھلی تھی تو نوح کا دل مزید پھیلنے کا کیا، شکوے کرنے کو من مچلا۔

"خدا کو مانیں! میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی"

اس الزام سے خود کو بروقت بری کروانے کے چکر میں وہ جو بولی اسکے احساس میں جلد اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا پر اب وہ نوح کے ہاتھ میں قید ہو چکا تھا۔

"ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرنا رسک سا ہے، وہاں جا کر بھلے ہاتھ کو اک لمحہ نہ چھوڑیے گا پر ابھی۔۔۔۔"

نامہ نے اسکی آنکھوں میں پھیلی انسیت سے دانستہ نظر چرائے درخواست کی تو نوح نے وہ ہاتھ فوراً چھوڑ دیا۔

"تم بس اپنے کہے پر قائم رہنا۔"

وہ اسکی بات سہولت سے کاٹ گیا، نامہ نے سر کو خفیف سی جنبش دی، وہ نامہ کے چہرے کی وہ سرخیاں دیکھ چکا تھا جو بس نوح کے زرا پاس جھکنے پر بھی نامہ پر اتر آتی تھیں اور اسکے دور ہونے پر وہ زائل ہوتی محسوس ہوئیں، کچھ دیر بیچ میں مانو معنی خیز سی خاموشی چھا گئی۔

.._____..

مانیہ کا کیمو سیشن مکمل ہوا تو وہ دو گھنٹے سو گئی، نیند آنا اور سر بھاری ہونا اسے ہوش سے بیگانہ کر دیتا تھا، اس بیچ امائل نے رات کے لیے فارم ہاوس میں

سجاوٹ کا انتظام کروایا تھا، وہ مانیہ کو یہ دودن بھرپور خوشی دینا چاہتا تھا، اسے سپیشل فیل کروانا چاہتا تھا اور امانل کے اس پلین میں ساتھ دیا اسکے دو ہونہار ساتھیوں خرد صاحب اور فیروز صاحب نے۔

"ڈیڈی اچھی سی سجاوٹ کروائیے گا۔"

محترم اپنے آفس میں بیٹھے رولنگ چئیر پر جھولتے فکر مند بھی تھے جبکہ دوسری طرف دونوں ہنڈ سم بڈھوں نے ابھی سے لان کی صفائی شروع کر رکھی تھی۔

"کہتا ہے تو ہم بڈھے رات کسی ڈسکو کلب نکل جاتے ہیں۔ سجاوٹ کے ساتھ پرائیویسی بھی مل جائے گی۔ یونوناں رومنٹک کینڈل لائٹ ڈنر"

فیروز صاحب کو منتفقہ آنکھ مارے خرد صاحب نے بچے کو بھرپور اکسایا۔

"ڈیڈ! ابھی اسکے لیے فیملی ٹائم ہی سیو ہے۔ یونوناں آئی مین"

بچے کی ڈائریکٹ شرارت سنے والد گرامی کے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ آئی۔

"اہم اہم بلکل سمجھ گیا میری جان۔ میں اور فیروز لان کو سجادیں گے۔ تم دو کے روم کو بھی۔ یہ بتا ومانیہ کیسی ہے؟"

شرارت ترک کرے وہ نرمی و محبت سے پوچھنے لگے۔

"بہتر ہے کافی ڈیڈی! بس دعا کریں جلدی اس سب سے نکل آئے"

خدا شوں کے مارے دل نے شدید حسرت بھری گزارش لبوں تک پہنچائی جبکہ وہ کیا جانتا کہ خرد قریشی کی ہر آتی جاتی سانس بس اماں کے لیے دعا بنی رہتی ہے۔

"ان شاء اللہ۔ چلو پھر ویٹ کریں گے ہم تم دو کارات میں۔ نامہ تو نکل لی آزاد پنچھی بنے۔ تم دو اسکی غیر موجودگی میں آجاو تو رونق بحال ہو۔ سی یو

میرا بچہ"

لاڈ و شفقت لٹائے خرد صاحب نے دعائیں دے کر کال بند کی تو خود اماٹل نے بھی چار بجتے دیکھ کر زر امانیہ کی خیریت جاننے کو رخ کیا مگر جب وہ امانیہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا اسے دیشا سچ دھج کر امانیہ کے روم کی طرف جاتی دیکھائی دی، لمحے میں اماٹل کا موڈ بگھڑا۔

"مسیز میکائیل! آپ اس سے نہیں مل سکتیں"

اماٹل کے بہت لحاظ و تحمل بھرے حکم پر دیشا رعونت کے سنگ پلٹی، اماٹل کی جرت پر آنکھوں میں تپش جگی۔

"تم باپ لگتے ہو اسکے؟ کس حیثیت سے اسکی ماں کو ملنے سے روک رہے ہو۔ تمہیں کھڑے کھڑے جاب سے نکلوا سکتی ہوں۔ جانتے ہونا یہ

بات"

وہ کٹیلی و نفرت انگیز آنکھیں اماٹل پر ڈالے یوں بولی کہ جھلسانے میں کسر نہ چھوڑی گئی۔

وہ حتی المقدور کوشش میں تھا کہ اپنے حواس قائم رکھے اور بد تمیزی سے پرہیز مگر پہلا جملہ ہی امانت کی برداشت سے کھیل گیا۔

"میں اسکا شوہر ہوں۔ اسکے سکون اور آرام کو قائم رکھنا میری اولین ترجیح ہے۔ اس دن آپ سے مل کر آنے کے بعد وہ کس قدر ذہنی دباؤ میں تھی آپ سوچ بھی نہیں سکتیں۔ نامہ کو تو مرسم سمجھ کر چھوڑ آئی تھیں کیا اب مانیہ کو مار کر دم لیں گی۔ اسے کچھ ہوا میں آپکے سکون و آرام کو اپنے ہاتھوں سے آگ لگا دوں گا۔ رہی بات اس جاب کی۔ اسکی حفاظت کرنے کے لیے میں کسی جاب کا محتاج نہیں ہوں۔ اس لیے یہاں تماشا کرنے کی کوشش مت کریں اور چلی جائیں۔ کم از کم جب تک اسکا علاج ہو رہا ہے۔"

WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

Stay away from her"

اپنے آپ کو بھڑکنے و بپھرنے سے بھرپور روکتے امانت نے بہت صاف لفظوں میں اپنی تنبیہ سامنے رکھی مگر دیشا کو اسکے لب و لہجے سے اپنی بے

عزتی ہوتی محسوس ہوئی تبھی تو اس نے بنا سوچے امانل کے منہ پر تھپڑ دے مارا، آس پاس کوئی تھا نہیں ورنہ یہ امانل کے لیے سہنا دگنا مشکل تھا۔

"ایک ماں کے لمس سے محروم بچہ ایسا ہی بد تمیز ہوتا ہے جیسے تم۔ اگر مانیہ تم سے پیار نہ کرتی ہوتی تو میں اس جرت پر تمہارا دل سینے سے نوچ ڈالتی۔ دیکھتی ہوں تم مجھے کیسے اس سے دور کرتے ہو۔"

امانل نے یہ تھپڑ بس مانیہ کے لیے سہا ورنہ وہ اس عورت کو دو منٹ میں اسکی اوقات سمجھا دیتا۔

"دیشا صاحبہ! آپ مجھے چھیڑ کر غلطی کر رہی ہیں۔ رہا بے شک میں اپنے ڈیڈی کے ساتھ ہوں پر میرا غصہ میری ماں کی طرح کافی جنگلی اور بھیانک ہے تو اسے آپ ماں کے لمس کی محرومی سمجھیں یا میری بد تمیزی، گھنٹا فرق نہیں پڑتا مجھے۔ آپ کو اس ہو سپٹل میں بین کروا سکتا ہوں۔ آپ بھول رہی

ہیں یہاں بھی نوح ادا دوغان کا سکھ چلتا ہے۔ اور انکو بھی اچھے سے آپ کے ہر زہر سے واقفیت حاصل ہے"

دیشا اس سے پہلے ڈور ناب گما کر ہٹ دھرمی دیکھاتی، اما نل نے انکی بازو بہت تمیز سے پکڑتے دروازے سے دور کرے خود سامنے جمتے ہی ڈور لاک کر دیا، دیشا کی آنکھیں دوزخ سی جلتی محسوس ہوئیں۔

"گھٹیا انسان۔"

دیشا نے حقارت سے اما نل کو پھر تھپڑ مارنا چاہا پر اس بار اما نل نے بروقت وہ بے قابو ہاتھ کلائی جکڑ کر روکا، اس سے زیادہ ناحق زیادتی سہنا اما نل خرد قریشی کے لہو میں نہ تھا۔

"گھٹیا کون ہے مسیز اما نل، سب بہت جلد جان جائیں گے۔ ویٹ اینڈ وائچ۔ میری بیوی جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتی۔ اس سے دور رہیں۔ آپکو اسکے جینے یا مرنے سے بھلے فرق نہ پڑتا ہو۔ مجھے سب سے زیادہ پڑتا

ہے۔ یاد رکھیں مرنے کے بعد اللہ کو منہ بھی دیکھنا ہوگا، اس قابل رہنے دیں خود کو سمجھیں آپ۔ اب شرافت سے چلی جائیں۔ ورنہ میں جنگلی پن پر اتر سکتا ہوں"

غصے سے امائل کے چہرے کی رنگت لال اور ماتھے کی رگیں تن گئیں جبکہ یہی حال دیشاکا تھا، اسے تو امائل کی جرت نے جلا کر بھسم کر دیا تھا۔

"دیکھ لوں گی تمہیں۔ بہت مہنگا پڑے گا تمہیں یہ سب"

حقارت چھلکاتی آنکھوں سے امائل کو گھورے دیشا نے انگلی اٹھا کر امائل کو دھمکی دی پروہ جو ابا کھل کر زہریلا مسکرایا، نوح سمجھ لیا تھا دیشا نے اسے بھی پر ابھی وہ جانتی نہیں تھی کس چیز سے پن گاہ لے بیٹھی ہے۔

"آل ریڈی بہت مہنگا پڑ رہا ہے۔ آپ جیسی ساس پانا۔ اف میرے کسی بہت بڑے گناہ کی سزا ہے۔ جاسکتی ہیں۔ جو کرنا ہے کر لیں۔ آپ کے کسی مکرو منصوبے میں مانہ شامل نہیں ہوگی یہ لکھ کر دیتا ہوں۔ بچ جائیں اسکی نفرت

سے، ایسا اکساؤں گا اسے کہ آپ مر بھی رہیں ہوں تو پانی بھی نہیں پوچھنے
آئے گی میری ڈارلنگ آپکو۔۔۔ اب نکلیں ورنہ دروازے کے باہر تک
آپکو چھوڑنے کا بندوبست کروانا پڑے گا"

امائل کا طیش غصہ دلانے سے زیادہ خوف دلانے سا تھا، دیشانے پھنکارتے
ہوئے اسے دیکھا اور سینے پر ہاتھ رکھے امائل کو جھٹک کر وہاں سے آگ بگولا
ہو کر چلی گئی جبکہ اسکے جاتے ہی امائل کی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں۔

"اپنی ماں کو راہ راست پر لانے کی حسرت بڑی چبھتی تھی مجھے ساسوماں! اللہ
نے یہ حسرت آپکو میرے گلے ڈال کر پوری کی۔ اب ایک داماد اپنی ساس کو
کیسے لگام ڈالے گا۔ یہ دنیا دیکھے گی۔"

وہ بہت کچھ سوچ رہا تھا، پانی سر سے گزرنے کا انتظار نہیں کرنے والا تھا، اپنے
موڈ کو ٹھیک کرنے میں امائل کو کچھ لمحے لگے پھر وہ مسکراتا ہوا روم میں
جھانکا جہاں وہ جاگی ہوئی تھی اور کوئی بک پڑھ رہی تھی، نرس ہی اسے کچھ

رومنٹک سٹوریز والی کتابیں دے کر گئی تھی کہ موبائیل سکرین سے مانیہ کو
سر میں درد ہوتا تھا۔

"آہاں! یہ ہاٹ گرل بک ریڈ کر رہی ہے۔ مطلب طبعیت ایک دم فٹ
ہے"

وہ دروازے میں کھڑا تھا کہ مانیہ اسکی گال نہ دیکھ لے جہاں یقیناً سرخی کا ہلکا
سا اثر چھپ چکا تھا، وہ امائل کے شوخ لہجے کے باوجود اسکے گال کو دیکھ کر
بک بند کیے اٹھ بیٹھی، جو ہلکی بئیر ڈکے باوجود لال دیکھائی دے رہا تھا۔

"ہاں۔ لیکن تم ادھر آؤ۔ تمہارا فیس اور یہ کان کیوں ریڈ ہے۔؟"
امائل نے گھبرا کر نفی میں سر ہلانے کے ساتھ اپنی ہتھیلی چہرے پر رکھی۔

"تمہیں اتنا فریش دیکھ کر بلش کر رہا ہوں"

جناب نے جلدی سے پاس آرکتے عقل کے گھوڑے معصومانہ انداز میں
دوڑائے تو وہ آئبر و اچکائے گھوری۔

"آدھے چہرے اور ایک کان سے کون بلش کرتا؟"

وہ جان کر ہی دم لینے والی تھی، امائل اس سے، اسکی گہری جاسوس سیاہ
آنکھوں سے کیسے بچ سکتا تھا بھلا۔

"آہ! یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں"

امائل نے دونوں ہاتھ گالوں سے جوڑے معصومیت سے بتایا تو مانیہ اسکی
کیوٹ حرکت پر ہنستی اسکے دونوں بازو پکڑے پاس بٹھا گئی، ایک ہاتھ تو امائل
نے خود ہی ہٹا لیا جبکہ دوسرا مانیہ نے خود پکڑ کر ہٹایا، وہ بغور اسکی گال اور کان
کی سرخی کا جائزہ لینے لگی، امائل کو خبر نہ ہوئی کب وہ اسکی فکر پر ایسا مسکرا
بیٹھا ہے جو مانیہ کے ہوش و حواس چھین سکتا تھا۔

"مجھے لگ رہا کسی نے پٹائی کی ہے تمہاری"

وہ نرم ہاتھ کی پوریں اسکی گال کان اور گردن تک سہلائے اندازہ لگاتے
بولی۔

"ہاں اور اسے کہنا بھول گیا کہ دونوں گالوں کو برابر پیٹو، میری وائف کو پتا
چل جائے گا۔"

وہ اماٹل کے مسکراتے لہجے کی ٹھنڈک پر اندر تک آسودہ ہوئی پھر آگے بڑھ
کر جہاں جہاں اماٹل کی فیشل بالوں کے بنا سکھن تھی اس پر اپنے ہونٹوں کو
جوڑتے چوما، جب کان تک گئی تو اماٹل لڑکیوں کی طرح گدگدی پر کان
جھٹک گیا اور یہ بالکل بچارے سے بے ارادہ ہوا پرمانیہ منہ پر ہاتھ رکھے کتنی
دیر ہنستی چلی گئی، شاید وہ بہت ہی پیارا مومنٹ دیکھ چکی تھی۔
"تمہاری یہ ہنسی! کاش میں چھپا لیتا۔ اتنی پیاری کیوں لگی مجھے؟ تم سمیت"

دونوں کی آنکھیں ملتے ہی دل دھڑکے تھے، وہ رومان پرور لہجے میں انگلیوں
کی سائیڈ سے مانیہ کے بے داغ گال کو رگڑتا اسے بہکا رہا تھا۔

"غور کرو۔۔ کہیں مجھ سے میرے مقابلے کی محبت تو نہیں کر بیٹھے"

وہ نرمی سے اسکے نچلے لب کو دو انگلیوں کی پوروں میں لیے دباتی جناب کی عجیب سی چوزے سی شکل بننے پر پھر ہنسی۔

"غور کرنے کا وقت بھی دور نہیں۔ ڈونٹ پلے وومی گرل۔۔۔"

وہ اسکا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹانے لگا پر وہ بضد سی واپس اسکے ہونٹوں سے کھینے لگی کہ خود امانل کو لگا منہ میں کیڑے گھس رہے ہیں۔

"کیا کر رہی ہو گندی؟"

مانیہ کو یہ کر کے مزہ آیا تو اسکے لپس کو کھینچنے لگی، امانل نے یہ سب مزید نہ سہے اسکا ہاتھ قابو کیا۔

"مجھے مزہ آرہا ہے۔ تمہارے لپس کتنے سوفٹ ہیں۔"

وہ آنکھیں پٹیٹائے مسکائی تو وہ آنکھیں نکالے گھورا۔

"تو انکو پیار سے ٹریٹ کرو۔ یہ بچوں کی طرح کھینچو گی تو چیپڑ بھی بڑوں والی پڑے گی۔ ویسے مزے کی بات بتاؤں میں جب چھوٹا تھا ماما کے فیڈ کرتے ہوئے لپس پکڑے رکھتا تھا۔ بابا کے ساتھ ہوتا انکی مونچھیں کھینچتا۔ اس پر بہت پڑی ہیں مجھے چیپڑیں کیونکہ مجھ بچے کی گرفت بڑی سخت اور دردناک ہوا کرتی تھی"

اپنے یہ والے کارنامے بتائے وہ خود ہنسا تو مانیہ کی تو ہنسی اماٹل کے پاس رہتی ہی ہونٹوں پر تھی۔

"ہا ہا ف۔۔ تم اتنے غنڈے تھے بچپن میں"

وہ ہنستے ہنستے ہی بولی۔

"اب کونسا شریف ہوں۔ کہا ہے ناں شرافت معصومیت اور کیوٹنس بس تم تک ہے۔ تاکہ تم نہ ڈر کر بھاگ جاؤ۔ اب یہ پری اس جن کی دائمی قیدی ہے۔ ٹھیک ہے ناں؟"

وہ اسکے خوبصورت ہونٹوں سے انگوٹھے کو مس کرے جن نگاہوں سے دیکھ کر مسکراہٹ دے رہا تھا اختتام تک وہی آنکھیں شرارت سے عہد چاہتی نظر آئیں تو مانیہ نے اسکا ہاتھ مزید کھینچتے انگلیوں کو چومتے نظریں اقرار سے بھر کر اٹھائیں۔

"ہمیشہ یہ قید سلامت رہے۔۔۔ آؤ تمہیں رونٹک سین پڑھ کر سناتی ہوں۔ بہت مزے کا ہے"

مانیہ نے جلدی سے اسکا بازو پکڑے اپنے ساتھ بٹھایا اور بک کھولی تو امانل نے اسکے چہرے پر جھولتے بال بے خودی سے سمیٹے۔

"کیا ہم پر یکٹیکل نہیں کر سکتے اس سین کا؟"

امانل نے اسکے کان میں جھک کر جسارت سی چاہی، مانیہ کے گال دہک سے گئے۔

"وہ بہت بولڈ ہے"

مانیہ نے نظریں بک پر ہی جمائے میٹھے میٹھے لہجے میں وارن کیا۔

"امم۔۔ ان فیوچر کام آسکتا ہے۔ ابھی ہوٹنس بھی ر سکی ہے تو بولڈنس تو بالکل ہی کام خراب کر دے گی۔ چلو سناؤ۔ لیکن اگر مجھے شرم آگئی تو میں اٹھ کر بنا کچھ کہے چلا جاؤں گا"

امائل نے جلدی سے شرافت اوڑھی، ہاں وہ سچ میں بلش کرنے والا آدمی تھا، اور یہ بس صرف مانیہ کے روبرو تھا، مانیہ نے چیلنجنگ نظروں سے امائل کو دیکھا جو اپنا کان مانیہ کے قریب کیے وہ سین سننے کا منتظر تھا جو بتا رہا تھا جناب واقعی شریف، معصوم اور کیوٹ بس بنے رہتے ہیں، حقیقت میں زرا نہیں۔

"یا خدا یہ کیا ہے"

کچھ لائنز ہی ابھی مانیہ نے اسے سنائی کہ امائل نے بوکھلاہٹ کے سنگ بک اس کے ہاتھ سے چھینی، ایسی بولڈنس تو سننے لائق بھی نہ تھی۔

"دوناں امانل"

وہ بک چھینے کو اس پر چڑھنے لگی۔

"تم خراب ہو گئی یہ پڑھ کر تو۔۔۔۔؟"

بک کو مانیہ کی پہنچ سے دور کرے امانل نے اسکی کمر دبوچتے قابو کرتے سوال کیا۔

"تو تمہاری شامت ہی آئے گی ناں۔ میں کونسا یہ سب کسی اور پر اپلائے کروں گی۔ اب جو ہو بس تم ہوناں۔"

ہائے ایسے جواب پر بک کو پرے کیے ہو امیں معلق ہاتھ خود بخود واپس آیا، جبکہ مانیہ اسکی آنکھوں کے خمار و مدہوشی پر شرمگین سا ہنستی واپس بیٹھے ہی اسکے ساتھ لگ کر بیٹھی اور امانل کے کانوں سے دھواں نکلنے کی پرواہ کیے بنا پورا سین سنایا جسکے بعد اب امانل کو اسے دیکھنا بھی خطرناک فیل ہوا، امانل کو ایسے گھبراتے دیکھ کر مانیہ کتنی خوش ہو رہی تھی، حد نہ رہی۔

"تھوڑا ریٹ کرو۔ میں ایک گھنٹے تک فری ہو جاؤں گا پھر ہم گھر چلتے ہیں۔ اور یہ بک کس نرس نے دی۔ نام بتانا۔ اسکی تو کلاس لیتا ہوں"

امائل نے حصار سے آزاد کرے اٹھ کر نکلنا چاہا ہی جب مانیہ نے اسکی شرٹ کا کنارہ پکڑے روکا۔

امائل ڈر تا ڈر تا پلٹا تو وہ بمشکل ہنسی روک پائی۔

"Michael Morrone

پسند ہے مجھے، بھولنا مت۔ وہ تو نہیں مل سکتا۔ تمہیں ہی یہ قربانی دینی پڑے گی"

وہ سراسر قہر بنی بہکار ہی تھی۔

"میں چیک کرتا ہوں آج کے کیمو سیشن میں کسی سستے نشے کا استعمال نہ ہو گیا ہو۔ میری اچھی بھلی شرمیلی بیوی تھی پتا نہیں کیا ہو گیا۔ بک لاو ادھر۔۔۔ اسے تو جلا کر آؤں۔۔۔ لیٹو چپ کر کے۔ مائیکل کی کچھ لگتی"

وہ کیوٹ کیوٹ غصہ کرے گیا پر بک بھی لے گیا پر بک جانے کا دکھ نہیں تھا مانیہ کو، اسے تو امانل کے ساتھ مستی کر کے دلی سکون مل گیا تھا۔ امانل نے وہ بک لے جا کر اسی مطلوبہ نرس کے سامنے ٹیبل پر غصے سے پٹخی۔

"سر وہ"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی امانل نے گھور کر دیکھا۔

"میری بیوی آل ریڈی کافی سمجھدار ہے مس! تم اپنی یہ فری کی سروسز دے کر احسان نہ کرو کہ رو مینس کیسے کرتے ہیں، ایسی بکس یہاں نظر آئیں تو جہاں یہ پھینکو اوں گا تم ساتھ شفٹ ہوگی۔ سمجھی"

وہ اسے اچھی سنا کر وہاں سے جب پلٹا تو جناب کی آنکھیں ابھی تک مستی سے لبریز تھیں پر نرس صاحبہ کو تو جناب کو لے کر صاف صاف جان کے لالے پڑتے دیکھائی دیے تبھی اس نے فوراً بک اٹھائی اور سینے سے لگاتی وہاں سے نکل لی۔

.._____..

نوح نے سفر کے بیچ نامہ کو زیادہ تنگ نہ کیا بس اس کے بیگ سے بے تکلفی سے سب نکال کر کھا گیا، آخری چاکلیٹ بھی جب نوح نے منہ میں ڈالی تو نامہ سلگ کر رہ گئی، وہ لوگ استنول پہنچ چکے تھے بس دس منٹ مزید راستہ بچا تھا۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"یہ جو بیگ میں باقی سامان ہے، یہ بھی کھالیں"

نامہ کی سلگی سی سرگوشی پر نوح، اس چاکلیٹ کی ون بائیٹ لیتے ہی مسکرایا۔

"ارے نامہ! میں صرف انسانوں والی چیزیں کھاتا ہوں۔ کچھ اور کھا سکتا تو ان چیزوں کو کیوں کھاتا، تم ہوتی پہلا آپشن"

نامہ نے خود کو کوسا کہ آخر کس لیے اس شیر کی گھپا میں ہاتھ دے بیٹھی، اچھا بھلا وہ چپ کر کے ٹھوس رہا تھا۔

"شکر ہے آدم خور نہیں ہیں آپ، میں تو مر ہی جاتی"

نامہ نے منہ پھلایا۔

"نہیں۔ میں تمہیں زندہ نگل لیتا۔ اتنا ظالم نہیں ہوں کہ مارنے والی تکلیف دیتا۔ سوری میں نے تمہاری ساری چیزیں کھا دیں۔ کیا تم چاکلیٹ کھاو گی۔ یہ لاسٹ ہے"

نوح کی آفر پر نامہ نے سن سے پڑتے ہاتھوں کو سٹرنگ پر زور سے بھینچا، نوح اسکے ہاتھوں کی سختی پر فوراً سے شریفانہ مسکرایا اور اپنی آفر بھی واپس سنبھال کر چاکلیٹ کو جیسے زبردستی کھا رہا تھا نامہ کا دل برا ہوا۔

"زبردستی کھانے پر کسی نے پیسے رکھے ہیں کیا۔ مت کھائیں اگر یہ فلیور پسند نہیں۔ میں ہیزل نٹ فلیور کھاتی ہوں۔ سب نہیں کھا سکتے یہ۔ کب سے میری فیورٹ چاکلیٹ کی بے عزتی کر رہے ہیں۔ نہ کھا رہے ہیں نہ اسکا پیچھا چھوڑ رہے ہیں"

نامہ کی برداشت اس لیے بھی دم توڑ گئی کہ اسکا بیٹھ بیٹھ کر سر تپ چکا تھا، اوپر سے چل کرنے کو وہ جو سامان لائی سارا یہ آدمی اکیلے ہرپ کر گیا۔

"اف نامہ! اب تم اس چاکلیٹ کو بھی جان کہنے کی کوشش میں ہو کیا۔ دیکھو یہ سب اب بہت زیادہ ہو گیا ہے"

نوح نے صدماتی انداز اپنایا، نامہ کا دل کیا گاڑی کہیں دے مارے۔

"جان کہاں کہاں ہے۔ جان چھوڑی ہی کہاں ہے آپ نے ان پانچ گھنٹوں میں میرے اندر۔ فیورٹ کہا تھا مسٹر نوح"

وہ اپنے اوپر الزام برداشت کیسے کرتی، اسکی جان تو یہ پاگل کرنا نوح تھا۔

"اوہ! مائی مسٹیک۔۔ گاڑی رو کو میں تمہارے ہاتھ دباتا ہوں۔۔۔ گلا بھی (نامہ کو غصہ دلا کر وہ چین پائے مسکراہٹ کو جلدی سے لبوں میں گھوٹ گیا)۔۔۔ میرا مطلب شوڈر۔ پھر اندر چلتے ہیں۔ دھول ڈھمکے سے لگ رہا ہے ایونٹ شروع ہے"

وہ لوگ پہنچ آئے تھے، گھر سے کچھ فاصلے پر کھڑی بہت سی گاڑیاں بتا رہی تھیں سب مہمان پہنچ چکے ہیں اور وی آئی پی والے لیٹ قمر زبن گئے، نامہ نے گاڑی پارک کی مگر اپنے ہاتھ نوح سے دور کیے۔

"رہنے دیں"

وہ ناراض ہوئی، نوح نے چاکلیٹ منہ میں پکڑتے دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ پکڑ کر کھینچے تو نامہ بوکھلائی، وہ منہ میں چاکلیٹ بار لیے کارٹون لگ رہا تھا تبھی وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ روک نہ سکی، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو نوح کے ہاتھ میں دبا محسوس کیے وہ سکون سا پانے لگی، وہ بہت پیار اور نرمی

سے تھوڑی تھوڑی چاکلیٹ چباتا اس خدمت میں مصروف تھا، نامہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا، وہ پھر مسکرائی۔

"پہلے چاکلیٹ منہ میں کر لیں"

نامہ نے مسکراتے ہوئے ہی تاکید کی تو نوح نے آنکھیں اس کے ہاتھوں سے ہٹاتے اس کے ہاتھ چھوڑے اور بازوؤں سے جب نامہ کے شولڈرز تک پہنچے زرا قریب ہوا تو چاکلیٹ بار کا دوسرا اینڈ نامہ کے لپس کو چھونے لگا، نامہ نے گھور کر نوح کو دیکھا کہ یہ کیسی چھاپڑی حرکت کر رہے تھے ڈاکٹر صاحب۔

اوپر سے نوح کے اشارے کہ وہ اسے چاکلیٹ بار کو بائیں کرنے کا حکم فرما رہا تھا۔

"یا اللہ میری آنکھیں لہو چھوڑ دیں گی۔ یہ کیسے گندے اشارے کر رہے ہیں مجھے"

نامہ نے صدمے سے سوچا پر نوح نے ایک ہاتھ ہٹا کر چاکلیٹ منہ سے نکالی۔

"میں تمہیں چاکلیٹ آفر کر رہا ہوں۔ کھالو۔ میں کونسا تمہیں واقعی نگل لوں گا"

نوح نے جلدی سے فرمان جاری کیا اور دوبارہ سے وہ چاکلیٹ منہ میں لیتے دونوں ہاتھوں سے وہ نامہ کے شولڈرز کو پریس کرے نامہ کو شدید بے بس کر رہا تھا۔

"ایسے چاکلیٹ آفر کرتے ہیں؟"

وہ گھوری اور جب نوح نے پھر سے ہاتھ ہٹا کر چاکلیٹ نکالی تو نامہ بے اختیار ہنسی اور نوح اپنی بات سچ میں بھول گیا۔

"دوسری طرح بھی نہیں لی۔ نامہ یہ مجھ سے پوری کھائی نہیں جا رہی۔ ایسے آدھی پھینک بھی نہیں سکتا۔ ہلپ می پلیز"

اس شرانگیز آدمی نے پھر اس چاکلیٹ بار کو منہ میں ڈالا اور نامہ سمجھ گئی یہ باز نہیں آئے گا۔

"ڈرامے باز نوح!"

نامہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکتے بہت احتیاط سے اپنی طرف دیکھائی دیتی چاکلیٹ بار کے بالکل کنارے سے اسے بائٹ کرنی چاہی تبھی نوح نے فوراً سے اس چاکلیٹ بار کو پورا اپنے منہ میں کھینچا، یہ ایک لمحے کی کارستانی تھی جو نامہ کے ہونٹوں کو نوح کے ہونٹوں کی خفیف سی خوشبو، اور نرمی سے متعارف کروا گئی، نامہ نے حادثے کو ہوش میں آکر سمجھتے ہی فوراً سے چہرہ پھیرا اور ہاتھ بھی اس آدمی کے خود سے دور کرتی شدید گھبراتی کارڈور کھولے نگلی تو نوح نے جلدی سے وہیں سے نامہ کی طرف کھسک کر باہر پیر نکالا تو نامہ اپنے بالوں کو سہلاتی خود کو کمپوز کر رہی تھی، نوح نے سرور سے محترمہ پر اتری قیامت انجوائے کی جسکی سانسیں اٹک چکی تھیں۔

"سوری نامہ سلطان! یہ تو سوچ سے زیادہ خطرناک حادثہ ہو گیا"

نوح نے کارڈور کھول کر ایکشن مار کر ایک ٹانگ Rolls-Royce اور
ایک زمین پر رکھ کر معصوم بننے کی ادکاری دیکھاتے معذرت کی تو نامہ
گھرے سانس لیتی گھورتی کاٹ کھاتی آنکھوں سے دیکھے پلٹی۔

"ایک نمبر کے۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ آپے سے باہر ہو کر گر جتی، نوح کیا ہے اسکے لیے یہ سوچ کر
فوراً نرم پڑی۔

"بولوناں"

استنبول آتے ہی یہ آدمی کھل چکا تھا، یہاں کی فضاؤں تک میں مدہوش کرتی
مہک گھلی تھی تو کیسے نہ محبت چھپا کر پھرتے ان دو ظالموں پر اثر کرتی۔

اوپر سے یہ آدمی اور اسکا یہ بالکل الگ جان کو آتا ورژن! نامہ کے لیے یہاں
کچھ بھی آسان ہونے والا نہ تھا، وہ ابھی بھی مزے سے منہ میں ڈالی چاکلیٹ
کے نٹس چنکس چبائے اسے ہی تاڑ رہا تھا۔

"چلیں اندر؟"

نامہ نے نظریں سے پھیرتے لڑنے یا اس بے باک شرارت کا حساب لینا ترک کیا تو نوح مزے سے پورا باہر نکلا اور ڈور بند کرے Rolls-Royce کو ایسی خرافاتی نظروں سے دیکھا جیسے وہ ایک بے جان گاڑی نہیں سچ میں نوح کی رقیب ہو جسے وہ آنکھوں آنکھوں سے اس بے باک حادثے سے چرا رہا ہو، اف کوئی نوح کو ایسے دیکھ لیتا تو مدہوش ہو کر گر پڑتا۔

"اسے لاک کر دو۔ کوئی عاشق اسے چرا نہ لے جائے"

نوح کے شریر جملے پر نامہ نے دبی سی مسکراہٹ کے سنگ گاڑی آگے بڑھ کر لاک کی۔

"ریلی سوری۔"

وہ اسکے پاس سے گزری تو نوح نے اس بار سچے لہجے میں معذرت کی تو نامہ نے بس اسے دیکھے بنا سر ہلا دیا۔

"اٹس اوکے۔ لٹس گو"

وہ اپنا بلش چہرہ چھپاتی گھومی تو نوح نے چمکتی آنکھوں سے نامہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبایا۔

"نوح پلیز"

وہ روہانسی ہوئی۔

"تمہارا ہاتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ میرے ہاتھ کی سانس رک سکتی ہے۔ پلیز ناں"

وہ اس جان لیوا انداز سے اصرار کر بیٹھا کہ نامہ کی جرات نہ ہو سکی انکار کی۔

وہ لوگ اندر پہنچے تو دونوں کا سوچ سے زیادہ اچھا استقبال ہوا۔ شام ہو چکی تھی اور نکاح بس ہونے والا تھا جب نوح اور نامہ پہنچے، انکے شاندار ویلکم سے

یہی لگ رہا تھا کہ وی آئی بندے وہی دو ہیں۔ نکاح کے بیچ بھی نامہ کو اپنے

ساتھ کھڑا کروائے وہ ایک ہاتھ سے اسکے سارے وقت بال پکڑ کر کھیلتا رہا، جبکہ

سوچ تو نوح کی نامہ سے، اسکی اداوں سے ہٹنے پر راضی نہ تھی۔ یہ فنکشن مین شادی کا تھا تبھی خوب ہلا گھلا، مستی اور ترکش روایات کی پوری پاسداری دیکھائی دی، نامہ کو نوح نے اپنی ماما کی فیملی سے ملوایا، اس بیچ بھی وہ نوح کی بازو کے حصار میں رہی۔ سب لوگ ہی نوح اور نامہ کی نظر اتارتے رہے، سب کی نظریں پورا وقت انہی پر مرکوز رہیں۔

"ہمیں زرا امید نہ تھی کہ ہمارا روڈ اور ڈیسٹ نوح شادی کرتے ہی بیوی کو خود سے چپکا کر رکھنے کی ٹین ایجر حرکتیں بھی کرے گا"

سب ہی دونوں کو لوو برڈز سمجھ کیا مان چکے تھے، خاص کر جب سے نوح نے نامہ کا ہاتھ پکڑا تھا اور اب تو بٹھا بھی ساتھ لیا، بازو گرد گھیر کر پھیلا لی جیسے ڈر ہو یہ لڑکی بھاگ ہی نہ جائے، نوح کا ایسا ورژن دیکھ کر نامہ کے خوفناک ارادے اس سے مختلف نہ تھے۔

نامہ نے سامنے کھڑے انکل کی طرف دیکھا جبکہ نوح نے اسی مسکراتی بہکی نظروں سے پہلو میں بے چین مٹی بنی نامہ کو۔

"اسے میرے بنا ڈر لگتا ہے، سانس آنے میں بھی مسئلہ ہونے لگتا ہے۔ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور یہ ٹکریں مارنے لگتی ہے"

سامنے والے کو تو موصوف بعد میں جواب دیتے پہلے اسکے کانوں میں یہ شرارے اتارے جو بچاری اسکے پہلو سے یوں چپکی تھی جیسے گن پوائنٹ پر کسی نے بٹھایا ہو۔

نامہ نے ہلکی سی کہنی نوح کے چسٹ میں دے ماری، آنکھیں بھی پھیلا کر گھوری، وہ سامنے کھڑا کیل بھی دونوں کو دیکھ کر آپس میں شرارتی سرگوشیاں کرتا نظر آیا۔

"بس کبھی کبھی لائف میں کچھ ایسے سپیشل ونز آتے ہیں کہ انکو خود سے چپکانا کیا اٹھا کر نکل لینے کا جی چاہتا ہے انکل"

نوح نے ان جناب کو جواب دیا تو وہ کھل کر اعتراف میں مسکرائے جبکہ نامہ بس موقع ڈھونڈ رہی تھی یہ لوگ جائیں اور وہ نوح سے ان ٹکروں کا حساب لے کہ کب ماریں اس نے۔

"بھئی عنایہ زندہ ہوتی تو بہت خوش ہوتی تم دو کے لیے۔ خوش رہو"

وہ لوگ ذکر ہی ایسا کر گئے کہ لمحہ بھر نوح کے ہونٹوں پر آمین رک گیا، نامہ نے بھی اسکی یکدم چپ محسوس کی۔

"آمین"

نوح نے اپنا روکا لفظ ادا کرتے جب چہرہ نامہ کی طرف کیا تو وہ اسکی آنکھوں میں ہی جھانک رہی تھی، نرم پڑتے انداز میں اس نے میز پر رکھے نوح کے ہاتھ پر اپنا ملائم ہاتھ جمایا، نوح نے فوراً اسے اسکے ہاتھ کے دلا سے کودیکھتے پھر سے نامہ کی بھوری آنکھیں دیکھتے بہکی سی سمائیل دی۔

"ٹکریں کب ماریں۔ اسکا حساب دیں۔ میں نے تو آنچ بھی نہیں پہنچائی
آپکو؟"

جب نوح کی نظریں نامہ کو کچھ تپش دینے لگیں تو وہ فوراً فراموش کیا حساب
سامنے رکھ گئی۔

"دل میں جھانک کر دیکھو۔ آنچ ہی آنچ ہے وہاں۔ اور رہی بات ٹکروں کی تو
باقی جملوں پر غور نہیں کیا۔ وہ سب بھی کہاں ہوتا ہے؟ ان پر اعتراض نہیں
کیا تم نے نامہ!"

وہ اچھے سے نامہ کی حالت خراب کرنے پر تلا تھا، نامہ نے جلدی سے
نظریں ہٹا کر دلہن دلہے پر ڈالیں جنکی رسمیں ہو رہی تھیں اور ادھم مچا
تھا، نوح کے چھوٹے ماموں نوح کے ہم عمر ہی تھے، لیکن انکا گندمی رنگ
دیکھے نامہ کو نوح کی بات یاد آئی کہ اسکی ممی کا بھی بہت گورا رنگ نہ تھا لیکن
یہ سب لوگ بہت پرکشش اور خوش شکل کے ساتھ مہمان نواز بھی

تھے، ویسے بھی نوح ان سبکا بہت خیال کرتا تو وہ بھی پھر بھرپور خلوص سے ملا کرتے تھے۔

"بولوناں؟ کہاں ہے اعتراض"

جو بازو نوح نے نامہ کے گرد باندھی تھی اسکا ہاتھ نامہ کی بازو پر سہلاتے اس نے نامہ کو اپنے سینے کی طرف سرکائے محترمہ کی بھٹکی توجہ واپس اپنی ہیزل آنکھوں تک لوٹائی۔

"جب آپ پاس ہوتے ہیں تو ڈر بھی لگتا ہے، سانس آنے میں مسائل بھی جنم لیتے ہیں اور رونگٹے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ان پر اعتراض نہیں کیا"

وہ فوراً سے اپنی ہارمان لیتی آنکھیں جھکا گئی اور نوح اسکی شرم واد پر ہی تولٹا بیٹھا تھا۔

"تو مجھے جلد کچھ حل سوچنا پڑے گا ان سبکا، ورنہ بات ٹکروں تک جاسکتی ہے، تم ٹکریں مارتی کیسے دیکھی جاو گی مجھ سے"

نامہ نے کرنٹ لگے انسان کی طرح ایسی بے تکلفی پر آنکھیں اٹھا کر نوح کو گھورا، پھر دفعتاً وہ نظریں رحم کی طلب سے بھر کر نوح کے اندر تک قہر بن کر اترنے لگیں۔

"ن۔۔ نوح! آپ مجھے بہت پریشان کر رہے ہیں۔ مجھے کہیں اور بیٹھنے دیں پلیز۔ وہ وہاں کنواری لیڈیز کا گروپ ہے۔ آپ کی خالا بھی ہیں۔ میں انکے پاس چلی جاؤں؟"

نامہ نے اسی منت بھرے انداز میں پوچھا تو نوح نے نامہ کی نشاندہی کی گئی جانب دیکھا۔

"تم کنواری ہو کیا؟"

نوح نے آبرو اچکائے، نامہ نے مایوسی سے نفی میں گردن گمائی۔

"زرا نظریں گماو، سب شادی شدہ لیڈیز کہاں بیٹھی ہیں۔ دیکھو ناں ادھر"

نوح اسکا سہی معنوں میں لہو جلا رہا تھا، نامہ نے پھر سے سامنے نظر دوڑائی پھر واپس چہرہ نوح کی طرف پھیرا۔

"وہ سب اپنے ہسبنڈز کے ساتھ چپکی بیٹھی ہیں۔ لیکن ہم سے کم۔"

اول جملہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائے نامہ نے آخری والا چبا کر ادا کیا، ناراضگی بھرا شکوہ لگا۔

"ہمارے جیسا رشتہ نہیں ہو گا ناں کسی کا"

نوح نے دانت دیکھائے، نامہ نے میز پر پڑی چچ ہاتھ میں لی پر نوح نے دیکھ لیا۔

"تم اس چچ سے میرے دانت نہیں توڑ سکتی۔ میرے اندر کیلشیم کی بہت زیادتی ہے تو ہڈیاں اور دانت کافی پاور فل ہیں میرے۔ چلو کوئی اور طریقہ ڈھونڈو، یہاں تو تمہارے پاس ببل بھی نہیں ہے"

وہ اسکے کان سے لگے سرگوشیاں کرے نامہ کی جان نکال رہا تھا، وہ جب جب اسکے ساتھ جڑتایا کان کے بہت قریب آتا، نامہ کے وجود میں اک کرنٹ دوڑتا جسکا اثر اس لڑکی کے وجود پر اتر آتا۔ یہی تو نوح کو مزید شرانگیزیوں پر اکسارہا تھا۔

"نوح۔ میں کچھ بھی اٹھا کر آپکے منہ میں ڈال دوں گی۔ وارن کر رہی ہوں"

نامہ کو اس نے بہت ہی کمزور سمجھ لیا تبھی اسکی نظر تھوڑا پاس ہی ٹیبل پر پڑے گولڈ کوائنز پر گئی جو وہاں پاس کھڑی آنٹی ہی رکھ کر گئی تھیں، جو دلہا دلہن کا صدقہ اتارا گیا تھا۔

"اگر تم یہ گولڈ کوئن میرے منہ میں ڈالنا چاہ رہی ہو تو بتا دوں غصہ آجائے گا مجھے۔ پتا نہیں اس پر کس کس کے ہاتھ لگے ہوں گے۔ فل آف جر مز"

نامہ چونک کر اسے عجیب نظروں سے گھوری کہ کیا یہ آدمی نجومی ہے، مطلب وہ ابھی بس یہ سوچ ہی رہی تھی، دانت پیس کر رہ گئی، ابھی نامہ کچھ سوچ ہی رہی تھی کہ کوئی اللہ کا بندہ فروٹس پلیٹرانکے ٹیبل پر رکھ گیا جہاں بڑے بڑے انگوروں کو دیکھتے نامہ کو اس آدمی کا منہ کچھ دیر بند کرنے کا آئیڈیا آیا۔

"ہاں اس میں سے تم کچھ کھلا سکتی ہو مجھے"

نامہ نے پھر سے حیرت سے نوح کو دیکھا، پکا یقین ہوا کہ یہ بنگالی بابا کی روح لیے پھر رہا ہے۔

"یا اللہ مجھے صبر دیں"

نامہ نے جبر اسی سائیل دیتے پلٹر سے ایک انگور اٹھایا اور نوح کی طرف ہوئے اسکے ہونٹوں تک لائی، اسکی کوشش تھی وہ پورا نوح کے منہ میں ڈالے پر وہ ایک نمبر کا ٹھکر کی آدمی اتنے بڑے منہ کے ہوتے اسکو ہاف بائیٹ لگائے پیچھے کر گیا، نامہ کا پارہ اب ہائی ہو رہا تھا۔

"یہ آپ کھائیں، پیار بڑھے گا بیوی"

وہ مسکراتی آنکھوں کو نامہ کے سلگے تاثرات پر جمائے بولا تو نامہ نے بڑے برے منہ کے ساتھ ہاف انگور خود کھایا۔

جبکہ اگلی بار نامہ نے ایک انار کا دانہ اٹھایا کہ اب کی بار تو وہ پورا لے گا، اور اگر نوح وہی حرکت کرتا تو آج یہ لڑکی سچ میں ٹکریں مارنے پر اتر آتی۔

نوح اسکی چالاکی سمجھ گیا تھا، نامہ نے جب انگلی اور انگوٹھے کی پور میں وہ انار کا چھوٹا سا دانہ پکڑے نوح کے ہونٹوں سے جوڑا تو اس سے پہلے وہ زرا سا منہ ہلاتا، نامہ نے پھر سے کہنی اسکے سینے پر ٹھوکی جس پر وہ دانہ پورا نوح کی منہ

میں گھسا جبکہ نامہ کو راحت راحت والی خوشی ملی اس بندے کا پلین فلاپ کرے۔

"یہ جو کہنیاں مار رہی ہوں نامہ، اسے ٹکریں مارنا ہی کہتے ہیں۔ مجھے کچھ سنجیدہ ہو کر سوچنا ہی پڑے گا"

اس سے زیادہ نامہ اسے سہہ نہ سکتی تھی تبھی اسکے ہاتھ کو ہٹائے اٹھ کھڑی ہوئی، نوح نے مظلوم سی بے تاب نظریں کھڑی نامہ پر اٹکائیں۔

"بس اب میں جارہی ہوں۔ ورنہ بمب کی طرح آپکے سر پر پھٹوں گی۔ پلیز نوح کچھ دیر مجھے اکیلا رہنے دیجئے گا۔ مجھے یہ ایونٹ ہوش میں انجوائے کرنے دیں۔ رات کو ملتے ہیں"

وہ سخت تنگ ہو گئی تھی تبھی نوح نے خوشی خوشی اسے خود سے آزادی دی، بقیہ فنکشن وہ آس پاس رہا، اسے دیکھتا رہا، بنا چھوئے آنکھوں سے ہی نامہ کا درجہ حرارت بڑھتا رہا پر اسکے بعد جناب نے قریب قریب والی کوئی

سازش فنکشن کے اینڈ تک نہ کی، نامہ وہاں کی فی میلز کے ساتھ گھل مل گئی
کیونکہ وہ سب ہی بہت پیار سے نامہ سے ملیں۔

نوح کے ننھیال والے ان دو کی آمد پر دل سے مشکور اور خوش تھے، فنکشن
اینڈ ہو گیا اور جیسے جیسے رات ہونے لگی نامہ کا سکون پھر سے ہوا ہونے لگا
کیونکہ اصل آزمائش تو اب شروع ہونے والی تھی جب وہ اسکے ساتھ کمرہ
شئیر کرتی پر نامہ کو کیا پتا آج اسے صرف کمرہ نہیں، اس آفت قسم کے نوح
اداد و خان ورژن کے ساتھ بیڈ بھی شئیر کرنا پڑے گا کیونکہ جو روم انکے لیے
سجایا گیا تھا، نوح نے دو وہیں کے بچوں کو کہہ کر وہاں کا وچ روم سے ہٹوا کر
سٹور روم اس وقت رکھوا دیا جب باقی سارا خاندان اور لوگ شادی میں
مصروف تھے۔

"آ جاو چلیں! ریڈی ہو؟"

سات بجے تک وہ واپس اسکو دیکھنے آیا جو کاوچ پر بیٹھی اپنا فون یوز کر رہی تھی، فوراً سے سر کو اثبات میں ہلاتے اٹھی مگر عجیب سے سر چکرانے پر لڑکھڑائی تو امانل نے لمحہ صرف کیے بنامانیہ تک فاصلہ سمیٹے اسے اپنی بازوؤں میں بھرا، اپنے بے جان وجود کے سنبھلنے کی راحت الگ سرچڑھی پر شام میں جیسے وہ گھبرا کر بھاگا وہ یاد آنے پر مرجھائی سی مانیہ کھلا سا مسکرائی۔

"مزہ آرہا ہے میری جان نکلی دیکھ کر؟"

وہ کرنا نہیں چاہتا تھا پر شکوہ خود ہونٹوں پر مچلا۔

"کیا تمہاری جان مجھ پر اٹکی ہے امانل۔ تمہیں تو ابھی مجھے سنبھالنا ہے، کیا

ایسے گھبراتے رہو گے؟ خود سے زیادہ مجھے تمہاری ٹنشن ہے"

وہ اسکے گال سے گال جوڑے مدہوشی بھرا سانس بھرے امانل کو بھی سرور سا بخش گئی، اتنی فکر امانل کے لیے اترانے کو کافی تھی۔

"بتاؤں گا کبھی موقع ملا تو"

وہ اسکے بالوں میں انگلیاں سے پھیرتا ہر بات کو بعد پر چھوڑ دیتا تو مانیہ کو عجیب سی لالچ ہونے لگتی، ٹھیک ہونے کی تڑپ بڑھ جاتی۔

"تم میرے لیے میرے مائیکل واقعی نہیں بنو گے؟"

پھر سے جان بوجھ کر وہ شرارت سے مسکائی، اسکی گال مسکرانے سے جیسی پھیلی وہ اماٹل کو اپنی گال پر حرکت کرتی محسوس ہوئی، بازو اسکے مانیہ کے وجود کے گرد لیٹے تھے۔

"شیو کرنی پچھلے پانچ دن سے چھوڑ رکھی ہے، یہی ڈیمانڈ تھی ناں اس جیسا بننے کے لیے؟"

وہ سامنے ہوا، بے خود مگر سنجیدہ آنکھیں مانیہ پر جماتے پوچھا، وہ اماٹل کے حصار تک سمٹا سا ہنسی۔

"پاگل ہو تم بلکل، اس ایک چیز سے تم ویسے تھوڑی بنو گے۔ جیسا اس بک سین میں تھا وہ کرنا ہو گا۔ بدھو کہیں کے"

وہ ایسے بولی جیسے سامنے تو چنکا کا کھڑا ہے، جناب معصوم شکل ہی اتنی بنا لیتے کہ مانیہ جیسی لڑکی بھی دھوکے میں آ جاتی۔

"اوہ! وہ سب تو مجھے نہیں آتا۔ میں تو بہت ہی شریف اور معصوم سا آدمی بنا ہوا ہوں آ جکل۔"

جناب کے آنکھیں پٹپٹانے کی ادا پر وہ اسکے ہونٹوں کے قریب ہنسی اور پھر سنبھل کر امانل کے حصار سے نکلتی اسکا خوبصورت ہاتھ پکڑ لیا، ہاں اس بیچ اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ الگ نہ ہو سکی۔

"آ جکل کے بیت جانے کے بعد موڈ بن سکتا ہے آپکا ڈاکٹر امانل؟"

وہ اسکے ساتھ ہی روم سے نکلی، امانل نے یوں پر سوچ انداز اپنایا جیسے دنیا کا اکلوتا علم وہی ہو۔

وہ لوگ ساتھ ہو سپٹل پارکنگ تک پہنچے اور یہاں کوئی بھی موجود نہ تھا تو امانل نے زرا بے باک نظریں مانیہ کے چہرے اور آنکھوں تک لاتے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑتے اپنے سامنے روکا۔

"آپ موڈ بنائیں تو کس کافر سے سنبھلنا ممکن ہو سکے گا مسیز امانل"

یکدم ہی اسکی بے تکلف جوابی کاروائی پر مانیہ کے رخسار دھکے اور وہ شرماسا جاتی نظریں جھکا گئی۔

"ت۔۔ تم۔۔ واقعی بہت بے شرم ہو۔ میں تو ایسے ہی صلح مار رہی

تھی۔ ایک لمحہ لگتا ہے تمہیں بہکنے میں۔ خود کو سخت بناؤ"

جھکی نظروں سے ہی وہ اتنے پیارے آل راوند رجناب پر الزامات دھر

گئی، ایسے حسین الزامات کسے نہ مار ڈالیں۔

"میرے سخت ہونے سے تم ایفیکٹ ہو سکتی ہو۔ تو مجھے اپنے لیے پگھلا ہوا ہی رہنے دو۔ تم نے پھر سے بال کھولے، مانیہ میں اس ٹرسٹمنٹ کے بیچ انکو کھلانہ دیکھوں دوبارہ۔۔ لاور بڑ بینڈ دو"

وہ اسکے بالوں کو چھوتے بولا تو پھر سے وہ اماٹل کی انگلیوں سے الجھ کر ٹوٹنے لگے جو اماٹل سے برداشت نہ ہوا، مانیہ نے اسکے برہم ہونے کے ڈر سے جلدی سے کلانی پر چڑھایا ربر بینڈ اتار کر دیا تو اماٹل نے اسکے بال نرمی سے سمیٹ کر انھیں پھر جوڑے کی سی شکل دیا اور وہ ربر بینڈ بنا اسکے سر کو درد پہنچائے اس پر لگایا۔

"ان میں الجھنیں پڑنے مت دینا، ایسے زیادہ ٹوٹیں گے۔ میری بات مانتی ہے تمہیں۔ گھر چل کر میں انکو خود کا نمب کر کے سلجھاتا ہوں۔ میرے ہوتے انکو خود چھونے سے پرہیز کرنا۔ تمہیں ان پر اور مجھ پر ترس کھانا ہو گا۔ سمجھ گئی ہو"

وہ اسکی آنکھوں کی تڑپ پر لاجواب سی ہوئی، پلکیں سی گیلی محسوس ہوئیں۔

"ٹھیک ہے۔ انکواب سے واش بھی خود کرنا۔ میرے ساتھ ساتھ انکو بھی

سنجھال لو گے ناں؟"

وہ اسکے رخساروں سے ہتھیلیوں کو جوڑے نم دیدہ آواز و آنکھوں سمیت بولی۔

"میں سب سنجھال لوں گا۔ بس تم میرا کبھی کبھی بہک جانا قابو کرتی رہنا۔

Its Good for us darling"

وہ یوں بے خود، خمار آلود آواز سے بولتا مانیہ میں اپنی سیدھی سیدھی طلب ہی توجگا بیٹھا کہ اسے امانل سے نظریں ہٹائے اسکے سینے میں پناہ لینی پڑی۔

"کوشش کروں گی۔ آج ہم ساتھ وقت گزاریں گے امائل۔۔ بہت سارا۔ میرے فرینڈز نے ڈنر پارٹی کل شام رکھی ہے۔ مجھ سے کل تک دور مت جانا۔ پرامس؟ مووی ہم کل ڈنر کے بعد دیکھنے جائیں گے"

وہ اسکے سینے لگی ہی سب طے کر رہی تھی، امائل گہرا سانس بھرتے اسے سن کر رہ گیا۔

"جو تم کہو۔ وہ سب قبول۔۔۔ بس یہ دو دن ہم ہو سپیٹل سے باہر ہیں تو ٹھیک رہنا ورنہ آگے سے گھر والی عیاشی پر بین لگا دے گا تمہارا ڈاکٹر۔ نو سٹریس۔۔۔ پلیز"

وہ اسکو روبرو ہو کر دیکھتی پوری خوشی سے مسکرائی۔

"ڈن۔۔ امائل! ماما نے ایک کال تک نہیں کی مجھے، مڑ کر خبر ہی نہیں لی کہ انکی باتیں کتنا پاگل کر گئی تھیں۔ میں زندہ ہوں۔۔۔ یا۔۔۔"

وہ یکدم افسردہ ہوئی تو اماں نے بات مکمل ہونے سے پہلے اسکا ماتھا شدت سے چوما۔

"میں ماما بن کر کال کر لوں؟"

وہ ایسے جواب پر بھیگی آنکھوں سے ہنسی۔

"تم کیا کیا بنو گے میرا پاگل؟"

وہ روہا نسی ہوئی۔

"سب کچھ۔۔۔ بس جس کا پیار چاہیے بتانا میں روپ بدل لوں گا۔ تمہارے

لیے سب کچھ پائسیبل ہو چکا ہے۔ ان چند دنوں میں سب ممکن کر دیا تم

نے۔ اس لیے کوئی حسرت پاس بھی مت آنے دینا۔ میں تمہاری حسرت اور

اس حسرت سے جڑے ہر فرد کے لیے بہت مہلک ہوں

مانیہ۔۔۔۔۔ اوکے؟"

وہ جنونی ابھی تک مانیہ کے سامنے تو نہیں بنا تھا پر اسکا لہجہ کبھی بھی شدت
 اوڑھ لیتا تو مانیہ کا دل کانپ جاتا کہ وہ کسی امانل کے شدت پسند روپ سے مل
 بیٹھی تو ناجانے سہہ بھی سکے گی یا نہیں۔

"ا۔۔ اوکے۔۔ ڈراؤ تو موت۔۔"

وہ بیچارہ سا مسکرائی تو جناب بھی زرا کھل کر وارفتہ مسکرائے اور پھر اپنی لیڈی
 کے لیے خود فرنٹ ڈور کھولا، وہ اتراتی نہ تو کیا کرتی کہ اسے کچھ دن سے
 امانل خرد قریشی پر نسیر ٹرٹمنٹ دے رہا تھا، دونوں اب سیدھے فارم ہاوس
 جارہے تھے جہاں وہ مانیہ کو بہت سا سپیشل فیل کروانے والا تھا، وہ خود بھی
 اب یہی چاہتی تھی۔

فنکشن اینڈ ہوا تو نامہ کو بھی سب لیڈیز سے نکل کر نوح تک واپس آنا
 پڑا، نوح کے ننھیال والے سب ہی ان دو کے بھرپور رات کے آرام کے

خواہش مند ان سے ہر چیز پوچھتے رہے، روم بھی اتنے مہمانوں میں بہت اچھے اور پیارے والا دیا۔

نوح اس بیچ نامہ کے اندر اٹھتی گھبراہٹ کی لہروں کو اچھے سے اسکے چہرے کے تاثرات میں گھلتا محسوس کر رہا تھا۔

"کچھ کھایا بھی ہے یا مجھے ہی سوچتی رہی ہو نامہ؟"

وہ لوگ فیملی ممبرز کو گڈنائیٹ کیے ساتھ ہی اپنے والے روم کی طرف بڑھ رہے تھے جب نوح نے چلتے چلتے نامہ کی ہتھیلی کو اپنے ہاتھ کے آہنی پر حلاوت خیز شکنجے میں بھرتے سوال کیا۔

"آپ کو کیوں سوچتی؟"

وہ جلدی سے اپنے گم ہوتے حواسوں کے کنارے سنبھال کر نوح کو دیکھنے لگی جسکی بولتی آنکھیں اسکو چھو گئیں۔

"ریلی! کیا ایسا کچھ بھی نہیں ہمارے بیچ جو دور ہوتے ہی سوچا جاسکے"

وہ بولتی آنکھیں ہی قہر تھیں پھر جب وہ ہونٹ ان آنکھوں کے مفہوموں کو جتانے ساتھ ملے تو آس پاس کی حرارت میں اضافہ ہونے لگا، نامہ کی آنکھوں کے سامنے وہی منظر گھوم کر رہ گیا جو اک دلکش حادثے کے طور پر تاعمر کے لیے خاص ہو چکا تھا۔

"دور! نظروں کی حدود میں رہنا دوری نہیں ہوتی"

نامہ نے میکانی طور پر کہہ تو دیا پر نوح کے ہونٹوں کا شرارتی انداز میں پھیلنا دیکھے وہ الرٹ ہوئی۔

"مطلب تم دور بیٹھ کر بھی مجھے دیکھتی رہی ہو نامہ؟"

وہ جلدی سے بہکتی نگاہیں سنوارتا بولا۔

"واٹ!۔ نو۔۔ نہیں۔ آپکا کہہ رہی تھی میں۔۔۔ میں کیوں دیکھتی آپکو جب آپ سے بھاگ کر گئی تھی؟"

لمحے میں نامہ کا وضاحتیں دیتے سانس ادھر ادھر ہوا، جربز کی سی کیفیت طاری ہوئی، روم ڈور آگیا تبھی دونوں رک گئے، نوح اس پر سے، اسکے گلاب ہوتے چہرے سے نظریں ہٹانے لائق ہی کہاں رہا تھا۔

"بھاگ کر دور جانے میں اور واقعی دور ہونے میں فرق ہے میری ڈکشنری میں، بہت تنگ کیا تمہیں دن سے اب تک۔ چاہو تو سزا دے سکتی ہوں نامہ سلطان"

وہ جب بات کے اختتام تک اسکا نام لیتا تو نامہ کے دل تک اک سرور اترتا۔

"نہیں اٹس اوکے! آپکے بابا کو آپکا یہ شرارتی ورژن بہت بری طرح درکار تھا۔ انکے ساتھ بھی ایسے ہی پنگے کریں گے اب سے آپ؟"

وہ جلدی سے معصوم ترین نامہ بنتی تب تب نوح سر تا پیر ہل جاتا۔

"مطلب میں نے تمہارے ساتھ پنگے کیے آج؟"

نوح کی ہر تان نامہ سے جڑے حوالے پر جی اٹھنے پر ٹوٹتی تھی، نامہ کو لگا کچھ غلط کہہ بیٹھی ہے تبھی متذبذب سی کیفیت میں نوح کی صورت تکتے لگی۔

"یہاں ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ روم میں چلیں؟"

نامہ کو جواب جیسی کوئی شے سمجھ نہ آئی تو بوکھلاہٹ کے مارے خود ہی پیر پر کلہاڑی دے ماری۔

"ایس! شیور نامہ"

وہ بھی اپنی بے جاشو خیاں سمیٹے نامہ کے لیے روم کی حدود سے ہٹ گیا۔

ڈور ناب پر نوح نے ہاتھ رکھے نامہ کو اندر لے جاتے خود بھی جب قدم اندر

رکھے تو نامہ کے گھبرا کر رک جانے پر وہ بھی بمشکل نامہ سے ٹکراتے

بچا، نامہ اس کے سینے سے جا لگتے ہی دور ہوئی، نوح کے دماغ تک دل کے تیز

دھڑک اٹھنے کی اطلاع پہنچی جو سب جذبات میں ہلچل مچانے والی تھی پر جلد سنبھل کر نوح نے کمرے کا جائزہ لیا تو نامہ کے پتھر انے کی وجہ سمجھ آئی، ایک تو کمرہ بہت ہی چھوٹا تھا دوسرا یہاں کاوچ نہیں تھا بس ایک سنگل بیڈ سے زرا سا چوڑا بیڈ تھا، دو ٹیبلز تھیں اور دو چئیرز، ایک دیوار پر نسب ایل سی ڈی، اور دیوار پر لگی کچھ ڈیکورٹیو چیزیں جبکہ میٹرس کے لحاف پر سفید پھولوں کی پتیاں بچھی تھیں اور سائیڈ ٹیبل پر کینڈلز بھی جل کر کمرے کی تاریکی کو مزید نگل کر اک چھپی آگ دہکار ہی تھیں، کمرہ بلاشبہ ایک نیو لی ویڈ کپل کے لیے سجا تھا، ضرورت کی ہر چیز مہیا تھی۔

"نوح! یہاں تو کاوچ نہیں ہے"

WWW.MIRZANOVELS.COM

وہ اسی صدمے سے پلٹی جو اسے کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر پہنچا، نوح جو مسکراتی نظروں سے نامہ کو دیکھنے میں لگا تھا، جلدی سے اسی کی طرح

فکر مندی سے سنجیدہ ہوا۔

"میں دوسرا کمرہ ضرور لے لیتا پر مہمانوں سے گھر بھرا ہے تبھی ہمیں اسی پر گزارہ کرنا ہو گا۔ ویسے بھی سجاوٹ سے لگ رہا ہے یہ ماموں اور نانی صاحبہ نے ہمارے لیے ہی سیٹ کروایا ہے"

نامہ نے اسکی بات سمجھتے جبر اساسر ہلایا پر میٹرس کے سائز کو دیکھے نامہ کی ٹانگیں سی لرزیں، ابھی سے وہاں خود کو نوح کے ساتھ لیٹا میجن کرے پیشانی عرق آلود ہونے لگی۔

"اتنا چھوٹا بیڈ۔ کروٹ بھی بدلو تو اگلے کے گلے پڑ جاو۔۔۔ اف یہ کیا ہو

گیا۔ پتا ہو تا اپنا بیڈ آرڈر کروالیتی یا کم از کم کرائے کا کاوچ ہی آجاتا"

نامہ نے میٹرس کی سجاوٹ تو اب دیکھی، نرم گرم لحاف اور بچھی ہوئی حسین بیڈ شیٹ، ملائم سے فرل لگے تکیے، سائیڈ ٹیبل پر بھی پھولوں کی پتیوں کے ڈھیر لگا کر موم بتیاں سلگائی گئی تھیں جو ایک مست سی مدھم خوشبو اگل رہی تھیں، روم کی لائٹ بھی کافی آنکھوں کو مدہوش کن تاثر بخش رہی تھی۔

پابنتی کی جانب تہہ شدہ رات کے کپڑے بھی رکھے گئے تھے، نامہ کا دل بیٹھنے
 سالگا، سوچیں باغی ہونے لگیں اور اگر اسے ذرا بھی اندازہ ہو تا نوح اسے
 کن بہکی نظروں سے دیکھ رہا ہے، بچاری کی جان سچ میں نکل جاتی۔

"اف"

وہ بے اختیار گھبرا کر بڑبڑائی تو نظریں نوح سے جا ملیں جس نے فوراً اپنی فتنہ
 خیز نگاہیں، نرمی میں تبدیل کیں، تھے تو جناب اداکاری کے ماہر۔

"رٹلکس! میں اپنی حد جانتا ہوں نامہ"

جب نامہ کی حالت مزید پتھرائی وہ سہہ نہ سکا تو عقب سے قریب آتے اپنے
 دونوں ہاتھ نامہ کی بازوؤں پر اوپر سے نیچے حرکت کر کے لاتے اسکے دونوں
 ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے لمحے میں نامہ کے پیٹ کی جانب اپنے ہاتھوں
 کو لے جاتے اسکے ہاتھوں کو جیسے قید کیا، نامہ کو یقین آ گیا وہ حد پار کرنا جانتا
 ہے یہ مطلب تھا اسکے جملوں کا، نامہ نے کسی مخالف جنس کی ایسی قربت

سوچی بھی نہ تھی جیسی یکدم میسر آگئی، وہ مکمل اسکے مضبوط وجود میں چھپی معلوم ہوئی جیسے وہ اسے دنیا سے چرانے والا ہو۔

نامہ کو اپنے سر اور بالوں سے مس ہوتی نوح کے چہرے کی تپش گردن کی جلد تک اترتی محسوس ہو رہی تھی، جہاں جہاں سے اسے نوح خود سے جڑا محسوس ہوا، وہاں وہاں اک کپکپاہٹ دیتی سرشاری کا پہرا تھا، خواہشوں کا رقص تھا۔

"تم ڈر رہی ہو، سانس آنے میں بھی مسئلہ ہے۔ اور دیکھو رو نگٹے؟"

نوح جس نے اسکے بازوؤں پر ہاتھ پھیرتے اسے کفر ٹیبل کرنے کی کوشش کی، یکدم نامہ کی توجہ اسکی بازوؤں کی پوروں کے واضح ہونے پر دلائی، نامہ نے جلدی سے نوح کے ہاتھوں میں دھری اپنی کلائیوں کو دیکھا، وہ اسکے عقب سے جڑا اس سے یہ سارے اختیارات چھین کر کس معصومیت سے اطلاع دے رہا تھا، نامہ کا پورا لہو سلگ گیا۔

"میں جھوٹ نہیں بولتی"

خود ہی اعتراف کر ڈالا، مانور ہی سہی اجازت بخش دی گئی، نوح کی نظر نامہ کے کان کے پیچھے گئی جہاں گردن کا اک ایسا حسین حصہ تھا جسے چومنے کی خواہش یکدم ہی نوح میں انگڑائی لے گئی پر وہ بس دیکھ سکتا تھا، وہ ویک پوائنٹ بن رہی تھی، وہ شفاف ملائم دھمکی گردن جس سے خوشبو کے جھونکے اٹھ رہے تھے، نامہ کے جسم کی خوشبو اک الگ جسم بنی نوح میں اتر رہی تھی اور اس لڑکی کو گماں ہی نہ تھا وہ کتنا کچھ سوچ رہا ہے۔

"نوح! میں آپکے ساتھ ایک بیڈ شیئر نہیں کر سکتی"

نامہ کی کپکپاتی پکار پر وہ اسکے سر آپے کی کشش سے پیچھا چھڑوائے پکڑ کر نامہ کو اپنے سامنے کر گیا جو بھاری سانسیں بھر رہی تھی۔

"تم خود کو میرے پاس محفوظ مان کر پچھتاو گی نہیں۔ آئی پر امس۔ میرے پاس بھلے سارے حق ہوں پر تمہاری تسلی کے لیے لو انھیں روم سے باہر پھینک دیا۔ ناویو آراو کے؟"

وہ نامہ کی کمزور کیفیت اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ اسکی کمزوریوں کا وہ بھی فائدہ اٹھاتا تو بھلا اس میں اور نامہ کو ستانے والی دنیا میں کیا فرق رہ جاتا جبکہ نامہ نے ڈرتے ہوئے ہی سر کو ہلایا، نوح نے جان بوجھ کر نامہ کے کان کے عقب میں اپنا ہاتھ ہتھیلی سمیت جا جمایا کہ جس نامہ کی گردن کے حصے کو وہ چوم نہیں سکتا، اسے چھوئے بنا گزارہ نہیں رہا تھا، نوح کی انگلیاں اپنی پوروں کی حدت نامہ کے کان کے پیچھے گردن پر پھیلا رہی تھیں اور کان انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے بیچ والی جگہ قید تھا جبکہ انگوٹھے سے وہ اسکی جالائن کو سہلا رہا تھا، نامہ صرف اسے دیکھ نہیں رہی تھی، اسکے ہاتھ کی انگلیوں اور انگوٹھے کی ہر حرکت، اپنی پچھلی گردن اور چہرے کی جلد کے ہر انچ پر بھرپور فیل کر رہی تھی۔

"پھینکیں نہیں۔ بس رکھ دیں یہیں کسی کونے میں"

نامہ نے لمحے میں پر سکون ہوتے نوح کے دوسرے ہاتھ کو دیکھا جس میں نامہ کا دوسرا ہاتھ قید تھا، جبکہ وہ جھکی آنکھوں اور چہرے والی اسے پیاری تھی تبھی نوح نے بے اختیار نامہ کا آگے جھکتے سر چوما، وہ اسکے اس روح سہلاتے لمس پر نوح کے ہاتھ کو مزید مضبوطی سے دونوں ہاتھوں سے جکڑ گئی پھر جب وہ دور ہوا تو نامہ نے لحظہ بھر نظر اٹھائی، ان ہیزل آنکھوں کو اپنی من چاہی نگاہوں سے دیکھا۔

"یہیں کسی کونے میں رکھے ہوئے حق بے دھیانی میں استعمال ہو سکتے ہیں، پھینکے ہووے کو استعمال کرنے میں انا آڑے آ سکتی ہے نامہ۔ اب بھی یہیں رکھنے کو کہو گی؟"

وہ اس سے جیسے پوچھ رہا تھا، وہ تو رکھنے والی بات پر بھی پچھتانے لگی، یہ حق نوح کے ہاتھ میں ہی سجتے تھے، اسکی مسکراہٹ بھی جب نامہ کو

چھیڑتی، آنکھیں چپکے سے نامہ کا عکس چومتیں، وہ نامہ کو سکون دینے لگا تھا اور وہ سکون چاہنے لگی تھی، وہ نوح ادا دوغان کی ذات سے، اسکے جسم سے، اسکی موجودگی سے سکون پانا چاہتی تھی۔

"مشکل سوال ہے؟"

وہ بیقرار سی لگی تو نوح نے خود ہی پیار سے سوال کر دیا، نامہ نے بے بسی سے سر کو ہلایا۔

"بگھڑا باس، کچھ کچھ ہاٹ لگ رہا ہے تمہیں کیا؟"

نامہ نے ہاں میں سر ہلاتے فوری نفی کی تو وہ اسکے ملے جلے بیان پر مسکرایا اور اسکی مسکراہٹ نامہ کو بے سکون کرتی محسوس ہوئی۔

"بہت تھک گئی ہوں، کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا"

نامہ نے اپنے پیروں میں اٹھتے درد پر منت سی کی تو نوح نے نظر جھکاتے نامہ کے پیروں کو انسیت سے دیکھا، وہ سپید و گلابی پیر ڈارک براؤن سٹریپ، ہیلز میں قیامت لگ رہے تھے۔

"تم انکی سپیشل کنیر کرتی ہو؟ یہ اتنے پیارے پیر کس مورنی کے چرائے تم نے، انکے پیروں کا سارا حسن چرا لیا تبھی بد صورت ہو گئے دنیا کے ہر مور کے پیر۔۔۔۔ ساری خوبصورتی تم نے لوٹ لی انکی"

نامہ جو تھکن، قربت و رسائی کی حدت سے پریشان تھی، نوح کے بدحواس ہو کر پوچھنے پر مسکراہٹ کو چھپانہ سکی۔

"میں کنیر نہیں کرتی، یہ بچپن سے ایسے ہی ہیں۔ چور تو بالکل بھی نہیں ہوں"

نوح نے پیروں سے بمشکل نظریں اٹھا کر نامہ کی آنکھوں میں اپنی ہیزل آنکھیں جمائیں۔

"مزاق کو مزاق سمجھا کرو۔ سیریس ہو جاو گی ہر بات پر تو مجھے بھی ہونا پڑے گا"

وہ اسکے بولتے شور مچاتے جتانے پر سرخ رو سی ہوئی۔

"میں کچھ سکون چاہتی ہوں نوح"

وہ شدید بے حال ہوتے بولی تو نوح نے یوں دیکھا جیسے بہت بے باک سوال وہ آنکھیں پوچھنے لگی ہوں۔

"کس نوعیت کا؟ میں ہلپ فل ہو سکتا ہوں کسی بھی طرح تمہارے مطلوبہ سکون میں؟"

نامہ کی پلکیں سی لرزیں، وہ چہرہ نوح سے چھپانے کو چر اسائی، اسکے پاس جو جواب نہ تھا، نامہ اسے دینے کی ہرگز کوشش بھی نہ کرتی۔ جبکہ نوح کو کہاں

گوارا تھا کہ نامہ سلطان پر سکون ہونا چاہے اور اس سے نظریں بھی

چرائے، اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ واپس اپنی طرف موڑ گیا۔

"چینج کر لو۔ تمہارا آرام و سکون چاہتا ہوں۔ سوتے ہیں پھر۔ میں تب تک کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔ تم کھاو گی؟ مجھے تو بھوک فیل ہو رہی ہے"

وہ اسکے کمزور پڑنے کو جس محبت سے سنبھال گیا، ہوا میں اڑا گیا، نامہ کو ہرگز امید نہ تھی۔

نامہ نے مسکرا کر جلدی سے سر ہلایا، بھوک کیا نامہ کی پیاس بھی اس لمحہ گلے کو نقصان دینے پر اتری محسوس ہو رہی تھی، وہ سچ میں پاس موجود تھا یہ ہینڈل کرنا حقیقی معنوں میں بھاری ہو رہا تھا۔

"نوح۔۔۔"

اس سے پہلے وہ ہاتھ آزاد کرے دروازے کی طرف قدم بڑھاتا، نامہ کی پکار اسکے قدموں میں رکاوٹ بنی، پھر دل کی دھڑکن کے وسط میں، پھر پورے وجود میں اک بے خودی کی لہر سی جاگ اٹھی۔

"پورے نکاح ایونٹ کے بیچ میرے بالوں کو نہیں

چھوڑا آپ نے، سب کیا سوچ رہے ہوں گے؟"

نامہ کا شکوہ اس تنہائی اور قربت کی فضا میں معصوم ہو کر بھی شعلہ ثابت ہوا، نوح نے بھرپور پلٹ کر نامہ کی آنکھوں میں دیکھائی دیتی ہلچل بڑے شوق سے دیکھی۔

"تمہیں سکھ کا سانس لینے کو چھوڑ دیا تھا اکیلا، اسی پر خوش ہو جاؤ۔ وہ سوال نہ کیا کرو جس کا جواب نہیں ہے میرے پاس"

وہ اسکے اور اپنے بیچ کی تنہائی کا فسوں مٹانا چاہتی تھی پر نوح کے جواب اور نظروں نے نامہ کو کسی سوچ سمجھ کے لائق نہ چھوڑا۔

وہ جلدی سے سر بیچوں سا ہلاتی اپنے رات کو پہننے والے پاجامے اور شرٹ کو اٹھائے جیسے واش روم بھاگی، نوح کی وہ ہنسی جو محترم چھپا کر رکھتے تھے آج پھر بے قابو ہو کر ارد گرد نا دیدہ حرارت برپا کر گزری۔ بچاری نامہ! اسے کیا

پتا بھی تو پارٹی شروع ہوئی تھی، کچھ دیر بعد تو اسکے پاس ایسے بھاگنے کا اختیار بھی نہیں رہے گا۔

اف جان لیو!

نوح نے کچن کا رخ کرنا ہی چاہا جب اسے کچن سائیڈ ایریا میں وہیں اپنے خالا کے چھوٹے بچے نظر آئے جو مینڈک، لال بیگ اور ایک دو اور کیڑے پکڑ کر گلاس جار میں ڈالے لارہے تھے۔

"یہ کیا کرنے ہیں تم دونے؟"

نوح نے حیرت اور کراہت سے پوچھتے راستہ روکا۔

"تجربہ نوح بھائی، ان سبکے آپریشن کریں گے ہم کل اپنی سائنس کلاس میں"

دونوں میں سے ایک بچہ جلدی سے چمکتی آنکھوں سے نوح کو دیکھتے بولا۔

"جا کر ہاتھ منہ دھو کے بستروں میں گھسو۔ یہ کل لے لینا مجھ سے"

نوح نے کا کروچ وہ بھی بڑے سے منہ والا دیکھے کچھ سوچنے کے بعد کا کروچ والا گلاس جا رہا تھا ان سے چھینا تو دونوں کے منہ بنے۔

"نوح بھائی یہ سب سے مشکل شکار تھا ہمارا۔ وہی ہتھیا لیا۔ اگر اسے کچھ ہوا اسکی قیمت دینی ہوگی آپکو ہمیں، پانچ سو لیرا۔۔۔۔"

دونوں کو صدمہ لگا پر لین دین اپنی جگہ جس پر نوح کو یقین آ گیا یہ کن مطلبی اپنوں اور رشتہ داروں کے بچے ہیں۔

"دے دوں گا واپس اور ہزار لیرا لے لینا قیمت، جاو سو جاو بے فکر ہو کر۔ شاباش، اپنے گندے ہاتھ دھو لینا یاد سے۔ خطرے کے کھلاڑی بچے"

وہ دونوں ہی پہل پھسل گئے جبکہ ان دو کے جاتے ہی نوح نے جھر جھری سی لیتے اس گندے سے لال بیگ کو دیکھا جو جا رہا تھا ادھر ادھر پڑ رہا تھا

پھر کچھ شیطانی سی سوچ لیے وہ واپس روم میں آیا تو نامہ ابھی تک چلیج کر کے روم میں نہیں آئی تھی۔

"تم اپنا سکون مانگو گی نہیں، میں زبردستی دے نہیں پاؤں گا۔ تو شاید ڈر کر ہی میرے پاس آ جاؤ۔۔۔ کیسے گندے کام کرنے پڑ رہے ہیں مجھے۔۔۔ اسکی تو شکل ہی بہت واہیات ہے"

نوح نے ڈور کے پاس زر ادوزانو ٹائیٹ بینٹ گھٹنے سے زر الوز کر کے بیٹھتے ہی وہ جاروم کی طرف کیے کھول دیا تو لال بیگ صاحب اچھل کر اڑتے ہوئے جا کر دیوار پر اٹکتے نوح کا موڈ اور گندا کر گئے، سخت گندی فیل آئی تو اس باول کو روم سے باہر لے جا کر پھینکے وہ کچن میں واپس آیا، پہلے اپنے ہاتھ واش کیے حالانکہ بس اس جار کو چھوا تھا، ہاتھ دھونے کے بعد وہ اپنے لیے کچھ کھانے کو دیکھنے لگا۔

دوسری طرف نامہ روم سے نکلی ہی کہ نظر چٹیر کی گدی پر بیٹھے لال بیگ پر گئی، نامہ پہلے تو اسے دیکھتے خفیف سا گھبراہٹ پھر ہمت نہ ہارتے ادھر ادھر کچھ مارنے کو تلاشا، لال بیگ اڑ کر ٹیبل پر بیٹھا تو نامہ نے ڈر کر اپنی پوزیشن بدلی اور وہیں روم ڈور کے کارنر ایریا میں پڑے کارڈ کو دیکھتے نامہ نے اسے گول پائپ کی طرح رول کیا اور آہستگی کے آکر اس شارپ کارڈ سرکل میں اس لال بیگ کو پھنساتے ایک طرف سے اس گول راوند ہوئے کارڈ کا راستہ بند کیا جبکہ لال بیگ پھدک کر اس گول راڈ جیسے کارڈ میں گھسا تو نامہ نے جلدی سے دوسری طرف کو بھی مروڑ دیا، لال بیگ اس پائپ بنے کارڈ کے اندر پھنسا تو نامہ نے فتحمندانہ نگاہوں سے اسے لے جا کر روم کی کھڑکی کھولے باہر پھینک دیا۔

جبکہ نوح، کھانے کے لیے کچھ پلین رائس اور ساتھ میٹ گریوی بالز لایا تھا اور پانی کی ایک بوتل، وہیں پکڑے پکڑے حیرت کے سمندر میں چلا گیا جب نامہ کو باہر کھڑکی کے ساتھ جھولتے دیکھا۔

"کیا پھینکا تم نے ابھی باہر؟"

نوح نے وہ پلیٹ اور بوتل ٹیبل پر رکھتے فکر مندی سے پوچھنے کے ساتھ ادھر ادھر لال بیگ کی تلاش بھی کی۔

"کا کروچ تھا بڑے والا، اٹھا کر پھینک دیا باہر"

نامہ نے کھڑکی کے دونوں پٹ بند کرتے کسی جیتے سپہ سالار کی خوشی لیے ہاتھ جھاڑتے اطلاع دی۔

"تم نے میری محنت برباد کر دی۔ اس سے ڈر کر پاس تو آ لیتی پہلے"

صدے میں جاتے نوح نے بڑبڑائیٹھے فوراً سے اپنی زبان جب دانت تلے دبائی، نامہ نے ششدر نگاہوں سے اپنے پول کھول کر نادان کھڑے نوح کو خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔

"ویٹ آمنٹ"

وہ نوح کے پاس آکر رکی، بلیک سلک نائیٹ وئیر میں وہ کیوٹ لمبی ٹانگوں والی نامہ آفت لگ رہی تھی، نائیٹ وئیر پاجامہ اور شرٹ پورے بلیک تھے بس ریڈ کلر کی لیس بازوؤں، اور شرٹ کے ہر کنارے پر لگی تھی، جو بہت ہی پیاری لک دے رہی تھی، نوح کو اسکے اس نائیٹ وئیر میں پھر پور سراپے کو دیکھنے کا موقع ملا، وہ سچ میں تراشی ہوئی مورت تھی اور لمبی ہونے کی وجہ سے اگر کبھی ان فیوچر، سیلتھی ہو جائے تو اور پیاری لگتی یہ نوح نے اسے دیکھ کر سوچا پر اسکے برعکس نامہ کو تو اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا تھا۔

"کیا بول گیا میں"

نوح نے حلق تر کرتے منمناتے کہا تو وہ اور پاس آرکی۔
WWW.MIRZANOVELS.COM

"نوح! روم میں کا کروچ چھوڑا آپ نے؟ یا میرے خدا۔۔ صرف اس لیے کہ میں ڈر کر آپ سے لپٹ جاؤں گی"

نامہ نے آئبر و اچکاتے شریف بنے نوح کو دیکھتے صدے میں ڈوبے
پوچھا، حالانکہ آج اسے شرافت نے تو چھونے کی بھی غلطی نہ کی تھی۔

"ہاں سوچا تو کچھ ایسا تھا۔ مجھے کیا پتا تھا ساری لڑکیاں ان سے نہیں ڈرتیں
ہیں۔ کچھ انکی فرینڈرز بھی ہوتی ہیں۔ میرے رومینس کے ارمان کا حل وہ بنا دیا
تم نے۔ جاو ہاتھ دھو کر آؤ بلکہ پوری نہا کر آؤ"

وہ جو کا کروچ کو سانس بند کیے مار کر اٹھا کر پھینک کر آئی تھی ایسے کیسے اب
بدلہ لیے بنا جانے دیتی، وہی ہاتھ کھول کر آنکھیں مٹکائے مسکرائی کیونکہ وہ
انہی ہاتھوں سے نوح کو جا کر دبوچنے والی تھی، اور اب صدے کی باری نوح
کی تھی، حالانکہ نامہ نے تو اس کا کروچ کو ہاتھ سے چھوا تک نہ تھا پر نوح کو تو
یہی لگ رہا تھا وہ ہاتھوں سے ہی مار کر گرا کے آئی ہے۔

"رومینس! اور وہ کیوں کر نا تھا اپنی ڈرائیور سے؟"

نامہ کے قریب آنے پر نوح بند دروازے سے جاگا جیسے نامہ کوئی قاتل
حسینہ ہو۔

"تم سکون چاہ رہی تھی اس لیے"

نوح نے جلدی سے اسکی کلائیوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا کیونکہ نامہ اپنے
ہاتھوں سے اسکے چہرے کو چھونے والی تھی، نامہ کی مزاحمت نوح کے بے
باک جواب پر تھمی۔

"آپکو کیوں لگا کہ میرا سکون آپکے رومینس میں ہے؟"

نامہ نے جکڑی کلائیوں کو بے بسی سے دیکھتے نوح سے سوال کیا۔

"نامہ! ہاتھ دھو لو پہلے۔ پھر بتاتا ہوں تفصیل۔ مجھے تمہارے ہاتھوں میں

کا کروچ کا خون نظر آرہا ہے"

وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھتے گھبرا کر تاکید کرنے لگا جبکہ نامہ نے مسکراتی آنکھیں بمشکل سنبھالیں۔

"میں نے ہاتھوں سے نہیں مارا اسے"

نامہ کی بات سنے نوح نے گھبرا کر نیچے دیکھا جہاں وہ ننگے پیر کھڑی تھی۔

"واٹ! پیر سے مارا۔۔۔ نامہ یہ مت کہنا۔"

وہ خوفزدہ ہوئے بولا تو نامہ اپنی ہنسی روک نہ سکی، پر ظالم بس چند لمحے ہنس کر رک جاتی تھی، نوح کو تسکین بھی مکمل نہ لینے دیتی، وہ ٹھنڈی سانس بھرتا صاف دیکھائی دیا۔

"پہلے میرے ہاتھ چھوڑیں۔ پھر بتاتی ہوں"

نامہ نے جلدی سے کلائیوں کو جھٹکتے شرط رکھی، نوح کو وہ مستی بھری آنکھیں دیکھ کر کچھ گڑبڑ لگ رہی تھی پر وہ یقین کرنے پر مجبور تھا، نامہ کی

کلائیوں کو آزاد کرنے کی دیر تھی کہ نامہ نے جلدی سے دونوں ہاتھ نوح کے گالوں سے ہتھیلیوں کے سنگ جوڑے اور بے اختیار وہ اسکے قریب ہوئی۔

"نامہ! واٹ از دس یارا؟"

وہ کوفت سے بڑبڑایا پر اپنی یارا کی جان ایسے پکار کر مٹھی میں بھر گیا، نامہ کے دل کی دھڑکن سینے سے لپٹ کر رہ گئی۔

"وہاں ڈور کے پیچھے ایک ہارٹ کارڈ تھا، اسے رول کر کے میں نے اسی کے یوز سے کا کروچ کو اٹھا کر باہر پھینکا۔ میرے ہاتھ صاف ہیں نوح۔ پھر بھی سوری تنگ کیا آپکو"

وہ ڈرتے ڈرتے نوح کی کوفت دور کرنے لگی تبھی نوح نے اپنے وہ ہاتھ جو نامہ کے ہاتھ ہٹانا چاہتے تھے، پکڑ کر واپس چہرے سے بے خودی کے سنگ

جوڑے، نامہ بنا، سیلنز کے زرا نوح سے چھوٹی ہونے کے سبب اسکی طرف
یوں کرنے سے کھینچ سی آئی۔

"مجھے تنگ کر کے مطلوبہ سکون مل گیا تمہیں یا میں قریب آؤں تمہارے
نامہ؟"

نامہ کے پیٹ میں ایسے سوال پر بری طرح بل پڑے، اگر اس آدمی نے پکڑا
نہ ہوتا تو وہ لہرا کر گر پڑتی، پورا چہرہ سرخ ہو کر رہ گیا پر آفرین تھا وہ جو ایسے
وارفتہ و بے خود ہوئے دیکھ رہا تھا کہ اجازت کی اک باڑ نہ ہوئی تو نامہ کو اپنی
روح میں تحلیل ہی کر ڈالے گا۔

"ن۔۔ نہیں۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔ وہ سکون چاہیے تھا"

اسے امید تھی آواز حلق میں اتر گئی ہوگی پر وہ سرگوشیانہ ہو کر نکل ہی
آئی، منت بھری آواز۔

"یہ سکون پا کر، وہ دگنا ہو جائے گا۔ ٹرائے کر سکتی ہوں نامہ۔ وہ جو اچانک مختصر حادثہ ہوا، اسے تفصیل دی جاسکتی ہے ابھی۔"

نامہ کے پورے وجود سے جان سرکنے لگی، نوح نے محسوس کیا وہ یکدم بے جان ہونے لگی ہے، اس لڑکی کے وجود میں گردش کرتے لہو کا خشک و منجمد پڑنا نامہ کی بنا کچھ ہوئے بھی ہانپتی سانسوں، خشک پڑتے ہونٹوں اور خفیف سے کپکپاتے وجود کی لعزش، سبھی پر نوح کی جان اٹکی محسوس ہوئی۔

"رٹکس! میں چینخا تو نہیں ہوں تم پر نامہ"

اس سے پہلے وہ پینک کرتی، اسکی آنکھوں کی اخیر تڑپ پر نوح نے اسے پر سکون کرنے کو اسکے ماتھے سے ماتھا ٹپکے اسکی ہانپتی کیفیت کو بحال کرنا چاہا، نامہ نے اپنے ہاتھ چھڑوانے چاہے، وہ یکدم ہی گہرے سانس بھرنے لگی، نوح نے محسوس کیا وہ اپنے ناخنوں سے نوح کو زخمی کرنے پر تلی اپنی جو کیفیت کہہ نہیں سکی وہ بتانے کی کوشش کر رہی ہے، نوح نے اسکا چہرہ

ہاتھوں کے پیالے سے آزاد کیا اور اپنی کمر کے دائیں بائیں جکڑے نامہ
ہاتھوں کو ہاتھوں میں پکڑ کر دباتے ہنوز اسکے چہرے کی بحال ہوتی رنگت
تک اسکے ماتھے سے ماتھا جوڑے کھڑا رہا، نامہ کی بے ترتیب دھڑکن، ہانپتی
سانس دھیرے دھیرے توازن تک پہنچی پر اسکے وجود کی کپکپاہٹ نوح پر اتنا
تو عیاں کر گئی کہ وہ سچ میں بہت ظالم انسان ہے، نامہ نے آنکھیں سختی سے
بند کر رکھی تھیں، وہ اسے اتنے قریب سانس لیتا محسوس ہو رہا تھا کہ آنکھیں
کھول کر اسے دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

"مجھے لگتا ہے میرے قریب آنے کی اجازت مانگنا، تم پر چینخنے سے زیادہ
بھاری گزرا ہے۔ آئی ایم سوری! تمہارے ہاتھ کانپے ہیں، میرا دل بھی انکے
ساتھ کانپا ہے۔ تم مجھے شٹ آپ کیوں نہیں بولتی تاکہ بات بڑھے ہی
نہیں۔ پلیز ٹھیک ہو جاؤ۔ میں یہ اجازت بھی روم کے اک کونے میں رکھ رہا
ہوں۔"

وہ اسکے ہاتھوں کو اٹھا کر بے دھیانی میں جب چوم گیا، نامہ کی پلکیں سی ٹھہر گئیں، وجود کی ساری کپکپاہٹ تھم گئی۔

"آئی ایم سوری نوح"

وہ اسکی ہیزل آنکھیں کھولتی روہانسی ہوئی۔

"ششش! ڈونٹ ڈو دس۔۔۔ ابھی تمہیں دیکھ کر لگتا ہے تم مجھ سے دور ہی

اچھی ہو۔ دوبارہ ایسے مت کرنا۔ کچھ کھاو گی یا سونا ہے؟"

وہ اسے پیار سے ٹریٹ کرے نرمیوں کو لہجے میں گھولتے بولا۔

"س۔۔ سوتی ہوں۔ آپ کھالیں"

وہ بے ربط سے سانس بھرتی نظریں جھکا گئی۔

"اس میں افسردہ ہونے کی کیا بات ہے؟"

نامہ کی کیفیت سے واقف ہوئے وہ ایک ہاتھ چھوڑتا اسکے بالوں کو سمیٹنے لگا جو نامہ کے چہرے کو چھپانے کی سازش میں ملوث تھے۔

"نہیں ہو رہی، کچھ اور ہے یہ۔۔۔ نارمل سے ہٹ کر"

وہ اپنے ہاتھ کو چھڑوانے کی کوشش ترک کر چکی تھی، وہ نوح کے چوے ہاتھ مانوا سی شخص کی ملکیت ہو گئے تھے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے نامہ ہمارا رشتہ نارمل نہیں ہے؟ اگر تم اس چیز کو لے کر کہیں دل سے خوفزدہ ہو کہ ہماری شادی عام شادیوں سی نہیں تھی اور تبھی تمہیں بہت سی حدوں میں رہنا ہے تو ایک بات سن اور سمجھ لو، پہلے اگر کچھ نارمل نہیں بھی تھا تو اب میرے نزدیک سب ٹھیک ہے۔ میں تمہارا باس پہلے تھا، اب جو ہمارے بیچ رشتہ ہے اس میں بے تکلفی بھی ہوگی، شرارت بھی اور کبھی کبھی بے باک لمحے بھی آن ٹھہریں گے۔ تمہیں سمجھنا چاہیے یہ سب۔۔۔ میں تمہیں فورس نہیں کر رہا لیکن تم مجھ سے اس قدر ڈرو گی تو

دماغ خراب ہو سکتا ہے میرا۔۔۔ یونوائنگر ایشو۔ ریلیف دو خود کو، کم از کم میرے معاملے میں۔"

اس بار نوح نے اسکے گالوں سے ہتھیلیوں کو لگاتے پیار اور خفیف سی سرد سنجیدگی اختیار کیا، جانتی تھی نوح کو اچھا نہیں لگا تبھی افسردہ تھی، اب تو مزید چپ سی ہونٹوں پر آن ٹھہری۔

"اب چپ مت رہو۔ مجھے لگے گا کچھ غلط بک بیٹھا ہوں۔ تھوڑا سا ریسپانس دو نامہ سلطان۔ کیا جو مجھے ہمارے بیچ محسوس ہوتا ہے وہ یک طرفہ ہے؟ بولو؟"

وہ چاہ کر بھی کچھ بول نہ پارہی تھی، اسکی آنکھیں شور کر رہی تھیں پر نوح کیا کرتا اسکے سر پر جنون سا سوار تھا کہ وہ کچھ تو کہے، کوئی تو اسکے جذبات کی تڑپ کا جواب دے۔

"آپ نے پ۔ پھر بک بک کہا ہے مجھ سے جڑی بات کو۔"

وہ الٹا ناراضگی سے بولی۔

"آئی ایم سوری۔ تم میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کرو، اتنا حق تو استعمال کر ہی سکتی ہو"

نامہ اس وقت اسکی قربت، اسکی باتوں سے اتنی پریشان تھی کہ جب وہ بول چکاتے اپنا ہاتھ چھڑواتی وہ انگلیوں کی پوریں نوح کے ہونٹوں پر جما گئی، نوح نے گھور کر نامہ کو دیکھا۔

"نامہ! اب رکھنے کا کیا فائدہ۔۔۔۔۔؟"

وہ چڑ کر اسکا ہاتھ ہٹانے لگا پروہ زبردستی واپس جماتی دوسری ہتھیلی بھی اس کے منہ پر جما گئی، لمحے میں نوح کی آنکھیں نامہ کے ایسے بے خود انداز پر مسکائیں۔

"ہے فائدہ! ہر وقت بولتے رہتے ہیں۔ پریشان کرتے ہیں۔ مجھے کنفوز کرتے ہیں۔ نہیں بولنے دوں گی میں اب آپکو۔ بس"

وہ بچوں کی طرح اسکا منہ بند کیے کھڑی لڑنے لگی جبکہ نوح نے دونوں ہاتھ نامہ کے اطراف لپیٹ کر اسے اپنے سینے سے جوڑتے دائرے میں قید کر لیا، نامہ کو محسوس ہو گیا تھا کہ وہ قید ہو گئی ہے پر وہ اسی پر مطمئن تھی کم از کم نوح بول نہیں سکتا۔

"آنکھیں بھی بند کریں۔"

وہ ہاتھوں کو رکھے منہ تو بند کر گئی پر ان فتنہ خیز آنکھوں کا کیا کرتی جو نامہ کو چیلنج کر رہی تھیں کہ اتنے پاس آ کر وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی ہے۔

"نامہ! تم مجھے مار ڈالو گی۔۔۔ یا کم از کم اپنے پیچھے پاگل کر دو گی"

وہ اسکی کمر پر ہاتھ رکھتے ملائم لباس کے پار سے بھی نامہ کو فیل کر رہا تھا، وہ دھیرے سے سرکتی ہوئی نوح کے سینے سے جا لگی، ہاتھ خود بخود نوح کے منہ پر سے پھسلنے لگے

"م۔۔۔ میں نہیں رہوں گی آپکے ساتھ۔۔۔۔"

وہ جب نوح کے گلے لگنے کے بس دہانے پر تھی، بھیگی آنکھوں سے شکایت کی، نوح اس شکایت کی تابناکی سہہ نہ سکا اور اپنے ہونٹوں پر جمے نامہ کے ہاتھوں کو پکڑ کر ہٹائے نامہ کے عقب میں ایک ہاتھ میں مضبوطی سے جکڑے قابو کر گیا، نامہ کی بھیگی آنکھوں سے اک دو آنسو بے بسی کے سبب ٹوٹا۔

"نامہ! یہ مزاق میں بھی نہ کہنا۔ میں تمہیں پریشان نہیں کروں گا۔ مت لگو تم میرے گلے پر یوں رو کر میرا گلابھاری مت کرو۔ پلیز میں چپ رہنا سیکھ لوں گا تمہارے لیے، یہ اتنا مشکل نہیں ہو گا"

وہ اسکے ہاتھ نرمی سے آزاد کرے اسکے گالوں پر اترے آنسوؤں کو پونجھتا اپنی ہار مان گیا جبکہ نامہ نے نفی میں جب گردن گمائی تو نوح رکا۔

"میرا مطلب جب تم میرا بولنا نہ سہہ پاؤ، ان لمحوں میں چپ رہنے کی کوشش ہوگی یہ کہا میں نے۔۔۔ ویسے چپ نہیں ہونا چاہتا، تمہارا بہت خیال ہے مجھے۔ اب تم پر سکون ہو کر سو سکتی ہو"

نوح نے اسے بنا کہ وہ جواب دیا جسکے لیے وہ خاموشی سے اسے تکتے لگ گئی تھی۔

"پیر ٹھیک ہے۔۔۔ ہے آپکا؟"

وہ اسکے ہاتھوں سے ہاتھ چھڑوا کر جانے لگی مگر رکی تو نوح دلخراش ہوا۔

"میں تمہارے لیے پریشان ہوں۔ اپنی کوئی ہوش ہوتی تو اسکا ضرور جواب دیتا تمہیں نامہ۔۔۔"

وہ اسکے ہاتھ چھوڑتا ٹیبل کی طرف بڑھا اور پلیٹ اٹھائے کمرے سے نکلنے لگا جب نامہ عقب سے پکاری۔

"کہاں جا رہے ہیں؟"

وہ مضطرب ہوئی۔

"اسے رکھنے"

سادہ سا جواب۔

"پر آپکو تو بھوک لگ رہی تھی؟"

نامہ نے اسے روکنا چاہا، وہ اسے خود کے ساتھ ایسی زیادتی کیسے کرنے دیتی۔

"ابھی کچھ کہا ہے تمہیں، سنائی نہیں دیا؟"

نوح بار بار اپنی کیفیت دہرانے کا سٹینا نہیں رکھتا تھا۔

"میں خود کھلا دوں؟ نوح ایسے مت کریں۔"

وہ بھوری آنکھیں شدید غمزدہ تھیں۔

"کمزور پڑتے آدمی کو اتنی پاور پل آفر نہیں کرتے۔۔۔ رد کرنی مشکل ہے۔ کھلا دو۔۔۔"

وہ جلدی سے پلٹا تو نامہ نے اپنے آنسو رگڑتے مسکرا کر وہ پلیٹ لی، نوح تو اسکے اک مسکراہٹ پر سنبھل جانے پر حیرت زدہ تھا۔

"ب۔۔ بیٹھ جائیں"

وہ نامہ کے پیار سے کہنے پر آکر میٹرس پر بیٹھا تو نامہ بھی ساتھ ہی بیٹھی، سپون میں رائس اور میٹ بال توڑ کر تھوڑی گریوی لیے اس نے نوح کے ہونٹوں تک لائے ہاتھ روکا، کیونکہ نوح کا ہاتھ نامہ کو دھیرے سے حصار چکا تھا، ہاتھ کی سانس رکنے کا رسک وہ کیسے لیتا، نامہ کے چہرے کی رنگت سی بدلنے لگی پر جب نوح نے بائٹ منہ میں لی تب وہ کچھ پر اعتماد ہوئی کہ وہ ناراض نہیں ہے۔

"تم جیسی لڑکی نہیں دیکھی میں نے، جس شخص نے سانس روک دیا ہو اسی کو اتنے پیار سے کھانا کھلا رہی ہے۔ ڈرامت کرو مجھ سے نامہ۔"

وہ اسکو دیکھتے اور سنتے اس بار خفیف سا مسکرائی، نوح کو کچھ تسلی ہوئی ورنہ اس شخص کا دل ابھی تک سینے میں دہل رہا تھا۔

"نامہ!"

وہ بنا کچھ بولے دوسری سپون بھرے نوح کے ہونٹوں تک لائی تو وہ بے چینی سے پکار اٹھا۔

"تم مجھ سے خود کو مزید چھپا کر خود کو بس تھکاو گی۔ ایسا نہیں کرو۔ میں تمہارے کیس میں بہت بھیانک حد تک سینسیٹیو ہوں۔ فیل کرو اتار ہا ہوں۔ آج مجبور ہو گیا ہوں تمہیں یہ بتانے کو کہ مجھے ہر پل تمہارا خیال رہتا ہے۔"

وہ بائیٹ لیے اسے کھانے کے بعد تب بولا جب وہ اسکے روبرو بیٹھی نظریں جھکائے ایک ہاتھ میں سے گود میں رکھی پلیٹ سنبھالے دوسرے ہاتھ پکڑی سپون میں تیسری بائیٹ بنا رہی تھی، وہ بے اختیار اسکا ہاتھ چومتے وہیں رک گیا، نامہ نے بڑی مشکل سے ہاتھ سے چھوٹ کر پلیٹ میں گرتی سپون سنبھالی، وہ اسکے ہر لمس پر کانپ جاتی تھی پر یہ صرف سکون دینے سا چھونا تھا، نامہ نے آنکھیں نوح کی آنکھوں میں ڈال لیں۔

"میں ڈ۔۔ ڈرتی ہوں۔۔ آپ سے نہیں۔۔۔ اس بات سے کہ یہ سب ختم نہ ہو جائے۔۔۔ مکمل ہوتے ہی سب ہاتھ سے چلانے جائے۔"

وہ تیسری بائیٹ اسکے ہونٹوں تک لائی جنہیں وہ بھینچ کر اس بار منہ موڑ گیا، دکھی تھا کہ وہ اسے اتنے دنوں میں یہ مان بھی نہیں دے سکا کہ چھوڑنے اور ختم کرنے کی چوائز نہیں رہی انکے پاس۔

"م۔۔ مجھ سے ناراض تو مت ہوں۔ اگر ہو بھی رہے ہیں تو کھانے کا کیا قصور ہے"

وہ اس کے سلگنے کا ارمان نہیں رکھتی تھی۔

"اس لیے کہ تم کھلا رہی ہو یہ قصور ہے اسکا۔ گنداموڈ ہو رہا ہے نامہ۔ جاو اسے رکھ آؤ۔ میں تمہیں کچھ ایسا ویسا نہیں کہنا چاہتا، قصور بھی تمہارا نہیں پھر بھی اندر کی آگ کا کچھ کر نہیں سکتا فوری۔ اینڈ ڈونٹ وری صبح تک موڈ ٹھیک کر لوں گا اپنا۔۔"

وہ اسکو اپنے حصار سے آزاد کرے کہہ کر اٹیچ واش روم جا گھسا جبکہ نامہ نے کھانے کو دیکھتے خود کو ملامت کی کہ اسکی وجہ سے نوح نے اپنی بھوک مار دی۔

"یوز لیس نامہ! کیا تکلیف ہے تمہیں۔۔۔ اف"

وہ خود بھی دلبر داشتہ سی اٹھی اور روم سے ننگے پیر ہی نکل گئی یہ فراموش کیے کہ اس شخص کو نامہ کے پیروں پر لگی دھول دگنا ہرٹ کرے گی، وہ کچن میں آئی، کھانا ڈھانپ کر ویسے ہی پلیٹ سمیت فریج میں رکھتے پانی کا ایک گلاس پیا اور اپنے بالوں کو پکڑے کاونٹر کے ساتھ لگ کر کھڑی گہری سانس لینے لگی، بہت زیادہ اداس تھی، ہرٹ تھی اس لیے کہ نوح کو دکھ پہنچا بیٹھی تھی، پر ابھی نامہ کو اپنی قوت و اہمیت کا اندازہ نہیں تھا کہ جو شخص بری طرح روٹھا ہے اسے اچھی طرح منانے کی اہلیت بس نامہ سلطان کے ہاتھ میں ہی قید ہے، وہ سوچ تو رہی تھی منانے بارے، پر اسے امید نہیں تھی وہ مناسکے گی۔

WWW.MIRZANOVELS.COM
WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

وہ گھر پہنچے تو دونوں بڈھے ہنڈسم استقبال کے لیے موجود ملے، مانہ کی طبعیت تولان کی سجاوٹ پر ہی نہال ہو گئی۔

"اف اتنی پیاری سجاوٹ! یہ میرے لیے ہے؟"

وہ خوشی سے مسکراتی ہوئی اماٹل کی جان لیوا نظروں کے حصار میں سر تا پیر آئی۔

"ہاں ناں۔ ہم نے سوچا ہمارا بچہ اتنے دن ہو سپٹل کے عجیب ماحول میں رہ کر آرہا ہے۔ کچھ ایسا ہونا چاہیے جو تمہیں بھرپور فریش کر دے۔"

خرد اور فیروز صاحب کی ساری محبت و شفقت مانہ کو میسر تھی جس پر وہ خوشی و رشک سے بھر گئی اور لپک کر باری باری دونوں عزیز ہستیوں کا ہاتھ پکڑے چوما۔

"بہت شکریہ آپ دوکا۔ مجھے اتنا سپیشل فیل کروانے کا۔"

وہ کوئی صلہ ادھار کہاں رکھتی تھی، امائل تو اسکی مسکراہٹ پر ہی اٹکا ہوا تھا جو وہ کھل کر جیتے انداز میں اسے ارسال کر رہی تھی۔

"چلو پھر تم دونوں مزے سے ڈنر کرو اپنا۔ ہم بھی اپنی یار ڈنر ڈیٹ انجوائے کرتے ہیں اندر جا کر۔ پھر مل کر کوئی مووی دیکھیں گے۔ ہاں اگر تم تھک گئی تو سونے کی پوری اجازت ملے گی میرا بچہ"

اب وہ دو مزید امائل کا وقت نہیں لے سکتے تھے تبھی جلدی ہی دونوں کو پرائیویسی دیے فارم ہاوس کی مین بلڈنگ کی طرف بڑھے جبکہ انکے جاتے ہی مانیہ نے امائل کی طرف بڑھتے اسکے بازو کھولتے ہی اسکے گلے لگ کر زور سے بازو گھوٹ لیں۔

مانیہ کی یہ محبت بھری گرفت و شدت، امائل کے ہونٹوں پر ریلی سی مسکراہٹ اتار لائی۔

"تم اتنے پیارے کیوں ہو؟ مجھے پتا ہے یہ سب تم نے کروایا ہو گا۔۔۔ یس بولو"

وہ گلے لگی ہی زرا سامنے ہوئی، اسکے یقین پر اماٹل قربان ہوا۔

"میرے جیتے جی ایسے اہم ہونے کے اعزاز تمہیں ملتے رہیں گے۔ کھانا سارا ایک ہوم ریسٹورنٹ سے منگوایا ہے۔ تمہاری ہیلتھ کو بالکل خراب نہیں کرے گا۔ پانی بھی منزل ہے۔ تاکہ تم نیوٹریشنز میل انجوائے کرو۔ یہ سب تو نارمل فکر ہے میری تمہارے لیے"

وہ اسکی ہر بات سے مسکراتی گئی، پھر اختتام تک اپنی گال، اماٹل کی گال سے جوڑے اسکے چہرے سے جا لگی۔

"میرا نیوٹریشنز میل آج بس تم ہو"

وہ لاڈ سے بولی پر ایسے لاڈ ابھی اماٹل کی جان پر بھاری تھے۔

"سوری ڈارلنگ! میں زرا heavy to digest ہوں ابھی۔ ویسے بھی تم کوئی فزیکل انٹیمیشن ہینڈل نہیں کر سکتی۔ صرف اوپر اوپر کاپیار ہی ابھی مرہم ہے تمہارا"

مانیہ کے چہرے پر اسکے جسم کا سارا لہو چھلکا، وہ روبرو ہو کر رحم طلب نگاہوں سے امان کی یہ بے باکی سہتے روہا نسی ہوئی۔

"ت۔۔ تم کتنے بے شرم ہو۔ میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا تھا۔"

وہ شکوہ کر گئی، اف یہ اندر سے کچھ اور اور باہر سے کچھ اور لگتی مانیہ اسکے دل کا دماغ خراب کرنے پر تلی تھی۔

"یہ تمہیں کس نے کہا کہ میں تمہارے ہونٹوں سے نکلے لفظ سنتا ہوں؟"

وہ بہکے نشیلے انداز میں سوال کیے مانیہ کا روم روم کپکپا گیا۔

"ت۔۔ تو پھر؟"

وہ گھبرائی، ماحول میں نادیدہ آگ سی حائل ہونے لگی، امائل نے پر تجسس مسکراہٹ دیتے ہی اسے خود سے دور کیا اور مانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے چمیر پیچھے کیے بٹھایا مگر اپنے دونوں ہاتھ میز کی سطح پر ہتھیلیوں کے سنگ ٹکائے وہ اس کے عقب میں جھکا کھڑا تھا، مانیہ نے زور سے آنکھیں میچیں جب امائل نے پہلی بار اسکی گردن اپنی مردانہ شدت و طلب سے چومتے مانیہ میں اک لرزہ اتار دیا، ایون اک سسکی سی مانیہ کے لبوں سے آزاد ہوتی مدہوش ماحول کی فضا میں تحلیل ہوئی۔

"تم ہو سپیٹل واپس چلے جانا ڈنر کے بعد امائل۔۔۔ پلیز"

وہ گہرے سانس بھرتی منت کرا اٹھی، امائل ہنستا کم تھا پر اس لمحے اس سے دور ہوتے جیسے ہنسا، مانیہ کا دل رکنے لگا۔

مانیہ نے اسی بوکھلاہٹ میں اپنے سامنے والی کرسی پر آکر بیٹھتے اس وجہ سے شوہر صاحب کو ہنس کر بیٹھتے دیکھا تو کپکپاہٹ پیر کی ٹپ تک اتری۔

"میری پرسنل پیشینٹ یہاں ہے تو میں ہو سپٹل کیا بور ہونے
جاؤں۔۔۔۔ آج تمہیں میرا سارا وقت ملے گا"

وہ پرسرار، چھیڑتی، لاج دلاتی گہری پر تپش نظروں سے مانیہ کے لیے کھانا
ڈالتے ہوئے ڈرا بھی گیا جسکی سامنے گردن کی اک گلی سی ابھر کر معدوم
ہوئی تھی۔

"ن۔ نہیں مجھے نہیں چاہیے سارا وقت۔۔۔ میری تو بھوک بھی مر گئی
امائل"

وہ اپنی گردن پر محسوس ہوتی حدت و جلن پر ہاتھ کی پوریں سہلاتی جس
طرح شکوہ کر رہی تھی امائل کی نظروں سے تپش غائب ہو کر سرور بھر گئی۔

"صرف ایک Neck kiss سے ڈارلنگ؟"

وہ بولتی سیاہ آنکھیں مانیہ کو ڈرا رہی تھیں۔

"بہت ہاٹ تھی"

وہ نظریں جھکاتی بے بسی سے منمنائی۔

"ہاٹ تم ہو۔ مجھ پر تمہارا اثر ہوتا ہے۔ اوکے رنکس میں یہ خطرناک موڈ آف کر دیتا ہوں۔ اب کھانا کھاؤ مانیہ"

وہ اسکی یکدم نرم ٹون پر زراسکون میں آئی۔

"پکاناں؟"

وہ بچگانہ انداز میں یقین مانگ کر سامنے والے کو بلاسٹ کرنے پر تلی تھی۔

"ایک دم پکا۔۔۔۔۔"

وہ پیار سے تکتے مسکرایا تو مانیہ کا سانس کچھ بحال ہوا مگر پورا وقت وہ امانل کی بدلی بدلی نظروں سے بے چین نظر آئی۔

مووی دیکھنے کا پلین تو تھا پر کھانے کے بعد کچھ واک ہی ممکن ہوئی تو مانیہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں، خود خرد صاحب اور فیروز نے دونوں بچوں کے آرام کو فوقیت دی۔

اماٹل اسے روم میں لایا تو وہ آتے ہی اس سے دور ہوتی میٹرس پر بیٹھی، اپنی ہیلز اتارنے لگی جب وہ قریب آکر رکا اور مانیہ کو پکڑ کر تکیے پر گراتے اسکا پیر پکڑ کر ٹانگ اٹھائی، مانیہ نے ڈرتے ہوئے اس آدمی کو دیکھا جو اسکی ہیلز کھولتا اسکے پیر سے آزاد کرے نیچے پھینک گیا پھر یہی دوسرے پیر کے ساتھ کرنے کے بیچ وہ بہکی سی نظروں سے مانیہ کو دیکھ رہا تھا، دونوں پیر، ہیلز سے آزاد کرے اماٹل نے اٹھا کر لحاف کے نیچے کیے اور اسے مانیہ پر جھکے اوڑھا ہی رہا تھا جب مانیہ نے اسکا ہاتھ پکڑا جس سبب اماٹل اسکے پہلو میں بیٹھے ہی مانیہ پر جھکا پر بروقت اس پر گرنے سے خود کو بچائے اپنے دونوں ہاتھ مانیہ کے تکیے کے دائیں بائیں جمالیے اور اپنے ہونٹوں کو اسکے ہونٹوں کے بجائے اسکے ماتھے پر رکھتے اک نرم لمس سے مانیہ کے اندر کی ہلچل قابو کی۔

"ایسی نظروں سے ابھی مت دیکھو مانہ۔ میرے اندر کا جن ایکٹو کر دیں گی۔ ابھی پھول کی طرح رہو میری ہتھیلی میں۔ پلیز"

وہ اس کی نرم ملائم گال بے خودی سے چومتا واپس اوپر اٹھا تو مانہ نے اس کے گریبان پر اپنے دونوں ہاتھ جماتے پھر روکا۔

"تم بالکل میرے ڈریم مائیکل ہی ہو، بلکہ وہ تمہارے پیروں کی خاک بھی نہیں۔ کوئی بھی نہیں۔ ہمیشہ میرے ساتھ رہنا۔ تمہارا یہ روپ جو ابھی ہلکی ہلکی جھلک دیکھا رہا ہے، مجھے پاگل کر دے گا۔ میں تمہارے ضبط و جبر کو سراہنا چاہتی ہوں"

امائل نے پھر سے اسکا ماتھا چومتے اسکو سنا مگر جواب وہ کچھ الگ دینے کا سوچ ہی رہا تھا کہ سانسوں کے اک بے خود سنگم سے پہلے ہی امائل کے بجتے فون نے اسے روک لیا۔

سائیڈ ٹیبل پر امائل کا فون پڑا تھا جہاں رحمان صاحب کی کال آرہی تھی تو امائل نے بڑی دقت سے اپنی توجہ اس حسینہ سے چرائے اٹھ بیٹھتے فوج اٹھایا۔

"جی رحمان سر؟"

فوری کال پک کی تو مانیہ بھی زرا تکیوں کے سہارے اٹھ کر بیٹھی، جبکہ اس جانب ناجانے کیا خبر دی گئی کہ امائل لمحے میں پریشان نظر آیا۔

"اوہ مائی گارڈ! میں آتا ہوں سر۔۔۔ پلیز پریشان مت ہوں"

امائل نے انھیں دلاسا دیا جبکہ مانیہ بھی اب کے پریشان ہوتے اٹھ بیٹھی۔
 "ک۔ کیا ہوا امائل! سب ٹھیک ہے؟"

امائل کو کال بند کرتا دیکھے مانیہ نے جلدی سے پوچھا۔

"وریام ہو سپٹل پر کسی نے ہوائی فائرنگ کی ہے۔ ایک سیکورٹی گارڈ مارا گیا۔ رحمان سرکافی اپ سیٹ ہیں۔ نوح بھائی بھی نہیں تو انکی سپورٹ کے لیے مجھے جانا ہو گا۔ تم اپنا دھیان رکھنا، اور نیند لو۔ پولیس اور کچھ انویسٹیگیشن ادارے کے لوگ پہنچ آئے ہیں۔ اب سب سیو ہے تو میری ٹنشن نہ لینا"

امائل نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پیار سے تسلی دی پر وہ فکر مند ہو چکی تھی۔

"سب خیر رہے۔ اپنا بھی دھیان رکھنا۔ پہنچ کر مجھے میسج کر دینا میں تبھی سو پاؤں گی"

وہ اسے اسی فکر سے بولی تو امائل مسکرایا اور مانیہ کو آسودگی سے اپنی بازوؤں میں بھینچ کر گلے لگایا۔

"جب تک تم میرے ساتھ ہو۔ دھیان خود میرا دھیان رکھے گا۔ سو جاو تم۔ صبح تک اگر سب سیٹل ہو گیا تو تمہارے اٹھنے سے پہلے پاس آ جاؤ گا اور پینڈنگ بے قابو جذبات بھی نچھاور کروں گا۔ یہ لالچ نہیں ہے بس رشوت سمجھ سکتی ہو۔ سو جانا پلیز۔ میں تمہاری طرف سے بے فکر رہ کر ہی دنیا کے دھندے نمٹا سکتا ہوں مانیہ اماں قریشی"

وہ اپنی ڈھیر محبت تو لفظوں سے بھی لوٹا چکا تھا، تبھی وہ دور ہوا تو مانیہ کا پورا وجود سکون کی دوسری شکل بنا ہوا تھا۔

"اللہ کی امان میں رہو۔ دیکھ لو سو رہی ہوں"

وہ اسکے اٹھتے ہی لیٹی کیونکہ یہ سچ تھا میڈیسن لینے کے بعد اس سے جاگے رہنا ممکن نہ تھا۔

"میری ڈارلنگ بہت فرما بردار ہے۔ سی یو"

وہ اسکو انسیت سے تکتا ہوا اپنا فون لیے کمرے سے نکل گیا تو مانیہ نے بھی سکون سے آنکھیں موند لیں۔

وریام ہو اسپٹل پہنچا تو آگے ماحول کافی تشویشناک تھا، سیکورٹی گارڈ کی موت نے یہ معاملہ سوچ سے زیادہ پیچیدہ کر دیا تھا، اب لگ رہا تھا دشمنی کھل کر سامنے آنے والی تھی، رحمان صاحب کو اماٹل کی وجہ سے کافی حوصلہ ملا پر وہ اس سب سے بہت بری طرح ڈسٹرب نظر آرہے تھے۔ خدا خیر ہی کرے۔



.._____..

"میں کیوں اس پر خواہ مخواہ غصہ ہوا، میرے جذبات بے قابو ہو رہے ہیں، تو یہ میرا قصور ہے۔ وہ خود کو اور اپنی فیلنگز کو ہینڈل کرنا جانتی ہے اس پر بھی مجھے جلن ہو رہی ہے"

واش روم کا ڈور کھولے نوح نے روم میں پیر رکھے تو وہ با وضو تھا، اسکے گیلے
 تروتازہ چہرے پر سابقہ غصے اور چڑکی کہانی مفقود (ناپید) تھی، لیکن سوچیں
 بس اپنے اور نامہ کے رشتے سے الجھی تھیں، کف فولڈ کر کے ہاف وائیٹ
 شرٹ کی آستینیں چڑھائے نوح نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رک کر اپنے
 بالوں میں ہاتھ پھیرتے جائے نماز کی تلاش کی جو اسے روم کے کارنر میں ہی
 دیوار سے لٹکے ڈیکورٹیو ہینڈل میں پڑا ملا، نوح نے میٹرس پر بیٹھے اپنی پینٹ
 پائنجوں کے نیچے سے فولڈ کرتے اپنے پیر کے تلووے پر ہاتھ مارا جہاں
 سٹیجیز نکل چکے تھے پھر بھی اندر ہلکا سا درد موجود تھا۔

وہ اٹھا اور جائے نماز بچھا کر نماز عشاء کی نیت باندھی اور اس شخص کے حسن
 کو چار چاند لگے، کون کہتا تھا وہ شکل و سیرت کا پیارا ہے، اسکا حسن تو اللہ کے
 نزدیک ہونے میں چھپا تھا۔

نامہ واپس جب آرہی تھی، اسکو ہر منظر پھیکا اور اداس لگا، وہ نوح کو منانے کی
 ترکیبیں سوچتی دروازے میں آرکی، نوح کے پاس جانے کا خیال جسم و جان

میں پھر حرارت برپا کرنے کا موجب تھا پر نامہ نے ہمت کرتے ڈور اوپن کیا تو پہلی ہی نظر نماز ادا کرتے نوح پر گئی تو ڈھلتی رات کا اک خوبصورت منظر نامہ کی آنکھوں نے چپکے سے تسخیر کیا۔

وہ جلدی سے دروازہ بند کرے باہر دیوار سے جا لگی، نامہ کے نزدیک عبادت پردے کی چیز تھی تبھی وہ یہیں رک کر اسکے نماز ختم کرنے کا ویٹ کرنے لگی، خود نامہ نے فنکشن اینڈ ہوتے ہی سب لیڈیز کے ساتھ ادا کی تھی جو انکی اک رسم تھی۔

"میں منالوں گی آپکو۔ آپ کا غصہ وضو کرنے سے ویسے بھی مدھم ہو گیا ہو گا۔"

وہ من ہی من میں نوح کے اچھے موڈ کا سوچتے خوش ہوئی کہ اسے منانا بہت آسان ہو گا۔

پانچ منٹ تک وہ یو نہی ننگے پیر دیوار سے لگ کر کھڑی گہری سوچیں کیے
کھڑی رہی پر جب اپنے پیروں کو مسلسل دیکھا تو بے ساختہ دونوں ہاتھ اپنے
رخساروں سے صدماتی کیفیت میں جوڑے۔

"میں ننگے پیر گئی تھی، اف۔۔۔ ان کے غصے کو بھڑکانے کی پوری تیاری کر
رکھی ہے تم نے نامہ"

اپنے آپ کو از سر نو نامہ نے کوسنے کے ساتھ گہرے گہرے سانس لیے کہ
نوح کو منانے کے بجائے یہ تو الٹا ناراض کرنے کا سامان ہو گیا تھا۔

نوح نے اپنی نماز مکمل کرتے اٹھ کر جائے نماز تہہ کیے اسکی جگہ رکھا تبھی
نوح کی نظر نامہ کی ہیلز پر گئی، دماغ میں ٹیس سی جگی۔

"یہ لڑکی ننگے پیر چلی گئی؟ نامہ اب تم نہیں بچو گی مجھ سے بے رحم"

نوح نے سائیڈ ٹیبل سے اسی وقت اٹھایا اپنا فون میٹرس کی طرف اچھالا اور
سے پہلے چند لمبے قدم اٹھا کر دروازے تک پہنچے ڈور ناب گما کر باہر

نکلتا، محترمہ دروازے میں آگے سے کھڑی ملیں، نوح کی نظر سیدھی نامہ کے پیروں کی طرف گئی، خود نامہ جو یہاں پچھلے دس منٹ سے کھڑی نوح کو منانے کے طریقے سوچ رہی تھی، جب نوح کی نظریں اپنے پیروں پر جاتیں محسوس ہوئیں تو نامہ کی آنکھیں خوف سے پھیلیں۔

نامہ نے اپنے دونوں ہاتھ اسکی گالوں کی طرف بڑھانے کا سوچا ہی کہ نوح کی شکایت بھری نظروں کے آگے نامہ کے سارے لاڈ دم توڑ گئے۔

"تم ننگے پیر گئی؟ آریو سیریس نامہ۔۔۔؟"

نوح نے اسے سرد و ناراض نظروں سے گھور کر دیکھا۔

"و۔۔ وہ میں بنا سوچے باہر چلی گئی آپ غصہ تھے تو کچھ سمجھ نہیں آیا۔ بٹ

میں پیرواش کر لیتی ہوں۔ مجھے سچ میں یاد نہیں رہا۔ میں ابھی جاتی ہوں

نوح۔۔ غصہ نہ کریں۔۔۔ ناراض بھی نہ ہوں۔ انکور گڑ کر دھو لیتی ہوں"

وہ بوکھلاہٹ کے مارے جلدی سے نوح کو پکڑ کر زور لگاتی راستے سے پرے کرتی واش روم کی طرف بھاگی تو نوح نے کسے جبرٹوں سمیت غصہ ضبط کیا اور روم کا ڈور بند کرتا وہ چلتا ہوا پیچھے ہی واش روم کے دروازے کے پاس رکا تاکہ نامہ کار گڑ کر پیر دھونا دیکھے، نامہ نے نل کھولتے ہتھیلیوں میں پانی بھرے کھڑے کھڑے جس طرح پیروں پر پانی ڈالا، نوح اسکی اس بے کار حرکت پر خفیف سا خفا ہوتے بھی مسکرایا، پھر جناب نے اسی چال کے سنگ اپنے قدم نامہ کی جانب بڑھائے۔

"ایسے دھوتے ہیں پیر نامہ؟"

وہ اسکی کان کے پاس ابھرتی سرگوشی پر جلدی سے اسکی طرف گھومی، چہرہ متغیر سے رنگ لیے سفید پڑا، وہ اسکے سامنے واش روم میں کھڑا ہے یہ نامہ کو مزید خوفزدہ کر رہا تھا۔

"بس دھول ہی لگی ہوگی۔ وہ ایسے بھی اتر جائے گی۔ گھر تو صاف ہی تھا"

نامہ نے ہچکچا کر صفائی دینی چاہی، اب مان کیسے جاتی کہ اسکی موجودگی میں سارے سلیقے ذہن سے معاف ہو جاتے ہیں۔

"تمہیں یہ دھول بھی معمولی کیوں لگی۔ سخت چبھ رہی ہے۔"

May I help?"

نجانے غصہ تھا یا محبت پر وہ اسکی پیشکش ٹھکرانے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی تھی۔

"نوح۔۔۔ نہیں"

وہ پکار پوری کر ہی پائی کہ محترمہ کے محترم مزید فاصلہ سمیٹے نامہ کو آکر بازوؤں میں اٹھاتے نوح نے اسکے پیر باتھ روم وینٹی کیبنٹ کے سینک باول کی طرف لٹکاتے کھلے نل کے نیچے رکھے اور نامہ کو کیبنٹ شلف پر آہستگی سے ترچھا بٹھائے وہ اپنا ہاتھ بہتے نل والے پانی کے نیچے لے جاتا اسکے پیروں کے نیچے لگی مٹی اور گرد اتارنے لگا، نامہ نے کوئی مزاحمت نہ کی، وہ اسی پر خوش تھی وہ ناراض ہونے کے باوجود دور نہیں رہتا، لیکن دونوں کے چہرے

تقریباً ایک دوسرے کو چھو رہے تھے، نامہ اسے ساتھ ہی لگ کر کھڑا محسوس کرتی اور نوح کی سنجیدہ صورت تکتے دھیماسا مسکرائی، وہ اتنے قریب بہت ہی مدہوش کن خوشبو نامہ کی سانسوں میں اتارنے کا موجب بن رہا تھا۔

نوح نے اسکے دونوں پیروں کو دل بھر کر چھوا، اسکی انگلیوں کی پوریں دباتے وہ انکی خوبصورتی اس بہانے آنکھوں میں بھر پور بسا رہا تھا، نامہ جانتی تھی وہ موصوف اپنا دیرینہ ارمان پورا کر رہا ہے تبھی سانس بھی احتیاط سے بھر رہی تھی۔

"نظر مت لگائیے گا نوح"

نامہ نے نرم سی اسکے کان میں سرگوشی کی، لمبی ٹانگیں ہونے کے سبب وہ انھیں بینڈ کیے کیبنٹ شلف پر بیٹھی تھی۔

"پوری نامہ سلطان کو لگاؤں گا نظر۔ صرف پیروں کو یہ سزا نہیں ملے گی۔ ناراض ہوں میں تم سے بہت۔ تم نے انکو عام سمجھا، تم نے اپنے پیروں کو تکلیف دی۔ دگنا ناراض ہوں"

وہ نامہ کے ہونٹوں کے سامنے اپنی گال پیش کرے، خود اسکے پیروں کے ساتھ مصروف تھا اور نامہ کا دل بغاوت کر رہا تھا کہ بس یہیں اسکی گال چوم کر نوح کو منالے پر اتنی ہمت کہاں سے لاتی۔

"میرے پیروں کو کیوں چھو رہے ہیں پھر؟"

نامہ نے اسکے سنجیدہ ہونے کے باوجود چھیڑا، کیونکہ اب بھلے وہ غصہ کرتا، نامہ کو قبول تھا، کسی طرح تو نامہ کے پاس اسے منانے کی صورت جاگتی، نوح نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے نامہ کو سٹیٹانے پر مجبور کیا۔

"Any problem nama sultan,

تم میری۔ تمہارے پیر میرے، تمہاری آتی جاتی سانس میری۔ تمہارا نام
بھی میرا۔۔۔۔۔"

اپنے حق کے لیے وہ غصے میں بھی اتنا جان لیوا بول اٹھا کہ نامہ سمجھ نہ سکی
مسکرائے یا اس اہمیت اور استحقاق پر رودے، وہ نامہ کے اندر حشر برپا
کیے، بے نیاز بنا برہم سا اسکے بھگے ملائم پیروں کو صاف دیکھتے ہی نل کو بند کر
گیا اور ٹشورول سے کافی ساٹشو کھینچ کر اسے گول کرتے اس نے نامہ کے پیر
ڈرائے کیے اور اسکے پیر سینک باول سے نکال کر نیچے لٹکائے، جبکہ وہ اس
سے پہلے چھلانک مار کر اترتی، نوح نے اسے پھر سے بازوؤں میں اٹھا
لیا، دونوں کی نظریں پھر جا ملیں، نامہ نے اسکی گردن میں بازو حائل کرتے
یوں دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو کیا چیز ہیں آپ نوح ادا دوغان!۔

"یہ لاسٹ وار ننگ ہے۔ دوبارہ تم ننگے پیر چلی تو چوم لوں گا انھیں"

نامہ جو اسکی گردن میں بازو حائل کیے اسکی بازوؤں میں مقتد تھوڑا بلش کرے مسکرا تھی، دھمکی پر لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی، وہ دھمکی بے حد ظالم تھی، وہ اسے اپنے پیر مر کر بھی چومنے نہیں دے سکتی تھی، وہ یہی سوچتی روہانسی ہوئی کہ بھلا ناراض ہو کر بھی چومنے والی دھمکی کون دیتا ہے۔

"کبھی نہیں ہو گا یہ سن لیں نوح۔۔۔ فضول کی دھمکی مت دیں۔ میں اپنے پیر خوشی سے چھونے بھی نہ دوں آپکو"

وہ اسکی طرف سے ناراضگی سے منہ پھیر گئی، نوح نے اسے واپس کمرے میں لاتے ہی قالین پر اتار اتو نامہ سنبھل کر کھڑی ہوئی۔

"تو دھمکی اسی لیے دی جاتی ہے عقل مند خاتون کہ آپ نے ایسا گل دوبارہ

نہیں کھلانا۔ اور بات سنو! چھونے والے معاملے میں خبردار اعتراض

کیا۔ میرے ہاتھوں کی مجبوریوں کو سمجھنا ہو گا تمہیں۔ ورنہ کیس کر دوں گا"

وہ روٹھے بچے کی طرح لگا، اسکی دھمکی سننے نامہ کی گھبراہٹ بھی دور سی ہوئی۔

"کیس کونسا کریں گے؟"

نامہ نے مسکراتی آنکھوں سے تکتے سوال کیا۔

"یہی کہ یہ لڑکی پتا نہیں کس دنیا سے پیروں کی خوبصورتی چرا کر لائی ہے اور بیوی ہو کر بھی میرے چھونے پر اعتراض کرتی ہے۔ تمہیں سزائے محبت ہو جائے گی اسکے بدلے۔ پھر سانس لینے کے لیے بھی میری محتاج ہو جاو گی۔ ڈرو اس دن سے"

وہ اسکے قریب آرکتا اسکی دونوں گالوں کو زرا چڑ کر کھینچے نامہ کو محبت سے ڈرا رہا تھا، وہ سنجیدہ، تھوڑے لاڈ میں نامہ کی اک پہل چاہتا تھا، نامہ کا دل اس شخص کی محبت سے لبالب بھر گیا جب وہ اسے سزائے محبت کی تنبیہ کرے چہرے کے انچ انچ پر گہری نظریں پھیرے دیکھ رہا تھا۔

"سانس لینے کے لیے آپکی موجودگی کی محتاج تو ابھی بھی ہو رہی ہوں۔ کاش آپ کی طرح جل سلگ کر میں بھی اپنے دل کے اظہار اگل دوں۔ کہ پتا بھی نہ لگے اور دل بھی ہلکے ہو جائیں"

وہ مبہوت ہوتی اسے تک رہی تھی، نوح کو اسکی سوچوں، اسکی خاموشی، اسکے دھک دھک کرتے دل تک رسائی کی طلب تھی جو اسکی ہیزل آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔

"تم ایسے چپ چاپ مت دیکھا کرو مجھے۔ پلیز یہ بہت بھاری پڑتا ہے مجھ پر
نامہ"

وہ ناراض ہو کر بھی منت کر اٹھا کہ اس کمزور دل والے پر وہ ایسے قہر نہ ڈھائے، نامہ نے فوری نظریں جھکا لیں تو اسکی چپ پر وہ سخت چڑچڑاہوا۔

"You are Firestorm..

میرے اندر باہر آگ دیتی ہے اور بجھاتی بھی نہیں یہ لڑکی"

وہ خود ہی یہ باتیں سمیٹے پلٹنے لگا پر نامہ نے اسکا دور ہونے پر جلدی سے مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے پکڑا، نوح پلٹتے پلٹتے واپس نامہ کی طرف گھوما، بے تاثر نظروں سے وہ نامہ کی ہمت سرد کرنے پر تلا تھا پر وہ ہونہ سکی، نوح نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا جو نامہ کی ہتھیلی میں بھرپور قید ہو رہا تھا۔

"کچھ چاہیے نامہ؟"

وہ اسکی بے چین نظروں سے بے قرار ہوا، دل چاہا ناراضگی اک طرف رکھ دے پر لہجہ سپاٹ رکھنے کی ناکام کوشش کی۔

"ج۔۔جی۔ نوح میرے پاس آئیں۔ میں آگ کا طوفان نہیں ہوں اس وقت۔ میں کولڈ نامہ ہی ہوں"

وہ اسکا ہاتھ اپنی طرف کھینچتی نوح کو ایسے ہارتے لہجے میں پکار کر دھڑکا سا گئی، جو یہی سوچ رہا تھا اتنے قریب کھڑا ہے، اور کتنا پاس جائے، سانسوں میں اترنا ہی باقی تھا۔

"پھر کیا فائدہ۔ تمہاری کولڈ نس کا کیا کروں؟"

بسورے منہ کے ساتھ اک بچ نکلنے کی کوشش کی گئی۔

"آگ پر کولڈ نس مرہم بنتی ہے۔ سکون ملے گا"

نامہ نے رشوت دینے والا پر اسرار لہجہ اپنایا تو مقابل کی بیزاری و کوفت پر بھی گر دی پڑی۔

"تم مجھے منانے کی کوشش کر رہی ہو نامہ؟"

نوح نے اسکے اکھٹے کیے حوصلے کو اسکی کمر میں ہاتھ رکھ کر اپنی طرف کھینچ کر
 بکھیرنے کی بھرپور کوشش کی پر وہ ہمت نہ ہارنے والی تھی، اسے نوح کو ہر
 صورت آج منانا تھا۔

جس مہارت سے اس نے یہ قربت بھرا جھٹکا سہا وہ بس نامہ جانتی تھی یا اسکا
 اللہ۔

"جی! کیونکہ آپکی ناراضگی بے جا نہیں ہے۔ میں منانا چاہتی ہوں آپکو نوح"

سینے سے تو وہ ویسے بھی لگی تھی، اب اور کیا رہ جاتا کہ نوح مزید سنگ دل
 رہتا، وہ تو نامہ کو دیکھتے ہی کسی اور مہربان نوح میں بدل جاتا تھا، نامہ اسکے
 قریب ہونے پر پریشان سی محسوس ہوئی۔

"پریشان مت ہو۔ صبح تک موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم تھک گئی تھی، سو
 جاو۔۔۔"

نامہ نے فوراً سے نفی میں گردن ہلائی، آنکھیں سرخ سی پڑیں۔

"نوح! پلیز ایسے مت بات کریں مجھ سے۔"

وہ روہانسی ہوئی تو نوح نے اپنی ہیزل آنکھوں میں نرمی اتار لی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تو مناو۔ تاکہ پھر سوئیں"

وہ خود بھی نرم پڑا تو نامہ نے زندگی کی پوری ہمت جمع کی اور نوح کی بازوؤں کے نیچے سے ہاتھ پیچھے لے جا کر باندھتی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی، نوح کے ہاتھ سرور سے نامہ کے گرد بندھے، وہ اسکے سینے سے آگئے کا ہی منتظر تھا اور

تب نوح کا دل مانو دھڑک سا گیا جب وہ سینے سے چہرہ چھپاتی ٹھیک سے ایڑھیوں کے بل اٹھتی اسکے گلے لگی، نوح کے ہاتھ نے بے ارادہ نامہ کی گردن سے بال ہٹاتے اس نشاط ہی سی کیفیت میں جب نامہ کے کان کے پیچھے دیکھائی دیتی گردن چومی تو نامہ کے پورے وجود میں اک کپکپاتی لہر سی اتری، وہ اسکے منانے کے انداز پر فدا ہو گیا، ایسا مانا کے شاید اب کبھی نہ روٹھے گا۔

نوح نے اسکے بازو اپنی کمر سے کھولتے اسکے دونوں ہاتھ پکڑے اپنی گردن کے اطراف اسی دیوانگی سے باندھے اور اسکی نازک سی کمر جکڑے خود میں بھینچ سالیہ۔

ناجانے کتنی دیر وہ یونہی اسکے گلے لگی رہی، شاید جتنی زیادتیاں کر چکی تھی سبکی اکھٹی تلافی ہو رہی تھی۔

"You are very special for me,

ناراض نہیں دیکھ سکتی، آئی ایم سوری میں منانے میں بہت بری ہوں پر پھر بھی مان جائیں۔"

وہ زرا سا اسکے حصار سے نکلتے اپنے ہونٹوں کو نوح کی گال سے لگاتے پیچھے ہٹی تو نوح اسکے گلے لگنے کے بعد یہ دوسری خفیف سی عنایت پر بے خود حیرانگی سے بھر گیا، یہ نامہ نے جان بوجھ کر نہیں کیا بس اپنا چہرہ سائیڈ کیے پیچھے کرنے کے بیچ وہ اسکی گال پر میٹھی سی ہونٹوں کی حرارت بخش گئی۔

"گلے لگنے کے ساتھ یہ کس رشوت تھی یا مجھے پاگل کرنے کی سازش، بتاؤ تاکہ اسی حساب سے اثر ہو مجھ پر نامہ سلطان"

نوح اسکے چہرے پر مستقل نظریں جمائے نامہ کو بری طرح سٹپٹانے پر مجبور کر گیا، ایسا تو نامہ نے کچھ دھیان میں رہ کر نہیں کیا تھا۔

"ویسے تو میں نے ایسا کچھ نہیں کیا پر اگر بے دھیانی میں ہو گیا تو وہ کس "روح" کی طرف سے تھی۔ میرے علاوہ اسکے بھی بہت اپنے جو ہوئے آپ۔ ان فیکٹ اسکو تو آپ نے اپنی روح مانا ہوا ہے۔ اب اس کا کوئی وجود تو ہے نہیں، اس لیے یہ آزمائش میرے سر ہے کہ اسکے حصے کا بھی آپ تک انس پہنچاؤں"

نامہ نے یہ سب وضاحت اک گال پر بخشتے لمس پر دے ڈالی پر ملبہ روح پر ڈالے وہ مطمئن تھی پر سامنے نوح ادا دوغان تھا، اپنے محصور کن لمس میں جکڑنے پر تیار رہنے والا۔

"اوہ! مطلب روح تک اگر مجھے بھی کچھ پہنچانا ہو تو میں تمہارے تھرو پہنچاؤں ناں؟"

وہ نوح کے بے خود سوال پر لمحوں میں سرخ ہوئی، چہرہ حجاب آلود ہوا، نوح کے بازوؤں کے حصار کو ہٹا کر وہ دور ہونے کو مچلی پر نا ممکن تھا۔

"ہ۔۔۔ ہاں لیکن اب کل۔۔۔ آج کا ہو گیا۔ ایٹ آٹائم بس ایک طرف سے انس کی وصولی پائسیبل ہے"

وہ جیسے منمننائی، آنکھیں چرائیں، نامہ کی سانسیں بے ترتیب ہوئیں اور نوح کا دل باغی، جبکہ نوح کی پر شوق استحقاق امیز نظریں نامہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"تم یہ بھی کہہ سکتی تھی نامہ کہ تم نے اپنا حق استعمال کیا ہے، روح کو بیچ میں لا کر تم نے معاملہ زرا کھینچ ضرور لیا ہے ہمارے بیچ لیکن اینڈ اسکا تمہارے اسی اعتراف پر ہو گا۔ مجھے کوئی جلدی نہیں، میں انتظار کروں گا"

وہ اسکے مغرور نقوش، سلیقے سے سنورے بال، اک مناسب اور بہت خوبصورت داڑھی کی ترتیب رکھتے چہرے کے ساتھ ہیزل آنکھوں میں راز اور گلابی جھلک دیکھاتے ہونٹوں پر گہری مسکان لیے اسے دیکھتا بولا کہ نامہ نے اول نظر لگا بیٹھنے کے خدشے سے نظر جھکائی اور بعد میں نوح کی باتیں ہی ایسی تھیں کہ وہ نظر نہ اٹھا سکی، نوح نے اپنا چہرہ اسکے چہرے سے مس کیا تو وہ داڑھی کی میٹھی سی گال پر ہوتی چھن پر چھپا سا مسکرائی پر نہایت مختصر۔

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہیں آپ"

وہ شرم و خوف کے گہرے اثر میں ڈوبی آواز لیے چہرہ دور کرے، آنکھیں چراتی منمنائی تو نوح نے مسکراہٹ کو لبوں میں دباتے اسے اپنے روح فرسا حصار سے آزاد کیا، نامہ کے دل کی دھڑکن حد سے سوا ہونے لگی۔

"گڈ نائٹ نامہ"

وہ اسی مسکراتے انداز میں دور ہوا، نامہ کو دیکھتے ہی بیڈ پر جا بیٹھتے تکیے کو زرا اپنے وزن کو سہنے کے لائق بنانے کے لیے کھڑا کرے ٹکایا اور اس پر سر رکھے لیٹتے بھی نامہ کو گہری نگاہوں سے دیکھا جو نوح کے پورے بیڈ پر چوڑا ہونے پر شکوہ کناں نظروں سے اسے جواباً دیکھنے لگی۔

"آپ یہاں سو جائیں۔ میں نیچے ایڈ جسٹ کر لیتی ہوں"

نامہ نے خود ہی فیصلہ کیا جبکہ نوح نے اس کے پلٹتے ہی نامہ پکارا۔

"میں جو تمہارے پیر نہ لگنے دوں زمین پر، کیا نیچے سونے کی اجازت دے دوں گا؟"

نامہ نے واپس پلٹ کر اسے بوجھل نظروں سے دیکھا۔

"میری آپ کے پاس جگہ نہیں ہے، میں ساتھ سوئی تو آپ ڈسٹرب رہیں گے۔ میں ایسا نہیں چاہتی"

نامہ نے نرمی سے وجہ بتائی تبھی نوح اٹھ بیٹھا۔

"یہاں کا وچ تھا نامہ، میں نے خود اٹھوایا۔ آئی ایم سوری۔ میں کسی کو کہہ کر رکھواتا ہوں واپس، تم میرے بارے میں جو مرضی سوچو لیکن میں یہی چاہتا تھا تم میرے قریب رہو۔ تم نے مجھے گلے لگا لیا میرے ناراض رہنے کے ڈر سے پر میرے ساتھ ایک بیڈ شیر نہیں کر سکتی۔ اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ تم نے مجھے ہگ بھی دل سے نہیں کیا۔"

نامہ کے ہاتھ پیر سے پھولے، وہ پھر سے اسے دکھی کرنے پر غمزدہ ہوئی، وہ موصوف بھی سارے اپنے پول لگتا تھا آج ہی کھول ڈالیں گے۔

"نوح! پلیز ایسا مت کہیں۔"

وہ اسکے دونوں بازوؤں کو پکڑے روکتے بولی پر وہ ضدی انداز میں سر اور بازو جھٹک رہا تھا۔

"کیوں نہ کہوں۔ جو مجھے ہرٹ کرے گا میں منہ پھاڑ کر کہوں گا۔ جو کرنا ہے کر لو۔"

وہ مزید اسے خود سے دور کرے آگے بڑھا پر نامہ دروازے سے جا لگتی راستہ ہی روک گئی،

"میں سو رہی ہوں ساتھ۔"

وہ جلدی سے ہار مان گئی، نوح کے دل تک اک کمینی سی مدہوشی سرایت کی پر یکدم وہ موڈ بہتر کر لیتا تو نامہ پر ڈالارعب مدہم پڑ سکتا تھا۔

"تم دل سے سو رہی ہو؟"

وہ ہاتھ بڑھا کر نامہ کے بکھرے بال سمیٹتے نرمی سے بولا، اسکا راضی لہجہ اس سے پہلے پھر برہم ہوتا وہ جلدی سے سر ہلا گئی۔

"اوکے، آجاؤ۔۔۔"

وہ نامہ کا ہاتھ پکڑتے واپس لایا، نامہ کو اسے منانے کی خوشی تھی پر وہ میٹرس پر دوسری طرف سے جا کر بیٹھتے ہی یوں ڈرتے لیٹی جیسے نوح اسے کھالے گا، نوح نے بھی مین چمکتی لائیٹ آف کی اور لحاف پر بکھری پھولوں کی پتیاں بے دردی سے جھاڑیں تو وہ ساری اڑ کر نامہ پر جا گریں، نامہ نے منہ پر گرتی اور گردن تک گھستی پھولوں کی پتیوں کو اپنے ہاتھوں سے اکٹھا کرے نوح کو آنکھیں دیکھائیں جو پھول برسایٹھنے پر شریر مسکراتا دیکھائی دیا، نامہ نے اسے ساتھ بیٹھتے دیکھ کر حلق تر کیا پر جب وہ اس کے ساتھ ہی تکیے پر آکر لیٹا تو نامہ نے گھبرا کر چہرہ اور کروٹ بھی دوسری سمت پھیری اور اس کے باوجود نامہ کو اپنی پشت سے نوح کا شولڈر جڑتا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ نوح اسکی طرح کنارے پر نہ سویا تھا نہ ایڈجسٹ ہو سکتا تھا۔

"بازو چاہیے؟"

نوح نے فکر مندی سے پکارا اور خود اپنا فون اٹھا کر دیکھنے لگا جہاں بہت سے نوٹیفکیشن تھے۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ بس سو رہی ہوں"

نامہ نے مٹھی میں بیڈ شیٹ لیتے ڈرے ڈرے جواب دیا، نوح نے اپنے ساتھ نامہ پر بھی لحاف کرواتے اسکی بالوں کی خوشبو انہیل کی اور اپنا اکاونٹ اوپن کیا، نامہ کارپلائی دیکھتے نوح کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

"کیا خیال ہے اکھٹے لائیو جائیں روح؟"

نامہ کی آنکھیں یکدم مسکرائیں۔

"جیسا آپ کہیں۔"

وہ اسکی مرضی پر چلنا چاہتی تھی۔

"اور اگر میں کہوں کہ تم اپنا چہرہ کسی فین کو کبھی نہ دیکھاؤ پھر؟"

اک ملکیت بھرا تقاضا تھا جو نوح نے کیا، وہ مزید گہرا مسکرائی۔

"تو میں نہیں دیکھاؤں گی لیکن ہمیں اپنی ساتھ ریل دینی چاہیے۔ وہ سب بہت پیار کرنے لگے ہیں ہمارے کپل کو۔"

نامہ کی خواہش جانے نوح کو مسرت کا احساس چھو سا گیا۔

"میں بھی کرنے لگا ہوں۔ ہمارے کپل سے پیار"

نوح نے فون سائیڈ رکھے کروٹ نامہ کی طرف بدل لی جو اسکی طرف پشت کیے اس سے چھپنے کی پوری کوشش میں تھی، نوح نے اسکے کھلے بالوں کو ہاتھ میں پکڑے چھو، انھیں چوما، نامہ تو دل کی دھک دھک سے بدحواس تھی، نوح نے ہاتھ بڑھا کر نامہ کے کان کی لو کو انگلی سے چھوا تو نامہ گدگداتا سا مسکرائی۔

نامہ نے یکدم ہی آنکھیں بند کرتے بے اختیار کمر کے گرد بازو تلے سے آگے کو سرک کر پیٹ کی جانب جا رکتے نوح کے ہاتھ کو کس کر پکڑ لیا، اسکا یوں کر نامہ کو نیند لینے میں مددگار تھا۔

نوح کی قربت و لمس نامہ پر جو مدہوشی طاری کر رہی تھی وہ چاہتا تو اسکا پورا فائدہ اٹھا سکتا تھا پر وہ وہیں تھک کر اسکے ساتھ لگتا نامہ کے بالوں میں چہرہ چھپا گیا، اسکا ہاتھ اب تک نامہ کے ہاتھ میں قید تھا۔

"تم ہمارے کپل سے محبت کر سکتی ہو نامہ؟"

وہ اسکے کان میں سرگوشی کیے بولا۔

"اس میں میرا کوئی نقصان نہ ہوا تو کیوں نہیں۔"

نامہ نے مسکرا کر بات ختم کی۔

"تھوڑی سی کر لو۔ یہ حکم یا التجاء نہیں۔ بس میری خواہش ہے تاکہ دوبارہ تمہیں میری مخالف کروٹ کر کے سونا نہ پڑے"

نامہ نے اسکی سرگوشیانہ سانسیں سنتے سر کو ویسے ہی اٹھایا جس پر نوح نے اسے اپنی بازو پورے سکون سے دے دی، وہ مسکرایا۔

"کچھ دن آپکی بازو کی عادت ڈال لوں۔ پھر روبرو ہو کر پرسکون نیند لینی بھی سیکھ لوں گی۔"

نوح کی بند آنکھیں لمحے میں کھلیں۔

"مطلب تم واپس جا کر میرے ساتھ بیڈ شئیر کرو گی؟"

نوح کی بے قراری اسکی آواز میں اتری۔

"کبھی کبھی جب آپکو مجھے اپنی بازو دینے کی شدید طلب محسوس ہوئی"

وہ اسکے ہاتھ کو بہت پیار سے چھوتی اپنی محبت بھری انوکھی جھلک دیکھا کر

نوح کو خرید ہی تو چکی تھی۔

"وہ تو ہمیشہ ہو گی، ہر شب۔ ہر دن۔۔ ہر شام۔۔ ہر سحر۔ تھینکیو سو

نچ۔ میری عام سی بازو کو خاص کرنے کے لیے نامہ۔ اب تم سو سکتی ہو۔ میں

بھی بہت سکون میں ہوں۔ نہ ناراض ہوں نہ غصہ۔ سب اچھا ہے

یہاں۔ جیسے کسی نے میٹھی نیند آنکھوں میں تمہارے پاس آتے ہی جھونک دی ہو۔ گڈنائیٹ"

وہ یکدم سیلپی ہو گیا، جبکہ نامہ نے پانچ منٹ اسی زاویے میں رہتے نوح کو بھرپور محسوس کیا پھر زرا سا اسکی بازو کے حصار میں پلٹتی نوح کی طرف کروٹ بدل گئی، وہ گہری نیند میں جاتا بو جھل سانس بھرنے لگا تھا۔

"میری جان ہیں آپ نوح، میں زرا بھی ہرٹ نہیں کرنا چاہتی آپکو۔ کبھی بھی۔ مجھے آپکا سکون، اپنے سکون سے زیادہ عزیز ہے"

نامہ نے اسکے چہرے سے لگتے پیار سے اسکی گال چومی، اور چومتے ہوئے اترائی کہ اس نے ستارہ چھو لیا ہو۔

"میں آپ پر یقین کرنے کی ابتدا کر چکی ہوں آج آپکے گلے لگ کر۔ ہوپ سو آپ میرا یقین نہیں توڑیں گے۔ آپکے جسم کی خوشبو سے انس ہے

مجھے۔ یہ انس میری سانسوں کی ڈور کی طرح مجھ سے موت تک جڑا رہے گا۔ میں آپ سے بہت محبت کرنے لگی ہوں۔ بہت زیادہ"

نامہ نے اسکی گردن کو سہلاتے، وہی ہتھیلی نوح کے چہرے سے لگاتے زرا اسکی بازو سے سہاٹھاتے نوح کا ماتھا چوما، اور وہ نیند میں بھی اس سکون میں نظر آیا جو نامہ کے ماتھا چومنے نے اسے بخشا تھا۔

وہ آنکھیں بند کرتی خود بھی سونے کا ارادہ کر چکی تھی، اور نیند ان دو پر بھرپور مہربان ہونے لگا۔

"پہلی ماں دیکھی ہے جو اپنی ہی بیٹی سے جیلس ہو رہی ہے، تمہیں یقیناً کوئی ٹیکنیکل فالٹ ہے دیشا"

میکائیل نے کتاب پڑھنے کے بیچ ہی پھنکارتی دیشا کی شکایات سننے کے بعد رائے دی اور دیشا کو قدرے ناگوار گزری۔

"اس اماٹل نے ملنے نہیں دیا مجھے، یعنی اسے مانہ کی خود سے زیادہ پرواہ ہے۔ اور یہ پرواہ مجھے تم سے کبھی نہیں ملی۔ اگر میرا نصیب اتنا برا تھا تو میری بیٹی کو ایسی اچھی محبت کیسے مل سکتی ہے؟"

وہ ہاتھوں اور پیروں کو مونچھرا نر کرنے کے بعد اپنے بالوں کو باندھتے جو بولی، لمحہ بھر میکائیل کی توجہ کتاب سے ہٹ کر دیشا پر جا ٹھہری۔

"مائیں دعا مانگتی ہیں کہ انکی بیٹی کا نصیب ہمیشہ ان سے ہزار درجے روشن ہو اور تم حسد کی آگ میں دھک رہی ہو۔ کیا برا نصیب تھا تمہارا۔ پہلا شوہر بھی محبت کرتا تھا تم سے، اللہ نے بیٹی دی۔ تم نے ناشکری کی ان دونوں کی اپنی زندگی میں ہونے پر تبھی انکے دل سے تمہارا انس چھین لیا گیا۔ اور یہاں تمہیں کس چیز کی کمی رہی ان بیس سالوں۔ از میر کی سب سے امیر عورتوں میں تمہارا شمار ہے،

What you need more?"

میکا ٹیل کی سر دنگا ہوں کے ساتھ ساتھ انکے بولنے کا کھر درا اور مضبوط انداز دیشا کو آگ سا لگا گیا، وہ چلتی ہوئی ٹھیک میکا ٹیل تک پہنچی۔

"محبت اور اس استحقاق کی کمی جو میں تم سے چاہتی آئی ہوں۔ لیکن تم نے ہمیشہ مجھے دھتکارا"

دیشا کی آنکھیں جہنم کی طرح سلگ اٹھیں۔

"بات سنو"

میکا ٹیل نے اسکی بازو پکڑے جھٹکے سے دیشا کو اپنے سامنے بٹھاتے اپنی ٹانگیں سمٹیں تو وہ حیرت سے میکا ٹیل کا اپنی بازو جکڑا ہاتھ دیکھنے لگی پھر میکا ٹیل کی آنکھیں جن میں خفیف سی پریشانی اٹھ آئی۔

"اگر میں تمہاری فکر کروں، تھوڑا بہت تمہارا خیال رکھنے کی بھی کوشش کروں تو کیا تم مانہ کو اسکے حال پر چھوڑ دو گی۔ پہلے اسکا تم نے اور والدین نے

بچپن برباد کیا۔ پھر اسکی ٹین اتج بھی سپائیل ہو گئی۔ لیکن اب اسکی میرڈ لائف تو سکون والی ہونی چاہیے۔ بولو اس حسد سے نکلنے کی کیا قیمت ہے؟"

یہ ساری آفرز سننے کے بعد دیشاکے ہونٹوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ غائب ہو گئی، خاموشی کا وقفہ حسب منشاء بیچ میں بڑھا۔

"تمہاری ویسی محبت جو تم عنایہ سے کرتے تھے، وہ دے دو، میں صرف تمہاری بن کر رہ جاؤں گی۔ کسی کو پریشان نہیں کروں گی۔ تمہارے آگے نہ مجھے میری اولاد عزیز ہے نہ کوئی پرانا تعلق نہ ہی از میر کی امیر ترین عورت کہلانا۔ میں تو جی ہی بیس سال پہلے ہوں جب میں نے تمہیں پایا۔ جیسے بھی کر کے لیکن بہت محبت کرتی ہوں میں تم سے میکائیل۔ تم میرے نہیں تو میرا دل کسی کو خوش اور سکھی نہیں دیکھ پائے گا بھلے وہ میری ہی اولاد کیوں نہ

ہو۔"

وہ حیرت و غصے کا شکار دیشا کی سوچ جان کر صدمے کی سی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے، کیا ایک عورت اپنی محبت کے لیے اس حد تک بھی گر سکتی ہے۔

"تم سے بات کرنے سے بہتر ہے میں اپنی گندی اولاد کو منہ لگالوں، آج کے بعد یہ بات کی تو طلاق دے دوں گا تمہیں۔ تم میرے لیے ہزار بار مر کر بھی آجاؤ تب بھی عنایہ کے پیروں کی خاک بھی نہیں ہو۔ مانیہ کی ڈھال اماں کا کافی ہے، اگر اور ضرورت پڑی تو یہ منہ بولا باپ بھی تمہیں اس کے آگے کھڑا ملے گا۔ بھاڑ میں جاؤ تم دیشا کریزی۔ تم میری محبت کی حسرت میں ہی مرو گئی۔"

وہ اس کے ہاتھوں کو دور جھٹکتے اٹھے اور بنا پیچھے مڑے کمرے سے نکل گئے جبکہ دیشا کی آنکھیں لمحے میں سرخ پڑیں، پر وہ انتقامہ مسکرائی۔

"تم نے ابھی میری ضد اور میرا پاگل پن نہیں دیکھا میکائیل دوغان! جلد دیکھو گے تم"

وہ اپنے آنسو حقارت سے رگڑ گئی، نجانے اب وہ کیا کرنے والی تھی پر لگ کچھ خیر نہ رہی تھی۔

میکائیل نے اپنے غصے و تکلیف کو صارم کے روم تک آنے میں قابو کیا اور ہلکا سا ڈور پر پریس ہی کیا کہ دروازہ کھلا، وہ بیڈ پر الٹا لیٹا لیپ ٹاپ کھولے ساتھ بکس بھی کھول کر بیٹھا تھا، میکائیل کا غصہ صارم کو پڑھتے دیکھ کر مدھم پڑا۔

"تم پڑھ رہے ہو؟"

صارم یکدم ہی چونکا تو بابا کو اپنے روم میں پہلی بار دیکھے پتھر ائے چہرے کے سنگ جلدی سے اٹھ کر بیٹھا۔

"س۔۔ سب ٹھیک ہے۔ ماما ٹھیک ہیں؟ آپ میرے کمرے میں کیوں آئے ڈیڈ؟ بتائیں کچھ برا ہوا ہے کیا"

صارم کی گھبراہٹ و خوف تکتے میکائل دوغان کو اپنا کلیجہ کٹا محسوس ہوا، سچ میں نوح کی باتیں یاد کرے دل دکھا کہ یہ بچہ انکی بے وجہ بے اعتنائی سہہ کر ختم ہو رہا ہے۔

"اس سے بڑھ کر برا کیا ہو گا صارم کے مجھے تم جیسی اولاد کی فکر ہونے لگی ہے"

وہ غم سے بھرے بولے، اپنا ہاتھ اٹھا کر اسکی گال تھپکی پر انداز میں اک زخمی پن تھا۔

"ہاں وہی تو۔ حیران کر دیا آپ نے۔ بیٹھیں ناں ڈیڈ"

وہ شرمندہ و پر ملال سا ان سے متفق ہوئے سائیڈ سے ہٹا تو میکائل تھکا سا مسکراتے میٹرس پر بیٹھے، صارم نے بھی ساتھ ہی بیٹھے انہی کی طرح غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائیں۔

"میں آج تک تم سے دور کیوں ہوں؟ جانتے ہو صارم؟"

کچھ خاموشی بھرا بھاری وقت گزرا تو میکائیل بولے، صارم نے تڑپتی نگاہ ڈیڈ کے چہرے پر جمائی۔

"ک۔۔ کیوں ہیں؟"

وہ شدید مضطرب ہوا۔

"بیس سال پہلے اک ایسی رات مجھ پر گزری جب میں بہت کمزور ہو گیا تھا، بہت زیادہ کمزور۔ مجھے عنایہ کے نہ ہونے کا احساس مار رہا تھا۔ اسکی موت کے وقت تو میں صدمے میں تھا لیکن کچھ وقت بعد جب اپنے اصل خسارے محسوس ہوئے تو میرے پاس رونے چینیختے اور تڑپنے کے سوا کچھ نہ بچا۔ ان کمزور لمحوں میں نوح نے اپنا بھرپور آسرا دیا مجھے۔ وہ اپنی ماں کے ہوتے اسکا رہا لیکن عنایہ کے جاتے ہی وہ میری عنایہ اور نوح دونوں بنا۔ بہت سویر ڈپریشن میں مبتلا تھا، ایسی بیماری جس میں انسان کو لگتا ہے اسکا سایہ تک اسے مار دے گا۔ وہ رات بھر میرے سرہانے بیٹھا رہتا۔ ماں کھو

دی تھی اس نے پر باپ نہیں کھونا چاہتا تھا۔ میں نے کچھ وقت نوح کی یہ مشکلات سہیں، دیکھیں۔ میں خود کو اسکے سہارے کے باوجود سنبھال نہ پارہا تھا تبھی میں نے ہر ہر اکام شروع کر دیا اور گندی تسکین اپنے وجود کو اس لیے پہنچانے لگا کہ شاید اسی سے میں کچھ سنبھل جاؤں۔ نوح کی مشکل آدھی کرنا چاہتا تھا۔ اور تب اس بکھرے بدترین شخص کو تمہاری ماں اچکنے کی تاک میں بیٹھی تھی۔ وہ میرے ہی آفس میں کام کر رہی تھی، بلاشبہ خوبصورت اور ٹیلنٹڈ عورت، اس نے میری کمزوری کا بری طرح فائدہ اٹھایا، جسکا رزلٹ تم تھے صارم۔"

یہ سب کہتے جس طرح میکائیل غم سے بھرے تھے، صارم کی حالت بھی مختلف نہ تھی۔

"اوہ! تو تبھی آپ نے میرے لیے ان سے شادی کی تاکہ میں ماں کی ممتا سے دور نہ ہو سکوں۔ ورنہ آپ تو بنا شادی کیے بھی ان سے مجھے ہتھیا لیتے، بیٹانہ سہی کمزور پڑنے کا تاوان بنا کر ہی سہی"

صارم کی آنکھوں میں اپنی توہین سے نمی اتری۔

"تم غلط سمجھے۔ تم جائز اولاد ہو میری۔ ایک بزنس پراجیکٹ کی وجہ سے وہ میرے ساتھ کنٹریکٹ میرج سے جڑی تھی۔ ہاں یہ دو ماہ کا معاہدہ تھا جو تمہاری وجہ سے بیس سال تک محیط ہو گیا۔"

صارم نے اپنی آنکھیں رگڑتے ناراضگی سے میکائیل کو دیکھا، وہ خود اسکی آزرده نظروں کی تاب نہ لا سکے۔

"لیکن آپکے میری وجہ سے لیے اس بدترین فیصلے نے مجھے کچھ بھی نہیں دیا ڈیڈ، وہ ماں تک نہیں جس نے پیدا کیا۔ باپ تو جیسے میری پیدائش کی غلطی نے ہی چھین لیا۔ اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ انیس سال کی یہ جوان ہوتی اولاد یکدم سب بھول جائے؟"

اسکا سوال اور لہجہ تلخ تھا۔

"نہیں۔ بس میں شرمندہ ہوں۔ میں نے بہت زیادتیاں کر دیں تمہارے ساتھ۔ ہو سکے تو نوح کو ستانے کے بجائے اب تم مجھے ستالو۔ اسکی زندگی بہت مشکل سے زرا سکون پاسکی ہے"

صارم نے زخمی سا مسکراتے اپنی آنکھیں مسلیں۔

"اوہ! اب سمجھا۔ آپکو میری نہیں، ہمیشہ کی طرح نوح ادا دوغان کی فکر یہاں کھینچ لائی۔ فائن میں انھیں نہیں ستاؤں گا لیکن آپکو ستانے کا بھی کوئی ارمان نہیں ہے اب میرے اندر، سب آج صحیح معنوں میں مر گیا۔ میں کوشش کر رہا ہوں آپ سبکی زندگیوں سے نکلنے کی۔ بہت ستالیا میرے وجود نے آپکو۔۔۔۔ ایکسکیوز می!"

وہ یہ سب کہے میکائیل کا دل کند چھری سے کہتے ہی اٹھا اور میکائیل کے لاکھ روکنے کے باوجود بھی جا کر خود کو واش روم میں قید کر گیا، میکائیل اٹھ کر

واش روم ڈور تک آئے اور ہاتھ دروازے پر رکھا جسکے پار وہ دروازے سے لگا سرخ آنکھیں کیے کئی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔

"تم بہت پیارے ہو مجھے، صارم میں اپنی بات تمہیں ٹھیک سے سمجھا نہیں پایا میرے بچے۔ پلیز اوپن دا ڈور"

وہ اسکے پکارتے ہوئے شرمندہ تھے کہ اس بچے کے زخموں پر مرہم رکھنے آئے تھے پردگناز خم کرید بیٹھے ہیں۔

"اب میری سمت کے دروازے آپکو تبھی کھلے ملیں گے ڈیڈ جب آپکو انکے پار میں کہیں دیکھائی نہ دیا۔ جائیں یہاں سے میں ٹھیک ہوں۔ اکیلا رہنے کی اتنی عادت ہے کہ آپکا آنا برداشت پر زرا بھاری ہو گیا ہے۔ گڈ نائٹ"

وہ جانتے تھے صارم اب انکے ہوتے ڈور نہیں کھولے گا تبھی پشیمان و غمزدہ ہو کر وہاں سے چلے گئے لیکن صارم پر اسکی سانسیں تنگ ضرور کر گئے، وہ وہیں بیٹھتا چلا گیا، مٹھیوں میں سر کے بال لیے اک ہچکی بھرتے اپنا سارا درد

خود میں جذب کر بیٹھا، میکائیل بھی سٹڈی میں چلے گئے، اب ساری رات اس خطا پر وہ خود میں یازہر اتارنے والے تھے یا اپنا خون جلانے والے تھے۔

.._____..

اک نئی صبح استنبول کے شہر پر اتر آئی، دور پار فجر کی آذانوں کو سنتے ہی نامہ جاگی اور بروقت نوح سے دور ہوئے وہ اٹھ گئی، پہلے نماز ادا کی پھر وہ نوح کو جگانے واپس پاس آئی پر وہ اتنی گہری نیند میں تھا کہ نامہ نے گھڑی پر وقت دیتے اسے آدھے گھنٹے کی مزید نیند لینے کی عیاشی دی اور خود اپنا اسٹالر گرد لپیٹے وہ کمرے سے باہر نکلی تو سب ہی بزرگ خواتین جاگیں نظر آئیں، خفیف سی ہلچل دیکھتے وہ مسکراتی کچن میں آئی تو نوح کی خالا اور نانی دونوں نے لپک کر اسکو لاڈ کرتے ناشتے کا پوچھا تو نامہ نے نوح کے ساتھ ہی کرنے کا کہے ٹال دیا پر پھر بھی اسے ایک کپ بلیک ٹی پینی پڑی، وہاں سے

فری ہوئے وہ جب واپس نوح کو جگانے جا رہی تھی تبھی دو بچوں نے نامہ کا راستہ روکا۔

"نامہ باجی! نوح بھائی نے ہم نے کا کروچ لیا تھا۔ کہہ رہے تھے صبح واپس کر دوں گا۔ ہماری سکول میں پہلی کلاس تھی پر یکٹیکل کی۔ کیا وہ کا کروچ لا دیں گی آپ ہمیں؟"

نامہ نے اپنی مسکراہٹ بمشکل قابو کی۔

"بٹ وہ تو میں نے پھینک دیا تھا پکڑ کر کھڑکی سے باہر"

نامہ ان دو کے گال سہلاتی مایوسی سے بولی تو دونوں کے چہرے اترے۔

"پھر آپ ایسا کریں نوح بھائی کے والٹ سے دو ہزار لیر انکال دیں، انہوں

نے کہا تھا اسے کچھ ہوا تو وہ ہمیں پیسے دے دیں گے۔ باجی ہم نیا خرید لیں

گے"

نامہ نے لمحے میں اپنے ہاتھ ہٹا کر گھورتے ہوئے دونوں کو دیکھا، ایک
کا کروچ کی قیمت دو ہزار لیر اسے نامہ کو غصہ سا آیا۔

"دماغ ٹھیک ہے تم دو کا۔ دس لیر امیں آجائے گا کا کروچ کا پورا
خاندان۔ یہیں رکولا کر دیتی ہوں۔"

وہ دونوں کے پلین پر پانی پھیرتی کمرے میں گھسی اور اپنے بیگ میں رکھے
والٹ سے کچھ لیر انکال کر دے پیروں واپس باہر آئی، دونوں بچوں کے منہ
اتنے کم پیسوں پر لٹک چکے تھے، اچھا بھلا نوح کو لوٹنے کا پلین بنائے وہ
جلدی جاگے تھے پر اب نامہ کے آگے چوں بھی نہ نکلی۔

"با جی پر انہوں نے پانچ سو کہا تھا"

دونوں میں سے ایک نے مسکینیت سے کہا تو نامہ نے اس بار دونوں کے کان
ایک ایک ہاتھ میں دبوچے۔

"شرم نہیں آتی اپنے ہی مہمان کزن کو لوٹے جو آتا بھی کبھی کبھی ہے
یہاں۔ اگر تم دو نہیں چاہتے کہ میں تمہاری شکایت تمہاری امیوں سے
کروں تو یہی غنیمت سمجھ کر چلے جا ورنہ"

دونوں کا شکایت کا حوالہ سنتے ہی لہو سوکھا جبکہ جس طرح وہ ورنہ کے آگے
کچھ سنے بنا اپنے کان چھڑوا کر بھاگے، کتنی دیر نامہ مسکراتی چلی گئی۔

"کتنے تیز ہیں یہ بچے۔۔۔ نوح آپ کو بھی اس سادگی پر ایورڈ ملنا چاہیے"

نامہ نے واپس روم میں قدم بڑھائے تو وہ اب تک اسی پوزیشن میں سو رہا
تھا، نامہ کو اسکی فجر مس ہونے کی فکر تھی تبھی وہ اسکو جگانے پاس بیٹھی مگر
جیسے ہی نامہ نے اسکے ماتھے پر ہتھیلی رکھی، تپش سی محسوس کیے نامہ کے
چہرے کی رنگت بدلی۔

"کیا انھیں بخار ہے، یا میرے خدایہ تو بہت شدید تپ رہے ہیں"

نامہ نے وہی ہاتھ اسکی گردن سے جوڑتے حرارت محسوس کی تو نوح بھی اسکے سر دپڑتے ہاتھ کی ٹھنڈک پر کسمسا کر نامہ کی طرف کروٹ بدل گیا، وہ بند آنکھوں ہی بے چینی سے سانس بھرے نامہ کا دل مٹھی میں کچل گیا۔

"نوح"

نامہ نے اسکے سر کے بالوں کو سہلاتے دھیرے سے پکارا تو نوح نے اسکے ہاتھ کے لمس اور خود پر زرا بینڈ ہونے پر اپنی درد کرتی آنکھیں کھولتے نامہ کو دیکھا، اک درد بھری سانس لیتے وہ زرا تکیوں کے سہارے اوپر ہوا۔

"گلے لگ کر کیا پھونکا تھا؟ تب سے پورا جسم درد کر رہا ہے۔ دیکھو شدتیں سرد ہوں یا گرم مجھے اثر نہیں کرتیں پر سر پھٹ رہا ہے میرا۔ یہ کیسے گلے لگی ہو تم میرے نامہ سلطان؟"

وہ جسم کے رات بھر درد محسوس ہونے پر شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہوا جو سمجھ آ رہا تھا بڑا اٹھا، جبکہ نامہ نے اس کے پہلو میں اچھے سے بیٹھے اپنا ٹھنڈا ہاتھ ہتھیلی کے سنگ نوح کے جلتے ماتھے پر رکھا۔

"آپ نے میرا صدقہ اتارا تھا، جو طبعیت میری بگھڑنی تھی وہ آپ پر آگئی۔ ورنہ شدتیں سر دھوں یا گرم، انہیں بہانہ چاہیے ہوتا ہے مجھ سے چپکنے کو۔ میرا دل، سر اور روح تک سکون میں تھی کچھ دیر پہلے پر اب تب تک چین حرام ہے جب تک آپ بیمار رہیں گے"

اپنا ہاتھ ہٹا کر نامہ نے اس کے ماتھے پر جھکتے ڈھلکے بال ہٹا کر ہونٹ رکھے نوح کے سارے درد بانٹ لیے، اور باخدا وہ آنکھیں بند کیے جب مسکرایا تو لگا اس لڑکی نے جسم کی ہر جلتی پور کو شفا بخش دی ہو۔

"Wait a minute, You really kiss me?"

اور یہ فارہیڈ کس روح کی طرف سے نہیں تھی ناں۔۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟"

نامہ نے فوراً سے اٹھ کر بیٹھے اسکی طرف دیکھا جو بھرپور ہوش و حواس میں لوٹا اس سے سوال کر رہا تھا کہ کچھ دیر پہلے سچ میں نامہ نے اسکا ماتھا چومایا بس اسے خوش فہم خیال نے آکر گلے لگایا۔

"نہیں یہ نامہ کی طرف سے تھی، اس بات کا یقین دلانے کے لیے کہ آپ بہت جلد فٹ فائن ہو جائیں گے۔ سب کچھ روح نہیں کرے گی، میرے بھی ہیں آپ مسٹر نوح تو مجھے روح روح کہہ کر ناراض نہ کریں"

اپنے آپ کو اس نے گھبراہٹ سے نکال لیا، اس تسلی کے سبب کہ یہ بندہ ابھی کوئی بے باک حرکت و شرارت کرنے کی پوزیشن میں نہیں جبکہ نوح تو اسکی اسی بات پر اٹک گیا کہ نامہ نے خود کو نوح کا مانا ہے۔

"میں بھی کر لوں؟"

وہ اسکی کالر بون تک ہاتھ لے کر جاتی حرارت دیکھنے لگی جب وہ یکدم اپنی مسیحا سے فرمائش کر بیٹھا۔

"میں میڈیسن لاتی ہوں، قریب ہی ایک میڈیکل کئیریونٹ دیکھا تھا آتے ہوئے۔ یہ آپکو جسٹ وائرل ایفیکٹ ہوا ہے گرد کی وجہ سے، اور تھکن بھی نظر آرہی ہے آنکھوں میں۔ تب تک آپکی نانی جان کو کہتی ہوں آپکو ناشتہ کروادیں"

وہ اسکی بات ٹال گئی پر نوح نے اسے بات ختم نہ کرنے دی اور ہاتھ کھینچ کر واپس بٹھایا۔

"میری بات اگنور کیوں کی تم نے؟"

وہ غصے سے بولا، ایسے موڈ میں ڈرا دیتا تھا۔

"فار ہیڈ کس والی؟"

وہ ڈرتے بولی تو نوح نے آنکھیں دیکھائیں۔

"نہیں ڈسکو والی۔۔ جاو چلی جاو نامہ۔ حوالے کر دو مجھے ان مطلبی لوگوں کے"

وہ چڑ کر منہ پھیر گیا، نامہ کی مسکراہٹ سی بے قابو ہوئی۔
"نوح!"

وہ پیار سے پکاری کہ وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوا پر خفا لگ رہا تھا۔
"میرے ہوتے ہوئے کوئی آپ سے اپنا مطلب نکلوانے کا سوچ بھی نہیں
سکتا۔ میں بس دس منٹ میں آئی۔ آپ تب تک ہمت کر کے نماز پڑھ
لیں، اگر نہیں تو کوئی بات نہیں۔ قضا کر لیجئے گا۔ ریٹ کریں"

وہ جو کہہ کر گئی کتنی دیر نوح سوچ میں ڈوبا رہا، اسکی سوچیں اماٹل کی کال پر
بکھریں۔

"ہاں امائل۔ کیسے ہو؟"

نوح نے فون اٹھا کر سپیکر پر ڈالتے اپنی آواز کی نقاہت ہر ممکنہ سنبھالی۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی لیکن یہاں ہو اسپتال میں کچھ گڑبڑ ہوئی رات۔ گیڈ پر فارنگ کی گئی ہے۔ ایک گارڈ کی موت ہو گئی۔ وہ لوگ جس گاڑی میں آئے تھے وہ از میر کے کسی فینس پیز اپوائنٹ کی گاڑی نکلی۔ وہاں پتا کروایا تو معلوم ہوا وہ رات میں انکے گیراج سے چوری ہو گئی تھی۔ کچھ پتا نہیں چل سکا"

نوح نے تکیے درست کیے یہ سب سنے سرافسوس سے ہلایا، وہ کچھ ایسی ہی امید کر رہا تھا۔

"مطلب وارنگ سے وہ لوگ چوکنے ہو گئے"

نوح اسی پریشانی سے بڑبڑایا تو پارکنگ میں کچھ پولیس افسرز کے ہمراہ کھڑا امائل اک سائیڈ آیا۔

"کیا مطلب بھائی؟ کیا آپ کو پتا تھا یہ ہو گا۔ اور کون لوگ ہیں؟"

امائل کو نوح ساری بات تو نہیں بتا سکتا تھا پر مختصر تفصیل دی جس پر امائل بھی افسردہ ہوا۔

"ہم شام تک پہنچ جائیں گے واپس۔ تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا امائل"

نوح نے ٹیک چھوڑتے پیر زمین پر اتارے، پورا جسم درد میں تھا یہ برداشت ہو سکتا تھا پر سر کی ٹیس اور فلو جیسی طبیعت کافی اریٹینگ تھی۔

"جی بھائی حکم کریں؟"

امائل ہمہ تن گوش ہوا۔

"اپنے اندر کا غنڈہ باہر نکالنے کا وقت ہو چکا ہے ڈاکٹر امائل قریشی"

جانے نوح نے اسے کیا کہا کہ امائل کی آنکھیں آخری جملے سے مزید انتقامی ہوئے چمکیں۔

"یس باس! کام ہو جائے گا۔ طبعیت ٹھیک ہے؟ آواز کافی بھاری محسوس ہو رہی ہے؟"

اول اعتراف کے فوری بعد ہی اماٹل کی فکر پر وہ جو کن پٹی مسل رہا تھا، تھکا سا مسکرایا۔

"تھوڑا فلو، سر درد اور بخار چپک گیا ہے یار۔"

نوح نے کوفت سے بتایا، انداز ہی ایسا تھا کہ اماٹل کو اس کیوٹ سی بے بسی پر ہنسی سی آئی۔

"اوپس! کوئی ناں۔۔ نامہ ہے ناں۔۔ خیال رکھ لے گی آپکا۔ بہت پوزیسو ہے۔ اپنی ملکیت سے کسی کو چپکنے نہیں دے گی بھلے وہ ایسی طبعیت خرابی والی چیزیں ہی کیوں نہ ہوں"

نوح کو خوش فہم کرنے میں یہ جناب بھی پورے ملوث تھے۔

"یہ بتا کر تم نے خرید لیا مجھے۔۔۔"

اما نل ہنسا کیونکہ سمجھ گیا تھا کسی کے دکھتے زخم پر ہاتھ رکھ بیٹھا ہے۔

"ہاہا۔ چلیں خیر سے آئیں۔"

نوح نے اسکے کال کاٹنے پر ہمت جمع کرتے جا کر وضو کیا تو ٹھنڈ کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگی، خیر فجر ادا کرے وہ واپس تھک ہار کر دوبارہ بستر میں گرا ہی کہ سائیڈ میز پر پڑا فون پھر رنگ کیا، اس بار کال میکائیل دوغان کی تھی۔

"یہ سب نے مجھے کالز ابھی کرنی ہیں"

نوح نے بیزار ہوتے واپس کال ریسیو کی، رات بھر میکائیل نے نجانے کیسے انتظار کیا تھا پر اب نوح کو وہ جو رات صارم نے کہا بتانا چاہتے تھے۔

"جی کہیے بابا"

وہ لیٹتے ہوئے کمزور سی سرگوشی میں بولا۔

"نوح! میں نے تمہارے کہنے پر صارم سے پیار سے بات کرنے کی کوشش کی پر وہ تو الٹا ہرٹ ہو گیا۔ ساری رات میں سو نہیں سکا۔ وہ بہت ہرٹ تھا"

نوح نے مسکرا کر صارم کی اس ہمت پر اسے غائبانہ سراہا۔

"بہت اچھے صارم! ایسے ہی ان دو کو لائن پر لاؤ میرے شیر"

ادھر میکائیل اپنے رونے رو رہے تو اور ادھر صاحبزادے سرور لیے مزے لے رہے تھے۔

"جیسا آپ نے اتنے سال اسکے ساتھ کیا، اسکا حق ہے کچھ دن تو آپ کو اپنے پیچھے گھسیٹے، خوار کرے اور خدا گواہ ہے وہ حق پر ہے۔ اب اپنے اندر ہمت بھر لیں کیونکہ تکلفیوں کے بدلے ہوتے ہیں پر زیادتیوں کا مکافات عمل ہوتا ہے۔ آپ کو برداشت کا لیول بڑھانا پڑے گا"

میکائیل مزید خوفزدہ ہوئے، وہ تو نوح سے تسلی کی امید لیے ہوئے تھے۔

"تم اسے سمجھاؤ گے نہیں کہ دل نرم کرے اپنا؟"

میکا نیل کے لہجے میں صدمہ تھا۔

"نہیں۔ اسے زندگی نے سب سمجھا دیا ہے۔ قبول کریں بابا۔ کمزور آپ پڑے۔ کنٹریکٹ میرج آپ نے کی۔ اس عورت کو اپنے وجود تک رسائی بھی خود دی۔ میری ماں کی موت کے دکھ پر ملبہ ڈال دیا اور کچھ صارم پر۔ آپ نے صرف اس سے نہیں، تھوڑی تھوڑی ہر کسی سے زیادتی کر رکھی ہے۔ آپ جانتے ہیں مرد وہ ہوتا ہے جو اگر کمزور بھی پڑے تو ڈنکے کی چوٹ پر اس کمزوری کا اعتراف کرے۔ چھپتا نہ پھرے۔ میں آپکے لیے اس معاملے میں بس دعا کا سکتا ہوں۔"

وہ مایوس کرنے کے باوجود اپنی دعا کر سہارہ نہ چھین سکا جبکہ میکا نیل اسکے حرف حرف سے متفق تھے کیونکہ نوح کی آج تک کوئی بات غلط ہوئی ہی نہ تھی، وہ ہوا میں باتیں نہیں کرتا تھا۔

"ہمم۔۔ تم بہت ظالم ہو نوح"

وہ آزدگی سے شکوہ کرتے ہی کال بند کر گئے جبکہ فون کے میسج سیکشن کی طرف جاتے نوح زخمی سا مسکرایا کیونکہ وہاں رات میں صارم نے کوئی میسج بھیج رکھا تھا۔

"وہ میرے پیچھے آئیں گے پر میں انکو کبھی نہیں ملنا چاہتا بھائی۔ میں بس آپکا ہوں۔ انکو میری کوئی پرواہ نہیں، بس اک گلٹ مجھ تک لے آیا۔ آخر کل کو اللہ کے سامنے بھی تو پیش ہونا ہے۔ بھائی مجھے بابا کی بات پر یقین نہیں پر آپ بتائیں کیا میں جائز بچہ ہوں؟"

نوح کا دل صارم کی تکلیف پر کند چھری سے کٹا۔

"تم جائز ہو اور میرے بہادر بھائی ہو۔ ایسے ہی ستاوا ب ان دو کوچی بھر کر۔ تم حق پر ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

نوح نے وہ میسج ٹائپ کیا، پھر فون اک طرف رکھے وہ دونوں ہاتھوں سے دھکتا سر دبانے لگا، نامہ نے اسکے لیے کچھ ضروری میڈیسن لی اور جب وہ واپس آرہی تھی تو نوح کی نانی نے اسے کچن میں آواز دے کر بلایا، نامہ انکو جاتے ہوئے بتا کر گئی تھی، اور اسے تیس منٹ لگے تھے اس بیچ انہوں نے بکرے کے گوشت کی بیخنی بنا کر نوح کے لیے تیار کی تھی، نمک اور کالی مرچ سے اسکے زائقے کو بھی بڑھایا۔

وہ خود نامہ کے ساتھ نوح کو دیکھنے آئیں اور نامہ نے محسوس کیا وہ اپنے ننھیال والوں سے کافی ریزرور ہتا ہے، ایون اپنی ماں کی ماں تک سے جو اسے ڈھیڑ سی دعائیں دے کر گئیں، سوپ وہ نامہ کو پلانے کے لیے دے گئیں۔

"دس منٹ کا کہہ کر تم آدھے گھنٹے بعد آئی ہو، آگے سے تمہاری بات پر یقین نہیں کروں گا"

وہ منہ پھیرتا اس سے روٹھ گیا، نامہ نے پہلے تو اپنے بکھرے بال سمیٹ کر
 کیچر سے انکو میسی بن میں قید کیا تاکہ سوپ میں کوئی بال نہ گرے پھر وہ
 اسکے پاس ہی بیٹھی، سوپ باول پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے اس میں سپون
 ہلائی۔

مٹن کے بوائے چنکس بھی سوپ میں موجود تھے، ہر ادھنیا بھی کرش اوپر
 دیکھائی دے رہا تھا اور بوائے کارن بھی، پیاز اور لہسن کی خوشبو بھی محسوس
 کی جاسکتی تھی پر بہت ہی مزیدار۔

"ایک بات بتائیں۔ آپ اپنی نانی، ماموں۔ خالا ان سب سے اتنے کھنچے کیوں
 ہیں؟"

نامہ نے اسکے لیے سوپ سپون میں سوپ بھرا اور ہلکی سی پھونک مارے وہ
 نوح کے ہونٹوں تک لے گئی، نوح نے اسکا اتنا لاڈ رد نہ کرتے سپون منہ میں
 لی۔

"کیونکہ یہ سب مجھ سے نہیں، میرے سٹیٹس سے پیار کرتے ہیں۔ مہی کے ساتھ بھی یہ سب ایسا ہی کرتے تھے۔ وہ کمائی کی مشین رہیں شادی کے بعد بھی انکے لیے۔ خیر تم ایسی باتیں فیل کر کے ٹنشن نہ لیا کرو مفت کی"

نامہ نے مدھم سی آمادگی سے سر ہلایا اور دوسری سپون بھرے وہ نوح کے ہونٹوں تک لائی، وہ نم گلابی ہونٹ بھیج گیا کیونکہ سوپ سپون میں غلطی سے ایک پوری بلیک پیپر تیرتی دیکھ لی گئی۔

"یہ بلیک پیپر آپکو Get Well Soon کہنے آئی ہے"

نامہ نے مسکرا کر بھر اسپون باول میں اٹتے اس بلیک پیپر کو سپون سے نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا، نوح کا موڈ وہ اتنے پاس بیٹھ کر ہی سنوار گئی جو اسے اپنے لیے اتنا میسر پا کر ہی مدہوش ہوئے جارہا تھا۔

"نامہ۔ یولائک می؟"

نوح نے اسکی گال کھینچی اور جس بہکے انداز سے پوچھا، نامہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے نوح کو دیکھنے لگی۔

"بخار کا اثر ہے ایسے سوال آپ ہوش میں نہیں کر سکتے"

نامہ نے حراساں ہوتے بڑبڑا کر نوح کی گال سے ہتھیلی جوڑی تو وہ نامہ میں اپنے کچھ ڈرامے والے چراثیم کامیابی سے انٹر ہونے پر کھل کر ہنس پڑا۔

"تم سچ میں میری بیوی لگی ہو۔۔ ڈرامے باز"

نوح کی ہنسی کو وارفتگی سے تکتے وہ منہ پھلا گئی۔

"یا اللہ مجھے انکی طرح بہکنے والے چراثیم نہ عطا کرنا بس"

نامہ نے بے بسی سے دعا کی ساتھ نوح کے ہاتھ پر ہاتھ مارے روکا جو نامہ کو پریشان کر تا حد پار کرنے کی کوشش میں تھا، کمر کے گرد حائل ہونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"ہنس لیا کرو۔ نہیں نظر لگتی"

نامہ نے واپس سپون پکڑے اسے سوپ سے بھرتے نوح کی طرف بڑھایا۔

"آپکو تو لگ سکتی ہے ناں۔"

وہ ناراض سی ہوئی۔

"مجھے بھی نہیں لگے گی، چلو ہنسو"

وہ اسے مسلسل تنگ کرے ویسے ہی سائیل کرانے کی کوشش میں تھا۔

"یہ آپکو نظر لگی ہے۔ اور چپکا کر بیٹھیں مجھے سب کے سامنے خود سے۔ کتنا

منع کیا کہ مت کریں نوح! بس مجھے گود میں بٹھانا باقی تھا آپکا"

وہ اسکو سوپ پلانے کے ساتھ ڈانٹ رہی تھی، ڈانٹنے کے بیچ نامہ کے بال

کب میسی بن سے کھل کر اسکے ارد گرد بکھرے نامہ کو تو احساس نہ ہوا پر

ان بیمار جناب کی دنیا ان کھلے بالوں کی خوشبو سے اور دباو میں آگئی۔

"کیا تم میری گود میں بیٹھ جاتی؟"

نامہ کا ہاتھ میکا کی طور پر رکا، نوح کسی بچے کی

طرح اسکے بکھرے بالوں سے کھیلنے اشتیاق سے بولے جواب کا منتظر تھا۔

"میں نے بس محاورہ بولا تھا نوح!"

وہ اپنی گھبراہٹ چھپانے میں ناکام ہوئی۔

"ایسے محاورے بولنا آگے سے جن پر عمل بھی کیا جاسکے، بنا پر کیٹیکل کے

مجھے باتیں سمجھنے میں مشکل ہے"

وہ جان بوجھ کر نامہ کو بے چین کرنے کی سازش کر گیا، وہ لمحے میں سرخ ہوئی۔

"ہے ہے! میں بس مزاق کر کے اپنی طبیعت کو چکما دے رہا تھا۔ ویسے

تمہارے کیس میں بنا پر کیٹیکل بھی کچھ باتیں سمجھنے کی پوری کوشش ہے"

جب اپنی ہی گل فشانیاں سامنے بھاری پڑتی دیکھیں تو نوح نے فوراً سے معذرت کرتے نامہ کی بے حال دلی کیفیت سنوادی۔

"بیمار ہو کر بھی آپکی زبان کو آرام نہیں"

وہ پھر سے سوپ پلانے لگی پر بڑبڑائے بنانہ رہ سکی، اسکی کوفت و چڑسا منے والے پردو اس اثر کر رہی تھی کہ وہ اسے تنگ کرے مزہ پاتا تھا۔

"بیمار میں ہوں۔ میری زبان نہیں۔ میری زبان کی دشمن کیوں بن رہی ہو۔ معصوم سی باتیں ہی تو اگلتی ہے یہ"

دھیرے اور آہستہ سے شدید احتجاج کرے بھی وہ سنجیدہ نہ تھا، اس آدمی کی فتنہ خیز ہیزل آنکھیں نامہ کی روح تک سے چھیڑ خانیاں کر رہی تھیں۔

"معصوم! جی بہت معصوم۔ یہ میڈیسن لے کر آپکو دو گھنٹے سونا ہے۔ پھر ہم واپسی کے لیے نکلتے ہیں۔ لمبا سفر ہے، تھکن بڑھ سکتی ہے"

نامہ نے بقیہ سوپ جلدی سے اسے پلاتے ساتھ ساتھ تاکید بھی کی تھی
نوح نے بے دھیانی میں ہی ایک سپون نامہ کی طرف ہاتھ پکڑے گمائی۔

"پلیز ایک سپون تم لے لو تاکہ یہ باقی سوپ نگلنا آسان ہو میرے لیے"

نامہ نے ہونٹوں سے لگی سوپ سپون چار و ناچار منہ میں لی پر شکایتی نظروں
سے اسے گھورنا نہ بھولی۔

"لاؤ میں خود پی لوں گا باقی، اچھا سنو! یہ جو دو گھنٹے سونا ہے ڈاکٹر صاحبہ، وہ
اکیلے سونا ہے یا اپنی وائف کے ساتھ؟"

نامہ اسے دیکھ کر ناراض لگی تو نوح نے باول اسکے ہاتھ سے لیے معصوم بنتے
پوچھا، اس سے پہلے نامہ اٹھ کر جاتی، نوح نے بروقت باول کو سائیڈ ٹیبل
ٹھکانے لگایا اور تکیوں سے اوپر اٹھے نامہ کی دونوں بازو پکڑے اپنے پاس
واپس بٹھایا، وہ خوفزدہ سی نوح پر جھک آتی دونوں ہاتھ نوح کے سینے پر
جمائے اسے دیکھنے لگی جیسے وہ انسان نہیں، آدم خور ہے۔

"آپ نے جواب نہیں دیا طبیبہ! مریض جاننے کو بے قرار ہے؟"

وہ ہنوز اسکے ضبط سے کھیل رہا تھا، جبکہ نامہ اسکے ہاتھوں کی حرارت کے ساتھ سانسوں کی تپش سب سے دگنی پریشان ہوئی۔

"ایسا بولا مریض یہ طبیبہ افورڈ نہیں کر پار ہی، آپ کو کیسے سمجھاؤں؟"

وہ سمجھی بس سوچا ہے پر یہ کیا غضب ہوا کہ وہ بول بھی گئی، سامنے والے کی آنکھوں کا سرور محسوس ہوا تب سمجھ آئی کہ بے خودی وہ بھی من پسند شخص کے آگے سراسر خطرہ ہے۔

"تم نے بولا کیا ہے۔ اب افورڈ ایبل بننے کی ترکیب بھی خود دو مجھے"

نامہ نے اس سے نظریں پھیرتے سوچنے کو مہلت لی پر وہ کہاں اتنے صبر والا تھا، نامہ کے گال سے اپنے دھکتے لبوں کو جوڑے نامہ میں اک سر سراہٹ بھری سنسنی سرائیت کر گیا اور نامہ جنبیش تک پر قادر نہ رہی۔

"آپ بہت زیادہ ہیٹ کر رہے ہیں، پلیز ریٹ کریں۔"

وہ یہ لمس بکھیرنے کے بعد اپنا چہرہ نامہ کے چہرے سے دور کرنے پر راضی نہ تھا تبھی نامہ نے اسے بمشکل سمجھاتے دور کیا اور واپس تکیوں کی ٹیک تک زبردستی واپس دور کیا۔

"تم کہتی ہو تو ریٹ کر لیتا ہوں۔ کیا کروں کچھ ٹالنے کا دل نہیں چاہتا۔ لاودو میڈیسن۔۔۔۔۔ بس اس سے زیادہ سوپ نہیں پی سکتا۔"

نامہ نے اسکی کوئی بات نہ سنتے سوپ زبردستی فنشن کروائے ٹشو سے اسکے لپس ڈرائے کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھی دو قسم کی ٹیبلٹس نکال کر پانی کا گلاس اٹھایا۔

"I like your Love attitude"

وہ جو مبہوت ہوتے اسے تک رہا تھا، جب نامہ نے ٹیبلٹ اسکے منہ میں ڈالی تو بول کر نامہ کو بے چین کر گزرا۔

"شفاء ملے آپکو"

نامہ نے بہت دھیان سے اسے پانی پلاتے دوسری ٹیبلٹ بھی دی جسکے بعد خود نوح نے تکیے مزید نیچے کیے، نامہ اس سے پہلے برتن وغیرہ کچن میں پہنچانے کو اٹھتی، نوح نے لیٹے لیٹے پھر سے اسکی کلائی اچک لی، نامہ کا دل زوروں سے دھڑکا۔

"تھینکیو۔ آدھی طبعیت تو تمہیں اپنے پاس موجود دیکھ کر ہی ٹھیک ہو گئی نامہ۔ تم نے جو کثیر شوکی ہے، میں اسے کبھی نہیں بھولوں گا۔ کبھی ایسے تم لاڈاٹھوانے چاہو تو بس اک اشارہ کرنا۔ ویسے تو لاڈاٹھانے بس دل سے اپنے پسند ہیں لیکن تمہارے لیے کچھ بھی نامہ سلطان"

وہ اسکے جھکنے پر بکھرے بال سمیٹنے کے بیچ بہت پیار سے بات کر رہا تھا کہ نامہ کو پتا ہی نہ چلا کہ وہ مسکرا دی۔

"یہ سب ختم تو نہیں ہو گانا۔۔۔۔؟"

اسی مسکراہٹ کو درد میں بدلے وہ سوال کر کے نوح کو بھی اداس کر گئی، وہ اسے ابھی بھرپور یقین دے ہی کب سکا تھا۔

"کیا؟ ہمارے بیچ کا میچیک۔۔۔ یہ رشتہ یا میری اور تمہاری اپنچمنٹ؟"

وہ ہر سوال پر ڈرتی گئی، دل پریشان ہوا۔

"سب کچھ؟"

وہ ہنوز پریشان لگی۔

"میری لائف میں ایک دو ڈارک سٹاپ آچکے ہیں۔ تم سے اپنی لائف کی کچھ چیزیں سنیر کرنا چاہتا ہوں۔ جب کبھی تم مجھے اور میرے بقیہ سیکرٹس کو جاننا چاہو۔ بتا دینا۔ رہی بات ہمارے بیچ کچھ ختم ہونے کی۔ میں ایسا ہونے کی روک تھام کے لیے مرتے دم تک کوشش کروں گا۔ میری طرف سے سب مزید مضبوط ہو گا۔ تم سے جڑا کچھ بھی ختم کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے نامہ۔ تمہارے کیس میں ہیلپ لیس سا ہو گیا ہوں"

نامہ نے اسے مزید نہ دیکھے نظر سی جھکائی، یہ سب بہت زیادہ ہیوی تو ہینڈل تھا، نوح کا اسکی آنکھوں میں تا دیر جھانکنا اب نامہ میں خواہشوں کو جنم دینے لگا تھا۔

"میں ہمیشہ آپکو سننے کے لیے موجود ہوں۔ اب سو جائیں کچھ دیر تاکہ میڈیسن اپنا اثر کر لے"

نامہ نے اس شخص کی ساری بے قراری کو قرار تب دیا جب اپنا ماتھا اس کے ہونٹوں کے روبرو چومنے کو پیش کیا، وہ نوح کی کوئی خواہش ٹال نہیں سکتی تھی۔

"تم نے میری خواہش کو اہمیت دی نامہ۔۔۔"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اپنی مسرور خواہش سے اسکا ماتھا چومتے ہی فوراً بولا تو نامہ نے حیا سے اٹی نظروں سے نوح کو دیکھتے سر ہلایا۔

"میں سو کر تمہاری خواہش کو اہمیت دیتا ہوں پر میرے پاس ہی بیٹھی رہو۔ میرے ہاتھ تمہیں محسوس کرنا چاہتے ہیں۔ انکی ٹھنڈک تمہارے ہاتھ میں ہے"

وہ ٹھیک سے بیٹھی اور نوح کو اپنا ہاتھ پکڑنے کی پوری اجازت دی۔

"پکڑ لیں۔ اک ہاتھ ہی تو ہے"

وہ نامہ کے سادہ سے جملے پر مسکرایا۔

"تمہیں اپنی اہمیت کا ادراک نہیں بہت خوشی کی بات ہے، یہ میں کرواؤں گا نامہ۔ تمہارے لیے سب کچھ کر سکتا ہوں۔"

وہ اسے صرف لفظ نہیں کہہ رہا تھا، عنقریب وہ اس پر پورا اثر کر دیکھانے والا تھا۔

"مجھے سب کچھ نہیں کروانا بھی۔ چپ کریں اور آنکھیں بند"

وہ پھر ڈانٹنے لگی جبکہ نوح نے مسکرا کر آنکھیں موندتے اسکے ہاتھ کو اپنے سینے سے ہتھیلی کے سنگ اوپر ہاتھ رکھتے جوڑ لیا جبکہ نامہ اب ہل بھی کہاں سکتی تھی، نوح نے اسے اپنے ساتھ اس سکون میں برابر کا شریک جو کیا تھا۔

.._____..

فارم ہاوس میں صبح صبح جہانگیر عالدین کی آمد نے فیروز اور خرد صاحب کو بے حد خوشی دی، امانل خود تو نہ آسکا پر مانیہ کے لیے میسج چھوڑ دیا کہ وہ آج کا دن اپنے ڈیڈ کے ساتھ انکے گھر جا کر گزار سکتی ہے سو وہ ڈیڈ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی، ناشتہ سب نے مل کر کیا جسکے بعد وہ ڈیڈ کے ساتھ انکے گھر چلی گئی۔

جبکہ اسکے بعد دوبارہ سے دیشا کریزی کی آمد نے خرد صاحب اور فیروز کو گہرا عتاب بخشا۔

"آج کے بعد یہاں آئی تو اچھا نہیں ہوگا۔"

آج خرد صاحب بس سپورٹور ہے جبکہ مقابلہ خود فیروز سلطان نے کیا، دیشا نے تمسخرانہ ہنس کر فیروز کو دیکھا جنکا چہرہ لہو چھلکا رہا تھا۔

"کیوں کیا کر لو گے تم؟ بولو سائیکو آدمی؟"

دیشا بیچ گھر کے وسط میں کھڑی پوری قوت سے چلائی جبکہ خرد صاحب آج مطمئن تھے کہ انکا یار بھرپور جواب دے گا۔

"میں میکائیل کو بتاؤں گا تم نے جہانگیر کے علاوہ میری زندگی بھی نگلی ہے۔ سنا ہے میکائیل سے سچ میں محبت ہو گئی تھی تمہیں۔ میں اور جہانگیر تو تمہاری جسمانی اور مالی ہوس پوری کرنے کا سامان اور سیڑھیاں تھے جس پر چڑھ کر تم آج از میر کی امیر عورتوں میں شمار ہو۔ میں بتاؤں گا میکائیل کو کہ تم کتنی گندی عورت ہو۔ تم نے مانہ کے علاوہ ایک اور بیٹی کی جیتے جی قبر بنائی ہے۔ جب میکائیل یہ سب جانے گا، اگر غیرت مند ہو تو تم پر تھو کے گا بھی نہیں۔"

دیشا کو سر تا پیر آگ لگاتے فیروز آج سالم کھڑے تھے تو نامہ سلطان کا محافظ بن کر جبکہ دیشا کو صدمہ گھیرا کہ کیا یہ وہی ڈرامفلوج آدمی ہے جسکے دل میں پچھلی بار وہ بھیانک درد چھوڑ گئی تھی پر آج تو فیروز سلطان کی نظریں بھی تیر کی طرح دیشا کریزی کے وجود کو جھلسا رہی تھیں جبکہ خرد صاحب کو اپنے یار سے اسی ہمت کی امید تھی۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے سمجھے۔ ورنہ میں تمہیں نامہ کی شکل بھی دیکھنے سے محروم کر دوں گی"

دیشا کمزور پڑنے لگی تو پوری قوت سے چینخی پر اب اسکی چینخیں سامنے والے پر بے اثر تھیں یہی دیشا کو خوف دلارہا تھا۔

"ہم سب بہت جلد نامہ کو تمہاری حقیقت بتا دیں گے۔ اور ایک بات نوح سب جانتا ہے سو اگر تم نے نامہ کو زرا بھی مینٹلی یا ایموشنلی نقصان دینے کا سوچا، نوح ادا دوغان تمہیں زندہ گاڑ دے گا۔ میں میکائیل یا جہانگیر بھلے

رحم کھالیں تم پر لیکن نوح نہ تمہارا کچھ لگتا ہے نہ تم اسکی۔ وہ بہت سفاکی سے سزا دے گا۔ باقی اگر میری بیٹی کو مجھ سے دور کرنے کا سوچ بھی رہی ہو تو وہ آخری ماریاد کر لینا دیشا عرف سوہا جسکو کھا کر تم مرنے کے دہانے جاتی ہسپتال پہنچ گئی تھی۔ ان بازوؤں میں ابھی بھی وہی دم ہے۔ دل کمزور ہوا ہے بس، سلطانی خون میں ابھی بھی باقی ہے"

دیشا کے وجود کا ریزہ ریزہ فیروز سلطان نے فضا میں بکھیر دیا جبکہ وہ مزید رکتی تو شاید کسی ایک کا قتل ہو جاتا۔

"ہمم۔۔۔ تمہاری سچائی نامہ کو بتا کر رہوں گی۔ اسے تم سے چھین لوں گی گھٹیا انسان"

وہ انگلی ہوا میں لہراتی وارن کرے وہاں سے تو چلی گئی پر جو کافی دیر سے دیشا پر گرج رہے تھے، یکدم چہرہ افیت سے اٹ گیا، خرد نے پاس آتے کاندھوں کے گرد بازو گماتے سہارہ دیا۔

"میرا بر شیر! یہ والا لہجہ اول دن رکھا ہوتا تو آج حالات اور ہوتے۔ بہت اچھا سبق سیکھایا تو نے"

خرد صاحب نے مزید پیٹھ تھکتے حوصلہ دیا پر جو ابافیروز کی نظروں میں اک ڈر تھا جو بنا کہ خرد قریشی سمجھ گئے۔

"پر وہ کچھ برا ضرور کرے گی"

وہ خفیف سے ڈرے لگے۔

"ہم سب نے ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہن رکھیں جگر، اسے کچھ کرنے دیں گے کیا۔ چل سکول چلیں۔ لعنت بھیج اس دو ٹکے کی منحوس عورت پر"

خرد صاحب کے دیشا کے لیے کہے سخت لفظ ابھی بھی جیسے فیروز سلطان کے سینے میں سلگ سے گئے۔

"یار!"

فیروز رحم طلب نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

"اووف! معاف کر دے۔ تیرا دل بالکل گدھا ہے۔ گدھی پر ہی مر گیا تھا۔ چل مل کر فاتحہ راستے میں پڑھتے جائیں گے۔۔۔۔ چل بھی۔ ہمت دیکھائی ہے یار تو ہمت رکھ بھی اب۔۔"

فیروز صاحب تو ابھی تک افسردہ تھے پر خرد صاحب کے اندر کی شوخ بجلیاں جناب کا ڈر قدرے زائل کر گئیں۔

وہیں دو گھنٹے کی نیند کے بعد نوح کا سرد درد تو بہتر تھا پر فلو کی شکایت ہنوز محسوس ہو رہی تھی، چونکہ ہو اسپتال والی ایمر جنسی کے بارے نوح نے اسے تب بتا دیا جب نامہ نے ایک اور دن رکنے کا خیال پیش کیا سو وہ لوگ دس بجے تک سب فیملی سے اجازت لیے واپس از میر کے لیے روانہ ہو گئے، یہ پہلا ایسا وزٹ تھا کہ نامہ کو لگا وہ سلطان ولادیکھے بنا چلی جائے گی پر نوح پر میڈیسن کا اثر تھا تبھی وہ سو گیا جس سبب نامہ نے سلطان ولا کی روڈ پر گاڑی

کچھ دیر روکی اور جب وہ سیٹ بیلڈ کھول کر باہر نکل کر اپنے گھر کے گیڈ تک گئی تو نوح پیاس سی محسوس ہونے پر کسمسایا تبھی اسکی نظر جاگتے ہی نامہ پر گئی جو سامنے موجود بہت ہی خوبصورت گھر کے گیڈ سائیڈ کھڑی اس گھر کو محبت سے تک رہی تھی۔

وہ جب جب یہاں سے گزرتی، سلطان والا سے اپنا کیا پر امسس ری نیو کرتی کہ وہ اسے جلد پالے گی۔

"نامہ! تم ایک حکم کرو اس جیسے کئی گھر تمہارے قدموں میں واردوں پر میں تمہاری خودداری جان سے عزیز سمجھتا ہوں۔ اور اسے ٹھیس پہنچائے بنا اب تم تک اس گھر کو واپس لوٹنا میرا فرض ہے"

نوح نے کچھ سوچتے ہوئے کال ملائی، نوح کے وکیل نے کال پک کی۔

"استنبول میں سلطان ولانا می گھر ہے، ایڈریس تمہیں ٹیکسٹ کیا ہے۔ اسے کورٹ اور بینک سے واپس وصول کرنا ہے تمہیں اور گھر کے تمام پیپرز بھی

اپنے ہاتھ میں لینے ہیں تاکہ اسکے ہاتھ سے نکلنے کا رسک ہی ختم ہو جائے۔ نامہ کی طرف سے آتیں انسٹالمنٹس بھی اسی اکاونٹ میں جانی چاہیں جو اسی کے نام پر اوپن کروا چکا ہوں میں۔ یہ لیگل ورک ایک ہفتے میں پورا کرو"

مقابل نے ساری ہدایت توجہ سے سنی۔

"ہو جائے گا سر۔"

نوح نے مسکرا کر سر ہلاتے ہی کال کاٹی اور جب نامہ واپس پلٹنے لگی تو نوح نے دوسری طرف چہرہ کیے آنکھیں بند کر لیں، وہ آکر بیٹھی اور نوح کو سویا دیکھے اس نے ہاتھ بڑھا کر نوح کا ماتھا چھوا، پھر گردن، وہ ایسے یوں فکر کرے سوئے بنے ڈرامے باز نوح کو پاگل ہی تو کر گئی۔

لیکن وہ یہ مومنٹ سپائل نہ کر سکا اور تب ہی نہیں پورا راستہ نیند ہی لیتا
آیا، سٹارٹ زبردستی کی بند آنکھوں سے ہوا پر پھر خود ہی غنودگی طاری ہو
گئی۔

وہیں مانہ نے بابا کے ساتھ بہت انجوائے کیا، وہ لوگ پورا دن
گھومے، انہوں نے مانہ کو اپنے نئے آفس کے سٹاف سے ملوانے کے ساتھ
مارکٹنگ کے بزنس کا سی ای او اناؤنس کیا۔

مانہ کو بزنس میں انٹر سٹ نہیں تھا لیکن پھر بھی جہانگیر عالدین نے اسکے نام
اپنے کئی شئیرز کر دیے۔

"ماما نے کہا تھا انکو اپنے بزنس کے سوا کچھ عزیز نہیں۔ غلط۔۔ اگر ایسا ہوتا یہ
میرے نام شئیرز نہ کرتے۔ رہی بات دوسرے الزام کی۔ میں اسکی بھی
پوری چھان بین کروں گی"

اپنے بابا کے ساتھ وہ میٹنگ سٹاف کے ساتھ بیٹھی یہی سب سوچ رہی تھی، انکا اس بزنس میں ایک انکی عمر کا ہی پارٹرنر نائل تھا، مانیہ کو وہ بابا سے کچھ بے تکلف لگا اور وہ سوچ چکی تھی کہ اس بارے پوری تحقیق کرے گی کہ آیا ان دو کے بیچ دوستی ہے یا اس سے بڑھ کر کچھ ہے۔

وہ اب دیشا کریزی کی کسی بات پر بنا تحقیق و تفتیش یقین نہیں کرنے والی تھی اور یہ اس نے امانل کے لیے فیصلہ لیا تھا۔

وہیں دوسری طرف امانل نے نوح کی تمام بریفنگ پر عمل درآمد سے پہلے رحمان تبریز سے سارے معاملات ڈسکس کیے۔

"دیکھ لو، شک کی وجہ سے ہم دو اچھے ڈاکٹرز سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ اگر نوح نے ایسا سوچا ہے تو بہتر ہی ہو گا، وہ دور اندیش آدمی ہے"

رحمان صاحب جہاں خدشوں کا شکار تھے وہیں انکو نوح پر یقین بھی تھا، تبھی انہوں نے امانل کو اگلا سٹیپ لینے کی اجازت دے دی۔

اماٹل نے ہو سپٹل کی بند اور کسی کے استعمال میں نہ آتی بیسمنٹ میں کبیر اور معراج کو بلوایا اور ان دو کی باری باری گردن دبوچتے دھڑکن سے جڑی خاص نس دبادی جس سبب وہ دونوں ہٹے کٹے نوجوان باری باری زمین پر لڑھک گئے۔

اماٹل نے دو مر سیز کی مدد سے ان دو کو کر سیوں پر بیٹھا کر رسیوں سے کس کر باندھ دیا، وہ دونوں مر سیز نوح اور رحمان سر کے بھروسے مند لڑکے تھے۔

اماٹل نے دونوں کے منہ پر ٹیپ بھی لگادی تاکہ نوح کے آنے تک وہ دو چلا نہ سکیں، اور نا صرف ٹیپ، آنکھوں پر بھی پٹی باندھ دی۔
اب بس شام تک نوح کی واپسی کا ویٹ کیا جانا تھا۔

وہیں نوح نے پہلے چینیج کرنے دوغان ولا جانا تھا پھر نامہ نے اسے ہو سپٹل ڈراپ کرنا تھا تو وہ لوگ چار بجے تک سیدھا دوغان ولا ہی پہنچے۔

گاڑی ولا کے پورچ میں رکی تو نوح نے گہرا نقاہت بھرا سانس کھینچا۔

"میں دس منٹ تک ریڈی ہوتا ہوں۔ تب تک تم روم میں آکر ویٹ کر سکتی

ہو۔ لان میں بھی۔ جہاں چاہو۔ پھر مجھے ہو سپٹل ڈراپ کرنا۔ رات تک تم

بابا کی اسکے بعد پھر سے میری۔۔۔۔۔ اب تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے"

وہ سیٹ بیلڈ کھولتے سب دہرا رہا تھا پر نامہ بہت سکون سے اسے دیکھتی سر ہلائے مسکرائی۔

"آپکو کیا لگتا ہے اتنی ظالم ہوں کہ آپکو اس حالت میں رات اکیلے گزارنے

دوں گی۔ ہر گز نہیں۔ یاد ہے لاسٹ بار آپ نے مجھے نیند سے جگا کر میڈیسن

کھلائی تھی۔ اس کا بدلہ لوں گی۔ تو آج اس غلط فہمی سے نکل آئیں کہ میں

آپکے سوا کسی کی ہوں"

نامہ کے حق جمانے پر نوح کا دل سچ میں بے قابو ہوا، پر ابھی وہ جھپٹتا تو نامہ کا

موڈ بگھڑ سکتا تھا۔

"صرف آج کے لیے نہیں۔ ٹل ڈیتھ چاہیے یہ نامہ"

نامہ نے گردن موڑتے نوح کو دیکھا جو بہت سنجیدہ تھا، نامہ کو لگا سانس اکھڑ گئی ہے تبھی وہ جلدی سے کارڈور اوپن کرتی باہر نکلی۔

نوح بھی ہمت کرتا باہر نکلا کہ بیٹھ بیٹھ کر سن ہو گیا تھا، باڈی آل ریڈی پین میں تھی۔

"نامہ!"

وہ اسکے پاس رکی تو نوح نے دونوں ہاتھ نامہ کی رخساروں سے جوڑے، وہ دم سادھ گئی۔

"میں ہمیشہ والے عہد نہیں کرتی۔ بتایا تھا جہاں ڈر لگے، حفاظت میں خطرہ محسوس ہو بھاگ جاتی ہوں۔ تو میں آپکے کیس میں بھی ایسی ہی ہوں۔ ڈر اور خطرہ محسوس ہوا تو چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید بولتی، نوح نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ کی انگلیوں کی پوریں جمادیں، وہ ایسا سن بھی کہاں سکتا تھا۔

"ایسا نہیں ہو گا نامہ۔ ایسے سخت جملے نہیں سن سکتا۔ تمہارے ان ہونٹوں سے تو ہر گز نہیں۔ میں تمہیں ڈر اور ہر قسم کے خطرے سے کوسوں دور سنبھال کر رکھوں گا۔ تم رہو گی ناں میرے ساتھ"

وہ سخت بیقرار تھا، بخار کی شدت سہہ کر زرا مر جھا گیا تھا اور باخدا اسکی چمک سے محروم آنکھیں چومنے لائق تھیں، وہ انھیں آرام دینا چاہتی تھی۔

"رہوں گی۔ جائیں چینج کر لیں۔ پھر آپکو ہو سپٹل ڈراپ کرتی ہوں۔ تب تک میں یہیں آپکے لان میں واک کروں گی۔ پیر درد کر رہے ہیں"

وہ اسے محبت سے یقین دلا گئی پر اسکی بات میں دو جگہوں پر اعتراض تھا۔

"ہے! یہ آپکا لان کیا ہوتا ہے۔ ہمارا لان۔۔۔ یہ گھر تمہارا ہے۔ اور پیروں کو چل کر مزید مت تھکانا، آروم میں دس منٹ لیٹ جاو۔ جب تک میں فریش ہو لیتا ہوں"

وہ نامہ کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لیے بڑھا تو نامہ کے چہرہ دھنک رنگ ہوا، اس شخص کے حرف حرف میں احترام، مان اور پیار تھا کہ اسے سمیٹنے کو نامہ کا دامن کم پڑ جاتا۔

"نوح! لیٹ گئی تو سو جاؤ گی۔ آپکو ہو سپٹل پہنچانا اہم ہے۔ گندی والی نیند آرہی ہے۔ رہی بات بیٹھنے کی اب تو بیٹھنے کے نام سے بھی ریڑھ کی ہڈی میں درد فیل ہو رہا ہے"

وہ اخیر مظلومیت سے بولی پر نوح نے رک کر ناجانے کیا ہوا اسے اپنے گلے لگالیا، وہ حیران سا مسکرائی کہ ان محترم کو اچانک کیا ہوا۔

وہ اسکی کمر پر ہاتھ پھیرے اسے اس زور سے خود میں بھینچ کر سٹریچ کر گیا کہ نامہ کی کئی ہڈیوں میں ایک ساتھ ریلیف والی آسودگی اتری۔

پر جو دل آن ملے، جو جسموں کی خوشبو ادھر ادھر ہوئی، جو ایک دوسرے کے دل کی دھڑکن اک دوسرے میں اتری اس نے اس شام کے پلو کو آگ لگادی، اب پورا منظر جل اٹھا اگر وہ دور نہ ہوتے۔

"ی۔۔۔ یہ کیا تھانوح؟"

وہ روہانسی ہوئی، یہ گلے لگانا نہیں سیدھے سیدھے نیت خراب کرنا تھا۔

"تمہیں اتنے درد دے بیٹھالانگ ڈرائیونگ کی ضد میں، آگے سے فلائیٹ ہی لیں گے آئی پر امس۔ یہ ضد تبھی کی کہ ہم ساتھ بہت سا وقت گزار سکیں لیکن اب تم نے میرے ساتھ رہنا ہے تو میری تم سے باتیں کرنے کی طلب پوری ہو جایا کرے گی۔ اگر چاہو تو یہ بیمار آدمی تمہارے لیے مساج مین بن سکتا ہے لیکن اگر تمہیں یہ قبول نہیں۔ سیلون سے کسی لیڈی کو بلوا

دو؟ تمہیں ریلکسنگ مساج اور سٹیمنگ باتھ دے گی۔۔ بلکہ ایک کام کرو۔ مجھے ہو سپٹل ڈراپ کرے تم سپاسیلون جاو۔ میں اپائنٹمنٹ لیتا ہوں۔ بہت اچھی سروس ہے انکی۔ وہ لیڈی ہیں بھی اولڈ تو انکے سامنے تمہیں شرم نہیں آئے گی۔ وہ ممما کی فرینڈ ہیں۔ میری وائف کے لیے بیٹی والی سروس ہے انکے پاس"

نوح کی ساری فکریں سنتی وہ اس بار خود اسے آہستگی سے گلے لگی، خود وہ اتنا نڈھال تھا پر اسے صرف نامہ کی تھکن کھائے جارہی تھی۔

وہ جب چپ چاپ گلے لگی تو نوح کا دل حلق میں آگیا کیونکہ وہ رو رہی تھی، اور آفرین وہ سینہ جس میں چھپ کر نامہ نے رونا چاہا، اس نے نوح کو اتنی اہمیت دے کر سچ میں خرید لیا۔

"لے لیں اپائنٹمنٹ! آپکی یہ فکر رد نہیں کی جائے گی مجھ سے نوح! رہی بات مجھ سے باتیں کرنے کی طلب کی وہ کبھی ادھوری نہیں رہنے دوں گی اب

کے بعد سے۔ آپکی طبیعت کی فکر رہے گی مجھے۔ رات تک ٹھیک اور
سلامت واپس ملے گا مجھے"

وہ اسکے گلے لگنے پر جی جان سے مسرور ہوا، بازو بھی پھیلائے جبکہ یہ سب
لان میں کھڑی دیشا دیکھ کر سرتاپیر آگ میں جھلس گئی تھی، اسکی ایک نہیں
دونوں بیٹیاں اتنی خوش تھیں کہ اسکو اپنی حسرتیں اور محرمیاں نگلنے لگیں۔

"تم نے گلے لگا کر مجھے سارے ہوش عطا کر دیے ہیں، میں اپنا خیال رکھوں
گا۔ تم رات تک فریش ملنا مجھے۔ نیند بھی لے لینا تھوڑی۔ کیونکہ بیمار آدمی
آپ سے رات کچھ بے باک لاڈاٹھوا سکتا ہے نامہ سلطان"

وہ اسکے روبرو کرنے اور وہ جذباتی سے آنسو صاف کرنے پر بھی بھیگی تڑپی
نظروں سے نوح کو دیکھ رہی تھی، وہ خود کو نامہ کے لیے ہر طرح سے بدل
رہا تھا، وہ اسکا گرین فارسٹ تھا۔

"میں اٹھالوں گی وہ لاڈ۔۔۔ جائیں فریش ہو جائیں۔"

وہ بھیگی آنکھوں سے ہی مسکرائی تبھی نوح اسکی گال کھینچے اپنے روم کی طرف
سیڑھیاں چڑھتا بڑھا جبکہ نامہ اسکی خوشبو اپنی سانسوں میں گھلی محسوس کر
سکتی تھی۔

"اتنی جلدی یہ موو آن کر جائے گا۔ سوچا نہیں تھا۔

You are his cure Janum"

نامہ نے عقب سے سنائی دیتی آواز پر پلٹ کر دیکھا تو دیشا آنکھوں میں دنیا
جہاں کا سوز لیے کھڑی تھی۔

"علاج! مگر وہ کیسے۔ کس چیز سے موو آن کیا؟"

نامہ کے دل میں ٹیس سی جگی، دیشا اپنی حسرت و تضحیک کی آگ میں اپنی ہی
بیٹیوں کو اذیت دینے پر تلی تھی اور اسکا اسے اندازہ تک نہ تھا۔

"اپنی پہلی بیوی سے موو آن! بتایا نہیں اس نے تمہیں کہ وہ بہت پسند کرتا تھا اسے پروہ نہیں کرتی تھی تو اسکی خوشی کے لیے نوح نے ڈائورس کا فیصلہ لیا۔ کئی سال تک نکاح میں بندھا رہا"

نامہ کو لگا کسی نے ولا کی چھت اسکے سر پر دے ماری ہو، سانس حلق سے گھوٹ لیا ہو۔۔ آنکھوں میں ریت جھونک دی گئی ہو۔

"اوپس! تمہاری حالت دیکھ کر لگ رہا ہے اس نے یہ بات چھپا رکھی تھی تم سے۔ آئی ایم سوری۔ تم ٹھیک ہو؟"

نامہ کے اکھڑتے سانس اور لڑکھڑانے پر دیشانے مکاریوں کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑے اسے سہارہ دیا پروہ دیشا کے ہاتھ بری طرح جھٹک کر وہاں سے باہر بھاگ گئی، دیشانے زخمی سی شیطانی مسکراہٹ دی اور مزے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھی لیکن گاڑی تک پہنچے اسکا سہارہ لیتی نامہ سر تا پیر کرچی ہو گئی تھی، اسکے آنسوؤں نے اسکا پورا چہرہ دھکا دیا۔

"میں سیکنڈ چوانزہ۔۔ ہوں آپکی نوح۔۔۔"

وہ بس یہی اک جملہ سوچتی روئی، ہچکیوں سے، اسکا دل ٹکڑے ہو گیا تھا، جبکہ نوح نے شاور لیے چینج کیا تو طبعیت کا بھاری پن کچھ کم ہوا، فل بلیک ہی چوز کیے وہ جیکٹ جماتا، شوز چڑھائے پندرہ منٹ تک پورچ میں واپس پہنچا تو وہ گاڑی سے لگ کر کھڑی لان میں لگے پھولوں کو دیکھ رہی تھی، ایک دم مرجھائی لگی۔

"نامہ! آریو اوکے؟"

وہ اسکے پاس آکر رکے بولا تو نامہ نے جلدی سے سر ہلا دیا پر کچھ نہ بولتی جا کر کارڈور اوپن کیے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھی، آج اس نے نوح کے بیٹھنے کا ویٹ نہیں کیا، یہ اوکے تھا پر یہ بدلاؤ نوح کو بری طرح چبھا۔

نوح کو پتا تھا وہ اسکے لیے حساس ہو چکا ہے پر ابھی فیل ہوا جیسے وہ رورو کر چپ ہوئی ہے، اسکے خوبصورت چہرے پر خزن درج تھا۔

نامہ ہو سپٹل جانے تک اک حرف نہ بولی، نوح نے اپنی بھرپور برداشت آزمائی پر جب گاڑی پانچ بجے تک ہو سپٹل کی پارکنگ میں رکی، تب نوح کا صبر جواب دے گیا۔

"تم مجھے اس قہرناک چپ سے مارنا بند کرو۔ کیا ہوا ہے نامہ؟"

وہ سخت دکھی ہوا، نامہ نے اسکی طرف کرب بھری نگاہ ڈالی جو نوح کو اندر تک کاٹ گئی۔

"یو آلسولانک ہر؟"

نامہ کی آنکھوں میں سرخی جمع دیکھے نوح کے دل کو دھکا لگا۔

"کون؟۔۔۔"

وہ حیرت و پریشانی سے سیٹ بیلڈ کھولے اسکی طرف ہو کر بیٹھا۔

"Your First Wife...."

مجھے کیوں نہیں بتایا کہ میں آپ کے لیے موو آن ہوں نوح۔ کیوں ایسے شو کرتے ہیں جیسے محبت ہوں آپ کی۔ آپ کا میرے بنا سانس رک جائے گا۔"

وہ اسکے ہاتھ کو بری طرح جھٹک گئی، جس لڑکی کی آنکھوں میں وہ آنسو سوچ بھی نہ سکتا تھا وہ درد و تکلیف سے بھری نوح کا سینہ گھوٹنے لگیں جبکہ نوح سمجھ چکا تھا یہ حرکت کس منحوس کی ہے۔

"تم کیا ہو یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں جھوٹا اور منافق نہیں ہوں نامہ۔ میں یہ بات تمہیں خود بھی بتانا چاہتا تھا۔ تمہیں پتا ہے ناں سیکرٹس کی بات کی تھی میں نے۔ لیکن یہ جس طرح تمہیں بتایا گیا ہے وہ صرف اک سازش ہے۔ تو اس سازش میں جکڑنے کی بالکل ضرورت نہیں۔ رنکلس۔ رونا بند کرو"

وہ لاڈ پیار سے اسکے آنسو صاف کر رہا تھا جو اسکے سامنے اتنی بہادر نامہ بچوں کی طرح رو رہی تھی، کانپ رہی تھی۔

"B..but You like her...Nooh"

وہ سسک اٹھی، اس سے یہ برداشت نہ ہو رہا تھا۔

"But not love her...."

میری محبت تو اک Rolls-Royce والی بن رہی ہے۔ ہم رات میں اس پر تفصیلی بات کریں گے۔ تب تک پر امس کرواک آنسو نہیں بہاؤ گی"

نامہ نے منہ پھیرنا چاہا، وہ کپکپاتی روتی تکلیف سے بھری لڑکی منہ سے کچھ نہ کہتی پر بتا چکی تھی وہ نوح سے کس قدر چاہت جوڑے بیٹھی ہے۔

"م۔۔ مجھے بہت ہرٹ فیل ہوا ہے۔"

وہ بھیگی سانسیں بھرتی بولی، اسکے یوں کرنے نے نوح کو راحت بخشی لیکن دکھ بھی کہ وہ رو رہی ہے۔

"مجھے بھی۔ کہ یہ سب تمہیں میری دشمن نے بتا کر رلا دیا۔ میں ایسے کبھی نہ بتاتا۔ تمہیں پتا ہے ناں میں آنسو نہ آنے دیتا ان آنکھوں میں۔ رات تک کی مہلت دو گی۔ بہت اہم کام نہ نمٹانا ہوتا تو میں ابھی تمہاری ساری تکلیف سمیٹ لیتا نامہ"

وہ اس پر دنیا جہاں سے بڑھ کر اعتبار کر چکی تھی تبھی دکھی ہوئی پر ناراض نہیں، اسے نوح کے کہے حرفوں پر ایمان لانا تھا یہی اسکی محبت کا ثبوت تھا جو وہ کہہ کر کبھی نہیں بتا سکتی تھی۔

"ہمم۔ جائیں آپ"

وہ نظریں بے بسی سے جھکا گئی۔

"تم وہ سب کرو جا کر جو میں نے کہا تھا نامہ۔ سپا جاو۔ خود کو یا اپنے دل کو مت دکھانا۔ پلیز۔ مجھ پر رحم کرنا۔ آئی مس یو"

وہ پیار و آزر دگی سے اسکی بھیگی گال چومتا ہوا پیچھے ہوا اور کارڈور اوپن کرے
 باہر نکلا تو نامہ نے اپنی ہتھیلی بے ساختہ اپنی گال سے جوڑے اک دردناک
 ہچکی سی لی، اسکی سانسیں گھٹی جارہی تھیں، یہ سوچ کر کہ نوح کسی اور کارہ چکا
 ہے۔

"مجھے برداشت دیں میرے اللہ۔ یہ سب سہنے کی۔ پلیز۔"

وہ واپس کیسے گئی بس یہ نامہ جانتی تھی یا اسکا اللہ لیکن سپا جا کر وہ مدین کنزا
 نامی لیڈی سے ملی جنہوں نے نامہ دو دو گھنٹے کی جو سروس دی اس کے بعد
 نامہ کو اپنا آپ پنکھ سے بھی ہلکا محسوس ہوا کیونکہ انہوں نے نامہ کو باتوں
 باتوں میں نوح اور عنایہ کی بہت سی اچھی باتیں بتائیں، اپنے گھر اگلے ویک
 کے کسی ڈے ڈنر پر بھی مدعو کیا، وہ شادی شدہ تھیں پر بے اولاد اور بس
 ڈاگ اور ہی کے ساتھ موج کی پر سکون زندگی جیتی تھیں۔

نامہ جتنا مرضی رٹلکس ہوتی، اسے سکون بس نوح کے پاس جا کر ہی ملتا تھا جب وہ اسے یہ بتاتا کہ پسند کی اسکی نظر میں کوئی اہمیت نہیں۔ اب بس محبت کا پلڑا بھاری بچا ہے جبکہ دوسری جانب نوح ادا دوغان ان دو ڈاکٹرز سے ملنے سے پہلے زر اپنی ہمت واپس لایا، تگڑا سا کھانا کھا کر اور اب امائل اور نوح کے اندر کے غنڈوں کے نکلنے کا وقت ہو چکا تھا، کچھ خطرناک ہونے والا تھا، سلامتی پر سیاہ سایہ لہرا رہا تھا۔

..

کبیر اور معراج کو اتنا اندازہ تو ہو گیا تھا کہ وہ دو پکڑے جا چکے ہیں اور انکا کھیل ختم ہو گیا ہے مگر پھر بھی اپنے موقف پر امائل کے سامنے ڈٹے رہے کہ وہ اس حملے کے بارے کچھ نہیں جانتے مگر پھر جب نوح خود بیسمنٹ میں آیا تو ان دو کے چہروں کا ڈر نوح اور امائل دونوں نے محسوس کیا۔

"ڈاکٹر ادا! یہ کس قسم کی غنڈا گردی ہے۔ آپ دونوں وریام ہو اسپتال کے سینیرز کے ساتھ ایسا گھناونا برتاؤ کیسے کر سکتے ہیں بولیں؟"

نوح کو تھکا ہوا تو سب نے ہی فیل کیا پر جس طرح وہ شرٹ کی بازوؤں سے کف لنکس نکال کر براؤن پرانی سے میز پر رکھے آستینیں چڑھا کر قریب آ رہا تھا، ان دونوں بندھے ڈاکٹر کی آنکھوں میں خوف بھی بتدریج بڑھتا گیا۔

نوح نے ان دو کی تمام مشکوک حرکتوں کے بعد کچھ چھان بین کروائی تھی جس سے یہ صاف عیاں تھا کہ جس وقت وہ حملہ ہوا، دونوں ہو اسپتال سے کچھ دیر پہلے اکھٹے آگے پیچھے ہی باہر نکلے تھے۔

"اور سینیرز کو بھی تو اپنے رتبے کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ چلیں بتائیں مین پر اہلم کیا تھی۔ کس چیز سے جلن و حسد ہوا۔ کونسا کیڑا کاٹا۔؟"

نوح دونوں کے سامنے آکر رکا تھا، چہرے پر سنگلاخ چٹانوں سی سختی تھی، وہ ان دو پر کسی قسم کے رحم کے موڈ میں نہ تھا کیونکہ بات اب بہت بڑھ چکی تھی، گارڈ مرا تھا، اور وریام میں کام کرتا ہر فرد اک فیملی تھا لہذا اس گارڈ کی اس ناگہانی موت کا بدلہ لینا بھی سب پر عائد تھا۔

امائل بھی وہیں کر سی گھسیٹے بیٹھا کہ یہ سب دیکھنا کافی مزیدار تھا۔

"ایسا کچھ بھی نہیں۔ ہم اس حملے میں ملوث نہیں نہ کسی دھمکی دینے میں"

اب کی بار معراج صاحب بڑبڑائے پر جو کہہ بیٹھے اس پر امائل کے ساتھ نوح بھی مسکرایا جبکہ کبیر کے چہرے کی رنگت فق ہوئی۔

"اوپس! پر میں نے تو دھمکی کا ذکر بھی نہیں کیا"

نوح کے سوال پر ان دو ڈاکٹرز کی ہوا ٹائٹ ہوئی اور اس سے پہلے وہ مزید چوں چاں کرتے نوح نے ایک ایک ہاتھ سے دونوں کی مضبوط گردن ہاتھوں کے شکنجے میں لی۔

"یہ مزاق نہیں چل رہا۔ کسی کی موت ہوئی ہے۔ جان گئی ہے۔ اس لیے سب کچھ بک دو ورنہ تم دو کو اسی بیسمنٹ میں مار کر گاڑ دیا جائے گا۔"

اس بار پورے بیسمنٹ ایریا میں نوح کی کڑکتی آواز گونجی۔

"تم ہو ہمارا مسئلہ۔ ہمارا سارا کریڈٹ کھانے والے سانپ۔"

اس سے پہلے نوح مزید کچھ پوچھتا، کبیر نفرت سے غرایا جبکہ معراج نے اسے آنکھوں کی قوت سے بہت روکنا چاہا، نوح نے سامنے والے کو کاٹتی سمائل دیتے کبیر کی طرف دیکھتے دونوں بازو اسکی کرسی کی آرمز پر رکھتے کبیر کی آنکھوں کی نفرت ملاحظہ کی۔

"کیسا کریڈٹ! یہاں ہم سب کے الگ ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ آپ اپنے

ڈیپارٹمنٹ کے کنگ ہیں کبیر صاحب اور میں اپنے۔ پھر میں نے آپکا کریڈٹ کیسے کھایا۔ کہیں میرے انسٹا اکاؤنٹ کے ملین میں فالورز کی بات تو نہیں کر رہے آپ؟ یا میرے ریسنگ دنیا کی مقبولیت کی"

نوح کا چیر پھاڑ ڈالتا انداز ایسا تھا کہ کبیر کی سانس تک کانپ رہی تھی جبکہ
اماٹل امپریس ہوا کہ نوح کو ایسا غنڈہ ٹائپ اس نے کبھی نہ سوچا تھا۔

"تم نے ہمیں وریام ہو اسپتال میں کوئی مقام پانے ہی نہیں دیا۔ سب کی زبان
پر بس تم تم ہوتے ہو۔ حالانکہ ہر سٹاف ممبر اپنی جگہ اپنا بیسٹ دے رہا ہے
وہاں۔ وریام ہو اسپتال کی یہ جو ساکھ ہے اس میں ہم سب کا حصہ ہے پر دیکھائی
بس تمہاری کنٹرولیشن دیتی ہے، تم ہی یہاں کے اوئر لگتے ہو۔ حالانکہ ہماری
طرح اک ور کر ہو۔ اس ہو اسپتال کو ہم نے بھی اپنا لہو دیا ہے۔ لیکن جب
بھی وریام ہو اسپتال کا نام آتا ہے سب کو تم یاد آتے ہو۔ ایک کول سپورٹو
Oncologist surgen جو کم حیثیت لوگوں کو علاج کی رقم بھی فراہم
کرتا ہے، ہم یہ برداشت نہیں کریں گے"

نوح کو امید نہ تھی کہ اسکے اچھے کاموں سے بھی کوئی اتنا جل سکتا ہے، اسے
تو لگتا تھا دشمن صرف برائی پھیلانے والوں کے ہوتے ہیں۔

"مسئلہ مجھ سے تھا تو پر سنل ہی رکھتے کبیر، لیکن تم دونے اپنی نفرت کے
 بھینٹ اک بے گناہ آدمی کو چڑھایا جسکے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ بیوی
 تھی۔ اس پر تم دو کی جان سراسر شکنجے میں پھنسنے والی ہے۔ کچھ دیر تک
 پولیس آکر تم دو کو اریسٹ کرے گی۔ اور میں سپیشل ریکوسٹ کروں گا کہ
 تم جیسوں کی ضمانت سرے سے ممنوع کر دی جائے۔ اور ہاں تم دو ہی ہو یا
 اس لشکر میں اور بھی منحوس شامل ہیں"

نوح نے اس بار دونوں کو سر کے بالوں سے دبوچتے پوچھا پر دونوں کی
 زبانیں گنگ ہو چکی تھیں، پر آنکھیں نفرت اگلنے سے باز نہیں آرہی تھیں۔

"بھائی چھوڑیں اس غلاظت کے ڈھیر کو۔ اب پولیس خود سچ اگلو الے گی"

نوح کا غصہ بڑھتا دیکھے اماٹل نے قریب آتے نوح کو پر سکون کرنے کی
 کوشش کی، خیر آدھے گھنٹے تک پولیس آچکی تھی، وہ لوگ انھیں بیسمنٹ
 سے ہی پکڑنے آئے مگر جب ان دو کے ہاتھ کھولے گئے تبھی کبیر نے ٹیبل

کے کنارے پڑے سکریوڈرائیور کو اٹھا کر نوح کے اندر کھونپا پر نوح کے بروقت مزاحمت سے وہ پورا اندر نہ جاسکا لیکن خون کا فوارہ ضرور پھوٹ گیا جس پر امائل نے جاتے جاتے بھی کبیر کا جبر اہلا دیا، خیر پولیس ان دو کو لے کر نکل چکی تھی جبکہ نوح کا پورا چہرہ اس بھیانک درد سے سفید پڑا، جس طرح وہ سکن پھاڑ کر اندر تھیں چیر تا گھسا تھا، ڈاکٹر ماوی کو شبہ تھا کہیں کڈنی ایفیکٹ نہ ہوئی ہو تبھی بروقت اسکے زخم کا جائزہ لیا گیا، خون بہت زیادہ بہہ گیا تھا مگر زخم کی گہرائی جیسی سبکو لگی ویسی نہ تھی، سکریوڈرائیور کے پرانے اور اتنا شارپ نہ ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ ڈیپ حد تک نہیں اتر سکا تھا لیکن پھر بھی زخم کی گہرائی، مارنے والے کی قوت و نفرت کا ثبوت دے رہی تھی۔

"ٹھیک ہیں آپ؟"

مانیہ کو اسکے ڈیڈ کی طرف سے پک کرنے اور ڈنر کے لیے امائل کو جانا تھا پر وہ نوح کے لیے فکر مند تھا جسکی مرہم پٹی ہو رہی تھی، جلد کے اندرونی طرف

چار سٹیجیز لگے تھے ساتھ Antibiotic ointment فراہم کی گئی تھی جبکہ زخم کو کور کر کے خون کی روک تھام ممکن بنالی گئی تھی پر نوح کو جو درد تھا وہ بہت شدید تھا۔

"بچت ہو گئی ورنہ نامہ تو ان دو کو چھوڑتی ناں۔ تم نے کہا تھا نہ کہ بہت پوزیسو ہے"

اس وقت بھی نوح کو بس نامہ یاد آرہی تھی، امائل خفیف سی شرارت لیے ہنسا۔

"وہ تو ہے۔ میں مانیہ کے ڈیڈ کی طرف نکل رہا ہوں۔ نامہ کو انفارم کر دوں گا آکر دیکھ لے آپکو۔ اور سنیں! گھر جا کر ریسٹ کریں۔ دو دن کام میں دیکھ لوں گا۔ انفکشن ہوا تو کام خراب ہو سکتا ہے"

امائل کی تاکیدیں جناب نے مسکرا کر سنیں جبکہ امائل کے جاتے ہی نوح نے نامہ کو میسج بھیجا۔

"اپنا ضروری سامان ولا چھوڑ آؤ۔۔۔ اگر چاہیے تو۔ اب سے تم وہیں رہو گی۔ ویسے وہاں تمہارے لیے سب کچھ موجود ہے۔"

نامہ اسی وقت گھر پہنچی تھی، بابا کے پاس ہی بیٹھی تھی جو اسکی اداسی کی کب سے وجہ پوچھ رہے تھے، نامہ کے فون پر آیا نوح کا میسج پڑے مسکرائے تو نامہ نے خفا نظروں سے بابا کی سمائیل دیکھی۔

"کیا آپ کو پتا تھا بابا کہ انکی پہلے بھی شادی ہوئی تھی؟"

نامہ کے سوال پر فیروز سلطان اس سے دگنے شاک ہوئے۔

"نہیں۔ میں تو نہیں جانتا اس بارے۔"

وہ اور دکھی ہوئی۔

"ہاں یہ بتاتے تو آپ کو نسا میرا ہاتھ دیتے انکے ہاتھ میں۔"

وہ روہا نسی ہوئی تو فیروز صاحب نے اسے خود سے شفقت و محبت کے سنگ لپٹا لیا۔

"غلط۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے اس نے ضروری نہ سمجھا ہو کسی پرانے تعلق یا واسطے کو ڈسکس کرنا۔ ویسے بھی تم دو ایک دوسرے سے حال سے مستقبل کے لیے جڑے ہو۔ ماضی میں کیا ہوا یہ اہم نہیں میرا بچہ"

وہ نامہ کے بال سہلاتے اسے نرمی سے سمجھانے لگے پر وہ بہت زیادہ روٹھی ہوئی تھی۔

"میں فریش ہو کر ولا جا رہی ہوں۔ اپنا کچھ سامان چھوڑنا ہے ادھر پھر نوح کو پک کر کے واپس گھر۔ آپ اکیلا فیل کریں تو کال می بابا"

وہ افسردگی سے بولی تو فیروز نے اسکا ماتھا چوم پر ابھی نامہ کو قرار آنا مشکل تھا۔

"اسکے ساتھ رہ اور یہ معاملہ ڈسکس کر کے حل کر میرا بچہ۔ باقی میں اکیلا
 کیوں فیل کروں۔ میرے پاس میرا یار ہے۔ میری بیٹی کی محبت ہے۔ بس
 ایک بات نوح کی اس سوتیلی ماں سے بچ کر رہ وہ مجھے کچھ غلط واٹرز دیتی ہے"
 نامہ نے جلدی سے پریشان ہو کر بابا کے چہرے کو دیکھا۔

"پر آپ کب ملے ان سے؟"

فیروز کیسے بھول گئے کہ وہ بدحواسی میں بھی بھرپور ہوش رکھتی ہے، لفظ بھر
 وہ گھبرائے کہ اب کیا بات بنائیں۔

"آج آئی تھی مانیہ سے ملنے، پر وہ تھی نہیں تو عجیب ہی باتیں تھیں
 اسکی۔ مغرور کہیں کی۔ دوغان ولا میں اسکے سوا باقی دونوں فرد تیرے ہمدرد
 ہیں۔ بابا کی یہ بات یاد رکھنا"

بروقت فیروز صاحب نے معاملہ سنبھالا اور نامہ بہل بھی گئی اور یقین بھی
 دلایا کہ وہ ایسا ہی کرے گی خاص کر جس طریقے سے اس نے نوح کی شادی

کابتایا اسکے بعد نامہ کے دل میں بھی دیشا کے لیے اچھے جذبات کا رخ بدل سا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے بابا! میں نکلتی ہوں پھر۔ آپ بہت خیال رکھیے گا اپنا"

وہ بابا کا ماتھا پیار سے چومے بولی تو فیروز صاحب نے جتنی دعائیں یاد تھیں سب نامہ کے گرد حصار دیں۔

نامہ نے نہا کر بال ڈرائے کر کے سٹریٹ کیے، پنک ٹاپ اور وائیٹ ہائی ویسٹ پیسٹ کے ساتھ وائیٹ ہیلز ہی پہنیں جسکے ساتھ اس نے ایئر رنگز میچ کیے جبکہ اسکی لوز جرسی بھی وائیٹ تھی۔

نامہ نے اپنا کچھ سامان جو کہ ایک چھوٹے سے بیگ میں تھاپیک کیا اور ولا نکلی۔

وہ یہی دعا کرتی آئی کہ دیشا سے اسکا سامنا نہ ہو مگر Rolls-Royce رکنے پر دیشا کو خبر ہوئی اور جب نامہ اپنے اور نوح کے روم کی طرف جا رہی تھی تبھی دیشا نے اسکا راستہ روکا۔

"نامہ! بات کر سکتے ہیں؟"

نامہ نے جبرے سے کس لیتے عقب سے انکی آواز برداشت کی اور سپاٹ سی پٹی۔

"جی کہیے مسیز میکائیل"

وہ سرد مہری سے بولی۔

"دیکھو مجھے بالکل پتا نہیں تھا کہ نوح نے تم سے شادی کے بارے ڈسکس

نہیں کیا۔ میں تو ایک رینڈم بات کر دی۔ تمہاری جو جاتے ہوئے حالت تھی

وہ مجھے گلٹی کر گئی۔ مے بی وہ تمہیں اپنے سابقہ سیکرٹس میں شامل نہ کرنا

چاہتا ہو تبھی چھپالی بات"

دیشا نے اپنی پوزیشن بہت چالاکی سے کلئیر کرنی چاہی پر سامنے اسی کی بیٹی تھی جو چال روکنی بھی جانتی تھی اور چلنی بھی۔

"آپکا کوئی قصور نہیں۔ سب انکا قصور ہے۔ یہ سب انھیں بتانا چاہیے تھا۔ لیکن میں اہم ہوتی تب ناں۔ آپ نے تو میرا بھلا ہی چاہا تھا سو میں آپ سے ناراض نہیں"

نامہ سامنے والی کی سائیکی سمجھتے اسی طرح لہجہ بدل گئی جیسے دیشا امید کر رہی تھی اور نامہ کی برہمی دیکھے دیشا کو یقین آ گیا کہ وہ ان دو کے بیچ پھوٹ ڈالنے میں پہلے ہی وار میں کامیاب ہو گئی۔

"بلکل میری جان! اگر تم اس سے ناراض ہو تو یہاں کیوں آئی۔ میرا مطلب سامان لے کر۔ ایسے اسکے ساتھ رہو گی تو اسے شہہ ملے گی ناں"

دیشا کا اندرون مطلب نامہ اچھے سے سمجھ رہی تھی اور یہ بھی کہ نامہ کے یہاں رہنے سے انکو تکلیف کیوں ہے۔

"میں کونسا انکی باہوں میں بیٹھنے آرہی ہوں یا انکو سر پر بٹھانے۔ اسکا پورا بدلہ سہیں گے۔ چین سکون غارت کر دوں گی انکا اور یہ کرنے کے لیے مجھے ساتھ رہنا ہو گا۔ مجھ سے کچھ چھپانے کی جرت کیسے کی آخر۔"

نامہ کے غصے اور تڑپ کو سچا مانے دیشا کے دل کو جو ٹھنڈک ملی وہ نامہ کو دیکھائی دی اور تبھی نامہ نے سوچ لیا تھا اپنے اور نوح کے تعلق کو اب کیسے اس شرانگیز عورت سے بچانا ہے۔

"یہ چیز میری جان! خود کو اکیلا مت سمجھنا۔ ایک عورت ہونے کے ناطے میں تمہارا ساتھ دینے کو ہر وقت موجود ہوں۔"

دیشا کا لاڈ مکھن نامہ کو اس عورت سے کراہت سی فیل کر دالنے لگا، وہ جبر اسی سائیل دیتے زینے چڑھ گئی تو دیشا خباثت سے مسکرائی۔

"ارے واہ! یہ تو میری سوچ سے زیادہ بیوقوف نکلی"

دیشانے قہقہہ لگاتے وہاں سے قدم ہٹالیے جبکہ نامہ نے روم میں پہنچ کر اپنا غصہ اور تکلیف ایک ساتھ ضبط کی پھر بیگ سے کچھ کپڑے نکال کر وارڈب میں سیٹ کیے، اپنا میک آپ اور سکن کیئر کے پراڈاکٹس بھی اس نے نوح کے ڈریسنگ میز پر سجائے تبھی نامہ کی نظر اپنی ریڈلپ سٹک پر گئی تو اک ہلکی سی خفگی اتارنے کا طریقہ دماغ میں آیا۔

"دنیا کی کوئی طاقت مجھے آپ سے بدگمان نہیں کر سکتی سوائے آپکے۔ آخر مجھ سے چھپایا کیوں۔ سزا ملے گی اسکی آپکو"

نامہ نے وارڈب کی طرف قدم بڑھائے اور وہاں ہینگ نوح کی وائیٹ سمیت جتنے ہلکے کلرز والی شرٹس تھیں سب نکال کر لاتے انھیں میٹرس پر پھیلا یا، وہ لگ بھگ آٹھ نئی نکورٹی شرٹس تھیں، دس منٹ گزرے کے نامہ نے ساری شرٹس پر لپسٹک مارکس جگہ جگہ

لگائے، کالرز، کفس، باٹم۔۔ یہاں تک کہ بیک پر بھی تین تین مارکس اور یہ

کرنے کے بعد نامہ کی آنکھیں اپنی حرکت پر مسکرائی، خفگی دل سے مٹ سی گئی۔

وہ سب برینڈڈ شرٹس تھیں اور جو لپ سٹک نامہ نے یوز کی وہ تھی بھی لانگ لاسٹنگ۔ اور یہ مارکس ان شرٹس سے اترنے نہیں والے تھے۔

"اب تھوڑا سکون ملا۔۔۔"

نامہ نے وہ ساری شرٹس اٹھا کر واپس ہینگ کیں اور تبھی روم ڈور پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان"

نامہ نے مصروف سے انداز میں کہا تو میل ملازم کسی بلیک کلر کے گفٹ ریپ کو لیے اندر آنے کی اجازت چاہتا تھا۔

"نامہ میم! یہ نوح سرکا پارسل آیا ہے ویٹنگم والوں کی طرف سے۔ کہاں رکھوں؟"

نامہ نے پلٹ کر دیکھتے ڈریسنگ میز کی طرف اشارہ کیا جس پر ملازم نے وہ پارسل بیگ وہاں رکھا اور ویسے ہی روم سے نکل گیا۔

نامہ نے اسکی طرف دیکھا پر پاس جا کر جائزہ لینے کی کوئی کوشش نہ کرتی اپنا کام سمیٹنے لگی۔ وارڈرب بند کیے نامہ نے اپنا فون اور چابیاں اٹھائیں اور روم سے باہر نکل کر اسے لاک کر دیا، اور دونوں چابیاں بھی دروازے سے نکال لیں کیونکہ اسے نوح کی امانت کی فکر تھی کہ ادھر ادھر نہ ہو جائے۔

نامہ پورچ تک پہنچی ہی کہ امائل کی کال پر ڈور کھولتے رکی جس پر امائل نے اسے نوح کے یقیناز خمی ہونے کا بتایا کہ وہ بہت پریشان ہو کر کافی اجلت میں گاڑی بھگالے گئی۔

"ڈیڈی! آپ کے فرینڈ تھے وہ مسٹر نائل؟"

آفس سے وہ شام تک گھر آگئی تھی پر جہانگیر نے اسے اور امانل کو ڈنر کے لیے روک لیا تھا، تو مانیہ نے آج کے لیے دوستوں کو ایکسکوز کیا کیونکہ وہ ڈیڈ کے ساتھ خود بھی ٹائم گزارنا چاہتی تھی، اس وقت وہ انکے ساتھ چیس کھیل رہی تھی۔

مانیہ کے سوال پر جہانگیر نے اپنی چال چلتے گہری نظریں مانیہ پر جمائیں۔

"فرینڈ تو بہت چھوٹا لفظ ہے، اس نے اگر مجھے سپورٹ نہ کیا ہوتا تو میری دیوالیہ کمپنی کبھی واپس نہ آتی۔ آج میں جو مارکٹنگ کی دنیا میں واپس آ رہا ہوں تو بڑا کریڈٹ نائل کو جاتا ہے"

بابا کی خوشی بھری وضاحت پر مانیہ کے لبوں پر دھیمی مسکان چلی آئی۔

"واو! مطلب بیسٹ فرینڈ ہوئے؟"

مانیہ نے بھی اپنا پیادہ چلاتے مزید پوچھا۔

"ہاں کہہ سکتے ہیں"

وہ مسکرائے۔

"تو کیا میر ڈ ہیں وہ؟"

مانیہ کے سوال اب جناب کو زرا مشکوک کر گئے کہ یہ اتنی پوچھ گچھ کیوں کر رہا ہے انکا بھولا سا بچہ۔

"ہاں میر ڈ ہے پر بے اولاد ہے"

وہ اس بار مانیہ کے چہرے کو فوکس کرتے بولے، مانیہ نے افسردہ ہوتے سامنے سے اٹھ کر انکے ساتھ ہی بیٹھتے پھیلی بازو میں سمٹ کر جہانگیر عالدین کو محبت سے دیکھا جنہوں نے پیار سے اسکا ماتھا چوم لیا، انکی لاڈلی بیٹی بہت تکلیف سے گزر رہی تھی۔

"بے اولاد کیوں؟ انہوں نے ٹرمینٹ نہیں کروایا؟"

اس بار وہ ہنس دیے۔

"جو بات تمہیں پریشان کر رہی ہے وہی پوچھ لو ناں میرا بچہ۔ بہت ٹرمینٹ کروایا بٹ شاید اسکا نصیب میری طرح حسین نہیں کہ تم جیسی اولاد ملتی۔ بتاؤ کیا بات ہے۔ نائل اچھا نہیں لگا؟ وہ تھوڑا فری سے مزاج کا ہے۔" وہ مانیہ کی فکر بھانپ گئے، مانیہ نے نظریں سی زیرک کیں۔

"نہیں ایسی بات نہیں ڈیڈی! بس مجھے اچھا نہیں لگا آپ سے انکا اتنا فری ہونا"

وہ اصل بات نہ بتاتے جو سمجھ آیا کہہ گئی جبکہ جہانگیر کی مسکراہٹ اس جیلسی پر گہری ہوئی۔

"او پس! میں آگے سے دھیان رکھوں گا۔ ویسے تو تمہیں روز کمپنی آنے کی ضرورت نہیں پر ایک دن لازمی وزٹ کرنا۔ ایسے تم بڑی رہو گی۔ اور نائل سے بھی ملتی رہو گی۔ وہ بہت اچھا ہے۔ زندگی میں محبت یار۔۔ دونوں میں سے ایک ہونا چاہیے، ورنہ انسان کی زندگی موت ہے مانیہ۔ محبت تو نہیں مل سکتی لیکن اسے اپنی لائف سے نکال نہیں سکتا"

وہ ڈیڈ کی مجبوری سمجھ گئی، مسکرا بھی دی، چہرہ اوپر کرے انکی گال چومی۔

"میں بھی تو ہوں اب آپکی لائف میں، اکیلے نہیں ہیں آپ۔ امانل نے کہا ہے وہ مجھے آپ سے دور نہیں رہنے دے گا۔ پھر آپ ابھی بھی ہینڈ سم ہیں۔ بتائیں لڑکی ڈھونڈوں؟"

وہ جلدی سے لاڈ کرتے کرتے سنجیدہ ہوئی تو جہانگیر نے اسے بازوؤں میں محصور کرتے اسکا سر چوما۔

"ہاں کپل تو چاہیے اپنا مجھے لیکن اپنی نو اسی کے ساتھ۔۔۔ وہ مل جائے گی
 ناں؟"

مانیہ نے بابا کی بات پر بلش ہوتے انکے سینے میں چہرہ چھپایا، وہ خود بھی مانیہ کی
 لاج پر مسکرائے۔

"ارے یہاں تو پیار ہو رہا ہے، وہ بھی کھلے عام ہو رہا ہے اتنے کیوٹ والا؟"
 امائل کی مسکراتی آواز جیسے مانیہ کے اندر جان سی ڈال گئی وہیں جہانگیر بھی
 ایسی چھیڑ خانی پر ہنستے نظر آئے۔

"ہاں بر خوادار! باپ بیٹی کا پیار سر عام بھی ہو سکتا ہے۔ اس پر کوئی دفع نہیں
 لگتی۔ آجاؤ۔ خوش آمدید"

وہ مانیہ کے پاس سے اٹھتے گرم جوشی سے جب امائل کو گلے لگا رہے تھے تو
 جناب نے اپنی حسینہ کو بہکے انداز میں آنکھ ماری، وہ چھوٹی موٹی سی بلش کر
 گئی۔

"بہت شکریہ انکل! اس نے تنگ تو نہیں کیا ناں آپکو، ہائے مس۔۔ کیسی ہیں آپ؟"

وہ بہت ہی مستی موڈ میں تھا، جبکہ جان بوجھ کر مانیہ کی طرف ہاتھ پھیلا یا جسے مانیہ نے کونین کی طرح تھاما۔

"مسیرز ہوں! اور تنگ کر بھی لوں تو کیا کر لو گے؟"

جہانگیر سے پہلے ہی محترمہ رعب جما گئیں جس پر دونوں محترمین مسکرائے۔

"اپنے ڈیڈ کے سامنے ایسے رعب ڈال کر پوچھو گی تو میں تو ڈر جاؤں گا مادام۔ انکل آپ دیکھ رہے ہیں مجھ معصوم کو کیسے آنکھیں پھیلا کر خوفزدہ کر رہی ہے؟"

جہانگیر نے ہنس کر اماٹل کی سائیڈ لی تو مسکراتا گھور نا جاری رکھتی مانیہ دونوں کو معصومیت و مظلومیت سے دیکھنے لگی۔

"نہیں بھئی! میری بیٹی کو مت چڑاؤ۔ اس نے آل ریڈی پورا دن بہت بورنگ بزنس اور ماکٹنگ کو سٹڈی کیا ہے۔ خیر بیٹھو تم۔ میں کہتا ہوں میڈ کو کہ کھانا لگوائیں۔ ایک ضروری کال ہے میں یہ بھی سن لوں۔"

جہانگیر نے جھک کر اپنے بچے کا سر چومتے فوراً پارٹی بدلی جبکہ امائل نے انکے جاتے ہی اپنی حسینہ کے ساتھ ہی بیٹھے کندھے سے کندھا مارتے متوجہ کیا جو اسے دیکھے دبا دبا مسکرا رہی تھی۔

"پورا دن مس یو کا کوئی میسج نہیں۔ یاد نہیں آیا میں تمہیں روڈ بزنس ووین!"

امائل نے اسکی طرف بیٹھے جان بوجھ کر ناک دبایا تو سانس سارکنے پر وہ اسکی طرف بیٹھے ہاتھ امائل کے کندھے پر جمائی۔

"یاد آئے ہو، یہ الگ کہ تمہیں بتایا نہیں۔ ہمیشہ تمہیں خود سے باندھ کر رکھا تو تم میری شکل دیکھ دیکھ اکتا جاو گے۔ دیکھو کچھ دیر کی دوری کے بعد تم کتنے فریش ہو۔ ایک دم چیز کیک کی طرح"

وہ ایسی باتیں برداشت نہ کر سکتا تھا پر چتریک پر موڈ بگھڑنے سے بچ گیا۔

"کھانا ہے تمہیں؟"

وہ اسکی گال پکڑتا پیار سے پوچھنے لگا۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

وہ خوشی سے چہکی۔

"تمہاری آنکھیں چیزیک کہتے اسی کی طرح چیز ہو گئی تھیں۔ واپسی پر

لے کر جائیں گے گھر۔ لیکن کھلاؤں گا میں اپنے طریقے سے"

وہ مسکراتی مسکراتی آخر تک ڈری، اسے ہیلز اتارنے والا امانل کا طریقہ ابھی

نہیں بھولا تھا تو وہ اک نیار سک کیسے لے لیتی۔

"ت۔۔ تم کیسے کھلاؤ گے۔ میرے فیس پر لگا کر سک کرو گے؟"

مانیہ نے اپنی عقل استعمال کرتے یہی کم سے کم کرنج طریقہ سوچا جس پر
اماٹل چہرہ دوسری طرف کرے ہنسا، مانیہ نے اسکا چہرہ جبرے سے دبوچے
اپنے روبرو کیا۔

"ہنستے ہوئے منہ پھیر کر میرا نظارہ چھین لیا۔ ظالم شرم نہیں آئی
تمہیں۔ اب بتاؤ اپنا طریقہ ورنہ ڈیڈ کے پاس ہی رک جاؤں گی آج۔ اکیلے
جانا پھر گھر"

وہ تھوڑی چڑچڑی ہوئی تو اماٹل نے دونوں بازو اسکے گرد باندھتے جلدی سے
اسکا ماتھا چومنا، لمحہ لگا تھا مانیہ کی مسکراہٹ لوٹنے میں۔

"اف ایک دن میکے کیا گزار لیا تم تو ظالم بیوی میں بدل گئی۔ دیکھو باز آ جاؤ
مانیہ۔ رہی بات اپنے طریقے کی تو کر کے دیکھاؤں گا۔ بتانے میں مزہ نہیں
آئے گا"

اول جملے تشویش سے کہے وہ اختتام تک کمینی سی مسکان لیے مانہ کے
ارد گرد خطرے کا گھنٹہ بجا چکا تھا۔

"تم میرے مزے لو گے اب؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"اوہ رونا نہیں۔ میں تو شریف پروہوں ڈار لنگ۔ اچھا سنو میں بس چیز کیک
کٹ کروں گا۔ اسے ایک منی پیس میں کاٹ کر کھا کر تمہیں کھلا دوں
گا۔ سنپل"

وہ جس شرافت سے بات گول کر گیا مانہ کی آنکھیں ڈراڈرا مسکرائیں۔

"کھا کر مجھے کھلاو گے۔۔۔۔۔ یہ کیا تھا؟"

وہ آبر و اچکائے گھوری تو اماٹل نے اسکے بالوں میں چہرہ گھساتے کندھے پر
ماٹھا ٹکایا، مانہ کے دل کی دھڑکن اسکے یوں کرنے پر بے ترتیب ہوئی۔

"مجھے رنگے ہاتھوں پکڑ لینا۔ ابھی سے جان کر کیا کرو گی۔۔"

Desperate Husband....want to do such a Cringe
Act with you Darling,Advance Sorry for my dark
boldness"

وہ اسکے بالوں کو گردن اور چہرے سے ہٹائے گال پر اک ہلکی سی جسارت
کرے پیچھے ہو کر بیٹھا جیسے اس سے شریف تو دنیا میں دوسرا نہیں۔

"تمہیں کسی نے بتایا نہیں تم انگارے ہو۔"

وہ اسکی شرٹ کا گریبان دبوچتی دانت پر دانت جما گئی، جبکہ بس چلتا تو کاٹ
کھاتی۔

"تم بتادو۔ سننے کو تیار ہوں"

وہ ہنوز بھی نظریں لیے مانہ کو کپکپاہٹ دینے کے در پر اتر اٹھا کہ مانہ نے جلدی سے ہتھیلی اسکی گستاخ آنکھوں پر جمادی۔

"میری آنکھیں ڈھانپ دو گی تو میں دل سے دیکھوں گا تمہیں"

مانہ نے جلدی سے دوسری ہتھیلی جب اسکے سینے پر رکھی تو امانل کے خوبصورت ہونٹ ایسے پھیلے کہ مانہ پر سرور طاری ہوا۔

"اب میں ناک سے دیکھوں گا"

مانہ بے اختیار ہنسی، اب تیسرا ہاتھ نہیں تھا ورنہ ناک بھی بند کر دیتی۔

"اچھا اگر میرا تیسرا ہاتھ ہوتا، میں اس سے ناک بند کر دیتی تمہارا پھر کہاں سے دیکھتے؟"

مانہ کو اسکی آنکھیں نظر نہ آنا زرا اعتماد میں لایا جبکہ وہ فتنہ گر آدمی ہنوز مسکرا رہا تھا۔

"ان ہونٹوں سے، چھو کر دیکھوں گا۔۔۔۔"

مانیہ کے چہرے پر ہزاروں رنگ اترے، لاج، شرم، خوف کے، بھلے اسکی آنکھیں مانیہ کی ملائم ہتھیلی تلے چھپی ہوں پر وہ ایسا ہی محسوس کر رہی تھی جیسے اب تا عمر امانل کی نگاہوں میں ہی رہنے والی ہے۔

"بہت بے شرم ہو تم"

وہ روائتی جملہ دہرائے دونوں ہاتھ ہٹائے اسکی گردن میں لپیٹے گلے لگی، امانل کو یہی جملہ سننا تھا، اسے سرور دیتا تھا مانیہ کا یہ دلنشین الزام۔

"میرا جگر گوشہ!"

وہ اسے بازوؤں میں نرمی سے لیتا تاکہ اسے تکلیف نہ دے ورنہ جذبات تو بہت شدت والے تھے، لمحہ بہ لمحہ وہ اسکے لیے پاگل ہو رہا تھا۔

"آئی مس یوسوچ۔ آگے سے میں تمہیں میسج ضرور کیا کروں گی۔"

وہ زرا چہرہ پیچھے کرے اسکے چہرے کو دیکھتی مسکرائی۔

"لوٹ لوگی یوں کر کے تم مجھے۔ طبعیت ٹھیک ہے تمہاری؟"

وہ اسکی نڈھال آنکھیں کیسے فراموش کر دیتا۔

"ایک دم فٹ!"

Kiss on my eyes"

مانیہ نے سرور سے آنکھیں بند کیں جن پر فرمائش ہوتے ہی اماٹل نے باری باری ہونٹوں کو رکھتے چوما، وہ اس نشاط کو بیان نہ کر سکی جو اماٹل کے آنکھیں چومنے پر اس لڑکی کے اندر تک اتر جاتا تھا۔

"آگے سے تمہیں کہنا نہیں پڑے گا۔ میں بار بار انکو چوم لیا کروں گا۔ چلو اب دور ہو جاو۔ سرعام باپ بیٹی کا رو مینس تو چل سکتا ہے۔ دوسول لوو برڈز کا نہیں۔ سینسیٹیو کانٹینٹ ہو جائے گا"

وہ اسکی شرارت پر ہنستی دور ہی ہوئی کہ ڈیڈ کو سیڑھیاں اترتا دیکھے جلدی سے امانل اور اپنے بیچ مناسب فاصلہ سمیٹ گئی پر اپنے چہرے کے دھنک رنگ کیسے چھپاتی کہ اسے عشقیہ ناز چھو گئے تھے، امانل کی چاہت ہونے کے رشک گلے لگا چکے تھے۔

ڈنر لگا تو وہ تینوں ڈنر ڈانگ ہال کی طرف ساتھ بڑھے، جہاں گیر نے کافی ریچ ریخ تیار کروائی تھی، سارا کھانا مانیہ کی ہیلتھ کے لحاظ سے کیونکہ کیمو کے بیچ وہ کچھ چیزیں بالکل نہیں کھا سکتی تھی جیسے ایکسٹرا شوگری ڈیسرٹس، فٹ، بنا سکین کے فروٹس، تلی ہوئی چیزیں اور ڈیری پراڈاکٹس تو اس چیز کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔

وہ ہو سپٹل پہنچ چکی تھی، پھولوں کا بکٹ تھامے، زخم بھلے معمولی ہو پر وہ نوح کے لیے اب سے بہت ٹچی تھی، بہت سا غصہ نوح کی شرٹس پر نکالنے

کے باوجود بھی وہ برہم تھی، تھوڑا ہلکا سا خفا ہونا بنتا تھا، نوح کا زخم زرا سا مزید گہرا ہوتا تو کڈنی کو متاثر کر دیتا پر اللہ نے بڑے نقصان سے بچایا تھا۔

"تین دن شاور نہیں لینا آپ نے، زخم خراب ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی آپ کافی صاف ستھرے ہیں"

ڈاکٹر ماوی نے کچھ پین کلر انجکشن دیے تھے جو ایک رات اور ایک صبح نوح کو خود لگانے تھے، جبکہ زخم بھلے معمولی ہو پر سکریو ڈرائیور جس بھیانک انداز میں اندر گیا اسکا درد ابھی تک نوح کے حواسوں پر چھایا تھا۔

"شادی شدہ والی مجبوری ہوئی تب بھی نہیں"

ماوی نے جاتے جاتے معنی خیزی سے جو اس درد میں ڈوبے بندے کو کہا اس پر نوح کا دل چاہا کچھ اٹھا کر دے مارے۔

جبکہ ڈاکٹر ماوی باہر نکلے ہی کہ پنک روز کلر کی ٹاپ اور وائیٹ سلم فٹ پینٹ
میں ہاتھوں میں اپنے جیسے ہی پھولوں کا بکٹ پکڑ کر آتی مسیز نوح کو دیکھتے
خوش دلی سے مسکرائے۔

"زخم گہرا تو نہیں ڈاکٹر ماوی؟"

وہ شدید پریشان تھی۔

"نہیں۔ تین چار دن احتیاط سے بھر جائے گا۔"

وہ جب تک اسے دیکھ نہ لیتی سکون نہ پاسکتی تھی۔

"تھینکیو۔ میں مل سکتی ہوں؟"

وہ شدید بے قرار تھی۔

"آفلورس، گھر بھی لے جاسکتی ہو۔"

نامہ نے مشکور سی نظر ڈالی اور انکے جاتے ہی وہ ڈور کھولے اندر داخل ہوئی
 تو نظر ویسٹ اور پینٹ میں ملبوس نوح پر گئی جو ڈرپ پوری ہونے کی وجہ سے
 یہاں ٹکا بیٹھا تھا، وہ جو برہم سی تھی لمحہ بھر نوح سے نظریں ملتے ہی فطری حیا
 اڑے آنے پر نظریں جھکا گئی کہ اسے یوں بلیک سیلو لیس ویسٹ میں دیکھ
 کر نامہ کو گد گداتی شرم محسوس ہوئی کیونکہ وہ بلاشبہ پرکشش مرد تھا جس پر
 کسی کی بھی نظر ٹھہر جاتی۔
 "تم آگئی۔۔ آ جاؤ ناں میرے پاس۔"

I want your hug.

دیکھو لگ گئی مجھے"

وہ بچگانہ معصومیت سے بول کر نامہ کو مسکراہٹ دینے کی کوشش میں تھا پر
 جب تک نوح اپنی پہلی شادی کی تفصیل نہ دے لیتا وہ غصہ رہنے والی تھی۔

"ہم۔ دیکھ رہی ہوں۔ یہ آپکے لیے"

نامہ نے قریب رکتے وہ پھول نوح کے لیے سائیڈ میز پر رکھے جو صرف اس لیے لائی کہ وہ ان فیورٹ پنک روزیز کو دیکھ کر کچھ سکون محسوس کرے پر نوح نے تو نامہ سے نظریں تک نہ ہٹائیں۔

"تھینکیو۔ میں آج ہی تمہاری ساری ناراضگی اور تکلیف دور کر دوں گا۔ تم شفٹ ہو گئی ولا۔ اپنا ضروری والا سامان لے آئی ہو؟"

وہ شدید بیقرار تھا، اس حالت میں بھی بس نامہ کی پڑی تھی اور وہ کیا بتاتی وہاں سب سامان لانے کے بعد اس نے نوح کی شرٹس کے ساتھ کیا کیا ہے۔

"Get Well Soon,

زخم زیادہ گہرا تو نہیں؟"

وہ ویسٹ پر بکھرا بلڈ دیکھے فوراً سے بات بدل گئی۔

"تم پیار گہرا کر دینا، زخم تو معمولی ہے"

وہ اسکے ہاتھ کو چھونے لگا جب نامہ نے وہ نوح کی پہنچ سے دور کیا۔

"ناراض بیوی سے فلرٹنگ منع ہے نوح ادا دوغان"

وہ اپنا ہاتھ کبھی نہ کھینچتی پر ابھی موڈ دکھی تھا، ایک تو نوح کی طبیعت پہلے ہی خراب تھی اب تو وہ بالکل ہی نڈھال لگ رہا تھا۔

"ہاتھ پکڑو! دیکھتا ہوں کون ہے ناراض یہاں"

وہ ٹیک چھوڑے اسکا پیچھے کھینچا ہاتھ پکڑے ایک ہی جھٹکے سے نامہ کو پاس بٹھا گیا پر جس پر وہ کراہا تو نامہ نے ساری ناراضگی سائیڈ کرے اپنی ہتھیلی نوح کی گال سے بے اختیار جوڑی تو وہ درد بھولے نامہ کو دیکھنے لگا۔

"فلو ہو رہا ہے آپکو۔ بخار بھی ہے۔ اوپر سے یہ کیا کروالیا۔ مجھے لگتا ہے میں آپکے حق میں اچھی نہیں۔ پہلے گلے لگا کر آپکو بیمار کر دیا اب کس کر کے زخمی۔۔ دیکھ لیں۔"

وہ ہچکی سی بھرتے ہی رو پڑی، اسکی آنکھیں بری طرح برسنے لگیں، وہ روتی بھی اتنا پیارا تھی کہ نوح کا کبخت دل اسکا بھی عاشق تھا۔

"پہلے صدقہ اتارا تھا اب تم پر واری چلا گیا میں۔۔ تم جب جب روتی ہو میرا دل چاہتا ہے تمہیں اور رلاؤں۔ کتنی واہیات سوچ ہے بٹ تم روتے ہوئے غضب لگ رہی ہو۔ نو نو میرے لیے روتی ہوئی۔"

وہ اسکے بہتے آنسوؤں کو اتنے پاس بٹھائے پونچھ رہا تھا پر وہ اور نکلتے جا رہے تھے۔

"کس سے شادی کی تھی؟ بولیں۔ یولائک ہر۔ یوکس ہر، ہگ ہر۔۔ ٹیل می نوح"

اندر کا دکھ تو یہ تھا جو مختلف وجہ لیے باہر نکل رہا تھا جبکہ نوح نے نامہ کو پہلی بار جیس دیکھے دل کی دھڑکنیں بکھرتی محسوس کیں۔

"نہ تو کبھی کس کی نہ ہگ۔۔۔"

نامہ نے گہرا سانس لیتے آنکھیں رگڑیں۔

"تو اتنے سال کیا کرتے رہے؟"

وہ گھور کر پوچھنے لگی جو تھکن خیز مسکرا رہا تھا۔

"لڑتے رہے۔ ایک دوسرے کا خون جلاتے رہے۔ ایک دوسرے کو نیچا

دیکھاتے رہے۔ تم جو کچھ سوچ رہی ہو ویسا کچھ نہیں تھا۔ ایون ہمارا تو نکاح بھی نان رجسٹر رہا۔ میں گھر چل کر سب بتاتا ہوں۔ بٹ تم اس جلن میں

روئی یہ مزہ دے گیا مجھے"

نامہ نے جلدی سے منہ پھیرا۔

"میں نہ تو جلی نہ روئی۔ سنا آپ نے"

نامہ نے رخ بدلتے نظریں تک اس سے ہٹالیں، شاید نان رجسٹر نکاح کا سن کر نامہ کو عجیب سا حوصلہ ملا تھا۔

"جی سن لیا، تم سپاگئی؟"

نوح نے ہاتھ بڑھا کر اسکی گال پر رکھے اپنی طرف موڑے بنا پوچھا تو نامہ نے خفیف سا سر ہلایا، وہ یوں منہ پھیر کر بیٹھی خود کو اب جتنا بھی چھپا لیتی، سب کچھ ظاہر کر بیٹھی تھی۔

"تھکن اتری اس سے، اور تم سوئی تھی؟"

وہ اس پر نفی میں سر ہلا گئی جس پر نوح نے اب کی بار اسکے ہاتھوں کی طرف دیکھا جنھیں وہ ایک دوسرے میں پیوست کرے سرخ کرنے پر لگی تھی، نوح نے اسکا ایک ہاتھ دوسرے سے آزاد کرتے اپنے ہاتھ میں دباتے اس فضول ظلم سے منع کیا۔

"گھر چلیں؟"

نامہ نے کچھ دیر تو اسکی خاموشی سہہ لی لیکن پھر خود ہی گھبراتے بولی، آج پہلی بار نامہ کو ایسی جلدی میں دیکھتے نوح کو عجیب سی مسرت نے گھیرا۔

"ڈاکٹر ماوی یہ ڈرپ لگا کر گئے ہیں۔ بلڈ کافی ضائع ہوا ہے۔ اگر کہو تو میں اسے اتار دوں؟"

نوح نے اپنے ہاتھ کی پشت کی طرف اشارہ کیا اور وہ نوزل اتار بھی دیتا اگر بروقت نامہ اسکی طرف ہو کر بیٹھے اس بیوقوفی سے نہ روکتی، وہ آنکھیں نکالتی نوح کو پیاری لگتی تھی۔

"دماغ خراب ہے آپکا۔ میرا مطلب تھا اسکے بعد۔۔۔"

نامہ نے اسکے ہاتھ کو احتیاط سے تھاما اور نوح نے دوسرے ہاتھ سے نامہ کی گال کھینچی، وہ جھکی نظریں پھر سے اٹھیں، ان میں اداسی کا پورا جہاں قید تھا۔

"Come here"

نوح نے اسکو بازو کھولتے پکارا کہ ان آنکھوں کی اداسی دیکھی نہ جارہی تھی، وہ بچوں کی طرح آنسو سنبھالے نفی میں سر ہلائے آنکھیں چرانے لگی۔
 "چوائز نہیں مانگی تم سے۔"

Its an order"

نامہ نے اسکے اصرار پر بے بس ہوتے اسکی بازوؤں میں سمٹ کر درد کرتی آنکھیں زور سے میچ لیں، وہ جو اسے اپنے وجود میں بسائے دوا ملنے کے آرام سے زیادہ پر سکون دیکھائی دیا۔
 "میں جیسلس بھی ہوئی اور روئی بھی۔ یہ میرا سیکرٹ ہے"

وہ اس شخص سے آسودگی پاتے ہی اقرار کر بیٹھی، اور اسے کیا پتا اسکے یہ اقرار نوح ادا دوغان پر قیامت بن کر ڈھل جاتے تھے۔

"میں ڈر گیا تھا تم مجھ سے دور ہو جاو گی۔ یہ میرا سیکرٹ ہے"

نامہ نے چہرہ سامنے کرتے نوح کی مرجھائی آنکھیں سوز و درد سے دیکھیں۔

"مجھے آپ کے ساتھ تمام گھبراہٹ و جھجک کے اچھا لگتا ہے۔ سیوفیل ہوتا ہے۔ یہ صرف اس لیے بتا رہی ہوں کہ آپ کو دوبارہ ایسا نہ لگے کہ میں آپ سے دور ہو گئی۔"

نامہ اس پر زرا سا جھکی ایک ہاتھ اسکی بیک تک لے جا کر رکھتی دوسری ٹھنڈی ہتھیلی اسکے رخسار پر سہلاتی بولی جس پر نوح نے اپنا مضبوط ہاتھ جماتے نامہ کو اپنے قریب کرتے اسکا ماتھا چوما، اسکے اندر تک سکون منتقل کرتے ہی دور ہوا۔

"تم ہی میری پراپر پہلی اور آخری بیوی ہو، جسکے ساتھ نکاح میں نے تب کیا جب میرے دل کی بس ہو گئی نامہ سلطان۔ یہ دل والا فسانہ پھر سہی لیکن تم سے نکاح اول دن ہی ہر طرح رجسٹر کروایا۔ تمہارے بچ نکلنے کا ہر راستہ بند

کر دیا۔ یہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ دوبارہ جلنے یا رونے کی ضرورت نہیں تمہیں۔"

نامہ کی آنکھیں یکدم ہی درد سے آزاد ہو گئیں، وہ جانتا تھا نامہ اپنی فیلنگز بتاتے ڈرتی ہے تبھی وہ اسے اپنے بھی اتنے جذبات ہی بتا رہا جو نامہ کو اعتماد دیتے کہ وہ نوح کی طرف قدم بڑھاتی، وہ بھی بنا کسی زبردستی۔

"میں کبھی کبھی بچوں جیسا بیہوش کر دیتی ہوں۔ آئی ایم سوری۔ مطلب وہ جو آپکے زخمی ہونے کو اپنی کس سے ریلیٹ کر بیٹھی۔"

Stupid Negativity"

وہ نظریں سی جھکا گئی، نوح نے اسے پھر سے بازوؤں میں بھینچ سالیہ۔

"مجھے کوئی پر اہلم نہیں، بس اسکے بعد مجھے تمہیں زور سے گلے لگانے کی ضرورت ہوگی۔"

نامہ کے پورے وجود میں جیسے اس فرمائش پر پھول سے کھلے، حیا کی زیادتی سے وہ بلش کرتی نظر آئی پر نوح سے چھپ کر۔

"آپ نے اس فیور اور فلو کا کیوں نہیں کروایا ابھی تک کچھ، آپ کی سانس تک بھاری ہو رہی ہے۔"

نامہ جلدی سے روبرو ہوئی تو آنکھیں پریشان سی ہوئیں، جبکہ نوح کی ناک ریڈ سی ہو رہی تھی۔

"میڈیسن لی تھی شام میں۔ یہ اثر دیر سے کر رہی ہے۔ شاید میری طبیعت اس بار کوئی اور دوا چاہ رہی ہو"

وہ نامہ کی پریشانی کو گہری نگاہوں کی آنچ سے رحم طلبی میں بدل گیا، اتنا تو وہ ان ہیزل آنکھوں کی طلب سے سمجھ ہی گئی کہ وہ شخص اس کے وجود کی راحت چاہتا ہے۔

"مجھے نہیں پتا دوا کیسے بن سکتی ہوں پر میں آپ کے پاس رہوں گی"

وہ کنفوز واداس ایک ساتھ ہوئی، اف یہ بہت دیر بعد نوح کا مسکرا کر انا نامہ کی جان پر بنا۔

"ایسے ہی تو دو دوا بنتے ہیں۔ اور تمہیں تمہارے بابا اکثر بتاتے رہتے ہوں گے کہ تم صرف دوا نہیں، شفا کے لیول تک پہنچ جاتی ہو۔ میرے کیس میں شفاء سے بھی اک آگے کا درجہ آتا ہے تمہاری وجہ سے"

نامہ کا دل شدت سے دھڑکا، وہ دم سادھے اس لیول کو جاننا چاہتی تھی۔

"اب تم پوچھو گی کونسا؟"

وہ پراسرار مسکراتے بولا تو نامہ نے جلدی سے سر ہلایا۔

"جب اس لیول تک پہنچاؤ گی پھر بتاؤں گا۔ بائے داوے تم نے پنک پھول

کیوں چنے؟"

وہ بات بدل گیا کہ یہ ماحول حد سے زیادہ جذبات بیاں کرنے کو نامناسب تھا، بات ہوتے ہوتے بڑھتی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ وہ دو آنکھوں سے بھی ایک دوسرے کو چھو رہے تھے۔

"اس لیے کہ مجھے لگا آپ کے فیورٹ ہیں۔ آپ نے روم کو بھی فسٹ نائیٹ پنک روزیز سے ہی سجوایا تھا۔ اور شاید آپکا ہارٹ بھی پنک ہے"

نامہ کی پرسکون وضاحت پر نوح نے پھولوں کو دیکھتے سائیل دی اور اک پنک روز بکے سے نکال کر اسکی ٹہنی توڑ دی۔

"نہیں ہارٹ تو پر پل ہے۔ بس تمہیں دیکھتے پنک ہو جاتا ہے۔"

نوح نے وہ پھول نامہ کے بالوں میں لگایا جو نامہ نے ہلکے سے ٹائے کیے تھے، پھول ان اٹکی بندھی لٹوں کی وجہ سے پھسلنے سے بچ کر نامہ کے کان کے پیچھے سج اٹھا۔

"آپ کو کیسے بتاؤں آپ اس وقت اتنے پرسکون، میرا دل ٹھنڈا کر رہے ہیں۔ اتنے رنگ ہیں کہ میں انکو گن بھی نہیں سکتی نوح۔ آپکا مجھے بس نظر بھر کر دیکھنا میرے اندر کی ہر جنگ روک دیتا ہے۔ میں بہت زیادہ ہرٹ تھی بٹ ابھی آئی فیل میرے سوا آپکے آگے کوئی کچھ نہیں۔ وہ انداز جس طرح آپ مجھے دیکھتے ہیں، کاش میں کہہ پاؤں یہ دیوانہ کرتا ہے"

وہ اپنے بالوں میں پہلی بار پھول اٹکانے پر خوش تھی لیکن درحقیقت وہ نوح کی وجہ سے سکون میں تھی، دونوں کے پاس اس وقت ایک دوسرے کو دیکھتے رہنے کے لیے فرصتیں ہی فرصتیں تھیں۔

S MIRZA NOVELS
WWW.SMIRZANOVELS.COM

مانیہ اور امانل کو واپسی میں کافی دیر ہو گئی کیونکہ جہانگیر عالدین نے ڈنر کے بعد بھی انکو جلدی اٹھنے نہ دیا، جبکہ مانیہ تو روم میں چلی گئی پر امانل کچن میں

آیاتا کہ مزید اسی کا وفی بنائے، خرد صاحب نے کچن میں ہوتی ہلچل پر اندر جھانکا جہاں اماں کو دیکھتے وہ مسکرا کر اندر آئے۔

"آپ سوئے نہیں ڈیڈی؟"

اماں نے انکے پاس آکر رکنے پر پوچھا۔

"نہیں ابھی فیروز کو سلا کر آیا ہوں، آج اس نے بڑی ہمت دیکھائی۔ آئی تھی وہ جل کٹری دیشا پھر صبح مانیہ سے ملنے۔ اچھی ٹکا کر کی ہے فیروز نے اسکی"

اماں نے حیرت سے بابا کو دیکھا، یہ سچ میں آج کی بریکنگ نیوز تھی۔

"فیروز انکل تو شہزادے ہیں پھر، دیشا اپنی حرکتوں سے باز نہیں آرہی۔ اس عورت کا کوئی پکا بندوبست کرنا پڑے گا یار"

امائل نے کوفت سے سوچتے کہا تبھی خرد صاحب کے دماغ میں کچھ خیال آیا۔

"ایک بندوبست ہو سکتا ہے کہ مانہ خود اسکے آگے جم کر کھڑی ہو، اگر اسی کی بنیاد کمزور ہوئی تو دیشا کو ہمت ملتی رہے گی کہ وہ ہم سب کے سروں پر ناچنے لگے۔ مانہ کے اپنی ماں کو لے کر کیا خیالات ہیں امائل؟"

یہ سب سنے امائل کچھ متفکر محسوس ہوا۔

"وہ بلاشبہ اپنی ماں سے پیار کرتی ہے ڈیڈ! دیشا سے کبھی بھی ورغلا سکتی ہے۔ ایمو شنل بلیک میل کر سکتی ہے۔ کیونکہ مانہ کا دل بہت صاف ہے، اسے ماں کا چہرہ تو نظر آتا ہے پر اندر دھڑکتا سیاہ دل نہیں۔ اور یقیناً جانیں اس میں مانہ کا کوئی قصور نہیں۔"

مانہ جو پانی پینے آئی تھی دروازے میں رک کر ان دو کی باتیں سننے لگی تو دل میں جیسے ٹیس سی جاگی۔

"ہم۔ مانہ کی مینٹل ہیلتھ جب تک سٹیبل نہیں ہوتی، اسکا ٹیو مر اپنی جڑیں نہیں چھوڑے گا امانل۔ یہ تمہیں ہی کرنا ہے۔ مانہ کو خدا نخواستہ کچھ ہوا تو نقصان صرف تمہارا، تمہارے دل کا اور ہمارے اس گھر کا ہو گا۔ دیشا کو تو فرق ہی نہیں پڑے گا۔ بہت مدت بعد مانہ کی صورت اس مکان میں گھر جیسے احساسات جاگے ہیں۔ میں دوبارہ سے اسے مکان نہیں چاہتا۔ میں تمہیں اور مانہ کو سکون سے رہتے دیکھنا چاہتا ہوں میرے بچے"

وہ بہت زیادہ پریشان تھے، مانہ کو خوشی تھی کہ وہ اب وفادار خاندان میں شامل ہوئی ہے جو پیٹھ پیچھے بھی مانہ کی بہتری ہی سوچ رہے ہیں پر اس کے باوجود وہ اپنی ماں کے لیے حساس تھی، یہ ایسی محبت ہے اولاد کے دل سے کوئی نہیں نکال سکتا۔

"ایسا ہی ہو گا ڈیڈی! آپ پریشان نہ ہوں۔ میں مانہ کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے نہیں دوں گا۔ آپ چیز کیک کھائیں گے"

کوئی بیٹ کرے اماٹل نے اپنے اور مانیه کے لیے بناتے فرتج کی طرف
بڑھتے پوچھا تو وہ خود ہی اپنے لیے بھی کوئی کاٹک بنانے لگے۔

"نہیں بس کوئی پیوں گا۔ تھوڑا کام کرنا ہے۔ تم دونوں انجوائے کرو"

اماٹل نے مسکرا کر سر ہلایا جبکہ ٹرے میں دو ٹک کوئی اور ایک پلیٹ میں دو
چتریک کے پیسیز رکھے وہ کچن سے نکل گیا جبکہ مانیه پہلے ہی واپس جا چکی
تھی، خرد صاحب نے اسے جاتے ہی دل سے اپنے بچے کی آسانیوں کی دعا
کی۔

مانیه میٹرس پر بیٹھی اپنی اداس سی سوچیں پھیلائے ہوئے تھی جب اماٹل
کے روم میں انٹر ہونے پر گردن گمائے جبراسا مسکرائی۔

"آریو اوکے؟ چہرہ کیوں پیلا ہو رہا ہے۔۔۔"

امائل نے ٹرے میز پر رکھتے مانیہ کی طرف آکر رکتے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تو وہ کچھ نہ بولی، بس امائل کے سینے میں چھپ گئی جس پر اس بندہ بشر کا دل ساد ہلا۔

"تم سے پھر پیار ہو گیا ہے"

بھلے یہ دنیا جہاں کا خوبصورت اعتراف ہو پر جس طرح مانیہ نے درد بھرے ٹوٹے لہجے میں کیا وہ امائل کے اندر تکلیف کی لہر اتار گیا۔

"سو بار ہو، یہ حق پوری دنیا میں صرف تمہارے پاس ہے لیکن پھر بھی مجھے بتاویہ چہرہ اتنا پریشان کیوں ہے۔ کچھ ہوا ہے۔۔۔۔۔ ویٹ تم نے میری اور بابا کی باتیں سنیں؟"

امائل اسکے چہرے کی زرا سی بدلی کیفیت سے اتنا سب سمجھ گیا کہ مانیہ کو رشک آیا کہ اسکے پاس ایسا انسان ہے اب جو اسکی تکلیف بنا کہے سمجھ سکتا

ہے، مانہ کو اسے کہہ کر بتانا نہیں پڑتا کہ درد ہے، وہ خود ہی سب پر کھ لیتا تھا۔

"میں تمہیں دیکھنے آئی تھی تبھی سن لیں۔"

مانہ نے بازو جکڑتے بھاری سی آواز میں اعتراف کیا۔

"کیا برا لگا کچھ۔۔ آئی تو تم اپنی ماما کے بارے غلط نہیں برداشت کر سکتی لیکن

مانہ جب جسم پر زخم بننے لگے تو اسکا علاج کرتے ہیں پر یہی زخم اگر ناسور

میں بدل جائے تو اپنے بچاؤ کے لیے اسے کاٹ کر پھینکنا پڑتا ہے۔ دیشا کی

زندگی کا ہر سچ جانتا ہوں۔ وہ جس ماحول پر پلی وہ بہت برا تھا، انکے بابا بہت

سفاک قسم کے تھے، بیوی اور بیٹی کو جانوروں کی طرح پیٹتے تھے۔ انکی ماں

کے قاتل پھر خود بھی خود کشی کر لی۔ ایسے بچپن سے گزرنے والی عورت

اگر اپنی اولاد کے لیے سفاک ہے تو اس میں یقین کرو اسکا بھی اتنا قصور نہیں

کیونکہ اسے بھی اپنے پیرنٹس سے محبت جیسا لمس نہیں ملا۔ دیشا کے ساتھ جو

ہوا وہ سب مقدر تھا لیکن اگر وہ جان بوجھ کر اپنے بچوں کو تکلیف دیتی ہے تو یہ اسکی خطاء ہے اور یہ نا بخشتی جانے والی چیز ہے جسکی سرزنش اہم ہے۔۔ ہم میں سے کوئی دیشا سے نفرت نہیں کرتا لیکن اسکے ظلم سے ڈسا انسان اس گھر میں تمہارے سامنے موجود ہے۔ فیروز انکل کی شرافت کی گارنٹی میں دیتا ہوں۔"

مانیہ کی آنکھیں سرخ ہو کر بھگیں۔

"انہوں نے کہا فیروز سلطان انکو مارتے تھے"

مانیہ نے ہچکی سی بھری تو امانل نے اسے روبرو لاتے اسکا ماتھا چوما جیسے اسکے بلکتے دل کو قرار دینا چاہا ہو۔

"غلط کہا! صرف ایک بار ہاتھ اٹھایا۔ وہ عورت کلب کے کسی شرابی لڑکے کے ساتھ پارٹی کرتی رہی اور جب نشے میں دھت تھی تو وہ اسے اٹھا کر اپنی جگہ لے گیا۔ دیشا پوری رات اسی کے گھر رہی یہ سی سی ٹی وی فوٹیج سے

ثابت ہے جو ابھی بھی فیروز انکل کے پاس ہے۔ بس اس بے وفائی پر فیروز انکل نے اپنی برداشت کھودی، خود سوچو پانچ سال تک جس شخص نے دیشا کو پلکوں پر بٹھائے رکھا ہو، اسکی ہر زیادتی چپ کر کے سہی ہو۔ اف بھی نہ کی ہو۔ وہ ایسی بے وفائی کیسے نگل لیتا۔ خیر آؤ کوونی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔"

مانیہ کے آنسو پونچھتا وہ کاوچ کی طرف بڑھتا وہ پھر سے ہچکیاں بھرتی رو پڑی، اسے یہ سب سن کر بہت اذیت پہنچی تھی۔

"ا۔۔ امانل! میں ان سے اس سب کے باوجود پیار کرتی ہوں۔ خود کو علیحدہ نہیں کر سکتی اس ماں سے"

وہ سسکتی ہوئی بولی، گلا آنسوؤں کے گولے سے دبا تھا تو رگیں تک درد کر رہی تھیں۔

"میں تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کروں گا بھی نہیں بس یہ چاہتا ہوں اپنے آپ کو مینٹلی اور ایموشنلی دیشا صاحبہ کے ہاتھ کھلونا بننے نہ دو۔ چلو چپ کر جاو۔ ایسے رو کر ساری طبیعت خراب کر لو گی۔ اتنی مشکل سے امپروومنٹ ہوئی تھی۔ تمہارا چیز کیک حسرت سے دیکھ رہا ہے کہ ایٹمی مانیہ"

مانیہ کے آنسو کچھ تھمے پر اسے حلق اب تک کٹا محسوس ہو رہا تھا، مانیہ نے رونا روکتے واپس اماٹل کے سینے سے لگتے کچھ دیر بس گہری سانسیں بھریں۔

"میرا موڈ نہیں اب اسے کھانے کا، ایسے لگ رہا وامٹنگ ہو جائے گی۔ یہ کوونی بھی دل خراب کر رہی ہے۔۔۔۔"

وہ شدید تکلیف سے بولی تبھی اماٹل نے ٹرے کو سائیڈ کرتے بازو دونوں مانیہ کے گرد حصار لیے، اسکے بال سہلانے لگا جس سے مانیہ کو سکون مل رہا تھا، کچھ منٹس گزرے تو وہ خود کو بہت ہی ہلکا محسوس کرنے لگی۔

"ٹھیک ہو؟"

مانیہ کے کسمسانے پر اماٹل نے اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے کے بیچ لاڈ سے پوچھا، مانیہ نے چہرہ اماٹل کے سامنے کرتے مسکرا کر سر ہلایا۔

"تم پی لو کو ووفی"

مانیہ نے اسکا لگ اٹھایا تو اماٹل نے لے کر واپس میز پر رکھا۔

"جو چیز تمہیں اچھی نہیں لگ رہی میں اسے منہ بھی نہیں لگاؤں گا۔"

مانیہ نے مسکرا کر اماٹل کی معصومانہ خفگی دیکھی جو اسے کو ووفی اور چیز کیک پر چڑھی تھی۔

"مجھے تو میں بھی اچھی نہیں لگ رہی۔ تم مجھے بھی منہ نہیں لگاؤ گے؟"

مانیہ نے ہاتھ اٹھاتے اماٹل کی گردن کے اطراف لپیٹ کر سہلاتے پھیکی سی سائیل سے تھکے تھکے انداز میں پوچھا تو اماٹل کی آنکھیں اس معصومانہ انداز پر مسکرائیں پر خود مینسا سنجیدہ رہا۔

"نہیں اس کیس میں میرے اصولوں کا کوئی دین ایمان نہیں ہے۔"

مانیہ اسکے ٹھوڑی چوم کر کہنے پر ہنسی، اسے ایسا ہی جواب چاہیے تھا۔

"تمہیں پتا ہے تم ہنستی بہت خوبصورت ہو"

وہ اسے بازوؤں میں بھینچتا اپنی گود میں منتقل کر گیا جبکہ مانیہ نے دونوں بازو امانل کی گردن میں حائل کرتے امانل کی بڑھتی قربت پر شرم سے پلکوں کی باڑ گرا گئی۔

"تم دیکھتے اور سانس لیتے بھی پیارے لگتے ہو پھر سوچو ہنستے کیسے لگتے ہو گے مجھے؟"

وہ شرمگین چہرہ لیے بازو ہٹاتی امانل کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتی بولی۔

"کیسا لگتا ہوں؟"

امائل نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر اٹھایا پھر اسکے دور ہوتے سر آپے کو نرمی سے مزید خود میں کھینچ کر سمیٹا جسکے دودھیا چہرے پر سمٹا گل لال صرف امائل کی قربت کی وجہ سے تھا۔

"میں کیسے سمجھاؤں؟"

وہ پریشان ہوئی، کب آسان تھا اتنے قریب امائل کی آنکھوں میں مسلسل دیکھ پانا کہ وہ اسے اپنی آنچ دے کر لمحے میں پگھلا دیتا تھا۔

"سارے حق ہیں تمہارے پاس اپنی بات سمجھانے کے، زرا استعمال کرو اپنا حق"

مانیہ نے اسکی بیتابیوں سے گھبرا کر امائل کے سینے پر ہاتھ رکھے فاصلہ بنایا پر امائل کی نظروں کا محور تکتے مانیہ کا چہرہ شرمگین ہو گیا، دل کی دھڑکن سست سی پڑی۔

"س۔۔۔ سچ میں کر لوں؟"

مانیہ کی سرگوشی کرتے آواز ٹوٹی جبکہ وہ مانیہ کی معصومانہ حرکت پر تب کھل کر مسکرایا جب وہ نرم سانسوں کے بے حد قریب بکھرتی پیچھے ہٹی، پھر سانسوں کے زیر و بم سمیت چھپنے لگی جب اماٹل نے اسے زرا شدت بھرا اپنا حق لینا سیکھایا، مانیہ کو اسکے محصور کن لمس اور گرفت نے سانسوں سے محروم کیا پھر جب حق کی ترسیل ہوئی تو اس کے رنگ بدل گئی تب اس سے چھین لی جاتی سانس قطرہ قطرہ پوری ایمانداری سے واپس لوٹائی جس کے بعد شرم کی شدت سے مانیہ کی پلکیں بوجھل ہو گئیں۔

"جب جب تمہاری میرے سبب سانس متاثر ہوتی ہے، میری دھڑکنیں بھی اسی شدت سے دل کا ساتھ چھوڑنے لگتی ہیں۔ میں بہت بری طرح تمہارا عادی ہو چکا ہوں۔ ان سانسوں کے قریب آباد رہنا ہمیشہ۔ اس دل سے جڑی رہنا۔ تم بہت اہم ہو میرے لیے کہ میں اب سے اپنے لیے مانگی جاتی ہر دعا بھی تمہارے نام کر دیتا ہوں۔ تم جلد ٹھیک ہو جاو گی پھر تمہیں اپنے اس

سے کہیں درجے قریب کر کے خود میں قید کر لوں گا کہ کوئی اداسی تک تمہارے وجود کو میری اجازت کے بنا چھو نہ سکے گی"

وہ اسکے ہر جذبے پر مر مٹی، جس طرح اپنا پھر سے حق جتانے قریب آتی مسکرائی، اما نل نے اسکے گرم نرم لمس کو محسوس کرتے بے خود انداز میں مانیہ کے گداز وجود کو خود میں بھینچ لیا۔

"اب مجھے تھوڑا سا چیز کیک کھانا ہے۔۔۔ ون بائیٹ"

وہ جلدی سے روبرو ہوتی للچائی نظروں سے بہت ہی کریمی لگتے کیک کو دیکھتے موڈ بدل گئی تو اما نل نے خطرناک مسکراتے مانیہ کی طرف دیکھا۔

"پلیز انسان کی طرح کھلا دو۔ ابھی کوئی ایسا ویسا طریقہ نہ اختیار کرنا"

مانیہ کو اسکی نظروں سے ڈر سا لگا پر اما نل کیسے باز آ جاتا، اپنے پورے ہاتھ کو چیز کیک میں داخل کرے جس طرح اس نے بیچ کا پارٹ نکالا، مانیہ کا دل

اچھل کر حلق میں آیا، امائل کے ہاتھ میں کیک تھا اور ساری انگلیاں چیز کریم آئسنگ سے اٹی تھیں۔

"گندے امائل۔"

وہ براسا منہ بنائے چہرہ پھیر گئی۔

"کھانا تو ایسا ہی پڑے گا۔ میرے رومنٹک طریقے تو تمہاری جان نکالتے ہیں۔ یہ بیسی گند طریقہ شاید شرم نہ دلائے تمہیں۔ اور میرا ہاتھ تمہارے منہ سے زیادہ صاف ہے تو ہائی جین کی فکر نہ کرو۔۔۔"

مانیہ چڑنے کے ساتھ مسکرائی بھی کیونکہ وہ ایسے زیادہ ہاٹ لگ رہا تھا۔

"اچھا پر میں یہ انگلیوں پر لگی آئسنگ نہیں کھاؤں گی"

مانیہ نے ہار مانی پر امائل یہاں بھی اکڑا۔

"یہ میری ساری فنگرز پر لگی آہسنگ تم نے ہی کیک کے بعد زبان سے یہاں سے غائب کرنی ہے ورنہ ہاتھ تمہارے بالوں سے صاف کروں گا۔ سوچ لو پھر تمہیں نہلانا پڑے گا مجھے تو معاملہ کافی بگھڑ جائے گا"

مانیہ تو اسکی ایسی معصومانہ دھمکی پر بھی سرتاپیر ڈری ہوئی تھی لیکن نہانے اور بال پھر سے ٹوٹنے کے علاوہ امانل کی مزید قربت سہنے کی وجہ سے مانیہ نے ہارمانی اور پہلے تو وہ کیک پیس کھایا جبکہ مانیہ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں کلائی سے جکڑتے دیکھا جہاں چاروں انگلیوں اور انگوٹھے کی آدھی آدھی جگہ آہسنگ سے اٹی تھی۔

"تم بہت بے شرم ہو"

مانیہ نے منہ بگھاڑتے بے جا الزام لگایا جبکہ امانل ہنسا کہ اب اس میں کیا بے شرمی تھی۔

جبکہ مانیہ نے اسکے ہاتھ کی فنگرز پر لگی آئسنگ باری باری صاف تو کی پر ٹریسز باقی چھوڑ رہی تھی جبکہ انگوٹھے کو منہ میں لیتی وہ لگی ہی اتنی کیوٹ کہ امائل نے اپنا قہقہہ روکے منہ پر دوسرا ہاتھ جمایا پر تب چینچا جب مانیہ نے اسکے انگوٹھے کو زور سے بائیٹ کیا۔

"ظالم لڑکی۔۔۔۔"

امائل نے جلدی سے ہاتھ چھڑواتے اپنا ٹھمب دیکھتے گھورا جو باقاعدہ دانتوں کے رنگ جیسے نشان سے لال لال ہو رہا تھا پر محترمہ دانت دیکھا کر مسکرا رہی تھیں۔

"تم نے ہنستے وقت منہ پر ہاتھ رکھا یہ اسکی سزا تھی۔"

مانیہ کے غصیلے جواب پر امائل نے انگوٹھے کو بہکتی سمائیل دیے کس کی تو مانیہ کے گال سے دہکے، درد تو وہ مانیہ کی غصیل آنکھوں پر ہی بھول گیا پھر اپنی فنگرز پر لگی پچی پچی آئسنگ بھی امائل نے انگلیوں کو بلکل ویسے چاٹتے

پونجھی جیسے کوئی بہت ہی سرور والا زائقہ دے رہی ہوں اور یہ سب دیکھنا کسی بے باک ترین قربت کو سہنے سے زیادہ بھاری تھا کہ مانیہ نے نظریں ہی پھیر لیں۔

"بس کرو بہکے بے شرم آدمی۔ مجھے کچھ ہونے لگا ہے"

مانیہ نے رحم طلب کیا کہ یہ سب بہت ہی آگ لگانے والی حرکتیں تھیں۔

"اوہ! اس سے پہلے کچھ سنگین ہو جائے۔ آجا دسوتے ہیں۔ تم لیٹو میں عشاء پڑھ لوں"

امائل نے اسکا سر چومتے ساری بہکی حرکتیں اور نظریں سمیٹیں تو مانیہ اس کے اٹھتے خود بھی کھڑی ہوئی، چہرے سے اضطراب سا چھلکا۔

"میں بھی پڑھنا چاہتی ہوں"

وہ اسکی خواہش پر بے حد حسین مسکرایا۔

"اس سے بڑھ کر اور کیا خوبصورت ہے کہ ایک دوسرے سے سکون پانے کے بعد ہم اللہ کے خضور جھک کر اسکا شکر بجالائیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی تم نے یہ خواہش خود کی۔ اگر ہم اللہ کو یاد کرتے رہیں تو وہ ہمیں نہ بھولتا ہے مانیہ نہ کسی مشکل وقت میں اکیلا چھوڑتا ہے۔ ہم دو کا ملنا اسکے اس کہے کا ثبوت کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ آجا وضو کرتے ہیں"

اماں نے اسکا ماتھا چومتے اسکے وجود کو ہر چاہی جاتی آسودگی دینے کو گلے لگایا جب تک مانیہ خود دور نہ ہوتی وہ حصار نہ توڑتا یہ مانیہ کو بہت ہی خوشی دیتا۔
 "آئی لو ویو"

وہ روبرو ہوتی ڈبڈبائی آنکھوں سے بولی، اماں خرد قریشی کا حرکت کرتا دل مٹھی میں بھرے روک گئی۔

"میں اسکا جواب تمہیں تمہارے سب سے بڑے حق زوجیت کے ساتھ تب دوں گا جب تم بالکل ٹھیک ہو کر مجھ تک لوٹو گی۔ اسے لالچ سمجھو یا کچھ

بھی۔ لیکن تمہیں ہر صورت ٹھیک ہو کر مجھ تک لوٹنا ہی ہے، اور کوئی چوائز نہیں۔"

امائل نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور مانیہ کی آنکھیں سی نم پڑیں، اگر یہ لالچ بھی تھی تو مانیہ کے سر آنکھوں پر تھی، وہ آمادگی سے سر ہلا گئی جس پر امائل کو اس پر بے حد پیار آیا پر محترم اپنے اندر ہی واپس انڈیل گئے کہ ابھی مانیہ اسکی شدتوں کا سوچ کر بھی خوفزدہ ہو جاتی تھی، اسے اپنے اور مانیہ کے رشتے کو آہستہ آہستہ آگے بڑھانا تھا تا کہ وہ اس سفر میں تھک نہ جائے۔

وہ جب وضو کیے باہر آئی تو شال کو اچھے سے خود پے لپیٹے بہت ہی بدلی بدلی لگی، اس طرح اسے ڈھکا اور سر چھپائے با وضو دیکھ کر امائل کے دل میں مانیہ کے لیے محبت کا اک درجہ مزید بڑھا، وہ اسے اپنے مطابق ڈھلتا دیکھ رہا تھا اور وہ لڑکی بنا کسی مشکل سے گزرے ڈھلتی بھی جا رہی تھی۔

"ایسے ڈھکی چھپی عورت اللہ کو بہت پیاری ہے، اس نے عورت کو ایسے ہی بنایا ہے کہ ڈھانپا جائے، تمہیں پتا ہے دنیا کے آدھے سے زیادہ فتنے عورت کی وجہ سے پھیلے ہیں"

وہ اسکے تھوڑے سے نظر آتے بال بھی شال کے اندر کر تا بڑے پتے کی بات بتا گیا جس پر مانیہ اسکی آنکھوں کی فکر و ستائش پر مسکاتی نظر آئی۔

"میں لڑکی ہوں اماں"

مانیہ نے فوراً سے اسی مسکراتے انداز میں خود کو عورت کی کیٹیگری سے خود کو نکالا۔

"ہاں ناں۔ اچھی لڑکی۔"

وہ ایسے اعتراف بنا سوچے کر سکتا تھا۔

مانیہ نے اسکے ساتھ ہی نماز ادا کی، بہت مدت بعد اللہ کا ذکر کر کے دلی سکون ملا، دونوں نے دعا کے لیے جب ہاتھ اٹھائے تو نظریں اک دوسرے سے ملیں، کوئی دعا ذہن میں نہ رہی کہ ان دو کا اک دوسرے کو دیکھنا ہی اس قدر مکمل اور خوبصورت تھا کہ دعائیں خود ہی مقدر میں لکھی جانے لگیں۔

پھر بھی دل محبوب سے جڑے سکھ مانگنے سے کب تھکتا ہے، دعائیں بہت تھیں۔

مانیہ کے چہرے کا سکون اماٹل کو خوشی دیتا تھا، پورے وجود میں اک طمانیت کا احساس جاگ جاتا۔

مانیہ نے جائے نماز سے اٹھتے شال اتاری تو اماٹل نے دونوں جائے نماز تہہ کر کے کاویج آرم پر رکھے اور مانیہ کو اپنے حصار میں بھرا۔

"اچھا لگاناں اللہ کو یاد کر کے؟"

وہ جیسے اشتیاق سے پوچھ رہا تھا، مانیہ کو دگنا اچھا لگا۔

"بہت۔ جیسے کچھ کھویا ہوا واپس مل گیا ہو۔"

مانیہ کے اس اعتراف پر امانل کے ہونٹوں کے کنارے مسکراہٹ میں ڈھلے اور انہی سے اس نے مانیہ کا سر چوما جو ہمیشہ مانیہ کو اک جنتی راحت بخشا، اک تحفظ و اطمینان کا حصار باندھ دیتا۔

"چلو اب سکون کی نیند لو۔ یہ بہت ضروری ہے تمہارے لیے۔ مے بی کل پہلی سرجری کرنی پڑے تمہاری تو مائینڈ کو سکون دو"

مانیہ سرجری پر تھوڑا پریشان تو ہوئی پر اسے امانل کے ساتھ ہونے کی پوری تسلی میسر تھی تو یہ ڈر و خوف وقتی ثابت ہوا۔

"سکون تو تمہیں دیکھتے ہی مل جاتا ہے۔ بہت پیارے ہو تم۔ آفت کہیں کے۔ مجھے خود ہی سلاؤ کیونکہ نیند اول تو جاتی نہیں، چلی جائے تو ترلے منتیں کرنے پر بھی نہیں آتی"

مانیہ کی نیند کا بھی امانل کے پاس حل تھا۔

"اچھا ایسا ہے۔ میرے پاس ایک میجک لائیٹ ہے۔ رکو۔"

مانیہ نے اس کے دور ہونے پر تجسس سے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھتے امانل کو دیکھا جس نے مین لائیٹ آف کرتے ہی ایک ڈم سی بلو لائیٹ آن کی جس سے یہ ہوا کہ پورے کمرے کی چھت اور دیواریں چھوٹے چھوٹے ستاروں کی طرح بنے ڈاٹس سے بھر گئیں، وہ ایک ایل ای ڈی لائیٹ کے آگے لگے سٹارز کارڈ کا سایہ تھا پورے کمرے میں اپنا سنڈر سا ایفیکٹ چھوڑ رہا تھا۔

مانیہ منہ پر ہاتھ رکھے کمرے کو ایک دم galaxy میں بدلتا دیکھے ہنس پڑی، وہ کئی طرح کے رنگوں کے ڈاٹس تھے جن کا رنگ غور کرنے پر دیکھائی دیتا ورنہ سب ہی ستارے لگ رہے تھے۔

امانل نے اسکی اندھیرے میں بھی خوشی دیکھ لی تبھی واپس حیران و مسرور محترمہ تک پہنچا جس نے امانل کو دیکھتے ہی ہاتھ فوراً سے ہٹاتے اسکے حصار میں آتے ہی بازو گلے میں ہار سی پرو لیں۔

"یہ کتنی خوبصورت لائٹ ہے اما نل۔ لگ رہا ہے ہم کسی ستاروں سے
بھرے آسمان کے نیچے ہیں"

وہ اپنی خوشی چھپائے نہ چھپاتے ہنسی۔

"ہاں ناں۔ کبھی کبھی جب بہت تھکن کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آتی تھی تو
میں بہت زیادہ اپ سیٹ ہو جاتا تھا پھر مجھے یہ تھیراپی لائٹ ملی۔ اور اسے
آن کیے ہم بہت جلد اچھی نیند میں جاسکتے ہیں۔ یہ آنکھوں کو مدہوش کر کے
دماغ کو پرسکون کرتی ہے جس سے ہمارے دماغی نیند والے سیلز بھی جلدی
ایکٹیو ہوتے ہیں۔ جو دماغ کو پیغام بھیجتے ہیں کہ اسے اب باڈی کو سلا دینا
چاہیے"

وہ اسے مزے سے تفصیل بتا رہا تھا جبکہ حسین لڑکی پوری کی پوری اما نل
صاحب سے امپریس ہوئے جارہی تھی۔

جو امانل نے کہا وہ واقعی درست تھا، اس لائٹ میں ایسے ایل ای ڈی بلب لگے تھے جو مائیڈ فرینڈلی تھے۔

"آ جاو سوتے ہیں۔"

امانل نے اسکی آنکھیں چھپکنے پر ہاتھ پکڑے میٹرس کی طرف قدم بڑھائے، مانہ کے جلدی سے لحاف میں گھس کر لیٹنے پر وہ بھی مسکراتا ہوا دوسری طرف آیا اور مانہ کے پاس ہی لیٹے اپنی بازو دی جس پر چڑھتے وہ اسکے سینے پر سر رکھے مسکرائی، دونوں کی نظر چھت کی جانب بنے ستاروں پر تھی جبکہ امانل کا ہاتھ مانہ کے گرد جکڑ کر اسے خود سے جوڑ گیا تبھی مانہ نے بے اختیار امانل کو دیکھا جس نے دوسرے ہاتھ سے مانہ کی گال پکڑ کر دباتے چھوئی، پھر اسے اپنے قریب کرتے رغبت سے ماتھا چوما، مانہ کی آنکھیں سکون سے بند ہوئیں تو ہاتھ امانل کی گردن سے جالپٹا، اسکو امانل کی گردن کو سہلانا اچھا لگتا تھا، اسکی ویزوالی گردن، ملائم مگر ٹائیٹ سکن، پھر ہاتھ اسکا امانل کی گردن سے بئیرڈ کی طرف بڑھا جس سے انگلیوں کو الجھا کر

وہ اماٹل کے ہونٹوں کو چھو کر کھیلتی بند آنکھوں سے ہی مسکرائی اور وہ حرکت کرتا ہاتھ واپس گردن کے گرد جمتے ہی رک گیا، اماٹل نے اسکی طرف چہرہ پھیرا تو وہ سوچکی تھی، اسکے اتنے آرام سے سو جانے پر اماٹل بے آواز ہنسا پھر مانیہ کا اپنی گردن سے جڑا ہاتھ پکڑ کر اسکی ہتھیلی بہت ہی شدت سے چومی۔

"آئی لوو یو ٹو مانیہ"

اقرار وہ بھی مانیہ کو پتا لگے بنا کرتے ہی اماٹل نے اسے اپنے وجود میں چھپا سا لیا کیونکہ وہ تو سوچکی تھی، مگر اماٹل کے جو جذبات دہکا کر سوئی انکو سرد کرنے کے لیے اسے مانیہ کو خود میں گھوٹنا ضروری لگا لیکن پھر بھی اسکی شدت بھری گرفت میں بھی مانیہ کے درد کرتے وجود کے لیے مہربانیاں ہی مہربانیاں چھپی تھیں، یہی تو اماٹل خرد قریشی کا عشق تھا، مرہم اور درماں جیسا۔

نوح کی طبیعت مکمل تو نہیں پر بہتر تھی اور تبھی وہ لوگ بارہ تک واپس دوغان ولا پہنچے، نوح نے راستے میں کوئی بات نہ کی کیونکہ وہ کافی سست ہو رہا تھا، یہاں تک کہ میکائیل دوغان سے دونوں کا سامنا لانچ میں ہوا پر وہ تھکا تھا تو بس بابا کو نرم سی معذرت زدہ نظروں سے ہی دیکھتا اپنے روم کی طرف بڑھ گیا، نامہ نے بیچ کی یہ سرد مہری محسوس کی پر ابھی نوح اہم تھا تبھی میکائیل نے بھی اسے مسٹر سٹرو کے پیچھے ہی جانے کا کہا کہ اسے دیکھے کہ اسکی طبیعت کا میکائیل کو بھی پتا تھا جبکہ خود وہ نیوز واپس بیٹھ کر دیکھنے لگے لیکن دھیان تو کہیں اور ہی تھا، شاید بہت کچھ تھا انکے پاس سوچنے کے لیے۔

نامہ پیچھے ہی روم میں انٹر ہوئی تو نوح کو کمرے کے وسط میں پہنچ کر انگریزی لیتا دیکھے وہ پریشان سی اس کے قریب چلی آئی۔

"تھوڑا سٹریچ ہو کر انگریزی لیں۔ سٹیجیز کھل جائیں گے نوح"

نامہ کے مشورے پر وہ مسکرا کر پلٹا جہاں وہ فکر سے بھری کھڑی تھی۔

"یہ کہو میری انگڑائی دیکھ کر کچھ کچھ ہوا"

نامہ نے آنکھیں پھیلاتے یہ خوا مخواہ کی خوش فہمی سنی، دل تو کیا کہہ دے یہ سچ ہے پر سامنے والے نے بے باک لاڈ اٹھوانے کا پہلے ہی کہہ رکھا تھا تو نامہ کوئی خطرہ نہیں اٹھا سکتی تھی۔

"ہاں ہوا۔ پیٹ میں بل پڑا"

نامہ کسی سے کم تھوڑا تھی، نوح اس سے پہلے ہاتھ بڑھا کر کسی حکیم کی مانند اسکا پیٹ چھوٹا وہ بروقت نوح کا ہاتھ روک گئی، اپنے نازک ہاتھ سے نوح کی مضبوط کلائی پکڑنے کی جرت بس نامہ سلطان ہی کر سکتی تھی۔

"میں تمہارے پیٹ کا بل نکالنے لگا تھا تم نے یہ اس طرح کلائی پکڑ کر اس بل کو میرے پیٹ میں ٹرانسفر کر دیا۔ تمہیں پتا ہے ایک عورت کا مرد کی یوں مضبوط کلائی پکڑنے کا مطلب کیا ہے نامہ سلطان؟"

نامہ جو بس روکنے کو کر بیٹھی تھی، نوح کے لفظوں کی تپش اور معنی خیزی پر فوراً کلائی چھوڑ گئی۔

"جو بھی ہو۔ میں نے بس آپکا ہاتھ روکا تھا۔"

وہ نظریں نیچی کر گئی پھر اٹھائیں تو نوح کی شرٹ پر لگے بلڈ کو دیکھے آگے بڑھی۔

"آپ یہ شرٹ بدل لیں۔ میں نکال دوں؟"

نامہ نے اس سے نظریں سی چرا تے وارڈرب کارنر کا رخ کیا پر نوح نے اسکی جواباً کلائی پکڑ کر کھینچتے اپنی طرف سرکایا، نامہ کی سانسیں نوح کے سینے سے آگتے منتشر سی ہوئیں۔

"میں خود نکال لوں گا۔"

نوح نے اسکی قربت چاہی پروہ ڈر رہی تھی ابھی اگر نوح نے شرٹس دیکھ لیں تو وہ بچ کر کیسے نکلے گی۔

"میں نکال دیتی ہوں۔ آپ ریٹ کریں ناں"

نامہ نے اسکا ہاتھ کمر میں ریگتے محسوس کرے بدحواسی میں تکرار کی تبھی نوح کو لگا دال میں کچھ کالا ہے۔

"ایک شرٹ نکالنے سے کوئی ڈسٹر بنس نہیں ہوگی۔ تم بتاؤ میرے ساتھ کفر ٹیبل ہو۔ ہم ایک بیڈ شئیر کریں گے ناں؟"

نامہ کا دھیان تو شرٹس کی طرف تھا تبھی وہ سر بھی ہلا گئی جو نوح کو مزید بے قابو سا کرنے کا موجب بنا۔

"میری طرف کروٹ کروگی؟"

نامہ نے گھبرا کر اس پر بھی ہاں کہہ دی، نوح کو پاگل کر رہی تھی نامہ کی غائب دماغ ہاں۔

"کچھ ایسا ویسا ہو گیا وہ بھی اوکے ہو گاناں؟"

یہ جناب تو بیٹھنے کی جگہ لیٹنے کا پلین بناتے کچھ زیادہ ہی پھیل رہے تھے، نامہ اس بار ٹھٹکی کہ آخر یہ بندہ کیا کمناواتا جا رہا ہے۔

"ایسا ویسا ہوا تو ایسا تیسرا کر دینا ہے میں نے۔ ہٹیں شرٹ نکالنے دیں"

نامہ کی کیوٹ سی خفگی اور شرٹ نکالنے کے اصرار پر نوح نے اسے دبوچتے خود ہی وارڈرب کھولی اور کھولتے ہی اسکی نظر اپنی ہینگ شرٹ پر گئی، نوح نے نامہ کو خود سے آزاد کرے دونوں ہاتھوں سے اپنی ہینگ شرٹس کو ادھر ادھر کرتے دیکھا جن پر بنے ریڈ لپ سٹک مارکزدیکھ کر اسکا دل تھم گیا جبکہ نامہ نے کبوتر کی طرح پکڑے جانے کے ڈر سے چہرے پر دونوں ہاتھ جما لیے۔

"نامہ! میری شرٹس کے ساتھ یہ زیادتی کس نے کی۔ کس نے انکی عزت لوٹی۔ بتاؤ، چھپ رہی ہو۔۔۔ ادھر آؤ زرا"

نوح نے پلٹ کر نامہ کے چھپے چہرے کو دیکھتے اسکے دونوں ہاتھ ہٹائے تو نامہ نے معصومیت سے دانت دیکھائے، نوح کی ہیزل آنکھوں میں خمار چھلکا۔

"م۔۔ میں نے۔۔"

وہ آگے جھکتی سرگوشی میں بولی۔

"تم نے؟ یہ سب تم نے کیا؟ تم نے میری شرٹس کو اتنی ساری میرے حصے کی کسیر کر دیں۔ تمہارا دل نہ کانپا میرے حق میں خیانت کرتے۔ اوہ گارڈ"

وہ ڈرامائی انداز میں جیسے دہائی دے اٹھا نامہ کا چہرہ شرم سے انار ہوا۔

"نوح! ڈرامے بازی بند کریں"

نامہ نے مسکراتے ہوئے اس اوور ایکٹنگ کی دکان کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"ڈرامے بازی۔ میرے ایموشنز کو ڈرامے بازی کہہ رہی ہو۔ اب میں یہی شرٹ پہن کر خود کو پوری رات اس دکھ میں جلاؤں گا کہ تم نے میرے بجائے میری شرٹس کو منہ لگانا بہتر سمجھا"

نامہ نے جلدی سے اسکا ہاتھ پکڑے روکا جبکہ نوح کا دل تو ساری حدیں پار کرنے پر مچلا ہوا تھا۔

"کونسا دکھ نوح! یہ بس اک شرارت ہے۔ ادھر دیکھیں"

نامہ نے اسے سمجھانا چاہا پر نوح اسے تنگ کرنے پر تلا تھا۔

"نہیں چھوڑو"

وہ شرٹ نکال لایا جسے دیکھ کر دونوں کا دل گد گدا گیا۔

"نوح۔۔۔"

وہ چڑ کر پکاری۔

"میں یہ شرٹ پہن کر باہر جاؤں گا تا کہ سب کو

پتا چلے میری وائف مجھ سے کتنا پیار کرتی ہے، جب میری شرٹ کا یہ حال ہے تو میرا کیا کرتی ہوگی"

نامہ کی پہنچ سے ہاتھ دور کیے وہ یہی شرٹ پہننے

کے در پر تھا جسے نامہ اس لیے بھی آہستہ کھینچ

رہی تھی کہیں نوح کا زخم نہ درد کراٹھے۔

"نوح! ایسا کرنے کے لیے آپ کو میری لاش پر سے

گزرنا ہو گا۔ لائیں ادھر ورنہ پٹ جائیں گے"

نامہ نے اس بار شرافت کی زبان میں شرٹ مانگی پر

نوح بنا کسی ڈیل کے کیسے مان جاتا۔

"ویسے تو ڈیل آخری پوائنٹ ہوگی، اچھا رکھو ٹھیک ہے ڈیل بعد میں۔ پہلے بتاؤ میری شرٹس پر یہ لپسٹک مار کز لگائے کیوں تم نے؟"

نوح نے شرٹ سائیڈ پھینکتے نامہ کو وارڈرب سے جوڑنے کے ساتھ بیچ کا فاصلہ بھی سمیٹا، نامہ کے چہرے پر گھبراہٹ و گلال ساتھ بکھرے۔

"بس معصوم سا غصہ نکالا ان پر۔ یہ بس آپ اس روم میں پہن سکتے ہیں۔ اگر پہن کر باہر گئے تو نظر لگ جائے گی۔ افواہیں پھیل جائیں گی کہ نوح، نامہ کو پیارا ہو گیا ہے"

وہ ایک ہی سانس میں سب کہتی ہانپی ساتھ اسکے الفاظ نے جو نوح ادا دوغان پر سرور طاری کیا اسکی تو بات ہی الگ تھی۔ پر یہ افواہوں والے پوائنٹ پر وہ بگھڑا۔

"ہمم۔ ٹھیک ہے تو اب ڈیل کی طرف آتے ہیں نامہ سلطان۔ ان افواہوں پر اس روم میں عمل ہونا چاہیے۔ بس اسی صورت یہ شرٹس یہاں رہیں گی"

نامہ اسکی اول تو بات نہ سمجھی۔

"ک۔ کونسی افواہیں؟"

ان ہیزل آنکھوں کے سرور اور دیوانگی کے روبرو وہ بری طرح کنفوز ہوئی۔ نوح نے مسکرا کر نامہ کی حالت دیکھی۔

"یہی کہ نوح۔۔ نامہ کو پیارا ہو گیا ہے"

وہ اپنے مطلب پر ڈٹا، نامہ کے بکھرے بال، اسکے چہرے پر ابھری سرخی اور ماتھے کا پسینہ سبھی ملاحظہ کرتے سنجیدہ ہوا۔

"وہ تو ہے۔۔"

نامہ نے بے ارادہ ہی بڑبڑاتے نوح کو دیکھا مگر مقابل نظروں میں غالب آتے سرور کو دیکھتے وہ اسکا حصار جھٹک کر یوں بھاگی جیسے ہاتھ آئی تو بچ نہ پائے گی، نوح پر سچ میں بن پیے نشہ چھا چکا تھا۔

"نامہ! بھاگنا مت۔۔۔"

وہ ڈور کے پاس جا کر رکی اور اس سے پہلے نوح اسکی طرف بڑھتا وہ ہنستی ہوئی کمرے سے نا صرف نکلی بلکہ باہر سے بند کمرے روم کے دروازے کے ساتھ جا لگی۔

جبکہ نوح نے ایک دوبار ڈور ناب گمایا مگر ڈور کے آگے اسے دیکھتے وہ شر انگیز مسکراتا ہوا ڈور واپس بند کرے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے پارسل کی طرف چلا آیا جو اس نے سپیشل جیولری شاپ سے کچھ آرڈر کروایا تھا۔

نامہ کچھ دیر تو نوح کا سامنا نہیں کر سکتی تھی تبھی زرا نیچے چلی گئی تاکہ میکائیل انکل کے ساتھ تھوڑی گپ شپ کرے جبکہ نوح نے وہ پارسل اوپن کیا تو اسکی آنکھیں سامنے موجود جیولری پیس پر بہت خوبصورت مسکرائیں۔

اب وہ کیا پیس تھا یہ تو ابھی راز تھا کیونکہ نوح نے اسے ویسے ہی بند کر دیا اور اپنی لپسٹک سائن کے بنا والی ہی شرٹ نکال کر واش روم گھسا۔

نامہ نیچے آئی تو میکائیل لاونچ میں ہی نیوز دیکھنے میں گم تھے، نامہ مسکرا کر انکے ساتھ بیٹھی تو وہ متوجہ ہوتے ہی شفقت سے بھر جاتے اسکو اپنی بازو میں حصار گئے۔

"کیسا ہے وہ سڑا کر یلا؟ اکیلا چھوڑ آئی ہو اسے۔ سو تو نہیں گیا؟ طبعیت بہتر ہے اسکی؟"

نامہ نے انکے سوالوں کی سپیڈ پر فوراً نفی میں گردن گمائی۔
 "ویسے ہی میں نے سوچا گھوم پھر آؤں، جاگ رہے ہیں۔ وہ آپ سے آج خفا خفا کیوں تھے؟ یا شاید آپ خفا تھے کیونکہ سرد مہری سی محسوس ہوئی مجھے آپ دو کے بیچ"

نامہ کا جائزہ ہمیشہ پاور فل تھا، اس وقت بھی نامہ نے محسوس کیا وہ اس حوالے پر افسردہ سے ہو گئے ہیں۔

"میں تھا۔ ظالم بن جاتا ہے وہ نامہ۔ اس نے کہا تھا صارم کو پیار دوں کہ وہ بچہ احساس کمتری کا شکار ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا پر صارم کا اندر میری سوچ سے زیادہ دکھا ہوا تھا۔ جب میں نے نوح کو کہا کہ وہ میری سفارش کرے۔ اس آدمی نے آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں۔ اب بتاؤ میں کیا کروں نامہ"

وہ نامہ کے ساتھ اپنا دل کھول بیٹھے، دکھی تھے، پوری ذات خزن میں ڈوبی تھی کہ نامہ کو بھی خود میں لپیٹ گئی۔

"مجھے لگتا ہے آپ کو انھیں ظالم نہیں کہنا چاہیے۔ کوئی مصلحت ہوگی میکائیل انکل۔ اگر آپ کہیں میں صارم کی کاؤنسلنگ کر سکتی ہوں۔ ایکچولی میرا بچپن سائیکسٹرسٹس کے ساتھ گزرا ہے۔ مجھے انکے ساتھ رہ رہ کر خود نفسیاتی ڈاکٹر والی فیل آنے لگی تھی۔ ایکچولی ممی کی طرف سے میں بھی کافی اگنورڈ اور

دکھی بچہ تھی۔ کچھ چائلڈ ہڈ روماز بھی تھے۔ تو مجھے لگتا ہے میں صارم کو سمجھا سکتی ہوں۔ اسکی دوست بن کر "

نامہ کو انکا افسردہ ہونا اچھا نہیں لگا تبھی بابا سمجھ کر اس نے اپنی اتنی ساری تکلیف بانٹ لی۔

"اوہ میرا پیارا بچہ، یہاں آؤ۔۔۔ کبھی مت اداس مت ہونا۔"

وہ انکے گلے لگانے پر بہت اچھا فیل کرتی کیونکہ میکائیل سے وہ جب بھی ملی انہوں نے جان لٹانے والا انداز ہی اپنایا تھا۔

"تم کو شش کر لو۔ صارم ٹیرھی کھیر ہے"

وہ اسے اجازت دے چکے تھے تبھی وہ زراسا منے ہوتی چیلنج پر مسکرائی۔

"میں اس سے بھی ٹیڑھی ہوں۔ اچھا سنیں یہ ہمارا سیکرٹ ہو گا۔ انھیں مت بتائیے گا۔ ایسا نہ ہو ہم انکے کسی پلین کو چوپٹ کر بیٹھیں۔ کیا وہ گھر ہے؟"

اول جملوں پر میکائیل مسکرائے اور سوال پر سر ہلایا۔

"ہاں اپنے روم میں ہے۔ کل سے پڑھائی کو بہت سیریس لیا ہوا ہے۔ گارڈز جو اسکے پیچھے رہتے ہیں، بتا رہے تھے کل سے کلب بھی نہیں گیانہ دوستوں سے ملا ہے۔ آئی تھنک بہت ہرٹ ہے"

نامہ کو سن کر مسرت ہوئی۔

"مطلب سدھرنے کی گلی چل پڑا ہے۔ چلیں آپ بیٹھیں میں اسکے روم سے ہو کر آتی ہوں۔ اور ایک اور بات میکائیل انکل۔ یہ بھی ہمارا سیکرٹ ہے۔ آپ نے جو مسیز میکائیل کے بارے میں کہا تھا وہ سچ ہے۔ میرے اور نوح کے ساتھ رہنے اور خوش ہونے پر وہ خوش نہیں تو کبھی میں اور نوح

پبلکلی لڑتے، ایک دوسرے پر غصہ کرتے نظر آئیں تو سمجھ جائے گا یہ
ڈرامہ ہے اور بس انکی نظر سے بچنے کی تدبیر ہے ہماری۔ اور وائز ہم دو کے
بیچ سب نارمل اور ٹھیک ہے۔"

نامہ کی تمہیدیں بھی اسکی طرح میکانیکل کولڈ ڈالار ہی تھیں، نامہ سے انھیں
اتنی سمجھداری کی ہرگز امید نہ تھی تبھی تو انہوں نے آسودگی سے نامہ کا
ماٹھا چوما۔

"تم نے بہترین سوچا ہے۔ ایسے حاسوں سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ ہم
اپنے رشتے اور رشتے کے بیچ کی محبت کو چھپا کر رکھیں۔ بس آپس میں ٹھیک
اور قریب رہو دونوں۔ میرا نوح تمہیں بہت چاہنے لگا ہے۔ پیار کرنے لگا
ہے۔ شدید والا۔ سنبھال کر رکھنا اسے۔ اپنی ماں کی طرح ریر اور قیمتی روح
ہے وہ۔۔۔ میری طرح عام نہیں ہے نامہ"

وہ یہ سب کہتے تکلیف سے اٹ گئے، شاید عنایہ کی کمی وہ پھانس تھی جو گلے میں آخری سانس تک اٹکی رہنے والی تھی جبکہ نامہ کو یقین تھا انکی بات پر، اس نے دلا سے کی مانند میکائیل بابا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے دبایا۔

"آپ انکی فکر ہی مت کریں۔ میں ہوں اب انکے ساتھ۔ میکائیل انکل ایک اور بات پوچھوں؟"

نامہ کو کچھ یاد آ گیا تو دل چاہا وہ ان سے پوچھ لے جبکہ نامہ سے بات کرنے، اسے سننے کو میکائیل ہمیشہ دل و جان سے حاضر تھے۔

"ہاں پوچھو۔"

وہ متوجہ ہوئے، نامہ تھوڑی ہچکچار ہی تھی۔

"کیا نوح کے ایکسیڈنٹ میں دیشا صاحبہ کا ہاتھ تھا؟"

میکائیل کی آنکھیں خفیف سی سرخ پڑیں۔

"نہیں نوح نے کہا تھا کوئی اسکا خریف تھا۔ اگر دیشا نے ایسا کیا ہوتا میں اسے ایک لمحہ اپنی زوجیت میں نہ رہنے دیتا۔ اور شاید اسے جان سے مار دیتا"

میکائیل کی آنکھوں سے شرارے ٹپکے جبکہ نامہ بھی آزرده ہوئی۔

"اوہ! چلیں آپ زیادہ مت سوچیں۔ ایسے ہی خیال آگیا مجھے۔ میں بھی بہت فضول سوال کرتی ہوں"

نامہ کو شرمندگی ہوئی کہ وہ کچھ غلط کر بیٹھی ہے پر نجانے کیوں میکائیل کے دل میں کھٹکسا آن رکا تھا۔

"نہیں فضول نہیں تھا میرا بچہ۔ جاو تم صارم کو دیکھو"

نامہ نے شائستگی سے اوکے کہا اور اجازت طلب ہوتی وہ وہاں سے چلی گئی پر

میکائیل گہری سوچوں میں اتر گئے، انھیں اچھے سے یاد تھا کہ نوح نے اس

خریف کا کہے کیس بھی بند کروادیا تھا ورنہ اسکا ایکسیڈنٹ گاڑی کی بریکس

فیل ہونے کی وجہ سے ہوا اور گاڑی کے ساتھ کسی نے چھیڑ چھاڑ بھی کی تھی

پر میکائیل کے بہت کہنے کے باوجود بھی نوح نے معاملہ دبا دیا تھا اور وہی اسکی دیشا کو دی آخری وارنگ بھی تھی۔

نجانے کیوں پر نامہ کا یہ عام سا سوال میکائیل کی بہت سی الجھنوں کی دبی راگ اکھاڑ گیا تھا، اک چنگاری جل اٹھی تھی اور یہی بھڑک کر دیشا کے لیے وہ آگ بننے والی تھی جواب تک وہ دوسروں کے دلوں کو لگاتی آئی تھی۔ نامہ نے صارم کے روم کے باہر رکتے ڈور ناب گمانے سے پہلے دستک دی۔

"آجائیں"

صارم کی مصروف سی پکار پر نامہ جیسے ہی اندر جھانکی، سنجیدہ صارم کے چہرے پر رونق سی آئی، وہ اپنی کتابیں بیڈ پر پھیلائے کچھ نوٹس بنارہا تھا اور پیزا کھا رہا تھا جب نامہ کو دیکھتے دونوں کام چھوڑے۔

"آپو جاننا۔ آجائیں یار۔ ادھر کیوں کھڑی ہیں"

وہ جس طرح پیار و خوشی سے اسے اٹھ کر خود ہاتھ پکڑے اندر لایا، نامہ
دھیماسا مسکرائی کیونکہ صارم نے اسے اپنے میٹرس پر لا کر بٹھائے خود اسکا
ہاتھ چھوڑے سامنے ہی پڑا بلوون کا وچ سنبھالا۔

"میں نے ڈسٹرب کر دیا؟ تم ڈنر کر رہے تھے۔ کھالو صارم ٹھنڈا ہو جائے گا
پیرا"

نامہ کو اچھانہ لگا وہ اپنا کھانا روک گیا تبھی صارم نے ایک پیس خود لیا دوسرا
نامہ کی طرف بڑھایا پر وہ آگے سے مسکینیت سے جیسے مسکرائی صارم نے
اس پیس کو مزید ہاف کیا کیونکہ سمجھ گیا تھا نامہ یہ سب نہیں کھاتی۔

"چلیں اتنا سا ٹرائے تو کریں۔ نیو چیزز باربی کیو فلیور ہے۔ کافی فینس۔۔۔"

صارم کے اصرار پر نامہ نے چھوٹا سا پیس لے لیا جبکہ توجہ اسکی مسکراتے
صارم پر گہرائی سے تھی۔

"یہ سب مت کھایا کرو۔ گھر کا کھانا اتنا ہی اور، سیلتھی ہوتا ہے۔ اس کی عادت ڈالو۔ یہ بتاؤ کیا چل رہا ہے لائف میں؟"

وہ جیسے تاکید کر رہی تھی صارم کا دل چاہنا اعتراض مان لے کیونکہ نامہ اسے پہلی نظر میں بھی دل کے قریب لگی تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔ پڑھائی کو سیریس لیا ہے۔ دو ویک بعد فائنلز ہیں۔ آپ اب یہیں رہیں گی آپو؟"

نامہ نے پیزا بائیٹ لی تو وہ واقعی مزیدار تھا جبکہ صارم تو بہت تیزی سے ہرپ کر رہا تھا جیسے بہت بھوک لگی ہو۔

"ہاں یہیں ہوں۔ پڑھائی میں۔ میٹھ میں کوئی ہلپ چاہیے تو بتانا۔ انفیکٹ میں ہر سبجیکٹ میں بہت اچھی ہوں۔ اسکے علاوہ تم اپنی لائف کا کچھ بھی شئیر کر سکتے ہو۔ بھابھی بہن جیسی ہوتی ہے۔ تم اچھے ہو بہت بس بگھڑے ہوئے

ہو۔"

نامہ کا یہ سب کہنا صارم کے لیے پہاڑ ہمت جیسا تھا، وہ حیران تھا کہ اپنے
کو سوں دور ہیں اور یہ کل کی آئی غیر لڑکی اتنی شفقت لٹا رہی ہے، حالانکہ جو
صارم نے اسکی گاڑی کے ساتھ کرنا چاہا اسکی شرمندگی تا عمر رہنے والی تھی۔

"میں کچھ کنفیس کروں؟ میں نے آپکی گاڑی کلب کے غنڈوں کو بیچ دی تھی
آپو۔۔ جوئے میں بہت بڑی رقم ہار گیا تھا تو جب آپکی گاڑی دیکھی میرے
اندر کا شیطان جاگ گیا۔ تب تو کچھ نہیں ہوا لیکن جب آپکو روتے دیکھا خود
پر لعنت بھیجنے کا دل کیا۔ بھائی جانتے ہیں یہ سب، انہوں نے منع کیا مجھے آپکو
بتانے سے پر نجانے کیوں بنا آپکو یہ بتائے دل پر ہمیشہ اک بوجھ رہ جاتا جانتا
ہوں۔ آپ نے اتنی بڑی بات کہہ دی کہ میں کچھ بھی شئیر کر سکتا ہوں تو
اس کے لیے مجھے اس لائق بھی تو بننا ہو گا۔ آئی ایم سوری۔ اس گندی
حرکت کے لیے آپو۔۔ آپ کہیں تو کان بھی پکڑ لوں"

صارم کی آنکھوں میں نمی دیکھے خود نامہ کا دل تڑپ سا اٹھا، وہ اس بچے کے ہر لفظ سے چھلکتا سوز محسوس کر رہی تھی اور ستم کے یہ سب جاننے کے بعد بھی نامہ کو اس پر غصہ نہ آسکا۔

"اسکی ضرورت نہیں۔ تم نے غلطی کی، اعتراف بھی کیا۔ معافی بھی مانگ لی۔ بات ختم۔ میں ناراض نہیں ہوں۔ اس لیے دل پر بوجھ رکھنے کی ضرورت نہیں"

نامہ نے اسکی گال تھپکتے صارم کو سچ میں رلا دیا، شاید اس وقت وہ تھا ہی ایمو شنلی کمزور، نامہ خود گھبرا گئی۔ پیزا پیس باکس میں رکھے وہ ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ تھپک گئی جیسے کہہ رہی ہو اتنے بڑے ہو کر رو کیوں رہے ہو۔

"آپ میری فرینڈ بنیں گی؟"

وہ بہت زیادہ ہرٹ تھا، نامہ کو بھی دکھی کر رہا تھا کیونکہ اسکی آنکھوں سے اک دو آنسو بھی گرے تھے۔

"کہو تو ماما بھی بن جاؤں رو تو بے بی کی؟"

وہ جان بوجھ کر مسکرائی تو صارم مزید خوشی سے مسکرایا۔

"ہاہا۔۔ یار پتا نہیں کیا ہو گیا ہے یہ رونے والی کیٹیگری تو نہیں تھی میری۔ ایسا

نہیں ہوں۔ آپ ہی کچھ سپیشل ہیں آپو جانو۔ تو دوستی ڈن ہے ناں؟"

وہ ہنس کر جیسے آنسو پونجھ گیا، نامہ کو پریشانی ہوئی کیونکہ صارم کے اندر

بہت سی گھٹن وہ بنا سکے کہے دیکھ سکتی تھی۔

"ایس ڈن! تمہارے ہر میوزک ایونٹ میں پہلی روکی جگہ ہونی چاہیے

میری۔ وہ جو گیراج میں بائیک کھڑی ہے وہ تمہاری ہے ناں، اس پر مجھے

لانگ ڈرائیونگ پر بھی لے کر جاو گے؟۔۔ ڈن۔ خود گاڑی چلا کر ناک

تک عاجز آ جاتی ہوں کبھی کبھی۔ آئی لوو بائیک رائیڈ"

صارم دل و جان سے آمادہ سینے پر ہاتھ رکھے مسکرایا۔

"جو حکم آیا۔ آپ سچ میں بہت کول ہیں۔ ایویں تو میرے کھڑوس کو لڈ بھائی آپ پر فلیٹ نہیں ہوئے۔ اچھا سنیں وہ جلیس ہو گئے ہمیں ساتھ دیکھ کر تو؟"

صارم کو پچھلی نوح کی گھوریاں کہاں بھولی تھیں جبکہ نامہ پر اسرار مسکرائی، جب جب وہ نامہ کو لے کر جلیس ہوتا، نامہ کو بہت راحت ملتی تھی۔

"تو ہونے دو۔ ہم تو چل کریں گے۔۔۔ خیر بہت ٹائم لے لیا۔ اب تم آرام سے یہ پیزا کھا کر اپنا کام کرو۔ اور ہاں شئیرنگ از کئیرنگ او کے ناں؟"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا چھوڑا پیزا بائٹ اٹھا کر منہ میں ڈالے اجازت لیتے لیتے بھی اختتام میں صارم کی طرف دیکھ کر کہنا نہ بھولی جو بہت مدت بعد اتنا پر سکون مسکرایا تھا۔

جبکہ نامہ نے اسکے روم سے نکل کر کچن کا رخ کیا، بھلے اس نے چھوٹا سا پیزا
 پیس لیا ہو پر وہ ہیوی فیل کر رہی تھی تبھی کچن میں آکر اپنے لیے گرین ٹی
 بنانے لگی، جینز کی پاکٹ سے فون نکال کر اس نے نچلا لپ دانتوں میں
 دباتے نوح کا نمبر اوپن کرے میسج بھیجا جو میٹرس پر بنا لحاف کے ہی تکیے جوڑ
 کر لیٹا بابا کا کچھ ورک اور میلز دیکھ رہا تھا۔

میسج رنگ پر جلدی سے فون اٹھایا۔

"کچھ پیئیں گے؟ گرین ٹی۔ کوونی یا چائے۔۔۔؟"

نوح نے مسکرا کر رپلائے لکھا۔

"تمہارا خون"

خونی شیطانی ایمو جی کے سنگ جواب لکھتے وہ سراسر شیطانی موڈ میں تھا جبکہ
 نامہ کو لگا تھا جو وہ کہہ آئی ہے اسکا اثر زائل ہو چکا ہو گا پر یہاں تو خطرہ مزید
 بڑھا معلوم ہوا۔

"بی سیریس! وہ میرے منہ سے نکل گیا تھا آپ نے اکسایا ہی اس طرح۔ تنگ مت کریں۔ میں اپنے لیے گرین ٹی بنا رہی ہوں۔ کچھ چاہیے تو بتادیں"

نامہ نے خود کو حوصلہ دیا کہ نوح ایسا نہیں ہے اور دوبارہ تسلی سے ٹائپ کیا۔

"میری ڈیل مانو گی تبھی بات کروں گا۔ ابھی میں غصہ ہوں۔ میرے ماتھے پر بڑے بڑے بل ہیں۔ ناک کھینچی ہے اور گال تپ کر دھک رہے ہیں"

وہ غصہ ہے اتنا کافی تھا پر جناب نے پوری تفصیل دے ڈالی جبکہ نامہ کو پانی

بوائٹل کرنے رکھ رہی تھی بے دھیانی میں ہاتھ جلتے چو لہے سے جا لگا تو

کرنٹ سا کھاتی دور ہوئی، ہاتھ کی سیکنڈ فنکٹر بری طرح ریڈ دیکھے نامہ نے گہرا

درد بھرا سانس کھینچا، ابھی بس آگ کی تپش لگی ورنہ انگلی سچ میں جل جاتی۔

"یہ بندہ میرے سارے ہوش چھین لیتا ہے"

نامہ نے ادا سی سے سوچا، پھر جواب لکھنے لگی۔

"آپکے غصے کی وضاحت پڑھتے میری انگلی جلتے جلتے پچی ہے نوح۔ اب میں بھی وہی والا غصہ ہوں۔ بلوں والا"

نامہ نے روٹھے منہ کے ساتھ میسج بھیج کر فون ریک پر رکھے بوائے پانی کو کپ میں ڈالتے گرین ٹی بیگ نکال کر اندر رکھا ہی کہ کچن سے انٹر ہوتے نوح کو دیکھے نامہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

وہ آیا، پاس رکا۔ اسکے ہاتھ سے مگ چھین کر واپس شیف پر رکھے نامہ کی ہاتھ پکڑ کر اسکی ریڈ فنگر کا جائزہ لینے لگا، نامہ کا سانس تک رک گیا تھا۔

"زیادہ ہیٹ نہیں لگی پھر بھی اسکی کتیر کرنا۔ اور آج کے بعد اگر تم نے کچن میں فون یوز کیا مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ اگر گرین ٹی ہی پینی تھی تو مجھے کہہ دیتی"

وہ اسکے ڈانٹنے پر سانس بھر سکی، نوح کے ہاتھ ابھی بھی گرم تھے اور جس سپیڈ سے وہ آیا تھا نامہ کو یقین تھا بھاگ کر آیا ہے اور اپنے بینڈ تاج کا ستیاناس بھی کر لیا ہو گا۔

"نوح! آپ بھاگ کر آئے ہیں؟"

نامہ کی آنکھیں سی سرخ ہوئیں کیونکہ وہ درد سے گہرے سانس بھرنے لگا تھا۔

"اڑ کر آنا پائسیبل نہیں تھا۔ یہاں آؤ۔ اس پر آئٹمنٹ لگا دوں۔ اسے صبح تک گیلا مت کرنا نہ ہاتھ زیادہ ہلانا"

نوح اسے کمر ڈکی طرف لے کر بڑھا پر نامہ نے اسے کھینچ کر ناصرف روکا بلکہ نوح کو پکڑ کر وہیں رکھے ریلکسنگ کا وچ پر احتیاط سے بٹھایا۔

"جلا نہیں ہے۔ صرف ہیٹ لگی ہے۔ چپ کر کے بیٹھیں میں آپکو اس فلو سے نجات کے لیے ایک سپیشل چیز بنا کر دینے والی ہوں۔ باقی یہ جو آپ

بھاگ کر مجھ تک آئے اس ظلم کا حساب روم میں لوں گی۔ میگزن پڑھیں
تب تک "

نامہ نے اپنا ہاتھ جھٹکا اور حکم صادر کرتی اسکے ہاتھ میں ٹیبل پر پڑا میگزن اٹھا
کر تھمائے خود واپس بچن کا ونٹر کی طرف گئی تو نوح نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا
تو کچھ گیلا سا محسوس ہوا، یقیناً خون نکل آیا تھا پر وہ شخص نامہ کو دیکھنے وہیں
بیٹھا رہا۔

نامہ مصروف سے انداز میں اپنی گرین ٹی انجوائے کرے ساتھ وہ سیشل قہوہ
بنارہی تھی، دار چینی کی خوشبو تو نوح کے ناک تک گئی تھی، اور بھی بہت سی
چیزیں تھیں پر نوح کی حسیں تو بس نامہ کو تلاشتی تھیں۔

"نامہ! میگزن میں چھوٹے چھوٹے کپڑوں والی لڑکیاں ہیں ہر طرف"

نوح کی آواز سننے وہ جلدی سے اسکی طرف آئی اور میگزن چھینا تو سامنے
لڑکی کو بکینی میں دیکھے نامہ کے گال تپے۔

"ایسے میگزین کچن میں کون رکھتا ہے۔ یہاں ریسیپز بکس ہونی چاہیں۔ کل ہی یہ ہو جانا چاہیے مسٹر نوح۔ آپ ایسا کریں یہ کوکی کھالیں۔ بس وہ سپیشل قہوہ تیار ہونے والا ہے۔"

نامہ نے وہ میگزین سیدھا ڈسٹ پن میں پھینکتے وہیں میز پر رکھی چاکلیٹ چپ کو کیز دیکھے وہ گلاس ہیوی جار کھولا اور نوح کی طرف بڑھایا جس نے بہکی نظروں سے نامہ سے وہ لیتے اسکا ہاتھ بھی پکڑا پر نامہ گھبرا کر جلدی سے چھڑوا گئی۔

نوح تسلی سے بیٹھا نامہ کو نہارتے کوکی کھانے لگا جبکہ جس طرح وہ بائٹس لے رہا تھا نامہ کو لگا کوکی کو نامہ سمجھ رہا ہے، نامہ نے جب غور کیا تو نوح نے پہلے کوکی کو کس کی، پھر لاڈ کیا پھر بائٹ لیا، باخدا وہ بڑی مشکل سے ہنسی روک سکی تھی اور اپنا دھیان بھٹکائے وہ قہوہ کپ میں پور کرے اس میں چھوٹا سا کر سٹل شگر کیوب ڈالے نوح کی طرف آئی اور اسکے پاس ہی کاوچ پر بیٹھتے وہ بلیک کلر کا قہوہ نوح کے آگے رکھا اور نوح کے ہاتھ سے ایک

بائیٹ جتنی رہ جاتی کو کی چھین کر خود کھاتے آنکھوں سے اس قہوے کو گرم گرم پینے کا اشارہ کرنے لگی۔

"میری کو کی واپس کرو"

نوح نے گھور کر نامہ کو دیکھا تو نامہ بری طرح گلے میں لگتے پھندے پر کھانسنے لگی، نوح نے مسکرا کر جلدی سے نامہ کے لیے بوتل میں سے پانی ڈالا جسے وہ فوراً ہونٹوں سے لگا گئی پر پانی پیتے ہی وہ گلاس واپس میز پر رکھتے آنکھیں نکال کر دیکھنے لگی۔

"اب واپس نہیں ہو سکتی۔ ویسے بھی یہ پینا اہم ہے تو میری مانیں اس میدانے کی دکان کو رہنے دیں۔ چلیں اسے پیئیں نوح"

نامہ نے اسکی نظروں کی تپش کے آگے بے نیاز بنتے نرمی سے کہا جس پر نوح نے شرافت سے وہ کپ تو اٹھایا پر نامہ نے بے اختیار نوح کی ہتھیلی دیکھی جو گلابی تھی جیسے خون کے ٹریسز ہوں۔

"نوح! ادھر دیکھیں۔ بلیڈنگ ہو رہی ہے آپکے زخم سے۔ اف کیا کر دیا ہے۔ میرے خدا میں آپکا کیا کروں پاگل انسان۔ چلیں روم میں۔ آپ قہوہ پینا میں آپکی پیٹی بدل دوں گی۔ آجائیں"

وہ جلدی سے اٹھی اور جیسے پریشان ہو کر ہاتھ بڑھا رہی تھی نوح نے فوراً اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اور اٹھ کھڑا ہوا، شرٹ بلیک تھی تبھی بلڈ نظر نہیں آرہا تھا۔

نامہ نے جھک کر کپ اٹھایا جبکہ وہ اسے لیے سیڑھیوں پر بہت احتیاط سے چڑھ کر اوپر آئی اور نوح کو رشک بھرے سکون میں منظروں نے مدہوش ہوئے دیکھا۔

جس طرح لات مار کر نامہ نے روم کا ڈور کھولا، نوح مسکرایا پر ابھی اسکی مسکراہٹ نامہ کو غصہ دلارہی تھی۔

نوح جا کر میٹرس پر تکیوں سے کمر ٹیکے کراہتا بیٹھا تو نامہ نے وہ مگ سائیڈ رکھتے نوح کے دوسرے ہاتھ کو چھوڑا۔

"نوح! سٹیجیز تو نہیں نکل گئے؟ آپ کیوں بھاگے۔ میرا قصور ہے۔ میں نے کہا ہی کیوں انگلی کا۔ اف آپکی شرٹ دیکھیں لہو لہان ہے۔ مجھے معاف کر دیں۔ میں اسے کھول سکتی ہوں؟"

نامہ کے ہاتھ پیر پھولے جبکہ وہ جس طرح اس سے شرٹ کے بٹن کھولنے کی اجازت مانگ رہی تھی، نوح نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر کھینچتے اپنے پاس بٹھائے اسکے ہاتھ گریبان پر جا جمائے، وہ جان لیوا مسکرایا تو نامہ کی جان میں جان آئی۔

"تم انھیں کھول سکتی ہو۔ چھو سکتی ہو مجھے۔ ہر طرح"

نوح کی ایسی بے باک بے خود خمار میں دھت اجازت نامہ کے دل تک
حرارت اتار گئی پھر بھی وہ بہت ہچکچا کر اسکی شرٹ کے بٹنز کھول رہی
تھی، ویسٹ بھی ریڈ تھی جسکا مطلب تھا اسے بھی اتارنا تھا۔

نامہ کو ابھی نوح کی دلکشی تو نظر نہ آئی کیونکہ خون ہی دماغ خراب کر چکا تھا۔
"آہہ۔۔ ظالم ہیں آپ۔۔ بہت ظالم ہیں۔"

نامہ نے زرا اسکے سینے سے جڑتے ہوئے شرٹ جب نوح کی بازوؤں سے
اتاری تو دونوں کی سانسیں سی آن ملیں، خوشبو ادھر ادھر ہوئی پروہ مختصر سا
لمحہ تھا جو نامہ نے جلدی پرے کر دیا۔

نامہ نے نوح کی شرٹ اتار کر نیچے پھینکی اور دونوں ہاتھ اسکی پینٹ میں
دھنسی ویسٹ کو نکالنے کو اندر گھساتی اسی آرام سے ویسٹ کو بھی بینڈ تاج
سے الگ کرے آہستگی سے اتار کر جب اسکے سر سے گزار کر بازوؤں سے

نکالنے لگی تو نوح نے شدید پیار سے نامہ کی ناک چومی، کوئی اور موقع ہوتا وہ مسکراتی پر ابھی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔

"میرے شرٹ لیس جلووے دیکھ کر مجھ پر عاشق نہ ہو جاتا نامہ۔ آئینے کے مطابق میں تراشی ہوئی مورت ہوں"

نامہ نے تو اسکے جسم پر بھول کر بھی نظر نہ ڈالی پر یہ آدمی جس طرح اکسارہا تھا، نامہ سے گستاخی ہو سکتی تھی۔

"یہ تراشی ہوئی مورت، عقل سے پیدل بھی ہے۔ بات سنیں! یہ لاسٹ

وارننگ ہے۔ میری وجہ سے خود کو اتنی سی بھی تکلیف نہیں دیں گے دوبارہ۔ آپ آرام سے آتے اگر آنا تھا نوح، پتا بھی ہے باڈی پر سٹیجیز لگے ہیں۔ بخار فلو اور پتا نہیں کیا کیا چکا ہے۔"

اس سے پہلے وہ فسٹ ایڈ باکس جو سائیڈ میز پر ہی تھا کھولتی، دونوں ہتھیلیوں میں نوح کا چہرہ بھرے سختی سے تنبیہ کرنے لگی۔

"تم نہیں چپکی بس۔ حالانکہ میں تمہیں پیارا بھی ہوں"

نوح اسے بازوؤں میں بھرنے کی کوشش میں تھا، نامہ کے چہرے پر درد کا اثر گہرا ہوا۔

"ن۔۔ نوح! مجھ سے مت چپکیں آگے ہی بلڈ نکل رہا ہے"

وہ اس بار تکلیف سے زرا اونچا ڈانٹ گئی۔

"ڈانٹو تو مت۔۔۔ ہو گیا پیچھے"

وہ فوراً اسے آزاد کرے پیچھے کھسکتا تکیے سے جا لگا جبکہ نامہ نے بے اختیار

آگے جھکتے اسکا ماتھا چوما، اسے افسوس ہوا نوح کو ڈانٹنے پر۔

جبکہ نوح کو اسکے ایسے لاڈ کی تو سرے سے توقع نہ تھی ہاں یہ ضرور امید تھی

وہ ایک دو تھپڑ لگا دے گی تنگ آکر تبھی یہ امید نہ کی گئی قربت دل و روح

تک سرشاری اتار گئی۔

"معاف کر دیں۔ لیکن آپکی حرکتیں ڈانٹ اور مار کھانے والی ہیں۔ مجھے یہ پٹی بدلنے دیں نوح۔۔۔ کوئی شرارت نہیں کرنی۔ میں بہت پریشان ہوں اس وقت"

نوح اسکے ماتھا چومنے پر قربان ہی تو ہو گیا اوپر سے نامہ کی تمہیدیں اور پاگل کرنے لگیں۔

"نامہ! رنکلس ہو کر کرو۔ آئی ایم فائن"

نامہ کے ہاتھ نوح کے پیٹ پر بندھی پٹی کھولتے باقاعدہ کانپے تو نوح اسکی گال تھپکی جس پر وہ خود کو مضبوط کر گئی، پٹی کھول کر نامہ نے بہت ہی احتیاط کے ساتھ پہلے زخم صاف کیا پھر اسے کلئین کرنے کے بعد اینٹی انفیکشن سپرٹ لگاتے ہی کاٹن پیس رکھے نئی پٹی رول کرے اسکی پوری کمر اور پیٹ کے گرد ویسے ہی لپیٹی جیسے پہلے بندھی تھی جبکہ خود نامہ نے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے ویٹ ٹشو باکس سے چند وائپس نکالے اور قریب آتے وہ پٹی

کے ارد گرد نوح کے پیٹ اور سٹمک پر لگے بلڈ کے نشان ریمو کرنے لگی، جبکہ نامہ کا ہاتھ اب پریشانی سے نہیں، نوح کے برہنہ جسم اور جلد کو چھونے پر کانپ رہا تھا جبکہ نامہ نے سینے کی طرف تو بھول کر بھی نظر نہیں کی تھی۔

"ایکچولی سوئمنگ کرتا ہوں جیم میں تبھی جیسٹ ویکس کر رکھی ہے۔ تم بھی سوچ رہی ہو گی کیا کیا چونچلے کرتا ہے یہ آدمی"

نامہ نے اسکو بنادیکھے اپنا کام مکمل کیا پھر جلدی سے اسکے چہرے تک نظریں لائی۔

"میں نے نہیں دیکھا وہاں۔ تو میں ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتی"

نامہ نے معصومیت سے کہا تو نوح بہت قاتلانہ مسکرایا، یہ لڑکی کچھ زیادہ ہی سچی تھی۔

"او کے تمہارا مزید امتحان نہیں لیتا۔ جاواک لپ سٹک سائن شرٹ لادو میں پہن لوں"

نامہ نے مسکرا کر سر ہلایا کہ وہ اسکا بہت احساس کر رہا ہے، نامہ تو ایسے اٹھ کر گئی جیسے اسی تاک میں تھی۔

"ویسٹ بھی دوں؟"

نامہ نے وارڈرب کارنر روم میں گھستے ہی آواز دی پر نوح نے منع کیا۔

"نہیں میری وارڈرب کا ویسٹ ڈرامت کھولنا۔ وہ بہت میسی ہے"

نامہ نے اسکی بات ان سنی کرتے شرٹ نکالنے کے بعد جیسے ہی وہ نیچلا ڈرا کھولا، اگلے ہی لمحے آنکھیں پھیرتی فوراً بند کر گئی کیونکہ وہاں نوح کی کچھ زیادہ ہی پرسنل چیزیں بکھری تھیں جو نامہ کو کان کی لو تک سرخ کر گئیں۔

"مجھے اپنی پٹائی کرنی ہوگی۔ نامہ تمہیں سمجھنا چاہیے کہ ہر چیز تمہارے گھسنے کی نہیں ہے۔ اف شرم آرہی ہے۔"

نامہ نے وارڈ ب بند کرتے اپنے آپ کو کمپوز کرتے واپس نوح کی طرف قدم بڑھائے جس نے نامہ کے ہاتھ سے شرٹ لی اور اٹھ کر ڈریسنگ کے سامنے ر کے انکے بٹن بند کیے، پھر جا کر ہاتھ واش کرے باہر آ کر واپس مرر کے سامنے رکھا، نامہ نے اس کے پہاڑ سے جاذب سراپے کو عقب سے دیکھتے رشک آنکھوں میں بھرا پھر وہ اپنے ریڈ لپ سٹک سائز دیکھ کر دل و جان تک گد گد آنے لگی۔

"وہ تو پی لیں"

نوح جب پلٹا تو نامہ کو اپنی طرف دیکھے مسکرایا جو جلدی سے قہوے کی طرف دھیان دلو ا گئی۔

"پیتا ہوں۔۔ یہاں آؤ پہلے"

نوح نے اپنا خو بصورت ہاتھ پھیلا یا تو نامہ جلدی سے اس تک پہنچی اور اپنا ہاتھ نوح کی ہتھیلی میں قید کیا جبکہ نامہ تب حیران سا مسکرائی جب نوح نے اسے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا، وہ آئینے سے اک دوسرے کو پیار بھری نظر لگا رہے تھے۔

"میں نے تمہیں منہ دیکھائی نہیں دی۔ دے سکتا ہوں؟"

نامہ اسکے گال سے گال جوڑ کر کان میں سرگوشی کرنے پر مدہوش سی ہوئی کیونکہ نوح نے اسے بازوؤں میں بسا رکھا تھا۔

"کیوں تکلف کرتے رہتے ہیں آپ نوح"

یہ لاڈ بھرا شکوہ تھا ورنہ کون لڑکی منہ دیکھائی کو منع کر سکتی تھی۔

"میں تمہیں پیارا ہوں کیا اسے سیلبریٹ بھی نہ کروں اب۔۔۔ کبھی تو

سڑے جواب کو تروتازہ میں بدل لو۔ مجھے نہیں پتا میں نے یہ کیا خرید لیا لیکن

یہ تمہیں سوچتے ہی دل کو بھایا۔ تم پلیز ہنسنا مت کہ یہ کیسی عجیب منہ دیکھائی ہے۔"

نامہ اسکی تمہیدوں پر بہت ایکسائٹڈ ہوئی کہ آخر ایسا کیا خرید لیا اور جب نوح نے وہ جیولری کیس کھولا تو اندر بہت ہی باریک ہیروں سے بناتاج کی طرح کاہیر رنگ دیکھتے نامہ پتھر اگئی۔ مطلب وہ کراون ہی تھا پر اسے رنگ کی طرح بالوں پر بھی لگایا جاسکتا تھا، وہ خالص ہیروں کا بنا بہت ہی بیش قیمتی اور یونیک ڈیزائن تھا۔

ہنسی کا تو پتا نہیں، نامہ کا دل تڑپ کر ضرور رہ گیا۔

وہ اس تاج کو پکڑے جذباتی ہو رہی تھی، نوح نے اسے پکڑ کر اپنے روبرو کیا اور وہ کراون نامہ کے ہاتھوں سے لے کر اسکے سر پر بہت ہی خوبصورتی سے ایڈجسٹ کیا جو نامہ پر انتہا کا سجا۔

وہ نامہ کو بے حد رغبت سے دیکھ رہا تھا، ہاں وہ ایسا تھا جسے دیکھ کر سانس لینا بھول جاتی تھی وہ۔

"روح ادا! کھل کر حکمرانی کرو مجھ پر، لیکن میرے عہد بادشاہت میں مجھے تمہارے پیروں کی دھول اور ان ہاتھوں کی لعزش قبول نہ ہوگی۔ ایک دو اور بگھڑے ارمان ہیں۔ وہ اگر کبھی بے جا قریب آو گی تو کان میں بتاؤں گا"

نوح نے اسے کسی شہزادی کی طرح خود پر حاکمیت بخشی، اسکے مرمریں ہاتھ چومتے مسکرایا۔ جبکہ نامہ سمجھ نہ پائی، اب حکمرانی کیسے کرے کہ دل تو اس شخص کے قدموں میں ہی کسی فقیر سا جا بیٹھا تھا، اپنی جگہ چن چکا تھا۔

"نوح! یہ بہت خوبصورت ہے"

نامہ کی آنکھیں نم ہوئیں، آواز کانپی۔

"کیا۔ یہ گفٹ یا میں؟"

وہ شوخا ہوا۔

"آپ"

وہ بنا انجام کی پرواہ کیے بول اٹھی جبکہ مقابل سنجیدہ تاثرات بے خودی اوڑھ گئے۔

"تمہیں پسند آیا"

نوح نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اس تاج کو لگتے بھاگ دیکھتے ان بھوری آنکھوں میں جھانکتے پوچھا۔

"بہت۔"

نامہ کی آنکھ سے اک آنسو ٹوٹ گرا۔

"تھینکیو نامہ سلطان"

نوح نے اسے خود سے لگاتے سینے میں چھپایا کہ وہ یہ تاج لیے اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ وہ مزید دیکھتا تو بری طرح بہک جاتا۔

"کس لیے نوح؟"

وہ اسکے سینے لپٹی منمنائی۔

"پتا نہیں پر رکھ لو۔۔۔۔ میں تمہیں پیارا ہوں یا نہیں پر تم بہت پیاری ہو۔"

نوح کی بھاری آواز نے اسے اسکی محبت ہونے کا یقین دلایا تو لہجہ جذبات کی شدت کو بیان کرنے میں عیاں ہوا اور جب تک وہ اسے اپنے گلے لگایے رہا وہ حرکت بھی نہ کر سکی۔

"بہت جلد ہم پر اپریہاں کی روایت کے مطابق شادی کریں گے پھر تم وائٹ ویڈنگ گاؤں کے ساتھ اسے پہننا۔ تباہی مچا دو گی لمبی ٹانگوں والی نامہ سلطان"

وہ خود ہی سارے خمار جھٹک کر سامنے ہوا، نامہ نے گال پھلاتے نوح کی شرارتی شکل دیکھی۔

"اتنی بھی لمبی نہیں ہیں۔ زرافے کی کزن نہیں ہوں"

نامہ کو اپنی ٹانگوں کے خلاف کچھ بھی نہیں سننا تھا۔

"یہ اتنی لمبی نہ ہوتیں تو تمہیں گلے لگانا میرے لیے مشکل ہوتا۔ مجھے تو بہت پیاری ہیں نامہ"

اس سے زیادہ نامہ اپنی کوئی بے باک تعریف نہ سن سکتی تھی تبھی وہ کراون اتار کر واپس جیولری کیس میں رکھا۔

"وہ پی لیس نوح! ٹھنڈا ہو گیا تو فائدہ نہیں۔ آئیں۔"

جناب نے نامہ کی مان لی اور بے خود انداز میں نامہ کے چہرے پر گھلے گلال والا روپ آنکھوں سے دل میں اتارتے اسکے بٹھانے پر وہ کٹ پٹلی کی طرح

اسکے حکم کی تعمیل میں واپس بیٹھا، نامہ نے جھک کر تکیے کھڑے کیے تو نوح کا چہرہ نامہ کے کھلے بالوں میں چھپا جنہیں ہاتھ بڑھا کر نوح نے ہاتھ میں قید کرتے پکڑ کر انکی مدہوش ہوئے خوشبو ان ہیل کی۔

"نوح! بالوں کو ابھی چھوڑ دیں۔"

نامہ نے اسکے ہاتھ سے اپنے بال چھین کر وہ مگ پکڑا یا پر نوح اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے طلب اسکی ہو اور وہ ظالم کچھ ناپسند سا ہاتھ میں تھما رہی ہے۔

"آپ اسے پیئیں میں عشاء پڑھ لوں۔ آپ آج ریٹ دیں۔ بینڈ ہونے سے پھر بلڈ نکل آئے گا۔ فجر کے ساتھ قضا پڑھ لیجئے گاتب تک پوری امید ہے آپکی طبیعت سنبھل چکی ہوگی۔"

نامہ نے پاس سے اٹھتے اسے نرمی سے مخاطب کیا، نوح نے گہری وارفتہ نگاہوں سے نامہ کو مستقل دیکھا کہ وہ جواب لیے بنا ہی بوکھلاہٹ میں مبتلا ہوتی وہاں سے چلی گئی۔

نوح نے ہنستے ہوئے نامہ کی بھاگنے کی سپیڈ دیکھی اور وہ گندے سے ٹیسٹ والا قہوہ پینے لگا مگر وہ جانتا نہیں تھا اسی سے نوح کا فلو اور باڈی پین بھاگنے والا ہے۔

نامہ نے وضو کیا، چنچ کیا، پھر اسکا روم پر اچھے سے جماتی وہ جائے نماز لیے ڈریسنگ روم میں چلی گئی جہاں نماز پڑھنے کے لیے بھی اک سپیشل کارنر موجود تھا۔

نامہ نے جب تک نماز ادا کی نوح نے وہ قہوہ پیا اور تھوڑا تکیے نیچے کیے بازو نامہ کے تکیے کی طرف کھول کر پھیلائے آنکھیں موند گیا، سر بہت بھاری تھا کہ نیند سی آنے لگی۔

نامہ جب تک نماز ادا کیے روم میں آئی، نوح سوچکا تھا، اسے نوح کے بازو پھیلا کر سونے پر بے حد پیار آیا، جائے نماز اسکی جگہ رکھے وہ اسکا روم اتارتی، بالوں کو کھولتی روم کی مین لائٹ آف کیے خود بھی نوح کے پاس آ

کر بیٹھی، اپنا ہاتھ نوح کے ماتھے پر رکھتے حرارت دیکھی جو ابھی بھی تھی، پھر اسکی شرٹ کے دو کھلے بٹنز کے اندر ہاتھ داخل کرتے حرارت چیک کی۔ پھر جھک کر اسکا ماتھا چومے وہ کچھ دیر نوح کے شانے پر سر رکھے رہی، جب وہ درد سے کسمسایا تو نامہ نے فوراً سے پاس سے اٹھتے اس پر لحاف کھول کر کروایا اور خود بھی دوسری طرف سے آکر لیٹے سر تکیے پر پھیلی نوح کی بازو پر رکھا ہی کہ نوح یکدم جاگا، نامہ اسی کی طرف کروٹ کیے لیٹی تھی یہ جاگتے ہی جناب کو نشیلا سا سرور دے گیا۔

"نیند میں بھی میرے لیے بازو پھیلا رکھی تھی، تھینکیو"

وہ خود بھی ہلکی ہلکی نیند میں ڈوبی بولی۔

"میری طرف کروٹ کر کے سونا پوری رات، تھک جاو تو بتانا میں تمہاری دوسری طرف آجاؤں گا۔ یہ میری نیند کی میڈیسن ہے اب سے۔ تمہارا میری طرف چہرہ اور بہت پاس دھڑکتا دل۔ دعا میں کیا مانگا آج؟"

نامہ کی آنکھیں بھیگیں، وہ بے اختیار ہاتھ نوح کے سینے پر ہتھیلی کے سنگ جما گئی۔

"جب دعا پوری ہوگی پھر بتاؤں گی کیا مانگا۔ درد تو نہیں آپکو میرے آپکی بازو پر سر رکھنے سے زخم میں کوئی کھینچاؤ تو نہیں پڑ رہا؟"

نوح نے اسکی طرف کروٹ نہ کی کیونکہ ایسے وہ درد میں رہتا لیکن وہ پوری طرح نامہ کی طرف ہی متوجہ تھا۔

"زخم پر تو نہیں پر تمہارے اتنے قریب ہونے پر دل میں کھینچاؤ پڑا ہے"

نامہ کا اسکے سینے پر حرکت کرتا ہاتھ رکا اور وہ نوح کے رخسار سے جا جڑا اور وہ بھوری آنکھیں بے حد پریشان۔

"اسکی دوا کر سکتی ہوں۔ آپکے تھوڑا اور قریب ہو کر سو سکتی ہوں؟"

نامہ کے پوچھنے سے پہلے ہی وہ اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگا گیا، نامہ کی پلکیں سی شرم سے حرکت کیں۔

"جتنا چاہے قریب ہو سکتی ہو بس اتنا دھیان رکھنا ویڈنگ وائیٹ گاؤن پر ریڈ ربن لگنا باقی ہے ابھی"

نوح کے آنکھ ونگ کرنے پر وہ پہلے تو اسکی بات نہ سمجھی پر مفہوم سمجھتے ہی نامہ کان کی لوتک سرخ پڑی، وہ ریڈ ربن لڑکی کا ان چھوا

(symbol of her virginity/ Purity)

ہونا رپر ریزنٹ کرتا ہے۔ یعنی اسکا کسی مرد سے فزیکل ازواجی رشتہ نہ بنا ہو۔

"سو جائیں نوح۔۔ پٹری سے اتر رہے ہیں آپ"

نامہ نے اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے منت سی کی تو نوح نے اسکے بات سمجھ جانے پر ہنس کر اسکا سر چومتے خود بھی آنکھیں موند لیں لیکن خدا گواہ تھا

نوح کے اس ریڈر بن کے حوالے نے نامہ کی نیند چھین لی تھی، سٹمک میں تتلیاں سی بھر گئیں اب وہ ہر سانس کے ساتھ اپنی خیر ہی مانگ رہی تھی کہ اتنے قریب سو رہی ہے تو بس رات خیر و عافیت سے گزر جائے۔

.._____..

وہ اس وقت نوح کے سٹڈی آفس میں موجود کچھ فائلز ادھر ادھر کر رہے تھے، پورا آفس سنہری ملگجی روشنی میں ڈوبا تھا جبکہ رات کے لگ بھگ دو بجنے والے تھے، میکائیل دوغان نے کئی فائلز کو ادھر ادھر کیا مگر جو چیز انھیں چاہیے تھی وہ نہیں ملی تبھی وہ نوح کی رولنگ چیئر پر بیٹھے اور میز کی ڈراز کھینچ کر کھولنے کی کوشش کی مگر وہ لاکڈ تھی۔

"یقیناً اس کیس کی فائل نوح نے یہیں رکھی ہے۔ اسکی چابیاں۔۔۔۔"

میکائیل نے کچھ سوچتے ہی اٹھ کر اپنی پیٹ کی جیب میں دھنسا مو بائیل نکال کر نامہ کا نمبر اوپن کیا، پھر اسے کال ملائی۔

نامہ جو ابھی تک سونہ پائی تھی فون وائبریشن پر نوح کی بازو سے دھیرے سے سراٹھا کر دوسری طرف اٹھ کر بیٹھے ہی اپنے فون تک پہنچی، میکائیل بابا کا نام دیکھے وہ فکر مند سی اٹھ کر روم کا ٹیرس سے جڑا گلاس وال کھولے وہاں چلی آئی اور کال پک کی۔

"نامہ! تم سو تو نہیں رہی تھی؟"

نامہ کو انکے سوال پر ہنسی سی آئی۔

"نہیں جاگ رہی تھی۔ انکی طبیعت کچھ گڑبڑ تو بہت بے چین ہیں۔ تو میرا دل نہیں کر رہا گدھے گھوڑے بیچ کر سونے کا کہ انکو کچھ چاہیے نہ ہو۔ آپ بتائیں خیریت ہے۔ اب تک کیوں جاگ رہے ہیں۔ طبیعت تو ٹھیک ہے

ناں"

نامہ نے بھرپور فکر سے بتاتے پوچھا جس پر میکائیل تو نامہ کے پیار پر جی اٹھے، ابھی میکائیل کو یہ نہیں پتا تھا کہ نوح کو بہت گہری چوٹ بھی آئی ہے، وہ بس اسے موسمی اثر سے بیمار سمجھ رہے تھے۔

"میرا بچہ۔ جیتی رہو۔ ہاں میں ٹھیک ہوں۔ تم سے ایک کام تھا۔ مجھے نوح کے سٹڈی آفس کی ٹیبل کے ڈراز کی کیز چاہیں۔ ابھی۔ کیا تم کمرے میں ڈھونڈ کر دے سکتی ہو، مے بی یہ دو کیز اسکے والٹ میں ہوں۔ ذرا چیک کر کے یہاں نیچے لے کر آؤ۔۔۔۔۔ گولڈن کلر کی دو جڑی کیز ہوں گی"

نامہ نے فوراً سے فرما برادی سے سر ہلایا پر پوچھنا بھی چاہتی تھی کہ اس وقت انہوں نے کیز کیا کرنی ہیں۔

"سب خیریت ہے۔؟"

وہ تھوڑی پریشان لگی۔

"ہاں آؤ نیچے پھر بتاتا ہوں"

نامہ کا تجسس سا بڑھا تبھی وہ انھیں آنے کا کہے خود واپس روم میں آئی، نوح سو تو رہا تھا پر پھر بھی نامہ نے لائٹ آن کیے بنا اور شور کیے بنا کیز ڈھونڈنی تھیں، کمرے میں نیم سی براون روشنی موجود تھی جس سے کافی حد تک سب کچھ دیکھائی دے رہا تھا۔

نامہ نے پہلے تو ڈریسنگ ٹیبل کے ڈراز دیکھے پھر دونوں بیڈ سائیڈ ٹیبل کے ڈراز چھان مارے جبکہ اسکے بعد نامہ کی نظر نوح کے سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون، گھڑی، گاڑی کی چابی اور والٹ پر پڑی۔

نامہ نے جلدی سے پاس آکر رکتے نوح کے پاس ہی کنارے پر ٹک کر اسکا وہ والٹ کھولا، دو تین اندر کی جیبیں چیک کیں تو وہاں دو گولڈن کیز پھنسی ہوئی ملیں۔

"اوہ! شکر ہے مل گئیں۔ یہ چوری نہیں ہے اوکے مسٹر نوح۔ آپکے بابا کیا کرنے والے ہیں میں جا کر دیکھتی ہوں۔ اپنی ساری تکلیفیں مجھے دے دیں

اور میرا سارا سکون آپ لے لیں۔ سوتے میں کتنے انوسنٹ لگتے ہیں اور جاگ کر مجھے ہمیشہ پریشان کرتے رہتے ہیں۔ پر اس سب کے باوجود میری جان ہیں آپ"

وہ نیند میں تھا، نامہ نے ہتھیلی اسکے ماتھے پر رکھتے حرارت میں بتدریج کمی پر شکر ادا کیا لیکن جو پین تھا وہ حرارت بڑھا سکتا تھا اسکے لیے وہ اپ سیٹ بھی تھی۔

"میں ابھی آتی ہوں۔ آپکے پاس"

نامہ نے جھک کر اسکا ماتھا چومتے نوح کی خوشبو میں سانس بھرتے مسکرا کر اسکی گال پر ہاتھ پھیرا اور والٹ واپس میز پر رکھے چابیاں لیتی اٹھی اور دبے پیر کمرے سے نکل گئی۔

نیچے سیڑھیوں تک پہنچے اس نے میکائیل بابا کو کال کی کیونکہ نامہ کو سٹڈی کہاں ہے اسکا راستہ پتا نہ تھا۔

میکا نکل کو آتا دیکھے نامہ انکی طرف بڑھی۔

"یہ لیں چابیاں۔۔۔ اب بتائیں کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟"

نامہ نے انکی ہتھیلی میں کیز رکھیں تو وہ نامہ کی طرف دیکھتے مسکرائے۔

"آؤ میرے ساتھ۔ کچھ ڈھونڈتے ہیں"

نامہ بھی پیچھے ہی لپکی جبکہ وہ لوگ سڑی میں داخل ہوئے تو میکا نکل نے ڈور آگے کیا۔

نامہ کو تجسس سے پیٹ میں درد ہونے لگا تھا، وہ میکا نکل بابا کو دیکھ رہی تھی جو رولنگ چیئر پر بیٹھے نوح کا ڈرا کھول کر اندر رکھی تین چار فائلز نکال کر دیکھ رہے تھے، نامہ نے سینے پر ہاتھ لپیٹے مسلسل انہی پر نظر جمارکھی تھی۔

"یہ۔۔۔ یہی تھی اسکے ایکسیڈنٹ کیس کی فائل۔ نامہ یہ مل گئی"

میکا نکل کے ایکسائٹڈ ہونے پر نامہ تیزی سے انکی طرف بڑھی، میکا نکل نے میز پر سے چیزیں ہاتھ مار کر سائڈ کرتے وہ فائیل کھولتے میز پر بکھیری جبکہ ان دو کی آنکھیں کچھ دیر بعد پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

نامہ نے خوفزدہ ہوتے میکا نکل کی آنکھوں میں دیکھا جنکی اپنی آنکھیں غصے اور حقارت کے ساتھ تکلیف میں بھی ڈوبی لگیں۔

"نوح نے یہ فائیل مہمت سے لے کر یہاں رکھ دی تھی۔ میں نے کتنا کہا تھا مجھے دیکھنے دو پر اس نے ٹال مٹول سے کام لے کر مجھے بہلا دیا۔ نامہ یہ آدمی جسے نوح کی گاڑی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا سی ٹی وی فوٹیج میں دیکھا گیا تھا جب یہ پکڑا گیا تو اسکے فون ریکارڈ میں دیشا کا نمبر تھا۔ یہ دیکھو یہاں لکھا ہے کہ فون کی ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔ یہ رہی فلیش۔۔۔"

نامہ کا دل سخت کرب میں ڈوبا، اسے امید نہیں تھی دیشا اتنی ظالم ہوگی نہ میکا نکل کو توقع تھی کہ انہوں نے گھر میں ڈائن رکھی ہے۔

"ہمیں کوئی حتمی فیصلہ لینے سے پہلے یہ فلیش دیکھ لینی چاہیے انکل۔"

نامہ کی آواز سی کانپی جبکہ میکائیل نے بھی دل بڑا کرے اس فلیش کو نوح کا لیپ ٹاپ آن کرتے لگایا، اسکے یہاں کے لیپ ٹاپ کا سیکورٹی کوڈ میکائیل جانتے تھے۔

نامہ اور میکائیل کی آزرہ نظریں سکرین پر تھیں جہاں فلیش میں دو آڈیو فائلز شوہور ہی تھیں۔

"میں پلے کرتی ہوں"

نامہ نے میکائیل کے ہاتھ کانپتے دیکھ کر خود ہی لیپ ٹاپ کی پیڈ کو سنبھالتے وہ آڈیو پلے کی جسکو سننے کے بعد ان دو کی آنکھیں سچ میں پتھر اگئیں۔

"اسکی گاڑی کا ملیدہ بن جانا چاہیے۔ بریکس فیل کر دو۔ اگر بچ گیا تو دوسرا پلین۔ کچھ سر میں دے مارنا تا کہ یہی لگے موت حادثہ ہے"

یہ آواز دیشا کی تھی جسے میکا نکل سنتے ہی پہچان گئے جبکہ نامہ نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا جبکہ نامہ نے میکا نکل انکل کی آنکھوں میں تیرتی تکلیف کو تکتے دوسری والی آڈیو پلے کی۔

"وہ بیچ گیا۔ گاڑی کا کچھ مر نکل گیا پر اسکی اک کلائی کے سوا کہیں چوٹ نہیں آئی۔ تمہیں کہا تھا اس منحوس کا سر پھاڑ دینا۔"

یہ سن کر تو میکا نیل نے صدمے سے خود کو رولنگ چیئر پر لڑھکایا، خود نامہ نے وہ فائلز بند کرے لیپ ٹاپ آف کرے فلیش باہر نکالی اور اسے میز پر رکھے خود بھی جا کر کاویج پر سر ہاتھوں میں گراے بیٹھی۔

یہ سب کچھ ایسا تھا کہ ان دو کی ہستی تنہا تنہا نہ رہی، کتنی دیر دونوں کے بیچ موت کا سا سکوت چھایا رہا۔

"اگر نوح جانتے ہیں کہ دیشا صاحبہ نے انکو مروانے کی کوشش کی تو وہ چپ کیوں رہے میکائل انکل؟ حالانکہ وہ تو دیشا صاحبہ کو شاید پسند بھی نہیں کرتے"

نامہ نے ہی یہ دردناک چپ توڑی جبکہ میکائل کی آنکھوں میں نمی اور پچھتاوا تھا۔

"شاید صارم ہے وہ اکلوتی وجہ، کہ اس سے اسکی ماں نہ چھین لے۔ ماں کے کھونے کا دکھ جانتا ہے وہ۔ میری آنکھوں میں دھول جھونکے وہ کتنا پرسکون ہے نامہ۔ یہ جانتے ہوئے کہ جو عورت ایک بار ایسا کر سکتی ہے وہ پھر بھی کرنے کی کوشش کرے گی۔ یہ جانتے ہوئے کہ میں نوح کی وجہ سے زندہ ہوں، اس نے یہ سب چھپایا۔ اوہ میرے خدا میں کیسا لاعلم باپ ہوں"

میکائل انکل کو روتا دیکھے نامہ اٹھ کر گہرا سانس بھرتی انکے پاس آتی میز سے جا لگتے میکائل دوغان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر سہلانے لگی۔

"مے بی یہ نوح نے لاسٹ وار ننگ دی ہوا نہیں۔"

نامہ نے انکا پچھتاوا مدہم کرنے کی سعی کی جواب بڑھنے ہی والا تھا۔

"جو بھی ہے اب دیشا اسکا پھل بھگتے گی نامہ"

نامہ انکے یکدم حقارت سے بھرنے پر پریشان سی ہوئی۔

"میکائیل انکل مجھے لگتا ہے ہمیں یہ سب پہلے نوح کو بتانا چاہیے کہ ہم یہ سچ

جان چکے ہیں۔ انکی مصلحت سن لیتے ہیں کہ انہوں نے ایک ناپسند عورت

کے بچاؤ کی یہ کوشش کیوں کی۔ ابھی کل کا دن انکوریسٹ دیتے

ہیں۔ پرسوں ہم یہ ان سے شئیر کریں گے۔ تب تک آپ دیشا صاحبہ کے

سامنے نارمل رہیے گا۔ سمجھ رہے ہیں ناں؟"

نامہ کی دور اندیشی بجا پر اس وقت میکائیل کے سر پر خون سوار تھا تبھی وہ

پھنکار اٹھے۔

"میرا بس چلے تو میں اسکا ابھی گلا گھونٹ آؤں۔ میرے بیٹے کو مارنے کی کوشش کی اس ظالم نے۔ کیسی منحوس گھڑی تھی جب میں نے اس کانٹریکٹ کو شادی بنایا۔ دھکے دے کر نکال دیتا یہی اوقات تھی اس کی۔۔۔ بس اسکی محبت ہوں یہ اک سبب تھا جو مجھے اس کے ساتھ زیادتی کرنے سے روک گیا نامہ۔۔۔ میرا دل پھٹ رہا ہے"

نامہ کی اپنی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، سمجھ نہ آئی اس سچویشن کو کیسے ہینڈل کرے۔

"پلیزمیکائل انکل پر سوں تک آپکو کنٹرول کرنا ہو گا خود پر۔ ہمیں نوح کو با علم رکھنا چاہیے۔ مجھے لگتا ہے وہ اگر اسے چھپا رہے تھے تو کوئی بڑی وجہ ضرور ہوگی۔"

نامہ نے اتنے یقین سے کہا کہ میکائل چار ونا چار سہی پر جبر کرنے پر مان گئے۔

"دعا کرنا میرے اندر کا طوفان اس عورت کی شکل دیکھ کر بے قابو نہ ہو۔ خیر یہ فائلز سمیٹ کر اس ڈرا کولاک کر دینا۔ میرا تو سر پھٹ رہا ہے۔ جا کر پین کلر لیتا ہوں اپنی سٹڈی میں سوتا ہوں ورنہ مر جائے گی وہ سوئی سوئی میرے ہاتھوں۔"

نامہ نے انکوریسٹ کا کہا جبکہ خود بھی وہ انہی درد کرتی سوچوں میں محو فائلز ہی سمیٹ رہی تھی جب اسکی نظر کچھ پر اپرٹی پیپرز پر گئی۔

نامہ نے اس فائل کو کھولا جو نامہ کے نام لگی نوح کی ہاف پر اپرٹی کی فائل تھی، جس میں ایک فارم ہاوس بھی تھا، کئی پلاٹس اور بہت بڑی اثاثی رقم، نامہ کی آنکھیں یہ سب دیکھے پھر سے نم ہوئیں۔

"یہ بھی چھپا کر رکھی ہے۔ نوح یہ کیا ہے۔ یہ سب میرے نام کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اف خدا یا! اور مجھے یقینا اسی لیے نہیں بتایا کہ میں یہ کبھی قبول نہ کرتی۔ آپ مجھے مجھ سے زیادہ کیسے جان گئے نوح ادا دوغان۔ کیا

کہوں میں آپکو۔ اک جان رہ گئی ہے میرے نام کرنے کو، ڈرتی ہوں وہ بھی نہ کر دیں آپ۔۔۔۔۔ اف"

نامہ نے دردناک ساروتے وہ فائلیز ویسے ہی سمیٹ کر رکھ کر ڈرا کو لاک لگا دیا جیسے ان رازوں تک وہ کبھی گئی ہی نہ تھی۔

وہ کتنی دیروہیں بیٹھی آنسو بہاتی رہی، نا جانے کس کس بات پر رونا آیا کہ آنکھیں رنگ بھی بدل گئیں۔

چابیاں لیے وہ دل ہلکا کرے واپس روم میں آئی تو نوح پانی پینے کے لیے جاگا تھا، واش روم میں تھا تبھی نامہ نے جلدی سے چابیاں اسکے والٹ میں رکھ کر والٹ بند کر دیا اور آہٹ پر پلٹی تو وہ واش روم سے باہر نکلتا سوالیہ نظروں سے نامہ کو دیکھ رہا تھا۔

"کہاں تھی تم؟"

اس سے پہلے وہ پاس آتا، نامہ خود ہی قریب جاتی دونوں بازوؤں میں اسے بسائے اسکے سینے جا لگی، نوح کی آنکھوں سے رہی سہی نیند بھی اڑی۔

بے اختیار اس نے دونوں ہاتھ نامہ کی کمر پر رکھتے اسکی بھاری سی سانسیں سنیں جو کمرے کی خاموشی میں کچھ زیادہ ہی آواز کرتی محسوس ہوئیں۔

"نامہ! کیا تم میری وجہ سے پریشان ہو۔ کیا ہوا ہے۔ تم۔۔ تم روئی روئی کیوں لگ رہی ہو۔ تمہارا گال گیلا ہے۔ میرے سینے تک نمی محسوس ہو رہی ہے۔ بتاؤ کیا ہوا۔ ڈر گئی ہو؟"

نامہ نے بہت کوشش کی نہ روئے پر رو پڑی، نوح کے درد کا احساس تھا تبھی بازو کس نہ سکی تبھی نوح اسے باسانی پکڑ کر روبرو لے آیا۔

"میں جب پانچ سال کی تھی، بابا نے ماما کو بہت بری طرح مارا تھا۔ میں ڈر کر ان دو سے بھاگ گئی نوح۔ اور کچھ لوگوں نے مجھے کڈنیپ کر لیا۔ جب میں انکی گندی شکلیں دیکھ کر چیختی وہ میرا منہ ٹھنڈے پانی کی بکٹ میں

ڈالتے، کتنی دیر تک وہیں رکھتے اور جب مجھے باہر نکالتے، میرا رونا چینخنا تو دور سانس بھی کچھ لمحے رک جاتا تھا۔ لوگوں کو بچپن یاد نہیں رہتا، پانچ سالہ تو بالکل نہیں لیکن مجھے اک اک لمحہ یاد ہے۔ جب جب میں وہ سوچتی ہوں مجھے لگتا ہے میں سانس کے بنا ہوں۔۔۔۔۔ آج ایک پل کو مجھے ایسی عجیب سی تکلیف ہوئی کہ وہ بچپن کا سب کچھ اس ایک لمحے سے چھوٹا پڑ گیا۔۔۔۔۔"

نامہ کی اک اک ہچکی، اسکی اسکا اک اک آنسو، اک اک بھیگی سانس سب پر نگاہ تھی نوح کی، تبھی تو نوح کو اپنا دم بھی ویسا ہی گھٹتا محسوس ہوا۔

"ادھر آ کر بیٹھو۔۔۔ مجھے بتاؤ کیا تھا وہ لمحہ۔۔۔ بتاؤ مجھے کیا تھی وہ تکلیف جو

تمہاری ساری اذیت پر بھاری ہوئی؟"

نوح نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے خود بیٹھتے ہی نامہ کو پاس بٹھایا اور وہ اس سے اس حالت کا سبب جاننے کو مر رہا تھا جبکہ نامہ نے بس کچھ دیر نوح کا چہرہ

دیکھا۔

"نامہ بتاؤ مجھے؟ ایسے مت دیکھو"

وہ اس سے کچھ سننے کا طلب گار تھا، وہ ایسی ادھوری نامہ نہیں چاہتا تھا جو اپنی تکلیف تو بتائے پر اس تکلیف کی وجہ نہ بتا سکے۔

"یہ خ۔۔ خوف کہ آپ کو کچھ ہونہ جائے۔"

نامہ نے اس کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑا، کس کر پکڑا۔ اور پھر آنکھیں اٹھا کر نوح کی اپنے لیے پریشان نظر آتی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔

"اف! ڈر ادا تھا تم نے مجھے۔ کچھ نہیں ہو گا مجھے۔ نامہ تم کیا چیز ہو۔ دل پر ہاتھ رکھو کیسے کانپ رہا ہے"

وہ نامہ کے ڈر کو مزاق میں ٹال گیا، جب اسکی ہتھیلی اپنے سینے پر رکھی تو نامہ کو اسکی ابنار مل دھڑکنیں بھی ڈرا گئیں، پھر سے مائینڈ منفی ہونے لگا کہ جس طرح وہ اسکی اک انگلی پر لگی جلن کا سننے اپنے درد بھول کر دوڑ آیا، اتنا خون

بہا دیا۔ نامہ نے یہ تک سوچ لیا کہ وہ نوح کی زندگی میں خون خرابہ مچا چکی ہے۔ ابتدا بھی تو نوح کے پیروں کے زخمی ہونے سے ہوئی تھی۔

"ن۔ نوح! ایک اور بار اگر آپکا میری وجہ سے خون بہا میں خود کو آپکی زندگی سے غائب کر دوں گی"

وہ جو نامہ کی آنکھوں کی دبی تکلیف سے پریشان تھا، نامہ کے ایسے سفاک جملے نے نوح کا جگر سا کاٹ ڈالا۔

"تم ہوش میں ہوا اپنے؟"

نوح نے اسکی دونوں بازو ہاتھوں میں دبوچتے اپنے نزدیک کھینچ کر اپنے اڈتے غضب کو بہت مشکل سے روکا۔

"ہوش میں ہوں۔ پر آپ کا ہوش نقصان میں ہے، پہلے وہ واس ٹوٹا اور آپ

نے اپنے پیر کو زخمی کر والیا۔ پھر آج جیسے آپ بھاگ کر آئے، خدا نخواستہ

کچھ سنگین ہو جاتا تو؟ آپکو تو پتا ہو گا ایک خاص مقدار میں بلڈ ضائع ہونے

کے بعد انسان مفلوج بھی ہو سکتا ہے اور مر بھی سکتا ہے۔ ایک بار ہوا میں
نے جانے دیا، آج والا برداشت نہیں ہو رہا۔ اور اگر کبھی پھر ایسا ہوا میں
نہیں رہ پاؤں گی آپکی زندگی میں۔ اسے آپ میری سفاکی سمجھیں یا پاگل
پن۔۔"

نامہ نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر یہ ساری وضاحتیں دیے اس شخص
کا روم روم تڑپا دیا، آج پہلی بار اسے نامہ سچ میں ظالم لگی۔

"آپ کو میرے سامنے اپنی زرا پرواہ نہیں رہتی ناں۔ اپنا کچھ یاد نہیں
رہتا۔ نہ اپنی فکر کرتے ہیں۔ میں اپنے سبب اپنے بابا کو جیتے جی مرتے دیکھتی
بڑی ہوئی ہوں نوح، وہ بھی ٹھو کریں کھاتے پھرتے تھے، دنیا جہاں کے
ڈاکٹرز کی منتیں کرتے تھے کہ کوئی انکی نامہ کو بولنے لائق بنادے۔ اسی میں
جوانی برباد کر دی انہوں نے ورنہ اگر کوئی انھیں سنبھالنے والی عورت ملتی تو
آج انکے ہر درد پر مرہم ہوتا اور وہ میری سفاک ماما کے لیے تڑپ نہ رہے
ہوتے۔ میرے اندر یہ ڈر چھپے ہوئے ہیں، میں اپنی وجہ سے آپکو ہوش و

حواس سے بیگانہ نہیں دیکھ سکتی۔۔ آپ کو ہوتی تکلیف برابر کیا دگنادر دیتی ہے۔۔۔ آپ نہیں سمجھیں گے میری بات نوح"

نامہ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے، پتا نہیں کیوں پر وہ نوح کی جان کو لے کر بہت ڈری ہوئی تھی اور سمجھ نہ آیا کیا کہتی جا رہی ہے لیکن نوح کا دل مرکز سے ہل چکا تھا، وہ روتے روتے، سسکیاں بھرے نوح سے اپنی محبت کے ناجانے کتنے چھپے اعتراف کر گئی کہ نامہ کو خبر ہی نہ ہوئی۔

"میں ہی تمہاری بات سمجھتا ہوں سب سے بہتر۔ آئی پر امس میں دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا جو تمہیں میرے لیے ڈرا دے۔ میں اپنا خیال رکھوں گا کہ مجھے زرا بھی چوٹ نہ آئے۔ تم میرے لیے ایسے رونا مت دوبارہ۔ میں تمہارے سامنے اپنے ہوش و حواس میں رہنا سیکھ لوں گا نامہ، یقین کرو مجھ پر"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسکے آنسو پونجھتے جیسے یقین دلار ہاتھ نامہ نے کر لیا، اپنے ہاتھ نوح کے ہاتھوں پر جمائے۔

"مجھے پتا ہے میں بہت عجیب لڑکی ہوں۔ جن باتوں پر لڑکیاں خوش ہوتی ہیں میں اکثر ان پر خوفزدہ ہو جاتی ہوں۔ جیسے کوئی مرد کسی عورت کو دیکھ کر ہوش و حواس بھلا دے تو وہ اتراتی ہے کہ نا جانے کتنی توپ چیز ہے، میرے کیس میں تو وہ مرد محرم ہے پر میں اتر انہیں سکتی نوح۔۔ مجھے آپ پورے ہوش میں چاہیں۔ بنا کسی تکلیف کے۔"

نامہ کی آواز کانپ رہی تھی اور نوح کا دل اس لڑکی کے سچ میں عشق میں پورا ڈوب گیا، وہ منفرد تھی تبھی تو نوح کا سب کچھ چھین چکی تھی۔

"نامہ! تھوڑا وقت دوناں مجھے۔ تم ہو ہی ایسی میں سب کچھ بھول جاتا

ہوں۔ میری بے خودی کو میری سزا تو مت بناو۔ چھوڑنے والی بات مت کرنا یا راہ مجھ سے سنی بھی نہیں جاتی۔ باقی قتل کی دھمکی بھی لگا سکتی ہو اور

کر بھی سکتی ہو۔ میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔ اپنے ہوش قابو میں رکھوں گا۔"

وہ اسکے ہاتھ ہٹاتا اسکے ہاتھوں کی انگلیوں کو جیسے چوم کر یقین دلار ہاتھ نامہ کے پاس بس اس شخص کے لیے محبت ہی بنی۔

"لیٹ جائیں پلیز"

وہ افسردہ ہوئی، خواہ مخواہ نوح کا دل ڈرا بیٹھی تھی اب اسے خود سے زیادہ ہرٹ دیکھے پچھتا رہی تھی۔

"نہیں۔ مجھے لیٹنے کی کوئی خواہش نہیں۔ تم اس ڈر کو خود سے دور کرو۔ میں بہت پریشان ہو گیا ہوں تمہارے لیے"

نامہ نے ندامت سے آنکھیں جھکا لیں، بھیگی سانسیں ابھی بھی بھر رہی تھی جبکہ نوح کی نظریں اس کے جھکے چہرے سے انچ بھی ہلنے پر راضی نہ تھیں۔

"میں گلے لگالوں آپکو؟"

نامہ نے اداسی سے باہیں پھیلائیں تو نوح زخمی سا مسکرایا اور اسکے نازک سے وجود کو بازوؤں میں بھرتے ہی وہ تکیے سے جا لگا، نامہ نے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہی اپنا وزن نوح پر سے ہٹایا تو وہ اسکی بازو کے حصار میں پہلو نشین ہوئی، نوح نے ہاتھ بڑھا کر نامہ کے چہرے سے چپکے اسکے بال ہٹا کر سنوارے، وہ رونا روک چکی تھی پر ابھی بھی بہت اداس تھی۔

"یو لوومی؟"

اسی اداس مگر مسکراتے لہجے میں نوح نے نامہ کے بال سنوارتے پوچھا تو نامہ نے نظریں سی چراتے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا اور دبک کر اسکے سینے میں چھپی۔

"نو۔۔۔ آپکی فکر ہے مجھے۔"

وہ اسکے لفظوں پر تو تب یقین کرتا اگر نامہ کا دل اسے پہلے ہی سچ نہ بتا چکا ہوتا۔

"یہ فکر عام تو نہیں ہے۔ کہ تم میرے لیے اتنا روئی کہ میری آنکھیں دھندلا گئیں۔ سیکرٹ سمجھ کر بتادو۔ میں صبح ہوتے ہی بھول جاؤں گا"

وہ اسے خود میں بسائے خود بھی تو بہت سکون میں آ گیا تھا، جیسے نامہ کا وجود تک نوح کے اندر راحت اتارنے لگا ہو۔

"بہت دن ہو گئے ناں ہمیں ساتھ میں، ایچمنٹ ہو گئی ہے۔ میں تو آپکے بھیجے سفید موروں سے بھی پیار کرنے لگی تھی حالانکہ انہیں تو بس کچھ دیر دیکھا اور چھو ا تھا۔ اور آپ؟"

وہ آخری دو لفظ کہتے خود ہی سامنے ہوئی، دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے کہیں زیادہ سچی تھیں، نوح نے اسکے گال پر ہاتھ رکھتے پھیرا تو نامہ اٹکا سا سانس لیے آنکھیں موند گئی۔

"میں تو سوچ سے زیادہ قریب آنے لگا ہوں تمہارے، ہیں ناں؟"

نوح اسکی بھاری سانسوں سے ہنوز پریشان ہوئے بولا، بے حد قریب تھے وہ دونوں کے اک جنبیش پر سارے فاصلے مٹ جاتے۔

"ہاں ناں۔ ایسے کون کرتا ہے بھلا"

وہ جلدی سے نظریں زیرک کرے الزام لگائی، اب سچ میں آنکھیں بھاری تھیں کہ بس نوح چھوڑے اور وہ سو جائے پردل اسکے پاس سے ہٹنے پر بھی کہاں راضی تھا۔

"شادی کا تو آپ نے بتایا ہی نہیں مجھے۔ کس سے کی تھی۔؟"

نامہ کو جلدی سے یاد آیا تو نوح کی قربت سے بچنے کو وہ بول بھی بیٹھی۔

"مانیہ سے"

نوح کے جواب پر نامہ کی پلکیں سی ٹھہر گئیں، ہونٹ اداسی کو عیاں کرنے کو باہر کو پھیلے، درد کا احساس چہرے کے خدو خال میں گھلا۔

"مانیہ کو دیکھ کر تو لگتا ہے وہ امانل کے لیے ہی بنی تھی۔ وہ بہت زیادہ چاہتی ہے اسے۔ آپ مانیہ کو پسند کرتے تھے؟"

نامہ نے مزید سوال کیے تو نوح نے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ اپنی ماں طرح بری نہیں ہے۔ جب دیشا اور بابا نے ہمارا بہت ینگ اتج میں نکاح کروایا تو میں نے یہی سوچا کہ اچھی لڑکی ہے مانیہ۔ اچھی ہمسفر بنے گی۔ میں فکر کرتا تھا کہ اسکا مقدر اسکی ماں کی حرکتوں کی بھینٹ نہ چڑھے۔ وہ بہت معصوم سی ہے۔ بیوقوف بھی۔ بس یہی چیزیں اس سے جڑی پسند کہہ سکتی ہو۔ اسکی آنکھیں ہر سفاکی سے پاک اسکی اجلی روح کا عکس تھیں۔ میری پسند دراصل اسکی قدر تھی نامہ۔۔۔ بس یہی تھا میری طرف سے کہ اسے گڑھے میں گرنے سے بچانا چاہا"

اس سے بہتر وہ نامہ کا دل سکون سے کسی طور نہ بھر سکتا تھا، پسند کی ایسی بے غرض تعریف نامہ نے پہلی بار سنی، اس کا سارا غصہ، سارا گلہ اور سارا غم مٹ گیا۔

"پھر جب میں نے دیکھا اسکی لائف میں اسکی محبت شامل ہو چکی ہے تو مجھے لگا پسند کے آگے محبت کا درجہ اول ہوتا ہے۔ اما نل بہت اچھا ہے، اسے جانتا تھا تو میں نے مانیہ کے لیے اما نل کا فیصلہ لیا کیونکہ مقصد مانیہ کو ایک بہتر ہمسفر دینا تھا وہ اما نل ہی ہو سکتا تھا"

وہ دھیرے سے مسکرائی، جلن سے نکل آتی نامہ مزید خوبصورت مسکرائی۔

"اب تم پوچھو تم کیا ہو میرے لیے نامہ"

وہ جو اسکے ساتھ لگ کر بیٹھی کب سے نوح کو دیکھ رہی تھی، ایسے اکساتے سوال پر فوراً نفی میں گردن گما گئی۔

"یہ رہنے دیں۔ اسکے لیے لفظ غیر اہم ہیں۔"

وہ پھر سے نوح کی گردن میں چہرہ چھپا گئی، نوح کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔

"بہت اچھا لگتا ہے جب تم میری گردن میں چہرہ چھپاتی ہو، تمہارے ہونٹوں سے نکلتی گرم سانسیں میری گردن کے اطراف خوشبو کی طرح رینگ کر پھیلتی ہیں تو لگتا ہے میرے سانس لینے میں بھی تم گھل گئی ہو نامہ"

نامہ نے اسکی مدھم پر سرور سرگوشی پر چہرہ باہر نکالا، باخدا نوح نے یہ بس سوچا تھا پر جس طرح نامہ اسے تک رہی تھی سمجھ گیا کہ کہہ بیٹھا ہے۔

"یہ کیا ت۔۔۔ تھا نوح؟"

وہ اتنی زیادہ سنگین بات ہضم کیسے کرتی، وہ جو اب گھبرا یا سا مسکرایا جیسے نوح ادا دوغان اپنی چوری پکڑنے پر نادام ہو۔

"تم سے جڑی اک چھوٹی سی پسند۔ یہ بدحواسی میری دشمن بن رہی ہے نامہ۔ اب تو دل ڈر رہا ہے اس پر کیسے قابو پاؤں گا"

نامہ نے اسکی آنکھوں میں تڑپ دیکھتے اپنی گال نوح کی گال سے جوڑی، دونوں نے ایک ساتھ سانس کھینچا۔

"میں ہلپ کروں گی۔ خود کو پریشان نہ کریں۔ ویسے آپ نے دیکھا آپکا فلو ٹھیک سے ہوا ہی نہیں اور ناک نارمل ہو گئی۔ فیور بھی بہت کم ہے۔ دیکھا میری میچک ٹی کا کمال؟"

وہ جان بوجھ کر بیچ کافسوں کم کرنے لگی۔

"تمہارا کمال۔"

وہ پھر سے ان آنکھوں کی شدت کے آگے بدحواس ہوتی جبراً مسکرائی۔

"آپکو اپنی ایک حیران کن کوالٹی بتاؤں؟ میں پانی میں چار سے پانچ منٹ تک سانس با آسانی روک سکتی ہوں"

نامہ نے اک کوشش اور کی اور نوح مسکرا دیا، نامہ کی جان میں جان آئی۔

"یہ اس ٹارچر کا کمال ہے جو پانچ سال کی عمر میں تمہیں دیا گیا؟"

نوح کے چہرے پر یکدم ہی تکلیف سی اتری بلکل نامہ کی طرح۔

"ہمم۔۔ جب سولہ سال کی تھی تو اک دن پول میں گر گئی۔ تیرنا آتا نہیں تھا تو سانس روک کر سطح کے اندر بیٹھی رہی۔ پانچ منٹ کے اندر اندر ر سکيو کر لیا گیا تھا مجھے لیکن حیرت کی بات کہ پانی میرے اندر نہیں گیا تھا۔ اور بابا نے تو مجھے مرا سمجھ کر رو بھی لیا تھا اس بچ جب مجھے وہ بچار ہے تھے۔ تو بعد میں کچھ وقت بعد میں نے سوئمنگ سیکھی، بابا کا اصرار تھا کہ دوبارہ ایسی سچویشن نہ آئے۔ اور اس بچ مجھے پتا چلا میں بہت دیر تک پانی میں رہنے کا سٹیمنا ٹیچرلی رکھتی ہوں۔ آپکو پتا ہے اس پر کالج میں مجھے کافی سارے انعام ملے۔۔۔ ہے ناں مزید ارباب"

وہ یہ سب بتاتے مسکراتی رہی اور نوح کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے آخر تک جیسے مسکراہٹ گھوٹ کر گھبرائی وہ لمحہ نوح کے سینے میں اتر گیا۔

"بلکل مزید اربا ت نهیں۔ دوباره مت کرنا۔ یہ چلتی سانس بہت اہم ہے
اسے کھیل یا مزاق میں بھی رکنا نہیں چاہیے۔"

نامہ نے نظریں جھکاتے اس بار گردن میں چہرہ نہ چھپایا تو نوح نے اسے
بازوؤں میں بھینچتے نامہ سے یہ زبردستی کروا کر اپنے پورے وجود کو راحت
دلوائی تو نامہ بلش کرتی مزید اچھے سے چھپ گئی۔

"آپکو ریسٹ چاہیے، میں نے ایویں رونے ڈال کر آپکی نیند اڑادی۔ ٹھیک
سے لیٹ جائیں نوح"

نامہ کو اسکے آرام کی پرواہ تھی حالانکہ وہ نامہ سے زیادہ کمفرٹیبیل تھا پھر جہاں
جس منظر میں نامہ ہوتی وہ نوح کے لیے صرف آسودگی بھرا رہتا۔

"تم رونے ڈالو یا ہنسو۔ بس میرے ساتھ رہو۔ اس پر سب سے زیادہ خوشی
محسوس کرتا ہوں۔ تمہیں محسوس نہیں ہو رہا کہ تمہارے پاس مجھے کوئی درد
نہیں۔"

وہ اسکی بات پر بھیگی آنکھوں سے تکتی گال پھلا گئی۔

"ہاں خود کو بھول جاتے ہیں، درد کیسے یاد رہیں گے؟"

وہ شکوہ کر گئی، کوئی شکوہ کرتا اتنا پیارا بھی لگتا ہے یہ نوح نے نہیں سوچا تھا۔

"مرہم ہی بہت سڑ ونگ ہے میرا۔ تم مجھے بتاؤ نامہ تم ہنستی اتنا کم کیوں ہو؟ بولو۔۔۔۔"

اس بار نوح نے ہاتھ بڑھا کر نامہ کی ٹھوڑی اوپر اٹھاتے ان بھیگے چشمان میں جھانکتے پوچھا جسکی سانس پھر بھاری ہونے لگی تھی۔

"کچھ ہنسا ہی نہیں پاتا۔۔۔"

وہ معصومیت سے بولی پر نوح کو وہ درد دے گیا، یہ جملہ کہ کچھ ہنسا ہی نہیں پاتا، کتنے دردناک نوحوں سے اٹا تھا نامہ کیا جانتی۔

"چلو اب سے ہنسناسکھنے کی ابتداء کرو۔ وجہ میں دوں گا"

اپنی کیفیت لمحے میں بدلتے نوح نے اپنی اس بازو کا ہاتھ نامہ کے سامنے پھیلا یا جسکے ہالے میں محترمہ قید تھیں۔

"اوکے"

وہ مسکرا کر اپنا ہاتھ اسکی ہتھیلی میں قید کر واگئی، کہ اس سے آگے تو کچھ نہیں رہا تھا۔

"چلو اب سو جاو تم۔ میں بھی سوتا ہوں"

نامہ نے اسکے حصار سے نکلتے سر ہلایا جس پر نوح لیٹا تو نامہ اس بار سر رکھنے میں ہچکچائی نہیں بلکہ بہت ہی آرام دہ انداز میں لیٹی نوح کو دیکھ رہی تھی جسکی آنکھوں میں ہلکی ہلکی تھکن اور نیند نامہ کو بھی مدہوش کر رہی تھی۔

دونوں نے ساتھ آنکھیں بند کیں مگر نوح کے آنکھیں بند کرنے کے کچھ دیر بعد نامہ نے اپنی آنکھیں کھولتے اپنا ہاتھ نوح کے رخسار سے جوڑا۔

"مسیر میکائیل کو مزید کوئی چال چلنے نہیں دوں گی۔ میں ہمارا رشتہ پوری دنیا سے چھپالوں گی۔ آپ سمیت نوح ادا دوغان"

وہ عہد کر رہی تھی کہ یہ جو ناجانے کیوں مجرم کو مہلت دیے بیٹھا ہے اب اسکی لڑائی وہ خود لڑے گی اور محبت میں آئی نامہ اب خود سے ہوئی ساری زیادتیوں کا انجانے میں اپنی ماں سے حساب لینے والی تھیں، نوح نے جب اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بند آنکھوں ہی لیے دبایا تو نامہ نے جلدی سے آنکھیں بند کر دیں جبکہ نوح نے اسکی طرف اک نظر دیکھتے شاید اپنی جلتی آنکھوں کو سونے سے پہلے سکون پہنچایا تھا، ہاں محبوب کے چہرے کا دیدار سالم مجسم سراپا سکون کا جہاں ہی تو ہے۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

.._____..

اک نئی صبح زمین زادوں پر اتر آئی تھی، از میر کا موسم آج پھر عاشقانہ تھا، نامہ نے نوح کی طبیعت اور گہری نیند کی وجہ سے اسے نہ جگایا اور خود بھی

فجر پڑھ کر اسکے پاس ہی آکر واپس لیٹ گئی کہ نیند نوح کو سویا دیکھتے خود ہی حواسوں پر اتری، مانیہ کی شام چار بجے سرجری تھی تب تک نوح ریسٹ کرے یہ نامہ خود بھی چاہتی تھی جبکہ مانیہ نے امانل کے ساتھ جلدی جاگ کر فجر بھی پڑھنی تھی پر اسے ہلکا سا باڈی پین اور فیور تھا تو امانل نے اسے نہ جگایا، وہ خود نماز مسجد ادا کرے جیم کرنے کے بعد آٹھ تک واپس آیا، نوبے تک اسے مانیہ کو لے کر ہو سہیل نکلتا تھا پر کچن میں آیا تو ڈیڈی نے اپنے اور فیروز صاحب کے ساتھ ایک فریشی سی انرجی سمو تھی اسے بھی بنا کر دی۔

وہ لوگ مانیہ کی سرجری کو ہی لے کر بات کر رہے تھے، جس پر خرد اور فیروز صاحب نے امانل کا حوصلہ بڑھایا کہ وہ اس سفر میں ضرور کامیاب ہو گا۔

ساڑھے آٹھ تک امانل ان دو محترمین سے فری ہوئے روم میں آیا تو مانیہ کو ابھی تک سویا دیکھے وہ اسکے قریب آرکا، پہلے تو جا کر شاور لیا، چنچ کر کے وہ واپس روم میں آیا اور میٹرس پر سوئے اس نازک سے وجود کو آزدہ نظروں سے دیکھے جھک کر ماتھا چھوا، وہ اسے جاتے ہوئے ناشتہ کروا کے گیا

تھا، میڈیسن بھی دی تھی تبھی فیور کا زور ٹوٹ چکا تھا پھر بھی مانیہ پر سے یہ سستی بھگانے کے لیے چاہتا تھا وہ فریش ہو جائے۔

"مانیہ! کیسا فیل کر رہی ہو۔ باڈی پین کا بتاؤ۔؟"

مانیہ کی گال سے ہتھیلی جوڑے اماٹل نے اسے پکارا تو مانیہ نے اسکا ہاتھ پکڑتے مسکرا کر آنکھیں کھولیں۔

"ٹھیک ہوں پر آنکھیں کھولنے کا دل نہیں کر رہا، جی چاہ رہا پڑی رہوں، سوئی رہوں۔ ٹن رہوں"

وہ نیند میں ڈوبی سی آواز سے ہی منمنائی تو اماٹل نے اسکی کمر کے نیچے سے ہاتھ لے جاتے دونوں بازوؤں میں بھرتے مانیہ پر سے لحاف پرے کیے اٹھا کر بٹھایا تو وہ ٹوٹی شاخ سی اسکے سینے سے جا لگی، اماٹل مانیہ کے لیے نیم سے گرم پانی کو ہاتھ ٹب میں بھرے کچھ اینٹی الرجک باڈی ہاتھ بمبز ایکٹیویٹ کر آیا تھا، سپیشل کینڈلز بھی جلائی تھیں، مانیہ کے لیے اسکا ہاتھ روب بھی ہینگ

کیا جبکہ باتھ ٹب میں ڈالے ہیلنگ باتھ سالٹ سے مانیہ کو ان سمو تھنگ
منرلز سے بہت اچھا لگتا جو باڈی کو overextended کرنے میں بہت مدد
دیتے ہیں، یہ سب وہ مانیہ کے لیے اندر تیار کیے باہر آیا تھا جبکہ سب سے
خوبصورت تو وہ diffuser تھے جو ایسی خوشبو اگل رہے تھے جس نے باتھ
روم کو اک مہکتا ہوا کارنر بنا دیا تھا۔

"شاو لینا ہے؟"

وہ مانیہ کے بالوں کو سہلائے اسکا سر چومے خود میں گھومتے بولا تو وہ ڈر کر
پچھے ہوئی۔

"بال ٹوٹیں گے اماں۔۔"

آنکھوں میں دفعتاً نمی اتری۔

"میں تمہارے بال خود دھوتا ہوں۔ تم باقی شاو خود لے لینا۔ نہیں ٹوٹے
دوں گا انھیں، تم پر ایلو پیسیا کا اثر دوسرے کیمو پیشنٹس کے مقابلے میں

بہت کم ہے تو آئی ہوپ انکی قربانی نہیں دینی پڑے گی تمہیں۔ کچھ میڈیکل
 واش سٹیپ ہیں جن سے بالوں کا گرنا روکا جاسکتا ہے۔ تمہیں مجھ پر یقین ہے
 ناں؟"

وہ آنکھوں کی نمی یکدم ہی امید افزاء مسکراہٹ میں بدلی۔
 "خود سے زیادہ یقین ہے"

اسکا یقین امانل کو ہمت دیتا تھا۔

"آ جاؤ۔۔ تم رنکلس ہو کر ہاٹ باتھ لو میں تمہارے بالوں کو دیکھتا ہوں۔ انکی
 ہمت کیسے ہوئی ٹوٹنے کی"

وہ اگلے ہی لمحے امانل کی بازوؤں میں تھی، مسکاتی ہوئی، مانہ نے دونوں بازو
 اسکی گردن میں پروئے اور شرمیلیں سا مسکرائی۔

"تم سچ میں یہ کرو گے میرے لیے؟"

وہ اسے لیے باتھنگ ایریا کی طرف بڑھا تو مانیہ اپنا ہی کیا سوال اندر کی خوبصورتی دیکھے بھلا گئی، وہ باتھ ٹب جھاگ سے بھر چکا تھا، خوشبو ایسی دلفریب کہ کوئی بھی مست ہو جائے، جبکہ اس جھاگ میں تیرتی پھولوں کی کچھ پریزرو کلیاں بھی بہت ہی رومنٹک لک دے رہی تھیں، اور پھر وہ فلاور بنی کینڈلز!

"اوہ مائی گارڈ! یہ سب میرے لیے"

وہ بے اختیار جذباتی ہوتی اماٹل کی مسکراتی آنکھوں میں جھانکی۔

"اس گرلی انداز میں نہانے سے میں تو رہا ڈارلنگ تو یہ سارا ماحول تمہارے لیے ہی سجایا۔ یہ باتھ ٹب آج تک چھوا بھی نہیں۔ بھئی یہ عورتوں کے چونچلے ہیں کہ انکو نہانا بھی لیٹ کر ہے ورنہ ہم تو کھڑے کھڑے کام ختم کرے یہ جاوہ جا"

وہ شرارت سے جواب دیے مانیہ کوچ میں ہنسا گیا، یہ ماحول مانیہ کوچ میں بہت رنکس کر گیا، دل چاہا بس اس گرم گرم پانی میں جا کر بیٹھے تاکہ پورا وجود درد سے نجات پا جائے۔

امائل نے اس فریش مسکراتی حسینہ کو باتھ وٹینیٹی سنک ایریا کے پاس نیچے اتارا تو دونوں کی بے خود آنکھیں سی ملیں۔

"اما۔ امائل مجھے شرم آرہی ہے"

وہ گھبرا کر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"لیکن کیوں؟ میں کسی ایسے ویسے موڈ میں نہیں کہ تم شرما جاؤ۔ میری توجہ جان

اٹکی ہوئی ہے حلق میں آج تورو مینس والا کیڑا بردستی بھی نہیں جاگ

سکتا۔ اس لیے پرسکون ہو جاؤ۔ میں اس طرف دیکھ رہا ہوں تم چپکے سے اس

باتھ ٹب میں جا کر پرسکون ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اپنے سر کو اس باتھ ٹب پلو سے

جوڑے بالوں کو باہر نکال کر سکون کرو"

امائل نے اسکی جھجک اور ڈر کو خوبصورتی سے زائل کیا اور جب وہ اسے چھوڑے پلٹا تو مانیہ کو اس پر بہت پیار آیا۔

"تم نہ بھی پلٹتے تو یہ حق تھا تمہارا لیکن تم ہر گزرتے لمحے مجھے اپنے عشق میں مبتلا کرتے جا رہے ہو"

وہ اسکے سامنے رکی، آنکھوں میں بے پناہ محبت بھرے اس نے امائل کی کمر کر گرد بازو لپیٹے اسکی آنکھوں میں دیکھا جس نے اپنے جذبات کا کل اسکا بے حد محبت سے ماتھا چومے بتایا۔

"جب مبتلا کروں بتانا، تھوڑی بے شرمی ٹرائے کروں گا"

مانیہ نے اسکے آنکھ ونگ کرنے پر بڑی دقت سے اپنے چہرے کے گلال سنبھالے۔

"تم بہت بے شرم ہو"

وہ شرمائی تو امانل مسکرایا کہ یہی سننا تھا اسے زرا اپنے ڈر سے نکلنے کو۔

"اب جاو گھس جاو اس ٹب میں چھوٹے بچوں کی طرح"

وہ اسے اکساتے بولا تو مانیہ نے اسکا چہرہ تکتے بلش چہرے کے سنگ ہی سر ہلایا اور واپس پلٹی اور اپنی شرٹ کے بٹنز کھولتے ڈر کر بار بار پیچھے دیکھ رہی تھی جہاں وہ چہرہ گمائے جینز کی پاکٹس میں ہاتھ دیے کھڑا تھا۔

"یہ مجھے اپنے پیچھے دیوانہ و پاگل کر دے گا، جان لیوا آدمی"

مانیہ نے اپنے کپڑے اتار کر سائیڈ ہینگ کرتے ہاتھ ٹب میں پیر تو ڈرتے ڈرتے رکھا تھا پر پر فیکٹ گرم پانی جیسے ہی مانیہ کے جسم کو چھوا وہ مدہوش سی مسکراتی آہستگی سے اس میں بیٹھ کر آرام دہ انداز میں پلو سے ٹیک لگاتی بیٹھی، پورا جسم انگ انگ تک راحت پا گیا۔

"کیا تم اپنی رعنائیاں چھپا چکی ہو حسینہ! میں پلٹ سکتا ہوں؟"

اماٹل كى ٲكار ٲروہ جو سكون سہ آنكھیں مونڈہ تھى جلدى سہ آنكھیں
كھول گئى۔

"ہاں آجاو"

وہ گھبر ایا سا بولى تو اماٹل نے ٲلٹنہ كہ ساتھ ہى بہ اختیا رمانیہ كى ٲرف قدم
بڑھائے جسكہ ٲہرے كى سرخیاں ديكھتا اماٹل اسكہ ٲاس آكر با تھ ٹب كہ
كنارے آكر بیٹھا، مانىہ نے شرم سہ ٲلكیں سى جھكائیں۔

"كیسا لگ رہا ہہ؟"

اماٹل نے ہا تھ بڑھا كر اسكى گردن كہ گرد ٲیٹہ ٲیار سہ ٲوچھا۔

"ش۔۔ شرم آرہى ہہ"

وہ روہانسى ہوئى۔

"آپ کے ان جان لیوا نشانوں اور گردن کے سوا کچھ بھی نہیں دیکھائی دے رہا حسینہ، تو شرم کیسی؟"

وہ اسکے جواب پر اور کنفوز ہوئی، دل تیزی سے ان نگاہوں کی تپش کے آگے دھڑکا جو امانل نے اسکی بیوٹی بون پر جمار کھی تھیں جسے جھک کر وہاں اپنے ہونٹ رکھنے کو مچل رہا ہو۔

"بس تم سے مجھ بے شرم لڑکی کو بھی شرم آتی ہے امانل، تمہاری سنگت میں کوئی اور مانہ بن جاتی ہوں"

وہ نظریں جھکا گئی پر امانل نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر وہ نادم سی آنکھیں اوپر اٹھائیں۔

"مجھے ناز ہے اس والی مانہ پر، یہ حیا جو تمہارے اندر میرے لیے بھری گئی ہے میرا قتل کر ڈالے گی واللہ۔ تم اتنی پیاری لگتی ہو شرماتے ہوئے کہ زندگی نے موقع دیا میں ضرور اس شرمانے کو شاہانہ سراہتے ہوئے کم کروں

گا۔ بس تم اک بار امانل خرد قریشی کے پاس واپس لوٹ آؤ۔ میرا سکون تمہارے سکون سے جڑھ گیا ہے"

وہ اسکے شانوں پر ہاتھ سہلاتا اسکی گردن جس طرح چھو رہا تھا مانیہ کے اندر اک نشاط کی لہر اتر رہی تھی، جو اسکا اضافی سکون بن رہی تھی۔

"ایسے مت چھو ناں، رو دوں گی"

وہ اسکے ہاتھ کے مظالم سے گھبرانے لگی کہ آنکھیں بھیگیں، امانل نے فوراً خود کی سرزنش کی۔

"نہیں نہیں، یہ قہر مت ڈھانا مجھ پر۔ نہیں چھو رہا۔ تم سکون سے رہو میں تمہارے بال واش کرتا ہوں۔"

امانل نے فوراً سے اٹھ کر اسکے بالوں کی طرف ہی آکر بیٹھے پہلے تو ہینڈ شاور اوپن کرے نیم گرم سے پانی کو مانیہ کے کھلے بالوں میں بہایا، وہ ابھی چینج کر

چکا تھا پر جیسے فرصت سے اسکے بال واش کرنے گھٹنے ٹیک چکا تھا خود بھی گیلا ہو جاتا پر اسے کہاں مانیہ کے روبرو اپنی پرواہ تھی۔

وہ آنکھیں بند کیے بے حد پر سکون مسکرا رہی تھی جیسے جیسے اماٹل اسکے بالوں کو چھو رہا تھا۔

"تمہارے بال بہت شانسی اور سمو تھ ہیں۔ پانی بہانے کی دیر تھی ساری الجھنیں نکل گئیں۔ مجھے ویسے بھی تمہیں درد دے کر دکھ ہوتا"

وہ اسکے بالوں میں سپیشل شیمپو ایلے کر رہا تھا جو اس وقت مانیہ کے کمزور بالوں اور پوروں کے لیے سوٹ ایبل تھا، اسکی خوشبو بے حد حسین تھی۔

"ہاں مجھے تبھی تو اپنے بالوں سے بہت پیار ہے"

وہ بند آنکھوں سے ہی مسکرائی، پانی اسکی گردن شانے بھگوتا بہہ رہا تھا، وہ بالوں میں چلتے اماٹل کے ہاتھوں سے بہت ہی رنلکس فیل کر رہی تھی۔

"مجھے بھی"

وہ اسکے بالوں میں اپلائے کیا شیمپو ہینڈ موونگ شاور سے پانی بہا کر نکالنے لگا، جب مکمل بالوں سے وہ نکلا تو امانل نے شاور آف کیے اسی شیمپو کا سپیشل ٹوننگ مونسچر انڈر ہاتھ میں لیتے مانیہ کے گیلے بالوں کی جڑوں میں لگاتے ہلکا ہلکا انگلی سے دباؤ بھی دیا، وہ ٹوننگ فیٹ اینڈ آئل فری تھا اور مانیہ کے بالوں کی پوروں کو مضبوطی دینے والا تھا۔

امانل نے اسکے بالوں کو ڈرائے بھی خود کیا، اور جب امانل کی ہتھیلی میں تین چار بالوں سے زیادہ نہ آئے تو اسکا دل تڑپ سا گیا، اس بات پر کہ وہ جو بھی کرتا ہے، مانیہ پر اثر کرنے لگا ہے ورنہ وہ ہاتھ بھی لگاتا تو دس بارہ بال ٹوٹتے تھے پر آج بس چند وہ بھی وہی جو نہاتے میں اکثر ٹوٹ جاتے ہیں۔

"میرا کام ہو گیا۔ اب تم دس منٹ مزید یہ ہاٹ باتھ لو پھر چینج کر کے آ جاؤ

باہر۔ تمہارا سکون ایسے ہی بڑھتا رہے مانیہ"

وہ اسکے ڈرائے بالوں کو میسی سے بن میں باندھتا اسکے کندھے کو چومتے کان میں بولا تو وہ اسے پکار کر اٹھنے سے روک گئی پھر سر پلو سے اٹھائے گردن گما کر باتھ ٹب کے ساتھ ہی بیٹھے امائل کو دیکھنے ٹب کی طرف آتی اپنی بازو باتھ ٹب کے کنارے جما کر امائل کی طرف جھک آئی۔

"یہ سب کہاں سے سیکھا؟"

وہ مسکراتی متجسس کالی آنکھیں امائل پر بھاری سی تھیں۔

"تمہارے معاملے میں کچھ سیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ تمہیں پتا ہے تم بہت خوبصورت ہو مانیہ"

وہ اسکی خوبصورتی ڈھکی چھپی دیکھ کر ہی فدا تھا اور ابھی تو ان میں لاکھ

پردے، شرم، لحاظ حائل تھا، ابھی تو ایک دوسرے کا لباس بننے کی ابتدا تھی اور ابھی سے مانیہ ایسی تعریف سنے گی کہاں سوچا تھا۔

"نہیں پتا، پر تمہاری آنکھیں اگر یہ کہہ رہی ہیں تو مان لیتی ہوں۔ مجھے بہت

خوشی ہوتی ہے اپنا ہر لمحہ تمہارے ساتھ گزار کر امانل۔ تم مجھ سے کہیں

زیادہ خوبصورت ہو۔ میں تم پر تاحیات کے لیے رک چکی ہوں۔ جس طرح

تم مجھے چھوتے ہو، میری ہیل کرنے میں مدد کر رہے ہو میں تمہیں بہت

ٹف ٹائم دوں گی ٹھیک ہو کر۔ رومنٹک ترین وائف بن کر"

وہ یہ سب کہتی آخری جملے پر جیسے شرمائی، ناں ناں کر کے بھی امانل کو لگا اب

رہا نہیں جائے گا، وہ اسکے جذبات میں طغیانی مچا گئی تھی۔

"مجھے اس ٹف ٹائم کاشت سے انتظار رہے گا۔ کیا میں ایک کس

کروں؟ ہینڈل ہو جائے گی۔"

امانل کالاڈ سے پوچھنا ہی مانیہ کی سانسیں سست کر گیا، منع کرنے سکی اور ہاں

کہنے میں جان جانے کا خطرہ تھا تبھی امانل نے اسکی کمزوری کا کوئی فائدہ نہ

اٹھاتے زرا اسکی طرف کھسکتے مانیہ کی نم سی گال چوم لی جو مہک رہی تھی، مانیہ

کے اٹکتے سانس کو اسکے گال پر بخشتے جاتے لمس سے آرام آیا، وہ جب بہکی نظریں لیے دور ہوا تو مانیہ اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو مجھے نہ ہرانے کا شکریہ۔

"بس یہی ہینڈل کر سکتی تھی میں اس وقت"

وہ بے حد مسرور ہوتی نم آنکھوں سے مسکرائی کہ اسکے لیے امانل نے اپنی خواہش کو کس خوبصورتی سے کم جان لیوا کیا۔

"مجھے پتا ہے، تمہاری آنکھیں بتا دیتی ہیں کہ تم کب میری کونسی پیش رفت سہہ سکتی ہو۔ چلو پر سکون ہو جاؤ۔ میرے سارے حق تمہاری مرضی پر قربان۔ اب میں جاؤں ناں؟"

وہ پاس سے اٹھنے لگا تا کہ خود بھی جا کر یہ گیلی پینٹ اور شرٹ اتارے پر وہ ایسے دیکھ رہی تھی جیسے جانے نہ دینا چاہتی ہو۔

"میں ابھی تمہارے پاس نہیں آ سکتا مانیہ ایسے مت دیکھو۔"

مانیہ نے فوراً سے ایسی منت پر نظریں ہٹاتے اپنا اسکی طرف پھیرا رخ بھی واپس سیدھا کیا، وہ کان کی لوتک سرخ ہوئی، اما نل نے اٹھتے اسکا سر چوما اور جب تک مانیہ سانس لے کر کچھ دیکھنے سننے لائق ہوئی وہ تب تک وہاں سے جا چکا تھا، لیکن مانیہ کے لیے اسکی غیر موجودگی سارے پر سکون ماحول میں اک بے سکونی گھول گئی، کیونکہ وہ شخص مانیہ کے آس پاس رہتا تبھی وہ سکون پاتی تھی ورنہ بالکل پھیکی، ویران اور بے رنگ ہو جاتی وہ خوبصورت سی سیاہ آنکھوں والی۔ وہ مانیہ کے لیے سب کر گزرنے والا تھا پھر بھلے اس لڑکی کو سکون دینے کی خاطر خود کے نام وہ کتنے بے سکون لمحے لگوا بیٹھتا، پرواہ ہی کسے تھی اب۔!

WWW.MIRZANOVELS.COM
WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

دیشا سات بجے تک جاگی تو کاوچ پر آنکھوں میں اک نادیدہ آگ لے کر اسے ہی گھورتے میکائیل کو دیکھتے وہ ہانپ کر چینیختی اٹھ بیٹھی پھر سینے پر ہاتھ پھیرے اپنا ڈرا ہوا چہرہ ٹھیک کرے سانس بحال کرنے لگی۔

"یہ موت کے فرشتے کی طرح جم کر کیوں بیٹھے ہو میکائیل، جان نکال دی تم نے۔ اف میرے خدا!"

دیشا کا کتنی دیر تک سانس بحال نہ ہوا جبکہ میکائیل اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے آنکھوں سے ہی جلادیں گے، دیشا انکی چپ پر اپنی زر اسی سٹرپس سے اٹکی نائٹی سنبھالے اوپر کانائٹی گاؤں پہنتی، ڈوریاں کسے بیڈ سے پیر نیچے لٹکا کر اٹھے کھڑی ہوئی اور بالوں کو کھول کر ادا سے لہراتی چلتی ہوئی میکائیل کے سر پر آر کی جسکی آنکھوں سے پھوٹتے انگارے جوں کے تو ہی تھے، رتی برابر فرق نہ پڑا تھا دیشا کے جلووں سے۔

"کیا ہوا ہے؟ ناراض تو میں تھی۔ منہ تم نے کیوں ایسا بنار کھا ہے جیسے سخت ناراض ہو۔ بولوناں جان"

وہ بے تکلفی سے میکائیل کی تھائی پر آ بیٹھتے لاڈ سے دونوں بازو اسکی گردن میں لپیٹے اپنے اندر اٹھتے ڈر کو ہر ممکنہ چھپاتے اسے کریدتے بولی کہ میکائیل کی ایسی نظریں تیر کی طرح اسکے جسم کے پار جارہی تھیں۔۔

"کچھ نہیں ہوا۔ ہٹو"

میکائیل نے اسکی دونوں بازو گردن سے کھولتے پرے جھٹکیں اور اٹھ کر وہاں سے جانے لگے جب دیشا پھر سے انکی راہ میں حائل ہوئی اور دونوں ہتھیلیوں کو انکے سینے پر جمایا، میکائیل دوغان کے جبرے ایسی بے تکلفی پر خود بخود بھینچ گئے۔

جتنا وہ رات سے خود پر کنٹرول کیے ہوئے تھے اندر لگی آگ کا دھواں چہرے تک آتا دیکھائی دے رہا تھا۔

"کچھ تو ہوا ہے۔ کتنے دن ہو گئے ہم نے ایک کس تک نہیں کی، اس سے شاید تمہارا موڈ اچھا ہو جائے"

دیشا نے ایک بار پھر میکائیل کے عجیب سے سر دپن کو کم کرنے کو ہاتھ انکی کمر کے دائیں بائیں جمائے، اس میں کوئی شک نہیں تھا وہ آج بھی ایسی دلفریب عورت تھی جسے دیکھ کر کوئی بھی بہک جاتا پر سامنے بھی میکائیل دوغان تھے، دیشا کے نزدیک وہ دنیا کا سب سے چار منگ مرد تھا، وہ ابھی بھی بہت اچھے فکر کو منٹین رکھے ہوئے تھے، ہنڈ سم اور گڈ لکنگ ایسے کہ دیشا دیکھتے ہی ساری زلت بھول سکتی تھی، انکے قدموں میں سب کچھ قربان کر سکتی تھی پر مرد اپنی محبت کے معاملے میں بڑا گھمنڈی ہوتا ہے، ناپسند عورت پیروں میں گر کر ناک بھی رگڑے تو پگھل نہیں سکتا۔

دیشا کے پیش رفت کرتے انداز کو میکائیل نے منہ پھیر کر روکا تو دیشا تشویش زدہ ہوئی کہ بات کچھ بڑی اور خطرناک ہے۔

"تم نے آج تک خود پہل نہیں کی پر میری پہل دھتکاری بھی نہیں۔ پھر آج کیا ہو گیا۔ اچھا میں معافی مانگتی ہوں۔ زیادہ بکواس کر گئی تھی۔ تم سے عنایہ والی محبت بھی نہیں چاہیے کم از کم مجھ سے خود کو دور تو مت کرو میکائیل"

دیشا ساری مکاری کی دوکان سہی پر بس زندگی میں ایک چیز پوری امانت سے کر رہی تھی، میکائیل دوغان سے محبت اور یہ اس جلتے سینے والے کے پیروں میں بیڑیوں جیسا تھا۔

"تمہارے قریب آ کر مجھے جانتی ہو کیسا لگتا ہے جیسے میں اپنے اندر اپنے ہاتھوں زہر اتار رہا ہوں دیشا کریزی۔ دن بدن گھن آنے لگی ہے مجھے تم سے۔ تم محبت کرتی ہو مجھ سے تو چھوڑ دو مجھے۔ میں نے چھوڑا تو تم کہیں کی نہیں رہو گی۔"

یہ چھوڑنے کی بات دیشا کو پاگل کر دیتی تھی جیسے اس وقت اس نے ہیجانی کیفیت میں میکائیل دوغان کا گریبان دونوں کناروں سے ایسے جکڑا کہ انکا

دم سا گھٹنے لگا پر انہوں نے مزاحمت نہ کی، وہ خود چاہتے تھے اس عورت کا ہر
 گرا درجہ کھل کر سامنے آجائے تاکہ آخری فیصلہ کرنے میں آسانی
 ہو، انکے خوبصورت چہرے پر لہو چھلک آیا پر دم گھٹنے کی اور کوئی وضاحت نہ
 کی۔

"تم م۔۔ مر کر ہی مجھ سے چھٹکارہ پاسکتے ہو۔ تم جتنے عنایہ کو مل چکے مجھ سے
 پہلے اتنی ہی برداشت دیکھا دی کافی ہے۔ مزید نہیں دیکھا دوں گی۔ تم اگر
 میرے نہیں تو تم کسی کے نہیں رہو گے۔ تم مجھ سے میرا حق نہیں چھین
 سکتے"

وہ آنکھوں میں وحشت بھرے انگارے لیے میکائیل کو دھمکار ہی تھی
 جنہوں نے ایک ہی جھٹکے سے اسکے دونوں ہاتھ یوں پکڑ کر دبوچے کہ دیشا کو
 لگا زرا اور دباو دیا تو انگلیوں کی ہڈیاں چٹخ جائیں گی۔

"تم مجھ سے میری زندگی کا سرمایہ چھیننے کی کوشش کرتی پھر، میرے جینے کی وجہ کو مجھ سے دور کرنا چاہو اور امید رکھو میں تمہیں تمہارا حق دوں گا۔ بہت بڑی غلط فہمی میں ہو تم۔ الگ ہو جاؤ خود ہی مجھ سے ورنہ تم نے دیکھ لیا ہو گا آج تمہارے قریب آنے کو دھتکارنے کی ابتداء کر دی ہے میں نے۔ میں بہت سفاک انسان ہوں۔ تمہاری سفاکیت جہاں ختم ہوتی ہے وہاں سے میری شروع ہوگی۔ بھولا معصوم اور مہربان آدمی میں اب تمہارے لیے مزید نہیں رہا۔ دوبارہ میرے قریب آنے کی جرت مت کرنا۔"

پوری قوت سے میکائیل نے دیشا کو پکڑ کر میٹرس پر واپس دھکیلا اور شدت ایسی تھی کہ دیشا کراہ اٹھی، وہ طوفان بنے کمرے سے نکلے تو دیشا نے دروازہ بند ہونے کی پٹخ پر کانوں پر بے اختیار اس آواز سے بچاؤ کو ہاتھ رکھے۔

پھر گہرے گہرے سانس لینے لگی، میکائیل کا یہ بھیانک روپ دیشا کے پورے وجود میں کپکپاہٹ لے آیا تھا۔

"کہیں نوح نے اسے سچائی بتا تو نہیں دی؟ نہیں وہ ایسا ظلم اپنے ہی باپ کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ لیکن پھر بھی مجھے پوچھنا پڑے گا نوح سے"

وہ اضطراری کیفیت میں اپنے بالوں کو دبوچے بڑبڑا رہی تھی پھر جیسے کچھ سوچتی چیخ کرنے لگی۔

امائل نے مانیہ کے شاور لینے تک اس کے لیے جینز اور اس کے ساتھ کی میچنگ ٹاپ نکال دی تھی اور ایک پیار سا دلی سوئٹر بھی نکالا کیونکہ آج از میر میں ٹھنڈک کچھ زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔

وہ ہاتھ روب پہن کر ہچکچاتی ہوئی کمرے میں انٹر ہوئی تو امائل نے بازو کھولتے مسکرا کر محترمہ کو خوش آمدید کیا۔

وہ شرمیلی سی مسکراہٹ لیے امائل کی بازوؤں کے حصار میں آرکی۔

"ہمارے بیچ کچھ نہیں ہوا، شرماتم وہ والا رہی ہو؟"

جان بوجھ کر ان عارضوں پر بکھرے گالوں کو شرارت بھری چھیڑ خانی سے شدت عطا کی تو وہ شکوہ کناں ہوئی۔

"مت کرو ناں۔ مجھے کچھ ہو رہا ہے"

اپنی کیفیت چھپانے کو وہ اسکے سینے میں سمٹی، سینے سے شرٹ مٹھیوں میں بھینچ لی۔

"اچھا نہیں کر رہا۔ اگر تمہاری سرجری کامیاب ہو گئی تو تمہیں اگلے دو تین ہفتے ہو اسپتال میں رہنا ہے۔ لاسٹ وزٹ ہو یہ تمہارا، میری کوشش بھی ہے، خواہش بھی اور دعا بھی۔"

اپنے سینے لگائے اما نل نے اسے پیار سے دلاسا دیا جبکہ کیا انکی زندگی میں سب اتنی جلدی اسپتال ہو جانے والا تھا؟ کیا زندگی نے ان دو کے لیے اتنی آسانیاں چن لیں تھی جو کسی پر تا دیر مہربان نہیں رہا کرتی۔

"تمہارا ہاتھ تو نہیں کانپے گا اما نل"

وہ سینے میں دبکی ہوئی ہی کپکپاتی آواز میں بولی۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ تمہیں اتنا پیارا نہیں ہونا چاہیے تھا تا کہ اسکا رسک بھی پیدا ہوتا۔ لیکن میں اپنے ہوش و حواس قائم رکھوں گا۔ ڈرو مت"

اسکے سر کو چومتے امانل نے ڈھیڑ سا رات طمینان بخشا کہ جب وہ روبرو ہوئی، دنیا جہاں کی مسرور لڑکی لگ رہی تھی۔

"سوری تمہیں اس مشکل سے گزار رہی ہوں۔

I am worried about You.."

وہ بھرپور محبت و فکر کی دیوی تھی جبکہ امانل کا دل اسکا پوجاری۔

"میری فکر مت کرو۔ تمہیں رنلکس رہنا ہے۔ بھوک لگی ہے تو بتا ورنہ

سرجری تک کچھ کھانے پینے کی پر میشن نہیں ہوگی۔"

مانیہ نے اسکے پوچھنے پر فوری نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں کھانا مائل، میں ٹھیک ہوں۔"

مانیہ کے یقین دلانے پر مائل نے مادہ سی نگاہیں ڈالتے مسکرا کر میٹرس پر رکھا ایکسٹر اسافٹ ٹاول اٹھایا اور مانیہ کے گیلے بالوں اور سر کے گرد اوڑھتے بہت ہی ملائم طریقے سے انکی نمی ٹاول میں جذب کی پر رگڑنے سے بالکل پرہیز کیا۔

مانیہ نے اسے منہمک دیکھتے آگے جھک کر مائل کی ٹھوڑی چومی کہ مانیہ کی ذات سے جڑا اضطراب مائل میں چٹکیاں سی بھرا اٹھا۔

"تمہیں مجھے بہکانے کی ضرورت نہیں، تمہیں ایسے دیکھ کر آل ریڈی بہکنا دبا کر کھڑا ہوں"

وہ انتہائی قریب جھکتے مانیہ کے ماتھے کو چھو کر پیچھے ہٹے اپنی کیفیت اچھے سے باور کروا گیا، مانیہ کی پلکیں ان الفاظ کی شدت پر جھکیں۔

"میں چاہتی ہوں جلد وہ دن آئے جب تمہیں بہکنا دبا کر کھڑا نہ ہونا پڑے۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گی ناں اما نل؟"

اپنے ارمان کے ساتھ اک ان کہاڈر جوڑے وہ اما نل سے جواب کی منتظر تھی۔

"ہاں بہت جلد۔ میں ہوں ناں مانیہ!"

ایک بار پھر وہ نہانے کے باوجود گرم تپتی آنکھیں باری باری چومتے اما نل نے اسے راحت دی تو وہ سارے ڈر چھوڑے مسکرا دی۔

"تھینکیو! اب تم جاو میں چینیج کر لوں۔۔۔"

مانیہ نے آنکھیں جھکاتے مزید اما نل کا کوئی امتحان نہ لینے کا فیصلہ لیا پر جیسے ہی وہ دور ہونے لگا مانیہ نے اسے روک لیا۔

"Are you lost baby girl?"

جان بوجھ کر وہ مائیکل مورون بنا بولا تو وہ بے اختیار ہنس کر اسکے سینے پر مکار گئی اور اپنے کپڑے اٹھاتی جیسے بھاگی کتنی دیر امانل ہنستارہ گیا پھر موصوف اپنی وہ ہنسی اک درد کے لبادے میں اوڑھتے فون اور چابی اٹھائے دروازے کی طرف بڑھے۔

"گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں۔ آ جاؤ ڈار لنگ"

جاتے جاتے وہ اونچی آواز میں کہہ کر گیا جو مانیہ کے ہونٹوں پر بہکی سمائیل لے آیا۔

نامہ آٹھ بجے سے زیادہ مزید سونہ پائی اور اٹھ کر ٹیرس پر رک کر ارد گرد کا جائزہ لینے لگی تبھی اسے صارم اپنی بائیک کے ساتھ نظر آیا، اس نے پورچ میں اسے کھڑا کیے پہلے تو خود دھویا تھا اب وہ کسی ماہر مکینک کی طرح اسکو پالیش آہینگ کر رہا تھا، نامہ کافی دیر سے اسکی محبت اور محنت دیکھ رہی

تھی، آج کافی دن بعد اس نے گیراج سے بائیک کو نکالا کیونکہ نامہ نے فرمائش کی تھی۔

"اپنی چیزوں کی ایسے ہی حفاظت کرنی چاہیے جیسے میرا ٹل برو کر رہا ہے، دیکھیے گا وہ کبھی گم نہیں ہوں گی نہ آپکے ہاتھ سے نکلیں گی۔ پسندیدہ چیز ہو یا تعلق اس پر دھول نہیں پڑنے دینی چاہیے۔ خیر بہت دن بعد ریل ڈال رہی ہوں۔ آپ سب کے کمنٹس پڑھے تھے، آپ سبکی محبت کا شکریہ۔ روح ادا کو پیار دینے کا شکریہ۔ ہم بہت جلد ساتھ آئیں گے۔ آپ سبکو تھینکیو کہنے۔۔ اوپس!"

نامہ ریل ہی ریکارڈ کر رہی تھی، اس نے صارم کا چہرہ کرپ کرے اسے ریل میں ایڈ کیا کہ کس پیار سے وہ بائیک کو دھواور چمکارہا ہے پر ریل کے آخر میں ایک تتلی نامہ کے فون پکڑے ہاتھ پر آ بیٹھی تبھی نامہ نے پیار سے اسے دیکھتے بہت اختیاط سے اپنا فون اس ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں لیتے اس تتلی کو کیمرے میں لیا اور ستم کہ وہ تتلیاں جو پھولوں کے سوا کہیں نہ

بیٹھتی تھیں، نوح کی نامہ کے ہاتھ پر آ بیٹھی، وہ ڈارک بلو اور بلیک کلر کی تتلی تھی، لیکن وہ ریل نہیں لگ رہی تھی، ٹیرس کے گیڈ میں کھڑا نوح ریمورٹ سے اسے کنٹرول کرے نامہ کی خوشی پر مسکرا رہا تھا۔

"اف آپ سب نے دیکھا۔ یہ تتلی بیٹھی ہے میرے ہاتھ پر۔ ہمیشہ سے یہ اپنے پیچھے بھگاتی تھی آج خود ہی آگئی۔۔۔ آا یہ کتنی کیوٹ ہے۔"

نامہ نے ریل میں اپنا خوبصورت ہاتھ اور تتلی دیکھائی جبکہ وہ جو شبلی ہنستی آواز جو روح کے فینز کو پاگل کر دیتی، نامہ نے ریل پوسٹ کی جبکہ خود وہ فون سائیڈ رکھے حیرت سے تتلی کو دیکھنے لگی جو اڑنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی جبکہ نوح نے جلدی سے ریمورٹ کا بٹن پریس کیا اور خود جا کر واپس بستر میں گھس گیا، جس سبب نامہ نے تتلی کو روم میں انٹر ہوتا دیکھے ابھی قدم پیچھے بڑھائے ہی کہ کسی پکار پر وہ واپس ٹیرس کے کنارے آئی۔

"آپو! کم ہیر۔۔۔ بانیک از ریڈی"

صارم نے اسے دیکھتے ہی اشارہ کیا تو وہ ایکسائٹڈ سا ہنسی اور اسے آنے کا اشارہ کرے روم میں آئی، اس نے ارد گرد دیکھا پر وہ تتلی کہیں نہ ملی، نامہ نے اک نظر سوئے نوح کو دیکھتے سائیل دی اور وہاں سے جب گئی تو نوح نے مسکرا کر آنکھیں کھولیں اور اپنے دونوں ہاتھ کھولے ایک میں ریمورٹ تھا، دوسرے میں تتلی۔

"مجھے نہیں پتا تھا آپ کی اور اسکی پسند تتلیوں کو لے کر بھی ایک جیسی ہوگی، آپ کو پتا ہے ناں ماما جب میری آپ کے ساتھ لاسٹ برتھ ڈے تھی، تب میں نے آپکو یہ کیوٹ گفٹ دیا تھا۔ جب آپ ہیوی کیمو تھراپی سے گزر رہی تھیں تو یہی اڑتی تتلی آپکو ہنساتی تھی، دوپل ہی سہی۔ آج اس نے ویسے ہی نامہ کو ہنسایا۔ میں آپکی ہنسی کو ترستارہا اور آپ مجھ سے کھو گئیں۔ کم از کم میں نامہ کی ہنسی کو ہر گز ترسنا نہیں چاہتا"

نوح نے وہ تتلی اور ریمورٹ ڈرامیں رکھے باکس میں رکھی اور پھر سے لیٹ گیا، سائیڈ ٹیبل پر رکھی اسکی ماما کی تصویر تھی، ساتھ وہ تھا، اس تصویر میں وہ دس سال کا تھا، ینگ مین، ممی کالا ڈلہ!

نوح نے وہ پکچر واپس رکھتے واپس آنکھیں پھر بند کر لیں۔

نامہ نے جا کر چینج کیے جینز کے ساتھ لوز سی وائیٹ جرسی پہن کر سنکیرز پہنے اور سہی بانیک رائیڈ والا خلیہ کرے ٹیل پونی بھی بنائی، چہرہ اسکا ویسے ہی بھرپور نیند لینے کی وجہ سے تروتازہ اور چمک رہا تھا، ابھی وہ ریڈی ہوئے دروازے کی طرف بڑھی ہی کہ نوح نیند و درد سے بھرا ہی اسے پکار بیٹھا، نامہ کے ڈور ناب پر جمے ہاتھ اسکی کمزور سی پکار پر رکے۔

"نوح! آپ جاگ گئے۔۔۔؟"

وہ مسکراتی ہوئی اسکے پاس جانے کو لپکی، نوح نے اسکا یہ ٹیل پونی والا لک تو پہلی بار دیکھا، اسکا ماتھا پونی کے سبب کھینچا اور بہت وائیڈ لگا ورنہ تو کھلے بالوں

میں یہ حسین چہرہ زیادہ تر چھپا رہتا، وہ اسے کیا بتاتا وہ تو کب سے جاگا ہے، تتلی والی شرارت بھی اسی کی تھی اور ریل پر پہلا لائک بھی نوح ادا دوغان کا تھا۔

"ہاں۔ لیکن فجر کے لیے نہیں جگایا تم نے مجھے؟"

وہ پاس رکتی نوح کی پرستاش نظریں خود پر سرتاپیر محسوس کیے کھڑی ہوئی جبکہ بمشکل توجہ اسکے سوال پر دے سکی، رات جو وہ نوح کے لیے اپنی ناں ناں کر کے بھی محبت شوکر بیٹھی تھی اب ذہنی طور پر نوح کی زیادہ قربت کے لیے بھی خود کو تیار کر رہی تھی۔

"میں نے سوچا تو تھا آپکو جگاؤں تاکہ آپ عشاء بھی ساتھ ہی قضا کر کے پڑھ لیں پر آپکے آرام کی وجہ سے نہیں جگا سکی۔ آپ گہری نیند میں تھے نوح"

نامہ نے ہاتھوں کو نرو سیننیس سے مرورتے سچ سچ بتایا تو نوح نے مسکرا کر تکیے ٹھیک کیے اور زرا بیٹھے انداز میں لیٹا۔

"فجر کے ساتھ کوئی قضا نماز ادا نہ کریں جب دیکھیں کہ وقت چھوٹ رہا کیونکہ اسکا اپنا وقت بہت کم ہوتا ہے، ان فیکٹ سورج نکلنے تک انتظار کریں یہ بہتر ہے اور نفل چھوڑ کر قضا نماز ادا کریں۔ ہاں اسکے علاوہ پورا دن جب چاہیں ہم اپنی چھوٹ جاتی نمازوں کی قضا ادا کر سکتے ہیں۔ کل بھی سوچا تمہیں بتاؤں پر مائنڈ سے اچانک نکل گیا"

نامہ نے یہ پہلے نہیں سنا تھا، اللہ کی منفرد تعریف کے بعد یہ ایک دوسری خوبصورت اصلاح تھی جو نوح نے اسکی کی، وہ دل سے مسکرائی۔

ساری نرو سنئیس دور ہو کر رشک بنی کہ اسے اللہ نے ایک ایسا ہمسفر دیا تھا جو ہر معاملے میں بہت سی گہرائیاں رکھتا تھا۔

"اوہ نوح! مجھے نہیں پتا تھا سچ میں تھینکیو مجھے یہ بتانے کے لیے۔۔ یہ بہت خوبصورت اصلاح تھی، اللہ آپکو اسکا اجر دے"

وہ بے حد خوشی سے مشکور ہوئی اور اسکے پاس ہی بیٹھی جس جگہ نوح اسے بیٹھانا چاہتا تھا، جبکہ نوح کی گہری نظریں اب فرصت سے نامہ کے روپ سروپ کے اجلے موسم اور کچھ الگ سی تیاری کو جانچ رہی تھیں، اس نے جرسی کے نیچے بلیک پلین ٹاپ پہن رکھی تھی جسکا کالر جرسی کے گلے سے دیکھائی دے رہا تھا۔

"My pleasure Nama!

لیکن اجر بس نامہ سلطان کی صورت چاہیے مجھے"

وہ اسکے رخسار سے ہاتھ جوڑتا اقرار محبت ہی تو کر رہا تھا کہ نامہ ان نظروں کی حدت سے گھبرا اسی گئی کہ ابھی اسکے دامن میں اظہار محبت کے مان رکھنے کا ہنر نہ آیا تھا، ابھی کچھ ڈر باقی تھے۔

"میں اجر کیسے بن سکتی ہوں، عام سی ہوں۔ سنیں

نوح رات کو میں بہت اور بیہو کر گئی تھی۔ پتا نہیں کیا کیا بولتی رہی۔ آپکو بہت اپ سیٹ کیا۔ مجھے رات کے لیے معاف کر دیں"

نوح نگاہ اسکے پیوسٹ لبوں اور متغیر رنگت سے سبے چہرے پر ڈالتا اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکا گیا تو وہ خود ہی معافی پر پچھتائی کہ ناراض ہونے والے ایسے تو نہیں ہوتے۔

"وہ ہر لمحہ جب تم مجھ سے کچھ بھی سنیر کرو نامہ، وہ یہ ڈیزرو نہیں کرتا کہ تم اس پر نادام ہو، پچھتاو یا معافی مانگو"

وہ زرا واپس پیچھے ہٹا اور بولتے وقت جس طرح نامہ کے خدو خال کو دیکھ رہا تھا، نامہ کے اندر رنگ گھل رہے تھے۔

"ہاں لیکن! مجھے لگتا ہے وہ تھوڑا پاگل پن تھا نوح"

وہ سر نفی میں ہلائے اپنی بات سمجھانے لگی پر نوح کے حواسوں پر تو کچھ دیر پہلے والی نامہ کی ہنسی چھائی تھی جن کا اسکے ہونٹوں سے گہرا تعلق تھا اور نوح کا ان دونوں سے۔

"مجھ سے کم ہی تھا، کسی نے میری اتنی فکر بہت مدت بعد کل رات ظاہر کی" نامہ نے ڈرتے ڈرتے اپنی بھوری منور آنکھیں ان ہیزل آنکھوں سے ملائیں۔

"مجھے سچ میں بہت فکر ہے آپکی۔"

نامہ نے اپنا ہاتھ نوح کے گال سے جوڑے بہت مضبوط لہجے میں یقین دلایا۔
"بس فکر مت کیا کرو، کچھ اور بھی ایڈ کرو ساتھ"

نامہ نے گھبرا کر پہلو بدلا۔

"نوح! جانے دیں۔ میں جارہی تھی کہیں"

وہ اسکو دیکھے بنا اپنا ہاتھ چھڑواتے بے ربط سا بولی جیسے بدحواس ہو رہی ہو۔

"ہمم کہاں جا رہی ہو اتنی سچ کر۔ وہ بھی صبح صبح۔ مریض کو اکیلا چھوڑ کر؟"

وہ اسے کہہ نہ سکا وہ حسین صبح جیسی راحت انگیز لگ رہی ہے بس آنکھوں سے چھو لیا جبکہ نامہ ایسے شکوے پر ساری گھبراہٹ سے نکلتی اس بندے پر
نثار سی ہوئی۔

"مریض نہیں ہیں آپ۔ تو یہ مریض والی وائبر پرے کریں۔ رہی بات

میرے جانے کی میں صارم کے ساتھ بائیک رائیڈ لینے جا رہی ہوں"

اول سب باتیں تو ٹھیک پر یہ آخری بات نے نوح کو بازو اسکی کمر پر رکھ کر
زرادبا دیتے خود پر غصے سے گھورتے ساتھ جا لگنے پر مجبور کیا، وہ خود اسکے

کندھوں پر ہاتھ ٹکاتی مزید قریب ہوئی تو سہمی لگی پر وہ جب جب نامہ کو
اتنے قریب لاتا، اسکی پوری دنیا نامہ سلطان پر رک جاتی۔

"تمہیں بائیک رائیڈ لینی ہے تو مجھے کہو۔ ہاتھ کبھی کبھی مفلوج ہوتا ہے، ہمیشہ تو نہیں نامہ۔"

نوح نے تھوڑی رنجیدگی سے کہہ بھی دیا جبکہ نامہ تڑپ سی گئی، وہ اس کے ہاتھ کو لے کر کبھی اس طرح کا جیلز مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"آپکو لگ رہا ہے میں نے اس وجہ سے صارم کو چنا۔ کہ آپکا ہاتھ کام کرنا بند کر دے گا تو میں ایکسیڈنٹ سے مرور جاؤں گی؟"

نامہ کے الٹا ناراض ہونے پر نوح کا غصہ دہکا۔

"کیا بک بک تھی یہ نامہ! دماغ جگہ پر ہے یا نہیں۔ میں بس جیلز شو کر رہا ہوں۔ کہ تم میرے ساتھ بیٹھو"

وہ یکدم ہی شرمندہ سی ہوئی، آنکھیں بھی جھکا لیں کیونکہ اپنی بات واقعی بکواس لگی۔

"آپ کے ساتھ نہیں بیٹھنا مجھے۔ یہ بایک رائیڈ تو بس صارم کے ساتھ چل مارنے کے لیے ہے۔ اچھا بچہ ہے وہ۔ مسکرا لے گا۔ ویسے بھی آپو جانو کہتا ہے جب تو پیار آتا ہے۔"

نامہ کے لہجے سے ہنوز اداسی اور ناراضگی چھلکی اور وہ پہلا جملہ نوح کو مزید جلانے کو ہی بولی۔

"میرے ساتھ کیوں نہیں بیٹھا بایک پر؟"

وہ دکھی ہوا۔

"وہی جو جیلسی میں آکر سوچا، جواب سمجھ لیں اسی کو"

نامہ نے آنکھیں سی پھیریں پر وہ اس طرح نوح میں قید تھی کہ پھڑ پھڑاتو سکتی تھی پر اس سے چہرہ نہیں پھیر سکتی تھی۔

"نامہ! اب یہ سچ میں پاگل پن ہے۔ پلیز ایسے مت کرو۔ ابنار مل اور بدحواس ایک میں ہی کافی ہوں۔ تم سینسیبل ہی اچھی لگتی ہو"

وہ اسکی منت پر پھر آنکھیں چار کر گئی، وہ اس سے ایسی کسی تکلیف دیتی بات کو نہیں چاہتا تھا۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے بن گئی سینسیبل نامہ"

وہ اسکے گال پھلانے پر سابقہ کیفیت سے نکلے مسکرایا، اتنے قریب جب دونوں کو دونوں کی سانس کی حد تک با آسانی محسوس ہوتی، وہ کیسے دور رہتے تھے، سمجھ سے باہر تھا ورنہ منظروں نے تو آنکھیں اتنے پر ہی چھپالیں تھی کہ اب ہو اب ہو، کچھ سنگین اب ہوا۔

"اب بتاؤ! میرے ساتھ کیوں نہیں بیٹھنا بانیک پر"

وہ بے چین آدمی اپنے سوال پر ڈٹا تھا۔

"ہسک پر بیٹھوں گی آپکے ساتھ، کیونکہ وہ سپیشل ہے۔ یہ رائیڈ تو عام چیز ہے۔"

نوح کی ساری جلن پر اسرار مسکراہٹ میں بدلی جبکہ نامہ آنکھوں کی حدود تک مسکرائی۔

"ہسک تمہارے ساتھ مجھے برداشت کر لے گا نامہ؟"

نوح کو پتا تھا ہسک بھی جل سکتا ہے، وہ کھل کر مسکرائی کہ نوح کی ہر معاملے پر گہری نظر رہتی ہے۔

"خوشی خوشی کرے گا۔ آپ صارم کو میرے ساتھ دیکھ کر مت جلیں۔ مجھے لگتا ہے اسے توجہ کی ضرورت ہے۔ بس اس لیے اس کے ساتھ کبھی کبھی مستی کر لیا کروں گی۔ اس نے مجھ سے معافی بھی مانگ لی۔ وہ جو آپ نے اسے چھپانے کو کہا۔ وہ اندر سے بہت گھٹن سے بھرا ہے۔ توجہ ہی ٹھیک کر سکتی ہے اسے"

وہ پھر اداس ہوا اس نے نامہ کو مزید خود کے قریب کیا تو نامہ کے ہاتھ فاصلہ بنانے میں ناکام ہوتے نوح کے بالوں میں جا لچھے، جبکہ نامہ یوں ہی نوح کے لیے بولتی چاہیے تھی۔

"مجھے بھی تمہاری توجہ چاہیے۔ میرے اندر بھی کچھ ایسی گھٹن ہے جو تمہارے ساتھ بانٹنا چاہتا ہوں"

نامہ نے تب گہرا سانس لیا جب نوح نے اسکی گردن میں چہرہ چھپائے نامہ میں اک ہلچل مچادی، اب اسے سمجھ آئی نوح اسکے ایسا کرنے پر کیوں بدحواس ہو کر بڑبڑا اٹھا تھا کہ یہ جان لیوا عمل تھا، سچ میں نامہ کو لگا وہ سانس لینے لائق نہیں رہی، نوح کے ہونٹوں کا گرم لمس اپنی گردن پر محسوس ہوا پر لگا جیسے اک لمس نے پورا نامہ کو نوح کے رحم و کرم پر رکھ چھوڑا ہے، اسے لگا جیسے نوح کی سانسیں اسکی گردن کے گرد لپیٹ کر اسکا دم گھوٹ دیں گی۔

وہ پانی کے اندر پانچ منٹ تک سانس روک کر رکھنے والی نامہ سلطان نوح کی قربت کے چند لمحے سہہ کر ہانپ جاتی تھی۔

"م۔۔ میں آپکو ہمیشہ سننے کو تیار ہوں۔ پر ابھی مجھے جانے دیں۔ آپکو نہیں لگتا آپکو بھی تھوڑا سینسیبل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ اتنا مشکل نہیں"

وہ اسکے ہونٹوں کی گستاخیوں کے آگے مرنے والی تھی تبھی مشورہ بھی تپ کر دیا کہ اس نے نوح کو ایسی حرکتیں کرنے کا لسنس رات خود تھمایا تھا اب جھٹک بھی نہیں سکتی تھی۔

"مجھے کچھ سنائی نہیں دے رہا، ایسے میرے اتنے قریب آکر بیٹھی ہی کیوں تھی تم وہ بھی صبح صبح"

وہ نرم سی شدتوں کو سخت میں بدلنے لگا کہ نامہ کی برداشت دم توڑ گئی۔

"ن۔۔۔ نوح کیا کر رہے ہیں پلیز"

وہ رحم مانگتی اس سے جبر ازرا دور ہوئی تو نوح نے آنکھیں بند کرتے ہاتھ بھی اسکے گرد سے کھول لیے جس سے وہ پرے ہو کر بیٹھی پر بیٹھ کر بھی نوح کو ہی خفا ہوئے گھور رہی تھی جواب فرصت سے نڈھال نامہ کو آنکھیں کھولے سنجیدگی سے نہار رہا تھا اور باخدا وہ اسے دیکھ پانا بھی مشکل جان رہی تھی۔

"میں جاؤں نوح؟"

وہ بمشکل منمناسکی۔

"نوو"

وہ ڈھیٹ بنا مسکرایا، نامہ کا چہرہ سامر جھایا کہ آخر وہ ایسے یکدم نامہ پر سوار ہونے کی کوشش کیوں کر رہا ہے۔

"کیا کروں یہاں بیٹھ کر تو؟"

وہ اس بار گھور کر پوچھنے لگی کہ اس بندے کا آخر ارادہ کیا ہے، وہ کچھ دیر چپ رہا، نوح کی خاموشی نے بول بول کر نامہ کو ایسی گھبراہٹ میں مبتلا کیا کہ وہ یک ٹک اس کے چہرے پر ابھرتے رنگوں کو دیکھنے لگی، کوئی کہانی، کوئی فسانہ، کوئی داستان کھل رہی تھی، وہاں سنجیدگی تھی، ٹھہرا ہوا تھا، نرماہٹ تھی، شوخی تھی، طلب بھی تھی اور محبت!

ہاں محبت، وہ نوح اور اپنا سچ جان گئی۔

"کیوں تنگ کر رہے ہیں مجھے بولیں؟"

وہ تپ کر نوح کی شرٹ کا گریبان دبوچ گئی کہ اس سے نوح کی آنکھوں کی گستاخیاں سہنا بہت ناممکن ہوا، نوح نے نامہ کے ہاتھوں کو حیران ہو کر دیکھا، وہ سخت پریشان تھی، جبکہ نوح نے ہاتھ بڑھا کر اس کے کان کے اندرونی طرف انگلی پھیرتے نامہ کو گد گداتی سی لہر بخشی پر وہ اور سختی سے گریبان دبوچ کر قریب ہوئی۔

"لیکن مجھے تو تم تنگ کے بجائے کچھ اور ہوتی نظر آرہی ہو"

وہ بولا پر ایسا کہ نامہ کے ہاتھوں کی گرفت اسکے گریبان پر ڈھیلی پڑی۔

"ک۔۔ کچھ اور کیا؟"

وہ کچھ بھی الٹا سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

"پاگل"

وہ اسکی ناک سے ناک رگڑے چڑاتے بولا تو نامہ کا سانس غصے سے ہانپنے لگا۔

"میرے لیے پاگل"

نوح نے اسکے ہاتھوں کی ڈھیلی گرفت پر ہاتھ پکڑے کان میں جھک کر نامہ

پر انکشاف کیا، سچا اور کھرا انکشاف۔

"نوح! میں یہ ہینڈل نہیں کر سکتی۔ آپکا ایسا موڈ۔۔ مجھے جانے دیں وہ انتظار

کر رہا ہو گا۔ کیا سوچے گا نامہ آپو جھوٹی ہیں۔ کہہ کر آہی نہیں رہیں"

وہ بس رونے کے دہانے پہنچ گئی تھی تبھی نوح نے اس پر رحم کھایا۔

"ایک بار میری گردن میں شرم کر چہرہ چھپاؤ پھر چلی جانا۔

You can kiss"

نوح نے زرا پیچھے ہوتے بازو کھولے، نامہ کا پورا چہرہ سرخیاں چھوڑ گیا، وہ کس دھڑلے سے نامہ سے Neck kiss مانگ رہا تھا جو نامہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"یہ کیسا بچپنا ہے نوح، آپ کو پتا ہے میں بس آپ کا ماتھا چوم سکتی ہوں ابھی۔ میں چہرہ چھپا لیتی ہوں پر کس نہیں۔۔۔"

وہ روہانسی ہوئی، وہ اسے ایسے اداس نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"فائن! جب تم اپنا چہرہ چھپانے کو میرے دل سے لگو گی مجھے وہ چاہیے
ابھی۔ کس تو تمہارے لیے چوائز تھی۔ ابھی ڈیمانڈ نہیں۔ جس دن ڈیمانڈ
بنے گی تب تمہیں ہلنے بھی نہیں دوں گا"

وہ ہنوز بازو پھیلائے اسکے گلے لگنے کا منتظر تھا اور نامہ نے کتنی دیر ہاں وناں
کی تکرار میں گزار دی کہ اس شخص کے ارادے پل پل نامہ کو خود میں اتار
لینے والے تھے۔

"نوح!"

وہ پہلو بدلنے لگی پر بدل نہ سکی کہ گردن میں چہرہ چھپانا ابھی ڈیمانڈ تھی۔
"نامہ! اتنا مشکل تو نہیں۔ پھر لیتی رہنا شریکوں کے ساتھ بائیک رائیڈ کے
مزے۔"

وہ جب آخر میں سلگا اس پر نامہ کو خود ہی پیار و رحم ساتھ آیا کہ وہ فوراً نیم
دراز ہو کر بیٹھے نوح پر جھک کر اس کی گردن میں چہرہ چھپاتی نوح کی بازوؤں

میں جاسمائی، اس خوشی کالیول ہی الگ تھا جو نوح کو اسے فیل کیے ہوئی اوپر سے نامہ اسکی ڈیمانڈ کو ویلیو دی تھی۔

"میں تمہارے ساتھ ایسے ظلم کرتا ہوں گا۔ کیا پر میشن ملے گی؟"

نامہ نے گہرا سانس بھرتے چہرہ پیچھے کیا تو اسکی آنکھوں کا دم توڑتا شکوہ ہی نوح کے لیے صبح کا خوبصورت منظر بنا۔

"ناں نہیں کر سکتی۔ آپ کے آگے اپنے بہت راز اگل چکی ہوں۔"

وہ اسکی بات پر کھل کر ہنسا، مطلب نامہ کو قید کر کے تسکین سی ملی ہو۔

"ہارٹ اٹیک تو مت دو نازک سادل رکھتا ہوں۔ ویسے جو کر سکتی ہو وہ تو کر دو۔ فارہیڈ کس"

وہ بہکی سی سرگوشی میں بولا۔

"آپ کو بعد میں دیکھ لوں گی نوح اسکا حساب ضرور لوں گی۔ بلیک میلر کہیں کے۔۔۔ اب سو جائیں تھوڑی دیر۔ پھر ساتھ ناشتہ کریں گے۔ میں ہو کر آتی ہوں۔۔"

وہ گھبراہٹ لیے ہی اسکے مہکتے حصار سے اٹھی اور جھک کر اسکا ماتھا چومتے رعب جماتے ہی بھاگ نکلی۔

"اگر مجھے نوح نے ایک بار مزید ایسے seduce کیا مجھ سے انکو سنبھالا نہیں جائے گا۔ اف میرے اللہ اتنی ٹھنڈک میں آگ کی طرح تپا دیا مجھے۔ جرسی اتار دیتی ہوں"

نامہ نے سیڑھیاں اترتے اپنی جرسی اتار کر وہیں روم کے باہر سیٹ کاوتچ پر پھینکتے اپنے آپ کو نوح کے سحر سے نکالتے نیچے کی طرف قدم بڑھائے جبکہ جس دل سے نامہ لگی ہو اسے خمار کیسے نہ چڑھتے، موصوف نے مدہوشی سے تکیہ ہی اٹھا کر منہ پر دبایا، نامہ جا کر بھی اسکے پاس تھی، نامہ کو نیچے آتا

دیکھے صارم مسکرایا اور دونوں نے ہائے فائے کرتے آج از میر کی صبح
خاموش سڑکوں اور روڈ پر تھرتلی مچانے کا پورا پلین کر لیا تھا۔

جبکہ نوح ابھی جاگ ہی رہا تھا جب کمرے میں تیز پر فیوم کے پھلتے اثر پر
ناگواری سے تکیہ چہرے سے ہٹایا تو نظر روم کے وسط میں سینے پر ہاتھ لپیٹ
کر کھڑی دیشا کریزی پر گئی۔

"کیا لینے آئی ہیں آپ میرے کمرے میں؟"

وہ تکیہ پرے دے مارتے جیسے جھٹکے سے اٹھا، زخم میں بھیانک ٹیس اٹھی کہ
وہ کراہ اٹھا۔

"آرام سے بھئی۔ لگتا ہے زخمی ہو۔ چلو جسم کے ساتھ تمہارا تھوڑا دل بھی
زخمی کر دیتی ہوں۔ نامہ نے بہت ہی سکون اور راحت دے دی تمہیں ایک
دو دن ساتھ سو کر کہیں مٹھاس کی اوور ڈوز ڈائٹیز ہی نہ کر دے تمہیں"

دیشا کے لفظوں سے حقارت ٹپکی تو نوح کی آنکھوں میں بھری۔

"جو کہنا ہے کہیں اور چلی جائیں"

نوح نے لحاف پرے دے مارے پیر زمین پر اتارے تو دیشا متنفر نظریں
نوح پر جمائے اسکے پاس آرکی۔

"کیا تم نے میکا نکل کو بتا دیا کہ تمہارا ایکسیڈنٹ میں نے کروایا تھا؟"

نوح نے اٹھ کھڑا ہوتے پریشان نظروں سے دیشا کو دیکھا۔

"نہیں! تم جیسی پاگل عورت سے منہ ماری کا کوئی شوق نہیں۔ تم اس پر
میرے بابا کو زندہ جلا دیتی، یہی دھمکی دی تھی ناں۔ تو یہ بھی پتا ہو گا کہ بابا
میں جان بستی ہے میری۔ سو کچھ نہیں بتایا"
نوح نے سرد مہری سے وضاحت دی۔

"ہمم۔۔ لیکن لگ رہا ہے کسی نے اسے میرے لیے بھڑکایا ہے۔ تم نے دو
سال پہلے وہ ثبوت ضائع کر دیے تھے یا نہیں؟"

نوح کو اس بار جھوٹ کا سہارہ لینا پڑا۔

"جلا دیے تھے۔ اب دفع ہو جاو میرے کمرے سے"

نوح کی آنکھیں سی جلیں جبکہ دیشا تمسخرانہ سا مسکرائی۔

"نامہ میری بیٹی ہے۔ تمیز سے برخوردار کہیں یہ واحد جسم کا سکون بھی نہ چھن جائے تم سے۔ ویسے بھی کافی دکھیا ری زندگی جی ہے تم نے، ابھی جا کر سکھ پار ہے ہو وہ بھی میری بیٹی کی وجہ سے۔ میرا راز بھی چھپا رکھا ہے تو میں نامہ کو تم سے ہر گز چھیننا نہیں چاہوں گی سو مجبور مت کرنا۔ اگر تم نے میکائیل کو میرے خلاف کرنے کی کوشش کی میں اس بار تم سے باپ بھی چھینوں گی اور نامہ بھی۔ سمجھ گئے؟"

نوح نے جبرے بھینچتے منہ پھیرا پر دیشا اس پر زہر خندی سے مسکرائی، اسکی گال تھپکتے ہی جس طرح روم میں آئی ویسے ہی دندناتی نکل گئی لیکن یہ سب کچھ کمرے کے باہر کھڑے میکائیل سن چکے تھے، انہوں نے

نخوت میں لیٹی دیشا کو بھی جاتے دیکھا اور اپنے سر کے بال ہاتھوں میں پکڑ کر بے بسی کی مورت بن کر واپس بیٹھ جاتے نوح کو بھی اور خدا گواہ تھا میکائیل کا دل چاہا یا وہ خود زمین میں گڑھ جائیں یا اس شیطان عورت کو گاڑ دیں، جس طرح انہوں نے خود کو سنبھالا یہ بس وہی جانتے تھے۔

"نوح!"

بابا کی کچھ دیر بعد آتی آواز پر وہ جلدی سے ہاتھ ہٹاتا گردن موڑے انکی طرف گھوما جو اندر آچکے تھے، نوح اٹھ کھڑا ہوا، دونوں اپنے اپنے اندر بھڑکتی آگ کے شعلے دبا رہے تھے۔

"بس میں یہ کہنے آیا ہوں میں عنائہ اور تمہارے سوا کسی سے پیار نہیں کرتا نہ کر سکتا ہوں۔ صارم کے لیے سب کچھ کروں گا جو اسے احساس کمتری سے نکالے اور ہاں میں نے دیشا کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پیپر ز بنوانے کا کہہ دیا ہے، طلاق دے کر بتاؤں گا اسے۔ اور مجھے یہ بھی کہنا تھا تم جان ہو میری

نوح ادا دوغان۔۔ میری وجہ سے آج تک تمہیں جتنی مینٹلی تکلیف پہنچی وہ معاف کر دینا۔ آئی لوو سوچ مائی سن۔!"

وہ قریب آئے، نوح کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسکا ماتھا تڑپتے لہجے میں اقرار کرے چوما اور نوح کو حیران و پریشان سا کن چھوڑے وہاں سے چلے گئے اور نوح سمجھ نہ پایا یہ ہو کیا رہا ہے، پر ایسا لگا تھا کہیں اندر ٹیس سی اٹھی ہو۔

..

"کبیر اور معراج لمبے اندر چلے گئے، اب پلین ٹو پر عمل کرنے کا وقت ہے"

یہ ایک بیڈروم تھا جہاں ایک سوٹڈ بوٹڈ آدمی کسی ڈاکٹر کے ساتھ کھڑا تھا اور بستر پر بند آنکھیں کیے ایک اسی سوٹڈ بوٹڈ شخص کی عمر کا آدمی گہری نیند میں ڈوبا تھا۔

"اور پلین ٹو کیا ہے صابر صاحب!"

وہ ڈاکٹر ار حم تھا، اور جو بیڈ پر ہستی تھی وہ ایک از میر کا نامور منسٹر اور پارلیمانی پارٹی کا ممبر نادر مروان تھا۔

"نادر بھائی کا کیس ہم نوح کے پاس لے کر جائیں گے۔ جیسا کہ تمہیں پتا ہے

انکی حالت کیسی ابتر ہے، یہ کبھی بھی مر سکتے ہیں۔ انکے Melanoma

کینسر کی آخری سٹیج ہے اور میں چاہتا ہوں یہ نوح کے ہاتھوں مریں تاکہ ہم

انکی سیاسی پارٹی کے لوگوں کو اس میں شامل کرے نوح ادا دوغان کو لمبا پھنسا

سکیں۔ میرا مقصد وریام کو بند کروانا ہے اور جب نوح ہی وہاں سے اوٹ ہو

گیا تو وریام کی ویلیو خود ہی گر جائے گی"

صابر کے بھیانک پلین کو سنے ار حم خباثت سے مسکرایا۔
WWW.MIRWAMIRZANOVELS.COM

"بہت خوب! تو شروع کی جائے یہ چال پھر آج ہی۔۔ اور ہاں پارٹی کے

ایڈوانس نئے چیئر پرسن صابر صاحب کو اتنا چالاک دماغ پانے پر مجھ ادنیٰ کی

مبارک باد۔ میں آپکو وریام ہو سہیٹل میں ملتا ہوں"

ارحم نے کمینگی سے آنکھ دبائی اور صابر مروان کھل کر قہقہہ لگائے ہنسا جس پر وہ ڈاکڑ وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ صابر کی نظریں اپنے کمزور اور ناکارہ بھائی پر جمی تھیں جس سے اسے بالکل پیار نہ تھا۔

"میری تم سے کوئی دشمنی نہیں نوح لیکن وریام ہو اسپٹل کی جگہ ہتھیانے کے لیے مجھے تمہیں اس جگہ بدنام کرنا ہو گا۔ تم ہی وہ بنیاد ہو جس پر یہ یقین بھری عمارت کھڑی ہے۔ بہت مزہ آئے گا، میرا ناکارہ بھائی مر کر ایک تو میرے لیے چیئر پرسن کی جگہ چھوڑے گا دوسرا وریام ہو اسپٹل کی سونااگلتی زمین میری مٹھی میں آجائے گی۔ اس رحمان تبریز میں کہاں دم ہے مجھ سے مقابلے کا۔ نوح کے دم پر اکڑتا ہے وہ"

صابر نے متنفر ہوتے یہ ساری پلاننگ بنائی اور اک محظوظ نظر اس بچارے شخص پر ڈالتا خود بھی اپنے پلین کے لائحہ عمل کو بنانے نکل گیا۔

نامہ نے صارم کے ساتھ دو گھنٹے خوب مستی کی، ناصرف وہ صارم کے ساتھ گھومی بلکہ خود بھی زندگی میں پہلی بار بانیک چلائی، شروع میں نامہ ڈر رہی تھی کیونکہ بھلے وہ ڈرائیونگ ایکسپرٹ تھی پر ہیوی ہونڈا بانیک سنبھالنا نگھڑے آدمیوں کا ہی کام تھا، وہ لوگ جب تک واپس دوغان ولا پہنچے، گیارہ بج چکے تھے۔

نامہ اور صارم کو ساتھ دیکھے دیشالان کے کنارے کھڑی حیرت سے بھری جب نامہ نے صارم کی ہیوی بانیک سے اترے اس سے ہائے فائے کیا۔

"اف مزہ آگیا! تمہاری بانیک تو بڑے مزے کی ہے۔ اور تم اسے چلانے میں ماہر۔ ویسے اگر ہم روز ایسی مستی کریں تو کھیل کھیل میں ایکسپرٹ ہو جاؤں گی میں بھی"

نامہ نے اپنے خیالات مسکرا کر پیش کیے جبکہ صارم کو تو وہ آج بھی ایکسپرٹ ہی لگی۔

"آپو جاناں آج بھی آپ نے کم مہارت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ سپیڈ اور ہینڈل کو الٹی چیک کی تھی آپ نے اپنی؟ اف آگ لگانے والی۔ باقی یہ ایگزامز ہو جائیں پھر ہم پکاروز یہ مستی کر سکتے ہیں۔ ایکچولی میں چاہ رہا ہوں سیکنڈ یئر کلئیر کرے پر اپر میوزک آکیڈمی جوائن کروں۔ تو بہت پڑھنا ہو گا کیونکہ سارا سال بہت مستی کی"

نامہ نے اسکی لگن کو سراہتے کندھا شاباشی کے سنگ تھپکا۔

"یہ چیز! ڈن ہو گیا۔ کوئی بھی مدد چاہیے ہو میں ایو لیبل ہوں۔ چلو اب پڑھو جا کر"

وہ مسکرا کر جیسے ہی آگے بڑھے، دیشانے سلگتی جلتی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے کالی بلی کی طرح انکاراستہ روکا۔

"ارے! تم دو تو بہت کلوز لگ رہے ہو۔ دوستی ہو گئی کیا؟"

صارم بھلے اس طنز کو نہ سمجھا ہو پر نامہ سمجھ گئی۔

"جی ماما! نامہ میری پکی والی دوست ہیں۔ اتنی پکی کہ لگتا ہے آپ سے بھی زیادہ پیاری ہو جائیں گی عنقریب۔۔۔ ہو آگڈ ڈے"

نامہ کا دل چاہا صارم کو دو لگائے، خواہ مخواہ اس عورت کے اندر یہ کہے حسد کی آگ بھڑکا گیا جبکہ نامہ بالکل سپاٹ تھی، صارم تو ماں کا دل آگ کرے مزے سے جا چکا تھا جسکی چنگاری اب نامہ امید کر رہی تھی اسی کی طرف پھینکی جائے گی۔

"واہ نامہ! تم نے تو آتے ہی سبکو اپنا دیوانہ بنا دیا لیکن بھولنا مت یہ فیملی تم سے پہلے میری ہے۔ یہ صارم جو کہہ کر گیا ہے، ایسا ہوا تو میرے چھوٹے دل سے برداشت نہیں ہو گا بچے۔ میں آل ریڈی اس ڈر میں رہتی ہوں کہ یہ سب فیملی مجھ سے چھن نہ جائے۔ تم مجھے مزید کسی احساس کمتری میں مت ڈالنا پلیز"

نامہ نے اس عورت کی مہارت پر دل میں افسوس کیا کہ کتنی کالی ہے اندر سے پر نامہ ایسے لوگوں سے نمٹنا جانتی تھی۔

"آپ ایسا کچھ مت سمجھیں۔ صارم بس ایسے ہی کہہ گیا۔ آئی نو یہ فیملی آپ کی ہے۔ مے بی میں آج ہوں کل نہ رہوں یہاں۔ بٹ آپ تو یہاں کی کونین ہیں، ہمیشہ یہیں رہیں گی"

نامہ نے پھر سے اپنے اندر کی کرواہٹ دہالی جبکہ دیشا مغرور ہوئی کہ نامہ نے اسے کونین کہا، یہی تو وہ چاہتی تھی کہ یہ کونین والا درجہ بس اسکا رہے، اسکی بیٹیوں کا نصیب نہ بنے۔

"اوہ نامہ! تم بہت پیاری ہو۔ اچھا بتاؤ نوح کے ساتھ معاملہ سیٹل ہوا۔ ویسے میں تمہاری جگہ ہوتی تو نوح کو کبھی معاف نہ کرتی"

نامہ نے محسوس کیا وہ عورت اسے اکسار ہی ہے اور نامہ اسکی کوشش کیسے رائگاں جانے دیتی۔

"میں بھی کچھ آپ جیسا ہی سوچ رہی ہوں۔ معافی نہیں ملے گی انھیں۔ سیلف ریسپکٹ بھی کوئی چیز ہے دیشا صاحبہ۔ خیر مجھے ناشتہ کرنا ہے میں آپ سے پھر ملتی ہوں۔ سی یو"

نامہ نے اس کالی بلی سے جان چھڑوائی اور بہانہ لگا کر نکل پڑی پر دیشا یہی سمجھ رہی تھی کہ نامہ اسکی مٹھی میں آرہی ہے جبکہ نامہ اسے مٹھی میں لے رہی تھی۔

اپنے روم میں جانے سے پہلے اس نے میڈ سے اپنا اور نوح کا ناشتہ روم میں ہی منگوایا اور کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جب فیروز سلطان کا میسج دیکھے سیڑھیاں چڑھتی مسکرائی۔

"نوح سے لڑائی تو نہیں کی۔؟ اف بابا"

بابا کا میسج پڑھے وہ رک کر مسکراتی جواب لکھنے لگی جو آج نامہ کے ہسک، ایگل اور مووروں کے ساتھ دن گزار رہے تھے۔

"بابا میں آپکو لڑا کو لگتی ہوں۔ بلکل نہیں کی۔ ان فیکٹ سب کچھ کلئیر کر دیا کہ وہ ایک بے نام سارشتہ تھا۔ مجھے پتا ہے ساری رات آپ نے یہی سوچ کر جاگتے گزاری ہوگی۔ بہت غلط بات ہے۔ شام میں آتی ہوں آپکی کلاس لینے۔"

خود فیروز صاحب بھی ہنس پڑے کیونکہ نامہ سے انکو اسکی توقع نہ تھی، نامہ بھی اپنی جرسی مسکرا کر اٹھائے ڈورناب گما کر اندر جھانکی تو بیڈ خالی دیکھے سکھ کاسانس بھرتی سیدھی جا کر میٹرس پر گری، پھر جیسے ایک خرافاتی سانخیاں آتے ہی اٹھ کر ٹیرس کی طرف آئی جہاں نیچے دیشا ٹہل رہی تھی۔

"مجھے نوح سے یہاں ٹیرس پر اونچی آواز میں لڑنا ہو گا تا کہ ان محترمہ کو واقعی لگے ہم جنگی طیارے ہیں۔ لیکن نوح مجھے غصے میں تھپڑ مار گئے تو۔ چیخ

پڑے تو۔۔۔ اف کیا کیا کرنا پڑتا ہے اپنے رشتے کو نظر بد سے بچانے کے

لیے۔ چلو نامہ اللہ کا نام لو"

نامہ کا دل اوپر نیچے ہوا کہ وہ شش و پنج میں تھی کہ اس پلین پر عمل کرے یا نہیں۔

تبھی وہ واپس کمرے میں آئی مگر تب ٹیرس کے ڈور پر ہاتھ رکھے لڑکھڑانے سے سنبھل سکی جب نظر ہاتھ روب پہنے نوح پر پڑی جو اپنے زخم کو کوور کیے شاور لے کر روم میں انٹر ہوا، اس نے ہاتھ روب کھول رکھا تھا اور بس ایک fitting brief پہن رکھا تھا، نامہ اسے اس روپ میں دیکھے پتھر کی ہو چکی تھی۔

"اوپس! مجھے لگا تم بانیٹک رائڈ سے اتنی جلدی نہیں آو گی"

نوح نے اس پر نظر پڑے ہی اپنی بکھرتی عزت سنبھالتے ہاتھ روب کو پکڑے آگے سے بند کرتے پتھرائی نامہ سے پوچھا جسکو لڑنے کا بہانہ مل چکا تھا پر بچاری ہوش کیسے سنبھال سکی بس وہی جانتی تھی۔

"مطلب میں روم میں نہیں ہوں گی تو ایسے ننگے گھومیں گے؟ کوئی ملازم دیکھ لیتا تو؟"

وہ جان بوجھ کر اونچا بولی تاکہ بس شور سانیچے جائے پر دیشا تک آواز نہ پہنچے کہ وہ کیا بول رہی ہے لیکن اس حاسد عورت کو یقین آئے کہ وہ بند کمرے میں لڑتے رہتے ہیں۔

"کیا؟ ننگا۔۔ نہیں ننگا تو نہیں تھا۔۔ آئی ایم سوری لگتا ہے تمہیں منی ہارٹ اٹیک آگیا میرے اس روپ سے۔ میں ماتھا چھو کر دیکھوں؟"

وہ ہاتھ روپ بند کرتا مخطوط مسکراہٹ کے سنگ نامہ تک پہنچا تو وہ ایسے دور ہوئی جیسے نوح اسے جلا کر بھسم کر ڈالے گا۔

"ڈونٹ ٹچ می۔ اور نہائے کیوں آپ؟ پانی چلا جاتا زخم میں۔۔"

نامہ نے اپنی گھبراہٹ چھپائے غصہ زرا سخت کیا البتہ دیشا تک شور گیا تھا تبھی تو وہ زہریلا مسکراہٹ تھی لیکن نوح کو نامہ کی دماغی حالت پر شبہ گزرا

اوپر سے وہ اس وقت بھیگے بالوں اور نم نم خلیے میں نامہ کے ویسے ہی ہوش چھین رہا تھا، اسکے صبیح ماتھے پر بال اترے اتنے حسین لگے کہ نامہ کا بس نہ چلا انھیں ہاتھ پھیر کر سنوار دے۔

"پانی کہاں سے جاتا میں نے اس پر پروٹیکٹر لگا رکھا ہے۔ کیا میری سکن میں اتر کر جاتا۔ تم رنکس ہو جاؤ نامہ۔۔"

نوح کو لگا واقعی نامہ بہت زیادہ گھبرا گئی ہے تبھی اپنے ٹھنڈے ہاتھ اسکی گالوں سے لگائے تو نامہ کے پورے وجود میں ٹھنڈک سی اتری کہ وہ باقاعدہ کپکپا سا گئی اور سمجھ بوجھ مفلوج کہ اب کیا پوائنٹ لائے غصے کا۔

"کالم ڈاؤن نامہ سلطان"

جبکہ نوح نے جس طرح اسے پکڑ کر اپنے قریب کرتے ماتھا چومتے دیکھا، نامہ کے سارے پلین پر پانی پھر گیا، وہ مکمل نوح کے سحر میں غرق ہو چکی تھی۔

"Nooh!please Dress up..

میں ناشتہ لے کر آتی ہوں"

نامہ نے اسکو بھرپور قوت لگاتے پیچھے کیا اور گہرے سانس لیتی وہ تیزی سے وہاں سے بھاگی جبکہ نوح جانتا تھا کافی خطرناک سچویش ہے پھر بھی آفت کہیں کاہنس پڑا، بلکہ یہ قہقہہ عام نہیں تھا، خمار و سرور سے بھرا تھا اور وہاں سے بھاگتی نامہ کی آنکھوں سے اب نجانے کب تک نوح کا وہ سراپا لہر اتار ہتا لیکن لگ یہی رہا تھا کچھ خیر نہیں۔

مانیہ کی آج lumpectomy سرجری ہونی تھی جو دراصل مین سرجری نہیں تھی، لمپیکیٹومی کو بڑی سرجری نہیں سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ نسبتاً معمولی طریقہ کار ہے جو بریسٹ کے گانٹھ / گلیٹی / ٹیومر اور ارد گرد کے کچھ بافتوں

کو ہٹاتا ہے، جبکہ زیادہ تر بریسٹ کے بقیہ حصے کو اس سے نقصان کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

لیکن اگر lumpectomy بھی کینسر سیلز کو ختم نہ کر سکے پھر دوسری سرجری کی جاتی ہے جسے mastectomy کہا جاتا ہے، مکمل سادہ ماسٹیکٹومی میں پوری چھاتی، نپل، آریولا، اور سینٹینیل لف نوڈز کو ہٹانا شامل ہے۔ اس قسم کا ماسٹیکٹومی بریسٹ کی جلد کو بھی ہٹا دیتا ہے لیکن اگر اس کے بعد بھی مریض میں کینسر کے سیلز کی گروتھ ہوتی نظر آئے تو آخری حل Lymph Node Removal آتا ہے۔ جس میں ڈاکٹر کو یہ معلوم کرنے کے لیے لف نوڈس کو ہٹانے اور جانچنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے کہ آیا کینسر پھیل گیا ہے اور کس حد تک۔ اس کے لیے دو میں سے ایک طریقہ کار استعمال کیا جائے گا، یا تو ایک سینٹینیل لف نوڈ بائیوپسی / ہٹانا یا ایکسٹری نوڈ ڈسکیشن۔

لیکن وریام ہو اسپٹل کی Oncologist expert team کے مطابق مانیہ کاٹیومر lumpectomy سے با آسانی ختم کیا جاسکتا ہے۔

وہ لوگ ہو اسپٹل پہنچ چکے تھے، مانیہ کو روم میں شفٹ کیا جا چکا تھا، یہ سرجری چار سے چھ بجے تک ہونی تھی اور امائل کی زندگی آج کے دن کے ساتھ اٹکی تھی۔

مانیہ کے اس سرجری سے پہلے کچھ ضروری ٹیسٹ کیے جا رہے تھے، امائل اسکے پاس ہی تھا کیونکہ وہ ڈر رہی تھی۔

وہ ڈاکٹر کی آج کچھ فی میل ایکسپرٹ بھی تھیں جو مانیہ کو ڈایا گرام کی مدد سے اس سرجری کا بتا رہی تھیں پر مانیہ کو تو ڈایا گرام دیکھ کر ہی شرم آرہی تھی، جس سبب امائل نے کچھ دیر کے لیے مانیہ کے ساتھ اکیلا رہنے کو ترجیح دی۔

"ا۔۔ امائل اگر یہ سرجری کامیاب نہ ہوئی تو؟ مجھے سچ بتاؤ؟"

مانیہ نے اسکی طرف حسرت سے دیکھتے پوچھا۔

"ہوگی۔ میں نے بہت دعائیں کی ہیں۔ یہ دو گھنٹے سب ٹھیک کر دیں گے
مانیہ"

وہ اسکے پاس بیٹھا جو ٹیپ پر وہ ڈایا گرام کھولے بیٹھی تھی جہاں ڈاکٹر زاسے
کٹ لگانے کا بتا کر گئیں وہ سوچتے ہی مانیہ کا دل بیٹھ رہا تھا۔
"کیا یہ سرجری پین فل ہوگی؟"

وہ ڈراسا منمنائی۔

"ہاں تھوڑی سی۔ ادھر دیکھاؤ۔۔ ایک لمپسیکٹومی عام طور پر ٹیومر کو باہر
نکالنے کے لیے درکار بریسٹ کے بافتوں کی کم سے کم مقدار اور اس کے ارد
گرد صحت مند بافتوں کے مارجن کو ہٹاتا ہے۔ سرجن کینسر اور ارد گرد کے
ٹشو کا ایک چھوٹا سا حصہ یا حاشیہ ہٹاتا ہے، لیکن خود بریسٹ کو نہیں۔ اگرچہ
لمپسیکٹومی بریسٹ کے کینسر کی سب سے کم ناگوار سرجری ہے، پھر بھی یہ

بہت مؤثر ثابت ہو سکتی ہے، اور ہو سکتا ہے کہ مزید سرجری کی ضرورت نہ ہو اور مزید کیمو کی بھی تکلیف سے تم بچ جاؤ۔"

مانیہ نے مسکرا کر اسکے ہاتھ کو کس کے جکڑا۔

"مطلب میں ٹھیک ہو جاؤ گی؟ اگر آجکی سرجری ٹھیک ہو گئی؟"

خوشی نے بھی اس لڑکی کی آنکھیں دھندلا دیں کیونکہ اس وقت بہت سی ہمت بھی ہوتی، ہمت کا جہاں بھی ہوتا تو وہ کم تھا، اما نل نے اسکے ہاتھ کو مٹھی میں لے کر دباتے ہونٹوں کے پاس اٹھا کر لاتے چوما، اما نل کا یہ چھوٹا سا عمل مانیہ کو یہ احساس دلاتا کہ وہ اما نل کے لیے کتنی عزیز ہے۔

"ایس ڈارلنگ! بریسٹ ہرٹ کرتا ہے اس سرجری کے بعد سٹیچیز کھلنے تک مگر پھر ہیل کرتے ہی سارے درد بھاگ جائیں گے۔ تمہاری رپورٹس کے مطابق کینسر سیلز کی گروتھ تقریباً رک چکی ہے۔ تو سب ایکسپرس کو لگ رہا

ہے آج یہ سرجری کام کرے گی۔ اور مجھے میرے رب پر پورا بھروسہ ہے۔ وہ میری تمہارے لیے ساری بے اختیا ریاں، طلب اور چاہ کا گواہ ہے، زیادہ نہیں آزمائے گا"

وہ اسے مزید پرسکون کرتا اس کے ہر درد و فکر کو بھگانے کے جتن کرتا دیکھائی دے رہا تھا، اس کے لہجے سے شدت و دیوانگی کے ساتھ تا عمر ساتھ نبھانے کا بھروسہ چھلک رہا تھا۔

"اما نل! میں بہت لکی ہوں کہ تم ملے مجھ گناہ گار کو"

عجیب سادہ و تھا جب وہ اس کی طرف قریب ہوتی کانپتی آواز میں منمننائی۔

"میں بھی کونسا بہت پرہیز گار ہوں لیکن میں نے تمہارے لیے پوری

ایمانداری سے اپنے دل کو عشق کی راہ پر ڈالا ہے، او پس یہ کیا کر دیا میں

نے؟"

وہ یہ سب بولتا جیسے اختتام تک خود کی سرزنش کرے بدحواس ہوا، مانیہ کھکھلا کر ہنسی۔

"اظہار!"

وہ چہکی تو امائل نے بلش ہوتے چہرہ پھیرا۔

"چلو بدلو ٹاپک"

وہ جلدی سے حکم دے گیا تو مانیہ نے اسکی گال سے اپنی ملائم گال رگڑتے آنکھیں آمادگی سے جھکائیں۔

"ٹھیک ہے امائل خرد قریشی! میں نے کچھ نہیں سنا"

وہ امائل کی طرح ڈرامہ کوئین بننے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم کرو گے میری سرجری؟"

وہ اس سوال پر پھر بے چین سی دیکھائی دی کیونکہ اسے امائل کے سوا کسی کی عادت نہ رہی تھی کہ کوئی اسے چھوتا بھی۔

"ہاں اور میرے ساتھ دو لیڈیز ہوں گی۔ سپیشل تمہارے لیے انھیں وریام ہو اسپتال میں بلا یا ہے۔ تمہیں پتا ہے آج میری فسط سرجری ہوگی، ٹوئچ پریشتر۔ بس سرجری سے پہلے آئی نینڈیور ڈیپ ہگ"

مانیہ کا چہرہ اک ہاتھ سے لاڈ کے سنگ سہلائے وہ اپنا دوسرا ہاتھ نرمی سے مانیہ کے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر دباتے اپنی خواہش کہے بولا جبکہ مانیہ ابھی سے سب چھوڑ چھاڑ کر اسکے گلے لگی اس پر موجود پریشتر کی بینڈ بجا گئی، بے اختیار امائل نے اسے بازوؤں میں حصار تے گرفت مضبوط کی کہ انگ انگ تک دونوں نے اس احساس سکون کو محسوس کیا۔

"اب بعد کے لیے full fledged kiss چاہیے ہوگی مجھے"

امائل نے اسے بازوؤں میں بھینچتے مانیہ کی ایئر لوب چومتے خواہش کہی۔

"سرجری کے بعد لے لینا آئی پر اس۔ تمہارے علاوہ مجھے اب کوئی نہ دیکھے یہی چاہتی تھی۔ لیکن تم تو مجھے دیکھ لو گے پھر آج؟ مجھے بہت شرم آئے گی؟"

یکدم ہی وہ گھبرا کر سامنے ہوئی تو وہ مانہ کی کیوٹ سی گھبراہٹ پر ہنسا۔
 "لیکن تم تو بے ہوش ہو گئی۔"

وہ دانت دیکھاتے مسکایا گویا آنکھوں میں شرانگیزی نمایاں ہونے پر اٹھی۔
 "بعد میں کیسے نظریں ملاؤں گی؟"

مانہ کا گھبراہٹ سے دم سانس نہ لگنے لگا۔
 WWW.MIRZANOVELS.COM

"بیوی ہو تم میری، کبھی نظریں نہ ملا پاؤ تو دل ملا لینا۔ سب خود ہی کنکٹ ہو جائے گا"

وہ رعب سے بولا تو مانیہ کے دل کی دھڑکنیں سی منتشر ہوئیں، یہ اسکی زندگی کاسب سے حسین سچ تھا جبکہ وہ باتیں ایسی بے باک کر جاتا کہ اسے خود بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ مانیہ پر کس قدر گہرا اثر کر جاتی ہیں۔

"اچھا پر مجھے اس پر تنگ تو نہیں کرو گے نا؟"

وہ امانل سے شرمناک تھی یا ڈر رہی تھی سمجھ سے باہر تھا پر اسکا یقین مانگنا بے حد جان لیوا لمحہ تھا۔

"کروں گا۔ لیکن تمہارے پر اپر ہیل کرنے کے بعد۔ اب ٹنشن سے نکل آؤ، یہ سب بہت ایزی ٹو ہینڈل ہے"

مانیہ نے مسکرا کر یقین کیا۔

"کچھ چاہیے تمہیں۔ مجھے کچھ کام ہیں۔ اب چار بجے ملوں گا۔ تب تک تمہیں بھی کچھ انجکشن لگیں گے تو غنودگی طاری رہے گی"

امائل نے اسکا ماتھا چوما اور پاس سے اٹھا تو وہ اسکی ہتھیلی جکڑ کر روک گئی۔

"مجھے پیاس لگ رہی ہے"

مانیہ نے آنکھوں میں نرمی بھرے کہا تو امائل نے مسکرا کر سائیڈ ٹیبل پر پڑی بوتل سے پانی اسکے کپ میں ڈالتے مانیہ کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھے دوسرے میں پکڑا وہ پانی سے بھرا بوتل کیپ مانیہ کے ہونٹوں سے لگایا جس نے وہ سارا پینے کے بعد امائل کی گہری نظریں خود پر محسوس کرے چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔

"یہ لڑکی کوئی موقع نہیں جانے دیتی میری حالت ٹائٹ کرنے کا۔"

دل ہی دل میں سوچتے وہ خود کو مزید مانیہ کے حق میں بہتر خیال نہ کرے روم سے نکلا تو مانیہ نے شرمگین مسکراتے سر نرم سے تکیے پر رکھا اور لیٹی، اسکی سوچیں اس خواہش پر جاٹکیں جو امائل اس سے سرجری کے بعد پوری کروانے والا تھا، ابھی سے سوچ کر وہ بلش کیے جا رہی تھی۔

.._____..

"لیکن تم نے انکو بتایا نہیں ہم ایسے کیس نہیں لیتے، ہمیں پچھلے
Oncologist کی پیشنت کے ساتھ تمام سیشن، میسٹری چاہیے۔ کوئی
رسک نہیں لے سکتے، وریام پر پہلے ہی حاسد اور دشمن گندی نظریں لگائے
بیٹھے ہیں۔ کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے"

نوح نے فارسٹ ڈارک مرچ گرین کلر کی پلین شرٹ کے ساتھ bisque
کلر کی بہت ہی کلاسی فٹ چینوز پیٹ پہنی تھی، وہ ڈریس شوز پہنے اچھے سے
بھورے سیاہی مائل بال سیٹ کیے جو سنوارنے کے باوجود ماتھے پہ ہلکا سا
بکھرے تھے، بالکل نک سک ریڈی ٹیرس پر ٹھلتے ہوئے امانل سے محاط
تھا، ساتھ بہت دن بعد سموکنگ ہو رہی تھی، شاید اسے لگ رہا تھا اندر کی
گھٹن نکالنی ابھی ایسے ہی پاسیبل ہے کیونکہ نامہ ناشتے کا بہانہ کرے پچھلے
آدھے گھنٹے سے غائب تھی۔

"جی ڈاکٹر ادا میں ساری فارمیسیز بتائی ہیں انکو پر نامی گرامی منسٹر ہے وہ، اسکا بھائی اسکی جان پر رسک نہیں چاہ رہا۔ پچھلار یکارڈ بھی سابقہ ڈاکٹر ساتھ لایا تھا۔ میٹنگ میں ہر چیز کلئیر کی گئی ہے تبھی رحمان سر نے انکو ایڈمنٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے، مریض کی حالت بہت نازک اور تشویشناک ہے۔ سکین کینسر سے جسم کی جلد پھٹنے پر آچکی ہے"

نوح نے گہرا سگریٹ کا کش لگاتے دھواں اس سرد سی مہکتی فضا میں چھوڑتے افسوس سے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے میں ایک گھنٹے تک پہنچتا ہوں ہو اسپتال۔ تم بتا ومانیہ کی مینٹل کنڈیشن بہتر ہے؟"

امائل نے میڈیکل کیئر یونٹ میں قدم رکھتے ارد گرد کا جائزہ لینے کے بیچ نوح کا سوال سنے سر ہلایا۔

"جی بھائی پر میری زرا خراب ہو رہی ہے۔ بہت ٹف ہے"

امائل کی گھبراہٹ فطری تھی تبھی نوح کو دلی ہمدردی ہوئی۔

"چلو آتا ہوں تمہیں مارل سپورٹ دینے۔ سی یو"

نوح کی ہو اسپٹل میں موجودگی واقعی امائل کے لیے بہت ضروری تھی جبکہ خود نوح کی نظر لان میں بیٹھے بابا اور نامہ پر گئی تو غصہ سا آیا، دیشا کچھ دیر پہلے ہی گاڑی لیے نکلی تھی، اپنی کسی اپر کلاس پارٹی میں اور تب جا کر میکائیل اپنے سٹڈی سے نکل کر تازہ ہوا کھانے لان میں نکل آئے تھے۔

"مجھے ناشتے کا کہہ کر یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟ نامہ سلطان! تم اب اسکی سزا پاؤ گی"

نوح نے دل ہی دل میں سلگتے سوچا اور ہیزل آنکھیں پُر تپش ہوئیں، اور نظریں بھی پھیر لیں جبکہ اسے کیا پتا تھا وہ میکائیل دوغان کے اندر لگی اس آگ کو سرد کرنے کے جتن کر رہی تھی جو اگر بے وقت باہر نکلتی تو ہر شے کو جلا کر راکھ کر دیتی۔

"اس نے نوح کو دھمکایا میرے نام پر، تبھی نوح چپ ہے۔ نامہ میں نے ہمیشہ کوشش کی تھی کہ میری وجہ سے نوح کو کبھی کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے لیکن کبھی ایسا نہ ہو سکا۔ اب میں اندر باہر سے اس کا گناہ گار ہوا بیٹھا ہوں"

نامہ نے افسوس سے انکے مضبوط ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا جو آنکھوں میں درد بھرے تاثرات لیے دوسرے ہاتھ میں پکڑے کافی کے مگ کو گھور رہے تھے۔

"آج کا دن بس دل کو سمجھالیں۔ یا ایسا کرتے ہیں میں آج ہی رات کو بات کرتی ہوں ان سے۔ ایسی عورت کا ہم سبکے قریب رہنا خطرے سے خالی نہیں میکائیل انکل۔ جیسا کہ آپ نے بتایا انہوں نے آپ کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی، یہ نارمل نہیں ہے۔ پھر مس دیشا نے جیسے صارم کو لے کر مجھے وارننگ دی وہ بھی کافی ایگریسو تھی"

نامہ کی آواز میں تفکر و ڈر چھلکا جبکہ دور اندیشی کا بھی نامہ کی سوچ و فکر سے گہرا تعلق تھا۔

"ٹھیک ہے تم اس سے بات کرو، اسے کہنا میرے لیے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ بہت ہو گیا نامہ، مزید میں نوح کی بے بسی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس عورت کو جلد از جلد اپنی زندگی سے دفع کرنا چاہتا ہوں، تب تک میری سانسیں بوجھ تلے دبی رہیں گی۔ اس سے پہلے وہ مزید کوئی پاگل پن کرے، ہمیں اسے اپنی زندگیوں سے نکالنا ہو گا"

میکائیل دوغان کی کسی انہونی کے احساس سے لرزتی آواز پہ نامہ کا دل لحظہ بھر کو ٹھہر سا گیا، دل میں گرہ سی لگی پر وہ انکے ساتھ ہر طرح متفق تھی۔

"ایسا ہی ہو گا۔ اب آپ جائیں آفس۔ ہوپ سو دل ہلکا ہوا ہو گا آپکا"

وہ نرم سا مسکرائی، آواز سادہ اور لہجہ شفاف ہوا جیسے لفظ موتیوں کی مانند پروئے گئے ہوں اور رفتہ رفتہ گر رہے ہوں، تسلی دے رہے ہوں۔

"دل پر سوچ سے زیادہ دباو ہے نامہ، ہاں اب یہ ہوا کہ میں برداشت بڑھتی محسوس کر رہا ہوں۔ جیتی رہو"

کچھ ثانیے بعد وہ گہری سانس بھرتے نامہ کی جانب دیکھتے نرم سا مسکرائے اور نامہ کو خوشی ہوئی وہ تھوڑی سی پرانگی دل جوئی کرنے میں معاون ثابت ہوئی۔

"چلو میں نکلتا ہوں آفس۔ ڈنر پر ملتے ہیں میرا بچہ"

وہ اجلت میں نامہ سے بات کر لینے کے سبب دماغ میں اترتے اطمینان کی ترجمانی کرتی مسکراہٹ نامہ کی طرف اچھالتے، دعا دیتے وقت اٹھ کھڑے ہوتے اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر گئے جبکہ نامہ نرم کیوٹ مسکراہٹ لیے تب سنجیدہ اور ساتھ ہی سپاٹ ہوئی جب ملگجی سے موسم میں وہ سر پھرا آدمی ٹیس کے دیوار پر جھکا دھواں اگل رہا تھا، پہلے تو نامہ کو یہی لگا جیسے یہ اسکی آنکھوں کا محض خیال ہے پر غور کرنے پر جب یقین ہوا وہ واقعی سموکنگ کر

رہا ہے ہے، اپنی جگہ اٹھ کھڑی ہوتی وہ ٹیرس کے نیچے جار کی ہاتھ سینے پر باندھے ان محترم کو سر اٹھائے دیکھ رہی تھی جو نا جانے کونسے خیالوں میں محو، کن نا دیدہ نظاروں سے مستفید ہوتے سگریٹ پھونک رہے تھے۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟"

آواز کے تعاقب میں آنکھیں بالکل نہ گماتے نوح نے بس ہلکا سا متوجہ ہونے کا تاثر دیے مغرور ناک پھلائی جبکہ شارپ جاء لائن بھی جبرے بھینچنے سے ہلکی داڑھی کے باوجود آویزاں ہوئی، شفاف ماتھے پر اکاد کا بل چلے آئے، وہ یہی سوچ رہی تھی کوئی اتنے حسین طریقے سے غصہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اگلے کے ہوش ہی اڑ جائیں۔

"میں پوچھ رہی ہوں یہ کیا کر رہے ہیں۔ نشئی!"

اس بار نامہ کے اکسانے کی کوشش رنگ لائی، وہ نیچے نظریں ترچھی سی کرے نامہ کے چہرے پر جما کر اک آئبر و اچکائے گھورا۔

"اب تو جتنے سگریٹ پاس ہیں سارے پھونک کر سر ٹیفائیڈ نشئی بن کر دیکھاؤں گا نامہ سلطان"

ڈھیٹائی کے سنگ رعب جھاڑتے اس نے نامہ کو ڈرانا چاہا جو اسے ایسے جواباً گھوری جیسے کہہ رہی ہو ابھی آکر آپکے نشے اتارتی ہوں جبکہ نوح کے پلک جھپکنے کی دیر تھی کہ وہ منظر سے غائب ہوئی، نوح نے متفکر ہوتے دیوار پر باقاعدہ جھک کر نامہ کو تلاش کرنا چاہا مگر پھر وہ اوپر آرہی ہے یہی سوچ کر فکر بھرے تاثرات واپس مغرورانہ ہوئے، نوح نے دیوار سے ٹیک لگائے نظریں اس گلاس ڈورانٹس پر جمائیں جہاں سے نامہ سلطان ابھی نوح کے مطابق طوفان بنی ہوئی ویسے ہی اسکی طرف آئے گی جیسے بھاگی تھی۔

نامہ نے میڈ کو ناشتہ بنانے کا کہا تھا پر وہ پہلے دیشا اور صارم کا بنانے میں بزی تھی تبھی نامہ نے اسے کہا تھا وہ اسکا اور نوح کا آرام سے بنالے، ملازمہ سے ناشتے کی ٹرے لیے وہ سیڑھیاں چڑھتی ہوئی بیڈ روم کے دروازے تک آئی اور شوز سے دباو دیتے اسے کھولا، کمرے میں انٹر ہوتے ہی ٹرے میز پر

جھک کر رکھتے وہ اٹھ کر پلٹی ہی کہ آنکھیں نظروں کی سیدھ میں دیوار سے لگ کر کھڑے نوح پر گئیں، نامہ کی سر دنگا ہوں سے ہر گزناں دبتے اس نے بڑے محظوظ سے انداز میں ہنکارہ بھرا تھا۔

وہ روم سے نکلتی ٹیرس میں آتی ٹھیک نوح کے سامنے جا کر رکی، اچھلتی نظریں نوح کی شکل پر جمی تھیں۔

"پھینکیں اس گندی چیز کو۔ کیوں فضا آلودہ کر رہے ہیں۔ اور اپنے ہونٹ بھی خراب کر رہے ہیں۔ اسکا دھواں جو کئی دن پھیل پھڑوں میں رہے گا وہ تھوڑا تھوڑا آپکی ہر سانس کے ساتھ باہر نکلے گا اور ایسی سانسوں والے کے قریب بھی نہیں آؤں گی میں"

نظریں لمحے میں شکایتی ہوئیں جبکہ نوح نے ساری خفگی بھلائے ٹیک چھوڑ کر نامہ کے قریب چند قدم بڑھائے اور رکا۔

"تم مجھے ناشتے کا کہہ کر میرے والد گرامی کے پاس بیٹھی گپیں لگا رہی تھی، میں جیسلس ہوتا ہوں تمہیں مزاق لگتا ہے تبھی سیریس نہیں لیتی۔ لیکن اب جب مجھے جلاوگی میں خود کو دگنا جلاواں گا۔ نہیں پھینک رہا"

وہ سراسر نامہ کو غصہ دلاتے انکاری ہوا۔

"انکو میری ضرورت تھی۔ آپ سیٹ تھے وہ"

نامہ نے جھنجھلاہٹ کے سنگ بتایا کیونکہ وہ دھواں اگلتا بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا، اسکی مردانہ وجاہت کے ساتھ یہ چیز بہت اکورڈ لگ رہی تھی۔

"واٹ ایور نامہ!"

وہ اس وقت اریٹینگ میشن تھا۔

نامہ نے کچھ دیر تو اسے یہ گندی سگریٹ ان ہیل کرتے برداشت کیا مگر پھر جیسے آنکھیں دکھنے لگیں۔

"ادھر دیں! پھر میں بھی پیتی ہوں اگر نہیں پھینکنا"

نامہ نے عقاب کی سی نظر نوح کے ہاتھ پر رکھے اسی کی رفتار سے نوح کے ہاتھ سے سگریٹ چھینے بنا نوح کو سنبھلنے کا موقع دیے وہ سگریٹ ہونٹوں میں دبائے اسکو سک کیا پر نوح کے اس کے شانے پکرنے تک وہ بری طرح منہ اور حلق میں بھرتے دھوئیں پر وہ سگریٹ پھینکتی کھانس اٹھی۔

"بیوقوف لڑکی!"

نامہ کو اس دھوئیں کا پھندہ اسالگا کہ کتنے لمحے اسکا سانس بحال نہ ہوا، نوح نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے جلتی سگریٹ پر غصے سے اپنا بوٹا مارتے اندر قدم بڑھائے اور نامہ کو پکڑ کر میٹرس پر بٹھایا پر وہ مسلسل کھانس کھانس کر چہرہ پورا لال کر بیٹھی اور ستم کہ اسکی آنکھوں سے بھی پانی نکلنے لگا۔

"ی۔۔ یہ کیا زہر پی رہے تھے آپ۔۔۔۔۔م۔۔۔ میرا گلا"

وہ بری طرح حلق تر کرتی ہاتھ پیر مارتی ہوئی چلائی تبھی نوح نے ہاتھ پیر سے پھولنے پر سخت پریشان ہوتے پاس ہی بیٹھے سائیڈ ٹیبل پر پڑی پانی کی بوتل ہی اٹھائے نامہ کے منہ سے لگائی جس سبب دو گھونٹ بھرتے نامہ کا گلا کچھ تر ہوا تب جا کر اسکا کھانسنار کا اور سانس بحال ہوئی، نوح نے اسے پکڑ کر نامہ کا سر اپنے سینے سے لگاتے سو فٹلی اسکا سر چومتے اسکے مکمل سانس بحال ہونے تک اپنے سینے لگائے خاموشی ہی اختیار رکھی جو نوح کے سینے سے اٹھتی خوشبو سے ویسے ہی ساری تکلیف کا مرہم پاتی اسے ان ہیل کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہو نامہ؟"

جب وہ کھانسنابند ہوئی تو نوح نے اسکا چہرہ اوپر کرتے ان بھیگی آنکھوں سے نکلتے پانی کو پونجھتے قدرے پشیمان لہجے میں پوچھا تو نامہ نے سر اثبات میں

ہلاتے نوح کا وہی ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں دبایا جیسے اسے ندامت سے نکال لینا چاہتی ہو۔

"خود کو پھر تکلیف دی، جب منع ک۔۔ کرتی ہوں تو رکنافر ض ہونا چاہیے۔ کیا کہا تھا تیسری بار۔۔۔"

مزید وہ کچھ بول نہ پائی کیونکہ وہ اسکے ہونٹوں پر نفی میں گردن ہلاتا اپنے ہاتھ کی انگلیاں جما گیا کہ وہ نامہ کے کہیں جانے کی بات ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"اگر تم نے ایسا سوچا تو بہت برا ہو گا"

وہ قہرناک وارننگ دیے اسکے ہونٹوں پر دباو دیے ڈانٹ گیا پھر جب لگا وہ کچھ بولنا چاہ رہی ہے تو ان خوبصورت ہونٹوں سے انگلیوں کی پوریں ہٹالیں۔

"ہمم۔۔ نوح!"

وہ شدید افسردگی سے اسے پکاری۔

"آج کے بعد سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ وعدہ کرتا ہوں لیکن ایسے آئندہ مجھے روکنے کے لیے خود کو تکلیف نہ دینا۔ تمہیں بار بار بتاؤں کیا کہ تمہارا یہ سانس کتنا قیمتی ہے نامہ۔ بیوقوف لڑکی"

ہاتھ اسکے بکھرتے کھلے بالوں پر سنوارنے کے انداز میں پھیرتا وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے اندر کی کیفیت چھپانے کا، نامہ کو اندازہ نہیں تھا اسکی یہ چھوٹی سی حرکت بھی نوح پر کتنی بھاری پڑ سکتی ہے۔

"ہاں بہت بیوقوف ہوں لیکن مجھ سے منتیں نہیں کی جاتیں سن لیں"

تھوڑا لڑکی ہی وہ اس شخص کی رکی سانسیں بحال کر سکتی تھی۔

"ہا! یہ تم ہر تھوڑی دیر بعد لڑکیوں رہی ہو آج مجھ سے نامہ"

نامہ کا پلین کام کیا تھا تبھی تو میسنی مسکرائی تھی، بس آنکھوں کی حدود تک۔

"میں ایک حد تک پیار سے بات کر سکتی ہوں مسٹر نوح، اسکے بعد میرا دماغ اوٹ ہو جاتا ہے"

اپنے نیک اصول بتاتی وہ زرا نہ ہچکچائی پر ماحول پر اک لمحہ سکتہ چھا گیا، وہ پہلے تو حیران ہوا پھر مسکرایا، جبکہ نامہ نے اسے کافی ہلکا لے لیا تھا، نوح نے اسکے شانے کو پکڑتے بیٹھے بیٹھے نامہ کو میٹرس پر گراتے خود اس پر جھکتے ہاتھ میٹرس پر دبایا تو نامہ نے اسکے خود پر جھکنے کے سبب زخم پر درد کے باعث کراہنے پر نوح کے سینے پر ہاتھ رکھتے مزید جھکاؤ سے روکا، وہ اسکے خراب دماغ کا تفصیلی جائزہ لینے والا تھا۔

"نوح آپ۔۔ آپ پاگل۔۔۔"

وہ اسکے بینڈ ہونے پر بری طرح پریشان ہوئی چلائی تھی پر نوح کے وقتی درد بھرے تاثرات نامہ کو یوں بناتکے میٹرس پر بکھرے بالوں سمیٹ لیٹا دیکھے

سرور میں بدلے اوپر سے وہ جیسے دبے دبے غصے اور الجھن سمیت دیکھ رہی تھی وہ اور غضب۔

"تمہارا خراب ہوتا دماغ ٹھیک کر دیتا اگر مزید جھک پاتا، لیکن یہ ناممکن ہے۔ بتاؤ کیوں تنگ کرتی ہو مجھے؟"

نامہ نے تیزی سے سانس لیتے حلق سے تھوک نکلنے کے بیچ اٹھنے کی کوشش کی پر نوح جیسے اسکے گردن سے زرا نیچے اور سینے سے زرا اوپر ہاتھ رکھ کر دباتے اسے واپس گرا گیا، نامہ اسکے ایسے بے باک انداز پر ہونق رہ گئی۔

"میں تنگ کرتی ہوں۔؟ میں نے کب تنگ کیا۔ صبح سے مجھے پریشان آپ کر رہے ہیں۔ اور ایسے کون میٹرس پر گراتا ہے، آپکے ہاتھ کی انگلیاں اتنے زور سے میری گردن پر چبھی ہیں"

الٹا وہ برہم ہوتی شکایت لگاتی ہانپنے لگی کہ وہ اپنا ایک ہاتھ اسکی کالر بون اور بیوٹی بون کے بیچ جما کر اپنے دیے درد کو رد کرنے کی مزید بے باک کوشش کرے نامہ کو بیچ میں دھلا رہا تھا۔

"نوح! آپکے ہاتھ کو۔۔۔"

وہ سخت بے چین ہوئی اور ہاتھ بھی خود پر سے ہٹانے لگی پر ناجانے کیوں وہ نوح کے ہاتھ کو جھٹکتے جھٹکتے رک گئی، اس ہاتھ سے اسے نوح سے زیادہ پیار تھا۔

"کاٹ دو گی یہ ہاتھ؟ اگر یہ تمہیں پریشان کرے گا؟"

نوح نے محتوظ ہوتے پوچھا پر نامہ نے نفی میں گردن گماتے اسکے ہاتھ کو کھول کر اپنے چہرے کے سامنے پھیلاتے ہتھیلی چومی، لمحہ لگا تھا نوح کی ساری مستی، پیار میں بدلی۔

"اسے میں گرم ہوا بھی نہ لگنے دوں گی۔ ناشتہ ٹھنڈا نہ ہو رہا ہو تا تو میں آپکو یہاں سے ہٹنے پر کبھی نہ کہتی اور آپکو جھکنے کے سبب درد ہو رہا ہو گا۔ ٹارزن تو نہیں ہیں ناں کہ سلع جسم سے اثر نہ پڑ رہا ہو؟"

وہ اتنے پیار سے بولی کہ نوح نے اسکی کمر میں بازو لپیٹ کر نامہ کو واپس اٹھا کر بٹھایا تو دونوں کی آنکھوں میں اک دیوانگی بھری متبسم لہر تھی۔

"اب درد نہیں ہو رہا"

وہ آنکھوں میں کچھ شرارت لیے بولا پر نامہ نے اسکی مطلبی سی آنکھوں سے آنکھیں چراتے خواخواہ ناشتے کی ٹرے کو گھورا۔

"لیکن ناشتہ اب بھی ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ چلیں پھر آپکو ہو سپٹل ڈراپ کر کے مجھے بہت سے کام ہیں۔ باقی کا تنگ رات کو کر لیجئے گا ابھی میری کپیسٹی فل ہو چکی ہے۔ زرا بھی مزید شرارت کی آپ نے پھر لڑ پڑوں گی۔ میرے پاس

رونے یا لڑنے کا آپشن ہے۔ رو نہیں سکتی کہ میرے آنسو آپ کو سوٹ نہیں کرتے۔"

وہ ہر حربہ جانتی تھی کیسے بہکے نوح کو قابو کرنا ہے پر نامہ نہیں جانتی تھی کہ وہ بنا اظہار کرے یا سنے ہی بہت جلد نوح کی روح میں سہی معنوں میں اترنے والی ہے۔

"اتناسب پتا ہے تمہیں؟"

نوح نے اسکی جالائن پر انگوٹھے کی پور سہلاتے نامہ کے ہونٹوں کے دائیں کنارے وہ انگوٹھے کی ٹپ لے جاتے روکی اور ان بھوری آنکھوں میں اپنی ہیزل آنکھیں گاڑیں۔

"شاید اس سے کہیں بڑھ کر۔"

وہ اسے دیکھ نہ پاتی جلدی سے بازو اسکی گردن میں لپیٹے گلے لگی اور نوح اسکے فرار کی شکایت بھی نہ کر سکتا تھا کہ نامہ کا اسکے گلے لگنا ہر دوسری راحت پر

افضل تھا جبکہ یہ ہگ نامہ نے اسے صرف اس لیے کیا کہ وہ اپنے بابا کی وجہ سے بہت کچھ سہہ چکا ہے، اسے یکدم ہی نوح کے حوصلے پر پیار آیا اوپر سے وہ بھی تو اسے آزما رہی تھی۔

نوح کے ہاتھ نامہ کو خود میں بھرپور قید کر گئے، وہ اسکی پچھلی گردن کا وہی ہوش اڑاتا حصہ بال ہٹا کر چومتے نامہ کے اندر اپنے لیے مزید طلب بھر چکا تھا، یہ نامہ کا ویک پوائنٹ تھا۔

"تم بابا کے ساتھ چار بجے تک وریام ہو سپیٹل آجانا۔ تم دو کو دیکھ کر مانیہ کو حوصلہ ملے گا کہ اسکے قریبی اپنے پاس ہیں۔ ویسے تو امائل کافی ہے لیکن وہ تم سے اور بابا سے بھی انس رکھتی ہے۔ اسے مینٹل سپورٹ کی ضرورت ہے"

نوح نے سارے مطلب پرے کرتے جب حصار سے نامہ کو آزاد کیا تو وہ روبرو ہوتی سرہلائے مسکرائی کیونکہ وہ خودمانیہ اور امانل کو اس مشکل وقت اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

"جس طرح یہ آدمی خود کو سنبھال لیتا ہے، میں نے کسی دن پورے کا پورا مرٹنا ہے آپ پر نوح ادا دوغان"

وہ کہہ نہ سکی پر نوح کی چرائی آنکھوں سے دھیرے دھیرے عشق میں مبتلا ہو رہی تھی، وہ جب حد سے گزرنے لگتا تھا تو نامہ کے لیے خود کو روک لیتا کہ وہ لڑکی شدتوں سے کوسوں دور مدت تک آباد رہی تھی اور نوح اسے ایک دم قریب کیے اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔

نوح نے اسکی گال سہلاتے اٹھ کر اپنی خوبصورت کشادہ ہتھیلی اس حسینہ کی طرف پھیلائی جس نے بنا سوچے اپنا ملائم ہاتھ تھما کر اٹھ کھڑا ہوتے نوح کو دیکھ کر بلش سمائیل دی۔

"اپنے یہ بلش کبھی چھپا بھی لیا کرو، سامنے والے پر قاتلانہ حملہ کر سکتے ہیں"

وہ اسے لیے کاوچ اور ٹیبل کی طرف بڑھا، ناشتہ بہت لائٹ تھا جو نامہ نے

خود ہی کھلوا کر بنوایا، ایک یگی گرما گرم سوپ بھی تھا جو نامہ نے نوح کی

طبعیت کی وجہ سے ایڈ کروایا۔

نامہ کو بٹھائے وہ خود بھی ساتھ بیٹھا اور خود سے پہلے اس نے بڑ چیز آملیٹ کا

ایک چھوٹا سا بائیٹ فورک کی مدد سے نامہ کی طرف بڑھایا اور نیچے ہاتھ رکھا

جیسے وہ چھوٹی بچی ہے اور گرا دے گی۔

"سامنے والا ایسی حرکتیں ہی نہ کرے کہ میں بلش کروں"

بائیٹ منہ میں لیتی وہ فوراً حساب باک کر گئی، نوح کے آئینہ روستائشی انداز

میں اٹھے۔

"میرے دل کے مسائل ہیں یہ، کچھ نہ ختم ہونے والی مجبوریاں ہیں۔ تم

نہیں سمجھو گی"

وہ اپنی کافی اٹھائے سیپ بھرتا بولا پر نامہ کے ہونٹوں سے اس جان لیوا سفید پوش آدمی کے لیے اک پیاری سی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔

نامہ کاشت سے دل چاہا وہ نوح کی گال پر زور سے بائیٹ کرے، دانتوں کو اسکی کیوٹ معصومیت گد گداہٹ دے گئی تھی۔

نوح نے کچھ دیر بعد بے ارادہ نامہ کو دیکھا تو وہ ناشتہ کرنے کے بجائے نوح کی گال پر نادیدوں کی طرح اپنی آنکھیں فوکس کیے تھی، وہاں موجود فیشل ہسیرز کے ساتھ کلئیر سکن پر اسکا دل چاہا دانتوں کی گھڑی بنا ڈالے، نوح کو دیکھتے وہ جلدی سے نظریں نیچی کر گئی تبھی نوح نے اسکی طرف زرا کھسکتے اپنی گال نامہ کی طرف کیے چہرہ بینڈ کیا۔

"مجھے بائیٹ کرنا تھا"

نامہ نے آنکھیں پٹیٹے آفر کرنے والے کو وارن کیا جس پر نوح نے اپنی گال پر فوراً ہاتھ جماتے ڈر کر فاصلہ بنایا اور ایسے گھورا کہ وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی، واللہ نوح کو اسکی ہنسی مسمرانز کر گئی۔

"بس بس! کچھ یہ بہکے ہنسی کے پھول ہماری ویڈنگ نائیٹ کے لیے سنبھال لو"

نامہ کی ہنسی کو بریک لگے، چہرہ پیلا پڑنے میں لمحہ لگا اور جیسے وہ چہرہ دوسری طرف پھیرتی جو س کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا گئی، نوح نے اب خاموشی اختیار کرنے کا فیصلہ لیا کیونکہ اب وہ کچھ بولتا تو نامہ سے پٹ جاتا، جبکہ نامہ کو لگایہ جو س نما لیکوڈ گلے سے گزرنا محال ہو گیا ہو۔

"سوپ تو بہت گرم ہے"

نامہ کو مخاطب کرنے کو وہ سوپ سے بھری سپون ہونٹوں تک لائے اس کو پھونک مار کر بولا تو نامہ نے ہمت سی جمع کرے نوح کی طرف ہو کر واپس

بیٹھے اسکے ہاتھ سے وہ سوپ باول لے لیا، نوح کی نظریں وارفتگی سے نامہ کے چہرے کے گالوں پر جمی تھیں۔

"تم بہت حسین ہو نامہ"

نامہ نے سوپ سپون پر سے اٹھتے دھوئیں کو چند پھونکیں وہ بھی پیار سے مارتے بے اختیار بڑبڑا اٹھتے نوح کو دیکھا پھر وہ سوپ سپون نوح کے ہونٹوں تک لے کر گئی کہ جانتی تھی یہ حسن ان ہیزل آنکھوں کا ہے۔

"تھینکیو! منہ کھولیں"

نامہ نے اسکے ہونٹوں پر فوکس کیا جو کھلے پر وہ اتنا نامہ میں محو تھا کہ آدھی سپون پیسے ہی لپس میچ گیا جس سبب اسکے ہونٹوں پر گرم سوپ فیل ہوا، نامہ نے بے اختیار سپون کو باول میں رکھتے شہادت کی انگلی بینڈ کرے نوح کے ہونٹوں سے ٹپکتے سوپ کے قطرے سے لگا کر اسے پونجھا اور بے ارادہ اپنے ہونٹوں میں وہی انگلی دبالی جو سراسر نامہ سے انجانے میں ہوا پر

نوح کی نظریں جس طرح نامہ پر ٹھہریں وہ اپنی بینڈ انگلی کو ساکن آنکھوں کے سامنے کرے گھوری جسے اس نے ہونٹوں سے ابھی بے دھیانی میں لگایا تھا۔

"یہ کیا تھا نامہ؟"

وہ اب تک پتھر ایا ہوا تھا پر نامہ نے اسے بادل تھمایا اور اپنا جوس کا گلاس اٹھا کر پورا فٹش کرتی پاس سے اٹھ گئی۔

"میرا ہو گیا نوح۔۔۔ میں ہیلز نکال لوں اپنی"

نامہ کی کلائی اچکتے وہ اسے روک گیا جبکہ نامہ کا دل چاہا زمین پھٹے اور اندر گرٹھ جائے، یہ کیسی حرکت اس سے سرزد ہو چکی تھی جو نوح کو پاگل کرنے کو کافی تھی۔

"ن۔ نوح! یہ ایک دم ہوا۔ کوئی انٹنشن نہیں تھی نہ کوئی رو مینس تھا۔ جو خود بخود ہو جائے اسکے بارے سوال کر کے مجھے مشکل میں کبھی مت ڈالے گا۔ مجھ سے یہ آپکی فکر میں ہوا۔"

نامہ نے اٹکتے ہوئے لہجے میں ہی صفائی دی پر نوح نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے بہت دیوانگی سے اسکا ماتھا چوما، اتنی دیر وہ یہ لمس لٹا تا رہا کہ وہ ساری بو کھلاہٹ سے باہر نکل آئی۔

"اگر یہ فکر تھی تو محبت سے کہیں درجے جان لیوا ہے، تم نے ٹھیک ہی کہا تھا تم الگ ہو۔ میں نے ایسی فکر آج تک نہیں دیکھی جیسی تم میری کر رہی ہو۔"

نامہ نے پیار سے ان شدت چھلکاتی آنکھوں میں جھانکا۔

"آپکو اچھا لگا یہ؟"

وہ اس تڑپ کا اظہار چاہتی تھی جو ان ہیزل آنکھوں تک قید تھی۔

"نامہ! اچھا۔۔۔ نو گرل۔ تم نے خرید لیا ہے مجھے"

وہ اترانے لگی کہ نوح اسے ایک ہی دن میں اتنا سکھی کر گیا۔

"تو میں مالک ہوئی آپکی۔ سو اس مالک کا حکم ہے کہ ناشتہ مکمل کریں۔ پہلے ہی بہت لائیٹ سا ہے۔ ہم یہ والی باتیں کسی اور وقت کنٹینیو کر سکتے ہیں کیا؟"

وہ ایک تو حکم دے رہی تھی دوسرا منت بھرا انداز نوح کو لوٹ گیا۔

"تمہارا حکم سر آنکھوں پر لیکن کیا میں تمہیں ہیلز پہنا سکتا ہوں۔ میں تمہارے پیروں سے بری طرح آبسیدھ ہوں نامہ، میں انکو فیل کرنا چاہتا ہوں"

نامہ نے بے اختیار دونوں ہاتھ اس شیدائی کے رخساروں سے جوڑے اور صدماتی سا ہنسی کہ ایسی فرمائش کوئی اس سے کرے گا کبھی نہ سوچا تھا۔

"آپکا کچھ نہیں ہو سکتا۔ مجھے اچھا نہیں لگتا جب آپ میرے پیروں کو ہاتھ لگائیں۔"

وہ افسردہ تھی۔

"مجھے کیوں لگتا ہے پھر؟ کیا تم کچھ چیزیں صرف اس لیے کر سکتی ہو کہ وہ مجھے پسند ہیں۔ میرے لیے نامہ!"

وہ کہنا تو چاہتی تھی نوح ادا دوغان آپ کے لیے کچھ بھی پر کہہ نہ پائی بس سر ہلا دیا۔

"پہلے آپ ناشتہ فٹش کریں"

وہ بضد تھی پر نوح نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے بھی بٹھایا۔

"تم بھی"

وہ فوراً مان گئی اور نوح نے اسکے بعد سوپ مزے سے انجوائے کیا، کچھ سولڈ بھی لیا اور اپنی کافی ویسے ہی چھوڑ دی کہ آج وہ کچھ کڑواہٹ کے موڈ میں نہ تھا، آج اسے ان ڈائریکٹ کس کے نشے چڑھے تھے۔

نامہ نے اپنے لیے بلیک ہی سیلزن نکالیں اور کاؤچ پر بیٹھی تو وہ پاس ہی آتے رکا۔

"جھکیں مت میں پیر ٹیبل پر رکھتی ہوں"

نامہ نے اسکے لیے آسانی چنی تو وہ مسکراتا اسکے ساتھ ہی بیٹھا اور نامہ نے اپنا اک پیر میز پر رکھا تو نوح نے ہاتھ بڑھا کر جیسے اسکے پیر کو ہاتھ میں لیتے دبا کر سہلایا، نامہ کو لگا بس ابھی جھک کر چوم لے گا کیونکہ باخدا نوح کا یہی دل چاہ رہا تھا پھر بھی اس نے خود پر جبر کرتے نامہ کے پیر پر ہیل فکس کی، پھر دوسرے پیر کو بھی یو نہی محبت دی۔

"میرے پیروں کو چھو کر کیا ملتا ہے آپکو نوح ادا دوغان"

وہ شرمندہ ہوتی جب جب وہ اسکے پیر کو کچھ زیادہ ہی محبت سے دیکھتا اور چھونے کی کوشش کرتا۔

"اطمینان! کہ کبھی یہ ہمارے بچوں کی جنت بنیں گے"

نوح کے پاس نامہ کے دل کی دھڑکن روکنے کے سارے ہتھیار موجود تھے، نامہ نے رحم طلب پھٹی آنکھوں سے نوح کو دیکھا جو دوسری ہیل پہناتے آج کچھ زیادہ ہی بہکی باتیں کر کے نامہ کی برداشت آزما رہا تھا۔

"یا اللہ مجھے ہمت دے"

نامہ نے شرم سے خود میں دبے دہائی سی دیتے فریاد کی اور ہیل فکس ہونے کی دیر تھی کہ وہ اٹھ کر اس کے پاس سے بھاگی۔

باقی وقت وہ چپ ہی رہے اور نامہ نے ہیلز کے بعد اپنا لیڈی بلیزر جو اسکی ہائی ویسٹ پینٹ کے ساتھ میچنگ تھا وارڈرب سے نکالا اور فوراً بنانوح کو دیکھے اسے گاڑی میں ویٹ کرنے کا کہا اور اپنا فون اور گاڑی کی چابی لیے نکل

لی جیسے خدشہ ہو کہ کچھ سنگین نہ ہو جائے جبکہ نوح نے اپنے دل پر ہاتھ رکھے خود کو پیچھے کی طرف ڈھیلا چھوڑ کر گہرے سانس بھرے تھے جیسے معاملہ اب ہاتھ سے آگے نکل گیا ہو۔

.._____..

نامہ نے نوح کو ہو اسپتال ڈراپ کیا پھر وہ اپنی کچھ کلاسیز لینے گئی جو پینڈنگ اور ایڈوانس دونوں تھیں جبکہ نوح نے مسٹر صابر سے ملنے کے بعد بھی رحمان تبریز کو اپنے مشکوک ہونے کا بتایا پر انھیں لگ رہا تھا کہ نوح ان ڈاکٹرز کی وجہ سے ایسا سوچ رہا ہے تبھی خود گارنٹی بھی لے بیٹھے کیونکہ وریام ہو اسپتال کا مقصد ہی لوگوں کی تب تب مدد کرنا جب وہ ہر طرف سے بے یار و مددگار ہو چکے ہوں۔ جب کے نوح نے جب نادر مروان کا خود معائنہ کیا تو اس آدمی کی حالت اس قدر خوفناک تھی کہ وہ خود دہل گیا، لمف نوڈز سخت اور سوجھے تھے، (jaundice یعنی آنکھیں ایک دم پیلی، وہ آدمی نہ بیان کیے جاتے درد سے گزر رہا تھا کہ ہر دو گھنٹے بعد اسے ایک پین کلرری

ایکٹیویٹ انجکشن نہ لگتا تو وہ درد سے چلانے لگتا جبکہ پھولتے پیٹ سے بھی نوح کو اندازہ ہو چکا تھا کہ انکے پیٹ میں فلوئیڈ بنا شروع ہو چکا ہے، پیٹ تھوڑا پھولا تھا بقیہ جسم جیسے لاغر ہونا شروع تھا۔

نوح اس پیشینہ کے تمام ٹیسٹ اور اسکی رپورٹس شام چار تک حاصل کر چکا تھا، طبیعت اسکی سوچ کی طرح بگھڑی ضرور تھی پر نوح کے مطابق انکی جان بچانے کا اب ایک ہی حل تھا اور وہ تھا Curretage and

-Electrosurgery

کیورٹیج کینسر والے جلد کے بافتوں کو کھرچنے کا عمل ہے۔ جبکہ الیکٹرو سرجری (برقی کرنٹ کے ساتھ ٹشو کو جلانا) خون بہنے کو کنٹرول کرنے اور کینسر کے باقی خلیوں کو تباہ کرنے کے لیے کیورٹیج کے بعد استعمال کیا جاتا

ہے۔

اور یہ ٹرٹمنٹ نوح کے مطابق اسی ہفتے کے آخر تک ریکمنڈ کیا گیا اور وریام ہو اسپٹل کی تمام ایکسپرٹ نے اس پر ایگری کیا کیونکہ نوح پر ان سبکو بھروسہ تھا۔

وہیں مانیہ کو کافی گھنٹوں سے دواؤں کے زیر اثر رکھا گیا تھا جبکہ سرجری چار بجے شروع ہونی تھی تبھی فیروز سلطان اور خرد صاحب بھی ہو اسپٹل آنے کو نکل چکے تھے۔

"میں اندر آ سکتا ہوں؟"

صابر جس نے یہی امید کی تھی کہ نوح اس کیس کو لے کر پینک ہو جائے گا، اور اسی طرح مریض کی کنڈیشن دیکھتے فوراً کوئی ٹرٹمنٹ شروع کرے گا اپنے پلین کے فلاپ ہونے کا ڈر دل میں دبائے نوح کے آفس آنے کی اجازت طلب کیے بولا تو نوح نے سر ہلاتے اجازت دی۔

"آئیے مسٹر صابر مروان! بیٹھیے"

صابر نے مگر مچھی آنسوؤں کو ایسے صاف کیا جیسے بھائی کو کچھ ہوا تو سانسیں
اسکی بھی ساتھ نکلیں گی جبکہ نوح ان سیاسی لوگوں کو اچھے سے جانتا تھا کہ یہ
کسی کے سگے نہیں لیکن نادر مروان بلاشبہ ایک بہترین لیڈر تھا تبھی نوح اس
کیس میں اپنا بیسٹ دینے والا تھا۔

"بھائی ٹھیک تو ہو جائیں گے ناں ڈاکٹر ادا؟ ہم بہت امید لے کر آئے ہیں
آپکے پاس"

صابر کی مصنوعی فکر و پریشانی دیکھ کر بھی نوح نے نرم سنجیدہ انداز سے صابر
صاحب کی طرف دیکھا۔

"وریام ہو سپیٹل نام ہی امیدوں کو پورا کرنے والے ادارے کا ہے مسٹر
صابر! ہم ایکسپریٹس اپنا بیسٹ دیں گے۔ اگلے سنڈے ہم انکاسر جیکل اور
الیکٹریکل ٹریٹمنٹ پروسیجر شروع کریں گے تب تک انکی کنڈیشن سٹیبل
کرنے کی ہر ممکنہ پوری کوشش کی جائے گی کیونکہ اس وقت وہ جس بھیانک

درد کا شکار ہیں ایسے میں برقی ریز سیدھی موت بنے گئیں۔ آپ نے انکو ہمارے حوالے کیا ہے اب مطمئن ہو جائیں۔ اگر اللہ نے انکی زندگی لکھی ہے تو ہم ضرور انکو بچالیں گے۔ ہیو آگڈ ڈے"

ایک تو اتنے سینئر سیاسی آدمی کے آنے پر نوح نے اٹھ کر کسی قسم کے پروٹوکول کو دینے کی ضرورت محسوس نہ کی دوسرا ہیو آگڈ ڈے کہہ کر صابر صاحب کو ان ڈائریکٹ وے میں اب آپ تشریف لے جاسکتے ہیں کہہ کر بھی غضب دلایا، وہ اجازت لیتے شرافت سے باہر تو نکل آیا پر نوح کا اکڑا ہونا صابر مروان کو کچھ چبھاتا تھا۔

"آخر یہ کل کا آیا آدمی اکڑ کس بات پر رہا ہے۔ کہیں بھائی کو ٹھیک ہی نہ کر دے سالا۔۔ غلطی تو نہیں ہو گئی مجھ سے؟"

صابر جب اسکے آفس روم سے نکلا تو مارے خفت کے کن پٹی مسلنے لگا کہ نوح کو دیکھنے کے بعد لگ رہا تھا کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں جو صابر صاحب کا چین و قرار متاثر کرتا نظر آیا۔

خیر نامہ نے چار بجے تک میکائیل دوغان کو انکی کمپنی سے پک کیا، وہ پہلی بار Doghan Luxurious Fountain میں آئی تھی، پورے ترکی کے کئی بڑے شہروں میں میکائیل دوغان کے لگژری ہوٹلز تھے جہاں کا مین ہیڈ براؤنچ آفس از میر میں موجود تھا۔

سیاہ شیشوں سے بنی اس اونچی سی بلڈنگ کے ماتھے پہ چمکتا "Doghan Luxurious Fountain" دور سے ہی دیکھنے والوں کو سپینوٹائز کر دیتا تھا پھر نامہ اس بلڈنگ کے الیکٹریکل لاک چیکر گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو اک لمحہ اندر کا نظارہ اسے مبہوت کر گیا۔

نامہ سے ابتدائی ریسپشن پر ہی کھڑی لڑکی نے تعارف لیتے اسے میکائیل کے آفس کی طرف کسی کو ساتھ بھیج کر پہنچایا جبکہ اپنے آفس میں نامہ کو دیکھے وہ سر پر اتر ہوئے۔

"ارے! میرا بچہ آیا ہے۔ خوش آمدید"

وہ اپنی باس چئیر سے اٹھتے نامہ کی طرف بڑھتے ہی اپنے بازو وا کر گئے تو نامہ زرا ہچکچاتی انکے پاس آرکی۔

"بہت حسین جگہ ہے یہ انکل"

وہ روبرو آتے سراہے بنانہ رہ سکی۔

"ابھی تم نے ہمارے لانچ کیے از میر کے نئے لکٹری ""Markie" ہوٹل کا

وزٹ نہیں کیا، وہ اوپن ہوتے ہی آگ لگا چکا ہے۔ کسی دن تمہارا اور نوح کا

سٹے کرو اتا ہوں وہاں"

نامہ نے اس سٹے پر پہلو سا بدلتے بے چینی عیاں کی تو وہ مسکرا کر رہ گئے، وہ انکے بقول شرمائی تھی۔

"اگر آپ فری ہیں تو ہم ہو اسپٹل چلیں؟ آج مانیہ کی سر جری ہے"

نامہ نے اپنے بال کانوں کے پیچھے اڑسانے کے ساتھ کہا تو وہ اپنی چٹیر کی طرف بڑھے اور لیپ ٹاپ پر جھکتے اسے ٹرن آف کیا۔

"ہاں چلتے ہیں، نوح نے کال کر دی تھی مجھے۔ اگلی بار آو گی تو تمہیں اپنے

سٹاف سے ملو اوں گا۔ نوح اور صارم کو تو یہاں ٹک کر بیٹھنا ہرگز قبول

نہیں، ہو پ سو میری یہ بہوان فیوچر مجھے یہاں ضرور جوائن کرے۔"

نامہ انکے اتنی بڑی ذمہ داری دینے پر ہرگز آمادہ نہ تھی پر ابھی فوراً انکار

کرتی تو انکا دل دکھتا تبھی یہ تکلف بعد پر چھوڑے ابھی وہ انکے ہمراہ واپس

ہو اسپٹل نکلی، پہلی بار انہوں نے نامہ کی Rolls-Royce میں اسکے ساتھ

سفر کیا اور نامہ کی ڈرائیونگ مزے سے انجوائے کی۔

جب تک نامہ اور میکائیل پہنچے، خرد صاحب اور فیروز سلطان بھی پہنچ چکے تھے، نامہ بابا سے گلے ملی تو میکائیل نے جس طرح سے فیروز کو گلے لگایا وہ بندہ افسردہ ہو گیا کہ دیشا کے ڈسے ہر فرد کے لیے انکا دل دکھی ہو جاتا تھا لیکن میکائیل سے اب تک وہ خرد جب بھی ملے اسے ایک مہربان اور بہترین انسان پایا۔

سب نے ہی امائل کو باری باری بیسٹ و شیر دیں اور فائنلی سبکی ہمت اور دعاؤں کے ساتھ مانیہ کی سرجری شروع ہو گئی۔

نامہ نے تینوں بڈھے ہنڈسم افراد کووریام ہو اسپتال میس کی سپیشل وی آئی پی کوونی لا کر دی جبکہ ایک اس نے یونہی نوح کے لی اور اسکے آفس کی طرف آئی مگر وہ وہاں نہ تھا کیونکہ نوح کے پاس اتنا کریٹیکل کیس جب بھی آتا وہ ہو اسپتال کا ہی ہو کر رہ جاتا پھر نہ اپنی تکلیف یاد رہتی نہ آرام۔

نامہ اس سے پہلے کافی واپس لے جاتے پلٹتی، نوح کے سینے سے جا ٹکرائی پر
نوح نے اسکے عقب میں ہاتھ جماتے نامہ کو اپنے قریب ہی روک لیا۔

"کیا تم میرے آفس پر جادو پھونکنے آئی ہو کہ میرا یہاں دل نہ لگے؟"

نامہ نے اپنی ڈری آنکھیں پٹ سے ان ہیزل اکھیوں میں جماتے سوال سنتے
گہرا سانس کھینچا۔

"ہاں! بتائیے گا کب تک اثر ہوتا ہے"

پھولے گال سمیت وہ اپنا ہاتھ نوح کے زخم کی جگہ رکھتی آنکھوں سے
شکایت کر رہی تھی۔

"ضرور بتاؤں گا۔ میں ٹھیک ہوں۔ کوونی لائی ہو میرے لیے؟"

اول جملہ نامہ کی فکر ہٹانے کے ساتھ کہے اسکے ہاتھ سے کوونی لیتے سیپ
بھری تو نامہ ہاں کرتی مدھم سا مسکرائی۔

"ہسک کی رائیڈ کب کرنی ہے؟"

وہ نوح کو دیکھتی بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

"اس فرائے ڈے کرتے ہیں۔ کچھ بڑی ہوں۔ مے بی رات بھی وریام
ہو سپٹل گزرے میری"

نامہ جو کل تک اسکے ساتھ رات اک کمرے میں گزارنے پر گھبراتی تھی
آج اسکے یوں رات کو بڑی ہونے کا سنے اداس ہو کر رہ گئی۔

"صرف آج کی؟"

وہ پوچھ کر نوح کو خواہ مخواہ خوش فہم کر گئی۔

"نو۔ تین چار راتیں"

نوح نے اسکے چہرے کے آگے لہراتی بالوں کی لٹ کو میکانیکی طور پر نامہ کے باقی مہکتے بالوں سے جوڑتے بتانے کے بیچ اسکے چہرے کو بغور دیکھا جیسے اپنا من پسند تاثر اخذ کر رہا ہو۔

"ہمم۔ تو کیا رہ لیں گے میرے بنا؟"

نامہ نے اپنی افسردگی چھپاتے نوح پر احسان ساجتاتے اسکی فکر میں پوچھا تو نوح بہت مبہم مسکرا کر اپنی وجاہت خیز متبسم کیفیت سے نامہ کو پلکیں ٹھہرانے پر اکسا گیا۔

"میں تو نہیں رہ سکتا، تم رہ لو گی؟"

سراسر دلی جذبات و احساسات سے چھیڑ خانی کرتے معاملے کو پیچیدہ بنانے کی کوشش کی گئی۔

"ہاں رہ لوں گی، اب یہاں جاب کرنے سے تو رہی"

نامہ نے آنکھیں سی گماتے کندھے اچکائے جبکہ نوح اسکا ایک ایک تاثر
انجوائے کر رہا تھا۔

"کہو تو فوڈ میس کی اتھارٹی دلوادوں تمہیں، ایسے تم گھراور باہر ہر جگہ اپنے
شوہر پر نظر رکھ سکو گی کہ وہ کیا کر رہا ہے کس سے مل رہا ہے"

نامہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر نوح کو دیکھا جیسے سمجھنا چاہ رہی ہو کہ وہ
مزاق کر رہا ہے یا سنجیدہ، ہاں اپنی عقل کو اکیس توپوں کی سلامی بھی دی کہ
یقیناً مزاق ہی تھا پر ابھی یہ اتھارٹی ملتی تب بھی نامہ بنا لمحہ ضائع کیے پکڑ لیتی۔

"میرا شوہر سارے کا سارا میرا ہے، مجھے نظر رکھنے کی کیا ضرورت
ہے۔ اپنے اوپر اتنا تو یقین ہے کہ میں اسکی زندگی کی پہلی اور آخری چوائز
بن چکی ہوں"

نامہ کو اترانے کا موقع دیے وہ بے حد خوش تھا کہ اس لڑکی نے موقع پر
چوکا مار کر نوح کو روح کے دریچوں تک راضی کر لیا۔

"اس یقین کے لیے تھینکیو"

وہ کافی میز پر رکھے پھر سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے انسیت کے کسی اعلیٰ لیول میں مبتلا ہوا کہ آواز جذب کے سبب مزید بھاری اور فسوں خیز ہوئی۔

"ویلم! کیا سچ میں بہت سے دن ہو سپٹل رہنے والے ہیں آپ؟"

زرا اعتماد بحال ہوا تو اس بار بیوی والی ٹون اپنائے وہ نوح کا سب کچھ لوٹ گئی۔

"ہاں نامہ! ایک کریڈیکل پیشنٹ ہے۔ کبھی بھی میری ضرورت پڑ سکتی ہے

اسے"

نامہ کا چہرہ مرجھاسا گیا پر وہ شونہ کرنے کے پورے جتن کر کے بھی نوح کو

اس بات کا احساس دلار ہی تھی کہ اسے نوح کے ساتھ رہنا کتنا اچھا لگنے لگا

ہے۔

"لیکن اگر کبھی میری بہت کمی فیل ہوئی تو آجانا یہاں، میرے پاس ایک بیڈ روم ہے۔ پرائیویسی سے بھرا ہوا"

نامہ اسکی بات کا مفہوم سمجھتی آنکھوں کے گوشوں تک حیا سے بھر گئی، وہ ایسے بنا مسکرائے بھی مسکراتی نظر آتی تو نوح کا دل تیز دھڑکنے لگتا، نوح نے کوو فی اٹھا کر سیپ لیتے اپنا دھیان اس آپسراہ سے سرکایا۔

"مجھے ایسی کوئی کمی نہیں ہوگی جسکے لیے بیڈ روم کی پرائیویسی درکار ہو۔ یہاں آفس میں آکر آپکو تھوڑا تنگ کر کے کوٹا پورا کر لوں گی"

نامہ کی آواز اپنی پلاننگ بتاتے کچھ زیادہ ہی میٹھی ہوئی پر ستم کہ وہ اسے لاڈ سا آنے پر کھا نہیں سکتا تھا۔

"زہے نصیب!"

وہ عاشقانہ مزاج ہوتا جا رہا تھا، نامہ چہرہ نیچے کرتی بلش کر گئی۔

"ٹھیک ہے میں بابا کے ساتھ گھر چلی جاؤں گی"

وہ آنکھیں جھکا گئی، نوح نے اس جلن کی ماری کا جھک کر ماتھا چوما تو جلن رفع ہوئی، قرار جسم کے انگ انگ تک دونوں کو اترتا محسوس ہوا۔

"میرے بہت قریب رہنے کے موقعے کم کم ہی ملیں گے تمہیں تو جب بھی ملیں جی بھر کر فائدہ اٹھا لیا کرو۔ بہت مصروف آدمی ہوں"

نامہ نے ناچاہتے ہوئے بھی اسکے سینے سے سر ٹکاتے بازو نوح کے اطراف لپیٹے کہ نوح کو کاوئی پھر میز پر رکھنی پڑی تاکہ نامہ کو بھرپور فیل کر سکے۔

"بس اپنے زخم کا خیال رکھیں کام کے بیچ۔ آیت الکرسی پھونک دی ہے اب آپ جہاں رہیں گے حفاظت کا حصار قائم رہنے والا ہے"

ناجانے اس بات پر نوح کو کیا ہوا کہ وہ اسکو پکڑ کر روبرو کیے تکلیف سے دیکھنے لگا۔

"تم نے سچ میں مجھ پر یہ پھونکی؟"

اک درد کا دھند لکا تھا نوح کی آنکھوں میں، آواز پھٹ سی گئی۔

"جی۔ مجھے پریشان کرتا ہے آپ کا نظروں سے او جھل ہونا۔ بھلے کچھ دیر ہی سہی۔"

نامہ چھپانہ سکی کہ وہ جان ہے اسکی۔

"یہی میری حالت ہے، لگتا ہے جلد پر اپر شادی کرنے کی رسم نبھانی پڑے گی۔ یہی رکاوٹ باقی ہے اب ہم دو کے بیچ"

وہ نوح کے پھر سے پٹری سے اترنے پر ہر اسماں ہوئی۔

"سٹاپ اٹ نوح!"

نامہ نے اسے بوکھلاہٹ میں ڈانٹ دیا جس پر وہ ڈھیٹ جناب کھل کر ہنسنے۔

"تم میرے آفس میں بیٹھ کر ویٹ کر سکتی ہو سر جری ہونے تک"

وہ خود ہی ہنستا ہوا موضوع بدل گیا پر نامہ نے نفی میں گردن گمائے فوراً اس خطرناک کیفیت سے انکار کیا۔

"نو۔ میں باہر ان تین محترمین کے ساتھ گپ شپ کروں گی۔ آپ اپنے پیشنٹ کو دیکھیں۔ اچھا سنیں! پیشنٹ لڑکی تو نہیں؟"

وہ جاتے جاتے رکی تو نوح کی مسکراہٹ گہری اور وارفتہ ہوئی۔

"ابھی تو آپ کہہ رہی تھیں بیوی کہ میں پورا آپکا ہوں، نظر رکھنے کی کیا ضرورت۔ یہ پوچھ گچھ میرے خیال میں نظر رکھنے میں ہی آتی ہے"

نامہ کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اندر دھنس جائے، عجیب سا گھورنے لگی تاکہ رعب ڈال سکے۔

"جو پوچھ رہی ہوں آپ پر بتانا فرض ہونا چاہیے۔ بیوی کے آگے نہیں بولتے"

وہ سینے پر ہاتھ لپیٹے آنکھیں چھوٹی کر کے نوح کو دیکھتی فر فر بولی۔

"لڑکی ہے وہ بھی بہت حسین!"

نوح نے جسکے باز آدمی سے بھی اوپر کا کام کیا۔

"ایک تو اسکے لڑکی ہونے کو نوٹس کیا اوپر سے اسکے حسن کو بھی۔ اسکی سزا ملے گی"

وہ آنکھوں میں فورادکھ بھرا لائی، نوح نے قدم اسکی طرف بڑھائے جسکے ہاتھ میں کافی بیکڈ گلاس تھا۔

"میرے اندر نوٹس لینے سے جڑی ہر حس بس یہاں کام کرتی ہے۔ نامہ سلطان کے سامنے کہ میں تمہارے دل پر پڑی شکن تک بھانپ لیتا ہوں، وہ ایک اولڈ مین ہیں۔ ایک سیپ لے لو نامہ"

وہ اسکے چہرے کے تاثرات بدلتا کافی کاسیپ دینے کو Coffee Straw
bottle نامہ کی طرف بڑھائے انکار کی ساری اتھارٹی سلب کر گیا۔

نامہ نے Straw سے سیپ لیا اور اپنے چہرے کے گلال چھپاتی وہاں سے
ڈور اوپن کرتی بھاگ گئی جبکہ نوح نے اسی Straw سے کافی کاسیپ لیا تو
اب عاشق صاحب کو وہ ایکسٹرا مزیدار لگی اور اپنے اس بچگانہ انداز پر وہ
مسکرا بھی دیا۔

وہیں سر جری سوچ سے زیادہ بھاری پڑ رہی تھی، اپنی زندگی میں اماٹل نے
بہت کچھ دیکھا ہو گا پر مانیہ سے جڑی یہ سر جری اسکی زندگی کا سب سے بڑا
امتحان تھی، ٹیومر کا سائز بریسٹ کے مین حصے تک نہیں پہنچا تھا جس وجہ سے
اس ٹیومر کو ہی کٹ کرے نکالا گیا تھا جبکہ بریسٹ کو محفوظ بنانے کی بھرپور
کوشش کی جا رہی تھی، ٹیومر اور کینسر سیلز کی گروتھ رکھنے کے سبب ٹیومر کی
جڑیں بریسٹ کے مین پارٹ اور نیل تک نہیں پہنچی تھیں اور یہی سر جری
کے کامیاب ہونے کا پوائنٹ تھا جبکہ دو گھنٹے کی یہ توجہ طلب اور باریک بینی

سے کی جاتی سرجری چھ کے بجائے ساڑھے چھ تک مکمل ہوئی، لیکن امائل اور اسکے ساتھ موجود دو ایکسپرٹ لیزیز سرجنری کی یہ کوشش بھرپور کامیاب ہوئی تھی، وہ دو خود بھی مانیہ کے لیے کافی ٹچی لگیں کیونکہ وہ چھوٹی سی اتج میں اس سب سے گزر گئی تھی۔

دونوں سرجنری کے بعد امائل کو مسکرا کر دیکھتیں وہاں سے گئیں تو امائل نے جھک کر مانیہ کا ماتھا چوماتا کہ آنسو اسکی آنکھ سے گر کر مانیہ کی آنکھ میں جا اٹکا، ہاں وہ جتنا مضبوط ہوتا، زندگی نے اسے ماں کے اچانک چھوڑ کے جانے کے بعد پھر سے ویسا ہی رلا دیا تھا، اور وجہ وہ ڈر تھا کہ اگر وہ مانیہ سے کیا وعدہ پورا نہ کر پاتا تو اسکی زندگی میں سب ختم ہو جاتا۔

"میری محبت نے مجھے ہارنے نہیں دیا مانیہ، میں اپنی زندگی میں اس سے پہلے اتنا نہیں ڈرا جتنا اس سرجری کے ڈھائی گھنٹوں میں تمہارے نازک سے وجود کو چھوتے ڈرا ہوں کہ یہ پھول جسکی خوشبو بھی میں نے مکمل محسوس نہیں

کی، پتی پتی بکھر نہ جائے۔ تم کیا ہو میرے لیے کاش اس وقت میری حالت دیکھ پاتی تم۔"

وہ اسکے ایفیکٹ بریسٹ ایریا پر لگے لائن نما سٹیچیز پر ایک پروٹیکشن بینڈ تاج لگاتے اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر قابو نہ پارہا تھا، تمام کام مکمل کیے اماٹل نے اسے لوز سی جرسی سٹف ٹاپ بھی بہت احتیاط سے پہنائی کہ سٹیچیز پکے ہونے تک وہ کچھ ٹائٹ نہیں پہن سکتی تھی جبکہ دس منٹ تک اسے اسکے روم میں واپس شفٹ کر دیا گیا پر وہ دو گھنٹے بے ہوش رہنے والی تھی، اماٹل کو باہر آتا دیکھے خرد صاحب تیزی سے اسکی طرف لپکے اور جس طرح وہ دونوں گلے گلے، میکائیل، نامہ اور فیروز سلطان کی بھی آنکھیں خوشی سے نم سی ہو گئیں کیونکہ اماٹل کی آنکھیں سرخ ہو کر سو جھی بتا چکی تھیں کہ وہ کتنے درد سے گزر کر مانیہ کے درد دور کر کے آیا ہے۔

گویا ہر کوئی خوش تھا کہ امانل اور مانیہ کی اس آزمائش کو اللہ نے طویل ہونے سے بچا لیا، جہاں گیر والدین بھی پہنچ آئے تو جیسے مزید جذباتی ماحول ہو گیا پر اس خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا تھا جو ان سرخ ہوتی آنکھوں والے ہر فرد کے دل میں سکھ کی لہر اتری وہ سب سے دلکش تھی۔

امانل کا بھی حوصلہ لوٹ آیا، اسکو واپس سٹرونگ ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی، اسکی پہلی کامیاب سرجری پروریام ہو اسپتال کے پورے سٹاف نے بھی سراہا، خود نوح نے اسے اس سب کو کامیابی سے ہینڈل کرنے پر مبارک کباد دی، سب مانیہ کے ہوش میں آنے کے بعد ہی گئے کیونکہ بھلے دو گھنٹے تک وہ ہوش میں آگئی تھی لیکن زیادہ بولنے اور آنکھیں کھول کر رکھنے کی اسے دواؤں کا اثر اجازت نہیں دے رہا تھا پر سبکی تسلی اسکو سلامت دیکھ کر ہو گئی تھی۔ بس میکائیل اور نامہ رہ گئے تھے، وہ بھی جانے والے تھے، رات کے ساڑھے نو بج چکے تھے۔

"اسے اتنے پیار سے سنبھالنے پر تم داد کے مستحق ہو، میں مانیہ کے لیے بہت فکر مند تھا اما نل کہ اسکے اندر کے سناٹے، اسکا اکیلا پن، اسکی تنہائی کون بانٹے گا۔ نوح سے جب تک رشتے میں تھی، مجھے موہوم تسلی تھی کہ نوح میری پرورش ہے، وہ محبت کے بنا بھی رشتے سنبھالنے کا ہنر رکھتا ہے۔ لیکن جب ان دونوں نے باہمی رضامندی سے الگ ہونے کا فیصلہ کیا تب میں پوری رات سو نہ پایا۔ مجھے لگا مانیہ کی پرورش کا جو ذمہ میں نے لیا کہیں اس میں ناکام نہ ہو جاؤں۔ لیکن پھر تم آئے۔ اسکی زندگی میں بہار بن کر۔ اسے اسکی ماں کے شر سے بچانا اما نل، یہ میری تم سے ریکوسٹ ہے"

اس وقت اما نل اور میکائیٹل، مانیہ کے روم میں تھے جو پھر سے آنکھیں بند کیے نیند میں جا چکی تھی، اما نل کی آنکھیں اپنے سکون پر جمی تھیں جبکہ میکائیٹل کی شفقت بھری باتیں اور انکا اک اک حرف اما نل کو سراہ رہا تھا، وہ انکی طرف پلٹا۔

"میں مانیہ کا سایہ بن کر رہوں گا، اسکی فکر مت کریں۔"

اما نل کے یہ دو جملے میکائیل دوغان کو ہر فکر سے کوسوں دور لے گئے، اب کی بار دونوں کی نظریں مانیہ پر تھیں۔

جبکہ نوح کے ساتھ کچھ دیر واک کرنے کے بعد وہ بھی اب اجازت مانگ رہی تھی، نیند سے برا حال تھا۔

"تم بابا کو ڈراپ کر کے واپس آو گی؟"

نوح اسکے ساتھ ہو سپٹل کی پارکنگ تک آیا کیونکہ میکائیل کو وہ میسج کر چکی تھی کہ وہ انکا پارکنگ میں ویٹ کر رہی ہے۔

"میں گھر جاؤں گی اب، مجھے نیند آرہی ہے"

نامہ نے اپنی بے بسی سی بتائی تو وہ مسکرایا اور اسکی گال پکڑ کر بے خودی کے سنگ کھینچی، وہ خوشخواہ گلاب ہوئی۔

"او کے آرام کرنا بیوی۔ لیکن تمہارے لیے میرے پاس ایک جاب ہے۔ یہ چارپانچ دن تمہیں میرے لیے کسی آدمی پر نظر رکھنی ہے۔ سیلری بھی ملے گی"

نامہ کی ساری نیند یہ سنے اڑی۔

"سیلری رکھیں اپنے پاس۔ مجھے بس نام بتادیں کس پر نظر رکھنی ہے"

وہ منہ پھلا گئی، اب کیا وہ چھوٹے چھوٹے کاموں پر سیلری لے گی۔

"لے لو سیلری! میں کسی کا حق نہیں رکھتا"

وہ جان بوجھ کر نامہ کو تنگ کر تاثر ارت بھرا مسکرایا تو نامہ کو وہ پراپرٹی کے

پیپر زیاد آئے، دل تو چاہا نوح کو اس پر ڈانٹ دے پر نا جانے کیوں وہ اس

شخص کو دیکھتے ہی موم ہو جاتی تھی، ابھی نامہ کو علم نہیں تھا کہ اگلے چارپانچ

دن تک اسکے سلطان ولا کی مکمل حاکمیت بھی نوح ادا دوغان کے پاس ہی

آنے والی ہے، اس پر نامہ کاری ایکشن تو نوح سے سوچا بھی نہ جا رہا تھا۔

"کیا دیں گے سیلری میں؟"

وہ بھی ہاتھ سینے پر لپیٹ کر خشمگیں نظروں سے گھورتے بولی۔

"بہت ساری کسیر اور گنز"

جبکہ جو ابا وہ شوخ ہوتے دانت دیکھاتے دو بدو بولا تو نامہ کے چہرے کی رنگت سی گلال ہوئی، وہ خوا مخواہ نظریں چرانے لگی۔

"کس آدمی پر نظر رکھنی ہوگی نوح"

وہ فوراً بات ٹال گئی تو نوح بھی ابھی بیگم کا سنجیدہ موڈ آن دیکھے سیریس ہوا۔

نوح نے اپنا فون پینٹ کی جیب سے نکالتے کچھ سیکنڈز کے بعد نامہ کو صابر مروان کی تصویر، اسکے بارے تمام ڈیٹیلز ای میل کیں۔

نامہ نے نوح کی بھیجی انفارمیشن پر اک نظر پھیری، گھر اور دفتر کے علاوہ وہ آدمی دو سپیشل کیفے جاتا تھا، ایک یوگا سینٹر، ایک ریسٹورانٹ اور جاگنگ کے

لیے پارک، اور ان سب جگہ نامہ نے اس پر نظر رکھنی تھی کہ وہ کیا کرتا ہے، کس سے اس بیچ ملتا ہے اور اسکی رپورٹ اسے نوح کو اگلے سنڈے تک دینی تھی۔

"کر لو گی؟"

نامہ کو ڈیٹیل پڑھنے میں بڑی دیکھتے نوح نے اسکی طرف زرا جھک کر پوچھا تو وہ جلدی سے نظریں اٹھائے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"ہو جائے گا۔ اچھا سنیں۔ مجھے کچھ اہم بات کرنی تھی تو میں میکائیل بابا کو چھوڑ کر آدھے گھنٹے کے لیے واپس آؤں گی"

میکائیل دوغان کو آتا دیکھے نامہ نے جلدی سے زرا فاصلہ سمیٹے اپنا ارادہ بدلا اور نوح کو وہ پہلی بار اپنی بات سے پھرتی بہت پیاری لگی۔

"میں انتظار کروں گا راہوں میں آنکھیں بچھا کر"

نامہ نے اسکے آنچ دیتے لفظ اور پر حدت نگاہوں سے پہلو بدل کر فرار کیا جبکہ میکائیل دوغان کو دیکھے خود نوح نے گستاخ نظریں سنبھالیں جبکہ نوح نے دونوں کو سی آف کرے واپس قدم موڑے۔

"تم اس سے بات کرو گی ناں نامہ۔۔ کیونکہ اسی ہفتے کے بیچ میں ڈائورس کا کام مکمل کرنا چاہتا ہوں"

نامہ نے گاڑی ہو سپٹل کے پارکنگ سے نکالی ہی کہ میکائیل بے چینی سے بولے تو نامہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"جی آپکو گھر ڈراپ کرے میں واپس آؤں گی۔ ہوپ سو بات کر پاؤں نہیں تو ہم ایسا کریں گے آپ ڈائورس کا کام پورا کروالیں پھر ساتھ ہی نوح کو بتا دیں گے۔ کیونکہ مجھے لگتا ہے وہ اپنے ایک کریٹیکل پیشنٹ کی وجہ سے آل ریڈی مینٹلی فکر مند ہیں۔ ایسے میں انکو یہ مسائل بتانا دماغی دباؤ کا شکار نہ کر دے۔"

میکائل دوغان کی آنکھیں لمحے میں پریشانی سے نکل کر مسکرائیں۔

"میرا بچہ! تم نے بالکل ٹھیک سوچا ہے۔ تم اسکا موڈ دیکھ کر ہی بات کرنا باقی ڈائورس کے پیپرز جیسے ہی بن کر لیگل پراسیس پورا ہوتا ہے میں اس منحوس کو طلاق دے دوں گا۔ پھر وہ سائن کرے نہ کرے، میری طرف سے بھاڑ میں جائے۔"

میکائل کا فیصلہ مناسب تھا تبھی نامہ نے سر ہلاتے مدھم سا مسکرا کر انکے ساتھ ہونے کا بھرپور یقین دلایا۔

وہیں نوح واپس آیا تو جاتے جاتے امائل کو دیکھنے مانیا والے روم کا ڈور کھولے جھانکا تو امائل کو وہیں کھڑا دیکھے خود بھی اندر داخل ہوئے امائل کے ساتھ آ رکا، امائل نے گردن گما کر مسکراتے ہوئے نوح کو دیکھا جس نے شفقت بھری مسکراہٹ دیتے امائل کے کندھے کے اطراف بازو جمائی۔

"بہت مبارک ہو اما نل، پر سنلی تمہیں ایک شفقت بھری تھپکی دینا چاہ رہا تھا۔ مجھے امید نہیں تھی یہ سب اتنی جلدی سیٹل ہوگا۔ بہت مختصر امتحان رہا۔ دعا ہے اب سکھ و خوشیاں تم دو کی دائمی ہوں"

اما نل نے مشکور نظروں سے وہ شفقت بھرا دلا سا اور دل جوئی وصول کی۔

"آمین! تھینکیو بھائی۔ مجھے اس سخت اور کڑے وقت میں ایمو شنل

سپورٹ دینے کے لیے۔ مانیہ کو لے کر مجھ پر یقین کرنے کے لیے۔ آپ

سے بھائی والی وابز تو ہمیشہ آتی تھیں، اب دوست والی آتی

ہیں۔ سچے، کھرے اور مخلص دوست والی۔ اور آپ کو پتا ہے میں نے آج تک

نامہ کے سوا کسی کو دوست نہیں بنایا۔ وہ بھی ایسی دوست جسکی اپنی تکلیفیں

اور مشکلات ہی اتنی تھیں کہ ہم انہی کو ڈسکس کیا کرتے۔ میری تو باری ہی نہ

آتی"

نوح نے خفیف ساد لسوز مسکراتے اما نل کا شانہ تھپکا۔

"تم مجھ سے ڈسکس کر لینا کبھی دوست والا کچھ کہنا ہو کہ میں دوست بھائی سب ہوں تمہارے لیے کیونکہ نامہ تو اب سائے سمیت میری ہے۔ باقی تمہیں یہ پرسنل سر پھری بھی مبارک ہو، ٹھیک ہو لے پھر تمہارے ناک میں ایسا دم کرے گی کہ تمہیں اپنی ہوش ہی نہیں رہنی"

اس بار تو دونوں ہنسے۔

"میں شدت سے منتظر ہوں بھائی جب یہ میرے ناک میں دم کرے گی"

اک تڑپ سی تھی اماں کی آنکھوں میں جسے دیکھتے نوح کو بہت ہی راحت ملی کہ مانیہ سچ میں محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

"خوش رہو دونوں"

نوح نے اک نظر مانیہ پر ڈالی اور دعا دیتا خود بھی اجازت لیے دروازے کی طرف بڑھا جبکہ اماں نے چند قدم اٹھا کر مانیہ کی طرف بڑھائے۔

"ا۔ امانل"

وہ بند آنکھوں سے ہی نقاہت زدہ آواز میں پکاری تو وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے مقید کیے اسکے قریب ہی بیٹھا۔

"یہیں ہوں۔ میں پاس ہوں"

وہ جھک کر اسکا ہاتھ چومتے اپنی آواز کی کپکپاہٹ پر قابو نہ پاسکا تبھی تو مانہ نے اپنی درد کرتی آنکھیں کھولتے امانل کو دیکھنے کی کوشش کی۔

"ک۔۔ کیا۔ میں ٹھیک ہو گئی امانل۔ میرا بریسٹ میرے پاس ہے

نا۔۔۔؟"

وہ اپنے آپ کو ابھی تو فیل نہیں کر پار ہی تھی پر ابھی جب بھرپور حواس لوٹے تو اسکی ایک ہی فکر امانل کو مسکراہٹ دے گئی۔

"جب میں نے تم سے کہا تھا تم اپنے جسم کا کوئی حصہ نہیں کھونے والی تب اک لمحہ ڈر لگا تھا مانیہ کہ میرے اتنے بڑے لفظ اگر لفظ ہی رہ گئے تو میں کہاں جاؤں گا، ہر روز دعا مانگتا کہ کم از کم تم سے جڑے کسی معاملے میں امائل قریشی آزمائے جانے کی سکت نہیں رکھتا اور دیکھو اللہ واقعی سبکی سنتا ہے، بہت قریب سے کہ اس نے میرے لفظوں کو چھوٹا اور جھوٹا پڑنے نہیں دیا۔ تم نے نہ اپنے بال کھوئے نہ کوئی اور جسم کا حصہ۔"

وہ اسکے سر کے بالوں کو سہلانے کے ساتھ اک اک حرف سے مانیہ کی روح سہلا گیا جسکی آنکھیں دفعتاً سرخ ہوئیں پھر بھگنے لگیں۔

"مجھے بیٹھنا ہے امائل"

وہ اسکے کراہنے پر گھبرا ایا جبکہ اٹھ کر پہلے تو مانیہ کے لیے تکیے برابر کیے پھر اسے خود سہارہ دیے بٹھایا کہ ابھی آدھی باڈی مانیہ کو درد سے سن محسوس ہو رہی تھی، جبکہ وہ واپس اسکے پاس بیٹھا۔

"میری ڈارلنگ گلو کر رہی ہے"

وہ یہ نہیں کہہ سکا کہ وہ رونا روکنے کے جتن کرتی اسے جان سے پیاری لگ رہی ہے، تبھی جو سمجھ آیا کہ بیٹھا، مانیہ کی آنکھیں جیسے آنسوؤں سے بھرنے سی لگیں، اس نے اپنی گرم ہتھیلی امانل کی گال سے جوڑی اور اسے اپنی طرف جھکاتے دوسری گال کو چوما تو چند آنسو ٹوٹ کر مانیہ کے رخساروں پر اترے۔

"میں بہت ڈری ہوئی تھی، تم میرے ساتھ تھے تب بھی۔ مجھے لگ رہا تھا میں جتنی گناہ گار ہوں، شاید اللہ مجھے اسکی سزا دے۔ ایسی سیلفش ماما بھی تو میری سزا ہی ہوں۔ مجھے لگا تم بھی چھن جاو گے۔ میں بد نما جسم والی جلد مر کھپ جاؤں گی، جسکی خوبصورتی آج چلی جائے گی۔"

جل جائے گا سب کچھ پر اب یقین آ گیا کہ اللہ ہمارے گناہوں کی کبھی اس لمحے سزا نہیں دیتا جب ہم بہت کمزور پڑے ہوں بلکہ وہ انتظار کرتا ہے کب اسکا بندہ ان گناہوں کا احساس کرے توبہ کی طرف آئے۔"

مانیہ کی ہچکی اور بھیگی سانسیں الگ قیامت اوپر سے اس لڑکی کے اعتراضات، امائل پر سب بھاری تھاپر وہ چاہتا تھا اپنا سہارہ دے اسے تاکہ وہ اندر کی جمع گھٹن اور بھڑاس نکال لے۔

"بے شک! وہ بہت مہربان ہے۔ وہ اسی کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کا طالب ہو۔ اگر تمہاری ماما بھی ہدایت کی طالب ہوں تو انھیں بھی اللہ نیک راہ دیکھا سکتا ہے لیکن ہر کوئی تم جیسا نہیں ہوتا مانیہ۔ تم تو پہلی ہی نظر میں مجھے بہت پیور لگی، جسکا ظاہر بھلے گرد آلود ہو پر باطن اجلا، شفاف روح کی روشنی

پورے وجود کو جکڑے ہوئے ہو۔ پھر جب تم پہلی بار میرے قریب آئی، لگا ہی نہیں یہ کسی مجھ پر حرام عورت کی خوشبو ہے۔ مجھے تو لگا یہ میری روح سے جڑی وہ دوسری روح ہے جسکا میں متلاشی تھا۔ پھر لمحہ لگا مجھے پاگل ہونے

میں۔ تمہارے پیچھے۔۔ کیسے تمہیں اپنا بنایا، دل سے لگایا اور سب کچھ بنالیا
خبر ہی نہیں ہوئی"

وہ آج بہت زیادہ بکھری ٹوٹی اور غمزدہ تھی تبھی امانل نے اسے محبت ہونے
کا احساس بخشتا تا کہ مانیہ کا ڈوبتا دل زرا اٹھیک سے دھڑک سکے۔

"تم مجھ سے پیار سے زیادہ ہمیشہ لاڈ کرنا امانل، میں پیار کے بنا جی سکتی
ہوں۔ تمہارے اس لاڈ کے بنا نہیں رہ سکتی اب۔ جو مجھے میری ماں سے بھی
نہیں ملا۔ تھینکیو مجھے میرا اعتماد واپس دینے کے لیے۔ اگر آج کوئی انہونی ہو
جاتی، شاید میں نظریں بھی نہ اٹھاپاتی۔ تم اگر میرے پاس ہو مجھے تو اب
میرے بابا بھی نہیں چاہیں جو مجھے میری زندگی میں چاہ کر بھی بہت ترس
ترس کر ملے، ماما بھی نہیں چاہیں جو پاس رہ کر بھی میرے دل تک نہ جھانک
سکیں۔ یہ سچ ہے تمہارے ساتھ جب جب ہوتی ہوں، کسی اور رشتے یا

احساس کی گنجائش نہیں بچتی۔"

مانیہ کی آواز لرز رہی تھی، حلق درد میں تھا پر وہ نا جانے کیا کیا کہنا چاہتی تھی، وہ امائل کو اب تک بتاتی آئی تھی وہ اسکے لیے کتنا خاص ہے اور آج بھی اس لڑکی نے حد کر دی تھی۔

"آئی لوو یو مانیہ"

امائل نے اسکے آنسو پونچھتے بس یہی حل سوچا جو اس لڑکی کی بھیگی سانسوں کو آرام دے پاتا، مانیہ کی نم آنکھیں مسکرا اٹھیں۔

"میں آئی لوو یو ٹو کہوں یا یہ کہ میں نے نہیں سنا؟"

وہ روہانسی ہوتی اس کو جاننا چاہ رہی تھی آیا وہ اب تو ٹاپک نہیں بدلے گا جبکہ وہ اس معصومیت پر مر مٹا، اس نے مانیہ سے کی خواہش پر بھرپور عمل

کرتے ایک deep long fledged lover kiss کرے مانیہ کو بنا کہے سمجھایا کہ اب انکا کوئی ٹاپک تا عمر نہیں بدلنے والا۔

جب وہ روبرو ہوئے تو دونوں کی آنکھوں میں اک حیا کا گہرا غلبہ خمار میں لپٹا دیکھا جاسکتا تھا، یہ پہلی بار تھا جب اماں نے اسے ہسبنڈ کی طرح سپیشل فیل کروایا کہ وہ اسے کیسا چاہتا ہے ورنہ اب سے پہلے تو وہ بس اسے گدگد کر دور ہو جاتا رہا تھا لیکن آج مزید اپنے عشق میں ڈبو بیٹھا۔

"تم ب۔۔ بہت بے شرم ہو"

وہ اپنا روایتی جملہ نہ دہراتی تو اماں کو پریشانی ہو سکتی تھی، وہ اسی مدہوش انداز میں ہنس پڑا۔

"شوق مائیکل مورون والے اور ہمت ایک کس پر ہی ختم! اوپر سے بے شرم بھی میں ہوں۔ تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں تم نے اسکی کوئی مووی دیکھی ہے۔ مجھے ہی مووی دیکھانی پڑی گی تمہیں، شاید تم نے مین سکینز سکپ کر دیے ہوں کام والے"

مانیہ کا چہرہ سرخیوں میں نہایا اوپر سے اس نے خفت سے گھبراتے مکا امانل کے کندھے پر جڑا کہ وہ کیسی بے شرمیوں پر اتر ادم نکال رہا ہے۔

"میں ماروں گی۔ چپ کر جاو امانل"

وہ شدید شرم سے ڈانٹ گئی۔

"اب چپ کیسے کروں، لوور سے ہسبنڈ بنا ہوں۔ اب تو تمہارے ٹھیک ہونے کا ویٹ ہے بس۔ وہ رومنٹک ناول والا سین بھی توری کریٹ کرنا ہے ہمیں"

امانل تو اسکی جان لینے کے در پر اتر آیا تھا، مانیہ نے رحم طلبی سے امانل کو دیکھتے ہاتھ اسکے منہ پر جما دیا۔

"ن۔۔ نو وپلیز! وہ نہیں۔ تم چپ کر جاو امانل۔"

وہ سخت پینک کراٹھی کہ ابھی یہ سب سوچ کر ٹھنڈے پینے آنے لگے تھے جبکہ امائل نے اسکی ہتھیلی پکڑ کر چومتے اپنے دل سے جوڑی تومانیہ کی اکھڑتی سانس زرا توازن میں آئی پر وہ امائل کی طرف دیکھتے بھی ڈر رہی تھی۔

"ایک دو ہفتے تک واپس شریف بن رہا ہوں۔ کیا یاد کرو گی کیا ایٹم ملا ہے شوہر کے نام پر۔ خیر تین ویک تمہاری میڈکیشن جاری رہے گی اور تمہیں یہیں ایڈمٹ رہنا ہے۔ کیمو نہیں ہو گی مزید۔ ٹیو مر ریمو ہو گیا لیکن اثر باقی ہے جواب میڈیسن سے ختم کیا جائے گا۔ تین ہفتے بعد تمہارے اگین ٹیسٹ ہوں گے اور پھر جا کر تم نارمل لائف کی طرف جاسکو گی۔ اور ایک بات، تین ہفتے تمہیں لوز ٹاپ پہننی ہے وودھاوٹ ٹائٹ انر۔۔۔ اوکے؟"

اول ساری باتوں پرمانیہ کا اعتماد بحال ہوا پر آخری بات سنے وہ پھر سے ویسی ہی ہو گئی، دل چاہا امائل سے خود کو کہیں چھپالے، شرم سے چہرہ اناری ہو گیا، اتنی قریب تو وہ ماما کے بھی نہیں تھی جتنا ان چند دنوں میں وہ امائل کی عادی ہو گئی۔

"تم ایسی باتیں مت کرو۔ میں نے شرم سے ہی مر جانا ہے۔ منہ ادھر کرو"

مانیہ نے گھبراتے ہوئے چہرہ پھیرا مگر امانل نے اسے بہت ہی نرمی سے مزید قریب بیٹھتے اپنے گلے لگایا کہ مانیہ کان کی لو تک اس آدمی کی حرکت پر سرخ پڑی، ہلکی سی مزاحمت کی پر درد کے سبب مزید نہ کر سکی۔

"منہ ادھر کیوں کرنا تھا؟"

وہ محظوظ ہوا۔

"شرم آرہی تھی ناں"

وہ منمنائی۔

"منہ ادھر کرنے پر گناہ ملے گا، منہ اب تمہاری طرف ہی رہنا ہے"

تاعمر۔ مجھ سے شرم مانے کی ضرورت نہیں۔ میں ابھی بھی ڈاکٹر ہوں تمہارا"

مانیہ نے منہ سے پھلایا، ڈاکٹر ایسی حرکتیں کب کرتے ہیں۔

"ڈاکٹر ہو تو ایسے مجھ سے مت چپکوناں۔ میں کفر ٹیبل ہو جاؤں پھر جیسے مرضی قریب آ جانا"

وہ اپنی کیفیت چھپانے کے باوجود بھی چھپانہ سکی تو امائل نے اسے اسی نرمی کے سنگ اپنے حصار سے آزاد کیا۔

"جیسا میری ڈارلنگ چاہے، ویسے بھی تمہارے قریب آؤں اور بنا کچھ کیے دور ہو جاؤں۔ مجھے بھی گوارا نہیں"

وہ اب بھی شیطانی مسکرایا تو مانیہ نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر خود کو ہی چھپا لیا جس پر امائل کا قہقہہ واقعی میں دونوں کے ڈرے سہمے دلوں کے لیے ٹانک ثابت ہوا۔

.._____..

نامہ واپس تو آئی پر اس سے وہ بات نہ کی جاسکی کیونکہ نوح اپنے پیشنٹ کو لے کر واقعی ٹنس تھا تو اس نے دوسرے ہی پلین پر عمل درآمد کیا، اگلے

پانچ دن گزر گئے، نوح بالکل ہو سہل ہو کر رہ گیا کیونکہ ان پانچ دنوں نادر مروان کی حالت کئی بار ایسی ہوئی کہ اسکے بچنے کی امید دم توڑ دیتی لیکن پھر جیسے اسکی حالت ایک دم سہل ہونے لگتی، دیشا نے جب مانیہ کی سرجری کا سنا وہ اس سے ملنے ہو سہل آئی مگر امائل نے اسے مانیہ سے اکیلے ملنے نہ دیا بلکہ اس بیچ وہ بھی روم میں موجود رہا اور دیشا کچھ کر بھی نہ سکی، جبکہ خود نامہ نے ان پانچ دنوں اپنے کام نمٹائے، صارم کی پڑھائی میں مدد کی، دیشا کے زہریلے وار روکے، بابا کو ٹائم دیا، ہو سہل آکر وہ مانیہ کو دیکھتی رہی، نوح کو تنگ کرتی رہی، وہ سلطان ولا کی سیکنڈ لاسٹ انسٹلمنٹ بھی پے کرنے دو گھنٹے کے لیے استنبول گئی پر اکیلی لیکن اسے یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اب سلطان ولا استنبول کے بینک والوں کی نہیں بلکہ نوح ادا دوغان کی ملکیت تھا کیونکہ ان پانچ دنوں میں نوح کے وکیل نے یہ کام بھی ہینڈل کر لیا جبکہ میکائیل نے ڈائورس کے ساتھ جو کچھ حق مہر کی دیشا کو ملتی رقم تھی سب کے بارے پورا لیگل پراسیس مکمل کر لیا تھا اور نامہ نے فرائے ڈے یعنی آج ہی نوح سے

سب ڈسکس کرنے کا فیصلہ لیا تھا کیونکہ آج نوح نے نادر صاحب کی کچھ بہتر کنڈیشن پر ہو سہپٹل سے شام سے رات کا آف لیا وہ بھی سپیشل ہارس رائنڈ کے لیے جسکو لے کر نوح کے بہت سے پلین تھے، جبکہ نامہ نے یہ پانچ دن صابر مروان پر بھی نظر رکھی تھی لیکن اسکی رپورٹ وہ نوح کو ہفتے کی رات دینے والی تھی، مانہ کی طبیعت پانچ دن میں بہتر ہو چکی تھی، لیکن ابھی بھی بریسٹ پین موجود تھا جسکے لیے اسکی پراپر کیئر کی جارہی تھی اور پھر امائل کے ڈاکٹر اور ہسپنڈ دونوں بن کر دیے لاڈ اسے ایموشنلی اور مینٹلی کافی سٹر ونگ بنا رہے تھے، نامہ نے نوح کو پک نہیں کیا تھا بلکہ اسے امائل نے فارم ہاوس ڈراپ کیا تھا، جبکہ پہلے تو دونوں نے لنچ خرد صاحب اور فیروز صاحب کے ساتھ کیا پھر وہ لوگ فارم ہاوس اوپن ایریا کی طرف چلے آئے، آج دونوں ہی فل بلیک میں چلتی پھرتی قیامتیں لگ رہے تھے اوپر سے از میز میں پھر سے بارشوں کا کل رات سے سلسلہ شروع تھا، آج کی یہ شام بھی ویسی ہی ابر آلود اور رومانوی سی تھی، ہسک کو اسکے کیئر ٹیکر نے نامہ کے بجائے آج نوح

کے حوالے کیا اور واپس اصرطبل چلا گیا جبکہ ہسک کی آج کڑی آزمائش تھی کہ اسکی نامہ کے ساتھ کوئی اور پیار کرنے والا تھا، نوح کے سٹیجیز کھل چکے تھے لیکن ابھی بھی انرپین کبھی کبھی فیل ہو رہا تھا جسکے لیے وہ پین کلرز بھی استعمال کر رہا تھا۔

"تم میرے ساتھ ایک ہی گھوڑے پر گڑ سواری کرنے

والی ہو، کیا تمہیں ڈر نہیں لگ رہا نامہ؟"

وہ ہسک پر جھمپ مارے سوار ہوا جسکے بعد ہسک نے بدکنے کی بھرپور

کوشش کرے اس ابھی تک لگتے اجنبی کو گرانے کی کوشش کی پر ناجانے

نوح نے ہسک کی کمر تھپک کر کیا پھونکا کہ وہ مدہوش ہو گیا جبکہ خود نوح نے

اپنا ہاتھ زرا ہسک پر بیٹھے بیٹھے جھک کر نامہ کی طرف پھیلاتے خمار آلود

آنکھوں سے اس ڈری لڑکی سے سوال کیا، وہ بلیک کلر کی لوزہائی ویسٹ پلازو

پینٹ کے ساتھ بلیک ہی پلیٹ ٹاپ پہنے، سیلنز کے ساتھ، بال کھولے قہر لگ

رہی تھی، کانوں میں گولڈ کے چھوٹے چھوٹے ایئر پیس تھے باقی کلائی پر بندھی واچ جبکہ نوح بھی آج پورا بلیک میں کافی زیادہ ڈیشنگ اور ہاٹ لگ رہا تھا، مردانہ وجاہت تو تھی ہی اوپر سے بالوں کا بکھرا سا انداز، ہونٹوں پر بہکی مسکراہٹ، آنکھوں کے بے باک تیور اسے اور تباہی بنا رہے تھے، نامہ کا تو بنا کچھ ہوئے حلق سوکھ کر بنجر ہوئے جا رہا تھا۔

"اس میں ڈر کیسا نوح"

وہ خود کو نارمل رکھے نوح کے خوبصورت پھیلے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گئی جسکے بعد نوح نے اسے بہت مہارت سے اپنے ساتھ کھینچ کر ہسک پر سوار کروایا پر دونوں ٹانگیں دائیں بائیں طرف کیے بھی نامہ کا بھرپور رخ نوح کی طرف تھا۔

دونوں کی آنکھیں مدھوش سا غرہوئیں۔ نامہ نے نوح کی طرف دیکھتے اپنے سوال کے جواب کے لیے آئبر واچکائے کہ آخر اسے نوح سے کیوں ڈرنا

چاہیے، ان دو کے سراپوں سے اٹھتی مدہر کلون کی خوشبو، جسم کی خوشبووں سے مل کر اس دیوانگی میں دھت خراب موسم میں اور آگ بھڑکار ہی تھی۔

"کیونکہ یہ... hores ride آج تمہارے اقرار اور

میری kiss پر اینڈ ہو گی نامہ سلطان"

نوح نے اس کے بکھرے ہوا سے اڑتے بالوں میں مسرور ہوتے چہرہ چھپاتے اس کے کان میں سرگوشی کرے نامہ کو سچ میں خوفزدہ کر دیا، جبکہ نامہ نے حلق سے تھوک نگلتے اپنے اطراف بندھی نوح کی بازوؤں میں حقیقہ قدم گھٹتا محسوس کیا، پھر خود کو تسلی

دینے لگی کہ وہ کوئی اقرار نہیں دینے والی، اسے کیا پتا تھا نوح نے یہ ہارس رائیڈ لی ہی نامہ کا اقرار چھیننے کو تھی۔

تیز چلتی شام کی ہواؤں میں بارش کے قطروں کی نمی پھر تاحد نگاہ پھیلے
رائڈنگ ہارس ایریا میں ہر طرف سبزہ زار، بلند وبالا پہاروں کے سائے تلے
وہ نامہ سے ایسا تقاضا کرے اسکی جان نکال گیا۔

"ک۔۔ کیسا اقرار؟"

نوح نے ہسک کو چلنے کے بعد دوڑنے کی کمانڈ دیتے ساتھ نامہ کا ڈرا ہوا سوال
سنے گہری مسکراہٹ دی، نامہ اسکی دونوں بازوؤں کے ہالے میں سمٹی قید
تھی کیونکہ نوح کے ہاتھوں میں ہسک کی رسیاں تھیں، نوح کی نظر نامہ کے
اک طرف ہوئے بالوں کے سبب اسکی گردن کے اسی حصے پر جا ٹھہریں، جو
اس کی شرٹ کے بوٹ بیک گلا ہونے کے سبب عیاں تھی جبکہ نامہ کے بال
اڑ کر نوح کے چہرے پر جا کر اسے ڈسٹرب نہ کریں اس وجہ سے اس نے پکڑ
کر دائیں شانے پر ڈالے آگے کیے ہاتھوں سے پکڑ رکھے تھے، نامہ تب کانپ
سی اٹھی جب نوح نے اسکی گردن کی پچھلی طرف اپنے ہونٹوں کو رکھے اسکی
جلد کو ہلکا سا سک کیا۔

"نوح پلیز! میرے سوال کا جواب دیں"

وہ جلدی سے اسکی طرف چہرہ گماتے منت کراٹھی جبکہ ہسک اپنے راستے پر دوڑنے کے انداز میں گامزن تھا، جوں جوں فاصلہ کٹ رہا تھا فضا کی ٹھنڈک بھی بڑھ رہی تھی، اندھیر بس ہونے کو تھا۔

"Will you marry me with white wedding gaon?"

نامہ کی آنکھیں لمحہ بھر ٹھہریں پھر بھیگیں، اس نے نوح کی بازوؤں میں قید ہوتے ہی اپنی دائیں ٹانگ بھی اٹھا کر بائیں طرف کرتے مکمل نوح کی طرف رخ کیا، جبکہ نوح اسے تو نامہ کے اتنے قریب سانس لینا بھی یاد نہ رہا۔

"ہم شادی کر چکے ہیں ناں نوح"

نامہ نے بے چین ہوتے اپنا ہاتھ اٹھا کر نوح کی گردن سے جوڑتے یاد دلایا پر وہ لحظہ بھر نامہ سے نظر چراتا مسکرایا۔

"پر اپر شادی نامہ! ایک بار پھر تم دلہن بن کر میرے لیے سجو۔ کیا تم کروگی مجھ سے شادی؟"

ہسک کی رفتار مدھم ہوئی پر ان دو کے دل بہت شدت سے دھڑک رہے تھے، وہ اتنی قریب تھی کہ اسے نوح کی آنکھوں کا حسین رنگ آج کچھ زیادہ اچھے سے نظر آیا، اس کے خوبصورت ہونٹوں پر لکھے سوال نے انہیں اور دلکشی بخشی تھی، وہ مبہوت سی ہو گئی جیسے جادو آج اس نے نہیں، نوح نے اس پر پھونک دیا ہو۔

"اس اقرار کی بات کی تھی آپ نے؟"

وہ ہچکچاتے ہوئے ہی بولی، اسکی سرگوشی سے بھی مدھم آواز اگر وہ اتنے قریب نہ ہوتا تو ہر گز سن نہ سکتا۔

"ہمم۔۔۔"

وہ سنجیدہ ہوا۔

"پر یہ اقرار کرنے کے بعد۔۔۔"

نامہ کی پلکیں حیا کے احساس سے جھکیں تو نوح نے اسکے ماتھے کو چوما، نامہ نے دونوں ہاتھ نوح کی کمر میں حائل کرتے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا تو نوح کو لگا اسکے ہر منظر میں نامہ کی خوشبو گھل گئی ہے، وہ اسکے سر پر یوں کرے بری طرح سوار ہوئی تھی۔

"تم جتنا چاہے وقت لے لو، لیکن مجھے تمہارا اقرار ہر صورت چاہیے نامہ آج۔ میری مجبوری سمجھ لو"

وہ ایک ہاتھ میں ہسک کی لگائیں تھامے دوسرے ہاتھ کو نامہ کے اطراف لپیٹے اسے بھی سرگوشی کی مانند بولا تو نامہ نے گہرا سانس اس شخص میں چھپتے بھرا اور کچھ ثانیے بعد وہ روبرو ہوئی، نوح نے جلدی سے اسکی جھکی آنکھوں کو دیکھا پھر نامہ نے اپنی پلکوں کی چلمن کو اٹھائے نوح کی آنکھوں میں اپنی محبت سے بھری آنکھیں جمائیں۔

"م۔۔ میں کروں گی شادی۔ جیسے آپ چاہتے ہیں"

نامہ نے پھر سے نظریں جھکائیں اور ہسک بھی کھلے میدان میں آکر رک گیا کیونکہ یہاں ایک خوبناک کی سی روشنی تھی، اک طرف ڈھلتے سورج کی پیچھے چھوٹی نارنجی گھلی روشنی اور وہیں سارے دن آسمان پر مدھم سا نظر آتا چاند دکتے انداز میں روشن ہو رہا تھا، ہوائیں تیز ہو رہی تھیں، بارش کی نمی ہوا کے جھونکوں میں شامل ہوئے ان دو کی سانسوں سے ٹکرا رہی تھی۔

"کل ہی"

نوح کے بدحواسی سے کہنے پر نامہ گھبرا کر نوح کو واپس دیکھنے لگی، آنکھیں اسی رحم طلبی سے بھریں جو اکثر وہ نوح کے سامنے بھوری آنکھوں میں سمو لیتی تھی۔

"ک۔۔ کل۔ اتنی جلدی؟"

وہ پریشان سے زیادہ ڈری تبھی نوح نے بازو مزید جکڑتے نامہ کو اپنی سانسوں کے قریب لا ٹھہرایا، دونوں کی نوز ٹپ مس ہونے لگی، ہونٹوں کے بیچ بہت کم فاصلہ بچ گیا۔

"Please say yes"

وہ ریکوسٹ نہیں حکم کر رہا تھا تبھی نامہ نے انکار کے بارے تو سوچا ہی نہ تھا۔

"ا۔ا۔او کے۔۔یس"

وہ بے خود سی جیسے چہرہ پیچھے کرنے کے جتن میں بولی، نوح پر اس لڑکی کا نشہ سا طاری ہوا تھا۔

"مجھے دیکھ کر کہو کہ کل میں آپ سے پراپر شادی کرنے کے لیے تیار ہوں"

نامہ نے بھگنے کو تیار آنکھوں پر بڑی مشکل سے جبر کیے نوح کا حکم سنا۔

"آ۔۔ آپ کو دیکھ کر ابھی سانس لینی م۔ مشکل ہے نوح! میں اتنا سب کیسے بولوں؟"

وہ اسکے گلے لگنے کی کوشش میں بھی ناکام ہوئی کہ اس وقت سچ میں رونگٹے کھڑے تھے۔

"تمہیں سانس میں دوں گا۔ تم بولو نامہ"

وہ اسکی گردن سہلاتا اسے سر اسر دل کا دورا دینے کی کوشش میں تھا کیونکہ نامہ کا دل بہت تیز دھڑکنے لگا تھا۔

"ن۔ نوح! میں آپ سے کل ہی پر اپر شادی کروں گی۔۔۔"

وہ بہت زیادہ مشکل میں گری تھی پھر بھی نوح نے اسکی ہمت کو سراہا کہ وہ اسکے روبرو اپنے حواس اب تک قائم رکھے ہوئے ہے، وہ مسکرایا تو نامہ کی بھگی آنکھیں بھی ڈراڈرا مسکرائیں لیکن جس طرح وہ نوح کے ہونٹوں کو

ہر اسماں ہوئے دیکھ کر بار بار نوح کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی وہ اچھے بھلے
نوح ادا دوغان کو پاگل کر رہا تھا۔

"کل تباہی مجھے والی ہے یعنی۔"

وہ مست نظروں سے نامہ کا زرا یکجا اعتماد پھر ریزہ کر گیا جواب کی بار چہرہ ہی
پھیر گئی۔

"اب اس رائنڈ کو ختم کرتے ہیں نوح"

وہ ٹوٹی کانپتی آواز میں فرار کرنے پر آمادہ تھی پر نوح نے ہسک کی رسیاں
چھوڑتے دونوں ہاتھوں سے نامہ کو ہولڈ کرے ہاتھ اسکے چہرے کے دائیں
بائیں لگاتے اپنی طرف پلٹانا چاہا پر وہ بری طرح مزاحمت کرے گردن اسکے
مخالف ہی اکڑا گئی۔

"ایسے کیسے ختم کر دوں، میری ایک چھوٹی سی ڈیمانڈ ہے۔ میری طرف
دیکھو نامہ"

وہ اسکی گردن کو زبردستی پھیرنا نہیں چاہتا تھا تبھی اسکی گال سے ہونٹوں کو جوڑتے ایئر لوب کو زبان سے مس کیے نامہ کے پتھر فرار کو پگھلانے کی بھرپور سازش کی۔

"م۔ میں نے دیکھا ہوا ہے۔ ابھی نہیں دیکھ رہی۔"

وہ ہنوز ضد پر اڑی تھی کیونکہ پورا جسم سوچ کر ہی ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔

"نامہ تم جب تک مجھے نہیں دیکھو گی میں اپنے ہاتھوں کو بھی بے لگام رکھوں گا اور ہونٹوں کو بھی۔ چوائز تمہاری ہے"

وہ اسکی گال پر بھیگے انداز میں کس کرے نامہ کے اندر ہلچل مچاتا اسے بھرپور بہکانے پر لگا تھا جبکہ نوح کے ہاتھوں نے اپنی ہی بے باک موومنٹ شروع کی جو نامہ کی روح لرزانے لگی کہ وہ چند سیکنڈ بھی نوح کی گستاخیاں نہ سہہ سکی اور چہرہ اسکی طرف پھیرتے ہتھیار ڈال دیے، نوح نے اپنے

ہاتھوں کو بھٹکنے سے بروقت روکا کہ نظر نامہ کی اکھڑتی سانسوں پر جا ٹھہری تھی۔

"آ۔ آپ بہت ضدی ہیں نوح! آپکی ضد پھر بھی بری نہیں لگتی مجھے۔ آپ کے پاس صرف دھڑکن دل تک مقید نہیں رہتی، میرے پورے وجود پر طاری ہو جاتی ہے۔ میں ہاری ہوئی ہوں آپکے آگے اس لمحے سے جب آپ نے خود پر مجھے حاکمیت دی۔"

نامہ نے اسکے اپنے چہرے سے جڑے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے تو وہ نوح نے پکڑ کر باری باری چومے، پروہ نظریں جھکا لیتی لڑکی اس بار ہاری نہیں بلکہ جیت گئی تھی۔

نوح نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر اٹھایا تو اس نے نامہ کے ہونٹوں کو نہ دیکھا بلکہ آنکھوں کو دیکھا، جہاں اک اجازت تھی پر بہت سی حیا اور سوز بھی ہلکور رہے تھے۔

پھر نوح نے اسکے ہونٹوں کو زرا سالیبوں کو مس کرتے چھوا اور نامہ کی گردن میں چہرہ لے جاتے اس جلد کو دیوانگی و شدت سے چوم کر نامہ کے پورے وجود کو کرنٹ کی مانند جکڑ سالیا۔

"نوح! ہر بار نہیں۔ ہر بار آپ میرے لیے خود کو بے چین نہیں رکھا کریں"

وہ نوح کے اتنی جلدی پیچھے ہٹنے پر احتجاج کر اٹھی تبھی نوح نے پر شوق سی نظریں روبرو ہوتے نامہ پر ڈالیں جو یہ منہ سے نکالنے کے بعد پتھرائی ہوئی تھی۔

"تم اجازت دے رہی ہو مجھے؟"

نوح کی آواز میں خمار اترتا تو اس نے اس ہانپتی سانسوں والی سے یقین چاہنے کو پوچھ لیا، نامہ نے زندگی کی پوری ہمت جمع کرے سر کو اثبات میں ہلایا تھا۔

"لیکن جیسے میں نے آپ کا خیال کیا، میرا بھی کیجئے گا"

نامہ نے اسکی سینے سے شرٹ مٹھیوں میں لیتے سرخ ہوتی آنکھوں سے نوح کی آنکھوں میں دیکھا جبکہ نوح نے لمحہ بھر نظر جھکائی اور جب وہ سانس لینے کو ہونٹ واکیے ڈر کر نوح کو دیکھ رہی تھی، وہ سر اٹھائے اسے دیکھتے ہی نامہ کے چہرے کی اور لپکا اور اس نے نامہ کو سانس پوری کھینچنے کی مہلت نہ دی، وہ بے اختیار اسکی گردن میں بازو پرو لیتی نوح کے استحقاق اور ہونٹوں کے پہلے لٹائے حق میں ہی کھو گئی، وہ ایک سو فٹ مگر passionate kiss تھی، سموتھ، جس نے نامہ کی سانس جکڑی لیکن روکی نہیں۔ وہ بہت پیار سے قریب آیا تھا اسکے، اپنا استحقاق کچھ دیر نامہ پر لٹاتے ہی اسکو خود ہی اپنے سے دور کر گیا کیونکہ نامہ کے اندر گردش کرتے لہو کو منجمد کرنے کی اسکی کوئی تمنا نہ تھی، وہ جتنے آنسو سنبھال بیٹھی اس طرح کے لمس پر وہ ٹوٹ کر گالوں پر اترے تو نوح سے دیکھا نہ گیا، اسے اپنے گلے لگاتے اپنا سینہ فراہم کیا کہ لو میری قربت کے رونے میرے ہی سینے پر بہاؤ پر وہ تب حیران ہوا

جب نامہ نے اپنے وہ چند آنسو خود رگڑتے بازو بھر پور نوح کے گرد کس لیے، وہ خفیف سا مسکرایا۔

اور تب پاگل ہی تو ہوا جب نامہ نے اسکی زرا پیچھے ہٹے گال پر اپنے نرم ہونٹ زور سے رکھتے دور ہونے سے پہلے بائٹ بھی کیا، پر باخدا نامہ کی یہ جوابی کاروائی نوح کو دل و جان سے منظور تھی۔

"م۔۔ میں کہیں جانے نہیں دوں گی اب آپکو نہ خود جاؤں گی۔ بہت پر سنل ہو گئے آپ مجھ سے نوح۔ یہ میں آپکو دیکھ کر نہیں کہہ سکتی لیکن میں آپکے بنا نہیں جی سکوں گی اب۔۔۔۔ سیکرٹ ہے میرا۔ مجھے اس پر مزید پیار مت کرے گا ابھی۔ کیسی سٹی فل کر دی آج کی"

وہ اٹکی سی بھاری سانسوں سے بولی اور اس سے دور ہوتے ہی وہ چھلانگ مارتی ہسک سے نیچے اتر کر اس سے پہلے بھاگتی نوح بھی پیٹ کے ہلکے سے کھنچاؤ

والے درد پر ہاتھ رکھ کر جھپ مارے اترتا نامہ کی طرف لپکا، اسکی کلائی پکڑ کر کھینچتے اپنے قریب کیا جو اسے دیکھ نہ پاتی پھر سے منہ پھیرنے لگی۔

"اگر تم نے مجھ سے نظریں چرائیں تو کیپسیٹی پھاڑ دوں گا ایکسٹرا فل کر کے۔ اتنے سے پے فل ہو جاو گی تو میں اپنی طوفانی قسم کی بے اختیاریاں کیا دیوار پر لٹاؤں گا۔ میرے اندر تو طوفان مچا ہے۔ کیسے سہوگی اتنی قلیل ہمت کے ساتھ نامہ تم مجھے۔ کل ہم شادی کر رہے ہیں۔ کیا تمہیں یہ بات سمجھ آئی۔ سن رہی ہو تم؟ پر اپر شادی کا مطلب کیا ہے؟"

وہ اسے پکڑ کر اپنے حصار میں قید کرے پھڑ پھڑانے کی کوئی مہلت نہ دے سخت ڈانٹا گھورا تو نامہ نے ناراض سی گھوری آنکھیں اٹھائے اسے دی کہ وہ آواز سخت کر بیٹھا تھا۔

"بہت بد تمیز ہیں آپ۔ مجھے شرم آرہی ہے۔ کیوں نہیں سمجھ رہے آپ۔ کل کی کل دیکھ لیں گے۔ ابھی کے لیے تو رحم کھائیں۔ آپ نامہ

ہوتے تو سمجھتے۔ آپ نوح ہیں تبھی بس اپنی بے اختیا ریاں اور طوفان نظر آرہا ہے۔ کیا پتا میرے اندر اس سے زیادہ ہلچل ہو"

وہ پست سا تپ کر نجانے کیا کیا بڑبڑا اٹھی، بار بار نظریں خود بخود شرم سے جھک رہی تھیں کہ اپنی زبان کی بے لگامی اور شر مسار کر گئی جبکہ نوح نے اسے کھینچ کر اپنی بازوؤں میں بھینچ کر مست و مسرور قہقہہ لگایا تو نامہ نے جیسے اسی لمحے اور قربت کو چاہا کہ فوراً اس سے گہرا سانس بھرے لپٹ گئی۔

"نامہ تم مجھے مار ڈالو گی، تمہارے اندر بھی میرے لیے کوئی طوفان ہے یہ امیجن کرنا ہی بہت جان لیوا ہے۔ تم وہی ہو جسکی مجھے طلب ہے، وہی ہو جو نشہ بن کر مجھ پر طاری ہونے کی اہلیت رکھتی ہے۔ وہی ہو جو مجھے دیکھ کر ہی پاگل کرے اپنے اختیار میں لاسکتی ہو۔ تم وہ سب ہو نامہ، جو نوح کو چاہیے"

وہ اسے یوں اپنے سینے لگائے کھڑا اس موسم سمیت نامہ کے جسم دل اور روح کو اپنی محبت کا گواہ بنائے بازوؤں میں شدت سے بھینچ رہا تھا کہ وہ اسکی

قربت کی تباہ کاریاں اپنے اڑتے ہوئے ہوش کو گردانے پر مجبور اس کے اختیار میں آچکی تھی۔

"ن۔۔۔ نوح! تھوڑا سانس لینے دیں۔ سب کچھ ایک ہی بار کرنا ہے کیا۔ ایسے سرد موسم میں ایسی آگ لگانے پر آپکو پوچھنے والا کوئی نہیں ورنہ کڑی سزا کے مستحق تھے آپ"

وہ شدید بے بس ہوئی کہ نوح کو اسکی بے بسی پر بھی ٹوٹ کر پیار آیا، نامہ کو پکڑ کر اپنے روبرو کیے اسکا سرخیوں اور شکایتوں کا جہاں بنا چہرہ اپنے خوبصورت ہاتھوں میں بھرا۔

"مجھے تم دو سزا، کوئی ایسی کہ صدمے سے بیہوش ہو کر گر پڑوں"

وہ ہنوز نامہ کی ہمت پست اور ہوش اڑانے پر تلافیوں خیزی سے سرگوشی میں بولا۔

"آپ جیسی بے شرم حرکتیں نہیں کرتی۔ میں بس کاٹ کھاؤں گی۔ دوسری گال پر بھی بائیٹ کروں؟"

وہ خفیف سا برہم ہوئی۔

"وہاں کاٹ لو جہاں کی پیاس بجھنے کے بجائے بڑھ گئی ہے، تھوڑا مزید چین درکار ہے آپ سے بیوی"

وہ بہکے اور نشیلے لہجے میں جس طرف اشارہ کر گیا نامہ کو لگا کھڑے کھڑے زمین میں گر گئی ہے۔

"ن۔۔۔ نوح! آپ میری جان لینا چاہتے ہیں کیا۔ جارہی ہوں

واپس۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔ آپکو زرا ترس نہیں آرہا مجھ پر"

وہ پھر سے لڑ کر خود کو چھڑوانے لگی کہ نوح نے ایک ہی جھٹکے سے نامہ کو اس مزاحمت سے باز کیا۔

"ترس کیوں آئے۔ بس پیار آئے گا اب۔ چلی جاو لیکن میری خواہش ہے ہم تھوڑی دیر مزید ساتھ رہتے۔ اس قریب آنے کو تھوڑا تو سیلبریٹ کرنا بنتا ہے۔ ہسک مجھے ٹانگ ہی نہ مار دے کہ اسکی ملکہ کو ستارہا ہوں۔ رحم کی اپیل ہے آپ سے محترمہ۔ ہمیں اپنے کچھ لمحے دیجئے"

وہ ایسے بہکے عاشقانہ انداز میں جان مانگتا وہ بھی نامہ دے دیتی یہ تو اپنے کچھ لمحے تھے، پھر وہ لڑکی نوح ادا دوغان کے آگے ہار سی گئی۔

"اوکے لیکن میں اسکی ملکہ نہیں ہوں۔ چھوڑیں اور تھوڑا دور ہو کر کھڑے ہوں بس اس شرط پر رکوں گی"

نامہ نے اسکے ہاتھوں کو ہٹانے کی کوشش کرنے کے ساتھ رہنے کی کڑی شرطیں کہیں تو نوح نے مسکرا کر ادھار کی شرافت دیکھاتے سرتا پیر نامہ کو

جس طرح بازوؤں سے آزاد کرے دیکھا وہ شرم اور خفگی کی ملی جلی کیفیت میں پوری پلٹ کر کھڑی ہوئی جبکہ نوح سمجھ نہ پایا ہنسے یا غصہ ہو۔

"اب یہ کیا ہے؟"

وہ قریب آتے خاصی برہمی سے بولا جبکہ نامہ نے اپنے ہاتھوں کو اپنے دونوں گرم گالوں سے دبا کر جوڑتے غیر مرئی نقطے پر نگاہ جمائی۔

"نوح کچھ تو خیال کریں میں ایک لڑکی ہوں"

وہ دو قدم مزید آگے جارہی تھی جس پر نوح نے پھر سے فاصلہ سمیٹے اس بار ٹھوڑی اس کے کندھے پر جمائے دونوں بازوؤں میں نامہ کو قید کیا، اس کی پشت سے جڑتے نوح کے سینے نے نامہ میں اک نشاط کی سی لہر اتاری پر وہ اس سکون کا اعتراف کرتی تو نوح اسے اپنی قربت میں پاگل کر دیتا۔

"نہیں آپ ملکہ ہیں میری"

وہ چہرہ آگے کیے اسکی گال سے گال مس کرتا لاڈ سے بولا تو ان گھبرائی
 آنکھوں میں تیرتی سی مسکراہٹ، اہم ہونے کا یقین اور چاہے جانے کی
 چمک ساتھ اتری پھر حیاتو نامہ کی آنکھوں میں ہی کسی اک کنارے پر آباد
 رہتی، نامہ نے محسوس کیا نوح کا دل بہت ردھم سے دھڑک رہا تھا، اس
 شخص کے دل کی دھڑکن نامہ کو اپنے اندر اترتی محسوس ہو رہی تھی۔
 "کیسے کریں گے ہم شادی؟"

کچھ دیر بعد وہ خود ہی نوح کے اپنے پیٹ پر بندھے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتی
 سامنے ہی دیکھتے نرمگیں انداز و لہجے میں بولی۔

"میں تمہیں یہیں چھوڑ جاؤں گا۔ کل بارات لاؤں گا۔ جیسے روایت ہے
 ہماری۔ تم میرے لیے وائیٹ گاؤں میں پر اپر آفت دلہن بنو گی اور میں
 ہنڈ سم دلہا"

وہ اسے بتاتا ہوا اپنے آپ کو ہنڈ سم کہہ کر نامہ کو مسکراہٹ دے گیا، نامہ نے خفیف سی گردن اسکی طرف گماتے نوح کو دیکھا، وہ بہت ہی مسرور ہیزل آنکھوں والا اسی پر کھل اٹھا کہ شرمائی نامہ اسے دیکھ رہی ہے۔

"Yes you are very handsome"

نامہ کی مٹھاس سے بھری یہ تعریف نوح کو آسمان پر بٹھانے کے لیے کافی تھی۔

"پہلے شک تھا، اب یقین ہو گیا۔"

وہ اسے جن محبت پاش چھیڑتی نظروں سے دیکھے بولا نامہ نے فوراً چہرہ واپس گما کر سیدھا کیا۔

"اور اسکے بعد؟"

وہ اسکے حصار میں مہک رہی تھی، لگ رہا تھا اس دھیرے دھیرے رات سے ملتی شام میں وہ بلیک peafowl کا جوڑا ہوں جو ایک ساتھ کھڑے شام کو لاج دلارہے ہوں۔

"اسکے بعد جشن ہو گا۔ دوغان ولا میں۔ پورے از میر کو پتا چلے گا کہ نوح ادا دوغان اپنی آفیشل دلہن لے آیا ہے"

نامہ محسوس کر رہی تھی کہ ہر سوال کے جواب کے ساتھ وہ اسے اپنے سینے سے اک بار زور سے جوڑتا، اسے فیل کرتا، اسکے بالوں کی خوشبو ان ہیل کرتا، اسکے کان کے قریب ہو کر اپنے ہونٹوں کو ان سے مس کرنے کی کوشش کے ساتھ نامہ کی پچھلی گردن پر بنی سرخ مہر پر معذرت بھرے انداز میں اپنے ہونٹوں کو سہلاتا، یہ سب نامہ کے لیے بہت ہیوی تھا، وہ نوح کی یہ چھوٹی چھوٹی شرانگیزی بڑی مشکل سے سہہ رہی تھی۔

"اسکے بعد؟"

اب کی بارنامہ کی پلکیں لرزیں، نوح نے نامہ کی گردن سے رہے سہے بال بھی ہٹا کر دائیں کرتے اس بار اسی مہر پر اس شدت سے ہونٹوں کو سہلایا کہ نامہ کے چہرے پر درد بھرا تاثر اتر آیا لیکن وہ کراہنے سے خود کو روک گئی۔

"اسکے بعد نامہ سلطان، نامہ ادا دوغان اور صحیح معنوں میں روح ادا بن جائے گی"

نوح نے اسکے کان سے جڑتے نامہ کے اندر اک ایسی لہر اتاری کہ وہ روح تک کانپی، دل چاہا پوچھے کہ کیسے پر ڈر رہی تھی کہ اگر نوح نے کوئی برداشت نہ ہونے والا جواب دیا تو وہ کیا کرے گی، وہ چپ ہو گئی، دھڑکنیں دل کا ساتھ چھوڑنے لگیں۔

"تم نے پوچھا نہیں کیسے؟"

اس بار نوح نے ایک ہاتھ اسکے پیٹ سے ہٹائے نامہ کی اگلی گردن اور بیوٹی بون پر مدہوشی سے پھیرتے اسی نشاط انگیز اثر چھوڑتے انداز میں ٹھوڑی

اور گال کے بعد جالائن پر لے جاتے پوچھا، نامہ پر وہ کچھ تو پھونک رہا تھا کہ وہ اپنے آپ میں نہیں لگ رہی تھی، دوسرا ہاتھ ہنوز نامہ کو قید کیے ہوئے تھا جس کو نامہ نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا تھا۔

"م۔۔ مجھے لگایہ پوچھنا مناسب نہیں"

وہ نظریں جھکا کر نوح اور اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

"اب سب مناسب ہے، تم نے ہی کہا اب ہم پر سنل ہو گئے ہیں، چلو پوچھو پھر۔"

نامہ نے اسکے ہاتھ کے سبب پھر سے زرا چہرہ نوح کی طرف پھیرا جو نامہ کو سوال کرنے کو اکسار ہاتھا۔

"کیسے بنائیں گے مجھے نامہ ادا دوغان یا صحیح معنوں میں روح ادا؟"

وہ اسکی مرضی کے عین مطابق سوال کرنے لگی جبکہ نوح نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑے اپنے حصار میں سامنے کیا تو نامہ کی پلکیں خود بخود جھک گئیں، وہ نوح کو دیکھ نہ پار ہی تھی۔

"Slow burn method

ہے ایک، اسے آپلائے کروں گا تم پر۔"

نامہ کی آنکھیں تجسس و شکوہ ساتھ عیاں کرے اک خوبصورت تاثر میں ڈوبی نوح کو مسمرائز کر گئیں۔

"رات ہو رہی ہے، شاید بارش بھی آجائے۔ ہم ہسک کے ساتھ بہت دور آ گئے ہیں۔ یہ بات کل کر لیجئے گا۔ مجھے ایسی شام بالکل پسند نہیں نوح۔ یہ تاریکی، یہ گہرے خوفناک بادل۔ یہ میرے لیے بھاری ہیں"

وہ ارد گرد دیکھتی نوح کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے ڈر کر جب اسکے سینے سے بے دھیانی میں آ لگتے قریب ہوتی بولی تو نوح نے بے تابی سے دونوں ہاتھوں میں نامہ کا چہرہ بھرا۔

"میرے ہوتے ہوئے تم اس تاریکی سے گھبرانے کی جرت بھی کیسے کر سکتی ہو روح، بتاؤ کیا ڈر ہے۔ یہاں دور دور تک کوئی نہیں ہے پھر کیا خوف ہے۔ ہسک بھی دیکھو اس خاموشی میں کتنا پرسکون ہے۔ یہ ماحول تو دل کو راحت دیتا ہے پھر نامہ کا دل کیوں سہم رہا ہے؟"

نامہ نے ان ہیزل آنکھوں میں تکتے اک بھولی بھٹکی سی مسکراہٹ دی کیونکہ نوح نے اس پہلی بار مس روح کے بجائے صرف روح پکارا کہ اسے خبر ہی نہ ہوئی لیکن نوح کے اندر تک آسودگی و سکون اتر ا کہ اسے اسکا نوح پکارنا دھڑکا گیا۔

"م۔۔ میں ڈرتی ہوں کہ میں اپنی زندگی کے ان خوبصورت دنوں میں اپنی ماں سے نہ ملوں۔ انکا سامنا میرے چار سو ایسی ہی تاریکی بکھیر دے گا۔ میں ڈرتی ہوں میں نے بہت مدت تک انکے لوٹنے کا انتظار کیا اور وہ نہیں آئیں لیکن اب میں انکا لوٹنا نہیں چاہ رہی۔ میرے بابا میری وجہ سے بہت مدت بعد پورے سکون میں دیکھائی دیے مجھے، آپکو پتا ہے پچھلے پانچ دنوں میں وہ ایک بار بھی اداس نہیں ہوئے۔ ایسے میں اگر ممّا آگئیں۔"

نوح اسے دیشا کا بتانا تو چاہتا تھا پر ابھی نہیں بلکہ وہ یہ شادی بنا کسی میس چاہتا تھا، لیکن نامہ کا ڈر اسے پریشان کر گیا۔

"لیکن تم نے کہا تھا تم ایک بار ان سے ملنا چاہتی ہو"

نوح نے اسکی گال سہلاتے ہی اسی نرمی سے سوال کیا تو نامہ نے افسردگی سے آنکھیں اثبات میں جھپکائیں۔

"لیکن اپنے اچھے دنوں میں نہیں"

وہ نامہ کے اس ایک جملے پر مر مٹا۔

"مطلب یہ تمہارے اچھے دن ہیں؟"

نامہ نے بنا سوچے سر ہلایا تو نوح نے بے حد محبت سے نامہ کا ماتھا چوما جو اس لڑکی کے پورے وجود پر آرام سا حاوی کر گیا۔

"تمہارے اچھے دنوں کی حفاظت میری ذمہ داری ہے، ان کو کسی کے آنے یا جانے سے فرق نہیں پڑے گا۔ تمہیں مجھ پر یقین ہے ناں؟"

نامہ نے اسکی طرف چند ثانیے دیکھا پھر نوح کا اپنی گال سے جڑا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے دبایا، جب بھی وہ یوں کرتی نوح کو خوشی دیتی۔

"مجھے یقین ہے آپ پر، بس میرے اچھے دنوں سے آپ مت غائب ہونا

نوح۔ کیا پتا یہ آپ کی وجہ سے ہی اچھے ہوئے ہوں"

نامہ کے یہ چھوٹے چھوٹے اقرار، نوح کی پوری کائنات جگمگا دیتے، وہ دل تک اتراتا۔

"کیوں نہیں۔ کل ہم روح ادا کے ہمارے اکاونٹ پر لائیو بھی جائیں گے۔ دلہن بنی تم ویسے بھی تھوڑی چینیج ہو جاو گی اصل سے تو اتنا چلتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کل ہمیں نظر لگانے والوں سے زیادہ ہماری نظر اتارنے والے ہوں۔ اور ہاں تمہارا سپیشل ڈریس پانچ دن لگا کر ڈھونڈا ہے میں نے۔ تمہاری طرح گریس فل اور ایکسٹر اڈیسنٹ۔۔۔ پسند کر لینا بس۔"

نامہ اسکی ہر خوشی پر فدا ہوئی کہ وہ اپنی شادی کو لے کر بہت ایکسائٹڈ تھا۔

"نوح آپ خوش ہیں میرے ساتھ؟"

ناجانے کیوں پر نامہ اسکی مسکراہٹ دیکھے یہ سوال بے اختیار کر بیٹھی، نوح لمحے میں سنجیدہ ہوا، وہ والا سنجیدہ جس سے نامہ کی جان جاتی تھی۔

"خوشی کیا ہے نامہ! کچھ بھی نہیں۔ میں تمہارے ساتھ پورا ہوں، مطمئن ہوں، سکون میں ہوں۔ خوشی نہیں چاہیے، وہ مختصر اور وقتی ہے۔ نامہ اور نوح کے رشتے میں سب دائمی ہوگا، کیا تم میرے ساتھ مطمئن ہو؟ سکون میں ہو؟ پوری ہو؟"

پہلی بار نامہ نے کسی کو خوشی سے انکاری ہوتے دیکھا اور نہ ہمیشہ کسی کو اچھی عادی جاتی تو یہی تھی کہ تم خوش رہو لیکن آج نامہ کو لگا جیسے سچ میں پورا، مطمئن اور پر سکون ہونے کے آگے خوشی بہت معمولی لفظ ہے۔

"میں وہ نہیں ہوں جو آپ کے ملنے سے پہلے بن چکی تھی، اس لیے لگتا ہے پوری ہو رہی ہوں۔ بس یہ خواب نہ ہو"

ابھی بھی نامہ کے دامن سے ڈر جڑے تھے۔

"تمہیں اب بھی لگتا ہے یہ خواب ہے؟ میں نے تو بہت حقیقت پسندی سے تمہیں کچھ دیر پہلے بتایا کہ تم کیا ہو میرے لیے۔ میں پھر سے بتاؤں؟ آل ریڈی اتنی جلدی تم سے دور ہو جانے کا ریگٹ ہو رہا ہے"

نامہ کی پلکیں شرم سے بوجھل ہوئیں، اس سے پہلے وہ چہرہ پھیرتی نوح نے اسکو اپنے حصار میں بھرتے روکا، پر وہ نظریں نہ ملا سکی۔

"مجھ سے بلا وجہ تو چہرہ مت پھیرا کرو۔ کیا یہ رشتہ سنبھالنا اتنا مشکل ہے کہ تم یہ بھی نہیں کہہ رہی کہ نوح مجھے آپ سے سکون ملا۔ کوئی تو اعتراف کرو یا را۔ کہ میری رات کٹ سکے۔"

نامہ نے بے چین نظروں سے نوح کو دیکھا۔

"کوئی ایسا اعتراف کر دوں کہ وہ پوری زندگی جکڑ لے آپ کی؟"

نامہ نے بہت مشکل سے یہ جملہ کہا جبکہ نوح کی آنکھیں بے خود انداز میں مسکرائیں۔

"آئی لوویو مت کہنا۔ مجھے یہ تین بونگے لفظ زہر لگتے ہیں"

نوح کی شوخی لوٹی تو نامہ اسکی خوش فہمی پر گھوری پردل میں بہت پیار آیا اس
شوخی پر۔

"مجھے یہ تین لفظ زہر سے بھی برے لگتے ہیں"

نامہ نے منہ بسورا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ چلو کرو اعتراف میں سننے کو مر رہا ہوں"

وہ چالاک کہیں کا نامہ سے ہی اگلوانے کے چکر میں تھا۔

"آپ۔۔۔۔۔ جان۔۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔۔"

نامہ اتنا کہے رکی جبکہ نوح بے صبری سے اسکے ہونٹوں کی طرف دیکھ رہا تھا
کہ وہ کب جملہ پورا کرے گی اور وہ دوبارہ سے ٹوٹ پڑے گا، اور اس بار وہ
سوچ چکا تھا جلدی دور نہیں ہوگا، اتنی دیوانگی لٹائے گا کہ بادلوں کو شدت

سے برس کر نوح کی دیوانگی روکنی پڑے گی، وہ یہ سب سوچ رہا ہے یہ نامہ
اسکی آنکھوں کے تیور سے جان گئی۔

"آپ جان ہیں۔۔۔ اپنے بابا کی"

نامہ نے عین ٹائم پر بوئگی ماری اور ہسک کو اشارہ کیا جس سے وہ نامہ کے
بھاگتے ہی جس طرح طوطا چشمی دیکھائے اپنی ملکہ کے اشارے پر نوح کے
پاس سے گزر کر بھاگا، نوح تو اس دو بے وفاؤں کو ہی منہ کھولے دیکھتا رہا
گیا، نامہ دیکھتے ہی دیکھتے ہسک پر سوار ہوئی اور وہ اسے سرپٹ وہاں سے بھاگا
لے گیا جبکہ نوح نے وہیں زمین پر بیٹھ جاتے مسکرا کر آسمان کو دیکھا، ابھی دو
منٹ ہی گزرے تھے کہ یکدم تیز بارش برسنے لگی، نوح جلدی سے اٹھا پر
بارش کی پھواریں اتنی تیز تھیں کہ وہ دو منٹ میں بھیگا اور ستم کے اصطل
بھی بہت دور تھا کہ وہاں پہنچنے میں بھی دو تین منٹ لگتے، نوح نے شدید قسم
کی سرد بارش میں زرا زرا ہانپتے ابھی قدم تیز ہی کیے تھے کہ اسے نامہ ہسک

پر سوار بارش میں ہی لوٹتی واپس نظر آئی، نوح نے رک کر اپنے حسین
دھندلائے منظر کو دیکھا۔

"بڑی آئی تھی مجھ سے بھاگنے والی"

نوح کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا، وہ خود بھی بھیگ گئی تھی اور ہسک بھی، جبکہ
نامہ نے پاس آکر رکتے اب کی بار اپنا ہاتھ بڑھایا، ہاں ہنوز پتھر دل بنی
دیکھائی دی کہ وہ نہیں پگھلنے والی۔

نوح نے اسکے ہاتھ کو بنا تھا می ہی چوما تو نامہ کا ہاتھ کپکپایا، ایک تو اتنی سرد
بارش اوپر سے اس شخص کی بھیگی بھیگی جسارتیں!

"سوچ لو، تمہاری بھیگی زلفوں نے مجھے بہکا دیا تو؟ جسم کی خوشبو کوئی بے وقت
غضب ڈھا بیٹھی، تمہاری مورتی کمر کے نشیب و فرار سے میرا ایمان بگھڑ گیا
تو"

وہ چہرہ اوپر کرے بارش سے مسلسل گیلا ہوتا

نامہ کو اپنی بہکی ہوئی ٹون اور خدشات سے مزید ٹھٹھا کر رکھ گیا جواک لمحہ ہاتھ بڑھانے پر پچھتا اٹھی لیکن وہ اسے ایسے سردی کی بارش میں کیسے بھگنے دیتی۔

"نوح! پیار ہو گئے تو کر لیجئے گا پھر شادی اور اپنے ارمان پورے"

نامہ کے پاس ایک ہی دھمکی تھی۔

"اوپس! یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ ہاتھ دو نامہ۔ میں یہ افورڈ نہیں کر سکتا"

نامہ نے اس ڈرامے باز آدمی کو اپنا ہاتھ پکڑا یا جسے تھامے وہ Stirrup leathers پر پیر رکھے ٹھیک نامہ کے پیچھے سوار ہوا جس کے ایکسٹرا خود سے جڑنے پر جب نامہ زرا آگے ہوئی نوح نے اسکی کمر کے دائیں بائیں بازو باندھتے بچوں کا طرح اس سے لپٹ کر نامہ کو بے اختیار بدحواس سی مسکراہٹ دی۔

"ویسے یہ زیادہ رومنٹک ڈیٹ ہے، واپسی والی۔ بھگیا بھگیا سماں۔ ہسک کی لگامیں پکڑ کر اسے سرپٹ دوڑاتی نامہ سلطان اور اسکے پیچھے بیٹھا اک مسکین حلال عاشق"

نامہ نے ہسک کی رفتار بڑھائی جبکہ وہ پیچھے بیٹھا نامہ کو گد گد اہی تو رہا تھا، خیر نامہ نے اسکی سنی پر خود چپ رہی۔

وہ پورا راستہ اسے ہی فیل کرتا رہا، بارش کی مدھم پڑتی پھوار جب گھاس اور مٹی میں جذب ہو رہی تھیں تو اک نشہ آور مہک چھوڑ رہی تھیں، درختوں کے تنوں، جڑوں اور پتوں کا گیلان بھی اک ہمک چھوڑ رہا تھا پر جو خوشبو نامہ کے جسم کی تھی وہ نوح کو دنیا کے کسی کائناتی حسن میں اب تک نہ مل سکی تھی۔

نامہ نے مین اسٹبل آتے ہی ہسک کو روکتے نوح کے ہاتھ کھولے جبکہ
دونوں نیچے اترے جس پر نامہ نے ہسک کو ٹرینز کے حوالے کیا اور نوح کا
ہاتھ پکڑتی فوری گھر کی طرف بڑھی۔

"آئیں اندر۔ آپکے کپڑے ڈرائے کر کے دوں۔ تب تک ٹاول باندھیں سزا
ہے آپکی۔ عاشق بننے کی پڑی ہوئی تھی"

خرد صاحب اور فیروز شاید مغرب کے لیے مسجد نکل گئے تبھی جب نامہ اور
نوح گھر پہنچے تو کوئی نہیں تھا، نامہ اسے لیے اندر بیڈرومز کی طرف بڑھی
جہاں اس نے نیو دو ٹاول کبرڈ سے نکال کر نوح کی طرف بڑھائے جو ٹاول
لینے کے ساتھ بہکی نظروں سے نامہ کو دیکھ رہا تھا جو خود بھی پوری بھیگ چکی
تھی۔

"مجھے ٹاول میں دیکھ لو گی تم؟"

نوح کے بے باک سوال پر نامہ کے چہرے کی رنگت سی بدلی۔

"ٹاول پہن کر واش روم میں رکیں گے آپ۔ باہر آنے کا نہیں کہا اور اس والے سے بال ڈرائے کریں۔ میں آپکے کپڑے ابھی ڈرائے کرتی ہوں۔ میں بھی چینیج کر لوں"

نامہ نے اسکی نظروں سے گھبراتے جلدی سے اپنے لیے سنپل سا جوڑا ہی نکالا جبکہ پٹی تو نوح اب تک وہیں کھڑا تھا۔

"نوح! کیا مسئلہ ہے؟"

وہ قریب رکی تو نوح نے جھک کر اسکی نم گال شدت سے چومی اور اسے صدمے میں چھوڑتا دونوں ٹاول اٹھائے واش روم کی طرف جا کر بند ہوا پر نامہ نے اپنے گال کو مسکرا کر چھوا، جب تک نوح نے اپنی گیلی پینٹ اور شرٹ اتار کر باہر پھینکی نامہ نے بھی دوسرے روم میں جا کر چینیج کیا تھا، جبکہ وہ اسکے کپڑے لینے آئی اور جلدی سے اٹھا کر بھاگ نکلی کہ اسے خدشہ تھا وہ آفت باہر ہی نہ نکل آئے۔

نامہ نے heater, steam technology والے ایئر ڈرائیو سے خود ہی نوح کی پینٹ اور پھر شرٹ ڈرائے کی، وہ بہت اچھا ڈرائیو تھا جو وائے فائے سے چلتا تھا اور اسکا ڈرائیو کپڑے کو ایک دم سکھا دیتا تھا۔

پینٹ کا سٹف موٹا تھا تبھی اسے تھوڑا ٹائم لگا پر نامہ نہیں چاہتی تھی وہ گیلے کپڑوں میں اس ٹھنڈ میں رہ کر بیمار پڑے۔

"حد ہے، سب کچھ ہی اتار دیا۔ پورے ہی بے شرم ہوتے جا رہے ہیں۔ پر ایک طرح ٹھیک ہی کیا۔ کپڑے سوکھ بھی جاتے اور یہ گیلار ہتا تو پیٹ درد کرنے لگتا ناں۔۔ اف نامہ شوہر والی ہو اب تم عادت ڈال لو نوح کی ان بے تکلفیوں کی"

پینٹ کے ساتھ پینٹ کی دوسری مین عزت بھی تھی جسے دیکھتے ہی نامہ کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے اور نامہ نے باقاعدہ آنکھیں بھی بند کرے اسے ڈرائے کیا۔

"ہو گئے، ہو پ سوانکو ٹھنڈے نہ لگیں کپڑے۔"

نامہ نے fitting brief پینٹ کے اندر ہی سیٹ کرے، شرٹ بھی اٹھائی اور واپس کمرے کی طرف گئی اور اندر داخل ہوئی تو وہ ڈریسنگ میز کے سامنے ٹاول پہن کر کھڑا ہینڈی ٹاول سے اپنے بال ڈرائے کر رہا تھا، نامہ نے فوراً نظریں اسکی خوبصورت بے داغ مسلسلزوالی پشت پر پڑتے ہی ہٹائیں۔

"Dress up!

پھر میں آپکو ڈراپ کر دیتی ہوں۔"

نامہ اس سے پہلے اسکے کپڑے میٹرس پر رکھ کر جاتی، وہ لپک کر اسکی طرف آتا بازو اپنے ہاتھ میں دبوچ کر نامہ کو اپنی سمت کھینچ گیا، نامہ کی ہلکی سی چیخ نوح کے برہنہ سینے پر ہاتھ کو رکھتے نکلی جبکہ بھگے بال بھی نامہ کی گردن سے لپٹ گئے، نوح کا ہینڈی ٹاول نیچے گر گیا۔

"کہاں ڈراپ کرو گی؟ میں رات تک فری ہوں۔ کیا خیال ہے مہندی کا
ایمر جنسی فنکشن اریج کروں؟ تھوڑی اس بارش والی شام میں مزید آگ
لگنی چاہیے"

نامہ جو اس سے ناجانے اس قربت کا کیا مطلب سمجھ کر ڈر رہی تھی، فوراً ہی
نوح کی خواہش پر اسے کتنے لمحے محبت سے تکتی رہی، ایک کے بجائے دونوں
ہتھیلیوں کو اسکے سینے جمالیا۔

"اس سب کی کیا ضرورت ہے نوح، اور سات تو بج گئے، رات پوری نکل
جائے گی اس میں"

نامہ نے تکلف سا برتنا چاہا۔

"ہر چیز ضرورت کے لیے نہیں ہوتی نامہ، اور تمہیں کیا پتا اب ایک رات
بھی کتنی مشکل ہے۔ اچھا ہے آدھی تمہیں دیکھ کر کاٹ لوں، بقیہ آدھی
جیسے تیسے ہینڈل کر لوں گا"

نامہ نے خفیف سی حیا سے پلکیں زیر ک کیں پر جب اسکے سینے پر نظر گئی تو گھبرا کر چہرہ دائیں پھیر گئی۔

"کیوں اب ایسا کیا ہو گیا جو رات اتنی بھاری آپ پر؟"

نامہ نے جان بوجھ کر کریدا، تو ادا کی روح صاحبہ اپنی اہمیت جاننے کے موڈ میں تھیں۔

"اب ہم پر سنل جو ہو گئے، تم ایسے شرما کر چہرہ پھیرتی رہو گی تو میری آنکھوں میں دیکھنے کی عادت کیسے ہو سکے گی تمہیں؟"

نامہ نے پھیری نگاہیں واپس نوح پر جمائیں، وہ ایک خوبصورت شخص کے دل کی ملکہ تھی اس پر اترانے لگی، صرف چہرے کا نہیں بلکہ دل کا بھی بہت حسین، روح کا دلفریب۔

"کچھ عادتیں ہمیں کمزور کرتی ہیں، آپ کی آنکھوں میں بس کچھ گنے چنے لمحے ہی مستقل دیکھ پانا آسان ہے۔ پھر میں خود بخود ضرورت محسوس کرنے لگتی

ہوں کہ آنکھیں پھیر لوں یا جھکالوں۔ کیونکہ شاید یہ آپکے حق میں بہتر ہوتا ہو"

وہ پراسرار انداز میں بولی پر نوح اسکا ہر راز کریدنے پر تلار ہتا تھا۔
 "کسی دن تمہیں خود کو مستقل دیکھتے رہنے پر مجبور کر کے جان لوں گا کہ میری اس پیچھے کیا بہتری چھپائے پھر رہی تھی تم۔ ڈرو نامہ! مے بی ایسا کل ہی ہو جائے"

وہ اسے ڈرانے کی کوشش کرے ہلکی سی مسکراہٹ بخش گیا۔
 "کل کی کل دیکھیں گے"

وہ ہاتھ ہٹانے لگی پر نوح نے اسے بازوؤں میں قید اپنے حصار میں لیا جو اسکے شرٹ لیس ہونے پر ویسے ہی سرخ رو ہوئے جارہی تھی۔

"کل کی آج سوچتے ہیں، تبھی کل دیکھ سکیں گے۔ مجھے بتاؤ مہندی کا فنکشن
 اریج کرواؤں؟ ایک گھنٹے میں سب ہو جائے گا۔ کیا تمہیں ارمان ہے ایسا
 کوئی؟"

وہ بے چینی سے پوچھ رہا تھا اور نامہ نے سر کو ہلکی سی مثبت جنبش دیتے نوح کو
 ناجانے کتنی بڑی خوشی دے دی تھی۔

"میرے ارمانوں کا اتنا خیال رکھ رہے ہیں، بدلے میں مجھ سے بھی یہی
 چاہتے ہوں گے ناں آپ؟"

وہ تھوڑی شکوہ کناں ہوئی، نوح نے نفی میں سر ہلاتے نامہ کے بھگے بالوں کی
 خوشبو منجھے عاشقوں کی مانند ان ہیل کی۔

"بدلے نہیں لیتا، بس اجر مانگتا ہوں۔ تم بھی اجر دے دینا۔ مکمل روح ادا بن
 کر"

وہ نامہ کو پھر سے اسی نقطے پر گھسیٹ لایا جہاں سے وہ فرار کر کے بھاگی۔

"وہ کیسے بننا ہے؟"

نامہ نے سخت مضطرب ہوتے ان ہیزل آنکھوں میں بکھری بے خودی
بھانپتے پوچھا۔

"میں بنالوں گا، تم یہ چھوڑو کہ کیسے بنو گی۔ بس چپ چاپ بن جانا۔ بائے دا
وے اسے ڈرائے کرنے کے لیے ایکسٹرا تھینکیو۔ تم بہت ہی اچھی بیوی
ہو۔ اور میں تم سے یہ سب آگے بھی کروا تا رہوں گا کیونکہ تھوڑا بے شرم
سا ہونے پر دل مچلتا ہے جب تم سامنے ہوتی ہو۔ میری مجبوریاں نامہ"

وہ اختتام پر جیسے اپنے کیے کرائے کو مجبوری کا نام دیے بری الزمہ ہوا، نامہ
نے اسکی بازو اپنی بیک سے ہٹانے کو ہاتھ کھولے۔

"آپ اور آپکی مجبوریاں۔ اگر عزیز نہ ہوتیں تو یہاں انکی سنوائی نہ ہو رہی
ہوتی۔ اب پہن لیں انکو اور پھر کرتے رہیں جو کرنا۔ میں کیا کہہ سکتی

ہوں، میں بے بس بچاری"

وہ پہلی باریوں کیوٹ سی دہائی دیے جیسے ان ڈائریکٹلی نوح کی قربت کی تباہ کاریوں سے ہول اٹھی، نوح نے جاتے جاتے پھر سے نامہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر خود سے لگاتے اسکی گردن سے بھگے چپکے بال ہٹائے گردن پر نرم سی کس کی، نامہ اسکا ہاتھ کھولنے کے جتن میں مسکرا سی دی۔

"تم جیسی بے بس اور بچاری پر میری آتی جاتی سانس قربان۔ ویسے سنو۔ میں جان ہوں ناں تمہاری"

نامہ نے جلدی سے چہرہ زرا پیچھے پھیرا کہ یہ آدمی کچھ زیادہ ہی پھیل رہا ہے۔

"ایسا کس نے کہا؟"

وہ آبرو اچکائے گھوری۔

"پلیز ٹیل می"

وہ اکساتا ہی یوں تھا کہ نامہ کے ہاتھ پیر پھول جاتے۔

"اسے جاننے کی اک قیمت ہے، پہلے وہ ادا کریں نوح ادا"

وہ بھی آج پر اسرار ہوئی۔

"اور وہ قیمت کیا ہے؟"

نوح بہت زیادہ متحسّس ہوا۔

"بنا جانے ادا کرنی ہے، جس دن آپ کی طرف سے ادا ہو گئی، میں بتاؤں گی

آپ میری جان ہیں یا نہیں"

نوح خوشگوار سی حیرت سمیت مسکرایا۔

"کیا وہ رو مینس سے جڑی ہے، کیونکہ کل تو مجھے وہی کرنا ہے تمہارے

ساتھ۔ مجھے تھوڑا سا ہنٹ دو"

نامہ کا چہرہ ایک دم سرخ ہوا، یہ آدمی کچھ بھی بول دیتا تھا۔

"نوح! آپکو نہیں لگتا آپ مجھے بیہوش کرنے کے جتن کر رہے ہیں۔ پینک اٹیک آتا فیل ہو رہا ہے مجھے۔ خدا کے لیے کپڑے پہن لیں، اور چھوڑیں مجھے۔ کل کلئیر کروں گی اس بات کو۔ ابھی ٹاپک چینج کر لیں۔"

نوح نے اسے مسکرا کر آزاد کیا اور نامہ نے اس کے ایکشن مار کر کھڑا ہونے پر گھبراتے ہوئے نظریں اس پر سے ہٹائیں اور شکر کا سانس کھینچتی دروازے کی طرف لپکی۔

"کل پہلے یہ بات کلئیر ہوگی پھر کسی دوسری کی باری آئے گی۔ میں کچھ بھولتا نہیں ہوں تم سے جڑا۔"

نامہ نے اسکی بات پر ڈور ناب پر ہاتھ رکھے گردن پیچھے موڑی۔

"میں بھولنے دیتی بھی نہیں ہوں۔۔۔"

وہ بھی مسکرا کر بھرپور جتا کر گئی جبکہ نوح نے چیلنج کرنے کو بعد میں رکھتے سب سے پہلے تو امانل کو کال ملائی، وہ خود اس اچانک مہندی فنکشن پر پہلے حیران ہوا پھر ہنس پڑا۔

"میں اور میری ڈارلنگ ایک بار پھر حاضر ہیں بھائی، آپ ایزی ہو جائیں۔ وہ بھی پانچ دن سے بستر پر پڑی پڑی اندر ہی اندر شدید بور ہو رہی تھی۔ یہ دو ایونٹ تو سب کو ریفریش کر دیں گے۔ آپ چل کریں ہم سارے انتظامات کرے آتے ہیں"

امانل نے تو مسئلہ ہی نمٹا دیا، نوح کو ایسا لگتا جیسے امانل سچ میں اسکی زندگی کا اک بہترین حصہ ہے، اتنا مددگار کہ نوح کا دل اسکے لیے دعاؤں سے بھر جاتا۔

"تھینکیو امانل۔ بس فیملی کے لوگ ہی ہوں گے آج۔ چھوٹا سا ایونٹ چاہ رہا ہوں۔ تاکہ شادی میں کوئی کمی نہ رہے"

نوح نے مزید بتایا تو امائل یہ سب بتانے مانیہ ہی کے روم کی طرف قدم بڑھا چکا تھا۔

"پوری رات چلائیں گے پارٹی یار، چھوٹا کیوں۔ آپ بس دلہے والا چل کریں۔ خادم ہے ناں۔ سب کر دے گا۔ بارش رک گئی ہے۔ ڈھول ڈھمکے کا بھی انتظام ہو گا۔ بس ہم پہنچتے ہیں۔ ڈانس و انس بھی فل آن ہو گا سن لیں۔۔۔۔"

امائل کی ایکساٹڈ ہوتے دی صلاح پر نوح بھی شیطانی سا مسکرایا، آدھی رات سے یقیناً بھلی تھی پوری رات۔

"ہاہا او کے بڈی آ جاو"

نوح نے ہنس کر رابطہ توڑا، امتاب اور کرن کو بھی انوائٹیٹ کرے اس نے بابا کو میسج بھیجا اور آج صارم کو ہر گز نہیں بھولا۔

"نامہ نے آپکو سلیقہ مند کر دیا، اگر آج آپ مجھے بھولتے بھائی میں کبھی بات نہ کرتا آپ سے۔ آئی لو ویو سو میج"

صارم کی جذباتی بات سنے نوح بھی خفیف سا اداس ہوا۔

"می ٹو۔۔۔ بابا کو لے کر آ جاو۔ اپنی ماما کو پتا لگے بنا۔ تمہیں اچھا لگے یا برا، میں آج انکی شرکت نہیں چاہتا صارم"

صارم نے بالکل برانہ منایا، افسردگی سے مسکرا دیا کہ دلوں میں جگہ بنانے کا ہنر اسکی ماں کے پاس کبھی نہیں آ سکا تھا۔

"میں آپکی اور نامہ کی خوشیوں کو سپائیل نہیں ہونے دوں گا، ان فیکٹ کبھی موقع ملا آپ دو کو عملی بتاؤں گا کہ اچانک آپکا کپل مجھے کتنا پیارا ہو گیا۔ سی یو بھائی۔۔۔۔ میں آپکی مہندی پر گانا گا سکتا ہوں؟"

صارم نے اپنے گٹار کو دیکھتے مسکرا کر خواہش کہی۔

"آج اور کل کے میوزک آئی کن تم ہی ہو صارم دوغان! از میر کا نیا میلوڈی سنگر۔ کیا پتا میری شادی سے ہی فینس ہونے کی ٹکٹ پالے"

نوح کے شوخ اترانے پر اس پار صارم کھل کر مسکرایا۔

"اوہ یار! ایمو شنل نہ کریں اب۔۔۔ آتا ہوں۔۔۔ ماما ویسے بھی اپنے فرینڈز کے ساتھ لاؤنچ میں کسی بزنس پارٹی میں بڑی ہیں۔ اور آپ کو پتا ہے انکی یہ پارٹی صبح تک چلے گی۔ ہم پہنچتے ہیں"

صارم نے بھرپور تسلی دیتے رابطہ توڑا تو نوح نے بھی کپڑے اٹھائے اور چہنچ کرنے کی نیت سے واش روم مسکراتا ہوا گھس گیا۔

..WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM..

"اف! اب بھی کوئی فنکشن نہ آتا میں نے اس روم کی سیمبل سے مر جانا تھا۔ شکر ہے میں یہاں سے جا رہی ہوں"

مانیہ تو جوتے پہن کر ریڈی بیٹھی تھی تبھی تو امانل ہنسا کیونکہ وہ نا بھی بتاتی، وہ سمجھتا تھا کہ ایک جگہ بندھ کر رہنا کتنا اریٹینگ ہے۔

"تمہارے لیے اس روم کی دن میں تین بار صفائی ہوتی رہی، بہت اچھے ایر فریشنریوز ہوئے۔ توبہ توبہ بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔ سیمل کونسی آئی تمہیں بے فیض لڑکی۔ جاتے جاتے اپنے ڈاکٹر کا دل توڑ رہی ہو؟"

مانیہ نے اپنی سیلز فکس کرنے کے ساتھ سر پر کھڑے مغرور ڈاکٹر کو دیکھے دانت سے دیکھائے اور اٹھ کر ٹھیک اسکے سامنے آرکی، اف وہ قد میں برابر آجاتی مانیہ ایسے ایک دم سامنے آکر امانل خرد قریشی کا دل دھڑکن سے محروم کر دیتی تھی، سانس بھاری کر دیتی تھی اور جذبات بے قابو۔

"جاتے جاتے میں اس ڈاکٹر کا دل ہی لے کر جا رہی ہوں، اور اس ڈاکٹر کو بھی۔ تم نہیں سمجھو گے مریض کے ارد گرد جتنی بھی خوشبوؤں کو گھول لو، اس کا دم گھٹتا ہی ہے امانل۔ اوہ فائنلی میں مستی کر سکوں گی آج اور

کل۔۔۔ پلیر اب مجھے میرا فیورٹ ڈریس بھی پہننے سے مت روکنا۔ اب تو
پین بھی بہت کم ہے"

وہ جلدی سے مکھن مسکے پر اتری تو امانل نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے
اسکی دونوں گالوں کو دبوچتے خمار و مدہوشی جھٹک کر دانت پیسے۔

"زیادہ مستی آلاؤ نہیں۔ اور فیورٹ ڈریس پہن کر تم مجھے بہکاؤ گی اس لیے
ہم جاتے ہوئے کوئی سنپل مائی ٹائپ ڈریس لیں گے تمہارا اوکے؟"

مانیہ نے اسکے ہاتھوں کو ہٹاتے آنکھیں دیکھائیں۔

"ہاا! مائی بنانا چاہتے ہو۔ کیسے ہسبنڈ ہو؟"

وہ صدماتی سا بڑبڑائی۔

"سپورٹیو"

امانل نے جو ابا دانت دیکھائے۔

"ہنہ! میں تو رویلنگ گاؤں پہنوں گی، ایک پوری ٹانگ نظر آئے گی۔"

مانیہ نے منہ بسورتے اطلاع دی تو امائیٹل منہ ہی منہ میں ہنسا۔

"ایک ٹانگ ویکس کرو گی یادوں۔۔؟"

امائیٹل کے شیر سوال پر وہ آنکھیں پوری پھیلاتی زور سے مکا سکے کندھے پر جڑ گئی۔

"کتنے بد تمیز ہو۔ تم نے میری ٹانگیں کب دیکھیں؟۔ ہاں پتا ہے بال ہوں گے۔ اب ہو سپٹل رہ کر سیلون کیسے جاتی پھر اتنے دن ہو گئے پین نے مجھے کچھ کرنے نہیں دیا۔ تم نے میرا مزاق اڑایا اب میں بنا ویکس ہی تمہارے آگے پیچھے پھروں گی گوریلا بن کر دیکھنا تم۔۔ یہ دیکھو ہلکی ہلکی مونچھیں بھی۔"

اماٹل وہیں پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنستے بیٹھا پرمانیہ کے گال غبارہ ہو چکے تھے، شرم الگ آرہی تھی، جبکہ اماٹل اسکی ٹانگیں کب دیکھ چکا ہے یہ وہ اسے کسی اور موقع پر بتا کر بلش کروانے کا سوچ چکا تھا۔

"تم چل کرنا۔ جب مجھے ضرورت پڑی میں خود ویکسنگ کر دوں گا تمہاری۔ گوریلا کچھ پسند نہیں مجھے تو گوریلا بیوی کیسے قبول ہوگی۔۔۔ ناں بھئی۔ نوکمپر ومانز۔۔۔ کیا میں تمہاری مونچھیں مڑوڑ کر چیک کر لوں۔۔۔ مجھے تو نہیں دیکھائی دیں"

وہ مسلسل مانیہ کو ستا رہا تھا اور اب جب اس کی ناک میں دم کرنے کی اہلیت لوٹ آئی تھی تو وہ کیسے پیچھے رہتی، وائٹ نرم پلو اٹھا کر اماٹل پر برسایا پر وہ ہنستا ہوا بیڈ پر ہی اسے کچھ کیے لام لیٹ ہو گیا۔

"تم کتنے برے ہو۔ تم مجھے ستارہ ہو ہاں۔ ابھی جا کر سیلون میں چمکتی ہوں۔ پھر دم چھلے بن کر گھومنا میرے پیچھے اور میں لفٹ بھی نہیں کرواؤں گی۔ ہنہ!"

وہ اپنا فون اٹھا کر چارجر کو بیگ میں ٹھوستی ساتھ ساتھ بڑبڑا رہی تھی جبکہ ہنستا ہوا امائل کہنی میٹرس پر ٹکا کر ہاتھ پر سر جمائے فرصت سے مسکراتا ہوا مانیہ کو مسکرائے دیکھنے لگا، وہ ایسے چڑتی بہت پیاری جو لگ رہی تھی۔

"مت چمکنا ابھی۔ دو ہفتے تک۔۔ میں کیسے سنبھالوں گا خود کو؟"

مانیہ کے ہاتھ سے تھمے، دل بری طرح دھڑکا، فوراً سے امائل کو دیکھنے لگی۔

"پھر بولو کہ مانیہ تم بالوں والی بھی دنیا کی سب سے پیاری بیوی ہو۔ بولو ورنہ

پوری باڈی ویکس پکی ہے آج"

وہ واپس اٹھے سینے ہر ہاتھ جماتی سراسر معصوم شوہر کو دھمکا رہی تھی۔

"تم ان ٹانگوں کے بالوں، اپر لپس ہیر ز اور بے ترتیب آئیبروز کے ساتھ
بھی قیامت ہو۔۔۔۔"

مانیہ کے ہونٹوں پر شرمیلیں سی مسکراہٹ در آئی جبکہ خود وہ اٹھ بیٹھے ہاتھ
بڑھا گیا جسے تھامنے کو امانل کی گود میں آ کر بیٹھی، چھوٹی موٹی سی لگ رہی
تھی۔

"تم مانیہ ہو، یہ تمہارے قہر ڈھانے کے لیے کافی ہے"

وہ اس سے زیادہ لمبی سن نہ سکی تبھی شرمایا سا ہنسی۔

"بس کر پگلے رلائے گا کیا؟"

امانل اسکی شرمیلی مستی پر دگنا حسین مسکرایا۔

"جب تک تمہارے سٹیجیز نہیں کھل جاتے، سب رپورٹس کلیر نہیں
ہوتیں۔ ویکسنگ کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے تم ایسے زیادہ کیوٹ لگتی

ہو۔ ایکسٹر ا معصوم۔ رو مینس صرف کس یا ہگ نہیں، اپنی بیوی کو ہر حال میں خوبصورت کہنا اور بنانا بھی ہے۔ جب میں تمہارے زرا سا قریب آتا ہوں تو تمہاری نوز، چکس سب گلابی ہو جاتے ہیں، گردن گرم ہونے لگتی ہے، تم پوری مہکنے لگتی ہو۔ اس خوبصورتی کے آگے سب حسن پھیکا ہے مانہ "

مانہ کے ابھی بھی گال گلاب ہو گئے، اس نے اپنی گردن چھو کر دیکھی وہ سچ میں گرم سی تھی، وہ اسے بہت گہرائی سے آبرو کر چکا تھا۔

"لیکن تم مجھے بیچ ہی پیارے لگتے ہو، پر اپر فیشل ہیرز کا کٹ، بال تھوڑے بکھرے، زیادہ سلجھے۔ ہوش اڑاتا تمہاری گردن سے چھلکتا پر فیوم، شرٹ کا بس ایک بٹن کھلا، ویسکڈ چیسٹ، لیکن تمہارے بازوؤں پر موجود بال

اف، فولڈ کف، تمہاری یہ ٹائیٹ پینٹ۔ (وہ جیسے اما نل کے فکر پر سجتی، مانہ کو ہمیشہ اچھی لگی تھی اور کوئی بیوی ایسی تعریف کرنے سے پہلے بہت سوچتی ہے)۔۔۔ اچھے کلاسی شوز۔۔۔۔۔ مست مسکراتی کالی آنکھیں "

اپنی حسن پرست بیوی کی باتیں سنے امانل کے کان لال پڑے کہ یہ عورتیں اپنے مردوں پر کیسی چیل کی نظر رکھتی ہیں، مانہ نے اسے شرٹ لیس نہیں دیکھا تھا پر وہ فیل کرتی تھی کہ اسکے جیسٹ پر بال نہیں پر فولڈ کف کے سبب وہ اسکی توانا بازوؤں کے بال دیکھ چکی تھی جو مردوں کی اسکے بقول شان لگتے تھے، اسے وہ بہت پسند تھے۔

"خدا کی پناہ! کیسی نظریں گاڑ رکھیں تم نے مجھ پر"

وہ ڈرامائی انداز میں گھورا تو وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی۔

"ہاں میں تم سے شرم جاتی ہوں کیونکہ تم بنا کچھ کہے اور کیے بھی بہت ہاٹ لگتے ہو اسکا یہ مطلب نہیں شرم میں آکر میں تم پر نظر رکھنی چھوڑ دوں گی۔ سوچنا بھی مت"

وہ اپنے آگے کے ارادے بھی اٹل ہیں یہ بڑے رعب سے بتا گئی۔

"میری ڈارلنگ! ٹھیک ہے میں تمہیں سیلون چھوڑتا ہوں۔ تم اپنے چہرے پر جو چاہو کروالینا۔ آج میں بھی تھوڑا حسن پسند بننے کی کوشش کروں گا تب تک میں باقی کام نمٹاتا ہوں۔ تم میرے ساتھ مالز میں گھومی تو تھک جاو گی۔ ڈھول ڈھمکے والوں کا انتظام کرنے مجھے بازار بھی نکلنا پڑے گا۔ وہ جو نامہ کے ارد گرد رقص کرنے والی لڑکیاں ہوں گی وہ بھی ارتیج کرنی ہے۔ تم سیلون میں اپنا ڈنرا نجوائے کرنا۔ بالوں کو بھی کروالینا جو جو ہوتا ہے"

مانیہ نے فوری مسکرا کر سر خم کیا اور تابعداری سے سر ہلاتی مسکرائی، اور اسکی گود سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں بھی ڈانس کر سکتی ہوں اما نل؟۔ ان لڑکیوں کے ساتھ۔ پلیز۔۔ وہ شادی والا کیوٹ رقص میرا فیورٹ ہے"

مانیہ نے آنکھیں پٹیٹاتے اپنی خواہش کہی تو وہ ہنس کر اس چنچل حسینہ کو دیکھنے لگا۔

"تم میرے ساتھ کر لینا۔ ویسے ہماری مہندی بھی نہیں ہوئی تو مین کیل کے ساتھ سائیڈ کیل والے سٹیپ ہم بھی لگالیں گے یہ مجھ پر چھوڑ دو تم"

مانیہ اسکے گال دبوچتی ہنسی۔

"تم کتنے کیوٹ لگو گے وہ ٹریڈیشنل رقص کرتے۔ اف میں تو پگھل جاؤں گی۔"

مانیہ نے منہ پر ہاتھ جماتے بلش ہونے کی ناکام کوشش کی تو امائل نے اسے بازوؤں کے حصار میں لیتے خود سے لگایا اور گلے لگنے کی دیر تھی کہ وہ یوں ہوئی جیسے امائل کے سانچے میں ڈھل گئی ہو۔

"امائل خرد قریشی کو تمہیں پگھلانے کے لیے گلے لگانا پڑتا ہے، ڈونٹ وری مجھے ڈانس کرتا دیکھے بس تم ایک لیول مزید مجھ پر عاشق ہو جاؤ گی۔"

اپنی بازوؤں میں بھرے وہ مانیہ کو نرم سی گرفت میں لیے جو بولا اس پر محترمہ بند آنکھوں یقین لیے مسکرائیں۔

"اف! ابھی سے کچھ کچھ ہو رہا ہے۔ چلیں؟"

وہ روبرو ہوئی تو امانل نے سر ہلاتے اسکا ماتھا چوما جس پر وہ مزید حسین ہو کر مسکرائی۔

"لیڈیز فسٹ"

وہ اسکے لیے آگے کی جگہ چھوڑے سینے پر ہاتھ رکھ کے سر خم کرے سچ میں مانیہ کا پرنس ہی لگا کیونکہ وہ بھی کچھ دن سے پرنسیز والی زندگی ہی جی رہی تھی۔

.._____..

"کہاں جا رہے ہو تم؟"

میکاٹیل کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آٹھ بجے کھڑانک سک تیار دیکھتی
دیشا، اپنی دوستوں سے ایکسکوز کرے روم میں آئی تو میکاٹیل کی تیاری دیکھے
ٹھٹھک کر عقب میں رکے بولی جو اسکی شکل بھی دیکھنے کے روادار نہ تھے۔

"نوح اور نامہ کی مہندی ہے"

میکاٹیل نے پرفیوم کا سپرے گردن کے دائیں طرف کرتے کھر درے لہجے
میں جواب دیا تو دیشا کی آنکھیں سی سلگ گئیں۔

"واٹ! پرائز کا رشتہ تو لڑ لڑ کر کافی خراب ہو چکا ہے۔ پھر یہ دنیاوی دیکھاوا
کس لیے (میکاٹیل نے ایسی سر دنگاہ ڈالی کے دیشا کی زبان خود ہی رکی) خیر
مجھے کیا۔ میں بھی چلوں؟"

دیشا نے جلدی سے ساتھ آ لگتے اشتیاق سے پوچھا۔

"تم انوائٹڈ نہیں ہو"

میکائیل کا لہجہ مزید کڑوا ہوا تو دیشا کے چہرے پر سبکی و اہانت کا گہرا تاثر ابھر کر معدوم ہوا۔

"منحوس نوح نے ہی منع کیا ہوگا"

دیشا سلگ کر پھنکاری جبکہ میکائیل نے اپنا فون اور گاڑی کی چابی اٹھاتے بہت مشکل سے دیشا کے منہ سے نوح کے لیے منحوس کا لفظ سن کر برداشت کیا۔

"ڈیڈ! ریڈی ہو گئے؟"

اس سے پہلے میکائیل کا ہاتھ اٹھتا، صارم نے دستک دے کر دروازے سے اندر جھانکا تو وہ دونوں کو دیکھتے زرا سنجیدہ ہوا، میکائیل نے اسکی طرف گاڑی کی چابی تھرو کی جسے صارم نے اندر ہوتے زرا اچھلتے کیچ کی۔

"گاڑی گیڈ سے باہر نکالو، میں پانچ منٹ میں آتا ہوں"

صارم ماحول کی خشکی اور سنجیدگی بھانپے بابا کی بات پر فرما برادی سے سر ہلائے ڈور آگے کرتا چلا گیا جبکہ اسی لمحے میکا نکل نے دیشا کی بازو دبوچی۔

"کیا کہا تم نے اسے، منحوس۔ منحوس کون ہے یہ آج میں تمہیں بتاؤں گا دیشا کریزی"

دیشا یکدم ہی بوکھلائی جب میکا ٹیل اسے گھسیٹتے ہوئے لے کر خود بھی روم سے باہر نکلے۔

"میری بازو چھوڑو وحشی انسان، تمہارے بیٹے نے تمہیں میرے لیے درندہ بنادیا۔ چھوڑو میکا ٹیل میں جان سے مار دوں گی نوح کو"

میکا ٹیل کی کن پٹی تنی، پورے جسم کا لہو چہرے پر سمٹا پر وہ اسکی بکواس کو چنداں اہمیت نہ دیتے اسے گھسیٹے سٹور روم کی طرف بڑھے، یہ وہ سٹور روم تھا جہاں دوغان ولا کے کسی ملازم کو بھی آنے سے ڈر لگتا، دیشا نے جب دیکھا میکا ٹیل اسے سٹور روم میں لے جا رہا ہے وہ بری طرح اس کے ہاتھ پر مکے

ماری خود کو چھڑوا کر چیننے لگی پر یہ حصہ انڈر گراؤنڈ تھا کہ وہ رورو کر مر جاتی تب بھی اسکی آواز سننے والا کوئی نہ تھا۔

"تم نے کیا سمجھا دیشا، تمہارے کرتوت ہمیشہ ڈھکے رہیں گے۔ تم نوح کو دھمکاؤ گی میرے نام پر اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم نے میرے بیٹے کو مارنے کی سازش کروائی، وہی جسکو دیکھ دیکھ کر میں سانس لیتا ہوں۔ میں زندہ ہوں تو صرف عنایہ کی اس آخری نشانی کے سبب کہ نوح کو اکیلا چھوڑ کر میں بھی چلا جاتا تو وہ بھی ہمارے پاس آ جاتا۔ اسکی خوشیوں کے لیے میں دن رات دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ اور تم جو مجھ سے محبت کرنے کی دعویٰ کرتی رہی، میری اسی جینے کی وجہ کو ختم کرنے چلی تھی۔ وہ بچ گیا لیکن تمہاری وجہ سے اسے پچھلے دو سالوں سے ہاتھ کی تکلیف ہے۔ تم اتنی گری اور گھٹیا ہو دیشا کہ میں تھو کنا بھی پسند نہ کروں۔"

وہ حلق کے بل دھاڑے کہ دیشا انکی پہلی بار گرج گھن والی آواز سننے سہم کر رہ گئی، میکائیل کی آنکھوں سے لہو چھلک اٹھا۔

"ن۔۔ نوح نے بتایا تمہیں۔۔ اب مرے گا وہ دیکھنا تم"

دیشا کو اب بھی کوئی خوف نہ تھا تبھی وہ اسی نفرت سے چینچی اور اس بار میکائیل نے اسکے گدی سے بال پکڑ کر دبوچے کہ اس عورت کے حلق سے درد کے سبب دلخراش آہ نکلی۔

"مروں گی تو تم وہ بھی یہاں سڑ کر۔ میں تمہیں پرسوں سب کے سامنے طلاق دوں گا دیشا۔ لیکن تب تک تم اس قیامت کا انتظار یہاں بند ہو کر کرو گی۔ بھوک پیاسی، میں اپنے بیٹے کی شادی میں تمہیں کسی قسم کا زہر گھولنے نہیں دوں گا۔"

دیشا کو لگا اس تہہ خانے کی چھت کسی نے اسکے سر پر گرا دی ہو، وہ بھاری سانس بھرتی لمحے میں میکائیل کا گریبان دبوچ گئی، اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں، سانس تک پھنکار اٹھی۔

"تم مجھے طلاق نہیں دے سکتے۔ میں سب تباہ کر دوں گی میکائل دوغان۔ تم نوح کی لاش پر ماتم بھی نہیں کر سکو گے"

وہ اپنے آپ میں نہ تھی جبکہ میکائل نے اب کی بار اسکی گردن دبوچی۔

"نوح سے پہلے تمہیں میری لاش پر سے گزرنا ہو گا مردود عورت۔ اور اسکے بعد بھی تم اسکا بال بیکا نہیں کر سکو گی۔ کل کے بجائے میں تمہیں آج ہی طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔"

میکائل کے دھاڑنے پر وہ جلدی سے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئی، اس عورت کا روم روم تڑپ اٹھا۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں دیشا کریزی"

میکائل نے بے دردری سے اسکا ہاتھ پکڑ کر اس بار اسکے کان میں چلاتے یہ صور پھونکا، دیشا نفی میں گردن ہلاتی اسے چپ کرنے کا کہہ رہی تھی پر اب میکائل دوغان کی برداشت ختم ہو چکی تھی۔

"میں تمہیں اپنے پورے ہوش و حواس میں طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔ دیشا کریزی"

وہ اس بار اسکا منہ جبرے سے دبوچتے اسے ایک ہی جھٹکے سے وہاں رکھے پرانے سے گدے پر دھکیل کر گرا گئے جبکہ دیشا گہرے گہرے سانس لیتی جیسی کسی صدمے میں تھی۔

"اب تم دو دن اس تکلیف کو محسوس کرو جو تم نے مجھے دی۔ میرا بیٹا نوح اور بہو نامہ اپنی زندگی کے یہ دو دن سکون سے جی لیں پھر وہ خود تم جیسی ناگن سے نمٹ لیں گے۔ دیشا کریزی، تمہارا اینڈ بہت قریب ہے۔ میرے بیٹے کو جو میلی نگاہ سے بھی دیکھے میں اسے زمین کی ساتویں تہہ میں گاڑ دوں گا۔ تمہیں یہ رعایت بس محبت کے نام پر ملی۔ آج تم سمیت اس پر بھی لعنت بھیجتا ہوں"

میکائل نے اسکے ہاتھ مضبوط رسی سے ایسے کس کر باندھے کہ اگر وہ کھولنے یا کھینچنے کی کوشش بھی کرتی تو ہاتھوں کی کلائیوں میں وہ رسیاں گڑھ سکتی تھیں جبکہ دیشا نفرت و حقارت سے میکائل کو دیکھ رہی تھی، ایک عورت کا انتقام نظر آرہا تھا، اپنی زندگی بھر کی محرمیوں کا قلق ہلکور رہا تھا۔

"جی لینا تم بھی دودن ان کے ساتھ میکائل دوغان۔ لعنت بھیجی ہے ناں تم نے میری محبت پر، تو اب یہ لعنت تم سے تمہاری زندگی کیسے چھینے گی اسکا انتظار کرنا۔ یا مار دو مجھے ورنہ اب میں تمہیں مار دوں گی۔ تمہیں ایک بات بتا دیتی ہوں، نامہ بھی میری بیٹی ہے۔ فیروز سے دوسری شادی کی تھی میں نے جہانگیر سے طلاق کے بعد۔ تم سے چھپایا کہ تم سے سچ والی محبت ہو گئی مجھ بد بخت کو۔ میں صارم، مانہ اور نامہ تینوں کو تم سبکی زندگی سے گم کردوں گی۔۔۔ وہ تین یا مر جائیں گے یا کھو جائیں۔۔۔ ہا ہا ہا"

وہ وحشی عورت یہ سب بتا کر میکائل دوغان کا دل چیر کر رکھ گئی، خاص کر نامہ کی سچائی۔

"او میرے خدا، نامہ تمہاری بیٹی ہے۔۔۔۔۔ کس قسم کی عورت ہو تم
دیشا۔۔۔ کس کس کی زندگی برباد کی مجھ سے پہلے۔ اوہ میری نامہ۔۔۔۔۔ ان
تینوں کو تمہاری اصلیت بتاؤں گا۔ ایسی ماں اور ماں کی یاد کو وہ ناسور سمجھ کر
خود سے الگ کر دیں گے۔ بہادر بچے ہیں، سنبھل جائیں گے۔ لیکن تم انہیں
نقصان نہیں دے سکو گی۔ نامہ کے ساتھ نوح ہے، میری مانیہ کے ساتھ
امائل اور رہی بات صارم کی، میں ڈھال بنوں گا اس بچے کی جسے پہلے ہی
تمہارے حصے کی ناکردہ سزا دی ہے۔ یہاں بیٹھ کر بس خیالی پلاؤ بناؤ
تم۔۔۔۔۔ تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑوں گا دیشا۔ قسم کھاتا ہوں میں تمہیں
کچھ کرنے لائق نہیں رہنے دوں گا"

وہ نفرت و غصے سے اسے اک اک حرف کے سنگ وارن کرے اٹھے اور
دیشا کی ٹانگیں بھی رسیوں سے باندھی جبکہ اسکے منہ پر سلور ٹیپ بھی بے
دردی سے لگاتے اسے گدے پر دھکا دیا جس سبب وہ بالکل ہی بے بس ہو کر

بس سرخ آنکھوں سے گھورنے لگی جبکہ میکائل وہاں سے نکلے تو اس سٹور روم کے باہر لاک لگا کر چابی مٹھی میں دبائے وہاں سے نکلے۔

"آپ سب جاسکتی ہیں"

وہ لاونچ میں آتے وہاں بیٹھی عورتوں کو دیکھے بنا باہر نکل گئے جو سب ایک دوسرے کی طرف دیکھتی چہرہ مگوئیاں کرے اٹھ کر باہر نکلنے لگیں، میکائل نے اپنا موڈ گیڈ سے نکلنے تک بہتر کر لیا کیونکہ برداشت و جبر کی انکی اچھی ٹریننگ تھی، ویسے بھی وہ اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے بہت ترسے تھے۔

"گٹار! تم پر فارم کرو گے؟"

میکائل نے صارم کے گٹار کو پیچھے دیکھے مسکرا کر پوچھا تو صارم نے بس رسان سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ایک دن بہت فینس از میر کے سنگر بنو گے۔ اور مجھے آج سے دگنا فخر ہو گا تم پر۔ چلو چلا دو گاڑی لیٹ نہ ہو جائیں"

زندگی میں پہلی بار ڈیڈ نے اسے سراہا تھا، صارم کی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی خوشی سے سرخ ہوئیں، میکائل چہرہ دوسری طرف پھیر چکے تھے پر وہ بتانہ سکا کہ اس باپ نے پہلی بار اسے کتنا سکھی کیا ہے۔

.._____..

"بھائی کی طبیعت دن بدن سٹیبل ہو رہی ہے ارحم! وہ نوح مجھے پاس بھٹکنے بھی نہیں دے رہا۔ میں ابھی گیا ہوں سپٹل، سناجب کہ وہ رات تک کی لیو پر ہے۔ میں نے کوشش کی جا کر اس کتے کا گلا دبا دوں پر دو سیکورٹی گارڈ دبوچ گئے مجھے کہ نوح نے کسی کو بھی نادر مروان سے ملنے سے منع کر دیا ہے۔"

شراب نوشی میں دھت اپنے اندر کی جلن نکالے وہ ارحم کے ساتھ کلب میں اپنی وہشت اگل رہا تھا، خود ارحم کے چہرے پر سفیدی چھائی واضح دیکھی جاسکتی تھی۔

"نوح کو ہم نے کیا سمجھا اور وہ کیا نکلا سر، میں تو حیران ہوں ایسا مریض جسے اسکا ڈاکٹر فارغ کر چکا ہو کہ یہ اب چند پل کا مہمان ہے۔ اسے بھی ٹھیک کرنے پر لگا ہے۔ سر کچھ سوچیں ایسا نہ ہونا در سر ہٹے کٹے ہو کر واپس اپنی کرسی پر آجائیں اور آپ انکے غلام کے غلام ہی رہ جائیں۔ ویسے بھی پورا از میر نادر صاحب کا خیر خواہ ہے۔ انکے جیتے جی آپکو ایک ووٹ بھی ملنا ناممکن ہے۔ اپنے سوا (آخری دو لفظ ار حم نے منہ میں گول کیے)"

ار حم بھی جلے پر نمک چھڑک کر اس وحشی میں آگ دہکار ہا تھا جسکی آنکھوں سے بے بسی کے سنگ دھواں اٹھ رہا تھا۔

"سوچ لیا ہے ار حم! نوح کی ایفیشنشی راہ کی رکاوٹ بن رہی ہے۔ اسے ٹھکانے لگانا ہو گا۔ اب تم دیکھو ار حم میں کیا کرتا ہوں"

ناجانے اس بد بخت نے اب کیا سوچا تھا لیکن اسکی کچھ دیر پہلے کی بے بسی اب کمینگی بھری مسکراہٹ میں بدل گئی تھی اور یہ سراسر خطرے کی گھنٹی

تھی، ارحم بھی متاثر کن مسکرایا جیسے کہہ رہا ہوں دیکھتے ہیں کیا کرتے ہیں
آپ، دونوں نے مست خباثت سے بھری نظروں کے سنگ گلاس پٹخے اور
وہ زہر اپنے حلق میں انڈیلنے لگے۔

.._____..

مہندی کی اچانک تقریب کے بارے جب نوح نے فیروز اور خرد صاحب
سے انکے مسجد سے آتے ڈسکس کیا تو یہ ان دو کے لیے بھی بے حد حسین
سر پرانز تھا، کسی ملازم کو بھیج کر فارم ہاوس کے آس پاس آباد دوست احباب
کو اس تقریب کے لیے بلوایا گیا اور چونکہ خرد صاحب کے ساتھ ساتھ یہ
پورا علاقہ انکے دوست فیروز سلطان کو بھی جانتا تھا تبھی کچھ ہی دیر میں رونق
لگ گئی، مانہ اور امانل نے آج کی اس تقریب کو چار چاند لگائے کیونکہ
ارجنٹ سجاوٹ کا کام انہی کے سر آیا، پھر تیز بارش برسنے کے بعد اچانک

سے جو موسم میں ٹھنڈک و گرمائش کا ملاپ چھایا اسکے تو کیا ہی کہنے، نوح نے تو اس ہنا تقریب کو بہت چھوٹا سمجھا پر جب مہمان آنے شروع ہوئے تب اسے سمجھ آچکی تھی کہ یہ تقریب ایک تو معمولی نہیں ہونے والی دوسرا صبح تک یہ جشن اب تھمنے والا نہیں۔

نوح آدھے گھنٹے کے لیے کہیں گیا تھا جس بیچ پیچھے سجاوٹی چیزیں لگانے کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کی چیزوں کا آرڈر کر دیا گیا، اب مہمان تھے تو انکے لیے ہر طرح کا انتظام بھی ضروری تھا جبکہ نوح کے لیے ہر چیز سے اہم ہنا تقریب کے لیے نامہ کا لباس تھا جو اسکے روم میں موجود تھا، نوح نے خود بھی چیلنج کیا کیونکہ سوکھنے کے باوجود کپڑوں میں نمی تھی اور جب نوح نوبے تک پہنچا تو سب ایک دم بدل چکا تھا، گھر کی چمک دھمک بتا رہی تھی کہ ایک دم یہ خاموش سی چوکھٹ کھل سی گئی ہے۔

مہندی بالکل ترکش روایات کے مطابق شروع تھی، کیونکہ نامہ، فیروز صاحب کی طرح خرد کے لیے بھی بیٹی تھی تو تیار یوں میں کسی قسم کی کمی کسی نے نہ کرنے کا فیصلہ لیا۔

سب سے پہلے گھر کے دروازے پر جھنڈے اور ٹول لٹکائے گئے جس سے یہ اشارہ مل رہا تھا کہ اس فارم ہاؤس سے جڑے خوبصورت سے گھر میں یہاں کی بیٹی کی شادی شروع ہو چکی ہے۔

نامہ تک ڈریس نوح نے پہنچا دیا تھا اور آج بھی اسے سجنے میں مانہ نے بھرپور مدد کی جو خود بھی ڈارک گرین پینسل سکرٹ اور بہت ہی کیوٹ بلیک ٹاپ میں آفت لگ رہی تھی، بال کھول رکھے تھے جبکہ اسکائیہ ڈریس اسے امائل نے ہی دلوا دیا تھا، نامہ کافی نروس تھی کیونکہ ایک تو نوح نے اچانک شادی کا ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا پھر سادہ سی ہنا تقریب بھی اب پوری دھماکے دار لگ رہی تھی۔

"نوح اس سے پہلے کسی بھی چیز کو لے کر اتنا بے صبر انہیں ہوا، تمہیں پتا ہے
میں اسے اور جنل ماما کہتی ہوں، بڈھی روح جو ہے پر

Not in your case...

۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ عام مردوں کی طرح کبھی کسی لڑکی کے لیے
اتنا چار منگ ہاٹ مین بن جائے گا، بہت خوشی ہے تم اسکی زندگی میں
آئی۔ دنیا جہاں کا ہر سکھ مل کر پاؤ"

نامہ کا حسن اس خاص لباس میں آج بھی دھک اٹھا تھا پر نامہ کی آنکھیں، مانہ
کی ستائش پر نہیں، اسکی دعا پر اداس سا ہو گئیں، مانہ نے بہت اپنائیت سے
جو دعادی تھی۔

"آپ اور امانل بھی اب کوئی آزمائش نہ دیکھیں۔"

نامہ سے بس محبتوں کے آگے بے بس سا ہوتے یہی کہا جاسکا لیکن اس پر بھی مانیہ نرمی سے اسکے گلے لگی، پھر جیسے دونوں کی جذباتی آنکھیں مسکرانے لگیں۔

وہیں نوح نے چیخ بھی فل بلیک کے ساتھ ہی کیا تھا، بس زر از زیادہ ڈیشنگ لگ رہا تھا، اماٹل اور امتاب نے بھی دلہے کے لیے خود بھی بلیک ہی پہناتا کہ دلہے کو آج وہ کسی معاملے میں تنہا نہ چھوڑ سکیں، اور سب سے زیادہ ایکساٹڈ تو صارم تھا جسکی سنگر کے ساتھ ساتھ اس سپیشل ایونٹ کی یادگار تصویریں اکھٹی کرنا تھا، وہ بھی آج اتفاق سے بلیک میں ہی تھا، لڑکوں کا گروپ گھر کے بیرونی حصے سے تھوڑا آگے تھا وہیں باقی مہمان بھی موجود تھے۔ ہکا ہکا ترکش میوزک شروع تھا۔

تقریب کا آغاز تب ہوا جب نامہ دلہن بنی خواتین ڈانسرز کے ساتھ پنڈال کی طرح سب گھر کے بیرونی حصے میں آئی، یہ بالکل ترکش موویز کا سین تھا، وہ تمام چھ لڑکیاں وہاں کا خوبصورت رقص کرتی سماں باندھ رہی تھیں پر ہیچ

میں آتی نامہ کو دیکھے ہر آنکھ مسکرا دی کیونکہ مہندی پر ایسے مکمل ہر دہن نہیں لگتی تھی جیسی نامہ، وجہ شاید یہ تھی کہ وہ آل ریڈی سہاگن تھی۔

"میری قیامت!"

سب دوستوں اور ارد گرد والوں کی مسکراتی چھیڑ خانی اور ہوٹنگ پر نوح نے جب ان لڑکیوں کے ہالے میں کھڑی نامہ کو گردن گما دیکھا تو بے اختیار وارفستگی سے بڑبڑا اٹھا، وہ اتنی حسین لڑکی اسکی ہے یہ سوچ کر اس اتنے دیسنٹ بندے کا دل بچوں ساسینے میں گدگدایا، مانہ بھی مسکراتی اپنے ہنڈسم کے ساتھ جا کھڑی تھی، ویسے ہی کرن نے بھی امتاب کے ساتھ جگہ سنبھالی۔

نامہ کے لیے bindall نامی مقامی لباس نوح، ویڈنگ ڈریس گاؤن کے ساتھ ہی لے چکا تھا حالانکہ اس نے مہندی کا پلین نہیں بنایا تھا پر اب نوح کو سمجھ آئی کہ یہ ایونٹ کتنا ضروری تھا، وہ نامہ کو ہر روپ میں دیکھے یہ تو اسکی

طلب بن چکی تھی، وہ لباس اتنا خوبصورت تھا کہ بس اس کے مخمل حصے پر سونے کی تاروں سے کڑھائی کی گئی تھی اور روایت میں سر کو سرخ نیٹ کے سنہری یا کسی بھی رنگ کی کڑھائی والے پردے سے ڈھانپنا ہوتا ہے پر نامہ کے لیے سنہری کڑھائی والا وہ گھونگھٹ موجود تھا۔

مہندی کی رات کا اگلا مرحلہ شروع ہوا کیونکہ اب مہندی رنگنے کا وقت تھا اور سب بڑی روشنیاں بجھ گئی تھیں، ان ڈانسرز کا کام مکمل ہو چکا تھا لہذا وہ بھی اب مہندی رنگنے والیوں میں شامل ہو چکی تھیں، اسی گھر کے بیرونی حصے میں اب مہندی کی یہ رسم ہونی تھی جسکے بعد مین لان میں دلہن جاسکتی تھی جہاں دلہا اور باقی مہمان تھے، ابھی وہ سب بس دلہن کو مہندی لگتا دیکھنے والے تھے۔

مہندی تیار کرنے اور لگانے کا کام ایک شادی شدہ عورت کو دیا جانا بھی رسم تھی، اور یہ کام اماٹل کی ان بوا کو دیا گیا تھا جو فارم ہاوس میں میڈرز کی اب انچارج تھیں، اور بارش رکنے کی وجہ سے علاقے کے اس پاس کے ہمسائے

بھی اس تقریب میں دل کھول کر مدعو کیے گئے، لڑکیاں ساری اسکے بعد بیرونی نیٹ کے پردے سے سجے حصے میں نامہ کے پاس چلی آئی تھیں جبکہ سب مرد حضرات اور مہمانوں نے ڈیر ابیرونی لان میں جمایا کیونکہ جب تک عورتوں کی رسمیں پوری نہ ہوتیں، دلہن باہر لان میں دلہا کے پاس نہیں آ سکتی تھی۔

مہندی کو تانبے کے پیالے میں تیار کرنے کے بعد، اسے موم بتیوں سے سجی مہندی کی ٹرے پر رکھا گیا تھا۔ مانیہ ہی وہ مہندی کی ٹرے لے کر گئی جبکہ اکیلی لڑکیاں اپنے ہاتھوں میں موم بتیاں لے کر نامہ کے ارد گرد لوک گیت گانے لگی تھیں۔

مہندی کی رات میں دلہن کے رونے کا رواج بھی سمجھا جاتا ہے۔ دوسری خواتین اس دلہن کا چکر لگاتی ہیں، جب تک دلہن روتی نہیں ہے وہ ادا اس گانے گاتی ہیں اور ان سب خواتین نے بھی یہ رسم نبھائی اور نامہ کو جب رالیا تو مانیہ نے سب کو گھورا۔

سب خواتین کی طرف سے مل کر گانا

"Yüksek yüksek tepeler"

گایا جا رہا تھا، جو اس لمحے کو کچھ زیادہ جذباتی بنا رہا تھا۔

"کیوں یہ سیڈ گانے گا رہیں آپ یار، وہ زندگی بھر مسکرائے گی"

سب ہی مانیہ کی بات پر خود بھی اداسی ترک کیے مسکرا دیں پھر اک بزرگ عورت نے آگے بڑھ کر پریشان سی مانیہ کی گال سہلائی۔

نوح کو اب نامہ نظر نہیں آرہی تھی کیونکہ اسے بابا، صارم اور امتاب بھی چیرتے ڈسٹرکٹ کر رہے تھے، بس صارم تھا جو نامہ اور ان لڑکیوں کے گروپس کی پکچرز بنانا اسے بھیج کر دیدار یار سے مستفید کروا رہا تھا جبکہ امائل باقی انتظامات دیکھنے میں لگا گھر کے بیٹے کے ناطے بڑی مین بنا تھا پھر بھی مانیہ کی اس فکر پر کام میں دھت بھی اس پر بے شمار پیار آیا۔

"میرا بچہ! دلہن جب روتی ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں وہ دکھی ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ آفیشلی اپنے ماں باپ کے گھر سے رخصت ہو رہی ہے۔ اب اسکی زندگی شوہر بچوں اور اسکے گھر کی زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہ کسی کو بھی رلا دے بات، جذباتیت بھری کیفیت ہے ناں"

مانیہ نے انکے سمجھانے پر جب نامہ کو دیکھا تو دلہن بنی اپنی بہن پر ٹوٹ کر پیار آیا، نامہ کا ڈریس وائیٹ اینڈ ریڈ تھا اوپر سے وہ جالی دار سرخ ستاروں والا گھونگھٹ پہنے لگ بھی حسینہ رہی تھی۔

"مجھے بہت برا لگا تم روئی، تبھی میں بول پڑی۔ میں ہوں ناں۔ تمہیں اٹھا کر لے آیا کروں گی تمہارے بابا کے پاس۔ تم جتنی نوح کی ہو اتنی اپنے بابا کی ہو۔ اوکے؟"

مانیہ نے اسکے پاس ہی نیچے بیٹھے نامہ کا ہاتھ پکڑ کر گھونگھٹ کے پار ہی ان بھگی براون آنکھوں کا درد دیکھتے دلاسا دیا تو نامہ سمیت وہ سب عورتیں بھی رشک زدہ مسکرائیں۔

"اب ہم رسم کریں؟"

انہی خواتین میں سے ایک نے بہنوں کی بات میں حلال ڈالا۔

"میں خود کروں گا اپنی دلہن کی رسم"

سب عورتیں اور لڑکیاں شوخ ہنستی پلٹیں جہاں نوح مین لان سے گھر کے بیرونی عورتوں والے حصے میں انٹرہوتے بے خود نظروں سے نامہ کو دیکھتے تھم سا گیا جسکے گھونگھٹ نے نوح کی جان لے لی، وہ مزید تصویروں سے نامہ کے دیدار پر قناعت کیسے کرتا کہ اسے تو نامہ کے یہ تینوں دن ہر لمحے سمیت یادگار بنانے تھے۔

جہاں نوح کی انٹری پر باہر کی طرف سے ہوٹنگ کا شور آیا وہیں اندر بھی دلہے کی بے تابوں نے فسوں پھیلا یا، خود نامہ کا دل گد گدایا۔

مانیہ نے خود ہی نوح کی وارفتہ نظریں بھانپ کر پاس آتے ڈرامائی کھانسی کی تب نوح نے نظریں جھٹکیں پر سب لڑکیاں اور خواتین مسکرا دیں۔

"آجائیں پھر بر خور دار"

ایک بزرگ عورت نے کھلے دل سے اجازت دی تو نوح، آکر اپنے سحر بکھرتے انداز میں نامہ کے ساتھ ہی بیٹھا، مانیہ نے کچھ فاصلے پر کھڑے افراد

خانہ کو بھی قریب بلا لیا تھا، مہمان مردوں کے سوا باقی سب ہی وہاں آ گئے، سب ہی نوح اور نامہ کو دیکھ کر دونوں کا صدقہ اتارنے لگے، صارم نے تو پہلے آکر پیچھے دونوں کو گردن بینڈ کروائے سیلفی لی پھر رسم شروع کرنے کی پر میشن دی۔

اسی بزرگ بوانے نامہ کے دائیں ہاتھ پر مہندی لگائی اور اسے ململ کے کپڑے سے لپیٹتے ہی اک جالی دار دستانہ چڑھایا جبکہ نوح کا ہاتھ پکڑے اسکی ایک چھوٹی انگلی بھی مہندی سے رنگ دی۔

جبکہ اسکے بعد چونکہ سونے کا سکہ بہو کی ہتھیلی میں رکھنے کی رسم ساس کرتی ہے مگر یہاں میکائیل صاحب نے مہندی لگتے ہی کی جس کے بارے میں ترکش لوگوں کے بیچ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ خوش قسمتی لاتا ہے۔

اس کے بعد جذباتی موسیقی بند ہو گئی اور ہر کوئی رقص میں واپس جانے کے لیے آزاد تھا۔

اسکے بعد دلہے کا رقص تھا اور یہ کوئی مغربی ڈانس نہیں تھا بلکہ ایسا رقص تھا جو دیکھنے والے کو مبہوت کر دے، یہ رقص اک سلک کے رومال سے شروع ہوا، نامہ کو بیچ ڈانس فلور جیسے حصے میں کرسی پر بٹھایا گیا تھا، مہمان سب ہی

اب نوح ادا دوغان کی طرف دیکھتے مسکرا رہے تھے، نامہ کا گھونگھٹ بھی ہٹ چکا تھا گویا اصل قہر تو اب ڈھلنا شروع تھا۔

نوح نے اس سلک کے رومال کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ایک ہاتھ سے ہلایا، ادھر ادھر اچھالنے کے بیچ گہری آنچ دیتی نظروں سے نامہ سلطان کو دیکھا جیسے آج نوح کی آنکھیں بھی شرم دلارہی تھیں، پھر نوح اپنی انگلیاں اپنے بازو اٹھا کر اس رومال کو کھینچ کر، اپنے ہاتھ ہلاتے وہ ایک ردھم کی کیفیت میں اپنی ٹانگوں سے اچھلنے جیسی حرکتیں کر رہا تھا پر جہاں نامہ اسے دیکھ کر محبت بھرا مسکرا رہی تھی، مہمانوں کا بھی یہی حال تھا، پھر میدان میں نوح کو اکیلا فیل نہ ہو اس لیے امانل اور امتاب نے بھی نوح کی ہمراہی میں وہی رقص کیا اور کرن اور مانہ مسکراتیں نامہ کی کرسی کے ساتھ دائیں بائیں کھڑی ہو گئیں جس کا مطلب تھا کہ وہ تینوں اپنی اپنی والیوں کو وہ رقص پیش کر رہے ہیں، یہ سب اتنا حسین تھا کہ سوچیں تک مسکرا رہی تھیں۔

اب اگلی رسم میں نامہ کو نوح کے لیے رقص کرنا تھا جسکے بارے نامہ کو بالکل علم نہیں تھا۔

"کیا؟ میں آپ کے ارد گرد رقص کروں جب آپ کرسی پر بیٹھے ہوں۔ نوح یہ نہیں ہو گا مجھ سے؟"

نوح نے جب اسکا ہاتھ پکڑ کر کرسی سے اٹھاتے اگلی رسم کا بتایا تو نامہ کا منہ حیرت و شرم سے کھلا۔

"میں نے بھی تو کیا، اب تمہاری باری ہے۔ رسم ہے نامہ۔"

وہ خود یہ سب کیوٹ رسمیں سوچتا نامہ کو ابھی سے رقص کرتا میجن کیے مسکرایا جبکہ میکائیل نے خود قریب آتے نامہ کو اس رسم کا بتایا تو چار و ناچار اسے ماننا پڑا۔ نامہ نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اسے یہی کرنا تھا، اسے یہ مضحکہ خیز لگا۔ یہ اپنے شوہر کے لیے رقص کے زیادہ معصوم ورژن کی طرح ہے کہ اسکے گرد گھوم کر رقص کرو اور اس سمیت سارے مہمان بھی دیکھیں۔

اف! نامہ کو سوچ کر ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔

یہ اہم رسم جو دو خان خاندان میں کی جاتی تھی وہ شروع ہوئی جسے "ٹیسٹی کر مک" کہا جاتا ہے۔

نامہ نے بے حد پر سرور انداز میں ہاتھوں اور کندھوں کو اک مد ہوش اثر چھوڑتے انداز میں سر کو لیٹ کرتے رقص شروع کیا اور رقص کے دوران، اسے ایک مٹی کا برتن دیا گیا تھا۔

اب پہلے جیسے نامہ بیٹھی تھی، نوح کو بیچ فلور میں ایک کرسی پر بیٹھا دیا گیا تھا جبکہ نامہ نے نوح کے گرد گھومتے وہی علاقائی رقص کرتے اپنے ہاتھ میں برتن ہلارہی تھی اور اس پر اسے اندر ہی اندر جو ہنسی و شرم ساتھ آرہی تھی اسکا پتا بس نوح لگا سکتا تھا۔

ٹیسٹی مٹی کے برتن کی ایک قسم ہے جو پیسے، کینڈی اور چاکلیٹ سے بھری ہوئی تھی اور اسے سرخ رنگ کے کپڑے میں لپیٹا جاتا ہے۔

نامہ کو اس مٹی کے برتن کو ہلکے ہلکے ہلانا تھا اور نوح کے گرد دائرے میں رقص کرنا تھا۔

روایتی طور پر، نئی دلہنیں اپنے شوہر کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے غصے کو دور کرنے کی علامت کے طور پر زمین پر ایک مٹی کا گلدان یا ایسا توڑ دیتی ہیں۔ وہ اسے ہلاتی ہیں جب وہ دلہے کے گرد رقص کرتی ہیں، پھر وہ گلدستے کو اپنے سر پر رکھتی ہیں اور اسے اپنی پوری طاقت سے زمین پر توڑ دیتی ہیں تاکہ تمام بری توانائی یا بیمار احساسات کو اپنے اندر سے باہر نکال دیا جاسکے۔

"اسے ضرور توڑنا ہے نامہ"

نامہ نے اپنے سر پر وہ مٹی کا برتن پکڑا ہوا تھا اور تبھی نامہ جب گھومتی نوح کے سامنے ہوئی تو نوح نے اسے دیکھتے اسکی حدود تک سرگوشی کی۔

اسے توڑنے کے لیے نامہ کو اسے کتنی مشکل سے اور زور سے پھینکنا پڑے گا، کیا اس مٹی کے برتن کو توڑنا مشکل تھا؟ اگر یہ نہ ٹوٹے تو کیا یہ براشگون تھا؟ نامہ کو کوئی پتہ نہیں تھا بس وہ سوچے جارہی تھی۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ گلدان بہت خوبصورت تھا، یہ افسوس کی بات تھی کہ نامہ کو اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔

"اف نامہ! تم اکیلی ہوتی میں تو تمہارے آج سچ میں پیر چوم لیتا۔ تمہارے پیروں میں یہ ٹیلنٹ بھی ہے"

نوح کے جذبات جیسے وہ سنبھالے بیٹھا تھا بس وہ جانتا تھا یا اسکا اللہ۔

اور پھر نامہ نے اسی رقص اور گول چکر کے بیچ غیر متوقع طور پر اس مٹی کے برتن کو زمین پر پھینک کر توڑ دیا، سب نے زوردار ہوٹنگ کی، خوش قسمتی سے وہ برتن واقعی ٹوٹ گیا اور ہجوم کی طرف سے خوشی کی آواز آئی جبکہ

نامہ کی گھبراہٹ نوح نے ہٹائی جب وہ اسے ایک کیل ڈانس کے لیے ہالے میں میں حصار گیا۔

اس رسم کو لے کر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس رسم سے نئے خاندان کو زندگی بھر کی خوشی ملتی ہے۔

تمام روایتی "رسموں" کے مکمل ہونے کے بعد دلہن دلہا اور مہمان ساتھ جشن منانے کے لیے واپس ڈانس فلور پر جانے کے لیے آزاد تھے۔

جسکے بعد سب مرد اور خواتین نے مہندی کا خاص

رقص "ہالے" اور "ہرون" کیا جس میں ہالے رقص ایک دوسرے کی انگلیوں، کندھوں یا یہاں تک کہ ہاتھ پکڑ کر دائرہ یا لکیر بناتے ہوئے شروع کیا جاتا ہے، آخری اور پہلا فرد کپڑے کا ایک ٹکڑا اس گول دائرے کو بنانے کو پکڑ چکا تھا، یہ عام طور پر آہستہ آہستہ شروع ہوتا ہے اور تیز ہوتا ہے، اس

میں دلہاد لہن کے سوا خاندان کے سب قریبی افراد شامل تھے جبکہ وہ دو بس سبکو اس رقص کو کرتا دیکھ کر محظوظ مسکرا رہے تھے۔

"آپ نے کہا تھا سادہ اور چھوٹی سی تقریب ہوگی نوح"

وہ اس ہالے کرتے ہجوم کے بیچ نوح کا ہاتھ پکڑے اسکے کان میں بولی کیونکہ میوزک اتنا تھا کہ ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی آواز آنی مشکل تھی۔

"تم کچھ سادہ ڈیزرو نہیں کرتی ہوگی ناں نامہ! تبھی ایونٹ خود کو چار کے بجائے سولا چاند لگوا گیا۔ آخر تمہارے شایان شان کچھ سادہ اور عام کیسے سج سکتا ہے؟"

نوح کا دھیان بابا صارم اور باقی سب کے ساتھ رقص کرتے افراد کی طرف کم جبکہ اپنے ساتھ دل کی طرح دھڑکتی نامہ کی طرف زیادہ تھا، صارم تو باقاعدہ ڈانس سیکھ کر ہنس رہا تھا، اما نل اور مانیہ اس نغمے کو سٹیپ سمجھا رہے تھے جو بار بار وہ لائن اور ردھم توڑ رہا تھا۔

"ویسے تمہارے پیر چومنے ہیں میں نے، بہت حسین رقص کیا تم نے
میرے لیے نامہ۔ میرا دل چاہ رہا تھا یہ سارا مجھ غائب ہو جائے آس پاس
سے۔ اب کے تنہائی ملی مجھے میں تو خود کو روک نہیں پاؤں گا۔ اپنا دل مضبوط
کر لو اک نئے نوح ادا دو غان سے ملنے کے لیے"

نامہ کی حالت پہلے ہی اتنے سارے سیشنل فیل کرنے پر ٹائیٹ تھی اوپر سے
اس آدمی کی وارننگ، وہ بھی نامہ کی گال سے گال جوڑ کر کان میں دی گئی کہ
وہ سہم کر نوح کے پیچھے ہوتے اسے تھکنے لگی جو آگے سے آنکھ مارتا نامہ کو اور
سرخ رو کر گیا۔

بڑی مشکل سے وہ پہلو کے اس شرارے سے دھیان بھٹکا کر ہالے رقص پر
دے سکی۔

ترکی کے رقص، کو لہوں کے بجائے کندھوں پر مشتمل ہوتے ہیں تبھی دیکھائی دینے میں بھی بہت خوبصورت لگتے ہیں اور اک سماں سا بندھ جاتا ہے۔

ٹوٹے برتن کی باقیات کو جھاڑنے کے بعد ایک سر پرانز مہندی رنگ ایونٹ تھا جو دراصل کل ہونا تھا مگر نوح نے اسے آج ایمر جنسی جیولر کو ارجنٹ کال کرے رنگز ڈیلیور کروائے ایڈ کروایا۔

یہ مہندی فنکشن جس سادگی سے ہونے کا سوچا گیا تھا اتنا دھوم دھام کر ہوتے ہوئے اب اپنے آخری سفر پر تھا۔

یہ رنگ سرمئی تھوڑی مغربی تھی کیونکہ پہلے نکاح پر روائتی انگوٹھی پہنانے کی رسم نبھائی جا چکی تھی، اس رسم میں جب انگوٹھیاں آئیں تو نامہ نے بے اختیار بھیگی آنکھیں نوح پر جا جمائیں۔

جب نکاح پر نامہ اور نوح کو میکائل اور فیروز صاحب نے ربن سے جڑی رنگز پہنا کر ربن کاٹنے کی رسم کی تھی، اس کے بعد کئی بار نامہ نے خواہش کی تھی کہ کاش اسے نوح خود رنگ پہنائے۔

اور یہ خواہش بھی بہت سی ان خواہشوں میں شمار ہوئی جو نامہ نے کہی بھی نہیں پھر بھی نوح جان گیا، اس پر نامہ کا دل ضرور سینے میں شدت سے دھڑکا تھا۔

نامہ کے لیے نوح نے ایک خوبصورت سی ٹوپس رنگ لی تھی جو پیور گولڈ کی تھی جس پر کچھ چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈز جڑے تھے، نامہ کو خود نوح نے وہ رنگ پہنائی جسکے بعد میدان میں گٹار بوائے آیا۔

صارم نے جیسے ہی گٹار بجانا شروع کیا، ترکش بیک گراؤنڈ پر چلتا میوزک فوراً مدھم کر دیا گیا۔

جبکہ صارم نے جیسے ہی وہ ایک خوبصورت ویڈنگ ترکش گانا شروع کیا ہر کوئی مسکرا کر اسکی خوبصورت آواز سراہ اٹھا، اس گانے کا مفہوم اس طرح تھا کہ اس میں دلہا دلہن کو ڈھیڑ دعائیں دینے کے ساتھ جلد ماں باپ بننے کی بھی بلیسنگز دی جا رہی تھیں۔

صارم نے اپنے سانگ سے سچ میں ہر فرد کو گھیر لیا، خود نامہ اسکی اس خوبصورت پرفارمنس پر جذباتی ہوئی کیونکہ اس گانے میں ماں کا بھی ذکر تھا، جو نامہ کے لیے تکلیف سی بنا حتیٰ کہ خود صارم کے لیے بھی، مانہ اور اماں کے لیے بھی لیکن گانے کا اختتام تھوڑا شرارتی تھا کہ جس جس فرد کی آنکھ زرا نم پڑی وہ سب مسکرا دیں۔

گانا ختم ہوا تو سب نے زوردار طریقے سے ہوٹنگ کرے اس نئے ابھرتے سنگر کی تالیوں اور ہوٹنگ سے بھرپور حوصلہ افزائی کی۔

صارم نے اپنی پوری زندگی میں اتنا انجوائے کبھی نہ کیا جتنا آج۔ اسکے بعد تقریب ختم ہوئی تو مہمانوں کو کھانا سرو کیا گیا۔

اس حسین رات کا اختتام بارہ تک ہوا، رات کے اختتام پر، ہر مہمان کو ایک چھوٹا سا تحفہ دیا گیا جس میں مہندی سے متاثرہ کونیز بالوں پر لگائے جاتے لوازمات، موم بتیاں، مٹھائیاں اور کیک تھے، کچھ میں کینڈیز اور ڈرائے فروٹس بھی تھے اور خرد صاحب نے اپنے سب دوست احباب کا پر سنلی شکریہ کیا کہ وہ اتنے ارجنٹ بلاوے پر آئے اور تقریب کو رونق بخشی، آج آئے سب مہمانوں کو جاتے ہوئے ایک خوبصورت سانشادی انویٹیشن کارڈ بھی دیا گیا اور یوں اس خوبصورت تقریب کا اختتام ہو گیا، میکائل اور صارم کے ساتھ امتاب اور کرن بھی چلے گئے جبکہ نوح کو امائل ڈراپ کرنے والا تھا تبھی ایک چائے کے لیے سب نے اسے روک لیا جو نامہ بنانے والی تھی۔

چائے پینے اور گپیں لگانے میں ایک بچ گیا، نوح کا کہاں دل کیا تھا اٹھنے کا پر اسے ہو سپٹل جانا تھا، اور آج اس نے نامہ کوریسٹ دیا بلکہ یہ تین دن نامہ کو ڈرائیور کی ڈیوٹی سے چھٹی ملی تھی، امائل ہی اسے ڈراپ کرنے والا تھا جبکہ مانیہ نے بھی شادی کے دو دن ہو سپٹل واپس نہ جانے کی ریکوسٹ کی تھی کہ وہ نامہ کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تبھی امائل نے اسے پر میشن دے دی۔

نامہ نے چیلنج نہیں کیا تھا پر وہ نوح کو باہر تک سی آف کرنے آئی جہاں امائل، گاڑی فارم ہاوس سے باہر نکالے نوح کا ویٹ کر رہا تھا، آسمان پھر سے سیاہ بادلوں کی لپیٹ میں تھا، اتنا برس کر بھی وہ پھر بھرے معلوم ہو رہے تھے۔

"تمہارا ویڈنگ گاؤں بہت ہیوی ہے۔ میں نے اندازہ لگایا۔ کیونکہ یہ جو آج تم نے پہنا ہے مجھے لگ رہا ہے یہ آخری حد ہے تمہارے ہینڈل کی پر وہ اس سے تین گنا ہے۔ کیا تم کیری کر لو گی؟"

نوح کی فکر پر وہ بھی زرا گیڈ کے کچھ فاصلے پر رک کر نوح کی طرف گھومی۔

"نہ کر سکی تو؟ کوئی بیک آپ آپشن ہے؟"

وہ خود بھی تھوڑی پریشان لگی جسکے بعد نوح کی ہیزل آنکھیں زرا بہکنے کی طرف جاتی محسوس ہوئیں۔

"ہاں ہے۔ سیلون اکھٹے جائیں گے۔ رسم بھی ہے کہ دلہا دلہن ایک ہی جگہ ریڈی ہوتے ہیں۔ تو تم میرے سامنے اسے پہننا، اگر تو تم نے کیری کر لیا ٹھیک ورنہ تمہیں اپنا ایک چھپا ہنر دیکھاؤں گا"

نامہ نے ابھی سے خوشگوار حیرانگی آنکھوں میں بھر لی۔

"سچ میں؟ کیا ٹیلنٹ ہو گا وہ؟"

وہ جاننے کو بے چین ہوئی۔

"وہ اسی ٹائم دیکھاؤں گا۔ آج کے لیے تھینکیو۔ میرے لیے اتنا سب سہنے کے لیے۔ بہت ٹارچر ہو جاتا ہے ناں جب ایک سو بر سنجیدہ سی لڑکی کو رقص بھی کرنا پڑے، بہت دیر بیٹھنا پڑے، خواہ مخواہ گانے سن کر ایمو شنل ہونا پڑے۔ اتنے مہمانوں کے بیچ پر اعتماد ہو کر مسکرا کر انا پڑے۔ یہ سب بہت خوبصورت تھا، اس سے بڑھ کر تمہاری سکھی ذات۔ جسکا تھوڑا سہی آج میں سبب نظر آیا"

نوح نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط مہکتے ہاتھوں میں بھرے اور جب ہتھیلیوں کو چومنے لگا تو نامہ کی دونوں ہتھیلیوں پر لگے مہندی کے گول دائرے سرخ رنگ بدل چکے تھے، اتنے خوبصورت ہاتھ چومنے لائق تھے جنہیں نوح نے اپنے گرم ہونٹوں کی نرم شدتیں بخش کر نامہ میں سکون کی لہر اتاری، خود نوح کی چھوٹی انگلی بھی سرخ تھی کیونکہ رسم میں مہندی اسکی پنکی فنگر پر بھی لگائی گئی تھی۔

"تھوڑی نہیں، آج میری سکھی ذات کا مکمل سبب آپ بنے۔"

اتنا اعتراف تو اب نوح کا حق تھا، نوح نے اسکی ہتھیلیوں کی دیوانگی کے سنگ خوشبو سونگھی۔

"اس مہندی کی خوشبو، اوپر سے تمہارے ہاتھ۔ پھر یہ اقرار۔ تم نے کام سارے میری حالت خراب کرنے والے کیے ہیں پر وہ کیا ہے میں بہت ہمت والا ہوں۔ کل تک ویٹ کر لوں گا۔ اچھا سنو!"

نامہ نے شرمیلیں سا چہرہ پلکیں جھکا کر چرانے کی کوشش ہی کی جب وہ نامہ کو پکار کر اپنے پھر بس میں کر گیا۔

"نوح اب جائیں آپ، تھوڑا ریٹ کر لیں پلیز۔ میں کل سن لوں گی سب"

نامہ اسکی تھکی تھکی آنکھوں کے لیے فکر مند تھی اوپر سے وہ جا بھی ہو سپٹل رہا تھا۔

"نہیں پلیز ابھی سنو"

وہ نامہ کو کمر سے پکڑے واپس کھینچ گیا تو وہ ساری توجہ نوح پر دوبارہ دیے
مدھم سا آمادہ مسکرائی۔

"کہیے، ہمہ تن گوش ہو گئی"

نامہ نے خود ہی نوح کے حصار میں قریب ہوتے اسے اجازت دی۔

"کل سیلون میں جب ہم جائیں گے، ریڈی ہونے سے پہلے تم مجھے تھوڑا سا
ایو لیبل ہو گی؟"

نامہ جو بڑے دھیان سے نوح کو سن رہی تھی، لمحے میں اسکا چہرہ حجاب آلود
ہوا جسکا اثر یہ تھا کہ وہ نوح کے گلے جا لگی تاکہ اپنا چہرہ اس سے چھپا سکے۔

"کل تو آپ مجھے پورا ہتھیا نے کے چکر میں ہیں تو ایسی چھوٹی سی فرمائش
کیوں؟ کس طرح کی ایو لیبل چاہیں ہوں"

نوح نے بازو نامہ کے گرد حصارے جبکہ نامہ کا سوال سنے اس لڑکی کے وجود سے اٹھتی آسودگی خود میں اتارے مسکرایا۔

"مجھے پورا دن حوصلے سے گزارنے کے لیے آپ تھوڑی سی صبح شدت سے درکار ہوں گی بیوی، مسئلہ بس اتنا ہے کہ ابھی تمہارا مکمل مجھ میں ڈھلنا باقی ہے۔ ورنہ میری تم سے جڑی کوئی بھی خواہش تمہاری مرضی کہاں پوچھے گی، یہ خواہشیں تو سر پھری برسات ہیں، برسنے کے بعد، تباہی مچانے کے بعد سوچیں گی اک پل کہ یہ ہم نے کیا قہر ڈھایا پروہ اک پل خود ہی قربت کے نشے میں دھت ہو جائے گا۔ کل کا آغاز بھی تم سے کرنا چاہتا ہوں اور اس شب کی انتہا بھی۔ بس تم مجھے تھوڑی سی مل جانا۔ میں کچھ دینا چاہتا ہوں تمہیں"

نامہ نے گہرا سانس اسکے حصار میں بھرتے روبرو ہوتے نوح کو دیکھا۔

"مل جاؤں گی لیکن کل میں آپکو کچھ دوں گی۔ فسٹ گفٹ۔ آپ نے تو بہت کچھ دیا مجھے نوح۔ ابھی مجھے میرا ارمان پورا کرنے دیں"

وہ اتنے مان سے فرمائش کر رہی تھی کہ نوح سے منع نہ کی جاسکی۔

"وہ فسٹ گفٹ کوئی چیز نہ ہو پلینز۔ تم کافی ہو مجھے"

نوح نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے تکلف کرنے سے بھرپور روکا۔

"نہیں وہ کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اب آپ جائیں اماٹل ویٹ کر رہا ہو گا۔ سو

لیجئے گا تھوڑا"

نامہ نے اسکے حصار سے نکلنا چاہا پر نوح کا دل نہ چاہا وہ اپنی روح کے حصے کو خود سے دور کرے۔

"سو نہیں پاؤں گا۔ کچھ دیر میں ایک مائنر سرجری ہے، لیکن نیند بہت زور کی

آ رہی ہے۔ نامہ سنو! تم اس سب سے خوش ہو؟"

وہ ابھی جا کر بزی ہو جائے گا یہ سن کر نامہ کو تھوڑا برا لگا کہ وہ چائے کے لیے روکنے کے بجائے اسے روم میں دو گھنٹے سونے بھیج دیتی، ابھی نوح کی آنکھیں سچ میں رنگ بدلی ہوئی لگ رہی تھیں۔

"سرجری کے بعد سو جائیے گا۔ رہی بات خوشی کی، میں بھی خوش سے زیادہ پر سکون ہونا پسند کرتی ہوں۔ پورا ہونا چاہتی ہوں"

وہ اسکے آخری جملے پر فدا ہوا، دل نامہ کے لیے مزید بیقرار ہونے لگا۔

"میں پورا کر دوں گا۔ بائے داوے تم اس bindall میں بے حد

خوبصورت لگ رہی ہو۔ اور ہاں اپنا ویڈنگ گاؤں دیکھ کر پاگل مت ہو

جاتا۔ یونواٹ میں نے اسکی فٹنگ اپنے ہاتھ کے اندازوں سے رکھوائی

تھی۔ یہ کتنا رومنٹک ہے۔ اس ڈیزائنر نے بھی یہی بات کہی کہ لوزیا ٹائیٹ

ہو سکتا ہے آپ اپنی برائیڈ کو لے آئیں پر میں نے کہا میں اسکے جسم کی

بھرپور ساخت ازبر کر چکا ہوں اف۔ اگر وہ ویڈنگ گاؤں تمہیں پرفیکٹ پورا آیا تو میں کراؤن برائید کی ایک کس کا حق دار ہوں گاناں؟"

نامہ اسکی شوخیاں، معصوم بے باکیوں پر خود میں سمٹ رہی تھی، لیکن باخدا آج شرم سے زیادہ لاڈ آنے کا پلڑا بھاری تھا پھر بھی وہ سرخ ہو کر رہ گئی جب نوح کے ہاتھ کے اندازے کے بارے سوچا۔

"اف نوح! آپ جائیں کیوں پریشان کر رہے ہیں؟"

نامہ ابھی یہ سب باتیں افورڈ نہیں کر پائی تھی، یہ سچ تھا وہ اس ڈریس سے بھی بری طرح والا تھک چکی تھی۔

"مجھے بس بتا دو یہ بات۔"

وہ بچگانہ بے چینی لیے اصرار کر گیا پر نامہ چپ تھی، جو بات سوچنی مشکل تھی وہ کرنی تو ناممکن سی لگی۔

"آپکو میری بھرپور فٹنگ کا علم نہیں کیونکہ آپکے ہاتھ مجھے چھوتے وقت ایک حد میں ہی رہتے ہیں۔ مجھے پکا یقین ہے کہیں سے لوز لازمی ہو گا یا مے بی ٹائیٹ ہو۔ تو نوبت نہیں آئے گی کسی کس کی۔"

نامہ نے تو سیدھا سیدھا چیلنج کیا جبکہ نوح اسکی کمر پر دونوں ہاتھ چالا کی سے رکھے ایک بار پھر اپنا شک دور اور اندازہ پر فیکٹ کر رہا تھا جبکہ نامہ اپنی بات پر خور پچھتائی جب نوح کے ہاتھ اپنی حد پار کرنے لگے۔

"ن۔۔ نوح!"

وہ رحم طلب ہوتی منمنائی۔

"شش! ایک دم چپ۔ مجھے میرے اندازوں کو میچ کر لینے دو۔ ویسے بھی تمہیں ہر طرح چھو سکتا ہوں۔"

وہ اسے بری طرح روک گیا جبکہ نامہ کا چہرہ سرخ ٹماٹر ہوا جب وہ اسکی کمر سے ہاتھ اوپر لے کر جانے لگا۔

"آپ ٹیلر ہیں؟"

وہ گھبراہٹ چھپانے کو بڑبڑائی۔

"ہاں تمہارا پرسنل ٹیلر بننے کو بھی تیار ہوں۔ اچھا سائیڈ بزنس ہے۔"

نامہ نے گہرا سانس بھرتے نوح کے ہاتھوں کی پوزیشن سے توجہ ہٹائی پر نہ ہو سکا نہ وہ اسے روک پائی جبکہ اپنی تسلی کرے وہ فتمندانہ مسکرایا کیونکہ اسکے ہاتھ دھوکہ نہیں کھا سکتے تھے۔

"چیلنج قبول کر رہا ہوں۔ اگر ویڈنگ گاؤں زرالوز یا ٹائیٹ ہو اتو تمہیں کل

پوری رات تمہاری مرضی کی رعایت ملے گی۔ تم سو بھی سکتی ہو۔ اپنی

تھنگ۔"

نامہ کو ڈر سا لگا کہ اگر یہ دیوانگی کی پیک پر پہنچا آدمی اتنے وثوق سے چیلنج کر

رہا ہے تو ضرور کچھ سوچ کے کر رہا ہو گا۔

"لیکن اگر پرفیکٹ ہوا، تمہاری سانس میری سانس کے ساتھ نکلے گی ساری رات۔۔۔۔"

وہ اپنی قہرناک ڈیمانڈ بنائے نامہ کے کندھے پر جھکا اور چہرہ دائیں جانب پھیرے گردن کی جلد ہونٹوں میں بھر کر چومتے ہی فاصلہ بنا کر دور ہوا، نامہ کی سانس میں سانس آئی۔

"ہے نامہ۔۔۔"

وہ اپنی گردن کی جلد ہتھیلی سے سہلاتی شرم و خوف سے چہرہ پھیرے گھر کی طرف پلٹی جب وہ عقب سے بے ادب سا پکارا۔

"ہوں ہاں کون کرے گا؟"

نامہ نے گردن گماتے اس شرانگیز آدمی کو دیکھا۔

"ہوں۔۔۔ ہاں۔۔۔ اب خوش"

نامہ کے ڈرے ڈرے جواب پر نوح نے اسکی ناک پکڑ کر زور سے دبائی۔

"گڈ نائٹ۔ مجھے زیادہ مس مت کرنا۔ آگے ہی نیند میں ہوں۔ جمائیاں آ گئیں تو ٹن ہو جاؤں گا۔ بائے"

وہ اسے دانستہ شرارت سے چھیڑ کر گیڈ کی طرف بڑھا اور تب تک نامہ اسے دیکھتی رہی جب تک وہ فارم ہاؤس کے انٹرنس سے باہر نہ نکلا۔

نامہ نے نچلے لپ کو دانتوں میں دباتے گہرا سانس لیا اور گھر کی طرف لپکی۔

آج مانیہ اسکے ساتھ ہی رہنے والی تھی، ایون اسکے روم میں کیونکہ امائل اور نوح صبح تک وریام ہو سپیٹل ہی رہنے والے تھے۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

.._____..

نادر مروان کی ایک مائنر سرجری تھی جو تین بجے تک مکمل ہوئی، وہ آدھے

گھنٹے تک ہوش میں آچکے تھے، تب نوح انکے روم میں ہی موجود تھا، کچھ

نرسینگ سٹاف بھی نادر مروان کے روم میں انکی کنڈیشن کی ریڈنگ لینے موجود تھا۔

نوح نے محسوس کیا وہ کافی دیر سے نوح کو دیکھ رہے تھے، جب نوح انکی کیس فائیل کو کھولے سامنے ہی کاوچ پر بیٹھا سٹڈی کر رہا تھا۔

"نادر صاحب! اب کیسا فیل کر رہے ہیں۔ تین دن بعد آپکا مین ٹرٹمنٹ ہے۔ بہت ہیوی سرجری۔ کیا آپ اسکے لیے تیار ہیں؟"

نوح نے خود ہی انکو چپ محسوس کرے کاوچ پر کیس فائیل رکھی اور انکے قریب بیڈ پر آکر بیٹھا، نادر مروان کی نظر بے اختیار نوح کی مہندی والی انگلی پر گئی۔

"کیا تمہاری آج مہندی ہوئی؟"

نادر صاحب کے سوال پر نوح کی نیند اور تھکن سے بھری آنکھیں مدھم مدھم سا مسکرائیں۔

"جی۔"

وہ انکی طرف دیکھنے لگا۔

"اس خوبصورت وقت بھی مجھ سے بے کار مریض کے لیے تم کب سے ہو اسپتال میں ہو۔ مجھ پر وقت ضائع نہ کرو ادا، مر جانے دو مجھے۔"

ناجانے کیوں نوح کو انکا لہجہ سخت دکھا گیا۔

"ایسی ناامیدی کی باتیں مت کریں، شفا بے شک اللہ کے پاس ہو پر وسیلہ ہم ڈاکٹر زبن سکتے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنے دیں۔ پورا از میر آپ کی صحت کے لیے دعا گو ہے۔ وہ لوگ آپکو چاہتے ہیں۔ آپ جیسے اچھے لیڈر کو دوبارہ یہاں کی حاکمیت دینا چاہتے ہیں۔ کوئی ٹنشن ہے؟"

نوح انکو دلا سے دینے کے بعد اختتام تک انکی بے چینی پر کھتے نرمی سے پوچھنے لگا جب وہ چہرہ زرا دائیں طرف پھیر گئے۔

"میرا بھائی۔ صابر! تمہیں پھنسانا چاہتا ہے۔ اسکی باتیں سنی تھیں۔ اس

ہو سپٹل کی جگہ ہتھیانا مقصد ہے۔ تم اسکی بنیاد ہو تبھی تم پہلا ٹارگٹ

ہو۔ میں اگر یہاں مر گیا وہ غلیظ پلین بنا کر بیٹھا ہے۔ تبھی کہہ رہا ہوں مجھے

گھر بھیج دو۔ میں تم جیسے مہربان کی تکلیف بن کر گناہ کمالوں گا۔ تم نے یہ

اتنے دن جتنا میرا درد دور کیا، یہ بھی ناممکن تھا"

بہت سوز تھا اس شخص کے لہجے میں، ناامیدی اور یاس رچی تھی، نوح نے

غائبانہ اس صابر کی شکل کراہت سے سوچتے نادر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں، مارنے والے سے زیادہ بچانے والے کی ذات

بڑی ہے۔ آپکے بھائی کے مکر و ارادوں کی بھنک تھی مجھے۔ چہرے پڑھ لیتا

ہوں۔ بے فکر ہو جائیں۔ اول تو آپکی کنڈیشن اتنی بھی بری نہیں کہ آپکی

جان کو اسقدر خطرہ ہو، دوسرا کسی ڈاکٹر پر جان لینے کا کیس نہیں کیا جا

سکتا۔ مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ آپ صرف اپنا سوچیں پلیز۔ اور یہ دکھی جذبات

پرے کریں۔ آج کی سرجری میری امید سے بہت بہتر گئی ہے۔ بی
بریو۔ آپ بہت بہادر ہیں"

نوح کو انکے دل کا درد محسوس ہوا تبھی اس نے اپنے پروفیشنل انداز سے
زیادہ بڑھ کر اپنائیت دی جس پر نادر مروان کی آنکھیں اک تڑپتی ہوئی
ممنونیت سے لبریز تھی۔

"خوش رہو ادا، نئی زندگی کے لیے بہت سی دعائیں۔ تم واقعی اس مقبولیت
کے حق دار ہو جو تمہیں پورے از میر میں حاصل ہے۔ تمہارے ان ہاتھوں
میں اللہ نے بہت شفاء بھری ہے بچے۔ جیتے رہو۔ میں آتو نہیں سکتا لیکن تم
دو کو تحفہ دینا چاہتا ہوں۔ بس ایسے ہی۔"

وہ انکے تکلف کو مسکرا کر ٹال گیا۔

"میں اور میری وائف آپ سے گفٹ ضرور لیں گے لیکن آپکے ٹھیک
ہونے کے بعد آپکے ہاتھ سے۔ سوا بھی آپ بس ایزی ہو جائیں"

نادر نے شفقت سے مسکرا کر نوح کا ہاتھ تھپکایا اور سر ہلا کر آنکھیں موند گئے جس پر خود نوح بھی گہرا سانس بھرے انکے روم سے نکلا جہاں امائل بس گھر ہی نکلنے والا تھا، نوح کو دیکھتے وہ اس کے پاس آرکا۔

"بھائی میں گھر نکلتا ہوں۔ ساری تیاریاں دیکھنی ہیں۔ سارا انتظام فارم ہاوس کے پاس ہی موجود ویڈنگ ہال میں ہی کروانے کا پلین ہے۔ کیا کہتے ہیں آپ؟"

امائل نے پاس رکے نرمی سے پوچھا جس پر نوح نے متفقہ سر ہلایا۔

"بہترین آئیڈیا ہے۔ وہ کافی اچھی اور حسین جگہ ہے۔ نگو پھر تم۔ سیلون کے لیے نامہ مجھے پک کر لے گی۔ اس کا میسج آیا ہوا ہے کہ ڈرائیور بننے سے پیچھے نہ ہٹیں گی محترمہ۔ حالانکہ میں تو چاہ رہا تھا آج وہ ریسٹ مارے پر اف میری اچھی بیوی میری بے چین ڈرائیور بھی تو ہے"

نوح نے بتاتے ہوئے شوخ مسکراہٹ دی تو امائل بھی کھل کر ہنسا۔

"آپ لکی ہیں وہ آپکو لے کر کسی معاملے میں کمپر وائز نہیں کر رہی اور ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ چلیں میں باقی کام دیکھتا ہوں۔ میں اور مانیہ آپ دو کو گیارہ بجے تک سیلون میں جوائن کر لیں گے۔ سی یو بھائی"

نوح نے اسکا کندھا تھپک کر رخصت کیا اور خود وہ نامہ کی کال پر اپنے آفس کی طرف پلٹا جو فجر کے لیے اٹھتے ہی اسے کال ملا چکی تھی، مانیہ اسکے ساتھ ہی رات رہی تھی اور ابھی بھی وہ سو رہی تھی تبھی نامہ زر اروم سے باہر آگئی۔

"نوح! سنیں آپ نے اس صابر مروان کے بارے تو مجھ سے کچھ پوچھا ہی نہیں تھا، مجھے کچھ چیزیں بتانی تھیں آپکو"

نامہ کی فکر سنے نوح نے منہ بنایا کہ اتنی صبح اس لڑکی کو یاد تھا تو وہ منحوس۔

"اوہ نامہ! مجھے لگا تم کال اٹھاتے ہی کہو گی کہ نوح میں اک لمحہ سونہ سکی۔ کتنی ظالم ہو تم۔ دفع مارو اس صابر مروان کو۔ شادی کے بعد کر لیں گے اس منحوس کو ڈسکس۔ تم حساب دو پہلے۔"

وہ آفس میں انٹر ہوا تو خاصا برہم تھا، شاید نیند نہ لے پانے پر تپا تھا۔

"آپ سوئے نہیں ہیں؟"

نامہ کے سوال پر اس بندے کی ساری خفگی مدھم پڑی، آنکھوں کے آگے ویسے نرمی چھائی جیسے اچانک سورج کے آگے بادل آگئے ہوں۔

"نہیں نامہ! بہت نیند آرہی ہے۔ لیکن ابھی بہت کام ہیں۔ مجھے بتاؤ تم مجھے ابھی پک کر سکتی ہو۔ گھر کچھ کام ہیں۔ پھر ہم وہیں سے سیلون نکل جائیں گے نو بجے تک۔"

نامہ نے گھڑی پر وقت دیکھا تو صبح کے پانچ بج رہے تھے، وہ تھوڑا بے چین ہوئی کہ دل چاہاڑ کر جا پہنچے کہ نوح کی تھکی آواز دل بھاری کر رہی تھی۔

"اوکے میں پک کر لیتی ہوں۔ میں کچھ لاؤں؟ آئی مین میرا ڈریس اور باقی سب چیزیں پوری ہیں؟"

نامہ نے ہامی بھرنے کے ساتھ ہی زرا ہچکچا جاتے سوال کیا تو نوح کا وچ پر
گرنے کے انداز میں بیٹھے مدہوش سا ہنسا۔

"تم نے نوح ادا دو غان کو خوا مخواہ سمجھا ہے، وہ وہ چیز بھی ہے جو شاید تم یوز
بھی نہیں کرتی۔ اتنا خیال ہے مجھے تمہارا۔ اور ایک تم ہو فون لگتے ہی منحوس
بندے کا ذکر کیا۔ جلدی آکر مناو مجھے"

نوح کی یہ روٹھی ادائیں حشر ہی تو تھیں، نامہ کو بس پیار ہی تو آنے لگا تھا۔
"میں نماز پڑھ کر آتی ہوں"

وہ جلدی سے کال بند کرنے لگی جب نوح کی سرگوشی پر کال کاٹتے رکی۔
"یہ سن کر اچھا لگا"

بات تو سیدھی تھی پر نوح کا مطلب کچھ اور تھا اور جس معنی خیز انداز سے وہ بولا، نامہ کا چہرہ دھک گیا، فوراً کال کاٹ دی جبکہ پورے وجود سے جو سرد لہریں اٹھیں وہ الگ۔

خیر نامہ نے فجر ادا کی اور وہ بابا کے پاس آئی جو خود بھی مسجد نکل رہے تھے، آکر زور سے انکے گلے لگی پھر جانے کا بتایا تو انہوں نے کچھ پیسے نکال کر نامہ کے سر سے وار تے اسکا ماتھا چوما۔

"تجھے دلہن بنا دیکھنے کو بیقرار ہوں میری شہزادی! جا میرا بچہ۔ بابا کی دعائیں تیرے ساتھ ہیں"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ جذباتی ہوئی لیکن آنسو سنبھال گئی۔

یہاں نامہ نکلی وہیں امائل بھی فارم ہاوس پہنچا، بابا اور فیروز انکل گھر نہیں تھے تبھی اس نے ہال والوں کی آج کے دن کی بکنگ آرینج کی تبھی اسے نوح کی طرف سے ایک بڑی اماونٹ موصول ہوئی ساتھ ایک بھائی والا میسج بھی۔

"خود پر اتنا بوجھ نہ ڈالنا۔ انھیں یوز کرو۔ مجھے پتا ہے آل ریڈی تم نے مانیہ کو لے کر اپنی ساری سیونگ یوز کر لی ہے۔ کم از کم اس میں مجھے ہلپ کرنے دو۔ تم ہی نہیں، میں بھی اس گھر کا برابر بیٹا ہوں امائل۔ اور یہ بھائیوں والا سیکرٹ ہے۔ اور ہاں تھینکیو سوچ ہر قدم پر یہ احساس دلانے کے لیے کہ تم ایک اچھا اضافہ ہو میرے احباب میں۔"

امائل جب اپنے روم میں انٹر ہوا تو نوح کا یہ میسج اسے بہت خوبصورت سمائیل دے گیا، تبھی اس نے نوح کے بھیجے پیسے ہی یوز کرنے کا فیصلہ کیا۔

امائل نے چینج کیا پھر وہ نامہ کے روم میں جھانکا جہاں اسکی لاڈلی مزے سے ٹن تھی۔

وہ مسکراتا ہوا قریب آ کر بیٹھا اور اسکی جھک کر جبین چومی۔

"مانیہ! بہت کام ہیں ڈار لنگ۔۔۔ دلہا دلہن کو سپیشل والا پروٹوکول دینے کی ساری تیاری ہمیں کروانی ہے اٹھ کر فجر پڑھو اور آجاؤ میرے ساتھ۔ ہمیں ہال جا کر ایک بار ارینجمنٹس دیکھنے ہوں گے"

وہ اسے ایسے جگا رہا تھا جیسے مزید مدہوشی طاری کر رہا ہوں، وہ کسمسا کر اسکی طرف دیکھنے لگی پھر مندی مندی آنکھیں کھولے مسکرائی اور اپنی ٹانگ اٹھا کر شرارتی سمائیل دیکھاتے پاجامہ اوپر سرکایا جس پر اماٹل نے اسکی ویکسنگ ہوئی ٹانگ دیکھے مانیہ کو گھوری دی۔

"یہ کیوں کروائی۔ کل کیوں نہیں بتایا؟"

وہ برہم ہوا تو مانیہ اسی شرارت سے بھری اسکی گردن میں باہیں ڈالے اٹھ بیٹھی۔

"ایکجولی میں گئی تو صرف چہرہ چمکانے تھی پھر وہاں ایک اولڈ لیڈی تھیں کہنے لگیں پوری باڈی ویکس کروالو نئی نئی دلہنوں کا یہ فرض ہوتا ہے۔ شوہر ہاتھ

میں قابو رہتے ہیں۔ بس تمہیں قابو کرنے کے لالچ میں کروا بیٹھی لیکن
صرف ٹانگیں اور بازو سچی۔"

معصومیت کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑے مانیہ نے اپنا کارنامہ بتایا جس پر امانل
نے جب اسکی شرٹ کی آستینیں اوپر کیں تو بازو بھی بہت زیادہ کلیر اور
سافٹ ہو رہے تھے جسے دیکھتے ہی امانل کی آنکھوں میں خمار چھلکنے لگا۔

"تم نے مجھے قابو کرنے کے لیے اتنا درد سہا، تم ایک ہگ کر کے کر سکتی ہو
مانیہ۔ اور میں نے کہا تھا تمہیں یہ ڈینجرس ہے میرے حوصلے کے
لیے۔ دیکھو میں شریف لگتا ہوں لیکن ہوں نہیں، اف ابھی تک سکن ریڈ
ریڈ لگ رہی ہے۔ کیا تم نے اس پر مو سچرا نتر اپلائے کیا؟ ایچنگ تو نہیں۔ یا
کوئی پین؟"

وہ بہت زیادہ فکر دیکھا گیا کہ اتنی مانیہ نے بھی نہ سوچی تھی۔

"چھوڑو اسے رات کو ڈسکس کر لیں گے تمہاری دی اس پر سزا سمیت۔ ابھی دہاد لہن اہم ہیں۔ میری آجکی ڈریس کی بازو نیٹ کی تھیں تو یہ بازو کی ویکسنگ ضروری تھی۔ اور ٹانگوں کے بال مجھے خود جنگلی وائب دے رہے تھے بس تبھی۔ میں چاہتی ہوں میں تمہارے لیے میج رہوں ہمیشہ، ہر طرح۔۔۔ اف میں تھوڑی بوئگی ہوں ناں؟"

بولتے بولتے وہ خود ہانپ گئی جس پر امانل نے اسے ایک ہی جھٹکے میں اپنی بازوؤں میں اٹھایا اور اٹھ کھڑا ہوا، مانیہ نے فوراً اسکی گردن میں بازو پروے۔

"آئی لائک اٹ۔۔۔ بوئگی ہو میری ہو"

وہ اسکی گال سے گال رگڑتا جیسے آفت انگیزی سے مسکرایا، مانیہ بھی شوخ سا ہنسی۔

"تم کیا پہن رہے ہو؟"

وہ بھی اشتیاق سے پوچھنے لگی جب امائل اسے اپنے روم میں لاتے اندر انٹر
ہوا۔

"جو تم پہنو گی۔ اس کی میچنگ کرے گا یہ بندہ۔۔۔ بائے داوے ایک ڈانس
پر افار منس ہم بھی دیں گے آج۔ زیادہ ہلنے جلنے والا نہیں۔ بس کیوٹ سا
کیل ڈانس۔ نامہ اور نوح کو اچھا لگے گا۔ اب تم جلدی سے جا کر وضو کرے
نماز پڑھو۔ پھر ہم نکلتے ہیں بہت سے کام ہیں۔ میں تب تک مزے کا ناشتہ بنا
لیتا ہوں ہم دو کا۔ باقی وہ بڈھے ہنڈ سم یا خود کر لیں گے آکر انکی ابھی
جاگنگ اور جمینگ چلے گی۔ ہری آپ "tortoise"

وہ جیسے سستی سے کام کرتی تھی امائل نے تو اسے کچھوا ہی کہہ دیا جس پر مانیہ
منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی۔

"خود تو بڑے Rabbit ہونا۔۔۔"

"ہاں ہو۔۔۔۔۔ اف بے شرم امائل"

وہ جیسے اسکو سرتا پیر بہک کر نہا رہا تھا، مانیہ اول بوکھلائی پھر اپنا روایتی جملہ کہتے ہی شرم سے بھری ہنستی ہوئی واش روم میں جا بند ہوئی جبکہ اماٹل نے بھی شوخ سا مسکراتے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور کچن کا رخ کرنے نکلا کیونکہ نماز وہ راستے میں ہی پڑھ آیا تھا۔

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

"تم دونوں کو سمجھ آگئی بات؟ کہ کیا کرنا ہے؟"

دونوں کے بھروسے مندگار ڈٹتے جو اس وقت اسکے ہو سپٹل آفس روم میں اسکے سامنے کھڑے تھے، نامہ کا میسج آیا تھا وہ دس منٹ تک پہنچنے والی تھی۔

"جی سر آگئی بات سمجھ، سب ہو جائے گا"

دونوں میں سے ایک نے سر ہلایا جبکہ دوسرے نے پہلے والے کے ساتھ متفقہ سر ہلایا، نوح نے سمجھنے والے انداز میں آنکھیں دونوں پر جماتے کچھ کیش انکے سپرد کیا۔

"پانی کا ٹینک فل کروادینا، گیزر مسئلہ کر رہا تھا اسے بھی ٹھیک کروادینا۔ ہر چیز کلنیں ہونی چاہیے۔ زرا دھول یا گند مجھے نظر آیا تم دو کی چھٹی کر دینی ہے۔ اور ہاں ایکٹنگ زرا جاندار کرنا کیونکہ نامہ کوئی بچی نہیں، بہت تیز

ہے۔ زرا بھی اسے بھنک لگی کہ یہ سب ڈرامہ ہے، فوراً بھانپ جائے گی۔ کام ہونے کے بعد تم لوگ Rolls-Royce کو لے کر دوغان ولا پہنچ جانا اور ہم دو کے فون بھی بحفاظت میکائل دوغان کے سپرد کرنا۔ اور ہاں جب تم لوگ ہم سے گاڑی کی چابی ہتھیاؤ تو بھولے سے بھی نامہ کو کسی نے ٹچ نہیں کرنا۔ مارڈالوں گا اسے"

دونوں فوراً سے سر ہلانے لگے کیونکہ نوح کو غلطی بالکل قبول نہ تھی۔

"سر سب ہو جائے گا آپ ہمارے ٹیلنٹ پر بھروسہ کریں"

اب کی بار دوسرا بولا تو نوح نے دونوں کو سرد نظروں سے گھورا ہی ایسا کہ دونوں گدھے کے سر سے سینک کی طرح غائب ہوئے۔

جبکہ انکے جاتے ہی نوح اپنی پلاننگ پر مسکراتے مسکراتے یکدم سنجیدہ ہوا۔

"شاید تم میرے اس ڈرامے پر بہت ناراض ہو جاؤ لیکن اس پیچھے کا ایک

مقصد ہے نامہ، تمہارے ڈر دور کرنا۔ تمہیں اندھیرے اور ویرانے پسند

نہیں ہیں لیکن ایسی ہی اک جگہ تم اصل نوح ادا دوغان سے جب ملو گی تو تمہیں قدرت کی زمین کو عطا کی یہ اندھیر ویرانگی والی جگہیں خود ہی اچھی لگنے لگیں گی۔ تم نامہ ہو، تم روح ہو میری، ممکن ہے تم مجھے سمجھ جاؤ"

وہ اپنے گہرے خیالات میں ڈوبا کتنا خوبصورت مسکرا رہا تھا اسکی گواہ ہر وہ چیز تھی جو نوح کو دیکھ سکتی تھی۔

نامہ نے گاڑی وریام ہو سپٹل کے پارکنگ ایریا میں روکی اور اندر آنے سے پہلے اس نے رات کی اپنے اور نوح کے مہندی والے ہاتھ کی پکچر اپلوڈ کی اور ساتھ ساتھ "its wedding Day" لکھ کر پوسٹ کر دیا اور مسکراتی ہوئی اندر بڑھی۔

اسے سٹاف بھی اب پہچانتا تھا تو جہاں سے نامہ گزرتی سب ہی اسکی جانب مسکرا کر دیکھتے، وہ اک احترام والی بے حد خوبصورت مسکراہٹ تھی جو نوح ادا دوغان سے جڑتے ہی نامہ کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔

آفس کا ڈور ناب گماتے وہ اندر جھانکی تو نوح نے بے اختیار نظریں نامہ پر جمائیں، وہ وارفتہ نظریں لمحے میں ناراضگی اور ٹھ گئی، جس پر نامہ کی آنکھیں ہلکا سا مسکرائیں اور وہ اندر داخل ہوئی، اس وقت وہ بلیک کلر کے ہائی ویسٹ پلازوپینٹ کے ساتھ ٹینک ٹاپ پہنے ہوئے تھی جبکہ بلی ٹینک ٹاپ کے اوپر میروں کلر کی وول کی ٹاپ تھی جسکے گلے پر اور بازوؤں کے کنارے بلیک پر لزلگے تھے، نامہ نہا کر آئی تھی تو بال بس ہلکے سے ڈرائے کیے میسی بن میں مقید تھے جبکہ نوح نے بے اختیار نامہ کے پیر دیکھے جو میروں، ہیلز میں بے حد پیارے لگ رہے تھے اور نامہ بہت ہی سنپل مگر حسین ڈیزائن کی ہیلز پہنتی تو اسکے پیر دیکھنے لائق لگتے۔

"میرا جائزہ لے لیا ہے تو یاد دلا دوں آپ ناراض تھے، وہ بھی خواہ مخواہ"

نامہ یہ تو نہ کہہ سکی اسے نوح کی نظریں لاج دلار ہی ہیں تبھی بہانے سے سمجھانے اور نوح کی نظروں کی حدت کم کرنے کی کوشش کی۔

وہ کاویج سے اٹھ کھڑا ہوا تو نامہ کے گال خواخواہ اسکے قریب آنے پر رنگ سے بدلنے لگے، نامہ کے چہرے کے پر اعتماد تاثرات میں تغیر آنے لگا۔

"خواخواہ نامہ! تم نے مجھے مس نہیں کیا۔ اور ایک میں تھا سرجری کے بیچ بھی تم یاد آرہی تھی حالانکہ میرے کام کے بیچ مجھے میری ماما بھی آج تک یاد نہیں آئیں۔"

ماں کا حوالہ ہی ایسا تھا کہ وہ نرم پڑی، خود ہی فاصلہ سمیٹے اس نے اپنا فون اور بیگ نوح کے آفس میز کی سطح پر رکھتے اپنی دونوں ٹھنڈی گرم ہتھیلوں کا لمس نوح کے سینے پر بخشتے قریب رک کر نوح کو دیکھا جسکے ہاتھ خود بخود نامہ کے اطراف جم گئے۔

"آپ کو مس بھی کرنا تھا، یہ تو نہیں بتایا کل۔ ہوں ہاں کا بتایا تھا وہ کر دی تھی۔ مس کا بھی یاد دلادیتے۔۔ غلطی تو آپکی ہوئی۔۔ میں تو ہوں ہاں میں ہی پھنسی ہوئی ہوں"

نامہ کی کوشش رنگ لائی کہ وہ اپنی مسکراتی آنکھوں اور انگلیوں کی پوروں کی حرکت سے نوح کی خفگی کو سرور میں بدل گئی، ہاں نامہ سلطان کے ہاتھوں کی پوریں محبت کی زبان بولتی تھیں اور نوح کو نامہ سے یہی درکار تھا۔

"ایسے منالو گی ہمیشہ یہ بھول ہے تمہاری"

وہ مان گیا تھا پر اپنے آپ میں نامہ کو محصور کرے آگے کے لیے بڑے دھڑلے سے دھمکی بھی لگا گیا۔

"آج منالیا ناں۔ آگے کے لیے بھی کچھ سوچ لوں گی"

وہ اتنے نرم لہجے میں بولی کہ نوح کو اسکے اس میٹھے لہجے پر بھی پیار آیا جو صرف نوح کے لیے مختص تھا۔

"سوچنے کی محنت نہ کرنا۔ میں کیسے مانوں گا یہ مجھ سے ہی پوچھ لینا اگلی بار۔ بائے داوے رات ٹھیک گزری تمہاری؟ کل کے کسی ہمارے پرسنل لمحے نے بے چین تو نہیں کیا؟"

وہ نامہ کے ہلکے ہلکے گیلے بالوں میں انگلیاں پھیرتے جس طرف اشارہ کر رہا تھا، نامہ کی پلکیں خود بخود بخود حیا کی زیادتی سے جھک گئیں۔

"نوح آپ کو گھر جانا تھا ناں؟"

نامہ نے ہاتھ ہٹانے ہی چاہے جب وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنی گردن میں چڑھ کر لپیٹ گیا، جب بھی نامہ بات بدلتی، وہ سلگ جاتا۔

"میری بات کا جواب دیا کرو، میں تمہیں کھاتھوڑی جاؤں گا"

نامہ اسکی ڈانٹ پر ڈرنے کے بجائے خفیف سا گھبراتا مسکرائی، اتنے قریب وہ جھٹکے سے لے آتا تھا کہ نامہ کا دل اس آدمی کے دل سے جڑتے ہی تیزی سے دھڑکنے لگتا۔

"کھا گئے تو؟"

نامہ نے آنکھیں پٹیٹائیں، نوح کی کوفت پر گرد پڑی۔

"تو میرے سٹمک میں تتلی بن کر پھڑ پھڑانا۔۔۔"

اب نامہ الٹا جواب دے تو نوح کیسے پیچھے رہتا، وہ دونوں ہی اس بار خمار آلود شرانگیز مسکرائے کہ تتلیاں تو ان دو کے سٹمک میں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی اڑنے لگتی تھیں۔

"میں نے بہت مس کیا آپکو۔"

ایک دم ہی وہ لڑکی سارے ماحول میں مدہوشی گھول گئی، نوح نے ہرگز نامہ کے اس طرح کے جان لیوا اعتراف کو نہیں سوچا تھا۔

"ریلی! دل تو نہیں رکھ رہی"

وہ اب بھی بے یقین تھا۔

"بار بار دل اٹھا کر نہیں رکھتی، ایک ہی بار اسکی صحیح جگہ نسب کرے رکھ دیا

ہے۔ وہ جگہ کیا ہے آپکو پتا تو ہوگی نوح؟"

نامہ کے سوال پر نوح نے ہاتھ بڑھا کر نامہ کے بے داغ ملائم سے رخسار کو چھوا، اسکی پلکیں لرزیں۔

"نہیں پتا"

وہ فوری انکاری ہوا۔

"میں مانیہ کے سونے تک اسکے پاس لیٹی رہی پھر اٹھ گئی۔ تین چار گھنٹے لگا کر کچھ لکھا ہے آپکے لیے۔ لیکن اس لیٹر کو آپ کل مجھ سے دور جا کر پڑھیں گے۔ اس میں وہ شرط بھی لکھی ہے جو آپکو میری جان بننے کے لیے پوری کرنی ہوگی۔ اور بہت سی ایسی باتیں جو میں تا عمر آپ سے نہیں کہہ سکتی۔ بھلے ہم جتنے بھی قریب آجائیں۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اپنا دل کہاں نسب کیا۔ اپنے کچھ ڈر، ان ڈروں کا علاج۔ بہت سے سیکرٹس۔ میرے بیگ میں ہے وہ لیٹر۔ اس بیگ کو یہیں چھوڑ کر جا رہی ہوں، سنبھال لیں نوح"

نامہ نے اسکے حصار سے خود کو آزاد کیا اور اپنے بیگ کی طرف بڑھی، اسے کھولتے ہی نامہ نے ایک انویلوپ نکال کر واپس نوح کے سامنے آکر رکھتے اسکی طرف بڑھایا جس پر "روح ادا" لکھا تھا، نوح نے وہ لیٹر لیتے نامہ سے آنکھیں ملائیں۔

"اسے پڑھ کر ہارٹ اٹیک تو نہیں آئے گاناں؟"

وہ اس لیٹر کا وزن دل تک محسوس کر رہا تھا جیسے یہ لیٹر نہیں نامہ کی جان ہو جو نوح کی ہتھیلی میں آگئی تھی۔

"نہیں لیکن مجھ پر بہت پیار آسکتا ہے تبھی کہا ہے دور جا کر پڑھیے گا"

نامہ نے چمکتی آنکھوں سے چیخ کیا جو نوح کو واپس اسکو بازو میں بھر لینے پر مجبور کر گیا۔

"اور جب وہ دوری ایسے تمہیں کھینچ کر ختم کروں گا پھر؟ تب پیار جو آرہا ہو گا اسے تمہارے حوالے کر سکتا ہوں؟"

لیٹر واپس رکھتے وہ بولا تو نامہ نے بہت مسکراہٹ چھپائی پر اف اس آدمی کے سامنے کچھ چھپانا بہت مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

"آپ نے میرا پورا فوکس خراب کر دیا ہے نوح"

وہ شکایت کرا اٹھی۔

"فوکس کی بچی، میرے سوال کا جواب دو"

نوح نے آنکھیں دیکھائیں اور نامہ نے ڈر جانے کی اعلیٰ پائے کی اداکاری کی۔

"اوکے اوکے۔ ایک تو آپ فوراً ڈانٹنے لگ جاتے ہیں۔ اب چلیں

ولا۔ سیلون جا کر مجھے بہت کچھ کروانا ہے۔ اتنی ارجنٹ شادی۔ اگر دلہن بن کر گلوں نہ آیا تو میں نے آپ کو ساری عمر یہ بات کہہ کہہ کر ستانا ہے"

وہ خود ہی لہجہ زرا بدل گئی کہ نوح کے روبرو نرم لہجہ رسک ہی تھا۔

"ساری عمر کا حوالہ بہت خوبصورت ہے۔ اس کے بدلے تم مجھے ہر پل ستا لینا۔ رہی بات گلو کی میں تو وہ تمہارے چہرے پر کبھی نہ ختم ہونے والا ابھی سے دیکھ رہا ہوں، بائے داوے کیا کچھ سپیشل کروانا ہے میری کراون برائیڈ نے؟"

نامہ نے نظریں سی پھیریں کہ اب وہ کیا بتاتی کتنا کچھ کروانے والا ہے، جبکہ نوح تو تفصیل سنے بنا ہلنے سے رہا۔

"ہاں کچھ پر سنل ہے"

وہ جلدی سے بولی مبادا وہ اسے مزید اکسا دیتا۔

"پر سنل ہے تو مجھ سے کروالو۔ سیلون والی سے کروا کے گناہ ملے گا"

نامہ نے گھبرا کر نوح کو دیکھا جیسے اسکے چہرے سے اسکی اصل نیت اخذ کرنا چاہتی ہو پر وہ تو کسی مستی یا مزاق کے موڈ میں نہ تھا۔

"آپ کیا کریں گے نوح۔۔۔ میک آپ بھی آپ سے نہ کروالوں
آج؟"

نامہ کو لگایہ بندہ جلد اسکے پیچھے کسی کام کا نہ رہے گا۔

"کروالو۔ لیکن میں کسی میک آپ پر اڈکٹ کا استعمال کرنا پسند نہیں کروں
گا۔"

نامہ کا چہرہ لمحے میں دھواں چھوڑا اٹھا، وہ جیسے لمحے میں ہلکی ہلکی گلابی
ہوئی، نوح نے بے خودی سے اسکی گال پر اپنے ہونٹوں کو اس زور سے رکھا
کہ وہ باقاعدہ سرکتا ہونٹوں کی حدود تک جاتا محسوس ہوا، نامہ نے بروقت
اسکور وکا۔

"لک، بلش تو لگ بھی گیا"

نامہ کا دل چاہا اس آدمی کی نظروں سے کہیں چھپ جائے، بچاری یہ بھی نہ
کہہ پار ہی تھی کہ نہ کرے اسے شرم سے اٹیک آجائے گا۔

"نوح!"

وہ رحم طلب کراٹھی۔

"اوکے میں اپنے چھپھورے پن کو سمیٹ رہا ہوں۔ رات میں پھر ایکٹیویٹ کروں گا۔ گھر چلتے ہیں۔ وہاں سے تمہارا ڈریس، کراون۔ اور کچھ اور چیزیں پک کرنی ہیں۔۔۔۔"

وہ اسکے ہونٹوں پر جلدی سے ہاتھ جما گئی، نوح کی زبان رکی۔

"جی نہیں۔ پہلے آپ چل کر دو گھنٹے کی نیند لیں گے۔ شادی میں بہت ٹائم ہے۔ پانچ چھ گھنٹے۔ ایسے تھکی آنکھیں آپ کو پورا دن اریٹڈ کرے چھیں گی نوح۔ میں صارم اور میکائیل انکل کے ساتھ تھوڑی گپ شپ لگا لوں گی آپ تب تک سو جانا۔ پھر ہم سیلون چلیں گے"

نوح نے اسکے ہاتھ کی پوریں پکڑ کر چو میں، نامہ کے چہرے کے خدو خال مسکرائے۔

"تمہیں اتنی فکر ہے میری نامہ؟"

وہ سچ میں جذباتی سا محسوس ہوا۔

"میں زیادہ نہیں جتا پاتی، لیکن اس سے بہت زیادہ فکر ہے"

نوح نے اسکا ماتھا محبت سے چومنا تو نامہ گہرا سانس بھر گئی۔

"تم سلا دینا مجھے، اپنی گود میں سر رکھنے کی اجازت دے کر۔ اور تم میرے سونے کے بیچ کسی سے گپ شپ نہیں کر سکتی۔ کم از کم تمہارا آج کا پورا دن میرا ہونا چاہیے۔ تبھی تو میں نے تمہیں صبح بلا لیا کیونکہ آج بس تم میری ہو۔ باتیں کرو، یا چپ رہو سب میرا ہے نامہ"

نامہ نے یہ بھی مان لیا وہ بھی خوشی خوشی۔

"میں دو گھنٹے آپ کے سرہانے بیٹھی رہوں گی۔ ابھی ٹھیک ہے؟"

نامہ نے اسے بے چین کرنے کی کوئی کوشش نہ کرتے ہتھیار ڈالے۔

"تھینکیو! اب چلیں؟"

وہ اپنا ہاتھ بڑھا گیا جسے نامہ نے فوراً تھاما اور اپنا بیگ کندھے پر جماتی اسی ہاتھ سے اپنا فون اٹھائے مسکرائی جسکے بعد وہ ساتھ ہی آفس سے نکلے تھے۔ بیگ وہ دوغان والا ہی نوح کے لیے چھوڑنے والی تھی۔

.._____..

"نامہ اور نوح بہت خوش تھے کل۔ اپنے فیصلے پر مجھے رشک آیا۔ کہ میں نے ان دو کی خوشیوں کو تم جیسی نحوست سے بچایا۔ پانی پی لو دیشا مرمت جانا۔ بس آج کی رات۔۔۔ کل تمہیں اس گھر سے خود ہاتھ پکڑ کر چلتا کروں گا۔"

میکائل فجر کے بعد، نوح کے گارڈن کو تھوڑا پیار دیے سٹور روم آئے تو اس عورت پر خفیف سا ترس کھاتے اسکے منہ سے پٹی ہٹائی، وہ پھنکار کر پانی کے گلاس کو پرے کرتی میکائل کے ہاتھ سے گرا گئی۔

"تم نے جو میرے ساتھ کیا ہے اسکی پوری سزا سہو گے، مجھے دیے اس ایک ایک اذیت بھرے لمحے کو میں سود سمیت واپس کروں گی۔ تم نے میرے اندر کا جانور جگا دیا ہے"

وہ گہرے سانس بھرتی میکائل کو آنے والے وقت سے ڈرا رہی تھی جو اسکی کسی بات کو سننے یا سمجھنے کے موڈ میں نہ تھے۔

"چلو اچھا ہے کھل کر مقابلہ ہو گا۔ پانی نہیں پینا تو مرضی تمہاری۔ شادی کا کھانا ضرور دینے آؤں گا تمہیں رات تک۔ کیا کروں نیا نیا ظالم بنا ہوں تو ابھی دل بار بار پگھل رہا ہے۔"

میکائل نے اسکی نفرت و حقارت سے بھری سو جھی آنکھوں کی رتی برابر پرواہ نہ کرتے دیشا کا منہ پھر سے بند کیا جبکہ اٹھ کھڑے ہوئے، دیشا کی آنکھیں انکو ہر اس بخش رہی تھیں پر ابھی وہ اس سے نہ دبنے کے پورے تیوروں میں نظر آئے، سٹور روم کا ڈور ایک بار پھر بند کر کے جب وہ واپس

آئے تو عجیب دل بھاری ہوا، تبھی گھٹن سی محسوس کرتے وہ باہر آئے تو نامہ
 کی Rolls-Royce دیکھتے وہ کچھ سوچنے لگے، وہ اس بارے نوح یا نامہ
 سے بات کرنے کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے جبکہ وہ روم میں ساتھ
 آئے، نوح کو اتنی نیند آرہی تھی کہ اب تو آنکھیں خود ہی بند ہو رہی
 تھیں۔ نوح نے نامہ کا دیا وہ انویلیپ اپنے لاکر میں رکھا۔
 "ادھر آئیں"

نامہ نوح کا ہاتھ پکڑے میسٹرس تک لائی اور اسے بٹھایا۔

"اپنی گود دونوں"

نوح نے نامہ کا ہاتھ کھینچا جس پر وہ اس پر گر ہی جاتی اگر بروقت دوسرا ہاتھ
 نوح کے کاندھے پر نہ جماتی۔

"دے رہی ہوں آپ لیٹیں"

نامہ نے جلدی سے کہا مگر وہ اسے پکڑ کر بٹھائے نامہ کا پیر اٹھائے اس کی ہیلز اتارنے لگا جب نامہ نے اسکا ہاتھ پکڑے روکا۔

"نوح! پلیز میں خود اتار لیتی ہوں۔ کیوں گندی ہیلز کو ہاتھ لگا رہے ہیں۔"

نامہ کے منع کرنے کے باوجود وہ اپنی من مرضی کر کے رکا، نامہ کے دونوں پیروں سے ہیلز اتارے اس نے تکیے سیدھے کیے اور نامہ کو پکڑے ٹیک لگوائی اور خود ترچھا ہو کر ساتھ جا بیٹھتے اپنا سر نامہ کی پیٹ پر رکھے عمودی ہو کر لیٹا کہ نوح کے پیر بیڈ کے دائیں سائیڈ کنارے تک جا پہنچے، نامہ بیڈ پر سیدھی بینڈ انداز میں لیٹی تھی اور وہ اسکے پیٹ پر سر رکھے اسے دیکھ کر بند ہوتی آنکھوں سے مسکرائے اپنی بازو کھول کر نامہ کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرتا نامہ کو گدگد ا رہا تھا۔

"اب میرے بالوں میں دونوں ہاتھ پھیرو، میں دو منٹ میں سو جاؤں گا۔"

نامہ نے اسکی فرمائش کے ساتھ جب نوح کے ہاتھ کو دیکھا تو اسکے چہرے کی رنگت بدلی جو نامہ کے پلازہ کے پانچوں میں ہاتھ گھسائے اسکی ٹانگ پر انگلیاں پھیرے نامہ کو بھی بھرپور سلانے کی سازش میں تھا، ہاں وہ لمبی ٹانگوں والی تھی تبھی ہاتھ میں پیر آنازرا مشکل تھا ورنہ نوح تو اسکے پیر کو آج چبا ڈالتا۔

"لیکن آپ ہاتھ ہٹائیں، ایسے مجھے بھی نیند آجائے گی۔"

نامہ نے اسکے ہاتھ کو دیکھتے شکوہ کیا۔

"اچھا ہے ناں۔ سو لیتے ہیں۔ رات ساری جاگنا ہے۔"

آخری جملہ بھلے وہ منہ میں بڑبڑایا ہو پر نامہ سن چکی تھی تبھی آنکھیں کھولے تادیر گھوری کہ اس آفت کے پرکالے کو خود ہی اپنا بیان بدلنا پڑا۔

"میرا مطلب شادی کا ایونٹ نا جانے کب اینڈ ہو"

نوح نے فوراً معصومیت و شرافت اپنے انگ انگ تک اوڑھی۔

"سو جائیں نوح!"

اپنے چہرے کے رنگ چھپانے کو نامہ نے ہاتھ اسکے بالوں میں تو الجھائے پر چہرہ پھیر لیا۔

"سو گیا روح!"

وہ اچھے سے کروٹ اسکی طرف بدلے نامہ کی نظروں کے سامنے پلٹتے ہی اسکے پیٹ میں گد گدی کرتا ہی آنکھیں بند کر گیا جبکہ نامہ نے ایک ہاتھ سے اسکا بے قابو ہاتھ پکڑے ہٹایا پر وہ نوح کی شرارت بھری شکل کے باوجود بند آنکھوں پر زرا اعتماد میں لوٹی، پھر بے آواز سا ہنسی۔

"کیا چیز ہیں آپ نوح"

نامہ نے دل ہی دل میں سوچتے خود بھی سر پیچھے ٹکا لیا، وہ نوح کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتی دس منٹ بس اسے ہی دیکھتی رہی پھر جیسے نیند سی آنے لگی مگر نامہ نے خود کو سونے سے روکتے نوح کی طرف زرا جھک کر اسکا جائزہ لیا کہ وہ واقعی سو گیا یا نہیں۔

اسی وقت نامہ کا فون میسج ٹون سے رنگ کیا جو پائنٹی کی جانب پڑا تھا۔

نامہ نے بہت ہی آہستگی سے نوح کے سر کے نیچے سے پیٹ زرا اندر کھینچ کر نکلتے اٹھ کر بیٹھتے ہی پیر نیچے اتارے اور کھڑی ہوتے ہی اس نے نوح کے سر کو زرا سا اٹھاتے نرم تکیہ رکھا، وہ واقعی گہری نیند میں تھا اور نہ فوراً جاگ جاتا۔

نامہ نے پائنٹی کی جانب آتے اپنا فون اٹھایا تو میسج میکائیل کا تھا۔

اسے نوح منع کر کے سویا تھا تبھی وہ شش و پنج میں مبتلا تھی کہ اگر گئی تو نوح ناراض نہ ہو جائے۔ تبھی اس نے ٹیرس کے ڈور کے پاس رک کر میکائیل انکل کو کال کر لی۔

"نامہ! نیچے آؤ تھوڑی دیر۔ کچھ بتانا ہے تمہیں"

وہ خاصے بے چین تھے، نامہ نے پلٹ کر سوئے نوح کو دیکھا۔

"وہ سو گئے ہیں۔ کہہ کر سوئے ہیں یہاں سے مت جانا کسی سے بات کرنا

آج۔ کیا یہ بچپن سے ایسے ہی پوزیسو تھے؟"

نامہ کی بات سننے لاونچ میں کاوچ پر آکر بیٹھتے میکائیل کے چہرے پر اک

حسین مسکراہٹ دوڑی۔

"اپنی ماں کے لیے تھا پر اس سے کم، عنایہ میرے حوالے کر دیا کرتا

تھا۔ کیونکہ جانتا تھا وہ جتنی اسکی ہے اتنی میری تھی۔ لیکن تمہارے معاملے

میں کوئی کمپر و مائز نہیں کیونکہ جانتا ہے تم صرف اسکی ہو۔ میں بہت خوش ہوں تم دو کے لیے میرا بچہ "

میکائیل دوغان کے لہجے میں بے پناہ محبت چھلکی، وہ نامہ کوڈاؤرس کے بارے بتانا چاہتے تھے پر اب دل چاہا نامہ کو فکر مند کرنا اچھا نہیں، کل ایک بار ہی بتانے کا فیصلہ کیا۔

"میں بھی خوش ہوں ہم دونوں کے لیے میکائیل انکل۔ یہ جاگتے ہیں تو ہم سیلون نکلیں گے۔ آپ بتائیں کیا بات کرنی تھی؟ میں آج تو نہیں کل بات ضرور کروں گی نوح سے مس دیشا کے حوالے سے۔ آج وہ کسی اور بارے سننا پسند نہیں کریں گے۔ اور میں کم از کم آج ان کو اریٹھ اور پریشان نہیں کرنا چاہتی۔"

نامہ کی فکر و محبت کا احترام اس باپ پر واجب سا ہوا۔

"ٹھیک ہے پھر کل ہی ڈسکس کرتے ہیں سب۔ میں اور صارم بھی کچھ دیر تک نکلیں گے۔ دھوم دھام سے ڈھول ڈھمکے کے ساتھ تمہاری بارات لے کر جانی ہے۔ بہت کام ہیں۔ تم بھی تھوڑا ریسٹ کر لو کیونکہ مین ایونٹ ہے اور بہت تھک جاو گی"

بابا کی تاکید پر وہ مسکرائی۔

"جی میں کرتی ہوں ریسٹ"

وہ نرم سا مسکرائے بات سمیٹ گئی۔

جبکہ کال آف کیے وہ بیڈ کے اطراف سے گھوم کر نوح تک پہنچی جو گہری نیند میں تھا جبکہ اسکی ایک بازو میٹرس پر کھلی دیکھے نامہ کا دل چاہا وہ بھی اسی کی طرح نیند لے، نامہ نے فون پر ڈھائی گھنٹے بعد کا آلارم لگاتے سر ہانے کی سائیڈ جھک کر فون رکھا۔

وہ بیٹھتے ہی پیچھے کو لیٹی اور زرا اوپر کھسکتے اپنا سر نوح کی بازو پر رکھتے اسکی طرف کروٹ کی اور اپنا ہاتھ نوح کے رخسار سے جوڑے وہ محبت بھری نظروں سے نوح کو دیکھنے لگی۔

پھر اسکے فیشنل داڑھی کے بالوں میں انگلیاں الجھائے وہ اسکی گردن تک لے جاتے رکی، پھر بے آواز سا ہنسی۔

اپنا سر بازو سے اٹھائے اس نے نوح کی جانب مزید سرکتے اسکے سینے پر رکھتے بازو گر دلپیٹ کر آنکھیں موند لیں، کچھ دیر وہ ایک سکون کی نیند خود بھی لینے والی تھی کیونکہ جانتی تھی ساری رات جاگنا ہے۔

S MIRZA NOVELS
WWW.SMIRZANOVELS.COM

"ارے واہ! کیا خبر سنائی ہے۔ سہی کہتے ہیں اجکل سوشل میڈیا کا دور ہے۔ اور ہم جیسے لوگ اسے مصیبت سمجھتے ہیں۔ لاو بھئی ارحم ہم بھی دیکھیں"

ارحم نے ایک چٹخارے دار پلین سنا کر صابر کا شیطان جگایا جبکہ ارحم کے فون تھمانے کی دیر تھی کہ صابر کی نظر اسکے فون سکرین پر کھلے روح ادا آئی پر گئی، یہ آئی ڈی بہت زیادہ وائرل جا رہی تھی اور نوح ادا دوغان کے تقریباً سب ہی چاہنے والے اب نامہ کے اکاونٹ کو بھی فالو کر چکے تھے، اٹھارہ ملین والا یہ اکاونٹ جس میں نوح اور اسکی روح کا اک بڑا چرچا دیکھے ہی ارحم کو شیطانیت سو جھی۔

"نوح کی بیوی نے ابھی تک اپنا فیس ریوئل نہیں کیا،۔۔ بڑی چھپا کر رکھی ہے اس نے اپنی والی۔ آج شادی بھی ہے اسکی۔ پوسٹ ڈالی گئی ہے مہندی والی۔ اگر ہم اسکی وائف کے ساتھ اسکی پکچرز وائرل کر دیں تو نوح کی مے بی توجہ ڈسٹرکٹ ہو جائے۔ کیا خیال ہے۔۔ پورا از میر جیسے نادر مروان کو ایز آ پو لیٹیشن چاہتا ہے، نوح ادا دوغان کو ایز آ سوشل ور کر محبوب پسند کرتا ہے۔ اور آپکو ایک اور بات بتاتا چلوں، روح ادا ٹرینڈنگ ٹیگ ہے، اسے لگا

دو کوئی بھی کیل وڈیو وائرل چلی جاتی ہے۔ از میر والوں کی محبت ہے انکے ساتھ "

ارحم کا خرافاتی پلین بہت اچھا تھا، صابر نے کچھ سوچتے ہوئے ہامی بھرتے انداز میں فون واپس ارحم کے سپرد کیا۔

"اس کے لیے تمہیں پیچھا کرنا ہو گا انکا۔ کوشش کرو شادی سے پہلے کی کوئی پکچر ملے۔ تھوڑی کلوز والی ہو جائے تو زرا مصالحہ بھی ایڈ ہو جائے گا۔ اور ہاں وائرل کسی فیک اکاؤنٹ سے کرنا تا کہ تمہارا یہ کر توت، نوح تک نہ پہنچے۔ اگر اسکے ہاتھ لگ گئے تو کیسز س سیلز تمہارے بھیجے میں انجیکٹ کر دے گا۔"

صابر نے سگار سلگانے کے ساتھ زرا طنزیہ انداز میں ارحم کو وارن بھی کیا جس پر وہ بے شرمی سے مسکراتا اجازت لیے نکل گیا۔

جبکہ خود صابر مروان نے سگار کا دھواں چھوڑتے اپنے آس پاس کی فضا آلودہ کرتے اک اور خرافاتی پلین سوچا تھا۔

وہیں مانیہ اور امانل نے پہلے ہال جا کر وہاں کی تیاریوں کا جائزہ لیا پھر وہ دونوں مال نکلے کیونکہ کچھ چیزیں ابھی بھی رہ گئی تھیں، جن میں خرد صاحب اور فیروز صاحب نے دونوں کو ہی کچھ نامہ کے سسرال دینے والے تحائف کی لسٹ دی تھی۔ آج کی پوری ایونٹ پارٹی دوغان خاندان کی طرف سے تھی جبکہ کل ریسپشن ڈنر فیروز سلطان کی طرف سے ہونے والا تھا جیسے سنت کے حوالے سے ولیمہ کی تقریب بھی کہا جاتا تھا۔

باقی جو جو گاڑیاں بارات میں جانے والی تھیں انکی سجاوٹ خود صابر نے اپنی نگرانی میں کروائی تھی، بہت ڈیسٹ سی سجاوٹ کی گئی تھی۔

"مما کہیں گئی ہیں ڈیڈ؟"

وہ کل سے دیشا کو غائب دیکھ رہا تھا تبھی واپسی پر پوچھ بیٹھا۔

"ہاں۔ ایک اوٹ آف سٹی میٹنگ تھی۔ وہاں گئی ہے۔ اسے نوح کی خوشی سے کوئی خوشی نہیں ہے ویسے بھی"

میکائل نے نظریں سی چراتے بات بنائی تو صارم نے مان لی۔

"جی یہ تو جانتا ہوں۔ سگی اولاد کی خوشی عزیز نہیں وہ تو پھر سوتیلے اور ناپسند ہیں۔ اچھا ہی ہے ماما چلی گئیں، نوح بھائی کو ڈسٹرب ہی کرتیں۔ بھلے ماں ہیں میری لیکن مجھے انکی کچھ عادتیں ہرگز پسند نہیں۔ خیر اب آپ کو گھر ڈارپ کرتا ہوں پھر میں ڈھول شول کا بندوبست کرتا ہوں۔ باقی جو آپ نے گفٹس کی لسٹ دی وہ بھی۔"

صارم کو اتنا ذمہ دار دیکھ کر میکائل کو اپنے سابقہ رویے پر از سر نو دکھ گھیر گیا۔

"سب اکیلے ہینڈل کر لو گے؟"

میکائل نے شفقت بھرے فکر مند انداز میں پوچھا تو وہ زخمی سا مسکرایا اور
گاڑی اسٹارٹ کی۔

"مجھ پر پہلی بار تھوڑی ذمہ داری ڈالی آپ نے، یقین کریں مایوس نہیں
کروں گا۔ مت ڈریں"

وہ اب بھی دکھی تھا، میکائل یہی سوچ رہے تھے جب اسے ڈائورس کا پتا لگے
گا ان کا یہ کچھ سنبھلا ہوا بچہ ایک بار پھر ریزہ ریزہ بکھر جائے گا مگر کہیں دل
سے ان کو یہ حوصلہ تھا کہ نامہ باپ کی طرف سے نہ سہی پر ماں کی طرف سے
صارم کی بہن ہے اور صارم کی نامہ سے ایچمنٹ انھیں حوصلہ دے رہی تھی
کہ دونوں ایک دوسرے کو سنبھال لیں گے پھر مانہ بھی تو اب ٹھیک ہو چکی
تھی۔

بابا کی خود پر جمی خاموش، پریشان نظریں صارم سے مخفی نہ تھیں لیکن ابھی
وہ اس کی وجہ نہیں جانتا تھا۔

.._____..

نوح کی آنکھ نامہ کے فون پر بجتے آلا رَم پر کھلی، وہ لگ بھگ تین گھنٹے سو لیا تھا، جب آنکھ کھلی تو توقع کے برعکس اسے نامہ اپنے سینے پر سر رکھ کر سوئی نظر آئی، نوح کو لگا یہ اسکا خواب ہی ہو سکتا ہے، وہ اتنی قریب کیسے آ سکتی ہے۔

"تم میرے پاس کیسے آ گئی نامہ؟ مجھے تو اچھے سے یاد ہے میں تمہیں اپنے سر سے قابو کر کے سویا تھا۔ یا تو میری نیند گہری تھی یا تمہارا سکون گہرا کہ شیر کی گھپا میں اتنے آرام سے آ گئی ہو اور پتا بھی نہیں چلا"

اپنی بازو پر رکھے نامہ کے سر کو بازو اپنی طرف کرتے چہرے سمیت اپنے سامنے کیا تو وہ کروٹ بدلنے پر فوراً نیند سے بھری آنکھیں کھول گئی مگر ان مندی مندی آنکھوں نے جب نوح کو شوخ و بے خود ہوتے دیکھا تو پوری آنکھیں کھل گئیں۔

"تم نے رات جاگنے والی بات سیریس لی ہے ناں؟"

نامہ نے نفی میں سر ہلاتے اٹھنا چاہا جب وہ اسکی بازو دبوچے واپس خود پر جھکا گیا، نامہ کے بال نوح کے چہرے پر آتے دونوں کا پردہ سا بن گئے، نوح نے بہت ہی پیار سے اسکے بال سمیٹ کر دوسری طرف کیے۔

"مجھے آپکو دیکھ کر نیند آگئی تھی بس، اب ہمیں اٹھ جانا چاہیے۔ شادی ہے ہماری آج"

نامہ نے بچ نکلنے کی بھرپور کوشش کی پر نوح تو اسکے چہرے کے انچ انچ کو بہکی نظروں سے دیکھنے میں مصروف تھا۔

"مجھے دیکھ کر کیا اچھی سے گندی بچی نہیں بن سکتی تم؟ جیسے مجھے سوتا دیکھے سوئی"

نامہ نے بے اختیار ہنس کر نفی میں سر ہلایا۔

"آپ کہاں سے گندے بچے ہیں؟"

وہ متجسس ہوئی۔

"تھوڑا غور چاہیے اس جواب کے لیے آپکا بیوی"

وہ کچھ باتیں بنا کسیر کیے اپنی باڈی لینگوئج سے ہی سمجھا دیتا جبکہ نامہ لا جواب سی جھک کر تھک گئی تو سر نوح کے سینے پر واپس ٹکا لیا۔

"میرا ہر لمحہ خوبصورت ہو رہا ہے آپکے ساتھ"

نامہ نے آنکھیں بند کرتے اسکے سکون کو بڑھانے کی ادنیٰ سی کوشش کی۔

"مجھے دیکھ کر کہو"

نامہ نے اسکی فرمائش پر چہرہ سامنے کرتے سر اٹھایا اور حیا آنکھوں کے دریچوں تک بھر لائی جسکے ساتھ اک خاموش اقرار بھی تھا۔

"آپکو دیکھ کر کیا کہنا ہے؟"

نامہ نے جان بوجھ کر سلیپنگ بیوٹی کو چھیڑا تو نوح نے آسبر واٹھائے
آنکھیں نکالیں۔

"کچھ نہیں، میں فریش ہولوں پھر نکلتے ہیں سیلون۔ لیٹ ہو جائے گا۔ تمہارا
ڈریس بھی اوپر نیچے ہوا اسے فکس کروانا ہو گا۔"

نوح نے اسے بازوؤں میں بھرے ہی کروٹ بدلی تو نامہ میٹرس سے جا لگی
جبکہ نوح کا وزن اک لمحہ محسوس کرے نامہ کا منہ بنا پر وہ شوخا فوراً اسے
آزاد کرے اٹھ گیا۔

"میری ہڈی ٹوٹ گئی۔"

وہ لیٹے لیٹے کراہی حالانکہ ایسا کچھ کیسے ہوتا کہ نوح نے اس پر اپنا وزن مکمل
ڈالا ہی نہ تھا۔

"ڈرامے مت کرو۔ میں نے شروع کیے تو شادی آگے کروانی پڑے گی

کیونکہ یہاں سے بچ کر نکلنا ناممکن ہو جائے گا تمہارا۔"

نوح نے اپنا ٹاول اٹھایا اور جاتے جاتے جیسے قہر ناک وار ننگ دیے گیا، نامہ اٹھ کر بیٹھتی اپنے بال سمیٹتے ہی مسکرا دی۔

"آج بچنا ہی کسے ہے آپ سے"

وہ اپنے ہاتھوں کو کھول کر وہاں آئے رنگ کو دیکھتی دبا دبا شر میلہ مسکرائی پھر یہ سارے اوٹ پٹانگ خیال رد کرے نامہ نے اپنی ہیلز فکس کیں۔

نوح نے بیس منٹ لگائے تب تک نامہ ٹیرس پرواک کرتی رہی کیونکہ آج کل سے بھی زیادہ ابر آلود موسم تھا، صبح کافی ہو چکی تھی پر آسمان پر چھائے سیاہ بادل شام کا سا سماں پیش کر رہے تھے۔

وہیں مانیہ نے آج کا ڈریس نکال کر میٹرس پر رکھا جو بہت ہی خوبصورت لانگ ڈارک گولڈ اینڈ بلیک کمبو میں فینسی کٹ ڈریس تھا، جبکہ اسکے ساتھ اس نے بلیک ہی ہیلز چنی۔

وہ شاور لے چکی تھی، اپنے کپڑے اور باقی سامان پیک کر رہی تھی کیونکہ مانیہ بھی سیلون ہی ریڈی ہونے والی تھی پر اسکا اور امانل کا سیلون الگ تھا، دونوں ریڈی ہو کر دلہا دلہن کو سیلون سے پک کرے نامہ کو ساتھ لے جانے والے تھے اور پھر نوح واپس جا کر بارات کے ساتھ ہی ہال میں آنے والا تھا۔

امانل خود بھی شاور لے رہا تھا، امانل اور باقی سب میلز آج وائیٹ شرٹ کے ساتھ بلیک سوٹ پہننے والے تھے کیونکہ دلہا کی طرح سب کی ڈریس تھیم ایک تھی، جبکہ نوح کی شرٹ کے ساتھ بس بوٹائی تھی اور شرٹ پلیٹس والی باقی سب سیم تھا، اور ایک اور چینیج تھا نوح کے بلیزر کی سامنے والی جیب میں موجود رائن سٹون سے بنا گروم سوٹ برونچ جو امانل نے نوح کو گفٹ کیا تھا۔

مانیہ نے اپنی ساری چیزیں پیک کر لیں پھر وہ کبرڈ کی طرف آئی اور اپنا سنپل
ساجوڑا نکالا، پھر ہاتھ روب میں ہی ملبوس اپنے گیلے بال کھول کر انکو ڈرائیو
سے خشک ہی کر رہی تھی جب اماٹل شاو رلے کر روم میں نکلا۔

مانیہ نے اسے شرٹ لیس ٹاول میں دیکھتے لمحے میں گردن اسکی طرف گمائی
اور اپنے بال خشک کرنا بھول گئی۔

"بے شرم اب میں ہوں یا تم، یہ کہاں دیکھ رہی ہو تم بد تمیز"

اماٹل نے جلدی سے اپنے سینے پر ہاتھ لپیٹا جیسے وہ نازک کلی ہے اور سامنے
کوئی اسکی عزت لوٹنے والا جواں مرد آدمی، مانیہ نے برش ڈریسنگ پر رکھا
اور اماٹل کی طرف بڑھی جو اسی طرح ڈرنے کی منجھی اداکاری کرے واش
روم سے ملحقہ دیوار سے جڑ گیا۔

"تم ہی ہو بے شرم۔ ایک مجبور بے بس بیوی کے سامنے ایسی ننکی پنکی
حالت میں آتے زرار حم نہ آیا۔ بے شرم کے ساتھ ظالم بھی ہو تم"

مانیہ نے پاس رکے صاف صاف الزام لگایا۔

"او پس! مجھ ظالم کو تو سزا ملنی چاہیے پھر۔ دوسرا مجھے۔ آخر ایسا کرنے کی جرت بھی کیسے کی میں نے"

وہ مانیہ کو حصار میں بھرتے مزید اکسا گیا جس پر شرم کی زیادتی بھرا مسکراتی وہ فوراً اپنے مزاج میں لوٹی۔

"تمہیں تو بس موقع چاہیے۔ اچھا سنو! پتا نہیں کیوں لیکن مجھے ماما یاد آرہی ہیں۔ کیا وہ آج شادی پر آئیں گی؟"

اما نل نے اسکی ادا سی دیکھتے خود بھی سنجیدگی اختیار کی۔

"مرضی کی مالک ہیں، تم کال کر لو۔ ورنہ ایسا کرنا ایونٹ کے بعد مل لینا جا

کر۔ میں ساتھ چلوں گا۔ جب اس عورت کو نہیں پڑی تو تم کیوں تڑپتی ہو

اسکے لیے؟"

اما نل کو نا جانے کیوں افسوس سا گھیر گیا۔

"کیونکہ وہ ماما ہیں میری اما نل۔ میں ان کو مس کرتی ہوں۔ کاش وہ نامہ کی شادی پر ماں کی طرح شریک ہو جائیں۔ اسے گلے لگا کر کہیں کہ تم میری بیٹی ہو۔ نامہ کتنا خوش ہو جائے۔ مجھے بے شک گلے نہ لگائیں پر اسے لگا لیں۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے میں صارم نامہ اور ماما کو لے کر کہیں گھومنے نکل جاؤں۔ ہم مل کر ماما کو بتائیں کہ ہم ان کے لیے کتنا تڑپے ہیں، پلیز وہ ٹھیک ہو جائیں۔ میں بے بس ہوں اما نل۔ میں تمہیں پا کر بہت خوش سہی میں اپنی ماما سے جڑی حسرتیں لیے اب تک اندر سے دکھی ہوں"

اس خوشی کے موقع پر مانیہ کا یوں افسردہ ہونا اما نل کا دل بھی دکھی کر گیا۔

"آج کے دن تو اس مت کرو۔ سب اچھا ہو گا مانیہ۔ حسرتیں اک دن ضرور ختم ہو جاتی ہیں"

وہ پر امید تھا۔

"ہاں کبھی کبھی زندگی ختم ہونے کے ساتھ، خیر چھوڑو۔ کچھ پہن لو ورنہ ایک ہی آبرو لیے پھر رہے ہولٹ جائے گی۔ مسکین ہو جاو گے"

مانیہ نے اول جملے کی کڑواہٹ، اگلی بے خود بڑبڑاہٹ سے کم کی پر اماٹل کو اسکا پہلا جملہ بہت گہرے درد میں جھونک گیا۔

"بات سنو!"

اماٹل نے مانیہ کی بازو پکڑے اپنے سامنے واپس کھڑا کیا تو وہ گھبرا کر آنکھیں اماٹل کی آنکھوں میں جما گئی۔

"ایسے تمہاری بات سنائی نہیں دے گی واللہ! تم بہت تیز برقی وائبر چھوڑ رہے ہو۔ اپنی معصوم سی ڈارلنگ پر ترس کھاؤ۔ دیکھو میرے پاس ایک اکلوتا ہوش ہے جسے میں اپنی بہن کے سپیشل دن نہیں کھونا چاہ رہی، میری مجبوری سمجھو اماٹل خرد قریشی"

اس بار وہ آنکھیں پٹیٹاتے اعلیٰ پائے کی اداکاری اور شرارت لیے اماٹل کی خفگی کا آدھا چہرہ غائب کر گئی، رہا سہا دونوں نے ایک دوسرے کے قریب ہو کر نکل لیا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم خود کو ایسے شوخیاں مار کر ہی سہی پر سنبھال لیتی ہو، آج تم سمیت تمہارے ہوش پر پیار آرہا ہے"

اماٹل نے ہاتھ اسکی گردن کے گرد جھاتے مانیہ کو اپنے نزدیک کیا تو وہ دونوں ہاتھ اسکی کمر کے اطراف حائل کرتی قریب سرک آئی، وہ گہری سیاہ آنکھیں بے حد حسین مسکرائیں۔

"پہلی بار کہا تم نے پیار آرہا ہے، کچھ پیار کر بھی دو تب بات بنے"

وہ پہلے ہی اسے اکسانے کھڑی تھی۔

"تمہیں میرا پیار چاہیے یا میں؟"

وہ اسکی گردن پر ہاتھ بدستور سہلانے کے بیچ نرم اور بھکی سرگوشی کیے مانہ
میں اک ہلچل سی دوڑا گیا۔

"ابھی تم سے تھوڑی دوری، بعد کے لیے دونوں"

مانہ نے فوراً سے پلکیں زیر کیں اور اس حیا میں لپٹی فرمائش پر وہ بے حد
نثار نظروں سے اسے دیکھتے دور ہوا، مانہ نے ڈرتے ڈرتے امانل کی آنکھوں
میں دیکھا۔

"یہ چند دنوں کی دوری انجوائے کر لو ڈار لنگ! کیا یاد کرو گی کہ امانل کبھی
شریف بھی ہوا کرتا تھا۔ اب جلدی کرو نکلنا ہے ہمیں۔ ہر وقت بہکاتی رہتی
ہو مجھ معصوم شریف اور سادھے آدمی کو"

امانل نے فوراً سے آنکھیں ماتھے پر رکھیں اور چل دیا جبکہ مانہ اسکی
بڑبڑاہٹ پر منہ کھولے کھڑی رہ گئی، کتنا چالاک ہے یہ آدمی، مانہ کو اچھے
سے اندازہ ہوتا جا رہا تھا پھر بھی وہ ہنس پڑی۔

.._____..

فائنلی نوح اور نامہ کی شادی کا آغاز ہیر ڈریس کی رسم سے ہو چکا تھا کیونکہ ایک ہی سیلون سے دلہاد لہن کا تیار ہونا ایک رسم مانی جاتی تھی، نامہ اور نوح ایک ساتھ بیٹھے تھے اور نوح جب تک ریڈی ہوا، نامہ نے ڈریس پہنا تھا مگر جب وہ ڈریس پہن کر مین سیلون لاونچ آئی تو اس کا چہرہ ڈریس کے بھاری ہونے پر کافی پریشان نظر آیا، نوح نے اس ڈریس کی ڈیزائنز کو بھی یہیں سیلون بلوالیا تھا وہ سب ہی نامہ کی لک دیکھ کر مبہوت تھے سوائے نوح کے جس سے نامہ کے چہرے کی پریشانی دیکھنی محال ہوئی۔

"You look stunning"

ڈیزائنر لیڈی سمیت سیلون اونر کے منہ سے بے اختیار نکلا پر نوح، اٹھ کر نامہ تک فکر مند سا پہنچا، نامہ نے دونوں لیڈیز کی طرف دیکھے جبر اسی ممنون سائل ارسال کی۔

"Are you okay?"

وہ قریب رکے نامہ کے بازوؤں کو سہلاتا نرمی سے بولا۔

"یہ بہت بھاری ہے، نیچے سے۔ پر لڑنے اسے ہیوی کر دیا ہے۔ نوح میں اسے پہن کر کھڑی نہیں ہو پا رہی۔ چلوں گی کیسے؟ یہ بہت خوبصورت ہے پر۔۔۔"

وہ بولتے بولتے روہانسی ہوئی تو نوح نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ان لیڈیز کے سامنے ہی نامہ کا ماتھا چوما جو اس لیے تھا کہ وہ اتنی سی بات پر پینک نہ کرے جبکہ سیلون والی اونر نے چپکے سے ان دو کی پکچر لی جسے ارحم کے آدمی نے یہ تصویر لینے کے لیے تگلٹا الماؤنٹ دیا تھا۔

"یہ ہلکا ہو جائے گا، پینک کرنے کی ضرورت نہیں۔ چیلنج کر کے آؤ۔ تم میک آپ کر آؤ، میں اور مس نیہا اسے تمہارے لیے پرفیکٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جاؤ"

وہ اسے بہت ہی نرمی سے سمجھا گیا تو وہ جاتے جاتے نوح کے جملے پر غور کیے
واپس پلٹی۔

"آپ کیسے کریں گے؟"

نامہ نے پریشان ہوتے پوچھا۔

"کچھ سرپرائز بھی رہنے دو۔ میں نکل رہا ہوں بوتیک، تم میک آپ کروا کے
نکل آنا وہیں، اما نل اور مانیہ تمہیں بوتیک ڈراپ کر دیں گے میرے پاس"

نامہ نے فوراً سے سر ہلایا جبکہ وہ اس پر بھی اداس تھی کہ نوح اس ڈریس
ڈیزائنز کے ساتھ بوتیک جائے گا پر ابھی وہ بعث یا اعتراض نہ کر پاتے مان
گئی، نامہ واپس چینج کرے بلیک ہی ڈریس پہن کر لوٹی تو نیہانے اسکا ڈریس
واپس پیک کیا جبکہ وہ دو نکلے تو نامہ کامیک آپ اور بال ڈن ہونے شروع
ہوئے۔

نیہا نے نوح کو اپنی گاڑی میں آنے کی آفر کی مگر نوح نے -Rolls Royce خود ہی ڈرائیو کی جبکہ نیہا کی گاڑی آگے آگے رہی۔

وہ لوگ جلدی بوتیک پہنچ گئے کیونکہ وہ سیلون سے پانچ منٹ کے فاصلے پر تھی۔

نیہا نے اس ڈریس کو لا کر ڈریس ہولڈر پر سیٹ کیا اور نوح نے وہیں آتے اپنی شرٹ کے کف لنکس نکال کر فولڈ کرتے پورے ڈریس پر اک بھر پور نظر ڈالی، نیہا اور اسکے بوتیک کا سٹاف سب ہی نوح پر نظریں جمائے ایکساٹڈ تھا کہ اب انکے باس صاحب کیا کرنے والے ہیں۔

"اگر ہم یہ نچلی پرل لئیر ریمو کر دیں تو پانچ فیصد ڈریس کا وزن کم ہو سکتا ہے نوح سر"

نیہا نے ہی قریب آتے اپنی تجویز دی پر وہ لئیر ڈریس کی فنشنگ تھی اسے چھیڑنا مطلب پورے ڈریس کا ستیاناس کرنا تھا۔

"لیکن ڈریس کی خوبصورتی ادھوری ہو جائے گی، میں نے بہت پیار سے بنوایا ہے اسے۔ کچھ اور سوچ رہا ہوں"

نوح نے ٹیبل پر پڑے ٹیب کو کھولے کچھ آئیڈیاز سرچ کیے اور پھر وہ پیٹ کو گھٹنوں سے ڈھیلی کرے سیزر پکڑتا ڈریس کے کناروں کے پاس بیٹھا، اس نے ڈریس کی چھ سے آٹھ لیرز کا باریکی سے جائزہ لیا، نہا کے سٹاف میں ہی موجود ایک لڑکا نوح کی یہ ڈریس ٹھیک کرتے وڈیو بھی بنا رہا تھا کیونکہ اس بوتیک کا بھی اپنا آفیشل اکاؤنٹ تھا جو نوح کے اکاؤنٹ سے لنکڈ تھا کیونکہ اس بوتیک کا اوئر نوح ادا دوغان تھا۔

"ہمیں یہ اندر کی چھ سے آٹھ لیرز کو چار یا تین کرنا ہوگا، باہر کی فنشنگ کو ڈسٹرب کیا تو پورے ڈریس کی شکل بگھڑ جائے گی۔ میں اسے اس خاص دن کو خراب کرنے کا رسک نہیں لے سکتا۔"

نامہ کی پریشانی سوچتے نوح جب بڑبڑایا، یہ سب "ادا" کے آفیشل اکاونٹ پر لائیو جارہا تھا۔ جبکہ لوگ پاگل ہوتے اس لائیو ویڈیو کے نیچے دھڑ دھڑ کمنٹس کرتے جا رہے تھے۔ روح اور ادا کا ٹیگ پھر سے ہٹ ہونے لگا۔

نوح نے بہت ہی دھیان کے ساتھ اس ہیوی والیوم برائیڈل پرل گاؤن کی اندرونی لیئرز جو کہ ہیوی نیٹ ایمبرائڈری میٹرل اور پرلز سے بنی تھیں انھیں بہت ہی پروفیشنل انداز میں ریموو کیا اور ہر لیئر کو ریموو کرتے ہوئے اس نے پراپر فنشنگ دی، مانیہ اور امانت اپنے سیلون سے ریڈی ہو کر ایک گھنٹے تک نامہ کو لینے پہنچ گئے اور جب تک وہ نامہ کے ساتھ "ادا" آئے، نوح اپنا کام کر چکا تھا بس اب نامہ اور نوح کا دلہا اور دلہن بننا باقی تھا۔

وہ ایسا دلہا تھا جس نے اپنی دلہن کے شادی کے ڈریس گاؤن کو بہت بھاری ہونے پر نیچے سے کاٹ کر اک ایسا یونیک کٹ اور سٹیچ کیے ڈیزائن بنا کر ہلکا کیا کہ ہر کوئی اسکے ہنر کا شیدائی ہو گیا۔ وہ یونیک گاؤن ڈریس کٹ چند گھنٹے

میں وائرل ہو گیا، پر در حقیقت اس نے یہ اپنی بیوی کے آرام کے لیے کیا تھا، جبکہ اس وڈیو کے وائرل ہونے کی ابھی نوح کو کوئی خبر نہ تھی۔

نامہ کامیک آپ اتنا پیارا اور حسین ہوا تھا کہ نوح سے نظر بھر کر اس لڑکی کو دیکھنا نہ جاسکا کیونکہ آج نامہ کے روپ سروپ کے موسم دہکے تھے اور سب سے زیادہ نامہ کو نوح کی ہی نظر لگنے کا خطرہ تھا۔

مانیہ اور امانل نے بھی ڈریس کی نئی لک دیکھتے نوح کو سراہا پر اس بندے کو تو نامہ کار یو وچا ہیے تھا جو صدمے میں مبتلا تھی تب سے جب سے اسے پتا چلا یہ بوتیک بھی نوح کی ہے، یہ ڈریس ڈیزائن آئیڈیا بھی اور اب اس ڈریس کو ہلکا کرنے کی محنت بھی۔

وہ ایسی دلہن تھی جس کا ویڈنگ گاؤں اسکے دلہے نے پانچ دن لگا کر خود ڈیزائن کروایا تھا، بلکل اپنی مرحوم ماں جیسا۔

"اب تم اسے ٹرائے کرو نامہ!"

نوح نے وہ ڈریس جوا بھی بھی کافی ہیوی تھا، پکڑ کر نامہ کی طرف بڑھایا جس نے زرا گھبراتے ہوئے نوح، پھر مانہ اور امائل کو دیکھا جو دونوں دلہا دلہن والی ہی وائب دے رہے تھے پر زرا مغربی اور بولڈ لک۔

"اوکے۔ میں چینج کر کے آتی ہوں"

نامہ نے مسکرا کر وہ ڈریس لیا جبکہ چینجنگ روم کی طرف بڑھی۔

"وڈیو دیکھی آپ نے، ادا بوتیک کے اکاؤنٹ کی بھائی؟"

امائل کی بات پر نوح نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"یہ وڈیو۔۔۔ کس نے بنائی۔ ایک تو میں اس سٹاف کی شوخیوں سے بڑا تنگ ہوں"

نوح کو شدید غضب چڑھا جس پر مانہ اور امائل دونوں اسے چھیڑتا سا مسکرائے۔

"رہنے دیں ناں بھائی، دنیا کو پتا لگنا چاہیے نوح ادا دوغان اپنی محبت کے لیے کیا کیا کر سکتا ہے۔ وہ یہ دیکھ کر پاگل ہو جائے گی۔ کمنٹس دیکھیں۔ سب آپ دو کے لیے دعائیں کر کر نہیں تھک رہے۔"

نوح کا غصہ کچھ کم ہوا کیونکہ جتنا اس نے سکروں کیا ایک بھی نیگیٹو کمٹ نہ تھا، سب فینز یہاں آکر نوح اور روح کو دیکھنے کی ریکوسٹ کر رہے تھے، جس انداز سے وڈیو پر ٹریفک تھی، لگ رہا تھا کئی ملین کر اس کرنے والی ہے۔

"نظر نہ لگ جائے بس کسی کی۔ میں دیکھ لوں زرا اس کو اب بھی بھاری تو نہیں لگ رہا۔ تم دونوں کچھ کھاو گے؟"

نوح نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا اور مہمان نوازی کی رسم نبھائی۔

"ہم خود منگوا لیتے ہیں تم دیکھو اسے، پھر نکلیں وقت کم ہے"

مانیہ نے اسے تکلف سے روکا جس پر نوح نے دونوں کو ایک سے انس سے تک کر اپنے قدم چینجنگ روم ایریا کی طرف بڑھائے۔

"میری دعائیں ان دو کے اس رشتے کو نظر لگنے نہیں دیں گی امائل، یہ خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہے۔"

مانیہ نے اسے جاتے دیکھ کر امائل کے کان میں سرگوشی کی تو وہ دگنا خوبصورت مسکرایا۔

"مجھے یقین ہے تمہاری دعاؤں پر۔"

امائل نے اسکا ماتھا چوما جس پر مانیہ کو اپنی دعائیں اور سچی محسوس ہو کر انگ انگ تک مسرور کر گئیں۔

وہیں صارم نے بھرپور بات لے جانے کی تیاری کر لی تھی بس اب نوح کا ویٹ تھا۔

نامہ نے ڈریس پہن لیا اور وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کو ہی مبہوت ہوئے دیکھ رہی تھی، نامہ کے ڈریس کے ساتھ بہت خوبصورت دوپٹہ بھی تھا جو اسکے سر پر سیٹ تھا، فل والیوم وائیٹ پرل ایمبرڈاڈری گاؤن جسکا اک اک انچ بہت محبت اور توجہ سے سجا تھا۔

نوح اندر داخل ہوا تو نظر اس حسینہ کی آنکھوں سے جا ٹکرائی، نامہ فوراً اپنا ہیوی گاؤن ہولڈ کرتی پلٹی تو وہ لمحے میں اسکی سوچ سے زیادہ قریب آ رکا، ویسٹ تک نامہ کا ڈریس بالکل اسکی باڈی سے چپکا تھا جبکہ نیچے سے فل والیوم پر نسیمز فراک جیسا گھیرا ہوا تھا۔ بے حد حسین بالوں کے جوڑے پر وہ نیٹ کا دوپٹہ اٹکا تھا جسکے دونوں کنارے پیچھے کی طرف تھے۔

"اب بھی بھاری ہے؟"

وہ اسکے پاس رکتے نامہ کا حسین چہرہ نہارتے بولا تو وہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔

"الحمد للہ! میں اپنی اتنی محنت ضائع ہوتی نہ دیکھ پاتا کیونکہ اب بھی یہ بھاری ہوتا تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ برداشت بہت کم ہے ناں اس معاملے میں"

وہ نامہ کے زرا دور ہوا پھر اس نے قدموں میں بیٹھے ایک اندر کی لیئر درست کی جو اکھٹی ہو رہی تھی۔

"لوگ محبت میں کیا سے کیا بن جاتے ہیں، اور آپ ٹیلر بن گئے؟ سیر یسلی نوح ادا"

وہ ہاتھ سینے پر باندھے اس پر فیشنل آدمی کو بڑا ہلکا لے گئی، دلہن نہ بنی ہوتی تو عملی بتاتا کیا کیا بن چکا ہے۔

"اوہ ہیلو! کس نے کہا ہمیں محبت ہے آپ سے"

وہ اٹھ کر اس آپسراہ کے سامنے تن کر کھڑا ہوا کہ نامہ اسکے ڈائریکٹ جلووے پر بدحواس ہوئی۔

ہمیں تو عشق ہے آپ سے نوح کی روح"

مقابل کی اداسی بھاپتے ہی وہ اسکی گال سے گال سہلاتا سارے پھیلائے سوز
میں اک خوشی و مدہوشی گھول گیا۔

نامہ کی پلکیں حیا کی زیادتی سے جھک کر رہ گئیں، شاید رو بھی دیتی اگر نوح
اسے کمر سے کھینچ کر اپنے قریب نہ کرتا۔

"فٹنگ کیسی ہے؟"

وہ جو ایمو شنل ہونے کی تیاری کر رہی تھی، نوح کے ہونٹ جب اسکے کان
کی لو کو مس ہوئے تو وہ سوال کی حدت پر لرز سی گئی کیونکہ فٹنگ تو ایسی تھی
کہ نامہ کا دل از سر نو، نوح پر آگیا۔ نہ بہت ٹائٹ نہ بہت لوز بلکہ ایک دم
پرفیکٹ۔

"میں آپکے ہاتھوں کی فین ہو گئی"

نامہ نے اسکے محبت بھرے تقاضے کا محبت سے ہی جواب دیا جبکہ وہ بے خود
 سا ہوتے نامہ کے ہونٹوں پر جھکتا جھکتا اسکی بہت ہی خوبصورتی سے لگی لب
 سٹک دیکھے رکا، حالانکہ وہ واٹر پروف اور لانگ لاسٹنگ تھی پر یہ وہ نوح کو
 ہر گز نہیں بتانا چاہتی تھی۔

"لب سٹک بہت اچھی ہے، مٹاتے ہوئے مزہ آئے گا۔"

وہ مخمور سرگوشی کرتے دور ہوا تو نامہ کی جان میں جان آئی۔

خیر شادی کا وقت شروع تھا تبھی مزیدر کنادیری کا سبب بنتا تبھی نوح نے

نامہ کو امانل اور مانیہ کے ساتھ روانہ کیا اور خود وہ بہت احتیاط کے ساتھ

Rolls-Royce ڈائیو کرے دوغان ولا پہنچا، ہاتھ سے تو اسے بھی پیار ہوا

جس نے آج کافی ساتھ نبھایا تھا جبکہ دوغان ولا میں خاندان برادری کے

لوگ جمع تھے، بارات لے جانے کی بھرپور تیاری تھی۔

نامہ، اما نکل اور مانیہ کے ساتھ فارم ہاوس پہنچی تو فیروز سلطان اسے دیکھتے ہی جذباتی ہوئے، اپنے اس چاند کے ٹکڑے کو اپنے سینے لگایا، یہ لمحہ ہر فرد کو جذباتی کر گیا۔

یہ بھی ترکش شادی کی رسم تھی کہ دلہن تیار ہونے کے بعد آخری بار اپنے والدین کے گھر واپس آتی ہے، جہاں وہ اپنی شادی کا جوڑا مکمل پہنتی ہے۔ وہاں سے، دولہا پھر اسے ایک خاص جلوس اور یہاں تک کہ ایک ڈھول بجانے والے کے ساتھ اٹھاتا ہے۔

اکثر موسیقاروں کو، جنہیں "داول زرنا" کہا جاتا ہے، کو دلہن لینے کے دوران گلی میں اونچی آواز میں بجانے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ داول ایک بڑا ڈھول ہے اور زرنا ہوا کا ایک آلہ ہے جس میں چمپنی کی شکل کی گھنٹی ہوتی ہے۔ یہ اس وقت کو کم کرنے کے لیے ہے جو دولہا کو اپنے دل کی عورت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔

اسکے بعد دلہن کا باپ اس کی کمر کے گرد سرخ ربن باندھتا ہے۔ یہ قسمت اور دولت لانے کے لئے سمجھا جاتا ہے اور ایک ہی وقت میں دلہن کی پاکیزگی کے لئے بھی علامت ہے، اسے چند بار پہنا کر کھولا جاتا ہے، نامہ کو ربن پہناتے سے ناصر ف فیروز سلطان کی آنکھیں نم تھیں بلکہ جب انہوں نے ربن پہنا کر نامہ کا ماتھا چوما تو وہ بھی آنسو سنبھال نہ پائی۔

"اللہ کے بعد اب تم پوری نوح کے حوالے، میرے جگر کا واحد ٹکرا۔ ہمیشہ سکھی اور پر سکون رہ میرا بچہ"

وہ بابا کے گلے لگی جنہوں نے اسے بے شمار دعائیں دیں۔

جبکہ اسی بیچ بارات بھی دلہے کے ساتھ سچی گاڑیوں پر روانہ ہو چکی تھی۔

شادی کی گاڑی میں دولہا اور دلہن کے آنے سے پہلے اکثر گلیوں میں شادی کا رقص ہونا بھی رسم تھی۔ کہ خاص جوڑا پھولوں سے سچی گاڑی میں شادی کے لیے سفر کر رہا ہے۔ اکثر شادیوں کا قافلہ زور سے ہارن بجاتا ہوا سڑکوں

سے گزرتا ہے۔ قافلے سے تعلق رکھنے والی تمام کاروں کے پروں کے شیشوں سے سفید ربن بندھے ہوتے ہیں تاکہ جوڑے کی خوش قسمتی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ اونچی آواز میں آواز دینا بد روحوں کو دور رکھتا ہے۔ بعض اوقات شادی کی گاڑی کا راستہ روکا جاتا ہے اور ٹول دینا پڑتا ہے، یہ ساری رسمیں پوری شان سے کی جارہی تھیں اور پھر فائنلی بارات آئی اور دلہے کے یار بیلیوں، یہاں تک کے صارم اور میکائل صاحب نے بھی خوب ڈانس کیا، جب تک دلہن، اپنے گھر والوں کے ساتھ باہر نہ آجاتی، گھر کے باہر باراتی یونہی ادھم مچاتے اور جیسے ہی نامہ سلطان، اپنے بابا کی بازو پکڑتے باہر آئی، ڈھول ڈھمکا تو جاری تھا پر ڈانس رک چکا تھا، اپنی دلہن کی مکمل خوبصورتی پر نوح کی آنکھیں جذباتیت سے سرخ ہوئیں، خاص کر وہ ریڈ ربن جسے دیکھے وہ جان لیوا مسکرایا، بلش کراٹھا۔

"تو اجازت ہے پھر آپکی حسینہ کو مکمل اپنا بنانے کی فیروزانگل؟"

سب لوگوں کی نظر اب فیروز صاحب پر تھی جنہوں نے نامہ کا ہاتھ پکڑ کر نوح کے بڑھائے خوبصورت ہاتھ میں تھماتے وقت لمحہ بھی نہ سوچا۔

"بلکل اجازت ہے میرے بچے، اب یہ پوری تمہاری"

خوشی خوشی نامہ کو سپرد کرے وہ بھی اپنی زندگی کے سب سے بڑے اور خوبصورت فرض سے بری الزمہ ہوئے تھے۔

"صارم! ہم دو کی ایک پکچر لو۔ ہمارے روح ادا اکاونٹ کے لیے"

نوح نے، نامہ کے دوسرے ہاتھ سے فون لے کر صارم کے حوالے کیا جبکہ خود نوح نے انچ بھی نامہ پر سے بے خود نظریں نہ ہٹائیں۔

جیسے ہی نوح نے نامہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسکا ماتھا چوما، صارم نے اسی

پوز کے ساتھ دونوں کی پکچر کلک کی، نامہ نے دونوں ہاتھ نوح کے سینے پر

جماتے آسودگی سے آنکھیں بند کیے تب کھولیں جب وہ مسکراتا ہوا، ہر منظر

کو اپنے بس میں کرتا نامہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مسکرایا۔

"آگ لگا دے گی یہ پکچر، ایک ماہر فوٹو گرافر نے کلک کی ہے جناب"

صارم نے شوخ سا مسکراتے فون واپس نوح کے حوالے کیا جس نے خود بھی پکچر دیکھی اور نامہ کو بھی دیکھائی جیسے پوچھ رہا ہو اجازت ہے اس پکچر کو روح ادا کے فینز تک ارسال کرنے کی جسکے بدلے نامہ خوش دلی سے مسکرا کر اجازت دے گئی۔

خیر ڈھول ڈھمکا ہال تک پہنچنے تک ویسے ہی جاری رہا۔

جبکہ ہال مہمانوں سے چمک رہا تھا، ترکش میوزک میلوڈی نے سماں باندھا تھا، دلہاد لہن کی ایک ساتھ انٹری تھی اور شادی کی تقریب کا آغاز اسی سے ہوا۔

روشنی کا ایک سفید ہالہ کیل پر مرکوز تھا اور ہال میں ہوٹنگ جاری تھی۔

عام طور پر ترکی میں شادی کے ہال میں دولہا اور دلہن کو الگ الگ ایک اضافی میز پر بٹھایا جاتا ہے، جو پورے ہال سے صاف نظر آتا ہے۔ وہاں

کھانے پینے کی اشیاء بھی پیش کی جاتی ہیں۔ ایک ساتھ، جوڑے پھر مہمانوں کا استقبال کرنے اور تحائف وصول کرنے کے لیے ایک میز سے دوسری میز پر جاتے ہیں۔ یہ یا تو دلہن کے لباس پر باندھے جاتے ہیں یا چھوٹے بیگ یا ٹوکری میں جمع کیے جاتے ہیں۔ دولہا اور دلہن دونوں ایک وسیع سرخ ربن پہنتے ہیں جس پر مہمان سونا یا پیسہ لگا سکتے ہیں لیکن یہاں یہ رسم تھوڑی مختلف تھی، تحائف، سونے کے سکے یا زیورات سب ہی گفٹس کی صورت جمع ہو رہے تھے، لباس پر سونے کے سکے لگانے کی رسم کاٹ دی گئی اور زیورات پہنانے کی بھی کیونکہ نوح نہیں چاہتا تھا اس ڈریس کے ساتھ نامہ ان بھاری بھر کم سونے کے زیورات کا بھی ٹارچر ہے، اس نے بس سنیل سا ڈائمنڈ نیک پیس اور ایرسٹڈ پہن رکھے تھے جبکہ ہاتھ میں نوح کی پہنائی رنگ، تحفہ دیا تاج اور باقی اسکا ڈریس ہی اتنا شائنی تھا کہ کسی اور جیولری کی ضرورت نہ تھی۔

ان رسموں کے بعد رقص کی رسم کا آغاز ہوا۔

ترکی میں بھی دولہا اور دلہن ایک افتتاحی رقص کے ساتھ رقص کا آغاز کرتے ہیں۔ ترکیش اور جدید دونوں موسیقی عام طور پر چلائی جاتی ہے لیکن سب سے اہم رسم تھی "Zeybek" رقص جو ترکیش شادی کا سب سے خوبصورت اور ضروری حصہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ رقص عام طور پر دولہا ہی کرتا ہے اور دلہن یا تو خاموش کھڑی رہتی ہے یا پھر دلہا کے ساتھ ہی یہ رقص دہراتی ہے، ہاں اس رقص کو کرنے کے لیے ایک اچھی پریکٹس کی ضرورت ہوتی ہے جو نامہ نے ہر گز نہ کی تو محترمہ بس نوح کا رقص دیکھنے والی تھی۔

فائنلی ایک خوبصورت ترکیش zeybek موسیقی چلائی جا چکی تھی، نوح نے پہلے تو کسی ہیرو کی طرح اپنا سوٹ بلیزر اتار کر اپنے ساتھ کو پکڑا یا اور پھر چھ لڑکوں کے ساتھ جن میں امانل اور امتاب کے ساتھ آج صام بھی تھا، مین ہال ایریا میں انٹری دی، نامہ کے گال تو ابھی سے بلش کراٹھے۔

اس رقص میں نوح نے اپنے بازو اٹھائے، پھر تین بار تھپتھپاتے ہی انہیں جھولا، اپنے بازوؤں کو اپنے سر کے اوپر اٹھائے انہیں کچھ دیر وہاں رکھا جبکہ

رقص کے اس سٹیپ کے اختتام پر اپنے بائیں بازو کو نیچے لہرایا، جبکہ پیروں کی حرکت کی بات کریں تو نوح نے اپنے دائیں پاؤں کو آگے کیا، سست طریقے سے، جان بوجھ کر ایسے قدم اٹھانے کے بعد، کر اوچ کیا، اپنے گھٹنے سے زمین کو چھوا، اور سیدھا کرتے نامہ کے چہرے کو مسلسل بے خودی سے دیکھ کر اسے مسکراہٹ بخشی جبکہ اس پورے رقص میں نوح کو اپنے جسم کو سیدھا رکھنا تھا اور سخت نظر آتا تھا یعنی جسم میں کوئی لہر او یا ڈھیلا پن نہ تھا۔

ترکش شادیوں میں اس رقص کا آغاز سولہویں صدی میں عثمانیہ سلطنت میں ہوا تھا، تب سے یہ رقص خوشی کے موقع کی علامت بنا جو در حقیقت ہمت و بہادری کی نمائندگی کرتا تھا، یہ جتنا دیکھائی دینے میں خوبصورت تھا اتنا ہی کرنے میں مشکل، وہ دلہن بنی شرارت بھرا مسکرا رہی تھی۔ وہ

ڈیسنٹ، گریس فل اور ہینڈ سم بندہ اسکے لیے کیسے ناچ رہا ہے۔ در حقیقت

نوح ادا دوغان! نامہ کے لیے اپنا علاقائی رقص "Zeybek"

کرے ہر کسی کو مبہوت کر چکا تھا۔ پراف یہ نا امپریس ہوتی نامہ! جبکہ نوح نے زمین پر گھٹنا ٹیکے اپنا رقص روکا کیونکہ اب دلہن کی باری تھی۔

نامہ کو اسکی زرا نا لجنہ تھی تبھی اسے ایک سنپل سا کندھوں اور ہاتھوں کا رقص ہی یاد تھا پر باخدا نامہ کی وہی ادائیں، نوح کے zeybek پر بھاری پڑیں، وہ مسکرا کر قریب آئی اور ہاتھ بڑھایا جسے تھامے نوح بھی اٹھ کھڑا ہوا، ایک بار پھر ہال میں دھماکے دار والی ہوٹنگ ہوئی۔

ایک سرپرانز پر فامنس کے لیے نگارہ بجا۔

شادی کی تقریب میں اصل رونق تب لگی جب تمام علاقائی رسموں کے بعد "مانیہ اور اماکل" حسین ترین دوسرا کیل اک مغربی طرز کا حسین ڈانس فلور پر لائے، اف! اصل ہوٹنگ تو اب ہوئی تھی۔ چئیر آپ موڈ! دلہن دلہا کو بھی زرا حوصلہ ملا کہ صرف وہی نہیں آج یہ دوسرا "ہاٹ کیل" بھی خوب تھکنے والا ہے۔

خیر اس دھماکے دار سیشن کے بعد اب باری تھی کیک کٹنگ کی، وہ ایک کثیر المنزلہ شادی کا کیک تھا، جسے نوح اور نامہ نے ایک ساتھ کاٹا۔ پہلا ٹکڑا نوح کی طرف سے نامہ کو دیا گیا اور اس کے بعد پھر مہمانوں کو پیش کیا گیا، اسکے بعد شادی کی تقریب شام تک یو نہی سچی رہی کیونکہ ترکش شادیاں میل ملاپ، رسم و رواج اور اقتدار کا بھرپور پاس کرتے ہوئے ہی مکمل ہوتی تھیں، ایک دلہن کی طرف سے جو تے کی رسم بھی ہوتی ہے جس میں دلہن اپنی سب کنواری دوست لڑکیوں کا نام لکھتی ہے اور تقریب کے اینڈ پر جو نام مٹ جاتا ہے اگلی شادی کی باری اسکی پر یہ رسم کافی عجیب و فرسودہ خیال کی جاتی تھی اور ویسے بھی نامہ کی کوئی کنواری دوست تھی بھی نہیں، خیر یہ شادی تو وائرل ہوئی ہی، نوح نے آتے ہوئے جو اپنی اور نامہ کی پکچر لگائی اس نے بھی شام تک کئی ملین کر اس کر لیے جبکہ ار حم اور صابر سر پکڑ کر بیٹھے تھے کہ انکی لگائی پکچر کا اب کوئی فائدہ نہ رہا تھا۔ بچارے مسکین لوگ، کرنے

چلے تھے نوح کو مینٹلی ڈسٹرب پر منہ کی کھا بیٹھے لیکن وہ کہتے ہیں نہ برے لوگوں کی ہر اگلی سانس خطرہ ہے، یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہونے والا تھا۔

.._____..

فنکشن کا خیر و عافیت سے اینڈ ہوا، سب لوگ پہلے دوغان ولا ہی آئے تھے، کیونکہ مانیہ، ماما سے ملنا چاہتی تھی پر اسے بھی میکائیل نے وہی بتایا جو صارم کو، تبھی وہ تھوڑی بے فکر ہو گئی کہ ماما یقیناً اپنی دوستوں کے ساتھ مزے کر رہی ہوں گی۔

دوغان ولا میں بھی بھرپور سجاوٹ تھی، سب گیسٹ وغیرہ توہال سے جا چکے تھے مگر فیملی والوں کو چائے وغیرہ سرو کیے ہی جانے کی اجازت ملی، صارم نے ہی فوٹو شوٹ کے لیے سبکو باندھ لیا تھا، پروفیشنل فوٹو گرافر تھا جس نے نامہ اور نوح کی کافی کلوز اور رومنٹک پوز میں پکچرز لیں، وہ تو کس پر بھی

اکساتارہا کیونکہ وہاں یہ عام تھا مگر نامہ اور نوح دونوں نے یہ بیک وقت منع کر دیا۔ خیر فائنٹی سبکوسی آف کرنے کے بعد دلہا دلہن کو بھی کچھ سکون کے لمحے میسر آئے، میکائل اور صارم بھی دونوں کو تھکا محسوس کرے جانے کی اجازت دے چکے تھے جبکہ مانیہ، امائل، خرد صاحب اور فیروز صاحب بھی واپس روانہ ہو گئے۔

"دھیان سے"

نوح نے ڈور اوپن کرتے نامہ کے لیے کمرے میں جانے کا راستہ چھوڑا تو وہ تھکے تھکے انداز میں اندر داخل ہوئی، پورا روم سجا تھا جسے دیکھتے نامہ کو اور گھٹن سی محسوس ہوئی جبکہ نوح نے یہ کمرہ کل کے لیے سجوایا تھا کیونکہ آج تو وہ نامہ کو سرپرائز گولڈن نائیٹ گفٹ کرنے والا تھا۔

"بیٹھو۔ تھک گئی ہوگی"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے میٹرس کی پاننتی کی جانب لا کر بٹھائے نامہ کا تاج، اور جوڑے پر اٹکا دوپٹہ اتار کر دوسری طرف رکھے نامہ کو کچھ کمفر ٹیبل کرنے لگا، نامہ نے سر اٹھا کر نوح کو دیکھا، دونوں ہی کافی تھکے لگ رہے تھے پر نوح کی فکر و نرمی پر وہ ہر گھبراہٹ و گھٹن سے قدرے نکل آئی لیکن آج وہ اتنا ہنڈسم لگ رہا تھا کہ نامہ کے ویسے ہی پسینے چھوٹ رہے تھے، درحقیقت قربت کے متوقع لمحے تھے جو نامہ کے ارد گرد نادیدہ حرارت حائل کرنے کا موجب بن رہے تھے۔

"ٹیرس کا ڈور کھول دیں، میرا دم گھٹ رہا ہے نوح ابھی بھی"

نامہ نے ہچکچاتے ہوئے نوح کے چہرے کی طرف دیکھتے آہستہ سی سرگوشی میں درخواست کی جس پر بناخفا ہوتے یا اریٹیٹ ہونے کا تاثر دیے نوح نے بالکل کسی پیٹ کی طرح حکم کی تعمیل کرتے پہلے اپنا بلیڈز اتار کر میٹرس بیڈ شیٹ پر رکھا پھر وہ بوٹائی کھینچ کر نکالتا ٹیرس کا گلاس ڈور کھول کر پردے بھی ہٹا گیا کیونکہ باہر ایک بار پھر سرد ہوا چل رہی تھی اور بادل چمک رہے تھے۔

"تم چلیج کر لو۔ مے بی گھٹن کم ہو جائے، ویٹ تمہارے پیر"

وہ کہتے کہتے رکا جبکہ نامہ نے اپنا بھاری والیوم والا ڈریس نوح کے پیر کہتے ہی اٹھایا کیونکہ نوح اسکے قدموں میں بیٹھا بہت دھیان سے ٹانگوں تک اس ہیلز کی گئی سپرنگ سٹرپ کھول رہا تھا، نامہ نے دونوں ہاتھ میٹرس پر جماتے زرا پیچھے کو بندھتے گردن ارد گرد گماتے گہرا سانس بھرا۔

نوح نے سراٹھاتے نامہ کو دیکھا تو انگڑائی لیتی اس حسینہ نے یہ کر کے نوح پر عجیب سا جنون سوار کیا جسے وہ اپنا نچلا ہونٹ دانت تلے دے کر اپنی نظر نامہ پر سے ہٹا گیا، اور یہ نامہ نہ دیکھ سکی کہ اس لڑکی کی اک انگڑائی نے نوح کے اندر طلب و تشنگی کی جنگ چھیڑ دی ہے، سر تا پیر پیاس سے لبریز کر دیا ہے۔

"یہ ہیلز تمہارے پیروں پر نشاں کیوں چھوڑ جاتی ہیں، مجھے تکلیف ہوتی ہے

نامہ"

نوح نے اسکے پیر سے ہیل اتارتے وہاں بنے ہیلز کے بچے کا نشان دیکھتے
 برہمی سے پوچھا تو نامہ فوراسیدھی ہو کر بیٹھی، وہ اسکے پیر کو ہاتھوں کی نرمی
 سے پریس کر رہا تھا اور نامہ کے پورے وجود میں سکون سا گردش کرنے
 لگا۔

"پیر کچھ زیادہ ہی سافٹ ہیں تبھی، یہ نشان درد نہیں دیتے مجھے، کچھ دیر میں
 چلے بھی جاتے ہیں سو تکلیف محسوس مت کریں۔ یہاں آئیں، میرے
 قدموں میں آج تو مت بیٹھیں نوح"

وہ اب بھی ڈر رہی تھی، نوح نے اسکے پیر کو چھوا ہی ایسے کہ نامہ کا دل دب
 رہا تھا، جبکہ نوح کی ہیزل آنکھوں کا شکوہ بدستور قائم تھا۔

"دوسری ہیل اتارنے دو نامہ۔"

وہ نظریں چراتا دوسری ہیل بھی نامہ کے پیر سے الگ کرے سائیڈ رکھے
 اسکے دونوں پیروں کو ہاتھوں سے دبانے کے بیچ نامہ کو دیکھ رہا تھا جسکی نوح

کی سوالیہ نظروں سے جان نکل رہی تھی جیسے وہ پوچھ رہا ہو تمہاری تھکن اتار دوں بس اک اشارہ کرو میری روح۔

"میں انکو کس کر سکتا ہوں؟"

نامہ نے اسکی نظروں کی تاب نہ لاتے سوال پر گھبرا کر نفی میں سر ہلایا اور جلدی سے پیر نوح کے ہاتھ سے چھڑواتی اسکے ہاتھوں کو پکڑے اسے اٹھنے کا اشارہ کرنے لگی تبھی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا پھر نامہ کے ساتھ ہی بیٹھا، وہ رخ اسکی طرف موڑے اسکے ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑے نوح کی ناراضگی پر افسردہ ہوتی گئی۔

"آپ مجھے کس کر سکتے ہیں۔ میرے پیروں کو نہیں"

وہ بہت مشکل سے نوح کے گال سے ہاتھ جوڑے یہ مشکل ترین اجازت دے پائی۔

"مجھے نہیں کرنی تمہیں"

نوح نے اسکا ہاتھ ہٹایا، وہ ناراض تھا۔

"اوکے میں کر لوں گی"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ہونٹوں تک لائے چومتی اسے منانے کی کوشش کرنے لگی، مان تو وہ نامہ کے اتنے سے لمس پر گیا تھا پر شو کیا کہ اب تک خفا ہے۔

"نوح! سب بہت خوبصورت تھا۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میری شادی ایسے ہوگی۔ میری طرف دیکھیں۔ میں بہت لگی ہوں کہ مجھے آپ کا ساتھ ملا"

وہ لاڈ کرتی اسے کسی طرح پیروں کی یاد بھلانے پر لگی تھی پر وہ نوح ادا دوغان ہی کیا جو اپنی خواہش سے پیچھے ہٹے۔

"تم جتنا مرضی مجھے منالو، میں تمہارے پیروں کو کس کر کے رہوں گا۔ یہ بات سن لو"

نوح نے اسکی کوشش سرے سے ناکام کی اور اسکی گردن میں ہاتھ لپیٹے نامہ کو اپنے چہرے کے قریب کرتے دھمکی دی، وہ اور اداس ہوئی۔

"میں بھی نامہ ہوں، آپ سے زیادہ ضدی۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا آج"

وہ بھی زرا رعب سے بولی۔

"ایسا ویسا بہت کچھ ہو گا آج، اور صرف نامہ نہیں، نامہ ادا دوغان ہو

بیوی۔ اپنی ویلیو اور اپنے مقام کو سمجھو۔"

نامہ نے سہم کر ان آنکھوں کی بڑھتی ناراضگی پر جلدی سے اسکے گلے لگتے بات ہی سمیٹ دی، اوپر سے نامہ کے وجود سے اٹھتی خوشبو تک خود سپردگی کا اعلان کرتی نوح کے حواسوں پر چھاتی جا رہی تھی۔

"میں سمجھتی ہوں۔ مجھے کفر ٹیبل تو ہونے دیں۔ پھر کر لیجئے گا ضد۔ مجھے

تھینکیو تو کہنے دیں۔ جو کچھ آپ نے کل سے اب تک میرے لیے کیا"

وہ اسے بازوؤں میں بھر پور بھینچ کر نامہ کی خوشبو ان ہیل کرتا اسے پکڑ کر دور کر گیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے مجھے تھینکیو چاہیے تمہارا، مجھے تم چاہیے ہو آج۔ پوری۔ سن رہی ہو۔ اور یہ کیا کفر ٹیبل ہاں۔ ابھی تک ہمارا ساتھ تمہیں کفر ٹیبل نہیں کر سکا۔ بولو؟"

وہ جان بوجھ کر اسے ستارہا تھا، اس نے نوح کو پیروں کو چومنے سے منع کرے براہرٹ کر دیا تھا۔

"کر رہا ہے آپکا ساتھ کفر ٹیبل۔ پلیز غصہ تو مت کریں۔ لگ رہا ہے ابھی اپنے حق کے لیے چینخنے لگیں گے"

وہ روہانسی ہوئی۔

"تو دے دونوں میرا حق۔ نہیں چینخنوں گا۔"

وہ اسکی نم آنکھیں ہر گز آج نہ دیکھنے والا تھا نہ برداشت کرنے والا تھا تبھی آنکھوں سے ہی یہ اکھین کی باڑ میں اٹکے بھگے پن کو گھوٹنے کا اشارہ کیا۔

"دے تو رہی ہوں۔۔۔ آپ کے پاس راضی بیٹھی ہوں"

وہ اسکے رخساروں سے ہتھیلوں کو لگائے ہارے سے لہجے میں منمنائی تو نوح کو اس پر بے شمار پیار آیا۔

"ہنہ! چلیج کر لو۔ مجھ سے پہلے اس تھکن کے سبب کہیں نیند نہ اڑالے جائے تمہیں۔ اتارویہ ڈریس۔ کچھ سنپیل اور کمفی پہنو"

وہ اسکے ہاتھ ہٹائے اٹھا تو نامہ بھی نوح کو ناراض کر بیٹھنے کے ڈر میں اٹھی اور نوح کی بازو پکڑے روک کر اپنی طرف کھینچا، اس سے پہلے وہ پیر گاؤں میں پھسنے پر گرتی، نوح اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے بروقت سنبھال گیا، اف نوح کے ہاتھ پر فیکٹ طریقے سے نامہ کے وجود کو پکڑ میں لیتے جیسے یہ جسم انگ انگ

سے بنا ہی نوح کے مضبوط اور پرکشش ہاتھوں کے لیے تھا، وہ ہر بناوٹ میں جان لیوا تھے۔

"آئی ایم سوری۔"

پھر سے آنکھیں بھگنے لگیں پر نوح نے ساری ناراضگی ترک کرتے نامہ کی دونوں آنکھیں باری باری پوری شدت سے چومیں کے ان سے نکلتی نمی نامہ کے گالوں کو جلانے کے بجائے نوح کی زبان تک گھلی۔

"کل صبح تک اگر تمہاری آنکھوں میں نمی آئی نامہ تو میں خود کو بہت بری تکلیف دوں گا۔ اوکے؟ پراس می۔ مجھے آج اپنے اور تمہارے بیچ کوئی اداسی یادرد نہیں چاہیے۔ تم میری آفیشل بیوی بن گئی ہو یہ سوچ کر تو تمہارے چہرے کے گلال مدھم نہیں ہونے چاہیں اور تم یہاں گھٹ رہی ہو۔ کیوں بیوی؟ اتنا برا ہوں میں؟"

وہ اسے جذباتی طور پر خود سے قریب کھینچ رہا تھا جبکہ نامہ نے سارے آنسوؤں کو سچ میں گھوٹ لیا۔

"نہیں آپ برے نہیں ہیں، ایسے مت کہیں۔ آئی پر امس آپ کو نہ پریشان کروں گی نہ اریٹ۔ یہ آنکھیں بہت بد تمیز ہیں خود ہی جذب سے بھگنے لگتی ہیں"

وہ پھر سے اسکے سینے میں چھپی، آواز سے لگ رہا تھا پر امس کرتے ہی پر امس توڑ دیا ہے۔

"ہے! ڈونٹ ڈو دس۔ ٹیل می میری ناراضگی وہ بھی ڈرامائی اتنی دردناک ہے تمہارے لیے؟"

وہ اسے زبردستی سامنے لایا تو نامہ سے بولا نہ جاسکا بس وہ سر ہلا گئی۔

"ب۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔"

وہ نظریں سی جھکانے لگی پر نوح نے اسکی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اوپر کرتے ایسا کرنے سے فوری روکا، نظریں دیوانگی سے نامہ کے ہونٹوں پر جمائیں پھر اپنی طلب کو خود میں گھوٹ گیا۔

"میں راضی ہوں تم سے، ناوسمائیل۔ ڈریس اتارنے میں مدد کروں؟ چیخ بھی کروا سکتا ہوں"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تو نامہ کے گال دہک سے گئے، نوح نے اسکے لیے بلیک گرم سٹف کا پلازون نکالا، ساتھ ایک ٹینک ٹاپ اور اسکے اوپر لوز سی جرسی اور تینوں کو ڈریسنگ روم کے کلاتھ ہولڈر کے ساتھ ہینگ کرتا وہ نامہ کی طرف آیا جو دلہن بنی اسکے سارے ہوش یہیں سلب کر رہی تھی۔

"بس اسکی ہک اور یہ بٹنز کھول دیں۔ باقی میں کر لیتی ہوں"

نامہ نے شرم و بے بسی سے کہا جس پر وہ چلتا ہوا نامہ کے عقب میں رکا اور جب نظر نامہ کی پچھلی گردن پر گئی تو دم سانکنے لگا، یہ نوح کی بہت بڑی کمزوری تھی، تبھی وہ بے اختیار اسکی گردن پر جھک کر اپنے ہونٹوں کی شدید شدت بخشنا یکدم پیچھے ہٹا تو نامہ کا چہرہ فرشی مرر میں دیکھتے مسکرایا جو خود بھی بے خود سا مسکراتی نظر آئی، درد کے باوجود۔

"میری ہارٹ بیٹ آج نارمل نہیں ہے نامہ۔ تو کچھ ابنا رمل کر گزروں برداشت کر لینا۔ تمہاری یہ گردن، یہ گردن کی خوشبو، مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گی آج۔ میری حسین بیوی، اوپر سے تم نے جسم پر اک بال نہیں چھوڑا۔ یہ کیسے ظلم ڈھارہی ہو مجھ پر۔"

نامہ کی گردن، اسکی کمر، جیسے جیسے وہ ہک کے بعد پچھلے بٹن کھول رہا تھا نامہ کی برہنہ کمر کی گہرائیاں نوح کا دماغ خراب کر رہی تھیں، اس آدمی کا سانس پھولتا دیکھے وہ خود ہی پلٹ کر روبرو ہو گئی، اف اس سے زیادہ وہ نوح پر ظلم کیسے ڈھا دیتی۔

"اور یہ چہرہ، یہ آنکھیں۔ یہ شرابی سی وائبر دیتے تمہارے
ہونٹ۔۔۔ یہ۔۔۔ س"

اس سے پہلے وہ مزید بولتا، نامہ نے جلدی سے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ کی
انگلیاں جمادیں۔

"ٹھیک ہے نہیں بول رہا۔ چینج کرو اور باہر آؤ"

نامہ کی آنکھوں میں اتری رحم کی طلب کھو جے وہ اسکے ہاتھوں کی ٹپس بے
خودی سے چومتا وہاں سے ساری بے خودی سمیٹے گیا تو نامہ نے گہرا سانس
کھینچتے خود کو کمپوز کیا۔

"آپکے یوں سنبھل کر چلے جانے پر قربان جاؤں نوح ادا، ایسی اداؤں سے
آپ آج مجھے مار ڈالیں گے"

نامہ نے اپنے ڈریس کو چینج کیے وہی کپڑے پہنے جو نوح اسکے لیے ہینگ کر
کے گیا جبکہ خود نوح نے ٹیرس کے کھلے دروازے سے باہر قدم رکھتے اپنی

شرٹ کے دو بٹن یوں نوچ کر کھولے جیسے اسکا سانس بند ہو رہا ہو جبکہ موسم نے تو نوح سے برسنے کے معاملے میں کوئی شرط لگا رکھی تھی۔

نوح کسی سے فون پر مخاطب تھا۔

"ٹھیک ہے میں دس منٹ تک نکلتا ہوں، تم انجکشن دوا نہیں۔ فیور بھی ہے تو انجکشن کی ڈوز آدھی کر لینا"

نوح یہاں اپنے گارڈ کو ہی کال ملانے آیا تھا کہ وہ اسے نامہ کے سامنے کال کرے کہ ہو اسپتال کوئی ایمر جنسی ہے اور اس سے پہلے ہی نادر صاحب کی کچھ بگھڑتی طبعیت کی کال آگئی، بس کسی طرح نوح کو نامہ کو لیے نکلتا تھا تا کہ اپنے پلین پر عمل درآمد کر سکے۔

نوح تھوڑا فکر مند تھا، وہ کچھ دیر وہیں کھڑا موسم کی زیادہ سے زیادہ خرابی کا اندازہ لگا رہا تھا، نامہ نے چینیج کیا اور اسی نروسٹیس کے سنگ روم کی حدود میں پیر رکھا تو نوح کو وہاں نہ دیکھے وہ آگے چلی آئی جہاں وہ ٹیرس کی

حفاظتی دیوار سے لگا کھڑا تھا، نامہ روم اور ٹیرس کی باڑ میں رک کر نوح کو دیکھنے لگی، اسے پکارنے کی رتی برابر ہمت نہ تھی کہ ڈر تھا جہاں سے اس نے نوح کو روکا ہے وہ یہیں سے دوبارہ بات کا آغاز نہ کرے۔

دو تین منٹ نامہ اپنے اندر نوح کو پکارنے کا حوصلہ جمع کرتی رہی پھر حلق کو تر کرتے ہمت پکڑی ہی کہ وہ خود ہی بے دھیانی میں دیوار پر سے ہاتھ ہٹاتا پلٹا تو نامہ کو دیکھے روح تک میں اک گد گداتی لہراتی۔

"وہ م۔۔ میں"

نامہ نے ان گہری نظروں کی حدت کے آگے بولنے کی کوشش کی مگر بری طرح ہکلا گئی۔

"آہ تم عورتوں کا وصل کی شب کیا حال ہو جاتا ہے، ساری خود اعتمادی

ہوا۔۔ پر میں نے نامہ سلطان کو تھوڑا یونیک سمجھا تھا۔"

نامہ نے جلدی سے گال پھلا کر نوح کو آنکھیں دیکھائیں۔

"میں نہیں بول رہی"

وہ روٹھ کر کمرے کے وسط تک ہی جاسکی جب نوح نے اسے اپنے آپ میں قید کرتے روکا، نامہ کے دل میں حقیقی گدگد اہٹ ہوتی جب وہ اسے یوں چھوٹا یا حصار میں بھرتا۔

"ہو سپٹل سے کال آئی ہے، اسی پیشنٹ کی طبعیت تھوڑی ڈاون ہے۔ تو کیا تم مجھے وریام ہو سپٹل ڈراپ کر دو گی۔؟"

نامہ نے یکدم ہی بنا پلٹے بس گردن پیچھے گمائی، کیا وہ واقعی ہو سپٹل چلا جائے گا یہ سوچتے نامہ کے چہرے کے سارے مرجھاتے رنگ نوح نے اک اک کر کے محسوس کیے۔

"تو پھر کچھ بھی نہیں ہو گا؟"

وہ ڈراڈرا ہی سرگوشی میں بولی۔

"مطلب؟"

وہ جان بوجھ کر انجان بنا، نامہ نے نفی میں گردن گماتے نوح کی اپنے اطراف حائل بازوؤں کو کھولتے خود کو آزاد کیا اور اپنی بلیک، سیلزن نکال کر وہ پہننے کو کاوچ پر بیٹھی تو نوح اسکے سر پر آکھڑا ہوا۔

"مجھے بہت نیند آرہی ہے۔ آپکو ہو سپٹل ڈراپ کرے میں پارکنگ سے ہی واپس آجاؤں گی۔ آپ دیکھتے رہے گا اپنے پیشنٹس۔ مجھے سونا ہے واپس آ کر۔"

نامہ نے سیلزن بھی بہت وحشی طریقے سے پہنیں اور اسکی سڑپس بھی کچھ زیادہ کھینچیں جبکہ اسکے موڈ سے بھی لگ رہا تھا وہ خفا ہے، نوح کے دل تک عجیب کمینی سی ٹھنڈک اتری۔

"میرے بغیر سو جاو گی؟"

نوح اسکے سامنے ہی ٹیبل پر ٹک کر نامہ کو دیکھتے بولا جس نے ہیلز پہننے کے بعد سامنے بیٹھے نوح کو سرسری سادیکھتے منہ پھیرا تو نوح نے آگے جھکتے نامہ کے پھولے گال کو چوما، بہت شدت کے ساتھ۔

نامہ کو لگاتے سے پے ہی دل کی دھڑکنیں سینے سے لپٹ سی گئی ہوں۔
 "بس ایک گھنٹے کے لیے رکنا ہے، انکی کنڈیشن سٹیبل ہوتے ہی واپس نکل آئیں گے۔ تم ایک گھنٹہ میرے روم میں ریٹ کر لینا۔ میری یہ رات صرف تمہاری ہے نامہ، سن رہی ہو؟"

نامہ نے اسکے گردن کی طرف سرکتے ہی ہارمائی اور نوح کو شانوں سے ہولڈ کرے خود سے زرا دور کیا۔

"مجھ سمیت"

وہ مزید بولتا اسکے دونوں ہاتھ پکڑتا نامہ کی کمر کے پیچھے لاک کرتا اس کے ساتھ ہی اٹھا پر وہ نوح میں پوری طرح قید تاسف و متانت بھری نگاہوں سے نجات چاہ رہی تھی۔

"ایک اور چیز، آج پوری رات ایسی رحم مانگتی نظروں سے دیکھنا منع ہے۔ خوا مخواہ مجھے ترس آتا رہے گا اور میرا چھپھورا اور ژن کھل کر سامنے آنے سے ہچکچاتا رہے گا۔ یہ تو مجھے بتا چکی ہو تم کہ آج میں بھی تمہیں درکار ہوں۔ ہو اسپتال کا سن کر کیسے جل سلگ گئی تم۔"

نامہ نے نظریں پھیریں، وہ بندہ اسے شرمندہ کر رہا تھا، سارے راز اور چوریاں پکڑ کر پریشان کر رہا تھا۔

"ہاں مجھے شیرنگ پسند ہے پر آپکے معاملے میں آج سے ہرگز قبول نہیں"

وہ بھی بنا خوف کہہ بیٹھی، نوح کو بے خود سا پیار آیا۔

"کیونکہ میں جان ہوں تمہاری؟"

نوح کا ہاتھ بار بار نامہ کی گردن کی ملائمت و دلکشی پر جا ٹھہرتا پھر اسکے بعد بے قابو ہونے کی کوشش کرتا۔

"اسکے لیے کل کاویٹ کریں۔ لیٹر پڑھنے تک۔ اب چلیں ہو سپیٹل؟"

وہ یہ تنہائی، یہ فسون خیز قربت اب سمیٹنے کے در پر تھی۔

"چلتے ہیں، رات کے لیے کچھ چاہیے تمہیں۔؟"

نوح نے اسکے کان کی طرف جھکتے اشارتاً جو پوچھا نامہ کا ہاتھ خود بخود نوح کے سینے پر مٹھی کی صورت کسا۔

"آپ"

وہ اسکی گال سے گال مس کرتی کہہ کر بنا آنکھیں ملائے اپنا فون اور گاڑی کی چابی لیے نکلی اور نوح نے اسکے جاتے سراپے کو گم ہونے تک دیکھا پھر خود

بھی بلیک پیٹ اور بلیک ہی شرٹ پہننے کو ڈریسنگ روم گھسا، دو تین منٹ میں محترم واپس دھکتے خلیے میں لوٹے اور اپنا فون اٹھا کر خود بھی باہر نکل گئے۔

.._____..

"کیا بنا رہے ہو مسٹر امانل؟"

وہ جو دونوں بڈھوں کو سونے بھیج کر روم میں جاتا جاتا بھوک سی فیل ہونے پر کچن میں آ کر کچھ جھٹ پٹ بنانے لگا تھا، مانیہ کی مخمور سی پکار پر بنا اسے دیکھے ہی وہ بجز کٹ کر تا شوخ مسکرایا۔

"بھوک لگ رہی تھی میری ڈار لنگ، سوچا کچھ پیٹ پوجا۔۔۔۔۔"

وہ بجز کٹ کرتے ہی جب امانل نے گردن گمائی تو ہاتھ کے ساتھ زبان بھی رکی کیونکہ مانیہ، اسکی شرٹ پہنے ٹانگوں کا دیدار کرواتی دروازے میں کھڑی بہکانے کے پورے ہتھیاروں سمیت کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"بھوک ایک دم ناقابل برداشت ہو گئی۔ بے شرم لڑکی۔ گھر میں دو حیا دار ہنڈ سم بڈھے ہیں۔ یہ کس خلیے میں گھوم رہی ہو؟"

اول جملہ بے خودی سے ادا کرے ساتھ ہی وہ اسے گھیر کر اپنے سینے لگاتا اپنی جیکٹ میں جیسے چھپا گیا، وہ اسکی کمر کی اطراف ہاتھ گھساتی اسکو خود میں بھینچ کر شرارت سے ہنسی۔

"ایک حیا دار ہنڈ سم جوان بھی تو ہے جسکی شرم کا قتل کرنے کے لیے ایسی بنی گھوم رہی ہوں۔ ویسے بھی وہ دو بہت سمجھدار ہیں۔ جانتے ہیں نئے بیاہے کپل کے ساتھ رہتے ہیں تورات کو اپنے کمروں سے نکلنا سیو نہیں۔ کوئی بھی بے باک منظر سامنے آ سکتا ہے۔ میں نے اپنی ٹانگوں پر اتنی محنت کروائی ہے کیا اب تمہیں دیدار بھی نہ کرواؤں ٹھیک سے مسٹر؟"

وہ اس وقت بہکی، تھوڑی مستی سے بھری، معصومیت سے بولتی اماٹل کی
بھوک کی شدت کسی اور طرز کی بڑھاچکی تھی اوپر سے اماٹل کا اسے چھپانے
کا انداز سب سے جان لیوا۔

"روم میں چلو، کفر ٹیبل ہو کر دیدار کروں گا۔ کچھ کھاو گی؟"

وہ اسکے موڈ کو غنیمت جانے مزید مانیہ کا حوصلہ بڑھا گیا۔

"تم کیا بنا رہے ہو۔ میری ہلپ چاہیے؟"

وہ اسکی بہکی بہکی آنکھوں سے شرم سا کھاتی مسکائی۔

"ایسی حالت میں ہلپ کرو گی تو چولہے سے آگ نکل کر مجھے لگ جائے گی"

اماٹل نے بے بسی سے اسکے ماتھے سے ماتھا جوڑے ریکوسٹ سی کی۔

"اللہ نہ کرے۔ بک بک نہ کیا کرو۔ ہٹو۔"

وہ اسے خود سے دور کرتی فوراً سے امانل کی جیکٹ اتار کر خود پہنتی شرٹ سے زیادہ اس میں جب چھپی تو امانل نے ہنستے ہوئے جیکٹ کی زیپ بند کی تو وہ مکمل کوور ہوتی بھی شر مگیں ساہنس پڑی۔

"تمہاری یہ شوخیاں میری جان ہیں مانیہ، آجاؤ مل کر کوکنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں ابھی میرے دیدار والے ارمان بھی تمہاری شرم نے ادھورے کر دینے ہیں۔ زرا میرے بہکنے کی دیر ہے تمہاری سانس اکھڑ جائے گی لیکن تمہارا یہ کانفیڈنس دیکھ کر لگ رہا جلد تم میری ہونے والی ہو۔"

وہ اسکے ماتھے کو چومتا بے حد محبت سے اعترافات کرے مانیہ کی روح تک کو پر سکون کر گیا، یہ سچ تھا مانیہ کی ہمت بس اس شوخی تک ہی تھی، وہ امانل کی قربت کے لیے ابھی تیار نہ تھی پر وہ چھوٹے چھوٹے بے باک لمحے دل کھول کر جینا چاہتی تھی، اسے امانل سے عشق ہوتا جا رہا تھا، وہ کر نہیں پاتی تھی پر

چاہتی تھی اسکے لیے بہت کچھ کرے، اسکا سکون بنے، اسے اپنے وجود کی راحت دے۔

"تم بہت الگ سے آدمی ہو، شرمانے والا آدمی میں نے پوری زندگی نہیں دیکھا۔ تمہاری یہ حیا میرا حوصلہ بڑھاتی ہے کہ میں اک مزید قدم تمہاری طرف بڑھاؤں۔ میں تمہاری ہوں۔ سر سے پیر تک۔ یہ راحت صرف تمہیں ملے گی۔ یہ سکون بس تمہاری ملکیت ہے اما نل"

وہ مانیہ کے جذب بھرے اعتراف پر اپنے دل کے جذبات بیان کرنے سے قاصر تھا کہ اک محبت بھرالمس اس لڑکی کی اسیر کر دیتی مسکراہٹ کے نام کرے بات سمیٹ گیا۔

"مجھے اس پر رشک ہے کہ یہ سکون کا جہاں میرا ہے۔ آجاؤ۔۔۔"

وہ اسے ساتھ لیے کچن کا ونٹر تک آیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو چھیڑتے، شرم دلاتے، مسکراہٹ بخشتے مزید ار قسم کے وتج اینڈ چکن سٹفنگ چیز سینڈ وچ سینڈ وچ بنائے، اسکی لک بہت کریبی اور بی تھی۔

"ٹیسٹ کرو"

امائل نے سینڈ وچ کا منی سا پیس خود کٹ کرے فورک سے لگاتے مانہ کے ہونٹوں تک لایا جسے منہ میں لے کر چباتی وہ اسکے مزے میں گم سا مسکرائی، بہت ہی کریبی اور سافٹ تھے اور سپائس اور نمک بھی بہت مناسب۔

"بی"

وہ بائیٹ نگلتے ہی چہکی۔

"تم سے کم"

امائل نے اسکی گال کو رغبت سے چومتے خود بھی بائیٹ لی جبکہ ساتھ امائل نے دونوں کے لیے کریمی کافی ہی بنائی، یہ لیٹ نائیٹ کر یونگ ڈنر بہت مزے کا تھا، کیونکہ دونوں کا ساتھ اس کو حسین کر چکا تھا۔

دونوں نے کچن بھی ساتھ سمیٹا، مانیہ کو اس نے دونوں پلیٹس دھونی سیکھائیں کہ وہ اسکی گردن پر ہونٹوں سے لمس بکھیرتا، ہاتھوں سے ہاتھوں اور بازوؤں پر بہکے انداز میں اسے چھو تارہا اور دونوں پلیٹس اسی مستی میں دھل گئیں، دونوں ساتھ روم میں آئے تو مانیہ نے امائل کی جیکٹ کی زیپ کھول کر جیکٹ اک طرف رکھتے امائل کی طرف قدم بڑھائے تو وہ ہاتھ اسکی طرف پھیلانے اسے پکڑ کر کھینچتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

دونوں کو ایک دوسرے کے خدو خال بہکانے لگے تو کچھ دیر بہکنے کی کوشش کرتے ہی مانیہ نے اسے روکا۔

"جا کر کچھ گرم پہنو اور فل۔ تبھی پاس سلاواں گا۔ میں تمہاری ٹانگیں پھر کبھی دیکھ لوں گا ابھی میرا حوصلہ زرا قلیل ہے۔ میری ڈارلنگ میرا صبر نہیں آزمائے گی ناں؟"

وہ اسکی اداواں پر اک بار پھر لٹ گئی۔

"ایسے جان بھی مانگ سکتے ہو۔ انکار نہیں ہو گا۔ پہن رہی ہوں۔ حوصلہ کرو بابا کے بے بی"

وہ اسکے بازوؤں سے جاتی جان بوجھ کر چھیڑ کر گئی جس پر اماگل ہنس دیا، مانیہ نے واش روم میں جا کر جیسے شرٹ اتار کر بازو باہر نکال کر لہرائی، اماگل کا چہرہ دھواں چھوڑ گیا اور اس سے پہلے وہ اسکی طرف بڑھتا وہ کھکھلا کر ڈور لاک کر گئی۔

"تمہاری ڈارلنگ بہت خراب ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ ہی ہی"

وہ خود کے لیے ایک کمفی سا پا جامہ اور اسکی گرم سٹف والی شرٹ نکالتے
 بولی تو امانل نے مسکرا کر بیڈ کے کنارے پہنچتے اپنا فون چارج لگایا، جبکہ خود
 وہ تھک ہار کر بیڈ پر گرا، آج صبح سے بھاگ دوڑنے اسے بھی تھکا مارا تھا۔

مانیہ نے چیلنج کیا اور روم میں آتی وہ ڈریسنگ کے سامنے رک کر بال سمیٹ
 کر باندھے بیڈ کے پاس آئی تو امانل نے جلدی سے دوسری طرف کھسکتے مانیہ
 کے لیے جگہ بنانے کے ساتھ اپنی بازو بھی اسکے سر کے لیے پھیلائی، اسے
 امانل کی تھکن کے باوجود ایسی قربانی پر پیار آیا اور نہ وہ یہ بھی کہہ سکتا تھا
 دوسری سائیڈ آ جاو پر اس نے اپنا تکیہ اور جگہ چھوڑ دی۔

مانیہ پاس بیٹھی اور اپنا سر امانل کی بازو پر رکھتے اسکی طرف ہو کر آنکھیں اس
 حسین شخص کی ہم رنگ آنکھوں سے ملا گئی، امانل نے اسکی شرٹ کی بازو
 پیچھے کرتے اسکی کلائی کو چومتے بازو کو بھی کئی کسینز کیں۔

"میری سوفٹو"

وہ نیند سی میں بڑبڑایا تو مانیہ نے اس پر جھکے اسکی گال سے لب جوڑتے اپنا سر اچھے سے امائل کے سینے پر رکھے بازو اطراف بغل سے نیچے گزارتے اسکے کندھے سے ہاتھ لپیٹا۔

"میرا اثر مو"

وہ کہتی خود ہی ہنسی تو امائل کیسے پیچھے رہتا، دونوں ہی ہنستے منظروں کو آگ لگا گئے۔

"سو جاو میری جان، بہت تھکے ہوئے ہو۔ صبح ملتے ہیں۔ میری میٹھی سی جان، میرا سکون، میرا سب کچھ"

وہ ایسے لاڈ کرے امائل کو سچ میں اپنی بری عادت ڈال رہی تھی، وہ اسکے ماتھے کو چوم رہی تھی اور باخدا امائل کو زندگی میں ایسی سکون کی نیند آج تک نہ آئی تھی جبکہ خود مانیہ کو اسکے ہونے سے ہی سرور آنے لگا کہ وہ بھی آنکھیں موند گئی۔

.._____..

نادر صاحب کی طبیعت ایک گھنٹے تک سٹیبل ہو گئی تھی پر بارہ بج چکے تھے اور موسم بھی بہت خراب تھا، سب کچھ نوح کے پلین کے مطابق تھا، نامہ نے فوڈ میس جا کر زراپیٹ پو جا کر لی، پھر اس نے چائے پی، نوح کے آفس بیڈ روم میں عشاء بھی ادا کی، اس بیچ نوح بھی فری ہوا، اس نے بھی عشاء پڑھی پھر وہ ساتھ ہی پارکنگ میں آئے، نوح نے دونرسوں کو سپیشل کل صبح تک نادر صاحب کی نگرانی پر فائز کیا تھا۔

"اف! موسم بہت خراب ہو رہا ہے نوح"

بارش ابھی مدھم تھی پر تیز ہوا اور لائٹنگ کرتے آسمان سے صاف واضح تھا آج ساری رات بارش نہیں رکے گی۔

"ہمارے اردوں کی طرح"

نوح نے نامہ کے کان میں سرگوشی کرے اس لڑکی کو اور ٹھٹھرا دیا جبکہ خود مزے سے اپنی جگہ سنبھالی، نامہ جلدی سے فرنٹ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے خود بھی بیٹھی۔

"مین روڈ پر پھسلن ہوگی اس لیے یہ والا روٹ لو۔ اس سے ہم بحفاظت دوغان والا پہنچ جائیں گے"

نوح نے بہت چالاکی سے موسم پر سارا ملبہ ڈالتے نامہ کو گاڑی، اپنے کاٹیج والے راستے پر ڈالنے کا مشورہ دیا اور نامہ کی سدھ بدھ ایسی گم تھی کہ وہ اس وقت ہر حکم کی تعمیل کرنے کو تیار تھی۔

خیر نامہ نے لائیٹ سائیکس ہی میوزک چلا دیا تاکہ کم از کم وہ ڈرائیونگ پر تھوڑا دھیان دے سکے کیونکہ نوح کی موجودگی سانس بند کرنے پر تلی تھی۔

"بس یہ سفر خیر سے کٹ جائے"

نامہ نے موسم کے نشیلے و بہکے تیوروں کو خطرناک خیال کرتے دل میں دعا کی
 جبکہ نوح کا ہاتھ نامہ کے گھٹنے سے سرکتا تھائی کی طرف گیا تو نامہ کا دھیان
 بری طرح بگھڑا اوپر سے وہ ہاتھ سے اسکے تھائی کو دبا تا مزے سے دوسرے
 ہاتھ میں پکڑا فون دیکھ رہا تھا۔

"ہاتھ۔۔۔"

نامہ نے آہستہ سی آواز میں احتجاج کیا تو نوح نے فوراً گردن گمائی جبکہ نامہ
 کے ہاتھ کا اشارہ سمجھتے نوح اس سے پہلے ہاتھ مزید بے قابو چھوڑتا نامہ نے
 ایک ہاتھ سے سٹیرنگ سنبھالتے دوسرے سے نوح کا ہاتھ پکڑے روکا۔
 "مجھے ڈرائیونگ کرنے دیں، سب خراب کرنے پر تلے ہیں آپ۔۔۔"

وہ اسے سخت غصے سے ڈانٹتی اس کا ہاتھ اسکی حدود میں پہنچائے پھر سے
 ڈرائیونگ پر دھیان دینے لگی جبکہ نوح فون اپنے اپنے دونوں گارڈز کو راستے
 میں پہنچنے کا میسج کرتا من ہی من میں مسکرایا۔

"آج پتا چل جائے گا تمہیں Rolls-Royce پیاری ہے یا میں نامہ، بس یہ لڑکی پھر سے روئی تو میرا دل رک جانا۔"

نوح نے پلین تو بنالیا پر پچھلی بار جب Rolls-Royce پر آنچ آنے والی تھی تب نامہ کاری ایکشن سوچے وہ تھوڑا پریشان ہوا مگر وہ جانتا ہی کب تھا آج نامہ کو اسکے سوا کسی کا ہوش نہیں، گاڑی مطلوبہ دوسرے ٹریک پر چڑھ چکی تھی، بارش میں تیزی آرہی تھی، موسم لمحہ بہ لمحہ خراب ہو رہا تھا، لگ بھگ دس منٹ کی ڈرائیو ہوتے ہی نامہ نے کسی راستے کی ٹھوکر پر گاڑی ایک دم اس گیلی روڈ پر بریک لگائے روکی، نوح کو بالکل ریئل ایکٹنگ کرنی تھی۔

"یہاں اتنی سنسنان جگہ گاڑی مت رو کو نامہ"

نوح نے پریشان ہوتے اسے سمجھایا پر نامہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کہیں کوئی معصوم جانور نہ گاڑی کے آگے آگیا ہو تبھی وہ سیٹ بیلڈ کھولتی کارڈور اوپن کرے باہر نکلی مگر جب سامنے آکر دیکھا تو وہاں لکڑی کا بڑا سا ٹکڑا پڑا

تھا، نوح بھی ڈور کھولے نکلا، جبکہ لکڑی کا ٹکرا نامہ نے ہیلروالے پیر سے راستے سے ہٹا کر سائیڈ درختوں کے جھنڈ والے راستے کی طرف اچھالا جبکہ اس سے پہلے وہ پلٹتی دو آدمیوں نے نوح کو پکڑ کر گن اسکی کن پٹی پر لگا رکھی تھی جبکہ دوسرے نے نامہ کے ہاتھ ٹارچ جلا فون جھپٹ لیا پر خیال رکھا کہ وہ اس لڑکی کو بچ نہ کرے، نامہ کا دل نوح کی کن پٹی پر بندوق دیکھے حلق میں آیا۔

"گاڑی کی چابی، فون سب ہمارے حوالے کرو"

جس غنڈے نے نوح کی گردن دبوچی تھی اس سے نوح برابر مقابلہ کرے خود کو چھڑوانے پر لگا تھا پر نوح کے گارڈ بھی اسی کی طرح تگڑے تھے تو لگ یہی رہا تھا کہ وہ ریل میں سب ہو رہا ہے، نامہ نے جلدی سے گاڑی کے اندر گھستے چابی نکال کر اس آدمی کے حوالے کی۔

"انھیں چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔۔۔ سب لے لو"

نامہ نے ڈرتے ڈرتے چابی اس آدمی کی کھلی ہتھیلی میں رکھی جبکہ نوح حیران تھا وہ پینک نہ کی، جبکہ دوسرے نے پہلے والے کو نوح کا فون بھی نکالنے کا اشارہ کیا جبکہ نوح کو اسی طرح گردن سے دبو چتا وہ گارڈ ڈور تک گیا۔

"منخوس، سچ میں گردن دباو گے کیا میری۔۔۔۔"

نوح نے دبی سی سرگوشی کی تو گارڈ ماسک کے پار شرطیہ مسکرایا تھا جبکہ جیسے ہی ایک گارڈ گاڑی میں بیٹھا، اس مسکراتے گارڈ نے جھٹکے سے نوح کو نامہ کی طرف دھکیلا اور تیزی سے Rolls-Royce میں بیٹھتے ہی گاڑی ریورس کرے بھگالے گیا جبکہ نامہ نے نوح کو سنبھالتے ہی اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا جو جاتی Rolls-Royce کو سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا، سٹریٹ لائٹس ڈیم سی تھی پر نوح کا ڈرامائی ری ایکشن نامہ کی جان نکال رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں نوح، گردن زیادہ دبی تو نہیں"

نوح تب حیران ہوا جب وہ اپنے ٹھنڈے ہاتھوں سے اسکی گردن کے گرد ہالہ سا بنائے ٹوٹی سی آواز میں منمنائی۔

"وہ تمہاری Rolls-Royce لے گئے نامہ۔۔۔"

نوح نے اسکو شانوں سے پکڑے ہوش دلائی پر نامہ نے نفی میں گردن ہلاتے پھر سے نوح کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"میرے لیے کچھ بھی قیمتی نہیں رہا اب، آپ ٹھیک ہیں یہی کافی ہے
نوح۔۔۔ بارش تیز ہو رہی ہے، ہم بھیگ رہے ہیں۔ ہمیں نکلنا ہو گا اس جگہ
سے"

وہ اس لڑکی سے محبت کا اور کیا ثبوت مانگتا کہ نامہ تو سب کچھ قربان کیے بیٹھی تھی، نوح نے اسکے ٹھنڈے سے کپکپاتے وجود پر ترس کھاتے مزید نہ ستایا اور سر ہلائے وہ اسکا ہاتھ پکڑتا روڈ کے کنارے موجود درختوں کے سائے میں چلتا آگے بڑھنے لگا، نامہ سے چلنا مشکل تھا کیونکہ پیر برف محسوس ہوئے تبھی

نوح نے کچھ فاصلے پر کسی جلتی روشنی کی طرف اشارہ کرتے نامہ کے ٹوٹے حوصلے کو جوڑا۔

"وہ دیکھو روشنی، لگ رہا ہے وہاں کوئی ہٹ یا گھر ہے۔ اس موسم اور حالت میں ہم مزید آگے نہیں جاسکتے۔ وہیں چلتے ہیں۔ کیا پتا کوئی مدد مل جائے"

نوح کا بلیزر تو گاڑی میں ہی چھوٹ گیا تھا جبکہ اسکی شرٹ اور نامہ کی جرسی مکمل گیلی ہوتی جا رہی تھی، نامہ نے ٹھنڈ سے تخی پڑتے ہاتھ کو نوح کے ہاتھ میں دبایا اور سر ہلاتی ساتھ ہی آگے بڑھی۔

وہ لوگ جیسے ہی درختوں کے سائے میں بنے اس خوبصورت کاٹیج تک پہنچے نامہ کو سانس میں سانس آتا محسوس ہوا کیونکہ اسکا شیڈ ہی ایسا بڑا تھا کہ وہ دو وہاں آتے ہی بارش سے محفوظ ہوئے، نوح نے اس کاٹیج کے ڈور کو تھوڑا زور لگاتے پیش کیا کہ وہ کھل گیا، اندر ہلکی سی روشنی اگلتا لٹین موجود تھا۔

"نوح! پہلے ہمیں غنڈوں نے لوٹ لیا۔ ہمارے فون

اور گاڑی ہتھیا کر بھاگ نکلے پھر ہمیں اچانک سے

اس ویرانے میں اتنا خوبصورت اور ہر ضرورت

سے بھرا کٹچ مل گیا اس طوفانی سنسان رات میں۔

کیا آپکو یہ سب اتفاق عجیب نہیں لگ رہے۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے ہم کسی کی
سازش میں نہ

پھنس گئے ہوں"

نامہ کا ذہن ان سب واقعات کو نارمل سمجھنے سے قاصر تھا اور وہ بیسنا آدمی
کہیں کا دبا دبا مسکرا کر نظریں چرا رہا تھا کیونکہ سارا پلین اسکا تھا۔ نامہ کے
ساتھ بہت سا وقت گزارنے کی سازش! اف۔

"سازش اتنی خوبصورت نہیں ہو سکتی نامہ۔ آجا و اندر"

وہ اسے اندر جانے کا اشارہ کرتا مسکرایا جبکہ نامہ کو عجیب سی گھبراہٹ یہ سوچ کر ہوئی کہ جانے یہ کس کی جگہ ہے اور وہ لوگ بنا اجازت گھس آئے۔

"ہم یہ کہاں پھنس گئے نوح؟"

قدم اس لکڑی کے بنے کاٹیج میں رکھتے نامہ کا پورا وجود اک لمحہ تو ٹھنڈک سے سن پڑا کیونکہ باہر طوفان تھا تو اندر نیم اندھیرا اور ٹھنڈک، جبکہ نوح نے بھی ارد گرد دھینگ ہوئے لالٹین کو اتار کر اسکی روشنی سے جائزہ لیتے اپنے قدم آگے بڑھائے جہاں فائنلی ایک آتش دان نظر آگیا، اور خوش قسمتی سے اسکے ساتھ کچھ سوکھی لکڑیاں، مٹی کا تیل، اور میچ باکس بھی چھوٹی سی میز پر ترتیب سے رکھا گیا تھا، اور نوح کو خوشی ہوئی کہ دونوں گارڈز نے پورے گھر کو لشکا کر ہلکی ہلکی خوشبو بھی چھوڑ دی ہے۔

"میں آگ جلاتا ہوں تم یہ لالٹین لے جا کر کے دیکھو اور کیا ہے یہاں"

نوح نے آتش دان کی طرف بڑھنے سے پہلے وہ آگ سے روشنی کرتی
 لالٹین نامہ کو پکڑائی جسکے ہاتھ برف ہو رہے تھے، نامہ نے سر ہلاتے ارد گرد
 نظر دوڑائی تو اسے سامنے ایک بیڈ روم نظر آیا، نامہ نے اس بناڈور کے بیڈ
 روم میں جھانکتے وہاں رکھی بیٹری دیکھتے قریب بیٹھ کر اسکا سوئچ آن کیا تو بیڈ
 روم میں ہلکی سی سنہری روشنی پھیل گئی، نامہ نے گہرا سانس بھرتے سائیڈ
 والی کھڑکی جا کر بند کی جہاں لگی جالی سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اندر گھس
 رہے تھے، کمرہ چھوٹا سا تھا پر بہت حسین تھا، لگ رہا تھا یہاں کوئی دو ہی لوگ
 رہتے تھے، کمرے کے بائیں کنارے پر دو کرسیاں اور چھوٹی سی میز تھی جسکے
 اسکے ساتھ ڈور تھا، نامہ نے اسے کھولا تو وہ ایک سادہ سا واش روم تھا جہاں
 ایک چھت تک جاتا بڑا سا پانی کا ڈرم تھا اسی کے ساتھ ایک نل اور اٹیچ شاور
 جڑا تھا، واش روم اپنے طرز کا بے حد خوبصورت اور کمفی تھا

نامہ نے اس ڈرم کو ہاتھ لگایا تو وہ ٹھنڈا تھا تبھی نامہ کی نظر اس کے ساتھ اٹیچ گیزر کی چھوٹی سی ڈیو اس پر گئی، گہرے سانس بھر کر بیچ نہ نکلنے کا سوچ سوچ ہانپتی وہ گھبراتی ہوئی واپس کمرے میں باہر نکل آئی۔

بہر حال کمرہ بہت پیارا اور صاف ستھرا تھا۔

"بس نامہ کو شک نہ ہو یہ میرا پلین تھا، Rolls-Royce مجھے معاف کر دینا تمہیں لٹوانے میں اس بار میرا ہاتھ تھا"

نوح نے اس آتش دان کو بڑی آسانی سے جلایا تو اس مین ہال میں بھی آگ کے سبب روشنی ہو گئی۔ باہر تیز برستی بارش کا شور اندر تک سنائی دے رہا تھا۔

نوح نے آگ جلاتے ہی اپنے ہلکے سے ہاتھ سیکتے اٹھ کر روم کی طرف قدم بڑھائے جہاں نامہ وہاں لگی کبر ڈکھول کر دیکھنے والی تھی جب نوح نے اسے عقب سے آواز دیے روکا، وہ کھول لیتی تو اسے پتا چل جاتا یہ کاٹیج کسی اور کا

نہیں نوح کا ہی ہے جبکہ اس وارڈ روم میں اسکے اور نامہ کے لیے کچھ رات میں پہننے والے کپڑے اور گرم سٹف بھی موجود تھا، ایک بہت بڑا ڈبل بیڈ لحاف بھی تھا، فی الحال بستر پر اک فروالا کمبل اور چار سو فٹ تکیے دھرے تھے۔

"کسی کی کبرڈ نہیں کھولتے۔ یہاں آ جاو"

نوح کے دبے دبے مسکراتے انداز میں ٹوکنے پر وہ جلدی سے جبراسا مسکراتی نوح کے پاس آرکی، نوح نے اسکے ٹھٹھرتے وجود کو گراماٹ دینے کو اپنے انہی گرم ہوئے ہاتھوں کا نامہ کی گردن کے اطراف حلقہ سا بنایا جس سے وہ بے اختیار اسکے حصار میں قریب ہوئی۔

"ن۔۔۔ نوح یہاں بہت ٹھنڈ ہے۔ کیا ہم صبح تک یہیں پھنسے رہیں گے؟ کیا پتا یہ گھر کس کا ہے۔ میں بالکل کمفرٹیبل نہیں۔ اور اس بیڈ کو دیکھ کر میرا دل

چاہ رہا بس لیٹ ہی پڑوں لیکن کیا پتا یہ کس نے یوز کیا ہے، اور کیسے کیسے۔ اف مجھے بہت الجھن ہو رہی ہے"

نامہ کی یہ ساری پریشانی ابھی وہ مینسا بلکل دور کرنے والا نہ تھا، لیکن دل ہی دل میں نامہ کے ہائی جین ایشو جان کر خوشی ہو رہی تھی کہ اسے ایک صاف ستھری بیوی ملی ہے۔

"مجھے کوئی پریشانی نہیں اس بیڈ پر سونے میں، تم مجھے بیڈ سمجھ کر آج کی رات سولینا۔ میں بلکل مائنڈ نہیں کروں گا"

نوح نے وہی ہاتھ نامہ کے گالوں کے ساتھ جوڑے تو نامہ کی کپکپاہٹ قدرے کم ہوئی پر گھبراہٹ بڑھ گئی۔

"ن۔ نہیں نوح! میں بہت بھاری ہوں۔ بھلے دہلی پتلی لگتی ہوں پر آپکا ایسے دم نہیں گھوٹ سکتی پوری رات۔ اف مجھے ہمارا روم یاد آرہا ہے بہت زیادہ"

نامہ کا ارد گرد نظریں گما کر دل ساد کھا کہ اس نے ایسی طوفانی رات نہیں سوچی تھی، ایسی اندھیری جگہیں اسے بالکل پسند نہیں تھیں اور نوح چاہتا تھا ایسی ہی جگہ وہ اپنی زندگی کی سب سے روشن شب بسر کریں تاکہ نامہ کی ان تاریکیوں سے دوستی ہو، کہ یہ قدرت کے بنائے شہکار رومان پرور لمس سے بھرپور ہیں بس پرکھنے کا ہنر درکار ہے،

"میرا دم نہیں گھٹے گا تم بس آج اپنی فکر کر لینا"

نوح کی شرٹ پر یہاں پہنچنے تک کافی بارش گرمی تھی جس سبب وہ گیلی تھی، نامہ کی بھی جرسی سٹف والی شرٹ بھیگی تھی تبھی نوح نے پہلے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے اسے خود سے الگ کرے کرسی کی طرف اچھالا، وہ بلیک مین ٹینک ٹاپ اور بلیک پینٹ میں تھا جبکہ زمین پر قالین ہونے کے سبب نوح نے اپنے شوز بھی بیٹھ کر اتارے اور موزے بھی اور جا کر جب پیردھو کر آیا تو اس بڑے سے ڈرم کا پانی گرم کرنے کے لیے گیزر بھی آن کر آیا پھر وہ نامہ کی طرف دیکھے باہر نکلتے اسکے قریب آیا جو ونڈو ہلکی سی

کھولے بارش کی شدت کا جائزہ لیے اپنے چہرے اور شرٹ کو اور گیلا کر بیٹھی۔

"اس شرٹ کو اتار دو یہ گیلی ہے۔"

نوح کی پکار پر نامہ گھبرا کر پلٹی، اس نے براؤن شرٹ کے نیچے انر ٹینک ٹاپ پہن رکھی تھی تو اگر وہ شرٹ اتار بھی دیتی تو بس اسکی بازو ہی دیکھائی دیتیں لیکن نامہ کا ناجانے کیوں اس پر بھی دم سا گھٹا۔

"پ۔۔۔ پر مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے پہلے ہی۔"

نامہ نے نفی کی۔

"اسے اتارو گی تو نہیں لگے گی"

نوح نے حل پیش کیا جبکہ نامہ نے جب شرٹ چھو کر دیکھی تو وہ واقعی نم تھی تبھی نامہ نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے نوح کو دیکھا۔

"ادھر دیکھیں"

وہ ہاتھ روکے منہ بنائے گھوری تو نوح نے مسکرا کر زرا چہرہ سائیڈ کیا جس پر نامہ نے اپنی شرٹ اتار کر نوح کی شرٹ کے ساتھ رکھے اپنی فل ٹینک ٹاپ کا ڈیپ گلا اوپر کو کھینچا اور بال کھولے اچھے سے پھیلائے، نوح نے نظریں واپس پھیریں تو نامہ کے کچھ زیادہ اچھے سے دیکھائی دیتے فکر کو دیکھ کر نوح کے ہوش سے اڑے، وہ سچ میں تراشی ہوئی مورت تھی جس کا اک اک انگ سر اہنے لائق ہو، نوح نے اپنی بے شرم نظروں کو بروقت سنبھالتے جیسے ہی آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ اسکی برہنہ بازوؤں پر اوپر سے نیچے پھیرے نامہ کے اندر تک سر دلہرا تری کیونکہ نوح کے ہاتھ بھی اب برف ہو رہے تھے۔

"اب اچھا لگ رہا ہے؟"

وہ نامہ کی بازوؤں پر ہاتھ پھیرتے ہی سرگوشی میں بولا تو نامہ گھبرا یا سا مسکرائی۔

"ضرور لگتا اگر آپکے ہاتھ ابھی بھی گرم ہوتے، آپ کرنٹ لگا رہے ہیں مجھے
نوح"

وہ بیچارگی سے منمنائی تو نوح سمیت خود بھی مسکرائی۔

"مطلب میں رک جاؤں؟"

وہ اسکی یکدم سنجیدگی پر خود بھی بدحواس ہوئی۔

"میں نے اب ایسا بھی نہیں کہا"

نامہ نے اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھتے اک آنکھوں اور لفظوں سے پہل کی

اور نوح کے ہاتھ اسکی بازوؤں کے گرد جکڑے اور اس نے نامہ کو اپنے

قریب کیا، دونوں اس قربت میں دم سادھ لیتے محسوس ہوئے، پھر اس

وقت دونوں بلیک ٹینک ٹاپ اور بلیک ہی پینٹ پہنے ایک دوسرے کے ٹوئنی

ہی لگ رہے تھے، ہاں نامہ کی بلیک پینٹ تھوڑی پلازموٹائپ تھی تو وہ بانگی اور

لمبی لگتی نوح کے برابر پہنچ رہی تھی۔

"ڈریس پرفیکٹ نہیں تھا۔ یاد ہے ناں آپکو۔ بہت بھاری تھا۔ آپ نے ایک گھنٹہ لگا کر اسے میرے لیے پرفیکٹ بنایا"

وہ نوح کے مزید قریب آنے سے پہلے ہی ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جمائے احتجاج کر اٹھی۔

"لیکن بات کھلے یا تنگ ہونے کی ہوئی تھی۔ وہ تو نہیں تھا؟"

نوح نے اسکا ہاتھ ہٹا کر ہتھیلی دیوانگی سے چومتے نامہ پر اصول واضح کر دیے۔

"لیکن میں نے پرفیکٹ والی بات سمجھی تھی۔ نوح مجھے بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے"

نامہ نے نظریں سی جھکائیں یعنی وہ نوح کی قربت نہیں چاہتی تھی تبھی نوح نے فاصلہ سمیٹ لیا۔

"تم بہت تڑپا رہی ہو مجھے نامہ! خیر باہر آؤ میں نے آگ جلائی ہے۔ تمہیں اچھا لگے گا۔ چائے کا سامان بھی ہے۔ تمہیں ترکش چائے پلاتا ہوں۔ سردی کیا اسکے اماں ابا بھی بھاگ جائیں گے"

نامہ کی گھبراہٹ دیکھے وہ اسے بازو کے ہالے میں ہی بھرے باہر لایا تو اب ہلکی سی روشنی میں باہر کی خوبصورتی بھی نامہ نے دیکھ کر سہمیل دی، یہاں بھی خوبصورت سے زمینی گدے تھے، چھوٹے چھوٹے دائیں طرف پودوں کے گملے تھے جن میں موسمی پھول کھلا تھا، یہاں سے نامہ کو شک سا ہوا کہ کہیں یہ جگہ نوح کی نہ ہو، پھولوں کی الگ الگ قسمیں اگی تھیں اور نامہ نے یہ سب پھول دوغان ولا میں بھی دیکھ رکھے تھے۔

"تم یہاں بیٹھو"

نوح نے اسے جلتے آتش دان کے قریب ہی رکھی نرم سی کرسی پر بٹھایا اور خود وہ نیچے دوزانو بیٹھے چائے کی کیٹلی کو اٹھا کر آتش دان میں لگی لکڑیوں پر

رکھے جب نامہ کی طرف پلٹا تو وہ اسے ہی محبت سے دیکھ رہی تھی، فوراً
نظریں چراگئی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو، پیارا لگ رہا ہوں؟"

وہ پکڑی گئی تھی تبھی اب سوال کے جھنجھٹ میں پھنسنا طے تھا، اب وہ اتنی
اسے دیکھنے میں محو تھی کہ بروقت کوئی جواب بھی دماغ میں نہ آیا۔

"ٹوئٹی لگ رہے ہیں"

نامہ نے ماحول کے فسوں کو شوخ و چنچل سرگوشی کیے تھوڑا کم کیا، نوح نے
ناک سی چڑھائی کہ اسے یہ بات اندر تک تو اچھی لگی پر اب ظاہر بھی تو کرنا
تھا کہ بڑا رعب بھرا پڑا ہے جناب من میں۔

"جب اس آدمی نے آپکی کنپٹی پر گن رکھی، مجھے لگا خدا نخواستہ سب کچھ کھودینے کا وقت نہ آگیا ہو۔ تیسری بار اگر کچھ برا ہو جاتا آپکے ساتھ میری وجہ سے تو ختم ہو جاتا سب"

نوح نے اسے دیکھتے ہی سرد نظروں سے دوبارہ ایسی بات نہ کرنے کی تنبیہ کی، وہ نظریں زیرک کر گئی۔

"آج ایسی باتیں ممنوع ہیں نامہ، خود پر اپنے دماغ پر ایسے بے جا ظلم مت کرو۔ آج تمہارے دل و دماغ میں بس نوح ہونا چاہیے۔ کوئی ڈر، خدشہ یا خوف نہیں"

وہ اسکی گال تھپتپاتے سمجھانے اور جتانے والے انداز میں بولا تو نامہ نے فرما برداری سے سر ہلایا، وہ اسکے بعد نوح کو چائے بناتا دیکھتی ساتھ ساتھ چھت پر گرتی تیز بارش کی آواز سے بھی تھوڑی خوفزدہ تھی۔

"بارش کب ر کے گی نوح، یہ کتنی خوفناک رات ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ مجھے بارش کی آواز اچھی نہیں لگتی۔ ایسا لگتا ہے کوئی چینیختا ہے اس میں۔"

وہ بار بار گلاس ونڈوسے باہر دیکھ رہی تھی جو انٹرنس گیڈ کے اوپر لگی تھی، وہ بھلے بند تھی پر جلتی بجھتی بادلوں کی روشنی، تیز بارش کی پھوار سب ہی سنسنی خیز اثر چھوڑ رہے تھے، نوح نے نامہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو رات واقعی خوفزدہ کرنے والی تھی پر جب اس نے وہی ہیزل آنکھیں نامہ پر جمائیں تو لگاکائنات اسکی دسترس میں آگئی ہے۔

"تم مجھے دیکھو بس، باقی سب خود فراموش ہو جائے گا نامہ"

نوح نے یہ مشورہ دیتے ہی اپنی توجہ نامہ پر سے ہٹالی جبکہ نوح نے پانچ منٹ بعد ہی چائے کی کیٹلی اٹھائی اور اسے ترکش کپس میں انڈیلے ہی وہ گرما گرم چائے کا چھوٹا سا گلاس نما کپ نامہ کی طرف ہاتھ ایک نیچے اور اک سائیڈ

رکھ کر بڑھایا جسے نامہ نے دونوں ہاتھوں سے تھامتے کیوٹ سی سائیل دی، وہ اسے یہ کپ بلکل ایسے پکڑا چکا تھا جیسے وہ چھوٹی سی بچی ہو اور گرا دے گی، اگر یہ کہا جائے وہ اسکا بچوں کی طرح خیال رکھتا تھا تو بے جا نہ ہو گا۔

خود نوح نے بھی اپنا کپ اٹھائے وہیں دیوار سے لگ کر بیٹھے نامہ کو دیکھا جو نوح کی بھرپور نظروں اور توجہ پر بدحواس ہوتی گرم گرم چائے کا سیپ بھر چکی تھی اور اس کے سبب وہ ابلتی چائے کا سیپ اسکے ہونٹ اور زبان تک جلن سے بھرادر دے گیا۔

"آہہہ!"

وہ زبان اور لپس پر ہوتی جلن پر فوراً کپ نیچے رکھتی کر اہی تو نوح سامنے زمین سے اٹھ کر اسکے پاس آیا، وہ اسکی قربت کے اثر اور نزدیکی کے باعث گرم گرم کپ اٹھائے ہونٹوں سے لگا بیٹھی تھی یہ سوچ کر نوح کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے، اک لمحہ تو نوح کا دماغ معاو ف پڑا۔

"مانا میں بہت ہاٹ ہوں پر تم بھی کم نہیں سو ایسے بدحواس ہو کر میری راحتوں اور ملکیت کو نقصان مت پہنچاؤ، گندی پنچی۔"

وہ اسکے سامنے سے کپ اٹھا کر اسے برہمی سے آتش دان کے کنارے رکھتا خود اسکے قدموں میں بیٹھنا نامہ کا منہ جبرے سے دبوچے گھورا۔ پھر اسکے گلابی ہونٹ کو انگلی کی پور سے چھو کر جلن کا جائزہ لیا، جو دم سادھے ہوئے نوح کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے ملکیت و راحت کسے کہا جان گئی تھی تبھی تو چہرہ اک تپش وحدت اگلنے لگا، پورا جسم راحت کی دوسری شکل بننے لگا۔

"سانس لو روح"

وہ فکر مند ہوئے اسکے ہونٹوں پر جیسے پھونک مارتے بڑبڑایا، تو نامہ جلدی سے اپنی بے ترتیب سوچیں سمیتے پیروی میں سانس کھینچ کر رہ گئی۔

"آپکی ر۔۔ راحتیں؟ نوح"

نامہ نے ہونٹوں کو ہلاتے سرگوشی میں پوچھا تو نوح نے نثار نظر نامہ کے ہونٹوں سے ان بھوری آنکھوں تک سرکائی۔

"ہاں۔ تمہارے ہونٹ۔ یہ زبان۔۔۔ یہ حلق۔۔۔ سب میری راحت و ملکیت ہے۔ ان ہونٹوں پر مسکراہٹ، زبان پر مٹھاس اور حلق میں رکاوٹ لانے کے سارے حق میرے پاس ہیں نامہ۔ اور یہ حق استعمال کر کے مجھے بس راحت ملے گی"

وہ اب بھی اسکے ہونٹوں کو انگلیوں کی پوروں سے کھول کر اسکی زبان کا جائزہ لے رہا تھا پر نامہ تو اسکے الفاظ کی تمازت سے ہی جل سلگ گئی، زبان و ہونٹ کی جلن کہیں پیچھے رہ گئی۔

"آپ ڈیسنٹ ہوا کرتے تھے نوح"

وہ صدمے سے بڑبڑائی کہ آواز اختتام تک دہتی حلق میں گھٹ گئی، نوح نے آئیر واچکائے۔

"اب اس میں کونسی بے شرمی اور چھپھورا پن ہے نامہ؟"

وہ خفا ہوئے گھورا تو وہ بے اختیار مسکرائی اور نوح کا ہاتھ اپنے جبرے سے پرے کیے زور سے دونوں ہاتھوں میں پکڑا۔

"میں واقعی عشق ہوں آپکا؟"

نامہ کی آنکھوں میں بے شمار رنگ اتر آئے کہ سوال کرتے وہ مان کے کسی اونچے جذبے میں لپٹی تھی۔

"یہ باتیں نہیں کرنی چاہیں آج، تم سمجھو گی میں نے تمہارا فائدہ اٹھالیا تمہیں عشق بنا کر۔ عشق میں طلب نہیں ہوتی پر کیا کروں تم میری بیوی ہو اور میں ایک حق و فرائض کے لیے ٹچی سا ہسبنڈ۔ میں نا انصافی سوچ بھی نہیں سکتا تو کروں کیسے؟"

نوح نے اپنی بات بڑی بے بسی سے سمجھانے کی کوشش کی تو نامہ نے اسکا ہاتھ اٹھا کر اپنے ہونٹوں سے لگایا اور بے حد عقیدت سے چوما، نوح کے دل

تک ٹھنڈک سرایت کرتی جب وہ اسکی ہتھیلی کو اتنے چاوسے ہونٹوں کا لمس بخشی تھی۔

"مت کریں۔ بس اتنا بتادیں آپکے قریب رکتی سانس بحال کرنے کو کیا کرنا ہوگا؟"

نامہ کی آنکھوں کا لطف و خمار نوح کے سارے سر دپڑے جذبات میں واپس دھکتی آگ لگا گیا۔

"مجھ سے پیار"

وہ حل پیش کرتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تو نامہ نے اسکے پھیلائے خوبصورت ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"چائے۔۔۔؟"

وہ نوح کی طلب بھانپتی گھبرا کر چائے کی یاد دلا گئی۔

"چائے گئی بھاڑ میں۔"

وہ دیوانگی اور بد تمیزی کی حد میں آئے بڑبڑایا تو نامہ گہر اسانس نوح کے خود سے مزید جوڑنے پر بھر گئی۔

"اگر تم نے مجھے اب اپنے پیروں کو چومنے سے روکا، میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے اس بھیانک موسم کے باوجود چلا جاؤں گا نامہ"

نامہ نے فوراً سے نفی میں سر ہلاتے نوح کی گردن میں بازو حائل کیے کہ وہ اسکی سانسیں بکھرتی اپنے ہونٹوں پر محسوس کر سکتا تھا پھر سر پر ایسا جنون سوار ہوا کہ اس نے نامہ کی اتنی نزدیکی پر مزید خود پر جبر نہ کرتے وہ لب چھو لیے، پھر آہستگی سے وہ گرفت اور استحقاق نامہ کی برداشت سے زیادہ کرتا گیا، اتنا کہ نامہ کے اندر حشر جاگ اٹھا۔

"نوح۔۔"

وہ آنکھیں پھیلا کر گھورتی دور ہوئی اور نوح بد مزہ۔

"کیا ہے اب نامہ؟ تم میرا دل بھرنے دو گی یا نہیں"

وہ بد لحاظ ہوتا چڑا تو نامہ کی پلکیں حیا کی زیادتی سے جھکیں۔

"نہیں دوں گی"

جان بوجھ کر مزید نوح کو تنگ کیے وہ چہرہ اسکی گردن سائیڈ چھپانے لگی، نوح نے چند لمحوں میں ہی اپنی چڑزائل ہوتی محسوس کی جب نامہ کو اپنے اختیار میں دھیرے دھیرے آتا محسوس کیا، وہ اسکے دل سینے اور روح سے جڑی محفوظ، پر سکون اور بے حد خوش تھی، اس لڑکی کا رواں رواں اظہار کر رہا تھا صرف ہونٹوں کو چپ کی گندی بیماری تھی نوح کے بقول۔

"میں نے جب پہلی بار تمہیں دیکھا، تم نے تبھی مجھے امپریس کر دیا تھا، اگر لڑکے کی پرورش ایک بہترین ماں نے کی ہو وہ اپنی بیوی میں بھی ماں جیسی کوالٹیز ڈھونڈتا ہے، تم میری ماما کی طرح پر اعتماد تھی، خود مختار تھی اور

سب سے بڑھ کر خود دار۔ ہر چیز نے مجھے مائل کیا، تمہاری آواز نے، لہجے نے، یہاں تک کہ فکر نے بھی "

نامہ کے کان ان مہکے اعتراف سے بھرے جبکہ لب آخری جملے پر مسکان بکھیرتے پھیلے، وہ چہرہ سامنے لائی جو خود بھی یہ بتاتا کسی قسم کی سنجیدگی کو نہیں جانتا تھا، آج تو نوح کی نظریں تک بے ادب تھیں، پل میں نامہ کی رعنائیوں کی جانب بھٹک جاتیں۔

"سیر یسلی! فکر نے بھی؟"

یہ سوال کرے نامہ فطری حیا کے ساتھ اک اعتماد و سرکشی میں لپٹی نظر آئی۔

"ہاں۔ جھوٹ نہیں بولوں گا آج۔ بالوں نے بھی۔ تمہارے ہاتھوں نے اور پیر۔۔۔ وہ تو اپنے سارے حسن سمیت دھیرے دھیرے میرے سر پر سوار ہو گئے۔ جنھیں چومنے نہیں دیا تم نے مجھے، ناراضگی یاد آگئی مجھے اپنی۔ ہنہ "

بتاتے بتاتے وہ پھر روٹھا تو نامہ نے پھر سے دونوں ہاتھوں میں نوح کا چہرہ
 بھرا، جب بھی وہ یوں کرتی نوح سارے ستم کرنے بھول جاتا، اسکے نامہ کی
 پیار لٹاتی ہتھیلوں کا نشہ تھا، وہ چہرے سے جڑیں، گردن سے یا ہاتھوں
 سے، وہ سکون و نشاط دیتی تھیں، وہ نوح ادا دوغان کے اندر برپا سارے
 طوفانوں کا رخ موڑ دیتی تھیں۔

"اور بتائیں"

وہ معصومیت سے اصرار کر گئی تو نوح نے آئینہ واپس چکائے۔

"ہاں مجھ سے ہی سب اگلوانا۔ خود کچھ مت کہنا۔ یہ منہ کس لیے رکھا ہے تم
 نے؟"

وہ پھر سے چڑچڑا ہوا جبکہ نامہ نے مسکرا کر اسکی یہ چڑ بھی بھرپور محسوس
 کرتے سراہی، وہ ایسے لڑتا، کاٹ کھانے کو دوڑتا اتنا پیار لگا جتنا شاید رونٹک
 ہوتے بھی نہ لگتا۔

"آپکے لیے رکھا ہے منہ۔ ویسے بھی لیٹر میں سب کچھ اگل چکی ہوں نوح"

نامہ نے اعتراف جرم کرتے ہی آنکھیں سی جھکالیں تو نوح کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

"وہ تو کل دیکھوں گا۔ میری آنکھوں میں دیکھو۔ جب کوئی بھی تم پر حق جماتا ہے میرے جسم کا خون ابلنے لگتا ہے۔ وہ حق تمہارے والد جنائیں یا کوئی بھی۔ ان فیوچر بے بی نے جنا یا تب بھی یہی ہو گا"

وہ اسے کھلے لفظوں میں وارن کر رہا تھا، نامہ پھر سے آخری جملے پر خود میں شرم سے سمٹنے لگی۔

"لیکن میں اپنے بچے کو خود پر مکمل اختیار دینے والی ماں بننا چاہتی ہوں، جو حسرتیں میرے دامن سے لپٹی ہیں میں اسے نہیں دینا چاہتی۔ اس پر کمپر وائز کرنے کا وعدہ کریں تو میں اب سے ہر لمحہ آپکی ہوں"

نامہ کی بچے کو لے کر ایسی خواہش نوح کو حیران بھی کر گئی اور مسرور بھی۔

"یہی وہ شرط تھی ناں؟ تمہاری جان بننے کے لیے؟"

وہ نامہ کو گھیر کر سب لکھا اگلوانے کے چکر میں تھا، نامہ کی پلکیں سی لرز گئیں۔

"نہیں۔ مجھے ماں بننا ہے یہ تھی"

نامہ نے سر جھکاتے اعتراف کیا جس پر نوح کچھ لمحے نامہ پر سے نظر تک نہ سر کا سکا۔

"تمہیں بچے پسند ہیں؟"

نوح نے اسکی ٹھوری پکڑے چہرہ اوپر اٹھایا جو یہ بتا کر حجاب آلود ہوئے جا رہی تھی۔

"بس ہمارا پسند ہوگا"

نامہ نے مسکرا نے کی ناکام کوشش کی، کی تو بھرپور تھی پر نوح کی بہکی نظروں کے مقابل رد ہو گئی۔

"مجھے شرم آرہی ہے اب، تم سے اس خواہش کی امید نہیں کی تھی میں نے۔"

وہ جلدی سے نوح کے بلش ہونے پر بدھو کہیں کی اخیر پریشان ہوئی۔

"آپکو بچے نہیں چاہیں تو اس اوکے۔ میں نے بس اپنی ایک خواہش کہی ہے

جو آپ سے جڑنے کے بعد ہی میرے اندر جاگی۔ ورنہ میں تو شادی کے

بارے میں بھی نہیں سوچتی تھی"

نامہ کو لگا نوح کچھ سرد سنجیدگی کا شکار ہے پر یہ بس اسے لگا۔

"مجھے ہمارا بچہ کیوں نہیں چاہیے ہو گا؟ اسی بہانے تم میرے ارمان پورے

کرو گی۔ میرے قریب آو گی۔"

نوح نے اسکے بکھرے بالوں میں ہاتھ کی انگلیاں پھیرتے فسوں خیر، بھاری اور تشنہ سے لہجے میں کہا تو نامہ نے زرا آگے جھکتے نوح کی رخسار پر اپنے ہونٹوں کو رکھا، بے حد گرم جوشی سے۔

"نہیں دونوں الگ معاملات ہیں نوح ادا، یہ خواہش آج کے لیے لاگو نہیں ہے۔ میں بچے کے لیے آج قریب نہیں آرہی آپکے، میں آپکے لیے آؤں گی۔"

وہ یہ کہہ بیٹھی جو کہنے کے بارے نامہ نے سوچا تک نہ تھا، نوح کے دل کو اپنے اختیار میں لا کر نہ چھوڑنے کے پورے ارادوں میں تھی۔

"اور ایسا کیوں کرو گی تم؟"

نوح نے ہاتھ اسکے گال سے جوڑتے انگوٹھے کی پور سے نامہ کے ہونٹوں پر اب تک موجود لپ سٹک کو مسل کر مٹانے کی کوشش کی پر وہ نوح کو چیلنج کر رہی تھی کہ مٹا کر دیکھا دیں ڈاکٹر صاحب!

"کیونکہ آپ جان ہیں میری"

نامہ نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اعتراف کیا جو نوح کب سے سننے کو ترس رہا تھا، اسکا نامہ کے نچلے لپ کو چھوٹا انگوٹھا رکھا، اس نے ہاتھ ہٹاتے نامہ کی آنکھوں میں ڈھل آتی طلب دیکھی، خود کو ہوش دلانے لگا کہ کیا یہ سب سچ میں حقیقت ہے، یا پھر کوئی خواب کہ نامہ خود اسکی قربت کی طلب گار ہے، بھلے یہ نوح کی نزدیکیوں کا اثر ہوا تھا، پر نوح کو شدت سے نامہ کی یہی کیفیت درکار تھی۔

"وہ توجب Rolls-Royce تم نے میرے لیے واری تب ہی معلوم ہو گیا تھا نامہ، وہ گاڑی تمہارے لیے زندگی سے قیمتی تھی ناں، یونواٹ نامہ!"

آئی لوو یو سوچ

وہ اسکے ہونٹوں پر جھکتا اس سے پہلے ہی نامہ، اسکے کھلتے شکنجے کی تیاری پکڑتے لبوں پر ہتھیلی جما گئی۔

"آپ کے ہوتے مجھے کچھ کھونے کا افسوس محسوس نہیں ہوتا، ہاں وہ گاڑی میرے اور میرے بابا کی بہت بڑی امید تھی پر کہتے ہیں کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ اللہ نے اگر یہ راستہ بند کیا ہے تو وہی میرے اور میرے بابا کے لیے نئی امید کی روشنی دیکھائے گا۔ خیر ویٹ! آپ نے کہا تھا آپ کو یہ تین لفظ زہر لگتے ہیں"

وہ اپنی ہر ادا سے نوح کو متاثر کر رہی تھی، نوح کو پسند تھا کہ اسکی شریک حیات، اللہ پر پختہ یقین رکھتی ہے، شکوے نہیں کرتی، نامہ نے اختتام تک کچھ سوچتے آئیںبر واچکائے پر نامہ کی تڑی کو چنداں اہمیت نہ دیے نوح نے اسکی ہتھیلی پکڑ کر بے دردی سے اپنی طلب کی راہ سے ہٹائی اور نامہ کو اپنی بازوؤں میں اٹھایا۔

"تمہارے آگے بس تمہاری مزاحمت زہر لگتی ہے، باقی سب جائز اور حلال ہے۔"

وہ اسکے بولنے کا موقع نہ دیتے اک بے خود اور دل گرفتہ لمس سے روح تک خود سے بھر گیا جو سمجھنے کی کوشش میں تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور کس شیر کی گھپا میں ہاتھ دے بیٹھی ہے۔

"نوح باتیں کرتے ہیں"

وہ اسے میٹرس پر گراتا خود اپنی ویسٹ بھی اتار کر پرے پھینک چکا تھا جب نامہ، ہیلز سمیت نرم فلفی سے میٹرس پر اٹھ بیٹھے ڈر کر پیچھے کی طرف سکرول کرے مسکینی سے نوح کے ہانپتے تیز ہوتے سانس اور اسکے کاٹ کھانے والے تیور دیکھتی خوف سے منمنائی، اس شخص کے جسم کی پرکشش ووجیہ بناوٹ و دلکشی پر منظر حیا کھا جاتے تھے، موسم شرما جاتے، وہ تو پھر جیتی جاگتی لڑکی تھی، اسکا حال کیا تھا یہ خدا ہی بہتر سمجھ سکتا تھا۔

"باتیں بھی گئیں آج بھاڑ میں"

نامہ نے حلق تر کرتے نوح کو دیکھا جو اسکی پیروں کی طرف اسی کی طرف
 رخ کیے بیٹھا اور نامہ کی ٹانگ پکڑ کر اپنی گود میں رکھے اسکی ہیل کی سٹریپ
 کھولنے لگا، نامہ کی نظریں نوح کے بے انتہا خوبصورت ہاتھوں پر تھیں پھر وہ
 گھبرائے ڈرے انداز میں نوح کے چہرے کو دیکھنے لگی جیسے اسکے اگلے ستم کا
 اندازہ لگا رہی ہو۔

"نوح۔۔۔"

وہ ڈرتے ڈرتے پکاری مگر نوح نے اسکے پیر سے ہیل آزاد کرے نامہ کے پیر
 کی گلابی مائل نچی انگلیوں کی جگہ بے حد محبت سے ہونٹوں سے لگائی، نامہ
 کے پورے وجود میں کرنٹ سا گزرا۔

"جی نوح کی روح!"

وہ جس محبت سے اسکے پیر کو چھوتا تھا، اس سے دگنی چاہت سے اسکے پیر کو
 چوم کر اس نے نامہ کو غرور کے آسمان پر جا بٹھایا تھا، اوپر سے اسکا نامہ کی

پکار کا جواب دینا اس لڑکی کا گریز بھی ختم کر گیا، وہ بے تحاشا حسن کا مالک
 اس موم کی گڑیا کے قدموں میں دل کو پھیلانے اسکے در کا فقیر بنا بیٹھا
 تھا، اس لڑکی کی بھوری آنکھوں کی رنگت یکخت سرخی میں تبدیل ہوتی
 مزید دلفریب شکل اختیار کر گئی۔

"تمہارے پیر تو میرے منہ سے زیادہ صاف ہیں، میں تو انہی سے آگے نہیں
 بڑھ پارہا۔ تمہارا باقی حسن سراہنے میں تو مجھے عمر لگے گی"

دوسری ہیل اتارے نوح نے اب کی بار نامہ کے پیر کے تلوے کو ہونٹوں
 سے لگاتے چھوا تو نامہ نے دونوں ہاتھوں میں بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دباتے
 چہرے کے بدلتے رنگوں کو مزید سفید پڑنے نہ دیا اور بندھ باندھا، کہ دل کی
 گردش اختیار سے نکلتی اور سرکتی جا رہی تھی۔

"تبھی منع کر رہی تھی دور رہیں ان سے، اب مجھے کس نے پوچھنا ہے"

وہ دہائی دے اٹھی، جبکہ نوح نے اسے مسکرا کر دیکھتے خود کی طرف اشارتاً
توجہ دلائی، نامہ کان کی لوتک سرخ ہوئی۔

"انکو سرائے کے لیے عمر پڑی ہے، آج تم ہو مرکز توجہ، رونق نظر، راحت
دل اور لذت وجود نامہ"

وہ اسکے لفظوں پر دہل گئی، یہ بہت بھاری تھے، نوح نے پھر اسکے پیر سے
آگے شروع ہوتی ٹانگ پر اپنے ہونٹوں کو رکھا، زبان سے سک کرے اسکی
ٹانگ پر ریڈ سائن چھوڑا تو نامہ درد سے کراہی، نامہ میٹرس پر سر رکھتی تھک
ہار سی گئی، مزید مزاحمت کا کوئی حوصلہ نہ بچا تبھی نوح نے اسکے پیر گود سے
نکال کر سائیڈ کیے اور خود اسکی طرف اوپر کو سر کتا بیٹھے ہی نامہ پر جھکتا ٹھیک
نامہ کے چہرے تک چہرہ لائے، بازوؤں کی قوت سے ہاتھ اسکے دائیں بائیں
جمائے نامہ کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا، نامہ نے اسکی کمزوری پر وار کرتے
اپنے دونوں کپکپاتے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو نوح کے رخساروں سے جوڑا، نامہ

کی آنکھیں گوشوں تک گلابی ہوئیں، وہ اسکے پاس بیٹھنا مہ کے دل کی ساری خواہشوں کو بنا اسکے کہے پر کھنے کی بھرپور کوشش میں تھا۔

"آپ ب۔۔ بلکل پاگل ہیں نوح"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی آواز کو بھاری اور پر سوز ہونے سے روک نہ سکی جس پر نوح نے جھک کر نامہ کی کالر بون کی جلد کو سک کرتے وہاں اپنے ہونٹوں سے گہراوار کرتے نامہ کو اپنے پاگل پن کا عملی نمونہ پیش کیا پر کھل کر مسکرایا۔

"میرے اس پاگل پن کے ثبوت کل صبح تمہیں اپنے ہر سو نظر آئیں گے، لیکن بدلے کے لیے پوری اجازت دے رہا ہوں۔ یہ اپنے نیلز نما weapon استعمال کر سکتی ہو تم۔ پورا battlefield دے رہا ہوں تمہیں اپنی صورت۔ کیا یاد کرو گی کتنا سخی پاگل ہے یہ آدمی"

نامہ نے خفیف سا مسکراتے اپنے ہاتھ ہٹا کر نوح کے اطراف لے جاتے
اسکی پشت پر روکتے جب اپنے نیلز اسکی ٹائیٹ پشت پر پھیرے تو نوح ہلکے
سے درد اور تکلیف کے ساتھ چبھن کے احساس پر جیسے کراہا، نامہ بے اختیار
ہنسی۔

"اس سخاوت پر کچھ تائیے گامت نوح ادا دو غان۔ کیونکہ یہ نیلز سکریچیز آپ
صبح گن نہیں پائیں گے"

نامہ کا ہولے ہولے بہکنا، اس پاگل کو اور اکسا گیا۔

"چیلنج۔ دیکھتے ہیں کون جیتے گا۔ تم نشان گن پائی تو تم جیتی، میں سکریچیز گن
پایا تو میں فاتح۔ منظور ہے"

وہ ایسے لمحوں میں نامہ کا دل مزید دھڑکا رہا تھا جب وہ پوری اسکے بس میں
تھی۔

"Challenge Accepted"

وہ شوخ ساسر گوشتی میں بولی پر پھر یکدم ہی دونوں کی آنکھیں خمار سے
بھریں، سانسیں بھاری ہونے لگیں۔

"بہت دن ایک دوسرے کے واسطے جی لیا نامہ۔ چلو اب آخری حد تک ایک
دوسرے کے لیے مرجائیں"

وہ اس پر اپنا سحر منتقل کرنے لگا پر بہت ہی پیار سے، نامہ میں آج ہمت کا
لیول قدرتی طور پر بڑھا دیا گیا تھا کہ جسکی قربت جان نکالتی آج اسکے بہکے و
بے ادب تیور بھی وہ برداشت کر پار ہی تھی۔

"آئی لوو یو ٹو نوح ادا"

وہ یہیں تک بھاگ سکی تھی، جانتا تھا یہ اس قربت کا اثر ہے پر وہ اظہار ایسے
قابو آکر کر رہی تھی یہی نوح کے لیے کافی تھا۔

"ویٹ! تمہیں تو یہ تین لفظ زہر سے بھی برے لگتے تھے"

وہ اسے پھر سے passionately فیل کرتے کرتے رک جھکتے ہوئے واپس اٹھتا رکا، ہاتھ اب بھی نامہ کے دائیں بائیں میٹرس پر جمے تھے، نامہ آنکھیں بند کرتی مسکرائی۔

"ہر شے سے محبت کروادی آج آپ نے، ان تین لفظوں سے کیے اعتراف سے بھی۔ ہار گئی میں، جیت گئے آپ نوح ادا دوغان"

وہ اب بھی آنکھیں بند کیے تھی، نوح کو اکسار ہی تھی کہ اب بس اسے نوح کے وجود کا سکون چاہیے۔

اور نوح پر فرض تھا، رہی سہی ہر بات کو اک طرف رکھے پہلے نامہ سلطان کا حکم بجالاتا۔ اور اس اپنی جیت کو نامہ سلطان کی جیت بنا دیتا۔

وہ اسے بڑے سلیقے سے اپنی طلب کی راہ پر ڈال چکا تھا، اب روح اور جسم کے درپچوں تک یہ نشاط انگیز آوارہ گردیاں تھمنے پر آتیں ایسا ممکن نہ رہا تھا۔ رات باہر برستی برسات سے بھیگ رہی تھی اور نامہ سلطان اس شخص

کی لگائی قربت کی آگ میں پتھر سے موم ہونے لگی، خود کا وجود مٹا کر عورت کس حوصلے سے اپنے سر کے سائبان پر لٹ جاتی ہے، یہ حوصلہ سرانہنے لائق ہے، نامہ کا دگنا ستائش کے لائق تھا کہ اسے عام شدتیں نہیں، بہت جان لیوا والی شب بھر سہمی تھیں، وہ بھی اک لفظ شکایت کیے بنا۔

.._____..

"کچھ کھالو۔ کل کی بھوک پیاسی ہو"

میکائیل نے ٹرے میں کھانا رکھ کر لایا اور دیشا کے منہ سے پٹی ہٹائی جس پر وہ گہرے سانس بھرتی بمشکل میکائیل کے اٹھانے پر اٹھ کر ٹیک لگا سکی تھی، اسکی آنکھیں اپنی مٹھی میں جکڑے کسی سلاخ نامی خنجر کو محسوس کرے میکائیل پر حقارت سے جمیں۔

کئی گھنٹے سے وہ یہاں بندھی تھی، اسکی انتیں سکڑتی محسوس ہو رہی تھیں پر
دیشا کے اندر کا جانور ابھی بھی بھرپور ہوش میں تھا۔

میکائل نے اک بریڈ کا پیس، گریوی سی میں لگاتے دیشا کے منہ کی طرف
بڑھایا جس نے نوالہ لیا پر میکائل کے منہ پر تھوک دیا۔

"ہاتھ کھولو میرے، خود کھا سکتی ہوں۔ تمہارے ہاتھ سے کچھ نہیں کھاؤں
گی۔ بھلے مر جاؤں۔ مجھے واش روم جانا ہے"

اپنے حلق سے دبی آواز بمشکل نکالتی دیشا نے غرانے کی بھرپور کوشش کی
جس پر میکائل کو اس پر غصے کے بجائے ترس آیا، اپنا چہرہ صاف کرتے وہ
اپنے اڈتے غضب پر قابو پائے دیشا کے ہاتھ کھول گئے جس نے وہ ناجانے
کب ہاتھ لگے خنجر کو ہاتھ کھلتے ہی میکائل کے پیٹ میں گاڑ دیا، میکائل یلخت
کرا ہے جبکہ دیشا نے پیر سے میکائل کو دھکیلا اور لڑکھڑاتی ہوئی وہ باہر بھاگی
جبکہ اپنے پیٹ کے دائیں جانب دھنسنے لمبے خنجر کو جب تک ہمت کرے

میکائل نے نکال کر بہتے لہو پر ہاتھ رکھے باہر قدم نکالے، دیشا نے پورے گھر میں چیخ کر سب ملازمین یہاں تک کہ صارم کو بھی آوازیں دیں، صارم ابھی سویا نہیں تھا، وہ پیپرز میں بڑی تھا تو سونا اک طرف رکھے ہوئے تھا، چیخ و پکار پر وہ جب اپنے روم سے نکل کر باہر آیا تو دیشا کو گھر کے مین لاؤنچ میں حلق پھاڑ کر چینختا دیکھے سفید پڑ گیا۔

"بکواس بند کرو"

میکائل اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے خون کو روکنے کے ساتھ دیشا پر چلائے جبکہ صارم نے جب انکی شرٹ پر خون دیکھا تو دیوانہ وار کمرے سے باہر نکلا، اس وقت اسکا دماغ معاف تھا کیونکہ دیشا کی حالت اور بابا کا خون دونوں ہی پاگل کرنے میں کسر نہ چھوڑ رہے تھے۔

"ڈیڈ! ی۔ یہ خون۔ کس نے کیا۔ ممالپلیز خاموش ہو جائیں۔ آپ تو آوٹ آف کنٹری یا سٹی تھیں۔۔۔ پلیز مجھے بتائیں یہاں کیا ہوا ہے۔۔۔ ڈیڈ؟"

صارم نے اپنی گردن میں لپٹا مفر راتارتے صوفے پر ڈھے جاتے میکائل کے پیٹ پر دبانے کے ساتھ چینیختی ہوئی دیشا سے بھی سوال کیا۔

"تمہارے باپ نے کل سے مجھے سٹور میں قید کر رکھا تھا، اس نے مجھے بھوکا پیاسا رکھا۔ ڈاکو رس دے دی صارم۔ یہ درندہ ہے، اسے ڈیڈ مت کہو میری جان۔ مرنے دو اس کو۔ تم دور ہٹو اس سے یہ تمہیں بھی مار دینا چاہتا ہے۔ اسے مجھ سے میرے وجود سے جڑے ہر احساس سے نفرت ہے۔۔۔ یہ شخص تم سے بھی نفرت کرتا ہے"

صارم کو لگا کسی نے دوغان ولا کی چھت اسکے سر پر لا گرائی ہو، اسکی آنکھیں دھندلا گئیں، جبکہ اس نے دھندلائی آنکھوں سے میکائل کو دیکھا جنکا بس نہ چل رہا تھا دیشا کی گردن دبا دیتے۔

"مما کیا ک۔۔ کہہ رہی ہیں ڈیڈ! کیا یہ سچ کہہ رہی ہیں"

وہ میکائل دوغان کے قدموں میں بیٹھا ترپتے ہوئے بولا جس پر میکائل نے اپنا خون سے تر ہاتھ بڑھا کر صارم کی گال سے لگایا۔

"یہ میرے ن۔۔۔ نوح اور نامہ کو مار دے گی صارم۔۔۔ اس نے نوح کا ایکسیڈنٹ کروایا تبھی طلاق دی۔ یہ تمہیں اور نوح کو م۔ مجھ سے چھین لے گی۔ اسکی مت سنو۔ نامہ بھی اسی کی بیٹی ہے۔ مانہ کی طرح۔۔۔ یہ اپنے تینوں بچوں کو نگل جائے گی صارم اسکی مت سننا"

صارم نے لڑکھڑاتے ہوئے اٹھ کر اک سرخ آشام نگاہ میکائل پر ڈالی اور پھر دیشا پر جسکی حالت پہلے ہی قابل ترس تھی، صارم کو لگا اسکے دماغ کی کوئی نس پھٹ جائے گی۔

"مما۔۔۔ نامہ میری بہن ہے؟ بولیں۔ آپ نے نوح بھائی کا ایکسیڈنٹ کروایا۔ میں خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گا خدا کے لیے آپ دونوں رحم کھائیں مجھ پر۔ کیوں میری زندگی جہنم بنا دی ہے مل کر۔۔۔"

وہ اس وقت وحشی بنا چنچ اٹھا تو اک لمحہ اسکے دلخراش گرجنے پر دیشا بھی سہمی اور میکائل کی آنکھیں تو پہلے ہی بھیگی ہوئی تھیں۔

"تم میرے ساتھ چلو صارم۔۔ میں سب بتاؤں گی۔ یہ آدمی تمہیں میرے خلاف کر رہا ہے۔ یہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ میری جان ہوناں تم۔۔ میرے بیٹے۔ تم اپنی ماما کو مت چھوڑنا۔۔"

دیشا کے گڑ گڑانے پر صارم نے اسکا ہاتھ دردناکی و سفاکی سے جھٹکا۔

"جان ہوں میں آپکی؟۔ تبھی بیس سال سے اپنی حسرت میں مار مار کر جان نکال دی آپ دونے میری۔ ڈیڈ نے تو پھر بھی اپنی غلطی کو سدھارنے کی کوشش کی پر آپ، بے حس ہیں۔ آپکو کبھی نہیں علم ہوا ماما کہ آپکا یہ بیٹا آپکی محبت کو آپکے پہلو میں بھی ترسا ہے۔ چھپ چھپ کر رویا ہے۔ ایسی جان نہیں بننا مجھے کسی کی سنا آپ نے۔ آپ سے ہر چیز کا حساب بعد میں لوں گا ابھی میرے لیے میرے ڈیڈ اور میرے بھائی کے بابا اہم ہیں۔"

وہ روتا جا رہا تھا اور چیخ رہا تھا، دیشا تو صدمے میں غرق تھی کہ اس نے صارم کے اندر کیسا لاوا بھر دیا ہے جو آتش فشان کی طرح آج پھٹ رہا تھا۔

صارم دوڑتے ہوئے بابا کے پاس بیٹھا جنکا بہت خون بہہ چکا تھا پر وہ جسم سے زیادہ روح کے درد میں ڈوبا باب صارم کے لیے دکھی تھا۔

"ڈیڈ!۔۔ ہمت کریں پلیز۔ کچھ نہیں ہو گا آپکو۔ ہم ہو اسپتال چلتے ہیں۔ گاڑی نکالو میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو تم سب؟"

ملازمین بھی آوازیں اور چیخ و پکار سن کر اندر آچکے تھے جبکہ صارم کا یہ وحشی روپ پہلی بار ہر کوئی دیکھ رہا تھا، اسکی آج ساری گھٹن نکل گئی تھی اور شاید یہی اسکے زخموں کا علاج بننے والا تھا۔

"م۔۔ مجھے معاف کر دینا صارم۔۔۔ تمہیں پیار نہ کر پانے کی بے بسی

پر۔۔ تمہیں حسرت زدہ کرنے پر۔ تمہیں کبھی گلے نہ لگانے

پر۔۔۔ م۔۔۔ یرے بیٹے ہو تم۔ اب سے جان ہو میری۔۔۔ سنا تم نے"

صارم نے روتے ہوئے بچوں کی طرح سر نفی میں ہلایا۔

"ا۔۔ ابھی کچھ سنائی نہیں دے رہا ڈیڈ۔ یہ سب آپ مجھ سے ٹھیک ہو کر مجھے گلے لگا کر کہیے گا شاید تب سنائی دے سکے۔ اٹھیں ہمت کریں۔ بلڈ بہت نکل رہا ہے۔"

وہ ابھی دیر نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی فورامیکا ٹیل دوغان کو لے کر ہو سپٹل روانہ ہوا جبکہ دیشا کے سارے مہرے ہی ناکام ہو رہے تھے اور اب اس عورت نے ہار کے کرب میں مزید وحشی ہونا تھا، آگ بھرنی تھی، ہر اس شخص کے سینے میں جو اسکی حسد کی دہکتی آگ کے گھیرے میں کھڑا تھا، خدا خیر کرے۔

S MIRZA NOVELS
WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

.._____..

راز کی رات گزر چکی تھی، وہ ایک دوسرے کے ایک دوسرے سے زیادہ مالک بن کر ایک پر سکون نیند میں تھے جب لگ بھگ ساڑھے چار تک اس

کوٹج کے ڈور پر ہلکی سی دستک دی گئی، نوح تو گہری نیند میں تھا مگر نامہ کی آنکھ گہری خاموشی میں دی جاتی دستک پر ٹوٹی، نامہ نے آنکھیں کھولیں تو خود کو مکمل نوح کی بازوؤں میں قید محسوس کیے گہرا سانس بھر گئی کیونکہ نوح کی بھاری بازو اسکے سینے پر دھری تھی۔

"ن۔ نوح! نوح جاگیں مجھے لگتا ہے اس گھر کے مالک آگئے۔۔۔ نوح باہر دستک ہو رہی ہے"

نامہ کے حواس جیسے ہی لوٹے، اسے دستک مزید صاف سنائی دی، نامہ کا چہرہ خوف سے پیلا پڑا، اس نے نوح کی گال پر ہتھیلی رکھ کر زور سے سہلایا تو وہ کسمسا کر زرا جاگا اور خود پر جھکی نامہ کو پکڑ کر واپس اپنے سینے پر گر آیا۔

"نوح! سن نہیں رہے"

وہ اس بار زرا اونچا بولی جبکہ نوح کے خمار و سرور میں رتی برابر کمی نہ آئی۔

"کیا سنوں نامہ! بہت کچھ سن لیا ناں ان چند گھنٹوں میں۔"

نامہ کا چہرہ سرخ ہوا ساتھ غصہ بھی آیا۔

"اوف! نوح باہر کوئی آیا ہے۔۔ جاگیں ناں پلیز۔ ورنہ شرم سے مر جانا ہے میں نے۔ اٹھیں چھوڑیں مجھے۔ اس گھر کے مالک آئے تو کیا کریں گے ہم۔۔۔۔"

نامہ کی بات زرا ہوش میں آتے سمجھنے پر جب نوح نے خود گردن اٹھا کر غور کیا تب اسے دستک سنائی دی جبکہ نامہ کا خوف سے چہرہ اٹا دیکھے نوح کو اس کے نکھرے نکھرے حسین چہرے پر بے حد پیار آیا۔

"اس گھر کی مالک تو میری باہوں میں ہے پھر کس کی جرت جو ہمارے ان خاص لمحوں میں گھس آئے"

نامہ جو بس رونے کو تھی، نوح کی بات سمجھنے کی کوشش میں روہانسی ہوئی، وہ سچ میں جھنجھلا گئی، دستک دھیرے دھیرے تیز ہو رہی تھی۔

"ک۔۔ کیا مطلب نوح"

وہ بھیگی آنکھوں سے واپس اس کے سینے پر جھکتی بولی تو نوح نے اسکی زرا زرا سو جھی آنکھیں باری باری چو میں، نامہ کی کمزور پڑتی کیفیت لمحے میں بحال ہوئی۔

"مطلب کہ یہ ہمارا گھر ہے۔ تم شاہور لو اور کبرڈ سے کچھ کمفی سنا کال کر پہن کر پھر لحاف میں گھس جاؤ، یہاں کی ہر چیز میری ملکیت ہے، وہ کبرڈ بھی۔ میں دیکھتا ہوں کون ہے۔ باہر آنے کی ضرورت نہیں۔ باقی اس پر مجھے جتنا برا بھلا کہنا ہے وہ بعد میں ابھی مجھے دیکھنے دو کون آیا ہے۔"

نوح نے اسے ایک ہی جھٹکے میں میسٹرس پر منتقل کیا اور صدمے میں غرق نامہ کا ماتھا چومتا وہ اٹھا اور اپنی شرٹ جواب تک سوکھ گئی تھی لیے باہر نکلا اور ڈور تک پہنچتے پہن بھی لی۔

نامہ نے کمبل پڑے کیے اٹھ کر پیر زمین پر اتارے اور چلتی ہوئی جب کبرڈ تک آئی اور اسے کھولا تو وہاں اپنے اور نوح کے ہینگ کپڑے دیکھے اسکے

چہرے پر جذباتی سی مسکراہٹ رینگ گئی، وہ اپنے کپڑے نکالتے جلدی سے
شاہد لینے لگی۔

جبکہ نوح باہر آچکا تھا جہاں دونوں گارڈز موجود تھے اور ساتھ ہی کچھ فاصلے
پر روڈ پے کھڑی Rolls-Royce بھی، جبکہ انہوں نے دونوں کے فون
واپس کرنے کے ساتھ جو بری خبر سنائی اس پر نوح کے چہرے اور گردن کی
رگیں تن گئیں۔

"یہ سب کیسے ہوا؟"

نوح نے دونوں کی طرف دیکھتے استفسار کیا مگر دونوں کو صارم کی کال سے پتا
چلا تھا، وہ بھی مختصر۔

"سر ہمیں بس آپ کے فون پر صارم سر کی کال آئی، انہوں نے کہا میکائیل سر
ہو اسپتال ہیں۔ زخمی ہوئے ہیں یہ آپ کو بتا دوں۔ اور صارم سر کہہ رہے تھے
آپ ان سے جلد از جلد رابطہ کریں"

گارڈ نے سیدھا سبھاو معاملہ گوش گزار کیا جس پر نوح نے سر ہلاتے نامہ کا فون جیب میں رکھتے اپنے والے سے صارم کو کال بیک کی۔

"ٹھیک ہے تم دونوں نکلوا اب۔۔۔"

فون کان سے لگانے کے بیچ نوح نے صارم کو کال کی جو اس وقت ہو سپٹل میں بابا کے سر ہانے بیٹھا تھا، انکا ہاتھ پکڑے، اسکی آنکھیں رو کر سو جھ چکی تھیں، دیشا کہاں تھی فی الحال صارم کو نہ جاننا تھا نہ ہوش تھی۔

کال رنگ پر صارم نے اپنی درد کرتی آنکھ رگڑی اور بابا کا ہاتھ واپس انکے سینے پر رکھے وہ جیکٹ کی جیب سے فون نکال کر نوح لکھا دیکھے اٹھ کر روم سے باہر نکلا۔

"صارم"

نوح کی شفیق پکار نے جیسے صارم کا تڑپا ہوا دل اور ریزہ کیا۔

"بھائی۔۔ ڈیڈ زخمی ہیں۔ انکی کڈنی ایفیکٹ ہوئی ہے۔ ممانے ایک چھری جیسی چیز گاڑ ان کی باڈی میں۔"

صارم کی آواز ٹوٹی جبکہ نوح کا دل یوں تھا جیسے کسی نے بھاری سل لادھری ہو۔

"سنجھالو خود کو۔ مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے۔ اس عورت نے ایسا کیوں کیا۔ مجھے سب بتاؤ صارم"

نوح کی اپنی آواز بھاری پڑی۔

"م۔۔ مجھے تفصیل تو نہیں پتا نہ سچ لیکن کل سے ڈیڈ نے ماما کو سٹور روم میں لاک کر رکھا تھا، تاکہ وہ آپ اور نامہ کی شادی میں کوئی ہنگامہ نہ کر

سکیں۔ اور ڈیڈ ج۔۔ جانتے ہیں آپکا ایکسیڈنٹ بھی ممانے کروایا اس لیے انہوں نے ماما کو ڈائورس دے دی۔ ممانے قید سے نکلنے کے لیے ہاتھ آئے

خنجر سے ہی ڈیڈ پروار کر دیا۔۔۔ بھائی یہ س۔۔۔ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ میں
بہت پریشان ہوں آپ کہاں ہیں۔ آجائیں"

صارم کی آواز اختتام تک پھر ٹوٹی جبکہ نوح کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو
گئیں، وہ بابا سے ایسی امید کہاں رکھتا تھا، یہ وہ کمزور باپ تو نہیں تھا جسکی
ہمیشہ نوح نے حفاظت کی، انھیں سنبھالا، زندگی میں بہت سالوں بعد نوح کو
ایسا لگا واقعی اسکا باپ زندہ ہے، اسکی خوشیوں کی اپنی جان سے زیادہ پرواہ
کرنے والا باپ۔

"میں آدھے گھنٹے تک پہنچتا ہوں صارم، اپ سیٹ ہونے کی ضرورت
نہیں۔ کچھ نہیں ہو گا بابا کو۔ سنبھالو خود کو اور رونے کی ضرورت
نہیں۔ ٹھیک ہے؟"

صارم کو نوح سے بات کیے کچھ دلا سا ملا پر نوح کا اپنا دل تو جیسے پھٹ سا گیا
تھا۔

"بھ۔۔ بھائی۔۔ ایک اور بات۔۔ کیا نامہ بھی مانہ آپنی کی طرح میری بہن ہیں۔ کیا وہ ماما اور مسٹر فیروز سلطان کی بیٹی ہیں؟"

صارم ہر چیز ایسے جانے گا یہ نوح نے ہر گز نہیں چاہا تھا، لیکن ایک طرح ٹھیک تھا کہ صارم کو یہ سب ایک ساتھ معلوم ہو گیا کیونکہ اب وہ ایک ہی بار سنبھلنا سیکھ سکتا تھا۔

"ہاں۔ نامہ تمہاری ماما کی طرف سے بہن ہی ہے۔ ہم دونوں آتے ہیں۔ مجھے لوکیشن بھیج دو۔ اور سٹر ونگ رہو۔ ماں کہاں ہے تمہاری؟"

اول جملے کہتے وہ اختتام تک غائبانہ حقارت سے بھر گیا، آنکھیں دھواں چھوڑا اٹھیں۔

"ماما کا نہیں پتا۔ میں انکی ایک بھی سنے بناؤیڈ کو ہو سپٹل لے آیا تھا۔ وہ پاگل ہو چکی ہیں بھائی۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ وہ ایسے شخص پر حملہ کر سکتی ہیں اگر جس سے انھیں دنیا میں سب سے زیادہ پیار تھا تو ہم انکے بچے تو کبھی اہم

رہے ہی نہیں۔ بھائی مجھے اپنے لیے ڈر نہیں لگ رہا۔ اپنی دونوں بہنوں کے لیے لگ رہا ہے۔ آپ سنبھال لیں گے ناں سب؟"

اس بار صارم کے ان چند بکھرے ٹوٹے جملوں نے نوح ادا دوغان کا کلیجہ چبا لیا، عجیب حلق تک اذیت بھر گئی۔

"ہاں میں سنبھال لوں گا۔ تم بس بابا کے پاس رہو جب تک ہم آتے ہیں۔ اور پریشان مت ہو"

صارم کو تو بھرپور تسلی دے دی پر اپنے دل کا کیا کرتا جس میں دھڑکن کی ترسیل متاثر ہو کر رہ گئی تھی، یہ سحر سے ملتی رات یکدم بھیا نک ہو جائے گی نوح نے کبھی نہیں سوچا تھا، جس باپ کو اس نے تمام تر نا انصافیوں کے بس اپنی ماں کی امانت ہونے کی وجہ سے آنچ نہ آنے دی وہ آج اسی بیٹے کے لیے اتنے سارے مظالم سہہ رہا تھا اور ستم کہ اف بھی نہ کی۔

"آہ بابا! میں سوچتا تھا میرے پاس دنیا کا سب سے بیکار باپ ہے۔ جس نے ہمیشہ میرے سینے لگ کر اپنا غم منایا، جس نے کبھی نہ کہا نوح آؤ میرے گلے لگ جاؤ۔ جس نے ہمیشہ نوح سے گود مانگی، یہ کبھی نہ کہا کہ آؤ میری گود میں سر رکھ لو۔ جس نے ہمیشہ اپنے غم کی آبر و سلامت رکھی، جس باپ نے بچوں کی طرح اپنے بیٹے کو کئی سال ستایا آج وہ باپ سارے حساب باک کر گیا تھا اور اسی نوح کی آنکھوں میں اپنی تکلیف و ہمت سے آنسو لے آیا۔"

نوح نے اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑ دیا، وہ واپس کوٹچ میں آیا تو چال میں اک تھکن تھی، کرب ہر موموں سے چھلک رہا تھا، وہ زندگی میں بہت کم مکمل خوش ہو پایا تھا، جیسے گزری شب اسکی زندگی کی سب سے حسین رات تھی لیکن اب لگ رہا تھا یہ صبح اتنی ہی دردناک ہے۔

نامہ نے شاور لیا اور وہ میروں کلر کے کمفی ٹراؤزر اور بلیک فل سلیوز ٹاپ میں واپس اپنے خلیے میں آچکی تھی، ٹاول سے بال ہی ڈرائے کر رہی تھی جب نوح روم ایریا میں انٹر ہوا۔

نامہ نے اس سے بہت سے حساب لینے تھے پر جس طرح وہ آکر بیڈ پر بیٹھے پیچھے کو گرا، نامہ نے ٹاول چمیر پر رکھا اور نوح کے پاس رکی۔

"ن۔۔ نوح! کیا ہوا ہے آپ کو؟"

وہ اسکے پاس ہی بیٹھی، ڈری ہوئی تھی کیونکہ نوح کی آنکھیں درد کا شکار تھیں۔

"تمہیں کوئی حساب چاہیے؟"

نوح نے اسکی طرف دیکھتے سوال کیا تو نامہ نے فوراً نفی میں گردن ہلائی۔

"لے لو پھر مجھے اپنی تکلیف بتانی ہے تمہیں"

نامہ کا دل نوح کی تمہید پر کٹ سا گیا، وہ بیٹھے بیٹھے نوح پر جھک آئی۔

"کیا ہو گیا آپ کو۔۔۔ مجھے بتائیں نوح۔ آپ روئے ہیں؟ کیا میری کوئی بات

بری لگی۔ کوئی سخت نظریا کوئی مزاحمت؟"

وہ اسکے چہرے کے بدلے رنگوں کو لمحے میں سمجھ گئی، نامہ کی آواز ٹوٹ گئی، آنکھیں آنسوؤں سے بھر سی گئیں، نوح نے اسکے بھگے مہکتے بالوں کو پکڑتے دیوانگی سے چوما، وہ بہت پیاری تھی نوح کو تبھی ڈر رہا تھا اپنی تکلیف بتائی تو کہیں یہ سر پھری خود پر تیسرا الزام نہ دھر دے۔

"تم نے کوئی بات تو کی ہی نہیں میری مرضی کے آگے، سخت نظر تم مجھ پر ڈال نہیں سکتی اور مزاحمت تمہیں میں نے کرنے نہیں دی۔ پہلے کل کی بات سن لو"

وہ نوح کے لفظوں سے عجیب سا خوف محسوس کر رہی تھی۔

"کل جو ہوا وہ سب پرینک تھا نامہ روح ادا! نہ تو تمہاری Rolls-Royce

گئی نہ ہمارے فون۔ یہ سب میرا تمہیں دنیا سے الگ لے آنے کا پلین تھا"

وہ جلدی سے گال غبارہ کرتی نوح کو گھورنے لگی جو آگے سے زخمی سا ہنس دیا، شاید اپنے درد کو گھوٹا گیا تھا۔

"واٹ! مجھے دھوکہ دیتے اتنی سی بھی شرم نہیں آئی آپکو۔ ایسا کیوں کیا
نوح؟ بولیں"

رات بھر تو اک آنسو نہ نکلا پر ابھی وہ یوں تھی جیسے دو سیکنڈ میں برا رو پڑے
گی۔

"میں چاہتا تھا تم اندھیروں اور ویرانوں سے دوستی کرو، تمہیں جب بھی ایسی
گھپ راتیں اداس کریں تمہیں یاد آجائے کہ ہم دو کے جسم اسی اک شب
میں ایک ہوئے تھے، روحیں اپنی ہم جنس سے گلے لگی تھیں۔ میں تمہیں
اپنی روشنی سے ملوانا چاہتا تھا جو اندھیرے میں زیادہ چمکدار نظر
آتی۔ تمہارے ڈر دور کرنا چاہتا تھا۔"

نامہ نے آنسوؤں کو سنبھال لیا اور اپنا ہاتھ نوح کے دل پر رکھتے اسکی ہیزل
آنکھیں دیکھتے نم آنکھوں سے ہی مسکراہٹ دی۔

"میرا اب بس ایک ڈر ہے، آپ نہ دور ہو جائیں۔ اور نہ ڈرنے والی نامہ
میرے بابا کی سب سے بڑی راحت ہے۔ مجھے بس آپ اور بابا ہی تو پیارے
ہیں، اتنے والے پیارے جنکی خاطر میں جی بھی سکتی ہوں اور مر بھی"

نوح نے اسکے ماتھے سے ماتھا جوڑے نامہ کو اپنے سینے لگاتے بازوؤں میں
بھرا، وہ اسکی خوشبو سانسوں کے راستے اپنے اندر کھینچتی پر سکون سی ہوئی۔
"جیو بس۔ مرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

وہ بازو مزید مضبوط کر گیا، اب جا کر جیسے دونوں کو کچھ سکون ملا۔

"کل کی رات بہت کچھ اور بھی ہوا نامہ۔"
نامہ جو اسکے سینے لپٹی تھی جلدی سے اپنے بال سمیٹے دور ہوئی، پھر سے

خوفزدہ۔

"مطلب۔۔ نوح پلینز بتا بھی دیں"

وہ شدید ڈر رہی تھی۔

"تخل سے سننا۔ بناپینک کیے۔ دیشاہی تمہاری ماں ہے۔ مسٹر فیروز کی ایکس وائف اور اسی نے دو سال پہلے میرا ایکسیڈنٹ کروایا کیونکہ اسے مجھ سے نفرت ہے نامہ۔ ہماری مہندی نائیٹ سے بابا نے دیشا کو سٹور روم میں قید کر رکھا تھا، وجہ یہ تھی کہ انکو دیشا کی حقیقت معلوم ہو گئی اور انکو ڈر تھا دیشا انکے بیٹے کی خوشی نہ برباد کر دے۔ بابا نے دیشا کو ڈائورس بھی دے دی۔ لیکن کل رات دیشا نے اس قید سے نکلنے کے لیے بابا پر کسی نوکیلے خنجر سے حملہ کیا۔ وہ ہو سپٹل پہنچ گئے۔ انکی کڈنی ایفیکٹ ہوئی۔ اب بتاؤ مجھے کیا تم اب بھی اپنی ماں کی موت نہیں دیکھ سکتی کیونکہ میرا انصاف تو اب دیشا کی موت پر ختم ہو گا۔"

نامہ کی آنکھیں جتنا مسکرائیں شاید اب اتنا روئے تڑپنے والی تھیں، وہ نوح کا حصار جھٹکنے لگی پر نوح نے اسے بازوؤں سمیت پکڑے واپس خود پر جھکایا، وہ

اس سے جواب ابھی اور اسی وقت چاہتا تھا، وہ مہربان شخص اتنا ظالم کیسے ہو سکتا تھا، نامہ کا دل کئی ٹکروں میں بٹ چکا تھا۔

"نامہ! تم میری ہوناں۔۔۔ اب تو ہم بہت قریب آ گئے ہیں۔ تو تمہیں میرا ساتھ دینا چاہیے۔ وہ عورت اب موت ڈیزرو کرتی ہے۔ اس نے میری برداشت ختم کر دی"

نامہ نے بھیگی آنکھوں سے نفی میں گردن ہلائی۔

"ن۔۔ نہیں ماریں مت انھیں۔۔۔"

وہ بس یہی چار لفظ بمشکل ادا کر سکی، نوح اسے ہولڈ کرے ہی اٹھ کر بیٹھا، نامہ کی سانس رکنے لگی تھی، وہ پوری خوف و تکلیف سے کپکپا رہی تھی۔

"تم کہو گی تو زندہ چھوڑ دوں گا لیکن اگر اس نے ایک بار مزید میرے کسی عزیز اپنے کو دکھ درد دیا پھر شاید اس کا خمیازہ تمہیں مجھے کھو کر بھگتنا

پڑے۔۔۔۔"

وہ اسکے ہونٹوں پر ہاتھ کی پوریں جما گئی، دل چاہا چیخ اٹھے کہ وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہے۔

"ن۔۔ نہیں نوح! ایسا کیوں بول رہے ہیں۔"

وہ سسک اٹھی، وہ نوح کے بنا اپنا اک بھی سانس ناممکن مان چکی تھی، خود نوح تکلیف میں تھا۔

"میرے بابا میرے لیے بہت قیمتی ہیں نامہ، یہ میرا حوصلہ تھا کہ پچھلے بیس سال سے میں نے انھیں دیشا کے سپرد کر رکھا تھا۔ میری مرنی ماں کو میں تک یاد نہ تھا، اس لمحے صرف یہ فکر تھی کہ انکے بعد انکی محبت کا کیا ہو گا۔ مجھے تو ممانے جیتے جی بہت بہادر بنا دیا لیکن میرے بابا بہت بیوقوف اور معصوم تھے، میری ماما کو یہی دکھ آخری ہچکیوں میں بھی نکل رہا تھا نامہ، یہی کہتی رہیں نوح میرے میکائل کو دنیا سے بچا لینا۔ اگر میرے بابا کو کچھ بھی ہوا، مجھ پر دیشا کا خون واجب ہو جائے گا۔ اور تم اگر کہو گی نوح مت

کریں، میں بظاہر رک جاؤں گا لیکن میرے اندر کی تکلیف مجھے نکل جائے گی۔ ہمیں ہو اسپتال جانا ہے۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر نکلتے ہیں"

وہ اپنی آنکھیں چراتا نامہ کو خود سے دور کرے اٹھ گیا جو اسکا ہاتھ پکڑتی اسے روک کر اسکی راہ میں جم گئی، دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے زیادہ سرخ تھیں۔

"ا۔ ایک موقع بھی نہیں دیں گے؟ کیا پتا میں انکو سمجھا سکوں کہ اب بس کریں۔۔۔۔ کیا آپ میری حسرت ادھوری چھوڑ دیں گے نوح، یہ حسرت جو میں کل کو اپنی ماں کی قبر کے سرہانے بیٹھ کر پالوں گی۔ کہ کاش میں انکو ایک بار احساس دلانے کی کوشش کرتی؟"

نامہ نے پہلی بار نوح سے کچھ مانگا تھا، ہاں بھلے یہ جان سے بڑھ کر ہو پر نوح کو دینا ہی تھا کیونکہ وہ لڑکی اسکے لیے بہر حال اب تو اپنی جان سے بھی اول تھی۔

"یہ بہت مشکل ہے نامہ۔ لیکن میں تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ پر یاد رکھنا اگر تم ناکام ہو گئی تو نتیجہ دیشا کی قبر ہی ہو گا۔"

وہ اسکی ٹھوڑی پر پکڑ جاتا اسے صاف صاف لفظوں میں وارن کر رہا تھا، نامہ نے بھیگے سے سانس کھینچتے بے بسی سے سر ہلا دیا۔

"م۔۔ میں سچ میں بہت ان لکی ہوں آپکے لیے نوح، آپکی زندگی میں تب تب تکلیف آئی جب میں آپکے پاس آئی۔۔۔"

وہ اسکی ایسی باتیں کسی صورت برداشت کرنے والا نہ تھا، کمر میں بازو حائل کرے نامہ کو جھٹکے سے اپنے سینے لگاتے غصے سے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"تم وہ ہونا نامہ جو گھٹن کی بدترین کیفیت میں بھی میرے چلتے سانس کا واحد سبب ہو۔ میں تم پر مرچکا ہوں اور یہ مزاق نہیں ہے۔ ایسی بک بک دوبارہ مت کرنا"

وہ اس تکلیف سے غراتا بولا کہ وہ جو بہت ہمت والی تھی، پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، جبکہ نوح نے فوراً اسے اپنے سینے لگا کر بازوؤں میں گھوٹ سالیا، وہ بھول گیا تھا کہ وہ اونچی آوازوں سے ڈر جاتی ہے۔

"آئی ایم سوری۔ میں اونچا بولا۔ مجھے معاف کر دو لیکن میری برداشت کو اپنے معاملے میں مت آزمایا کرو نامہ، تم مجھے میری ممی سے بھی زیادہ پیاری ہو، سمجھو اس بات کو۔ وہ تو چلی گئی تھیں مجھے اکیلا چھوڑ کر، بہادر بنا کر۔۔۔ کبھی نہ پلٹ کر دیکھا کہ بہادروں کو بھی کبھی گلے لگ کر رونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ تم تھی جس نے میری اس دیرینہ حسرت کو مٹایا، تم بہت زیادہ اپنی ہو میری۔ میری روح ہو جسکے بنائیں اک بیکار جسم رہ جاتا ہوں۔ پلیز مت رو۔ میں تمہارے معاملے میں ہر ممکنہ مہربان رہوں گا یہ میرا وعدہ ہے تم سے"

وہ کسی شے سے نہ ڈرنے والا نامہ کے آنسوؤں کو برداشت کرنے کی ایلٹی ہی نہیں رکھتا تھا، وہ رونا روک تو گئی پر وہ بہت زیادہ ٹوٹ چکی تھی۔

"نامہ"

وہ اسے روبرو لایا جو ہچکیوں کی زد میں آچکی تھی پر اپنی تکلیف خود میں
بھرپور چھپانے کے جتن بھی کر رہی تھی۔

"جب بھی دوبارہ اونچا بولوں، تم میری گردن دبا لینا۔ ٹھیک ہے؟"

وہ اسکو دیکھتی بھیگی آنکھوں سے ہی سر ہلا گئی تو نوح کا کچھ دل جگہ پر آیا۔

"اب ایک کس دو۔ میں جاؤں تاکہ۔ ورنہ انرجی اتنی ڈاؤن ہے، گر پڑوں
گا"

نامہ نے رونا رو کے سہم کر نوح کی آنکھوں کو دیکھا پھر وہ اسکی گال پر اپنے
پیارے ہونٹ جوڑتی نوح کو سکون سا بخش گئی جس نے چہرہ پھیر کر ان

ہونٹوں کو اپنی مرضی کا استحقاق دیر تلک بخش کر ہی دم لیا، نامہ کا چہرہ نوح
کی شدت اور طوالت پر دہک گیا۔

"اس سے سمجھ جاو نامہ، تکلیف اپنی جگہ پر تمہارے وجود کا سکون سب پر حاوی ہے۔ میں فریش ہوتا ہوں پھر فجر پڑھ کر نکلتے ہیں ہو سپٹل۔ رونامت ورنہ۔۔۔۔۔"

وہ اسکی بات پوری ہونے نہ دیتی اسکے ہونٹوں پر ہاتھ جما گئی۔
 "نہیں روتی۔ جائیں"

وہ بھلے افسردگی سے بولی تھی پر نوح کو اس پر اعتبار تھا، اسکی گال سہلاتے ہی وہ ٹاول اٹھاتا شور لینے واش روم گھسا اور نامہ اپنے دل کی تکلیف دہاتی میٹرس پر گرنے والے انداز میں بیٹھی، آنکھوں تک آنسو نہ آئے تھے، تکلیف کا پورا اثر پورے وجود پر بہر حال حاوی ہو گیا تھا۔

.._____..

"مسٹر صارم"

ڈاکٹر کی نرم پکار پر وہ جو میکائل کے پاس ہی بیٹھا انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے آنسوؤں کو بہت مشکل سے بند باندھے ہوئے تھا، فوراً سے گردن گما کر پلٹا جہاں ڈاکٹر اس سے بات کرنے کے طلب گار تھے۔

وہ بابا کا ہاتھ میسٹرس پر رکھے اٹھ کر آنکھیں رگڑتا انکے قریب رکا۔

"آپکے ساتھ کوئی بڑا نہیں، آئی مین ہمیں مسٹر میکائل کی سرجری کرنی پڑے گی۔ انکی کڈنی سے بلیڈنگ ہو رہی ہے، اور ہمیں دیکھنا ہو گا کہ وہ جسم کے اندر رہنی سیو ہے یا اسے نکالنا پڑے گا۔ بہتر ہے کسی بڑے کو بلا لیں"

صارم کا حلق مزید درد میں ڈوبا، آنکھیں نم دیدہ ہوئیں۔

"میرے بھائی کچھ دیر تک پہنچ جائیں گے، پلیز ڈاکٹر انکل میرے ڈیڈ کی جان کو کچھ نہ ہو۔ آپ انکو بچالیں۔ اگر کڈنی میری چاہیے ہوئی میں اسکے لیے بھی تیار ہوں"

ڈاکٹر نے اس بچے کو رات سے بہت تکلیف میں دیکھا تھا تبھی دلی ہمدردی ہوئی۔

"میرے بچے! ایک کڈنی پر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے اس لیے حوصلہ رکھو۔ ہم اپنا بیسٹ دیں گے۔ اول تو کوشش ہے انکی ایفیکٹ کڈنی کو بھی بچایا جائے لیکن پھر بھی رسک پر ہے کیونکہ اس سے نکلتا خون جسم میں اگر پھیل گیا تو انکی جان جاسکتی ہے۔ جیسے ہی بھائی آئے اسے مجھ سے ملواؤ۔"

وہ صارم کو تسلی و دلاسا دے کر گئے پر وہ بہت زیادہ ٹوٹ سا گیا، بھلے دیشایا میکائل نے اسے محبت نہ دی ہو پر صارم کو اپنے ماں باپ بہت پیارے تھے تبھی تو وہ دہری اذیت میں تھا۔

"ڈیڈ!م۔۔ میں اور بھائی آپکو کچھ نہیں ہونے دیں گے۔ جب تک ہم ہیں، آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ بہت پیار کرتا ہوں میں آپ سے، میں

آپکی تکلیف نہیں دیکھ پارہا۔ پلیز ہمیں اپنے لیے زیادہ مت رلائیے گا۔ آپ اچھے ڈیڈ بن گئے ہیں تو قائم رہیے گا اس پر"

وہ واپس میکانل کے پاس بیٹھے جھک کر جب انکا ماتھا چوم رہا تھا، آنسو صارم کی رخساروں پر رینگ گئے۔

وہیں ہو اسپتال کی پارکنگ میں نامہ نے گاڑی روکی مگر اس سے پہلے نوح سیٹ بیلڈ کھولتا، نامہ نے اسکی بازو اپنے ہاتھ میں پکڑے باہر نکلنے سے روکا۔

"آپ جائیں میں آدھے گھنٹے تک آپکو جوائن کرتی ہوں نوح"

نوح نے جوابا اسکی بازو پکڑے باقاعدہ اپنی طرف کھینچا، سیٹ بیلڈ نامہ کو بری طرح چبھا جسے نوح نے خود ہی کھولا۔

"تم میرے ساتھ چل رہی ہو نامہ سنا تم نے، نکلو باہر"

نامہ نے ہنوز درد دیتے تاثر سمیت نوح کی بازو جھٹکنے کی کوشش کی۔

"پلیز نوح، مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔ میں آتی ہوں۔ مجھ پر بھروسہ رکھیں۔ اپنا خیال رکھوں گی میں"

وہ بہت تاسف سے منت کر رہی تھی کہ نوح کو اسے انکار کرنا کچھ سنگد لانہ لگا۔

"تم پر بھروسہ ہے پر اس عورت پر نہیں، نامہ تمہارا اس وقت اکیلے ہونا ٹھیک نہیں۔ مجھے بتاؤ کہاں جا رہی ہو۔ ایسے میں نہیں جانے دوں گا"

وہ اب بھی تکرار پر ڈٹا تھا، نامہ نے مزید آگے ہوتے نوح کے سینے سے لگتے نوح کا یہ ڈر خود میں سمیٹ سالیہ۔

"مجھے دواہم کام ہیں نوح، آکر بتاتی ہوں۔ مجھے آنچ بھی آئی تو جرمانہ لے لیجیے گا۔ آپ صارم اور میکائل انکل کے پاس جائیں۔ میں جوائن کرتی ہوں۔ پلیز"

ایسے گلے لگ کر وہ اس کی برہمی و اعتراض دونوں رد کر گئی، نوح نے اسکا ماتھا چومتے بے دلی سے سر ہلایا تو وہ اداس سا مسکرائی۔

"آپکے بابا کو کچھ نہیں ہوگا، پریشان نہ ہوں۔ جائیں وہ دونوں آپکی راہ تک رہے ہوں گے۔ اور مجھے یہ نشان بھی تو چھپانے ہیں، باقی کی خیر ہے یہ کان کے نیچے والا تو بالوں کو بکھیر کر بھی دیکھائی دے رہا ہے"

وہ جان بوجھ کر نوح کی اداسی بھگانے پر لگی تھی جبکہ نوح نے جب نامہ کے بال شانے سے زرا ہٹائے تو اپنا کارنامہ منہ چڑاتا نظر آیا۔

"لیکن چھپا دو گی تو گنوں کیسے؟"

وہ اس نشان پر اپنا انگوٹھا سہلائے بولا تو نامہ نے حیا سی آنکھوں میں بھرے سائل دی۔

"جیسے سب کے سامنے چھپا رہی ہوں، آپکے سامنے ظاہر کر دوں گی۔ پھر گن لوں گی۔ جیتوں گی تو میں ہی دیکھ لیجے گا آپ"

وہ شرارت بھرا شوخ مسکرائی، نوح جانتا تھا وہ اسکا دل جگہ پر لانے کے جتن کر رہی ہے۔

"خوش فہمی۔ میں جیتوں گا۔"

وہ بھی مقابلہ کر اٹھا۔

"جو بھی جیتے، ایک ہی بات ہے۔ اب جائیں ناں۔۔۔"

وہ اسے بھیجنے پر تلی تھی، نوح نے سر ہلایا اور نامہ کا ملائم ہاتھ پکڑے ہتھیلی چومتا ہوا اسے اللہ کی حفاظت میں دیے کارڈ اور اوپن کرے باہر نکل گیا جبکہ نامہ کے چہرے کی مسکراہٹ نوح کے جاتے ہی جیسے کسی نے نگل لی۔

نامہ نے اپنا فون اٹھایا، روح ادا کے نوٹیفکیشن اتنے تھے کہ فون ہینگ ہو رہا تھا لیکن ابھی وہ پڑھنے کا وقت نہ تھا، نامہ نے کرن کا نمبر اوپن کیا جبکہ اس سے انسپکٹر امتاب کا نمبر لیا جو کرن نے اسے میسج میں ہی بھیجا۔

دوسری بیل پر ہی امتاب مہمت نے اپنے پولیس اسٹیشن آفس میں آتے
ریسیور اٹھایا۔

"مرحبا امتاب بھائی، میں نامہ بات کر رہی ہوں"

امتاب فوراً الرٹ و مودب ساتھ ہوا۔

"جی بھابھی حکم کیجئے"

امتاب کی ساری توجہ نامہ کی جانب تھی۔

"ایک کمپلین کرنی تھی آپ سے، مس دیشا نے میکائل انکل کو بہت بری
طرح زخمی کر دیا ہے۔ کیا آپ انہیں اریسٹ کر سکتے ہیں، اٹیمینٹ ٹوڈر کے
کیس میں"

نامہ کی آواز یہ کہتے لڑکھڑائی جبکہ امتاب نے تشویش سے ماتھا کھجایا۔

"اوہ مائی گارڈ! انکل ٹھیک تو ہیں۔۔۔؟"

امتاب کی آواز میں بھی پریشانی چھلکی۔

"ہو سپٹل میں ہیں، میرے سوال کا جواب دیں"

نامہ سپاٹ ہوئی۔

"بھابھی میں انھیں اریسٹ تو نہیں کر سکتا بناواریٹ کے لیکن تفتیش وغیرہ کے بعد کیس فائل ضرور کیا جاسکتا ہے، بس اس کے لیے ایک کنڈیشن ہے کہ کوئی بلڈ ریلیشن اس بارے میں پلین کنفرم کروائے"

نامہ نے سر ہلاتے یہ سب سنا۔

"ٹھیک ہے آپ تفتیش شروع کریں، میں صارم کو ایگری کرتی ہوں۔ آپ مس دیشا کو اریسٹ کر لیں۔ وہ آزاد اپنے اور ہم سب کے لیے خطرہ ہیں۔ پلیز بھائی"

نامہ نے بہت اصرار سے درخواست کی تو خود امتاب پریشان ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ نوح کو بتاؤں؟"

امتاب نے مزید پوچھا۔

"ابھی نہیں۔"

وہ منع کر گئی۔

"ٹھیک ہے۔ میں آتا ہوں دوغان والا۔ دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ پریشان مت ہوں"

امتاب نے تسلی دی تو نامہ نے گہرا سانس بھرتے کال کاٹی۔

"آپکو ایسا مزید کچھ نہیں کرنے دوں گی جس سے آپکا خون نوح کے ہاتھوں ہو جائے، اسے اس احسان کا بدلہ سمجھیے گا ماما جو مجھے پیدا کر کے آپ نے مجھ

پر کیا۔ میں نوح کو قاتل بنتا نہیں دیکھ سکتی، نہ آپکو مرتا۔ میری مجبوریاں

بڑی دردناک ہیں"

نامہ نے کرب سے سانس بھری اور گاڑی سٹارٹ کی، اسکی منزل دوغان ولا تھا۔

نوح کو آتا دیکھے ہی صارم اسکی طرف لپکا جو روم سے نر سیز کے سبب باہر آیا کیونکہ وہ میکائل کو کچھ انجکشن دے رہی تھیں، نوح پر نظر پڑتے ہی صارم آکر بھائی کے گلے لگا، صارم کے پھوٹ پھوٹ کر رونے پر نوح کا دل بھی مزید دکھا۔

"حوصلہ کرو صارم"

نوح نے اسکی پیٹھ تھپکی پر ابھی حوصلہ کرنے سا کچھ نہ تھا۔

"ب۔۔ بھائی، وہ کہہ رہے ہیں بابا کی سرج۔۔ جری ہوگی۔ مجھے بہت خوف

آ رہا ہے"

صارم کو ڈرا دیکھتے نوح نے اسے پکڑ کر سامنے لاتے اسے وہیں چسپوز کی طرف لے جاتے بٹھایا، صارم کی حالت کا اندازہ نوح لگا سکتا تھا کہ وہ کس قدر تکلیف و اذیت کے دور سے گزر رہا ہے۔

"جو ضروری ہو گا وہ کریں گے، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں سنبھالو خود کو۔ بی بیو صارم"

اس وقت بہادری اور ہمت کا شدید فقدان سہی پر صارم اسکی بات ٹال نہ سکا۔

نوح نے خود ڈاکٹر سے میٹنگ کی جسکے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ میکائیل دوغان کی سرجری لازم ہے، لیکن یہ سرجری بہت ضروری تھی تو نوح نے پرمیشن دے دی، وہ بابا کو دیکھنے روم میں آیا تو وہ کچھ ہوش میں تھے پردواؤں کے زیر اثر، انھیں تب خبر ہوئی جب نوح انکے پاس ہی بیٹھا انکے ہاتھ کو پکڑ کر چوم رہا تھا، وہ نیم جاں غنودگی میں لیٹے ہی مسکرائے۔

"آپکو میری خوشیوں کی اتنی پرواہ تھی کہ خود کی کرنا بھول گئے، میں نے تو ہمیشہ سنبھالنا تھا آپکو پھر مجھے یہ کہاں اور کس موڑ پر آکر بے بس و ناکام کیا آپ نے بابا؟"

وہ شکوہ نہیں تھا پر بہت قیامت شے تھی، نوح ادا دوغان کے چہرے کا خزن موسم تاریک کرنے کی اہلیت رکھتا تھا۔

"م۔۔ مجھے بس تیری ہی تو پرواہ رہی عنایہ کے بعد، پ۔۔ پرواہ کہ کہیں میرے خاموش ہو کر گھٹ جانے پر تیرا دل نہ دکھ جائے نوح، تبھی ہر بات بک دی، ہر دکھ کہہ دیا، ہر گھٹن نکال دی کہ میں گھٹ کر مرتا تو مجھ سے پہلے میرے بچے کی جان جاتی۔ مجھے پتا ہے سب نے اک دن مرنا ہے پر میں اور عنایہ تیری دنیا بھی آخرت جیسی آسودہ اور حسین مانگتے آئے ہیں۔ مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے، ابھی بھی تجھے دکھی دیکھ کر لگ رہا ہے جسم میں درد جاگ اٹھے ہوں ورنہ میں ٹھیک تھا"

وہ اس وقت جس کیفیت میں تھا میکائل کی ایسی دردناک باتیں اور اذیت میں جھونک گئیں۔

"آپ کو کیسے پتا چلا کہ دیشا نے میرا ایکسیڈنٹ کروایا تھا؟"

نوح نے بھاری سی سانس کھینچ کر حلق کے درد کو قابو کرتے سوال کیا جس پر میکائل خفیف سی نظر چراتے محسوس ہوئے۔

"تیرے لا کر کو تجھ سے چھپا کر کھولا ہم نے"

وہ شرمندہ نہیں تھے، انھیں غرور تھا اس چوری پر۔

"واٹ! ہم مطلب؟"

وہ فوری بات پکڑ گیا۔

"میں اور نامہ"

میکائل نے ہار تسلیم کی جبکہ نوح کے وجود کا لہو تک سلگ گیا۔

"نامہ آپ کو اس دن لان میں اس بارے تسلیاں دے رہی تھی، آپ دو میرے لا کر کو کھولتے زرا نہ کانپے۔ اس میں اور بھی ڈاکو منٹس تھے۔ یہ کیا کر دیا آپ نے؟"

نوح کا دل سا بیٹھنے لگا۔

"مطلب؟"

اس بار میکائل کی آواز لڑکھڑائی تو وہ اٹھ کر اپنے بال مٹھیوں میں بھر کر انگلیاں گزارتا اضطرابی کیفیت کا شکار ہوا۔

"پراپرٹی کے۔ اگر نامہ نے دیکھ لیے ہوئے؟"

وہ میکائل کو ٹھیک نہ لگا، حالانکہ یہ چھوٹی سی بات تھی پر نوح کو ایسے ڈر گھیرے تھے کہ چھوٹی چھوٹی خدشات باتیں نامہ سے دور کر دیتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"تو کیا ہوا، تم سے پیار ہی ہوا ہو گا مزید۔ اس پر نہیں کہ تم نے اپنا آدھا اثاثہ اسے دے دیا، بلکہ اس پر کہ تم نے اس سے چھپا رکھا ہے۔ وہ عام لڑکیوں جیسی نہیں ہے نوح"

بابا کی تسلی کار آمد رہی پر پھر بھی نوح کے اندر عجیب حشر و ہلچل برپا تھے۔
 "سچ کہہ رہے ہیں آپ؟"

وہ واپس آ کر بیٹھا تو میکائل نے اسکی گال تھپک کر حوصلہ دیا، اچانک سے جیسے وہ شخص سچ میں باپ جیسا بن چکا تھا، سنبھالنے والا۔

"میں جھوٹ کہاں بولتا ہوں۔ آمیرے سینے لگ"
 وہ بازو کھول گئے پر انکے جسم پر پہنچے درد نوح کو ایسا کرنے سے روک گئے۔

"ابھی نہیں لگ سکتا۔ انٹرئل بلیڈنگ ہو رہی ہے۔ اور کریں اس ڈائن کی محبت کا لحاظ۔ مجھ تک رہتی تو بچی رہتی میرے غضب سے بابا، آپ تک پہنچی

ہے اب جہنم واصل کر کے رہوں گا اسے۔ اور ہاں یہ جو ہگ پھسل رہا ہے
اسے صارم کے سپرد کر دیں، اسے ضرورت ہے۔ آئی ایم او کے سمجھے
آپ؟"

وہ اندر سے کتنا تکلیف میں تھا میکائل سب جانتے تھے تبھی تو نوح کی باتوں کو
نہیں، اسکے تڑپے ہوئے دل کو ہر آہ سمیت سن رہے تھے۔

"ہاں جی اب ہمارا ہگ آپ کو کیوں چاہیے ہو گا بیٹا جی، اب تو نامہ نے سپیشل
لاڈیاں کی ہیں۔۔۔ ہنہ"

وہ بابا کے اس لمحہ اسی طرح جلیس ہونے کا طلب گار تھا، ناچاہتے ہوئے بھی
سرخ ہوتی آنکھوں سمیت مسکرا دیا، یہی تو میکائل چاہتے تھے کہ ان کا یہ
بہادر بچہ واپس مضبوط ہو کر یہ جنگ لڑے۔

"ہاں بہت پیار کرتی ہے وہ مجھ سے، جلیں آپ"

نوح نے بھی جی بھر کر نروٹھے پن سے اکسایا۔

"کیسے مانوں۔ دادا بنا پھر ماننے کے بارے سوچوں گا"

وہ منہ بسورتے کندھے اچکا گئے جس پر نوح نے ساری ناراضگی و لڑائی پرے کرے جھک کر بابا کا ماتھا چوما تھا، میکائیل اس کے ایسے ہی لاڈ کو چاہتے تھے تاکہ جسم کی اذیت سے لڑ سکیں۔

"آپکو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ نہ آپ ہمت چھوڑیے گا۔ میں نے ماما کے جانے کے بعد انکے حصے کا سارا پیار بھی آپ سے کیا تبھی آپکی کسی غلطی پر آپکو دور نہیں جھٹک سکا۔ آپ میری زندگی کا ضروری حصہ ہیں، میں آپکی ہر تکلیف دور کرنے کی آخری سانس تک جدوجہد کرتا رہوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے نوح کی آنکھ سے جو آنسو ٹپکا تھا وہ میکائیل نے اپنے ہاتھوں سے پونجھا، ہاں نوح نے کبھی ان سے اپنی محبت کا اعتراف نہیں کیا تھا پر آج اس ایک آنسو نے میکائیل کو آسمان پر بٹھا دیا تھا کہ وہ نوح کے لیے کتنے قیمتی ہیں۔

"یہ کوشش کبھی کوشش تک نہیں رہی نوح، ہمیشہ کامیاب گئی۔ تمہارے ہوتے مجھے کوئی درد نہیں میرے بچے۔ اب سنبھال خود کو۔ نکما کہیں کا۔ باپ کا رونا نکالنے پر لگا ہے ایسی گندی شکل بنا کر۔ لگ نہیں رہا سہاگ رات منا کر آیا ہے"

سب باتیں ٹھیک یہ جوابا نے آخر میں پرسنل اٹیک کیا اس پر نوح کے جبرے ضرورت تھے، پر اباجی آگے سے شرانگیز انداز میں بتیسی نکال کر نوح کے غضب کی بینڈ بجا گئے تھے کہ وہ کچھ کہہ نہ پایا۔

"یا اللہ مجھے صبر دے، ریڈی رہیں ایک گھنٹے تک سرجری ہے آپکی"

وہ پاس سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور پھر رک کروارن کرنے کو پلٹا۔

"ہنہ"

میکائل کے منہ چڑانے پر نوح کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سی ریگ گئی، وہ خود بھی درد بھرا مسکرائے جبکہ ان دو کی آنکھوں کی تڑپ آفاقی تھی، دنیا جہاں ہلا دینے والی، کچھ خسارے عمر بھر نہیں پر ہوتے، کچھ درد آنکھوں سے کبھی نہیں جاتے، کچھ حوصلے ہمیں کبھی نہیں ملتے یہ حقیقت اس لمحے میں قید تھی جب وہ بابا کو دیکھ رہا تھا پھر دل جب مزید بھاری پڑا وہ وہاں سے باہر چلا گیا۔

وہ دوغان ولا آچکی تھی، مین بلذنگ میں انٹر ہوتے ہی وسیع سٹنگ لاونچ ایریا میں رک کر نامہ نے گہری چپ پر دل پر ہاتھ پھیرا، چوکیدار کے بقول دیشا اسی گھر میں موجود تھی۔

"سوہا کریزی! یہاں باہر آئیں"

اونچی آوازوں سے ڈرنے والی آج خود چینی تھی کہ اسکی آواز دوغان والا
 کے اونچے در و دیوار سے وحشتناکی کے سنگ ٹکرائی تھی، کچھ لمحے گزرے
 کہ دیشا اپنے روم سے رعونت و خمار کے سنگ باہر نکلی، پھر نامہ کو دیکھتے اسکی
 آنکھیں مزید مستی سے پھیلیں، چند گھنٹے کی قید نے دیشا کی خوبصورت شکل
 پر سایہ بٹھا دیا، حلقے تک آگئے جو بڑھتی عمر اور ڈھلتے حسن کا تقاضا تھے۔

"تو اپنی ماں کو پکارنے کی ہمت آگئی تم میں میری سائیکو پیچی"

نامہ نے بالکل برانہ منایا جب دیشا نے اسکے پاس آتے یہ طنز کیا۔

"ایسی ماؤں کو بچے نہیں پکارتے جو ان سے پیدا کرنے کا تاوان لیتی رہی
 ہوں، زبان ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ بس اتنا پوچھنا چاہتی ہوں اپنی محرومیوں کا
 یوں دنیا جہاں سے بدلا لینے کے بعد آپکو کچھ قرار ملا؟ کچھ سکون پاسکی ہیں؟"

نامہ کی سرخ آنکھوں میں زمین کی ساتوں تہیں کپکپا دینے والا کرب مخفی تھا، دیشا کے چہرے کی مکاری بھی لمحہ بھر اذیت کا تاثر بنی پر جلد زائل ہو گئی۔

"نوح اور میکائل کی موت کے بعد شاید پا جاؤں، تمہیں بیوہ کرنے پر دکھ تو ہو گا لیکن کیا کروں، وہ اسی لائق ہے۔ اس نے مجھ سے میکائل کو چھینا ہے۔ اس نہج پر لا کھڑا کیا کہ میں میکائل کو تکلیف دے بیٹھی۔ کیا تھا اگر وہ ایکسیڈنٹ کی بات چھپا لیتا؟ اسے میکائل کی جان کی پرواہ نہیں رہی، بیوی کے آتے ہی برا بیٹا بن گیا، بڑا کرتا تھا باپ باپ۔۔۔ ایک عورت کے ساتھ گزری چند راتوں کی مار نکلا"

اس سے زیادہ نامہ میں سننے کی قوت نہ تھی، وہ آگے بڑھی اور اپنی ماں کو پہلوؤں سے تھامے جھٹکا دیتی خود دیشا کو ہر اس بخش گئی۔

"نوح کیسے بیٹے اور شوہر ہیں، باخدا آپ جیسی کم ظرف و سفاک عورت کبھی جان نہیں سکتی تو ایسی باتیں کر کے مجھے کسی گستاخی پر مجبور مت کریں۔ انہوں نے میکائل انکل کو ایکسیڈنٹ کے بارے کچھ نہیں بتایا۔ یہ میں اور میکائل انکل تھے جنہوں نے نوح کے لاکر کو چوری کھولا۔" دیشا کی آنکھیں لمحہ بھر پتھرائیں۔

"لیکن اس نے دو سال پہلے کہا تھا کہ وہ ہر ثبوت جلا چکا ہے۔ اگر ثبوت جل جاتے تو یہ نوبت نہ آتی۔ میکائل مجھے ڈانٹیں نہ دیتا۔ اسکی غلطی ہے۔ اب اس سے میں بھی اسکی محبت یعنی تمہیں چھینوں گی۔ پھر جب وہ تڑپے گا، تڑپ تڑپ کر جان دے گا تب ملے گا مجھے سکون۔" نامہ نے ہاتھ یکدم چھوڑے، یہ عورت ہر درجے کی گری ہوئی تھی، وحشی اور پاگل۔

"آپکو میکائل انکل سے محبت ہوتی تو آپ خود پروار کر دیتیں، انکا لہونہ بہاتیں۔ اگر محبت وہ ہے جو میں نے کی تو باخدا پھر آپکو کبھی محبت نہیں ہو سکی ماما۔ یہ بھی ویسا ہی دھوکہ ہے جو آپ نے ان سے پہلے میرے بابا کو دیا اور اس سے پہلے مانیہ کے بابا کو۔۔۔۔۔ محبت کا ڈھونگ رچاتی آئی ہیں، آپ کو تو محبت کی آبرومٹی میں رونے پر ہی سخت سزا ملنی چاہیے۔ باقی گناہ تو بعد میں آتے ہیں"

نامہ کی آواز لڑکھڑانا بند ہوئی کیونکہ دیشا آگے سے وحشیانہ ہنسی تھی۔

"چلو تم نے مانا تو سہی تمہیں نوح سے محبت ہے، یقیناً اسے بھی ہوگی۔ وہ

سب لڑنا وہ سب الجھناک ڈرامہ تھا تم دوکا۔ چچ چچ اب تو سچ اگل دیا تم نے، نوح کی خوشی و سکون کو اسی کی بیوی نے برباد کر دیا"

نامہ نے گہرا سانس کھینچتے اس عورت کی سفاکیت پر خود کو کمپوز کیا۔

"کیا چاہتی ہیں۔ کہ میں نوح کی نظروں میں بری بنوں۔ آپکا ساتھ دے کر اس گھر کے ہر فرد کو خون کے آنسو رلاوں صرف اس لیے آپ حاسد و جابر ہیں، آپ کے اندر کو تسکین پہنچے؟"

نامہ نے صاف گوئی سے پوچھا۔

"بس میں تمہیں، نوح کا سکون بننے برداشت نہیں کر سکتی۔ مجھے نفرت ہے اس کے وجود تک سے۔ اب تو شدید ہو گئی۔ میکانل کے بنا نہیں جی سکتی میں نامہ، وہ شخص میرا واحد قرار تھا جو چھین گیا مجھ سے۔ میں اسے ہوش میں کبھی تکلیف نہیں دے سکتی، یہ بدحواسی میں ہوا۔ میں مرنے سے خوف کھا بیٹھی۔ میں یہاں بیٹھی تڑپ رہی ہوں۔ میرا سب کچھ لٹ گیا تو میں اسے کیسے آباد دیکھ سکتی ہوں جو فساد کی جڑ ہے۔ تم بھی نوح سے ڈالو رس لو۔۔۔۔۔ میرے لیے یہ کرو تم پر فرض بنتا ہے اپنی ماں کے لیے قربان ہونا"

نامہ کو سن کر نہ دکھ ہوا نہ حیرانگی، وہ اپنی ماں سے ایسے ہی سودے کی امید کر رہی تھی۔

"میں نے سنا تھا ماما عورت اپنی اولاد کی خاطر، اپنی زندگی، اپنی جوانی، اپنی خوبصورتی ہر چیز قربان کر دیتی ہے، میں ہمیشہ سوچتی یہ کن ماؤں کی بات ہے۔ میری ماں نے تو ہمیشہ مجھے داؤ پر لگایا۔ خود تو کچھ قربان نہیں کیا۔ پھر مجھے سمجھ آیا جب مائیں یہ بھول جائیں کہ وہ ماں نہیں بس اک دنیا پر حاکم عورت ہیں پھر سب بدل جاتا ہے۔ حسد ایسی چیز ہے جو انسان کو جانور بنا دیتی ہے، پھر کیسے ممکن ہے کہ ماں کو ماں رہنے دے۔ آپ نے جو کچھ دنیا سے لڑ کر وصول کیا آپ کا حق ہو گا لیکن آج کے بعد سے آپ اپنے تینوں بچوں پر سارے اختیار کھو چکی ہیں۔"

نامہ نے سیدھا فیصلہ سنایا، دیشا کو رتی برابر فرق نہ پڑا بلکہ وہ آگے سے زہر خند ہنسی۔

یہ سب نامہ کے ساتھ ساتھ امتاب مہمت نے بھی سنا جو اپنے دو انویسٹیگیٹنگ آفیسرز کے ساتھ وہاں پہنچ چکا تھا۔

"آپ ان سے نمٹ لیں پہلے پھر حسد کی آگ پھیلائیے گا ڈریگن کی طرح۔۔۔۔۔ امتاب بھائی، انھیں اریسٹ کریں۔ دو سال پہلے اس عورت نے میرے شوہر کو جان سے مارنے کی بھی کوشش کی تھی۔ ثبوت آپ تک پہنچ جائیں گے۔ فی الحال مجھے انکی شکل دیکھنے تک سے ادیت ہے تو پلیز"

دیشا نے سہم کر جب گردن گمائی تو اپنی طرف بڑھتی سول خلیے میں موجود انسپکٹر پر وہ حقارت سے نامہ کی طرف دیکھنے لگی مگر دیشا کی مزاحمت سے پہلے ہی وہ لیڈی، دیشا کو ہتھکڑی پہنا چکی تھی۔

"سوری مس دیشا! ہمیں آپکو اریسٹ کرنا ہو گا۔ تفتیش لازم ہو چکی ہے"

امتاب نے بھی افسوس سے جتایا جبکہ نامہ کی آنکھیں لہوسی میں بدلیں لیکن ابھی بھی اسے دکھ ہوا کہ وہ اس عورت سے بابا کی اذیت کا بدلہ نہیں لے سکی، ایون اک شکوہ تک نہ کر سکی۔

"نامہ! تم غلط کر رہی ہو۔ ماں ہوں میں تمہاری"

دیشا نے غرا کر اسے روکنا چاہا پر نامہ اذیت سے مسکرا دی۔

"سوری مس دیشا! لیکن میری ماما کیس سال پہلے میرے اور میرے بابا کے

لیے مر گئی ہیں۔ میں نامہ سلطان! اب ایک بیٹی ہی نہیں ایک بیوی اور بہو

بھی ہوں اور میرا اولین فرض ہے اپنے گھر کو ہر شر سے بچاؤں۔ میرے

شوہر کو آنچ دینے والے یہ مکروہاتھ، بروقت ہتھکڑیوں میں قید کروانے پر مجھے میرا اللہ ضرور بخش دے گا۔ انکے سامنے ہی آپکے لیے روئی اور تڑپی ہوں، وہ گواہ ہے میرے ہر اس درد کا جسکی اور کسی کو خبر نہ تھی کل تک لیکن اب نوح میرے رازدار ہیں۔ اور میرا فرض ہے میں اپنے رازدان کی محافظ بنوں۔ جب تک آپ سدھر نہیں جاتیں۔ اریسٹ رہیں گی۔ گڈ بائے"

نامہ اپنا فیصلہ سنائے جارہی تھی، دیشا چینیختی رہی پر امتاب کے حکم کے مطابق دیشا کو اسکے لوگ بہت عزت و احترام سے لے کر گئے جبکہ روم میں آتے ہی وہ ڈور بند کرتی وہیں دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھتی گئی، اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا، کئی آنسو نامہ کی آنکھوں سے بہتے جارہے تھے، وہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے گرد بازوؤں کو پھیلانے بیٹھی جکڑے تھی تب بھی پورا وجود تکلیف سے لرز رہا تھا، جس ماں کی حسرت میں وہ پہروں روئی تھی، اک بار گلے لگنے کو ترسی تھی آج اس نے اسی ماں کو خود سے لگائے بنا جھٹک دیا

تھا، یہ کرنا نامہ کے لیے بہت مشکل تھا مگر وہ بہت سوچنے کے بعد بھی بس یہی حل نکال پائی تھی۔

اسکے ہاتھ میں پکڑا فون جو نیچے گر چکا تھا، رنگ کیا تو جیسے نامہ نے ہوش بھرا سانس بھرتے خود کو سنبھالا، نوح کی کال تھی تو وہ اپنے آنسو تک رگڑ گئی۔

"ج۔۔ جی نوح!"

نامہ نے جلدی سے لہجہ مضبوط کیا، وہ پارکنگ میں تھا، کچھ کیش کے لیے دوغان ولا جا رہا تھا، صارم اسے ڈراپ کرنے والا تھا۔

"نامہ! تم ٹھیک ہو۔۔۔ مجھے ٹنشن ہو رہی ہے۔ میں آ رہا ہوں گھر۔"

نامہ نے اپنے آنسو صاف کرتے اٹھ کر کھڑا ہوتے میٹرس تک قدم بڑھائے اور بیٹھی۔

"خود ڈرائیو نہیں کرنی۔ میں آتی ہوں لینے"

وہ منع کر گئی پر اسکی آواز بھیگی تھی۔

"صارم ڈراپ کر رہا ہے، تم وہیں رکو۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ میرا دل بیٹھ رہا ہے تمہاری ایسی آواز سن کر۔ دیشا سے سامنا ہوا کیا؟"

وہ ابھی کچھ نہیں بتا پا رہی تھی، آواز تک حلق کے پار دھنسی ہوئی تھی۔

"نوح! میں نے اک درمیانی راہ نکالی ہے۔ مجھ سے اس پر ناراض مت ہوئے گا۔ میں نے سمجھانے کا ارادہ ترک کر دیا کہ معاملہ تو میری سوچ سے زیادہ خراب نکلا"

وہ الجھی ڈراونی باتیں کر کے نوح کو اور پریشان کر رہی تھی۔

"کیسی راہ! فار گارڈ سیک ٹیل می نامہ"

وہ سخت پریشان ہوا۔

"میں بہت پیار کرتی ہوں آپ سے نوح"

وہ بولتے بولتے آواز کو کپکپانے سے روک نہ سکی۔

"یہ تو پتا ہے مجھے روح"

وہ دکھی ہوا۔

"ایک بار پھر جان لیں نوح۔ خیر میکاٹل انکل کا بتائیں"

وہ شاید ابھی بات نہیں کر پار ہی تھی تبھی ٹال گئی۔

"سرجری شروع ہونے والی ہے، کچھ کیش کے لیے گھر آ رہا ہوں۔"

نوح نے تفصیل دی۔

"کیش میں ٹرانسور کرتی ہوں آپکو۔ آپ میرے لیے گھر آجائیں۔"

نامہ کے پیار سے بلانے پر وہ مسکرایا پر ابھی بھی خوفزدہ تھا۔

"آتا ہوں نامہ۔۔"

وہ کہہ کر رابطہ توڑ گیا اور نامہ نے وہیں دہرا ہو جاتے اپنے بھاری سانس کو
سنوانے کی موہوم سی کوشش کی تھی۔

.._____..
"یہ سب کل ہوا، اف"

اماںل جو بابا اور فیروز صاحب کے ساتھ ناشتے کی میز کی طرف ہی روم سے
نکل کر جا رہا تھا، نوح کی کال اور صورتحال ساری بتانے پر ڈور کھولتے
رکا، مانیہ شاور لے رہی تھی، اٹھ وہ کافی دیر کے چکے تھے۔

"ہاں۔ مانیہ کو بتادو اسے علم ہونا چاہیے"

نوح نے ونڈو سے باہر جھانکتے کہا جبکہ صارم گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

"آپ نے نامہ کو یہ سب اچانک بتادیا بھائی؟ اتنا ستم۔ وہ ٹھیک نہیں ہوگی۔"

امائل نے کاوچ کی طرف قدم بڑھاتے بیٹھتے ہوئے اپنی کن پٹی مسلنے کے بیچ افسوس کا اظہار کیا۔

"جانتا ہوں پر تھوڑا تھوڑا درد دینا تو زیادہ مہلک ہے امائل، ایک ہی بار زخم کی گہرائی کا علم ہو تو اندازہ کرنا آسان ہوتا ہے کہ کتنا مرہم ریکوری کے لیے درکار ہے۔"

بات نوح کی بھی وزن رکھتی تھی جبکہ مانیہ جو شاور لیے بال ٹاول میں لپیٹے باہر نکلی، پہلی ہی نظر امائل پر گئی۔

"ٹھیک کہا بھائی آپ نے، صارم کی کیا کنڈیشن ہے، ڈاکٹورس کا اس پر اثر گہرا ہوا ہو گا۔ اور میکائل انکل کی طبیعت کیسی ہے؟"

مانیہ نے جب ڈاکٹورس کا سنا وہ ٹاول کھول کر ہینگ کرتی امائل کے پاس آرکی جو اسے دیکھتے ہی خفیف سا پریشان ہوا۔

"صارم بہت بہادر ہے رہی بات بابا کی سرجری شروع ہو رہی ایک گھنٹے تک۔ تم مانہ کو سنبھال لینا۔ پھر ہوتی ہے بات"

نوح نے چند تاکیدیں کرے رابطہ منقطع کیا۔

"جی بھائی"

امائل نے بھی اجازت لیتے کال آف کی جبکہ مانہ اسکے قدموں میں بیٹھی انہونی کے خدشوں میں گری سوالیہ نظریں امائل پر ڈالے ہوئے تھی۔

"ا۔۔ امائل۔ کس کی ڈائورس ہوئی۔ اور میکائل بابا کو کیا ہوا۔؟"

وہ ڈرتے ڈرتے امائل کے پریشان چہرے کو دیکھتے گھٹے گلے سمیت بمشکل بول سکی۔

"دو سال پہلے نوح ادا کا ایکسیڈنٹ تمہاری ماں نے کروایا، یہ حقیقت ثبوتوں کے ساتھ جب میکائل انکل کو پتا چلی انہوں نے دیشا صاحبہ کو طلاق دے

دی، اور یہی نہیں دودن دیشا کو سٹور میں قید رکھاتا کہ وہ نوح اور نامہ کی شادی میں کوئی زہر نہ گھولے، وہ کہیں نہیں گئی تھی اور کل رات اسی چکر میں دیشا نے قید سے نکلنے کو میکائل انکل پر کسی نوکیلی چیز سے وار کر دیا۔ وہ ہو اسپتال میں ہیں، کچھ دیر میں انکی کڈنی ایگز امینیشن سر جری ہے۔ اور نامہ اور صارم بھی ساری حقیقت جان گئے ہیں۔"

یہ سب ہی سوہان روح تھا، مانہ کا جگر چھلنی ہو گیا، آنکھیں آنسوؤں سے اٹ سی گئیں۔

"اوہ میرے خدا! اتنا سب۔۔۔۔۔ اما نل یہ کیا ہو گیا ہے"

وہ نم بالوں میں ہاتھ کی انگلیاں الجھاتی اٹھ کھڑی ہوتی شدید دکھ سے بولی کہ چہرہ مرجھایا اور آواز میں ٹوٹے کانچ کی چھنکار اتر آئی۔

"ہاں یہ سب بہت بھاری ہے لیکن حقیقت ہے، تم بڑی بہن ہو ان دونوں کی۔ تمہیں ہمت بننا ہے۔ حقیقی ماں مظالم اور وحشت پر اتر آئی ہے تو تمہیں

ماں بننا ہے ان دو کی۔ بڑوں کے حوصلے بھی بڑے ہونے چاہیں تبھی سب
سنجھتا ہے مانیہ۔ میری طرف دیکھو۔"

وہ اٹھ کر اسکے عقب میں رکتا اسکی دلجوئی کرنے کے بعد اسے پکڑ کر اپنے
سامنے لایا، جسکی پلکیں مکمل آنسوؤں سے بھیگ گئی تھیں۔

"ماما اتنی بے رحم کیسے ہو گئیں امانل، انکو زرا ترس نہیں آیا۔ نوح نے کیا بگاڑا
تھا، وہ تو ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔ اسے اتنی تکلیف کیسے پہنچا
دی۔ اسکے ہاتھ کی تکلیف ماما کی وجہ سے ہے، پھر نامہ کو اور صارم کو کیسے
سنجھالوں گی میں جب میرا اپنا دل ریزہ ہے"

وہ گہرے بھیگے سانس کھینچتی اپنی بے بسی کہہ رہی تھی تبھی امانل نے اسے
پکڑ کر خود سے لگاتے سینے میں بھینچ سالیہ۔

"میں ہوں ناں تمہیں سنبھالنے کے لیے، بی بریو۔ زندگی میں بہت کچھ جھیلنا
پڑتا ہے تب یہ ہماری سانسیں کچھ آرام پاتی ہیں۔ مجھے پتا ہے یہ مشکل وقت

ہے لیکن بھروسہ رکھو یہ کٹ جائے گا۔ بہت ہمت والی ہے میری
ڈارلنگ!"

وہ اسکے سینے لگ کر ساری گھٹن بانٹ لیتی تب شاید نامہ اور صارم کے سر کی
چھاؤں بننے میں کامیاب ہو جاتی پر ابھی بہت مشکل تھا، کچھ دیر تک مانیہ رو
کر دل ہلکا کرے بہتر ہوئی تب وہ ساتھ باہر آئے، خرد اور فیروز دونوں کو یہ
سب بتایا جو دگنے تڑپ اٹھے، پریشان ہوئے۔

جبکہ فیروز سلطان نے نامہ کو کال بھی کی پر اس نے کال تو نہ اٹھائی بس اک
میسج بھیجا۔

"میں شام میں ملتی ہوں آپ سے بابا، رونا سنجال کر رکھا ہے۔ مجھے میرے
بیوی ہونے کے فرض نبھانے ہیں۔ پھر آپ کی روتو بیٹی فرصت سے بنوں گی
جسے بہت تکلیف دی گئی ہے۔ پریشان مت ہوں، نوح میرے ساتھ ہیں"

فیروز صاحب کا دل نامہ کے پیغام سے اور کٹ گیا، لیکن وہ کچھ حوصلے میں اس لیے بھی تھے کہ نوح کا بڑا سہارہ تھا انھیں، فی الحال وہ دونوں خود تو نہ گئے پر مانیہ اور اما نل کو ہو اسپتال بھیج دیا تاکہ نامہ، نوح اور صارم کو کچھ ہمت ملے۔

.._____..

"اسے ہم سلوڈر گز دیں گے، دھیرے دھیرے اسکی حسیں عین مین سرجری کے بیچ کام کرنی چھوڑ دیں گی۔ یہ ڈرگ سپرے تمہیں اسکے آفس میں کروانا ہے، وریام ہو اسپتال کے کسی بھی سٹاف ممبر کو ساتھ ملاؤ۔ ہر روز اسکے تین سپرے آفس روم میں کرنے ہیں۔ یہ سلوری ایکٹ ڈرگزا اسکے لنگز میں جا کر اپنا کام شروع کر دیں گی۔"

صبح کے نو بج چکے تھے اور ارحم کو صابر مروان نے اپنے آفس بلوا کر ایک بوتل دی تھی جسکے بارے بریفنگ دیتے وہ سنجیدہ تھا۔

"بڑا سولڈ پلین بنایا ہے صابر سر، یہ کام ہو جائے گا۔ لیکن مین سرجری دو ہفتے بعد ہے، تب تک نوح کی حکمت عملی سکین کینسر کے سیلنز کو کھرچنے کے بارے ہے، یعنی دو ہفتے کیورٹیج کا پراسیس عمل میں لایا جائے گا اور دو ہفتے بعد فائنل الیکٹروسرجری۔ تو یہ آپکی ڈرگز مین سرجری تک کام دیکھائیں گی ناں؟"

ارحم اپنی ہر طرح سے تسلی کرنا چاہتا تھا۔

"یہ ڈرگز تمہاری سوچ سے بھی زیادہ خطرناک ہیں کہ آدمی کا بھیجا الٹ جاتا ہے، وہ نا تو کام کار ہوتا ہے نا اس ڈرگ کے اثر تک کسی عورت سے جسمانی تعلق بنانے کے، وہ غصے سے بھر جاتا ہے، لیکن یہ والے سائن دو ہفتے بعد ہی شوہوں گے۔ یہ ڈرگز جب وہ ان ہیل کرے گا تو بس اسکا حلق سوکھے گا اور کچھ نہیں، تم اپنا کام شروع کرو آج ہی۔ نادر بھائی کے پاس بس دو ہفتے باقی ہیں۔ اسکے بعد سب میرا ہو جائے گا۔ جاو"

نادر کی گندی منصوبہ بندی بہت خطرناک تھی پر کہتے ہیں ہر مجرم کوئی نہ کوئی غلطی ضرور کرتا ہے، اب انتظار تھا صابر مروان کے اسی اک بھٹکے قدم کا، ارحم نے کام ہو جانے کی بھرپور یقین دہانی کروائی اور آفس سے نکل گیا۔

.._____..

وہ گاڑی کا ہارن سنے نیچے آئی تھی پھر باہر نکلی تو صارم اور نوح کو دیکھے اسکا دل سا بھرا، نوح کسی کال پر وہیں رک گیا جبکہ صارم نے جب نامہ کو دیکھا وہ اسکی طرف بڑھا، دونوں کی آنکھوں میں ایک سی تکلیف تھی، صارم نے پاس رکتے اپنی درد کرتی نظریں جھکائیں اور نامہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دبائے، نامہ کو اس پر پیار و ترس ساتھ آیا۔

"مانیہ آپ میری بہن ہیں یہ ہمیشہ سے پتا تھا پھر بھی ہماری کبھی وہ بانڈنگ نہیں رہی جو میری آپ سے چند دن میں بن گئی۔ وہ ہوتا ہے ناں آپو، کہ ساری بہنیں ایک سی لاڈلی نہیں ہوتیں۔ آپ کو دیکھتے ہی پیار ہو گیا تھا۔ مانیہ

آپی تھوڑی پاگل جذباتی اور چنچل کے ساتھ جنونی ٹائپ کی تھیں، ان سے شفیق والے احساسات کبھی نہیں ملے کہ میں کلوز ہو پاتا لیکن آپ کی تو ڈانٹ میں بھی ممتا تھی، فکر اور پیار تھا۔ پھر جب آپ روئیں کہیں اندر تکلیف ہوئی۔ اس لیے کہ آپ کے اندر وہ والی شفقت چھپی ہے جو میری تلاش تھی اور میں اپنی کمیوں کو آپ کے سبب پورا کرنے کی انہونی خواہش کر بیٹھا۔ اور اب کل جب پتالگا آپ واقعی میری بہن ہیں، ظالم ماں رکھتا ہوں یہ درد آدھا ہو گیا۔ مجھے زندگی کا سب سے بڑا دکھ اور سب سے بڑا سکھ ایک ساتھ ملا، دکھ یہ کہ میری ماما بہت بری ہیں اور سکھ یہ کہ آپ میری بہن ہیں۔"

نامہ اسکے اک اک لفظ پر تڑپی، وہ سچ میں بہت پیور سول تھا جو اتنا گہرا تھا جیسے سمندر کی ساتویں تہہ اور وہاں سیپ بھرے موتیوں سمیت دھری تھیں، اس نے نامہ کے دونوں ہاتھ چومے تو نامہ کی آنکھیں سی بھگنے لگیں۔

"سب ٹھیک ہو جائے صارم، پریشان مت ہو۔ میں اور مانہ ہیں تمہارے پاس۔ تمہیں کسی کی کمی نہیں ہونے دیں گی ہم"

وہ چاہتی تھی وہ ایسے روئے نہ ورنہ وہ بھی ٹوٹ کر بکھر جاتی۔

"مانہ آپ تو ہم دونوں کے پاس ہیں، لیکن ہم دونوں بھی ایک دوسرے کے پاس ہیں سپیشل والے۔ کیونکہ آپ وہ ہیں جسے میرے دل کی بھائی کے بعد گھٹن نظر آئی تو سمجھ جائیں کتنی قیمتی ہو گئی ہیں۔ بھائی تو ہمیشہ تھے بس میں ہی ستانے والی مشین تھا، وہ آپ کے بقول تھوڑا بگھڑا"

وہ اختتام تک خود ہنسا اور جیسے نامہ کا ایک ہاتھ چھوڑے اپنی آنکھ رگڑی، نامہ نے دوسرا ہاتھ بھی چھڑواتے اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے حوصلہ دیتی نظروں سے اسی کی طرح مسکرا کر دیکھا۔

"اب تو زرا بگھڑے نہیں لگتے، بہت پیارے ہو گئے ہو۔ اب تم گلے لگ سکتے ہو، تمہارے بھائی کی مجال نہیں جو ہمیں روک سکیں"

نامہ دیکھ سکتی تھی کہ کیسے صارم کی آنکھوں کی تڑپ اسے گلے لگانے کا عندیہ دے رہی تھی۔

"پکاناں؟"

وہ دونوں بیک وقت پیچھے گھومے جہاں وہ فون کال پر مصروف لان میں جاچکا تھا کیونکہ لگ رہا تھا کال اہم ہے، نوح کا دھیان بھی ان دو پر نہ تھا۔

"ایک دم پکا"

وہ مسکرائی تو صارم نے بازو کھولتے نامہ کو اپنے گلے لگایا کیونکہ بہر حال وہ نامہ کے مقابلے میں تو مضبوط ڈھال ہی تھا اسکی، بھائی کا احساس کیا ہے یہ کتنا خوبصورت سکھ تھا نامہ نے بھی آج جانا۔

"میں نے آج تک صرف نوح بھائی کو آئی لوویو کہا، آج آپکو بھی کہہ رہا ہوں۔ ہاں اگر مانیہ آپونے بھی تھوڑی شفقت لٹائی تو انھیں بھی کہہ دوں

گا۔ ویسے اماٹل بھائی نے انکو بندی تو بنا ہی دیا ہے، مجھ سے زیادہ بگھڑی چیز تھیں وہ موصوفہ "

وہ روبرو ہوا تو نامہ نے اسے برہمی سے آنکھیں دیکھائیں جس پر وہ شریر مسکرایا۔

"بری بات! وہ بہن ہے ہماری وہ بھی بڑی۔ خیر تم جاو میکانل انکل کے پاس۔ ہم تھوڑی دیر میں وہیں آتے ہیں"

نامہ نے اسے نرمی سے تاکید کی جس پر صارم واپس اداس سا ہوا۔

"ٹھیک ہے آپو جانناں۔ میں نکلتا ہوں۔"

وہ نامہ کو پیار بھری مسکراہٹ سے نوازے خود واپس بڑھا اور نوح سے نظر

ملتے ہی بھائی کو جانے کا اشارہ کیا جس پر نوح نے سر ہلایا جبکہ خود نوح کی نظر

نامہ پر تھی جو ہلکی ہلکی نکلی سنہری دھوپ کی کرنوں میں کھڑی کچھ زیادہ ہی

چمک رہی تھی۔

"ٹھیک ہے امتاب! تم تمام کاروائی مکمل کرو۔ میں شام میں چکر لگاتا ہوں"

نوح نے اپنی کال بند کی اور سپاٹ نظروں سے نامہ کو دیکھتا ہی اسکی طرف بڑھا جو اس سے پہلے اسکے گلے لگتی، نوح نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر روک لیا۔

"تم نے اس عورت کو اریسٹ کروادیا، صرف اس لیے کہ نہ تم مجھے قاتل دیکھ سکتی ہو نہ اسے مرتا۔ لیکن کیا اس عورت کی عمر قید سہہ لوگی۔ موت آسان نہیں تھی نامہ؟ یہ ساری عمر کی پھانس سینے پر لے کر کیسے جیو گی۔ بولو"

وہ سخت دکھی تھا، نامہ کا دکھ پھر بھی اس شخص کے کرب پر حاوی تھا۔

"ایک دو سال کی سزا کافی ہے ناں"

نامہ کا گلا سا بیٹھا۔

"جی نہیں نامہ۔ جو کچھ تم نے کمپلین میں کہا، میرے ایکسیڈنٹ کا بھی جوڈر اٹیمینٹ ہے۔ تمہاری ماں دس بیس سال باہر نکلنے سے رہی۔"

نامہ کا چہرہ تاریک پڑا۔

"کیا کمپلین واپس لے سکتی ہوں؟"

وہ ہچکی سی بھر گئی جس پر نوح نے کوئی جواب نہ بن پانے پر اسے پکڑ کر اپنے سینے میں چھپا سالیہ۔

"ایف آر درج نہیں ہوئی، تمہاری وہ چالاک ماں مکر چکی ہے۔ کہہ رہی ہے ایکسیڈنٹ میں اسکا ہاتھ نہیں وہ میری گاڑی کی بریکس فیل کرنے والا آدمی جھوٹا ہے جبکہ بابا پر حملے کے بارے اسکا کہنا ہے یہ سلیف ڈیفینس میں ہوا۔ ایف آئی آر بلفرض درج ہو بھی گئی تو اسکا وکیل ایک ہفتے میں ضمانت کروالے گا، پھر سے وہ آزاد۔ تمہارے لیے یہ اشارہ ہے نامہ۔ وہ عورت

موت کے سوا کسی طاقت سے نہیں رکے گی۔ پھر بھی تمہارا کہا سر آنکھوں پر میری روح"

نامہ کا پورا وجود درد سے اٹ سا گیا، وہ گہرے گہرے سانس نوح کے سینے میں چھپ کر بھرنے لگی۔

"آپ نے ایسے مجھے ڈرایا تو میں چلی جاؤں گی"

سینے لگی ہی وہ اٹکتے لہجے میں بولی جس پر نوح نے اسے پکڑ کر روک دیا۔

"میں تمہیں ڈرا نہیں رہا۔ حقیقت بتا رہا ہوں۔"

نوح نے اسکی آنکھوں میں اس یقین سے دہشت سی اتار دی۔

"وہ کہہ ک۔۔ کر گئی ہیں آپکو مار دیں گی۔ میں کیا کروں ن۔۔ نوح۔ انہوں

نے کہا ہے آپکا بچا صرف اس صورت ہے جب میں آپ سے ڈائورس

لوں"

نامہ کی آنکھیں سیل رواں سے تر ہوئیں پھر نوح کو کھودینے کا درد اس کے
پورے وجود پر طاری ہوا۔

جبکہ نوح نے اسکی ٹھوڑی پکڑتے جھکتی آنکھوں کو اوپر اٹھاتے اسے خود کو
دیکھنے پر مجبور کیا۔

"اور تم میرے بچاؤ کے لیے کس حد تک جاو گی نامہ؟"

وہ ایسے بے رحم سوال سے پہلے خود بھی بہت تکلیف سے گزرا اور نامہ کا بھی
یہی حال ہوا۔

"کسی بھی حد تک۔۔"

وہ بے خوف ہوئی جبکہ زندگی میں پہلی بار نوح کو اس لڑکی سے ڈر محسوس
ہوا۔

"مجھے چھوڑ بھی دو گی؟"

نوح کی ہیزل آنکھوں کا رنگ یکلخت مزید دردناک ہوا تھا، وہ گہرا سانس بھرتی اسکے ہاتھ سے ہاتھ چھڑواتی دو قدم دور ہوئی پھر نوح کو آزدگی سے دیکھنے لگی۔

"پتا نہیں۔ لیکن میں کچھ مزید برابر داشت نہیں کر پاؤں گی۔ مجھے خود کو ہینڈل کرنا ہوگا۔ آریا پار۔ آپ نے ٹھیک کہا تھا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی نوح۔ میرا سوچنے سمجھنے کا سسٹم بالکل جام ہے۔"

وہ بہت زیادہ الجھی اور دماغی ابتری کا شکار تھی تبھی تھک ہار کر اندر چلی گئی جبکہ نوح کے فون پر وریام ہو سپٹل سے بلاوے کا میسج تھا جیسے دیکھے وہ مزید اریٹٹ سا ہوا۔

پھر فضا میں گہرے گہرے سانس یوں خارج کیے جیسے وہ دل پر بھاری بوجھ ہوں، وہ پیچھے ہی نامہ کو دیکھنے گیا تھا کہ کہیں وہ لڑکی پھر نہ رو رہی ہو لیکن وہ اپنی سیلز پہن رہی تھی جب نوح روم میں آیا، وہ اسکے ساتھ ہو سپٹل جانے

والی تھی تبھی ہیلز پہنے ڈریسنگ کے سامنے رک کر اپنے بالوں کو بھی شائنی فریگرٹ آئل سپرے کیے برش کیا، نوح اس سارا وقت ڈور کے ساتھ لگ کر کھڑا نامہ کو ہی دیکھ رہا تھا، وہ اس کے ہر ہر موو پر نظریں جمائے نامہ کے اندر کی ہلچل اس کی باڈی لینگوئج سے محسوس کر رہا تھا۔

"مجھے نادر صاحب کا کیوریٹج سیشن کرنا ہے، ایک گھنٹے کے لیے وریام ہو اسپتال ڈراپ کرنا مجھے پھر ہو اسپتال چلیں گے۔ آئی ایم سوری نامہ تمہاری زندگی کا ہر لمحہ تھکن سے بھر دیا ہے میں نے۔ مجھے افسوس ہے اس پر"

وہ اس کے افسردہ لہجے کو برداشت نہ کرتی پلٹی، ہاں نوح کی موجودگی میں درد کی شدت کچھ کم ہوئی تو دماغ اذیت اور سکون کے بیچ فرق کرنے لائق ہوا، وہ اسے افسوس کرتا آخر کیسے قبول ہوتا۔

"لیکن آپ کو دیکھ کر تو مجھے ہوش آیا میں ظالم بن جاتی ہوں بہت بار، آنکھیں اٹھائیں۔ دوبارہ مت جھکائیے گا"

نوح نے ٹیک چھوڑی اور اسکی طرف بڑھا۔

"ادھر آئیں میرے ڈر دور کریں نوح ادا دو غان، میری حالت! سنورنے کے لیے آپکے چند روح جکڑتے لفظوں کی محتاج ہے"

وہ اسے بازو پھیلائے اپنے پاس بلا رہی تھی اور ان قدموں کی مجال جو دل سے اختلاف کرتے۔

"تمہیں لگتا ہے نامہ کہ میں تمہارے ساتھ محفوظ نہیں۔ تو دم کرو، آیت الکرسی پھونکتی رہو، جیسے چاہے ڈھال بن جاؤ، پل پل نظر اتارو، سارے حربے آزماؤ پر یہ نہ کہو تم مجھے چھوڑ دو گی۔ تمہارا میری زندگی میں ہونا اگر تمہارے بقول تکلیف ہے تو تمہارا ہونا تکلیف کی سب سے بگھڑی اور لاعلاج قسم ہے۔ میں مزید عارضے اپنی جان پر برداشت نہیں کر سکتا میری روح! میں تم سے کبھی دور ہونے کا حوصلہ نہیں جمع کر پاؤں گا، تم سن رہی ہو؟"

وہ قریب آیا، ان مٹھلیں باہوں کے حصار میں آکر رکا، اس نے سارے طریقے بتادیے تھے، اب نامہ مر سکتی تھی اسے چھوڑنے کا خیال سوچنا گناہ ہو گیا تھا۔

"نہیں چھوڑ سکتی۔ چھوڑ بھی دوں تو بیچ کی محبت اور کشش کچھ ٹوٹنے یا علیحدہ ہونے نہیں دے گی۔ مجھے کوئی حل بتائیں۔ میری ساری مجبوریاں پتا ہیں آپکو۔"

نوح بھی اسی کی طرح اداس تھا، لیکن کچھ سوچ بھی رہا تھا، نامہ کو ایسے بیچ لٹکنے کی افیت سے کیسے گزرنے دیتا۔

"کیا ہم ابھی کے لیے یہ ٹاپک بند کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ اپنا سیشن اور بابا کی سرجری برداشت کر لینے دو پھر ہی کچھ دماغ کام کرے گا۔ تمہاری ایسی اتری شکل مجھے مزید سٹریس دے گی نامہ۔ کچھ وقت ملے گا روح؟"

وہ خود بھی سخت گھبرائے لہجے میں منت کراٹھا کہ نامہ کو چار و ناچار اپنی تکلیف اک طرف کرنی ہی پڑی۔

"ملے گا۔ تو سنیں سارے نشان گن لیے ہیں میں نے، لگ بھگ پندرہ سولہ حملے کیے ہیں آپ نے مجھ پر۔ آپ بتائیں سکریچیز گن چکے ہیں یا میری مدد چاہیے؟"

وہ لمحے میں موڈ بدلتی زرانوح کے لیے اسکا سکون بننے کی کوشش میں مسکرائی تو نوح نے اسکو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا، اس وقت نوح کو بس یہی چاہیے تھا۔

"ہاں چاہیے مدد، کیونکہ تم نے تو تباہی مچادی ہے میں نہیں گن سکوں گا اکیلے۔ battlefield کیا ملا، تم نے تو باجی کی پر اپرٹی سمجھ لی۔ ہنہ۔ لیکن ابھی چھوڑو۔ ابھی بس میرے گلے لگی رہو۔ کچھ دیر دلوں اور روحوں کو سکون ملنے دو۔ پھر باقی معاملات دیکھتے ہیں"

وہ اسے مسکراہٹ دینا جانتا تھا، اسے شرم و لاج دلانا بھی اور اپنے آخری جملوں سے ثابت کر گیا وہ سچ میں نامہ کی روح کا حصہ ہے، دونوں کو ان بازوؤں کی گرفت میں سارے کرب آدھے محسوس ہو رہے تھے۔

.....

جب تک صارم ہو سپیٹل پہنچا، مانہ اور امانل آچکے تھے، مانہ تو اسکو دیکھتے ہی گلے لگی جبکہ بہن بھائیوں کا جذباتی پیار و لڑا مانل کو اداسی میں لپیٹی مسکراہٹ دے گیا کہ کیسے ایک بھونچال نے تینوں بہن بھائیوں کو آپس میں جوڑ دیا ہے۔

"تم ٹھیک ہو صارم؟"

مانہ نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اسکی آنکھوں سے اسکے درد کا جائزہ لیتے پوچھا۔

"جی مانہ آپی! نامہ آپو سے پیار اور لاڈ کی بھرپور ڈوز لے کر آرہا ہوں۔ ٹھیک کیسے نہ ہوتا"

صارم کے شرارتی سے جواب نے مانہ کا ڈولتادل جگہ پر لایا جبکہ امانل کو بھی صارم سے اس زندہ دلی کی توقع نہ تھی۔

"باقی میرے سے لے لینا۔ فکر ہو رہی تھی تمہاری"

مانہ نے اداس سا مسکراتے آہستگی سے اسے گلے لگایا کیونکہ ابھی مانہ کے سٹیچیز نہیں کھلے تھے تو وہ پین فیل کرتی، صارم نے بھی پورا دھیان رکھا۔

"مجھے ہوا میں اڑا رہی ہے آپ سبکی میرے لیے فکر۔ آپ ٹھیک ہیں آپی؟"

صارم جانتا تھا باپ الگ ہوں پر ظالم ماں کا دکھ تو بہر حال سانجھا تھا۔

"ہوپ سو جلد ہو جاؤں۔ تم فکر مت کرو۔ میکائل بابا ٹھیک ہو جائیں

گے۔ آو بیٹھتے ہیں"

وہ اسے لیے نشستوں کی طرف جا کر بیٹھی تو صارم نے اپنی بازو گرد پھیلائی تو مانیہ افسردہ سا شفیق مسکراتی اسکے ساتھ جا لگی جبکہ سر جری شروع ہو رہی تھی اسی حوالے سے میکائل کی ڈاکٹر سے بات ہو رہی تھی۔

"سر جری شروع ہو چکی ہے، تم دونوں کچھ کھاو گے؟"

مانیہ نے ناشتہ بہت بے دلی سے کیا تھا جبکہ صارم نے رات سے بس دو کپ کافی کے پیے تھے تبھی امائل کو دونوں کی فکر تھی، مانیہ کا تو دل نہیں چاہ رہا تھا پر اس نے صارم کے لیے ہامی بھری۔

وہیں ارحم نے ہو سپٹل کے ایک ایسے آدمی کو ساتھ ملا لیا تھا جو زیادہ تر نوح کے آفس اور اسکے روم کی صفائی کرتا تھا، جس وقت نامہ اور نوح وریام ہو سپٹل پہنچے اس سے پانچ منٹ پہلے ہی اس ملازم نے نوح کے آفس سائیڈ میز اور رولنگ چیئر کے پاس اس ڈرگ کے تین سپرے کیے جبکہ خود اس نے ناک پر ماسک پہن رکھا تھا اور سپرے کرتے ہی وہ باہر نکل گیا، نامہ نے

نوح کو ڈراپ کیا جبکہ نوح نے اسے روک لیا تھا کیونکہ دونوں نے ناشتہ نہیں کیا تھا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے نوح"

وہ اسے سیدھا فوڈ میس ہی لے کر جا رہا تھا جب وہ اسکا ہاتھ کھینچتی باہر ہی روک گئی۔

"ایسا ناممکن ہے، کل رات کے بعد تو تمہیں مجھے بھی کھا جانا چاہیے تھا۔ ویسے بھی اب تمہیں اپنی انرجی روز میرے ساتھ بانٹنی ہے تو کھانے پینے کا پراپر دھیان رکھو اپنے"

وہ اسکے گریز کو جس بے باکی سے ہوا میں اڑا گیا، نامہ کان کی لوتک سرخ ہوئی۔

"ہاں۔ کیا کچھ غلط کہا نامہ؟ کیا ہمارے بیچ سب دوریاں ختم نہیں ہو گئیں۔ اب میں شوہر ہوں جسے اکثر تم چاہیے ہو گی اور تم بیوی جسے میسر رہنا ہو گا ہر لمحہ"

وہ نامہ کے شذر و شرمیلے تاثرات پر اسکے لیے فوڈ میس کا گلاس ڈورپش کرتا سا تھ لیے اندر بڑھا اور جتاتے پوچھا تو نامہ نے فوراً نظریں گھبرا کر نیچی کر لیں۔

"بولوناں"

اس سے پہلے وہ مزید اکساتا، نامہ نے سخت گھبراتے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا کہ وہ اسے اسکے علاوہ خاموش نہیں کروا سکتی تھی، نوح کی ہیزل آنکھوں میں مستی سی مچلی۔

"ہاں بس ایسے چپ کروادیا کرو مجھے تم"

وہ اسکی ہتھیلی ہٹائے ایک خوبصورت سی میز چوز کرے نامہ کے لیے خود
کر سی پیچھے کرتے ساتھ ساتھ برہم بھی ہوئے جارہا تھا، نامہ نے بیٹھنے کے بیچ
پر اس آفت پر ہی نظریں جمائے رکھیں۔

نوح نے اپنے اور نامہ کے لیے کافی فریش اور انرجیٹک ناشتہ منگوایا، جن
میں کاربوہائیڈریٹس بھی تھے، پروٹین بھی انرجی بھی، جیم، ہنی، فروٹس،
dolma یعنی یہ ایک ترکش ناشتے کی ڈش ہے جو انگور کے پتوں میں چاولوں
کو لپیٹ کر بنائی جاتی ہے جبکہ اور menemen بھی جو درحقیقت سکر مبلڈ
ایگ ہے۔۔ سو سبجیز ایگ آملیٹ، ساتھ ترکش ٹی اور جوس بھی۔

نامہ نے تو بس جوس کا گلاس لیا باقی کھانے پینے کے لوازمات دیکھ کر اسکا دل
نہ کیا کسی چیز کو چھوئے۔

"نامہ! کچھ تو کھاو"

وہ خود جیسے کھا رہا تھا، چاہتا تھا وہ بھی کچھ کھالے، رات سے دونوں نے کچھ نہیں کھایا تھا۔

"نوح پلیر، بالکل بھوک نہیں ہے۔ میں نے کافی پی تھی شاید اسی سے فل ہو گئی ہوں"

نامہ نے سخت دکھی و شرمندہ ہوتے انکار کیا جبکہ نوح اسے دیکھنے لگا کہ یہ لڑکی ہوا پر زندہ ہے۔

"صرف کافی! اف نامہ مجھے لگتا ہے تمہیں اپنے ہاتھ سے ناشتہ کروانا پڑے گا اب مجھے۔"

وہ کہتے ہی اپنی جگہ سے یکنخت اٹھا اور جب نامہ کے ساتھ کرسی گھسیٹی تو وہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی، نوح اس کے ساتھ ہی جڑ کر بیٹھا نامہ کے لیے ناشتے کی پلیٹ بنانے لگا۔

"ن۔۔۔ وح!"

وہ کسی کے انھیں یوں دیکھ لینے کے ڈر سے منمنائی۔

"ایک دم چپ، مزاق سمجھا ہے تم نے اپنی ہیلتھ کو۔ مجھے نہیں یاد کب میں نے تمہیں رغبت سے کچھ کھاتے دیکھا ہے۔ نہیں ہوتا تمہارا فکر خراب، ویسے بھی شادی کے بعد کافی چینیج آ جاتے ہیں تو ڈونٹ وری۔ مزید خوبصورت ہو جاو گی زرا سافٹیٹ آ بھی گیا تو"

وہ ڈرنے سے یلکھت اداس سا مسکرائی جب نوح نے بائیٹ بنا کر خود اسکے ہونٹوں تک لائی اور بڑی اماں کی طرح اسے سیکھ بھی دے رہا تھا کہ اب وہ کیسے خود کا دھیان رکھنا ہے۔

"نہیں آسکتا، میں بنی ہی سمارٹ رہنے کے لیے ہوں۔ کیونکہ میں اتنا سوچتی ہوں کہ مجھے کچھ کھایا لگتا ہی نہیں۔ ایسا ہمیشہ میرے ڈاکٹر نے کہا کہ نامہ چست بچی ہے، اس کی باڈی کافیٹ سے کوئی تعلق نہیں۔"

وہ جلدی سے بائٹ لیتی وضاحتیں دینے لگی جبکہ ہر لڑکی کی طرح نامہ کو بھی موٹے ہونے سے ڈر لگتا ہے یہ نوح نے جب فیل کیا تو اسے دیکھتا کب مسکرایا خبر نہ ہوئی۔

"دیکھو چیلنج مت کرو مجھے، دو تین راتیں اور گزرنے کی دیر ہے تمہارا وزن اپنے آپ بڑھنے لگے گا۔ اپنے ہسبنڈ کی طاقت کو اندر اسٹیٹ نہ کرو روح۔"

نامہ نے شکایت سی بھوری آنکھوں میں بھری جیسے کہہ رہی ہو وہ ہمیشہ اسے یونہی گھبراہٹ و شرم میں ڈال دیتا ہے اور وہ کوئی جواب نہیں دے پاتی۔

"یہ باتیں ہر جگہ کرنے والی نہیں ہیں نوح"

نامہ نے اپنے گال کو چھوتے بالوں کو کان کے پیچھے سمیٹتے نظریں سی جھکاتے نوح کو ٹوکا۔

"ہاں۔ تمہیں دیکھ کر اسکا احساس ہوا ابھی۔ ہر جگہ کیس تو تم ہر وقت ریڈ ریڈ ہوتی رہو گی۔ پھر نظر لگنے کا زیادہ خطرہ ہے۔"

وہ بولتے اختتام تک اپنی ناک میں ہوتی ایچنگ پر نامہ کو دوسری بائٹ کھلائے اٹھا اور وہاں سے چلا گیا، نامہ نے پریشان ہوتے نوح کو دیکھا جو واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں دو ماسک اور ٹشوز تھے۔

"کیا ہوا نوح"

وہ پاس بیٹھا تو نامہ نے اسکی ریڈ ہوتی ناک دیکھتے پوچھا۔

"فلو فیل ہو رہا ہے تبھی سوچا بروقت احتیاط کر لوں۔ تم بھی ہو سپٹل میں جتنی دیر رہا کرو ماسک پہنا کرو۔ یہ سیو ہے۔ رکھو اسے"

نامہ نے فوراً سے ماسک پہن کر اسے کانوں کے تھر وائیڈ جسٹ کیا تو نوح نے مسکرا کر ماسک اسکے منہ سے ہٹایا تو وہ شرارت بھرا مسکرائی۔

"کتنی تیز ہو تم، منہ چھپالیا تا کہ ناشتہ نہ کرنا پڑے۔ ناشتہ تو میں تمہیں آج تکڑا کرواؤں گا۔ اور اب سے یہ ہر روز ہو گا"

نوح نے فورک کی مدد سے اس بار نامہ کو یہاں کا سپیشل سو سیجیز آملیٹ ٹرائے کروایا جو کافی کریبی اور میٹی تھا، اور اس پر منٹ اینڈ یو گڑٹ مصالحہ فلیور اک الگ ہی ارومہ چھوڑ رہا تھا جو بھوک کو بڑھاوا دینے میں معاون تھا۔ نوح نے خود بھی ماسک پہنا پر ابھی دونوں نے منہ سے ہٹا رکھا تھا، آج موسم حسین تھا، ہلکی ہلکی دھوپ نے از میر کو مزید روشن سا کر رکھا تھا، فوڈ میس کی ونڈوز سے چڑھتا ہوا سورج با آسانی دیکھا جاسکتا تھا۔

اسکے بعد نوح نے نامہ سے صابر مروان کے بارے انفارمیشن لی، ویسے تو ان میں سے اکثر چیزیں اب نوح کو معلوم تھیں لیکن پھر بھی نامہ نے اسے کچھ ایسی جگہوں پر جاتے دیکھا تھا جو نوح کا شک مزید پختہ کر چکا تھا۔

"نوح! ہم نے جو آپ کی اجازت کے بنا آپ کا لاکر کھولا اسکے لیے بہت شرمندہ ہوں میں"

نامہ ناشتہ کر چکی تھی بس اپنا جو س چھوٹے چھوٹے سیپس لے کر پی رہی تھی، جبکہ نوح نے بلیک ٹی لی تھی، وہ نامہ کو دیکھتے اسکی گال سہلاتا مسکرایا۔

"اٹس اوکے، بابا سے اس بارے شکوہ کر چکا ہوں۔ وہ ایک نمبر کے ایموشنل بلیک میلر ہیں جانتا ہوں۔ بس اتنا چاہتا ہوں جو کرو مجھے بھلے بعد میں سہی پر بتا دیا کرو۔ شاید میں نقصان کی شدت کم کر سکوں"

وہ اسکی ریکوسٹ پر فوراً سر ہلاتی مسکراتی، پھر دل چاہا وہ اس سے پراپرٹی کے پیپرز کے بارے بات کرے لیکن ہمت نہ پڑی جبکہ اب لا کر میں ایک فائل کا اضافہ ہو چکا تھا جو نامہ کے سلطان والا کے حاکمیت اور اونر شپ کے پیپرز تھے، ایک انسٹالمنٹ رہ گئی تھی جسکے بعد گھر نامہ اور فیروز کو واپس مل جاتا اور نوح کی پوری کوشش تھی کہ اب یہ راز محفوظ رہے۔

"آپکا کیوریٹج سیشن ہو گا آپ جائیں، میں تھوڑی دیر لان میں واک کرنا چاہتی ہوں۔ پھر آپکے آفس آ جاؤں گی"

نامہ کو لگا شاید وہ اسکی وجہ سے بندھا ہے تبھی آزاد کیا مگر ابھی سیشن کو دس منٹ تھے۔

"میرے آفس میں بھی ماسک پہن کر رکھنا، میں نہیں چاہتا میرے جر مز تم تک پہنچیں۔ مجھے لگتا ہے کل بھگنے کی وجہ سے ایفیکٹ ہو امیرا ایکسٹرا سینسیٹو ناک۔ تم بروقت کئیر کرو نامہ۔ آگے ہی اتنی سی ہو۔ تمہارا بیمار پڑنا افورڈ ایبل نہیں"

وہ چائے پینے کے ساتھ اپنے سٹاف سے بھی میسج پر کنکٹ تھا جو نادر صاحب کا پری کیوریٹج پراسیس ڈن کر رہے تھے، نامہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگئی۔

"میں خیال رکھوں گی اپنا، اتنی سی نہیں ہوں۔ آپ کے برابر آتی ہوں"

آخری دو جملے جیسے وہ نظریں پھیر کر جتا رہی تھی نوح نے فون میز پر اوپن ہی چھوڑتے نامہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبایا تو وہ فوراً اسے دیکھنے لگی۔

"تمہیں جب جب چھوتا ہوں، تمہارا جسم سانس لیتا، پھلتا پھولتا محسوس ہوتا ہے مجھے نامہ۔ یہ کوالٹی اتنی سی لڑکی میں ہو بھی نہیں سکتی تھی۔، یہ قوت میرے نزدیک پوری دنیا میں بس تم میں ہے۔ میری سٹرونگ ووین! یہ وجہ ہے کہ تم میری روح بنی۔ تم روحِ ادا بنی"

روح زمین پر یہ ایسا منفرد اعتراف تھا جو روح کے درپچوں تک اتر اتر دزائل کر سکتا تھا۔ اور یہ اظہار، نوح! نامہ سے کر رہا تھا۔

"نوح۔۔"

وہ محبت بھرا شکوہ کناں ہوئی پر وہ اس کے ہونٹوں پر سرسری سی بے خود نظر ڈالے نامہ کو خاموش کر وا گیا۔

"رہی بات برابری کی نامہ تو میں چاہتا ہوں ہر معاملے میں تم میرے برابر ہی رہو۔ کبھی خود بھی میری طرف بڑھو اور کہو یونینڈمی، میری مرضی میں راضی ہونے اور خود میری طرف قدم بڑھانے میں بہت فرق ہے"

نامہ نے اسکے ہاتھ کو دیکھتے پھر وہ محبت سے بھری نظریں دیکھیں جن کا اب بھی ارمان ادھورا تھا، نامہ کو حیرت ہوئی وہ اسے اتنی مل چکی ہے جتنی خود کو بھی میسر نہیں پھر بھی وہ کیوں اسکی اتنی تشنگی و طلب سے بھرا ہے۔

"کوشش کروں گی"

وہ حیا نشین نظریں کہتے ہی جھکا گئی۔

"آج؟"

نامہ نے اسکے اک مدہوش لفظ پر خوفزدہ ہوتے پھر چہرہ اٹھا کر نوح کو رحم طلب اکھیوں سے دیکھا۔

"آپ اتنی ٹنشن میں ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں، جارہی ہوں میں واک کرنے۔"

وہ جواب نہ بن پانے پر ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی پر نوح نے مسکراتے اس کی کلائی اچکی اور روکا، ٹیک لگائے وہ بڑی مست نظروں سے نامہ کو آنچ دیتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ایک ہفتے کے اندر اندر؟"

وہ اتنی بڑی رعایت دے گیا کہ نامہ کو اس بندے پر رج کر پیار آیا، لیکن وہ مزید پھیل گئی۔

"ایک مہینے کے اندر"

نامہ نے بھی اپنے حوصلے کے عین مطابق شرط سامنے رکھی۔

"منظور ہے لیکن تمہارا میری طرف بڑھنا ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا میرا تھا"

نوح کی فرمائش نامہ کے چہرے پر سرخیاں چھلکا گئی۔

"اس سے زیادہ خوبصورت ہو یہ بھی کوشش کروں گی"

وہ اسے شرم سی آڑے آنے پر بنادیکھتی ہاتھ چھڑوائے باہر لان ایریا میں چلی گئی جہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے، وہ اپنی چائے فش ہونے تک نامہ کو دیکھتا رہا پھر مسکراتا ہوا ہو سہیل کی طرف بڑھ گیا، نادر مروان کا کیوریٹج سیشن پونے ایک گھنٹے پر محیط تھا، اس بیچ نامہ لان میں ہی رہی، نوح جب اپنے آفس آیا تو ہاتھ منہ دھونے کے سبب جب اس نے ماسک ناک سے ہٹا کر اتارتے رکھا تو اسے لگا عجیب بدبو سی اسکے ناک میں چڑھی ہو، نوح نے رک کر ارد گرد نظریں بھی گمائیں پر ایسا تو کچھ نہ تھا، ایون ڈسٹ بن تک خالی اور کلین تھا، نوح کو لگا اسکا گلا یکدم خشک ہو گیا ہو۔

بہر حال وہ واش روم گیا، ہاتھ منہ دھو کر ٹاول سے کلین کیے باہر آیا اور پیاس سی محسوس ہونے پر اس نے بوتل ہی اٹھا کر کیپ کھولے منہ سے لگالی

لیکن ستم کے اچھا خاصا پانی پینے کے باوجود نوح کے حلق کی کنڈ لیشن وہی تھی، نوح نے اسکو فلو سے ہی ریلیٹ کرتے کچھ اینٹی بائیوٹک ٹیبلس لیں جو موسمی اثر سے بروقت نوح کو بچاتیں اور ماسک پہنتا وہ آفس سے باہر نکل گیا اور اس نے محسوس کیا جیسے گلے کی خشکی باہر نکلتے ہی زائل ہو گئی ہو تبھی نوح کو یقین ہوا کہ یہ بوجھل طبیعت کے سبب ہی ہوا ہو گا۔

نامہ اور وہ ساتھ ہو اسپتال جب تک پہنچے، میکائل کی سرجری ہو چکی تھی اور انکی کڈنی بچالی گئی تھی، یہ ایسی خوشی کی خبر تھی جو سب کے اداس و غمزدہ دلوں کی ڈھارس بنی، لیکن میکائل کو دو ہفتے کاریسٹ کرنا تھا اور کڈنی کے زخم کا پراپر ٹریٹمنٹ بھی۔

مانیہ اور امائل کی موجودگی ان سبکی ڈھارس بنی جبکہ دیشا کے اریسٹ ہونے کی خبر بھی پہنچ چکی تھی کیونکہ صارم کو امتاب نے کچھ تفتیش کے لیے تھانے بلوایا تھا۔

"تم اتنا بڑا دل کہاں سے لائی نامہ؟"

مانیہ خود بہت زیادہ دکھی تھی، نوح، اما نل بھی تھانے نکلے تھے کیونکہ دیشا کے خلاف ایف آئی آر درج ہو چکی تھی تو کچھ لیگل پراسیس ہونا تھا، نامہ اور مانیہ ہو سپٹل ہی تھیں۔

"انہوں نے کہا وہ نوح سے بہت نفرت کرتی ہیں، نوح بھی بہت غصہ تھے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا، لیکن میں اس پر بھی تکلیف میں ہوں"

نامہ کا ہاتھ پکڑے مانیہ نے اداس سی مسکراہٹ لیے چوما۔

"یہ بہترین حل ہے۔ اگر ماما کو نوح یا کوئی اور سزا دیتا تو یہ ہم بچوں کے لیے سہنا بہت مشکل ہوتا۔ اچھا ہے قانون خود انکو ہینڈل کرے۔ کم از کم ایسے ہمیں صبر تو آجائے گا، تم دل بھاری مت کرو۔ رہنے دوا نہیں کچھ دن جیل میں۔"

مانیہ نے بہت لاڈ سے نامہ کا پچھتاوا مٹایا جس پر وہ خود کو پنکھ کر طرح ہکا محسوس کرتی مانیہ کے بازو کے حصار میں اس میں سمٹ گئی۔

"آپکو تکلیف ہوئی ہوگی میرے اس فیصلے سے۔"

وہ روہانسی ہوئی پر مانیہ کیا بتاتی ابھی وہ تکلیف سے چاہ کر بھی نکل نہیں سکتے۔

"نہیں، تم اتنی سمجھدار ہو یہ جان کر مزید پیار آیا۔ صارم کو سنبھالنے کے لیے تھینکیو میری جان۔ میں اس کے لیے زیادہ اپ سیٹ تھی۔ تم تو ہم دونوں سے بہادر ہو"

مانیہ نے اسکا ماتھا چوما تو نامہ کو اس کے پیار و شفقت پر سکون سا ملا، بھلے وہ زیادہ بڑی نہ ہو اس سے لیکن تھی تو ماں کی جگہ۔

"م۔۔ میں بہادر نہیں ہوں مانیہ"

نامہ سرا اٹھاتے ہی آنکھوں کو نم ہونے سے روک نہ سکی تو مانیہ نے جلدی سے اسے اپنے گلے لگایا پر نامہ نے بھی اس سے ہگ کرتے مانیہ کے درد کا پورا ادھیان رکھا۔

"ہو جاو گی۔ اب اکیلی نہیں ہو۔ میں اور صارم ہیں تمہارے ساتھ۔ کوئی بھی دکھ یا درد ہو، اکیلے نہیں جھیلنا۔ مجھ سے اور صارم سے تم کچھ بھی سنیر کر سکتی ہو"

مانیہ نے اپنے ساتھ کامان بخش کر نامہ میں مزید قوت سی بھر دی، وہیں دوسری طرف لیگل کام پورا ہوا اور گیارہ تک دیشا کو امتاب نے کورٹ پیش کیا جسکے بعد اسکا ریسٹ وارنٹ جاری ہوا، جبکہ جج نے دیشا کریزی کو اپنے ڈیفینس میں وکیل ہائیر کرنے کی اجازت بھی دی، دیشا کی آنکھیں بے خونی سے بھری تھیں جیسے وہ کہہ رہی ہو میرے واپس آنے کا انتظار کرو۔

میکائل صاحب کی سرجری کی ٹنشن میں باقی دن گزرا، شام چار بجے تک وہ ہوش میں آئے تو تب جا کر سبکی تھمی سانسیں بحال ہوئیں اور سب سے پہلے صارم کو اسکا ہینڈنگ ہگ میکائل نے دیا، وہ انکا بچہ سب سے زیادہ جو تڑپا تھا جبکہ پانچ بجے تک فیروز اور خرد صاحب کے ساتھ ساتھ جہانگیر بھی میکائل کی عیادت کو آئے، نامہ بابا کو دیکھے پھر جذباتی ہوئی تو وہ نوح سے اجازت لیے نامہ کو کچھ دیر ہو سپیٹل سے باہر لے گئے، وہ قریبی کیفے ہی آئے تھے، نامہ بہت زیادہ اداس تھی، بابا سے مل کر دل کچھ جگہ پر آیا، وہ لوگ کیفے کے بعد پارک جیسی ہو سپیٹل کی ہی پلیس میں آ کر بیٹھے، دور پار نارنجی سورج اپنا شربت انڈیلتا ہوا ڈوب چکا تھا، وہ بابا کے سینے لگی بیٹھی نم آنکھوں سے وہ سنہرا تاریک آسمان دیکھ رہی تھی، خود فیروز سلطان کی حالت کچھ مختلف نہ تھی۔

"وہ آپکو ڈیزرو نہیں کرتی تھیں بابا، ادھر دیکھیں۔ ان سے نفرت کر لیں۔ وہ بہت ظالم ہیں۔ آپ نے ایسی عورت سے محبت کیوں کی۔ و۔۔ وہ

بے درد ہیں۔ انکو مجھ پر زرا ترس نہ آیا، وہ میرے سامنے میرے شوہر کو مارنے کی بات کر رہی تھیں، انہوں نے م۔ مجھے اک بار گلے نہیں لگایا"

وہ بابا کا چہرہ تکے یہ سب بولتی اس مضبوط شخص کو بھی آنسو آنسو کر گئی جن سے اپنا یہ بہادر بچہ آج روتا برداشت نہ ہو رہا تھا، انہوں نے نامہ کا ماتھا چوما تاکہ اسکے تڑپتے بلکتے دل کو کچھ راحت دے سکیں۔

"میں ہوں ناں نامہ تجھے ہمیشہ گلے لگانے کے لیے، کیوں ترستی ہے اس کمبخت کے لیے۔ کچھ نہیں ہو گا نوح کو۔ میں ہر روز حفاظت کا حصار باندھتا ہوں تیرے سکھوں کے چار سو۔ رہی بات نفرت کی۔ تجھے رلانے والا ہر فرد میرے نزدیک جابر اور ظالم کے ساتھ قابل نفرت ہے۔ بس کر میرا پتر۔ دفع مار۔ جیل میں سڑے گی تو شاید سمجھ آ جائے کیا کیا کھو بیٹھی

ہے۔ اسکا دماغ ہمیشہ سے گٹوں میں تھا۔ میری ساری عمر گزر گئی اسے روتے۔ تجھے اک آنسو نہ بہاتا دیکھوں۔ بس میرا بچہ۔۔۔۔۔ تو نے جو اسے اریسٹ کروایا۔ ناز ہے مجھے تیرے حوصلے اور صبر پر۔ اللہ تجھ سی انصاف

پسند بیٹی ہر باپ کو دے۔ اور تیرے جیسی بیوی بھی ہر مرد کو۔ کہاں ملتی ہیں
میری نامہ جیسی راحتیں۔۔۔"

وہ بار بار اسکا ہاتھ چومتے، جب وہ رونے لگتی تو اسکا ہاتھ چومتے، آنکھوں سے
لگاتے کہ کسی طرح اس بچی کا دل اس بھڑاس سے آزاد ہو۔
"بس میرا بچہ"

وہ اسے اپنے سینے گھوٹ گئے تو نامہ نے بھی باقی آنسو چپ چاپ بہائے
تھے، اب اسے خود کو سنبھالنا ہی تھا۔

.._____..

رات میکائل کے ساتھ بس ایک فرد کو رکنے کی پرمیشن تھی تو صارم نے ضد
کی کہ وہی رہے گا سو باقی سب نے اسے اپنا خیال بھی رکھنے کی تاکید کی اور نو
بچے تک سب روانہ ہو گئے۔

بھلے فیروز سلطان نے نامہ کو بہت حوصلہ دیا ہو پر بہر حال وہ پریشان ہی تھے، خرد نے کافی سمجھایا کہ نوح اسے سنبھال لے گا پر کیا کرتے اپنی لاڈلی کے لیے دل بھاری تھا، خودمانیہ کا دل بھی افسردہ تھا، گویا سب ہی ابھی پریشان تھے۔

یہ تو میکائل کی طبیعت سٹیبل ہوئی تو سب کو ہی کچھ تسلی و حوصلہ مل گیا۔
 "آپ ٹھیک ہیں نوح؟"

نامہ نے ڈرائیونگ کرتے دو تین بار کھانستے نوح سے پوچھا جو پانی کی بوتل پی کر گلاتر کر رہا تھا۔

"گلے میں عجیب سادرد ہے، سمجھ سے باہر ہے۔ ڈرائے سا ہو رہا ہے۔ پر فکر کی بات نہیں۔ تم بتاؤ اس تو نہیں ہو؟"

وہ اس کے تھائی تک ہاتھ پھیرتا لے جاتے نامہ کی سننا چاہتا تھا جو نرم سا مسکرا دی۔

"بابا سے مل لیا تو بہتر ہوں اب، آپ گار گلز کیجئے گا گھر پہنچ کر سالٹی گرم پانی سے۔ یہ ٹوٹکا اکثر خراب ہوتے گلے میں فائدہ دیتا ہے"

نوح نے سیٹ سے سرٹکاتے محترمہ کی بڑے دل سے سنی اور سکھاتا تھا اپنے قریب کھینچ کر چوما بھی۔

"اور کچھ؟"

وہ اسکے ارادے کچھ ٹھیک محسوس نہ کرتی بے چین سی ہوئی۔

"بس"

نامہ نے شریکیں انداز میں بات سمیٹی، آج دوغان ولا میں نہ صارم تھا نہ میکائیل تو جب وہ گھر پہنچے تو سب کافی سنسان لگا، نامہ نے اسے ریسٹ کے

لیے روم میں بھیجا اور خود کچن میں آکر پہلے نیم سا پانی گرم کیا پھر اس میں تھوڑا سا نمک ایڈ کیا اور کپ میں بھرے وہ اوپر روم میں آئی، تب تک نوح نے عشاء پڑھ لی تھا، وہ ٹراؤزر پہنے شرٹ لیس کھڑا ڈریسنگ کارنر میں کوئی

ایزی اور کمفرٹیبل سی شرٹ ڈھونڈ رہا تھا، نامہ نے جب اسکی بیک پر اپنے نیلز سے بنی ریڈلائنزدیکھیں تو وہ شدید شرمندہ ہوئی، نظریں بھی چرائیں۔

"پہلے گارگلز کر لیں نوح، ورنہ پانی ٹھنڈا ہو جائے گا"

نامہ نے اسکے پاس جاتے مگ دیا تو نوح نے فوراً اسکے ہاتھ سے لیا۔

"میری کوئی لوز شرٹ نکال دو تب تک میں کرتا ہوں یہ۔ آپکا حکم سر آنکھوں پر بیوی"

وہ جاتے جاتے اسکی گال پر لب رکھ کر گیا تو نامہ کی آنکھوں تک میں سرور

ساگھلا، نامہ نے اسکا بلیک کلر کا chunky Knit sweater نکالا جو بہت

اچھے اور ملائم شرٹ ٹائپ سٹف سے بنا تھا اور اسے میٹرس پر رکھے خود

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکے اپنے ایئر پیس اتار کر سامنے رکھے، آج کا پورا

دن بہت بھاری تھا تبھی تھکن سی نامہ کی آنکھوں تک اتری تھی، پھر نامہ نے

اپنی ہیلز اتارتے پیروں میں سافٹ ویئر پہنے اور بالوں کو میسی سے بن کی شکل دی۔

وہ گارگلز کرے باہر آیا لیکن اسکے باوجود گلے کی اک خشکی بدستور قائم تھی، ہاں یہ الگ تھا کہ اب نوح نے محسوس نہ کی۔

"آپ کچھ اور پیئیں گے؟ یا کچھ کھائیں گے؟"

نامہ نے اسے پاس آتے دیکھ کر گھبرا کر جلدی سے اسکی قربت کے خوف کو فکر میں بدلا۔

"ہاں میں خود جاتا ہوں کچھ لے کر آتا ہوں۔ پہلے ذرا ان سکریچیز کو گننے میں میری مدد کرو تا کہ کل کے چیلنج کا کوئی رزلٹ آئے"

نامہ کی پلکیں افسوس سے گریں تو نوح نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اور وہ غمگین بھورے چشمان خود پر جمائے۔

"یہ کیا؟ تم شرمندہ لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ جب میں اپنے کارناموں پر افسردہ نہیں ہوا تو تم نے جرت کیسے کی۔ چلو شتاباش گنوتا کہ و نر کو انعام مل سکے۔۔۔ او پس! تمہارا لیٹر تو پڑھا ہی نہیں، ابھی میں اسے لے کر جاتا ہوں کچن میں۔ تم سے دور جا کر پڑھتا ہوں"

نامہ نے نفی میں سر ہلاتے اسکے وجود کی حرارت محسوس کرنے کو بازو اسکے اطراف جماتے گلے لگ کر سارے نشے ایک ساتھ نوح پر طاری کیے۔

"آئی ایم سوری، لیکن میں جیت جاؤں گی۔ یہ سکریچیز آپ نہیں گن سکتے" نوح مدھم سا اسے بازوؤں میں گھوٹتے مسکرایا۔

"اہم۔ اتنی زیادہ ہیں کیا؟"

نوح نے گہری سی سرگوشی کی تو نامہ نے جلدی سے بچوں کی طرح سر ہلایا۔

"بہت۔ چھوٹی چھوٹی بھی ہیں۔ آپ کو پین تو نہیں۔۔۔ میں کچھ لگا دو، ہیلنگ مو سچرا نزر؟ پیٹرولیم جیلی بہت اچھا اثر کرے گی۔"

نامہ نے دونوں ہاتھ اسکی کشادہ بیک اور کاندھوں پر پھیرے زر اچہرہ نوح سے پیچھے کیے پوچھا جو پہلے ہی بہکا ہوا تھا۔

"ہاں ناں لگا دو"

نوح نے فوراً اشتیاق سے ہامی بھری تو نامہ کے رخساروں سے جیسے نوح کی قربت میں دھواں سانکنے لگا۔

"اوکے، پلیٹیں"

نامہ نے اسکا حصار توڑنا چاہا مگر نوح نے اسے خود سے دور نہ ہونے دیا، نامہ نے اسکی ہیزل آنکھوں میں جھانکا جہاں بہت سے منہ زور جذبات کل سے زیادہ موجود تھے، نوح نے اسکی گردن میں ہاتھ حلقے کی مانند لپیٹ کر نامہ کا

چہرہ اٹھایا اور اسکی گردن پر کان کے نیچے بنی سرخ مہر پر اپنے لب رکھے پھر نامہ کے کان کی لو کو چومے وہ اس میں ہلچل سی اتار گیا۔

"ن۔۔ نوح!"

وہ اسے مزید سے بروقت روک گئی۔

"میں دوبارہ تمہیں تب تک کوئی لوو بائیٹ نہیں دوں گا جب تک یہ پہلے

مظالم کے ثبوت نہ مٹ جائیں۔ بٹ یہ ہے مزید ار۔ ہے ناں؟"

نامہ کی آنکھیں پوری حدود تک مسکرائیں۔

"جی۔ اب پلٹیں مجھے کچھ لگانے دیں آپکی بیک پر"

وہ اسکے کشادہ کندھوں سے نیچے دیکھنے کی ہمت ابھی بھی نہ کر پائی تو نوح نے

مسکرا کر اسکے سامنے پلٹ کر اپنی بازو پیچھے کوکیں تو نوح کی مسلز والی بیک

باقاعدہ سٹریچ ہوئی، نامہ نے پیٹرو لیم جیلی جس میں اینٹی بائیوٹک آئنٹمنٹ

بھی، سیلنگ فلیور کے طور پر مکس تھی نوح کی بیک پر تین چار جگہ لگا کر واپس
 ڈریسنگ میز پر رکھتے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے اسکے چوڑے
 کاندھوں، بالائی کمر اور زیریں حصے تک مساج کے انداز میں انگلیاں
 پھیریں، نوح نے نامہ کو آئینے کے عکس میں دیکھا، وہ اسکی خود پر توجہ پر
 جان لیوا مسکرایا۔

نامہ کے ہاتھ نوح کے آگے پیٹ تک سر کے، وہ بہت زیادہ پیار سے اسے چھو
 رہی تھی حالانکہ وہ سخت جان آدمی تھا۔

"تم مجھے احساس دلارہی ہو کہ میں نے ایک فلاور سے شادی کی، تھوڑی جان
 لگاؤ۔ آج تو تمہیں سارا دن کافی کچھ کھلایا ہے۔"

نامہ تو پیار میں نرمی برت رہی تھی پر اب جب اس آدمی کو لاڈ ہضم نہ تھے
 تبھی وہ بھی انگلیاں زور سے پھیرنے لگی کہ نوح کے چہرے پر سچ میں درد
 بھرا تاثر اتر آیا، وہ اس چڑیل کو چھیڑ کر پچھتایا۔

"اف! نامہ تم مزید سکر پیچیز ڈال دو گی بس کرو"

وہ اسے بازو سے پکڑے کھینچ کر سامنے لایا تو نامہ کی آنکھیں فوراً اثرات سے نکل گئیں، اس نے نوح کا چہرہ اپنے اس جیلی مو سچرا نزر سے مزید ملائم ہو جاتے ہاتھوں میں بھرا، وہ اک بار پھر سرور سے ملا۔

"میں کچھ کھانے کے لیے لاتا ہوں۔ تم عشاء پڑھ لو تب تک۔ اسکے بعد تم میری ہونا مہ۔ جبکہ رہی بات تمہارے لیٹر کی میں وہ ابھی نہیں پڑھوں گا۔ کبھی جب تم سچ میں تھوڑی زمینی فاصلے پر ہوئی اس لمحے پڑھوں گا۔ اسے پڑھنے کے بعد ہوتی تمہاری کریونگ فیل کروں گا۔ ابھی کچھ دن مجھے بنا کسی اعتراف و اظہار تمہیں اپنے قریب آباد رکھنا ہے"

وہ اسکے ماتھے کو دیوانگی سے چومتا اسکے اندر اپنے ارمان سے سنسنی اتارتا لمحے میں دور ہوا اور اپنی شرٹ اٹھا کر پہنے روم سے نکل گیا، نامہ کا دھیان تو ساتھ لے گیا تھا پھر بھی وہ جا کر ہاتھ دھونے کے بعد وضو کرے باہر

آئی، عشاء ادا کی اور میٹرس پر آکر بیٹھی روح ادا اکاونٹ کھولا تو اسکے چہرے پر اپنی اور نوح کی پکچر پر بارہ ملیین لائنس دیکھ کر مسکراہٹ اتر آئی، صرف یہی نہیں، نوح کی نامہ کا ویڈنگ گاؤں ٹھیک کرنے والی وڈیو بھی ٹرینڈنگ پر جارہی تھی جس بارے یہاں بھی لوگ بولتے نظر آرہے تھے، اور نامہ سبکے کمنٹس لائنک کرتی جارہی تھی، دوسرا اس محبت کی مشکور تھی جو اسے اور نوح کو پورا از میر اور دنیا دے رہی تھی۔

نوح نے کچھ چکن ننگٹس فرائے کیے تھے، ساتھ ایک مائیوساس جبکہ اپنے اور نامہ کے لیے وہ کریبی کاوفی بھی بنا کر لایا تھا، نامہ نے اسے آتا دیکھے سمائل دی، نوح ٹرے کو وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھتا نامہ کے ساتھ ہی بیٹھا۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"ہماری پکچر پر لائنکس دیکھیں نوح؟"

وہ اشتیاق بھری مسکراہٹ کے سنگ نوح کو فون سکرین دیکھانے لگی پر وہ تو وارفتگی سے نامہ کا چہرہ نہا رہا تھا۔

"میں بس تمہارے چہرے کا گلو دیکھنا پسند کروں گا اپنی ہر رات میں، اور کچھ نہیں۔ رکھو اسے۔ میرے ہوتے تمہاری مسکراہٹ کی وجہ کوئی اور بنے یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوگا۔"

نامہ نے فوراً سے فون کسی اضافی شے کی طرح رکھ دیا، نامہ نے یہی سے لگتے نگٹ کو اٹھائے اسے کمری ساس میں ڈپ کرے اپنے ہونٹوں کے قریب ہی کیا جب نوح نے اسکے ہاتھ اور ہونٹوں نے بیچ سے اسے اچک لیا، نامہ نے بلش ہوتے نوح کو دیکھا جو مزے سے گہری پر تپش بہکی نگاہوں سے نامہ کے گلال تکتا وہ بائیٹ چبا کر انجوائے کر رہا تھا۔

نامہ نے دوسرا بائیٹ بنایا اور اس بار نوح کے اچکنے سے پہلے ہی وہ منہ کے اندر لے گئی اور پھر اپنی چالاکی پر کھکھلائی، نوح تو مبہوت سا ہو گیا، کوئی اتنا پیارا کیسے مسکرا سکتا ہے۔

نوح نے جھکتے ہی نامہ کی وہ کھکھلاہٹ اپنے ہونٹوں میں دباتے نامہ کو اپنی بازوؤں میں بھرا اور یو نہی پیچھے کو میٹرس پر گرا، نامہ کی آنکھیں پھیلتی گئیں، کہ وہ آدمی کس طرح مدہوش ہو کر سب کچھ بھول جاتے اسکے ہونٹوں کی زماہٹ کے آگے گھٹنے ٹیک چکا تھا۔

"یہ بتاؤ میں تمہیں کل ایک اچھی گولڈن نائیٹ دے سکا ہوں یا نہیں؟" وہ نامہ سے زرا دور ہوا جو ایک بار پھر اسکے رحم و کرم پر تھی۔

"جی۔۔۔"

وہ جلدی سے بکھرتی سانسیں سنوارتے بولی۔

"کیا جی۔ تفصیل کون دے گا؟"

وہ خوا مخواہ جگھڑنے لگا تو نامہ گھبراہٹ کے باوجود مسکرائی۔

"مجھے شرم آرہی ہے"

وہ اس میں چھپنے لگی پر نوح نے ایسا ہونے نہ دیا۔

"میں دور کر تو چکا ہوں کل۔ اب کیوں آرہی ہے؟"

نامہ نے اسکی بے باکی پر رحم طلی سے نوح کو دیکھا۔

"سوئیں نوح، تھک گئی ہوں"

وہ جلدی سے منمنائی۔

"سوئے ہماری بلا، تھکن اتارتا ہوں تمہاری۔ لیکن بنا سوئے۔ پہلے بتاؤ کیسا

لگتا ہوں میں تمہیں بہکتا ہوا؟"

وہ نامہ سے ایسے سوال یوں کرتا اسے بہت ظالم لگا۔

"بہت خراب"

وہ شرارت سے بولی تو نوح نے براسا منہ بنائے نامہ کی ناک دانتوں سے

چپائی جس پر وہ شرارت مہنگی پڑنے پر کراہ اٹھی۔

"تم مجھ سے بھی دگنی خراب لگتی ہو۔ سنا تم نے؟"

وہ چبا چبا کر بولا تو نامہ نے اسکا چہرہ اک طرف کرتے نوح کی کالربون پر جھک کر اپنے ہونٹوں کو رکھا۔

"سن لیا نوح ادا دوغان"

وہ اسکے وجود میں گم ہو کر اپنی ہر ادا سی کو فراموش کر رہی تھی تو نوح نے بھی اسے اپنا بھرپور سہارہ دیا مزید سنبھلنے کو، کہ وہ تو پور پور عاشق تھا اس لڑکی پر، اس راضی لڑکی پر تو مر مٹتا تھا۔

جبکہ مانیہ کی ادا سی کو اما نل نے دور کرتے اسے عشاء کے بعد تھوڑی سی تلاوت پڑھ کر سنائی، مانیہ کو سر میں شدید درد تھا کہ نہ ٹیبلٹ سے آرام آیا نہ اما نل کے دبانے سے مگر جب اما نل نے اسے اک خفظ چھوٹی سی صورت الملک پڑھ کر سنائی تو مانیہ کے سر کا درد دھیرے سے فراموش ہو گیا۔

"مجھے نہیں پتا تھا تمہاری آواز مزید پیاری ہو جاتی ہے تلاوت کرتے، مجھے تمہارا یہ لہجہ بہت پسند آیا۔ ہاتھ دو تمہارے چوموں۔ اللہ اجر دے تمہیں میرے دکھتے سر کو شفا مل گئی ہے"

وہ اسکے ساتھ ہی بیٹھی سکون و مدہوشی سے اسکا ہاتھ اپنے ہونٹوں تک لائے چومتی اماٹل کو بھی بے انتہا سکون دے رہی تھی۔

"جب درد کسی دوا سے نہ جائے تو دعا سے کام بن جاتا ہے، اللہ کے ذکر میں سکون ہے۔ بھلے درد اسی وقت مدھم نہ ہو پر اللہ کا ذکر اس درد پر اک مرہمی غلاف بنا دیتا ہے۔"

اماٹل نے اسکے سر کو چومتے بتایا تو وہ اسے محبت سے دیکھنے لگی، جانے کس اک نیکی کا صلہ تھا یہ شخص۔ وہ اسکی بازو اور کندھے کی ٹیک چھوڑتے بیٹھی اور اماٹل کی طرف رخ کیا، وہ خود خوشگوار حیرانگی سے اسے براہ راست تنکے لگا۔

"نوح ہمیشہ اللہ کے بہت قریب رہا، مجھے بھی کہتا تھا اللہ کو یاد کرو۔ صارم کو بھی۔ میں نہیں سمجھی۔ مجھے لگتا تھا درد بس درد ہی رہنے کے لیے ہوتے ہیں۔ محرومیوں کا کوئی مرہم نہیں۔ اذیت کا کوئی درماں نہیں لیکن پھر میری ان سب بدگمانیوں کو تمہیں عطا کر کے دور کیا گیا۔ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اماں۔ اس پوری دنیا میں کل جتنی محبت ہے، میری تم سے محبت اس سے بھی بہت زیادہ ہے۔ تم نے مجھے بہت سکھی رکھا ہے اپنے پاس۔ تم اتنے اچھے بیٹے ہو، کیا تمہاری ماما تمہیں کھو کر کبھی نہیں پچھتائی ہوں گی۔ کتنی بد قسمت ہیں جو تم سے محروم ہیں"

یہ حوالہ ہی ایسا تھا جو اماں کی آنکھوں کے گوشے لال کر گیا۔
 "وہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ اتنی خوش ہیں کہ میری یاد کبھی نہیں آئی ہو گی۔ مجھے انھیں یاد کرنا پسند نہیں مانیہ۔ سوتے ہیں ورنہ میرا موڈ خراب ہو جائے گا"

اماٹل نے پہلو بد لنا چاہا پر مانیہ نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اسے بدلنے نہ دیا، اور خود آگے بڑھ کر اس نے اماٹل کی دونوں آنکھیں باری باری چومیں جنکا بے تحاشہ درد وہ سہہ نہ پائی۔

"مت یاد کرو لیکن آئی وش اک دن تمہاری یاد آنکو ایسی آئے کہ وہ دیوانہ وار بھاگتی تم تک پہنچیں۔ اور کہیں مجھے معاف کر دو اماٹل میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں، بہت یاد کرتی ہوں۔ تم مت کرنا یقین لیکن شاید تمہارا بھاری دل اس ایک لفظی لمس پر شفا یاب ہو جائے۔ مجھے بہت دکھ ہے تمہاری ذات کے اس خلاء کا۔ کاش میں تمہارے لیے کچھ کر پاتی اماٹل"

وہ اسکے لیے تڑپ رہی ہے حالانکہ آج مانیہ کا اپنا وجود لہو لہان تھا، اپنی ماں کے سبب۔

"تم بس پر اپر ٹھیک ہو جاؤ، میرے لیے یہی ہے اب کچھ۔ تاکہ ہم اپنا رشتہ آگے بڑھائیں۔ مجھے اور کوئی چیز شفا نہیں دے سکتی مانیہ سوائے تمہارے

ساتھ کے۔ تم کافی ہو مجھے۔ تم میرا سب کچھ ہو۔ تم وہ ہو جو میرے ڈیڈی کو میری خوشیاں دیکھانے کا سبب بنی ہو اور بنو گی جنہوں نے ساری عمر میرے لیے واردی۔ مجھے تمہارے سوا کسی شے کی طلب نہیں، کسی لمس کی حسرت نہیں، کسی اعتراف کا ارمان نہیں۔ تم میرا پورا جہان ہو"

وہ اسکے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹاتا اسے پوری شدت سے اپنے گلے لگا گیا کہ مانیہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، کتنی دیر وہ اسے خود سے جوڑے رہا کہ دونوں کو لگا دل بدل گئے ہوں، ایک دوسرے کے وجود کی حرارت اک دوسرے میں جذب ہو گئی ہو۔

"تم میری ہر سانس میں بسے ہو اما نل، اور اب ہر دعا میں بھی۔"

وہ اسکی خوشبو میں جذب سی بولی تو اما نل نے اسے پکڑ کر رو برو کیا، اسکے بالوں کو سمیٹتے اما نل نے اسکو اپنے ہونٹوں کی خوشبو سے من مرضی کی حد و چاہ سے چھوا کہ آج وہ اسکی مزید بڑھتی شدت پر بھی راضی ہوئی، پورا وجود

دھڑک بن گیا پر وہ سکون میں تھے اور یہی سکون دیر پا چاہتے تھے، بس اسکے بعد دھڑکنیں بول رہی تھیں اور لب مصروف تمنا ہوئے، مصروف لذت ہوئے، مصروف نشاط ہوئے۔ زہے نصیب!

.....

After 14 days

دو ہفتے گزر چکے تھے، میکائل دو غان نہ صرف گھر آگئے بلکہ اب چلنے پھرنے بھی لگے تھے، نامہ، مانہ، صارم سب نے ہی انکی بہت کئیر کی تھی، مانہ تو ایک دن اپنے سسرال رہی اور ایک دن اپنے گھر، تاکہ نامہ اور صارم کو اکیلا محسوس نہ ہو جبکہ نوح کی سرد مزاجی شروع ہو چکی تھی، اول تو دو ہفتے وہ نادر صاحب کے ساتھ ہی بزی رہا لیکن اسکا گھر میں موجود ہونے پر رویہ کافی عجیب تھا، پہلا ہفتہ تو ڈر گز کے اثرات سامنے نہ آئے، نوح نے نامہ کے ساتھ فزیکل ریلیشن بھی قائم رکھا جبکہ وہ ساتھ اچھا وقت گزار رہے تھے

مگر نامہ کو فیل ہوا جیسے نوح باتیں بھول کر اریٹھٹ ہو رہا ہے، ایون گھر میں سب کے بیچ بیٹھے وہ یا خاموش رہنے لگا یا اپنے فون میں بزی، مانیہ آکر سب کو مستی کرواتی پر نوح الگ ہی دو گٹھ کی مسجد بسائے الگ تھلک رہتا، اور سب سے تشویشناک اثر یہ ہوا کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اریٹھٹ ہو رہا تھا، وہ صارم مانیہ ایون بابا کو بھی بد الحاضی سے جواب دے جاتا اور سب سوچتے رہ جاتے اسے کیا ہوا، پہلے تو نامہ سمیت سب کو یہی لگا کہ نوح ممکن ہے اپنے پیشنٹ کو لے کر سٹریس میں ہے لیکن دو ہفتے جب گزر گئے اور نوح کا رویہ ناقابل برداشت ہونے لگا پھر تو نامہ سمیت سب پریشان ہو گئے، نامہ اس سے جب بھی کوئی بات کرنے لگتی وہ بزی ہونے کا کہہ کر چلا جاتا، ایک ہفتہ تو نوح نے ہر رات اسکو قریب رکھا، بے حد پیار دیا لیکن اگلا ایک ہفتہ جب بھی نامہ قریب ہوتی وہ اسے دور کر دیتا، یا تو دیر تک ہو سپٹل رکتا، جب وہ لوگ گھر جاتے تو نامہ ویسے ہی تھک جاتی تو اس میں ہمت ہی نہ رہتی وہ نوح سے کچھ پوچھ سکے، مانیہ کے سٹیجیز کھل گئے تھے پر ابھی بھی اسکا ٹرمٹنٹ

جاری تھا، اما نکل اسکا بھرپور خیال رکھتا تبھی وہ ماں کے اریسٹ ہو جانے کے دکھ کو فراموش کیے مسکراتی نظر آئی لیکن نوح کے لیے سب ہی پریشان تھے۔

پہلی ہیرنگ میں دیشا کی ضمانت رد ہو گئی تھی مگر کل متوقع تھا کہ وہ مین سزا کے فیصلے تک ضمانت حاصل کر لیتی۔

کل فائنلی نادر صاحب کی فائنل الیکٹروسرجری تھی اور نامہ نے عہد کر لیا کہ وہ رات اسکے خود زبردستی قریب جائے گی تاکہ نوح کو جو بھی سٹریس ہے وہ دور ہو سکے اور وہ اپنی سرجری اچھے سے کرے، یہ بہت مشکل تھا پر نامہ نے پورا روم نوح کے لیے سجوایا، اسکے لیے رات پہننے کے لیے ایک دل لبھاتا لباس بھی لیا جو صرف ضروری جسم ڈھانپنے والا تھا، نامہ کو یہ سب فضول ترین لگا لیکن اسے نوح کی الجھن یا یہ سر دپن

دور کرنے کا یہی حل نظر آیا۔

وہ اسے جب ہو سپیٹل سے پک کرنے گئی تو وہ تب بھی کافی سنجیدہ سر د لگا، یہ ایک ہفتے سے نامہ سہہ رہی تھی، آس پاس جس انسان نے اپنا سحر بکھیر کر نامہ کو پاگل کر رکھا تھا وہ اچانک اجنبی سالگ رہا تھا وہ کیسے برداشت کرتی، کوئی انسان ایسے یکدم بدلا و برداشت نہیں کر پاتا، یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ رویوں کا فرق فوراً سمجھ جاتا اور پھر عورتیں تو رنگوں کے شیڈز تک پہنچانتی ہیں، بال برابر فرق بھی ان سے چھپنا ممکن نہیں۔

"میں نے کچھ سپیشل کیا ہے آپکے لیے"

نامہ نے آخر خود ہی بات شروع کی کیونکہ کچھ دنوں سے وہ بالکل چپ رہنے لگا تھا، ابھی وہ اسے پک کرے گھر ہی نکل رہی تھی جب وہ بالکل بے نیاز بیٹھا یوں تھا جیسے نامہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"کیا کر دیا ایسا"

وہ اسے دیکھتے اسی ایک ہفتے والی لا پرواہ عجیب ٹون میں بولا، نامہ کا حوصلہ سا
ست پڑا۔

"آپ خود دیکھ لیجیے گا۔ کافی دن سے ہم قریب نہیں آئے۔ مس کر رہی
ہوں آپکو"

نامہ نے اسکی طرف دیکھتے پیار بھری سرگوشی کی پر نوح یوں تھا جیسے اسے
رتی برابر فرق نہ پڑا ہو۔

"آپکو میرا فکر پسند ہے ناں؟"

نامہ نے ہار نہ مانی، نوح نے بے دلی سے سر ہلایا پر وہ اسی پر خوش ہوئی کہ وہ
کوئی ریسپانس تو دے رہا ہے۔

"تو آج آپکو مزید اچھا لگے گا، میں نے باڈی ویکس بھی کروائی ہے اور ایک
ہاٹ سا ڈریس بھی لیا ہے"

نامہ نے اسے ایکسائٹ کرنے کی کوشش کی پر اس پر بھی نوح کا کافی مایوس کن تاثر تھا جو نامہ کو لڑنے سے پہلے ہر ارہا تھا۔

"کچھ تو کہیں؟"

وہ شکوہ کناں ہوئی۔

"کیا کہوں۔ ٹھیک ہے جو ہے"

وہ بد لحاظی سے بولا تو نامہ سے اسکے بعد مزید اک حرف نہ کہا گیا، وہ گھر پہنچے، نوح اس کے گاڑی سے نکلنے سے پہلے ہی نکل کر چلا گیا، نامہ اسے ساتھ لے جا کر سر پر اندر دینا چاہتی تھی، اس پر بھی وہ ہرٹ ہوئی پر ہار نہ مانتے پیچھے گئی لیکن جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا، وہ میٹرس پر رکھے گلابی پھولوں کے بکے کو بے دردی سے اٹھا کر فرش پر دے مارے خود چوڑا ہو کر نیم دراز ہوئے بیٹھا اپنی گردن کو ارد گرد گما کر نادیدہ سے درد زائل کرنے کی کوشش میں تھا، ایک ہاتھ میں فون تھا۔

نامہ نے بے اختیار اس اہانت پر اپنے آنسو روکے اور چلتی ہوئی ان پھولوں تک آئی اور انکو اٹھا کر نوح کے پاس جاتے سائیڈ میز پر رکھا۔

"ن۔۔۔ نوح! میں پہن کر آؤں ڈریس؟"

وہ ایک آخری کوشش کر رہی تھی۔

"اپنی مرضی ہے"

وہ لا پرواہی و سنگدلی سے بولا تو نامہ وہاں سے آنسو سنبھالے گئی اور ڈریسنگ روم کا ڈور لاک کر لیا، کتنی دیر وہ روئی یاد نہ تھا پر وہ نہیں چاہتی تھی آخری حد تک کوشش کیے بنا ہار جائے تبھی اس نے وہ ریلوئنگ ڈریس پہنا، وہ کافی ہاٹ نائیٹ تھی، جسے دیکھ کر کوئی بھی شوہر بہک جائے پر نامہ نے جس بے دلی سے پہنی وہ اور اس کا خدا گواہ تھا، اسے آئینے میں اپنا حسن دیکھ کر ترس آیا۔

نامہ کی اس ڈریس کا گلا بھی کچھ ڈیپ تھا، نیٹ کا کافی ورک تھا جو باڈی ریلویل کرنے کا باعث تھا، بال نامہ نے کھول لیے اور بہت ہمت کیے باہر آئی، اسکی

پوری ٹانگیں دیکھائی دے رہی تھیں کیونکہ ڈریس کی لینتھ بہت شارٹ تھی۔

نوح نے اسے باہر آتے سر سے پیر دیکھا پھر آنکھیں ہٹا گیا، نامہ کو لگا وہ یہیں گر گئی ہے۔

"ن۔۔۔ نوح۔۔۔ کیا ہو گیا ہے آپکو۔ دیکھ تو لیں"

وہ قریب رک کر ہاتھ بڑھاتے اس سنگدل کا چہرہ اٹھا کر بہت زیادہ تکلیف سے بولی پر نوح کا ذہن ہی معاف تھا۔

"دیکھ لیا ہے۔ اب اور کیا کروں؟"

وہ سادگی سے بولا جو نامہ کو کاٹ گئی۔

"جیسے شادی کے بعد پورا ہفتہ کیا، وہ کریں۔۔۔ اپنے قریب کریں۔ آپکے

دیے لو وہ بائیس بھی چلے گئے۔ نئے نہیں دینے؟"

وہ اسکی گود میں آکر بیٹھی تو نوح نے ناگوار سامنہ بنایا۔

"نہیں دوں گا۔ تم یہ سب پہن کر مت آؤ۔ غصہ آرہا ہے۔"

نامہ کی آنکھیں اسکے سپاٹ اور کھر درے لہجے پر دھندلا سی گئیں۔

"غ۔۔ غصہ۔ لیکن کیوں نوح۔۔۔ کیوں غصہ آرہا ہے۔ آپکو تو مجھے پیار کرنا

پسند تھا۔ ایک ہفتے میں ہی دل بھر گیا۔ میں اچھی نہیں لگ رہی اب؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"عجیب لگ رہی ہو۔"

وہ یہ بھی سہہ گئی، پھر نوح نے اسکی کمر کے گرد ہاتھ دباتے اسے عجیب سی

کیفیت میں پکڑے خود سے دور کرتے کھڑا کیا اور گہرے سانس بھرتا وہ جا

کر خود بھی اٹھے سامنے کا وچ پر بیٹھ گیا، نامہ کی برداشت ختم ہو گئی تھی، وہ

مزید کچھ نہیں چاہتی تھی پر چیخ کرنے کے لیے قدم بڑھائے ہی کہ دل اک بار پھر اس سنگدل کے لیے تڑپا، وہ پھر سے اس کے پاس جارہی۔

"نوح! کیا ہوا؟"

وہ اس کے قدموں میں بیٹھی جس کے چہرے پر عجیب سا تناؤ اور غصہ تھا، وہ نامہ کو ایسے دیکھ کر خوفزدہ کر رہا تھا۔

"کیا آپ برے موڈ میں ہیں؟"

وہ پھر سے اس کی گال تک ہتھیلی سرکا کر نوح کی ان سخت نظروں کا سبب جاننے کو بے چین تھی۔

"تم بالکل اچھی نہیں لگ رہی مجھے۔ دل کر رہا ہے تم پر چینخوں"

نامہ کا ہاتھ یکدم پیچھے ہٹا، وہ بے یقین نظروں سے نوح کی آنکھیں دیکھتی پاس سے اٹھ گئی، نوح نے انہی بے رحم نظروں سے نامہ کو دیکھا۔

"مجھ پر مت چینیں، میں چلی جاتی ہوں آپ سے دور"

وہ آنکھوں میں کرچیاں سی لیے پلٹی پر نوح نے اسے اٹھ کر عقب سے پکڑتے اپنے ساتھ جوڑتے روکا پر یہ اس شخص کا محبت بھرا انداز نہ تھا۔ وہ اسے درد دیتے وحشی انداز میں تھامے نامہ کی آنکھیں دھندلا گیا۔

"دور جاو گی تو کیا اچھی لگنے لگو گی؟"

وہ اسی سنگدلی سے بولا کہ نامہ کا دم نکلنے لگا، اسکی انگلیاں نامہ کے نازک وجود میں گڑنے لگیں۔

"میں محبت ہوں آپکی۔ یہ موسمی تعلق نہیں نوح کہ جب دل چاہا قریب کیا جب چاہا جھٹک دیا۔ یہ سب کچھ میں نے آپ کے لیے کیا تھا۔ آپکو میری خود کی طرف پہل چاہیے تھی۔ دیکھیں مجھ کو قوف کو۔ جانتی تھی محبت اک قریب کے سوا کچھ نہیں پھر بھی آپکے ہتھے لگ گئی۔ اب کیا کر سکتی

ہوں۔ بکھیر دیں اور میرے ٹکڑے میرا بابا کے حوالے کر دینا۔ بحیثیت
محبوب آپ پر سب جائز ہوا"

وہ اسکا نوح نہیں تھا تبھی وہ بھی اسکی نامہ مزید رہنے سے انکاری ہوتی چینی
تھی، روپڑی تھی۔

نوح کے دل میں جیسے ان آنسوؤں سے ٹیس سی جاگی کہ بے اختیار اس نے
جب نامہ کے آنسو پہلے کی طرح پونجھتے اسکو پیار سے دیکھا تو نامہ نے رونا
روکے تاسف بھری نظروں سے نوح کے چہرے کو دیکھا، رونا روک چکی
تھی۔

"میں اچھی نہیں لگ رہی تو میرے آنسو کیوں برے لگ رہے ہیں؟"

وہ الجھ سی گئی، نوح کو کچھ دن سے کیا ہو گیا تھا وہ سخت پریشان تھی، وعدہ کر
رکھا تھا کہ اسے نہیں چھوڑے گی پر اب برداشت ختم ہو گئی تھی۔

"پتا نہیں پر تم مت رو"

وہ اسکی آنکھوں پر باری باری چومتا لاڈ پر اتر اتو نامہ کا دل جیسے کسی نے کئی ٹکڑے کر دیا ہو، وہ نوح کے ایسے پیار بھرے لمس کو اس ایک ہفتے میں ترس چکی تھی۔

"رلار۔۔ رہے ہیں آپ۔ کیا بات ہے نوح، میرا دل نہیں مان رہا کہ آپ اتنی جلدی بدل سکتے ہیں۔ آپ کا غصہ بہت تیز ہے پر آپ میرے سامنے اسے سنبھالتے آئے ہیں۔ پھر کیا ہوا جس نے آپ کو میرے لیے بدگمان کر دیا، حتیٰ کہ آپ کا یہ روڈ بیہویر ہر کوئی فیل کر رہا ہے۔ کوئی ٹنشن ہے، بتائیں مجھے۔ میں جانتی ہوں آپ کی جان بستی ہے مجھ میں پھر ایسے مجھے کیوں تکلیف دے رہے ہیں، ہرٹ کر رہے ہیں۔ کیا بات آپ کو ایگر یسو بنارہی ہے"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

وہ ایک بار پھر اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ بھرے نوح کی یادداشت و حواسوں پر جمی گرد ہٹانے لگی جبکہ ان ہاتھوں کی شفا اس شخص پر ان وقتی نشوں سے بہت زیادہ اثر رکھتی تھی۔

"مجھے نہیں پتا، بس میرا دل اچاٹ ہے ہر چیز سے۔ تم سے بھی۔ خود سے بھی۔ م۔۔۔ میرے سر میں شدید درد ہے، میرا حلق بنجر سا۔ مجھے خود کو چھوتے ہاتھ اریٹھ کر رہے ہیں۔ تمہارے سوا، تم باقی کی نسبت پھر بھی ایکسیٹیبل ہو۔ کیا میں تمہیں بہت تکلیف دے رہا ہوں؟"

وہ یکدم بے جان و بے بس کیفیت میں تھا، نامہ کاشک جیسے یقین میں بدلا، وہ خود قریب آئی اور بہت ہمت کرے نوح کے ہونٹوں سے لب جوڑنے کی کوشش کی۔

"دور رہو مجھ سے سمجھ نہیں آرہی۔۔۔۔۔"

وہ اس قدر اونچا چینخا کہ نامہ نے کان پر ہاتھ رکھ لیے، نوح نے عجیب گھٹن سی پر نامہ کو بے دردی سے پیچھے دھکیل دیا تھا کہ وہ بمشکل گرنے سے سنبھل سکی اوپر سے نوح کا چینخنا پر وہ یہ کر کے خود جب اسکی طرف بڑھا تو

نامہ اس سے خوف کھاتی پیچھے ہٹی دیوار سے جا لگی اور ہاتھ ہوا میں روکتے اس اہانت پر نوح کو اپنے قریب نہ آنے کی تنبیہ کی۔

"میں نے بہت ہمت کی تھی، خود آپ کے قریب آئی نوح۔ آپ نے کہا تھا کہ نامہ، میری مرضی میں راضی ہونا الگ اور خود سے اس رشتے کے لیے تم میرے قریب آؤ گی پھر جب میں نے اپنے مزاج کے خلاف سب کیا، آپ کو خوشی اور سکھ دینے کی کوشش کی آپ نے مجھے خود سے دور جھٹک دیا، میں نے ہار نہیں مانی۔ میں نے پھر کوشش کی پر آپ مجھ پر چینے۔ بس یہی تھی میری ضرورت آپ کو۔

میں نے کہا تھا ناں عارضی رشتے میری موت ہیں نوح۔ آپ میرے دائمی سکھ بنے ہیں ناں پھر یہ کیسی تکلیف دے دی، کیسی اذیت دی کہ مجھے اپنے وجود سے نفرت ہو گئی۔ شاید میں اب آپ کے قریب کبھی نہ آ سکوں۔"

وہ رو نہیں رہی تھی وہ پتھر بنی فیصلہ سنارہی تھی، جبکہ نوح کو لگا اسکی آواز
اسکے دماغ

میں ہتھوڑے سے بجا رہی ہے۔

"ن۔ نہیں مجھ سے یہ حق مت چھینو۔ میں آج ہی اپنا چیک آپ کرواتا
ہوں۔ یہ کیسا پاگل پن ہے میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ تم تو سمجھو مجھے
روح۔۔ میری جان ہو تم"

وہ اس ڈری لڑکی کے دونوں ہاتھ باری باری چومتا نامہ کو پھر رلا گیا جس نے
ہاتھ نہ جھٹکے پرسک پڑی، نوح نے اسکے رونے کے باوجود نامہ کے ہاتھ
اپنے چہرے سے جوڑتے اسے اس تکلیف سے نکالنے کی کوشش کی پر بہت
تیز سانس لینے لگا، نامہ کو اپنی تکلیف بھول گئی۔

"ن۔۔۔ نوح۔۔۔"

وہ عجیب سا گلا گھٹنے پر لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور میٹرس پر گرا جس پر وہ دیوار سے آگے آتی نوح کے پاس بیٹھے اس پر جھکی۔

"ت۔۔۔ تم جان ہو میری۔ روح ہو۔۔۔ میں تمہیں درد نہیں دے۔۔۔ دے سکتا نامہ۔۔۔ تم بدگمان مت ہونا۔"

وہ عجیب سی حالت میں تھا کہ نامہ کے اپنے رونگٹے کھڑے ہوئے جب اس نے نوح کی آنکھوں سے بہتی نمی دیکھی، وہ شدید درد میں محسوس ہو رہا تھا، کل اسکی مین سرجری تھی اور نوح کی ایسی حالت۔

"خاموش ہو جائیں، میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔ کچھ نہیں ہو گا۔ پلیز نوح میری جان نکالنا بند کریں۔ میں ابھی کال کرتی ہوں۔"

نامہ نے جھک کر اسکا ماتھا چوما اور اٹھ کر سائیڈ میز پر پڑے فون کو اٹھائے اس نے وریام ہو اسپتال ہی کال کی، ڈاکٹر ماوی سنتے ہی ارجنٹ پہنچے جبکہ نامہ نے بھی چینج کر لیا تھا، میکائیل اور صارم بھی ماوی کے اچانک آنے پر

پریشان تھے، وہ نامہ سے پوچھ رہے تھے پر وہ کچھ بھی بول نہیں رہی تھی، بس رو رہی تھی۔

"کچھ دن سے عجیب سرد سارویہ تھا اسکا، بات بات پر لڑنے لگتا۔ مزاق پر بھی اریٹھٹ ہو رہا تھا۔ اللہ خیر کرے۔ کل اسکی صبح سرجری بھی ہے۔ تم تو رونا بند کرو نامہ۔۔۔ میرا بچہ کچھ نہیں ہو گا اسے"

میکائل کو وہ کیا بتاتی کہ اس بندے نے سب سے زیادہ تو نامہ کو اپنی سرد مہری کی ماردی ہے، وہ کیسے رونا روکتی کہ اسے لگ رہا تھا اس نے نوح کو اسکی محبت کو نا جانے کس وجہ سے کھو دیا۔

"آپو و جانال۔ مت روئیں۔۔۔ مجھے بھی رونا آ رہا ہے۔ ڈاکٹر ماوی دیکھ رہے ہیں۔ پتا چل جائے گا کہ کیا ہوا انکو۔ ادھر آئیں۔"

صارم نے جب اسے پکڑ کر اپنے قریب کیا تو وہ مزید روئی، اسکا دردناک رونا
میکائل اور صارم دونوں کا دل کاٹ رہا تھا، اور ستم نامہ بتا بھی نہ پائی کہ ہوا کیا
ہے۔

ماوی تو نوح کی حالت دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے یہ کچھ سیریس ہے، کچھ
رپورٹس لی گئیں تاکہ جائزہ لیا جاسکے کہ نوح کو یہ سب اثرات کس وجہ سے
ہیں لیکن انھیں اندازہ ہو چکا تھا تبھی جب وہ روم سے باہر آئے تو کافی
پریشان تھے۔

"ہیوی سلوپائزن ڈرگ کے اثرات لگ رہے ہیں، جو سانس اور بلڈ کے تھرو
تمام فنکشنز کو ایفیکٹ کر رہے ہیں۔... ability of thinking متاثر
ہے۔ فائنل تو میں صبح رپورٹس آنے پر بتا سکوں گا۔ بلڈ سنپل لے لیا ہے
میں نے۔ پین ریڈیوسنگ انجکشن بھی دیا ہے۔ لیکن میری صلاح ہے جب
تک رپورٹس نہیں آتیں، آپ سب ان سے دور رہیں۔ یہ ڈرگ کس حد
تک مہلک ہے یہ جائزہ لینا پڑے گا۔"

وہ تینوں ہی کرب سے اٹ گئے، یہ سب سن کر دل پھٹ گئے کہ کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے جس نے نوح کے ساتھ یہ کیا جبکہ نامہ کو تو پہلے ہی شک تھا کہ نوح کے ساتھ کچھ گڑبڑ ہے۔

"تھینکیو ماوی! پلیز اسکی سرجری تو متاثر نہیں ہوگی ناں۔ نادر صاحب کی جان رسک میں چلی جائے گی اگر یہ سرجری کسی اور نے کی۔ پلیز اس بارے کچھ بتاؤ؟"

میکائل کے دردناک سوال پر ماوی نے افسردگی کا اظہار کیا۔

"اس حالت میں وہ سرجری کیسے کر سکتا ہے میکائل بھائی۔ لیکن پھر بھی اگر اسکی کنڈیشن صبح تک سٹیبل ہوتی ہے تو وہی کرے گا۔ اور وائز ہمیں کسی اور سرجن کے سپرد کرنا پڑے گا نادر صاحب کو کیونکہ انکی الیکٹرو سرجری ایک گھنٹہ بھی مقررہ وقت سے آگے نہیں کی جاسکتی۔ سیریس کیس ہے"

نامہ تو اندر جا چکی تھی لیکن میکائل اور صارم دونوں ماوی کے ساتھ باہر نکلے جس میں وہ انھیں اس بارے بریف کر رہے تھے۔

نامہ کمرے میں آئی تو وہ تکیے کمر کے پیچھے ٹکائے سر پیچھے جوڑے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا، نامہ کو اس سے خوف نہیں آ رہا تھا پر وہ خوف دلارہا تھا، ایسے گہرے سانس بھر کر۔

"ن۔۔ نوح"

وہ اسکی ٹوٹی سی پکار پر آنکھیں کھولتے ہی اپنا ہاتھ پھیلا گیا، نامہ کی آنکھ سے اک آنسو ٹوٹ کر گرا۔

"ادھر آؤ میرے پاس"

وہ غصے سے بولا تھا، نرمی برتنے کی کوشش کی پر ناکام ہوا پھر بھی نامہ اسکے پاس جا کر رکی اور اپنا ہاتھ بھی کپکپاتے ہوئے اسکے ہاتھ میں دیا جس نے ایک ہی بے درد جھٹکے سے نامہ کو خود پر گرایا۔

"ن۔۔نوح۔۔ آپ کو ڈرگ دی گئی ہیں۔ کیا آپ کو پتا ہے کیسے اور کب دی گئی۔ آپ خود تو نہیں لے سکتے یہ زہر۔ ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں۔ میرے ہوتے ہوئے آپ اپنا سکون اس دردناک طریقے سے کبھی نہیں لے سکتے۔ مجھے بتائیں کچھ بھی جو عجیب ہو تا کہ ہم آپ کی مدد کر سکیں"

وہ اپنے آنسوؤں کو سنبھالے بہت پیار سے اس سے پوچھ رہی تھی جو اپنے دماغ پر مکمل زور ڈالنے سے قاصر تھا، آج وہ ہسپتال میں ماسک پہن کر گھوما تھا تبھی آج کی ڈوز مس ہونے کے سبب نوح وحشی ہو رہا تھا۔

"میں نے نہیں لی ڈرگز۔۔ سنا تم نے؟"

وہ پھر چینخا جس پر نامہ نے خود کو بہت مشکل سے سنبھالا، کہ وہ بینک کیے بنا اسے ہینڈل کرے۔

"او کے او کے۔ نہیں لی۔ ٹھیک ہے۔ پر سکون ہو جائیں۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے آپ کے اونچا بولنے پر۔ مت بولیں۔ آپ مجھے بائٹ کر لیں جب جب مجھ پر غصہ آئے، ٹھیک ہے"

وہ اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھا گئی کہ وہ اسکے ہاتھ پر ایسی سچویشن میں کاٹ سکتا ہے، نوح نے سر ہلاتے ہی نامہ کا ہاتھ پکڑا اور اسکی ہتھیلی پر زور سے دانت گاڑے کے نامہ کی آنکھیں میں درد پر پانی اتر آیا اور ایون نامہ کے اگلے اور پچھلے ہاتھ پر نوح کے دانتوں کے نشان بن گئے جن میں باقاعدہ خون تک ابھرنا نظر آرہا تھا۔

"چینج ہی لیں۔ یہ تو زیادہ پین فل ہے نوح۔۔۔"

وہ درد پر روئی تھی پر نوح نے اسکا وہی ہاتھ دیوانہ وار چوما تو نامہ کو نوح کی یہ حالت زیادہ درد دے گئی۔

"رو نہیں پلیز۔ میں روتا نہیں دیکھ سکتا تمہیں۔ آئی ایم سوری۔ تم دور رہو مجھ سے۔ میں جنگلی پن پر اتر رہا ہوں۔ پلیز نامہ مجھ سے دور رہو خدا کے لیے۔ بلکہ کمرے سے چلی جاؤ۔"

وہ اسکے ہاتھ پر بنے نشان پر تڑپ اٹھا کہ یہ اس نے کیسی درندگی کی ہے پر نامہ اسے ایسے کیسے چھوڑتی۔

"میں آپ کو ایسے ن۔۔ نہیں چھوڑ سکتی۔ اچھا میری طرف دیکھیں۔ کوئی ایسی جگہ جہاں آپ کو گھٹن فیل ہوتی ہو۔ اگر وہ ڈر گز رہا میں ہوتی تو مجھ پر اثر کرتیں۔ مجھے بتائیں؟ ماسک۔۔۔ آپ نے ہو سپٹل میں کس جگہ ماسک اتارا۔؟"

وہ نوح کا چہرہ پھر سے ہاتھوں میں بھر گئی، نوح کو دماغ پر زور دینا بھی درد دے رہا تھا۔

"صرف اپنے آفس میں اتارا ہے یہ دو ہفتے۔ ورنہ ماسک میں ہی رہا ہوں"

نامہ کو سب سمجھ آ گیا کیونکہ نامہ ان دو ہفتوں جب بھی نوح کے آفس میں گئی ماسک پہنے رکھا جبکہ نوح نے ماسک صرف وہاں اتارا، اسکا مطلب صاف تھا وہ ڈر گز آفس میں تھیں۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ مجھے ایک میسج کرنے دیں"

نامہ نے جلدی سے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھا کر ڈاکٹر ماوی کو میسج بھیجا کہ وہ کسی ایکسپرٹ سے نوح کے آفس کا جائزہ کروائیں کیونکہ اسے یقین تھا ڈر گز اگر وہیں ہیں تو ان کے ٹریسز وہیں موجود ہوں گے۔

جس پر ماوی نے ڈرائیونگ کے بیچ بھی اسے بھرپور یہ سب دیکھنے کا یقین دلایا، جبکہ صارم اور میکائل کو نامہ کی فکر تھی کہ نوح اسے مزید تکلیف نہ دے پر وہ روم کے اندر بھی نہ آئے کہ ایسا مناسب نہ تھا تبھی لاونچ میں بیٹھ کر ہی ویٹ بہتر لگا۔

"درد ہو رہا ہے تمہیں؟"

نوح نے اسکی ہتھیلی واپس پکڑ کر دیکھی جہاں نشان تو مدھم تھے پر ایسے لگ رہا تھا خون جم سا گیا ہو، نامہ نے فوراً نمی میں سر ہلایا اور نوح کے قریب ہو کر بیٹھی۔

"اس ڈرگزر کے شدید اثر کے باوجود آپ نے مجھے فیل کروایا کہ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں نوح۔ جب آپ اسکے اثر سے نکلیں گے تو بتاؤں گی آپکو۔"

وہ بس اسے دیکھتی سوچ ہی پائی جو اپنے دیے درد پر اب پیار کر تا مرہم لگا رہا تھا اور نامہ اب درد پر نہیں، نوح کی قوت و جبر پر غمزدہ تھی۔

"نہیں ہو رہا درد۔ آپ بتائیں۔ انجکشن سے کچھ آرام آیا؟"

وہ اسکے گلے کی گھٹن کے لیے فکر مند تھی تبھی نوح نے درد سی پر اپنی بازو سہلائی جیسے نامہ کے یاد دلانے پر اسے یہ درد محسوس ہوا ہو۔

"انجکشن بالکل پسند نہیں۔ تم نے کہا تھا ڈاکٹر ماوی کو لگانے کے لیے؟"

وہ پھر غصہ ہوا۔

"نہیں میں نے تو نہیں کہا۔ اس سے درد کم ہو گا تبھی لگایا گیا۔ نوح اب آپ سو جائیں۔ صبح اٹھیں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ اسکو غصہ دلانے کی کوئی بھول کر بھی بات نہ کرنا چاہتی تھی، یہ سچ تھا نامہ کو ہاتھ میں شدید جلن تھی پروہ کہہ نہیں سکتی تھی۔

"تم مجھ سے جان چھڑوا رہی ہو۔ ہے ناں۔ تم ناراض ہو مجھ سے۔ برا لگ رہا ہوں۔ درد دینے والا، چینختے چلانے والا نوح برداشت نہیں۔ یو ہیٹ می۔۔۔"

وہ فوراً نفی میں سر ہلاتی اسکو اپنے گلے لگا گئی، یہ کیسی فضولیات سوچ رہا تھا وہ آدمی۔

وہ یکدم نامہ کے گلے لگتے پر سکون ہو گیا۔

"میں بس ڈر گئی تھی، صدمے میں تھی۔ اب مجھے پتا ہے یہ میرے نوح ادا دوغان نہیں تو اب میں نانا راض ہوں، ناجان چھڑوا رہی ہوں نہ نفرت کر سکتی ہوں۔ میں تو آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔ آپ اس حالت میں میرے لیے خود سے لڑ رہے ہیں یہ آپکو مزید قابل محبت بنا رہا ہے۔ میں آپکا یہ جبر کبھی نہیں بھولوں گی۔ سن رہے ہیں آپ، کچھ بھی ہو جائے۔ آپ میری جان ہی کیوں نہ لے لیں، آپکو اس حالت میں اکیلا نہیں چھوڑ کر جاؤں گی نوح ادا"

وہ اسکے لفظوں، اسکے لمس سب سے دھیرے دھیرے پر سکون ہو رہا تھا، وہ اپنے آپ سے جیت رہا تھا اور نامہ اسکے پاس بیٹھی رہی جب تک وہ اسے بیٹھائے رکھنا چاہتا تھا، انجکشن نے اسکی حالت کچھ دیر میں سٹیبل کرنی شروع کی تو اسے نامہ کی طلب محسوس ہونے لگی، وہ اسکا ہاتھ کھینچنے لگا، نیند سی میں کہ اسے وہ چاہیے پر نامہ خوفزدہ تھی۔

"میں یہیں ہوں نوح"

وہ اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتی اسکے چہرے کے قریب ہوئی پر نوح نے بازو لپیٹتے اسے واپس اٹھنے نہ دیا۔

"پاس آؤ میرے"

وہ کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے بولا تو نامہ کادم سانکلا، اس حالت میں وہ نوح کے قریب کیسے جاتی، روح کانپ رہی تھی، ابھی اس شخص کا چھونا بھی بہت سخت اور بے رحم تھا۔

"میں پاس ہی ہوں۔۔۔ دیکھیں"

وہ اسکے بالوں میں ہاتھ کی انگلیاں چلانے لگی تاکہ کسی طرح وہ آج سو جائے۔

"کس می نامہ"

وہ بے حد بے چینی سے اسکے ہونٹوں کی طرف سرکتا تکیے سے سر اٹھانے لگا
 پر نامہ نے گہرا سانس بھرتے اسے واپس لیٹاتے اسکو خود سے لگاتے چہرہ
 چھپایا اور کچھ دیر وہ یونہی اسکو سلانے کی کوشش کرتی رہی اور صد شکر کہ وہ
 نیند میں مکمل چلا گیا ورنہ آج وہ نامہ کو مار بھی سکتا تھا، نامہ جب دور ہوئی تو
 تکلیف کے سبب اسکی ہچکی سی بندھ گئی۔

"یہ کیسے ام۔۔ امتحان لے رہے ہیں آپ میرے اللہ۔ کیا ہو گیا ہے
 انھیں۔ اوہ میرا دل پھٹ جائے گا۔ میں کیسے برداشت کروں مزید انکی یہ
 تکلیف۔ پلیز اللہ انکو ٹھیک کر دیں۔ ان پر رحم کریں"

وہ روتی ہوئی انہی ہونٹوں پر پیار دیتی بولی جو ہمیشہ نامہ کو سکون دیتے لیکن
 آج نامہ ان سے خوفزدہ ہوئے خود دور رہی، وہ سوچکا تھا تبھی نامہ نے اضافی
 تکیہ نوح کے سر سے نکالا تو وہ نیچے ہو کر لیٹا اور گردن بھی پھیر لی، نامہ نے
 اس پر لحاف کروایا اور خود جا کر ڈریسنگ کے سامنے ر کے اس نے بیک پین پر
 جب اپنی شرٹ اٹھا کر دیکھی تو وہاں نیچے پیٹ کی پچھلی سائیڈ نوح کی انگلیوں

کے دباو سے سو جن سی تھی، اس آدمی نے نامہ کو اتنے زور سے پکڑا کہ انگلیوں کے دباو سے نشان پڑ گیا پھر نظر اپنی ہتھیلی پر گئی، دل بہت درد میں تھا اور وجہ یہ سب نہیں نوح کی حالت تھی، وہ بال سنواری روم میں عجیب سے گھٹن محسوس ہونے پر نیچے آئی تو صارم اور میکائل بابا کو دیکھے وہیں آکر دونوں کے پاس بیٹھی۔

"مجھے ٹنشن تھی وہ تمہیں ہرٹ نہ کر دے پتر۔ سو گیا وہ؟"

میکائل نے نامہ کے اترے چہرے کو دیکھتے پوچھا تو صارم اٹھ کے نامہ کے پاس بیٹھے اسکا سرخ ہاتھ دیکھنے لگا جسے وہ بھرپور چھپا چکی تھی۔

"سو گئے ہیں۔ ڈرگزا انکے آفس روم میں تھی میکائل انکل۔ صرف وہیں

ماسک اتارا۔ مجھے لگتا ہے یہ کسی نے انکے خلاف بہت گندی سازش چلی

ہے۔ ماما تو نہیں ہو سکتیں کیونکہ انکی کی توکل ضمانت ہوگی پھر یقیناً اس

پیشنٹ کا بھائی ہو گا۔ حاسد آدمی ہے وہ۔ نوح کی سرجری ایفیکٹ ہو یہی

سبب ہو سکتا ہے۔ میں نے ڈاکٹر ماوی کو اپنا شک بتایا۔ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے"

میکائل سمیت صارم بھی یہ سب سن کر رنجیدہ ہوا۔

"اللہ غرق کرے ایسوں کو۔ اچھا سنو اس سے دور ہی رہنا آج رات"

میکائل یہ کہنا تو نہیں چاہتے تھے پر مجبور تھے، نامہ نے آنکھیں سی چراتے سر ہلایا جبکہ صارم نے بازو گرد لپیٹے نامہ کو خود سے لگایا تو نامہ کی آنکھیں پھر نم پڑیں، میکائل نے اٹھ کر جانے سے پہلے صارم کو اس کا خیال رکھنے کا اشارہ کیا کہ اسے اکیلا نہ چھوڑے۔

"میری آپو جانناں بہت بہادر ہیں، بھائی کا سینہ ہے آپ دل ہلکا کر سکتی ہیں"

نامہ یوں کمزور نہیں پڑتی تھی پر صارم کا لہجہ خود بھیگا تھا کہ وہ بھی دکھی ہو گئی۔

"تھینکیو۔ لیکن مجھے انکی بہت فکر ہو رہی ہے صارم۔ یہ بہت ہرٹنگ ہے۔ انکو ایسے دیکھنا"

نامہ نے سراٹھائے جیسے درد بھری شکایت کی وہ صارم کی آنکھیں سرخ کر گئی۔

"کل سب ٹھیک ہو جائے گا، حوصلہ رکھیں میری شہزادی"

صارم کا بس نہ چلانا نامہ کے سارے آنسو چھین لے، وہ اداس سا مسکرائی۔

"شہزادی تو وہ ہوگی جو ہمارے صارم کی دلہن بنے گی۔ اچھا یہ اداسی ہٹاتے

ہیں۔ یہ بتاؤ کوئی لڑکی ور کی ہے یا سارے اپنے جیسے بگھڑے دوست ہی پال

رکھے تھے؟"

وہ خود بھی اپنے آپ کو اس تکلیف سے زرا باہر نکالنا چاہتی تھی، صارم نے

اسکی کوشش سراہتے فوری سرنفی میں گمایا۔

"کوئی نہیں ہے، انٹرسٹ ہی نہیں رہا آپو۔۔۔ ویسے بھی میں آل ریڈی بہت بڑی انسان ہو چکا ہوں تو یہ عشق معشوقی کا بلکل ٹائم نہیں۔ بس پہلے اپنا فیوچر بنانا ہے، اپنی بہنوں سے خوب لاڈ بٹورنے ہیں۔ پھر سوچوں گا۔ اور سوچنا کیا ہے آپ اور مانیہ آپنی ہیں۔ ڈھونڈ لیجئے گا۔ سچ بتاؤں تو پچھلے کچھ دنوں سے خود کو بلکل الگ صارم محسوس کر رہا ہوں۔ جسکی ساری ترجیحات بدل گئی ہیں۔ جو بس اپنے بابا بھائی اور بہنوں کے ساتھ جینا اور انکی خوشیاں دیکھنا چاہتا ہے۔"

نامہ کب مسکرا نے لگی پتا ہی نہ چلا، ساری ادا سی بھاگ گئی، پھر صارم نے اماٹل اور مانیہ کو بھی کال کر دی کہ وہ تھوڑی دیر آجائیں کیونکہ وہ اب مانیہ سے بھی کچھ نہیں چھپا سکتا تھا، ان تینوں کا اک گینگ سا بن چکا تھا اور وہ بھی یہ سب سنتے اماٹل کے ساتھ آنے کو نکل چکی تھی۔

"تم بہت پیارے ہو، بہت بڑی تسلی"

وہ اسکا گال سہلاتی اسکی موجودگی کا اعتراف کرتی بہت پیاری لگی۔

"الحمد للہ اللہ، اب سچ سچ بتائیں ہاتھ پر کیا ہوا؟"

صارم نے اسکی وہ ہتھیلی دیکھ لی جسے نامہ جرسی کی وولی بازو میں بھرپور چھپائے ہوئے تھی، نامہ نے گھبرا کر صارم کو دیکھا۔

"ک۔ چھ نہیں۔ دب گیا تھا بس۔ اپنے نیچے ہی"

وہ فوراً سے آنکھیں چرا گئی پر صارم اب اتنا بھی بچہ نہ تھا۔

"ڈیڈ ٹھیک کہہ رہے ہیں، آج ان سے دور رہیں۔ میری لڑائی ہو جائے گی

جگر جیسے بھائی کے ساتھ اگر آپکو کوئی نقصان دے بیٹھے۔ اور میں لڑتا ہوا بہت برا ہوں آپو جاننا۔ اس پر کچھ لگالیں، دیکھیں بلڈ جمع ہو رہا ہے۔ میں

کچھ لا کر دوں۔ وہ گرم پانی والا بیگ، آرام دے گا"

نامہ نے سر ہلایا تو صارم پیار بھری نظر ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور ہاں مانیہ آپنی اور امائل بھائی آرہے ہیں۔ مے بی آپکا موڈ کچھ بہل جائے۔ مستی کریں گے مل کر۔ امائل بھائی مانیہ آپنی کو ڈراپ کر کے چلے جائیں گے۔ یونوبزی مین۔ مانیہ آپنی رکیں گی تو آج آپ انکے روم میں سویئے گا۔"

صارم کسی اماں کی طرح تاکیدیں کرے نامہ کو مسکراہٹ بخش رہا تھا۔
 "نہیں میں نوح کے پاس ہی سووں گی۔ ہم مستی کر لیں گے پکا پر میں انکو اس حال میں خود سے دور یا او جھل نہیں کر سکتی صارم۔ میری جان ہے وہ شخص۔ اور اس وقت انکو میری زیادہ ضرورت ہے"
 نامہ کی ضد کے آگے صارم کی نہیں چلتی تھی اور وہ فوراً ہتھیار ڈال گیا کہ اسے تو نوح اور نامہ ایک جتنے پیارے تھے۔

"اف! آپکا کچھ نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک ہے میں کچھ ٹکوریاس کو ٹھیک کرنے کو لاتا ہوں۔ آپ رنلکس ہو جائیں۔ نہیں کرتے ہم آپکو نوح صاحب سے دور

بھئی۔ آپ ایسا کریں میرے فون سے تب تک کچھ پیزا برگر آرڈر کریں۔ میں اور مانیہ آپنی تو کھائیں گے آپکو بھی کھانا پڑے گا"

وہ حکم صادر کرے مسکراتا ہوا چل دیا اور نامہ پیار بھرا مسکراتی اسکا فون اٹھا کر حکم کی تعمیل کرنے میں لگ گئی، آرڈر کرنے کے بعد وہ نوح کا ہی سوچنے لگی، دل پھر ڈوبنے لگا تھا۔

.. ..

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

www.smerwamirzanovels.com

نوح کا بلڈ، لیب میں پہنچانے کے بعد ماوی، سیدھے نوح کے آفس آئے، انہوں نے نامہ کے شک کے تحت ایک روم کا جائزہ لینے والے ایکسپرٹ کو بھی بلوایا لیکن پہلے وہ خود آئے، انکے ساتھ ایک اور لڑکا تھا اور اس نے بھی ماسک پہن رکھا تھا۔

"وہ سیکرٹ کیمرہ ہے نوح کے آفس کا، اس کی فوٹیج چاہیے مجھے پندرہ دن کی۔ لے کر آؤ"

ماوی نے اس لڑکے کو درشتی سے حکم دیتے کہا تو وہ فوری سر اثبات میں ہلا گیا اور پلٹا۔

"جی سر، ابھی لے کر آتا ہوں"

وہ کہے کمرے سے نکلا تو وہی صفائی ستھرائی کرنے والا لڑکا چھپ کر اندر دیکھ رہا تھا اور تبھی ڈر کر اس نے ارحم کو بھی کال کر دی، جو اس وقت خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا لیکن اس آدمی کی خبر سنتے ہی اٹھ بیٹھا۔

"لیکن تم نے کہا تھا میں آفس میں کوئی کیمرہ نہیں۔ بس روم کے باہر ہے؟"

ارحم نے غصہ کرتے پوچھا۔

"سر مجھے اس کیمرے کا علم نہ تھا، اب کیا کروں میں۔ میری تو جاب چلی جائے گی اگر کیمرے میں ڈاکٹر ماوی نے مجھے دیکھ لیا"

وہ صفائی ستھرائی والا خوفزدہ تھا جبکہ ارحم کچھ دیر کن پٹی مسلتا رہا۔

"ہمم۔۔ اچھا بات سنو یہ ایک دم نوح کے آفس کی جانچ کی کیوں جا رہی ہے۔ کچھ پتا ہے تمہیں؟"

ارحم کے تشویشناک سوال پر وہ خوفزدہ آدمی سر ہلا گیا۔
 "زیادہ تو نہیں پتا لیکن شاید ڈاکٹر نوح کی طبیعت بگھڑی ہے، انکوبات کرتے

سنا ہے"

یہ سنتے ہی ارحم کی آنکھوں میں خمار سا چھلکا، مطلب انکا کام ہو چکا تھا۔

"ٹھیک ہے تم میرے ہو سپٹل آجاؤ، وہاں جاب دے دوں گا۔ وریام سے نکلو فوراً"

ارحم ایک شاطر آدمی تھا جس نے بروقت صحیح قدم اٹھایا جبکہ اس آدمی نے ارحم کے حکم کی پیروی کی اور رازداری سے ہو سپٹل سے نکل گیا۔

جبکہ سی سی ٹی وی فوٹیج کے ریڈی ہونے تک وہ ایکسپرٹ بھی پہنچ آیا جس نے آفس میں ڈرگز ہونے نہ ہونے کا جائزہ لینا تھا۔

ماوی نے پندرہ دن کی ساری فوٹیج آدھے گھنٹے میں دیکھی اور پندرہ دن ایک ہی آدمی نوح کے علاوہ آفس میں آیا اور وہ تھا نوح کے آفس روم کی صفائی کرنے والا، ماوی نے کسی کو بھیج کر اسے بلوایا مگر انھیں پتا چلا کہ وہ کچھ دیر پہلے نکل گیا۔

"منخوس، نکل گیا ہاتھ سے۔۔۔۔۔ تم بتاؤ کیا کچھ پتا چلا ہے۔ ڈرگز ٹریسز ہیں یا نہیں"

اول جملہ ماوی نے سخت عتاب کے سنگ ادا کیا جبکہ اگلی بات اس جائزہ لینے والے آدمی کو جھاڑ کر کہی جس نے اپنے ٹیب میں ایک خطرناک سی ڈرگز کے بارے انفارمیشن کھول کر ماوی کے سامنے کی۔

"یہ بہت سارے نام سے مشہور ہے پر مجرموں کی زبان میں ڈیڈ پیک کے نام سے جانی جاتی ہے، اسکی چند دن لگتا رڈوز انسان کو وحشی درندہ بنا سکتی ہے۔ وہ قتل و غارت پر اتر سکتا ہے۔ یہاں میز پر، فرش پر بچھے کارپٹ پر اور اس والی دائیں دیوار پر مجھے اسکے بارہ تیرہ دن تک کے ٹریسز ملے ہیں، آج کے بھی ہیں کیونکہ یہ کتنے دن پرانی ہے اسکو بہت آسانی سے جانا جاسکتا ہے۔ نوح سرابھی تک کئی قتل کر چکے ہوتے اگر انکی قوت مدافعت سٹر ونگ نہ ہوتی۔"

اس ایکسپرٹ کی بات سنے ماوی کا دماغ معاوف ہوا، کوئی اتنی گری حرکت کیسے کر سکتا ہے۔

"اوہ میرے خدا! کیا کوئی فنکر پرنس بھی ملے ہیں، جس سے پتا چل سکے کہ یہ کس نے کیا؟"

ماوی نے مزید پوچھا تو اس آدمی نے مایوس کرتے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں سر فنکر پرنس نہیں ہیں"

ماوی نے گہرا سانس بھرتے اس آدمی کا کندھا تھپکایا۔

"ٹھیک ہے اس روم سے اس ڈرگز کے ٹریسر ختم کرو۔ کلیر کرو یہ سب"

ماوی نے اسے مزید بریفنگ دی اور آفس روم سے باہر نکل آئے، نوح کی

بلڈ رپورٹ تو صبح ہی آنی تھی مگر وہ ڈرگ ڈیپارٹمنٹ پہنچے وہاں کے ڈاکٹر

طاہر سے ارجنٹ میٹنگ ارنج کی، انہوں نے اس ڈرگ میں ہیوی آمانٹ

Xanax (Alprazolam - Cocaine، Ketamine کی بھی دیکھی

جو ٹریسز نوح کے آفس سے ملے، یعنی ان سب نے مل کر نوح کی منٹل اور

فزیکل ہیلتھ کو بری طرح ایفیکٹ کیا تھا، اس میٹنگ میں نوح پر ہوئے اس اثر کو زائل کرنے کے بارے سوچا جا رہا تھا۔

وہیں دوسری طرف امائل جب مانیہ کو چھوڑ کر ہو سسپٹل پہنچا تو اسے بھی ماوی نے ڈرگ ڈیپارٹمنٹ میں ہی بلوایا اور سارے حقائق جانے وہ بھی بہت زیادہ پریشان ہوا۔

"یہ سب کس نے کیا ہے میں جانتا ہوں ڈاکٹر ماوی"

امائل کی آنکھوں میں آگ سی لپکی، تمام ڈرگ ڈیپارٹمنٹ کے ایکسپرس اور خود ماوی کو بھی امائل کی بات حیرت و تجسس کے سمندر میں غوطہ زن کر گئی، رحمان تبریز بھی معاملہ سنتے فوراً میٹنگ کا نفرنس میں پہنچے۔

"کس نے؟"

سب ہی جاننے کو بیقرار تھے۔

"صابر مروان نے، مجھے کل تک کا وقت دیں۔ مجرم آپ سبکے سامنے گھسیٹ لاوں گا۔ صابر مروان کا مقصد کل واضح ہو گا۔ یہ ایک بار پھر وریام ہو سپٹل کی ساکھ کو خراب کرنے کی چال ہے۔"

امائل کی باتیں سبکو ہی پریشان کر گئیں، یہ سچ میں بے حد تشویشناک معاملہ تھا۔

"اف یہ میرے ہو سپٹل کے پیچھے ہی ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں بد بخت! اگر کل نوح نے سرجری نہ کی اور نادر مروان کی خدا نخواستہ جان پر رسک بن گیا تو وریام ہو سپٹل کے خریفوں کو مزید وریام ہو سپٹل کا نام اچھالنے کی ہمت ملے گی اور نوح کا جو نام خراب ہو گا وہ الگ، اب سمجھ آرہا ہے کہ وہ صابر، اپنے مرنے کے دہانے پہنچے بھائی کو یہاں کیوں لایا۔ نوح کو کسی بھی طرح کل ٹھیک ہونا ہو گا۔ اب وریام ہو سپٹل کی عزت اسکے ہاتھ میں۔ جس طرح اس نے نادر مروان کے کمپلیکس کیس کو سمجھا اور ہینڈل

کیا، وریام میں وہ کوئی دوسرا Oncologist expert یا سرجن نہیں کر سکتا۔"

رحمان تبریز نے بھی گفتگو میں حصہ لیا، تمام ہو سپٹل کے ایکسپرس متفق تھے۔

"بلکل ٹھیک۔ جیسے ہی رپورٹس آتی ہیں میں ٹرمینٹ شروع کرتا ہوں۔ بہترین فیصلہ ہے یہ۔ لیکن سب سے پہلے ایک ارجنٹ اینٹی ٹوڈ انجکشن تیار کرنا پڑے گا تاکہ کل تک نوح ہوش و حواس میں لوٹ سکے"

ماوی نے بھی حتمی طور پر بات سمیٹی جبکہ مانیہ اور صارم نے نامہ کو بہت سا سائل کروایا، لیکن وہ اندر سے بہت زیادہ اداس تھی، تبھی مووی بھی مکمل نہ ہوئی تو اس نے دونوں سے سوری کر لیا۔

"میں اب نوح کے پاس جاؤں؟"

وہ دونوں سے مخاطب تھی جو اس لڑکی کو ایک سا گھور رہے تھے۔

"اف! اگر اس نے کچھ پھر کہا تمہیں۔ یاہرٹ کر دیا۔ سن لو اسکی تشریف سیک دوں گی۔ اپنے نوح کی سلامتی چاہیے تو ٹک کر بیٹھو یہیں"

مانیہ تو ہرگز آمادہ نہ تھی کہ نامہ، اس جنگلی کے پاس جائے، نامہ کا دل سا بیٹھنے لگا۔

"مانیہ پلیز مجھے جانے دیں، میرا دل گھبرا رہا ہے"

نامہ نے اسکا ہاتھ پکڑے منت کی جس پر صارم اور مانیہ دونوں کو اس پر ترس آیا۔

"او کے لیکن تم فون رکھو گی پاس، اور جب تک جاگو گی ہمیں حالات بتاؤ گی۔"

مانیہ نے مناسب شرط رکھی جس پر نامہ فوراً مان گئی۔

"ڈن! تم دونوں بھی یہ مووی دیکھ کر ریٹ کرو۔ ایک بچ گیا ہے۔ گڈ نائٹ"

وہ یوں اٹھی جیسے اس لڑکی کو یہاں کانٹے چبھ رہے تھے، صارم اور مانیہ دونوں نے ایک سی آنکھیں دیکھائیں تو نامہ کیوٹ سا افسردہ تاثر دیتی دونوں کو خود پر ترس کھانے پر مجبور کر گئی۔

"گڈ نائٹ مدر ٹریسا"

مانیہ نے جان بوجھ کر منہ بسورا تو نامہ ادا اس سی مسکراتی دونوں کو ہاتھ ہلائے وہاں سے چلی گئی، جبکہ خدا گواہ تھا آج صارم اور مانیہ یہاں سے ہلنے والے نہ تھے بلکہ یہیں بیٹھ کر وہ نامہ کے لیے ڈیفینس ممبر بن چکے تھے۔

"اماٹل بھائی آگئے تو آپ کو انکے ساتھ جانے کی پر میشن ہوگی پر آپن یہیں جم کر بیٹھوں گا۔ اب بھائی ہونا آسان تھوڑی ہے اہم اہم"

صارم نے تو باقاعدہ پیروں کو پسار لیا اور ویسے بھی وہ سب صوفوں کو ہی بیڈ بنائے لحاف لے کر دراز ہوئے تھے کہ پورا لاونچ بھی اب گرم گرم فیل ہو رہا تھا، انور ٹرنے بھی ٹھنڈک کی شدت کو قابو کر لیا تھا، نومبر آدھے سے زیادہ ہو چکا تھا اور سردی اپنے پورے حملے کرتی آچکی تھی۔

"آآ میرا ذمہ دار بچہ"

مانیہ نے زرا اٹھے اچھے سے صارم کی گال کھینچی تو وہ آگے سے گز بھر لمبی زبان نکالتا مانیہ کو ہنسا گیا۔

"نامہ نہ آتیں تو ہم دو بھی اتنے کیوٹ والے پاس نہ آتے مانیہ آپی۔ انہوں نے ہم تینوں کو ایک دوسرے کی صورت سہارہ بخشا ہے۔ وہ بہت اچھی ہیں میں آبسیدھوں انکے بڑے پن سے۔ آپ نے دیکھا تھا ناں انکا ہاتھ؟"

صارم یکدم افسردہ ہوا تو مانیہ کا چہرہ بھی مر جھا گیا۔

"وہ سچ میں بہت بڑے ظرف والی ہے، ہمیں اس سے سیکھنا چاہیے۔ رہی بات اسکے ہاتھ کی، نوح کو ہوش میں آنے دو، وہ خود دیے درد دور کرے گا اور ایسے کرے گا جیسے درد تھا ہی نہیں۔ میرا بچہ ٹنشن نہ لو"

مانیہ نے اسے اپنی گود دی تو صارم نے آدھا لحاف مانیہ پر کرواتے بقیہ خود پر لپیٹا، مانیہ نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ٹی وی سکرین پر نظریں جمائے ہی تسلی دی پر صارم کو ابھی بھی ڈر لگ رہا تھا۔

"آپ امانت بھائی کے ساتھ بہت سچتی ہیں"

وہ آنکھیں اوپر اٹھاتا مانیہ کو دیکھتے بولا تو مانیہ نے آنکھیں جھکاتے رشک بھری مسکراہٹ دی۔

"تم دعا کیا کرو ہمارے لیے، تمہارا دل بہت صاف ہے۔ ویسے تمہیں یوں دیکھ کر تم سے سچ میں پیار ہو گیا ورنہ پہلے تو دل چاہتا تھا ایک چپل ماروں کھینچ کر۔"

مانیہ نے تعریف کرتے کرتے ٹریک بدلاتو صارم نے منہ بگھاڑتے آنکھیں دیکھائیں۔

"خود کونسا آپ کے ساتھ ہیرے جڑے تھے یا حاجن تھیں۔ ہنہ۔۔ کبھی مجھے بھائی جیسا پیار دیا ہوتا تو میں بھی کچھ رٹن کرتا ناں۔ آپ تو آدھی ٹن ہی ہوتی تھیں اکثر"

وہ شکوہ کرنے میں بجا تھا، مانیہ کا دل ساد کھا کہ وہ کتنا خوبصورت وقت برباد کر چکی ہے۔

"بہت برا وقت تھا، سوچتی ہوں تو کانپ جاتی ہوں۔ تم بھی کچھ غلط مت کرنا اب۔ ایسے بہت جگر و لگ رہے ہو۔ جیسے نامہ کو سنبھال رہے ہو۔ بس کیا کہوں۔ نظر نہ لگے میرے بھائی کو"

وہ جھک کر اسکا ماتھا چومتی خود ہی نظر والی بات پر ہول اٹھی، جبکہ صارم کو مانیہ کی گود میں سر رکھے یونہی دیشیاد آگئی تو وہ اپنی درد سے بھری آنکھیں خود ہی ایل سی ڈی پر جما گیا۔

وہیں نامہ نے نوح کے پاس بیٹھے کچھ دیر بس اسے دیکھا، انجکشن کا اثر تھا کہ وہ گہری نیند میں تھا، نامہ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر نوح کے بالوں میں پھیرا، پھر اسکی گردن سے لپیٹے جھک کر نوح کی پیشانی پر جھکتی ہونٹوں کو رکھتے وہیں سے اسکے رخسار تلک آئی تو وہ نامہ کے ہونٹوں کے لمس پر نیند کی وادی میں بھی پر سکون سا ہوا۔

"میں آپ سے دور نہیں رہ سکتی۔ ایک ہفتے سے آپ نے مجھے اپنی بازو تک نہیں دی۔ کروٹ کر کے سوئے۔ کتنا ظلم ڈھایا ہے آپ نے، لیکن شکایت نہیں کرنی آتی۔ بس اپنا ٹوٹا پھوٹا حق چھیننا آتا ہے"

نامہ نے نوح کی بازو کھولی اور اس پر سر رکھے اسکے پاس ہی لیٹ کر لحاف خود پر بھی کیا اور نوح پر بھی، نامہ کو یہی لگ رہا تھا انجکشن سے نوح پر سکون ہو گیا ہے اور صبح تک جاگنے نہیں والا پر یہ نامہ کی غلط فہمی تھی، وہ خود موت کے منہ میں آگئی۔

نامہ نے اسکی طرف کروٹ بدلی اور ہاتھ کے درد کے باوجود سونے کی کوشش کرنے لگی، ابھی اسے نیند میں گئے کچھ منٹس ہی گزرے جب اسے ہڈیاں توڑ دیتی بازو کی گرفت محسوس ہوئی تو وہ کراہ اٹھتی جاگی، نوح اس پر جھکا اسکی گردن کی جلد بہت بری طرح سک کر رہا تھا، پھر دانتوں میں دباتے درندگی سے جلد کھینچی، اگر نامہ اسے خود سے دور نہ دھکیلتی تو شاید اسکی گردن کا بہت سا خون نکل آتا یا شاید کوئی نازک رگ کٹ جاتی۔

"ن۔۔ نوح!"

وہ ہانپتی کانپتی زور لگا کر خود سے پرے کیے اسے میٹرس پر دھکیلتی بھیگی آنکھوں سے اسکے دونوں ہاتھوں میں اپنے محملی ہاتھ پھنساتی اسے قابو کرنے لگی پر وہ خود کو جنونی انداز میں چھڑو رہا تھا، بالکل وحشیوں کی طرح۔

"تم نے سلا دیا تھا مجھے، یہ جانتے ہوئے کہ مجھے تم چاہیے ہو۔ چھوڑو میرے ہاتھ نامہ"

وہ پھر چینخا تو نامہ نے مزید اس پر چڑھتے اسے اچھے سے قابو کیا، نامہ کے لمبے ہونے کا ایڈوینٹج تھا کہ نوح کو اسکو پیچھے ہٹانے کے لیے پوری قوت لگانی پڑتی مگر اس وقت وہ اپنے پورے ہوش میں بھی نہ تھا، طاقت کہاں سے لاتا۔

"ک۔۔ کیا کریں گے؟ ہاتھ چھوڑے تو؟"

وہ اس جن کو قابو کرتی بالکل ہانپ چکی تھی پر ہار نہ مانی، گردن کی جلد سے
 بری طرح جلن بھری ٹیسس اٹھ رہی تھیں، خون کے قطرے نمودار
 ہوئے۔

"میں تمہاری جان لے لوں گا۔"

وہ پھر ہاتھ چھڑواتا غرایا، نامہ نے تھک ہار کر سر نوح کے سینے پر رکھا، اس
 لڑکی کا دل بہت سست تھا، نوح کی مزاحمت یکدم جیسے کم ہونے لگی تھی۔

"اللہ کے امانت ہے میری جان، آپ نہیں لے سکتے، کوشش کر کے دیکھ
 چکے ہیں کئی بار دیکھیں سانس چل رہی ہے، جو میری زندگی ہے اسکے ہاتھوں
 نہیں مروں گی، اتنی بری قسمت نہیں ہے، جسکے نصیب میں آپ ہیں وہ
 بد قسمت نہیں ہو سکتی، بس میری آزمائش اللہ نے کچھ طویل کر دی۔ میرا
 پورا وجود لہو لہان کر لیں تب بھی میں آپکو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی نوح"

وہ اسکے ہاتھوں کی تھمی حرکت پر بات مکمل کرے چہرہ اٹھا کر دیکھنے لگی تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا، نامہ کے بکھرے بالوں کو سنوارتے ہوئے۔

"مجھ سے دور رہو نامہ۔۔ خدا کے لیے دور رہو۔۔"

وہ گہرے سانس لیتا اسے خود سے دور کرنے لگا، خود پر سے اتار کر میٹرس پر گرا کر کروٹ بدل گیا پر نامہ کے اندر برداشت ہی نہیں تھی کہ وہ اس سے دور ہو پاتی۔

"میں کاوچ پر ہوں، نوح آپ سونے کی کوشش کریں"

وہ اٹھ کر گردن سہلاتی حکم مانے جا کر کاوچ پر بیٹھی پر لیٹنے کا زرا دل نہ کیا تو وہ ٹانگیں اٹھا کر سمیٹے بیٹھی اپنی گردن اب تو آئینے میں بھی نہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اگر یہاں بھی نوح کی بربریت ہوئی تو خو مخواہ رو پڑے گی، وہ کچھ دیر کروٹ کیے رہا مگر یکدم پلٹا تو نامہ جو سردائیں طرف کاوچ بیک پر ٹکا چکی تھی، ڈر کر سیدھی ہوئے بیٹھی کیونکہ نوح نہ صرف کروٹ بدل چکا تھا بلکہ

اٹھ بیٹھتے اپنے پیر نیچے زمین پر اتارے وہ نامہ کی طرف آنے لگا، نامہ کا دل جیسے اچھل کر حلق میں آیا۔

"ن۔۔ نوح دور رہیں مجھ سے"

وہ ہکلاتی رہ گئی پر نوح نے کسی موم کی گڑیا کی طرح نامہ کو کاوچ سے ہی بازوؤں میں اٹھایا۔

"نہیں، تمہیں وارن کر رہا تھا مجھ سے دور رہو۔ کمرے میں کیوں آئی ہو بولو۔ کیا تم چاہتی ہو میں تمہیں مار دوں۔ تمہاری موجودگی میں تم سے دور نہیں رہ سکتا۔ تمہیں یہ مزاق لگ رہا ہے"

وہ سرد و سپاٹ انداز میں باقاعدہ اس پر چینخ رہا تھا، نوح کی سانس تک ہانپی، بہت برہم تھی، نامہ نے بازو نوح کی گردن میں حائل کرتے اسکی گال سے اپنی گال جوڑتے چہرہ اسکے ساتھ لگایا۔

"م۔۔ میں روم سے باہر نہیں جاؤں گی۔ آپ کو خود سے لڑنا ہو گا۔ میں نامہ ہوں آپکی نوح۔ اس گندے نشے کو خود پر حاوی نہ ہونے دیں۔"

وہ اسکی ان سنی کرتا نامہ کو واپس میٹرس پر بے دردی سے منتقل کر گیا، نامہ نے اٹھنا چاہا مگر نوح نے اسکی ٹانگ دبوتے خود کے قریب سر کا یا تو نامہ کو لگا بس اب وہ ختم کیونکہ نوح اپنا بیلڈ نکال رہا تھا۔

"کیا یہ بیلڈ سے ماریں گے اب مجھے؟"

نامہ کا دماغ اتنا معاوف تھا کہ اسے نوح کیا کرنے والا ہے سمجھ نہ آئی، وہ جلدی سے دوسری طرف سے نیچے اتری اور جا کر دوڑ کر کاوچ کے پٹھے جا رکی، نوح غصے سے بیلڈ نکالتا گھوما تو نامہ نے ارد گرد نظریں گمائیں کے کچھ ایسا ملے جس سے وہ نوح کو باندھ سکے۔

"اسی بیلڈ کو ہتھیانا ہو گا"

نامہ نے خود کی طرف غصے سے آتے نوح کو دیکھتے جلدی سے اپنی لمبی ٹانگوں کا استعمال کیا اور ڈور کروہ واپس میٹرس کی طرف بھاگی اور نوح کا نیچے گرا بیلڈ اٹھا کروہ جلدی سے کمرے سے باہر بھاگ گئی اور ڈور بھی باہر سے لاک کر دیا، نوح نے تین چار بار ڈور ناب گمایا مگر وہ ہانپتی ہوئی ڈور لاک کرے دروازے کے ساتھ ہی بیٹھتی چلی گئی۔

لگ بھگ بیس منٹ وہ وہیں بیٹھی رہی اور جب اندر سے آواز یا مزاحمت آنی بند ہوئی تو نامہ ہمت کیے اٹھی اور ڈور ناب گماتے اندر سر کیے جھانکی تو اسے نوح کا وچ پر ہی سویا پڑا نظر آیا، نامہ نے اپنا سانس بھی آہستہ خارج کیا اور بیلڈ پکڑے ہی وہ نوح کے پاس جا کر اسکی طرف جھکی، وہ سچ میں سوچکا تھا یہ یقین آنا مشکل تھا، نامہ نے پہلے تو احتیاط سے اسکے دونوں بازو اسکی گود میں ایک ساتھ جوڑ کر رکھے اور پھر اسی آہستگی سے اس نے نوح کے بیلڈ کو اس مضبوط آدمی کی کلائیوں کے گرد دوبار لپیٹا اور ابھی ہک کھینچنی تھی کہ نوح

نے آنکھیں کھولیں، نامہ چینخ سی دباتی جلدی سے ہک کھینچتی پیچھے ہٹی تو نوح کے دونوں ہاتھ بیلڈ میں بری طرح جکڑ گئے۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟ تم نے مجھے باندھ دیا۔ میرے ہاتھوں میں درد ہو گا
نامہ --- کھینچنے سے"

وہ اپنے ہاتھوں کو بے دردی سے کھینچتے چلایا تو نامہ جلدی سے پاس آتی اسکے ہاتھوں کو تھام گئی کیونکہ کھینچ وہ رہا تھا، اذیت نامہ کو پہنچ رہی تھی۔

"نوح! ہاتھوں کو تکلیف نہ دیں خدا کے لیے"

وہ اسکی کلائیوں پر کھبتے لیدر کے نوکیلے بیلڈ سے رونے والی ہوئی، منت کر اٹھی۔

"کھولو پھر مجھے ورنہ میں اکھاڑ دوں گا اس بیلڈ کو"

وہ وحشیانہ ہوئے گھورا اور نامہ کو ہر راستہ بند سا لگنے لگا۔

"کیا سکون دے گا آپکو۔ بتائیں مجھے؟"

وہ تھک ہار کر منت کرا اٹھی۔

"تم۔۔۔ تم دو گی سکون۔۔۔ آئی نینڈیو نامہ"

وہ جیسے تڑپ کر بولا، اسے خود ہوش نہ تھی وہ کیا کہہ اور کر رہا ہے۔

"آپ ہرٹ کریں گے۔ میں روپڑوں گی پھر۔۔۔۔"

وہ افسردگی سے بولی۔

"تمہاری گردن"

وہ اسکی گردن دیکھتے سب بھول گیا، نامہ نے پھر سے درد پر ہاتھ رکھا تو اسے

کچھ گیلا محسوس ہوا، نامہ نے جب انگلیاں سامنے کیں تو وہ مدھم سی سرخ ہوئیں، نامہ کا حلق تک گھٹ گیا کیونکہ گردن کی جلد ہلکی سی چھل گئی تھی یہ

چند خون کے قطرے وہیں سے نکلے تھے جو پورے گردن پر ٹریسز چھوڑ چکے تھے۔

"اب بھی آپ چاہتے ہیں میں آپ کو کھول دوں؟"

وہ اپنی گردن دیکھاتی فیصلے کا اختیار بھی اسی وحشی کو دے رہی تھی جس نے سرخ آنکھوں سے نامہ کو دیکھتے فوراً نفی میں سر ہلایا، اسکی آنکھ سے نمی سی بیرڈ میں اترتی دفن ہوئی اور یہیں نامہ اس شخص کی بے بسی پر رو پڑی۔

"ت۔۔ تم مجھے مت کھولنا پر رومت نامہ، یہاں آؤ میرے پاس"

وہ بندھے بازو اٹھاتا اسے اپنے سینے لگانا چاہتا تھا اور نامہ روتی ہوئی بازوؤں کے اندر نیچے سے گھستی اسکے سینے لگ بھی گئی، وہ اسکی شرٹ پشت سے مٹھیوں میں بھرتی روتے ہوئے باقاعدہ کانپ سی رہی تھی، نوح کا دماغ اسے اکسار ہاتھ وہ اپنے ہاتھ و حشیوں کی مانند چھڑوائے، اس لڑکی کو گھوٹ دے پر وہ خود سے بھرپور لڑ رہا تھا۔

"یہ تکلیف ماما کے ہمیں چھوڑ جانے سے بھی ب۔۔ بڑی ہے نوح کے میں آپکو اس حال میں دیکھ رہی ہوں اور کچھ کر نہیں پارہی۔"

وہ اسکے چہرے کو تکتی آنسو آنسو لہجے میں بولی کہ آواز آنسوؤں کی آمیزش سے لپٹی تھی۔

"گردن اس طرف کرو"

نوح کے حکم پر وہ ڈری۔

"بائیٹ نہیں کرنا پلینز نوح۔ مجھے پہلے ہی درد ہو رہا ہے"

وہ خوف سے سرگوشی میں ڈھلتی کانپتی آواز میں بولی تو نوح نے سر ہلاتے اس لڑکی سے اپنی سرخ گوشوں والی نظریں چرائیں اور نامہ کی گردن پر اپنے ہونٹ رکھتے وہ اسکے درد کو نبجانے بڑھارہا تھا یا گھٹا پر نامہ کو سکون سا ملا۔

"سوری روح۔۔"

وہ اپنے ہونٹوں کو سہلاتا نامہ کے کان میں بولا تو اس لڑکی کی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ گرے۔

"ہٹو۔ مجھے یہیں لیٹنے دو، میرے سائیڈ ڈرامیں نیند اور ہارٹ بیٹ کی گولیاں ہیں۔ وہ دولا اور کھلا دو مجھے۔ اور تم وہاں جا کر سو میٹرس پر۔۔۔ پلیز نامہ رحم کرو مجھ پر۔ میں مر رہا ہوں اس اذیت سے۔ میرے آگے خود کو مت ڈالو۔ روند دوں گا تمہیں۔ منت کرتا ہوں"

نامہ نے آزرہ نظروں سے نوح کی چرائی آنکھیں دیکھیں اور اسکے بازو اٹھانے پر وہ دور ہوئی اور اپنی آنکھیں رگڑتی ہوئی وہ اٹھ کر ڈرامائیڈ جا کر بیٹھی اور وہاں رکھی ٹیبلٹس میں سے دو نکال کر پانی کا گلاس بھی فل کیا۔

نوح اس سے نظر تک نہ ملا پارہا تھا، نامہ نے ٹیبلٹ بہت برداشت کے ساتھ نوح کے ہونٹوں تک لے جاتے اسکے منہ کے اندر کی، پھر گلاس دھیان سے

اسکے ہونٹوں سے لگایا، دوسری ٹیبلٹ وہ نہیں دینا چاہتی تھی، اسکا دل پھٹ رہا تھا۔

"دونا نامہ خدا کے لیے مت آزماؤ میری برداشت، پھٹ جائے گا میرا دل"

وہ چینخا تو نامہ نے جلدی سے دوسری ٹیبلٹ بھی اسے کھلائی جبکہ پانی بھی پلایا، نوح نے اسے نگلتے گہرا سانس بھرا اور وہیں کاوتچ پر لیٹ گیا، نامہ نے پاس بیٹھے اسکے سر کو اٹھا کر کشن نیچے رکھا تو نامہ کو نوح نے انہی نم ہوتی سو جھی آنکھوں سے دیکھا جس لڑکی کے اندر حشر برپا تھا، وہ رو رو کر بھی تھک گئی تھی، وہ اسکے ہاتھ کھولنے لگی پر نوح نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیے، یعنی وہ نہیں چاہتا تھا نامہ اسے کھولے۔

"م۔۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں روح۔ اگر میں مر گیا تو یہ م۔۔ مت بھولنا کہ تم میرے سوا کسی کی نہیں ہو۔۔ م۔۔"

وہ جلدی سے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ کی پوریں رکھ گئی۔

"شش! مت کہیں ایسا۔ چپ کر جائیں۔ میں آپ سے پہلے مر جاؤں گی۔ ٹھیک ہو جائیں گے آپ۔ میں آپ کے پیار سے دگنا پیار کرتی ہوں۔ بس سونے کی کوشش کریں"

وہ نیچے کارپٹ پر بیٹھی اسکے چہرے کو سہلاتی اسے ایسا فضول بولنے سے منع کرتی اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

"م۔۔ مجھ سے مت روٹھنا تم۔ میرا سب کچھ ہو تم نامہ"

وہ اپنی حالت سے تھک سا گیا تھا اور نامہ کی سانسیں بھیک سی چکی تھیں۔

"مجھے پتا ہے۔ میں آپ سے شکوہ تک نہیں کروں گی اس سب کا۔ ناراضگی کا

تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ بہت سڑ ونگ ہیں نوح۔۔۔۔ سو جائیں

میری جان۔ میرے حصے کا سارا سکون اللہ آپ میں اتار دے آج۔ اک

قطرہ بھی مجھ میں نہ رہے تب بھی قبول ہے۔ بس مجھے محسوس کریں، میں

پیار کر رہی ہوں۔ اندر لگی آگ کو توجہ نہ دیں۔"

وہ اسکی شرٹ کے بٹن کھولتی اسکے سینے پر ہتھیلی پھیرنے لگی، نوح کی ہارٹ بیٹ جلد نارمل ہوئی اور نیند کی ٹیبلٹ بھی دس منٹ تک نوح کی تھکی آنکھوں کو بند کرنے لگی۔

"میرے اللہ انکو سکون دیں۔ یہ مجھ سے زیادہ تکلیف میں ہیں۔"

وہ اسے سوتا دیکھتی دعا گو ہوئی اور اللہ نے نامہ کی سنی کیونکہ آدھے گھنٹے تک وہ سو گیا پر اسکے چہرے پر ہنوز درد کا تاثر نامہ کو رلا کر رکھ گیا، وہ اٹھ کر اسکے پیروں کی سائیڈ بیٹھی اور نوح کے پیر چھوئے جو برف ہو رہے تھے تبھی وہ اٹھی اور میٹرس پر رکھا لحاف لا کر اس نے نوح پر پھیلایا اور خود اسکے قدموں میں بیٹھی اسکے پیروں کو ہاتھوں سے دبانے لگی۔

وہ نیند میں مکمل اترتا تو نامہ کی سانس میں سانس آئی، اس نے نوح کے پیر کے اوپری انگلیوں کے حصے کو چومتے وہیں آزر دگی سے سرٹکالیا اور اسے سویا دیکھتی خود بھی درد کرتی آنکھیں موند گئی۔

.._____..

"یا میرے خدا! کس قسم کے لوگ ہیں وہ۔ تم کیا کرو گے اب۔۔ کیسے اس مجرم کو پکڑو گے"

امائل صبح چار بجے تک واپس آیا جسکے پاس نوح کو انجکٹ کرنے والی پہلی ڈوز تھی جبکہ اس نے ساری صورتحال بھی مانیہ کو بتائی جو کافی پریشان کن تھی۔
"کرتا ہوں کچھ۔ یہ انجکشن بھائی کو لگانا بہت ضروری ہے۔ کیا ہم انکے روم میں جائیں"

امائل نے فی الحال ہر چیز کو پرے کیے نوح کو یہ ضروری ڈوز دینی اہم سمجھی۔
"یہ مناسب نہیں، کیا پتا وہ روم میں کس حالت میں ہوں۔ میری مدرٹریسا کیا پتا بچھاؤر ہو گئی ہو؟"

مانیہ کا دل سا بھاری پڑا لیکن انتظار کرنا بھی ٹھیک نہ تھا۔

"اچھا ایسا کرو تم جاو۔ سر سری سادیکھ کر آو"

امائل نے بہترین حل سوچا اور مانیہ اس پر بھی پریشان ہوئی، عجیب لگ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے، بٹ مجھے آکرو ڈلگ رہا ہے"

مانیہ نے ہامی تو بھری لیکن وہ یہ کرنے میں کمفرٹیل نہ تھی۔

"مانیہ یہ انجکشن انکے جاگنے سے پہلے لگنا ضروری ہے، سمجھو اس بات کو"

وہ مانیہ کو قائل کرتے سخت پریشان لگا تبھی وہ فوری سر ہلائے بات مان گئی

جبکہ امائل نے اسے بھیجا، بہت ڈرتے ڈرتے وہ روم تک پہنچی اور آنکھیں

بھی زور سے بند کرتے اس نے نوح کے روم کا ڈور کھولا، پر جب آنکھیں

کھولیں تو اسکو بے حد پیار آیا، نامہ اس شخص کے قدموں کی طرف کارپٹ

پر نیچے بیٹھی سو رہی تھی اور نوح کا وچ پر جبکہ لحاف ہونے کے سبب نوح کے

بندھے ہاتھ دیکھائی نہیں دے رہے تھے۔

"میں قربان جاؤں تم پر نامہ"

مانیہ پاس آئی اور اسکے پاس بیٹھے بہت ہی آہستگی سے نامہ کا سرچو ما اور اک اداس نظر وہ نوح پر ڈالتی اٹھی اور باہر آتے ہی امائل کو میسج کیا کہ وہ آجائے۔

امائل نے روم میں آتے دونوں پر نظر ڈالی تو وہ بھی اداس مسکرایا، پھر اس نے انجکشن سرنج میں بھرا اور نوح کی بازو جب پکڑنے لگا تو اسے احساس ہوا نوح کے ہاتھ جکڑے ہیں، وہ ٹھٹکا پر پھر امائل کی آنکھیں یکدم سرخ پڑیں، وہ نامہ کا جبر ان بندھے ہاتھوں سے جان گیا پر فیل نہ ہونے دیا، بہت احتیاط سے امائل نے نوح کی بازو میں وہ انجکشن انجکٹ کیا جس پر نوح ہلکی سی چبھن پر کسمسایا تھا۔

پھر انجکشن ڈسٹ بن میں پھینکے وہ مانہ کا ہاتھ پکڑے روم سے باہر آیا جو دونوں کے لیے اتنی پریشان تھی کہ باہر آتے ہی امانل کے سینے سے لپٹ گئی۔

"بھائی کا غصہ اور درد دونوں کچھ گھنٹے تک کنٹرول میں آجائے گا۔ تم پریشان مت ہو۔ یہ امتحان ہے دونوں کا۔ آجاؤ۔ تمہیں نیند سے جگا دیا آئی ایم سوری"

وہ دونوں ساتھ ہی نیچے آئے تو صارم بھی سوچا تھا جس پر مانہ کے ساتھ امانل اسکے روم میں ہی چلا آیا، اسے پکڑ کر بیڈ کی پائنٹی پر بیٹھائے وہ بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھا۔

"وہ تو نوح کے لیے داسی ہی بن گئی امانل، مجھے پکا پتا ہے روتے روتے سوئی ہے۔ دونوں کی آنکھیں دیکھی تھیں تم نے؟ اپنے سائز سے بڑھی ہوئی۔ یہ کتنا تکلیف دہ ہے، اپنے پیاروں کی بے بسی دیکھنا۔"

وہ بولتے بولتے اماٹل کے ساتھ جا لگی جس نے اسے اپنے حصار میں بھرتے
اسکا ماتھا چوما۔

"کیا کر سکتے ہیں، یہ دنیا بہت ظالم ہے ڈار لنگ۔ لیکن بھائی کے دشمن کو میں
ایسے نہیں جانے دوں گا۔ تم نامہ کے ساتھ رہنا آج۔ میں ابھی نکلوں گا، صبح
دس بجے آؤں گا بھائی کو پک کرنے سر جری کے لیے۔ صارم کو بھی کہنا گھر
رہے۔ اور تم پریشان مت ہونا"

وہ مانہ کو تاکید کرے دور ہونے لگا پر مانہ نے ہونے نہ دیا اور پکڑ کر واپس
قریب کرے بٹھا گئی۔

"سنو تم قانون ہاتھ میں مت لینا اماٹل، بہتر ہے امتاب کو انفارم کر دو۔ وہ
خود ہینڈل کر لے گا۔ یا کم از کم اسے انفارم کرو"

مانہ کو اس وقت اماٹل کی بھی فکر تھی، پہلے ہی پریشانیوں نے دوغان ولا میں
بسیرا کر رکھا تھا، وہ مزید تکلیف سہنے کی پوزیشن میں نہ تھی۔

"ٹھیک ہے میں جو کروں گا امتاب کو بتا کر کروں گا۔ تم ایزی ہو جاؤ۔"

امائل نے اسکا ماتھا چومتے پہلے مانیہ کو پر سکون ہونے کی تاکید کی۔

"م۔۔ میں بھی چلوں؟"

مانیہ کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

"میری جان اپنی بہن کا خیال رکھو وہ بہت سٹریس سے گزر رہی ہوگی۔ اس

مشکل وقت میں اسکے ساتھ رہو، اسے ضرورت ہے تمہاری۔ میرے ساتھ

بس تمہارا پیار ہو یہی کافی ہے حسینہ!"

مانیہ کی آنکھوں میں نمی اتری، وہ سب کا سوچ رہا تھا تو مانیہ کو اسکا سوچنا پڑا۔

"تمہیں میں چاہیں ہوں؟"

وہ سینے کے ساتھ لگتی پیار سے امائل کی آنکھوں میں دیکھتے بولی تو امائل پر

خمار سا مسکرایا۔

"ہاں لیکن سسرال میں نہیں، یہاں تھوڑی سی ڈارلنگ کی لفٹ بھی کافی ہے مجھے۔ میری فکر چھوڑو۔ وہ دونوں اس مشکل سے نکل لیں پھر تمہیں فرصت سے تم سے چراؤں گا۔ کیونکہ ہماری پراپر شادی ابھی باقی ہے"

مانیہ اختتام تک نم آنکھوں سمیت ہنسی۔

"واٹ! ہ۔ ہماری شادی ہوگی امانل"

وہ جذباتیت سے ڈوبی سی سرگوشی میں بولی۔

"ہاں! نامہ اور نوح کی شادی سے ڈبل دھمال کے ساتھ۔ ایسے تھوڑی چھپ کر اپنی ڈارلنگ کو اپنا بناؤں گا۔ دنیا کو بتاؤں گا کہ ہم ساتھ ہیں۔ ویسے بھی ہمارا نکاح ہو سپٹل میں بہت سادگی سے ہوا۔ کوئی رسم نہیں ہوئی۔ ایک ہی بار شادی ہوتی ہے وہ پھیکا ہونا ڈیزرو نہیں کرتی مانیہ۔ نامہ اور نوح کی مشکل حل ہو لے پھر ہم ڈبل سلیریشن کریں گے۔ تمہارے مکمل ریکور ہونے کی اور ہمارے آفیشیلی شادی کرنے کی"

وہ خوشی سے مسکراتی سر ہلاتی فوراً مائل کے سینے لگی، جس نے بازوؤں میں بھر کر مانیہ کو اپنے وجود میں گم سا کر لیا۔

"میں یہ سن کر بہت خوش ہوں مائل"

وہ ساری اداسی بھول کر چہکی۔

"میں بھی۔ اب میں نکلتا ہوں۔ انجکشن لگانے آیا تھا۔ جب نوح بھائی جاگ جائیں تو مجھے انفارم کرنا، ہم سر جری تک زرا دشمن سے نمٹتے ہیں۔ اپنا خیال رکھنا"

وہ اسے تاکید کرتا روانگی کے لیے تیار تھا تو مانیہ نے اسے فوراً بازوؤں سے آزاد کیا جس پر مائل جاتے جاتے رکا اور واپس پلٹ کر اس نے مانیہ کی کمر میں ہاتھ لپیٹے اسے اپنے سینے سے کھڑا کرتے جوڑا تو دونوں کی آنکھوں میں خمار کا شدید غلبہ لمحوں کو فسون خیز کر گیا۔

"میرا یہ فیورٹ مومنٹ ہے جب تم مجھے ایسے قریب کرتے ہو۔ میرا تم سے پیار بڑھ جاتا ہے"

مانیہ نے امانل کی نوز ٹپ پر معصومانہ بائٹ کرتے مقابل کو اور مدہوش کیا تھا۔

"اچھا کتنا بڑھا ہے پیار؟"

وہ شرارت پر آمادہ ہوا جاننے کا طلب گار تھا۔

"بے حساب"

وہ مخمور اداؤں پر اتر آئی تھی اور یہ بہت خطرناک سچویشن تھی۔

"ابھی کے لیے یہ رکھو، اس بے حساب کا حساب چکنا فرصت سے کروں گا

مسیر امانل"

وہ اسکے ہونٹوں کو چھوتا چھوتا تار کا اور مانیہ کی گردن میں سرکتے اسکی گردن پر اپنے دہکتے ہوئے ہونٹوں کو رکھا اور بنا ثبوت چھوڑتا وہ ہونٹوں کی بھری شدت اور حدت بخشتا دور ہوا، مانیہ کی سانسیں بھاری ہوئیں اور جب وہ یوں اسکی قربت میں ہانپتی، امائل اس لمحے کی خوبصورتی کو کسی پیمانے میں نہ رکھ پاتا۔

"آئی لو ویو سوچ"

وہ پیار سے بھری مسکرائی تو امائل نے سر خم کرے وہ اظہار ہونٹوں سے اپنے پیچھے چھوٹ چکے زائقے سمیت اچکا اور مانیہ کے بہکنے سے پہلے ہی وہ اسے اپنی خوشبو میں پاگل کر تا حصار سے آزاد کرے ہی دور ہوا اور ان مدھ بھری آنکھوں کو نہارتا ہوا کمرے سے نکل گیا، اور باخدا اب تو مانیہ کو اسکی جاچکی خوشبو سے بھی عشق تھا جو امائل کے جانے کے بعد بھی پہروں اس سے لیٹی رہتی تھی۔

.._____..

امائل نے مانیہ کے مشورے پر عمل کرتے امتاب مہمت کو ساتھ ملایا اور اسی کے آدمیوں نے صبح پانچ کے قریب صابر مروان کو اسکی کسی میٹنگ کو اٹینڈ کر کے آنے کے بعد اٹھوایا، امائل اور ماوی کے ساتھ مہمت امتاب کے تین تنگڑے آدمی تھے وہ خود بھی تھا پر مین لیڈر اس آپریشن کا امائل تھا جسکی سیاہ آنکھوں سے ٹپکتی وحشت نے صابر مروان کی ہوا ٹائیٹ کر دی۔

"میں تمہاری عمر کا لحاظ کروں گا صابر مروان، اگر تم نے اس لحاظ کو قبول نہ کیا تو اگلی بار نوح ادا دوغان خود تمہارا سینہ چیرنے آئیں گے لہذا بتاؤ کیا تم نے ڈرگ دی انھیں۔ کس کے تھرو کروایا تم نے یہ؟"

امائل کو آج تک کسی نے غصے میں بھی نہ دیکھا لیکن اسکا یہ روپ ماوی صاحب کے لیے کافی جھٹکے سا تھا پر یہ خوشگوار اور حسین جھٹکا تھا۔

"بتاؤرنہ۔۔"

اسکی سر دچپ پر امانل نے زرا ہاتھ کی جکڑن بڑھائی کہ وہ آدمی دم گھٹنے پر کراہنے لگا، امتاب بھی انویسٹیگٹنگ روم میں داخل ہوا۔

"ہ۔۔ہاں۔۔ ڈاکٹر ارحم نے مدد کی۔ وریام ہو سپٹل کے ہی ایک ملازم کے تھرو یہ ڈرگز سپرے کروائی۔۔۔"

امانل نے اسکی گردن جھٹکی، جبکہ امتاب پاس آکر رکے امانل کا شانہ شاباشی سے تھپک گیا۔

"اس نے یہ کیوں کیا، باقی سب اس سے یہ اگلو انامیری ذمہ داری ہے امانل۔ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اسے تو امتاب مہمت اب اس قبر میں گاڑے گا جو زمین کے اندر دھنسی ہوتی ہے۔ نوح کو ڈرگ کے اثر سے مکمل نکالیں یہ آپ دو کا کام ہو گا۔ اس حوالے سے بے فکر رہیں۔ نوح کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی درندہ صفت پولیس والا ہوں"

امتاب نہیں چاہتا تھا یہ خدمت خلق کرنے والے معصوم دلوں والے ڈاکٹرز
مزید اس گند میں پڑیں تبھی ایک بہترین مشورہ دیا جس پر امانل اور ڈاکٹر
ماوی دونوں کو تسلی ملی، اب صابر سے باقی سب اگلو انا اس دبنگ تھانیدار کا
کام تھا جس سے ویسے ہی از میر کے سارے کرپٹ لوگ تھر تھر کانپتے
تھے۔

.._____..

صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے جب نوح کی گہری نیند سر کے بھاری پن
پر ٹوٹی، وہ اپنی جانب سے جسم کے ٹوٹے اثر پر انگڑائی لینے کی کوشش کر رہا
تھا پر ہاتھ جکڑے اسے نیند کی وادی سے یکلخت ہوش کی دنیا میں لائے۔

نوح نے جب آنکھیں کھولیں تو نظر اپنے پیروں کی طرف بیٹھی نامہ پر
گئی، اور اٹھنے لگا پر اسے محسوس ہوا وہ ہاتھ نہیں ہلا پارہا تبھی جب ہاتھوں پر
سے لحاف جھٹکا تو اپنے ہاتھ بیلڈ میں بندھے دیکھ کر اسکا دماغ معاوف ہوا۔

"ک۔۔ کیا ہوا ہے یہاں؟"

نوح کا دماغ یکدم سب سوچ نہ پایا لیکن پھر کچھ دیر کے ذہنی دباؤ کا اثر تھا کہ رات کسی فلم کی صورت اسکے ذہن کے سکرین پر چلنے لگی، نوح کی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں کیونکہ اسے یاد آ رہا تھا کہ اس نے نامہ کو ہرٹ کیا ہے، وہ اٹھ بیٹھے نامہ کی طرف جھکاتا کہ دیکھ سکے جو اسے لگ رہا ہے وہ بھیانک خواب ہی ہے ناں پر فی الحال نامہ کا چہرہ گردن سب بالوں میں چھپا تھا، ہاتھ کا اس نے کاوچ کارنر پر تکیہ سا بنار کھا تھا اور درد کا تاثر نامہ کے چہرے پر تھا۔

"م۔۔ میں نے اسے کوئی تکلیف نہ دی ہو۔ پلیز اللہ یہ برداشت نہیں

ہو گا۔ یہ یہاں کیوں سو رہی ہے"

وہ اسے جگانے کی ہمت نہ کر پا رہا تھا پر اسے نامہ یوں پیروں میں بیٹھی دیکھی بھی نہیں جا رہی تھی۔

"ن۔۔ نامہ۔۔"

وہ دھیرے سے پکارا ہی کہ وہ یوں ڈر کر چونکی جیسے کوئی بھیانک خواب ٹوٹا ہو، نامہ نے آنکھیں کھولتے جب نوح کو دیکھا تو جلدی سے نیچے سے اٹھ کر اسکے پاس آ کر بیٹھی، اس لڑکی کی آنکھیں اپنے حجم سے کچھ بڑھی تھیں، گوشے اب تک لال جیسے وہ ساری رات روئی ہو، خزن اسکی سانسوں میں بھرا تھا۔

"ن۔۔ نوح! کوئی درد تو نہیں۔ اب آپ کیسے فیل کر رہے ہیں؟"

نامہ نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے رہی سہی نیند بھی اس مر جھائی آنکھوں سے جھٹک دی، وہ کچھ بولنے لائق نہ رہا جب اسکی نظر نامہ کی گردن پر گئی جہاں خون کے نشان سوکھ چکے تھے، نوح کو لگا اسکا دل پھٹ گیا ہے۔

"ہاتھ کھولو نامہ۔۔۔"

وہ نرمی سے بولا تو نامہ نے فوراً سے سر ہلاتے اسکی کلائیوں کے گرد مضبوطی سے جکڑا بیڈ کھول دیا پر وہ دیکھ سکتا تھا بیڈ کھولتے نامہ کے ہاتھ کانپ رہے

تھے، نامہ نے بیلڈ نیچے زمین پر پھینکا تبھی نوح نے اسکے شانے پر بکھرے
 بال پکڑ کر بیک پر ڈالتے جب نامہ کی گردن پر ہوئے زخم کو دیکھا وہ دل
 چیرے جانے کی اذیت سے روشناس ہوا، اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکی
 گردن کا بنایا ہالہ ڈھیلا پڑ گیا۔

"یہ م۔۔ میں نے کیا ہے؟ نامہ یہ مت کہنا میں نے کیا۔ برداشت نہیں ہوگا
 مجھ سے"

وہ سرخ ہوتی آنکھیں اس لڑکی کی آنکھوں میں ڈالے بولا ہی کہ نامہ نے
 اسے اپنے گلے لگا لیا، وہ ترس چکی تھی نوح کے ایسے پیار بھرے لاڈ کے
 لیے۔

"نہیں کیا کچھ آپ نے۔ بہت گندی ڈرگ تھی وہ۔۔ آپکے آفس روم
 میں۔۔۔ اسی کا اثر ہو رہا تھا ایک ہفتے سے۔ اور کل اس ڈرگ کو نہ ان ٹیک
 کرنے پر آپ تھوڑے ایگر یسو ہو گئے، جسم کا نشہ ٹوٹ رہا تھا تو یہ نیچرل

تھا۔ زرا زور سے بائیٹ کر دیا۔ لیکن میں ٹھیک ہوں نوح۔۔۔ مجھے کوئی درد نہیں ہو رہا"

وہ اسکی یہ ہچکیوں کی زد میں کہی سرگوشیاں سنے اسے پکڑ کر اپنے روبرو لایا جو نارونے کی سب سے کامیاب کوشش کر رہی تھی۔

"تمہیں کیسے درد نہیں ہو رہا جب اسے دیکھ کر میری سانس بند ہو رہی ہے۔ کیوں جھوٹ بول رہی ہو نامہ۔ تم کب سے اس زخم کو لیے بیٹھی ہو۔ یہ گہرا ہے میری روح۔۔ دیکھو بلڈب۔۔ بھی نکلا ہے۔ میں یہ کیسے کر سکتا ہوں، اوہ میرے خدا۔ مجھے دیکھنے دو اسے"

وہ اسکا چہرہ اک طرف کرتے زخم کا جائزہ تولے رہا تھا پر شکر ہے صرف اوپری سکن کے پھٹنے کی وجہ سے پوروں سے بلڈ نکلا تھا، نامہ تو اسے ٹھیک دیکھ کر ہی صدمے میں تھی۔

"مجھے پتا تھا گہرا نہیں تبھی نہیں چھو اسے، یقین تھا آپ ٹھیک ہو گئے تو خود ہی مرہم لگا دیں گے۔ اب مجھے پر سنل ڈاکٹر کے سوا کسی ڈاکٹر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ یہ آپ نے نہیں کیا، تو خود کو بلیم نہیں کرنا ایک بار مزید"

وہ اسے خود اذیتی میں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"ہاتھ کھولو نامہ۔۔"

نوح نے ڈرتے ڈرتے اسکی ہتھیلی کھولی کہ اک آس تھی شاید یہ والا بس خواب ہو پر جب اس نے نامہ کی ہتھیلی کھولی جو نامہ نے آخری حد تک بند رکھنے کی پوری کوشش کی، اس پر دانتوں کی جگہ اب تک سو جن تھی اور خون کے جھے ہوئے مدھم ٹریسز تھے، نامہ نے ڈبڈبائی آنکھوں سے بڑی مشکل سے نوح کو دیکھا جو بے اختیار اسکا ہاتھ چومتے رو پڑا تھا، نامہ نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ نوح کو ایسے بچوں کی طرح روتا دیکھے گی۔

"ایسے نہ کریں نوح! خدا کے لیے"

وہ اپنا چہرہ آگے کرتی نوح کی ترپڑتی رخسار سے اپنی گال جوڑ گئی جس نے نامہ کو اپنے سینے لگائے اپنا چہرہ اسکے بالوں میں چھپا لیا، نامہ کا پورا وجود درد میں تھا جیسے وہ پینک کر رہا تھا، وہ شخص کانپ رہا تھا، وہ اتنی تکلیف میں تھا کہ نامہ کو لگا اسکی جان نکل جائے گی۔

اتنا تو شاید وہ اپنی ماما کی موت پر بارہ سال کا بچہ ہو کر نہیں رویا تھا جتنا نامہ کو تکلیف دے کر بتیس سال آدمی بنے رو رہا تھا، نامہ تو رو کر اپنی گھٹن نکال چکی تھی سو وہ نوح کو نہ روک پائی، اسکا دل ہلکا ہونے تک اسکے سینے لگی رہی۔

"ک۔ کہیں اور بھی ہرٹ کیا میں نے؟ میں نے تمہیں شاید بہت زور سے ہولڈ کیا تھا۔ کہیں درد ہے۔ بتاؤ مجھے روح"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اپنی پیٹ کی بیک کی طرف اسکا ہاتھ رکھتی نوح کے کان کے قریب ہوئی۔

"یہاں سے پکڑا، بہت زور کا۔۔۔۔ یہاں پر اپنا ہاتھ رکھیں بس، تلافی ہو گئی"

وہ اسکی شرٹ ہٹاتا اس جگہ ہاتھ پھیرتے وہاں کی ہلکی سی سو جن فیل کر سکتا تھا۔

"میں مار ڈالوں گا اسے نامہ جس نے مجھے ایسا درندہ بنایا، آئی ایم ریلی سوری۔ تم جانتی ہو میں تمہیں جان بوجھ کر درد نہیں دے سکتا۔ تم میرا سکون ہو، میں ایسی درندگی نہیں کر سکتا۔ لیکن میرا دل چاہ رہا ہے میں خود کو شوٹ کر دوں۔"

وہ اب تک شدید تڑپ کا شکار بول بھی ٹھیک سے نہ پارہا تھا جبکہ نامہ نے اسکی پشت پر ہاتھ پھیرتے اسے رنلکس کرتے روبرو چہرہ کیا۔

"میں بہت ڈرگ۔۔ گئی تھی۔ کہ مجھ سے دل بھر تو نہیں گیا آپکا۔ یہ واحد سوچ ہے جو آپکے روڈ ہونے پر دماغ میں آئی۔ مجھے لگا اک لمحہ ک۔۔ کہ

کہیں میں بھی اپنے بابا جیسی قسمت تو نہیں رکھتی جو ساری عمر اک محبت کرنے کو روتے رہ گئے۔ ب۔۔ بس یہی ڈر مجھے مار رہا تھا۔ میں نے بہت مشکل سے اعتبار کیا تھا، اک لمحہ لگا وہ نہیں ٹوٹا سب ختم ہو گیا۔ لیکن اللہ نے ایسا ہونے نہیں دیا کیونکہ انکو پتا ہے میں اپنے بابا کی طرح سٹرونگ نہیں، میں محبت کرنے کو دو دن بھی نہ روپاتی اور مر جاتی۔۔۔۔۔"

وہ اب کی بار اپنے آنسو نہ سنبھال سکی تو نوح کا دل جیسے کند چھری سے کٹنے لگا، وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر گیا، اسے نامہ کے حوصلے اور ہمت پر حیرت ہو رہی تھی۔

"ہے۔۔۔ سٹاپ۔۔۔ نامہ بہت بہادر ہے۔ بالکل بھی کمزور نہیں ہے۔ جس طرح کل سے اب تک تم نے ہینڈل کیا مجھے۔ تم ایمو شنلی مجھ سے ہزار گنا مضبوط ہو۔ میں تمہیں اس محبت پر کبھی اک آنسو بہانے نہیں دوں گا۔ تم نے مجھ سے محبت کی، میری محبت قبول کی۔ یہ معاملہ کبھی تمہاری تکلیف نہیں بنے گا۔ میں ہر تکلیف کا مرہم بنوں گا۔ میں نے اچھی بھلی تمہاری

پر سکون زندگی آنسو بنادی۔ اتنی بہادر کبھی نہ رونے والی نامہ کو اتنے درد سے بھر دیا۔ بہت بڑا گناہ ہے۔۔۔ اسکی تلافی کروں گا اس سے پہلے میرا اللہ مجھ سے ناراض ہو کر تمہیں مجھ سے واپس لے لے۔۔۔ تم پر صبر نہیں آئے گا۔ میں سب سنبھال لوں گا۔ جس نے یہ کیا وہ اسکا بدلہ پائے گا سود سمیت۔۔۔ ادھر دیکھا ہاتھ۔۔۔ کس قسم کی درندگی ہے یہ " وہ اسے روبرو کرتا اسکا ہاتھ دیکھنے لگا جسکی حالت دیکھے نوح کو خود سے نفرت ہو رہی تھی۔

"آپ نے اس سب کے باوجود بتایا کہ میں کتنی قیمتی ہوں۔ یہ سب کر کے آپ بھی تڑپ رہے تھے۔ جیسے اس نشے کی گندگی سے لڑ رہے ہوں۔ نوح اتنی محبت کیسے کر لی آپ نے؟"

وہ اسکے ہاتھ کی ہتھیلی پر افسوس کے سنگ اپنے دوسرے ہاتھ کو نرمی سے سہلانے کے بیچ نامہ کے سوال پر اسے دیکھنے لگا۔

"جیسے تم نے کی، اٹھو فسٹ ایڈ باکس لاؤ میں تمہاری نیک پر کچھ لگاؤں۔ ڈریسنگ روم کی نچی کبرڈ میں ہے"

نامہ نے فوراً سے سر ہلایا اور اٹھی، جبکہ نوح نے بھی لحاف سائیڈ کیا اور پیر نیچے کارپٹ پر رکھتے اٹھا تو سر دردناک چکر آیا پر نوح نے خود کو سنبھال لیا، پھر اپنی بازو پر ہاتھ سہلایا جہاں امائل نے انجکشن دیا تھا، امائل کا ہاتھ تو ہلکا تھا پر اس انجکشن میں اینٹی ڈرگ کی ہائی ڈوز تھی جو پوری بازو سن کر رہی تھی، نوح نے جب ڈسٹ بن کی طرف آکر دیکھا تو وہاں یوزا انجکشن دیکھے وہ کچھ سوچنے لگا، پھر اپنے فون تک پہنچا جہاں حسب توقع امائل کا میسج تھا۔

"میں نے اینٹی ڈوز دی ہے آپکو۔ سینسز میں آتے ہی انفارم کریں بھائی۔ آپکی گیارہ بجے سرجری ہے آج۔ دشمن کو منہ کی کھانی پڑی گی یقین ہے ہم سبکو آپ پر، میں اور ڈاکٹر ماوی اپنا فرض نبھانے نکل رہے ہیں۔ آپ کے بہت احسان ہیں سمجھیں ایک آدھ آج اتار دوں گا۔ بہت فکر مند ہوں آپکے لیے"

نوح نے میٹرس پر بیٹھے اس میسج کو دکھی ہوتے پڑھا، پھر اسکا جواب لکھ کر بھیجے نوح نے فون سائیڈر کھا تو نامہ کو آتے دیکھ کر وہ بیقرار ہوا، وہ پاس آکر بیٹھی باکس نوح کی طرف بڑھائے ہر درد سے آزاد تھی۔

"جس قدر Drug intake تھا، میں تمہاری جان بھی

لے سکتا تھا نامہ، دور کیوں نہیں گئی مجھ سے؟"

فسٹ ایڈ باکس اک طرف رکھے وہ اسے اپنے مزید قریب کر کے بٹھاتے بولا، نوح نے اس کے دونوں سر دپڑتے ہاتھوں کو اپنے مضبوط گرم ہاتھوں میں لے کر پھونکتے، انھیں حرارت دی پھر کسی ننھے بچے کی طرح اسے اپنے سینے لگاتے سر چوما، وہ رو نہیں رہی تھی، اسکا پورا وجود عجیب سی کیفیت میں ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

"دور جاتی تو" روح ادا" کی تو صہین ہو جاتی ناں۔

دور جاتی تو کبھی آپ سے نظر ملا کر یہ نہ کہہ پاتی مجھے آپ سے محبت ہے
نوح"

اسکے ایسے جواب پر نوح ادا دوغان پر واجب تھا اس لڑکی کا ہر سانس صدقہ
اتارتا، ہر لمحہ خود کو اس پر وار دیتا۔

وہ کچھ بول نہ سکا تبھی اس نے اپنے کرب کو دباتے نامہ کی گردن سے لیٹے
بال ہٹائے پھر کاٹن پر بلڈ سٹین ریمور لگاتے پہلے اسکی گردن کلٹین کی پھر
ان چھلی کھروچوں پر اینٹی بائیوٹک آئٹمنٹ لگائے چھوٹا سا بینڈج لگا دیا اور
دور ہونے سے پہلے معذرت زدہ انداز میں نامہ کی گال چومی پر اسکا ٹوٹا بکھرا
انداز نامہ کو تڑپا سا گیا۔

"آپکے ہاتھ۔۔۔ درد تو نہیں۔ میں نے بہت بے بس ہو کر آپکے ہاتھ
باندھے تھے نوح۔۔۔ میں آپکی اسی تکلیف سے ڈر رہی تھی جو ہوش میں
آتے ہی میری تکلیف دیکھ کر ہوئی۔ آپ جانتے ہیں آپکے ہاتھوں کو لے کر

میں کتنی حساس ہوں۔ دیکھیں کیسی آزمائش تھی کہ میں انکو تکلیف دی۔ آپ ناراض نہ ہونا اس پر"

وہ نوح کے اتنے بڑے ستم کے آگے اپنا معمولی سا ظلم سوچے ہلکان ہوئی۔
 "نامہ تم انکو کاٹ بھی دیتی تو اک حرف شکوہ نہ آتا میری طرف سے۔ پلیز نکل آو اس اذیت سے۔ آئی ایم سوری، مجھے معاف کر دو نامہ۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ مجھے جو چاہے سزا دے دو۔ میں بہت تکلیف میں ہوں۔ رو کر گھٹن نکالنے کا آپشن ہم مردوں کے لیے سوٹ ایبل نہیں رہا کبھی، مجھے تو سرے سے راس نہیں آنسو۔ پر تمہارے لیے کچھ بھی نامہ"
 وہ ہر بات کے اختتام تک نامہ کے آگے ہار جاتا اور وہ اسے ہارا ہوا ہر گز نہیں چاہیے تھا۔

"آپ بہت کیوٹ لگے روتے ہوئے، مجھے سچی بتاؤں رشک سا آیا۔ وہ مغرور آدمی جو کسی کے لیے مسکراتا نہیں، رونا تو بہت دور کی بات ہے۔ میرے

لیے کچھ بھی سچ میں نوح! سپیشل فیل ہوا۔ پتا نہیں کیوں لیکن کل سے آپ جان سے بھی زیادہ افضل محسوس ہو رہے ہیں تمام تر مظالم کے۔ کچھ بدلا ہے جیسے اندر، کوئی تو جادو ہوا ہے۔ ورنہ خدا گواہ ہے میں بہت کمزور تھی۔"

نوح نے اسکا ماتھا چومتے گہرا سانس نامہ کے ہونٹوں کے پاس لیا پھر مرہمی انداز میں انکو اپنے ہونٹوں سے چھو کر انکی حرارت و نرمی زبان تک محسوس کیے بازوؤں کی گرفت بھی نامہ کے چار سوزرا مضبوط کی۔

"میں اس لیے رویا کہ جس لڑکی کو اسکی رضا و ہمت کے اور ہر حق کے باوجود زیادہ دیر اپنی طلب کی بھینٹ بھی نہیں چڑھا پاتا، جسے سخت گرفت سے پکڑنا اور سخت نظر سے دیکھنا محال ہے میں نے اسے یہ کیا کیا درد دے دیا۔ ہاں جس سے محبت ہو آدمی پہاڑ سا بھی ہو جائے اسکے لیے بچوں کی طرح کمزور ہوتا ہے۔ میں ہوں تمہارے لیے کمزور۔ کہ دنیا بھر سے اللہ نے مجھے بہت چھانٹ کر تم جیسی بیوی دی ہے۔ مجھے معاف کر دو۔ میں بہت برا محسوس کر رہا ہوں نامہ"

وہ پھر سے آنسوؤں سے آنکھیں بھر بیٹھا اور نامہ ایسا رشک بار بار سہنے لائق نہ تھی۔

"آئیں فجر پڑھتے ہیں، باقی اچھا برا جو بھی محسوس ہو رہا ہے بعد میں۔ مجھے لگتا ہے اب جو رہا سہا درد اور بھاری پن ہے وہ سجدے سے ہی دور ہو گا۔ آپ ٹھیک ہیں ناں نوح! مجھے بتائیں درد تو نہیں ہو رہا؟"

وہ اسے سب سے بہترین راہ دیکھاتے بھی اسکی تکلیف کے لیے پریشان ہوئی تو نوح نے ایک بار پھر کچھ کہے بنا اسے اپنے گلے لگایا تھا۔

"کچھ دیر یو نہی رہو"

وہ اسے اپنے گلے لگائے رکھنا چاہتا تھا کیونکہ اب تک سانس رک رہی تھی، دھڑکن سست تھی، خوف دامن سے امر بیل سے لیپٹے تھے اور نامہ کی مجال جو نوح کے کہے پر اک بھی اعراض کا حرف کہتی۔

وہ امانل کو سی آف کرنے کے بعد کچھ دیر سوئی تھی پر نیند نہ آ سکی تو لیٹی رہی، فجر پڑھ کر وہ کمرے سے نکلی تو میکائل بابا کو اپنے سٹڈی میں گھرے خیالات میں ڈوبا دیکھے وہیں چلی آئی، دروازے کے پاس رکتے انکو پکارا۔
 "آپ بھی نہیں سو پائے ناں؟"

وہ مانیہ کی نرم پکار پر گردن گما کر اعتراف کرتے دل جلاسا مسکرائے، اور اس سے پہلے وہ فوٹو بک بند کرتے، مانیہ انکے کندھے کے ساتھ آ لگتی انھیں وہ بند کرنے سے روک گئی، وہ عنایہ اور نوح کی تصویر دیکھ رہے تھے، آنکھیں بھیگے لمس سے لبریز جیسے ابھی ابھی رونا رکھا ہو پر اپنا خزن پیچھے چھوڑ گیا ہو۔

"پریشان نہ ہوں۔ نوح ٹھیک ہو جائے گا میکائل بابا"

وہ انکے سامنے ہی کر سی پر بیٹھی انکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام کر افسردگی سے نکالنے لگی پر انکا دل جب سے وکیل نے دیشا کی آج متوقع ضمانت کا بتایا، تب سے کٹ رہا تھا۔

"اسے ٹھیک ہونا ہی نہیں بلکہ ٹھیک رہنا بھی ہے لیکن ایسا ممکن نہیں لگ رہا مانیہ۔ وکیل کی کال آئی تھی۔ دیشا کی آج ضمانت ہو سکتی ہے۔ از میر کے کسی بہت بڑے بزنس مین اور قانونی آدمی کی سفارش آچکی ہے۔ وہ اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہے، اس نے ضمانت کے لیے ایک چوتھا آدمی بھی ڈھونڈ لیا؟۔۔۔ یہ تھی اسکی مجھ سے محبت۔ یہی نہیں وکیل کہہ رہا ہے دیشا اور اس آدمی کے بیچ مراسم بھی رہ چکے ہیں یہ بھی افواہ اٹھ رہی ہے"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

مانیہ یہ سب سننے بے حد رنجیدہ ہوئی، وہ ماما سے ایسی سفاکیت کی امید نہیں رکھتی تھی۔

"ماما اب ماما نہیں ہیں، اسکے علاوہ وہ کچھ بھی بن سکتی ہیں۔ آپ نوح کی فکر نہ کریں، وہ اپنا خیال خود رکھ سکتا ہے"

مانیہ سمجھ نہ سکی دل جوئی اپنی کرے یا اس شخص کی۔

"ہمیشہ وہ اپنا خیال خود ہی تو رکھتا آیا ہے، اب اس سے نہیں رکھا جا رہا
مانیہ۔ میں خود اس کا خیال رکھنا چاہتا ہوں پر سمجھ نہیں آ رہا خیال کیسے رکھتے
ہیں"

بات کرتے کرتے انکی آواز ولجہ رند گیا جبکہ مانیہ کا چہرہ مر جھایا۔

"میں اپنے اور آپکے اس رائگانی کے دکھ میں کمی نہیں کر سکتی میکائل بابا
لیکن اتنا یقین دلا سکتی ہوں کہ اس مشکل وقت میں نوح اور نامہ کو کسی موڑ
پر اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ بس آپ کو باہمت رہنا ہے"

وہ اپنے چھانی دل کے باوجود میکائل دوغان کو کمزور نہ پڑنے کے دلا سے
دے رہی تھی، یہ اس لڑکی کا بڑا پن ہی تو تھا۔

"تم بہت بہادر ہو مانیہ۔ مجھے تم سے ہی سیکھنا ہو گا کہ خیال کیسے رکھتے ہیں۔"

وہ اسکی گال سہلاتے جو مان بخش رہے تھے، مانیہ کو مسکرا کر انا پڑا، ایسے اعزاز بننا مسکرائے وصول کرنا اچھی بات نہیں۔

"ہر گز نہیں۔ اس کے لیے آپ میرے بندے سے کلاسز لیں۔"

زرادل سنبھلے تو کیسے ممکن تھا وہ شرارت پر نہ اترتی۔

"بلاشبہ لینی ہی پڑے گی"

وہ کھل کر مسکرائے پر یہ صاف واضح تھا کہ دونوں اس مسکراہٹ میں اپنا اپنا درد چھپا رہے تھے۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

.._____..

اس نے نماز ختم کی اور اٹھ کر نامہ کو اپنے حصار میں لیتے اس کو گلے سے لگاتے کچھ پڑھ کر پھونکا تھا جیسے دعاؤں کی ایک گٹھڑی سمیت کر نامہ کے

لیے محفوظ کی ہو، نامہ نے نظریں اٹھا کر اس محسوس کن لمس پر نوح کی خالی خالی آنکھیں دیکھیں، دیکھتی چلی گئی۔

"میں شاور لے لوں؟ میری باڈی عجیب جل سی رہی ہے۔ پھر سوتے ہیں"

وہ اسکے بالوں پر اٹکے اسکارف کو ہٹاتا، نامہ کے بال کھول رہا تھا، نامہ کی دیکھتی آنکھوں میں دفعتاً گھبراہٹ کے رنگ گھلے۔

"کیا زیادہ جلن ہے؟"

وہ اسکا ہاتھ تھامے روکتی بولی، عجیب تڑپ سی تھی آواز ولجے میں۔

"بہت زیادہ ہے، تھوڑی بہت تو تم ہی دیکھ کر راحت میں بدل دیتی ہو"

نوح کورات کا ہر لمحہ اور اپنا ہر رہا سہا ستم بھی یاد آرہا تھا، وہ نامہ کی ہمت و حوصلے کو جیسے جیسے مکمل ہوش پارہا تھا، سراہنے کے ساتھ نامہ سے مزید آہستہ ہو رہا ہے، اور یہ رفتار اب لمحوں پر آچکی تھی۔

"ہاں اتنی میں ٹھنڈک"

وہ غائب دماغی سے بڑبڑا کر جانے لگی جب نوح نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے
اسے اپنے سینے سے لاجوڑتے نامہ کی آتی جاتی متوازن سانس کو غیر متوازن
کیا۔

"اس پر شک ہے ابھی بھی، مت کرو نامہ۔ پاگل ہو جاؤں گا اسی لمحے
تمہارے لیے"

وہ اسے قائل کرنے لگا جبکہ ایسے جنون خیز انداز میں کہ نامہ کا حلق سا
سوکھا۔

"پہلے جلن کا توڑ کریں ناں"

وہ منانے لگی، وہ اسکے منانے پر مان گیا۔

"جوائن می؟ تب اچھے سے ہو سکے گا"

وہ ڈر دور کرنے کی اک ادنیٰ کوشش چاہتا تھا، نامہ نے ان دو لفظوں کا مفہوم سمجھتے چہرہ نوح کے سینے کی طرف چھپایا۔

"م۔۔ مجھے ڈر لگ رہا آپ سے"

وہ سینے کے پاس ہوتی اسکے کان میں منمنائی۔

"تمہارا ڈر سلامت نہیں چھوڑوں گا، لیکن پھر سہی۔۔ آج نہیں۔ جا کر لیٹو میں اپنی جلن کا سودا کر کے آتا ہوں"

وہ اسے آزاد کرتا ہوا او جھل ہوا تو نامہ مسکراتے کی کوشش کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے آکر بیڈ پر بیٹھی، وہ دس منٹ میں فریش ہوئے بال بھی اندر ہی ٹاول سے قدرے ڈرائے کیے جب روم میں انٹر ہوا تو نامہ نے فوراً سے اسکی طرف دیکھتے اٹھ کر قدم بڑھائے۔

وہ نزدیک ہوئی اور نوح کے ٹھہر جاتے ہاتھ سے ٹاول اپنے ہاتھ میں لیا۔

"بیوی والا ہونے کے باوجود اکیلا شاور لے کر آ رہا ہوں۔ تم میرا دکھ سمجھتی ہو؟"

وہ اسکے سر پر ٹاول رکھتی اتنی ملائمت سے بال ڈرائے کر رہی تھی کہ نوح اسکو کمر سے دونوں اطراف نرمی سے ہولڈ کرے بے خودی سے شکوہ کرتے بڑبڑا اٹھا، دل کی دھڑکن نوح کی نظروں اور لفظوں کی حدت پر بڑھنے لگی۔

"میں ساتھ آتی تو جلن کو مٹانے کی کوشش دھری کی دھری رہ جاتی اور آگ لگ جاتی۔ پھر سچ میں فائبر برگیڈ کو بلانا پڑتا"

وہ اسکے دل کی دھڑکن سے کھیل گئی، وہ مسرور و مدہوش ہوا، نامہ کی گردن پر لگے بینڈ تاج کو چومتے گال سے لب رگڑتے لاڈ سا جتایا، وہ بلس کی۔

"مطلب اب تم اپنی آگ سے واقف ہو چکی ہو نامہ ادا دوغان!۔ اف تمہیں میرا اتنا ہی خیال ہونا چاہیے تھا۔"

وہ گرفت مضبوط کرنے لگا پر نامہ کو ابھی سنبھلنے کی قوت درکار تھی۔

"دنیا کی کوئی طاقت آپکو مجھ سے چھین نہیں سکتی"

یہ اک بے ربط جملہ سہی پر نامہ نے جب اچانک ادا کیا، وہ اس سے ٹاول لے کر پیچھے پھینکتا اس سے پہلے بے قابو ہوتا، وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اسکی بے انتہا طلب کو سمیت گئی۔

"ن۔۔ نوح!

وہ بس اشارہ کرتی ہانپی اور نوح نے سارے جنون کو اختیار میں لیا اور اپنے حصار میں نامہ کو بھرتا میٹرس کی طرف آیا، دھیرے دھیرے سحر طلوع ہو رہی تھی، از میر میں اک اور سرد صبح پھوٹنے لگی تھی۔

"چلو پھر کچھ دیر سو جائیں نامہ"

وہ نامہ کے بال سنوارتا اسکی نیند سے بھری آنکھوں سے پریشان ہوئے بولا
تو نامہ نے فوراً آمادہ سی سائل دی۔

"آجاو"

وہ اسکے لیے لحاف واپس اٹھائے میٹرس تک لایا جبکہ نامہ تب تک جوتے اتارے میٹرس پر رکھے نرم دو تکیوں پر زرا بینڈ ہو کر بیٹھ گئی، نوح نے لحاف اس پر کرواتے خود بھی اسکے پہلو میں بیٹھے ٹانگیں لمبی کیں اور تکیے ایڈجسٹ کرتے ہی اپنی بازو کے حصار میں نامہ کو لیتے اپنے سینے کی اور منتقل کرے اسکا سر چوما، نامہ کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے اسے ہونٹوں کے پاس لائے چومتا وہ جس دیوانگی میں لپٹا تھا اس پر نامہ کے اندر سکون سا اتر رہا تھا۔

"کچھ دیر سو جاو، میں پاس ہوں تمہارے"

وہ نامہ کے ہیٹ کرتے جسم کی حرارت فیل کر رہا تھا، رو اور تڑپ کر وہ بالکل آدھی ہو چکی تھی لیکن ان بازوؤں اور سینے کی عافیت اسکی ساری تھکن کا علاج تھا، مگر نوح کے اسے سلانے کے باوجود وہ چہرہ اوپر کیے بس نوح کو

دیکھ رہی تھی جیسے ان آنکھوں میں نیند سے زیادہ نوح کی طلب اتر آئی ہو، وہ اسے چہرہ نیچے کرے دیکھنے لگا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟ بہت ہیٹڈ سم لگ رہا ہوں"

زرا ماحول کی اداسی دور کرنے وہ شوخ ہونے کی کوشش کرتا نامہ کی پلکوں کی چلمن گر جانے کا موجب بنا، وہ اپنی گرم ہتھیلی نوح کے سینے پر پھیرتی نیند و سکون کے خمار میں مبتلا تھی۔

"مجھے اتنے دنوں بعد میرے لگ رہے ہیں"

نامہ نے ہتھیلی کی گرمی اس بار اسکی گردن کو بخشی اور یہ سرکتا ہاتھ نامہ کی مرضی و سکون نوح کو بتا گیا۔

"ابھی تو میرے پاس کچھ کہنے کو لفظ نہیں نامہ، بہت زیادہ۔۔۔"

وہ مزید نہ بول سکا، نامہ نے اس کے ہونٹوں پر انگلیوں کی مچھلی پوریں جمادیں۔

"چپ! آئی مس یو سوچ نوح"

وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتی جیسے اس شخص کو بھی اک طلب کی ہلچل اور بے چینی کی زد میں جھونک گئی، وہ اسے مزید خود پر منتقل کرے نامہ کی خود پر سایہ فگن آنکھوں کو دیکھنے لگا پھر نامہ کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کر جھکائے اسکی درد کرتی آنکھیں باری باری چو میں۔

"ابھی وقتی اثر زائل ہوا ہے ڈر گزکا، اما نل انجکشن لگا کر گیا تھا مجھے، میں نے تمہیں مزید اک زخم اور لگا دیا تو میں سچ میں ایک دم مر جاؤں گا نامہ" نامہ کی آنکھیں لمحے میں سرخ پڑیں۔

"ک۔۔ کب لگانے آیا وہ۔۔۔ اس نے آپکے بندھے ہاتھ تو نہیں دیکھے ہوں گے نا۔۔ اوہ میرے خدا! نوح"

وہ اسکا حصار جھٹکتی اٹھ کر بیٹھی تو نوح بھی اٹھا، اور بازوؤں میں بھرتے نامہ کو اپنے سینے لگایا۔

"اگر وہ انجکشن نہ لگتا، نجانے میں اب تک کیا کر چکا ہوتا۔ سو اگر اس نے دیکھ بھی لیے تو کوئی بات نہیں۔ وہ بہترین راز دان ہے۔ کبھی اس کا ذکر نہیں کرے گا۔ ویسے بھی سب کو پتا ہے ایگر یسو ہوا تھا، تو وہ سمجھ گیا ہو گا تم نے ہم دونوں کا بچاؤ کیا۔ سواب اس بارے ٹمنشن نہیں لینی"

وہ اسکے ڈر کو لمحوں میں زائل کر گیا جس پر نامہ کی آنکھوں میں دھندلاہٹ سے آئی، وہ واپس اسکے حصار میں شامل ہی لیٹی۔

"م۔۔ میں نے آپکے لیے بہت ہی شارٹ اور ریویلنگ ڈریس بھی پہنا تھا کل، آپ نے کہا عجیب لگ رہی ہو، اچھی نہیں لگ رہی، ڈرگ کا یہ والا اثر کافی خوفناک تھا نوح"

نامہ نے نوح کی آنکھوں میں ہلکوری فکر و محبت پر لگے ہاتھوں اک اور شکوہ کیا تو نوح نے اسکو خود میں چھپا سا لیا۔

"میرے منہ میں خاک"

وہ شدید دکھی ہوا یہ نامہ نے اسکی آواز میں ڈھلتا ہوا کرب محسوس کیے
اندازہ لگایا۔

"تم مجھے جس لمحہ اچھی نہ لگی اس کے بعد مجھے اگلی سانس لینے کا کوئی اختیار
نہیں ہوگا، میں تو آخری سانس بھی تم سے دیوانگی کے احساس سے بھری
چاہتا ہوں نامہ تاکہ اللہ میری محبت کو اس دوسرے جہاں بھی مجھے بخش
دے۔ تم یقین کر پاؤ تو کر لو"

وہ اسکے لفظوں سے مطمئن تھی پر نوح کو لگا جیسے یہ ناکافی سا ہوا ہو۔

"مجھے یقین ہے بس میں نے کہا کہ میں نے ایسی عجیب حرکت بھی کی آپ کو
اپنی طرف متوجہ کرنے کو، حالانکہ یہ بہت برا لگا مجھے۔"

نامہ نے جس بات پر زور دیا وہ تو اب نوح کو سمجھ آئی، تبھی وہ نامہ کی کیفیت
پر مخطوظ ہوا۔

"چلو اسی بہانے مجھے یہ تو پتا چلا کہ ان فیوچر کبھی میں تم سے روڈ یا ناراض ہوا، تم رومنٹک طریقے سے منانے کے سارے ہنر جانتی ہو۔ پھر کب پہنو گی وہ ڈریس؟"

وہ جلدی سے اسکے حصار سے زرا نکلی۔

"میں نہیں پہنوں گی نوح، وہ میری برداشت کا اینڈ تھا۔"

نامہ کا چہرہ اتر ا، جبکہ نوح اسکے برداشت کے لیول پر قربان ہوا۔

"مت پہننا لیکن تم نے مجھے ہر طرح سنبھالنے کی کوشش کی، تھینکیو نامہ"

وہ اسکے اس درجہ تکلف پر اسکے حصار سے نکلتی کروٹ بدل کر لیٹی ہاں سر ہنوز اسکا نوح کی بازو پر تھا۔

"مجھے تھینکیو نہیں چاہیے"

وہ نیند سی آنے پر آنکھیں موندتے ہوئے بولی۔

"پھر کیا چاہیے میری روح کو"

وہ اسکے بازو کے نیچے سے ہاتھ گزار تا پیٹ پر لے جا کر جمائے پیار سے پھیرتا
ہو انا مہ کے سرور میں اضافہ کرنے کو اسے اپنے سینے سے بھی جوڑ گیا۔

"اگ۔۔ گر مجھے ڈر نہ لگ رہا ہوتا تو کہتی آپ۔ لیکن ابھی بھی مجھے آپ سے
خوف آرہا ہے"

وہ آنکھیں موندتے ہی منمنائی۔

"میں ڈر دور کروں تمہارے، ادھر دیکھو"

وہ اسکے بال سیٹھٹا اسکی عقب سے گردن پر ہونٹوں کو رکھتا اپنے ہاتھ کی
راحت انگیز حرارت بھی نامہ کے وجود کو بخشتا اسے دھیرے سے کروٹ

سیدھی کروائے اپنے سامنے کیے اس پر جھکے اسکے ماتھے کو چومنے لگا، نامہ کی
آنکھیں خود بخود بند ہوئیں۔

"پ۔۔ پھر تو نہیں چینیں گے؟"

نامہ نے آنکھیں کھولتے اپنے لہجے کو بھرپور مضبوط کرتے سرگوشی کی، ہاں یہ سوال دردناک تھا۔

"ہوش آچکا ہے کافی حد تک۔ امید ہے سرجری ہونے تک دوبارہ ایگریسو نہیں ہونے والا۔ تمہیں ڈر لگ رہا ہے مجھ سے۔ میرے پیار کرنے کے باوجود بھی؟"

نوح نے اس کی کھلتی بند ہوتی آنکھیں دیکھتے استفسار کیا تو نامہ نے سر ہلایا۔

"میں کیا کروں پھر نامہ، برداشت کرو اس جن کو۔"

وہ اسکے کندھے پر سر رکھتا نامہ کے آگے ہتھیار ڈال گیا اور لمحہ لگا تھا نوح کے یوں بچوں کی طرح لپٹ جانے پر نامہ کی آنکھیں مسکرانے میں، پھر نامہ کی آنکھیں سی بند ہوئیں، کچھ دیر اس نے نوح کے بالوں میں ہاتھ پھیرا پر پھر جب اسکی انگلیاں رکیں تو نوح نے سر اٹھایا، وہ سوچکی تھی۔

نوح کی آنکھیں اب تک لال تھیں، اس نے سر تکیے پر رکھا اور نامہ کو اپنے سینے پر کسی گڑیا کی طرح ڈالتے اپنے دونوں اطراف سے بازو حائل کیے، وہ اس کے سینے پر پر سکون انداز میں سو رہی تھی اور بس اسی سبب وہ بھی کچھ دیر سو گیا۔

ڈاکٹر ماوی اور ڈرگ ایکسپرٹ ٹیم نے نوح کی رپورٹس آتے ہی اگلی ڈوز پر کام کرنا شروع کر دیا تھا مگر نوح کی رپورٹس اچانک لیب سے غائب ہو گئیں، لیب والوں پر امانت اور ماوی دونوں بگھڑے پر وہ لوگ قسم اٹھانے پر تیار تھے کہ انہوں نے ان رپورٹس کی عام سے زیادہ حفاظت کی تھی، لیکن پھر اچانک رپورٹس واپس مل گئیں جو سراسر تشویشناک چیز تھی، فی الحال سرجری اہم تھی تو کسی نے بھی اس معاملے پر نوٹس نہ لیا جبکہ دوسری طرف میکائل اور صارم کورٹ گئے کیونکہ دیشا کے کیس کی ہیرنگ تھی اور بد قسمتی سے اسکے اعلیٰ پائے کے وکیل نے جج کو کچھ الجھنوں اور شکوک و شبہات میں ڈال کر نہ صرف ہیرنگ آگے کی بلکہ دیشا کو کسی مخفی طاقت کے سبب گواہی

پر ضمانت ملی اب اسکی گواہی کس نے دی یہ معاملہ ابھی معمہ تھا لیکن دیشا پر اس ضمانت کو لے کر عدالت کی طرف سے کچھ پابندیاں تھیں، یعنی وہ اگلی ہیرنگ تک نہ ملک چھوڑ سکتی ہے نہ از میر، نہ ہی وہ کسی ریسٹورنٹ یا پبلک پلیس جاسکتی تھی نہ ہی ہتھیار رکھ اور چلا سکتی ہے جبکہ دیشا اس سب کے باوجود جانتی تھی کہ اسے اب کیا کرنا ہے۔

اس نے صارم اور میکائل کو ایک سی سر د نظروں سے دیکھا اور کسی کالی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

"کوئی نیا بکر اڈھونڈ لیا تمہاری ماں نے"

میکائل کی آنکھوں سے شرارے پھوٹے جبکہ صارم کا اپنا دل کٹ گیا۔

"وہ بہت عجیب سے انداز سے ہمیں دیکھ کر گئی ہیں ڈیڈ۔ مجھے انکی نظروں سے کچھ خیر محسوس نہیں ہوئی"

وہ دونوں گاڑی کی طرف ہی بڑھ رہے تھے جب صارم نے اپنا شک بیاں کیا جس پر میکائل فوراً سے بازو، صارم کے گرد حصار گئے۔

"وہ چلتا پھرتا شر ہے تو خیر کہاں کی۔، لیکن تم پریشان نہ ہو۔ اب اس نے کچھ کیا تو سیدھا اسکی کھوپڑی اڑاؤں گا"

میکائل اتنا سخت بول گئے کہ لمحہ بھر صارم کا کلیجہ سا کٹا پھر جب میکائل کو احساس ہوا وہ صارم کے سامنے ستم ڈھا گئے تو اسے اپنے گلے لگا گئے، لیکن یہ سچ تھا دیشا کی ضمانت کچھ بڑا خطرہ سروں پر منڈالارہی تھی۔

وہیں دس بجے کے قریب روم میں دفعتاً پھلتے نوح کے پرفیوم پر نامہ بے چین ہو کر جاگی تو اسے نوح ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا بلیک شرٹ کے کف لنکس لگاتا نظر آیا، وہ فجر کے بعد سوئے تھے، نامہ نے اسے سجتا سنورتا دیکھے ادا اس سی مسکراہٹ اس شخص کے عکس تک ارسال کی اور خود کو لحاف میں بھر پور گردن تک کوور کرتی وہ نوح کی طرف کروٹ بدل گئی۔

نوح نے آئینے میں اپنا فائنل جائزہ لیا اور جب پلٹا تو نظر اپنی سو کر کافی بہتر لگتی حسینہ سے جا ملی، نامہ نے فوراً حیا و شرم کے احساس سے نظریں چرائیں کیونکہ وہ بلیک میں ہمیشہ بے تحاشا حسن کا مالک اور نکھر جاتا تھا، وہ ساحرانہ مدہوش ہیزل آنکھوں سے نامہ کے چہرے کا سکون پر کھتا چلتا ہوا اسکے قریب آیا اور نامہ کے پاس ہی بیٹھا۔

"نیند پوری ہوئی روح"

وہ اسکے بالوں کو سہلاتے نرماتے بھرے انداز میں پوچھنے لگا جس پر نامہ نے اثبات میں سر ہلاتے لحاف زرا سینے تک سر کاٹے اپنے ہاتھ باہر نکالے جنکی حدت نوح نے دونوں ہاتھوں میں بھر کر محسوس کی۔

"آپکے ہاتھ ہمیشہ گرم کیوں رہتے ہیں نوح؟"

وہ اسکے بے اختیار معصوم سوال پر اسکے گرم ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو چومتا مسکرایا، سرخ والی ہتھیلی پر اک اضافی بوسہ دیا جو شاید مرہم تھا، وہ نوح کے ایسے انداز پر لٹ ہی تو جاتی تھی۔

"کیونکہ جنونی لوگوں کے ہاتھ آگ چھوڑتے ہیں، ایون پوری باڈی۔"

وہ ایسے جواب کی توقع کہاں رکھتی تھی کیونکہ عموماً یہی سمجھا جاتا تھا کہ باوفا لوگوں کے ہاتھ گرم ہوتے ہیں پر نوح کی باتیں اسکی طرح خاص تھیں۔

"اور ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

وہ متحسّس تھی۔

"کیونکہ وہ اپنے جذبات سنبھال نہیں سکتے، اپنے جذبات لٹانے کے لیے بے

چین رہتے ہیں۔"

نوح نے اسکی کمر میں بازو ڈالتے دو تکیے ٹھیک کرے نامہ کا سر زرا اونچا کیا تو وہ بات اور ادا صاحب کی ادا دونوں پر شرمگین ہوئی۔

"بیوی کے ہوتے ہوئے بھی؟"

اب کی بار وہ مخمور نظروں سے نوح کا بہت پاس ٹھہرا خوبصورت چہرہ دیکھتی ہوئی۔

"بیوی ڈرتی ہو تو یس"

وہ کرنا نہیں چاہتا تھا پر شکوہ اس کے ہونٹوں پر مچل گیا جس نے نامہ کی آنکھیں لمحہ بھر جھکا دیں۔

"خیر امائل پک کرے گا مجھے اور وہ سرجری کے بیچ بھی مجھے ایگزامن کرتا رہے گا۔ تم آج پورا دن ریسٹ کرنا۔ یہ جتنے ظلم کل تم پر ڈھائے ہیں انکے نشان کب تک جائیں گے نامہ؟ یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہے"

وہ اسکی گردن کے بارے تو جانتا تھا وہ زخم کچھ دن لے گا پر ہاتھ اور پیٹ والے اس سے دیکھے نہ جا رہے تھے، نوح نے نامہ پر سے لحاف ہٹاتے اسکی شرٹ اوپر کرے جب پیٹ کی سو جن دیکھی تو وہ قدرے کم ہو چکی تھی، نامہ نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے پھیرا۔

"میں چھپالوں گی سب، آپکو بھی نظر نہیں آنے دوں گی۔ جن زخموں سے دوا کے سبب درد چلا جائے، انکے نشان بھی اہم نہیں رہتے۔ آپ بس اپنی سرجری پر فوکس کریں۔ فری ہو گئے تو بتائیے گا میں خود پک کروں گی۔ اور میرے لیے پریشان نہیں ہونا نوح۔ میں بالکل ٹھیک ہوں"

نامہ اسکا دھیان خود سے ہٹانے پر لگی تھی تاکہ وہ سرجری بھرپور طریقے سے کر سکے۔

"ہاں میں پوری کوشش کروں گا لیکن تم پر سے دھیان نہیں ہٹا میرا، تم نہیں جانتی تم کیا ہو میرے لیے"

وہ ابھی بھی دور تھی تو نوح کا دل سا بیٹھا جس سبب اس نے نامہ کو لیٹے سے بٹھا کر اپنے مزید قریب کیا کہ وہ اسکی بازوؤں میں آسمٹی، نوح کی نظریں تک نامہ کی پوروں میں گرمائش اتار رہی تھیں۔

"میں جانتی ہوں۔ کل آپ نے مجھے بہت سارے یقین دلائے ہیں۔ نوح! آپ بہت پیارے ہیں، میرے لیے، اپنے بابا کے لیے۔ صام کے لیے۔ ہم سب آپ کو دیکھ کر جیتے ہیں بس اس سوچ کو دماغ پر حاوی کرے گا۔ سرجری کے بیچ آپ نے بس یہ سوچنا ہے کہ آپ کر سکتے ہیں۔ آپ کے اس ہاتھ میں اللہ نے جتنا درد دیا اس سے کہیں گنا شفا رکھی ہے۔ آپ چھو کر مریض کو اچھا کرنے والے مسیحا ہیں"

وہ اسکی سرجری کے لیے نوح سے زیادہ پریشان تھی پر نوح تو اس کے آخری جملے پر تھم سا گیا۔

"تم اچھی ہوئی ہو؟ میرے چھونے سے۔ اگر تم اچھی ہو جاو پھر مان سکتا ہوں کہ میں اچھا مسیحا ہوں۔ بولو نامہ"

وہ اسکے لیے شدت و جنون سے پہلے کی طرح بھر رہا تھا یہ نوح کے ٹھیک ہونے کی ترجمانی تھی۔

"بہت اچھی ہوں میں"

وہ شوخ اترائی، نوح کی روح تک اس پر ایمان لاتی سرشار ہوئی۔

"بہت جان لیوا ہے تمہاری قربت نامہ"

وہ اسکے ہونٹوں سے بچتا ہوا اسکی جالائن پر جھکتا گال سہلائے بولا جبکہ نوح کے دونوں ہاتھ نامہ کو چھو کر ہمیشہ سکون پہنچاتے تھے۔

"جانتی ہوں۔ اب خیر سے جائیں۔"

وہ اسکا ماتھا چومتی دونوں ہاتھوں میں نوح کا چہرہ بھر گئی، وہ ایک بار پھر نامہ کے ہاتھوں کی پوروں سے پھوٹی محبت پر مر مٹا۔

"جار ہا ہوں نامہ۔ ایک بات پوچھنی تھی۔ صبح نہیں پوچھی کہ تمہیں اٹھا کر منہ میں نہ ڈال لوں آگے ہی ڈری ہوئی ہو پر اب بتاؤ، میرے پیر کی انگلیوں پر تمہاری لپسٹک کیا کر رہی تھی؟"

نوح کے سوال پر نامہ نے گھبرا کر چہرہ سائیڈ کیا تو نوح نے اسے بھاگنے نہ دیتے اپنے قریب ٹھہراتے بازو جکڑے، نامہ نے واپس ان ہیزل آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑیں۔

"میں نے تھوڑا سا پیار کیا تھا۔ اف یہ لپسٹک بھی ناں۔۔ کل ایک چولی گلو سی والی لگائی تھی تبھی سٹین چھوٹ گیا۔ میں مجرم ہوں"

نامہ نے کنفوز ہوتے اعتراف جرم کیا۔

"مجھے اس مجرم کی جان لینا ہے"

وہ نامہ کے سنبھلنے سے پہلے ہی اسکو اپنی رغبت میں مبتلا کر گیا، وہ نوح کی passionate kiss سے پوری دہل جاتی تھی، جو کئی گھنٹے اپنے قابو سے نامہ کو باہر نہ نکلنے دیتی، وہ احساس دلاتی کہ وہ اسکی روح تک کو یہ پیغام بھیج رہا ہے کہ انکے ہونٹوں کی خوشبو کتنی ملتی ہے، جسم طلب کے تابع ہیں اور ہاتھوں کی پوریں اک دوسرے کی کمی پر جلنے لگتی ہیں۔

"میں تمہیں ہر لمحہ اپنے اتنے ہی قریب چاہتا ہوں نامہ، لیکن میری مجبوریاں۔۔۔"

وہ اتنا بے تحاشا سکون لوٹنے پر بھی عاجزی سے اپنی مجبوریاں گنوا تا نامہ کو پلکیں زیرک کرنے پر مجبور کر گیا۔

"جائیں نوح"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ جماتی چہرہ موڑ گئی جو سرخیوں سے گلابی ہو گیا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا۔ میری سانسیں تمہارے حوالے۔"

وہ اسکو واپس لیٹائے اسکی شرٹ ہٹاتا نامہ کے پیٹ کی سو جن پر جانثاری سے جھکے لب جوڑ گیا، گدگدی پر نامہ محلی تو نوح نے خشمگیں نظروں سے نامہ کو دیکھا جو آگے سے مسکراہٹ دباتی پھر چہرہ موڑ گئی۔

"یہاں بس بے بی کے ہونے کے ایفٹ برداشت ہوں گے مجھ سے، ایسے اپنے ظلم نہیں۔ اس پر کچھ لگاتی رہنا۔ رات تک مجھے تمہارا پیٹ سو جن سے آزاد چاہیے"

وہ اسکے پیٹ پر بھاری ہاتھ پھیرتا سنجیدگی سے حکم کرتا اٹھا اور نامہ کے دیکھتے ہی دیکھتے کمرے سے گیا جس پر وہ خود اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرے بلش چہرے کے ساتھ ہی مسکرا دی۔

وہ نیچے آیا تو آج سب کا ناشتہ لیٹ ہی لگ رہا تھا، صارم، امائل، مانہ اور میکائل چاروں کی نظربیک وقت نوح پر گئی تو دیشا کی ضمانت ہونے کی تکلیف، نوح کونک سک تیار اور فریش دیکھ کر مدھم پڑی، وہ ڈانگ ہال ہی

چلا آیا، اما نل نوح کو پک کرنے آیا تھا تبھی بس اسی کا انتظار کر رہا تھا، اٹھ کھڑا ہوا۔

"لگتا ہے انجکشن نے میری اور یجنل ماما کو ہوش دلادی۔۔۔؟"

وہ اداس سا مسکرائی جس پر نوح نے بس رسان سے سر ہلا دیا، صارم اٹھ کر نوح کے پاس آیا۔

"آپ ٹھیک ہیں بھائی؟"

صارم کی آنکھوں سے ٹپکتی فکر و محبت پر نوح نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"لگ تو رہا ہے ٹھیک ہوں۔ تم سب ٹھیک ہو۔ کسی کو ایفیکٹ تو نہیں کیا میں نے؟"

وہ خاص طور پر بابا کو دیکھ کر بولا جنکی آنکھیں خوا مخواہ جانے کسی ڈرنے لال کیں، شاید وہ نوح کے لیے اب بہت زیادہ حساس ہو چکے تھے۔

"ہاں روڈ رہے ہفتہ۔ تھوڑی بد تمیزی بھی کی۔ لیکن معاف کیا
لاڈلے۔۔ تیری پہلی بار بد الحاضی و بے مروتی بھی ہمارے سر آنکھوں"

میکائل کی تکلیف وہ بنا کہے نہ سمجھ جائے تبھی وہ منہ بسورتے شکوہ کرتے ہی
ساتھ سخی بنے تو نوح انکے اپنا درد چھپانے پر افسردہ ہوا۔

"میں آپ سب سے شرمندہ ہوں، اپنے رویے کے لیے۔ لیکن یہ سب
میرے بس میں نہیں تھا۔ خیر ابھی ہمیں نکلنا ہے۔ باقی کے شکوہ شکایت
آپ لوگ مجھ سے واپسی پر کر لیجئے گا۔ مانیہ! نامہ کو دیکھتی رہنا۔ ریٹ
کرے بہتر ہے، بہت جھیل چکی ہے مجھے"

نوح نے نظریں سی چراتے سب سے اجازت لی تو سب نے اسے دعاؤں کے
ساتھ آج کے خاص دن کے لیے رخصت کیا جبکہ امائل بھی سب سے
اجازت لیے پیچھے ہی نکلا، مانیہ باہر تک دونوں کو سی آف کرنے آئی۔

"امائل، خیال رکھنا اسکا۔"

مانیہ نے گھر کے انٹرنس سے نکلتے امانل کی بازو پکڑے روک کر تاکید کی جس پر وہ مسکرا کر پلٹا اور مانیہ کا وہی ہاتھ دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر چومتے اسے بھرپور تسلی بھری نگاہوں میں بھرے مطمئن کر گیا جس پر وہ مسکراتی دونوں کو دوغان والا کے گیڈ سے نکلنے تک دیکھتی رہی۔

"کس نے کیا تھا امانل؟"

نوح نے غائبانہ حقارت لیے پوچھا تو گاڑی روڈ پر ڈالتے امانل نے سر افسوس سے جھٹکتے نوح کی طرف دیکھا۔

"بھائی صابر مروان۔ لیکن آپ بے فکر رہیں۔ وہ امتاب مہمت کی کسٹمی میں ہے"

امانل نے نوح کو غصہ دلانے والے عناصر کو ابھی دور رکھنا تھا پر نوح اس وقت اندر سے سلگ رہا تھا۔

"فکر کیسے نہ کروں، میں اپنی تکلیف معاف کر سکتا ہوں اما نل۔ نامہ کی نہیں۔ میں نے اسے جو ہرٹ کیا ہے اسکا بدلہ میں اس نجاست کے جہاں سے خود لوں گا"

نوح کے ماتھے کی رگیں غصے سے تن گئیں۔

"بھائی پلیز آپ کو فی الحال پر سکون رہنا ہے، زر اساعصہ اور نیگیٹیوٹی اس ڈرگ کے اثر کو ایکٹیویٹ کرنے کے لیے ٹریگر کا کام کریں گے۔ پلیز کالم ڈاون۔ سرجری کے بعد آپ صابر کے ساتھ جو کرنا چاہیں کیجئے گا"

اما نل نے فکر مندی کے سنگ نوح کو پر سکون کرنے کی کوشش کی جو پر سکون تو نہ ہوا پر گہرے گہرے سانس بھرے خود کو کمپوز ضرور کر لیا۔

جبکہ وہ لوگ گیارہ بجنے میں دس منٹ تھے جب وریام ہو اسپٹل پہنچے، نوح کی رپورٹس کے مطابق اسے سرجری سے پہلے ایک دوسری ڈوز لینی تھی اور یہ

انجکشن اتنا سخت تھا کہ نوح کی بازو شدید درد میں جاسکتی تھی لیکن مجبوری تھی کہ یہ ڈرگز کے اثر کو زائل کرنا بہت ضروری تھا۔

"بھائی۔۔۔ یہ درد کرے گا"

وہ نوح کے آفس میں ہی انجکشن لیے آیا جہاں نوح، الیکٹروسرجری سے پہلے کچھ نادر مروان کی لیٹسٹ ابڈیٹ سٹڈی کر رہا تھا، جیسے کہ اسکا بلڈ پریشر، انکافیور، اور انکی ہارٹ بیٹ اور باقی جسم کی ضروری ریڈنگز۔

"جتنا درد میرے سینے میں انتقام نے بھرا ہے، اس سے تو کم ہی دے گا امائل۔ لگا دو"

وہ اپنی بازو امائل کی طرف پھیلائے خود دوسرے ہاتھ سے ٹیبل پر رکھی فائیل تھامے بولا، امائل نے آگے آتے نوح کی شرٹ کا سٹڈ کھولتے شرٹ کی بازو اوپر کی، یہ انجکشن بازو کی ایک وین میں لگنا تھا۔

"بھائی پر سکون رہیں یار، ساری محنت برباد کر دے گا آپکا غصہ۔ میں نامہ کو بلوالوں، اسے دیکھ کر بس آپکا غصہ کنٹرول ہو سکتا ہے"

امائل کو تشویش ہوئی کہیں نوح پھر سے ڈر گز کے اثر میں آکر وحشی نہ بن جائے جبکہ کیا نامہ اسکی واقعی اتنی بڑی شفا ہے یہ سوچ کر دل میں ٹیس جگی کہ کیسے اس نے اپنی ہی شفا کو درد بخشتے، یہی سوچتے ہی انجکشن اسکی بازو کی وین میں لگ چکا تھا پر امائل کو حیرت ہوئی کہ نوح نے اف تک نہ کی۔

"امائل وہ ریست کرے بہتر ہے"

نوح نے اسکے ہاتھ چھوڑنے پر فولڈ بازو سیدھی کی اور کف لنک لگاتے منع کیا۔

"آپ کے آس پاس رہے گی تو آپ خود کو بہتر کنٹرول کر سکیں گے"

بھائی۔ میں اسے کہوں گا ماسک پہن کر بس یہیں ریست کرے"

امائل نے اصرار کیا تو نوح تھکا سا سانس بھر گیا۔

اماٹل نے نوح کے مان جانے پر فون نکال کر نامہ کو کال کی جسے مانہ اسی وقت ناشتہ کروا کے گئی تھی جبکہ نامہ پھر سے ریسٹ کر رہی تھی، اماٹل کی کال پر اس کا دل سوکھے پتے سا کانپا۔

"اماٹل۔۔۔ نوح تو ٹھیک ہیں؟"

وہ کال لگتے ہی سخت پریشانی سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں۔ لیکن تم یہاں آ جاؤ۔ تم ہو سپٹل موجود رہو گی تو وہ پر سکون رہیں

گے۔ وہ صابر مروان پر غائبانہ غصہ ہو کر اپنا دماغ گرم کر رہے ہیں۔ اور

تمہیں پتا ہے سر جری میں انکا calm ہونا ضروری ہے"

نامہ کا دل جیسے کسی نے کند چھری سے کاٹ دیا ہو، وہ نوح کو سمجھا کر بھیجنے

کے باوجود یہ سب سنے افسردہ ورنجیدہ ہوئی۔

"ٹھیک ہے میں ابھی آتی ہوں۔"

نامہ نے فوراً اپنے آرام کو اک طرف کیا اور اماٹل کو آنے کا کہے کال کاٹ
 جبکہ اماٹل اسے ابھی دیشاکی ضمانت کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا تھا تا کہ
 سرجری پر اثر نہ ہو۔

جب تک نامہ ہو سپٹل پہنچی، سرجری شروع ہو چکی تھی، تبھی وہ اسکے آفس
 میں آگئی، ابھی دس منٹ گزرے کہ آفس میں ماوی داخل ہوئے، نامہ اپنی
 جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی جنکے ہاتھ میں ایک فائیل تھی۔

"نامہ کیسی ہونچے؟"

ماوی کے چہرے سے پریشانی چھلک رہی تھی، جبکہ نامہ نے محسوس بھی کی۔
 "میں ٹھیک ہوں۔ مجھے تھینکیو کہنا تھا آپکو۔ آپکی وجہ سے نوح جلدی سنبھل
 گئے۔ آپ نے میری ریکوسٹ کو کنسیڈر کیا۔ میں آپکا یہ احسان کبھی نہیں
 بھولوں گی"

ماوی نے نرم سی مسکراہٹ دیتے نامہ کو دیکھا اور وہ فائیل نوح کے آفس ٹیبل پر رکھی۔

"تمہاری وجہ سے صرف نوح ہی نہیں بچا بلکہ اسکے ارد گرد کے لوگ بھی محفوظ ہوئے ہیں اور یہ ہو سپٹل بھی نامہ۔ اگر بروقت آفس کی جانچ نہ ہوتی تو ہم حالات کنٹرول نہ کر پاتے۔ بڑے بزرگوں کی کہاوت ہے جوش میں بھی ہوش نہ کھوئیں۔ لیکن یہ بڑے بڑے لوگوں سے ہو پانا مشکل ہے لیکن تم نے کر دیکھا یا۔ آگے بھی نوح کا ساتھ مت چھوڑنا۔ شاید اسکا امتحان تھوڑا لمبا ہو جائے"

اس فائیل میں شاید اک نئی آزمائش کی وعید تھی جسکے بارے قبل از وقت ہی وہ نامہ کو محتاط کر گئے، نامہ نے گھبرا کر ماوی کے چہرے پر چھلکتی پریشانی کو دیکھا۔

"کیا کچھ برا ہوا ہے؟"

نامہ کا دل و سوسوں کا مارا کانپا۔

"نوح خود بتائے گا۔ خیر تم کچھ لوگی۔ چائے کا کافی یا کچھ کھانے کے لیے؟"

وہ نامہ کو مزید پریشان نہ کر سکے تو شفقت کے سنگ بات بدلی۔

"نہیں بس نوح کا ویٹ ہے"

وہ سادگی سے ٹال گئی تو وہ نرم گئیں مسکائے۔

"چلو بیٹھو پھر۔ ملتا ہوں بعد میں"

وہ اسے دیکھتے ہی اجازت لیے نکلے تو نامہ کی نظر اس فائیل پر گئی، بہت دل

چاہا اسے دیکھے پر وہ کچھ آفیشل سمجھ کر رک گئی کہ شاید اس فائیل کو دیکھنا

مناسب نہ ہو۔

.._____..

وہ سیاہ گاڑی ایک بڑے سے بنگلے میں رکی، گارڈ نے باہر نکل کر پچھلی طرف آتے کارڈور اوپن کیا، دیشا بڑے غرور سے باہر نکلی اور نظر اس آفاقی شاندار بنگلے پر ڈالی جو از میر کی سر زمین پر اک بلاشبہ مہنگی و مقبول عمارت تھی۔

"دیشا! تمہاری یہ منزل تو محبت سے زیادہ خوبصورت ہے"

وہ مغرور مسکرائی پر اسے پتا نہیں تھا اب کی بار یہ آسانی اسکی رسی کا ڈھیلا پن تھا، یہ بنگلہ اسکے نئے شوہر کا تھا، اریسٹ ہونے سے ایک دن پہلے دیشا کے اک عاشق نے اسے اپنے نکاح میں لیا تھا اور یہ عاشق کوئی اور نہیں از میر کا بہت فینس بزنس مین اور قانون دان آر مین پاشا تھا جو کالج کے زمانے سے دیشا پر لٹو تھا، تب تو دیشا نے اسے پیر کی جوتی کے برابر بھی نہ سمجھا لیکن قدرت کا اتفاق کہ عین مصیبت کے وقت دیشا کو اس سے ملو ادیا جسکے اندر دیشا کو دیکھتے ہی سارے جذبات جاگ گئے، اور کہتے ہیں دل آئے گدی پر تو پری کیا چیز ہے، یہی حساب آر مین پاشا کا تھا۔

جسکی پہلی بیوی مرچکی تھی اور اس میں سے دو بچے تھے، جبکہ دیشا نے نہ تو عدت پوری کی نہ کچھ ماہ انتظار کیا اور عاشق کے اک بار کہنے پر اسے قابو کیا، میکائل نے اس کے تمام اثاثے ضبط کر لیے تھے، تمام کریڈٹ کارڈ فریز تو تبھی دیشا کو اس نئے بکرے کو پکڑنا پڑا۔

وہ سمجھ رہی تھی اسکی جیت ہو گئی پر اسکی ہار اس کے سامنے کھڑی تھی، آرمین پاشا کے دونوں بچے جو لگ بھگ چودہ بندرہ سال کے تھے ہارن سنتے ہی باہر آئے اور اس عورت کو حقارت سے دیکھنے لگے جس کو انکے باپ نے انکی ماں کی جگہ دی تھی۔

"اوہ! تم یقیناً میری بیٹی ہو، اور تم بیٹے"

وہ ادا سے چلتی ان دو کے پاس رکی جن کی آنکھوں سے آگ ٹپک رہی تھی۔

"تم صرف ڈائن ہو۔ جو ہم سے ہمارے ڈیڈا کو چھیننے آئی ہو۔ ہم تمہیں اس گھر میں برداشت نہیں کریں گے۔ مار دیں گے تمہیں۔ ہماری ممی کی جگہ کبھی نہیں لے سکو گی تم۔ سنا تم نے۔"

وہ لڑکی حلق کے بل چلائی تو دیشا نے حقارت سے اسکو پکڑنا چاہا مگر اسکے بھائی نے بری طرح دیشا کو دھکا دیا جس پر وہ لڑکھڑاتی ہوئی دو قدم دور ہوئی، آرمین کا گارڈ نہ سنبھالتا تو وہ یقیناً گر جاتی۔

"خبردار اگر تم نے میری بہن یا مجھے ہاتھ لگایا۔ ڈیڈا تمہارے آتے ہی ہم سے لا تعلق ہو گئے، ہماری انسلٹ کی تمہاری وجہ سے۔ تم انتہائی منحوس ہو۔ اگر تم ہمیں ہمارے ڈیڈا کے روم میں بھی نظر آئی تو ہم تم سمیت اس بنگلے کو آگ لگا دیں گے۔ دور رہنا ہمارے ڈیڈا سے"

وہ لڑکا بھی حلق کے بل غرایا تبھی آرمین اندر سے نکلا جسکو دیکھتے دونوں بچے پھنکارتے اندر بھاگے اور دیشا اس زلت پر پیچ و تاب ہی کھاتی رہ گئی۔

"خوش آمدید میری جان"

آرمین نے بچوں کی چینخ و پکار سن لی تبھی زرا زیادہ لاڈ جتا تا وہ دیشا تک آیا اور اپنا ہاتھ پھیلا یا، دیشا نے اپنے چہرے پر چھائی سختی دہالی۔

"تمہارے بچے تو بہت بد تمیز ہیں"

دیشا نے شکوہ کیا جس پر آرمین خواہ مخواہ ہنسا۔

"ماں کی کمی بچوں کو ایسا بنا دیتی ہے۔ تم سنبھال لو گی انھیں۔ اور تمہیں

سنبھالنے کو میں ہوں ناں"

اس سے پہلے آرمین اسے کمر سے پکڑتا قریب کرتا، دیشا نے اس کے سینے پر ہاتھ جماتے اسے ناگواریت سی لیے دور کیا پر جبراً مسکرائی تاکہ آرمین کو برا نہ لگے۔

"میں تھک گئی ہوں آرمین"

وہ گریز برتنی بولی تو آرمین نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے آجاؤ۔ فریش ہو کر آرام کرو۔ لُنج پر ملتے ہیں"

وہ اسے ساتھ لیے اندر لپکا پر دیشا کا مکافات عمل شروع تھا، جس نے اپنے بچوں کی قدر نہیں کی اب اسے قدرت سمجھانے والی تھی کہ اس نے کیسی کفران نعمت کر دی ہے، اور اللہ جب کسی سنگدل ماں سے حساب لیتا ہے وہ بڑا سخت ہوتا ہے، اف خدا کی پناہ!



ڈیرھ گھنٹے کی یہ سرجری نوح ادا دوغان کی زندگی کا سب سے بڑا امتحان تھی، لیکن اس امتحان میں وہ بنا لڑ کھڑائے کامیاب ہوا تھا، یہ سرجری اتنی کریٹیکل تھی کہ اگر ایک پرسنٹ بھی توجہ ادھر ادھر ہوتی، ایک ناقابل معافی نقصان کا اندیشہ تھا۔

اماٹل اس سرجری کے بیچ سپروائزر رہا جبکہ دو مزید ایکسپرس اس کے بیچ موجود رہے مگر مین پر اسپیس نوح ادا دوغان نے ہی عمل میں لایا۔

پونے ایک تک وہ فری ہوئے سرجریکل یونٹ سے باہر نکلا تھا، ماوی نے اسکو دیکھتے ہی قدم اسکی طرف بڑھائے، جو پہلے ہی اماٹل اور کچھ مزید ڈرگ ایکسپرس کے ہمراہ کھڑا تھا جو اس سے اسکا ایکسپرس ٹنس دریافت کر رہے تھے، اور تبھی اسکی نظر اپنے آفس سے باہر نکلتی نامہ پر گئی۔

نوح ان سب کے بیچ پینک ہو رہا تھا پر نامہ کی آنکھیں وہ مرہم بنیں کے وہ پر سکون ہوا، وہ بھی پر سکون ہوئی جب اس نے نوح کو واپس پر اعتماد ہوتے دیکھا۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"مجھے تھانے جانا ہے۔ صابر سے ملنے۔ نامہ کو پتہ نہ چلے۔"

پندرہ منٹ تک وہاں سے فری ہوئے وہ اماٹل کے ہمراہ اپنے آفس روم کی بڑھتے بولا تو وہ فوراً سر ہلا گیا کیونکہ تھانے اسے وہی لے کر جانے والا

تھا، نوح کو آتا دیکھتی وہ جلدی سے پاس آئی اور نوح کے کھلتے بازوؤں میں جا
 سمائی جبکہ اسکو نوح سے گلے لگتا دیکھے امائل کو پر حیا سی حیرت آڑے آئی کہ
 وہ حیران تھا یہ وہی لڑکی ہے جو ہر گز ہگ پر سن نہ تھی نہ ایسے پیار و فکر کا
 اظہار کرنے والی۔

اف یہ محبت بھی ناں، اچھے اچھوں کو بدل دیتی ہے، امائل نے مسکرا کر
 اشارتاً نوح کو گاڑی میں ویٹ کا کہا اور وہاں سے چلا گیا جبکہ نوح کا سینہ
 بھر پور ٹھنڈا کرتی وہ روبرو ہوئی تو ان بھوری آنکھوں میں بے پناہ رنج و
 محبت ساتھ ہلکور رہا تھا۔

"آ جا و اندر، نظر لگواو گی کیا سبکی؟"

وہ اسکو ساتھ ہی لگائے آفس کا ڈور آگے کرتا اندر داخل ہوا تو وہ بنا پر واہ پھر
 سے نوح کے گلے لگی، اس بار انداز بے حد رغبت بھرا اور مدہوش کن تھا۔

"میں اس سارا وقت یہی دعا کرتی رہی کہ آپ کامیاب ہوں۔ ٹھیک ہو گئی ناں سرجری۔ مسٹر نادر کی طبیعت سٹیبل ہے؟"

وہ اپنی کیفیت بھرپور چھپانے کے باوجود بھی نہ چھپا سکی اور روبرو ہو کر نوح سے بے چینی کے سنگ پوچھنے لگی۔

"تمہاری دعا ہی لگی ہے۔ یس ہو گئی۔ وہ ایک ہفتے تک ڈسچارج بھی ہو جائیں گے۔ طبیعت کچھ گھنٹوں تک سٹیبل ہونے کی پوری امید ہے۔ انکی فیملی بھی لندن سے آگئی ہے، اب وہ محفوظ ہاتھوں میں ہوں گے"

نامہ نے سر اثبات میں ہلاتے مسکرا کر نوح کو دیکھا جو سرجری کے اس بہت بڑے امتحان سے نکل کر خود بھی طمانیت خیز مسرت سے بھرا تھا۔

"وہ فائیل! سرماوی رکھ کر گئے ہیں۔ چیک کر لیں کچھ ضروری نہ ہو"

نامہ نے اسکی توجہ شدید ہونے پر جلدی سے اسکی توجہ فائیل پر دلوائی جسے نوح نے بس دیکھا۔

"وہ میں ایک گھنٹے تک کروں گا، مجھے ایک چھوٹا سا کام ہے۔ کیا تم میرا تھوڑا سا ویٹ کرو گی روح؟"

نوح کے پیار سے پوچھنے کے باوجود نامہ نے گھبرا کر دونوں ہاتھ نوح کے مضبوط سینے پر جماتے ان ہیزل آنکھوں کو تسلی سے کھوجا جو کچھ چھپانے کے بھرپور جتن کرتی صاف دیکھائی دے رہی تھیں۔

"کیا آپ صابر مروان سے حساب لینے جارہے ہیں؟"

وہ نامہ کے افسردہ سوال پر ششدر رہ گیا، یہ لڑکی کیا نجومی تھی، اسے بازوؤں میں مقید کرتے وہ مزید بیچ کے فاصلے گھٹا گیا۔

"کیا نہ لوں؟ اس نے میری روح کو افیت دی۔ میں اسے روح لرزاتی سزا

جب تک نہ دوں گا سکون نہیں ملے گا نامہ۔ میرے اندر جو آگ لگی

ہے۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا، نامہ اسکا ہاتھ پکڑتی وہیں اٹیچ بیڈ روم کی طرف بڑھی کیونکہ آفس میں کیمرہ یہ بات اسے بھی معلوم تھی، نوح اسکی حرکات و سکنات پر حیران تھا کیونکہ وہ ڈور بند کرتی نوح کے قریب پھر سے آتی اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پہلی بار خود نوح کے قریب ہوئی، اس نے ان ہونٹوں کو بے حد نرمی و محبت سے چھو کر پورے کے پورے نوح ادا دوغان کو جیتا تھا، وہ اس ایک نرم گرم لمس کے واسطے دنیا جہان کی راحتیں وار سکتا تھا، نوح کی اسکی کمر کے اطراف جکڑن بڑھی پر وہ اسی نرم ماہٹ پر اکتفا کرے نوح کی سانسوں سے زرا دور ہوئی، کچھ دیر اپنی آنکھوں کے دریچوں تک چھلک آئی سرخی و سرور کے غلبے کو آنکھوں میں دبانے کے بعد وہ خود پر از سر نو فدا نوح کی آنکھوں میں دیکھ سکنے کی ہمت کر سکی۔

"اب بھی اندر آگ لگی ہے؟"

وہ جذبات سے بھری سوالیہ آنکھیں جنھیں نوح کے کسی درد پر راضی ہونا نہ آتا تھا، نوح کے اندر گڑھ سی رہی تھیں۔

"میں اس دریرینہ ارمان کے پورا ہونے پر بھی اس مجرم کو رعایت نہیں دوں گا، نامہ تم میرے ہاتھوں کسی سنگین نقصان کو بھی اٹھا سکتی تھی۔ یہ میرے جیسے آدمی کے لیے جانے دینے والا معاملہ نہیں۔ تم اور جان بھی مانگ سکتی ہو یوں۔ لیکن میں تمہارے معاملے میں کسی نرمی کو برتنے کا قائل نہیں۔ میں اسے جان سے نہیں ماروں گا لیکن میں اسے زندہ رہنے لائق بھی نہیں چھوڑوں گا۔ ویسے بھی اس کرپٹ غلیظ آدمی کی قانونی طور پر ویسے ہی چھٹی ہونے والی ہے۔ لیکن میرے ہاتھوں میں جو گرمی ہے وہ بس اسی کا مقدر ہے"

نوح کو اپنے موقف پر پہاڑ سا ڈٹا دیکھے وہ مایوس ہوئی، نوح کی پر لطف بازوؤں کا حصار جھٹکا اور نزوٹھی ہوئی جا کر بیڈ کی پائنٹی کی جانب جا بیٹھتے چہرہ بھی مرجھائے اثر سے بھر لیا، وہ پہلی بار ایسے بچوں سا روٹھی تھی۔

"میں نے کتنی ہمت سے کس کی آپکو، سوچا تھا تقاضا بڑا ہے تو رشوت بھی
 بڑی دوں۔ پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ جائیں کر لیں اسکے خون سے ہاتھ
 گندے۔ پھر مجھے نہ چھونا"

وہ بیٹھے بیٹھے روٹھی روٹھی بولتی چہرہ سائیڈ کر گئی جبکہ نوح نے حیرت و پیار
 سے مسکراتے انہی قدموں میں جا بیٹھنے کو اپنا شرف سمجھا، نامہ اسکے یوں
 بیٹھنے پر بے قرار سی ہوئی، اسکے لیے نوح سر کا تاج تھا وہ کیسے برداشت
 کرتی۔

"ہاتھ دھولوں گا۔ پھر چھو سکتا ہوں؟"

وہ ہاتھ بڑھا کر نامہ کی ٹھوڑی پکڑتا چہرہ اپنی طرف گمائے دگنے پیار سے
 بولا، نامہ کا مزید چہرہ اتر ا۔

"جانے دیں ناں"

وہ جلدی سے روبرو ہوتی ہاتھوں کا حلقہ سانوح کے چہرے کے گرد بنا گئی جنکو
تھامے ہی وہ اٹھ کر اسکے ساتھ ہی اپنی سمت نامہ کا رخ کر وائے بیٹھا، پھر نامہ
کے دونوں ہاتھ چہرے سے ہٹا کر چومے، بے حد دیوانگی کے سنگ۔

"کیسے جانے دوں، تم یہاں کچھ دیر ریٹ کرو۔ میں آتا ہوں۔ اسکے بعد
آج تمہیں سپیشل پروٹوکول دوں گا۔ وہ سرپرائز ہے"

نامہ کو سرپرائز میں الجھا کر وہ اسکی رعایت بٹور رہا تھا جبکہ نامہ شکوہ کناں ہو
کر ہی رہ گئی۔

"نوح۔۔۔"

وہ بولی پر نوح کی نظروں میں پھیلتی شدت و دیوانگی پر مزید کوئی حرف کہنے
سے خود کو روک گئی۔

"کچھ کھاو گی؟"

وہ لنچ کا وقت ہوتا دیکھے بے حد فکر سے بولا، نامہ کے خشک ہونٹوں پر انگوٹھے کی پور سہلانے کے ساتھ اپنی آنکھوں میں انکے بارے بہت سے ارمان بھی نہ چھپا سکا جس پر نامہ نے جلدی سے ہونٹوں کو بھیچ لیتے سر نفی میں ہلایا۔

"کھاو گی۔ میں آکر کھاتا ہوں۔ ہونٹوں سے"

وہ اٹھ کھڑا ہوا تو نامہ نے اسے آنکھیں دیکھا کر دیکھا۔

"ہاتھوں سے کھلایا جاتا ہے نوح"

وہ ڈانٹا گھوری پر اف نوح کا ہنس کر نامہ کے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجانا۔

"وہ تو سب ہی کھلاتے ہیں، میں کچھ نیا چاہتا ہوں تمہاری سنگت میں سب

جدید بے حد حسین لگتا ہے۔ پھر جو تم نے آج کر دیا وہ مجھے آسمان پر بٹھا چکا

ہے، مغروریت و رشک کے آسمان پر۔ تم مار ڈالو گی مجھے روح ادا"

وہ سب کچھ کہتا سرور میں دھت لگا پھر شرارت کا اضافہ لہجے میں گھلنے لگا اور اختتام اس عاشق کی بے بسی سے ہوا کہ یہ لڑکی آج بھی بلیک پہنے گھوم رہی تھی، ہائی ویسٹ پینٹ کے ساتھ لوز گرم بلیک پرل شائنی سوٹر جو ہائی ویسٹ پینٹ کے ساتھ زرا شارٹ ویسٹ لینتھ کا تھا پھر آج ہیلز کے بجائے محترمہ سنیکرز پہنے، بال ڈھیلے سے باندھے، میک آپ سے بے نیاز نکھر اپنا ذاتی کندن روپ لیے اک لبوں کی گلاب رنگت سے نوح کے سارے موسم نشیلے کر رہی تھی۔

وہ تھک ہار کر پیچھے کو جب گرمی تو اسکی شرٹ زرا اوپر کھسکی جس پر نوح کی نظر ہی اسکے بلی بٹن پر جا ٹھہری، جانے کے سارے ارادے جھاگ بننے لگے، وہ جیسے بعث میں ہار جانے کے بعد گرمی تھی، نوح پر نشہ طاری ہوا، جب کچھ لمحے سر کے تو نامہ نے گردن اوپر اٹھا کر جب نوح اور اسکی نظروں کا بے باک رخ محسوس کیا تو جلدی سے شرٹ نیچے کرتی اٹھ بیٹھی، پراف نامہ کا نظریں جھکا لینا۔

"روکنے کا یہ طریقہ بہت اچھا تھا، کچھ دیر اور پڑی رہتی تو میں نے بھی پڑ جانا تھا۔ تمہارے پہلو میں۔ آتا ہوں روح"

وہ فسوں خیز لہجے میں کہتے ہی باہر نکلا اور نامہ نے کسی شوخ حسینہ کی طرح اپنے چہرے کو ہاتھوں میں چھپا سالیہ۔

جبکہ نوح نے باہر آفس میں آتے ہی فائل کا رخ کیا اور اسے اوپن کی جس میں کچھ ایسی چیز تھی جو نوح کا دماغ سلگا گئی۔

"اب یہ کیا مصیبت ہے نئی"

وہ فائل واپس رکھتا اپنی کن پٹی مسلنے لگا، پھر امائل کے میج پر وہ آفس سے بھی نکلا، پارکنگ میں امائل کو کھڑا دیکھے نوح کے قدموں کی رفتار بڑھی جو امائل تک آکر رک گئی۔

"کیا میری رپورٹس چوری ہوئی تھیں؟ یہ کیا ہے امائل اب؟"

نوح کے سردور ہم سوال پر امانل نے سرافسوس سے جھٹکا۔

"جی بھائی۔ نہ لیب والوں کو پتا چلا نہ کسی اور کو۔ ایون کیمرز کی ریکارڈنگ میں بھی ایسا کچھ نہیں آیا۔ ڈاکٹر ماوی نے آپکی سٹیبل والی رپورٹس ہیلتھ کیئر انویسٹیگیشن کو بھیجی ہے انھیں شک ہے یہ پھر کوئی سازش کی کڑی ہے۔ تو اگر کسی نے آپکی دوسری ڈرگز والی رپورٹس کو یوز کرنا بھی چاہا تو ڈاکٹر ماوی کی بھیجی رپورٹس ڈیفنس کا کام کریں گی"

امانل کی تسلی کار آمد نہ رہی کیونکہ نوح اب مزید اپنی زندگی میں کوئی ہلچل نہیں سہہ سکتا تھا، عجیب تناو و پریشانی کی صورت حال تھی۔

"بھائی، پریشان نہ ہوں ناں۔ ہم سب ہیں آپکے ساتھ"

نوح کو اذیت میں دیکھے امانل نے اسکو دلاسا دینا چاہا جس پر نوح نے جبراً سہی پر مطمئن ہوتے امانل کو دیکھا۔

"نامہ کو مزید ہرٹ ہوتا نہیں برداشت کر سکتا۔"

ایک ہی سبب تھا اس بندے کی پریشانی کا، وہ لڑکی جو ہنسنے، مسکرا نے اور کھل کر جینے کے لیے نوح ادا دوغان پر انحصار کرنے لگی تھی۔

"نہیں ہوگی ہرٹ آپ تسلی رکھیں۔ مزید کوئی امتحان نہیں آئے گا"

امائل کا یہ کہنا بہت بڑی ڈھارس بنا تو نوح نے اس کا رخسار تھپک کر ممنون نظریں اس پیارے سے امائل خرد پر ڈالیں جس کا اپنا امتحان سر پر تھا، اس کی زندگی ہلا دینے والا کڑا امتحان۔

"ان شاء اللہ! خیر امتاب کی طرف نکلتے ہیں۔ آ جاؤ"

وہ لوگ اسکے بعد تھانے نکل گئے۔

امتاب کو پہلے ہی امائل نے کال کر دی تھی کہ وہ آرہے ہیں، جس پر وہ پہلے ہی تھانے کی پارکنگ میں پہنچ چکا تھا، نوح اور امائل آدھے گھنٹے تک پہنچ گئے تھے، دونوں کو آتا دیکھے امتاب مزید آگے چلا آیا۔

"ٹھیک ہوناں نوح؟"

وہ آکر گلے لگا تھا، اسے نوح کی بہت پرواہ جو تھی، اما نل بھی مسکرایا کہ نوح کی فکر کرنے والے بھی بہت ہیں۔

"بہتر ہوں۔ کہاں ہے وہ خبیث؟"

نوح نے بس اس منحوس کا پوچھا۔

"تمہارے حصے کی سوغات باقی ہے، ورنہ سارا کچھ تو وہ میری دہشت کے آگے اگل ہی چکا ہے۔ سمگلنگ، بلیک منی، مڈراٹیمینٹ، دھوکہ دہی، فراڈ یہ

سب اس صابر کے دھندے نکلے، اور بھائی کو راستے سے ہٹا کر اب اسکا منصوبہ از میر کی پارلیمانی سیٹ ہتھیانا تھا تا کہ جو پیسے کی ہوس باقی دھندوں سے پوری ہونی رہ گئی اب ایسے ہو۔ کیس فائیل ہو گیا ہے۔ لمبا اندر جائے گا

سال۔ اس لیے اسکے باہر نکلنے کی ٹنشن ہی نہیں۔ جتنا کوٹنا ہے کوٹ لے میرے جگر بس دھیان رکھنا مرے نہ۔ ورنہ یہ ہونہار، یار انسپکٹر اپنی جاب

سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ وہ کیا ہے آپن کے اوپر مجھ سے بھی زیادہ ٹیڑھے
لوگ بیٹھے ہیں تو سب ٹیڑھوں کا خیال کرنا پڑتا ہے تبھی اس گند میں رہ پانا
ممکن ہوتا ہے"

نوح کے ساتھ اندر آفس ایریا تک جاتے یہ سب سنے نوح پلٹا، امائل بھی
ہمراہ ہی تھا۔

"تمہاری جاب کو کچھ نہیں ہونے دوں گا، یہ میرے بڑے کام آتی ہے۔ اور
ہاں میں نے تمہیں کہنا تھا تھینکیو امتاب مہمت۔ ہمیشہ یہ محسوس کروانے
کے لیے کہ دوست ایک ہی چنا پر بہترین والا"

وہ کہہ کر گیا پر امتاب ایسے تھا جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو، خود امائل کے لب
مسکرائے اس نوٹسکی انسپکٹر کی مدہوش حیرانگی دیکھ کر۔

"امائل، یہ آدمی کیا واقعی میری پیار والی تعریف اور شکریہ کر کے گیا یا میرا
ہی دماغ مجرموں سے منہ ماری کرتے کرتے پھر گیا؟"

امتاب کا ڈرامائی سوال امانل کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

"تمہاری بہت قدر ہے انھیں، دوستی میں تھوڑے برے ہیں وہ۔ بھائی والا رشتہ بہت اچھا نبھاتے ہیں تو کبھی انکا بھائی بن کر دیکھنا امتاب۔ تمہارے زندگی بھر کے شکوے دھل جائیں گے"

امانل کی مسکراہٹ میں بہت سے مان پوشیدہ تھے، امتاب کی مسکراہٹ زیادہ حسین ہوئی۔

"بس یہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب کروں گا۔ دراصل وہ ہمیشہ سے انٹروٹ آدمی رہا ہے۔ مجھے اسکے اس مزاج کی عادت ہے۔ اور میں تھوڑا ایکسٹرا چپکو رہا ہوں اسکے ساتھ یہ وجہ بھی ہے کہ مجھے ایک حد پے رکھتا ہے ہر قدر کے باوجود"

امتاب کی بات اک عجیب سا درد دے گئی امانل کو جیسے اس پہاڑ آدمی کے لہجے میں حسرت ہلکوری تھی۔

"پر یہ تو کافی شدت پسند ہیں، پھر آپ کا چپکو ہونا انکو حد بندی پر کیوں اکسا گیا؟"

امائل سے اس سوال کی امتاب نے توقع نہ کی تبھی وہ ساکت سا ہوا تھا، ایسا سوال کبھی کسی نے امتاب سے پوچھا جو نہ تھا۔

"ہم صرف اپنے بہت پسندیدہ اور پیارے لوگوں کا چپکنا چاہتے ہیں امائل، ہم دو کے رشتے میں ساری ایفرٹس ہمیشہ میری رہی ہیں۔ میں نے ہی اسے اپنا دوست بنائے رکھا ورنہ اس پر ہوتا تو میری ذات و نام پر گرد پڑے عرصہ بیت جاتا"

امائل نے آگے بڑھتے امتاب کو شانوں سے تھاما، وہ افسردہ اچھانہ لگا۔

"بھائی کے بارے ایسا نہ کہو۔ وہ ایسے نہیں ہیں، یقیناً تم ایکسٹر اپوزیسیو ہو کر سوچ رہے ہو۔"

امتاب اذیت سے مسکرایا۔

"ہاں ہوں۔ اسکے لیے اپنی نس کاٹ دی تھی میں نے۔"

امتاب کے اگلے جملے پر اما نل کا دل تھم گیا، اب اسے سمجھ آیا نوح نے یہ حد بندی کیوں قائم کی۔

"میں چاہتا تھا وہ میرے سوا کسی کا دوست نہ بنے، میں نے اپنے بھائی کی موت دیکھی تھی جس کے بہت کلوز تھا۔ پھر سکول میں یہ ملا مجھے۔ بھائی سا مل گیا۔ یہ بہت الگ تھا، میں اسکے لیے بہت زیادہ جنونی ہو گیا۔ خدا نخواستہ کوئی گندے جذبات نہیں تھے بس میرا دل چاہتا تھا یہ مجھ سے دور نہ ہو۔ جب یہ چیز ابنا رمل ہوئی تو نوح کو بہت سے حد بندی پر مبنی فیصلے کرنے پڑے، اس نے میری زندگی میں پھر کرن کو شامل کیا، بہت عجیب سی کہانی رہی ہماری اما نل"

یہ سب سچ میں دکھی کر دینے والا تھا۔

"مجھے اپنا دوست سمجھ لو امتاب لیکن بھائی کے لیے ایسے سخت لفظ مت کہنا دوبارہ، وہ نا جانے بچپن سے اب تک کس کس چیز سے لڑتے آئے ہیں میں یا تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ انہوں نے تمہاری بھلائی کے لیے یہ حدیں بنائی ہیں کیونکہ کوئی بھی جذبہ جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو وہ سکون آور کے بجائے نقصان دینے لگتا ہے۔ تم نے نس کا ٹی لی کہ وہ تمہیں مسیر نہیں ہوتے تھے۔ یہ وہ نقطہ تھا انکا تمہیں سنبھالنے کے لیے حد بندی کا فیصلہ کرنا۔ پھر کرن تمہاری زندگی کو یقیناً نیا رخ دے گئی ہوگی۔۔۔ تو دیکھو غور کرو وہ اپنی جگہ تم سے دوستی نبھا چکے ہیں بس انداز مختلف ہے"

اماں کی باتیں سنے امتاب متفق تھا پر اس دل کا ہم کیا کر سکتے ہیں جو پسندیدہ لوگوں کے لیے اک ضدی اور ہٹ دھرم بچہ بنا رہتا ہے۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں بہت اریٹھٹ کرتا تھا اسے۔ وہ جب بہت تنگ آجاتا تو کہتا امتاب مجھے تنگ نہ کرو میرے پاس ماں نہیں ہے۔ بہت ستایا ہے اسے۔ ہمیشہ شکوے کرتا کہ وہ مجھے وقت نہیں دیتا، ویلیو نہیں دیتا۔ ایون

ابھی اتنا میچور ہونے کے بعد بھی میں اس سے کبھی کبھی شکوے کر جاتا ہوں۔۔۔ اف یہ بات سمجھنے میں مجھے آدھی زندگی لگ گئی۔"

امتاب کا افسوس و پشیمانی دیکھتے امانل زخمی سا مسکرایا اور امتاب کا سینہ تھپکا۔

"ہم اپنے پیاروں کے لیے سیانے نہیں ہوتے امتاب، پاگل بچے ہوتے ہیں۔ یہ فطری ہے لیکن ہوش مندی ضروری ہوتی ہے ورنہ مسائل جنم لیتے ہیں۔ تم شکوے ختم کر کے دیکھنا، تمہیں نوح ادا دوغان کا اک نیاروپ دیکھنے کو ملے گا۔ میں انھیں چند سال سے جانتا ہوں بس، کلوز ابھی ایک ڈیڑھ ماہ سے ہوا ہوں پر میں نے انکو ایک بہترین انسان، دوست، بھائی اور مددگار پایا ہے۔ ایک انسان اتنا کچھ ایک ساتھ ہو یہ آسان نہیں ہوتا۔ بہت لہو لگتا ہے شائستہ ہونے میں، سب کے ساتھ انسان جیسا برتاو کرنے اور سبکو انسان سمجھنے میں۔ تم بہت اچھے ہو، مددگار۔ کبھی انکا ساتھ نہیں چھوڑا، یہ ثابت کرتا ہے کہ تمہارا ان سے جڑا انس بے غرض ہے"

وہ لوگ لان میں واک کرتے کرتے اتنا سب ڈسکس کر گئے اور اندر نوح اپنے من پسندیدہ کام میں مزے سے لگا تھا۔

جبکہ امتاب نے رک کر امانل کو مسکراتی مشکور نظروں سے دیکھا، یہ سیدھا سادھا سا لگتا ڈاکٹر اتنے گہرے خیالات و احساسات کا مالک ہو گا لگتا تھا، وہ سیپ کے اندر چھپے موتی سا تھا، پر کھنے پر ہی کھلتا تھا۔

"جسے تم نے مجھے نوح کی قدر سمجھائی، آج تک ایسا کسی نے نہیں کیا امانل۔ تھینکیو سو میچ یار۔ تم بھی مجھے اپنا مددگار سمجھنا۔ میں ہمیشہ ہر مدد و تسلی کے لیے میسر رہوں گا تمہارے لیے۔ گلے لگو بھائی۔ تم آپن ٹائپ میٹریل ہو۔"

امتاب نے جس گرم جوشی سے گلے لگایا، امانل تمام تک مضطرب جذبات کے مسکرا دیا۔

"ویسے اتنی گرم جوشی سے بس مجھے میری وائف ہی گلے لگتی پسند ہے پر چلو
کیا یاد کرو گے کیسا سخی دوست ہے نیا والا"

اما نل کیسے ماحول میں شرارت گھولے بنا رہتا، امتاب کا قہقہہ اسکے مدت سے
بھاری دل کے ہلکے ہونے کا ترجمان تھا اور اما نل کے لیے مسرت بنا۔

"لکی وائف یو ہیو۔۔۔ ہا ہا"

امتاب نے اسے چھیڑ کر حساب برابر کیا تھا جبکہ اما نل کی مدھم مگر شیر
مسکراہٹ ہی کافی تھی ماحول مدھوش کرنے کو۔

وہ دونوں اندر پہنچے تو نوح نے صابر کے جبرے پر کٹ ڈال دیا تھا، اسکو وہاں
وہاں مارا تھا جہاں ہڈی نہ تھی، اور ایسی ایسی شدت سے مارا کہ وہ منحوس بتا
بھی نہ سکتا کہ اسے کہاں کہاں اس ٹھکانی سے نیل پڑنے والے ہیں۔

اماٹل اور امتاب دونوں ہی پر اسرار مسکراتی نگاہوں سے اندر وحشی بنے
نوح کو دیکھ رہے تھے جو جوش میں بھی ہوش سنبھالنے کی پوری کوشش
کرے خالص پولیس والوں کی حکمت عملی سے پیٹ رہا تھا اسے۔

"یہ اتنا وحشی بس پیار میں ہوتا ہے۔"

گلاس وال کے پار کھڑے امتاب نے اعتراف کیا اور کیا حسین اعتراف تھا
یہ۔

"بے شک بھائی نامہ پر جان چھڑکتے ہیں تبھی تو اس مردود کی جان نکالنا چاہ
رہے ہیں لیکن بھائی کے لیے اپنی فیملی بھی بہت عزیز ہے۔ تمہیں پتا ہے ناں
ایسے کیسیز میں ڈرگ انٹیک ڈیزاسٹر کی تباہ کاری کو پیشینٹ کے علاوہ سب
سے زیادہ اسکی بیوی اور گھر والے جھیلے ہیں۔ بس یہ اسی کا غصہ ہے"

اماٹل کا دل صابر کو پٹتا دیکھ کر اخیر ٹھنڈا ہو رہا تھا جبکہ امتاب گہرا مسکرایا۔

"کیا خیال ہے جا کر اب روکوں اس تھنڈر طیارے کو؟"

امتاب کو تشویش سی لاحق ہوئی تو امانل نے بھی ہامی بھری جسکے بعد وہ دونوں سیل ٹارچر روم میں داخل ہوئے تو نوح زرا پیچھے ہٹا۔

"مار کٹائی کے وقت اسے نہ کمزور ہاتھ یاد رہتا ہے نہ سن بازو۔ پھر اس کے اندر سے جیکی چن نکلتا ہے، باولا جیکی چن"

امتاب نے فوری جتنا تے نوح کو چھیڑا جس پر وہ امتاب کو دیکھے آنکھیں نکالتے گھورا جیسے ڈرانے کی کوشش کی ہو جبکہ امانل تو صابر کا حشر دیکھ کر اش اش کر اٹھا۔

"ہاں اور یہ جیکی چن تمہاری شکل کا خلیہ بھی بگاڑ سکتا ہے ایسی چھیڑ خانی پر۔ یہ جیل سے جس دن چھوٹا تمہیں اسکی جگہ ڈالوں گا۔ کچھ بھی ہو امتاب، اسے چھوٹنا نہیں چاہیے ساری عمر"

وہ یار کے قانون کے محکمے پر راج کرنے کے غرور میں بولا تھا، آخر کو اتنا حق جمانا تو نوح کا حق بنتا تھا۔

اماٹل اور امتاب نے ائك ءوسرے كو ءكھتے ٲر اسرار سی سائل كا تبادلہ كیا
تھا۔

"تمہیں حق جئاتا ءكھ كرا چھا لگا۔ جب تك میں از میر كا والی وارث
ہوں، تمہارے ناٲسند لوگ تم سے ءور ہی رہیں گے۔ ءیشا كو بھی ٲھر جیل
میں گھسیٹوں گا"

لمحہ بھر جیسے سناٹا چھایا، کیونکہ نوح کے لیے یہ نیا جھٹكا تھا۔

"واٹ! وہ چھوٹ گئی۔۔۔ تم ءونوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ كب چھوٹی وہ
ناگن؟"

نوح ءونوں كو ٲر عتاب نظروں سے گھورا۔

"بھائی آج صبح ہی۔۔۔ آٲکی سرجری کی وجہ سے نہیں بتایا کہ آٲ خوا مخواہ
غصہ نہ ہو جائیں"

وہ نوح کے باہر نکلنے پر پیچھے ہی آئے جو آفس میں مضطرب ہو کر چکر کاٹنے لگا، ایک اذیت مٹی تھی تو دوسری سر پر منڈلانے لگتی تھی، نوح ان سب سے تھک چکا تھا۔

"اور وہ کیسے چھوٹ گئی جب سارے ثبوت عدالت کے پاس ہیں؟ رشوت؟"

نوح کی نظروں میں لہجے سے زیادہ بے رحمی اترنا خفیف سے ڈرگ کے سائن تھے کیونکہ نوح پر سے ابھی اسکا مکمل اثر نہیں گیا تھا۔

"آر مین پاشا۔ کچھ دن پہلے شادی کی ہے دیشا نے اسکے ساتھ۔ وہی جج ہے۔"

امتاب نے افسوس سے بتایا تو ساری گیم اب نوح کے پلے پڑی۔

"گھٹیا چال باز عورت۔۔۔ اب کیا ہو گا آگے۔ ضمانت پر رہا ہوئی ہے۔؟"

نوح نے آگے کالائے عمل دریافت کیا۔

"ہاں سخت ضمانت کے آرڈرز پر، نیکسٹ ہیرنگ پر اس آدمی کو پیش کرے گا ہمارا وکیل جس کے تھر و اس نے تمہاری گاڑی کے بریکس فیل کیے تھے۔ میکائل انکل بھی گواہی دیں گے تو امید ہے وہ پکڑ میں آجائے گی۔"

امتاب نے روشن پہلوؤں کی طرف توجہ دلوائی جس پر نوح کا غصہ کچھ ٹھنڈا پڑا۔

"ہمم۔۔ وہ کسی کا نقصان نہ بنے امتاب۔۔۔ یہ بات دیکھ لینا پلیز۔"

نوح کے لہجے میں خفیف سا ڈر مخفی تھا۔

"تم بے فکر رہو۔ میرے لوگ نظر رکھ رہے ہیں اس پر۔"

امتاب نے پرسکون کر دیا جس پر وہ رسان سے مسکرا کر امتاب کا شانہ تھپکتا ہوا باہر نکل گیا، اماٹل نے بھی اجازت طلب کی اور پیچھے ہی باہر نکلا۔

"بھائی۔۔"

امائل کی پکار پر نوح رک کر پلٹا۔

"امتاب کافی سپورٹو بندہ ہے، کہاں سے ملا آپکو یہ کام کا بندہ۔ اتنا ایکٹو اور سمجھدار پولیس والا میں تو امپریس ہی ہو گیا"

امائل نے جان بوجھ کر امتاب کی کچھ زیادہ ہی تعریف کی بس یہ جاننے کو کہ نوح اسکے بارے کیا واقعی اتنا بے حس ولا پرواہ ہے یا بات کچھ اور نکلے گی۔

"اسکا بڑا سہارہ ہے مجھے قانونی معاملات میں، ہے تو جذباتی اور ایمو شنل سا پر دل کا بہت صاف اور معصوم ہے۔ سکول سے ساتھ ہیں ہم۔ ہمیشہ مدد کو تیار

رہتا ہے، پکارنے کی بھی ضرورت نہیں پڑی کبھی۔ میں احسان مند ہوں

اسکا۔ بہت اچھا دوست ہے"

نوح کے الفاظ میں بہت نرمی اور احساس تھا جسکے بعد امائل کو اپنے امتاب سے کہے ہر لفظ پر ناز ہوا کہ اس نے بہترین کیا۔

"الحمد للہ کے اچھے ساتھی بہت بڑا حوصلہ ہوتے ہیں بھائی"

وہ لوگ گاڑی میں بیٹھ چکے تھے، نوح نے متفق ہوئے سر ہلایا کیونکہ یہ بلاشبہ سچ تھا۔

"ہاں جیسے تم بھی میرے لیے ہو، خوش رہو"

امائل کو مسکرایا پڑا کہ نوح سے ایسی تعریف سن کے دل مسرت کا جہاں خود ہی بن جاتا تھا۔

..

"تھکن اتری میری جان کی"

وہ ایک گھنٹہ ہی سو سکی کہ پہلو میں آہستہ آہستہ سرگوشی پر جاگی جو کہنی کے بل پر لیٹے فرصت سے اب تک حسین محبوبہ کو تاڑنے میں لگا تھا، وہ یکدم گھبرا کر جاگی۔

"جب مجھے باعزت بری کرو گے پھر اترے گی۔ میں نے کچھ برا نہیں کیا
آر مین۔ مجھے میکائل پر بھی وار کرنا پڑا کیونکہ وہ پاگل ہو گیا تھا۔ مار دیتا
مجھے"

وہ مظلوم بننے کی کوشش میں تھی جب آر مین نے عجیب سے خمار بھری
نظروں سے دیشا کی جالائن پر انگوٹھے سے اک نادیدہ لائن بنائے ہونٹوں
تک روکی پھر اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"تمہارا قصور نہیں میری جان، تم ہو ہی ایسی کہ کوئی بھی مرد ہوش و حواس
کھودے۔ میں تم سے جوانی میں دھتکارنے کا بدلا نہیں لوں گا کیونکہ تم تب
مہکتا پھول تھی اور تمہارے گرد مجھ سے ہزار عاشق منڈلا رہے تھے پر اب
میں بحیثیت شوہر تمہارے منہ سے تمہارے کسی سابقہ مرد کا حوالہ برداشت
نہیں کروں گا۔"

یکدم ہی آرمین نے اسکا جبر ادا بوجھا تو دیشا کی آنکھیں خوف سے پھیل سی گئیں، اسے آرمین کے لہجے اور سیاہ آنکھوں سے خوف آیا۔

"میں اب بھی پھول ہوں"

وہ آرمین کا موڈ بہتر کرنے کو مسکرائی، آرمین اس کے عشق میں پہلے ہی پاگل تھا، اوپر سے نئی نئی مری بیوی کا غم بھی تازہ تھا، ناپسند بیوی سہی رہی ہو وہ ہر جسم کی ضرورت و بھوک تو مٹا ہی دیتی تھی پر اب تو پہلو میں محبوب عورت تھی تو اک فطری خمار و بے اختیاری آرمین پاشا پر بھی اتری جو میکائل سے بھی زیادہ لک وائز ہنڈ سم تھا اور دیشا کو تو ویسے ہی خوبصورت مرد اٹریکٹ کرتے تھے، ہاں جہانگیر کا پلڑا بھاری تھا تبھی دیشا نے تب اسے چنا۔

"ہاں میرا پھول جسکی خوشبو مجھ سے پہلے تین مرد لوٹ چکے ہیں"

وہ اذیت سے بولا تو دیشا کے چہرے کی رنگت بدلی، اسکا ڈر بڑھا۔

"تم طنز کر رہے ہو؟"

وہ بگھڑی اٹھنے لگی جب وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتا اسے واپس گرا گیا، دیشا نے پہلی بار کسی مرد کی آنکھوں میں ایسا وحشی جنون دیکھا، اس نے اپنے سب شوہروں کو سائیکو اور نجانے کیا کیا کہا تھا پر قسمت نے اسے ایک ایسے مرد کے رحم و کرم پر ڈال دیا تھا جو ناصرف مردوں سے تعلق بناتا تھا، بلکہ بے حد سائیکو تھا، ہاں ناکام محبت مرد کو برباد کر دیتی ہیں، ادھورا عشق تباہ کر دیتا ہے پر دیشا اب یہ بربادی خود سہنے والی تھی۔

"تمہاری حسرت بڑا گناہ گار کر چکی ہے مجھے، میں مزید گناہ چاہتا ہوں۔"

دیشا کو اپنی جان روح سب نکلتی محسوس ہوئی۔

"م۔۔ مطلب۔۔"

وہ گھبرا کر منمنائی۔

"مجھے سکون دو۔ دیکھوں میرے حصے کی عورت اور محبوبہ باقی ہے تم میں یا

لٹا آئی ہو سب مجھ سے پہلے مردوں پر"

وہ اسکے جسم پر جیسے ہاتھ پھیرتا بولا، دیشا کو اپنی موت اس آدمی کی آنکھوں میں دیکھائی دی۔

"ن۔۔ نہیں میں تھکی ہوئی ہوں۔۔ اور تمہارے بچے۔۔ مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے آر مین"

دیشا نے اسکے سینے پر جے ہاتھ کو ہٹانا چاہا پر وہ اپنی حد پار کرے دیشا کی سانس منتشر کر چکا اور اس پر جھک بھی آیا۔

"پہلے میری بھوک مٹاؤ۔"

وہ اسکو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اپنی بھوک ہی نہ مٹائے گا بلکہ دیشا کو چیڑ پھاڑ دے گا۔

اس سے پہلے وہ دیشا کے ہونٹوں پر اپنی وحشت مسلط کرنے کی ابتداء کرتا، دروازہ زور سے دستک زدہ انداز میں بجا۔

کمرے میں بلند ہوتی دیشا کی مزاحمتی سسکیاں تھمیں۔

"ڈیڈا۔۔۔ آپ اس عورت کو نہیں چھوئیں گے۔۔۔ ورنہ ہم دو اپنی جان دے دیں گے۔۔۔ اوپن داڈور ڈیڈا۔۔۔ آپ ماما کے بعد صرف ہمارے ہیں۔۔۔۔۔"

وہ لیزا اور منیب نامی بچے بے دردی سے روتے ہوئے دروازہ پیٹ رہے تھے جس پر آرمین یکخت اپنا دیشا پر ڈالا وزن ہٹاتے اٹھا اور شرٹ ٹھیک کرے دروازے تک پہنچے کھولا ہی کہ وہ دونوں روتے ہوئے آرمین سے لپٹ گئے، جبکہ دیشا ان کا شکر گزار ہونے کے بجائے سلگ گئی۔

"رونا بند کرو۔ شئی از مائی مائف۔۔۔۔۔"

وہ دونوں اپنے قد کے برابر بچوں کو پچکارتا ہوا کمرے سے نکلا تو دیشا بھی اٹھ کر باہر نکلی۔

"نووو۔۔ وہ سنیک ہے۔۔۔ وہ بری ہے۔ ہمیں کھا جائے گی ڈیڈا۔۔۔ نہ کریں ہمارے ساتھ یہ۔ ہم مر جائیں گے"

لیزا کی تو ہچکی بندھی تھی البتہ منیب کچھ حوصلے میں تھا اور دروازے میں کھڑی دیشا کو نفرت سے گھور رہا تھا۔

"یہ کیسا بچگانہ بیہوری ہے تم دوکا۔ اوکے میں تم دو کو بلکل اگنور نہیں کروں گا۔ رنکس ہو جاو۔ تم دوکا اکیڈمی ٹائم ہے ناں میری جان۔۔ میرا بچہ۔۔ چلو شاباش۔ کول ڈاون ہو جاو۔ میں نہیں ہاتھ لگا رہا اسے؟ اب اوکے ہے"

وہ دونوں کے رونے سے سچ میں ڈرا لگا جس پر دونوں بچے ہی دیشا کو دیکھ کر سلگتا گھورے، جبکہ انکے جاتے ہی دیشا نے مڑ کر اپنی جانب دیکھتے آرمین کو دیکھا جو اسکے قریب جا کر رک گیا۔

"بچوں کی بات رد کرنا اچھی بات نہیں۔ دور رہنا۔"

وہ خوشی سے بھری تھی کہ اس آدمی کی وحشت سے بچ جائے گی پر یہ دیشا کی بھول تھی۔

وہ اسے دھکیل کر اندر کرتا خود بھی اندر گھسا اور دروازہ پٹخ کر لاک کیا۔

"باپ کے فرض اپنی جگہ اور میری برسوں کی بھوک اپنی جگہ میری جان۔۔۔"

دیشا کو لگا کسی نے اسکا وجود انگاروں پر رکھ دیا ہو، وہ ڈر کر پیچھے ہٹی اور توازن برقرار نہ رکھتے میٹرس پر گری تو آرمین نے شرانگیز مسکراتے اپنی ڈریس شرٹ کے بازو کھولے، دیشا کا حلق گھٹا جب آرمین نے اپنی شرٹ کے بٹن کھول کر اسے نکال کر پرے پھینکا اور جب اس نے اپنی پینٹ کا بیلڈ کھولا تب دیشا کو لگا قیامت کسے کہتے ہیں جبکہ اگلا ایک پورا گھنٹہ جب آرمین نے اس سے اپنی جسمانی طلب و بھوک فرصت و تسلی سے مٹائی اور اٹھ کر اسے بخش دیتے چھوڑ کر واش روم گھساتا وہ لٹی پیٹی نیم برہنہ اس مخملی سلوٹوں

والے بستر پر پڑی سمجھ نہ پائی یہ کس قسم کی محبت ملی اسے؟ یہ کیسا جنون اتار کر گیا تھا وہ شخص؟ کسی نے بیوی ہو کر اسکے وجود کو ایسے کہاں روند اٹھا جیسے یہ سب سے بڑا عاشق ہونے کا دعویٰ کر کے جانے والا روند گیا، دیشا کی آنکھ سے اک آنسو بہا تھا، گردن میں جا کر کہیں بکھرے بالوں میں دھنس گیا اور اسی کیفیت میں اس نے اپنی رو رو کر ہلکان آنکھیں موند لیں۔

"بھوک لگے تو لچ کر لینا۔ اور بچوں سے بحث کی ضرورت نہیں۔ کچھ کہیں تو چپ رہنا۔ میں رات میں ملتا ہوں، اپنی حالت درست کر لینا۔ جیل میں رہ کر جنگلی اور میسی ہو رہی ہو۔ مزہ نہیں آیا۔ سی یو"

وہ کب باہر نکل کر یہ صور جیسے احکامات جاری کر کے گیا، دیشا سمجھ نہ پائی، آواز تو سنائی دی پر بہت دور سے اور اب شروع تھا مکافات عمل۔ جسکا اللہ نے ہر بشر سے وعدہ کر رکھا ہے۔

وہ واپس آیا تو نامہ وہیں لیٹی لیٹی سو گئی تھی، نوح کی ساری خفگی نامہ کو اتنے کیوٹ انداز میں سوئے دیکھ کر دور ہوئی، وہ پاس آ کر بیٹھا اور بازو کے سہارے سے جھک کر نامہ کے گال پر اپنے ہونٹوں کو رکھتے اسکی خوشبو ان ہیل کی۔

وہ اسکے لمس کی حدت پر فوراً آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

"کر آئے اپنے ہاتھ اسکے خون سے گندے؟"

وہ اسکو خود سے دور کرے اٹھ بیٹھی تو نوح ایسے دور کرنے پر حیران و خوش ساتھ ہوا۔

"ہاں۔ سزا ملے گی کیا؟"

وہ ہنوز ویسے ہی بہکا ہوا تھا، نامہ نے دانت پر دانت جماتے چڑ کر اسے دیکھا، وہ غصے میں اتنی پیاری لگتی ہے یہ تو آج پتا چلا۔

"دور رہیں مجھ سے"

وہ اسے خود سے دور کرتی غصہ ہوتی اٹھی تو نوح نے کھینچ کر اسے خود سے لگایا، نامہ کی ساری مزاحمت تھم گئی۔

"کیا کہا؟"

وہ آنکھیں دیکھائے گھورا۔

"د۔۔ دور رہیں"

وہ ناراضگی سے جتا گئی۔

"مزید قریب آؤں گا۔ تمہاری سوچ سے بھی زیادہ۔"

وہ ہٹ دھرمی وڈھیٹائی سے بولا تو نامہ کی آنکھیں بھینگے لگیں۔

"اچھا اب یہ مت کرنا، کچھ ہو جائے گا مجھے نامہ۔ چلو گھر چلتے ہیں لہجہ وہیں

کریں گے مجھے پتا نہیں کیوں بہت گندی نیند آرہی ہے شاید ابھی والی ڈوز

میں نیند کی دوا تھی۔ اور آج میں ڈرائیونگ کروں گا تم بس ساتھ بیٹھنا تاکہ اگر ہاتھ کام کرنا بند بھی کر جائے تو میرے ساتھ میری ڈرائیور موجود ہو مجھے اور گاڑی کو سنبھالنے کے لیے "

نامہ نے ساری ناراضگی پرے کرتے اسکے ہاتھ کو پکڑ لیا، دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر کسا۔

"اسے آرام دیں اگر نیند آرہی ہے۔ ر سکی ہے نیند میں گاڑی چلانا" وہ فکر مند تھی۔

"ر سکی بس یہ ہے تمہارا مجھے کہنا کہ دور رہیں" وہ اپنے حق پر ڈٹا تھا، نامہ افسوس سے سر جھکا گئی۔

"نہیں مارا جان سے اس مردود کو بس ٹھکائی کی ہے تھوڑی۔ مجھے دوبارہ مت کہنا کہ دور رہیں۔ یہ میرے بس میں نہیں روح۔ تم سے دور رہنا میری موت ہے۔۔۔۔"

وہ شدت پسند تو تھا پر اب تو کہنے سے بھی گریز نہ برت رہا تھا۔

"آئی ایم سوری۔ کبھی نہیں کہوں گی۔ چلتے ہیں"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اٹھ کھڑی ہوئی پھر رکی۔

"تم پھر آؤ گی ناں میرے قریب؟ گھر چل کر؟"

وہ جو کہنے والی تھی نوح کے تقاضے نے بھلا ہی دیا۔

"قریب مطلب؟"

وہ مسکرائی۔

"وہی۔۔۔"

وہ اسکے ہونٹوں کی طرف معصومانہ اشارہ کرتے بولا۔

"وہی کیا نوح"

وہ جان بوجھ کر اکسا گئی۔

"وہ ڈریس بھی۔۔۔"

نوح نے اسے گلے لگاتے کان میں فرمائشی سی سرگوشی کی جس پر وہ سمجھ گئی
نوح کیا چاہ رہا ہے۔

"وہ تو کبھی نہیں پہن رہی، رشوت بھی کیوں دوں مزید جب میں نے کوئی
کام بھی نہیں نکلوانا اب آپ سے۔ آپکو بہکانے کی بھی ضرورت نہیں مزید
پھر یہ سب کیوں کروں؟"

وہ اب تک اسے ستانے پر اتری تھی۔

"جاو میں نہیں بول رہا"

وہ گلے سے لگانا چھوڑتا پیچھے ہٹنے لگا جب وہ اسے بازوؤں میں روک کر ٹھہرا گئی، نوح نے چہرہ اس کے چہرے کے سامنے کیا۔

"آپ کے لیے کچھ بھی۔"

وہ پر حیا مسکرائی جس پر نوح کا چہرہ کھلا۔

تبھی آفس روم میں ہوتی دستک پر اس سے پہلے نوح اسے دور کرتا وہ جان بوجھ کر مزید بازو ٹائیٹ کر گئی جس سے نوح اس لڑکی کی یہ بے خود شہرت دیکھے محظوظ ہوا۔

"دیکھنے دو کون آیا ہے"

وہ ریکوسٹ کرنے پر اترتا تو نامہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہ دیکھنے دوں تو؟"

وہ بڑے غلط وقت اور جگہ ایسے موڈ میں تھی جو نوح بس آج بیڈ روم میں چاہتا تھا، بے بسی کی کیفیت میں نامہ کو دیکھنے لگا جسے نوح کے تنگ ہونے پر مزہ آرہا تھا۔

"نامہ۔۔۔ یہی موڈ ہمارے روم تک برقرار رکھنا"

وہ اسکے بازو کھولتا دور ہوتے حکم کر رہا تھا پر نامہ نے فوراً سرگما کر مزید چڑایا۔

"نو وے۔۔"

وہ بال جھٹکتی دور ہوتی زرا ڈھیٹ بنی اور اس سے پہلے نوح اسے پھر قابو کرتا، وہ دوڑ کر دوسرے کنارے جارہی اور ہنس کر منہ پر ہاتھ رکھ گئی، باہر دستک نہ ہو رہی ہوتی تو نوح کو پاگل ہونے میں لمحہ لگتا، اف بڑے جبر سے وہ باہر آفس میں آیا اور دستک دینے والے کو اجازت دی تو نامہ بھی پیچھے باہر آئی، آنے والا امانل تھا۔

اور ابھی وہ اندر ہی آیا کہ مانیہ نے روم میں جھانکتے سب کو دیکھتے سمائیل دی۔

"مجھ سے رہا نہیں گیا تو سوچا میں بھی ٹپک آؤں۔ حالانکہ ہو سپٹل سے اب نفرت سی ہو گئی مجھے۔ تم ٹھیک ہو نوح؟"

وہ تینوں کو ساتھ دیکھتی اندر آئی تو نامہ، امائل اور نوح بھی اسے دیکھ کر خوش ہوا۔

"میں بہتر ہوں۔ گھر ہی آرہے تھے میں اور نامہ"

وہ نرم سا مسکرایا۔

"اوہ الحمد للہ۔ مجھے اسکی زیادہ فکر تھی۔ چڑھیل"

وہ نامہ کو دیکھتی گھوری جو بناتائے یہاں چلی آئی تھی جس پر نامہ نے سوری کرتے سہائیل دی اور اس آپا کو منانا کو نسا مشکل تھا، بس اک مسکراہٹ۔

"اپنے ان کی بھی کر لو فکر تھوڑی اب۔۔۔ میرے پیچھے بھاگ رہا کب سے۔ میری مانو آج دونوں باقی کا دن انجوائے کرو۔ میں ڈنر اریج کرواتا ہوں کہیں اچھی جگہ دونوں کا۔ کیا خیال ہے؟"

نوح نے بہترین سوچا، امائل کو بھائی پر ٹوٹ کر پیار آیا یہ جو ہو اسپتال سے چھٹی والی عیاشی دی تھی۔

"پوچھو تو سہی کتنی فکر کرتی ہوں میں اسکی، یہ شو نہیں کرتا اسے لگتا نظر لگ جائے گی۔ مسکین بنا رہتا ہے جیسے اسکو تو بیوی پوچھتی ہی نہیں"

مانیہ نے محبت بھری نظر امائل پر ڈالی جو سراسر متفق ہنس رہا تھا۔

"نہیں پوچھتی بھائی۔ میں مظلوم ہوں"

امائل نے بھی لگے ہاتھوں بڑے بھیا کو شکایت لگائی جس پر مانیہ نے آنکھیں پھیلانے اس جھوٹے کو گھوری دی پر معصومانہ پر نوح اور نامہ ضرور انکی اس تکرار کو انجوائے کرتے نظر آئے۔

"غلط بات ہے مانیہ، چلو انجوائے کرنا۔ ہم گھر نکلتے ہیں۔ نیند سی آر ہی ہے۔ ویسے بھی صرف سرجری کے لیے آیا تھا آج میں۔ نامہ کو بھی ریسٹ کی ضرورت ہے"

وہ مانیہ اور امائل کو ساتھ وقت گزارنے کی تاکید کے ساتھ جو آخری جملہ نامہ کو دیکھتے بولا وہ سراسر نامہ کے اندر سنسنی پھیلا گیا کہ آخر یہ بندہ کونسے آرام کا کہہ رہا ہے پر نامہ نے نظریں جھکا لیں۔

"جی بھائی آپ دونوں ریسٹ کریں جا کر۔ سی یو"

امائل اور مانیہ دونوں ہی انکو سی آف کرتے مسکرائے جبکہ مانیہ نے دروازے کی طرف بڑھتے امائل کو پیچھے سے کالر دبوچے جب اپنی طرف کھینچا، وہ ٹھک سے اسکے ساتھ جاگا کہ مانیہ کا چہرہ دہک گیا۔

"اف! ایسے کھینچو گی تو غضب ہو جائے گا۔ میں نہیں چاہتا میری بیوی کی بے باک ادائیں اور میری لایعنی خطائیں اس کیمرے میں آئیں تو کنٹرول ڈارلنگ"

وہ دانستہ مانیہ کے پورے وجود کو دھڑکا گیا پھر معصوم بنے جیسے سامنے جما، مانیہ اسکی گردن بھی نہ دبا سکی۔

"کنٹرول کے کچھ لگتے، کب بیوی نے نہیں پوچھا تمہیں۔ یہاں آتے ہوئے بھی سپیشل آفر کی تھی"

وہ روہانسی ہوئی تو امائل اسکا ہاتھ پکڑے آفس سے نکلا، وہ لوگ کوریڈور سے گزر رہے تھے، وہ ہنوز روٹھی ہوئی تھی۔

"آؤ آفس میں بتاتا ہوں"

وہ اسے گھیرتا ہوا لے کر بڑھا وہیں پار کنگ میں پہنچتے ہی نوح نے نامہ کے ہاتھ سے گاڑی کی چابی کھینچی اور کار ڈور کھولتے نامہ کے لیے پیسنجر سیٹ کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ کیا؟ سچ میں ڈرائیو کریں گے؟"

وہ خوشگوار حیرت سے مسکائی۔

"میں خوا مخواہ تھوڑی بولتا ہوں۔ بیٹھیں بیوی آپ کے لیے آج بندہ خود

ڈرائیو کرے گا"

گاڑی کا ڈور ہنوز کھلا تھا جبکہ نامہ، نوح کی آنکھیں کھوج رہی تھی، ان میں

بے پناہ مستی اور عقیدت ایک ساتھ تھی، وہ بیٹھتے بیٹھتے گاڑی کے ڈور پر ہاتھ رکھے رکھے۔

"ایک شرط پر۔ اگر آپکا ہاتھ یا بازو اس کے بعد درد میں گئی تو الٹا میں بھی سزا دوں گی"

نامہ کی شرط سنے نوح نے مسکراتے انداز میں دس سیکنڈ کچھ سوچا، یہ لڑکی اپنی جان کو آخر کیسی سزا دے گی اسکا ادراک تو نوح کے دل تک اتر تھا تبھی وہ اقرار کرتے زرا نہ کانپا۔

"منظور ہے"

وہ فراغ دلی سے مانا جس کے بعد نامہ فوراً سے بیٹھی اور نوح نے ڈور بند کرتے مسکراتے شرارت بھرے تیوروں کے ساتھ نامہ کی مخالف جانب کا رخ کیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھا تو ہاتھ اور بازو میں خفیف سی ٹیسس ابھی سے اٹھ رہی تھیں پر تھا تو ڈھیٹ۔

وہ نامہ کی طرف زرا جھکاتا کہ اسے سیٹ بیلٹ فکس کرنے سے روکے۔

"آں ہاں! سیٹ بیلڈ فکس نہیں کرنا۔ تمہیں میرے کندھے پر سر رکھنا ہے۔ یہ اس سپیشل سروس کی شرط ہے روح"

اسکے ہاتھ پکڑ کر روکتے نوح نے نامہ کی محبت بھری آنکھوں میں جہان کا جسکی پلکیں آنکھوں پر تھر تھرا جاتیں ہر اس لمحے جب نوح کی نظر اسکے ہونٹوں پر بھٹکتی۔

"مجھے خوشی ہوگی"

وہ اقرار نشین لڑکی فوراً مان گئی جس کی خوشی میں نوح نے نرم سا ہاتھ اسکے چہرے سے لگاتے اسکی جبین چومتے اک خاموش تھینکیو کہا۔

"پہلے ہم ایک سپیشل جگہ جائیں گے پھر دوغان والا، رکھ لو سر میرا

کاندھا، سینہ اور اک بازو تمہارے لیے ایو لیبل ہے"

نامہ زرا نوح کی طرف کھسکتی اسکی دی کمانڈ پر جلدی سے نوح کے مضبوط شانے سے لگتی اک ہاتھ پیچھے اور اک آگے سے لے جاتی اسکو گھیر کر ساتھ

جا لگی تو نوح اس سکون و عافیت کو بیاں کرنے سے قاصر تھا، وہ نوح کے سینے سے لپٹی اسکی خوشبو ان ہیل کر رہی تھی، وہ باقاعدہ گہری سانسیں ناک کے ذریعے بھرتی اسے محسوس کر رہی تھی، نوح کو اسکا محسوس کرنا بھی مرغوب تھا۔

"مجھے ارمان تھا کبھی تم میری جگہ بیٹھو اور میں تمہارا ڈرائیور بنوں، آج تم انجوائے کرو نوح ادا دوغان کی ڈرائیونگ، ہاتھ اور بازو سن ہے پر تم ساتھ ہو تو میں کسی درد کو نہیں پہچانتا روح۔ تم جب میرے کندھے پر سر ٹکا لیتی ہو، میرا دل ہلکا ہوتا ہے۔ جب تم مجھ سے باتیں کرتی ہو، دنیا بھول جاتا ہوں"

نامہ کے سر کو چومتے ہی اس نے یہ سارے ناز بیاں کرتے گاڑی سٹارٹ کرے پارکنگ سے نکال کر وریام ہو سپیٹل کے گیڈ سے باہر روڈ پر ڈالی تو نامہ نے سراٹھا کر نوح کو دیکھا، وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیور کر رہا تھا تبھی سامنے ہی

مستقل دیکھنا ضروری تھا پر باخدا وہ اسکی طرف دیکھے اور نوح اسے جواباً نہ دیکھ پائے یہ کتنا بڑا ظلم تھا۔

نامہ نے جب اسکے چہرے کے تغیرات محسوس کیے تو لاج کھاتی خود ہی نظریں نیچے کر گئی، اسے اس شخص کے وجود سے اٹھتی آسودگی محسوس کرنے کے سوا باقی سب بھول گیا۔

وہیں وہ آج پہلی بار ایز آپیشنٹ نہیں، اماٹل کے آفس روم میں ایز آوائف آئی تو اندر انٹر ہوتے ہی اک نشیلا سا احساس چھو گیا۔

پھر رہی سہی کسر اماٹل نے عقب سے اسے حصار لیتے پوری کی اور مانیہ کی گردن سے بال ہٹاتے اپنی محبت کی شدت اسکی گردن پر رکھتے ہاتھ مانیہ کے پیٹ پر سہلائے، اس سے پہلے وہ ہاتھ اوپر سر کاٹا، وہ بس سی ہو جانے پر گھبرا کر اسکے حصار میں پٹی تو دونوں کی آنکھوں میں مدہوش مشروب کا سا اثر گھلا تھا۔

"یہی شکایت تھی میری، نہ میری نظروں کو بھٹکنے دیتی ہوں نہ ہاتھوں کو۔ تمہارا سانس اوپر نیچے ہونے لگتا ہے۔ دیکھو مسکین ہوایا نہیں"

وہ جلدی سے لہجہ بدل گیا جبکہ مانیہ اسے دیکھتے ہی مسکرائی پھر نظر لحظہ بھر جھکا کر وہ آنکھیں اٹھائیں، وہ کالی کالی آنکھیں کھڑے کھڑے کئی امائل کے ارمان جگا سکتی تھیں، ان کی دلکشی اسے پاگل کر سکتی تھی، انکا حسن دنیا و پس و پیش سے بیگانہ کر سکتا تھا۔

"شادی کر لیں پر اپر پھر یہی تمہارے ساتھ ہوگا، تمہارا سانس اوپر نیچے کروں گی۔ تم مجھے شرمیلی سمجھنا بند کرو۔ اب تو مجھے عادت ہے تمہاری۔ تمہارے بری طرح فسوں میں گرفتار ہوں۔ بس میں بے ترتیب سوچوں، بے چین روح اور رسم و رواج کو نہ ماننے والی تمہارے سنگ ترتیب چاہتی ہوں، اپنی، اپنی سانسوں کی، اپنی زندگی کی۔ تمہارا ابھی گلہ جائز ہے کہ پر خود کو مینٹلی تیار کرنے کے بعد فزیکی کنٹرول کرنا سیکھ رہی ہوں ورنہ تم دیکھتے ہو مجھے اور میں اختیار سے باہر ہو جاتی ہوں"

وہ آہستہ سے قریب ہوئی اور اماٹل کی ٹھوڑی پر اپنے ملائم ہونٹوں کو رکھتے
فاصلہ بنا گئی، اس لڑکی کا اک جنٹل موو، اماٹل کو بھی بے اختیار کر دیتا تھا، وہ
اپنی مہکی سانسیں اماٹل پر یوں کیے واردیتی تھی۔

"بہت کر یونگ ہو رہی تھی تمہاری، اچھا کیا تم میرے پاس آ گئی۔ ورنہ تم
تک پہنچنے تک موڈ سنہل جاتا میرا۔"

لمحے میں وہ اسے اپنے گلے لگا گیا جبکہ خوش ہونے کے بجائے نجانے کیوں
مانیہ کو لگا وہ کہیں اندر سے ڈرا ہے، اسکا مانیہ کو گلے لگانا عام سے کچھ الگ اور
شدید تھا، وہ دونوں ہاتھ اسکی پشت پر سہلانے لگی، وہ اسے تو نہیں سنتی
تھی، وہ تو اماٹل کے دل تک جھانک لیتی تھی۔

"میری جان ٹھیک ہے ناں؟ تھک گئے ہو یا واقعی اداس ہو؟"

وہ پوچھے بنانہ رہ سکی، اف اس لڑکی کا ساری افسردگی کی یوں موت کروا دینا
نظر لگ جانے کی حد تک حسین تھا۔

"تم میرے دل میں بستی ہو تبھی اسکا حال بنا کہے سمجھ جاتی ہو۔ پتا نہیں کیوں آج ماما یاد آرہی ہیں۔ عجیب دل بے قرار سا ہے۔ جیسے کوئی وجود کا حصہ کسی ان دیکھے درد میں ہو تو کیفیت ہوتی ہے بالکل وہی"

وہ اسکو آزر دگی سے بتانے لگا جس پر مانیہ نے اسے مزید شدت سے اپنے گلے لگایا، وہ تھکا سا اس ننھی منھی قوت پر مسکرا دیا کہ اس لڑکی کے نازک سے وجود میں کتنی شفاء ہے۔

"ماں ہے ناں۔ اور ماں کیسی بھی ہو، نہ اسکا ہم سے کنکشن ٹوٹ سکتا نہ ہمارا اس سے۔ کبھی ہمت کر کے مل آؤ ان سے۔ شاید دل کا بوجھ اک ملاقات مانگتا ہو؟"

وہ اسکے سینے سے دور ہوئی، پھر ہاتھوں کے پیالے سے میں وہ حسین موہنا چہرہ بھر کر اک پیار بھرا مشورہ تھمایا، اما نل نے پھر سے اسکا ماتھا چوما، وہ کتنا

پیارا بولتی تھی، امائل کو اسکا یہ نیا لاڈ والا لہجہ بے حد پسند آرہا تھا، کبھی کبھی وہ امائل کے وجود کی یوں ساری حسرتیں مٹا دیتی تھی۔

"یہ بوجھ انکے دل پر کیوں نہیں بنا آج تک کہ انکو علاج میں مجھ سے ملاقات کی ضرورت پڑتی مانیے، اپنی کوکھ سے پیدا کیے وجود کو ایک عورت بھول نہیں سکتی۔ مجھے بس یہ دکھ کھاتا ہے"

وہ ایسے ٹوٹا بکھر امانیہ کی جان لے رہا تھا، اس لڑکی کا بس نہیں چلتا تھا امائل کا یہ درد دور کر دے کیونکہ مانیہ کے پاس تو خود بھی ایسی ماں نہ تھی کہ وہ امائل سے اسے بانٹ لیتی۔

"تم نے تو کہا تھا تم انکے بارے نہیں سوچتے؟"

وہ لاڈ لیے آنکھیں بھیگو کر بولی تو وہ نظریں چراتا مسکرایا، یہ اس شخص کا جواب تھا۔

"سمجھ گئی۔ ادھر آؤ"

وہ اسکا ہاتھ پکڑتی اسے اسکی آفس چئیر پر بٹھائے خود اسکے سامنے ہی ٹیبل سے لگتی پھر سے اماٹل کے چہرے کو ہاتھوں سے سہلانے لگی۔

"مجھے انکا ایڈریس دو، میں گننام بن کر جاتی ہوں۔ دیکھ کر آؤں گی انکو کہ وہ ٹھیک ہیں یا نہیں۔ شاید ایسے ہی تمہاری تھوڑی تسلی ہو جائے۔ کم از کم تمہیں جو لگ رہا کہ وہ تکلیف میں ہیں، یہ تو لگنا بند ہو"

وہ حیرت سے مانیہ کا چہرہ تکنے لگا، کیا یہ لڑکی اسکی کسی نیکی کا صلہ تھی، صلے کیا اتنے خوبصورت ہوتے ہیں، وہ دنگ تھا۔

"بولو۔ مجھ سے ہچکچاہٹ کی ضرورت نہیں۔ میں تمہارا لباس ہوں لڑکے"

وہ منہ سے اقرار نہ کر رہا تھا پر اسکی سیاہ آنکھوں کی ہاں بڑی دردناک تھی تبھی وہ شوخ ہو کر بولی۔

"ٹھیک ہے جاو"

وہ نظریں جھکا گیا تو مانیہ وہیں کھڑے کھڑے جھکتی اس سے لپٹ گئی، اما نل مسکرا نہ سکتا تھا پر مانیہ نے اسے ممکن کر دیا۔

"میں تمہیں ایڈریس دوں گا انکا۔ لیکن اکیلی مت جانا، ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔۔۔ بس دیکھ کر آ جانا۔ بھول کر بھی مت بتانا تم کون ہو۔ کہہ دینا غلط ایڈریس پر آ گئی ہوں"

وہ آنکھیں چرائے ہی سب تاکیدیں کر رہا تھا تبھی مانیہ پیچھے ہٹی اسکی گود میں بیٹھے ہی جب بازو اسکی گردن میں حائل کر گئی تب وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوا۔

"تمہارے آفس میں کمیرہ تو نہیں ہے؟"

مانیہ کی آنکھیں ٹوٹ کر آئی محبت سے بھری تھیں تو لہجہ یہ سوال کرتے بے باک ہوا۔

"نہیں، باہر ہے۔۔۔ اندر نہیں۔ مجھے میری پرائیویسی بہت عزیز ہے۔"

"ب۔۔۔ بس مانیہ"

وہ اسے پکڑ کر دور کرتا اس لڑکی پر رحم کھا رہا تھا جیسے لاڈ پیار ساتھ آکر اپنے لیے کچھ ہی پل میں خطرہ بنا دیتے، وہ دور ہوتی انہی مخمور نگاہوں سے اماں کو ہانپتا دیکھتی دبا دبا مسکرائی پھر اسکے گلے سے جا لپٹی۔

"مجھے دور کرنے کے لیے تھینکیو۔ ورنہ میں بھول جاتی یہ آفس ہے تمہارا۔ اس وقت مجھے جو تم پر پیار آرہا تھا میں تم پر اپنا آپ واردوں۔ تم نے مجھ سے اپنی تکلیف جو شئیر کی ناں۔۔۔۔۔ اف پہلی بار لگا میں بھی کچھ کر سکتی ہوں اپنی اس جان کے لیے۔ میں تمہارے لیے مر بھی سکتی ہوں پر میں نے جینا چننا ہے تو مرنے کا پلین کینسل۔۔ لیکن میں تمہارے کسی درد پر راضی

نہیں۔ تم میری راحت ہو امانل۔۔ میں تمہیں کسی حسرت میں تڑپتا نہیں رہنے دے سکتی۔ میں جاؤں گی کل ہی۔ بس تم اپنے درد اپنے تک مت رکھنا۔ مجھے کہہ دینا جیسے آج کہا"

وہ بھرپور شدت سے اسے گلے لگائے اس سے بہت کچھ ایسا کہہ گئی جو امانل کو مغرور کر گیا، وہ بہت زیادہ پیار کرتی ہے یہ دیکھائی دیتا تھا، اور وہ پیار لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا تھا یہ امانل کو محسوس بھی ہو رہا تھا۔

"میں اتنا کی کیسے ہو گیا؟"

وہ اسی حیرت سے بڑبڑایا تو وہ سامنے ہوئی۔

"مجھے پانے کے بعد ہوئے ہو سمجھے"

وہ رعب جماتی بولی تو اس بار امانل نے بے خودی سے اسکی گال چومی پھر نرم سالمس سانسوں کے حوالے کرے اعتراف کیا جس پر مانیہ کے رخساروں میں پھول اتر آئے۔

"سمجھ گیا۔ چلیں؟ دن بھر زرا گھومنے کے بعد رات کو سپیشل کرتے ہیں
آج۔ ڈنر تو بھائی نے ارنج کر دیا ہمارا۔ نائیٹ ہم خود کر لیں گے۔ کوشش
کروں گا حد نہ توڑوں پر گارنٹی نہیں۔ ٹھیک ہے ناں؟"

وہ اسکی سنگت کے گہرے اثرات سے دبا بولا تو مانیہ شرمیلا سا مسکرائی، یہی
سوچ رہی تھی یہ جو حد میں رہ کر جان لے لیتا ہے، بے حد ہو گیا تو کیا کیا
قیامت نہ ڈھا دے گا۔

"وہ والا سین کریں آج؟"

مانیہ نے لاج سا کھاتے اسکے کان کے پاس سرگوشی کی تو امانل گھبرا یا سا ہنسا۔
"میری ڈارلنگ وہ کیا تو ساری حدیں لمحے میں پار ہو جائیں گی، اور ویسے بھی
اسکے بعد جو میرے اندر آگ لگے گی اس کو بجھانے سے پہلے تمہیں شرم آ
گئی تو میں تو گیاناں۔ میرا کیا ہو گا۔؟"

وہ جانتا جو تھا اس لڑکی کی رگ رگ کو جبکہ مانیہ نے مسکرا کر امائل کو دیکھتے
اسکی گال چباتے شرمیلی ادائیں دیکھائیں اور اسکی گود سے نکلی۔

"ہم اس سین کافسٹ پارٹ کر لیں گے جو سیو تھا، اگلا پر اپر شادی کے
بعد۔ ہر چیز کا حل ہوتا ہے امائل خرد، بس ہوش مندی چاہیے"

وہ ہر صورت امائل کی قربت چاہتی ہے بس وہ نتیجہ اخذ کرتا اسکا پھیلا یا ہاتھ
تھامے خود بھی اٹھ کھڑا ہوا جبکہ مانیہ کی ہوش مندی کے صدقے جانے کو
دل چاہا۔

"میری ہوش مندی تمہیں دیکھتے ہی خطرے سے دوچار ہو جاتی ہے باقی میں
بہت شریف ہوں۔ اگر تم اس سین کو کریٹ کرنے کے لیے اتنی ہی بے
چین ہو تو میں دل و جان سے راضی۔ بس سوچ لو وہ سننے میں اتنا وہ تھا تو
کرنے میں۔۔ اہم اہم"

وہ اسکے بال سنوارتے محبت سے بولتے بولتے پٹری سے اتر اتو مانہ اسکے لہجے کی آنچ پر لجا سی گئی، پلکیں تھرتھرائیں۔

"تم اس سین سے دگنے وہ ہو، میں تمہاری رگ رگ پہچان چکی ہوں اس ایک ڈیرھ ماہ میں اما نل خرد قریشی۔ شرافت بہت ہے تم میں پر شر اور آفت کی صورت"

وہ سچ میں اما نل کو اتنا جانتی ہے یہ سوچ کر وہ آدمی بہکے انداز میں مسکرایا۔

"اف! بیوی کے سامنے بے نقاب ہو گیا ہوں۔ غضبناک"

وہ ڈرامائی آہ بھرتا حسین ہی تو لگا کہ کتنے لمحے وہ یک ٹک اسے ہی دیکھتی رہی پھر نظر لگنے کے خدشے سے اس نے نظر جھکا کر اما نل کے سینے سے چہرہ لگا لیا۔

"میں خوش ہوں کہ میرے پاس تم جیسا ہسبنڈ ہے، بالکل میری عین پسند، چاہ، طلب کے مطابق اللہ نے بنایا ہے تمہیں۔ دنیا سے کیسے چھپاؤں گی تمہیں سمجھ سے باہر ہے"

وہ ہلکان تھی اور امانت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"بس پیار اور اظہار کرتی رہنا میں تم میں چھپتا ہوں گا"

اف یہ سادہ سا تقاضا کہ وہ سر اٹھا کر وہ خوبصورت شخص اور اسکی ادائیں نہارنے لگی۔

"اتنے تم تنکے کہ مجھ میں چھپ جاؤ"

وہ اسکی بات پر مانیہ کو روبرو کرتا مسکرایا۔

"تم کافی ہو مجھے، باخدا"

وہ اسکی بیوٹی بون پر لب رکھتا واپس چہرے کو دیکھتے یقین دلاتے بولا جس پر وہ بلش کرتی سر ہلا گئی جسکے بعد وہ ساتھ ہی آفس سے باہر نکلے تھے۔

وہیں تیسری طرف وہ چہرے پر ماسک لگائے آر مین پاشا کے بنگلے کو اچھتی نظروں میں لیے روڈ پر کنارے کی طرف کھڑا تھا، اسکی آنکھیں خفیف سی زرد تھیں۔

وہ کتنی دیر وہیں کھڑا رہا، اسکے اندر طوفانوں کا جہاں تھا۔

"مجھے لگا تھا آپکو ہماری قدر ہوگی مگر آپ نے تو اپنی منزل اور راستہ ہی بدل لیا۔ جب آپ نے ہمارے ساتھ یہی کرنا تھا تو ہم تینوں کو پیدا کر کے ہماری ماں کیوں بنیں۔ ہم ایسی خود غرض ماں پر کیسے صبر کریں؟"

صارم کا لہجہ تک بھیگ رہا تھا، وہ بھلے سب سے زیادہ مضبوط ہو لیکن اس کمی کا کیا کرتا جو اسکے اندر بسی تھی، دیشا شاہ اور لے چکی تھی، آر مین نے اسکے وجود پر اپنی درندگی اتار کر جو چھاپ چھوڑی تھی وہ اسے روح تک درد سے بھر گئی

اور اسی باتھ روب پہنے ہوئے گیلے بالوں اور دردناک انداز میں وہ چلتی ہوئی جب ونڈوز کے قریب آئی اور پردہ ہٹایا تو بے اختیار اسکی نظر سڑک کنارے کھڑے صارم پر گئی، بھلے اس نے ماسک پہنا ہو پر دیشا اسکو پہچان گئی اور اس سے پہلے گلاس ڈور کھول کر باہر نکلتی، وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

پہلی بار دیشا کا دل کانپا تھا، اس بات کو سوچ کر کہ اس نے وہ پایا ہے جو اسکا نہیں اور باخدا وہ سب کھو دیا ہے جو فقط اسکا تھا، آج مکافات عمل کے پہلے ہی پڑا اور اسے بڑی سخت چابک رسید ہوئی تھی اور اک بھٹکی ہوئی ماں کو اس کے فرما بردار بچوں کی قدر سمجھائی گئی، دیشا کی آنکھ سے اک آنسو ٹوٹ گرا تھا، اف یہ رائگانی کا دکھ، ناقابل برداشت ہوا کرتا ہے۔

جبکہ نوح نے ڈرائیونگ بہت اچھے سے کی تھی پر ہنوز اسکا ہاتھ اور بازو درد میں تھے پر اس نے پرواہ نہ کی، وہ لوگ سکیٹنگ کرنے پہنچے اور یہی وہ پر اسرار سٹے تھا جس کے بارے نوح نے اسے بتایا۔

گاڑی پارکنگ میں رکی تو نامہ نے حیرت سے گردن گما کر باہر دیکھا۔

"نوح! ہم یہاں۔۔۔ کیا سکیٹنگ کریں گے؟"

وہ خوشی سے نوح کو دیکھتی مسکائی۔

"ہاں۔ کافی ہفتوں سے یہاں کاوی آئی پی پاس ریزرو ہے، کل ایکسپائر ہو جاتا سوچا لگے ہاتھوں یہ ایکسپیرنس بھی لے لیں۔ اب تو میں تمہیں کہیں بھی چھو سکتا ہوں اور کس والا پارٹ بھی سکپ کرنے کی ضرورت نہیں۔"

وہ اسکی طرف دیکھے سیٹ بیلڈ کھولنے لگا پر نوح سے شوخیاں تو ماری گئیں پر سیٹ بیلڈ نہ کھل رہا تھا سیدھے ہاتھ سے جس پر نامہ گھبرا کر اسکے قریب ہوئی اور سیٹ بیلڈ کھولتے نوح کا ہاتھ جب اپنے ہاتھ میں دبایا وہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

"ن۔۔۔ نوح! ہاتھ ٹھیک ہے ناں؟"

وہ پریشان ہوئی۔

"سکیٹنگ ہو جائے بس اور کیا چاہیے"

وہ اب بھی مستی موڈ میں تھا۔

"سزا دوں گی اگر اسے کچھ ہوا، بہت سخت والی"

وہ ایسے ڈرار ہی تھی جیسے گردن تن سے الگ کر ڈالے گی جبکہ سزا کے حوالے کے باوجود وہ مسکرا کر بہکی نظروں سے نامہ کو تاڑ رہا تھا، ایسے غیر سنجیدہ آدمی کو اب وہ کیا کہتی۔

"مجھے تمہاری دی سزا کا انتظار تمہاری کس سے زیادہ ہے، بات بری لگے تو لگتی رہے"

وہ ڈھیٹائی سے کندھے اچکا گیا تو نامہ کی پلکیں زرا مسکرانے کے لمس سے بھری ہوئی جھکیں۔

"میری سزا پیاری نہیں ہوگی اس بار، خوش فہمی سے باہر نکلیں"

وہ ڈرانے کی اک اور کوشش کرنے لگی پر اثر اب کے بھی نشیلا سا ہوا۔

"دیکھیں گے، خیر آجاؤ۔"

وہ محتوظ مسکراتا اپنا ہاتھ چھڑوائے باہر نکلا اور نامہ کی طرف آکر خود ڈور اوپن کیا جس پر وہ حسینہ باہر نکلی۔

موسم آج بھی اس سکیٹنگ ہال میں باہر سے دگنا سرد تھا پر آج وہ دو آل ریڈی گرم کپڑوں میں تھے تو مزید خود کو بھالو بنانے کی ضرورت نہ پڑی۔

لیکن کچھ چیزیں بہر حال دونوں کو پہننی پڑیں جن میں knee pads, Elbow pads, socks, Ice stakes شامل فہرست تھے جو دونوں

کپلز کے سیفٹی کے لیے ضروری تھے، گرنے کی صورت اکثر کہنیاں اور گھٹنے زخمی ہو سکتے ہیں جنگی حفاظت اہم تھی، چونکہ دونوں اپنی سابقہ زندگی میں

اچھے سکیٹر زتھے تو ہیلیمٹ اور گلاسز کو سکپ کروادیا کیونکہ ایک دوسرے کو ان کے بنادیکھنا زیادہ خوبصورت تھا۔

وہ لوگ مین ایریا میں آچکے تھے، پیئر فری سکیٹنگ کل چارمنٹ پر مشتمل ہوتی ہے، مگر جو لوگ اسے شوقیہ پر فارم کرنے آتے ہیں ان کے لیے یہ دورانہ ڈیڑھ منٹ ہوتا ہے جبکہ نامہ اور نوح نے بھی ڈیڑھ منٹ کا ہی راؤنڈ کرنا تھا۔

اس بیچ تمام سٹیپس کو فالو کرتے ہوئے یہ ایک ڈانسنگ چیز پر فارم کی جاتی ہے، جوڑوں کے لیے یہ ایک متعین مدت کے لیے جوڑے کی اپنی پسند کی موسیقی پر مشتمل ایک متوازن پروگرام پر مشتمل ہے۔ اس میں "خاص طور پر عام پیئر اسکیٹنگ کی حرکتیں بھی ہوتی ہیں جیسے کہ جوڑی کی اسپن، لفٹیں، پارٹنر کی مدد سے چھلانگیں، سرپل اور دیگر لنک کرنے والی حرکتیں۔ اس کا دورانہ، دیگر مضامین کی طرح، سینئر اور پرو فیشنلز کے لیے چارمنٹ اور نارمل لوگوں کے لیے ڈیڑھ منٹ ہے۔

پیر اسکیننگ کے لیے مطلوبہ عناصر میں لفٹیں، ٹوئسٹ لفٹیں، تھرو جمپس، چھلانگ، اسپن کے امتزاج، ڈیٹھ اسپرلز، قدموں کی ترتیب، اور کوریوگرافک ترتیب شامل ہیں۔

وہاں اور بھی تین چار کپلز تھے پر وہ اتنے ماہر نہ تھے جتنے نامہ اور نوح، خود نامہ نے ہمیشہ اکیلے اسکیننگ کی تھی تبھی پہلی بار کپل اسکیننگ کا مزہ آرہا تھا پھر نوح کی نظریں ہوں یا اسکے دونوں ہاتھ کی حرکات، اسکا ہر موو میں نامہ کو پروٹیکٹ کرنا سب ہی نامہ کو مزید دیوانہ کر گیا، ایون وہ دو اتنا پرفیکٹ کر رہے تھے کہ باقی کپلز کنارے پر رک کر ان دو کو دیکھتے ہوٹنگ کرنے لگے اور باڈ کے ساتھ چپکی عوام بھی۔

میوزک اتنا تیز تھا اور موو منٹس کے وہ دو اس بیچ کچھ بول نہ سکے، وہ توجہ ڈیرھ منٹ کا دورانیہ چار منٹ پر پہنچ کر رکاتب نوح نے پیروں پر اک پروفیشنل دباوا اور توازن دیتے سپیڈ بہت کم کی، سب ہی اس کپل کی پرفارمنس سے امپریس تھے۔

"کس سٹپ سکپ کر دوں؟"

نوح نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔

"پر آپکو تو سکپ نہیں کرنی تھی، اسی لیے تو آپ آئے ہیں مجھے لے کر۔ جیسے مجھے آپکے ارمانوں کا پتا نہیں ہے"

وہ اسکی کمر پر ہاتھ رکھتا اسکی دلی ٹاپ جو کراپ تھی اسکے اندر ہاتھ رکھے ہوئے تھا تبھی تو نامہ کو اسکا ٹھنڈا ہاتھ کرنٹ لگا رہا تھا۔

"بھیانک نظر لگ جائے گی،

Because i am damn good kisser"

وہ جس طرح شوخ ہوئے بولا، نامہ کا دل چاہا اس آدمی کو یہیں برف میں گرا کر بھاگ جائے پر اسکے ہاتھ کی فکر میں تھی تو نہ کر سکی۔

"ہنہ! پتا نہیں کس کو گڈ کس کی جو ایسی خوش فہمی ہے"

وہ کہاں امپریس ہونے والی شے تھی، نوح حیران و پریشان ساتھ ہوا، اس لڑکی کو گھورا بھی۔

"ہااا! ہسک گواہ ہے بیوی۔ ایسے مکرنا اچھی بات نہیں"

وہ جلدی سے وہ خوبصورت بھیگادن یاد دلا گیا تو نامہ کادل گد گدایا، اف نامہ کیسے بھول سکتی تھی وہ جان لیوا لمحے۔

"ہسک کامنہ سامنے تھا مسٹر نوح، جائیں کوئی سولڈ گواہ لائیں"

وہ بالکل رکنے کے قریب تھے، دونوں کے پیروں کی موومنٹ ختم ہو چکی تھی، نوح نے اس مست حسینہ کو دیکھتے کچھ کرنا چاہا جب وہ اسکو پرے کرتی گھوری۔

"اف نظر لگوانی ہے کیا؟"

وہ بے اختیار بڑبڑائی تو نوح کا قہقہہ گونجا، وہ اک حسین ترین ہنسی میں شمار ہو سکتا تھا۔

"یہ ہے میرا سولڈ گواہ، اسکا نام ہے نامہ ادادو غان۔"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا شوخ ہوا جس پر نامہ کی پلکیں حیا سے اٹھیں اور تبھی نوح نے اسے جیسے ہی چھوڑا وہ سیدھی برف کے تودے میں جاگری اور اتنی پرفیکٹ طریقے سے دھنسی کہ نوح پہلے تو منہ کھولے سمجھنے لگا کہ یہ لڑکی کیا اسکے سہارے کھڑی تھی، جس پر نوح پھر ہنسا اور وہ برف کے پہاڑ میں دھنسی اسے آنکھیں نکال کر گھور رہی تھی جو ہنستا ہوا اس پر جھکے ہاتھ بڑھا گیا۔

"آپ نے مجھے گرایا۔ میری شرٹ میں گھس گئی ہے برف نوح"

وہ ہاتھ پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی تو نوح بھی مسکراتا ہوا اسکے پاس ہی گرتے لیٹا، اوپر سے آرٹیفیشل برف گرتی دونوں کے چہروں اور پلکوں کے ساتھ بالوں میں بھی اٹک رہی تھی۔

دونوں ہی ہنس پڑے، یہ نامہ کی زندگی کا سب سے خوبصورت دن تھا۔
 "میں نکال دوں گا جہاں جہاں جس طرف گھسی، بائے داوے تمہیں ریل
 سنو فال کے پیچ سکیٹنگ کرنی ہے میرے ساتھ؟"

وہ زرا اس پر جھکا تو نامہ نے جلدی سے سر ہلایا۔

"ہنی مون پلین کرتا ہوں جلد۔"

وہ ٹھنڈ سے پہلے ہی لال تھی، اور ہوئی، یہ بندہ ہر لمحہ ہنی مون منار ہاتھ ابھی
 بھی دل نہ بھرا جبکہ نامہ نے جب ارد گرد کیپلز اور لوگوں کو واپس مستی کرتا
 دیکھا تو وہ اٹھ بیٹھی نوح بھی اٹھا۔

"اب چلتے ہیں نوح شرٹ گیلی ہو گئی ہے۔۔۔ اچھا تھا کوٹس پہن لیتے۔ وول
تو فوراً نم ہو جاتی ہے۔ اٹھائیں مجھے"

نوح اٹھا اور اس محترمہ کو بھی اٹھایا جس پر وہ لوگ وہیں سے باہر نکلے اور
اپنے اپنے سکیٹنگ شوز اتار کر اپنے جوتے پہنے اور وہاں سے اپنی اصل
حالتوں میں باہر آئے۔

"آپ نے میری فیورٹ گیم تو پوچھ لی تھی، آپ کو کیا پسند ہے کرنا۔؟"

وہ لوگ اب ساتھ پارکنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"پیراگلاڈنگ، کبھی اسکا ایکسپیرٹنس بھی کریں گے"

وہ شدید حیران تھی اور ایکسائڈ بھی کہ اس نے کبھی ہوا میں اڑ کر نہیں دیکھا

تھا، نوح ساتھ چلتے چلتے رکا اور ریسٹ ایریا کی طرف اچانک بڑھا تو نامہ پھر
سے حیرت زدہ ہوئی۔

نامہ کی وولی کراپ ٹاپ جو جرسی جیسی تھی نم دیکھتے نوح نے اک سائڈ کے ریسٹ ایریا میں جہاں کوئی نہ تھا نامہ کو لاتے اپنا بلیزر جو باہر نکلتے بازو پر رکھا تھا نامہ کے گرد اوڑھایا اور اسکے سامنے رکتے بہت احتیاط سے اسکی نم ٹاپ آگے سے زیب اوپن کرتے کھول کر نامہ کی بازووں سے اتاری تو نامہ نے گھبرا کر جلدی سے نوح کے بلیزر میں اپنے بازو ڈالتے آگے سے بلیزر کو جکڑ لیا، وہ اتنی فکر پر لٹ ہی تو گئی، پارکنگ میں پہنچتے ہی وہ گاڑی کی طرف بڑھے، نامہ کی ٹاپ نوح نے بیک سیٹ رکھتے نامہ کے لیے پھر پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولا تو وہ جلدی سے بیٹھی، نوح بھی دوسری طرف سے آکر بیٹھا ہی کہ نامہ اسکی طرف ہوئی اور اپنے ہونٹوں کو نوح کی گال سے کچھ لمحے جوڑے رہی پھر جب دور ہوئی تو نوح نے ہونے نہ دیا۔

"یہ کیوں؟"

وہ ایسی عنایت بلا وجہ تھوڑی پاتا تھا، پوچھ کر نامہ کو مزید دھڑکا سا دیا۔

"جیسے آپ نے میری گیلی ٹاپ اتاری ابھی، مجھے اپنے کوٹ میں چھپایا۔ یہ بہت رومنٹک تھا"

وہ نظریں زیرک کیے ہی شرمگین سا بولی تو نوح نے اسکا ماتھا بے حد رنجیت سے چوما۔

"بے فکر رہو، گھر پہنچ کر یہ بلیڈر اتاروں گا بھی میں وہ اس سے زیادہ رومنٹک ہو گا"

نامہ نے دفعتاً گھور کر اس جن کو دیکھا جیسے کس کیے وہ پچھتا رہی تھی تب سے جان کو چمٹا تھا۔

"گندے بچے"

وہ منہ پھلا کر روٹھے دوسری طرف رخ موڑ گئی۔

"بہت زیادہ۔۔۔۔۔ میرے سامنے وہ ڈریس پہنو گی تم"

وہ ڈرائیونگ شروع کرتے جو مزید گندے بچے پر مہر لگائے بے باکی سے بولا
 نامہ کے کان سے حقیقت میں دھواں نکلا پر کچھ جواب میں سوچ بھی نہ
 سکی، دل پر ہاتھ رکھے بس دھڑکن سنبھالنے لگی، جو بے قابو ہو چکی تھی۔

.._____..

یہ ایک بڑے سے بنگلے کا مین سٹنگ لاؤنچ تھا جہاں لگ بھگ چھ سات
 آدمیوں کے بیچ کوئی کاروباری میٹنگ چل رہی تھی، وہ سب ویل مینر ڈاور
 ویل سیٹلڈ لوگ دیکھائی دے رہے تھے، پھر دفعتاً کوئی نسوانی وجود دیکھائی
 دیا جسکے قدم شرطیہ من وزنی تھے، آنکھیں اداس، ملال کی ہم
 نشین، رائگانی کے ماتم سے بھری ہوئی تھیں، چال میں ہار جانے سی تھکن، وہ
 اس میٹنگ ہال کی طرف بڑھے، شمریز خاقان کی نظر اپنے بزنس پارٹنر سے
 بات کرتے کرتے ہال انٹرنس پر اچانک گئی، وہاں اسکی مرجھائی بیوی بے حد

ابتر حال پر آئی کھڑی تھی جسکے ہاتھ میں ایک انویپ اور کھلا لیٹر تھا اور
دونوں ہاتھ پہلو میں گرے تھے، بے شک وہ خوبصورت عورت تھی پر
تکلیف نے اسکی خوبصورتی پر گرہن لگا دیا۔

"ایکسیوزمی میں ابھی آیا"

شمیریز نے اپنے احباب سے فوراً معذرت کی اور اٹھ کر بہت پر اعتمادی کے
سنگ ہال سے باہر چلا آیا جہاں ثریانامی وہ کھڑی عورت انکی بیوی تھی، شمیریز
نے اسکی بازو پکڑ کر وہاں سے دور لائے مین لاؤنچ میں آکر روکا، ثریا کا سانس
سا پھولا۔

"کیا ہوا ہے، نحوست کیوں پھیلا رکھی ہے چہرے پر ثریا؟"

شمیریز کے لہجے سے صاف صاف اکتاہٹ و ناراضگی چھلکی جس پر اس سو جھی
آنکھوں والی عورت نے اس محبوب شخص کو آس و تکلیف سے دیکھا، کیا

محبوب لوگ اتنے ظالم بھی ہوتے ہیں، اسکی آنکھیں مزید تاریک پڑنے لگیں۔

"یہ۔۔ یہ دیکھانی تھی"

ثریاء نے اسے سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھتے وہ کھلاوائیٹ لیٹر کپکپاتے ہاتھوں سے تھمایا جسے دیکھنے اور پڑھنے پر کھنے کے بعد شمیریز نے گہرا سانس بھرا، وہ ثریاء کی رپورٹس تھیں، اسے pancreatic Cancer diagnose ہوا تھا اور وہ شاید تھوڑے دن کی مہمان تھی۔

"میں مرنے والی ہوں شمیریز، میں اپنی آخری سانس لینے سے پہلے اسے ملنا چاہتی ہوں۔ میں اپنے ملک جانا چاہتی ہوں۔ اس زمین پر جا کر دم توڑنا چاہتی ہوں جدھر میرے ماں باپ دفن ہیں"

وہ حسرت سے شمیریز کو تکتی بھینگتی پل پل تڑپتی نظروں سے التجاء کیے گڑگڑانے لگی پر شمیریز کی آنکھوں میں ایسے ذکر پر ہی تپش اتر آئی۔

"سب نے ایک دن مر جانا ہے ثریا، کیا کر سکتے ہیں، علاج کرالو شاید ٹھیک ہو جاو۔ باقی مجھے افسوس ہے اس پر اور میں کچھ کر نہیں سکتا۔۔ رہی بات از میر واپسی کی میں نہیں لے کر جاسکتا تمہیں۔ تم میرے ساتھ جی ہو تو مرو گی بھی میرے پاس۔ معذرت میری میٹنگ ہے"

وہ اسکے ہاتھ میں رپورٹس تھمائے جواب میں اک بھی حرف تسلی نہ کہتے مزید قہر ڈھائے، درد دیے، فیصلہ سنائے جب گیا تو ثریا کے ہاتھ سے وہ رپورٹ لیٹر چھوٹ کر نیچے گرا، صرف وہ بے جان صفحہ نہ گرا تھا، آج وہ عورت بھی اپنی نظروں سے گری تھی، وہ انہی قدموں چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی، پھر وہ میٹرس پر بیٹھی اور اس نے مردہ مردہ انداز میں بیڈ سائیڈ ڈرا اوپن کیا جہاں ایک فوٹو فریم تھا، جس میں اسکے تین خوبصورت جوان بچے تھے، وہ سب ہائیرسٹڈیز کے لیے بہت بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے تھے، تینوں اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ ماں باپ یاد نہ رہے تھے، ماں باپ کی ضرورت نہ رہی تھی، وہ انکی منتیں کرتی تھی کہ وہ آجائیں

پر انکو اپنی سوتیلی ماں ہر گز راس نہ تھی پر ثریا نے تو ان تینوں میں بس اپنا پہلا بچہ ہی ہمیشہ تلاشا پر وہ اس نئی ماں کو قبول نہ کر سکے، وہ شمیریز کے بچے تھے، وہ کبھی ثریا کے بچے نہ بن سکے، جبکہ اللہ نے ثریا کو شمیریز سے کوئی اولاد نہ دی، اس فوٹو فریم کو ہٹایا تو ایک اور فوٹو فریم تھا، چھ سال کے خوبصورت بچے کا۔

ثریا میمن کا اکلوتا بچہ! اسکے پہلے شوہر سے ملی اسکی وہ اولاد جسے وہ معمولی سمجھ کر چھوڑ کر اپنے محبوب کے پاس آئی تھی کہ اللہ اسے بہت کچھ دے گا، پر اللہ نے سب دیا پر اولاد نہ دی۔

دفعتا اس فریم کو دیکھتے ثریا کی آنکھیں بہت زیادہ بھگنے لگیں، غمزہ سی سسکیاں عالیشان کمرے میں گونجنے لگیں، وہ اپنا ہاتھ فوٹو فریم کی گلاس سطح پر پھیرتی یو نہی اس بچے کے یادداشت میں گھلے لمس کو یاد کرتی تھی۔

پچھلے تینیس سالوں میں وہ ہر دن اسے یاد کرتی رہی تھی، جب پہلی بار ثریا کو
 ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ ماں نہیں بن سکتی دوبارہ تب اسکی شمریز خاقان سے شادی
 کو چند ماہ ہوئے، شمریز کو اولاد تو چاہیے ہی نہیں تھی، اسکی پہلی مرحوم بیوی
 میں سے آل ریڈی تین بچے تھے لیکن ثریا کو تو چاہیے تھا، اسکی پہلی شادی
 باپ نے زبردستی کروادی، لیکن زبردستی گھر بس سکتے تھے پردل نہیں۔ یہی
 ثریا کے ساتھ ہوا، شادی کے سات سال کے باوجود اسے اپنے شوہر سے
 محبت نہ ہو سکی اور پھر وہ شمریز سے ملی، جسکی بیوی اسکے تیسرے بچے کو جنم
 دے کر مر گئی تھی، قدرت کے فیصلے انسانی سمجھ سے باہر ہیں، شمریز کو اپنے
 بچوں کی دیکھ بھال اور اپنی دل جوئی کے لیے ویسے ہی ایک فل ٹائم عورت
 درکار تھی اور قدرت کا ستم دیکھیے کہ وہ نکاحی عورت، شادی کے سات سال
 بعد سنگین عشق میں ایسی پڑی کہ اس نے اپنے بہت چاہنے والے شوہر سے
 بنا سوچے طلاق لی، چھ سال کے بچے تک کی پرواہ نہ کرتے دونوں کو چھوڑ دیا
 اور شمریز کو اپنائے اسکے ساتھ چلی گئی لیکن شادی کے پہلے ہی دن اسے

شمریز کی پہلی شادی اور تین بچوں کا جو جھٹکا ملا، وہ ثریا کی زندگی نکل گیا، پھر بہت سخت ساس اور سسر جنکا پریشہر کے وہ پہلی اولاد سے نہ ملے اور انکے دو پوتے اور ایک پوتی کے لیے وقف ہو جائے، عشق کیا تو نخر اکیا، وہ شمریز کے لیے سب کچھ کر گزری۔

پھر جب شمریز نے اولاد چاہنے سے انکار کرے ثریا کے ماں نہ بننے کو فوقیت نہ دی تو اس عورت کو احساس دلایا گیا کہ محبت قہر کیسے بنتی ہے۔

وہ واپس اپنے پہلے شوہر اور بچے کے پاس لوٹ جانا چاہتی تھی پر شمریز نے اسے کبھی شوہر دور اسکے بچے کو ملنے نہ دیا، وہ اسے ایسے شعلی بلیک میل کرتا اور ثریا محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر بے بس ہوتی رہی پھر وہ اسے شادی کے چند ماہ ہی بہت دور لے گیا، آج اسکے شمریز سے شادی کو تیس چوبیس سال بیت گئے تھے، اور اب زندگی ختم ہو رہی تھی، بنا اپنے جرم کی تلافی کیے وہ مر جائے گی کیا؟ اس وقت اماں کی چھ سالہ تصویر دیکھتی وہ عورت بس اس

غم سے مر رہی تھی کہ وہ اپنے بچے سے دوبارہ ملنے کی ہمت جمع کرتی کرتی موت تک آرکی ہے اور یہ کمبخت ہمت، آئے نہیں دے رہی۔

وہ پچھلے تیس سالوں سے یہاں ڈنمارک میں مقیم تھی، شمیریز نے اسے پہلے سال ہی از میر سے یہاں لایا اور سارے ڈاکو منٹس چھین کر اس پر ائی جگہ قید کر دیا، پھر جو تین بچے اسکو ملے وہ بھی ثریا کو کبھی ماں نہ مان سکے، اس کے پاس صرف اماٹل کی اک تصویر تھی، اور کچھ نہیں، اور اب تو شمیریز نے بھی اسکی موت پر صبر کر لیا، اب وہ کسے روتی اور کس کس دکھ پر چینختی کہ سب کچھ جنون نے خاک کر دیا۔

بلاشبہ خرد قریشی نے سات سال ثریا کو پلکوں پر بٹھایا تھا پر یہ عورت بڑی عجیب چیز ہے، اسے محبت توجہ اور پیار بس من چاہے مرد کا درکار ہوتا ہے، کوئی اور اس کے لیے مرتا مر جائے وہ پرواہ ہی کہاں کرتی ہے، خرد کی شادی بھی انکے بابا سائیں نے زبردستی ہی کی پر چند دن اک جانور کے ساتھ رہا جائے اس سے بھی انس ہو جاتا ہے، یہ تو پھر سات سال تھے جس میں

انہیں محبت ہوئی، ثریا سے، اسکے وجود سے ملے "امائل" نام کے سکھ سے، پر جب ثریا کو محبت ہوئی اس نے نہ خرد کی محبت کا سوچا نہ اپنے وجود کے اس سکھ کو جو ثریا کی کوکھ سے نکلی اکلوتی جنت تھا اسکی، آج جب موت کی دہلیز پر وہ رکی تو اپنی کم ہمتی اور بد قسمتی پر رورہی تھی۔

"ک۔۔ کاش! مرنے سے پہلے اک بار میں تمہیں گلے لگا پاؤں۔ اور بتا سکوں میں نے تمہیں چھوڑنے کی خطا پر تئیس سال آنسو بہائے ہیں امائل۔ تم ہی میری محبت تھے، ایک عورت کی سچی محبت بس اسکی اولاد ہوتی ہے باقی سب اسکے آگے دھند بن جاتا ہے۔ یہ بات مجھے آج بہت اچھے سے سمجھ آرہی ہے جب میری محبت میری موت پر راضی ہے اور میرے درد پر اک گلے تک نہیں لگایا۔ میں یہی ڈیزرو کرتی ہوں"

وہ اس فوٹو فریم کو سینے سے لگائے ہی بستر پر ڈھے سی گئی تھی، بالکل ویسے جیسے کوئی وقت سے پہلے مر جاتا ہے، ہاں کچھ پچھتاوے اصل موت سے بہت پہلے ہی ہمیں مار چکے ہوتے ہیں۔

کافی دن بعد امائل اور مانیہ کو واپس آتا دیکھے خرد اور فیروز صاحب بھی خوش تھے کہ انکے گھر کی رونقیں اپنے فرائض نبھا کر لوٹ آئی تھیں، لہجہ دونوں نے بڑھے ہنڈسم یاروں کے ساتھ کیا جواب نامہ کو لے کر قدرے بے فکر تھے جب سے امائل اور مانیہ نے نوح کے بالکل ٹھیک ہونے کا بتایا تھا، ہاں اسکے بعد وہ امائل کے ساتھ زرا گھومنے نکل گئی تاکہ امائل کی اداسی بھی دور کرے۔ امائل کے پاس جو ماما کے گھر کا از میر والا ایڈریس تھا وہاں پچھلے تینیس سالوں سے شمیر کے بھائی کی فیملی مقیم تھی اور اسے بھی یہی لگتا تھا اسکی ماں وہیں آباد ہے کیونکہ ثریا کے ڈنمارک چلے جانے کا خرد کو بھی آج تک علم نہ ہو سکا تھا سو انہوں نے بھی امائل کو یہی بتایا، جب ثریا چھوڑ کر گئی تو وہ بہت زیادہ ٹوٹ گئے اور اس عورت کے ظلم کی بھینٹ اپنی وہ نرمی چڑھا بیٹھے جو انہوں نے اس چھ سال کے بچے کے دل میں اسکی ماں کے لیے برقرار رکھنی تھی جبکہ امائل جس طرح بڑا ہوا، ماں کے چھوڑ جانے کا ظلم

سن کر، ڈیڈی کے خالی دامن کو دیکھ کر، اسکی ہمت بھی کبھی چھوڑ کر جاتی ماں کے پاس جانے کی نہ ہو سکی اور یوں وہ سب مجبوریوں اور اناؤں کی قید میں آج تک اندر سے لہو ہو رہے تھے۔

"وہ گھر ہے انکا"

وہ لوگ ایک بہت بڑے گھر کے سامنے رکے تبھی اماٹل نے سامنے والی عمارت کی طرف اشارہ کیا، مانیہ نے اسکے اشارے پر دیکھا تو دل دکھا، وہ گاڑی میں ہی بیٹھے تھے، وہ اسے اپنی ماں کے دوسرے شوہر کا گھر دیکھانے آیا تھا جہاں وہ اپنی تیس سالہ زندگی میں بمشکل تین چار بار آیا تھا۔

"تم نے ان تیس سالوں دیکھا انکو کبھی؟ یہاں؟ کہیں مارکٹ میں۔ کسی بھی بھیڑ میں۔ اس گھر سے نکلتے؟"

مانیہ کے لہجے میں خفیف سادکھ ہلکوراجب وہ واپس اماٹل کو دیکھ کر سوال کر رہی تھی جس پر وہ نفی میں افسوس بھرا سر ہلا گیا۔

"میں جب دس سال کا ہوا تھا تب پہلی اور آخری بار کے لیے آیا تھا
یہاں، ماما کے دوسرے شوہر نے گیڈ کھولا تھا اور کہا دوبارہ کبھی مت
آنا۔ میری ماں اب اسکی ملکیت ہے۔ پھر میں گیڈ تک آتا رہا پر اندر جھانکنے
یا جانے کی ہمت نہ کر سکا۔ بس وہ اس گھر کے اندر ہیں یہ سوچ کافی
رہی۔ میں نے تئیس چوبیس سال سے انکو نہیں دیکھا"

اماٹل کے چہرے کی سپید رنگت بدلی، آنکھیں سی بھیگیں تو مانیہ نے اسکے
ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا، وہ اسکی یہ حسرت جو جسم میں لوٹ کھوسٹ کر
رہی تھی، بہت اچھے سے سمجھ سکتی تھی۔

"کل میں آؤں گی بھی اور انکو دیکھوں گی بھی۔ پریشان مت ہو اماٹل"
وہ ڈھارس دیتے لفظوں سے بولی تو اماٹل نے گہرا سانس بھرتے اسے خالی
خالی ڈوبی سیاہ آنکھوں میں بھرے دیکھا۔

"نہیں میں صرف ڈوبتے دل کے سبب فکر مند ہوں، ورنہ جو مجھے اور ڈیڈی کو اکیلا چھوڑ کر چلی گئیں ان سے نہ محبت کی بھیک چاہیے نہ رحم کی۔ بس کہیں اندر وہ فطری تڑپ دبی ہے، اور لگتا ہے وہ راکھ کریدی جا رہی ہے جس بیچ وہ تڑپ نامی چنگاری دفن ہے"

مانیہ اسکے لفظوں کی سفاکیت پر مر جھاسا گئی، یہ مائیں بچھرنے سے پہلے اولاد کا کیوں نہیں سوچتیں، اسے اس پر بہت دکھ تھا۔

"مائیں مرنے سے پہلے واپس مائیں ضرور بنتی ہیں، چاہے جتنی بھی سفاک ہو جائیں۔ خمیر ضرور اپنے اصل کی کشش میں جاگتا ہے۔ میری دعا ہے تمہاری ماما صحیح سلامت واپس تمہاری ماں بنیں۔ اک لمحہ ہی سہی۔ کہو تو ابھی چلی جاؤں؟"

اس لڑکی کا لہجہ اور آنکھیں اماں کے دکھ میں بھیگ سی گئیں، جبکہ وہ مانیہ کو دیکھتے فوراً نفی میں سر ہلا گیا۔

"نہیں، آج میں کوئی اداسی نہیں چاہتا۔ تمہیں چاہتا ہوں بس۔۔ کل دیکھیں گے یہ معاملہ۔ آج بس تم رہو میرے پاس"

وہ بے قراری سے اسکا ہاتھ پکڑے اپنے چہرے سے لگاتامانیہ کو بھی اپنی اس دیوانگی بھری طلب سے اداس مسکراہٹ بخش گیا، گویا کانپتا ہوا دل جگہ پر آیا۔

"ڈن ہو گیا میری جان! لانگ ڈرائیونگ پر چلیں؟ پھر ڈنر کے بعد گھر جائیں گے ایک ہی بار اور اسکے بعد میرا ہر سانس تمہارا"

وہ اسکے دھیرے سے گلے لگی کہ اس وقت امانت کو اسکی بہت ضرورت تھی، وہ اس لڑکی کے وجود سے اٹھتی آسودگی اپنے اندر جذب محسوس کر رہا تھا۔

"تمہارے جسم کا ہر انچ بھی میرا"

وہ اسے گھیر کر مضبوط بازوؤں میں بھر گیا تو مانیہ کا دل اپنی دھڑکن کسی کرنٹ کی مانند پورے جسم میں بھر گیا، وہ بھاری فسوں خیز لہجہ بے حد خوبصورت تھا، اس میں خمار کی آمیزش تھی۔

"وہ توازل کے لیے تمہاری پکی ملکیت ہے۔ صد شکر کہ مجھے اور تمہیں ایک دوسرے سے محبت ہے، ایسی محبت کہ ہم بچھرتے ہی مرجائیں گے۔ میں تمہارے سارے درد مٹا دوں گی۔ بس موقع دینا مجھے۔"

وہ اسکے دل کے درد کی بات کر رہی تھی، پر ابھی وہ بس جسم کے مٹانا چاہتا تھا، دل کے درد مٹنے میں عمریں لیتے ہیں۔

"میں نامہ کو کہتی ہوں صارم کو تھوڑا ٹائم دے گی آج، وہ ادا اس نہ ہو جائے۔ میں آج تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

بازوؤں کے حصار سے نکلتی وہ نرمی سے بولی جس پر اماٹل نے فوراً سر ہلائے
 مسکراہٹ دی جسکے بعد مانیہ نے میسج ٹائپ کرنا شروع کیا جبکہ اماٹل نے اک
 نظر اس گھر پر ڈالی اور وہاں سے گاڑی سٹارٹ کرتے ہٹالی۔

.._____..

وہ جب واپس آئے، صارم لان میں ڈھل چکی دوپہر اور دور پار سے اترتی
 شام کے حصار میں کرسی پر بیٹھا گہری سوچوں میں محو تھا۔

"صارم ادا اس لگ رہا ہے"

وہ بے قراری کے سنگ نوح کو دیکھتی بولی جو گاڑی پارک کرتے باہر نکلتے ہی
 نوح کو دیکھنے لگی جس پر نوح کا تاثر بھی یہی تھا۔

"دیکھ لیتے ہیں۔ کیا ہوا"

نوح نے نامہ کو ساتھ لگاتے نرمی سے کہا تو دونوں سیدھے اسکی طرف آئے، وہ پاس رکے تب بھی صارم کھویا رہا، نامہ کو مارکٹ سے کچھ چیزیں لینی تھیں تو سکیٹنگ کے بعد وہ کچھ شاپنگ پر نکل گئے تھے اور لنچ بھی باہر ہی کر لیا تھا تبھی واپس آتے آتے چارنج گئے، نامہ اب تک نوح کے کوٹ میں ہی چھپی تھی، پر اسے اسکو اتارنے کی کوئی جلدی نہ تھی۔

"ٹھیک ہو؟"

نوح نے ہی پکار کر صارم کو متوجہ کیا جس پر چونکا پھر فوراً سے اس حسین کپیل کو مسکراتا دیکھے اٹھا اور روبرو آن رکا، دل چاہا ان دو کا صدقہ اتار لے وہ ساتھ میں لمبے چوڑے اور بے حد حسین لگتے تھے۔

"آپ دونوں ٹھیک تو میں ٹھیک۔۔۔"

وہ اسی گہری مسکراتی کیفیت میں قریب آیا اور اک ہاتھ نامہ اور دوسرا نوح کی طرف بڑھایا جسے نوح نے فوراً سے تھاما اور نامہ تو ویسے ہی صارم پر قربان تھی۔

"پریشان لگ رہے ہو صارم؟ بتاؤ کیا ہوا"

نامہ اسکی ڈوبی آنکھیں کیسے نہ پرکھتی، وہ دونوں ہی حساس دل کے مالک تھے۔

"کچھ نہیں، بس ادا اس ہوں۔ ماما کی شادی پر"

نوح تو جانتا تھا پر نامہ کے لیے یہ جھٹکا تھا لیکن وہ سہہ گئی، جبر سا اس لڑکی کی رگوں میں گھلا، جبرے کس گئے، یہ بات سننے اور سہنے کے لیے بہت ہمت کرنی پڑی۔

"یہاں آؤ"

نامہ نے ہاتھ چھڑواتے ہی بازو کھولے جس پر وہ فوراً ہی نامہ کے گلے لگا تھا جبکہ نوح خود صارم کے لیے فکر مند تھا تبھی ایسے گلے لگنے کو بخش دیا جو سراسر نوح کو آگ لگا سکتا تھا، وہ نامہ کے لیے بہت پوز یسیو تھا پر وہ صارم سے بھی بہت پیار کرتا تھا۔

"دل بڑا کرو۔ ایسی نیوز آئے دن سننے کو ملیں گی۔ یہی ہمارا مقدر ہے میری جان۔ تم ایفیکٹ ہونا چھوڑ دو"

نامہ نے اسکی پشت سہلانے کے بیچ اسے سمجھانے کی کوشش کی پر وہ ہنوز افسردہ رہا۔

"وہ اچھا تو ہمارے حق میں پہلے بھی نہیں کر سکیں۔ لیں اب برا بھی نہیں کریں گی۔ شادی کر لی۔ ڈیڈ نے کہا وہ جج ہے۔ وہ ممپر سارے کیس بھی ختم کر دے گا۔ وہ خوش رہیں گی۔ نئے شوہر اور اسکے بچوں کے ساتھ۔ انکی محبت ان بچوں کو ملے گی اور انکے اپنے بچے تڑپتے رہ جائیں گے۔ بس یہ سب

مجھ سے برداشت نہیں کہ میری مما کسی اور کی مما ہیں اب آپو
 جاناں۔۔۔ میں ان سے ناراض ہوں۔ وہ اچھی ماں نہیں پر ماں تو ہیں۔ میں
 بہت پوزیسو ہو رہا ہوں۔"

وہ بہت زیادہ ٹوٹا تھا کہ نامہ اور نوح دونوں کو پریشان کر گیا، نوح نے اسکی کمر
 سہلائے تسلی سی دی تو وہ جلدی سے روبرو ہوا اور اپنے آنسو بھی رگڑ دیے۔

"میں بھی کتنا بونگا ہوں۔ آتے ہی رونے شروع کر دیے۔ سنبھال لوں گا
 خود کو۔ میری کچھ پرکٹیکل کلاسیز ہیں۔ لیکن میں ڈنر آپ دو اور ڈیڈ کے
 ساتھ کروں گا اور آپ دو کا کچھ وقت بھی لوں گا۔ اوکے

ناں۔۔۔ بھائی! آپ نامہ کو ایکسٹر اپیار دینا کیونکہ ایک ہفتہ آپ نے میری
 لاڈلی کو بہت اگنور کیا ہے۔ تکلیف دی۔ یہ معاملہ بھی میری پوزیسیونس سے
 لبریز ہے۔ ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟"

وہ دونوں کو ہی باری باری کہتا مسکرایا تو نوح نے اسکی گال سہلاتے آنکھوں کی قوت و مسکراہٹ سے ہی عہد باندھ لیا۔

"ٹھیک ہے"

نوح کے اقرار ملتے ہی وہ اسکے بھی گلے لگا اور پھر مسکراتا ہوا گھر کی طرف بڑھا پر نامہ اور نوح کا دل غمزہ کر گیا۔

"تم بھی اسی کی طرح اداس ہو دیشا کریزی کی شادی کا سن کر؟"

نوح کی سرگوشی پر وہ جو صارم کو جاتا دیکھ رہی تھی، نوح سے فوراً اپنی بھوری آنکھیں ملا گئی۔

"اس سے دگنی پر میرے پاس آپ ہیں"

وہ اسکے سینے سے لگتی آسودگی سے آنکھیں موند گئی جس پر نوح کا دل بھی سکون سے بھر گیا۔

"ایک بات پوچھوں؟"

نوح نے اسکو گلے لگاتے ہی اس سے تمہیداً کچھ پوچھا تو نامہ نے فوراً چہرہ زرا پیچھے کیا۔

"جی پوچھیں نوح"

وہ دل و جان سے منتظر تھی۔

"ہم مال گئے، شاپنگ کی۔ تم وہاں کوئی بھی ٹاپ لے کر چینجنگ روم میں جا کر پہن سکتی تھی، میرے بلیزر خود اتارنے والے موومنٹ سے بھاگنے کو۔ لیکن تم ابھی بھی اسی میں ہو۔ اسے میں کیا سمجھوں؟ یہ اچھی بچی گندی بچی بن گئی کیا"

وہ اتہا کی سنجیدہ تھی پر نوح کا اک اک لفظ اسکے گالوں میں سرخیاں اتار گیا، آخری جملہ تو نامہ کے گال دہکا گیا۔

"ہے۔ آنکھیں مت جھکاؤ"

وہ اسکی شرماتی اداؤں اور جھکتی جھالروں کو ابھی ہر گز نہ چاہتا تھا، اسکے لہجے میں سرور تھا۔

وہ دم سادھ کر نوح کو تکنے لگی پر دونوں ہاتھ نوح کی آنکھوں پر لمبائی میں رکھتے بے آواز ہنسی کے وہ دیکھ نہ سکے پر نوح نے اپنے ہاتھ اسکی کمر سے ہٹاتے، نامہ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر ہٹائے۔

"میں بھی آپ کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں اب۔ تھوڑی گندی بچی بھی بن سکتی ہوں۔"

وہ ہاتھ چھڑواتی جلدی سے نوح کے حصار سے نکلتی دور ہوئی اور بھاگ نکلی اور نوح بازو کے درد پر اس مومنٹ کو بھرپور انجوائے بھی نہ کر سکا۔

خیر میکائل تو اپنے آفس میں تھے تبھی نامہ سیدھا روم میں ہی گئی، اس نے ملازم کے رکھ کر جاتے کچھ شاپنگ بیگز سنبھالے، اسکی کچھ پر سنلر چیزیں

تھیں جو نامہ نے کبرڈ میں رکھتے سنبھالیں اور ڈریسنگ کارنر سے باہر نکلی ہی کہ نوح اسے اندر آتا نظر آیا۔

وہ ڈور بند کرے آنکھوں میں بے انتہا پیار بھرے اسکی طرف آیا تو نامہ کے ہاتھ میں پکڑی ڈارک براؤن چیک شرٹ اسکے ہاتھ سے لیتے کاوچ کی بازو پر رکھی۔

نامہ کے چہرے پر خفیف سی شرم اتری جب نوح نے اسکو پہنائے اپنے بلیڈر کے تینوں بٹنز کھولتے اسے نامہ سے الگ کرتے بازوؤں سے بھی نکال کر گرایا، نامہ کے بال اسکے برہنہ کندھوں اور سینے کو کوور کیے تھے، اس نے نامہ کو ٹینک ٹیوب منی ٹاپ جو کہ اس نے وولی شرٹ کے نیچے پہنی تھی میں پہلے بھی دیکھا تھا تو پاگل ہو گیا تھا، ابھی بھی آثار یہی تھے، وہ پیٹ اور کمر کو کوور نہیں کر رہی تھی نہ بازوؤں کو۔

"ڈریس پہناؤں؟"

وہ اسکے بالوں کو مدہوش انداز میں سمیٹنے لگا جب نامہ نے اسکے مضبوط ہاتھ پکڑے۔

"رات کو۔ ابھی نہیں۔ میں صارم کے لیے کچھ کلک کرنا چاہتی ہوں۔ اسے خوشی ملے گی۔ اسے توجہ کی ضرورت ہے۔ مانیہ آج امائل کے ساتھ رہے گی اس کا میسج آیا تھا مجھے۔ کہا کہ صارم کو اکیلا نہ پڑنے دوں۔ اگر ابھی وہ ڈریس پہن لیا میں نے تو جانتے ہیں ناں پھر میں کسی اور کو دیکھ بھی نہیں سکوں گی آپکے سوا"

نامہ نے اسکے سینے سے لگتے ہاتھ چھوڑے کہ اب وہ بال ہٹا سکتا ہے، اور ریکوسٹ بھی کی، نوح نے اسکی پلک پر لب رکھے تو نامہ کے ہونٹوں تک مسکراہٹ اتری۔

"میں اگر کہوں کے کسی کو توجہ نہ دو میرے سوا؟"

وہ ہاتھ اسکے کندھوں سے بازوؤں تک پھیرتا نامہ کی برہنہ کمر تک لے گیا جو اتنی خوبصورت تھی کہ نوح کا ایمان بگھاڑ رہی تھی۔

"آپ اتنے ظالم نہیں ہیں۔"

وہ مکھن لگا رہی تھی اور نوح نے لگنے دیا۔

"آئی مس یو سوچ نامہ"

وہ اسے اپنے یو نہی سینے لپٹا گیا تو وہ گھبرا یا سا اسکی شدت پر مسکرائی۔

"ہم ساتھ ہی تو تھے سارا دن نوح"

وہ کیا بتاتا اسے کونسا ساتھ چاہیے۔

"تم نہیں سمجھو گی"

وہ اسکے کندھے پر جھکتا پیار دیے ہی دور ہوا اور اک بھر پور نظر نامہ کے سراپے پر ڈالی جو ہائی ویسٹ پینٹ کے ساتھ وہ کراپ منی ٹاپ پہنے تباہی

لگ رہی تھی، پھر بڑی دقت سے جھک کر اسکی شرٹ اٹھائی اور نامہ کو پہنائے اسکے بال بھی سنوارے۔

"بہت خوبصورت ہو تم نامہ"

وہ اسکے فکر کا دیوانہ تھا، نامہ کے شرٹ کے بٹن بند کیے وہ اسے بھرپور سراہ رہا تھا جو شرم سے مزید دہری ہوئے جارہی تھی۔

"تھینکیو نوح، بیٹھیں یہاں۔۔ میں کاوفی بنا کر دوں آپکو۔ تھک گئے ہوں گے۔ بہت اچھی کاوفی بناتی ہوں"

وہ اسکی تھکن بھانپ گئی تبھی بٹھایا تو نوح نے اسکا سر کتا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگائے چوما۔

"بری بھی سر آنکھوں پر"

وہ بازو میں بھیانک درد محسوس کر رہا تھا تبھی جلدی ہاتھ چھوڑا جس پر نامہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف گئی تاکہ بالوں کو زرا کامب کرے اور ایئرنگز اتارے جبکہ نوح نے اپنے ہاتھ کو کھول کر بند کرنے کی کوشش کی پر شدید درد تھا پھر بازو اٹھائے رکھنا بھی دو بھر تھا، اسے یکدم نامہ کی سزا یاد آئی تو نظر بال سنواری ہٹلر پر گئی، رومنٹک سزاؤں والی بیوی پر۔

"میری بازو نہیں ہل رہی نامہ۔ کیا کروں؟"

نہایت درد بھرے لہجے اور پریشان صورت کے سنگ وہ نامہ کو دیکھتے بولا جسکے ایئرنگز اتارتے ہاتھ تھمے پر فکر کے بجائے وہ غصے کو ناک پر سجائے پلٹی پر لمحہ بھر جیسے وہ اپنی بازو دوبار ہاتھ، نامہ کا دل نرم پڑا، جا کر خود کرے پر رک گئی، پھر غصہ اکیٹو کیا۔

"دو تین اور پہلوانوں والے کام، ایک کام کریں پنچہ لڑاتے ہیں۔ میں سوچ رہی ہوں کمرے کے فرنیچر کو بھی ادھر ادھر کریں، پھر درخت سے لٹک

جائیں۔ پہلے تو آپکو اتنا سخت انجکشن لگا، پھر آپکی ڈیرھ گھنٹے کی سرجری، پھر سر پھرے آدمی آپ نے ڈرائیونگ بھی خود کی، رہی سہی کسر Skating کر کے پوری کی، اب کیا میں آپکو دو لگاؤں ناں؟ وہ بھی زور کی؟"

ڈھیر سا راضیہ پر بہت سا پیار جتاتی وہ پاس آئی، اسکے بازو کو دبانے کے بیچ بڑبڑاتی گھورتی رہی۔

"تھوڑا اور غصہ کرو۔ کتنی پیاری لگ رہی ہو"

وہ اسکی گالیں دباتا ہنسا وہ اور چڑی۔

"چپ! ایک دم۔"

وہ جلدی سے ڈانٹ گئی جس پر وہ پورا اسے کھینچ کر خود پر گرا گیا، کہ سنورے بال پھر بکھرے اور انکی خوشبو نوح کو دیوانہ کرنے لگی۔

"سزا دوں گی اب"

وہ ناراض ہوئی تو نوح نے خوشی بھری نظروں سے سر ہلایا، یہی تو چاہتا تھا

وہ۔

"مجھے سزا ہی چاہیے"

وہ مست و بے خود ساتھ ہوا جس پر نامہ نے اسکے ہونٹوں کو دیکھ کر اپنی خطا یاد کی تو دل اوپر نیچے ہچکولے کھاتا محسوس ہوا، فوراً نظریں ہٹا گئی۔

"چھوڑیں۔ سزا دیتی ہوں"

وہ اسکی کمر میں دھنستی انگلیاں ہٹائے اٹھی اور پلٹ کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف گئی اور پیور ریڈ گلو سی سالپ گلوں جو کافی زیادہ پکا تھا لیے واپس اسکی طرف آئی، اس پر لکھے لانگ لاسٹنگ ایفیکٹ کو پڑھتی وہ قریب رکی۔

"کیا لپ سٹک لگا کر سزا دو گی؟"

نامہ نے اسکی زبان پر ہوئی کھجلی پر آنکھیں دیکھائیں پھر لپ گلوں سائیڈ میز پر رکھے اسکے پاس بیٹھی اور نوح کی شرٹ کے بٹنز کھولنے لگی۔

"میری عزت کو خطرہ تو نہیں ہے بیوی؟"

وہ اسکے دونوں ہاتھ دوچتا بہکے انداز میں بولا تو نامہ کی مسکراہٹ سی بے قابو ہوئی۔

"وہ آپ مجھ پر لٹا چکے ہیں شادی کی رات، تو اب چپ کر کے سزا سہیں میری"

نامہ کے جواب و رعب پر وہ جلدی سے ہاتھ ہٹا گیا، نامہ نے اسکی شرٹ کھولی پھر اسکے بھاری خوبصورت وجود سے جان جو کھم میں ڈالے نکال کر اک طرف کی تو نامہ نے شکر کیا وہ ویسٹ میں ہے ورنہ وہ اتنی پر اعتماد نہ رہ پاتی۔

"مجھے ایکسائٹمنٹ ہو رہی ہے"

وہ شرارت پر اتر اتو نامہ نے لپ گلوڑ اٹھایا اور قہر کی حد کہ اس نے نوح کے سامنے بیٹھے اس گلوڑ کو اپنے خوبصورت پھیلے ہونٹوں پر اپلائے کیا، نوح کی سانس بے ترتیب ہوئی ان ریڈ لپس کو دیکھ کر۔

جبکہ نوح اس سے پہلے کسی ہاٹ کس کی امید میں مسکراتا، نامہ آگے جھکی اور اسکے شانے پر زور سے ہونٹوں کو رکھا تو وہ باقاعدہ نشان بن گیا، نوح بے اختیار ہنسا۔

"اپنی ان موٹی بازوؤں پر لپ سٹک مار کس نہیں گن سکیں گے۔ اور یہ لپ سٹک "دیوار" کے پینٹ سے زیادہ پکی اور خطرناک ہے"

پھر سے ہونٹوں پر گلوڑ اپلائے کیے اس نے اسکی کسرتی بازو کے انچ انچ کس کرتے نشان چھوڑنے کے ساتھ وارنگ دی، یہ درد کرتی بازو ایسے شفاء پائے گی نوح نے کب سوچا تھا، نامہ نے اسکی کندھے سے لے کر کلائی تک

ساری بازولپ سٹک کے سٹین سے بھر دی اور وہ الٹے ہاتھ پر بھی تین نشان بنا چکی تھی۔

"تمہاری تو دی سزائیں بھی رونٹک ہیں نامہ۔ میں تو جزاؤں سے زیادہ سزائیں چاہنے لگا ہوں"

نامہ تب آخری سائن چھوڑ رہی تھی جب وہ بہکے انداز میں کہتا اسکا دل دھڑکا گیا، نامہ نے ہاتھ چھوڑتے نوح کی نظروں کی حدت محسوس کیے ایک بار پھر وہ گلوں اپنے انتہائی سرخ ہو چکے ہونٹوں پر ایلانے کیا جس پر نوح خفیف سا گھبرا یا کہ یہ لڑکی بازو کے بعد منہ یا گردن پر نہ حملہ کر دے۔

"اچھا، سزائیں اتنی پسند ہیں۔ تو پھر آپکا یہ خوبصورت منہ بھی بازو کا رشتہ دار لگنا چاہیے"

اس سے پہلے وہ اسکے ماتھے کو چومتی وہ پکڑ کر اسے دور کر گیا، نامہ نے قوت آزمائی کرتے خود کو چھڑوانا چاہا پر بے سود۔

"نو۔۔ میرا منہ ایسے خونی ہونٹوں سے نہیں چوم سکتی تم یہ ممنوع ہے۔ یہ لپ سٹک میرے سٹمک میں جائے گی پھر تم میرے منہ یا گردن کو چھو سکتی ہو"

نامہ کی مزاحمت تھی، بار بار گلوںز ایلانے کرنے کے سبب نامہ کے ہونٹ اسٹرابری کی طرح بن چکے تھے، اتنے tempting لال کہ نوح کا تقاضا سراسر جائز تھا، نامہ کو سچ میں سمجھ نہ آئی کہ لپ سٹک سٹمک میں کیسے جا سکتی ہے۔

"سٹمک میں کیسے بھیجوں اب اسے؟"

وہ اسکے الجھے سے سوال پر لپ گلوںز اسکے ہاتھوں سے لے کر سائیڈ ٹیبل کی طرف پھینکے بازوؤں میں نامہ کو قید کیے خود پر جھکا گیا تو وہ سٹپٹائی۔

"Through kiss"

نوح کے ارمان اسکے ہونٹوں سے لپکے اور نامہ نے جان سی وجود سے نکلنے پر
چہرہ اسکی گردن سے باہر نکالا اور ساتھ جا لپٹی۔

"یہ چیٹنگ ہے نوح۔"

وہ سراسر ڈر گئی کہ یہ بہت بھاری ارمان تھا۔

"نہیں۔ میرا حق ہے۔ یہ اتنا زیادہ پھیلتا کھر تمہارے ہونٹوں سے بس میں ہی
اتار سکتا ہوں۔ کسی کلنر یا لپ مو سچرا نر میں طاقت نہیں ویسی۔ جلدی
فیصلہ لو ورنہ رنگ جتنا گہرا ہو گا مجھے اتنی محنت کرنی پڑے گی"

نامہ نے زور سے آنکھیں بند کیں، یہ کس قسم کی فرمائش تھی جو سوچ کر ہی
نامہ کی ہوا ٹائیٹ تھی جبکہ نوح اپنی طلب و خواہش پوری کرنے کا ایسا بہانہ
اس سزا کے سبب ہی تلاش سکا تو سزا سے اور پیار ہوا۔

"ن۔ وح! یہ بہت سخت گلو ز ہے۔۔ نہیں اترے گا۔ مجھے لپ مو سچرا نر
کچھ دیر لگا کر سکرب کرنا ہو گا"

وہ روبرو ہوئی تو کافی خوفزدہ تھی۔

"تمہیں ہونٹوں کو رگڑنے کی پرمیشن کیسے دے دوں جبکہ انکو میں نے بھی اب تک خود کوئی درد نہیں دیا۔ اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو۔ میں بہت پیار سے مٹاؤں گا"

وہ اسکی کسی بات کو سننے کے موڈ میں نہ تھا تبھی نامہ نے ہارمان لی جبکہ نوح نے وہ رنگ تو اپنے استحقاق کے رنگوں سے بدلا پر معاملہ اتنا بڑھ گیا کہ ان دو کو بہت زیادہ قریب آنا پڑا، ڈریس کاسٹپ تو کہیں بیچ میں رہ گیا، سب خود بخود ہی ہوا کہ ہفتے کی ساری محبت نامہ پر لٹائے وہ بازو اور ہاتھ کے درد کو بھی بھول گیا، اک پل تو نامہ کو لگا یہ نوح کا اسے ہتھیلانے کا کوئی سازشی پلین تھا پر اپنے بال ڈرائے کرتے ہوئے سوچتی وہ خود ہی خیالات کی نفی کر گئی پھر جب نظر اپنے اور بیجنل پنک ہونٹوں پر گئی تو دل چاہا کہیں آسینے کی نظر سے بھی او جھل ہو کر چھپ جائے۔

"آہ نوح! میں کسی سے شکایت بھی نہیں کر سکتی کہ آپکو ایکسٹرا روٹنگ ہونے پر پولیس پکڑ کر لے جائے۔ اور ایسی کسیر جو سنگین مشکل ڈال دیں ان پر جیل میں ڈال دے۔۔۔۔"

وہ اپنے ہی خیالات میں ڈوبی سوچ رہی تھی جب نوح کا فون رنگ کیا، نوح شاہور لے رہا تھا، شام کے سات بجنے والے تھے، نامہ نے نزدیک ہوتے اوپر نام دیکھا تو امتاب تھا، نوح بھی شاہور لیے ہاتھ روپ پہنے نکلا تو نامہ کو جس خطرناک نظروں سے سرتاپیر تاڑتا فون تک گیا وہ کان کی لو تک سرخ پڑی مگر جناب نے فون اٹھانے تک زرا سنجیدگی اختیار کی اور نامہ اس کے لیے کپڑے نکالنے ڈریسنگ کارنر کی طرف چلی گئی۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"ایک گھنٹے تک تمہیں اریسٹ کرنے آرہا ہوں"

نوح نے امتاب کی افسردہ سی دھمکی کو مزاق ہی لیا۔

"کس جرم میں انسپکٹر صاحب، تمہاری بھینس کھول کر لے گیا ہوں یا جیب کاٹ لی۔؟"

وہ سراسر غیر سنجیدہ تھا پر امتاب کی آواز اور لہجے کی تکلیف اور اگلی روداد پر نوح کی شرارت بھی تھم گئی۔

"واٹ! پر جو سٹیبل رپورٹس ماوی سر نے بھیجوائیں۔ انکے باوجود ہیلتھ انکوائری ڈیپارٹمنٹ مجھے اریسٹ کیسے کروا سکتا ہے۔ تم نے بتایا نہیں کہ سرجری کیسی ہوئی؟"

نوح کے ماتھے پر اس غیر انصاف فیصلے پر بل پڑے۔

"کیونکہ تمہاری پہلی رپورٹس کسی نے ماوی سر سے پہلے بھیجوا دیں۔ جس پر

وہ لوگ برہمی کا شکار ہیں۔ سٹیبل رپورٹس بھی انکا غصہ کم نہیں کر

سکی۔ تمہاری جاب لے لی گئی، انکوائری پوری ہونے اور کیس ختم ہونے تک

تم نظر بند رہو گے۔ میری ٹیم کی نگرانی میں۔ لیکن یہ کیس زیادہ نہیں چلے گا۔ ہو سکتا ہے پہلی ہی ہیرنگ میں کلئیر ہو جاو لیکن مہینے بھی لگ سکتے ہیں۔"

نوح نے کن پٹی سہلانے کے بیچ تھکی سی سانس لی اور کچھ مزید انفارمیشن لیتے کال ڈسکنکٹ کی تو نامہ اسکے کپڑے لا کر اسی کی طرف آئی۔

"مجھے جانا ہو گا نامہ"

وہ نامہ کے ہاتھوں سے کپڑے لے کر میٹرس پر پھینکے اسکے دونوں بازو پکڑ کر جس طرح دھڑکن روک دیتے بولا، نامہ کے چہرے کی ساری سرخیاں، خوف کے گہرے بادلوں کی لپیٹ میں آئیں۔

"ک۔۔ کہاں؟"

بولتے ہوئے اس لڑکی کے لب کپکپا گئے، وہ اسکو اپنے سینے سے لگا گیا۔

"وہ مجھے اریسٹ کر رہے ہیں۔ جب تک کیس چلے گا"

مجھے اپنی جاب اور فیملی سے دور ایک وی آئی پی جیل میں رکھا جائے گا"

نامہ اس سے دور ہوئی، اسکو اپنے حصار میں ہنوز قید کیے ہی بے یقینی سے نوح کو دیکھنے لگی۔

"کیسا کیس؟۔۔ کیسا جرم؟"

نامہ کی آواز لڑکھڑا کر رہ گئی، کچھ دیر پہلے کی سوچ ایسا بھیانک روپ بدلے گی اس نے کب سوچا تھا، سینہ گھٹنے لگا۔

"مینٹلی ان سٹیل ہونے کے باوجود میں نے ایک

ر سکی الیکٹروسرجری کی۔ اس جرم میں۔ کسی نے میری رپورٹس ہیلتھ انویسٹیگیشن ڈیپارٹمنٹ آف از میر کو دے دی"

اک آزمائش ٹلی تھی کہ اک اور جدائی سر پر آن پہنچی۔ نامہ نے پھر سے ڈر کر سر نوح کے سینے سے لگایا۔

"مجھ سے دور مت جائیں۔ سب کے پاس ہوتے

ہوئے بھی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ جیسے آپ

لوٹیں گے اور نامہ کہیں نہیں رہے۔۔۔"

وہ اسکے ہونٹوں پر انگوٹھے کی پور جماتا غصے کی قوت سے بھری آنکھوں سے دیکھتا سامنے کیے روک گیا، اس لڑکی کی ہچکی سی بندھ گئی۔

"تم میرے پاس آجانا۔ جب بھی ڈر لگے۔ وی آئی پی مجرم ہوں، بیوی کے ساتھ سیل روم میں رات گزارنے کی پرمیشن مل جائے گی"

پیارے نامہ کے آنسوؤں کو پونجھتے وہ شرارت سے بولتا نامہ کو بھی اداس سہی مسکراہٹ بخش گیا۔

"نوح۔۔ یہ مشکلیں کب ختم ہوں گی۔"

پھر سے ان بھوری آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے بھیگی سانس کھینچتے وہ نوح کا چہرہ ہاتھوں میں بھر گئی۔

"میں نے اللہ سے تلافی کی راہ پوچھی تھی۔ کہا تھا مجھ سے نامہ مت واپس لیجئے گا، بدلے میں میری جتنی چاہے آزمائش لے لیں۔ یہ سب تلافی ہو رہی ہے میری روح"

وہ ان گرم نرم ہاتھوں کو باری باری چومتا اسے آنے والے بہت اچھے وقت کی نو عید سنار ہاتھا، محبت سے یقین دلار ہاتھا، اور وہ کر رہی تھی۔

"اوہ نوح! تو اگر کبھی دن میں مجھے آپ یاد آئے؟"

میں کیا کروں گی جب آپ دیکھائی نہ دیے؟"

وہ اسکے گلے لگتی پھر سے خوف سے سر دپڑنے لگی، اف اس شخص کے دور و او جھل ہونے کا خیال مار رہا تھا۔

"میں تمہیں دن کو بھی میسر ہونے کے لیے اس شہر

کے ہر قانون سے لڑ جاؤں گا۔ پھر تمہیں اپنی جدائی میں تڑپنے نہیں دوں گا۔ یہ میرا تم سے پہلا وعدہ ہے"

نوح نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، ماتھا چوم کر عہد باندھا اور اب قیامت آتی یا طوفان، وہ سنبھلنے کی ساری طاقت واپس پاچکی تھی کیونکہ اسکے پاس نوح ادا دوغان جو تھا۔

"ہاں مجھے آپکی محبت اور ایو یلیبلٹی پر ناز ہے پر خود کو مشکل میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے آپکے ہاتھ کی فکر ہے۔ اور سنیں آپکا ٹرمینٹ کیسے ہو گا؟ اگر یہ بات ہیلتھ کیئر کو پتا چلی کہ آپ اریسٹ ہونے کے باوجود سٹیبل ہیلتھ کا مدعا لیے بھی انجکشن لگوا رہے ہیں؟ پھر؟"

نامہ نے روبرو ہوتے اک نئی پریشانی سامنے رکھی جس پر نوح نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سمائیل دی۔

"تمہیں انجکشن لگانا سیکھنا ہو گا۔ روز ملنے آو گی تو چپکے سے لگا دینا۔ ویسے یہ کام امتاب مہمت سے بھی کروا سکتا ہوں لیکن میں کمفرٹیبیل نہیں ہوں۔"

نامہ نے جلدی سے پریشان ہوتے سر نفی میں ہلایا۔

"پاگل ہو گئے ہیں؟ مجھے کیسے آ سکتا ہے۔ چلیں آ بھی گیا تو میری تو روح پرواز کر جائے گی انجکشن لگاتے ہوئے۔ میں تو دیکھ کر ہی ڈرتی ہوں اسے"

وہ روہانسی ہوئی، بھلایہ کونسے ستم تھے جو وہ آدمی ایسی ڈیمانڈ کرے ڈھانے پر اتر ا تھا۔

"تم انجکشن سے ڈرتی ہو؟"

وہ اسکی مرجھائی آنکھیں بغور تکتا اسکی ٹھوڑی سے چہرہ اوپر کیے محظوظ ہوتا مسکایا تو نامہ نے فوراً معصومیت سے اعتراف کرتے سر ہلایا۔

"میں امانت سے سیکھ لوں گی پر آپ کو بے چین ہونے نہیں دوں گی۔ نوح اپنا خیال رکھیں گے ناں آپ؟ میرے سامنے آپ خود کے ساتھ اتنی بے رحمی کر جاتے ہیں، مجھ سے او جھل ہوئے کیا کیا نہ کر دیں گے۔ مجھے یقین دلائیں ناں آپ ٹھیک رہیں گے"

اس بار وہ پھر سے نوح کے جانے پر پریشان ہوتی اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر گئی، اف ایک بار پھر وہ اس سکون کو بیاں کرنے سے قاصر ہوا۔

"میں بس تمہیں مس کروں گا، روز آو گی ملنے؟"

اس آدمی کی حسرتیں اور محبت تو کچھ الگ ہی تھے، نامہ نے فوراً سر ہلایا، آنکھیں دکھی سہی پر امید کی کرنوں سے ہرگز خالی نہ تھیں۔

"تمہارے پس!"

وہ اسے بازوؤں میں ہی تھامے کھڑا یکدم نامہ کے ہونٹوں کو پوائنٹ کر گیا، نامہ نے شکایتی انداز میں نوح کو دیکھتے پھر آنکھیں نم کر لیں۔

"میں بال ڈرائے کرتے پتا ہے کیا سوچ رہی تھی، آپکو ایکسٹرا روٹنگ ہونے پر کوئی اریسٹ کیے جیل میں ڈال دے۔۔ یہ بس پیار میں

سوچا۔ اب۔ م۔۔ مجھے کتنا برا لگ رہا ہے جیسے میری ہی آہ لگ گئی ہو۔ اف"

دھیرے سے وہ آنکھیں گیلی ہوئیں پر نوح نے اسے ہنس کر اپنے سینے میں گھوٹ لیا، کوئی اتنا کیوٹ اوپر سے سچا کیسے ہو سکتا ہے۔

"تمہاری آہ لگنی بھی چاہیے تھی، میں نے ساری حدیں پار کر دیں چھپورے پن کی۔ لیکن کیا کروں میں بہت اچھا ہسبنڈ بننے کی کوشش میں کچھ زیادہ ہی کامیاب ہو جاتا ہوں ہر بار۔"

وہ شوخیاں مارتا ہوا نامہ کو بھی مسکرا نے پر مجبور کر گیا، وہ اس کے لیے ہی تو مسکرا رہا تھا تا کہ نامہ اس وقتی آزمائش کے آگے افسردہ نہ ہو جائے۔

"اچھا ہسبنڈ نہیں۔ میری جان"

وہ بھی بھرپور گلے لگے جسم کی ساری تھکاوٹ بھول گئی جو نوح کی قربتوں و شدتوں نے نامہ کے انگ انگ کو ابھی بے وقت دان کی تھی۔

"تم نے صارم کو بھی کہا تھا میری جان۔۔ اب اسکی ویلیو نہیں"

وہ خفا ہوا تو نامہ گھبرا کر زرا حصار میں رو برو ہوئی۔

"اف وہ دوسری والا جان تھا، بہن بھائی والا"

وہ سخت اداس ہو کر صفائی دینے لگی پر وہ کہاں ماننے والی شے تھا، ایک نمبر کا

ہڈ دھرم!

"نو۔ تمہارے لیے جانیں دو طرح کی ہوں گی پر میرے لیے ایک ہی طرح

کی ہے۔ میں نے تمہارے سوا یہ نہ کسی کو مانا ہے نہ کہا ہے۔ تو بتاؤ میں ایسی

نا انصافی کیسے برداشت کروں؟"

وہ بھی اصولی تقاضا کر رہا تھا اور اس پر پہاڑ کی طرح ڈٹ بھی گیا، نامہ کا دل سا گھٹنے لگا۔

"میں بھی دوبارہ نہیں کہوں گی۔ کیا معافی ملے گی؟"

اتنے پیار سے تو جان مانگی جاتی ہے تاکہ اگلا بے بس ہو اور انکار نہ کر سکے یہ تو پھر نامہ کا چھوٹا سا تقاضا تھا۔

"دل تو نہیں چاہ رہا"

وہ جان بوجھ کر مزید پھیلا، نخرے دیکھانے کا موڈ تھا، نامہ کا گلاب چہرہ اتر اتو نوح نے اسکی نوز سے اپنی نوز رب کرتے مسکرا کر نامہ کا اتر اچہرہ واپس کھلا سادیا۔

"اوکے فائن۔ لاسٹ وار ننگ ہے۔ میری تم سے جڑے ہر معاملے پر نظر ہے۔ تمہارے منہ سے نکلے ہر لفظ پر بھی۔ اچھا سنو!"

وہ اسے اول اچھے سے اہمیت جتنا تا اسکا ہاتھ پکڑے میٹرس کی طرف بڑھا اور اسے بٹھا کر خود بھی ساتھ بیٹھا، وہ بھرپور طرح متوجہ ہوئی۔

"دیشا کی طرف سے محتاط رہنا۔ اور جب بھی باہر نکلو تو آنکھیں کھلی رکھنا۔ میں جلدی نکل آؤں گا پر تب تک اپنی حفاظت کرنا۔"

نامہ نے اسکی تاکیدوں کو پلو سے باندھا پھر آگے سرکتی اسکے سینے میں چھپ سی گئی، اس پہاڑ آدمی کو بازوؤں میں قید کرے وہ پوری دنیا گرفت میں پالیتی تھی، نوح کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ سجی۔

"نوح! وہ لیٹر لے جائیں۔ پڑھ لیجیے گا"

نامہ نے آس سے کہا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"ابھی اسے پڑھنے کا صحیح وقت نہیں شاید، تم ٹھیک ہو؟ جب میں واپس آؤں گا تم وہ ڈریس پہن کر دیکھاو گی ناں؟"

نامہ نے اسکے چہرے کی طرف چہرہ اٹھایا پھر بھاری دل کے ساتھ ہی ہنس پڑی، اسے کوئی ریلوئنگ ڈریس پہن کر نوح کو بہکانے کی ضرورت ممکن تھا تا عمر نہ پڑتی، یہی سوچ کر وہ ہنسی اور اسکی ہنسی کو بنا درد پہنچائے نوح نے اسکے ہونٹوں سے اچکتے اپنا ڈھیر سکون نامہ میں اتار دیا، ہاں یہ وہ واحد معاملہ تھا جس میں وہ احتجاج نہیں کر سکتی تھی۔

"آپکے مجھ سے راضی رہنے تک مجھے کسی ریلوئنگ ڈریس کو پہننے کی ضرورت نہیں پڑے گی یہ بات کچھ دیر پہلے آپ نے ثابت کی ہے۔ ہاں آپ کبھی روٹھ گئے پھر کروں گی دوبارہ یہ ہمت، صرف تبھی یہ کام کرے گی۔"

وہ مسکراتی گھبراتی نوح کو سراسر بہکا آدمی کہنے کی کوشش کر رہی تھی جسکی ساری حسیں بس نامہ کو سانس لیتا دیکھ کر ہی بے قابو ہو کر مچلنے لگتی تھیں۔

"اور تم سے کیسے روٹھ سکوں گا کبھی؟"

وہ جانتا تھا ایسا ہوش و حواس میں تو ممکن نہیں۔

"کیا پتا وقت بدل جائے، آپ جیسے میرے لیے پوزیسو ہیں، آپ نے تو پل پل روٹھے رہنا ہے کہ میں نے بے بی کو ٹائم دیا، اسے کس کی، اسے چھوا ہے، اسے فیڈ کروایا، اسکو ہگ کیا ہے"

نامہ یہ سب بتاتی خفیف سا شرمائی کہ بچے کی خواہش اب تو بہت زیادہ بڑھ گئی، نوح کا دل دہل گیا یہ سوچ کر کہ یہ سب نامہ کرے گی۔

"تم یہ سب میرے سامنے کرو گی؟ مجھے جلاو گی؟ مجھے ان فیوچر تڑپاو گی۔؟"

وہ خواہ مخواہ بگھڑنے لگا، نامہ نے ایسی جرت بھی کیسے کی، سوچ کر دل کو صدمہ لگا، وہ پھر ہنسی اور سر بھی ہلایا۔

"دن بھر یہ سب کرنے کے بعد رات کو ایسا ہی کوئی ڈریس پہن کر بہکا کر منا لیا کروں گی آپکو"

وہ فوراً شیر مسکرائی جبکہ اس لڑکی کی خطرناک پلاننگ سنے نوح بھی کہیں اندر سے مسکرایا لیکن ظاہر نہ کیا۔

"تم بے بی کے لیے بہت ایکساٹڈ ہو؟"

یکدم ہی نوح نے اسکا ماتھا چوما، نامہ نے پہلے بھی جب ماں بننے کا ذکر کیا وہ بہت زیادہ خوش دیکھائی دی اور آج بھی، نامہ کے چہرے پر بے پناہ خوشی و حیا ساتھ اتر آئی۔

"ہمارے بے بی کے لیے۔ آپکی سوچ سے زیادہ ایکساٹڈ ہوں۔"

نامہ کی گالوں پر اترے گلاب اسکے اندر کے سکھ کو نوح تک ارسال کر رہے تھے، وہ کتنی دیر نامہ کو ہی دیکھتا رہا، کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔

"اور میں تمہارے مکمل ہونے کے لیے ایکساٹڈ ہوں۔ ہمارا بچہ تمہیں مکمل کرے گا"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر چومتی سر فوراً نفی میں ہلا گئی تو وہ حیرت بھرا مسکرایا، کیونکہ اس نے ہاں سوچی تھی۔

"آپ نے مکمل کیا ہے مجھے۔ ہمارا بچہ تو ہمیں مزید سیر کرے گا۔ تھینکیو"

وہ بہت پیار سے سرگوشی میں بولی تھی، یہ تھینکیو کس لیے تھا جان کر نوح کو خوا مخواہ سرور آیا، پر امتاب کی کال نے اسے وہ سرور نامہ میں اتارنے نہ دیا۔

"وہ آگیا ہے لینے۔ میں نکلتا ہوں۔۔ بابا اور صارم کو ایسے بتانا کہ وہ کم سے کم فکر مند و پریشان ہوں۔ اور ہاں تمہاری محبت، تمہارے لاڈ، تمہارا جنون، تمہاری ساری فکر میری ملکیت ہے تو خوا مخواہ کسی سے فری مت ہونا۔ تھوڑا سا پیار کر سکتی ہو تم اپنے اور میرے بابا اسکے علاوہ مانیہ صارم کو۔ باقی ساری کی ساری میری ہو۔"

وہ فون پر آتے نوٹیفکیشن کو بنا کھولے ہی پڑھتا نامہ کو بازوؤں کے ہالے میں لیے ہی اٹھ کھڑا ہوا، امتاب دس منٹ میں ہی پہنچ آیا تھا لینے کیونکہ وہ سارا انتظام کرنے والا تھا، زر نوح کو بریف بھی کرنا تھا۔

نامہ ہر ہر تاکید پر دل و جان ہار رہی تھی پھر نوح نے اسکے اقرار پر الوداعی گلے لگایا، روح تک اسے اپنے اندر محسوس کیا۔

"میں مس کروں گی۔ اور جلدی آؤں گی ملنے۔"

روبرو ہوتے ہی وہ بہت لاڈ سے بولی، نوح نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے دگنی محبت سے اسکا ماتھا چومنا، پھر دونوں گال، جیسے وہ اسے ایڈوانس اپنا آپ سونپ رہا ہو پھر اک آسودہ لمس لبوں کے حوالے کرتا اسکی گردن کو بھی دیوانگی سے چومے نامہ کو ایک منٹ میں مدہوش کر گیا، وہ سہم سا گئی کہ اس محبت بھری لمس کی بو چھاڑ کے بنا کیسے اتنے دن رہے گی۔

"بس کریں ناں۔۔۔"

وہ روہانسی ہونے لگی تو نوح نے اپنے آپ کو روک لیا۔

"جیسا تم کہو۔ چلتا ہوں۔۔۔ جلدی ملتے ہیں۔ پریشان مت ہونا روح پارم"

وہ اسکا ہاتھ چومے اک نئے محبت بھرے نام کو عطا کرے اپنا فون اٹھائے
 دروازے کی طرف بڑھا اور ڈور کے پاس رک کر فلائنگ کس کی تو وہ رونے
 کا سیشن شروع کرتی نامہ بھیگی آنکھوں سے ہی ہنس دی۔

"ایسے ہی ہنستی رہو۔ میرے جیتے جی یہ ہنسی تم پر صد اراج کرے گی۔ بائے
 بیوی"

پیار سے وہ ان بھیگی بھوری آنکھوں کو کھوجے کہہ کر باہر نکل گیا اور نامہ تمام
 تراداسی کے مسکرا دی، وہ مسکرا نے پر مجبور کرتا تھا، وہ نامہ کا سکھ
 تھا، سکون، نشاط اور قرار ملتے تو نوح ادا دوغان بنتا، وہ اسے دعاؤں کے حصار
 میں قید کر رہی تھی، اپنے سارے ڈراک طرف کیے۔
 دعا، سکھ، اطمینان اور مضبوطی ملتے تو نامہ ادا دوغان بنتی تھی۔

نوح نے ان دو کا بہت ہی وی آئی پی جگہ ڈنر اریج کر دیا تھا، جسکے لیے دونوں نے ڈریسنگ بھی سیم کی، مانیہ نے بلیک شائنی ون پیس لیئر ڈریس پہنی تھی جو نیچے سے اور بازوؤں سے بالکل باڈی فلیکسیبل تھی اور نیچے ایک کٹ تھا جو چلنے میں مدد دیتا، بلیک ہیلز کے ساتھ اس نے بلیک ڈائمنڈ کے ایئر رنگز پہنے تھے، اور باقی وہ تھی ہی اتنی خوبصورت کے کسی اور چیز کی ضرورت نہ تھی جبکہ اماٹل نے بھی بلیک سوٹ ہی پہنا تھا، مانیہ نے بھی ٹھنڈ کی وجہ سے کوٹ پہنا جو ریسٹورنٹ جا کر اتار بھی دیا۔

"ہیو آسٹ ڈارلنگ"

وارفتہ نگاہوں میں اپنی بلیک میں ستارے کی طرح دمکتی حسینہ کو کرسی پیچھے کر کے بٹھائے اماٹل نے اسکے شانوں سے کوٹ اتار کر ویٹر کو تھمایا جبکہ خود بھی وہ بلیزر کے بٹن کھول کر بڑے سکون سے سامنے بیٹھا، دونوں بلاشبہ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

"لگ رہا ہے دوستارے آسمان سے اتر آئے ہوں۔ یولک سو سیکسی"

مانیہ نے اول تو اپنی بھی تعریف ساتھ کی پر آخری جملہ کہتے وہ مبہوت ہوئی
اس سامنے بیٹھی ملکیت پر۔

"ہنڈ سم کیوں نہیں کہا؟"

وہ ماحول میں آگ لگاتے فسوں کو قابو کرنے کے لیے موضوع بدل گیا، مانیہ
نے انچ بھی اس سے نظر نہ ہٹائی حالانکہ وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ ہوش
اڑنے پر اما نل اپنی انگلیاں کاٹ لینا چاہتا تھا پر ڈیسنٹ مین بنا بیٹھا تھا۔

"جو صرف آنکھوں کو اچھا لگے وہ ہنڈ سم لیکن تم تو میری آنکھوں کے ساتھ
دل، روح، جسم اور ہونٹوں کو بھی اچھے لگ رہے ہو۔ بتاؤ کہاں ہے میرا
قصور۔ جو اتنا اچھا لگے اس کو ہنڈ سم کہنا زیادتی ہوگی"

وہ آج سراسر بہکے موڈ میں تھی اور ابھی ان دو کو علم نہ تھا کہ نوح نے انکے
لیے ایک اور سر پرانز بھی ارنج کیا ہے اور وہ تھا اسی ریسٹورنٹ کے وی آئی

پی کپل ریزاٹ میں ایک سمو تھ نائیٹ سٹے۔ وہ دونوں کو سوئیٹ ڈش کے ساتھ معلوم ہونا تھا۔

"زیادتی تو تم کر رہی ہو۔ ایک تو ایسے سچ کر آئی ہو اور اتنی دور بیٹھی ہو۔ تمہاری باتیں درجہ حرارت بڑھا دیں گی"

اک طرف وائلن پلے ہو رہا تھا، یہ پوری جگہ صرف مانیہ اور امانل کے لیے ریزرو کی گئی تھی، رومانوی ماحول نے آگ لگا رکھی تھی، سب بے حد حسین تھا۔

دھڑکنیں اپنی ڈگر بھلا رہی تھیں۔

"آج تمہیں قابو کر لوں گی، تو اچھا ہے تھوڑے بے قابو ہو کر میرے لیے

آسانی پیدا کرو۔ ویسے تمہارے آگے مائیکل موررون بھی پانی بھرتا

ہے۔ اتنے ہاٹ کیوں ہو؟۔۔ دیکھو میری سکن سلگ رہی ہے تمہاری

ہاٹنس سے"

وہ اپنے بازو دیکھا رہی تھی جو فل تھیں پر جب اس نے فلیکسٹبل آستین اوپر کی تو مانیہ کے رونگٹے کھڑے تھے، امائل کی آنکھوں میں لمحہ لگا سرور بھرا۔

"بھو کی ڈار لنگ، اس بھوکے شیر کو ہینڈل نہیں کر سکے گی تو کچھ کھالو۔"

وہ میسنا فوراً نظر ہٹا گیا، ویٹر کو اشارہ کیا جو دونوں کی سروس کو فوراً پہنچا، یہاں ہر طرح کی ڈنر کوزین تھی پر دونوں نے کافی سنپل ڈنر آرڈر کیا جس میں کچھ فش سوپ، سٹیک، مٹن کے کچھ فلیور ایبل سنیکیس، جبکہ عرابک رائس جو بکرے کی پوری ران سمیت ایک پلیٹر تھا، دونوں نے ایک دوسرے کو بہکی پر تپش و پر طلب سیاہ آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر وہ ہلکتی میل انجوائے کیا، ہاں نظروں کا قہر ایسا تھا کہ بیٹھے بیٹھے کچھ ہونے لگا، مانیہ کی نظروں میں حاوی بے باک ارمان گننے ناممکن تھے تو امائل کے تیور سراسر خطرناک۔

ڈنر ہوا تو ویٹر ایک کیر مل پڈنگ جو کہ انار کے دانوں کے مکسچر سے بنی تھی، دونوں کو سرو کرنے لایا تو اس منی ٹرے میں دو چھوٹے سے گلاس کپ باولز کے ساتھ ایک بہت ہی بنارسی قسم کا انویلپ تھا۔

"یہ آپ دو کے لیے نوح سر کی طرف سے گفٹ ہے"

دونوں ہی حیران تھے، مانیہ نے جلدی سے وہ انویلپ اٹھایا تو امائل نے ویٹر کو جانے کا اشارہ کیا۔

"کیا ہے؟"

امائل نے فوراً بے قراری سے پوچھا جبکہ مانیہ کے چہرے پر سرخیاں سی چھلکیں۔

"یہ وہ ہے جو نوح کو ہمیں پر اپر شادی کے بعد دینا چاہیے تھا، اسی ریسٹورنٹ کے ریزاٹ میں وی آئی پی نائیٹ سٹے۔۔۔۔ اوہ مائی گارڈ۔۔۔ سرو سیز چیک کرنا۔ یہ اتنی ہائٹس ہم کیسے ہینڈل کریں گے؟"

مانیہ نے ڈرتے ڈرتے وہ انویلیپ امانل کو تھمایا جس میں تمام کپل سروسیز تھیں، یہ سٹے دراصل سہاگ رات ٹائپ کا تھا، کیونکہ ہاٹ شاور، سٹیم شاور، باڈی مساج وہ بھی ایکسپرس ٹرینز کے ہاتھوں، اسکے علاوہ بہت ہی لگژری روم جسکے ساتھ اٹیچ لاونج، واش روم اور ذاتی ٹیرس بھی تھا، مکمل پرائیویسی بھی، امانل نے محظوظ نظریں اٹھا کر مانیہ پر جمائیں۔

"ابھی تو تم کہہ رہی تھی مجھے قابو کرو گی۔ کر لینا اب دیکھو آگ ہی آگ لگنے والی ہے۔ بھائی نے کوئی کسر نہیں چھوڑی میری بینڈ بجانے کی"

اف وہ ڈراسہا معصوم آدمی جسکے اندر یقینا لڈو پھوٹ رہے تھے لیکن سچ میں مانیہ کے ارادے اب کمزور پڑ رہے تھے، وہ کہیں اندر سے ڈر رہی تھی۔

"اف اور یجنل ماما ہوں تو ایسی"

وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھے شرمائی تو امانل ہنسا، اس نے وہ پڈنگ اٹھ کر مانیہ کے ساتھ بیٹھے اسے خود سپون میں بھرے کھلائی جو امانل کی آنکھوں کے مستی بھرے زاویے پر بدحواس بھی ہوئی۔

وہ لوگ جب تک ریزاٹ پہنچے، نونج گئے تھے، کمرے میں انٹر ہوئے تو مہکی سی ایئر فرشر کی خوشبودونوں کے ناک کے نتھوں میں گھسی اک تازگی کا احساس بخش گئی۔

امانل بھی روم میں انٹر ہوا تو نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے مونو گرام پر گئی جو کافی سٹائلش تھا، مانیہ نے کوٹ اتار کر بیڈ کی پائنٹی کی جانب رکھے گہرا سانس بھرے اس پیور وائیٹ اینڈ گولڈن تھیم والے حسین اور کمفی روم کو دیکھا پھر وہ تب چونکی جب کمرے میں ترکش وائلن میوزک چالو ہوا، امانل نے مونو گرام پلے کیا تھا، روم بہت زیادہ رومانوی لک دے رہا تھا، ہر چیز بہت خوبصورت تھی، جبکہ مانیہ نے اپنی طرف آتے امانل کو دیکھتے اپنے اندر سرد سی لہریں اترتی محسوس کیں جو بلیڈز اتار تا اپنے کف لنکس نکالنے کے بعد

شرٹ کے اوپر والے دو بٹن بھی کھول گیا، مانیہ کو ڈر لگنے لگا کہ وہ دیکھ ہی ایسے رہا تھا جیسے آج جان لے گا۔

"م۔۔ میں کہہ رہی تھی اس سین کو شروع سے بھی رہنے دیتے ہیں"

وہ قریب آیا، مانیہ کی کمر میں ہاتھ رکھتے اسے جھٹکے سے سینے سے لگایا تو وہ حواس باختہ سی بڑبڑائی۔

"میں تو آخر تک کرنا چاہتا ہوں"

وہ سر اسر خمار آلود لہجے میں بولا، مانیہ کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ اتری۔

"جاو میری شرٹ پہن کر آؤ، صرف شرٹ"

وہ اسکے ڈریس کی عقب سے زیپ کھولنے لگا جبکہ اسکا تقاضا سننے مانیہ کے جسم سے جان سی سر کی جو زیپ کھولنے کے بعد اپنی شرٹ سہولت سے اتار کر اپنے جسم سے الگ کر گیا، وہ یوں تھی جیسے کاٹو تو لہو نہیں۔

"ا۔ امانل!"

وہ منمنائی تو امانل نے اسکے ہونٹوں پر انگوٹھے کی پور جماتے اسے روک دیا۔

"شرٹ پہن کر آوگی تو سین سٹارٹ کریں گے، ایسے پورے کپڑوں میں

بے شرمیاں تھوڑی پر فارم ہوں گی۔ اس دن جیسے کچن میں آئی تھی

تم، ویسے آو پھر۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا مانیہ نے ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جمادیا، رحم چاہتی

تھی وہ اس سے۔

"ت۔۔ تم مار دو گے مجھے، میں نہیں کر سکتی تمہارے اس موڈ میں ایسا

کچھ۔ ہم بس کسیر کرتے ہیں۔ cuddles بھی۔ ہگز۔۔۔ یہی سہہ سکتی ہوں"

وہ فوراً سے فطری حیا کے زیر اثر التجاء کر اٹھی جس پر امانل نے اسکی زیپ بند

کرتے مانیہ کے ہونٹوں پر جھکے کچھ دیر اپنی آگ سرد کی، یہ سب سمیٹنا کافی

مشکل تھا۔

"کیا تم میرے ساتھ ڈانس کرو گی؟"

وہ اسکو آزاد کرے اپنے آپ کو سنبھالتا ہوا ہاتھ بڑھا گیا تو مانیہ نے شکر کا سانس بھرے جلدی سے ہاتھ اماٹل کے ہاتھ میں تھمایا، اماٹل کی نظروں کی حدت کے سبب مانیہ کو ویسے ہی ہر طرف نادیدہ آگ محسوس ہو رہی تھی۔

"آفلورس۔۔۔۔"

وہ شکر کر رہی تھی کہ اماٹل نے اسے بخش دیا پر یہ سراسر مانیہ کی غلط فہمی تھی۔

مانیہ نے اسے جیسے ہی ہاتھ تھمایا وہ کسی پروفیشنل کی طرح ہاٹ مووز کے ساتھ ڈانسنگ ریج میں اسے لاتے اپنی قربت کے لیے پرسکون کرنے لگا، اسے کمفرٹبل اور پر اعتماد کرنا ضروری تھا۔

مانیہ بس محبت سے اسے تک رہی تھی پھر جیسے شرارت سی سو جھی۔

"یہ سٹیپ تو اس سین میں نہیں تھا امانل"

وہ ہلکا ہلکا مسکرا رہی تھی، جبکہ وہ اسے سر کو لیشن میں گماتا بازو کے سہارے بالکل بینڈ کرے زمین کی طرف جھکا گیا، وہ ڈانسنگ کوئین اب ہوا میں معلق سی تھی۔

"کیا یہ ڈانس؟"

امانل نے معصوم بنتے اسی کی طرح اس پر بینڈ ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ کیا تم نے سین ٹھیک سے سنا تھا؟"

وہ اب بھی مسکرا رہی تھی۔

"کاپی نہیں ہوتی مجھ سے۔ رو مینس میں اپنے نام کے جھنڈے گاڑوں گا اور

ویسے بھی ڈارلنگ مجھے ارمان تھا کوئی ہاٹ گرل میرے ساتھ ڈانس کرے

پر گناہ بھی نہ ملے، وہ دیرینہ ڈریم پورا کرنے دو مجھے اور تم بھی تب تک جی
بھر کر سانس لو۔ جو بند ہونے والا ہے۔ ایسی بیوی کے لیے آدمی کا جھومنا بنتا
ہے جیسی تم ہو"

ایسے بے باک جواب پر وہ مسکراہٹ ہلکی کرتی یا چھپا لیتی سمجھ سے باہر ہوا۔
"تم بہت ہاٹ ہو"

وہ اسکے سینے سے لگی ہار مان گئی جبکہ اما نل کا ہاتھ ایک بار پھر مانیہ کے ڈریس
کی زیپ سے الجھا تو مانیہ کی جان لبوں پر آئی۔

"نہیں اما نل"
وہ تڑپ کر اسکی بازوؤں پر دباو ڈالے اسے خود سے دور کرنے لگی۔

"کیوں نہیں؟"

وہ مزید اسے اپنے سینے سے جوڑ گیا۔

"ک۔۔ کیونکہ میں گھبرا رہی ہوں۔ دیکھو اس دن میں نے تمہاری شرٹ اس لیے پہنی تھی کیونکہ پتا تھا تم کچھ نہیں کرو گے، اپنے اندر کی شرارتی مانیہ سے ملوانا چاہ رہی تھی۔ لیکن سچ میں تمہارے اس موڈ کے ساتھ (ہانپتا سانس بھرتی وہ اماٹل کا ویسے ہی ایمان ڈگمگا رہی تھی، اپنے گلابی ہونٹوں کو کھول کر اسکا سانس بھرنا قیامت ہی تو تھا) اف میں نہیں کر سکتی۔ تم بہت زیادہ وہ ہو۔۔ مطلب میری برداشت سے زیادہ۔ میں نے بہکایا تمہیں۔۔ اب میری جان نکل رہی ہے۔ تھوڑے دن اور دو۔ پتا نہیں کیوں کچھ کچھ ہو رہا ہے۔ ایسا میرے ساتھ زندگی میں پہلی بار ہوا ہے۔ شاید اس لیے کہ ہسبنڈ کے ساتھ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔۔ م۔۔ میں ایکسپلین نہیں کر پا رہی"

وہ اسکے اک اک لفظ پر مر مٹا تھا، اس لڑکی کی ہانپتی سانس، اٹکتی آواز، قربت کے اثر سے ڈوبا لہجہ سب ہی ہیوی ٹوہینڈل تھا، وہ اسے ایسی نظروں سے دیکھ

رہا تھا جو سب کچھ خراب کرنے پر تلی تھیں اور وہ دم سادھے اماٹل کے جواب کی منتظر تھی۔

"مطلب تمہیں بخش دوں آج، تو اس روم میں کیا کریں گے پھر ہم؟"

تخل کے سنگ محترم نے نتیجہ اخذ کرتے کمرے کے فسوں خیر ماحول کو اک بہکی نظر ڈالے دیکھا تو مانیہ مزید اسکے سینے کی اور سر کی۔

"ڈانس۔۔ باتیں۔ ہلکی پھلکی ایک دوسرے سے چھیڑ خانی۔۔۔"

وہ فورالب دانتوں میں دبائی حیا نشین آنکھوں سے اپنے ہنڈ سم کو دیکھتی بولی تو وہ بہکنا چھوڑے محبت بھرا ہنسا۔

"ہلکی پھلکی چھیڑ خانی میں کیا کیا ہو گا؟"

وہ اسے خود سے جوڑے متجسس تھا جس پر مانیہ نے ہونٹوں کو اسکے کان سے

جوڑا۔

"وہ سب جو سیو ہو، بات نہ بڑھائے۔ آگ نہ لگائے۔ صبر تھما دے۔ گزارہ ہونا آسان کرے۔ میں شرما نہیں رہی لیکن یہ کیفیت کچھ اور ہے۔ تمہیں ہینڈل کرنے کے لیے مینٹلی اور فزیکلی تیار نہیں ہوں شاید۔

Look at you...

میرا کوئی قصور نہیں۔ تم ہو ہی ایسے کہ مجھ سی بولڈ لڑکی بھی مشرقی لڑکی بن گئی۔ اور آئی فیل اللہ نے یہ قدرتی حیا مجھ میں تمہارے لیے ہی ڈالی ہے تاکہ تمہیں بیوی سے یہ سکھ بھی ملے۔ ہم عشاء پڑھتے ہیں پہلے پھر تم ہلکی پھلکی جی بھر کر مستیاں کر لینا۔ بس میں اللہ سے دعا مانگنا چاہتی ہوں وہ مجھے ہمت دیں"

وہ کتنی دیر مسکراتا رہا، اسے مانہ سے، اس کے پھول جیسے جذبات سے، اس کی کیفیت سب سے از سر نو پیار ہوا تھا۔

"تم جان لے لو گی میری۔۔۔ میں نے سچ میں کبھی نہیں سوچا تھا تم ایسی بھی ہو جاو گی۔ آئی لو ویو سوچ مانہ"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اقرار کرتا کسی انسیت کے اعلیٰ مقام پر تھا جبکہ مانہ تو اس کو دیکھ کر سانس لیتی تھی۔

"آئی لو ویو ٹو"

وہ اسے محبت سے سانسوں کے سنگم پر سانس لینے کے بعد زور سے گلے لگی اور اس سے زیادہ باخدا المائل کچھ چاہ ہی کہاں سکتا تھا، اتنا ہی قیامت تھا، یہی قہر تھا۔

WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب سائٹ وزٹ کریں۔

امتاب نے نوح کو انکوائری ٹیم اور انکے ادارے کے حوالے کیا پر یہ کیس
 امتاب ہی لیڈ کر رہا تھا تبھی اس انکوائری کو لے کر جو بھی پیش رفت ہوتی
 اسکے بارے امتاب سے مرضی پوچھنا اہم رکن تھا، حج کے آرڈر کے مطابق
 نوح کے تمام ٹیسٹس خود ہیلتھ کیئر انویسٹیگیشن میڈیکل میں ہونے کے بعد
 ہی آتی فاسٹل رپورٹس کے بعد اسکی آزادی یا قید کا فیصلہ ہونا تھا جبکہ نوح کی
 نامہ سے ملاقات امتاب کروائے گا اسکا اس نے نوح کو یقین دلایا تھا۔

جبکہ نامہ، نوح کے جانے پر کافی اداس تھی پر اس نے خود کو باہمت رکھنا
 تھا، اسے صارم کی فاسٹ نوڈ پسند کا پتا تھا تبھی اسکے لیے ہوم میڈ پیزا بنا رہی
 تھی، ہاں پہلے کی طرح کو کنگ کرتے اب وہ ایکسائٹڈ نہیں تھی، ویسے بھی
 زندگی میں محترمہ نے کچن کا رخ بہت ہی کم کیا تھا۔

پیزابیک کے لیے رکھ کر وہ باہر آئی تو میکائل کمپنی سے واپس آچکے تھے اور وکیل سے ہی کیس کو لے کر ڈسکشن کر رہے تھے، نامہ نے انکو ڈسٹرب نہ کیا اور گھر سے باہر نکلی، دس بجنے والے تھے، نامہ ٹھنڈی رات میں ہی کھڑی ارد گرد کی خوبصورتی دیکھ رہی تھی جب صارم کی گاڑی کے ہارن پر وہ پورچ کی جانب دیکھنے لگی۔

صارم گاڑی سے نکلتے ہی اسے دیکھ چکا تھا تبھی مسکراتا ہوا اسیدھا نامہ تک آیا، نامہ نے ایک باریک سویٹر پہنا تھا یہ دیکھتے صارم نے جلدی سے اپنی جیکٹ اتاری اور نامہ کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا پہنائی تو وہ صارم کے اس عمل پر دنگ رہ گئی۔

"ٹھنڈ میں ایسے باہر نکل آئی ہیں، بیمار ہو جائیں گی۔ میرا انتظار کر رہی تھیں، یہ بھائی نے گھر ہوتے آپکو اکیلا کیسے۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید بولتا، نامہ اسکے گلے لگی، شاید اپنے اندر کی اداسی دور کرنے کے ساتھ ساتھ وہ صارم کی محبت پر بھی غمزدہ ہو گئی۔

"ہے! کیا ہوا۔۔۔ بھائی میں پھر سے جن تو نہیں آگیا آپو جاناں۔ کیوں اداس ہیں۔ دیکھیں میں اب ٹھیک ہوں۔ میرے لیے فکر مند ہیں؟"

وہ حقیقت میں بے حد پریشان ہوا، نامہ کا یوں خاموشی سے گلے لگنا دل دہلانے سا تھا۔

"سامنے ہوں۔۔۔ بتائیں کس نے ان آنکھوں میں تکلیف اتاری۔ میں اسکا قیمہ بنا آؤں گا۔ اگر بھائی ہیں وجہ تو بھی بتائیں۔ آج جنگ عظیم ہوگی چھوٹے بڑے بھائی کے بیچ"

وہ اسکے روبرو ہوئی، پھر بھیگی آنکھوں سے ہی مسکرا دی کہ صارم کیسے اسکے لیے یکدم بڑا بھائی بن گیا ہے۔

"ہاں وہی وجہ ہیں پر نوعیت الگ ہے۔ انھیں ہیلتھ کیئر انوسٹیگیشن والوں نے اریسٹ کیا ہے۔ انکی ڈرگز والی رپورٹ لیک ہو گئیں۔ پتا نہیں کب تک کیس چلے"

نامہ نے افسردگی سے جب بتایا، صارم دگناد کھی ہوا۔

"اوہ میرے خدا! اک نئی آزمائش۔۔۔ لیکن آپ پریشان نہ ہوں۔ زیادہ لمبا کیس نہیں چلے گا۔ وہ انھیں سمجھائیں گے کیسے سازش کا شکار ہونے کے باوجود انہوں نے اپنا بیسٹ دیا۔ اور پھر وہ پیشینٹ نادر اگر گواہی دے بھائی کے حق میں پھر تو کوئی تک ہی نہیں بنے گی بھائی کو اریسٹ کرنے کی۔ یونو واٹ آپو جاننا، وریام ہو سپٹل کی پوری انتظامہ کو بھائی کی سپورٹ میں کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ اس ظالم اور کرپٹ صابر نے وریام ہو سپٹل کی دشمنی میں ہی بھائی کے ساتھ یہ سب کیا تھا"

نامہ نے حیرت سے صارم کو دیکھا کہ اتنی بڑی بات یہ لا پرواہ سا بچہ کیسے کر گیا اور یہی وہ واحد حل تھا نوح کے بچاؤ کا۔

"یو آر رائٹ۔۔ یہی واحد حل ہے صارم۔۔ یہ مجھے کیسے خیال نہیں آیا۔ تم اتنے جینیس نکلو گے کبھی نہیں سوچا تھا۔ تم تو میرے بہت سمجھدار بھائی نکلے"

نامہ کا خوشی و امید سے چہرہ کھل گیا، یہ بہت بڑا حل تھا جو انکے ہاتھ لگا جبکہ صارم نے فخریہ کالر جھاڑے تو اور پیارا لگا۔

"آپو و جاناں مجھ سے زندگی اور مقدر نے حسرتیں ہی اتنی جوڑ دی تھیں کہ میرے سارے ٹیلنٹ ان تلے دب گئے تھے پر آپ اور مانیہ آپ کی بہنوں اور ماں والی محبت میری حسرتوں کا بینڈ بجا رہی ہے۔ ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے جاناں"

وہ شوخ اور مستی سے بھرانا مہ کے دل کی بہت بڑی ڈھارس بنا کیونکہ ابھی وہ خود پریشان تھی تو فکر مند تھی کہ صارم کو کیسے سنبھالے گی پر صارم نے تو الٹا نامہ کو سنبھال لیا۔

"میری دعا ہے تمہاری ساری حسرتیں تمہارا دامن چھوڑ دیں۔ اچھا سنو۔ میں ڈاکٹر ماوی کو کال کروں؟ کہ وہ وریام ہو سپٹل کے اونر سے بات کریں"

نامہ نے بے قراری سے پوچھا جس پر وہ نامہ کو مسکرا کر ساتھ لگائے گھر میں داخل ہوا۔

"ابھی لیٹ ہو گیا ہے۔ میری ڈیسنٹ سی آپو و جاناں اتنی رات کسی کو کال تھوڑا کریں گی"

وہ صارم کی شرارتی چھیڑ خانی پر نجل سا مسکرائی کہ یہ تو اس نے گھبراہٹ میں سوچا ہی نہیں۔

"اف دماغ جگہ پر نہیں میرا"

وہ بدحواس سی ہوئی۔

"سمجھ سکتا ہوں۔ ہم کل ناشتے کے بعد ساتھ چلتے ہیں وریام ہو سپٹل۔ ڈاکٹر ماوی کو ساتھ ملا کر ہو سپٹل کی انتظامیہ کے ساتھ میٹنگ کر لیتے ہیں۔ اپنا مدعا بیان کریں گے پھر دیکھتے ہیں وہ سب لوگ اپنے بیسٹ ڈاکٹر اور وریام کی جان کے لیے اب وقت پڑنے پر کیا کرتے ہیں۔ اب انکی وفاداری کا امتحان ہو گا۔ کیونکہ میرے بھائی نے اس ہو سپٹل کو بہت کچھ دیا ہے"

وہ چلتی چلتی رکی، اسے ابھی بھی یقین نہ آیا کہ یہ سب صارم کہہ رہا ہے، نامہ کی بھوری آنکھیں نم ہوئیں، ہاں ان میں اک تھینکیو بھی تھا، جو صارم دیکھ سکتا تھا۔

"تم بہت اچھے ہو، میرے پیارے بھائی۔ تمہیں پتا ہے میں نے تمہارے

لیے باربی کیو پیز ایک کر رہی ہوں"

وہ جلدی سے اسے سر پر اتر دیتی مسکرائی تو صارم بے یقین ہوا، ایسی بندی جو فاسٹ فوڈ سے دور بھاگتی ہے اس نے پیزا بیک کیسے کر لیا۔

"واو۔۔۔ آج میری زندگی کا سب سے سپیشل ڈے ہے۔ ان پیارے پیارے ہاتھوں نے میرے لیے اتنا اچھا سر پر اتر بنایا۔ بٹ آپکو بھی کھانا پڑے گا آپو"

وہ اسکے ہاتھوں کو پکڑتا عقیدت سے چومے آخر میں بچاری پر بمب بھی گرا گیا، جبکہ نامہ کے منہ بسور نے پر صارم جیسے ہنسا، وکیل کو نمٹا کر رخصت کرتے میکائل بھی ان دو کی مسکراہٹ پر قربان وہیں چلے آئے۔

"کیا بات ہے میرے بچے بڑے مسکارہے ہیں۔ مجھے بھی بتاؤ۔ ہنسنے کا دل کر رہا ہے یار"

میکائل کے پاس آتے ہوئے متوجہ کرنے پر دونوں گردنیں موڑ کر پلٹے پر اداس ہو کر کیونکہ میکائل کو نوح کے اریسٹ ہونے کا بتانا بہت مشکل ٹاسک تھا۔

"میکائل انکل۔ بات تھوڑی پریشانی والی ہے۔ سمائیل تو یہ کروا رہا ہے مجھے، کیونکہ اسکے لیے پیزاجو بیک کیا جو مجھے کبھی پسند نہیں رہا"

میکائل نے پہلا ہی جملہ سنا کیونکہ وہ یہیں پر پریشان ہو کر دونوں کو دیکھنے لگے۔

"خیریت ہے بچے؟ سب ٹھیک ہے۔۔ کیا بات ہے پریشانی والی؟"

اب کی بار میکائل کی تڑپ پر وہ دو بھی مر جھاسا گئے، پھر گہرا سانس بھرے صارم نے ہی بات شروع کی جبکہ ساری صورتحال اور اپنی دی تجویز بتانے کے بعد وہ ڈیڈ کی سر دچپ جانچ رہا تھا جو کن پٹی کو دو انگلیوں سے سہلاتے لاونچ کی جانب قدم بڑھا گئے، نامہ اور صارم بھی پیچھے ہی لپکے۔

"میں بھی چلوں گا صبح تم دو کے ساتھ، وریام ہو سپٹل والوں نے اگر انکار کیا تو انکی بلڈنگ کی ایک آدھ دیوار تو گرا کر ہی آؤں گا"

میکائل کی تڑپ تو سب پر بازی لے گئی، نامہ اور صارم اداس سا مسکراتے ان جذباتی جناب کے دائیں بائیں بیٹھے کیونکہ میکائل سب سے زیادہ دکھی ہوئے تھے، اپنے بچے کی کبھی نہ ختم ہوتی آزمائشوں پر تھک چکے تھے۔

"ایک ایک ہم دو گرا دیں گے پھر ایک دیوار کے ساتھ وہ وریام والے کیا کریں گے بچارے، ہنہ۔۔۔"

صارم نے شرارت سے جب دونوں کو دیکھا، دونوں مسکرا دیے جبکہ یہ سچ میں تسلی سی ملتی محسوس ہوئی کہ وہ تینوں ہی نوح کو اس مشکل میں نہ دیکھ سکتے تھے اور اب نہ اکیلا چھوڑنے والے تھے۔

نامہ نے پیزا پہلی بار بیک کیا تھا پر بہت چیز ی اور یی تھا کہ خود نامہ ایک پیس کھا گئی، ہاں شروع زبردستی کیا پر اپنے ہی ہاتھ کے زائقے نے مجبور کر دیا

مزید کھانے پر، وہ صارم اور میکائل انکل کی وجہ سے سنبھل گئی ورنہ یہ رات گزرنی بہت مشکل تھی، نوح کے بناء، اس سے رابطہ بھی ممکن نہ تھا کہ وہ اسے بتا پاتی وہ اس کو یاد کر رہی ہے، اس شخص کے او جھل ہوتے ہی اس سے خالی ہو گئی ہے لیکن کیا کر سکتے ہیں، کچھ امتحان ہمیں سنوارنے آتے ہیں۔

.._____..

آرمین پاشا نے رات بہت بڑی پارٹی رکھی تھی جو دراصل ایک طرح ولیمہ ایونٹ تھا، اسکے دونوں بچوں نے شریک ہونے سے انکار کرتے دوستوں کے ساتھ رات باہر نکلنے کو بہتر سمجھا تھا پر دیشا وہ مجبور فرد تھی اس وقت جسے اندر لگی آگ کے باوجود باہر سے اپنا آپ سنوارنا پڑا، وہ ایک نامور اور قابل جج تھا تو اسکے دوست احباب بھی اپر کلاس کے تھے، سب عورتیں مہنگے لباسوں اور ہیروں کے زیورات پہن کر اس محفل کا حصہ تھیں، مرد نفیس سوٹس میں اپنی عمروں سے کہیں جوان لگتے دیکھائی دے رہے تھے۔ آرمین کی بیوی ہونے کے ناطے وہ بھی ڈارک گرین کلر کے بولڈ

ڈریس میں محفل میں جان پھونک رہی تھی بھلے اسکی اپنی جان وجود سے
آرمن صبح ہی نکال چکا تھا۔

وہ پورا ایونٹ لا تعلق سی رہی، آرمن کے دوست احباب اس کے پاس آتے
تو آرمن ہی بات کرتا نظر آیا جبکہ دیشا اپنا وائن گلاس پکڑتی اک الگ کونا
چن کر پورا ٹائم آرمن کا غصہ دہکاتی رہی، اور وہ ملحقہ ٹیرس پر چلی گئی، وہاں
سے گردن موڑ کر دیکھا تو اسکا نیا نیا شوہر وہاں موجود مرد و عورتوں کے بیچ
نور نظر بنا دیکھائی دیا تو دیشا کا دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا، آرمن ان
عورتوں کو خود سے چپکا کر ڈانس بھی کر رہا تھا، مرد اس سے گپیں ہانک رہے
تھے اور دیشا کو ایسا مرد تمام خوبصورتی اور سٹیٹس کے پہلی بار برا لگا۔

"شاید میں نے بہت بڑی غلطی کی آرمن سے شادی کر کے۔ یہ نہ جہانگیر
جیسا صابر ہے نہ فیروز جیسا پر تحمل اور نہ ہی میکائیل جیسا مہربان۔۔۔۔ کیا
میری خود غرضی اور حسد کی اتنی بھیانک سزا ملے گی مجھے؟ اس جیسے مرد کی
صورت؟ میں بھاگ جاتی ہوں یہاں سے"

وہ کر بناک سی سامنے تاحد نگاہ پھیلی تاریکی کو اپنے پیچھے موجود رونق سے قدرے بہتر مان رہی تھی، کیونکہ اسکا ان لوگوں میں دم گھٹ رہا تھا۔

"اندر آؤ دیشا۔ میرے دوست ہم دونوں کے ایونٹ میں آئے

ہیں۔ اس طرح الگ تھلک ہو کر تم اپنی ہی سختی بلارہی ہو میری جان۔ صبح

تمہارے جسم پر صرف نشان بنائے ہیں، ایسا نہ ہو اب جلد بھی نوچ لوں"

یکدم ہی اپنی کمر میں حائل ہوتے آرمین کے بازو پر دیشا کے ہاتھ سے گلاس

ڈر کر چھوٹا اور نیچے گرتے ہی بے شمار ٹکڑے ہو جبکہ آرمین نے جس طرح

اسکی گال سے عقب کی جانب سے جڑتے زبان لگاتے اسے دھمکایا، دیشا کا

پورا وجود ٹھنڈا پڑا۔

"م۔۔ میں چلی جاؤں گی یہاں سے۔ تم جیسے درندے کے ساتھ نہیں رہنا

مجھے"

دیشا نے وہی ہمت دیکھانی چاہی جو اب سے پہلے وہ اپنے تینوں شوہروں کو دیکھا کر دباتی آئی پر اس بار کہانی مختلف تھی۔

"اچھا کہاں جاو گی۔۔۔ تمہارا کوئی ٹھکانہ ہوتا تو میں تمہیں اپناتا ہی کیوں۔ اگر تم مجھے چھوڑ کر پھر بھی جاتی ہو تو اگلی ہی ہیرنگ میں تمہیں تا عمر کی سزا ہو جائے گی۔۔۔ وعدہ ہے میرا۔۔۔"

دیشا اسکی دھمکی پر اذیت ناک ہوئی کہ یہ آدمی سچ میں سائیکو تھا، وہ دیشا کے پیٹ کا ماس ہاتھ میں لیے اسے تکلیف بھی دے رہا تھا کہ دیشا کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"گھٹیا انسان"

وہ پست سا چلائی اور اس بار آر مین کا ہاتھ پیچھے سے اسکی گردن کو جکڑ چکا تھا، وہ دیشا کے پیچھے یوں کھڑا تھا کہ اندر سے کوئی دیکھتا تو مہمانوں کو رومینس کرتا کیل ہی نظر آتا۔

"گھٹیا تو ہوں۔۔ کیا کروں۔ آج تمہیں اپنی صحیح والی درندگی دیکھاتا ہوں۔ زرا مہمانوں کو جانے دو۔ اور اب اگر تم مجھے الگ تھلک نظر آئی تو سب کے سامنے شروع ہو جاؤں گا۔ جو صبح کیا۔ کیونکہ اپنے سرکل میں اپنی ملکیت کے لیے میں ایسا ہی بے شرم، بے غیرت اور پاگل مشہور ہوں۔ مجھے فرق نہیں پڑے گا یہ سب بھی پور* ایڈکٹ ہیں۔ لیکن تم ضرور اس طرح کی شرمندگی کے بعد خود کشی کر لو گی۔ تو میری جان کا پریٹ"

وہ اسکے سینے تک ہاتھ لاتا اپنی درندگی و وحشت دیشا کے وجود میں اتارتا اسے اچھے سے سمجھاتے ہی اسے چھوڑتا دور ہوا اور کمینی سی مسکراہٹ لیے جب محسوس کیا کہ اسکے دوست دیکھ رہے ہیں، فوراً دیشا کی گلے لگتا اسکی گردن پر لب رکھنے لگا، دیشا نے بہت مشکل سے اپنی آنکھوں کے آنسو روکے پر وہ دور ہوا اور اسے سلگتی نظروں سے دیکھ کر اپنا ہاتھ پھیلا گیا جس پر دیشا نے چار و ناچار اس ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھمایا جسے دیشا کا دل کاٹنے کا کر رہا تھا۔

اسکے بعد وہ جبراً ہی سہی آر مین اور اسکے گندے دوستوں کے بیچ رہی، لیکن اسکی برداشت تب ختم ہوئی جب دیشا کے سامنے آر مین نے ایک اپنے ہی عمر کے آدمی کو فریج کس کی، دیشا کو لگا اسکا پورا وجود مٹی ہو کر مسمار ہوا ہے، کسی نے آنکھوں میں وہی مٹی جھونک دی ہو۔

"Meet my boyfriend Amit"

اس پر آر مین کی سفاکیت کی حد کے اس نے اس آدمی کا تعارف بھی کروایا، جبکہ دیشا کو لگا اسکا دل خراب ہو گیا، ابکائی سی آنے لگی تو وہ وامٹنگ جیسا انداز لیے منہ پر ہاتھ رکھتی جب وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی تو آر مین سمیت اسکے دوست لمحہ بھر ساکن ہوئے پھر ہنس دیے۔

"لیڈی پر تو اتنا جلدی اثر ہو گیا۔ لو بھئی نج صاحب کی تیسری اولاد اون دا

وے"

امیت نے جب خباثت سے آنکھ مارے قہقہہ لگائے چھیڑا تو آرمین نے اسکی کمر میں مزاق مزاق میں گھونسا دے مارا جس پر وہ سب ہی خباثت سے ہنس پڑے لیکن آرمین کی آنکھوں کی وہشت بھیانک تھی، وہ اس طرف دیکھ کر حقارت سے بھرا جس طرف وہ بھاگ کر گئی جبکہ دیشاواٹنگ کر کر دہری ہو گئی، اس نے اتنے غلیظ آدمی سے شادی کی کہ خود سے کراہت ہو رہی تھی۔

لیکن اب اسکا رونا کس کام کا، اب تو پانی سر سے گزر چکا تھا۔

آرمین ایک بجے تک پارٹی سے فری ہوئے سب دوستوں کو سی آف کرے ڈرنک سا اپنے روم کی طرف آیا تو دیشا کہیں نہیں تھی، وہ اسی طرح چلتا ہوا واش روم میں گھسا تو وہ اتنی ٹھنڈ میں شاور کے نیچے بیٹھی خود پر چڑھی گندگی دھونے کی کوشش میں آدھی ہو چکی تھی، دیشا نے سرخ انگارہ آنکھوں سے آرمین کو دیکھا جو دروازہ بند کیے اپنا کوٹ اتار کر وہیں پھینک گیا جبکہ اسکو شرٹ اتار تا دیکھے دیشا نے اپنی درد کرتی جلتی آنکھیں زور سے میچ لیں۔

"تمہارے مردوں سے تعلق ہیں، بتایا کیوں نہیں زلیل انسان؟"

وہ اسے بہکے نشیلے انداز میں قریب آتا دیکھے حلق کے بل چلائی تھی، آرمین کی آنکھیں مزید خمار سے بھرتی چلی گئیں، ایک ہی جھٹکے سے آرمین نے اسے بازو سے دبوچتے کھڑا کیا پر دیشا کی آنکھوں کی نفرت ویسی ہی تھی۔

"عورتوں سے بھی ہیں، مردوں سے بھی۔ بڑا رنگین مزاج ہوں۔ تم نہیں ملی مجھے، بیوی پسند نہیں تھی تبھی ادھر ادھر منہ مارتا رہا۔ لیکن اب سوچ رہا ہوں سب چھوڑ دوں اور دن رات تمہیں منہ لگاؤں۔"

وہ دیشا کے بھیگے لباس کو غلیظ نظروں سے دیکھتا چھونے اور نوچنے لگا اور وہ کراہت سے اسکے ہاتھ دور کرتی جھٹک رہی تھی۔

"میں تم پر لعنت بھیجتی ہوں۔ تمہارے ساتھ مزید تعلق بنانے سے بہتر ہے میں مرجاؤں آرمین۔ ابھی کے ابھی ڈائورس دو مجھے مردود، خبیث"

وہ اسکے سینے پر مکے برسا رہی تھی جو اسے دیوار سے لگا کر خود شاور تلے آتا
بھیک رہا تھا جبکہ اسکی گرفت ایسی تھی کہ دیشا کو ویسے ہی موت دیکھائی
دے رہی تھی۔

"اتنی مشکل سے ملی ہو مجھے، ایسے کیسے چھوڑ دوں۔ چلو خود سے آزاد کیا بھی
تو تمہیں کسی اور مرد لائق نہیں چھوڑوں گا۔ کل کی کل دیکھیں گے۔ آج کی
بقیہ پوری رات میں تمہیں بتاؤں گا کتنا ترپا ہوں تمہارے لیے اور ایک
ترپے ہوئے مرد کی دیوانگی جب دردندگی بنتی ہے تب کیا ہوتا ہے۔ اف صبح
تو اک ٹریلر تھا بس جان، اصل فلم تو تمہیں ابھی دیکھاؤں گا۔ بھگی بھگی
فلم"

دیشا نفی میں سر ہلاتی اسے خود سے دور کرے چینیخی پر آرمین کا اس رات
دیشا نے جو روپ دیکھا اسے مرد ذات سے ہی نفرت ہو گئی، پوری رات وہ
جیتے جی مری تھی، سانس باقی تھا پر جیسے ہر حس مر گئی ہو، جو گندا اور غلیظ کام
ہو سکتا تھا آرمین نے سب کیا، گویا وہ انسان تھا ہی نہیں، وہ انسان کی اک

بگھڑی شکل تھی، یہ مکافات سچ میں بہت سخت تھا کہ دیشا کی روح کانپ گئی تھی، صبح سات کے قریب جا کر اس آدمی نے دیشا کو بخشا، جبکہ اس عورت کے پاس مدد کے لیے بس نامہ بچی تھی، دیشا کا پورا وجود زخمی تھا، اسکے ہونٹ سو جھ گئے تھے، اسکی گردن پر نیلے نشان تھے، سرخ بھی نہیں بلکہ درندگی بھرے نیلے اور بھورے نیلے، اسکے حساس اعضاء بھیانک درد میں تھے کہ اس سے اٹھاتک نہ گیا، یہ سب آرمین نے نشے میں کیا تھا جبکہ خود جا کر دوسرے کمرے میں سو گیا تھا، نامہ کی رات بہت ادا اس اور جاگتے ہوئے گزری پر صبح وہ پھر بھی فریش تھی کہ اک امید تھی نوح کو بچانے کی۔

وہ لوگ ناشتے کے بعد نکلنے والے تھے جبکہ نامہ آج میکائل انکل کوریسٹ دیے خود نوح کے گارڈن کے پھولوں کو پانی دے رہی تھی جبکہ صارم بھی جلدی اٹھ کر ڈیڈ کے ساتھ جاگنگ پر نکلا تھا اور نامہ نے میڈ کو ناشتے کا کہہ کر بنوالیا بس لگانے کے بارے یہی کہا کہ صارم اور میکائیل کے آنے کے بعد جبکہ وہ پھولوں کو پانی ہی دے رہی تھی جب اسکا فون رینگ کیا۔

نامہ نے پلانٹ شاور اک طرف رکھتے جا کر ٹیبل کی سطح سے اپنا فون اٹھایا تو ان نان نمبر دیکھے وہ تھوڑی متفکر ہوئی، فوراً سے کال پک کی اور فون کان سے لگایا۔

"ن۔۔ نامہ۔۔۔ مجھے بچالو"

دیشا کی آواز وہ ابھی بھی پہچان نہیں سکتی تھی پر دل میں جیسے ٹیس سی جگی یہ کوئی قریبی ہے۔

"کون ہیں آپ؟ میں نہیں جانتی"

نامہ نے اپنی آواز کو لڑکھڑانے سے بھرپور روکتے جواب دیا جس پر دیشا ہمت کرے اٹھ کر دیوار کا سہارہ لیتی باہر نکلی، آج باہر صبح نکلی تھی پر دیشا کو سب اندھیر لگ رہا تھا۔

"م۔۔ مجھے اپنے بچوں کو ستانے کی سزا مل گئی نامہ۔۔ بری سہی تمہاری ماں تو ہوں۔ مجھے ب۔ بچالو اس درندے سے۔ یہ آدمی مجھے مار دے گا"

نامہ نے سراسر نفی میں سر ہلاتے خود کو کمزور پڑنے سے روکا، بھلا دیشا جیسی عورت کیسے بے بس ہو سکتی ہے، نامہ کو یہی لگایہ اسکی چال ہے کیونکہ دیشا اب اعتبار کے قابل نہیں تھی۔

"آپ کو کوئی انسان نہیں مار سکتا مس دیشا۔ آپ اپنی مرضی کی مالک ہیں۔ اگر آپ کو لگتا ہے میں آپکی کسی بات پر یقین کروں گی تو یہ بھول ہے آپکی۔ آپ میرے شوہر کی دشمن ہیں تو سمجھیں نفرت ہے مجھے آپ سے۔ دوبارہ کال کر کے مجھے کسی جال میں پھنسانے کی کوشش مت کیجئے گا۔ میں اپنے بابا کی طرح صبر و تحمل کے پاس بھی نہیں بھٹکتی"

نامہ نے سخت لہجہ کیا اور اس سے پہلے دیشا کوئی یقین دلانے کو بولتی، نامہ نے ناصر ف کال کاٹی بلکہ فون ہی سوئچ آف کر دیا اور جیسے اپنی آنکھوں کی نمی ضبط کی وہ صرف نامہ ہی کر سکتی تھی۔

جبکہ دیشا نے بھیگی آنکھیں لیے اپنی گردن اور ہونٹ کی تصویر بنائی اور نامہ کو بھیج دی کہ وہ اب تو یقین کرے گی پر وہ اتنی دکھی اور ناراض کے فون ہی بند کر دیا، دیشا نے مدد کے لیے نامہ کو اس لیے پکارا تھا کہ وہ صارم اور مانہ سے کہیں زیادہ بہادر اور مضبوط تھی، شاید دیشا کو سمجھ آگئی تھی اسکی کوئی بھی اولاد فضول نہیں تھی، جب نامہ نے میسج ریسونہ کیے تو دیشا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، کہ اک مدد کا جو سہارہ تھا جو بھی نالاں ہے۔

"کیا چاہتی ہیں یہ ہم سے اب، میرے منہ پر دھمکی دے کر گئیں کہ میرے نوح کو مار دیں گی۔ ت۔۔ تو اب یہ ایسے حربے آزما کر مجھے کمزور نہیں کر سکتیں۔ ماں ہوں گی پر نوح میرا سب کچھ بن چکے ہیں۔ میں آپکو اپنی کوئی کمزوری نہیں تھماؤں گی ماما۔"

نامہ نے خود کو حوصلہ دیا کہ سب ٹھیک ہے جبکہ کچھ ٹھیک نہیں اگر وہ جان جاتی تو پہلے یقینا ماں کی مدد کو جاتی۔

خیر صارم اور میکائیل واپس آئے تو نامہ نے انکے ساتھ ہی ناشتہ کیا پر چپ چپ رہی اور صارم میکائیل کو یہی لگا کہ نامہ نوح ادا کی وجہ سے پریشان ہے پر در حقیقت وہ ماما کے لہجے کی اس تکلیف سے الجھی تھی جو ہر گز جھوٹی نہ لگ رہی تھی۔

ناشتے کے بعد وہ نامہ کے ساتھ ہی وریام ہو اسپتال پہنچے، آج دن تک اماٹل کا ہو اسپتال سے ہاف تھا تبھی وہ موجود نہیں تھا لیکن جب نامہ اور میکائیل دوغان نے ماوی سے ڈسکشن کی تو وریام ہو اسپتال کے بورڈسٹاف کی ہول میٹنگ آدھے گھنٹے میں اریخ کی گئی۔

"بلکل ٹھیک ہے، نوح نے اس ہو اسپتال کو اپنا بیسٹ دیا، ایون مشکل وقت میں میرے ساتھ کھڑا رہا۔ میں تو اس معاملے میں متفق ہیں۔ آپ سبکی کیا رائے ہے"

رحمان تبریز کی جانب سے سپورٹ مل چکی تھی جو ایک امید افزا بات تھی جبکہ باقی پورا سٹاف بشمول ماوی نے بھی اسی سے اتفاق کیا تھا، جبکہ نادر صاحب ابھی چل پھر نہیں سکتے تھے تبھی انھیں ویل چیئر پر لایا گیا، انکی فیملی انکے دونوں بیٹے انکے ہمراہ تھے جو اپنے بابا کی زندگی بچانے کا وسیلہ بنتے نوح ادا دوغان کے ویسے ہی احسان مند تھے۔

"مجھے لگتا ہے بیماریاں کچھ نہیں ہوتیں، یہ ہمارے اندر کی گھٹن ہے جو وبا بن جاتی ہے۔ نوح نے میرا علاج کیا لیکن اس نے ایک اور چیز کی جو آج میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں"

اب کی بار نادر مروان آنکھوں میں تشکر بھرے بولے ہر کسی نے دم سادھ لیا، نامہ اور میکائل نے بھی البتہ صارم گاڑی میں ہی تھا کیونکہ میٹنگ میں اس کو شامل نہیں کر سکتے تھے تبھی وہ اپنے مشورے پر ہوتے عمل اور انکے مثبت نتائج کا شدت سے منتظر تھا۔

"اس نے امید بھری میرے اندر، میرے دونوں بیٹے مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے کیونکہ آجکل اولاد جب بڑی ہو جاتی ہے اسے لگتا ہے ماں باپ اس پر بوجھ بن گئے۔ یہی میرے بچوں نے بھی سوچا۔ جیسے بچپن میں والدین بچوں کے محافظ بنتے ہیں کہ کوئی انکی اولاد کو نقصان نہ دے یونہی جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو بچوں کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے والدین کو نقصان دینے والے ہاتھ کو کاٹ دیں ورنہ کوئی بھی اٹھ کر انکے ماں باپ کو تکلیف دے سکتا ہے انھیں لاورث سمجھے گا جیسا میرے سگے بھائی نے سمجھا۔ یہ بات میرے دونوں بیٹے نہیں سمجھتے تھے پر نوح نے ان دو کو میری قدر سمجھائی۔ اور آپ سب کو پتا ہے یہ نوح نے بہت رازداری سے کیا کہ میں اپنے بیٹوں کو اچانک دیکھ کر شاک ہو گیا۔ تب بھی اس نے نہیں بتایا لیکن یہ دو خود بتانے پر مجبور ہوئے۔ المختصر کے میں اپنے بچوں، اپنے بھائی کی سفاکیت، اپنی بیوی کی موت اور جدائی کے مرض میں تھا جو کینسر بنا اور نوح کو دنیا اس لیے چاہتی ہے کیونکہ وہ صرف جسمانی مرض دور نہیں کرتا۔ وہ

ادھر (سینہ ٹھوک کر کہا) کے آزار بھی مٹاتا ہے۔ تو اس لیے میں تو اسکے حق میں گواہی دینے ویل چئیر پر بھی بیٹھ کر جانے کو تیار ہوں "

نادر مروان نے گویا سبکی آنکھوں میں سرخی اتار دی، انکے درد بھرے انکشاف آج نوح ادا دوغان کی موجودگی بن گئے، گویا سب ہی نوح کی اس مشکل میں مزید لگن سے مددگار بننے کو تیار ہوئے، نادر مروان کے دونوں بیٹے بھی ویسے ہی دکھی تھے۔

"نوح! آپ سے تو پوری دنیا اپریس تھی۔ میں کیسے نہ ہوتی۔ میری جان! آپکو تو سبکی دعائیں ہی کافی ہیں، بچانے کے لیے۔ محفوظ رکھنے کے لیے۔ آپ سے محبت دگنی ہو گئی۔ اک پل میں۔ آئی مس یو سوچ"

ان سب کے بیچ بیٹھی نامہ بس اسے یاد کر رہی تھی، اسکے لیے محبت سے بھر گئی تھی۔

یہ ساری میٹنگ دس بجے تک چلی اور کچھ قانونی وکلانے بھی اس میں حصہ لیا جو وریام ہو سپٹل کی طرف سے نوح پر انکوائری ختم کرنے کا کیس کرنے والے تھے، نامہ اور میکائل باہر آئے تو صارم جو پارکنگ میں کھڑی Rolls-Royce میں بیٹھا تھا جھٹ سے ڈور کھولے نکلا لیکن دونوں کے چہرے کی خوشی دیکھتے سمجھ گیا کہ اسکی بھائی کے لیے یہ چھوٹی سی مشورہ دینے والی کوشش کامیاب ہو گئی۔

"مجھے بتائیں۔ مشورہ کام کیا۔ لگ تو آپ دو بڑے چل رہے ہیں؟"

صارم نے بے قراری سے دونوں کو دیکھتے پوچھا تو دونوں ایک ساتھ مسکرائے۔

"مجھے فخر ہے تم پر صارم دوغان"

میکائل نے آگے بڑھ کر زور سے صارم کو جب سینے میں بھینچا تو بابا کی گرم جوشی مانو صارم کا سارا حسرت کا جہاں، پلوں میں رشک کا جہاں بنا گئی۔

صارم کو نامہ نے بھی سراہتی پیار بھری نظروں میں لے کر شاباشی دی جبکہ نامہ نے ابھی تک فون آن نہیں کیا تھا، اسکی یہ خوشی فون آن کرنے تک تھی۔

جبکہ آج بارہ تک نوح کو کورٹ پیش کیا جانا تھا کیونکہ پہلی ہیرنگ مجرم یا ملزم کے اریسٹ ہونے کے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ہونی تھی اور یہ ہیلٹھ کورٹ تھا تبھی یہاں اندر صرف میکائل دوغان کو جانے کی پرمیشن تھی اور وکیل کو، جبکہ صارم اور نامہ یقیناً باہر یا آفس ایریا میں تب تک ویٹ کرنے والے تھے، وریام ہو اسپٹل کی طرف سے بھی جس وکیل نے ڈیفنس کا کیس کرنا تھا آج اس نے بھی اپنے سپرز جمع کروانے تھے اور ممکن تھا جلد ہی نوح کی ضمانت بھی ہو جاتی۔

.._____..

"میری جان! اداس مت ہو۔ میں انکو پتا نہیں لگنے دوں گی تمہاری تڑپ"

وہ لوگ جاگ چکے تھے، ناشتہ اسی ریزاٹ کے ریسٹورنٹ میں رات کی طرح کیے اب وہ نکلنے والے تھے، چونکہ دونوں نے ریزاٹ میں کوئی گولڈن نائیٹ نہیں منائی تھی تو کوئی کیل ہاٹ سروس بھی نہ لی، ہاں ایک دوسرے کے ساتھ کوالٹی ٹائم گزارا جو دونوں ہی بہت مس کر رہے تھے، اب مانیہ اور امائل کی روانگی شمریز خاقان کے گھر کی طرف تھی کیونکہ مانیہ وہاں جانے والی تھی پر امائل افسردہ تھا۔

"پر امس؟ بس دیکھ کر آجانا وہ کیسی ہیں"

وہ بیقراری سے عہد چاہنے کے ساتھ تاکید کر رہا تھا جس پر مانیہ نے آہستگی سے اسے اپنے گلے لگایا، وہ بھی فوراً بازو گرد بھینچ گیا کہ ماں کا حوالہ کمزور کر رہا تھا۔

"تم فکر ہی مت کرو۔ ساری چھان بین بنا اپنی شناخت عیاں کیے کر کے آؤں گی۔ اب نکلتے ہیں تاکہ تمہارے ہو سپٹل ہارز شروع ہونے سے پہلے ہم یہ

کام نمٹا دیں۔ پھر مجھے اپنے جگر گوشوں کی خبر بھی لینی ہے انکی رات کیسی کٹی"

وہ امانل سے دگنی ایکسائٹڈ تھی جبکہ وہ بھی تھا، تینیس چوبیس سالوں بعد ماں کی خبر پائے شاید اندر کے کسی تڑپے جذبے کی تسکین ممکن ہو جاتی، وہ لوگ دس تک ہوٹل سے نکلے، ڈرائیو امانل نے ہی کی، آدھے گھنٹے تک وہ لوگ مطلوبہ جگہ پہنچ گئے تھے، وہی شمریز خاقان کا علاقائی گھر جو ایک عالیشان بنگلہ تھا۔

گاڑی روکتے ہی دونوں نے بیک وقت ایک جیسی بیقرار نظر بنگلے کے گیڈ پر ڈالی۔

"نام۔۔۔ ارے کتنی بدھو ہوں۔ تمہاری ماما کا نام تو پوچھا ہی نہیں"

وہ سیٹ بیلڈ کھولتی اپنی عقل کو دہائی دینے لگی جبکہ امانل نے اسکی گال کھینچی، انداز میں لاڈ تھا وہ امانل کو چمیرا پ کرنے کو اتنا کچھ کر رہی ہے۔

"ثریا بتول۔ انکے ہسبنڈ کا نام شمیریز خاقان ہے تو مے بی اب سر نیم چلیج کر لیا ہو۔ تم شمیریز خاقان کا نام لے کر جانا اندر"

اماٹل نے اسے کچھ اہم معلومات دیں جسے مانیہ نے توجہ سے سنا پھر نرم ڈھارس دیتے انداز میں اس نے اماٹل کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگائے چوما۔
 "میں ابھی آئی میری جان، اداس نہیں ہونا"

جاتے جاتے بھی وہ اسے محبت سے تاکید کرنا نہ بھولی جبکہ اماٹل نے سر ہلائے اسے بے فکر کیا۔

مانیہ کارڈور واپس بند کرتی اک نظر اس عالیشان عمارت پر ڈالے گیڈ کی طرف بڑھی، چال میں پر اعتمادی تھی، مانیہ نے جاتے ہی نیل دی تو بڑے سے گیڈ کا چھوٹا سا دروازہ کھولے ایک سپیشل یونیفارم پہنے گارڈ باہر نکلا۔

"جی کس سے ملنا ہے؟"

گارڈ نے مانیہ کو دیکھتے ہی پوچھا۔

"شمیریز خاقان یا ان سے جڑا کوئی انسان ہے اندر تو مجھے انہی سے ملنا ہے۔ کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟"

مانیہ نے پر اعتمادی سے تعارف دیا جس پر اس گارڈ نے فوراً سر ہلاتے اندر جاتے اشارہ کیا جس پر دوسرے گارڈ نے مین گیڈ کا پارٹ کھولتے مانیہ کو اندر آنے کی اجازت دی، اماٹل کی نظریں بے تابی سے گیڈ پر جمی تھیں اور جب مانیہ اندر گئی تو تسلی ہوئی کہ اب ماں کی خبر مل ہی جائے گی اور جو دل کو تکلیف ہے اس میں بھی کمی آئے گی۔

"شمیریز خاقان پانچ پانچ سال بعد ہی یہاں کچھ دن کے لیے آتے ہیں۔ وہ اور انکی وائف ثریا کافی سالوں سے ڈنمارک مقیم ہیں۔ آپ کو یہاں شمیریز سر کے بھائی کی فیملی مل سکتی ہے۔ آپ کون ہیں، اپنا تعارف دیں تاکہ میں اندر جا کر بتا سکوں"

گارڈ نے وہیں رک جاتی مانیہ کو بتایا تو وہ دکھی ہو کر اس گارڈ کو دیکھنے لگی، یعنی امانل کو اسکی مما تبھی نہیں دیکھائی دیں کیونکہ وہ یہاں عرصہ دراز سے نہیں تھیں۔

"کیا مجھے ثریا آنٹی کا نمبر مل سکتا ہے؟ یا شمیریز انکل کا؟"

مانیہ نے تعارف کی بات نظر انداز کی تو گارڈ نے کچھ دیر ماتھا کھجایا۔

"دراصل ہمیں اجازت نہیں ایسے کسی کو مالکوں کا نمبر زدینے کی۔ آپ انکی

فیمیلی کے کسی فرد سے مل لیں پھر میں نمبر دے دوں گا۔ میں شمیریز سر کے

بھائی کی بیوی کو بتاتا ہوں۔ اس وقت بس وہی گھر پر ہیں۔ آجائیں آپ"

گارڈ کے اصرار پر چارونا چار مانیہ انکی پیروی میں اندر کی طرف گئی پروہ

روزینہ نام کی لیڈی اسے لان میں ہی نظر آگئی جو گارڈ کے ساتھ اس

خوبصورت سی لڑکی کو آتا دیکھے خود بھی زرا اٹھ کر لان کے کنارے آر کی

تھی۔

"کون ہے یہ فراز؟"

روزینہ نے نرمی سے پوچھا۔

"میم یہ شمریز سر اور ثریا میم سے کنکٹ کوئی لیڈی ہیں۔ آپ دیکھ لیں"

گارڈ نے سرسری تعارف دیا تو روزینہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے گارڈ کو جانے کا اشارہ کیا اور مانیہ کو مسکرا کر وہیں لان کی جانب ہلکی ہلکی دھوپ میں لگی میز کر سیوں کی جانب آنے کی دعوت دی۔

"پہلی بار کوئی بھائی اور بھابھی کا پوچھتا ہوا آیا، بیٹھو بچے۔"

روزینہ کے لہجے کی تڑپ پر مانیہ کی رہی سہی گھبراہٹ بھی ہٹی، وہ جلدی سے بیٹھی، فون سامنے میز پر رکھتے سامنے ہی براجمان ہوتی روزینہ کو دیکھنے لگی۔

"کیا ثریا آنٹی شادی کے بعد واپس نہیں آئیں؟"

مانیہ نے ہی بات کا آغاز کیا تو روزینہ کے چہرے پر درد سا اثر آیا۔

"نہیں۔ شادی کے ایک منٹ بعد ہی شمیریز بھائی، اپنے پہلے تینوں بچوں اور ثریا بھابھی کے ساتھ دنمارک چلی گئیں۔ نہ وہ خود آئیں نہ کبھی ان سے آج تک کال پر بات ہوئی کیونکہ شمیریز بھائی اسے کسی سے بات نہیں کرنے دیتے تھے۔ اتنے جنونی تھے۔ ایک منٹ وہ یہاں رہیں تو ہماری جو ہٹلر ساس تھی اسی نے جینا دو بھر کیے رکھا۔ مجھے ثریا بھابھی بہت اچھی لگی تھیں پر ہماری ساس کو ہمارا اتحاد زہر لگا تو وہ بھی انکے ساتھ ہی چلی گئیں۔ پتا نہیں بچاری نے ہماری ساس کے ساتھ کیسی زندگی جی ہو گی وہ کچھ سال پہلے ہی مریں۔ جبکہ سوتیلے تینوں بچے بھی کافی بگڑے ہوئے ہیں۔ سوشل ہیں ناں تینوں تو دیکھتی رہتی ہوں۔"

مانیہ کا دل عجیب سے دکھ سے بھرا، یہ سب سن کر تو اسے ثریا معصوم اور اذیت کی ماری لگیں۔

"اور انکی اپنی اولاد؟"

مانیہ کا دل یہ سوال کرتے بھاری ہوا۔

"نہیں شمیریز بھائی اور ثریا کی کوئی اولاد نہ ہو سکی۔ مجھے بہت ترس آتا ہے بھابھی پر۔ میں نے منیز کو بارہا کہا وہ نہیں آسکتیں تو مجھے لے جائیں۔ پر شمیریز بھائی کو یہ بھی گوارا نہیں۔ اللہ جانے بھابھی کس حال میں ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس تو انکا سیل فون نمبر تک نہیں، تیس سال سے انکی خبر شمیریز بھائی سے ہی ملی جو خود بھی سالوں بعد از میر آتے ہیں وہ بھی کام کے سلسلے میں"

مانیہ کا دل گویا پھٹنے سالگا، وہ یہ سب امائل کو کیسے بتائے گی سمجھ سے باہر تھا۔
"اچھا خیر تم بتاؤ۔ تم بھابھی بھائی کو کیسے جانتی ہو۔ وہ تو عرصے سے یہاں ہیں بھی نہیں؟"

روزینہ نے یہ سب سمیٹا تو خود بھی دکھی ہوئی جبکہ اب مانیہ کو اپنی شناخت چھپانے کی کوئی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

"میں ثریا آنٹی کی اکلوتی بہو ہوں۔ انکے پہلے ہسبنڈ سے انکا جو بیٹا ہے اسکی وائف"

مانیہ نے اپنا تعارف مسکرا کر دیا جس پر روزینہ بھی مسکرائی اور اٹھی تو مانیہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے بھابھی کی بہو سمجھو میری بہو۔ میرا بچہ گلے لگو۔ شکر ہے بھابھی کا کوئی تو ملا۔ مجھے بتایا تھا انہوں نے وہ اپنے بیٹے کو روتا چھوڑ آئی تھیں۔ چھ سال کے بیٹے کو۔ مجھے امید نہیں تھی وہ بچہ کبھی بھابھی کی تلاش کرے گا یا تم آؤ گی"

مانیہ کو لگا جیسے یہ عورت بھی دکھی ہے، جبکہ مانیہ کو انکا گلے لگانا اچھا لگا۔

"وہ بچہ انھیں کبھی نہیں بھولا، بہت بڑا ہو گیا ہے پر اسکے اندر وہ چھ سال کا روتا بچہ اب بھی ہے۔ مجھے ایک فیور دیں آنٹی۔ کہیں سے ثریا آنٹی کی خیر خبر نکالیں۔ اما نل کو لگتا ہے وہ ٹھیک نہیں۔ ایک اولاد کو کبھی غلط نہیں لگ

سکتا۔ ہمیں ثریا آنٹی کے بارے جاننے کی بہت ضرورت ہے۔ آپ مدد کریں گی میری؟"

مانیہ کو لگا وہ مہربان ہیں تو وہ مدد ضرور کریں گی جبکہ روزینہ کیوں نہ مدد کرتی کہ وہ خود عرصہ دارز سے فکر میں گڑھی تھی۔

"ہم۔ ہے تو بہت مشکل لیکن میں کوشش کرتی ہوں۔ شمیز بھائی کی ایک کزن بھی ہوتی ہے وہاں اسکا ہسبنڈ شمیز بھائی کا بزنس پارٹنر بھی ہے۔ شاید وہ انکی کزن بھائی تک پہنچ سکے میں منیز سے نمبر لیتی اسکا پھر کال کرتی ہوں اسے۔ تم مجھے اپنا نمبر دو جیسے ہی کچھ پتا چلے گا میں انفارم کر دوں گی میرے بچے"

روزینہ نے اتنی بڑی ڈھارس دی کہ مانیہ مشکور ہوئی، فوراً سے انکو اپنا نمبر بھی لکھوایا۔

"تھینکیو سوچ۔ آپ بہت اچھی اور کانسڈ ہیں۔ جیسے ہی ثریا آنٹی کا پتا چلے مجھے فوراً کال کیجئے گا۔ میں شدت سے آپکی کال کا ویٹ کروں گی"

مانیہ نے ان سے دلی درخواست کی جس پر وہ سر ہلاتی اسے بھرپور یقین بھی دلا چکی تھیں۔

"بے فکر رہو، میں جیسے ہی کچھ پتا لگے فوراً انفارم کروں گی۔ تم پہلی بار آئی ہو بتاؤ کیا کھاو گی کیا پیو گی۔ امانل کو بھی لے آتی اندر۔ میں بھی دیکھوں بھابھی جیسا ہے یا نہیں"

روزینہ کی اتنی محبت کے آگے وہ بہت زیادہ مشکور تھی۔

"وہ تھوڑے اداس ہیں تبھی اندر نہیں آئے، رہی بات کافی کی تو یہ ماں بیٹا مل لیں پھر اس خوشی میں ضرور پیوں گی آنٹی۔ اگین تھینکیو سوچ"

وہ اجازت طلب ہوئی اور جھک کر فون اٹھایا جس پر روزینہ نے خوشی خوشی اجازت دی، جبکہ مانیہ وہاں سے باہر آئی تو گیڈ سے نکلتا دیکھتے ہی امائل کار ڈور اوپن کرتے باہر نکلا اور مانیہ کی طرف لپکا، وہ بے حد بے قرار تھا۔

"تمہاری ممانو تینیس چوبیس سالوں سے ڈنمارک میں ہیں۔ لیکن وہ کیسی ہیں یہ جلد پتا لگ جائے گا۔ گاڑی میں بیٹھو ساری تفصیل دیتی ہوں"

مانیہ نے اسکی تڑپ بھانپ لی تبھی زرا اسکے پر سکون ہونے کا اہتمام کیا جبکہ امائل نے گاڑی بھی زرا اس روڈ سے ہٹائی جبکہ مانیہ نے جب ساری تفصیل دی تو امائل کا دل اور پریشان ہوا، شمریز کے سبب کے نجانے اسکی ماں کس جہنم میں ہوگی لیکن اب روزینہ کی کال آنے تک ان کے پاس انتظار کے سوا کوئی آپشن نہ رہا تھا۔

وہیں مانیہ نے امائل کو کافی تسلی دی کہ سب ٹھیک ہو گا جبکہ اسے دوغان ولا ڈراپ کیے وہ ہو سپٹل پہنچا تو آگے ساری صورتحال جان کر اک بار تو سرتا

پیر گھوم کر رہ گیا، رات و رات نوح کے ساتھ اتنا کچھ ہو گیا اور وہ بے خبر رہا، اسکا افسوس تھا پر نوح کی تیسری دوز لیے وہ عدالت نکل گیا جبکہ مانیہ تو گھر میں کسی کو نہ پائے سبکو کا لڑکھائی رہی، صارم سے رابطہ ہوا جس نے اسے آکر سب بتانے کا کہہ دیا تھا جبکہ نوح کو بھی ہیلتھ انویسٹیشن والے کورٹ لے کر نکل چکے تھے، امتاب اسکے ساتھ ہی تھا۔

نامہ اور صارم آفس میں ویٹ کر رہے تھے جب امتاب کو دیکھتے نامہ جلدی سے اٹھی اور پیچھے ہی آتے نوح کو دیکھتی وہ بھاگ کر اسکی کھلتی بازوؤں میں جاسمائی، خود نوح زرا ہچکچا گیا کہ وہاں بابا صارم، امتاب اور وہاں کا آفس ہیڈ بھی موجود تھا پر نامہ کیا کرتی اتنے گھنٹوں سے اسے دیکھا نہیں تھا تو جان لبوں پر آئی تھی۔

"آئی مس یو سوچ نوح۔۔ ٹھیک ہیں ناں آپ؟"

وہ روبرو ہوتی اسکے ہاتھ اور کلاٹیاں دیکھنے لگی کہ کہیں کسی نے نوح کو تکلیف تو نہیں دی جبکہ باقی سب زرا پیچورک میں بڑی ہوئے تاکہ کیل کو زرا کارنر پر ایو یسی دی جائے، صارم اور میکائیل کی پیار بھری نظریں بھی نوح کو حوصلہ و تسلی دینے میں کسی سے پیچھے نہ رہیں تھیں۔

"تم ایسے گلے لگو گی امید نہیں تھی۔ یہ مجھے ایکسٹرا ٹھیک کر گیا روح۔ بلکل ٹھیک ہوں۔ کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور امتاب سے پتا چلا کیسے تم سب نے وریام کو میرے لیے جگایا۔ حیران ہو گیا ہوں کہ میرے پاس کتنی قیمتی دولتیں ہیں"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتا پیار سے اسکا ماتھا چومتے بولا تو نامہ کی پلکیں خوشی سے بھیگ سی گئیں، اف یہ کچھ گھنٹے وہ نوح سے دور رہی تھی لگ رہا تھا صدیوں بعد مل رہی ہے۔

"یہ صارم کا پلین تھا۔ پھر ہم نے میکائیل انکل کو ملایا تو ہماری ٹیم بن گئی۔ پریشان مت ہوئے گا ہم آپکو زیادہ دن اریسٹ نہیں رہنے دیں گے۔ ضمانت ہو جائے گی۔ آپ نے کچھ کھایا۔ بتائیں مجھے نیند لی؟"

وہ بے قراری سے اسکو دیکھ رہی تھی جو نامہ سے زیادہ فریش تھا، یار نے پورا وی آئی پی ماحول اریسٹ کے باوجود دلویا تھا کوئی مزاق تھوڑی تھا۔

"نیند تو تمہارے پاس آتی ہے بس۔ وہ یہاں سے نکل کر ہی لوں گا باقی میری فکر مت کرو گھر سے زیادہ آرام ہے۔ مجھ پر بس انکوائری ہے اور میں سلیبر رٹی بھی ہوں، از میر کا سرمایہ بھی تو مجھے بہت آرام سے رکھ رہے ہیں جیسے انکا سسرالی ہوں"

وہ دانستہ شرارت پر اتراکہ نامہ کو بھی سکون ملا کہ واقعی وہ ٹھیک ہے، اسکے بعد امائل بھی پہنچ آیا تو نوح کو تیسری ڈوز اس نے ناصرف خود لگائی پر نامہ کو

بھی سیکھائی کے نوح کی بازو کی کس وین میں لگے گا، نامہ کو نوح سے زیادہ درد ہوا تبھی اس نے پکاسوچ لیا تھا کہ اگے سے وہی لگائے گی۔

خیر اسکے بعد پہلی ہیرنگ میں دونوں اطراف سے کافی بعث ہوئی اور معاملہ دودن بعد فائنل ہیرنگ پر چلا گیا، لیکن وریام ہو اسپٹل کی سپورٹ نوح کی انکوائری کی راہ میں بڑا پتھر آج ہی بنتی دیکھائی دے رہی تھی، نوح کو دودن اریسٹ رہنا تھا لیکن دودن بعد اسکا کیس کلوز ہو جائے یہ وکلاء کی طرف سے پہلی ترجیح تھی جبکہ نامہ نے فون ابھی تک آن نہیں کیا تھا۔ کورٹ کے بعد وہ لوگ واپس دوغان ولا روانہ ہو چکے تھے۔

S M IRZA NOVELS
WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

"کیا مطلب؟ ڈیڈ اساری رات اس عورت کے ساتھ تھے؟ کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

منیب اور لیزا لیٹ جاگے تھے اور جاگتے ہی انکا خاص ملازم جو انکا کثیر ٹیکر بھی تھا دونوں کو رات کے بارے بتا رہا تھا کیونکہ منیب اس سے رات کی ساری خبریں نکلوانے کے ساتھ غصے سے گھور بھی رہا تھا، لیزا اور منیب دونوں کی آنکھوں میں انگارے بھرے۔

"جی چھوٹے سرکار، رات پارٹی کے بعد میں نے خود انکو نئی بی بی کے روم میں جاتے دیکھا، وہ ساری رات ساتھ ہی رہے"

اس ملازم نے ان دو بچوں کے اندر لگی آگ کو مزید بھڑکا دیا، دونوں اپنے باپ کے ساتھ اسکا سایہ بھی نہ برداشت کر سکتے تھے تو ایک عورت کو کیسے کرتے۔

"ٹھیک ہے جاو یہاں سے"

منیب نے رعونت سے اس ملازم کو چلتا کیا اور خود کچھ سوچتا لیزا کی جانب مڑا، لیزا اس سے چھوٹی تھی ایک سال پر دونوں کا مزاج ایک جیسا جنونی

تھا، خاص کر ماں کی موت کے بعد سے وہ آر مین کے لیے پاگلوں کی حد تک جنونی تھے۔

"ہمیں اس عورت کو سبق سیکھانا ہو گا لیزا، ورنہ وہ ہم سے ڈیڈا کو چھین لے گی۔ کیا تم میرا ساتھ دو گی؟"

منیب نے اپنا ہاتھ پھیلا یا پر لیزا کو اپنے بھائی کے ارادوں سے زرا خوف محسوس ہوا، ویسے بھی لڑکیاں، لڑکوں کی نسبت زرا فطری حساس ہوتی ہیں تبھی لیزا ہچکچا رہی تھی۔

"کیا کریں گے آپ منیب بھائی؟"

لیزا نے کپکپاتا ہوا ہاتھ منیب کے ہاتھ پر رکھتے پوچھا تو وہ پندرہ سولہ سالہ منیب کچھ سوچتے زہر خند مسکرایا۔

"تم دیکھتی جاؤ۔ کوئی عورت ہماری ممو کی جگہ نہیں لے سکتی۔ اس سزا کے بعد ڈیڈا بھی سمجھ جائیں گے کہ ہم نے مزاق نہیں کیا تھا۔ تم بس گھبرانا

مت۔ یہ کرنا ضروری ہے۔ میں ڈیڈا کو شئیر نہیں کر سکتا۔ مر کر بھی۔ یقیناً تم بھی نہیں کر سکتی "

وہ بہت سمجھدار بچے تھے لیکن بیوقوف بھی تھے، منیب کچھ زیادہ جنونی تھا تبھی جو وہ سوچ رہا تھا وہ نہ جان کر بھی لیزا ڈر رہی تھی پر وہ منیب کے ساتھ ہی تھی۔

وہ دونوں ہاتھ پکڑے ہی ڈیڈا کے روم کی طرف بڑھے پھر ہلکا سا ڈور کھولا تو وہ دیشا پھر سے سخت بخار کے سبب لیٹ گئی تھی اور اسے کچھ ہوش نہ تھا، دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے آنکھوں سے کچھ اشارہ کیا پھر منیب نے لیزا کو وہیں رکنے کا کہا اور خود وہ باہر نکل گیا۔

وہیں دوسری طرف صارم، نامہ، میکائل تینوں واپس آئے تو مانہ کو بھی ساری صورت حال بتائی، وہ بھی پہلے پریشان ہوئی لیکن پھر پر امید بھی ہو گئی کیونکہ اسے یقین تھا سب بہتر ہو جائے گا۔

وہ لوگ کچھ دیر میں لپچ کرنے والے تھے تبھی نامہ نے زرا اجازت لی تاکہ روم میں جا کر سر درد کی گولی لے کیونکہ کچھ دیر سے اسکا سر گھوم رہا تھا، عجیب تھکاوٹ سی تھی، روم میں آکر نامہ نے جب اپنا فون سائیڈ میز پر رکھا تو اسے آف دیکھے وہ جلدی سے اسے اٹھا کر آن کرتی واپس رکھے زرا منہ ہاتھ دھونے چلی گئی، اس کے پیریڈ اس بار مس تھے نامہ کو لگ رہا تھا شاید یہ بھاری طبعیت اسی وجہ سے ہے، پر اس نے دھیان نہ دیا اور جب باہر واپس روم میں آئی تو با وضو تھی، پہلے تو اس نے ظہر ادا کی پھر زرا بابا کو ساری ڈیٹیل دینے کو کال کی نیت کرے فون کی طرف بڑھی تو ماما کے میسج دیکھتے نامہ نے بیقراری سے فون اٹھایا جبکہ وہ تصویریں دیکھتے اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا۔

"یہ دیکھ لو۔ اس شخص نے کیا حال کیا میرا۔ یہ مجھے قید کر چکا ہے۔ کہہ رہا ہے اگر میں یہاں سے گئی تو میرے لیے تا عمر قید کا فیصلہ سنا دے گا عدالت میں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ مجھے سچ میں تمہاری ضرورت ہے۔ مجھے

یہاں سے نکال دو میں وعدہ کرتی ہوں تم سب کی زندگیوں سے بہت دور چلی جاؤں گی نامہ۔ میں تمہارے نوح کو بھی کچھ نہیں کہوں گی۔ میں ایسی گندی موت نہیں مرنا چاہتی۔ یہ آدمی دنیا جہاں کا غلیظ انسان ہے۔ میں منت کرتی ہوں مجھے یہاں پر اکیلا مت چھوڑو"

یہ لفظ نہیں تھے، یہ وہ وار تھے جو نامہ کا دل سو ٹکڑوں میں بانٹ گئے، وہ آنسو آنسو ہو گئی، دیشانے گھر کا ایڈریس بھی دیا تھا اور نامہ نے کچھ نہ سوچا، گاڑی کی چابی اور فون لیا اور تیزی سے ہیلز کے بجائے شوز ہی پہنے وہ روم سے نکلی اور سیڑھیاں اتری ڈائنگ ہال کی طرف دیکھے بنا باہر بڑھ گئی۔

"نامہ۔۔۔ کھانا لگ گیا کدھر جا رہی ہو؟"

مانیہ نے عقب سے آواز لگائی تو وہ ر کی اور پلٹی۔

"میں آتی ہوں مانیہ آپ سب کریں لنج"

نامہ کے پاس کچھ بتانے کا وقت نہ تھا اور جیسے وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھی مانیہ کو بھی فکر مند کر گئی۔

نامہ باہر پہنچی، اسکا سانس کچھ زیادہ ہی پھول چکا تھا، ترنت اپنی Rolls Royce تک پہنچی، ڈور اوپن کیے سوار ہوئی اور گاڑی دوغان والا کے گیڈ سے نکالتے ہی روڈ پر ڈالی، یہ تو اچھی بات تھی کہ دیشا یہاں سے بس پانچ منٹ کے فاصلے پر تھی۔

جبکہ دوسری طرف منیب لگ بھگ بیس تیس منٹ تک واپس آیا، اسکے ہاتھ میں ایک لائٹر تھا، جبکہ لیزا نے جب اسکے ہاتھ میں لائٹر دیکھا تو مزید خوفزدہ ہوئی۔

"کیا کر رہے ہیں منیب بھائی؟"

لیزا نے اسے روکا، پر منیب نے آگے بڑھتے روم کے مخملی پردوں کے اک کنارے پر لائٹر سے آگ لگائی اور وہ کپڑا ایسا تھا کہ جلد ہی آگ بھڑک

گئی، منیب نے لیزا کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتا کمرے سے باہر لایا اور ڈور بند کر دیا، لیزا ڈر کے سبب رونے لگی۔

"چپ لیزا، اس عورت کو پتا لگنا چاہیے کہ کیسے دم گھوٹ دیا ہے اس نے ہمارے ڈیڈ اسے شادی کر کے۔ بے فکر رہو آگ بس پردوں تک رہے گی اور دھواں دیکھتے اور محسوس کرتے ہی وہ عورت باہر نکل کر خود کو بچالے گی۔۔۔ آجاو میرے ساتھ ہم باہر چل کر لان میں اس تماشے کے ختم ہونے کا انتظار کرتے ہیں"

لیزا کی ہچکیاں قدرے روکتے منیب اسے باہر لے آیا مگر آگ ان پردوں تک رہتی ایسا دیکھائی نہ دے رہا تھا، آگ نے فرشی باریک قالین کو بھی سلگانا شروع کیا تھا جبکہ زمین پر گری دیشا کی رات والی ڈریس کے کنارے کو بھی آگ پکڑ چکی تھی، سر میں اٹھتی ٹیسوں اور جسم کے درد کے سبب دیشا کے حواس بھی مفلوج تھے مگر جب حلق میں بھرتا دھواں بڑھاتا تو وہ بمشکل آنکھیں کھول پائی مگر کمرے میں ہر طرف تیزی سے پھیلتی آگ پر دیشا کا

وجود سن پڑا، ہلنے کی ہمت نہ تھی تبھی وہ دبا دبا چینخ کراٹھتی خود کو بچانے لگی، ٹیرس کا ڈور بھی بند تھا تبھی آکسیجن اس لگتی آگ سے کم ہونے پر دیشا کا دم بھی گھٹ رہا تھا، وہ ہمت کرتی اٹھنے کی کوشش کرتی پر درد ایسا تھا کہ اسکی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوتی۔

وہیں آرمین پاشا کے بنگلے کے ڈور تک پہنچ کر نامہ نے ہارن دیا تو گیڈ تو نہ کھلا پر چوکیدار باہر نکل آیا تو نامہ نے اپنی طرف کا گلاس نیچے سر کایا۔

"میں دیشا کریزی کی بیٹی ہوں، ملنا ہے مجھے۔ ابھی"

نامہ نے تعارف دیا تبھی چوکیدار نے سر ہلایا اور اندر جاتے ہی پورا گیڈ کھول دیا، لیزا اور منیب نے بھی جب انجان گاڑی پورچ میں رکتی دیکھی تو گھبرائے کہ اس وقت کون آگیا، جبکہ جس روم میں آرمین سو رہا تھا اس میں فائر آلارم لگا تھا جس پر وہ بھی جاگ گیا جبکہ نامہ نے گاڑی روکتے ہی ڈور

کھول کر باہر نکلتے جب ٹیرس کی طرف کھڑکی سے نکلتا دھواں دیکھا تو وہ دیوانہ وار اندر بھاگی۔

لیزا اور منیب کے چہروں پر زردی کھنڈ چکی تھی، نامہ جیسے ہی گھر میں گھسی، آرمین بھی اپنے کمرے سے آلا رام پر باہر نکلا جبکہ نامہ نے بنا کوئی مہلت دیے لپک کر آرمین کا گریبان دبوچا کہ وہ اس نازک سی لڑکی کی قوت پر حیران ہوا۔

"گھٹیا انسان تمہیں تو میں سلاخوں کے پیچھے ڈال کر چین لوں گی۔ کہاں ہیں میری ماما۔ کیا کیا تم نے ان کے ساتھ بولو۔۔۔۔۔"

نامہ نے اس وحشی درندے سے حساب مانگا پر اس سے پہلے آرمین جسکا نشہ اتر چکا تھا، کچھ جواب دیتا دیشا کی بھیانک چینخوں پر وہ دونوں ہی سفید پڑے۔

"م۔۔۔ میری ماما کے ساتھ تم نے اب کیا کیا مردود"

وہ اسے چھوڑتی ان چینخوں کے تعاقب میں جب اس کمرے تک پہنچی اور اپنا پیر مارتے دروازہ کھولا تو اک لمحہ اندر بھرے دھوئیں کے یکدم نکل کر نامہ کے حلق و آنکھوں میں دھنسنے پر نامہ بری طرح کھانس اٹھی جبکہ آرمین کے قدم تو اندر دکھتی آگ پر ہی پتھر اگئے۔

پورا کمرہ آگ کی لپیٹ میں تھا، نامہ کو لگا اسکے پیروں سے زمین کھسک گئی جب اس نے دیشا کو بے یار و مددگار زمین پر پڑا دیکھا، آرمین بھی عقب کی طرف دوڑا تا کہ آگ بجھانے کے لیے کچھ لاسکے جسکے نامہ کے قدم کچھ دیر تو پتھر ہوئے پر جب اس نے ماما کی شرٹ تک آگ جاتے دیکھی تو وہ بنا سوچے کمرے میں گھسی، جبکہ دیشا کی شرٹ کے گرد اس نے جلدی سے دروازے کی طرف لگے پردے کو کھینچ کر لیٹا، دیشا کا بالکل سانس بند تھا، نامہ نے آگ کی پرواہ نہ کرتے دیشا کا ہاتھ پکڑا اور اسے اٹھانے کی بھرپور کوشش کی، وہ لمبی ہونے کی وجہ سے بالکل بے جان دیشا کو سنبھالنے میں تو کامیاب تھی پر نامہ کی اپنی شرٹ پر پیٹ کی طرف کچھ اڑتا ہوا کپڑے

کا زرا جا چکا جس نے اسکی شرٹ پیٹ سے سلگانی شروع کر دی پر نامہ کو
 محسوس ہی نہ ہوا، اس نے دیشا کو سنبھالتے ڈور تک لایا اور اس بیچ وہ زرا
 گرتے گرتے سنبھلی جس سبب اسکا سر دروازے کے ساتھ کی دیوار سے
 لگا، اتنا شدید کہ نامہ کا پورا وجود چکرا گیا تھا پھر بھی ناجانے کیسے اپنی دھندلی
 آنکھوں اور درد کے باوجود اس نے سسکتی دیشا کو آگ کی لپیٹ سے نکالا اور
 تبھی آرمین نے آکر fire extinguisher قالین اور آس پاس مارا جس
 سے آگ کی شدت یکدم کم ہوئی جبکہ دیشا کے کچھ بال بھی جل چکے تھے
 جب نامہ نے اسے باہر لایا، آرمین خود اس سب پر صدمے میں تھا اور اس
 آگ کو لگانے والے وہ دو بچے لان میں اب سہمے کھڑے تھے، خوف سے انکا
 بدن کانپ رہا تھا کہ اگر جانی نقصان ہوا تو کیا ہوگا، نامہ کے سر پر ماتھے کے
 قریب لگے زخم سے خون کی لکیر اسکی گردن سے بہہ رہی تھی پر وہ اس
 عورت کے لیے تڑپ رہی تھی جسکی حالت دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہونا
 فطری تھا۔

"م۔۔۔ ماما آپ ٹھیک ہیں۔ پلیز آنکھیں کھولیں"

نامہ نے زمین پر دیشا کو لیٹائے اسکا سر اپنی گود میں رکھا اور تب اسکی نظر اپنے پیٹ سے جلی شرٹ اور جھلسی سکن پر گئی تب نامہ کو محسوس ہوا درد ہے اور جسم کے نجانے کس کس حصے میں ہے، پر اس درد سے کم جو اپنی ماں کی حالت دیکھ کر ہوا، آرمین نے وہ آلہ اک طرف رکھا اور گھٹنوں کے بل وہ گرا تھا کہ یہ اس نے کیا کر دیا کیونکہ دیشا کا پورا وجود نشانات اور نیل کی زد میں تھا اور رہی سہی کسر اس آگ نے پوری کی، نامہ کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں، اتنا شدید درد تھا کہ سانس بھی بھرتی تو وہ آہ بن رہی تھی۔

"م۔۔۔ میں نشے میں تھا کل۔۔۔ دیشا آئی ایم سوری"

آرمین نے اسکو چھونا چاہا جب نامہ نے اس غلیظ ہاتھ کو اپنی ماں سے پھنکارتے ہوئے دور کیا۔

"خبردار اگر تم نے میری ماں کو چھوا بھی۔ اس سب کا بدلہ لوں گی میں تم سے آر مین پاشا۔ میں لے کر جا رہی ہوں اپنی ماں کو۔"

نامہ نے دیشا کی سسکیوں اور کراہنے پر جلدی سے اپنے چکراتے سر کے ساتھ اسے سنبھالا اور للکار کر آر مین کو بولی وہ آہستگی سے دیشا کو ساتھ لیے باہر نکلی، دیشا نے اپنا وزن سنبھال لیا کیونکہ وہ ہوش میں تھی پر درد کے سبب اس سے آنکھیں کھولنا مشکل تھا، آر مین تڑپتا ہوا پیچھے تک آیا پر نامہ نے اس منحوس کی دوبارہ شکل دیکھنی گوارہ نہ کی۔ ماما کو بیک سائیڈ بٹھائے وہ اپنی جگہ کی طرف آئی تو سر میں بھیانک ٹھیس اٹھی، پر وہ خود کو گاڑی کا سہارہ لیے سنبھال گئی۔

"م۔۔ میری بات سنو۔۔ یہ آگ میں نے نہیں لگائی۔ ایسے مت کرو پلزز

میں اس کے بنا مر جاؤں گا"

آرمین نے سسکتے بلکتے اسے روکنا چاہا پر نامہ نے دونوں ہاتھوں سے اس منخوس کو خود سے دور دھکیلا۔

"دور رہنا میری ماں سے۔۔۔ زلیل بے غیرت آدمی"

وہ جلدی سے فرنٹ سیٹ سنبھالے بیٹھی اور آرمین کو دیکھے بنا وہ گاڑی گھر سے نکال کر لے گئی جبکہ آرمین کو اپنے بال نوچ کر گرتا دیکھے اسکے دونوں بچے ایک دوسرے کو تسلی دیتے قریب آکر رکے تو آرمین سے لپٹ گئے جیسے بتانا چاہ رہے ہوں کہ ڈیڈ آپکے لیے اب صرف ہم ہیں۔

نامہ نے گاڑی وہاں سے دومنٹ ہی ڈرائیو کی کہ اسے لگا اسکا دم نکل جائے گا، وہ گھرے سانس لیتی گاڑی کا کنٹرول کھور ہی تھی، تبھی روڈ سائیڈ گاڑی روک دی اور کانپتے ہاتھوں اور بے ترتیب سانس کو بھرتی بمشکل فون پکڑ سکی اور پہلا نمبر ہی اماٹل کا تھا جو ہو سپٹل میں کسی بینشنٹ کے ساتھ تھا، نامہ کی کال دیکھتا فوراً زرا باہر نکلا۔

"ا۔۔۔ امانل کم فاسٹ۔۔۔ میری لوکیشن۔۔۔ پ۔۔۔ پر پہنچو پلینز جلدی"

وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی اور وہیں ہوش کے مزید قائم نہ رہ پانے پر بے جان ہو کر رہ گئی، اسکا سر سائیڈ گلاس سے جا لگا جبکہ ہاتھ سے فون چھوٹ کر نیچے گر کر جب کال بند ہوئی، امانل نے وہیں سے باہر دوڑ لگائی، وہ نامہ کی لوکیشن پر اگلے دس منٹ میں پہنچا تو آگے جو قیامت تھی اس نے امانل کی پوری دنیا ہلا دی۔

روڈ کنارے لگی نامہ کی گاڑی جبکہ وہ بے ہوش تھی اور پیچھے بھی کوئی تھا، امانل نے ڈور کھولنے کی کوشش کی پر وہ لاکڈ تھا تبھی وہ دوسری طرف آیا اور پوری قوت سے اس نے وہیں نیچے سے آدھی ٹوٹی اینٹ اٹھا کر ہلکے سے گلاس پر ماری تاکہ کوئی کانچ نامہ تک نہ جائے، اور کانچ ٹوٹتے ہی اس نے ڈور اوپن کیا، نامہ کی سانس چل رہی تھی پر جب امانل نے اسکے پیٹ کا زخم دیکھا تو اسکی آنکھیں لال ہوئیں یہی کیفیت پیچھے بے سدھ پڑی دیشا کو دیکھ کر ہوئی۔ خیر ابھی کچھ سوچنے سمجھنے کا وقت نہ تھا تبھی امانل نے باہر نکل

کر اپنی گاڑی وہیں لاکڈ کرے چھوڑی اور ان دو کو بروقت قریبی ہو اسپتال لے کر پہنچا اور اتفاق سے یہ وہ ہو اسپتال تھا جہاں کرن بھی آجکل جاب کر رہی تھی، نامہ اور دیشادونوں کو ایمر جنسی کیس کی صورت لیا گیا جبکہ باہر امائل انگاروں پر رینگ رہا تھا، اسکا دل بہت بری طرح کانپ رہا تھا کہ آخر ایسا کیا ہوا ہے، دیشا کے جسم پر بھی ہلکے پھلکے کئی جلنے کے نشان تھے پر امائل کی جان تو نوح کی امانت پر آئی آنچ سے نکل رہی تھی۔

"یا اللہ یہ کیسی آزمائش ہے۔ کچھ نہ ہو نامہ کو۔ اسکا وہ زخم۔۔۔ اللہ رحم کر"

امائل نے کسی کو پریشانی میں کال بھی نہ کی، نہ اسے ہوش تھی، کم از کم تب تک جب تک ڈاکٹر آکر اسے نامہ کے ٹھیک ہونے کا نہ بتاتی۔

جبکہ وہاں نامہ کی غیر موجودگی میں مانہ اسے کالز پر کالز کر رہی تھی پر ابھی امائل میں کسی کو کچھ بتانے کی ہمت نہ تھی، ویسے بھی جب تک نامہ یا دیشا میں سے کوئی ہوش میں نہ آجاتی اصل بات پتا لگنی ممکن نہ تھی۔

.._____..

"تم دو کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ اوہ میرے خدا آگ تم دونے لگائی؟۔۔۔ پر کیوں"

جب آرمین کی تکلیف کچھ سرد پڑی، آگ وغیرہ بجھنے کے بعد جلے اور تباہ کمرے کو دیکھتے وہ سخت پریشان کھڑا تھا تبھی لیزا سے مزید چپ نہ رہا جا سکا، ویسے بھی وہ بہت ڈر گئی تھی، جبکہ یہ حقیقت کے آگ ان دونے لگائی، آرمین پاشا کے پیروں تلے سے زمین کھینچ گیا۔

وہ حلق کے بل دونوں پر چلا اٹھا کہ لیزا تو ہچکیاں بھر کر رونے لگی، جبکہ منیب کی آنکھیں بھی لال ہوئیں۔

"ک۔۔۔ کیونکہ ہم آپکو کسی کے ساتھ شئیر نہیں ک۔۔۔ کر سکتے ڈیڈا۔"

لیزا نے روتے روتے آرمین کا ہاتھ اپنے کانپتے ہاتھوں میں لیا تو آرمین سرد آہ بھر کر رہ گیا، جبکہ منیب بھی صبر و ہمت کا پیکر بنا کھڑا تھا۔

"ممو نے ہمیشہ ہمیں کہا ہمارے ڈیڈا دنیا کے بیسٹ فادر ہیں۔ لیکن انکے جاتے ہی آپ اچھے بھی نہیں رہے۔ یہ بہت پین فل ہے۔ ہمارے پاس بس آپ ہیں، ہم آپ کو جب جب دور ہوتا دیکھیں گے یہی کریں گے اور شاید اس سے بھی برا"

منیب نے بھی اپنی کربناک چپ توڑی جبکہ آر مین پر کھڑے کھڑے ایسی حقیقت وارد ہوئی کہ اسکا چابک اس بد بخت کی روح تک لگا، وہ گناہ گار تھا پر کل رات اس حرام نشے میں اس نے دنیا کی سب سے بدترین حرکتیں کیں جسکی نہ دنیا میں معافی ہے نہ دین میں، ایک لمحے میں اندر ایسا دھواں بھرا کہ سب دھندلا گیا، وہ کچھ نہ بولا، بس لیزا اور منیب کو اپنے سینے لگا

لیا، حالانکہ اگر وہ دو جانتے کہ انکا باپ صرف باپ اچھا ہے، انسانیت کے ہر درجے سے گھر چکا ہے تو شاید وہی منہ نہ لگاتے وہیں امتاب کچھ اہم ڈاکو منٹس سائن کروانے خود نوح سے ملنے گیا تھا مگر تبھی اسے کرن کی کال آئی جس نے نامہ اور دیشا کے بارے بتایا۔

"یا میرے خدا! یہ سب کیسے ہوا؟"

امتاب بے اختیار نوح کے سامنے ہی بڑبڑایا مگر جب احساس ہوا کیا کہہ دیا تو وہاں سے باہر نکلا پر نوح کا ہاتھ رک چکا تھا، وہ بھی امتاب کی بات سننے پیچھے ہی باہر آ کر ڈور کے پیچھے رکا۔

"زخم گہرے ہیں کیا؟ اور پتا چلا کچھ کہ کیا ہوا تھا؟"

امتاب کی اگلی بات سننے نوح نے عقب سے آتے امتاب کے ہاتھ اور کان کے بیچ سے فون لے کر چھینا اور اپنے کان سے لگاتے واپس انو سیٹیشن روم میں انٹر ہوا جبکہ امتاب کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

"نہیں وہ دونوں ہوش میں نہیں، دیشا صاحبہ کی حالت تو بہت بری ہے البتہ نامہ کی جان تو بچ گئی پر۔۔۔۔"

اس سے پہلے کرن مزید بولتی، مقابل سنائی دیتی بھاری سانسوں پر رکی۔

"پر کیا کرن۔۔۔ بولو"

وہ اس قدر زور سے چینخا کہ کرن کو فون، کان سے ہٹانا پڑا، امتاب بھی لپک کر نوح تک آیا پر نوح نے امتاب کو دور کیا کیونکہ وہ فون چھیننے کی کوشش میں تھا۔

"آئی تھنک یہاں آجائیں کچھ دیر کے لیے، اسے آپکی ضرورت ہے نوح"

کرن خود پریشان تھی تبھی بس یہی کہا اور رابطہ توڑ دیا اور نوح کا دل چاہا فون زمین پر پٹخ دے، بمشکل خود کو قابو کرتے فون کو میز پر رکھے اس نے امتاب کو دونوں بازوؤں سے دبوچا، نوح کا چہرہ درد کے اثر سے زرد ہو رہا تھا، اس سے سانس نہ لیا جا رہا تھا۔

"ام۔۔۔ متاب! مجھے نکالو یہاں سے۔ تم ہمیشہ خود کو میرا دوست کہتے ہو

ناں۔ خدا کے لیے مجھے اس کے پاس جانے دو۔ کیا ہوا ہے نامہ کو؟۔"

نوح نے اس سے سخت تکلیف میں منت کی تھی پر امتاب کے پاس ابھی ایسی کوئی اتھارٹی نہ تھی کہ وہ نوح کو یہاں سے نکال سکتا۔

"یار میں کیسے نکالوں تمہیں۔ انکوائری کے بیچ تمہارا یہاں سے نکلنا ہمارے کیس کو ویک کرے گا"

امتاب نے اسے سمجھانا چاہا پر نوح کچھ سننے یا سمجھنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔

"بھاڑ میں گیا کیس۔۔ تم مجھے نکالو۔ بھلے تاعمر کی قید ہو جائے بعد میں پرواہ نہیں۔ مجھے ابھی نامہ کے پاس جانا ہے۔ تم سن رہے ہو امتاب؟ تمہیں آواز آرہی ہے میری؟"

نوح بیجانی کیفیت میں اپنے بالوں کو نوچتا چلایا کہ باہر کھڑے سیکورٹی ادارے کے لوگ تک اندر کے معاملات پر مزید ایکٹیو ہو چکے تھے، امتاب نے پہلے تو نوح کو شانوں سے پکڑے شانت کیا پھر اسے چئیر پر بٹھائے وہ اسے کچھ کرنے کا یقین دلائے واپس اپنا فون اٹھائے کسی کو کال ملا چکا

تھا۔ نوح اس وقت کسی صبر و اطمینان کو نہیں جانتا تھا، وہ واپس اٹھے امتاب تک پہنچا جو کسی کو فون ملائے کال اٹھائی جانے کا منتظر تھا۔

"سر! نوح کو ایک گھنٹے کے لیے پر میشن مل سکتی ہے ہو سپٹل جانے کی۔ اسکی وائف ایمر جنسی میں ہے۔"

یہ ہیلتھ کیئر انویسٹیشن کے جو نئیئر ہیڈ رضا تھے جنکے پاس ابھی ابھی وریام ہو سپٹل کے وکیل کی طرف سے کچھ ایسی انفارمیشن آئی تھی کہ نوح کی قابلیت پر وہ پہلے ہی دنگ بیٹھے تھے، اسکی وائف کا سنہ پریشان ہوئے۔

"ٹھیک ہے پر ایک گھنٹے میں اسے واپس پہنچانے کی ذمہ داری تمہاری ہے امتاب، چیف کو پتہ نہ چلے۔ وہاں کے سٹاف سے میں بات کرتا ہوں۔ مجھے بریف کرتے رہنا کہ اسکی وائف کیسی ہے"

امتاب نے تشکر ہوتے سر ہلائے کال کاٹی تو نظر نوح پر گئی جو دم سادھے
امتاب کے جواب کا منتظر تھا، نا جانے کیوں پر نوح کی یہ پریشانی و تکلیف اس
سے دیکھی نہ گئی۔

"چلو میرے ساتھ"

امتاب نے گویا اس تڑپتے شخص کو اسکی سانسیں لوٹادی ہوں، امتاب نے
وہاں کے سٹاف سے خود بات کی اور نوح کو لیے وہ فوری ہو اسپتال نکلا، سارا
رستہ بھی نوح عجیب افیت سے دوچار رہا کیونکہ اصل بات امتاب کو بھی پتہ نہ
تھی، یہ تو جا کر ہی پتا لگنا تھا جبکہ وہ لوگ جب ہو اسپتال پہنچے، امائل، مانہ اور
میکائل انکل کو کال کیے انفارم ہی کر رہا تھا جب نظر ہو اسپتال میں انٹر ہوتے
نوح پر گئی، امائل پیچھے ہی لپکا پر امتاب کو دیکھتے رکا۔

"کیسے ہوا یہ امائل؟"

امتاب نے فوری پوچھا۔

"کچھ پتا نہیں۔ مجھے اسکی کال آئی جب میں لوکیشن پر پہنچا تو یہ دونوں بیہوش ملیں۔ بھائی کو کیسے اجازت ملی آنے کی امتاب؟"

اما نل بھی بے حد تکلیف میں مبتلا ہلکان تھا جبکہ امتاب نے اسکا شانہ تھپکا اور تمام صورت حال بتانے لگا جبکہ نوح اندر دوڑتے انداز میں پہنچا تبھی کرن کی نظر نوح پر گئی۔

"میری بیوی کہاں ہے؟"

وہ دیوانہ وار ایمر جنسی وارڈ کی طرف دوڑا، اسکا بھاگنے کے سبب سانس پھول چکا تھا، کرن بھی رکی۔

"وہ آرام کر رہی ہے، سپیشل کئیر روم میں۔ نوح! سنیں"

کرن نے اس بے چین شخص کے راستے میں رک کر نوح کے قدموں کو روکا جس کا سانس اکھڑنے لگا جبکہ وہ آرام کیوں کر رہی ہے اس بھیانک ہسپتال نامی جگہ یہ حلق میں تیر سا چبھا۔

"کیوں آرام کر رہی ہے، کیا ہوا ہے اسے۔ بولو کرن"

وہ آس پاس لوگوں کی پرواہ کیے بنا چیخ اٹھا تھا۔

"اس کے پیٹ پر burn wound تھے، سفو کیشن تھی اسکے علاوہ وہ

پریگنٹ بھی ہے۔ لیکن آپکا بچہ save & sound ہے۔ آپکی روح

سمیت"

نوح نے کرن کے چہرے کو غائب دماغی سے دیکھا پھر بغور دیکھا، خدا گواہ تھا

اسے آواز سنائی نہ دی تھی پر آخری جملہ جیسے کہیں دور سے کانوں میں پڑا

تھا، ہاں نوح ادا دوغان دیوار کا سہارا لیے لڑکھڑایا تھا، اسکا بچہ! اسکی

روح! آنکھوں کے سامنے اندھیرا آنا کسے کہتے ہیں یہ کوئی نوح سے پوچھتا، یہ

کیسی قیامت اسکے جگر کوشوں پر اسکی غیر موجودگی میں ٹوٹنے کو تھی۔

"ب۔۔۔ بچہ۔۔۔ کیا وہ سچ میں امید سے ہے۔۔۔؟"

نوح کی آنکھیں بھیگ سی گئیں جس پر کرن بھی اسی سوز سے بھری۔

"جی۔ سر پر لگتی چوٹ گہری ہے۔ کچھ خون نکلا پر کچھ کلوٹنگ کی صورت سر میں جم گیا تبھی ممکن ہے چوبیس سے اٹھتالیس گھنٹے وہ ہوش میں نہ آ سکے۔ لیکن وہ ٹھیک ہے نوح۔ آپ مل سکتے ہیں اس سے۔ وہ پریگنٹ ہے یہ بھی خوش قسمتی سے ہمیں پتا چل گیا ورنہ ہم کچھ ہیوی ڈوز دے دیتے کسی انجکشن کی تو بے بی ختم ہو سکتا تھا۔"

نوح نے سر ہلاتے اسے سنا جبکہ قدم اس طرف بڑھائے جہاں کرن لے کر بڑھی، وہ سپیشل روم میں شفٹ کر دی گئی تھی، ماتھے پر بینڈ تاج تھا جبکہ وہ جیسے بے سدھ پڑی تھی، نوح کا تو دروازے میں ہی دل پھٹ گیا تبھی کرن نے اسے یہاں سے اکیلا چھوڑا اور خود وہ امتاب اور امائل کی طرف بڑھی جو خود بھی اندر آچکے تھے، امائل اسے دیشاکے شوہر سے تفتیش کا کہہ رہا تھا جس پر خود امتاب نے اپنی ٹیم کو کال کرے وہاں پہنچنے کا کہا جبکہ نوح کے قدموں سے گویا جان نکل رہی تھی، وہ کچھ وقت سے جتنی بار رویا تھا وجہ یہ لڑکی ہی تھی، اسے کھو دینے کا ڈر تھا۔

وہ اسکے پاس بیٹھا، دل میں بہت درد تھا جو نوح کی ہیزل آنکھوں تک اترتا تھا، اس نے بہت احتیاط سے نامہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسکی ہتھیلی چومتے ہی چند آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ گرے، نامہ کی ہتھیلی، نوح کے آنسوؤں سے نم پڑی۔

"ج۔ جب تم میرے گلے لگی۔ تبھی ڈر گیا تھا کہ یہ لڑکی نظر لگوائے گی خود کو۔ دیکھا لگالی ناں۔ نامہ! تمہاری خواہش پوری ہو گئی۔ ہمارا بچہ آرہا ہے۔ لیکن دیکھو مجھے خوشی محسوس نہیں ہو رہی۔ بھلے کوئی مجھے پوری کائنات لا کر تھا دے، تم نہیں تو کچھ نہیں۔ آئی ایم سوری میں تمہارے پاس نہ تھا، جب تم یہ تکلیفیں، یہ زخم اور درد جھیل رہی تھی۔"

وہ بول نہ پایا مزید تو چپ ہوا پر آنکھیں ہنوز اذیت میں درد کر رہی تھیں، وہ اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھتا وہاں موجود بینڈیج پر مزید دکھی ہوا، جیسے کچھ سنائی اور دیکھائی دینا ہی بند ہو گیا ہو۔

"آ۔۔ آنکھیں کھول دو روح، میں نہیں دیکھ سکتا تمہیں خود سے لا تعلق۔"

وہ اسکے بالوں کو سنوارتا جھک کر اسکا ماتھا چومے کان کے پاس رکا پر وہ ہنوز بے سدھ رہی، شاید ابھی وہ سن تو سکتی تھی پر ریپانس دینا مشکل تھا۔

"میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے، سن رہی ہوناں نامہ۔ مجھے تم چاہیے ہو۔ باقی سب غیر اہم اور غیر ضروری ہے۔ میں ہمارے بچے کی خوشی بس تبھی محسوس کر پاؤں گا جب تمہیں اس پر خوش ہوتا، مسکراتا اور ہنستا دیکھوں گا۔ میں کیسے بھول گیا کہ تم نامہ ہو، جو اپنی ماں سے کبھی الگ نہیں ہوگی۔ میری اصول پسند بیوی، تمہارے اصول، تمہارا نرم دل مجھے رلا رہا ہے۔ کیسے ب۔۔ برداشت کروں تمہارے جسم کے درد۔۔۔ بہت ظالم ہو تم۔ اچھے بھلے مضبوط آدمی کو بچہ بنا دیا۔ گندی بچی"

وہ اس سے شکایت کر رہا تھا تو لگا واقعی بچہ ہے، وہ اسکے چہرے تک تکیے پر ہاتھ ٹیکا کر سہارے سے جھکا، پھر نامہ کی رخسار بے حد پیار سے چومی۔

"تمہیں پتا ہے تم سانس ہو میری روح۔ میں پریشان ہوں تمہیں ایسے دیکھ کر۔ پلیز آنکھیں کھول کر اک بار مجھے دیکھ کر کہہ دو میں ٹھیک ہوں۔ میری سانس تم میں اٹکی ہے تو میں کیسے جاسکوں گا دور۔ دو دن کیسے انتظار ہو گا۔ میں تم سے دو دن تو دور دو سکینڈ بھی ایسے دور نہیں رہ سکتا۔ پلیز نامہ کچھ تو کہو۔۔۔ تم مجھے سن رہی ہو تو کوئی تو اشارہ دو۔۔۔۔ میری جان مجھے اتنا اکیلا مت کرو"

اس بار وہ اسکے ماتھے پر جھکا پر جب بے بسی سے واپس اٹھا تو اس نے نامہ کی آنکھ سے بہتی نمی دیکھتے پھر سے اسکی گال چومی تھی، وہ اسے سن رہی تھی پر وہ یوں آنسو بہا کر بتا چکی تھی وہ کتنے درد میں ہے۔

"ٹھیک ہو جاو گی تم، ڈونٹ وری۔ میں ہوں ناں بیوی۔ بے بی مس کر رہا ہے کہ تم اسکے آنے کی کب خوشی مناو۔ کب اسے فیل کرو۔ میں بھی مس کر رہا ہوں تو جلدی ٹھیک ہونا ہے۔ میں نہیں جانتا کیا ہوا ہے پر جو بھی ہے مجھے بس تمہارے منہ سے سننا ہے"

وہ اسکے ہونٹوں کو بھی ویسے ہی پیار دیتا دستک پر اس سے دور ہوئے بیٹھا پھر
گردن گمائی اور اجازت دی تو امتاب اندر داخل ہوا۔

"نوح! ہمیں چلنا ہو گا۔"

امتاب نے قہر ڈھایا پر نوح رحم طلب ہوئے اٹھا۔

"م۔۔۔ میں اسے چھوڑ کر کیسے جاؤں؟ نہیں امتاب میرا دل پھٹ جائے
گا۔ وہ ٹھیک نہیں۔ مجھے مت جانے کا کہو۔ اسکے پاس رہنے دو۔ تم دوست ہو
ناں میرے۔ مت لے کر جاؤ"

وہ کسی صورت نامہ کے سرہانے سے اٹھنے پر راضی نہ تھا، جبکہ نوح کو صرف
ایک گھنٹے کی اجازت ملی تھی، امتاب مہمت کی مجبوری تھی کہ اسے نوح کو
واپس لے کر جانا تھا ورنہ ضمانت میں ایک اور رکاوٹ آ جاتی۔

"میں دوست ہوں تبھی تو تمہاری تکلیف سب سے زیادہ سمجھ رہا ہوں۔ دیکھو
نوح ہمیں ابھی جانا ہو گا۔ تمہاری نامہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ کرن کو کہا ہے

اسکے پاس رہے گی ہر پل۔ دیکھو میں نہیں چاہتا تمہاری انکوائری میں تمہارا
یوں آنا ایڈ ہو کر مشکل بنائے۔ تمہیں وہ لوگ لمبا اندر ڈال دیں گے
بھائی، سمجھو۔ نامہ جب تک ہوش میں آئے گی تم آزاد ہو چکے ہو گے۔ میرا
وعدہ ہے تم سے۔"

وہ اس ٹوٹے شخص کو بڑا برا آزار ہاتھا، وہ نامہ کو بھیگی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا
جو اس کے آج کسی لمس پر کوئی ریسپانس نہیں دے رہی تھی۔

"میں ک۔۔ کیسے جاؤں۔۔؟ مجھ میں حوصلہ نہیں۔"

نوح کی آواز رند سی گئی جبکہ امتاب خود کو زندگی میں پہلی بار اتنا بے بس
محسوس کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے دس منٹ اور دے رہا ہوں۔ پھر تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا"

امتاب نے اس بار گزارش کی تھی جو نوح نے بڑے جبر سے سہی اور سر

ہلایا۔

"یہ سب کیسے ہوا؟"

امتاب اسکی آواز پر رکا۔

"ابھی کچھ پتا نہیں۔ دیشا صاحبہ کو مہ میں ہیں۔ یہ بھی ابھی بیہوش ہے۔ لیکن تم بے فکر رہو جس نے یہ کیا وہ میرے ہاتھوں نہیں بچے گا۔ میں نے اپنی ٹیم آر مین پاشا کے گھر بھیجی ہے تاکہ اگر آگ کا تعلق وہاں سے ہے تو علم ہو سکے"

امتاب نے اسے بھرپور تسلی دی جس پر نوح نے بے دلی سے سر ہلایا۔

"مجھے ایسی ہی آگ اس کو لگانی ہے، جس نے نامہ کے ساتھ یہ کیا۔ اس سے پہلے واپس مت لے کر جانا مجھے امتاب۔ اپنے لوگوں کو کہو جلدی کریں"

نوح اس وقت ضدی ہو رہا تھا، نہ امتاب کی بات سمجھ رہا تھا نہ ریکوسٹ جبکہ باہر آکر اس نے اپنے ہی ایک آدمی کو کال کی۔

"ہاں بتاؤ کیا ابڈیٹ ہے؟"

امتاب نے فوراً استفسار کیا۔

"سر آگ یہیں لگی ہے۔ آر مین سر کا کہنا ہے کینڈل سے ہی لگی۔ لیکن یہ ایک موم بتی سے لگتی آگ نہیں دیکھائی دے رہی۔ کیا کریں؟ سرچ وارنٹ نہیں ورنہ تفصیل سے تفتیش کرتے۔"

امتاب نے کن پٹی سہلاتے گہرا سانس کھینچا، یہ سب سوچ سے زیادہ الجھ رہا تھا، پھر کچھ دیر حسب منشاء خاموشی کے بعد امتاب نے کچھ فیصلہ کیا، تبھی کرن پاس آکر رکی جس پر امتاب نے زرافون ہولڈ پر کیا، وہ کچھ بتانا چاہ رہی تھی۔

"دیشا صاحبہ کے پورے وجود پر تشدد کے نشانات ہیں، دوسرا انٹرل بلیڈنگ ہوئی یعنی وہ سیکیچورٹیل ابوز ہوئی ہیں جلنے سے پہلے۔ مجھے لگا شاید یہ پوائنٹ اہم ہو"

کرن نے افسوس سے بتایا تو امتاب نے جبرے بھینچتے واپس فون کان سے لگایا۔

"میں خود آتا ہوں۔ تم لوگ وہیں رکو۔ مجرم اس بار خود جج صاحب لگ رہے ہیں"

امتاب کی تاکید پر اسکے آدمی نے سر ہلاتے رابطہ توڑا جبکہ امتاب نے کرن کو آنکھوں سے اشارہ کیا جس پر وہ اسکا سینہ تھپکتی واپس لپکی تبھی امائل اپنی جانب آتا نظر آیا جسکی نظر نامہ کے فون کے میسجز پر گئی۔

"امتاب"

امتاب عقب سے آتی پکار پر رکا تبھی امائل نے قریب رکتے اسے نامہ کے فون پر آئے دیشا کے میسج اور تصویریں دیکھائیں۔

"یہ دیکھو۔ دیشا نے نامہ کو گھر بلایا تھا مدد کے لیے۔ آگ یقیناً اسی منحوس آرمین نے لگائی۔ پلیز اریسٹ کرو اس کو"

اماٹل سے فون لیے امتاب نے جب وہ میسج پڑھا اور تصویریں دیکھیں پھر تو شک کی گنجائش ہی نہ رہی۔

"بے فکر رہو اماٹل۔ سب سمجھ گیا ہوں اور مجرم چاہے از میر کی عدالت کائج ہی کیوں نہ ہو اب نہیں بچے گا۔ تم یہاں سب سنبھالنا میرے کچھ لوگ آئیں گے تو نامہ کا یہ فون بھی دینا کیونکہ تفتیش میں اہم رہے گا جبکہ اپنا بیان بھی ریکارڈ کروادو"

اماٹل نے امتاب کی تاکید پر اسے بھرپور مددگار ہونے کا یقین دلایا اور وہاں سے گیا کیونکہ دو لوگ آچکے تھے۔

امتاب نے پلٹ کر دروازے پر ناک کیا پھر اندر داخل ہوا، نوح، نامہ کے پاس ہی بیٹھا تھا، جلدی سے اٹھ کر دروازے میں کھڑے امتاب کی طرف آیا، ہر موموں سے بیقراری چھلک رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے آگ لگانے والا آر مین پاشا ہے، دیشا جسمانی تشدد کا بری طرح شکار ہے، اسکے حساس مقامات بری طرح بلیڈ کر رہے ہیں۔ دیشا نے آر مین کی درندگی سے بچنے کے لیے نامہ کو بلایا تھا اور وہ ماں کی تکلیف سن کر دوڑی چلی گئی، اس کے بعد کچھ بھید نہیں کہ آگ بھی اس پاگل سکی نے لگائی ہو۔ میں تمہیں موقع دوں گا آر مین سے بدلا لینے کا شاید یہی میری دوستی کا امتحان ہے لیکن ایک وعدہ کرنا ہو گا تمہیں۔ اسے جان سے نہیں مارو گے۔ اسے ایک عورت کے ساتھ ایسی درندگی کرنے پر پراپر سزا ملے یہی بہتر ہے اور اس جیسوں کے لیے عبرت بھی"

امتاب نے وعدے کے لیے ہاتھ پھیلا یا جس پر نوح نے بنا سوچے ہاتھ ملا لیا، جبکہ خود امتاب کو خوشی تھی کہ وہ نوح کے لیے سچ میں کچھ کر رہا ہے۔

"میں نہیں ماروں گا اسے لیکن اگر آگ اس نے لگائی ہے تو مارنے کے قریب تک اسے ضرور لے کر جاؤں گا کیونکہ اس آگ نے میری بیوی کو آنچ دی، میرے ہونے والے بچے کو نقصان دینا چاہا۔

دیشا سے میرا کوئی لینا دینا نہیں، میرے لیے صرف میری بیوی اہم ہے۔"

امتاب نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے بھرپور ساتھ کا یقین دلاتی نظروں سے دیکھا پھر ہاتھ ہٹائے جیب سے ایک لائٹرنکال کر نوح کی طرف بڑھایا۔

"آگ کے بدلے ویسی ہی آگ۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھ کو تکلیف نہ دینا، اس آسانی کی عیاشی بھی اس بھائی کی طرف سے۔"

نوح نے ادا اس سا مسکرا کر وہ لائٹرنکال کے ہاتھ سے لیا پر اصل حیرت امتاب کے لہجے پر ہوئی جو اسے یکدم بھائی کہنے لگا تھا، اور نوح تو پتا بھی ہلے بھانپ جاتا تھا۔

"یہ تو ٹھیک۔ یار دوست بیلی سے یکدم بھائی؟ یہ بدلاو کیسے آگیا تم میں؟"

امتاب بھول گیا تھا کہ وہ نوح ادا دوغان ہے، ایسے اسکے سوال نے کیا خوب یاد دلایا، واللہ۔۔۔

"کسی نے بتایا مجھے تم دوست بہت برے ہو پر بھائی بہت باکمال ہو۔ تو میں نے سوچا میں ہی بدل جاؤں۔ تم تو نہیں بدل سکتے، پتھر پر لکیر جیسے جو ہو۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں آسان زبان میں، ڈھیٹ مٹی ہو"

اس بار امتاب کو بھی چھیڑ خانی و شرارت ساتھ سو جھی جبکہ نوح بے اختیار مسکرایا اور اس بار یہ مسکراہٹ کسی پیارے کے لیے اس زخمی دل سے نکلی تھی، ایسی اچھی انواہیں بھلا کون پھیلا سکتا تھا امانل خرد قریشی کے۔

"چلتے ہیں۔ کرن کو کہنا نامہ کے پاس رہے۔ پلیز"

نوح نے اک آخری بار نامہ کو مڑ کر دیکھا جس پر امتاب نے اسے بھرپور یقین دلایا اور وہ لوگ اسکے بعد امانل سے ملتے ہی نکل گئے، جبکہ مانہ، صارم اور میکائل جب ہو اسپٹل پہنچے تو امانل تینوں کو سنبھالنے کے لیے موجود تھا، مانہ اور صارم کی تو نامہ اور دیشادونوں کے بارے سن کر ایک سی جان

نکلی تھی جبکہ میکائیل کو دیشا پر فقط افسوس تھا، کوئی ہمدردی نہ تھی، انکی ساری دعائیں تو اپنی نامہ کے لیے تھیں۔

پھر جب کرن نے ان سبکو بتایا کہ نامہ امید سے ہے تو جیسے بھیگی درد بھری آنکھوں میں اک موہوم تشکر کی دلکشی اتر آئی۔

لیکن وہی بات ابھی سب اس خوشی کو محسوس نہ کر پارہے تھے، شاید تھوڑے وقت بعد جب حواس اپنی جگہ آتے تب معاملہ کچھ اور ہوتا۔

فیروز اور خرد صاحب بھی ہو سپٹل پہنچے تو جیسے آئی قیامت نے ان دو کے چہرے بھی زرد کر دیے لیکن اس وقت ہر کوئی تڑپنے سسکنے کے بجائے بس دعائیں مشغول تھا۔

وہیں آرمین پاشا نے اپنے دونوں بچوں کو سمجھا دیا تھا کہ وہ سچ نہیں بولیں گے پر منیب تو حوصلے میں تھا لیکن جب لیزا نے پولیس کے لوگوں اور گنز کو دیکھا تو اسکی ہوا ٹائیٹ ہونے لگی۔

آرمین پاشا نے پولیس کے ساتھ کا پریٹ کرے اپنی درندگی کا داغ دھونے کی پوری کوشش کی پر اب اسکے ساتھ جو امتاب کرنے والا تھا وہ ابھی آرمین سوچ بھی نہ سکتا تھا۔

آرمین پاشا نے امتاب کے ساتھ نوح ادا دوغان کو بھی آتے دیکھا تو حقیقی جان کے لالے پڑے، اک خوف حاوی ہوا کیونکہ اتنا تو اسے بھی پتا تھا دیشا کی رپورٹس میں اسکے ظلم عیاں ہوں گے پھر وہ لمبا پھنس سکتا ہے کیونکہ وہاں عورتوں کے حقوق مردوں سے کہیں زیادہ ہیں تبھی ترکی کی ایشین عورتیں کچھ زیادہ خود مختار ہوتی ہیں۔

"آگ کس نے لگائی آرمین پاشا؟"

امتاب نے سیدھا سوال آرمین سے کیا جبکہ نوح کی نظر ان دو بچوں پر تھی جسے دو امتاب کے لوگ تفتیش سے باہر ہی رکھے چاکلیٹس دینے کی کوشش کر رہے تھے پر وہ دوا انکاری ہوئے سٹل سہمے کھڑے تھے، وہ دونوں سہمے

ہوئے ڈیڈا کو اکیلا چھوڑنے پر راضی نہ تھے اور نوح نے دور سے ہی ان دو کی آنکھوں کا ڈر دیکھ لیا۔

"کہا ہے کینڈل سے لگی۔"

آرمین نے اپنے موقف پر ڈٹے کہا۔

"آپ نے اپنی بیوی کا جو حال کیا ہے اس کے بعد تو میرا دماغ کہہ رہا ہے آگ بھی آپ نے لگائی ہوگی۔ دیکھیں ہمارے ساتھ کا پریٹ کریں ورنہ آپکے عہدے سمیت عزت بھی جھٹکے سے چلی جائے گی اور آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے"

امتاب نے زرا قانونی داو پیچ کا استعمال کیا اور یہ حربہ کامیاب رہا کیونکہ آرمین کے چہرے کی رنگت سفید پڑ گئی تھی، نوح نے اپنے قدم ان بچوں کی طرف بڑھائے جو خود کی طرف آتے نوح کو دیکھنے لگے، ڈرے بھی وہ کیوں آ رہا ہے۔

جبکہ نوح نے انکے سامنے ہی رکتے کانسٹیبل کے ہاتھ سے چاکلیٹس لیں اور مسکرا کر دونوں کی طرف بڑھائی، دونوں نے اس بار فوراً اچک لی۔

"کیوں لگائی آگ؟"

نوح نے دونوں کو باری باری دیکھے جس پیار سے پوچھا، امتاب کے دونوں آدمیوں کی آنکھیں حیرت و صدمے سے پھیلیں اور نوح کے پوچھنے کی دیر تھی کہ لیزا ہچکیوں سے رونے لگی۔

"نہیں لگائی ہم نے۔ آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں۔ چپ کرو لیزا"

منیب نے ابھی بھی سب کنٹرول کرنے کی کوشش کی پر نوح انکی اڑی رنگت، باڈی لینگویج اور آنکھوں کے خوف سے سب سمجھ چکا تھا جبکہ لیزا، منیب کے چپ کروانے کے بعد فر فر سب بولتی چلی گئی، اور نوح کو لگا اسکے ہاتھ بالکل بندھ گئے ہوں۔

اپنے بچے کا پہلا صدقہ دینے کا وقت تھا اور وہ تھا ان دو بیوقوف بچوں کو اس غلطی کی سزا کے لیے معاف کرنا، کچھ دیر نوح دونوں کو دیکھتا رہا، افسوس سے، دکھ سے، کیونکہ ان دو بچوں کے اندر بہت سی گھٹن تھی، اسے لگا قسمت نے اسے اپنے ہی عکس سے ملوایا ہے، جب وہ چھوٹا تھا، دیشا کو بابا کے ساتھ دیکھ کر باخدا اسکا دل بھی یہی کرتا کہ وہ اس عورت کو جلا کر راکھ کر دے، تبھی تو نوح کو یہ دو بچے سچے لگے، دونوں حق پر تھے، یہ آدمی نہیں سوچتا کہ اسکی پہلی اولاد پر اسکی دوسری شادی کتنا بھیانک اثر کرتی ہے۔ لیکن نوح ملکیت کے چھین جانے کے کرب سمجھتا تھا، وہ جانتا تھا جب باپ پر ماں کے بعد کوئی عورت حکمرانی کرتی ہے تو اندر سے سب جل جاتا ہے۔

"آگ لگانے سے اندر کی آگ بجھتی بچو! تو میں ڈریگن کو کب کا پیچھے چھوڑ

چکا ہوتا اور دنیا راکھ ہو چکی ہوتی۔ یونو واٹ میں بارہ سال کا تھا جب میری ماما کی ڈیبتھ ہوئی اور یہی عورت میرے بابا کی بیوی بن کر آگئی۔ سیم میرے

اندر تم دونوں جیسی آگ دہک گئی۔ میرا دل گواہ ہے کہ تم سچے ہو لیکن ہم اپنے آگ اگل دیتے ہیں یہ سوچے بنا کہ کوئی معصوم اس آگ کی لپیٹ میں نہ آجائے۔ تو دوبارہ کبھی ایسا کرنے لگو تو سوچ لینا کہیں اس کا نقصان تم جیسے کسی اور معصوم بچے تک نہ جائے۔ کبھی اپنے غصے کو کنٹرول کرنا ہو تو میں تم دو کو فری مہربانی کی کلاسز دینے کو تیار ہوں"

وہ دو پہلے ہی شرمندہ تھے، اب تو اور غمزدہ ہوئے پر نوح نے ہونے نہ دیا۔ وہ جانتا تھا ملکیت کے چھننے کا احساس ہے ہی بڑا جان لیوا تو وہ ان دو کا دوست بن گیا، لیزا کے آنسو اب جا کر تھمے اور منیب کی آنکھیں اب برسیں۔

"آئی ایم سوری"

منیب نے روتے روتے ڈوبی سی سرگوشی کی تو نوح نے دونوں کی ایک ساتھ گال تھپکی۔

"میں اکیلا تھا۔ لیکن تم دو ہو ایک دوسرے کے پاس۔ کسی آگ کو موقع مت دینا کہ وہ تم دو کا وقار جلادے۔ میں ناراض نہیں تم دو سے حالانکہ سوچا تھا آگ لگانے والے کو جھلساؤں گا پر تم دو کے دل تو پہلے ہی جھلسے ہیں۔ بس کبھی ضرورت ہو تو بندہ ناچیز کو نوح ادا دوغان کہتے ہیں۔ ڈی ایم کر دینا اگر زینی طور پر مجھے ڈھونڈنا مشکل ہوا"

نوح نے ان دو کے بھاری دل ہلکے کیے اور وہاں سے واپس پلٹا تب تک امتاب نے بھی آر مین کو اچھے سے سمجھا دیا تھا کہ وہ سخت نقصان اٹھانے والا ہے جبکہ نوح، یکدم جاتے جاتے آر مین کے پاس رکا، پھر قدم دو پیچھے ہٹاتے اسکا چہرہ بغور دیکھا جہاں ڈر، شرمندگی اور بہت سے احساسات تھے۔

"آپکو جیل میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے میری یہ خواہش امتاب مہمت جلدی پوری کرے گا۔ اپنے بچوں کی فکر مت کرنا۔ انھیں تم جیسا باپ نہ ہی ملے یہی بہتر ہے۔"

I will handle them..."

آرمین پاشا کی آنکھوں میں خوف اتار تا وہ جس طرح خاموشی سے آیا اس کے برعکس آرمین کا دل چڑتا ہوا وہاں سے گیا جبکہ اب باقی کام امتاب کا تھا، اب باقی حساب وہ جوان خود لینے والا تھا۔

-

..

..

وہ دیشا کے روم کے باہر کھڑا تھا، اس ماں پر صرف افسوس اور دکھ باقی تھا۔ آنکھیں جہنم کی طرح سلگ رہی تھیں، میکائل جانتے تھے یہ وقت

صارم اور مانیہ کے لیے بہت بھاری ہے، مانیہ کے ساتھ تو امائل تھا جو اس وقت نامہ کے پاس تھے جبکہ صارم کو میکائل نے اکیلا نہ چھوڑا اور عقب میں

رکتے اسکی بازوؤں کو سہلاتے ہی ساتھ آر کے، صارم نے زرا نظریں
آزردگی سے جھکائیں پھر میکائل دوغان سے ملائیں۔

"تم کہو تو میں کیس واپس لے سکتا ہوں پر مجھے اس عورت پر اعتبار نہیں
صارم۔ میں جانتا ہوں تم دیشا کو تکلیف میں کبھی نہیں دیکھنا چاہو گے اس
لیے جیسا کہو گے وہی ہو گا۔ یہ ویسے ہی اپنی عبرت پر پہنچ چکی ہے، بتاؤ کیا
چاہتے ہو؟"

صارم نے بابا کی بات مکمل ہونے دی پھر انکی طرف گھوما، پھول ساترو تازہ
چہرہ مر جھا گیا تھا، یہ دیشا کی خوش قسمتی تھی کہ اللہ نے ابھی تک اسکی کسی
اولاد کا دل اسکے لیے سخت نہ کیا تھا، بعض لوگ برے ہو کر بھی دنیا میں بس
آسانیاں ہی لکھوا کر آتے ہیں، جانے اللہ کی اس تقسیم کا کیا راز ہے، شاید
اللہ انکو دنیا میں ہی سارے نفع دے دیتا ہے اور انکا آخرت میں کوئی اچھا
حصہ نہیں بچتا، یہ ہم انسانوں کی ناقص عقل میں آنا ناممکن ہے۔

"میں نہیں چاہتا آپ کبھی بھی کیس واپس لیں، مجھے انکے ساتھ جو ہوا اس پر دلی افسوس ہے ڈیڈ۔ مجھے مماسے بہت پیار بھی ہے لیکن ایک بات سچ ہے کہ فطرت کبھی نہیں بدل سکتی۔ تو میں کبھی اجازت نہیں دوں گا کہ آپ میرے مانیہ آپنی یا نامہ آپو جان کی وجہ سے کبھی بھی یہ کیس واپس لیں۔ انہوں نے نوح بھائی اور آپکو مارنے کی کوشش کی تھی اور اسکی سزا بہر حال یہ جھیلیں گی۔ یہ قدرت کا قانون ہے ڈیڈ، اسے ایکسٹرانرمیوں اور مہربانیوں سے خراب کرنے کی کوشش کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ یہاں سے ٹھیک ہو کر چلی جائیں اور اپنے کیے کی سزا جھیلیں۔ یہی انصاف کا تقاضا ہے۔ اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کبھی بھی آپکو میری وجہ سے تو یہ احساس نہ ہو گا کہ آپ نے میرے لیے اس معاملے میں کچھ برا کیا۔ اللہ نے گناہ کا حوالہ دیا ہے تو اس نے سزائیں بھی برحق کی ہیں۔"

صارم کا اک اک لفظ میکائل کو ورطہ حیرت میں ڈال گیا، انھیں کب پتا تھا جس بچے کو انہوں نے خوا مخواہ سمجھ کر ہمیشہ اپنی محبت و شفقت سے محروم

رکھا، وہ سوچ سمجھ اور اصولوں میں بہت پکانکے گا، جسکا وقار دیشا اور میکائیل نے ہمیشہ بے اعتنائی کی مار دے کر مجروح کیا جب موقع ملا تو وہ اس وقار کے لیے سب کچھ کر گزرے گا، میکائیل نے دونوں ہاتھوں میں صارم کا چہرہ بھرا، وہ جانتے تھے انکا دیا ادھورا پن اور خلاء پورا نہیں ہو گا پر وہ اب ہر سانس صارم کو اسکی اہمیت بتانا چاہتے تھے اور یہی انکی طرف سے تلافی کی واحد صورت تھی۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم میرے بیٹے ہو صارم"

وہ اس پر رشک کر رہے تھے اور صارم کے لیے یہ خوشی، ماں کے ہر دکھ سے بڑی تھی۔

"یہ خوشی آپکو بہت دیر سے ہوئی ڈیڈ پر میری سر آنکھوں پر۔ میں پھر بھی آپ سے بہت پیار کرتا ہوں"

صارم نے انکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے چومے تو میکائل نے اسے پکڑ کر اپنے سینے میں بھینچ لیا، شاید بہت کچھ سنور گیا تھا اور کافی کچھ سنورنے والا تھا وہیں مانیہ، نامہ کے پاس بیٹھی اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے افسردہ تھی، ماما کی حالت کے لیے بھی دکھی تھی پر زیادہ اہم نامہ تھی۔

اماٹل بھی کچھ پاس ہی کاوچ پر بیٹھا تھا، وہ بھی خاموش تھا۔

"نامہ کو اس عورت نے بلایا یہ جانتے ہوئے کہ نامہ کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ وہ مجھے یا کسی بھی میل کو مدد کے لیے بلا سکتی تھیں۔ ظلم کیا ہے اس ماں نے ایک بار پھر، یہ معصوم دل کی مالک چل پڑی ایک پکار پر۔"

اماٹل کے لہجے کی برہمی اور دکھ پر مانیہ نے گردن گمائے اسے دیکھا پھر واپس نامہ کو دیکھے اسکا ہاتھ پکڑ کر چومتی واپس ہاتھ رکھے وہ اٹھ کر اماٹل کے پاس جا بیٹھی، بیٹھتے ہی اسکے سینے لگی جس نے فوراً بازو حائل کرتے خود میں بسا لیا، اسکا دکھتا سر چوما۔

"تم یہ مت سمجھنا کہ میں نامہ اور ماما کے لیے اداس ہوں تو تمہاری تکلیف بھول گئی، مجھے ابھی بھی تمہارا درد ہے۔ تم جس انتظار میں ہو وہ صرف تمہارا انتظار نہیں۔ اس کال کی میں بھی اتنی ہی منتظر ہوں جتنے تم، جس نے تمہاری ماما کی خبر دینی ہے۔ رہی بات ماما کی سفاکیت کی تو یہ درست ہے انہوں نے نامہ کو اپنے مشکل وقت کو ٹالنے کے لیے یوز کیا تبھی پکارا۔ وہ خود غرض ہیں پر اس میں نامہ کا قصور نہیں۔ یہ انکے لیے دور رہ کر تڑپی ہے اور میں قریب رہ کر۔ میں سمجھ سکتی ہوں یہ کس کیفیت کا شکار ہوئی ہوگی وہ میسج پڑھ کر۔ اسکی جگہ میں ہوتی تو شاید اتنی ہمت نہ کر پاتی۔ تو جب یہ جاگے اسے ڈانٹنا مت۔ نہ میں کسی کو ایسا کرنے دوں گی کہ کوئی نامہ کو کچھ کہے"

اماں اسے دیکھتا اختتام تک مسکرایا کہ کیا چیز ہے یہ لڑکی، اتنی احساس سے بھری کہ اماں کے لیے یقین کرنا مشکل ہو جاتا کہ ایسی sensitivity واقعی دنیا میں موجود ہو سکتی ہے۔

"احساس، مہربانی اور رحم ہمیں وراثت میں ملتا ہے، یہ ہمارا قصور ہوتا بھی نہیں۔ میری مجال جو میں نوح بھائی کی روح اور تمہاری لاڈلی بہن کو ڈانٹنے کا سوچ بھی سکوں۔ رہی بات اپنی ماما کی خبر کی تو مجھے میرے اللہ پر بھروسہ ہے، اگر اس نے میرے لیے کوئی امتحان لکھا ہے تو وہ مجھے اس امتحان میں سرخرو ہونے کی ہمت بھی دے گا۔ سو میں اس وقت بالکل اداس ہوں لیکن تمہاری اداسی پر۔ ورنہ دل تو اچھا محسوس کر رہا ہے۔ نامہ اور نوح بھائی کی زندگی نے جو بے بی والا رخ لیا اس پر"

مانیہ نے اس کے گلے لگے ہی یہ سب سنا پر آخری جملے پر وہ اک فطری سی حیا لیے روبرو ہو کر امانل کو دیکھنے لگی جیسے اس کے چہرے، اس کی خوشی سے کچھ ذاتی سا اخذ کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہمارا بے بی اس سے بھی فاسٹ آئے گا"

وہ یہ کہہ تو بیٹھی پر کیا کہہ گئی جب احساس ہوا تو خود ہی امانل کی گردن کی اور
چہرہ چھپائے چھپ گئی، امانل نے اسے بازوؤں کے حصار میں بھرتے
ہو نوٹوں کو کھل کر مسکرا نے دیا۔

"یہ تم نے میری ہانٹس + بے شرمی کو دیکھتے کہا ہو گا کیونکہ اپنی شرم پر تو تم
ایسا دعویٰ نہیں کر سکتی"

وہ مانہ میں مزید کپکپاتی لہر ایسے بے باک لفظوں سے اتار گیا، وہ روبرو نہ ہو
رہی تھی تبھی امانل نے زبردستی پکڑ کر کیا۔

"یہ میں نے تمہاری اور اپنی بس ہو جانے پر کہا جو پر اپر شادی ہونے تک
ساری ہانٹس، شرم بے شرمی کو سائیڈ کر دے گی۔ تمہیں پتا ہے نامہ کی
پریگنسی کا سننے مجھے بھی ماں بننے کا شوق ہو رہا۔ میرا ماں بننے کا ڈراک طرف
ہو گیا۔ مجھے لگتا ہے میں اور نامہ بہت اچھی مائیں بنیں گی"

وہ لاج و ادا کے سنگ اپنی یہ خواہش بتاتی اتنی پیاری لگی کہ افسردہ ماحول کی پرواہ کیے بنا وہ مانیہ کے ہونٹوں پر جان نثاری سے جھکا، کتنی دیر تک کہ مانیہ نے اسے دور ہونے کے بارے کندھا تھا مے ہوش دلائی، نجانے کیوں پر امائل کو یہ بے قابو پیار مانیہ کے ڈرہٹنے پر آیا، وہ ڈر کہ وہ سوچتی تھی کہیں اسکا بچہ بھی اسی جیسی قسمت لے کر نہ آئے۔

مانیہ کی آنکھیں امائل کے لمس کی شدت پر گلابی سی ہوئیں، پروہ اسے نہ دیکھتے ہوئے آہستگی سے گلے لگا گیا۔

"مما کی خیر خبر مل جائے تو ہم پر اپر شادی کرتے ہیں۔ پھر تمہارے اس ڈر کے ہٹنے کو سیلبریٹ کروں گا۔ تمہیں پریگنٹ کر کے"

امائل کی بے باک سرگوشی و شوخی پر مانیہ کان کی لوتک سرخ پڑی، ایسے صاف کھلے الفاظ کی تمنازت پر مانیہ کا چہرہ لال ٹماڑ ہوا، گال دہکے، بے قابو اور بے اختیار ہوتے مکا اس نے امائل کے کندھے میں جڑھا۔

"ام۔ امانل! تم بہت بے شرم ہو"

وہ اسکے الفاظ پر کانپ جاتی بڑبڑائی تو امانل زرا ہنسا۔

"اف یہ جملہ بہت مس کر رہا تھا"

جناب نے اپنی اداس ڈارلنگ کی ساری اداسی چھٹکیوں میں دور بھگائی اور تبھی تو وہ سول میٹس تھے کہ ان دو کے پاس ایک دوسرے کو ہینڈل کرنے کی لافانی طاقتیں تھیں۔

وہیں دوسری طرف امتاب نے نوح کو واپس پہنچایا، بھلے وہ پریشان تھا پر امتاب نے اسے بھرپور تسلی دی وہ سب سنبھال لے گا۔

پہلے تو آر مین کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی، بچے اسکے اگلے دن ہی ہو سٹل چلے گئے جبکہ آر مین کو اریسٹ کر لیا گیا۔

دیشا کو ہوش اگلے دن ہی آگیا پر دودن آرام کے لیے سچیٹ کیے گئے اور اگلی ہیرنگ تک جو پانچ دن بعد تھی وہ ہو سپٹل ہی پولیس کے کچھ لوگوں کی نگرانی میں زیر علاج رہنے والی تھی۔

دیشا نے ایک بار بھی نامہ کے لیے افسوس نہ کیا، شاید وہ اپنے ساتھ جو ہوا اسی کے صدمے میں تھی کہ نہ صارم نظر آیا نہ مانیہ بلکل وہ ایک دم چپ ہو چکی تھی۔

دودن گزر چکے تھے، نامہ ہوش میں آچکی تھی مگر ابھی بھی سپیشل کیئر میں تھی، وہ تو پہلے نوح سے ملنا چاہتی تھی پر نوح کی آج فائنل ہیرنگ تھی تو سب سے ملی اور اپنے بچے کے بارے جان کر بہت روئی تھی کہ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو وہ ساری زندگی خود کو معاف نہ کر پاتی، مانیہ اور صارم اس سفاک ماں کے لیے دودن سے گاہے بگاہے ہو سپٹل رکے تھے، اس عورت نے اس حال میں آکر ساری ہمدردیاں بٹوری تھیں لیکن مجال ہو جو اک حرف معافی کا اسکی زبان پر آیا ہو۔

عدالت نے دوسری ہی ہیرنگ میں نوح پر چلتی انکوائری سے اسے بری کر دیا تھا، جبکہ ارحم کے خلاف اریسٹ وارنٹ جاری ہوئے تھے کیونکہ وہ آدمی پکڑا جا چکا تھا جس نے نوح کے آفس میں ڈرگز سپرے کیے تھے جبکہ اس آدمی نے ارحم اور صابر مروان دونوں کا نام لیا تھا، صابر تو لمبا اندر ہو چکا تھا البتہ ارحم کو بھی جلد یا بدیر پکڑ میں لینے کے احکامات جاری تھے، وریام ہو اسپتال کے لوگوں نے اور سب سے بڑھ کر نادر صاحب نے جو نوح کو اس مشکل وقت میں حوصلہ دیا تھا وہ ناقابل بیان تھا، نوح کا تقاضا بری ہوتے ہی نامہ سے ملنے کا تھا کیونکہ اسے اطلاع دے دی گئی تھی کہ اسکی روح ہوش میں آچکی ہے۔

اس انکوائری کے ختم ہونے میں سب سے زیادہ جو رول پلے کیا وہ نادر مروان نے کیا اور وہ عدالت میں اسکے لیے وہیل چیئر پر آئے، شاید یہ اس نیکی کے مقابلے میں بہت کم صلہ تھا جو نوح نے انکے ساتھ کی پر دل کو تسلی ہوئی کہ وہ اپنے مسیحا کے لیے بدلے میں تھوڑا ہی سہی کچھ کر پائے۔

وہاں سے فری ہوتے ہوتے شام ہو گئی، تب تک نامہ کوڈ سچارج کر دیا گیا تھا، میکائل، صارم، مانیہ، امائل، خرد قریشی اور فیروز صاحب سب ہی دوغان ولانا نامہ کے ساتھ آئے، مانیہ اور صارم نے پہلے ہی ایک گھنٹہ آکر نامہ اور نوح کے پورے کمرے کوڈیکوریٹ کیا تھا، بلونز، کینڈلز، اور بہت سی لائٹنگ سے پھر سب سے حسین دیوار پر لگے وہ بے بی والے بلونز تھے، Baby is coming والے بلونی الفا بیٹس تھے، پورا کمرہ گلابی پھولوں سے سجا کہ نامہ کے اندر قدم رکھتے ہی وہ چند پھول اس پر برسے، دکھی سے ماحول میں صارم اور مانیہ نے یہ جو شوخ خوشی سیلبریٹ کی یہ سبکے اداس دلوں کو تقویت دے گئی۔

نامہ کے پیٹ پر ابھی برن پین تھا، باقی سر کا زخم پہلے سے بہتر تھا، چلنے میں تھوڑا لڑکھڑاتی تھی کیونکہ پیٹ پر زرا بھی دباو پڑتا تو زخم دکھتا لیکن ہو اسپٹل سے اسے چھٹی مل گئی کیونکہ وہ باقی پر فیکٹلی فٹ تھی دوسرا وہ خود بھی ضد کر رہی تھی کہ وہ نوح سے ہو اسپٹل میں نہیں ملنا چاہتی، جب سب نے اسے بتایا

کہ دو دن پہلے نوح کیسے سب چھوڑ کر اسے دیکھنے آیا تو وہ بہت زیادہ دکھی تھی کہ نوح کی کیفیت کا احساس تھا کہ وہ اسے بے جان دیکھ کر، ہو سپٹل بیڈ پر دیکھ کر یقیناً پھر رو پڑا ہو گا تبھی وہ چاہتی تھی جب وہ بری ہو کر واپس آئے، اسے نامہ گھر میں ملے۔

میکائل نے میڈ کو مزید اسی کی ضیافت پر لگایا اور خرد اور فیروز کو بھی رات کھانے کے لیے روک دیا کہ وہ سب نامہ اور نوح کے ساتھ یہ رات تھوڑی خوشی منانا چاہتے تھے۔

جبکہ نامہ کچھ دیر سوئی پھر اٹھ کر اس نے زرا اپنی حالت سنواری، مانہ اسکی ہیلپ کرنے آئی پر نامہ تب تک چینج کر چکی تھی، پھر مانہ نے اسکے بال سنوارے، ہلکا سا میک آپ کیا، یہ سب خوبصورت تھا، پر وہ دل کی اک اداسی اپنی جگہ قائم تھی، امتاب کچھ دیر میں نوح کو ڈراپ کرنے والا تھا اور وہ اور کرن بھی یہیں انوائسٹڈ تھے، نوح پر ختم ہوتی انکوائری بہت بڑی خوشی تھی اور اسے سیلبریٹ کرنا بنتا تھا۔

"مما کے لیے اداس ہو کر اپنے یہ مومنٹس خراب مت کرنا، اب تم خود ایک ماں ہو میری جان اس لیے اپنا اور اپنے بچے کا سوچو۔ پتا ہے ناں ہو سپٹل سے کس شرط پر چھٹی ملی، کہ تم سٹریس نہیں لو گی"

مانیہ نے نامہ کے خوبصورت ہونٹوں پر ہلکا سا پنک لپ کلوز اپلائے کرنے کے ساتھ اسے سمجھایا تو وہ دھیمسا افسردہ مسکرائی۔

"نوح کب تک پہنچیں گے؟"

مانیہ اسکی بیقراری پر قربان ہوئی، جھک کر نامہ کا گال چوم لیا۔

"بس امتاب اسے ڈراپ کرنے ہی والا ہو گا۔ اچھے سے یہ مومنٹس انجوائے کرنا۔ بہت بڑی خوشی دی ہے تم نے نوح کو"

وہ بڑی بہن بنی اسے تاکیدیں کرتی اور پیاری لگی جبکہ نامہ نے سر تو ہلایا پر وہ زرا ڈری لگ رہی تھی۔

"وہ ناراض تو نہیں ہوں گے مجھ سے؟ بے بی کو کچھ ہو جاتا تو میں کیسے اپنا اور انکا یہ نقصان پورا کرتی۔ میں کس قدر بیوقوف ہوں میں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ میرے جسم کی اک خراش بھی نوح کی جان نکال دے گی۔ میں بہت پریشان ہوں۔ میں نے انکو انجانے میں تکلیف دی۔ اف اس بندے نے یہ دودن کیسے کاٹے ہوں گے"

نامہ کاپینک کرنامانیہ کے ساتھ ڈور میں آکر رکتے اس جان لیوا شخص نے بھی دیکھا، وہ آچکا تھا، تھوڑا بے ترتیب سہی پر ہمیشہ کی طرح جاذب النظر، تڑپا ہوا، بے انتہا خوبصورت، بے انتہا مہربان۔

"میرے یہ دودن کیسے گزرے، خود پوچھ کیوں نہیں لیتی مجھ سے؟"

وہ دونوں بیک وقت اس آواز پر پلٹیں جس سے جڑا سکون نامہ کے دل کی ساری اداسی اپنی مٹھی میں بھر گیا، نامہ نے اسے دیکھتے ہی آنکھیں نم کر لیں البتہ مانہ ضرور خوشی سے بھری آکر نوح کے پاس رکی تھی۔

"بہت مبارک ہو میری اور یجنل ماما۔ انکوائری سے آزاد ہونے پر اور ان دو کے واپس تمہیں ملنے پر۔ سنبھالو اپنی روح کو میں زرا سگھڑ بہو کے بعد سگھڑ بیٹی کا مظاہرہ بھی کر لوں نیچے جا کر زرا کچن میں ہلپ کرواتی ہوں"

وہ خوشی سے بھری مسکراتی زرا شوخ بھی ہوئی کیونکہ نوح کے نامہ کے پاس آنے کی اسے سب سے زیادہ خوشی تھی، نوح نے مسکرا کر سر ہلایا جبکہ مانہ کے جاتے ہی وہ اٹھ کر اس سے پہلے نوح کی طرف بڑھتی، وہ خود قریب آیا اور نامہ کا ایک بھی آنسو نکلنے سے پہلے اسے بازوؤں میں اٹھایا، وہ رونے کے بجائے مسکراتی ہوئی دونوں بازو نوح کے گلے میں حائل کرے ساتھ جا لیٹی، شاید وہ اس کے اتنے درد پر بھی راضی نہ تھا کہ وہ کھڑے رہ کر گلے لگے کیونکہ وہ تو دیر تک اسے اپنے سینے لگا محسوس کرنا چاہتا تھا۔

"ن۔۔۔ نوح آئی ایم سوری۔۔۔"

روتے روتے نامہ کی آواز بھیگ گئی، لہجہ غم گیر ہوا اور وجود لرز نے لگا پر نوح نے اسے سنبھالا ہوا تھا، اسکے ہر درد کی دوا بنا ہوا تھا تو کیسے اس لڑکی کو دیر پا درد محسوس ہو پاتے۔

"یہ روم کس نے سجا دیا، یہ تو مجھے کرنا تھا"

نامہ جلدی سے روبرو ہوئی، وہ بات بدل گیا، اس نے نامہ کی آنکھیں باری باری چومتے پوچھا تو وہ اور روہا نسی ہوئی۔

"آپ سن نہیں رہے نوح۔۔ میں سوری کر رہی ہوں۔ میں نے تکلیف دی۔ میں نے رلایا بھی ہو گا ناں"

وہ اک بازو ہنوز نوح کی گردن میں حائل کرے سنبھلی ہوئی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ نوح کی رخسار سے جوڑے اسے لاڈ و تکلیف کی ملی جلی کیفیت میں اپنی بات دہرا کر متوجہ کرنے کی کوشش کرتی اتنی معصوم اور کیوٹ لگ رہی تھی کہ اگر نوح نظر نہ ہٹاتا تو نا جانے کیا کر جاتا۔

"تم تو بہت گلو کر رہی ہو۔ کیا کچھ سپیشل ہو رہا ہے اندر؟"

وہ پھر سے اسے ستانے کو بات بدلتا اسکے رخسار کو چومنے لگا تو نامہ مزید دکھی ہوئی، اب تو یقین ہو گیا کہ نوح اس سے ناراض ہے۔ وہ اسے لیے میٹرس تک آیا اور بہت آہستگی سے نامہ کو تکیوں سے ٹیک لگوا کر بیٹھائے اسکے پاس ہی، بہت قریب ہو کر بیٹھا تو وہ بے قراری سے تکیوں سے ٹیک ہٹائے اٹھ بیٹھی اور اپنے دونوں ہاتھوں میں نوح کا چہرہ بھرا، بس یہیں اس شخص کی بس ہوئی، یہ نوح کی کمزوری تھی۔

"م۔۔ میری بات کیوں نہیں سن رہے، ناراض ہیں تو بتائیں میں کچھ بھی کر کے منالوں گی۔ ایسے تکلیف ہو رہی ہے جب آپ میرا سوری اگنور کر رہے ہیں"

اس بار نامہ کے حلق میں جیسے آنسوؤں کا گولا سا پھنسا محسوس ہوا، نوح نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا کر چومے، باری باری کہ نامہ کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔

"کچھ بھی کرو گی؟"

وہ اس بار اسکی بات رد نہ کرتے زرا مزید قریب ہو کر بیٹھا کہ بیچ میں اب نام کی بھی دوری نہ بچی، نامہ نے فوراً سر ہلایا۔

"میرے دل میں چھپ جاؤ، تاکہ کچھ نہ ہو کبھی تمہیں۔ کر سکتی ہو یہ نامہ؟"

وہ اسکی گال پر رینگتے آنسو کو انگوٹھے کی پور میں جذب کرتا اس سے اصولی تقاضا کر رہا تھا اور وہ دونوں بازو اس کے گرد حائل کرتی گلے لگی کہ بھلا ایسا کیسے ممکن ہے کہ کسی کو کبھی کچھ نہ ہو۔

"میں ہمیشہ آپکے پاس رہوں گی۔ کہیں نہیں جاؤں گی۔ اب تو ماما کا پیدا کرنے والا احسان بھی چکا دیا۔ اب میرے دامن پر کوئی بوجھ نہیں۔ اب

میں صرف آپکا دھیان رکھوں گی۔ آئی ایم سوری میری ذات آپکو بار بار ہرٹ کرتی ہے پر کیا کروں یہ سب شاید مقدر میں ایسے ہی درج ہو۔ ہم مقدر کی آزمائشوں کو ریپیل نہیں کر سکتے۔ وہ آکر چپک ہی جاتی ہیں"

نامہ کا جواب وہ ایسا ہی چاہتا تھا، دل تو چاہا اسے اپنے سینے میں بھینچ کر چھپالے پر اسکے درد کا سوچ کر رہ گیا، زرا چہرہ پیچھے کرتے نامہ کے بال سمیٹ کر اسکی گردن چومتے وہ دور ہوا تو نامہ کی آنکھوں میں نوح کی ٹرپ صاف درج تھی۔

"میرے دل کو چین نہیں آرہا۔ تمہیں ٹھیک دیکھ کر بھی۔ سب کچھ بہت مشکل تھا۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن جب ان مشکلات میں کوئی اپنا بھینٹ چڑھتا نظر آئے تو سانس رک جاتی ہے۔ تم میری زندگی کا واحد سکھ ہو نامہ، یہی سکھ بار بار رسک پر چلا جاتا ہے۔ میں ڈرتا ہوں تمہیں گرم ہوا بھی لگے تو۔ میں سمجھ نہیں پارہا میں کیا محسوس کر رہا ہوں لیکن بہت تکلیف میں

ہوں۔ سب ٹھیک ہو گیا ہو گا۔ لیکن جو دردناک پل گزر گئے وہ بھولوں
کیسے؟"

وہ اک اک حرف کہتے اخیر تکلیف کا شکار تھا، نامہ نے سمجھنے کے انداز میں
سر ہلایا کہ وہ سب حق کہہ رہا تھا، ہر شے ٹھیک تھی۔

"وہ آگ ممانے نہیں لگائی تھی، انکے لیے لگی تھی"

نامہ نے افسردگی سے کہا جبکہ نوح تو اس آگ بھڑکانے والے بچوں کو دودن
پہلے ہی اپنے بچے کے صدقے معاف کر چکا تھا پر وہ تو اپنے دل کی آگ کا ذکر
کر رہا تھا، پھر نامہ کے پیٹ پر جو زخم تھے وہ دیکھنے محال تھے، نوح کو لگتا تھا
شاید انکے بھرنے تک وہ انھیں نہیں دیکھ سکے گا۔

"تمہاری ماں ہی وجہ تھی اسکے علاوہ کس نے لگائی میرے دل کو یہ
آگ؟ بولو"

وہ سخت غصے میں آگیا تھا، تڑپ رہا تھا کہ جس لڑکی کو دانستہ کبھی سخت ہاتھوں سے نہیں چھوا اسکا وہی وجود جو نوح کے لیے قابل محبت و انس ہے اس پر جلے کے زخم تھے، آگ لگنی تو طے تھی، وہ بچے تو معصوم تھے، آگ تو بڑے لگاتے ہیں۔

"کسی نے نہیں۔ شاید یہ آگ ہم تین بچوں کی محرومیوں اور خساروں کو مٹانے کے لیے لگی تھی نوح، کسی ایک کو آگ میں کودنا تھا ورنہ ہماری ماں جل کر راکھ ہو جاتی۔ ہاں مجھے ان سے بہت شکایت سہی پر اک دل کے حصے سے محبت بھی ہے۔ میں کل کو اللہ کے سامنے کیا جواب دیتی نوح۔ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا میں ماں بننے والی ہوں۔ پتا ہوتا تو شاید یہ بیٹی، بیٹی اور ماں ہونے کے ناطے کوئی نیچ کی راہ ڈھونڈتی۔ لیکن دیکھیں ہمارا بے بی اس آگ، دھوئیں اور وہشت سے محفوظ ہے۔ کیا یہ امتحان میں سرخرو ہونے کا سائن نہیں"

وہ اسکا ہاتھ چومتی یہ سب کہتی گئی اور نوح کو لگا سچ میں ایک بیٹی نے فرض نبھائے ہیں۔

"تم بہت پیاری بیٹی ہو۔ پر آگ میں کودنے سے پہلے "میرا نہیں سوچا؟ ایک بار بھی"

وہ اب بھی درد میں تھا، تب تک رہتا جب تک وہ تھی، جب تک اس لڑکی کی روح تھی۔

"ارے! آپ کا سوچنے اور آپکو چاہنے کا ثبوت میری ٹہنی میں ہے اب بھی آپکو شک ہے۔ ناٹ فیئر نوح ادا دوغان"

یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو نامہ نے دو دن بعد دی، ورنہ تکلیف اتنی تھی کہ اس سے سانس لینا بھی مشکل تھا، نوح نے اسے بے اختیار اپنے سینے بھینچ سا لیا۔

"مجھے اتنا معتبر کرنے کے لیے تھینکیو روح، باپ بننا اک بہت بڑا شرف ہے۔ اور مرد جب اپنی من پسند عورت سے یہ سکھ پائے تو معتبر ہو جاتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے وہ بچہ تمہارے اندر ٹھیک ہے اور تم میرے چار سو روشن۔ میں نے بہت تکلیف سے یہ دودن گزارے۔ تم بہت بہادر ہو، تم نے مجھے امپریس کر دیا"

وہ اسے بھرپور گلے لگائے نامہ اور اپنے سارے کھوئے سکون کو واپس لایا جبکہ وہ بھی پر سکون ہوئی کہ نوح کے تیز دھڑکتے دل کو قرار آیا ہے۔

"مجھے بس آپ کو سکون پہنچانا ہے، امپریس نہیں کرنا۔ ادھر دیکھیں"

وہ پکڑ کر خود ہی اسے روبرو لائی تو وہ ایسے خواہش کرنے والی پر قربان ہوا۔

"کیا دیکھوں۔ اتنی پیاری لگ رہی ہو"

وہ شکوہ کناں ہوا تو نامہ ہنستا ہوا مسکرائی، یہ بھلا کیسی شکایت تھی۔

"ہا! اتنی پیاری لگ رہی ہوں تبھی ایک کس نہیں کی؟"

وہ ادا سی سے دگنار سیلا شکوہ کر گئی۔

"ارے! میں زرا ایمو شنل ڈیڈی ہوں اس وقت، ہسبنڈ ابھی بننا ہے۔ تمہیں کب سے کس پسند ہو گئی۔ کیا یہ مجھ سے دودن جدائی کا اثر ہے؟"

وہ بھی سارے حرے جانتا تھا نامہ کو اپنی شدتوں کے لیے آہستہ آہستہ تیار کرنے کے، نامہ کی پلکیں حیا سے جھکیں۔

"مجھے کس وس پسند نہیں، مجھے بس آپ پیارے ہیں۔ خواخواہ مجھ پر ایسے بے باک الزام نہ لگائیں۔"

وہ جھکی پلکیں لیے ہی بولی تبھی نوح نے ٹھوڑی سے پکڑے نامہ کا چہرہ اوپر کیا، دونوں کی آنکھوں میں ایک جیسی دیوانگی تھی۔

"تم سچ میں امید سے ہو؟ مجھے یقین نہیں آرہا نامہ کہ میں اتنی جلدی یہ سکھ پا چکا ہوں تمہارے اس وجود سے۔"

نوح کا بے انتہا خوشی بھرا یقین چاہنا نامہ کے گالوں میں گلاب وحدت ساتھ اتار لایا۔

"یس۔۔ ایکچولی پیریڈ تو کافی دن سے مس تھے مجھے لگا سٹریس ہے تبھی۔ زرا بھی اندازہ ہوتا میں خود کورسک میں نہ ڈالتی۔ ایکچولی میں نے بھی نہیں سوچا تھا ہم اتنا بے صبر اکیل ثابت ہوں گے ورنہ آپکو تو پتا ہے یہ بے صبری آپکی طرف ہی تھی۔ میں تو بہت معصوم سی ہوں۔ مجھے تو کچھ پتا ہی نہیں یہ سب کیسے ہو گیا"

نامہ نے سنجیدہ سے یکدم شر مکیں ہوتے سارا الزام نوح پر ڈالا تو وہ خوشی خوشی اس الزام پر اتر آیا، بھلے پھر بے صبری برابر ہوتی۔ اسے تو نامہ کے لگائے الزام بھی پیارے تھے۔

"کیسا فیل ہو رہا ہے؟ کچھ چیخ محسوس ہوا۔ کچھ بھی؟"

وہ بہت اشتیاق سے جاننا چاہتا تھا جبکہ نامہ ہنسی۔

"ابھی تو بس سر بھاری ہے، اس کے علاوہ کوئی سائن نہیں۔ ہاں آپ سے زیادہ پیار محسوس ہو رہا ہے۔ سنیں! مس کیا مجھے نوح؟"

وہ لاڈ سے بولی، نوح اسکی طرف جھکا، اسکی خوشبو ان ہیل کی جو مزید نشہ آور ہو چکی تھی۔

"میں اپنا دھڑکتا دل تمہاری مٹھی میں غائبانہ دبا گیا تھا۔ میں تم کو مس نہیں کرتا، تم اک لمحہ بھول نہیں سکتی روح"

وہ اسکے لاڈ کی نشان بڑھاتا ہوا اپنی آنکھیں نامہ سے ملا گیا۔ بہت ساری خوشی تھی دونوں کی آنکھوں میں۔ وہ اک نئے سکھ، سکون، نشاط اور تعلق میں بندھے تھے۔ اف!

"اب دور مت رہیں"

وہ بے قرار ہوتی بولی تو نوح نے اس کے کہے کو حکم کا درجہ دیا، ایسے جواب پر وہ کیسے دور رہ سکتی تھی۔

وہ اس کے ہونٹوں پر دیوانگی لٹاتے لٹاتے نامہ کے پہلی بار اتنے نوح کے مقابلے والے ریسپانس پر حیرت زدہ ہوتا دور ہوا۔

تو نامہ کا چہرہ نوح کی شریر نظروں پر دھواں چھوڑ گیا۔

"یہ کیا؟ طبعیت تو ٹھیک ہے ناں تمہاری؟"

وہ مزید چھیڑتا اسکا ماتھا چیک کرنے لگا تو وہ اسکا گریبان دبوچتی واپس اس ڈرامے باز کو قریب لائی، آج نوح سچ میں اک نئی بے باک نامہ سے مل کر

صدے میں جاتا محسوس ہو رہا تھا۔

"طبعیت نو ماہ ایسی ہی رہے گی۔ اگر یہ آپکے نزدیک خراب ہے تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب اپنے ساتھ ساتھ بے بی کے حصے کا پیار بھی چاہیے مجھے"

وہ اپنے حق کے لیے یوں میدان میں اتری کہ نوح حیرت زدہ اور کیوٹ سا مسکرایا، ایسی نامہ دیکھنے کی حسرت اسے ملنے کے لمحے سے تھی۔

"میں پیار ادھورا نہیں دوں گا۔ میں بہت اچھا ہسبنڈ ہوں۔ مکمل پیچ دوں گا جسکے بعد تمہیں کافی زحمت ہوگی ناں۔۔۔ تکلف بھی اٹھانا پڑے گا۔ زخم گھیلا ہو سکتا ہے"

وہ جس طرف بے باکی سے اشارہ کر گیا نامہ نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا کیونکہ سمجھ گئی تھی یہ کون سے کمپیٹ پیچ کی بات ہو رہی تھی۔

"آپکو تو چھونا بھی خطرہ ہے۔ حد ہو گئی نوح"

وہ روہانسی ہوئی۔

"کیا کر سکتا ہوں۔ لاڈ لاڈ میں ہی اب تک معاملہ سنجیدہ ہو ا ہمارے بیچ جب بھی ہوا۔ اب تو عادت ڈال لو ایسے نوح کی ورنہ نومہ شکوے ہی کرتی رہو گی کہ آپ نے مجھے پیار نہیں کیا"

وہ اسکے گلا لوں میں مزید حیا کے رنگ شامل کر گیا جبکہ نامہ نے فوراً سے نظریں جھکائیں پھر سے شرمیلا مسکرائی، نوح نے اسکا چہرہ واپس اوپر اٹھایا، وہ نہیں چاہتا تھا نظریں ہٹائے۔

"نیچے چلیں؟"

وہ نوح کے قریب آنے کے ارادوں پر خود ہی گھبرا کر بولی۔

"تھوڑا سا ویکم ہی کر لو۔ ایک کس سے تھوڑا خوش ہوں گا؟"

وہ منہ پھٹ بنا نامہ نے مسکرا کر واپس بازو اسکی گردن میں پروئے۔

"کہیں تو وہی ریلوئنگ ڈریس پہن کر تھوڑے جلوے دیکھا کر پر اپرویلکم کروں آپکا نوح؟"

آنکھیں پٹپٹائے وہ لڑکی سچ میں اس وقت انگارہ بنی نوح کے جذبات دہکار ہی تھی۔

"کروناں نامہ۔۔۔"

وہ جلدی سے مسکرا کر بولا تو نامہ نے ساتھ ہی گھور کر دیکھا۔

"میں نے مزاق کیا تھا"

وہ گھورتے ہی بولی۔

"ایسے مزاق کر کے تم نے ظلم کیا ہے، چلو مت پہنوپر زرا بے باک والا موڈ

تو آن کرو پھر اپنا۔ مجھ سے اپنا حق چھینو تاکہ تھوڑا خوش ہو میرا دل کہ میں

بھی تمہیں ویسا ہی درکار ہوتا ہوں جیسے تم مجھے"

اف اس بندے کی فرمائشیں پھر شروع اور نامہ کے ابھی سے رونگٹے
کھڑے تھے، جبکہ جوار مانوں کی قندیلیں نوح کی آنکھوں میں جل رہی
تھیں انھیں نامہ بجا دینے پر بھی رضامند نہ تھی۔

اس نے نوح کے ہونٹوں کو نرمی سے خود چھوا، جس پر نوح نے اسے مایوسی
سے دیکھا۔

"لڑکی۔ یہ بے باک نہیں بچگانہ موڈ ہے۔ کم آن نامہ اب تو تھوڑی گندی بچی
بن جاو۔ کب تک میں تمہیں مائل کرتا اور اکساتا رہوں۔ کبھی تم بھی مجھ پر
ٹوٹ پڑو بھو کی شیرنی کی طرح"

نامہ کا یہی کر کے سانس اوپر نیچے تھا اور یہ آدمی کتنے آرام سے بچاری کی
محنت کو ہوا میں اڑا گیا۔

"جائیں کسی اور سے لے لیں اپنی مرضی والی کس"

وہ بوکھلا کر بڑبڑائی پر نوح کے مسکرا نے پر فوراً دانت پیس کر خود کو ملامت کی کہ کیا کہہ گئی۔

"لے تولوں، اور کوئی بھی تیار ہو جائے۔۔۔ پر اپنے منہ میں آگ اور انگارے بھرنے سے بہتر ہے میں تمہاری ننھی منھی کو شش پر ہی سکون کروں۔ یہ اتنا سا بھی میرے پورے وجود کو بہار کر دیتا ہے۔ اب سمجھی ہو تم کہ دنیا کی ساری عورتیں اک طرف اور تم میری روح، جان ایک طرف"

نامہ کو لگایہ آدمی اس لیے بہکار ہا کہ نامہ جذبات میں آکر نوح کی پسندیدہ خواہش پوری کر دے گی اور ایسا سچ ہوتا نظر بھی آرہا تھا۔

"اب مجھے ہی کرنا ہو گا یعنی؟ مشکل ہے نوح آپ بہت زیادہ بہک جائیں گے"

وہ مشکل سے دو چار ہانپتی بولی تو نوح اسکی جان کو مصیبت میں پڑتا دیکھے کھل کر ہنسا کہ نامہ کتنی دیر اس آدمی کی سحر میں جکڑی ہنسی ہی دیکھتی رہ گئی۔

"نہیں۔ تم بس پہلے جیسار یسپانس دے دینا۔"

میں اچھا kisser کافی ہوں ہم دونوں کے لیے۔ بائے داوے بات بڑھنے لگے تو روک لینا ابھی تم ایفیکٹڈ یو۔ میں تو ڈیڈی کے بعد ہسبنڈ واپس بننے کے پورے موڈ میں ہوں۔۔۔"

نامہ نے اسکی وارننگ سنتے ہی گہرا سانس بھرا اور اب تو نامہ کو پتا تھا ریسپانس دینے کی بھی ضرورت نہ پڑے گی، وہ اتنا منجھا ہوا تھا ان کاموں میں، بلکہ پرو تھا، نامہ کو breathless کر کے دو دن کی جدائی کا ازالہ پوری شدت سے کر رہا تھا، اف خدا کی پناہ!

سب ڈنر کے لیے دوغان والا کے ڈائننگ ہال میں جمع تھے، بہت دن بعد کچھ دلوں اور ذہنوں کو سکون ملا تھا، نوح کی واپسی کے ساتھ ساتھ نامہ کی

ریکوری اور دوغان ولای میں آتی ان کے بے بی کی نیوز سب ہی ایسے خوش خبریاں تھیں کہ سب کے دل آسودہ ہوئے تھے تبھی خرد صاحب نے ان خوشیوں کو بڑھانے کے لیے ایک مزید اعلان کیا۔

جہانگیر عالدین بھی میکائل کی ارجنٹ کال پر ڈنر کے لیے پہنچے تھے کہ مانیہ انکو دیکھ کر خوش ہوتی اور میکائل اپنے سب بچوں کی خوشی اب اولین رکھنا چاہتے تھے۔

"جیسا کہ سب ہی بہت پریشانیوں سے نکلے ہیں تو میرے خیال میں اب کچھ مانیہ اور امائل کی پر اپر شادی کے بارے ایونٹ رکھنا مناسب ہو گا تا کہ سب کے دل زرا مزید بہتر ہو جائیں۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے اور مانیہ کے ہو سپٹل ہونے کی وجہ سے آپ جانتے ہیں نکاح کس قدر سادگی سے ہوا تھا تو میں اور فیروز چاہتے ہیں نامہ اور نوح کی طرح ہمارے یہ بچے بھی بھرپور شادی کے بندھن میں بندھیں۔ میکائل بھائی آپ مانیہ کے سگے سے بڑھ کر باپ رہے

ہیں تو آپ سے ہی اجازت درکار ہے۔ جہانگیر بھائی بھی یہیں ہیں۔ آئی تھنک
 زرا ہلا گھلا ہونا چاہیے "

سب ہی کے چہرے پر آمادہ مسکراہٹ رینگتی کیونکہ سب کو ہی یہ تجویز بے حد
 پسند آئی جبکہ خود مانیہ نے بلش چہرے اور پیار بھری نگاہوں سے امانل کو
 دیکھا، اف شادی جیسے جیسے قریب آرہی تھی مانیہ کے اندر گدگد اہٹ بھی
 بڑھ رہی تھی، نوح اور نامہ تو سب سے زیادہ راضی تھے، امتاب اور کرن
 بھی مسکرائے اور صارم بھی ایکساٹڈ تھا۔

جبکہ جہانگیر تو کب سے اپنی بیٹی کی خوشیاں چاہتے تھے، ہنی مون پیچ تو ابھی
 تک پینڈنگ تھا، میکائل نے سب کی طرف مسکرا کر اجازتی نظریں جمائیں
 پھر دونوں سپیشل ونزر پر جن کی ہاں انکے چہروں پر درج تھی۔

"پھر نیک کام میں دیری کیسی بھئی، دو دن بعد ہی انکی شادی کا جشن شروع
 کرتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں آپ جہانگیر بھائی؟"

سب ہی ایکساٹڈ ہوتے اب جہانگیر صاحب کو دیکھ رہے تھے جو مانہ کی زندگی میں اب بس سکون چاہتے تھے۔

"مجھے تو کب سے اسکا انتظار تھا، ویسے بھی جیساٹنس ماحول رہا گزشتہ دن، یہ ایونٹ اور اسکی مستی سبکو ہی ہیل کرے گی۔ بسم اللہ کریں۔"

وہ مانہ کو شفیق نظروں میں بھرے مسکرائے تو وہ شرما کر نظریں جھکا گئی جبکہ ہر کوئی اس شادی کے لیے ویسے ہی ایکساٹڈ تھا جیسے نوح اور نامہ کی شادی کے لیے ہوا۔

وہیں دیشا ابھی تک ہو سپٹل ہی تھی، اسکے چہرے کے نیل اب بھی نظر آ رہے تھے جبکہ انرا انجریز بھی شدید تھیں، ہیرنگ تک اسے یہیں کچھ پولیس کے لوگوں کی نگرانی میں رہنا تھا۔

وہ ونڈو کے پاس بے تاثر چہرہ لیے کھڑی تھی، جب اندر دھواں بھرا ہوا ہو تو اسکا اثر چہرے پر اتر آتا ہے بالکل دیشا کریزی کی طرح۔ کہتے ہیں ایک حاسد

مر سکتا ہے پر حسد کی بیماری سے یکخت نکلنا اسکے بس میں نہ تھا، اب تو اسکا نامہ، صارم یا مانیہ پر پیدا کرنے کا احسان بھی باقی نہ تھا، کیونکہ وہ تینوں ہی کوئی نہ کوئی دیشا کی اولاد ہونے کے ناطے قیمت چکا چکے تھے پر دیشا کے اندر کی آگ تھی جو سرد ہونے کے بجائے بھڑک رہی تھی، جو کچھ آرمین نے اسکے ساتھ کیا وہ اسکی ذات کو مزید بھیانک شکل دے گیا، اب معاملہ آریا پار کا تھا مگر وہ کیا آگ لگا کر سانس لے گی یہ ابھی کہنا قبل از وقت تھا۔

وہیں دوسری جانب روزینہ نے یہ دو تین دن مانیہ سے کیا پراس نبھانے کی بھرپور کوشش کی اور فائنلی اسے نمیز کی کزن کے تھر و ثریا بھا بھی کا نمبر ملا جس پر پہلے خود روزینہ نے کال کی۔

جب سے کینسر کا پتا چلا، ثریا نے خود کو بالکل ہی ہو اسپٹل کے روم میں قید کر لیا تھا، اسکے بیشتر لمحے اپنے کیے پر ندامت و ملامت کرتے رو کر گزر رہے تھے پھر اچانک شروع ہوتے دردناک علاج کی اذیت، شمیز کو ثریا کی تکلیف کا

ہرگز احساس نہ ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ اس شخص کی محبت اور اسکا جنون بس تندرست ثریا کے لیے تھا، ثریا کا ٹرٹمنٹ شروع تھا۔

اب pancreatic کینسر قابل علاج تو ہے مگر تب جب اسکی تشخیص ابتدائی سٹیج میں ہو ورنہ یہ کینسر اکثر اپنی انتہائی سٹیج پر جا کر ہی علامات ظاہر کرتا ہے، سو میں سے دس پرسنٹ مریض ایسے ہیں جو ابتدائی سٹیج پر اس متعلق جان پاتے ہیں۔ یہی ثریا کے کیس میں تھا کہ یہ کینسر تب شو ہوا جب وہ ارد گرد کے آرگنز کو نقصان دینے لگا تھا۔

لبلبے کے ٹشوز میں ہونے والا کینسر لبلبے کا کینسر یا pancreatic Cancer کہلاتا ہے۔ لبلبہ ایک اہم اینڈو کرائن عضو ہے جو معدے کے پیچھے واقع ہوتا ہے اور یہ انزائمز پیدا کر کے اہم کردار ادا کرتا ہے جو جسم کو چربی، کاربوہائیڈریٹس اور پروٹین کو ہضم کرنے کے لیے درکار ہوتے ہیں اور کھانے کے ہضم ہونے میں مدد کرتے ہیں۔

یہ اہم عضو گلو کا گن اور انسولین جیسے اہم ہارمون پیدا کرتا ہے۔ یہ دونوں ہارمون بنیادی طور پر گلو کوز میٹابولزم کو کنٹرول کرنے کے لیے ذمہ دار ہیں۔ انسولین خلیوں کو گلو کوز کو میٹابولائز کرنے میں توانائی پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے جبکہ گلو کا گن بہت کم ہونے پر گلو کوز کی سطح کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔ لبلبے کے کینسر کی تشخیص اکثر کینسر کے اعلیٰ درجے کے مراحل میں کی جاتی ہے کیونکہ لبلبہ کے مقام کی وجہ سے اس کا پتہ لگانا مشکل ہو سکتا ہے۔

بد قسمتی سے، لبلبے کے کینسر کی علامات اور علامات اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتیں جب تک کہ یہ مرض ایک اعلیٰ درجے کے مرحلے پر نہ ہو جائے اور اس لیے اس کینسر کی کوئی ابتدائی علامات نہیں ہیں۔ لیکن جیسا کہ یہ کینسر پھیلے تو اکثر بھوک کی کمی، وزن میں کمی، ڈپریشن، پیٹ کا ایک مخصوص درد جو کمر / پیٹھ تک پھیلا محسوس ہوتا ہے، خون کی نالیوں میں خون کا

جمنا، تھکاوٹ، شوگر کا اچانک ہو جانا جو انسان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔

لببہ کے کینسر کی تشخیص کے بعد ڈاکٹر زمرید جائزہ لیتے ہیں کہ آیا اس کینسر کے پھیلاؤ کو دیکھا جاسکے، اس کے آگے تین مرحلے ہیں۔

پی ای ٹی اسکین ڈاکٹروں کو یہ شناخت کرنے میں مدد کرتا ہے کہ آیا جسم میں کینسر کی کوئی نشوونما موجود ہے۔ کینسر کے اس مرحلے کو جاننے کے لیے بھی خون کے ٹیسٹ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

ایک بار جب ڈاکٹر اس کینسر کی تشخیص کرتا ہے، ٹیسٹ کے نتائج کی بنیاد پر ایک مرحلہ مقرر کیا جاتا ہے جیسے:

مرحلہ 1 کہ ٹیومر صرف لیبہ کے اندر موجود ہے۔ مرحلہ 2 کہ ٹیومر پیٹ کے ٹشویا لف نوڈس کے قریب پھیل گیا ہے۔

مرحلہ 3 کہ کینسر خون کی بڑی نالیوں اور لف نوڈس میں پھیل چکا ہے۔

مرحلہ 4 کہ ٹیومر دوسرے اعضاء جیسے جگر میں پھیل گیا ہے۔

چونکہ ثریا بتول کا یہ کینسر لبلبہ سے باہر آچکا تھا تو ڈنمارک کے ڈاکٹر نے سرجری یعنی پینکریٹیکٹومی کر کے لبلبہ کو ہٹانے کی تجویز رد کرے اسکا واحد علاج بتایا تھا جو ریڈی ایشن تھراپی تھی اور اسی صورت ثریا کی جان بچانے کی آخری کوشش ممکن تھی۔

کیونکہ سرجری کے کیس میں اچانک وزن میں کمی، آنتوں میں رکاوٹ، پیٹ کے علاقے میں درد اور جگر کی خرابی کو لبلبے کے کینسر کے علاج کے دوران پیش آنے والی سب سے عام پیچیدگیوں میں گنا جاتا ہے جو اس علاج کو کامیاب ہونے نہیں دیتیں۔

خیر ثریا بتول کے لیے بھی آخری علاج ریڈی ایشن تھراپی اور کیمو تھراپی تھی، جب کینسر لبلبہ سے باہر پھیل گیا ہو۔ یہ تابکاری تھراپی کینسر کے خلیات کو مارنے کے لیے ہائی انرجی بیم اور ایکس رے استعمال کرتی ہے جبکہ

کیمو تھراپی کا اختیار دوسرے علاج کے ساتھ ایک مجموعہ کے طور پر سمجھا جاتا ہے، کیمو تھراپی کینسر کے خلیات کی مستقبل میں بڑھوتری / بڑھنے / افزائش کو روکنے میں مدد کے لیے کینسر کو مارنے والی ادویات کا استعمال کرتی ہے۔

ثریا کا کل سے علاج شروع تھا اور اسی وجہ سے وہ خود کو مزید مراحسوس کر رہی تھی، جلد کے کینسر تو ٹھیک ہو جاتے ہیں پر روحوں اور دل کے کینسر کا علاج بس محبت ہے، وہ محبت جسکے لیے ثریا ترس گئی تھی، وہ ہو سپٹل میں ہی تھی، شمریز اب تک اسے دیکھنے نہیں آیا تھا لیکن کسی کال نے ثریا کے درد کرتے دماغ کو متوجہ کیا، شمریز کے سوا اسے کوئی کال نہیں کرتا تھا تبھی اس نے بے دلی ہی عیاں کرے فون بجنے دیا مگر جب بار بار بیل بجی تو ثریا کو کال اٹھانی پڑی۔

"بھابھی جان!"

یہ آواز نسوانی تھی، یکدم ہی ثریا کی آنکھوں میں نمی اتری۔

"روزینہ! تم روزینہ ہوناں؟"

ثریا کی تڑپی آواز روزینہ تک گئی تو وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی، نمیز کی کزن سے ہی روزینہ کو شمیریز اور ثریا کی کسی قریبی میڈ کا نمبر ملا تھا اسی سے روزینہ نے بھا بھی کا نمبر لیا اور بدلے میں کچھ پیسے بھی دیے ورنہ وہ شمیریز خاقان کے ڈر سے مان ہی نہیں رہی تھی۔

"جی بھا بھی جان! روزینہ ہی ہوں۔ کتنا ڈھونڈا آپ کا نمبر۔ ایسی بھی کیا بے حسی ہے یہ شمیریز بھائی کی۔ مجھے ہمیشہ سے آپ کی بہت فکر رہی، آپ نے تو خود کو گم کر لیا ڈنمارک میں۔ پہلے یہ بتائیں کیسی ہیں؟ ٹھیک ہیں ناں؟"

کسی مانوس ہمدرد کی آواز اس بیماری میں سننا ہی بہت تھا، انسان ایسی کیفیت میں بہت ٹوٹ جاتا ہے تو ایسے کوئی دل سے حال پوچھنے والا ہی بہت ہوتا

ہے۔

"ٹھیک ہوں۔ تم بتاؤ کیسی ہو۔ بچے کیسے ہیں۔ شمریز سے خیر خبر مل جاتی تھی تو میں نے خود کو گم ہی رہنے دیا۔ انکو جب پسند ہی نہیں تھا میں کیا کرتی۔ وہ پہلے ہی بہانہ ڈھونڈتے تھے خفا ہونے کا۔ تم بتاؤ کہاں سے ملا نمبر؟"

ثریا کی آواز نقاہت زدہ تھی تبھی تو روزینہ کو یقین نہ آیا کہ ثریا بھا بھی ٹھیک ہیں۔

"وہ چھوڑیں۔ یہ پوچھیں کہ کیا وجہ تھی اس نمبر تک پہنچنے کی سر توڑ کوشش کرنے کی"

روزینہ کی ادا سی یکدم خوشی میں بدلی، اس جانب بھی بیمار سی عورت زرا امید افزاء مسکرائی۔

"کوئی بہت بڑی وجہ ہوگی یقیناً"

ثریا کی بات پر روزینہ نے اپنی بھگی آنکھ دبائی اور مسکرا کر سر ہلایا۔

"آپکی بہو آئی تھی آپکا پتا لینے۔ بیٹا بھی آیا پروہ اداس تھا تو گھر سے باہر ہی رہا۔ آپکے بیٹے کو لگتا ہے آپ ٹھیک نہیں۔ وہی جسے چھ سال کی عمر میں روتا چھوڑ آئی تھیں اسے آپکی تکلیف پھر رلا رہی ہے، وہ کیسا ہے نہیں دیکھ سکی پر اسکی بیوی تو بہت ہی پیاری ہے۔ مہربان سی، اماں کی فکر و محبت سے بھری ہوئی"

ثریا کی آنکھوں سے جیسے چھم چھم کر کے آنسو اترے، بس اماں کا حوالہ ہی اتنا دردناک تھا پھر اس بچے کی تکلیف سن کر تو اس ماں کا دل بھی پھٹ سا گیا، وہ تکلیف جو ثریا خود سے چھپا رہی تھی، اسکے وجود کے اکلوتے حصے تک جیسے پہنچی یہ اس عورت کا درد بہت بڑھا گیا، وہ تو اماں کو سرد گرم ہوا لگنے پر بھی راضی نہ تھی۔

"اب مجھے بتائیں۔ آپ ٹھیک ہیں ناں؟"

روزینہ کے آزرده سوال پر ثریانے اپنے آنسو پونجھے حالانکہ تکلیف اب برداشت سے باہر تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

بہت مشکل سے ثریانبول سکیں۔

"اچھا میں آپکو مانیہ کانمبر بھیج رہی ہوں، اسے بھی آپکا بھیج دوں گی۔ بات کر لیجئے گا وہ بہت ریکوسٹ کر کے گئی تھی۔"

روزینہ نے محسوس کیا کہ بھابھی رورہی ہیں تنہی اس نے بات سمیٹی۔

"تھینکیو روزینہ! کیا تم کسی طرح مجھے یہاں سے لے کر جاسکتی ہو؟ بس ایک دودن کے لیے۔ شمریز مجھے آنے کی اجازت نہیں دے رہے۔ میں اپنے امی بابا کی قبر پر جانا چاہتی ہوں۔ تم کچھ کر سکتی ہو تو کرو میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی"

ثریا کی تڑپتی گزارش پر روزینہ کا دل بھی بہت پریشان ہوا، فوراً سر ہلائے وہ کچھ سوچنے لگی۔

"میں کوشش کرتی ہوں۔ آپ سے ملنے کے لیے میں بھی بہت بے قرار ہوں بھابھی۔ میں آپ کو کچھ دیر تک بتاتی ہوں۔ آپ کال کر لیجئے گا مانیہ کو یاد سے"

روزینہ نے بہت سی امید دلائے کال کاٹی جبکہ ثریا نے جیسے ہی فون کان سے ہٹایا، روزینہ نے اسے مانیہ کا نمبر بھیجا پر وہ ماں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، نا جانے دل کے کون کون سے زخم ادھر گئے تھے۔

"م۔۔ مجھے لگا تم مجھے بھلا چکے ہو گے، مجھ جیسی خود غرض اور سفاک ماؤں کو بھلا کونسی اولاد یاد رکھتی ہے۔ میں تمہارے اس دل پر قربان جاؤں جسے دنیا جہاں سے پہلے میرا درد معلوم ہو گیا لیکن میرا تم سے ملنا یا رابطہ کرنا دگنی تمہاری تکلیف بنے گا امانل۔ میں مرنے والی ہوں۔ میں تمہیں جاتے جاتے

بھی اذیت نہیں دینا چاہتی۔ اچھا ہے تم مجھے مراہو ابھی سمجھ لو۔ ا۔۔ اب تو میرے پاس تم سے آخری بار ملنے کی ہمت بھی نہیں رہی۔ میں تمہاری زندگی کا دکھ تھی اور وہی ہوں"

جس تکلیف کے ساتھ ثریانے وہ مسیج ڈیلیٹ کیا یہ وہی جانتی تھی یا اسکا اللہ، لیکن وہ مسیج کیسے ڈیلیٹ ہوتا جو روزینہ نے مانیہ کو بھیجا تھا، کچھ فیصلے اللہ ہمارے لیے لیتا ہے اور وہ اسکی مصلحت سے بھرے بہترین اور پیارے ہوا کرتے ہیں۔



.._____..

نوح اور نامہ نے سب گیسٹس کو عشاء سے پہلے ہی سی آف کر دیا تو نامہ کا دل اچانک سے میٹ بالز اور لیمن کو کیز کھانے کا کیا وہ بھی کسی فینس جگہ کے تو نوح اسے اوٹنگ پر لے گیا، ویسے بھی اسے بے بی کے ہونے کا گفٹ بھی

دلانا تھا وہیں مانیہ، امائل، خرد صاحب اور فیروز صاحب بھی واپس آ گئے، مانیہ نے سبکے لیے مزید ارسی ترکش چائے بنائی ساتھ کچھ کوکیز تھیں۔

خرد اور فیروز دونوں ہی مانیہ اور امائل کی شادی کو لے کر انکی پسند پوچھ رہے تھے کیونکہ شادی میں کوئی کمی نہیں رکھی جانی تھی، سب بہت پرفیکٹ ہو یہی کوشش تھی، کل سے باقاعدہ شاپنگ بھی شروع ہوئی تھی، مانیہ نے تو اپنی پسند دونوں ہنڈسم بڈھوں کو بتادی کہ وہ کیسا ڈریس اور کیسا ایونٹ چاہتی ہے جبکہ امائل کی پسند اسکے ڈیڈی جانتے تھے کہ اسے کیا اچھا لگے گا۔

اب گھر میں کوئی بڑی عورت تو تھی نہیں تو سب کچھ خرد صاحب اور فیروز سلطان کو ہی دیکھنا تھا، مانیہ نے محسوس کیا کہ امائل اس ساری بمی ڈسکشن کے بیچ تھوڑا چپ چپ ہے، وہ اس بندے کی چپ پر دہل جاتی تھی۔

بچن میڈ نے سمیٹ دیا تبھی مانیہ سیدھی روم میں ہی آئی، تینوں میلز عشاء کے لیے نکلے تھے تبھی اس نے بھی نماز ادا کی، پھر زرا اپنے آپ کو

سنو ارا، بال بنائے اور ایک خوبصورت ساسلیو لیس اور شارٹ ڈریس پہنا، ٹھنڈ کے سبب اوپن سوٹر گاؤن گرد اوڑھے وہ بالکونی میں رکتی اماٹل کا ویٹ کرنے لگی، پھر جیسے واپس پلٹی اور روزینہ نے کچھ خبر دی ہو اس امید پر فون تک آئی تو سکرین پر انہی کے نمبر کا میسج نوٹیفکیشن تھا۔

مانیہ نے جلدی سے میسج اوپن کیا۔

"یہ ثریا بھابھی کا نمبر ہے، مل ہی گیا۔ اب تم کال کر لو۔ ویسے تو انہوں نے کہا وہ ٹھیک ہیں پر تم تسلی کر لو تا کہ اماٹل کو بھی دلا سادے سکو کہ اسکی ماما ٹھیک ہیں"

مانیہ کی آنکھیں خفیف سی سرخ پڑیں، وہ نمبر نہیں تھا، اس میں اسکے اماٹل کی جان تھی، وہ مزید شدت سے منتظر تھی کہ کب اماٹل آئے اور وہ اسے اسکی ماما نمبر دے اور ثابت کرے کہ اس نے بھی اماٹل کے لیے کچھ کیا

ہے۔

وہ بابا اور فیروز انکل کے ساتھ ہی واپس لوٹا اور سنجیدہ سا روم میں انٹر ہی ہوا جب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی مانیہ نے جلدی سے پلٹ کر وہ گاؤں سوٹر مسکرا کر خود سے الگ کیا، وہ جو کب سے سنجیدہ اور اداس تھا، مانیہ کو اس شارٹ لینتھ ڈریس میں دیکھے بہکا سا مسکرایا، وہ بلاشبہ چلتی پھرتی قیامت تھی، اسکا حسن آنکھیں خیرہ کرتا، وہ تباہی تھی، وہ اک توبہ شکن جوانی کو چھو تا دلکش وجود تھا جس میں اللہ نے اماں کے سارے ناز پوشیدہ رکھے تھے۔

"یہ پر اپر شادی کی خوشی میں ٹریلر دیکھا رہی ہو؟ یا کوئی اور معاملہ ہے

ڈارلنگ؟" S MIRZA NOVELS
WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

وہ خمار آلود لہجے میں مانیہ کی تیاری کو آنکھوں کی آنچ کے سنگ چھو کر سراہتا قریب آیا تو مانیہ کے رخسار اسکی قربت و بات دونوں پر بلش کیے، شادی تک وہ خود کو اماں کے لیے بھرپور تیار کرے یہ تو اس معاملے کی تیاریاں ہو رہی تھیں، وہ سلک کا بہت ہی خوبصورت ہاف وائٹ ڈریس تھا جو کندھوں پر انر

کی سٹر پیس کے سنگ دو سٹر پیس سے اٹکا تھا جبکہ لینتھ اسکی تھائیز تک تھی، وہ پھر سے حسین ٹانگوں کا دیدار کروا کے عاشق ناتواں کا ایمان خراب کر رہی تھی۔

امائل قریب آیا اور اسکے کندھے پر انکی سٹر پیس پر انگلی پھیرتے اور پھر انگلی پھنساتے مانیہ کی مسکراتی آنکھوں میں جھانکا۔

"تمہیں جو درکار ہو وہی سمجھ لو۔ میں نے شادی تک تمہیں پر اپر ملنا ہے تو سوچا تھوڑی بولڈ ہونے کی کوشش کروں کہ ممکن ہے بھی یا نہیں لیکن اب مجھے شرم آرہی ہے"

مانیہ نے اپنی بہادری کا فوراپول تب کھولا جب وہ جھک کر وہ گرا گاؤں سوئٹر اٹھا کر خود کو چھپانے لگی پر امائل نے اسکے ہاتھ سے اسے چھین کر پرے پھینکا اور مانیہ کی کمر میں بازو لپیٹ کر اسکو اپنے سینے سے لاجوڑا پھر ہاتھ بڑھا کر مانیہ کے ڈیپ گلے سے دیکھائی دیتی سٹیچیز لائن دیکھتے اس نے جھک کر اپنے

ہونٹ رکھے تو مانیہ نے گھبرا کر آنکھیں بند کیں، وہ وہاں سے ہونٹ سرکاتا ہوا اسکی صراحی دار گردن کے خم کو دیوانہ وار چومنے لگا، مانیہ کو لگا اسکے وجود سے جان سرکنے لگی ہے، پھر جب امائل نے اسکے کان کی لومنے میں لی تو وہ گدگد اہٹ بھرا ہنسی جسکی وہ موہنی ہنسی دیکھنے کو وہ اپنی طلب سائیڈ کرے سامنے ہو کر اس لڑکی کو وارفتگی سے دیکھنے لگا جو فوراً ہنسی حلق میں دبا گئی۔

"تم ایسے میرے سامنے آکر پھر شرمایا یا گھبرا یا نہ کرو۔ میں رحم دل ہو جاتا ہوں۔ مجھے رحم نہیں کرنا بھی۔"

وہ اسکی ٹھوڑی چومتا اسے دھڑکاتے بولا جس پر مانیہ نے سر ہلایا اور مسکراتی ہوئی خود قریب ہوئی، چہرہ امائل کے قریب ٹھہرایا۔

"تم جب مجھے ایسے دیکھ کر خود کو سنبھالتے ہو یہ دیکھنے کا نشہ سا ہو گیا ہے مجھے۔ رہی بات آجکی، ابھی میں تمہارا میل نہیں بن سکتی۔ ابھی بس بولڈ

ہونے کی کوشش کر رہی ہوں۔ ہوئی نہیں ہوں۔ تمہارے لیے ایک گڈ نیوز ہے یہ تیاری اسی لیے تھی"

مانیہ نے امانل کو تمہیداً سمجھاتے زراہری جھنڈی دیکھائی کہ ابھی بس آنکھوں سے نظارے لیجئے سرکار، جبکہ گڈ نیوز پر وہ آفت کا گولہ کیسے چپ رہتا۔

"آہاں ہاں۔۔۔ ابھی تو میں نے ایسا ویسا کچھ نہیں کیا جو گڈ نیوز بنتا۔ کیا بس کس سے پریگنٹ ہو گئی ہو؟"

مانیہ کا چہرہ لمحے میں سرخ ہوا، ہنس کر اس شوخے کے سینے سے جالپٹی اور ابھی جیسے وہ سچی تھی گلے لگ کر بھی بے قرار کر بیٹھی۔

"بہت بے شرم ہو تم۔۔۔"

اف جب جب مانیہ یہ کہتی وہ پاگل ہوتا، دل چاہتا اصل بے شرمی کر کے دیکھائے۔

"پاگل گڈ نیوز بس وہی نہیں ہوتی۔ اس سے بہت بڑی نیوز ہے۔ تمہاری ممما کا نمبر مل گیا"

اماٹل جو اسکے وجود کے سرور میں بہہ سارہاتھا، یکدم ہی مانیہ کو ہولڈ کیے زرا خود سے دور کر گیا، ان کالی کالی آنکھوں میں ڈھیر بے چینی تھی۔

"واٹ؟ سچ میں"

وہ بے یقین ہوا۔

"ہاں میری جان سچ میں۔ اب بتاؤ کب کال کروں؟"

وہ دگنی ایکساٹڈ ہوئی جس پر اماٹل نے اسے پھر سے اپنے گلے لگایا، شدت اس بار کچھ اضافی ہوئی۔

"کل کرنا۔ میں جب ہو سپٹل جاؤں۔ ان سے کہنا جھوٹ مت بولیں۔ سچی بتائیں وہ کیسی ہیں۔ تم لہجے پر کھ لیتی ہو۔ کوشش کرنا وہ کچھ چھپائیں ناں۔ انکے لفظوں لہجے سب پر غور کر کے سننا انکو"

افمانیہ کو اس بندے کی اپنی ماں کے لیے تڑپ نثار ہونے پر اکسار ہی تھی وہ کیونکر نہ قربان ہوتی۔

"تم بے فکر رہو۔ اس بات کی ٹنشن ہی نہ لو۔"

مانیہ نے اسے بھرپور تسلی دی جس پر وہ اسے رو برو لایا اور مانیہ کے دونوں ہاتھ پیار سے چومے، پھر ہتھیلوں پر لب رکھتے انکو چوما، وہ فدا نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تھینکیو میری زندگی میں آنے کے لیے"

وہ اسکے ہاتھ پکڑتا اپنی گردن کے اطراف جمائے خودمانیہ کو کمر سے پکڑے اپنے سینے سے لگا گیا جس پر وہ اسکے بہت قریب آرکی، اما نل نے اسکے تھائی پر ہاتھ پھیرتے مانیہ کو مزید قریب کھینچا تو وہ آنکھیں پھیلائے گھوری۔

"ڈاکٹر صاحب پلینز اس سے زیادہ قریب نہ کریں مجھے ورنہ میں نے آپکے دل میں ہی گھس جانا ہے"

وہ اسکی شدت پسندی اور بہکنے دونوں پر چوٹ کر گئی جس پر اما نل نظر جھکاتا مسکرایا، نظر پھر مانیہ کے سٹیچیز کے نشان پر گئی۔

"میں اس نشان کو مٹوادوں گی تاکہ تمہیں یہ اداس نہ کرے"

مانیہ اسکی نظروں کا زوا یہ جان کر فوراً پیار سے بولی تو وہ واپس اسے دیکھتا مسکرا کر سر نفی میں ہلا گیا۔

"یہ اداس نہیں کر رہا، بس روک رہا ہے۔"

امائل کی آنکھیں دفعتاً شریر ہوئیں۔

"کس چیز سے؟"

مانیہ نے بدحواس ہوتے پوچھا تو وہ اسکے کان کی طرف جھکا اور کچھ ایسا بے باک اور اوٹ آف لائن ارمان کہا جس پر مانیہ کا چہرہ سرخیاں چھوڑتا دھک گیا۔

"تم سچ میں سرٹیفائیڈ بے شرم ہو"

وہ اسکی قربت میں ایسی بے باک سرگوشی سنے مچلنے لگی جب امائل نے اسے بازوؤں میں بھرپور بھینچا۔

"چھوٹے سے کپڑوں میں تم کھڑی ہو اور بے شرم میں ہوں۔ کیا بات ہے ڈارلنگ۔ بے شرم تو تب ہوتا کہ تمہارے اس روپ کے آگے میں تقریباً ڈریس لیس کھڑا ہو جاتا آکر"

مانیہ کو پتا تھا اب یہ آدمی پٹری سے اتر گیا ہے اب اسے شرم دلادلا مارے گا۔

"تم ڈریس اپ ہی دیکھے جاسکتے ہو۔ خدا کے لیے ایسا ظلم نہ کرنا اور نہ۔۔۔۔۔"

وہ بوکھلاہٹ میں بڑبڑائی تبھی امانل نے اسکی کولربون پر لب رکھتے پھر سے گردن چومتے مانیہ کو خاموش کروانے کو اسکی سانسوں پر تسلط جمایا اور یہ سراسر مانیہ کو قابو کرنے کو تھا، اسکے ہاتھ خود بخود امانل کی شرٹ کے بٹنز کھولنے لگے پھر وہ خود کو اس چالاک بندے کے جال سے نکالتی سنبھل کر دور ہوئی، وہ بے اختیار دور ہوتی مانیہ کی طرف بڑھا تو وہ دیوار سے جا لگی، وہ پھر بھی قریب آیا۔

"ظلم کیا ہوتا ہے یہ تمہیں جلد بتاؤں گا، پیار بھرا ظلم سہنے کی کیسیسٹی بڑھا لو۔ ایک دم برڈن پڑا تو سانس پھول نہ جائے کہیں۔۔۔۔۔"

وہ اسے دیکھتی مسکرائی جسکا اپنا سانس منتشر تھا۔

"کس کا؟ میرا یا تمہارا؟"

وہ جان بوجھ کر لب کا کنارہ کاٹتی شرارت پر اتری تو امانل نے آنسو روا چکاتے گھوری دی جس پر وہ پھر سے اس سے لپٹ جاتی، منسی۔

"تم مزاق اڑا رہی ہو میرا۔ یہ سانس اپنے اوپر کنٹرول کرنے سے پھولا ہے میرا۔ مجھے ہلکامت لوڈار لنگ۔ جا کر سیوروپ میں آؤ تاکہ سوئیں۔ شادی تک شریف رہنا ہے ورنہ روپ نہیں آئے گا تمہیں۔ کیونکہ تم پر روپ کا سیلاب آجائے گا میرا ہو کر تو نظر لگ جائے گی۔ تبھی دور رہیں گے شادی کی رات ہونے تک"

وہ اسے بڑے بزرگوں کی طرح تاکید کر رہا تھا جو سراسر خطرناک تھی، جان لیوا تھی جبکہ مانیہ نے اس بار اسکے کان سے ہونٹوں کو جوڑا۔

"چینج کروادوناں۔۔۔"

وہ جان بوجھ کر مستی کرتی بولی۔

"مر جاو گی میرے ہاتھوں"

اس سے پہلے وہ مانیہ کو پھر دبوچتا وہ ہنستی ہوئی اس بہکے و مد ہوش جن کی قید سے آزاد ہوئے بھاگی اور آج بھی اس نے واش روم گھستے ہی وہ سلک شرٹ اتار کر لہرائی اور آج بھی اماٹل کے خراماں خرا مان وہاں تک پہنچنے تک وہ شرارت سے اسے اماٹل پر پھینکتی ڈور لاک کر گئی جبکہ اپنے منہ پر پڑی وہ مخملی سلک شرٹ جس میں مانیہ کے جسم کی ناقابل بیاں حد تک نشاط انگیز خوشبو بسی تھی ان ہیل کرتا وہ اپنے جذبات سرد کرنے لگا پر اللہ نے مقدر میں ایسی آفت لکھ دی تھی جسکی خوشبو بھی مزید اکسانے والی تھی، اب وہ بچارا گھرے سانس نہ لیتا تو کیا کرتا۔

WWW.MIRWAMIRZANOVELS.COM

.._____..

وہ بہت ہی فینس اوپن ریسٹورنٹ آئے تھے جواز میز میں ایک اوپن سٹریٹ میں واقع تھا، فل دیسی ماحول، لکڑیاں جلا کر آگ بھی لگائی گئی

تھی، نامہ نے ڈنر کافی بے دلی سے کیا کیونکہ اسکا کچھ بھی ہیوی کھانے کا دل نہ تھا تو بس زرا سی فش لی تھی اور جب سب گیسٹس چلے گئے تو محترمہ کو بھوک لگ گئی اور نوح جسے سخت نیند لینی تھی اپنی نیند قربان کیے دونوں کو لے کر آگیا، ہاں اب نامہ اکیلی نہیں تھی ناں۔

"میرے بے بی کو ابھی سے بھوک لگنے لگی؟ کیونکہ تم نے تو میرے سامنے ڈنر کیا تھا نامہ؟"

نامہ نے تھوڑے سے براون رائس کے ساتھ ایک میٹ بال بائیٹ بنائی اور مزے سے ہرپ کی تبھی نوح جو بس اپنی بلیک کافی انجوائے کر رہا تھا، بولے اور چھیڑے بنانہ رہ سکا۔

"کب کیا۔ اتنی سی فش کھائی بس۔ ویسے بھی دو دن دواؤں پر رہی ہوں۔ کچھ کھایا پیا نہیں تو مس کر رہی تھی فوڈ۔ بھوک بے بی کو لگے یا بے بی کی ماما کو، آپ کا فرض ہے نخرے اٹھائیں"

وہ مزے سے چائے کا سیپ لیتی جیسے نخرے کر رہی تھی وہ تو نوح کی حسرت تھے۔

"میری جان! میں تو چاہتا ہوں تم مجھے بھی کھالو۔ بس ٹٹی کے سوا کے کہیں اور سے موٹی نہ ہونا۔ میں تاکہ اٹھا پاؤں تمہیں نائن منتھ میں بھی"

نامہ نے حیا سے نظریں جھکائیں اور مسکرائی، نوح کو اسکی شرم دیکھ کر ہمیشہ دل ہارٹ بیٹ سکپ کرتا محسوس ہوتا تھا۔

"ڈن، آپ لیں گے ایک بائیٹ؟"

نامہ نے اسی شرمیلی ادا سے اس کو آفر کی جو سیر بیٹھا تھا پھر بھی نامہ کے پیار بھرے بائیٹ کو انکار نہ کرتے وہ بائیٹ لیا اور انجوائے بھی کیا۔

"نیند آرہی ہے بس۔ لیکن اب باہر آئے ہیں تو تمہیں کوئی پیارا سے گفت دلا کر ہی جاتے ہیں واپس۔ بتاؤ جیولری میں کیا پسند ہے روح؟"

نوح نے اسے واپس رغبت سے کھاتا دیکھے پوچھا تو نامہ نے نفی میں گردن ہلائی۔

"کچھ نہیں۔ آپ کو پتا ہے یہ رنگ اور ایر رنگز کے سوا میں کچھ نہیں پہنتی تو کیا ضرورت ہے۔ رہنے دیں نوح"

نامہ نے فوراً ہی منع کیا پر نوح ہو بھی جاتا ایسا کہاں ممکن تھا۔

"ایسے کیسے رہنے دوں، رسم ہے ہمارے ہاں۔ جب بیوی امید سے ہوتی ہے

تو شوہر زیور تحفے میں دیتا ہے، استطاعت کے مطابق۔ اب جب اللہ نے

سب دے رکھا ہے تو رہنے کیسے دوں۔ بتاؤ ناں نامہ کیا پسند ہے۔۔ یا میں خود

لے لوں کچھ؟"

وہ اسے ہر طرح قائل کرنے پر لگا تھا جس پر نامہ نے یہ فرض بھی محترم پر

چھوڑا۔

"چلیں جو آپ کو پسند آگیا لے لیں۔ میں پہن لوں گی"

نامہ نے اسکی خوشی میں راضی ہوتے فوراً ہامی بھری تو نوح کو بے حد پیار آیا۔

"ریلو لنگ ڈریس لے لوں ہیروں سے بنا؟"

نوح نے جس طرح کہا وہ بچاری چائے کا سیپ بھرتی بری طرح جب کھانسی، نوح جلدی سے اٹھ کر نامہ کے ساتھ بیٹھا اور اسکی کمر پر ہاتھ پھیرا کہ اس کی بے ترتیب سانس ہموار ہو جبکہ یہ پھندا محترمہ کو نوح کی بے اختیار کہی بات پر لگا تبھی تو دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہنس دیے، نامہ سمجھ گئی تھی جس تک ڈریس پہن کر نہیں دیکھائے گی دوبارہ، اس بندے کی ہر تان اسی پر ٹوٹے گی۔

"نامہ! اتنی خطرناک آفر تو نہیں تھی جو تم حلق بند کروا بیٹھی۔ ٹھیک ہو ناں۔ سانس ہموار ہے ناں؟"

وہ مسکراہٹ دبا تا بڑی چالاکی سے جتا گیا جس پر وہ شکایتی انداز میں مسکرائی اور اسکی فکر پر فدا ہی ہو گئی۔

"یہ آپکی تان ڈریس پر ٹوٹتی ہے، اب تو ڈریس کا فائدہ نہیں۔ آپ بابا بن گئے ناں"

نامہ کی منتق پر وہ اسکی گال دباتا ہنسا۔

"پگلی۔ کیا باپ بنے نوح ادا دوغان کے کوئی جذبات نہیں ہنہ! پتا تھا ممانتے ہی میرے ان بچارے ارمانوں کا پھر قتل ہونا شروع ہو گا جنکی اللہ اللہ کر کے ابھی سنوائی ہوئی تھی۔ اف میں مظلوم شوہر"

اس ڈرامے باز آدمی کی ہر ڈرامے بازی بھی نامہ کی جان تھی، اف وہ یہ مستیاں کرتا ہوا کتنا پیارا لگتا ہے کوئی نامہ سے پوچھتا۔

"اف آپ اور مظلوم۔ توبہ کریں۔ اٹھ کر سامنے بیٹھیں۔ میرا کچھ بھی حلق سے نہیں اترے گا آپکے پاس بیٹھ کر"

دنیا ساری جو نوح کی جھلک کو ترستی تھی، اور ایک یہ لیڈی تھی پاس بیٹھے نوح کو دور بھیج رہی تھی، اف اصل ظلم تو یہ تھا۔

"میں اتنا بھی حسین نہیں کہ تم بلکل سن پڑ جاو میرے قریب بیٹھ کر، خود کو دیکھو۔ شادی ہوتے ہی مجھ سے بھی زیادہ نکھر گئی تھی اور اب واللہ خاتون! یہ ایکسٹر انکھار تو ہماری جان لے لے گا بیوی"

یہ بندہ اوپن ریستورنٹ میں ساتھ بیٹھے ایسی باتیں اور ویسی ہی بے باک و مخمور ہیزل آنکھیں لیے اسے نہار رہا تھا کہ نامہ اپنے چہرے کی سرخیاں ہی چھپاتی ہلکان ہوئی۔

"نوح! بھوک لگی ہے"

وہ روہانسی ہوئی، اف اس لاڈ پر تو وہ اپنا سب کچھ لٹا دے۔

"اوہ میری جان! میں نے منہ تو نہیں جکڑا آپکا"

وہ اسکی گالوں کو اندر دباتا بچاری کو مزید دھڑکا گیا کہ اب شرمیلیں چشمان کا جھکنا ہی آخری حل تھا۔

"اچھا اچھا جلدی فنشن کرو۔ تمہارا گفٹ لینے چلتے ہیں"

وہ زرا اپنی قربت سے محترمہ کو رہائی بخش گیا تو نامہ کی سانس میں سانس آئی، پھر بھی وہ سامنے بیٹھا جن محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ
Heavy to handle تھیں۔

خیر اسکے بعد وہ لوگ جیولری شاپ پر گئے، نامہ تو گر نر برتے کا وچ پر بیٹھی رہی جبکہ نوح کی نظر ایک بہت ہی سیشل ون پیس ڈائمنڈ پن پر گئی کہ نوح نے اسے کیس سے نکلوا یا۔

"انھیں پیک کر دیں"

نوح نے فوراً اسے اسے خریدنے کی خواہش کی۔

"پر سر یہ ایک ہی پیس ہے"

نوح نے شاپ اونر کو عجیب نظروں سے دیکھا پھر اسے یاد آیا اکثر ایک ایئر رنگ کا بھی فیشن ہوتا ہے تو اعتراض کرتے کرتے رک گیا۔

"اچھا ویٹ میں اپنی وائف سے پوچھ لوں کہ وہ ایک پہن لے گی، ویٹ"

وہ شاپ اونر اسے پکارتے پکارتے مسکرا کر رک کا کیونکہ جو نوح نے پیس اٹھایا وہ نوزین تھی، وہ خود نوح کی کیوٹنس پر مسکرا دیا اور بیوی ہی اسے بتائے یہی مناسب سمجھا۔

وہ نامہ کے پاس آکر بیٹھا اور اپنی خوبصورت ہتھیلی کھولی جس میں وہ جو کے دانے جتنا ڈائمنڈ نوز پیس دیکھے نامہ مسکرائی۔

"تم ایک ایئر رنگ پہن لو گی؟ یہ اس جیسا دوسرا آرڈر پر بنواؤں؟"

نوح نے اس سے اتنی محبت سے پوچھا کہ نامہ کا دل چاہا بنوا ہی ڈالے، کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔

"میری جان یہ Earring نہیں یہ nose pin ہے۔ یہ ایک ہی ہوتی ہے۔"

نامہ خود بھی ہنسی تھی پر نوح نے نجل سا ہوتے سر کھجایا پھر نظر نامہ کی ناک پر ڈالی۔

"اچھا زیادہ سیانی مت بنو سمجھی، یہی لوں گا اور تم پہنو گی"

وہ رعب سے کہے اٹھا تو نامہ بھی اٹھی۔

"ارے پر میری نوز میں ہول نہیں ہے"

نامہ نے اسکی بازو پکڑے روکا تو وہ شرارت بھرا مسکرایا۔

"یہ دو کیا ہیں؟"

وہ اس کے nostrils کی طرف اشارہ کرتے مسکرایا تو نامہ نے اسے مسکراہٹ

دباتے دیکھا، یہ آدمی کب سے مستیاں کر رہا تھا۔

"اف! نوح۔۔ ان ہولز میں تھوڑا پہنوں گی۔ وہ نوز کی سکن میں ہول ہوتا ہے"

نامہ بھی کسے سمجھانے پر لگی تھی۔

"روح! نہیں ہے تو ہو جائے گا، میری کچھ دن میں برتھ ڈے ہے اور تم مجھے nose piercing کا گفٹ دو گی۔ کیونکہ جب سے تم نے بتایا کہ یہ نوز پیس ہے تب سے مجھے یہ پن تمہاری نوز میں سچی دیکھنے کا شدید جنون سوار ہو گیا ہے، بھوری آنکھوں کے ساتھ یہ چمکتی نوز پن اف!۔ میں پینٹ کر کے آیا پھر ہم تمہارا تیسرا نوز ہول کروانے جاتے ہیں"

وہ اسے پکڑ کر بٹھا گیا کیونکہ نامہ زیادہ کھڑا نہیں رہ سکتی تھی جبکہ وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار یہ جاوہ جا، اور نامہ خود ہی ہنس دی کہ یہ کیا چیز ہے انسان۔

نوح نے مسکرا کر جیولری اونر سے ایک بہت ہی یونیک سا آیت الکرسی پینڈٹ والا نیگلکس لیا اور ساتھ وہ نوز پن اور کارڈ سے پینٹ کرے وہ نامہ

تک آیا اور اپنا فری ہاتھ اپنی حسینہ کی طرف بڑھایا جبکہ اسی مال میں nose piercing کلینک تھا وہ لوگ وہیں جا رہے تھے۔

"اف نوح! nose piercing میں پین ہو گا ناں مجھے۔ میں کیسے کرواؤں۔ ڈر لگ رہا ہے"

چند قدموں پر ہی کلینک کا ڈور دیکھے نامہ ڈر کر نوح کے قریب ہوئے منمنائی جبکہ نوح نے اسکا پیار سے ماتھا چوما اور آفت انگیز اور پیار بھرا مسکرایا۔

"تم nose piercing کے درد کی بات کر رہی ہو۔

میں تو کب سے اس سوچ میں ہوں کہ تمہاری نو
 painless delivery کیسے ممکن کرواؤں۔

تمہیں اب کوئی درد ہو گا۔ ایسا سوچنا بھی مت۔۔۔

میرے ہوتے ہوئے، سمجھ گئی روح ادا"

نامہ نے بے حد خوشی سے سر ہلایا، اب اسے کسی درد کی واقعی پرواہ نہ تھی، وہ مان گئی اور وہ لوگ ساتھ کلینک گئے۔

وہاں ڈاکٹر نے نامہ کے نوز کی سکن پہلے سن کی، تب بھی نوح نے اسکے پاس بیٹھے اسکا ہاتھ زور سے پکڑا، جبکہ وہ جس گن سی مشین سے ہول بنا اسی سے وہ ڈائمنڈ اور پیچھے سے گولڈ کی پن نامہ کے ناک میں سچی اور باخدا نوح مہوت ہوا، جیسے یہ پن اگر نامہ کی ناک پر نہ سجتی تو وہ ادھوری رہ جاتی۔

ڈاکٹر نے اس پر لگانے کے لیے ایک جیل سپرے بھی دیا تا کہ زخم نہ بنے جبکہ نامہ کو ڈر تھا، نوح ڈاکٹر کے سامنے ہی اس کی ناک نہ چوم لے، اف وہ دیکھ ایسے ہی رہا تھا، کسی کی آنکھوں میں اتنا پیار ہونا ناممکن تھا جتنا نوح کی آنکھوں میں نامہ کے لیے نظر آتا۔

وہ لوگ وہاں سے نکلے تو نوح نے پہلے تو نامہ کو گاڑی میں بٹھایا، وہ خود ڈرائیو کر کے بھی آیا تھا اور ابھی اس نے نامہ کو پیسنجر سیٹ پر ہی بٹھائے خود

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے گاڑی اس جگہ سے نکال کر روڈ سائیڈ روکی اور نامہ کا ہاتھ پکڑ کر چومتے وہ اس نوزین والی مزید حسین ہوتی نامہ کو جی بھر کر دیکھنے لگا۔

"تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ یہ تمہاری نوز پر اتنی سچی ہے جتنا میں تمہیں سجتا ہوں۔ تھینکیو نامہ یہ میری زندگی کا سب سے بیسٹ گفٹ تھا، بھلے مانگ کر لیا ہو پر تم مجھے پاگل کر دو گی۔ اب تو تم سے نظریں بالکل نہیں ہٹیں گی۔ اف قیامت لگ رہی ہو۔ کوئی ایک زرا سی نوزین سے اتنا کیسے سندر دیکھائی دے سکتا ہے۔ میں کبھی چہرے کی خوبصورتی کا گرویدہ نہیں رہا پر جس پہلے اور آخری چہرے سے مجھے پیار ہوا وہ تمہارا ہے نامہ۔۔۔۔ میں کس کر لوں اس نوزی پر؟"

وہ اسے بے انتہا آسودگی بخشتا جیسے اسے اپنے قریب کرے پوچھ رہا تھا وہ نمدیدہ آنکھوں سمیت مسکرائی اور سر ہلایا جس پر نوح نے اسکی نوز ٹپ چومی اس احتیاط کے ساتھ کہ اسے زرا بھی درد نہ ہو۔

"آئی لوویو نوح"

وہ سیٹ بیلڈ کھولتی بے اختیار نوح کے گلے لگی جبکہ نوح نے بہت نرمابٹ کے سنگ اسکے پیارے وجود کو بازوؤں میں پرویا، وہ درد کا تصور ہی نامہ کے چار سو سے مٹا دینا چاہتا تھا، ایسی محبت تھی اسے نامہ ادا دوغان سے۔

"بٹ آئی لوویو مور"

وہ اسکے سامنے ہوا اور نامہ کی وہ گال چومی جو خوا مخواہ اتنے سپیشل فیل ہونے پر گلابی ہو رہی تھی پھر دوسری گال بھی اس رغبت سے چومے اسے پیچھے بٹھا کر آہستگی سے اسکا سیٹ بیلڈ فکس کیا اور خود بھی دونوں ہاتھ سٹیرنگ پر جماتے ہونٹوں کو پاؤٹ کی شکل میں کرتے نامہ کو فلانگ کس کی جو اس نے ہاتھ میں غائبانہ کیچ کرے نوح کا رہا سہا دل بھی چرا لیا، اب وہ پورے نوح ادا دوغان پر قابض تھی، وہ دو اتنے پیارے تھے کہ خوشی، سکھ اور سکون کو بھی ان دو سے عشق ہو گیا تھا۔ زہے نصیب!

پورے روم میں سپیشل والی روشنی تھی، دیواروں پر چھت پر ہر جگہ ستارے
 فیل ہو رہے تھے، شاید ان دونوں کو ایک دوسرے سے دھیان ہٹا کر
 پر سکون نیند کی ضرورت تھی، روم ویسے تو اندھیرے میں ڈوبا تھا پر دونوں
 کی سانسیں ہلکا ہلکا ردھم برپا کرتے کمرے کی فسوں خیز فضا کو اور حسین کر
 رہی تھیں۔

"کیا سوچ رہی ہے میری جان؟"

جب بہت کوشش کے بھی مانیہ کو نیند نہ آئی تو وہ اسکے سینے سے سراٹھا کر
 امانل کے چہرے پر جھکتی بولی جو موصوف خود بھی آنکھیں کھولے غیر
 مرئی نقطوں پر نظریں جمائے تھے، جھکنے کے سبب مانیہ کے بال، امانل کے

چہرے تک گرتے اسے گد گد آنے لگے جنھیں سمیٹتا ہوا وہ ان گہری سیاہ آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"ایک بات نوٹ کی میں نے، ہم تمہارے دوستوں کے رکھے ڈنر پر نہیں گئے اس کے بعد تم نے انکے بارے بات بھی نہیں کی۔ ایک دم چھوٹ گیا تم سے تمہارا فرینڈ سرکل۔"

مانیہ نے دھیمی سی سائل دی کہ یہ آدمی اتنے سپیشل ٹائم یہ کیا سوچ اور نوٹ کر رہا ہے۔

"تم فرینڈز کی بات کر رہے ہو۔ مجھے تو میری ماما اور ڈیڈی بھی یاد نہیں رہتے اب۔ جنکے لیے ساری عمر روتی آئی ہوں کہ کاش مجھے یہ دونوں ساتھ ملیں۔"

وہ پس پردہ بڑے رشک لیے بتا رہی تھی، جبکہ اماں کی آنکھیں دھیرے سے خمار میں مبتلا ہونے لگیں۔

"ایسا میری وجہ سے ہوا؟ میں نے تمہاری ساری انٹنشن اور محبت چرا لی ہے
ناں؟"

اماٹل نے اسکی گال سہلاتے خمار آلود لہجے میں پوچھا تو وہ اسکی صبح پیشانی پر
جھک کر ہونٹوں کو رکھتی اماٹل میں اک لطف سرائیت کر گئی، اک
آسودگی۔

"تم نے میری سوچنے سمجھنے محسوس کرنے کی ساری حسیں اپنے نام کر
لیں۔ مجرم ہو۔ بتاؤ کیا سزا دوں؟"

وہ اتنے لاڈ سے سزا کا فیصلہ کر رہی تھی کہ اماٹل نے جذبات بڑھنے پر ایک
ہی جھٹکے سے مانیہ کو اپنے نیچے منتقل کرتے میٹرس سے جوڑا جس پر وہ اس
تلے یکلخت مچل کر رہ گئی، سارے بال تکیے پر بکھرے پھر انکی خوشبو
واللہ، ہاں ایسے جکڑنے جانے پر اسکی پلکوں کی باڑ میں اٹکی گھبراہٹ صدقہ
اتارنے لائق تھی۔

"تم اتنا بچوں جیسا گھبراتی ہو یا ر میں فلیٹ ہو جاتا ہوں۔ دل چاہتا ہے اپنی ساری ہمت بھی تمہیں سونپ دوں۔ میں تمہیں کیسے تکلیف دے پاؤں گا۔ ایک ہی میرے پاس میرا مکمل سکھ ہے، باقی سب تو ادھورے ہیں۔"

وہ جو مانیہ کے بقول خطرناک ارادوں میں لگ رہا تھا، جب بچوں کی طرح ہی اس کا چہرہ چومنے لگا تو وہ جذباتی ہوتی مسکرائی، اسکی مسکراہٹ میں وہی تاثر تھا جو کسی دیرینہ خواہش کے مدتوں بعد پورا ہونے پر ابھرتا ہے، مچلتا ہے۔

"مجھے تکلیف کیوں دینی ہے اما نل"

وہ اسی ایکسٹر معصومیت سے بولی تو اما نل نے اسے بازوؤں میں پکڑے اپنے بوجھ سے آزاد کرے واپس اپنے اوپر منتقل کیا۔

"تمہیں وہ بک سین نہیں کرنا کیا، وہ تو کافی پین فل ہے ڈار لنگ؟"

مانیہ کان کی لو تک سرخ پڑی، سمجھ نہ آیا اب چہرہ کہاں چھپائے، اور اس نہ چھپ پانے کی بے بسی نے اس لڑکی کا چہرہ گلنار کیا، وہ ہونٹوں کا کنارہ لبوں میں دباتی خوا مخواہ بنا کچھ کیے ہی اما نل کو بے قابو کرنے پر لگی تھی۔

"تم سو جاو پلیر"

مانیہ کو جب کچھ سمجھ نہ آیا تو اسکے سینے کے تحت پر شان سے سمٹ جاتی اسے تاکید کرتی بھی سرگوشیوں میں ڈھلتی اپنی ہی آواز سے گھبرائی جبکہ وہ آفت کا پر کالہ اسے بازوؤں میں بھینچے کھل کر مسکرایا۔

"سنو"

وہ جسکی سانسیں ابھی تک استوار نہ ہوئی تھیں، اما نل کی پکار پر پھر دم سادھ گئی۔

"تم میرے لیے بالکل بہادر نہیں ہو، نہ میری تکلیف سہہ سکتی ہو نہ میرا پیار"

یہ مان و محبت بھری شکایت وہ اسکے کان کی لو کو چومتے کر رہا تھا کیونکہ وہ اس پر لیٹی ہی کچھ یوں تھی کہ چہرہ اسکی گردن اور چہرے میں چھپایا ہوا تھا۔

"یہ راز تم نے کیوں افشاں کیا۔ بہت برے ہو تم"

وہ وہیں چھپے ہی بڑبڑائی تو امانل کے لب مدھر مسکرائے، وہ مانہ کی خوشبو میں مست ہونے لگا۔

"ایک اور بھی ہے، تم میرے لیے کبھی بہادر ہو بھی نہیں سکو گی مانہ، کتنی ہی ہمت کر لو پر میرا دکھ برداشت نہیں کر سکو گی۔ بھلے تم کتنی بھی بے باک ہو جاؤ۔ میرا پیار میری شدتیں، میرا خود کے لیے جنون سہنے میں خود کو ہمیشہ کم ہمت پاو گی۔ اور تمہیں پتا ہے پوری دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والی مانہ جب میرے زرا سے پڑی سے اترنے پر ست رنگی ہوتی ہے مجھے اسکے اس روپ سے عشق ہونے لگتا ہے۔ تم مجھے اسی لیے پیاری ہوئی کہ تم ہمیشہ میرے سامنے سمٹ جاتی تھی۔ تمہارا خود میں سمٹنا

مجھے تمہاری چاہت میں ڈالنے کا موجب بنا۔ تم کبھی مت بدلنا۔ بے باک ہونے کی کوشش بھی مت کرنا۔ میں سب کچھ خود کر لوں گا۔ تم بس شرماتی رہنا۔ مجھے تم سے اور کچھ نہیں چاہیے۔ مجھے خود پر بھروسہ ہے، صرف میری شدت پسندی ہمارے رشتے کی کاملیت کے لیے کافی ہوگی۔"

وہ اک اک حرف کہتے جیسے اسکے جسم کو چھو کر سکون دے رہا تھا، وہ تا عمر ان بازوؤں میں رہنے کو روح زمین کی ہر لذت و راحت پر ترجیح دے رہی تھی، محبوب شوہر کی باہیں وہ پناہ گاہیں ہیں جن میں اللہ نے سرور و سکون کی بہتات رکھی ہے۔ پھر مانیہ تو اس پر ختم ہو چکی تھی، وہ محبت کی کسی ایسی اونچائی پر تھی کہ اللہ نے اسکی جانے کو نسی ادا پسند کی اور اپنے قریب کیا، کہتے ہیں جب اللہ اپنے قریب کرتا ہے وہ اس بندے کو اسکے محبوب کے بھی اور قریب کر دیتا ہے۔ آج جب امائل نے اسے اسکی یہ والی حیا سے لبریز خوبصورتی بتائی تو وہ دنگ رہ گئی، جو زندگی جی کر وہ بڑی ہوئی تھی اس نے کب سوچا تھا اسے اور اسکے کردار کو کبھی یوں بھی سراہا جائے گا، پھر امائل کا

کاملیت کی جانب اشارہ، کتنا حسین، خوبصورت اور سرور آگین تھا یہ کوئی مانہ سے پوچھتا، ان دو کے جسموں سے پوچھتا جو ایک دوسرے کے قریب ہر طلب سے آزاد بس سکون میں مبتلا تھے، ان کے دلوں سے پوچھتا جو مست تھے، ذہنوں سے پوچھتا جو سدھ بدھ بھلائے اک دوسرے کے خیالوں میں دھت تھے۔

یہی محبت کی انتہا ہوتی ہے جب قربت اتنی دلفریب لگے، وہ مکمل لگے، جسم کی شرکت کے بنا بھی کوئی حسرت ادھوری نہ رہے۔

ہاں یہ سب مانہ کی آنکھیں بھیگی کر گیا پر وہ اسے رشک میں مبتلا کرنا جانتا تھا تو اس لڑکی کو آنسوؤں والی جذباتیت سے محروم کرنا بھی بخوبی سمجھتا تھا۔

.._____..

وہ دوغان ولا پہنچ آئے تھے، میکائل تو سونے جا چکے تھے پر صارم انہی کا ویٹ کر رہا تھا، نوح نے گاڑی پارک کی اور کچھ گارڈز کی بات سننے رک گیا

اور نامہ کے گرد اپنا بلیزر اوڑھائے اسے اندر بھیجا کیونکہ باہر بہت ٹھنڈا ہو رہی تھی۔

جبکہ نامہ اندر پہلے گئی تو صارم کو دیکھتی وہ مسکرا کر سیدھی لاونچ میں ہی چلی آئی۔

"میری حسین آپو جانناں۔ ہو گئی اوٹنگ؟"

وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑتا اٹھ کھڑا ہوا تو وہ بچوں سا سر ہلاتی مسکرائی، پھر یکدم ہی صارم کی نظر اسکی نوزپن پر گئی۔

"نظر لگوا لیں گی اس نوزپن سے، ماشاء اللہ سچ رہی ہے۔"

صارم نے مسکرا کر تعریف کی تو وہ بھی مسکرائی مگر تب حیران ہی تو رہ گئی جب صارم نے زرا جھک کر نامہ کا ماتھا چوما، یہ بالکل نامہ کے لیے ان ایکسیکٹڈ تھا تبھی تو جب وہ زرا دور ہوا، نامہ کی آنکھوں میں اک تڑپتی ہوئی خوشی تھی۔

"پتا نہیں کیوں پر مجھے آج آپ پر یہ والا پیار آرہا تھا، کہتے ہیں بھائی بھی بابا جیسے ہوتے ہیں بھلے چھوتے ہوں یا بڑے۔ سب کے بیچ میں یہ کرتے تھوڑا ہچکچا رہا تھا پر آپ تو جانتی ہیں آپ مجھے میری جان سے بھی پیاری ہو چکی ہیں۔ میں نے زندگی میں کسی کے لیے اتنا پیور فیل نہیں کیا جتنا آپ کے لیے۔ مطلب کوئی کسی کو اتنا پیارا نہیں ہو سکتا وہ بھی اچانک۔ میں زیادہ ایکسپریسو نہیں پر آپ کی اک اک مسکراہٹ پر سب قربان کرنے کو دل چاہتا ہے آپ۔۔۔ اور ایک بات آپ اور بھائی سے کہیں زیادہ پیار میرا اس بے بی کے لیے ہے جو سمجھیں آپ دو سے زیادہ میرا بچہ ہو گا۔ اور پھر آپ یا بھائی جیسے ہوا کریں گے۔ پہلے اس لیے بتا رہا ہوں کہ آپ مینٹلی تیار ہو جائیں"

وہ جو پہلے ہی جذباتی ہو رہی تھی، صارم کا اک اک لفظ جیسے کئی سلے زخم ادھیڑ گیا، وہ فوراً اسکے گلے لگی تھی، کیونکہ نامہ کے پاس اسکی اتنی محبت کا یہی

صلہ تھا، صارم کی اپنی آنکھیں درد میں چلی آئیں کیونکہ کچھ بھی ہو اس کا دل اندر سے بہادر نہیں تھا۔

"تم کچھ پیار اپنی والی کے لیے بھی سنبھالو ناں صارم، ایسا نہ ہو وہ بچاری روتی رہے کہ صارم اسے لفٹ بھی نہیں کروا رہا۔ مجھے تو لگ رہا ہے تم اپنا آپ ہم تینوں پر ہی لٹا دو گے میرے شہزادے"

وہ روہانسی ہوتی شکوہ کر رہی تھی جبکہ صارم کو مسکراہٹ دینے میں وہ بھرپور کامیاب بھی ہوئی، تبھی تو صارم نے اسے پکڑ کر رو برو کیا۔

"اسکے لیے کچھ نہ بھی بچے تو کوئی پرواہ نہیں۔ میری دنیا تو یہیں مکمل ہو جائے گی۔ کب آئے گا یہ آپو؟ میں کب اسے فیل کر سکوں گا؟ کیا یہ آپ پر اور بھائی پر ہو گا۔۔۔ یا مجھ پر بھی جائے گا؟ کہتے ہیں ناں چاچو ماموں پر بھی جاتے بچے۔۔۔ اف میں اسکے آنے تک باولا ہو جاؤں گا"

اف نامہ کی وہ ہنسی جسکا پہلی بار صارم سبب بنا، گھر داخل ہوتے نوح کو نعمت خداوندی لگی، صارم پر بھی نوح کو پیار آیا جو اسکی روح کو ہنسانے لگا تھا، اب کوئی جیسی بھی باقی نہ تھی۔

"باولا ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم پر کیوں جائے گا، چوزے کہیں کے۔ میرا بچہ مجھ پر جائے گا، ہٹا کٹا"

نوح نے بھی قریب رکتے نامہ کو بازو میں حصار تے فوراً چونچ اپنے چھوٹے بھائی سے لڑائی جو آگے سے آنکھیں چنی کیے گھورا۔

"آپ بھی کوئی ہٹے کٹے ہی پیدا نہیں ہوئے تھے بھائی، اتنے سے چوزے ہی تھے آپکی پیدا ہونے والی پکچر دیکھی ہوئی میں نے۔ دیکھیں آپو جاننا یہ مجھے چوزہ کہہ رہے، کیا ہنڈ سم نہیں ہوں میں؟"

صارم نے بھرپور مقابلہ کیا پھر بہن کی فوراً سفارش بھی لی جس پر نامہ نے گردن گما کر نوح کی گال مڑوری، جس پر وہ باقاعدہ کراہا، گال سہلائی پر

صارم کو بڑا مزہ آیا، ہاں پیار زیادہ آیا کہ آپو نے اسکی شکایت پر ہی نوح کو دبوچا۔

"تم بہت ہنڈ سم ہو اور چوزے بھی نہیں ہو۔ نوح کو گلاسز کی ضرورت ہے۔ یا انکو دیکھائی نہیں دے رہا تمہارا حسن، ایکسٹرا حسین لوگ ایسے ہی مغرور ہوتے ہیں صارم"

وہ پیور بہن لگی جس پر نوح نے آنکھیں ہی اوپر کو گم لیں جیسے یہ واقعی بڑی فخریہ بات تھی البتہ صارم کا کلیجہ ضرور ٹھنڈا پڑا۔

"ہنہ۔ سہی کہا آپو جانناں۔ انکو موٹے موٹے شیشوں کا چشمہ درکار ہے۔ خیر آپ جا کر ریٹ کریں میں آپکے بندے کو تھوڑی دیر کڈنیپ کر رہا ہوں۔ بھیجتا ہوں"

نامہ نے مسکرا کر سر ہلایا اور دونوں کو پرائیویسی دیے وہ نوح کا بلیزر واپس نوح کو پہناتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو صارم نے اسکے جاتے ہی زور

سے نوح کو ہگ کیا کہ اک پل وہ بھی بوکھلا گیا پھر اسے لگا جیسے صارم بہت اداس ہے تبھی بازو اطراف لے جاتے خود بھی بھینچے۔

"میں اس ہر لمحے کے لیے شرمندہ ہوں بھائی جب جب میں آپ سے حسد کرتے جیسے ہوا، آپ تو کبھی میرے راستے کا پتھر نہیں بنے۔ ہمیشہ میرے راستے کے پتھر ہٹائے۔ نہ نہ کر کے بھی مجھے سپورٹ کیا۔ مجھے ہر طرح کی برائی سے روکنے کی کوشش کی۔ جیسے ڈیڈ نے مجھے سمجھنے میں دیر کر دی ویسے میں نے آپ کو سکھ دینے میں برسوں لگا دیے۔ میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔ مجھے میری کوتاہیوں کے لیے معاف کر دیں۔"

وہ ایسے شرمندہ ہوتا پہلی بار نوح کو اچھا نہ لگا، کلیجہ کا ٹٹا محسوس ہوا، ہاں لمحہ بھر دونوں کا دل بھاری پڑا لیکن پھر دھیرے سے یہ کیفیت بحال ہونے لگی۔

"تم بہت اچھے بھائی ہو، مجھے تم پر فخر ہے۔ کیا اتنا کافی نہیں صارم اس شرمندگی سے دامن چھڑوانے کو؟"

نوح کی تمہید پر وہ بھیگی آنکھوں سمیت نوح کو دیکھتا رہا، اپنا درد کرتی آنکھیں دباتے رگڑیں۔

"اضافی ہے یہ تو۔۔ میں آپکو سچ میں قابل فخر بن کر دیکھاؤں گا۔ میں میوزک کو صرف شوق رکھوں گا۔ جبکہ اپنی سٹی پوری کر کے جو آپ سبجسٹ کریں گے وہی بزنس کروں گا"

نوح اسکی فرما برداری پر مسکرایا۔

"شورومز کا بزنس کیسا رہے گا؟"

نوح کو اسکے شوق بہت عزیز تھے، صارم کی آنکھیں پھر بھیگیں۔

"لیکن اپنی ہی گاڑیاں دیکھ کر نیت نہ خراب کر لینا ٹھہر کی آدمی"

اس بار صارم سمیت نوح بھی ہنسا اور پھر سے گلے لگا، اسے گاڑیوں کے شو

روم کا کتنا کریز ہے یہ نوح جانتا تھا۔

"بھائی۔۔۔ میں پہلے ہی شرمندہ ہوں"

وہ روہانسی آواز میں منمنایا تو نوح نے اسکی پشت تھپکی۔

"چلو یہ تو اچھا ہے کہ تمہاری نیت لڑکیاں دیکھ کر خراب نہیں ہوتی، اس مسئلے کا حل تو چار شادیاں بھی نہ ہوتیں یار۔ گاڑی پر نیت خراب ہونا تو پھر بھی زرا وقار والا گناہ ہے"

اس بار نوح نے اسکی اداسی کا بینڈ بجا یا تو دونوں کھل کر ہنسنے، یہ تو واقعی پہلی بار صارم نے سنا کہ گناہ بھی وقار رکھتے ہیں۔

"تم پڑھائی پوری کرو۔ از میز کے ٹاپ سنگر بنو۔ تمہیں تمہارا سجا سجا یا شوروم میں گفٹ کروں گا۔ اور ہاں نامہ کو ایسے ہی ہنساتے رہا کرو۔ یہ اس لڑکی کے لیے تھیراپی ہے۔ وہ جن چند لوگوں کے بیچ خوش رہتی ہے ان میں ایک تم بھی ہو صارم۔ خوش رہو اور اس گھر کی رونق بنے رہو میرے شیر"

نوح نے اسے سراہا، اسکو اسکی اہمیت بتائی، وہ زندگی میں جو کرنا چاہتا تھا سب
نوح نے اسکے ہاتھ میں تھا دیا تو اب وہ اور کس چیز کی خواہش کرتا بھلا، اسکا
دل نوح پر دل و جان وار دینے پر اگر مچل رہا تھا تو یہ بے سبب تو نہ تھا۔

"صدقے! جائیں آپکو اپنی قید سے آزاد کیا"

صارم نے فراغ دلی سے راستہ دیا تو نوح نے اسکی شرارت پر مزین آنکھیں
دیکھے گال تھپکی اور اپنے روم کی طرف جانے کی نیت کرے سیڑھیوں کا
رخ کرتے کرتے پلٹا۔

"صارم!"

نوح کی پکار پر وہ فوراً پلٹا۔

"حکم سرکار!"

فوری جواب آیا، نوح کے ہونٹ متبسم ہوئے۔

"کوئی لڑکی ور کی واقعی نہیں ہے تمہاری لائف میں؟"

صارم کو اس سوال پر پیار آیا اور شرارت بھی۔

"لڑکی تو نہیں ہے، ور کی کے بارے کچھ کہہ نہیں سکتا بھائی"

صارم نے کمینی سی مسکراہٹ دیتے کہا۔

"خبیث! مزاق اڑاتے ہو بھائی کا"

اس سے پہلے نوح اسکا کچو مر نکالنے کو پلٹتا وہ ہنستا ہوا دم دبا کر اپنے کمرے کی طرف دوڑ گیا جبکہ نوح کے ہونٹوں پر اک خوبصورت مسکراہٹ ضرور سجا گیا۔

وہ اپنے کمرے کا رخ کرنے کے بجائے ناجانے کیا سوچھی کہ بابا کے روم کی

طرف بڑھا، اس نے محسوس کیا کہ وہ کافی دن سے بابا کے ساتھ کوالٹی

پرائیویسی والا ٹائم نہیں گزار سکا پھر جیسے صارم گلے لگا وہ بھی اکیلے میں ضرور

لگنا چاہتے ہوں گے اور جیسے ہی نوح روم تک پہنچا، اسے نامہ کا میسج موصول ہوا۔

"میں کچھ چیزیں کروں آپ کے لیے آج نوح؟"

اف اس سوال پر وہ دل تھام کر رہ گیا، ایک تو نامہ نے ناک میں جو قیامت پہن لی تھی وہ ویسے ہی نوح کو اب نامہ کے روبرو سنبھلنے نہ دیتی اوپر سے اس لڑکی نے شاید آج نوح ادا دوغان کا امتحان لینے کی ٹھانی تھی، اور محبوب عورت کی ایسی آفر سے انکار کرنا تو دوغان خاندان کی روایت میں نہ تھا۔

"کروناں نامہ، پوچھ کر دگنا ظلم مت ڈھاؤ۔ بس سر پرانز کر دو مجھے۔ میں بابا سے مل کر تمہارے پاس ہی آتا ہوں۔ مجھے فیل ہو رہا ہے وہ ادا اس ہیں"

نامہ جو وارڈرب کھولے وہ رویلینگ ڈریس دیکھ رہی تھی فوراً پلٹی اور میسج پڑھا، نوح کی چھٹی حس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"ضرور ملیں۔ اور زور سے ہگ کریں۔ عنایہ آنٹی جیسی ایک کس بھی کر دیں
میں بالکل جیلز نہیں ہوں گی"

نامہ نے شوخ مسکراتے سراہا تو وہ مسکرایا۔

"اچھا سنو! میں تمہارے پیٹ کے زخم کے لیے بہت فکر مند ہوں تو سر پر انر
زیادہ ہیوی نہ کرنا۔ یونوناں۔ بہت محنت مشقت لگتی ہے پھر بہکنے کے نقصان
کی صورت۔ تمہارے لیے کہہ رہا ہوں۔ اتنا خطرہ مولنا جتنا سہہ پاؤ۔ میں تو
آج تمہاری نوزی سے ہی بہک جاؤں اتنا دیوانہ ہو رہا ہوں۔"

وہ شرارت سے جواب لکھتا یہاں کھڑے بھی وہاں روم میں بیٹھی نامہ کے
ماتھے پر گھبراہٹ سے نمی لے آیا جواب کم از کم ریولینگ ڈریس تو ہرگز پہننے
والی نہ تھی ہاں وہ آف شولڈر بلیک ڈریس بہترین چوائز تھی۔

"چلیں ہو کر آئیں پھر بابا کی طرف سے"

نامہ نے بلش ایمو جی کے سنگ ٹائپ کرتے ایک گہوا ایمو جی دیا اور فون رکھتی وارڈرب کی طرف بڑھی اور وہی بلیک ڈریس نکالا جو نوح نے اسکے لیے استبول سے خریدا تھا، وہی نکاح والا حسین لباس۔

جبکہ نوح نے اسکے میسج کو کس والاری ایکٹ کیا اور فون پینٹ کی جیب میں دھنسائے روم ڈور زر اساسر کایا تو حسب توقع وہ عنایہ کی پکچر لے کر بیٹھے آنکھیں بھیگنے میں لگے تھے، نوح کا دل کبھی جھوٹ نہیں بولتا تھا، وہ سچا اور کھرا تھا۔

نوح کا دل جیسے بابا کے آنسوؤں سے کسی نے مٹھی میں جکڑا۔

"مما یاد آرہی ہیں؟"

نوح کی نرم و افسردہ سرگوشی پر میکائل نے اپنے آنسوؤں کو پونجھتے چھپانے کی کوشش کی پر وہ سامنے ہی آکر بیٹھا ان کے ہاتھ سے ممّا کی فوٹو فریم لے کر خود دیکھنے لگا۔

"بھولی ہی کب ہے وہ؟"

وہ غمزہ مسکرائے۔

"اس لمحے جب آپ نے دیشا کے ساتھ فزیکل رشتہ بنایا ہوگا۔ ایک بار ہی سہی"

وہ جانتا تھا بابت کھی ہیں پر انکو چھڑ کر ہی وہ انکی تکلیف مٹاتا تھا۔

"ہوش میں نہیں تھا تب نوح۔ کیوں خون جلا رہا ہے میرا یار"

وہ بچوں کی طرح تڑپے تبھی نوح نے انکی وہ تکلیف دیکھی جو اس پچھتاوے کی ترجمان تھی۔

"چاہ رہا ہوں آپ لڑیں مجھ سے اور اپنے اندر کا سارا غبار نکال کر سکون میں آجائیں۔ ہمیشہ یہی تو کیا ہے میں نے آپ کے ساتھ۔۔۔ مجھے آپ گھٹن میں ہوں تو غائبانہ محسوس ہو جاتے ہیں۔ جیسے ابھی روم میں جاتے جاتے قدموں

نے دل کے ساتھ مل کر مجھے روکا اور کہا آپکو میری ضرورت ہے۔ بتائیں کیا ہوا؟"

وہ فوٹو فریم اور اس میں لگی تصویر نوح نے بابا کے سائیڈ ٹیبل پر سجاتے بھرپور توجہ اس باپ کو دی جو نوح کی مزید اک بھی آزمائش سہنے کی ہمت کھو چکا تھا۔

"میں بس تیرے لیے ڈرتا ہوں اب۔۔۔ میرے سارے ڈر مر گئے سوائے اسکے کہ تجھے کچھ ہونہ جائے نوح۔"

وہ تڑپتے ہوئے بولے، آواز گلے میں گھٹی تو نوح نے انکو آگے ہوتے اپنے گلے لگایا، ہاں کبھی کبھی بچوں کو ہی نہیں، والدین کو بھی گلے لگنے کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اندر سے ٹوٹ رہے ہوتے ہیں۔

"مجھے آپ سے کوئی گلہ یا شکوہ نہیں۔ مجھے نہیں تو سمجھیں ممی کو بھی نہیں۔ آپ نے دیشا سے شادی کی تعلق بنایا سب معاف ہو گیا اب بابا۔ آپ

بھلے وجہ جو مرضی بتائیں، آپکے اندر کی اذیت سے واقف ہوں۔ میں آپکا اصل دکھ نہ جان پاؤں کسی لمحے تو لعنت ہے میرا بیٹا ہونے پر۔ رہی بات میرے لیے ڈرنے کی، آپکو آپکے بیٹے سے محروم یا دور ہونا نہ پڑے یہ دعا ہمیشہ میرے دل میں رہتی ہے۔ اللہ نے اب تک قبول کی تو بھروسہ رکھیں آگے بھی قبول کرے گا۔ اب آپ دادا بننے کی تیاری پکڑیں۔ باقی ساری فکریں اور تکلیف میرے حوالے کریں۔ بہت ہو گیا بابا۔ تکلیف اور کرب کا سلسلہ نئی نسل کے ساتھ ہی ختم کرنا ہو گا ورنہ یہ خدا نخواستہ آگے نہ منتقل ہو جائے۔"

وہ آج دل سے مسکرائے، انکے سینے پر جو سل تھی وہ نوح کے معاف کرتے سرکنے لگتی تھی، ہاں ابھی پوری معافی نہ بھی ملی ہو پر اندر کی برپا اذیت میں بہت حد تک کمی آگئی تھی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہاتھ دو"

وہ بابا کے تقاضے پر اپنا ہاتھ پھیلا گیا جسے پکڑ کر میکا ٹیل نے چوما تھا، وہ اداس سا مسکرایا۔

"اکثر بیٹے، باپ کا ہاتھ چومتے ہیں"

وہ منہ بسور گیا اور میکا ٹیل کب کسی سے کم تھے۔

"ہاں تمہیں تو توفیق نہیں، سوچا میں ہی کر لوں"

اف یہ بابا کی ادائیں، یہ شرم دلاتا کیوٹ انداز، وہ پھر مسکرا دیا اور آگے بڑھ کر بابا کی گال چومی جس پر میکا ٹیل کی آنکھیں صدمے سے پھیلیں۔

"بے ہوش مت ہوئیے گا، یہ ممی کی طرف سے تھی۔ اب وہ جنت میں

ضرور ہوں گی پر یہاں آ کر آپکو کس کرنے کا اختیار پھر بھی انکے پاس نہیں تو

سوچا انکی مدد کر دوں۔۔۔۔"

نوح نے جلدی سے بابا کا ایکسٹرا صد مہ ہٹایا جس پر وہ نوح کی بات پر جان لیوا مسکرائے۔

"اسے واقعی پیار آیا ہو گا مجھ پر؟"

اف نوح بابا کی بات پر کتنے لمحے کچھ بول نہ سکا۔

"میرے جیسی کیفیت میں ہوں تو ضرور آیا ہو گا۔ آپ نے دیشا سے کبھی محبت نہیں کی یعنی ممی کا حق محفوظ ہے۔ جسم تو اس جسمانی دنیا تک ہیں تاکہ روحوں کا زمین تک آنا ممکن ہو اس جسمانی تولیدی (مباشرت جس سے مرد اور عورت مل کر ایک اولاد پیدا کرتے ہیں جس میں پھر روح پھونکی جاتی ہے اور اسے دنیا میں بھیجا جاتا ہے) عمل سے۔ اس دوسرے جہاں تو بس روحوں کی کہانی ہے اور روح آپکی بس میری ممی کی روح کو جانتی اور پہچانتی ہے۔ پیار آنے کے لیے اتنا سبب کافی ہے بابا"

وہ نوح کے صاف شفاف اور اعلیٰ نظریات کے ہمیشہ قائل تھے پر ابھی ٹوٹ کر پیار آیا کہ نوح واقعی اسکی عنایہ کا پر تو ہے، وہ بھی روح کی کہانیوں کو ماننے والی عورت تھی۔

"میں بھی کر لوں کس؟"

میکائیل دوغان کے پیار سے پوچھنے پر وہ جلدی سے مغرور آدمی بنا اٹھ کھڑا ہوا۔

"سوری مسٹر میکائیل! میرے فیس پر کس بس میری روح ہی کر سکتی ہے۔ ہاتھ دیے ہیں وہیں تک ٹکے رہیں۔ میرے ساتھ فری ہونے کی کوشش نہ کریں۔ ماما کو شکایت کروں گا"

وہ جیسے گریز برت گیا، میکائیل ہنسے اور جب وہ ہنسے، نوح کو قرار ساملا۔

"چھپھورا"

وہ اسے جو بھی کہتے اب نوح کو سب قبول تھا۔

"جادفع ہو جا کس کا رشتہ دار۔ مجھے کرنی بھی نہیں۔ میں بھی ساری عنایہ کے لیے سنبھال کر رکھوں گا ہنہ"

بھلے وہ جتا رہے ہوں پر ساتھ ساتھ مسکرا بھی رہے تھے تبھی تو نوح کا دل سکون میں آیا کہ اب وہ بہتر تھے، وہ مسکراتا ہوا ہی گڈ لک کا اشارہ کیے کمرے سے نکلا پر میکائل کی سچ میں ہر فکر و اداسی بھی ساتھ لے گیا۔

جناب کا دل ہلکا ہو چکا تھا تبھی کمرے کا رخ کرتے وہ کافی اچھے موڈ میں سیڑھیاں چڑھا، اپنے روم ڈور تک پہنچے اک شوخ سائل دیے ڈور اوپن کیا تو کمرہ نامہ سے خالی تھا پر اسکی خوشبو ہر کونے میں آباد نوح کو اندر داخل ہوتے ہی گھیر گئی۔

"آگئے آپ؟"

وہ چیخک روم سے ہی پکاری۔

"ہاں۔ اب آوسا منے اور جان لے لو میری"

وہ بہکانشیلالہجہ لیے بولا تو نامہ ڈور ناب گما کر مسکراتی باہر نکلی تو نوح اسکے دوبارہ اس آگ لگاتے سراپے اور تیاری پر مبہوت ہوا، وہ بالکل نکاح والی شام جیسی تیار تھی، وہ فل لینتھ ڈریس جسکی ساخت ایسی تھی کہ نامہ کے خوبصورت کندھے عیاں تھے، بیوٹی بون دور سے ہی بہکار ہی تھی کہ آکر چوم لیا جائے، بس ہیلز کے بجائے پیر خالی تھے پر نیچے بچھا موٹا نرم قالین پیروں کو آرام دے رہا تھا، وہی مطلوبہ آرام جو نوح اسکے پیروں کو خود بھی دینے کا شوقین تھا۔

"تم میرے لیے کچھ چیزیں کرنے والی تھی ناں۔ شاید revealing Dress پہننا تھا۔ یہ کیا؟ تم بال بکھیر آئی ہو تاکہ میں سنواروں۔ تم سانس

سنوار آئی ہو تاکہ میں بگھاڑوں۔ تم حسن و حیا کا جہاں بن آئی ہو تاکہ

تمہاری نظر اتاروں۔۔۔"

وہ مدہوش سا ہی اسکی طرف بڑھا، وہ یوں زیادہ قہر لگتی تھی، قیامت، سیاہ
 میں ہمیشہ سیاہ آسمان کا چاند لگتی جسے چھونے کی تمنا نوح کے سر پر چڑھ کر
 سلگنے لگتی، نامہ نے نوح کے ہاتھوں کا لمس بالوں سے گردن تک ہوتا
 محسوس کیے اپنا سادھا دم بحال ہونے دیا پھر نوح نے جھک کر اسکی بے شمار
 دیکھائی دیتی گردن، اور آدھے سے زیادہ عیاں کندھوں پر جھک کر ہونٹوں
 کو رکھا، وہ اسکی شدتوں کو لمس کر رہی تھی پر ابھی بس نرمائیں نچھاور
 ہوئیں۔

"میں چاہتی ہوں آپ آج جی بھر کر بہک جائیں۔"

اور اس کے لیے آپکو میرا جسم نہیں، میری ادائیں درکار ہیں۔ کچھ بگھڑے گا
 اور کچھ سنورے گا تبھی میرا مطلوبہ قہر ڈھلے گا نوح ادا"

وہ اسکی مخمور سرگوشی سننے اسکے چہرے کے مقابل آیا، بلیڈز اتار کر پرے
 پھینکا اور نامہ کی کمر میں دونوں بازو حائل کرتے اسکے ہونٹوں پر جھکتے زرا

نرماہٹ میں شدت گھولنے لگا، نامہ نے وہ لمس رخ بدلتے جلد محسوس کیے، وہ اس کے چہرے کا ہر نقش چوم رہا تھا اور پھر ناک تک رک کر پیچھے ہٹا، اب سمجھ آئی یہ جو قیامت سے بھی بڑی قیامت بنی ہے یہ اس نوزپن کی کرامات ہیں۔

"تمہاری یہ نوزپن! نامہ یہ تو میں نے خود کے ساتھ ظلم کر لیا۔ یہ اتنی سچ رہی ہے۔ میں تو سارا دن تمہیں پلکیں چھپکائے دیکھتا رہوں تب بھی دل نہ بھرے۔ پھر جی بھر کر بہکنے کی کوئی اصطلاح نہیں جانتا تمہارے روبرو۔ میرا شدید بہکنا بھی میرے بقول بہت کم ہے۔ تو آپ یہ بتادیں بیوی آپ کس شدت کا قہر چاہ رہی ہیں؟"

وہ سب کچھ فسوں خیزی سے بولتا ہوار کا پھر اختتام اس نے نامہ کو مزید سینے سے جوڑنے کے ساتھ اسکی خواہش پوچھتے کیا تو وہ لجا ہا سا ہنسی۔

"میں تو مزاق کر رہی تھی"

فورا دانت دیکھائے۔

"مزاق تو نہیں تھا، بائے داوے وہ ڈریس کیوں نہیں پہنا۔؟"

نوح کے لہجے میں خماری و سنجیدگی اتری، وہ اسکے بال سمیٹتا ہوا بڑے پیار سے سوال کر رہا تھا۔

"پہننا وہی تھا پر آپ کی وارنگ پر ارادہ بدل دیا، ایکچولی مجھے اچھا لگا آپ نے آج مجھ پر ڈھیٹر سارا حق جمایا۔ nose piercing کروائی۔ اور پھر اس کے لیے پاگل ہی ہو گئے۔ تو میرا دل چاہا آپ کو تھوڑا اور سائل کراؤں۔ پتا نہیں کیا بڑبڑا رہی ہوں۔ لگتا ہے پینک اٹیک آجائے گا ابھی"

وہ گھبراہٹ ایسے عیاں کر رہی تھی جیسے یہ انکی اول اول قربت ہو، نوح کو عجیب سی خوشی گھیرے ہوئے تھی، وہ اکثر ہی نوح کی رضا میں راضی ہو جاتی، اپنی کیفیت بتانے سے رہ جاتی، یا پھر بھول جاتی۔

"تمہیں پینک اٹیک نہیں آئے گا۔ اتنا تو یقین ہے اپنی موجودگی پر مجھے۔ میں تمہیں اب کمفرٹ دیتا ہوں، گھبراہٹ کی مقدار کم ہو جاتی ہے اس سکون سے۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟"

وہ اسکے بال سمیٹا انکی چند لٹیں ہاتھ میں لے کر چومتا انھیں سونگتے ہوئے بھی نامہ کو دیکھ رہا تھا جس پر یہ لباس اول سے بھی زیادہ سچ رہا تھا، وہ آفت حسینہ بنی نوح کے حصار میں دھڑک رہی تھی۔

"آپ غلط کہہ ہی کہاں سکتے ہیں۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں تھوڑی دیر کے لیے وہ ڈریس پہن کر دیکھا سکتی ہوں"

نامہ کو اسکا اتنا خیال تھا کہ نوح کچھ لمحے نامہ کے دکتے چہرے کو ہی دیکھتا رہا، پھر جیسے ٹرانس کی سی کیفیت ٹوٹی اور وہ ہونٹوں کی ستائش میں نثار ہوتے جھکا، نامہ اسکی بے ربط سانسیں محسوس کیے سمجھ گئی کہ وہ کیسا انکار کرنے پر مجبور ہوا اسے کسی اور ہی زبان میں سمجھانے پر لگا ہے۔

"اچھا اچھا نہیں پہنتی"

وہ اسے دور کرتی فوراً صلح جو انداز میں بولی جس پر نوح نے اسکا ماتھا چوما۔

"ٹھیک ہو جاو پھر پہن کر دیکھانا، تمہارا زخم دیکھ کر میرا دل دکھتا رہے گا اور تم مجھے ادا اس برداشت نہیں کر سکتی۔ تمہیں اس حالت میں کوئی سٹریس کیسے دے دوں روح۔ تم بہت قیمتی دولت ہو، جو میری دونوں جہاں کے لیے بہت ذاتی ہے۔ لیکن ایک بات بتاؤں؟"

وہ اسے محبت سے کہتا کہتا اختتام تک متجسس کر گیا۔

"کہیں ناں"

وہ دونوں ہاتھ اسکی گردن کے پیچھے لے جاتی باندھتے بے قرار ہوئے بولی۔

"تم ایسے ڈریس میں زیادہ قیامت لگتی ہو، مجھے تمہیں ہر روپ میں دیکھنا

محبوب ہے تو کبھی مجھے خوش کرنے کے لیے خود کو زحمت میں مت

ڈالنا۔ میں تمہیں زرا سا تکلف بھی نہ دوں کبھی۔ تمہیں کھڑا بھی نہ ہونے دوں، تمہارے پیروں تلے اپنے ہاتھوں کا سہارہ رکھوں۔ تمہاری سانسیں کبھی بھاری نہ پڑنے دوں۔ میں ایسا والا عاشق ہوں تمہارا روح لیکن اسکے برعکس جب تم میرے لیے کچھ بھی کرتی ہو، یا ایون سوچتی بھی ہو۔۔ میں بہت سپیشل فیل کرتا ہوں۔ تم واحد ہو جسکے لیے میں اپنی نیند، چین سکون سب چپ چاپ خوشی خوشی لٹا سکتا ہوں"

وہ اسکا سر چومتا اسے اپنے سینے لگا کر یہ اعتراف کرے نامہ کو انتہائی آسودگی بخش گیا، کہ ان بھوری آنکھوں میں نمی سی جاگ گئی۔

"میں پھر بھی ڈریس کی آفر ہر دن کرتی رہوں گی"

وہ سینے لگی ہی منمنائی، اس وقت وہ اپنا رشک بیاں نہ کر سکتی جو نوح کے سبب اسے ہو رہا تھا۔

"And i love this offer"

وہ شرانگیزی سے ہنساتو نامہ مزید اسکے آسودہ حصار میں سمٹ گئی۔

"سونا ہے؟"

وہ سینے سے لگی ہی چہرہ پیچھے کرے بولی تو نوح نے اسکی پھر سے سچی ناک چومی۔

"جی جان، نیند سے مرنے والا ہوں۔ اگر تم کہو تو تمہارے قدموں میں بیٹھ کر جاگ لوں گا"

وہ اسے بہت آہستگی سے بازوؤں میں بھرتا میسٹرس تک لایا اور فلفی سے لحاف پر لٹاتے ہی اسکے نیچے دبالحاف نکال کر نامہ پر اوڑھانے لگا پھر اسکے پیروں کی طرف بیٹھا اور جھک کر اسکے دونوں پیروں کے تلوے چومے، پھر انگلیوں پر اپنے ہونٹوں کو رکھا، نامہ کی آنکھیں مزید محبت سے بھگنے لگیں۔

"تو پھر جاگیں"

اف وہ ظالم بنی حسینہ، نوح کی معصومیت بھری اداسی پر وہ شرارتی سا مسکرائی کہ بیوی تو سیریس ہی ہو گئی۔

"جاگ کر آپکو زحمت سے دوچار کروں گا بیوی، خود پر رحم نہیں آتا"

وہ اسکی ٹانگ سے ڈریس ہٹاتا وہاں جھکنے لگا جب نامہ نے ٹانگ کھینچ لی جس پر وہ اٹھ کر قریب بیٹھا تو نامہ نے جلدی سے اپنی بازو اسکے لیے پھیلائی۔

"میں تمہاری بازو پر سر رکھوں؟"

نوح کو پیار آیا اس آفر پر۔

"جب تک بے بی آتا ہے یہ والا میرا پیار لے لیں ناں۔ بعد میں یہ بازو اسکی ہوگی"

وہ لاڈ کر رہی تھی اور نوح کو یہ لاڈ اپنی جان سے پیارے تھے۔

نوح نے شوز اتارے، اور پیروں سے ہی ساکس نکالتے وہ اپنے سارے بوجھ سمیت اس معصوم سی بازو پر لیٹتے تکیے پر سر رکھے نامہ کی طرف کروٹ بدل کر مسکرایا تو وہ دگنا چہکتا مسکرائی جیسے اس نے اپنے حصار میں کائنات بھری ہو، اپنا پورا جہاں سمیٹ لیا ہو۔

"بعد میں یہ بازو اسکی ہو بھی جائے، تم تو میری رہو گی ناں؟"

نوح نے ہاتھ بڑھا کر اسکی گال سہلاتے پوچھا تو نامہ نے فوراً سر ہلایا۔

"ہمیشہ!"

شاید یہ اک لفظ پوری دنیا کے یقین سے بڑا تھا۔

"آئی مس یو نامہ"

وہ اس پر زرا جھکا اور نامہ کی گال چومتے سرگوشی کی جو نامہ کو بلش کر گئی۔

"میں پاس ہوں نوح"

وہ جانتے بوجھتے نوح کو بہلا گئی پر نوح نے ہاتھ اسکی شرٹ کے تھرو اسکے پیٹ پر سہلایا۔

"وہ والا مس جان، ہسبنڈ وائف والا"

نوح نے اسکے بینڈج کو محسوس کرتے اسکا کندھا چوما تو نامہ کے پورے وجود سے جان سی سرکی۔

"می ٹو"

وہ خود بھی نوح کی طرف کروٹ بدل گئی تو وہ اسکی بازوؤں میں سمٹا اسے سینے میں چھپے اسے بھرپور خود میں قید کر گیا، اسکے بعد انکی خاموشی سے نیند تک کا سفر بہت جان لیوا تھا، پر سنل تھا، طلب کو بھرپور مٹانے والا تھا۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

اک نئی خوبصورت صبح از میر میں وارد ہو چکی تھی، وہ نماز کے بعد کچھ دیر بابا اور فیروز انکل کے ساتھ جاگنگ کیے واپس آیا تو مانیہ اب تک سو رہی تھی، وہ اسے ناشتے کے لیے لینے آیا تھا پر دل نہ چاہا اسکی نیند خراب کرے، کل مہندی کا جشن تھا سو آگے شادی کے ہنگامے خوب تھکانے والے تھے تو وہ چاہتا تھا وہ آرام کرے، کیونکہ ابھی بھی مانیہ بہت جلدی تھک جاتی تھی۔

وہ شاور لیے چینیج کرتا واپس باہر روم میں آیا تو وہ تب بھی نیند لے رہی تھی، اما نل اسکے پاس ہی ٹک کر بیٹھا اور بیٹھنے کی دیر تھی کہ مانیہ نے اسکی آس پاس خوشبو محسوس کرتے آنکھیں کھولیں۔

"میں نے تو نہیں جگایا"

وہ جھک کر مانیہ کی گرم گال سے ٹھنڈی گال لگاتا بولا تو وہ کسماتی مسکرائی۔

"تم نے نہیں پر تمہاری خوشبو نے بری طرح جھجھوڑا ہے۔ ریڈی ہو گئے ہو
ہو سپٹل کے لیے؟"

وہ اسکی تیاری دیکھتی خود بھی اٹھنے لگی جب اماں نے خود کمر میں بازو حائل
کرے سہارہ دیتے اسے بٹھایا۔

"ہاں بس ناشتہ کرنا ہے، تم کال کرنا یاد سے"

وہ اسکے بکھرے بال سمیٹتا اسے یاد دلانے لگا جو وہ پہلے ہی از بھر کرے بیٹھی
تھی، مانہ کو اسکی تڑپ پر اک آزدگی گھیر گئی۔

"تم فکر کیوں کرتے ہو، میں انکو تم تک واپس ضرور لاؤں گی۔ وہ تمہیں چھوڑ
کر جانے پر پچھتائیں گی۔ تم سے لا تعلقی پر انکو افسوس ہو گا دیکھنا۔ جسکا تم سا
بیٹا ہو وہ عورت تو ویسے ہی قسمت کی دھنی ہے، میں ضرور پوچھوں گی انہوں
نے تم پر ایسا ظلم کیوں ڈھایا"

مانیہ نے اسکے اترے اداس چہرے کو دیکھتے دلاسا دیا جبکہ امائل نے نظریں جھکا کر مانیہ کے اپنے گالوں سے جڑے ہاتھ ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں دباتے ہوئے پاس لاتے چومے۔

"ابھی کوئی شکوہ مت کرنا نہ یہ بتانا میں بے چین ہوں۔ بس ان سے طبعیت پوچھنا"

مانیہ کی آنکھوں کے گوشے تک گلابی ہوئے۔

"جیسا تم چاہو۔ کوئی شکوہ نہیں کروں گی"

وہ اسکی خواہش و بے بسی کا احترام کرتی بولی تو امائل نے جھکی نظر اٹھا کر مانیہ کی جبرامسکراتی آنکھوں کو دیکھا۔

"فریش ہو جاو"

وہ مسکرایا تو مانیہ نے جان بوجھ کر گال پھلائے۔

"کیوں، برا سمیل کر رہی ہوں؟"

Where is my morning kiss?"

یہ سراسر امانت کا اداس موڈ ٹھیک کرنے کو کہا گیا جبکہ امانت نے صرف اول جملہ سنا اور اپنی مہکتی ٹھنڈی سانسیں مانیہ کے اندر اتار دیں، اس قدر تو اس لڑکی نے دیمانڈ بھی نہ کی تھی تبھی چہرہ سرخیاں چھوڑ گیا۔

"تم برا سمیل کیسے کر سکتی ہو، تم تو میری ڈارلنگ ہو۔ پھر بھی دانت برش کر لو، تاکہ مجھے بھی تمہاری کس فریش کرے۔ یہ والی تو خمار چڑھا گئی، دل چاہ رہا تمہاری گود میں سر رکھ کر پھر سو جاؤں"

مانیہ نے اسکی طرف فکر سے دیکھا حالانکہ شرمانے کی کوشش بھی کی۔

"کیا نیند پوری نہیں ہوئی میری جان! آ جاو سو جاو گود میں سر رکھ کر کچھ دیر۔ سات ہی تو بجے ہیں۔ نو بجے چلے جانا ہو سپٹل"

وہ فوراً بازو کھول گئی جبکہ امائل تو اسکی کھلی باہیں دیکھتا ہی تھم گیا، دن بدن مانیہ اس سے بہت زیادہ فکر و محبت سے جڑھ رہی تھی، ایسے کوئی نیند کی آفر کرے تو کس کافر سے منع ہو سکے گا۔

"میں یہاں سویا تو دو گھنٹے بہت کم ہوں گے مانیہ، یہ ایسی پناہ ہے جو جنت ہے میرے لیے"

وہ گھوم کر بیٹھا اور مانیہ کی گود میں زرا نرم بالوں والا سر ہی رکھا، جانتا تھا یہاں اتنی حدت ہوگی کہ بالوں کی نمی کچھ پلوں میں غائب ہو جائے گی۔

مانیہ نے اسکے بالوں میں انگلیاں گزارتے جھک کر اپنے لب امائل کے ماتھے پر رکھے اور چوما، وہ اس سکون پر آنکھیں بند کرتا مسکرایا۔

"بری بات! جنت تمہاری یہاں نہیں، ثریا آنٹی کی گود میں ہے۔ یہ تو ہمارے فیوچر بے بی کا سکون ہے جو تم بٹور رہے ہو۔ کیونکہ میں تو ہمارے بے بی کی جنت ہوں گی"

وہ اپنے بچے کا دبو چا حق لا ڈلا ڈ میں جیسے چھین گئی، امائل نے اسے آنکھیں کھول کر دیکھتے اسکا بالوں میں اٹکا ہاتھ نکالا اور مانیہ کے ہاتھ کی انگلیوں کو چومنے لگا، وہ گد گداتا ہنسی۔

"تم میری بھی جنت ہو، ممانے تو مجھ سے چھ سال کا ہوتے ہی میری جنت چھین لی تھی۔ خیر چھوڑو! میں واقعی سو جاؤں۔ تم کفر ٹیبل ہو۔ سر بھاری تو نہیں میرا؟"

وہ اس وقت سچ میں مدہوش تھا، نیند سی سر رکھتے ہی حواسوں پر چھانے لگی، جبکہ مانیہ کو اس شخص کا سکون کیوں نہ پیارا ہوتا جس نے اپنا سارا سکھ اور آرام مانیہ میں پل پل اتار رکھا تھا۔

"تم بس سکون سے سو جاؤ۔ مجھے تم ہر حال میں پیارے ہو۔ محبوب کا سر جتنا بھی بھاری ہو، شوق و محبت میں وہ پھول سے بھی ہلکا ہی لگتا ہے"

اف یہ شاعرانہ انداز تکلم! امائل تو امپریس ہی ہو گیا۔

"اف! کوئی تو اس آگ کو بجھائے جو یہ لڑکی لگانے پر تلی ہے"

وہ شرارت پر اتر اتو مانیہ بلش چہرہ جھکا گئی اور اسکی یہ ادا مد ہوشی میں اضافے کا سبب بنی۔

"چلو سو جا دو گھنٹے میری بے شرم و بے باک جان"

شرمانا اک طرف کیے مانیہ نے اسکی آنکھیں زبردستی بند کیں ورنہ اس بندے کا کیا بھروسہ، دو گھنٹے مانیہ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہی گزار دیتا۔

.._____..

نوح تو فجر کے بعد نہیں سویا پر نامہ سو گئی تھی، نوح کو اپنے گارڈن ایریا میں کافی میس نظر آ رہا تھا اور تبھی وہ فجر کے بعد سے دونوں مالیوں سے کافی رقبے پر پھیلے لان کی صفائی ستھرائی کروا رہا تھا، میکا نکل وہیں ہلکی ہلکی نکلتی دھوپ میں بیٹھے نیوز پیپر پڑھ رہے تھے جبکہ صارم پورچ سائیڈ اپنی گاڑی دھورہا تھا اور ہر جگہ پانی پانی کر رہا تھا، نوح نے اسے کہا بھی تھا جا کر کار

واش کروالے پر اسے خود دھونے کا شوق چڑھا تھا کیونکہ کافی دن سے اس نے اپنی گاڑی کی نہ سروس کروائی تھی نہ آئل بدوایا تھا تبھی تو وہ وہیں کھڑی کھڑی سردی سے مزید جام ہو گئی تھی، تو صارم اسے زرا چلنے کی حالت میں لانے کو گرم پانی سے دھو رہا تھا۔

نامہ کی آنکھ نوبے تک کھلی، لحاف میں دبک کر سوئی تھی تو بھرپور آرام مل رہا تھا، اوپر سے نوح نے روم کی لائٹ بھی آف کر دی تھی اور کرٹنز بھی گرا دیے تھے تاکہ نامہ سکون سے نیند پوری کرے۔

وہ نیند پوری ہونے پر اٹھی تو یکدم بیٹھتے ہی دل عجیب طرح اوپر نیچے ہوا، ہلکی پھلکی گھبراہٹ بھی ہوئی جس پر وہ پیروں میں کفنی سیلپر زپہنے اور نوح کی کمرڈ سے نکالی کیپری شال گرد اوڑھتی وہ ٹیرس کی طرف نکل آئی، ریلنگ تک پہنچی تو نظر نوح اور میکائل انکل پر گئی جو ہلکی پھلکی گپ شپ کر رہے تھے پھر نظر صارم پر گئی تو اسے پرو فیشنل کارواشر بنا دیکھے مسکرا دی، گھبراہٹ کچھ کم ہوئی۔

یہاں ہلکی ہلکی دھوپ آرہی تھی جو نامہ کو سکون بخش رہی تھی تبھی وہ وہیں نرم کاوچ پر بیٹھ کر دھوپ کو انجوائے کرنے لگی، نوح روم میں آیا تو نظر سیدھی ٹیرس پر گئی اور وہاں سن باتھ لیتی اپنی حسینہ پر۔

"اہم اہم! میری ڈرائیور ملے گی مجھے؟"

نامہ نے فوراً آنکھیں کھولیں تو وہ ٹیرس کے ڈور میں کھڑا تازہ سا سادہ گھر کے خلیے میں بھی بہت ہی حسین و جمیل لگتا ہوا مسکرا رہا تھا۔

"ضرور ملے گی۔ یہاں آئیں"

وہ دھوپ کی کرنوں میں بیٹھ کر مندی مندی آنکھیں کھولتی بازو پھیلا کر بولی تو نوح نے ٹیک چھوڑی اور ٹیرس میں داخل ہوا، پاس ہی آکر بیٹھے نامہ کی بازوؤں کو اپنی گردن میں پروتے اسکو حصار کر قریب کیا۔

"ٹھنڈ لگ رہی تھی جو اٹھتے ہی دھوپ میں آکر بیٹھ گئی ہو؟"

وہ اسکی ابھی بھی گلابی ناک دیکھتا بولا پر وہ ٹھنڈ سے نہیں، nose
piercing کی وجہ سے تھی، یہ ہلکی سی ریڈنس سبکو ہوتی ہے۔

"تھوڑا دل گھبرا رہا تھا"

وہ اسے پریشان کرنا نہیں چاہتی تھی پر چھپاتی بھی کیسے، نوح کی مسکراہٹ
غائب ہوئی۔

"کیوں نامہ! کیا ہوا ہے۔۔ کوئی چیز پریشان کر رہی ہے۔ دل میرے ہوتے
گھبرانے کی جرت کیسے کر سکتا ہے میری جان۔"

وہ اسکے چہرے کا اک اک نقش مضطرب ہو کر تکتا اس سے پوچھ رہا تھا جسے
نوح کی جان سینے میں اٹکتی محسوس ہوئی تبھی خود کو ملامت کی کہ کیوں بتایا۔

"شاید یہ پریگنسی کے ایفیکٹ ہوں۔ پریشان نہ ہوں، ابھی تو آپکو مجھے ہلکے
پھلکے بہت سے درد میں دیکھنا ہے۔ گھبراہٹ پر ہی ایسے ہو جائیں گے تو آگے
کیا ہو گا؟"

وہ اسے پیار سے دیکھتی بولی تو نوح نے اسے اپنے سینے لپٹا لیا، اک ڈر سا تھا نوح کے اس بے اختیار گلے لگانے میں۔

"کوئی ہلکا پھلکا درد بھی نہیں ہونے دوں گا۔ تم جو بھی چاہو گی اور سوچو گی مجھے تفصیلاً بتا دینا۔ دل میں کچھ نہ رکھنا روح۔ اب بتاؤ کیا گاڑی ڈرائیو کر لو گی یا میں ڈرائیو کر اریخ کروں۔ دراصل اسی ہفتے کے آخر میں ریس بھی ہے۔۔۔۔ تو میں تمہیں تو اجازت نہیں دوں گا اس میں حصہ لینے کی"

نامہ نے اس کے حصار سے نکلتے نوح کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"ریس اگر کوئی دوسرا ڈرائیو رہا گیا نوح تو کتنے سارے کینسر پیشنٹس کا علاج ڈیلے ہو جائے گا۔ مجھے اس بار کرنے دیں۔ میں پریگنٹ ہوں پر بیمار تو نہیں ہوں۔ آپ کی چھ ماہ تک ایزلی ڈرائیو رہ سکتی ہوں مزید"

نامہ ہر گز بھی نوح کو کسی اور کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے لیے راضی نہ تھی، نوح خود بھی ڈرائیور کر سکتا تھا پر رسک تھا، ہاتھ کا، اور وہ اپنے سے زیادہ اب اپنے سے جڑے اپنوں کے لیے خود کا خیال رکھتا تھا، جیتا تھا۔

"نہیں نامہ! رسک ہے۔ خدا نخواستہ بے بی یا تمہیں نقصان پہنچ گیا تو میرا گلا سانس جو ڈیلے ہو گا اسکا کیا؟"

وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو چومتا بہترین سوچ رہا تھا پر نامہ ہر گز گھر میں نو ماہ ٹک کر بیٹھنے پر راضی نہ تھی، ایسے تو وہ پاگل ہو جاتی۔

"نوح! میں آپ کو کسی اور ڈرائیور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتی مسئلہ یہ ہے۔"

وہ بچوں کی طرح اصل وجہ پر آئی تو نوح اتنی سنجیدہ صورت حال میں بھی مسکرا دیا۔

"میری جان پھر یہی آپشن ہے کہ میں تمہارے یا بے بی پر رسک لینے کے بجائے اس بار یہ خود کروں۔ ریس میں خود پارٹ لوں۔۔۔"

نامہ نے ایسی آفر سرے سے منہ بسور کر رکھی۔

"خبردار! ابھی کچھ دن پہلے تو آپکا ہاتھ ہلنے سے قاصر تھا۔ خدا کے لیے نوح۔ رکھ لیں ڈرائیور، میں نہیں بول رہی کچھ"

وہ ناراض سی اٹھ کر جانے لگی جب نوح نے اسکا بروقت راستہ روکا، وہ ہنوز روٹھی رہی۔

"ٹھیک ہے تم رہ سکتی ہو میری ڈرائیور پر اس شرط پر کہ کرن سے پوچھنا پڑے گا کہ تم ریس میں پارٹ لے سکتی ہو یا نہیں؟ منظور ہے"

نوح اسے کیسے اپ سیٹ کرتا، نامہ نے کچھ سوچتے ہوئے مزاحمت ترک کی۔

"میں آپکو اکیلا چھوڑنے سے ڈرتی ہوں، بھلے پھر آپکے ساتھ کیسا بھی ماہر ڈرائیور کیوں نہ بیٹھا ہو۔ کوئی ایسی راہ نکالیں کے میں نو ماہ تک آپکی ڈرائیور رہ سکوں۔ پلیز نوح"

وہ پھر سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے نوح کو بے بس سا کر گئی کہ اسکے پاس ٹالنے کے لیے لفظ تک نہ بچا۔

"مجھے کرن سے بات کرنے دو"

نوح نے پیار سے اجازت مانگی تو نامہ گال پھلا گئی۔

"ہنہ کریں بات"

وہ جل بھن کر گئی تو نوح نے پیچھے سے آواز لگائی۔

"ہے تم جل رہی ہو نامہ؟"

وہ سراسر شرارت کے موڈ میں تھا۔

"ہاں تو۔۔ میرا شوہر کسی لڑکی سے بات کرنے لگا ہے۔ جلوں بھی ناں؟"

وہ ڈور کے پاس رکے بازو سینے پر لپیٹے آنکھیں نکالتی بولی۔

"کم آن نامہ! وہ تمہاری گائنی ہے"

نوح نے مسکراہٹ دبائی۔

"آپ باقی سب کچھ کر سکتے ہیں اپنی روح کے لیے، میرے گائنی نہیں بن

سکتے تھے کیا؟ اب کوئی اور مجھے ٹچ کرے، مجھے دیکھے گی اس پر آپکو جلن

نہیں ہوگی؟"

وہ روائتی بیوی بنی نوح کی جان کو آتی محسوس ہوئی، اتنی پیاری کہ حد ختم

تھی۔

"میں نے وہ سب پڑھا ہی نہیں روح تو کیسے بن جاوے گا گائنی تمہارا؟"

نوح نے اپنا قہقہہ بمشکل حلق میں دبایا، یہ لڑکی لڑتی بھی ہے نوح نے کب سوچا تھا۔

"اگر آپکو مجھ سے پیار ہوتا تو آپ دو دن میں female reproductive health کے بارے پڑھ کر میرے ڈاکٹر بن جاتے، لائق ذہین تو ہیں ہی آخر کو از میر کے سب سے قابل oncologist surgeon ہیں۔ ہنہ کم ہو گیا پیار تبھی نہیں کیا یہ"

اب یہ لڑکی زیادہ زیادتی کر رہی تھی تبھی نوح نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے دبوچا تو نامہ نے دبی دبی مسکراہٹ دباتے غصہ ساناک پر بمشکل قائم و برقرار رکھتے نوح کو دیکھا۔

"تم مجھے اکسار ہی ہو کہ میں تمہارے لیے یہ سب کر گزروں؟"

نوح نے اسکی نوز ٹپ پر پیار دیتے نشیلی سی سنجیدگی لیے پوچھا تو وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے سر ہلا گئی۔

"آپ کو پتا ہے ناں الٹر اساونڈ کرنے کے لیے ڈاکٹر کیا کرتا ہے؟ پھر وہ کہاں کہاں ٹچ کرتا ہے۔۔۔ آگے آگے کیا کیا ہو گا۔"

نامہ کی گھبراہٹ پر نوح اس بار کھل کر مسکرایا۔

"میری جان وہ کرن فی میل ہے اور از میر کی بہت اچھی گائناکالوجسٹ ہے۔ کوئی میل ڈاکٹر تمہیں نہیں دیکھے گا یا چھوئے گا"

نوح نے اسے اپنے گلے لگاتے سمجھایا تب جا کر محترمہ کی گھبراہٹ زرا کم ہوئی۔

"اچھا پھر ٹھیک ہے"

نامہ نے چہرہ چھپاتے سرگوشی کی تو نوح کا قہقہہ کمرے میں گونجا، نامہ کے اس روپ سے تو وہ آج ملا تھا۔

"کیوٹ نامہ"

وہ روبرو ہوا اور زور سے اسکی گال چومی تو وہ تب بھی پھولی گالوں سمیت آنکھیں پھیلانے دیکھتی پائی گئی۔

"کیوٹ ہوں گے آپ"

نامہ نے جلدی سے بدلہ لیا اور جب نوح نے اسکو کمر سے دبوچ کر قابو کرتے اسکی آتی جاتی سانس گھوٹی تب نامہ کے جسم میں اٹھتی کپکپی ثابت کر گئی کہ وہ بندہ کیوٹ نہیں ہونے کا کتنا پکا ثبوت دے چکا ہے۔

"کیا کہا دوبارہ کہنا"

نامہ کو رہائی بخشے وہ آسبرو اچکا کر اس بگھڑتی سانسوں والی کو گھورا جس نے جلدی سے اسکی گردن میں چہرہ چھپا لیا، وہ یقیناً مسکراہٹ چھپا رہی تھی۔

"کیوٹ نہیں ہیں آپ۔ مجھ سے غلطی ہوئی"

نامہ کا اعتراف سنے نوح کا دل اش اش کراٹھا۔

"جاو چلیج کرو۔ میں کرن سے بات کرتا ہوں۔ اور ہاں تمہارے سوا کسی جاننے والی لڑکی سے بھی کبھی ایسے بات نہیں کی کہ اسے کسی قسم کی خوش فہمی ہو۔ میرے لہجے لفظوں کی ساری مٹھاس بھی بس تمہارے لیے ہے۔ پر جو بھی ہے جلتی سلگتی ہوئی تو تم اور قیامت لگتی ہو۔ لگتا ہے کوئی گرل فرینڈ کرائے پر لینی پڑے گی۔ تمہیں جلتا دیکھ کر مزے لوں گا"

وہ اسے تپانے کے چکر میں چھیڑ بھی گیا اور اسکے ناک کو چوم کر کراہنے پر مجبور بھی کر گیا، وہ کراہی تو نوح کا دل تھا۔

"کیا درد ہے؟ اس ڈاکٹر کا کلینک الٹ کر آتا ہوں۔ کہہ رہا تھا درد نہیں ہو گا۔۔۔ جھوٹا آدمی"

نامہ کی ناک ہلکی گلابی دیکھتے وہ اسکا جائزہ لینے کے ساتھ اس ڈاکٹر پر برہم بھی ہوا پر نامہ ہنس دی خاص کر کلینک الٹنے کی بات پر۔

"سوراخ ہوا ہے نوز سکن میں۔ تب تو جلد سن تھی پتا نہیں چلا۔ ابھی اثر ختم ہوا ہے تبھی تھوڑا تو دکھے گاناں۔ آپکو کیا لگتا ہے آپ ہر تکلیف سے بچالیں گے مجھے نوح؟"

نامہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر یہ جو آخری جملہ کہا اس پر نوح کے دل میں ٹیس سی جگی۔

"میں تمہیں ہر اس تکلیف سے بچاؤں گا جس پر میرا اختیار ہو انا نامہ۔ تمہیں یہ جملہ نہیں کہنا چاہیے تھا"

وہ اسکی بات پر خفا ہو گا یہ نامہ جانتی تھی تبھی جب تلانی کی صورت وہ اسکے ہونٹوں پر نرمی سے محبت بھرا لمس رکھتی اسے نوح کی مرضی میں آج ڈھال گئی پھر بہت دیر بعد دور ہوئی تو نوح کی ساری سنجیدگی ان بھوری آنکھوں میں حائل گلابی ڈوروں کو دیکھتے محبت میں بدلی۔

"کہنا چاہیے تھا ورنہ تم اتنی حسین تلافی نہ کرتی۔ تم دن بدن میری خواہش جیسی نامہ بن رہی ہو۔ مجھے تمہاری ایسی پہل سانس لینے کی مانند درکار رہتی ہے روح۔ جاو اب چینیج کرو ورنہ مجھے کروانا پڑے گا"

ایسی دھمکی دینی ضروری تھی ورنہ دونوں کا ہوش اڑ جاتا، نامہ نے محترم کی تیاری پر رحم کھایا اور وہاں سے مسکرا کر گئی اور نوح کو کچھ لمحے خود کو نامہ کے سحر سے نکالنے میں لگ گئے، پھر اس نے زراہوش میں لوٹتے ہی کرن کو کال کی۔

جب تک نامہ ریڈی ہوئی، نوح نے کرن سے نامہ کے بارے کافی کچھ ڈسکس کیا۔

نامہ نے براون ہائی ویسٹ پینٹ کے ساتھ ہاف وائیٹ ٹاپ پہنی اور اوپر لیڈیز براون بلیزر جبکہ بالوں کو اس نے ہیر ٹائے میں جکڑ کر ٹیل پونی کی شکل دی تھی، جبکہ نوح کی نظر اسکی ہیلز پر گئی۔

"اب یہ مت کہیے گا، ہیلز نہ پہنوں"

وہ پاس آ کر رکی تو نوح نے اس کے دونوں گال پکڑ کر کھینچے۔

"اتنی لمبی ہو، تمہیں ضرورت کیا ہے، ہیلز پہننے کی؟۔ کیا تم نے پلین یا فلیٹ جوتے نہیں پہنے کبھی۔؟"

نوح نے اس کی طرف دیکھتے پھر اس کے پیر دیکھے، پتا نہیں یہ لڑکی اتنی ہیلز میں چلتی کیسے تھی۔

"پہنے ہیں۔ پر میرے پیر درد کرتے ہیں ان سے۔ میں ان وائنڈ سول، ہیلز میں بہت کم فریڈیل ہوں۔"

نامہ نے اسکی تسلی تو کروائی پر نوح کی ہونہ سکی۔

"میں تمہارے لیے مزید کمفی ہیلز منگواتا ہوں۔ پیر درد نہ ہوں بس باقی تم وہی پہنو جو پیروں کو آرام دے۔ میری فکر تو ختم نہیں ہو سکتی۔ خیر وریام

میں میری واپسی کے لیے سب نے ایک پارٹی دی ہے۔ آج وہیں بڑی رہوں گا۔ تم مجھے ڈراپ کر کے کچھ دیر میرے ساتھ رہنا پھر بابا کے پاس چلی جانا۔ زیادہ ہو سہٹل رکنے کی ضرورت نہیں"

وہ خود بھی اپنا پیٹ کے ساتھ کامیچنگ براون بلیزر واڈرب سے نکالتا پلٹا تو نامہ نفی میں سرگمائے سامنے ہی آرکی۔

"میں پورا دن ساتھ رہوں گی آپکے"

وہ آج ضدی بنی ہوئی تھی۔

"تھک جاوگی روح"

نوح کے ہاتھ سے بلیزر لیے نامہ نے اسے خود پہنایا جبکہ سر پھر نفی میں ہلایا۔

"ایک آپکے ساتھ ہی تو نہیں تھکتی۔ دیکھیں مجھ سے ضد مت کریں، نو ماہ میں بہت لڑا کو ملوں گی۔ جلدی سے میرا کہا مان لیا کریں ورنہ جنگ ہو جائے گی"

نامہ نے بڑے غرور سے اپنے موڈ سوئنگز کا عندیہ تھمایا جبکہ نوح کی آنکھیں خمار آلود مسکراتیں نامہ کے ہونٹوں پر جمیں جہاں نیچلے لپ پر لپ سٹک بکھری ہوئی تھی۔

"میری جنگجو! تم سے اپنی لپ سٹک تو سنبھالی نہیں جاتی۔ مجھ سے کیا مقابلہ کرو گی؟"

نامہ نے جلدی سے گھبرا کر وہیں کھڑے کھڑے مر رہیں دیکھا تو چہرہ گالوں سمیت دہکا۔

"ویٹ! میں ہوں ناں تم سمیت تمہاری بکھری لپ سٹک سنبھالنے کے لیے"

اس سے پہلے وہ گرفت جھٹکتی، نوح نے اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کیا اور نامہ کے نچلے لب تلے بکھرے گلابی رنگ کو ہونٹوں اور زبان سے مٹایا اور ہلکی سی گستاخی کرتے روبرو ہوا۔

نامہ نے اپنی مسکراہٹ بہت قابو کی پر وہ ہونٹوں پر بکھر کر ہی رہی۔

"یہ بہت اچھا سنبھالا آپ نے"

وہ آفت بنی جب مسکرا دی تو نوح کا دل اک ہارٹ بیٹ مس کر گزرا۔

"کسے؟ تمہیں یا تمہاری بگھڑتی لب سٹک کو؟"

وہ اسے اپنے بے حد قریب کرتے مخمور و بے خود سرگوشی میں بولا۔

"میرے بہکنے کو"

وہ نظریں جھکا گئی جبکہ اسکا شرمانا اچھے بھلے شریفانہ ماحول میں چنگاری کی طرح ثابت ہوا، اور اب نوح کو بات بدلنی پڑی ورنہ بات بڑھ سکتی تھی۔

"کرن کہہ رہی ہے تم چھ ماہ تک ڈرائیو کر سکتی ہو، بس احتیاط کا کہا ہے۔ ریس کی بھی اجازت مل گئی لیکن میں ساتھ رہوں گا تمہارے ہر لمحہ"

نوح نے اسکا ہاتھ چومنا تو نامہ کو وجود پورا اک سکون کی لپیٹ میں محسوس ہوا، وہ اس حل پر دل و جان سے متفق ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔ بھوک لگ رہی ہے مجھے"

نامہ نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے بتایا تو نوح نے سر خم کرتے سائل دی اور اپنے ہاتھ میں نامہ کے ہاتھ کو دبایا اور دونوں ساتھ ہی کمرے سے نکل گئے، ناشتہ جب تک لگا، صارم بھی اپنے کارواش مشن کو پورا کر چکا تھا، سب نے اچھے ماحول میں مل کر ناشتہ کیا۔

.._____..

اماٹل ساڑھے دس تک ہو سپٹل گیا اور ان دو کی وجہ سے فیروز صاحب اور خرد نے بھی لیٹ ہی ناشتہ کیا، مانیہ اسے اور دونوں بڈھے ہنڈ سمز کو سی آف

کرے فون لیے لان میں ہی آگئی، اسکی نظر اوپن سکریں پر ثریا آنٹی کے نمبر پر تھی۔

روزینہ نے رات ہی نمیز سے بات کی تھی اور دونوں نے شمیز سے چوری چھپے ایک دن بعد کی ثریا کی از میر کی فلائیٹ آرینج کروادی تھی جس کے لیے ثریا نے روزینہ کا رو کر شکریہ ادا کیا تھا، جبکہ وہ اس وقت بھی ہو سہٹل ہی تھیں۔

مانیہ کا نمبر تو انہوں نے ڈیلیٹ کر دیا پر وہ پھر بھی منتظر تھیں کہ وہ کب کال کرے۔ ڈنمارک کا وقت از میر سے دو گھنٹے پیچھے تھا، مانیہ لان میں ہی لگی آرام دہ چیئر پر بیٹھی اور اس نے ثریا آنٹی کا نمبر ڈائیل کیا۔

کال کرتے وہ تھوڑی اپ سیٹ تھی، ڈر بھی رہی تھی کہ جانے کیا جواب آئے گا، ثریا کا فون نرس کچھ دیر پہلے ہی انکے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر گئی

تھی، تبھی جب وہ رنگ کیا، ثریا نے اپنی درد کرتی آنکھیں کھولیں اور ہاتھ بڑھا کر جلدی سے فون اٹھایا۔

مانیہ تو انکی آواز سننے کی منتظر دم سادھے ہوئے تھی۔

"ثریا بتول بات کر رہی ہیں؟"

مانیہ نے کال لگتے ہی بے قراری سے پوچھا جبکہ ثریا کو لگا جسکا انکو انتظار تھا یہ وہی کال ہے، انکی آنکھیں تو ابھی سے نم پڑنے لگیں۔

"جی بچے، تم یقیناً مانیہ ہو۔ میرے بیٹے کی زندگی؟"

یہ پوچھتے اس ماں کی آواز بھاری بھی پڑی اور کپکپا بھی گئی، جبکہ مانیہ نے مسکرا کر تائید کر دی۔

"اسکی زندگی تو آپ ہیں، میں تو خود اسکے وسیلے سے جی رہی ہوں آنٹی۔ کیسی

ہیں آپ؟"

مانیہ کی اپنی آواز جذب سے اٹی جبکہ ثریا کے ہونٹوں پر اک دردناک سی مسکراہٹ اتری۔

"میں بھی اچھی ہوں۔ وہ کیسا ہے؟ کیا سچ میں مجھے اس نے اتنے سالوں بعد یاد کیا؟"

اک حسرت تھی جو اس ماں کے لہجے میں ہلکور اٹھی، مانیہ کا دل سوز کا جہاں بنا، گویا بیٹے اور ماں کی تڑپ دونوں طرف ایک سی تھی، یہ رشتے ہی ایسے تھے کہ جب دل میں کھنچاؤ پڑے تو کوئی بڑا سبب ضرور ہوتا ہے۔

"میں اسکی زندگی میں کچھ ہی وقت پہلے آئی، تب سے تو اسے آپکو مس کرتے دیکھا۔ تو ممکن ہے وہ کبھی آپکو بھولا ہی نہ ہو۔ لیکن اس بار آپکی یاد کسی ان کہی تکلیف یا درد میں لپٹ کر آئی ہے آنٹی کہ وہ برداشت نہ کر سکا اور اپنے اندر نہ رکھ سکا۔ اسے لگتا ہے آپ کسی بہت بڑی اذیت کا شکار ہیں۔ اس نے بس آپکی خیریت چاہی ہے، اکلوتا بیٹا ہونے کے باوجود آپ کو

نہیں مانگا، حالانکہ ایک بچے سے نہ اسکی ماں الگ ہو سکتی ہے نہ ایک ماں سے اسکا بچہ۔ وہ بے سکون ہے، وہ آپکو یاد کر کر کے شاید تھک گیا ہے"

مانیہ کا اک اک حرف ثریا کی آنکھوں کو نمکین پانی سے بھرتا گیا پھر دھیرے دھیرے وہ آنسو سیل رواں بنے انکی پہلے سے جلتی رخساروں پر رینگ کر بالوں اور گردن میں جذب ہونے لگے، وہ اپنے درد کرتے دل پر ہاتھ رکھے جیسے سانس کھینچ رہی تھیں یہ وہی جانتی تھیں یا انکا خدا، پھر بھی اس ماں کی بھاری سانسوں کی دقت مانیہ پر کھ رہی تھی، تبھی تو پریشانی کم ہونے کے بجائے بڑھ رہی تھی۔

"میں کل از میر آرہی ہوں۔ میں تم دو سے کچھ دن تک ضرور ملوں گی۔"

بہت مشکل سے وہ یہ جملہ ادا کر سکیں۔

"سچ میں۔ کل ہماری مہندی ہے۔ آپ کل آجائیں ناں ملنے سیدھا ہماری طرف۔"

مانیہ نے پیار سے فرمائش کی تو ثریا کا رکتا سانس کچھ بحال ہوا۔

"بہت مشکل سے روزینہ نے میری فلائیٹ کروائی ہے۔ میں تم دو کی شادی میں تو نہیں آپاؤں گی نہ میں آکر امانل کی خوشی کو کم کرنا چاہتی ہوں اس لیے تم دو کی شادی کے بعد ملوں گی تم دو سے۔ مجھ میں ابھی اسکا سامنا کرنے کی ہمت نہیں"

مانیہ نے انکی بے بسی کا احترام کرتے بات مان لی حالانکہ وہ جانتی تھی امانل اپنی ماما سے مل کر جی اٹھے گا لیکن وقتی طور پر اتنے سالوں بعد ماں بیٹے کا ملن کتنا دردناک ہو سکتا ہے اسکا ثریا کو بھی علم تھا اور مانیہ کو بھی۔

"مجھے آپکا انتظار رہے گا۔ میں اسے بتا دوں کہ آپ آرہی ہیں؟"

مانیہ نے پھر سے بے قراری سے پوچھا۔

"اسے مت بتانا ابھی بس کہنا میں ٹھیک ہوں"

ثریا کا لہجہ بھیگا اور آواز یہ جھوٹ کہتے رند سی گئی۔

"پر آپ ٹھیک نہیں لگ رہیں، مجھے بتادیں ناں۔ میں امانل کو سنبھال لوں گی"

مانیہ کا دل راضی نہ تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہیں، انکی آواز دکھ سے زیادہ جسمانی درد پر کانپ رہی تھی، جو خود جسمانی درد سے گزرے ہوں وہ دوسروں کی آواز تک سے ایسے شناسا درد پہچان جاتے ہیں، چند آنسو ثریا کی آنکھ سے ٹوٹ گرے۔

"اے تمہیں ہی سنبھالنا ہے میری جان! لیکن ابھی میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ اور ہاں تم اسکا ہمیشہ خیال رکھو گی یہ وعدہ کرو۔"

ایسی تمہید پر مانیہ کا دل بیٹھنے لگا۔

"پلیز آئی بہت مشکل سے آپ ملی ہیں۔ وہ آپکو بہت یاد کرتا ہے۔ اب آئیں تو اسے کبھی نہ چھوڑنے کے لیے آئیے گا۔ میں اتنی بہادر نہیں ہوں

کہ اسے پھر سے ماں کے چھوڑ جانے پر سنبھال سکوں۔ اب تو اسکے ڈیڈی میں بھی ہمت نہیں ہوگی اسکی تکلیف کم کرنے کی۔ اور میں تو خود اسکی مریض ہوں۔ میں کیسے اسکے درد دور کر سکتی ہوں جب وہ خود میری مسیحائی کر رہا ہے۔"

اس بار پلکیں تو مانیہ کی بھی بھیگ گئیں، آنکھوں میں اک اذیت ناک کرب ہلکور اٹھا تھا جبکہ وہ ماں بے بس تھی، اسے پھر سے امانل خرد قریشی کو روتا چھوڑ کر جانا تھا۔

"میں رکھتی ہوں۔ از میر پہنچ کر تمہیں کال کروں گی۔ اسکا خیال رکھنا۔ اسکی پکچر بھیج دو مجھے اگر ہو سکے تو۔ میرے پاس اتنے سالوں انٹرنیٹ تک نہیں تھا کہ کسی سوشل اکاؤنٹ پر ہی وہ دیکھائی دے جاتا۔ بس اسکی بچپن کی تصویر اور شکل ہی یاد ہے مجھے"

یہ کہتے وہ ماں جس کرب کا شکار تھی اس سے دگنا مانیہ نے محسوس کیا۔

"وہ کوئی سوشل اکاونٹ رکھتا بھی کہاں ہے جو آپکو دیکھائی دیتا۔ میں اسکی بہت سی پکچرز بھیجتی ہوں آپکو۔ آپکا بیٹا نا صرف بہت زیادہ ہنڈ سم ہے بلکہ از میر کے سب سے فینس وریام کینسر ہو سپٹل میں oncologist surgeon بھی ہے۔ اور ایک بات بتاؤں آپکو۔ مجھے بریسٹ کینسر ہوا تھا، آج میں سلامت ہوں تو اللہ کے مرضی کے بعد اسکے وسیلے سے۔۔۔ اور مزے کی بات اسکی یہی وائف اسکی پہلی پیشنٹ تھی۔"

مانیہ نے یہ سب بہت مسکراتے انداز میں بتایا کہ اس ماں کو خوشی دے پر وہ مزید تڑپ اٹھی، یہ قدرت کا کیسا نیا امتحان تھا، وہ اس بات سے لرز گئیں کہیں اسکی ماں ہی اسکے بچے کی آخری پیشنٹ نہ بن جائے، دل سوکھے پتے کی مانند کیسے لرزتا ہے یہ آج ثریا بتول نے جانا، انکا دل، ہر سانس امائل کی طرف لگی تھی۔

"وہ بچپن سے بہت ذہین تھا۔ اور کہتا تھا اسے ڈاکٹر بننا ہے۔ پر وہ تو بہت زیادہ کامیاب ہو گیا۔ لگتا ہے میری ساری دعائیں لگ گئیں اسے"

مانیہ اس بار دل سے اعترافا مسکرائی۔

"اور کیا۔ بچے کو پہلی دعا ماں کی ہی تو لگتی ہے پھر ماں وہ دعا دھیان سے کرے یا بے دھیانی میں۔ وہ جیسی بھی لا تعلق ہو جائے، ظالم بن جائے، چھوڑ جائے، دل سے تو ماں ہی رہتی ہے۔ اور دل تو اللہ کا گھر ہے۔ اللہ بس وہ دل سے نکلی دعا ہر صورت قبول کرتا ہے۔ آپ پہنچتے ہی مجھے کال کیجئے گا اور رابطے میں رہے گا آنٹی"

مانیہ سے بات کرے مدت بعد انکو ایسا لگا کسی نے پھٹے دل پر پیوند لگا دیا ہو، مرہم رکھ دیا ہو۔

"میں اس شرط پر رابطے میں رہوں گی جب تم بھی مجھے ماما کہو"

ثریا نے بہت شفقت سے خواہش کی جو مانیہ کی سر آنکھوں پر تھی، اسے تھوڑا غمزہ بھی کر گئی، شاید اسے دیشا یاد آگئی تھی۔

"کیوں نہیں۔ میں تو یہ لفظ کہنے کو خود بہت ترسی ہوئی ہوں ماما۔ اپنا خیال رکھیں۔ آپ کسی اور کے لیے اہم ہونا ہوں۔ میرے اور اماں کے لیے ایک جیسی ضروری ہیں۔ خیر سے آئیے"

مانیہ سے مزید بات کرنا مشکل تھا تبھی اس نے اجازت لی اور کال بند کرتے ہی اس نے اماں کی کچھ پکچرز انھیں بھیجیں جنہیں دیکھنے کے لیے ثریا کو اپنی آنکھیں رگڑنی پڑیں کیونکہ وہ آنسوؤں سے اٹی تھیں۔

"میرا بچہ، ماشاء اللہ۔ کتنی پیاری جوڑی ہے دونوں کی"

ثریا نے اپنی فون سکریں کو بے حد محبت سے چوما، آدھی ٹھیک تو وہ اپنے بچے کو دیکھ کر ہی ہوتی لگ رہی تھیں، سہی کہتے ہیں مائیں دل سے ہمیشہ مائیں ہی تو رہتی ہیں۔

"اس نوح کی وجہ سے میں یہاں جل سڑ رہا ہوں۔ تمہیں کچھ کرنا ہو گا
 ارحم۔ اسکی بیوی کو اٹھاؤ۔ کڈنیپ کرو۔ اور نوح سے تاوان میں میری رہائی
 مانگو اور خود پر ہوئی ایف آئی آر کی واپسی۔ میرا وہ منحوس بھائی بھی جلد از میر
 پر واپس حکمران بن جائے گا۔ میں ایسے مرنا نہیں چاہتا۔ تم پر بہت احسان
 ہیں۔ اب چکانے کا وقت آگیا ارحم شادر!"

ارحم بھیس بدل کر جیل آیا تھا اور صرف پانچ منٹ کے لیے اسے صابر
 مروان سے ملنے کی پر میشن ملی تھی، ارحم خود جگہ جگہ چھپ رہا تھا، از میر کی
 پولیس اسے جگہ جگہ ڈھونڈنے کے لیے ریٹ کر رہی تھی، ہو سپٹل سے
 اسے نکال دیا گیا تھا، ارحم شادر کا ذاتی کلینک تک از میر پولیس نے سیل کر دیا
 تھا اور اب واقعی میں بدلہ کاروباری سے ذاتی نوعیت میں بدل گیا تھا۔

"وہ اپنی بیوی کا سایہ ہے صابر سر، اسے کیسے اٹھاؤں۔ دوسرا میرے پاس جتنے لوگ تھے سب پکڑے جا چکے ہیں۔ وہ از میر کا خطرناک انسپکٹر امتاب مہمت کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں میں ایسا کروں تو اپنے کچھ خفیہ لوگ میرے حوالے کریں۔ کچھ پیسوں کی بھی ضرورت پڑے گی"

ارحم نے اس وقت بندھے ہاتھوں کے سبب اپنی ڈیمانڈ کھل کر سامنے رکھی جس پر صابر نے کچھ لمحے اپنی کن پٹی انگلیوں کی پوروں سے دبائی پھر فیصلہ کن ہوتے وہ ارحم شادر کی جانب دیکھنے لگا، اس نے ارحم کو کوئی پتا دیا تھا، کسی وئیر ہاؤس کا۔

"یہاں جاؤ۔ اور یہ کام ہفتے کے اندر اندر کروا کر دے۔ اور خود مت پکڑے جانا۔"

صابر کے سمجھائے پتے کو بغور سمجھنے کے بعد ار حم نے سر ہلایا اور پر امید نظروں سے دیکھے وہ وہاں سے اہل کار سمیت ہی باہر نکلا تبھی دو پولیس کے ہی لوگوں نے ار حم کا راستہ روکا۔

"کیا لگا تھا؟ بھیس بدل کر آو گے اور بیچ جاو گے ار حم شادر؟"

اپنے سامنے گن تان لیتے اہل کار کو دیکھتے ار حم کی ہوا ٹائیٹ ہوئی، دو تین لوگ اور اس طرف آتے ار حم کو گھیر چکے تھے مگر وہ جو بظاہر دنیا کے لیے ایک oncologist تھا وہ ایک خطرناک کراٹے چمپئن بھی نکلے گا کسی نے نہیں سوچا تھا، ار حم نے ان پانچ اہل کاروں کو پہلے تو باری باری دیکھا اور یوں ثابت کیا وہ ان سے ڈر گیا مگر جیسے ہی وہ سیکورٹی اہل کار ایزی ہوئے اور امتاب کو انفارم کرنے لگے، ار حم نے پہلی لات اسی آدمی کی گردن میں ماری جس نے امتاب کو کال ملائی تھی۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ انہی میں سے ایک کی گن ہو لڈر سے گن نکال کر سبکو لائن میں کرتا مار دینے کی دھمکی دیتا ہوا

Izmir Off On Prisons and Detention House

سے نکلا اور پارکنگ تک پہنچتے ہی گن واپس ہوا میں اچھالتے وہ پوری رفتار سے انٹرنس پار کرتا بھاگ نکلا، اوپر کھڑے سیکورٹی اہل کاروں کی فائرنگ سے وہ بھرپور بچا، جب تک وہ اندر کے سیکورٹی کے لوگ پارکنگ تک پہنچے، ارحم بھاگ چکا تھا۔

بیس منٹ تک امتاب وہاں پہنچا جہاں کی صورت حال کے بارے اس نے اپنے ہیڈ کو انفارم کیا کہ ارحم شادر کی تلاش کے بارے اسے مکمل اختیار دیا جائے۔

وہیں نامہ، نوح کے ساتھ پارٹی میں شریک رہی، وریام ہو اسپتال کا پورا اسٹاف ہی مدعو تھا خاص کر نادر مروان کی فیملی اور خود نادر صاحب نوح اور نامہ سے

ملے، نادر مروان نے دونوں کو اپنے گھر انوائٹ بھی کیا، جبکہ امتاب نے جب نوح کو کال کی تب پارٹی ختم ہو چکی تھی، امتاب نے تمام صورت حال سے نوح کو آگاہ کر دیا تھا کہ وہ کیسے سیکورٹی بڑھائے، کل سے شادی کا جشن تھا تو نوح کو زیادہ فکر تھی کہ ارحم رنگ میں بھنگ نہ ڈال سکے۔

"تھینکو سوچ، مجھے آپکے لوگ زرا رجنٹ چاہیں"

نوح کی بات سننے نادر نے اسکا ہاتھ تھپکا اور دل و جان سے مسکرائے۔

"میرے سارے لوگ تمہارے ہیں نوح، سنائیں نے ارحم سیل ہاوس گیا تھا اور پکڑا بھی گیا۔ لیکن بھاگ نکلا کمینہ۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم سمیت تمہاری پوری فیملی میرے لوگوں کی حفاظت میں ہے۔ بس ایک چیز کو اگر کر سکو۔ ارحم شادر کو پکڑنا ہے تو اسکی بیوی اور بیٹے کو قبضے میں لو۔۔۔ بھلے نقصان نہ دینا لیکن ارحم کو قابو کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ وہ صابر سے دو ہاتھ آگے کا خبیث ہے۔"

ابھی تک نادر مروان ہو سپٹل ہی تھے، جب تک انکی طبیعت بھرپور سٹیبل نہ ہو جاتی وہ وریام ہو سپٹل میں ہی رہنے والے تھے، جبکہ انکی تجویز بہترین تھی پر نوح کو مناسب نہ لگی۔

"ان دو کا کیا قصور ہے جناب،"

نوح کو زرا بے چینی ہوئی تو نادر نے اسکا شانہ تھپکا۔

"دیکھو نوح! اپنے بچاؤ کے لیے کبھی کبھی ہمیں دشمن کی کمزوری پر ہاتھ ڈال کر ہی اسے ویک کرنا پڑتا ہے۔ ایک خفیہ ذرائع سے مجھے پتا چلا ہے کہ وہ عورت جو ار حم کی بیوی ہے، پہلے کسی پروسیکیوٹر کی بیوی تھی، وہ بچہ بھی اسی کی تھا۔ پھر کچھ وقت پہلے اچانک اس قانونی آدمی کی پر اسرار موت ہو گئی اور ایک ماہ کے اندر اندر اسکی بیوہ نے اس ار حم سے شادی کر لی۔۔ کیا پتا ار حم نے ہی اس آدمی کو اپنی راہ سے ہٹایا ہو۔ سنا ہے وہ عورت اسکا کالج سے عشق تھی۔ تم اگر اس عورت اور اسکے بیٹے کو ار حم کی کمزوری بنانے سے پہلے

تحقیق کرنا چاہتے ہو دل کی تسلی کے لیے تو انویسٹیشن اداروں کے بہت قابل لوگ میری ڈائل لسٹ میں ہیں۔ بس ایک حکم کرو"

یہ والی آفر نوح کو کچھ مناسب لگی، تحقیق کے بعد نوح کے لیے چیزیں قدرے آسان ہو سکتی تھیں۔

"اگر میں اس عورت سے جا کر مل لوں؟ بات کر کے سچ اگلوں؟"

نوح نے ایک آسان حل سوچا تو نادر مروان مسکرائے۔

"تم یہ کر سکتے ہو کچھ بھید نہیں بر خوردار۔"

ان ڈائریکٹری وہ نوح کے ٹیلنٹ کی تعریف کر رہے تھے تبھی تو وہ بھی مسکرایا۔

"چلیں میں آج ہی یہ کام سمیٹتا ہوں۔ کل تو بہت بڑی دن ہو گا۔ آپ بتائیں طبعیت بہتر ہے کچھ؟ سنا ہے سیاسی سرگرمیوں میں یہاں بیٹھے ہی لوٹ آئے ہیں آپ۔۔ از میر کی عوام آپ کی واپسی پر بہت خوش ہے"

نوح نے ہلکے پھلکے انداز میں مسکرا کر پوچھا تو وہ ہنسنے، اب جب اللہ نے صحت لوٹائی تھی تو پہلے سا سیاست دان بھی انگریزائی لے کر جاگ گیا تھا۔

"کیا کروں بچے! گندا ہے پر دھندا ہے"

اف ایک سیاسی آدمی سے ایسی عاجزی کی کم از کم نوح کو امید نہ تھی، دونوں ہی کھل کر ہنسنے۔

جبکہ اس بیچ نامہ، کچھ دیر ڈاکٹر ماوی کے ساتھ گپ شپ کرتی رہی، وہ نامہ سے طبعیت کا پوچھتے رہے، انھیں فکر تھی جس پر نامہ نے انھیں کافی بہتر ہونے کا بتایا اور ایک بار پھر مدد کی پہلی کڑی بننے کا شکریہ بھی ادا کیا۔

پھر جب وہ آفس میں آئی، نوح بھی آگیا، نامہ کو فریش دیکھے وہ مسکراتا ہوا اپنی حسینہ کے قریب آ رہا۔

"اب تم جا کر بابا کی لاڈلی بن جاؤ آج۔ مجھے کچھ لیٹ نائیٹ تک کام ہیں۔ میں فری ہو کر تمہیں انفارم کروں گا۔ مزید یہاں رکوگی تو تھک جاوگی نامہ۔ ویسے تم شاپنگ پر بھی جاسکتی ہو۔ تم نے مانیہ امانل کے لیے جو انکے نکاح پر گفٹ لیا تھا ابھی تک دیا نہیں ہے ناں؟ تو ایسا کرو کچھ مزید ایڈ کر لو اس میں۔ میرے پاس تو شاپنگ کا ٹائم نہیں"

نوح نے اپنی مجبوری بتاتے نامہ کو بڑی رہنے کے لیے بہترین چوائسز دی جبکہ نامہ نے ان سنی کرتے نوح کے سینے لگ جاتے نوح کو کسی خیال و تجویز سے ہی محروم کر دیا، وہ اسے خود میں بسائے مسکرایا۔

"میری تین سے چار کلاسیز پینڈنگ ہیں وہ لوں گی پہلے۔ اسکے بعد مجھے استبول کال کرنی ہے۔ آخری ولا کی پیمینٹ سے پہلے ان لوگوں نے کچھ پیپرز

سائن کروانے تھے یہ کہا تھا پہلے۔ مے بی ار جنٹ جانا پڑے۔ لیکن واپس بھی آجاؤں گی۔"

نوح اسکی بات سنے گھبرا یا، اگر نامہ استبول جاتی ہے تو اسے پتالگ جائے گا کہ اسکا سلطان ولا آل ریڈی بینک اور حکومت سے چھوٹ کر واپس اب نوح کی ملکیت میں ہے اور نوح جانتا تھا یہ بات نامہ ہر گز برداشت نہیں کرے گی، نوح کو تو یہ بھی شک تھا کہ نامہ نے پراپرٹی کے پیپر ز بھی دیکھ لیے تھے بس پتا نہیں کیوں چپ ہے اور یہ سچ بھی تھا۔

"تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں، میں کسی کو بھیج دوں گا تمہارے بحاف پر۔ یا ہم ڈاکو منٹس منگوا لیں گے نامہ"

وہ نامہ کو روبرو کرتا اسے نرمی سے سمجھانے لگا پر وہ مسکرا کر سر نفی میں ہلا گئی۔

"سائن مجھے کرنے ہیں نوح، کیونکہ وہ میرا گھر ہے۔ بہت انتظار کیا ہے اس لمحے کا۔ آخری انسٹالمنٹ دے کر وہ گھر واپس پانے کا۔ اسے بابا کے سپرد کرنے کا۔ میری زندگی کا مقصد آپ سے پہلے بس یہی تھا نوح، یہیں تک جینے کا سوچتی تھی میں مگر۔۔۔"

وہ کہتے کہتے ایمو شنل سی ہوتی نظریں جھکا گئی، نوح نے آگے جھکتے اسکا ماتھا چومنا تو نامہ کو بات مکمل کرنے کی کچھ ہمت ملی۔

"مگر اب؟"

وہ ان نم ہوتی بھوری آنکھوں میں اپنی ہیزل آنکھیں ڈالے سوالیہ ہوا تو وہ بھیگی آنکھوں سے ہی مسکرائی۔

"اب بہت سے مقصد ہیں۔ ہمارا بے بی۔ آپکے ساتھ بہت سا جینا۔ اپنی ادھوری چھوڑی تعلیم پوری کرنا۔ آپکے اور ہمارے بچے کے ساتھ ایک گھر سجانا۔ آپکا ساری عمر ڈرائیور رہنا۔ اور آپکے لیے کچھ ایسا کرنا جو کم از کم

بیویاں نہیں کر سکتیں۔ آپکا ہاتھ بنے رہنا۔ میں بھی کیا باتیں لے بیٹھی۔۔۔ جاتی ہوں"

وہ یہ سب مقصد بتاتی نوح کو مبہوت و ایمو شئل کر گئی اور جب خود ہی بیچ میں کچھ نازک ہوتا محسوس ہوا تو جانے لگی جب نوح نے اسکی بازو پکڑے روک کر واپس اپنے حصار میں بھرا، نوح کا دل چاہا اسے بتا دے کہ اسکا گھرا اسکی ملکیت ہے، اس لڑکی نے نوح ادا دوغان کے جیتے جی مرے وجود میں محبت سے سرشار روح پھونکی ہے، اور ایسا بس روح کے ساتھ کر سکتے ہیں، وہی ساتھی جو عالم ارواح میں ساتھ تھے۔

"تم نے مجھے مکمل کیا ہے، تم نے میری ہر کمی پوری کی۔ تم میری روح کی کھوج ہو۔ تم نے مجھے تڑپنے اور جلنے کے سلسلے سے نکالا نامہ۔ تم صرف بیوی نہیں ہو، تم نے آج تک میرے لیے وہ وہ کر دیا ہے جو میں تو کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور بیویوں کے بس کی بات ہی نہیں ہوتی"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتا نامہ کے اندر اپنے یقین دلاتے انداز سے بہت سی راحت اتار رہا تھا۔

"پر مجھے نہیں لگتا میں نے ایسا کچھ کیا ہے آپ کے لیے نوح، میں کچھ کروں گی ضرور۔ جانے دیں"

وہ اتنے یقین سے بولی کہ نوح کو الٹا خوف آیا۔

"پاگل ہو گئی ہو۔ کہا ہے ناں بہت کچھ کیا تم نے۔ اور جاتی کہاں ہو تم۔ میری اجازت کے بنا ہل کر بھی دیکھا زرا"

وہ بھی زرا رعب جھاڑنے لگا تبھی نامہ اس کے حصار میں ہلی اور مسکرائی جبکہ یہ شریر سی حرکت نوح کی ساری سنجیدگی مٹا گئی۔

"تم بات سنو میری! یہاں بیٹھو"

نوح کی مسکراہٹ مختصر تھی، اسے پکڑ کر کاوچ پر بٹھائے وہ اسکے قدموں میں بیٹھا تو نامہ نے گہرا کر آفس کا جائزہ لیا، شاید وہ کیمرہ ڈھونڈ رہی تھی۔

"ڈسکنٹ ہے کیمرہ فی الحال۔ مجھ پر توجہ دو روح"

نوح نے اسے اپنی سمت دیکھنے پر مجبور کیا، اس سے پہلے سلطان ولا کے بارے نامہ کو کہیں اور سے پتا چلتا، نوح اسے خود بتانا ہی اب مناسب سمجھ رہا تھا۔

"میں توجہ نہیں دے رہی۔ مجھے اس پہلے کچھ پوچھنا ہے۔ آپ نے میرے نام پر اپری کیوں کی نوح؟ میں نے سوچا تھا کبھی نہیں پوچھوں گی پر وہ اک بوجھ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جب آپ میرے ہیں تو اسکا کیا مقصد تھا اور اگر یہ آپکی کوئی رسم بھی تھی تو اس فارمیٹی کو ہمارے رشتے سے الگ رہنے دیتے"

جسکا ڈر تھا آج نامہ نے وہی سوال کر دیا، مطلب وہ پراپرٹی کے پیپرزدیکھ چکی ہے۔

"نہ ہی رسم تھی نہ فار میلٹی، یہ ایک فرض تھا۔ جو دو خان خاندان میں ہمیشہ سے نبھایا جاتا ہے کہ جب بھی ایک مرد شادی کرتا ہے، آٹو میٹکلی اسکے پاس جتنے اثاثے یا پراپرٹی ہو وہ برابر اسکی بیوی کی ملکیت بنتی ہے۔ یہ سب چیزیں میرے لیے بھی بوجھ ہی ہیں میری جان۔"

نامہ کے دونوں ہاتھ چومتے نوح نے اسکی غلط فہمی دور کی پروہ ابھی بھی دل بھاری محسوس کر رہی تھی۔

"تو بتائے بنایہ کیوں کیا؟ اگر فرض تھا تو۔۔ چھپایا کیوں؟"

وہ آج سارے امتحان ساتھ لینے کے در پر اتری تھی۔

"تم برا مناجاتی تبھی"

وہ سچائی سے اعتراف کرتے سنجیدہ ہوا تو اس بار نامہ مسکرائی۔

"غلط۔ آپ نے اس لیے نہیں بتایا کہ میری خودداری کو ٹھیس نہ پہنچے۔ دیکھیں اس چھوٹے سے معاملے میں بھی آپ نے میرا خیال رکھا۔ اور میں نے کیا کیا اب تک آپ کے لیے؟"

وہ پھر سے وہیں آرکی تو وہ اٹھ کر اسکے ساتھ بیٹھا، نامہ کے ہاتھ ہنوز پکڑ رکھے تھے۔

"اوہ نامہ! یہ کس قسم کی عجیب باتیں سوچ رہی ہو۔ پریگنسی میں کیا دماغ اتنا بچگانہ ہو جاتا ہے؟ تم چاہو تو وہ ساری پر اپرٹی بے بی کے ہوتے ہی اسکے نام سیو کروادینا۔ اتار دینا یہ بوجھ۔ پر ابھی تو ریلیکس رہو۔"

وہ نوح کو دیکھتے مزید مسکرائی، وہ نامہ کے لیے سچ میں پریشان ہو رہا تھا۔

"اگر ٹونز آگئے تو؟"

وہ دھیماسا مسکراتی نوح کی آنکھوں کی پریشانی لمحے میں اڑا گئی۔

"تو دوسرے کے نام میں اپنی پر اپرٹی کر دوں گا۔ پھر ہم سچ میں ہر بوجھ سے آزاد ہو کر ولڈ ٹور پر نکل جائیں گے۔"

اس بار دونوں مسکرائے، یہ ہلکا پھلکا جھگڑا ایک پر امن فیصلے پر ختم ہوا تھا، وہ مسکرا رہی تھی اور نوح میں مزید ہمت نہ رہی کہ اسے ایک اور ٹنشن دیتا۔

"تھینکیو نوح ادا، میرا تنا خیال کرنے کے لیے"

وہ بہت محبت سے جب یوں اعتراف کرے گلے لگتی تو نوح کے سارے موسم اچھے ہو جاتے تھے۔

"ہمیشہ کروں گا۔ اب یہ الٹا سیدھا مت سوچنا۔ تمہیں اس وقت سٹریس نہیں لینا روح۔ تم میری جان ہو، تم ایسے وسوسوں واہموں کے قریب بھی نہ بھٹکو کبھی۔ تم اس بات کو مان لو کہ تم نے مجھے زندگی سے پیار کرنا سیکھایا ہے ورنہ کیا تھا میرے پاس بولو؟"

اختتام تک وہ اسے بھرپور گلے لگانے کے بعد سامنے لایا تو نامہ کی آنکھیں دھیمی سی گلابی پڑنے لگیں، سوال ہی ایسا تھا۔

"آپکے پاس کم از کم اپنا آپ تو تھا"

اف یہ جواب اس شخص کی دھڑکنیں جامد کر گیا۔

"اب میرے پاس تم ہو۔ یہ زیادہ مطلوب تھا روح۔"

وہ اسکی مسکراتی آنکھوں کا سبب تھا۔

"آپ کچھ اور بتانا چاہتے ہیں؟ کچھ اور اگر چھپایا ہے کچھ بھی تو ابھی بتا

دیں۔ میں اپنا کچھ نہیں کر سکتی۔ کبھی کبھی بڑی بڑی بات اثر نہیں کرتی مگر پتا

نہیں کیوں آپ سے جڑا چھوٹے سے چھوٹا معاملہ ہلا دیتا ہے۔ تو اگر کچھ مزید

کیا ہے میرے لیے اور مجھ سے چھپا رکھا ہے تو ٹیل می نو ح ادا"

اف یہ لڑکی آج امتحان لے رہی تھی جسکی نوعیت بہت سخت تھی، نوح کے اندر حقیقت میں ہمت نہ تھی، حالانکہ کہ بات اتنی بڑی بھی نہیں تھی، لیکن تھی بھی کیونکہ آخری انسٹالمنٹ ایک گھنٹہ بھی لیٹ ہوتی تو نامہ ہمیشہ کے لیے سلطان والا سے ہاتھ دھو بیٹھتی اور ابھی بھی اسکے پاس انسٹالمنٹ کے پورے پیسے نہیں تھے، وہ ان پیسوں کو پورا کرنے کے لیے - Rolls Royce بیچنے کے بارے سوچ رہی تھی جسکے بارے نوح کو علم نہیں تھا۔

"تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو نامہ۔ ڈر لگ رہا ہے"

وہ جواب ٹال گیا تو نامہ کو اسکا جواب مل گیا۔

"کبھی نہ ڈریں آپ۔ میرے لیے یا مجھ سے تو ہر گز نہیں۔۔ میں جانتی

ہوں۔ رات کو ملتی ہوں"

وہ نجانے کیوں اداس سی اٹھی تو نوح کا دل سا بیٹھنے لگا، شاید نامہ بھی کچھ چھپا رہی تھی۔

"نامہ! سب ٹھیک ہے ناں میری جان۔ انسٹالمنٹ کی پیمینٹ پوری ہے ناں؟"

نامہ جھٹکے سے رکی، وہ بے یقینی سے نوح کو دیکھنے لگی کہ کیسے آخر کیسے وہ شخص ہر راز جان جاتا ہے، وہ لڑنا چاہتی تھی کہ اسے کیوں اتنا پیار کر رہا ہے وہ کہ پلکوں کی اک اک جنبش، ہر لی جاتی سانس، ہر آہ پر کھ لیتا ہے۔

"پوری ہو جائے گی۔"

وہ جلد بات سمیٹ گئی۔

"میں کچھ۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بات پوری کرنا نامہ نے فوراً تاسف خیز نگاہیں اس پر جماتے سر نفی میں ہلایا۔

"نو۔۔ یہ مجھے اکیلے کرنے دیں نوح۔ یہ آپ کے ملنے سے پہلے کی جنگ تھی میری۔ اسے میں خود اپنے بل بوتے پر جیتنا چاہتی ہوں۔ پرامس کریں آپ اس معاملے میں میری کوئی ہیلپ نہیں کریں گے"

وہ اس سے ایسا وعدہ لے رہی تھی جو سرے سے ٹوٹ چکا تھا، وہ سب سے زیادہ نامہ کی مدد اسی معاملے میں کر چکا تھا اور اب بہت دنوں بعد اسے جھوٹ بولنے کی مجبوری تھی۔

"نہیں کروں گا۔ تم جیت جاؤ اکیلی لیکن اس جیت کے جشن میں تو مجھے شامل کرو گی یا تب بھی اک سائیڈ لگا دو گی مجھے؟"

یہ سوال پوچھتے وہ تھوڑا دکھی تھا، جب وہ اک دوسرے کا لباس تھے تو نامہ نے آخر کچھ اکیلے کرنے کی جرت کی تو کیسے، اب یہ آگ نوح کے دل میں لگنی فطری تھی۔

"بہت تکلیف دی اس سوال نے مجھے۔ نہیں دے رہی جواب۔۔۔"

وہ دگنی ہرٹ ہوتی اپنا فون اور کیسز اٹھاتی آفس سے نکلی تو نوح نے اسے نہ آواز دی نہ پیچھے گیا بلکہ فون نکال کر اپنے وکیل کو کال کی۔

"سنو! کسی بھی طرح نامہ کو پتانہ چلے کہ سلطان و لا اب استنبول کے بینک اور گورنمنٹ کے قبضے میں نہیں بلکہ میری ملکیت میں ہے۔ یہ کام سلیقے سے پورا کرنا۔ کوئی کوتاہی نہ ہو سمجھ گئے؟ اور جیسے ہی آخری انسٹالمنٹ آئے تو مجھے انفارم کرو۔ اسکا سورس ضرور پوچھ لینا کیونکہ مجھے لگتا ہے اسکے پاس آخری پیمنٹ ابھی پوری نہیں ہے"

نوح نے بڑبڑاہٹ میں کال ملا تو دی پر یہ تک نہ دیکھا کہ نامہ گئی ہے یا باہر ہے جبکہ وہ تو دروازے کے پاس ہی کھڑی یہ سب سن چکی تھی، آنکھیں پتھرائی نہیں تھیں پر عجیب سی تکلیف ضرور ان میں بسی ہوئی معلوم ہو رہی تھی، آخر کیا کیا کرے گا وہ شخص نامہ سلطان کے لیے؟؟؟ وہ دل بہت زیادہ بھاری کیے گئی، حالانکہ نوح سے محبت کے کئی درجے ایک ساتھ بڑھ گئے تھے پر اک دل کی اپنی ذاتی جنگ نے اسے نڈھال کر دیا تھا۔

وہ گئی، اس نے اپنے تمام کام نمٹائے، اور ضد میں Rolls-Royce کے سودے کی بات بھی کر آئی، ایک دنیا پانے کے لیے وہ اپنی دوسری دنیا قربان کر کے اپنے اندر قربانی کا جذبہ زندہ رکھنا چاہتی تھی پر بھول گئی تھی اللہ نے اسے تمام امتحان، آزمائش اور صبر کو قبول کر کے ہی اسے حصے میں نوح ادا دوغان کو لکھا ہے پر یہ عورت فطرتاً جذبات کا مرکز ہوتی ہے، وہ بیک وقت ماضی حال اور مستقبل میں جیتی ہے، پھر نامہ جیسی لڑکیاں جنکی زندگی حسرت کا جہاں رہی ہو، خود کے اندر کا مسمار ہونا کبھی نہیں بھولتیں، وہ بیک وقت کئی قسم کے روگ پالتی آئی تھی، اب ڈرنے لگی تھی کہ اسکی زندگی اتنی مکمل کیوں ہے، کیونکہ مکمل تو صرف خدا کی ذات ہے۔ وہ ڈر رہی تھی کہ اسے کچھ کھونا ہوگا، اور یہ قدرت کے کچھ ایسے اصول ہیں جو طے شدہ ہوتے ہیں۔

اسکے پاس بہت چند اپنے تھے، اور ستم کہ وہ کسی کو بھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔

جب تک وہ بابا تک پہنچی، بہت تھک گئی تبھی چپ چاپ پچھلے کئی منٹس سے انکے سینے لگی تھی اور نامہ کی ایسی چپ اس باپ کا سینہ بھاری کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے ناں تو نامہ؟"

آخر برداشت کی حد ختم ہوئی تو وہ پیار سے پکارے، نامہ نے سر اٹھایا، وہ بہت اداس تھی، وہ بھوری آنکھیں اندر کے خوف سے پھر بھر گئی تھیں، اللہ اللہ کر کے توفیر و سلطان نے اسکے ڈر مٹائے تھے تبھی تو وہ ان آنکھوں کو پہلے سادیکھ کر دہل اٹھے۔

"بہت ٹھیک ہوں۔ بابا جب ہمارے پاس دعا کے لیے کچھ نہ بچے تو ڈرنا

چاہیے ناں؟"

نامہ کے سوال میں اک آس تھی۔

"دعا کے لیے کبھی کچھ ختم نہیں ہو سکتا۔ ہم ناشکرے انسان مزید سے مزید کی طلب کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں ہر دنیا کا لطف درکار رہتا ہے اور یہ خواہشات مرتے دم تک دامن سے لپٹی رہتی ہیں۔ پھر ڈر کیسا؟" وہ اسکے ماتھے کو چومتے اسے سمجھانے لگے تو نامہ اٹھ بیٹھی۔

"میں دعا مانگتی ہوں تو کچھ مزید طلب محسوس نہیں ہوتی تو میسر سکھوں کی حفاظت مانگ لیتی ہوں۔ سب کچھ میرے پاس ہے۔ ہر وہ خوشی جو اس روح زمین پر ازل سے ابد تک موجود رہے گی۔ اتنا مکمل ہے سب؟ بابا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ میں اندر سے کانپ رہی ہوں۔۔۔ میں نے شکر و صبر آپ سے سیکھا ہے۔ میں ہر حسرت سے نکل چکی ہوں۔ مجھے مئی کی بھی اب کوئی طلب نہیں کیونکہ حساب چکنا کر دیا۔ پھر میرے اندر یہ خوف کیوں ہیں؟ جیسے کچھ ہو جائے گا"

نامہ کے ڈر تو فیروز سلطان کو بھی ڈر رہا ہے تھے، پر وہ نامہ کو اس کیفیت میں مزید نہیں دیکھ سکتے تھے تبھی اسکو تسلی دینے کے لیے ٹوٹی پھوٹی کوشش کا فیصلہ کیا۔

"ساری بات گمان کی ہے پتر، اللہ تو ہے ہی گماں کے ساتھ۔ ہم اگر اچھا سوچیں گے تو اچھا ہو گا اور ڈرتے رہیں گے تو یہ ڈر اور ڈرائیں گے۔ تو نے جو مشکل زندگی جھیلی ہے پتر یہ سکون اور آرام اسی کا صلہ ہے۔ گھبرانا نہیں۔ کچھ نہیں ہو گا نامہ۔ ان شاء اللہ۔ یہ سب کہہ کر نوح کو پریشان نہ کرنا۔ پہلے ہی کتنا کچھ فیس کر کے آیا ہے۔ ٹھیک ہے ناں میرا بچہ؟"

بابا کے پیار سے سمجھانے پر وہ سمجھتے ہوئے مسکرائی پر دل کے ڈر باخدا وہیں تھے اور نامہ باقی کا دن انکے ساتھ رہی پھر عشاء کے بعد وہ کاوچ پر بیٹھی ہی سو گئی، نوح نے کال بھی کی پر نامہ کا فون سائلنٹ تھا تبھی وہ ار حم کی بیوی اور بیٹے سے ملنے نکل گیا۔

گھر کافی اچھا اور بڑا تھا، نوح کو بڑے اچھے طریقے سے ڈرائنگ روم میں بیٹھا کر جاتے ملازم نے کافی بھی سرو کی جسکے دو منٹ بعد رحم کی بیوی اندر آئی۔

نوح نے مگر کھا اور اٹھ کر کھڑا ہوا، وہ تھوڑی فکر مند سی پاس ہی آرکی۔

"سوری اس وقت ڈسٹرب کرنے کے لیے مسیزار رحم مگر کچھ ضروری بات تھی۔ کیا آپکے پاس کچھ وقت ہے؟"

نوح کے پوچھنے پر وہ فوری سر ہلا گئی اور نوح کو بیٹھنے کا کہا جبکہ نوح کے بیٹھتے ہی وہ بھی سامنے والے کاوچ پر جا بیٹھی اور بھرپور توجہ نوح ادا پر دی۔

"مسیزار رحم شادر! آپ جانتی ہوں گی وہ فرار ہوا ہے۔ اس نے میرے آفس میں ڈرگزر سپرے کروائیں جس سے مجھ پر انکوائری شروع ہوئی۔ میں تا عمر اس میں پھنس سکتا تھا۔ میرا کیریئر زندگی سب داؤ پر لگ گئی تھی۔ میرا کیس کرنا جائز تھا۔ اس لیے بہتر تھا کہ وہ خود کو قانون کے حوالے کر دیتا تاکہ بات سمٹ جاتی جلد لیکن اس نے فرار ہو کر جو سیل سٹیشن میں کیا اسکے

بعد دو تین کیس اور ہو گئے ہیں۔ تو میں یہاں اس لیے آیا ہوں کہ اگر آپکا اس کے ساتھ رابطہ ہے تو اسے بتادیں سرینڈر کر دے ورنہ مارا جائے گا۔"

نوح نے کوئی لپٹی چپڑی بات نہ کی بلکہ سیدھا سبھاو مدھا بیان کیا جس پر اسکی بیوی کا رد عمل قدرے مختلف آیا، وہ گہرا سانس بھر کر اپنی جگہ سے اٹھی، نوح بھی اٹھا۔

"پچھلے تین سالوں سے اس نے مجھے اور میرے بیٹے کو قید کر رکھا تھا، اس نے مجھ سے شادی بھی نہیں کی۔ اس نے میرے ہسبنڈ کو مارا۔ وہ دنیا کی نظر میں جتنا شریف ڈاکٹر ہے اتنا غلیظ اور سائیکو انسان ہے۔ میرا اس سے رابطہ ہوتا تو میں خود اسے اریسٹ کرواتی۔ رہی بات کیس کی تو میرے پاس ثبوت نہیں ورنہ اپنے ہسبنڈ کے قاتل کے خود ٹکڑے کرواتی۔ اس پر جتنے چاہے کیس ڈال دیں، پرواہ نہیں۔ مجھے بس اس قید سے رہائی چاہیے۔"

نوح نے افسوس بھرے انداز میں اس عورت کو دیکھا جو یہ سب بتائے پتھر کی طرح ساکن و سپاٹ تھی۔

"عدالت میں گواہی دیں گی؟"

نوح دگنا سپاٹ تھا۔

"ضرور دوں گی"

وہ پر عظم تھی، نوح کو ایک تگڑا گواہ مل چکا تھا ار حم کی بینڈ بجانے کے لیے۔

"صابر مروان کے بارے جانتی ہیں کچھ؟ ار حم اسکا رائیٹ ہینڈ تھا۔ کچھ بھی پتا ہوا اگر۔؟"

نوح نے مزید کرید اتو وہ عورت اذیت سے مسکرائی۔

"وہ صابر مروان ایک نمبر کا زلیل آدمی ہے، اکثر وہ یہاں ار حم کے ساتھ آتا۔ عورتیں بھی لاتے تھے دونوں۔ یہاں ہی بیسمنٹ میں سمگلنگ اور انکے

نجی دھندوں کے معاہدے ہوتے تھے۔ میں اس سب سے صرف اپنے بچے کے لیے دور رہی کیونکہ اگر میں یہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتی تو وہ ارحم مجھے کچھ نہ کہتا، میرے بچے کو مار دیتا۔ آپکا یہاں آنا بے وجہ نہیں نوح ادا۔ میری قید ختم ہونی لکھی تھی تو اللہ نے آپکو بھیج دیا۔"

یہ پہلا آخری بولا گیا جملہ تھا جب اس عورت کی آنکھوں میں اذیت اور تکلیف ہلکوری۔

"آپ گواہی دے کر میری مدد کریں میں آپکو اور آپکے بیٹے کو بحفاظت از میر اور ترکی سے نکلوا دوں گا۔ جہاں بھی آپ دو جانا چاہیں"

نوح کی پیشکش بہترین تھی۔

"نیویارک۔۔ وہاں میرے پیرنٹس ہیں۔"

وہ فوراً بولی، آواز ٹوٹ سی گئی۔

"ٹھیک ہے۔ کیا آپ کو سیکورٹی چاہیے؟ اگر ارحم آس پاس ہو اور مجھے یہاں آتے دیکھ لیا اس نے تو وہ آپ کو یا آپ کے بیٹے کو نقصان دینے آسکتا ہے۔۔۔ اگر آپ کی اجازت ہو میں دو لوگ آس پاس تعینات کروادوں؟"

نوح نے تو اس عورت کے دل کی بات کہی، وہ خود بھی بہت ڈری ہوئی تھی، اس گھر کا ایڈریس تو ویسے ہی ہر دھندے کے آدمی کو پتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کرواتا ہوں۔ آپ کے تعاون کا شکریہ مس"

نوح نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اجازت لیتے نکلا جبکہ وہاں سے نکلنے سے پہلے ہی اس نے امتاب سے دو لوگوں کو بھیجنے کا کہا اور جب تک وہ دو سیکورٹی کے لوگ آئے نہیں، نوح وہیں گھر کے آس پاس رہا، جبکہ وہاں سے وہ سیدھا فارم ہاوس جانے والا تھا، اس نے یہاں تک آنے تک بھی کیپ لی تھی اور فارم ہاوس تک بھی وہ ویسے ہی گیا وہیں آج امائل کی نائیٹ شفٹ تھی تو مانہ خود ہی ہو سپٹل چلی گئی، اس کا ریگولر چیک آپ بھی تھا۔

دوسرا وہ جانتی تھی امائل کال کے بارے جاننے کو بے قرار ہو گا۔

اسکا چیک آپ کمپیٹ ہو اتو وہ امائل کے ساتھ قریب ہی ریسٹورنٹ چلی آئی، نونج گئے تھے۔

"وہ ٹھیک تھیں۔ بہت سوفٹ سپوکن تمہاری طرح۔ میں تو انکی بھی فین ہو گئی"

امائل نے اسکے لیے پاستہ آرڈر کیا تھا جبکہ خود وہ یہاں کا کوئی نیا سوپ ٹرائے کرنے والا تھا، مانیہ نے سوچا تھا وہ ثریا کے بارے چھپائے گی پر لگتا نہیں تھا چھپا سکے گی۔

"انہوں نے کہا ٹھیک ہوں، تم نے مان لیا۔۔ یقین آگیا تمہیں؟ سچ بتانا مجھے مانیہ"

امائل کا سوال لمحہ بھر مانیہ کو چپ لگا گیا، مسئلہ ہی یہی تھا کہ وہ امائل کے سامنے جھوٹ سوچ بھی نہیں سکتی تھی بولنا تو بہت دور کی بات تھی۔

"یقین تو نہیں آیا"

وہ فوراً ادا سی سے بولی تو وہ اذیت سے مسکرایا۔

"جب تمہیں یقین نہیں آیا تو مجھے کیسے دلاو گی مانہ۔ وہ جھوٹ بول رہی ہیں۔ میرا دل تکلیف میں ہے۔ بہت زیادہ تکلیف میں"

مانہ نے رو ہانسنے ہوتے امانل کو دیکھا پھر اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جیسے دلا سا دے رہی ہو۔

"وہ ہماری شادی کے بعد ملیں گی ہم سے۔۔۔ پھر وہ کیسے جھوٹ بول سکیں گی؟ کیا اپنے بیٹے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولنا ممکن ہو گا؟" امانل نے کر بناک سی نظر مانہ پر ڈالی جیسے پوچھ رہا ہو کیا سچ میں؟۔

"و۔۔ وہ یہاں آئیں گی۔ از میر؟"

امانل کی تڑپ دیدنی تھی۔

"ہاں ناں۔۔۔ چاہتی ہیں ہماری شادی خیر سے ہو جائے۔ پھر وہ ہمیں آکر شادی کا تحفہ دیں گی۔ تب تک اپنے دل کی تکلیف میرے پاس رکھو ادو امانل۔ میں تمہیں زرا سے درد میں بھی برداشت نہیں کر سکتی"

مانیہ کی آنکھیں خفیف سی سرخی کی زد میں آئیں تو امانل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر جذب سے اسکی ہتھیلی چومی تو مانیہ جبر اساکرادی۔

"رکھو ادی۔ تم اپنا آپ مجھے دے دو پھر میں خالی ہوں"

ہاتھ دوبارہ چومتے ہی امانل نے جو کہا وہ مانیہ کو دھڑکا گیا۔

"بس آج اور کل کی رات رہ گئی۔ پھر میں خود بھی نہیں جانتی اپنے پاس اپنا کچھ باقی رکھ بھی سکوں گی یا سب تم پر وار دوں گی۔ چاہو تو آج بھی حق لے سکتے ہو اپنا۔ پھر روپ نہ آیا مجھ پر تو تمہارا قصور ہو گا۔ مجھے مت کہنا"

وہ اجازت دیتی اختتام تک جیسے ڈرتی ہوئی اپنا ہاتھ چھڑوا رہی تھی، امانل کو شوخ ہوتے مسکرا نا پڑا۔

"روپ ضروری ہے۔ مجبوری ہے۔ آج گھر نہیں جاتے۔ گھومتے ہیں۔ ایک ساتھ واک کرتے ہیں۔ کہو تو شاپنگ پر بھی جاسکتے ہیں۔ نائیٹ شاپنگ کا اپنا مزہ ہے۔ میں تمہارے ساتھ یہ دورا تیں بیڈ پر افورڈ نہیں کر سکتا۔ اف میری مجبوریاں"

وہ مانیہ کو سرخ رو کر گیا، یہ آدمی عام سے لہجے اور بات کے ساتھ اپنی بے بسی کہتا بھی مانیہ کا سب لوٹ گیا تھا جبکہ وہ سمجھ نہ پائی دورا تیں گزر گئیں تو پھر تیسری رات کی قیامت وہ کیسے سہے گی جسے ابھی سن پانا تک برداشت نہ تھا۔

"مجھے منظور ہے میری جان۔ تمہاری مجبوریاں میری مجبوریاں"

بلش چہرے سمیت ہی وہ اقرار کر گئی تو امانل اسے آنکھوں سے ہی بے باکیت سے چھیڑنے لگا جبکہ انکی یہ چھیڑ خانی سراسر قہر ناک تھی۔

وہیں نوح جب پہنچا تو اسکی ملاقات خرد صاحب اور فیروز کے ساتھ ہوئی، ڈنر
تینوں نے ہلکا پھلکا کیا کیونکہ نامہ کی اسی وقت آنکھ لگی تو نوح نے دونوں
محترمین کو منع کر دیا کہ وہ نامہ کو مت جگائیں۔

"ڈر رہی تھی۔ کہہ رہی تھی سب بہت مکمل ہے اور مکمل سکھ اسے خوفزدہ
کرتے ہیں۔ کہیں جو کچھ ہوا پچھلے دنوں اس سے ڈسٹرب تو نہیں؟"

نوح کو یہیں رکننا پڑا تھا کم از کم جب تک نامہ نہ جاگ جاتی اور وہ اسے روم
تک لاتے بتانے لگے، نوح نے رک کر فیروز سلطان کی طرف دیکھا۔

"میرے حوالے سے تو ڈسٹرب نہیں ہے نہ گزرے دنوں کا کوئی خوف میں
نے اس سے لپٹا چھوڑا ہے۔ آپ بتائیں کیا چیز پریشان کر رہی ہوگی
اسے؟ کوئی اندازہ؟"

فیروز سلطان نے اپنی جیب سے نامہ کا فون نکال کر اسکی طرف بڑھایا۔

"نامہ نے لاسٹ کال استبول کے اسی بینک میں کی ہے جہاں سلطان ولا گروی ہے۔ کہیں اس نے تو کوئی بری خبر نہیں سنادی؟"

نوح نے فوراً سے فون لیا اور کانٹکٹ لسٹ کھول کر دیکھی، نامہ نے اس سے چھ منٹ بات کی تھی وہ بھی دن میں تبھی پریشانی بڑھی۔

"اور یہ نمبر؟ جانتے ہیں کس کا ہے؟"

نوح نے اس سے پچھلا ان نان نمبر فیروز سلطان کو دیکھا یا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

"چلیں پریشان نہ ہوں میں دیکھتا ہوں۔ اگر نامہ جلدی جاگ جاتی ہے تو ہم نکل جائیں گے گھر۔ آپ ریٹ کریں"

نوح نے مسکرا کر انھیں کہا تو وہ سر ہلاتے نوح کی گال تھپک کر وہاں سے چلے گئے جبکہ نوح، روم میں انٹر ہوا تو وہ کاوچ پر ہی آرام دہ انداز میں سو رہی

تھی، فیروز سلطان نے ہی اسکی سیلز اتار دی تھیں اور لحاف بھی کروا گئے تھے، نوح نے ڈور بند کیا اور قریب آتے رک کر نامہ کو دیکھنے لگا۔

"مجھے جاننا ہو گا تم کس افیت میں ہو۔"

نوح نے وہی نمبر ملا یا جو بینک کے نمبر سے پہلے نامہ نے ڈائل کیا تھا، دوسری ہی بیل پر کال اٹھالی گئی۔

"جی مسز دوغان، کہیے؟"

مقابل کوئی جاننے والا ہی تھا۔

"میں نوح ادا دوغان بول رہا ہوں، کون ہو تم اور میری مسیز نے تمہیں کال کس سلسلے میں کی؟"

اس جانب کوئی میخبر تھا جو فوراً مودب ہو چکا تھا۔

"دوغان سر آپکی مسیز نے اپنی Rolls-Royce کے سودے کے لیے کال کی تھی، وہ اپنی گاڑی سیل کرنا چاہ رہی تھیں۔ مجھ سے اسی سلسلے میں بات ہوئی۔ میں ونڈ سپیڈ شوروم کا مینجر ہوں"

نوح کی آنکھیں سرخ ہوئیں، آخر نامہ اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا سکتی ہے وہ بھی نوح کو بتائے بنا۔

"تو کیا تم خرید رہے ہو؟"

نوح کا لہجہ دھیمہ مگر سپاٹ ہوا۔

"جی سر۔ وہ ڈیمانڈنگ ماڈل ہے"

وہ خوشی سے بتا رہا تھا۔

"تم خریدو گے لیکن میرے لیے۔ یہ گاڑی کسی اور کے ہاتھ میں گئی تو جان

سے جاو گے۔ سمجھے؟"

مینجر دھمکی سے خاصا ڈر سا گیا تبھی فوراً سر ہلایا۔

"جب آپ نے ہی خریدنی ہے تو گھر سے ہی لے لیں اپنی مسیز سے۔ یہ ہمیں کیوں شامل کر رہے ہیں پھر آپ؟"

مینجر زرا اکھڑ کر بولا تو نوح کے جبرے تنے۔

"جو کہا ہے وہ کرو۔ کچھ پیسے ایکسٹر اے لینا لیکن اس گاڑی کے سپر ز اور ملکیت نامہ سلطان سے ہٹتے ہی مجھے ملنی چاہیے۔ سمجھ گئے؟۔ اور یہ سب ہوتے ہی انفارم کرو مجھے"

نوح نے سختی سے اس مینجر کو بات سمجھائی اور اسے سمجھ کیسے آتی کہ یہ دل کا اور روح کی تشفی کا معاملہ تھا۔

"جی سر سمجھ گیا۔ کل وہ مارنگ میں آئیں گی گاڑی دینے اور پیمینٹ لینے۔ میں پیمینٹ اماونٹ بتاتا ہوں آپ بھیج دیں۔"

میجر نے تمام لائحہ عمل ترتیب دیا تو نوح نے اوکے کہتے ہی رابطہ توڑا جبکہ میجر کے میسج ملتے ہی ساتھ ہی اپنے بینک کال کی، اور وہاں سے پوری پیمینٹ صبح مقررہ وقت نکلا کر اس شوروم بجھوانے کا بھی کہہ دیا، خود وہ کال ڈسکنکٹ کیے پلٹا اور اب کی بار اس نے نامہ کو دیکھتے ہوئے استبول کے بینک کال کی۔

"نامہ سلطان سے کیا بات ہوئی تمہاری؟"

نوح کا پہلا سوال ہی سخت برہمی سے آیا۔

"وہی جو آپ نے کہا تھا۔ شک نہیں ہونے دیا کہ سلطان و لا اب ہمارے پاس نہیں ہے۔ وہ لاسٹ پیمینٹ ادا کرنے کا کہہ رہی تھیں کہ کل بھیج دوں گی۔ ہم نے ایک فیک فائل کوریئر کر دی ہے انھیں، کل دوپہر تک ان تک پہنچ جائے گی۔"

نوح نے سر ہلاتے کچھ سوچتے ہوئے گہرا سانس کھینچا۔

"ٹھیک ہے۔ تھینکیو"

رابطہ توڑے وہ اب بھی نامہ کو ہی دیکھ رہا تھا، شاید یہ نوح کی تھوڑی ناراض آنکھوں کا اثر تھا کہ وہ گہری نیند سے جاگ گئی، جب آنکھیں کھولیں تو نوح کی شکوہ کناں نگاہوں سے نظریں ملتے ہی وہ اٹھ بیٹھی، اپنا فون نوح کے ہاتھ میں دیکھ چکی تھی۔

"نوح! آپ آگئے۔۔ چلیں گھر۔۔؟"

اس سے پہلے وہ اٹھتی، نوح نے اسے اٹھنے سے منع کیا اور خود بھی ساتھ ہی بیٹھا، فون نامہ کو دیا، جبکہ نامہ اسکی آنکھوں میں پریشانی اور شکوہ ساتھ دیکھ سکتی تھی۔

"یہیں رک جاتے ہیں آج۔۔ تم نیند پوری کرو۔ ویسے بھی میرا موڈ نہیں ابھی خود بھی کہیں جانے کا۔ میں تمہارے پاس رہنا چاہتا ہوں"

وہ نامہ کے کندھے پر سر رکھے جس لہجے میں بول رہا تھا وہ نامہ کی روح لرزا گیا، وہ اسکی سر کندھے پر ٹکانے پر اپنے ہاتھ کو نوح کے ہاتھ میں تھما گئی جسے اس نے فوری دبا کر اپنے ہونٹوں کے پاس لاتے چوما۔

"نوح! میں جو ہو سپٹل میں سب فضول بولی اس کے لیے معاف کر دیں"

وہ شرمندہ ہوئی تبھی نوح نے سر اٹھایا اور اس شرمندہ ہوئی نامہ کو دیکھنے لگا، بے تاثر نگاہیں۔

"اگر تم وہ فضول بس کہتی تو معاف کر بھی دیتا پر تم نے تو سب فضولیات پر عمل بھی کر دیا یا۔ تمہاری خوداری کے صدقے یہ بھی معاف کر دوں گا پر میرے ہوتے ہوئے جو تم نے خود کو پریشان کیا اسکا سود سمیت بدلہ لوں گا ایک بار ٹھیک ہو جاؤ۔"

وہ کچھ نہ بولا بس دل ہی دل میں اس لڑکی کی عقل ٹھکانے لگانے کے منصوبے بنائے جبکہ نامہ یوں تھی جیسے ابھی اس بندے کی چپ برداشت نہ ہونے پر رودے گی۔

"خدا کے لیے چپ مت ہوا کریں"
وہ دبسا چینخی۔

"تم دیشا کی سزا کے لیے پریشان مت ہو۔ یا تو وہ بچ جائے گی یا مر جائے گی۔ اس کے علاوہ بھی کسی چیز کو مت سوچو۔ یہ یاد رکھو تمہارے ہر سو میں ہوں نامہ۔ خیر باتیں نہیں کرنی مجھے، موڈ نہیں۔ یہاں آؤ اور بس میرا ساتھ ہونا فیل کرو بس"

وہ جس کا دم گھٹ رہا تھا، نوح نے جب اسے بازو گرد باندھے گھیر کر اپنے سینے لگایا وہ مکمل طور پر نوح میں چھپ جاتی سمٹ گئی، گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

"ب۔۔ بات کا موڈ کیوں نہیں نوح؟ ناراض ہیں مجھ سے؟ مت ہوں ناں"

وہ یونہی چھپے ہی منمنائی، آواز ٹوٹ رہی تھی۔

"چپ! ایک دم چپ۔۔۔ ناراض نہیں بہت پیار آرہا ہے تم پر اور میں اسے لٹانا نہیں چاہتا ابھی تو چپ رہو نامہ۔ میں بھی انسان ہوں۔ میں بھی کمزور پڑتا ہوں۔ میں بھی بے بس ہو جاتا ہوں، میں بھی ٹوٹ جاتا ہوں۔ لیکن ہر معاملہ اک طرف، میری تم سے محبت اک طرف۔۔۔ میں تم ہوں نامہ۔۔۔ مجھ سے خود کو دوبارہ الگ سوچنے کی ہمت مت کرنا۔ چلو سو جاو ورنہ رودوں گا میں"

وہ کہنے سے پہلے ہی دکھی ہو گیا جبکہ نامہ نے اسے مزید کس کر جکڑا جو یہ بتانے کے لیے تھا وہ کم از کم نوح کو روتا اک بار مزید برداشت نہیں کرے گی۔

"نہیں پلیز۔۔ سو رہی ہوں"

وہ بچوں کی طرح ہامی بھر گئی، حالانکہ نیند اب آنی ناممکن تھی لیکن دونوں کو اس کیفیت سے نکلنے کے لیے کچھ وقت درکار تھا۔

"نہ سونا۔۔"

وہ اسکے کان میں بولا تو نامہ نے چہرہ اوپر اٹھا کر ان ہیزل آنکھوں میں جھانکے کی ہمت کر ہی لی۔

وہ دونوں ایک جیسی آنکھیں اور انکی ایک جیسی محبت لیے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے نامہ"

وہ اسکا ماتھا چومتا خود بھی جیسے بہت مشکل سے بولا۔

"مجھے پتا ہے"

وہ روہانسی ہوئی، ہتھیلی نوح کے رخسار سے لگائی۔

"ناں! کبھی پورا جان نہیں سکو گی۔ اتنی محبت کی ہے میں نے تم سے جو سوچ میں اور علم میں سماہی نہیں سکتی"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑتا اسے لاجواب کر گیا جبکہ نامہ دھیماسا مسکرائی۔

"یہ بھی پتا ہے"

وہ نظریں واپس اٹھا کر ان دنیا جہاں کی منفرد ہیزل آنکھوں میں جھانکی، پھر مسکرائی، وہ بھی مسکرایا، ناک ہلکی سی چومی۔

"بھول جاتی ہو۔ مت بھولا کرو۔۔۔"

وہ اسکی گال سے گال لگاتا سرگوشی میں آواز ڈھلنے سے روک نہ سکا تو نامہ نے اسے پوری شدت سے گلے لگایا تھا، وہ نہیں جانتی تھی نوح کو کیا ہوا پر برداشت نہیں کر سکتی تھی وہ کبھی بھی کمزور پڑے۔

"یاد دلاتے رہا کریں نوح ادا۔ میری مجال جو بھول جاوں۔ اب مسکرا دیں"

وہ گلے لگے ہی بڑا بھاری تقاضا کر رہی تھی پر نوح کو مسکرا کر انا پڑا، وہ جیسی بھی تھی، وہ نوح کی روح کا قیمتی حصہ تھی۔

"تم کہتی ہو تو مسکرا دیتا ہوں۔"

وہ روبرو ہوا اور نامہ کے بکھرے بال سمیٹے اسکی دونوں گالوں کو چوما، وہ سمجھ رہی تھی وہ نوح کو سنبھال چکی ہے پر نوح بھی ایسا ہی تھا، بڑے بڑے معاملے کچھ نہیں کہتے تھے، پر آج اک چھوٹی سی بات بری طرح دہلا گئی کہ نامہ نے اس سے خود کو دور کرنے کی کوشش کی بھلے وجہ جو بھی ہو۔

"گھر چلیں یا واقعی یہیں رکنا ہے؟"

وہ پھر سے پوچھ رہی تھی تبھی نوح نے اسے بازوؤں میں حصارا۔

"میرا گھر وہی ہے جہاں تم ہو۔"

نامہ نے مسکرا کر سر ہلایا اور نوح کی گال چومتی سر ہلا گئی پھر اسکے سینے سے لگ گئی، ہاں وہ سمجھ رہی تھی نوح سے چھپ گئی ہے پر وہ تو اسکی روح تک کا راز دان تھا۔ جسم و دل تو وہ شخص نامہ کے بہت پہلے ہی تسخیر کر چکا تھا۔ اسکے بعد وہ بس اک دوسرے کے پاس ہی رہے۔

.....

وہ دونوں رات کافی لیٹ آئے تھے، پھر مانیہ نے امانل کو ہو سپٹل ڈراپ کیا اور خود واپس دوغان ولا آگئی تھی کیونکہ اسے اب یہیں سے رخصت ہونا تھا، آج وہ سب کے لیے کلک کے ساتھ مل کر بریک فاسٹ بنا رہی تھی جبکہ اسکا فون بھی کچن ریک پر پڑا تھا جہاں وہ ثریا ماما کی کال کا آج شدت سے انتظار کر رہی تھی وہیں مہندی کے جشن کی مین جگہ یہیں دوغان ولا کی اوپن گرین لان پلیس تھی تو یہیں رات کے لیے تمام انتظامات ہو رہے تھے۔

مانیہ نے آج زرا بیکنگ بھی کی تھی، تبھی اس نے فون اٹھایا اور نامہ کو کال کی جو خود بھی بابا، خردانگل اور نوح کے ساتھ ناشتہ کر رہی تھی جبکہ امانل ہو سہیٹل ہی تھا۔

نامہ نے مسکرا کر مانیہ کی کال ریسو کی۔

"مہندی گرل کیسی ہیں؟ اتنی جلدی اٹھ گئیں؟"

ابھی وہ سب بھی امانل اور مانیہ کے رات کے ایونٹ کی ہی باتیں کر رہے تھے۔

"ایکچولی میں سوئی ہی نہیں۔ اتنی ایکسائٹمنٹ ہے شادی کی کہ مت پوچھو مل کر زرا بتاؤں گی اور تھوڑا حوصلہ بھی درکار ہے۔ تم بتاؤ گھر ہو؟ میں آج ہی سا بریک فاسٹ بنا رہی ہوں۔ آجاؤ میری اور یجنل ماما کو لے کر اگر ناشتہ نہیں کیا ابھی"

مانیہ نے مسکراتے گھبراتے اپنی حالت تو بتائی ساتھ اتنی حسین آفر کی کہ نامہ کا دل نہ چاہا منع کرے حالانکہ وہ سب ناشتہ کر رہے تھے۔

"ہاں میں بابا کی طرف ہوں۔ ہم آدھے گھنٹے تک آتے ہیں"

مانیہ نے فوراً مسکرا کر اوکے کیا اور کال کاٹی جبکہ تینوں ہی نامہ کو دیکھ رہے تھے تبھی وہ نجل سا مسکرائی۔

"اب انہوں نے اتنے پیار سے آفر کی، میں کیسے رد کرتی۔ ذرا گنجائش رکھیے گا مانیہ کی اور یجنل ماما"

نامہ نے جلدی سے نوح کو تاکید کی جس پر وہ تو ٹھیک سے مسکرا نہ سکا پر خرد اور فیروز ضرور مسکرائے، خیر نامہ اور نوح کو رخصت کر کے وہ دو بھی ذرا پینڈنگ تیاریاں کرنے والے تھے۔

جبکہ نوح کو ابھی بھی چپ محسوس کرے نامہ نے اسکی طرف ڈرائیونگ کرتے سرسری دیکھا تو جناب کی ہینڈل نہ ہوتی سنجیدگی دل کاٹتا محسوس ہوئی۔

"نوح"

وہ آخر اسے پکار ہی اٹھی، نوح نے اسکی طرف گردن گما کر دیکھا۔
 "کیا بات ہے؟ یہ چپ کس لیے، آج اتنا خوشی کا دن ہے اور آپکی ساری چمک غائب ہے۔"

نامہ نے اپنا ہاتھ سامنے کیا جسے نوح نے کچھ دیر دیکھا پھر انگلیوں میں انگلیاں جکڑے تھام لیا، جو نامہ کو مبہم سا سکون اور مسکراہٹ بخش گیا۔

"طبعیت کچھ بو جھل ہے۔ میری چمک ساری قائم ہے بس دبی ہے۔ تم دھیان مت دو روح۔"

نوح نے اسکا وہی ہاتھ چومتے تسلی کروانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

"کیسے دھیان نہ دوں؟ کچھ برا لگا ہے تو بتائیں۔ ایسے میں سمجھوں گی آپ میری وجہ سے پریشان ہیں"

نامہ نے مزید کریدنے کی کوشش کی پر نوح کچھ زیادہ ہی چپ تھا، نامہ اپنی گاڑی کے ساتھ جو کرنے والی ہے وہ سوچ کر نوح کو تکلیف ہو رہی تھی، وہ اس سے بھی تو آخری انسٹالمنٹ کی پیمینٹ لے سکتی تھی پھر سب خود کرنے کے چکر میں وہ اتنا بڑا قدم اٹھاتے ہوئے یہ بھی نہیں سوچ رہی تھی کہ نوح کا دل کتنا ہرٹ ہو گا۔

"Rolls-Royce

ہماری لوو سٹوری کا اہم حصہ ہے نامہ۔ تمہاری بھلے یہ جان نہ رہی ہو اب لیکن اس گاڑی سے میری محبت دن بدن بڑھتی ہے۔ تم اس کے ساتھ ایسا

سلوک کیسے کر سکتی ہو۔؟ جانتا ہوں چیزوں کی تمہاری لائف میں ویلیو نہیں پر یہ گاڑی چیز نہیں تھی کبھی۔ نہ تمہارے لیے نہ میرے لیے۔ یہ جذبہ ہے، یہ فیلنگ ہے۔ یہ ایک سنگ میل ہے۔ یہ ایک خوبصورت کڑی ہے۔ یہ ہماری زندگی کا خاص فرد بن چکی ہے۔ میں کیسے بتاؤں میں کتنا دکھی ہوں۔ اور ستم کہ تم نے دکھی کیا مجھے یہ میں تمہیں بتا بھی نہیں سکتا"

وہ اس بار بھی کچھ نہ بولا، بس نامہ کا ہاتھ چومتا رہا، نامہ نے اسکی طرف دیکھا جو بالکل ٹھیک نہیں تھا، اندر تک دکھی ہے یہ نامہ محسوس کر رہی تھی لیکن ابھی وہ جتنا اصرار کرتی سب بے کار تھا۔

جب تک وہ سب دوغان ولا پہنچے، اما نل بھی آچکا تھا، نوح اور نامہ تو ناشتہ کر کے آئے تھے پھر بھی انہوں نے سب کو کمپنی دی تھی۔

"دیشا کو انوائیٹ کروں؟"

میکا نل نے ہی مانیہ سے پوچھا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے مانیہ کی زندگی میں کوئی حسرت رہے، سبکو فکر تھی کہ کہیں مانیہ اپنی ماں کو بلانا نہ چاہتی ہو تبھی میکا نل نے ہی گھر کا بڑا ہونے کے ناطے یہ سوال کیا جو ماحول کو لمحہ بھر دکھی سا کر گیا۔

صارم، نامہ اور مانیہ تینوں کی حالت کچھ مختلف نہ تھی۔

"وہ بھلے بہت تکلیف سے گزری ہیں پر مجھے نہیں لگتا حسد اور انتقام اتنی جلدی انسان کی رگوں سے نکلتا ہے۔ میں اپنے کسی عزیز کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی سو مجھے نہیں لگتا آپ کو انھیں انوائیٹ کرنا چاہیے۔"

مانیہ نے یہ فیصلہ کس ضبط کے ہاتھوں لیا تھا سب بخوبی جانتے تھے مگر یہ ایک طرح بہترین فیصلہ تھا۔

"آرمین پاشا پر تگڑے کیس ہو چکے ہیں، وہ سزا پائے گا۔ جبکہ دیشا کریزی کو بھی اپنے کیے کا پھل کاٹنا ہی ہے۔ یہ قانون اور انصاف ہے۔ ویسے بھی خوشی کا موقع ہے، رُسکی لوگ دور رہیں یہی بہتر ہے"

اس بار نوح نے گفتگو میں حصہ لیا، وہ مانیہ سے متفق تھا۔

"لیکن اگر وہ واقعی بدل گئی ہیں تو؟"

صارم کے دل میں جیسے ابھی ابھی اک موہوم سی امید باقی تھی، سب کا دل ایک ساتھ صارم کی کیفیت کی جانب لپکا پر وہ جیسے اپنے ہی کہے پر شرمندہ لگا کہ اسے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔

"وہ بدل گئی ہیں پھر بھی جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ گھٹن میں بدل چکا ہو گا اور گھٹن کسی نہ کسی ایسے فرد پر ہی اگلی جاتی ہے جو ہمارے بس میں اور اختیار میں ہوتا ہے۔ بحیثیت انکے بچے ہونے کے ناطے ہم تینوں ہی اس گھٹن کے دہانے ہیں تو مجھے بھی لگتا ہے انکو وہیں رہنے دیا جائے جہاں وہ ہیں۔ ہم سب

آپکی خوشی کو ادھورا ہونے نہیں دیں گے مانیہ۔ میں ہوں ناں آپکے ساتھ، انھیں مس کرنے کی ضرورت نہیں"

سب سے بہترین نامہ نے سوچا اور یہ سچ بھی تھا، ابھی کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ دیشا کس منٹل ہلتھ سٹیج پر ہے اور کس حد تک مہلک ہو سکتی ہے، سب ہی متفق تھے، ہاں ایک سے دکھی بھی تھے۔

"بس ٹھیک ہے، ادا اسی سے نکلوسب۔ آج خوشی کا دن ہے۔ ہمارے دلہا دلہن فائنلی اور آفیشلی ایک ہو رہے ہیں بھئی۔ جشن تو ایسا ہو گا کہ ایک بار پھر دنیا یاد رکھنے پر مجبور ہو جائے گی۔ بھئی جیسا تم دو کی شادی کا ہنگامہ تھا، میرے ان بچوں کی شادی میں بھی وہی وائب آنی چاہیے۔ کمی نہ ہو ورنہ ان سے پہلے میں نے تھنا سجا لینا ہے"

یہ تاکید، میکائل نے نوح کو کی جس نے بخوشی سینے پر ہاتھ رکھ کر قبول کی تھی، تیاریاں تو ساری مکمل تھیں اب بس اصل محفل سجنے کا انتظار تھا۔

وہیں ناشتے کے بعد مانیہ زرا اماٹل کے پاس گئی تو نامہ نے بھی گاڑی پہنچانے اور پیمینٹ وصول کرنے کا کام نمٹانے کا سوچا اور روم میں آئی تاکہ چینیج کرے مگر نوح کو ٹیرس پر اکیلا کھڑا دیکھے وہ وہیں روم کے وسط میں رک گئی۔

وہ ہلکی ہلکی دھوپ میں کھڑا پیمینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ دیے سٹل کھڑا تھا، جانے کیسی کیسی سوچیں اس شخص کو گھیرے ہوئے تھیں۔

نامہ کچھ دیر کھڑی رہی پھر جا کر چینیج کیا، بس ٹاپ بدلی اور وولی سا سوٹر پہنا کیونکہ بھلے باہر دھوپ ہو پر از میر اس وقت شدید ٹھنڈک کی لپیٹ میں تھا۔

نامہ نے گاڑی کی چابی اور فون لیا اور جاتے جاتے رکی، وہ اب تک وہیں کھڑا تھا تبھی نامہ کا دل نہ چاہایوں جانے کا، جھک کر چابی اور فون وہیں رکھے وہ ٹیرس میں چلی آئی، جبکہ وہ شخص جتنے بھی گہرے خیالات میں

ہوتا، نامحسوس طور پر فضا میں گھلتی نامہ کی خوشبو سے سمجھ گناوہ اسکے پیچھے ہی آکر رکی ہے۔

"نوح! مجھے تھوڑا کام ہے میں ہاں ہار تک آتی ہوں۔ تب تک آپ ریسٹ کر لیں۔ رات بھی میری وجہ سے بیٹھ کر گزار دی۔ مجھے فکر ہو رہی ہے آپ کی"

نامہ نے اسکے پیچھے رکتے ہاتھ دونوں اسکی بازوؤں پر اوپر سے نیچے سہلاتے اسکا کندھا چومتے پیار سے کہا پروہ ٹس سے مس نہ ہوا، ہاں سانس زرا زیادہ بھاری ہو کر نکلی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

وہ ویسے ہی رخ موڑے ہی بولا تو نامہ گھوم کر اسکے سامنے آئی، وہ ہیلز میں بالکل نوح کے برابر آ جاتی تھی، کہ نہ اسے نوح کو دیکھنے کے لیے سر اٹھانا پڑتا نہ نوح کو ان بھوری آنکھوں کو دیکھنے کے لیے سر جھکانے کی ضرورت پڑتی۔

"پہلے یہ بتائیں آپ کہاں ہیں؟"

وہ دونوں ہاتھ اسکے چہرے کے گرد جوڑتی ہالہ سا بنائے نوح کو سارے سوال بھلا گئی، نوح ابھی اسکے جادو کا شکار بننا فورڈ نہیں کر سکتا تھا تبھی اپنے ہاتھ پاکٹس سے نکال کر اس نے نامہ کی کلائیوں کو پکڑا پر مزاحمت نہ کی کہ ہاتھ ہٹاتا۔

"میں تمہیں پاس نہیں دیکھائی دے رہا؟"

سوال زرا بے رحم تھا، وہ ہیزل آنکھیں شدید ناراض تھیں۔

"ناں۔۔۔ کچھ چھپا رہے ہیں"

وہ روہانسی ہوئی جس پر نوح نے دانت پر دانت جماتے اسے سرد مہری سے دیکھا۔

"خود تو جیسے سب بتا رہی ہو تم مجھے۔ کم از کم اب ہی بتا دو کہ کیا کارنامہ کرنے جا رہی ہو۔ شاید معاف کر دوں گا فوراً لیکن اگر تم بنا کچھ کہے گئی نامہ میں خود نہیں جانتا کیسا پاگل پن کر گزروں۔ میں اتنا غیر اہم ہوں کیا؟ میری کوئی ویلیو نہیں؟"

پھر سے وہ بس سوچ رہا تھا، وہ جس طرح نامہ کے لیے حساس تھا ویسا ہی نازک بھی۔

"ایسے چپ ہو کر مجھے ناراضگی سے دیکھتے رہیں گے تو دل پھٹ جائے گا میرا نوح"

یہ لڑکی اسے خفا بھی کہاں رہنے دیتی تھی پر نوح چاہتا تھا وہ اسے تھوڑی اہمیت دے، بتائے کہ وہ کیا کرنے جا رہی ہے، اجازت بھلے نہ لے۔

"نہیں پھٹے گا۔ اس دل کا اللہ کے بعد میں بھی محافظ ہوں۔ یہ تمہارا دل میرے دل جیسا کمزور نہیں کہ زرا سی برہم نظروں سے پھٹ جائے"

وہ اسکے بال سنوارتا ہوا قدرے تکلیف سے بولا جبکہ نامہ نے بازو اسکی گردن میں پروتے اسے اپنے قریب کیا کہ ٹھیک سے پوچھے وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔

"میرا اور آپکا دل الگ نہیں۔ نہ انکی حساسیت مختلف ہے۔ تو کیوں اپنا اور میرا دل جلا رہے ہیں۔ بتائیں ناں نوح۔ کیا ہوا ہے، میں آپکی یہ بے رخی برداشت نہیں کر سکتی۔"

وہ شدید کرب سے بولی کہ آواز آنسوؤں کی آمیزش میں ڈھل گئی۔

"جہاں جا رہی ہو پہلے ہو آؤ پھر بتاؤں گا اپنی تکلیف"

وہ گہرا سانس بھرے اسکے ہاتھ کھولتا خود سے ناصر ف دور کر گیا بلکہ نامہ کو وہیں چھوڑتا وہاں سے چلا گیا تو نامہ کتنی دیر نہ ہل سکی نہ سانس بھر سکی، جبکہ وہ جا کر واش روم میں خود کو بند کر چکا تھا، پتا نہیں یہ کیسی تکلیف تھی جو اندر حشر برپا کر گئی، نامہ روم میں آئی اور اپنی آنکھ کا آنسو بے دردی سے

رگڑا، گاڑی کی چابی اٹھائی، فون لیا اور کمرے سے نکل گئی جبکہ نوح نے واش روم کا ڈور کھولا تو نامہ کو جاتے دیکھ کر گہرا سانس بھر گیا۔

"تم واقعی چلی گئی نامہ۔۔۔۔۔ بھلے Rolls-Royce تمہاری ہی رہے گی لیکن تم نے اس بیچ جو مجھے ہرٹ کیا ہے میں بتا نہیں پاؤں گا۔ کر لو تم اپنی مرضیاں۔ تم سب کر سکتی ہو۔ محبوب جو ہو۔ میں تو تم سے یہ بھی نہیں کہہ سکتا بہت بری ہو تم۔۔۔ کیونکہ جہاں بری لگتی چاہیے ہو وہاں بھی مجھے میری جان لگتی ہو۔۔۔۔۔ اٹھالو میری لاڈلی ہونے کے فائدے۔"

وہ ہرٹ تھا لیکن باخدا یوں تھا جیسے نامہ کو دیکھ کر ہی اب سانس لیتا ہے اور یہ سادہ سی محبت نہیں تھی، یہ خاص عشق تھا جو اسے نامہ کے ہر روپ سے ہو چکا تھا۔

نامہ بہت تکلیف کے سنگ گئی تھی، وہیں مانہ نے اپنا آج کا ڈریس امانٹل سے ہی چوز کروایا کیونکہ اسکے ٹوٹل تین جوڑے تھے مہندی کے لیے، ایک

میکائل بابا نے لیا، ایک خرد اور فیروز انکل نے اور ایک اسکے ہنڈ سم امانل خرد قریشی نے۔

"تم وہی پہنو جس میں کمفر ٹیبل ہو ڈار لنگ!"

امانل بیڈ پر نیم دراز تھا اور مانہ اسے تینوں ڈریس ساتھ لگا کر دیکھا رہی تھی۔

"میں تم میں کمفر ٹیبل ہوں گی بس"

مانہ نے تینوں ڈریس رکھے اور آکر امانل کے سر پر رکی جس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچے جھٹکا دیا تو وہ سیدھی امانل پر آگری۔

"بیڈ میٹنگ آلاؤڈ نہیں آج مسٹر امانل"

وہ اسے یاد دہانی کروانے کے بیچ گلابی گلابی ہوئی۔

"اف یہ رسم و رواج کبھی کبھی شدید برے لگتے ہیں۔"

وہ اسکی گال سے گال سہلاتے بڑی بے بسی سے بولا جس پر مانیہ فکر مندانہ
مسکرائی اور زردور ہوئی۔

"پر ایسا کیوں امائل؟"

وہ متجسس تھی۔

"Because i am in mood"

امائل نے اسکی ناک چومی اور جو کہا اس پر مانیہ کا پورا وجود لرزاسا گیا، یہ آدمی
اتنی بڑی بات ایک جھٹکے میں کہہ جاتا تھا کہ مانیہ کی کچھ دیر تک سانس رواں
نہ ہو پاتی تھی اور خود مسکرا رہا تھا۔

"تم اپنے موڈ کو چھٹی دو آج"

مانیہ نے سرخ ہوتے رخساروں کو چھپانے کی کوشش کی جو امائل کی بات سے
جیسے دھواں اگلنے لگے تھے۔

"نہیں دے سکتا۔ تم اب ہر لمحہ میرا موڈ آن ہی پاو گی۔ میں نے جتنا آف رکھنا تھا اور رکھ سکتا تھا کر لیا۔ اس سے زیادہ کنٹرول کرنا جان پر بھی بن سکتا ہے"

وہ مانیہ کی جان مزید نکال رہا تھا، کیونکہ وہ سچ سمجھ کر یوں ہو چکی تھی جیسے ابھی رو دے گی جبکہ اسکا اس جواب میں پھول سا امانل کی سانسوں سے لپٹتا انداز زرا مخملی شدتوں میں بدلاتا تو وہ اسے پکڑ کر خود سے اوپر اٹھائے روک گیا، وہ اب تک رونے کے دہانے تھی۔

"کیا کر رہی ہو ڈرائنگ۔ تم تو میرے موڈ کو کنٹرول سے بالکل باہر کر دو گی۔ ابھی ایک رات باقی ہے"

امانل شرارت و خمار میں لپٹا مانیہ کے چہرے کے رنگ دیکھتا ہنسا تو وہ روہانسی ہوئی۔

"تم ترسو تو مت پھر"

وہ جیسے بچوں سا منمنائی، پورے کمرے میں اماٹل کا گونجتا بے ساختہ قہقہہ
 سچ میں مانیہ کی جان لبوں پر لے آیا، وہ ایک ہی جھٹکے سے ہنستے ہوئے ہی مانیہ
 کو میٹرس سے لگاتا اس پر جھکا تھا، وہ اتنا خوبصورت ہنسا تھا کہ اسکی ہنسی نے
 مانیہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی اور آج وہ یوں اماٹل کے شکنجے میں
 ڈری بھی نہیں تھی۔

"میں ترسوں گا۔ تڑپوں گا تمہارے لیے۔۔۔۔۔ بولو کیا کر لو گی؟"

زرا ہنسنا روکے وہ بے باک لہجے میں بولا تو مانیہ نے اسکے بالوں میں دونوں
 ہاتھوں کی انگلیوں کو الجھاتے جب بال کھینچے، وہ خود بخود چہرہ زرا مانیہ کے
 چہرے سے دور کر گیا۔

"میں تمہیں اصل والا درد دے کر سہی میں تڑپنے اور ترسنے کی کیفیت سے
 گزاروں گی ڈرامے باز بے شرم آدمی۔ خبردار اگر تم نے اماٹل کی امانت کو
 ایسی ویسی نگاہ سے دیکھا"

وہ ایک دم سے بے باک اور نڈر مانیہ بن گئی، یا پھر یہ بھی حربہ تھا خود کو امانل کی جان لیو اقربت سے اک دن مزید محفوظ رکھنے کا۔

"اچھا اب یہ امانل کون ہے؟"

امانل نے براسا منہ بنایا تو مانیہ نے بڑی مشکل سے امدتی مسکراہٹ حلق میں دبائی، ویسے وہ اس پر اپنا کافی وزن بھی ڈالے ہوئے تھا۔

"امانل وہ ہے جسکے ساتھ کل میں وہ بک والا پورا سین کرنے والی ہوں"

مانیہ نے نثر میلی اور دبی سی اداؤں سے کہا تو امانل نے زرا ہاتھوں کو اسکے تکیے کے ارد گرد رکھ کر اپنا وزن مانیہ پر سے اٹھایا تا کہ بچاری دبا سانس بحال کر سکے جبکہ مانیہ کی بات سننے وہ صدمے میں ہی تو تھا۔

"تم کرو گی۔۔۔؟ ہے کیا تم کرو گی واقعی؟"

اماٹل كا صدماتى سوال سنو وه اماٹل كو گريبان سؤ دبوؤؤ واپس خود ٲر گرا گئى۔

"هاں۔ سهه لوگؤ؟"

وه يه سب بس كهه هى سكتى تهى، يه اسؤ بهى ٲتا تھا اور اس بهكؤ جن كو بهى۔
 "تم مجه بلش كروا نؤ كى كوشش مت كرو۔ هٹوا ٹهنؤ دو"

اماٹل نؤ جلدى سؤ نظريں هٹائىں تو مانىه ككهلا كر هنى، ايسى هنى جسؤ وه
 ديكنهنؤ ٲر اسى لمحؤ مجبور هوا ٲر جب اماٹل نؤ اسؤ بهك كر ديكا وه اپنى هنى
 بؤ خود هوتؤ هى روك گئى۔

"مىں سهه لوں گى"

فوراشر مىلى بنؤ اماٹل كو اجازت دى گئى، وه مسكر ايا ٲهر جحك كر مانىه كا ماتھا
 چوما۔

"اور کوئی چوائز بھی نہیں۔ میں بہت ایکسائٹڈ ہوں۔ سچ بتاؤں تھوڑا نروس بھی ہوں۔"

امائل نے اسکے کان میں کہا اور جناب کے کان پھر سے لال دیکھ کر وہ پہلے ہی سمجھ چکی تھی اسکے حیا والے سرکار شرم رہے ہیں، ہاں جب پہلو میں مانیہ ہو تو امائل کے انگ انگ کا بلش کرنا بھی انکے رشتے کی ایک پیورٹی اور خوبصورتی تھی۔

"سب ہوتے ہیں۔ کیا میں کچھ کر سکتی ہوں تمہاری نرو سنسیس ختم کرنے کو؟"

وہ اب بھی باز نہ آئی کہ اسے امائل کے لال ہوتے کان بہت پسند تھے، وہ انھیں دیکھ کر گد گداہٹ محسوس کرتی جبکہ بھول گئی تھی اسکا ہسبنڈ گنی آفت شے ہے۔

"ہاں۔۔ کل کی پریکٹس کر لو اگر میرے ساتھ تو۔۔۔۔"

وہ اس پر سے ہٹے ساتھ ہی لیٹتا بولا تو مانیہ نے ساتھ کا تکیہ اٹھا کر اس بے شرم کے سر پر دے مارا، جبکہ امانل جانتا تھا اب وہ کونسا جملہ کہہ کر بھاگے گی۔

"بہت بے شرم کر دیا ہے تم نے مجھے بھی"

اف یہ امید سے الٹ آتے شکوے پر تو امانل کا دل اش اش کر اٹھتا، وہ بھاگنے لگی جب امانل نے اٹھ بیٹھتے اسے پکڑ کر واپس اپنی گود میں لا بٹھایا، مانیہ کی سانس اوپر نیچے ہوئی، دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"ارے واہ! تم نے اپنا تکیہ کلام بدل کیسے لیا؟"

وہ شوخ ہوتا مانیہ کے دھنک رنگ ہوتے چہرے کو نہارتے بولا تو وہ اسکی طرف رخ کیے اس میں چھپ سی گئی۔

"کیونکہ اب بدلنا ضروری ہے۔ خود کو کبھی اتنی بے شرم نہیں لگی میں جتنی اب۔۔۔ میں وہ سب بک والا سین تمہارے ساتھ کروں گی یہ تک بول گئی حالانکہ سوچنا بھی جان نکال لے۔ یہ سب تمہارا اثر ہو رہا ہے مجھ پر۔"

مانیہ کے پاس شکوہ کی لمبی فہرست تھی اور اماٹل پھر ہنسا، مانیہ کی گردن کی ابھری رگ چومتے ہاتھوں کو بھرپور بھٹکنے کی اجازت دے کر فری چھوڑا جو مانیہ کو سخت تنگ کر رہے تھے کیونکہ وہ اسکے رحم و کرم پر تھی۔

"یہ سب سن کر کمینی سی خوشی ہو رہی ہے مجھے"

اماٹل نے بہکے لب و لہجے میں کہا تو مانیہ نے زور سے مکا اسکے کندھے پر جڑھا پروہ کراہتے ہوئے بھی مانیہ کی حالت پر ہنسا اور اس کو آج منہ چھپانے کے لیے کچھ مل بھی نہ رہا تھا۔

"تم بہت خوبصورت ہو"

یکدم ہی جیسے آپسی قربت کے فسوں نے پلٹا کھایا، وہ جانتی تھی وہ چہرے کی خوبصورتی کا نہیں کہہ رہا، تبھی نظریں شرم سے جھکا گئی، اس نے یہ ستائش قبول کی، سر آنکھوں لی۔

"اب بس۔۔۔ باقی تعریف کل۔۔۔ مجھے بتاؤ کون سا ڈریس پہنوں رات۔۔۔ یہ وائیٹ۔۔۔ ریڈ یا مکس والا؟"

مانیہ نے جلدی سے بات بدلی کیونکہ ابھی کچھ ہو جاتا اگر دونوں نہ سنبھلتے۔

"جس میں تمہاری خوبصورتی زیادہ عیاں نہ ہو وہ پہننا"

امائل کی سوئی وہیں اٹکی دیکھ کر مانیہ نے اسکا چہرہ پکڑ کر دوسری طرف کیا کیونکہ اب تو اسے امائل کی نظروں سے بھی حیا آرہی تھی۔

"یہ وائیٹ والا پہن لیتی ہوں اس کے ساتھ ریڈ کلر کانیٹ کا دوپٹہ بھی ہے۔ تمہاری مانیہ چھپ جائے گی۔"

مانیہ نے اسی جذب بھرے سر گوشیانہ انداز میں فیصلہ کیا جو امانل نے
سراہتے قبول کیا۔

"اسے چھپا کر ہی رکھنا چاہتا ہوں تا عمر"

وہ مخمور لہجے میں بولا تو وہ اعترافا مسکائی۔

"تم سے تو نہیں چھپ سکوں گی اب مزید"

وہ اٹھی اور باقی دو ڈریس واپس سنبھالے جبکہ امانل پھر سے لیٹ کر انگڑائی
لیتا مسکرایا۔

"مجھ سے چھپنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ یار ساری رات مجھے جگایا تم نے
اب میں سو رہا ہوں تھوڑی دیر۔ اوپر سے تم نے اپنی قربت کا جام پلا کر اور
مدہوش کر دیا۔ چلو جگادینا مہندی کے جشن سے پہلے۔ میں ٹن ہو رہا ہوں"

اماں نے جمائیاں سے بمشکل روکیں اور قریب آتی لحاف محترم پر کروائے
اسکا سر چومتی مسکرائی۔

"سو جاو میری جان۔۔ تمہارا گلو اہم ہے۔۔ میری خیر ہے"

وہ بند آنکھیں کرتا ایسے تیکھے طنز پر ہنس پڑا اور مانیہ کو اسکی ہنسی ہی تو دیکھنی
تھی۔

جبکہ مانیہ نے اسکے سوتے ہی اپنے کام سمیٹے اور شاور بھی لے لیا، بال ڈرائے
ہی کر رہی تھی جب اسکا سیل فون رینگ کیا۔

ہیر ڈرائیروہیں چھوڑے مانیہ نے جلدی سے کال پک کی جہاں ثریا آنٹی کی
کال دیکھے وہ دل تک مسرور ہوئی جو کچھ دیر پہلے ہی از میر پہنچی تھیں، یہاں
انکا آبائی گھر تھا جہاں انکے بڑے بھائی مقیم تھے جو ریٹائرڈ جرنیل تھے جبکہ
بچے بیاہ دیے تھے سب اور بیوی حیات نہ تھیں اور زندگی میں بس اب ثریا

کی واپسی کا انتظار بچا تھا، جو آج پورا ہو گیا تھا، اور ثریانے آتے ہی پہلی اطلاع مانیہ کو دی۔

"میں از میر آچکی ہوں۔ پرسوں ملوں گی تم دو سے۔ مجھے پکچرز بھیجنا شادی کی۔ میری جان ہمیشہ خوش رہو دونوں۔ تم دو کے ساتھ میری ساری دعائیں ہیں۔"

یہ پیغام صرف پیغام نہ تھا، یہ مانیہ کے ہاتھ میں آئی اماٹل کی وہ خوشی تھی جسکے لیے اسکا یہ دیوانہ بہت ترسا تھا، مانیہ نے اماٹل کو دیکھا جو مزے سے سو رہا تھا، مزید پیار آیا کہ وہ خود پر جبر کرنے لگی کہ اگر اس جن کے پاس گئی تو خیر نہیں رہے گی سو دور سے ہی آنکھوں ہی آنکھوں میں اس پر آیا پیار جذب کر گئی۔

جبکہ دوسری طرف نامہ، مطلوبہ شوروم پہنچ چکی تھی، اس نے آخری بار Rolls-Royce کو واش کروایا، اسکی دھول مٹی اتروائی، جبکہ نامہ کی

آنکھوں میں جو سارا وقت نمی کی پرت رہی یہی وہ تکلیف تھی جو نوح نے قبل از وقت محسوس کر لی۔

شوروم کے مینجر کے اسکی تمام پیمٹ نامہ کے اکاونٹ میں ٹرانسفر کروادی تھی بس اب اسے Rolls-Royce ہینڈ اور کرنی تھی۔

"آپ اسے کیوں بیچ رہی ہیں مسیز دوغان"

فائل سائن کرتے ہوئے نامہ اتنی تکلیف میں تھی کہ وہاں نام تک نہ پڑھا کہ وہ کس کے نام اپنی زندگی کا سب سے بڑا رہ چکا سکھ کر رہی ہے، ویسے اگر وہ دیکھ بھی لیتی تو فائیل پر جہاں نوح کا نام تھا وہاں اس مینجر نے ایک وائیٹ سٹیکر چٹ لگا رکھی تھی۔

"میں کیا وجہ بھی بتاؤں اب؟ ضروری ہے کیا؟"

نامہ زرا برہم ہوئی، وہ وجہ نہیں بتانا چاہتی تھی۔

"نہیں ضروری نہیں۔ ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔"

نامہ نے اسکے جواب پر سر ہلایا اور سائن کر کے فائل اس مینجر کے حوالے کر دی، جبکہ نامہ نے اجازت لی اور وہاں سے باہر نکلی کیونکہ وہ جگہ دل گھوٹ رہی تھی، نامہ میں اپنے اکاونٹ میں آئی اماونٹ میں سے آخری انسٹالمنٹ بھی آج پے کر دینے والی تھی جبکہ اسے ڈاکو منٹس موصول ہونے کی ای میل بھی مل چکی تھی جو استبول کے بنیک سے فیک آئے تھے کیونکہ سلطان ولا کے اصلی ڈاکو منٹس اس وقت نوح کے پاس تھے، جس نے وہ نامہ کالیٹر بھی وہیں اپنے سیو میں رکھا پر آج بھی پڑھتے پڑھتے چھوڑ دیا۔ شاید اس خط کو پڑھنے کا ابھی وقت نہیں آیا تھا، یا شاید اس لیٹر میں نامہ کا وہ سیکرٹ تھا جو یقیناً کسی مشکل وقت میں ہی نوح پر کھلنا لکھا تھا۔

نامہ کچھ دیر روڈ سائیڈ بنے بیچ پر بیٹھی رہی، اسکے پاس ہمیشہ گاڑی کی چابی ہاتھ میں رہتی تھی اور آج وہ نہیں تھی، وہ نہیں جانتی تھی اس نے یہ کیوں کیا پر اب افسوس کر رہی تھی، Rolls-Royce کو اس نے کبھی گاڑی

سمجھا ہی نہیں تھا، وہ اسکے مشکل دنوں کی ساتھی تھی تو آج وہ کیسے اسے خود سے دور کر آئی تھی، اسکے پاس بہت پیسے تھے، پینٹ ادا کرنے کے باوجود بھی نامہ کے پاس اتنی اماونٹ بچ جاتی کہ وہ کوئی بھی برینڈ کار لے سکتی تھی لیکن وہ Rolls-Royce واپس نہ لے سکتی تھی اگر انسٹالمنٹ دے دیتی۔

"یہ میں نے کیا کر دیا؟ میں اسکے بنا کیسے رہوں گی۔۔۔ سلطان والا تو نوح پہلے ہی لے چکے ہیں، اسکے جانے کا رسک نہیں تھا پھر یہ میں نے کیوں کیا۔ مجھے ان پیسوں کی ضرورت نہیں تھی۔ میں نے سب برباد کر دیا۔ وہ پہلے ہی ناراض ہیں۔ جب انھیں یہ سب پتا چلے گا وہ اور روٹھ جائیں گے۔۔۔ نہیں میں Rolls-Royce واپس لوں گی"

نامہ نے خود کو ہوش دلائی اور وہ واپس انہی پیروں شوروم پہنچی، اسی مینجر تک پیغام پہنچایا جس سے اس نے Rolls-Royce کا سودا کیا، وہ گاڑی کی فائیل اپنے آدمی کو ہی دینے والا تھا تا کہ گاری سمیت اسے نوح ادا دوغان

تک پہنچا دے پر نامہ کی واپسی کا سنے وہ مبہم سا مسکرایا اور فائیل لیے ہی وہ
مین آفس آیا۔

نامہ نے بے قراری سے وہاں آتے اسکی طرف دیکھا۔

"مجھے اپنی گاڑی نہیں بچنی۔ میں آپکی اماونٹ واپس دے رہی ہوں"

نامہ نے ٹوٹی آواز پر بھرپور قابو پاتے اپنا ارادہ فوراً بدلا۔

"سوری مسیر۔ دوغان! آپکی گاڑی خریدی جا چکی ہے۔ اب آپ انہی سے بات
کر لیں۔ یہ فائیل ہے اور یہ رہی Rolls-Royce کی چابی۔ اگر اس گاڑی
کا نیا خریدار گاڑی آپکو لوٹانے پر راضی ہوتا ہے تو ٹھیک ورنہ میں کچھ نہیں کر
سکتا۔ آپ یہاں سے کوئی نیو گاڑی دیکھ لیجئے گا۔ تھینکیو۔ میں آپ پر ٹرسٹ
کر کے یہ پیپر ز اور چابی دے رہا ہوں کیونکہ آپ ایک معزز خاتون ہیں۔ ہیو
آگڈ ڈے"

میخبر نے نامہ کے سن ہاتھوں میں وہ فائیل اور چابی تھمائی جبکہ خود خوبصورت مسکراتا وہ واپس بڑھا کیونکہ شاید تھوڑا بہت وہ بھی یہ گہرا معاملہ سمجھ گیا جبکہ نامہ کے اندر جتنی ہمت تھی وہ ساری چلی گئی، اسکے قدموں سے جان سی نکل گئی۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں نے یہ کر دیا۔۔۔ اگر وہ نہ مانا۔ اس نے میری گاڑی واپس نہ کی تو۔۔۔؟"

نامہ کی آواز کانپی جبکہ بہت مشکل سے وہ گاڑی تک پہنچ سکی، اسے تکلیف سے دیکھا جیسے Rolls-Royce بھی نوح کی طرح اس سے روٹھ گئی ہو۔

"آئی ایم سوری۔ پتا نہیں کیا ہو گیا تھا مجھے۔ میں تمہیں خود سے دور نہیں ہونے دوں گی۔ میں اس نئے خریدار کو جان سے مار دوں گی اگر اس نے تمہیں مجھے واپس نہ دیا۔ میرا دماغ خراب تھا جو میں نے یہ سوچا۔۔۔۔۔ اف کس قسم کی حرکت تھی یہ نامہ۔۔۔۔"

ابھی وہ نوح کا سوچ بھی نہیں رہی تھی کیونکہ جان نکل رہی تھی، ابھی بس وہ اس فائیل والے بندے تک جانا چاہتی تھی اور تبھی نامہ نے اپنے حواس سنبھالتے جب وہ فائیل اوپن کی تو وہاں لکھے نام کو دیکھتے ہی اسے گاڑی کا سہارہ لینا پڑا، اب آنکھیں ضرور پتھرائی تھیں، نوح کی ناراضگی کا سبب آنکھوں کے آگے اندھیرا بن گیا، اسکی Rolls-Royce اب نوح ادا دوغان کی ملکیت تھی، یعنی اسکے پاس ہی تھی، کئی آنسو ایک ساتھ نامہ کی آنکھوں سے بہہ تھے، پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی وہیں نیچے بیٹھتی چلی گئی، اس فائیل کو سینے سے لگاتے سوچ بھی نہ سکی اس بندے کا کیسے سامنا کرے گی، اسی لمحے نامہ کا فون رنگ کیا، نامہ نے جلدی سے آنسو رگڑتے نوح کا میسج اوپن کیا۔

"پتا چل گئی میری تکلیف یا میرے منہ سے بھی سننا چاہو گی نامہ۔؟"

ٹوٹے دل کے ساتھ نوح کا میسج دیکھے وہ پوری ٹوٹ گئی، چہرے پر خزن تھا، تکلیف تھی۔

"تم سے زیادہ تو تمہاری چیزیں پیاری ہیں اب مجھے۔ چاہے وہ سلطان ولا ہو یا Rolls-Royce۔ گھر آؤ فوراً اور میری گاڑی میرے حوالے کرو۔ اور مجھے منانے کی کوئی کوشش نہ کرنا۔ انسٹالمنٹ کرتے ہی خوشی منانا۔ فائنلی تم سلطان ولا اون کرنے والی ہو۔"

Congratulations Nama Sultan"

وہ ہرٹ ہے وہ جانتی تھی تبھی آزرہ سا مسکرائی، وہ اپنی تکلیف اب بھی کھل کرنے بتا رہا تھا لیکن نامہ نے تا عمر کے لیے اب یہ عہد ضرور کیا کہ وہ نوح سے خود کو کبھی الگ نہ سوچے گی نہ کرے گی۔ ایسی خوداری کا کیا کرنا جو اسکے نوح ادا کو غمزدہ کر دے، لیکن بہر حال وہ نوح کو کیسے منائے گی یہ سوچنا بھی مشکل لگ رہا تھا، وہ گہرا سانس بھرے اٹھی اور گاڑی میں بیٹھی، اب یہ وہ ہمیشہ نوح کی ملکیت میں ہی رکھنا چاہتی تھی، پھر چاہے گھر ہو یا گاڑی۔ یا خود نامہ۔۔۔۔۔ سب نوح کا ہو گیا تھا، نامہ کی ہر آتی جاتی سانس سمیت۔۔۔۔۔

.._____..

"کہاں رہ گئی تھی تم نامہ۔ ادھر آؤناں بہت کچھ شئیر کرنا ہے یار۔ ارے نوز
پن۔۔۔"

Looking gorgeous"

نامہ جس طرح واپس پہنچی وہی جانتی تھی یا اسکا اللہ جبکہ آتے ہی مانہ نے
اسکو گھیرا، مانہ کچھ دیر میں سیلون نکلنے والی تھی پر پہلے وہ اپنی گھبراہٹ نامہ
سے بانٹ کر زرا ٹپس لینا چاہتی تھی، نامہ کی بدلی لک بھی فوراً بھانپنی کیونکہ
نامہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"تھینکیو مانہ مجھے دس منٹ دیں زرا۔ میں یہ ہیلز اتار کر اور یہ فائیل نوح کو
دے کر آتی ہوں۔ ضروری ہے۔"

نامہ نے بہت تاسف سے گزارش کی تو مانیہ نے خوشی خوشی اسکی گال چوم کر اجازت دی۔

"جاو میری جان۔ میں تب تک چائے بنا رہی ہوں۔ ساتھ مل کر پیتے

ہیں۔ نظر نہ لگے بہت بچ رہی ہو اس nose piercing کے ساتھ"

وہ مشکور مسکرائی اور مانیہ کے پھر سے تعریف کر کے کچن کی طرف رخ

کرتے ہی نامہ فوراً سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور فائیل اور چابی کو دیکھتے اپنی

گھبراہٹ کی کیفیت بحال کی اور ڈور ناب گما کر سر اندر کیے جھانکی تو نوح اسے

وہیں کاوچ پر بیٹھالیپ ٹاپ پر کچھ کام کرتا نظر آیا، نامہ کی جلتی آنکھیں اس

شخص کو دیکھے ٹھنڈی ہوئیں جبکہ وہ بھی بھانپ گیا سزاوار آگئی ہے۔

"میری گاڑی کی کیز دے دو مجھے نامہ"

نامہ نے اسکے پکارنے پر اندر قدم رکھے اور کچھ دیر وہیں رک گئی اور نوح کو

دیکھا جو اسے دیکھے بنا ہاتھ پھیلائے چابی مانگ رہا تھا۔

"نوح۔۔۔"

وہ فائیل وہیں میز پر جھک کر رکھتی چابی کے بجائے اپنا ہاتھ نوح کے ہاتھ میں رکھتی پکاری پر وہ ہاتھ چھڑوا گیا، نامہ کو دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

"میں نے کیز مانگی ہیں نامہ"

وہ ہنوز اپنا کام کرتے ہوئے ہاتھ دوبارہ پھیلا رہا تھا، اسکے خوبصورت چہرے پر سنجیدگی اور سرد مہری کا ڈیرا تھا۔

"میں نہیں دوں گی"

نامہ نے سر نفی میں ہلاتے کیز والا ہاتھ پرے کیا، جبکہ نوح نے لیپ ٹاپ سکریں بے دردی سے گراتے اسے سائیڈ دے مارتے اٹھ کر زبردستی نامہ کے ہاتھ سے کیز چھینی تو وہ بے یقین نظروں سے نوح کو دیکھنے لگی۔

"اب ہم میرا تیرا کریں گے۔ ٹھیک ہے نامہ؟"

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سخت کرب سے بولا تو نامہ نے نفی میں سر ہلاتے اسکے قریب ہو کر اسکا بازو ہاتھوں میں جکڑا جیسے وہ اسے روک لے گی اور روک بھی لیا تھا کیونکہ وہ نامہ کو سٹریس میں تڑپتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"ایسے نہیں کریں میں روئی تو چپ نہیں کروں گی"

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے تکتی دھمکارہی تھی، ہاں نامہ ادا دوغان اسے اپنے آنسوؤں سے ڈرا دھمکاسکتی تھی، نوح نے ایسے سارے حق جو نامہ کو سونپ رکھے تھے۔

"کیوں رونا ہے۔ ادھر آؤ بیٹھو۔ میرے سامنے کرو لاسٹ پیمینٹ اپنے سلطان ولا کی۔ چلو آ جاؤ۔ میں بھی دیکھوں کونسی ایسی خوشی اور تسکین ملنے والی ہے تمہیں۔۔۔ آ جاؤ"

وہ کسی رحم کے موڈ میں نہ تھا، نامہ کو پکڑ کر بیٹھائے خود بھی ساتھ بیٹھا اور اسکا فون اٹھا کر نامہ کو پکڑا یا، وہ نفی کرتی جا رہی تھی، بس پھوٹ پھوٹ کر رونا باقی تھا۔

"ایسے مت کریں نوح"

وہ سخت تکلیف سے بولی، لہجہ متانت سے بھرا تھا، نوح نے اسے تنبیہی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہوا کہ آنسو بھی بہایا تو خیر نہیں تمہاری۔

"نامہ! میرے سامنے سلطان ولا کی پیمینٹ کرو۔ سمجھ نہیں آرہی کیا کہہ رہا ہوں۔ جیت جاؤ۔ جشن منانا پھر۔ مجھے خود سے الگ کر کے اپنے خوداری کی جیت سیلبریٹ کرنا۔ میں کوئی حصہ نہیں مانگوں گا۔ نہیں کہوں گا مجھے کسی بھی راحت میں شامل کرو۔ ڈواٹ نامہ۔۔۔"

وہ اسے غصے سے اکسارہا تھا جبکہ نامہ نے بے دردی سے فون ہی زمین پر پھینک دیا، اور اس سے پہلے وہ اٹھتی، نوح نے اسکی بازو پکڑے روک کر اپنی

سمت پلٹایا، نوح کی پہلی بار ایسی خفا آنکھیں دیکھ کر وہ بہت ضبط و حوصلے کے بھی روپڑی تھی، ہاں جانتی تھی اسی نے نوح کو اس کیفیت میں مبتلا کیا، یہ بھی کہ اس لڑکی کا اک بھاری سانس نوح پر قیامت ہے، یہ تو ان گنت آنسو تھے جو وہ سامنے بیٹھی پائمال کر رہی تھی اور وہ اذیت سے نامہ کو دیکھ کر دھیرے سے اسے پکڑ کر اپنے سینے لگا گیا، ہاں نامہ کو یہ ہگ نہ ملتا تو یقیناً اسکی سانس رک جاتی۔

"رو کر مجھے سرے سے ہر ادیا کرو۔ بس یہی آتا ہے تمہیں۔ جب مجھے اتنا ہرٹ کر رہی تھی تو حوصلہ و ہمت بھی کسی سے ادھار مانگ لیتی۔ لیکن نہیں نامہ تمہیں پتا ہے دو آنسو بہاؤ گی اور یہ آدمی سب شکوے گلے ختم کرے گلے سے لگا لے گا۔"

اور کچھ سوچتا ہی نہیں مجھے۔ اتنا بے بس بھی نہ ہو انسان "

وہ جانتی تھی رو کر قہر ڈھا رہی ہے

پر کیا کرتی، دل کے اندر عجیب طرح کا درد بھرا تھا، یہی دوبازو تھیں یہی وہ سینہ تھا جس کے آگے وہ بلا جھجک وہ سارے آنسو بہا سکتی تھی جو نامہ کے اندر کو اذیت خانہ بنا سکتے تھے۔

"آپ مجھ سمیت میری ہر چیز کے مالک ہیں ن۔ نوح۔۔۔ میری ہر کیفیت کے۔"

وہ زرارو نارو کے اسکے چہرے کے روبرو ہوتی بھیگی سرگوشی میں بولی تو نوح نے بالکل یقین نہ کرتے چہرہ پھیرا۔

"ہاں بتایا ہے تم نے مجھے کتنا اختیار ہے میرا تم پر۔۔۔۔۔"

وہ شدید ناراض ہو کر بھی نامہ کی کسی قسم کی ٹرپ پر راضی نہ تھا۔

"میں نے بہت گندا فیصلہ لیا اسے بیچنے کا۔ دماغ خراب ہو گیا تھا میرا۔ میں

بس خود کرنا چاہتی تھی۔ میں نے آپ کی کال سنی تھی جو آپ نے وکیل کو

کی۔ سلطان ولا آپ نے خریدا تاکہ میں کسی صورت اس سے محروم نہ ہو

جاؤں۔ وہ سب سننے کے بعد مجھے لگا میں تو بالکل بے کار ہوں۔ کچھ نہیں کر سکتی۔ اسی کیفیت میں لیا یہ اک بدترین فیصلہ تھا میرا۔ لیکن آپ نے پھر سے مجھے ٹوٹنے سے بچا لیا۔ مطلب کیا سب کچھ آپ ہی کریں گے۔۔ میں کچھ نہیں کیا آپ کے لیے۔۔۔ میں بہت زیادہ تکلیف میں تھی۔ اپنی بے بسی پر۔ یہ گھر میرے بابا کی امانت تھا، میں اسے خود بچانا چاہتی تھی۔ میں آپ پر یہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ میں جانتی ہوں آپ میری خاطر سب کر سکتے ہیں پر اسکا یہ مطلب نہیں میں سب کرواتی پھروں۔۔۔"

وہ اپنی ٹوٹی پھوٹی آواز میں اور بھگے لہجے میں اسکی ناراضگی ہٹانے کے جتن کر رہی تھی پر ابھی وہ اس سے راضی نہیں ہونا چاہتا تھا، دل افسردہ تھا۔
 "واٹ! تمہیں پتا تھا میں سلطان ولا خرید چکا ہوں۔۔۔۔ اوہ نامہ۔ اسکے

باوجود تم نے Rolls-Royce کو بیچنے کی ہمت کی۔؟ اب میں اس پر دگنا ہرٹ ہوں۔۔۔ تم میرے دل پر ہاتھ رکھو یہ بند ہونے کے قریب ہے۔ تمہیں اب بھی علم نہیں نامہ کہ تم کیا ہو میرے لیے اور آج مجھے لگا

جیسے میں تمہیں کبھی سمجھا نہیں سکوں گا کہ تم میرے اندر کس حد تک اور کہاں کہاں بسی ہو۔"

وہ اسکا ہاتھ اپنے سینے پر رکھے جھوٹ نہیں بول رہا تھا، اس شخص کے دل کی ابنار مل حد تک سست رفتار نامہ کا دل کند چھری سے کاٹ گئی، اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں، گالیں نم ہونے لگیں، آنکھیں سخت افسردہ واداس، چہرہ خزن سے بھرا ہوا۔

"م۔۔۔ مجھے سب پتا ہے۔۔۔"

وہ روہانسی ہوئی، آواز میں بے پناہ تھکن تھی۔

"نہیں۔ تمہیں صرف یہ پتا ہے کیسے مجھے کمزور کرنا ہے۔"

وہ سراسر رنجیدگی سے بولا، بلکہ جتایا زیادہ گیا۔

"ن۔ نہیں نوح! ایسا نہیں ہے۔ میں بس اپنی جنگ خود لڑنا چاہتی تھی۔ مجھے پتا ہے آپکے ہوتے ہوئے میں کوئی نقصان نہیں اٹھا سکتی لیکن وہ گھر بابا کو دلانا ایک بیٹی کا واحد خواب تھا، اور بیٹیاں اپنے والدین کے لیے سجائے خواب میں کسی کو شریک نہیں کرتیں، ہمسفر کو بھی نہیں، محبت کو بھی نہیں۔ وہ گھر بابا نے میری وجہ سے کھو دیا تھا، میرے ٹرسٹمنٹ کی وجہ سے۔ مجھ پاگل کو ٹھیک کرنے کے لیے۔۔۔۔۔ میرے اندر اس گھر کو اپنے بل بوتے پر واپس پانا اک حسرت بن گئی تھی۔ جب میں نے آپکو کال کرتے سنا مجھے وہی پاگل پن چپک گیا جو مدتوں میں نے جھپٹا تھا۔ نہیں سمجھ آیا۔ اپنے نزدیک سب ٹھیک ہی سوچا مگر مجھے یہ بھی سوچنا چاہیے تھا اب میرے ساتھ آپ جڑے ہیں۔ میں اس لمحہ بس بابا کی بیٹی تھی پر جب گاڑی بیچ دی پھر یاد آیا میں تو آپکی روح بھی ہوں۔۔۔ سچی بہت پچھتائی۔۔۔ قسم اٹھوا لیں اگر یقین نہیں آ رہا مجھ پر"

وہ اک اک لفظ لرز کر ادا کرتی نوح کو ہر طرح یقین دلانے کی کوشش میں تھی، پھر جو قسم کا کہا وہ بے بسی کی انتہا تھی یہ نوح نے محسوس کیا۔

"میں نے تمہارے اس خواب کو کبھی توڑنا نہیں چاہا نامہ۔ وہ گھر اپنی ملکیت میں لیا پر ہر کسی کو وارن کیا کہ یہ بات تمہیں پتا نہ چلے۔ تم یہی سمجھو کہ وہ اب تک گروی ہے۔ اس لیے کیا تا کہ کسی صورت بھی تمہیں اسکو کھو بیٹھنے کا دکھ نہ جھیلنا پڑے۔ میں نے باخدا تمہاری خوداری کو ٹھیس نہیں پہنچنے دی۔ جیسے ہی پیمینٹ پوری ہوتی میں اسے تمہارے سپرد کرتا۔ جبکہ مجھے پتا تھا Rolls-Royce بیچ کر تم ٹھیک نہیں رہ سکتی۔ وہ تمہاری بیسٹ فرینڈ ہے۔۔ میں نے یہاں بھی تمہیں دیکھا، تمہاری خوداری کو دیکھا۔ میں تمہیں کسی بے بسی، تکلیف اور جبر میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں نے تمہارے اس خواب میں مداخلت کرنے کی جرت کر دی۔ صرف تمہارے لیے۔ اگر یہ میرا جرم ہے تو سزا دے دو۔۔۔۔۔ لیکن میں چاہ کر بھی خود کو تم سے الگ نہیں سوچ سکتا۔ تم صرف مجھے دنیا میں ملی ہوتی تو بات کچھ اور

ہوتی، تمہارا میرا ساتھ عالم ارواح سے ہے۔۔۔ سو مجھے میری تمام محبت اور
ابنار ملٹی کو جھیلنے کے سوا کوئی چواڑ نہیں ہے تمہارے پاس"

وہ ہر جامع اظہار دیتا اپنے ہر عمل کی وضاحت کرتا گیا، کبھی اس شخص کا لہجہ
بھاری ہوا کبھی آواز، کبھی آنکھیں سرخ ہوئیں تو کبھی نمی کی پرت میں ڈوبی
دھندلاتی نظر آئیں، وہ ہر لفظ پر ایمان رکھتی تھی، اسے بھروسہ تھا، نوح
کے اک اک حرف و لفظ پر۔

"میں یہ سب جانتی ہوں۔ کیوں وضاحت دے رہے ہیں۔ آپ جو بھی
میرے لیے کرتے ہیں وہ بنا آپکے بتائے معلوم ہو جاتا ہے۔ کسی نہ کسی
طرح۔ میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔ میں آپکو ہرٹ کرنے پر بہت دکھی
ہوں۔ آئی ایم سوری۔ میں جب تک آپکے لیے بھی کچھ کرنے لوں، سکون
نہیں آئے گا میری بے چین روح کو۔"

اس لڑکی کی سوئی وہیں اٹکی دیکھے اب نوح کے غصے کی نوعیت بدلی، وہ اب ڈانٹنے والا لگ رہا تھا۔

"اس بچے کو نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھ کر بھی تم یہ سوچو کہ تم نے میرے لیے کچھ نہیں کیا۔ تب مجھے واقعی تمہارا دماغی معائنہ کروانا پڑے گا۔ نامہ نامہ نامہ! کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیسی فضول سوچیں دماغ میں گھسا کر بیٹھی ہو۔ اب مجھے شدید غصہ آرہا ہے"

وہ سخت بے چین ہوا اٹھا جبکہ نامہ نے اس کا چہرہ پکڑ کر اپنے سامنے کیا، نوح کے تاثرات نرم پڑے۔

"یہ تو ہر بیوی کرتی ہے"

وہ ابھی بھی ضد پر ڈٹی تھی۔

"اچھا تم دس ماہ بعد دے دینا مجھے بے بی۔ یہ تو آج تک کسی بیوی نے نہیں کیا ناں"

وہ منہ بگھاڑتے نیچر سے برعکس مشورہ دیتا بھی نامہ کو بہت پیارا لگا کہ وہ دل سے مسکرائی۔

"دس ماہ میں پھٹ گئی تو؟"

وہ زرا شیر ہوئی۔

"ہاں پھر خوش ہو جانا۔ یہ تو واقعی کوئی بیوی سوچ بھی نہیں سکتی کرنا"

وہ دگنابر ہم ہوا، نامہ نے رشک سے ان ہیزل آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

"راضی ہو جائیں ناں"

وہ اتنے پیار اور مان سے بولی کہ نوح کتنے لمحے اس پر سے نظر نہ ہٹا سکا، گہرا سانس بھرا جسکی حدت نامہ کو اپنے چہرے پر پھیلتی محسوس ہوئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں سینے سے جو تمہیں جوڑے بیٹھا ہوں۔ تمہارے پاس ہو کر تمہارے لیے تڑپ رہا ہوں۔ تمہیں اپنی محبت کا یقین دلارہا ہوں یہ

میں ناراض ہوتے کر رہا ہوں۔ نامہ یہ میرے سب سے زیادہ راضی ہونے کا ثبوت ہے۔ تمہیں کب سمجھ آئے گی میری؟"

نامہ نے ان تھکی سانسوں کو محسوس کیا پھر اس غمزہ لہجے کی آنچ محسوس کی، اس نظروں کی نرماہٹ کو جیسا، ان بازوؤں کے حصار کا سکون خود میں اتارا، یہ سب کرنے کے بعد وہ اپنی گال، نوح کے چہرے سے لگا کر اس سے لگ گئی، دونوں بازو اسکی گردن میں ہار سے پروتے مزید اس میں سمٹ گئی۔

"مجھے آپ نے بگھاڑ دیا ہے۔ سارا مسئلہ یہ ہے۔ میں نے ایسی محبت تو کتابوں کہانیوں میں بھی نہیں پڑھی۔ تاریخ میں نہیں پائی۔ روحوں کی کہانیوں میں بھی نہیں دیکھی۔۔۔ میرا حیران و پریشان ہونا بنتا ہے ناں نوح ادا"

وہ لاڈ سے اپنے مسائل و شکوے بتاتی نوح کو بھی مسکراہٹ دے گئی، وہ اسے بازوؤں میں بھر پور جکڑ گیا، اب کوئی ناراضگی قائم نہ تھی۔

"تم حیران و پریشان ہو ہی نہیں رہی، کر بھی دیتی ہو۔ ادھر دیکھو"

وہ بھاری سانس بھر رہی تھی تو نوح نے اسے پکارا پر وہ مزید اس میں سمٹ گئی۔

"دیکھا تو روپڑوں گی"

نامہ کی آواز گھٹی۔

"اچھا مت دیکھو۔ مانہ کی کال آرہی ہے۔ فون تمہارا کافی ڈھیٹ ہے۔ ابھی بھی ٹوٹا نہیں۔"

نوح نے نیچے کارپٹ پر پڑے فون پر آتی کال دیکھے بتایا تو وہ جلدی سے دور ہٹی۔

"اف مانہ کو کہہ کر آئی تھی میں آتی ہوں۔ انھیں کچھ بات کرنی تھی مجھ سے"

اس سے پہلے نامہ دور ہوتی، نوح نے اسکی کمر جکڑتے واپس اپنے نزدیک کیا، نامہ کی سانس اوپر نیچے ہوئی۔

"میں مانا نہیں ہوں ابھی۔ یہ معاملہ ادھورا چھوڑ کر گئی تو نئے سرے سے مجھے منانا پڑے گا تمہیں نامہ"

وہ سراسر دھمکار ہاتھا، نامہ نے اسکے ہونٹوں پر نرم سائلز رکھتے پیچھے ہو کر شرمیلی اداوں سے نوح کی برہمی کو مدھم ہوتے دیکھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے دو سال کا بچہ ہوں؟"

وہ آئبر و اچکائے گھورا۔

"یہ بچوں والی کس تو نہیں تھی"

وہ بدحواس ہوئی۔

"ایسی کس تو مجھے لاڈ میں کر دیتی تھیں۔ انکو میرے لپس بہت پسند تھے۔ پر تمہیں بیوی ہو کر کبھی جو توفیق ملی ہو میری تعریف کرنے کی۔ بیوی والی کس تو دور کی بات ہے۔"

وہ بے باکی سے شکوے کرتا ہوا بولا تو نامہ نے مسکراہٹ و حیا اک طرف کرتے زرا اس بار اچھی کوشش کی، جب جب وہ خود قریب آئی تھی نوح کو پورا خرید کر چلی گئی تھی،

وہ ہر انگ سے جی اٹھتا تھا نامہ کی موہوم سی پیش رفت سے، نوح کی جالائن پر بھی بہت سی کسیرز کیں، اسکے ماتھے کو بھی چوما، نوح ادا دوغان روح تک اس لڑکی کی زماہٹ بھری قربت میں پگھلنے لگا۔

"تعریف اس خدا کی جس نے آپکو بنایا۔ آپکی کیوں کروں۔۔۔ اور اب مان جائیں پورے وائف والی کسیرز کر دیں، مانیہ کو ضرورت ہے میری جانے دیں"

نامہ نے شدت ملائم رکھی تاکہ نوح کے جذبات نہ جاگ جائیں پر وہ کیا جانتی
ان جذبات کو سونا بھول گیا ہے، بس نامہ کا ہونا ہی کافی تھا نوح کی تمام حسوں
کی ایکٹویشن کے لیے۔

"اب میں وائف والی کس پر بھی نہیں مان رہا پورا۔۔۔۔ لہذا جاسکتی ہیں آپ
بیوی۔"

وہ اسے پکڑ کر اٹھائے خود بھی اٹھا جبکہ نامہ نے گھبرا کر نوح کو بازوؤں میں
بھرتے معصومیت سے دیکھا۔

"پھر کیسے مانیں گے نوح۔؟"

وہی معصومیت برقرار رکھتے پوچھا گیا۔

"رات دو اپنی۔۔۔"

وہ منہ کھول کر ڈیمانڈ سامنے رکھ گیا۔

"پر میرے ٹمی پر درد ہے ناں۔۔۔"

اف یہ ایکسٹر ا معصومیت، نوح کا دل چاہا گدی گدی کر کے اس لڑکی کی جان نکال دے۔

"میں نے رات مانگی ہے تمہارا ٹمی نہیں"

وہ منہ بسور گیا، نامہ شریرو بے خود مسکرائی۔

"رات میں ٹمی کا کوئی کام نہیں ہو گا؟"

وہ پھر منمننائی۔

"کتنا وہ سوچتی ہیں یہ بیویاں۔۔۔"

وہ مسکراہٹ چھپاتا منہ پھیر گیا تو نامہ نے اسکی گال زور سے چومی۔

"جتنکے ہسبند وہ ہوں، بس انہی کی بیویاں وہ والا سوچ سکتی ہیں۔ تو کریڈٹ

گوز ٹویو۔۔۔ ٹھیک ہیں ناں آپ نوح؟"

وہ اول جملے شوخی سے کہے اختتام تک فکر وہ چاہت سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر گئی، نوح نے اسکے دونوں ہاتھوں کو چھوا، پھر اپنے ہاتھوں میں جکڑا۔

"رات دونوں اپنی پھر سوچوں گا ٹھیک ہونے کے بارے۔ اور ہاں میں Rolls-Royce واپس نہیں کروں گا۔ تم سلطان ولا لے لینا۔ اگر ان فیوچر کبھی تم نے اس گاڑی کو پھر بیچنے کی کوشش کی مجھ سے برداشت نہیں ہو گا"

نوح نے حتمی طور پر فیصلہ سنایا جبکہ وہ دل و جان سے قبول کرتی مسکرائی۔
"آپ سلطان ولا بھی رکھ لیں نوایشو"

وہ سخاوت کی دیوی بنی تو نوح نے اسکی بھری گال ہونٹوں اور دانتوں میں لے کر کاٹی پر نشان چھورے بنا چھوڑ دی۔

"زیادہ سخاوت کوئین بننے کا نہیں کہا۔ ویسے بھی سلطان ولا فیروز سلطان کا ہے۔ شوخی کہیں کی۔ انکو بتاؤں گا تمہاری اس سخاوت کا تو پھینٹی لگائیں گے

کہ انکی بچی انکی چیز بانٹتی پھر رہی ہے۔ Rolls-Royce کی بات الگ ہے۔ وہ میری روح کی ملکیت ہے اور اب میری روح سمیت تا عمر میری ملکیت رہے گی تاکہ تم کبھی اسے نقصان نہ دے سکو۔"

نامہ نے بھیگی آنکھوں سے نوح کو دیکھا جو اس پر سارالٹ چکا تھا، اس سے پہلے وہ پھر روتی، نوح نے اسے پوری قوت سے اپنے گلے لگایا کہ رونے کی مجال نہ ہوئی وہ نامہ کو چھو بھی پاتا۔

"ن۔۔ نوح! آئی لو ویو سوچ"

وہ بھیگتی ٹوٹتی آواز میں بولی تو نوح کا پورا درد کرتا وجود جیسے سکون پا گیا، یہ لڑکی جب بالکل بے بس ہوتی تبھی ایسا اظہار کرتی تھی۔

"جھوٹی! میرے جتنا پیار تمہیں مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اب یہ رات پر ڈیپینڈ کرے گا کہ کوئی اپنی محبت کا کیسے یقین دلاتا ہے آج اہم اہم"

وہ جانتی تھی یہ آدمی رات کیا چاہتا ہے پر وہ غلط جان رہی تھی کیونکہ بات اب ڈریس سے آگے بڑھ چکی تھی۔

"ڈریس پہن کر دیکھاؤں رات کو؟"

نامہ نے زرا دور ہوتے ہچکچاتے پوچھا تو نوح نے فوراً نفی کی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اب بات ڈریس تک رہی ہے؟"

وہ خطرناک وائب دے رہا تھا، آخر ڈریس نہیں تو پھر وہ کیا چاہ رہا تھا۔

"پ۔۔ پھر کیا کروں گی نوح؟"

وہ پریشان ہوئی۔

"وہی جواب تک میں راتوں کو تمہارے ساتھ کرتا آیا ہوں"

نوح نے اس کے کان میں جھکتے کہا جس پر نامہ اس سے پہلے صدمے سے

لڑکھڑاتی، نوح نے ہنستے ہوئے اس نازک آپسراہ کو سنبھالا۔

"ہاں نکل گئی جان! بس یہی تھی آپکی ہمت بیوی۔ کاش تمہاری ہمت بھی
تمہاری خوداری جیسی زیادہ ہوتی۔"

وہ اسے سنبھال کر بھی جان نکالنے کے در پر تھا جبکہ نامہ اب بھاگنا ہی
مناسب سمجھ رہی تھی کیونکہ نوح کی باتیں ابھی برداشت کے ہر لیول سے
بڑھ چکی تھیں۔

"م۔مانیہ ویٹ کر رہی ہیں"

وہ مزاحمت کرتی منمنائی جبکہ نوح اسکی نیلی پیلی رنگت پر محظوظ ہوا اور خود
سے آزادی بھی دی۔

"جاو۔ جی لورات تک۔۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ میرے ماننے کی شرط
یہی ہے۔ ورنہ تمہیں میرا سڑ اور ژن قبول کرنا ہو گا تا عمر۔ سی یو میری جان"

نوح نے اسکے کندھے پر جھکتے زور سے بائیٹ کرتے وارن کیا جس پر وہ
باقاعدہ درد پر کراہی اور نوح کو واپس کام کرنے کو بیٹھتا دیکھے خود بھی دم دبا

کر بھاگ نکلی لیکن اک نادیدہ حرارت تھی جس نے نامہ کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔

خیر وہ جب تک آئی، مانہ کی بنائی چائے برف بن چکی تھی، نامہ کچن میں ہی چلی آئی جہاں مانہ اسے گھورتی پائی گئی۔

"سوری مانہ! وہ نوح۔۔۔"

نامہ تھوڑی شرمندہ لگی پر مانہ نے ساتھ ہی مسکرا کر اس کو حصار لیا۔

"سمجھ گئی بھئی۔ شادی کے بعد ان میاؤں کے شکنجوں سے نکلنا ہم پیاری

بیویوں کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ میں چائے نئی بنا لیتی ہوں"

مانہ کے پھر سے محنت پر نامہ نے اسے فوراً پکڑ کر پرے کیا۔

"نہیں صبح سے آپ کاموں میں لگی ہیں۔ کچھ خیال کریں دلہن ہیں۔ اب

میں بناؤں گی۔ مجھے آپ بتائیں دل ٹھیک ہے آپ؟"

نامہ نے خود چائے بنانے کا مناسب سنبھالا تو مانیہ نے اسے لاڈ سے عقب میں آتے بازوؤں میں نرمی سے بھرا، نامہ چائے کا پانی رکھتی مسکرائی۔

"تم نے آپی کہا۔ اچھا لگا مجھے۔"

نامہ نے مسکرا کر زرا پیچھے گردن گمائی۔

"ہیں ناں۔ تبھی کہا۔ دل کا بتائیں۔ بات نہ ٹالیں"

نامہ نے بہن کو خشمگیں نظروں سے لتاڑا۔

"دل کا کیا بتاؤں۔ تھوڑی نروس ہو رہی ہوں۔ آج کی رات تو کٹ جائے

گی۔ اف نامہ میں کل کے لیے بہت ڈر رہی ہوں"

مانیہ نے جلدی سے روبرو آرکتے بتایا تو نامہ نے فلم سلو کرتے مسکرا کر مانیہ کی طرف رخ کیا اور اسکے دونوں ہاتھ تھامے۔

"ڈریں نہیں۔ سب خود بخود ہو جاتا ہے۔ آپ بس امائل کے فیس ایکسپریشن
انجوائے کرنا۔ آپ دوا بھی تک دور ہیں ناں؟؟؟"

مانیہ سے وہ ایسے بے تکلف ہونا نہیں چاہتی تھی پر یہ خود بخود ہوا، مانیہ بلش
کراٹھی اور کیوٹ بھی لگی۔

"ہاں تمہیں پتا ہے میری ہیلتھ کیسی رہی۔ اور وہ بھی چاہتا تھا پر اپر شادی ہو
تبھی ہم اپنا رشتہ آگے بڑھائیں۔ میں اسکے فیس ایکسپریشن پر ہی لٹ جاتی
ہوں نامہ۔ اف بتا نہیں سکتی وہ کتنا آفت لگتا ہے۔ بس تھوڑی نروس
ہوں۔ ایکچولی میری ہوا ٹائیٹ ہو جاتی ہے اسکے سامنے۔ کوئی ٹپس ہی دے
دو"

مانیہ کا یوں سرگوشیوں میں یہ سب کہتے مدد چاہتا نامہ کو بھی گد گدا گیا۔

"اسکی نہیں ہوتی آپ سی آفت کے روبرو؟"

نامہ نے الٹا اثر ارت سے پوچھا تو مانیہ نے بلش ہوتے سر ہلایا، نامہ ہنسی۔

"تو بس پھر جب اسکی ہوا ٹائیٹ فیل ہو، حملہ آور ہو جائیے گا دل بڑا کر کے۔"

نامہ تو ایسے مشورہ دے رہی تھی جیسے خود بڑی بہادر تھی۔

"اچھا تم ایزی ملی نوح کو ہینڈل کر لیتی ہو اب؟ بے بی کے بعد تو سب شرم و حیا رخصت ہو گئی ہو گی ناں۔۔۔"

مانیہ کے سوال پر نامہ نے نفی کرتے سر ہلایا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ میں ابھی بھی ویسے ہی شرماتی ہوں۔ اور یہ ہمارے بس میں نہیں۔ نہ ہماری شرم و حیا ہمارے ہسبنڈز کے لیے اریٹیشن ہے سو ایزی رہیں۔ ویسے بھی اماں تو نوح سے بالکل الگ ہے۔ وہ ہنستے ہنستے باپ بن جائے گا پتا بھی نہیں چلنا۔ اور نہ آپکو زیادہ تنگ کرے گا۔ بس سب فکر سائیڈ کر دیں۔"

نامہ کے سمجھانے پر مانیہ کو یقین تو نہ آیا پر مان گئی، جبکہ نامہ کو پتا تھا بہن اتنی سیدھی بھی نہیں کہ بچوں والی تسلیاں مان جائے تبھی دونوں ہی شرارتی سا ہنس دیں۔

"اف میری دودو حسیناؤں کے یہ ہنستے لمحے۔ میں واری۔"

صارم کی کچن میں انٹری مزید ماحول خوبصورت کر گئی۔

"اور ہم قربان۔۔۔۔۔ لگے ہاتھوں کسی لڑکی کو پسند کر لوناں تم بھی آج یا

کل۔۔ سنا ہے پورا خاندان جمع ہو رہا ہے شادی پر"

مانیہ نے ساری توجہ اپنے لاڈلے پردی جو دونوں کے پاس آکر رکا۔

"خاندان کی نک چڑھی لڑکیوں سے اللہ کی پناہ! اور دو بہنوں کا اکلوتا بھائی

ہونے کا یہی مسئلہ ہے وہ دونوں بچارے بھائی کی شادی کے پیچھے ہی پڑی

رہتی ہیں۔ او حسیناؤ! مجھے کھل کر جی لینے دو"

صارم تو شادی سے ایسے بھاگتا تھا جیسے کرنٹ لگتا ہو، اس بار نامہ زرا آگے آئی۔

"ہم نے کونسا تمہاری بیوی لا کر تمہاری گردن پر بیٹھانی ہے جو تمہارا جینا متاثر ہو گا۔ سدھر جاؤ۔ میں دیکھتی ہوں شادی میں آئی لڑکیوں کو۔ کرتی ہوں تمہارا بندوبست"

نامہ بھی میدان میں کودی جبکہ صارم اسکے کان کی اور جھکا۔

"اپنے جیسی کوئی ملی تو بتائیے گا۔ آپ بہن نہ ہوتیں تو آپکو ہی اڑالے جاتا"

صارم نے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے بتایا تو مانہ اور نامہ دونوں اس آفت کے ارادوں پر گھبرا کر ایسا مسکرائیں اور نامہ نے توکان بھی دبوچا۔

"شرم کرو۔ مجھ جیسی فالٹی تمہیں کیوں ملنے لگی۔ یہ بس نوح ادادو خان کے حصے کا پیس تھا انکو مل گیا۔ تمہارے لیے تو میں خود سے بہت بہترین اور اچھی لڑکی ڈھونڈوں گی"

نامہ کا خود کو ایسے کہنا نہ مانیہ کو اچھا لگانہ صارم کو، دونوں ایک سا گھورے۔

"بہترین اور اچھی لڑکیاں میرے نزدیک پوری دنیا میں بس آپ دو ہیں۔ مجھے آپ دو کی خوشیوں کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔"

یہ کوئی فرضی یا جذباتی بات نہ تھی، یہ صارم دوغان کا سچ تھا جس پر وہ دونوں ایمان رکھتی تھیں، صارم نے دونوں کو خود سے لگاتے باری باری دونوں کا سر چوما، ہاں یہ جتنا خوبصورت لمحہ تھا اس سے کہیں بڑھ کر جذبات سے بھرا ہوا بھی تھا۔

"چلیں بھئی جذباتی ہونے کی اجازت نہیں۔ ریڈی ہوں آج آپ دو کو سیلون میں لے کر جاؤں گا۔ اپنے اپنے شوہروں پر بجلیاں گرانے کا وقت ہے۔ ویسے بھی چار تک گیسٹ آنا شروع ہو جائیں گے تب تک آپ دو ریڈی ہو جانا۔ دن کا تو پتا ہی نہیں چلتا"

صارم نے خود کے جذبات بھی سمیٹے ان لیڈرز کو بھی تاکید کی جبکہ مانیہ اور نامہ دونوں راضی ہو گئیں۔

پہلے تو مانیہ نے امائل کو جگانا تھا پھر اس نے نامہ اور صارم کے ساتھ جانا تھا، جبکہ امائل نے تین گھنٹے اچھی خاصی نیند پوری کر لی تھی۔

اس نے بس اٹھ کر شاور لینا تھا اور چمک گئے حضور!

"امائل! اٹھ جاو میں سیلون جا رہی ہوں نامہ اور صارم کے ساتھ۔ یہ نہ ہو تم یہیں پڑے سوتے رہ جاو"

مانیہ نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھاتے ساتھ امائل پر سے لحاف بھی ہٹایا جو کسمسا کر دوسری طرف رخ کرے سو گیا تبھی مانیہ نے پھر سے اس پر سے لحاف کھینچ کر ٹانگوں تک اتارا تو امائل نے ایک تکیہ ٹانگوں پر ایک خود پر رکھ لیا، مانیہ ہنسی، اب کی بار تکیہ بھی لے کر پیروں کی سائیڈ کیے تو امائل نے اٹھ کر کھڑی مانیہ کو دبوچ کر خود پر گرایا۔

"اب میں یہ لحاف لوں گا۔"

وہ اسے خود میں گھوٹا پھر سے سونے کی نیت باندھ ہی رہا تھا جب مانیہ نے اسکی گال زور سے کاٹی، فوراً اسکے ہاتھ ڈھیلے پڑے تو وہ ہنستی ہوئے کراہتے اماٹل کو دیکھنے لگی جو نیند و افسردگی کا ملا جلا خمار آنکھوں میں بسائے اسے سراسر بہکار ہاتھا۔

"یہ لحاف تمہیں کل ملے گا۔ وہ بھی دیر تک۔ ابھی اٹھ جاؤ۔ کچھ دیر میں گیسٹس آجائیں گے میری پیاری جان۔ صابن اور نامہ ویٹ کر رہے ہیں میرا۔ تم بھی شاور لو۔ تاکہ نیند بھاگے۔۔۔ اور دل سنبھال لینا

میں واپس مہندی کی دلہن بن کر آؤں گی۔"

وہ اسکی اسی گال پر لاڈیاں کر کے پیار نچھاور کرتی گرفت سے نکلنے کو مچلی مگر اماٹل نے اسے پھر سے خود پر جھکا لیا۔

"خوش ہوناں؟"

وہ اسکے مہکتے چہرے کے باوجود اک بار اسکے منہ سے سننا چاہتا تھا، مانیہ کو اسکے سوال پر پیار ولا ڈاڈا مڈتا ہوا آیا۔

"بہت خوش۔ میرا پورا وجود مہکتا محسوس کروناں اما نل خرد قریشی۔ اسکا سبب بس تم ہو۔ میں خوش بھی ہوں اور تم سے ہر طرح راضی بھی۔ بس تم اداس نہ ہونا۔ ثریا آنٹی پر سوں ملیں گی ہمیں ان شاء اللہ۔"

وہ اسکی ہر کیفیت پر کھ لیتی تھی، جان گئی تھی وہ اپنی ماں کو اپنی شادی میں چاہتا ہے پر وہ یہ بھی جانتا تھا وہ انھیں ابھی ملنے کی ہمت نہیں رکھتا۔

"ان شاء اللہ۔ کچھ کالا لگ لینا۔ کاجل لائٹریا پھر ایک فرضی ساتل بنا لینا کان کے پیچھے تاکہ تمہیں نظر نہ لگے۔ مجھ تک سلامت پہنچ جانا پھر میں خود نظر اتار دوں گا تمہاری۔ میں بھی بہت خوش ہوں تمہارے ہاتھ پر میرے نام کی مہندی سجنے والی ہے۔ جاو میری حسینہ۔ بن جاو چھوٹی سی قیامت۔۔ بڑا قہر تو تم کل بنو گی جب میری دلہن کے روپ میں میرے ساتھ چلو

گی۔۔۔۔ جاوور نہ ابھی بھی موڈ میں ہوں میں۔ کہیں بیڈ میٹنگ نہ ہو جائے"

وہ اسکی گردن کی رگ چومتا ہوا اسکے ہونٹوں سے بروقت نظر بچا گیا کہ اب پیاس کسی قطرے سے بجھنے والی نہ رہی تھی، جبکہ وہ کالی کالی آنکھیں ایک دوسرے سے مل کر ویسے ہی قہر ڈھا رہی تھیں، وہ اسکے صبر کی دلدادہ تھی، اس شخص کے حوصلے و برداشت کی قائل۔۔

"میری بہکی بے شرم جان۔۔۔"

مانیہ نے لاڈ سے اسکا ماتھا چوما اور پاس سے اپنا اٹلسی وجود لیے اٹھ گئی اور روم سے نکلتے ہوئے وہ اسے فلائنگ کس کر کے گئی جسے اس سلیپنگ بیوٹی نے بڑی ادا سے کیچ کیا اور خود سمیت مانیہ کی کھلی مسکراہٹ کا سبب بنا۔

نامہ نے نوح کو جانے سے پہلے میسج کیے انفارم کیا کہ وہ سیلون جا رہی ہے۔

"ہاں دلہن جیسی تیاری کروانا تم بھی۔ کیونکہ آج اگر تم نے مجھے نہ منایا تو یہ ناراضگی سخت ترین ہو جائے گی"

یہ آدمی اسے میسج کر کے بھی دہلا ہی دیتا تھا، جبکہ نامہ اور مانیہ کو آج صا ر م نے فل بھائی والا پروٹوکول دینا ہے یہ سوچ کر وہ زرا نوح سے دھیان ہٹا سکی ورنہ پورا راستہ گال دہکے رہتے اور وہ جو دو جاسوس بہن بھائی تھے انکو شرطیہ شک ہو جاتا۔

وہیں نوح نے روم میں جھانکا جہاں امائل ابھی تک پڑا انگڑائیاں ہی لے رہا تھا۔

"تمہارے تو ابھی سے نشے نہیں اتر رہے لڑکے، شادی کے بعد تو ہم سمیت وریام ہو سپیٹل کو تمہارا منہ دیکھنے کے لیے اپنا نمٹ لینی پڑے گی"

امائل جلدی سے اٹھ بیٹھا، تھوڑا نجل مسکرایا کیونکہ نوح اسے پہلی بار چھیڑ رہا تھا۔

"ہاں ناں بھائی۔ ہنی مون پیچج بھی تو ٹھکانے لگانا ہے۔۔ اب کیا کروں مجبوری ہے"

اس دلہے کی مجبوری پر نوح کو پیار تو آیا پر فی الحال گھوری دی۔

"تم اور تمہاری مجبوری۔ اوپر اوپر سے شوخ بن رہے ہو پر اندر تو پورے لڈو پھوٹ رہے ہوں گے یقیناً۔ چلو فریش ہو جاؤ۔ امتاب بھی آرہا ہے۔ اس نے کہا ہے تمہاری مہندی پر کوئی سپیشل پرفارمنس دے گا۔ آفٹر آل نیا نیا دوست ہے تمہارا"

نوح نے منہ بسورتے اطلاع دی تو اما نکل شریر مسکراہٹ دیتے اٹھ کر نوح تک آیا۔

"سنیں! آپ جیلس ہو رہے ہیں۔ پر مجھ سے یا امتاب سے؟"

اما نکل نے دانتوں کی نمائش کرتے نوح کو آڑے ہاتھوں لیا تو موصوف نے مسکرا کر سر کھجایا۔

"جو تمہیں لگے سمجھ لو۔۔۔ بائے داوے

I am not jealous...

میں بس نامہ کے لیے ہی اتنا گہرا ہو کر سوچتا ہوں تو تم دوزرا اوقات پکڑو
شباباش۔ ہنہ"

نوح نے اقرار بھی کیا اور ازلی ڈھیٹائی سے انکار بھی اور امانل بنا کچھ سوچے
نوح سے لپٹ ہی تو گیا، ہاں یہ برا اور انہ محبت تھی، ہر دوستی یاری سے بڑھ
کر۔

"آپ بہت عزیز ہیں مجھے نوح بھائی۔ تھینکیو سوچ فار ایوری تھنگ"

امانل کو پکڑ کر روبرو کرے نوح نے اسکا سینہ تھپکا تھا، ہاں یہی وہ شخص تھا
جسکے سبب امتاب کی سوچ بدلی تھی، اور نوح ادا دوغان ہر معاملے سے
واقف تھا۔

"تم نے امتاب کو جو یقین دلایا کہ میں بھائی، دوست سے سوگنا اچھا ہوں۔ یہ تمہارا مجھ پر احسان ہے۔ تھینکیو میرا لے لو۔ اور ہاں آج تمہیں بتاتا ہوں میں دوست اچھا کیوں نہیں ہوں کیونکہ میری زندگی میں دوستی کا جذبہ میری ماں پر ختم ہو گیا تھا۔ وہ جا کر بھی میرے ساتھ ہیں تو میں نے انکے بعد کبھی دوست بننا چاہا ہی نہیں۔ خوش رہو اور مانیہ کے ساتھ اپنی زندگی کے سارے سکھ پاؤ۔ میری تو یہ بھی دعا ہے تمہیں تمہاری ماں کا پیار بھی واپس ضرور ملے۔ نامہ، مانیہ صارم سبکے لیے یہی دعا ہے۔ باقی اللہ کو جو بہتر لگے تم سب کے لیے وہی شفاء اور دوا ہے میرے بھائی"

اماں نے بہت مشکل سے اپنے جذبات سنبھالے، آنکھیں زرا گوشوں تک سرخ پڑیں پر وہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا سنبھل گیا لیکن نوح نے ایک بار پھر اسے گرم جوشی سے گلے ضرور لگایا، ہاں کبھی کبھی صلے لوٹانے کے لیے زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑتی، اک گلے لگانا کافی ہوتا ہے۔۔

"تم واقعی جانا چاہتی ہو ثریا"

ابدار صاحب کی نرم شفیق آواز پر وہ گہرے خیالات میں ڈوبی عورت چونکی، وہ لوگ دوغان ولا کے باہر پہنچ چکے تھے، شام کے ساڑھے چار بجتے ہی دوغان ولا سے ڈھول ڈھمکے کی آوازیں آنا بتا رہا تھا کہ جشن کا آغاز ہو چکا ہے۔

"جی بھا! میں ملوں گی ان سے شادی کے بعد بس اک نظر اماں کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ اسکے چہرے کی خوشی دیکھ کر جو آرام ملے گا وہ دوائیں بھی نہیں دیں گی۔ بس پانچ منٹ دیں مجھے"

ثریا کا حوصلہ اور اسکی تڑپ پر ابدار صاحب افسردگی سے مسکرائے پر ثریا کی امید و آس نہ توڑی۔

"کاش تم نے سب چھوڑ دیا ہو تاثر یا پر امانل کو نہیں۔ خیر جاو میں یہیں منتظر ہوں۔ طبعیت ٹھیک ہے ناں تمہاری؟"

ثریا کا سانس پھولتا دیکھے ابدار نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا پر وہ ٹھیک ہونے کا جبر اشارہ کرتی کارڈور کھولے نکلی، اس نے اسکا رفلے رکھا تھا جبکہ چہرے پر ماسک تھا کیونکہ سانس لینے میں تب سے شدید رکاوٹ تھی جب سے وہ واپس از میر لوٹی تھی اور پیرنٹس کی قبر پر ہو کر آئی تھی۔

ثریا باہر نکلی تو لمحہ بھر لڑکھڑائی مگر پھر جب یہ سوچا وہ اپنے بیٹے کو کئی سالوں بعد دیکھنے لگی ہے، یہ سوچ کچھ اندر کے جسمانی درد کو فراموش کرنے میں مددگار رہی۔

دوغان ولاد لہن کی طرح سجا تھا، یہاں کا پتا ثریا نے مانہ سے لیا تھا لیکن یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ آج آئے گی جبکہ اندر مہندی کا جشن شروع تھا، امتاب کی سپیشل پرفارمنس چل رہی تھی اور دلہاد لہن رسموں سے پہلے زرا وہی

انجوائے کر رہے تھے، ہر کوئی بے حد خوبصورت لگ رہا تھا پر اصل حسن تو آج اماٹل اور مانپہ پر چڑھا تھا جو آج کے اس دھماکے دار جشن کے مہمان خصوصی تھے۔

ثریانے اندر داخل ہوتے گہرا سانس بھرا پھر وہ لوگوں کے ہجوم میں داخل ہوئی، امتاب اور کرن اپنے خصوصی سٹپس کرتے اماٹل اور مانپہ کو بھی رقص کے میدان میں لے آئے، جبکہ نوح! نامہ کی وجہ سے زرار قص و سرور کی محفل سے دور تھا اور نوح نے سب سے پہلے ہی کہہ دیا تھا وہ نامہ کے بنا بلکل کسی پر فار منس میں شرکت نہیں کر سکتا۔

ہاں جب سب مل کر ہالے ہاہرون کرتے تب نوح نے نامہ کے ساتھ شرکت ہونے کی ہامی بھری تھی۔

ثریاناک الگ سا کونہ مگر ایسا جہاں سے انکی ترسی ہوئی آنکھوں اور تڑپی ہوئی ممتا کو قرار ملتا، چن چکی تھیں، ابھی سب رسمیں باقی تھیں، پر اس ماں کا دل

تو اپنے پہاڑ جیسے بچے کو دیکھ کر ہی پہاڑ ہوا، وہ بے اختیار بھیگی آنکھوں سے مسکرائیں کیونکہ وہ چھ سال بچہ تو اب خوبرونو جوان کاروپ دھارے اس محفل کی جان اور نور نظر بنا چمک رہا تھا پھر اسکے پہلو میں bindall نامی سرخ و سفید لباس پہن کر کھڑی اسکی مانہ، باخدا وہ ایک سے پیارے لگے۔

ثریا کی آنکھیں یہاں برسوں میں وہیں مانہ کے ساتھ کھڑے اماٹل کا دل گھبرانے لگا حالانکہ اسکے چار سونگ و رونق تھے، اسکے پہلو میں وہ سنہری کڑھائی والا گھونگھٹ اوڑھ کر مسکراتی مانہ تھی، نوح اور نامہ کی ایک ساتھ مسکراتی دعا جیسی نظریں تھیں پر اماٹل کو لگا جیسے کوئی اک تڑپتی نگاہ بھی اس ہجوم میں ضرور چھپی ہے جو اس شخص کی حسرت ہے۔

رقص تھا تو مہندی کی رسموں کا آغاز ہوا، لڑکوں کا ٹولا باہر ہی رہا کیونکہ اماٹل کو ابتدائی رسم میں دلہن سے دور کر دیا گیا جب سب خاندان کی لڑکیاں مانہ کو کرسی پر بٹھائے اسکا گھونگھٹ اس کے چہرے پر ڈالے

گنگنار ہی تھیں تو مانیہ خود بھی روئی پر آج اسکے پاس نامہ تھی، اسکا سر چومنے کے لیے، دروازے کے پار کھڑا صارم تھا، غائبانہ حوصلہ دینے کو۔

لیکن جب مہندی لگنے کی باری آئی تو سب میں سے بڑی خاتون کو آگے بلوایا گیا اور وہ کوئی اور نہیں ثریا تھیں، نجانے کیوں پر جب وہ من موہنی سی عورت مانیہ کے پاس بیٹھی تو وہ اس نٹ کے پردے کے پار سے بھی اس عورت سے ملتی اپنائیت و شفقت محسوس کر گئی، لیکن پہچان نہ سکی کیونکہ اسکے چہرے پر پردہ تھا جبکہ ثریا بھی ماسک میں تھیں اور بس ناک سے زرا نیچے ماسک سر کا دیا تھا۔

ثریا نے نامہ کے دائیں ہاتھ پر مہندی لگائی اور اسے ململ کے کپڑے سے لپیٹتے ہی اک جالی دار دستانہ چڑھایا جبکہ امائل کی چھوٹی انگلی باہر مرد خضرات نے مل کر رنگ دی وہیں اگلی رسم ساس کرتی ہے مگر جب ثریا نے سونے کا سکہ مانیہ کی ہتھیلی میں رکھا تو وہ بے قراری سے ثریا آنٹی کو دیکھنے لگی اور اس سے پہلے مانیہ کچھ بولتی، ارد گرد موجود لڑکیوں کی ہنسی اور شور میں اسکی آواز

دب گئی اور جب تک مانہ اس جھگڑے سے زرا نکلتی، ثریا چلی گئیں، نامہ بھی مانہ کے پیچھے آئی۔

"کیا ہوا مانہ آپی؟"

مانہ جو باہر متلاشی نظروں سے کسی کو ڈھونڈ رہی تھی، نامہ کی پکار پر پلٹی، نامہ بلیک اینڈ گولڈن لانگ ڈریس میں گرد کیپری شال اوڑھے، بال کھولے، بلیک ہی سیلرز پہنے کافی پیاری اور سوبر لگ رہی تھی، مانہ نے بے قرار ہوتے پلٹ کر نامہ کو دیکھا۔

"پتا نہیں ایسے لگا کوئی ماں تھی میرے قریب"

مانہ نے آزدگی سے نامہ کو دیکھتے کہا تو نامہ نے پیار سے مانہ کو اپنے گلے لگا لیا۔

"مما تو ہو سپٹل میں ایک طرح پولیس کی حراست میں ہیں ناں۔ وہ کیسے آسکتی ہیں"

نامہ نے دلا سا دینا چاہا۔

"نہیں نامہ۔ ہماری ممانہیں۔ امائل کی ممانہ"

نامہ گھبرا کر دور ہوئی اور اسی لمحے نوح بھی وہیں رکا، یہ بات وہ بھی سن چکا تھا، نامہ اور نوح ایک ساحیران تھے۔

"امائل کی ممانہ! پوری بات بتاؤ ممانہ"

اس بار نوح نے فکر سے پوچھا تو ممانہ نے دونوں کو ساری روداد سنائی جسکو سننے کے بعد نامہ گہرا سانس بھر گئی جبکہ نوح بھی تھوڑا مسکرایا کہ دعا اتنی جلدی لگے گی سوچا نہ تھا۔

"لیکن مجھے ڈر ہے وہ کسی تکلیف کا شکار ہو کر نہ لوٹی ہوں، امائل کی کسی بھی

آزمائش سے ڈرتی ہوں میں۔ وہ مجھ سے جیسے باتیں کر رہی تھیں، بہت

دردناک انداز تھا۔ انہوں نے کہا تھا وہ ہم سے شادی کے بعد ملیں گی پر مجھے

لگتا ہے جس لیڈی نے مجھے مہندی لگائی وہ ثریا ممانہ ہی تھیں۔ شاید وہ امائل اور

مجھے چپکے سے دیکھنے آئی ہوں۔۔ اگر خدا نخواستہ کوئی امانل کی آزمائش لکھی بھی ہے تم دونوں امانل کو سنبھالنے میں میرے ساتھ رہنا پلیز"

وہ اس وقت پہلے ہی وہ سیڈ سانگ سنے جذباتی تھی اب تو جب اس نے نامہ اور نوح کا اک اک ہاتھ پکڑ کر عہد چاہا وہ بالکل روسی دی تھی، نوح نے تو مسکرا کر تسلی دی جبکہ نامہ نے اسے زور سے گلے لگا کر سنبھالا۔

"ہم دونوں، آپ دو کا سایہ ملیں گے۔ پریشان نہ ہوں۔ آپ کو ایسے دیکھ کر امانل بھی افسردہ ہو جائے گا۔ ہم اللہ پر یقین رکھتے ہیں۔ چلیں آپ کی بقیہ رسمیں کرتے ہیں۔ اداس نہ ہوں"

مانیہ کو اس وقت بس نامہ ہی سنبھال سکتی تھی جس نے پوری کوشش کیے سنبھالا اور وہاں سے لے کر بھی گئی جبکہ نوح، وہاں سے زرا مہمانوں کے بیچ سے نکلتا باہر آیا تو اسی لمحے کوئی گاڑی وہاں سے سٹارٹ ہو کر گئی تھی۔

شمریز کو ثریا کے جانے کا پتا چلا اس نے ثریا کو کال کی تھی، ثریا پہلے ہی غمزدہ تھیں۔

"تمہیں میرے پیار اور جنون کی قدر نہ کی کبھی اور آخر کار مجھے دھوکہ دے کر واپس چلی گئی جہاں سے آئی تھی، اب وہیں رہنا ثریا۔ طلاق کے پیپرز تمہیں تمہارے از میر پہنچ آئیں گے۔ تم کبھی خرد کی محبت کے حصار سے نہیں نکل سکی اور تم مجھے نہیں ملی یہی کرب مجھے نوچ کر کھاتا رہا اور میں پاگل ہو گیا۔ ایک عورت کی زندگی میں آیا پہلا مرد اسکے نہ اندر سے کبھی جاتا ہے نہ اسکے آس پاس سے۔ بھلے تمہیں اس سے محبت نہ تھی پر پہلا مرد ہی عورت پر حاکم رہتا ہے اور خرد تم پر حاکم رہا کیونکہ وہ تمہارا شوہر اور بچے کا باپ ہے۔ میں تمہیں مزید خود سے باندھ کر نہیں رکھوں گا۔ تمہارے ٹرٹمنٹ پر جتنا پیسہ لگے گا وہ میں دوں گا۔ لیکن اب اگر تم واپس جی گئی تو مجھ سے نجات ایکسٹرا انعام کی صورت ملے گی۔ اللہ حافظ"

شمریز کی ہار ان چند جملوں میں دبی تھی، ہاں وہ اک اک حرف سچ بولا تھا پر
 ثریا نے محبت تو بس شمریز سے کی تھی، بھلے وہ اپنا سب کچھ خرد کو سونپ آئی
 تھی لیکن بعض اوقات کچھ فیصلے لینے میں انسان بہت دیر کر دیتا ہے کہ وہ
 نجات کے بجائے دامن، دل اور گلے کی پھانس بن جاتے ہیں، جیسے ثریا کے
 لیے جسکی طبعیت وہ اسے نکلتے ہی اس کال کے بعد اتنی بگھڑ گئی کہ ابدار
 صاحب نے گاڑی کا رخ گھر کے بجائے وریام ہو اسپتال کی طرف کر لیا
 تھا، یہاں اماٹل اور مانیہ کی مہندی کا جشن واپس اپنی قوت سے جاری و ساری
 تھا اور وہاں وریام ہو اسپتال کے سٹاف نے ثریا نامی پیشینٹ کو ایمر جنسی طور پر
 ایڈمٹ کر لیا تھا جبکہ رحمان تبریز کو کال گئی تھی پر انھیں اس وقت نوح کو
 بتانا مناسب نہ لگا اور ثریا کا کیس انہوں نے مطیب احمد نامی دوسرے
 oncologist کو ہنگامی بنیاد پر ہینڈل کرنے کا ٹاسک دیا تا کہ جب تک نوح
 واپس آتا ہے، کیس کی مکمل سٹڈی کرے فائیل تیار کرنے کے ساتھ ساتھ
 پیشینٹ کو ابتدائی ریسکیو ٹرٹمنٹ دیا جاسکے۔

مہندی کا جشن لگ بھگ آٹھ تک جاری رہا، ہر وہ رسم ہوئی جو ترکش روایات میں تھی جبکہ مانیہ کی مہندی پر اسکے دوست بھی مدعو تھے تو وہ جوتے والی رسم بھی کل پکی قرار دی گئی تھی جس میں مانیہ اپنی تمام کنواری فی میل دوستوں کے نام جوتے پر لکھنے والی تھی پھر جشن کے اختتام پر جسکا نام زیادہ گھستا یہی سمجھا جاتا اگلی باری شادی کی اسکی ہے۔ ہاں یہ تھوڑی مزاحیہ سہی پر ایک شرارتی رسم کے طور پر ایڈ کی جاتی ہے۔

امائل کا دل اپنی زندگی کی اتنی بڑی خوشی پر بھاری تھا لیکن اس نے کسی پر عیاں ہونے نہ دیا۔

آج اسے مانیہ کو یہیں چھوڑ کر رخصت ہونا تھا اور کل بابا اور فیروز انکل کے ساتھ بارات لانی تھی۔

لیکن مانیہ کو نا جانے کیوں اسکی فکر تھی، وہ اسے جانے دینا نہیں چاہتی تھی تبھی کب سے لپٹی ہوئی تھی، نوح اور نامہ، دونوں بڑھے ہنڈ سم کو گاڑی تک

سی آف کرنے کے ساتھ مہمانوں کو بھی رخصت کر رہے تھے اور نامہ اس میں کتنا تھک رہی ہے اسکا نوح کو بخوبی احساس تھا، لیکن نامہ نے جس طرح پورے فنکشن میں بہن کے فرائض نبھائے اس پر نوح کو ایکسٹرا پیار اپنی چمکتی دھمکتی حسینہ پر آ رہا تھا۔

"ٹھیک نہیں ہوناں تم؟"

وہ روم میں امائل کو لائی جو بہت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ تھا، ایون پورا دوغان ولا سجا تھا، آخر گھر کی بیٹی کی شادی تھی۔

"ٹھیک ہوں ڈارلنگ! پریشان تو تم لگ رہی ہو"

وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے خود کو مضبوط بس دیکھا رہا تھا، مانیہ نے ادا اس مسکراہٹ دی۔

"ہاں ہوں ناں۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہیں سے تمہاری ممما کو لے آؤں کے وہ خود ساری رسمیں کرتیں ہماری۔"

مانیہ نے روہان سے ہوتے اقرار کیا تو امانل نے اسے بازوؤں کے حصار میں لیتے اپنے سینے سے لگایا۔

"وہ ملیں گی ناں شادی کے بعد۔ تو پھر دہرائیں گے اپنی ہر خوشی۔ ابھی انکو بھی ہمت جمع کرنے دو ملاقات کی اور مجھے بھی۔ خبردار اگر ساری رات میری فکر میں گھلی۔ کل سونے نہیں دوں گا تو نیند پوری کرنا مانیہ"

وہ اسے پیار بھرے رعب کے سنگ تاکید کرتا سمجھا رہا تھا جبکہ اس آدمی کا یہ رات والا آخری حوالہ، اسکے پتے کے مانند پھڑپھڑاتے دل کی بے خود سی ڈھارس بنا۔

"کل سونے کیوں نہیں دو گے؟"

وہ مہندی کی روایتی دلہن بنی سچ میں چھوٹی سی قیامت لگ رہی تھی اور اوپر سے اسکا سوال۔

"کیونکہ کل تمہیں مجھ سے فرصت نہیں ملے گی۔"

اما نل نے اسکی جالائٹن ہونٹوں سے سہلاتے مدہوش ہوتے بتایا، مانیہ کا دل اک بیٹ مس کر گیا، پورا وجود مانو کسی دھڑک کی طرح بن گیا۔

"ہم ایک ہو جائیں گے کل۔۔ بے بی والا ایک؟"

وہ شرمیلی ادا سے بولی تو اما نل اس کیوٹ سی ٹرم پر ہنسا۔

"اب یہ بے بی والا ایک ہو گیا جان لیو والا۔ کل بتاؤں گا۔ ابھی تم آج کا یاد رکھو۔ ایزی رہو۔ میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ بہت بڑا جگر ہے میرا۔"

وہ اسے پیار سے دلا سادیتے کل کی بات سمیٹ گیا کہ کل کا آج حوالہ بھی خطرہ تھا۔

"تمہارے اس بڑے جگر کے حوصلے سلامت رہیں میری میٹھی جان۔ تم بھی پلیز سو جانا۔ آئی نو تم بہت اپ سیٹ ہو گے آج۔ ماما کو مس کر رہے ہو

گے پر ایسا کرنا ڈیڈی سے گھو کر کے سولینا۔ شاید تمہاری اداسی کا علاج بن جائے وہ پناہ"

مانیہ اسے نظروں سے اوجھل نہیں کر پار ہی تھی پر کیا کرتی یہ رسم تھی جسکو تسلیم کرنا ضروری تھا۔

"تم گھو کر وناں ابھی میرا علاج بس میری ڈار لنگ ہے۔۔ ڈیڈی تو میرے کہنے سے پہلے ہی اپنی گرم جوش چھاؤں میں مجھے چھپا لیتے ہیں۔ آج تک دھوپ میں جلنے نہیں دیا تو خود سوچو کیا وہ مجھے تڑپتا چھوڑ سکتے ہیں"

امائل کا یقین صدقہ اتارنے لائق تھا، مانیہ کو ٹوٹ کر پیار آیا، وہ امائل کے گلے لگی اور تادیر اسکے وجود کی آسودگی میں خود کو چھوڑ دیا۔

"تم کبھی تڑپ کی آنچ بھی نہ سہو۔ تم میری پوری دنیا ہو امائل۔ میرا سکھ ہو۔ تمہیں دیکھ کر میری ہر تکلیف مٹ جاتی ہے، مر جاتی ہے۔ میرا بس چلے میں تم ماں بیٹے کی یہ مدت بعد کی ملاقات ہر آنسو، درد و تکلیف سے پاک کر

دوں لیکن ایسا ممکن نہیں۔ چند دن بعد اگر ایسا ملن ہو تب بھی رلا دیتا ہے یہ تو کئی سالوں پر محیط قصہ ہے۔ مجھ سے پرامس کرو کہ تم بالکل اداس نہیں ہو گے کل تک۔۔۔ اس کے بعد میں خود تمہاری ہر اداسی دور کر دوں گی۔ کبھی کسی تکلیف کا سایہ بھی تم تک پہنچنے نہیں دوں گی"

وہ اس وقت بے حد بے قرار تھی، امائل کی آنے والی تکلیف شاید مانیہ کو ابھی سے لاشعوری طور پر محسوس ہو رہی تھی کیونکہ وہ امائل کا آئینہ بن چکی تھی، اور ایسے روح سے جڑے رشتوں میں ایسے ابہام اکثر سچے ہوتے ہیں۔

"مانیہ! میں پرامس کرتا ہوں بالکل اداس نہیں ہوں گا۔ ویسے بھی وہ دو بڑھے ہنڈسم جب مل کر مجھے کمپنی دیتے ہیں تو ہماری گپ شپ میں اداسی ہاتھ ملتی ہوئی دور جا کھڑی منہ بسورتی ہے۔ میری فکر چھوڑو۔ اب جاتا ہوں یہ سب اتارو اور نیند لو۔ کل ملتا ہوں تمہیں"

وہ اسکی فکر پر نثار ہو گیا تھا، جذباتی بھی، مانہ نے سر ہلایا پر پھر بازو اسکی گردن میں پروے زرا پیروں پر اٹھی کیونکہ سیلز اتار کر وہ زرا چھوٹی لگ رہی تھی، نامہ سے مانہ کا قد کچھ چھوٹا تھا۔

"سنو! تم آج بہت ہنڈ سم لگ رہے ہو۔ کیا تم کل کلین شیو کرو گے؟"

مانہ نے اسکی گال چومتے لاڈو پیار سے پوچھا۔

"تم چاہتی ہو تو کر لوں گا۔ ویسے میں نے پہلی بار یہ بیئر ڈبڑھائی اور کافی کمفرٹبل ہے۔ اگر تمہیں اس سے پر اہلم ہے تو میں اپنی ڈارلنگ کے لیے کل پہلے جیسا چوزہ بن جاتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر اپنی حسینہ کی مرضی پر سب چھوڑ گیا۔

"میں نے تمہیں یہ بیئر ڈرکھنے کا جانتے ہو کیوں کہا تھا؟ تمہارے اوپر والے لپ پر ایک تل ہے جو میرا اور میرے ہوش کا قاتل ہے۔ اسی پر میں سب سے پہلے مری تھی۔ اسے کس کرنے کا دل چاہتا تھا جب بھی میں تمہیں

شادی سے پہلے دیکھتی تھی۔ ہاں ہاں جانتی ہوں بہت گناہ کمایا پر کیا کرتی وہ
 تھا ہی بہت خوبصورت۔ تبھی جب سے تم نے یہ فیشنل ہیرز بڑھائے، وہ
 چھپ گیا۔ میرا ہوش سلامت رہتا ہے، تو اگر تم اسے پھر سے شو کر دو گے تو
 میں پھر سے عاشق ہو جاؤں گی تم پر۔ تو اگر تم چاہتے ہو مانیہ پھر عاشق ہو تو
 کل تمہیں مزید ہنڈسم ہونے کی اجازت ہے۔ لیکن باخدا تم چوزے نہیں
 لگتے تب بھی۔ تم بہت پیارے لگتے ہو۔ تم ہر روپ میں میرے لیے میری
 جان ہو"

یہ لڑکی اور اسکی محبت کی برسات رکنی تو ممکن نہ تھی پر امانل ضرور اس سے
 بھیک کر ان کنٹرول ہونے والا لگ رہا تھا، مطلب کوئی لڑکی اتنی ایکسپریس
 کیسے ہو سکتی ہے، فزیکلی نہ سہی پر مانیہ لفظی اظہار میں بہت ماہر تھی، بے باک
 تھی، بولڈ تھی۔

"کر لوں گا فیس کلئین۔۔۔ پر تمہارا تھوڑا ہوش بھی چاہیے کل۔ تاکہ تمہیں
 اتنا تو پتا چلے کہ ایک ہوتے کیسا لگتا ہے"

وہ اسکی گال پر اترے بلش کو انہی ہونٹوں سے چومتا مسکرایا جسکے قصیدے
مانیہ کی آنکھیں پڑھتی نہ تھک رہی تھیں۔

"ہاں اتنا ہوش ہو گا مجھے تم اپنی بیوی کی طاقت کو underestimate مت
کرو۔ اب جاو میری میٹھی جان۔ میں تم پر نظر کی دعا کے ساتھ اپنا آپ
پھونک دوں گی۔ اچھی نیند آئے گی۔"

وہ مانیہ کے تاکید الٹائے انس پر فدا ہوا، جاتے جاتے واپس اسے بازوؤں میں
تھاما۔

"تم اپنی خواہش بنا تل دیکھے پوری کر سکتی ہو۔ چھپا ہے وہ پر ہے تو یہیں"
امائل کی ایسی فرمائش و اجازت پر وہ شرمیلا سا مسکرائی اور پھر نرم گیس لیکن
اپنے آپ میں اک بے انتہا حسین لمس وہ اس تل پر بخشی دور ہوئی تو اسکے
گالوں میں اترے وہ گلاب امائل کو مد ہوش کر گئے، وہ اپنا راز فاش کرے
زرا اثر مانے کا سیشن فرماتی بھی جان لیوا لگ رہی تھی۔

"میں مس کروں گا تمہیں کل تک۔ میری وائٹن بوتل"

امائل نے اسکی گردن میں گد گداتے انداز میں گھستے پیار کیا اور اک نیا لقب دیتا ہوا اپنی خوشبو میں مانیہ کو نہلاتا دروازے کی جانب بڑھا۔

"سنو! اس بک سین میں ہاٹ شاوور بھی ایڈ تھا یاد ہے نا۔۔۔ وہ بھی میرے لیے تم ریڈی کرو گے جیسے ایک بار پہلے کیا تھا لیکن اب مجھے تم سے چھپنے کی ضرورت نہیں ہوگی نہ تمہیں منہ پھیرنے کی"

مانیہ نے جاتے جاتے اسے شرماتے یاد دلایا تو امائل آفت انگیز ہنسا کیونکہ پہلے بھی وہ پلٹا ضرور تھا پر مانیہ کو پورا نہارنے کے بعد اور یہ راز وہ کل ہی افشاں کرنے والا تھا۔

"اک اک حرف یاد ہے پر یہ بھی یاد کرو میں نے کہا تھا سب ہو گا پر میرے اسٹائل سے۔ تو بک سین کو مارو گولی۔ تمہارا ہسبنڈ آل ریڈی کافی ترسا ہوا

ہے اسے کسی رہنمائی یا یک سین کو کاپی مارنے کی ضرورت نہیں۔ خیر منالو
اپنی ناز کی کی۔ سی یو میرا دل"

وہ مانیہ کو کل تک خوا مخواہ بلش ہونے پر مجبور کرتا وہاں سے آنکھ مارے جب
نکلا، مانیہ نے ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیے، اف یہ آدمی
کہہ کہہ کر جان نکال گیا تھا، کل تو واقعی قہر مچنے والا تھا۔

جب کہ اسکا کہا سچ نکلا تھا کہ خرد اور فیروز نے آج دلہے کو اکیلا نہ چھوڑنے کا
عہد کر رکھا تھا یہ اماٹل کو واپسی کا سفر پکڑتے ہی اندازہ ہو گیا۔

وہیں، نامہ کچھ دیر تک مانیہ کے پاس آئی، صارم بھی ساتھ تھا، دونوں نے
مانیہ کے ساتھ تھوڑا وقت گزارا جو اسے مینٹلی اور ایمو شنلی بہت مضبوط کر
گیا، ہاں تینوں نے ہی دیشا کو مس کیا لیکن بس دل کی قید تک اسکا اظہار رکھا۔

اسکے بعد صارم اور نامہ نے مانیہ کو ریسٹ کے لیے اکیلا چھوڑا جبکہ بقیہ تمام مہمانوں کو نوح اور میکائیل سی آف کر چکے تھے۔ اور چونکہ کل فنکشن اور مین ایونٹ تھا تو ابھی ہونے والی تھکن بھی اتارنی ضروری تھی۔

.._____..

وہ کب سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی، دماغ کے سارے گھوڑے دوڑا لیے تھے کہ کیسے نوح کی بنا کوئی ڈیمانڈ پوری کیے اسے قابو کیا جاسکے پر سب پلین فلاپ ہوتے گئے، کم از کم وہ ڈریس تو ہر گز نہیں پہننے والی تھی، خود کو عجیب کرنج فیل آرہی تھی، پھر آئینے میں جب اپنے سرخ رو چہرے کو دیکھ رہی تھی تو یہ خیال سرے سے رد کرنے کا دل چاہ رہا تھا۔

وہ آہٹ کرنے سے پہلے ہی نامہ کے حواسوں پر اپنی پہلے داخل ہوتی خوشبو سے سوار ہوا جبکہ نامہ کو بڑی گہری سوچ و بچار و تحقیق میں مبتلا دیکھے وہ اسے سرتاپیر اپنی گہری پر استحقاق نظروں میں بسا تا ڈور بند کرے آکر کاوچ پر

اپنا بلیک کمفی کوٹ پھینکتے ہی بڑے نوابی انداز میں بیٹھا، نامہ نے آئینے سے چور نگاہ اس شخص پر ڈالی جو نامہ کو بنا آنکھیں پرے کیے دیکھتا اپنی بلیک ہی شرٹ کے بٹنز کھول کر دوپر ہی رک گیا، نامہ نے حلق کو تھوک سے تر کیا اور ڈریسنگ میز کے کارنر پر ہاتھوں کی گرفت مضبوط کی کہ ہاتھوں کی پشت پر رگیں سی ابھرتی محسوس ہوئیں اور نوح کو پھر دیکھا جو اتنی ٹھنڈ میں انگارہ بنا اب اپنے کف لنکس نکال کر آستینیں فولڈ کرے چڑھا کر ویسی ہی خطرناک ہیزل آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا کسی کا مجھے منانے کا پلین ہے یا میں سو جاؤں؟"

جب نامہ کے ارادے ڈریسنگ میز سے جمے رہنے کے کچھ نواب صاحب کو چھبے تو اک دل جلاسا شکوہ کیا گیا، ہاں بھرپور نظر انداز کرتے بھی وہ نامہ کے وجود پر چمکتے اس بلیک اینڈ گولڈن ڈریس سے پگھل رہا تھا، جب بھی نوح امید میں ہوتا یہ لڑکی کچھ آگ لگاتا کرے گی، وہ ایسا ڈریس پہن لیتی کہ ویسے ہی شعلہ بن کر بھڑکنے لگتی۔

"نوح! دیکھیں میں وہ نہیں کر سکتی میری جان جو آپ میرے ساتھ کرتے ہیں۔ میں ایک معصوم، پیاری اور کیوٹ سی آپکی وائف وہ سب کرتے شدید بری لگوں گی۔"

نامہ نے جلدی سے صلح جو اور ادھار مانگا انداز چراتے آکر نوح کے ذرا فاصلے رک کر سمجھانا شروع کیا، نوح نے اس لڑکی کے روبرو آنے اور جلوے پر مبہوت ہونے سے خود کو روکا ورنہ قیامت تو وہ ویسے ہی لگ رہی تھی۔

"میں برا لگتا ہوں یعنی؟"

وہ ہنوز گھورتا اٹھ کھڑا ہوا، نامہ نے جلدی سے نفی میں گردن ہلائی اور بچگانہ انداز میں نوح کی گال انگوٹھے اور شہادت کی انگلی میں دبائی۔

"ارے نہیں! آپ تو بہت پیارے لگتے ہیں۔ بہت ہنڈ سم لگ رہے ہیں۔ آنکھیں تو نیند سے بھری ہیں۔ سو جائیں ورنہ گلو نہیں آئے گا کل"

وہ نوح کی نظروں سے بدحواس ہوتی اس سے پہلے رفوچکر ہوتی، نوح نے اس کے پیٹ پر ہاتھ لپیٹے زرا نرمی سے کھینچ کر نامہ کو اپنے سینے لگایا۔

"گلو دلے کو درکار ہو گا۔ مجھے کیا کرنا ہے۔ میں آل ریڈی کافی حسین و جمیل ہوں۔"

نوح کا جواب بالکل لوجیکل تھا پر نامہ نے گھبرا کر اس کی طرف پیچھے کو گردن گما کر دیکھا جو باخدا ناراض، سڑا ہوا، ہلکا ہلکا روٹھا زیادہ پیارا لگ رہا تھا۔

"میں ایک شرط پر وہ ڈریس پہن کر دیکھاؤں گی"

نامہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا تو نوح نے امیپریس ہوتے دیکھا، جب بات ڈریس کی تھی ہی نہیں تو نامہ اسے جتنی مرضی شرطوں میں باندھ لیتی کسے پرواہ تھی۔

"اچھا!"

نوح نے اچھا کور بڑسا کھینچا تو وہ گھوری روبرو آئی۔

"بتاو شرط"

نوح نے احسان جتاتے انداز میں پوچھا تو نامہ جلدی سے مسکراتی واپس پلٹی اور جب ڈریسنگ روم سے واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں رسی تھی، نوح سر تا پیر گھوما، نامہ اس رسی سے کیا کرے گی یہ کئی طرح کی خطرناک سوچوں کو ایک ساتھ جنم دینے کا سبب بنا۔

"اس رسی کا کیا کام نامہ۔۔۔؟"

وہ سوالیہ ہوا تو وہ مسکراتی واپس قریب آرکی۔

"میں آپکو باندھوں گی۔"

وہ چہک کر بولی تو نوح نے آنکھیں چنی کیے اس لڑکی کی بے قابو ہوتی چہک ملاحظہ کی۔

"ہی ہی ویری فنی۔ کیا میں دیواروں سے بجتا ہوں جو مجھے باندھو گی۔ یہ کس قسم کا رسیانہ رومینس کریٹ کرنے لگی ہو میری ذہن بیوی؟"

نوح کو اس وقت نامہ کی باتیں نہیں چاہیں تھیں، جیسی چاہیے تھی، کچھ پیشل لاڈ پیار درکار تھا اور یہ میڈم رسی رسی کھیلنے پر لگی تھیں۔

"میں آپ کو باندھ کر پھر ڈریس پہن کر دیکھاؤں گی تاکہ آپ کوئی شرارت یا مستی نہ کر سکیں۔ تھوڑا پیار بھی کر دوں گی آپ کی ڈیمانڈ والا لیکن میری یہی شرط ہے۔ دیکھیں مناؤں گی آپ کی مرضی کا پر میری یہ شرط رد نہیں ہوگی بس تبھی"

نامہ کا پلین اب نوح کے پلے پڑا، اس کے ہاتھ سے رسی لے کر پرے پھینکے نامہ کی بازو دبوچ کر اپنے قریب کھینچا تو وہ گھبرائی۔

"تم میرے بچے کی ماں بننے والی ہو، اس سٹیج پر ایسی حرکتیں نامہ؟ جیسے میں نے تو آج تک تمہارے ساتھ مستی و شرارت کی ہی نہیں جو جان نکل جائے گی تمہاری۔ جاو۔۔۔ نہیں مان رہا میں۔ مناتی رہنا اب عمر بھر"

بازو چھوڑتا وہ جا کر واپس روٹھ کر منہ پھر تا کا وچ پر جا بیٹھا، نامہ نے اسے دیکھتے مسکرا کر ساتھ ہی بیٹھتے کندھے سے کندھا مس کیا تو نوح مزید آگے ہوا، نامہ بھی کہاں باز آنے والی تھی، مزید جڑ گئی، نوح نے اسے گردن گما کر دیکھا۔

"ویسے بھی مجھے تمہیں اس ڈریس میں دیکھنے کا کوئی شوق نہیں۔"

نوح نے پھر سے چبا کر آفر رد کی، نامہ کا منہ بنا۔

"پھر کیسے مناؤں۔۔۔ وہ والا طریقہ بہت برا ہے میں نہیں مناسکتی"

نامہ نے بھی روٹھ کر حتمی فیصلہ کیا اور منہ پھیر گئی، اب نوح دائیں طرف منہ کیے بیٹھا تھا اور نامہ بائیں طرف، نوح اٹھ کر روم سے جانے لگا جب نامہ

جلدی سے اٹھ کر اسکی راہ میں آئی، پیٹ درد کر گیا بھاگنے کے سبب تبھی جب لڑکھڑائی تو بروقت نوح نے اسے بازوؤں میں سنبھالا، وہ اسے تکلیف میں دیکھ کر بھول گیا تھا کہ وہ ابھی خفا ہو کر جانے لگا ہے۔

"بس اتنا درد بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں میرا تو کیوں ایک ڈیسنٹ وائف کو کریزی حرکت پر مجبور کر رہے ہیں۔ خدا گواہ ہے میں نے تو کبھی خود کس کرنے تک کا بھی نہیں سوچا تھا۔"

نامہ کا شکوہ بجا تھا، نوح خفیف سا پگھلا پر ظاہر ہونے نہ دیا، جب محسوس ہوا نامہ کے پیٹ پر کچھ درد ہے تو اسے خود سے زرا دور کرتے اسکی شرٹ کی بیک سائیڈ ہک کھولنے لگا کیونکہ وہ پورا باڈی ڈریس تھا اوپر کرنا ممکن نہ تھا، نامہ اسے سینے سے جڑھ گئی۔

"کیا کر رہے ہیں؟"

وہ سینے سے لگی ہی بچوں سا منمنائی۔

"دیکھ رہا ہوں تمہارا زخم بلیڈ تو نہیں کر رہا۔ درد کیوں ہے جب کہ تم اینٹی بائیوٹک بھی لے رہی ہو"

وہ نامہ کو یونہی کھلی ہک والی ڈریس سمیت اپنی بازوؤں میں بھرتا لے جا کر میٹرس پر بیٹھائے، پاس ہی بیٹھے اسکی ڈریس کی زیپ ہاتھ پیچھے لے جا کر کھولنے لگا جب نامہ نے اسکی بازوؤں پر ہاتھ رکھے روکا۔

"برن ٹریسز ہیں۔ یہ زخم دیر لگاتے ہیں بھرنے میں۔ تھوڑا پیٹ کے اندر بھی درد ہے"

وہ روہانسی ہوئی تو نوح نے دونوں ہاتھ اسکی گالوں سے لگائے۔

"میری جان بتایا کیوں نہیں؟"

وہ سخت پریشان ہوا۔

"خود فیل کیوں نہیں کیا؟"

وہ روہا نسی ہوئی۔

"ہاں میری غلطی ہے۔ لیٹوشا باش۔ میرا سکھ چین۔ میری روح ایسے کبھی غلطی کر گزروں تو سزا دے دیا کرو پر آئندہ سے اپنا کوئی درد چھپانا مت۔" نوح نے تکیہ درست کرتے اسکے ماتھے پر لب رکھے تو وہ دبا دبا مسکرائی کہ آخر اس نے نوح کو اسکی ساری ڈیمانڈز بھلا ہی دیں، خود پر پیار آیا کہ وہ سچ میں نوح کی لاڈلی ہے۔

"آپ کو پتا ہے آپ ایسے میرا خیال کرتے کیسے لگتے ہیں نوح"

وہ نوح کو گریبان سے پکڑتی خود پر جھکا گئی تو نوح اس پر گرتے گرتے سنبھلا، ابھی وہ نازک کلی، اس پہاڑ تلے آکر مسلی جاتی۔

"ہے لڑکی۔۔۔ آرام سے، کیوں اپنے درد بڑھانے پر تلی ہو۔۔۔ بتاؤ کیسا لگتا ہوں۔۔۔ برا تو نہیں لگتا ہوں اتنا پتا ہے"

اول دو حرف بے اختیار نامہ کو ڈانٹتے ہوئے کہے جبکہ اگلے اسکا چہرہ آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے۔

"ایسے لگتے ہیں کہ دل چاہتا ہے گندی پنچی بن جاوں"

نامہ اسے ہنوز خود پر جھکائے ہی بہکا سا لہجہ لیے بولی کیونکہ جانتی تھی اب وہ اسکے درد کے سبب کچھ کر نہیں سکتا پر وہ اسے روٹھا بھی کیسے چھوڑ دیتی، منانے کی موہوم کوشش کر رہی تھی۔

"بن جاو۔ میں آل ریڈی گند اچھ ہوں۔ وہ جوڑی زیادہ سچے گی"

وہ دگنا بہکا مسکرایا، ایسی نامہ اسے ہمیشہ تڑپا دیتی، جب وہ کھل کر جیتی، نوح کی قربت میں اپنے اک نئے روپ میں ڈھل جاتی۔

"بن گئی۔ یہ بتائیں برتھ ڈے سیلبریٹ کرتے ہیں آپ اپنی؟"

وہ جلدی سے شوخ ہوتے بولی۔

"ہرگز نہیں۔ پر اس بار ایڈوانس سیلبریٹ کی۔ تم سے گفٹ وصول کر کے۔ یہ ستارہ پہن لیا میرے اس چاند نے میری فرمائش پر"

وہ جھک کر اسکی ناک چومتا نامہ میں راحت اتار گیا۔

"اس بار کریں سیلبریٹ۔؟ اچھے سے؟"

وہ پر شوق مسکائی۔

"تم چاہتی ہو تو کر لوں گا"

وہ نرم مسکرایا۔

"ڈن! آپ تھرٹی تھری کے ہو جائیں گے ناں؟"

وہ پھر سے پیار و تجسس سے بولی۔

"یس میری جان!"

وہ اسکی گال چومتا مسکرایا تو وہ بھی مسکائی۔

"My big boy"

وہ اسکا ماتھا چومتی ہنسی تو نوح نے اسے آہستگی سے خود میں بساتے کروٹ
بدل کر اپنے

سینے پر حاوی کرتے نامہ کی شرٹ کی ہک بند کی تو وہ نوح کو سر اٹھائے محبت
سے دیکھنے لگی۔

"مجھے تم ایسی ہی چاہیے ہو پوری۔"

وہ مان سے بولا جبکہ نامہ اسکے لٹائے مان کو سر آنکھوں پر رکھتی تھی۔

"ہو گئی پوری۔ آپکے پہلی بار چھوتے ہی ہو گئی تھی۔ اب آپکو اسکے بعد کونسا
سکھ چاہیے نوح ادا؟"

وہ زرا اوپر ہوتی اسکے چہرے پر جھکی، وہ جانتا تھا وہ اسکا مطلوبہ سکھ نہیں دے سکے گی پھر بھی جس انداز سے اس لڑکی نے پوچھا، وہ تو جان ہتھیلی میں تھا دیتا۔

"تمہارے ہونٹوں سے نکلتا، اپنا بکھرتا ہوا نام"

نوح نے اسکے ہونٹوں پر استحقاق کی اک بوند رکھتے فرمائش کی، نامہ کے رخسار تپ گئے۔

"اور کوئی نہیں آتا آپکو کیا کام؟"

نامہ نے اپنی حیا و شرارت ملاتے ملاتے قافیہ ملایا تو نوح اسکی ہنسی چومتا خود بھی ہنسا۔

"تم سے پہلے اچھا بھلا آدمی ہوا کرتا تھا۔ اب تو اتنا دیوانہ ہوں کہ کوئی مجھے گولی گرا گیا منانے کے چکر میں اور میں معصوم دھوکے میں آکر بھول ہی گیا

کہ اس سزاوار کی آج جان نکالنی تھی۔ اب مجھ پر پڑی ہو تو درد نہیں ہو رہا
اندر باہر؟ ڈرامے بازی ہو

وہ جو سمجھ رہی تھی دھوکے میں ڈال کر نوح کے ہوش اڑا گئی جب جناب نے
چوری پکڑی تو ہنس کر اسکی گردن میں چھپی، نوح کو اسکی یہ والی ڈرامے بازی
بھی دل و جان سے پیاری تھی۔

"آپ پر پڑی ہوں تبھی درد مجھ سے دور پڑے ہیں نوح ادا۔"

وہ اداوں میں آج قہر بنی تھی بس یہ افسوس کی بات تھی نوح کی پہنچ سے دور
تھی۔

"اس پردل سے معاف کیا تمہیں۔ میں تم سے کبھی روٹھ بھی جاؤں تو میرا
پیار، میری یہ کھلی بازو، میرا سینہ۔ میرے ہونٹوں کا ہر لمس تمہارے لیے
ایو پیلبل ہے میری روح۔ اتنی پیاری ہو کہ اوپر اوپر سے بری بھی لگو تو دل

سے زیادہ جان کا ٹکرا محسوس ہوتی ہو۔ اب سچی بتاؤ درد ہو رہا ہے تو میں زخم دیکھوں یا اٹھیک ہو؟"

وہ اسکا ہر زخم تو پہلے ہی دیکھ کر بھرچکا تھا، وہ کتنی دیر کچھ بول نہ سکی تھی۔
 "اگر کہوں درد نہیں ہے تو؟"

وہ ڈراڈرا منمنائی۔

"تو میں اپنی جان کو خود میں جذب کر لینا چاہتا ہوں"

وہ اسکی گال چومتا پیار و جذب سے بولا تو نامہ اس سے پہلے کچھ جواب دیتی، نوح کا فون بڑی بڑی ٹائمنگ میں بج اٹھا، وہ معذرت زدہ مسکرایا کیونکہ کال رحمان تبریز کی تھی جسے اٹھانا ضروری تھا۔

"نہ اٹھائیں ناں کال۔ میں منانا چاہتی ہوں آپکو اچھے سے نوح"

وہ اسکا چہرہ اپنی طرف کرتی روہانسی ہوئی جبکہ آنکھیں نامہ کی تو ایسے مسکرائیں جیسے موقع ملے تولڈی ڈالے کیونکہ جانتی تھی رحمان تبریز صرف ارجنٹ کال کیا کرتے تھے اور نوح کی یقیناً ایمر جنسی روانگی ہونے والی تھی۔

"تم اچھے سے جانتی ہو یہ میرا بلاوا آیا ہو گا تبھی یہ بہکے نشیلے تیور دیکھا رہی ہو۔ لیکن کبھی بہانے چھوڑ کر سچ میں ایسے میرے لیے بے قرار ہو جاؤ تو میں کبھی جھوٹ کا بھی تم سے نہ روٹھنے کا عہد کر لوں نامہ"

وہ ہاتھ بڑھا کر فون اٹھانے کے ساتھ نامہ کو آہستگی سے میٹرس پر منتقل کرتا اپنا اک ارمان کہہ گیا تو نامہ نے فوراً سر ہلائے اقرار کیا کہ وہ ایسا کرنا چاہتی ہے پر ہو نہیں پاتا۔ وہ اٹھ بیٹھا تو نامہ نے دونوں تکیے دیوار سے لگاتے کمر ٹیکی اور توجہ نوح پر ٹکائی جو کال ریسو کر چکا تھا۔

"نوح ایک ایمر جنسی پیشنٹ ایڈمٹ ہوا ہے، لیڈی Pancreatic Cancer کی سوئیر سیٹج پر ہیں۔ ہسٹری دیکھی ہے مطیب نے لیکن وہ کہہ

رہا ہے یہ کیس اس سے ہینڈل نہیں ہو گا۔ لگ بھگ لاسٹ سٹیج ہے۔ تو اگر تم آکر یہ معاملہ دیکھ لو۔ میں تمہیں اور امانل کو ہرگز ڈسٹرب نہ کرتا اس لیو کے بیچ مگر تمہاری ضرورت ہمیشہ وریام کو رہتی ہے یہ تم جانتے ہو میرے بچے"

رحمان تبریز کی ساری بات سنے نوح خفیف سی تشویش کا شکار اٹھ کھڑا ہوا، یہ کیسز مہلک بیماریوں میں سرفہرست تھا اور اوپر سے سویئر کنڈیشن مزید فکر کی بات تھی۔

"ہم امانل کو رہنے دیں بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں ہینڈل کرتا ہوں۔ آدھے گھنٹے تک پہنچتا ہوں۔ مطیب سے کہیں فی الحال پشینٹ کو صرف پین کلر زدے میرے آنے تک۔ ایسا نہ ہو حالت سٹیبل کرنا ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے"

نوح نے انکو سرسری سا بریف کیا جبکہ نامہ اس سے پہلے اٹھ کر کھڑی سامنے ملی، تھوڑی پریشان بھی تھی۔

"کیا ہوا نوح؟"

وہ فکر مند ہوئی۔

"ایک سوئیر کنڈیشن پیشنٹ آئی ہیں۔ مجھے جانا ہو گا میری جان۔ تم ریست کرو۔ صبح تک آ جاؤں گا تمہارے پاس۔ میں بابا کے ڈرائیور کو لے جاؤں گا میری ٹنشن مت لینا"

نوح نے اسکا ماتھا چومتے پیار سے اطلاع دی پر وہ واپس قریب ہوئی۔

"کیا لیڈی ینگ ہے؟"

وہ افسردہ سی منمنائی تو نوح مسکرایا۔

"یہ pancreatic cancer کیس ہے جو اکثر ففٹی پلس لیڈیز میں عام ہوتا ہے تو بے فکر رہو۔ کوئی ینگ بھی ہوئی تو مجھے فرق نہیں ڈال سکتی۔ جس نے نامہ کو دیکھا اور جیا ہوا اسکو تو حوروں کی طلب بھی نہ رہے، دنیا کی حسینائیں اور عورتیں تو کسی حساب میں ہی نہیں۔ لیکن سنو! تم مجھے کبھی بھی میری ڈیمانڈ کا منانا چاہو میں مل جاؤں گا"

نامہ نے مسکرا کر سر ہلاتے یہ رشک قبول کیا پھر آگے مزید ہوتی اس نے نوح کی دیکھائی گردن کے نیچے و نیچے کالر بونز کے مڈ میں اپنے ہونٹوں کو جوڑتے پیار کیا پھر نوح کی مدہوش ہوتی ہیزل آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالے مسکرائی۔

"میں بھی چلوں گی ایز آڈرائیور۔ آپکے روم میں ریسٹ کر لوں گی پر یہ برداشت نہیں ہو گا آپ کسی اور ڈرائیور کو دیکھیں بھی۔ پلیز انکار نہیں۔ میں آپکے آس پاس رہ کر زیادہ سکون پاؤں گی نوح۔ ان لیڈی سے بھی مل کر شاید کچھ تسلی دے سکوں۔ انکار نہیں کریں ناں"

وہ مان سے ریکوسٹ کر رہی تھی جو نوح نہ مانتا تو یہ اسکی شان میں کمی کر دیتا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارا زخم بھی دیکھ لیں گے ماوی۔۔۔ اگر کہو گی تو کرن کو بلوا لوں گا وہیں۔"

وہ اسکی ہر طرح کی تشفی کرواتا تھا۔

"نہیں وہ بابا جیسے لگتے ہیں تو میں کمفرٹیل ہوں اگر کبھی ان کو زخم دیکھانا بھی پڑا۔ آپ اپنی پیشینٹ دیکھیے گا، ابھی تو کرن گئی تھکی ہو گی اسے مت زحمت دیجئے گا۔ میں ٹھیک ہوں۔ درد نہیں ہے نوح"

وہ بھرپور یقین دلارہی تھی تو نوح نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"میرے جگر کا ٹکڑا! ہمیشہ ہر درد سے محفوظ رہے۔ چلو پھر جا کر چینیج

کرو۔ کچھ کمفی پہنو اور سیلز مت پہننا ٹھنڈ سے پیر جم جائیں گے۔ شوز پہن لو

وہ ہیں بھی سیو۔ اور ٹوپی دیکھو یا کوئی کانوں کو ڈھانپتی گرم چیز۔۔۔ کوور کرو

اچھے سے تبھی لے کر جاؤں گا ساتھ"

نوح نے اسے پیار سے جتنی تاکیدیں کیں، نامہ نے سب مانیں، اوور کوٹ بھی پہنا جبکہ گرم ٹائٹ اس نے جینز کے نیچے پہن لی تھی، کانوں کو کوور کرنے کو وولی کیپ پہنے وہ ایکسٹرا کیوٹ لگ رہی تھی اور کیپ کے دو بھالو جیسے چھوٹے چھوٹے کان بھی تھے جبکہ خود نوح نے بھی خود کو اچھے سے کوور کیا تھا، بس کیپ نہیں پہنی تھی لیکن نامہ نے اسے ہڈی پہنائے کیپ پہنا کر ہی دم لیا، وہ لوگ ساتھ ہی ہو سپٹل نکلے تھے، اور نامہ بھلے وہاں جا کر رات پوری ریسٹ ہی کرتی رہی لیکن نوح اور اسکی ایکسپریٹ ٹیم ساری رات نہ سو سکے۔

ثریا بتول صاحبہ کا ایمر جنسی دو دن بعد سر جری ہی آخری حل نکلاتھا کیونکہ کینسر لبلے کے آدھے حصے کو ختم کر چکا تھا اور وہ آدھا حصہ نکالنا اب اہم تھا، نوح نے انکے بھائی کے تھروانکے ڈنمارک کے ڈاکٹر سے بھی رابطہ کیا، نوح ابھی تک نہیں جانتا تھا کہ ثریا بتول، خرد قریشی کی ایکس وائف اور امائل کی ماما ہے پر وہ ایز آڈاکٹر انکے لیے بہت دلجوئی سے اس ساری ڈسکشن

میں شامل رہا اور فجر تک تمام ایکسپرس اس پر متفق ہوئے کہ دو دن بعد انکی سرجری کی جائے جبکہ اس سرجری کے بعد بھی اگر ٹیومور یا کینسر سیلز باقی رہتے تو پھر اس اثر کو ختم کرنے کے لیے کچھ تھراپیز کرنی پڑتیں لیکن یہ تب جب سرجری کامیاب ہوتی اور اگر یہ سرجری ناکام ہوتی تو اس عورت کے پاس اپنی بقیہ سانسیں درد میں رہ کر پوری کرنے کے سوا کوئی حل نہ بچتا۔

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

ایک نئی صبح از میر کی سرزمین پر وارد ہو چکی تھی، فائنلی وہ دن آگیا تھا جسکا سبکدشت سے انتظار تھا، صبح صبح دوغان ولای میں جہانگیر کی آمد نے اس خوبصورت ہلچل میں اضافہ کیا، وہ ایک اہم میٹنگ کے سلسلے میں اوٹ آف کنٹری تھے تبھی کل اپنی لاڈلی کی مہندی میں شریک نہ ہو سکے تھے پر رات

لیٹ پہنچے تو صبح صبح مانیہ کے پاس آگئے تاکہ انکی بیٹی کے پاس کم از کم سگے باپ کے ہونے کی ڈھارس ضرور موجود ہو، جبکہ میکائل اور صارم بھی جلدی ہی جاگ گئے تھے کیونکہ آج مین ایونٹ تھا تو بہت سے چھوٹے موٹے کام نمٹانے باقی تھے۔

"میں نے مس کیا آپکو ڈیڈی"

وہ انکے گلے لگی بھیگی سی آواز میں بولی تو جہانگیر عالدین نے اسکا شفقت سے سرچوما، از میر میں آج صبح صبح ہی نکلتے سورج نے ٹھنڈ کی شدت پر اک غلاف چڑھا دیا تھا۔

"میں نے دگنا کیا، پوری کوشش کی تھی رات تک پہنچنے کی پر فلائیٹ ہی لیٹ ہو گئی کمبخت۔ معاف کر دو میری جان۔ کیسا ہے میرا بچہ؟ کوئی ادا سی یا گھبراہٹ تو نہیں؟"

معذرت کے ساتھ وہ مانیہ سے پیار سے مخاطب ہوئے کیونکہ جانتے تھے یہ وقت کس قدر نازک ہے، جب انکو دیشا اسقدر یاد آرہی تھی تو مانیہ کی تو وہ ماں تھی۔

"آپ آگئے اب نہیں ہے، ڈیڈی ایک بات پوچھوں؟"

مانیہ جو انکے ساتھ لان میں واک ہی کر رہی تھی، رکی تو جہانگیر بھی رک کر اسے فکر سے دیکھنے لگے۔

"ہاں ضرور پوچھو"

جہانگیر نے فوراً اجازت دی۔

"ایسا سوال کسی بیٹی نے کبھی نہیں پوچھا ہو گا پر پتا نہیں دل میں اک بوجھ ہے۔ کیا آپ کبھی بھی کسی میل کے ساتھ ریلیشن میں رہے ہیں؟"

وہ افسردہ سی تھی، وہ دیشا کی ہر کہی بات جھوٹ ہوتی دیکھ چکی تھی بس یہ آخری نقطہ تھا جسے پوچھ لینے اور حقیقت جان لینے کے بعد ہی وہ سکون میں آتی، جہانگیر کے چہرے پر اک سنجیدگی و تکلیف ابھری۔

"تمہیں لگتا ہے میں ایسا کر سکتا ہوں؟"

جہانگیر نے الٹا سوال پوچھا تو مانیہ نے جلدی سے نفی میں گردن گمائی۔

"ماما نے اکسایا ہے یعنی اس میں بھی مجھے؟"

وہ روہانسی ہوئی تو جہانگیر نے افسوس سے نفی میں گردن گمائی۔

"دراصل دیشا اس معاملے میں جھوٹ نہیں بول رہی تم سے، میں نے اسے تکلیف دینے کے لیے سچ میں ایک میل سے کچھ دن رشتہ رکھا۔ لیکن صرف دکھاوے کی حد تک۔ کبھی کبھی جب ہمیں اپنے پیاروں سے اذیت ملے ہم ایسے ہی الٹے کام کر کے انکو دگنی اذیت دے کر اپنی اہمیت کا احساس دلانا چاہتے ہیں پر میرے کیس میں تو یہ فنی رہا۔ دیشا تو پہلے ہی بہانے کی تلاش میں

تھی کہ کب مجھ پر دو حرف بھیج کر چھوڑ جائے۔ یہی سچ ہے۔ اسکے بعد میں نے پھر ایسی عورت کو خود سے آزاد کرنے میں زرا دیر نہ کی۔"

جہانگیر کے انکشاف پر مانیہ کی آنکھیں خفیف سی سرخ پڑیں، پتا نہیں کیوں آج اسے ڈیڈی بھی قصور وار لگے۔

"اگر آپ تک وہ رک جائیں ڈیڈی یا آپ کیسے بھی کر کے انکو اپنی حدود تک روک لیتے تو شاید آج حالات کچھ اور ہوتے۔ شاید وہ میری اچھی ماما ہوتیں۔۔۔۔"

مانیہ کی اس دردناک حسرت پر جہانگیر نے آگے بڑھ کر مانیہ کو اپنے سینے لگایا تھا، ہاں یہ کچھتا و اتو وہ تھا جو آج تک بس جہانگیر عالدین کے دل تک دبا تھا پر آج مانیہ کے ہونٹوں پر جب مچلا تو درد اس شخص کو بھی برابر ہوا۔

"پر پھر میں اور نامہ آپو کیسے ملتے آپکو حسینہ؟"

عقب سے صارم کی افسردہ مگر دوستانہ آواز پر وہ جلدی سے بابا کے حصار سے نکلی، خود جہانگیر بھی مدھم سا مسکرائے۔

"تم دو خاص رو حیں مجھے کسی اور طرح بھی مل جاتیں کیونکہ ہمارا ملنا طے تھا۔ کتنا اچھا ہوتا کہ تمہاری اور نامہ کی ماما کوئی اور ہوتیں۔ ہم یقیناً آج جیسی اداسی میں مبتلا نہ ہوتے"

مانیہ نے ہاتھ بڑھا کر صارم کی گال سہلاتے اپنا درد کہا تو یہ جہانگیر اور صارم دونوں کو افسردہ کر گیا۔

"یار آپ کیوں سینیٹی ہوتی ہیں۔ مجھے سمجھ لیں ماما۔ خبردار اپنے سپیشل ڈے پر آپ نے کچھ اوٹ پٹانگ سوچا۔"

وہ اسے اپنے قریب کرتا کسی بڑے کی طرح لاڈ و پیار سے قائل کرتا پیارا لگا کہ مانیہ کی ساری اداسی بھاگ گئی۔

"آئی پراسس میں نہیں سوچوں گی۔"

وہ دونوں کو باری باری دیکھتی دونوں کے دل کچھ پر سکون کر گئی، میکائل بھی باہر آئے کیونکہ ناشتہ لگ جانے کا بتانے آنا پڑا۔

"بھئی آ جاو ناشتہ کریں۔ پھر بہت کچھ باقی ہے۔ جہانگیر لٹس گو بھائی"

میکائل کے بلانے پر جہانگیر مسکراتے ہوئے ہمراہ ہوئے جبکہ مانیہ اور صارم نے بھی دونوں کو آتے ہیں کہہ کر روانہ کیا۔

"میں ماما کو لے آؤں اگر آپ کہیں تو؟"

صارم نے مانیہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پوچھا تو وہ کچھ دیر تاسف سے صارم کو دیکھتی رہی پھر نفی میں گردن گما گئی۔

"تم ہوناں۔ نامہ ہے۔۔ بس ہو جائے گی کمی پوری۔ یہاں آؤ میری جان"

مانیہ نے جذباتی ساہوتے اسے گلے لگایا پر صارم کو چین نہ آیا، مانیہ اپنی آنکھیں چراتی اندر بڑھی تو صارم نے کچھ سوچتے اپنی جینز کی پاکٹ سے اپنا فون نکالا۔

"ڈیڈ میں آدھے گھنٹے تک آتا ہوں"

صارم نے میکائل کو انفارم کیا اور بڑی اجلت میں وہ باہر نکلا تھا، پندرہ منٹ تک وہ اس مطلوبہ ہو سپٹل پہنچا جہاں دیشا موجود تھی، جس کمرے میں دیشا تھی اسکے باہر دو سیکورٹی گارڈز بھی موجود تھے۔

"اپنا فون اور آئی ڈی کارڈ دے کر مل سکتے ہیں آپ"

صارم سے دروازے میں کھڑے گارڈ نے مطلوبہ چیزیں طلب کیں تو صارم نے انکو دونوں تھما دیں جبکہ اجازت پر اندر داخل ہوا تو دیشا، اپنا ناشتہ ہی کر رہی تھی جب صارم کو آتا دیکھے ہاتھ روک لیے۔

"صارم"

وہ بھیگی آنکھوں سے پکاری مگر صارم اب تک اس ماں کے چہرے کے نیل
دیکھ کر آزرده ہوا، وہ اب تک نڈھال تھی، صارم زرا قریب آیا تو دیشا بھی
کاوتج سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیسی ہیں آپ؟"

وہ زخمی سے لہجے میں بولا۔

"بہتر ہوں۔ تم سبکو مس کر رہی تھی"

دیشا نے لاڈ سے صارم کا چہرہ چھونا چاہا جب وہ رسان سے انکا ہاتھ خود کو
چھونے سے روک کر اپنے ہاتھ میں دباتے دور کر گیا، دیشا کے چہرے پر
تاریکی سی پھیلی۔

"میں کہنے آیا تھا کچھ۔ اگر میں آپکو یہاں سے کچھ دیر کے لیے نکال کر لے
جاؤں تو میرے کسی پیارے کو نقصان تو نہیں دیں گی؟ مانیہ آپ کی شادی
ہے۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی میرے اور نامہ آپو سے زیادہ مس کر رہی ہیں

آپکو کیونکہ خوشقسمتی سے انکو آپکا تھوڑا سہی پر پیار ملا ہے۔ ایک دم سے وہ آپ کے بنارہ نہیں پار ہیں۔ میں اور نامہ آپوانکی تکلیف نہیں سہہ پار ہے تو پر امس کریں مجھ سے۔ اگر آپ نے کسی کو بھی نقصان دینے کی کوشش کی، میں آپکے سامنے خود کو شوٹ کر دوں۔۔۔"

اس سے پہلے صارم یہ دردناک بات کہتا، دیشانے سکتے ہوئے ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جما کر منت سی کی کہ وہ ایسا نہ کہے ورنہ اس ماں کا دل پھٹ جائے گا۔

"ن۔ نہیں۔ میں اپنے کسی بچے کو آنچ بھی آتی نہیں دیکھ سکتی۔"

دیشانے سکتے کہا پر اب ایسا تھا کہ دیشا پر اعتبار کرنا اسکی اپنی اولاد کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔

"کوئی پتھر مار کر آنچ کب دیتا ہے، آنچ تو یہاں دی آپ نے ہم تینوں کو
مما"

صارم نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر شکایت کی اور خود پر مسکرایا، اس سے پہلے مزید بات ہوتی، ڈور روم کھلا اور ایک فی میل کانٹریکٹ جو نئیئر ڈاکٹر انٹر ہوئیں، دیشاکے ساتھ صارم کو دیکھے وہ وہیں رکی، وہ ڈاکٹر فاطمہ تھیں، دیشاکا مینٹلی ٹریٹمنٹ یہی کر رہی تھی وہ دراصل ابھی سٹوڈنٹ تھی مگر اس ہو اسپٹل کے انجارج نے اسکی صلاحیتوں کے پیش نظر اسے یہاں جاب دی تھی کیونکہ وہ اپنی تعلیم کے اخراجات خود اٹھانا چاہتی تھی اور اس ہو اسپٹل کے اونر اسکے انکل تھے، جنہوں نے فاطمہ کی کفالت کی پر اب وہ اپنے بل بوتے پر جینا چاہتی تو یہیں سٹڈی کے ساتھ جاب شروع کر لی تھی، وہ بائیس سال کی بہت ہی پیاری اور ذہین لڑکی تھی۔

"میں شاید غلط وقت پر آگئی۔"

فاطمہ نے معذرت چاہ کر پلٹنا ہی چاہا کہ صارم نے جلدی سے دوڑ کر فاطمہ کی راہ روکی، وہ زیادہ بڑی نہیں تھی، لگ رہا تھا نیو نیو ہو اسپٹل میں آئی تھی، قد

اسکا صارم سے تھوڑا چھوٹا تھا، تھی بھی کیوٹ سی، صارم کے یوں سامنے آنے پر وہ زرا بوکھلائی کیونکہ وہ اسکا دو لمحوں میں بھرپور جائزہ لے چکا تھا۔

"نہیں آپ ٹھیک وقت پر آئیں ہیں۔ سنیں ایک فیور چاہیے آپ سے پلیز"

فاطمہ گل رک کر اسے اچھنبے سے دیکھنے لگی پھر پلٹ کر دیشا کو نا سمجھی سے دیکھا، اسکے کچھ پلے نہ پڑا۔

"ہاں کہو"

فاطمہ نے پوچھا تو صارم نے گہرا سانس بھرا۔

"میں اپنی ماما کو ایک دو گھنٹے کے لیے لے کر جانا چاہتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں انکو واپس چھوڑ جاؤں گا۔ یہ جو باہر گارڈز ہیں انکے ہوتے میں یہ نہیں

کر سکتا۔ تو میری مدد کریں ڈاکٹر"

صارم نے اسکے دونوں ہاتھ تھامے سخت تاسف سے ریکوسٹ کی تو فاطمہ تو اسکے ہاتھ تھامنے پر ہی تھم گئی پھر گھبرا کر آزرده سی دیشا کو دیکھنے لگی، پھر آنکھیں صارم پر جمائیں جو جواب کے لیے زیادہ بے قرار لگ رہا تھا۔

"م۔ میں یہ نہیں کر سکتی، بہت سیکورٹی ہے انکے لیے۔ میری جاب چلی جائے گی سمجھو میری بات۔ یہاں کے رولز کافی سخت ہیں"

فاطمہ نے انکاری ہوتے ہاتھ چھڑوانے چاہے پر صارم نے پھر سے اسکے ہاتھ دبا لیے، فاطمہ کے چہرے پر گھبراہٹ سی اٹھنے لگی۔

"آپکی جاب گئی تو میں آپکو کسی بہت اچھے ہو سپٹل جاب دلوادوں گا آئی پراس، میں نوح ادا دوغان کا چھوٹا بھائی ہوں۔ جانتی ہیں ناں کتنے فینس oncologist ہیں۔ ایک اشارہ کریں گے آپکو اچھے سے اچھا از میر کا ہو سپٹل جاب دے گا۔ پلیز فاطمہ میری ہلپ کر دیں۔"

وہ فاطمہ کو کسی صورت چھوڑنے پر راضی نہ تھا جبکہ وہ خود پریشان تھی کہ یہ کیسی جونک چیز چمٹ گئی اوپر سے وہ تھی بھی اتنے نرم دل کی کہ انکار کرتے دل کو کچھ ہوا۔

"اچھا ٹھیک ہے پر آج نہیں کل۔ آج انکا نکلنا ممکن نہیں کیونکہ ہو اسپتال میں کچھ سیکورٹی ریسرچ کی جا رہی ہے۔ میں کل کوشش کر سکتی ہوں انکو باہر نکالنے کی"

فاطمہ نے ہاتھ کھینچتے ہوئے ہامی بھری تو صارم نے مسکرا کر سر ہلایا اور اس کے ہاتھ چھوڑے۔

"منظور ہے۔ میں کل پھر آؤں گا۔"

صارم نے مشکور ہوتے اسے کہا اور پلٹ کر وہ دیشا تک آیا۔

"کل تک وقت ہے۔ اچھے سے اپنے آپ کو سمجھالیں۔ اگر آپ نے کسی کو نقصان دینے کا سوچا تو میری موت سہنے کے لیے تیار رہیے گا ماما۔ میں کل

آتا ہوں آپکو لینے۔ آج مانیہ آپ کو ہم بہن بھائی سنبھالنے کی کوشش کریں گے۔"

صارم کی بات جتنی دیشا کے لیے تکلیف دہ تھی اتنی فاطمہ کے لیے، یہ سچ میں ایک بیڑے کی طرف سے ماں کو کہے غیر یقین الفاظ تھے، کم از کم فاطمہ کے لیے تو تھے۔

صارم کہہ کر پلٹا تو نظر فاطمہ گل سے ملی، اسے سرسری سادیکھے وہ باہر نکلا تو فاطمہ بھی دیشا کو آنے کا کہے باہر ہی نکل گئی۔

"ایکسیوزمی!"

صارم باہر اپنا فون اور آئی ڈی کارڈ لے کر کوریڈور میں لپکتے عقب سے آتی آواز پر رکا تو فاطمہ اسی کی طرف آرہی تھی، وہ اپنی طرف آتی اس کیوٹ سی ڈاکٹر کو دیکھے میکانکی انداز میں رکا۔

"جی؟"

وہ نرمی سے فاطمہ کو پاس آکر رکتا دیکھے بولا۔

"اپنی ماما کو اپنی موت کی دھمکی کیوں دی تم نے؟ مجھے پتا ہے یہ پر سنل معاملہ ہو گا لیکن یہ کافی unusual ہے۔ انکی مینٹل ہیلتھ پہلے ہی سٹیبل نہیں۔ تمہیں پتا ہے ایسی ایمو شنل دھمکی ان پر کس قدر برا اثر چھوڑے گی؟"

فاطمہ نے فکر و پریشانی سی لیے پوچھا تو صارم تلخی سے مسکرایا پھر کچھ دیر فاطمہ گل کو دیکھتا رہا، وہ گولڈن بالوں والی بہت ہی پرکشش لڑکی تھی جسکے چہرے پر گالوں کی جگہ ہلکے ہلکے بھورے سکارز بھی تھے، جو پیدائشی تھے، وہ بہت کلئیر کمپلکشن کی مالک بھوری کر سٹل آنکھوں والی اسے دیکھ رہی تھی اور یہ دیکھنا صارم دوغان کو کسی اور ہی ٹرانس میں مبتلا کر رہا تھا، اسکے سینے پر فاطمہ گل نامی بیج لگا تھا۔

"آپ بہت کیوٹ ہیں فاطمہ"

وہ فاطمہ کو اسکی بات بھلائے باقاعدہ اسکی گال کھینچے ورطہ حیرت میں ڈالتا
 وہاں سے گیا تو وہ منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی جو ہوا کے گھوڑے پر سوار سا
 وہاں سے جا چکا تھا، فاطمہ نے بے اختیار اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دیکھا، بھلے وہ
 اک حادثاتی لمس تھا کہ کچھ دیر پہلے اسکے دونوں ہاتھ صارم کے ہاتھ میں
 تھے مگر وہ حیران و پریشان تب ہوئی جب ان ہاتھوں کی حدت اب تک اپنی
 ہتھیلیوں میں برقرار محسوس کی، وہ گرم ہاتھ اسے بھول نہ رہے تھے۔

"کم ان فاطمہ، کیا بکو اس سوچ رہی ہو"

فاطمہ نے اپنی سرزنش کی حالانکہ وہ دو تین سال ہی بڑی تھی اس سے لیکن
 پھر بھی خود کو ملامت فاطمہ نے بھرپور کی اور ان ہاتھوں سے توجہ ہٹائے وہ
 واپس دیشاتک پہنچی۔

جہاں وہ عورت ایک بار پھر سر دچپ میں لیٹی تھی، فاطمہ نے کچھ ہلکی پھلکی باتیں کرنے کی کوشش کی پر دیشا آنکھیں موند کر لیٹ گئی جیسے اسکے اندر برپا کشمکش اسے کچھ سوچنے سمجھنے سے محروم کر چکی ہو۔

وہیں دوسری طرف ناشتے کے بعد مانیہ نے امانل سے بھی بات کی، رات خیریت سے گزرنے کی اطلاع دینے کے ساتھ اس نے مانیہ کی اداسی بھی قدرے مٹائی جبکہ ہو سپٹل میں نامہ کی رات بھی قدرے اچھی گزری کیونکہ نوح تو بڑی رہا پر وہ آرام سے اسکے روم میں سو گئی تھی۔

جبکہ نوح کی مسٹر شمریز خاقان سے بھی صبح بات ہوئی جس سے اسے یہ شک ہوا کہیں یہ ثریا سیم وہی ثریا تو نہیں جسکے بارے مانیہ نے انھیں بتایا کیونکہ وہ بھی ڈنمارک سے آئی تھیں۔

وہ خود ان سے پوچھتا مگر وہ ہوش میں نہیں تھیں، سرجری تک انھیں ہیوی میڈیکیشن کے انڈر رکھا جانا تھا۔

نوح دس تک اپنے آفس روم میں آیا تو سمجھ نہ آئی کس سے یہ کنفوژن
 بانٹے، تبھی روم کا ڈور کھول کر Turtle neck top اور گرم ٹروازروالی
 میسی بالوں کے بن کے ساتھ اس سوئے سوئے خلیے میں بھی حسین لگتی نامہ
 نکلی جسے دیکھتے نوح کی آدھی تھکن تو غائب ہو گئی، نوح نے ریمورٹ اٹھاتے
 نامہ کے خود تک آنے تک کیمرہ ڈسکنکٹ کیا اور نامہ اسکے اس عمل پر سوئی
 سوئی آنکھوں کی حدود تک مسکرائی۔

"تم میرے اتنے پاس سو رہی تھی۔ دیکھو زرا تھکن نہیں ہوئی ورنہ رت جگے
 میری حالت ٹائیٹ کر دیتے ہیں"

وہ نامہ کے پاس ہوا تو وہ مسکراتی اسکے حصار میں آر کی پھر اس نے نوح کا چہرہ
 ہاتھوں میں بھرا اور باری باری نوح کی دونوں آنکھیں چومیں، اف یہ تھکن
 کو دھول چٹاتی نامہ۔

"اب میں یہیں مدہوش ہو کر گر پڑوں؟"

وہ بہکے لہجے میں بولا تو نامہ مسکرا کر پلٹی۔

"دانت برش کرنے ہیں مجھے"

نامہ نے فرمائش کی تو نوح اسکا ہاتھ پکڑے واپس روم میں انٹر ہوا۔

"ڈراما میں دیکھو نیو برش ہو گا۔ مارنگ کس چاہیے ہو گی تمہیں ہے ناں؟"

وہ اسکے ساتھ روم میں آتی مسکرائی، نوح کو دیکھتے اسکی جانب رخ کیا۔

"مجھے بس آپ کے قریب مہکنا پسند ہے۔ بات کس کی کبھی تھی ہی

نہیں۔ وہ تو میں ایسے ہی لے سکتی ہوں۔"

وہ زرا نشیلے لہجے میں یقین دلاتے بولی تو نوح امیپریس ہوا۔

"اچھا لے کر دیکھاو"

وہ اسے اکسانے لگا پر جب نامہ قریب ہونے لگی وہ چہرہ پیچھے کر گیا، نامہ کا منہ

بنا۔

"خود دیں ناں"

وہ روہا نسی ہوئی تو نوح نے خود دینے میں لمحہ نہ لگایا، نامہ کی پلکیں آنکھوں کا حجاب بنیں۔

"فریش ہو جاو۔ میری ایک مائٹر سر جری ہے۔ ایک گھنٹے تک ملتا ہوں پھر ہم ولا نکلتے ہیں"

نوح نے اسکے چہرے کو تکتے بکھرے گالوں پر نظریں پھیرتے بتایا تو نامہ نے جلدی سے سر ہلایا اور نوح بھی پیار بھری نظروں میں بسائے باہر نکلا، اس نے ابھی چیخ ہی کیا تھا جب نامہ کی چیخ پر وہ چیخنگ روم سے نکلتا کمرے میں آیا اور واش روم گھسا جہاں وہ جوتے تلے کچلے کا کروچ کی لاش کھڑی گھور رہی تھی۔

"کیا ہوا؟"

نوح نے اس تک پہنچے دونوں بازوؤں سے پکڑے پریشانی سے اپنی طرف کھینچا تو نامہ نے ڈرتے ڈرتے نوح کی توجہ نیچے مار بل فرش پر دلوائی۔

"نامہ! صبح قتل وغارت پر اتر آئی ہو لڑکی۔ کیا قصور تھا اس معصوم کا۔ یہ تو دوست تھا تمہارا؟"

نوح کو یاد تھا کیسے نامہ نے اسکے روم میں چھوڑے کا کروچ کو اٹھا کر ٹھکانے لگایا اور ابھی بھی وہ چینیخی اس لیے تھی کہ وہ بچا را پیر تلے آ کر کچلا گیا تھا، نامہ گھبرا یا سا نوح کے چھیڑنے پر مسکرائی پر نوح کو اس ایک سے بلووی نیک سر جیکل ڈریس میں دیکھ کر مبہوت ہی تو ہو گئی، وہ عام سی شرٹ اور ٹراوز تھی پر نوح کی خوبصورت باڈی پر وہ بھی سج رہی تھی پھر اس نے ماسک بھی پہنا تھا جو ابھی گردن تک سرکار کھا تھا، شرٹ کی آستینیں زرا کھینچی تھیں کیونکہ وہ بازو سے اچھی خاصی مسلز کے سبب ٹائیٹ تھیں۔

نوح بھی سمجھ گیا وہ اسکا تفصیلی جائزہ لے رہی ہے اور سر سے پیر تک پورے حق سے نوح کو دیکھ رہی ہے۔

"ہاں ابھی تیار ہو کر دوسرا قاتلانہ حملہ آپ پر کروں گی۔ آپ تو دوست بھی نہیں"

نامہ نے لاش کو جوتے کی نوک سے ہی اک کنارے پیش کرتے نوح کو دیکھا جواب بھی مسکرا رہا تھا، وہ ایسے گھورتی اچھی لگتی تھی۔

"پھر کیا ہوں میں؟"

وہ متحسب و بے خود ہوا۔

"آپ میری دوا ہیں"

نامہ نے بلش کرتے بتایا اور اس سے پہلے وہ برش نکالتی، نوح نے اسے اپنی طرف کھینچا۔

"کیسے کیسے درد دوا ہو گئے۔ ادھر آؤ"

وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے نزدیک کھسکا کر اسکی خوشبو ان ہیل کرنے لگا جب نامہ نے آنکھیں بند کیں۔

"آپ ایک سرجن کی لک میں کافی ہاٹ لگتے ہیں، دور رہیں۔ میرا دل آجائے گا"

وہ اسے پرے پرے ہو کر وارن کرتی مسکرائی۔

"مجھے پتا ہوتا تو میں گھر میں بھی ایسے ہی گھومتا۔ چلو اگر تمہارا دل آئے تو

زیادہ سے زیادہ ر سکی تم کیا کر سکتی ہو؟"

وہ باز نہ آتے اپنی سابقہ شرارت سمیت بڑی گہری نظروں سے نامہ کو دیکھتے

بولا۔

"میں آپکو دیکھتی رہوں گی، بنا سانس لیے اور آنکھیں جھپکے"

اف یہ تو واقعی ر سکی تھا، وہ اسے خود سے لگاتا ہنسا جیسے کہہ رہا ہو ہر گز نہیں
روح۔

"ابھی یہ رسک افورڈ نہیں کر سکتا روح۔ چلو تم فریش ہو جاؤ میں ملتا
ہوں۔ اچھا سنو! تب تک تم زرا مسیز شمیز سے مل لو۔ مجھے شک ہے یہ وہی
ثریا ہیں"

نامہ گھبرا کر روبرو ہوئی۔

"کیا مطلب؟ اما نل کی ماما؟"

وہ پریشان ہوئی۔

"ہاں پر ابھی اس بارے کنفرم ہو بھی گیا تو اما نل یا مانیہ کو نہیں بتانا۔ انکا

سپیشل ڈے ہے۔ بہت تکلیفوں کے بعد وہ آج تھوڑا خوش ہوں گے"

نوح نے اسے نرمی سے تاکید کی تو نامہ نے اداسی سے ہی سہی سر ہلایا اور دعا بھی کی کہ یہ وہ ثریا نہ ہوں۔

"ٹھیک ہے۔ اب آپ جائیں کیونکہ آپ کو ایسے دیکھنا فورڈ ایبل نہیں"

نامہ نے واپس موڈ شرارتی کیا تو نوح اسکی طرف جھکا کے وہ سنک کے ساتھ جا لگی پھر نوح نے اسے آہستگی سے پکڑ کر اوپر بٹھایا تو نامہ تب گھبرائی جب نوح نے اسکی شرٹ پیٹ سے زرا اوپر اٹھائی۔

"میں اپنے بے بی کو کس کروں گا اب سے، تم تو مجھ سے ساری زندگی گھبراتی ہی رہنا"

نوح نے اسکے پیٹ پر جھک کر پیار کیا تو وہ زرا پیچھے کو بینڈ ہوئی پر نوح کے ہاتھوں نے بھرپور سہارہ دیا، نامہ نے نوح کے اوپر واپس اٹھنے پر شرمائی شرمائی سائل دی۔

"چلو ایک تمہیں بھی۔ میری بلا سے گھبراو یا شرمادو"

نوح نے اس بار پر زور گستاخیانہ حرکتیں کرتے بتا دیا کہ وہ سرجن کی لک میں واقعی ہاٹ ہو گیا ہے، نامہ نے ہنس کر اسے خود سے دور کیا۔

"جائیں اب نوح"

وہ ہنس کر اسکی نظروں کی حدت کے آگے ہاتھ چہرے پر رکھ گئی تو نوح مسکراتا ڈور کی طرف بڑھا۔

"اب تم بنا برش کیے اور چہرہ دھوئے بھی مہک گئی ہو۔ سی یو"

وہ جاتے جاتے بھی نامہ کو دھڑکا گیا تھا، نامہ نے وہیں بیٹھے چہرہ پیچھے کرے مرر میں خود کو دیکھا تو چہرہ مزید چمکتا ہوا بلس کیا۔

جبکہ صارم واپس آ گیا تھا، آج نہ سہی وہ مانیہ کے لیے کل ماما کو لانے کے

بارے پر امید تھا پر وہ عجیب سے حصار میں خود کو لپیٹ آیا کیونکہ جب سے

لوٹا تھا بس اپنی حرکت کو ہی سوچے جا رہا تھا کہ کیسے اس نے اس جو سنرڈاکٹر

کے ہاتھ پکڑ لیے تھے، تھوڑی بے چینی سی تھی، گویا اک چنگاری دونوں طرف ایک سی شدت سے بھڑک گئی تھی خدا خیر ہی کرے۔

.._____..

فائنلی بارات لے جانے کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں، نامہ کی ثریا سے بات نہ ہو سکی کیونکہ نوح کی سرجری کے بعد تک بھی وہ ہوش میں نہ آ سکی تھیں، تبھی نوح اور نامہ بھی واپس دوغان ولا نکل گئے وہیں امائل کو سیلون لے جانے کی ذمہ داری امتاب کی تھی جس نے دوست ہونے کے پورے فرائض نبھائے تھے، جبکہ مانیہ کے ساتھ سیلون، نامہ ہی گئی تھی۔

"کیا تم اپنی دلہن سمیت ساری لڑکیوں پر قاتلانہ حملہ کرنا چاہتے ہو؟ یہ ہالی وڈ بوائے کیوں بن گئے ہو؟ تمہیں پتا نہیں لڑکیاں کتنا مرتی ہیں ان پر؟"

امتاب نے اپنی بئیر ڈسیٹ کروانے کے بعد شاور لیا اور جب مین سیلون آفس آیا تو آگے امائل کی چمکتی دمکتی Stubble Beard لک دیکھے

صدے سے بڑبڑایا جبکہ امائل مسکرا نہ سکا کیونکہ میک آپ آرٹسٹ اسکی
آئبروز زراف سی شپ میں لا رہا تھا، امتاب خود ہی پاس آرکا۔

"مرنے دو۔ میری آواز گنگناتے کافی بری ہے تو جو مریں گی وہ صدے سے
جی بھی اٹھیں گی۔"

امائل نے اس میک آپ آرٹسٹ کو روکا اور رولنگ چیئر گما کر امتاب سے
مخاطب ہوا۔

"نہ کرو یار! میں تو سوچ رہا تھا آج تم سے مانہ بھا بھی کے لیے کوئی تھڑکتا
بھڑکتا سونگ گواؤں"

امتاب نے شرارت سے اپنے پلین کے فلاپ ہونے کا افسوس کیا۔

"تم نے کل ڈانس پر فارمنس غضب کی دی۔ یہ بھی تم ہی کرنا"

اماٹل نے اٹھ کر بچارے نئے نئے دوست پر سارا ملبہ ڈالا اور ٹاول گلے میں ڈالنے لگا۔

اماٹل نے زرا ہیر کٹ بھی لیا تھا، جبکہ اسکی ڈسٹی فیس سکن بہت ہی چمک رہی تھی، وہ بہت زیادہ فیئر نہیں تھا پر بہت ہی زبردست اور آنکھوں کو بھلا لگتا کمپلکشن تھا جو لڑکوں پر سوٹ کرتا ہے جبکہ پوری کلٹین شیو نہیں کی تھی بلکہ یہ کلین شیو کے پاس پاس والی کلئیر Stubble Beard لک لی اور سب سے بڑھ کر اسکا نچلے ہونٹ کا وہ قاتلانہ تل بھی قدرے آویزاں ہو گیا تو جب اسکو دیکھنا ایسے ہی ممکن تھا تو اماٹل نے زرا ڈیسنٹ لک ہی رہنے دی۔

"تمہیں پتا ہے نوح بھائی کو پتا چل گیا کہ میں نے تمہیں دوست سے بھائی بننے کا مشورہ دیا"

جاتے جاتے اماٹل رک کر بولا امتاب نے اسے مسرور نظروں میں لیا۔

"پھر کیا کہا اس نے؟"

امتاب نے بے چین ہوتے پوچھا۔

"یہی کہ وہ امتاب کے حوالے سے اب بہت مطمئن ہیں، تعریف کر رہے تھے تمہاری کہ تم بہت عزیز ہو انھیں"

اماٹل نے اس بچارے انسپکٹر کا کچھ خون بڑھا دیا اور امتاب جیسے خوش تھا اماٹل کو دگنی خوشی ملی۔

"پر کیا فائدہ! اب تو وہ نامہ کا ہو گیا"

امتاب نے منہ بسورتے شکوہ کیا تو اماٹل نے جاتے جاتے ٹھوک کر مکا
امتاب کی کمر میں جڑا تو امتاب کراہ اٹھنے کے ساتھ ہنسا۔

"میں آج بذات خود کرن بھا بھی سے تمہاری شکایت کروں گا کہ لگام ڈالیں
تمہیں۔ ہر کسی کے مال پر نظر ہے انکے شوہر کی"

اماںل جاتے جاتے بڑ بڑایا تو کراہتا امتاب پیچھے سے ہنسا۔

"تم ابھی اپنی لگائیں کسنے کی فکر کرو بچے، ایسا نہ ہو میری نظر مانیہ کی نظر سے پہلے تم پر پڑ جائے"

امتاب بھی کہاں باز آنے والی شے تھا، اماںل لا حول پڑھتا جاتے ہوئے دانت پیس کر گیا تھا۔

"خبیث آدمی"

واش روم میں بند ہوتے اماںل نے شرٹ اتارتے ہنستے خود کلامی کی ہی کہ ریک پر پڑا اسکا فون رنگ کیا، وہ فون تک پہنچا تو کال مانیہ کی تھی۔

"لگتا ہے میری ڈارلنگ دلہن بن گئی"

جناب نے شوخ ہوتے کال پک کی تو اس طرف صارم اور نامہ نے مانیہ کا فون ضبط کر رکھا تھا۔

"تمہاری حسینہ تیار ہو گئی ہے پر یہ چاہ رہی تھی اسکی یہ لک پہلے تم دیکھو پر ہم نے فون ہی چھین لیا۔ تمہیں کوئی پر اہلم تو نہیں مسٹر گروم؟"

نامہ نے چہکتے ہوئے ساتھ ساتھ اس وائیٹ بہت ہی پیارے ویڈنگ ڈریس میں بالکل گڑیا لگتی مانیہ کی نظر بھی اتارتے پوچھا، جبکہ صارم تو مانیہ کی اپنے فون میں کچھ پکس لے بھی چکا تھا۔

"بہت سخت پر اہلم ہے پارٹنر! آج تو رحم کھاو اپنی معصوم بہن پر۔ کیا واقعی وہ دلہن بن گئی؟"

اماٹل نے پر جوش ہوتے جب پوچھا تو اس دلہن بھی بلش کی کیونکہ فون سپیکر پر جو تھا۔

"ہاں ناں! بہت حسین دلہن۔ کیا تم اسے کوئی پیغام دینا چاہتے ہو؟ فون سپیکر پر ہے، میں اور صارم تمہاری حسینہ کے ساتھ رخصتی تک چپکے رہیں گے تو بتا دو اگر تب تک کچھ کہنا ہے"

اب کی بارنامہ نے پھر شرارت سے پوچھا جبکہ مانیہ دم سادھ گئی کہ کچھ ایسا ویسا کہا تو بہن بھائی سے شرما جائے گی۔

"تم دو پہلے کان بند کرو؟ تم دو کے سامنے کہنے والا نہیں ہے"

امائل کے مسکراتے جواب پر صارم اور نامہ نے مسکرا کر مانیہ کو چھیڑا، وہ اور بلش کی۔

"کر دیے بند کان امائل بھائی۔۔ کہہ دیں۔۔ دس سیکنڈ دے رہے ہیں ہم آپکو"

صارم نے بھی احسان کرتے آواز لگائی جبکہ نامہ نے فون ٹیبل پر رکھا اور ایمانداری سے نامہ نے صارم کے کان بند کیے اور صارم نے نامہ کے۔

"ہے! کیسی لگ رہی ہو ڈار لنگ؟"

امائل کے سوال پر مانیہ کھکھلاتی ہنسی۔

"تمہارے ہوش قائم نہ رہیں ایسی"

اف یہ امائل کا آئینہ بنتی مانہ، وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے فدا مسکرایا۔

"میں لینے آ رہا ہوں تمہیں، یو آر ریڈی فار می؟"

وہ جلدی سے سرگوشی میں بولا تو مانہ نے اسی جلدی سے مسکراہٹ دیتے سر ہلایا۔

"یس۔۔ میری میٹھی جان۔ تم نے اپنے تل کا کچھ کیا؟"

وہ دو باشندے اب تک کانوں میں انگلیاں ٹھوسے تھے، دس سیکنڈ تو کب کے گزر گئے۔

WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

"ہاں دولت حسن پر دربان سا بٹھالیا ہے"

امائل نے آئینے میں اپنی لکس دیکھتے جواب دیا جو مانہ کے پورے وجود سے سر دلہریں جگا گیا۔

"بس بس بس، اتنے فری بھی مت ہو اب تم لڑ کے۔۔ چلو بھاگوا ب"

اس سے پہلے مزید رومیو جو لیٹ میں بات ہوتی، وہ دوولن پھر میدان میں
کو د آئے جبکہ دونوں کی بات ویسے بھی پوری ہو گئی۔

"ظالم سالاسالی میرے اور میں معصوم۔ دیکھ لوں گا۔ تم دو کے ناک تلے
سے میں تمہاری مانہ لے جاؤں گا آج"

وہ بھی منہ بسورتے بولا، وہ تینوں ہی مسکرائے۔

"اوہ چلیں چلیں بھائی امانل، بڑے دیکھے آپ جیسے بہن کو اسکے بہن بھائی
سے جدا کر کے لے جانے والے۔ زیادہ رعب جمایا تو آپ کی مانہ کے ساتھ
ہم دو بھی رخصت ہو کر آجائیں گے۔"

اس بار صارم نے رعب جھاڑا تو امانل بھی ہنسا پر دل سے خوش تھا کہ وہ دو
مانہ کی مسکراہٹ برقرار رکھنے کے سارے جتن کر رہے ہیں۔

کال بند ہوئی تو صارم اور نامہ دونوں نے مانہ کے ساتھ سبلنگ فوٹو شوٹ کروایا، پھر وہ لوگ واپس ولا روانہ ہوئے جہاں ڈھول ڈھمکے کا باقاعدہ انتظام تھا اور شادی کا ہنگامہ شروع ہو چکا تھا۔

مانہ کو اسکے بابا کے سپرد کرے خود نامہ بھی جلدی سے چینیج کرنے روم میں آئی تو نوح کو ریڈی ہونے کے باوجود ٹیرس پر کسی کال پر بڑی دیکھے وہ مسکرائی اور جا کر چینیج کیا، نامہ کا آجکا ڈریس پیچی گولڈن تھا جبکہ نوح نے لائیٹ پیچ کلر کی شرٹ کے ساتھ بلیک ہی ٹیکسیڈ و پہنا تھا، یہ الگ سا شرٹ کا کلر نوح پر کافی بیچ رہا تھا، نامہ کے بال اور میک آپ تو ڈن تھے بس ڈریس پہننا باقی تھا مگر وہ تھوڑا ہیوی ڈریس تھا جسکی زیب اٹکی ہوئی تھی اور نامہ سے کھل ہی نہیں رہی تھی۔

"اف! حد ہو گئی"

نامہ نے زیپ پر غصہ ہوتے شرٹ اٹھائی اور باہر آئی، وہ اب تک کال پر بزی تھا۔

"نوح یہ نہیں کھل رہی"

نامہ کی آواز پر وہ وہیں سے گھوما پر نامہ کو انر کر اپ بلیک بلاوز اور ٹائیٹ پیج کلر کے سلک ٹراوز میں دیکھے بہکی سی سائیل دی، جبکہ وہ ہاتھ میں اپنی شرٹ پکڑے کھڑی تھی، نوح نے کال بند کی اور روم میں انٹر ہوا۔

"میری" hottie

نوح نے اسکے ہاتھ سے اسکی شرٹ لی اور ساتھ اسکی گال سے گال مس کرتے چھیڑا بھی، چونکہ اور والی مین شرٹ visible نہیں تھی تو بلاوز کافی شارت بنایا گیا تھا، تو نامہ نے بالوں سے خود کو کوور کرتے نوح کی نظروں سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جو اٹکی زیپ کھولے خود اسے شرٹ پہنانے آگے ہوا۔

"میرے بال مت خراب کرے گا"

میڈم نے جلدی سے ٹوکا پر نوح اسے جس نرمی سے اسکا ڈریس پہنا رہا تھا اتنی احتیاط تو خود نامہ نہ کرتی۔

اس شرٹ کا گلہ پہنائے نوح نے اسکی بازو بھی باری باری پہنائی، وہ بالکل باڈی شیپ فلیکسیبل ڈریس تھا جس پر ہلکانہ چھنے والا ستارے کا کام تھا اور کہیں کہیں موتی بھی لگے تھے، بازو نیٹ کی تھیں پر ان پر کام زیادہ ہیوی تھا۔

نوح نے اسکا ڈریس اور پوری لک دیکھی پھر اسکے پیچھے ہوا اور اسی آہستگی سے زیپ بند کی تو نامہ کا ڈریس ایک فش شیپ میں آگیا، ہاں وہ بہت پر فیکٹلی نامہ پر سجا تھا۔

"تمہارا یہ فکر کمزوری ہے میری لیکن بے بی خراب کر دے گا۔ مجھے ٹنشن ہو رہی ہے"

نوح نے اسکو اپنے حصار میں بھرتے اسکی گال سے گال لگاتے سرگوشیانہ انداز میں کہا تو نامہ نے گردن اسکی طرف گمائی۔

"ڈونٹ وری میں پھر سے اس فکر کو منٹین کر لوں گی۔ دو بے بیز ہو جائیں بس پھر"

وہ خوشی سے چہکی تو نوح حیران سا ہنسا۔

"دو؟ تم مجھے دو بے بی دو گی؟"

وہ اسے اپنے حصار میں سامنے لایا تو نامہ نے جلدی سے سر ہلایا۔

"یس۔ میں اکیلی تھی تو مجھے پتا ہے بہن بھائی کا ہونا کتنا ضروری ہے۔ تو ہم دو بے بی کریں گے تاکہ وہ ایک دوسرے کو کبھی اکیلا نہ ہونے دیں۔ ہم پاس

ہوں نہ ہوں وہ ایک دوسرے کو سنبھال لیں"

نامہ نے اپنی محرومی کو اس خواہش میں بہت مہارت سے چھپایا تو نوح نے اسکا ماتھا آسودگی سے چوما۔

"اب تو تمہارے پاس بہن بھی ہے اور بھائی بھی۔ باقی رہی دو بے بیز کی بات، تم جیسی وائف ہو تو مین دس بارہ بھی کر لوں۔۔۔۔۔ لیکن وہ کیا ہے میں تمہیں اتنی تکلیف و زحمت نہیں دے سکتا۔ میں تو یہ دعا کر رہا ہوں ایک ہی بار ٹونز آجائیں۔ کام ہی ختم ہو۔ اور میں تمہیں مزید مکمل ہوتا دیکھ کر جیوں

نامہ"

وہ اسکی خوبصورتی بڑھا دیتا تھا، اسے ہر طرح سراہ کر، نامہ نے صدق دل سے آمین کہا۔

"ان شاء اللہ۔ اچھا سنیں۔ صبح جب میں گئی تو ثریا آنٹی سو رہی تھیں۔ میں پوچھ نہیں سکی"

نامہ نے فوراً سنجیدہ واداس ہوتے بتایا تو اک تکلیف نوح کے چہرے پر بھی اتری۔

"کنفرم کر لیا ہے میں نے۔ وہ اماٹل کی ماما ہیں لیکن میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔ میں اماٹل کو نہیں بتاؤں گا۔ انکی سرجری کے بعد ہی اسے سب علم ہو گا۔ یہ رسک ہے کیونکہ اگر خدا نخواستہ انکو کچھ ہوا میں تا عمر گلٹ میں رہوں گا کہ اماٹل آخری وقت بھی اپنی ماں سے دور تھا لیکن مجھے لگتا ہے یہی بہتر ہے۔ ابھی وہ ہوش میں نہیں ہیں، اماٹل پاس ہوا بھی تو کیا کر لے گا۔ وہ اتنے سالوں بعد اپنی ماں کو بے سدھ دیکھ کر مزید ٹوٹ جائے گا تو میں نے فیصلہ کیا ہے اسے آج تو کم از کم بالکل پتا نہیں لگنے دینا۔ باقی جو مقدر میں ہوا۔ ماں کی تکلیف کیسی ہوتی ہے یہ ہم دونوں سمجھ سکتے ہیں۔ تو میرے خیال میں آج اماٹل کو مانیہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ شاید آنے والے مشکل وقت کی ہمت بن جائے آجکی رات۔۔ کیا خیال ہے تمہارا؟ کیا یہ ٹھیک فیصلہ ہے؟"

نوح نے ہر پہلو پر بڑا غور کیا اور نامہ کو بھی لگا جیسے امانل اپنی زندگی کی یہ خوشی ادھوری ڈیزرو نہیں کرتا، وہ افسردہ ورنجیدہ ضرور تھی پر نوح کی مصلحت اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن کل بتا دیجئے گا اسے۔ بھلے ریسپشن کے بعد سہی۔ کیا پتا اسکا ماتھے پر دیا اک بوسہ، اس ماں کے اندر ول پاور بھر دے۔ ہم آج یہ ان سے چھپا لیتے ہیں لیکن کل نہیں نوح۔ یہ نا انصافی ہوگی۔۔۔ اور ہم ایسا کریں گے فنکشن کے بعد ہو سپٹل چلے جائیں گے۔ میں امانل کی جگہ اسکی ممی کے پاس رہ لوں گی۔ انھیں بتاؤں گی انکا بیٹا آج کتنا خوش تھا۔ مجھے لے کر جائیں گے آج بھی؟"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

نامہ نے تاسف و پیار سے گزارش کی تو نوح نے بنا اعتراض مان لی، وہ مسرت خیز مسکرایا کہ نامہ ہر قدم پر اسکے ساتھ رہتی ہے۔

"ڈن! لیکن خود کو تھکانا نہیں۔ جیسے ہی نیند آئے سو جایا کرو۔ چلو نیچے چلتے ہیں دلہن صاحبہ کو تھوڑا ٹائم دیتے ہیں رخصت ہونے والی ہے۔ باقی میری جان نظر نہ لگو لینا۔ اتنی پیاری لگ رہی ہو اوپر سے یہ نوز پن۔۔ کسی دن تمہارا ناک کھا جاؤں گا"

وہ اسے شرارت سے ہنساتا خود بھی نیچے جانے کو بیقرار ہوا، جبکہ نامہ نے ہیلز پہلے ہی پہن لی تھیں، بال اچھے سے سمیٹتی ہوئی وہ نوح کے ساتھ ہی نیچے گئی، مانہ کے وائیٹ گاؤن پر ریڈ ربن دیکھ کر نوح نے نامہ کو دیکھتے سمائیل دی۔

"ان دو کے صبر کی داد بنتی ہے۔۔۔ ہے ناں؟"

نامہ سمجھ گئی تھی نوح کس بات کا اشارہ کر رہا ہے تبھی چہرے کے بلش چھپاتی ہی رہ گئی۔

جبکہ مانیہ کا پورا ڈریس ہیوی اور فل والیوم تھا، لیکن اسکا والیوم نامہ کے
 ڈریس سے کافی کم تھا، مانیہ پر بہت روپ آیا تھا، وہ تھی بھی بہت حسین، اور
 پھر محفل کو چار چاند تب لگے جب ڈھول ڈھمکے میں بتدریج اضافہ ہوا اور
 بارات آئی، امائل تو آج سب پر حاوی چمکارے مار رہا تھا، بلیک اینڈ وائٹ
 ٹیکسٹو میں اسکا باوقار روپ اور نکھرا اور جناب خود روم تک مانیہ کو لینے آئے
 اور اک پل تو وہ اس لڑکی پر اترے روپ سروپ کے موسم پر تھم گیا، ہاتھ
 لگائے میلی ہو جاتی وہ اتنی پاکیزہ لگ رہی تھی، سر پر نیٹ کا دوپٹہ بھی سیٹ تھا
 اور یوں سراوڑھے وہ امائل خرد قریشی کا اور زیادہ پیار پانے کے قابل تھی۔

شادی کی تقریب اور رسمیں بھی دھوم دھام سے ہوئیں، امائل کو روائتی
 رقص زیادہ آتا نہیں تھا تبھی نوح اور امتاب نے اسے zeybek کے کچھ
 آسان سٹیپ سیکھائے پر امائل نے زرا اپنے سٹیپ ملا کر زیادہ ماحول کو آگ
 لگائی، جبکہ صارم کے حواسوں پر اک معصوم سی لڑکی چھائی تھی۔

وہ پورا فنکشن نامہ کو دبوچنے کے چکر میں تھا پر نوح اس کے ساتھ ہر وقت چمٹا نظر آیا اور پھر فائنلی کھانے کے وقت اسے نامہ، کچھ میٹ بالز لاتی نظر آئی تو صارم جلدی سے اس تک پہنچا۔

"آپو جانو! سنیں"

صارم نے اس کا رستہ روکا۔

"کیا ہوا؟ سب ٹھیک ہے؟"

وہ فکر مند ہوئی، جبکہ صارم نے خود کو ملامت کی کہ کیا بکواس کرنے لگا ہے تبھی جلدی سے بات بدلی۔

"کچھ نہیں آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔"

صارم نے دانت دیکھائے تو نامہ بھانپ گئی یہ کچھ چھپا رہا ہے، میٹ بالز کی پلیٹ اسے پکڑاتے خود اس نے صارم کا کان دبوچا۔

"یہ مت سمجھنا بہت معصوم بہن ہے تمہاری، ابھی تم نے کوئی بات بدلی ہے
ناں؟"

صارم تو صدمے میں غرق ہوا۔

"واٹ! آپ نجومی بھی تھیں کبھی؟"

صارم نے ششدر ہوتے پوچھا تو نامہ مسکرائی۔

"چلو بتاؤ کوئی لڑکی دیکھی تم نے، وہ دیکھو کتنی پیاری پیاری لڑکیاں۔۔۔ وہ ریڈ

ڈریس والی تو کیوٹ بھی ہے تمہاری طرح۔۔۔ جلدی بتاؤ کوئی پسند آرہی

ہے؟"

نامہ نے صارم کا دھیان لان کی طرف کھڑی کچھ حسین لڑکیوں کی طرف

دلوایا پر صارم صاحب تو جس کیوٹنس پر تھمے تھے اسکا یہاں سایہ بھی نہ تھا۔

"نامہ آپو جاناں، آپکا بے بی آلے پھر سوچوں گاناں۔۔ ابھی میں بیس سال کا تو ہوں۔ پھر شادی کرتا اچھا لگوں گا"

صارم نے جلدی سے بہانہ بنایا تو نامہ نے خشمگیں نظروں سے لاڈلے کو دیکھا۔

"کب ہونا ہے بیس کا؟"

وہ ہنوز گھوری۔

"ایک ہفتے تک۔۔ بھائی اور میری برتھ ڈے اتفاقاً ایک ہی دن کے فرق سے ہوتی ہے۔ اسکے بعد پکا کوئی لڑکی دیکھتا ہوں"

صارم نے جلدی سے جان چھڑوائی تو نامہ نے مسکرا کر اس کی بات مان لی کہ کیا یاد کرے گا بچارا۔

"صرف دیکھنی نہیں۔ اپنے لیے چوز بھی کرنی ہے۔ چلو آ جا مجھے کھلاؤ وہاں بیٹھ کر کھانا۔ بھوک لگ رہی ہے"

نامہ مہارانی بنی بولی جبکہ صارم خوشی خوشی سرخم کرتا سا تھا ہی بڑھا، دونوں نے ٹیبل چنی اور صارم نے فورک کی مدد سے نامہ کو خود وہ میٹ بالز، چیزیں ساس کے ساتھ کھلائے جبکہ وہ آگے سے اس پیشل پروٹوکول پر خوش ہوئے مسکرا رہی تھی، نوح نے بھی دونوں کو دیکھا تھا اسے بھی پیار ہی آیا۔ اور فائنلی یہ حسین سافٹکشن سات تک چلا اور پھر مانیہ، فائنلی امائل کی آفیشل وائف بن کر اسکے ساتھ رخصت ہوئی، ہاں اب وہ صحیح معنوں میں امائل کی ڈارلنگ بن گئی تھی جبکہ ابھی آدھا جشن تو فارم ہاؤس میں ہونا تھا۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

زہے نصیب، سب بہت خوبصورت اور اچھے سے سمٹ گیا تھا۔

فارم ہاوس کی سجاوٹ دگنی خوبصورت تھی، جگمگایا ہوا تھا جبکہ مانیہ کا استقبال ایک بار پھر شاہی ہوا، فائیر ورکس نے تو سماں باندھ دیا تھا جبکہ یہاں بھی خرد صاحب اور فیروز کے کئی گیسٹ مدعو تھے جنہیں نو تک رخصت کیا گیا، اسقدر تھکن تھی کہ اب بھی مہمان نہ جاتے تو خرد اور فیروز سبکو خود کہہ دیتے جاو بھائی اب ہمیں سکون کرنے دو، ختم ہو گئی شادی۔

"تھینکیو سوچ۔ میرا ایک بار پھر اتنا پیارا ویلکم کرنے کے لیے۔ آپ دو بہت ہی پیارے ہیں سچی"

مانیہ کو سجاوٹ بہت پسند آئی تھی، اس نے خرد اور فیروز انکل دونوں کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور بدلے میں ڈھیر سی دعائیں بھی لیں۔

"تم میرے امانل کے لیے اتنی قیمتی اور لکی ہو کہ تم جب جب یہاں آؤ ہم ایسے ہی تمہارا ویلکم کریں تب بھی کم ہے میرا بچہ"

خرد قریشی نے بے حد شفقت سے مانیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے اسکی اہمیت بتائی جبکہ مانیہ سے تو امانل کو دیکھنا مشکل تھا، وہ اسکا ہوش چھین لیتا اتنا گڈ لکنگ لگ رہا تھا جبکہ جناب کے بھی مانیہ کو لے کر یہی تاثرات و جذبات تھے۔

"یہ آپ سبکی محبت ہے ورنہ میں قیمتی کبھی نہیں تھی"

مانیہ نے کمزور پڑتی آواز کو بھرپور سنبھالتے ہوئے اعتراف کیا تو اس بار فیروز سلطان نے اسکو گلے لگاتے مانیہ کا سر چوما، ہاں وہ ماں کی طرف سے ان لکی تھی پر اسکے پاس ایسی بہت سی شفیق ہستیاں تھیں جو سر کا سایہ بن چکی تھیں، اپنے ڈیڈ کے علاوہ میکائل بابا، پھر یہ دو درویش دلوں والے دو بزرگ جنکے ہاتھ اور زبان نے یقیناً آج تک کسی کو ناحق تکلیف نہ دی تھی۔

"اب تم بہت قیمتی ہو۔ امانل کے ساتھ ساتھ ہم سب کے لیے۔ جو مشکل وقت تم دونے گزارا اب اسکا انعام تم دو کو ایک دوسرے کے ساتھ کی صورت ملا ہے۔ اسے سنبھالنا۔ ایک دوسرے کو سنبھالنا میرے بچو"

وہ مانہ کو نامہ کی طرح ہی شفقت دیتے بولے جس پر وہ قدرے آج کی شب کی گھبراہٹ سے نکلتی محسوس ہوئی۔

"اور تم گدھے! اسکا خیال رکھنا۔ اور اب ہمیں دادا بننے کی خبر سننی ہے تم دو سے بھی۔ خوش رہنا میرے جگر کے ٹکڑے"

دلہا صاحب کو مسکراتا دیکھ کر ابا حضور نے اچھے سے لتاڑا پر اس پے بھی بچاری گھبراہٹ تو مانہ تھی، اس شوخے کا کیا گیا۔

"میں تا بعد ار"

امائل نے شوخ مسکراہٹ لیے کہا جبکہ مانیہ نے اس بار بھی امائل کو دیکھنے کی غلطی نہ کی جبکہ خرد اور فیروز اچھے سے مانیہ کی حالت سمجھ رہے تھے کیونکہ وہ دونوں کافی سپورٹیو بڈھے ہنڈسم تھے۔

"رات بہت ہو گئی۔ ریسٹ کرو تم دونوں۔ ہم بھی زراٹن ہوتے ہیں۔ یاریہ شادی بیاہ اب ہم کو تھکا دیتے ہیں۔ چورچور فیلنگ آرہی ہے۔ اپنے ابا سے کہو مجھے تنگڑی سی چائے پلائے۔ میں چلا روم میں بھی"

فیروز سلطان زرا انگڑائی سی لیتے مزے سے آرڈر لگا گئے جس پر خرد کے منہ بسورنے پر امائل اور مانیہ بھی مسکرائے۔

"یہ دیکھ رہے ہو تم دونوں۔ میں نے تو اسکی چائے بناتے ہی بڈھا ہوا جانا ہے۔۔ یہ دوست کی صورت مجھے نخریلی بیوی دے دی ہے اللہ نے"

خرد صاحب نے احتجاج کیا کہ اب انکو بھی چائے چاہیے اور زرا پروٹوکول بھی۔

"اب اور کتنا بڑھا ہونا ہے ڈیڈی۔ ویسے بھی یہ دوست نہ ہوتا تو آپ کس خطرناک مینٹل ہیلتھ میں ہوتے میں جانتا ہوں۔ سو قدر کریں اس بندے کی اور شاباش بنا کر دیں انکو چائے۔ میں بھی اپنی ڈارلنگ کو زرا روم میں پہنچا کر پھر آپکو جوائن کرتا ہوں"

امائل نے مسکرا کر ڈیڈی کو جو کہا اس پر اک لمحہ وہ بھی افسردہ ہوئے تائید میں مسکرائے، جبکہ امائل کی جوائن والی بات پر خرد صاحب نے اسے شرارتی نظروں سے دیکھا۔

"پکا جوائن کرے گاناں؟"

مانیہ اپنا فون جھک کر اٹھا رہی تھی جب ڈیڈی کی سرگوشی پر امائل نے آنکھیں مستی سے جھپکا کر ہامی بھری۔

"ہاں اگر اس حسینہ نے ہوش قائم رہنے دیے۔۔ اب جائیں یا میری
ڈارلنگ تھکی ہوئی ہے۔ کیا کبھی کبھی جونک ہی بن جاتے ہیں آپ دو
ہنڈسم"

وہ سرگوشی میں بولا تو خرد کھل کر ہنسے۔

"ابھی جب کمرے کو دیکھ کر تو اپنی ڈارلنگ سے جونک بنے چمٹے گا پھر ہم کو
ہی دعائیں دے گا۔ نکما۔ جارہا ہوں۔ تین کپ چائے بناؤں گا۔ تشریف اگر
نہ لایا تو صبح دوکے"

خرد صاحب کی خوشی انکی شوخی سے چھلک رہی تھی جبکہ اماں نے ان سے
گلے لگتے کان سے ہونٹ جوڑے۔

"آئی لوویو ڈیڈی"

ہاں یہ اعتراف ہی تو درکار تھا اس باپ کو، روح کے درپچوں تک ٹھنڈا اور
آسودہ ہونے کے لیے۔

"میرا بچہ یہ تنگ کرے تو آجانا ہمارے پاس۔ ہم مل کر اسکی پٹائی کا منصوبہ بنائیں گے۔ جاو شاہاش ایزی ہو جاو اور ریسٹ کرو۔ صبح ناشتے پر ملتے ہیں"

مانیہ کو پیار سے کہتے وہ فائنلی دونوں کو انسیت سے دیکھتے کچن کی طرف بڑھے تو امائل نے گہرا سانس بھرے مانیہ کو دیکھا تو وہ جلدی سے نظریں ہٹا گئی۔

"آج تو کوئی دیکھ بھی نہیں رہا ہمیں"

امائل نے اسکی طرف دیکھتے کہا تو مانیہ نے گردن بھی موڑ لی، کیا بتاتی کہ دیکھا جا ہی نہیں رہا۔

"چلو تمہیں کمفرٹبل ماحول دیتا ہوں خود کو تفصیلاً دیکھنے کے لیے۔ کیا تم میرا ہاتھ پکڑ سکتی ہو؟"

امائل نے اسکے سامنے ہتھیلی پھیلائی تو مانیہ نے تیز سا سانس کھینچے اپنا منجلی ہاتھ جو کافی ٹھنڈا پڑ رہا تھا، امائل کی مضبوط ہتھیلی میں تھما دیا، وہ باقاعدہ کانپ رہی

تھی، اب یہ کپکپاتی لہر ٹھنڈ کے سبب تھی یا امانل کی قربت کے لمحے سوچ کر اسکا علم تو ابھی امانل کو نہ تھا۔

"تم ٹھیک ہوناں؟"

وہ اسکو روم کی طرف لے جاتے کان میں نرمی سے بولا تو مانیہ نے بنادیکھے سر ہلایا اور جبراً مسکرائی بھی، امانل کی اک بیٹ مس ہوئی جب مانیہ نے اسکو سر سری دیکھ کر دم سادھا، پھر چہرہ پھیر گئی۔

"بس ڈریس ہیوی ہے۔ اور وقت بھی تبھی"

مانیہ نے روم تک پہنچتے اتنی آہستہ سرگوشی کی کہ اگر امانل اتنے قریب نہ ہوتا تو سمجھنا سننا ممکن نہ تھا۔

"سب کچھ ایزی ہو جائے گا ابھی۔ تمہارا جسم بھی اور یہ وقت بھی"

وہ اسکے مدہوش لہجے پر اماٹل کا ہاتھ زور سے کس گئی، یعنی بتایا گیا کہ اماٹل کا حرف حرف قیامت ہے۔

اماٹل پس لب مسکراتا روم تک پہنچے ڈور ناب گماتے مانیہ کو دیکھتا ہنسا جسکی پلکیں تک اٹھنے پر رضا مند نہ تھیں، آج یہ لڑکی واقعی قتل کرنے کے ارادے بنا کر آئی تھی۔

روم ڈور کھلنے کی دیر تھی کہ گہرا مضبوط خوشبوؤں کا جھونکا اندر سے باہر لپکتے دونوں کے وجودوں کو چھو کر معطر کر گیا، جبکہ مانیہ کی ہوا تو کمرے کی جان لیوا سجاوٹ دیکھے اور ٹائیٹ ہوئی۔

"ان دو بڈھے ہنڈ سم کو بندہ پوچھے، ہمارے روم کو اتنا دلہن کی طرح سجانے کی کیا ضرورت تھی۔ ابھی سب تہس نہس ہو جائے گا"

وہ جس نے عہد کیا تھا مانیہ کی گھبراہٹ ہر ممکنہ کنٹرول کرے مٹائے گا، کمرہ کھولتے

ہی جب اسکی ریڈ بلیک، چمکتی ہوش ربا سجاوٹ دیکھی تو بے اختیار بڑبڑایا پر جب گردن موڑ کر دیکھا، اسکی دلہن کے سارے رنگ اڑ چکے تھے۔

"ت۔۔۔ تہس نہس کیوں ہو گا امائل؟"

امائل کی بتیسی دیکھے وہ حلق سے تھوک نکلنے ڈر اسامنمنائی جبکہ سجاوٹ دیکھ کر اس کا اپنا سر چکرایا کہ ایسی سجاوٹ تہس نہس کرنا اتنا آسان کام نہ ہو گا۔

"کیونکہ آج ہماری ویڈنگ نائیٹ ہے ناں۔ یہ بھی ایک جنگ ہی ہوتی ہے ڈارلنگ، ان کنٹرولڈ چیزیں و حرکتیں اکثر کمرے کو تہس نہس کر سکتی ہیں ناں"

وہ کہتے ہی ڈور بند کر تانامیہ کی طرف لپکا تو وہ ڈریس سنبھالتی اس جن سے زرا دور سر کی۔

یہ پہلی بار تھا جب اس نے امانل کو بھرپور دیکھا، پہلی ہی نظر اس تل پر گئی جو فیشل ہیرز کی باریک پرت تلے پوری شان سے دیکھائی دے رہا تھا، ہاں امانل کا اسکے پاس رکنا مانیہ کی گھبراہٹ میں تھوڑی سہی کمی کر گیا۔

"آج میں بہت نروس ہوں۔ جتنا خود کو سمجھایا تھا سب بیکار چلا گیا۔ ایسے مت دیکھو ناں امانل"

وہ اسکے سینے پر دونوں ہاتھ ٹکا کر امانل کو دیکھتے گھبرائی ٹوٹی آواز میں منمنائی مگر امانل نے اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے دائیں بائیں کمر پر ٹکاتے اپنے ہاتھ مانیہ کے پیچھے لے جاتے مانیہ کے سر پر اگلے دوپٹے کو دوپنز نکال کر سر سے الگ کرتے میٹرس پر رکھتے اسے دیکھنے لگا جسکی نظروں کی حدت آج پتھروں کو پگھلا سکتی تھی، مانیہ کے اندر کے سارے جذبات جگا سکتی تھی۔

"میرے پاس تمہارے روبرو بس ایک سادہ دیکھنا بچتا ہے مانیہ!"

وہ اسکے بالوں میں اٹکی ہیرا سیسریز بھی نکالتے ہوئے مانیہ کے بالوں کو اس میسی بن سے آزاد کر گیا پھر اسی مدہوشی کے سنگ اس نے مانیہ کی گردن کے گرد ہاتھ جوڑ کر سہلاتے مانیہ کو بھی اپنے ساتھ ملایا اور اسکے گلابی لبوں پر جھکتا ہوا ساتھ مانیہ کی گردن پر اٹکا ڈائمنڈ نیکلس بھی نکال کر میٹرس پر پھینکا پر نرمی سے اسکے ہونٹوں کے رنگ اتار تارہا، ہاں اس لپ سٹک سے زیادہ خوبصورت رنگ اسے اماٹل کے لمس نے بخشا سکی گواہی منظروں نے دی، مانیہ نے اسکے دور ہوتے اپنا رکاسانس بحال کیا کیونکہ وہ اب اسکے کانوں سے ڈائمنڈ ایر رنگز بہت توجہ سے نکال رہا تھا، مانیہ کی آنکھیں مسکرائیں اور اس تل پر جمی تھیں تبھی اس نے اک ہاتھ اٹھاتے بے اختیار اماٹل کے اوپری ہونٹ کے کنارے بنے تل پر انگوٹھے کی نرم پور سہلائی، وہ مانیہ کے ایر رنگز اتارنے کے بیچ سنجیدگی کے سنگ مانیہ کو دیکھنے لگا جس نے گھبرا کر ہاتھ ہٹالیا۔

"آج تمہیں نہ ہاتھ ہٹانے کی اجازت ہے نہ خود پیچھے ہٹنے کی۔ تو گھبراؤ مت میری جان۔"

امائل نے اسکے گال پر ہونٹوں کو رگڑتے مزیدمانیہ میں اک چنگاری بھڑکائی جبکہ اتنی سو فٹلی کس امائل نے اسے بس پہلی بار کی تھی اور لگتا تھا آج وہ اسے آہستہ آہستہ نرمیوں میں گھیر کر ہی جان لیوا شدتوں سے ملوا کر مارے گا، اس آدمی کے ارادے آج کچھ ایسے ہی تھے۔

"گ۔ گھبرا نہیں رہی۔۔۔ تھک گئی ہوں۔۔۔ بیک پین ہو رہا ہے اتنے ہیوی ڈریس سے"

مانیہ نے خود کو مضبوط دیکھاتے نفی کی تو امائل نے اسکے دونوں ایررنگز بھی میٹرس پر پھینکے اور بے تکلفی سے وہ اسکے بال سمیٹ کر آگے کر تمانیہ کے ڈریس کی ہک تک ہاتھ لے گیا جب مانیہ نے اسکی کمر کے اطراف بازو لپیٹے سہم کر دیکھا۔

"ک۔ کیا کر رہے ہو؟"

وہ دبسا اسکے ارادے سمجھتے چلائی۔

"تمہاری تھکن اتارنے لگا ہوں ڈارلنگ۔ بیک پین بڑھانے لگا ہوں۔۔ کوئی اعتراض ہے میری جان کو؟"

امائل کے نرم میٹھے مگر شدید بے باک لفظ مانہ کے وجود سے جان نکال گئے، مانہ نے رحم طلب ہوتے امائل کو دیکھا۔

"ہ۔ ہاں۔۔ ہے اعتراض"

وہ جلدی سے رعب سے بولی پر امائل نے اسے اپنے سینے سے لگاتے پھر سے ان ہونٹوں پر دیوانگی بھرا قفل لگا دیا، مانہ کا رعب، امائل کی من مرضی میں کہیں گم ہو کر رہ گیا تھا۔

"اب کتنا بچا اعتراض مانہ؟"

وہ اسکے ہونٹوں کی نمی پر انگوٹھے کی پور سہلاتا مسکرا کر بولا تو مانیہ نے یوں سانس لیا جیسے ابھی رک جائے گا۔

"ت۔۔ تم ایسے مجھے قید نہیں کر سکتے۔ مجھے بولنے اور سانس لینے کا پورا حق ہے"

وہ اسکی قربت سے سہمی اس سے شکوہ کر گئی، امانل کے ہاتھ پھر سے اسکی ڈریس کے پیچھے لگی ہک کے بعد لائن میں لگے خوبصورت بٹنز کھولنے لگے اور مانیہ کی جان وجود سے سرکنے لگی۔

"میں تمہیں کر سکتا ہوں قید کیونکہ تم میری ہو۔ جبکہ تمہیں میرے ساتھ سانس لینے اور بولنے کا پورا حق ہے۔ اکیلے یہ سب کرو گی تو آج کیسے برداشت کروں۔؟"

وہ دیوانگی کی حد تک بے بسی سے بولا تو مانیہ نے اسکے ماتھے سے ماتھا جوڑتے سانس کھینچی، وہ ایسے جب جب کرتی آج امانل اسے اس پر کیسے دور رہنے دیتا خود کو۔

"ا۔۔ امانل! ڈر لگ رہا ہے۔ میں شاید اداس ہوں اندر سے"

وہ اسکے چہرے کو دیکھتی تاسف سے منمنائی تو امانل نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اک تحفظ کا احساس دلایا، وہ مسکرائی۔

"میں تم سے زیادہ اداس ہوں پر تم میری خوشی ہو جو اس وقت میری دسترس میں آچکی ہو۔ میرا فرض ہے میں اپنی اور تمہاری اداسی کو مٹا کر تمہیں اس لمحے کا ہر سکھ دوں۔ تم مجھ پر بھروسہ کرو۔ یہ اداسی تمہیں تب تک چھو نہیں سکے گی جب تک میں تمہارے قریب ہوں گا"

وہ مانیہ کی محملی ملائم گردن چومتا رکھا پھر بولتے ہوئے وہ اسکے رخساروں اور ہونٹوں کی شان بڑھاتے مانیہ میں اک نشاط و بے خودی بھرنے کا موجب بنا

جس نے دونوں بازو امانل کی گردن میں پرو کر اسے راضی راضی نظروں سے دیکھا۔

"پہلے پر امس کر ویہ ساری سجاوٹ تہس نہس نہیں ہوگی۔"

مانیہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تو امانل نے اسکی گال سے گال رگڑتے اسکے کان کی طرف جھکتے کچھ کہا تو مانیہ کی آنکھیں پوری پھیل گئیں۔

"بہت بے شرم۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بات پوری کرتی اسکا ڈریس تقریباً آگے سے ڈھیلا ہوئے سر کا تو جملہ پورا کرنے کے بجائے اس نے اپنے ڈریس کو پیچھے ہوتے سنبھالا۔

"اچھا اب تم چھپو گی مجھ سے؟"

مانیہ ڈر کر دیوار کی طرف لگی تو امانل نے بلیڈ راتار کر نیچے پھینکتے اسکی طرف قدم بڑھائے۔

"ہ۔۔ہاں چھپوں گی کیونکہ ابھی تک تم سے کافی پردہ ہے میرا"

مانیہ نے پر اعتماد ہوتے سینے پر ہاتھ رکھے کیونکہ کمرپوری سے ڈریس کھلتا آگے کو جھول آیا تھا، اماںل جس طرح ہنسا، مانیہ کو اپنے پیروں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

"کتنا اچھا پردہ ہے، کہ مجھے تمہارے جسم کے ہر تہ اور سکار سمیت ہر انگ کی بھرپور واقفیت ہے۔"

مانیہ اسکے جملے کی بے باکیت پر ششدر رہ گئی۔

"ت۔ تم ایویں چھیڑ رہے ہو مجھے"

وہ واپس پر اعتماد ہوئی کہ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔

"اچھا، گنواؤں بدن کی تفصیل؟"

وہ نزدیک رکے دونوں ہاتھ دیوار پر مانیہ کی قید بنا گیا تو وہ روہانسی ہوئی۔

"تم چیڑ ہو۔ تم نے اس دن مجھے دیکھا تھا؟ چھچھورے ہسبند ہو تم"

مانیہ کی آنکھیں نمی سی سے بھرنے لگیں، آنسو نہیں وہ فطری شرم سی دھندلاہٹ بنی تھی۔

"جب میرے ساتھ ہسبند لگ گیا تو میں چھچھورا ہونے کا سرٹیفکیٹ پا گیا تھا ڈارلنگ۔۔ چلو اب مجھے تھوڑی تفصیلی ملاقات کرنے دو پھر مجھے چائے میں ان بڈھوں کو کمپنی دینے جانا ہے"

امائل نے اسکے ہاتھ ہٹانے چائے تو مانیہ نے روٹھ کر ہٹا بھی دیے پر امائل کے جانے کا سننے وہ افسردگی سے منہ پھیر گئی کہ امائل کو اسکا ڈریس خود ہی ٹھیک کرنا پڑا، اب وہ روٹھی ڈارلنگ کے ساتھ کوئی مستی کرنے سے رہا۔

"میرے جانے پر اداس ہو اے چہرہ یا میری مختصر تفصیلی ملاقات پر اتر گیا۔ کہو تو ملاقات، چائے سیشن کے بعد کنٹینیو ہو کر لمبی بھی ہو سکتی ہے، صبح تک۔۔۔"

وہ اس کی جانب جھکا اسکی گال سے گال مس کر تاملانیہ پر کافی وزن ڈالے ہوئے تھا جو ہنوز چہرہ موڑے تھی، چاہتی تھی وہ خود سمجھے۔

"چائے پیو جا کر تم، جو اللہ نے تمہیں یہ امرت کا ٹینکر دیا اسے انور کر دو۔ جاو جاو۔۔ ابھی جاو"

وہ اسے خود سے دور دھکیلتی اس سے پہلے اپنا ڈریس سنبھالے جاتی، اما نل نے جلدی سے اسے پیٹ کے گرد ہاتھ لپیٹتے روک کر خود سے لگاتے مانیہ کی بیک سائیڈ گردن اور ملائم سے کندھے چومے تو مانیہ نے نچلا لب دانت میں دبایا۔

"امرت کا ٹینکر! ہا ہا سیر یسلی مانیہ۔ مجھے تو ابھی قطرہ بھی نہیں میسر، کہاں ہے ٹینکر۔۔ پلیز ٹیل می؟"

وہ بہکی ٹون میں بولا تو مانیہ نے اسے جھٹکا پھر سامنے آئی۔

"تمہیں چائے کی پڑی ہے ناں۔ اب یہ قطرہ بھی نہیں ملے گا۔ میں سونے لگی ہوں۔"

وہ وارننگ دینے پر اتری تو امانل نے ایک ہی جھٹکے سے اسکے ڈریس کی آخری ہک بھی کھولی تو وہ ہیوی والیوم ویڈنگ ڈریس سرک کرمانیہ سے اترتا نیچے گرا جبکہ اب وہ وائیٹ ہی انر کرپ ٹاپ کے ساتھ وائیٹ ہی سوفٹ ٹانگوں سے چپکے ٹائیٹ سلک پاجامے میں آچکی تھی، ڈریس کا سارا وزن زمین بوس ہو چکا تھا۔

"سونے کا نام لیا تو جان لے لوں گا تمہاری"

امانل نے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بنا میٹرس پر دھکیلا تو مانیہ نے گرتے ہی اٹھ کر سنبھلنے کی کوشش کی مگر امانل اس پر اک ٹانگ میٹرس پر گھٹنے سے ٹپکے بینڈ ہوا اور مانیہ کو واپس میٹرس سے لگائے تنبیہی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"اگر تم چائے پینے گئے تو میں نیند کی اکھٹی دو گولیاں کھاؤں گی تاکہ صبح ہی آنکھ کھلے"

وہ ہنوز دھمکار ہی تھی جبکہ اماٹل نے گھٹنا پیچھے کیا اور اٹھ کر مانیہ کی ٹانگ گھسیٹ کر اپنی طرف کرتے اسکی سلور ہیلز اتاریں، مانیہ خفیف سا گھبرائی کہ وہ سخت موڈ میں آچکا تھا، دونوں ہیلز اتارتے اس نے مانیہ کی ٹانگ واپس میٹرس پر گرائی جبکہ خود اسکے سر پر کھڑا اپنی شرٹ کے دو بٹنز کھولتا اس سے پہلے جھکتا، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

"لیٹو میں تمہیں نیند کی مطلوبہ گولی ایک اور طرح دیتا ہوں۔ بڑا شوق ہو رہا ہے سونے کا۔"

وہ اسے سینے پر ہاتھ رکھ کر واپس گراتا اس پر جھکا تو مانیہ کی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں سے سِلپ ہوئی۔

"تمہارے پاس یہ پاور بھی ہے؟ پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

مانیہ کی مسکراہٹ زرا اثر انگیز ہوئی دوسرا وہ خود پر جھکے اماٹل سے گھبرا بھی نہ رہی تھی۔

"میرے پاس تمہیں دیکھانے کو بہت سی پاورز ہیں آج ڈارلنگ۔ تم اس فکر کو چھوڑ دو کہ پہلے کیوں نہ خبر ہوئی کیونکہ ان پاورز سے ملنے کے بعد تم یہی کہو گی کاش آج بھی تمہیں انکا علم نہ ہوتا"

وہ مانیہ کی گال چپاتا اسے چڑ کر دھمکا گیا جواب بھی بوکھلائی پر جلد پر اعتماد ہو گئی۔

"اچھا۔ چلو چائے کو مارو گولی۔ پہلے مجھے پاورز دیکھاواپنی۔"

مانیہ نے اسے سیدھا سیدھا اکسایا تو اماٹل نے کچھ دیر اس لڑکی کی باغی آنکھیں بے باکی سے دیکھیں پھر اسکی کالر بون سے نیچے نظر آتے سٹیچرز سکارز پر جھکتا اپنے ہونٹوں کو رکھتے مانیہ کو مچل جانے پر مجبور کر گیا۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتی آج میری تم پر کس کس حد تک رسائی ہے میری جان تو چیلنج مت کرو۔ میں تھوڑا نروس ہوں ابھی ورنہ پاورز دیکھانے میں مجھے کوئی شرم حیا نہیں آئے گی آج۔ میری نروسنسیس تمہیں بے باک ہوتا دیکھے بڑھے گی تو شرم مانے والی مانیہ بن جاو ورنہ میں نروس ہی رہوں گا"

امائل نے اس پر مکمل حاوی ہوتے جو سرگوشیانہ انداز میں کہا اس پر وہ کھل کر مسکرائی، کیونکہ امائل کے کان پھر سے سرخ تھے، وہ شرم مار رہا تھا، بلش کر رہا تھا جسے حضور نروسنسیس کا نام دے رہے تھے۔

"میں ہوں ناں امائل۔ تمہاری ہر گھبراہٹ اپنے اندر سمیٹ لوں گی۔ میں نے اس دن کا بہت انتظار کیا ہے۔ تمہیں پتا ہی نہیں ایک مرد جب عورت سے گھبرااتا ہے تو کتنا خوبصورت لگتا ہے۔ وہ عورت اسکی ذاتی ہو، ملکیت ہو تب تو اس گھبرانے کا صدقہ اتارنا واجب ہوتا ہے۔ سو تم اگر مجھ سے نروس ہو تو یہ تمہاری خوبصورتی ہے۔ رہی بات شرم کی تو بہت بے شرم کر چکے ہو تم مجھے۔ کیا کروں۔ آرٹیفیشل شرمالوں؟"

وہ مانیہ کی لاڈ بھری سرگوشیانہ آواز سنتے ہی زرا اوپر اٹھ کر اس پر جھکا جو
اماٹل کے پاس بے حد پر سکون تھی۔

"شرماو زرا"

وہ بہکاسا مسکرایا تو مانیہ نے آنکھیں پٹیٹائیں جس پر وہ ہنسا بھی اور مانیہ کے
بکھرے بالوں میں چہرہ بھی چھپا گیا۔

کچھ دیر جب وہ یونہی چہرہ چھپائے رہا تو مانیہ نے گھبراہٹ ترک کرتے
دھیرے سے اماٹل کے بالوں میں ہاتھ داخل کرتے انگلیوں کی پوروں سے
اسکو متوجہ کیا۔

"مجھے پتا ہے یہ نروسٹیس نہیں بلکہ ادا سی ہے، تم مجھ سے چھپ نہیں سکتے

میری جان۔ کوئی بات نہیں ہم اپنی ویڈنگ نائٹ پوسٹ پونڈ کر دیتے
ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ اب ہم ساتھ ہیں تو ہمارا ہر مومنٹ گولڈن ہے، خود

کو کسی قسم کا سٹریس مت دو۔ بس پر سکون ہو جاو۔ میں ہر لمحہ تمہارے ساتھ ہوں اما نل"

شاید ان دو کے بیچ فزیکل سے زیادہ یہ ایمو شنل ایچمنٹ تھی جو دونوں کا مرہم تھی، وہ اسے اپنی بازوؤں کے حصار میں بھرتا کروٹ بدل گیا تو مانیہ اسکے سینے سمٹی اس کے سینے پر ہی لپٹی تھی، پھر سر اٹھا کر پھر اس نے اما نل کو دیکھا جو دوسرے ہاتھ سے تکیہ کھینچ کر اپنے سر کے نیچے رکھے مانیہ کو بھرپور دیکھنے میں کامیاب ہوا، بلاشبہ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی، پر سب سے زیادہ خوبصورت تو مانیہ کا اسکی اداسی بھانپنا تھا۔

"تمہیں پتا ہے میں پہلے نامہ سے شادی کرنا چاہتا تھا، ڈیڈی نے ہمیشہ نامہ کو بہو بنانے کے خواب دیکھے۔ مجھے بھی پسند تھی کیونکہ وہ میری واحد دوست تھی، ہم بہن بھائیوں سا بھی رہے۔ دوستوں کی طرح بھی۔ مجھے لگتا تھا وہ اچھی بیوی نہ سہی ایک اچھی پارٹنر اور دوست ضرور بنے گی۔ اور ہاں یہ یکطرفہ تھا۔ اس نے کبھی مجھے ایسی نظر سے نہیں دیکھا۔ ان فیکٹ وہ تو مجھے

بھی سمجھاتی کہ میں ڈیڈی کی خواہش کو سیریس نہ لوں۔ تب نامہ ایک مختلف لڑکی تھی۔ جو اپنی زندگی سلطان والا کے مل جانے تک ہی سوچتی تھی۔ لیکن جب میں نامہ کے لیے زراسیریس ہوا، اسکی سپورٹ بننے کے حاضر اسے اچھے سے پرپوز کیا۔ اس نے انکار کیا اور اسی مینیٹل ڈسٹربنس میں تھا جب تم مجھے لفٹ میں ملی۔ وہ ہماری ملاقات عام نہیں تھی۔ میں بہت زیادہ پریشان ہو گیا کہ جب میں نامہ کو اپنے لیے سوچ رہا ہوں تو یہ جو اچانک میرے گلے لگ کر میرا دل لے اڑی یہ کیا ہے؟"

یہ سب کہتے وہ مانہ کے چہرے پر بس پھیلی مسکراہٹ ہی دیکھ رہا تھا، جبکہ مانہ کی مسکراہٹ آخر تک خوشی کا کوئی اعلیٰ درجہ بن گئی، وہ اسکی محبت تھا کیونکہ وہ مانہ کے نزدیک صادق تھا، مسیحا تھا، امانت دار تھا، محافظ تھا۔

"میں تب سے تم پر اٹکی تھی جب پہلی ملاقات میری تم سے وریام ہو سپٹل میں سرسری ہوئی۔ شاید ایک دو سال پہلے؟۔۔ میں ان دنوں اپنی اونجنبل ماما کے ساتھ تمیز سے پیش آنے کے بارے سنجیدہ تھی پر قسمت کو منظور نہ

تھا، کسی کی اک جھلک میرے سارے اچھے ارادے ریزہ کر گئی۔ پھر اسکے بعد نوح اور اپنا رشتہ میں نے صرف تلخیوں سے بھر کر خراب ہی کیا۔ وہ کہتے ہیں جب مقدر ایک ہو جائیں تو ہم دنیا کے باقی افراد کے لیے بڑے ظالم ہو جاتے ہیں۔ یہی کیا میں نے اور نوح فائنلی ڈائورس دینے پر مجبور ہو گیا پر اس نے میری تم سے محبت جاننے کے بعد یہ سٹپ لیا کہ میں اسکی حفاظت سے نکل کر در بدر تو نہیں ہو جاؤں گی۔ اس نے میری امائل نامی حفاظت دیکھی۔ ہاں وہ میرے لیے سب بنا لیکن میری محبت اور میرا نصیب تم تھے تو اسے وہ مقام میں زبردستی بھی نہ دے سکی۔

مانیہ نے دگنی محبت و سچائی سے اعترافات کیے جیسے دونوں کے دل مل سے گئے ہوں، کتنا سکون ملتا ہے جب محبوب آپکو یہ کہے کہ آپ اسکی پہلی محبت ہیں۔

"وہ بہت کمال انسان ہیں۔ میں نے نامہ کو اسکی جاب کے پہلے دن وارن کیا کہ بچ کر رہنا انکے سحر سے پر وہ لڑکی پہلے آئی ہی اسی سحر کے شکنجے میں۔"

اب کی بار امانل مسکرایا تو بہت خوبصورت لگا۔

"میں تو شک ہو گئی تھی جب سنا تھا اس نے ایک فی میل ڈرائیور رکھ لی۔۔ اومائی گارڈیج میں دہلا دینے والا جھٹکا تھا۔ ان فیکٹ میں سوچتی تھی یہ کل کو اپنی والی سے رو مینس بھی گن پوائنٹ پر کرے گا، اتنا تو سڑو تھا وہ"

مانیہ بھی شرارت سے ہنسی، جبکہ امانل بھی مانیہ کی امیجینیشن پر ہنس پڑا۔

"مرد ہر اس عورت کے لیے سڑو ہی ہونا چاہیے جو اسکی نہ ہو یا اسکی نہ ہو سکے۔"

امانل نے نوح کو ان ڈائریکٹ سراہا تو مانیہ مزید اس پر چڑھے جھکی۔

"کیا تم بھی اپنی کو لیکز کے ساتھ سڑو ہو؟"

وہ پر شوق ہوئی۔

"نہیں لیکن فری بھی نہیں ہوں۔ میرا مزاج زرا فرینڈلی ہے۔ ایون میں نامہ سے بھی ایک لمٹ میں فری ہوتا ہوں بھلے وہ ساتھ پلی بڑھی ہے۔"

اماٹل نے اپنی تعریف کی جو مانیہ کو بلش کروا گئی کیونکہ مانیہ کے ساتھ تو اس بندے کی بے تکلفی شروع ہی تباہی سے ہوتی تھی۔

"مجھ سے کیوں لمٹ فری باتیں کرتے ہو پھر؟"

مانیہ نے آنکھیں چنی کیں۔

"ابھی تو لمٹ فری حرکتیں بھی کروں گا۔"

اماٹل کی اداسی بھاگ رہی تھی تبھی تو وہ دانت دیکھا کہ مانیہ کو چڑا رہا تھا، جبکہ مانیہ نے اسے اسی لیے باتیں لگایا کہ وہ تھوڑا رنکلس ہو جائے۔

"ہم وہ بک سین نہیں کریں گے اوکے؟ مجھے بھی کچھ کاپی پیسٹ نہیں چاہیے۔ تم جو کرو خود کرو۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں میری موجودگی اور قربت تمہیں کس کس طرح بے بس اور بے قابو کرتی ہے امانل خرد قریشی"

مانیہ نے اسکے رخساروں پر باری باری کس کی، وہ آج بہت زیادہ ہنڈ سم لگ رہا تھا، مانیہ کا دل چاہا بس اسکی گالیں ہی چٹا چٹ چومتی جائے وہ اتنی می ٹائیٹ سکن تو مانیہ چبا بھی جاتی۔

"مجھے تو تمہارے آگے کچھ یاد ویسے بھی نہیں رہتا، ایکچولی ہسبنڈ وائف میں سب اتنے فلو سے ہوتا کہ ہمیں کسی رہنمائی یا کاپی پیسٹنگ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یو نہی تو اللہ نے ہمیں ایک دوسرے کا لباس نہیں بنایا۔ یہ سب فطری عمل ہیں۔ ایک من پسند عورت پہلو میں ہو تو مرد کا تو انگ انگ سرشار ہو جاتا ہے، اسکے لیے بیقرار ہو جاتا ہے مانیہ"

مانیہ نے مسکاتے ہوئے ان موصوف کا فلسفہ سنتے لجائی کیفیت میں اس کے
ہونٹوں کے پاس رکتے امانل کو دیکھا۔

"تمہارا بھی ہوا ہے سرشار و بے قرار؟ میں من پسند ہوں ناں؟"

وہ یہ پوچھتے سرخ رو ہو رہی تھی جبکہ خود امانل گہرا سانس بھر گیا کہ یہ لڑکی
ایسے سہی ٹائمنگ والے سوال لاتی کہاں سے ہے۔

"من پسند تو بہت چھوٹا اور حقیر لفظ ہے"

وہ بے خود انداز میں مانیہ کے رخسار سے گردن تک انگلی کی نادیدہ لکیر کھینچتے
دیکھ اسکی آنکھوں میں ہی رہا تھا۔

"پھر تو سرشاری و بیقراری اوٹ آف کنٹرول ہو رہی ہو گی تمہاری میری
میٹھی جان"

وہ لاڈ سے اسے اکسانے لگی یہ امائل اچھے سے سمجھ رہا تھا مانیہ کے بے قابو ارمان۔

"بہت زیادہ۔۔۔ نماز پڑھنی ہے ابھی اور چائے بھی پینی ہے ورنہ وہ بڈھے سمجھیں گے میں تمہیں اکیلا پاتے ہی بہک گیا۔ اس اتنے خوبصورت دن اللہ کو نہیں بھولنا۔ تم بھی پڑھ لو اور پھر بھی تھکن نہ اترے تو شاہور لے لو۔۔۔ اس کے بعد میں اپنی بے قابو اداس ذات تمہارے حوالے کرتا ہوں، سمیٹ لو گی صبح تک؟"

مانیہ نے اس کے بس آخری جملے کو سنایا پھر اللہ کی یاد والے حوالے کو اور دونوں پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"میں سمیٹ لوں گی وعدہ کرتی ہوں۔ مجھے نیند سی آرہی ہے تو میں نماز پڑھ کر لے لیتی ہوں شاہور۔ سونا نہیں چاہتی میں آج"

وہ اس کے پہلو سے اٹھی تو امائل نے اسکی ہتھیلی پکڑ کر چومی۔

"ہاٹ فریگڈنٹ شاور ٹب بنا کر دوں اپنی پھول سی ڈار لنگ کو"

وہ آنکھ ونگ کرتا مسکرایا تو مانیہ نے جلدی سے پیر زمین پر اتارے اور اٹھی۔

"میں آج خود بنالوں گی تم جا کر چائے پیو۔۔ ہنہ!۔ ایسا نہ ہو باتھ ٹب بناتے خود بھی ان خوشبودار موم بتیوں کی طرح پگھل جاو"

وہ اٹھ کر اپنا گراڈریس اٹھاتی بولی تو امائل بھی اٹھ بیٹھا۔

"تمہیں دیکھنے کے بعد پگھلنا پڑے گا لیکن تم ہوش میں رہی یہ اسی صورت پائسیبل ہے کیونکہ میں نے تمہیں دیکھ کر خود کو سنبھالنے کی ٹریننگ کر لی ہے پر تم مجھے دیکھ کر۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا، وہ پاس آتی ڈریس کو میٹرس پر رکھتی امائل کی تھائی پر بیٹھے اسکے منہ پر ہاتھ جما گئی۔

"تم کر لیا کرو جو کرنا ہے پر خدا را بول کر میری جان مت لیا کرو۔ جانتی ہوں تم بہت ہاٹ ہو۔ بے ہوش بھی کر سکتے ہو مجھے پر کہنا ضروری نہیں۔ کچھ باتیں بس آنکھوں سے کہہ دو کافی ہیں۔ تمہاری یہ آنکھیں مجھ سے زیادہ شارپ ہیں۔ سمجھے ہو؟"

وہ اسے تاکید کرتی کیوٹ لگی، اما نل نے مسکرا کر اسکی دونوں آنکھیں باری باری چومیں۔

"جو مزہ بولنے میں ہے وہ کرنے میں نہیں"

اس ڈھیٹ نے پھر دانت دیکھائے تو مانیہ کا دل چاہا اسکی بتیسی پھوڑ دے۔

"تم ویسے ایسی لک میں بھی کافی پسینگ لگ رہی ہو۔"

مانیہ نے اپنا جائزہ لیا تو وہ کراپ ٹاپ واقعی مانیہ کی پرفیکٹ باڈی شیپ پر اچھے سے چپکی تھی جبکہ وہ پاجامہ بھی بہت سمو تھ اور کمفی وائب دے رہا تھا جبکہ فٹنگ کافی زیادہ تھی۔

"ایسے مت کرو۔ بھوک لگ جائے گی مجھے"

وہ منہ پھلا گئی۔

"بتاؤ کیا کھانا ہے۔ میں لے آتا ہوں آتے ہوئے"

اماں نے پیار سے پوچھا تو مانیہ نے اسکی گال دانتوں میں دباتے چھوڑ کر دانت پیسے۔

"تمہاری بھوک بدھو"

وہ اسے چڑانے کو بولی جبکہ اماں نے مانیہ کا ہاتھ اپنی شرٹ کے کھلے گریبان پر رکھا۔

"شرٹ کھول کر اتارو میری اور کھا لو جہاں سے دل چاہے"

وہ اسے بھرپور اجازت دے رہا تھا۔

"ایسے نہیں، تھوڑی سیزنگ تو ایڈ کرو میرے اس میل میں"

وہ مسکائی، آنکھوں میں شرارت تیر رہی تھی۔

"اب کیا بکینی پہن کر آ جاؤں تاکہ تمہیں سیزنگ بھی فیل ہو؟"

امائل نے منہ بسورا تو مانیہ کا کمرے میں گونجتا قہقہہ واقعی امائل کی آنکھیں پیار سے بھر گیا۔

"اف تم بکینی پہن کر بہت گندے لگو گے"

وہ ہنستے ہوئے ہی بولی۔

"بکینی اتار کر زیادہ گندالگوں گا ڈارلنگ"

ایک بار پھر دانت دیکھا کر مانیہ کا دل اور ہنسنا سا تھر روکا، وہ زور سے مکا اسکے کندھے پر جڑ گئی۔

"بہت بے شرم ہو تم۔۔ جاو چائے ویٹ کر رہی ہو گی"

مانیہ جلدی سے اسکی گود سے نکلتے اٹھی اور اپنا ڈریس سنبھالے چنچنگ روم کی طرف ہی بڑھی جب وہ اٹھ کھڑا ہوتے پیچھے سے پکارا۔

"سنو! وہ شرٹ اتار کر پھینکوناں پھر مجھ پر"

مانیہ نے اسکی پکار پر رک جانے پر ملامت کی کیونکہ یہ آدمی کانوں سے دھواں نکالنے کے چکر میں تھا۔

"میرا مرنے کا اتنی جلدی ارادہ نہیں مسٹر ہسبنڈ"

وہ بھی دانت دیکھاتی اندر بند ہوئی اور اس سے پہلے اماٹل خود کو آئینے میں سرسری دیکھتا مسکرا کر دروازے کی طرف بڑھتا، مانیہ نے ڈور کھولے اپنی شرٹ لہرائی تو اماٹل گہری بے باک نظروں سے مانیہ کو دیکھنے لگا۔

"آؤ کیچ کرو۔۔"

جانتی تھی جب تک وہ اس تک آئے گا وہ آسانی سے دروازہ لاک کر لے گی
جبکہ وہ مینا اس لیے مسکرایا کہ اس کے پاس اس روم کی چابی موجود تھی
آج۔

"جب میں وہاں کھڑا تھا تب کیچ کرواتی ناں۔ اب میرا موڈ زرا شریف
ہے۔ بے شرمی والا اور زن بس تمہارے قریب تم سے جڑھ کر آن ہوتا
ہے"

مانیہ نے شرافت سے ہاتھ اندر کیا اور جلدی سے جیسے ڈور بند کر گئی، اماٹل کو
حلق کے پار قہقہہ گھوٹنا پڑا، لیکن جو بھی تھا جناب کی اداسی بالکل رنو چکر ہوتی
لگ رہی تھی۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

نوح اور نامہ کو ہو اسپتال کے لیے سی آف کرے صارم اندر نہ گیا بلکہ اپنی بلیک کا ووفی ملازم سے یہیں منگوالی، وہ کچھ گہرے خیالات میں ڈوبا تھا تبھی زراسونچ بچار کی ضرورت تھی۔

وہ کافی دیر سے لان میں کمفی ہڈی اور گرم ٹراؤزر میں ملبوس ٹہل رہا تھا، پیروں میں لوفرز بھی تھے تو ٹھنڈ لگنے کا سوال ہی پیدا نہ ہو رہا تھا پھر بھی ارد گرد فضا دھند کی لپیٹ میں تھی، صارم نے ہاتھ میں پکڑے کو ووفی مگ سے سیپ لیا اور ساتھ ہی کچھ حتمی سا سوچتے کال ملا دی۔

وہ کال اسی ہو اسپتال کے ریسپشن پر رکھے ٹیلیفون پر رنگ کی جہاں دیشا ایڈمٹ تھی، چونکہ ہو اسپتال میں 24 گھنٹے سروس تھی تو صارم کی کال پک کر لی گئی۔

"جی سر میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

ریسپشنسٹ نے ٹیلیفون ریسور اٹھاتے ہی شائستگی سے پوچھا تو صارم نے زرا بے چین ہوتے جھک کر کاوونی مگ میز پر رکھا اور دوسرے سیدھے ہاتھ میں فون لیتے دوسرا ہاتھ ہڈی کی پاکٹ میں دھنسا دیا۔

"مجھے آپکے ہو سہیٹل کی ہی ایک جو نیئر ڈاکٹر کا کانٹکٹ نمبر چاہیے تھا، کچھ ارجنٹ ہے۔"

صارم نے سنجیدگی سے بہانہ بنایا۔

"سوری سرا ایسے تو نمبر نہیں دیتے، کوئی ریفرنس ہے آپکے پاس؟"

وہ لڑکی پیشہ ورانہ انداز میں پوچھنے لگی تو صارم نے جلدی سے اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑائے۔

"دراصل وہ میری ماما کوئی مینٹل ٹریٹمنٹ کر رہی ہیں تو اسی سلسلے میں کچھ بات کرنی ہے"

صارم نے خود کو اتنی ذہانت پر شاباش دی کیونکہ وہ لڑکی اس سے اسکی ماں کے بارے انفارمیشن لیتے ہی ہامی بھر گئی، صارم کے چہرے پر خوشی لہرائی۔

"جی فاطمہ گل ہیں۔ وہ ڈاکٹر نہیں بس Counseling psychology کی بہت برائٹی سٹوڈنٹ ہیں تو اس ہو اسپتال کے اونر نے انکو یہ کیس ایز آ ٹرینگ دیا ہے۔ میں انکا نمبر دے دیتی ہوں پلیز نوٹ کر لیں"

صارم تو اچھا خاصا امپریس ہوا، جبکہ اس نے فاطمہ گل کا نام سیو کرتے ہی اس ریسپنسنٹ کو شکریہ کہا اور کال کاٹی، نمبر تو مل گیا تھا اب اس شیر کے بچے نے بس کال ملانے کی ہمت کرنی تھی۔

"کیا حرکتیں کر رہا ہوں۔ ابھی کل تک تو مجھے لڑکی کے چکر میں نہیں آنا تھا پر یہ ایسا ہے جیسے سب خود بخود ہو رہا ہو۔ آہ فاطمہ گل یہ کیا کر دیا آپ نے میرے ساتھ۔۔۔ چل صارم کال کر لے پر حوصلہ رکھ گالیاں بھی پڑ سکتی ہیں اتنی لیٹ کال کرنے پر"

صارم کے ہاتھ باقاعدہ وہ نمبر ڈائل کرتے کانپ رہے تھے پر اف یہ دل کی اچانک بدلتی حالت جو صارم کو جنجھوڑ رہی تھی بس اسی کے ہاتھوں کال لگا دی۔

اور دوسری طرف وہ اپنے فلیٹ میں اپنے بیڈ روم کے بیڈ پر لحاف میں مزے سے سوئی تھی جب اسکا ایمبولینس جیسی ٹون والا فون بجا تو فاطمہ یکدم اٹھ کر بیٹھی، نیند کی پکی تھی اور اکیلی رہنے کی وجہ سے کوئی جگانے والا نہ تھا تبھی اس نے یہ خطرناک اور بھیانک ٹون لگائی تھی کہ اسکی نشئی والی نیند ٹوٹ سکے۔

"اف! یہ کس کی کال ہے یار۔ ابھی تو سوئی تھی"

فاطمہ نے آنکھیں ملتے جمائی بمشکل روکتے مندی مندی آنکھوں سے وہ ان نون نمبر دیکھتے کال پک کی۔

"جی کہیے کون؟"

فاطمہ کی نیند میں ڈوبی مدہوش آواز سننے کی دیر تھی کہ صارم نے دل پر بے اختیار ہاتھ رکھے خود کو لان کی کرسی پر لڑھکا دیا، اف یہ آواز اسے اب پہروں بے چین رکھنے والی تھی۔

"م۔۔ میں صارم۔۔۔ وہی جس نے صبح آپکے ہاتھ پکڑ کر ایک ریکوسٹ منوائی تھی۔ یاد ہوں یا بھول گیا؟"

فاطمہ کی رہی سہی نیند بھی آنکھوں سے اڑی، وہ جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھی، چہرہ متغیر اور سانسوں کا ربط غیر ہموار سا ہوا۔

"ہمم یاد ہو۔ میرا نمبر کیسے ملا تمہیں اور اس وقت کال۔۔ تمہاری ماما تو ٹھیک ہیں۔؟"

وہ پریشانی سے بولی، جس سے صارم کو اتنا توازن اڑا ہوا گیا وہ اس طرح کال پر برہم نہیں ہوئی، ویسے بھی وہ صارم کو کافی کیوٹ لگی تھی۔

"سب ٹھیک ہے۔ میں نے ہو اسپتال سے لیا نمبر صرف یہ پوچھنے کے لیے کہ صبح میں ماما کو لینے کب تک آؤں۔۔؟ کیا آپ ماما کو ہو اسپتال سے نکال کر پارکنگ میں کھڑی میری گاڑی تک لاسکتی ہیں؟"

صارم نے زرا شوخی و خوشی اک طرف کیے ڈیسنٹ بننے کی کوشش میں فاطمہ کو اداس کر دیا کیونکہ وہ صارم کی کال پر کچھ اور ہی سوچ بیٹھی تھی جو سراسر سچ تھا۔

"میں پوری کوشش کروں گی۔ اور میسج کر دوں گی تمہیں"

فاطمہ کا لہجہ کچھ بجھا تھا جو صارم نے بھی محسوس کیا۔

"تھینکیو سو میچ۔۔ اور ہاں وہ ہاتھ پکڑنے اور جاتے جاتے آپ کے ساتھ جو

فرینک ہوا اسکے لیے سوری۔ یقیناً برا لگا ہو گا۔ گھر آکر سوچا تو مجھے بھی

لگا۔ اور اس وقت آپ کی نیند خراب کی اسکے لیے بھی سوری"

صارم نے زرا مسکراتے ہوئے مزید فاطمہ کو چڑانے کی کوشش کی اور کامیاب ٹھہرا کیونکہ اسکے گال پھول گئے تھے اتنے فارمل ہونے پر۔

وہ اتنی دیر سے صارم کا سوچنے کے سبب ہی سوئی تھی، کیونکہ جب سے وہ ہاتھ پکڑ کر گیتاب سے فاطمہ اسی کو سوچے جا رہی تھی۔

"اٹس اوکے صارم"

وہ بول تو رہی تھی پردل سے نہیں۔

"آپ سچ میں کیوٹ لگیں۔ یہ کہنے کے لیے سوری نہیں کر رہا۔ کیا آپ دوست بنیں گی میری۔ کافی سلجھا بچہ ہوں میں اب۔۔۔ یہ فلرٹ تو بالکل نہیں بس کبھی کبھار مجھے Counseling کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ تو آپ سے کانٹکٹ کر لیا کروں گا"

یہ آفر جتنی خوبصورت تھی اس سے بڑھ کر فاطمہ کی فکر میں لپٹی مسکراہٹ تھی۔

"یہ تو تمہاری ماما کو دی دھمکی سے ہی پتا چل گیا تھا مجھے کہ تمہیں Counseling کی ضرورت ہے۔ چلو بن گئی دوست۔ تم جو چاہو شئیر کر کے مشورہ لے لینا۔ مجھے خوشی ہو گی"

فاطمہ گل نے تو خود ہی صارم کے لیے راستے کھول دیے، دگنی خوشی صارم کو ہوئی کہ اسکی بہنوں کو فائنلی بنا مشقت بھا بھی ملنے والی ہے۔ ہاں جیسے صارم کمینگی سے مسکرایا اس سے یہی لگ رہا تھا۔

"تھینکیو فاطمہ، میں صبح آتا ہوں پھر۔ اب آپ سو جائیں"

صارم نے اسی شریر مسکراہٹ سمیت کہا اور اجازت طلب کی جبکہ فاطمہ کا ری ایکشن سچ میں ایسا تھا کہ اوئے لڑکے اب نیند کس کمبخت کو آئے گی۔

"ہاں سو جاؤں گی میں۔ گڈ نائٹ"

وہ جتا کر کال بند کر گئی تو صارم کتنی دیر پر اسرار مسکراتا گیا کہ ایسا خمار چڑھا، ٹھنڈی کافی جو زہر جیسی ہو جاتی ہے وہ بھی اسے امرت لگی، یہ سائن کچھ خیر والے نہ تھے۔

وہیں وریام ہو سپٹل پہنچ کر نامہ سیدھی ثریا بتول سے ہی ملی جو کچھ ہوش میں تھیں، نامہ نے انہیں اپنا اور نوح کا تعارف دیا جسے سمجھنے میں ان کو کافی وقت لگا پر جب سمجھ گئیں تو بہت خوبصورت مسکرائیں۔

"تم دونوں نے بہت اچھا کیا اسے میرا آج نہ بتا کے۔ میں خود بھی نہیں چاہتی تھی اسکی خوشی متاثر ہو۔ تھینکیو نوح"

نوح دونر سیز کو بریف کرتا مسکرایا جب ثریا نے نامہ کا ہاتھ پکڑے اسے کہتے کہتے نوح کی طرف چہرہ گمایا۔

"بس آپ نے ٹھیک ہونا ہے مسیز شمیریز بس اسی صورت اب اسکی خوشی قائم رہے گی۔ اما نل نے ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ اس نے مجھے اس

وقت ایمو شنل سپورٹ دی جب میں کافی چیزوں میں بری طرح الجھا تھا۔ اب میری باری ہے۔ میں آپکے ٹرٹمنٹ میں کوئی کمی ہونے نہیں دوں گا۔"

وہ نرم گو سا مسیحا، ثریا کو آدھا تو ٹھیک کر ہی چکا تھا ورنہ جس درد و تکلیف میں وہ مبتلا تھیں انکا آنکھیں کھولنا بھی ناممکن تھا۔

"شمریز نے مجھے ڈانورس پیپر ز پارسل کر دیے، کل تک مل جائیں گے۔ تم مجھے ثریا آنٹی کہہ سکتے ہو"

ثریا کی نیم جان سی سرگوشی پر نوح اور نامہ دونوں افسردہ ہوئے۔

"کیسی محبت ہے یہ؟ اس مشکل وقت میں وہ آپکو چھوڑ رہے ہیں؟ آپ محبت کرتی ہیں ان سے تو کیسے خود سے دور ہونے کی اجازت دی؟"

نوح انکی طرف آیا، ہاں تھوڑا تلخ سا بھی ہوا، جبکہ ثریا افسردہ سا مسکرائیں اس پر بھی انھیں درد ہوا۔

"جب لوگ یا مقدر فیصلہ کر لیں نہ چھڑنا ہے تو دنیا کی کوئی قوت روک نہیں سکتی۔ اگر میں زندہ بچ گئی تو بس اماں کے لیے ہوگی میری یہ نئی زندگی ورنہ اسی شہر میں دفن ہونا سکون ہو گا جہاں میرے پیر نٹس کی قبر ہے اور جہاں میرے بیٹے اور بھائی کے لیے آکر دعائے خیر کرنا ممکن و آسان ہو گا۔ وہ ٹھیک بولا نوح، عورت کی زندگی میں صرف ایک مرد ہوتا ہے جسکے بچے کی وہ ماں بنتی ہے۔ اسکے علاوہ یہ محبت عشق سب پیچھے چھوٹ جاتا ہے۔ تم دو لکی ہو کہ ایک دوسرے کی وہ خاص والی محبت ہو۔ میں دعا کروں گی تمہاری اور اماں مانہ کی جوڑی کے لیے۔ اب میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں"

یہ بہت گہری دلسوز باتیں تھیں جو اس عورت نے کہیں جبکہ نامہ نے انکے ہاتھ پر ہاتھ دباتے مسکرا کر انکو آنکھیں بند کرنے تک دیکھا پھر نوح کے باہر جاتے وہ بھی پیچھے ہی باہر چلی آئی۔

"کتنی دکھی کہانی ہے ثریا آنٹی کی۔ ہم تو ہمیشہ یہی سمجھتے رہے نوح کہ وہ اماں اور خردانگل کو خوشی خوشی چھوڑ کر گئی ہیں تو بڑے مزے میں اپنی محبت کے

ساتھ جی رہی ہوں گی۔ پردیکھیں یہ تو خردانگل سے زیادہ اذیت سے گزری ہیں۔ مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔"

وہ نوح کے ساتھ ہی چلتے بولی تو نوح نے اسکی بات سے بھرپور اتفاق کیا، خاص کر ثریا آنٹی سے یہ سب سننے کے بعد ذہن و دل تک خزن میں تھا۔

"یہی زندگی ہے نامہ۔ ہر فرد اپنی کسی نہ کسی جنگ کو لڑ رہا ہے۔ کچھ سفاکی و بے وفائی کے زخم کھائے ہوئے ہیں کچھ خود غرضی کے ڈسے۔ تم مت فکر کیا کرو۔ سب ٹھیک ہو گا۔ اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہے۔ مجھے ثریا آنٹی کی حسرت سن کر جانتی ہو کیا فیل ہوا؟"

وہ یکدم ہی نامہ پر اپنی فکریں نثار کر تا پلٹا تو وہ بھی تجسس بھرا مسکرائی کہ اس خوبصورت مسیحا نے آخرا ب کیا فیل کر لیا۔

"یہی کہ انکو شمیریز خاقان سے کبھی محبت نہیں ہوئی، وہ تو خرد قریشی پر ہی ختم ہو گئی تھیں۔ وہ جو ان باپ بیٹے کو چھوڑ کر گئی تھی وہ اک خود غرض

عورت ہو سکتی ہے پر یہ جو سالوں بعد لوٹ کر آئی ہے یہ وہی کھوئی ہوئی ماں اور محبوبہ ہے۔ جس کا سب خرد قریشی ہیں۔ تمہیں محسوس ہوا؟"

وہ اتنی محبت سے یہ تجزیہ کرنا نامہ سے اپنے خیالات شئیر کر رہا تھا کہ وہ خود مسکرا دی، وہ حسین مسکراہٹ تھی۔

"محسوس کرنے کے لیے تو ہم انسانوں کے محسوسات کم پڑ جائیں اتنا کچھ ہو رہا ہے ہمارے چار سو۔ لیکن ایک بات ہے، آپ جتنا گہرا آبرو کرتے ہیں وہ قابل تحسین ہے میری جان"

نامہ نے اس کے ہاتھ کو پکڑے جیسے ہتھیلی چومتے جان پر بات ختم کی، نوح کا دل گداز ہوا، جذبات بھڑکے۔

"کام کے بیچ نوجوان جانو، ورنہ میرا فوکس خراب ہو جائے گا بیوی"

وہ نامہ کا اول اول دنوں کا روایتی جملہ دہرائے ناصر ف خود ہنسا بلکہ وہ بھوری آنکھوں والی حسینہ بھی ہنسی، وہ ہنستے ہوئے باکمال لگے۔

"میری کاپی کی؟"

وہ منہ پھلائے ہی مسکائی۔

"نہیں۔ تمہیں وارن کیا ہے کہ مت کرو میں ہو سپٹل کاروم ہولڈر ڈاکٹر ہوں تو کچھ بھی کر سکتا ہوں آپ کے ساتھ۔ ویسے سوچو اماتل اور مانہ کیا کر رہے ہوں گے؟"

نوح نے شرارت سے آخری سرگوشی کی تو نامہ کا چہرہ سرخ ہوا، وہ نوح کو ایسا کہاں سمجھتی تھی۔

"اف نوح! انھیں تو بخش دیں۔ خبردار اپنی امیجینیشن کو اس معاملے میں ایکٹیو کیا۔"

وہ سرخ رو چہرے سمیت منت کر گئی تو نوح نے اسے خود سے لگاتے مسکرا کر نامہ کا سرچوما تو وہ مدہوش سا مسکائی۔

"ہاں پر دل میرا بد تمیز ہو گیا ہے کیا کروں روح۔۔۔ چلو آؤ تمہیں کافی دن بعد فوڈ میس کا کچھ سپیشل اور نیا کھلاؤں۔ بھوک مجھے بھی لگ رہی ہے۔ تم تو ملنے نہیں والی مجھ بھوکے شیر کو۔ کچھ ٹھوس ہی لیتا ہوں۔ میری جان ٹھیک ہے ناں؟ کوئی درد تو نہیں"

اپنا ابھی کا پلین بنائے وہ اختتام تک جیسے محبت سے پوچھ رہا تھا نامہ کتنے لمحے انسیت سے نوح کو تکتی چلی گئی پھر شوخ مسکرا کر سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو آپکے ہوتے مجھے کچھ نہیں ہو گا نوح اور تب جا کر نوح ادا دوغان کی دنیا معمول پر آئی جو نامہ سے حال احوال پوچھتے بے ساختہ رکی لگتی تھی۔ وہ ساتھ ہی چلتے باکمال است لگے۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

اماٹل نے ڈیڈی اور فیروز انکل کے ساتھ چائے انجوائے کی اور دونوں ہی واری گئے کہ گرم بستر اور نرم بیوی چھوڑے وہ آگیا تھا، ہاں اس آدھے گھنٹے کے بیچ وہ انکی شریر نظروں کے زیر اثر رہا یہ بڑی اکورڈ سچویشن تھی، اور پھر بڑی چالاکی سے نکلا وہ بھی کچن کا بہانہ بنائے۔

چائے کے کیس کچن کا ونٹر پر رکھے اور زرافرتج سے کچھ چھ سات فروٹس نکال کر انھیں ایک پلیٹر میں ترتیب سے کٹ کیا اور پائن اپل کے ایک سلاٹس پر فورک گاڑے وہ اپنے روم کی طرف آیا تو مانیہ کمرے میں نہ تھی اور واش روم بند تھا۔

اماٹل نے کمرے کا ڈور بند کیا اور وہ کمر فل فروٹس پلیٹ ٹیبل پر رکھے ڈریسنگ میز کے قریب آیا اور آئینے میں اپنی کمر لکس دیکھتے ہی اس نے اپنی شرٹس کے بٹنز کھولتے خود سے الگ کی اور جا کر وارڈب سے بلیک ٹراؤز نکال کر وہیں پیٹ سے بدلا اور باہر نکلتے وہ واپس ڈریسنگ میز پر آیا تو اپنے آپ کو اک نظر چراتی نگاہ میں سموتے شاید مانیہ کو امیجن کیا تبھی کان پھر لال

ہوئے جبکہ ٹراؤزر اکنارے تک اٹکار کھاتھا کہ fitting brief بھی
 تھوڑی تھوڑی دیکھائی دے رہی تھی، اوپر سے وہ بہت زیادہ ہیوی مسلز کا
 مالک نہ ہو پر اک پر کشش اور ڈسٹی فائن باڈی سٹکچر ہی اماٹل کو کافی ہاٹ بنا
 رہا تھا پھر محترم کھانے پینے کے شوقین ہونے کے باوجود کافی فٹ تھے، کہیں
 بھی کوئی ایکسٹرفیٹ نہ تھا۔

"تم تو یہیں گئی مانیہ، اگلی کہانی تو بعد میں آئے گی"

اماٹل نے ڈراکھولتے چابی نکالی جبکہ مانیہ کے لیے فروٹ پلیٹر کے ساتھ اسکا
 اپنی صورت ہاٹ سیزنگ میل بھی تیار کیا اور واش روم ڈور کی طرف بڑھا۔
 مانیہ نے عشاء پڑھی پھر اس نے ایک سلک کی شارٹ لینتھ بلیک نائٹی پہنی اور
 اپنے لیے ہاٹ باتھ ٹب ریڈی کیا کیونکہ اماٹل کے بڑے سے خوبصورت
 واش روم میں ہر چیز موجود تھی اور اسے سخت کریونگ ہو رہی تھی کہ وہ کچھ
 دیر گرم پانی میں بیٹھ کر انگ انگ تک پر سکون فیل کرے۔

وہاں کچھ باتھ ٹب کئیر جیلز اور پراڈاکٹس تھے جو باڈی پر اپلائے کرنے کے بعد شاور لینے سے سکن ایک دم گلوٹنگ اور فریش ہو جاتی پھر خوشبو اگلتی موم بتیاں، گھلنے والے رنگ برنگے مونسچرائزر جھاگ دیتے سوپ جو گرم پانی کو مختلف چمکیلا رنگ اور خوشبو کے ساتھ جھاگ بھی دے گئے پھر کچھ پریزرو پھولوں کی کلیاں پورے باتھ ٹب میں پھیلائے وہ مسکرائی اور اس سے پہلے اپنا وہ نائی ڈریس بھی اتارتی جو دوسٹر پیس سے اس کے وجود پر اٹکا تھا، ڈور پر دستک ہونے پر وہ جلدی سے اپنی شارٹ ڈریس پر ویسا ہی سلک گاؤن پہنے گلا کھنکھا گئی۔

"ڈور لاک ہے میری جان! صبر کرو میں گرم پانی میں نہانے کے مزے کر کے باہر ہی آتی ہوں"

مانیہ نے پر اعتماد ہوتے چہک کر کہا تو باہر کھڑا وہ آفت مسکرایا، اس مسکراہٹ میں سراسر شرارت و شرمخفی تھا۔

"میرے بنا خبردار اگر تم نے مزے کام بھی لیا، آ رہا ہوں اندر، ہوش
سنجھال لو کیونکہ تمہارا مصالحے دار میل و دسم فریش فروٹس بھی لایا ہوں"

مانیہ کے چہرے کی رنگت اڑی، اپنے کھلے باریک ڈریس گاؤن کو کس کر
باندھے وہ اب اپنی جتنی حفاظت کر لیتی بیکار تھا، وہ گہرا سانس کھینچتی
محسوس ہوئی جس پر امانل ڈور اوپن کیے اندر جھانکا تو گرم پانی نے پورے
واش روم میں بھاپ سی کرے کافی ہیٹ کر رکھی تھی جبکہ مانیہ تو اسے دیکھ
کر منہ کھولے سکتے میں چلی تھی جو صرف ایک ٹروازر پہنے شرٹ لیس سا
دروازے میں کھڑا ہاتھ میں پکڑے کئی طرح کے فروٹس کے پلیٹ میں سے
ایک اسٹابری اٹھا کر اسے فورک سے منہ میں ڈالتا سا تھ تیکھی روح
جھجھوڑتی نظروں سے مانیہ کو سر تا پیر نہار رہا تھا جیسے دو دو لباس کی پرتوں
کے باوجود وہ اسے اندر تک سکین کر چکا ہو، مانیہ کا چہرہ پیلا ہوا۔

"کیا ہے یہ، تم نے پھر چیٹنگ کی؟"

وہ گھبرائی پر بھرپور گھوری۔

"تمہارا سیزنگ سے بھرپور میل بن کر آیا ہوں۔ اندھی ہو کیا ڈرانگ؟ زرا شرم و حیا کی پٹی آنکھوں سے اتار وناں۔۔۔۔"

امائل نے اپنے جلوے زرا بھرپور دیکھتے اندر داخل ہوتے پلیٹ وہیں سنک شلف پر رکھی تو مانیہ اس کے سحر و جادو سے بچنے کو میکانیکی طور پر دو قدم پیچھے ہوئی۔

"تم نے کہا تھا میں شاور لے لوں ہم پھر۔۔۔۔"

مانیہ نے اسکو آنکھیں چرا کر دیکھتے بات ادھوری چھوڑی کیونکہ وہ یہی سے بھاپ اگلتے ہاتھ ٹب کو للچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی کو دپڑے گا۔

"پلین بدل گیا۔ تم نے اتنی ہائٹس پھیلائی ہے کہ اب اس ریلیکسیشن کی مجھے ضرورت ہے۔ چلو نکلو شاہاش میں لوں گا اس ہاتھ ٹب میں مزے وہ بھی

پہلی بار۔ دیکھوں تو تم لڑکیاں مچھلی بن کر اتنی دیر پانی میں بیٹھ کر کونسی
راحت پاتی ہو"

امائل نے مزے سے اس محترمہ کو اسکی مرمریں کلائی سے پکڑ کر ساند کیا
اور اس سے پہلے اپنے ٹراوز کی سٹریپ کھولتا، مانیہ کو سمجھ نہ آیا کیا
کرے، جلدی سے گھبراہٹ میں دیکھے اسے ٹب میں دھکیل گئی، امائل
ٹراوز سمیت ٹب میں جا گر اپر سنبھل گیا، کہیں ٹب کا کنارہ لگنے سے بچت ہو
گئی، مانیہ نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے کیونکہ بچاری سے مسکرایا ہی نہ گیا، اتنی
محنت خود کے لیے کی تھی اب وہ ریچھ اندر بیٹھا بھگے بالوں اور چہرے سے
خشمگیں کالی کالی آنکھیں لیے تاڑ رہا تھا اور تب مانیہ نے ہاتھ پیچھے کیے جب
وہ ہاتھ بڑھا کر اسے بھی بلارہا تھا۔

"ارے! ابھی ٹراوز پہنا تھا۔ گیلا کر دیا ناں۔ اسے اتار کر جانا تھا میں نے
اندر۔۔۔ خیر میری شرمیلی بیوی پلیز جوائن می کیونکہ اس دھکے نے ہوش
اڑا دیے۔ مجھے ہوش دوز راتا کہ سانس لے سکوں"

امائل نے مانیہ کے وجود کی سرد لہریں اچھے سے بھانپیں تب بھی اس لڑکی کے وجود سے جان نکالنے سے باز نہ آیا، جو گھبرا کر مزید اک قدم دور سرکی۔

"نو۔۔ میں نہیں آرہی۔ تم یہ ہاٹ باتھ لو پھر مجھے الگ سے بنا کر دینا۔ میں تب تک وہاں بیٹھ کر وہ فروٹس انجوائے کروں گی۔ مجھے کوئی ہوش نہیں دینا تمہیں"

مانیہ نے بوکھلاہٹ میں جلدی سے پلٹ کر پلیٹ اٹھائی جبکہ اب امائل کو مجبوراً بتانا پڑا کہ چیٹنگ ہوتی کیا ہے۔

"اچھا یہاں میرے پاس آ کر بیٹھو اور کھاؤ۔ نہیں کر رہا کچھ۔"

امائل نے بڑے پیار سے دوبارہ ہاتھ بڑھایا پر مانیہ کو ڈر لگ رہا تھا کہ یہ آدمی کچھ تو کرے گا اوپر سے وہ بھرپور ایسے بھیگ کر بہکا بھی رہا تھا، اسکی لکس بھیگ کر اور کلر لگ رہی تھیں، مانیہ دیکھ کر ہی پگھل رہی تھی۔

"پراسس کرو پہلے"

وہ ڈرتے ڈرتے پاس آئی بولی تو امانل نے اسکا ہاتھ پکڑتے دوسرے سے پلیٹ لے کر وہیں سائیڈ بنی ریک پر رکھی اور مانیہ کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا وہ اسے ٹب کے اندر اپنے اوپر کھینچ گیا، اتنا مزے دار گرم پانی تھا کہ ڈبکی لگنے کے باوجود وہ ٹھیک تھی پر باہر نکلتے بال سمیٹتے ہی اس نے امانل کے بالوں کو مٹھیوں میں بھرا، اس ڈرامے باز چیٹر آدمی کے بال کھینچ بھی رہی تھی اور وہ اسے خود کے ساتھ بھیگو کر کراہتا ہنس رہا تھا۔

"تم سچ میں چیٹر ہو۔"

وہ روہانسی ہوئی پر امانل نے اسکے ہاتھ آہستگی سے اپنے بالوں سے الگ کیے اور اپنی بھیگی گردن کے گرد لپیٹے، اپنی گیلی گال مانیہ کی جھاگ لگی گال سے جوڑے رگڑی پھر دھیرے سے اسکی سانسوں پر قبضہ جمایا تو مانیہ نے خود کو اس سے چھڑوانے کی ہر کوشش وہیں ترک کر دی۔

وہ اسے اپنے حق میں جلد کر گیا کیونکہ اب مانیہ بھی وہی چاہتی تھی جو امانل چاہ رہا تھا۔

وہ اسکے چہرے کے ہر نقش کو معتبر کر تا مانیہ کو اپنے بس میں کر چکا تھا، مانیہ کا پورا ڈریس اس سے چپک چکا تھا، بھرپور رعنائیوں سمیت وہ امانل کی مضبوط گرفت و دسترس میں آگئی تھی۔

"آئی لو ویو۔۔۔ پر تم چیٹر ہو امانل۔ ایسے کون سا ہسبنڈ اپنے قریب لاتا ہے پہلے سے کنفوز وائف کو،"

زرا جو امانل نے اسے بولنے کی اجازت دی وہ روہانسی ہوتی شکوہ کر گئی، امانل نے اسکے بالوں کو پکڑ کر پیچھے کیا، ہر طرف جھاگ ہی جھاگ تھی، بھاپ بھی اڑ رہی تھی اور وہ دو بھرپور بھیگ چکے تھے، پانی سے بھی اور محبت کی پوچھار سے بھی۔

"آئی لوویو ٹومانیہ۔۔۔ تم ہو ہی ایسی آفت قسم کی پیاری کہ میں چیٹنگ کرنے پر بھی راضی ہوں۔ اور ایسا کرنا امانل کی وش لسٹ میں تھا، اب باتیں اس سیشن کے بعد میری جان! ہاٹ شاؤر کو ایکسٹرا ہاٹ کرتے ہیں۔ کیا خیال ہے میری ڈارلنگ؟"

وہ اسے پیار سے گھیر چکا تھا جبکہ مانیہ اسکے سینے لگی کچھ نہ بولی بس چہرہ اسکی گردن میں چھپالیا، امانل نے اسکی چپ کو خود سپردگی ہی لیا کیونکہ جتنے قریب اب وہ آگئے تھے، ذات کی اداسی اور جسم کی تھکن مکمل دور ہونا ضروری تھا، ہاں وہ جانتی تھی امانل کی قربت کتنی جان لیوا ہے پر وہ اس شخص کی ہر شدت و بے باکی سہنے کو تیار تھی، وہ تیار تھی کہ اسے کس کس طرح اہم ہونے کا احساس دلایا جائے۔

ہاں یہ بہت سے لمحے کچھ بھگے، کچھ بے باک، کچھ جان لیوا، کچھ سخت، کچھ نازک رہے پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی کسی اداسی کو قائم نہ چھوڑا تھا۔

امائل نے اسکو اپنی بازوؤں میں بھرتے روم میں لایا تو وہ بھگے بالوں سمیت اسکے سینے سے لپٹی تھی جس پر وہ ہنسا کہ ابھی بھی مانیہ کی شرم برقرار تھی۔

امائل نے اسے ڈریسنگ میز کے سامنے کھڑا کرتے اسکی گال چومی اور مانیہ کے بال خود ڈرائے کیے، اس بیچ وہ چہرے پر دونوں ہاتھ رکھے اس سے شرماتی رہی، جبکہ امائل اسکے بال ڈرائیر سے خشک کرنے کے بیچ یہ سوچ کر مسکراتا رہا کہ کمرے کی سجاوٹ اب بھی ویسی ہوش ربا تھی، مانیہ کچھ بول نہیں رہی تھی، شاید امائل کے اس روپ سے مل کر محترمہ کی سٹی گم اور آواز جاچکی تھی۔

"کوئی ہمیں معاف کرے گا کیا؟"

بالوں کو خشک کرتے امائل نے انھیں میسی بن میں مقید کرے اسکو حصارنا چاہا پر وہ جلدی سے امائل کی طرف رخ کرتی اسکے سینے سے لپٹ گئی، چہرہ امائل کی گردن میں چھپا لیا۔

"اچھا ابھی سو جاتے ہیں۔ جاگ کر دوبارہ سوچنا معاف کرنے کے بارے۔ ویسے نہ بھی کرو تو چلے گا۔ اب تو یہ گستاخیاں آئے دن کا معمول ہوں گی۔"

وہ یوں بالکل ہی شرمیلی بن جاتی امانل کو پھر سے اکسار ہی تھی پر ابھی تین بج رہے تھے اور کل کے ایونٹ کو اٹینڈ کرنا باقی تھا تو تھوڑی نیند ضروری تھی، امانل نے سوچا تو مانہ کو ساری رات جگانے کا تھا پر محترمہ زرا جلدی ہی شکنجے سے نکل گئیں اور امانل بھی کافی سیلپی ہو رہا تھا، جنتی سکون ملا تھا، نیند آنی تو طے تھی۔

وہ مانہ کو ویسے ہی اٹھاتا مین لائیٹ آف کرے خود بھی میٹرس پر آیا اور اسے بھی اپنے پہلو میں لیٹاتے فولڈ لحاف کھولتے اندر گھسا تو وہ پھر سے سرک کر اسکے سینے میں چھپی، امانل نے سائیڈ لیپ بھی بجھایا اور مانہ کو دونوں بازوؤں میں بھر لیا، روم میں وہی ستاروں والی ریلیکسیشن لائیٹ آن تھی۔

"تم نے بک آتھر کی مٹی رول دی، اس نے اخیر لکھا تھا اور تم نے ریکارڈ بریک کیے۔ میں سو رہی ہوں"

ابھی وہ آنکھیں بند ہی کر پایا جب مانیہ نے اسکی گردن میں گھستے کان میں سرگوشی کی، اماٹل نے اسکا چہرہ زبردستی پکڑے اپنے سامنے کیا تو وہ روہانسی ہوئی۔

"سو جاو میری وائن بوتل! ورنہ مجھ پر پھر سے نشہ چڑھنے کا خطرہ ہے۔ ایسا نہ ہو یہ جو بچی کچی رات رحم کھانے پر آمادہ ہوا ہوں، اس ارادے کو تمہاری یہ کالی آنکھیں برباد کر دیں۔ اگر کل کافنکشن سلامت رہ کر اٹینڈ کرنا ہے تو تمہیں ضرور سونا چاہیے۔ میرا کیا ہے، میں تو اب تا عمر تمہارا سیزنگ میل ہی رہنے والا ہوں۔۔۔"

مانیہ کے چہرے کی سرخیاں مزید دہک گئیں، ابھی تو اس سے اماٹل کو دیکھانہ جارہا تھا تو پھر سے چھپ گئی، سینے لگی بھی آرام و لطف ہی دے رہی تھی۔

"میرا فیورٹ سیزنگ میل"

وہ اسکے سینے سے پیٹ تک ہتھیلی سہلاتی بولی تو امانل نے اسکا ہاتھ روک کر اپنی کمفی شرٹ کے اندر کرتے چھپایا۔

"سو جاو میری جان! اپنے ہاتھوں کو سمجھاؤ تمہاری جان پر بنادیں گے یہ پھر"

وہ اسکا سر چومتا دھمکی بھی ایسے دے رہا تھا جیسے پیار کر رہا ہو، مانہ کی آنکھیں خوا مخواہ ہی مدہوش ہو کر بند ہوئے جارہی تھیں جبکہ امانل نے بھی مزید بازو جکڑ سے لیے کیونکہ نیند اسے بھی گھیر چکی تھی۔

جبکہ ڈنر میں نوح نے نامہ کو ایک سپیشل سوپ ٹرائے کروایا تھا جو کچھ نیو ریسپی اور فلیورز کے ساتھ کافی می تھا۔ جبکہ اسکے بعد نوح تو بڑی ہونے والا تھا پر اس نے نامہ کو ضرور ریسٹ کرنے کی تاکید کی، وہ نوح کے روم میں ساتھ آئی۔

"میں سوچ رہی ہوں بابا کی طرف چلی جاؤں۔ صبح مانہ اور امانل اٹھیں گے تو تھوڑا پروٹوکول بنتا ہے۔ کچھ بیک کروں گی دونوں کے لیے۔۔۔ کیک؟"

نوح نے روم کا انورٹر آن کیا تاکہ یہ جو ہڈیاں جماتی ٹھنڈ ہے یہ ختم ہو، دونوں کفی گرم ڈریس میں تھے پر پھر بھی ٹھنڈ انتہا کی ہو رہی تھی۔

"تم میرے آس پاس رہنے والی تھی ناں؟ اب مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو۔۔۔؟"

نوح میٹرس پر بیٹھا اور نامہ کا ہاتھ پکڑے اسے قریب کھینچا اور اسکے پیٹ کے برن ٹریسز کی ڈریسنگ کرنے کے لیے اسکی کیوٹ پفر کر اپ جیکٹ اتارتے اسکی ورم ٹائیٹ شرٹ پیٹ سے اوپر کی تو نامہ نے دونوں ہاتھ سہارے کے لیے نوح کے بالوں میں پھنسائے۔

"نہیں چھوڑنا نہیں کہیں گے اسے۔ مانہ اور امانل بہت اہم ہیں میرے لیے۔ اب بابا اور خردا نکل کیا مارنگ ویکم ٹیبل اریج کرتے رہیں گے؟ میں

میڈ کے ساتھ مل کر کچھ اچھائی کلر فل بریک فاسٹ بنوادوں گی۔ آپ بھی وہیں آجانا۔"

نامہ نے جلدی سے بہن بنتے ذمہ داری نبھانے کا سوچا تو نوح نے سراٹھایا جس سبب نامہ نے پکڑ کر واپس نیچے اسکا چہرہ اپنے زخم پر توجہ دینے کو کیا۔

"ہنہ!"

وہ اسکا بینڈیج بدلتا ساتھ خفا بھی ہوا، زیادہ ڈیپ زخم نہیں تھے پیٹ کے بلکہ اب تو کافی بھرے لگ رہے تھے، بس انکے نشان کبھی نہ جاتے یہ نوح کو تکلیف تھی، نامہ نے محسوس کر لیا وہ اداس ہو کر اسکے بیلی بٹن کے بالکل دائیں پاس بنے ان دو تین ٹریسز کی ڈریسنگ کر رہا ہے۔

"ایک ہفتے تک درد چلا جائے گا بالکل، پھر تمہیں پین کلر کی لائیٹ ڈوز بھی نہیں لیننی ہے کیونکہ وہ بے بی کے لیے ٹھیک نہیں۔"

نوح نے بینڈ تاج لگاتے اسکے پیٹ اور کمر تک لپیٹ کر پیٹی باندھتے اسکے سٹمک پر پیار دیتے نامہ کو سر اٹھائے دیکھا پھر اسکی شرٹ نیچے کرنے لگا جب وہ خود ہی آہستگی سے اسکی تھائی پر آ بیٹھی، نوح نے بازوؤں سے اسے بروقت سنبھالا۔

"میرا baby bump کب نظر آئے گا نوح؟"

نوح اسکے سوال پر نامہ کو دیکھتے ادا اس سے یکدم شوخ مسکرایا۔

"مے بی تین چار ماہ تک، کیوں؟"

وہ متحسّس ہوا۔

"میں Baby Bump کے لیے بہت ایکسائٹڈ ہوں۔ تب بھی کس کریں

گے بے بی کو؟"

نامہ کی مسکراتی لجاتی سرگوشی پر نوح نے اسکی ٹھوڑی چومتے اسے شوخ نظروں سے دیکھا۔

"تب تو فیل ہو گا وہ۔۔۔ ابھی تمہاری خوشبو ہے بس۔ بعد میں اسکی بھی ایڈ ہوگی۔"

نوح نے اسکے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے مسرور ہوتے بتایا تو وہ نوح کے چہرے سے چہرہ جوڑ گئی۔

"آپ لیٹر کب پڑھیں گے میرا نوح؟"

نامہ نے ویسے ہی چہرہ مس کرتے پوچھا۔

"بس یہ شادی کا ہنگامہ سمٹ جائے تو پہلا کام یہی کروں گا۔ کیا ہے اس لیٹر

میں۔ آئی تھنک تمہارے سب اظہار اور سیکرٹس تو میں جان چکا ہوں اب

تک؟"

نامہ اسکے سوال پر زرد اور ہوئی اور نفی میں گردن گمائی۔

"ہاف جانا ہے۔ آپ کیا ہیں میرے لیے یہ آپ بھی کبھی نہیں سمجھیں گے۔ تو لیٹر پڑھنا ضروری ہے۔ اور اگر آپ نے وہ سب پڑھنے کے بعد کہا کہ آپ کو پہلے سے اندازہ یا پتا تھا تو ناراض ہو جاؤں گی"

وہ سب کہتے آخر تک ناراضگی کی دھمکی بھی لگا گئی، ہاں یہ لڑکی ناراض ہو کر مزید قہر ڈھاتی تھی۔

"اچھا چلو یہ بتاؤ جب تم مجھ سے روٹھ جاؤ، میں ایسا کیا کروں کہ تم فوراً مان جاؤ نامہ؟"

نامہ نے اسکے سوال پر خطرناک بہکی سائل دی کیونکہ وہ کچھ جواب بھی ایسا ہی دینے والی تھی۔

"Your Hot Surgeon look melts me otherwise
ready your body for my nails battle field"

نامہ نے گھبرا کر کہہ تو دیا پر نوح نے اسے ایک ہی لمحے میں میٹرس پر گراتے اس پر بینڈ ہوتے پر تپش نظروں سے دیکھا تو وہ جلدی سے اس کے سینے پر ہاتھ جما گئی۔

"مجھے دوسرا آپشن زیادہ پسند آیا۔ میں وہ لیٹر پڑھ کر اب یہی کہوں گا مجھے سب پتا تھا۔ پھر تم یہ والی سزا دو گی مجھے؟ پر امس می؟"

نوح کی بیقراری تکتے نامہ کے گال گلابی ہوئے جبکہ ہونٹ مسکراتے چلے گئے، وہ اپنی باڈی پر سکریچرز کے لیے اتنا بے تاب ہو گا نامہ کو اندازہ نہ تھا۔

"مجھے ٹھیک ہونے دیں، میں بنا کسی شرط کے آپ کو یہ سزا دے دوں گی۔"

وہ منہ بسور گیا، اٹھنے لگا جب نامہ نے اسکو گردن سے دبوچے واپس خود پر

جھکایا۔

"تم ٹھیک ہو۔ بس مجھے دور رکھنے پر بضد ہو۔ اب کیا فائدہ خود کو بچانے کا

نامہ۔ اب تو جو ہونا تھا ہو گیا۔"

نوح نے شوخ نظروں سے نامہ کے چہرے کا محاصرہ کرتے بتایا تو وہ چہرہ ہی دائیں پھیر گئی۔

"ابھی ریسٹ کرو میری جان! فجر کے بعد چلی جانا اور زیادہ خود کو تھکانے کی ضرورت نہیں۔ اچھا سنو!"

نوح نے محترمہ کی شرم دیکھتے جھکنے کے بجائے ساتھ ہی لیٹتے مخاطب کیا تو وہ جلدی سے گردن نوح کی طرف پھیر گئی جو اسے بازو دے رہا تھا، نامہ نے جلدی سے سر رکھتے کروٹ نوح کی طرف بدلی۔

"میں سوچ رہا ہوں خردانگل کو امانٹل سے پہلے ملو ادوں انکی ایکس ثریا سے؟ کیا خیال ہے؟"

نوح کے دماغ میں خیال تو زبردست آیا تھا پر نامہ تھوڑی افسردہ ہوئی۔

"خردانکل انکو شاید اب پسند نہیں کرتے، زیادہ تو نہیں جانتی پر بابا بتاتے ہیں وہ ثریا کو کب کا بھول گئے۔ لیکن یہ بھی پتا ہے کہ ان کا بھولنا بالکل ویسا ہی ہو گا جیسے میرے بابا، ماما کو بھولے"

نامہ نے جواب دیتے اختتام تک اداسی آنکھوں میں بھر لی۔

"اچھا یہ بتاوا گر کبھی فیروز سلطان کو دیشا واپس مل جائیں تو وہ قبول کریں گے؟؟"

یہ سوال بالکل غیر متوقع تھا، نامہ نے آنکھوں میں بھر آتی تکلیف سمیت نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے نہیں لگتا۔"

نامہ کی آواز ڈوبی۔

"پر مجھے لگتا ہے۔ سب اپنی اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئے نامہ۔ جہانگیر
 عالدین نے اپنے بالکل خسارے میں جاتے دیوالیہ بزنس کو واپس کھڑا کر لیا
 اب مجھے نہیں لگتا انکی زندگی میں دیشا کی واپسی کی گنجائش ہے، میرے بابا بھی
 اب اپنی کی غلطیوں کی تلافیوں میں ہیں۔ انھیں دیشا سے کبھی محبت تھی ہی
 نہیں تو انکی لائف میں دیشا کی واپسی کوئی معنی نہیں رکھتی پر تمہارے بابا آج
 تک وہیں کھڑے ہیں۔ اک لا حاصل انتظار میں بندھے، عارضہ دل بھی بس
 انہی کو لگا۔ تو کیا کبھی جب دیشا اپنی سزا پوری کرے یا اپنے کیے پر شرمندہ ہو
 کر لوٹی تو اسکا سب سے زیادہ حق دار وہی ٹھہرا شخص نہیں ہو گا کیا؟"

یہ سب بہت دردناک تھا، ہاں نوح کی آواز تک بھاری پڑی تو نامہ کیسے اپنی
 آنکھوں کو سرخ ہونے سے روک سکتی تھی، یہ سچ تھا دیشا نے بھلے جو کچھ کیا
 ہو، وہ اب تک بس فیروز سلطان کے دل میں کچھ بچی باقی تھی ورنہ جہانگیر
 اور میکائیل نے تو اسے نکالا ہی ہر راستہ بند کر کے تھا۔

"وہ سدھرنے والی انسان کہاں ہیں نوح۔ ویسے بھی آپ والے کیس کی وجہ سے وہ لمبا جیل جائیں گی۔ ہو سکتا ہے عمر بھر کی قید"

وہ چہرہ سامنے کر گئی، بولتے ہوئے آواز لڑکھڑائی۔

"جس دن مجھے یقین ہو گیا کہ دیشا کریزی سدھر گئی، میں خود سارے کیس واپس لے کر اسکی ضمانت کراؤں گا۔ اور یہ میں صرف فیروز سلطان کے لیے کروں گا، وہ میرے محسن ہیں، اللہ کے بعد وہ دوسرے ہیں جنہوں نے مجھے میری یہ روح دی۔ تم سلطان ولا کی ملکیت تو انھیں دے دو گی پر سوچو اسے آباد کرنے کے لیے تمہیں اپنے بابا کی دلہن چاہیے ہو گی کیونکہ تم تو اب میری ہو جو انکا پارٹنر تھی۔ ابھی بھی وہ ہنڈ سم ہیں کوئی بھی مل جائے گی پر کیا خوب ہے اگر کھوئی ہوئی ہی مل جائے؟"

نامہ جھنجھلاہٹ کا شکار پھر نوح کو دیکھنے لگی، سمجھ نہ آیا نوح کیا کہہ رہا ہے۔

"پہلی بات ہے وہ بابا سے پیار ہی نہیں کرتیں تو وہ کیوں میرے بابا کے ساتھ آباد ہوں گی۔ دوسرا آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔ وہ مجرم ہیں انکو سزا کاٹنی ہوگی۔"

وہ حتمی فیصلہ کر رہی تھی، نوح کے دماغ میں جو چل رہا تھا وہ جناب نے اب خود تک ہی رکھنے کا سوچا کیونکہ نامہ تو خفا خفا لگ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے ہائپر مت ہو۔ میں تو بس رشتے کروانے والا بندہ فیل ہو رہا ہوں اس وقت خود کو۔ بہت فنی ہے ناں یہ؟"

وہ اسکی گال چومتا اسکا موڈ پل میں سنوار بھی گیا پر وہ ہنوز روہانسی ہوئے جا رہی تھی۔

"آپ کچھ مت کریں مزید نوح۔ بابا پھر سے ماما کی دی تکلیفیں نہیں سہہ سکتے۔ وہ اب ویسا مضبوط دل نہیں رکھتے، میں پھر سے دیشا صاحبہ کو اپنے بابا کے جذبات سے کھیلنے کا موقع نہیں دینا چاہتی۔"

وہ ابھی بھی بہت پریشان تھی کہ نوح یہ سب کیا سوچ رہا ہے۔

"ہر بار زلٹ ایک سا ہو ضروری نہیں روح، وقت سب سے بڑا مرہم ہے۔ اور جو قدر وقت کرواتا ہے وہ تاقیامت رہتی ہے۔ کچھ انسانوں کے دل اور ان دلوں کے پچھتاوے اتنے پیور اور سچے ہو جاتے ہیں میری جان کہ اللہ ان کے لیے کسی بھی اک چھوٹی ادا پر انعام چن لیتا ہے۔ اور اب اگر بفرض دیشا کسی کے ساتھ جڑتی ہے تو وہ محبت نہیں ڈھونڈے گی، اپنی ضد اہم نہیں رکھے گی بلکہ اس انسان کی قدر کرے گی جس نے اسے اچھوت سا ہوتے بھی اپنایا۔ تب اسے سمجھ آئے گی کہ عورت کی محبت کے قابل بس وہی مرد ہے جو اسکو سنبھالنا جانتا ہو۔ اسے دنیا بھر کی دھتکاری عورت کے باوجود چاہنا جانتا ہو۔ کیا تم اب میری بات سمجھی ہو؟"

وہ نامہ کی تکلیف سمجھتے اس بار پھول سے نرم لہجے میں اپنی بات مکمل کرتے ہی منتظر تھا وہ بھاری سانسوں اور سرخ آنکھوں والی کچھ کہے۔

"ا۔۔ لیکن اس سب کے لیے ماما مینٹلی سٹیبل ہو کر اپنی غلطیوں کا اعتراف و احساس کرنا ضروری ہے ناں نوح۔۔۔ وہ اگر اب بھی پہلے جیسی ہونیں پھر تو رسک ہے"

وہ اس بار روئی سی آواز میں بولی۔

"جہاں تک مجھے لگتا ہے تو وہ سدھر چکی ہے۔ جو اسکے ساتھ آر مین پاشا نے کیا وہ اچھی بھلی عورت کو ہلاک کرنے سا عمل تھا۔ اللہ تو بے نیاز ہے، وہ کچھ گناہوں اور زیادتیوں کا بدلہ دنیا میں دے دیتا ہے پر وہ توبہ کی جزا بھی کبھی کبھی اسی دنیا میں عطا کر دیتا ہے۔ جب تک دیشا کے حوالے سے میں پر یقین نہیں ہوتا نہ خود کیس واپس لوں گا نہ بابا کو لینے دوں گا۔ یہ سب تمہیں بتائے بنا میں سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اگر تمہیں میں نے پریشان کیا ہے تو مجھے معاف کر دو روح"

یہ ساری ڈسکشن ہی دردناک تھی جسکا دونوں کو احساس تھا، وہ نوح کے گلے لگتی اپنا جواب دے چکی تھی، نوح نے اسے خود میں بھینچ لیتے آسودہ سانس کھینچا۔

"نوح! میں بہت پیار کرتی ہوں آپ سے۔ آپکی ہر خوبصورت سوچ اور عمل سے بھی۔ آپ کو جو بہتر لگے وہ کریں۔ بس خود کو کسی مشکل میں نہ ڈالے گا۔ اوکے ناں۔۔ میں آپکو زرا سادہ آتا برداشت نہیں کر سکتی"

وہ گلے لگی ہی اسے نم دیدہ آواز میں تاکید کر رہی تھی اور وہ نامہ کے وجود کی آسودگی میں گم اقرار کرتا دم سائبند آنکھوں ہی مسکرا دیا۔

"جو دوسروں کے درد دور کرنے کے معتبر منسب پر ہوں، انکے درد دور کرنا

اللہ اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے تو تم میری فکر مت کرو نامہ۔ میری جان تم

ہو۔ مجھے اپنے درد نہیں، بس اب تمہارے محسوس ہوتے ہیں۔ میرا بس چلتا

تو میں تمہارا بچپن واپس لے آتا، اسے تمہاری چاہت سا سنوارتا، میں اس

گھوڑی کو واپس لے آتا جو تمہاری مددگار تھی، میں وہ دن لوٹاتا تمہیں جب تم نے دیواروں سے باتیں کیں اور ان دنوں میں تمہیں میسر ہوتا کہ مجھ سے سب کہو نامہ۔ افسوس ہے میں تم سے اتنی دیر سے کیوں ملا۔ اپنی روح کے حصے کی کھوج ہی کبھی نہیں کی۔ مجھے لگتا تھا ماں چلی جائے پھر بیٹوں کی زندگی میں کچھ سپیشل نہیں رہتا۔ لیکن میں غلط تھا۔ ماں چلی جائیں تو وہ زیادہ سپیشل سا بیٹوں کی زندگی میں بھیج دیتی ہیں۔ وہ زندہ ہوں یا مردہ، انکی دعائیں اپنی پاور کبھی نہیں لوڑ کرتیں۔ تم ثبوت ہو میری ماما کی مانگی دعاؤں کی پاور کا۔ تم اس لیے زیادہ پیاری ہو کہ تم نے میری زندگی سے عنایہ دوغان کی کمی مٹائی۔"

نامہ کے آنسوؤں کو بے لگام کرے وہ خود بھی ماما کو شدت سے مس کرتا محسوس ہوا، ہاں وہ اتنے پیار و انس پر ہمیشہ جذباتی ہوتی پر آج نوح نے حد کی تھی۔

"ب۔۔ س کریں نوح۔ میرا دل آگے ہی آپ سے بھرا ہوا ہے۔ میں مزید آپ کی محبت کیسے سمیٹوں جو مجھے پھر سے ہو گئی آپ سے؟"

وہ زرا بھگی آنکھوں سمیت ہی دور ہوئی، نوح بے اختیار مسکرایا کہ یہ لڑکی زیادہ محبت ہونے پر کیسے بچوں سارور ہی ہے۔

"Then Speak less, Kissing More Rooh"

نوح کے جواب میں اک شوخی و بے باکی تھی جس پر نامہ نے اپنی آنکھ رگڑی جبکہ دوسری رگڑنے لگی جب نوح نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹاتے اسکی آنکھ چومی۔

"چلو سو جاو۔ معاف کی اپنی خطرناک کسنگ۔ تم چلی جانا فجر کے بعد فارم

ہاوس۔ میں جوائن نہیں کر سکوں گاناشتے پر شاید۔ لیکن ریسپشن پر پہنچ

جاو گا۔ اور زرا ہسک، ایگل اور پی فاول کو بھی منہ لگا لینا بچارے مس

کرتے ہوں گے کہیں آہ ہی نہ لگا دیں مجھے انکی حسینہ پر پورا قبضہ جما کر بیٹھا ہوں"

نامہ نے شکر کا سانس لیا ورنہ نوح کا کنسنگ سیشن اکثر نامہ پر بھاری ہی پڑتا تھا، جبکہ وہ مسکرائی اس لیے کہ اس بندے کو ہر کسی کا خیال ہے پھر وہ انسان ہوں یا نامہ کے جانور۔

"جو آرڈر آپکا نوح۔ کچھ دیر آپ بھی سو جائیں ناں میرے پاس۔ کل بھی نہیں سوئے"

نامہ نے اسکو بازو میں حصار تے کہا تو نوح نے اسکا سر چومے سر ہلایا۔
 "چلو فجر تک سولیتا ہوں۔ بس اس لیے کہ تمہیں میرے ساتھ سکون کی نیند آئے ورنہ بہت بزی ہوں۔ چلو گڈ نائٹ۔"

نامہ نے آنکھیں سکون سے بند کرتے نوح کے سینے کی طرف کھسکتے اسکی مہک میں سانس لیتے خود سمیت نوح کو بھی بے حد آرام دیتے سونے کی

کوشش شروع کی جو فوراً کامیاب ہوئی پر نوح، نامہ کے سونے کے بعد بھی کسی گہرے خیال میں ڈوبا نظر آیا۔

.._____..

اک نئی صبح از میر کی خوبصورت سرزمین پر اتری ساتھ ساتھ پانچ بجے ہی وہ آفت ہو سپٹل پہنچ چکا تھا کیونکہ ریسپشنسٹ سے اس نے جب پوچھا کہ فاطمہ آگئی تو اس نے مثبت اشارہ دیا کیونکہ آج دیشا کا سیشن تھا جسکی وجہ سے وہ ساڑھے چار بجے ہی ہو سپٹل پہنچی تھی، کسی وجہ سے اسکا یونی سے آف بھی تھا تو وہ جلدی آگئی اور صارم تو ساری رات سو ہی نہ سکا تھا۔

جب وہ ہو سپٹل پہنچا تو ہو سپٹل کے فوڈ میس میں اسے فاطمہ، بریک فاسٹ کرتی نظر آئی کیونکہ پورا کیفے ٹیریا خالی تھا بس وہی بیٹھی اپنا اوٹس سیریل انجوائے کر رہی تھی۔

"گڈ مارننگ فاطمہ گل!"

سر پر کھڑے صارم کی آواز پر وہ گھبرا کر سر اٹھا کر دیکھنے لگی، نیند ہلکی ہلکی
 فیل ہونے کے سبب اس نے سپون واپس باول میں رکھے اپنی آنکھیں ملیں
 کیونکہ اسے لگا وہ خیال ہے، مگر وہ فل پیک ٹھنڈ سے بچاؤ کے لیے ہیوی
 جیکٹ جمائے سر پر ٹوپی پہنے بھالو بنا واقعی سامنے کھڑا تھا۔

"ت۔ تم۔۔ تم اتنی جلدی آگئے۔ ابھی تو فجر بھی نہیں ہوئی۔۔ میں نے کہا
 تھاناں تمہیں انفارم کروں گی"

فاطمہ نے کانپتی ہوئی آواز میں صارم کی کلاس لی کیونکہ اسکا آنا اب سچ میں
 فاطمہ کو خطرہ ہی لگا اوپر سے وہ بے تکلفی سے سامنے بیٹھ کر مسکرا بھی رہا
 تھا، گھبرائی سی فاطمہ گل کو دیکھنا اچھا لگ رہا تھا۔

"ایکجولی مجھے جم سے آکر تھوڑی بھوک فیل ہو رہی تھی پر کچھ کھانے پینے کا
 کل سے دل نہیں چاہ رہا پھر نے ہو سپٹل کال کر کے آپکا پوچھا تو خبر ملی آپ آ

چکی ہیں بس آگیا آپ کے ساتھ ناشتہ کرنے۔ ٹائم تو میں نے واقعی نہیں دیکھا پر لگ رہا ہے کال کیے آپکو صدیاں تو بیت چکی ہوں گی"

اس بار وہ جس پر استحقاق لہجے میں فاطمہ پر صاف صاف نیند اور بھوک پیاس کی چوری کا الزام لگا رہا تھا وہ ناچاہتے ہوئے بھی چہرہ پھیرے ہلکا سا مسکرائی جبکہ صارم کی نظریں اسی پر جمی تھیں جو ویٹر کو آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

"بتاؤ کیا کھاو گے؟"

فاطمہ نے ذرا ہچکچاتے پوچھا تو صارم نے دونوں ہاتھ میز پر رکھتے ذرا اسکی طرف جھکنے کی ناکام کوشش کی کیونکہ بیچ میں راؤنڈ ٹیبل تھا۔

"میں اس وقت صرف انرجی ڈرنک پیتا ہوں۔ یہاں ملے گا"

وہ فاطمہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا جبکہ اس نے نفی میں گردن ہلاتے ایک بنانا آلمنڈ شیک آرڈر کرے ویٹر کو چلتا کیا۔

"تمہیں اس عمر میں انرجی ڈرنک کی ضرورت نہیں۔ سیلتھی فروٹ شیک لیا کرو۔"

وہ اپنا ناشتہ واپس شروع کر چکی تھی، صارم تو پہلے سی زیادہ دلچسپی سے فاطمہ کا جائزہ لے رہا تھا کہ اسکی آنکھیں بچاری کو مضطرب کر رہی تھیں۔

"ہے ناں ضرورت، اگر میری شادی جلدی ہو گئی تو بیوی کے نخرے پورے کرنے کی ہمت ہوگی مجھ میں۔ میں بڑا دور اندیش لڑکا ہوں"

وہ مزے سے دوسری سپون اٹھائے فاطمہ کے نمٹس اوٹس جو ہنی سے فلیورڈ تھا، اسکی ایک سپون اسی کے باول سے لگائے ٹیسٹ کرتے بولا تو اسکی بات و حرکت دونوں پر فاطمہ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

"بچے، تم ابھی بچے ہو"

وہ گھوری۔

"آپ کونسا بوڑھی ہیں، آپ بھی بچی ہیں ڈاکٹر صاحبہ"

وہ شرارت سے جتا گیا تو فاطمہ نے پھر سے نظریں جھکا لیں۔

"آپ اکیلی رہتی ہیں؟"

صارم نے اسکی جھکی آنکھیں دیکھتے ہی پوچھا تو فاطمہ نے جلدی سے سر ہلایا۔

"فیملی میں کون کون ہے؟ دیکھیں میں بے تکلف نہیں ہو رہا بس دوست ہیں

ناں تو جان پہچان کر رہا۔ پھر میں بھی بتاؤں گا"

وہ فاطمہ گل کو بے چین کرنے کا موجب بنا تبھی معذرت بھی فوری کی، وہ

افسردہ سا ہوئی۔

"ممی بابا اور چھوٹا بھائی آذر بائیجان کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں آئے

سیویر زلزلے میں چھت گرنے سے وفات پا گئے۔ تب میں بہت چھوٹی تھی

تو اسی ہو اسپتال کے اونر جو میرے بابا کے بیسٹ فرینڈ تھے، مجھے از میر لے

آئے اور میری کفالت کی۔ تو میں بچپن سے اکیلی ہی رہی ہوں۔ کیونکہ انکل رضا کے بھی بچے نہیں، نہ انہوں نے شادی کی۔ تو وہ میری کتنی ہی بوریئت دور کر پاتے۔ وہ ہمیشہ اپنے کام میں بڑی رہے اور میں اپنی سٹڈیز میں گم ہوں۔ دراصل بابا جب مجھے چھوڑ کر گئے میرے نام انکی طرف سے گھر کی انشورنس کا کافی پیسہ تھا جو انکل رضا کی بھی ہیلپ کرتا رہا لیکن یونو کنویں بھی ہوں خزانے کے تو خالی ہو جاتے ہیں۔ بس تبھی میں نے ایف ایس سی کرتے ہی چھوٹی موٹی جابز شروع کر دیں اور یہاں بھی میں چھوٹی سی کاؤنسلنگ سائیکسٹرسٹ کی جاب کر رہی ہوں۔"

وہ مسکرا کر اتنی دردناک کہانی سنا گئی کہ کتنے لمحے صادم کچھ بول نہ سکا، ہاں اپنے سے زیادہ اسے اس لڑکی کا دل بھاری لگا۔

"آئی ایم ریلی سوری میں نے آپ کو تکلیف دی یہ سب یاد دلا کر"

وہ سچ میں پریشان ہو کر معذرت کراٹھا۔

"اٹس اوکے۔ وہ سب بھولنے والا ہے ہی نہیں کہ مجھے یاد آ کر غمگین کرے۔ مجھ جیسے اور بھی بہت بچے تھے جنہوں نے اپنے گھر اور فیملی کو کھو دیا تھا۔ میں تو در بدر ہونے سے بچ گئی اللہ کا شکر ہے۔ تم بتاؤ۔ تمہاری فیملی میں کون کون ہے"

فاطمہ نے مسکرا کر اپنے سارے درد چھپاتے اب صارم کا انٹرویو شروع کیا، اسکا ہیوی شیک بھی آچکا تھا جسے لیتے صارم نے ویٹر کو تھینکس کہتے واپس فاطمہ گل پر نظریں جمائیں۔

"میرے پاس پہلے تو کوئی نہیں تھا، اب سب ہیں۔ ڈیڈ، بھائی۔ دو بہت ہی سوئیٹ بہنیں۔ اور اب شاید ماما بھی۔"

وہ شیک کا سیپ لیتا آخری جملے سے فاطمہ کو زرا اداس کر گیا کیونکہ اسے صارم کی دھمکی یاد آگئی۔

"ممی نے کچھ برا کیا ہے تمہارے یا تمہاری فیملی کے ساتھ؟ مجھے پتا ہے ان پر
 مڈرائٹمنٹ کے دو کیس ہیں بس اس لیے پوچھا۔ اگر تم نہ بتانا چاہو۔۔۔۔"

فاطمہ کی بات وہ مسکرا کر کاٹ گیا۔

"میرے بھائی اور ڈیڈ کو مارنے کی کوشش کی۔ یہ بہت پیچیدہ سٹوری ہے
 فاطمہ۔ چھوڑیں۔ ابھی میرا سیڈ ہونے کا زاموڈ نہیں۔ یہ بتائیں اکیلے کیسے
 بیچ کرتی ہیں؟ کون آپ کا خیال رکھتا ہے؟ کیا میڈو غیرہ ہیں۔ یا سب خود کرتی
 ہیں؟"

وہ اس کے بارے اتنی دلچسپی لیتا خود فاطمہ گل کے دل میں گھر کر تاجا رہا
 تھا، وہ پھر مسکرائی۔

"ہاں چار سال سے سب خود کر رہی ہوں۔ اٹھارہ تک میں انکل رضا کے
 ساتھ رہی اب اپنا ذاتی فلیٹ ہے۔ باقی اپنے کام کر لیتی ہوں، اچھا لگتا

ہے۔ تم بتاؤ کیا پڑھ رہے ہو۔ کیا ہو بیز ہیں دھمکیاں لگانے اور ریکوسٹ منوانے کے علاوہ"

وہ آخری بات سے صارم کو بلش کروا گئی اور یہ شر مندہ ہونے والا بلش تھا۔
 "میں انجینئرنگ کا سٹوڈنٹ ہوں اور ایک چھوٹا موٹا سنگر بھی۔ کچھ سناؤں آپکو؟"

وہ چہک کر بولا تو فاطمہ نے گھبرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"ہرگز نہیں۔ یہ وقت اللہ کو یاد کرنے کا ہے۔ گانے گنگنانے کا نہیں۔ میں جا رہی ہوں اندر۔ تمہیں انفارم کرتی ہوں جیسے ہی مس دیشا کو نکالنے میں کامیاب ہو گئی۔ اور پلیز تب تک کے لیے گھر چلے جاؤ۔ یہاں مت بیٹھے رہنا۔"

وہ اپنا ناشتہ ختم کر چکی تھی تبھی اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ خوبصورت مسکراتا فاطمہ کی ڈانٹ بھی قبول کر گیا۔

"ایک سیپ نہیں لیں گی تاکہ آپ کو پتا چلے کس قدر ظلم کیا آپ نے یہ گندا شیک میرے لیے آرڈر کر کے؟"

وہ اپنا گلاس و دسٹر افاطمہ کی طرف سرکاتے بولا تو فاطمہ نجل سامسکائی۔

"سوری یہاں کے شیکس بہت پھیکے اور بد مزہ ہیں۔ میں بھول گئی۔ تم اسے سکپ کر کے کسی اچھی جگہ سے جا کر پی لو۔ بل میری طرف سے"

وہ جلدی سے اپنے ظلم کی تلافی کر گئی تو صارم نے ہاتھ تک پھیلا دیا پر وہ مسکرا کر فاطمہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"دیں بل"

اس سے پہلے وہ سچ میں اپنے ہاتھ میں پکڑے منی سے بیگ سے چند لیرا نکالتی، صارم اٹھ کھڑا ہوا۔

"فاطمہ گل۔ بل پیسوں میں نہیں چاہیے۔ آپکا ہاتھ پکڑ لوں؟"

فاطمہ تو تھم ہی گئی، ابھی فون اور پرس چھوٹ کر گر جاتا وہ ایسی بدحواس کرتی شے تھا۔

"م۔۔۔ میرا ہاتھ؟"

وہ ہونق بنی اور کیوٹ لگی۔

"جی۔۔۔ بس یہی بل ہو گا۔ جو آپ پر اس گندے شیک کو پلانے پر ڈیو ہو چکا ہے"

صارم کی نظریں صاف صاف محبت و امنگ سے لبریز تھیں اور وہ خوبخود اسکی طرف لپکی اور لجائی سی سنجیدگی سمیت اس نے اپنا ہاتھ صارم کے ہاتھ میں تھمایا، جسے صارم نے اپنے ہاتھ میں زور سے دباتے ہونٹوں کے پاس لائے چوما تو فاطمہ کا چہرہ سفید پڑا، جلدی سے ہاتھ کھینچتی وہ پلٹی اور بنا صارم کو دیکھے تیزی تیزی سے وہاں سے نکل گئی جبکہ صارم واپس بیٹھے گہرا مسکرا کر وہ شیک پھر سے پینے لگا کیونکہ وہ اتنا بھی برا نہیں تھا پراف فاطمہ کے پیروں

سے نکلتی جان کا وہ منظر اضافی مٹھاس صارم کے اندر باہر بھر گیا کہ اب پھیکا
شیک بھی قبول ہو گیا تھا۔

.._____..

وہ اسکو اپنے سینے پر سر رکھ کر سویا محسوس کیے لگ بھگ چھ تک جا گا جب
آخری فجر کی اذانیں دور پار سنائی دیتی خاموش ہو چکی تھیں، وہ بکھرے ہلکے
ہلکے نم بالوں سمیت اسکے سینے پر کمفی سے ٹراوزر شرٹ میں لپیٹی سوئی
تھی، خود امانل نے بھی گرم بلیک شرٹ پہن رکھی تھی جبکہ وہ جاگتے ہی
مسکرایا اور مانیہ کا سر چومتے اسکو اپنے سینے سے میٹرس اور تکیے پر منتقل
کرے اٹھنے لگا جب وہ اسکی شرٹ گلے سے مٹھی میں دبوچ کر خود پر جھکا
گئی، وہ تکیے کا سہارہ لیے اس پر جھکتا مسکرایا جسکی سوئی سوئی آنکھوں کے پار
نشے و خمار کا سمندر موجزن تھا۔

"کہاں جا رہے ہو۔ میرا گلو دیکھے اور اسکی تعریف کیے بنا۔؟ میری سانسوں میں اپنا آپ گھولوتا کہ مجھے یاد آئے کتنا کچھ ہو گیا ہے ہم دو کے ساتھ"

وہ سوئی سوئی آنکھوں اور مدہوش آواز میں بولی تو امانل نے اسکے چہرے کا ہر نقش باری باری چوما، گویا مانیہ کے خمار بڑھانے کی بھرپور کوشش کی۔

"بس ختم ہو گئی قربت و ملن کی رات، اور بہت کر لیا عیش ڈار لنگ۔ اٹھ کر اللہ کا شکر ادا کرنے دو جس نے میری عزت رکھی، تم جیسی آفت کے روبرو میں بنا کنفوز ہوئے اور گھبرائے ایک خطرناک ہسبنڈ بنارہا پوری

رات۔۔ باقی رہی بات تمہارے گلو کی تو تمہیں جب پہلی بار کس کی تب ہی بڑھنا شروع ہو گئے تھے، اتنے نوٹس نہیں کیے کیونکہ تمہارے پاس ایک ہاٹ ہسبنڈ ہے جس نے بنا چھوئے بھی تمہارے گلو ز کم نہیں ہونے

دیے۔۔ اور اور سانسوں میں گھلنے کا معاملہ سائیڈ کرو میری جان، اب ہر لمحہ

نازک ہے، کیوں صبح صبح اپنی جان خطرے میں ڈال رہی ہو؟"

مانیہ تو اک سوال کرے پچھتائی کیونکہ اس نیند کا خمار آنکھوں میں بسا کر تکتے بندے نے شرم سے لال کرنے میں کسر نہ چھوڑی وہ بھی پوری تقریر جسے ہضم کرنا بڑا مشکل ہو گیا۔

"تم بہت بے شرم ہو"

مانیہ نے جلدی سے اسکا گریبان چھوڑتے دونوں ہاتھ چہرے پر جما کر کہا اور اس پر اماٹل ہنسا کیونکہ آج پہلی بار تھا کہ وہ خود کو بھی بے شرم ہی محسوس ہو رہا تھا۔

"وہ تو ہوں۔ سوچو اندر سے اتنا اداس ہونے کے باوجود میں نے تمہارا کیا حال کیا۔ کسی دن اگر خوشی میں تمہارے اتنے قریب آیا پھر تم غائب ہو جاو گی"

اماٹل نے اسکے ہاتھ ایک ہی ہاتھ میں دبو چتے چہرے سے ہٹائے اور اپنا ناک، مانیہ کی پر حدت گال سے رگڑتے محترمہ کو بلبش میں نہلا ہی تو دیا۔

"ب۔۔ بس کرو لڑکے۔۔ کیا جان لو گے اب؟"

وہ گھبرائی، سرخ روسی ہوئی منمنائی تو وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر پیچھے سر کی طرف لاک کر تادم ہوش سا ہوا کہ بیوی نے وصل کی صبح ڈیمانڈ کی ہے اور وہ پوری نہ کی جائے ایسا تو ناممکن تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ وہ میں لے چکا ہوں؟"

اماٹل نے ان شب بھر سراپے جاتے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتے اک بہکا سوال کرتے مانہ کے رخساروں میں آگ بھر دی، خون جیسے رگوں میں دھاڑنے لگا۔

"ہم۔۔ لے چکے ہو۔ چیٹنگ کر کے"

وہ محبت کی مزید اک بوند بھی نہ سہنے کی کیسیٹی لیے اسکے حصار سے نکلنے لگی جب اماٹل نے اس پر سے پیچھے ہٹتے اٹھتی مانہ کا ہاتھ پکڑے کھینچا تو وہ واپس اس پر آگری

، اف یہ گرم نرم محبوب کو گرفت میں بسانے کا سکون، یہ پناہ، یہ اپنا ہی جسم لگتی لڑکی، اسکی خوشبو کا پیر ہن پہن کر لجاتی شرماتی مانیہ اسکا کام ہی تو تمام کر رہی تھی۔

"تم مجھے زیادہ پیاری کیوں لگ رہی ہو؟"

وہ اسکے بال دھیرے سے سمیٹتا بولا تو مانیہ کی پلکیں حجاب آلود ہوئیں۔

"تمہاری جو ہو گئی ہوں۔ ہمارا روم اب بھی ڈیکوریٹ ہے یہ بہت خوشی کی

بات ہے۔ جب کوئی ہمارے روم میں آئے گا اسے لگے گا ہم بہت نان

رومنٹک ہیں۔ ہی ہی"

وہ اس خوشی سے نہال تھی کہ ایون میٹرس کی سجاوٹ بھی بس اتنی خراب

تھی جس پر وہ دو سوئے باقی گلاب کی پتیاں ہنوز چار سو ویسے ہی بنا مسلے

دھری تھیں، اما نل قہقہہ لگائے ہنسا، وہ کس سرور میں تھا اور اس لڑکی کو

کونسی فکریں گھیرے ہوئے تھیں۔

"نہیں میری ڈارلنگ! کوئی آیا اسے لگے گا ہم نے تو ایک دوسرے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ پر پھر جب چند دن میں یہ نیوز آئے گی کہ مانیہ تو پریگنٹ ہے۔ پھر سب نے جیسے ہمیں دیکھ کر شریر مسکرا نا ہے اسکا لیول ہو گا"

امائل کی بات مانیہ کے کانوں سے دھواں اگل گئی، یہ آدمی رات سے کچھ زیادہ ہی بے باک ہو گیا تھا، اب توجو بولنے میں زرا لحاظ تھا وہ بھی گیا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔"

وہ بوکھلائی تو امائل نے اک مزید بے رحمانہ گستاخی کرتے مانیہ کی ٹوٹی آواز ہی دبادی۔

"جانتا ہوں بے شرم ہوں پر تمہیں بے شرم امائل سے کوئی پر اہم نہیں یہ

تم مجھے کل بتا چکی ہو۔ چلو اب اٹھ جاو آج کا دن بھی بہت تھکا دینے والا ہے۔ باقی ہم رات کچھ نیا ٹرائے کریں گے۔ تمہیں ایک سے رو مینس سے

بور نہیں کرنے والا"

اس سے پہلے وہ مانہ کے لیے پھر بہکتا، مانہ نے جلدی سے اپنا آپ اس آدمی کی گرفت سے آزاد کروایا۔

"تمہیں وضو کرنے کی ضرورت ہے میری میٹھی جان، تمہارا ایمان ڈگمگا رہا ہے۔ چلو ساتھ فجر پڑھتے ہیں اور جلدی روم سے ساتھ نکل کر سبکو مزید دھو کہ دیتے ہیں۔ ہی ہی۔۔۔ یہ بہت مزیدار ہے"

وہ اٹھ کر بیٹھی اور جب کھڑی ہوتے اپنے کھلے بال ٹائے کر رہی تھی تو امانل نے جیسے اسے سلامت بنا لڑکھڑائے اٹھتا دیکھ کر معنی خیز سائل دی اسکا مفہوم سمجھتے ہی مانہ نے جھک کر تکیہ اٹھایا اور امانل کے سر پر برسایا۔

"تمہاری ہمت و قوت کو داد دیتا ہوں۔"

تکیہ کھانے کے باوجود وہ باز نہ آیا تو مانہ وہاں سے چہرے کے بلش چھپا کر بھاگ نکلی کیونکہ محترمہ کے پاس یہی آپشن تھا۔

جبکہ دوسری طرف نامہ فخر پڑھے بیڈ روم سے آفس آئی اور مرمر میں اپنا خوبصورت سراپا دیکھے باہر نکلی، نوح بزی تھا کیونکہ کل ثریا کی مین سرجری تھی جبکہ آج پورا دن ثریا کا پری سرجری ایگز مینیشن تھا تو نوح اور اسکی ایکسپرٹ ٹیم بزی تھی۔

نامہ پھر بھی اسے جاتے ہوئے گلاس ڈور سے ہی بائے کہہ کر گئی، نوح نے تب تو ہاتھ ہلا دیا مگر دل عجیب گھبرا یا کہ وہ زرا اپنی ٹیم سے ایکسیوز کر تا پیچھے ہی پار کنگ تک پہنچا جہاں وہ بابا سے ہی کال پر بات کر رہی تھی جب نوح نے عقب سے آتے اسے اپنی بازوؤں میں بھرا، نامہ نے گردن زرا پیچھے سر کائی تو وہ اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے ہوئے تھا۔

"میں بس بیس منٹ تک پہنچتی ہوں بابا"

نامہ نے کال آف کرتے فون، پفر جیکٹ کی جیب میں رکھتے زیپ بند کی اور نوح کے حصار میں روبرو ہوئی جسکا چہرہ کچھ پریشان تھا۔

"کیا ہو گیا میری جان! آپ سے دور نہیں ہو رہی۔ بس گھر جا کر نیولی ویڈیو کپل کے لیے سوئیٹ سی مارنگ آرینج کرنے جا رہی ہوں۔ آپ اپنی سوئیٹ کیوں لگ رہے ہیں؟"

نامہ نے پریشانی و محبت سے پوچھا تو نوح نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چوما، پتا نہیں کیوں پر نوح کا دل کانپ رہا تھا، جیسے کچھ ہونے والا ہے۔

"دل گھبرا جاتا ہے جب جب او جھل ہوتی ہو۔ پتا نہیں کیوں آج زیادہ گھبرا رہا ہے۔ وہ ارحم ابھی تک فرار ہے بس تبھی ٹنشن ہونے لگتی ہے۔ خیر

دھیان سے جانا۔ آج ایک جگہ ارحم کا سراغ ملا ہے، امتاب کی ابھی کال آئی تھی کہ خبر پکی ہے۔ بس وہ منحوس پکڑا جائے تو تسلی ہو جائے گی۔ خود کو تھکانا مت نامہ۔۔۔۔۔ تم پر تم سے زیادہ میرا حق ہے سمجھی؟"

نامہ نے یہ سب سنا اور اختتام اس سے گلے لگنے پر کیا، زور سے جیپی دی جو نوح کی گھبراہٹ کا بینڈ بجا گئی۔

"سمجھ گئی، بلکل نہیں تھکاؤں گی۔ ملتی ہوں ریسپشن پر۔۔۔۔ مجھے اب آپ کی فکر نہیں کیونکہ آپ نے میرے سبب ہی سہی کچھ گھنٹے کی نیند لے لی۔ اب اپنا فرض چوکس ہو کر نبھائیں۔ ناشتہ سمجھو ادوں آپکو اگر کچھ سپیشل بیک کیا تو؟"

وہ روبرو ہو کر اسکے دونوں ہاتھوں میں ہاتھ پکڑتی بولی تو نوح نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"کیوٹ باکس میں بھیجنا ڈال کر تاکہ میں وہ باکس بھی رکھ لوں۔"

نامہ اسکی یاد دہانی پر خوبصورت مسکرائی، وہ بنا کسی میک آپ کے بھی اتنی گلو کر رہی تھی کہ نوح نے آنکھوں ہی آنکھوں سے صدقہ اتار لیا۔

"ڈن! چلیں ملتی ہوں۔ بابا اور خردانگل ویٹ کر رہے ہوں گے"

وہ آگے ہوئی اور الوداعی نوح کی گال پر کس کی جس پر نوح نے اسے Rolls-Royce میں بیٹھتا دیکھے مسکرا کر ہاتھ ہلایا اور جب تک نامہ

ہو سپٹل سے نکل نہ گئی وہ اسے وہیں رک کر دیکھتا رہا اور عجیب طرح دل پر ہاتھ پھیرتا پھر واپس اندر چلا گیا۔

.._____..

دیشا کے سیشن سے فاطمہ گل کو یہ توپتا چل گیا کہ وہ عورت اب پچھتاوے اور وہشت کی دہری اذیت کا شکار ہے پر آج فاطمہ گل نے دیشا کے اندر اک تکلیف سے اٹی خوشی محسوس کی کہ وہ بار بار اسے بتاتی رہی وہ صارم کے ساتھ جارہی ہے، ہاں اپنے بچوں کے لیے اس عورت کی زندہ ہوتی تڑپ ہی اسکی سفاکیت و بربریت کی ہار تھی۔

صارم نے جو فاطمہ گل کا بے تکلفی سے ہاتھ چوما اس لمحے کے سحر سے وہ جتنا خود کو نکالتی، وہ لمحہ، وہ کسی مخالف جنس کی جانب سے ملا خاص لمس اسے پھر سے اسی کیفیت میں گھسیٹ رہا تھا، دو گارڈز ہمہ وقت دیشا کی نگرانی پر فائز

تھے پر فاطمہ گل نے لگ بھگ ساڑھے آٹھ کے قریب دیشا کا ہاتھ پکڑا اور انھیں باہر لائی۔

"انکے کچھ ٹیسٹس ہیں آپ لوگ یہیں رکھیں۔ یہ ہماری اور ہو سپٹل کی سیکورٹی میں رہیں گی۔ ڈونٹ وری"

فاطمہ نے پیچھے آتے گا رڈز کو روکا۔

"سوری مس لیکن ہمیں ان پر سے آنکھ ہٹانے کی بھی پر میشن نہیں"

ان میں سے ایک نے جلدی سے نفی کی تو فاطمہ کو اب ان جو نکلوں پر غصہ چڑھا۔

"کیا محبوبہ ہیں یہ آپ کی بھائی؟ حد ہو گئی۔۔ آپ دو بھی انسان ہیں ناں۔ کتنے گھنٹوں سے یہاں جمے کھڑے ہیں۔ جا کر کیفے ٹیریا کچھ کھاپی لیں۔ بھروسہ بھی کوئی چیز ہے۔ یہاں ہر طرف کیمرے ہیں۔ یہ بچاری کہاں بھاگ سکتی ہیں؟"

فاطمہ نے دونوں کی ایک ساتھ ستھری عزت افزائی کر دی کہ دونوں ہی زرا فرض بھولے اپنی بھوک سوچنے لگے۔

"اچھا ٹھیک ہے پر ایک گھنٹے تک اگر یہ نہ آئیں ہم وہیں لیب آجائیں گے۔ انسپکٹر امتاب مہمت کو آپ نہیں جانتیں۔ وہ از میر پورے کا چپہ چپہ جانتے ہیں۔ یہ محترمہ بھاگ بھی گئیں تو چھپ نہیں سکتیں۔ سزا تو بہر حال ملے گی ان کو انکے کارناموں کی"

فاطمہ گل نے ناگواری سے اس گارڈ کو دیکھا کیونکہ دیشا اسکی ٹون کی وجہ سے ڈسٹرب ہوئی اور روہانسی بھی۔

"لسن! زیادہ اپنے آفیسر کے چمچے بننے کی ضرورت نہیں۔ ہم ہو سہیل کا سٹاف تم دو کو ملزم بھگانے والے لوگ لگتے ہیں؟ تم دو کی سوچ پر افسوس ہے۔ خبردار جو دم چھلے بنے میرے پیچھے آئے۔ کمپلٹین کر دوں گی پھر ہو سہیل کے گیڈ پر ٹھنڈ میں کھڑے ہونا۔ مزہ آجائے گا"

فاطمہ نے یہ جو باہر ٹھنڈ میں پہرا دینے کی دھمکی دی یہ واقعی ان دو کی ہوا
 ٹائیٹ کر گئی، یہاں کھڑے بیٹھتے کم از کم وہ دو ٹھنڈ سے تو محفوظ تھے، فاطمہ
 گل نامی اس چھوٹی سی لڑکی نے دونوں گارڈز کو بوکھلاہٹ بخشی اور نکل لی
 جبکہ وہ دو بھی کیفے ٹیریا نکل گئے جبکہ گارڈز کو وہاں دیکھتے ہی صارم کو سگنل
 ملا تبھی وہ وہاں سے پار کنگ پہنچا جہاں آل ریڈی، فاطمہ اور دیشا کھڑی
 تھیں۔

"ایک گھنٹے تک پلیر انکو واپس پہنچا دینا صارم، رضا انکل بہت ٹرسٹ کرتے
 ہیں مجھ پر پھر یہ ہے بھی پولیس کیس۔ میں کسی مصیبت میں پڑ گئی تو مجھے کسی
 نے بچانا بھی نہیں ہے۔ میں تم پر بھروسہ کر رہی ہوں"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

صارم نے ماما کا ہاتھ پکڑا اور انکو بیک سیٹ بٹھاتے ہی وہ اپنی ڈرائیونگ سیٹ
 سنبھالنے آگے آیا تو فاطمہ گل نے تاسف سے منت کی، وہ فاطمہ کے سامنے
 آرکا جو سخت ڈری اور پریشان تھی۔

"میں ہوں اب بچانے کے لیے، اگر اس مدد سے آپکو کوئی بھی ایفیکٹ ہوا اسکا ذمہ میرا ہے فاطمہ۔ آپ نے مجھ پر یہ احسان کیا ہے جو میں تا عمر نہیں اتار سکتا۔"

وہ فاطمہ گل کی آنکھیں دیکھتا جذب میں مبتلا تھا کہ وہ خود بھی سمجھ نہ سکی کس لمحے وہ اسے اتنی محبت سے دیکھ بیٹھی کہ وہ بے قابو ہوا۔

صارم نے نرمی سے فاطمہ گل کی ملائم گال پھر سے پکڑ کر کھینچی ہی نہیں بلکہ بہت نرمی سے ہونٹوں سے مس کی جو بس تھینکیو تھا پر وہ اپنی جگہ گڑھ سی گئی، یہ بندہ اسے مارنے پر اتر چکا تھا ایسی باتیں اور حرکتیں کیے۔

"صارم"
 WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

وہ اپنی گال سہلائے گھوری پر وہاں اثر کسے تھا۔

"جی فاطمہ گل! اچھا ایک بات، میں مر گیا ہوں آپ پر۔۔۔۔۔ ملتا ہوں ایک گھنٹے تک۔۔ پھر بتائیے گا کیا کہنا ہے ابھی بہت جلدی میں ہوں"

وہ اپنے اس عمل کی وضاحت بھی کر گیا جبکہ وہ گاڑی میں بیٹھا، سوار ہو کر گیا جبکہ وہ وہیں کھڑی پتھرائی رہی، بس ذہن و دل تک ایک ہی جملہ گردش کرتا محسوس ہوا۔

"میں مر گیا ہوں آپ پر"۔۔۔۔

"کیا کرتے ہو تم صارم۔۔۔"

وہ دانت پر دانت جماتی اسکی گاڑی کو ہو سپٹل سے نکلتا دیکھے خود سے بولی اور اداس سی ہوئے واپس اندر چلی گئی جبکہ صارم کو اس فاطمہ کے ساتھ ایسے فری ہوتا دیکھے دیشا مسکرا کر صارم کو دیکھ رہی تھی جب وہ فرنٹ مرر سے ماما کو دیکھے ٹھٹکا۔

"زیادہ مسکرا نے کی ضرورت نہیں۔ ایک گھنٹے تک واپس آپکو یہیں آنا ہے۔ پولیس اور ہو سپٹل کے لوگوں کی نگرانی میں"

وہ خفیف سا بو کھلائے بولا پر دیشانے بھلے نظریں ہٹالی ہوں پر باہر ونڈو میں
تکتی ہنوز مسکرا رہی تھی۔

"میں نے سنا تم، نامہ اور مانہ پورا پورا دن میرے پاس ہو سپٹل رکے جب
میں کو مہ میں تھی؟"

دیشانے پھر سے آگے بیٹھے صا ر م کو دیکھتے پوچھا تو وہ سابقہ گھبراہٹ سے
قدرے نکلتا سر ہلا گیا، اسکی آنکھوں میں دیشا کی محبت صاف دیکھائی دے
رہی تھی، اور دیشا یہی سوچ رہی تھی کہ پوری دنیا نفرت کر لے پر اولاد نہ
کرے بس، یہ اولاد کی آنکھوں سے چھلکتی محبت ایک ماں کے لیے جائے پناہ
سی ہے۔

"ہاں۔ نامہ آپو کے پیٹ کی سکن جل گئی تھی آپکو بچاتے، وہ تو اس وجہ سے
رکیں۔ میں اور مانہ آپ کی آپ کے پاس آپکی وجہ سے"

صارم کے بتانے پر شاید وہ عورت پہلی بار نامہ کے لیے تڑپی تھی، صارم اور مانہ تو پھر بھی اسکے ساتھ رہے تھے، پر نامہ کو تو سرے سے اس ماں کا سایہ بہت قلیل ملا تھا۔

"کیا؟ وہ۔۔ وہ ٹھیک تو ہے؟"

دیشانے صارم کی سیٹ پر ہاتھ رکھے آگے جھکتے پوچھا تو صارم نے مٹی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر سر ہلایا جیسے تسلی دے رہا ہو۔

"جی اور آپ نانو بننے والی ہیں۔ نوح بھائی اور نامہ آپو پیر نمٹس بننے والے ہیں الحمد للہ۔ ماما پلیر اب کسی کو چوٹ مت پہنچائیے گا۔ بہت مشکل سے سب ٹھیک ہوا ہے۔ مجھے میرے ڈیڈ واپس ملے ہیں۔ بہنیں اور بھائی ملا ہے۔ میں ان سب کی خوشیوں کو آنچ آتی برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر آپ نے کسی کو بھی ہرٹ کرنے کا اب بھی پلین کر رکھا ہے تو سن لیں میں کھڑا ہوں اس فرد کے سامنے۔ آپ کے دیے زخم اب میرے سینے کی ڈھال تک رک

جائیں گے۔ اور مجھے اتنا تو پتا ہے آپ مجھے درد تو نہیں دیں گی۔ میں آپ کا
فیورٹ ہسبنڈ سے بیٹا ہوں ناں۔۔۔۔۔"

دیشا نے اپنا ہاتھ ہٹاتے گہری دلسوز سانس بھری اور واپس سر پیچھے کوٹکا
گئی، آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹے کہ کیسے صارم نے اپنے اہم ہونے کا حوالہ
دیا ہے، وہ یہ کہنے پر مجبور تھا کیونکہ وہ کسی کا درد نہیں دیکھنا چاہتا تھا اور اب
دیشا کریزی کسی کو کیا درد دیتی جسکی اپنی روح چھلنی تھی، جسم اذیت سے
بھرا تھا۔

"میں تمہاری قسم کھاتی ہوں میں کسی کو تکلیف نہیں دوں گی۔ تمہیں تو ہر گز
نہیں۔ یہ بھی تمہارا احسان ہے کہ تم مجھے لینے آئے۔ شاید یہ میری میرے
بچوں سے آخری ملاقات ہو صارم۔ میں تم تینوں سے بہت شرمندہ ہوں اور
میں بھلے بہت سوں کی گناہ گار سہی لیکن مجھے معافی بس تم تینوں کی چاہیے
اور فیروز سلطان کی۔ باقی سب سے میں نے پورا حساب کتاب کر لیا
ہے۔ میں نے میکائل کو وہی اذیت لوٹائی صارم جو اس نے بیس سال سے

مجھے دی دھتکار کر، اپنی حسرت میں مار کر۔ میں نے جہانگیر کو وہی دھتکار دی جس پر اس نے مجھے اکسایا، ہر وہ کام کیا جس سے مجھے تکلیف پہنچی، اس نے مجھ سے محبت کی پر دل میں قبر بنا کر دفن کر دی، میں کیسے رہ پاتی ایسے شخص کے ساتھ جسکے پاس نہ میرے شوق پورے کرنے کے لیے پیسے تھے نہ میرا دل پر سکون کرنے کو دو محبت بھرے لفظ، عورت بھلے عیش و عشرت کی بھوک کی ہوتی ہے پر اس سے بھی پہلے وہ دو لفظ محبت کی بھوک کی ہوتی ہے، جب اسے وہ محبت ملتی ہے تو وہ جھونپڑی پر بھی کپڑا مائز کر لیتی ہے اور میں بھی کر لیتی پر مجھ جیسی لالچی، خود غرض اور لا پرواہ عورت کو بدلنا جہانگیر جیسے سپاٹ آدمی کے بس میں تھا ہی نہیں۔ میں نے نوح کو تبھی اذیت دی کیونکہ اس نے کبھی مجھے ماں کی جگہ تو دور ماں جیسا بھی نہیں سمجھا۔ اگر وہ تھوڑا جھک جاتا تو شاید میری انا اور نفرت وہیں مر جاتی، پر وہ بھی ٹھیک ہی تھا، یہ الگ بات میرے خیال میں نہیں تھا پر کچھ چیزیں طے شدہ ہوتی ہیں۔ جبکہ آرمین پاشا کا کوئی قصور نہیں میری کہانی میں وہ بس میری اک سزا بن کر

آیا۔ اب میں کسی کی قرض دار نہیں سوائے تم چار لوگوں کے کیونکہ تم تین کو ناحق تکلیف دی اور فیروز سلطان کو بھی۔ اس نے مجھ پر جب ہاتھ اٹھایا تھا تو درد نہیں ہوا تھا بھلے میں ہو سپٹل پہنچ گئی تھی۔ وہ تھپڑ شاید اس شخص نے مارے مجھے تھے پر انکا درد خود پر لے لیا۔ وہ اس سب میں واحد شخص ہے جس پر ابھی بھی مجھے ترس آرہا ہے جب میں خود قابل ترس حالت پر آ پہنچی۔۔۔"

جس طرح دیشا کا اک اک لفظ اسکا دل کاٹ رہا تھا ویسے صارم کا جگر بھی چھلنی ہو چکا تھا، یہ سارے کڑوے سچ تھے پر بہت تکلیف دہ تھے۔

"میں بہت پیار کرتا ہوں آپ سے اس سب کے باوجود۔ اور میری دونوں بہنیں بھی۔ مانہ آپ کو کتنا مس کرتی ہیں میں بتا نہیں سکتا۔ نامہ آپ شہ نہیں کرتیں پر خود سوچیں ماں ہیں آپ انکی۔ وہ تو مجھ سے اور مانہ سے زیادہ تڑپی اور ترسی ہیں آپکے لیے۔ رہی بات آرمین منحوس کی وہ اندر ہو چکا ہے۔ لمبی سزا جھیلے گا اور اسے جیل کے اندر نوح بھائی نے کروایا۔ سمجھ لیں

وہ جھک گئے۔ بارہا جھکے ہوں گے۔ جب اپنی ماں کی امانت کو آپکے سپرد کیا ہو گا۔ جب بابا کے ساتھ آپکو دیکھ کر اپنی اذیت دبائی ہو گی۔ جب بابا کے کمرے میں اپنی ماں کی جگہ آپکو دیکھا ہو گا۔ پھر بتائیں اور کیا ہوتا ہے جھکنا؟ آپ ٹھیک ہو جائیں۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیں میں وعدہ کرتا ہوں آپکو جیل ہونے نہیں دوں گا۔ خود چلا جاؤں گا آپکی جگہ "

صارم نے گاڑی کی سپیڈ کم کر رکھی تھی، وہ ماما کو سمجھانے اور ٹھیک کرنے کے جتن کر رہا تھا جو پہلے ہی اندر تک سے جل کر راکھ ہو چکی تھی۔

"نہیں تم گرم ہوا بھی نہ سہو میرے حصے کی۔ سزا تو بہت دور میری جان۔ فاطمہ گل کیا کرے گی پھر؟"

دیشانے مسکرا کر کہا تو صارم نے فرنٹ مرر سے دیشا کی سرخ آنکھیں، دیکھتے تھکی سی شکایت بھری نگاہ ڈالی۔

"پھر خود سہیں گی سزا ساری؟"

وہ غمزہ تھا تو دیشا آسودہ سا مسکرائی۔

"بہت سہہ لیا میں نے۔ اب کسی سزا کو سہنے کی سکت نہیں تو اگر مجھے کورٹ کے فیصلے سے پہلے کچھ ہو گیا تو اپنی بہنوں کا خیال رکھنا ہمیشہ۔ اپنا بھی اور فاطمہ سے شادی کر لینا۔ شاید مجھے تمہیں یہ سب کہنے کی مہلت نہ ملے دوبارہ"

دیشا نے مسکرا کر یہ لفظ کہے صارم کی جان ہی تو کھینچ لی۔

"پلیز ماما"

وہ رحم طلب ہو اتو دیشا اسکے کندھے کو تھپکتی واپس مرر کی جانب دیکھنے لگی جبکہ صارم کے چہرے پر خزن تھا، وہ سیدھا فارم ہاؤس ہی آیا تھا، کہ نامہ اور مانیہ کے ساتھ فیروز سلطان بھی وہیں ہوتے، صارم نے گاڑی پارک اور باہر نکلا اور بیک سائیڈ آتے ماما کی طرف کا ڈور اوپن کیا تو دیشا باہر نکلنے لگی جب

صارم نے خود ہاتھ بڑھایا، دیشا اداس سا مسکرائی اور صارم کا ہاتھ چومتے باہر نکلی۔

"فاطمہ کو تم ایسے دیکھ رہے تھے جیسے ابھی کس کر دو گے۔ وہ تو شکر ہے گال کو زرا سا چھو کر باز آ گئے۔ ورنہ قہر آجاتا ناں۔۔ کیا پسند آ گئی ہے؟"

وہ راہداری کی طرف بڑھے تو صارم نے ماما کی دو غلی مسکان والی آنکھیں دیکھیں جنکے اندر سب کچھ جل رہا تھا۔

"پسند آ بھی گئی تو کیا؟ آپ تو فرار کے راستے ڈھونڈ رہی ہیں۔ اسکا ہاتھ مانگنے کون جائے گا میرے ساتھ بولیں ان فیوچر۔۔؟ صرف ڈیڈ، بھائی اور بہنیں؟ ماں نہیں تو سب ادھورا۔ اسکے پیرنٹس نہیں ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کبھی اگر شادی کا سوچا تو انہی سے کروں گا پھر اپنی ماما اور بابا آدھے انھیں دے دوں گا۔ پر یہاں تو میری ماما پورا کا پورا خود کو مجھ سے چھیننے پر لگی ہیں"

وہ شکوے کرتا رک چکا تھا، صارم کی آنکھوں میں تیرتی تکلیف دیشا سے دیکھنی مشکل تھی۔

"میں جیل نہیں جانا چاہتی نہ یہ چاہتی ہوں کہ میکائل اور نوح کیس کبھی بھی واپس لیں۔ میں تم تینوں بچوں کی گناہ گار ہوں، تم تینوں کا سامنا بس ایک بار ہی کر پاؤں گی آج ساری ہمت لگا کر۔۔۔ بار بار نہیں۔ بولو پھر مرنے کے سوا کوئی آپشن بچتا ہے؟"

دیشا نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا تھا، وہ ماما کے دونوں ہاتھ پکڑ کر چومتا شدید کرب میں ڈوبا تھا۔

"میں آپکو مرتا نہیں دے۔ دیکھ سکتا یار۔۔۔ نہ نامہ یا مانیہ دیکھ سکتی ہیں۔ سارا مسئلہ تو یہی ہے ماما کہ آپ ہم تینوں کے دل سے اور ہم تینوں سے نوج نوج کر بھی نکلی مشکل ہیں۔ ابھی آپ کچھ مت سوچیں میں کوئی درمیانی راہ

ضرور نکالوں گا۔ یہی میری زندگی کا مقصد سمجھ لیں۔ مانیہ آپنی آپکو دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔۔۔ آپ بھی رونا بند کریں پلیز"

وہ دیشا کے جتنے آنسو پونجھ رہا تھا وہ اتنا رو رہی تھی، دردناک، کب سوچا تھا یہ جذباتی، بگھڑا ہوا لاپرواہ بچہ ہی اس مشکل وقت میں دیشا کے آنسو پونجھے گا، ڈوبتے دل کی ڈھارس بنے گا اور امید دلائے گا کہ اسکی زندگی ختم نہیں ہوئی۔

"تم بہت پیارے بیٹے ہو، تم سے پیار ہو گیا مجھے"

دیشا نے اسکے دونوں ہاتھ چومتے جب روتے روتے مسکرا کر کہا تو وہ بھی سرخ آنکھوں سمیت ہنسا۔

"تھینک گاڈ! مرنے سے پہلے یہ سننے کو ملا"

وہ شرارت سے بولا تو دیشا کی آنکھیں پھر بھرنے لگیں پر صارم نے اسے گلے لگاتے جب خود سے لگایا تو دیشا کو لگا پوری ہاتھ سے چھوٹی کائنات کسی نے واپس اسے تھما دی ہو۔

"میں فیروز سلطان سے معافی مانگنے کے لیے تھوڑی پریشان ہوں۔ نامہ اور مانہ تو آسان ٹارگٹ ہیں۔"

دیشا گھبرا کر سامنے ہوئی تو صارم شوخ مسکرایا۔

"مجھے لگتا ہے وہ کول ترین بندے ہیں ہمارے اس پورے کریو میں۔ میں جتنی بار ملا بس وہ مسکرا کر ہی ملے اور گلے لگایا گھوٹ کر۔ ڈیڈ تو پھر غصیلے ہیں پتا نہیں بیس سال کیسے رہیں آپ۔ جبکہ جہانگیر انکل ایک دم کھڑوس لگتے ہیں، وہ تو مانہ آپ کی سوا کسی کو پار ہی نہیں کرتے نہ ہگ جیسے کر فیو لگا ہو، ہنہ۔۔۔ یار ماما آپ نے اس میسے بندے کو کس دل سے چھوڑا تھا؟"

صارم نے بہت افسوس سے اتنی گہری آبرو لیشن کرے پوچھا جبکہ دیشانے
اور پریشانی سے صارم کو دیکھتے دگنا افسوس جتایا۔

"تم مجھے اور پریشان کرو شاباش"

دیشانے روہان سے ہوتے کہا تو صارم مسکرا کر دیشا کے گرد بازو حصار گیا۔

"نہیں کر رہا۔ آجائیں۔۔۔"

صارم نے ابھی ایک ہی قدم اٹھایا جب گردن موڑنے پر وہ جالی گیڈ کے پار
کھڑے آدمی کے ہاتھ میں گن دیکھے پلٹا، اس آدمی کا نشانہ دیشا تھی۔

"مما۔۔۔"
WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

صارم نے چلاتے ہوئے دیشا کو اپنے پیچھے چھپایا اور اسی بیچ وہ آدمی گن
چلاتے ہی بھاگ چکا تھا مگر وہ گولی ٹھیک صارم کے سینے میں جا گڑھی، درد کتنا
ہوایہ تو صارم سمجھ نہ سکا پر اسکی ماں محفوظ ہے بس یہی وہ آخری سوچ تھی جو

لڑکھڑانے کے بیچ دوڑ کر جاتے اس آدمی کو دیکھ کر سوچی، دیشا نے صارم کو سنبھالنے کو تھا مگر تب پتھر ائی جب صارم کی ہڈی تک پھیلتا اس کا خون اسے گیلا کر چکا تھا اور وہاں گولی اندر دھنسنے کا نشان تھا، دیشا نے اپنا ہاتھ صارم کے سینے پر دباتے چینخ کر اسے پکارا تو اندر جو ناشتہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے بیک وقت باہر دوڑے تو آگے تو قیامت آئی دیکھے سب کے پیروں سے زمین نکل گئی اور سب سے بڑی قیامت تھی نامہ کا ان سب میں موجود نہ ہونا۔۔

وہ ایک دو گھنٹے سے گھر آنے کے راستے پر تھی پرا بھی تک پہنچی نہ تھی۔

صارم کو ارجنٹ ہو سپٹل پہنچایا گیا جبکہ دیشا پر فرار ہونے کا اک نیا کیس بنے گا رڈز کی طرف سے لگائی شکایت پر فاطمہ گل کو بھی وقتی حراست میں لے لیا گیا کیونکہ تفتیش ضروری تھی جبکہ ابھی تک پولیس تو دیشا پر ہی شک کر

رہی تھی جسکے پورے کپڑے، ہاتھ اور گردن صارم کے خون سے رنگی تھی، وہ آئی سی یوروم میں تھا، گولی جہاں دھنسی تھی وہ جگہ ہر کسی کی جان نکال چکی تھی، امائل، مانہ، خرد اور فیروز تو پہلے ہی ہو اسپتال تھے، میکائل بھی اس حادثے کا سننے دوڑے آئے اور جب امتاب سے یہ خبر نوح کو ملی تو قیامت تو اس پر بھی ٹوٹی، جبکہ فارم ہاوس کے گیڈ پر لگے کیمرے سے شوٹر کا چہرہ مل چکا تھا اور امتاب کے لوگ بھی اپنے کام پر لگ چکے تھے۔

نوح ارجنٹ ہو اسپتال پہنچا تو ہر کوئی سوگوار تھا، اس نے پہلی ہی پتھرائی نظر دیشا پر ڈالی جس پر لگا خون صارم کا ہے یہ سوچ کر اسکے دل پر ضرب لگی، پھر روتے میکائل دوغان، جنکو تسلی دینے کو خرد اور فیروز سلطان انکے دائیں بائیں موجود تھے۔ روتی ہوئی مانہ جسکے پاس امائل تھا پر وہ نہیں تھی۔

اسکی نامہ کہیں نہیں تھی۔ وہ لڑکھڑایا۔ سنبھلنا مشکل ہوا۔ نوح کو لگا اسکا دل بند ہو رہا ہے۔ آئی سی یوروم کا دروازہ کھلا۔ اس سے پہلے ڈاکٹر کوئی بری خبر سناتا، نوح اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے

چلایا، نہیں۔۔ موت نہیں۔ اس نے عنایہ دوغان کو کھونے کے بعد بس اس لیے زندہ رہنے کا فیصلہ کیا تھا کہ وہ کسی اور کو مرتا نہیں دیکھے گا۔

سب آئی سی یو روم سے نکلتے ڈاکٹر کی طرف دوڑے پر اس شخص کے چہرے پر پڑمردگی پھیلی تھی، نوح نے اب تک کانوں پر ہاتھ رکھے تھے، وہ سب کی تکلیف دیکھنے سے قاصر تھا، اسکی تو نامہ کی غیر موجودگی سے ہی سانس بند ہو گئی تھی۔

"سرجری شروع کر دی ہے۔ گولی سینے میں لگی ہے اور اس سے ہوئے انٹرئل شک ویو سے ہمیں شبہ ہے اسکا سٹمک اور دل بری طرح ایفیکٹ ہوا ہے۔ آپ لوگ اسکے لیے دعا کریں۔ دوا سے زیادہ اسے آپ سبکی دعا چاہیے۔"

He is in critical situation"

وہ سب پہلے ہی دم ہارے تھے، یہ خبر تو جیسے حواسوں پر موت سا سکوت اتار گئی، ڈاکٹر نے امائل اور میل افراد کو دلاسا دیتی نظروں سے دیکھا اور واپس اندر چلے گئے جبکہ وہ سب لوگ واپس اپنی اپنی جگہوں پر لڑکھڑا کر گرتے اس مشکل وقت کے زیر اثر کرب سے اٹ گئے۔

"بھائی۔۔۔"

امائل کی نظر نوح پر پڑی تو وہ بے ساختہ بڑبڑایا، روتی مانیہ نے بھی بیک وقت نوح کو دیکھا جواب تک اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے، نوح نے ان دو کو دیکھا۔

"ا۔۔۔ امائل۔۔۔"

نوح کو دیکھتے امائل فوراً اسکی طرف بڑھا اور مانیہ کو خود سے لگائے ہی بھائی کی طرف دیکھنے لگا جو انکے پاس آکر رکے ہر کسی پر نظریں پھیر کر واپس امائل

کو دیکھتے اپنے ہاتھ ہٹا گیا اور آنکھوں سے یوں رحم طلب ہوا جیسے کہہ رہا ہو
پلیز امائل کوئی بری خبر مت سنانا۔

"بھائی! شوٹر کا پتا لگو الیس گے جلد۔ صارم بھی ٹھیک ہو جائے گا سنبھالیں خود
کو۔ ڈاکٹر کہہ رہے ہیں سرجری شروع کر دی ہے پروہ خطرے میں ہے"
امائل نے نوح کو مضبوط آواز میں حوصلہ دیا پر نوح نے ہیجانی کیفیت میں نفی
میں گردن ہلائی، خودمانیہ اور امائل شدید پریشان ہوئے کہ نوح سے کچھ بولا
نہ جارہا تھا۔

"نہیں امائل۔۔۔ مجھے پتا ہے سب ٹھیک ہو جائے گا پر میری نامہ کہاں
ہے؟ وہ فارم ہاوس رکی ہے؟ جلدی بتاؤ؟"

نوح کی لڑکھڑاتی آواز اور ٹوٹے لہجے پرمانیہ، امائل کے حصار سے نکلی خود
امائل کے چہرے کی رنگت بدلی، تینوں کے دل سوکھے پتے سے
پھڑپھڑائے۔

"وہ تورات آپکے ساتھ گئی تھی بھائی۔ واپس گھر نہیں آئی ابھی۔ فارم ہاوس میں کوئی بھی نہیں ہے"

اماٹل کا جواب سنے نوح نے سرخ ہوتی آنکھوں سے واپس روتے سسکتے بابا کی طرف دیکھا اور انکی طرف دیوانہ وار بڑھا، اماٹل اور مانیہ نے پریشان ہوتے اک دوسرے کو دیکھتے پیچھے ہی قدم بڑھائے، نوح، انکے قدموں میں کسی قفیر سا جا بیٹھا، کانپتے ہاتھوں سے بابا کے ہاتھ تھامے، دیشا تو ایک طرح صدمے میں بس اپنے ہاتھوں پر لگے صارم کے خون کو دیکھ رہی تھی جسے دیکھتے مانیہ رویا نسی ہوتی انکی طرف گئی۔

"وہ ابھی ملا تھا مجھے نوح، ابھی ت۔۔۔ تلافی کرنی شروع کی تھی میں نے اپنی زیادتیوں کی۔ اگر اسے کچھ ہو گیا؟ میں ہمیشہ تمہارے مرنے سے خوف کھاتا آیا ہوں پر اسکی ا۔۔۔ اس حالت پر بھی مجھے وہی درد ہو رہا ہے۔۔۔ میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔۔"

نوح کو اپنے قدموں میں بیٹھا دیکھے میکائیل بری طرح روتے سسکے جبکہ انکی سسکیاں ابھی نوح کو دماغ پر بجتے ہتھوڑے محسوس ہوئے، خود فیروز سلطان اور خرد کی آنکھیں نم تھیں، فیروز سلطان کی نظر مانیہ کے ساتھ بچوں کی طرح لگ کر بیٹھی دیشا پر گئی تو انھیں اس عورت کی سسکیوں پر بھی دکھ ہوا۔

"ب۔ بابا صارم کو کچھ نہیں ہوگا۔ میری بات سنیں ہوش میں آکر۔ نامہ گھر آئی تھی، وہ ولا آئی صبح؟"

نوح کے بھاری آواز میں کیے سوال پر وہ سب ہی جیسے کر بناک ہو کر متوجہ ہوئے، خود فیروز سلطان نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور اٹھ کر نوح اور میکائیل کی طرف آئے، خرد بھی آگے آئے، میکائیل کے چہرے کی بھی رنگت سفید پڑی۔

"ن۔۔ نہیں۔ وہ تو نہیں آئی وہاں۔۔۔ وہ تمہارے ساتھ گئی تھی

نوح۔۔ ک۔۔ کہاں ہے وہ؟ تمہارے ساتھ نہیں آئی"

میکا نکل مزید کرب سے استفسار کرتے بولے تو نوح اپنے بالوں میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں پھنساتے گہرے سانس بھرتا اٹھا تو امانل اسکی طرف لپکا۔

"اس نے میسج کیا تھا وہ آرہی ہے پھر اس نے کہا بابا میں کسی اچھی جگہ سے کیک لاتی ہوں۔ بیک کا ٹائم نہیں۔ ک۔۔ کیا ہوا ہے میری نامہ کو؟ کہاں ہے وہ نوح؟ اسکو فون لگاؤ ناں۔۔۔ کدھر ہے میری نامہ؟"

فیروز سلطان بھی تڑپتے ہوئے نوح اور امانل کے قریب آئے، ایک طرف صارم زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا اور دوسری طرف نامہ گم گئی تھی۔

"بھائی سنبھالیں خود کو"

امانل کو ڈر لگ رہا تھا، نوح کی حالت کچھ اچھی نہیں تھی۔

"ک۔۔ کیسے سنبھالوں امانل۔۔۔ کال۔۔۔ کال کرتا ہوں میں تم امتاب کو

کہو اسکی گاڑی ٹریس کرے۔ جلدی۔ اسکی Rolls-Royce میں کل

رات ہی ٹریکر لگایا تھا میں نے۔ ہری آپ۔۔۔۔ فیروز انکل آپ پریشان نہ ہوں۔۔ خرد انکل سنبھالیں انکو"

نوح کو اس وقت کسی اور چیز کا ہوش نہ تھا، وہ نامہ کا نمبر ملاتے وہاں سے سب کو تسلی دیتے اک طرف گیا جبکہ امائل نے بھی ترنت امتاب کو کال لگائی جو تھانے میں روتی فاطمہ گل سے پریشان ہوئے جارہا تھا۔

"پلیز۔۔ پلیز مجھے اسے دیکھنے دیں۔۔ اسے کس نے مارا۔۔ پلیز مجھے جانے دیں۔۔ میں نے بس ایک بیٹے کی ماں کو کچھ دیر لے جانے میں مدد

کی۔۔۔۔ مجھے بعد میں بھلے جیل میں ڈال دیں ابھی مجھے صادم کو دیکھنا ہے"

امتاب نے امائل کی کال لینے کے بیچ فاطمہ کی طرف آزر دگی و بیزاری سے دیکھا تو وہ اپنے آنسو رگڑے کچھ دیر خاموش ہوئی پر جب سے سنا تھا صادم کو گولی لگی اس سے سانس نہیں لیا جارہا تھا۔

"اسے کہو بلکل فکر مت کرے، نامہ بھا بھی کوڈھونڈنا میری ذمہ داری ہے۔ اور نوح کو بتا وہ آدمی پکڑ میں آگیا ہے جس نے صارم کو شوٹ کیا۔ لا رہے ہیں میرے لوگ تھانے۔ لیکن اس فاطمہ گل کا کیا کروں؟"

امائل نے حیرت سے آخری امتاب کی بات سنی۔

"فاطمہ گل کون ہے امتاب؟"

امائل الجھا، دماغ پہلے ہی سن تھا۔

"ڈاکٹر یانرس ہے۔ اسی نے صارم کی مدد کی دیشا کو ہو اسپٹل سے لے جانے

میں۔۔۔ اور مجھے لگتا ہے وہ گولی دیشا کے لیے تھی جو صارم کو لگی"

امتاب کی کوئی بات اس وقت امائل کو سمجھ نہ آئی جبکہ فاطمہ کا دل جیسے بیٹھے

جار ہا تھا۔

"امتاب اس مسئلے کو خود دیکھ لو بڈی۔ نامہ کی گاڑی ٹریس کرو اور جلدی"

امائل نے تاسف سے کہا اور بات سمیٹی جبکہ فاطمہ دم سادھے کرسی پر بیٹھی اپنا سینہ سہلائے جا رہی تھی۔

"اوکے اوکے میں کروا تا ہوں۔۔"

امتاب نے بھرپور تسلی دیتے کال کاٹی تو امائل نوح کی طرف لپکا جو کال نہ لگنے پر ہوتی گھٹن کے سبب ہو اسپتال سے نکل گیا تھا۔

"دیکھو فاطمہ گل، ابھی تم سے تفتیش باقی ہے۔ تمہیں یہیں ویٹ کرنا

ہو گا۔ ایک ایمر جنسی ہو گئی ہے۔ رونا بند کرو۔ صارم کا آپریٹ ہو رہا

ہے۔ ابھی کسی سے ملنے کی اجازت نہیں اسے۔ تم نے دیشا اور صارم کی مدد

بھلے انسانیت کے ناطے کی پروہ مجرم ہے تو تم اس لیے سسپیکٹ بن گئی ہو۔"

امتاب نے وہ موصول ہوا Rolls-Royce کا ٹریکٹر کوڈ اپنے ایکسپریٹ کو

بھینچنے کے ساتھ بہت نرمی سے فاطمہ گل کے پاس سامنے والی چیئر پر بیٹھے

سمجھایا پر اسکے آنسو تھمنے پر نہ آرہے تھے۔

"میں اپنے انکل کو کال کر سکتی ہوں؟ دیکھیں امتاب سر میر ادم گھٹ رہا ہے۔ میں اچھام۔۔ محسوس نہیں کر رہی۔ یہ سب میری مدد کرنے کی وجہ سے ہوا۔ صارم کو ایک مجرم کو لے جانے دیا اور دیکھیں کیا ہو گیا۔۔۔ میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں، تسلی ہو جائے وہ ٹھیک ہے تو میں خود اریسٹ ہونے آجاؤں گی آئی پر امسس۔ پلیز ہیلپ می۔۔ یا مجھے میرے انکل کو کال کرنے دیں وہ شاید مجھے نکال لیں یہاں سے۔ وہ اسی ہو سپٹل کے اونر ہیں رضا فاروقی"

امتاب نے فاطمہ کی ہر بات اجلت میں سنے نفی میں گردن ہلاتے فاطمہ گل کے سر پر ہاتھ رکھا جو سر اسراک دلا سا تھا۔

"میں نے کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹی تمہارے خلاف تو انکل کی ضرورت نہیں بچے، لیکن مجھے ایک گھنٹہ دو میں تمہیں تفتیش ڈن ہوتے ہی فری کر دوں گا۔ مجھے یہ ارجنٹ کام نمٹانے دو۔ رنکلس۔ دیشا ویسے بھی ہو سپٹل میں

واپس میرے لوگوں کی حراست میں آچکی ہے تو یہ معاملہ کنٹرول ہے۔ اب رونا بند کرو اور دعا کرو صارم کی جان بچ جائے۔ اوکے؟"

فاطمہ نے بھیگی آنکھوں سے بڑی مشکل سے سر ہلایا تو امتاب نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اٹھ کر گیا پر فاطمہ کا رونا پھر سے شروع تھا اور دوسری طرف نوح، نامہ کو کالز ملا ملا پاگل ہو رہا تھا جب امائل نے باہر لان ایریا میں آتے ہی نوح کے ہاتھ سے فون چھینا۔

"امائل اسکا فون بند ہے۔۔۔ وہ جب ہو سہیل سے دو گھنٹے پہلے نکلی تب ہی دل میں ٹیس اٹھی کہ کچھ ہونے والا ہے۔ وہ ٹھیک ہوگی ناں؟ یہاں صارم موت کے منہ میں ہے وہاں وہ پتا نہیں کہاں چلی گئی۔"

امائل جانتا تھا یہ کس قسم کی تکلیف دہ گھڑی ہے پر نوح کا ٹوٹا لہجہ، نکلتی جان اور افسردہ آواز سب سے دردناک تھی۔

"سب سے پہلے پر سکون ہو جائیں بھائی۔ وہ بچی نہیں جو کھو جائے گی۔ پلیز سنبھالیں خود کو۔ امتاب ٹریس کروا رہا ہے گاڑی جبکہ جس نے صارم کو شوٹ کیا وہ بھی ہتھے لگ گیا۔ ابھی آپ کچھ مت سوچیں۔ دعا کریں صارم اور نامہ کے لیے۔ کچھ برا نہیں ہو گا یقین رکھیں"

امائل نے فون واپس پکڑا تے نوح کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسے ہوش دلانی چاہی پر نوح کا دل سکڑتا جا رہا تھا، سانس نہیں آرہی تھی۔

"وہ۔۔ وہ ارحم ابھی تک آزاد ہے امائل۔ تم جانتے ہو ناں وہ جیل اس صابر سے ملنے گیا تھا۔ اور کیسے سب وہاں کے لوگوں کو چکما دے کر فرار ہو

گیا۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ وہ صابر مروان ہارمانے والی شے نہیں۔ میں نے نامہ کو اکیلے کیسے جانے دیا۔۔ اف یہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی نہ بن جائے۔۔۔ ایک بار تم ٹرائے کرو اسکا نمبر"

نوح کے خدشے تو امائل کو بھی ڈرا رہے تھے، امائل نے فوراً نوح کی تسلی کے لیے کال کی پر فون بند تھا، Rolls-Royce کی بیک سیٹ پر آف پڑا تھا جبکہ گاڑی ایک رینڈم مارٹ کے گیراج میں کھڑی تھی، آس پاس اور بھی گاڑیاں تھیں۔

یہ مارٹ بہت قریب تھی تبھی امتاب کے لوگوں نے جگہ فوراً ٹریس کر لی۔
 "نہیں بھائی۔ آف ہے فون"

امائل نے مایوسی سے بتایا تو نوح نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتے پھر گردن مسلی، وہ سخت خوفزدہ تھا۔

"وہ اپنا فون بلا وجہ آف نہیں کرتی۔ میں نے دیکھا تھا صبح 75 پر سنٹ چارج تھا فون فجر کے وقت اسکا۔ فون خود بند نہیں ہوا امائل اور نامہ خود نہیں کرتی۔۔ تم سن رہے ہو امائل۔۔"

نوح نے تو امانل کو بھی یہ کہے ڈرا دیا کیونکہ یہ سچ تھا نامہ کافون خود امانل کو
 آج تک آف نہیں ملا اور یہ پریشانی والی بات تھی، امتاب کی کال پر دونوں کا
 دل ایک سا کانپا۔

"ہاں امتاب؟"

امانل نے کال لیتے فون سپیکر پر ڈالا۔

"نامہ بھا بھی کی گاڑی کسی سیون مارٹ کے گیراج میں کھڑی ہے۔ ایم شیور
 وہ بھی وہیں ہوں گی۔ کچھ خریدنے مارٹ میں گھسی ہوں گی۔ تمہیں پتا ہے
 ناں کتنے لوگ ہوتے ہیں۔ گھس تو جاتا ہے بندہ، نکلتے نکلتے اکثر دن چلا جاتا
 ہے تو ایزی ہو جاو۔ میں دو لوگ بھیج رہا ہوں وہاں۔ وہ پورا ایریا خود سرچ
 کریں گے۔ مل جائیں گی بھا بھی۔ اور یہ جو صارم کو مار کے بھاگا ہے۔ آر میں
 پاشا کا خاص آدمی ہے۔۔۔ جیل میں جانے کا بدلہ نکالا اس منحوس جج نے یقیناً
 دیشا پر حملہ کروا کے ابھی گنگالا ہے میرے لوگوں نے اس آدمی کو۔۔۔ اسکا

تو میں پیٹ پھاڑوں گا خبیث آدمی، اور نوح کو کہنا پریشان نہ ہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم سب اس کے ساتھ ہیں"

امائل نے آزدہ نظروں سے نوح کو دیکھا جس کا ابھی بھی دم گھٹ رہا تھا، امائل نے کال ڈسکنٹ کیے بنا نوح کی طرف قدم بڑھائے، پر نوح چہرہ پھیر کر گہرے سانس لینے لگا۔

"فون سپیکر پر ہے امتاب۔۔ بھائی کو ارحم کو لے کر خدشات ہیں"

امتاب نے جب سنا تو خود بھی گاڑی کچھ دیر روکی، وہ اپنے سامنے رکھے ٹیب پر کچھ دیکھ رہا تھا، وہ ارحم کی لوکیشن تھی۔

"نوح! ارحم نے ایسا ویسا کچھ کیا تو لاکھوں ٹکروں میں ڈھال دوں گا بھائی۔ وہ کمینہ زلیل خود چھپتا پھر رہا ہے بھگورٹا، میرے پاس آچکا ہے پتا پر مجھے نہیں لگتا وہ ملوث ہے۔۔ یہیں ہوں گی نامہ بھا بھی۔ ٹنشن مت لو"

امتاب نے بھی تسلی دی پر ابھی سب بیکار تھا۔

"نامہ ٹھیک نہیں ہے امتاب۔۔۔ میرے دل کو سخت تکلیف گھیرے ہوئے ہے۔ میرا دل اسکے معاملے میں جھوٹ نہیں بولتا۔ تم ایسا کرو صابر سے جا کر ملو۔۔۔ پوچھو اس سے کہ اس دن اسکی ارحم سے کیا بات ہوئی۔ اگر وہ مارٹ میں نہ ملی تو اسکا دوسرا سراغ ہونا چاہیے تب تک۔۔۔ سن رہے ہو تم؟"

نوح نے اس سے ریکوسٹ نہیں کی، حکم دیا تھا۔

"میں تمہیں ہمیشہ غور سے ہی سنتا ہوں نوح، وہیں جا رہا ہوں۔ اگر اس سب کے پیچھے یہ حرامی ہوئے تو میں انکے کٹے سر بھیجوں گا یہ وعدہ ہے میرا۔ پریشان مت ہو۔ نامہ بھابھی پر آنچ نہیں آئے گی"

امتاب نے پوری امید دلاتے کال کاٹی جبکہ امائل دیکھ سکتا تھا نوح کا چین قرار سب اس سے رخصت ہو چکا تھا، وہ سوچ کر آیا تھا امائل کو اسکی ماں کا بتائے گا پر اب خود پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔

وہیں امتاب جیل پہنچ چکا تھا تبھی کرن کی کال پر وہ آفس میں انٹر ہوتے رکا۔

"امتاب! میں گھر آگئی ہوں۔ ڈنر بناؤں آج تمہارے لیے؟ تم ہمیشہ کہتے ہو میں ٹائم نہیں دیتی تو آج آف لے لیا فائنلی"

کرن کی مسکراتی آواز اس وقت امتاب کو سنائی نہ دی۔

"میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر فری ہو گیا تو آجاؤں گا ورنہ سوری کرن۔۔ مجھے نہیں لگتا ہم ساتھ آج ڈنر کر پائیں گے"

امتاب نے سنجیدگی سے کہے کال کہہ کر کاٹی اور جیل کے اونر کے آفس انٹر ہوا تا کہ صابر مروان سے مل سکے جبکہ کرن اسکی کاٹی کال پر افسردہ ہوئی۔

"جب وہ کوشش کرتا ہے ہمارے بیچ کی محبت کو ری نیو کرنے کی تو میں بڑی ہوتی ہوں اور جب میں کوشش کرتی ہوں، اسکے اہم کام بڑھ جاتے ہیں۔ کیا ہماری ساری زندگی ایسے ہی کٹ جائے گی۔ مجھے تو سٹریس ہو رہا ہے اب"

کرن نے فون رکھتے فرج سے نکالی ساری چیزیں اک اک کرے واپس رکھ دیں اور گہرا اداس سانس بھرتی وہ اپنا گرین ٹی مگ اٹھائے کچن سے نکلتے لائیٹ بھی آف کر گئی۔

جبکہ امتاب سیدھا صابر مروان والے لا کر کی طرف بڑھ رہا تھا، اس قدر غصہ تھا کہ آستینیں چڑھالی تھیں جیسے اگر اس کے پیچھے صابر ہوا تو اس منحوس بد بخت کو لاش بنا کر ہی لوٹے گا۔

.._____..

گلور و فارم سے اثر سے ہوتے سر کے درد کے سبب وہ جب جاگی تو جیسے کراہتی محسوس ہوئی مگر جب اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھے نامہ نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک بوسیدہ سی جگہ پایا، یہ کوئی پرانی بند کیمکل لیب تھی جس میں ہر طرف کباڑ اور دھول تھی جبکہ خود کو سٹر پیپر پر محسوس کرے نامہ

جلدی سے گھبرا کر اٹھ بیٹھی پر نیچے اتر کر اس سے پہلے اٹھتی، پیر میں بندھی
لوہے کی زنجیر کے سبب وہ واپس اس سنگل بیڈ پر جا بیٹھی، پیر چھڑوانا چاہا پر
وہ اینکل کے گرد بندھی چوڑی کے ساتھ زنجیر بری طرح سٹک تھی۔

نامہ نے اپنے سر کو ہاتھوں میں جکڑا جیسے یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو کہ
اسکے ساتھ کیا ہوا۔

"م۔۔ میں یہاں کیسے پہنچی۔۔ میں مارٹ گئی تھی۔ پارکنگ میں گاڑی روکی
پھر کسی نے میرے منہ اور ناک پر کچھ رکھا۔۔۔۔۔ اوہ میرے خدا"

نامہ کو سر میں بھیانک درد اٹھا جبکہ اس نے دروازے کی آہٹ پر جلدی سے
گردن اٹھائی تو ایک سٹک کی مدد سے اندر آتے وجود کو اس نیم اندھیرے
میں زرا سے غور پر وہ پہچان گئی۔

وہ کوئی اور نہیں جمی تھا۔

"اوہ، تم جاگ گئی نامہ"

وہ اندر آتا وہ لاٹھی دیوار سے ٹکائے زرا لڑکھڑاتا ہوا نامہ تک آیا تو نامہ نے حلق سے تھوک نکلے خشک گلاتر کرتے جمی کالڑکھڑانا دیکھا۔

"ت۔۔ تم کیوں لائے یہاں۔۔۔ اور کیا ہوا ہے لڑکھڑا کیوں رہے ہو۔۔۔؟"

نامہ نے ڈرتے ہوئے پوچھا تو جمی وحشیانہ ہنسا۔

"تمہیں کیا لگا تم میرا بھرتا بنو اؤ گی، اور مجھے پتا نہیں چلے گا۔ نوح ادا دوغان

کی ٹریننگ میں رہا ہوں۔ بانیٹک رائڈر ہی نہیں ایک اچھا جاسوس بھی

ہوں۔ تمہیں لگا تم مجھے پٹو کر ڈرا دو گی اور میں نوح ادا دوغان اور تمہاری

جان چھوڑ کر ساری عمر ہو اسپٹل کے بستر پر پڑا کر اہتار ہوں گا۔۔۔ نو

لیڈی۔ تم سے تو تھپڑ کا حساب بھی باقی تھا، اب تو تم نے مجھے تھوڑا لنگڑا بھی

کر دیا ہے۔ تو اب تو بدلہ انتقام میں بدل گیا۔"

نامہ نے اسکو دیکھتے ڈرنے کے ساتھ اپنا پیر بھی مسلسل اس زنجیر کی گرفت سے نکالنے کی کوشش کی جب جمی مزید اس کے قریب ہوئے چہرے کے نزدیک جھکا۔

"میں نے تمہیں تمہارے کیے کی سزا دی تھی۔ کوئی نا انصافی نہیں کی۔ تم نے مجھے سیدھا سادھا ڈرائیور سمجھ کر پہلے بھی اپنا نقصان کروایا ہے اس لیے میں تمہیں وارن کر رہی ہوں کہ باز آ جاؤ۔ دور ہٹو مجھ سے نالی کے کیڑے"

وہ سخت غصے سے پھنکاری تو جمی پاگلانہ انداز میں نامہ کی جرت پر ہنسا۔

"چچ چچ یہ لنگڑا جمی تمہیں کڈنیپ کر چکا ہے تب بھی تم وارن کرو گی؟ میں تمہارے ساتھ کیا کیا کر سکتا ہوں، لسٹ گنواؤں؟"

نامہ نے اس کے منہ سے چھوٹی بدبو پر بڑی مشکل سے خود پر قابو کیا اور پوری قوت سے اپنا سر جمی کے ناک پر دے مارا جس سے وہ کراہتا ہوا دو قدم پیچھے

ہٹا پر درد نامہ کو بھی ہوا پر وہ جبر کر گئی، جہی کے ناک سے خون نکل چکا تھا
جن بوندوں کو اس نے بے دردی سے رگڑے صاف کیا۔

"تم میرے ساتھ کچھ کرنے کا سوچو، تمہارا دماغ اس تیزاب میں ڈال دوں
گی۔ کھولو مجھے۔ اور مقصد بتاؤ کس لیے کڈ نیپ کیا ہے مجھے"

نامہ نے زرا پاس ہی لو کو الٹی کے تیزاب کی بھری بکٹ جس میں کافی گردو
دھول کی تہہ جہی تھی، کی طرف اشارہ کرتے ایک بار پھر اس منحوس کی
طرف پھنکارتے دیکھا۔

"اچھا مقصد سننا ہے۔ صاف ہے۔ نکل جاو نوح سر کی زندگی سے۔ ورنہ مار
دوں گا تمہیں۔ تھپڑ اور تشدد دونوں معاف کر دوں گا"

جہی نے قریب آتے اپنی ڈیمانڈ پھر دہرائی جس پر اس بار نامہ ہنسی۔

"تم کیا کرو گے میرے انکی زندگی سے نکلنے کے بعد؟"

نامہ نے اسی زہر خند مسکراہٹ سمیت پوچھا۔

"ان سے شادی"

جمی نے کمینگی سے بتایا تو نامہ کے جسم کا سارا لہو جیسے سلگ سا گیا پر وہ اپنے پلین کے لیے تحمل تھا مے رہی۔

"شادی تو کر لو گے۔ پھر آگے؟"

وہ اتنے سکون میں لگی کہ جمی کو خوف و ہراس گھیرنے لگا۔

"پھر تمہیں کیوں بتاؤں۔ اُس اوور پر سنل میٹر"

جمی کے چہرے پر صاف خوف درج دیکھے نامہ نے گہرا سانس کھینچا اور اٹھ کر سنبھلتی کھڑی ہوئی۔

"بچہ پیدا کر لو گے؟"

نامہ کے سپاٹ سوال پر جمی کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"یہ ناممکن نہیں اب، تم تو جان چھوڑوانگی۔ سیر و گریسی کے تھر و دو مرد بھی باپ بن سکتے ہیں ایک بچے کے۔۔۔۔ تم نیوز نہیں پڑھتی؟"

جمی کی بات سنے نامہ اس پر ہنسی۔

"اس کے لیے بھی تمہیں ایک عورت کی کوکھ درکار ہوگی ناں۔ سیر و گریس ووٹین کی۔۔ بنا عورت کی مدد کے بچہ پیدا کر سکتے ہو؟"

نامہ کے سوال جمی کی ہوا ٹائیٹ کر رہے تھے، اسکے چہرے پر صاف خوف جمادیکھائی دے رہا تھا۔

"یہ قدرت کے خلاف ہے"

وہ دبا سا منمنایا ہی کہ نامہ نے پوری قوت سے اسکے منہ پر پہلے سے دگنے زور کا تھپڑ مارا۔

"تمہاری پیدائش پر لعنت۔۔۔ تم جیسے لوگ پیدا ہوتے ہی موت ذیرو کرتے ہو۔ کیسا گند ادماغ ہے تم لوگوں کا۔ قدرت کے خلاف جاو گے تو کیا خوش رہو گے۔ نوح کو پانا چاہتے ہو جو تم جیسی غلاظت پر تھو کنا بھی پسند نہ کریں۔ جیسے تمہارا بچہ پیدا کرنا خلاف قدرت ہے ویسے میرا، نوح کی زندگی سے نکلنا ناممکن۔۔۔ اور اوپر سے تم نے مجھے کڈنیپ کرنے کی ہمت کی جمی۔"

نامہ نے ایک اور تھپڑ دگنی شدت سے مارا جیسے اس لمحے اسکے اندر جن زادی کی سی قوت بھر گئی ہو جبکہ اس تھپڑ پر وہ لڑکھڑاتے گرا اور دونوں ہاتھ اس پرانی تیزاب کی بکٹ میں جا ڈوبے بھلے وہ تیزاب اپنی اصل تیزی کھو چکا ہو پر جمی کے منہ سے ایک بار تو دلخراش چیخ نکلی جب اس نے اپنے ہاتھ اس بکٹ سے نکالے، سکون جلی نہ تھی پر جھلسی لگ رہی تھی اور وہ سرخ آنکھیں لیے اسے دیکھتی اسکی چینخیوں پر اپنے کان پر ہاتھ رکھ گئی۔

"سائیکو عورت۔۔۔ ی۔۔۔ یہ کیا کیا تم نے۔۔۔ میں تمہیں مار دوں گا نامہ"

وہ اپنے ہاتھوں کی تکلیف کے سبب سرخ بھگتی تڑپتی آنکھوں سے اس پر چلایا پر نامہ نے کوئی ریسپانس نہ دیا بس ہاتھ کانوں سے ہٹائے جو اسے نفرت سے دیکھتا اپنے ہاتھوں پر پھونکیں مارتا دروازے کولات مارے پھرے سائنڈ سا باہر نکل گیا، پہلے مرہم پیٹی کروا تا تب نامہ کو مار پاتا جبکہ وہ واپس اس سنگل بیڈ میٹرس پر گرنے کے انداز میں بیٹھے گہرے گہرے سانس لینے لگی، اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا، پھر نامہ نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے جیسے رکتی سانس بحال کی، پر وہ شدید خوفزدہ تھی، اسکی سانس اٹک رہی تھی، اور پورا وجود لرزش میں تھا اور وہ اپنے پیر کو بار بار کھینچ کر بے حد زخمی بھی کر چکی تھی۔

WWW.MIRWAMIRZANOVELS.COM

امتاب نے صابر مروان سے جو کچھ اگلوایا اسکے مطابق توار حم پر شک کرنا بنتا تھا اور صابر سے ہی امتاب نے ار حم کے تمام خفیہ ٹھکانوں کو بھی اگلوایا اور ہر جگہ لوگ روانہ کیے جبکہ اسی بیچ کرن کو کوئی کورئیر موصول ہوا تھا، جسے لیے

وہ اندر آئی تو اس پر اسکا اور امتاب کا نام لکھا تھا، اس کو ریرپیک میں کیا تھا یہ تو علم نہ ہو اپر کرن اسے کھولنے کے بعد اپنی جگہ پتھر اچکی تھی، اسکی آنکھوں میں واضح سرخی دیکھی جاسکتی تھی جو جلد آنسوؤں میں بدل گئی وہیں دوسری طرف صبح سے رات ہو چکی تھی، صارم کی سرجری تو کامیاب ہو گئی پر وہ رات تک کریٹیکل سچویشن میں رہا، نامہ کی گمشدگی کے سبب فیروز سلطان کی طبعیت بھی بگڑ چکی تھی۔ امائل انکے ساتھ تھا جبکہ مانیہ تو دیشا کو سنبھالنے میں ہلکان تھی اور پھر فائنلی ان سب کی تکلیف میں کچھ کمی ہونے کا وقت آیا اور ڈاکٹر اک مثبت خبر لیے باہر آئے۔

جبکہ نوح کو مارٹ میں نامہ کے ناملنے پر اک تسلی یہ ملی کہ ار حم کے خفیہ ٹھکانوں کی جانچ ہو رہی تھی تبھی وہ صارم کی خبر ملتے ہی خرد صاحب کو لیے نکل گیا کیونکہ اس پر اس دردناک کیفیت میں بھی کچھ فرض عائد تھے۔

"فاطمہ گل کون ہیں؟ وہ بچہ اب خطرے سے قدرے باہر ہے پر وہ فاطمہ گل کو بلارہا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں اسے؟ اگر تو وہ آجاتی ہے ویل اینڈ گڈ

باقی آپ اب مل سکتے ہیں لیکن زیادہ بات کرنے سے گریز کریں ابھی بھی وہ ڈینجر میں ہے، آکسیجن ماسک لگا ہوا۔"

ڈاکٹر کی بات سنے ہر کوئی شاک ہوا جبکہ امائل جلدی سے آگے بڑھا۔

"میں جانتا ہوں۔۔ میں بلواتا ہوں۔ کیا صارم سچ میں ٹھیک ہے؟"

امائل نے تصدیق سی چاہی جس پر ڈاکٹر کا مثبت اشارہ سبکی ڈھارس بنا۔

جبکہ امائل نے امتاب کو کال کرے جب فاطمہ گل کی ڈیمانڈ کی تو امتاب نے فاطمہ گل کو اپنے ہی کسی بندے کو بھیج کر ہو سہیل ڈراپ کروا دیا۔

کیونکہ خود وہ نوح کی بھاری سانسوں کو آسان کرنے کے سفر پر نکلا اور حم کو تلاش رہا تھا اور اس بیچ کرن کی بار بار آتی کالز بھی کاٹ رہا تھا اور ناجانے اس

پارسل پیک میں کیا تھا کہ وہ شانت اور ہنس مکھ سی لا پرواہ لڑکی بچوں سا روئے جارہی تھی، اس نے نوح کو بھی کالز کیوں پر نوح کو ابھی اسکی کالز لینا

ضروری نہ لگا۔

پندرہ منٹ تک فاطمہ گل ہو سہٹل پہنچ چکی تھی، سب ہی حیران تھے کہ آخر یہ کون ہے جسے صارم اس حالت میں یاد کر رہا ہے، یہ تو سب نامہ کے لیے پریشان تھے تبھی اتنی توجہ نہ دی گئی، فاطمہ کو جب یہ بتایا گیا کہ نیم بیہوشی میں وہ اسے پکارا، ہاں یہ کوئی عام بات نہ تھی، وہ بھی کسی کا ہوش نہ رکھتی سب سے پہلے صارم سے ملنے روم میں پہنچی تو اب اسکا آکسیجن ماسک اتر چکا تھا۔

"میری وجہ سے ہوا سب"

وہ روم میں انٹر ہوئی تو نرس، صارم کے پاس سے ہٹتی فاطمہ کے ساتھ سے گزرتی باہر نکل گئی جبکہ فاطمہ گل اپنے لاکھ آنسو سنبھال رہی تھی پر ممکن نہ تھا۔

وہ اسکے پاس آئی جو شرٹ لیس تھا جبکہ اسکے سینے پر بندھی بہت سی پٹی اسکے بھیانک زخم سے نکلے خون کو عیاں کرتی اور خوفناک و دردناک لگ رہی تھی۔

وہ پاس بیٹھی تو فاطمہ کی گالوں پر کئی مزید آنسو ٹپکنے لگے۔

وہ آہستگی سے اسکے کندھے پر سر رکھتی اپنا ہاتھ اسکی پٹی پر پھیرے سسکی۔

"زندگی نے سب چھین لیا مجھ سے، میری ہر خوشی۔ سب چلا گیا، میں نے جانے دیا پر میں تمہیں کہیں جانے نہیں دوں گی صارم! تم ٹھہر جاؤ ناں۔ میں تمہارا جانا نہیں دیکھ سکتی۔ میں تمہیں اپنا دیکھنا چاہتی ہوں، دیکھنا چاہتی ہوں مکمل خوشی کیسی ہوتی ہے۔ جو تم میری بن گئے ہو۔ بس چند لمحوں میں ہی۔"

وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی بہت سرگوشی میں ڈھلتی آواز کے سنگ بولی جب اسے صارم کسمساتا محسوس ہوا تو وہ جلدی سے اٹھی اور دم سادھے اسے

جاگتا دیکھنے لگی جس نے اپنی درد کرتی آنکھیں کھولتے ہی سب سے پہلے
فاطمہ کو دیکھ کر سہائل دی، وہ اور خزن بھراروی۔

"روکیوں رہی ہیں فاطمہ گل؟ میں مرا تو نہیں ہوں"

وہ کسی کی جان پر بنا تھا پر اٹکیلیاں کرنے سے باز نہ آ رہا تھا، سانس مدھم تھی
اور آنکھیں بے حد درد میں۔

"ڈاکٹر نے کہا تمہارا ہارٹ اور سٹمک بری طرح بلٹ سے متاثر ہوا۔ رونا تو
آئے گا ہی صارم"

وہ اسکا ہاتھ تھامے بیٹھی قدرے سرگوشی میں بولتی مزید آنسو بہاتی صارم کو
بہت خوبصورت لگی۔

"بکواس کرتے ہیں یہ ڈاکٹر۔ میرا ہارٹ اور سٹمک آپ پر اٹکا ہوا ہے تبھی
کام کرنا چھوڑنے کے چکر میں ہے"

صارم کی آواز مسکرانے سے اور بھاری ہوئی پر اس کے مسکرانے نے فاطمہ کے آنسوؤں میں سکوت لایا۔

"توک۔۔ کیسے ٹھیک ہوں گے دونوں؟"

وہ آنسو پونجھتے بھی روہانسی ہی لگی، جیسے سب کچھ کر دے گی اس کے لیے۔

"دل کی شفا کے لیے آپ کی محبت چاہیے اور سٹمک

کے لیے آپ کی ایک کس۔۔ وہ والی"

صارم کے شوخ مطالبے پر وہ ناصر ف اسکا ہاتھ گھبرا کر چھوڑ گئی بلکہ پاس سے

اٹھتی جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

"اب تم آرام کرو۔ میں بس تمہاری خیریت پوچھنے آئی۔ اب جارہی

ہوں۔ خیال رکھنا پلیر اپنا"

وہ جلدی سے اسے تاکیدیں کرنے لگی، دل نہ چاہا جائے پر صارم کی نظروں نے مجبور کیا تھا۔

"تھوڑی سی میری ہو جائیں یا مجھے اپنا کر لیں میرا اچھے سے خیال اب آپکے ہاتھ میں ہے یار"

وہ جو پہلے ہی جانے پر رضامند نہ تھی، ایسے تقاضے پر تو قدموں نے اور دل نے بھی فاطمہ گل سے بغاوت کر لی۔

"آجائیں یار تھوڑی دیر اور تیمارداری کر لیں اس بیمار کی"

فاطمہ کوشش و پہنچ کی سی کیفیت میں دیکھے وہ اپنا ہاتھ پھر اسکی طرف بڑھا گیا اور فاطمہ دھیرے سے انہی قدموں پر واپس آئے زرا فاصلے پر رک گئی جو مدھم ساتکیوں سے سرٹیکے مسکرا رہا تھا۔

"میں نے تم جیسی چیز ان بائیس سالوں کہیں نہیں دیکھی"

وہ روہانسی ہوئی جبکہ صارم سنتے ہی مسکرایا۔

"کیونکہ ابھی آپکا بچپن چل رہا تھا، یہ چیز عشق معشوقی والی ہے۔ مجھے اپنی

بہنوں کو آپکے بارے بتا کر سر پر انز دینا ہے صبر نہیں ہو رہا"

وہ سمجھ گئی تھی اسکی نظروں سے پردانستہ انجان بنے گھوری۔

"اور کیا بتاؤ گے تم ایسا انکو میرے بارے جو سر پر انزنگ ہو گا؟"

وہ آئبر واچکائے گھوری۔

"یہی کہ ہم شادی کریں گے جلد"

وہ دانت دیکھائے اس قدر آرام سے بولا کہ فاطمہ کے چہرے کے رنگ سے

اڑے، آنکھیں تو صارم کی اس خوبصورت خوشی سے بھری مسکراہٹ پر

اٹک کر رہ گئیں۔

"تم جذباتی قسم کے اچھے ہو۔ سدھر جاو۔۔۔ پہلے بھی جذبات میں آکر تم نے ماما کے لیے جو بنا کسی کو اعتماد میں لیے قدم اٹھایا اسکی اذیت جھیل رہے ہو کب سے۔ میرے معاملے میں بھی وہی سب۔۔۔ بس تم نے مدد مانگی اور میں نے کر دی تھی۔ اب ختم کر دیتے ہیں صارم۔۔۔"

وہ اسکی ہر بات سنے آخری جملے پر کہہ کر جاتی فاطمہ کا جیسے ہاتھ پکڑے روک گیا، یکدم اٹھنے کے سبب اسے جو درد ہوا اس پر اسے کراہنے نے فاطمہ کو پکڑ سے رکنے کے مقابلے میں زیادہ مجبور کیا، وہ بے اختیار پاس بیٹھی تو وہ کراہنا بھولتا فاطمہ کی آنکھوں میں تیرتی پریشانی دیکھ کر کراہتے انداز میں ہی مسکرایا پر فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو اٹکے تھے، گالوں پر اترنے کے لیے بیقرار تھے۔۔۔

"میرا بچپن بہت تکلیف دہ تھا، میں نے ہر وہ بر اکام کر رکھا ہے جو ممکن ہو سکتا ہو۔ سپائل کر دیا بچپن کچھ میری محرمیوں نے کچھ میری حرکتوں نے پر میں اپنی جوانی اور بڑھاپا سنوارنا چاہتا ہوں۔ جانتا ہوں یہ ایک انیس بیس

سال کے لڑکے کے منہ سے بہت ہی بچگانہ لگ رہا ہے لیکن آپ نہیں جانتی
فاطمہ میری زندگی کا یہ انتیسواں سال مجھے اچانک بہت بڑا بنا کر جا رہا

ہے۔ آپ تو خوش ہوں کہ آپ کو یہ لڑکا کافی سدھرا ہوا مل رہا ہے۔۔۔ یار
آپ اپنی اپنی لگیں پہلی نظر سے ہی میں کیا کروں۔۔ قسم اٹھوا لیں یا میری
بہنوں، ڈیڈیا بابا سے پوچھ لیں۔ آج تک مجھ سے سرزد برائیوں میں لڑکی کا
کوئی چکر نہیں تھا سوائے انکے مجرے کو اک بار دیکھنے کے۔۔۔۔۔"

فاطمہ نے سب نم آنکھوں سے سنا اور غصے سے دیکھنے لگی۔

"مجر؟ تمہیں شرم نہ آئی یہ کرتے؟"

وہ ڈانٹتی بھی بہت پیار سے تھی۔

"میں ڈرنک تھا۔ ڈرنک ہو کر شرم بھی مر جاتی ہے۔ کہاناں میں نے خود کو
برباد کرنے میں کسر نہیں چھوڑی۔ اگر آپ مجھے سب ختم کیے چھوڑ جاتی ہیں
تو میں پھر سے گندی حرکتیں شروع کر دوں گا۔ باقی وہ رہا راستہ آپ کی مرضی"

صارم نے حتمی فیصلہ کرے بات ہی ختم کر دی جبکہ فاطمہ کی آنکھیں نمی کی پر ت سے آزاد ہو گئیں تو ان کے حصار میں مسکراتے لمس جکڑے محسوس ہوئے۔

"جب تک اس بلٹ کا زخم، اثر اور نشان چلا نہ جائے، پرپوز کرنے کے بارے مت سوچنا۔ اب آرام کرو"

فاطمہ نے نظریں سی جھکاتے کہا اور اس سے پہلے اٹھتی وہ پھر بازو دبوچے روک گیا۔

"اس پر تو بہت وقت لگ جائے گا فاطمہ"

وہ بے قرار ہوا، سر اسر رد کرنے لگا۔

"سو واٹ؟ ہماری کونسا عمر نکل رہی؟"

وہ زرا بڑی ہونے کا فائدہ اٹھائے گھڑی گھڑی ڈانٹ رہی تھی۔

"Then kiss me now"

وہ اس وقت فاطمہ کو پاگل ہی لگا جب اسے پکڑے خود پر جھکایا، وہ بوکھلائی۔

"ایسے کس نہیں کرتے، اللہ ناراض ہو جائیں گے۔ کیا پتا یہ سب تمہیں بھی کس کی ہی سزا ملی ہو۔ تمہیں کسی نے بتایا نہیں نامحرم کو چھونے اور دیکھنے میں بھی گناہ ہے؟"

وہ اسکی گرفت سے نکلتی واپس ٹھیک سے بیٹھی تو صارم نے ہاتھ بڑھا کر فاطمہ گل کی گال کھینچی۔

"ایسا سب مجھے کسی نے نہیں بتایا نہ میں نے کبھی ایسی خواہش محسوس کی کسی لڑکی کے لیے ایون میرے ساتھ بہت ہاٹ لڑکیاں پڑھتی ہیں جو مجھ پر کرش بھی رکھتی ہیں میری خوبصورتی اور لا پرواہی کی وجہ سے۔ آپ کیوٹ ہیں ناں تبھی۔ آئی ایم سوری آپکو فضول کی ڈیمانڈ سے پریشان کرنے کے لیے۔"

وہ ہنوز فاطمہ کی ملائم گال چھوئے ہی بولا پرنا چاہتے ہوئے بھی فاطمہ کو اچھا لگ رہا تھا اور اس پر اس نے خود کی سرزنش بھی کرنی چاہی۔

"ٹھیک ہو جاو بس تم۔۔۔ امتاب مہمت کے ہو سپٹل گارڈز نے شکایت لگا دی تھی انھیں کہ میں نے تمہارے ساتھ مس دیشا کو لے جانے میں مدد کی" صارم نے پریشانی سے فاطمہ کا ہاتھ پکڑا۔

"واٹ! پھر۔۔۔۔۔ پریشان تو نہیں کیا اس بندے نے؟"

وہ فاطمہ کی مسکراہٹ کا سبب بنا اتنی فکر لٹائے۔

"نہیں بس تفتیش کی اور چھوڑ دیا۔"

وہ نظریں جھکا گئی تو صارم نے اسکی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اوپر اٹھایا۔

"ہاتھ تو نہیں لگایا کسی سے ٹارچر تو نہیں کروایا تفتیش کے بیچ۔۔۔ بتاؤ ایسا کیا

ہے تو اسکی گردن توڑوں۔۔۔ مجھے بھی بہت تنگ کرتا تھا وہ کمینہ"

صارم کی اس جنونی جھلک سے فاطمہ کارواں روآں لرزا، فوراً نفی میں گردن گما گئی۔

"نہیں نہیں۔ انہوں نے بیٹی کی طرح ٹریٹ کیا۔ بہت سوئیٹ تھے۔ مجھے چپ بھی کروایا کہ کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹ رہا۔"

صارم نے متاثر ہوتے سہائل دی۔

"واہ! اس بندے کے جن بس مجھے دیکھ کر جاگتے تھے۔۔۔ ہنہ ایک نمبر کا شکاٹی ٹٹو تھا۔ یہاں میں کچھ غلط کرتا وہاں میری شکایت بھائی سے کر دیتا تھا۔ زندگی عذاب کر دی تھی اس نے میری۔ پر میرے سدھرنے کا فائدہ ہوا، اس منحوس سے توجان چھوٹی۔"

صارم یہ سب کہتا بہت مستی موڈ میں تھا جبکہ وہ اسی پر خوش تھی وہ پہلے جیسا ہوا نہ سہی محسوس ہو رہا ہے۔ وہ اتنے درد کے باوجود اس سے باتیں کر رہا تھا، ابھی اسے کوئی یاد نہ تھا۔

"تمہاری ماما کی دودن بعد فاسنل ہیرنگ ہے۔ میں نے سنا انھیں بات کرتے۔ کیا پتا سزا ہو جائے۔ تم پریشان مت ہونا۔ مشکل وقت جلد کٹ جائے گا۔ تم مجھ سے کچھ بھی شئیر کر لینا۔ دل بھاری مت ہونے دینا"

وہ سنجیدگی سے فاطمہ کو دیکھتے اپنا ہاتھ پھیلا گیا تو فاطمہ نے اپنا ہاتھ بلا جھجک اسکی ہتھیلی میں رکھ دیا، صارم نے فوراً دبایا۔

"یہ آفر آپ ہر پیشنت کو دیتی ہیں؟"

وہ اب بھی اسکی آنکھوں میں جھانکتا سنجیدہ تھا۔

"نہیں۔ بس تمہارے لیے"

وہ بھی سنجیدہ مگر خوش لگ رہی تھی۔

"آپ میری رہیں گی ناں میرے زخم بھرنے تک؟ یا میں کوئی چھوٹا موٹا نکاح اریخ کرواؤں؟ جس سے کم از کم آپ کی آنکھوں کی یہ بے چینی تو ختم ہو جو میرے ہاتھ پکڑنے سے ان میں اتر آتی ہے"

فاطمہ بے اختیار صارم کو دیکھتی جیسے کچھ بولنے لائق نہ رہی، وہ اتنا سمجھدار دیکھنے سے نہیں لگتا تھا، لا پرواہ اور مغرور لگتا تھا جو شاید اسکی خوبصورتی اور کیوٹنس کے سبب تھا۔

"ن۔۔ نکاح؟"

وہ بڑبڑائی۔

"ہاں۔ میری بہنوں کا بھی پہلے نکاح ہوا تھا۔ پھر شادی۔۔۔"

وہ مسکرا کر بولا تو فاطمہ نے پھر سے نظریں جھکا لیں۔

"تم اتنی سی اتج میں میری ذمہ داری کیسے اٹھاو گے؟ خود پڑھ رہے ہو۔ لاڈ لے ہو۔ بچپن ہی چل رہا ناں تمہارا بھی"

فاطمہ کی فکریں ہی نرالی تھیں۔

"میری طرح میری وائف بھی یہ سارے لاڈ پائے گی میرے جیسے، اور پڑھ تو آپ بھی رہی ہیں۔ اتج کا کیا ہے۔ دل عشق معشوقی پر اگر آمادہ ہے تو سمجھ لیں اب بچپن ختم فاطمہ گل۔ اگر آپ اس طرح کمفر ٹیبل ہیں تو بتائیں میں ادھر سے نکلتے ہی گھر میں شوشا چھوڑتا ہوں نکاح کا۔۔۔۔"

وہ سراسر بے قابو و بے چین ہوئے جا رہا تھا اور فاطمہ خود بھی یہی چاہے بیٹھی تھی پر سمجھ نہ آیا کیسے منہ پھاڑے کہہ دے۔

"سب مان جائیں گے؟"

وہ ہچکچاتی بولی جس سے اسکے مان جانے کا جو یقین صارم تک پہنچا وہ بے حد انمول و دل گرفتہ تھا۔

"ایم شیور۔۔۔ کیا آپ میری ہاف دلہن بنیں گی؟ نکاح دلہن؟"

وہ پھر سے دانت دیکھا رہا تھا جبکہ فاطمہ نے نظریں نیچی کر لیتے ہلکی سی ہاں کی تھی، کیا ستم کہ وہ مبہم سا مثبت اشارہ بھی کسی کے حواسوں پر بڑا ہیوی رہا۔

"تم ٹھیک ہوناں؟"

وہ سر جھٹکے واپس صارم کو دیکھتے بولی تو اس نے درد دیتا تاثر دیا، اب عاشقی سائیڈ کی تو بھیانک درد کی ٹیسیں محسوس ہوئیں، یہ نیا نیا محبوب دوا اک حد تک تھا۔

"ایسے کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

صارم کے سوال پر فاطمہ نے پریشان ہوتے دیکھا کہ کہیں کچھ غلط تو نہیں کہہ دیا۔

"او کے نہیں پوچھتی، میں اب چلتی ہوں۔ تمہاری فیملی ویٹ کر رہی ہوگی
ملنے کے لیے۔۔ میں بنا کسی حق کے آگئی پہلے۔ پتا نہیں کیا ہو گیا مجھے"

وہ شرمندہ سی ہوئی تو صارم نے ہاتھ بڑھا کر پھر سے فاطمہ کی گال چھوئی، وہ
ایسے کرتے کچھ الگ ہی فیل کرواتا۔

"آپ مجھے ان سب سے چرا بھی سکتیں ہیں اب، بڑا سخت دل آچکا ہے آپ
پر۔۔۔ ویسے آپ کے جاتے ہی سب مجھے ٹھیک ہونے پر پیار دینے سے
زیادہ ایک انجان لڑکی کو سب سے پہلے بلانے پر مشکوک گھوریوں سے
نوازنے والے ہیں۔۔ میرے حق میں دعا کرنا فاطمہ گل"

وہ جیسے خود مسکرایا، بے اختیار اسی طرح فاطمہ مسکائی۔

"یہ سب وقتی مت کرنا صارم۔ میں وقتی تعلق سے بہت ڈرتی ہوں کیونکہ
کسی کا دنیا اور زندگی سے آکر چلے جانا بہت مشکل سے برداشت ہوتا
ہے۔ اگر یہ تمہارے مختصر جذبات ہیں تو سوچ سمجھ لو۔ ابھی کچھ نہیں

بگھڑا۔ باقی میں تم پر اور تمہاری فیملی پر کبھی بوجھ نہیں بننا چاہتی تو تم مجھے کسی بھی قسم کی جاب سے کبھی مت روکنا۔ بس یہ دوریکوسٹ ہیں میری تم سے"

فاطمہ کانرمی سے اسے اپنے خدشات بتانا صارم کو مخمور مسکراہٹ بخش گیا، وہ ایسے سب کہتی اچھی لگی، وہ سچ میں اپنے چہرے کے سکارز کے باوجود بے حد خوبصورت تھی، اسکے بولنے سے دل میں ٹھنڈک محسوس ہوتی، اسکا اچانک زندگی میں آنا صارم کو اپنے سدھرنے کا انعام محسوس ہوا۔

"آپ اپنی لائف میں جو چاہیں کریں۔ بس میری ہو کر۔۔۔ باقی مجھے نہیں پتا وقتی اور مستقل جذبات میں کیا فرق ہے لیکن ابھی کے لیے یہ جو ہے، سچ ہے۔ میں زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ کسی کو اپنا پن کیسے دیا جاتا ہے لیکن میں جیسے اپنی بہنوں سے محبت کرتا ہوں دنیا میں سب سے الگ، جیسے اپنے ڈیڈ سے پیار کرتا ہوں اک گہرا پیار۔ جیسے اپنے بھائی سے اک الگ انسیت ہے، جیسے ماما کے لیے ہر پل تڑپنے والی ایچمنٹ ہے ویسے آپ سے گہری رغبت

محسوس ہو رہی ہے۔۔۔ مجھے نہیں لگتا میں جن سے محبت کرتا ہوں ان کی محبت میں کبھی کمی کر سکتا ہوں، تو آپ ابھی کے لیے بے فکر رہیں۔ کبھی لگا آپکو میں نے وقتی جذبات رکھے آپکو لے کر توجو آپ چاہیں وہی ہوگا۔"

وہ پیار آنکھوں میں بھرتا ہی اسے دھیان سے سنتی گئی اور اختتام اس نے ہمیشہ کی طرح نظریں جھکا کر کیا۔

"اب کچھ اچھا فیل کر رہی ہوں"

وہ نرم سا مسکرائی۔

"میں بھی"

وہ گہری نظروں سے فاطمہ کے چہرے کو نہارتا اسے مضطرب کر رہا تھا۔

"اب میں جاؤں۔۔۔ تیس منٹ تو لے لیے میں نے تمہارے۔"

وہ پھر شرمندہ ہو کر اٹھی تو صارم کا دل نہ چاہا وہ جائے۔

وہ اسے گھڑی گھڑی لاجواب کر رہا تھا اور وہ ابھی سچ میں رو دیتی۔

"بری بات۔۔ سب کا دل تھما ہوا، جان نکلی ہوئی۔ کسی نئے کہ آجانے سے، پر انوں کی قدر گھٹنی نہیں چاہیے صارم۔ میں کہوں گی صارم آپ سب کو یاد کر رہا ہے۔ اپنا خیال رکھنا۔ جب ٹھیک ہو کر گھر جاو گے میں آؤں گی ملنے تم سے"

وہ دروازے کی طرف بڑھی تو صارم نے اسے آواز دے کر روکا۔

"محبوبہ بن کر ملنے آنا، میں منکوحہ بنا کر واپس بھیجوں گا آپ کو۔۔۔ ڈن؟"

صارم کی شوخ نظروں نے جیسے فاطمہ گل کو سر تا پیر حصارا۔

"دیکھتے ہیں۔ سی یو"

وہ مسکراتی ہوئی باہر نکلی تو صارم نے سخت درد پر اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا جبکہ فاطمہ کے باہر نکلتے ہی دیشا، میکائل اور مانیہ اسکی طرف لپکے جبکہ فیروز سلطان کی کچھ طبعیت ناساز تھی تو انکو امائل روم میں ریست کو لے گیا جبکہ نوح پانچ منٹ پہلے ہی خرد قریشی کو اپنے ساتھ لیے نکلا تھا۔

"وہ کیسا ہے فاطمہ؟"

مانیہ نے بیقرار ہوتے پوچھا۔

"وہ بہتر ہے۔ میں اپنا انٹرو دوں؟"

فاطمہ زرا ہچکچاتے بولی تو میکائل اور مانیہ نے پیار سے اس پیاری سی فاطمہ کو دیکھا کہ اب انٹرو کی کسے ضرورت تھی، جبکہ دیشا تو پہلے ہی روم کے اندر چلی گئیں۔

"نہیں۔ اس نے جاگتے ہی جسکا نام لیا اسے کسی انٹرو کی ضرورت نہیں
میرے بچے۔ کیا تم صارم کے گھر آتے ہی ہمارے ساتھ ڈنر کرو گی؟ اپنی
فیمیلی کو بھی لے آنا"

میکائل نے شفقت سے فاطمہ کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ جذباتی سامسکائی، مانہ
بھی پیار سے اپنی فیوچر بھابی کو دیکھ رہی تھی۔

"میری فیمیلی نہیں۔ بابا کے بیسٹ فرینڈ ہیں جو انکل میرے۔ وہ تو بہت بڑی
ہوتے ہیں۔ میں آ جاؤں گی پکا"

فاطمہ نے نرمی سے بتایا تو دونوں مسکرائے۔

"چلو خود لازمی آنا۔ تھینکیو آنے کے لیے"

میکائل نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اندر بڑھے جبکہ مانہ نے
جلدی سے فاطمہ کو گلے لگایا کہ وہ خود بوکھلا کر رہ گئی۔

"یہ بس صارم کے ٹھیک ہونے کی خوشی ہے۔ برا مت منانا فاطمہ۔"

مانیہ نے اپنی خوشی کو بھرپور چھپاتے کہا تو فاطمہ نے مسکرا کر سر ہلایا اور اجازت لیتی گئی پر مانیہ اسے جاتا دیکھتی رہی اور پھر جیسے ہی اندر داخل ہوئی، وہ اک سائیڈ دیشا اور دوسری طرف میکائل دوغان کے لاڈ و صولتا صارم نظر آیا، مانیہ کی آنکھیں بھیگیں۔

"مجھے م۔ معاف کر دو صارم۔ یہ گولی میرے حصے کی تھی۔ آئی ایم

سوری۔۔ میرا بچہ ٹھیک ہے نا؟"

دیشا کی تڑپ نے میکائل سمیت مانیہ کو بھی حیران کیا اور صارم تو پہلے ہی اس تڑپ سے مل چکا تھا۔

"یہ گولی نہ لگتی تو آپ اور ڈیڈ میرے دائیں بائیں بیٹھے میرے ہاتھ کیسے

چومتے۔ اف ایسا ہی پروٹو کول تو چاہتا آیا تھا۔ کمینی خوشی ہو رہی لاڈ اٹھوا کر"

وہ زرا بھی اداس نہ تھا جیسے فاطمہ گل اسکی ساری اداسیاں سمیت کر لے گئی ہو۔

"کمینی خوشی کے کچھ لگتے۔ یہ فاطمہ کا نام کیوں لے رہے تھے تم نیم بیہوشی میں۔ لاڈ پیار تمہیں ہم سب نے دیے اور اہمیت وہ اچانک سے نازل ہوتی اپسراہ لے اڑی۔ مماء میکائل بابا اس سے پوچھیں زرا یہ جو ہمیں گولی کروا رہا تھا کہ لڑکی ذات سے کوسوں دور رہتا ہے، فاطمہ دل کے کس کونے سے اندر گھسالی؟۔۔ تمہارے ہاتھ ناں یہ دوہی چومیں گے۔ میں اور نامہ توکان کھینچیں گے۔ آ لے زرا وہ"

مانیہ نے منہ پھلاتے شکوے شروع کیے تو صارم کا دل سارکا، بس یہ سوچ کر کہ وہ اس وقت کیوں یہاں نہیں ہے۔

"نامہ آپو مجھے دیکھنے نہیں آئیں؟ وائے۔۔ وائے مماء۔ ڈیڈ وہ آپ سب سے زیادہ پیار کرتی ہیں تو کیوں نہیں آئیں"

تینوں کے چہرے افسردہ دیکھتے صارم نے تڑپ کر پوچھا پر یہ جواب ابھی کسی کے پاس نہ تھا۔

"وہ مل نہیں رہی۔ تلاش ہو رہی ہے اسکی"

مانیہ نے افسردہ ہوتے بتایا تو صارم کے چہرے کے رنگ اڑے۔

"م۔۔ مطلب! کہاں گئیں میری آپو جاناں؟"

وہ شدید پریشان ہوئے اٹھنے لگا جب میکائل نے اسے پکڑ کر روکا۔

"سلا وجود ہے کچھ ہوش کرو صارم۔۔ کچھ نہیں ہو گا اسے۔ نوح ڈھونڈ لے

گا۔ ابھی تم نے ہوش میں آ کر ہماری جان نکلنے سے بچانے کا وسیلہ بن کر کچھ تسلی دی۔ اللہ اسے بھی محفوظ رکھے گا"

میکائل نے دکھی سا ہوتے کہا پر صارم کی کچھ دیر پہلے کی آسودگی غرق سی ہو چکی تھی۔

خود دیشا کی آنکھیں نم پڑیں اور وجہ اب نامہ تھی۔

جبکہ دوسری جانب نوح، خرد قریشی کے ساتھ وریام ہو اسپتال پہنچ چکا تھا، کل ثریا بتول کی سرجری تھی اور نوح مزید یہ سب خرد قریشی سے چھپانا نہیں چاہتا تھا۔

"ہ۔۔ ہم یہاں کیوں آئے نوح؟ سب خیریت ہے بچے؟"

خرد نے پریشان سا ہوتے وریام ہو اسپتال کی بلڈنگ کو دیکھتے پوچھا، رات ہو چکی تھی۔

"کچھ ایسا ہے خرد انکل جو آپ کی تکلیف بن سکتا ہے۔"

نوح نے انکی طرف آزدگی سے دیکھا اور ڈیش بورڈ سے کچھ ڈاکو منٹس نکالتے انکی طرف بڑھائے جنھیں خرد نے فوراً کھولا، وہ ثریا اور شمیریز کی ڈائورس کے پیپرز تھے جنھیں کل کورٹ میں رجسٹر ہو جانا تھا، ثریا بتول سائن کر چکی تھیں۔ شمیریز کے سائن بھی موجود تھے۔

خرد نے تڑپ کر نوح کی طرف نا سمجھی سے دیکھا۔

"یہ سب کیا ہے؟ مجھے کیوں دیکھا رہے ہو۔ اس عورت سے میرا یا امانل کا
اب کوئی تعلق نہیں"

وہ دردناک حد تک سفاک ہوئے۔

"انکا اب اس آدمی سے بھی کوئی تعلق نہیں خرد انا نکل جسکے لیے یہ آپکو اور
امانل کو چھوڑ کر گئیں۔ کیا یہ تکلیف دہ نہیں؟"

وہ خود بہت زیادہ تکلیف میں ہونے کے باوجود کسی کا درد کم کرنے پر لگا
تھا، ایسی برداشت بس نوح کے پاس ہی تھی، لیکن امتاب نے جو تسلی دی وہ
نوح کو صبر تھمائے ہوئے تھی کیونکہ وہ ارحم کو اریسٹ کرنے نکلا تھا۔

"نہیں۔ اب مجھے فرق نہیں پڑتا وہ کس کی ہے اور کس کی نہیں"

خرد صاحب نے وہ پیپر ز واپس نوح کو تھمائے۔

"Last Stage of pancreatic Cancer...."

نوح کے دردناک انکشاف پر خرد قریشی نے واپس نوح کو دیکھا، انکی آنکھوں میں سرخی تیر رہی تھی۔

"ک۔۔ کس کو؟"

وہ بولے پر آواز ٹوٹ سی گئی۔

"ثریا آنٹی کو۔ وہ یہیں ایڈمٹ ہیں۔ کل ایک بجے انکی سرجری ہے۔ بچنے

کے چانچ صرف بیس فیصد ہیں۔ اگر کوئی دل میں شکوہ یا شکایت دبی ہے تو

جیتے جی کر سکتے ہیں۔ امائل کو تو ہم سب سنبھال لیں گے پر آپکی تکلیف سوچنا

بھی ناممکن تو اسکی تلافی تو ہے ہی بہت دور۔۔۔۔ میں امائل کو نہیں بتا سکا نہ

اس وقت میری ہمت ہے اسے بتانے کی تو یہ ذمہ داری آپ کو سونپتا

ہوں۔۔ میری نامہ مل جائے پھر ہی کچھ تسلی دینے لائق ہو سکوں گا۔ امائل

کو صبح بتا دیجئے گا، تاکہ وہ بھی ان سے مل لے پر پہلے آپ مل لیں۔ شاید بہت کچھ ایسا ہے جو آپ نہیں جانتے خرد ا نکل۔"

نوح نے انکے کانپتے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دبایا جو شخص جانے کس قدر خزن میں تھا کہ آنکھیں انگارہ ہو کر بھگنے لگی تھیں، یہ آگاہی دردناک تھی۔ روح جنجھوڑنے والی تھی۔

"ہمم۔۔ اما نل کی فکر مت کرو۔ جا کر نامہ کو ڈھونڈو تاکہ کل سرجری میں بیسٹ دے سکو۔ میری دعا تمہارے ساتھ ہے"

خرد نے دلسوز انداز میں نوح کی گال تھپکی اور باہر نکلے جبکہ نوح کی نظروں سے اس شخص کا لڑکھڑانا محفی نہ تھا۔

امتاب کی کال پر نوح نے جلدی سے فون اٹھا کر کال پک کی۔

"نوح! ار حم پکڑ میں آگیا ہے۔ اسکے گودام کا چپہ چپہ چھان لیا نامہ کہیں نہیں ملیں۔ میں اسے تھانے لے جا کر بجلی کے جھٹکے لگواتا ہوں۔ کہ نامہ کو کہاں

رکھا ہے یہ بتائے۔ تم پریشان مت ہونا۔ صبح ہونے سے پہلے تمہاری نامہ کو کہیں سے بھی ڈھونڈ لاؤں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے "

امتاب کی آواز زرا بکھری لگی جو نوح کی ساری امید بکھیر گئی۔

"مجھے اسکا سراغ بتا دو بس۔ میں خود ڈھونڈ لوں گا امتاب۔ کرن مجھے کالز کر رہی ہے اس سے رابطہ کرو پریشان ہو گئی۔ پلیز جلدی کرو۔ یہ باہر پھیلتا اندھیرا میرے اندر بھر رہا ہے۔"

نوح نے اپنی آواز کو بھرپور مضبوط کرتے کہا اور کال آف کر دی، وہ گہرا سانس بھرے گاڑی سٹارٹ کر تا نکلا اور سیدھا دوغان ولا پہنچا، صارم ہوش میں ہے یہ خبر اک طرف سے پر سکون کر رہی تھی پر نامہ کا اتنے گھنٹوں سے غائب ہونا اب نوح کی جان پر بن رہا تھا۔

نامہ کی Rolls-Royce اس مارٹ کے باہر مل چکی تھی جسکی کیز وہیں نیچے ہی امتاب کے لوگوں کو پڑی ملیں تبھی وہ اسے دوغان ولا چھوڑ کر جا

چکے تھے، اسے دیکھ کر نوح کا مزید دم گھٹتا محسوس ہوا پھر بڑی مشکل سے وہ خود کو کمپوز کیے گھر میں داخل ہوا۔

وہ سیدھا اپنے سٹڈی ہی آیا تھا، دروازہ کھول کر اس سے پہلے اندر جا کر کاؤچ پر لڑکھتا، یکدم کچھ یاد آنے پر وہ لا کر کی طرف بڑھا، پھر اپنا لا کر کھولتے نظر نامہ کے لیٹر پر گئی تو نوح وہیں رولنگ چیئر پر بیٹھا، آنکھیں بالکل مر جھا گئی تھیں۔

"مجھے کیا پتا تھا تمہارا لیٹر اس طرح پڑھوں گا۔ نا جانے کیا قہر چھپا رکھا ہو گا تم نے اب اس میں میرے لیے مزید۔ کہاں ہو تم نامہ۔۔۔ یا اللہ مجھے ہمت دیں"

نوح نے بڑی بھاری سانسیں بھریں اور پھر بہت ہمت کیے اس نے وہ انویپ کھولا، اس میں ایک سفید فولڈ ہوا پیپر تھا، زیادہ لمبی سطر نہ تھی نوح نے دھندلائی آنکھیں رگڑیں اور پھر نامہ کا لیٹر پڑھنا شروع کیا۔

"نوح! میں نے اس لیٹر میں کچھ بلند رز لکھے ہیں۔ انھیں آپ میری الٹی حرکتیں یا سیکرٹس کہہ سکتے ہیں۔ میں یہ سب آپکو نہیں بتا سکتی۔ خواہ مخواہ ڈانٹ پڑ سکتی ہے۔ تو پلینز اگر یہ پڑھ کر غصہ آئے تو یاد کر لیجئے گا مجھے اونچی آوازوں سے ڈر لگتا ہے اور اگر پیار آیا تو جسٹ ہگ می۔"

یہ چند سطریں تمہید تھیں، نوح کی آنکھیں ابھی سے نم تھیں۔

"آپ جانتے نہیں جس بانیٹ رائیڈ کو آپ نے ہائیر کیا تھا وہ

homosexual تھا، اس نے ریس سے پہلے مجھے دھمکایا، بری باتیں

کیں۔ وہ آپکو دھوکہ دے رہا تھا یہ سب تو ٹھیک پر اس کی آپ پر گندی نظر

تھی یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔ میں نے ایک چھوٹے سے کمر منل کو کچھ

پیسے دے کر جمی کو بہت بری طرح پٹوایا، وہ کمر منل ایک کرائے کا بندہ تھا

جسکے بارے مجھے استنبول سے پتا تھا وہ میری ایک کلاس فیلو کا منگیتر تھا۔ اس

کام کے لیے بھی میں نے اسی کو از میر بلایا۔ لیکن اس نے جمی کو کچھ زیادہ ہی

سیک دیا، کہ اسکی ریڑھ کی ہڈی تک متاثر ہو گئی۔ میں نے کہا یہ آدمی کبھی

آپ کو چھونے یا سوچنے لائق نہ رہے۔ جی زندہ تو بچ گیا پر بعد میں مجھے یہ آپکو بتاتے موت آئی۔ پتا نہیں یہ میں نے کیوں کر دیا، میں ایک کر منل خود کو کبھی نہیں لگی جتنی اس دن۔ اور دوسرا بلنڈر کچھ زیادہ برا ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے آپکے سوئے ہوئے میں نے آپکا فون چیک کیا جہاں امتاب مہمت کا ایک میسج تھا، وہ کچھ عجیب تھا جیسے کسی دوست کی طرف سے کم اور لوور کی طرف سے زیادہ ہو اور کچھ معافی تلافی والا کہ اس نے جو جذبات آپکے لیے رکھے وہ اس پر پریشان ہے نادم ایسا سب دماغ خراب کرنے والا پیغام۔ میرا دماغ گھوم گیا، میں نے کچھ نہیں سوچا اور اپنی اسی کر منل بوائے فرینڈ والی کلاس فیلو کو وہ میسج بھیجا جس نے مجھے کہا یہ بھی تمہارے شوہر کا لوور لگ رہا ہے، اف یہ لکھتے ہوئے میرا ہاتھ کانپ رہا ہے۔ یہ سنتے میں پاگل ہی ہو گئی۔ میں نے اسی سے پوچھا کہ کیا کروں تو اس نے کہا میں کرتی ہوں مجھے اسکی بیوی کا ایڈریس دو۔ میں نے کرن اور امتاب کا ایڈریس نکلوایا اور اسے بھیجا جس نے مجھے کہا کہ وہ کچھ ایسا کرے گی کہ ان دو سے بھی نوح کی جان

چھوٹ جائے۔ اب میں ڈر رہی ہوں کہ وہ کیا کرے گی۔ منع بھی نہیں کیا جا رہا۔ میں نے یہ دونوں کارنامے چھپ چھپا کر کسی جاسوسی کی فلم کی ہیروئن کی طرح کیے۔ اور بتانے کی ہمت نہیں۔ ہوپ سو آپ یہ لیٹر جلدی پڑھیں اور مجھے کوئی عقل مند انہ ڈانٹ دیں تاکہ میں دوسرے بلنڈر کو وقت سے سنبھال لوں۔ آئی نو آپ اس لیٹر کو لوو لیٹر سمجھ رہے ہوں گے پر یہ میرے کارناموں کا پلندہ ہے۔ اب آپ میری ان الٹی حرکتوں پر مجھے ڈانٹیں مجھ پر چلائیں یا میرے پاگل پن پر ہمیشہ کی طرح دل مہربان کرے ہگ کریں، یہ آپ پر ہے۔ لیکن یہ سچ ہے مجھے اب آپکو دنیا کی لڑکیوں سے نہیں لڑکوں سے بچانا پڑے گا۔۔۔۔۔ میں کہاں جاؤں۔۔۔۔۔ بس بس اور کچھ نہیں لکھا جا رہا اب آپ کے ری ایکشن کا ویٹ ہے۔

آپ کی بد دماغی کر منل نامہ!"

نوح کا دماغ تو سچ میں یہ کر منل نامہ پڑے گھوم گیا، کیاری ایکشن دے یہ تو سمجھ سے باہر تھا پر فوراً فون نکال کر اس نے اپنے کسی آدمی کو کال ضرور

کی، فورافون اٹھالیا گیا، یہ آدمی نوح کی بائیک ریس آکیڈمی کے اونر کا تھا جبکہ جمی اسکی دور کی خالاکا بیٹا بھی تھا۔

"جمی کہاں ہے آجکل رضی؟"

نوح نے لیٹروہیں رکھتے اٹھ کھڑا ہوتے اضطرابی کیفیت میں پوچھا۔

"سروہ مہینے سے ہو سپٹل ایڈمٹ تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ دن، کسی

نامعلوم آدمی نے بہت بری طرح پیٹا تھا اسے۔ کل ہی ڈسچارج ہوا

ہے۔ سب خیریت ہے؟"

رضی کی بات سنے نوح کا دماغ بری طرح پھڑکا۔

"ہاں۔ آجکل کہاں رہ رہا ہے؟"

نوح نے مزید پوچھا۔

"میں لوکیشن نکال کر دے سکتا ہوں۔ اسکے پکے ٹھکانے کا تو علم نہیں پر کال کی تھی اس نے مجھے صبح۔ گاڑی مانگی تھی میری ایک گھنٹے کے لیے"

رضی نے بتایا تو نوح نے کن پٹی سہلاتے سر ہلایا۔

"ارجنٹ اسکی لوکیشن بھیجو مجھے"

نوح نے اسے کہتے ہی کال کاٹی جبکہ واپس لیٹر اٹھا کر وہ نامہ کے کارنامے دیکھے گھر اسانس بھر گیا۔

"میری پاگل دیوانی! تم مجھے اب واقعی اس دنیا سے بچا لو گی۔ پر یہ جو اپنی جان پنگے میں پھنسنائی ہے ناں اس پر ہگ یا ڈانٹ نہیں بنتے۔ مل لو ایک بار پھر سناتا ہوں اسکی سزا تمہیں"

نوح نے وہ لیٹر فولڈ کرتے واپس لا کر میں رکھا اور میسج نوٹیفیکیشن پر جلدی سے سے وہ لوکیشن آن کی، یہاں سے پچیس منٹ کی دوری پر وہ جگہ تھی اور نوح نے ڈیڈ کی گاڑی کی چابی ہی دوبارہ اٹھائی اور اپنی آنکھیں رگڑتا ہوا

سٹڈی روم سے باہر نکل گیا جبکہ خرد قریشی اب تک ثریا بتول کے کمرے کے باہر بیٹھے تھے، وہ اندر تھی جبکہ انکے اندر ہمت نہ تھی وہ ہل بھی پاتے، وہ یوں تھے جیسے انکی جان وجود سے دھیرے دھیرے سرک رہی ہے۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

فون کال ٹون پر وہ اپنی بکھری سوچیں یکدم جھٹک گئے، اپنا فون پینٹ کی جیب سے نکالا تو اماٹل کی کال پر خرد قریشی اک تھکن سے بھر اسانس بھر گئے۔

"ہاں اماٹل"

وہ فیروز سلطان کے زرائیند میں جاتے ہی روم سے نکلا اور بابا کی بجھی سی آواز
سنے پریشانی اسکے چہرے پر نمودار سی ہوئی۔

"ڈیڈی کہاں ہیں آپ؟"

امائل نے اسی سابقہ پریشانی سمیت پوچھا۔

"وریام ہو سپٹل"

امائل کے دل میں عجیب سا ڈر سرایت کیا، بھلا ڈیڈی کا وہاں کیا کام تھا، سوچ
کر ہی ڈر سے اسے گھیرتے محسوس ہوئے اور اسی لمحے صارم والے روم سے
نکل کر مانیہ اس طرف آئی، نوح کی کال آئی تھی اس نے نامہ کے ملنے کی
تسلی دی تبھی صارم کچھ رنکلس ہوا تھا جبکہ میکائیل اور دیشا بھی اسکے
پاس تھے۔

"آپ وہاں کیا کر رہے ہیں ڈیڈی؟ سب ٹھیک ہے؟"

اماٹل كو ٲر یشانی سے بابا سے ٲو چھتا دیکھے وہ بھی اسی فکر میں ڈوبی اماٹل کے ٲاس آکر رکی اس کے چہرے كو مضطرب نگاہوں سے تکنے لگی۔

"کیا تم یہاں آسکتے ہو اماٹل؟"

وہ کوئی تسلی بخش جواب دینے کے بجائے بس اک آس میں لٲٹے منت کر اٹھے، اماٹل نے ڈیڈی كو کبھی اس طرح نہیں دیکھا تبھی تو بے چین ہو گیا۔

"میں آتا ہوں ڈیڈی۔ ٲہلے بتائیں سب ٹھیک ہے؟"

وہ ہنوز خوف کے ٲیش نظر بولا لیکن خرد اسے ایسے کچھ بتا ہی نہ سکتے تھے۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔ تم آ جاؤ یہاں"

خرد صاحب نے کہہ کر رابطہ توڑا تو اماٹل نے بھی ٲریشان ہوتے کال آف کرتے ہی مانیہ کی طرف دیکھا۔

"سب ٹھیک ہے میری جان؟"

وہ کال بند کرتے اماٹل کے مزید قریب ہوئی۔

"ہاں پر ڈیڈی نے وریام ہو سپٹل بلایا ہے۔ وہ کچھ ٹھیک نہیں لگے مجھے"

اماٹل نے اسے بتایا تو مانیہ بھی ویسی ہی متفکر لگی۔

"اللہ خیر کرے۔ میں بھی چلتی ہوں"

وہ فوراً تیار ہوئی۔

"نہیں تم یہیں رکوناں۔ میں ہو کر آتا ہوں"

اماٹل نے نرمی سے سمجھایا پر وہ نہ مانی۔

"ہرگز نہیں۔ صارم اب ٹھیک ہے۔ ماما اور میکائیل بابا ہیں اسکے پاس جبکہ

فیروز انکل کے پاس بھی نرس ہے۔ مجھے مت چھوڑ کر جاو۔"

وہ ہرگز بھی اسے اکیلا جانے دینے پر آمادہ نہ تھی۔

"او کے ٹھیک ہے آجاو"

وہ اسکا ماتھا چومے ٹھیک سے مسکرا بھی نہ سکا اور دونوں ساتھ ہی پارکنگ تک پہنچے، ٹھنڈا ہر شدید ہو رہی تھی، امائل نے مانیہ کے لیے فرنٹ پیسنجر سیٹ کے لیے ڈور کھولا اور خود بھی گھوم کر آٹا ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھا تو مانیہ نے اس کے ہاتھ کو نرمی سے پکڑا جس پر امائل نے سیٹ بیلڈ باندھتے ہاتھ کو روک کر مانیہ کو دیکھا۔

"پریشان مت ہو۔ سب ٹھیک ہو گا امائل"

وہ دیکھ سکتی تھی اس شخص کے دل کو خبر ہو گئی ہے، وہ ابھی سے درد میں تھا اور مانیہ کے دل کو اسے اسی ڈر میں دیکھنا محال ہوا۔

"تم میرے ساتھ ہو مانیہ، پھر کیسے کچھ غلط ہو سکتا ہے۔ میں ٹھیک ہوں بس ڈیڈی کافی ڈاؤن تھے۔ یہ بات پریشانی کی ہے، پھر وہ ہیں بھی ہو اسپتال۔۔۔ تو دل زرا سکڑ رہا ہے۔"

مانیہ نے اسکا وہی ہاتھ چومتے پھر امائل کو دلا سادتی نظروں سے دیکھا۔

"ابھی سب ٹھیک پاو گے وہاں جا کر تو سکڑتے دل نے پھر پھیل کر دھڑکنے لگنا ہے۔ پر سکون ہو کر ڈرائیو کرو میری میٹھی جان"

مانیہ نے اسکے ہاتھ کو چھوڑا جبکہ ایسے محبت سے ہمت دلا کر اور کسی لائق نہ چھوڑنے کی پوری تیاری کی، ریسپشن بھی آج کینسل ہو گیا تھا اور اماٹل کے دل میں یہ سوچ کر ادا سی چھا گئی کہ انکا ایونٹ اور اسکی حسینہ یہ ادھورا پن ہر گز ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔

"ان شاء اللہ، میرے دل کے ٹھیک دھڑکنے کے لیے تمہارا 'میری جان' کہنا ہی کافی ہے مجھے"

وہ مانیہ کی طرف جھکا تو مانیہ نے پورے حق ولاڈ سے اپنی رخسار پر اسکے ہونٹوں کا خوبصورت حق وصول کیا پھر مسکرائی کیونکہ وہ مسکرایا۔

"ہوناں۔ میری جان سے بھی پیارے۔ اپنی ان آنکھوں سمیت۔ چلو چلتے ہیں۔"

وہ اعتراف میں اس وقت بھی پیچھے نہ رہی تھی بھلے اس لمحے اسے اماٹل کی پریشانی نے اندر سے ہلا دیا تھا، اسکے بعد گاڑی پارکنگ سے نکل کر روانہ ہوئی تھی جبکہ صارم پر نیند کی دوا کا گہرا اثر تھا کہ وہ غنودگی میں واپس جا چکا تھا اور میکائل دوغان کی نظر دیشا کے اب تک بہتے آنسوؤں پر جار کی۔

"یہ ٹھیک ہے اب دیشا، سنبھالو خود کو۔"

وہ زندگی میں پہلی بار نرمی سے بولے تھے، دیشا نے بھیگی آنکھوں سمیت اس شخص کو دیکھا، دیشا کی تڑپتی نگاہ نے میکائل کو زرا افسردگی بخشی، ہاں جانتے تھے بہت جگہوں پر وہ بھی ظالم بنے تھے پر کیا کرتے زبردستی دل بسانے میں وہ تا عمر ناکام رہنے والے تھے کیونکہ وہاں عنایہ دوغان کا سایہ تھا۔

"مجھے پتا ہے تمہارے برا بننے میں کہیں نہ کہیں میں بھی شریک تھا لیکن کیا کروں، کچھ فیصلے تقدیر اپنے ہاتھوں میں رکھتی ہے اور انھیں ماننا پڑتا ہے، انہی میں سے ایک میری دھتکار تھی اور تا عمر کی سرد مہری۔"

دیشا نے اپنی آنکھیں واپس صا ر م پر جمائیں اور اسکا ہاتھ ہنوز پکڑ رکھا تھا۔

"معافی مانگنے کی کوشش مت کرو۔ سب حساب پورے ہو چکے ہیں۔ اب مجھے تم سے نہ کوئی شکایت ہے نہ امید۔ اور میں نے تمہاری اور تمہارے دل کی جان چھوڑ دی میکائل، وہ اور تم عنایہ کو مبارک"

وہ اتنی سپاٹ کبھی نہ تھی جتنی ابھی، میکائل تو اس عورت کے آسیب سے بہت پہلے نکل چکے تھے، پرہاں دل کے نہاں خانے میں دیشا کی حالت دیکھے افسوس جگا۔

"اب کیا کرو گی۔ کل ہیرنگ ہے۔ فیصلہ ہو گا۔ سزا بھگتو گی۔ افسوس ہو رہا ہے مجھے"

میکائل نے دانستہ یہ سب اس وقت کہتے دیشا کو مسکرا نے پر مجبور کیا۔

"اتنا افسوس مت کرو۔ میں بہت سوں کو بھگتنے پر مجبور کرنے والی دیشا کریزی، وقت پڑنے پر خود کچھ بھی بھگت سکتی ہوں۔ تم تو خوش ہو گے

ناں۔ تم سے عنایہ کا جواک بارزبردستی حق چھینا، اسکی پوری شان سے سزا دے کر۔ تمہاری خوشی سلامت رہے بس "

وہ صارم کے ہاتھ کو چومتی اٹھی تو میکائل نے آزر دگی سے اس اک الگ طرح کی دیشا کو دیکھا جو جاتے جاتے رکی پھر پلٹی۔

"تم نے میرے ساتھ چاہ کر بھی کوئی ایسی زیادتی نہیں کی جو میرے مڈر اٹیمینٹ پر بھاری پڑتی۔ تو کیس واپس مت لینا نہ نوح کو لینے دینا۔ پہلی بار خود ار بننے کی کوشش کر رہی ہوں، میری کوشش بگاڑنے کی کوشش بھی نہ کرنا۔"

وہ جیسے گردن اکڑا کر کہے گئی اسکے جاتے ہی میکائل بڑی دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھتے مسکرائے۔

"اب پتا نہیں کسے نگلنے والی ہے یہ عورت، اتنی میٹھی اور اچھی بن رہی ہے۔ خدا خیر کرے"

وہ سراسر اب بھی دیشا کو غلط ہی لے گئے کیونکہ بڑے زخم کھائے ہوئے تھے، اب ٹوٹا بھروسا جوڑنا ناممکن تھا جبکہ دیشا کے قدم فیروز سلطان والے کمرے کے باہر رکے، شاید وہ سارے حساب میسر لمحے میں چکانے والی تھی، اس نے ڈور ناب پر ہاتھ رکھتے دروازہ کھولا تو فیروز سلطان بیڈ کروان سے لگے نیم دراز بیٹھے تھے جبکہ نرس پاس ہی تھی۔

"میں پانچ منٹ بات کر سکتی ہوں؟"

دیشا کی آواز پر فیروز سلطان نے اپنی آنکھیں کھولیں جبکہ نرس اجازت دے کر دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی، فیروز سلطان نے اپنی گود میں رکھا فون اٹھاتے ایک بار پھر کوئی نمبر ملایا، دیشا نے دیکھا وہ اسے بھرپور انگور کرنے کی کوشش میں تھے، شاید وہ نوح یا نامہ کو کال کرتے ہلکان تھے کہ انکی جان بس اب نامہ کے لیے سینے میں اٹکتی ہے۔

"نوح کی کال آئی تھی۔ نامہ کا پتا چل گیا ہے۔ پریشان مت ہو کچھ دیر تک وہ لے آئے گا اسے۔ تم ٹھیک ہو؟"

دیشا نے بہت مشکل سے بات کرنے کی کوشش کی تو فیروز سلطان نے کالز ملانا ترک کرتے دیشا کو دیکھا، ان نظروں میں کچھ بھی نہ تھا۔

"میرے ٹھیک ہونے نہ ہونے کا تعلق میری بیٹی کی سلامتی سے ہے، تم جاو یہاں سے۔ اپنے بیٹے کے پاس۔ جاو سوہا"

وہ اسکا نام لینا نہیں چاہتے تھے پر منہ پھیرنے کے باوجود لے بیٹھے، وہ اذیت سے مسکرائی۔

"اب سوہا نہیں دیشا کہلاتی ہوں۔ تمہارا مجھ سے گرتا جائز ہے پر مجھے سچ میں تمہاری فکر ہو رہی ہے۔"

فیروز اب بھی منہ پھیرے رہے۔

"ایک بد صورت اور اجنبی شخص کی فکر مت کرو، یہ تمہاری شان میں کمی کر دے گا۔"

وہ جب منہ پھیرے ہی مزید بولے تو وہ انکے پاس بیٹھی۔

"تمہیں میں نے بد صورت کبھی کہا؟ بولو"

وہ ایسا الزام نہ سہہ سکی۔

"کئی سالوں پہلے ثابت کیا وہ کافی تھا"

وہ اب بھی منہ پھیرے رہے۔

"اب تم سب سے ہنڈ سم لگ رہے ہو اس بے ایمان عورت کو"

وہ دانستہ کر بناک مسکرائی تو اس پتھر پر جیسے خراش پڑی۔

"یہ صرف تمہاری ہمدردی ہو سکتی ہے۔ اور خوب کہا بے ایمان! وہ تو تم ہو"

فیروز سلطان آخری جملہ جتاتے ہوئے دیشاکو دیکھ کر ادا کیا تو وہ سرخ آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"یس! تم جوانی میں اتنے ڈیشنگ نہیں تھے ناں میں کیا کرتی خود سوچو، پتا ہے حور جیسی ہوا کرتی تھی۔ دل کے مریض بن کر زیادہ حسین ہوئے ہو یقین مانو۔ یا پھر نامہ نے تمہارا خیال ہی بہت پیار سے رکھا ہو گا، بیوی نہ سہی، بیٹی نے توجہ سے نکھار عطا کیا"

وہ دیشاکو دیکھ رہے تھے، سارے جذبات کہیں دفن کیے بس اسکی باتیں سن رہے تھے۔

"حور نہیں رہی اب تم"

وہ جتا رہے تھے جس پر وہ اتنا گہرا مسکرائی کی اسکی آنکھوں میں نمی کی پرت اتر آئی۔

"تبھی تو تمہارے پاس واپسی کی ہمت جمع ہوئی، جب تک حور تھی پتھر دل تھا، تبھی تو تمہارے دل کی خوبصورتی نظر نہیں آسکی۔ مجھے معاف کر سکو گے؟ اس محبت کے صدقے ہی سہی جو تم نے بہت کی مجھ سے اور میں نہ کر سکی کبھی تم سے؟"

وہ آج نہ مغرور تھی نہ پتھر دل، آج وہ بس معافی مانگنے والی عورت تھی، ایسی عورت جو در در کی خاک چھان لینے کے بعد آج اس شخص کے پاس بیٹھی تھی جسکے بارے یقین تھا وہ مخالفین کی فہرست میں ایک ہی طرفدار ہے۔

"کر دیا تھا، تمہیں کیا لگتا ہے نہ کیا ہوتا تو میرے رشتے سے نکلنے کے بعد اتنا سارا جی پاتی؟ میرے ساتھ جو کیا تم نے میرے دل سے تو کم سے کم آہ بھی تمہاری موت کی نکلتی۔ لیکن میں نے تمہیں بددعائیں دینے کے لمحوں میں بھی اپنی نامہ کا ساتھ اور سلامتی مانگ لی۔ اور میں اس پر کبھی نہیں

پچھتایا۔ معاف کر دیا ہے تو اب تم جاسکتی ہو"

وہ اپنی بات مکمل کرتے پھر سے منہ پھیر چکے تھے اور دیشا کے پاس اب جبر کی ٹھنڈی ٹھار مسکراہٹ بھی نہ بچی۔

"تھینکیو، مجھے تمہاری معافی کی بہت ضرورت تھی۔"

وہ اٹھی اور کہے ہی انکھوں میں کرچیاں لیے پلٹی، جب آخری جائے پناہ بھی کھو جائے پھر عورت کو مر ہی جانا چاہیے، وہ چلی گئی جسے امید تھی وہ روکیں گے اور وہ پتھر بنے رہے کہ نہیں روکنا، جو ہمیں دھتکار کر پائمال کر گئے ہوں انھیں کبھی اپنی زندگی میں روکو تو زبان پر نہیں روح پر چھالے پڑتے ہیں اور فیروز سلطان مزید اپنی نازک جان پر یہ وبال لینے سے گریزاں تھے، پر یہ سچ تھا، وہ چلی گئی پر فیروز سلطان کے دل میں نئے درد جگائے جو اب بات کا ثبوت تھے کہ مرد مر جاتا ہے پر اسکے دل میں دبی من پسند عورت کی محبت کبھی نہیں مرتی۔

دیشا اپنے بھاری قدم باہر لائے روئی تھی، اس نے اپنا آخری ٹھکانہ بھی گنوا دیا تھا، اسے لگا اب وہ سہی معنوں میں خالی ہاتھ ہوئی ہے، موت کا فیصلہ اس ہارے شخص کی ایک اور ہار آسان کر گئی تھی۔

.._____..

وہ مطلوبہ جگہ پہنچا تو گن ساتھ لایا تھا، جبکہ نوح اکیلا تھا، جمی کے دونوں ہاتھوں کی مرہم پٹی ہو چکی تھی، نامہ صبح سے بھوک پیاسی رات تک اسی بینک سچویشن میں مبتلا تھی، جمی واپس آیا تو اسکی نفرت سلگ چکی تھی جبکہ ہاتھوں پر پٹی بندھی تھی، پھر بھی وہ نامہ کے لیے کھانا اور پانی لایا تھا۔

"تم کیا چیز ہو، پیر کو لہو لہان کر رکھا ہے۔ دیکھو مجھے تمہاری درندگی قبول ہے کیونکہ تم نوح سر کی وائف ہو۔ تمہیں کچھ ہوا تو انکو درد ملے گا۔ میں انکو تکلیف نہیں دے پاتا ناں تبھی تمہاری یہ ساری زیادتی برداشت کی۔ لیکن اب تم مجھے کچھ غلط کرنے پر اکسار ہی ہو"

جمی نے کھانے کی ٹرے رکھے جب نامہ کے پیر اور لہو لہان زنجیر کو دیکھا تو وہ پھر سے برستے منت کرتے بولتا قریب رکا تو نامہ نے مزید زور سے پیر کھینچا، جمی کے چہرے کی رنگت بدلی۔

"تم جیسی پاگل ہی ملی تھی انکو؟ تمہیں درد دیتے تو کچھ نہیں ہوتا۔ کیا فیل بھی نہیں ہو رہا؟"

جمی کا دل اسکا پیر دیکھتے کٹا کیونکہ وہ زخمی ترین تھا اوپر سے نامہ کے پیر بھی دھول مٹی سے سیاہ پڑ چکے تھے، جگہ جگہ خراشیں تھیں، وہ اس ٹھنڈ میں صبح کی ٹھٹھڑ رہی تھی پر وحشی بنی خود کو سنبھالنے پر لگی تھی کہ ہر کوشش کرے گی پر روئے گی نہیں پر اب جب جمی نے ایسے نرمی سے بات کی تو اسکا دل کٹنے لگا۔

"دیکھو میں نے تمہیں جو تکلیف دی وہ خود بخود ہوا۔ تم نے مجبور کیا۔ مجھے پتا ہے پیارا ک پاگل پن کے سوا کچھ نہیں اور کسی کو بھی کسی سے ہو سکتا ہے پر

وہ صرف میرے ہیں۔ تم اگر اس بیچ نہ آتے میں تمہیں نقصان نہ دیتی۔ میں تمہارے ہاتھ جلانے نہیں چاہتی تھی، نہ پٹوانا۔۔۔۔۔ لیکن وہ سائے سمیت میرے ہیں۔ میرا فرض ہے انکو ہر گندگی سے بچاؤں۔۔۔۔۔ تم۔۔۔ تم یہاں سے چلے جاؤ شاید خود کو سنوار سکو۔ تھر اپیز لو، اسکا علاج ممکن ہے۔ لیکن دفع ہو جاؤ"

وہ اسکے پیروں میں بیٹھا اور درد کرتے ہاتھوں کے باوجود بڑی مشکل سے نامہ کے پیر کو زنجیر سے آزاد کیا اور واپس اٹھا۔

"تمہیں ٹھنڈ لگ رہی ہے کیا، ہونٹ نیلے پڑ رہے۔۔۔ اگر تم نے مجھ سے مزید بکواس کی تو میں۔۔۔۔۔"

جی بات پوری نہ کر سکا جب کسی نے اسے گردن سے دبوچے ساتھ کی دیوار سے پکڑے دبا یا، نامہ نے یقینی سے بھیانک غصے میں لیٹے نوح کو دیکھتی ایک طرح صدمے میں چلی گئی جبکہ جی کامنہ دیوار سے بالکل مس دبا تھا۔

"تو تم؟ کیا کرتے؟"

نوح کی آواز اس وقت جمی کے لیے پھونکے صور سے کم نہ تھی، دیوار میں دھنسنے منہ سے دلخراش آہیں بھرتا وہ بن پانی کی مچھلی کے پھڑپھڑا رہا تھا، نوح نے امتاب کو کال کی تھی وہ بھی اس جمی کا قیمہ بنانے آہی رہا تھا۔

"تم نے ساری حدیں پار کر دی ہیں جمی۔ تمہیں گندگی سے نکلنے کا موقع دیا تھا پر تم نے ثابت کیا تم اسی غلاظت لائق ہو"

اس سے پہلے نوح مزید اسے دیوار میں دباتا، نامہ کے کراہنے پر نوح نے جمی کو بری طرح پیچھے کرتے زمین پر پٹھا اور نامہ تک پہنچا جو اپنے لینکل سے نکلتے خون پر ہاتھ رکھے بھاری سانس لے رہی تھی، نوح کا دماغ تو اس کے پیروں کا حشر نشر ہوتے دیکھ کر گھوم گیا۔

"ن۔۔۔ نوح"

اس سے پہلے نوح اسکے پیر کو چھوتا، نامہ نے اٹھتے جمی کو لوہے کی سلاخ پکڑ کر نوح کے قریب آتا دیکھے چلا کر کہا جس پر بروقت جمی کے ہاتھ سے نوح نے وہ راڈ اپنے ہاتھ میں لیتے روکی اور اٹھ کر اسی سے جمی کی گردن دبا دیتا اگر بروقت وہاں امتاب پہنچ کر نوح کو اس سے دور نہ کرتا، جمی سانس رکنے پر کھانستا ہوا وہیں اپنی گردن مسلتا لڑھکتا گیا جسے امتاب نے شرٹ کے گریبان سے دبوچ کر اٹھاتے اپنے لوگوں کے حوالے کیا جبکہ خود نوح اور نامہ کی طرف بڑھا ہی جب مسیح ٹون پر رکا، نوح، نامہ کے پاس بیٹھے لاکھ ناراضگی کے بھی اس کا نپتی لڑکی کو اپنے سینے لگا کر اسکی کمر تھپکانے لگا تا کہ وہ سانس لے جبکہ امتاب تو کرن کے بھیجے مسیح پر تھم سا گیا۔

"تم میری کالز نہیں اٹھا رہے، تو ٹھیک ہے امتاب۔ اب تم آؤ گے تو میں نہیں ملوں گی۔ اسی کو اپنی زندگی میں لے آنا جو مجھ سے بھی اہم ہے"

کرن کا یہ مسیح امتاب کے چہرے کے رنگ اڑا گیا۔

"نوح۔۔۔ کرن نے عجیب سا میسج بھیجا۔۔۔ میں جمی کو تھانے پہنچا کر ایک چکر گھر سے لگا کر آتا ہوں تم نامہ کو لے کر گھر نکلو۔ باقی ابڈیٹ میں بعد میں دوں گا"

امتاب اس سے پہلے جاتا، نوح نے آواز دیتے روکا۔

"کوئی تمہارے اور کرن کے بیچ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کرے تو سب سنبھال لینا۔ یہ یاد رکھنا وہ تمہاری بیوی بھی ہے اور پسند بھی۔ اپنی سوئی محبت کو جگانا اگر کوئی سیریس معاملہ ہوا۔ سمجھے؟"

امتاب کو نوح کی بات سمجھ نہ آئی پھر بھی اس نے سر ہلایا اور باہر نکلا جبکہ نامہ بے جان سے نوح کے سینے لگی کانپ رہی تھی اور نوح ابھی اس سے بالکل بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھانہ اسکی حالت ایسی تھی، وہ شدید فیور سے آگ کی طرح جل رہی تھی ایسے میں نوح کے گلے لگانے کے سوا اس

لڑکی کی سانسیں توازن میں لانے کا کوئی حل نہ تھا، وہ اس کے لینکل کے زخم کے لیے بھی پریشان تھا۔

"ن۔۔ نوح"

نوح نے اسے آہستگی سے بازوؤں میں اٹھایا تو نامہ نے سانس خارج کرتے اسے پکارا۔

"ابھی مجھ سے بات کرنے کی کوشش مت کرنا۔ اس قدر برا چلاؤں گا کہ تمہارے کان کے پردے پھٹ جائیں گے۔ ہم گھر جا رہے ہیں"

وہ اس کے کندھے کے گرد اک بازو لپیٹے اور دوسرا بغل کے نیچے سے گزارے اس سے ڈر کر لپٹ گئی جو اسے باہر لایا اور اسی احتیاط سے نامہ کو فرنٹ سیٹ پر ہی اپنے ساتھ بٹھایا جسکی آنکھیں رو رو کر سو جھمی ہوئی تھیں، وہ اسے بٹھا کر ہٹنے لگا جب وہ ہچکی سی بھرے اسے روک گئی۔

"ابھی مجھے ایسے مت دیکھو۔"

وہ قہرناک وار ننگ دیتا زبردستی اسکے ہاتھ جھٹک کر سیٹ بیلڈ فکس کرے
 باہر ہوا اور ڈور زور سے بند کرے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب آکر بیٹھا تو نامہ
 نے گردن دوسری طرف پھیری، وہ سنگل شرٹ اور پینٹ میں تھی، جیکٹ
 غائب تھی، نہ سر اور کان ڈھکے تھے اور پیر بھی ننگے تھے، نوح کے دل کو
 اسے ایسے بکھرے بالوں اور خلیے سمیت دیکھ کر دھکا سا لگا لیکن وہ ناجانے
 کتنی برداشت کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ چہرہ سرخ محسوس ہوا، وہ اسے سیدھا
 دوغان ولا لے کر ہی پہنچا، باہر نکلا اور نامہ کی طرف کا ڈور اوپن کرے اسکا
 سیٹ بیلڈ کھولتے اسے پھر سے بازوؤں میں اٹھایا تو نامہ نے اس بار دونوں
 بازو نوح کی گردن میں پروے خود کو چھپانے کی کوشش کی، وہ لڑکی اسقدر
 ٹھنڈ میں انگارے کی طرح دہک رہی تھی اور اسی باعث نوح اسے جلدی
 سے گھر لے کر داخل ہوا، وہ ایسے لپٹی تھی جیسے سانس بھی نہ لے رہی ہو۔

"مجھ س۔۔۔ سے ناراض نہ ہوں، جان پر بن رہی ہے۔ آپکی چپ مجھ سے

ب۔۔ برداشت نہیں"

وہ آنکھیں بند کیے بہت مشکل سے بولی، آواز بالکل مدھم تھی، نوح اسے روم تک لانے تک جبر میں ڈوبارہا پھر نامہ کو واش روم لے جاتے شاور تلے کھڑا کرواتے گرم پانی والا نل کھولا جس سے نکلتے پانی نے لمحے میں نامہ کو پورا بھیگو دیا، وہ ہوش میں نہیں تھی پر بھیگتے ہی وہ نوح کے سینے سے لگنے لگی، جس نے نامہ کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے وہاں پھنسے تنکے اور گرد نکالی، وہ اب بھی بمشکل سانس لے رہی تھی پر اب ہوش میں تھی۔

گرم پانی سے اسکے دھکتے وجود میں اور تپش اترنے لگی پر نوح اسکے پاس تھا، اسے سنبھال رہا تھا۔

"بیٹھو یہاں۔ تمہارے اینکل پر لگا بلڈ صاف کروں۔ ہوش میں آؤ"

وہ اسے وہیں باتھ ٹب کی سائیڈ بٹھائے خود اپنا بلیڈر بے دردی سے اتارنے کے بعد شرٹ کے بٹن بھی کھولتا پرے پھینک چکا تھا، نامہ نے بھیگی سرخ آنکھوں سے نوح کو دیکھا جو اسکے پیروں میں بیٹھے اب موونگ ہینڈ شاور سے

اسکے اینکل پر بنی زخم کی گول لائن پر پھیلے خون کو صاف کرتا اسکے پیر دھورہا تھا اور وہ بھیگی ہوئی اب کانپ رہی تھی، اسکے پیٹ کا زخم اور بینڈیج بھی گیلا ہو گیا تھا۔

"ن۔۔ نوح۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔۔"

وہ سسک کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتی بولی پر نوح نے ان سنا کیا۔

"اس درد سے کم ہی ہو رہا ہے جو تم نے مجھے دیا۔ جو تمہاری یہ حالت دے رہی ہے۔"

وہ اسکے دونوں پیروں کو دھوتے ہی ناراضگی سے اٹھا اور جا کر ریک سے ٹاول اٹھا کر نامہ تک پہنچا اور اسے نامہ کے گرد لپیٹا، وہ اب تک شدید ناراض تھا، نامہ سے اسکی ایسی پھیری، سرخ آنکھیں دیکھنا بہت مشکل تھا۔

"چینج کر کے باہر آؤ۔ دو منٹ میں۔"

وہ اسکے بالوں کو زرا ڈرائے کرے ٹاول اسے تھما کر جانے لگا جب نامہ نے اسکی بازو پکڑے روکا اور ویسٹ کی کندھوں پر بنی سٹریپس مٹھی میں دبوچے نوح کو اپنے قریب کھینچا۔

"فائن۔ میں خود کروا سکتا ہوں۔ تمہاری اجازت بھی نہیں چاہیے اب مجھے"

نوح نے اسکے گرد لیٹا ٹاول اتارتے اسکی شرٹ اتای جبکہ وہ آنسو سنبھالتی رہی، وہ تب بھی آنسو ہی سنبھال رہی تھی جب نوح اسے کمفی سے ٹراوز شرٹ میں ملبوس کروائے خود گیلی ویسٹ اور پینٹ پہنے ہی باہر آیا، نامہ کو آہستگی سے میٹرس پر لیٹائے اس نے نامہ کی شرٹ اوپر کرتے گیلے بینڈج کو دھیرے سے اسکے پیٹ سے اتارا تو پانی زخم تک نہیں پہنچا تھا۔

"چنچ کر لیں۔۔ ٹھنڈ لگ جائے گی نوح"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھے روک گئی جب نوح نے بری طرح اسکا ہاتھ جھٹکا۔

"ایک دم چپ۔۔ میں مروں یا جیوں تمہیں تو اس سے بھی فرق نہیں تو ٹھنڈ لگنے سے کیا ہی ہو جائے گا؟"

وہ سخت بد لحاظی سے ڈانٹ گیا تو نامہ نے اسکا ہاتھ چھوڑا، نوح نے اسکے پیٹ پر بنے تین زخموں پر دو الگاتے پھر سے پٹی باندھی جبکہ اسکے بعد وہ اسکے پیروں کی طرف آیا، وہ میٹرس پر نہ بیٹھتے نیچے بیٹھا اور نامہ کا پیر پکڑے زرا بیڈ کی حدود سے نیچے کیا، نامہ نے رونا روکنے کو تکیہ اٹھا کر منہ پر کیا جو نوح کو مزید درد دے گیا۔

"خبردار اگر تم روئی نامہ۔ ہٹاؤ تکیہ منہ سے فوراً"

وہ اسے وارننگ دیتے چلایا تو نامہ نے رونا بمشکل سنبھالے تکیہ پیچھے کیا تو نوح ادا دوغان ان تڑپتی آنکھوں کی شکایت کے آگے ہار سا گیا۔

"ل۔۔ لیں ہٹا دیا۔"

وہ منہ پھلا کر بولی تو نوح کے دماغ کی پھٹتی رگوں جیسی درد کے ساتھ اسکے
 اینکل پر بنے زنجیر کے کھنکھنے کے زخم پر دوا لگا کر وہاں بھی بینڈیج لگایا اور اٹھ
 کر باکس سائیڈ ٹیبل پر رکھے اپنی ویسٹ بھی اتار کر پھینکی، پر جانہ سکا، نامہ
 جلدی سے لڑکھڑا کر اٹھتی اسکے عقب میں رکتی دونوں بازوؤں کو پھیلائے
 ہاتھ اسکے سینے پر جمائے روک گئی۔

"ہٹو نامہ۔ میری پینٹ گیلی ہے۔ ابھی ڈرائے کیا ہے تمہیں"

وہ اسکے ہاتھ سینے سے کھولتا غصے سے بولا پر نامہ نے مزید زور سے جکڑا اور
 جیسے وہ لپٹی تھی نوح کو خدشہ تھا اپنی آگ اس شخص میں منتقل کر دے گی۔

"آ۔۔ آئی ایم سوری۔ ایسا سلوک مت کریں میرے ساتھ نوح۔۔"

وہ اسکی بیک سے چہرہ لگائے روئی تو نوح کی تکلیف یہاں کچھ بڑھی، تبھی اسکے
 ہاتھ کھولتا، پکڑ کر اپنے سامنے لایا جسکی آنکھیں اپنے سائز سے بڑی ہو چکی
 تھیں۔

"میں چینیج کر کے تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔ پھر میڈیسن
لو۔ اسکے بعد نیند۔ ہر بات صبح ہوگی۔ مجبور مت کرو۔ چپ رہنے دو مجھے آج
نامہ"

وہ اسے سخت نظروں میں رحم طلبی بھرے سمجھا رہا تھا پر وہ روتی ہوئی نفی
کرنے لگی۔

"ن۔ نہیں رہنے دے سکتی۔ آپ لیٹر پڑھ لیں پھر حق سے ناراض
ہوں۔۔ ابھی ایسے بنا میرے کسی قصور مجھے خود سے دور مت کریں۔"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی کانپتی اٹکتی بھیگی آواز میں بولی۔

"پڑھ چکا ہوں۔ اور ابھی مجھ سے دور رہو سمجھی؟"

وہ اسے خود سے دور کر گیا جبکہ جس رفتار سے گیا اس سے برعکس دروازے
تک رک گیا، آنکھیں دھندلائیں۔

"ن۔۔ نوح ایسے مت کریں میرے ساتھ۔۔ پلیز"

وہ پھر پکاری کہ شاید وہ مہربان ہو جائے پر وہ خود کو واش روم میں بند کر گیا جب تب نامہ کے پاس واپس جا کر بیڈ پر بیٹھ کر رونے کے سوا کوئی آپشن نہ رہا۔

وہیں امتاب نے جمی کو راستے سے ہی تھانے پہنچایا اور جب گھر پہنچا، وہ اپنا سوٹ کیس پیک کر رہی تھی، امتاب نے فون وہیں ابتدائی کاوچ پر پھینکتے کرن کی طرف قدم بڑھائے اور اسے اپنے کپڑے رکھتا دیکھے اسکو بازو سے پکڑے کھینچ کر اپنی طرف کیا تو وہ کرن کی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ کر سہم گیا۔

"کرن! یہ سب کیا ہے؟ تم کہاں جا رہی ہو؟"

امتاب نے اسکو دونوں بازوؤں سے پکڑے جھنجھوڑ ہی تو ڈالا۔

"تم سے بہت دور، دور تو شادی کے کچھ دن بعد سے ہی ہیں ہم۔ میں تمہیں پورا آزاد کر رہی ہوں تاکہ تم اپنی نئی پسند سے شادی کر لو۔ میں نے اپنے کیریئر کا سوچا، اس بیچ تمہیں اگنور کر دیا پر تم نے میری توجہ اور محبت واپس پانے کے لیے میری طرف جتن کر کے آنے کے بجائے اک مخالف رستہ چنا۔ تھینکیو سوچ مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی امتاب"

وہ بولتی اور روتی گئی جبکہ امتاب مہمت کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کہہ رہی ہے، کونسی پسند کا ذکر کر رہی ہے۔

"فارگارڈ سیک بتاؤ تو کس بارے بات کر رہی ہو۔ تم جانتی ہو میری پسند تم تک رک چکی ہے پھر یہ سب کہنے کا کیا مقصد ہے؟ تم بیوی ہو میری۔ اس سے بڑھ کر کسی کی کوئی اہمیت نہیں۔ مجھے بتاؤ کرن کس نے تمہارا میرے لیے دل خراب کیا؟"

وہ شدید پریشان اور الجھا تھا، کرن نے کچھ دیر اسکو دیکھا پھر اسکی گرفت جھٹک گئی اور وہ انویلیپ اٹھا کر امتاب کے سپرد کیا جس میں ایک چھوٹا سا لیٹر تھا اور اس میسج کی پرنٹ تصویر جو امتاب نے کسی کو بھیجا تھا، کسے یہ ہائیڈ تھا۔

"تمہارا شوہر کسی کا گھر خراب کرنے کے چکروں میں ہے۔ ان ڈائریکٹ تمہارا بھی ہو گا کرن تو لگام ڈال لو اسے ورنہ اگلی بار وارننگ کے ساتھ اسکی ٹوٹی ہڈیاں بھی ملیں گی۔۔۔ ثبوت کے لیے ابھی یہ میسج دیکھ لو۔ بات ابھی نہیں بگھڑی۔۔۔"

امتاب کا دماغ چکر ایا کیونکہ یہ میسج اس نے نوح کو بھیجا، نوح ایسا نہیں کر سکتا تھا اس نے خود ہمیشہ امتاب کو کرن کی طرف راغب ہونے کی تاکید کی تھی، امتاب یہ سب نوح سے بعد میں ڈسکس کرتا، پہلے کرن کو سنبھالنا اہم تھا۔

"تم جانتے ہو آخری بار ہم ایک دوسرے کے قریب کب آئے تھے، آئی تھنک ہماری شادی کو تب تین ماہ ہوئے تھے۔ میں سمجھ رہی تھی میری مصروفیت ہمارا رشتہ خراب کر رہی ہے پر تم تو مزے میں تھے، تمہیں میرے ہونے نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا۔ لیکن تم نے اس میسج میں معافی کیوں مانگی اس سے؟ نہیں میں معافی مانگتی ہوں کہ میری وجہ سے تم کھل کر اپنی نئی محبت کو حاصل نہیں کر پا رہے تو اب میں نکل جاؤں گی پوری تمہاری زندگی سے پھر تمہیں چھپنے یا اپنے ان نئے جذبات کی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔ ڈائورس دے دینا۔ تم پر چھوڑ رہی ہوں"

کرن اسے درد کی انتہا بخش گئی اور آنسو بہاتی پھر سے اپنے کپڑے بے دردی سے پیک کرنے لگی جب وہ ٹرانس کی سی کیفیت سے باہر آیا اور کرن کے سارے کپڑے ان پیک کرتے اسے دونوں بازوؤں سے دبوچے واپس اپنے قریب کھینچا پر وہ ہنوز بچوں کی طرح رو پڑی تھی۔

"یہ سب ویسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہی ہو کرن۔ یہ مسیح میں نے کسی لڑکی کو نہیں کیا۔ نوح کو کیا تھا۔ میں ایمو شنلی اس سے بہت اٹیچ رہا۔ اس پر حق جمانے اور لٹانے کے بیچ میں اسے کتنے سال اریٹ کرنا رہا یہ اسکی معافی تھی۔ میں اسے ستاتا تھا وہ صرف میرا دوست بنے۔ میں اسے پریشان کرتا تھا، ایون وہ کسی سے بات کرتا مجھے تکلیف ہوتی۔ میں اس پر ملکیت جماتا رہا۔ اسکی تکلیفوں کو بڑھاتا رہا، دوستی مانگتا رہا جو اسکی ماں پر ختم تھی۔ میری دوستی بہت ڈیمانڈنگ تھی، تکلیف بھری تھی یہ معافی میں اس بھائی سے مانگی تھی خدا نخواستہ یہ کوئی غلط جذبات نہیں تھے۔ بھائی کے مرنے کے بعد مجھے لگتا تھا کہیں وہ بھی مر گیا تو سب ختم ہو جائے گا، میں اسے سنبھالنے کے جتن کرتا جسے بکھرا رہنا پسند تھا۔ میں نے ایسا ستایا اسے۔ ایسا پیار کیا ہے اس سے، یہ مسیح کیسے باہر نکلا اسکا حساب میں نوح سے ضرور لوں گا لیکن ابھی تم یقین کرو مجھ پر کرن۔۔۔ میرا تم سے دور رہنا خدا اس وجہ سے نہیں تھا کہ میں کسی اور میں انٹر سٹ لے رہا ہوں، بلکہ میں نے تمہاری خوشی اور

مصروفیت کو اہمیت دی۔ تمہیں اس رشتے میں جکڑنے کی کوئی کوشش نہیں کی کیونکہ یہ میں دوست کے معاملے میں کر کے نقصان اٹھا چکا ہوں، محبوب کے معاملے میں رسک نہیں اٹھاسکا۔ تمہیں ایسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔ میرا یقین کرو۔"

وہ یہ سب بتاتا کب اس قدر درد میں اتر گیا کہ کرن کی آنکھیں مزید بھگنے لگیں، اسے امتاب کے کہے پر یقین تھا پھر وہ جس درد میں مبتلا تھا اس نے سارے شک دور کر دیے۔

"م۔ مجھے لگا میں نے تمہیں اپنی لا پرواہی سے کھو دیا، میں نے تم پر شک کیا مجھے معاف کر دو پلیز"

وہ مزید ٹوٹ سی گئی، شاید اپنی سوچ پر دگنی تکلیف ہو رہی تھی۔

"کر دیا۔ تم بس رو نہیں۔ میں تمہارے علاوہ کسی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ رہی بات قریب آنے کی وہ میں نے ہمیشہ تمہاری آسانی پر چھوڑا کرن۔ میں

تمہیں خوش اور سکون میں دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ ایسے دوبارہ مت کرنا۔ کوئی کچھ بھی کہے میں پیار کرتا ہوں تم سے۔ تم محبت ہو میری۔ بیوی ہو۔"

وہ دکھی تھا اس نے ایسا وقت آنے کیوں دیا کہ کرن ایسا سوچتی، امتاب کی ہی غلطی تھی کہ اس نے اتنا مان کرن کو کبھی دیا ہی نہ تھا۔

"آئی ایم سوری امتاب! وہ سب پڑھ کر میں پاگل سی ہو گئی تھی۔ میں نے نوح کو بھی خواہ مخواہ کالز کیں کہ شاید اسے پتا ہو میری نئی رقیب کا اور تمہاری نئی محبوبہ کا۔ اف آئی ایم سو سوری۔ تم اسے کہہ دینا کالز کے لیے سوری۔۔"

کرن نے شرمندہ سا ہوتے کہا تو امتاب نے اسے اپنے گلے لگاتے غائبانہ نوح کے لیے سپاٹ تاثر دیا۔

"تم کچھ ڈنر کے لیے ہلکا پھلکا بناؤ، میں تمہارے ساتھ کروں گا اور آج اپنی مرضی سے قریب بھی آؤں گا تمہارے، بہت عیش کر لیا تم نے۔ میں نوح کو انفارم کرتا ہوں وہ بھی کہہ رہا تھا کرن کالز کر رہی ہے"

امتاب نے اسکا الگ ہوتے ماتھا چوما اور کرن کی ساری ادا سی اپنے سنجیدہ لفظوں سے غائب کرتا ہوا جبراً مسکرا کر نکلاتو کرن نے گہرا آسودہ سانس لیا اور پہلے اپنے کپڑے واپس کبرڈ میں رکھنے لگی جبکہ امتاب کی کال پر نوح جو چیخ کر چکا تھا، کال پک کرے فوراً امتاب کو سننے کے لیے دم سادھا۔

"وہ میسج جو میں نے تمہیں بھیجا نوح، اسکا پرنٹ نکلو اگر کسی نے کرن کو پارسل کیا۔ اس دھمکی کہ ساتھ کہ میں کسی کا گھر خراب کر رہا ہوں۔ وہ میسج باہر کیسے گیا، وہ میسج میں نے تمہیں بھیجا تھا۔ میرا دل کانپ رہا ہے، تم ایسا نہیں کر سکتے۔ اتنی بڑی سزا نہیں دے سکتے تم مجھے، ہے ناں"

امتاب کی آواز اتنی بھاری تھی کہ نوح کے دل کا بھاری پن کم پڑا۔

"پہلے بتاؤ تم نے کرن اور اپنے بیچ کوئی مس انڈر سٹنڈنگ تو نہیں ہونے دی؟"

نوح اسکی بھاری سانسوں کی پرواہ نہ کرتے اپنے ڈوبتے دل کی پہلے بحال چاہتا تھا۔

"نہیں۔ سنبھال لیا اسے پر میں سخت تکلیف میں ہوں نوح۔۔ پلیز ٹیل می وہ میسج کس نے پرنٹ کروا کے بھیجا؟"

امتاب کا جواب اس وقت دینا نوح کے بس میں نہ تھا۔

"صبح مل کر جواب دوں؟ تفصیل دینی پڑے گی اور تم جانتے ہو نامہ ٹھیک نہیں، اسے میری ضرورت ہے۔ میں تمہاری یہ تکلیف صبح مٹا دوں گا۔ پلیز امتاب کل تک کی مہلت دے سکتے ہو؟"

نوح اسے ہر بار قائل کر لیتا اور امتاب جھک جاتا۔

"ہمیشہ کی طرح تم نے مجھے پھر سولی پر اٹکا دیا۔ پر کیا یاد کرو گے کیسا سر پھرا دوست ملا تھا جو ہر بار تمہارے لیے جھک جاتا تھا"

امتاب کا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی بھیگا۔

"تھا کا کوئی کونسیپٹ نہیں، تم میری زندگی میں ہمیشہ سے تھے اور رہو گے امتاب۔ پلیز بس یہ آخری جھکنا ہے۔ کرن کے ساتھ رہو صبح تک۔۔۔ اسے مزید سنبھالو گے تو خود بھی سنبھل جاو گے۔ ناراض مت ہونا بھائی"

نوح کا لہجہ تاریک پڑا، نامہ کی ایک بیوقوفی کی وجہ سے نوح کو کیا کیا کرنا پڑ رہا تھا، امتاب نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"ہمم۔۔۔ اٹھالو فائدے اہم ہونے کے۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔ سی یو"

وہ خفا و اداس سہی پر جب مان جاتا تو نوح کے دل پر سل آدھرتا، وہ جھگڑتا یا لڑتا نہیں تھا کیونکہ یاری کے بھی تو اپنے حقوق ہوتے ہیں۔

رابطہ ٹوٹا اور نوح نے روم میں قدم رکھے جب وہ روتی ہوئی پھر سے اٹھی پر نوح کا غصہ ویسے ہی بدستور قائم و دائم تھا اور اذیت میں بدل رہا تھا۔

"آپ۔۔ آپ ڈانٹیں گے مجھے؟"

معصومیت کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑے نامہ نے دو قدم پیچھے ہٹائے پر وہ شدید غصے میں مسلسل اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔

"کیا کرنا چاہتی تھی تم۔ میری دنیا ویران! بولو۔ کچھ ہو جاتا تمہیں۔ اگر زرا دیر ہو جاتی تو امتاب کرن کا رشتہ ختم ہو جاتا۔ کس قسم کی بیوقوفی ہے یہ نامہ سلطان؟"

غصہ، نامہ کی معصومیت پر دہکا، وہ اسے دیوار سے پیش کرتا ہیزل آنکھوں میں سخت برہمی لیے گھورا جو رو کر بھی تھک جاتی اب اپنی غلطی پر نادام سی تھی۔

"آئی ایم سوری لیکن غلطی آپ کی ہے۔ لیٹ لیٹر پڑھا۔ میں نے کب سے دے دیا تھا۔"

نامہ نے نرمی سے نوح کے چہرے کو ہاتھوں میں لیا پھر اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے اس شخص کو سکون و اطمینان محسوس کروایا۔

"تم نے یہ پاگل پن کہاں سے سیکھا؟"

وہ اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر خود سے دور کرتا نامہ سے پوچھ رہا تھا جو ابھی بھی ٹھیک نہیں تھی۔

"اب اس سائیکو گرل سے پر اہلم ہونے لگی بگ بوائے کو۔ اتنی پاگل لگ رہی ہوں تو چھوڑ آئیں مینٹل ہو اسپتال"

نامہ نے اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی جو نوح نے اسکی بازوؤں کو دونوں ہاتھوں میں دبوچتے ناکام کی۔

"تمہیں میں چھوڑنے والا لگ رہا ہوں؟"

وہ سراسر اسے قریب کرتا غصے سے بولا تو نامہ نے نفی کرتے نرمی سے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے مزید قریب ہوتے اسے دیکھا۔

"نہیں۔ جان نکلنے والے جلاد۔"

وہ روہانسی ہوئی تو نوح اس کی سادگی پر چڑتا ہوا گھورا۔

"تم میری معصوم اور پیاری سی روح تھی۔"

یہ کر منل نامہ کہاں سے آئی۔ بولو۔ مجھے میری روح

واپس کرو ورنہ میں تمہیں کچا چبا جاؤں گا"

ایسی دھمکیوں سے ڈرتی تھی نامہ کی بلا۔

"یہ جو کب سے بڑی بڑی آنکھیں پھیلا کر گھور رہے ہیں۔ کچا ہی تو چبا رہے

ہیں۔ کیا اتنی بری ہوں میں"

پھر سے آنکھیں پٹپٹاتے، ہونٹوں کو پھلاتے وہ نوح کے

غصے کو سراسر خمار و مدہوشی میں بدلنے کی سازش کرتی نظر آئی۔

"ہاں بہت بری ہو تم۔ میری جان لی ہے تم نے۔

میں تمہیں ایسے معاف نہیں کروں گا"

نوح ادا دوغان کی آنکھوں کے کنارے سرخ پڑے تو پہلے سے حجم سے بڑھی

ہیزل آنکھیں، نامہ کا دل کاٹ گئیں۔ وہ نوح کی آغوش میں سماتے اسکے

گلے لگی۔

"میں آپکو مجبور تھوڑا کر رہی ہوں معاف کریں۔

بس ایسے نہ کریں میری جان۔ دیکھیں میں اور میرا بے بی آپکے آنسو دیکھنے

کے موڈ میں نہیں۔"

وہ سچ میں ڈری کہیں وہ رویا تو اس بار نامہ سچ میں زمین میں گڑھ جاتی، وہ نوح کو کتنا آزماتی رہتی ہے۔

"اوائے رونا نہیں مجھے ہنسی آجائے گی"

نامہ نے جان بوجھ کر اسے روکا، یہ الگ بات اسکی اپنی سرگوشی میں ڈھلتی آواز میں سلوٹیں پڑیں۔

"میں تکلیف میں ہوں اور تم ہنسو ایسا ناممکن ہے، جھوٹی لڑکی"

وہ نامہ کی رگ رگ سے واقف تھا کہ اس جواب پر ضرور اب رو دے گی پر جانتی تھی اگر اس وقت وہ کمزور پڑی تو یہاں آنسوؤں کا اجتماعی سیلاب آجائے گا تبھی خود کو بھرپور سنبھالا۔

"کتنا جانتے ہیں آپ مجھے"

وہ اسکی پشت پر ہاتھ پھیرے اسکے گلے میں ابھرتے درد میں بھرپور کمی کر رہی تھی۔

"تمہاری محبت مجھ سے جیت گئی۔ تم نے انوکھا کارنامہ کیا ہے جسکی تمہیں تمنا تھی۔ اب تو نہیں کہو گی کچھ کرنا ہے میرے لیے؟ میری جان لینا بند کرو اب روح۔ تھک گیا ہوں یارا"

وہ اسے مزید خود میں گھوٹ گئی جب اس شخص کی آواز "یارا" کہتے ٹکروں میں بیٹی، وہ اب تک اسکا موڈ بہتر کرنے میں لگی تھی۔ اب لگا اس شخص کی حالت "رولینگ ڈریس" ہی سنوارے گی۔

نامہ کو اپنے دماغی خرافاتی پلین پر ناز ہوا لیکن اگلے ہی پل موقع محل اور اسکی نزاکت کے سبب سر جھٹکا۔

"میں کوشش کروں گی اب کوئی الٹا کام نہ کروں۔"

وہ یقین دلاتی بولی تو نوح نے اسے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔

"کرن کو وہ میسج تمہاری اسی سر پھری کلاس فیلو نے پرنٹ کروا کے بھیجا ساتھ وارننگ دی کہ اسکا شوہر کسی کا گھر خراب کر رہا ہے، لائنک سیر سیلی، اسکا بوائے فرینڈ زیادہ ٹھوک دیتا ہے اور یہ تمہاری کلاس فیلو وارننگ بھی اصل کاروائی سی دیتی ہے، تم ان کر منزلز سے دوبارہ رابطے میں مجھے ملی تو گردن دبا دوں گا تمہاری۔ میں نے وقتی تو امتاب کو ٹال دیا۔ بولو کل کیا جواب دوں گا اسے کہ یہ تم نے کروایا؟ وہ اتنا ہرٹ زندگی میں کبھی نہیں ہوا جتنا آج۔ مجھے کوئی حل بتاؤ نامہ میں اس سب کو کیسے سلجھاؤں گا؟"

وہ ہنوز سخت پریشانی سے نامہ کے آگے گزارشات کر رہا تھا کیونکہ اسکا اپنا دماغ اس وقت سوچنے سمجھنے سے محروم تھا۔

"ہمم۔ میں خود بتا دوں گی دونوں کو۔ آپکو شرمندہ نہیں ہونے دوں گی نوح"

وہ پھر سے دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرتی بڑا آسان حل بتا رہی تھی۔

"اور میں تمہیں شرمندہ دیکھ سکتا ہوں؟۔ میں تمہیں اپنے سامنے جب
پشیمان نہیں برداشت کر سکتا تو تم نے سوچ بھی کیسے لیا میں تمہیں ان دو کے
سامنے کر دوں گا۔۔۔ تم بھول رہی ہو کہ میں کون ہوں تمہارا؟"

نامہ اسکے لہجے کی تپش کے بعد یکدم گھلتی مٹھاس پر آزرده سامسکاتی زراسینے
کے قریب سرکی۔

"آپ گھر ہیں میرا، جہاں آتے ہی میں ہر فکر و پریشانی سے آزاد ہو جاتی
ہوں۔ کچھ سوچ لیتے ہیں ناں مل کر۔ ایسے خود کو ٹنس مت کریں نوح"

وہ فکر و محبت سے بولی کہ انداز سمجھانے اور بہلانے والا تھا۔

"مجھے تمہارے پیروں کی دھول تک قبول نہیں تھی، دیکھو کس حال میں ہو

تم۔۔؟ اور تم مجھے کہہ رہی ہو میں ٹنس مت ہوں۔۔۔ تم میرے دل کے

اند ر جھانک کر دیکھو کہ وہاں کچھ ٹھیک نہیں ہے، رتی برابر بھی نہیں۔ اپنی

تسلی اپنے پاس رکھو میرا موڈ ابھی بھی سخت غضبناک ہے"

وہ اسکے ہاتھ ہٹاتا اضطرابی کیفیت میں نامہ سے دور ہوا تو وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر قریب آتی دوبارہ سے سینے کے روبرو آجی۔

"نوح! میں کیسے مناؤں پھر بتائیں؟ میں کیسے غصہ دور کروں آپکا۔ غلطی کی ہے ناں۔ ہو گیا بلند، اب معاف کر دیں ناں میں نہیں دیکھ سکتی آپکو خود سے ناراض اور دور۔"

وہ اسکی شرٹ کے گریبان پر ہاتھ رکھتی دوسرے سے اسکے نچلے لب کو پکڑ کر کھینچتی ہنوز بچوں کی طرح فضول سامنا رہی تھی تبھی نوح کا دل چاہا اور زیادہ غصہ ہو جائے۔

"ابھی اگر میں تمہیں کچھ بتاؤں، تمہیں یہ نکما اور بیکار منانا بھی بھول جائے۔ میں جلتا سلگتا رہوں گا اور تم اپنے رشتہ داروں میں گم ہو جاو گی۔"

نوح نے اسکے دونوں بازو اپنے ہاتھوں میں دبو چتے عجیب روٹھے لہجے میں کہا تو نامہ نے بھی ویسی ہی عجیب حیرت عیاں کی۔

"مطلب؟ کیا بول رہے ہیں۔ میں نکما اور بیکار منار ہی ہوں۔ اور کیا بتانا ہے۔ کونسے رشتہ دار۔ میں ابھی صرف آپکو جانتی ہوں نوح"

وہ اسکی تڑپ سے اٹی بات پر سر جھٹک گیا کہ یہ سب ابھی کے ابھی سائیڈ ہو جائے گا اگر نوح نے اسے صارم اور فیروز صاحب کا بتایا۔

"اگر تم اپنے رشتہ داروں کے پاس گئی ابھی تو پھر انہی کی رہنا۔ پہلے پر امس کرو"

نوح کے لہجے سے خفیف سی جیلیسی چھلک رہی تھی۔

"اچھاناں پر امس، بولیں"

نامہ کی بیقراری دیکھے نوح کی چڑو جھنجھلاہٹ کم ہوئی۔

"صارم نے دیشاکو ہو سپٹل سے چپکے سے نکال کر فارم ہاوس لایا پروہاں اس

آرمین پاشاکا آدمی تاک لگائے بیٹھا تھا دیشاکے لیے پر صارم آگے

آگیا، اسے گولی لگ گئی تھی، کرٹیکل سچویشن سے گزر کر اب وہ بہتر ہے جبکہ تمہارے گم ہونے پر تمہارے بابا کی ہارٹ بیٹ سلو ہو گئی تھی، لیکن وہ بھی بہتر ہیں اب۔ اور آج شاید امائل، ثریا آنٹی سے ملنے والا ہے، انکی تکلیف جاننے والا ہے۔"

نامہ کی آنکھیں تینوں انکشافات پر سرخ پڑیں، بس پلکیں بھگنے والی تھیں۔
 "ہ۔۔ ہو سپٹل چلیں؟"

وہ رونے پر بمشکل قابو پائے بولی کم التجاء زیادہ کی۔

"کہا تھا ناں کہ اپنے رشتہ داروں کے آگے تم مجھے بھول جاو گی"

نوح نے سرد مہری سے آنسو روا چکائے۔

"آپ بھول سکتے ہیں ان سبکو؟ جو کہیں نہ کہیں ہماری تھوڑی خوشی کا سبب

ہیں؟ نہیں ناں؟"

نامہ نے اس سے اپنے حق میں اقرار اگلوایا تو نوح نے بے اختیار زرا جھکتے
نامہ کا سر چوما۔

"نہ تمہیں بھولنے دوں گا۔ لیکن تمہیں ریٹ کی ضرورت ہے۔ میں ویسے
بھی وریام ہو سہیل جا رہا ہوں۔ صارم سے تمہیں کل ملو اوں گا اور تمہارے
بابا سے بھی۔ ابھی میں اماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں لیکن تم سے لاکھ
نارا ضلگی سہی میں تم سے بے انتہا پیار کرتا ہوں نامہ۔ امتاب کو کیا کہنا ہے کل
میں سوچ لوں گا لیکن دوبارہ کسی معصوم سے بندے کو اتنی بڑی تکلیف میں
ڈالنے کا وسیلہ کبھی مت بننا۔ تم روح ہو میری، سکون ہو میرا۔ یہی بنتی اچھی
لگتی ہو۔ باقی میرا تو آتا جاتا سانس بھی تمہارا مرید ہے۔"
نامہ نے یہ سب سننے کے باوجود نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے ایسے والا کوئی ریٹ نہیں کرنا نوح"

وہ ضد میں آئی بولی تو نوح نے اسکو دیکھتے آنکھیں نکالیں۔

"مجھے مجبور مت کرو تمہیں دوسرا ریٹ کروادوں، جانتی ہوں کتنی خمار آلود نیند آتی ہے اوٹ آف کنٹرول رو مینس کے بعد"

وہ نامہ کو سرا سر ڈراتے دھمکاتے بولا تو نامہ نے ڈر کر نوح کو دیکھا یہ کیسی دھمکی لگا رہا ہے، پھر اسے سنجیدہ و غصہ دیکھے نامہ کو ہنسی آئی اور ستم کہ ایسی دھمکی کے بعد وہ مسکرا نے کا ستم کرے بڑا رسک اپنی جان پر اٹھا گئی۔

"اس سچویشن میں آپ کو رو مینس کا بھی کیسے آئے گا میں بھی دیکھتی ہوں"

وہ بھی نڈر ہوتی ضد و تکرار پر اتری جب نوح نے اسکو کمر سے دبوچے اپنے ساتھ لگاتے اسکے زرا زرا نیلا ہٹ سے آزاد ہوتے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے انکی رہی سہی نیلا ہٹ اپنی شدت سے بالکل ختم کرتے سرخی میں بدل کر دور ہوتے ہوئے نامہ کو دیکھا۔

"آگیا۔۔۔ اب وکر کے دیکھاؤں؟"

وہ اس سے بڑا ضدی تھا یہ ثابت کیا۔

"او کے او کے میں گھر پر آرام کرتی ہوں۔ آپ مجھے ابدیٹ دیتے رہیے گا"

نامہ نے اسکو خود سے دور کرنا چاہا جب نوح نے اسے پکڑ کر واپس اپنی بازوؤں میں بھرتے قریب کھینچا۔

"تمہیں سونے کا کہا ہے، ابدیٹ تمہیں کل ملے گی۔ سمجھ نہیں آرہی تمہیں میری بات نامہ؟"

وہ اسکی آنکھوں میں اپنی ہیزل سی غصیلی آنکھیں گاڑے وارنگ دیتے بولا تو نامہ نے جلدی سے سر ہلایا مبادا وہ آدمی اسے سلانے پر ہی نہ اتر آئے۔

"پ۔۔ پر بابا سے بات کر سکتی ہوں۔ بس دس منٹ۔ پلیز نوح وہ میری آواز سن کر ہی سکون پائیں گے"

آنکھوں میں اداسی بھرے درخواست کی گئی تو نوح کا غصہ زرا سرد پڑا۔

"اور مجھے جو بے سکون کر رہی ہے تمہاری یہ حالت؟"

وہ پھر سے غمزدہ ہوا۔

"میں ٹھیک ہوں اب۔۔۔ پلیز میری فکر مت کریں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں
نوح۔ یقین کریں"

وہ اسکی گال چومتی بھر پور یقین دلانے پر لگی تھی پر نوح نے آنکھیں بند
کرتے گہرا سانس ان فریبی دلاسوں پر لیا کیونکہ ٹھیک کچھ بھی نہیں تھا۔

"نہیں کر رہا یقین۔ چلو بیڈ پر چلو۔ تمہارا فون گاڑی میں ہی تھا۔ دیکھ لو

چارج نہیں ہے۔ کر لینا بابا سے بات لیکن اسکے بعد کچھ کھا کر ریسٹ

کرنا۔ نیند لینا۔ یہ آرڈر ہے نامہ۔ ساری دنیا اک طرف لیکن تم میرے لیے

سب سے زیادہ اہم ہو۔ میں نہیں جانا چاہتا پر اماٹل کو میری ضرورت

ہوگی۔ بلاشبہ مانیہ اسے سنبھال سکتی ہے پھر بھی۔ پلیز روح! مجھے مزید کسی

امتحان میں مت ڈالنا۔ تمہارا پاگل پن اور بلند رز سب قبول ہیں لیکن مجھے

تھوری مہلت دو خود کو نئے جھٹکے کے لیے سنبھال سکوں۔ بہت مشکل سے
رونا روکا ہے میں نے، ورنہ تم آج مجھے چپ نہ کروا پاتی۔"

نامہ کی آنکھیں پھر سے نم ہوئیں، وہ فوراً نفی میں گردن گما گئی کہ وہ کبھی ایسا
سوچ بھی نہیں سکتی۔

"کبھی نہ روئیں آپ۔ میں نے آپ کو رلانے کے لیے تھوڑا اپنا بنایا تھا"
وہ ایسے خوبصورت جواب سے ہی نوح کو مناسکتی تھی۔

"ہاں یہ بات یاد رکھنا۔ اور یہ کر منل نامہ اگر سارے جرم میرے سامنے
کرے تو زیادہ پیاری لگے گی۔ جسکی سزا دینے کا سارا حق میرے پاس
ہو گا۔ میں کبھی نہیں چاہتا تمہیں لے کر کسی کے بھی مائنڈ میں کوئی غلط سوچ
آئے۔ میں امتاب کو کیسے بھی کر کے مطمئن کر دوں گا۔ لیکن آگے سے
ایسا کچھ کرنے لگو تو انفارم می روح۔۔ میں تمہارے ہر پاگل پن کو بھی ویسا ہی
عزیز رکھوں گا جیسا تمہیں رکھتا ہوں۔ بس مجھ سے کچھ مت چھپانا۔ تمہیں

کچھ نہ ہو کبھی، میرے سارے سکھ، ہوش اور ارمان بس تم سے جڑے ہیں
اور تمہی پر رکے ہیں۔ اب سوئے گی ناں میری روح؟"

وہ اسکے گلے لگتی فوراً سے سر ہلا گئی جس پر نوح نے اسے اپنے سینے میں بساتے
بازو بھینچے۔

"بابا سے بات کرتے ہی سو جاؤ گی۔ لیکن آپ جائیں گے کیسے؟ ڈرائیو"
وہ جلدی سے پریشان ہوتی رو برو ہوئی۔

"تم تک پہنچا بھی خود ڈرائیو کر کے تھا اور یہاں لایا بھی۔ اب ہو سپٹل بھی
پہنچ جاؤ گا۔ جب تم میرے ساتھ نہیں ہوتی تب میری اس پاگل ڈرائیور
کی خاص دعا ہوتی ہے کہ میرے ہاتھ کو کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے ڈونٹ
وری۔ چلو بستر میں۔ تمہیں درد فیل نہیں ہو رہا۔ میری توجان نکل رہی ہے
تمہارے پیروں کو دیکھ کر۔۔۔ آؤ"

وہ اسے پکڑتا آہستگی سے واپس میٹرس تک لائے بٹھا کر زرا پاس ہوتے جھکا اور نامہ کے پیر آہستگی سے اٹھا کر لحاف میں کیے، وہ اب بھی بھیگی آنکھیں محبت سے بھرے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ فون چارج لگا دیا ہے۔ دس منٹ بعد اتار کر بات کر لینا بابا سے، چارج لگا کر فون یوزر مت کرنا اور میں تمہارے لیے کچھ کھانے کے لیے بھیج رہا ہوں۔ کھا لینا۔ اور کسی ٹنشن کو لینے کی ضرورت نہیں۔ تم ٹھیک اور محفوظ رہو۔ میں اچھے سے سب ذمہ داریاں بس تبھی پوری کر سکتا ہوں۔"

نوح نے اسکا فون چارج لگاتے وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھے اتنی جان لیوا تاکیدیں کیں کہ نامہ سچ میں شرمندہ سا ہو رہی تھی۔

"مجھ سے ناراض ہیں اب بھی؟"

وہ اسکا ہاتھ پکڑتی تکیوں سے ٹیک ہٹا کر بیٹھے بے قراری سے بولی تو نوح مسکرا کر جھکا اور ان بے تاب بھوری آنکھوں کو باری باری چوما۔

"ہاں بہت زیادہ۔ سوچو مان گیا تو تمہیں اپنے پیار کی بارش میں بھیگو کر مزید بیمار کر دوں گا تو ناراض ہی رہنے دو مجھے فی الحال۔ گڈ نائٹ۔۔۔ میرا کیوٹ سا بے بی، چلو سائل کرو"

نوح اسے سائل لائق چھوڑتا ہی کہاں تھا، وہ بمشکل ہی مسکرا سکی۔
 "ادھر آئیں"

وہ نوح کے لیے بازو کھول گئی تو وہ نا صرف پاس بیٹھا بلکہ ان بازوؤں میں اتنا بڑا ہو کر بھی سماتا بہت پیارا لگا، اسے نامہ کا کانفیڈنس پسند آیا کہ وہ اتنی ننھی گرفت میں اسے سمو لینے پر راضی تھی، وہ اسے جانے دینا نہ چاہتی تھی۔
 "اب جائیں نوح"

وہ بلاشبہ کچھ پھونک کر دور ہٹی تھی، نوح نے بھانپ لیا تھا کیونکہ وہ اسکی روح میں بسی ہوئی خوشبو تھی۔

"کبھی کبھی میرے ساتھ ساتھ خود پر بھی کچھ پڑھ کر پھونک لو تو میرا ڈبل بھلا و حفاظت ہو جائے گی روح۔ باخدا مجھے اللہ کے حکم کے بعد تمہاری سلامتی، سلامت رکھتی ہے"

وہ اسکا چہرہ تکتا اسکی گال پر ہاتھ رکھے نامہ کے سمٹے سنبھلے حوصلے کو پھر سے یہ انکشاف کرے بکھیرنے لگا، وہ جانتی تھی وہ منفرد ہے، پر جب وہ ایسے کوئی روح زمین کا نیا اظہار محبت ترتیب دیتا تو وہ اسے دنیا کا بشر نہ لگتا۔

"خود پر کچھ پڑھ کر پھونکنے کا وقت نہیں، میں اتنا سوچتی ہوں آپکا۔ اب جائیں ورنہ بگھڑی بیوی کا موڈ بہتر ہونا آپکی پوری رات مانگ لے گا۔"

وہ ہر لمحہ نوح پر اپنا سحر پھونکتی تھی، وہ مسکرایا کہ یہ دھمکی بھی فقط دھمکی کے سوا کچھ نہیں پھراٹھا، اس نے نامہ پر جھک کر لحاف ٹھیک کرتے اسکے رخسار سے جڑے چند بال ہٹائے۔

"اب تک تم نے مجھ سے میری پوری رات کبھی نہیں لی"

وہ پلٹتے ہوئے دروازے کے پاس رکا جبکہ نامہ محسوس کن حد تک شریر ہوئی۔

"یہ خواہش ہے یا شکوہ؟"

سوال مسکراہٹ سے لبریز آیا۔

"ارمان! پورا کرو گی؟ اس بے بی کے آنے سے پہلے؟"

وہ دروازے سے جھولتا بڑے پیار سے پوچھ رہا تھا۔

"سوچوں گی"

وہ مغرور ہوئی۔

"تم سوچ لو گی۔ پتا ہے مجھے۔ کھانا آرہا ہے۔ پورا فٹش کرنا۔ بائے"

وہ اسے سکون و آرام بہم پہنچاتا اور جھل ہو گیا، صرف نظروں سے۔ دل و روح سے ہر گز نہیں۔

.._____..

وہ دونوں ہو سہٹل پہنچے تو خرد صاحب انکو وہیں وٹینگ ایریا میں دیکھائی دیے، اماٹل اور مانہ سیدھے انکی طرف بڑھے، خرد نے ان دو کو آتے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے، دور سے ہی وہ مانہ اور اماٹل کے چہروں کی پریشانی دیکھ سکتے تھے۔

"ڈیڈی! سب ٹھیک ہے ناں؟ کیا ہوا ہے۔ آپ کی کال نے مجھے پریشان کر دیا تھا"

وہ بے قراری سے انکے قریب آتے بولا جو سر ہلاتے دکھی وز خمی نظروں سے اماٹل کا رخسار سہلانے لگے، انداز ایسا ٹوٹا بکھرا تھا کہ مانہ کو بھی پریشانی ہونے لگی۔

"تمہاری ممما، اندر ہے"

یہ دو جملے نہیں، دو الگ الگ قیامتیں تھیں، مانیہ اور امائل کی آنکھوں میں ایک سی تڑپ اتری۔

"واٹ! ممایہاں کیا کر رہی ہیں؟"

امائل کی آواز بھاری پڑی جبکہ مانیہ نے بے اختیار دل پر ہاتھ رکھا۔

"حوصلے سے سنو امائل! اسے pancreatic cancer ہے۔ وہ واپس

آگئی۔ ڈائورس ہو گئی اسکی۔ نوح نے کہا بہت کچھ ایسا ہے جو ہمیں جاننا ہو گا۔ کل سرجری ہے تمہاری ماں کی جس میں اسکے بچنے کے بہت کم چانسز ہیں"

یہ سن کر امائل کی آنکھوں تک آنسو آئے جبکہ مانیہ کی آنکھوں سے درد کی شدت پر چھلک گئے، خود خرد قریشی بھی تو اسی اذیت سے یہ سب بتا سکے تھے جو دے بیٹھے۔

"میرا دل گواہی دے رہا تھا وہ شدید تکلیف میں ہیں۔ تم نے دیکھا مانیہ؟"

اماٹل نے ہجانی کیفیت میں مانہ کو دیکھا تو وہ اور روسی دی، جبکہ خرد صاحب کی تو آنکھیں ویسے ہی سو جن کا شکار معلوم ہوئیں۔

"آپ ملے ان سے؟"

وہ صبر و حوصلے کا پیکر بنا ہی اپنے اندر کا طوفان چھپائے مزید بولا تو خرد قریشی نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں اسے نہ ملنا چاہتا ہوں نہ دیکھنا پر تمہیں نہیں روکوں گا۔ بلکہ میں چاہتا ہوں تم اس کے پاس رہو۔ مانہ اسے سنبھال لینا ہے۔"

وہ یوں فرض نبھا کر چل دیے جیسے مزید ان سے اماٹل کو سنبھالنا مشکل تھا تبھی اب یہ زمرہ داری مانہ کے کندھوں پر ڈال دی۔

"ڈیڈی!"

وہ پیچھے سے پکارتا تو وہ رکے اور آنکھوں میں تاسف بھرے امائل کے کندھے پر بوسہ دیتے یوں آگے بڑھ گئے جیسے اس جگہ کھڑے رہنا، دم گھٹنے سا تھا، مانیہ اور امائل نے ایک سی دردناک نظروں سے خرد قریشی کو جاتے دیکھا۔

"امائل"

اس سے پہلے امائل پیچھے جاتا، مانیہ نے اسکا ہاتھ پکڑے روکا۔

"انھیں تم نہیں سنبھال سکتے، میں نوح کو کہتی ہوں میری جان۔ تم ماما کے پاس جاؤ۔"

وہ رکا پر اسکی آنکھیں جس قدر تکلیف میں تھیں، اتنی تکلیف تو روح زمین پر کل ملا کر نہ جمع ہو پاتی۔

"میری جان! یہ وقت ہمت توڑنے کا نہیں۔ انھیں ضرورت ہے تمہاری"

وہ بہت اذیت میں تھا، وہ ماما کا یوں سامنا کرنے سے اندر تک کانپ رہا تھا۔

"م۔۔ میں انھیں اس حالت میں کیسے دیکھ سکوں گا مانیہ؟"

اک ہوک سی سرگوشی آئی جیسے اما نل اس سے اپنی آسانی مانگ رہا ہو، مانیہ کا بس چلتا تو اپنے نصیب کا ہر سکھ بھر لمحہ وہ اما نل پر وار دیتی پر کچھ درد ہمیں اپنی ذات کی گہرائیوں تک اکیلے ہی سہنے پڑتے ہیں، ان میں دلا سے دینے والے اور دل جوئی کرنے والے بہت ہوتے ہیں پر اس درد کی شدت میں کمی کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

"تم انکی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، وہ تمہیں دیکھ کر یقیناً اس جلن و تکلیف سے نکل آئیں گی جو انکو لاحق ہے۔ وہ بہت مشکل زندگی جی کر آئی ہیں، میں نے تم سے چھپایا۔ انکی بھابھی نے مجھے بتایا کہ شمریز خاقان نے انکو کیسے اتنے سالوں ایک سونے کے پنجرے میں قید کر دیا تھا، وہ کسی سے بات نہ کر سکتی

تھیں۔ وہ بہت اذیت بھرے سال گزار کر آئی ہیں، انکو تمہاری حسرت مار رہی ہے اماٹل۔ جاواٹکے پاس وہ مرتے مرتے جی اٹھیں گی۔"

وہ ابھی مزید کچھ نہ چھپاسکی، سب کہہ دیا کہ کسی طرح اماٹل کے اندر حوصلہ وہ ہمت پیدا ہو۔

"پھر بھی میں۔۔۔"

وہ اب تک ڈراتو مانہ نے اسکے ہونٹوں پر نرمی سے ہاتھ رکھ دیا۔

"شش، ابھی کچھ مت سوچو۔ جاواٹکے پاس۔ بیٹے اور ماں کی بھلا کیا

ناراضگی۔ میں بھی چلوں؟ لیکن ماں بیٹے کا جذباتی ملن مجھے رلا دے گا۔ میرا رونا دیکھ لو گے؟"

وہ اسے بھرپور حوصلہ مند کر گئی جبکہ رونے والی بات پر اماٹل نے جلدی سے نفی میں گردن گمائی۔

"تم اس ملن کو نہ ہی دیکھو بہتر ہے، تم میری نازک سی ڈار لنگ ہو۔ میں جاتا ہوں انکے پاس"

وہ اسکا ماتھا چومے الٹا مانیہ کو دلا سادے رہا تھا حالانکہ ضرورت اسے تھی۔

"میری میٹھی بہادر جان۔ میں تم پر ہر لمحہ قربان جاؤں۔"

مانیہ نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر باری باری چومے تو وہ زخمی سا ہوا، پھر زندگی کی ساری ہمت جمع کیے اس نے مانیہ کے ہاتھوں سے ہاتھ آزاد کرتے ہی کمرے کا رخ کیا، اماٹل نے کمرے میں قدم رکھتے ہی نظر اس لاغر سے وجود پر ڈالی جو کئی درد سے بچاؤ کے انجکشن اور ہیوی میڈیکیشن کے زیر اثر نیم جان حالت میں لیٹا تھا، اماٹل کی آنکھیں اپنی امیجینیشن خوبصورت ماما کو ایسے بیمار دیکھے دھندلائیں۔

"میرے اللہ! میں نہیں دیکھ پارہا انکو ایسے"

وہ دروازے سے ہی پلٹ گیا، منہ ساموڑ لیا، یہ سراسر امانل خرد کے حوصلے کا امتحان تھا۔

"اما۔۔ امانل"

امانل کے واپسی کے ارادے تو اس تڑپتی پکار پر چکنا چور ہوئے، وہ فوراً پلٹا جہاں وہ آنکھیں کھولے اپنی بازو پھیلا رہی تھیں، اس ماں کی آنکھیں کسی سمندر کا روپ دھارنے لگی تھیں۔

"ک۔۔ کیسے پتا چلا میں آیا ہوں؟"

وہ درد ساٹپکاتے ہوئے لہجے میں انکی طرف بڑھا تو وہ ترسی آنکھیں پوری کھول کر اپنے خوبصورت بیٹے کو دیکھتی نمودار ہوئی آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"تمہاری خوشبو کسی دوا سی تھی، میری آنکھ کھل گئی۔ ایسے لگا میری درد کرتی روح کو آرام سا ملا ہو"

وہ ہنوز بازو پھیلائے تھی جو درد کے سبب کانپ رہی تھیں، اماٹل نے اپنی سرخ آنکھوں کو بھرپور تڑپنے کی اجازت دی پر بھگنے پر ممنونیت لاگو کر دی۔

"اس آرام تک واپسی میں بہت سال نہیں لگا دیے آپ نے؟"

وہ اسکی بازوؤں میں بسے انکے سینے پر سر رکھے سخت تکلیف سے بولا پر اس عورت کے جلتے دل کو ٹھنڈک ملی اسکا سرور ثریا بتول کے چہرے پر براجمان ہوا، درد سے یکسر الگ تاثر تھا۔

"یایوں کہنا چاہیے موت کھینچ لائی آپکو اپنی اس دھتکاری اماٹل نامی زندگی کی طرف۔ مجھے روتا چھوڑ کر گئی تھیں اور اب ملی ہی ایسے ہیں کہ میں ناراضگی اور غصہ بھی نہیں دیکھا سکوں گا۔ کیوں ماما؟ ایسی کونسی محبت نہیں ہو سکی مجھ سے یا ڈیڈی سے جو آپکو ہر قید توڑ کر واپس نہ لا سکتی؟ میں اور ڈیڈی کیا اتنے ارزاں تھے؟ کہ آپ آئی ہیں پر موت کا عندیہ لائے۔۔۔ ایسی ظالم

ماں کیوں ملی مجھے؟ میں تو بہت اچھا اور فرما بردار بیٹا تھا۔ مجھے وہ ماں کیوں نہ ملی جو ہمیشہ پاس رہتی ہے۔ بولیں"

وہ رویا نہیں تھا پر بچوں سا تڑپا ضرور تھا، ثریا کی آنکھیں کچھ دیر پہلے کے سکون سے آزاد ہوتیں اب اما نل کی آنکھوں سے زیادہ غمناک تھیں۔

"میری جان ایسے شکوے مت کرو جو کل کے ہوتے آج مار دیں مجھے"

ثریا کی تڑپتی پکار پر وہ سر اٹھائے بیٹھا تو اپنے بے قابو سے اک بے رحم آنسو کو رگڑ گیا۔

"ایسا کیا کروں جو کل بھی مرنے نہ دے آپکو؟"

وہ ثریا کی تڑپ کو بالکل ادنیٰ کر گیا کیونکہ رائگانی، افسوس، اذیت کا جیتا جاگتا جہاں اس وقت اما نل بنا ہوا تھا۔

"میرے سینے لگو، میں نے تمہیں جی بھر کر محسوس نہیں کیا ابھی، میں نے ہر سانس تمہیں یاد کیا۔ میری پہلی اور آخری محبت تم تھے امائل۔ بس سمجھنے میں دیر ہوئی۔ میں چوبیس سال سے تمہارے لیے ترسی ہوں۔ میں نے ہر پل اپنے فیصلے پر افسوس کیا جو مجھے میری راحت سے دور کر گیا۔ مجھے میرے بچے سے جو سوچ، جذبہ اور قدم دور لے گیا اس سب پر افسوس و ندامت لائی ہوں"

وہ سسکا اٹھی تو امائل کا دل بھی جیسے اس کے بہائے آنسوؤں میں ڈوبنے سا لگا۔

"شش! روئیں نہیں"

وہ جھک کر انکے ماتھے کو چومتا ثریا کے اندر اک صبر انڈیل گیا ورنہ وہ اسقدر برا روئی تھیں کہ ابھی سانس تھم جاتا پھر وہ چپ چاپ بہت دیر تک انکے گلے لگا رہا، نوح آیا تو مانیہ سے ہی ملاقات ہوئی جس نے امائل اور خرد کی بات

کے بارے بتایا جس پر وہ دونوں ہی ایک سے پریشان تھے، لیکن فیروز سلطان کی طرف سے اچھی خبر کہ وہ ٹھیک ہیں اب، وسیلہ بنی کہ ممکن ہے اب خرد قریشی کو بھی سنبھال لیا جائے۔

.._____..

نامہ نے فیروز سلطان کے ساتھ صارم سے بھی بات کی اور کھانے کے بعد نوح کی نکالی ہی دو ٹیبلٹس لے کر سوئی جبکہ فاطمہ گھر تو آگئی پر اسکا دھیان بس صارم پر اٹکا تھا۔

"انکل! مجھے کچھ بتانا ہے آپکو۔ کیا آپکو کال کر لوں؟"

فاطمہ نے بڑی ہمت کے بعد رضا کو میسج بھیجا جو جتنا بھی مصروف ہوتا، فاطمہ کے میسج کا ہمیشہ جواب بروقت دیتا، ابھی دو منٹ ہی گزرے کہ رضا صاحب نے کال بیک کی۔

"فاطمہ ٹھیک ہو تم؟"

وہ اپنے گھرا بھی آئے تھے، ہو اسپتال کے علاوہ انکا کچھ پر اپرٹی بزنس بھی تھا تبھی انکے ساتھ دو میل گیسٹ بھی تھے، کوئی میٹنگ تھی۔

"جی ٹھیک ہوں۔ آج کچھ ہوا ہے۔ میں آپکو بتانا چاہتی ہوں۔ اور اجازت بھی چاہتی ہوں"

فاطمہ ایسے تمہید کم ہی باندھتی تھی، رضوانے اپنے ملازموں کو گیسٹ کو سرو کرنے کا کہا خود وہ فاطمہ کی پوری تفصیل سننے تک بیڈ روم تک پہنچ آیا پر رضا کے چہرے کا تناو بنا غور دیکھا جاسکتا تھا۔

"تم اپنی پڑھائی پر فوکس کرو۔ اتنی جلدی شادی کی کیا ضرورت ہے۔ یہ عمر جذبات کو ابھارنے والی ہے مگر اسی اتج میں تم بچے غلط فیصلہ کر لیتے ہو۔ کل تم ملی اور آج تم کہہ رہی ہو نکاح کی پرمیشن۔ فار گارڈ سیک فاطمہ۔ تم میری ذمہ داری ہو، ایسے کسی کے بھی پلے نہیں باندھ دوں گا تمہیں"

فاطمہ کا چہرہ تاریک پڑا، اسے بالکل اندازہ نہ تھا رضا نکل اتنا ہارش رد عمل دیں گے۔

"وہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ اتج پر نہ جائیں۔ بہت سمجھدار ہے۔ اور میں جاب یا پڑھائی کو متاثر نہیں ہونے دوں گی اسکی وجہ سے۔ نہ کبھی آپکو یہ کہنے آوے گی کہ میں پچھتا رہی ہوں"

فاطمہ نے سمجھنا چاہا پر رضا کے چہرے کا تناؤ مزید بڑھتا گیا، اس لیے اس نے فاطمہ کو تھوڑا پالا تھا کہ وہ بڑی ہوتے ہی کسی کو بھی چن لے، رضا نے اسکی وجہ سے شادی نہیں کی تھی اور اب وہ فاطمہ کو ہی بیوی بنانا چاہتا تھا، اور وہ سمجھ کیسے سکتی بھلا کہ بابا کا دوست اسے کس مقصد کے تحت پالتا آیا ہے، اس بڑھے کی فاطمہ پر نظر تھی۔

"جب تک تم پڑھائی مکمل نہ کر لو۔ اس بارے بات نہیں ہوگی۔ ٹاپک کلوز۔"

رضانے کہتے ہی کال کاٹ دی پر فاطمہ کا دل اداس ہو گیا، وہ صارم کو ناں کیسے کہے گی سمجھ سے باہر تھا۔

"انکل، میری شادی کے حق میں نہیں ہیں صارم"

وہ اتنی پریشان تھی کہ اس نے صارم کو وائس نوٹ بھیج دیا، وہ کچھ دیر پہلے ہی جاگا تھا، نوٹیفکیشن پر فون سائیڈ سے اٹھائے وائس نوٹ سنتے مسکرایا۔

"اٹس اوکے۔ نکاح آپ کر سکتی ہیں خود مختار ہیں، میرے ڈیڈ سرپرست بن جائیں گے۔ بعد میں پر اپر شادی سے پہلے میں خود آپکے رضا انکل کو منالوں گا۔ نکاح کے لیے آپ کو انکی اجازت درکار نہیں کیونکہ انکا آپ کے ساتھ کوئی خونی رشتہ نہیں۔ اب پریشان نہ ہوں۔ مجھے بس گھر جانے دیں۔ اپنے کہے پر عمل کر کے دیکھاؤں گا۔"

صارم نے جواباً لمبا سا نرم جواب ریکارڈ کر کے بھیجا تو فاطمہ اسکی نقاہت میں ڈوبی نرم آواز اور دلا سے پر مسکرائی۔

"تم مجھ سے نکاح کے لیے اتنے بے قرار ہو؟"

فاطمہ نے پھر سے وائس نوٹ بھیجا، بھاری آواز کے ساتھ۔

"میں آپ کو اپنے گھر کبھی بھی آنے کا سرٹیفکیٹ دینا چاہتا ہوں، اپنے کمرے کی انٹری بھی۔ آگے کچھ نہیں سوچا، سب خود بخود ہو جائے گا نکاح کے بعد والا، اہم! میں ابھی تھوڑا آپ سیٹ تھا بٹ آپ کی آواز نے مجھے سب بھلا دیا۔ کیا ابھی بھی اداس ہیں؟ انکل و نکل کو ماریں گولی، بس اپنا اور میرا سوچ کر جواب دیں"

صارم کی آواز اب کی بار پہلے سے بھی بہتر ہوئی تو وہ بھیگی آنکھوں سے ان شوخیوں پر اترے بیمار عشق پر مسکرائی۔

"میں اب اداس نہیں لیکن تم بعد میں انکل کو منالو گے ناں۔؟ انہوں نے پالا ہے مجھے"

وہ اب بھی تھوڑی ڈری تھی، شاید رضا کو وہ اپنا محسن سمجھتی تھی پر وہ ایک مطلبی آدمی تھا جس نے فاطمہ کے بابا کے پیسوں پر اک مدت عیش بھی کیا اور اب فاطمہ کے باپ کی عمر کا ہو کر اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

"منالوں گا۔ نہ بھی مانے تو آپ میری ہو چکی ہوں گی۔ کوئی احسان نہیں انکا آپ پر پالنے کا۔ آپ نے بتایا تھا کہ آپ کے بابا کے پیسے پر عیش کیا انکل نے۔ تو خود کو احسان مند سمجھنا بند کریں۔ بس میرا سوچیں۔"

وہ اسے کسی بھی قسم کی فکر کے قریب بھی نہ دیکھ سکا۔

"تمہارا سوچتی ہوں تو تمہارے پاس آنے کا دل چاہتا ہے۔ تم ٹھیک ہونا،"

اف یہ ظالم سوال صارم کی جان پر بن گیا۔

"بہتر ہوں، مجھے یہ لوگ پر سوں تک ڈسچارج کر دیں گے۔ اس رات آپ میری دوغان ولاڈنر پر مہمان ہیں۔ تیاری کر آئیے گا میری ہونے کی۔ بہت

رات ہو گئی ہے سو جائیں انکل کی ٹنشن سے آزاد ہو کر۔ میری بھی آنکھیں
بند ہو رہی ہیں ورنہ ابھی کال کر لیتا آپکو۔"

وہ اسکا وائس نوٹ سنے دھیمسا ہنسی، یہ بندہ کتنا ترسا ہوا تھا، فقط فاطمہ کی
آواز کے لیے مر رہا تھا تو اسکے لیے کیا کیا کر گزرتا۔

"سو جاو۔ آرام کرو۔ کل نہیں آؤں گی۔ میری کل بہت زیادہ کلاسیز
ہیں۔ پرسوں ہی ملوں گی تم سے۔ تب تک مس کرنا مجھے۔"

وہ آخری وائس نوٹ بھیجے فون تکیے کے پاس رکھے لیٹی تو صارم نے بس اسکے
وائس نوٹ کو سنا اور جواب ایک کس والا سٹیکر بھیجا۔

فاطمہ نے جلدی سے فون واپس اٹھایا تو سٹیکر دیکھے ہنس پڑی، نیند بہت اچھی
آنے والی تھی۔

"میں نے نوح کو کہا تھا تمہیں میرا نہ بتائیں، تمہیں تکلیف ہوگی" وہ اسکا ہاتھ چومے بڑی غلط بات کر گزریں، ہاں یہ اماں کو پہلے سے دگنا درد دے گئی۔

"بلکل، پہلے چھ سال کی عمر میں میری زندگی سے مجھے روتا چھوڑے نکل گئیں اب اس دنیا سے نکل جاتیں چپ چاپ، ماؤں کو کوئی بتائے جب وہ اولاد سے زیادتی کرنے لگیں تو شدت کم رکھا کریں۔

اولاد سے برداشت نہیں ہوتی"

وہ انکے ہاتھ کو دیکھ کر بولا، آنکھوں میں دیکھ کر کہتا تو اس ماں کی اس پر تکلیف سہہ نہ پاتا۔

"مجھے تم کبھی نہیں بھولے اماں، بس پرکٹ گئے ورنہ جیسے گئی تھی اڑ کر واپس آ جاتی۔ میری آزادی اور خوشی تو تمہارے ساتھ تھی، دیکھو تمہارے بعد مجھے ماما کہنے کا حق کسی نے نہیں پایا۔"

وہ اسے راضی کرنے کے جتن کر رہی تھی کیونکہ اسکے پاس شاید مہلت نہ تھی، جبکہ امائل ایسے معاف نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"میں نے بھی تو آپ کی جگہ کسی کو نہیں دی۔ سب کہیں مجھ سے پر کچھ ایسا نہیں جس سے لگے آپ معافی مانگ رہی ہیں"

وہ پھر سے نظریں جھکائے ہی بولا، آواز بھاری ہوئی پھر سلوٹ زدہ۔

"تو کیا معاف نہیں کرو گے؟"

وہ اسکا چہرہ اوپر کرے غمزہ لہجے میں بہت سی آس بھر لائیں کے امائل کچھ دیر بس انہی کو دیکھتا رہا۔

"نہیں۔ کل جب سرجری کے بعد آپ آنکھیں کھول کر مجھے دیکھیں گی پھر

سوچوں گا۔"

وہ ایک ر سکی فیصلہ لے رہا تھا، کسے خبر وہ کھلیں یا نہیں۔

"اگر زندگی نے مہلت نہ دی امانل"

وہ دگنی آس و حسرت اپنی آواز میں بھر لائیں جبکہ امانل سے تو یہ سوچا بھی نہ گیا۔

"تو آپ کی قسمت کہ آپ بیٹے کو روٹھا چھوڑ جائیں گی۔ ویسے مجھے نہیں لگتا میری ماں اتنی بد قسمت ہوگی"

وہ ظلم بھی ڈھا گیا پر امید کے سہارے، وہ آنسو پونجھتی مسکرائیں۔

"تم سے مل لیا، قسمت کو لگے گر ہن اتر گئے۔ شاید بد قسمتی بھی پیچھے چھوٹ گئی ہو امانل۔ تم بہت بڑے ہو گئے ہو، بہت اچھے سے خرد نے تمہیں سنبھالا۔ لیکن وہ خود کیسا ہے؟ کیا اسے میری واپسی کا پتا ہے؟"

ابھی وہ دواؤں کے اثر میں تھیں تبھی انکی آنکھیں کھلتی بند ہوتی جا رہی تھیں جبکہ امانل، دردناک سا مسکرایا۔

"بیٹھے ہوں گے کمرے میں اندھیرا کیے، اپنی تکلیف خود پر کبھی اترنے نہیں دی تبھی تو وقت سے پہلے بوڑھے ہو گئے پر اف نہ کی۔ انہوں نے ہی کال کر کے بلایا اور خود چلے گئے کہ وہ آپ سے ملنا دور آپکو دیکھنا بھی نہیں چاہتے۔"

ثریا نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا کہ وہ اس سے بدتر برے سلوک کی امید میں تھی یہ تو کچھ بھی نہ تھا۔

"نفرت جائز ہے اسکی"

ثریا کی آواز سرگوشی میں ڈھلی پر امائل نے افسوس کے سنگ نفی میں گردن گمائی۔

"نفرت! نفرت نہیں۔ وہ جو تیس سال سے دل کے پھٹے کو پیوند سے سیے بیٹھے تھے وہ جبر و صبر کے ٹانگے آپکی واپسی نے اکھاڑ دیے ہیں۔ دھتکارے ہوئے مرد کو نفرت و محبت کسی کا ہوش باقی نہیں رہتا۔ وہ بس ایک اچھے

باپ اور دوست رہ گئے تھے آپکے بعد۔ ایک عاشق اور شوہر تو آپکے جاتے ہی مر گیا۔"

وہ اس حالت میں ماں کو مزید اذیت دینے کے حق میں نہ تھا تبھی لاکھ دل اس عورت کو نظروں سے اوجھل نہ کرنے پر چینخا پر وہ اٹھ کھڑا ہوا، ثریا نے بمشکل آنکھیں کھولتے اماٹل کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے دبا یا تو وہ انھیں نہ دیکھ سکا، دل اس ہاتھ کے سہارے پر پھٹا محسوس ہوا۔

"اسے کہو میں اسکی زندگی میں واپس نہیں آئی نہ اماٹل کو چھیننے آئی ہوں تو وہ پریشان نہ ہو۔ میں اب بھی جا چکی ہوں۔ لوٹنا نہ ممکن ہے نہ ممکن

ہو گا۔ اسے اکیلا مت چھوڑنا جیسے اس نے تمہیں نہیں ہونے دیا"

ثریا کا ہاتھ کہتے ہی چھوٹا پر جو وہ کہہ گئی اسکا اثر اماٹل پر سے ہٹنا آج تو مشکل تھا، وہ باہر آیا تو نوح، مانہ کے ساتھ ہی بیٹھا تھا، دونوں ہی اماٹل کو دیکھتے اٹھ کر اسکی طرف بڑھے۔

"میری جان! پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو گا"

مانیہ نے اسے دیکھتے ہی بے اختیار سو فٹ سا ہگ کرے تسلی دی جس پر امانل نے نوح کی طرف دیکھا، ان نظروں میں بہت سی تکلیف چھپی تھی، التجاء تھی جیسے وہ کہہ رہا ہو اسے اسکی ماں کی بہت ضرورت ہے۔

"ڈیڈی پتا نہیں کیسے ہوں گے؟"

امانل نے نوح کی طرف دیکھا جس نے آگے بڑھ کر امانل کی گال تھپکی۔

"ٹھیک ہیں۔ فیروز انکل کی نامہ سے بات ہو گئی ہے تبھی وہ بہتر تھے اس لیے فارم ہاوس چلے گئے ہیں۔ وہی خرد انکل کو سنبھال سکتے ہیں۔ تم بس خود کو سنبھالو۔ یہ مشکل وقت ہے لیکن تم بہت بہادر ہو"

امانل نے سراسر اس آخری لائن کی اذیت سے نفی کی۔

"ماؤں کے معاملے میں کون بہادر ہو سکتا ہے بھائی، دل بہت ڈر رہا ہے۔ سرجری اگر ٹھیک نہ ہوئی تو؟"

وہ ایسی بات سوچے بھی نہ، مانیہ اور نوح یہ چاہتے تھے۔

"اچھاگماں رکھو، جب شفاء ملنی ناممکن لگے اس لمحے بھی اللہ پر بھرپور توکل رکھنا چاہیے۔ وہ ہم سبکی وہ تکلیفیں بھی جانتا ہے جو ہم سے بیاں نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے پریشان نہ ہو۔ میں اور وریام کی سپیشل ٹیم اپنی ہر کوشش کریں گے، شفاء دینے والی ذات اللہ ہے۔ وہ اپنے پیاروں کو بہت آزماتا ہے لیکن انعام سے بھی انہی کو نوازتا ہے۔ مانیہ اسکے ساتھ رہنا۔ اب تمہاری باری ہے اس شیر کو سنبھالنے کی"

نوح کسی میسج نوٹیفیکیشن کو نظر انداز کرے پہلے اپنی بات مکمل کرے مسکرایا پھر مانیہ کے سر ہلانے پر وہ وہاں سے گیا۔

مانیہ نے جلدی سے امانل کا مضبوط ہاتھ پکڑا اور اسے پکڑ کر وہیں لگی چٹیرز میں سے ایک پر بٹھائے خود بھی ساتھ ہی بیٹھی۔

"کچھ نہیں ہو گا انکو، بس پر سکون ہو جاو۔ سب کرنا پر رونا مت، میں یہ برداشت نہیں کر سکتی پلیز"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی قبل از وقت ہی وارن کر گئی جبکہ ان آنکھوں کی آبشاروں نے بروقت اپنے بہاؤ اور رخ کو ان کالی کالی آنکھوں والی کے لیے بدل لیا۔

"اب بڑا ہو گیا ہوں۔ روتا نہیں ہوں"

وہ اپنی فکر میں گھلتی مانیہ کو مسکراہٹ ہی تو بخش گیا۔

"میرے ہو گئے ہوناں تبھی، ویسے مجھے تمہارے دل کی پاکیزگی سے پھر پیار ہوا۔ یہ کتنا سچا ہے، اف اس ماں کی تکلیف سات سمندر پار سے محسوس کر

لی۔ میری جان بلاشبہ تم اللہ کے پسندیدہ ہو۔ وہ اتنی تاثیر ہر اولاد کو نہیں دیتا۔ کیا تم ایسے ہی میرے لیے بھی ہو، بنا کہے سب سمجھ لیتے ہو؟"

وہ اسکے کندھے سے لگی اسے اک منفرد انداز میں دل جوئی کا احساس بخش رہی تھی اور وہ امانل کو اتنی پیاری تھی کہ وہ شب بھر اسکی باتوں میں آسکتا تھا۔

"سب سمجھ لیتا ہوں، تم سے کسی کا مقابلہ نہیں۔ تم میرے اس وقت پاس ہو، سمجھو میں بہت سکون اور تسلی میں ہوں۔ بس اک دل کی دبی تکلیف ہے جس سے دامن بس انکی سرجری کے بعد کھلی آنکھیں دیکھ کر ہی چھڑوانا ممکن ہے۔ وہ بہت اکیلی لگیں مجھے، بے آس سی۔ لیکن مزے کی بات وہ ڈیڈی کی محبت کو ابھی بھی نہیں سمجھیں۔ کہہ رہی تھیں خرد کو نفرت ہوگئی ہوگی۔ ان عورتوں کو کون بتائے مرد کا ظرف انکی طرح وسیع نہیں ہوتا، وہ تو ناپسند عورت کے ساتھ اک چھت تلے سانس نہیں لیتا، زندگی کے کئی

سال گزارنا تو ناممکن ہے۔ پھر جب مرد اک بار محبت کی راہ سے گزرے تو محبوب کے لیے نفرت، گناہ کبیرہ سمجھتا ہے"

وہ اتنی گہری باتیں کرتا ہوا بہت الگ امائل لگتا، جسکی سوچ کے کئی رنگ تھے، جسکا حوصلہ چٹانی تھا، جو وقت سے سیکھ کر آیا تھا۔

"تم اپنے جیسے مردوں کی بات کر رہے ہوناں؟"

وہ سراٹھائے اشتیاق سے بولی تو امائل نے مسکرا کر سر ہلایا، پریشانی اپنی جگہ پرمانیہ کے ساتھ کا سکھ اپنی جگہ۔

"ہاں، میں تو شاید اس سے بھی اچھی کمیٹیگری میں ہوں ناں۔۔۔ بیسٹ

ہسبند"

وہ شوخ مسکرایا اورمانیہ اس وقت اسکی ایسی مسکراہٹ پر قربان ہو گئی۔

"Bestest Husband of the universe"

وہ اسکی شوخی کے ساتھ اقرار کرے اما نل کو لمحہ بھر سنجیدہ کر گئی، وہ مانیہ پر ٹھہر سا گیا ہو جیسے۔

"تم اداس مت ہونا، ہم اپنا ریسپشن بہت دھوم دھام سے کریں گے۔ ودے بی نیوز۔ ان شاء اللہ۔"

وہ اسکا ہاتھ چومتے جو بولا مانیہ کی گرفت خود بخود حیا و محبت کے ہاتھوں مضبوط ہوئی۔

"ان شاء اللہ، میں خوش ہوں کہ تم بہت حوصلے والے ہو۔ میرا حوصلہ ٹوٹ رہا تھا سوچ کر کہ کیسے سنبھالوں تمہیں۔ نظر نہ لگے تمہیں"

وہ زرا پر سکون ہوئی کہ اللہ نے اگر اما نل کو اتنا حوصلہ دیا ہے تو اسکے پیچھے ضرور کوئی سبب ہے اور اللہ پر توکل نے اس سبب کو اب تک حسین ہی عیاں کر رکھا تھا۔

"آمین۔ تم تھک جاؤ تو بتانا، گھر بھجوا دوں گا تمہیں"

امائل نے محبت سے اسکے بال سنوارتے کہا تو وہ مزید امائل کے گرم سینے میں سمٹی۔

"نہیں تھک سکتی اب، تمہاری مسکراہٹ دیکھ کر جی سی اٹھی ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہر پل۔ ہر سانس۔"

ٹھیک ہونے کو بس مانیہ کا یہ پاس ہونا کافی تھا، امائل نے بھی سر مانیہ سے ٹکالیا جیسے رہی سہی تھکن بھی بانٹ رہا ہو۔

وہیں فیروز سلطان کو میکائل ہی گھر ڈراپ کرنے آئے تھے اور چونکہ صارم کی فکر تھی تو رک نہ سکے، فیروز اندر آئے تو خرد بلکل خاموش سے لاونچ میں ہی اندھیرا کیے بیٹھے تھے، بلکل مدھم نہ دیکھائی دیتی ہلکی سی روشنی میں انکے چہرے کی پڑمردگی دیکھنی ناممکن نہ تھی، انکے گہرے خیالات کتنے دردناک ہیں یہ فیروز سلطان جانتے تھے کیونکہ نوح نے انکو ہر چیز بتادی تھی کہ انکے ساتھ ساتھ انکے یار پر لگ بھگ ایک سی تنگی اتر آئی ہے، فیروز سلطان تو

ابھی دیشا کی معذرت سے نہ سنبھلے تھے کہ اب خرد، جو ہمیشہ انھیں سنبھالتا آیا، آج خود ادا سی میں لپٹا انکی دل جوئی چاہنے پر اتر آیا تھا۔

"اندھیرا کر کے کیوں بیٹھا ہے؟"

فیروز سلطان کی آواز سنے خرد گردن گمائے دیکھنے لگے جہاں فیروز نے زرا درمیانی سائز کی لائیٹ آن کی، انور ٹرنے ٹھنڈا بلکل غائب کر رکھی تھی تبھی فیروز سلطان، اپنا کوٹ اتارتے خرد کے پاس ہی آ بیٹھے۔

"بس ایسے ہی، روشنی چھ رہی تھی یار۔ بتانا مہ کیسی ہے اب؟"

وہ تھکے سے لہجے میں بولے تو فیروز سلطان نے ٹیک لگاتے خرد کو دیکھا۔

"الحمد للہ بہتر ہے۔ آج دیشا آئی تھی، معافی مانگنے"

فیروز سلطان ایک دم سے ثریا پر نہ آئے، سلیقے سے بات شروع کی، خرد بے چین سے ہوئے۔

"اچھا! تو نے کیا کہا؟"

خرد جلدی سے بولے، فیروز سلطان کے ہونٹوں پر اک پھیکی مسکراہٹ چلی آئی۔

"کہہ دیا معاف کر دیا تھا بہت پہلے، اب کچھ نہیں ہے میرے دل میں۔"

خرد انکی بات پر آنکھیں نکالنے لگے۔

"حد ہے، اسکے لیے دیو داس بنا پھر تا تھا، اگر آہی گئی تھی تو روک لیتا"

خرد کے مشورے میں اک افیت دبی تھی۔

"تو کیوں نہیں رکا، ثریا کو دیکھنے یا ملنے؟"

یکدم جیسے فیروز سلطان کا سوال ولہجہ بدلا، خرد صاحب یوں تھے جیسے اس سوال نے انھیں ڈس لیا ہو۔

"میں ایک جوان شادی شدہ بچے کا باپ، دادا بننے کے پر اس میں لگا آدمی
اب اس عمر میں اپنی کچی عمر کا پیار جگاؤں؟ جایار"

وہ بڑبڑانے کے معاملے میں بچے ہی لگے، خود فیروز مسکرائے کہ اس بندے
نے کہا کیا ہے۔

"میں نے تجھے ثریا کے ساتھ رو مینس کا نہیں کہا نئے، بس ملاقات کا کہا
تھا۔ گندی سوچ"

فیروز صاحب دانستہ چھیڑ خانی پر اترے تو خرد، کرنٹ لگے انسان کی طرح
فیروز کو دیکھنے لگے کہ کچھ دیر پہلے یہ بندہ مرنا مرنا کھیل رہا تھا اور اب آکر
نازک پنگے لے رہا ہے۔

"اچھا میری گندی سوچ، خود جو چھپ چھپ کر آج بھی اپنی اور سوہا کی
شادی کی وہ کلپ دیکھتا ہے جو میرے لیپ ٹاپ میں محفوظ ہے۔؟ پھر اسے
دیکھ کر اپنے رونٹک دن یاد کرتا ہو گا۔"

فیروز بے اختیار مسکرائے، وہ خرد کو اکسانے ہر ہی تو لگے تھے، کامیاب ہوئے۔

"میرے عزیز! ہم دو کی لائف میں سب تھا سوائے رو مینس کے"

خرد اب کی بار مسکرائے ہاں اس مسکراہٹ کے بعد دونوں ہی سر پیچھے ٹکاتے زخمی سی سوچوں کے گرداب میں جا پھنسے۔

"صحیح کہا، سالارو مینس کی ہم سے دشمنی رہی۔ چھوڑ یار۔ بس میں پریشان ہوں کہ وہ عورت میرے امائل کو کہیں اب مر کر نہ بکھیر دے۔ تو جانتا ہے کتنی مشکل سے سنبھالا تھا اسے"

خرد صاحب ابھی بھی خود کو یار سے چھپانے کے جتن کر رہے تھے اور جیسے امائل کی آڑ میں اپنے بکھرنے کی وعید سنارہے تھے، فیروز سلطان سے کچھ چھپا تھوڑی تھا۔

"سچ سچ بتا، اب بھی عشق مشک سا کچھ ہے؟"

فیروز سلطان نے زرا نقاہت بھری سانس لیتے اک آخری بار پینتر ابد لاکہ
اب یار ضرور پھنسنے گا۔

"ابھی تو بھوک لگ رہی ہے۔"

وہ ہاتھ نہ آئے تو فیروز گھورتے پائے گئے۔

"چل میرے لیے بھی بنا کچھ سوپ وغیرہ۔ ڈاکٹر نے کہا ہے انرجی کی
ضرورت ہے"

فیروز صاحب جلدی سے فرمائشی لسٹ کھول گئے جس پر خرد اٹھے پر
خشمگیں نگاہوں سے فیروز سلطان کو گھورنا نہ بھولے۔

"ہاں انرجی تو چاہیے ہوگی۔ کیا پتا کب بجھری محبوبہ ہاتھ لگ جائے بیوی بن
کر"

جاتے جاتے بھی خرد صاحب نے گز بھر لمبی زبان چلانا فرض اولین سمجھا۔

"بک مت، کچھ بھی بولتا ہے یہ آدمی۔ احمق"

وہ تو فیروز سلطان کو چھیڑ کر جا چکے تھے پر فیروز سلطان کو لا حول پڑھ کر دہلنے پر مجبور ضرور کر گئے، ہاں یا ایک دوسرے کو ایسے ہی سنبھالا کرتے ہیں۔

..

"کھانا بہت اچھا تھا، تھینکیو ڈاکٹر صاحبہ آپ نے اتنا تکلف کیا میرے لیے۔ برتن میں دھو دوں؟"

امتاب نے مسکراتے ہوئے آفر کی جس پر کرن نے فوری نفی میں مسکراتے سر ہلایا۔

"نہیں میں دھولوں گی۔ تم آکر چائے بناو ساتھ پیتے ہیں"

کرن نے پلیٹس اٹھاتے کچن کا رخ کیا تبھی امتاب نے نوح کے آئے میسج کو دیکھا، رات کا ایک بج چکا تھا۔

"موڈ ٹھیک ہے تمہارا؟"

نوح کے میسج کو پڑھتے امتاب کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"جب تک تم کلیر نہیں کرتے سب، زبردستی کا ٹھیک کر رہا ہوں موڈ"

امتاب کے میسج کرنے سے بھی ناراضگی سی چھلکی جبکہ نوح اپنے آفس میں بس عشاء ادا کرنے آیا تھا آج لیٹ ہو گئی تھی۔

"اچھی بات نہیں یہ امتاب"

نوح کو سمجھ نہ آرہی تھی اب کیسے امتاب کی تسلی کروائے کہ نامہ پر بھی بات نہ جائے اور یہ آدمی بھی مطمئن ہو جائے۔

"مجھے بچہ سمجھنا بند کرو نوح۔ یا تو یہ تم نے کیا ہے یا بھابھی نے"

امتاب نے یہ لکھتے زرا نہ سوچا جبکہ نوح نے اپنی کن پٹی دو انگلیوں سے
سہلائی۔

"میں نے کیا ہے، ایکچولی کرن اور تمہارے بیچ کچھ کھنچاؤ محسوس ہوا تو میں
نے سوچا اسی بہانے تم دو لڑنے منانے میں پاس آ جاؤ گے۔ کل بتانا کہ
میرے اس بھونڈے مزاق نے تمہارا بھلا کیا یا نہیں"

نوح کے دماغ نے کام دیکھایا، ہاں یہ لکھتے نوح مسکرا رہا تھا کہ اگر تو جھوٹ
کام کر جاتا ہے تو شاباشی کا مستحق ہوتا وہ۔

"تم نے کیا ہے؟"

امتاب کا حیرت بھرا سوال سنے نوح نے زرا پریشان ہوتے جواب لکھا۔

"ہاں"

نوح نے جلدی سے ٹائپ کیا جبکہ امتاب نے بھی اس بار پھیکی سی سمانل دی، وہ بچہ تھوڑی تھا جو نوح کی بچگانہ بات پر یقین کرتا۔

"چلو مان لیتا ہوں، تم نے اگر یہ کیا ہے تو قبول۔"

اس بار امتاب نے وائس نوٹ بھیجا تو نوح نے گہرا سانس بھرا، یقین تو نوح کو بھی نہ تھا کہ امتاب مان گیا پر دونوں ہی ایک دوسرے سے یہ چھپا رہے تھے۔

"آئی ایم سوری، تمہیں جو تکلیف ہوئی اسکے لیے۔ کرن اور تم ساتھ بہت سجتے ہو۔ اگنور مت کیا کرو اسے۔ چلو ٹائم دو اسے"

نوح نے اجازت طلب کی کہیں بات لمبی ہوئی تو پول نہ کھل جائے، پر جو بھی تھا امتاب نے جس طرح نوح کی طمانیت اہم رکھی وہ ہر کوئی نہیں کر سکتا تھا۔

"اس نامہ کی ایک بیوقوفی کی وجہ سے مجھے جھوٹ بولنا پڑا، بس اب اس جھوٹ کی معافی مانگ لوں، چلو نوح۔ کیا کیا کرنا پڑتا ہے نامہ تمہارے عشق میں مجھے"

وہ خود سے اس معاملے میں بات کرتا کیوٹ لگا اور ویسی ہی حسین مسکراہٹ امتاب کے ہونٹوں پر رقص کر رہی تھی جب کرن نے گرما گرم چائے اس کے سامنے لا کر رکھی، وہ حیرت سے مسکرایا، وہ اتنا محو تھا فون میں کہ کرن نے خود ہی برتن سمیٹ کر چائے بنالی۔

"میں آرہا تھا چائے بنانے"

وہ کپ تھا مے شرمندہ سا ہوا پر وہ مسکرا کر ہوا میں اڑ گئی۔

"تم فون میں بزی تھے سوچا خود ہی بنالوں ورنہ صبح ہی ملتی چائے، بتاؤ ٹھیک ہو؟"

وہ ساتھ ہی چیئر پر بیٹھی تو امتاب اسکے چہرے کو دیکھتا رہ گیا، اس نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا وہ لڑکی کتنی انڈر سٹنڈنگ ہے، کتنی جلدی مان جانے والی، نرم گو، یہ وہی تھی جسکے لیے امتاب کو محبت محسوس ہوئی تھی، جسے پانے کے بعد سکون ملا پر وہ دکھی تھا اس نے کبھی کرن کو اسکی اہمیت کا احساس ہی نہیں دلایا اتنے سالوں۔

"ٹھیک ہوں۔ تمہیں دیکھ رہا ہوں"

وہ اب بھی اسے دیکھ رہا تھا پر قدرے محبت سے۔

"مجھے کیوں دیکھ رہے ہو، چائے پیو ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

وہ اسکی توجہ چائے پر دلوائے چہرہ سا پھیر گئی تو امتاب نے اسکا ہاتھ پکڑے اپنی جانب متوجہ کیا، وہ دم سادھ گئی۔

"میں دیکھ کر کچھ سوچ رہا ہوں کہ ہمیں ایک دوسرے کو ہفتے میں ایک دو دن کم از کم پورے دینے چاہیں۔ کام تو کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔"

وہ اسکے خیال کی تائید کرتی فوری مسکرائی۔

"سوری لیکن میں صرف ایک دے سکتی ہوں"

وہ تھوڑی شرارت پر اتری تو امتاب نے بھی موڈ اسی کے لہجے کے مطابق ڈھالا۔

"ایک لیکن پورا، دن اور رات سمیت"

وہ گہری نظروں سے کرن کو دیکھتا اسے سمٹنے پر مجبور کرنے لگا جو اپنے چہرے کے بلش چھپانے کے باوجود اقرار کرتی مسکائی۔

"ٹھیک ہے"

وہ ابھی بولی ہی کہ امتاب نے چائے کا کپ بے دلی سے پرے کیا اور اٹھا تو کرن نے بے تاب و جھنجھلائی نگاہ امتاب پر ڈالی۔

"کیا ہوا؟"

وہ کرن کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا رہا تھا جب وہ گھبراتے ہوئے اسکے حصار میں آتی
منمنائی۔

"میں ڈرا ہوا ہوں ابھی بھی تم کھونہ جاو تبھی تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں تم
میرے سوا کسی کی نہیں ہو۔ اپنی بھی نہیں"

امتاب کا ہاتھ کرن کی کمر پر ریگتا ہوا گرفت میں اسے لے کر سینے کے
قریب کر گیا جبکہ الفاظ کی تمازت، کرن کا تن من گرمائش سے بھر گئی۔

"میں تم سے زیادہ ڈر گئی تھی کہ میرے چاہے شخص کو یہ کون منحوس لے
اڑنے کے چکر میں ہے۔ دل پھٹ سا گیا تھا۔ بہت روئی میں"

وہ بتاتے بتاتے روہانسی ہوئی تو امتاب کا دل سا چھلنی ہوا کہ کرن کو یہ سب

سہنا پڑا۔

"تمہارے رونے پر دکھ ہوا مجھے، یقین رکھنا اب کے بعد سے کہ تم فل
سٹاپ ہو میرا۔ غلطی میری ہے، میری لا پرواہی نے تمہیں اس سب پر یقین

کرنے کے لیے مجبور کیا۔ دوبارہ ایسا کچھ نہیں ہو گا کہ تمہیں میں خود سے دور لگوں۔ تم اول دن کی طرح ہی پیار ہو میرا بس مجھ سے سپاٹ آدمی کو سلیقہ نہیں بتانے کا۔ نوح جیسی محبت تو نہیں کر سکتا جیسی وہ نامہ بھا بھی سے کرتا ہے لیکن مجھے جیسی آتی ہے سب تمہارے نام ہے۔ تم خوبصورت مقدر ہو میرا"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے جیسے ماتھا چوم رہا تھا، کرن کو اب اور کسی محبت و شدت کی تمنا ہی کہاں تھی، وہ سادہ سی لڑکی اتنے سے جذبات پر ہی بھر گئی تھی۔

"تھینکیو۔ مجھے اتنا سپیشل اظہار دینے کے لیے۔ نوح نے تم پر پھونک تو نہیں ماری۔ تم تو بالکل رومنٹک نہیں تھے؟"

وہ زرا شیر ہوئی کہ وہ سنجیدہ جان کو آ رہا تھا۔

"ہاں ایسا ہی سمجھ لو، بہت کرچکی ہو تم دوسروں کے بچے پیدا۔ اب اپنے لیے تیار ہو جاؤ"

وہ اسکی بات پر ڈراتا اثر دیے گھوری، اب تو لگ رہا تھا نوح جائے نماز پر بیٹھا کوئی خاص دعا کر رہا ہے جسکا اثر امتاب پر اتنا شدید ہو رہا تھا۔

"و۔ واٹ! ہم نے ڈیسا سیڈ کیا تھا پانچ سال نو بے بی"

وہ باقاعدہ دبا سا چلائی۔

"آج ڈیسا سیڈ کی کوئی بات یاد نہیں مجھے، آج مجھے کھل کر جینے دو"

وہ کرن کی کوئی بات نہ سنے اسے بازوؤں میں اٹھا چکا تھا جبکہ وہ مچلتی ہوئی آزاد ہونے کے جتن کر رہی تھی پر امتاب نے قسم اٹھائی تھی آج آبادی میں اک نئے اضافے کی اخیر سر توڑ کوشش کر کے ہی رہے گا، بیوی بھی خوش، اور زندگی کی رونق کی تیاری الگ۔ جبکہ دوسری طرف نماز کے بعد سچ میں نوح نے لمبی دعا مانگی پر امتاب نے تو دعا کے اس تک پہنچنے کا ویٹ

بھی نہ کیا، پہلے ہی میدان مار لیا جبکہ نوح کو اس سب سچویشن کے باوجود نامہ پر بس پیار ہی آرہا تھا اور جیسی الگ وہ مزے سے اسکے بنا ہی سو رہی ہوگی۔

.._____..

ساری رات مانیہ، امائل کے ساتھ ہی رہی، ثریا صاحبہ کو دوبارہ ہوش نہ آیا کیونکہ وہ درد کی وجہ سے دواؤں کے زیر اثر رکھی گئی تھیں، نامہ کی طبیعت کچھ فجر تک بہتر تھی، اتنی کہ اس نے وضو بھی کیا اور نماز بھی پڑھی اور پہلے مانیہ کو کال کی، امائل تب اسکے کندھے پر سر رکھے کچی سی نیند میں گیا تھا، لیکن مانیہ رات سے بس اسکا سکون اور اسکی ماں کی سلامتی ہی مانگ رہی تھی۔ ابدار صاحب بھی گھر گئے تھے پر فجر تک واپس آگئے، مانیہ تو ان سے ملی پر انہوں نے اسے امائل کی نیند توڑنے سے روک دیا۔ یہی سب وہ نامہ کو بتا رہی تھی۔

"میں مس کر رہی ہوں تمہیں"

مانیہ کی آواز ڈوبی جبکہ نامہ شمال گرد اوڑھے، سر پر ٹوپی پہنے ٹھنڈی تیخ سی صبح میں باہر ٹیرس پر نکل آئی، دور پار شدید دھند چھائی تھی۔

"میں آنا چاہتی تھی رات کو پر نوح نے کہا ریٹ کروں، رات فیور بھی تھا اور اینکل زخمی ہے۔ میرا بس چلتا میں رات ہی دوڑ کر آ جاتی آپکے پاس۔ وہ ٹھیک ہے؟ زیادہ پریشان ہوا بھی تو شو نہیں کرے گا پر آپ پاس رہنا اسکے"

نامہ نے بھاپ نکلتی سانس کے ساتھ مانیہ کو پیار سے کہا تو وہ اپنے کندھے پر سر رکھے اماٹل کی رخسار سہلاتی رنجیدہ سا مسکرائی۔

"میں تو واش روم بھی نہیں جا رہی کہ یہ پیچھے سے اداس ہو گیا یا رو دیا تو دل بند ہو جانا ہے میرا"

مانیہ کی دیوانگی پر اب نامہ کیا ہی کہتی۔

"یار آپ اپنی کڈ نیز پر ایسا ظلم تو نہ ڈھائیں آپ، آپ سے زیادہ آپ پر امانل کا حق ہے۔ میں اسے شکایت لگاتی ہوں کال کر کے کہ آپ کو خود دواش روم چھوڑ کر آئے"

نامہ نے ہلکے پھلکے انداز میں ڈانٹنے کے ساتھ چھیڑا تو مانیہ بھی اچھے سے مسکائی۔

"بس ابھی اٹھاتی ہوں۔ سوتا کب، وہ تو میں نے بہت دیر بالوں میں انگلیاں پھیریں تب جا کر اسکی کچھ دیر پہلے آنکھ لگی۔ ورنہ تم جانتی ہوناں اتنے سالوں بعد ماں ملی وہ بھی موت کے منہ سے ملتی ہوئی، کتنے شکوے اور شکایتیں اپنے اندر گھوٹ چکا ہو گا یہ۔ میں امانل کو اتنا صابر نہیں سمجھتی تھی۔ بہت حوصلے والا ہے"

وہ امانل کے بارے جیسے مٹھاس سے بھر جاتی، بولتے ہوئے بھی مانیہ کے لفظوں سے شہد پھوٹا وہ سننے والے کی سماعت کو سکون دیتا جیسے اس وقت

نامہ آسودہ مسکرائی، غائبانہ دونوں کی نظر اتاری اور ابھی بابا کی طرف جانے سے پہلے وہ صدقہ بھی دے کر جاتی۔

"شکر ہے وہ ہمت والا ہے۔ آپ بھی تو ہیں اسکے پاس۔ جب ہم اپنے محبوب کے لاڈلے ہوں تو دل پہاڑ ہو جاتا ہے۔ بس نظر نہ لگے اسکے حوصلے کو۔ ان شاء اللہ ثریا آنٹی کی سرجری کامیاب ہوگی۔ اللہ سے دعا ہے۔ وہ کسی آزمائش میں نہ ڈالیں"

نامہ نے دل سے دعائیں کیں اور مانیہ نے دل سے آمین کیا۔

"آمین۔ تم ٹھیک ہو نامہ؟ بہت ڈر گئے تھے کل ہم۔ میری جان اب سے باہر نکلے تو احتیاط کرنا"

مانیہ اتنی پریشان صورت حال میں بھی نامہ کی فکر کرنا نہ بھولی۔

"ٹھیک ہے آپی۔ اب سے ایکسٹرا دھیان رکھوں گی۔ چلیں آپ امانل کے ساتھ رہیں میں بھی نوح سے پر میشن لے لوں آنے کی۔ اگر انہوں نے اجازت دی تبھی آوں گی۔ پریشان نہیں ہونا"

نامہ نے نہ آکر بھی اپنے ہونے کا احساس دلا کر ویسے ہی ماننیہ کا دل پہاڑ کر دیا تھا۔

"ٹھیک ہے میری جان۔ پوچھ لو اس سے۔"

ماننیہ نے مسکرا کر کال بند کی جبکہ پھر سے اس نے سوئے امانل کی بھاری سانسوں کو محسوس کرتے آزرده نظروں سے اسکے ہاتھ کو دیکھا پھر پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگاتے چوما۔

نامہ نے ساتھ ہی نوح کو کال کی جو مصروف ہونے کے باوجود پہلی ہی بیل پر کال ریسو کر چکا تھا۔

"بے آرام لڑکی، تمہاری روح کو چین نہیں۔ صبح صبح کس نے جاگنے کا کہا تمہیں؟"

وہ زرا اپنی ایکسپریٹ ٹیم سے معذرت کرے باہر آیا اور آتے ہی ڈانٹ گیا۔

"خود ہی آنکھ کھل گئی۔ آپ میرے پاس جو نہیں تھے"

وہ لاڈ سے اسکا موڈ خوشگوار کر گئی۔

"ہنہ! باتیں ہیں بس۔۔ میرے بناتم سانس بھی لے لیتی ہو اور سو بھی جاتی

ہو۔ یہ سب مشکل میرے لیے ہوتا ہے بس"

وہ رات سے زیادہ روٹھا تھا، ایک تو نیند بس دو گھنٹے کی لے سکا تھا، ساری رات

ثریا صاحبہ کی حالت اوپر نیچے ہوتی رہی تھی تو زیادہ سونا ممکن نہ ہوا تھا تبھی

ابھی وہ چڑ رہا تھا۔

"ہاہ! نوح باخدا ایسا نہیں ہے۔ آپ جان ہیں میری"

وہ روہانسی ہوئی پر نوح کو قرار ساملا۔

"اچھا مان لیا۔ بتاؤ کیا چاہیے؟"

وہ زرا نرم ہوا پر ہنوز روٹھا روٹھا تھا۔

"آپ کا گوا اور کسو۔ آئیں ناں مجھے بھی لے جائیں۔ اینکل کا درد کم ہے اب۔۔ مجھے بابا کو بھی ملنے جانا ہے اور صارم کو بھی دیکھنا ہے، اور دس منٹ مانیہ کے پاس بھی جاؤں گی۔"

اس لڑکی نے باز نہیں آنا تھا پھر بھلے نوح اسے زنجیروں سے ہی کیوں نہ باندھ دیتا۔

"تم ایسا کیوں نہیں کرتی اڑ کر آ جاؤ، اگر تمہارے پاس پر ہوتے تو زمین تو ترستی تمہارے لیے بے چین مٹی۔ ہنہ آ رہا ہوں پر ہگ کس نہیں دوں گا کیونکہ میں رات والا بقیہ ناراض ہوں۔ اور ایک وار ننگ سن لو۔ یہ سارے میل ملاپ ایک گھنٹے میں کر کے تم واپس ولا جاؤ گی اور پورا دن ریسٹ کرو

گی۔ نکلوان زخموں سے، میں شدید مس کر رہا ہوں تمہیں اور تم خود کے زخموں کی تعداد ہی بڑھائے جا رہی ہو۔ ظالم بیوی۔ میرا بھی سوچو، مجھے بھی زندہ رہنے کے لیے تم چاہیے ہو"

وہ اتنے سارے شکوے کر گیا کہ انکی حدت، نامہ کو بلش کروانے کے ساتھ شرماتے پر مجبور کر گئی، یہ بندہ سراسر منہ پھٹ ہی تو تھا، کوئی ایسے اپنا حق کہاں مانگتا ہے۔

"اف اف او کے سمجھ گئی۔ میں پورا دن پڑی رہوں گی پر امس۔ اب تو موڈ ٹھیک کریں نوح۔ ایسے بہت پیارے لگتے ہیں، کھا جاؤں گی"

وہ دانت دیکھتے دور تھی تبھی ایسی دھمکی لگائی، پاس تو محترمہ کی ہوا ٹائیٹ ہو جاتی تھی۔

"تم مجھے کچھ لو وہی کافی، کھایا نہیں جاؤں گا۔ چلو ریڈی رہنا میں گھنٹے تک پک کرتا ہوں تمہیں۔"

نوح نے ہی آخر ہتھیار ڈالے کیونکہ وہ میڈم تو جھکنے والی نہ تھیں، کال بند ہوئی تو نامہ رشک بھرا ہنسی، اس بناوٹی دنیا میں اسے کیسا کھرا آدمی ملا ہے یہ قابل رشک ہی تھا۔

جبکہ مانیہ کے لاڈ، اسکا سافٹ سا پیار بھی اما نل کی نیند توڑ گیا۔

"کیا میں تمہارے کندھے پر سر رکھے سو گیا تھا؟"

وہ اٹھا تو مانیہ نے جلدی سے اسکی طرف دیکھا جو اپنی گردن بینڈ ہونے کے درد پر اسے سہلائے تعجب کا اظہار کر رہا تھا۔

"تم نہیں سوئے، میں نے زبردستی سلایا"

وہ اسکے گردن سے لگے ہاتھ پر ہاتھ رکھے تصحیح کرتی بولی تو اما نل نے بازو اسکے گرد حصارے مانیہ کو خود سے لگایا۔

"تمہاری ایسی زبردستیاں مجھے مقروض کر سکتی ہیں تمہارا، میری آنکھوں میں شدید درد تھا، اب جیسے کسی نے وہ سارا درد چرا لیا ہو۔ میں بہت لکی ہوں۔ ورنہ عام طور پر بیویاں اپنا آرام پہلے دیکھتی ہیں۔ تم نے ہمیشہ مجھے ہر عمل اور الفاظ سے اہمیت کا احساس دلایا ہے۔ یہ میرے لیے بہت سکون بھرا احساس ہے مانیہ"

وہ اسکے سینے لگی آسودہ سانس بھرے ہی مسکرائی، کتنا مکمل تھا اسکا امانل کے سینے سے لگ کر مسکرانا۔

"تمہیں ابھی بتا ہی کب سکی ہوں کہ تم کیا ہو، تمہارے کمزور لمحوں میں ثابت قدم رہوں یہی آرزو ہے تاکہ میں بھی کہہ سکوں میں نے امانل خرد قریشی کی مسیحائی کی ہے"

وہ سینے لگی ہی چہرہ اٹھائے مان سے بولی، جبکہ امانل تو پہلے ہی اسکی مسیحائی کا معترف ہوئے بیٹھا تھا۔

"تم کچھ نہ کرو تب بھی میرا بڑا حوصلہ ہو میری جان۔ بتاؤ کچھ کھاو گی؟ کچھ بھی ہو جائے میری زندگی میں۔ تم سے فراموش نہیں ہو سکتا ہوں۔"

مانیہ نے گھبرائی سی سائل دی کیونکہ بھوک پیاس تو نہیں پر واش روم جانے کی اشد ضرورت تھی۔

"واش روم جاؤں؟"

مانیہ نے مسکراہٹ روکتے کہا تو امائل نے ویسی ہی مسکراہٹ دیتے اسکا سر چومتے مانیہ کو آزاد کیا۔

"پاگل ہو تم، جاو جلدی۔"

وہ اسکے بوکھلانے پر اپنی مسکراہٹ سنبھالے جلدی سے اٹھے بھاگی تو اس افسردہ شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی۔

ابھی دو منٹ ہی گزرے کے امائل نے ساتھ آکر بیٹھے انسان کو محسوس کیا۔

"میرا کندھا حاضر ہے"

وہ گردن گما کر دیکھنے لگا، ابدار صاحب بیٹھے تھے، اپنے کاندھے کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

"مما مجھے چھوڑ کر گئیں پر آپ تو دو ماہوں سے تھے، آپ نے بھی چھوڑ دیا مجھے۔ اب کس ناطے لوں آپ کا کندھا ماموں؟"

وہ حساب لینا جانتا تھا، پشیمان سے ابدار زخمی سا مسکرائے۔

"میں تو جو ثریا نے تمہارے اور خرد کے ساتھ کیا اس پر تم دونوں سے شرمندہ تھا تبھی اک طرف ہو گیا، مصروف کر لیا خود کو۔ ورنہ خبر تو تمہاری ہرپل کی رکھی میرے بچے۔ مجھے دیکھ کر، مجھ سے مل کر تم ثریا کی تکلیف سے باپ بیٹا کبھی نہ نکلتے بس یہی وجہ تھی میں بھی او جھل ہو گیا۔ لیکن وہ پشیمان سی غلطیوں کے اعتراف کے ساتھ لوٹی ہی اس حال میں ہے کہ اب کچھ کہنے سننے کا وقت نہیں رہا۔ بس دعا کی ضرورت ہے"

ابدار صاحب کا لہجہ بھیگ سا گیا لیکن یہ اتنے سال دور رہنے کے بہت ہی
بھونڈے جواز تھے، اماٹل نے سرے سے رد کر دیے۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں میں سمجھ گیا، دعا ہے آپ کی بہن کو اللہ زندگی
دے"

وہ دل سے کتنا دکھی ہے یہ اس کی اس دعا میں پوشیدہ تھا۔

"میری بہن کو اللہ اس کا بیٹا دے، زندگی تمہارے بنا کس کام کی اب اس کے
لیے"

یہ ایسی دردناک بات تھی کہ اماٹل نے ساری بے رحمی ترک کرتے ابدار
صاحب کی جانب دیکھا۔

"آمین!"

وہ نظریں جھکا گیا، ابدار صاحب نے اسے پکڑ کر خود سے لگایا پر امانل آخر لمحے تک گریز ہی برتتا رہا، اسے ڈیڈی کے علاوہ کسی کی شفقت و محبت مانوس نہیں کر سکتی تھی، وہ کچھ دیر بیٹھے پھر چلے گئے جبکہ مانیہ جیسا امانل کو چھوڑ کر گئی وہ اسے اتنا دیکھے ویسا ہی ہو گیا۔

وہیں صارم کی آنکھ کھلی تو اسے ماما اور ڈیڈ پھر سے ساتھ ہی دیکھائی دیے، شاید یہ اسکی زندگی کی سب سے خوبصورت صبح تھی۔

"کیا میری ہر صبح ایسی ہو سکتی ہے؟"

وہ اک طرف سرہانے بیٹھی ماما کو دیکھتے بولا دوسری نظر اس نے کاوچ پر بیٹھے میکائیل پر ڈالی۔

"تم تو فاطمہ گل کے دیدار سے اپنی صبحوں کو سجانے کے چکر میں ہو۔ ہمیں چکر دے رہے ہو یہ کہہ کر؟"

میکائل نے بروقت سپوت کو لتاڑا، ہاں وہ نقاہت کے باوجود ہنسنے کی ناکام سی کوشش کر گیا، دیشاز خمی سامسکائی، اسے اپنی سزا کا یقین تھا پر وہ کچھ دن صا ر م کے ساتھ رہنے کی خواہش مند تھی، کم از کم تب تک جب تک یہ اپنے پیروں پر چل کر ولانہ چلا جائے پر وہ اتنی تہہ دامن تھی کہ اس نے یہ ارمان اپنے اندر ہی دفنالیا۔

"وہ تو پہلی نظر میں ہی دل میں اتر گئیں ڈیڈورنہ لڑکیاں مجھے کبھی متوجہ نہیں کر سکیں یا شاید میرے مقدر میں بھی بس کسی ایک خاص پر ہی مرٹنا اور ٹھہرنا لکھا تھا آپ کی طرح"

یہ حوالہ جتنا میکائل کی روح سرشار کر گیا اتنا درد دیشا کو دے گیا۔

"بلکل۔ مرد کی زندگی میں آئی پہلی من پسند عورت، تا عمر آنے والی ہر عورت پر بھاری ہی رہتی ہے۔ مجھے خوشی ہے تم نے اتنی سی عمر میں خالص رشتہ پایا۔ اک طرف بھی کھوٹ ہو سب الجھ جاتا ہے۔ اگر تم دو آسانی سے

ایک ہونے جارہے ہو تو سمجھو اسکے جذبات اور جذبات کی سچائی بھی تمہارے جیسی ہے "

میکائل کی تسلی بخش بات نے صارم کو مسکراہٹ دی جبکہ دیشابلس گہرا سرد سانس بھر سا گئی۔

"پڑھائی مکمل کرنے سے پہلے شادی کا سوچنا مت ورنہ میرا بچہ نہ انجینئر بن سکے گا نہ سنگر۔ سمجھے "

دیشا نے بھی اپنی چپ توڑی، وہ سر ہلاتے مسکرایا۔

"کیا خیال ہے آج ہی نکاح نہ کر دیا جائے؟"

یکدم ہی جیسے میکائل کی تجویز نے دیشا اور صارم دونوں کو ساکن کر دیا۔

"آج؟"

دیشا حیرت زدہ سے زیادہ پریشان ہوئی۔

"ہاں۔ دیکھو آج تمہاری ہیرنگ ہے، کچھ پتا نہیں کیا فیصلہ ہو تو کم از کم اپنے بیٹے کی خوشی ہی دیکھ لو"

میکائل بھلے فکر کر رہے تھے پر تھوڑے بے رحم سے لگے، جسکی تکلیف صارم نے تب دگنی محسوس کی جب ماما کو دیکھا۔

"ڈیڈ۔"

وہ رحم طلب ہوا۔

"چلو ٹھیک ہے میں انتظام کروا تا ہوں تمہارے بھی ہو سپٹل نکاح کا۔ فون دو فاطمہ کو کال کروں۔ ویسے بھی امائیل کی مدر کی وجہ سے سب کافی پریشان ہیں۔ ممکن ہے تمہاری یہ خوشی پل بھر کا سکھ بن جائے سبکا۔"

میکائل نے پاس آتے صارم سے فون لیا وہاں سے فاطمہ کا نمبر اپنے فون میں نوٹ کرے فون واپس کیا جبکہ دیشا اور صارم کو حیران و پریشان چھوڑتے باہر نکل گئے۔

"انکو کیا ہو گیا ہے؟"

صارم بے اختیار بڑبڑایا۔

"اسے لگتا ہے مجھے کچھ سال کی قید ہو جائے گی آج، تبھی"

دیشانے دھیمی سی سرگوشی کی تو وہ ماما کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑ گیا۔

"میں ڈیڈ اور نوح بھائی کو کہوں کہ کچھ کریں آپکے لیے؟"

وہ تاسف کے سنگ دیشا کو دیکھ رہا تھا۔

"نہیں صارم، اب کچھ کرنا ہونا باقی نہیں۔ تمہاری دونوں بہنیں خوش

ہیں۔ آج تمہاری خوشی بھی دیکھ لوں گی پھر مجھے کس لیے آزادی چاہیے

ہو گی۔ فکر مت کرو۔ انجوائے کرو یہ خطرے سے باہر آنے کا انعام میری

جان"

دیشانے اسکے ماتھے کو چوماتو صارم مزید تڑپ سا گیا، دیشا شائد اپنے آنسو چھپانے کی وجہ سے واش روم چلی گئی پر صارم اس سب سے ہر گز پر سکون نہ تھا۔

فورانوح کو کال کی اور جب ساری تفصیل دی تو نوح بھی بابا کی جلدیوں پر حیران رہ گیا۔

وہ ابھی ولا پہنچا تھا، نامہ کو لینے۔

"دیکھو صارم ابھی کیس واپس نہیں لے سکتے، اسکا ایک پراسیس ہے۔ مجھے آج کی ہیرنگ آگے کروانی پڑے گی تاکہ آج فیصلہ نہ ہو۔ ابھی میں تھوڑا اپ سیٹ ہوں تو اس معاملے کے لیے کچھ سوچ نہیں پارہا۔ تھوڑا ٹائم مل جائے تو میں کچھ کر لوں گا۔ رہی بات نکاح کی تو کر لو تم۔ میں اور نامہ آ جاتے ہیں پر تمہیں پتا ہے اماٹل اور مانیہ اس وقت کس کنڈیشن میں تو انھیں مت بتاوا بھی۔ بلکہ رکو میں بابا سے بات کرتا ہوں کہ ایونٹ رات میں رکھ

لیں۔ ان شاء اللہ اگر ثریا صاحبہ کی سرجری کامیاب ہوتی ہے تو اس خوشی کو بھی رات میں ساتھ سیلبریٹ کر لیں گے"

نوح نے ایک بہترین حل دیا جس پر صارم کو بھرپور تسلی بھی ملی اور وہ کافی رنکس بھی لگا۔

"تھینکیو بھائی۔ نامہ آپو جان کو مس کر رہا ہوں میں"

وہ اداس ہوا تو نوح ولایت میں داخل ہوتے مسکرایا۔

"لاتا ہوں اسے تم سے ملوانے۔ اور سنو! سٹرپس ٹھیک نہیں ہے۔ یہ جو سینے

پر زخم لیے بیٹھے ہو یہ تین ماہ لے گا پر اپر ٹھیک ہونے میں۔ بیوقوف

آدمی۔ کچھ بھی کرو کسی سے مشورہ کر لیا کرو۔ تمہاری جان پر رسک ہم سب

افورڈ نہیں کر سکتے اب۔ بہت اچھے بچے بن چکے ہو اب تم"

وہ ہر تاکید سننے کے بعد اختتام تک ہنسا، وہ نوح ادا دوغان تھا اسے مہربانی کے لیے سامنے والے کا اچھا اور نیک ہونا درکار ہی کب تھا، اس نے تو صارم کے بدترین وقت میں بھی ساتھ دیا تھا۔

"آپ میرے آئیڈیل ہیں بھائی"

صارم کی آواز سے لگ رہا تھا وہ جذباتی ہوا ہے۔

"اتنا بھی نہیں ہوں۔ چلورات تک آرام کرو پھر تمہارا نکاح سیلبریٹ کرتے ہیں ان شاء اللہ"

نوح کا یقین دیکھتے صارم کو بھی لگا جیسے آج بہت اچھا اور خوبصورت دن نکلا ہے۔

نوح نے کال کاٹی اور بابا کو بھی وہی میسج بھیجا، جبکہ دیشا کے کیس میں ایک اور ہیرنگ ایڈ ہونے کا بھی بتایا تو میکائل ایگری کر گئے پر وہ تب تک فاطمہ کو کال کر چکے تھے جو اپنی ساری اہم کلاسز کینسل کروا چکی تھی پھر میکائل کا

اگین میسج آیارات کے لیے تو وہ دلہے میاں کے ابا کی پھرتیوں اور اپنی تیزیوں و بے قرار یوں دونوں پر ہنس دی۔

نامہ نے بہت ہی پیار سا گرین فل گاؤن ڈریس پہنا اور وہ ہلکی پھلکی تیار بھی ہوئی، ویسے بھی سر پھاڑ خلیے میں تھی تو خود کو بھی اچھی نہ لگی، جبکہ اس ڈریس کے ساتھ ڈینم کراپ جیکٹ تھی جو نامہ پر سبج رہی تھی، جبکہ وہ ڈریس ویلوٹ میں تھا، بہت ہی موٹا نہیں پر فائن کپڑا جو ٹھنڈے سے بھرپور بچاؤ کرتا جبکہ ہیلز اس نے پہنی پر وہ آگے سے پیروں کو بھرپور کور کیے ہوئے تھی، نامہ نے ساکس پہن لی تھیں کیونکہ اسکے پیر فور اٹھنڈے ہو جاتے تھے۔

نوح اپنے دھیان میں روم میں انٹر ہوا تو نامہ کو پلٹ کر دیکھتے تھا، وہ ایک بار پھر پورالباس پہنے نوح کو مبہوت کر چکی تھی۔

"یہ کیا پہنا ہے؟۔ میری روح"

وہ وارفتگی سے نامہ کے حسین سراپے کو تکتا قریب آیا، دھیرے سے نامہ کو اپنی بازوؤں کے ہالے میں پرویا۔

"سوچا تھا اچھی سی تیار ہو کر ملوں گی تو مان جائیں گے آپ، وہ ڈریس نہیں پہن سکی بہت ہمت کے باوجود"

نامہ نے اپنی تیاری کا سبب اسے قرار دیتے اختتام زرا ہچکچا کر کیا، باخدا اس لڑکی پر ایسے ہی لباس قیامت لگتے تو زرا اشارٹ کپڑے وہ پہن لیتی تو نوح سے کہاں سہا جاتا۔

"اس Revealing Dress کو آگ لگا دو نامہ ادا دوغان"

وہ اسکے کھلے بالوں کو دھیرے سے سمیٹے اسکی گردن پر جھکتا لب رکھتے سرگوشی میں بولا تو نامہ پریشان سی ہوئی۔

"پر کیوں؟ اسے کیوں آگ لگاؤں؟"

وہ فکر مند سی اسکو روبرو ہوئے دیکھنے لگی۔

"کیونکہ مجھے خوش کرنے کے لیے تمہیں

کسی revealing dress کی ضرورت نہیں، تم کچھ بھی پہن کر مسکرا لو، میرا کام تمام"

وہ روبرو بھرپور ہوتے نامہ کی بھوری آنکھوں میں جھانکا تو وہ سچ میں اسکا کام تمام کرتی مسکرائی۔

"نوح! مجھے سوری کہنا تھا۔ میں آپ سے دور دور بھاگتی ہوں اس کے لیے"

وہ جلدی سے سینے لگی منمنائی، نوح نے بازو بھرپور کسے، اس احساس سکون کو اپنی رگ رگ میں اتار لیا۔

"جتنا بھاگ لو۔ مجھے تمہیں گھیر کر خود کے قریب ٹھہرانا آتا ہے

روح۔ بائے داوے تم پر ہر ڈریس اتنا کیسے سچ جاتا ہے؟ آفت لگ رہی

ہو۔ تھینگ گارڈ تم نے میرے لیے میک آپ بھی کیا، میں نے آج ر سکی
سرجری کرنی ہے چار گھنٹے کی۔ کیا اسکے بعد مجھے یہ انرجی ڈرنک ملے گی؟"

وہ ابھی بھی لٹو ہو رہا تھا پر ابھی بہت سے کام تھے اور نامہ کی قربت مختصر کچھ
ڈیزرو نہیں کرتی تھی تبھی وہ اسے بعد کے لیے بھرپور پابند کرنا چاہتا تھا۔

"ضرور ملے گی، تب تک میں آپکے لیے ایک اور لیٹر لکھوں؟"

نامہ نے شرارت سی آنکھوں میں بھری تو نوح ہراساں ہوا، ابھی پہلے لیٹر
کی تباہ کاریاں تھیں نہ تھیں کہ یہ قیامت لڑکی پھر سے دل دہلانے پر اتر آئی۔

"ہرگز نہیں، آج کے بعد لیٹر لکھنا دور تم ایسا سوچو گی بھی نہیں۔ تمہیں جو
کہنا ہے میرے سامنے کہو۔ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر۔ خبردار تم

نے پھر سے میری روح لرزائی۔ خدا کی پناہ!"

وہ لیٹر سے اتنا ڈرا ہوا تھا کہ نامہ کا ہنسنا بنتا تھا۔

"میں اب سے آپکو سب کہہ دوں گی۔ پکا"

وہ جلدی سے شرارت ترک کرے مان گئی تو نوح کو اس پر شدید پیار آیا۔

"مجھے ایسی نامہ سے پھر عشق ہو سکتا ہے۔ چلو مجھے بھالو بن کر دیکھاؤ پھر ہم نکلتے ہیں۔ باہر بہت ٹھنڈ ہے۔"

نوح نے اسے زرا سی آزادی دیتے آرڈر لگایا۔

"نوح میں آل ریڈی بھالو ہی بنی ہوں۔ کوٹ پہن لیتی ہوں۔ مجھ سے بار بار چیخ نہیں ہوتا ناں۔"

وہ روہانسی ہوئی۔

"اچھا جا کر شوز پہنو، پیر دکھیں نہ، سیلز سے۔ اینکل بھی زخمی ہے۔ اور کیپ بھی پہنو۔ ابھی بارشیں سٹارٹ ہونے تک لگنے والی ٹھنڈ رہے گی تو کوور رکھو خود کو۔ اپنی دو دو جانوں کو ٹھنڈ لگتی برداشت نہیں کر سکتا"

وہ اسے پیار سے تاکید کر رہا تھا تو نامہ منہ پھلا گئی۔

"دو دو جانیں کونسی؟"

وہ اس کے بھلکڑپن پر ہنسا۔

"وہ جو مجھ سے خاص ملاقاتوں کا نتیجہ ہے"

وہ اس کی گال اپنی گال سے رب کرتا مسکرایا تو نامہ خفیف سا بلش کی۔

"ابھی آئی۔۔۔ ناشتہ کریں گے؟"

وہ جاتے جاتے پھر رکی۔

"ایک مارنگ کس سے کام چل جائے گا۔ کوونی پی لی تھی میں نے"

وہ قریب ہوتی دھیرے سے اس کے حصار میں سمٹی جہاں نوح اس سے اپنا سکھ

لے پاتا، پھر اسے اتنی آسانی سے جانے نہ دے سکا، نامہ کو ریکوسٹ کرنے

پر مجبور کر دیا۔

.._____..

"آپ نہیں آئیں گے"

نوح نے نامہ کو فارم ہاؤس ڈراپ کیا پر خود وہ لان کی طرف بڑھنے کے ارادے میں تھا جب نامہ نے اسکا ہاتھ پکڑے روک کر پوچھا تو محترم کے خوبصورت چہرے پر اک پر اسرار سا تاثر جاگا۔

"سچ پوچھو بیوی، مجھ سے وہ ہنڈسم اب اکیلے دیکھے نہیں جائیں گے۔ دونوں کے لیے کچھ نہ کچھ کروں یہ میرا دل اکسا رہا ہے مجھے، تب تک میں نہیں مل رہا، تم جاؤ لاڈیاں کرو تب تک میں تمہارے ان معصوم دوستوں سے ملتا ہوں جھنسیں تم لفٹ بھی نہیں کرواتی، اور فون دو ایک ریل ڈالوں روح ادا پر۔۔۔ کہ ہم ایک دوسرے کے علاوہ بھی جیتے ہیں، انکو لگے گا شادی ہوتے ہی نوح ادا نے انکی روح پر پورا قبضہ کر لیا"

نامہ نے کوٹ کی جیب سے مسکراتے ہوئے فون نکال کر دیا جبکہ وہ یوں سر ہلائے ہنس دی جیسے کہہ رہی ہو آپکا کچھ نہیں ہو سکتا۔

"آپ کیا کیا سوچتے رہتے ہیں، خرد انکل کے لیے تو آج آپ کرنے والے ہیں، ثریا آنٹی کی سرجری پر بابا کے لیے کیا کرنا چاہتے ہیں بتائیں، آج دس بجے تک ہیرنگ ہے، اور سزا ہو جائے گی ماما کو۔ پھر بابا سکون میں آجائیں گے تو کچھ مت کریں"

نامہ نے اسکو سمجھانے کی کوشش کی پر نوح نے نفی میں سر ہلایا۔

"کونسا سکون۔۔۔ آہ نامہ۔۔ تم نے کبھی آرٹیفیشل کس یا ہگ دیکھا ہے، جو منافق اور مطلبی لوگ کسی کو کرتے ہیں"

نامہ نے حیرت سی عیاں کی، بھلایہ کیسا سوال تھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

وہ ابھی۔

"دیشا کا صارم کے لیے یہ جو آجکل پیار ہے، تمہارے اور مانیہ کے لیے فکر ہے یہ دل والی ہے۔ میں خود کو جذبات پر کھنے میں ہر گز ماہر نہیں سمجھتا پر یہ آنکھیں مطلبی اور دل والے تعلق ضرور پرکھ سکتی ہیں۔ سو میں کیا کرنے والا ہوں یہ اک سر پرانز ہے۔ چلو جاؤ تم"

وہ اسکی گال تھپکتا آگے بڑھے اپنے ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں گھساتا مسکرایا تو نامہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر اندر چلی گئی جبکہ نوح نے ہسک سے ملاقات کی، باقی جانور تو اپنی مستی میں تھے، ہسک سے کچھ دیر ملاقات کے بعد نوح نے اپنے وکیل کو کال کی۔

"آج کی ہیرنگ آگے کرواؤ، تم مخالف لائیر کو کچھ ایسے غیر واضح ثبوت فراہم کرو جس سے پتا چلے دیشا بے قصور ہو سکتی ہے، اگلی ہیرنگ تک

ہمارے پاس ٹائم ہو گا اس کو بری کروانے کا، جبکہ آرمین کا کیس آج کلوز ہو جانا چاہیے، سزا ہو اسے تاکہ دوبارہ کوئی آدمی ایسی گری حرکت نہ کر سکے "

وکیل نے نوح کو پہلے ہی سارا پر اس بتایا تھا کہ کیس واپس لینے سے بھی دیشا بری نہیں ہوگی بلکہ اسکے خلاف ثبوتوں کو کمزور کرنا ہو گا یا اسکے حق میں کچھ تنگڑا لانا ہو گا تبھی یہ کیس بند ہو سکتا ہے اور نوح وہی کر رہا تھا، جبکہ نامہ آدھا گھنٹہ بابا اور خرد اٹکل سے ساتھ رہی پھر اجازت لے کر باہر آئی، وہ لوگ ساتھ دس تک کورٹ گئے، دیشا کو لانے کی ذمہ داری امتاب کے لوگوں کی تھی جبکہ جیسا نوح نے کہا بالکل ویسا ہوا، دیشا کے خلاف کچھ ایسا مواد آگیا سامنے جس سے وہ ملزم سے مظلوم سی لگی تبھی جج نے مزید ایک ہیرنگ ڈال کر فیصلہ ملتوی کیا جبکہ آرمین پاشا سے نہ صرف اسکا عہدہ چھین لیا گیا بلکہ فزیکل وائلنس اور دیشا کو جان سے مارنے کی کوشش میں آٹھ سال کی قید سنائی گئی۔

دیشا اس سب میں کچھ نہ بولی سوائے ان نظروں کے جن میں درد تھا اور وہ نوح ادا دوغان پر جمی تھیں، ایک دم سے جھوٹے حق میں آتے دلائل بتا رہے تھے کہ اسکے پیچھے نوح ادا دوغان ہی ہے، اسکے بعد وہ نامہ اور دیشا کو خود ہو سپٹل لے کر گیا جہاں صارم کے لیے ایک تو نامہ کے آنے کی خوشی دوسرا دیشا کچھ دن مزید اسکے ساتھ رہے گی، میکائل بھی اچھے موڈ میں تھے۔

"مجھے رشک ہے تجھ پر، ایک خود دار بنتی عورت کو ہنڈل کر لے گا تو؟"

میکائل کا اشارہ دیشا کی طرف تھا۔

"ہاں۔ نامہ کی خود داری کو اب تک سنبھال رکھا ہے، یہ تو معمولی کیس

ہے۔ دیشا نے جو بھی بلند رز کیے ہوں، وہ میری بیوی کی ماں ہے بس یہ ایک

لحاظ ہے جو مجھ سے چاہ کر بھی بھلانا مشکل ہے بابا۔ سو میں نے اسے بری کروا

بھی دیا تو اسکو یہاں سے ہمیشہ کے لیے استنبول روانہ کر دوں گا۔ یہ آزاد

رہے پر میرے اپنوں کی زندگیوں سے دور جبکہ رہی بات فیروز سلطان کی، ان بچاروں کی جوانی بھی برباد اب بڑھاپا پھر رسک پر کیونکہ وہ ابھی بھی اس چڑیل سے محبت رکھتے ہیں"

اب حیران و پریشان ہونے کی بلکہ دہلنے کی باری میکائیل دوغان کی تھی۔

"اویار تو کتنا ظالم ہے، اوپر سے دگنے ظالم فیروز بھائی جنکو ابھی بھی وہ ڈائن پیاری ہے۔ اف سہی کہتے ہیں دل تو گدھا ہے"

میکائیل کی چھلکتی بے قابو محظوظ مسکراہٹ دیکھے جتنا نوح اندر سے خوش تھا اتنا اوپر اوپر سے گھورا۔

"دل کو خبردار کچھ کہا، یہی دل آپکے معاملے میں میری ماں کے لیے دھڑکا تھا، یہی دل میرے معاملے میں نامہ پر لٹا اور یہی دل ہے جو امانل اور مانیہ کو اس مشکل حال میں جوڑے ہوئے ہے اور بابا یہی دل ہے جو اپنوں کو دکھ

میں نہیں دیکھ سکتا۔ جیسا ہم سوچتے ہیں جب ویسا نہ ہو رہا ہو تو اللہ پر کیا
بھروسہ ہمیں اس سے زیادہ اچھے دن دیکھاتا ہے "

اس بار میکا نکل دوغان کے ہونٹوں پر اک دلسوز مسکراہٹ رینگئی۔

"یہ سب باتیں تجھے میں نے تو نہیں سیکھائیں؟"

وہ تعجب و مسروری میں مبتلا بولے، آنکھوں کا محور نوح ادا دوغان کا وہ چہرہ تھا
جہاں سکون کی اضافی قسم بر اجمان تھی۔

"ممانے یہ مجھے اور آپ کو ساتھ سیکھائی تھیں، آپ صدا کے نالائق
سٹوڈنٹ کیسے یاد رکھتے۔"

وہ منہ بسور تا بہت دن بعد پیارا لگا، نٹ کھٹ سا۔

"ہنہ، بڑا آیا پی ایچ ڈی پروفیسر"

میکائل بھی ماتھا ٹکینے میدان میں کودے پر اختتام اک حسین مسکراہٹ پر
ہوا۔

نامہ کو دیکھنے اور اپنی ایمر جنسی عشق کی داستان سناتے، صارم کتنی بار الگ
الگ طرز سے مسکرایا تھا۔

"تمہیں دو لگانی تھیں پر تمہاری مسکراہٹ دیکھ کر جاو معاف کیا۔ کیا واقعی
رات میں نکاح ہے۔ پھر تو میں یہیں رک جاتی ہوں تمہارے پاس۔ نوح
سے سفارش کرو وہ مجھے رکنے نہیں دیں گے"

نامہ نے بچوں کی طرح منت کی تو صارم بے اختیار ہنسا۔
"آپ کو آرام کی ضرورت ہے آپو جاننا تبھی وہ آج کسی کی نہیں سننے
والے، پھر بھی کوشش کرتا ہوں۔ آپ نے فاطمہ گل کو دیکھا ہے؟"

صارم نے فون اپنا اٹھاتے پوچھا تو نامہ نے نفی میں گردن گمائی۔

"میں دیکھتا ہوں۔ ابھی سیلفی بھیجی تھی سیلون گئیں تو"

صارم نے مسکراتے ہوئے بتایا تو نامہ کی آنکھوں سے شرارت ٹپکی۔

"ارے دو تین دن میں ایسا بھی کیا پھونک دیا تم نے اس پر، سیلفیاں بھی آنے لگیں"

نامہ نے چھیڑا بھی پیار سے۔

"ہائے جاناں نہ پوچھیں۔ یہ دیکھیں"

صارم نے ٹھنڈی سی سانس بھری جس پر نامہ نے فون لے کر فاطمہ کو دیکھا۔

"بہت پیاری اور کیوٹ سی ہے۔ تمہارے بازوؤں میں چھپ جایا کرے گی۔"

نامہ نے اسکے فکر سے اندازہ لگاتے کہا تو صارم شوخ مسکرایا۔

"دل میں چھپ چکی ہے آل ریڈی۔ ویسے مجھے آپ جیسی چاہیے تھی پر اسی کو کھینچ کر لمبا کر لوں گا"

نامہ نے ہنس کر اسکی گال پر ہلکا سا ہاتھ مارا۔

"گدھے! مجھ جیسی لمبی کیا کرنی تھی، اس کے لیے تمہیں بھی نوح جیسا ہونا پڑتا۔ تمہارے حساب سے یہ پرفیکٹ ہے۔ تم ابھی خود کو سنبھال لو بڑی بات۔۔ خوش ہوناں؟ کوئی دل میں ادا سی تو نہیں۔ ماما بھی پاس ہیں"

وہ ساری ڈانٹ کھلانے کے بعد اختتام تک نرم ہوئی، فکر و محبت سے بھر گئی۔

"میں بہت خوش ہوں، میرے پاس بہت کچھ ہے ایسا اب جس پر ہر لمحہ خوش ہونا واجب ہے۔ بس یہ سینے کا درد زرا مجھے اپنا نکاح انجوائے نہیں کرنے دے گا یہی گلہ ہے"

نامہ نے اسکی ہائے سنے آئبر واچکائے۔

"اچھا میں کہتی ہوں نکاح ہفتے بعد رکھ لیں"

نامہ اس سے پہلے اٹھتی، صارم نے گھبرا کر واپس اسے بٹھایا۔

"نہ کریں آپو میں موڈ بنا چکا ہوں۔ اب درد ہوں یا درد سے ٹیسیں

نکلیں۔ مجھے وہ آج ہی میری چاہیں۔ سمجھا کریں ناں"

نامہ تو ان بے تابوں پر قربان ہی چلی گئی۔

"ہنہ! گلہ تو بہت بڑا کر دیا تھا۔ اپنی ننھی جان کے حساب سے کرتے

ناں۔۔۔ مزاق کر رہی تھی۔ بس دعا کرو ثریا آنٹی کی سرجری ٹھیک ہو

جائے۔ میں اماٹل اور مانیہ سے مل کر واپس تمہارے پاس آتی ہوں۔"

نامہ نے اسکی گال تھپکی تو صارم نے پھر سے نامہ کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا، وہ پھر

گھبرا یا سا ہنستی رکی۔

"آپ پوری دنیا سے زیادہ پیاری ہیں مجھے، اوکے ناں؟"

وہ سمجھ رہا تھا نامہ، فاطمہ سے جیلس ہو رہی ہے تبھی تو نامہ کتنی دیر ہنسی اور صارم کا دل چاہا وہ یو نہی ہنستی رہے۔

"مجھے پتا ہے، اور اس پر بہت مغرور ہوں میں"

وہ ادا سے کہتی صارم کو بھی ہنسا گئی پر اس ہنسی میں محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

نامہ، نوح کے ساتھ اسکے بعد وریام ہو سہیٹل گئی، مانہ اور امائل دونوں کو اس نے سرجری کے بیچ اکیلا نہ چھوڑا، ایون اپنی اہم میٹنگ چھوڑ کر جہانگیر بھی آئے تاکہ مانہ اور امائل کو ایموشنلی کچھ تسلی دے سکیں جو کارآمد بھی رہی۔ امائل کے اندر خود ہمت نہ جمع ہو سکی کہ وہ آپریشن تھیٹر کا آج رخ بھی کر پاتا، چار گھنٹے کی وہ اب تک کی ر سکی ترین سرجری تھی، نوح کے ساتھ مزید تین سرجن تھے، دو گائیڈ ایکسپرٹ بھی چار گھنٹے موجود رہے، ثریا بتول کی کنڈیشن بہت نازک تھی، ایک تو وہ بہت ویک تھیں دوسرا البے کا کینسر اگر

مزید دیر ہوتی تو انکے کئی آرگنز کو پرالائز کر دیتا جس سے سیدھا ہارٹ اسٹروک یا موت واقع ہو سکتی تھی مگر سبکی دعاؤں اور مرادوں نے رنگ لایا کہ چار گھنٹے کی یہ خطرناک سرجری اپنے انجام کو ایک تسلی بخش انداز میں پہنچ گئی، سرجری کہنے کو کامیاب رہی تھی پر تین ماہ تک ابھی معاملہ مزید علاج پر محیط تھا۔

فائنلی نوح باہر آیا تو ایک دم آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور وہ اپنے ہاتھ کو دباتا ہوا نظر آیا جب امائل، مانیہ اور نامہ ساتھ اسکی طرف بڑھے۔

مانیہ نے امائل کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

"وہ ٹھیک ہیں میرے شیر"

سب سے زیادہ تڑپ جس پر اتری پہلے اسے اس درد سے نجات دی گئی، جہاں نامہ اور مانیہ جذباتی ہوئیں وہیں امائل کو نوح نے دکھتے ہاتھ کے باوجود بھرپور طریقے سے گلے لگایا، اس ایک گلے لگنے میں بے حد درد

تھا، شکر گزاری تھی، اذیت تھی، دم توڑتے خوف تھے، کیا کیا نہ تھا، پر یہ گلے لگنا ایک وقت میں حوصلہ بھی تھا، تسلی، محبت، دلاسا اور دلجوئی بھی۔

"وہ کل صبح تک ہوش میں آئیں گی۔ تم دو آرام کر لو اب کچھ میں بھی تھک کر ٹوٹ گیا ہوں۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور تم ابھی تک یہیں ہو۔" اف نامہ

وہ امانل کو ایک بار پھر مانیہ کے سپرد کرنا نامہ پر بگھڑا جو نامہ سمیت اس دکتے کیپل کی تکلیف بھی لمحہ بھر دور کر گیا جبکہ نامہ ان دو کو ایسے تاسف سے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو ظالموں میری سفارش تو کر دو۔

"نوح، میں ان دو کو کیسے چھوڑ جاتی؟"

نامہ نے صفائی دینے کی کوشش کی تو نوح نے وہیں کھڑے کھڑے اسکا ماتھا چوما تو نامہ کی آنکھیں دھندلائیں۔

"تم ان دو کے ساتھ تھی، یہ جان کر میری ساری تھکن اتر گئی۔ جب ہمارے پیاروں پر برا وقت ہو تو اپنی تکلیف بھول جانی چاہیے۔ میں ایسا سوچتا ہوں اور مجھے اس پر عمل کرنے والی بیوی ملی۔ ہے واللہ خاتون! تم کس کس ادا سے میرا ان کا ونٹر کرو گی۔۔"

وہ اسکے ساتھ چلتا ہوا جیسے بولتا ہی جا رہا تھا، نامہ بس اسکے ساتھ زور سے لپٹ گئی کیونکہ کوئی لفظ نہیں بچا تھا۔

وہیں مانیہ نے اماٹل کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بھگی سی سائل دی۔

"تین ماہ مانیہ!"

وہ ابھی بھی دکھی تھا۔

"ہم اپنا ہنی مون اسکے بعد ہی رکھیں گے۔ یہ تین ماہ ہم انکے ساتھ رہیں گے۔ دیکھنا کیسے جلدی سے دوڑنے لگیں گی۔ پریشان نہ ہو۔ تم نے آگے ہی کل سے اب تک اپنا سارا خون جلا لیا۔"

وہ اسے سراسر رعب جماتی ڈانٹ رہی تھی پر لگ یہی رہا تھا سنبھال رہی ہے۔

"اور تمہارا بھی"

وہ اسے اپنے سینے لگاتا معذرت کر رہا تھا، اف اس بندے کی ہر ادا قاتل ہی تھی۔

"میری خیر ہے"

وہ سینے لگی ہی منمنائی۔

"نہیں۔ مسئلہ ہے بہت بڑا۔ میرا ساہ بنی رہی میں یہ کبھی نہیں بھولوں گا"

وہ اعتراف کر رہا تھا، دنیا کے خوبصورت ترین اعتراف میں سے ایک، جبکہ

وہ ابھی بہت تھکی تھی تو بس سن ہی پائی۔

امائل اور مانیہ کو دو گھنٹے تک ثریا کے روم میں جانے کی پر میشن ملی اور نوح نے اپنی روح کو دبوچتے اپنے روم میں شام تک ریٹ کر دیا پھر وہ لوگ واپس نکلے کیونکہ صارم کا نکاح تھا جبکہ امائل کی وجہ سے مانیہ نے بھی معذرت کی کہ وہ لائیو دیکھے گی پر امائل کو چھوڑ نہیں سکتی جبکہ نامہ اور نوح نے اسکی بات کا مان رکھا، فائنلی رات ہوئی تو فاطمہ گل بھی ریڈ کلر کے خوبصورت ڈریس میں بہت پیاری تیار ہو کر ہو اسپٹل پہنچی، وہ سب کے ساتھ ہی صارم سے ملنا چاہتی تھی پر نامہ نے جب اسکے ہاتھ میں بکے دیکھا تو اسے پہلے اندر بھیجا۔

"نکاح کے لیے اتنا سجنے کی کیا ضرورت تھی فاطمہ گل"

بیمار نے عیادت کو آتی آپسراہ کو نظر بھر کر دیکھا ہی کہ بے اختیار ان سرمئی آنکھوں میں شرارت و مستی ساتھ رقص کی پھر وہ قریب آتی پھولوں کا بکٹ لا کر سائیڈ میز رکھتی اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں نے سنا ہے تم پر دوائیں اثر نہیں کر رہیں، بس اس لیے"

وہ پاس مزید سر کے اسکے پاس ہی بیٹھنے کی جگہ ڈھونڈنے لگی۔

"مطلب آپکو دیکھ کر جلدی سے اچھا ہو کر آپکا ہو جاؤں؟"

وہ اسے پاس ہی بٹھائے بولا، اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے نزدیک کھینچتے پوچھا۔

"نہیں مجھے اپنا کر لو"

وہ آج جواب مختصر اور قہر ادا میں لائی تھی۔

"میں تو اس حالت میں شادی تک کے لیے بھی تیار ہوں"

وہ اسکی کاوش سراہتے بے خود ہوتے مسکرایا۔

"میں تمہارے لیے کچھ لائی ہوں"

فاطمہ نے سائیڈ میز پر رکھے پھولوں کا بکٹ صارم کی طرف بڑھایا۔

"Tulips?"

یہ تو میرے فیورٹ ہیں فاطمہ گل "

وہ بکے لیتا کھکھلایا۔

"اگر تم ہر بار ایسے ہی خوش ہو تو میں ہر ملاقات میں تمہارے لیے ٹیولپس لا سکتی ہوں "

اس لمحے وہ سچ میں ایک طبیہ ہی لگی، صارم نے ان پھولوں کے سروں کو فاطمہ کی گال سے لگاتے سائیڈ ٹیبل پر واپس رکھا۔

"میرے خوش ہونے کے لیے آپکا پاس ہونا ہی کافی ہے، ویسے میں اپنی عمر سے دس سال بڑی باتیں اور رومنٹک جملے کہہ رہا ہوں، پلیز برداشت کریں "

وہ خود بھی اپنا بڑھنا بہت فاسٹ مان رہا تھا جبکہ ڈور پر ہوتی دستک پر جیسے فاطمہ مسکرا نے سے یکدم بوکھلاہٹ پر آتی اٹھی، صارم ہنسا بھی اور اسکی کلانی بھی دبوچ لی۔

"چھوڑو صارم۔ تمہاری فیملی ہوگی"

فاطمہ نے کلانی زیادہ زور سے نہ چھڑوائی کہ صارم کو درد نہ ہو پر وہ اسے بہکی نگاہوں سے دیکھتا سر اسرٹف سچویشن میں پھنسا چکا تھا۔

"ہم اندر آجائیں؟"

باہر سے نامہ نے دستک دی پر اندر تو جذبات کے گہرے غلبے نے ماحول فسوں خیز کیا تھا۔

"نہ چھوڑوں تو؟"

وہ ابھی بھی شرافت کے آس پاس بھی نہ بھٹکا۔

"پلیز"

وہ منت پر اتری اور یہاں صارم نے اسکا ہاتھ چھوڑا وہاں نامہ اندر داخل ہوئی، دونوں کے چہروں کے یکسر الگ تاثرات اسے بھی مسکراہٹ دے گئے۔

"نکاح خواں آگئے۔ تم دور بیڑی ہو۔۔۔؟"

نامہ نے دونوں کو باری باری مسکرا کر دیکھتے پوچھا۔

"مانیہ آپي نہیں آئیں؟"

صارم پریشان سا ہوا۔

"ابھی ثریا آنٹی کی کنڈیشن سٹیبل نہیں ہوئی تو وہ امائل اور انکے ساتھ ہی

ہے۔ لیکن ہم لائیو لے لیں گے انھیں تم ٹنشن مت لو۔ فاطمہ! کیا پھونکا ہے

تم نے اس پر گڑیا؟"

نامہ نے صارم کی تشفی کروائی کیونکہ سر جری بھلے کامیاب ہو گئی تھی پر ابھی تین ماہ تک ثریا صاحبہ کا ہیوی علاج باقی تھا جسکے بعد اگین ٹیسٹ کر کے یہ پتا لگوایا جاتا کہ کینسر سیلزدوبارہ تو نہیں بنے اور چونکہ آج وہ زیادہ درد سے گزری تھیں تو امائل انکے پاس رہنا چاہتا تھا اور جہاں امائل وہاں اسکی مانیہ۔

فاطمہ نے صارم کی طرف دیکھا جو مستی سے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہوں بتائیں اب جادو کے بارے۔

"اچانک ہی ہو انا مہ آپی، کچھ سمجھ نہیں آیا۔ یہ سچ میں پاگل پن ہے، ایم شیور کچھ ٹائم بعد میں اور صارم اس پر بیٹھ کر ہنسیں گے"

وہ اس سے بہتر جواب ڈھونڈ نہ سکی، نامہ بھی ہنسی اور پھر میکائل، نوح اور دیشا اندر آئیں، کرن اور امتاب کو بھی بلایا گیا تھا، جبکہ نوح تو ابھی بھی امتاب سے گریز ہی برتنے والا تھا جب تک اپنے امتاب کو دیے جواز کا کوئی پر اپر ثبوت نہ نکلتا۔

"مل کر رہنا ہمیشہ اور ہمارے اس لاڈلے بچے کی لگائیں اب تمہارے ہاتھ میں جانے والی ہیں۔ کھینچ کر رکھنا اسے"

نامہ نے تو کوئی رحم نہ کھایا اور صارم بھی کہاں ڈرا تھا کستی لگاموں پر، خیر سے نکاح خواں تشریف لائے تو دونوں کا نکاح ہوا، گواہان نے نکاح کی گواہی دی اور نکاح رجسٹرار نے اسکی تصدیق کرے نکاح کی کاپی فاطمہ گل کے ہاتھ تھمائی، نامہ نے کچھ دیر مانیہ کو بھی نکاح کے وقت لائیو لیا، سب نے امائل کو مزید تسلی بھی دی کہ اسکی ماما ٹھیک ہو جائیں گی جبکہ دیشا کی اگلی ہیرنگ تک ضمانت ہو چکی تھی جو سات دن بعد تھی تب تک وہ صارم کے ساتھ ہی رہنے کی خواہشمند تھی اور کسی نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔

نوح نے دونوں کو اچھی اماونٹ نکاح کے گفٹ میں دی جبکہ صارم سے وہ شو روم کا وعدہ کر چکا تھا جو وہ اسے تین ماہ بعد شادی پر دینے والا تھا۔

نوح، نامہ کے ساتھ ڈیڈ کو بھی ولا چھوڑنے نکلا جبکہ دیشا نے یہیں صارم کے پاس ہی رکنے کا فیصلہ کیا، ویسے بھی وہ ابھی اپنے بچے کی خوشی کے علاوہ کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

"مجھ سے بھی گفٹ چاہیے تمہیں فاطمہ؟"

دیشا نے فاطمہ کو دیکھتے پوچھا جو صارم کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

"نہیں آنٹی، آپ کا یہ دیا گفٹ کافی ہے"

فاطمہ نے مسکرا کر کہا تو دیشا کو اسکی بات پر بے شمار پیار آیا۔

"چلو میں تم دو کے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں پھر"

دیشا نے دونوں کو اکیلا چھوڑا اور کمرے سے نکلیں تبھی صارم نے دور بیٹھی

فاطمہ کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے تھامے وہ تکیوں سے ٹیک لگا کر پر سکون بیٹھے

صارم کے بے حد قریب آٹھری۔

"نکاح ہو گیا فاطمہ گل"

وہ گہری پر شوق نظروں سے اس ریڈ ڈریس والی حسینہ سے ہمکلام تھا جسکے چہرے کے سکارزا بھی میک آپ سے چھپے تھے تبھی تو صارم کو بے چینی لاحق تھی۔

"ہاں۔ انکل پتا نہیں اس پر کیا وبال مچائیں گے"

وہ خفیف سا پریشان ہوئی۔

"انھیں خوش ہونا چاہیے کہ منہ بولی بیٹی کا فرض جلدی نمٹ گیا، اس میں اعتراض کی تو بات ہی نہ تھی"

صارم کے دماغ میں یہ انکل اپنے انکار سمیت ناجانے کیوں کھٹک سا رہا تھا۔

"وہ شاید سمجھ رہے ہوں کہ یہ میرا اک جذباتی قدم ہے اور میں پچھتاؤں

گی۔"

فاطمہ نے اپنی ناقص عقل استعمال کرتے جیسے اندازہ لگایا پر صارم کو نجانے کیوں کچھ طمانیت نہ ملی۔

"یہ آپکے انکل کی آپ پر نظر تو نہیں تھی؟"

صارم اسکا ہاتھ پکڑے انچ انچ کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایسا کیا ہے فاطمہ گل کے ہاتھوں میں کہ اسکا دل ہی نہیں چاہ رہا چھوڑنے کا، فاطمہ اسکے سوال پر گھوری۔

"وہ بابا کی جگہ ہیں صارم، کیسا سوال ہے یہ"

فاطمہ نے برا منایا۔

"بابا ہیں تو نہیں۔ زرا فاصلے پر رہے گا اب ان سے۔ میری ہو چکی ہیں۔ مجھے

بھی علم نہیں تھا میں اپنی عورت کے لیے ایسا جنونی ہو جاؤں گا پریس

ہو گیا۔ آپ ایسا کریں اپنا سایہ مجھے دے جائیں ناں"

ایک تو وہ ہاتھ تھا مے بیٹھا تھا اوپر سے اسکی وارفتہ نظروں کے تیر اور
خواہشوں کی فہرست!

"خدا کا نام لو۔ تم انیس بیس کے اور میں بائیس کی۔ یہ عورت کہہ کر تم مجھے
ناراض کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔"

وہ بس بار بار خفا ہوتی صارم کی توجہ اور نگاہوں کے تسلسل سے بچ رہی تھی پر
ممکن نہ تھا۔

"آپ کے اندر ادائیں اور کشش تو میچور عورتوں والی ہے، بچہ تو میں ہوں"

وہ پھر سے گہرا مسکرایا کہ فاطمہ کو ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں سی بجتی محسوس
ہوئیں۔

"جس نے یہ میچور ادائیں اور کشش محسوس کر لی وہ بھی بچہ تو ہرگز
نہیں۔ ویسے تمہاری فیملی بہت اچھی ہے۔ تم سے سب بہت پیار کرتے
ہیں۔"

وہ پھر سے موضوع بدل گئی پر اب صارم نے اسے ٹاپک بدلنے کی بھرپور اجازت دی۔

"ہاں یہ فیملی ہی میرے سدھرنے کا سبب بنی ہے، آپ نے اپنی کلاسیز لیں آج یا خوشی میں کینسل کر دی تھیں۔ ڈیڈ نے کہا انہوں نے آپکو صبح ہی کال کر دی تھی"

وہ اسکو دیکھتا بڑی فکر سے پوچھ رہا تھا جبکہ جس طرح فاطمہ شیر سا مسکرائی، صارم کو جواب مل گیا تھا۔

"اف میرے جذباتی ابا"

وہ کہتے خود ہی ہنسا تو فاطمہ بس اسکی مسکراہٹ پر ہی جمی رہ گئی، وہ اس قدر سنجیدگی اور توجہ کے سنگ صارم کو دیکھ رہی تھی کہ وہ بے اختیار فاطمہ کے قریب ہوا پر وہ بروقت اسکے ہونٹوں پر ہاتھ جما گئی، اور صارم کو اسکا یوں کرنا حیران کر گیا، بھلا اب وہ کیوں روک رہی تھی۔

"اتنی جلدی ہاتھ نہیں آوں گی میں"

وہ صارم کی بے تکلفی پر دھمکی پر اتر آئی، وہ دھیماسا مسکرایا۔

"پھر، کیسے ہاتھ آئیں گی۔ کیا ڈیمانڈ ہیں آپ کی ڈاکٹر صاحبہ؟"

وہ اسکا ہاتھ ہٹاتا متجسس ہوا۔

"پہلے Kiz isteme کرو، ہاتھ مانگنے آؤ میرا نکل سے۔ مجھے تمہیں گندی

سی کافی پلانی ہے جو تم نہ اگل سکو نہ نکل سکو"

وہ شریر مسکراہٹ لیے بولی تو صارم ہنسا، یہ لڑکی اپنا پول خود کھول رہی تھی۔

"میں ایک ہوشیار لڑکا ہوں۔ میرے پاس ایک تیسرا آپشن بھی ہو گا کیونکہ

اب آپ میری منکوحہ ہیں اور مجھ پر ایسی ویسی ساری حرکتیں حلال ہیں۔ تو

آپ کافی ٹھیک بنانا ورنہ آپ کے ساتھ ساتھ آپکا ہوش بھی بگھڑ سکتا ہے

فاطمہ گل۔ میرا تیسرا آپشن آپ کے حق میں اچھا نہیں"

وہ بھلے بڑے رازدارانہ انداز میں بولا پر فاطمہ گل اسکا مفہوم سمجھتی کان کی لو تک سرخ پڑی۔

"سب کے بیچ تم کوئی تیسرا آپشن نہیں چن سکتے، مجھے ڈرانے کی کوشش مت کرو"

وہ فاطمہ گل کی گھبراہٹ پر نہیں، اس کے مفہوم سمجھ لینے پر ہنسا۔

"آپ مجھے بہت ہلکی چیز سمجھ رہی ہیں"

وہ چیلنجنگ نظروں سے دیکھتے بولا تو فاطمہ زرا فاصلہ برقرار کر گئی۔

"تھینکیو صارم"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ جذباتی ہوئی تو اسکی سرمئی آنکھیں بھگنے لگیں جب وہ

بیٹھے بیٹھے اسے اپنے حصار میں لے گیا اور فاطمہ کا سر چوما، جبکہ فاطمہ کو اس

مغرور دیکھائی دیتے صارم سے ایسے عمل کی کہاں توقع تھی، ادا سی و
جذباتیت میں حیرانگی بھی آملی۔

"آپ ایسے مجھے تھینکیو مت کہیں، میرے ڈیڈ کو کہیں جنہوں نے ہمارے
اتنے قریب رہنے کو ایمر جنسی حلال کر دیا۔ ورنہ آپ تو میرے ہاتھ پکڑنے
پر بھی انکمفر ٹیبل نہ تھیں۔ اب جذباتی نہیں ہوں۔ میں آپ سے زیادہ
ایمو شنل ہو جاؤں گا"

فاطمہ گل نے اسے جیسے جکڑ رکھا تھا، اف کوئی صارم سے پوچھتا اس گرفت کا
سکون، ان ہاتھوں کی جکڑن کا سرور جو اسے محسوس ہو رہا تھا۔

وہ روبرو ہوئی پر دونوں کے چہروں میں ناہونے جیسا فاصلہ ہنوز ٹھہرا تھا۔

"میں نے بالکل نہیں سوچا تھا کوئی ایک دو ملاقاتوں میں میرا دل اور پھر مجھے

بھی اڑالے جائے گا۔ یہ میرے ساتھ ہونے والی سب سے خوبصورت

ٹریجڈی ہے صارم۔ میری بے رنگ زندگی میں آنے والا پہلا کلر تم بنے۔ تم

سچ میں بہت پیارے ہو۔ ابھی سے اتنے اچھے ہو، آگے تو میں حیران و پریشان ہوتی رہوں گی۔ لیکن اس سب کے باوجود میں تم سے شادی تب ہی کروں گی جب انکل رضامند ہوں گے۔ میں نہیں چاہتی انکو یہ کہنے کا موقع ملے کہ فاطمہ گل احسان فراموش ہے۔ اور اس کے علاوہ میں تمہاری ہوں، اسکا ہر پل دھیان رہے گا مجھے"

وہ اسکی گال پر دھیرے سے ہونٹ رکھے صارم پر جانے کیا پھونک گئی کہ اسکی فاطمہ کے گرد ڈھیلی پڑتی گرفت سخت ہوئی، فاطمہ نے یہ پیش رفت بس ان جذبات کے ہاتھوں کی جو صارم کے لیے اچانک دل میں بھر گئے تھے۔

"آپکے لپس بہت سو فٹ ہیں، ایسی کس تو پاگل کر دے۔ جب آپ اتنے سے پے مجھے مدہوش کر گئیں تو سوچیں ان فیوچر آپ مجھ پر کیا کیا قہر برسائیں گی۔ اف مجھے تو خود پر ترس آگیا اس کس کے بعد، میری امیجینیشن مجھے اکسار ہی ہے"

وہ صارم کو دیکھے اختتام تک تمام شرم و حیا کے گھوری کہ وہ امیجینیشن میں کیا کیا سوچ چکا ہے۔

"کس بات پر اکسار ہی ہے؟"

وہ اسی خفگی سے بولی تو وہ مسکرایا۔

"کس کی بات پر اکسار ہی ہے"

وہ آنکھیں پٹیٹاتے بولا پر فاطمہ گل کو سمجھ نہ آئی پر جب غور کیا تو اسکی ریسٹ پر چٹکی کاٹے وہ مریض کے درد کرتے پہلو سے کامیابی سے نکل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ناجائیں فاطمہ"

وہ بے قراری سے ہاتھ پھیلا گیا جسے فاطمہ نے پھر سے جکڑ لیتے اک بے بس سائل دی۔

"اب کچھ دن بعد ملوں گی تمہاری برتھ ڈے پر، تب تک مس کرنا مجھے۔ جانے دو ورنہ تمہاری ماما سمجھیں گی ہم سیریس ٹاک میں بڑی ہو گئے"

وہ جانا خود بھی کہاں چاہتی تھی، صارم نے اسے پکڑ کر واپس بٹھایا۔

"فسٹ آف آل یہ فیملی اب سے آپکی بھی ہے اور ماما خود ہمیں پرائیویسی دے کر گئی ہیں۔ رہی بات برتھ ڈے کی، اسکا ایڈوانس گفٹ ابھی دیں۔ رک جائیں صبح تک۔"

وہ خود بھی نیند سی محسوس کر رہا تھا پر بضد تھا کہ وہ پاس رہے جبکہ فاطمہ نے اسکی بے قراری کے سبب رکنے کا فیصلہ کر لیا۔

"میں رک رہی ہوں"

وہ مسکرائی، کتنی جلدی آمادہ ہو جاتی تھی۔

"قائم رہنا اپنی بات پر، میں اب برتھ ڈے گفٹ نہیں دوں گی بس آجاؤں گی تمہارے ہاتھ سے کیک کھانے"

وہ پاس بیٹھے فوراً سے حساب کتاب پر اتری تو صارم نے سر ہلاتے پر اسرار سا تاثر دیا جیسے کہہ رہا ہو، آپ آئیں تو سہی، دیکھ لیں گے۔

"آپ بہت حسین لگ رہی ہیں، لیکن مجھے آپ پر یہ میک آپ کچھ خاص پسند نہیں آ رہا۔ آپ اس کے بنا پسند آئی تھیں تو لگ رہا ہے یہ کوئی اور لڑکی ہے"

صارم ہلکی ہلکی نیند میں ڈوب رہا تھا پر اسکے شکوے وہ بڑی دلچسپی سے سنے نوٹ کر رہی تھی، پھر آہستگی سے اس نے ہاتھ کی انگلیاں صارم کے بالوں میں داخل کیں اور دھیرے سے حرکت دیتے صارم کی کھلتی بند ہوتی آنکھوں کو آسانی دیتے بالکل ہی سلا دیا جبکہ صارم کے سوتے ہی وہ اٹھی اور

واش روم جاتے اپنا چہرہ دھویا، وضو کیا اور باہر آکر وہ صارم کو دیکھتی ہوئی کمرے سے نکلی ہی کہ دیشا آتی دیکھائی دی۔

"تم جارہی ہو فاطمہ؟"

دیشا نے نرمی اور فکر سمیت پوچھا۔

"نہیں میں نماز پڑھ کر آتی ہوں، وہ سو گیا ہے۔ آپ اگر تھک جائیں تو ریسٹ کر لیجئے گا آنٹی۔ میں رات رک جاؤں گی اسکے پاس"

فاطمہ کی فکر و محبت پر دیشا کو بے حد خوشی محسوس ہوئی، اسکے تینوں بچے ہمسفر کے معاملے میں بہت خوش قسمت تھے۔

"چلو میں بھی چلتی ہوں، آج سچ میں شکر گزاری کا دن ہے۔ ایک گناہ گار کو مہلت ملی کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ کچھ دن مزید رہ سکے"

دیشا نے کھانے کے لیے کچھ باہر سے اپنے اور فاطمہ کے لیے آرڈر کیا تھا تبھی اسے چالیس منٹس تھے، فاطمہ نے مسکرا کر سر ہلاتے دیشا کا ہاتھ پکڑا۔

"جب ایک انسان اپنے گناہوں کا بھرپور احساس و اقرار کر لے، تو بہ کاراستہ چین لے پھر وہ مزید مجرم نہیں رہتا۔ آپ کی یہ مہلت آپکو مزید سنوارے گی۔ آجائیں۔ کچھ مت سوچیں۔ راستے خود آسان ہوں گے بس آپ دیکھتی جائیں"

وہ پہلے بھی دیشا کی دماغی سانگی سمجھتی تھی، آج بھی فاطمہ نے اسے بہترین طریقے سے احساسِ ندامت سے نکالا اور دیشا کو اک عجیب سی خوشی گھیرے ہوئے تھی، نا جانے کیوں سب اچھا اچھا محسوس ہو رہا تھا، وہیں دوسری طرف، خرد اور فیروز اس وقت کچن میں تھے، اما نل کو مس کر رہے تھے کیونکہ وہ ہوتا تو اس وقت کی بھوک اور کریونگ خود مٹاتا، اب روز روز باورچی کے ہاتھوں کا کھانا کھائے دونوں ہی تپ چکے تھے اور جب سے خبر

آئی تھی، کہ ثریا کی سرجری کامیاب ہو گئی، تب سے خرد قریشی کے مزاج کچھ رونق پا چکے تھے۔

"تم نے سینٹر کو سبزیاں کاٹنے پر لگا رکھا ہے؟ میری عمر ہے اس کام کی؟" خرد کو چکن چھوٹا چھوٹا ٹاکاٹ کر فرائے کرتا دیکھے فیروز صاحب احتجاج بلند کرتے بولے تو یار نے اک تر چھی نظر ڈالتے دیکھا۔

"ہاں عاشقی معشوقی کی عمر ہے، بس کام نہیں ہوتا۔ مان لے یہ سینٹر کہ اب بڑھا پاٹکنے لگا ہے مزاج پر بھی"

خرد صاحب کو شرارتیں سو جھ رہی تھیں اور فیروز صاحب نے چھری رکھتے پوری گاجر ہی اٹھائی اور اسے کھاتے وہ جا کر ڈانگ کی کرسی پر شان سے جا بیٹھے۔

"یہ سبزیاں کون کاٹے گا یار؟"

خرد با آواز بلند منمنائے۔

"وہی جسکی زبان بہت تیز چل رہی ہے"

فیروز سلطان نے آنکھیں سکیڑتے کہا اور اس سے پہلے یار جو ابافار مارتا، نامہ کی Rolls-Royce کا ہارن سنتے ہی وہ خوشگوار مسکرائے۔

"اب اپنے لاڈلوں کے لیے یہ بندہ سر کے بل بھی کام کرنے پر تیار ہو گا"

خرد صاحب باز نہ آئے تو فیروز اک غصیلی نگاہ ڈالتے ادا سے اٹھ کر باہر نکلے جہاں نامہ کے ہاتھ میں سلطان ولا کی مکمل حاکمیت کے پیپرز تھے، جو نوح کو کچھ دیر پہلے ہی ریسو ہوئے تھے تو وہ دونوں اس امانت کو ساتھ لوٹانے ابھی آگئے تھے۔

نامہ کی خوشی، اسکی پلکوں میں اٹکے آنسوؤں سے صاف عیاں تھی، یہ وہ خواب تھا جسے دیکھ دیکھ کر وہ بڑی ہوئی تھی اور آج وہ نامہ سے فیروز سلطان کی ملکیت میں جانے والا تھا۔

"ہو گیا صارم کا نکاح خیر سے، ہم زرا پرانے دوستوں کی طرف نکل گئے اور ان خبیثوں نے ہمیں ڈنر سے پہلے اٹھنے نہیں دیا۔ خوش تھا وہ؟"

فیروز سلطان باہر ہی آتے اپنے دو لاڈلوں کی طرف بڑھتے بولے پر نامہ انکے سوال کا جواب دیے بنا جا کر بابا کے سینے سے لپٹ گئی، خود نوح کی آنکھوں میں آسودگی کا جہاں آباد تھا، یہ لمحہ بہت قیمتی تھا۔

"ارے، ابھی صبح تو بالکل ٹھیک تھا میرا بچہ۔ اب پھر سے ملکہ جذبات کیوں بنا ہے۔۔۔ نوح! کیا ہوا ہے اسے؟"

نامہ کے یوں کرنے پر وہ حقیقتاً پریشان ہوتے نوح کی طرف دیکھنے لگے جو بس مسکرایا۔

"اس نے اپنے خواب کی تعبیر پائی ہے تبھی جذباتی ہو رہی ہے"

نوح کے دلکش جواب پر وہ آنسو سنبھالتی زرا فاصلے پر ہوئی تو فیروز سلطان اب بھی اس تعبیر سے خفا لگے جس نے نامہ کو رلایا تھا، یہ جانے بنا کہ وہی تعبیر انکی بھی دیرینہ خواہش تھی۔

"بابا! سلطان والا۔۔۔ واپس لے آئی میں"

وہ زرا پیچھے ہٹے ہی ہاتھ میں دبائی رول فائیل بابا کو دیتی بمشکل مسکرا سکی جبکہ فیروز سلطان حیرت سے دونوں کو دیکھنے لگے، پھر انہوں نے جب وہ فائیل لے کر کھولی تو سچ میں یہ انکا وہی لاڈلہ گھر ہی تھا جسکی ملکیت اب نامہ سے انکو واپس مل چکی تھی، فیروز سلطان کی آنکھیں دھندلائیں، پر وہ جیسے مسکرا دیے، آنسوؤں نے اپنا بہنے کا ارادہ ہی بدل ڈالا۔

"میری زندگی کی اصل دولت تو ہے نامہ، یہ اک خواب تھا جسکی تعبیر بس زرا دیر خوش ہی کرے گی پر اصل خوشی تیرے ہر پل آباد ہونے کی ہے میری جان، میرے دل کی ٹھنڈک اور سکون بس تیرا سکھ ہے پتر۔ اس گھر

جیسے اور بھی کئی ہوتے تھے پر قربان تھے۔ میں نے تجھے اسے لوٹانے کی اجازت دی کیونکہ یہ تیری خواہش تھی۔ ورنہ میرا گھر تو وہی ہے جہاں میرا بچہ ہنستا مسکراتا ہے۔ پھر بھی تھینکیو سوچ۔۔۔ امیر امیر والی فیل دلانے کے لیے"

اول ساری جذباتی باتیں وہ محبت و انسیت سے کہتے اختتام تک جیسے مغرور ہوئے، نوح بھی ہنسا اور وہ بھوری آنکھوں والی بھی، پھر فیروز سلطان نے اسے اپنے آسودہ سینے میں سمٹتے اک شفیق نظر نوح ادا دوغان پر ڈالی، اس نظر میں بے حد محبت چھپی تھی۔

"دل کے امیر تو آپ ہمیشہ تھے، لیس جی اب کڑور پتی بھی ہو گئے۔ سلطان ولا کا مالک کوئی عام بندہ تھوڑا ہو سکتا ہے۔"

نوح نے بھی خواہ مخواہ کا انھیں مغرور کرنے کی کوشش کی تو تینوں مسکرائے اور ساتھ اندر بڑھے جہاں یہ نیوز سن کر خرد قریشی بھی اش اش کراٹھے۔

"بھئی اب فیروز سلطان ہم سبکو استنبول میں پارٹی دیں گے وہ بھی رئیس والی۔ ڈن؟"

خرد نے چمکتے ہوئے ڈیل کی جبکہ فیروز سلطان خوشی خوشی مان گئے، لیکن کون جانتا تھا اس ولا میں عنقریب صرف پارٹی نہیں، دو دوشادیاں ہونے والی ہیں۔

نامہ اور نوح کچھ دیر رکے کیونکہ خرد صاحب کی کوکنگ آزمانے کا شوق چڑھا تھا پر باخدا کھانے میں جناب نے اتنا نمک ٹھوک دیا کہ تینوں نفوس، بیچارگی سے خرد صاحب کو ڈانگ پر بیٹھے گھورے، انکو نمک زیادہ نہ لگا کیونکہ جو بناتا ہے اسے کہاں اپنے نقص نظر آتے ہیں، اور لحاظ و مروت میں ان تین بچاروں نے نمکین کھانا کھالیا، اب کچھ برائی کرتے تو نئے نئے بنے اس شیف کا دل ٹوٹ جاتا۔

وہیں ثریا ابھی دواؤں کے زیر اثر تھیں، ابدار صاحب کے ساتھ ساتھ روزینہ بھی انھیں دیکھنے آئی، لیکن ثریا صاحبہ سے ملاقات نہ ہو سکی، وہ مل کر شمریز بھائی کے کیے پر ثریا کو دلاسا دینا چاہتی تھی پر جب ثریا کے پاس اماں اور مانہ کو موجود پایا تو بے فکر ہو کر لوٹ گئی کہ اب ثریا بتول محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

"یہ صبح تک ہوش میں نہیں آئیں گی، تم بھی کل سے یہیں ہو۔ تھک گئے ہو گے ناں۔ روم لیا ہے میں نے، چاہو تو کچھ دیر آرام کر لو"

وہ ماما کے پاس ہی بیٹھا تھا جب مانہ نماز پڑھے واپس آئی اور پاس آتے اماں کے ساتھ لگ کر کھڑی اسکا چہرہ اوپر کرے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے بولی، تھک تو وہ دونوں گئے تھے۔

"آرام تم ہو میرا جو ہر پل میرے پاس ہے، آؤ وہاں بیٹھتے ہیں۔ تم سو جاؤ میری ڈارلنگ! اتنا پیار لٹاؤ گی تو میں عاشق پروہو جاؤں گا"

وہ اٹھا اور مانیہ کو خود سے لگائے ہی آرام دہ کاوچ پر جا بیٹھا اور مانیہ کو اپنے پہلو میں ہی بساتے بٹھایا، روم انور ٹر سے بہت ہیٹ آپ تھا کہ کسی بلینکٹ کی ضرورت نہ تھی، لگ ہی نہیں رہا تھا باہر 4 ڈگری ٹمپرچر ہو رہا ہے۔

"صارم بہت خوش تھا، میں نے پہلے لائیو اسکے نکاح میں شرکت کی، پھر عشاء پڑھی۔ پھر تھوڑی واک کی۔ اور واپس آگئی تمہارے پاس۔ میں اور نامہ، صارم کے لیے بہت خوش ہیں۔ اسے بھی ہم دو کی طرح اک پیاری ہمسفر ملی۔ یہ بہت بڑی سیٹسکشن ہے۔ سب کچھ دھیرے دھیرے رفو ہو رہا ہے امائل، مرہم لگ رہے ہیں۔ اللہ نے کسی کو بھی اسکی ہمت سے زیادہ نہیں آزمایا"

ابھی وہ پہلو سے لگے شکر بجالا رہی تھی اور جب انسان صبر کے بعد شکر کرنا سیکھ جاتا ہے تو ہر قسم کے رفو اور مرہم کا مستحق بن جاتا ہے۔

"بے شک! وہ بہت رحیم ہے۔ تم بتاؤ، ٹھیک ہو؟"

ناچاہتے ہوئے بھی امانل اسکی آنکھوں کی فکر میں مبتلا بول اٹھا تو وہ دھیماسا شوخ مسکرائی۔

"بہت سکون میں ہوں یہاں، تمہاری موجودگی ہو اور میں لمبی نیند میں اتر جاؤں۔ تمہارے ہوتے کوئی فکر و پریشانی میرے سکون میں دراڑ نہیں ڈال سکتی۔ تم اپنی ان کالی آنکھوں سے مجھے دیکھ کر ہی اچھا کر دیتے ہو۔ فکر تو میں بس تمہاری کرتی ہوں اب۔ پل پل میرا سکھ چین بننے والے اس انسان کو میں دوبارہ کبھی کسی اداسی کے پاس بھی نہ دیکھوں۔"

اس لڑکی کے پاس جذبات کا خزانہ تھا، وہ یہ سارے اعتراف و اظہار دیتی امانل میں اک آسودگی سرایت کرنے کے ساتھ اسے خود کے لیے بے چین بھی کر گزری۔

"نہیں دیکھو گی کبھی، بس تم میرے ساتھ رہی اگر ہمیشہ تو"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اسکی ہتھیلی اپنے رخسار سے جوڑتا بولا تو مانیہ نے بے قرار ہوتے دوسرا ہاتھ اسکے گریبان پر جماتے فاصلہ سمیٹا۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں"

وہ اسکی سانسیں جکڑتا تو حلق، دل اور روح کی ہر بندش سے رہائی پاتا جیسے اس لمحہ، وہ یہ سننے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔

"یہ بہت، میرے معاملے میں بے حد اور بے شمار کی حدوں سے بھی اوپر چلا گیا۔"

وہ اپنی مہکتی سانسوں کا جواز دیتی بولی جسکے بدلے امائل کی سیاہ معترف آنکھوں میں مزید طلب سی سلگنے لگی۔

"تم سو جاو ورنہ تم میرا موڈ بنا دو گی"

امائل نے اسے اپنے سینے میں چھپایا تو مانیہ اسکے سینے میں چہرہ دباتے ہنسی۔

"مجھے یہاں سے نکلنے دو، پھر تمہاری ہنسی کا صدقہ شان سے اتاروں گا۔ ابھی تم ہنس لو، ہنس سکتی ہو تم۔ یہ حق دیا تمہیں"

وہ شکوے کرتا مزید جان کو آتا تھا۔

"تمہارا موڈ بننے میں دو سیکنڈ لگے اس پر ہنسی"

وہ ابھی بھی ہنسنے سے باز نہ آئی۔

"یہ ہمیشہ بنا رہتا ہے، بس میں معصوم آدمی بتاتا نہیں۔ کیا کروں شرم آتی ہے"

خود کو معصوم ثابت کرنے پر اترتے یہ جناب مانیہ کے اندر جذبات بڑھانے پر لگے تھے پر وہ سینے سے لگی ہی رہی کہ ابھی چھیڑ خانی مہلک نہ ہو جائے۔

جبکہ نامہ اور نوح ایک تک واپس ولا پہنچے تو سیدھے روم میں ہی آئے۔

نوح نے کمرے کی ٹھنڈک ختم کرنے کو انورٹر آن کیا اور نامہ کے پاس رکے اسکا کوٹ اتار اتواس پر نسیر ٹرمٹنٹ پر وہ بلش کی۔

"میں چینج کر کے آتا ہوں۔ کچھ چاہیے تمہیں؟"

وہ اسکے تیخ ہاتھ اپنے گرم ہاتھوں میں لے کر گرمائش دینے لگا جب نامہ نے آگے بڑھتے نوح کی اپنی ریڈ ہوتی نوز ٹپ چومی۔

"آپ کے سوا کچھ چاہنے کی جرت کر کے دیکھے تو سہی یہ دل۔"

وہ آج بہت خوش لگ رہی تھی تبھی ایسی بہکی حرکت و بات کر ڈالی۔

"ابھی آکر اسکا حساب لیتا ہوں، چینج کر کے زرا ایزی ہو جاؤں"

نوح نے اک بے قرار لمس نامہ کے ہونٹوں پر لٹاتے اسے آزاد کیا تو وہ نظریں لب دباتے جھکا گئی۔

نوح چہنچ کرنے گیا تو نامہ نے بہت سے نوٹیفیکیشن پر ہوش تھا مے جب روح ادا کا اکاؤنٹ کھولا تو ریل لگی دیکھے جلدی سے بیڈ پر بیٹھتے ہی اسے کھول کر دیکھنے لگی جس پر نوح نے ہسک کے ساتھ وڈیو بنائی تھی، نامہ نے اسکا آڈیو سننے کے لیے آواز اونچی کی۔

"میں نے اسکے اپنی زندگی میں آنے کے بعد یہ سیکھا کہ سکھ بھی ٹھہر سکتے ہیں، کوئی اک سکون بھی دائمی ہو سکتا ہے۔ کوئی اک گوشہ ہماری عافیت کا تا عمر کے لیے وقف ہو سکتا ہے۔ وہ ایسے میری زندگی میں آکر میرے یقین کو مضبوط کر چکی ہے کہ میں اب اک اداس آدمی سے، مطمئن آدمی میں بدل گیا۔ ہاں میں آپک سبکی روح اور اپنی روح ادا کی بات کر رہا ہوں۔ وہ تو ہاتھ نہیں آئی، لیکن اسکے ہسک کو دبوچ لیا میں نے، اسے بھی میری طرح بہت گلے ہیں کہ ہمیں روح لفٹ نہیں کرواتا۔ تو آپ سب مطمئن رہیں کہ وہ صرف آپکو ہی نہیں، ہمیں بھی نہیں ملتی۔۔۔"

وہ یہ سب سنے اور دیکھے کتنی دیر مسکراتی چلی گئی، کوئی شکوہ کرتے اتنا پیارا کیسے لگ سکتا ہے بھلا، لیکن ہاں، نوح ادا دوغان کے معاملے میں یہ ممکن تھا۔

"ابھی انکو ہر وقت میسر ہوں تو یہ شکوہ ہے، اوہ نوح! ثابت ہوا میں بہت ظالم ہوں"

وہ جا کر شوز اتارے مزے سے لحاف میں بیٹھی کمنٹس پڑھنے لگی۔

"آپ کے بے بی کا انتظار ہے اب تو، از میر کا سب سے beloved couple آپ دو بن چکے ہیں۔ ہم تو ایسے آپ دو کے لیے دعائیں کرتے ہیں جیسے آپ ہمارا حصہ ہو"

نامہ نے اس کمنٹ کو لائک کرتے ہارٹ کے ساتھ آمین لکھا۔

"نوح ادا دوغان جس کے وقت کے لیے ترسے، اسے روح ادا کہتے ہیں"

یہ کمنٹ سب سے مزیدار تھا، وہ اکیلی بیٹھی ہنس دی۔

"کیا وہ آپ کو واقعی وقت نہیں دیتیں، اف اتنے پیارے ہسبنڈ کو کون اگنور کر سکتا ہے بھلا؟"

یہ ایک اور کنٹ تھا جس پر نامہ نے آبرو اچکاتے دیکھا، اب تو نوح کو کوئی پیارا کہے وہ اس پر بھی جل بھن گئی، کیونکہ یہ حق بس اسکا تھا۔

نوح کی دروازے پر کی آہٹ پر نامہ نے جلدی سے فون سکرین آف کی اور گال غبارے سے پھلا کر منہ موڑا جب وہ بلیک میں کافی جاذب لگتا باہر آیا تو پہلی ہی نظر بگھڑے موڈ والی روٹھی نامہ پر جا ٹھہری۔

"ارے! منانا تو کسی کو مجھے تھا، پر یہاں تو کسی کا موڈ ہی خراب لگ رہا ہے بھئی"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا پاس ہی بیٹھا تو نامہ نے مزید منہ پھیرنے کی کوشش کی پر نوح نے اسے دبوچ کر اپنی بازوؤں میں قید کیا۔

"ریل میں کیا کہا، کہ میں لفٹ نہیں کرواتی؟ کونسی لفٹ چاہیے نوح؟"

نامہ نے اداسی سے پوچھا، صدماتی تاثر بھی اس اداسی میں گھلا تھا، نوح کی ہیزل آنکھیں مسکرائیں اور جناب نے اپنا ہاتھ نامہ کو تھمایا کہ دبایا جائے، نامہ نے جلدی سے اسکے ہاتھ کو دبانا شروع کیا پر دیکھ وہ اب بھی ناراض ہو کر رہی تھی۔

"تم نے میری پہلی باتیں نہیں سنیں؟ اگلی تو اس لیے کہیں تاکہ دنیا کی نظر نہ لگے ہمیں؟"

وہ دوسرے ہاتھ سے نامہ کے پن آپ بال کھولنے لگا جتنکی خوشبو اسے بے حد مرغوب تھی۔

"سنی تھیں، مطمئن آدمی بن گئے آپ"

وہ اسکے ہاتھ کو دھیرے دھیرے دباتی بازو تک آئی تو نوح کی بازو کی وینز زرا ٹائیٹ ہو رہی تھیں، تبھی بازو درد بھی کر رہا تھا۔

"مجھے لگا اس کے بدلے تم کچھ سپیشل آنسر دوگی، پر اتنا پھیکاری ایکشن؟"

وہ ہاتھ ہٹاتا نامہ کی بازو پر پھیرے بولا تو نامہ نے آگے کھسکتے نوح کی شہ رگ پر اپنے ہونٹوں کو سہلاتے اسکی بازو دبانا چھوڑتے دونوں بازو نوح کی گردن میں پرو گئی۔

"کیا میرا آپکے پاس ہونا سپیشل آنسر سا نہیں؟"

وہ آنکھوں میں معصومیت بھرتی نوح کو کم پر قناعت سیکھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"نہیں"

وہ انتہا کا منہ پھٹ بنا تو دونوں کی آنکھیں مسکرائیں۔

"کتنے وہ ہیں آپ؟"

نامہ نے ڈرامائی خفگی دیکھائی۔

"تم نے کمینٹس پڑھے، لڑکیاں کیسے مجھ پر فدا ہو رہی ہیں۔ اور جسے یہ آدمی بنانا نکلے مل رہا ہے وہ مجھے اپنی کم کم موجودگی پر صبر سیکھا رہی ہے۔ میں تمہیں ہر لمحہ، بے حد اور بہت شدید چاہتا ہوں سمجھ لو"

وہ اسکو یونہی دھیرے سے اپنے ساتھ لگاتا میٹرس پر گرتے لیٹا تو نامہ خفیف سادہ پر کراہی پر یہ معمولی درد بھی نوح کو سینے کے اندر چبھا پر وہ جلد پر سکون ہو گئی۔

"آپ چاہتے ہیں میں بھی ہر لمحہ آپ پر فدا رہا کروں؟"

وہ بے حد پر سکون تھی نوح کے اتنے پاس۔

"میں بس تمہیں چاہتا ہوں، ابھی بھی سٹریس فیل ہو رہا ہے۔ بڑی روح بنی

پھرتی ہو۔ دور کرو میرا سٹریس"

اتنے رعب سے وہ حکم دے رہا تھا، نامہ کو تو پیار سے کی گئی سرگوشی درکار تھی، تبھی نفی میں سرگما کر نوح کی گردن میں چہرہ جان بوجھ کر گھسیڑ گئی۔

"نامہ! دیکھو اب میں سخت والا ناراض ہو جاؤں گا۔"

وہ وارننگ دے گیا، نامہ نے چہرہ نہ نکالا بلکہ گردن کے گرد لپیٹی بازو بھی کس لی۔

"ہو جائیں"

وہ اب بھی شوخی بنی بولی۔

"تم مجھے منا نہیں پاو گی"

وہ ہنوز اپنی تنبیہ دوہرا رہا تھا۔

"منالوں گی۔ آپ کی روح ہوں۔ اتنا تو یقین ہے"

وہ دباسا منمنائی۔

"جب منانا ہی ہے تو ناراض کیوں کر رہی ہو مجھے؟"

وہ شکوہ کراٹھا، اپنے ہاتھ نامہ کی پشت پر پھیرے اسے ہلکی سی گدگدی کی کہ وہ فوراً سے چہرہ نکالتی مچلتی ہوئی سامنے ہوئی۔

"میں پوری رات دینے کی کیپسیٹی نہیں رکھتی آج اس لیے نوح"

وہ اسکے کان میں بولی، لہجہ و آواز جذبات کی حدت سے دھکنے لگا۔

"کچھ لمحے؟"

وہ بھی اسی سرگوشی میں بولا۔

"کچھ لمحے نہیں دینا چاہتی۔ پوری رات دوں گی اب کی بار"

وہ زرا چہرے پر جھکی تو نوح صدماتی سا مسکرایا۔

"پوری رات؟ اس حالت میں۔ اس نازک جان کے ساتھ۔ اچھا مزاق تھا"

وہ منہ بگھاڑ کر ہوا میں اڑا گیا۔

"مزاق نہیں تھا"

وہ سنجیدہ ہوئی تو نوح بھی ہوا۔

"اسکے بعد تم بچ جاؤ گی؟"

نوح نے اسکی گردن کے گرد ہاتھ پھیرتے نامہ کی کمر جکڑتے اسے آہستگی سے پکڑتے میٹرس پر لٹایا اور جھک کر جواب دہی کی، نامہ نے دونوں ہاتھ نوح کی شرٹ کے بٹنوں کے اندر انگلیوں سے پھنساتے اسے خود پر مزید جھکاتے آنکھوں سے اقرار کا اشارہ کیا۔

"برتھ ڈے نائیٹ چاہیے پھر مجھے وہ"

نوح نے حق دھڑلے سے مانگا تو وہ پھر سرخیوں میں ڈھلتے چہرے کے ساتھ مسکرائی۔

"چلو ڈن۔۔ تب تک ناراض ہوں میں تم سے"

وہ مزے سے کہتا خود بھی ریلکس ہوتے سیدھا لیٹا تو نامہ جلدی سے اس کے سینے پر آدھی منتقل ہوئی۔

"ناراض ہی رہیں، مجھے ناراض ہو کر بھی نہیں چھوڑتے آپ تو میرا آپکی ناراضگی سے کیا نقصان"

اف کوئی اتنا بھی سارے راز جان لینے والا نہ ہوتا جتنی نامہ، نوح نے بیچارگی کے سنگ نامہ کی طرف رخ کیا۔

"تمہیں بگھڑنے کا حق دیا ہے اب سہنا تو پڑے گا، ویسے ناراض ہو کر میں cuddling نہیں کرتا۔"

نوح نے نامہ کو پیچھے کرنا چاہا جب وہ ایک ٹانگ بھی اس کے پیٹ اور تھائی پر رکھ کر چڑھ گئی۔

"آپکی روح تو کرتی ہے، اگر مجھے دور کیا تو اتنی زور سے پیروہاں ماروں گی کہ سارا سٹریس بھی اس ناراضگی کے ساتھ دم دبا کر بھاگ جائے گا"

نامہ نے مزے سے آنکھیں بند کرتے دھمکی لگائی تو وہ پھر سے اسے اپنے سینے میں بھینچے ہنسا۔

"کہاں پر؟"

نوح کی شرارت کا ابھی تو آغاز ہوا تھا، نامہ نے مسکراہٹ لبوں میں دباتے چہرہ اوپر کرے نوح کی شریر آنکھیں دیکھیں۔

"مار کے دیکھاؤں؟"

وہ بھی بڑی ڈرامے باز تھی۔

"نہیں۔ مہربانی آپکی بیوی۔ مجھے ابھی دس بارہ بچے اور پیدا کرنے ہیں"

نوح نے دانت دیکھاتے نامہ کے ہوش اڑائے۔

"دس بارہ بچے ہوں میرے دشمنوں کے۔ بس دو دوں گی؟"

وہ منہ پھلا کر گھوری۔

"وہ دو بھی دس بارہ کے برابر ہوں گے۔ ہمارے جو ہوں گے۔ اب ساری رات اسی بارے نہ سوچتی رہنا کہ میں اتنے بچے واقعی مانگ لوں گا۔ درد کم ہوا ہے اینکل کا؟ اور جذباتی ملکہ کیسی ہے، ابا کی لاڈلی؟"

وہ یہ نازک موضوع خود ہی بدل گیا تو نامہ خوبصورت سا مسکرا دی۔

"چلو سو جاو۔"

وہ اسکا ہاتھ چومے محبت سے اپنے سینے میں سمیٹ گیا کہ نامہ نے پھر سے چہرہ نوح کی گردن میں بسا لیا۔

جبکہ دوسری طرف دیشا اور فاطمہ ساری رات ہلکی پھلکی باتیں کرتی رہیں، دیشا نے اسے صارم کی عادتوں اور اسکے شوق کے بارے بہت کچھ بتایا، دیشا وہیں کاوچ پر جب سو گئیں تو فاطمہ فجر کے بعد اٹھ کر صارم کے پاس آئی، یہ صارم کے لیے ہو سپٹل کاوی آئی پی روم لیا گیا تھا تبھی یہاں بہت کمفر ٹیبل کاوچ سیٹس تھے جہاں آرام سے سویا جاسکتا تھا پر فاطمہ اسکے

سرہانے آ بیٹھی اسے دیکھنے لگی پھر دھیرے سے شوز اتارے وہ صارم کی کھلی بازو پر سر رکھے اسکے پاس ہی لیٹی، وہ اتنی سمارٹ اور نازک تھی کہ صارم کی بازو پر اسکے سر کا ہلکا سا وزن بھی آدھاتکیے نے بانٹا جس وجہ سے صارم بے چین نہ ہوا۔

وہ یہاں بس صارم کو کچھ دیر دیکھنے آئی پر پتا ہی نہ چلا کب نیند میں چلی گئی، دیشا نوبے تک اٹھی تو دونوں کو اک پیار بھری نظر میں لیے زرا چہل قدمی اور تازہ ہوا کے لیے باہر چلی گئی۔

صارم کی نیند انکے جانے کے کچھ منٹس بعد ٹوٹی وہ بھی فاطمہ کے بجتے فون پر، فون تو کچھ دیر بج کر بند ہو گیا پر صارم بند آنکھوں سے ہی سینے پر رکھے ملائم سے ہاتھ کو ہاتھ سے فیل کر تاجب جاگا تو گردن گمائے ہی اسے وہی بنا میک آپ والی فاطمہ گل بے حد قریب سوئی نظر آئی، اتنی قریب کہ اسکا سانس لینا تک سنا جاسکتا تھا، اسکے ہونٹوں کو زرا سا آگے ہو کر چھونا ممکن تھا۔

"مجھے یہ والی مار ننگ، ماماڈیڈ والی مار ننگ سے زیادہ پسند آئی۔ آپ میرے ساتھ لیٹ گئیں آکر۔ ہو سپٹل کی تاریخ میں یہ رومنٹک موومنٹ درج ہونا چاہیے۔ وہاں نہ سہی میرے فون میں ہی سہی"

صارم نے اختیاط سے اپنے تکیے تلے دبا فون نکالتے اپنی اور سوئی ہوئی فاطمہ کی لگ بھگ دس بارہ پکچرز لیں اور ایک تو فاطمہ کا ماتھا چومتے لی اور ایک ایسے لی کہ پتالگ رہا تھا وہ اسکے ہونٹوں کو چھونے لگا ہے پر چھوا نہیں۔

فون مسکراہٹ سنبھالے ہی واپس رکھتے وہ دوسرے ہاتھ سے فاطمہ گل کی نرم گال چھوتے اک سرور کے سنگ سانس بھر گیا، وہ میک آپ اتار چکی تھی، وہ اسکے رخسار کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے چھوتا اپنے اندر اک خوشی سی اترتی محسوس کر رہا تھا، ایسی خوشی جسکا نعم البدل کچھ نہ تھا۔

"فاطمہ گل، یارا اٹھیں مزید ایسے سوئی رہیں تو میرے جذبات مزید سوئے نہیں رہیں گے"

سرگوشی سی آواز سنے وہ کسمسا کر جاگی تو اپنے سامنے صارم کو دیکھے محترمہ کی سٹی گم ہوئی، گردن گما کر گھبراتے دیکھا تو دیشا وہاں نہیں تھیں جبکہ ریسٹ وایچ دیکھی تو اتنا وقت گزر گیا یہ سوچتے وہ ڈر کر اٹھنے لگی جب صارم نے اسے خود پر جھکا لیا، وہ اسکے سینے پر گر جاتی اگر بروقت صارم کے تکیے کا ہاتھ سے سہارا نہ لیتی۔

"ص۔۔ صارم آئی ایم سوری میں بس تھوڑی دیر تمہیں دیکھنے آئی، کب سوئی پتا ہی نہیں چلا۔ اف دیشا آنٹی کیا سوچ رہی ہوں گی میرے بارے میں"

بھینچی بھینچی سانس کھینچ کر سر جھٹکتے وہ سراسر پینک ہو رہی تھی پر صارم نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے دیکھا ہی یوں کہ وہ دھیرے سے شانت

ہوئی، پر جب صارم نے اسکے ماتھے کو زرا سراٹھاتے چوما تو وہ سختی سے آنکھیں میچ کر مٹھی میں تکیے کو دبوچ گئی جبکہ وہ واپس سر رکھتا جب اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا، دھیمی سی مسکراہٹ صارم کے ہونٹوں پر بکھری۔

"یہ جگہ آپ کے لیے ہی مقرر ہے فاطمہ گل، کسی نے کیا سوچنا ہے جب سبکو پتا ہے آپ اپنا حق استعمال کر رہی ہیں۔ تو گھبرا کیوں رہی ہیں۔ میں نے ہماری پکچرز بھی لی ہیں، شادی پر گفٹ کروں گا فریم کروا کے"

صارم کی شوخ لفظی استحقاق و جسارت پر وہ لمحوں میں سرخ ہوئی، چہرہ حجاب آلود ہوا۔

"دیکھا مجھے ابھی، تم نے کیا کیا ہے میرے ساتھ؟"

وہ اسکے ہونٹوں کا جائزہ لیتی وہاں نادیدہ لپ سٹک سٹین تلاشتی ڈراسا منمنائی تو صارم کھل کر ہنسا اور اس بیچ سینے پر جناب ہتھیلی رکھ گئے کہ درد سے کچھ بچت ہو سکے کیونکہ وہ لڑکی اس دکھتے سینے والے کو ہنسنے پر مجبور کر چکی تھی۔۔

"آپکا میرے ہونٹوں کو دیکھ کر یہ سوال پوچھنا کہ کچھ کیا تو نہیں میں نے۔۔ ہا ہا سیر یسلی فاطمہ کیا اتنا بھی اعتبار نہیں مجھ پر، میں جب آپ پر پورا

حق رکھتا ہوں تو یہ حق آپ پر آپکی نیند میں تھوڑا ٹاؤں گا بلکہ آپکا اس کے لیے پورے ہوش میں ہونا ضروری ہے۔"

وہ بے اختیار گھبرا یا سا مسکرائی کیونکہ وہ ہنس پڑنے کے بعد گہری نظروں سے اسکے چہرے کو نہارتا سنجیدہ ہوا، سراسیمگی کی سی کیفیت تھی، پھر وہ بھی مسکرایا تو فاطمہ نے نظر لگ جانے کے خدشے سے آنکھیں جھکا لیں۔

"تم نے یہ سب کہاں سے سیکھا، تمہاری فیملی کے بقول تمہاری نیت تو بس گاڑیاں دیکھ کر خراب ہوتی تھی، یہ لڑکی دیکھ کر حالات کیسے یکدم خراب و نازک ہو گئے؟"

جانے کیسی کشش تھی کہ وہ اتنا نرم گو بول کر صارم کو کچھ لمحے خاموش کر دیا کرتی۔

"اچھی لڑکی! یہ کریڈٹ تو پھر آپکو گیاناں۔ بات آپ میں ہے کہ میرا سب خراب کر دیا، میں تو ابھی بھی گاڑیوں پر ہی مرتا ہوں"

صارم نے شوخ مسکراتے عاجزی کا بر ملا اظہار کیا تو وہ دھیرے سے اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

"اب بس مجھ تک رہنا۔ میں تمہیں جلدی سے ٹھیک ہوتا دیکھنا چاہتی ہوں۔ تم ہمیشہ میرے لیے بہت خاص رہنے والے ہو۔ میں اب جا رہی ہوں لیکن تمہیں کتنا مس کیا، بتاتی رہوں گی"

وہ اس کے حصار سے ہاتھ کے سہارے سے اٹھ بیٹھے نکل کر بیڈ سے اتری اور شوز پہنے، جبکہ صارم نے تکیہ درست کرتے سر تلے ڈبل کیا اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہتھیلی دباتے اس کو دیکھنے لگا جواب کنفوز ہوتی محسوس ہوئی۔

"میں تو ابھی سے کرنے لگا ہوں مس"

وہ مسکراہٹ کو لبوں میں دبا گئی پھر صارم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دباتے آگے سرکتے اس کی گال زور سے کھینچے ہنسی۔

"پاگل"

وہ اسے بہت پیار سے دیکھتی اپنا بیگ لیے دروازے کی طرف بڑھی پر جاتے جاتے رکی۔

"تم سچ میں پاگل ہو صارم"

وہ ہنوز اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے جانے نہ دینا چاہتا ہو تبھی وہ بے اختیار کہتی باہر نکل گئی اور صارم نے جب گردن گمائی تو اسکے تکیے پر ایک دو بال محترمہ بکھیر کر گئی تھیں۔

صارم نے وہ دو بال احتیاط سے اٹھا کر ہاتھ میں لے کر دیکھے پھر دروازے کو، سر جھٹکتے مسکرا دیا۔

لیکن جب فاطمہ نے فون کالز اور میسجز دیکھے تو اسکے چہرے کی رنگت فق ہو چکی تھی۔

فائنلی دن کے بارہ تک ثریا کو ہوش آچکا تھا، امائل اور مانیہ انکے پاس ہی تھے، ابھی وہ بول نہیں سکتی تھیں لیکن اپنے بچے کو پاس دیکھ اور محسوس کر کے بہت سے درد دوا ہوئے تھے، انھیں کئی دن تک مزید ہو سہیل رکنا تھا جسکے بعد وہ گھر جاسکتی تھیں مگر مکمل ریسٹ کے ساتھ انھیں اگلے تین ماہ اپنا خیال رکھنا تھا، انکی اور شمیر کی ڈائورس رجسٹر ہو چکی تھی اب وہ آزاد تھیں۔ مانیہ اور امائل کی زندگی میں جو یہ بھونچال آیا اسکی شدت کم ہوئے فائنلی ختم ہونے لگی، وقت گزرنے لگا، اگلے پانچ دن پر لگاتے اڑ گئے، صارم بھی ڈسچارج ہو کر گھر آچکا تھا اور پچھلے کئی دن سے اسکی فاطمہ سے بات نہیں ہو سکی تھی، جب بھی وہ کال کرتا تو کال کاٹ کر وہ بس اتنا جواب دیتی کہ وہ بڑی ہے، فری ہوتے ہی ملے گی، پہلے دو تین دن تو وہ ہو سہیل رہا پر جب واپس ولا آیا تب اس سے زیادہ کھڑے ہونا اور چلنا مشکل تھا، اس نے یہ بات کسی کو بتائی بھی نہیں تھی، البتہ خرد ابھی تک ثریا سے نہیں ملے تھے نہ

ہی دوبارہ دیشانے فیروز سلطان سے بات کرنے کی کوشش کی۔ دیشالگ
بھگ پانچ دن سے بس صارم کے پاس رہی تھی۔

نامہ بھی ان کچھ دنوں میں ریکور کر چکی تھی، دوغان ولا میں آج صارم اور
نوح کی اکھٹی برتھ ڈے سلبریشن تھی، جبکہ باہر تیاریاں کی جارہی تھیں اور
صارم، فاطمہ کو بار بار کالز ملائے جارہا تھا لیکن پچھلے کئی دن سے وہ بس روز کا
ایک میسج بھیج کر صارم کا غصہ قدرے بڑھا چکی تھی لیکن اب بار بار جب وہ
اسکی کال کاٹ رہی تھی تو صارم کا غصہ، پریشانی میں بدلا۔

"اب حد ہو گئی ہے فاطمہ گل، میں آپکے گھر آ رہا ہوں"

صارم کو گھر سے نکلنے کوئی نہیں دے رہا تھا اسکے زخم کی وجہ سے مگر اب اسکا
صبر جواب دے چکا تھا، اس نے فاطمہ گل کو وائس نوٹ بھیجا اور جب تک وہ
اپنی گاڑی کی چابی لیے پورچ میں آیا، اسکا وائس نوٹ سین ہونے کے ساتھ

سنا بھی جا چکا تھا اور صارم کی آنکھیں اب سرخ پڑیں جب اسکے وائس نوٹ پر اینگری کا ایمو جی آیا۔

"یہ کر کیا رہی ہیں۔۔۔ فاطمہ کسی مصیبت میں تو نہیں؟"

اول جملہ غصے سے کہے وہ اختتام تک خود پریشان ہوا کیونکہ وہ لڑکی جو ہو اسپتال میں اس سے مل کر گئی وہ ایک دم سے ایسے لا پرواہ نہیں ہو سکتی تھی، فاطمہ کا ایڈریس اور اسکے انکل کے گھر کے بارے بھی صارم انفارمیشن پہلے ہی لے چکا تھا تبھی پہلے اسکے فلیٹ پہنچا مگر وہاں کوئی نہ تھا، صارم نے کچھ دیروٹ کیا مگر پھر وہ اسکے انکل کے گھر کے لیے نکلنے ہی لگا جب اسے فاطمہ کے فلیٹ کے باہر اسکا ایئر رنگ پڑا ملا، صارم نے اسے اٹھایا پھر جب صارم نے مزید آگے دیکھا تو وہاں ایک لیڈیز شوز تھا، صارم کا دل جیسے کانپا، وہ جلدی سے گاڑی کی طرف بڑھا اور رضا کے گھر کا رخ کرنے کے بیچ اس نے ایک مسج نوح کو بھیجا تھا، وہ آدھے گھنٹے تک مطلوبہ بنگلے میں پہنچا۔

"کس سے ملنا ہے؟"

دروازے پر کھڑے گارڈ نے اس کو زبردستی اندر گھستادیکھے استفسار کیا تو صارم نے اسے بے دردی سے پرے دھکیلا۔

"کہاں ہے وہ رضانا می تمہارا مالک؟"

صارم حلق کے بل چلایا پر گارڈ نے اسکو پکڑے روکا، صارم نے اسے بھرپور قوت سے پیچ رسید کیا اور اس سے پہلے ایک دوسرا آدمی آگے آتا، عقب سے آتی کسی بھاری آواز پر وہ گارڈ رکا، صارم نے قہرناک نظر اس گھر سے نکلتے آدمی پر ڈالی۔

"تم نے کیا کیا میری بیوی کے ساتھ؟"

صارم نے لپک کر رضا کی گردن دبوچی جس پر وہ کراہتا زہر خند مسکرایا جبکہ صارم نے جس وحشیانہ انداز میں اسکا گریبان دبوچا، رضا کے کئی لوگ صارم پر بندوقیں تان چکے تھے پر رضانا نے مخطوظ اشارے سے سبکو روکا۔

"تمہاری بیوی وہ غلطی سے بنی بچے، وہ میری ملکیت ہے جو میں نے تم سے چھین لی۔ اب شرافت سے یہاں سے نکلو ورنہ یہ جو ابھی سلا سینہ کچھ شفا پا سکا ہے کھڑے کھڑے پھر چھلنی ہو جائے گا۔ سانس لینے کی مہلت بھی نہ ملے گی تمہیں"

صارم کی آنکھیں لمحے میں سرخ پڑیں، اس کے رضا کی گردن کے گرد جکڑے ہاتھ ڈھیلے پڑے اور وہ بیجانی کیفیت میں اس درندے سے دور ہٹا، جیسے اسکے پیروں تلے سے کسی نے زمین کھینچ لی ہو۔

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

ابھی رضا سنبھلا ہی کہ صارم نے دگنی قوت سے اس کا گریبان اپنے ہاتھوں میں دبوچتے اسکی گردن ایسی دبائی کہ اگر زر ادبا و اور آتا کوئی ہڈی ٹوٹ جاتی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے، جس نے اپنی سنگدل ماں کے حصے کی گولی بنا ڈرے سینے پر کھالی تھی وہ اپنی مہربان محبوبہ کے لیے دل چھلنی نہیں کروا سکتا؟ بھول ہے تمہاری۔ بتاؤ کہاں ہے فاطمہ گل۔۔۔ ورنہ میری عمر پر مت جانا، میری قوت، تمہارے ان مسٹنڈے گارڈز سے سو گنا زیادہ ہے۔ آج یا تم مرو گے یا میں، پر جیتے جی ہار نہیں مانوں گا"

رضا کے گارڈز تو صارم کی ہمت پر ہی صدمے میں چلے گئے جبکہ رضا نے ان سبکو اشارے سے بندوقیں نیچے کرنے کا کہا کیونکہ بولنے لائق تو اسے صارم نے چھوڑا ہی نہ تھا۔

"سرپولیس نے بنگلے کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے"

ابھی وہ آدمی سنبھلا ہی تھا کہ باہر والے دو گارڈز اندر دوڑے جبکہ صارم نے رضا کی پھٹی آنکھیں دیکھتے محظوظ مسکراہٹ دی۔

"اچھا۔ تو پولیس لایا ہے تبھی اکڑ رہا تھا۔ پر تو فاطمہ گل کو دوبارہ مجھ سے چھین نہیں سکے گا"

وہ ابھی بھی گردن پر ڈھیلی پڑتی گرفت کے بدلے پھنکارا جبکہ نوح اور امتاب ایک ساتھ گیڈ سے انٹر ہوئے تو سب گارڈز سے بندوقیں نیچے کروانے کے بیچ نوح پریشان ہوا کیونکہ رضا کی گردن صارم کے ہاتھ میں دبی تھی اور کچھ بھی ہو سکتا تھا۔

"صارم ہٹو اس سے دور"

نوح نے رضا پر گن تانے صارم کو اونچی آواز میں چلا کر کہا پر صارم نے اسے نہ چھوڑتے گما کر پرے دھکیلا جبکہ گرتے ہوئے رضا پاگلوں کی طرح جب

ہنسنا تو صارم، امتاب اور نوح کے چہروں پر ایک سی تاریکی چھائی، وہ کمینہ آخر
ہنس کیوں رہا تھا۔

"اگر تم نے فاطمہ گل کے ساتھ کچھ کیا ہے تو میں تمہارے ٹکڑے کروں
گا۔ یاد رکھنا"

صارم نے اس خبیث کو دیکھتے وارن کیا جبکہ وہ نوح کو اشارہ کرتا اندر
دوڑا، نوح ہنستے ہوئے رضا کے قریب ہی دوزانو بیٹھا اور گن کی نوک اسکے
رخسار سے جوڑی تو رضا کی وحشیانہ ہنسی میں سکوت آیا۔

"شرم نہیں آئی، اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی پر نظر رکھتے؟ پالنے پوسنے کا یہ
تاوان لیتے ہیں مسٹر رضا۔ گھن آرہی ہے مجھے تم جیسے پڑھے لکھے، ڈسینٹ
اور کامیاب ترین آدمی سے۔ سب ویسٹ کر دیا۔ تم جانتے ہو کڈ نیپنگ کا
کیس ہے۔ چھ سات سال چلے گا، پھر تمہاری یہ رہی سہی جوانی بھی مرچکی
ہوگی۔ کسی آنٹی لائق بھی نہ رہو گے، چیچ چیچ"

رضا کی آنکھوں میں جیسے انگارے جل رہے تھے، وہ نوح کی باتیں سنتا سر جھٹک کر پھنکارا۔

امتاب بھی سر پر آرکا۔

"میں نے صرف کڈنیپ نہیں کیا، اسکا ہاتھ بھی جلانے کی کوشش کی"

رضا کے بے تاثر لہجے پر نوح کی کن پٹی کی رگ تنی جبکہ امتاب نے بھی حیرت سے اس آدمی کو دیکھا جو بہت آرام سے یہ بتا رہا تھا۔

"لیکن کیوں؟"

نوح نے اسکا جبرامضبوط ہاتھ میں دبوچا۔

"وہ ڈائورس پیپر زپر سائن نہیں کر رہی، اور نہ مجھے قریب آنے دیا، بہت کوشش کی پچھلے کئی دن،

۔ دیوانہ ہوں میں اسکا"

وہ دونوں ہی غصے سے تپ گئے، لعنت ہو ایسی دیوانگی پر۔

"یہ دیوانگی نہیں، خباثت ہے تمہارے اندر کی۔ وہ معصوم سی بچی ہے بے شرم آدمی۔ امتاب! کوئی اور کیس بنتا ہے اس پر بھائی؟ کیونکہ میں اپنے چھوٹے بھائی کی زندگی میں یہ منحوسیت دوبارہ نہیں چاہتا"

اول جملے نوح رضا سے برستے لہجے میں کہتا، امتاب کو بیٹھے بیٹھے دیکھنے لگا جو آگے سے مسکرایا۔

"ہاں میں تو کیس ٹھوکنے کے لیے رہ گیا ہوں اور مجرموں کو دبوچنے کے لیے"

امتاب کے لہجے کی وہ سابقہ برہمی اب تک قائم تھی۔

"نہیں۔ دعا ہے جلد باپ بھی بن جاو۔ میری دعا دیر سے سہی لگتی ضرور ہے"

نوح نے مسکراتے ہوئے ان خفاناراض آنکھوں میں یہ کہے آمادگی کے رنگ بھرے، امتاب کا قہقہہ بے ساختہ تھا، رضا کی تو بینڈنج چکی تھی۔

جبکہ صارم نے ہر جگہ فاطمہ کو ڈھونڈا جب وہ بیسٹ میں آیا تو وہ اپنا ہاتھ دباتی دبا دیا روتی دیوار سے لگی نیچے زمین پر ہی بیٹھی تھی، بیسٹ میں گھستے ہی اک پل تو صارم کا دل کٹا کہ وہ ایک سنگل شرٹ اور ٹراوز میں تھی اور یہاں ہڈیاں جمانے والی ٹھنڈ تھی، صارم آگے آیا تو اسے فاطمہ کی شرٹ گریبان سے پھٹی نظر آئی، بال بکھرے جبکہ اسکے پیروں پر بھی دھول جمی تھی۔

"فاطمہ گل"

وہ اپنا کوٹ اتارتا بے اختیار اسے پکارتا اسکی طرف بڑھا تو فاطمہ نے جلدی سے سر اٹھائے دیکھا، وہ اسکے پاس آکر بیٹھا اسکے گرد اپنا کوٹ پہناتے ہی

اپنے سینے لگا گیا، اور اس مانوس گرفت کے ملنے کی دیر تھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

"ص۔۔ ارم، انکل بہت برے ہیں۔۔ انہوں نے مجھ سے ڈائورس پیپر زپر سائن کروانے کی کوشش کی۔ مجھ سے زبردستی کی بھی کوشش کی۔۔ ت۔۔ تم کہاں تھے۔ تمہیں جلدی آنا چاہیے تھا۔ انہوں نے میرا ہاتھ بھی جلایا۔"

وہ روتی روتی کانپ بھی رہی تھی اور شکایتیں بھی لگا رہی تھی، صارم کا دل جیسے سہی معنوں میں درد سے روشناس تو آج ہوا۔

"مجھے لگا میرے چپکو ہونے نے ڈرا دیا آپکو تبھی سپیس چاہ رہی ہیں، وہ کمینہ آپکے فون سے مجھے میسج کر رہا تھا۔ کیسے پتا چلتا؟ پھر مجھے گھر سے کوئی نکلنے دور بیڈ سے ہلنے بھی نہیں دے رہا تھا۔ پلیز معاف کر دیں، ابھی اچھے والا عاشق اور ہسبنڈ نہیں ہوں ناں، تبھی آپکی تکلیف سمجھنے میں دیر کر دی۔"

وہ اسے اسی طرح اس زمین سے اٹھاتا اپنی بازوؤں میں بسائے ہی دگنی اذیت سے شکوؤں کا جواب دے رہا تھا جو سسکیاں گھوٹتی کچھ پل میں سکون پانے لگی، صارم نے اسکو پکڑ کر خود سے دور کیا اور اسکے ہاتھ کا جائزہ لیا جو بیک سے جلا ہوا تھا، زخم بنا تھا، سرخی ہو رہی تھی۔

"ت۔۔ تم یہاں کیسے پہنچے صارم۔ باہر تو بہت گارڈز تھے، ک۔ کچھ کیا تو نہیں انہوں نے تمہارے ساتھ؟"

وہ دوسرے ہاتھ سے اسکے سینے پر دھیرے سے ہاتھ پھیرتی ان سرخ ہوتی آنکھوں میں جھانکی جنکی توجہ فاطمہ کے جلے ہاتھ پر تھی۔

"چھوڑیں ابھی سب کچھ۔ میرے ساتھ ہو سپٹل چلیں۔ آپکے اس درد اور جلن کا کچھ ہو پھر بات کر پاؤں گا۔"

وہ بس فاطمہ کو دیکھے بنا اسکا ماتھا چومے اپنے ساتھ لے کر چلنے لگا جب فاطمہ کے ننگے پیر دیکھتے جلدی سے اپنے شوز کھڑے کھڑے اتارے، فاطمہ نے دم سادھے صارم کے منہ کی طرف دیکھا۔

"انھیں پہن لیں"

وہ پیار سے اسے سمجھاتے بولا پر وہ ہنوز اسے ہی دیکھتی رہی۔

"اور تم؟"

آواز میں سلوٹیں پڑیں، وہ اس کے پیروں میں بیٹھے باری باری اس کے دونوں پیروں کو اپنے شوزوں میں مقید کر گیا پھر اٹھ کر سوال کرتی فاطمہ گل کے روبرو رکا۔

"اچھا ہسبنڈ اور عاشق بننے کی کوشش کرتا ہوں۔"

وہ اسکے موزے والے پیر اور اپنے پیروں میں اسکے شوز دیکھتی بھیگی
آنکھوں سے ہی مسکرا دی جیسے ہر تکلیف کہیں دب گئی ہو۔

وہ اسے ساتھ لگائے باہر لایا تب تک رضا صاحب کی جیل کی سواغات کھانے
کی تیاری ہو چکی تھی جبکہ نوح ان دو کا ہی منتظر تھا، نامہ کا میسج آیا تھا، نوح بس
اسی کو دیکھ رہا تھا، وہ ریگولر چیک آپ کے لیے ہو سپٹل جا رہی تھی کرن
سے اپائنٹمنٹ تھا یہی بتانے کو میسج تھا، نوح ناراض تھا کہ اس نے ابھی تک
نوح کووش نہیں کیا، نوح نے اپنی توجہ زرا سامنے کی اور ان دو کی طرف
بڑھا۔

"بچے ٹھیک ہو تم؟"

نوح نے آگے بڑھتے رونا رو کے آتی فاطمہ کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا تو وہ
جلدی سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"شکر ہے اللہ کا کہ کچھ انہونی نہیں ہوئی۔، صارم دھیان سے جاوا سے
 ہو اسپتال لے کر پھر اسے سیدھا والے آنا۔ اب سے تم ہمارے ساتھ رہو
 گی۔ صارم کی بیوی کی حیثیت سے۔ پریشان ہونے کی ضرورت
 نہیں۔ تمہارے انکل کی عقل مرمت کر کے ہی آزادی ملے گی اب
 انکو۔ جاوشاباش"

نوح نے شفقت کے سنگ دونوں کو ایک دوسرے کی حفاظت میں دیتے
 رخصت کیا جبکہ خود وہ امتاب کے ساتھ زرا پولیس سٹیشن جا کر کچھ
 معاملات جاننے والا تھا، کل سے وہ ہو اسپتال ہی تھا ایک ایمر جنسی پشینٹ کی
 وجہ سے۔

اس جہی کی کیا سزا ہوگی اور باقی لائحہ عمل۔ وہیں نامہ نے گاڑی احتیاط سے
 ڈرائیو کی، ہو اسپتال کے بعد وہ دونوں بھائیوں کے لیے رات کا گفٹ بھی لینے
 والی تھی۔

کرن نے اسے آج بھی سپیشل سروس دی تھی، جبکہ الٹر اساونڈ کرتے ہوئے
نامہ نے کرن کو دیکھا پھر اسکا ہاتھ آہستگی سے پکڑا۔

"کرن"

نامہ کے پکارنے پر کرن نے سکریں سے توجہ ہٹاتے فوراً نامہ پر دی۔

"ہاں نامہ، کیا ہو امیری جان؟"

کرن کے اتنے پیار سے جواب دینے پر نامہ کی آنکھیں گلابی سی ہوئیں، اپنا
جرم جیسے سانس بند کرنے لگا، وہ جانتی تھی اسکا اقرار جرم نوح کو پھر ہرٹ
کرے گا پروہ بے بس تھی، وہ ایسی تھی ہی نہیں کہ زیادتی کر دینے پر سکون
میں رہتی۔

"مجھے کچھ کنفیس کرنا ہے"

نامہ کی اداسی دیکھتے کرن نے ٹشو سے نامہ کے پیٹ پر لگائی جیل صاف کی اور بیڈ کروان سے لگ کر لیٹی نامہ کے پاس ہی بیٹھی۔

"ہاں کہو۔ میں سن رہی ہوں"

کرن نے ساری توجہ نامہ کو دیتے اسکا ہاتھ بھی پکڑا۔

"میں نے امتاب بھائی کے میسج کو غلط سمجھا، کوئی بھی ہوتا غلط فہمی میں پڑ جاتا، آل ریڈی نوح کے پیچھے ایک gay پڑا تھا، میرے مائنڈ میں وہی چل رہا تھا۔ اس آدمی کی میں نے اپنی ایک کلاس فیلو کے بوائے فرینڈ سے کٹائی بھی کروائی۔ اور انہی دنوں امتاب بھائی کا وہ میسج آگیا، مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا تو میں نے وہ میسج سکرین شارٹ اپنی اس کلاس فیلو کو بھیج دیا۔ اس نے بھی میسج کو غلط ہی سمجھا اور کہا یہ بندہ بھی میرے نوح کے پیچھے ہے۔۔ اس نے کہا میں خود کچھ کرتی ہوں۔ لیکن مجھے ذرا اندازہ نہیں تھا وہ تمہیں وہ پرنٹ کروا کے دھمکی کے ساتھ بھیج دے گی۔ میں نے یہ بالکل بدماغ ہو کے کر دیا پر تم

دو کے بیچ بہت تناو لے آئی میری غلطی۔ میں یہ بوجھ اپنے دل پر نہیں سہہ پا رہی تھی کرن۔ تم مجھے معاف کر دو، تم میری ڈاکٹر ہو۔ میں تمہارے ساتھ اتنا برا کر بیٹھنے پر پچھتا رہی ہوں۔"

نامہ نے یہ سب بنار کے کہا پر حیران تھی کہ کرن نہ تو برا ہم ہوئی نہ خفا بلکہ الٹا بلش کرتی مسکرا رہی تھی۔

"تم یہ نہ کرتی نامہ تو شاید میں اور امتاب اتنے قریب پھر سے کبھی نہ آتے، تو تمہارا یہ تمہارے بقول خراب عمل بھی میرا بھلا کر گیا۔ کیونکہ تمہاری نیت کسی کو تکلیف دینے کی نہ تھی تبھی اللہ نے اس شر میں بھی خیر ڈال دی۔ تم نوح سے محبت کرتی ہو اور ہر محبت کرنے والی بیوی ایسا ہی پاگل پن کر دیتی۔ تو شر مندہ یا پریشان مت ہو میری جان۔"

نامہ نے بے اختیار مسکرا کر اٹھ بیٹھے کرن کو دیکھا جیسے یقین نہ کر پا رہی ہو، یہ سچ میں حیران کن تھا۔

"کیا دل تو نہیں رکھ رہی میرا؟ سچ میں تم دونوں آپس میں ٹھیک ہو؟"

نامہ کی بے چینی دیکھے کرن شوخ ساثر میلا مسکائی۔

"راز کی بات بتاؤں، وہ اتنا رومنٹک تو کبھی نہیں تھا جتنا اس سب کے بعد ہوا۔ میں تو شاک رہ گئی اسے کیا ہو گیا۔ دراصل ہماری شادی لوو میرج ہی تھی۔"

شادی کے ابتدائی تین ماہ ہم نے ولڈ ٹور ہی کیا، اسکی فیملی کے ساتھ رہی۔ ہمیں زیادہ قریب آنے کا موقع نہیں ملتا تھا پر پھر بھی ہم کلوز تھے لیکن جب یہ ہنی مون اور فیملی ٹور ختم ہوا تو اسکی اور میری جاب نے ہم دو کو دو کناروں سا کر دیا۔ میں اسے اگنور کر دیتی تھی کہ یہ اپنا ہی ہے سمجھ جائے گا اور وہ مجھے تنگ نہیں کرتا تھا۔ ہم نے کئی سال ایسے ہی ضائع کر دیے پھر یکدم تم اور تمہارا پاگل پن وسیلہ بنا کہ ہم اس حد تک قریب آ گئے جتنے شادی کے پہلے تین ماہ بھی نہ آ سکے۔ تو مختصر یہ کہ تھینکیو۔"

کرن کی آسودہ آنکھوں میں ڈھیر سکون دیکھے نامہ کو تسلی ملی، اف دل پر
دھری سل ہٹ گئی۔

"الحمد للہ۔ ورنہ میں تو سوچ سوچ کر آدھی ہو جاتی۔ تم امتاب بھائی کو بھی
اشارے سے سمجھانے کی کوشش کرنا تا کہ وہ نوح سے ناراضگی ختم کر
دیں۔ پتا نہیں نوح نے انکو کیا جواز دیا پر میں نہیں چاہتی وہ نوح کو کبھی بھی
برہم نظروں سے دیکھیں۔"

نامہ کا بس نہ چل رہا تھا سب کچھ پہلے سا کر دیتی۔

"وہ نوح سے بہت اٹیچ ہے، اس سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا تم ایزی ہو
جاو۔ اور ریڈی رہو خالہ بننے کے لیے"

کرن نے شوخ مسکراتے اسے اٹھنے میں مدد دیتے اپنی چمیر کا رخ کیا تو نامہ
اپنی شرٹ ٹھیک کرتی ہنس دی۔

"تم خود ممان گئی تو مجھے کیسے دیکھو گی؟"

نامہ نے اٹھ کر قریب آتے نئی فکر کھول لی۔

"اب یہ تو دیکھ کر بتاؤں گی کہ کیسے ہو گا یہ"

وہ شرارت سے بولی تو دونوں ہنس دیں، نامہ نے یہ کر تو دیا اب نوح کو کیسے بتائے یہ سوچ سوچ کر دل ہول رہا تھا۔

لیکن اب بتانا بھی ضروری تھا تبھی وہ مال گئی اور وہاں شاپنگ کے بیچ ایک خرافاتی سا پلین بھی بنایا۔

جبکہ صارم نے فاطمہ گل کو ہو اسپتال لایا تو اس کے ہاتھ کا معائنہ ہوا جبکہ ڈاکٹر نے کچھ آئٹمنٹ اور تین وقت کی پین کلردی جبکہ وہ کچھ ٹائم سے بھوکی پیاسی تھی تو ایک گلو کلوز کی ڈرپ لگی تھی، اسے ختم ہونے تک اسے ہو اسپتال رکنا تھا، صارم نے ڈاکٹر سے خود بھی مل کر تسلی کی کہ وہ واقعی ٹھیک ہے اور بھرپور مطمئن ہوتے روم میں آیا تو وہ جو بیڈ پر بیٹھنے کے انداز میں لیٹی تھی صارم کو دیکھتے ہی اسکی طرف بے قرار آنکھیں جمائی۔

"آپ کی جان بھی لے سکتا تھا وہ، کر دیتیں ڈائورس پیپر ز سائن۔ کیوں اپنی جان کو اذیت میں ڈالا؟"

وہ اسکے پاس بیٹھے اسکا ڈرپ کی زد میں آیا یاد اپنے ہاتھ میں لیے انہی درد بھری آنکھوں سے فاطمہ کی سو جھبی آنکھیں دیکھتے بولا تو وہ آنکھیں ہی جھکا گئی۔

"م۔ میں نے ترس ترس کر تو کوئی تم جیسا اچھا پایا اپنی زندگی میں، کیسے نکلنے دیتی تمہیں۔ سچ میں ماں باپ کے سوا کوئی اپنا نہیں ہوتا، میں اب کبھی کسی پر اعتبار نہیں کروں گی تمہارے علاوہ۔ میں نے تمہاری برتھ ڈے خراب کر دی، آئی ایم سوری صارم"

وہ اسے بے حد پریشان اور نڈھال لگ رہا تھا لیکن فاطمہ کا سوری کرنا زیادہ دکھی کر گیا۔

"ٹھیک بھی آپ ہی کریں گی، مجھے انتظار ہے رات بارہ بجے تک"

وہ اسکے ہاتھ کو ہنوز اپنے ہاتھ میں لیے ہی بولا تو فاطمہ اسکی بات کا مفہوم سمجھ گئی، تبھی تو پلکیں سی آنکھوں پر لرزیں۔

"تم ٹھیک ہو؟ میں نے بہت مس کیا تمہیں۔ یہی سوچتی رہی تم میرے غائب ہونے پر نا جانے کیا سوچ رہے ہو گے۔ یہاں تک سوچ لیا کہ اگر تم مجھے بھول گئے۔ ہم جس طرح اچانک ملے ہیں، میرا دل ڈر رہا تھا ویسے ہی الگ نہ ہو جائیں"

وہ اپنے خدشے کھول لیتی صارم کی خواہش بیچ میں دبا گئی پر وہ اسکے خدشے سننے میں بھی ویسی ہی دلچسپی رکھتا تھا۔

"بھول تو نہیں سکتا آپکو، پہلی نظر میں ہی حفظ ہو گئی تھیں آپ مجھے۔"

میں نے بھی بہت مس کیا، غصہ بھی کیا کہ مجھے اس حالت میں ایسے انگور کرنے کی جرت کیسے کی آپ نے"

وہ بھی غمزہ ہوا، دکھی لگا تو وہ جلدی سے ہاتھ اسکی رخسار سے لگا گئی، آنکھوں میں اک جذب و دیوانگی ہلکور اٹھا۔

"میں تمہیں کبھی اگنور نہیں کر سکتی۔"

وہ اسی جذب سے بولی۔

"کیوں؟"

صارم کی آنکھوں میں جمع ہوتا خمار نیا سا تھا، ڈرا دینے والا، مبہوت و مدہوش کر دینے والا۔

"کیونکہ مجھے تم سے پیار کی خوشبو آتی ہے"

وہ آنکھیں پھر جھکاتی اپنا ہاتھ نیچے کرتی صارم کے ہاتھ کو مضبوطی سے کس گئی۔

"میں تو کہہ چکا ہوں مر گیا آپ پر، اپنا بتائیں؟"

وہ راز اگلوانے کے در پر اتر ا تھا۔

"جی اٹھی تم پر"

ایسے بتانے میں اور جان نکالنے میں زیادہ فرق کہاں تھا، وہ خود کو روک نہ سکا اور اس نے فاطمہ گل کے ہونٹوں پر جھکتے اک گہری گستاخی کر دی کہ وہ تو پتھر کی طرح ہوئی، خود صارم بے اختیار پیچھے ہٹے ساکن سا ہوا۔

"آئی ایم سوری۔ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔ وہ میرے اچھے ہسبنڈ اور عاشق بننے کی کوشش کامیاب ہو گئی ہو گی فاطمہ"

وہ بوکھلاہٹ سمیت جو بولا فاطمہ کی گھبراہٹ میں متبسم سے حیا کے رنگ گھلے۔

"تم بالکل پاگل ہو"

وہ روہانسی ہوتی چہرہ ہی موڑ گئی جبکہ صارم نے جھک کر اسے تکیوں سے لگ کر چہرہ موڑتا دیکھے اسکی گردن کی ابھری رگ چومتے فاطمہ گل کی بے داغ ملائم گال پر لا کر اپنے ہونٹوں کا سفر روکا تو وہ یوں تھی جیسے اسکے وجود سے ساری جان اور لہو نچور لیا گیا ہو۔

"ہ۔۔ ہو سپٹل ہے مت کرو صارم"

وہ اسے روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگی، اسکے سینے پر پھر نرمی سے ہتھیلی رکھی۔

"آپ بھی مر مٹی ہیں ناں مجھ پر"

وہ اسکا پھیرا چہرہ پکڑ کر سامنے کرتا پھر سے ان مخملی رنگ اوڑھتے آنکھوں کے گوشوں تک جھانکتے سرگوشی میں بولا تو فاطمہ گل نے کچھ ہی ساعتوں میں سر اثبات سے ہلایا۔

"پتا تھا، اب مجھے ڈر نہیں کوئی مجھ سے آپکو تا عمر چھین سکتا ہے۔ مجھے آپکے یہ گال بہت پسند ہیں۔ بائیٹ کر لوں فاطمہ؟"

وہ اپنے خمار کو جھٹک کر اک نئی فرمائش کرے فاطمہ کو بھی سنبھلنے کا موقع بخش گیا۔

"ماروں گی"

وہ خفگی سے گھوری اور گال پر ہاتھ رکھا۔

"پلیز۔ ورنہ میں پھر سے کوئی گستاخی کر بیٹھوں گا۔ کچھ نغم البدل فراہم کریں جانم"

وہ ضد پر اتر اتو فاطمہ نے اپنی گال پر سے ڈرتے ڈرتے ہاتھ ہٹایا، صارم نے اسکی گال اپنے ہونٹوں کے دائرے سے میں بھرتے اختتام میں دانتوں کے نیچ لے کر آزاد کی توروبرو ہوتے اک ہنسا اور اک مسکرائی۔

"اب تم برتھ ڈے کا دوسرا گفٹ بھی لے چکے ہو۔ اوکے ناں؟"

وہ اسے بچوں کی طرح سمجھاتی بولی۔

"کس کی بات کر رہی ہیں؟"

صارم کے بے باک انداز پر وہ شرمیلی پھر نظریں جھکا گئی پھر دھیرے سے منہ ہلایا۔

"اگر نہ کرتا تو آپ یہ گفٹ دیتیں آج؟"

وہ سچ میں صدمے کی سی کیفیت میں بولا۔

"ہاں۔۔ پر تم نے خود ہی حق وصولی کر لی"

وہ جلدی سے آنکھیں اٹھائے اعتماد میں آئی تو صارم نے وہی بے باک استحقاق پھر سے اسی طرح لوٹایا تو فاطمہ کی آنکھیں صدمے سے پھیلیں۔

"لیں۔ واپس کر دی۔۔ اب تو ملے گا مجھے گفٹ؟"

وہ آنکھوں میں شرارت بھرتا بولا تو فاطمہ نے شکوہ کناں ہوتے اسے گھورا، صارم ہنسا۔

"یہ کیسی دھاندلی ہے صارم؟"

وہ شکوہ کیے بنا نہ رہ سکی۔

"میں کیا کروں۔ مجھ سے رہا نہیں جا رہا۔ میں تو آپکو گود میں اٹھانے کا بھی سوچ رہا ہوں پر جانتا ہوں ابھی یہ ممکن نہیں۔ آپ بھاری نہیں پر میں ابھی یہ والے رومینس کے لیے ویک ہوں۔"

وہ ہر جواز لیے بیٹھا تھا، فاطمہ نے مسکرا کر اسے دیکھا وہ سچ میں بہت پیارا تھا۔
 "تم مجھے بھی پاگل کر دو گے، ہگ می پلیز"

وہ دونوں بازو کھولتی جیسے ہارمانے، ٹوٹے لہجے میں بولی، صارم نے فوری اسے اپنے گلے لگایا، دونوں کی گرفت ناقابل بیان تھی، پر زور، پر حلاوت، اور پر سرور۔

.._____..

"آپ کا چہرہ کیوں اتر رہا ہے؟"

ثریا کو کھانا کھلاتے وہ انکے اداس چہرے کو دیکھتے فکر سے بولا جنہوں نے اماٹل کا ہاتھ پکڑتے آس بھری نظروں سے دیکھا۔

"اس لیے کہ مجھے ہوش میں لوٹے اتنے دن ہو گئے پر تم نے ابھی تک معافی کی بات دوبارہ نہیں دہرائی۔ ایسے کیسے انرجی لوٹے گی ان پرہیزی کھانوں سے؟"

وہ بیڈ کروان سے ٹیک لگائے اتنی ظالم ہو کر بھی اس وقت معصوم سی لگیں، ڈاکٹر صاحب پس لب مسکراتے نظر آئے پر عیاں نہ ہونے دیا۔

"لوٹ آئے گی، دیکھیے گا۔ آج نوح بھائی کی برتھ ڈے پارٹی ہے۔ آپ چلیں گی؟"

وہ سوپ، سپون میں بھرتا ایک بار پھر انکے ہونٹوں تک ہاتھ لے کر گیا جب وہ امانل کے بات ٹالنے پر پھر سے اسکا ہاتھ پکڑ کر روک گئیں۔

"مما کب کہو گے؟ تمہیں پتا ہے مجھے یہ دوسری زندگی یہی سننے کو ملی ہے۔ بس کر دونوں۔ اس سے زیادہ سزا نہیں جھیل پار ہی ہوں امانل"

وہ پھر سے تاریک چہرے اور بجھی آواز میں منت کرا اٹھیں تو امانل نے سوپ باول سائیڈ رکھا اور انھیں دیکھنے لگا۔

"اس دن کہوں گا جس دن ڈیڈی کی تکلیف کا کچھ ازالہ ہوا، اس سے پہلے زبان ساتھ نہیں دے گی"

امانل نے سیدھے سبھاو معاملہ سامنے رکھا۔

"کیسے کروں اسکا ازالہ جس نے اتنے دن سے مجھ سے آکر ملنا دور دیکھنا تک گوارا نہیں کیا، جو نفرت کرتا ہے مجھ سے"

وہ آواز کو بھگنے سے روک نہ سکیں۔

"نفرت نہیں کرتے آپ سے"

وہ ثریا بتول کے کہے کی درستگی فوراً ٹپ کر گیا تو وہ بے آس ہو کر خاموش ہوئیں۔

"محبت بھی نہیں کرتا"

ثریا کی آواز سرگوشیوں میں ڈھلی، وہ یہی حسرت ہی تو سننے کا طلب گار تھا۔

"آپ کو ایسا لگتا ہے تو ایسا ہی ہو گا پھر، ابدار صاحب یہیں ہیں۔ میں رات

تک جوائن کرتا ہوں آپکو۔ ویسے کچھ دن تک آپکو جب ڈسپارچ کیا جائے گا

تو وہ آپکو اپنے گھر لے جائیں گے۔ میرے گھر تو میرے ڈیڈی ہیں اس لیے میں نہیں لے کر جاؤں گا"

امائل نے دبی سی مسکراہٹ لیے اٹھ کھڑا ہوتے کہا تو ثریا کو خفگی سے گھورتا پائے وہ محظوظ ہوا۔

"کیوں میں تمہارے ڈیڈی کو کاٹ کھاؤں گی؟"

چڑسی ثریا کے لہجے سے ٹپکی، وہ کچھ دن سے ماما کو ایسے ہی ٹیس کر رہا تھا۔

"آپ چڑتی ہوئی پیاری لگتی ہیں، پر کاٹ کھایا نہیں جائے گا آپ سے۔ بس احتیاط ضروری ہے۔ کہتے ہیں اس عمر کے بڈھوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور اگر وہ بڈھے ہنڈسم ہوں تو احتیاط دگنی کرنی چاہیے"

امائل اسے تنگ کر رہا ہے ثریا اب سمجھی، تبھی چڑنے کے باوجود اسکی آنکھیں خفیف سا مسکرائیں۔

"تمہارے ڈیڈی بہکے مزاج کے ہر گز نہیں ہیں"

وہ اب بھی امائل کی شرارت کی پیک تک نہ پہنچ سکی تھیں۔

"وہ تو نہیں ہیں، آپ بہک گئیں تو؟"

امائل نے خفیف سی بتیسی دیکھائی۔

"پٹوگے تم۔ میں تمہیں ایسی لگتی ہوں؟"

ثریا کے پاس کچھ ہوتا تو اس آفت اولاد کو مزہ چکھاتیں۔

"آپ اب بھی اتنی حسین ہیں کہ میرے ڈیڈی کے گریز کی اک وجہ یہ بھی

ہے کہ کہیں انکا دل دوبارہ نہ دھڑک اٹھے۔ جو دل مرجاتے ہیں انکو دوبارہ

دھڑکنے میں بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔"

اس بات کو کہنے اور سننے میں مشترکہ دکھ چھپا تھا جس نے دونوں کو کچھ پل

خاموش کر دیا۔

"میری طرف سے نوح کو پیار اور دعائیں دینا، ٹھیک ہو کر میں بھائی کے ساتھ ہی جاؤں گی یہاں سے"

ثریاء نے چہرہ جھکاتے حتمی فیصلہ لیا۔

"ہاں پھر ہم آپکی بارائ لائیں گے اور پورے حق سے آپکو ہنڈ سم بڈھے کے حوالے کریں گے۔"

وہ دل ہی دل میں سوچتا محطوظ ہوا کیونکہ نوح نے اپنی خرافاتی پلاننگ میں امائل کو بھی گزشتہ شب شامل کر لیا تھا۔

"چلیں رات میں ملتا ہوں"

وہ انھیں نرم محبت بھری نظروں میں بسا تا دروازے کی طرف بڑھا تو ثریا نے تڑپتی نظر دروازے پر ڈالی پر پھر بے بسی سے جھکالی۔

وہ باہر نکلا ہی کہ مانیہ آتی نظر آئی جو اسے ہی پک کرنے آئی تھی کیونکہ امانل کی گاڑی سروس کے لیے گئی تھی اور ان دونے برتھ ڈے بوائز کے لیے گفٹس لینے جانا تھا۔

"میرے ہنڈ سم! تم فری ہو گئے؟"

وہ پاس رکی، اتنی تروتازہ اور فریش لگ رہی تھی کہ امانل کی سانسوں تک وہ تازگی بستی محسوس ہوئی۔

"نہیں ہوا، کہو تو فری ہو کر دیکھاؤں ڈار لنگ؟"

وہ کھڑے کھڑے اسکی کمر میں بازو حائل کر تا مچی بوائے سے اچانک واپس ہاٹ ہسبنڈ بنا وہ بھی یوں روم کے باہر تو مانیہ نے اسے آنکھیں نکال کر

گھورا۔

"آپ بھول رہے ہیں ڈاکٹر صاحب یہاں آپکی ایک ڈیسنٹ ریپوٹیشن ہے، اگر کسی نے آپکو ایسے سر راہ بہکتے دیکھا تو افواہیں پھیل جائیں گی کہ آپ اپنی بیوی کے لیے کس قدر بے قرار و چھچھورے ہو رہے ہیں"

وہ بھی اب بہت خوش لگتی تھی، امانل کی ذات میں اتری آسودگی براہ راست مانیہ کی ذات پر اثر کیے اسے مہکار ہی تھی۔

"تھینکیو مجھے یاد دلانے کے لیے ورنہ میں تو یہیں تمہیں پکڑ کر دیوار سے لگا دیتا"

وہ معنی خیز نگاہوں سے مانیہ کی تازگی سے لبریز چہرے کی رنگت میں سراسر گلال گھولنے کی کوشش کر گزرا، کہ مانیہ کو اپنی حالت قابو کرنے کو نظریں زیر ک کرنی پڑیں۔

"بے شرمی پھر سے شروع؟"

وہ شرمیلیں سا شکوہ کرے واپس اسکی سیاہ آنکھوں تک دیکھتی بولی۔

"ختم ہی کب ہوئی تھی۔ آجاؤ۔۔ اچھا یہ بتاؤ کیا گفٹ لیں دونوں کے لیے؟"

وہ اول جملہ آنکھ دبا کر کہے اسے ساتھ ہی لیے بڑھا تو مانیہ نے اسے کچھ شارٹ لسٹ گفٹس کا بتایا، دونوں نے انہی میں سے کچھ ڈن کیا، چھ تک وہ دونوں فارم ہاؤس پہنچے جبکہ فاطمہ اور صارم دونوں کا ویلکم نامہ، میکائیل اور دیشانے بہت پیار سے کیا۔

فاطمہ کے ساتھ کیا ہوتے ہوتے رہا اسکی تفصیل جان کر تو وہ تینوں دہل سے گئے پر نوح کے فیصلے پر خوش ہوئے کہ فاطمہ اب سے دوغان ولا ہی رکے گی۔

فاطمہ کو رات تک کے لیے ریست کا کہا گیا تو صارم اسکا ہاتھ پکڑے اپنے ہی روم میں لایا پر وہ دروازے میں ہی ڈر کر رک گئی۔

"کیا میرا روم کرنٹ چھوڑ رہا ہے؟"

وہ اسکے گریز پر چپ نہ رہ سکا، فاطمہ نے فوری بیچارگی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں پر۔۔"

وہ جب دروازہ آگے کر رہا تھا تو فاطمہ گل کچھ کہتے کہتے رکی اور آہستگی سے صارم کے اطراف ہاتھ لے جا کر پشت پر باندھتی اسکے سینے سے جا لگی، وہ خوشگوار حیرت بھرا مسکرایا اور اپنے ہاتھوں کا حلقہ سا فاطمہ کے گرد ترتیب دیا۔

"کس سے آگے جانے کی جرت نہیں مجھ میں، تو میرے کمرے سے آپکو کوئی خطرہ نہیں۔ ویسے بھی آپکا ہاتھ جب تک ٹھیک نہیں ہوتا میں قریب نہیں آسکتا آپکے، مجھے آپکی مزاحمت چاہیے ہوگی جو اس ہاتھ سے آپ نہیں کر سکیں گی تو ابھی محفوظ سمجھیں خود کو"

وہ اسکے کان میں یہ معنی خیز سرگوشیاں کرتا فاطمہ گل کو مزید مچلنے و سمٹنے پر مجبور کر گیا، وہ زراہمت کرتی دور ہوئی، اس نے آنکھیں اٹھا کر صارم کی آنکھوں میں جھانکا۔

"مجھے سچ میں لگا میں فائنلی اپنے گھر پہنچ گئی۔ میں تمہارے ساتھ اس روم میں رہنے پر بہت خوش ہوں۔ پھر چاہے جو بھی ہو جائے"

صارم کو اس سے اسی منشاء و رضا کی چاہت تھی۔

"کچھ بھی میں سب کچھ بھی ہو سکتا ہے"

وہ اسکی ٹھوڑی پر ہاتھ کی پکڑ جماتے سرگوشی میں بولا۔

"ہو جائے۔ مجھے کوئی فکر اور پرواہ نہیں"

وہ اسکا ہاتھ ہٹائے پھر سے اسکو جکڑ کر سینے میں سمٹی اور صارم کے لیے سینے کی رہی سہی تکلیف کا مداوا ہو گیا۔

وہیں نامہ اور میکائل، سٹنگ ایریا کی سجاوٹ کروانے کے ساتھ ناجانے کس بات پر مسکرا رہے تھے جب نوح گھر میں داخل ہوا، ایک بار پھر اول اول جلن نمودار ہوئی، وہ میکائل دوغان کے ساتھ باقاعدہ ہنس رہی تھی۔

"ارے ہمارا بڑا برتھ ڈے بوائے آگیا۔ ویلکم سرکار۔ نائیٹ شفٹ کے چکر میں تیری وش لیٹ ہو گئی۔ آج سینے سے لگ"

میکائل کی آواز کے تعاقب میں نامہ بھی مڑی تو وہ دونوں سے خفا خفا قریب رک کر سجاوٹ کو سرسری سادیکھنے لگا، خاص کر بلونز دیکھ کر اس نے اک خفا نظر ان سسر بہو پر ڈالی۔

"میں کوئی بچہ ہوں جو آپ نے یہ بلونز لگوائے، اور رہی بات برتھ ڈے وش کی، سب نے وش کیا آپ دو کے سوا۔ میں کوئی کو قاف تھا جو آپ دو سے کال نہ ہو سکی۔ اور گلے لگائیں آپ اپنی چہیتی نامہ کو"

وہ دونوں سے ناراض سا کہہ کر چلا گیا جبکہ نامہ اور میکائیل دونوں حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے۔

"اف! یہاں تو حالات بہت گرم ہیں نامہ۔ اب کیا کریں؟"

میکائیل فکر مندی سے نامہ کو دیکھنے لگے جو آگے سے مسکرائی۔

"ڈونٹ وری میکائیل انکل، روم کی ڈیکوریشن دیکھ کر سارا غصہ ہوا ہو جائے گا انکا"

وہ اب بھی پر امید تھی۔

"روم کے ساتھ روم والی بھی ہونی چاہیے۔ جاو دیکھو اسے۔ اچھی بھلی پارٹی کا ستیاناس کرے گا یہ آدمی اپنے گندے موڈ سے"

نامہ نے میکائیل دوغان کے مشورے کو فوراً مانتے یس باس کا اشارہ کیا اور جلدی سے کمرے کا رخ کرے رہے چڑھی جبکہ نوح نے جب روم اوپن کیا

تو بے شمار پھولوں کی سوندھی مہک ایک ساتھ اسکی سانسوں میں اتری، پورا روم پینک روزیز سے ڈیکوریٹ تھا اور میٹرس پر ایک ٹوسرونگ سائز کیک رکھا تھا جسکی کینڈل ابھی بجھی تھی۔

نوح کے غصے اور خفگی پر اس ماحول کی تازگی کی پھوار پڑی اور جیسے ہی وہ کمرے میں انٹر ہوا، نامہ بھی اندر آتے دروازہ آگے کر گئی۔

"Happy birthday Nooh"

وہ اسکو عقب سے حصارے چہک کر بولی تو نوح نے ناراض رہنے کی بہت کوشش کی پر ممکن نہ ہوا، اس تیاری سے لگ رہا تھا یہ نامہ نے رات سے کروا رکھی ہے۔

"تھینکیو نامہ"

وہ ابھی بھی ادا اس ہی لگا جب نامہ جلدی سے اسکے سامنے آئی، اور نوح کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبائے۔

"یہ میں نے رات سے آپ کے لیے سر پر انزار بیج کر رکھا ہے پر آپ کی ارجنٹ سرجری تھی نوح، پہلے پتا ہوتا تو آپ کا آفس سجوا دیتی پھر سوچا آپ گھر تو آئیں گے ہی۔ کال پر وش کرتے میں اور میکائیل انکل ہم دو کے سر پر انز بے نقاب ہو جاتے۔ انہوں نے پارٹی رکھی آپ دو کے لیے جبکہ میں نے ہماری یہ دنیا سجوا دی۔"

وہ اسے منانے کے جتن کرتی مسکرا رہی تھی پر وہ چاہتا تھا وہ اسکے پاس آکر وش کرتی، یوں نوح کے لوٹنے کا انتظار نہ کرتی، دنیا جہاں اسے وش کر چکی تھی تب جا کر نامہ نے کیا، وہ ہر گز خوش نہ تھا۔

"ٹھیک ہے"

وہ بے دلی سے بولا تو نامہ نے بالکل برا نہ منایا۔

"آئیں ایک چھوٹا سا کیک میرے ساتھ کاٹیں پھر رات میں بڑا والا بھی کاٹ لیجئے گا"

وہ مسکرا کر بیڈ کے ساتھ بیٹھی اور لائٹ سے وہ چھوٹی سی کینڈل جلائی، پھر وہ اٹھ کر اس منی پیج کیک کو لیے نوح کے پاس آئی۔

"میرا موڈ خراب ہے تم خود کاٹ لو"

وہ نفی میں سر ہلاتا جا کر میسٹرس پر بیٹھا شوز اتارنے لگا، نامہ نے اک مایوس نگاہ اس خوبصورت کیک اور کینڈل پر ڈالی اور چلتی ہوئی نوح کے پاس آئی۔

"پھونک ماریں، میں کیک کاٹ لوں گی"

وہ اسکے سامنے تن کر کھڑی کینڈل کیک اسکے سامنے کیے پھر سے شوخ سا مسکائی تو نوح نے اس کینڈل کو گندے سے موڈ میں ہی زور سے پھونک مارے بجھا دیا بلکہ ہلکی سے کیک میں اٹکی کینڈل کو نیچے گرا دیا، بچا راکیک بھی ایسی پھونک پر اداس ہو گیا تو نامہ تو پھر نامہ ادا دوغان تھی۔

"یہ کیسی گندی پھونک ماری، کینڈل ہی اڑا کر نیچے گرا دی۔ وش میں نے لیٹ کیا تو اس بچاری معصوم کا کیا قصور ہے"

وہ نیچے گری کینڈل دیکھے روہانسی ہوئی بولی تبھی نوح نے اسکی بازو کھینچ کر اسے کیک پلیٹ سمیت اپنے تھائے پر لا بٹھایا پر ایک طرف وہ بھوری آنکھیں دھندلا گئیں اور ایک طرف ہیزل آنکھیں غصہ و خفگی زائل کرتی محسوس ہوئیں۔

"آج کے بعد ایسا مت کرنا۔ تم نے ہی کہا تھا برتھ ڈے سلبریت کروں میں تو کرتا ہی نہیں تھا۔ اور تم نے ہی وش نہیں کیا وقت پر؟"

نامہ نے اسکا شکوہ تحمل سے سنا، پھر کیک کا چھوٹا سا ٹکرا الگ کرتے اس نے نوح کے ہونٹوں سے جوڑا۔

"ابھی آپکی برتھ ڈے ختم نہیں ہوئی تو وقت پر نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، زیادہ رعب جھاڑ کر شوخے نہیں بنیں، آ کریں ورنہ منہ پر مل دوں گی آئسننگ"

وہ بھی تو نامہ تھی، کسی رعب میں نہ آئی الٹا ڈانٹ گئی۔

"لگاؤ منہ پر، میں نے تمہیں بدلے میں کیک باتھ نہ دیا تو میرا نام بدل دینا"

وہ ابھی بھی جھاڑ رہا تھا، نامہ نے زبردستی وہ بائیٹ نوح کے منہ میں ٹھوسی اور اپنی انگلیوں پر لگی آہسنگ اس سے پہلے صاف کرتی، نوح نے اسکا ہاتھ پکڑے واپس ہونٹوں تک لاتے وہ آہسنگ جیسے زبان پھیرتے صاف کی، نامہ کی آنکھیں پھیلی پھر پورا چہرہ خفیف سا سرخ ہوا۔

"ایسی حرکتیں کرتے ٹین اتج عاشق لگتے ہیں، یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آپ نوح ادا دوغان ہیں"

وہ اپنی انگلیوں کی صفائی دیکھتے بولے بنانہ رہ سکی جس نے اب کی بار نامہ کے ہونٹوں پر نظر جمائی پھر اسکے ہاتھوں میں پکڑی پلیٹ میں رکھے اس منی کیک سے آہسنگ انگلی پر لگاتے نامہ کے ہونٹوں پر لگائی تو وہ جو اب ایسی چھچھوری حرکت پر آنکھیں نکالے گھوری۔

"یہ کیا کر رہے ہیں؟"

وہ گردن پیچھے کرتی منمنائی۔

"جب مجھے تم پر غصہ ہوتا ہے تمہارے لپس کم میٹھے لگتے ہیں، لیکن ابھی میرا شوگر لیول لو ہے تو آہسنگ کی سیزنگ کی ہے۔ تمہیں کوئی مسئلہ ہے بیوی؟"

وہ بد لحاظی سے بولتا سرد نگاہوں سے نامہ کی جان نکالنے کے در پر تھا اور وہ جانتی تھی ہونٹوں سے شروع ہوتی یہ بات کہاں نکل سکتی ہے تبھی پہلے اپنے کارنامے کا بتا کر وہ نوح کو سارا ناراض کرنا چاہ رہی تھی تاکہ پھر ایک بار ہی منائے۔

"مسئلہ آپکو ہو گا جب میں ہاتھ نہیں آؤں گی اور آپکو میری کریونگ ہونے لگے گی۔"

وہ ہنوز پیچھے ہی ہٹے بولی جبکہ نامہ نے بے اختیار اور بے دھیانی میں لپس پر ہوتی الجھن کے سبب اپنی ہی زبان ہونٹوں پر پھیرے وہ آہسنگ خود ہی ہرپ کی تو نوح کی آنکھیں مزید غصیلی ہوئیں۔

"تم میرے حق کھانا بند کرو گی یا نہیں؟"

وہ سخت تنگ آئے بولا، نامہ نے گھبرا کر اپنے ہونٹوں کو چھوا پھر مسکین سا مسکرائی۔

"سوری سچی مجھے پتا نہیں چلا"

وہ جلدی سے معافی تلافی پر اتری تو نوح چہرہ موڑ گیا۔

"اٹھو یہاں سے"

سختی سے حکم آیا تو نامہ نے پلیٹ میٹرس پر اچھالتے دونوں بازو اسکی گردن میں پروئے۔

"پلیز پلیز مان جائیں"

وہ اسکے چہرے سے لگتی دہائی دینے لگی۔

"مان گیا۔ ہٹو"

وہ اب بھی نہ مانا تھا۔

"پکا؟"

وہ زرا سا پیچھے ہوئی تو نوح نے اس وقت اس قہر سے نجات کو اسکے ہونٹوں کو ہلکا سا چھو کر معاملہ ختم کیا، دوسرے لفظوں میں جان چھڑوائی۔

"ہاں پکا"

نوح کے سر سری سا کہنے پر وہ فوراً مسکرا کر پوری سامنے ہوئی۔

"اچھا مجھے ناں کچھ بتانا تھا آپکو"

نامہ نے جس طرح ہچکچاتے تمہید باندھی، نوح کو آثار پھر کسی بلند ر کے محسوس ہوئے۔

"اگر تم نے پھر سے کوئی بلند ر کیا تو میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں نامہ"

وہ وارنگ دیتا گھورا تو نامہ نے سر گراتے چہرے پر مظلومیت سجائی۔

"میں نے کرن کو سب بتا دیا، سوری بھی کیا۔ میرے دل پر بوجھ تھا نوح میں کیا کرتی اور آپکو پتا ہے وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔۔"

نامہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اس پر پست سا چلایا تو وہ جلدی سے اسکی گود سے نکلتی اٹھی، وہ بھی اٹھا، لگ رہا تھا ابھی آتش فشاں بنے پھٹ پڑے گا۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتی۔ تمہیں منع کیا تھا نامہ پھر جرت کیسے کی تم نے میری نافرمانی کرنے کی۔ اپنے بوجھ تو تم بانٹ آئی، میرے دل کا کیا، کیا سوچ رہی ہو گی کرن تمہارے بارے۔"

وہ اسقدر غصہ ہو گیا کہ اسکا چہرہ سرخیاں چھوڑ گیا جبکہ نامہ نے جلدی سے ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرا۔

"میری پوری بات تو سن لیں، اس بلند کرنے ہی اسے امتاب بھائی کے قریب کر دیا، وہ دونوں کبھی اتنے پاس نہ تھے جتنا اب۔ وہ تو الٹا مجھے تھینکیو کہہ رہی تھی۔ میری نیت کسی کو تکلیف دینے کی نہیں تھی تو دیکھیں ناں کچھ برا نہیں ہوا۔ امتاب بھائی آپ سے کبھی ناراض یا خفا نہیں ہو سکتے نہ وہ آپکو شرمندہ دیکھ سکتے ہیں۔"

وہ نامہ کے ہاتھ پکڑ کر پرے کرتا اسے اب تک زخمی آزرہ نگاہوں میں بسائے ہوئے تھا، اسکے ہاتھ ہٹانے پر وہ اور غمزہ ہوئی۔

"تم ہمیشہ وہی کرتی ہو جو تمہیں ٹھیک لگتا ہے، میری کسی بات کی اہمیت نہیں۔ تم سرخ رو رہو نامہ میری خیر ہے۔ خوش ہونا، بس اللہ تمہاری خوشی سلامت رکھے۔"

وہ اسکے ہاتھ آزاد کر تا کرے سے جانے لگا جب وہ راستے میں ٹھہر کر اسے روک بیٹھی۔

"نوح۔۔۔"

نامہ کی پلکیں اسے پکارتے، آواز کے ساتھ بھگیں۔

"میرے قریب بھٹکنے کی کوشش بھی مت کرنا کچھ دیر۔ بہت غصہ ہوں میں تم پر"

وہ نامہ کی بازو ہاتھ میں دبوچ کر دھمکی پر اتر اپر نامہ کو کب پرواہ تھی۔

"آپ برتھ ڈے مجھ سے روٹھ کر منائیں گے؟ میں سانس نہیں لے پاؤں گی ایسے۔ مجھے بھی تو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اپنی غلطی کا اعتراف آپ کی روح

ہونے کے باوجود مجھ پر فرض ہے نوح۔ یہ زیادتیاں جو بحیثیت انسان ہم سے سرزد ہوتی ہیں انکی جتنی جلدی تلافی کر لی جائے اتنا بہتر ہے۔ اب کم از کم اسکے دل کے وسوسے اور خدشے تو مٹ جائیں گے نا۔۔ میں جو بھی

کرتی ہوں سب غلط ہو جاتا ہے پر میں کیا کرتی، میں ظلم کر کے بھول جانے والوں میں سے نہیں ہوں"

وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرے روک تو گئی پر وہ ابھی چڑچڑا ہوا تھا تو اسے کچھ سمجھ نہ آرہی تھی۔

"تم ہو۔ تم مجھ پر ظلم کر کے بھول جاتی ہو۔"

وہ دگنا وحشی ہوئے بولا تو نامہ نے گال پھلا کر اسے دیکھا، یہ آدمی غصے میں اتنا بڑا الزام لگا رہا تھا۔

"اگر آپ میری جان نہ ہوتے تو اس بے جا الزام پر میں آپکو دو مکے لگا

دیتی۔ کونسا ظلم کیا میں نے آپکی نازک جان پر۔؟"

وہ الٹا آستین چڑھاتی میدان میں اتری تو نوح نے اسکی کمر میں بازو جکڑتے زور سے اپنی طرف کھینچا۔

"تم مجھے بخش دو۔ میں تم سے ابھی ناراضگی ہٹانے پر راضی نہیں۔ اس لیے جتنا مجھے چھیڑو گی میں اتنے ناحق الزام لگاتا جاؤں گا۔ سمجھ گئی"

وہ اسے لفظ لفظ چباتا بولا پر نامہ نے ڈھیٹائی کا ثبوت دیتے سر نفی میں ہلایا۔
 "نہیں سمجھی"

وہ بے باکی سے بولی، زرا جو اسے اس بندے کا خوف لاحق ہوا ہو۔
 "میرے صبر کا امتحان مت لو نامہ"

وہ چینخنے کی کوشش میں بے بسی سے آواز دبا گیا۔

"یہ آپکا آخری فیصلہ ہے، ناراض رہنا ہے مزید؟"

وہ اسکا ہاتھ ہٹاتی زرا سنجیدہ ہو کر بولی۔

"ہاں رہنا ہے۔"

وہ ہٹ دھرمی دیکھائے اکڑا تو نامہ نے پھر سے مظلوم شکل بنائی، جیسے چاہ رہی ہو وہ اس پر ترس ہی کھالے۔

"میں بارہ بجے سے پہلے آپ کو نہ مناسکی تو میرا نام بدل دیجئے گا"

وہ انگلی اٹھا کر چیلنج کر گئی، آواز کڑک اور دم دار ہوئی۔

"نام بدل کر چڑھیل رکھ دوں گا ڈن"

وہ بھی زچ کرنے للکار کر بولا، نامہ نے دانت پیسے پر بظاہر جبراً مسکرائی۔

"ہنہ۔۔۔"

وہ منہ پھیر کر کھڑی ہوئی تو نوح نے مسکراہٹ حلق کے پار گھوٹ کر واپس

براسا منہ بنایا اور باقاعدہ نامہ کے ساتھ سے اسے ٹھوکا رسید کرتے گزرا جو

اسکی اس حرکت پر سیخ پا ہو کر رہ گئی۔

"یہ کیسا ہے؟"

تیسرا ڈریس دیکھاتے مانیہ نے رائے مانگی تو گفٹ پیک کرتے اماٹل نے براسا منہ بناتے اس لانگ ڈریس کو رد کیا۔

"کچھ کمفی پہنو ڈارلنگ، جلوے مجھے اکیلے میں دیکھا لینا"

وہ جو ایک دوسرا ڈریس نکال رہی تھی، خشکیں نگاہوں سے اماٹل کو دیکھے پلٹی جو واپس کچھ گفٹس پیک کرنے میں لگ گیا تھا، مانیہ اور اماٹل نے نوح اور نامہ کے لیے پیرس کے ہنی مون کا بیج گفٹ لیا تھا جبکہ صارم اور فاطمہ کے لیے ایک سرپرائز ڈنڈیٹ اسکے علاوہ وہ دونوں کیلنز کے لیے شالز کا سیٹ لائے تھے انہی کو اماٹل پیک کر رہا تھا۔

"اماٹل، اب آگے کیا کرنا ہے؟"

وہ پر سوچ سی اماٹل کے پاس آکر بیٹھی تو وہ نا سمجھی سے مانیہ کو دیکھنے لگا۔

"ابھی تو کچھ شروع ہی نہیں کیا"

وہ اسکی گال پر نادیدہ لکیر کھینچے بہک کر بولا تو مانیہ نے اسکے ہاتھ کو مٹھی میں لیتے مزید بھٹکنے سے روکا۔

"تم ہمیشہ رو مینس پر اٹکے رہتے ہو کیا، میں ثریا آنٹی کے بارے پوچھ رہی تھی پگلے"

مانیہ نے درشتگی فرمائی جس پر دونوں ہی ہنسے، پھر اماٹل پر اسرار سا ہوتے مسکرایا۔

"ابھی تو عدت چل رہی ہے انکی، پوری ہوتے ہی سوچتے ہیں کچھ۔"

وہ خوشگوار سے موڈ میں تھا۔

"اف مطلب انکی واپس خرد بابا سے شادی کرواو گے؟ یہ سچ میں ہوگا؟"

مانیہ نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ہاں سوچا تو یہی ہے۔ نوح تو فیروز انکل کے لیے یہی سوچ رہا ہے۔ مطلب دیشا اور فیروز انکل ساتھ ہو جائیں، استنبول سیٹل ہو جائیں اپنے سلطان والا۔ کہتے ہیں ناں جب کسی مجرم کو صحیح معنوں میں اپنے جرم کا احساس ہو جائے تو اسے موقع دینا چاہیے پھر چاہے آخری ہی سہی"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی نوح کی رحم دلی سوچے افسردہ ہوئی، اسکی آنکھوں میں تھکن بھرا تاثر جگا۔

"بس دعا ہے وہ نوح کے دیے موقعے کو گنوانے سے گریز کریں۔ میں جانتی ہوں ماما جو کچھ اب برداشت کر چکی ہیں، انکو فیروز انکل کی قدر آئے گی۔ وہ کتنے سوئیٹ اور ہمبل ہیں ناں۔ بس خیر سے یہ چار ماہ گزریں۔ پھر یہ دونوں فرض ساتھ نبھا دیتے ہیں"

مانیہ کو بھی آنے والے وقت کاشت سے انتظار تھا، امائل نے اس کے کہے کے بدلے سر ہلاتے تائید کی۔

"ان شاء اللہ! تم بتاؤ ٹھیک ہو؟"

وہ مانیہ کے نکھرے نکھرے چہرے کو دیکھتا گہری نگاہوں کے جائزے کے بعد بولا۔

"کوئی نسا ٹھیک پوچھ رہے ہو؟"

مانیہ نے زرا آگے کھسکتے اس کے کان میں جھکتے پوچھا تو امائل نے اسے حصار کر وہیں روکا۔

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

"I am in mood"

امائل نے اس کے کان میں سرگوشی کی کہ مانیہ کے ہونٹ ریلی سی مسکان سے لبریز ہو کر پھیلے۔

"اس وقت، ابھی ایک گھنٹے تک ہمیں دوغان ولا نکلنا ہے۔ تمہارے موڈ نے لیٹ کروا دیا تو؟"

مانیہ جانتی تھی اتنے دن سے وہ ایک دوسرے کو ٹھیک سے دیکھ بھی نہیں سکے اور اس سکون و قربت کی دونوں کو ضرورت ہے پر پھر بھی وہ زرا گھبرا کر اسے دنیا داری کی ہوش دلانے لگی۔

"گھنٹے میں تم میرا موڈ بدل دو گی یقین ہے"

وہ اسکو نہار تا جذب سے بولا۔

"ہا! مطلب ایک گھنٹے میں ہی تمہاری بس ہو جائے گی، تم مجھے اپنی باہوں

سے نکال دو گے کہ جاو مانیہ ہو گیا میرا موڈ چلیج؟"

وہ الٹا بیویوں کی طرح روٹھی۔

"ٹریلر کے لیے ایک گھنٹہ بہت ہے ڈارلنگ، اصل فلم کے لیے تو مجھے کسی کی مہکتی پوری رات درکار ہوگی"

وہ ایک گھنٹہ ٹریلر کے لیے مانگ رہا ہے یہ جان کر مانیہ کی ہوا ٹائیٹ ہوئی، پھر وہ چہرہ سا چھپانے لگی۔

"کیا ہوا، آج نہیں کہو گی کہ اماں کتنے بے شرم ہو تم؟"

وہ اسکی جھکی پلکوں کے اٹھتے ہی محظوظ و پر خمار مسکراہٹ لیے بولا تو مانیہ کے گالوں میں شرمگیں سے پھول اترنے لگے۔

"اپنے حق منہ پھاڑ کر لینے میں کیسی شرم"

وہ اپنے چہرے کے رنگ چھپاتی بولی۔

"دیکھ لو۔۔ اجازتیں تمہار ہی ہو مجھے"

وہ اسکی کندھے سے شرٹ سائیڈ کرتالوں کو کندھے پر مس کرے مانہ کو
سانس روک لینے پر مجبور کر گیا۔

"آپکو سب معاف ہے سر تاج"

وہ انہی بے ترتیب سانسوں سے اجازت دیتی مسکرائی تو امانل مدہوش سا اس
پر چھایا جا بجا اپنے لمس کی مہک اس مومی سی گڑیا میں اتارنے لگا، گھڑی کی
سوئیاں بالکل مانہ کے دل کی دھڑکن کی رفتار پکڑ کر سر کی تھیں کہ امانل کے
موڈ کا تھوڑا بھرم رکھا گیا اور آسراہ تھا کہ وہ بھاگ نکلی کہ اب بقیہ حساب
رات میں چکانا۔

مانہ نے آج کے لیے ڈسٹی براون

Elegant Embroidery Knit Midi Skirt

چنی تھی جو بریتھ ایبل پولسیٹر کے ساتھ بنی تھی جبکہ بہت لائٹ سی اسی
براون کلر کی ٹاپ تھی جبکہ بال مانہ نے کھول لیے تھے جبکہ براون ہی پرل

ہائی ڈیکور ہیلز پہنے وہ بلیک براؤن کے کمپو کے ساتھ سجتے اماٹل کے ساتھ آفت لگی۔

اماٹل نے بلیک ٹی شرٹ اور پینٹ کے ساتھ میچنگ کو براؤن
breathable brown fleece_lined jacket پہنی تھی جبکہ
sneakers جمائے نک سک وہ ہلکی ٹرمڈ ہیر ڈ کے ساتھ ہاٹ لگ رہا تھا۔

وہ دونوں ملکی براؤن ایک سی ڈریسنگ میچنگ میں روم سے نکلے تو آگے
دونوں بڑھے ہنڈ سم نک سک تیار ملے، دونوں نے ایک جیسی ہی پینٹ کوٹ
ڈریسنگ کرے اماٹل کو کوٹ مارنے کی پوری کوشش کر رکھی تھی۔

"مانیہ! تم دیکھ رہی ہو یہ بڑھے ہنڈ سم اپنے ناموں کے ساتھ سے بڑھا ہٹانے
کے کیسے سر توڑ جتن کر رہے ہیں جیسے ہم برتھ پارٹی پر نہیں انکے ولیموں پر
جارہے ہیں"

اما نل نے ڈاریکٹ تو صدقہ اتارا جبکہ چھیڑازرا ان ڈائریکٹلی، جبکہ فیروز سلطان تو پھر زرا قلموں، داڑھی اور مونچوں کے کہیں کہیں گرے بالوں سے سینئر لگتے پر خرد ہمیشہ سے خود کو ہیر کلرز لگا کر آرگنائزر رکھتے تھے پر آج تو تازہ تازہ ہیر کٹ لیا تھا تبھی ایکسٹرا چمک رہے تھے۔

"جب اولاد خوش اور آباد محسوس ہوتی ہے تو باپ کا سینہ ایسے ہی چوڑا ہوتا ہے، ہم اپنے بچوں کے لیے سچے ہیں۔ کسی عورت کی کیا مجال ہمیں امپریس کرے؟"

خرد صاحب ہمیشہ تو یار کی طرف داری میں بولتے تھے، آج فیروز صاحب نے میدان مار لیا، خود خرد حیران یہ کہا کس نے جبکہ مانیہ اور اما نل بھی اخیر حد تک امپریس محسوس ہوئے۔

"بلکل صحیح کہا، جن دوماں کی لاڈلیوں نے آپ جیسے سخت لونڈوں کو امپریس کرنا تھا وہ تو کئی سال قبل ہی کر لیا تھا۔ اب واقعی کسی کی مجال"

اماں اب بھی باز نہ آیا، دونوں ہنڈ سم بڈھوں کی وہ آج ٹانگ کھینچنے سے کہاں پیچھے رہنے والا تھا، پچھلے کئی دن سے سب ہی اماں کی یہ مستی مس کر رہے تھے، آج تو اس نے یوں شرارتی بن کر ماحول کو چار چاند لگا دیے تھے۔

"پٹے گا تمہارا یہ شوہر مانہ"

خرد صاحب دبدبہ جھاڑتے بھی اتنے کیوٹ لگے کہ ان سے کوئی بچہ نہ ڈرتا، یہ تو جوان جہاں شرارتی سپوت تھے، خود مانہ بھی پس لب مسکراتی نظر آئی کیونکہ اسے بھی انکی جھاڑ، لاڈ محسوس ہوا۔

"ہنہ! آجائیں سب میں گاڑی نکال رہا ہوں۔۔۔ پٹنے کے دن گئے ڈیڈی"

وہ دانت دیکھتا سبکو آنے کا کہے نکلا تو تینوں کی محبت پاش نگاہوں نے اس قیمتی دولت کا تعاقب کیا۔

"یہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ چن چن کر چھیڑے گا۔ اپنی فارم میں واپس جو آگیا"

خرد صاحب کے منہ کی بات فیروز صاحب نے چھینی، وہ تینوں ہی مسکرائے۔

"شکر کریں اسکی شرارت لوٹی۔ ورنہ فارم ہاوس اور یہاں کے چرند پرند، ہر

زی روح مر جھایا ہوا تھا۔ ویسے سچ میں آپ دو بہت ڈیشنگ لگ رہے

ہیں۔ دھیان سے کوئی لڑکی ور کی نہ گراوا لیجئے گا خود پر۔ آپ دو بکڈ ہیں"

مانیہ نے بھی چہک کر دونوں کو کہا اور چل دی جبکہ فیروز اور خرد اس بکڈ بات

پر ٹھٹک کر ر کے اور اک دوسرے کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔

"یہ بچے کوئی کچھڑی تو نہیں پکار ہے؟"

فیروز سلطان نے جاسوس بنے خرد کے کان میں گھستے پوچھا۔

"مجھے بھی دال میں کچھ کالا نظر آرہا ہے"

خرد بھی جاسوس بنے جو اباکان کی طرف جھکے پھر وہ دو ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرتے اپنے اپنے کوٹس زرا ادا سے جما کر بٹن لگاتے ایک ساتھ باہر نکلے۔

جبکہ فاطمہ کچھ دیر سو کر قدرے فریش تھی باقی فریش اسے نامہ نے کیا جب وہ اسے اسکی بہت ہی پیاری ڈارک گرین ڈریس دینے آئی اور کچھ ڈرائے فروٹس بھی، ملک شیک بھی تھا۔

فاطمہ کو کچھ کمزوری فیل ہو رہی تھی تو پہلے اس نے کچھ پیٹ پوجا کی پھر چیئنج کرنے کا ارادہ کیا جب اسکی نظر صارم کے گٹار پر گئی، دماغ میں صارم کی بات یاد آئی کہ وہ گاتا بہت اچھا ہے۔

اسی لمحے صارم اسے دیکھنے روم میں جھانکا تو اپنے گٹار میں کھوئی فاطمہ گل مسکراہٹ بخش گئی۔

"کیا مجھ سے پیار ہوتے ہی ارادہ بدل دیا میری نیک بیوی نے، ایسے حسرت سے کیوں دیکھ رہی ہیں اس چیز کو؟"

وہ جلدی سے گھوم کر پلٹی، پھر نفی میں سر ہلاتے پاس ہی آکر رکتے صارم کو دیکھنے لگی۔

"تم اگر صرف میرے لیے کچھ گنگنا و تب میں نیک ہی رہوں گی، اپنے شوہر اور محرم سے اپنی تعریف میں کچھ سننا مجھے نہیں لگتا گناہ گار کرے گا تمہاری فاطمہ گل کو"

وہ سارے جواب رکھتی، معصوم ہو کر بھی اس رشتے کے سارے تقاضے جانتی تھی۔

"اوہ میرے خدا! مجھے لگا آپ پہلا کام میرے گٹار کو توڑنے کا کریں گی۔ یار آپ تو بہت کا پریٹیو بندی ہیں"

وہ اسکو بے تکلفی سے اپنے حصار میں بھرتا تعریف بھی ایسے شوخ انداز میں کرتے مسکرایا کہ وہ خود مسکرا نے اور شرمانے میں کنفوز ہو گئی۔

"میں ہر طرح کے ماحول میں ایڈ جسٹمنٹ کر لیتی ہوں۔ یہ میری جینز میں ہے"

وہ زرا اترائی تھی، صارم امپریس ہوا۔

"گریٹ! آپ شاور لے لیتیں، آپکے بالوں میں دھول دیکھائی دے رہی ہے۔ میں کسی کا رینج کروں۔ سیلون سے۔؟"

وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتے فکر سے بولا کیونکہ خود اسکا ہاتھ جلاتھا تو وہ شاور نہیں لے سکتی تھی۔

"نہیں میں ایک ہاتھ سے کچھ نہ کچھ کر لوں گی تم فکر مت کرو۔ شاور ہی لینے جارہی تھی"

فاطمہ نے فوراً سے پہلے اسکی تسلی کروائی جبکہ صارم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر زخم کا جائزہ لیتے شکوہ کناں نگاہ فاطمہ پر ڈالی۔

"آپ کا ایک ہاتھ جلا ہے پر تین سلامت ہیں جانم، اتنا پریشان کیوں کرتی ہیں خود کو؟"

وہ اسکے ماتھے کو جھک کر چومتا سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں بولا تو فاطمہ گل نے نا سمجھی سے اسے دیکھا، یہ کونسے تین ہاتھ کا ذکر کر رہا تھا جو اسکے پلے نہ پڑا۔

"تین کونسے؟" وہ اسی بھولے پن سے حیرت زدہ ہوئی تو وہ گہرا مسکرایا۔

"ایک آپکا سلامت والا، دو میرے" اس بار صارم کے لفظوں کی شوخ آنچ مہبوت و مدہوش کر دینے کے ساتھ رشک انگیز مسکراہٹ دینے والی تھی۔

"تم جاو باہر۔ میں کچھ نہ کچھ کر لوں گی"

اس گھبراہٹ پر مقابل نے اک مخمور نگاہ بھرے دیکھا، گویا وہ اپنے پیر کی مٹی چھوڑنے پر راضی نہ تھا۔

"آپ مجھے اپنا نہیں سمجھتیں ناں؟"

جب وہ رکاوٹ فاطمہ نے اسے پکڑ کر چلتا کرنے کی کوشش کی جو صارم سے سہی نہ گئی۔

"تم ابھی بچے ہو"

وہ مسکراہٹ دباتی ہنوز اسے جانے کو کہہ رہی تھی جب صارم نے اس کے جلے ہاتھ کی کلائی اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے فاطمہ کا چہرہ ہولڈ کرتے ان جھکی آنکھوں کو اوپر اٹھایا۔

"مجھے آپ کے ہاتھ کی فکر ہے، آپ آنکھیں بند کر لینا اگر شرم آئے"

وہ جلدی سے حل دیتے شوخ و کیوٹ دونوں بنا۔

"آنکھیں تمہیں بند کرنی چاہیں"

وہ ڈانٹ گئی، اف یہ دو سال بڑی بیوی لمحہ لمحہ ڈانٹ کر بھی مزید صارم کو فدا ہی کر رہی تھی۔

"میں بند کروں گا تو دیکھائی کیسے دے گا، بالوں کے بجائے آپکا منہ دھودیا تو؟"

جلدی سے معصومیت کے ریکارڈ توڑے جبکہ فاطمہ نے اس بار اپنی آنکھوں کی قوت کا استعمال کیا وہ بھی رحم طلبی کی خاطر۔

"آجائیں فاطمہ، میں نے کہا تھا آپکے ہاتھ کے ٹھیک ہونے تک میں ایسا ویسا کچھ نہیں کروں گا۔ یقین بھی کوئی چیز ہے۔"

وہ اسے نرم دیکھتے ہی اصرار پر اترتا تو صارم کی کوشش کامیاب ہوئی۔

"پھر میرے بال بھی ڈرائے کرو گے؟"

وہ جلدی سے بولی مبادا وہ مکر نہ جائے۔

"ہاں کر دوں گا۔ دو منٹ کا کام ہے۔"

وہ اسکی کلائی آزاد کرے اپنا ہاتھ پھیلا کر بولا تو فاطمہ نے نہ صرف ہاتھ تھمایا بلکہ اسکے ساتھ واش روم میں انٹر ہوئی۔

"تم کسی کو بتانا مت تم نے مدد کی میری، مجھے شرم آئے گی"

وہ اسے واش روم کے وسط میں لا کر روکتا ان گھبرائی آنکھوں میں جھانکا پھر اسکے ہونٹ مسکرائے۔

"نہیں بتاتا۔ مجھے پانی دیکھنے دیں۔"

وہ اسکی گال سہلاتا ساور کھول کر اپنا ہاتھ آگے کرے پانی کو دیکھ رہا تھا جبکہ فاطمہ نے بالوں پر لگی دوپیز اتار کر وہیں سنک کے پاس شلف پر رکھیں۔

"پرفیکٹ ہے۔ آپ ایسے ہی آجائیں کپڑے پہنے ہی بعد میں چلیج کر لیجئے گا۔ آپ کیا ہیر پر اڈاکٹس یوز کرتی ہیں مجھے بتادیجئے گا مل کر گروسری کر لیں گے، آج میری یوز کر لیں۔"

وہ پلٹ کر اسے دیکھتی سر ہلائے پاس آئی تو اس شاور کین کے حدود میں فاطمہ کو روکے صارم نے ہاتھ پیچھے لے جاتے موونگ شاور کھولتے پیچھے سے فاطمہ کے بال گیلے کیے پھر جب آہستگی سے اسکے سر پر پانی بہایا تو فاطمہ نے دونوں ہاتھ صارم کے سینے پر رکھتے فاصلہ سمیٹا۔

"ہاتھ بچائیں فاطمہ، میری ہڈی میں گھسائیں گیلا نہ ہو"

فاطمہ نے جلدی سے ایسا ہی کرتے دونوں ہاتھ اسکی ہڈی میں گھساتے مسکرا کر سر اٹھایا تو وہ اسکے بالوں کو جڑوں تک گیلا ہونے پر شیمپو اپلائے کرتا پوروں تک انگلیاں پھیرے مساج کرنے کے بیچ جب فاطمہ کے دیکھنے پر

اسکی طرف متوجہ ہوا تو بے اختیار مسکرا دیا، وہ صارم کا دیا بالوں کا مساج
انجوائے کر رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہیں، یہ سب مجھ سے امید نہیں کیا تھا کیا؟"

وہ اسکے ماتھے پر آتی جھاگ ہاتھ سے ہٹا گیا تا کہ فاطمہ کی آنکھوں تک نہ پہنچے
جبکہ سوال کر کے توسید ہادل تک اتر گیا۔

"نہیں۔ کیا تم خود بھی اتنے پیار سے ہی خود کو شاور دیتے ہو؟"

وہ بھیگی آنکھیں زور سے جھپکتی سوال کرتی پیاری لگی۔

"کہاں کوئی۔ میں تو دھڑ دھڑ نہا کے یہ جاوہ جا۔ آپ میری سپیشل ون
ہیں، ساری نرمیاں بس آپ کے لیے بچائی ہوئی تھیں۔"

وہ مستی میں ہی جواب دے رہا تھا، اس نے فاطمہ کے کسی جواب سے پہلے ہی
شاور کھولا اور بنا خود کو زیادہ گیلا کرے وہ صرف فاطمہ کے بالوں پر فوکس

کرتا جھاگ نکال رہا تھا، فاطمہ نے آنکھیں بند کر لیں، صارم اسکی بند آنکھیں، منہ سے لیے تیز تیز سانس اور گرم پانی کے باوجود کانپنے پر محظوظ ہوا کیونکہ جب پانی رکتا تو فاطمہ کو ٹھنڈ لگنے لگتی۔

"ہاتھ تک پانی تو نہیں جا رہا فاطمہ"

وہ بہت احتیاط سے اسکے بالوں کو کلنیں کرتے بولا جہاں فاطمہ بازوؤں سے جاتے پانی سے ہاتھ گیلے محسوس کر رہی تھی پر نفی میں گردن ہلا گئی۔

"یہ بتائیں میری عمر میں مجھ سے پہلے کوئی کرش و ش تو نہیں تھا آپکا؟"

تمام جھاگ نکالے صارم نے شاور واپس ہینگ کرتے اسکے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے رول کرتے نیا شوشہ چھوڑتے پوچھا تو فاطمہ نے دونوں ہاتھ اسکی ہڈی کی جیبوں سے نکالتے اپنے چہرے پر پھیرتے پیچھے ہٹتے مرر کے سامنے رکتے اپنے بھیگے خلیے کو دیکھا تو وہ جو بچنے کی لاکھ کوشش کے خود بھی بھیگ گیا تھا، اپنی گیلی ہڈی اتارتا فاطمہ کے پیچھے آرکا۔

"بتا نہیں رہیں؟"

صارم نے ہاتھ بڑھا کر بالوں کے کھلتے بن پر گردن سے چپکے فاطمہ کے بال ہاتھ سے ہٹائے تو وہ اسکے حصار میں روبرو ہوئی، وہ ہلکی ہلکی کانپ رہی تھی۔

"ہوتا تو میں ابھی اسکے پاس ہوتی، تمہارے پاس نہیں۔ ایسے اٹے سوال کرو گے تو ڈانٹوں گی۔ اب باہر جا مجھے چیلنج کرنے دو"

فاطمہ نے سرگوشیانہ انداز میں سمجھاتے اب سچ میں اسے بے بس ہو کر روانہ کیا پر وہ یہاں سے کیسے جاتا دل اسے یوں بھگا، چپکے کپڑوں میں پھنسا اور کانپتا چھوڑ جانے پر آمادہ نہ تھا۔

"آپ کیسے چیلنج کریں گی؟ میں نامہ آپو جان کو بلاؤں؟ مجھ سے آپ شرما

رہیں ہیں پر وہ تو میری ماں سے بڑھ کر ہیں، آپکو شرم نہیں آئے گی ان

سے"

وہ اسکی طرف بیقراری سے دیکھے کبرڈ کی طرف بڑھا اور وہاں تہہ ٹاولز میں سے ایک نکال کر وہ واپس فاطمہ کے پاس آتے اسکے ارد گرد اوڑھا کر اسکا ماتھا چومتے گرمائش دیتے بولا تو فاطمہ نے آسودہ سی سانس اسکی گردن کے پاس بھری، وہ اسکے قریب دھڑک سی جاتی تھی یہ صارم محسوس کر سکتا تھا۔

"ایک بات بتا صارم، تم ماما کا بھی تو کہہ سکتے تھے؟ پھر نامہ آپنی ہی کیوں یاد آئیں تمہیں میری مدد کے لیے؟ حالانکہ جہاں تک مجھے پتا ہے تم اپنی ماما سے بہت پیار کرتے ہو"

وہ اسکے خوبصورت سوال پر مسکرایا اور ٹاول میں فاطمہ کو اچھے سے لپیٹے پکڑ کر اپنے سامنے لایا۔

"بات پیار کی نہیں فاطمہ۔ ماما مدد کرنے میں کیسی ہیں اسکا ایکسپرنس نہیں مجھے، کبھی مددگار رہی جو نہیں لیکن نامہ آپو کی مدد پر میں بند آنکھوں یقین رکھتا ہوں۔ وہ میرے لیے بھلے تا عمر کچھ نہ بھی کریں مجھے ان سے ہمیشہ وہ

والی وائبرز آئیں ہیں کہ کبھی تکلیف میں ہو اوہ دوڑی پہلے آئیں گی۔ تبھی میں نے انکا نام لیا۔ آپ رہیں ناں کچھ دن ہمارے ساتھ، آپ کو بھی انکی ذات سے انسیت ہو جائے گی۔"

وہ نامہ کا ذکر کرتے ہمیشہ ہی اک اور صارم بن جاتا، نامہ بہت خوش قسمت تھی کہ وہ صارم کے لیے سب سے قیمتی ہو چکی ہے۔

"انکا تو نہیں پتا، مجھے تم سے سیم وائبرز آنے لگی ہیں۔"

وہ جانتی تھی یہ سن کر وہ بہت خوش ہو گا تبھی کسی گھبراہٹ کو اڑے آنے نہ دیتے کہہ بیٹھی۔

"سچی؟ مجھے لگتا تھا میں بے حد ناکارہ وجود ہوں۔ اس دنیا کا فالتو ترین لڑکا"

وہ اپنی سابقہ زندگی سے اب بھی خوفزدہ محسوس ہوا، فاطمہ نے بے اختیار اپنے ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرا، ہاں یہ کرتے فاطمہ کا ہاتھ دکھتا محسوس ہوا۔

"تم مجھ سے پوچھو اپنی ویلیو، میں بتاؤں گی تمہیں"

وہ بولی پر آواز تھوڑی بھاری ہوئی۔

"اب بتانے پر بات نہیں رکی، فیل کروائیں تو بات بنے"

وہ اسے گھیر چکا تھا، بازوؤں کے ہالے میں پرو کر اپنے سینے لگا کر اسکے وجود کی ٹھنڈک کو حدت میں بدلنے کی پوری تیاری کرتا محسوس ہوا۔

"فیل۔۔؟"

وہ صارم کے چہرے کو نا سمجھی سے تکتے لگی۔

"تم پھر بے وقت گفٹ ہتھیانے کے چکر میں ہو؟"

وہ ناراضگی سے بولی۔

"ایسی چیٹنگ ہمارے بیچ رہے گی، باہر نہیں جائے گی۔ آپ تو لوگوں کی نفسیات اور دماغی فیملنگز پڑھ رہی ہیں، تو پتا ہو گا بیس سال لڑکا، ہر حق سے جڑی ایک خوبصورت سی حلال لڑکی کے اتنے قریب کیا فیل کرتا ہے؟"

وہ ہر لفظ کے ساتھ فاطمہ کو اپنے حق میں کر چکا تھا، وہ سمجھ نہ پائی اب کیا کہے اور بیچ کر نکلے۔

"ٹھنڈ لگ رہی ہے"

وہ اسکے حصار سے نکلنے لگی جب صارم نے اسے سنک کے ساتھ پکڑے جوڑا۔

"مجھے موقع دیں، میں آپکی سردی اچھے سے نہ بھگا پایا تو میں آپکا غلام"

وہ سر اسر بہکے موڈ میں آچکا تھا۔

"اور اگر بھگادی؟"

وہ ہر آپشن جاننا چاہتی تھی۔

"پھر آپ میری غلام"

وہ اسکی نوز سے نوز مس کر تاشوخ ہوتے بولا تو فاطمہ کا چہرہ سرخ انار ہوا۔

"بس کرو۔۔۔ مجھے گد گدی ہو رہی ہے"

وہ مزید سنجیدہ نہ رہتے دھیماسا مسکرائی تو صارم نے ہنس کر فاصلہ قائم کیا۔

"مجھے لگتا ہے مجھے اپنی زندگی سے عشق ہونے والا ہے، آپ نے تو مصالحہ دار کر دی میری پھکی لائف۔ اف یہ رو مینس کتنے مزے کی چیز ہے فاطمہ۔ اور آپکے گد گداتے رنگ۔۔۔ میں فدا۔۔۔ میں ڈریس لارہا ہوں آپکا۔ پہنا کر ہی جاؤں گا۔ آپ شرمالینا مجھے قبول ہے"

وہ جلدی سے باہر نکلا تو وہ اسے پکارتی ہی رہ گئی پر جناب اسکا ڈریس جو پیک تھا، ان ریپ کرتے مسکرائے کیونکہ وہ بہت ہی خوبصورت پارٹی ڈریس تھی جسکے ساتھ تمام ایسیسریز بھی پرفیکٹ تھیں۔

"صارم، لاو میں چلیج کرتی ہوں۔ تم جاو گھنٹے بعد آنا میں ریڈی ملوں گی"

فاطمہ نے اسکے ہاتھ سے اپنے کپڑے چھینے۔

"اگر ہاتھ درد کر والیا تو؟"

وہ جان چھوڑنے کے ہرگز موڈ میں نہ تھا۔

"تو دوبارہ مرہم پٹی کر دینا۔ اب جاو شاباش۔ ضد نہیں کرتے۔ دیکھو کانپ رہی ہوں میں"

اب کی بار وہ سچ میں اسے نکال کر ہی دم لینے والی لگ رہی تھی، صارم نے مسکراتے ہوئے دروازے کا رخ کیا پر جاتے جاتے رکا جب وہ اپنی شرٹ کے بٹنز کھولتی کھولتی پھر اسے آنکھیں دیکھاتی ہاتھ روک گئی۔

"آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں سچی۔ چلیں میں ایک گھنٹے تک آتا ہوں کر

لیں جو کرنا ہے پھر میں ہوں گا آپ کے آس پاس اور میرے حکم۔"

وہ آخر کار ضد ترک کرتا بھی اپنے لفظوں کی بازگشت سے فاطمہ گل کو سنگین سی گھبراہٹ عطا کر گیا جبکہ اسکے جاتے ہی وہ ہنس کر سر جھٹکتی ڈور تک آئی اور لاک کیا، اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ الگ ہونے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔

وہ سیدھا کمرے سے نکل کر نامہ کو دیکھنے گیا، نوح شاور لے رہا تھا جبکہ نامہ، ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بھیگے بال ڈرائے کر رہی تھی جب صارم نے دستک دی اور مصروف سی نامہ کی دی اجازت پر مطلع صاف دیکھتے صارم نے اندر گردن گھسائی تو casual polyester V neck ڈریس میں نامہ بے حد پیاری لگتی بال خشک کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی، اسکے ڈریس کے اوپر والے حصے اور بازوؤں پر mesh details تھیں جبکہ کمر پر میڈیم Stretch knit بنی تھی، ڈریس فل تھا جبکہ ساتھ اس نے بلیک ہی Toe Dress Pumps پہن رکھے تھے جو نامہ کے پیروں پر بے حد بیچ رہے تھے۔

"آپو جاناں! کیا کر رہی ہیں میری حسین جاناں۔ لائیں ادھر۔ اف آفت لگ رہی ہیں"

وہ اسکے ہاتھ سے ہیر ڈرائیو لیتا نامہ کو مسکرا نے پر تب مجبور کر گیا جب خود نامہ کے بال سکھانے لگا، اور وہ بھی کسی پرو فیشنل ہیر ڈریسر کی طرح۔

"میری جان میں خود کر لیتی۔ تم یہ کن کاموں میں لگ گئے ہو"

نامہ نے اسکی گال پکڑ کر دبوچی، صارم کی صرف ہڈی گیلی تھی، ویسے وہ بالکل ڈرائے تھا جبکہ نامہ کو سرسری سادیکھتے وہ اپنے کام میں واپس ماہر کی طرح لگ گیا۔

"آپ کا کوئی کام پہلی بار کرنے کو ملا، منع نہ کریں۔ بلکہ آپ مجھ سے ہی اپنے بال ڈرائے اور سٹریٹ کروایا کریں۔ تاکہ میری ٹرینگ بھی ہو جائے۔ میں فاطمہ کو یہ سروس دے کر امپریس کروں گا، یہ کافی رومنٹک ہو گا ناں؟"

وہ سچ میں بہت سلیقے سے پہلی بار کسی فی میل کے بال ڈرائے کرتا اپنی خواہش کہتا اتنا پیارا لگا کہ نامہ نے اسکی اس مسکراہٹ کا چپکے سے صدقہ اتارا۔

"بہت رونٹک، وہ تو دیوانی ہو جائے گی تمہاری ایسے"

نامہ مسکائی، وہ بلش کیا، اسے فاطمہ کو اپنا دیوانہ ہی تو کرنا تھا۔

"وہ بہت سپیشل ہیں۔ میں کھل کر سانس لے پاتا ہوں انکے ساتھ"

وہ یکدم ہی ایموشنل ہوا تو نامہ نے اسکے سانس کی ہمیشہ سلامتی کی دعا کی۔

"بہت پیاری ہے وہ۔ مجھے تمہارے دل کی چوائز پر ناز ہے صارم۔ کہاں چھپا کر رکھا تھا تم نے یہ انمول دل"

وہ نامہ کے بال ہلکے سے ڈرائے کرنے کے بعد سٹیٹنر سے اب باری باری کچھ لٹیں لے کر انھیں سٹریٹ کر رہا تھا جب نامہ کے سوال نے اسے نامہ کو دیکھنے پر مجبور کیا۔

"مجھے بھی نہیں پتا تھا آپو جاننا، آپ اور نوح بھائی نے میرے اس دل کی کھوج کی۔ تبھی تو مجھے آپ دونوں جان سے پیارے ہیں، اس کھوجے ہوئے دل نے کتنوں کا بھلا کیا۔ آپکو پتا ہے فاطمہ میرے ساتھ بے حد خوش ہیں"

وہ اپنی خوشیاں بانٹنے کے لیے نامہ کے پاس آیا تھا وہ کیونکر نہ رشک کرتی۔

"اس نے کہا تم سے؟"

نامہ اشتیاق سے بولی، جیسے وہ صارم کی خوشی جی رہی ہو۔

"اف آپو یار وہ میرے پاس دھڑکنے لگتی ہیں۔ اتنا تو میرا دل وابریٹ نہیں کرتا جتنا وہ پوری۔ بس تھوڑی شائے ہیں۔ کیا ساری لڑکیاں ہوتی ہیں۔ آپ بھی تھیں؟"

اب کی بار وہ فکر مندی سے پوچھتے بولا تو نامہ سر ہلاتی ہنسی، اب کیا بتاتی اپنے شرمانے کے قصے جس نے نوح کو ابھی تک تنگ کر رکھا تھا، نوح کے بے بی کی مٹی بننے کے بعد بھی۔

"مجھے ٹپس دیں ناں کیسے میں فاطمہ کو اپنے قریب کمفر ٹیبل رکھوں؟ پلیز"

نامہ نے حیرت سے صارم کو دیکھا، وہ باولا ہی ہو گیا تھا، وہ اسکی گال کھینچے ہنسی۔

"جس دن وہ تمہارے پاس کمفر ٹیبل ہو گئی پھر تم بھاگتے پھرو گے، میری مانو اسے شرم واداکے لبادے میں لپٹا ہی رہنے دو۔ محبوبہ سے قہر بننے دیر نہیں لگے گی"

وہ اپنا ایکسپیرنس سوچے بولی تھی، صارم ہنسا تو نامہ بھی بلش کرتی منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

"اوئے نکمے! کیا کر رہے ہو تم میری نامہ کے پاس۔ تمہیں اپنی والی اس لیے دی تھی کہ جان چھوڑ دو میری نامہ کی اور تم نامہ، اسے پر سنل ہیر اسٹائلش رکھ لیا ہے کیا؟"

اندر سے نہا کر نکلے شیر صاحب ٹاول گلے سے نکال کر صارم کی گردن میں لپیٹے غرائے تو نامہ نے صارم کے ہاتھ سے احتیاط کے ساتھ سٹیٹرن لے کر ٹیبل پر رکھا۔

"کیا کر رہے ہیں، جان لیں گے بچے کی۔"

نامہ نے صارم کو بچانے کی کوشش کرتے ڈانٹا پر وہ خود بچنا نہیں چاہتا تھا تبھی دانت نکال رہا تھا۔

"یہ بچہ نہیں، لکھ لو نامہ۔ جیسی اسکی چال چلن ہے یہ باپ بنا پھر تاملے گا ہمیں کچھ ٹائم تک"

نوح نے اسے گردن دبوچتے سیدھا کیا تو صارم سمیت نامہ بھی ہنسی۔

"یار بھائی اب انٹرنیٹ سے بچہ ڈالوڈ کرنے سے رہا، وہ اتنا شرماتی ہیں۔ بھول جائیں تا یا بننا کچھ سال۔ اسی لیے تو نامہ آپو سے ٹپس لینے آیا تھا"

نوح نے اس بے شرم چیز کو دیکھتے آنکھیں پھاڑیں، مطلب وہ تو غیرت دلانے کی کوشش میں تھا جبکہ صارم تو سیریس ہی ہو گیا اوپر سے صارم جس عظیم ہستی سے ٹپس لینے آیا تھا نوح نے اسے بھی بغور دیکھا۔

نوح کو دونوں بہن بھائیوں کی دماغی حالت کھسکی لگی۔

"تمہیں ٹپس کے لیے کوئی تجربہ کار نہیں ملا؟"

نوح نے اس بار صارم کا کان دبوچا جبکہ نامہ نے گال سے پھلا لیے، نوح اسے صارم کے سامنے اناڑی کہہ گیا تھا اب اس پر نوح کی پٹائی بنتی تھی۔

"ان سے زیادہ تجربہ کار کون ہو گا جنہوں نے آپ جیسے جن کو قابو کیا"

صارم بھی تو ہر جواب منہ میں رکھے گھومتا تھا، بہن کی سائیڈ لے کر ثابت کیا کہ وہ دو واقعی کرائم پارٹنرز ہیں۔

"گدھے! میں تمہیں جن لگتا ہوں۔"

صارم نے مسکرا کر سر ہلایا اور اس پر کچھ اور لات وات پڑ جاتی اگر وہ بروقت نکل کر نہ بھاگتا۔

"آپو جانناں باقی بال کر لیں خود سٹریٹ، ورنہ یہ مجھے ضائع کر دیں گے مار مار کر۔ فاطمہ کیا کریں گی میرے بنا۔"

دروازے سے نکلنے سے پہلے وہ ہانک کر گیا جس پر بظاہر نوح اور نامہ دونوں مسکرائے پر جب ایک دوسرے کو دیکھا تو نوح نے واپسی برہمی آنکھوں میں بھر لی۔

"یہ بال میرے ہیں سمجھی، خبردار تم نے اس چھچھندر کو چھونے دیے۔ تم مجھے مزید ناراض کرتی جا رہی ہو۔ مجھے کیوں نہیں کہا انکو سٹریٹ کرنے کا بولو؟"

وہ ہلکی سی ہاتھ کی گرفت نامہ کے جبرے پر لگاتا حساب مانگ رہا تھا جبکہ نامہ نے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر ہٹاتے قریب رکتے نرمی سے نوح کے گیلے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ان ماتھے پر گرے بالوں کو پیچھے کیا، نوح کی ہیزل آنکھیں نرم رنگ سے بھریں، ہاتھ خود بخود نامہ کی کمر میں حائل ہوا۔

"آپ نہا رہے تھے، آپکو واش روم میں گھس کر کہتی سٹریٹ کر دیں؟ وہ کتنا پیارا لگ رہا تھا مجھے یہ پروٹوکول دیتے۔ وی آئی پی فیل کر رہی تھی۔ خوا مخواہ ٹپک پڑے ولن کی طرح"

نامہ نے اسکی نرمی کو جھپٹ لیتے پھر سے ان آنکھوں کو ناراض کیا، وہ ہاتھ کستانامہ کو اپنے سینے سے جوڑ گیا جو اسکے تیوروں کے آگے سانس روک گئی۔

"تم واش روم میں گھسنے کا سرٹیفکیٹ رکھتی ہو۔ رہی بات وی آئی پی پروٹوکول کی، تو میری طرف سے کبھی کمی رہی جو تمہارے یہ ارمان جاگ رہے ہیں؟"

وہ ابھی ناراض تھا تبھی ہر بات روٹھ کر شکوہ بنائے کر رہا تھا، نامہ نے زرا پیروں پر اٹھتے اسکی گال پر ہونٹوں کو رکھتے اک نیا حربہ آزمایا نوح کو شانت کرنے اور ناراضگی بھلانے کا۔

"میں آپ کی ہوتے ہی ڈیمانڈنگ ہو گئی ناں، مجھے اپنے ہسبنڈ، بھائی، بہن، اور بابا سب سے ایسا ہی پروٹوکول چاہیے ہوتا ہے۔ آپ نے کمی نہیں چھوڑی، آپ تو میری جان ہیں۔ لیکن دنیا داری بھی تو کوئی چیز ہے"

نوح نے اسکی آنکھیں بغور دیکھیں، یہ لڑکی ہیناٹزم کے کوئی گر جانتی تھی کہ وہ سچ میں بھول رہا تھا اسے اتنے کم پر نہیں ماننا۔

"تم ایسے مجھے منانے کی کوشش مت کرو، اتنے کم پر نہیں مانوں گا"

نوح نے اسکے اپنے کمر کے اطراف رکھے ہاتھ پکڑے، ہاتھوں میں دباتے پیچھے کیے تو نامہ کی آنکھیں اداس ہوئیں۔

"میں تو آپ کا دل نرم کرنے کی کوشش کر رہی تھی"

وہ دور ہوتے ہی آئینے کے سامنے پلٹی اور بقیہ بال سیدھے کرنے لگی جب نوح نے اسکے ہاتھ سے سٹیٹنر لیتے سائیڈر کھا۔

"میرا دل تمہارے لیے آل ریڈی نرم ہے۔ تم بال کرل کرو آج میری فرمائش ہے"

وہ دھیماسا مسکرائی، وہ ایسے جلتا ہوا بھی پیار جتا تا اور حسین لگتا، صارم نے جو اسکے بال سیدھے کیے وہ نوح کو اچھے نہ لگے تبھی نوح نے اسکے سارے بال آدھے کناروں تک کرل کیے، وہ چپ چاپ کھڑی بس نوح کی فرمائش پوری کرتی رہی، وہ بلیک کلر کے ڈریس میں بہت اچھی لگ رہی تھی۔

نامہ کے بال کرل کرنے کے بعد وہ اسے پکڑ کر اپنے سامنے لایا تو غور کرنے پر نوح نے دیکھا وہ آئیزمیک آپ کر چکی تھی بس لپ سٹک رہتی تھی۔

"تم نے لپ سٹک کیوں چھوڑی ہے؟"

وہ اسکے نوٹس لینے پر ہنسی۔

"ایکچولی میں جب تک بال بناتی، لپ سٹک کھادیتی تبھی"

نامہ نے نخل ہوتے اپنا کارنامہ بتایا تو نوح بس آنکھوں کی حدود تک مسکرایا، زیادہ کھل کر مسکراتا تو وہ سمجھتی نوح مان گیا ہے۔

"جھوٹ، تم نے اس لیے نہیں لگائی تاکہ میرے سبب خراب نہ ہو"

نوح نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے کچھ لپ ٹنٹ اٹھا کر بلیک کے ساتھ اچھے سجتے شوخ کلر کوڈھونڈتے کہا تو نامہ نے اسکا منہ پکڑتے اپنی طرف کیا۔

"خراب کیوں ہوتی؟ آپ ناراض ہو کر بھی کس کرتے ہیں؟"

نوح اسکی آنکھوں کی شرارت اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

"نہیں میں ناراض ہو کر تمہیں صرف کچا چبانا اور کاٹ کھانا پریفر کروں گا"

نوح کی زبان کے آگے خندق تھی جہاں نامہ کی ساری بہادری گر کر خودکشی کر گئی، بچاری کا چہرہ سرخ ہو گیا، گال دھک گئے۔

"یہ والی لگاؤ"

نوح نے اسے ریڈ والی اٹھا کر دی۔

"لگا دیں۔ میرا موڈ نہیں"

وہ آنکھیں اٹھا کر نوح کو پیار سے دیکھے ضد کرنے لگی تو نوح نے بالکل سنجیدہ

رہتے ہی اسکی چن سے چہرہ اوپر کیا اور لپ سٹک اسکے خوبصورت بڑے

بڑے ہونٹوں پر برش سے ایلانے کی، پہلے کارنر بنائے پھر کسی پروفیشنل کی

طرح فلنگ کی۔

"آپ ناراض ہیں؟"

لپ سٹک لگتے ہی وہ بولی۔

"ہاں ناراض ہوں۔ ورنہ پہلے تمہارے ہونٹوں پر پیار لٹاتا پھر تم پر، پھر کہیں جا کر لپ سٹک کی باری آتی"

نامہ نے اس کے پلٹنے اور جواب دینے پر اسے عقب سے شرٹ مٹھی میں دبوچے روکا تو نوح رکاوٹ پر پیچھے نہ دیکھا، ہاں ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ ضرور روکی تھی۔

"مجھے آپ کی ان اداؤں سے پھر پیار ہو گیا نوح ادا، کوئی اتنا رومنٹک کیسے روٹھ سکتا ہے۔ اب تو دل چاہ رہا ہے آپ کو نہ مناؤں۔"

وہ دھیرے سے ہاتھ اسکی بازوؤں کے نیچے سے آگے لے جاتی سینے پر باندھے اسکی چوڑی پشت سے جا لگتی مخمور لہجے میں بولی تو نوح نے گہرا سانس

لیتے ہی اسکے اک ہاتھ کو ہٹاتے، دوسرے سے پکڑتے اسے کھینچ کر سامنے لہرا کر کھڑا کیا جو سنبھلنے کے لیے نوح کو دونوں ہاتھوں سے جکڑ گئی۔

"اگر مناو گی نہیں تو میں وہ والا قریب نہیں آؤں گا۔ باقی میں تم سے ناراض ہوں لیکن محبت تو تم اب بھی میری ہو۔ کیسے دور کروں خود کو تم سے؟"

نامہ نے اپنی بھاری پلکیں اٹھائے نوح کو دیکھا، اب تو بات بہت نازک مرحلے پر تھی، بہت بڑی دھمکی جو آگئی تھی۔

"منالوں گی آج ہی۔"

Happy-birthday again

میری جان۔ آپ بھی ریڈی ہوں۔ میں بھی کمپلیٹ کرتی ہوں اپنی

تیاری۔ بہت بڑا سا کیک ویٹ کر رہا ہے پر پھونک زرا آہستہ مارے گا"

وہ اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر باری باری چومتی یقین دلانے کے ساتھ ساتھ
روٹھے جناب کو اپنی آخری تاکید سے مسکراہٹ بخش گئی۔

"آئی لوویو ناراض والا"

وہ کیا کرتا یہ لڑکی بے بس کر چکی تھی، وہ آخری دو لفظوں پر ہنس دی، وہ
اب نوح کے ساتھ مسکرا نے سے زیادہ ہنستی تھی یہ نوح کی سب سے بڑی
جیت تھی۔

"آئی لوویو ٹو ہمیشہ تا عمر راضی والا"

وہ ہونٹوں کا پاؤٹ بناتی فلائنگ کس کرے سیدھا روٹھے نوح کے دل میں جا
کبھی، کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا تھا اوپر سے نوح نے اسکے ہونٹوں پر لگا بھی
سرخ لپ سٹک دی تھی۔

نوح نے بھی بلیک ہی پینٹ شرٹ پہنے اوپر بلیکس براون Knit Pullover Sweater پہنا جبکہ بال زرا بے ترتیب رکھے، جبکہ پیروں میں versatile loafers جما کر آگ لگاتی تیاری مکمل کی۔

ہائے اب انتظار کے سوا کوئی آپشن ہی کہاں تھا۔

صارم نے اپنے دوستوں کو پارٹی کی ریمانڈر کال کی، بابا سے جچھیاں اور نیو کار کا گفٹ لینے کے بعد وہ لگ بھگ چالیس منٹ تک واپس روم میں گردن اندر کیے جھانکا جہاں وہ گرین کلر کے سنپل سے لانگ ٹھنوں تک آتے فراک میں دلربا بنی سج رہی تھی، اسکا floral Textured lantern Sleeve A_line dress تھا جبکہ Square Neck rhinestones ڈریس تھی جو اس پر انتہا کی بیچ رہی تھی۔

اس نے بال بھی ڈرائے کر لیے تھے کیونکہ ہاتھ پر بینڈ تاج تھا تو زیادہ درد نہ

ہوا۔

"تم ابھی تک انہی کپڑوں میں گھوم رہے ہو۔ جا کر ریڈی ہونا۔۔۔"

فاطمہ نے اسے اندر آتے دیکھ کر اپنے کانوں میں آویزے اٹکاتے پوچھا تو وہ رک کر اپنے ہاتھ اسکے پیٹ پر باندھے کندھے پر ٹھوڑی اٹکا کر مبہوت نگاہوں سے فاطمہ کو دیکھنے لگا کہ وہ خود جھینپ سا گئی۔

"آکر ریڈی ہو یہ کہیں، میرا روم یہ ہے جہاں آپ کھڑی ہیں میری جانم۔ آپ نے نظر کا ٹیکا لگایا؟"

وہ فاطمہ کی تیاری پر مر مٹا اوپر سے بدحواس ہو کر بھی اسکی فکریں کہ اسے نظر نہ لگے۔

"میں اتنی بھی حور پری نہیں کہ نظر لگے"

وہ آئینے سے ہی اسے دیکھتی بولی تو صارم نے ٹھوڑی ہٹاتے اسے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔

اک لمحہ تو وہ سانس نہ لے سکا تھا۔

"صرف حوروں کو تھوڑی نظر لگتی ہے، ہمارے اپنوں کو بھی لگتی ہے۔ آپ میری کتنی اپنی ہیں ہم ایک دوسرے کو کافی گہرائی سے بتا چکے ہیں۔ مسکارہ یا لائزہ دیں مجھے"

وہ سنجیدہ سا مخاطب تھا تو فاطمہ نے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں پیچھے پلٹ کر لائزہ پینسل اٹھائے فوراً صارم کے ہاتھ میں تھما دی۔

صارم نے اس پینسل کو کھول کر اپنے ہاتھ کی رنگ فنگر کی پور سیاہ کی اور ہاتھ اسکے کھلے بالوں سے گزارتے کان کے پیچھے لے جاتے وہ سیاہی وہاں لگا دی جبکہ ساتھ ان مسکراتی آنکھوں کو دیکھے فاطمہ کا سر بھی چوم، وہ اس سے قد میں چھوٹی تھی تبھی وہ اس کا سر با آسانی چوم لیتا۔

"اب تھوڑی تسلی ہوئی کہ شاید نظروں سے بچ جائیں۔"

وہ صارم کے لیے لمحہ لمحہ بے تاب ہو رہی تھی۔

"اب تم بھی ریڈی ہو جاناں"

فاطمہ نے اسکی گال سہلاتے پیار سے تاکید کی۔

"میرا برٹھ ڈے گفٹ ابھی دے دیں، بعد میں دیا آپ نے تو پوری رات اس گفٹ کے زیر اثر جاسکتی ہے"

وہ کیا کہہ گیا اسکا مفہوم وہ اچھے سے سمجھ چکی تھی تبھی چہرہ دہک گیا۔

"ص۔ صارم تم لے چکے ہو"

وہ روہانسی ہوئی۔

"بے وقت لے کر واپس بھی دے چکا ہوں۔ کیا آپ برٹھ ڈے بوائے کے ساتھ اب نا انصافی کریں گی؟"

وہ سراسر مدہوش کرتا جا رہا تھا، خود سے بے خود ہوئے وہ اسکے قریب ہوا، فاطمہ نے اسکی سینے سے شرٹ مٹھی میں جکڑی، چہرہ زردیوں میں ڈھلا۔

"ابھی مجھے خود پر کنٹرول نہیں فاطمہ، تھوڑا جذباتی ہو جاتا ہوں پر میں ڈیسنٹ بننے کی کوشش کروں گا۔ ابھی کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ جب تک آپ مجھے گفٹ نہیں لینے دیتیں میں ریڈی نہیں ہونے والا"

وہ معذرت کرتا بہکتا، مجبور سا لگا تو فاطمہ مسکرائی، اتنی خطرناک سچویشن میں بھی۔

"اوکے پر پھر بعد میں تم شرافت سے رہو گے میرے پاس۔ پرامس می؟"

وہ وعدہ چاہ رہی تھی جبکہ صارم نے ہلکی سی بے صبر گستاخی کرتے ثابت کیا کہ وہ شریف النفس نہیں رہ سکتا۔

"پرامس"

شرارت پکاتی آنکھوں کے سنگ بولتے وہ فاطمہ کو بھی ہنسا گیا۔

"صرف ایک منٹ ہے تمہارے پاس۔ نونج گئے۔ نو ایک پر تم شرافت سے ریڈی ہونے جاو گے"

وہ اسے پھر تاکید کر گئی پر صارم نے اسکی تاکید کہیں اپنے استحقاق میں ہی دفن کر دی، وہ جو تمہید باندھ رہی تھی، اگلے بیس منٹ تک وہ اسے نہ روک سکی نہ کچھ سمجھایا قائل کر سکی۔

دونوں نے گھڑی دیکھی جہاں نونج کر بیس منٹ منہ چڑا رہے تھے، فاطمہ نے اسکو دیکھا جو فخریہ مسکرایا۔

"آپ کے ساتھ وقت پر لگا لیتا ہے میرا کوئی قصور نہیں۔ بائے داوے۔ ایسا تو گھنٹہ بھی کم ہے۔ اب میں جاتا ہوں ریڈی ہونے ورنہ آپ جتنی میٹھی ہیں اس وقت، آگ بھی اگلنے لگ سکتی ہیں میری گستاخیوں پر۔"

وہ خود ہی شرافت ادھار لیتا دانت دیکھائے چل پڑا اور نہ سچ میں پٹ جاتا جبکہ فاطمہ نے چہرے کے مٹے مٹے میک آپ کو دیکھ کر ٹھنڈا سانس بھرا کے اب پھر سے یہ ڈرائنگ کرنی ہوگی، اوپر سے یہ آفت کا پر کالہ سارے بال بھی خراب کر گیا تھا۔

جبکہ اس برتھ ڈے بوائے نے بھی بلیک کے ساتھ ہی ڈارک گرین carduroy جیکٹ پہنے slip_on Shoes جماتے اپنی گرین پری کے ساتھ سجتے باہر انٹری دیتے بھی سراسر نظروں سے اسے چھپڑا۔

خیر یہ شراٹنگزیاں تو عمر بھر چلنے والی تھیں پر فائنلی دس تک برتھ ڈے کا جشن شروع ہوا۔

کیک واقعی بڑا تھا جو نامہ اور میکا نکل دونوں کی طرف سے تھا، دونوں برتھ ڈے بوائےز کو انکی وائفز سمیت وی آئی پی پروٹوکول دیا گیا تھا، کیک کٹنگ سر منی بھی مست تھی پھر ساڑے بارہ تک یہ مستی چلی تھی، وہ بھی سب

تھک ہار گئے ورنہ آثار تو صبح تک کے تھے، مہمان بھی ساڑھے بارہ تک رخصت ہو گئے۔

.._____..

"وہ یہاں رہے گی تو صرام بھی کفر ٹیبل رہے گا اور دونوں ایک دوسرے کی نظروں میں بھی رہیں گے۔ آپ ٹنشن نہ لیں بابا آپکا چھوٹا بیٹا بھی بہت سمجھدار ہے۔ مجھ پر چلا گیا"

وہ سنجیدہ بات میں بھی جب اختتام تک اپنی تعریف گھسا گیا، کاو فی کا بڑا سا سیپ لیتے محترم گھورے جبکہ نوح کھسیانا مسکراتا نظر آیا۔

"ہاں جب تک اپنی تعریف نہ کر لے، روٹی ہضم کہاں ہوتی ہے تجھے"

وہ بابا کو بہت خوش محسوس کرتا تو خود بھی مسرور ہو جاتا، خاص کر جب سے انکی دیشا سے جان چھوٹی تھی وہ بہت آزاد اور خوش رہنے لگے تھے۔

"روٹی کھائی ہی کہاں ہے بابا، کیک کھایا ہے"

وہ زچ کرتے انداز میں مسکرایا تو میکائل بھی مسکرائے۔

"مجھے کچھ بات کرنی تھی تم دونوں سے"

دیشا کی آمد پر دونوں باپ بیٹے کی مسکراہٹ تھی، لیکن توجہ دونوں نے بھرپور طریقے سے دیشا پر دی جو سامنے ہی آکر بیٹھ چکی تھی۔

"جی کہیے دیشا صاحبہ"

نوح نے اسکی طرف دیکھتے سنجیدگی اختیار کی جبکہ میکائل بھی ہمہ تن گوش تھے۔

"میرا یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں بنتا، کیونکہ اب اس گھر کی مالک نہیں ہوں میں سو میں اب جانا چاہتی ہوں"

دیشا نے باری باری دونوں کو کہتے مدعا بیان کیا جسے دونوں محترمین نے تحمل سے سنا۔

"نامہ اور صارم کی ماں ہونے کے ناطے اس گھر کے دروازے آپ پر ہمیشہ کھلے ہیں تو حق کی بات رہنے دیں، کل آخری ہیرنگ ہے۔ ویٹ کریں کیا پتا جیل میں کچھ سال ٹھکانہ مل جائے"

نرم مہربان سی اجازت دیے وہ اختتام تک جان بوجھ کر زرا اس عورت کو سلگا گیا، آخر کو ہاتھ کا گہرا درد دیا تھا کچھ تو سزا بنتی تھی ورنہ کل دیشا باری ہونے والی تھی جسکے بارے خود دیشا کو علم نہ تھا۔

دیشا کی آنکھیں خفیف سی سرخ پڑیں۔

"ٹھیک ہے پھر یہاں سے سیدھی جیل جاتی ہوں، مسئلہ ہی ختم۔ دراصل مجھے یہاں اپنا آپ تم سب پر بوجھ محسوس ہوا تو کہہ دیا۔ گڈ نائٹ"

دیشانے آنکھوں میں کرچیاں سی لیے بات مکمل چھوڑی اور اٹھ کر تیزی سے وہاں سے گئی، میکائل دوغان جو بڑی دلچسپی سے نوح کے تاثرات دیکھنے میں محو تھے، بڑا گہرا پراسرار مسکرائے۔

"تم نے کیوں کہا جیل کا جبکہ میرے خفیہ ذرائع کے مطابق کل دیشا کی ضمانت پکی ہے؟"

نوح جو خوشگوار سی سوچ میں ڈوبا تھا، بابا کے مشکوک استفسار پر ویسا ہی آدھے چہرے کی حدود تک مسکرایا۔

"میرے ہاتھ کے کبھی کبھی اٹھتے درد کا تاوان ایک رات پوری جیل میں کئی سال سڑنے کا خوف ہے بابا۔ وہ کیا ہے کہ مہربان ضرور ہوں پر سزا دینے کے بعد۔۔۔ جائیں سوئیں آپ بھی، کیا پہرا دینا ہے صارم کا آج؟"

وہ نیند سی محسوس ہونے پر انگڑائی سی لیے اٹھا تو اسکی توبہ شکن انگڑائی پر جس طرح میکائل معنی خیز ہنسے، بچارا نوح گھبرا کر سیدھا ٹنشن ہوا۔

"یہاں تو میں باپ سے بھی محفوظ نہیں، کیا کروں میں اتنا سندر کیوں ہوں، اوہیلو میں عنایہ کہیں سے بھی نہیں ہوں تو ایسی بہکی نظروں سے مجھے نہ دیکھیں جو صرف میری جان کا حق ہے"

نوح نے فٹافٹ بابا کو ڈپٹا جو آگے سے فٹے منہ کرتے اٹھے۔

"تو عنایہ کا دس فیصد بھی نہیں، اتنی زیادہ حور تھی وہ۔ اور جان کے کچھ لگتے، جا جان کی جان کھا۔ میں پہرا دوں یا بلی ڈانس کروں میری مرضی۔"

وہ بابا کی کوفت پر ہنسا اور ہاتھ بڑھا کر جاتے میکائل کے بغل میں دو انگلیاں گھساتے گد گدی کی تو انہوں نے گما کر بے اختیار مچلتے چپیر طاری پر نوح بروقت نیچے ہو کر نشانے سے بچا، میکائل دانت نکوستے اسکو دوسرے ہاتھ سے سیک گئے تو اب کی بار دانت وہ نکال رہے تھے اور نوح نے صدمے میں آتے اپنی سیکی گال پر ہاتھ رکھا تھا۔

اسکے بعد میکائل تھے اور انکا بے دم ہوتا قہقہہ۔

"کوئی عزت ہی نہیں ہے میری"

وہ بچگانہ انداز میں زینوں کی طرف بڑھا تو میکائل پیچھے سے پکارے۔

"باہر مل رہی ہے عزت کافی سمجھ، گھر میں شیروں کو بھی بس چھتر ہی پڑتے ہیں۔ جاجان کا سر کھا۔ میری نازک بغل میں اپنی خنجر سی انگلیاں گھسیڑے زرا جو غیرت آئی ہو اس خبیث کو"

وہ بابا کی بڑبڑاہٹ پر قہقہہ مارے ہنسا جبکہ وہ بھی مسکرائے، نوح کمرے تک آیا تو زرا پھر سے چہرہ غصے والا کیا، اپنا فون دیکھا جہاں گیارہ بج کر چالیس منٹ ہو رہے تھے، یعنی نامہ کے پاس اسے منانے بس بیس منٹس باقی تھے۔

نوح نے شرانگیز تاثرات زائل کرتے ڈور ناب گما کر اندر جھانکا پھر اسے کہیں نہ پاتے اندر داخل ہوتے ڈور بند کیا، سامنے ٹیرس کا ڈور بند تھا پر وہاں کی سجاوٹ گلاس ڈور سے نظر آرہی تھی جبکہ دن میں جو بس کمرے میں پھول تھے اب بیڈ کے کنارے پر چھوٹی چھوٹی گولڈن لائٹس آن تھیں

جبکہ روم کی لائیٹ بھی عام سے تھوڑی ڈسٹی اور ڈم تھی مگر اتنی تھی کہ سب صاف صاف دیکھائی دیتا۔

جبکہ اندر ڈریسنگ روم میں وہ مرر کے سامنے وہ ڈریس دوبارہ پہنے سمو کی آئیز والے میک آپ کے ساتھ قیامت بنی سچی تھی، ڈارک ریڈ لپ سٹک تو سیدھا نوح کا قتل کرتی، نامہ کی اس ڈریس کا گلا بھی کچھ ڈیپ تھا، نیٹ کا کافی ورک تھا جو باڈی ریلویل کرنے کا باعث تھا، بال نامہ نے آج بھی پورے کھول لیے، اسکی پوری ٹانگیں دیکھائی دے رہی تھیں کیونکہ ڈریس کی لینتھ بہت شارٹ تھی، وہ لمبی ٹانگوں والی حسینہ آج تو نوح کو ساری زندگی کا ایک ہی بار منالینے والی لگ رہی تھی، پھر ترکش روز پر فیوم کے بھر بھر کر دو سپرے! بس کوئی وار آج خالی نہ تھا۔

"بیوی! آٹھارہ منٹ رہ گئے ہیں۔ کہاں گیا تمہارا مجھے منانے کا دعویٰ!؟"

وہ سوئٹر اتار تاشرٹ کے بٹنز کھول کر ریلیکس ہونے کے ساتھ با آواز بلند اندر چھی بیٹھی شرمیلی کو پکارا جو شرم لحاظ اتارے اب باہر نکلنے کی ہمت جمع کر رہی تھی پر اتنی ٹھنڈ میں ٹھنڈے پسینے آرہے تھے۔

"میں دعوے نہیں کرتی، کر کے دیکھاتی ہوں۔ اٹھارہ منٹ تو بہت ہیں۔ آج ایک منٹ سے بھی کم لگے گا آپ کو ماننے میں"

وہ بھی پر اعتماد ہو کر للکاری، یہ سوچ کر کے وہ نوح کے اس سے پہلے اس سے کہیں زیادہ قریب جا چکی ہے، ہمت آنے لگی پر پھر بھی اس نے ایسے کپڑے پہن کر نوح کو منانے کے بارے کبھی نہ سوچا تھا تو یہ مشکل لگا۔

"ہنہ! اندر بیٹھ کر بس سوکھی دھمکیاں ہی دے سکتی ہو تم"

وہ سٹڈ اتار کر ڈریسنگ میز پر رکھتا ساتھ نامہ کو اکسا بھی گیا۔

"کیا کہا؟ سوکھی دھمکیاں۔؟"

وہ غصیلی ہوتی فائنل لک آئینے میں دیکھے باہر لپکنے کو ڈور تک آئی اور جب تک نوح نے گردن گما کر پلٹ کر دیکھا وہ ڈور کھولے باہر نکل آئی۔

نوح نے اسکو دیکھتے بے اختیار اپنے دل پر ہتھیلی جمائی، نامہ جذبات میں باہر نکل تو آئی پر اب لگا اس آدمی کی یہ ٹھہری آنکھیں اسے موم بنا گئیں اور خود آتش کا روپ دھار گئیں تھیں، کبھی بھی پگھلا دیں گی ہائے!۔

"یہ ایسے ہی مجھے دیکھتے رہے، یہیں کھڑی کھڑی گر پڑوں گی۔ اف نامہ کوئی شال وال اوڑھ لیتی تم۔ نوح کو صدمہ دینا ضروری تھا"

نامہ نے بیچاری سی مسکراہٹ لیے اپنے ڈریس کو خوا مخواہ نیچے کھینچنے کی کوشش کی جو انتہائی ناکام ہوئی تھی کیونکہ ڈریس میں کھینچنے کی قوت سرے سے نہ تھی۔

"اگر میں نے اسے مزید بہک کر دیکھا یہ کنفوز ہو جائے گی اور ممکن ہے چینیج بھی کرنے بھاگ جائے تو نوح ادا دوغان، اگر تمہیں یہ زرا دیرو نہیں چاہیے تو ناراض ہو جاؤ، وہ بس تمہاری ناراضگی میں کنفوز نہیں ہوتی ورنہ ہر معاملے میں اسکی ہواٹائیٹ ہو جاتی ہے"

نوح نے سر جھٹکتے خود کو ہوش دلائی جو نامہ کے روبرو خود کو دلانی ناممکن تھی، اوپر سے نامہ ایسے کھڑی تھی جیسے کسی وقت بھی بھاگ جائے گی تو ابھی نوح کو ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا تھا، وہ نظروں کی شدت مدھم کرنے کے ساتھ نرم سا مسکرایا پھر سنجیدہ ہوا، نامہ اسکی سنجیدگی کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

"تم نے آگ نہیں لگائی اسے نامہ؟"

وہ دونوں ہاتھ جو تڑپ کر اس مومی گڑیا کو محسوس کرنے کو بے تاب تھے، پینٹ کی جیبوں میں دبا کر قابو کرتے زرا سنجیدہ استفہامیہ نگاہوں میں

جیسے ہی بھرے نامہ سے پوچھا وہ جو گھبرا رہی تھی دھیرے سے پر اعتماد ہوئی، اف یہ سوال اور انداز اس لڑکی کے ریزہ ہوتے اعتماد کو واپس تنکا تنکا جوڑنے کا سبب بنا۔

"سوچا ایک بار زندگی بھر کا منالوں آپکو پھر مل کر اسے آگ لگا دیں گے"

نوح کا آئیڈیا کام کیا کہ وہ ادا و خماری کے سنگ خفیف سی بے باک شوخی سے چلتی نوح کی طرف بولتے بڑھی، اگر نوح اپنے اس وقت کے جذبات و ٹھکر شو کر دیتا تو ابھی یہ قدم اسکی طرف بڑھنے ناممکن تھے، وہ دل ہی دل میں خود کو شاباش دے رہا تھا کہ نامہ کو قابو کرنے کے سارے طریقے سیکھ چکا تھا۔

"میں تمہیں اس خلیے میں دیکھ کر اگر مزید ناراض ہو گیا تو؟"

نوح نے خود پر بلا کا کنٹرول کرتے ہنوز برابر ہم سا لہجہ اپنایا، وقت تیزی سے سرکنا جا رہا تھا، وہ بیچ کا فاصلہ مزید کاٹے نوح کے حصار میں آتی دونوں ہاتھ

اٹھا کر اسکی شرٹ کے دو کھلے بٹنز کو چھوتی تیسرے تک انگلیوں کی پوریں سرکائے نوح کی آنکھوں میں لاڈ و محبت سے آنکھیں جما گئی۔

"آپ مجھے اس طرح دیکھ کر بہکے نہیں تو ناراض ہونا ممکن ہو سکتا ہے پر میں نے ایک ریل میں دیکھا تھا جب وائف نے ایسی ڈریسنگ کی تو ہسبنڈ تو اچھل پڑا تھا خوشی سے۔"

وہ زرا اب کی بار ادا اس تھی کہ اس نے اچھلتے نوح کو امیجن کیا پر یہاں تو جناب کا دل گردہ پھیپھڑا سب ڈانسنگ موڈ پر تھا سوائے اس سخت لونڈے کے، نوح کو شدید ہنسی آئی پر وہ خود پر قابو پانے میں کافی اچھا تھا، بے قابو ہوتا قہقہہ مہارت سے حلق کے پار دباتے مخموریت سی ہیزل آنکھوں میں اترنے سے روکی۔

"اچھا تم چاہتی ہو میں بھی خوشی سے اچھل پڑوں، کیا سچ میں روح ادا؟"

نوح نے ایک ہاتھ اپنی پینٹ کی جیب سے نکالتے آگے بڑھا کر نامہ کی کمر پر رکھے تو وہ نوح کے ہاتھ کے گرم بھاری لمس بیک لس کمر پر محسوس کرے بے اختیار خود ہی نوح کے سینے سے جا لگی جبکہ نوح ادا دو غان کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی، نامہ کے سراپے سے اٹھتی مخمور خوشبو اسکے جسم کی خوشبو سے مل کر نوح کی سانسوں میں اتری تو غضب ڈھلنے سا لگا۔

"نوح! میں چاہتی ہوں آپ فیئر ریو دیں، اگر آپ کو اچھا لگتا تب بھی اور برا لگا تب بھی۔ اتنے پر اسرار نہ بنیں کہ میں کنفوز ہو جاؤں۔ دراصل میں اپنے مزاج کے خلاف گئی ہوں تو مجھے بھی تھوڑا آکورڈ لگ رہا ہے۔ پہلے جب آپ پر ڈرگ کا اثر ہوا تب بھی گئی تھی اس حد تک مجبور ہو کر۔ لیکن سچی بات بتاؤں آج میں نے یہ تیاری مجبور ہو کر نہیں کی بس ایک نیا ایکسپریمنٹ لینے کو کر دی کہ اپنی ادائیں دیکھا کر میں آپ کو اپنے حق میں کر لوں گی، منالوں گی"

وہ اسکے بے حد قریب بہت ہی آہستہ آہستہ سانس لینے کے ساتھ بولتی جا رہی تھی اور نوح نے دوسرا ہاتھ بھی جیب سے نکالتے بولتی نامہ کا دھیان بھٹکانے کو اسکے بالوں کی لٹوں کو سنوارتے اسکا ماتھا چوما تو وہ بات مکمل ہوتے ہی دم سادھنے کے بجائے آسودہ مسکرائی، کتنا خوبصورت تھا نوح کا اسے اس فطری جھجک و سابقہ خوف کے اثر سے نکالنا، جھٹ سے باہر کھینچ لینا۔

"میں ازل سے ابد تک بس تمہارے ہی حق میں ہوں روح، اتنا مانا ہوا ہوں تم سمیت تمہاری موجودگی کو کہ روح زمین پر اک نئے طرز کی رضا و آمادگی کا وجود قائم ہو گیا، تم اتنی سچی، پیاری اور کیوٹ کیوں ہو؟ جب سوچتا ہوں ابھی نامہ ادا دوغان کچھ ہاٹ سا کرے گی، تم اور کیوٹنس لے کر آ جاتی ہو"

وہ اسکے ماتھے کو چومنے کے بعد زرارو بروہو تا دونوں بازوؤں میں اسے بساتا

سینے سے لگائے ہی گہرا مسکرا کر فسوں خیزی، پراسراری اور رازداری سے

بولا تو نامہ نے نا سمجھی سے اسے نالاں نگاہوں میں بھرے دیکھا، بھلا یہ کیا

بات ہوئی، کیوٹنس کا یہاں کیا ذکر اور کام، وہ چلتا پھرتا شعلہ جو پل بھر میں

جلا کر سب بھسم کر دے وہ نوح کو کیوٹ لگ رہا تھا، بات تو خفا ہونے والی ہی تھی۔

"کیا مطلب میں اس منی نیٹ سائیڈ سلٹ ڈریس میں ہاٹ نہیں لگ رہی؟"

وہ روہانسی ہوئی منمنائی کیونکہ نوح نے ہنس کر نفی میں گردن ہلائی تھی، وہ اسے اپنے لیے بھرپور پر اعتماد دیکھنے کا خواہش مند تھا۔

"میرا فکر اتنا ہاٹ ہے، میں لمبی ہوں۔ میں آپکے بقول خوبصورت ہوں اوپر سے ایسا ڈریس پھر بھی ہاٹ نہیں لگ رہی؟"

اس بار دگنا صدمہ لیے وہی سوال روئے روئے عکس سے لبریز لہجے میں دہرایا، اب کی بار پھر نوح نے اسکی پھولی گال جھک کر زور سے چومتے ہنس کر ناں کی۔

"نہیں بالکل نہیں"

وہ مستی موڈ میں تھا، نامہ نے تھک ہار کر سانس لی۔

"پھر میں کیسے ہاٹ لگ سکتی ہوں نوح؟"

وہ معصومیت سے ہار مانتے بولی تو نوح نے اسے پکڑ کر پلٹاتے نامہ کی پشت اپنے سینے سے جوڑے دھیرے سے اسکے پیٹ تک ہاتھ لے جا کر روکا تو نامہ نے نا سمجھی سے نوح کی طرف سر اٹھائے دیکھا، چہرہ گمائے کیونکہ نوح دوسرے ہاتھ سے اسے اپنی طرف دیکھنے کو اسکی ٹھوڑی پکڑ چکا تھا، روح تک جھانک لینے والی وہ تیز ہیزل آنکھیں کچھ کہہ رہی تھیں، اسکی روح دل سے سن رہی تھی۔

"تم baby Bump کے ساتھ دنیا کی hottest لڑکی لگو گی"

نامہ نے لب دباتے آنکھوں میں گھلتی مسکراہٹ کے سنگ نوح کو دیکھا، اسکی دھڑکنیں ابتر ہوئیں۔

"سچ میں؟"

وہ بے یقین سا مسکرائی۔

"سچ میں میری جان"

وہ دیوانہ لگا یہ یقین دلاتے، نامہ جلدی سے اسکی بازو سے نکلے واپس اسکی طرف پلٹی اور اسکے گلے لگتی آسودگی سے ہاتھ اسکے اطراف زور سے کس گئی۔

"میں ہمیشہ رشک کرتی رہوں گی مجھے امید اور ارمان سے زیادہ خوبصورت ہمسفر ملا، اب یہ والا ورژن زرا سائیڈ کریں اور بہکے نوح کو ایکٹیویٹ کریں پھر بتائیں میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

نامہ نے جلدی سے یہ رشک سمیٹ کر پھر سے زرا ادا سے بال بکھیرتے نوح کے سامنے رک کر اپنے جلووں و رعنائیوں پر دھیان دلوا یا، یہ لڑکی شریف سے نوح کو ہضم نہ کر پار ہی تھی اور اب نوح سے بھی اپنی شوخ ہوتی طبعیت مزید سنبھالی نہ جا رہی تھی، نوح نے اسے سر سے پیر تک تفصیلی دیکھا تو نامہ

جو مسکرا رہی تھی، نوح کی نظروں کی آنچ سے پھر ڈرنے سی لگی، جسم میں جیسے انگارے دوڑنے لگے ہوں، درجہ حرارت بڑھنے لگتا جب جب وہ جائزہ لیتی نظر کسی من پسند جگہ رکتی، نامہ کی دھڑکن تیز ہونے لگتی۔

وہ چہرے تک آیا تو نامہ کی سانس میں سانس آئی کہ اب وہ بے ادب نظریں بس چہرے پر تھیں پر وہ کیا جانتی اب قدم بڑھنے والے ہیں، وہ دو قدم پیچھے ہوا، وہ نظریں پھر اس مومی بدن کی رعنائیوں سے الجھیں تو نامہ نے جلدی سے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے چہرہ چھپا لیا۔

"یہ تم نہیں ہو، یہ مجھے فنا کر دیتا قہر ہے"

وہ دیوانہ وار اسکی طرف بڑھا تو نامہ نے گھبراہٹ کو لاکھ چھپایا پر وہ چہرے پر آجمی، جسم سے سرد سی لہریں اٹھنے لگیں جب وہ پہلے انگلیوں کے بیچ کی جگہ سے کن اکھیوں سے دیکھتی بوکھلا کر ہاتھ چہرے سے ہٹاتی آگے ہوئی۔

"پہلے سوچا تھا واقعی اس ڈریس کو آگ لگا دوں سچی پھر خیال آیا پہلے آپکو تو اپنے جلووں سے گھائل کر دوں۔ اب بتائیں کہاں گئی آپکی ناراضگی؟"

وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑتی خود ہی اپنی کمر کے گرد لپیٹے اپنی رعنائیوں کے ناقابل برداشت جلووں اور انگ انگ کی اداوں سمیت اسکے چہرے کے قریب ٹھہرے بولی تو نوح نے ہاتھ دباتے اسے اپنے نزدیک پیش کرتے سینے سے لاجوڑا، وہ اس لڑکی کی بڑھتی ہارٹ بیٹ محسوس کرتے سرشار ہوا۔

"میں نے تمہیں اس طرح کے کپڑوں میں اتنا خوبصورت امیجن نہیں کیا تھا تبھی اصرار نہیں کیا کہ پہنو۔ لیکن اب تو تم روز میرے پاس ایسے ہی آؤ بھلے کچھ لمحوں کے لیے، وہ کیا ہے میں بہت شریف بن بھی جاؤں یہ آنکھیں تو تمہارے ہر چہچھے حسن کی بھی عاشق ہیں، ضدی ہیں۔ میرا کہا نہیں مانیں گی"

وہ شرمانے سے زیادہ ایسی تعریف پر ہنسی، وہ اسے پر سکون کرنا، اعتماد دے کر گھبراہٹ سے نکالنا جانتا تھا۔

"یہ بس تب جب آپ سخت روٹھ جائیں گے، مجھے ایسی ویسی بیوی سمجھنے کی ضرورت نہیں۔"

وہ جلدی سے رعب جماتی اسکو لا یعنی خواب بننے سے روک گئی، وہ سچ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی، ایک چھوٹی سی برپا ہوئی قیامت۔

"تم لاکھ کوشش کرو ایسا ویسا بننے کی۔ تم میری روح کا حصہ مجھے کبھی کم زیادہ عزیز نہیں بلکہ بے انتہا عزیز رہے گا۔ ویسے نامہ تم سچ میں ہاٹ سے زیادہ کیوٹ لگ رہی ہو، سوائے اس لپسٹک کے"

وہ نامہ کو بلش کروانے کے درپر اتر اٹھا، جب ہاتھ بڑھا کر نوح نے اس کے ہونٹ کو چھوا تو وہ جلدی سے اسکا ہاتھ مٹھی میں دبا گئی۔

"چلیں میں چلیں۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اسکی زیادہ پر شدت ہوتی نظروں کو مزید نہ سہتی پٹی نوح نے اسکو بازو دبوچے قریب واپس کھینچا۔

"اوہیلو! کونسا چلیج۔ آج صبح تک تم میرے قبضے میں رہو گی۔ ہلی تو جان لے لوں گا"

وہ اسکی گردن کے گرد ہاتھ جکڑتا سختی سے تنبیہ کر گیا۔

"رکی تب بھی تو جان لیں گے"

نامہ نے معصومیت سے احتجاج کیا۔

"تم نے اتنی تیاری کی ہے میرے لیے، روم بھی سجوایا۔ خوشبو والی کینڈل

بھی ہیں۔ ماحول ہے، تمہارا یہ بندہ ایک سال بڑا ہوا ہے تو ایک سال مزید

میچور رو مینس بھی ایکسپرنس کرو آج"

وہ اسکی بیک لیس شرٹ کی اکا دکا ڈوریوں سے ہاتھ الجھا رہا تھا جب نامہ کا

دھیان نوح کی مسکراہٹ نے کھینچا۔

"اس نئے ایک سال میچور رو مینس میں کیا نیا ہو گا نوح؟"

وہ سچ میں متجسس تھی۔

"دیکھو کچھ چیزیں مجھے بھی پتا نہیں ہوتیں کہ میں بہک کے کر دوں گا تو یہ سوال جہاں سے نکالا وہیں دبا دو۔ تم بلکہ سوال کیا ہی نہ کرو"

وہ اپنے مطلب پر آیات و بات ہی گول کر دی، نامہ اسکے ہاتھوں کی گستاخیوں اور بے باکیوں پر پرسکون ہونے کی لاکھ کوشش میں تھی پر گد گداتا مسکرائی آخر کار تو وہ بھی ہنسا۔

"How rude?"

وہ ہونٹوں کو معصومانہ پھلاتی شکوہ کناں ہوئی۔

"Yes I Am! your weapon is ready or not?"

نوح نے نامہ نے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اسکے بہت ہی زرا سے بڑھے نیلز جن پر وائیٹ نیل پینٹ لائنز لگی تھیں دیکھ کر چومے تو نامہ ہنسی۔

"آپ کتنے خوش ہوتے ہیں اپنی کمر چھلوا کر؟ اس کیڑے کو کیا نام دوں نوح ادا؟"

وہ سراسر انفارمیشن میں اضافے کی نیت سے سرگوشی کر گئی تھی۔

"ٹھہرک کا کیڑا"

وہ خود ہی جو ابا کہتا ہنسا تو نامہ نے مچل کر کھکھلاتے دونوں ہاتھ چھڑواتے اسکی گردن میں حائل کرتے باندھے جبکہ نوح اسکے خوبصورت چہرے کی ہنسی پر دو درجے مزید عاشق ہوا۔

"تم ہنستی ہو تو بس ہو جاتی ہے میری"

اک نرم سی محبت بھری جسارت کرتے وہ کہہ بھی گیا، کتنا سچا تھا اسکا یہ بے بس اعتراف۔

"مجھے ہنسا پسند ہے اب، صرف آپکے لیے"

وہ ادا کی روح تھی، کیسے ممکن تھا اب اسکا دامن اداؤں سے خالی رہتا۔

"ہنی مون کا گفٹ ملا ہے، چلو گی پیرس؟"

وہ جلدی سے سر ہلاتی مسکائی۔

"ہمیشہ ہر جگہ۔ جہاں کہیں گے چل پڑوں گی۔ چیل بھی نہیں پہنوں گی"

وہ فدا و قربان ساتھ ہوئی، کمرے میں کچھ انور ٹرنے آگ لگائی کچھ ان دو نے کسر پوری کر رکھی تھی۔

"چیل نہ پہننا، ہیلز پہن لینا"

وہ اسکی ناک چپاتا ہنسا، جانتا تھا اسے ہیلز کتنی پسند ہیں کہ یہ لڑکی پمپرز بھی ہیز والی ہی پہنتی تھی۔

"ہاں ننگے پیر گئی تو آپ کو دکھ لگ جائے گا میرے پیروں کا۔ ہنہ مجھ سے

پیارے جو ہیں آپکو"

وہ خواہ مخواہ اپنے ہی پیروں سے جھیلے ہوئی۔

"بہت پیارے۔ تبھی تو جب بھی تمہارے قریب آیا پہلے پیارا انکودیا۔ کیا کروں تمہارے پیر، ہاتھ بال، تمہاری آنکھیں، گال، گردن، صورت اور تم سر سے پیر ہو ہی اتنی پیاری"

وہ سرخی میں لپٹی مچلنے لگی جب اس کے کھلتے ہاتھ نوح نے جکڑ کر واپس گردن کے پیچھے باندھے۔

"بس کریں"

وہ روہانسی ہوئی۔

"ابھی تو شروع بھی نہیں کیا۔ آج کی پوری رات میری ہے نامہ۔ مکرومت"

وہ اپنے حق کے لیے آج لڑ بھی سکتا تھا۔

"ابھی تو منایا تھا، پھر لڑنے لگے مجھ سے؟"

وہ پھر نمدیدہ ہوئی۔

"تو ایک کام کرو۔ بس تم بولومت آج۔"

نوح نے اسکے بال دائیں طرف کرتے گردن پر ہاتھ پھیرتے اپنے ہونٹوں کی جاندار مہر سے نامہ کے پورے وجود سے جان کھینچی تھی، وہ کانپ گئی۔

"بولوں گی۔ ایسے ظلم کریں گے تو احتجاج چلاؤں گی بھی"

وہ باز نہ آئی تو نوح نے چیلنج ایکسیپٹ کیا۔

"تمہیں پتا ہے میرے قریب تم بول نہیں پاؤ گی تو دعویٰ کیوں میری

جان، ہاں چلاتی ہوئی تم شاید تھوڑی سی ہاٹ لگ جاؤ تو کیری اون۔۔۔ وہ والا چلانا پلیز ردھم والا"

نامہ کا چہرہ دھکنے لگا، اس آدمی کی زبان سچ میں بے قابو تھی، آخری جملے پر تو نامہ کی آنکھیں پھیل گئیں یہ نوح نے کہا کیا ہے۔

"آپ میچور رو مینس کی بات کر رہے تھے، یہ تو مجھے مزید چھپھورارو مینس لگ رہا ہے؟"

نامہ نے آخری حد تک اس بلا سے خود کا بچاؤ کیا جبکہ نوح جو ابھی بس نامہ کے دیدار میں ہی مصروف تھا، شوخ سا مسکرایا۔

"تم میرے ساتھ رہ کر باتونی ہو گئی ہو روح! اوہ گارڈیہ لڑکی کب خوشی خوشی خود میری عزت لوٹے گی۔ کیا میں یہ ارمان لیے ہی کوچ کر جاؤں گا؟"

نوح کی دہائی پر نامہ نے زور سے مکانوح کے کندھے پر جڑا، جبکہ شرم سے چہرہ نوح کی گردن میں گھسا گئی۔

"آپکے پاس عزت رہی کونسی ہے جو لوٹوں گی۔ میرے پاس آپکی عزت لوٹنے کا ثبوت ہے میری جان"

وہ سینے لگی ہی بڑبڑا رہی تھی، نوح نے اسے ویسے ہی بازوؤں میں اٹھاتے اک بہکی نظر ان ملائم ٹانگوں پر ڈالی تو محترم کو لا حول پڑھے نظریں ہٹا کر زرا

ہوش سنبھالنا پڑا، وہ اب بھی ویسے ہی ساتھ چپکی تھی، بس تو کروا چکی تھی، اب seduce کرنے کو اپنی ٹانگیں ہلاتی مچل رہی تھی پروہ بھی ذرا پر سکون ہو کر بہکنے کے موڈ میں تھا۔

"کو نسا ثبوت ہے ایسا؟"

نوح نے اسے میٹرس پر لیٹاتے جھکے جھکے ہی حیرت سے پوچھا تو نامہ جلدی سے لحاف میں چھپتی شرارت بھرا ہنسی۔

"میرا بے بی"

وہ چمکتی آنکھوں سے خود کو پورا لحاف میں چھپاتی منمنائی تو وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوا پھر کمرے میں نوح کا گونجتا قہقہہ اف سارے فسوں کی آگ دہکا گیا، وہ اتنا کھل کر ہنسا کہ نامہ کو اسکی ہنسی دیکھتے ہی اس سے پھر پیار ہو گیا۔

اب اس پیار کے چکر میں اسے نوح کا سارا ٹھکر قبول تھا، صبح تک، وہ موم ہی بن گئی تھی، اور وہ ہیزل آنکھوں والا آتش جو اسے اپنی من پسند شکل میں ڈھال لینے میں اب تو ماہر ہو چکا تھا۔

وہ الگ الگ تھرتھے، ملتے تو یہی لگتا قیامت سماں ہے، زندگی خوبصورت تھی کیونکہ روح ادا ساتھ تھے۔ صارم نے جو گفٹ بروقت لے لیا اسکا فائدہ یہ ہوا وہ اپنے کہے پر قائم رہا، اس نے رات بھر فاطمہ سے بس باتیں کیں، ایک ہی دن میں وہ اسے آخر کتنا پریشان کرتا۔ گفٹ کا ڈنرا گلے دن دونوں نے بہت مزے سے انجوائے کیا تھا۔

اما نل اور مانیہ کارو مینس، انکا پیار چلتا رہا ساتھ اباؤں کی فکر بھی، اف اب تو کچھ ماہ کا انتظار تھا تا کہ کچھ نئے دھماکے ہوں اور پھر وقت نے گزرنا شروع کیا، اگلی ہیرنگ میں نوح کی حکمت عملی کچھ یوں کامیاب ہوئی کہ دیشا ایک کیس سے بری ہو گئی جبکہ دوسرے کیس کو لے کر اسے کچھ پابندیوں کا شکار ہونا پڑا، جیسے وہ اسلحہ زندگی بھر نہ خرید سکتی تھی نہ چلا سکتی تھی، وہ ٹریول

نہیں کر سکتی تھی کچھ عرصہ، وہ کوئی پراپرٹی اور جیولری بھی نہیں خرید سکتی تھی، اسکی آر مین سے طلاق ہو گئی تھی جبکہ آر مین کو کچھ سالوں کی قید کی سزا دی گئی کیونکہ وہ اور کئی معاملات میں مجرم نکل آیا جبکہ اسکے دونوں بچوں کی ذمہ داری نوح لے چکا تھا، دیشانے طلاق اور کیس سے بری ہونے کے بعد بھی صارم اور نامہ کے ساتھ رہنے کا فیصلہ لیا کیونکہ نامہ نے بھی دھیرے دھیرے ان سے اپنی سر دھری کم کی، وہ اپنے دل کے اندر کی وہ محبت نہ چھپا پاتی جس سبب وہ ماں کے لیے جلتی آگ میں کود گئی اور صارم وہ تو ماما سے ویسے ہی بہت پیار کرتا تھا، مانہ اور اماں کے ساتھ ساتھ نوح اور نامہ بھی فائنلی ایک ماہ کے لمبے ہنی مون پر نکلے، یہ وقت ان چاروں کے لیے بہت خوبصورت تھا، نامہ کی کئی ان تینوں نے مل کر کی کیونکہ وہ مٹی ٹوپی تھی جبکہ وہ تین ویلے، بس مستیاں کرتے رہے، فاطمہ کو جلد ہی ولا کے مکینوں کی عادت ہوئی اور ان سب کو فاطمہ کی، صارم نے اپنی پڑھائی کے فوکس کے

ساتھ اپنی بے تابوں پر بھی جلد قابو سیکھ لیا، وہ فاطمہ کو سپیس دینا سیکھ گیا کیونکہ وہ جانتا تھا اس لڑکی کی بھی اپنی زندگی ہے۔

ثریا، ایک ماہ کی ہو سپٹل کئیر کے بعد ابدار کے پاس واپس آ گئیں اور بھائی کے گھر ہی وہ عدت گزارنے لگیں، شمریز خاقان نے پلٹ کر نہ دیکھا پر روزینہ اس سارا عرصہ ثریا سے ملنے آتی رہی، کبھی کبھی کوئی رشتہ نہ ہونے کے باوجود دل مضبوطی سے جڑھ جاتے ہیں۔

امائل اور مانیہ ہر دو دن بعد ڈنر ابدار صاحب کی طرف کرتے، جبکہ مانیہ نے ڈیڈ کے ساتھ بزنس سنبھالنا بھی شروع کر دیا، نامہ کے سارے خواب پورے ہو گئے سوائے ماسٹر کے تو وہ بے بی کے بعد اس بارے بھی سوچنے والی تھی۔

ساڑھے چار ماہ گزر گئے، سب کی زندگی میں ٹھہراؤ آ گیا، لیکن ابھی بہت کچھ سمٹنا باقی تھا۔

نامہ کی پریگنسی ہنی مون پریڈ کے بعد ہی سویر ہونے لگی تھی، صبح سو کر اس سے اٹھنا مشکل ہونے لگا، پیروں میں سوجن ہاتھ پیر ریڈ، کبھی کبھی تو دونوں ٹانگیں سوجا تیں، اور نیند کے کئی مسائل تھے اور سب سے بڑھ کر اسکا وزن تیزی سے بڑھ رہا تھا پر نامہ نے اس سب کو نارمل لیا لیکن نوح نے یہ سب ہر گز عام نہ لیتے کرن سے یہ تھرڈ منٹھ کے شروع ہوتے ہی ڈسکس کر لیا جس سے یہ پتا چلا کہ وہ ایک نہیں، دو بچوں کی ماں بننے والی ہے، اور ان میں ایک بیٹا اور دوسری بیٹی تھی۔

ہاں یہ وہ خوشی تھی جو اتفاقاً نوح ادا دوغان کو پہلے پتا چل گئی شاید اس لیے کہ وہ نامہ کا ایمو شنلی، فزیکلی اور مینٹلی بھرپور دھیان رکھ سکے، کیونکہ وہ اپنے ویٹ کو لے کر بہت فکر مند رہنے لگی تھی، نوح نے یہ نیوز نامہ کو نہیں دی تھی ابھی بس یہ کہا تھا اسکا بے بی بہت بگ بوائے ہے، کیونکہ کرن کے بقول بعض اوقات کچھ مدرز ایسی سچویشن میں سٹریس میں چلی جاتی ہیں کہ وہ دو بچے ساتھ کیسے پیدا کریں گی تو انکو آہستہ آہستہ اس چیز کے لیے کنونس کرنا

پڑتا ہے اور نوح بھی یہی چاہتا تھا وہ اسے پین لیس ڈیلوری کے میٹھ کے ساتھ ہی ٹونز کی نیوز شادیوں پر ہی دے کیونکہ نوح پچھلے چار ماہ سے سیو اور پین لیس ڈیلوری کی تلاش میں تھا جو انجکشن ٹریٹمنٹ پچھلے ہفتے ہی استبول کے ایک گائنی ہو سپٹل میں آچکا تھا تبھی اسکا یہی پلین تھا کہ نامہ کی ڈیلوری استبول میں ہو اور اسکے لیے اب سلطان ولا کو آباد کرنے کا وقت آچکا تھا کیونکہ ثریا اور دیشادونوں کی عدت ختم ہو چکی تھی، اور نوح بھی یہی چاہتا تھا نامہ یہ ایونٹ ابھی دیکھ لے کیونکہ ٹونز کی وجہ سے اسے آخری تین ماہ بیڈ ریسٹ کرنا تھا تو بس کچھ ہی اسکے ٹریول اور عیاشی کے دن بچے تھے۔ جبکہ باقی کیپلز ابھی ایک دوسرے کے ساتھ مزے سے اپنا وقت گزار کر عیاشی پر لگے تھے۔

.._____..

اس وقت سٹنگ لاونچ میں حیرت انگیز خاموشی کا راج تھا، خرد صاحب اور فیروز صاحب کے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں کیونکہ اتنے ماہ بعد نوح اور

امائل کی بند پٹاری سے سانپ نکل آیا تھا، رات میں دونوں کا اگین اپنی پھلجڑیوں سے نکاح تھا اور دونوں دلہے حیرت کدوں میں اترے محسوس ہوئے، نامہ، مانہ اور امائل تو مسکرا رہے تھے البتہ نوح کو خدشہ تھا کہیں یہ ہنڈ سم بڈھے جو کچھ وقت سے ایکسٹر اپنی دیکھ بھال میں لگ کر چمکتے نظر آرہے تھے، منہ پھاڑ کر انکار ہی نہ کر دیں۔

"اس سے زیادہ خاموشی مجھے ہضم نہیں، جواب دیں بڈیز۔ خردانگل آپکو ثریا آنٹی دوبارہ اور فیروزانگل آپکو دیشا صاحبہ پھر سے ملیں تو تین بار قبول ہے کہنے کا کیا لیں گے"

نوح نے ہی اس خاموشی کو توڑا جبکہ ٹرانس کی سی کیفیت چھناکے سے ٹوٹی، اف سب ہی دلہاز ٹوبی کے جواب کے منتظر تھے۔

"تمہاری جان لیں گے نوح بچے، یہ ہماری عمر ہے نکاح کی؟"

خرد صاحب فوراً سے گھبراتے سے منمنائے جبکہ فیروز سلطان بھی صدمے سے نکل کر یار کے حمایتی بنے پر سامنے بھی نوح تھا، پچھلے چار پانچ ماہ سے ان دونوں ہنڈ سم بڈھوں کے بدلتے لچھنوں کا جشم دید گواہ تھا کیسے یہ دو اندر ہی اندر خود کو اپنی محبوباؤں کے لیے سنوارنے سجانے پر لگے تھے، اب دونوں نے نوح کو مجبور کر دیا۔

"اچھا تو یہ جواتے مہینوں سے آپ دو لگتار جم جا رہے ہیں چھپ چھپ کر، وہ کیا تھا، دیکھو دیکھو سب انکی تو باڈی شادی بھی بن چکی ہوگی"

نوح نے اٹھ کھڑا ہوئے با آواز بلند آخر دونوں کا پول جب کھولا تو دونوں ہی گھبراہٹ کے مارے اٹھے جبکہ پیچھے سے نامہ، اما نل اور مانیہ نے بیک وقت "ہااا" کا نعرہ بلند کرے تعجب کا اظہار بھی بیک گراؤنڈ میوزک سا دیا، نوح کو دونوں بچارگی سے گھورے جیسے کہہ رہے ہوں تو باہر مل بیٹا۔

"ایسا کچھ نہیں بچو یہ ہمیں پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے بس"

اب کی بار فیروز سامنے آئے جبکہ نامہ جو مزے سے اپنی گود میں پاپ کارن باول رکھ کر کھا رہی تھی، دبا سا ہنسی ساتھ وہ دوسرا کیل بھی منہ چلاتا فیروز انگل کی معصومانہ بچ نکلنے کی کوشش پر کھسیانہ مسکراتا نظر آیا جبکہ نوح نے دونوں ہاتھ کان کو لگاتے جھک کر میز پر "ٹھک" کرے شہادت کی الٹی انگلی ماری جس کا مطلب تھا کیسا الزام لگایا جا رہا ہے اس معصوم پر۔

"اچھا ٹھیک ہے بھی اگر یہ الزام ہے تو میں جا رہا ہوں ان دو حسیناؤں کے لیے دوہاٹ سے لڑکے ڈھونڈنے میرج بیورو، کوئی چلے گا میرے ساتھ تم تینوں میں سے؟"

نوح جانتا تھا گھی ٹیڑی انگلی سے کیسے نکالنا ہے جبکہ فیروز اور خرد صاحب کے چہروں کی اڑائی ہوا یوں سے وہ چاروں محتوظ تھے پر اٹھ کھڑا ہونے کو تیار ہوئے، نامہ کو مانہ نے اٹھنے میں مدد کی کیونکہ وہ baby bump کے ساتھ ابھی سے خود اٹھنے میں ناکام تھی، جبکہ اما نل کو نوح کی کوالٹیز پر پورا بھروسہ تھا۔

"ہم تیار ہیں"

نامہ، امانل اور مانیہ نے بیک وقت آواز ملائی جبکہ دونوں بڑھے ہنڈسم ایسے تھے جیسے ابھی رو دیں گے۔

"اچھا اچھا سنو! اگر تم سب ہمیں اتنا ہی مجبور کر رہے ہو تو ہم مل بیٹھ کر اس بارے سوچ سکتے ہیں"

اب کی بار خرد صاحب زرا مصالحت سے چاروں سے مخاطب ہوئے اور فیروز صاحب معصومانہ سے انداز میں آنکھ چراتے نظر آئے۔

"سوچنا کیا ہے۔ سلطان والا کا جو کچھ کام ہو رہا تھا رینویشن کا وہ آج مکمل ہو گیا ہے اب آپکو وہاں شفٹ ہونا ہے فیروز انکل تو کوئی بیوی تو چاہیے ہوگی جو آپکا دھیان رکھے۔ میں اپنی نامہ نہیں دینے والا اور نرسوں کا کیا اعتبار، کم از کم دیشا سدھرے ورژن والی آپکا خیال تو رکھے گی اور رہی بات آپ کی خرد انکل اب اس فارم ہاؤس کے یہ جو آپکے دولاڈلے ہیں انکو جہانگیر انکل نے

گفٹ کیا ہے یہیں قریب کا ایک خوبصورت گھر تو انکو بھی وہاں چلتا کر کے
آپ زرا اپنی جوانی کے دن واپس لائیں۔ کیا بڈھوں کی کوئی زندگی نہیں
ہوتی۔ خود سوچیں؟ ہم سب جب آپکے اس فارم ہاؤس پر آیا کریں گے تو کیا
آپ اکیلے ویلکم کیا کریں گے ہمیں۔۔۔ اف یہ میرے نازک دل سے کہاں
دیکھا جائے گا"

اب کی بار وہ باتوں کی مشین بولتا گیا اور دو بڈھے تو شکڑ ہوئے ہی وہ تین سوئی صورتیں بھی ششدر ہوئے نوح کا چہرہ دیکھ کر یہی سوچ رہے تھے اس بندے کو اللہ نے آخر اتنا ٹیلنٹ کیسے دیا کہ یہ خرافاتی دماغ اتنا سپیڈی چلتا ہے، اب تو یہ کہنا درست تھا کہ نوح کی اپنی ٹیم حیران و سن ہوئی تھی۔

"اف سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ کیا میں عجوبہ ہوں؟"

نوح نے چڑ کر پانچوں باشندوں کو گھر کا، سب ہی گھور جو رہے تھے پھر سب نے بیک وقت سر ہلایا تو نوح نے نخل سا ہوتے سر کھجایا۔

"نوح! اتنا پیارا دل ہے آپکا میری آنکھوں میں آنسو آگئے"

نامہ نے ہاتھ میں پکڑا بول مانہ کو تھمتے فلمی لہجے میں آنکھیں پٹپٹائیں تو وہ دباسا مسکراتا نظر آیا۔

"میری اونجنل ماما کی عقل و فراست کو نظر نہ لگے۔ ہائے"

مانہ نے تو پورا بول ہی وارڈالا جبکہ نوح نے بیچاری سی نظر امائل پر ڈالی جیسے کہہ رہا ہو تو پیچھے نہ رہ بھائی۔

"بھائی آپ ہیرے ہیں"

امائل نے دانت دیکھائے۔

"میرے ہاتھ کے تراشے ہوئے۔ شاباش لڑکے"

نامہ نے اسکی کمر شاباشی سے تھپکی اور اس بیچ وہ دو یار کچھ گھس پھس فرما کر واپس ہمہ تن گوش ہو چکے تھے۔

"کیا وہ دونوں مانی ہوئی ہیں؟"

بڑے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ خرد نے فیروز کو آگے کیا کہ وہی زرا تسلی کریں کیونکہ انکی زرا کم ٹانگ کھینچی جاتی۔

"آپ نے صارم دوغان کا نام سنا ہے؟"

نوح نے چمکتی آنکھیں لیے دونوں کو دیکھا، اب کی بار سب نے نا سمجھی سے نوح کو دیکھا، اپنی ٹیم نے بھی جبکہ نوح اور امائل پر اسرار سے ہنسے کیونکہ لیڈیز کو منانے کا کام فاطمہ، میکائل دوغان اور صارم کے سپرد وہ اس سے پہلے ہی ڈال آئے تھے، دیشا آسان ٹارگٹ تھی تبھی میکائل دوغان کو یہ فرض سونپا گیا کہ انکا دیشا پر زرا عجب قائم تھا، جبکہ وہ چھٹکے دونوں پہلے ابدار صاحب کے گھر پہنچے تھے، ثریانے ابدار صاحب کا آفس ہی سنبھال لیا تھا، وہ فری نہیں رہنا چاہتی تھیں تبھی وہ لوگ آفس ہی پہنچے۔

"میں منانے میں اچھی ہوں کیا صارم؟"

وہ لوگ ویٹنگ آفس روم میں لا بٹھائے گئے جب فاطمہ نے نروس ہوتے صارم کا ہاتھ کس کے پکڑا۔

"آپ نے مما کو مینٹلی ان مہینوں کافی حد تک نارمل کر دیا، آپ منانے میں نہ سہی، سمجھانے میں بہت اچھی ہیں فاطمہ"

اب جا کر فاطمہ کو تسلی مل گئی تو بیٹھاسا مسکرائی، ثریا کو جب بتایا گیا کہ نوح کا چھوٹا بھائی و دوائف آیا، وہ اپنی میٹنگ جلدی ختم کیے انھیں مزید انتظار نہ کرواتی ملنے پہنچیں، دونوں کو بہت پیار سے اس نے ویلکم کیا۔

"تم دونوں گھر آتے ناں، یہاں تو میں تم دو کی خاطر تواضع بھی نہیں کر سکوں گی"

ثریا نے لاونچ کی طرف آ کر انکو بٹھایا اور خود بھی آفس لیڈی بنی بہت ہی بدلی لک کے ساتھ مسکراتیں سامنے ہی بیٹھی، شاید جس قید میں رہ کر ثریا بتول کے رنگ جھڑ گئے، وہ بھائی کے ساتھ اور بیٹے کی واپسی نے واپس ذات

پر اوڑھادیے اور اب اک کمی تھی کہ انکی مسکراہٹ لوٹ آتی جو شاید بس
خرد قریشی کے بس کی بات تھی۔

"وہاں بھی آجائیں گے رات میں آنٹی، ابھی ہم رات آنے کی اجازت ہی
لینے آئے ہیں"

صارم نے ہی مسکرا کر مدعے پر آتے بات کا آغاز کیا جبکہ ثریا زرا کنفوز
ہوئیں، دونوں کو باری باری دیکھا۔

"میں سمجھی نہیں میرے بچو! جیسے وہ میرے امانت اور مانیت کا گھر ہے ویسے تم
دو کا، نوح اور نامہ کا ہے۔ پھر اجازت کیسی؟"

وہ ایسے سادہ جواب کو دینے کے ساتھ پریشان ہوئیں جبکہ وہ دو مسکرائے۔

"اجازت اسکی کہ کیا ہم خرد انکل کے لیے آپکو آپکے بھائی سے چرالے
جائیں پھر؟"

اس بار فاطمہ نے نرم سے لہجے میں بہت سامان بھرتے کہا جبکہ ثریا یکدم
چپ سی ہو گئیں۔

"خرد نے اتنے ماہ سے مجھ سے ملنے کی کوشش نہیں کی، بیٹے کی ماں کے ناطے
بھی حال نہیں پوچھا تو وہ دوبارہ سے مجھ سے نکاح کیوں کرے گا؟"

ثریا کا سوال برحق تھا جس کا جواب نوح اور امانل نے ان دو پیغام رسائی کرنے
والوں کو ازبر کیے بھیجا تھا۔

"آپ عدت میں تھیں شاید اس لیے، پھر یہ بھی تو دیکھیں آپ چھوڑ کر
گئیں انھیں۔ وہ تو آج بھی وہیں کھڑے ہیں۔ سب سے بڑی بات انہوں
نے آپ کے بیٹے کو اتنے سال سنبھالا، اکیلے۔ تھوڑا تو آپ کو بھی پلٹنے کی کوشش
کرنی چاہیے۔"

وہ ان بچوں کو اب کیا کہتیں، سمجھ سے باہر ہوا۔

"وہ ایسا چاہتا ہے کیا؟"

ثریانے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد سوال کیا۔

"وہ تو راضی بیٹھے ہیں آنٹی، بس عدت ختم ہونے کا ویٹ کر رہے تھے۔ دیکھیں آپ ہمیں چھوٹا سمجھ کر ہچکچائیں مت۔ ہم دونوں بہت سمجھدار ہیں، تو آپ بتائیں ہم آجائیں رات کو ڈھول وول لے کر؟"

صارم نے اس بار زرا شوخی سے پوچھا فاطمہ نے بھی امید افزاء ہوئے انکو دیکھا جو دھیماسا مسکرا کر سر ہلا گئیں۔

"اگر وہ مجھے موقع دینا چاہتا ہے، ہمارے امائل کے لیے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ تم سب آسکتے ہو گھر"

ثریانے دھیماسا نرم لہجے میں جب جواب دیا تو صارم فاطمہ تو خوشی سے مسکرائے ہی، ڈور کے پاس کھڑے ابدار صاحب کا دل کھل سا گیا، آنکھیں خفیف سی نم پڑیں۔، ابدار صاحب نے فون نکال کر نوح کو گرین سگنل دے دیا کیونکہ یہ سب ملے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف دوغان ولا میں سٹنگ

لاونچ میں رکھے کاوچ پر اس وقت دیشا اور میکا نل بیٹھے تھے، دونوں پرانی باتیں چھیڑ کر گلے شکوے اور حساب کر رہے تھے، دونوں نے ایک دوسرے سے بہر حال بہت زیادتیاں کی تھیں۔

"کیا تمہیں واقعی مجھ سے محبت ہے ابھی بھی؟"

آخر شکوے تھے تو میکا نل نے دوستانہ سے انداز میں دیشا سے سوال کیا تو وہ زخمی سا مسکرائی، ہاں اب وہ کافی بدل گئی تھی، وہ اب اپنے بچوں کے لیے جیتی تھی، اس نے بال بڑھا لیے تھے، وہ ڈریسنگ سادہ کرنے لگی تھی، وہ اب سچ میں عورت نہیں، ماں لگتی تھی جسے سجنے سنورے کی فرصت ہی نہ تھی، نامہ کا دھیان رکھنے میں ہی اس کا دن نکل جاتا، کیونکہ جب نوح ولانہ ہوتا تو اکثر دیشا نامہ کے آس پاس رہتی تاکہ نامہ کو کچھ بھی چاہیے ہو وہ دے سکے۔

"اب تو مجھے بس میرے تینوں بچوں سے محبت ہے، تم سے محبت نہیں رہی پر نفرت بھی نہ ہو سکی۔ کیونکہ تم مجھ سے کی زیادتیوں میں برحق تھے میکاگل"

بہت دیر سوچنے کے بعد دیشا نے جواب دیا۔

"ہم زندگی میں بس اک بار محبت کرتے ہیں جو سچ میں محبت کہلانے لائق ہوتی ہے دیشا، میں نے وہ عنایہ سے کی۔ اسے مرتے وقت جانتی ہو کیا ڈر تھا کہ کوئی میکاگل دوغان کے اسکے علاوہ قریب نہ آجائے۔ اور دیکھو میں نے اسکے ڈر کو اسکے مرتے ہی سچ کر دیکھایا۔ تمہیں مجھ سے محبت ہوئی تو غلط تم نہیں تھی، لا حاصل کو حاصل کرنے کی تمہاری کوشش غلط تھی، میں تمہارے بچے کا باپ بن کر بھی تمہارا نہیں ہو سکا۔ اسے انصاف کہو یا عنایہ کی آہ! سمجھ سے باہر ہے۔ اور تمہارا میری زندگی سے نکل جانا میرے لیے عنایہ سے کی زیادتی کی معافی مانگنے کا موقع ہے تو میں بہت خوش ہوں۔ وہ بیس سال تک میرے خواب میں آئی تو روٹھی ہوئی پر اب تھوڑی تھوڑی

آمادہ دیکھائی دینے لگی ہے۔ اک تمہارے میری زندگی سے نکلنے نے بہت کچھ ٹھیک کر دیا دیشا۔ صرف میرے لیے نہیں، یہ سب ٹھیک ہونے کی دستک تمہارے دل پر دی جانے والی ہے"

ساتھ رہ کر وہ اچھے ہمدرد ضرور بن گئے تھے، کبھی کبھی ہم غلط بندھوں میں بندھ کر بھی بہت کچھ اپنے نام غلط لکھوا لیتے ہیں، جیسے شاید ان دو کے بیچ ہمدرد کا رشتہ زیادہ معتبر اور عمدہ بنتا۔

"کیسی دستک؟"

وہ نا سمجھی سے میکائل کا چہرہ تنکے لگی۔

"فیروز سلطان تک واپسی کی دستک، وہ تمہاری زندگی میں آئے سارے

مردوں میں واحد ایسا تھا جو سچ میں تم سے وہ والی محبت کرتا ہے جو بس ایک بار ہوتی ہے دیشا"

میکائل نے اپنے لہجے کو مزید شریں کیا، دیشا کی اداس سی آنکھیں نمی سے بھرنے لگیں۔

"لیکن اس نے کہا تھا اس نے مجھے معاف کر دیا اور اب سب ختم، اس نے نہ واپس مجھے بلایا نہ میں نے پلٹنے کی کوشش کی۔ وہ مجھ جیسی مصیبت ایک بار پھر زندگی میں ڈیزرو نہیں کرتا میکائل، پہلے ہی ہارٹ پشینٹ ہے"

وہ نظریں جھکا کر اپنا گرین ٹی مگ اٹھائے دوسری جانب دیکھنے لگی جبکہ میکائل دلفریب مسکرائے۔

"یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ تمہاری زندگی میں آئے سب مردوں میں سے بس وہی دل کا مریض بنا"

اس بار میکائل کا لہجہ بہت کچھ جتانے سا تھا، وہ پھر سے میکائل کو دیکھنے لگی، پلکوں پر جیسے شبنم سی آٹکی تھی۔

"کیا کہنا چاہتے ہو میکائل؟"

وہ نمدیدہ نگاہوں سے دیکھے جھنجھلائی۔

"واپس چاہتی ہو اسے اپنا؟"

اس بار سوال سچ میں دوستانہ لہجے میں آیا۔

"ہاں پر وہ نہیں چاہے گا"

وہ خطرناک حد تک ناامید و مایوس تھی۔

"چاہتا ہے۔ آج رات سب بچے پلین کر رہے ہیں۔ ثریا بھا بھی اور خرد بھائی

کے ساتھ ساتھ تم دو کے نکاح کی بھی۔ وہ بڈھے تو مان گئے۔ تم بتاؤ کیا

جواب ہے تمہارا۔۔۔ سلطان والا جو استنبول کے سب سے مہنگے اور

خوبصورت گھروں میں شمار ہوتا ہے، اسے کسی اور کو بسانے کی اجازت دے

دوگی؟۔ کیا تمہیں اپنا گھر نہیں چاہیے؟ کیا فیروز کے ساتھ گزرے ان پانچ

چھ سالوں کے بچے تمہیں کبھی بھی اس کی لٹائی محبت سے انسیت نہیں

ہوئی، وہ کسی کو بھی اپنے اخلاق و کردار سے اپنا گرویدہ کر لیتے ہیں۔ تم کیسے نہ ہوئی دیشا؟"

بہت سادہ دتھا میکائل کے لہجے میں، جبکہ دیشا نے نظریں جھکا لیں کیونکہ وہ جانتی تھی اب مضبوط نہیں رہی، بات بات پر رو پڑتی ہے، ہاں اسکے آنسوؤں نے میکائل کے سارے سوالوں کا جواب دے دیا تھا، اور میکائل خوش تھے وہ سارے جواب دلسوز تھے پر مثبت رنگوں میں لپٹے تھے۔

میکائل نے بھی نوح کو سگنل دے دیا، جبکہ تیاری شروع کروانے کا کام امائل اور مانیہ کے سپرد کیے وہ زراروم میں آیا تھا کیونکہ نامہ کو واش روم جانا تھا، وہ ہر گھنٹے واش روم جا جا کر تھک جاتی تھی، نوح نے بابا کے گرین سگنل کو دیکھتے گہری سائل دی اور اسی بیچ اسکی baby Bump حسینہ واش روم سے اکتائی ہوئی نکلی تو نوح اسکی بری بنائی شکل پر مسکراتا اسکی طرف بڑھا۔

"نوح! میرا پیٹ کچھ زیادہ ہی ہیوی نہیں ہو رہا، ایسا لگ رہا ایک نہیں چار بچے ہوں۔ میں باقی کے تین چار ماہ کیسے سروائیو کروں گی۔ اف میں تھک گئی"

وہ رونے کے دہانے آتی نوح کے عقب سے حصار تے ہی اپنا وزن اس پر ڈال گئی، کیا کیا سوچا تھا نوح نے کہ یہ لڑکی baby Bump کے ساتھ ہائٹنس پھیلائے گی پر اسکی توسستی ہی کم ہونے پر نہ آرہی تھی۔

"ابھی تو تم ہاٹ لگنا شروع ہوئی ہو، اف باقی ہر طرف سے پرفیکٹ شیپ میں اور پیٹ گول مٹول۔ مجھ سے پوچھو تمہارا یہ روپ کتنا قاتلانہ ہے"

نوح نے اسکے پیٹ کے ابھار پر ہاتھ سہلاتے ساتھ میں لاڈلی کی گال چومی تو وہ اداس سا بلش کی، آئینے میں وہ خود کو بس نوح کے یوں پاس ہی ہاٹ لگتی کیونکہ وہ تھا ہی ایسا۔

"بس کریں نوح، کہاں ہے قاتلانہ۔ اتنا پیٹ تو سیون منتھ میں ہوتا ہے۔ اوپر سے بار بار واش روم جانا۔ پھر میرے سے تو لگتا ہے عنقریب چلا بھی نہیں جانا"

وہ پھر سے دکھی ہوئی، نوح نے مزید لاڈ جتاتے گرفت مضبوط کی۔

"میں اٹھا اٹھا کر پھر لوں گا۔ تمہیں کیوں فکر ہے اسکی؟"

وہ دھیماسا مسکرائی۔

"آپ کو رسک پر خود ڈرائیونگ کرنی پڑتی ہے، ریس میں بھی پارٹ نہیں

لے سکی پھر۔ میری حالت نے کچھ کرنے جو گا نہیں چھوڑا۔ کیسے فکر نہ

کروں۔ اب تو دل چاہتا ہے آپکو کوئی اور ڈرائیور رکھنے کی اجازت دے

دوں۔ جب آپ ڈرائیو کر رہے ہوتے ہیں میرا دل دھک دھک کر رہا ہوتا

ہے"

اس لڑکی کی فکریں ایسے ہی تھیں، جب شروع ہو تیں تو تھمنے کا نام نہ لیتیں۔

"دل دھک دھک نہیں کرتا۔ بے بی بوائے اندر ہونے کا احساس دلاتا ہے
میری جان۔ خیر یہ چھوڑو۔ بتاؤ خوش ہو ماما بابا کے لیے؟"

وہ اس سے بھی اک بار پھر تسلی کروانا چاہتا تھا، نامہ نے اس کے پیٹ پر بندھے
ہاتھ کھولے اور زرا سنبھل کر سامنے ہوئی، بھوری آنکھیں بے حد خوشی
سے بھری تھیں۔

"بہت خوش۔ آپ اتنے اچھے کیوں ہیں،"

نامہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا تو نوح نے اس کے دونوں ہاتھوں پر ہاتھ
رکھتے نامہ کا ماتھا آسودگی سے چوما۔

"بس تمہارا اثر ہے مجھ پر۔ خیر تمہیں اب بڈیز کے نکاح کے بعد ایک
سرپرستوں گا۔ شاید جو تم اپنی طبیعت سے بیزار ہو اس سے باہر نکل آؤ"
نوح نے اسے تجسس میں ڈالتے ایک سائنڈ کیا وہ ہوئی بھی۔

"مجھے شدت سے انتظار ہے"

وہ چہکی۔

"میری ہاسٹس گرل، تمہیں پتا ہے تم مجھ سے بھی زیادہ گلو کرتی ہو اب۔"

وہ اسے ایسے کئی اظہار دیتا تھا جنہیں سن کر نامہ میں اس پر یکنسی ٹائم کو گزارنے کی ہمت آتی۔

"نہیں۔ جب آپ بتاتے ہیں تب پتا چلتا ہے"

وہ اسکے گلے میں باہیں پروے بولی، نامہ کی مسکراہٹ وہ ایسے ہی واپس لوٹا دیتا تھا۔

"میری جان! کچھ چاہیے تمہیں۔ جب تک ہم رات کے لیے تیاری کرتے ہیں تم ریست کر لو تھوڑا۔؟"

وہ اسکی تھکن کا خیال کرتے بولا تو نامہ نے جلدی سے نفی میں گردن ہلائی، آج اسے کہاں آرام کی طلب تھی۔

"ناں۔ میں فریش ہوں۔ مجھے بھی سب تیاریوں میں گھسنا ہے اپنے بے بی سمیت پلیرز"

وہ جلدی سے معصومیت سے اصرار کرنے لگی۔

"ٹھیک ہے لیکن تھک مت جانا۔ پھر ایسے رات میں ٹن ہوتی ہو میں کس سے بھی محروم ہو جاتا ہوں"

نوح نے اسکی گال سہلاتے شکوہ کیا، وہ اضافی گلاب لگنے لگی تھی اوپر سے ڈریسنگ بھی زرا کھلی تھی، ایک باریک شال اپنے گرد اوڑھے رہتی تو زیادہ ہی حسین لگتی۔

"کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے ناں، یہ بگ بوائے جب باہر آئے گا پھر ہم مل کر آپکو کسیاں کریں گے۔ یہ آپکے گالوں پر میں لپس پر۔ اوکے؟"

وہ دور کے خواب دیکھا رہی تھی اور اف معصوم سانوح اسکی باتوں میں آرہا تھا۔

"ڈن، آجا وہم دونوں کے لیے کچھ ڈیشننگ ساڈریس سلیکٹ کرتے ہیں۔ آج دلہے لگنے چاہیں وہ۔ امائل اورمانیہ کو میں نے ثریا آنٹی کی طرف بھیجا ہے تاکہ زراادھر بھی ان کو تسلی ملے تھوڑی"

نوح نے اسکو اپنے ساتھ لگاتے دروازے کا رخ کیا تو وہ ڈور کے پاس آکر رکی اور نوح کو سوفٹ سی کس کیے سائل کرنے لگی، نوح نے جوابا اسے پیار بھری بے خودی سے دیکھا، پھر دونوں ہی زرا سنجیدہ ہوتے باہر نکلے جبکہ دوسری طرف ثریا بتول گھر آچکی تھیں اور امائل اورمانیہ انکے دائیں بائیں بیٹھے تھے، ثریا کا ایک ہاتھ امائل کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا مانیہ کے ہاتھ میں۔

"میں نے بہت سالوں ڈیڈی اور آپکو ساتھ دیکھنے کی حسرت پالی ہے، اب اس حسرت کے دور ہونے کا وقت ہے تو آپ کیوں رورہی ہیں؟"

اما نکل کا لہجہ اداس تھا اور مانیہ اس سے دگنی افسردہ کیونکہ ثریا کا احساس جرم ہر اہو گیا تھا۔

"اس لیے کہ میں نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ وہ کیسے مان گیا ایسی عورت کو اپنا ساتھ دینے کے لیے جس نے اسے بری طرح دھتکار کر چھوڑا تھا؟"

ثریا کی آواز ابھی بھی بھیگی تھی، لہجہ کانپ رہا تھا۔

"کیونکہ وہ آپ پر آج بھی رکے ہیں، ناراضگی اور لا پرواہی کے خول تلے انکی وہ ذات چھپی جسے بس آپ کی پرواہ ہے، آپ کی چاہ ہے۔ بھلے ہم سب مستی مستی میں یہ دو نکاح کروارہے ہیں پر آپ چاروں ان جڑتے رشتوں کی اصل اہمیت سے واقف ہوں گے۔ اس عمر میں جب من پسند ساتھی ہاتھ تھامنے کو ہو تو سانسیں آسان ہو جاتی ہیں"

وہ بے حد محبت سے ثریا کے آنسوؤں کو پونجھتا گیا اور اس عورت کو تسلی تھا گیا۔

"تم مجھے مما کہو گے پھر؟"

اس سوال پر تو امانل اور مانیہ دونوں کی آنکھیں سرخ پڑیں۔

"کہوں گا"

وہ بھی زرا جذباتی ہوا جبکہ ثریا نے دونوں کو خود سے لگاتے بھیگی آنکھوں سے مسکرا کر ہاں کی، جبکہ پھر اپنے آنسو خود صاف کرے وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور پلٹ کر اپنے بیقرار بچوں کی طرف دیکھا، اس وقت ماحول تھوڑا آزرده ہو رہا تھا۔

"خرد کو مجھ پر پستہ کلر بہت اچھا لگتا تھا، میں اپنا اسی کلر کا ڈریس نکالتی ہوں پھر۔ بری تو نہیں لگوں گی ناں؟"

مانیہ اور امانل نے ادا اس آنکھوں سمیت ہنس کر جلدی سے نفی کی تو ثریا جذباتی سی وہاں سے گئیں جبکہ مانیہ جلدی سے امانل کی بازو کے حصار میں لگتی اسکے سینے میں چھپی تو امانل گھبرا یا۔

"میری ڈارلنگ کو کیا ہوا؟"

وہ ایسے تھی جیسے روسی دی تبھی تو وہ پریشان ہو گیا۔

"تم انھیں ماما کہو گے یہ سوچ کر دل بھر آیا"

وہ اپنی آواز کو ڈوبنے سے بچانہ سکی، اماں نے بازو مزید کس سے لیے، مانیہ پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"تم میری ہر خوشی میرے ساتھ دیکھو گی، جیو گی۔ کیونکہ تم میری زندگی میں یہ سارے سکھ ساتھ لائی۔ میں بہت خوش ہوں مانیہ"

وہ اتنا خوش تھا کہ وہ مانیہ اس کے روبرو ہوتی اسکی دونوں گالوں کو لاڈ سے چومنے لگی۔

"تمہاری خوشی کے ہر پل پر واری جاؤں۔ آوانکی سجنے میں مدد کرتے ہیں۔ ہمارا رو مینس تو چلتا رہتا ہے آج بڈھوں کو موقع دیتے ہیں"

وہ یکدم ساری اداسی چھوڑے چہک اٹھی جبکہ امائل تو تا عمر کے لیے اپنی اس وائن بوتل کے آگے سر خم کر چکا تھا، اب کہاں مجال تھی انکار کی۔

واللہ یہ دو نکاح اتنے حسین ہوئے کہ کسی نے سوچا نہ تھا، پہلے سب ابدار صاحب کی طرف گئے، خرد صاحب اور ثریا میں ابھی کوئی بات نہ ہوئی پر وہ واپس ایک دوسرے کے ہو گئے جبکہ اسکے بعد یہ رونقیں پھر دوغان والا سجیں اور دیشا بھی فیروز صاحب کی ہو گئی۔ یہ سچ میں نے انتہا خوبصورت تھا اور اب باقی کی خوبصورتی نوح پوری کرتا جب وہ نامہ کو اس پین لیس ڈیلوری کے ساتھ انکے ٹونز کا بتانے والا تھا۔ یاھووو!

S M IRZA NOVELS
WWW.SMERWAMIRZANOVELS.COM

دونوں نکاح خیر سے تکمیل پائے اور دونوں دلہنوں کو فارم ہاوس لے کر آنے کے بعد سب ہی لاونچ میں براجمان تھے، امائل اور مانیہ کی جہانگیر کے

دلائے گھر شفٹنگ کے ساتھ ساتھ کل دیشا کی فیروز صاحب کے ساتھ استبول روانگی تھی اور نامہ بھی انکے ساتھ جانے والی تھی سو وہ آج کے لیے ولا گئی تھی تاکہ پیکنگ کر لے کیونکہ اسے ڈلیوری تک اب استبول رہنا تھا جبکہ ثریا بھی فارم ہاؤس آچکی تھیں، مانیہ نے سب کی تھکن کا خیال کرتے چائے بنائی تھی اور سب وہی انجوائے کر رہے تھے، دیشا اور ثریا کے لیے یہ سب ہی ہینڈل کرنا تھوڑا مشکل تھا کیونکہ دونوں اب پہلے جیسی خود غرض عورتیں نہیں رہی تھیں، ان چار ریزرو سے لوگوں میں مانیہ اور امانل ہی تھے جو شوخیاں مار کر ماحول کی سنجیدگی کم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"آپ کپلز آپس میں بات نہیں کریں گے کیا؟"

آخر مانیہ نے ہی معصومیت سے چاروں کو باری باری دیکھا جو ایسے سنجیدہ بیٹھے تھے جیسے بات کی تو گناہ ہو جائے گا، یہاں تک کہ فیروز اور خرد بھی کافی خاموش اور سنجیدہ بیٹھے آپس میں بھی بات نہ کر رہے تھے، شاید یہ سچویشن ہی ایسی تھی، ثریا نے خرد کی طرف دیکھا جبکہ دیشا نے فیروز صاحب کی

طرف اور دونوں یار ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہم کچھ دیر ٹہل کر آتے ہیں۔ تم سب تھک گئے ہو آرام کرو۔۔۔ آؤ خرد"

فیروز صاحب کے فرار کو سب سمجھ چکے تھے جبکہ خرد صاحب بھی جلدی سے یار کے پیچھے ہو لیے جبکہ ان دو کے نکلتے ہی مانیہ، اما نل، دیشا اور ثریا ایک سا مسکرائے، یہ۔ مسکراہٹ کافی معنی خیز سی تھی۔

"یہ تو ہم سے ایسے بھاگ رہے ہیں جیسے ہم بیویاں کم، اچھوت زیادہ ہیں۔ یہ کیا کر دیا تم بچوں نے ضد میں؟"

ثریا کی مسکراہٹ تھمتے ہی شکایت آئی جبکہ دیشا بھی بھی جا چکے فیروز کی جانب اسی سمت تک رہی تھی، آنکھیں تھوڑی افسردہ ہوئیں۔

"ایسا کچھ نہیں ہے ماما، وہ ہمیشہ آپ دو کی طرف بڑھے۔ اب سچویشن ایسی ہے کہ آپسی معاملات آپ دونوں نے کوشش کرے نارمل کرنے

ہیں۔ انھیں احساس دلانا ہے کہ وہ دوا کیلے نہیں، ان دو کے پاس ساتھی ہے۔ ایک سلجھا سمجھدار ساتھی۔"

ثریا نے باقی لفظ تو سنے ہی نہیں، بس وہ پاس بیٹھ کر ماما کہتے اماں کو دیکھتی روہانسی ہو گئی، یہی کیفیت مانیہ اور دیشا کی تھی۔

"تم نے مجھے مم۔ ماما کہا؟"

ثریا نے اپنا کانپتا ہاتھ اماں کی گال سے جوڑا تو اماں نے دھیرے سے ثریا کو اپنے گلے لگایا وہیں مانیہ بھی اٹھ کر جلدی سے دیشا کے ساتھ بیٹھتے ہی اسکے بازو کے حصار میں آئی، دیشا نے آسودگی سے مانیہ کا سر چوما پھر ان دونوں نے بیک وقت اس ماں بیٹے کو آزرہ نگاہوں میں لیا۔

"جی! آپ ڈیڈی کی ہو گئیں ناں۔ تو میری بھی ماما بن گئیں۔ میں بہت پیار کرتا ہوں آپ سے اور ڈیڈی سے تو میں بہت خوش ہوں انکو انکی محبت مرنے سے پہلے واپس مل گئی۔"

اما نل نے پیچھے ہٹتے تریا کا ماتھا چوما، جو اس عورت کے کمزور پڑتے حوصلوں کو واپس یکجا کر گیا، ہاں آنکھیں نمی سے لبالب سی ہو گئی تھیں۔

"میں بھی بہت پیار کرتی ہوں تم سے، تمہارے ڈیڈی سے معافی پالوں گی۔ تھینکیو میری زندگی کی اتنی بڑی خوشی ہونے کے لیے میرے بچے"

وہ ماں بیٹے کا اصلی ملن تو آج ہوا، جس نے ان چاروں کو جذباتی کیا۔

"اور آپ دیشا صاحبہ! مانیہ کی ماما کی حیثیت سے میرے لیے قابل احترام ہیں، کبھی کوئی بے ادبی کی ہو تو معذرت چاہتا ہوں"

اب کی بار وہ دیشا سے مخاطب ہوا جو دھیماسا مسکرا دیں۔

"تم بہت پیارے ہو اما نل، ہمیشہ خوش رہو"

دیشا نے بھی بہت شفقت لٹائی جس پر وہ چاروں ہی ایک بار پھر مسکرائے۔

"اب آپ دونوں ریست کریں اور جا کر سوچیں اپنے فرار کرتے شوہروں کو کیسے کھینچ کر خود تک لانا ہے۔ ہم بھی چلتے ہیں۔ کافی تھکا دینے والی شام بن گئی"

کچھ دیر کی گپ شپ کے بعد امائل نے ہی اجازت طلب کی اور وہ دونوں اپنی اپنی اماؤں کو انکے کمروں تک لینڈ خود کروا کے آئے اور جب اپنے روم کی طرف بڑھ رہے تھے تو ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہنس پڑے۔

"یہ پاگل پن ہے امائل، میری ہنسی نہیں رک رہی"

وہ اسکی گردن میں بازو ڈالے جھولتی ہنسی، رخسار سرخ سے ہو رہے تھے۔

"میری خوشی نہیں سمٹ رہی۔ اور زرا دیکھو ان ہنڈ سم بڈھوں کو۔ اتنے

انتظار کے بعد محبوبائیں ملیں اور یہ نکل گئے ٹھلنے پر۔ مجھے ڈیڈی اور فیروز

انکل کی ان چرائی نظروں پر بھی خوشی ہو رہی ہے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا

تھامانیہ میں یہ دن بھی دیکھوں گا"

وہ ساتھ ہی روم میں آئے، مانیہ تو اس سے لاکھ گنا زیادہ مسرور و خوش تھی، بلکہ آج تو سچ میں شادی مرگ کی سی کیفیت تھی۔

"میں نے بھی کہاں سوچا تھا، یہ سچ میں خوبصورتی اور پاگل پن کا اک نیا ملاپ ہے"

وہ ڈور بند کرتے ہی اسے ڈور سے لگا تا مانیہ کی مسکراہٹ کو جینے سا لگا، وہ خوش تھی، اسکی میڈیکیشن ختم ہو چکی تھی، بریسٹ کینسر کے تمام اثرات ختم ہو چکے تھے اور اب وہ مزے سے بے بی پلین کر سکتے تھے، اما نل نے خود ہی اسے ابھی اس سب سے دور رکھا ہوا تھا تا کہ وہ جب ماں بنے اسکے اندر سابقہ مہلک بیماری کا کوئی اثر باقی نہ ہو۔

"تھینکیو مانیہ اما نل!"

وہ اسے بہت کم مانیہ کہتا، وہ اسکی ڈارلنگ تھی، یا پھر جان لیکن جب ٹوٹ کر پیار آتا وہ اسے ایسے ہی پکارتا کہ سب کچھ تھم جاتا۔

"تھینکیو کس لیے؟ میں تو تمہارے وجود کا حصہ ہوں میری میٹھی جان۔ اپنے آپ کو شکریہ نہیں کہتے، اگر تکلفات پر اترے تو میں نے تھینکیو کر کر کے تمہیں نیلا پیلا کر دینا ہے کھڑے کھڑے"

وہ شوخ مسکراتی دھمکی بھی بڑی خطرناک دے گئی، وہ بھی امائل کو جسکا موڈ ہمیشہ on the peak رہتا تھا۔

"کھڑے کھڑے کیوں کرو گی مجھے نیلا پیلا جبکہ اس روم میں بیٹھنے اور لیٹنے کی پوری سہولیات ہیں؟"

امائل کی بے باک گفتگو پر مانیہ کے مسکراتے چہرے سے سرخی سی چھلکی۔
 "اف! تم بھی ناں۔۔ کہاں پہنچ گئے ہو"

وہ بلش کے ساتھ مچل کر اسکے حصار سے نکلی اور جا کر آئینے کے سامنے رک کر اپنے ایئر رنگز اتارنے لگی، امائل نے بھی شرٹ کے دو بٹنز گریبان لوز کرنے کو کھولے اور کف لنکس نکال کر آستینیں چڑھاتا ہوا وہ جا کر اسکے

عقب میں رکھا، اسکے لمبے خوشبودار بالوں کو سہلاتے جھک کر اسکے بالوں کو گردن سے ہٹاتے گرد بازو گما کر لپیٹے، مانیہ بھی آئینے سے اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"سنو! ہم گھر شفٹ نہیں ہوتے بس ویک اینڈ پر جایا کریں گے۔ تم نے ڈیڈی اور ماما سے پوچھا اس بارے۔ وہ ایسا چاہتے ہیں یا نہیں؟"

مانیہ نے فکر مندی سے پوچھا تو ماما نے زرا خماری اک طرف کی۔

"میری جان پر ایسی بہت اچھی چیز ہے، انھیں بھی ملے گی اور ہمیں

بھی۔ اور دور کہاں ہیں۔ پانچ منٹ کی ڈرائیو پر تو ہے ہمارا گھر ہے۔ مجھے

تمہارے ساتھ اکیلے رہنا ہے اور اگر جہانگیر انکل یہ گھر نہ بھی دیتے تو میں ہمارا گھر ضرور لیتا۔ میں نے دونوں سے بات کر لی تھی وہ ہمارے اس فیصلے پر

خوش ہیں۔ میں تو ہمیشہ گھر سے ویسے بھی دور رہا ہوں تو ڈیڈی کو عادت

ہے۔ اب ویسے بھی انکی ثریا صاحبہ ہوں گی۔ اب یہ سوپونڈ کا کا کا تھوڑا چاہیے
ہو گا بیچ میں کباب کی ہڈی سا"

وہ ساری تسلی کروانے کے بعد مانیہ کی شوخ مسکراتی آنکھوں پر حیران تھا جو
شرارت کی ترجمان تھیں۔

"تمہیں میرے ساتھ اکیلے کیوں رہنا ہے؟ یہ تو بتاؤ؟"

وہ جلدی سے اسکے حصار میں پلٹی اور باہیں امانل کی گردن میں پرو لیں۔

"تاکہ میں تمہارے ساتھ کہیں بھی فلرٹ کر لوں، گھر کے کسی بھی حصے

میں ہوں، کسی کے دیکھ لینے کی ٹنشن نہ ہو۔ اور ہاں اسکا ایک فائدہ اور ہے تم

صرف میری شرٹ پہن کر پورے گھر میں گھوم بھی سکو گی۔۔۔ ہے ناں

امیزنگ"

وہ اسکو حصار تا اسکے چہرے کا اک اک نقش ایکسائڈ ہوتا محسوس کر رہا تھا جبکہ مانیہ اسکی ابھی سے فلرٹنگ پر بے خود سا مسکرائی جیسے ایک دم بہت سے پھول کھل جائیں، ویسی خوشی تھی چہرے پر۔

"تم کہو تو میں روم میں بھی تمہاری شرٹ پہن کر گھوم لوں گی، اسکے لیے گھر بدلنے کی کیا ضرورت ہے؟"

وہ جان بوجھ کر اسے چھیڑ رہی تھی۔

"مجھے تم بس کمرے میں قید نہیں چاہیے ڈارلنگ، تم سمجھ کیوں نہیں رہی؟"

وہ اشارے سے سب بھانپ لینے والی شرارت کے موڈ میں تھی تبھی امانل جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا اور وہ کھکھلا کر ہنسی۔

"اف تم رومینٹک ہونے کے علاوہ سنجیدہ بھی ہاٹ لگتے ہو پراف چڑچڑے تو جان کو آئے ہو۔ میں تمہیں تھوڑا اور چڑالوں؟"

وہ اسکی دونوں گالوں کو دبوچتی ہنسی جبکہ امائل نے اسکی گردن سے ہاتھ جوڑے اپنے چہرے کے نزدیک ٹھہرایا تو اسکی مسکراہٹ تھمی۔

"تم چڑا کل لینا، تم آج مجھے چر ضرور سکتی ہو۔ میری شرٹ پہن کر آؤ" وہ اسکی فرمائش پر پہلے حیران ہوئی پھر ہنسی۔

"واٹ، شرٹ؟"

وہ امائل کی فرمائش پر سچ میں بیہوش ہونے کی پھیکی ایکٹنگ کر گئی۔
"صرف شرٹ۔ جاو دیکھنا ہے مجھے"

وہ معنی خیزی سے اسکے رخسار سے لگتا بولا تو مانیہ نے ہاتھ اسکے بالوں میں گزارتے بال پکڑتے امائل کا چہرہ زرا سامنے کیا۔

"کیا گارنٹی ہے کہ تم بس دیکھنے کی حد تک رہو گے؟"

وہ پراسرار ہوئی تو امائل نے دگنی جسارتی نگاہ ان لب و رخسار پر بھٹکائی۔

"کیا جرمانہ ہو جائے گا دیکھنے کے سوا کچھ کرنے پر ڈارلنگ؟"

وہ ایسے سوال کر کے مانیہ کو کنفوز کرنے پر لگا تھا۔

"ہاں ناں۔ ہمارے بیچ ولن آجائے گا۔ تم نے دیکھا نہیں نامہ کو۔ بس اپنے

baby bump کی ہو کر رہ گئی۔ کیا تم بھی یہی چاہتے ہو؟"

مانیہ نے آنکھیں پٹیٹاتے امانل کو فوچر کا نادیدہ نظارہ کروایا جہاں وہ مانیہ کو

بڑے سے پیٹ کے ساتھ خود سے دو فٹ دور سوتا دیکھے جلدی سے

جھر جھری لے اٹھا، مانیہ کی ہنسی اس ڈرامے باز کی اداکاری پر نکلی۔

"نہیں!"

امانل نے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے نہیں کو لمبا چلا کر کھینچا تو وہ ہنستی ہوئی

اسکے دونوں ہاتھ ہٹاتی اسکے گلے لگی، خود امانل نے بھی زور سے اسے بازوؤں

میں بھینچ لیا، رومینس تو اس رشتے کی اہم خوبصورتی تھی پر سب سے زیادہ

قیمتی یہ مسکرا نا اور ہنسنا تھا جو ممکن تھا اب ہمیشہ قائم رہتا۔

وہ دو فرار بڈھے ہنڈ سم کافی وقت لگا کر لوٹے تھے، لگ بھگ چالیس منٹس، دونوں فارم ہاوس عبور کیے گھر کی مین بلڈنگ میں آچکے تھے، اپنے ہی گھر کسی مفرور کی مانند۔

"ویسے یار ہم بھاگے کیوں تھے؟"

خرد دباسا مسکرائے جبکہ فیروز صاحب ابھی بھی کافی زیادہ سنجیدہ تھے، لگ رہا

تھا آج کسی کو بھی ڈانٹ دیں گے اوپر سے نامہ کا میسج "sweet

Night, Hug tight" میسج پڑھ کے بچارے چہرہ خود سے ہی چھپا رہے

تھے کہ اب جو معصوم سی بیٹی ہوا کرتی تھی وہ بھی چھیڑ رہی ہے اوپر سے اب

خرد صاحب کا بھونڈا سوال۔

"شاید اس لیے کہ ہم دونوں ان سے ناراض ہیں۔ آئی مین اپنی اپنی والی

سے۔ میں نے اسے جو پیٹا تھا یا اس کا گلٹ اب سے زیادہ ہو رہا ہے جب سے

وہ واپس بیوی بنی۔ کیا کہتا ہے معافی مانگوں سوہا، میرا مطلب دیشا سے؟"

فیروز صاحب کی الٹ لڑکوں کی سی گھبراہٹ پر خرد صاحب اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنسے، فیروز صاحب زرا بدحواس سے ہوئے۔

"سوہا ہی کہنا اسے، وہ تیری اب صحیح والی سوہا ہے رہی بات معافی کی۔ اسے منگو انا یار۔ بیوی کے نیچے لگ کر رہے ہم پہلے اب انکو اپنے رعب میں رکھنا ہے۔ ریونج بے بی ریونج"

خرد نے سینہ چوڑا کرتے فیروز سلطان کو بھڑکایا جو آگے سے کھسیانا ہنسے کہ یہ سیکھ دے کون رہا ہے۔

"صبح پوچھتا ہوں کتنا رعب ڈالا تو نے ماسٹر، اسے تو نے دیکھنا ہے اور یہاں تیرے اندر سے زن مرید کی شعاعیں نکلنے لگیں گی۔ جابا ر میرا ہنسنے کا کوئی موڈ نہیں"

فیروز سلطان نے تو یار کو بڑا ہلکا لے لیا تھا۔

"تجھے میرے غصے کا پتا نہیں کیا؟"

خرد صاحب زرا دل پر لے گئے البتہ بات تو گردے پر لینے کی تھی۔

"نہیں۔"

فیروز صاحب نے دانت دیکھائے تو خرد ناک چڑھا کر گھورے۔

"چلیں روم میں؟"

مسکراہٹ کا تبادلہ ہوا تو جیسے پھر سے دونوں زرا کنفوز ہوئے، آنکھیں کافی گھبراہٹ کی ترجمانی کر رہی تھیں۔

"ہمم۔۔ اور کوئی آپشن نہیں۔ ہال میں سونے سے تو رہے"

فیروز صاحب نے کیوٹ انداز میں سر کھجایا جبکہ خرد بھی مسکین سا ہنسے اور دونوں یاروں نے فائنلی اپنے اپنے کمروں کا رخ کیا، خرد کو کمرے میں انٹر ہوتا دیکھتے ہی فیروز سلطان دوڑ کر کچن کی طرف چلے گئے، شدید پیاس لگ رہی تھی اور عجیب سادل کو کچھ ہوئے جارہا تھا جبکہ خرد قریشی کو روم میں انٹر

ہوتے ہی وہ دیکھائی دی، آئینے کے سامنے pistachio کلر کے سنپل پلین
 Seersucker فیرک لانگ ڈریس میں آئینے کے سامنے ڈریسنگ میز پر
 پڑے جیولری باکس میں اپنی جیولری اتار کر رکھ رہی تھی جب خرد وہیں
 رک کر اسے دیکھنے لگے، وہ اپنے ہی دھیان میں منہمک تھی، وہ کتنے ماہ سے
 پاکستان آچکی تھی، موڈی کینسر کی کئی ماہ جنگ لڑ کر جیتنے کے بعد بھائی کے
 ساتھ بزنس لیڈی بن کر بھی وہ انھیں جوانی والی ثریا ہی لگ رہی تھی۔ شاید
 بہت کچھ لوٹ چکا تھا، اک مسکراہٹ کا قرض باقی تھا۔

وہ دروازہ آگے کرتے اسکی سمت بڑھے جسے اپنے پیچھے قریب آتے قدموں
 کی آہٹ سنائی دے کر چوکنا کر گئی پر ثریا نے خود کو منہمک ہی رکھا، وہ اسکے
 پاس رکے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ دیے قریب ہی رکے ثریا کے ہاتھوں کی
 اچانک سے لغزش دیکھنے لگے پھر جیسے وہ ہاتھوں کو اس جیولری باکس سے
 ہٹاتی مٹھیوں میں بدل گئی، دھیرے سے اس نے نظریں اٹھا کر خرد کو دیکھا۔

"مجھے لگا صبح ہی لوٹو گے، جلدی کیوں آگئے؟"

وہ شکوہ کناں تو نہ لگی پر خرد نے یہ شکوہ ہی لیا۔

"میں نے سوچا مجھ سے معافی مانگے بنا تمہیں نیند نہیں آئے گی تبھی آگیا"

خرد زرا سنجیدہ و مغرور ہوئے، وہ حیرت سے آبِ روا چکائے انکا چہرہ تکنے لگی جیسے جانے کیا اخذ کرنے لگی ہو۔

"اور مجھے کیوں مانگنی تھی معافی؟"

وہ سینے پر ہاتھ لیپٹے زرا خرد کے قریب ہوئی تو انکے غرور میں خراشیں آنے لگیں، بالکل ویسے جس طرح خرد قریشی کے چہرے پر متغیر رنگ اترنے لگے۔

"تم مجھے چھوڑ کر گئی، مجھے اماٹل کو اکیلے تینیس چوبیس سال سنبھالنا پڑا۔ اسکی معافی ثریا"

وہ یہ ذکر کرنا نہیں چاہتے تھے پر وہ تو معافی کے نزدیک نہ بھٹک رہی تھی تو مجبور ہوئے، ثریا کے چہرے پر تاریکی سی چھانے لگی۔

"تم کہتے تھے تمہیں مجھ سے بہت محبت ہے، پر یہ دعویٰ رہا خرد۔ جو مرد سچی محبت کرتے ہیں وہ اپنی عورت کسی دوسرے کے لیے ہر گز نہیں چھوڑ دیتے"

وہ آنکھوں میں تیرگی بھرا لائیں، خرد دگنے دلخراش ہوئے۔

"تم نے صاف کہا تھا کہ تمہیں کوئی اور آدمی پسند آگیا ہے اور تم ہر صورت ہمیں چھوڑ کر چلی جاو گی"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنی آواز دبانے سکے، دل کے اندر برپا اذیت، لفظوں میں چلی آئی تھی۔

"پسند تو ہم کچھ بھی کر لیتے ہیں، چاہ بھی لیتے ہیں۔ پر چاہے جانے کا سکھ اس پسند اور چاہ میں کہیں نہیں ملتا خرد۔ یہ بات تمہیں پتا ہونی چاہیے تھی تاکہ تم مجھے سمجھاتے۔ پر تم نے کہا جاو چلی جاو۔ ایک بار بھی روکا؟"

وہ الٹا خرد سے سوال جواب کراٹھی، انکی دربدری اور قید کی وجہ یہی شخص تھا، اسکی تکلیف نے ثریا کو آباد نہ ہونے دیا، خرد کچھ لمحے کوئی لفظ نہ سوچ سکے جو زبان سے ادا ہو پاتا۔

"یہ بھی میرا قصور ہے؟"

وہ بد لحاظ ہوئے تو وہ سر ہلاتی نم آنکھوں سے مسکرائی اور اپنے دونوں ہاتھ خرد صاحب کے سینے پر رکھے، دونوں کی آنکھیں اداس شاعر کی غمزدہ نظم سی تھیں۔

"تو اور کیا۔ تمہیں پتا ہے جب شمیرز کو پتا چلا میں ماں نہیں بن سکتی اس نے اپنی مجھ سے محبت بھی ختم کر دی، ہنہ محبت! جو ختم ہو کر مٹ جائے وہ محبت نہیں ہوتی۔ میں اس کے لیے ایک یوز لیس عورت تھی، جسے وہ اس لیے قید رکھتا تھا کہ کہیں اسے میں بھی میں تمہاری طرح چھوڑ کر کسی تیسرے کے پاس نہ چلی جاؤں۔ پھر آخر تھک ہار کر اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں تمہیں

چھوڑ کر بھاگی تو اب تک بھاگتی رہی۔ کبھی برے خوابوں سے، کبھی اکیلے پن سے، کبھی تکلیف سے۔۔ کبھی اپنے آپ سے "

بہت سا خزن لیے وہ بھیگی آواز میں بولتی گئی اور خرد قریشی کے دل پر ضربیں لگ رہی تھیں، جیسے کوئی کند چھری سے انکا کلیجہ کاٹ رہا ہو۔

"میں نے کبھی برا نہیں چاہا تھا تمہارا، بس غصہ تھا تم پر اور تبھی امانل کو بھی تھا۔ امانل کو کبھی تم سے ملنے کے لیے نہیں روکا پر وہ شاید خود بھی میری طرح ایسی ہمت میں کمزور ہے کہ پہل کرتا۔"

وہ خود بھی نرم پڑے، ثریانے آنکھیں لمحہ بھر جھکائیں پھر کچھ دیر بعد واپس انھیں دیکھنے لگی۔

"بس غصہ تھے؟"

وہ پھر سے آنکھوں میں جھانکی، وہ نظریں چراسی گئے، کہ اب کیسے جھوٹ بولتے کہ وہ آج بھی اس عورت کے آگے اسیر سے زیادہ کی ویلیو نہیں رکھتے تھے۔

"ہاں۔۔"

آنکھیں چرا کر وہ ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں یہ ثریا جانتی تھی۔

"مطلب میں غصہ ٹھنڈا کر دوں تمہارا تو تم پھر سے محبت کرو گے مجھ سے؟"

اس بار ثریا نے انکا چہرہ اپنی طرف پکڑ کر پھیرا تو وہ کچھ دیر بس اسے دیکھتے رہے۔

"پھر سے کرنے کی ضرورت نہیں، آج بھی محبت ہو تم میری"

وہ جھوٹ نہ بول سکے کہ یہ جھوٹ دونوں کو دکھ دیتا، ثریا کی آنکھیں نم ہوئیں، گوشے گلابی۔

"اگر ہم پھر نہ ملتے کبھی تب بھی ہمیشہ مجھ سے محبت کرتے تم؟"

اس بار ثریا نے انکا چہرہ ہاتھوں میں لیا، شاید وہ اپنے سکون کے پاس واپس لوٹ آئی تھی، اسے خرد کے پاس وہ سکون مل رہا تھا جو من پسند شمیرز خاقان کے پاس چوبیس سال میں اک پل نہ ملا۔

"ہاں۔ تمہارے علاوہ کوئی نظر نہیں آتی مجھے"

وہ بھی تھکا سا مسکرائے۔

"مجھے معاف کر دو خرد"

وہ رو پڑی تھی، کہاں سوچا تھا یہ شخص اس جیسی سفاک و ظالم کے لیے اب بھی مہربان ہو گا۔

"اب کیوں معافی مانگ رہی ہو؟"

وہ اسے دم سادھنے پر مجبور کر گئے، وہ آنسو سنبھال کر انکا چہرہ تکتے لگی۔

"دکھ۔۔ ہو رہا ہے میں نے تمہاری زندگی ویران کرے اپنے سکھ بھی جان
بوجھ کر اپنے ہاتھوں دکھ بنا دیے۔"

وہ ڈوبی سی آواز میں منمنائی تو خرد مسکرائے۔

"مداوا کر دینا، رونے کی کیا بات ہے"

وہ اسے پکڑ کر اپنے سینے لگاتے صلح جوئی پر اترے تو ثریا حیران و پریشان سا
سینے لگی سر اٹھائے انکے پر اسرار تاثرات بھیگی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"کیسا مداوا خرد؟ کیا اب بھی یہ ممکن ہے؟"

ثریا کی آواز اب بھی ٹوٹی۔

"ہاں۔ اب تھوڑی محبت اس بڈھے سے کر لو۔ مداوا ہو جائے گا"

وہ انکی بات سننے جلدی سے انکے حصار میں ہی روبرو ہوئی، سانس بھاری ہو
رہی تھی، آنسو آنکھوں میں اٹکے تھے۔

"جسمانی محبت یا روحانی والی؟"

وہ ثریا کے سوال پر نرم سا ہنسے، وہ خود بھی آنکھوں کے حصار تک مسکراتی محسوس ہوئی۔

"جس سے ہمارا بچہ شرمندہ نہ ہونے بہن بھائی نام کے ٹارچر سے، ایسی سٹریس فری محبت"

وہ شیر مسکرائے۔

"فکر مت کرو۔ ماں نہیں بن سکتی اب"

ثریا کی پلکیں سی گریں۔

"مطلب اس عمر میں تباہی مچانے کا کوئی خطرناک رزلٹ نہیں آنے

والا؟ اس پر تو ڈانس بنتا ہے۔ آو۔۔۔"

وہ خوشی میں اسے کمر سے تھامے کمرے کے وسط میں لے آئے، لہراتے ہوئے ساتھ اپنا فون نکال کر دھیمسا میوزک چلایا اور اس بیچ وہ مخمور نگاہوں سے اس شخص کو دیکھتی رہی جواب زیادہ پیارا لگ رہا تھا۔

"میں اب اچھی ڈانس نہیں رہی۔ سب کچھ بھول گیا ہے۔"

وہ میلوڈی میوزک پر انکے ساتھ کیل ڈانس کرے کنفوز اور اداس ساتھ ہوئی تو خرد نے مسکرا کر نفی کی۔

"جس دن تم بھولا ہوا سب واپس سیکھ لو گی اس دن میں تمہیں خود سے کی ہر نا انصافی معاف کر دوں گا"

وہ ایسی شرط رکھیں گے ثریا نے کہاں سوچا تھا، اس شرط میں بھی بس ثریا کی فکر ہی دبی تھی۔

"یہ تو میرا بھلا ہوا، یہ کیسی آسان شرط ہوئی؟"

وہ روہانسی ہوئیں۔

"تم نے کہا ناں بہت مشکلیں جھیل کر آئی ہو، میں آسانی دے رہا ہوں
کیونکہ مزید تمہاری مشکل قبول نہیں۔"

وہ فراغ دلی سے اس بھٹکی مسافر کو واپس اپنے دل کی حاکمیت دے گئے جو
آگے سے غمگین ہوئے مسکرائی۔

"تمہارے پاس ہی میرا سکون تھا جو مجھے من پسند مرد کے پاس بھی نہ ملا
خرد۔ اس سے ثابت ہوا تمہاری محبت، میری محبت پر بھاری رہی۔ میں بہت
خوش ہوں کہ میں چاہے جانے کے غرور کے ساتھ مروں گی اب۔ تمہارا نام
ہو گا میری قبر پر۔ میں تمہیں اتنے سال اذیت دینے پر معافی مانگتی ہوں"

وہ انکے سینے پر سر رکھے بس کچھ دیر رونا چاہتی تھی اور خرد جانتے تھے دل
ہلکے ہونے کبھی کبھی کتنے بھاری ہو جاتے ہیں، وہ محبت کرنے والے تھے تو

انہوں نے ثریا کی واپسی کو محبت سے ہی قبول کیا، اب شاید سارے دکھوں کی تلافی بھی ممکن تھی۔

وہیں دوسری طرف وہ اپنی کاوفی بنائے وہیں کچن میں لگے کاوچ سیٹ سنگل صوفے پر بیٹھے ناجانے کن خیالات میں گم تھے جب کمرے میں دیر تک انتظار کر کے تھک جاتی دیشا خود ہی باہر آئی اور جب بے ارادہ کچن کا رخ کرنے ہی لگی تو اسے فیروز سلطان بند کھڑکی کے پاس بیٹھے نظر آئے، وہ باہر پھیلی تاریکی میں گم تھے، دیشا کی آنکھیں نرم تاثر سے جگمگانے لگیں، یہ کم خوش شکل آدمی اب اتنا بھی برانہ لگا، بلکہ اک مہربان سایہ لگا جس نے تب دیشا کریزی کو چھاواں دی جب وہ دنیا میں کوئی گھر نہیں رکھتی تھی، کوئی شانہ نہیں بچا تھا جس پر سر رکھ کر وہ روپاتی، وہ ماں اور دوست بن گئی تھی پر اسے بھی کسی کا دلا سہ اور دلجوئی چاہیے تھی، ناجانے کتنے لمحے گزر گئے اسے وہاں کھڑے کھڑے۔

"میں تمہیں اب کبھی اکیلا بیٹھنے نہیں دوں گی"

وہ بولتی ہوئی انکی طرف بڑھی جہاں وہ مگ رکھتے چونک کر اپنے خیالات سے نکلتے پاس آکر کسی مہربان موسم کی طرح حواسوں پر چھا جاتی دیشا کو دیکھنے لگے جو کچھ لمحے کھڑی رہی پھر پہلو میں ہی بیٹھے انہی کا کاوونی مگ اٹھا کر سیپ لینے لگی۔

"تم نے خود بنائی، مجھے یاد ہے تم بہت بری کافی بنایا کرتے تھے"

وہ سیپ لینے کے بعد فیروز سلطان کے چہرے کو دیکھتے شوخی سے یاد کرے بولی۔

"میں اب بھی کوونی بری ہی بناتا ہوں"

انکے لہجے میں جتانے سا کچھ تھا۔

"پر دیکھو آج یہ زہر بھی امرت لگا مجھے"

وہ دگنی محبت سے جتاگئی، فیروز سلطان نے اسکے ہاتھ سے مگ لے کر واپس میز پر رکھا اور زرا دیشا کی جانب رخ کیا۔

"ترجیحات بدل جائیں تو کڑوے لمحے ایسے ہی میٹھے ہو جاتے ہیں۔ تب تمہاری ترجیحات مختلف تھیں کہ میری میٹھی محبت بھی زہر لگتی تھی۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟"

وہ شکوہ کرنے میں پہلا ایسا شخص تھا جو برحق تھا، جس سے کر رہا تھا وہ سچ میں معتب تھی۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو، عورت بڑی سے بڑی یاد تیاں بھی چھٹکیوں میں معاف کر دیتی ہے پر مرد کے دل پر آئی اک مدھم خراش بھی تا عمر سلگتی ہے، رستی ہے۔ وہ محبت میں سنورتا ہے اور عورت پاگل پن پر اتر آتی ہے"

وہ بیزار سا ہوئے، انھیں ایسے فلسفوں کی اس وقت ضرورت نہ تھی۔

"میں واپس کڑورپتی ہو گیا اس لیے لوٹی ہو مجھ تک؟ میری شکل تو آج بھی اپنے مقابلے میں بری ہی لگ رہی ہو گی۔ کیا ایسا بدل گیا کہ تم مان گئی؟"

وہ ہر طرح اسے آزمانے پر لگے تھے، ارے اسے کیا آزمانا جس نے جیتے جی اپنی کی زیادتیوں کا مکافات عمل جھیلا ہو۔

"تمہیں تو غصہ کرنا بھی نہیں آتا"

وہ دھیرے سے انکے ماتھے سے ہاتھ بڑھا کر بال سنوارتے بولی تو فیروز زرا چوکنے ہوئے کہ یہ قریب کیوں آرہی ہے۔

"مجھے پیٹنا بہت اچھا آتا ہے"

وہ روڈ ہوئے، دیشانے معصومیت سے گال پھلائے۔

"وہ والا پیٹنا جس کا درد ہی نہ ہوا مجھے؟"

وہ پھر سے جتانے سے باز نہ آئی، وہ طنزیہ ہنسے۔

"ہاں تبھی دو ہفتے نیلوں سے بھری ہو سسپٹل پڑی رہی تم؟"

وہ استفہامیہ نگاہوں پر اتر آئے تو دیشانے انکے شانے پر تھک کر اپنا سر ٹکا دیا۔

"وہ تمہاری ماراں دھکوں اور دھتکار سے قدرے بھلی تھی جو میں نے تم سے واپس تم تک آنے کے بیچ سہے فیروز۔ لیکن آج لگا پہلی بار کہ واقعی میں کسی ایسے شخص کے پاس آگئی جو کچھ بھی کر لوں میرا ہی رہے گا۔ مجھے کبھی نفرت نہ کرے گا، دھتکارے گا نہیں۔ جس کا دل صرف میرے لیے دھڑکتا ہے"

وہ اپنا ہاتھ فیروز سلطان کے دل پر رکھتی پھر انکی آزر دہ آنکھوں میں جھانکی جن میں ان گنت شکوؤں کے کہرام مچے تھے۔

"اب تم جھوٹ پڑی والے بھی ہوتے میں قبول کر لیتی"

اس بات پر فیروز سلطان کا ناجانے کیوں دل چاہا یقین کر لیں۔

"ابھی بھی غریب ہی ہوں۔ ایک گھر ہی ہے بس۔ کماتا کچھ خاص نہیں ہوں۔ میرا بزنس تو واپس نہیں آسکتا"

وہ انکی اکسانے کی کوشش پر مسکرائی۔

"ہم استنبول جا کر کوئی مل کر بزنس کر لیں گے، لوٹا ہوا بہت پیسہ پڑا ہے میرے پاس"

وہ مسرور مسکائی تو وہ آبرو اچکائے گھورے۔

"وہ عیاشی میں لٹایا کیوں نہیں؟"

دیشانے لمحہ بھر نظریں جھکائیں۔

"اتنی انویسٹیشن مت کرو۔ تم تو بہت نرم گواور پر تحمل ہوا کرتے

تھے۔ اب تو بات بات پر گرم شگر کی طرح چپک رہے ہو تپ کر"

وہ شکوہ کرتی سراسر انھیں مسکراہٹ دینے کی کوشش میں تھی، جبکہ وہ مسکراتے تو ہار جاتے تبھی نظریں ہی پھیر لیں۔

"اب مان جاؤ ناں"

وہ انکی بازو سے لگ کر منانے کی کوشش میں تھی۔

"اتنا آسان ہے کیا؟"

وہ واپس اسے دیکھتے تند ہی سے بولے، دیشا کا چہرہ اتر سا گیا۔

"مشکل کیا ہے وہ بتاؤ"

وہ جان چھوڑنے والی کہاں تھی۔

"نہیں بتا رہا"

وہ خوا مخواہ روٹھے۔

"نامہ بہت خوش ہوگی آج، اسی کی خوشی کے صدقے مان جاو۔ دیکھو ہم جلد نانانی بن جائیں گے، یہ کم بڑا سکھ تو نہیں، سوچو کتنی ساری خوشیاں ابھی ہیں جو ہم مل کر دیکھیں گے فیروز"

وہ ابھی بھی بازو سے لگ کر سرانکے کاندھے پر ٹکائے منانے کے جتن کر رہی تھی، ہاں ایسا سکھ تھا جسکے لیے وہ کچھ بھی کر سکتے تھے۔
 "دیکھو اس نے کیا میسج کیا ہے"

فیروز نے ٹیبل پر پڑا اپنا فون اٹھا کر نامہ کا میسج دیشا کو دیکھا یا تو وہ بھی سیدھی بیٹھے پڑھتے ہی ہنسی۔

"چلو ٹائیٹ سلیپ لیتے ہیں پھر، اپنی نامہ کی بات کہاں مالتے ہو گے تم"

وہ اب کی بار زرا آنکھوں تک مانے محسوس ہوئے، یہی تو دیشا کی جیت تھی۔

"تم آج بھی اس سے جل رہی ہو؟"

وہ حیرت انگیز حد تک روڈ ہوئے۔

"نہیں۔ بس تم سے اپنی محبت کا حصہ مانگ رہی ہوں اینگری برڈ۔ ویسے میرے تمہاری زندگی سے جانے نے ایک برانقصان کیا، تم کھڑوس ہو گئے ہو۔ وہ فیروز سلطان جو میرے پیروں کے نیچے ہاتھ رکھتا تھا، مجھے ہر طرح اپنی طرف گھیرنے کی کوشش کرتا تھا آج میں کب سے پاس بیٹھی ہوں پر مان تک نہیں رہا۔ ہنہ"

وہ بھی اب شکوہ کرنے میں بجا تھی، پھر جیسے رہی سہی کڑواہٹ مٹی۔

"تمہیں کرنا ہو گا اب وہ سب جو میں کیا کرتا تھا، تبھی تو حساب برابر ہو گا" وہ نخریلے بنے حکم صادر کر گئے جبکہ وہ سرخم کرتی اٹھی اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے۔

"اوکے رکھ لو پیر میرے ہاتھوں پر لیکن میں نے جب گرا پڑا ملنا ہے تمہارے وزن سے تو خود ہی دل کو درد ہو گا تمہارے۔ مجھے کیا"

وہ ادا سے بال جھٹکتی لگا ہی نہیں اتنی میچور ہے، وہ بچوں کی طرح نخرے اٹھانے پر تیار تھی پر غرور بھی لب و لہجے سے چھلک رہا تھا۔

"میں دل کا درد فورڈ نہیں کر سکتا ورنہ ضرور پیر رکھتا بلکہ تمہیں مسل کر رکھ دیتا"

وہ بھی اٹھے، انکی بات مکمل نہ ہوئی تھی پر یہ جو کہا وہ دیشا کی آنکھیں دھندلا گیا۔

"بربریت کی حد ہے"

وہ شکوہ کناں ہوئی۔

"ہاں۔ اس بربریت پر تم ہی مجھے اترنے پر مجبور کیا ہے پر کیا کروں نامہ کے لیے کچھ بھی"

وہ سنگد لانہ ہونے میں بھی ڈیسنٹ تھے اور پھر جب آخری جملہ کہا تو دیشا آنسو سنبھالتی انکے سینے لگی۔

"مطلب سلیپ ٹائیٹ والی بات؟"

وہ روہانسی ہوتی بولی جبکہ فیروز سلطان نے اپنے ہاتھ اسکے گرداگرد باندھے تھے تو اسکا مطلب یہی تھا، ہاں اتنی جلدی سب نارمل کیسے ہوتا لیکن لگ رہا تھا سب ٹھیک ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

جبکہ دوغان ولا میں بھی سب مستی اور گپ شپ میں گم تھے، سب ہی فاطمہ اور صارم کی کوالٹیز پر انھیں سراہ رہے تھے۔

"صارم نے ہی قاتل کیا انھیں، میں تو بس سپورٹو کارندہ بن کر گئی"

فاطمہ نے سارا کریڈٹ ہی صارم کے حوالے کیا۔

"سپورٹو کارندے کے بنا کبھی کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ انکو کریڈٹ لینا پسند نہیں۔ چھوٹی سی ہیں کندھوں پر اتنا بوجھ نہیں سہہ پاتیں"

صارم نے بھی حساب برابر کیا جس پر نامہ، میکائل اور نوح بھی ایک سا مسکرائے۔

"تم دو کی شادی پلین کرتے ہیں پر اپر، بس خیر سے اس گھر کا پہلا بے بی آ جائے۔ نامہ کو تم دو کی شادی پر اپر انجوائے کرنے کا موقع ملنا چاہیے تبھی کچھ ماہ ویٹ کر لو گے ناں دونوں؟"

میکائل دوغان نے لاڈ سے اپنے ساتھ بیٹھی نامہ کے لیے ان دو بیقرار روحوں کو مزید انتظار تھمانے کی سازش کر دی جس پر نامہ تو دونوں کی شکلیں دیکھ کر ہنس دی۔

"بابا اتنی بھی کوئی جلدی نہیں ہوگی ہمارے صارم کو۔ ویسے بھی وہ پڑھا کو بن چکا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے تین چار سال تک یہ دو ایسے ہی رہنا چاہیں گے۔ پڑھنے لکھنے والے لائق بچے ہیں دونوں"

نوح کیسے پیچھے رہتا، صارم نے آنکھیں نکال کر بھائی کو گھورا، جبکہ فاطمہ بس انکی آنکھوں کے جھگڑے انجوائے کر رہی تھی، نامہ اور میکائیل بھی۔

"خود تو نامہ آپو سے جھٹ پھٹ نکاح پھر فوری شادی رچالی تھی اور میری باری انکو کیسی مستیاں سو جھ رہی ہیں ڈیڈ۔ میں بس نامہ آپو کے فری ہونے تک ویٹ کر سکتا ہوں۔ یار ہمیں ہنی مون جانا ہے، گھو منا ہے۔ سمجھا کریں"

صارم کی بے تابیاں اگلو کر نوح بھی ہنسا اور باقی بھی بس فاطمہ زرا اثر ماسا گئی۔

"ٹھیک ہے بھئی بے بی کے آتے ہی زرا موسم بھی ٹھنڈا ہو جائے گا بس شادی ڈن۔ پھر تم دونوں کر لینا ہنی مون عیش اور میں تو اپنے پوتے یا پوتی کے ساتھ ہنی مون منٹس مناؤں گا۔ اف کب آئے گا وہ"

سب کو ہی نوح اور نامہ کے بے بی کی ایکسائٹمنٹ تھی، جبکہ نوح نے نامہ کو جن نظروں سے دیکھا وہ سراسر محفل میں بیٹھ کر سہنے والی نہ تھیں، کچھ دیر کی گپ شپ کے بعد سب سونے چلے گئے جبکہ نوح نے نامہ کے لیے جو سر پر انڈر کھاتھا وہ میٹرس پر ایک خوبصورت پنک اور پر پل پھولوں کے بکٹ کے ساتھ پڑا تھا، خود وہ بابا کو روم تک چھوڑنے چلا گیا تھا جبکہ نامہ روم میں آئی، بکے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ویسی ہی گلابی مسکراہٹ اتری۔

نامہ نے آگے بڑھتے زرا سا جھک کر وہ پھول اٹھا کر سمیل کیے اور پھر وہ مزید جھک کر وہ انویلیپ اٹھا کر پر اسرار مسکرائی۔

"کہیں اس بار نوح نے لو ولیٹر تو نہیں لکھ دیا؟"

وہ بکے واپس رکھتی زرا وہ انولپ کھولنے لگی مگر وہ لوو لیٹر تو تھا پر ایک بہت بڑی گڈ نیوز والا، یہ نامہ کی لیسٹس الٹرا ساونڈر پورٹ تھی جس میں ایکسرے پکچر کو دو بچوں سمیت دیکھا جاسکتا تھا، نامہ کی آنکھیں سی پھیلیں۔

"ی۔۔۔ یہ کیا؟"

وہ جلدی سے دوسرا پیپر سامنے کرے پڑھنے لگی جس میں اسکی ٹونز پر یگنسی کے بارے لکھا تھا، نامہ کی آنکھیں دفعتاً بھگیں پر ہونٹ مسکرائے۔

"م۔ مطلب ہمارے دو بے بیز آرہے ہیں۔ اوہ میرے خدا میں بھی کہوں یہ نارمل پر یگنسی تو نہیں کہ میں ابھی سے بھالو بن گئی۔"

وہ ایک ہاتھ سے سر تھام گئی، کرن کی بات درست تھی کہ یہ نیوز اکثر ماؤں کو خوشی کے بجائے سٹریس دیتی ہے، نوح ڈور کھولتا اندر داخل ہوا تو نامہ کے ہاتھ میں وہ انولپ دیکھ کر سمجھ گیا کہ نامہ ادا دوغان پر بجلی گر چکی ہے۔

وہ نوح کے کلون کی مہک پر پلٹی اور یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو یہ کیا ہو گیا۔

"ن۔۔ نوح۔۔ دو بیسیز؟ میں انھیں کیسے کیری کروں گی۔ کیری چھوڑیں جب وہ دنیا میں آئیں گے سنبھالوں گی کیسے؟ وہ تو مجھے پاگل کر دیں گے مل کر؟"

وہ روہانسی ہوتی نوح کو دیکھتی بولی جو پاس آتے اس سے وہ انویلپ لے کر میٹرس پر اچھالتا اپنے حصار میں بھر گیا، وہ بس پلکوں کے کناروں تک آنسو لے آئی تھی۔

"تم بس انھیں کیری کر لو چند مزید ماہ، مل کر سنبھال لیں گے۔ تمہاری اتنی ابنار مل پر یگنسی کی یہی وجہ تھی کہ تم ٹونز پر یگنسی گین کر چکی ہو۔ سوچو ایک ہی بار دونوں آگئے تو دوبارہ تمہیں اس طرح کبھی بھالو نہیں بننا پڑے گا۔ ایک بے بی بوائے ہے اور دوسری بے بی گرل۔ تمہیں کل تبھی استنبول بھیج رہا ہوں کہ وہاں بیڈریسٹ بھی ہو گا اور تمہاری نو ماہ پورے ہوتے ہی پین لیس ڈیلوری بھی"

وہ ابھی آنسو سنبھال پائی کہ نوح کا اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر آخری ہمت دلانا اور دلسوز مسکراہٹ بخش گیا، مطلب وہ صرف کہتا نہیں تھا، وہ تو کر کے دیکھاتا تھا۔

"پین لیس ڈیلوری پائسیبل ہے کیا؟ ہم سرجری نہیں کروا سکتے۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"

وہ اسکی شرٹ کا کولر دبو چتی نوح کے نزدیک سر کی، وہ سچ میں خوفزدہ تھی۔

"ابھی تک تو کرن کے بقول کوئی ایسی کمپلیکیشن نہیں کہ تمہاری سرجری

ریکمنڈ ہو۔ اور تمہیں پتا ہے سرجری کتنی بھیانک ہوتی ہے۔ تم کتنے ماہل

نہیں پاؤ گی۔ شاید ہمیشہ کے لیے بھالو بن جاو۔ استنبول کے ایک ہوسپٹل میں

ٹونز نارمل پین لیس ڈیلوری ٹکنیک لاؤنچ ہوئی ہے۔ اس سے وہ لیڈی کے

پیٹ سے ٹانگوں تک کا حصہ ایک الگ طرح سن کر دیتے ہیں۔ اور تم بے فکر

رہو۔ اگر نارمل ڈیلوری تمہاری جان پر خطرہ بنی تو میں سرجری ہی چوز کروں

گا۔ لیکن نارمل ڈیلوری بچوں اور ماں کے لیے بہترین ہوتی ہے۔ تم اور وہ دونوں بہت سے مسائل سے بچ جاو گے"

وہ اسکے ڈر کو بہت مہارت سے زائل کر چکا تھا، وہ سمجھ بھی گئی۔

"آپ پاس ہوں گے ناں میرے؟"

وہ ابھی بھی ڈری تھی۔

"ہاں۔ تمہارے بہت پاس۔ زیادہ بین نہیں ہو گا۔"

وہ اسکے بال سنوارتا اسکا سر چومے بولا۔

"مطلب تھوڑا ہو گا؟"

وہ پھر روہانسی ہوئی تو نوح مسکرایا۔

"میں ہاتھ پکڑ لوں گا تو وہ بھی فیل نہیں ہو گا۔ ایکجولی یہ قدرتی چیزیں ہیں تو

ٹیکنالوجی جتنی بھی فاسٹ ہو ابھی اس درد کو مکمل ختم کرنے کی صلاحیت

نہیں پاسکی۔ پھر یہ بھی تو دیکھو تمہارے پیروں میں جنت آجائے گی۔ اتنے بڑے عہدے اور مرتبے کے لیے میری بہادر روح تھوڑا درد تو سہہ ہی لے گی۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟"

وہ اسکا چہرہ تکتا محبت سے بولا جس پر وہ جلدی سے سر ہلاتی نوح کے سینے سے جا لگی۔

"کرن ہی کی دوست ہے استبول کے ہو سپٹل میں جواب سے تمہارا کیس ہینڈل کرے گی۔ میں ویک اینڈ پر تمہارے پاس آ جایا کروں گا۔ تم ماما اور بابا کے ساتھ یہ ریسٹ ڈیزے کھل کر جینا میری جان"

وہ اسے خود سے لگائے کل کے بعد کے بارے سمجھا رہا تھا، نامہ نے سر اٹھاتے نوح کو دیکھا۔

"مجھے آپ ویک اینڈ کے علاوہ بھی اگر چاہیے ہوئے تو؟"

وہ لاڈ سے بولی، جبکہ نوح نے اسکی ٹھوڑی پر پکڑ جماتے چہرہ مزید اوپر کرتے
اسکی سانسوں کو مزید اپنے استحقاق سے مہکایا۔

"تو میں اڑ کر آ جاؤں گا تمہارے اور ان دونوں کے پاس"

وہ نوح کے پھر سے دو کے حوالے پر روہانسی ہو کر اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرے
شوخی و دلسوز مسکرائی۔

"یہ دو ہیں۔۔۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا"

وہ پھر سے جذباتی ہوئی۔

"یس۔ یہی تو سر پر اتر تھا۔ خوش ہوناں؟"

وہ اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے مان سے بولا۔

"بہت بہت بہت خوش۔"

نامہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، دونوں کی توجہ میسج ٹون نے کھینچی جو نامہ کے موبائل پر آیا، نوح نے جھک کر اسے اسکا میٹرس پر رکھا فون اٹھا کر دیا، نامہ نے جلدی سے اوپن کیا۔

"بات مان رہا ہوں تیری۔"

وہ پڑھتے ہی ہنسی جبکہ نوح کو سمجھ نہ آئی یہ بیٹی بے ابا حضور سے کونسی بات منوائی، نوح کے سوالیہ نظر ڈال کر پوچھنے پر وہ مسکرا کر اسکے کان میں کچھ بولی جسکے بعد کامیابی سے اب نامہ کی مسکراہٹ پھر ہنسی نوح ادا دوغان کے ہونٹوں تک منتقل ہو چکی تھی، دونوں ہی ہنس پڑے تھے۔

جبکہ بالکونی میں وہ دو کھڑے رات کی خاموشی ساتھ کھڑے انجوائے کر رہے تھے، ٹھنڈی ہو ا موسم کو سہانا کر رہی تھی۔

"صارم"

وہ اسے سامنے دیکھتے ہی پکاری، صارم نے جلدی سے فاطمہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"ہم تو ابھی بھی ہسبنڈ وائف کی طرح ہی رہ رہے ہیں پھر تمہیں شادی کی اتنی بیقراری کیوں؟"

وہ صارم کی توجہ پائے اسکی طرف دیکھتے بولی، لہجہ اشتیاق سے لبریز تھا۔

"آپکو اپنی برائڈ بنے دیکھنا چاہتا ہوں"

شوق سے لبریز جواب۔

"اور ہنی مون بھی کہا تم نے"

وہ اسے جانے کیا کہنا چاہ رہی تھی۔

"ہاں وہ بھی۔"

وہ ہاں میں ہاں ملا گیا، وہ ساتھ سے سامنے آئی، اسکے چہرے پر بلا کا اطمینان
براجمان تھا۔

"اسکے علاوہ"

وہ اب کی بار جو پوچھنا چاہ رہی تھی صارم سمجھ گیا تبھی تو کھل کر ہنسا، وہ اسکے
سینے پر ہاتھ مارتی گھوری۔

"آپ کو پتا ہے سنگنگ کمیٹیشن میں پارٹ لے رہا ہوں میں وہ
انٹرنیشنلی، پانچ ماہ کا یہ ہیونج ایونٹ ہے۔ اور اس کمیٹیشن کے ونر کو از میر
کے بہت بڑے میوزک بینڈ کے ساتھ جڑنے کا موقع بھی ملے گا اور اسکو اپنی
وائف کے ساتھ ملائشیا اور ایسے مزید پانچ بڑے اور مہنگے ملکوں کا چھ ہفتے کا
فری ٹور بھی۔ تبھی اس ایونٹ کے رزلٹ سے پہلے ہمیں پراپر شادی کر کے
رجسٹر ہونا پڑے گا"

وہ اب بھی متاثر نہ ہوئی، فاطمہ گل کو امپریس کرنا معمولی بات تو نہ تھی۔

"اچھا۔ تو بس یہ وجہ ہے مجھ سے شادی کی؟"

صارم نے حیرت سے فاطمہ کو دیکھا، اتنی بڑی بات پر اس لڑکی کا اتنا عام سا رد عمل۔

"ویٹ آمنٹ! آپ کیا پوچھنا چاہ رہی ہیں جانم؟"

وہ ایک سیکنڈ لگائے بنا اسے اپنے سینے سے جوڑتا خاصے ذومعنی انداز میں آیا، فاطمہ کی پلکیں آنکھوں پر لرزیں۔

"کچھ نہیں۔ یہ بتاؤ کمپیٹیشن جیت جاو گے؟"

وہ ٹال گئی پر صارم ہوا اور کچھ ٹل جائے، ایسا ممکن ہی کہاں تھا۔

"پہلے یہ بتائیں آپ کس بارے جاننا چاہتی ہیں۔ اسکے بعد میں آپکو کچھ گا کر

سنا سکتا ہوں۔ آپکی ڈیمانڈ والا"

وہ فاطمہ کو بری طرح اپنے قبضے میں کر چکا تھا، وہ اب بچ کر نکل نہیں سکتی تھی۔

"مجھے لگا شاید تم اس لیے شادی کے لیے بیقرار ہو کہ ہم اپنا رشتہ آگے بڑھائیں۔۔۔ میں کتنی سٹوپڈ اور بگھڑ گئی ہوں، اف"

وہ اپنی بات کہے خود ہی نیلی پیلی ہو گئی جبکہ صارم اسے وارفتہ نظروں سے دیکھے گنگنانے لگا، اسکی مدھر منمنناہٹ سنتے ہی وہ دم سادھ گئی۔

"Bir güzellik yapsana, gece benle kalsana

Kitabına uydur gel, uysa da uymasa da"

(Do me a favor, spend the night with me

Try to wangle it, even if it fits or not)

فاطمہ منہ پر ہاتھ رکھے شاکڈ ہنسی، وہ اتنی حسین آواز رکھتا تھا کہ وہ حیران و پریشان ہو گئی۔

"Çekeceğin var elimden, alacaklıyım teninden

Ne dediğimi anladın sen, acil durum uyansana"

(You have to struggle with me, i'm the claimant of
your skin

You understood what i meant, it's an urgent state,
wake up)

وہ اپنا سونگ گنگنا بنا بند کرتا اس حیران جانم کا پھر سے سرچو متا مسکرایا۔

"تم تو بہت حسین گاتے ہو، تم سچ میں جیتو گے صارم"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتی چہکتا ہنسی جبکہ صارم بے خود مسکرایا۔

"بلکل جیتوں گا اور شادی کا سب سے بڑا مقصد وہی ہے جو آپ نے stupidity اور بگھڑنے کے سنگ سوچا، بس میں زر اڈیسنٹ بنا ہوا ہوں کچھ عرصہ کے لیے۔ یہ مت سمجھیں مجھے آپ کی پڑی نہیں۔"

وہ اپنے لہجے کو مزید عاشقانہ بنائے فاطمہ کو شرمانے اور سمٹنے پر مجبور کر گیا، وہ اپنے چہرے کی سرخیاں چھپاتی جلدی سے اسکی بازوؤں میں چھپ گئی، اور چاند بادلوں کی اوٹ میں جا کر چھپا کیونکہ اس سے بھی اتنی خوبصورتی دیکھی نہ گئی اور لاج آگئی۔ زہے نصیب!

وقت کی ایک اچھی عادت ہے وہ جیسا بھی ہو گزرنے لگتا ہے، نامہ استبول آگئی توفیر وز اور دیشا کا اسے اکھٹا وہ پیار ملا جسکی وہ ہمیشہ حسرت کرتی، وہ دو اس پر سے آنکھ نہ ہٹاتے، نوح اپنے وریام ہو سپٹل کے علاوہ بھی کئی فلاحی کام جو وہ اپنی ماما کے نام پر کرتا، جاری و ساری رکھے مزید دنیا پر چھا رہا

تھا، ریس سے جیتے پیسے بدستور کینسر جیسے موذی مرض کا علاج بن رہے تھے
 ہاں پر وہ ہر ریس میں نامہ کو تب تک مس کرنے والا تھا جب تک انکے بچے
 دنیا میں نہ آجاتے، صارم اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنے پیشن میں بڑی ہو
 گیا، فاطمہ قدم قدم اسکے ساتھ تھی۔ مانیہ اور امائل کی زندگی بھی مست
 تھی، اور پھر یہ چار ماہ گزرتے پتا ہی نہ لگا، نوفل اور نوال نامی دو بیش قیمتی
 دولتیں ان روح کے ساتھیوں کو عطا کی گئیں، پین لیس ڈیلوری بس نام کی
 تھی کیونکہ نامہ کو تو دن میں تارے نظر آگئے جب اس نے ایک سی تکلیف
 دہری سہی لیکن اللہ نے اسے ہر عورت کی طرح اس کمزور وقت ہمت دی
 پھر نوح بھی اسکے ہمہ وقت ساتھ رہا، سب کی دعائیں رہیں کہ نوفل اور نوال
 سلامت اور بنا کسی کمپلیکیشن کے پیدا ہوئے اور نامہ بھی ٹھیک رہی، پر یہ
 تین چار ماہ اس پر قیامت تھے، بہت عاجز اور تنگ کر دینے والے، سب ہی
 نامہ اور بچوں کے لیے فکر مند تھے کیونکہ وہ نازک سی تھی جب سے ٹونز کا پتا
 چلا سب ہی ایکسٹرا پریشان رہے مگر جب ان دونہے وجودوں کو چھوا سب کی

فکریں لافانی خوشی اور سکھ میں بدل گئیں، خود نوح ادا دوغان کو پھر سے اپنی روح سے عشق ہوا۔

"تم ٹھیک ہو نامہ؟"

بچوں کو اس نے لیبر روم میں بھی سرسری دیکھا، بس نامہ کی پڑی تھی جسکا سانس رکنا دیکھنا نوح کے لیے بھی دل دہلا دینے والا منظر تھا، وہ اسکی بیوی نڈھال ہو کر بھی نوح کی فکر پر مسکرائی کہ ایسے موقعوں پر جب شوہروں کو بچوں اور گھر والوں سے فرصت نہیں ہوتی وہ تب سے نامہ کے پاس تھا جب سے وہ اس تکلیف سے گزر کر سکون میں آئی تھی۔

"آپ مت روناور نہ میں بھی رو دوں گی۔ گزر گیا وہ مشکل وقت"

نامہ نے اسکی اپنے ساتھ جاگی آنکھیں دیکھتے وارن کیا، کیونکہ گزشتہ شب سے نامہ ہو سپٹلمز تھی اور مسلسل وہ لیبر پین سے گزری تھی، اک لمحہ بھی

نوح نے اسے اکیلا ہونے نہ دیا، وہ چینی چلائی، روئی، سب دیکھا تبھی وہ بھی
مر جھایا ہوا تھا، یہ باپ بننا اتنا آسان نہ تھا جتنا اس نے سوچا تھا۔

"بہت مشکل تھا۔ تمہیں پتا ہے تم مجھ پر چلائی بھی۔ میں ڈر گیا یہ دو مکے نہ لگا
دے"

وہ شکوہ کرتا معصوم لگا۔

"تو کیا کرتی اس پین لیس انجکشن کے باوجود جان نکل رہی تھی۔ فلاپ ہیں
یہ ساری ٹکنیکس نوح، ٹیکنالوجی کبھی بھی اتنی فاسٹ نہیں ہو سکتی، قدرت
سے مقابلہ نہیں کر سکتے یہ لوگ۔ اب جب میں اس درد سے گزر کر نکل آئی
تو مجھے لگتا ہے وہ درد بھی سپیشل تھا۔ بہت الگ۔ جیسے وہ ہو بھی رہا تھا پر مجھے
ہیل بھی کر رہا تھا"

نوح نے جھک کر اسکا ماتھا چوما، وہ اس سے ایسی ہی امید رکھ رہا تھا، اسکی نامہ
سچ میں بہادر تھی۔

"تمہارا ہر درد دوا بنانے کے پورے جتن کیے۔ پھر بھی اس ناقابل برداشت درد کے لیے معاف کر دو روح۔ میں بہت مضبوط سمجھتا تھا خود کو پر اس والی بے بسی کا ادراک تو آج ہوا کہ ہاتھ پیر بندھے ہونا کسے کہتے ہیں۔"

وہ اسے محبت سے دیکھتا اپنی آنکھوں کے گوشے گلابی پڑنے سے روک نہ سکا۔

"مجھے بیٹھنے میں مدد کریں میں آپکو ہگودوں تاکہ حوصلہ آئے آپکو۔ میری جان نکال رہے ہیں ایسے اداس ہو کر"

وہ زرا لیٹے لیٹے بھرائی سی آواز میں بولی تو نوح نے اسے پکڑ کر اپنے سینے لگایا، وہ خود بھی سنبھلنے کے لیے یہی چاہتا تھا، نامہ نے کافی دیر اسے اپنے ٹھیک ہونے کی تسلی دی اور جب وہ روبرو ہوئی، وہ موصوف آنکھیں گیلی کیے نامہ کو بھی جذباتی کر گئے۔

"میرے نوح کدھر ہیں۔ یہ رو تو بے بی تو مجھے خود سے پھر پیار کروا بیٹھے گا۔ میرے لیے رو کر زیادہ ہاٹ لگتے ہیں آپ یونوناں۔ اور ابھی تو کس بھی اچھے سے نہیں کر پاؤں گی۔ لگ رہا ہے پوری سن ہوں۔ سو جھی ہوئی بھی ہوں تو اس بگ بوائے کی بازوؤں میں بھی نہیں آؤں گی"

وہ خود بھی آواز کو بھرنے سے روک نہ سکی جبکہ نوح نے خود ہی اسکو کس کی، سوفٹ اور بے حد سکون دیتے انداز میں۔

"تم ہر حالت میں جان ہو میری۔ یہ جسم اس بگھڑی حالت میں تبھی کیونکہ میرے بچے جنم دیے اس جسم نے۔ نو ماہ انکو اپنے اندر رکھ کر

سنجھالا۔ تمہیں کیا پتا نامہ یہ ایک عورت کی اپنے شوہر کے لیے بہت بڑی قربانی ہوتی ہے۔ کاش ہر مرد سمجھ سکے۔ پر میں تو اس کے لیے سانس سانس

اللہ کے بعد تمہارا شکر گزار ہوں۔ میرا دل میری جان میری ہر سانس تم سے جڑی ہے۔ تم نے میرے لیے اپنا اتنا خوبصورت فگر گنوا یا، اپنی نیند اپنا

آرام۔ اپنا کمفرٹ۔۔۔ تم صحیح معنوں میں جان ہو میری"

وہ اسکا چہرہ چومتا اسے بے حد مان دے کر رلا گیا، وہ یہی سوچ رہی تھی اس نے ایسا انوکھا تو کچھ نہیں کیا، اس نے بس وہی کیا جو روز اول سے ہر عورت کرتی آئی ہے پر وہ یہ سوچ کر اترائی کے اسکے پاس نوح ادا دوغان ہے جو عام مردوں جیسا نہیں، وہ بہت پیارا ہے۔

"مجھے خوشی ہے میں یہ کر پائی۔ میں آپکو سکھ دے پائی۔ آئی لو ویو سوچ نوح مجھے اتنا موٹا بھینس ہونے کے باوجود بھی پہلے سے زیادہ پیار دینے کے لیے تھینکیو۔ مجھے گود میں اتنا ہیوی ہو کر بھی اٹھانے کے لیے۔ لیبر پین میں میرا ہاتھ نہ چھوڑنے کے لیے۔ میں بہت خوش ہوں۔ فکر بگھڑنے کی کبھی ٹنشن نہ دینے کے لیے، کیونکہ آپ نے ثابت کیا آپکو میری بس بھاری سانس ادا س و غمزہ کرتی ہے اور کچھ نہیں"

وہ اس وقت بہت زیادہ کمزور پڑ رہی تھی، آواز آنسوؤں میں ڈھل رہی تھی پر نوح نے اسے گلے لگا کر مضبوط کیا۔ اسے سنبھالا۔

پھر نرس انکے بیسر بھی لے آئی جنہیں دیکھ کر وہ پھر سے جی اٹھے، جذباتی ہوئے، دونوں ان سے مل چکے تھے پر پھر سے باری باری گود میں لے کر اور سکون ملا۔

"آپ کے ٹونز میں سے ایک بہت Calm گرل ہے جبکہ دوسرا بہت ہی بے چین اور روڈ، اس نے مجھے گھور کر دیکھا۔ آپکے اینگری بوائے نے۔ میں اس ہو سپٹل کی سب سے خوبصورت نرس ہوں ادا سر"

وہ نرس جو بچوں کو لائی، شکوے کرتی جا رہی تھی اور نوح نامہ مسکرا کر ایک دوسرے کو ان کارناموں پر ستائشی نگاہوں سے خراج تحسین پیش کر رہے تھے، مطلب بیٹی چلی گئی ابا پر اور بچے جی کے لچھن سارے اماں جیسے تھے، نرس بھی خفا ہوئی کہ وہ دو مسکرا رہے تھے۔

"تم یہ سوچو نرس کہ کل کو ہم اس اینگری برڈ کے لیے رشتہ ڈھونڈنے میں کتنے ہلکان ہونے والے ہیں۔ جب یہ تمہیں گھور سکتا ہے تو پھر کتنا حسن

پرست ہو گا، اوہ گارڈ۔ میری روح + ڈرائیور بیوی تم نے اسے اپنے جیسا
کیوں پیدا کر دیا۔ نرس! میرا دکھ تم سے بڑا ہے"

وہ خود بھی سر تھام گیا جبکہ نرس ہنسی اور نامہ

نے اپنی ایکٹنگ کی دوکان بنے نوح ادا دوغان کو کمر میں کس کر مکا ٹھوکا تھا، وہ
اب ہلی ہوئی بیوی سے ایسے پٹنے کا مستحق تھا، نرس تو بچوں میں لگ گئی اور وہ
دو ایک دوسرے میں۔

دوغان ولای میں نوفل اور نوال کی آمد کے ساتھ ہی صارم اور فاطمہ کی دو ماہ
بعد شادی بھی فکس کر دی گئی تاکہ نامہ زرا بہتر بھی ہو جائے اور دونوں
پٹا کے بھی زرا جان پکڑ لیں کیونکہ نوفل بھلے ہیلتھی تھا پر نوال بہت ویک
تھی، شاید بھیا جی نے اس کے حصے کا بھی کھالیا جسکی تلافی وہ نوال کا ہاتھ پکڑ کر
کر تا نظر آتا۔

یہ دو ماہ تو ان پٹاکوں کی شادی میں گزرے اور ساتھ ساتھ صارم نے فائنلی کمپیشن جیت کر سبکو حیران کر دیا، اسکی سیلبریشن بھی شادی کے ساتھ ہوئی، نوح نے اپنا وعدہ پورا کرے اپنی جمع پونجی لگاتے صارم کا گاڑیوں کے شوروم کا خواب بھی پورا کر دیا، شادی سابقہ شایوں سے زیادہ دھوم دھام سے ہوئی، سب بہت خوش تھے اور خود فاطمہ اور صارم بھی جنکی زندگی مزید ایگزٹ ٹریک پر آگئی تھی، الحمد للہ!

وہ ڈور کھولے انٹر ہوا ہی کہ فاطمہ گل باہیں پھیلانے مسکراتی صارم پر مزید نشہ ساطاری کرتی ملی۔

"میرا راک سٹار"

وہ شرم واداکا پیکر بنی بھی اسے بے تکلفی سے پکاری تو محترم زرا مزید چوڑے ہوتے اسکی طرف بالوں میں اداوشوخی سے ہاتھ پھیرتے بڑھے۔

"سوری فاطمہ گل، راک سٹار تو پرانا عہدہ ہو گیا۔ اب تو میں آپکا آفیشلی
ہسبنڈ ہوں۔"

وہ حصار میں رکا پر ابھی فاطمہ گل کی خود کے اطراف کھلی باہوں کو نہ سمیٹا
تھا، وہ تو صارم کو خوش آمدید کہہ رہی تھی پر بھول گئی وہ تو کسی ویلکم کا محتاج
نہیں۔

"آفیشلی ہسبنڈ بہت کیوٹ لگ رہا ہے"

وہ کھلے ہاتھ سمیٹے اسکی دونوں گالوں کو پکڑے کھینچ گئی، صارم نے اسکے
ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دباتے قدم بڑھاتے فاطمہ کو دیوار سے پن
کر دیا تو وہ کمر دیوار سے لگنے پر اسے گھبراہٹ میں مبتلا دیکھنے لگی۔

"سب کہہ رہے تھے میں اس فیملی کا سب سے hottest گروم لگ رہا
ہوں۔ اور آپ کیوٹ کہہ کر میری ہائٹس کا بیڑا غرق کر رہی ہیں۔ اس پر
آپکو سزا ملے گی"

وہ اسکے دونوں ہاتھ کلائیوں سے پکڑ کر دیوار سے لگاتا سنسنی خیز انداز میں
ڈراتے بولا۔

"یہ تم لڑکے کیوٹ کہنے پر غصہ کیوں کرتے ہو، اور کس نے ایسی جرت کی
کہ میرے حق پر ڈاکا ڈالا۔ یہ تو مجھے کہنا تھا تمہیں۔ دیکھو تبھی کیوٹ کہا
کیونکہ یہی بچا تھا میرے پاس"

وہ سوالیہ ہوئی پھر خفا اور اختتام پر خفا لگی جبکہ صارم اس ایک لڑکی کے
چہرے پر یہ ایسے ہزاروں موسم ایک ساتھ آن ٹکے دیکھتا مبہوت نہ ہوتا تو
کیا کرتا۔

"کیوٹ اس لیے غصہ دلاتا ہے کہ میں نے اتنی تیاری آپکے ہوش اڑانے کو
کی تھی نہ کہ آپ مجھے کیوٹ کہہ کہہ بلش کریں۔ سب لڑکے ایسے ہی تپتے
ہیں۔ رہی بات اس حق کی تو دنیا جہاں اک طرف، آپکے لٹائے حق ایک
طرف۔۔۔ آپکے پاس ابھی سے سب ختم ہو گیا جانم؟ ابھی تو ساری رات

مجھے آپ سے اپنی تعریفیں سننی تھیں۔۔ میرے ساتھ اتنی بڑی نا انصافی کریں گی کیا؟"

وہ سراسر سنجیدہ، بے خود و مدہوش لگاجب اس نے فاطمہ گل کے چہرے کے اک انچ رک کر آنکھیں ملاتے یہ سب کہا، وہ سننے سے زیادہ اسے محسوس کر رہی تھی، وہ محسوس کن حد تک خوبصورت لگ رہا تھا، حسین مہک رہا تھا۔

"مجھے تعریفیں سننی تھیں، میں تمہاری کیوں کروں۔ دلہا، دلہن کی کرتا ہے۔ تم مجھ سے ڈانٹ کھانا چاہتے ہو کیا؟"

زرا پر اعتماد ہوئی وہ اپنی کلائیوں پر لگے صارم کے ہاتھ کے شکنجے آزاد کرنے کے جتن میں پوری حرکت میں آتی مچلی تو صارم نے اسکی کلائیوں کو تو آزاد نہ کیا البتہ زرا پیچھے ہٹ کے اس مچلتی فاطمہ گل کو ضرور سر سے پیر تک دیکھا، وہ ویڈنگ ڈریس میں شرارہ لگ رہی تھی۔

"میں آپ سے آج ڈانٹ بھی سن لوں گا کیونکہ میں بہت عجیب و غریب
حرکتیں کرنے والا ہوں"

صارم نے دونوں فاطمہ کی کلائیوں کو اوپر سر کی جانب دیوار پر ایک ہاتھ میں
پکڑتے دوسرے ہاتھ سے اپنی ٹائی لوز کی اور اسے کھینچ کر کھولتے اس نے
فاطمہ کی گھوریوں کو چنداں اہمیت نہ دیتے اسکی کلائیوں کے گرد ٹائی کو
باندھا۔

"ہے تم کیا کر رہے ہو، میرے ہاتھ کیوں باندھ رہے ہو؟"

فاطمہ نے اسے گھورنے اور ڈرنے کے بیچ پکارا جو فتحمندانہ تاثرات لیے
فاطمہ کے ویڈنگ ڈریس پر لگا ریڈ ربن کھولتا اسے دیکھ رہا تھا، گہری
پر استحقاق نگاہوں سے جو فاطمہ گل کے پورے وجود پر چیونٹیاں بنے رینگ
رہی تھیں۔

"کیونکہ آپ کا مچلنا مجھے ڈسٹرب کر رہا ہے"

وہ ریڈر بن اسکی سلم کمر سے کھولتا پرے اچھا ل گیا تو فاطمہ نے آگے سرکتے صارم کی گردن پر بوکھلاہٹ میں اپنے دانت گاڑ دیے، صارم کراہا، اسے ہاتھ بندھی جانم سے ایسی امید رکھنی چاہیے تھی۔

"تم باندھ لو میں پھر بھی ہلوں گی۔ دیکھو زرا"

وہ مسلسل ہلتی مزاحمت کرتی گئی جبکہ صارم نے کچھ دیر اسکی زچ کرتی حرکت دیکھی پھر اسکے ہاتھ واپس دیوار سے پن کرتے دوسرے ہاتھ سے فاطمہ گل کے ڈریس کے پیچھے بنے بٹن پر ہاتھ لے جا کر روک گیا کیونکہ وہ دبا سا کراہی تھی، صارم کی گردن میں گھستے اک ان کہی التجاء کی جو بھاری سانسوں کی زبان میں صارم کی گردن میں ہی کہیں حائل ہو گئی۔

"I love you"

وہ ہاتھ ہٹاتا اسکی بندھی جکڑی کلائیوں کا ہار جھٹ سے اپنی گردن میں پرو کر فاطمہ کی گال پر لب مسلتا بولا، جیسے کوئی ظالم بنتے بنتے مہربان ہو گیا ہو۔

"مجھے غصہ دلا کر یہ مت کہو"

وہ روہانسی ہوئی۔

"اچھا پہلے آپ کا غصہ دور کرتا ہوں"

وہ بندھی فاطمہ کے ہاتھ کھولنے لگا جب وہ ہاتھ پیچھے کرے صارم کو روک گئی، وہ شوخ ہوتا ہنسا، یعنی اسکی قیدی اب رہائی چاہتی ہی نہ تھی۔

"غصہ تم ایسے بھی اتار سکتے ہو، مت کھولو۔ ورنہ تھپڑ پڑ جائے گا"

وہ وارننگ دیتی بھی سراسر مسکراتی معلوم ہوئی۔

"آپ مجھے تھپڑ ماریں گی۔؟ سچ میں؟"

وہ حیرت انگیز حد تک خوش ہوا، فاطمہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دی کہ اب وہ مجبور کر چکا تھا۔

"نہیں۔ میں اتنے پیارے چہرے کو بس پیار دے سکتی ہوں"

وہ فوراً سے نظریں اور لہجہ شیریں کر گئی، صارم نے سراہتی تائیدی نظروں میں فاطمہ کا چہرہ بھرا۔

"مجھے لگ رہا ہے آپ اظہار محبت کرنے کی کوشش میں ہیں"

وہ گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاتا آہستگی سے فاطمہ کی کلائیوں کے گرد بندھی ٹائی کھولنے لگا اور کھلتے ہی وہ ہاتھ صارم کے بالوں پر پھیرتی انگلیاں بالوں میں داخل کرے صارم کے مزید قریب ہوئی۔

"میں نے اتنے ماہ بہت بار کیا، تمہیں پتا نہیں چلا؟ جب جب میں تمہارے ساتھ ہنسی، مسکرائی، گلے لگی، تمہارے ساتھ ایون بیٹھی، سوئی، واک کی۔ وہ سب میرے اظہار ہی تو تھے کہ تم پوری دنیا میں میرے لیے سب سے خاص ہو"

وہ اب کی بار اسکے چہرے کو مخمور نگاہوں میں بھرتی بولی، انداز بے حد محبوبانہ تھا۔

"میرے نزدیک اظہار کی تعریف کچھ الگ ہے سینئر"

وہ اسکی تھر تھراتی پلکوں کا رقص، سینئر پر تھمتا محسوس کیے محظوظ ہوا۔

"کیا ہے وہ؟"

وہ بے چین ہوئی۔

"وہی جو ہمیشہ میں نے ہتھیائی۔ آپ نے کبھی نہیں کی"

صارم کی نظروں کا فوکس فاطمہ گل کے گلابی ہونٹ تھے، وہ سمجھ کر بھی

انجان بنی۔

"مجھے تمہاری آنکھیں ڈسٹرب کر رہی ہیں"

وہ ہاتھ ہٹاتی دور ہونے لگی جب صارم نے اسے بازو سے پکڑے واپس اپنی

طرف پلٹایا۔

"میں سب کہہ نہیں پاتا، بے شرم اور بے باک ہونے کے باوجود پر میری آنکھوں کو تو اجازت دیں سب کہنے کی سینئر"

وہ دوسری بار اسے پھر اس نام سے پکارا تو وہ اور تپی۔

"ہٹو۔"

وہ اسکا حصار جھٹک کر جھکتی نیچے گری ٹائی اٹھانے لگی۔

"کیا کرنے لگی ہیں۔ میرے ہاتھ باندھنے ہیں اب؟ لیں"

وہ فاطمہ کے ارادے بھانپتا جلدی سے ہاتھ آگے کر گیا پر فاطمہ نے نفی

کرتے وہ ٹائی آگے قریب رکتے دھیرے سے صارم کی آنکھوں پر باندھ دی، وہ بے حد دلکش مسکرایا۔

"یہ ہاتھ باندھنے سے زیادہ رومٹک لگ رہا ہے سینئر"

وہ اسکی بے قابو زبان سے جھنجھلائی کہ آنکھیں پٹی تلے دب گئی ہوں پر وہ لب کچھ بھی ہانکنے کو زبان کے ساتھ آزاد تھے۔

"سینئر کہنا بند کرو۔ مجھے میرے نام سے پکارو"

وہ اسکو نرمی سے تنبیہ کر گئی، صارم کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"فاطمہ۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید بولتا وہ ہاتھ کی پوریں اسکے ہونٹوں پر جماتی اسے بروقت روک گئی۔

"بس اتنا ہی کہنا تھا"

WWW.MERWAMIRZANOVELS.COM

صارم نے اسکی مخملی سرگوشی سنی پھر اس نے فاطمہ کی گرم مہکتی سانسیں اپنے ہونٹوں پر بکھرتی محسوس کیں، وہ پیچھے ہوئی پھر اس نے صارم کی گردن پر بنے نشان پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھے جنکی ملائمت اس کے نرم

انداز سے مل کر آفت خیزی مچا گئی، ابھی وہ کوئی شکوہ کرتے بازو فاطمہ گل کے گرد تنگ کرنے ہی لگا جب صارم کو وہ ہونٹ اپنے ہونٹوں سے جڑتے انکا حصہ بنتے محسوس ہوئے، وہ اپنے بازوؤں کی گرفت تنگ کرتا اسے اپنے وجود کا حصہ بنانے لگا۔

"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں صارم۔ اسکا احساس مجھے تب ہی ہو گیا جب تم ہو اسپتال تھے اور تمہیں بے جان دیکھ کر میری جان نکل رہی تھی۔ لیکن میں اسکا بار بار اظہار نہیں کر سکتی نہ مجھ سے ہوگا، تمہاری آنکھوں میں دیکھ کر تو یہ سرے سے ناممکن ہے۔ میں جانتی ہوں تم اس وقت مجھے دیکھنا چاہتے ہو پر میں تم سے ہمیشہ شرماتی رہوں گی یہ مجھے لگتا ہے۔ لیکن ایسے تمہاری بند آنکھیں مجھے ہمت دے سکتی ہیں کہ میں تمہیں تمہارا ہر سکھ دوں، تمہاری الٹی سیدھی ساری فرمائشیں پوری کر دوں۔ تو تم اس سے کم فریبل رہو گے ہمیشہ؟"

وہ اپنے ہاتھوں میں اسکی گردن بھرے اسکے بہت پاس بولی کہ صارم کو لفظ اس لڑکی کے ہونٹوں سے نکل کر اپنے ہونٹوں کو چھوتے محسوس ہوئے۔

"آنکھوں میں دیکھ کر بات بڑھتی ہے جانم، ایسے کیسے ہم آگے بڑھیں گے؟ مجھے آگے بڑھنا ہے"

وہ بیقرار ہوا، تشنگی سی لب و لہجے سے چھلکی۔

"میں آگے بڑھاؤں گی ناں۔ بس تم پیٹ نہیں ہٹا سکتے۔ تم بہت شریر ہو"

وہ شرم و حیا میں لپٹی منمنائی۔

"تو پھر دور مت رہیں۔ اک لمحہ بھی دور مت ہوئے گا۔ کر سکیں گی ایسا؟"

وہ اسے واپس خود سے جوڑتا سرگوشی سے بھی مدھم بولا تو فاطمہ نے جلدی

سے سر ہلایا۔

"کر لوں گی۔ تم بہت پیارے لگ رہے ہو ویسے بھی۔ میرا دل چاہ رہا تمہیں
پیار بھرے کئی اظہارات دوں"

وہ اسکی بند چھپی آنکھوں کے باوجود بلش کر رہی تھی، چہرہ گلال چھڑک رہا
تھا۔

"تو دیر کس بات کی ہے۔ جلدی کریں پھر سونا ہے۔ کل ہماری فلائیٹ
ہے۔ چھ ماہ ہم کسی کو نہیں ملنے والے جانم"

وہ اسے ہنس کر اکساتا اور پیارا لگا پر اس سے پہلے وہ مزید بے باکیوں پر
اترتی، وہ صارم کے گلے لگی، شدت بتا رہی تھی وہ صارم دوغان کے ساتھ
کس قدر خوش ہے جبکہ وہ شوخا تو بچاری فاطمہ کے اظہارات شروع کرنے
سے پہلے ہی گستاخیوں پر اتر چکا تھا کہ اس بچاری نے جوزا بے باکی دیکھائی
اب توبہ کر لی، لیکن اب دیر ہو چکی تھی، وہ ڈیسنٹ بنا صارم بگھڑنے کے
دہانے پر آچکا تھا۔

جبکہ سب کچھ سمیٹ کر خوشی کا جیتا جاگتا وجود اپنے سامنے محسوس کرتے نامہ اور نوح اس وقت اپنے دونوں بچوں کو سویا دیکھ کر مسکرائے کیونکہ نوال ادا دوغان کا ہاتھ نوافل ادا دوغان کے ہاتھ میں تھا، وہ ہمیشہ نوال کا ہاتھ نیند میں بھی پکڑ لیتا تھا۔

"یہ بڑا ہو کر آپکی طرح پروٹیکٹیو بگ بوائے بنے گا۔ اسکی ابھی سے حرکتیں محافظوں والی ہیں کیوٹ ہے ناں؟"

وہ محبت سے دونوں کو دیکھتی نوح کا چہرہ دیکھنے لگی جو اپنے بچوں کو نہیں نامہ کو دیکھ رہا تھا۔

"کیوٹ تو تم ہو گئی روح۔ بس اس سے زیادہ سمارٹ مت ہونا۔ پیٹ اندر چلا گیا۔ اب یہ گال تھوڑے باہر رہنے دینا میرے لیے"

وہ اسکی گال پر پیار دیتا لاڈ سے حکم صادر کر کے یہ بھی بتا گیا اسے یہ گالیں باہر کیوں چاہیں۔

"جیسا آپ کہیں۔ یہ بتائیں مجھے ڈرائیور کی جاب واپس ملے گی سر؟"

وہ جلدی سے اسکے حصار میں آتی دونوں بازو نوح کی گردن میں پرو گئی، وہ حیرانگی سے مسکرایا کہ ان دو بچوں کی چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی کے باوجود یہ میڈم ڈرائیور بننے کا حوصلہ لائی کہاں سے ہیں۔

"اب تمہیں جاب کی کیا ضرورت۔ میرا ہاتھ کافی بہتر ہو گیا۔"

وہ اسی مسکراتے انداز میں بولا پر نامہ نے فوراً نفی میں سر گمایا۔

"مسٹر نوح وہ ایکچولی میری Rolls-Royce ابھی بھی آپکے قبضے میں

ہے۔ اسے نوح ادا دوغان کے قبضے سے چھڑوانے کا بہانہ لگا کر میں تا عمر انکی

ڈرائیور رہنا چاہتی ہوں۔ میری سادگی دیکھیں کہ کیا چاہتی ہوں"

وہ آنکھیں پٹیٹاتی سراسر شرارت کے موڈ میں اتری تھی کہ نوح بے اختیار

ہنسا۔

"مسٹر سر سب کہنا بند کرو پھر کچھ سوچوں گا"

وہ شوخا ہوا۔

"میری جان! اب ٹھیک ہے؟"

وہ شوخ سامسکائی۔

"پرفیکٹ۔ تم جب بھی Rolls-Royce کی قیمت پوری کر لیا کرو گی میں تمہاری کوئی اور چیز ہتھیالوں گا۔ تاکہ تم آخری سانس تک میری کچھ زیادہ ذاتی رہو۔ ڈیل ڈن؟"

وہ اب کی بار مسکراتا ہوا لین دین پر اترآ، وہ ہنسی۔

"اف میری تو پر چیز آل ریڈی ہتھیالی اس لٹیرے

نے۔ دل۔ جان، اختیار، فکر، ہائٹس۔ میں آخری سانس تک آپکی نوح۔ عالم

ارواح سے شروع ہوتا یہ ساتھ تا قیامت جڑا رہے گا اور ممکن ہے اس

دوسری دنیا میں بھی آپکو حوروں کے بجائے یہ چڑیل ہی تھما دی جائے کہ لو
نوح اسے بس تم ہی سنبھال سکتے ہو۔ چاہیں تو میں اپنی ہر ہر سانس آپکے پاس
گروی رکھ دوں؟"

ایسی باتیں کرے وہ نوح کو پھر اکسار ہی تھی کہ یہ جو دو ماہ لگا کر فکر منٹیں ہوا
اسے پھر سے وہ بگھاڑ ڈالے، وہ اسے اپنے سینے سے لگاتا آسودہ سانس بھر
گیا۔

"مجھے اس دوسرے جہاں بھی تم چاہیے ہو، میری ہر دعا کا آغاز ہی یہاں سے
ہوتا ہے۔ اور نوافل نوال کی پیدائش کے بعد ہی تم اصل ہاٹ ہوئی
ہو۔ میری ان آنکھوں سے دیکھو۔ تمہاری خود پر ہی نیت خراب نہ ہوئی تو
کہنا۔"

اف یہ آدمی حد کرتا تھا، وہ زور سے اسے بازوؤں میں کس گئی۔

"نا کریں۔ ابھی یہ دونوں اُگے بھی نہیں اور آپ میرا پھر موڈ بنا رہے ہیں۔ ویسے نوح آپ نے نوٹ کیا ہم سب کے نام این سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ اتفاق تھا ناں؟"

وہ جلدی سے روبرو ہوئی تو نوح نے اسکا ماتھا چوما، وہ نوح ادا دوغان کی زندگی تھی اسکے ساتھ جو بھی ہوتا تھا وہ نوح کی مرضی اور دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا۔

"میں نے انکے نام خود این سے رکھے۔ تاکہ یہ کیوٹنس برقرار رہے۔ تم ابھی بھی ویسی ہی بھولی نامہ ہو جسکا مجھ ظالم نے اچانک سے آکر فوکس بگھاڑ دیا"

وہ بہت وقت بعد اپنے روائتی تکیہ کلام کو سننے ہنس دی ساتھ نوح بھی ہنسا، دونوں بے انتہا خوش تھے۔

"مانیہ اور کرن امید سے ہیں۔ فائنلی"

وہ اسکے گلے لگی ہی بولی تو نوح نے شوخ سی سہانگی دی۔

"ہنہ لیٹ قمرز۔۔۔ مانتی ہوناں تمہارا نوح فاسٹ ہے"

وہ مغرور ہوا تو نامہ نے اسکے سوال پر نوح کی گردن لاڈ سے چومی۔

"جی نہیں۔ میں فاسٹ تھی۔ بڑے آئے فاسٹ کے کچھ لگتے۔۔۔ اب

چھوڑیں مجھے میرے بے بیز چاہیں مجھے جانے دیں"

وہ اسکے حصار سے مچل کر اس سے پہلے نکلتی، نوح نے اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھے

اپنے سینے سے نامہ کی پشت جوڑتے گردن کے پیچھے کا وہی حصہ اپنے ہونٹوں

سے چوما جو نامہ کے بہکنے کا ویک اور پیک پوائنٹ تھا۔

"مجھے بھی میرا بے بی چاہیے، یہ والا"

وہ اسکی سرگوشی پر نوح کی طرف گردن گما کر دیکھنے لگی اور اتنا مبہوت

ہوئے دیکھا کہ وہ آدمی اول اول دنوں سا بیقرار ہوتے ہی نامہ کو اپنی

سانسوں کے جال میں پھنساتا اپنے قبضے میں کر چکا تھا اور وہ جانتی تھی خود

چڑھیل ہے تو یہ بندہ بھی جن سے کم نہیں، وہ حسین ترین لگتے، جب جب ساتھ ہنستے کہ اک دوسرے کی کمیاں بڑے مان سے دور کی تھیں۔

صارم اور فاطمہ کا ولیمہ دھماکے دار ہوا جسکے ساتھ ہی مانیہ اور اماٹل کی گڈ نیوز سیلبریٹ کی گئی، مانیہ کے پریگنسی گین کرنے میں مشکلات آئی تھیں پر اللہ نے کرم کیا اور فائنلی طبیبہ کرن صاحبہ بھی اس منصب پر فائز ہو

گئیں۔ سب کی زندگیوں میں ٹھہراؤ آگیا، کوئی اکیلا نہ تھا، سب کے پاس کندھے پر سر رکھنے، ہاتھوں کو تھام کر چلنے والا ہمدرد تھا، جبکہ میکائل دوغان کے خوابوں میں آتی عنایہ دوغان اب راضی تھی، وہ اکیلے ہو کر بھی سب سے مسرور فرد تھے کیونکہ اب انکے کندھوں پر کوئی بوجھ نہ رہا تھا، خوشی یہ نہیں کہ ہمارے پاس بہت سی دولت، آسائشیں اور آسانیاں ہوں، خوشی یہ ہے کہ ہمارا ضمیر مطمئن ہے، ہمارے کندھوں پر کوئی ندامت کا بوجھ

نہیں، ہم ایک اچھی نیند بنا زحمت سے گزرے لے سکتے ہیں۔ جہانگیر
عالدین کے خواب پورے ہو گئے تھے، انکی نانا بننے کی خواہش روحا اماٹل

قریشی نے پوری کی تور ہے سہے سارے دکھ مٹ گئے، اور امتاب مہمت اور
کرن کے رشتے کو نشاط مہمت نے مکمل کیا، جبکہ صارم اور فاطمہ کی زندگی
ابھی شروع ہوئی تھی، وہ دو آزاد پنچھی تھے جنکو ایک دوسرے کے سوا ابھی
اور کچھ درکار نہ تھا۔

دیشاب بدل گئی تھی، اس نے اپنی ہر غلطی کی تلافی کر لی، اس نے اب فیروز
سلطان کو سرکا تاج رکھا تبھی ملکہ بنی ورنہ تا عمر اس نے دربدری میں بیتا
دیے، خرد صاحب اور ثریا بھی پرسکون تھے، پچھتاوے اور خسارے بہت
پیچھے رہ گئے، دکھ اور تنہائی کے طوق گلے سے ہٹ گئے، آسانیاں
آگئیں، سلطان ولا آباد ہوا اور اپنے انہی ملکینوں کے سنگ جن سے ان درو
دیوار کو رغبت تھی، نامہ کامیکہ آباد ہو گیا، نوال اور نوفل کا ننھیال بس
گیا، کتنی بڑی خوش قسمتی تھی کہ اس لڑکی نے ایک دردناک بچپن کے
عوض ایک آسودہ زندگی کا انعام پایا کیونکہ وہ صابر و شاکر تھی، وہ مضبوط
تھی، وہ ہار ماننے والوں میں سے نہ تھی، نوح کی زندگی ہر شکوے اور آزر دگی

سے پاک تھی، وہ اپنی عنایہ کو میکائل دوغان واپس دلا کر بری ہو گیا، اب عنایہ کی یادیں اور روح ادا کے بچے انکا مرہم بننے کو کافی تھے۔

روح ادا کے اکاونٹ کی دن بدن بڑھتی فین فالونگ اب اس کیل کو از میر اور استبول دونوں کا فیورٹ بنا چکی تھی پر پھر کہانی میں یہ ٹویسٹ آیا کہ اب سب کے لاڈلے نوال اور نفل تھے، انکے روح ادا کے لاڈلے، روح ادا کے ہر فین کی جان! اور ہم سبکی بھی۔ زہے نصیب!

The End ♥

ایس مروہ مرزا کے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

اپنے رائے کا اظہار کرنا نہیں بھولیں۔ آپکے تبصروں کی منتظر مر وہ!

